

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

INDEX

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

الْقُرْآنُ الْمُبِينُ

مَوْجُودٌ فِي



ناشران: شریعہ جنرل بک محنتی انصاف پریس لاہور
ریلوے روڈ

ترجمہ و تفسیر قرآن مجید کے متعلق حضرات علمائے کرام کے ارشادات

۱۔ از جناب رئیس الحفاظ حضرت علامہ حافظ کفایت حسین صاحب قلم مدظلہ

زبان اردو چونکہ ایک محدود قسم کی زبان ہے جس میں اس امر کی گنجائش کم ہے کہ کوئی شخص اپنے تمام ذہنی مقاصد کی کما حقہ ترجمانی کر سکے خصوصاً زبان عربی کا ترجمہ جس کی وسعت اہل علم سے مخفی نہیں ہے اردو میں کیا جانا آسان کام نہیں ہے۔ علی الخصوص قرآن حکیم کے مفہیم کو اردو زبان میں ترجمہ کرنا کم از کم میرے خیال میں محال کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک جتنے تراجم زبان اردو میں ہوئے ہر ایک کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ اس سے بہتر ہو سکتا ہے۔ جناب مستطاب فضائل آبا مولانا سید امداد حسین شاہ صاحب قلمی اے دام محمد جم نے بھی قرآن مجید کا ترجمہ کیا ہے۔ جناب موصوف نے کوئی شک نہیں کہ بڑی محنت اور جانفشانی فرمائی ہے اور کوشش وسیع پایغ فرمائی ہے کہ حتی الامکان دیگر تراجم سے خاص امتیاز حاصل ہو جائے اور مفہوم بھی واضح ہو جائے میں نے اس ترجمہ کو جا بجا سے دیکھا ہے اس میں مندرجہ ذیل امور خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

(۱) ترجمہ عام فہم اردو زبان میں کیا گیا ہے (۲) حاشیہ پر بعض مشکل الفاظ کے لغوی معنی مصدر مشتقات اور اس کے کچھ صیغے بھی بیان فرما دیئے ہیں جس سے مطلب کے سمجھنے میں آسانی ہو گئی ہے (۳) بعض انبیاء کرام علیہم السلام جن کا ذکر قرآن میں آیا ہے اور بعض دیگر اشخاص کے مخصوص حالات مغیرہ احادیث اور مستند کتب سے حاشیہ پر راجع فرمائے ہیں (۴) بعض مفسرین کے ان اقوال سے بھی بحث کی گئی ہے جو غلطی پر مبنی ہیں اور اس کے ساتھ اپنا صحیح نظریہ بھی پیش کیا ہے اور اپنے نظریے کی تائید میں اقوال معصومین بھی پیش فرمائے ہیں (۵) ایسے الفاظ کی بھی توضیح کر دی گئی ہے جو ظاہر نظر میں اشتباہ کے حامل تھے مثلاً واحد کی جگہ جمع کا صیغہ اور جمع کی جگہ واحد کا صیغہ وغیرہ وغیرہ (۶) اس میں خاص خوبی یہ ہے کہ کوئی لفظ یا کوئی فقرہ ایسا نہیں ہے جس سے کسی قدر کی دل آزاری ہو۔ اتحاد بین المسلمین کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے (۷) حضرات اہل سنت کی تفاسیر سے بھی بعض مقامات پر استنباط کیا گیا ہے تاکہ ہر مسلمان کے لئے کارآمد ہو سکے۔

مجھے اُمید ہے کہ اس ترجمہ سے اہل اسلام کو کافی فائدہ پہنچے گا اور امید ہے کہ مومنین اس کو اپنے گھروں میں رکھنے اور اس کو پڑھنے کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

گنہگار۔ کفایت حسین عفی عنہ ۱۸ اکتوبر ۱۳۹۷ھ

۲۔ لفظ الاسلام بشیر المملۃ حضرت علامہ محمد بشیر صاحب قلم انصاری مدظلہ

باللہ سبحانہ و تعالیٰ جناب مستطاب فضائل آبا سید الطیاب حضرت مولانا سید امداد حسین صاحب قلمی دام محمد العالی مولف مصنف کتب عدیدہ و سرپرست معارف اسلام کے ترجمہ قرآن اور تفسیری نوٹ کے بعض مقامات نظر قاصر سے گزرے مآشا اللہ موصوف نے کافی جدوجہد اور عرق ریزی سے بہترین سلیس ترجمہ فرمایا ہے اور حتی الوسع تفسیری نوٹ میں احادیث اہلبیت علیہم السلام کو ملحوظ خاطر رکھا ہے مآشا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور مومنین کو استفادہ کی توفیق عطا کرے۔ لائق مددائش اور قابل صد مبارکباد ہیں جناب الحاج ملک صدق علی صاحب عرفانی دام محمد العالی کہ انہوں نے مضاف کمپنی کے مقصد اعلیٰ کی تکمیل میں کامیابی حاصل فرمائی ہے۔ واللہ اعلم محمد بشیر بقلمہ

ضیغہ پاکستان حضرت علامہ مرزا احمد علی صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ الحمد للہ و احسانہ کہ ہمارے عزیز و فخر سادات مخزن برکات تاج مبلغین جناب املاہ العلماء صانہ اللہ عن ابلاہ الیہ املاہ حسین کاظمی کی دن رات کی محنتوں کا نتیجہ ترجمہ و تفسیر المتقین سلیس با محاورہ پاکستان کی شاہی زبان اردو میں ایسا نفیس اور عمدہ ہے کہ ہر دیکھنے والا اس کی تعریف کرے گا اور ہر پڑھنے والا حفظ اٹھائے گا اور ہر طالب حق اس کے حروف و لفظوں اور جملوں میں حق کو پائے گا میں آخری بار سے کہے چاہیے صفحوں کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ جزاھم اللہ خیرانی الدنیاء والاخرۃ۔ جناب مستطاب علی القاب حاجی ملک صادق علی صاحب عرفانی اور ان کا مایہ انتھار انصاف پریس جو ملک ملت اور تمام مسلمین اور تمام مومنین کی خدمت کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ایسا عمدہ جہی لٹریچر چھاپ رہا ہے جس کی مثال ہندوستان میں نہیں ملتی۔

مرزا احمد علی۔ آئی ۸۸۵۔ کچھو رگلی۔ اکبری دروازہ لاہور۔ مغربی پاکستان

قاضی شریعت حضرت علامہ مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ! مجھے یہ دیکھ کر قلبی مسرت ہے کہ انصاف پریس لیڈ کو ایک مدت سے بیشعف تھا اور ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ قرآن مجید کی خدمات انجام دے۔ خدا کا ہزار ہا شکر کہ عالی جناب مولانا سید املاہ حسین صاحب کاظمی نے کافی جدوجہد اور عرقریزی کے بعد ان کی یہ تپا پوری کر دی۔ اور بیحد و بلیغ ترجمہ و حواشی سے مزین کر کے پیش فرمادیا۔ انشاء اللہ احسن الجزاء۔ میں نے چند مقامات پر ترجمہ اور حواشی پڑھے ہیں۔ مجھے زیادہ مسرت یہ ہے کہ مولانا ممدوح نے اسے تفسیر اہل بیت علیہم السلام کے مطابق لکھنے کی پوری کوشش کی ہے میری دعا ہے کہ خداوند آپ کی اور انصاف پریس کی یہ خدمت منظور و قبول فرمائے۔ آمین۔ مرزا یوسف حسین عفی عنہ میا نوالی

آفتاب پاکستان حضرت علامہ حافظ سید ذوالفقار علی شاہ صاحب قبلہ مدظلہ

باسمہ سبحانہ میں نے موجودہ قرآن پاک کے ترجمہ اور تفسیر المتقین کے بعض جدید و جدید مقامات پڑھے۔ بلاشبہ یہ انصاف پریس کا ایک بہترین کارنامہ ہے جس کی موجودہ زمانہ میں اشد ضرورت تھی۔ اور قابل صد ستائش و مبارکباد ہیں جناب علامہ سید املاہ حسین صاحب کاظمی قبلہ مدظلہ جنہوں نے دن رات کی عرقریزی سے کام لے کر اس ترجمہ اور تفسیر کو ایک قلیل عرصہ میں اتمام تک پہنچا دیا۔ خداوند عالم انہیں تادیر زندہ و سلامت رکھے تاکہ ایسے کارناموں میں مزید اضافے ہوں جو آئندہ نسلوں کے لئے گنجینہ اور ترجمہ ممدوح کیلئے باقیات الصالحات کا کام دیں۔ ہمارے الحاج عرفانی صاحب مدظلہ کا کیا کہنا۔ انہوں نے تو اپنے تنہا ایسے کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے جن کی مذہبی دنیا میں اشد ترین ضرورت تھی۔ جزاھم اللہ جبہ الجزاء و مدظلہما بحق محمد و آلہ الامجاد

ذوالفقار علی شاہ

جلال پور جٹاں ۹/۱۱

باقی آراء مضطر پر دیکھیں

دنیا کی صحیح ترین عظیم کتاب

تقریباً صدائے حقیقت و حیدر خباب منطاب حضرت مولانا مولوی السید مصطفیٰ حسین نقوی صدر الانا فاضل مولوی فاضل مدظلہ العالی علی روس الموالی مذاہب عقائد کی رو سے آسمانی کتابیں چار ہیں۔ تورات۔ زبور۔ انجیل۔ قرآن۔ ان میں سے ایک مجموعہ عہد نامہ قدیم کہلاتا ہے ایک عہد نامہ جدید۔ قرآن مجید نہ عہد نامہ جدید میں ہے نہ عہد نامہ قدیم میں۔ یہ مستقل کتاب مقدس جس طرح نازل ہوئی۔ اسی تقدس و اہتمام کے ساتھ و فزاول سے آج تک اور آج سے قیامت تک محفوظ رہے گی۔ ایک لفظ۔ ایک حرف۔ ایک نقطہ بھی کسی بشر کی پسند یا پسند سے کم و بیش نہیں ہوا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک ہر مسلمان قرآن مجید اپنے پاس رکھنے، حفظ و تلاوت کرنے، سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کرتا رہا۔ صد ہا ملکوں، لاکھوں شہروں میں اربوں نسخے شائع ہوئے بے شمار تفسیریں بے انداز ترجمے لکھے گئے عیسائی۔ یہودی۔ بدھ مت، ہندو، سکھ، پارسی پڑھے لکھوں نے اس سے فیض اٹھایا۔

ہر صاحب ہوش و حواس نے جاننا ہے کہ قرآن مجید جیسی مفید و اہم کتاب دنیا میں موجود نہیں، انسانی ترقی، اخلاقی برتری دین دنیا میں معتدل ہم آہنگی، فرد و جماعت۔ ایک اور سب قوم اور وطن گھر اور دنیا میں زندگی بسر کرنے کے قاعدے بتاتی ہے تہذیب علم ہمدردی کا شوق دلاتی ہے، یہی کتاب خدا سے ڈرنے، دنیاوی طاقتوں کو بیچ سمجھنے کا سبق دیتی ہے۔ اپنے عیب اور دوسروں کی اچھائیاں اپنے عمل اور دوسروں کی ناکامیوں پر غور کرنے کی دعوت دیتی ہے۔

قرآن مجید میں لکھا ہے کہ چاند، سورج، ستارے، ہوا، پانی، زمین، آسمان، پھول کانٹے، غرض ہر چیز میں قدرت خدا کو دیکھو اللہ کا یقین حاصل کرو، سائنس، تاریخ اور دوسرے علوم کو خدا کی معرفت حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھو، جس بات جس طریقے سے کفر کی بو، خدا کو نہ ماننے کا خیال ہو اس راستے کو چھوڑ دو۔

مسلمانوں نے اس پاکیزہ کتاب پر ہمیشہ غور کیا اس کے حرف حرف کو گنا، لفظ لفظ کو حل کیا۔ ایک ایک حرف کو سمجھا۔ اور اس پر عمل کیا۔ ہر مسلمان کو فخر ہے کہ وہ قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ ہر مومن کو خوشی ہے کہ قرآن اس کا رہنما ہے۔ خوش نصیب ہے وہ مرد جو اس سے فائدہ اٹھائے۔ خوش قسمت ہے وہ عورت جو اس سے فیض پائے۔

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب کی توضیح آپ کے کام کی تفصیل، مقصد نبوت کا تذکرہ قرآن مجید میں متعدد مقامات پر موجود ہے جن میں سے ایک جگہ ارشاد ہوا ہے۔ لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً منہم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلیٰہم الکتاب وعلکمتہ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین آل عمران آیت ۱۰ رسول کے چار منصبی فرائض ہیں۔

۱۔ جو آیات نازل ہوں وہ پڑھ کر سنانے ۲۔ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرے ۳۔ تعلیم کتاب و نکات آیات سمجھانے (۴) حکمت و شریعت و احکام نبلائے ۔

گویا نزول قرآن مجید کے ساتھ ہی تجوید کا کام شروع ہوا تلاوت قرآن میں مختلف قبائلی لہجوں لغوی اختلاف، معنوی فرق کا لحاظ ہوتا ہوگا۔ یعنی آپ تنزیل کے مطابق تلاوت فرماتے تھے۔ سامعین اسے قرا آسنے اور اپنے لہجے کے مطابق اسے سمجھ لیتے تھے اس آیت یا آیات کی روشنی میں آپ ان کے عقاید کی اصلاح فرماتے اور یوں ترکیب نفس کی منزل ختم ہوتی۔

ان دوسروں کے بعد تشرائے الفاظ، صالح ذہن رکھنے والے افراد کو تعلیم دیتے۔ یہ تعلیم کیا ہے تشریح مقصد تفسیر معنی تحلیل مضمون، بیان مقصد اور اہتمام و تقسیم مدعا۔ یہ تقریر حاضرین کی صلاحیت و استعداد کے مطابق ہوتی تھی۔ کسی موقع پر مختصر کسی موقع پر مبسوط عرفان باری، توضیح احکام، تشریح، مذاب و ثواب کی طرف متوجہ کرنے والے تفصیل ہوتے ہونگے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تفسیر ابتدائی دور میں تجوید، قرات، اخلاق و بیان، نکات و تزکیہ و اصلاح نفس کے مضمون پر مشتمل تھی۔ آنحضرت تقریر فرماتے تھے اور نازہ اسلام فاطمین جس فلسفیانہ بیان کے اہل و تحمل ہوتے ہوں گے۔ اسی قدر روشنی ڈالی جاتی تھی جو لوگ تفصیلات کے شوقین تھے وہ الگ بھی سوال کرتے ہوں گے۔ جیسا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

مجھے ہر آیت کے شان نزول، وقت نزول، انداز نزول کے بارے میں مکمل علم ہے۔ میں کبھی خود پوچھ پوچھ کر مطالب سمجھتا تھا، کبھی حضرت خود بیان فرمانے لگتے تھے۔ شب و روز ساتھ رہنا دن رات کسب فیض کرنا میرے لئے اتنا مفید ہوا کہ ایک ایک نقطے سے ہزار ہزار فقرہ کھل گئے۔ اب اگر مسند قضا و فیض پچھاوی جائے تو میں صرف قرآن مجید و رسالت مآب کے علوم کی روشنی میں علم تو راستہ و انجیل پر اس قدر عبور حاصل کر چکا ہوں کہ ہر کتاب کے پرستار و عقیدت مند کو اسی کتاب کی روشنی میں اپنے فیصلے سے مطمئن کر سکتا ہوں۔

ابن عباس اور دوسرے مفسرین، صحابہ اور تابعین اگر دیانتداری سے روایت کرتے ہیں، قرآن مجید کے کسی نکتے کی تشریح فرماتے ہیں تو علی ابن ابی طالب علیہ السلام اس کے سرچشمہ و راوی اول قرار پاتے ہیں۔ حدیث و تفسیر کے دفتر سے حضرت علی علیہ السلام کی روایات کی تنقیح و جمع و ترتیب کر کے دیکھئے تو ایک باقاعدہ فنی و علمی دستاویز تیار ہو جائے گی۔

عرب کے سابق علماء اور ایران کے ماہرین اسلامیات نے جو یادگاریں ہمارے پاس چھوڑی ہیں۔ ان کا مطالعہ بتاتا ہے کہ ان کے نزویہ تفسیر، حل لغات اور بیان اسلوب کا نام تھا۔ ترکیب لغوی، تحلیل صرفی، بیان حقیقت و مجاز، اسناد شعراء اقوال علماء اور اختلاف قرات اور بعض تاریخی یا فقہی نکتوں پر آیت کی تفسیر ختم ہوتی تھی۔

فلسفہ یونان اور عقائد کے اثبات، اختلاف علماء کے پھیلنے سے یہ رجحان پیدا ہوا کہ قرآن مجید سے اپنے اپنے دعووں پر دلیل دی جائیں۔ معتزلہ، اشاعرہ، مجسّمہ، مرجئہ، ماترید یہ جیسے فرقوں نے تفسیر کو مناظرہ، مناظرے کو محاذ و بنا دیا اور جہل جو علمی مسائل عام اور فلسفی مطالعہ پھیلا قرآن مجید پر گفتگو کا اسلوب اسی قدر پیچا رہا سمجھا جانے لگا۔ آخر کار تفسیر شکوک و ادہام بے غلط

واہام کا شکار ہو گئی اور فخر الدین رازی نے اس انداز پر آخری سنگ میل نصب کر کے موضوع ختم کر دیا۔ اب تفسیر کی قسمیں کی جانے لگیں۔ تفسیر ادبی۔ تفسیر تشریحی۔ تفسیر کلامی۔ تفسیر صوفی۔ تفسیر فلسفی۔ ادبی تفسیر میں حل لغات، بیان حقیقت و مجاز، استعمالات عرب، اسلوب قرآن کی توضیح سے بحث کی گئی۔ ہماری کتابوں میں شیخ ابو جعفر طوسی کی التبیان۔ جامع ترین کتاب ہے۔

تفسیر تشریحی میں ادب کے ساتھ دیکھی اس کے بغیر، روایات، تاریخ، بحث و نظر و اجتہاد پر مواد جمع کیا گیا۔ طبری اس فن کا جامع اور تقریباً خاتم بھی ہے۔ لیکن سیوطی کی درمثور و ماخبرین میں ممتاز ہے۔ خالص روایات ائمہ علیہم السلام کا ذخیرہ ماختم بحرینی نے البرہان میں جمع کر دیا۔

تفسیر کلامی، معتزلہ و شاعرانہ کی بحث تیسری صدی کے آخر میں شروع ہوئی۔ زمخشری نے کشاف اور فخر الدین رازی نے فتوح الغیب میں اس بحث کو میدان جنگ میں بدل دیا۔ ہمارے مفسرین میں ابوالفتوح رازی اور کاشانی۔ ملا صدرا شیرازی اور سب کے آخر میں مولانا سید علی حائری لاہوری نے مختتم کام کیا۔

تفسیر صوفی، وحدت الوجود، کشف و شہود پر اعتقاد کا دور شروع ہوا۔ تو ابن عربی سے لے کر غزالی تک کے تاثرات تفسیر پر اثر انداز ہوئے۔ پھر صوفیوں کے مکاتیب فکر کے ساتھ ساتھ مفسرین کے رجحانات نے اس میں تنوع پیدا کیا ہندوستان میں اس کا علمی نمونہ ہمامی کی تفسیر اور بعض پاکستانی سابقین کے تفسیر ہیں۔ شیعوں میں معتزلہ تصوف کی ہلکی سی جھلک عافی میں پائی جاتی ہے۔

تفسیر فلسفی، فلسفہ تاریخ کی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا، یونانی فلسفہ، الہیات اور طبیعیات کے مفروضات و منقولات کے انداز پر شروع ہوا۔ اور اب اجتماع، نفسیات، تاریخ، سائنس اور علت احکام کے مباحث تک پہنچ چکا ہے۔ مذہب کی تعبیر جدید، فقہ کی نئی تشریح، عقاید کا تبلیغی اور بیانی تذکرہ، گزشتہ مسائل کا نئے اسلوب سے تذکرہ، اسلام کا بین الاقوامی تصور، قومی اور ملکی ترقی، فرد و جماعت کے فرائض و حقوق، سیرت رسول، احکام خداوندی کو نئے زاویوں سے دیکھنے اور سمجھانے کی کوشش نے علما کو تقریباً اچھوٹے رنگ سے آشنا کر دیا ہے۔ جدید سائنس نے اپنے انواع و اقسام کے پھیلاؤ سے لوگوں کو ذہنی آوارگی اور نسلی مطلق العنانی سے دوچار کر رکھا ہے۔ عربی مزاج ادب سے دوری۔ فلسفہ جدید کے سامنے سپر انڈیا ختم ہونے کے جذبہ نے علما کو نیا چیلنج دیا ہے۔

ضرورت ہے کہ قرآن مجید میں رجا بس شعور، دینی حقیقتوں سے سرشار ذہن، تعلیمات رسول سے بھرپور واقفیت، علوم اسلام سے مکمل باخبری کے بعد نئے مسائل کا جائزہ لیا جائے۔ پھر وسیع مطالعہ اور عظیم الشان ذخیرہ کتب سامنے رکھ کر مفصل، مدلل اور معیاری تفسیر لکھی جائے۔ جو ماضی کا آئینہ اور حال کے لئے چشمہ سیرابی اور مستقبل کے لئے مینار روشنی ہو۔

پاکستان و ہندوستان میں شیعہ تالیف جتنی قدیم ہے۔ اتنی ہی غیر مربوط بھی ہے۔ غیروں کی اکثریت، اسلام و کفر کا مقابلہ اپنیوں کا ظلم و ستم کچھ ایسا سا ہے کہ ہمیں ہر ٹھکانے، سرحد کو سمجھنے، اپنی کہنے اور دوسروں سے مقابلہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ غرضی اُسے تو انہوں نے ہمیں قسطی و باطنی و روافض کہہ کر کھل دیا۔ غلام اور غفلت آئے۔ انہیں ہمارے معابد و مکاتب دیکھانے، ہم سندھ سے دکن پہنچے وہاں ابھی جم کر بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اٹھائے گئے سات سو برس اودھ میں سرچھپا یا مگر پھیلنے سے پہلے بادِ محوم نے گلہاٹے نو شکستہ کو زور دے کر دیا۔

علماء نے تفسیریں لکھیں مگر ناپید۔ علمائے درس و تہ سے تفسیریں کے سلاطین نے تفسیریں لکھیں تو سنہوں سے نظامِ اعراب نے دکنی دربار میں غرائب القرآن پیش کی مگر وہ شافعی تھا۔ ملا مبارک نے منبعِ بیرون المعانی مغل دور یا شیر شاہی عہد میں لکھی تو اسے زمانے نے ضائع کر دیا۔ فیضی نے سواطع الالہام لکھی تو بیچارہ یہ نہ کہہ سکا کہ وہ شیعہ ہے یا سنی۔ ملا فتح اللہ شیرازی نے سورہیں رس دیا مجسمِ نعمت خاں علی نے تفسیر قرآن لکھی مگر کون ہے جو ان شیعوں کے دفتروں کو دفتروں سے ڈھونڈے۔ جب تالیف لکھنے والا شیعہ ملا احمد غسوسی اور شیعہ عقاید پر اتہامات کا و فیضیہ نوالہ نور اللہ شومتری عوام اور حکومت کے ہاتھوں سخت ترین تکلیفیں برداشت کر کے ختمی شہادت پائے تو قیاس کیجئے کہ ملک میں کیا کیا جاسکتا تھا۔

زندگی گزارنا مشکل تھا، شیعہ، خو مخوار، وحشی، کافر، گمراہ، زندقہ تھا، شب و روز الزامات و اتہامات کی بھرمار تھی۔ وقت کی پکار نے کہا۔ ہندوؤں کے مقابلے میں قرآن مجید و حدیث کی طرف سے دفاع و حمایت کا کام کرنے والے بھائی زندہ ہیں۔ تم آلِ محمد کے مشن کی توضیح کرو۔ ہمارے علماء تشیع کے تعارف و تحفظ میں مصروف ہو گئے اور جب عقاید کی توضیح سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ان کے برادرانِ یوسف نے قرآن کی تفسیروں میں بھی انہیں معاف نہیں کیا، اس لئے فقہ و تالیف کو الگ موضوع قرار دے کر آیات کے بارے میں اپنے روایات و اعتقادات کے پیش نظر حریفوں کے استدلال کا جواب اپنے نظریات کا اثبات، آلِ محمد کے فضائل کا بیان، قرآن مجید کے روایتی مفہوم کی تشریح کی۔

سنی تفسیر میں ادبِ لغت و تالیف پر جو کام ہو چکا تھا اسے اس لئے نہ چھڑا کہ وہ ہمارے نزدیک بھی وہی تھا جو ہوا۔ البتہ جہاں جہاں اختلافی باتیں تھیں وہاں توٹ لکھے، جہاں جہاں چھپر سچا رنگ گئی تھی وہاں لبادی ظلم کے طور پر جواب دئے۔ اصول عقاید کو براہِ راست بیان کیا اور چونکہ اب تک احادیث کے اس ضخیم مجموعے کو بالکل نظر انداز قرار دیا گیا تھا جو آلِ محمد سے متعلق ہیں اس لئے ان کی طرف توجہ دلائی گئی اہل سنت کے رویے کا رد عمل یہ ہوا کہ مطامع، جواب استدلال، منظرہ تفسیر باطنی، تشریح باطنی، تشریح روایتی ہمارے علماء کا دستور ہو گیا مولانا سید علی۔ مولانا محمد عباس ترجمہ تفسیر کاشانی، مولانا بقول احمد، مولانا محمد علی، مولانا فرمان علی، مولانا غلام علی، زبرک حسین، اولاد حمید رفیق سید احمد شاہ فاطمی مرزا احمد علی صاحبان نے اپنی تفسیروں اور حاشیوں میں مجبوراً اسی اسلوب کو اپنایا۔ جناب بادشاہ حسین اور افتخار حسین صاحبان کے انگریزی تراجم و حواشی میں بھی یہی رنگ رہا۔ اگرچہ مولانا سید ابوالقاسم اور ان کے فرزند مولانا سید علی صاحب قبلہ حائری نے نواصیح التنبیہ جیسی عظیم و ضخیم تفسیر لکھی۔ مگر انتہائی وسعت نظر و ذخیرہ کتب کے باوجود چھبیس مکمل جلدیں مسائلِ مناظرہ ہی سے بحث کرتی ہیں شانِ مثل احکام، ادب، لغت اور تشریحِ آیت، فلسفیانہ بحث ہے مگر دینی و دنیوی سی — بلاشبہ کہا جاسکتا ہے۔

نواصیح التنبیہ تفسیر اور طبقات الانوار۔ حدیث و مناقب میں اسلامی مناظرے کے دو بے مثال شاہکار ہیں۔

جن میں سے ایک پاکستان اور دوسرا ہندوستان سے تعلق رکھتا ہے۔

زیر نظر تفسیر مختصر اور ترجمہ بھی اسی فضا سے متعلق، اسی پس منظر پر مبنی، اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ہمارے محترم کرم فرما، بزرگ دست گرامی قدر بھائی، ابوالفضل ثانی جناب مولانا سید امداد حسین صاحب مدظلہ قید کاظمی المشہدی اب سے راج صدی پہلے کے مناظر، مدرس، خطیب اور صاحب قلم ہیں۔ آپ خاندانی لحاظ سے علوم آل محمد سے وابستہ، ذاتی لحاظ سے درس نظامی میں اب سے پچیس برس پہلے کے مولوی فاضل ہیں، فارسی پنجابی کشمیری سے پوری طرح واقف اور بعض مضامین میں صاحب ہیں۔ علوم مغربی میں بی اے، سائنس، نجوم، جفر، مناظرہ، حدیث اور قرآن مجید سے خصوصی شغف رکھتے ہیں۔ مدلول سے آپ کی تقریر و تحریر میں قرآن مجید کے حوالے آتے رہتے ہیں۔ ہر موضوع پر قرآن مجید سے فائدہ اٹھا کر لکھتے ہیں، براہ راست فقہ تفسیر یا لڑائے اور ماہ نامہ معارف اسلام کے مضامین آپ کے ذوق کے آئینے ہیں۔ مولانا قابل مبارک دہیں کہ ترجمہ و تفسیر کا یہ اہم نازک، پیچیدہ مشکل اور انتہائی ذمہ دارانہ کام بہت تھوڑے عرصہ میں مکمل کر لیا جو صرف ذہنی یکسوئی، پوری توجہ اور سابقہ شوق کا نتیجہ ہے۔ ورنہ ایک سال میں اتنا طولانی کام اس سیف سے سمیٹنا اتنی تھوڑی مدت میں اتنے بڑے کام کو ختم کرنا آپ کی حسن نیت، توکل بخدا اور باوجود دبائیت تقریباً لی اللہ ہونے سے یقین ہے کہ امداد غیب، تائید الہی، نصرت محمد و آل محمد علیہ السلام حال ہوئی۔ اور میں نے جن جن مقامات کو دیکھا ہے ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کس قدر ملک کامیاب و فائز المرام ہوئے۔

ترجمہ لفظی اور نحوی و صرفی پابندیوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ حواشی غیر مناظرانہ اور مختصر و سادہ زبان میں لکھے گئے ہیں جہاں کہیں عقیدہ و عمل کی بحث ہے وہاں افراط و تفریط سے وامن بچایا ہے۔ حتی الامکان تفسیر صافی اور روایات آل محمد کے بغیر کوئی بات کہنے سے اجتناب فرمایا ہے نہ دعوئے اجتہاد ہے نہ خیال برتری۔ جو لکھا ہے وہ اپنے نزدیک صحیح اور غیر مضمر سمجھ کر لکھا ہے سمجھنے میں لغزش اور لکھنے میں سبقت قلم بڑے بڑوں سے ہوئی ہے تو اب کسی یار رائے انا ولا غیر ہی ہے۔ دعا ہے کہ

خداوند عالم اپنی رحمت کاملہ شامل حال فرمائے اور اس مخلصانہ کوشش کو شرف قبول سے سرفراز فرمائے۔

قاری اور مطالعہ کرنے والے حضرات کو توفیق حسن نیت بخشے کہ مسامحت سے مؤلف کو باخبر کریں۔

جناب عرفانی صاحب بھی قابل تحسین ہیں اور مستحق دعا بھی کہ انہوں نے اس کام میں انہماک و دل چسپی لی۔

اللہم احفظنا عن ذلالت القلم و سقطات الکلم بحق نبیہ الاکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

عبد المذنب المجانی سید مرتضیٰ حسین عفی عنہ ۲۳ صفر ۱۴۰۸ھ

۱۹۳۲ء ریاست پونچھ کے ہرالس ہمارا جگت دیوسنگھ نے انجمن جعفریہ کے جلسوں کی صدارت، اس شرط پر منظور فرمائی کہ مولانا امداد حسین صاحب تقریر کریں گے۔ مولانا کی تینوں تقریریں سن کر وہ اور عام مسلمان اور احمدی اس قدر متاثر ہوئے کہ انجمن اہل سنت (پونچھ) کی طرف سے تین جلسے اور ہوئے اور ہمارا جہ بنفیس نفیس تشریف لاتے رہے۔ ہمارا جہ نے شاہی جہان اور شاہی اعزاز کے ساتھ آپ کو رکھا۔ باقاعدہ ایکس توپوں کی سلامی، شاہی سواری شاہی عملہ ساتھ رہتا، شاہی جلوس میں باہر آتے تھے۔ اور شخصیت کے وقت شاہی خلعت فاخرہ اور ابوالفضل ثانی کا خطاب دے کر معاصرین میں معزز فرمایا۔ جس پر اس زمانے کے شیعہ اخبارات نے بڑی خوشی کا اظہار کیا تھا۔

گزارش

میری مدت مدید سے یہ خواہش تھی کہ ترجمہ قرآن مجید و تفسیر زمانہ حال کے تفاسیر کے مطابق شائع کی جائے چنانچہ میری استدعا پر جناب مولانا السید امداد حسین صاحب قند کاظمی مدظلہ نے صرف ایک سال کے خلیل عرصہ میں شب و روز محنت کر کے اس اہم کام کو بڑی حسن و خوبی سے انجام دے دیا۔ اور انصاف پبلشنگ کمپنی نے حتی الامکان پوری کوشش سے اس قرآن مجید و تفسیر کو زیور طباعت سے آراستہ کر دیا۔ انصاف کمپنی کا یہ پہلا ذریعہ کار ہے جو کتاب کے سامنے موجود ہے اس ترجمہ و تفسیر میں ہر بات کی سند آئمہ معصومین علیہم السلام کے اقوال سے لی گئی ہے اور عصر حاضر کے علمائے کرام نے بھی اس کے متعلق ذریعہ خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ تاہم حضرات مومنین سے استدعا ہے کہ اگر ترجمہ و تفسیر میں اور طباعت میں کسی قسم کی لغزش یا غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کر لی جائے۔

مجھے توقع ہے کہ آپ اس ہدیہ کو قبول فرما کر آخرت کے لئے زادہ بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور آخرت میں اس کا صلہ عطا کرے۔

قرآن مجید کا موجودہ ایڈیشن فولڈ آؤٹ طباعت اور عمدہ کاغذ پر طبع کیا جا رہا ہے کہ قارئین اسے پسند فرمائیں گے۔

آپ کی دعاؤں کا طالب :- الحاج ملک صادق علی عرفانی

منجبر شیعہ بک ایجنسی - لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

عرض مترجم

الحمد لله وسلاماً على عباده الذين اصطفى المابعه الواح ضمار صافية وقلوب شافية اهل اسلام وپروان سنت خیر الانام علیہ وآلہ الف الف تحیتہ والسلام من الآن الى الیوم القیام برحمنی اور معجب نہیں ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایسا نظام بلاغت نظام جو بہر حجت سے عجوبائے آئیہ مجیدہ الیوم اکملت لکم دینکم دین (پاؤں) کامل، اکمل اور مکمل ہے۔ لوح محفوظ سے بصورت قرآن میں بذریعہ حامل وحی جبرئیل امین اپنے آخری تامل رسالت و نبوت پر معجزانہ حیثیت سے نازل فرما کر دنیا کے تمام مشکلیں، مشکریں اور غنی افین کو در صورت اصرار برترک و انکار اس کی مثل لانے کے لئے پر زور الفاظ میں پہنچا دے دیا اور فرمایا۔

وان كنتم ريب مما نزلنا على عبدنا فأتوا بسورة من مثله وادعوا شهداءكم من دون الله
كنتم صادقين ۝ (پ بقره)

اس چیلنج کی صداقت اس سے اظہر ہے کہ اس کے ساتھ ہی اللہ جل شانہ نے فان لم تفعلوا (پ بقره) فرما کر اس کی مثل لانے کی حرات کرنے والوں کا غرور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک میں ملا دیا۔

چنانچہ اس چیلنج کو پیش کئے ہوئے آج قریباً چودہ سو سال گزر جانے پر بھی کسی کا حوصلہ نہ ہوا کہ اس کی مثل سارا قرآن تو نہ سہی ایک سورت ہی لاسکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرما دیا تھا کہ صرف بنی نوع انسان ہی نہیں اگر جنوں کی جماعت کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لو گے۔ پھر بھی اس کی مثل نہیں لاسکو گے قل لمن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظہیرا ۝ (پ بنی اسرائیل)

قرآن مجید ایک ایسی مکمل کتاب ہے کہ اس کے متعلق ارشاد ہے لا تطع ولا یابس الا فی کتاب مبین (پ النعام ۶) کوئی ترو شک ایسا نہیں جس کا ذکر واضح کتاب (قرآن) میں نہ ہو۔ پھر فرمایا تَبِیْئًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پ النعام ۱۱) یعنی اس قرآن میں ہر شے کا تبیان موجود ہے۔ یہاں بیان نہیں فرمایا بلکہ اس کی صفت تبیان فرمائی۔ بیان صرف اظہار کر دینے کو کہتے ہیں لیکن تبیان ایسے واضح اور روشن بیان کو کہتے ہیں جو قابل قبول ہو اور سوائے شکر و بیہات کے اور کوئی اس کا انکار نہ کر سکے۔ نیز فرمایا مَا فَرَطْنَا فِی الْکِتَابِ مِنْ شَیْءٍ (پ النعام ۱۱) کہ ہم نے اس کتاب (قرآن) میں کسی شے کی کمی نہیں رکھی۔ پھر فرمایا وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ (پ النعام ۱۱) یعنی یہ مجمل نہیں بلکہ اس میں ہر شے کی تفصیل موجود ہے۔

پس قرآن مجید ایک ایسی کامل۔ مکمل۔ مفصل۔ مبین۔ شرح کتاب ہے جس میں قیامت تک کے جملہ احکام و ضروریات و علوم و محتاج عالم موجود ہیں۔ لیکن جب تک اس کے مطالب و مفاسیم کا علم حاصل نہ ہو اس سے ان تمام احکام و مفاسیم کا محال ہے خود کریں کہ جس قرآن کی ایک سورت تک کی مثل لانے سے دنیا بھر کے فضلاء و علماء اور فضلاء ماجزہ ہوں اور وہ ماہذا من کلام البشر کہہ کر اس کے کلام اللہ ہونے کے آگے تسلیم خم کر دیں اس سے ہر کس و ناکس یا ہر عربی و ال یا فلسفہ و منطق کے ماہر کا احکام و علوم و ضروریات کا معلوم کر لینا کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ جملہ علوم و ضروریات صرف و نحو لغت معانی۔ بلاغت منطق۔ فلسفہ وغیرہ کا عالم ہونا اور چیز ہے اور عالم قرآن ہونا دیگر چیز ہے قرآن اس کلام کے مجموعہ کا نام ہے جو خالق کل اور مخلوق اول کے درمیان ہوئی۔ پس اس کے مطالب و مفاسیم کو وہی سمجھ سکتا ہے جس کی شان میں وعلینا من لربنا علما (کہف) وارد ہو۔ جو وہاں یسطق عن السعی ۝ اے ہوا ال وحی یہ سچی (النجم) کا مصداق ہو جو اس کلام کے خالق کا پڑھایا ہوا ہو اور جس کا اپنا کلام تحت کلام خالق اور فوق کلام مخلوق ہو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر ذات کائنات الفاظ میں فرمادیا۔ فاما لبسونا بلسانک (پ النجم) پ بقرہ ۱۱ یعنی ماسوا اس کے نہیں کہ (اے میرے حبیب محمد مصطفیٰ) میں نے یہ قرآن تمہاری زبان میں آسان کیا ہے۔

پس قرآن اگر آسان ہے۔ اگر واضح ہے اگر مبہین ہے۔ اگر شرح ہے تو زبان صداقت بیان رسول سے نہ کہ اس کے غیر سے اور آپ کے بعد ان وجود مقدسہ کی زبان فیض ترجمان سے نہیں اللہ تعالیٰ نے راسخون فی العلم (پہلے آل عمران ع) قرار دیا ہے اور انہیں مسطفیٰ بنا کر قرآن کا وارث گردانا ہے۔ کما قال شعادرتنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (پہلے فاطر ع) اور ایہ مجید وان اللہ صطفیٰ ادم و نوحا وال ابراہیم و ال عمران علی العالمین مریینا بعضہا من بعض (پہلے آل عمران ع) سے ثابت ہے کہ مسطفیٰ یا انبیاء ہوئے ہیں یا انبیاء کی آل اطہار جو کہ انبیاء کی ذریت ہیں نہ کہ پیروکار وغیرہ پس قرآن کا سمجھنا یا تو اس حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر موقوف ہے یا ان کے بعد ان کی آل یعنی اہل بیت اطہار علیہم السلام پر ان کے علاوہ اور کوئی مجاز نہیں نہ اس قابل ہے کہ سمجھا سکے۔

ظاہر ہے کہ قرآن عربی زبان میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے بلسان عربی مبہین ہ (پہلے الشعراء ع) انا جعلناہ قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون (پہلے زمر ع) ہذا کتاب مصدق لسانا عربیاً (پہلے احزاب ع) انا انزلناہ قرآنا عربیاً لعلکم تعقلون (پہلے یوسف ع) قرآنا عربیاً غیر ذی عوج (پہلے مدثر ع) اور ہر شخص کی زبان عربی نہیں ہے ہر ملک کی زبان الگ الگ ہے عربی زبان صرف عربی ممالک تک محدود ہے۔ ایران میں فارسی یا عجمی زبان ہے۔ ترکیہ میں ترکی۔ روس میں روسی۔ جاپان میں جاپانی۔ چین میں چینی۔ انگلستان میں انگریزی۔ فرانس میں فرنگی۔ ہندوستان میں ہندی اور وٹا ملی۔ تلگو۔ پاکستان میں اردو۔ بنگالی۔ سندھی۔ ملتان۔ پشتو۔ بلوچی وغیرہ وغیرہ زبانیں مشتمل ہیں۔ غرضیکہ ہر ملک میں زبان کا اختلاف ہے اور اس اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات میں سے ایک آیت قرار دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ومن آیاتہ خلق السموات والارض و اختلاف السنت واللہ واللہ ان فی ذالک لآیات للعالمین (پہلے الروم ع) چونکہ ہر شخص کے لئے عربی زبان کا سیکھنا دشوار ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ قرآن کو ہر ملک کی زبان میں سمجھایا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا جیسا کہ ارشاد ہے وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبیین لہم (پہلے ابراہیم ع) یعنی اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی اپنی قوم کی زبان میں (باتیں کرنے والا تاکہ ان کے لئے مطلب کھول کر بیان کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی کتاب عبرانی میں نازل ہوئی اور کوئی سوڈانی میں اور کوئی سریانی میں۔ کوئی کسی ملک کی زبان میں اور کوئی کسی ملک کی زبان میں البتہ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا۔ پس ضروری ہے کہ جو لوگ عربی زبان نہیں جانتے۔ ان کے لئے قرآن مجید کی آیات بینات کا ترجمہ ان کی اپنی قوم کی زبان میں کر دیا جائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اگر یہ نہ ہو تو وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں غدر پیش کر سکیں گے کہ ان کی قوم کے ان لوگوں نے جو علم قرآن سیکھنے اور اس کے بعد ان کو سکھانے پر مامور تھے اپنے اس فرض میں کوتاہی کی چنانچہ ارشاد ہے وما کان المؤمنون لیفرؤا کافۃ فلو لا نفر من کل فرقة منهم طائفة لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذ رجعوا الیہم لعلہم یحذرون (پہلے التوبہ ع) یعنی مومنوں کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ سب کے سب (علم سیکھنے کے لئے) اکٹھے ہوں۔ پس ان کے لئے

ہر بڑے گروہ میں سے ایک چھوٹا سا جتنے اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ دین کا علم حاصل کرے اور حیب (علم سیکھ کر) اپنی قوم میں پیٹ کر آئے تو ان کو ڈرائے تاکہ وہ لوگ بھی نہیں۔

پس ضروری ہے کہ قرآن مجید کا آیات کا ترجمہ ہر ملک کی زبان میں وہاں کے لوگوں کی سہولت کے لئے کر دیا جائے چنانچہ سب سے پہلے اس ضرورت کو ایران والوں نے محسوس کیا اور گیارہویں صدی ہجری میں ایرانی عالم و فقیہ تاج محل خوانساری نے قرآن مجید کا تحت اللفظ ترجمہ فارسی زبان میں کیا جو اپنے زمانہ کے لحاظ سے بہترین تھا۔ متحدہ ہندوستان میں علمائے اہلسنت میں سے شاہ ولی اللہ دہلوی نے اردو ترجمہ کی بنیاد رکھی جس پر ان کے ہم مذہب علما نے سخت مخالفت کی اور کہا اور قرآن کا ترجمہ جائز نہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولانا ابوالقاسم نانوتوی نے جب قرآن مجید کا ترجمہ اردو زبان میں کیا تو اس زمانہ کے علمائے ان کی تحفیر کا فتویٰ دے دیا۔ شیعوں میں سب سے پہلا ترجمہ مولانا سید علی صاحب ابن جناب غفران آب مولانا سید دلدار علی صاحب طباب ثراہ (المتوفی ۱۲۵۹ھ) نے کیا۔ پھر جب مکھڑ علما کا زور کم ہوا اور لوگوں نے ترجمہ کی ضرورت اور اہمیت کا احساس کیا تو بہت سے شیعہ سنی علمائے تراجم کئے۔ جیسے ڈپٹی نذیر احمد۔ شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر وغیرہم اہل سنت علماء کرام اور شیعوں میں علاوہ دیگر علماء عظام کے مولانا حافظ فرمان علی اور مولوی مقبول احمد صاحب غفرلہما اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ تراجم اپنے اپنے زمانہ میں بہترین قرار دئے گئے اور ان کی مخلصانہ کوششیں سراہی گئیں۔ لیکن یاد جو بے شمار خوبیوں کے مقدم الذکر کے ترجمہ میں جہاں اکثر مقامات پر مفہوم قرآن ادبی رنگ پر قربان کر دیا گیا ہے۔ اور حاشیہ پر اغیار کی تفاسیر پر اکتفا دیکھا گیا ہے وہاں موخر الذکر کا ترجمہ شدید قسم کی مناظرانہ طرز کا حامل ہے۔ جو اس زمانہ کی مصلحت کے خلاف ہے۔

یہ پتھر اور دھات کا زمانہ نہیں۔ بلکہ ایٹمی اور ہائیڈروجنی دوروں سے گذر کر سپٹنکی (SPUTNICK) دور میں داخل ہو چکا ہے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ چاند پر چھٹا بھی گاڑا جا چکا ہے۔ سائنسی اختراعات اور ایجادات نے لوگوں کے قلوب و اذان پر کافی اثر ڈال رکھا ہے اور مغربیت کی سائنسی رنگ آئینیاں ان کے قلب و دماغ پر گہرے نقوش بنا چکی ہیں۔ لوگ دین سے بیگانہ ہو رہے ہیں قرآن مجید کو ایک ناقابل عمل دنیاوی خیالات کی حامل کتاب جو محض اس زمانہ کے جہاں عرب کے لئے کافی تھی سمجھ کر اسے پس پشت ڈال رہے ہیں اس لئے ضرورت تھی کہ اس زمانہ کے ابھرتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے اور اس کے عام اصولوں کو زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر منطبق کرنے کے لئے قرآن مجید کا ایک ایسا عام فہم با محاورہ ترجمہ صاف۔ سادہ۔ آسان اور نہایت سلیس اردو زبان میں کر دیا جاتا۔ جو منشاء و مفہوم خداوندی سے بھی ہٹنے نہ پاتا اور اس کی تائید اور تفسیر اقوال و فرمائشات معصومین علیہم السلام سے کی جاتی تاکہ وثوق سے کہا جاسکے کہ یہی وہ ترجمہ اور تفسیر ہے۔ جو زمانہ حاضرہ کی ضرورت اور معصومین علیہم السلام کے بیان کے عین مطابق ہے۔ چنانچہ ان امور کو مد نظر رکھتے ہوئے مخلص احباب کے اصرار و تبلیغ پر خاکسار نے اس بار عظیم کو اپنے نجف و زار کا مدد پر اٹھایا اور خالق کائنات رب ذو المنن کی غایات بے غایات اور چاروہ معصومین علیہم کی تائیدات سے میں اس کا رستہ رنگ اور امر بزرگ سے سبکدوش ہو گیا۔ والحمد للہ علی احسانہ۔

۹۔ بعض آیات کی تفسیر میں مسک اہل بیت کی تائید کے لئے دیگر برادران اسلام کی کتب کلام و تفسیر سے بھی استنباد کیا گیا ہے جس سے یہ ترجمہ اور تفسیر بر مسلمان کے لئے کارآمد ہوگئی ہے۔ خواہ وہ کسی مکتب خیال یا عقیدہ سے تعلق رکھتا ہو۔

۱۰۔ بعض آیات پر مخالفین اسلام کے جو اعتراضات وارد ہوتے ہیں انہیں لکھ کر ان کے تسلی بخش تحقیقی جوابات بھی درج کئے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں جہاں ضرورت سمجھی ہے۔ ان آیات کی نحوی ترکیب بھی لکھ دی ہے۔ "نملک عشرۃ کا مصلہ

میں سرکار رئیس الحفاظ علامہ حافظ الشیخ کفایت حسین صاحب قبلہ۔ ثقۃ الاسلام علامہ الشیخ محمد بشیر صاحب قبلہ فاتح بیگنا علامہ دہر حضرت مولانا مولوی مرزا یوسف حسین صاحب قبلہ۔ علامہ زمان ادیب دوراں حضرت مولانا مولوی السید مرتضیٰ حسین صاحب قبلہ۔ نجم العلماء حضرت مولانا مولوی السید نجم الحسن صاحب قبلہ کراوی مدظلہم کا بے حد شکر گزار ہوں کہ ان مقتدر حضرات نے ترجمہ اور تفسیر لکھنے میں مجھے سچا ہدایت کو اپنی زیریں اور قیمتی آرا سے مستفید فرمایا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

میں ان علماء کرام کا بھی ممنون احسان ہوں جنہوں نے ترجمہ اور تفسیر ملاحظہ فرما کر انتہائی قیمتی اور معلوماتی تقاریر و عنایت فرمائیں ہیں اپنے دیرینہ کرم اور قلبی دوست جناب الشیخ غیاث الدین صاحب مدیر معارف اسلام لاہور کا بھی شکر گزار اور ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے ترجمہ اور تفسیر کی تیاری کے لئے مجھے اپنے کتب خانہ سے بیش قیمت۔ کیا ب اور نادار کتب عتیقا فرمائیں اور وقتاً فوقتاً مسودات ملاحظہ فرما کر مفید مشورے بھی دئے۔ جزاھم اللہ

فخر قوم رئیس ملت جناب الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی ڈاکٹر افضاف پریس میرے خاص شکر یہ کہ مستحق ہیں کہ انہوں نے از کمال علم دوستی میرے ترجمہ اور تفسیر المتقین کی طباعت اور اشاعت میں نمایاں حصہ لیا اور اس طرح قوم اور مذہب کی ایسی خدمت کی جو سچی دنیا تک یادگار رہے گی۔

قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر لکھنا جید علماء کا کام ہے۔ مجھے سچا ہدایت کثر زبان کی یہ بساط کہاں کہ اس اہم دینی کام کا بوجھ اٹھا سکتا۔ توکل بر خدا اور تائید چہارہ معصومین علیہم السلام پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کے باوجود میں نے محض عاقبت بخیر کے لئے ترجمہ اور تفسیر مکمل کر دی ہے۔ علماء کرام اور فضلاء ذوی الاحترام سے توقع ہے کہ وہ ازراہ کرم میری لغزشوں سے درگزر فرماتے ہوئے میرے سستی میں دعائے خیر فرمائیں گے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس ناچیز خدمت کو شرف قبولیت بخشے۔ اور میری کوتاہیوں۔ لغزشوں اور گناہوں کو معاف کرتے ہوئے میرا انجام بخیر کرے۔ آمین

واخبر دعونا الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم والہ الطیبین اطہرین المعصومین

برکہ خواند دعا طبع دارم زانکہ من بندہ گنہگارم

المسی المذنب

لاہور

السید امداد حسین الحافظی الشہدی عفی اللہ عنہ

یحکم محرم الحرام ۱۴۲۸ ہجری

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى

اُمُّ الْكِتَابِ

چند ضروری معلومات

کوئی قرآن کے نزدیک آیات قرآن مجید کی تعداد ۶۶۶۶ ہے اور یہ صحیفہ حکومت مصر کی مصدقہ تعداد کے مطابق ہے۔
غیر کوئی آیات کی شناخت کے لئے ۵ کا سہندہ درج کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں صرف ۵۵۸ رکوعات ہیں۔
ہر پارہ کی پہلی چوتھائی پر التلج اور نصف پر النصف اور تین چوتھائی پر الثلثۃ کے الفاظ حاشیے پر لکھے گئے ہیں۔
تمام اوقاف کا مقابلہ سجادہ مندی اور مدلل کی تصریحات سے کر لیا گیا ہے۔
سورت کے عنوان کو تین خانوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ دائیں خانے میں سورت کی تعداد آیات۔ بائیں خانے میں سورت کی تعداد رکوعات اور درمیانی خانے میں سورت کا نام مع تصریح مکی مدنی۔ سورت کے نام کے دائیں طرف جو سہندہ ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ترتیب تلاوت میں اس سورۃ کا کونسا نمبر ہے اور بائیں جانب کے سہندہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سورت نزول کے اعتبار سے کس درجہ میں ہے۔

جس آیت پر رکوع ختم ہوا ہے اس کے بالمقابل حاشیے پر ع کی علامت لکھی گئی ہے ع کے بالائی عدد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سورت کا کونسا رکوع ہے۔ بیچ کے سہندہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس رکوع کی اتنی آیات ہیں اور نیچے کے عدد سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ پارے کا کونسا رکوع ہے۔

قرآن شریف میں ۳۰ پارے، ۷ منزلیں اور ۱۱ سورتیں ہیں۔ جن میں سے ۸۶ مکی اور ۲۸ مدنی ہیں۔
قرآن شریف میں بعض مقامات پر ایسے الف بھی آتے ہیں جو پڑھے نہیں جاتے اس قرآن مجید میں ایسے الف پر صفر کا نشان (۱) دیا گیا ہے۔ لہذا جس الف پر یہ نشان آئے اس کو نہ پڑھا جائے۔

اُن کا (نون کے بعد والا) الف بھی نہیں پڑھا جاتا۔ مگر چونکہ یہ لفظ کثرت سے آتا ہے اس لئے اس پر صفر کا نشان نہیں لگایا گیا۔

قرآن مجید میں کل ۳۴ معالقات ہیں جن میں ۱۶ متقدمین کے نزدیک ہیں اور حاشیے پر انہیں مع سے تعبیر کیا گیا ہے اور ۱۸ تاخرین کے نزدیک ہیں جنہیں حاشیے پر معالقتہ ظاہر کیا گیا ہے۔
اس قرآن مجید میں اس امر کا خصوصیت سے لحاظ رکھا گیا ہے کہ الفاظ آپس میں ملنے نہ پائیں تاکہ تمام حرکات بر محل رہیں۔

رموز اوقاف

قرآن شریف کی تلاوت کے لئے یہ جائز نہایت ضروری ہے کہ کہاں ٹھہرنا چاہیے۔ اور کہاں نہیں۔ قرآن مجید صحیح پڑھنے کے لئے خاص خاص علامتیں مقرر ہیں۔ جنہیں رموز اوقاف کہتے ہیں ان کی مفصل کیفیت درج ذیل ہے۔

۱۔ وقف لازم۔ یہاں ضرور ٹھہرنا چاہیے ورنہ عبارت کا مطلب منشاۓ الہی کے خلاف ہو جائے گا۔

۲۔ وقف مطلق۔ یہاں سے گزرنا نہیں چاہیے بلکہ بہتر یہی ہے کہ اس پر وقف کر کے مابعد سے ابتدا کی جائے۔

۳۔ وقف جائز۔ یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ لیکن ٹھہرنا بہتر ہے۔

۴۔ وقف مجوز۔ یہاں نہ ٹھہرنا بہتر ہے۔

۵۔ وقف مخصص۔ یہاں ملا کر پڑھنا چاہیے۔ لیکن تھک جانے کی حالت میں ٹھہرنا جائز ہے۔ ز کی نسبت

ص میں وصل کو ترجیح ہے۔

ق قبل علیہ الوقف (کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے) یہاں ٹھہرنا اور نہ ٹھہرنا دونوں جائز ہیں۔ مگر ملنا بہتر ہے۔

لا لا وقف علیہ (یہاں کوئی وقف نہیں) یہاں ہرگز نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ بلکہ اگر بھولے سے وقف ہو جائے۔

تو اعادہ واجب ہے۔

وقف یہاں ٹھہرنا چاہیے۔

سکتہ اس جگہ آواز توڑ دے سانس نہ توڑے۔

وقفۃ لے سکتے کی علامت ہے اس جگہ ذرا دیر تک آواز کو توڑے رکھے۔ سکتہ وصل سے قریب تر ہوتا ہے

اور وقفۃ وقف سے۔

صل قد یوصل (کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) یہاں وقف کرنا احسن ہے۔

صلے الوصل اولیٰ یعنی ملا کر پڑھنا بہتر ہے۔

جہاں ایک سے زیادہ علامتیں ہوں وہاں اوپر کی علامت کا اعتبار ہے اور اگر ایک سے زیادہ علامتیں ایک سیدھے ہیں

ہوں تو آخری علامت کا اعتبار ہوگا۔

۱۔ اگر کوئی عبارت ایسے تین نقطوں کے درمیان گھری ہوئی ہو تو پہلے تین نقطوں پر ٹھہرنا اور دوسرے تین

نقطوں پر ٹھہرنا اس کے برعکس عمل کرنا چاہیے۔ اس قسم کی عبارت کو معانقہ یا مراقبہ کہتے ہیں۔

۲۔ غیر کوئی آیت کا نشان ہے۔ اس کا ٹھہرنا چاہیے۔ اگر اس پر کوئی اور علامت ہو تو اسی کا اعتبار ہوگا۔

فہرست پارہ و سورتہائے قرآن مجید

شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	رکعت سورۃ	آیات سورۃ	شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورۃ	صفحہ سورۃ	رکعت سورۃ	آیات سورۃ
...	المومنون	۴۳۳	۲۰۹	۴	۱۱۸	الفاتحہ	۲	۱	۷
۱	البقرہ	۳	النور	۲۵۳	۲۵	۹	۴۲	۱	البقرہ	۳	۳	۲۰	۲۸۶
۲	سیقول	۲۷	المزنا	۲۶۶	۲۶	۴	۷۷	۲	سیقول	۲۷	۲۷	۲۷	۲۷
۳	تلك التزل	۵۳	الشعراء	۲۷۹	۲۷	۱۱	۲۲۷	۳	تلك التزل	۵۳	۵۳	۵۳	۵۳
۴	لن تنالوا	۷۹	النمل	۲۸۸	۲۸	۷	۹۳	۴	لن تنالوا	۷۹	۷۹	۷۹	۷۹
۵	والمحصنات	۱۰۵	القصص	۲۹۹	۲۹	۹	۸۸	۵	والمحصنات	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵	۱۰۵
۶	لا يجب الله	۱۳۱	العنكبوت	۳۱۲	۳۱	۷	۴۹۰	۶	لا يجب الله	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱	۱۳۱
۷	واذا سمعوا	۱۵۷	الروم	۳۲۲	۳۲	۴	۴۰	۷	واذا سمعوا	۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷	۱۵۷
۸	ولو اننا	۱۸۳	لقمن	۳۳۳	۳۳	۲	۳۲	۸	ولو اننا	۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳	۱۸۳
۹	قال الملا	۲۰۹	السجدة	۳۳۸	۳۳	۳	۳۰	۹	قال الملا	۲۰۹	۲۰۹	۲۰۹	۲۰۹
۱۰	واعلموا	۲۳۵	الاحزاب	۳۴۱	۳۴	۹	۷۳	۱۰	واعلموا	۲۳۵	۲۳۵	۲۳۵	۲۳۵
۱۱	يعتذرون	۲۶۱	سها	۳۵۵	۳۵	۴	۵۲	۱۱	يعتذرون	۲۶۱	۲۶۱	۲۶۱	۲۶۱
۱۲	وما من آية	۲۸۷	فاطر	۳۶۳	۳۶	۵	۲۵	۱۲	وما من آية	۲۸۷	۲۸۷	۲۸۷	۲۸۷
۱۳	وما ابرى	۳۱۳	ليس	۳۷۱	۳۷	۵	۸۳	۱۳	وما ابرى	۳۱۳	۳۱۳	۳۱۳	۳۱۳
۱۴	ربها	۳۳۹	القصص	۳۷۸	۳۷	۵	۱۸۲	۱۴	ربها	۳۳۹	۳۳۹	۳۳۹	۳۳۹
۱۵	سبحن الذي	۳۶۵	ض	۳۸۷	۳۸	۵	۸۸	۱۵	سبحن الذي	۳۶۵	۳۶۵	۳۶۵	۳۶۵
۱۶	قال الم	۳۹۱	الزمر	۳۹۲	۳۹	۸	۷۵	۱۶	قال الم	۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱	۳۹۱
۱۷	اقرب للناس	۴۱۷	المومن	۴۰۵	۴۰	۹	۸۵	۱۷	اقرب للناس	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷
۱۸	الحج	۴۲۹	حم السجد	۴۱۷	۴۱	۴	۵۲	۱۸	الحج	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹
۱۹	الانبياء	۴۱۷	الشورى	۴۲۶	۴۲	۵	۵۳	۱۹	الانبياء	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷	۴۱۷
۲۰	المجادل	۴۳۲	الزخرف	۴۳۲	۴۳	۷	۸۹	۲۰	المجادل	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲	۴۳۲
۲۱	الحج	۴۲۹	الدخان	۴۳۲	۴۳	۳	۹۵	۲۱	الحج	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹
۲۲	الحج	۴۲۹	الحاشية	۴۳۶	۴۳	۲	۳۷	۲۲	الحج	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹
۲۳	الحج	۴۲۹	الاحقاف	۴۵۰	۴۵	۲	۳۵	۲۳	الحج	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹	۴۲۹

شمار پاره	نام پاره	صفحه پاره	نام سورة	صفحة سورة	شمار پاره	نام پاره	صفحه پاره	نام سورة	صفحة سورة	شمار پاره	نام پاره	صفحه پاره	نام سورة	صفحة سورة	شمار پاره
٢٦	حم	٤٥١	محمد	٤٥٤	٢٩	تبارك الذي	٣٤	نوح	٤٢٩	٢	٢٨				
	"	"	الفتح	٤٦٢	٢٩	"	"	الحج	٤٥٢	٢	٢٨				
	"	"	الحجرات	٤٦٨	١٨	"	"	المزمل	٤٥٥	٢	٢٠				
	"	"	ق	٤٦١	٣٥	"	"	المدثر	٤٥٤	٢	٥٦				
	"	"	الذاريات	٤٦٥	٦٠	"	"	القيامة	٤٦٠	٢	٢٠				
٢٤	قال فما خطبكم	٤٤٤	الطور	٤٤٩	٢٩	"	"	الدھر	٤٦٢	٢	٣٠				
	"	"	النجم	٤٨٢	٤٢	"	"	المرسلات	٤٦٣	٢	٥٠				
	"	"	القمر	٤٨٦	٥٥	٣٠	عم يتساءلون	٤٦٤	النبا	٤٦٤	٢	٢٠			
	"	"	الرحمن	٤٩٠	٤٨	"	"	الزمر	٤٦٩	٢	٢٦				
	"	"	الواقعة	٤٩٥	٩٦	"	"	عبس	٤٦١	١	٢٢				
	"	"	الحديد	٤٠٠	٢٩	"	"	التكوير	٤٦٢	١	٢٩				
٢٨	قد سمع الله	٤٠٤	المجادله	٤٠٤	٣٢	"	"	الانفطار	٤٦٢	١	١٩				
	"	"	الحشر	٤١٢	٢٢	"	"	المطففين	٤٤٥	١	٢٦				
	"	"	الممتحنة	٤١٤	١٣	"	"	الانشقاق	٤٤٤	١	٢٥				
	"	"	الصف	٤٢٠	١٢	"	"	البروج	٤٤٨	١	٢٢				
	"	"	الجمعة	٤٢٣	١١	"	"	الطارق	٤٤٩	١	١٤				
	"	"	المنافقون	٤٢٥	١١	"	"	الاعلى	٤٨٠	١	١٩				
	"	"	التغابن	٤٢٤	١٨	"	"	الغاشية	٤٨١	١	٢٦				
	"	"	الطلاق	٤٣٠	١٢	"	"	الفجر	٤٨٢	١	٣٠				
	"	"	التحریم	٤٣٢	١٢	"	"	البلد	٤٨٣	١	٢٠				
٢٩	تبارك الذي	٤٣٤	الملک	٤٣٤	٣٠	"	"	الشمس	٤٨٥	١	١٥				
	"	"	القلم	٤٣٠	٥٢	"	"	اللیل	٤٨٦	١	٢١				
	"	"	الحاقة	٤٣٢	٥٢	"	"	الضحی	٤٨٤	١	١١				
	"	"	المعارج	٤٣٤	٢٢	"	"	المنشرح	٤٨٨	١	١١				

شمار پارہ	نام پارہ	صفحہ پارہ	نام سورہ	صفحہ سورہ	رکعات سورہ	آیات سورہ
۳۰	عَمَّ	۷۶۷	التین	۷۸۸	۱	۸
			علق	۷۸۹	۱	۱۹
			القدر	۷۹۰	۱	۵
			البینۃ	۷۹۰	۱	۸
			الزلزال	۷۹۱	۱	۸
			العدیت	۷۹۲	۱	۱۱
			القارعة	۷۹۳	۱	۱۱
			التکاشر	۷۹۳	۱	۸
			العصر	۷۹۴	۱	۳
			الہمزہ	۷۹۴	۱	۹
			الفیل	۷۹۵	۱	۵
			قریش	۷۹۵	۱	۴
			الماعون	۷۹۵	۱	۷
			الکوثر	۷۹۶	۱	۳
			المکافرون	۷۹۶	۱	۶
			النصر	۷۹۷	۱	۳
			الہب	۷۹۷	۱	۵
			الاخلاص	۷۹۷	۱	۴
			الفلق	۷۹۸	۱	۵
			الناس	۷۹۸	۱	۶

سجرات تلاوت

قرآن مجید میں پندرہ مقامات ایسے آئے ہیں جہاں سجدہ تلاوت کرنا پڑتا ہے۔ ان میں سے صرف چار واجب ہیں۔ سورۃ الحمد سجدہ میں بعد وَهُمْ لَا یَسْتَكْبِرُونَ کے۔ حمد سجدہ میں اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُونَ پر۔ سورۃ النجم کے آخر پر سورۃ اعراف کے آخر پر۔

یہ سجدے اس وقت واجب ہوتے ہیں جبکہ آیت تمام پڑھے یا تمام آیت سُننے پس قاری وسامع دونوں پر سجدہ واجب فوراً بلا تاخیر بجالائے اور سجدہ کرے۔ اگر سجدہ کی آیت کے بعض الفاظ پڑھے یا سُننے یا فقط آنکھ سے آیت سجدہ کو دیکھے اور پڑھے نہیں تو سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ اور اس سجدہ میں طہارت یا رُقبہ ہونے کی شرط نہیں۔ بے وضو جنب۔ حائضہ وغیرہ بھی سجدہ کر لیں۔ جس حالت میں ہوں البتہ سجدہ جس چیز پر کریں یا جن چیزوں پر کریں وہ وہی ہوں۔ جن چیزوں پر سجدہ نماز صحیح ہوتا ہے اور اگر ان چیزوں میں کوئی چیز موجود نہ ہو تو پاک کپڑے پر اور اگر پاک کپڑا بھی نہ ہو پشت دست ہی پر سجدہ کر لیں۔ سجدہ قرآن میں ایک بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ کہنا کافی ہے۔ اسوۃ بلکہ اولیٰ ہے کہ سجدہ قرآن میں یہ دعا پڑھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَقًّا حَقًّا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِیْمَانًا وَتَصْدِیْقًا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِبَادَیَّةً وَرِقًّا سَجَدْتُ

لَكَ يَا رَبِّ تَعَبُّدًا وَرِقَّاهُ لَا مُسْتَكْبِرًا عَنْ عِبَادَتِكَ وَلَا مُسْتَنْكِفًا وَلَا مُتَعَزِّيًا بَلْ أَنَا عَبْدٌ ذَلِيلٌ
خَائِفٌ بِكَ مُسْتَجِيرٌ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہی برحق ہے اور از روئے ایمان و تصدیق کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ از روئے بندگی و آرزو کے اعتراف کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے میرے مالک میں نے تیرے لیے از روئے آرزو و بندگی سجدہ کیا۔ نہ میں تیری عبادت سے اکڑنے والا ہوں اور نہ اس سے رکنے والا ہوں اور نہ عظمت چاہنے والا ہوں بلکہ میں تو ذلیل، ڈرپوک اور تیری پناہ مانگنے والا بندہ ہوں۔

ان کتابوں کے نا اہل جن سے ترجمہ اور تفسیر میں مدد لی گئی ہے

اصول کافی۔ کتاب التہذیب۔ علی الشرائع۔ نیج البلاغہ۔ التخریج الجراح۔ معانی الاخبار۔ شیخ صدوق۔ بحار الانوار علامہ مجلسی
امالی۔ شیخ مفید۔ المحاسن۔ العوالی۔ بصائر الدرجات۔ البصائر۔ المجالس۔ قرب الاسناد۔ حوالی۔ زیارات جامعہ جوادیہ۔ احتجاج طبری
استقرا۔ حق عزاداری۔ کتاب التوحید۔ شیخ صدوق۔ ارشاد شیخ مفید۔ اکمال الدین۔ الخصال۔ ثواب الاعمال۔ جوامع التوحید۔ من لا یحضرہ
الفقیہ۔ المناقب۔ الاعتقادات۔ مصباح الشریعہ۔ مصباح المتہجد۔ شیخ طوسی۔ روضۃ الغنی۔ سموری آف دی ایل فابٹ از ایڈورڈ کلاؤ
WONDEES STORY OF THE ALPHABET BY EDWARD CLOUD
OF THE MODERN INVENTION۔ کتاب الفیہ۔ شیخ ابو جعفر طوسی۔ تفسیر صافی۔ تفسیر قمی۔ تفسیر مجمع البیان۔ تفسیر
البرہان۔ مجمع حسنہ ابراہیم بن ہاشم۔ تفسیر انوار القرآن۔ عبیدون الاخبار۔ الرضا۔ تفسیر عیاشی۔ تفسیر الامام الحسن۔ تفسیر منسوب بہ امام حسن عسکری۔ تفسیر
لوامع القرآن۔ ہندوستان ٹائمز (HINDUSTAN TIMES) ۱۹۲۸ء۔ ۲۹۔ ۳۰۔ پاکستان ٹائمز (PAKISTAN TIMES)
۱۹۴۰ء۔ ۲۔ ۱۵۔ تفسیر مجمع البحرین۔ صحیفہ سجادیہ۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ CIVIL & MILITARY GAZETTE ۱۹۳۹ء۔ ۸-۱
تفسیر محمد ابن جریر طبری۔ تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی۔ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی۔ الاتقان فی علوم القرآن علامہ سیوطی۔ ارض
القرآن سید سلیمان ندوی۔ ملل از ابن حزم۔ تفسیر کلبی۔ فتح القدیر قاضی شوکانی۔ مفردات القرآن حمید الدین فراہی۔ نزہۃ القلوب ابوبکر محمد
بن عزیز سبکتانی۔ کتاب الیواقیت والجواہر علامہ عبد الوہاب شعرائی۔ کتاب اعراب ثلاثین سورۃ من القرآن العظیم از ابن خالو بہ طبع
مصر۔ حواشی سلیمان حمل علی الجلالین یعنی الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الحقیقہ از سلیمان حمل مصر۔ منابع المود
علامہ سلیمان خفی القندوزی۔ الفائق از مبرد۔ محکم ابن سیدہ۔ تفسیر ترجمان القرآن ابوالکلام آزاد۔ کتاب الاسماء والصفات از
بیہقی۔ تفسیر فتح الباری صواعق محرقة۔ حاشیہ ترجمہ قرآن شیخ الہند طبع مدینہ منجور۔ حواشی سورۃ توبہ۔ تفسیر کشاف علامہ جبار اللہ
ز مخشری۔ تفسیر کبیر فخر الدین رازی۔ تفسیر بیضاوی قاضی ناصر الدین ابوسعید عبد اللہ بن عمر بن محمد البیضاوی الموسومہ بہ تفسیر
انوار التنزیل واسرار التاویل۔ مفردات غریب القرآن امام راغب اصفہانی۔ لغات القرآن لغمان ندوۃ المصنفین دہلی قائم

مجدالدین فیروز آبادی۔ تاج العروس من جواهر القاموس شرح قاموس علامہ سید مرتضیٰ زبیدی۔ منتہی الارب منتخب اللغات۔ صراح۔ مصباح المیزان۔ البحر المحیط علامہ ابوجیان اندلیسی نادر تاج المصادر از ابو جعفر احمد بن علی مقززی بیہقی۔ دلائل النبوة ابو نعیم۔ حجة اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی۔ عمدة القاری۔ دو قرآن از برق۔ تہذیب اللغۃ از ہری۔ ازرقانی توریہ انجیل۔ زبور۔ ظفر نامہ مولوی شرف الدین۔ مکتوبات مجدد سرسندی۔ شفا قاضی عیاض۔ مستدرک حاکم۔ نزک جہانگیری۔ تفسیر معالم التنزیل۔ اخبار کوہستان لاہور

نجم الملة حضرت مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ مدظلہ (بقیہ آراء ص ۱)

میں نے قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی تفسیر موسومہ تفسیر المتقین بغور دیکھی ہے۔ قابل مبارک باد ہیں۔ علامہ بیکانہ و علامہ زمانہ حضرت مولانا مولوی سید امداد حسین صاحب قبلہ کاظمی کہ آپ کی عرق ریزی اور کاوش سے قرآن مجید کا بہترین ترجمہ اور اس کی شاندار تفسیر منظر عام پر آگئی۔ ترجمہ میں خوبی یہ ہے کہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور تفسیر میں خوبی یہ ہے کہ اس کا وار و مدار ارباب عصمت و طہارت کے ارشادات عالیہ پر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے ترجمہ اور تفسیر کی عرصہ دراز سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ خداوند عالم ملک صادق علی صاحب عرفانی کی عمر دراز کرے کہ موصوف کے ذریعہ سے اس قسم کے کارنامے منظر عام پر آجائے ہیں۔

سید نجم الحسن کراروی پٹ ورسٹی

قدوة العلماء والمجتہدین مولانا سید نصیر حسین النقوی الاجتہادی مدظلہ

احقر نے ترجمہ و تفسیری حواشی کو بعض بعض مقامات سے دیکھا۔ ترجمہ سلیس اور عمدہ ہے۔ تفسیری حواشی کو راسخون فی العلم اہل بیت علیہم السلام کے ارشادات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے۔ قرآن ناطق و قرآن صامت کا یہ علمی امتزاج فکر و نظر کے لیے کوثر رشد و ہدایت ہے جس سے سرستان و لائے اہل بیت بلاشبہ فیض یاب ہوں گے۔ اللہ ناشر و مترجم مدظلہما کے توفیقات میں اضافہ کرے۔ اور مومنین کرام کو القرآن المبین سے استفادہ و استفادہ کی توفیق عنایت فرمائے۔

سید نصیر الاجتہادی

القرآن المبین تفسیر المتقین کے حقوق اشاعت انصاف کمپنی سے خرید لیے گئے ہیں۔ لہذا کوئی بلا اجازت اسے شائع

نہ کرے۔

مینجر شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور

مطبوعات حمایت اہل بیت وقف جسٹریڈ۔ لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اندکس

تفسیر المتقین کے مضامین کو با محلف اور بغیر وقت ضائع کئے نکالنے کے لئے یہ مفید اندکس تیار کیا گیا ہے کسی مضمون کو تلاش کرنے کے لئے جس قدر شکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان سب کو یہ اندکس رفع کرتا ہے۔

اس اندکس کے مضامین کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے تاکہ جس مطلب کے مضمون کو نکالنے کی ضرورت ہو اسے نہایت آسانی سے نکالا جاسکے بعض مضامین کو الفاظ کی مناسبت سے مختلف حروف تہجی کے ذیل میں درج کیا گیا ہے تاکہ اگر مضمون مطلوبہ کا کوئی ایک لفظ بھی یاد ہو تو اسے تلاش کرنے میں دقت نہ ہو اس سے اندکس کی افادیت میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔

صفحہ نمبر	حاشیہ	مضمون	صفحہ	حاشیہ	مضمون	صفحہ	حاشیہ	مضمون
باب الالف								
۲	۱	الحمد کے سورہ کا نام فاتحہ کیوں رکھا گیا۔	۲۹	۶	میں مولیٰ کی اور پہچانی جائیگی	۶۹	۲	یثاع کون تھی
۱۱	۱	الحمد کے مکی یا مدنی سورہ ہونے کی بحث۔	۲۹	۷	اسماعیل کے لئے پانی کی تلاش میں ہاجرہ کا دورانا	۷۰	۲	الراکعین کون ہیں؟
۱۱	۱	الحمد کے سورہ کی تفصیل	۳۶	۸	امام حسین کی یادگار قائم کرنا۔	۷۱	۱	امانت نیک بعد کی ادا کرنی ضروری ہے
۱۱	۱	ایڈورڈ کلاؤڈ کی کتاب سٹوری آف دی ایلفیڈ	۳۷	۹	انظارِ روزہ کا وقت	۷۱	۱	آنحضرت کی نبوت کے بارے میں کیا انبیاء سے مشتاق لیا جانا
۱۱	۳	الحمد کے مضمون کے لئے اردو میں کوئی لفظ وضع نہیں ہوا	۳۸	۱۰	اقوال بیوت من ابوہما میں بیوت سے کون مراد ہیں	۷۱	۳	امت رسول پانچ جھنڈوں کے ساتھ قیامت کو محشر ہوگی
۱۱	۵	اہلنا الصراط میں اہلنا کے معنی درست کیا ہیں	۳۸	۱۱	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا مطلب	۸۲	۲	انبیاء کا راز تلاش کرنے والے ان کے قابل قرار دینے کے لئے
۱۱	۳	الف لام میم کا مطلب کیا ہے	۴۰	۱۲	الذ انحصام کون ہے	۸۹	۲	آفریت کے طلب گار
۱۱	۴	اللہ تعالیٰ کو گویں کو گمراہ نہیں کرتا	۴۱	۱۳	آیات مینات سے مراد معجزات ہے	۸۹	۳	ابی بن کعب کی پلئے
۱۱	۴	آدم نے کوئی گناہ نہیں کیا آپ شجر ممنوعہ کے قریب نہیں گئے	۴۲	۱۴	اختلاف وقتی رحمت کی تردید	۸۹	۵	اللہ کی قضا کو روکنے والا کوئی نہیں
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۴۳	۱۵	ام کلثوم رسول کی صلیبی بیٹی نہیں تھی	۹۷	۳	آزروانی سببی اللہ سے کون مراد ہیں
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۴۵	۱۶	ایک کے احکام (مرد کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا)	۹۸	۲	آدم کی پسلی سے حوا کی پیدائش کا قصہ غلط ہے
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۰	۱۷	ایک نیکی کا بدلہ دس گنا	۱۰۵	۱	ایمانکم کے معنی
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۲	۱۸	اعتراف کے معنی	۱۰۵	۵	اخلاق کے معنی چھپی دوستی
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۴	۱۹	اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا	۱۰۷	۱	اخوت کا عقد
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۵	۲۰	آل محمد کی موت مضبوط رہی ہے	۱۰۹	۱	امت محمدی میں سے ہر قرن میں امام ہوگا
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۸	۲۱	ابراہیم کا چار پرندے مار کر زندہ کرنا	۱۱۱	۳	ائمہ اہل بیت پر لوگوں کا حسد کرنا
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۸	۲۲	اولوالباب کے معنی	۱۱۱	۳	آل ابراہیم کو ملک عظیم عطا ہوا
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۵۸	۲۳	اصحاب صفہ کون تھے	۱۱۲	۲	اولی الامر کون ہیں لوگوں کو اہل بیت رسول کو تعلیم نہ دینے
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۰	۲۴	آزاد اور عاقل دو مردوں کی گواہی	۱۱۳	۱	لا حکم وہ لوگوں سے زیادہ عالم میں آیت تہذیب کے مصداق
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۱	۲۵	ایک مرد کے برابر دو عورتوں کی گواہی قرار دینے کی وجہ	۱۱۳	۱	ائمہ اہلبیت کی اعانت کا حکم
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۲	۲۶	امت محمدی سے کن لوگوں کے متعلق باز پرس ہوگی	۱۱۴	۲	اسلم کو حذر کیوں کہا گیا
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۳	۲۷	اصحاب صفہ	۱۱۴	۱	اجل قریب سے مراد خود قیامت قائم آل محمد
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۳	۲۸	انجیل کے معنی	۱۱۹	۳	امام کی پہچان
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۳	۲۹	آیات متشابہات سے کیا مراد ہے	۱۸۸	۲	اضلال کی پہچان
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۵	۳۰	آخرت کی نعمتیں حقیقی اور غیر فانی ہیں	۱۲۵	۱	پیشین گوئی کے جس تبدیلی کرنا
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۶	۳۱	اسلام کے سوا کوئی دین اللہ کو پسند نہیں	۱۳۸	۱	ایران کے عجیبوں کی تعریف
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۷	۳۲	اسلام ایمان سے مقدم ہے	۱۲۹	۱	اہل حق کی بدی کرنے والوں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۷	۳۳	انبیاء کو ناحق قتل کرنے کی سزا	۱۳۳	۲	آسمان سے ایک ہی بار کتاب کے نزول کا سوال
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۷	۳۴	اللہ تعالیٰ ہی حکومت عطا کرتا اور چھینتا ہے	۱۳۴	۳	آل محمد کے حقوق غصب کرنے والے ظالم ہیں
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۸	۳۵	آنحضرت کے اتباع مطلق کا حکم	۱۳۵	۲	آنحضرت افضل ہیں یا عیسیٰ
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۸	۳۶	اصطفیٰ کا مطلب کیا ہے	۱۳۹	۳	اہل کتاب کا ذبیحہ طلال نہیں
۱۱	۳	آدم کو جو کلمات متقین کہنے گئے وہ پختہ یک کے نام تھے	۶۸	۳۷	آل عمران کون ہیں	۱۳۹	۲	اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح منع البتہ متعہ جائز ہے

۱۴۳	۲	ارض مقبس سے مزدک شام ہے	۱۸۱	(قول سانی) ابو الخطاب محمد ابن مقدس غالی تھا	۲۲۸	۱	انفال کے معنی
۱۴۴	۱	آدم کا ہل کے قتل پر چالیس دن رونا	۱۸۱	ابصار سے کیا مراد ہے	۲۲۸	۳	انفال رسول کا حق ہے
۱۴۵	۲	ایک کا قاتل سب کا قاتل	۱۸۳	انسانوں اور جنوں کے شیطان	۲۳۱	۳	ایمان کی تکمیل اور زیادتی
۱۴۵	۳	ایک کے ساتھ احسان سب کے ساتھ احسان	۱۸۳	امام کی پیدائش اور ان کا ستون نور سے لوگوں کے اعمال دیکھنا	۲۳۱	۱	اللہ کا کافروں کو جگہ میں قتل کرنا
۱۴۵	۴	آدموں کی چوری اور سزا	۱۸۴	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۳۲	۴	اولاد کا نفع ہوتا
۱۴۹	۱	آنحضرت کی نازل شدہ کتابوں کے محافظ تھے	۱۸۴	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۳۳	۲	آسمان سے پتھر برسنے کی خواہش کس کس نے کی
۱۴۹	۲	آنحضرت نے اہل کتاب کے دو جھگڑے چکائے	۱۸۵	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۳۴	۱	ابلیس کا مطلب کیا ہے
۱۵۰	۱	آنحضرت کو تسلی دینا	۱۸۵	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۳۴	۲	ابوسفیان
۱۵۰	۳	آل محمد کے محب کا آل محمد میں سے ہو جانے کا مطلب	۱۸۸	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۳۸	۲	آئمہ کے امر میں داخل اور شریک ہونا
۱۵۱	۲	اہل کتاب اور کفار سے دوستی کی ممانعت	۱۹۱	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۴۳	۲	اللہ کے مختلف معنی
۱۵۱	۳	اذان اور نماز پر مضحکہ	۱۹۳	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۰	۲	ایک مومن کا دس کافروں پر غلبہ آنا
۱۵۲	۳	امبار اور رہائشیوں کے منع کرنے پر عذاب	۱۹۳	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۴	۱	آئمہ کفر
۱۵۳	۳	آیہ بلغ سے علی کی خلافت کا اعلان	۱۹۵	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۹	۲	ابوبکر کا غارتوں میں اضطراب
۱۵۵	۲	انجیل اور توریت میں آنحضرت کی بشارات	۱۹۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۲	۲	ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل ضرر نہیں پہنچاتا
۱۵۵	۲	انبیاء کی مفوات قرآن میں کیوں بیان کی گئیں	۱۹۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۲	۳	اللہ تعالیٰ کا بتہ تک گرفتار کرنا
۱۵۵	۳	ابوہیت حبشی کا اعتقاد غلط ہے	۱۹۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۵	۴	اہل بدین کی ہلاکت
۱۵۶	۱	اہل ایمہ پر حضرت داؤد کی لعنت	۱۹۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۶	۱	امر خلافت کو نبی ہاشم سے نکلنے کی قیاس کھانے والے
۱۵۶	۲	امیر المومنین کا کرات کو نہ سرنے کی قسم کھانا	۱۹۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۵۹	۳	اولاد اور مال کے ذریعے عذاب
۱۵۸	۲	انصاف اور انصاف کے کہتے ہیں	۱۹۹	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۱	۳	اعراب کون لوگ ہیں
۱۵۸	۳	ابلاغ البین کیا ہے	۱۹۹	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۱	۴	اعراب کا وحشی اور قسی القلب ہونا
۱۵۹	۱	احرام کی حالت میں شکار	۱۹۹	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۲	۱	امت کے نقیب ابوذر مقداد سلمان فارسی اور عمار
۱۵۹	۲	احرام کی حالت میں صاف پھو اور چوہے کا قتل	۲۰۰	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۲	۳	اولین مہاجرین کا ذکر
۱۵۹	۳	احرام کی حالت میں چوپاؤں کے قتل کا کفارہ	۲۰۱	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۲	۴	ایمانداروں کے گناہ
۱۶۰	۱	اوصیاء کے بارے میں پیغمبروں سے سوال	۲۰۱	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۴	۱	المیہ کر بلا در قرآن
۱۶۵	۱	انحاک کے سورہ کی پہلی آیتیں الحمد للہ سے تین قسم کے لوگوں کی ترویج	۲۰۳	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۴	۲	اختلاف امتی رحمت کا مطلب
۱۶۵	۳	اہل حتمی موت کے لئے معین ہے	۲۰۴	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۸	۲	آئمہ اسم اعظم ہے
۱۶۶	۱	امام آل محمد سے ہوگا جو بعد رسول تبلیغ قرآن کریگا	۲۰۵	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۸	۱	آنحضرت کا عربی ہونا
۱۶۶	۲	انجیل اور توریت میں رسول کا جلیہ	۲۰۵	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۲	۱	اہل مکہ کا سات سال قحط میں مبتلا رہنا
۱۶۰	۳	آیت اللہ پر ایمان نہ لانے سے ہلاکت ہوگی	۲۰۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۲	۳	اللہ تعالیٰ کے ساتھ چال چلنا
۱۶۲	۱	اللہ تعالیٰ کے نزلنے	۲۰۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۳	۲	اللہ تعالیٰ کا نام اسلام
۱۶۲	۳	اتنی اور بصیر سے کیا مراد ہیں	۲۰۸	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۳	۱	امس کے معنی
۱۶۳	۳	اعمال کا سبب روز قیامت	۲۱۹	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۶۸	۳	آنحضرت کا آیتہ سہودا پرٹھ کر دونا
۱۶۴	۲	آسمانی عذاب سے کیا مراد ہے	۲۳۰	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۸۳	۲	آنحضرت کی طرف شک کی نسبت کا جواب
۱۶۶	۲	آذر ابراہیم کا سچا تھا باپ تارخ تھا	۲۳۰	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۸۵	۱	امر حق پر مرنے والا جنتی ہے
۱۶۸	۱	آئمہ قریب انبیاء ہیں بسبب جناب قاطمہ	۲۳۰	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۸۶	۳	امت محدودہ سے کیا مراد ہے
۱۶۸	۲	ایسے کون تھے؟	۲۳۰	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۸۶	۲	ابتلا اور آزمائش کی غرض
۱۶۹	۲	اللہ تعالیٰ کی پہچان	۲۳۳	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۸۹	۲	الاشہاد سے مراد آئمہ علیہم السلام ہے
۱۶۹	۲	امیر المومنین کا خطبہ توحید	۲۳۳	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۹۱	۱	انگو کی نسبت خدا سے دینے کا مطلب
۱۶۹	۱	ابن ابی سرح کی کتابت وحی میں خیانت	۲۳۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۹۳	۱	ارادہ اور وجودی بہار
۱۷۰	۳	ایمان کا غارتہ دیا جانا	۲۳۶	ایمان لانے کا تقاضا کیا ہے	۲۹۶	۲	ابراہیم علیہ السلام کے حالات

۳۰۲	۴	ارادہ کی پختگی	۳۵۸	۶	ائمہ کا علم کائنات	۳۱۵	۳	اعمی سے مراد آخرت کا اندھا
۳۰۳	۷	اولو البقیۃ سے کیا مراد ہے	۳۵۹	۱	اون کات کات کر توڑنے اور توڑ توڑ کر کاتنے والی	۳۱۶	۲	آنحضرتؐ کا اپنے اہلبیت کو مخصوص قرار دینا
۳۰۳	۳	انصاف کا بتانا و کرنے والے	۳۶۱	۱	ابونقیہ مولیٰ ابن حضرت عجمی	۳۱۷	۲	اضغات اعلام سے کیا مراد ہے
۳۰۴	۲	احسن القصص	۳۶۱	۳	آنحضرتؐ کا احکام سننا	۳۱۹	۳	اللہ تعالیٰ سے اس کے فعل کی پوچھ کچھ نہیں ہو سکتی
۳۱۳	۱	انسان کو بوقت ضرورت اپنی پاکیزگی بیان کرنا جائز ہے	۳۶۳	۲	استحلال کا ترکب کا فرض ہو جاتا ہے یعنی اپنی رائے سے	۳۱۹	۲	اللہ تعالیٰ کی اولاد کا عقیدہ رکھنے والے
۳۱۸	۱	انبیاء کے لئے صدقہ حرام ہے	۳۶۳	۱	احلال کو حرام اور حرام کو حلال کہنے والا	۳۲۱	۱	آنحضرتؐ کے ساتھ کفار کا منسی مذاق کرنا
۳۲۳	۳	اللہ کی طرف سے معافی	۳۶۶	۱	ائمہ کی عصمت	۳۲۳	۱	اعکاف کا مطلب
۳۲۵	۱	اعمی اور بعیر سے مراد کافر و مومن	۳۶۷	۲	انسان کو اپنے اعمال کا یاد رہنا	۳۲۴	۱	ابراہیمؑ کا بت توڑنا اور کفار کے اعتراض پر آپؑ کا جواب
۳۲۵	۳	اللہ تعالیٰ کے شریک	۳۶۹	۳	آنحضرتؐ کا رزق کے لئے دعا کرنا	۳۲۴	۲	ابراہیمؑ کا آب میں ڈالنا
۳۲۶	۱	اولوالالباب سے مراد شیعیان علیؑ	۳۶۹	۲	آنحضرتؐ سوالی کو خالی ہاتھ نہ لوٹتے تھے	۳۳۳	۱	اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بارے میں کلام کرنا
۳۲۶	۲	آل محمد کے بارے میں ميثاق	۳۶۹	۵	اولاد کو فقر و فاقہ کے خوف سے قتل کرنا	۳۳۷	۱	امام صامت
۳۲۷	۱	الذین امنوا سے مراد شیعیان علیؑ	۳۷۱	۳	آنحضرتؐ کے بلند آواز سے بسم اللہ پڑھنے پر قریش کا بھاگ جانا	۳۳۸	۳	اصلاحات جو بوقت ظہور مہدیؑ ہوں گی
۳۲۹	۴	آنحضرتؐ کی کثرت ازواجی	۳۷۱	۴	آنحضرتؐ کو کف کا سا جو شاعر کا بہن اور محبوب کہنا	۳۳۸	۳	ایک دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا
۳۲۹	۱	انبیاء کا صاحب ازواج و اولاد ہونا	۳۷۵	۲	انسانی اشرف المخلوقات ہے	۳۳۸	۱	ایمان کے معنی تصدیق کرنا
۳۳۰	۱	اللہ تعالیٰ سے مکر کی نسبت	۳۷۵	۳	یوم ندوا ... سے کون امام مراد ہیں	۳۵۱	۲	آنحضرتؐ کو مکہ سے نکالنے والے قریش
۳۳۱	۱	ایم لہ کون سے دن ہیں	۳۷۶	۱	آنحضرتؐ کو مکہ سے نکالنے والے جنگ بدر میں قتل ہو گئے	۳۳۹	۲	آنحضرتؐ کو مکہ سے نکالنے والے قریش
۳۳۱	۳	اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اقرار	۳۷۸	۱	آنحضرتؐ سے کفار کے مطالبات جواز دینے سے انکار تھے	۳۳۹	۲	اشعار پر یہ لیت اشیا خبی بد
۳۳۳	۲	البوار کے معنی	۳۷۸	۲	آنحضرتؐ کی دو باتوں کے متعلق شہادت	۳۴۰	۱	ایسے مارے ہوئے جانور کھانا اور خدا کے مارے ہوئے
۳۳۶	۱	اسمعیل کی اولاد میں کوئی بت پرست نہیں ہو جاسکتا	۳۸۰	۱	اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی	۳۴۰	۱	اسحاؑ کفار کا اعتراض
۳۳۶	۲	دعائے ابراہیمؑ	۳۸۰	۲	اللہ اسری اللہ کس چیز سے بڑا ہے کا جواب	۳۴۲	۲	ادیوں میں سے رسولوں کا چھٹنا
۳۳۷	۲	السمان متا اہل البیت کا مطلب	۳۸۱	۱	اللہ تعالیٰ کا اپنے اولیاء کے لئے دنیاوی زینت	۳۴۲	۳	اعضا و ترارہ عبادت کا لازم ہونا
۳۳۷	۴	ابراہیمؑ کی دعا کے مقصود ائمہ ہیں	۳۸۱	۱	کاپسندہ کرنا	۳۴۲	۲	اللہ تعالیٰ سے عذرہ خالق جیسے جیسے
۳۳۸	۲	اصفا کا مطلب	۳۸۱	۱	بہتر جم اللہ تعالیٰ کے آزمائش کرنے کا مطلب	۳۴۹	۳	اسکانت اور تضرع کا مطلب
۳۴۰	۱	آسمان کے بارہ برج	۳۸۱	۲	اصحاب کہف کس زمانہ میں ہوئے	۳۵۱	۱	الجب اور الشہادۃ سے کیا مراد ہے
۳۴۰	۲	آنحضرتؐ کی ولادت پر ستاروں کی نقل و حرکت	۳۸۲	۱	اصحاب کہف کا غار شمال رو تھا	۳۵۱	۲	آنحضرتؐ کا روز فتح مکہ کا خطبہ
۳۴۰	۲	ابلیس کا آسمان پر جانا بند	۳۸۲	۲	اصحاب کہف کی غار کا وسیع حصہ	۳۵۵	۲	انف کا واقعہ اور حضرت عائشہ کا اتہام سے یہی ہونا
۳۴۲	۲	آنحضرتؐ کی ایک فضیلت	۳۸۲	۳	اصحاب کہف کو سال میں دو بار کر وٹ بدلوانا	۳۵۶	۲	انف سے کون سی برائیاں مراد ہیں
۳۴۳	۳	اصحاب الایمہ	۳۸۲	۴	اصحاب کہف کا کتا، بلعم باغور کا گدھا اور یوسفؑ کا	۳۵۷	۲	اعضا کی گواہی روز قیامت
۳۴۴	۵	اصحاب الحجج	۳۸۲	۱	بھڑیا بہشت میں جائیں گے	۳۵۷	۲	انجیبت کا مطلب
۳۴۵	۲	آنحضرتؐ کا پانچ برس خائف اور خفیہ رہنا	۳۸۳	۱	اصحاب کہف کا تین سو نو برس مکر زندہ ہونا ایک	۳۵۸	۲	الایمانی سے کون کون سی مراد ہیں
۳۴۵	۲	امیر المومنین اور جناب خیرجی کا رسولؐ کا ساتھ دینا	۳۸۳	۱	بجٹ تھا	۳۵۹	۱	آقا اور غلام کے درمیان مکاتبت
۳۴۵	۲	اظهار اسلام کا حکم	۳۸۴	۱	اصحاب رسول جو کم مایہ تھے ان کی شان میں آیت	۳۵۹	۲	اللہ نور السموات والارض کا مطلب
۳۴۶	۲	انسان کے لئے مختلف سوا بیوں مثلاً موٹر، ریل، ہوائی	۳۸۶	۲	احیط بثمرہ کا مطلب کیا ہے	۳۵۹	۵	اللہ کے نور کی مثال
۳۴۶	۳	بجائزہ راکٹ، بینک کی ایجادات کا ذکر	۳۸۶	۳	انگور کی چھتر لہوں اور سیلوں کا الٹا ہونا	۳۶۳	۱	آنحضرتؐ کی صفات کے بیان میں خطبہ
۳۴۹	۱	او تو اعلم سے مراد انبیاء اور علماء یعنی ائمہ	۳۹۱	۲	ایک لڑکی سے ستر بیوں کا پیدا ہونا	۳۶۴	۲	اجازت کے بغیر داخل ہونا منع ہے
۳۴۹	۲	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے میں خیر و خوبی کا ہونا	۳۹۴	۲	ائمہ نضر کی قیامت کے دن بے قدری	۳۶۴	۲	اجازت لینے کے اوقات کیا ہیں
۳۵۱	۳	الذکر کون ہیں	۳۹۴	۳	آنحضرتؐ کو بستر مشرق کہنے کا مطلب	۳۶۴	۲	اندھوں، ٹنگوں، دیاروں کے ساتھ کھانا کھلے
۳۵۱	۳	اللہ تعالیٰ کی شان بہت اعلیٰ و رفیع ہے	۳۹۸	۱	اد حزاب سے مراد یہود اور نصاریٰ	۳۶۴	۳	اور کے گھر
۳۵۵	۱	ارزل العرکب ہوتی ہے	۴۰۴	۲	آنحضرتؐ کے نماز میں پاؤں سوچ جانا	۳۶۴	۱	آنحضرتؐ کو پکانے کا طریقہ
۳۵۵	۳	آنحضرتؐ اور آئمہ کا گھر اسی دینا	۴۱۴	۲	آنحضرتؐ کا زیادتی عدم کی دعا کرنا	۳۶۵	۲	انہ کے معنی
۳۵۶	۱	آنحضرتؐ اور آئمہ کا گھر اسی دینا	۴۱۵	۱	آدمؑ کی نماز	۳۶۵	۲	انہ کے معنی

اصحاب الرس	۲	۴۷۰	اولی کے معنی اور مفہوم	۲	۵۳۲	ادب کے معنی اور اشتقاق	۲	۵۹۱
امراف کے کہتے ہیں	۳	۴۷۳	آنحضرت کی ازواج امت کی مائیں ہیں	۳	۵۳۲	آنحضرت کے اختیارات سیلان سے بڑھ کر تھے	۲	۵۹۱
آسمانی مذاقبل ظہور امام مہدی	۱	۴۷۵	آنحضرت کی ازواج کو گھروں میں بیٹھنے کا حکم عائشہ	۲	۵۳۲	ایسح کون تھے؟	۱	۵۹۲
اللہ تعالیٰ کو ظاہری خواہش اور آثار سے پہچانتا	۴	۴۷۶	کا جنگ جمل میں لکھنا اور ہمیشہ یاد کر کے رونا۔	۱	۵۳۲	اہل بیت کے خلاف مخالفین کے منصوبے کہ رسول	۱	۵۹۲
اللہ تعالیٰ کا اپنے دشمنوں سے بدل لینا	۵	۴۷۸	آیتہ تطہیر کے مصداق	۳	۵۳۴	کے بعد ان کو خلیفہ نہ ہونے دیں گے		
ابراہیم کا اپنے بھرا ہونے کی نسبت خدا کو نہ دینا	۱	۴۸۰	آنحضرت کا کسی غیر کو آپ نہ ہونا اپنی اول کے باپ ہونے کے	۱	۵۳۹	امور دین میں اختلاف	۱	۵۹۵
آنحضرت کا اپنے اقربا کو ڈرانا	۱	۴۸۲	منافی نہیں			آنحضرت سے ابی نفل یا ابوالفضل کا بے ادبی کرنا	۲	۵۹۶
آنحضرت کا سجدہ گزاریوں کی پشتوں میں منتقل ہوتے رہنا	۲	۴۸۲	آنحضرت اور آپ کی آل پر درود اور اس میں آل کے ل	۲	۵۳۹	اہل عقل و فہم کو خدا کا بشارت دینا۔	۲	۵۹۶
آصف بن برخیا وزیر حضرت سیلان کا علم	۲	۴۹۲	ہونے کی علمی بحث			آنحضرت پر بتوں کو عیب لگنے کا الزام	۲	۵۹۹
ادب کا مطلب خاندان کے لوگوں کو بے دریغ ہونا	۲	۴۹۶	آنحضرت خاتم النبیین ہیں	۲	۵۳۹	اللہ کا نفسوں کو قبض کرنا	۱	۶۰۰
الحسنت سے مراد ولایت اہلبیت اور ان کی محبت	۲	۴۹۸	انصار کی ایک عورت کا آنحضرت کو اپنا نفس مہر کرنا	۱	۵۵۰	امامت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والا قیامت کو سیاہ رو	۱	۶۰۳
آنحضرت کے بعد حسن اور حسین کا گزور کیا جانا	۱	۵۰۰	اہل بیت رسول کے برتنوں پر غیروں کو نظر نہ کرنا حکم	۱	۵۵۰	آنحضرت کو مشرک کی نسبت دینے کا کیا مطلب ہے	۲	۶۰۳
اشدہ کا مطلب	۱	۵۰۱	ازواج رسول کو اختیار کہ مال دنیا سے کرا لگ ہو جائیں	۲	۵۳۶	المردج سے مراد روح القدس ہے	۱	۶۰۶
الرعا کے معنی	۳	۵۰۳	یا مہبت رسول اختیار کریں۔			الدھوا زہ کے معنی کیا ہیں؟	۳	۶۰۶
اسلام میں نکاح اجارہ حرام ہے	۴	۵۰۳	آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح	۲	۵۵۱	آنکھ کی حیانت	۵	۶۰۶
الرحب کے معنی	۲	۵۰۳	کی خرامش کرنے والا			آل فرعون کا مومن کون تھا	۱	۶۰۹
آئمہ جہنم	۱	۵۰۶	آیہ صلوٰۃ پر اعتراض اور اس کا جواب کہ درود میں آل	۱	۵۵۲	ایمان کو چھپانے والا	۲	۶۰۹
امام کی پیروی کے بغیر اپنی رائے کو دین قرار دینے والا	۳	۵۰۶	کس طرح شامل ہے۔			انسان کا حسن صورت پر پیدا کیا جانا	۲	۶۱۲
امام اور ان کے شیعہ صابر ہیں	۲	۵۰۸	امانت سے مراد ولایت و امامت حضرت علی	۳	۵۵۴	انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے	۱	۶۱۶
آہما کا مطلب کیا ہے۔	۲	۵۰۹	آنحضرت کا کالے گورے جن انسان سب کی طرف مہو ہونا	۲	۵۵۹	ایام سے کیا مراد ہے	۳	۶۱۸
امام کا مقصد کرنا خدا کے اختیار میں ہے۔	۳	۵۱۰	امیر لوگوں کی خدمت کرنے والا	۱	۵۶۱	آسمان اور زمین کی اطاعت	۳	۶۱۸
آخرت میں مومنوں کا اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا	۳	۵۱۰	آنحضرت کی امت کو پہلی امتوں کی نسبت سوال حسبہ نہ ملنا	۱	۵۶۲	ایام کا خمس ہونا۔	۲	۶۱۹
امت کے سر فرقہ کو امام کے ساتھ بلایا جائے گا	۱	۵۱۱	اعلیٰ اور بعینہ سے کیا مراد ہے	۱	۵۶۶	آئمہ علیہم السلام کی اطاعت پر قائم رہنے والے	۱	۶۲۱
آنحضرت کی رجعت	۱	۵۱۳	الاحیاء والاموات سے کوئی مراد نہیں	۳	۵۶۶	ام القریٰ سے مراد مکہ ہے	۱	۶۲۶
ابراہیم کی خبر کو قطع کر کے امت کو مخاطب کرنا۔	۱	۵۱۶	اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے علماء	۵	۵۶۶	امت واحدہ کا مطلب	۳	۶۲۶
امیر المؤمنین اور ائمہ کے مشرک کافر ہیں	۳	۵۲۱	اور زنا الکذب سے کون مراد ہیں	۲	۵۶۸	اور ثواب کتاب سے کون مراد ہیں	۲	۶۲۸
آنحضرت کا علم کتابت	۳	۵۲۱	انذار کا مطلب	۲	۵۶۹	اللہ تعالیٰ پر حجت قائم کرنے والے	۱	۶۲۹
ائمہ کے ظاہری اور باطنی دشمنوں سے بھڑکنے کا حکم	۲	۵۲۳	امام مبین کون ہے	۳	۵۶۲	ایک کے بدل میں دس سے لے کر سات سو تک	۴	۶۲۹
آل محمد اور ان کے پیروکار	۳	۵۲۳	اللہ تعالیٰ کا نبیوں کو سلام بھیجنا	۱	۵۶۶	آخرت کی کھیتی کیا ہے	۵	۶۲۹
انقل الاعلیٰ کے مصداق علی ہیں	۱	۵۲۸	واصلو کے معنی کیا ہیں	۳	۵۶۶	اقربا رسول سے مودت کا حکم	۱	۶۳۰
الدین سے مراد ولایت جذبات امیر و ائمہ	۲	۵۲۸	اجتماعات میں قطار بندی کا طریقہ	۲	۵۶۸	آیہ مودت اصحاب کسا کے بارے میں نازل ہوئی	۱	۶۳۰
ایمانی بھائی کی مدد کرنے کا حکم	۱	۵۳۱	آل محمد کا حق غضب کرنے والے	۱	۵۶۹	الاعلام کا مطلب	۲	۶۳۱
امام اور امامت کے اوصاف	۱	۵۳۲	امیر المؤمنین کی ولایت کے بارے میں سوال	۲	۵۶۹	ام الکتاب سے کیا مراد ہے	۱	۶۳۵
آنحضرت کو کفار کے تکلیفیں دینے پر غصہ نہ کرنے کا حکم	۳	۵۳۲	اہل جنت کے اوصاف	۱	۵۸۰	آنحضرت کی قوم کا آپ پر ہنسنا	۲	۶۳۵
العبت کا مطلب	۲	۵۳۳	ابراہیم کا ستارہ دیکھ کر اپنے آپ کو بیمار کہنے کا مطلب	۱	۵۸۳	آنحضرت کو پہلی قوموں کے قہقہے سنانا	۳	۶۳۶
امیر المؤمنین اور نبی عن انکسرت تکلیفوں پر صبر کرنے کا حکم	۱	۵۳۳	ابراہیم کا ذبح کرنے کے لئے اسماعیل سے مشورہ کرنا	۲	۵۸۳	اولاد باپ کا نمبر ہوتی ہے	۱	۶۳۶
اکثر کر چلنا منع ہے اگرچہ دکھانے والا پہلا شخص بن	۲	۵۳۵	ابراہیم کا ذبح فرزند کے لئے کئی مرتبہ خواب دیکھنا	۳	۵۸۴	انگل بچو باتیں کرنے والے	۱	۶۳۶
انکسرت کے معنی از روئے تنگ نہ پھیرنا	۲	۵۳۵	ایسا سین کے مصداق کی بحث	۱	۵۸۵	امامت قیامت تک اولاد امام حسین میں رہے	۱	۶۳۶
ائمہ کا صابر ہونا	۱	۵۳۶	ائمہ اہل بیت کا خاص مقام اور منزلت	۲	۵۸۶	گی		
ایک دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا	۲	۵۳۸	ائمہ اہل بیت کا عرض کے گرد قبیح کرنا	۱	۵۸۶	آنحضرت اور حضرت علی کے درمیان پانچ سو	۱	۶۳۹
آنحضرت کا مشکروں کو رجعت کی خبر دینا	۲	۵۳۹	اعمال کا پورا کرنا یا جانا	۲	۵۸۹	ساں کا فاصلہ		

۶۴۰	۱	اللہ تعالیٰ کے غضب ناک ہونے کا طریقہ	۶۴۲	۲	اللہ تعالیٰ کا یہ مخلوق بنا کر کے کسی مخلوق پر برادرارادہ کے	۶۴۸	۳	کی خصوصیتوں سے شخص ہونا اور جملہ مخلوقات کے لئے
۶۴۲	۱	آنحضرت اول العابدین اور اول مخلوق ہیں	۶۴۳	۱	آنحضرت اور علیؑ کو اپنے دشمنوں کو درخ میں لانا برزخیا	۶۴۹	۱	نمودہ بنایا جانا
۶۴۵	۲	اولیاء خدا کے علاوہ اوروں کو دوست رکھنا	۶۴۳	۳	آیات سے کیا مراد ہے۔	۶۴۸	۳	آخرت کا عذاب
۶۴۶	۲	اللہ تعالیٰ کے نام کو آیات سے مقدم کرنے	۶۴۰	۱	اولاد کا بہشت میں اپنے والدین کے درجہ میں ہونا اگرچہ	۶۴۰	۱	اولاد کا فتنہ ہونا
۶۴۸	۱	کی علت	۶۴۱	۲	احمال بہت ہوں	۶۴۰	۱	آنحضرت کا حسین کوٹھوڑ کھاتے دیکھ کر خطبہ ترک کرنا
۶۴۸	۱	ائمہ اہلبیت کو ائمہ جور کے بارے میں بددعا نہ	۶۴۱	۳	اسلام کے معنی	۶۴۲	۲	اسراف کیلئے
۶۴۸	۲	آنحضرت کے لئے تادیب	۶۴۲	۷	اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور حمایت	۶۴۳	۱	آنحضرت کا ایک نام: کریم ہے
۶۵۰	۱	آیات اللہ ائمہ معصومین ہیں	۶۴۳	۳	آپس سے مراد آسمان کا کفارہ	۶۴۴	۱	آنحضرت کے دین مبارک سے بوجہ مغایر کی تہمت
۶۵۰	۲	اللہ تعالیٰ کے اعتراضات کا جواب کوئی نہ دے سکتا	۶۴۴	۲	اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل ہونے والے	۶۴۴	۱	آنحضرت کا حضرت حفصہ سے ایک لڑکھٹا اور اس
۶۵۲	۲	آنحضرت نئی بات کہنے والے رسول نہیں	۶۴۴	۳	آنحضرت کا دعوت دینے میں اپنی جان کو تکلیف دینا	۶۳۶	۱	کا افشا کرنا
۶۵۳	۲	آف کا مطلب اور والدین کو نہ کہنے کا حکم	۶۴۵	۳	ابراہیمؑ کی وفا	۶۳۶	۱	امرات نوح
۶۵۴	۱	آنحضرت کا کھجور اور گھی کا حلہ کھانے سے انکار	۶۴۶	۲	ازیت کا مطلب کیا ہے۔	۶۳۶	۲	امرات نوح
۶۵۴	۱	اور اس کی وجہ	۶۴۶	۳	آسمان سے بر گرنے والے قطرہ کا شمار	۶۳۶	۳	امرات فرعون
۶۵۴	۲	احقاف عاد کا ملک ہے	۶۴۷	۱	آدمؑ کو کہیں کسی مٹی سے اور کہیں کسی مٹی سے خلق کئے	۶۳۶	۲	آسمانوں کا تہ برتہ بنایا جانا
۶۵۶	۲	اولو العزم رسول نوح، ابراہیمؑ موسیٰ عیسیٰ اور آنحضرت	۶۴۷	۱	جانے کا جواب	۶۳۹	۱	انکار کی وجہ سے عذاب کا نازل کیا جانا
۶۵۶	۱	یہ	۶۴۸	۳	آدمیوں کی تین قسمیں	۶۳۹	۲	اللہ تعالیٰ کا بخش روگنا
۶۵۶	۱	آنحضرت اور امیر المومنینؑ دشمنوں کی پیروی کرنا	۶۴۸	۲	آکسین اور ایڈوجن	۶۴۲	۱	اوسط وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو
۶۵۶	۲	اتباع حق اور اتباع باطل کرنے والے	۶۴۸	۱	اللہ تعالیٰ کا حق اس کے دل کو پہنچاتا ہے	۶۴۲	۱	الحاقہ سے کیا مراد ہے
۶۵۸	۱	اہل جنت کے لئے جنت کو خوشبودار اور مزین کرنا	۶۴۸	۲	انقر ونا کے معنی	۶۴۲	۱	انقار عتہ سے کیا مراد ہے
۶۵۸	۲	اللہ تعالیٰ کا مخلوق سے مدد مانگنا	۶۴۸	۲	انہیاء کی ذریت میں نبوت اور کتاب	۶۴۳	۱	اجرام فلکی کو توڑنے پھونکنے والی
۶۵۹	۳	اہل جنت کے لئے باغات کی کثرت	۶۴۸	۲	اوس بن صامت کا اپنی زوجہ سے خطاب کرنا	۶۴۳	۲	اذن واعیہ حضرت علیؑ میں
۶۶۱	۱	اولاد کی پاکیزگی و تاد کی پہچان حب علیؑ ہے	۶۴۸	۲	اللہ تعالیٰ کی معیت کا کیا مطلب ہے	۶۴۵	۱	النجایہ کا مطلب
۶۶۱	۲	اللہ تعالیٰ سے علم کو نسبت دینے سے کیا مراد ہے	۶۴۹	۵	آنحضرت سے واز کی بات کہنے سے پہلے صدمہ دینے کا حکم	۶۴۸	۱	انسان کا شہید البحر میں پیدا کیا جانا
۶۶۲	۱	اعمال کا منافع نہ ہونا	۶۴۹	۵	آیت نجومی پر علیؑ کے سوا کسی نے عمل نہ کیا	۶۴۹	۱	اپنی مخلوق لانے کی قدرت
۶۶۲	۲	ایمان خواہ شریا پر ہو یا اس کے لوگ لے آئیں گے	۶۴۹	۱	اول الحشر سے کیا مراد ہے۔	۶۵۰	۱	ایمان اور احوال کی شرط کے ساتھ مقدر ہونے والی اصل کمی
۶۶۲	۳	آنحضرت سے ذنب کی نسبت کا مطلب	۶۴۹	۱	اقراب رسول کون ہیں؟	۶۵۰	۵	انسان کا پیدا ہونے سے قبل مختلف دور سے گذرنا
۶۶۳	۱	آنحضرت کی مخالفت نہ کرنے والے مومن	۶۴۹	۲	اللہ کے عذاب کا رعب۔ اضطراب اور جلا وطنی کی شکل	۶۵۳	۱	اعضائے سجدہ کون کون سے ہیں
۶۶۳	۲	آنحضرت پر اتہام لگانے والے	۶۴۹	۳	میں آنا	۶۵۳	۳	آنحضرت مرتضیٰ ہیں
۶۶۳	۱	آنحضرت کے ساتھ حبیبیہ جانے والے	۶۴۹	۳	اللہ تعالیٰ کا آنحضرت کو اپنی کل مخلوق کا معاملہ سپرد کرنا	۶۵۵	۱	آنحضرت کو چوتھائی رات نماز کے لئے مخصوص کرنے کا حکم
۶۶۳	۲	اللہ کی رحمت کا اس کے غضب سے بڑھے ہوئے ہونا	۶۴۹	۲	ابی بن کعب اور اس کے ساتھی	۶۵۵	۲	الفاظ قرآن کو سہولت سے ادا کرنے کا حکم
۶۶۵	۱	اولی باس شہید سے کون مراد ہیں	۶۴۹	۲	اللہ اور رسول کا محارب بزدل ہو جاتا ہے۔	۶۵۵	۳	آنحضرت کا خراج میں زرشاد دیکھتا
۶۶۵	۲	اجرا احسان سے کیا مراد ہے	۶۴۹	۱	اصحاب جنت وہ لوگ ہیں جو آنحضرت کے مطیع اور	۶۵۵	۱	اللہ کی توحید کا اقرار کرنے والے جنت میں جائیں گے
۶۶۶	۱	انبیاء اور رسولوں کا غالب رہنا	۶۴۹	۲	علیؑ کی ولایت کو تسلیم کرتے ہیں۔	۶۶۰	۳	انسان اپنے اعمال پر رجعت ہے
۶۶۶	۱	امام کا زمین کو عدل و انصاف سے بھرنا	۶۴۹	۲	الغیب وال شہادۃ کا مطلب کیا ہے	۶۶۲	۱	ائمہ مشیت انہی کے طرف ہیں
۶۶۸	۱	آنحضرت بات کرتے وقت اونچی آواز نکالنا منع ہے	۶۴۹	۳	الحال الباری المصور کے معنوں کی تشریح	۶۶۸	۱	احقاف کتنی مدت کو کہتے ہیں
۶۶۸	۱	آنحضرت کی ازواج کے حجرے	۶۴۹	۲	اللہ تعالیٰ کے شانوں سے نام ہیں	۶۶۸	۲	ابن مکتوم رضی اللہ عنہ
۶۶۹	۱	اصلی حال کھل جانے تک صبر کرنے کا حکم	۶۴۸	۲	اولاد آدمؑ میں امیر اور فقیر	۶۶۸	۱	ائمہ کے دلوں کا خدا کے ارادوں کا مورد ہونا
۶۷۰	۱	ایک دوسرے کو چڑانے کیلئے بڑے نام رکھنا منع ہے	۶۴۸	۳	اسما واپس اپنی مشرکہ بیٹی سے بدیہ قبول نہ کرنا	۶۶۸	۲	انسان کو اس کی جمالت کا دھوکا دینا
۶۷۱	۱	اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تیسریں کیوں کھائیں	۶۴۸	۲	اسمہ احمد سے آنحضرت کی بہشت کی پیشین گوئی	۶۶۸	۱	اللہ تعالیٰ کسی مکان میں نہیں رہتا
۶۷۲	۱	آسمان سے پانی اتار کر مردہ شہر کو زندہ کرنا	۶۴۸	۱	آنحضرت کو نماز میں چھوڑ کر چلے جانے والے	۶۶۸	۲	آسمان کے بارود پرچ
			۶۴۸	۱	انسان کا کمالات کی صفات سے متصف ہونا بجا واد	۶۶۸	۲	اونٹ کی بناوٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کا اظہار

۱	۲	۱	۲
۲	۳	۲	۳
۳	۴	۳	۴
۴	۵	۴	۵
۵	۶	۵	۶
۶	۷	۶	۷
۷	۸	۷	۸
۸	۹	۸	۹
۹	۱۰	۹	۱۰
۱۰	۱۱	۱۰	۱۱
۱۱	۱۲	۱۱	۱۲
۱۲	۱۳	۱۲	۱۳
۱۳	۱۴	۱۳	۱۴
۱۴	۱۵	۱۴	۱۵
۱۵	۱۶	۱۵	۱۶
۱۶	۱۷	۱۶	۱۷
۱۷	۱۸	۱۷	۱۸
۱۸	۱۹	۱۸	۱۹
۱۹	۲۰	۱۹	۲۰
۲۰	۲۱	۲۰	۲۱
۲۱	۲۲	۲۱	۲۲
۲۲	۲۳	۲۲	۲۳
۲۳	۲۴	۲۳	۲۴
۲۴	۲۵	۲۴	۲۵
۲۵	۲۶	۲۵	۲۶
۲۶	۲۷	۲۶	۲۷
۲۷	۲۸	۲۷	۲۸
۲۸	۲۹	۲۸	۲۹
۲۹	۳۰	۲۹	۳۰
۳۰	۳۱	۳۰	۳۱
۳۱	۳۲	۳۱	۳۲
۳۲	۳۳	۳۲	۳۳
۳۳	۳۴	۳۳	۳۴
۳۴	۳۵	۳۴	۳۵
۳۵	۳۶	۳۵	۳۶
۳۶	۳۷	۳۶	۳۷
۳۷	۳۸	۳۷	۳۸
۳۸	۳۹	۳۸	۳۹
۳۹	۴۰	۳۹	۴۰
۴۰	۴۱	۴۰	۴۱
۴۱	۴۲	۴۱	۴۲
۴۲	۴۳	۴۲	۴۳
۴۳	۴۴	۴۳	۴۴
۴۴	۴۵	۴۴	۴۵
۴۵	۴۶	۴۵	۴۶
۴۶	۴۷	۴۶	۴۷
۴۷	۴۸	۴۷	۴۸
۴۸	۴۹	۴۸	۴۹
۴۹	۵۰	۴۹	۵۰
۵۰	۵۱	۵۰	۵۱
۵۱	۵۲	۵۱	۵۲
۵۲	۵۳	۵۲	۵۳
۵۳	۵۴	۵۳	۵۴
۵۴	۵۵	۵۴	۵۵
۵۵	۵۶	۵۵	۵۶
۵۶	۵۷	۵۶	۵۷
۵۷	۵۸	۵۷	۵۸
۵۸	۵۹	۵۸	۵۹
۵۹	۶۰	۵۹	۶۰
۶۰	۶۱	۶۰	۶۱
۶۱	۶۲	۶۱	۶۲
۶۲	۶۳	۶۲	۶۳
۶۳	۶۴	۶۳	۶۴
۶۴	۶۵	۶۴	۶۵
۶۵	۶۶	۶۵	۶۶
۶۶	۶۷	۶۶	۶۷
۶۷	۶۸	۶۷	۶۸
۶۸	۶۹	۶۸	۶۹
۶۹	۷۰	۶۹	۷۰
۷۰	۷۱	۷۰	۷۱
۷۱	۷۲	۷۱	۷۲
۷۲	۷۳	۷۲	۷۳
۷۳	۷۴	۷۳	۷۴
۷۴	۷۵	۷۴	۷۵
۷۵	۷۶	۷۵	۷۶
۷۶	۷۷	۷۶	۷۷
۷۷	۷۸	۷۷	۷۸
۷۸	۷۹	۷۸	۷۹
۷۹	۸۰	۷۹	۸۰
۸۰	۸۱	۸۰	۸۱
۸۱	۸۲	۸۱	۸۲
۸۲	۸۳	۸۲	۸۳
۸۳	۸۴	۸۳	۸۴
۸۴	۸۵	۸۴	۸۵
۸۵	۸۶	۸۵	۸۶
۸۶	۸۷	۸۶	۸۷
۸۷	۸۸	۸۷	۸۸
۸۸	۸۹	۸۸	۸۹
۸۹	۹۰		

۲۸	۴	بادلوں کی سواری کا مطلب	۱۵۸	۳	بلاغ المبین سے کیا مراد ہے
۳۶	۴	باطل طریقے سے مال حاصل کرنا	۱۶۰	۱	بار بار سوال کرنے کی ممانعت
۳۷	۲	بیعت العلم کون ہیں	۱۶۰	۴	بتوں کی پرستش رائج کرنے اور دین احمعیل بدلنے والا بادشاہ مکہ
۳۹	۶	باپ دادوں کے ذکر کی بجائے خدا کا ذکر کرنے کا حکم	۱۷۲	۳	بصیر اور اعلمی سے کیا مراد ہے
۴۳	۱	بدعت پھیلانے والا	۱۸۰	۲	برہنہ محذور ہونا قیامت کو
۴۴	۱	بنات الرسول	۱۹۳	۱	بنی امیہ کی سلطنت اسلام میں ختم
۴۷	۲	بچہ کو دودھ پلانا، مجنوں بے عقلی یا حشر عورت کا دودھ نہ پلانا، وائے جنات جمل اور محمد بن حنفیہ کا تیروں کی بربطھاڑ کے عذر سے آگے نہ بڑھنا علی کی تنبیہ	۲۰۰	۲	برہنہ کی بات ہے
۴۷	۲	بچہ پران کے دودھ کا آخر محمد بن حنفیہ کی مثال جنگ جمل میں سردوں کی بربطھاڑ کے عذر سے آگے نہ بڑھنا	۲۲۲	۱	بخت نصر کے مظالم
۴۷	۳	بیوی کو دودھ پلانے کی اجازت دینا	۲۲۳	۲	بلغم یا غورہ قصہ
۴۹	۱	بیوی کو حلاق دے کر نیک سوک کرنا	۲۲۴	۳	بڑوں کے دفعہ کے لئے اس بیت کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم
۴۹	۲	بیوہ عورت کی عدت	۲۳۱	۳	بنی عبدالدار میں سے کون اسلام لایا
۵۱	۲	بنی اسرائیل کی آزمائش ایک نہر کے پانی سے	۲۳۲	۱	بیت کے معنی
۶۵	۱	بدی جنگ میں مسلمانوں کا دو گنا نذر آنا	۲۴۱	۲	بتوں کی شفاعت کا عقیدہ
۶۷	۲	بدی خدا کی طرف سے نہیں	۲۴۳	۳	بغاداد کا وبال
۷۷	۵	بشر کے معنی	۲۴۶	۲	بہروں کو سنانا
۷۹	۳	بکھ نام کی وجہ تسمیہ	۲۴۷	۱	بدلہ کے دینے کا دن
۸۱	۳	بدعتی اصحاب خمس کو شہر سے دھتکارے جائیں گے	۲۹۳	۳	برکت کے معنی
۸۳	۱	بطافہ کے معنی ولی دوست	۲۹۹	۲	بقیۃ اللہ سے کون مراد ہیں
۸۴	۲	بدر کے مجاہدوں کی تعداد	۳۰۲	۳	برزخ میں ثواب و عذاب
۹۳	۱	بدر میں مشرکوں کا نقصان	۳۱۱	۳	بعد امیہ سے مراد بعد وقت ہے
۹۴	۲	بدر کے قیدیوں کا فدیہ	۳۱۵	۳	بنیامین اور یوسف میں باہمی گفتگو
۹۷	۱	بار بار رہنا کیسوں آیا	۳۱۶	۲	بنیامین کو روکنے کا خدائی حکم
۱۰۳	۱	بھائی اور بہن کی تسمیہ حقیقی علاقائی اور انبیائی	۳۲۶	۳	بہشت میں مرد اور اس کی بیوی کا نکاح
۱۰۴	۱	بیوہ کا زبردستی دارش بن جانا	۳۳۵	۲	بوار کے معنی
۱۰۶	۱	باطل کے کیا معنی ہیں	۳۴۰	۱	بارہ برج
۱۰۸	۳	بجیل کون ہے	۳۵۰	۲	بدی کے وبال میں گھر جانا
۱۱۹	۱	بندہ آزاد کرنا	۳۵۰	۱	بتوں کے لئے اپنی بھتیجی اور ریلوڑ سے حصے مقرر کرنا
۱۲۸	۳	بار بار ایمان لانے اور کفر کرنے والے	۳۵۳	۳	بطون کے لئے کہیں مذکور اور کہیں مومن کی ضمیر لانے کا اعتراض اور اس کا جواب
۱۳۱	۲	بعض انبیاء کو ماننے اور بعض کا انکار کرنے والے	۳۵۹	۲	باض کا فاجر کے خلاف ہونا
۱۳۶	۱	برہنہ سے کیا مراد ہے؟	۳۶۳	۱	بغیر حجت و نص صریح کچھ زبان سے کہنا منع ہے
۱۳۶	۴	بہن کی قسمیں	۳۶۷	۳	بعثت رسول کا فائدہ
۱۳۶	۵	بہن کا وارث بھائی کیسے ہوتا ہے	۳۷۰	۳	بعثت کے ابتدائی دس برس
۱۳۷	۲	بندر بقی اور بچہ کا گوشت حلال نہیں	۳۷۱	۳	بسم اللہ پڑھنے کی آواز سن کر قریش کا بھاگ جانا
۱۳۹	۲	بازگتے تیرے اور چیتے کا شکار گئے ہوئے جانور کا حکم	۳۷۲	۱	بڑی مخلوق موت ہے
۱۵۲	۱	بندر ان کو بنایا جنہوں نے بدت کے احکام کی نافرمانی کی	۳۸۲	۴	بہشت میں جانے والے جانور
۱۵۷	۲	بلال کا دن کو روزہ رکھنے کی قسم کھانا	۳۹۱	۱	بچوں کا قتل
			۳۹۲	۳	بشر یا شکر کی گمن قسرتج
			۳۹۵	۱	بنی مائنا بتوں ان بنی اسرائیل میں سے تھے

۳	۵۴۷	پنجمن پاک کی شان میں آیہ تطہیر کا نازل ہونا اور ان کی طہارت کا اعلان کا تسبیح کرنا
۲	۵۵۶	پہاڑوں کا تسبیح کرنا
۱	۵۷۳	پروردگار پر ایمان لانے والا
۲	۶۰۴	پاکیزہ ولادت والے ہی جنت میں داخل ہوں گے
۱	۶۳۹	پرانی نماز ہی کیا ہے
۱	۶۴۱	پرہیزگار لوگوں سے دوستی کی خواہش کرنے کا حکم
۳	۶۸۳	پانی کی طہیانی
۲	۶۹۸	پانی کا سانس تجزیہ اور فارمولہ
۴	۶۹۸	پروردگار کے نام کی تسبیح کرنے کا حکم
۲	۷۴۲	پہنڈی کے قیامت کو کھولے جانے کا مطلب
۱	۷۴۵	پہلی مخلوق کو ملاک کر کے اچھی مخلوق لانے کی قدرت کا اظہار
۱	۷۷۸	پہلے لوگوں کی سیرت پر چلنے والے
۵	۷۸۵	پیشانی کے بل گرفتار ہو کر دوزخ میں قید کئے جانے والا
		باب التاء
۱	۲	تہجی حروف کے ماخذ کا بیان
۳	۲	تعریف کی منطقی تشریح
۲	۲۷	تبدیل قبلہ
۳	۳۱	تبرا
۳	۳۵	تکبیر میں عیدین کی
۲	۴۲	تواخذنا کا مطلب
۱	۴۸	تقصید کرنے کا حکم
۱	۷۵	تبدیل قبلہ سے یہودیوں کی ناراضگی
۲	۸۸	تختوں کا مطلب قتل کرنا ہے
۳	۸۸	تیر اندازوں کا اختلاف
۱	۹۶	تندرست اور بیمار کی نماز میں فرق
۲	۱۰۳	توبہ کس وقت قبول ہوتی ہے
۲	۱۰۶	تجارت حلال طریق سے
۲	۱۰۸	تجکر کرنے والا کون ہے
۱	۱۱۸	تخفہ قبول کرنا
۱	۱۲۵	تغیر فی الخلق پریشان کر کے جنس تبدیل کرنا
۲	۱۴۱	توریت سے رسول کی نعت اور رجم کا حکم چھپانا
۱	۱۴۶	تقرب بخدا بذریعہ امام
۱	۱۵۳	توریت اور انجیل میں آنحضرت کی بشارت
۱	۱۵۵	تثلیث یعنی عیسائیوں کا تین خدا ماننا
۱	۱۶۴	توفی کے معنی اور بحث
۲	۱۶۷	توریت اور انجیل میں رسول کا علیہ اور صفات
۱	۱۷۳	توبہ کرنے سے گناہوں کی مغفرت
۲	۱۷۶	تاریخ ابراہیم کا باب تھا
۲	۲۰۲	تاویل اور ظہور زنی ثم آل محمد
۲	۲۲۲	توبہ کے بغیر معافی کی خواہش
۲	۶۹۵	بے معنی اور استعمال
۱	۷۰۸	بنی ہاشم میں خلافت نہ رہنے دینے کا شور مچانے والے
۱	۷۱۴	بنی قینقاع
۲	۷۲۸	بشر کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے
۲	۷۷۸	بارہ برج
۲	۷۹۰	بیت سے مراد آنحضرت ہیں
		باب الباقی
۱	۱۵	پتھروں کی خاصیتیں بغض الفل اگر کاشٹ لڑاں
۳	۳۱	پیشو اور سے تبر قیامت کے دن
۳	۳۲	پچھوڑے سے مکانوں میں داخل ہونا منع ہے
۲	۴۶	پانچ نمازوں کے اوقات
۱	۵۲	پانی سے چلو بھرا
۱	۵۹	پوشیدہ اور ظاہر طور پر صدقہ دینے والے علی تھے
۱	۷۴	پنجتن پاک کا مبالغہ میں شامل ہونا
۱	۹۷	پانچ آیتوں میں رہنا کا بار بار آنا
۲	۹۹	پیٹ درد کا علاج
۱	۱۱۴	پرہیزگاری سے اعانت الہیہیت کرنے کا حکم
۱	۱۲۵	پیدائش میں تغیر کرنا پریشان کر کے ذریعہ جنسی تبدیلی
۱	۱۶۲	پیغمبروں سے ان کے ادھیہ کے بارے میں سوال
۱	۱۶۸	پریشانی اور خوف سے جھوٹ ہونا
۵	۱۷۰	پرندے بھی انسانوں کی طرح امتیں ہیں
۲	۱۷۴	پاؤں کے نیچے سے عذاب سے کیا مراد ہے
۱	۲۰۸	پتھروں کی بارش
۲	۲۵۵	پہلے لوگوں کی مذمت
۱	۲۶۷	پہلے قریب کے کافروں سے جنگ کرنی چاہئے
۱	۳۲۱	پہلے انبیاء کی کتابیں
۳	۳۲۲	پھلوں کی دو دو قسمیں
۱	۳۲۳	پہلی امتوں کے عذاب سے عبرت حاصل کرنا
۲	۳۷۰	پاؤں کا فرض کیا ہے
۲	۳۷۲	پانچ صاحب شریعت انبیاء کون تھے
۲	۴۱۳	پتھر ملی زمین
۲	۴۱۷	پریشان اور خیالی خواب
۳	۴۳۷	پرنالوں اور کھجوروں والی مسجدوں کا گریا جانا بوقت ظہور عہد می ہوگا
۲	۴۶۱	پرندوں کا پر کھول کر نماز پڑھنا
۱	۴۷۲	پانیوں کا آپس میں نہ ملنا
۱	۴۹۳	پانی کی چکی شیطان کی تجویز کردہ ہے
۲	۵۳۷	پانچ چیزیں بن پر خدا نے نہ فرشتوں کو مطلع کیا نہ نبی کو اور نہ کسی رسول کو
۲	۳۹۵	بدوں کو بدیاں کرنے اور نیکیوں کو نیکی میں کمی کے باعث قیامت کے دن افسوس
۱	۴۱۸	بستیوں میں رہنے والے ظالموں کا حشر
۱	۴۲۴	بل فعلہ کبیر ہم مذاکی دلچسپ تفسیر
۲	۴۳۰	بچہ کے پیدا ہونے کی مدت کم از کم چھ اور زیادہ سے زیادہ نو ماہ ہے
۲	۴۳۰	بچہ کا کئی سال ماں کے پیٹ میں رہنا غلط ہے
۲	۴۳۴	بیت العیق
۱	۴۳۷	بیمہر معطلہ کیا ہے
۲	۴۳۷	بندے کی چار آنکھیں
۲	۴۴۴	بدوں میں سے خالق جیسے عیسیٰ
۱	۴۴۷	بنی اسرائیل فرعون کے مطیع تھے
۲	۴۵۱	برزخ کیا ہے
۳	۴۵۷	باب بنی یاسین کے پاس جانے کے لئے آواز دینے کا حکم
۲	۴۶۱	بادل مینہ کی چھلنی ہیں
۱	۴۶۲	بورچی عورتیں جو پردے سے مستثنیٰ ہیں
۱	۴۸۹	بورک من فی النار سے مراد اللہ تعالیٰ نہیں بلکہ علی بن ابیطالب ہیں
۲	۴۹۰	بلقیس بنت شریل بن مالک بن ریال ملکہ سبا
۱	۴۹۲	بلقیس ملکہ سبا کا حضرت سلیمان کی طرف ہدیہ
۱	۴۹۳	بلقیس کا اپنی پنڈیلیاں نکلی کرنا
۱	۵۰۹	بیمہر کے معنی
۲	۵۱۱	برحمان کے معنی اور قسمیں
۱	۵۲۳	بھوک کے خوف سے اولاد کو قتل کرنا
۲	۵۳۳	بعثت کے معنی
۱	۵۳۶	بچہ کا فطرت پر پیدا ہونا
۱	۵۷۸	باطل معبود دوزخ میں جائیں گے
۱	۶۱۴	بتاء کا مطلب اور معنی
۲	۶۱۹	بعض دلوں کا نجس ہونا
۲	۶۳۲	بدی کرنے والے کو معاف کرنا
۳	۶۴۱	بہشتیوں کے ہاں جنت میں اولاد پیدا ہونا
۳	۶۴۸	بصیرت کے مختلف معنی
۳	۶۵۱	باطل معبود نفع نہ پہنچائیں گے
۱	۶۵۲	باتوں میں خوف کرنے اور مشغول ہونے والے
۲	۶۵۵	بتوں کے شفیع ہونے کا عقیدہ
۲	۶۷۹	بیت المعمور سے کیا مراد ہے
۳	۶۷۹	بحر المسجور کیا ہے
۲	۶۸۰	بہشت میں شراب پینے والوں کی حالت خراب ہوگی
۲	۶۸۷	بارش کا کثرت سے برسنا
۲	۶۹۰	بدر کے دن کا واقعہ
۱	۶۹۳	بزرگوں سے باز رہنے کا طریقہ

جنگ کو خطرہ میں ڈالنا منع ہے	۳	۱۰۶	تسبیح کیا ہے	۴	۷۱۱	تہتر فرقے	۴	۲۳۴
جنت کے معنی	۱	۱۱۱	نواب سے کیا مراد ہے	۲	۷۸۰	تخت ہما کا مطلب	۱	۲۲۶
جنس بدل کر مرد کو عورت کو مرد بنا دینا	۱	۱۲۵	تبت ید کا مطلب	۱	۷۹۷	تالیال اور سیٹیاں بجانا	۲	۲۳۴
جواز شبیہ عیسیٰ کی شبیہ خدا نے بنائی	۲	۱۳۷	باب الثانی			تاب یتوب کا مطلب	۱	۲۶۵
جنین کا حلال ہونا جب ماں ذبح کی جاتے	۲	۱۳۷	ثمن قلیل سے مراد دنیا کا حیرت مال ہے جو رشوت اور	۲	۷۹	تسخیر کے معنی	۲	۳۲۲
جعفر طیار کی جنت کو ہجرت	۱	۱۵۷	دیگر ناجائز طریقوں سے حاصل ہو	۳	۸۷	تکذیب کرنے والوں کے رہنے کی جگہ	۳	۳۵۰
خدا پر کیا کچھ واجب ہے	۲	۱۶۶	ثواب الدنیا کے مصداق کون تھے	۳	۱۳۵	تکلف کا مطلب	۱	۳۳۷
جاہلین کہہ رسول سے خطاب مگر اس مراد امت کے	۲	۱۷۰	تشیع کہنے کی ممانعت	۲	۱۳۵	تقیہ عمار یا سر اور ان کے والدین کا واقعہ	۲	۳۶۱
جن کرن ہیں	۱	۱۸۱	تثنائی اثنین اور غار ثور	۲	۲۴۹	تذہب کے معنی	۲	۳۶۹
جنوں اور انسانوں کے شیطان	۱	۱۸۳	ثور قوم کی آبادیاں	۱	۳۶۹	تمام آدمیوں کا جہنم پر وارد ہونا	۱	۴۰۲
جنوں کے نبی کا نام یوسف تھا	۲	۱۸۶	ثلاث من الاولین اور ثلاث من الاخرین کے مصداق	۱	۶۹۶	توبہ کے ساتھ ہدایت یافتہ ہونے کی شرط	۱	۴۱۱
جنتوں اور دوزخوں کے درمیان دیوار کا پردہ	۳	۲۰۱	کون لوگ ہیں	۲	۷۲۸	تین اندھیرے پھل کے پیٹ میں	۲	۴۳۶
جادو گروں کی موسیٰ کے مقابل میں پس اور ان کے کرتے	۲	۲۱۳	ثقل کا وبال کی اصل ہونا	۲	۷۲۸	تیسرے کے معنی	۲	۴۵۶
جادو گروں کا خدا سے موسیٰ پر ایمان لانا	۲	۲۱۵	باب الحسیم			تین اندھیرے مال کے پیٹ میں	۱	۵۹۵
جنگ بدر	۳	۲۳۵	جبرائیل کے معنوں کی نشاندہی	۲	۱۹	تبارک کا ایک ہی صیغہ سے اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کیلئے	۱	۴۴۴
جنگ بدر اور حدیث مسلمانوں کا اختلاف رائے کرنا	۱	۲۳۶	جبریل علیہ السلام سے یہودیوں کا بغض	۳	۱۹	تضرع اور استسکان کا مطلب	۳	۴۴۵
جہاد سے بھاگنا	۲	۲۳۹	جادو کا علم ابلیس نے ایجاد کیا	۳	۱۹	تبیح خدا سے غافل جانور ہی شکار کئے جاتے ہیں	۱	۴۶۱
جنگ صفین	۱	۲۴۴	جنگ احد کی شکست پر یہودیوں کا طعنہ دینا	۲	۲۱	تقدیر کیا ہے اور قضا کیا ہے	۲	۴۶۶
جہاد کے لئے اجازت طلب کرنا	۲	۲۵۰	جنت میں صرف یہود اور نصاریٰ جہنم کے اس کا رد	۱	۲۲	تخت بلقیس ملکہ سبا کا چتر زمردین سلیمان کے پاس لایا جانا	۲	۴۹۲
جہاد کی غرض سے نکلنے کے لئے آمادگی	۳	۲۵۱	جائزہ کا سوال خدا کا رنج کدھر ہے؟ امیر علیہ السلام	۳	۲۲	تذللان کے معنی	۱	۵۰۳
جاسوس	۵	۲۵۱	کاجواب			توریت اور قرآن مجید کے مضامین میں تعاون	۲	۵۰۷
جنت عدن	۱	۲۵۶	جماع کرنا ماہ رمضان کی شبوں میں	۱	۳۶	تقدیر کر کے وقت گزارنا	۱	۵۰۸
جنتوں کی دعا کیا ہوگی	۱	۲۶۰	جویرے میں عبادت	۳	۳۱	تکلیف کو مثل عذاب الہی سمجھنا	۲	۵۱۵
قرآن میں حضرت نوح کی کشتی کے ٹھہرنے کے مقام کو	۱	۲۶۳	جواکھٹنا اور جوئے کے آلات کا حرام ہونا	۲	۴۲	تکبر سے منہ پھیرنا	۲	۵۳۵
آیہ ہے اور انجیل میں اراد آیا یہ اختلاف کیوں؟			جنگ حمل میں حضرت علی کا محمد حنیفہ کو بڑھنے کا حکم	۲	۴۷	تطہیر کے مصداق	۳	۵۴۷
جبرائیل کی پیچھے سے ہلاکت	۳	۳۰۰	دینا اور محمد حنیفہ کا عذر			تسود کے معنی	۲	۵۸۹
جنت کے معنی	۳	۳۰۶	جانوت قوم عمانقہ کا عالم بادشاہ تھا	۴	۴۹	تین پاؤں پر کھڑے ہونے والے گھوڑے	۱	۵۹۰
جہالت سے گناہ کرنے کا مطلب	۲	۳۱۸	جانوت سے طاوت کی جنگ	۲	۵۲	تیز رو گھوڑے	۲	۵۹۰
جہار عینہ کون ہے	۲	۳۳۳	جنگ بدر میں مسلمانوں کا دو گنا نظر آنا	۱	۶۵	تمیزی کا مطلب	۲	۵۹۲
جھوٹی امیدیں باندھنا	۱	۳۳۹	جہالت کی کل رسوم آنحضرت نے مٹا دیں	۱	۷۶	تبع شاہان زمین کا لقب ہے	۱	۶۴۵
جبریل اور روح کا فرق	۲	۳۴۶	جعفر صادق کا شکر صدقہ کرنا	۱	۷۹	تاویل قرآن پر جہاد کرنے والا	۲	۶۶۶
جدی ستارہ یا قطب تار سے قبلہ کی شناخت	۱	۳۴۷	جنگ احد اور نزول لافتنی الہی لاسیف لاودافتنی	۱	۸۴	تفاخری منع ہے سوائے سادات کے	۲	۶۷۰
جنتوں کی تعداد اور درجے	۱	۳۶۸	جنت کی وسعت کتنی ہے	۲	۸۵	تقدیر دنیا کی بارش اور کھیتی سے مثال	۱	۷۰۴
جنت میں جلنے والے جانور	۲	۳۸۳	جنگ احد میں الہی لافتنی والے ثواب الدنیا کے مصداق	۲	۸۷	تعلیم کے لئے کھڑے ہونا منع ہے	۳	۷۰۹
جبرائیل کا آنحضرت کی ملاقات کے لئے نہ آنا	۱	۳۹۱	جہاد میں علی کی ثابت قدمی کا شکر یہ میں جانب اللہ	۵	۸۷	تیز زبان اور شیریں کلام لوگ	۱	۷۲۶
جادو گروں کا موسیٰ کے مقابل میں رسیوں اور کنگڑے	۱	۳۹۹	جنگ بدر میں مشرکوں کا نقصان	۱	۹۲	تذہری کا فاعل اور مخاطب	۳	۷۳۱
پارہ بھر کر لانا (تفصیل ۱۰۶ پر ہے)			جنگ بدر کے قیدیوں کا فدیہ	۲	۹۲	تجمل کے اظہار کی نیت سے فالتو کپڑے قیص اور	۲	۷۳۲
جادو گروں کے مقابل میں موسیٰ کے خوف کا مظاہرہ	۲	۴۰۹	جہاد میں قتل ہونے والے	۳	۹۲	چادریں بنانا اسراف میں داخل ہے		
جادو گروں کا سجدہ میں ڈال دیا جانا	۳	۴۰۹	جہالت سے گناہ کرنے والا کون ہے	۱	۱۰۳	توبہ نصوحا سے کیا مراد ہے	۱	۷۳۵
جادو گروں کے سجدے میں گر جانے کی وجہ	۳	۴۰۹				تجارت اور تحصیل علم کے لئے سفر کرنا	۲	۷۵۶
جادو گروں کا موسیٰ کو سرتے ہوئے دیکھنے کی خواہش	۱	۴۱۰				تین شاخوں والا سایہ	۱	۷۶۶
جہاد میں قتل یا ماک کی محبت میں مرنے والوں	۱	۴۳۹						

۲۶۱	۵	جانداروں کا نطفہ سے پیدا ہونا	۱۲۶	۳	پوری کی مقدار جس پر اس کا ہاتھ کاٹنا واجب ہے	۲۰	۲	حیثیت حوص	
۲۶۳	۲	جسم کے مطابق زمین پر چلتا	۲۵۳	۲	چار آدمی جو ایمان کے بعد شک لا کر منافق ہو گئے	۳۰	۲	حضرت محسن کی شہادت	
۲۶۸	۳	جادوگروں کا موسیٰ کے مقابلہ سے عاجز اگر ایمان لانا	۳۲۲	۳	چچا کی منزلت باپ کے برابر ہے	۳۲	۲	حیض میں عورت سے مباشرت منع	
۲۸۵	۲	جہالت کے معنی	۳۳۵	۱	چہارہ معصومین	۳۶	۱	حلالہ کا شہادی طریقہ	
۲۸۹	۲	جان کے کیا معنی ہیں	۳۳۶	۳	چار پائیوں کو دیکھ کر خوش ہونے کے اوقات	۵۰	۱	حزقیل نبی کی دعا سے مردوں کا زندہ ہونا	
۵۰۶	۱	جہنم میں لے جانے والے امام	۳۹۴	۵	چپ رہنے کا روزہ	۵۸	۱	حکمت سے کیا مراد ہے	
۵۱۲	۳	جس چیز کا صحیح علم نہ ہو اس کی پیروی جائز نہیں	۴۳۴	۲	چار آنکھیں	۵۶	۳	حلال مال میں سود کی ملامت	
۵۲۲	۲	جس شہر میں عبادت گاہ نہ ہو وہاں ہجرت کرنے کا حکم	۴۳۴	۳	چار مسجدوں کا گریا جانا چین قسطنطنیہ اور کوسستان	۶۰	۱	حکومت اللہ تعالیٰ ہی عطا کرتا ہے اور چھینتا بھی وہی ہے	
۵۴۳	۲	جنت میں داخل ہونے والا مقتول	۴۴۱	۱	چار پروں والی سبز کھجی	۶۹	۱	سند کون کتنی	
۵۸۱	۲	جہنمیوں کی خوراک	۴۹۳	۱	چکی پانی سے ملنے والی	۷۲	۳	حیات و موات مسیح کی مدلل بحث	
۵۸۲	۱	جہنمیوں کی بہائی کس چیز سے ہوگی	۵۱۲	۲	چلنے میں تکبر کرنا منع ہے	۷۸	۱	حارث بن سید بن صامت کی توبہ	
۶۰۲	۲	جنت میں وہی داخل ہوئے جن کی ولایت پاکیزہ ہوگی	۵۳۵	۳	چلنے میں اکڑنا منع ہے	۷۹	۱	حسین کا شکر صدقہ کرنا	
۶۰۳	۳	جنت کی زمین	۵۴۴	۲	چار پائیوں کو انسان کا میطیع بنانا	۷۹	۲	حج کا ترک کرنے والا جبکہ مستطیع ہو کا فر ہے	
۶۰۵	۱	جنتیوں کا حمد کے ساتھ خدا کا شکر ادا کرنا	۶۴۰	۱	چڑانے کے لئے بڑے نام رکھنا منع ہے	۷۹	۲	حج کا منکر کا فر ہے	
۶۰۶	۲	جنگ خندق میں علی کو ایمان کی گستا	۶۴۸	۱	چیزوں کا مقنا و ہونا	۸۰	۳	جبل اللہ سے مراد توحید اور ولایت ہے	
۶۴۱	۳	جہنم میں جانے والا آخری بندہ	۶۹۵	۳	چار روئیں	۸۰	۱	جبل اللہ المتین سے مراد آل محمد ہیں	
۶۴۱	۳	جنتیوں کے ہاں بہشت میں اولاد پیدا ہونا	۷۳۹	۳	چار قسم کے دل	۸۲	۱	جبل من الناس سے مراد قرآن ہے	
۶۴۹	۳	جائزہ کے معنی	باب الحاء				۹۸	۲	تو آدم کی پسلی سے پیدا نہیں ہوئی
۶۴۲	۱	جہنم کا بل من مزید کہنا					۹۹	۱	حق پر ادا کرنے کی نیت سے نکاح کرنے والا زانیہ
۶۴۳	۲	جنت کا بہت جلد کی سمجھا جانا	۱	۲	حروف تہجی کے ماخذ کا بیان	۱۰۶	۲	حلال طریق سے تجارت	
۶۴۹	۳	جہنم کو جادو کہنے والے	۲	۳	حروف مقطعات کی تشریح	۱۱۶	۲	حسنات دو طرح کے ہیں	
۶۸۳	۲	جبرائیل کا حقیقی صورت پر نظر آنا	۲	۳	حطہ کو حفظ کہنا	۱۲۹	۲	حجّت سے غالب آنا	
۶۸۹	۲	جبرائیل کا انکراں مار کر قوم کو لوٹا کرنا	۱۴	۱	حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر	۱۲۹	۲	حسین کی شہادت سے انکار کرنے والے	
۶۹۳	۲	جنت میں پھیلوں کا نزدیک ہونا	۲۲	۳	حالت سواری میں نماز پڑھنا	۱۳۲	۳	حقوق آل محمد غصب کرنے والے ظالم ہیں	
۶۹۳	۳	جنت کی عورتیں کیسی ہوں گی	۲۵	۳	حیف کے معنی	۱۳۸	۴	حرام جانور	
۷۰۲	۲	جنت کا مرض اور اس کے مکانوں کی وسعت کتنی ہے	۲۹	۶	حضرت اسماعیل کی پیاس کے لئے ہاجرہ کا تلاش	۱۴۱	۲	حجۃ الوداع کے موقع پر جو احکام بیان ہوئے	
۷۲۱	۱	جنگ احد سے بھاگنے والے	۲۹	۶	آب میں دوڑنا	۱۵۱	۱	حالت روع میں علی کا سائی و انگڑھی دینا	
۷۲۲	۱	جمعہ کے نام کی وجہ تسمیہ	۲۹	۶	حسین علیہ السلام کی یادگار قائم کرنا	۱۵۴	۱	جنت کی طرف جعفر طیار کی ہجرت	
۷۲۵	۳	جسموں کی صفحہ امت اور صباحت والے	۳۲	۳	حلال صرف طیب چیزیں ہی ہیں	۱۵۸	۱	حالت احرام میں شکار	
۷۳۵	۱	جہنم کے اشتعال کا اظہار کس طرح ہوگا	۳۲	۲	حرام جانوروں کی فہرست	۱۵۹	۲	حالت احرام میں سائبہ کھجور اور جو ہے کا قتل	
۷۴۵	۱	جہنمیوں کا کھانا اور پاشانہ کرنا	۱۸۹	۱		۱۵۹	۲	حالت احرام میں جو یا ٹیوں کے قتل کا کفارہ	
۷۵۲	۲	جنوں کی پناہ لینے والے	۳۶	۵	حکام ہور کے پاس مقدمہ لے جانا منع ہے	۱۶۰	۲	حام و صید اور سائبہ اونٹیاں	
۷۷۳	۳	جنتوں ۲ سو روں سے پیدا جانا	۳۶	۲	حسین کے قاتلوں کو ظالمین کہنا	۱۶۵	۲	حتمی اصل	
۷۷۳	۴	جبرائیل کی قوت اور امانت کون سی تھی	۳۶	۲	حسین کے قاتلوں کی اولاد سے قائم آل محمد کا بدلہ لینا	۱۶۰	۱	حرث بن نوفل کا اسلام قبول نہ کرنا	
باب الجیم فارسی اصح				۳۶	۵	حرمیت والے مہینے	۱۹۰	۱	حجّت بالغہ کا مطلب
				۳۸	۲	حج کی قسمیں	۲۳۲	۱	حیات سے مراد جنت ہے
۵۲	۲	چلو بھڑائی سے	۳۹	۱	حج کے مہینے	۲۳۵	۲	حاجیوں کو پانی پلانے والے	
۵۹	۲	چار آدمی جن کی گواہی قبول نہیں	۳۹	۲	حج میں منوعہ افعال کی تفصیل	۲۴۵	۳	حاطب ابن ابی بلتعہ	
۱۸۶	۳	چھوٹے بچوں اور عورتوں کی میراث کا مسئلہ	۳۹	۳	حج میں خرید و فروخت	۲۴۵	۱	حق کی ہدایت کرنے والے	
۱۳۲	۱	چار ہزار کھمبوں سے بات	۳۹	۶	حج میں اپنے ابا و اجداد کی شناخت کی بجائے ذکر	۳۲۲	۱	حفاظت کرنے والے فرشتے	
۱۳۹	۲	چیتے شکرے باز اور کتے کا شکار کیا ہوا جانور	۳۹	۶	خدا کرنے کا حکم	۳۲۴	۱	حجاب اللہ اور ذکر اللہ آنحضرت میں	
۱۴۵	۲	چوری اوٹوں کی اور کتے کے محافظ کو قتل کرنے	۲۰	۱	حج میں منی سے مکہ تک تکبیریں کہنا	۳۴۰	۱	حسین کے خون ناحق کا بدلہ	
		دلے کی منزا							

۲۹۱	خدا سے انگو کی نسبت دینے کا مطلب	۲۹	خدا کی کن نعمتوں کا شکر الحمد للہ کہنے سے ہو جاتا ہے	۲۱۸	حق کا باطل پر غالب آنا
۳۰۰	خطیب الانبیاء	۳۸	خود کشی حرام ہے	۲۳۰	حرکت زمین
۳۱۱	خوابوں کی تسمیہیں	۴۲	خدا کی معاف میں اپنی رائے کو دخل دینا منع ہے	۲۳۱	حکم خدا کے بغیر جھگڑا کرنا
۳۲۸	خدا کے شریک کا نام	۴۳	خمر سے کیا مراد ہے	۲۴۵	حدیث سیفہ نوح اور اہلبیت
۳۳۴	خطبہ غدیر کی آیت	۷۱۳	خمر اور بر نشہ دینے والی چیز کا حرام ہونا (۳ مترجم)	۲۴۹	حق کی طلب گاری اور حق کا راستہ
۳۵۳	خدا کی بھیلیاں	۵۰	خلیفہ خدا کا مالدار ہونا ضروری نہیں	۲۶۹	حجر سے کیا مراد ہے
۳۶۰	خدا کی تقسیم پر قناعت کرنا	۵۱	خلیفہ خدا کے لئے علم اور شجاعت کا منجانب اللہ ہونا ضروری ہے	۲۹۸	حسنہ سے مراد ولایت اہل بیت کی معرفت اور محبت
۳۷۲	خدا کی حمد پڑھتے ہوئے قبروں سے نکلنا			۵۰۰	حسن اور حسین کا بعد رسول کمزور کیا جانا
۳۷۴	خدا کو سمندر اور خشکی میں ہلاک کرنے کی قدرت ہے	۵۳	خدا نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے	۵۳۷	حکمت سے مراد فہم اور عقل
۳۹۰	نضر علیہ السلام	۵۴	خدا کی کرسی سے کیا مراد ہے	۵۵۶	حق سے مراد جناب امیر علیہ السلام
۳۹۰	نضر اور موسیٰ کی حرانیت	۶۷	خیر خدا کی طرف سے ہے	۵۷۷	جیا سے مراد عاقل
۳۹۱	نضر کے ایک رکن کو مار ڈالنے کی علت	۶۸	خدا نے کن کن کو مسطوف قرار دیا	۵۸۱	حوروں کو شتر مرغ کے اندوں سے تشبیہ
۴۰۱	حلف اور حلف کا فرق	۷۶	خدا کن کو گناہوں سے پاک نہیں کرے گا	۵۹۷	حق و باطل میں تمیز کرنے والے
۴۰۳	خدا کے عہد کا مطلب	۸۳	خدا عالم ذر میں مخلوق کو خلق کرنے سے قبل ان کے حالات جانتا تھا	۶۰۵	حکم کے معنی
۴۱۶	خدا کا تسلی و بنا			۶۰۶	حاصل علم خدا کون ہیں
۴۱۹	خدا کی وحدت کی ایک دلیل	۹۰	خدا لشکر کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا	۶۱۱	حزقیل کا فرعون سے مکالمہ
۴۳۱	خدا کے بارے میں جھگڑا کرنا	۹۱	خیانت کرنا مال غیرت میں	۶۲۶	حسب اور عشق کا مطلب
۴۳۳	خدا کی مشیت کے بارے میں کلام کرنا	۱۱۳	خلافت کو نبی ہاشم میں نہ جانے دیئے کا عہد	۶۵۴	حسین کی شہادت پر آسمان اور زمین کا رونا
۴۴۴	خدا کے علاوہ خالق جیسے عیسیٰ م	۱۱۶	خطا سے متل کرنے کی دیت اور کفارہ	۶۵۳	حسین کی پیدائش کی خوشخبری پر جناب فاطمہؑ کا رنجیدہ ہونا
۴۵۱	خطبہ رسول روز فتح مکہ	۱۳۴	خدا کا کام بغیر اعضا، حروف اور ہوشوں کے	۶۵۳	حسین کی شہادت کی پیشین گوئی
۴۵۹	خیر سے کیا مراد ہے	۱۴۳	خالد بن سنان العیسیٰ کون تھے	۶۶۴	حدیثیہ والوں کو عقیدت تھک کے بنے غفیرت خیر دیا جانا
۴۵۹	خدا کے نور سے کیا مراد ہے	۱۴۶	خدا سے وسیلہ بذریعہ امام	۶۸۴	حق کا اور اک بغیر علم نہیں ہو سکتا
۴۶۰	خدا کے نور کی مثال	۱۵۲	خدا کے ہاتھ بندھے اور ٹھپے سے کیا مراد ہے	۶۹۳	سورس کیسی ہوں گی
۴۶۳	خلافت الیم کا وعدہ	۱۵۳	غیر غیریور علیؑ کی خلافت کا اعلان	۷۱۲	حشر اول سے کیا مراد ہے
۴۹۱	خطی برزگی اس پر مہر کا لگا یا جاتا ہے	۱۶۸	خوف اور پریشانی سے جھوٹ بولنا	۷۲۰	حرامی بچے
۴۹۳	خدا کے مصطفیٰ بندے	۱۸۳	خدا کو گالیاں دینے کا مطلب	۷۲۶	حق سے پھر جانے والے
۵۱۷	خانقائی ناخرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جاسکتی	۲۰۲	خدا کو بھولنے والے لوگ	۷۳۷	حقیقہ کا آنحضرتؐ کے راز فاش کرنا
۵۴۵	خدا سے کہے ہوئے وعدے کو پورا کرنا	۲۵۵		۷۳۴	حقیقہ اور عائشہ کے دلوں کا ٹیڑھا ہونا
۵۴۹	خاتم النبیین	۲۱۴	خوارسان غذاب کا ملک ہے	۷۳۷	حقیقہ اور عائشہ کا آنحضرتؐ کے خلاف ایک دوسری کی مدد گاہ ہونا
۵۶۷	خدا سے پورے والے علماء	۲۱۷	خوار گائے کی آواز کو کہتے ہیں	۷۳۶	حضرت روح، حضرت لوط اور فرعون کی بیویاں
۵۷۰	خدا عرش کو اٹھاتا ہے یا عرش خدا کو	۲۳۵	خص صرف سادات بنی فاطمہ کا حق ہے	۷۳۷	حسیر سے کیا مراد ہے
۵۷۷	خندق کی جنگ میں شکست کھانے والے	۲۵۳	خارجیوں کے فرقے کا باہانی مبانی	۷۴۸	حق معلوم سے کون سا مال مراد ہے
۵۸۸	خندق کی جنگ میں علیؑ کو ایمان مل گیا	۲۵۷	خلافت کو نبی ہاشم سے نکالنے کی قسمیں کھانے والے		
۶۱۲	خدا کی نسبت نیک عثمان رکھنے قلے، دوزخی کا بخشا جاتا	۲۵۹	خواف مطلب کیا ہے		
۶۲۰	خدا کی عبادت چھوڑنے والے	۲۵۹	خبرات سے کیا مراد ہے		
۶۲۰	خدا کے شریک بنا کر ان کی عبادت کرنا	۲۶۱	خدا کی رضا مندی کے طلب نگار		
۶۲۵	خدا کی نعمت کا بطور حق ملنے کا عقیدہ	۲۶۱	خدا کا تقیم کو رسول بنا دینے پر لوگوں کا تعجب		
۶۵۱	خدا کی عبادت چھوڑنے والے	۲۶۱	خدا کے کلام کرنے کی نوعیت		
۶۶۱	خاصف اشعل جناب امیر ہیں	۲۷۰	خیر اور شر کا مطلب		
۶۶۰	خلق عظیم سے مراد دین عظیم ہے	۲۷۴	خواستش نفسانی کی عبادت		
۶۵۹	خواص کا مطلب کیا ہے	۲۸۵	خوشی کے زمانے کا انتظار		
۷۹۱	خیر البربر حضرت علیؑ اور آپ کے پیروکار ہیں	۲۸۵	خطاب رسول سے لیکن مراد امت کے لوگ		
		۲۸۹	خرچ اور کمائی کا نقصان		

۲	۳۹۴	خسرسے مراد وہ انسان ہیں جو اہلیت کے دشمن ہیں
۳	۳۹۸	خاص شیطان کا نام ہے

باب الدال

۱	۴	دول پر مہر لگانے کا مطلب
۳	۹	دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں
۴	۳۱	دنیا میں واپس آنے کی خواہش کرنے والے
۱	۳۷	دروازوں کے راستے گھروں میں آنے کا حکم
۲	۴۳	دین حق والوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جانا
۲	۴۷	دودھ پلانے کی مدت شرائط اور احکام
۲	۵۴	دین کے معاملہ میں جبر جائز نہیں
۲	۶۰	دو عادل اور آزاد مردوں کی گواہی
۱	۶۵	دو گنا نظر آنا مسلمانوں کا جنگ بدر میں
۲	۶۶	دین اسلام کے سوا کوئی دین پسندیدہ خدا نہیں
۲	۸۵	دوزخ کا ٹھکانا
۲	۸۵	درگزر کرنے سے عزت بڑھتی ہے
۱	۸۹	دُنیا کے طلب گار جو غیبت کے پیچھے بھاگے
۴	۹۷	دُشمنانِ خدا کی دنیاوی عیش
۱	۱۱۴	دُشمنوں کے مقابلے کے لئے ہتھیار باندھ رہنا
۲	۱۲۳	دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قیعد
۱	۱۳۰	دکھاوے کے اعمال
۳	۱۳۰	دورخ کے درجات
۲	۱۴۶	دُشمنانِ علی دورخ میں ہمیشہ رہیں گے
۲	۱۴۹	دین کو شریعت سے تشبیہ کیوں دی گئی
۵	۱۵۰	دین اسلام کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا
۲	۱۵۶	داؤد کی اہل ایمہ پر لعنت اور بد دعا جس سے وہ بندر بنادیئے گئے
۳	۱۶۰	دین اسمعیل کو بدلنے اور بتوں کی پرستش رائج کرنے والا بادشاہ مکہ
۳	۱۶۰	دُبابہ الارض کا نکلنا قرب قیامت کی نشانی ہے
۳	۱۶۰	دُجال کا آنا
۲	۲۱۶	دیدارِ خدا محال ہے
۱	۲۳۰	دُشمن کے خوف سے نیند کا اڑ جانا
۱	۲۵۲	دو بھلائیوں
۲	۲۷۳	دارالسلام کے معنی
۳	۲۷۶	دلی کے اندھے
۱	۲۷۸	در دینہ کا علاج
۱	۲۸۸	دنیا میں بدل لینے کی نیت سے عمل خیر بجالانا
۱	۳۰۲	دنیا کی آگ
۲	۳۰۲	دنیا کی جنتیں
۲	۳۰۴	دنیا میں اختلاف کرنے والے (بقیہ ص ۳۰۴)
۳	۳۳۳	دوزخیوں کی غذا
۱	۳۵۱	دُنیا کی زینت کی طرف مائل ہونے والے غافل لوگ

باب الذال

۵	۱۶	ذی القربیٰ کون لوگ ہیں
۶	۲۹	ذکرِ بابا کی بجائے ذکرِ خدا کرنے کا حکم
۴	۴۲	ذاتی رائے خدائی معاملات میں منع ہے
۳	۴۳۹	ذبیحہ اہل کتاب کا حلال نہیں
۲	۱۶۱	ذوالعدل منکم سے کون مراد ہیں
۲	۱۶۶	ذاتِ خدا پر کب کچھ واجب ہے
۱	۱۸۴	ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا اور نہ کھانا حرام
۲	۱۸۴	ذبح کرتے وقت بھول کر خدا کا نام نہ لینا
۱	۲۵۳	ذوالخویصرہ
۱	۳۳۷	ذکر اللہ اور حجاب اللہ آنحضرت ہیں
۱	۴۳۳	ذکر آنحضرت کا ایک نام ہے
۱	۳۷۷	ذکر اللہ امیر المؤمنین وائمہ ہیں
۲	۴۱۵	ذکر سے مراد وہیت علی بن ابی طالب
۱	۴۷۶	ذُنت کے معنی
۲	۵۱۹	ذُرب کے معنی اور استعمال
۱	۵۸۲	ذبح عظیم سے کیا مراد ہے
۲	۵۸۸	ذوالاوتاد فرعون کا لقب کیوں ہوا
۲	۵۹۲	ذوالفضل کون تھے؟ ان کے متعلق لطیفہ
		آپ کو تم بدھ تھے
۴	۶۶۲	ذنبک میں گناہ کی نیت آنحضرت سے دینے کا
۲	۷۰۵	ذوالقنار کا آسمان سے نازل ہونا جالندھر کا واقعہ
۵	۷۰۵	ذریۃ انبیاء میں نبوت اور کتاب
۱	۷۱۳	ذوالقرنی سے کون مراد ہیں
۳	۷۸۶	ذکر اور انتہی سے مراد جناب علی اور فاطمہ ہیں

باب الراء

۲	۲۲	راغبنا کہہ کر یہودیوں کا آنحضرت کی توہین کرنا
۴	۲۴	رسول خدا کے والدین مسلمان تھے
۱	۳۵	روزہ مریض کا
۲	۳۵	روزہ سفر میں منع ہے
۱	۳۶	روزوں کے عینہ میں جماع شب کو کرنا
۲	۳۶	روزہ کی سحری کا آخری وقت
۱	۴۳	رمضان کے عینہ میں کون سے گناہ نہیں بخشنے جاتے
۱	۴۴	رسول کی ایک ہی بیٹی تھی
۲	۴۷	رضاعت کے احکام اور مدت
۳	۶۱	رہمن با قبضہ جائز ہے
۳	۶۳	رجوں میں صورت گر یا باؤ اجداد کی شکلوں پر
۱	۶۴	راسخون فی العلم کون لوگ ہیں
۲	۷۰	راکعین کون ہیں
۱	۷۶	رسول نے زمانہ جاہلیت کی کل رسوم مٹا دیں

۲	۳۷۱	دیواروں، درختوں اور پرندوں کا تسبیح کرنا
۱	۳۸۵	دو باغوں والے امیر آدمی کا شیخی بگھارنا
۳	۴۰۴	دن کا ایک ہزار سال کے برابر ہونا
۱	۴۲۵	داؤد کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کا زبور پڑھنا
۲	۴۲۵	داؤد کا زریں بنا کر روزی کھانا
۲	۵۳۲	داؤد کے ساتھ پہاڑوں کا تسبیح کرنا
۱	۴۵۲	دن گھریاں اور اعمال کھینچنے والے فرشتے
۱	۴۷۲	دوبانیوں کا پیس میں نہ ملنا
۱	۴۸۷	دعوتِ ذوالعشیر
۳	۴۹۱	دابۃ الارض علی بن ابی طالب ہیں
۱	۵۰۶	دوزخ کی طرف لے جانے والے امام
۱	۵۰۷	دو جادوگر کب کو کہا گیا
۲	۵۱۱	دیل کی پانچ قسمیں
۳	۸۳۷	دنیا کا دو طرح کا ہونا
۱	۵۴۷	دہرا اجر اور دوسرا عذاب
۱	۵۶۰	دوزخ میں ندامت کو چھپانے والے
۳	۵۶۸	دارالمقامہ کیا ہے
۲	۵۸۱	دوزخیوں کی خوراک
۱	۵۸۲	دوزخیوں کی مہمانی
۵	۵۸۹	داؤد علیہ السلام پر زور اور پارتھوڈانے کا اہتمام
۱	۵۹۳	دُشمنانِ آل محمد کا قول
۳	۶۰۵	دین اللہ میں مجادل کرنے والوں پر ستر انبیاء کا لعنت کرنا
۳	۶۰۶	دو دفعہ موت دینے کا مطلب
۱	۶۱۳	دعا مانگنا افضل عبادت ہے
۲	۶۱۹	دنوں کا منحوس ہونا
۱	۶۲۸	دین قائم کرنے سے کیا مراد ہے
۵	۶۲۹	دنیا کی کھیتی کیا ہے
۲	۶۴۹	دہر کو بڑا کہنے کا حکم کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے
۵	۶۶۰	دنیاوی اور اخروی نعمتوں کا ذکر
۲	۶۶۱	دو مشرق اور دو مغرب کس طرح ہیں
۲	۷۱۳	دولت کا گردش کرتے رہنا
۱	۷۲۲	دردناک عذاب سے بچنے والی تجارت
۱	۷۲۹	دل سے اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنے والا
۱	۷۳۱	دو اور تین طلاق کا حکم
۳	۷۳۹	دل کی چار قسمیں
۱	۷۴۶	دوزخیوں کا عذاب اور پیس
۲	۷۶۰	دابۃ الارض کب ظاہر ہوگا
۲	۷۶۶	دوزخ کی آگ کی چنگاریاں
۳	۷۷۳	دوزخیوں کے جوڑے دار شیطان ہوں گے
۳	۷۷۴	دین سے مراد جبرائیل اور اسلام ہے
۳	۷۷۶	دوزخیوں سے مومنوں کا مذاق کرنا
۱	۷۸۱	دوزخیوں کی زندگی بیکار ہوگی
۱	۷۸۱	کا مطلب ہلاکت ہے

۶	۶۷	ربانین سے علم اور عمل میں کامل لوگ مراد ہیں	۱	۳۵۹	ربط بنیت کعب	۱	۱۳۴	زبان بندی نہیں کی جاسکتی
۱	۷۷	رسول پاک پہلے عبد کعب بنی بنائے گئے	۴	۳۶۰	روح القدس سے کون مراد ہے	۱	۱۳۳	زمین بھی جنت خدا سے خالی نہیں رہتی
۱	۹۷	رہنما بار بار کیوں آیا	۱	۳۶۳	روٹیوں سے استنجا کرنے والی قوم کا حشر	۱	۲۰۳	زمین اور آسمانوں کا چھ دن میں پیدا کرنا
۱	۹۸	رابطہ کا مطلب	۲	۳۶۷	رسول کو شہر بدر کرنے والی امت لاک کر دی جاتی ہے	۳	۲۰۳	زمین میں فساد کے بعد اصلاح کب ہوتی
۱	۱۱۵	راہ خدا میں قتل ہونا بڑی نیکی ہے	۱	۳۷۷	روح جبرائیل اور میکائیل سے غفلت میں بڑی ہے	۴	۳۷۹	زلزلہ اور چیخ
۱	۱۳۰	ریا کاری سے عمل کرنا	۲	۳۸۳	رجب بالغیب کا مطلب کیا ہے	۳	۲۱۳	زمین کے وارث
۱	۱۳۴	رسول کے ساتھ چار ہزار کلموں سے بات	۳	۳۸۷	رستوں کا وسیع کیا جانا وقت ظہور محمدی	۲	۲۷۷	زمانہ رجعت میں فدیہ دیگر عذاب سے بچنا
۱	۱۳۵	روح کیا ہے	۲	۳۹۷	ربوہ کا ذات قرار دینے کا مطلب	۲	۳۰۷	زینحاکا ارادہ بد اور یوسف کا بچاؤ کرنے کا ارادہ
۲	۱۳۷	ریحہ اور بندہ اور ہاتھی کا گوشت حلال نہیں	۱	۴۷۳	رات کی ترک شدہ عبادت کا دن کو بجالانا	۲	۳۰۹	زینحاکا یوسف کی عصمت کا اقرار
۲	۱۴۱	رجیم کا حکم اور نعت رسول توریت میں	۲	۴۸۱	رب کہلانے والے	۱	۳۳۸	زمین کا بدل دیا جانا
۱	۱۴۷	رشوت کا لینا اللہ تعالیٰ اور رسول کے ساتھ کفر	۲	۴۸۷	روح الامین سے کون مراد ہے	۱	۳۵۴	زمین کے زندہ ہونے کا مطلب
۱	۱۵۱	رکوع کی حالت میں علی کا سائل کو انگوٹھی دینا	۳	۴۹۳	رہط کے معنی	۱	۳۹۵	زکریا کی زوجہ مریم بنت عمران بن ثمان کی ہمشیرہ
۳	۱۵۳	ربانیوں اور احباب کے برائی سے منع کرنے پر عذاب	۲	۵۲۹	ربا کے معنی اور قرض دے کر سود لینے کے طریقے	۲	۳۹۵	زکریا کی وراثت
۱	۱۵۷	روانا عافین حق کا فعل ہے	۲	۵۳۶	رات اور دن کا گھٹنا اور ایک دوسرے میں گھٹنا	۱	۴۲۰	زمین اور آسمان کے بند ہونے کا مطلب
۱	۱۶۰	رسول سے بار بار سوال کرنے کی ممانعت	۱	۵۴۰	روح کی بازگشت	۱	۴۲۵	زمین العابدین کے ساتھ ہر دھیلے اور درخت کا تسبیح کرنا
۳	۱۶۰	رئیسوں کی تنقید کرنے والے	۱	۵۴۱	رجعت کی خبر	۱	۴۲۵	زینحاکا یوسف کے ساتھ ہر دھیلے اور درخت کا تسبیح کرنا
۱	۱۶۷	رسول کے بعد آل محمد میں امام تبلیغ دین کرنا	۳	۵۹۷	رسول کو فائز عقل کہنے والے اور حضرت علی کو	۱	۴۲۹	زلزلہ کا عظیم شے ہونا
۲	۱۶۷	رسول کا حلیہ توریت اور انجیل میں	۳	۵۹۹	خلفہ نہ ہونے دینے کا شورہ کرنے والے	۱	۴۳۰	زمین کا حرکت کرنا
۲	۱۶۹	رسولوں کی تکذیب	۲	۶۱۲	رجعت میں نصرت	۲	۴۳۳	زمین اور ہر شے کا خالق
۱	۱۷۰	رسول کی خواہش کہ حشر بن نوفل اسلام لائے	۱	۶۱۹	رجح ضرر کیا ہوتی ہے	۱	۴۵۰	زمانہ عورت سے متعد اور نکاح
۲	۱۷۲	رسول وحی خدا کے تابع تھے	۲	۶۴۴	رسالہ اختیارات غلام محبتی کا ذکر	۳	۴۵۳	زمانہ عورت سے متعد اور نکاح
۲	۱۹۴	رات کو حمل کرنا	۱	۶۴۴	رہو کے معنی	۱	۴۵۴	زمانہ عورت سے متعد اور نکاح
۱	۱۹۵	رسولوں سے روز قیامت سوال	۱	۶۷۹	رق منشور کے معنی	۲	۴۵۸	زینت کی قسمیں
۱	۱۹۷	ریش کے معنی	۱	۶۹۹	رزق کی قسمیں	۲	۴۶۸	زینت کا مطلب
۳	۱۹۹	رزق اور موت کا وقت معین ہے	۱	۷۰۷	رحم مادر پر موم کل فرشتہ	۱	۴۷۴	زور سے کیا مراد ہے
۱	۲۰۶	ریح عقیقہ کیا ہے	۲	۷۰۹	راز کی بات کہنا	۲	۵۴۸	زینت بنت جحش کا زیندہ حارثہ آزاد کردہ غلام سے نکاح
۱	۲۰۷	رجفہ اور صیحتہ	۱	۷۱۱	روم اور فارس کی فتح	۱	۵۵۵	زمین سے نکلنے اور آسمان سے نازل ہونے والی چیزیں
۳	۲۰۹	رہنما افتتاح بیننا کا مطلب کیا ہے	۲	۷۱۳	روح سے مراد ایمان	۳	۵۷۳	زندگی اور موت میں قوم کو نصیحت کرنے والا
۳	۲۲۲	رشوت لینا	۱	۷۳۸	رسول کے اقربا	۲	۵۸۱	زاجرات سے کیا مراد ہے
۲	۲۲۹	رسول کا استغاثہ	۲	۷۳۸	رسولوں کے کلام کو نہ سننے اور سمجھنے والے	۲	۵۸۱	زقوم دوزخیوں کی خوراک ہے
				باب الزراع				
۱	۲۳۸	رجز الشیطان سے کیا مراد ہے	۱	۷	زمین کو انسانوں کے لئے فرش قرار دینا	۱	۶۸۲	زقوم سے دوزخیوں کی مہمانی
۲	۲۳۱	رسول کا کفار پر کفر کیاں پھینکنا	۱	۱۰	زکوٰۃ فطرہ	۱	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۱	۲۶۰	رسول کی نہایت میں روئے ہوئے آنے والے سادہ	۱	۴۵	زوجہ سے مباحثت نہ کرنے کی قسم کھانا	۱	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۱	۲۶۳	رویت اعمال	۳	۴۷	زوجہ کو دودھ پلانے کی اجازت دینا	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۲	۲۶۷	رجس سے مراد شک ہے	۱	۴۹	زوجہ کو طلاق دیکر اس کے ساتھ نیک سلوک کرنا	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۱	۲۶۸	رسول کا عربی ہونا	۲	۴۹	زکریا کی بیوی کا نام	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۲	۲۷۷	رجعت کے زمانہ میں فدیہ دیگر عذاب سے بچنا	۵	۸۵	زمین العابدین کا نونہی کا قصہ معاذ کے گیسے کا ذکر کرنا	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۳	۲۸۲	راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کی دعا کا قبول ہونا	۲	۹۴	زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں قیامت کرنا	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۲	۲۸۷	رسول کو شک نہ تھا	۳	۹۴	زمین اور آسمان اللہ کی میراث ہیں	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۳	۳۲۳	رجع فرشتہ	۳	۱۰۲	زنا کو الفاحشہ کیوں کہا گیا ہے	۲	۶۸۲	زور سے چمکنا ہے
۱	۳۲۸	رسول سے حشر مخلوق کرنے والوں کی سزا	۲	۱۰۳	زمانہ کی سزا زمانہ جاہلیت میں کیا تھی	۱	۵۷۷	زمین کا دوسری زمین سے بدل دیا جانا
۱	۳۴۱	روح کا پھونکنا کس طرح ہوا						
۲	۳۵۵	رزق کے عطا کرنے کے مختلف درجے						

۲	۷۷۷	زمین کا پرث سے ہر شے اگل دینا
۱	۷۸۰	زحل امیر المؤمنین کا ستارہ ہونے سے خوش کہنا منع ہے
۱	۷۸۲	ذرا بی جنت کی چیز ہے جس کی مثال دنیا میں کوئی نہیں
۳	۷۸۸	زیتون اور انجیر کے خواص
۳	۷۹۱	زمین کے خزانے اور دینے

باب السین

۱	۲	سورہ الحمد کا نام فاتحہ کیوں رکھا گیا۔
۱	۲	سورہ الحمد کے کئی یادنی ہونے کی بحث
۱	۲	سورہ الحمد کی فضیلت
۱	۲	سورہ بقرہ کی فضیلت
۱	۱۵	سنگ رزائل جو اگرہ میں پایا جاتا ہے
۳	۲۲	سواری پر نماز کس طرح ادا کی جائے
۲	۳۵	سفر میں روزہ رکھنا منع ہے
۲	۳۶	سحری کا آخری وقت
۳	۳۶	روزہ کے افطار کا وقت
۵	۵۹	سود کو حلال جان کر کھانے والے کا حکم
۶	۵۹	سود کا ایک درہم دین کو مستاتا ہے
۱	۶۰	سفید اور ضعیف سے کون مراد
۱	۹۰	سینوں کا امتحان
۲	۹۰	سبیل اللہ سے مراد حضرت علیؑ
۲	۹۶	سب سے بڑی عبادت مصنوعات خدا میں غور
۲	۱۰۹	سکاری کا مطلب کیا ہے
۲	۱۱۰	منہ سر کا مسح کرنا
۲	۱۱۶	سیات دو طرح کے ہیں
۲	۱۲۲	سفر میں نماز کا قصر کرنا
۱	۱۲۸	سلمان فارسی کی قوم کی تعریف
۲	۱۳۳	سب انبیاء کی طرف وحی
۳	۱۳۵	سزاگے کے محافظ کے قاتل اور اوٹوں کو چرانے والے کی
۱	۱۴۷	سمت سے کیا مراد ہے
۱	۱۵۲	سب کے احکام کے ناظران بندہ بنا دیئے گئے
۱	۱۵۲	سوران کو بنایا جنہوں نے عیسیٰ کے خوان کی تکوین کی
۲	۱۶۰	سابہ و صیلہ اور حام و اوتیناں
۳	۱۶۶	سکس فی البیل والنبہار کا مطلب
۱	۱۹۳	سورج کا مغرب سے نکلنا اس دن ایمان لانا نافذ نہ دے گا
۲	۲۰۰	سجین کہاں ہے
۱	۲۰۶	سوقی نجیس کی دریافت (مترجم)
۱	۲۱۲	سینوں سے مراد خشک سال اور قحط
۱	۲۱۷	سقط فی الیدیم کا مطلب
۱	۲۲۱	سبت کے دن شکار کرنے والے بندہ بنا دیئے گئے
۱	۲۲۳	سب سے پہلے خدا کا اقرار کرنے والے
۳	۲۲۵	سو سے مراد معاصی اور فحقری

۲	۲۳۲	یشیاں اور تالیماں بچانا
۲	۲۳۵	سقایۃ الحاج کون تھا
۳	۲۳۸	سونا چاندی جمع کرنے والے
۱	۲۵۸	سالم ابن عمیر انصاری
۲	۲۵۸	سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ ہے
۱	۲۷۸	سینے کے درد کا علاج
۱	۲۸۱	سحر کی حقیقت
۱	۲۹۷	سارہ زہرہ حضرت ابراہیمؑ
۲	۳۰۲	سورہ ہود اور سورہ واقفہ سے رسول کا پورا ہونا
۱	۳۱۹	سٹھیا جانے والی عمر
۲	۳۲۵	سورہ اسحاب سے کیا مراد ہے
۲	۳۳۶	سلمان فارسی کو مابہل البیت کہنے کا مطلب
۲	۳۴۳	سردوم کا شہر
۱	۳۴۵	سبعاً من المثل سے کیا مراد ہے
۲	۳۴۶	سوار یاں مثل موثر۔ ریل، ہوائی جہاز، راکٹ اور پتنگ وغیرہ کی ایجاد
۲	۳۵۲	سایہ کے سجدہ کرنے سے کیا مراد ہے
۳	۳۶۶	سورج اور چاند کی روشنی میں فرق کیوں ہے
۲	۳۷۶	سمندر اور خشکی میں ہلاک کرنے کی قدرت خدا کو
۲	۴۰۱	سہیہ کا صحیح مطلب
۵	۴۰۵	سیر کے معنی
۲	۴۱۱	سامری کون تھا؟
۱	۴۱۲	سامری کو چھوٹے سے بخار کا آجانا
۱	۴۳۲	سبب کے معنی
۲	۴۴۵	سفینہ نوح اور سفینہ اہلبیتؑ
۳	۴۶۷	سبیل سے مراد ولایت جناب امیرؑ
۳	۴۸۱	سرخرم دوست
۲	۴۸۳	سود کے متعدد معنی
۲	۴۸۹	سیدمان کا خطاب علم پر الحمد للہ کہنا
۱	۴۹۳	سیدمان کا سفید شیشے کا عمل
۵	۵۱۰	سرد کے معنی
۱	۵۵۷	سبیل العرم
۲	۵۶۱	سختی کے لئے ہاتھ پھیلائے کا حکم
۱	۵۷۸	سبز شاخوں سے آگ کا پیدا ہونا
۱	۵۹۱	سیدمان کے سامنے گھوڑوں کا پیش کیا جانا اور آپ کا انہیں مس کرنا
۲	۵۹۳	سیرتوں کے سرداروں سے خطاب
۲	۶۱۶	سودان کے ملک کا نبی
۲	۶۳۵	سوار ہوتے وقت خدا کا شکر ادا کرنے کا حکم
۲	۶۳۷	سحر یا کے معنوں کی تشریح
۵	۶۶۳	سکینہ کا مطلب کیا ہے
۲	۶۷۰	سادات نبی فاطمہ کا اپنے نسب پر فخر کرنا درست ہے
۲	۶۷۴	سجود کی تعبیر نماز سے

۵	۶۷۵	ستاروں کی راہ کو جبکہ کہتے ہیں
۱	۶۷۶	سحر سے مراد صبح کا اول وقت
۲	۶۷۷	سلطان کے مختلف معنی
۳	۶۸۲	ستارہ کا فاطمہ الزہراؑ کے گھر اترنا
۳	۶۸۶	سادوں کون لوگ ہیں
۱	۶۸۸	سفر کے مختلف معنی
۳	۶۹۰	سفر کے کہتے ہیں
۱	۷۰۰	سبح کا ماضی مضارع اور مصدر استعمال ہونے کی توجیہ
۳	۷۰۸	سرخس کرنے والے یہودی اور منافق
۱	۷۱۳	سادات نبی فاطمہ ہی مال لینے کے حقدار ہیں
۲	۷۳۳	سات آسمان اور سات زمینیں ہونا
۳	۷۵۵	سبحا کے معنی اور استعمال
۱	۷۶۵	ستاروں کا مشاہدہ جانا
۳	۷۶۶	سیاہی مائل رنگت کے اونٹ
۲	۷۷۳	سمندروں کا آگ ہو جانا

باب الشین

۱	۱۵	شعبہ بانسیر
۲	۲۸	شک کے مصداق غیر نبی ہیں نہ کہ آنحضرتؐ
۳	۳۷	شکر کو فتنہ کہاں کہا ہے
۳	۴۰	شب ہجرت علیؑ کی جاں نثاری
۱	۴۳	شراب اور شراب پینے والے کی مذمت
۱	۴۳	شطح کھیلنے والا
۱	۴۵	شہر کا زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھانا
۲	۵۰	شہر کی بی بی کا ذکر
۱	۸۰	شاس بن قیس یہودی کا اوس اور خزرج کے قبیلوں میں فساد کرنا
۱	۱۱۰	شکر نہیں بخش جائے گا
۱	۱۱۰	شیعہ بخشے جائیں گے
۱	۱۲۶	شیعوں اور غیر شیعوں کے گمہ نگار
۲	۱۲۹	شہادت حسینؑ سے انکار
۲	۱۳۲	شبیبہ بننا جائز ہے علیؑ کی شبیبہ خدا نے بنائی
۳	۱۳۷	شعائر اللہ
۲	۱۳۹	شکر ہے جیسے بازار کے کشکار کیا ہوا جانور
۲	۱۴۹	شرایت کے معنی بانی کا راستہ سے دین سے تفتیش کیوں دی
۳	۱۴۹	شریعت اور منہاج سے کیا مراد ہے
۱	۱۸۳	شیاطین الانس والجن کون ہیں
۳	۱۸۵	شرح صدر کا مطلب
۱	۱۹۶	شیطان کو مہلت
۲	۱۹۶	شیطان کی گمراہی
۳	۱۹۶	شیطان کا لوگوں کو بہکانا

۱۹۶	۴	شیطان کو کل جانے کا حکم اور اس کا خدا سے سوال جواب کرنا
۱۹۹	۱	شراب کے لئے قرآن میں لفظ اتم کا استعمال
۲۰۱	۱	شیعوں کا قیامت کے دن خدا کا شکر یہ ادا کرنا
۲۱۲	۳	شعبہ بازی یا علم ربیہ کے فن کا اظہار (مترجم)
۲۵۱	۱	شک میں متردد رہنے والے
۲۵۱	۲	شفاعت کرتا بتوں کا
۳۰۰	۱	شعیب علیہ السلام خطیب الانبیاء تھے
۳۰۸	۱	شفاعت کا مطلب
۳۱۵	۵	شراب پینے کا جام
۳۲۰	۲	شرک اطاعت کیا ہے
۳۳۵	۱	شجرہ طیہ اور شجرہ نجیہ
۳۴۰	۳	شہاب مبین کیا ہے
۳۴۰	۲	شیطانوں پر شہاب ثاقب برسانا
۳۴۰	۲	شیطان کا آسمان پر جانا بند
۳۴۲	۱	شیعوں کے دلوں سے کینہ نکال دینا
۳۴۰	۳	شیطان سے پناہ مانگنے کا طریق
۳۴۲	۲	شریعت والے صرف پانچ انبیاء ہوئے
۳۴۳	۱	شیطان کی مجامعت اور اولاد میں شرکت
۴۰۳	۳	شفاعت اور اس کی قسمیں (المترجم)
۴۰۶	۳	شکل سے مذکور مویش کی پہچان
۴۲۸	۲	شیعوں کا حوض کوثر پر آنا
۵۰۱	۲	شیدائیاں کے پیروکاروں کو کہتے ہیں
۵۲۲	۱	شہاد کی ہڈی پر یہودیوں کے مقولے
۵۳۳	۳	شرک ظلم عظیم ہے
۵۶۸	۱	شکر گزار بندے
۵۸۱	۵	شتر مرغ کے انڈے
۵۸۲	۲	شیعوں کو امام محمد باقر علیہ السلام کا مبارک دینا
۵۹۳	۱	شیعہ جہنم میں نہیں جائیں گے
۶۰۳	۱	شیعوں کو خدا کا یا عبادی سے خطاب
۶۲۶	۱	شفاق کا مطلب
۶۳۳	۱	شب قدر میں ہر امر کا اندازہ کیا جاتا
۶۴۵	۱	شامان میں کا لقب تہج تھا
۶۸۳	۱	شہداء تقویٰ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے
۶۸۶	۲	شوق فقر کا معجزہ
۶۹۸	۲	شہر سے مراد فقر و فاقہ
۶۹۰	۲	شمس اور قمر کب جمع کئے جائیں گے
۶۹۶	۲	شراب ناب
۶۹۸	۳	شاہد اور مشہود کے مصداق
۶۸۳	۲	شہاد کا عدل کے صحرا میں ایم نامی بہشت بنانا
۶۸۵	۳	شمس سے مراد آنحضرت ہیں
۶۸۶	۱	شقیہ وہ تھا جس نے ناتواں ساج کی کوئیں کا میں خزاں میں شقی شیر علی کے سر پر ضرب بکائے والا ہوگا

باب الصاد		
۳	۶	صراط سے کیا مراد ہے
۲	۲	صبغة اللہ سے کیا مراد ہے
۲	۳	صبر کے درجات اور ثواب
۲۹	۶	صفا اور مروہ کی تفسیر
۴۹	۲	صلوۃ الوضو سے کون سی نماز مراد ہے نہیں
۵۶	۳	صدقہ ناجائز پیشہ سے کلمے پڑھنے والے سے کمال جائز
۱۳۶	۲	صراط مستقیم سے مراد علی
۱۴۹	۲	صبر کی تقیین
۱۶۹	۳	صور اسرافیل
۱۶۹	۱	صور اسرافیل
۱۹۱	۲	صراط مستقیم علی ہیں
۲۵۳	۲	صدقات کی تقسیم اور مستحقین کے مختلف طبقے
۲۹۴	۱	صنعت معما
۳۰۰	۲	صبر اور کثرت اش کا انتظار
۳۰۶	۵	صبر جمیل
۳۲۲	۶	صنواں اور غیر صنواں کھجوریں
۳۲۱	۲	صبر کے درجے
۳۴۲	۴	صاحب شریعت صرف پانچ انبیاء ہیں
۳۹۶	۵	صوم کے مختلف معنی
۳۹۸	۴	صیبا کس عمر تک کا بچہ ہوتا ہے
۴۳۲	۳	صراط الحیدر سے مراد ولایت جناب امیر ہے
۴۳۵	۲	صواف کے معنی صف بندی
۴۳۶	۱	صومعہ عیسائیوں کے گرجا کو کہتے ہیں
۴۶۱	۳	صلوۃ کے مختلف معنی
۴۶۱	۱	صنعت فلم سازی (مترجم)
۴۶۲	۲	صبر اور ص سے کیا مراد ہے
۴۹۳	۲	صالح کی قوم کا خطاب غدا میں جلدی کرنا
۴۹۸	۱	صور اسرافیل کیا چیز ہے
۵۳۶	۲	صبار شکر کے لئے نشانیاں
۵۴۶	۲	صیغہ اسفورا بہت شیعہ ذوق موسیقی کا موسیٰ کے
۵۴۶	۲	خیلیہ یوشع بن نون کے خلاف خروج کرنا
۵۶۳	۳	ضریح کا مطلب کیا ہے
۵۶۸	۲	صف بندی یا قطار بندی
۵۸۶	۴	من اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے
۵۹۹	۲	صدق سے کیا مراد ہے
۶۰۳	۳	صدق کا مطلب
۶۰۴	۴	صور اسرافیل کے بھونکنے جانے سے بعض مستیوں کا نہ مرنے
۶۴۱	۲	مظہرۃ تفسیر صافی ۵۲۲ پر ہے کہ ان صحیفوں کی
۶۶۶	۲	شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ ہے اور پاک اس سے
۶۶۶	۳	وہیں کہ شیطانوں کے ہاتھ ان تک نہیں پہنچتے
۶۶۶	۲	صحف کے معنی رکابیاں
۶۶۶	۲	صلح کے خواہش مند
۶۶۶	۳	صلح حدیبیہ اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی

۶۶۶	۴	صبر کے معنی
۶۶۶	۵	سکت کے معنی
۶۹۱	۱	صلصال کس قسم کی مٹی کو کہتے ہیں
۶۰۳	۲	صدیق اور شہید اکون ہیں
۶۲۶	۱	صدقہ دے کر اور حج کر کے صاحبین میں سے ہونا
۶۳۳	۵	صالح المؤمنین سے مراد علی ہیں
۶۶۹	۳	صور کے دوسری بار بھونکنے جانے پر قبروں سے
		مردوں کا نکل آنا
۶۶۱	۴	صحیفوں تک شیطانوں کے ہاتھ نہیں پہنچتے
۶۸۰	۲	صلب کو واحد اور تراب کو جمع لانے پر اعتراض
۶۱۵	۳	اور اس کا جواب - مدد کے معنی کھینچنے کا پھوٹنا
باب الضاد		
	۱	ضعیف اور سفید سے کون لوگ مراد ہیں
	۴	ضیق اور حرج کا مطلب
	۳	ضلال کے مختلف معنی اور استعمال
	۶	ضلع کے معنی ضلع کی زیر اور پیش (صنہ) کے ساتھ
	۱	ضالین سے مراد جاہلین
	۳	ضعف کا مطلب کیا ہے
	۳	ضریح تو درختوں کی خوراک ہے
	۴	ضریح تو درختوں کی خوراک ہے
باب الطاء		
	۳	طیب چیزیں ہی حلال کی گئی ہیں
	۲	طلاق شدہ عورت کی عدت
	۱	طلاق کے معنی قسمیں اور شرائط
	۲	طلاق شدہ عورتوں کے حقوق
	۱	طلاق شدہ عورتوں کو نکاح ثانی سے روکنا منع ہے
	۴	طاوت کو خدا نے باوجود مقرر کیا - طاوت حضرت یوسف کے بھائی بنیامین کی اولاد سے تھے
	۲	طاوت کی طاوت سے جنگ
	۳	طاغوت سے کون لوگ مراد ہیں
	۲	طل کے معنی ملکی بارش
	۱	طمس کے معنی صورت مٹانا ہے نہ کہ بگاڑنا
	۳	طعام سے مراد کیا ہے
	۲	طاغوت کون لوگ ہیں
	۲	طوفان جو قوم فرعون پر آیا
	۲	طوبی کا درخت
	۱	طیبین سے مراد پاکیزہ ولادت والے مومنین
	۲	طہ کا مطلب
	۳	طیر کا استعمال واحد اور جمع پر
	۳	طہارت مطلقہ کے مصداق اہلبیت ہیں
	۲	طہر کا آنحضرت کی وفات کے بعد آپ کی ازواج سے نکاح کرنے کی خواہش کرنا

۴۳۱	۲	طلاق جب تک تیسری نہ دیا جائے عورتوں کو گھر سے نہ نکالتے کا حکم	۶۹	۱	عمران بن تافان کی بیوی مریم عیسیٰ کی پیدائش دن وقت اور مقام	۱۶۲	۲	عیسائیوں کو ان کے جھوٹ پر تنبیہ
۴۴۱	۱	طائف کے معنی اور استعمال	۷۰	۳	عیسیٰ کے صاحب نبوت و ریاست تھے	۱۶۱	۱	غدر برائے ترک گریہ و زاری
۴۵۰	۳	طامہ الکبریٰ سے مراد انسان کا علم	۷۱	۱	عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری کی ایک دلیل	۱۶۱	۳	علی کی ولایت چھوڑنے کا مسئلہ
۴۶۹	۱	طارق ثریا ستارے کا نام ہے	۷۱	۲	عیسیٰ کا اظہار رسالت کرنا اور معجزات دکھانا	۱۶۸	۱	عیسیٰ کا نسب بیٹی کی طرف ابراہیم تک
۴۸۸	۴	طود سینین سے کیا مراد ہے	۷۲	۱	عیسیٰ کا ایک مردہ کو زندہ کر کے قبر سے نکالنا	۱۶۹	۲	علی کا خطبہ توحید
						۱۸۰	۱	عذاب الھون سے کیا مراد ہے
						۱۸۰	۳	عاریت ایمان
						۱۹۱	۲	علی اطراف مستقیم ہے
						۱۹۸	۱	عیدین اور جمعہ کو غسل اور سفید لباس
						۲۰۰	۱	عذاب الہی کی سختی دیکھ معذین کا باہمی جھگڑا کرتا
						۲۰۲	۲	عرش پر اللہ کے التوار کا مطلب
						۲۰۳	۱	عروبن العاس کی دارمسی پر امام حسین کا آیت
								قرآن سے استدلال
						۲۰۵	۲	عاد کی قوم کے آدمیوں کے قد کچھ بڑے درخت کے برابر تھے
						۲۱۱	۱	عالم نور میں میثاق
						۲۱۱	۲	عہد میثاق کی وفا
						۳۱۲		علم ربیہ کا اظہار (مترجم)
						۲۱۲	۲	عذاب کا ملک
						۲۲۶	۱	عورت کو مرد چھانکنے کا مطلب
						۲۲۶	۲	عصمت انبیاء
						۲۱۶	۱	عقوبے کیا مراد ہے
						۲۳۰	۱	عقد مراعات
						۲۳۳	۳	عہد شکنی
						۲۳۶	۳	عذاب سے مراد قتل
						۲۳۷	۱	عیسائیت سے کیا مراد ہے
						۲۴۷	۲	عزیر خدا کا بیٹا ہیں اعتراض اور اس کا جواب
						۲۵۱	۲	عقد سے مراد نیت
						۲۵۶	۲	علی کا جہاد رسول ہی کا جہاد تھا
						۲۷۶	۳	عقل سے بہرہ اور اندسے
						۲۸۲	۱	عیار کے مدنی
						۲۸۷	۱	عرس سے کیا مراد ہے مکمل بحث
						۲۵۲	۱	عبد کا بے کار پیدا نہ کیا جانا
						۲۹۶	۱	علی کی شہادت کی پیشین گوئی
						۳۰۳	۱	عربی زبان سیکھنے کا حکم
						۳۲۳	۳	علی ہادی ہیں
						۳۲۶	۱	عذاب کے نزول کا سوال
						۳۵۵	۲	عطا رزق کے مختلف درجے
						۳۵۶	۱	عدل کا حکم دیتے والے
						۳۵۷	۱	علی کی اطاعت اور دوستی سے انکار کرنے والے
						۳۵۹	۳	علی کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کرنے کا حکم
						۳۶۰	۵	عقائد کی مضبوطی
						۳۶۱	۲	عمار یا سروران کے والدین کا واقعہ تقیہ
								عمران بن تافان کی بیوی مریم عیسیٰ کی پیدائش دن وقت اور مقام
								عیسیٰ کے صاحب نبوت و ریاست تھے
								عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری کی ایک دلیل
								عیسیٰ کا اظہار رسالت کرنا اور معجزات دکھانا
								عیسیٰ کا ایک مردہ کو زندہ کر کے قبر سے نکالنا
								عیسیٰ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا
								علی کے بارے میں دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے
								علی کا کپڑا خرید کر نقد کر دینا
								عماموں والے فرشتے
								علی کو وصی مقرر کرنے میں رسول کا اختیار
								علی کی جہاد میں ثابت قدمی کا شکر یہ منجانب اللہ
								علی سبیل اللہ ہیں
								علی کے زخموں پر عذاب رسول
								عورت اور مرد کی اصل ایک ہے
								عالم اور جاہلی کی توبہ کے قبول ہونے کی حد
								عقیدہ اخوت
								عورتوں پر مردوں کی سکوست
								عورتوں پر مردوں کی فضیلت کا سبب
								علم خدا سے استنباط کرنے والے
								عورتوں میں عدل کرنے کا حکم ہر امر میں
								عیسیٰ کی شبیہ اور جزاؤں شبیہ
								عیسیٰ کی موت کب آئے گی
								عیسیٰ افضل ہیں یا آنحضرت
								عیسانی مریم کو بھی نہااتے ہیں
								عبودیت کاشرف اور فسیدیت (بقیہ ۱۲۵)
								عقد کے مدنی
								علی کے دشمن دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے
								علی کا حالت رکوع میں سائل کو انگوٹھی دینا
								علی کا دل ہونا
								عیسیٰ کے نوان کی تکذیب کرنے والے سور بنا دے گئے
								عبد الطاغوت سے کون مراد ہے
								عذاب کا نزول بوجہ احبار اور ربانیوں کے برائیوں سے منع کرنے والے
								علی کی خلافت کا اعلان ختم غدیر پر
								عیسائیوں کا عقیدہ تثلیث
								عیسیٰ کو خدا ماننا غلو ہے
								عیسائیوں کے گمراہ سردار
								عیسیٰ کی بدعت کے الفاظ جس سے لوگ سور بنا دے گئے
								عارفین حق کا فعل ردنا ہے
								علی اکرات کو نہ سونے کی قسم کھانا
								عثمان بن مظعون کا بیوی سے عیسیٰ نہ کرنا کی قسم کھانا
								عیسیٰ کی امت کے لئے مائدہ کا نزول
								عیسائیوں کا عیسیٰ اور مریم کو خدا ماننا

عصمت آئمہ	۱	۳۶۶	عصمت آئمہ	۱	۳۶۶	غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے	۱	۱۸۹
عمل خیر کی نیت عمل بیکارنے سے بہتر ہے	۲	۳۶۷	علی کا ایمان نہی	۲	۶۰۶	غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ حرام ہے	۱	۱۸۹
عیسیٰ کی فیض بخشی	۳	۳۹۵	علی کا خطبہ غدیر خم	۱	۶۱۲	غیرت کا مال کسے کہتے ہیں	۱	۲۳۵
عیسیٰ کا پاؤں مار کر پانی کا چشمہ جاری کرنا	۳	۳۹۶	عذاب دیکھنے کے بعد توبہ کرنا مفید نہیں ہوتا	۱	۶۱۶	غیر مسلمانوں کو پناہ دینے کے احکام	۲	۲۳۲
علی لسان سدی ہیں	۱	۴۰۰	عزلی کے معنی	۲	۶۱۶	غیر نور میں آنحضرت کی ہجرت میں بلوہ کا اضطراب	۲	۲۳۶
عبادت سے لوگوں کی اطاعت کا مقصود بنانا	۱	۴۰۳	عزیز کے معنوں کی تشریح	۳	۶۲۳	غزوہ تبوک	۱	۲۵۲
عمر کے معنی اور استعمال	۱	۴۲۲	عرض کے معنی اور استعمال	۲	۶۲۵	غزیروں کے دیوان سے خارج ہونے والوں کے نام	۱	۲۵۹
علم کی موت سے زمین میں کمی واقع ہونا	۲	۴۲۲	علم کے معنی دیکھنا بھی آتے ہیں	۳	۶۳۶	غلبہ اور قہر اللہ تعالیٰ کے لئے ہے	۱	۲۶۹
علی اور آپ کے شیعوں کا خوش کوثر پیرانا	۲	۴۲۸	عذاب سے ڈرتے رہنے کا حکم	۱	۶۵۵	غلام علیہ سے مراد حضرت اسماعیل از لطف باجرہ ہیں	۲	۲۴۲
عمیق کے معنی	۱	۴۳۴	عذاب کو دفع کرنے والا	۲	۶۵۸	غلام اور لوندی تیسرے بھائی نہیں ہیں	۲	۳۵۵
عیسائیوں کی عبادت گاہ یا گرجا	۱	۴۳۶	عزم امر میں نہیں بلکہ صاحب امر میں ہوتا ہے	۲	۶۶۰	عشرت سے کیا مراد ہے	۲	۴۴۶
حلقہ کی تشریح اور تصریح	۲	۴۴۳	علی سے محبت نہ رکھنے والے کی ولادت صحیح نہیں ہوتی	۱	۶۶۱	غزوہ بنی مصلط میں حضرت عائشہ پر اتمام اور بریت	۱	۲۵۵
عالم الیوب والاشہاد کے کیا معنی ہیں	۱	۴۵۱	غلبہ میں کامیاب کیوں ہے	۲	۶۶۳	غلام سے مراد جناب امیر المومنین ہیں	۳	۴۶۹
عادی کون ہیں	۱	۴۵۲	علی کا خلافت کے لئے تلوار نہ اٹھانے کا جواب	۲	۶۶۶	غفر کے معنی	۲	۴۸۰
عائشہ پر تہمت سے بریت	۱	۴۵۵	عقرب سے کیا مراد ہے	۱	۶۶۲	غضب اور غصہ کے بغیر ناحق قتل کرنا	۲	۴۸۲
عقبہ بن ربیعہ	۳	۴۶۰	عصمت کے معنی اور مفہوم	۲	۶۱۸	غاصبان حقوق آل محمد	۱	۵۶۹
علی اور آپ کے پیروکار جنت میں جائیں گے	۱	۴۶۸	علم اور دقیق نظری سے خالی لوگ	۲	۶۲۶	غصہ کو روکنے کا اجر	۱	۶۳۲
عمارت کا قیامت کے دن دیال ہونا	۱	۴۸۲	عورتوں کی علت تین چیزیں ہیں	۱	۶۳۱	غفر کے معنی کیا ہیں	۳	۶۶۲
علم عطا کئے جانے پر حضرت سلیمان کا انجیل لکھنا	۲	۴۸۹	عورتوں کو حرجی طلاق کے بعد گھر سے نکالنے کی نیت سے تنگ کرنا منع ہے	۱۰	۶۳۲	غیر حرا میں آنحضرت کا فرشتہ کو دیکھنا	۲	۶۵۶
علی کو علم غیب کا عطیہ کیا جاتا	۱	۴۹۶	عورت کو تین طلاقیں ملنے کے بعد اس کا مان و نفقہ	۱	۶۳۳			
علی وابتہ الارض ہیں	۳	۴۹۶	خاوند کے ذمہ نہیں					
عالموں سے مراد آل محمد	۲	۵۲۰	علی صاحب المومنین ہیں	۵	۶۳۴			
علی کا ایک نام محسن بھی ہے	۳	۵۲۲	علی اذن داعیہ ہیں (۴)	۲	۶۳۴			
عشار کے اوقات	۲	۵۲۶	علم یا جھنڈے کی طرف دوڑ کر جانے والے	۲	۶۳۹			
علی المثل الی علی ہیں	۱	۵۲۸	عبد اللہ سے مراد آنحضرت ہیں	۲	۶۵۴			
علم اساعتر	۲	۵۳۶	علی فاطمہ حسن حسین اور فاطمہ کا حسین کی شفا بانی پر	۳	۶۶۲			
عذاب ادنیٰ سے کیا مراد ہے	۲	۵۴۰	تندر کے روزے رکھنا اور سورہ دہر کا ان کی					
عورت کے معنی اور مفہوم	۱	۵۴۲	شان میں نازل ہونا					
علی کا غزوہ بن عبد ود کو قتل کرنا	۱	۵۴۶	عشدر کی اویسیوں کو کہتے ہیں	۱	۶۶۳			
عائشہ دختر ابوبکر علی کے خلاف خروج کرنے کی پیشین گوئی	۲	۵۴۶	عید کے دن نظر نہ لگانا	۲	۶۸۱			
عورتوں کا ذکر خیر قرآن میں	۱	۵۴۸	عیدین کی نماز میں صوم میں پڑھنے کا حکم	۳	۶۸۱			
عباد الی کثیر صوفی بصری	۲	۵۵۴	عشرہ محرم کی سبج اور محرم کی دس راتوں کی بزرگی	۱	۶۸۳			
علی کو نتائج کوئے والا عجیب	۱	۵۶۲	عاد کے بیٹے شداد اور شدید	۲	۶۸۳			
عمر کا کم یا زیادہ کیا جانا	۲	۵۶۵	علی کے سر پر حزب نگاہے والا شقی	۱	۶۸۶			
علماء سے کون مراد ہیں جو خدا سے ڈرتے ہیں	۵	۵۶۶						
عمر جس میں اللہ تعالیٰ ہر عذر رفع فرمادیتا ہے ساتھ برکت	۱	۵۶۹						
عرش خدا کو اٹھانے سے یا خدا عرش کو	۱	۵۷۰						
عبد کا مطلب کیا ہے	۲	۵۷۶						
عقار اور مخرج سبز و خوں کے پتے رگڑنے سے	۱	۵۷۸						
آگ کا پیدا ہونا								
علی کی ولایت کے بارے میں سوال	۲	۵۷۹						
عرش اٹھانے والے کون ہیں	۱	۶۰۶						

باب الفاء

فرشتوں سے جن اسم کے متعلق پوچھا گیا ان کے مسیحات موجود تھے	۲	۸
فرشتوں پینچن پاک کے ناموں بارے میں پوچھا گیا	۳	۸
فضیلت علی العالمین میں فضیلت کا مطلب	۴	۱۰
فرعون کی آل کے مصداق	۵	۱۰
فرعون کا بیٹوں کو ذبح کرنا اور لڑکیاں زندہ رکھنا	۶	۱۰
فرعون کے گھر حضرت موسیٰ کی پرورش	۹	۱۰
فرعون اور اس کے لشکر کا دریائے نیل میں غرق کیا جانا	۱	۱۱
فتویٰ دینا بغیر علم	۱	۳۲
فتنہ سے کہاں شرک مراد ہے	۳	۳۴
فتنہ سے مراد بخل ہے	۴	۵۶
فرقان سے کیا مراد ہے	۲	۶۳۲
فیسد کرنے کا اختیار صرف رسول اور آئمہ کو ہے	۱	۱۲۳
فترت سے کیا مراد ہے	۱	۱۲۳
فاسقین قوم موسیٰ	۱	۱۲۴
فاطمہ کے سب سے ائمہ ذیت انبیاء سے ہیں	۱	۱۶۸
فرعون کا اصلی نام	۳	۲۱۱
فرعون کے درباریوں کا مشورہ	۱	۲۱۲
فرعون کے جادوگرؤں کے جادو کی حقیقت	۳	۲۱۲
فرعون کے سرداروں کا مشورہ	۱	۲۱۳
فرعون پہلے بت پرست تھا پھر نہالی کا دعو	۲	۲۱۳
فرشتوں اور اولاد آدم کی خلقت	۲	۲۲۲

باب البین

غیب سے مراد امام آخر الزمان ہیں	۳	۳
غلاموں کا آزاد کرنا	۲	۳۳
غصہ روکنے سے خدا کی رضا حاصل ہوتی ہے	۳	۸۵
غیر کے گناہ کی تشریح	۱	۱۱۲
غلبہ سے مراد محبت سے غلبہ آنا	۲	۱۲۹
غاصبان حقوق آل محمد ظالم ہیں	۳	۱۳۴
غلو کیا ہے	۳	۱۵۵

۲۳۲	۳	فقہ کا عام ہوتا	۴۵۹	۴	فاسح کا زیادہ گرنا قیامت کی نشانی ہے	۱۳۵	۱	قائیل کو بابل کے قتل کرنے کا طریقہ ابلیس نے سکھایا
۲۳۷	۱	فرشتوں کا مشہد کہیں کو قتل کرنا	۴۶۱	۲	فارس کے لوگوں کا ایمان حاصل کر لینا اگرچہ تیریا پر ہو	۱۳۸	۱	قصاص کے احکام
۲۵۳	۱	فرقہ خوارج کا بانی	۴۶۵	۲	فتحنا ویرا سے مراد فتح خیبر ہے	۱۵۵	۲	قرآن میں مہغوات انبیاء کا ذکر کیوں کیا گیا
۲۷۸	۲	فضل اللہ اور رحمت سے کون مراد ہے	۴۷۷	۱	فرشتے بغیر از عظم کے اٹھے نازل نہیں ہوتے	۱۵۸	۱	قسم کے کفارہ کی مقدار
۲۸۳	۱	فرعون کی لاش لندن کے متنی خانہ میں محفوظ ہے	۴۸۳	۳	فاطمہ زہرا کے گھر ستارے کا گرنا	۱۶۵	۲	قرنا ازین سے مراد
۳۵۳	۲	فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہنا	۴۸۵	۱	فواحش سے کیا مراد ہے	۱۶۸	۲	قیامت کو مشرکین کا شرک سے انکار
۳۵۴	۲	فرشتہ کا مطلب	۴۸۶	۳	معجزہ شق القمر	۱۷۰	۳	قرب قیامت کی نشانیاں دابتہ الارض و جال نزول عیسیٰ
۳۶۹	۱	فاطمہ الزہرا کو خدا کا عطا کیا جانا	۴۹۵	۱	فرشتہ جو رحم مادر پر موکل ہے	۱۷۲	۳	قیامت کو اعمال کا حساب
۵۲۹	۱	فرعون کے موسیٰ کی بچانے ہارون سے جواب مانگنے کی علت کیا تھی	۴۹۱	۱	فارس اور روم کی فتح	۱۸۰	۲	قیامت کو برہنہ محصور ہونا
۴۰۷	۲	فرعون کا دعویٰ آنا ربکم الاعلیٰ	۴۹۳	۱	فخے کا مال سادات بنی فاطمہ کا حق ہے	۱۹۵	۱	قیامت کے دن رسولوں سے سوال
۴۱۹	۱	فرشتے معصوم ہیں	۴۹۳	۱	فقہ کا سورہ دہر میں تین بار نام آنا	۲۰۵	۲	قوم عاد کے آدمیوں کے تدکھور کے درخت کے برابر تھے
۴۲۲	۲	فرقان سے کیا مراد ہے	۴۹۸	۲	فرعون کو ذلیل کرنے کی وجہ	۲۰۷	۳	قوم لوط میں اغلام بازی کا بانی ابلیس تھا
۴۲۲	۱	فرشتوں میں سے رسول			فطرہ عید نکاحا	۲۱۳	۲	قمل کیا چیز تھی
۴۵۶	۳	فحشا سے کون سی برائیاں مراد ہیں			فلق کے معنی اور مفہوم	۲۲۵	۱	قریش کا یہود سے مسائل سیکھنا
۴۵۸	۱	فروج کی حفاظت سے کیا مراد ہے				۲۲۵	۲	قیامت تک ایک آجائے گی
۴۷۱	۱	فلم سازی کی صنعت کا ذکر (مترجم)				۲۲۸	۱	قرآن کو خاموشی سے سننے کا حکم
۴۷۶	۵	فرعون کا موسیٰ کے خدا کی حقیقت دریافت کرنا				۲۳۳	۱	قرآن کا معاودہ لانے سے عجز
۴۷۷	۱	فرعون کا موسیٰ کو مجنوں کہنا				۲۳۸	۱	قوت سے کیا مراد ہے
۴۷۸	۳	فرعون کا موسیٰ کو بڑا جادوگر کہنا				۲۴۸	۲	قائم آل محمد کے ظہور پر دین کا غالب آنا
۴۷۸	۵	فرعون اور اس کے لشکر کا موسیٰ کا پیچھا کرنا				۲۵۱	۳	قائم آل محمد سے کون مراد ہیں
۴۸۵	۱	فساد کرنا منع ہے				۲۵۵	۳	قوم نوح کی ہلاکت
۴۹۹	۱	فرعون کا کاسین کی تصدیق یا تکذیب کرنا				۲۵۵	۲	قوم عاد کی ہلاکت
۵۰۰	۴	فرعون اور اس کی زوجہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک				۲۵۵	۵	قوم ثمود کی ہلاکت
۵۰۰	۵	فرعون کی سلطنت کا موسیٰ کے ہاتھوں تباہ ہونا				۲۵۵	۴	قوم ابراہیم یعنی نمرود اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت
۵۰۵	۲	فرعون کا ہوا میں اڑ کر خدا کا پتہ لگانے کی کوشش کرنا				۲۵۵	۴	قوم ابراہیم یعنی نمرود اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت
۵۱۳	۱	فقہ میں ڈالا جانا				۲۵۵	۴	قوم ثمود کی ہلاکت
۵۲۸	۳	فطرت سے کیا مراد ہے				۲۵۵	۸	قوم لوط کی ہلاکت
۵۶۳	۲	فرشتوں کا خدا اور انبیاء کے درمیان واسطہ ہونا				۲۶۳	۱	قرآن میں المیہ کر بلا
۵۷۴	۳	فریاد کرنا اور فریاد کو پہنچانا				۲۶۷	۱	قریب کے کافروں سے پہلے جنگ کرنی چاہیے
۵۸۸	۲	فرعون کو ذوالا و قادیوں کہنا جانا ہے				۲۷۱	۱	قرآن کی تلاوت مطابق مشیت و تعلیم الہی ہے
۵۸۹	۳	فضل الخطاب سے کیا مراد ہے				۲۷۳	۱	قیامت کو کفار اور مومنین کے درمیان آگ سے جدا فی و انفاء
۶۰۸	۲	فرعون کی لاش کو اسرائیل سے سلوک				۲۷۵	۲	قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے
۶۰۸	۳	فرعون کو موسیٰ کے قتل سے روکنا				۲۷۷	۱	قرآن کی تعلیم کو قبول نہ کرنے والے
۶۰۹	۱	فرعون کی آل کا مومن				۲۷۷	۱	قرآن میں سفت معما
۶۱۷	۱	فرعون کو غرق کرنے کی وجہ				۲۷۷	۲	قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے
۶۲۱	۲	فرشتوں کا مومن کو مرتے وقت خوشخبری دینا				۲۷۷	۱	قرآن کی تعلیم کو قبول نہ کرنے والے
۶۳۹	۲	فرشتوں کو بیٹیاں کہنے والے قریشی				۲۷۷	۱	قرآن میں سفت معما
	۲	فرعون کا لعل کو ساجر کہتے ہیں				۲۷۷	۲	قرآن مجید کی تفسیر کرنے والے

باب القاف

۳	۳	قرآن میں شک کرنے والے	۱۳۵	۱	قائیل کو بابل کے قتل کرنے کا طریقہ ابلیس نے سکھایا
۲	۲	قرآن کی مثل ایک سورت لانے کا مطالبہ اور مخالفین کا عجز	۱۳۸	۱	قصاص کے احکام
۳	۲۶	قدیم دین کس کا ہے	۱۵۵	۲	قرآن میں مہغوات انبیاء کا ذکر کیوں کیا گیا
۲	۲۷	قبیلہ کا تبدیل کیا جانا	۱۵۸	۱	قسم کے کفارہ کی مقدار
۲	۲۸	قائم آل محمد کے اصحاب کا بادلوں کی سواری پر جانے کا مطلب	۱۶۵	۲	قرنا ازین سے مراد
۴	۳۷	قائدون حسین کو ظالمین کہنا	۱۶۸	۲	قیامت کو مشرکین کا شرک سے انکار
۲	۳۷	قائم آل محمد کا قائدون حسین کی اولاد سے بدلہ لینا	۱۷۰	۳	قرب قیامت کی نشانیاں دابتہ الارض و جال نزول عیسیٰ
۱	۴۵	قسم کھانا مرنے کا وجہ سے مباشرت نہ کرنے کی ایلا	۱۷۲	۳	قیامت کو اعمال کا حساب
۲	۴۵	قنطار سے کتنا سونا مراد ہے	۱۸۰	۲	قیامت کو برہنہ محصور ہونا
۴	۸۱	قیامت کو امت رسول پانچ جہنموں کے ساتھ محصور ہوگی	۱۹۵	۱	قیامت کے دن رسولوں سے سوال
۴	۸۵	قصور صاف کرنے سے عورت بڑھتی ہے	۲۰۵	۲	قوم عاد کے آدمیوں کے تدکھور کے درخت کے برابر تھے
۳	۸۷	قتل اور موت میں فرق ہے	۲۰۷	۳	قوم لوط میں اغلام بازی کا بانی ابلیس تھا
۵	۸۹	قضا اللہ کو روکنے والا کوئی نہیں	۲۱۳	۲	قمل کیا چیز تھی
۵	۹۵	قبول شدہ قربانی کو آسمانی آگ کا جلنا چھوٹ ہے	۲۲۵	۱	قریش کا یہود سے مسائل سیکھنا
۲	۹۵	قبولیت تو بہ کی حد ہے	۲۲۵	۲	قیامت تک ایک آجائے گی
۱	۱۱۷	قرآن میں تناقض نہیں	۲۲۸	۱	قرآن کو خاموشی سے سننے کا حکم
۲	۱۱۷	قتل خطا کی دیت اور کفارہ	۲۳۳	۱	قرآن کا معاودہ لانے سے عجز
۱	۱۲۰	قتل عمد مومن کا	۲۳۸	۱	قوت سے کیا مراد ہے
۱	۱۲۲	قصر کرنا نماز میں جب سفر میں ہوں	۲۴۸	۲	قائم آل محمد کے ظہور پر دین کا غالب آنا
۲	۱۲۸	قہر زمانہ کے حکم کا صرف تین باتیں لکھنا	۲۵۱	۳	قائم آل محمد سے کون مراد ہیں
۲	۱۳۳	قائیل نے بابل کو کیوں قتل کیا تھا	۲۵۵	۳	قوم نوح کی ہلاکت

قرآن سے پہلے چلا تارے الارض ہوتا اور مرد	۳	۳۲۷	توم باد اور توم دکارو سے زمین پر غالب آتا	۳	۵۳۸	قسم یحییٰ اور حلف کا فرق	۱	۷۱۰
زندہ کرنا	۲	۳۲۸	قیامت کے ایک دن کی طوالت ہمارے ہر سال	۲	۵۳۸	قائم آل محمد کی فتح	۲	۷۲۲
قطعا من الیل سے کیا مراد ہے	۱	۳۲۳	کے برابر ہونے علمی حل (مترجم)	۱	۵۴۷	قیامت کو ائمہ کا مومنین کے آگے چل کر	۲	۷۳۵
قطب تارے سے قبل کی شناخت	۱	۳۲۷	قرآن فی بیوتکین کی خلاف ورزی حضرت عائشہ کی	۲	۵۴۷	انہیں جنت کے مکانوں میں پہنچانا	۱	۷۳۵
قائم آل محمد کے ظہور کے وقت شیعوں کے	۱	۳۵۱	قرآن میں غور توں کا ذکر خیر	۱	۵۴۸	قائمین سے مراد وہاں مانگنے والے	۲	۷۳۶
ایک گروہ کا مبعوث ہونا	۲	۳۶۰	قلم کی پیدائش اور اس کا قیامت تک واقعات	۲	۵۵۵	قیامت کو پندلی کھولے جانے کا مطلب	۲	۷۴۲
قرآن پڑھنے کا ارادہ کرنا	۲	۳۶۰	کو لکھنا	۱	۵۵۵	قوت کے ساتھ بدل لینا	۳	۷۴۶
قریش کا اہتمام کہ یونیکہ عجیبی آنحضرت کو	۱	۳۶۱	قری ظاہرہ سے مراد ائمہ اہل بیت	۱	۵۵۸	قیامت کے پچاس موقوفے اور ہر موقوفے پر ایک	۱	۷۴۶
علوم سکھانا ہے۔	۲	۳۶۱	قریش کے سرداروں کی بری چالیں	۲	۵۶۰	ایک ہزار برس گزرانا	۱	۷۴۶
قیامت کو کفار کا منہ کے بل محسوس ہونا	۳	۳۷۸	قیامت کس طرح آئے گی	۱	۵۶۵	قیامت کو پہاڑوں کا دھنکی ہوئی اون کی مانند	۲	۷۴۷
قیامت کو جی اٹھنا سو کر اٹھنے کی مانند ہوگا	۱	۳۸۳	قطار بندی کا طریقہ خدا نے سکھایا	۲	۵۶۸	ہو جانا	۱	۷۴۷
قیامت کے دن ہر انسان کو نوشتہ دیا جاتا	۱	۳۸۷	قریش کا یہودی اور نصاریٰ کی تباہی کی دعا کرنا	۲	۵۸۷	قرض حسنہ میں کیا کیا داخل ہے	۱	۷۵۷
قیامت گاہ یا ہول	۱	۳۹۳	قرآن کی قسم کھانا	۵	۵۸۷	قائم آل محمد کے ظہور کی نشانیاں	۲	۷۶۰
قیامت کو ہر چیز کا وارث اللہ ہوگا	۳	۳۹۸	پنجیوں کا کٹھن	۳	۵۹۱	قیامت کو بھول اور شہادت سے چہروں کا بگڑ جانا	۲	۷۶۲
قیامت کو معبودوں کا اپنے ماتھے والوں	۲	۴۰۳	قریش کا آنحضرت پر تیوں کو عیب لگانے کا الزام	۳	۵۹۹	قیامت کے دن جی اٹھنے کے بارے میں سوال	۱	۷۶۷
سے تبرک کرنا	۱	۴۰۳	قل یعبادی میں خطاب شیعوں سے ہے	۱	۶۰۲	قیامت کو بھائی مال باب بیوی اور بیٹوں سے	۲	۷۶۸
قول ابراہیم بل فعل کبیر ہم ہذا کی نہایت	۱	۴۲۳	قیامت کو سب سے زیادہ حسرت کرنے والے لوگ	۲	۶۰۲	بھل گئے والے	۱	۷۶۸
دھچپ علمی تفسیر	۲	۴۲۵	قوم نوح کے بعد اپنے رسولوں کے برخلاف	۲	۶۰۵	قائم آل محمد انہار میں	۲	۷۸۶
قیامت کو سب جھوٹے معبودوں کا حاضر کیا جاتا	۱	۴۲۸	کاروائیاں کرنے والے	۱	۶۰۷	قائم آل محمد کا سر حکومت باطلہ پر غالب آنا	۲	۷۸۶
قبروں سے مردوں کا جی اٹھنا	۱	۴۳۱	قیامت کو زمین اور آسمان کے رہنے والوں کی	۲	۶۰۷	قبروں سے نکل کر کھڑا ہونا	۱	۷۹۲
قریبانی کے گوشت کی تقسیم	۳	۴۳۵	بارہی ملاقات	۱	۶۰۷	قارعتہ سے کیا مراد ہے	۱	۷۹۳
قصر شہید کیا ہے	۱	۴۳۷	قیامت کو اعضا کا گواہی دینا	۲	۶۲۰	قائم آل محمد کے خروج کا زمانہ	۲	۷۹۴
قد طنطنینہ چین اور کوہستان ویم کو فتح	۳	۴۳۷	قیامت کے آنے کی شرطیں۔ دھواں۔ نزول مسیحا	۲	۶۲۳			
کریں گے	۱	۴۴۰	آگ کا عدن امین کے قعر سے نکلنا	۲	۶۲۳			
قبیلہ خزاعہ کے کفار کا اعتراض	۱	۴۴۰	قیامت کا نشان مایح کا زیادہ کرنا۔ اور ناگہانی	۲	۶۵۹			
قرن سے مراد قوم صالح	۱	۴۴۶	موتوں کا زیادہ ہونا	۲	۶۵۹			
قوم صالح کی ہلاکت	۱	۴۴۶	قطع رحم کرنے والے کی دوستی سے بچنے کا حکم	۳	۶۶۰			
قول المومنین کی آیت علی کی شان میں	۳	۴۶۳	قبیلہ موزن اور قبیلہ ثقیف کا اولی بائس	۱	۶۶۵			
نازل ہوئی۔	۱	۴۶۳	شدید ہونا	۱	۶۶۵			
قضا اور تقدیر کیا ہے	۲	۴۶۶	قرآن میں اللہ تعالیٰ نے قسمیں کیوں کھائیں	۱	۶۷۱			
قبیلہ کرنا	۲	۴۶۹	قائم آل محمد کا نہا کرنا جسے ہر شخص کیسا سنے گا	۵	۶۷۲			
قول الزور سے کیا مراد ہے	۱	۴۷۳	قائم آل محمد کا نہا کرنا جسے ہر شخص کیسا سنے گا	۱	۶۷۵			
قیامت کو عمارت کا وہابی ہونا	۱	۴۸۲	قریش کا لکھنا کو خدا کی بیٹیاں کہنا	۲	۶۸۱			
قائم آل محمد کا اولو اقوتہ کے ساتھ ظہور فرماتا	۳	۴۹۱	تداوین سالف احمر نمودنے نا تو صالح کی کو بھیک کالی	۲	۶۸۸			
قوم صالح کا طلب عذاب میں جلد کرنا	۲	۴۹۳	تویش کا بتوں کی توہین کا بدلہ لینے کے لئے	۱	۶۹۰			
قائم آل محمد کا منظر ہونا	۱	۴۹۵	آنحضرت کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا	۱	۶۹۱			
قریب سوال جواب	۱	۵۱۰	قیامت کو انسانوں اور جنوں سے سوال نہ کئے	۱	۶۹۱			
قارون موسیٰ کا چچا زلی یا خالہ زاد تھا	۳	۵۱۱	جہانے کا مطلب کیا ہے	۱	۶۹۸			
قوم لوط کا جلیسوں میں گوزن لگانا	۱	۵۱۸	قرآن مجید کا نفع پہنچانا	۵	۶۹۸			
قوم عاد اور ثمود کا رو سے زمین پر غالب آنا	۱	۵۲۵	قیامت کو نور کی تقسیم	۳	۷۰۲			
			قائم آل محمد کی غیبت	۱	۷۰۳			

باب الکاف

کفار کا غریب مومنین کو خصما منحل کرنا	۲	۴۱	کفار کا غریب مومنین کو خصما منحل کرنا	۲	۴۱
کفری خدا سے کیا مراد ہے	۱	۵۴	کفری خدا سے کیا مراد ہے	۱	۵۴
کن چار آدمیوں کی گوہی قبول نہیں مونی	۲	۶۱	کن چار آدمیوں کی گوہی قبول نہیں مونی	۲	۶۱
کفار کو مال اور اولاد دینے کی غرض ان کو دنیا	۱	۶۷	کفار کو مال اور اولاد دینے کی غرض ان کو دنیا	۱	۶۷
میں مبتلا شے عذاب کرنا	۱	۷۷	میں مبتلا شے عذاب کرنا	۱	۷۷
کا فرس کورس طرح ہے	۲	۸۲	کا فرس کورس طرح ہے	۲	۸۲
کافر کے لئے موت بہتر ہے یا زندگی؟	۱	۹۴	کافر کے لئے موت بہتر ہے یا زندگی؟	۱	۹۴
کلام کے معنی	۱	۱۰۲	کلام کے معنی	۱	۱۰۲
کبار کون کون سے ہیں	۲	۱۰۶	کبار کون کون سے ہیں	۲	۱۰۶
کفو الیدیم کے مصداق	۲	۱۱۵	کفو الیدیم کے مصداق	۲	۱۱۵
کلام کی قسمیں	۱	۱۲۴	کلام کی قسمیں	۱	۱۲۴
کسی کے فعل پر راضی ہونے والا اس کا ترکب	۱	۱۳۲	کسی کے فعل پر راضی ہونے والا اس کا ترکب	۱	۱۳۲
سمجھا جاتا ہے	۱	۱۳۲	سمجھا جاتا ہے	۱	۱۳۲
کلام خدا بغیر اعضا حروف اور ہوشوں کے ہوتا ہے	۱	۱۳۴	کلام خدا بغیر اعضا حروف اور ہوشوں کے ہوتا ہے	۱	۱۳۴
کلام کے احکام	۳	۱۳۶	کلام کے احکام	۳	۱۳۶
کتے۔ جتنے شکرے اور باز کا شکر کیا ہوا جلد نور	۲	۱۳۹	کتے۔ جتنے شکرے اور باز کا شکر کیا ہوا جلد نور	۲	۱۳۹
کتاب یحییٰ اور نور سے کیا مراد ہے۔	۱	۱۴۲	کتاب یحییٰ اور نور سے کیا مراد ہے۔	۱	۱۴۲

[illegible]

۱	۲۴۹	لوٹ کا معینہ مقرر کرنا
۲	۲۵۰	لطیف عتاب
۱	۲۹۸	لوٹ کا کفار کو اپنی زبانیں پیش کرنا
۳	۲۹۸	لوٹ کی بستی کی تباہی
۱	۳۰۱	لعنت سے مراد بلائیت اور فرق ہونا
۲	۳۳۶	لوگوں کے دلوں کا اہل بیت کی طرف مائل ہونا
		بوریہ قبولیت دعا کے ابراہیم
۱	۳۴۴	لوٹ کو مہمانی کرنے سے منع کرنا
۲	۳۴۴	عمرار کے خطاب سے آنحضرت کی ایک فضیلت
۱	۴۰۰	لسان صدق علیا میں علی سے مراد علی ابن ابیطالب
۳	۴۸۰	لسان صدق سے مراد علی ابن ابی طالب
۱	۴۰۶	بیت اشیا تمہید پر تشہد و اشعار یزید
۲	۴۵۶	لوگوں کی برائیاں مشہور کرنے والے شیطان کے پیروکار ہیں
۳	۴۵۹	لوٹیوں سے زنا کرنا منع ہے۔
۱	۵۰۶	لعنتی اماموں کی پیچانی
۳	۵۰۸	لعنہ سے کیا مراد ہے
۱	۵۱۵	لا طاعة لخلق فی معصیۃ الخالق
۱	۵۳۳	لحدو الحدیث سے کیا مراد ہے
۴	۶۱۴	لا الہ الا اللہ کے ساتھ الحمد للہ رب العالمین کہنے کا حکم
۳	۶۶۶	لوٹ کا گھر
۱	۶۶۹	لوح محفوظ کیا ہے
۱	۶۹۰	لیلیۃ القدر میں کیا ہوتا ہے
۴	۶۹۶	لا اعبد سورہ کافرون میں بار بار کیوں آیا۔
باب المیم		
۲	۴	منافقوں کا مومنوں سے تمسخر
۲	۵	منافق بہرے گونگے اندھے
۲	۳۲	منافقوں کا قرآن نہ سننے کیلئے کانوں میں ٹکیاں ڈالنا
۳	۵	منافق کی لٹھی سے مشابہت
۱	۶	موسیٰ کی پرورش فرعون کے گھر
۶	۱۰	مشرکین کو قتل کرنے کا سزا دینا توریت میں مقرر تھا
۲	۱۱	من اور سدی
۳	۱۱	موسیٰ کی قوم کو گائے ذبح کرنے کا حکم ان کی
۱	۱۴	مکث جحشیاں اور آخر تعمیل کرنا
۲	۲۲	مسجدوں میں جانے سے منع کرنے والے ظالم ہیں
۲	۲۶	مصطفیٰ الی القبتین حضرت علی ہیں مسجد قبا مسجد
		ذو القبتین کو کہتے ہیں
۵	۲۸	مسجد الحرام کا محل وقوع اور احکام

مختار کا از روئے علم خدا کا احاطہ نہ کر سکتا	۱	۳۱۳	مصر کے قانون میں چور کی سزا	۱	۳۱۶	ممتحن سے مراد رسول نہیں	۲	۱۸۳
مہدی کے اصحاب	۳	۳۲۸	معانی من جانب اللہ	۲	۳۲۳	محمد انسانوں اور جنوں دونوں کے نبی ہیں	۲	۱۸۶
مشیت خدا کے بارے میں کلام کرنا	۱	۳۳۲	مکان فرشتے	۱	۳۲۴	مشرکوں کا اپنی زراعت اور مویشی سے خدا اور دیوتاؤں کے جیسے نکالنا	۱	۱۸۷
مہدی کے اصحاب کا زمین کا مالک ہونا	۲	۳۳۶	مرد اور اس کی بیوی کا بہشت میں نکاح	۳	۳۲۶	مویشیوں کے پیٹ کے بچے	۲	۱۸۸
مہدی کے مہر معطلہ ہونے کی وجہ	۱	۳۳۷	من عندہ علم الکتاب سے مراد علی علیہ السلام ہیں	۲	۳۳۰	منافقوں اور مشرکوں کو خدا اور اس کے فرشتوں کے آنے کا انتظار	۱	۱۹۲
مہدی کا کنکریوں والی مسجدوں راستے میں گرنے والے پرناؤں کا گرنا اور راستے وسیع کرنا	۲	۳۳۷	مکان خریدنے کی طبع پر دسی کو ایذا دینا	۱	۳۳۳	مصرفین کون ہیں	۲	۱۹۸
مؤمن کا غمگین اور خوش ہونا	۲	۳۳۸	مجاہد اہلبیت	۳	۳۳۶	مکر کا مطلب	۲	۲۱۰
مؤمن کا ایم درجا	۳	۳۳۸	منوہین آنحضرت اور آپ کے اوصیاء ہیں	۳	۳۳۲	میشاق عالم دوز میں	۱	۲۱۱
مخلوق کو خدا نے بیکار پیدا نہیں کیا	۱	۳۵۳	مومن کی فراست سے ڈرنے کا حکم	۳	۳۳۴	موسیٰ کے ہاتھ سے نور کا ساطع ہونا	۵	۲۱۱
ماریہ قبطیہ ولیدہ ابراہیم فرزند رسول پر اتمام اولاد	۱	۳۵۵	موشی دیکھ کر خوش ہونے کے اوقات	۳	۳۳۶	موسیٰ کے مقابلہ میں جادو گروں کا کمال ہترجہ	۳	۲۱۲
بریت			مختلف قسم کی سواریاں موٹر ریل جوانی چار	۲	۳۳۶	موسیٰ کا خدا کے دیدار کا سوال اور جواب ملنا	۲	۲۱۶
مومن کی بدی کا بیان کرنا منع ہے	۱	۳۵۶	راکٹ	۱	۳۳۸	موسیٰ کا خدا کو نہ دیکھ سکنے کا یقین کال	۳	۲۱۶
ماریہ قبطیہ پر تہمت کے بارے میں تکلم کرنے والوں کے ساتھ اصحاب رسول کا بائیکاٹ کی قسم کھانا	۲	۳۵۶	مخالفین کے مکر کی بیخ کنی	۱	۳۵۱	موسیٰ کو ہارون کا ابن ابی کی بجائے ابن ام کہنا	۱	۲۱۸
مومنوں کے خلاف اعضا گواہی نہیں دیں گے	۱	۳۵۷	مشرک اللہ تعالیٰ کی قسم نہیں کھاتے	۱	۳۵۱	موسیٰ کی دعا سے مرے تھے لوگوں کا زندہ ہونا	۱	۲۱۹
مکاتیب کسے کہتے ہیں	۱	۳۵۹	ملکہ ابراہیم کی شریعت	۱	۳۶۴	معافی کی خواہش بغیر توبہ	۲	۲۲۲
مقیل سے کیا مراد ہے	۲	۳۶۹	معراج رسول	۱	۳۶۵	مسلمانوں کے تہتر فرشتے	۲	۲۲۴
مہدی کے ظہور سے قبل آسمانی ندا کا سنا جانا	۱	۳۷۵	موت بڑی مخلوق سے	۱	۳۷۲	معصیت کے دفعہ کیلئے اہلبیت کا وسیلہ اختیار کرنے کا حکم	۳	۲۲۴
معکم سے مراد موسیٰ - ہارون اور فرعون	۲	۳۷۶	مشرکوں اچھی بات کہنے کا حکم	۳	۳۷۲	مصعب ابن عمیر کا اسلام لانا	۳	۲۳۱
موسیٰ کا اپنے آپ کو ضالین میں سے کہنے کا مطلب	۳	۳۷۶	مال حرام میں شیطان کی شرکت	۱	۳۷۲	مومن اور اس کی معصیت کے درمیان خدا کا واسطہ	۲	۲۳۲
موت کو فرعون کا مجنوں کہنا	۱	۳۷۷	موسیٰ کے ۹ معجزے	۱	۳۷۹	مال غنیمت سے کیا مراد ہے	۱	۲۳۵
موسیٰ کو فرعون کا بڑا جادوگر کہنا	۲	۳۷۸	ماشاء اللہ کہنے کا حکم	۱	۳۸۶	میراث اخوت کا منسوخ ہونا	۱	۲۴۰
موسیٰ کا پیچھا کیا جانا	۵	۳۷۸	مشرک کے باغ کی تباہی	۲	۳۸۶	موشین سے مراد امہ علیہم السلام ہیں	۳	۲۴۲
معفرت کسے کیا معنی ہیں	۲	۳۸۰	موعود سے کیا مراد ہے	۱	۳۸۹	مجاہدوں کے جہاد کا علم خدا کو ہے	۲	۲۴۴
معطفہ اہلندے	۱	۳۹۳	موسیٰ کے فتنی توشیح بن نون بن ابراہیم بن یوسف تھے	۲	۳۸۹	مسجدوں کی تعمیر	۱	۲۴۵
مسند تشبیہ و تنزیہ	۲	۳۹۴	بکج البحرین کون سا مقام تھا	۳	۳۸۹	مشرکوں کا مسجد المحرم میں داخلہ بند	۱	۲۴۶
موسیٰ کی مال	۳	۵۰۰	مسلمان کی زوجہ سے زنا کرنے والے کی زوجہ بھیڑنا	۱	۳۹۲	مواظن کثیرہ سے کیا مراد ہے	۲	۲۴۶
موسیٰ کا فرعون اور اس کی زوجہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہونا	۲	۵۰۰	کیا جانے گا			متحقق صدقات کے مختلف طبقے	۲	۲۵۳
مادر موسیٰ کا بے معنی اور غلط	۶	۵۰۰	مریم بنت عمران بن مائمان	۱	۳۹۵	منافقوں کا عاقبت میں ابدالہا کیلئے روتے رہنا	۲	۲۵۸
موسیٰ کی بہن کا نام کلثوم تھا	۷	۵۰۰	مریم مادریسی کا کھجور کے خشک در کے نیچے جانا	۳	۳۹۶	منافقوں کا جائزہ پڑھنے کی ممانعت	۲	۲۵۹
موسیٰ کے خدات نفسی کہنے کا مطلب	۳	۵۰۱	مریم سے کسی مرد کا بطریق حلال مباشرت نہ کرنا	۲	۳۹۶	منافقوں کا شہین کھانا کہ ہم حق پر ہیں	۱	۲۶۱
مومن آل فرعون کون تھا	۳	۵۰۹	مریم کے کرتے کی جیب میں جبریل کے پھونک مارنے سے حمل ٹھہر جانا	۱	۳۹۷	مجاہدین اولین کا ذکر	۳	۲۶۲
میر حضرت شعیب کی بستی	۲	۵۰۹	مریم کا و مشق کے راستہ پر بلا جانا	۲	۳۹۷	مومنوں کے گناہ	۳	۲۶۲
موسیٰ کے قومی الامین ہونے کا مطلب	۵	۵۰۳	مریم کو نہ دینے والے عیسیٰ تھے	۳	۳۹۷	مومنوں کی جان اور مال کا سودا	۱	۲۶۴
موسیٰ کا شعیب کی بیٹی سے نکاح اجارہ کرنا	۶	۵۰۳	مریم کا چپ روزن	۵	۳۹۷	من فی السموات اور من فی الارض سے کون مراد ہیں	۲	۲۶۹
موسیٰ کے ہاتھ کا سفید ہو جانا برص کی وجہ سے نہ تھا	۱	۵۰۴	مریم کو اخوت ہارون کہنے کا مطلب	۶	۳۹۸	مال کا پتھر ہو جانا	۳	۲۸۳
			مشی کا مقام قیام کہاں سے (بقیہ)	۲	۴۰۵	مشرکوں کا عزالی بیت اللہ سے مراد منہ چھپا کر گزرتا	۱	۲۸۶
			موسیٰ کو جو تانا نے کا حکم	۱	۴۰۵	مومنوں کو ذیل خیال کرنا	۳	۲۹۸
			موسیٰ کو صندوق میں بند کر کے دریائے میں پھینکنا	۱	۴۰۶	مہمان کو ذیل کرنا میزبان کی ذلت ہے	۲	۲۹۸
			موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے سامنے نرمی سے کلام کرنے کا حکم	۱	۴۰۷	محمد باقر علیہ السلام کے دروازے بند کرنا	۲	۲۹۹
			موسیٰ کے خوف زدہ ہونے کا مطلب	۲	۴۰۹			

۵۰۶	۱	ملعون امام کون ہیں	ثواب کا نفع دینا	۶۷	۲	نیکی خدا کی طرف سے ہے
۵۱۱	۳	موسیٰ اور قارون چچا زاد یا خالہ زاد تھے	مشرق اور مغرب کا دور دو ہونا	۸۸	۱	نصرت کے وعدہ کا الفاظ شرط تقویٰ و صبر
۵۱۲	۱	موسیٰ کے اصحاب کا علم	مزن سے کیا مراد ہے	۹۳	۱	نعمت اور فضل سے کیا مراد ہے
۵۲۰	۱	مکزی کے جانے کی کمزوری اور بودا پن	مستویں کن کو کہتے ہیں	۱۱۱	۲	نفس کے معنی کھجور کی پھٹی کا شکاف
۵۳۱	۱	مومن کا اپنے ایمانی بھائی کی مدد کرنا	مال جس میں اللہ تعالیٰ نے حق تعریف دیا	۱۲۲	۲	نماز کا قصر کرنا سفر میں (بقیہ)
۵۳۱	۲	موت کی سناوٹی	محسوس میں وسعت کرنے کا حکم	۱۲۲	۲	نماز خوف
۵۴۱	۲	منکروں کو آنحضرتؐ کا رجعت کی خبر دینا	مال فی حرف مساوات بنی فاطمہ کا حق ہے	۱۲۲	۳	نماز کا وقتوں پر ادا کرنا
۵۵۲	۱	موسیٰ کا نہانا اور لوگوں کو دیکھ کر اپنے شک رفع کرنا	مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کرنے والے	۱۳۱	۳	نزول کتاب کا سوال کرنے والے
۵۵۹	۱	موصدین اور مشرکین کا ذکر	مہاجر عورتوں کے ایمان کا امتحان لینا	۱۳۱	۱	نزول کتاب کے سوال کا راز (مترجم)
۵۶۰	۲	مالدار لوگوں کا نعمتوں پر بے جا فخر کرنا	محتاج مسلمانوں کا یہودیوں سے میل جول	۱۳۹	۲	نور سے کیا مراد ہے
۵۶۲	۲	مروت اہلیت کا اجرامت کو سی ملے گا	مال جو حق معلوم کہلاتا ہے	۱۳۹	۲	نصرانی یا یہودی عورت سے نکاح ناجائز لیکن متعہ
۵۶۳	۳	ملائکہ کی تین حصوں میں تقسیم	منہ بنانا	۱۴۱	۲	جائز سے
۵۶۵	۱	مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنا	مفوضہ کو ائمہ کا ملعون کہنا	۱۴۱	۲	نعت رسول اور رجم کا حکم توریت میں
۵۷۱	۳	من آتبع الذکر سے مراد علی ابن ابیطالب ہیں	موت کے فرشتوں کی صفات	۱۴۳	۱	نور اور کتاب مبین سے کیا مراد ہے
۵۷۲	۱	مردوں کا رجعت میں زندہ ہونا	باب اور قول میں کمی کرنے والے	۱۴۳	۲	نصرانی اور یہودیوں کا خدا کے بیٹے ہونے کا دعو
۵۷۲	۲	مردوں کو پہلے اوپر کھینچے آنے والے اعمال کا ثواب	مومن کے دل میں سفید نقطہ	۱۴۴	۳	نماز اور اذان پر مضمون
۵۷۳	۱	پہنچنا	محرم کا روز عاشورا اور دس راتیں	۱۴۴	۱	نصاری کو ان کے تجویز پر تنبیہ
۵۷۴	۱	ماٹا قید یعنی نفی کے معنی دینے والا	مہند سے امیر المومنین کے اصحاب اور پیروکار	۱۴۴	۳	نزول عیسیٰ قرب قیامت کی نشانی
۵۷۸	۱	مَرْخ اور فخر سبز و زخوں کے پتوں کے راگڑنے سے	مراد ہیں	۱۹۸	۱	نفس پر ظلم
۵۹۳	۱	آگ کو پیدا ہونا	آختر سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اہل بیت رسولؑ کے ساتھ شہنشاہی تھی	۲۰۳	۲	نماز کے وقت کھٹکی کرنا
۵۹۳	۱	مخالفین و وزخیوں کا شیعوں کو جہنم میں تلاش کرنا	مبشوت سے کیا مراد ہے	۲۰۵	۳	نوح کا نام عبدالغفار یا عبداللہ علی یا عبدالملک تھا
۵۹۸	۱	متشابہا ثنائی سے کیا مراد ہے	منفوش سے کیا مراد ہے	۲۰۹	۲	نعمات خدا سے کیا مراد ہے
۶۰۰	۲	مومن کا گناہ کرتے ریجیدہ اور نادام ہونا	مومن کے دل کے دو کان	۲۰۹	۲	نہی کبھی کافر نہیں ہوتا
۶۰۸	۱	موسیٰ کو فرعون، ہامان اور قارون کا جادو گراؤ	باب النون	۲۱۰	۱	نہمتوں کی کثرت سے خدا کو بھولنے والے
۶۱۶	۲	کذاب کہنا	نماز میں قبلہ رخ ہونا	۲۱۹	۲	نعمت الہی سے محروم وہی ہوں گے جو گمراہ ہیں
۶۱۶	۲	مکاب سوڈان کا نبی	نماز اعلیٰ ترین عبادت ہے	۲۲۲	۲	نہا خلف سے مراد یہودی ہیں
۶۱۶	۲	منحوس دن	نیکی کیا چیز ہے	۲۲۸	۱	نماز جہریہ کا حکم
۶۲۱	۲	مومن کو مرتے وقت فرشتوں کو خوشخبری دینا	نماز مریض کی	۲۳۷	۲	نعمتیں کب سلب ہوتی ہیں
۶۲۹	۲	میزان سے مراد جناب امیر المومنین ہیں	نہا کرنا مشرکین سے منع ہے	۲۳۸	۱	نور خدا کو پھونکنوں سے بچھانا
۶۰۵	۳	مردہ فی القبر کے مسداق	نہا ثنائی کرنے سے طلاق شدہ یا بیوہ عورتوں کو روکنا منع ہے	۲۳۸	۱	ناظر اعمال کون ہیں
۶۳۰	۲	مشرکین عرب کا ہر اچھے چھتر کو بوجنا	نہا کا عزم کرنا ایام عدت میں مرد کو منع ہے	۲۴۱	۳	نوح سے پہلے لوگ دین فطرت پر تھے
۶۳۹	۱	مولیٰ کے معنی	نیکی کا بدلہ دس گنا ملے گا	۲۹۰	۳	نوح کے مومن فقراء اور مساکین
۶۵۸	۳	مغفرت کے معنی	نہر کے پانی سے بنی اسرائیل کی آزمائش	۲۹۱	۲	نوح کی طرف وحی
۶۶۲	۳	مغناہ کثیرہ سے مراد خیبر کی غنیمت ہے	نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت	۲۹۲	۱	نوح کے کشتی بنانے پر کافروں کا ہنسی مذاق کرنا
۶۶۵	۲	مشکروں کی پشت میں مومنوں کے نطفے سونے کی وجہ سے ان کا قتل نہ کیا جاتا۔	نیکی کر کے احسان جتنا منع ہے	۲۹۲	۲	نوح کے تنور میں سے پانی ابلنا
۶۶۶	۳	مومن حقیقی بھائی ہیں	نہا جائز پیشہ سے کھائے ہوئے مال سے سداقہ	۲۹۲	۳	نوح پر ایمان لانے والے
۶۶۸	۲	محروم کسے کہتے ہیں	نہا ناجائز پیشہ سے کھائے ہوئے مال سے سداقہ	۲۹۲	۳	نوح کا بیٹا
۶۸۱	۱	مکر کا وبال	نہا ناجائز پیشہ سے کھائے ہوئے مال سے سداقہ	۲۹۲	۳	نوح کا بیٹا
۶۸۵	۳	میت کی طرف سے صدقہ اللہ حج و زیارت کے	نہا ناجائز پیشہ سے کھائے ہوئے مال سے سداقہ	۲۹۲	۳	نوح کا بیٹا

۳۷۶	نماز کے پانچ اوقات	۳۷۶	نوح کی بددعا	۳۷۶	دعائے اور زبرد کے بارے میں امام زین العابدین کا کلام
۵۲۶	نیک عمل کی نیت عمل بجالانے سے بہتر ہے	۵۲۶	نماز شب کا وقت	۵۲۶	واقعہ انک اور حضرت عائشہ کا اتہام سے بڑی ہونا
۳۸۷	ناکردہ فعل انعامات میں نہیں لکھے جاتے	۳۸۷	نماز کے معاملہ میں تاکید	۳۸۷	وعدہ خلافت البیہ
۳۹۳	نفل کے معنی قیام گاہ یا ہوٹل	۳۹۳	بناء عظیم سے مراد ولایت جناب امیر ہے	۳۹۳	وراثت انبیاء کا ثبوت اور حدیث نوح صابر
۳۰۱	نماز کو ضائع کرنے کا مطلب کیا ہے	۳۰۱	نیکوں کا شمار	۳۰۱	ان انبیاء کا وضع ہونا
۳۰۳	نماز میں غصہ کے پیر سوج جانا	۳۰۳	نجم ثاقب سے مراد ستارہ زحل ہے	۳۰۳	وارث کتاب مصطفیٰ یعنی اہلبیت ہیں
۳۰۵	نعلین کا مطلب کیا ہے	۳۰۵	نماز غیبی صحرا میں پڑھنے کا حکم	۳۰۵	وہیکان کے معنی کیا ہیں
۳۰۷	نکاح اور زنا کی صورت سے آگاہ کرنا	۳۰۷	نفس مطمئنہ کون ہے	۳۰۷	والدین سے کون مراد ہیں
۳۱۳	نیل آنکھوں والے	۳۱۳	نہار سے مراد اہلبیت رسول میں قائم آل محمد	۳۱۳	ولایت جناب امیر کے بارے میں سوال
۳۳۰	نضرب حارث کا جھگڑا	۳۳۰	نیک اور بدی میں کوشش کرنے والے	۳۳۰	وہی کیا ہے اس کی قسمیں
۳۳۳	نماز میں خشوع کا مطلب	۳۳۳	نعم سے کیا مراد ہے	۳۳۳	والدین کو آفت نہ کہنے کا حکم
۳۳۵	نوح اور اہل بیت کی شتی	۳۳۵	نماز میں سہو	۳۳۵	وہی تو جادو کہنے والے
۳۳۸	نفس کے لئے دین اختیار کرنے پر خوش ہونا	۳۳۸		۳۳۸	وجہ اللہ کون ہیں
۳۵۹	نور خدا سے کیا مراد ہے	۳۵۹	باب الواو	۳۵۹	وہدک ضلالت کا مطلب کیا ہے
۳۵۹	نور خدا کی مثال	۳۵۹	والدین کے ساتھ احسان کرنا	۳۵۹	ولید بن مغیرہ کا لوگوں کو نماز سے روکنا
۳۶۱	نماز ہاتھ کھولی کر پڑھنے کا حکم	۳۶۱	واقعہ کریم	۳۶۱	والعصر سے قائم آل محمد کے خروج کا زمانہ
۳۷۲	نسب اور صبر سے کیا مراد ہے	۳۷۲	واجب نمازوں میں قبلہ رخ ہونا	۳۷۲	مراد ہے
۳۸۲	ناحق قتل کرنا	۳۸۲	ولنسب وکم کے مصداق	۳۸۲	داخلہ سے کیا مراد ہے
۵۰۳	نکاح اجارہ اسلام میں حرام ہے	۵۰۳	وصیت کے احکام وصیت کب تبدیل کرنی چاہیے	۵۰۳	
۵۰۳	نکاح اجارہ کیا ہوتا ہے	۵۰۳	وصایت علی میں رسول کا اختیار	۵۰۳	
۵۱۳	نفس کا لذتوں خواہشوں اور گناہوں پر بچا رکھنا	۵۱۳	وعدہ نصرت کا ایفاء بشرط تقویٰ و صبر	۵۱۳	
۵۱۵	نوح کی پوشیدہ اور ظاہری دولت	۵۱۵	وارثوں کے طبقات اور وراثت کی تقسیم	۵۱۵	
۵۲۱	نماز کا بے حیائی اور بدکاری سے روکنا	۵۲۱	وحی کی انبیاء کی طرف	۵۲۱	
۵۳۳	نعمتوں پر خدا کا شکر ادا کرنا	۵۳۳	وضو کے احکام	۵۳۳	
۵۶۷	نذیر ہر امت میں آیا	۵۶۷	وسیلہ بذریعہ امام	۵۶۷	
۵۷۳	نطفہ کے آسمان سے آنے کا مطلب کیا ہے	۵۷۳	وصیلہ، سائبہ اور حام اوٹیاں	۵۷۳	
۶۰۰	نفسوں کا قبض کیا جانا	۶۰۰	ولایت جناب امیر کو چھوڑنے کا صلہ	۶۰۰	
۶۱۶	نبیوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے	۶۱۶	ورق سے مراد وہ بچہ ہے جو ولادت سے پہلے ساقط ہو جائے	۶۱۶	
۶۱۹	نفس دن	۶۱۹	ورقہ جبہ رطب اور یابس کا مطلب	۶۱۹	
۶۳۳	نعمتوں کا ذائقہ چکھنا یا یقینی ہے	۶۳۳	ولایت جناب امیر کا اقرار باعث دخول جنت	۶۳۳	
۶۵۶	نصیبین اور بنی عمرو بن عامر کے جن	۶۵۶	وہ جہنم میں لڑائی روکی گئی ہے	۶۵۶	
۶۵۶	نفس تعداد کو کہتے ہیں	۶۵۶	والیس کو اکشیر کے مصداق منافق لوگ ہیں	۶۵۶	
۶۵۹	نابھائی موتوں کا زیادہ ہونا قیامت کی نشانی ہے	۶۵۹	واقعہ کریم در قرآن	۶۵۹	
۶۵۷	نوح کی خفیہ اور اعلانیہ تبلیغ	۶۵۷	وقت شمول آفتاب اور نور روز	۶۵۷	
۶۸۸	ناقد صالح کو قتل کرنے کی جرات کرنا	۶۸۸	وقت المعلوم کون سا ہے	۶۸۸	
۷۰۱	نور سے مراد ایمان	۷۰۱	واقعہ معراج	۷۰۱	
۷۰۲	ناظرانوں کی دولت میں امام کا حق	۷۰۲	وحشت کے تین موقعے	۷۰۲	
۷۰۹	نوحی کی آیت پر سوائے علی کے کسی نے عمل نہیں کیا	۷۰۹		۷۰۹	
۷۲۰	نون جنت کی ایک نہر کا نام ہے	۷۲۰		۷۲۰	
۷۲۸	نوافل نمازوں کے ادا کرنے والے	۷۲۸		۷۲۸	
۷۵۱	نفس و سوارح بیخوت اور یعوق نیک آدمی	۷۵۱		۷۵۱	

۱	۲۹۶	ہوئے قوم عاد کی طرف مبعوث ہوئے تھے	۱	۳۱۶	یوسف کے بڑے بھائی کا نام۔
۲	۳۰۱	ہر شے کا تسبیح خدا کرنا	۲	۳۱۷	یوسف کے پاس دو بھائیوں کا رک جانا۔
۶	۳۰۸	ارون کون تھا جس کی نسبت مریم کو دی گئی	۲	۳۱۸	یوسف پر یعقوب کا نام رکھنا۔
۴	۳۲۰	ہر جاندار کا پانی سے پیدا ہونا۔	۳	۳۱۹	یوسف ان کے بھائیوں کا مدانی قلب کرنا
۲	۳۶۱	ہاتھ کھول کر نماز پڑھنے کا حکم	۲	۳۲۰	یوسف کو ان کے بھائیوں کا سجدہ کرنا۔
۳	۳۸۶	ہر کتاب اور وحی کا عربی میں نازل ہونا لیکن	۱	۳۲۱	یوسف کے پاس یعقوب کا دوسرا زندہ رہنا
۱	۳۹۰	ہر نبی کا اسے اپنی زبان میں سمجھنا	۱	۳۲۲	یوسف رسول اور نبی تھے۔
۱	۳۹۰	ہر نبی کے لئے کاغذ کا غائب ہونا	۱	۳۲۳	یوسف رسول اور نبی تھے۔
۲	۳۹۵	ہر ماں کا فرعون کیلئے ہوا میں ایک بچہ دکان بنوانا	۱	۳۲۴	یعقوب کا بیت المقدس میں دفن ہونا
۲	۳۹۶	ہر جنت کا حکم جہاں خدا کی عبادت میں سر نہ ہو	۲	۳۲۵	یوسف یہودی کا تار سے دیکھ کر آنحضرت کی
۲	۳۹۶	ہر امت میں نذیر کا آنا	۲	۳۲۶	ولادت کی خبر دینا۔
۱	۳۹۶	ہر ماں کے چلنے میں خدا کی نشانیاں	۲	۳۸۹	یوسف بن نون بن افراہیم بن یوسف موسیٰ کے فتنی
۲	۳۹۷	ہر بادل جہاز کشتیاں اور فرشتے	۲	۳۹۰	تھے
۳	۳۹۹	ہر من مدگر کا بار بار لایا جانا	۱	۳۹۱	یوسف بن نون کی دیوار کے نیچے خزانہ کی حقیقت
۲	۳۹۹	ہر جیم بن اوشوں کو کہتے ہیں	۱	۳۹۲	یا جوح اور باجوح
۱	۳۹۹	صل کا استغفار اقرار ہونا۔	۱	۳۹۳	یوسف کا سفیر مسمیٰ میں وارث کتاب و حکمت ہونا
باب الیاء			۲	۳۹۴	یوسف کا قوم سے ناراض ہو کر کہیں چلے جانا
۳	۴۰۰	یا علی مد کہنے پر اعتراض اور اس کا جواب	۲	۳۹۵	یوسف کا چھل کے پیٹ میں آیت کریمہ پڑھنا
۱	۴۰۱	یہودیوں پر ذلت اور مسکنت	۲	۳۹۶	یوسف کے اشعار بیت اشیا فی بیدرشت ہمدوا
۳	۴۰۱	یہود اور نصاریٰ کب مومن اور مستحق رحمت تھے	۳	۳۹۷	یوسف معلوم سے مراد عید کا دن
۲	۴۰۲	یہودیوں کا تورات میں تحریف کرنا	۱	۳۹۸	یوسف الفطہ سے کیا مراد ہے
۳	۴۰۳	یہودیوں کا تورات میں سے صفات آنحضرت کو	۲	۳۹۹	یوسف بن ہم سے مراد آل محمد
۱	۴۰۴	پہچانا۔	۱	۴۰۰	یوسف کے معنی اور مفہوم
۱	۴۰۵	یہودیوں کے اس عقیدہ کا ابطال کہ وہ صرف چالیس	۱	۴۰۱	یوسف کو چھل کا اگلنا
۳	۴۰۶	دن و رات میں یہی کہتے	۱	۴۰۲	یوسف مراد قوت۔ نعمت اور عطا ہے
۳	۴۰۷	یہود کی خلود جہنم کے فائل نہیں	۳	۴۰۳	یوسف القناد کون سا دن ہے
۳	۴۰۸	یہودی اور نصاریٰ کی تنہا	۲	۴۰۴	یوسف کی تشریح
۳	۴۰۹	یہود کو حضرت جبرائیل سے بغض تھا	۲	۴۰۵	یا علی مد کہنا جائز ہے
۲	۴۱۰	یہودیوں کا عقائد سے آنحضرت کو راضی نہ کرنا	۳	۴۰۶	یوسف فرق ایدیہم کا مطلب
۳	۴۱۱	یہودیوں سے درگزر کرنے کا حکم	۲	۴۰۷	یوسف الخرج سے مراد زمانہ رحمت
۱	۴۱۲	یہود اور نصاریٰ کا جنت میں جانے کا دعویٰ اور	۱	۴۰۸	یوسف معلوم سے کیا مراد ہے
۱	۴۱۳	اس کا ابطال	۱	۴۰۹	یہودیوں کا آنحضرت کو السلام علیکم کہنا جس کے
۱	۴۱۴	یہود اور نصاریٰ آنحضرت کو پہچانتے تھے	۱	۴۱۰	معنی موت ہیں۔
۱	۴۱۵	یادگار امام حسین قائم کرنا	۲	۴۱۱	یہود بنی نصیر
۱	۴۱۶	یہودیوں کا تبدیل قبلہ سے اظہار ناراضگی کرنا	۳	۴۱۲	یہود بنی نصیر
۲	۴۱۷	یعقوب کا سرق النساء کے من کی دیر سے اونٹ کا گر	۲	۴۱۳	یوسف سے کیا مراد ہے
۳	۴۱۸	نہ کھاتا	۲	۴۱۴	یوسف کو اس کا حق نہ دینے والے
۳	۴۱۹	یہودی حق سے منحرف ہیں	۱	۴۱۵	یوسف کے بھائیوں کا علیحدہ علیحدہ دروازہ
۲	۴۲۰	یہودیوں کا خدا کو فقیر کہنا	۳	۴۱۶	یوسف اور بنیامین کی باہمی گفتگو
۱	۴۲۱	یہودیوں کا مال کھانے والوں پر قیامت کو عذاب	۲	۴۱۷	یوسف کو بنیامین کے روکنے کا حکم
۳	۴۲۲	یہودی یا نصاریٰ عورت سے نکاح ناجائز			

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 1 & 2

Page 1 - 52

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ

القرآن المبين

مع ترجمه و حواشی

تفسیر المتقین^{یعنی}
۱۳۸۱ هـ

حضرت امداد الملة والدين العلامة السيد امداد حسين الكاظمي المشهدي من ملة العالي

ناشرین
شیعہ جنرل بک ایجنسی
انصاف پریس لاہور
ریلوے روڈ

۱۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: مسلمانوں کے بعض فرقے بسم اللہ... کو جزو سورہ نہیں مانتے (تفسیر کبیر بازی جلد ۱ ص ۱۸۸) لیکن مذہب اہلبیت کے علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورہ حمد اور کل سورتوں کا سوا سورہ برات (سورہ توبہ) کے جزو ہے، اور مستقل آیت ہے جو شخص نماز میں نہ پڑھے اسکی نماز باطل ہے (تفسیر مجمع البیان) اسکی فضیلت میں حضرت فرماتے ہیں کہ یہ آتش جہنم کیلئے سپر اور بھال ہے۔ مولا کلان جہنم کی تعداد انیس ہے، جیسا کہ فرمایا: علیہا تسعة عشر (پتہ۔ مدثرغ) اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف بھی انیس ہیں اس کے پڑھنے سے ہر ایک حروف آتش جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ چار ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چار ہزار گناہ مٹاتا ہے۔ جب استاد پچھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ہے تو اللہ تعالیٰ پتہ، اس کے والدین اور استاد کیلئے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دیتا ہے (تفسیر برہان، جلد ۱ ص ۱۸۸)۔ اعتراض:- غیر مسلم مثلاً آریا اور عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بسم اللہ اللہ ہی کا کلام۔ تو یہ دوسرا اللہ کون ہے جس کے نام سے قرآن والا خدا شروع کرتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ان ترمیموں کی وجہ سے ہوا ہے جن میں یہ لکھا جاتا ہے کہ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے... (۱) حالانکہ اس آیت مجیدہ میں شروع کرتا ہوں کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ دراصل بسم اللہ الرحمن الرحیم اقراء مقدس ہے۔ چنانچہ جلد علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورہ علق نازل ہوئی جس میں رسول کو کچھ پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ اس کی پہلی آیت ہے اقراء باسم ربک۔ لہذا ہر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پہلے اقراء بمعنی پڑھ مقدس ہے جس سے اعتراض رفع ہو گیا۔ تب استعانت کیلئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے مدد ماننا۔ پس ترجمہ درست ہو گیا ۱۲۔ الحمد: اردو زبان میں اس کا ترجمہ کرنے کیلئے کوئی لفظ وضع نہیں ہوا۔ اس لفظ کیلئے بظاہر تین ہی لفظ ہیں۔ تعریف، مدح، اور حمد۔ لیکن اقل تو تینوں لفظ عربی ہی ہیں۔ مگر اس کے ان کے معنوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً تعریف کی منطق میں چار ہی قسمیں ہیں۔ حمد تام، حمد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔ اور یہ کسی کو حمد اور رسم میں لاکر حمد و کردی ہے۔ اگر اللہ حمد و ہو جائے تو خدا نہ رہا۔ اسی پر دوسرا یعنی مدح قیاس کر لیں۔ لہذا حمد کا ترجمہ حمدی درست ہے گا۔ اگر سب حمد یا کل حمد کہا جائے تو بھی حمد حمد و ہو جائے گی۔ چونکہ حمد پر ال استغراقی کامل صفاتی داخل ہے۔ حمد مصدر ہے، اور مصدر مجہول کے معنی دیتا ہے۔ اسلئے اس کا مطلب ہر حمد جو لا انتہا ہے درست ہے ۱۳۔ ایتاک:- اس سے ثابت ہوا کہ مذہب اللہ تعالیٰ ہی سے مانجھی جائز ہے۔ اور حقیقی مذہب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو حقیقی مذہب گارمان کر اسکے مخلص بندوں سے مل لینا دراصل خدا ہی سے مل لینا ہے جیسے کہ فرمایا: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور قرآن سے ہی ثابت ہے کہ انبیاء نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں: من انصاری الی اللہ (پتہ، آل عمران ۷۷) کہ کول ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرتا ہے۔ جواری بولے نحن انصار اللہ کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ پس خدا کے بنائے ہوئے پیشواؤں سے جدا لگنا خدا ہی سے مدد مانگنے کے مترادف ہے ۱۴۔ اھدنا:- بعض علماء اسلام نے اسکا ترجمہ روکھا ہم کو سیدھی آہ نکلیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی تک انھوں نے سیدھا راستہ نہیں دیکھا۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اور اھدنا زمانہ کا محمولہ ہے۔ مثلاً ہم کو سیدھی آہ نکلیا ہے۔ مگر کھڑا رہنا

۱۲۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ: مسلمانوں کے بعض فرقے بسم اللہ... کو جزو سورہ نہیں مانتے (تفسیر کبیر بازی جلد ۱ ص ۱۸۸) لیکن مذہب اہلبیت کے علمائے کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ سورہ حمد اور کل سورتوں کا سوا سورہ برات (سورہ توبہ) کے جزو ہے، اور مستقل آیت ہے جو شخص نماز میں نہ پڑھے اسکی نماز باطل ہے (تفسیر مجمع البیان) اسکی فضیلت میں حضرت فرماتے ہیں کہ یہ آتش جہنم کیلئے سپر اور بھال ہے۔ مولا کلان جہنم کی تعداد انیس ہے، جیسا کہ فرمایا: علیہا تسعة عشر (پتہ۔ مدثرغ) اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کے حروف بھی انیس ہیں اس کے پڑھنے سے ہر ایک حروف آتش جہنم سے نجات دلاتا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ چار ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور چار ہزار گناہ مٹاتا ہے۔ جب استاد پچھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا ہے تو اللہ تعالیٰ پتہ، اس کے والدین اور استاد کیلئے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ لکھ دیتا ہے (تفسیر برہان، جلد ۱ ص ۱۸۸)۔ اعتراض:- غیر مسلم مثلاً آریا اور عیسائی اعتراض کرتے ہیں کہ جب قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور بسم اللہ اللہ ہی کا کلام۔ تو یہ دوسرا اللہ کون ہے جس کے نام سے قرآن والا خدا شروع کرتا ہے؟ جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض ان ترمیموں کی وجہ سے ہوا ہے جن میں یہ لکھا جاتا ہے کہ شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے... (۱) حالانکہ اس آیت مجیدہ میں شروع کرتا ہوں کسی لفظ کا ترجمہ نہیں۔ دراصل بسم اللہ الرحمن الرحیم اقراء مقدس ہے۔ چنانچہ جلد علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ سب سے پہلے سورہ علق نازل ہوئی جس میں رسول کو کچھ پڑھنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ اس کی پہلی آیت ہے اقراء باسم ربک۔ لہذا ہر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے پہلے اقراء بمعنی پڑھ مقدس ہے جس سے اعتراض رفع ہو گیا۔ تب استعانت کیلئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے مدد ماننا۔ پس ترجمہ درست ہو گیا ۱۲۔ الحمد: اردو زبان میں اس کا ترجمہ کرنے کیلئے کوئی لفظ وضع نہیں ہوا۔ اس لفظ کیلئے بظاہر تین ہی لفظ ہیں۔ تعریف، مدح، اور حمد۔ لیکن اقل تو تینوں لفظ عربی ہی ہیں۔ مگر اس کے ان کے معنوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مثلاً تعریف کی منطق میں چار ہی قسمیں ہیں۔ حمد تام، حمد ناقص، رسم تام، رسم ناقص۔ اور یہ کسی کو حمد اور رسم میں لاکر حمد و کردی ہے۔ اگر اللہ حمد و ہو جائے تو خدا نہ رہا۔ اسی پر دوسرا یعنی مدح قیاس کر لیں۔ لہذا حمد کا ترجمہ حمدی درست ہے گا۔ اگر سب حمد یا کل حمد کہا جائے تو بھی حمد حمد و ہو جائے گی۔ چونکہ حمد پر ال استغراقی کامل صفاتی داخل ہے۔ حمد مصدر ہے، اور مصدر مجہول کے معنی دیتا ہے۔ اسلئے اس کا مطلب ہر حمد جو لا انتہا ہے درست ہے ۱۳۔ ایتاک:- اس سے ثابت ہوا کہ مذہب اللہ تعالیٰ ہی سے مانجھی جائز ہے۔ اور حقیقی مذہب اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو حقیقی مذہب گارمان کر اسکے مخلص بندوں سے مل لینا دراصل خدا ہی سے مل لینا ہے جیسے کہ فرمایا: من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ اور قرآن سے ہی ثابت ہے کہ انبیاء نے بھی غیر اللہ سے مدد طلب کی۔ مثلاً حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں: من انصاری الی اللہ (پتہ، آل عمران ۷۷) کہ کول ہے جو اللہ کی راہ میں میری مدد کرتا ہے۔ جواری بولے نحن انصار اللہ کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان بھی ہو گئے۔ پس خدا کے بنائے ہوئے پیشواؤں سے جدا لگنا خدا ہی سے مدد مانگنے کے مترادف ہے ۱۴۔ اھدنا:- بعض علماء اسلام نے اسکا ترجمہ روکھا ہم کو سیدھی آہ نکلیا ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ابھی تک انھوں نے سیدھا راستہ نہیں دیکھا۔ جیسا کہ معلوم ہوتا ہے اور اھدنا زمانہ کا محمولہ ہے۔ مثلاً ہم کو سیدھی آہ نکلیا ہے۔ مگر کھڑا رہنا

تفسیر لِّلّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ المتقین
۱۔ فاتحہ:- احادیث میں اس سورہ کا نام فاتحۃ الکتاب آیا ہے جس کا مخفف فاتحہ ہے۔ فاتحہ کے معنی ایسی چیز ہے جس سے شرف کیا جائے۔ چونکہ قرآن مجید کا آغاز اسی سورہ سے ہوتا ہے۔ اسلئے اسے فاتحہ کہا گیا۔ اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ سورہ کی ہے یا مدنی۔ یا اس کا نزول دونوں جگہ ہوا صحیح یہ ہے کہ یہ کی ہے۔ صرف سورہ علق کی پہلی پانچ آیتیں اس سے قبل نازل ہوئیں۔ اس سورہ کی فضیلت میں جناب امیر علیہ السلام کا مشہور قول ہے کہ جو کچھ قرآن مجید میں ہے، وہ سب سورہ حمد میں ہے، اور جو سورہ حمد میں ہے، وہ سب کچھ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے۔ اور جو کچھ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہے، وہ سب میں ہے، اور جو کچھ سب میں ہے وہ سب کے نقطہ میں ہے۔ وانا النقطة التي تحت لواء (نبیایع الملووۃ ۶۹: ۵۶)۔ اور وہ سب کے تحت کا نقطہ میں ہوں۔ سبحان اللہ اس نقطہ کی تشریح کیلئے پڑھیے: ایڈورڈ کلارڈ (EDWARD CLARKE)

کی کتاب سٹوری آف دی ایلفیٹس (STORY OF THE ALPHABET) جس میں اس نے ایک ایک حرف تہجی کا ماخذ بتایا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ اہل فیثقیہ اور اہل صریحہ معنی اور ان کے مابین تجارتی معاہدے ہوتے تھے۔ جن کی تفسیر کیلئے کچھ اشارات مقرر کئے گئے تھے جو بعد میں حروف تہجی بن گئے۔ مثلاً آنکھ کھلنا بوتا تھا تو آنکھ کی شکل بناتی تھی جو حرف ع کے مشابہ ہے۔ اور عربی میں عین سے معنی آنکھ ہے۔ ج سے مراد اونٹ اور ی اونٹ ہی کی شکل کا ہے عربی میں جبل اور عبرانی میں جیم اونٹ کو کہتے ہیں۔ یہ نیچے ہوئے اونٹ کی شکل ہے اور نقطہ سے مراد اونٹ کا مالک ہے جو اس پر سوار ہے۔ اسی طرح ش سے شجر مراد ہے۔ اس پر تین نقطے دو بیٹے بیٹے پڑے اور تیسرا پرنڈ اڑ رہا ہے۔ اسی طرح وہ لکھتا ہے کہ ب سے مراد گھر ہے۔ اور ب کے نیچے جو نقطہ ہے اس سے مراد گھر کا مالک ہے۔ پس مولا علی علیہ السلام کا فرمان کہ میں ب کا نقطہ ہوں، واضح ہو گیا اسی لئے جناب فرماتے ہیں، سلونی سلونی قبل ان تفقدونی بہ

ایاتھا ۱ سورۃ الفاتحہ مکیۃ ۲ رکوعاتھا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۱ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۳ مُلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۴ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ۵ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۶ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ۷ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّٰلِّیْنَ ۸

نہایت مہربان - روزِ جزا کا مالک ہے - (یا اللہ) ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں کہ ہدایت کرتا رہے ہمیں سیدھے راستہ کی - راستہ ان کا جن پر تو نے انعام کیا ہے - غیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّٰلِّیْنَ ۸

نہ ان کا جن پر تو غضب ناک ہوا اور نہ گمراہوں کا -

نہ ان کا جن پر تو غضب ناک ہوا اور نہ گمراہوں کا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) :- اس آیت کی تفسیر میں امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس میں تین امثل کیلئے دعا کرنے کی تعلیم کی گئی ہے۔ ایک اسکے دین کی طرف ہدایت کرنے کی۔ دوسرے اس تک پہنچنے کا ذریعہ عطا کرنے کی۔ تیسرے اس کی ذات اور کبریائی اور عظمت کی معرفت میں ترقی دینے کی (تفسیر بریلان، جلد ۱ ص ۳۳)۔ اور حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام اپنے آباؤ کے کلام کے سلسلہ سے حضرت علی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت نے ارشاد فرمایا کہ اھدنا کا مطلب یہ ہے کہ خداوند اپنی اس توفیق کو آئندہ بھی میرے ساتھ باقی رکھنا۔ جس سبب سے میں نے آج تک تیری فرمانبرداری کی ہے وہ صراط ہے۔ صراط مستقیم سے مراد کوئی جزئی شرک یا مال و دولت نہیں، بلکہ اس سے محمد و آل محمد علیہم السلام مراد ہیں جو خدا تک پہنچانے کا ذریعہ ہیں۔ رحمتہ ابراہیم بن ہاشم میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ صراط المستقیم حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کی امامت کا اعتقاد کرنا ہے۔ (تفسیر بریلان جلد ۱ ص ۳۳) :-

۱۰ انعمت علیہم :- سے مراد انبیاء، محدثین، شہداء اور صالحین ہیں۔ (تفسیر قفانی ص ۳۳) :-
حاشیہ صفحہ ۱۰ :- ۱۰ فضیلت :- سورہ بقرہ کی فضیلت میں سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص چار آیتیں شروع کی پڑھ کر آیت الکرسی پڑھے۔ پھر ان چار کے بعد کی دو آیتیں اور آخر سورہ کی تین آیتیں پڑھے تو وہ خود اور اس کے اہل و عیال اور مال ایسی حالتوں سے محفوظ رہیں گے جن کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اور شیطان اس سے دور رہے گا۔ اور وہ قرآن کو کبھی بھولے گا۔ (تفسیر بریلان، جلد ۱ ص ۳۳) :- ۱۰ الف لام میم :- حروف مقطعات میں سے ہیں۔ قرآن مجید میں مختلف سورتوں کے شروع میں کچھ ایسے حروف لگائے گئے ہیں۔ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم کے حروف ہیں جو ہر اسم سے ایک ایک کر کے جدا کر لئے گئے ہیں۔ جن میں سے ایک کو دوسرے کیساتھ ملانے کا حق یا نبی کو ہے یا امام کو۔ یہی وہ حروف ہیں کہ نبی اور

۱۰ امام (وقت اور حاجت کی مناسبت سے) جب ان کے ذریعہ سے دعا کرتے ہیں تو ضرور مقبول ہوتی ہے۔ (تفسیر بریلان جلد ۱ ص ۳۳) :- ۱۰ محسن تفسیر قفانی ص ۳۳ :- ان میں فکھتے ہیں کہ قرآن مجید میں کل مقطعات تیرہ ہیں۔ ان میں سے مکرر حروف کو گرا دینے کے بعد جو حروف باقی رہ جاتے ہیں۔ وہ یہ ہیں :- ص ر ط ل ع ل ی ح ق ن م س ک ہ ان کو ملا دینے سے یہ فقرہ بنتا ہے۔ صراط علی حق مسک۔ یعنی علی کی راہ حق ہے ہم اسکو اختیار کریں گے۔ اس میں ایک لطافت بھی ہے، وہ یہ ہے کہ ان حروف کی تعداد چودہ ال ہے معصومین کی تعداد بھی چودہ ہے۔ اگرچہ علماء نے ان حروف کے معنی اپنے اپنے خیال سے لکھے ہیں۔ لیکن ان حروف میں اسرارِ خدا ہیں جنہیں اللہ۔ رسول م اور دانشمندان فی العلویہ جانتے ہیں :- ۱۰ لا ریب :- یعنی اس میں کوئی شک نہیں۔ (اعتراض :- سوال :- ہے کہ کس کو شک نہیں؟ اگر یہ کہا جائے کہ اس کے پڑھنے والوں کو شک نہیں تو غلط ہے۔ کیونکہ خدا خود فرماتا ہے ان کنت فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثله (پہلے بقدر) :- اسی آیت سے کچھ لگے۔ پھر کس طرح صحیح ہوگا؟ جواب :- یہ ہے کہ کتاب اللہ سے جن لوگوں کا خاص تعلق تھا۔ ان کو کبھی اس میں شک ہوا ہی نہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے: انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یزیدوا۔ (پہلے حجت ۱) :- یہ وہی مومنین تھے جو قرآن کے حقیقی وارث تھے۔ البتہ جو لوگ حقیقی وارث تھے

لیکن خواہ مخواہ زبردستی وارث بن بیٹھے وہ ہمیشہ شک میں پڑے رہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: الذین اوردوا الکتاب من بعد ہم لعلی شک منه عریب۔ (پہلے، شریح) :- یعنی جو لوگ ان کے بعد (خواہ مخواہ زبردستی) وارث بنائے گئے وہ قرآن کے متعلق ہمیشہ شک میں پڑے رہے :- ۱۰ غیب :-

قرن لغت کے امام عبد الملک بن محمد اسمعیل ثعالبی سرالادب میں لکھتے ہیں۔ کلما اصاب عن العیون د کان محضاً فی الصدور فهو غیب۔ یعنی جو چیزیں آنکھوں سے پوشیدہ اور دلوں میں موجود ہوں وہ غیب کہلاتی ہیں مثلاً وجود باری تعالیٰ، بہشت، دوزخ، قیامت کے دن جی اٹھنا۔ حساب کتاب وغیرہ وغیرہ۔ نیز مشرک رحبت اور قیام، قائم علیہ السلام یعنی آنحضرت کے بارہویں خلیفہ حضرت مہدی آخر الزمان۔ چنانچہ بسند معتبر ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ کتاب خدا کا بیان ہے ہمارے شیعوں

کے لئے جو غیب (امام غائب) پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیز یحییٰ بن ابی القاسم لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق سے پوچھا کہ ہدئی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب سے کیا مقصود ہے۔ تو فرمایا متقی حضرت علی کے شیعہ ہیں۔ اور غیب محبت خدا جو غائب ہیں۔ اور شہدائے پرکرام پر کلام پروردگار ویقولون لولا انزل علیہ آیت من ربہ قل انما الغیب للہ فانظروا فی حکم من المنتظرین (پہلے، یونس ص ۳۳) :- یعنی وہ لوگ کہیں گے کہ ان پر کوئی نشانی ان کے پروردگار کی طرف سے کیوں نہیں آتی۔ تم ان سے کہو کہ (وہ نشانی امام) غائب ہیں، جو خدا کی طرف سے ہیں۔ پس تم لوگ انکے منتظر رہو، میں بھی انتظار کر رہا ہوں :- (تفسیر انوار القرآن۔ سورہ بقرہ ص ۳۳) :-

آیاتہا ۲۸۶ سۃ البقرۃ نزلت فی مدینہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

۱ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِیْهِ هُدًى

الف لام میم :- یہ وہ کتاب ہے جس (کے نازل من اللہ اور سچے ہونے میں) کوئی شک شبہ نہیں :- ان خدا کا د

لِّلْمُتَّقِیْنَ ۲ الذِّیْنَ یُؤْمِنُونَ بِالْغِیْبِ وَ

رکھنے والوں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں :- اور نماز

یُقِیْمُونَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یَنْفِقُونَ ۳

قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُونَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَمَا اُنْزِلَ

اور جو ایمان رکھتے ہیں اس پر جو آپ کی طرف نازل کیا گیا اور جو آپ سے پہلے

مِنْ قَبْلِكَ ۴ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ یُوقِنُونَ ۵

نازل کیا گیا :- اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں :-

نزل

تفسیر صافی ص ۲۲ اور عیون اخبار الرضائیں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ختم سے مراد وہ نشانی ہے جو خداوند تعالیٰ نے کفار کے دلوں پر ان کے کفر کا عذاب دینے کیلئے چھاپے کے طور پر لگا دی ہے۔ جیسا کہ خود ارشاد فرماتا ہے: بَلْ طَبَعَ اللَّهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا (پس لگایا گیا) بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب سے ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے لیکن بہت کم۔ اور یہ مہر یا نشان پہچان کیلئے ہے جسے اولیاء اللہ ملائکہ اور معصومین ہی پہچانتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ان في ذلك لآيات للمتوسمين (وہاں چھپنے والے) یعنی اس میں نشانی دیکھ کر پہچاننے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(بحار الانوار جلد ۷ باب انہم المتوسمون ص ۱۳۷) لے ومن الناس :-

علی بن ابراہیم بسند معتبر امام جعفر صادق کرا سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اسلام ظاہر کیا اور جب کفار کے پاس جاتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں اور جب مومنوں کے پاس آتے تھے تو کہتے تھے کہ ہم لوگ تمہارے ساتھ ہیں۔ مومنوں کے ساتھ ہم لوگ تسمن اور مذاق کرتے ہیں۔ خدا نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ خدا انکے مسخرہ پن کی سزا ان کو دیگا اور انکو مہلت دے گا کہ اپنی سرکشی میں سرگرداں ہیں۔ (تفسیر بہار جلد ۱ ص ۳۷)۔

لے یخدا عون :-

ابن بابویہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پدر سردگوار سے کسی نے پوچھا کہ قیامت کے دن نجات کس چیز میں ہے؟ ارشاد فرمایا کہ نجات اس میں ہے کہ خدا کو دھوکا نہ دو۔ کیونکہ خدا کو جو شخص بھی دھوکا دے گا۔ وہ اسے سزا دیگا۔ اور ایمان اس سے رخصت ہو جائے گا۔ ایسا شخص سمجھے کہ خود اپنی ذات کو ہی دھوکا دے رہا ہے۔ پس پوچھا گیا کہ خدا کو کیونکر دھوکا دیا جاسکتا ہے؟ فرمایا کہ اس کے حکم پر اس طرح عمل کرے گا کہ گویا لوگوں کو دکھا رہا ہے۔ پس یہ یعنی (عبادتوں میں) دکھانے کے ارادے سے بچتے رہو۔ کیونکہ یہ بھی خدا کے ساتھ شرک کرنا ہے۔ دکھانے سنانے کا ارادہ کرنا۔

سے خاسر (گھانا اٹھانے والا) تیرا عمل برباد ہوگا۔ تیرا ثواب مٹ گیا۔ اور آج تیرے لئے (ثواب سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس جس کیلئے تو نے یہ عمل کیا تھا اس سے ثواب مانگ لے۔ (تفسیر صافی ص ۲۲ و تفسیر بہار جلد ۱ ص ۳۷)۔ لے مرض :- یہ مرض نفاق تھا۔ اور اس آیت سے منافق مراد ہیں جن کے دلوں میں ان کی خباثت باطنی اور اسلام سے دشمنی کی وجہ سے نفاق جڑ پکڑ گیا تھا۔ جس سے وہ عذاب کے مستحق ہو گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ان سے اٹھالی۔ اور ان کو اپنی حالتوں پر چھوڑ دیا۔ جس سے ان کا مرض نفاق بڑھتا گیا۔ پس نفاق بڑھنے کا سبب وہ خود ہیں۔ نہ کہ خدا۔ (تفسیر صافی ص ۲۲)۔

أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّنْ رَبِّهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

یہ لوگ وہ ہیں جو اپنے پروردگار کی ہدایت پر (قائم) ہیں اور یہی لوگ (پوری پوری)

الْمُفْلِحُونَ ﴿٥﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ

فلاح پانے والے ہیں۔ بے شک جو لوگ کافر ہو گئے ہیں ان کے حق میں برابر ہے

أَنذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٦﴾ خَتَمَ

کہ تو ان کو ڈرائے یا نہ ڈرائے وہ ایساں نہیں لائیں گے۔ نشانی لگا دی

اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَعَلَىٰ سَمْعِهِمْ وَعَلَىٰ أَبْصَارِهِمْ

ہے اللہ تعالیٰ نے لے ان کافروں کے دلوں پر اور ان کے کانوں پر اور ان کی آنکھوں پر

غَشَاوَةٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٧﴾ وَمِنَ

پر وہ ہے اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَن يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَيَالْيَوْمِ الْآخِرِ

سے لے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، حالانکہ

وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ

وہ مومن نہیں ہیں۔ (اپنے خیال میں) وہ لوگ اللہ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے دھوکا

أَمَنُوا وَمَا يُخَدِّعُونَ إِلَّا أَنفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٩﴾

دیتے ہیں۔ حالانکہ وہ اپنے آپ ہی کو دھوکا دیتے ہیں لے اور نہیں سمجھتے۔

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ ۖ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا

ان کے دلوں میں (روحانی) مرض ہے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے مرض کو بڑھنے دیا ہے لے

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠﴾ كَانُوا يَكْذِبُونَ ﴿١١﴾

اور ان کے جھوٹے بولتے رہنے کی وجہ سے ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

وَلَا ذَا قِيلٍ لَهُمْ لَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ

اور جب انہیں کہا جاتا ہے کہ تم زمین میں فساد مت کرو

قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ﴿١٢﴾

تو وہ کہتے ہیں کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار رہو

۱۳) اسے خاسر (گھانا اٹھانے والا) تیرا عمل برباد ہوگا۔ تیرا ثواب مٹ گیا۔ اور آج تیرے لئے (ثواب سے) کوئی حصہ نہیں ہے۔ پس جس کیلئے تو نے یہ عمل کیا تھا اس سے ثواب مانگ لے۔ (تفسیر صافی ص ۲۲ و تفسیر بہار جلد ۱ ص ۳۷)۔ لے مرض :- یہ مرض نفاق تھا۔ اور اس آیت سے منافق مراد ہیں جن کے دلوں میں ان کی خباثت باطنی اور اسلام سے دشمنی کی وجہ سے نفاق جڑ پکڑ گیا تھا۔ جس سے وہ عذاب کے مستحق ہو گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت ان سے اٹھالی۔ اور ان کو اپنی حالتوں پر چھوڑ دیا۔ جس سے ان کا مرض نفاق بڑھتا گیا۔ پس نفاق بڑھنے کا سبب وہ خود ہیں۔ نہ کہ خدا۔ (تفسیر صافی ص ۲۲)۔

اسکی تفسیر میں امام زین العابدینؑ ارشاد فرماتے ہیں کہ خداوند عالم نے زمین کو تمہاری طبیعتوں کے مطابق اور تمہارے جسموں کے موافق بنایا۔ اس کو زیادہ گرم نہیں بنایا جو تمہیں جلادے اور زیادہ سرد نہیں بنایا جو تمہیں جکڑ دے۔ زیادہ خوشبودار نہیں بنایا جس سے تمہارے سردوں میں درد ہونے لگے! اور نہ زیادہ بدبودار بنایا جس سے تم کو تکلیف ہو اور نہ پانی کی طرح زیادہ ڈھیلہ بنایا جس میں تم ڈوب جاؤ۔ اور نہ زیادہ سخت بنایا۔ جس سے علاتوں

۴۱
اور مکانوں اور قبروں کا بنانا تم پر دشوار ہو جائے
بلکہ اس کی سختی کو اس انداز سے رکھا ہے جس
سے تم فائدہ اٹھا سکو اور تمہارے بدن اور مکانات
اس سے میل کھا سکیں اور مکانات اور قبریں بنا سکو۔
اور تم سے دوسرے فائدے اٹھا سکو۔

سروں پر آسمان کو چھت بنایا جو گرنے اور خراب ہونے سے محفوظ ہے۔ اور تمہارے بہت سے فائدوں کیلئے اس میں آفتاب اور ماہتاب اور ستاروں کو مچھرا رہا ہے۔ وانزل من السماء ماءً اور بلندی سے پانی برسایا۔ تاکہ اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں اور پہاڑیوں اور ٹیلوں اور گڑھوں سب پر پہنچے۔ پھر اس میں سے کچھ حصہ کو دھاڑ بنایا یعنی ہلکی بارش جو کبھی کبھی برے اور کچھ حصہ کو دھیل یعنی بڑے بڑے بوندوں والی شدید بارش اور کچھ حصہ کو بہاؤ یعنی ہلکی بارش جو پے درپے پے تاکہ تمہاری زمین اچھی طرح سیراب ہو اور اس بارش کو ایک ٹکڑا کر کے نہیں برسایا کیونکہ اس سے تمہاری زمین اور درخت اور زراعتیں اور بھل خراب ہو جاتے۔

فأخرج به من الثمرات دنانير قال لهم...
 میں جو چیزیں پیدا ہوتی ہیں ان سے تمہارے لئے
 رزق قرار دیا میں اس کا شبیہ اور مثل بتوں کو قرار نہ
 دو۔ جو نہ سمجھ رکھتے ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں نہ
 کسی چیز پر قدرت رکھتے ہیں۔ اور تم بھی جانتے ہو کہ
 وہ نعمتیں میں نے تم کو دی ہیں ان میں سے کسی ایک پر
 وہ قدرت نہیں رکھتے (تفسیر برہان ج ۱ ص ۲۷۷ - تغیر
 نوار القرآن پ ۱ ص ۳۵)

۲۷ فاتوالبسورۃ :-
اس مقام پر مخالفین سے ایک سورہ لانے کی
تحدی کی گئی ہے۔ اسی طرح پاپیوش ع میں ایک
سورہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ کہا قال اہریقولون
افتوتہ قل فاتوالبسورۃ مثلاً پھر آگے چل

کر ڈیٹ ہو دے میں دس سو روپوں کی مثل لانے کا مطالبہ
کی مثل لانیکی تھدی کی گئی ہے۔ ان یا تو اجمثل هذا
جب اس سے عاجز رہ جاتے تو پھر ان کو ایک ہی سو
کہ اچھا چار آنے دیدو۔ جب وہ اس سے بھی عاجز آج
سہ خالی ہوتی اور نہ یہ اعتراض ہوتا۔

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرض کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اچکے لے۔

جب اس نے ان کیلئے روشنی کی توفہ اس روشنی میں جلنے لگے۔ اور جب ان پر اندھا ہو گیا تو وہ کھڑے ہو گئے اور

اگر خدا عامتنا کو سزا دے، اور آنکھوں کو میٹھا کر دے،

کتابخانه قمریه کتب خطی و چاپی شماره ۱۰۸۵

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ كَثِيرٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لَا تَكُنْ مِنَ الْخَالِينَ

والله اعلمون وإن لم يدرى ربي وما تركه على

عَبِيدًا قَالُوا بِسُورَةٍ مِنْ رَبِّهِ ۖ وَأَدْعُوا سِرَّهُمْ دُونَهُمْ

دُونَ اللَّهِ إِنَّكُمْ صِدِّيقِينَ ﴿٦٧﴾ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا وَلَنْ

فَفَعَلُوا فَاذْعَبُوا النَّارَ الَّتِي وَفُودَهَا النَّاسُ وَابْحَاظَ

أَعَدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴿٢٣﴾ وَلِيُثِرَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

[illegible]

کر پک ہو دعائیں دس سورتوں کی مثل لانے کا مطالبہ کیا گیا ہے اور یقولون اذتؤء قل فاقول بعشر موم مثله مفتربات یحمر اور آگے چل کر یہ بنی اسرائیل غ میں پورے قرآن کی مثل لانیکی تحدی کی گئی ہے۔ ان یا قوا مثل هذا القرآن ۵ چاہئے تو یہ تھا کہ پہلے پورے قرآن کا مطالبہ کیا جاتا۔ جب وہ نہ لاتے تو اس سے کم مثلاً دس سورتوں کا مطالبہ ہوتا جب اس سے عاجز رہ جاتے تو پھر ان کو ایک ہی سورت لانے کیلئے کہا جاتا مگر یہاں الثا معاملہ ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی پہلے ایک پیسہ مانگا جاتے وہ نہ دے سکے تو کہیں کہ اچھا چار آنے دیدو۔ جب وہ اس سے بھی عاجز آجائے تو اس سے پورے ایک روپیہ کا مطالبہ کیا جاتے۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ ترتیب قرآن مطابق تنزیل نہیں ہے ورنہ نہ خدائی ہوتی اور نہ یہ اعتراض ہوتا یہ

أَنْ لَكُمْ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلَّمَا رُزِقُوا مِنْهَا

کمان کیلئے ایسی جنتیں ہیں جن کے کچے سے نہریں جاری ہیں۔ جب ان میں سے انھیں کھانے

مِنْ ثَمَرَةٍ رِزْقًا قَالُوا هَذَا الَّذِي رُزِقْنَا مِنْ قَبْلُ وَأَنْتُمْ بِه

کیلئے کوئی پھل دیا جائے گا، تو وہ کہیں گے کہ یہ تو وہی ہے جو ہمیں پہلے کھانے کو مل چکا ہے۔ حالانکہ انھیں

مُتَشَابِهًا وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

ملتی جاتی موت کے سوسے دیتے جائیں گے اور انکے واسطے ان جنتوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَجِیْ أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوضَةٌ فَمَأْفُوقَهَا

بیشک اللہ تعالیٰ تمھاری اس سے بڑھ کر (حقیر) چیز کی مثال دینے سے نہیں مجھکتا۔

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ وَأَمَّا

پس جو مومن ہیں وہ تو جانتے ہیں کہ یہ ان کے رب کی طرف سے حق ہے۔ مگر وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا فَيَقُولُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهِ

لوگ جنھوں نے کفر کیا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال سے ارادہ کیا۔ ایسی مثال سے خدا بہتوں پر

كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ

کراہی کا کم لگا دیتا ہے اور ایسی ہی مثال سے بہتوں کو ہدایت کرتا ہے۔ مگر کراہی کا کم لگا تا بھی ہے تو ایسے نافرمانوں پر،

الَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ

جو لوگ خدا کے عہد و پیمان کو مضبوط ہو جانے کے بعد توڑ دیتے ہیں۔ اور توڑ دیتے ہیں (اس قسم کے)

مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَئِنْ

جسکے بارے میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ملا یا جائے، اور زمین میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یہی لوگ

هُمْ الْخَاسِرُونَ ۚ كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا

اقتضائے شان سے ہیں۔ تم خدا کا انکار کس طرح کر سکتے ہو، حالانکہ تم وہاں کے پیٹ میں پہلے اب جان تھے

فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ

تو اس نے تمھیں زندگی عطا کی، پھر وہی تمھیں موت دے گا، پھر وہی تم کو زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹنے جاؤ گے۔

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَىٰ

اللہ تعالیٰ تو ہے جس نے وہ سب کچھ جو زمین میں ہے تمھارے لئے ہی پیدا کیا۔ پھر اس نے بلندی کی طرف توجہ

نزل

یعنی مجھ سے جو مثال دی گئی ہے، اور کا قرآن سے
ایک حقیر مخلوق سمجھ کر استہزاء کرتے تھے، یہ ان کی نابھی
کی دلیل ہے، چنانچہ اس کی تفسیر میں حضرت امام جعفر
صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: انما ضرب المثل
بالبعوضة... الخ یعنی خداوند عالم نے بعوضہ (مچھر)
کو مثال میں اس لئے ذکر فرمایا ہے کہ ہاتھی جیسی بڑی
چیز میں جتنے اعضاء ہیں، اس کے چھوٹے سے جسم میں
وہ بھی پیدا کئے گئے ہیں، اور ان کے علاوہ ذوالخفہ
اور بھی ہیں جو ہاتھی میں نہیں ہیں (دو پاؤں زائد اور
چار پر۔ پھر ہاتھی کے سونڈ میں ایسا سوراخ نہیں ہے
جس سے کھانا اُس کے پیٹ تک پہنچ سکے، اور اس
کے سونڈ میں ہے، خداوند عالم نے اس کو مثال میں
ذکر کر کے اپنی نفیس مخلوق، اور عجیب صنعت (قدرت)
کا رہنمائی، پر مومنوں کو آگاہ کرنا چاہا ہے۔

(تفسیر برہان - ج ۱ - صفحہ ۲۵۵ - تفسیر مجمع البیان و تفسیر
انوار القرآن - ج ۱ - صفحہ ۲۵۵ اور تفسیر صافی صفحہ ۲۵)

۱۰ یُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا

کے ترجمہ میں بعض مترجمین نے گمراہ کرنے کی
نسبت اللہ تعالیٰ سے دی ہے جو محال ہے
کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے، تو پھر اپنے فعل
کے بدلہ میں دوسروں کو عذاب کیوں دے گا؟ حقیقت
یہ ہے کہ مترجمین نے یضِلُّ کے ظاہری معنوں پر نظر کر
کے یہ ترجمہ کر دیا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ پاک و بزرگ
ہے کہ اس کی طرف گمراہ کرنے کو نسبت دی جائے۔

کیونکہ اکثر آیتوں میں جہاں ضلال کا لفظ یعنی گمراہی
آ رہا ہے، اُن کو اللہ تعالیٰ نے گنہگاروں کی طرف نسبت
دئے ذکر کیا ہے مثلاً اضل فرعون قومه ہاد
سورۃ طہ ص ۴۲ میں گمراہ کرنے کی نسبت فرعون کی
طرف دی، اور اضلکم السامری (پ ۱ - طہ ص ۴۲)،
میں سامری کی طرف اور اضلکم فی سبیل اللہ میں شیطان کی
طرف (پ ۱ - ساء ص ۴۲)۔ اس لئے یضِلُّ کے ترجمہ میں
گمراہی کی نسبت خدا سے نہیں دی جاسکتی۔ اور لفظ اضلا

کے عربی زبان میں مختلف معنی ہیں۔ یہاں صرف چند
بیان کئے جاتے ہیں:- مثلاً اضل کرنا، جیسے فلین
یضل اعداؤ اللہ (پ ۱ - محمد ص ۴۲) انکے اعمال کو ضل
اور برباد کرے گا۔ غدا یضی علی ان المومنین فی ضلال
وسعد (پ ۱ - قمر ص ۳) گنہگار عذاب اور اہل جہنم میں
ہونگے۔ انتہائی محبت اور شفیق جیسے فرزند ان حضرت
یعقوب نے اپنے والد سے کہا تھا: تالله انک لفی ضلال
القدیدہ (پ ۱ - یوسف ص ۴۲) خدا کی قسم تم تو محبت کو

میں متفرق ہو، اور یہ ظاہر ہے کہ وہ اپنے باپ کو جو نبی تھا، گمراہ نہیں سمجھ سکتے تھے، (۴) پوشیدہ ہونا جیسے ضل الماء فی اللبن، کہ دودھ میں پانی پوشیدہ ہو گیا۔ یہ جب اس کی نسبت خدا
سے دی جائے، تو اس کے معنی گمراہی کا حکم لگانا ہوتے ہیں۔ اس آیت کے شروع میں کفار کا ذکر ہے، کہ وہ طریقہ استدلال سے منہ موڑ کر اور مذہب حق سے انکار کر کے کہتے ہیں، کہ اس مثل سے خدا
نے کیا چاہا ہے؟ یضِلُّ بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا ان دونوں جملوں کی تفسیر میں دو کلام نقل کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ دونوں جملے کافروں ہی کے ہیں، اور مطلب ان کا یہ ہے کہ اس مثل کی
وجہ سے ایک جماعت گمراہ ہو گئی، اور ایک جماعت ہدایت پانے کی رہنمائی گمراہوں کی گمراہی کا سبب خود خدا ہو گا، اس لئے ان مثالوں کا لانا اچھا نہیں، جس کے متعلق خداوند تعالیٰ نے ارشاد
فرمایا ہے، کہ یہ مثل گمراہی کا سبب نہیں ہے، لیکن فاسقوں کے لئے اور یہ تفسیر اچھی ہے، اور تفسیر طبری بھی یہی ہے، دو دیگر تفسیر انوار القرآن پ ۱ صفحہ ۴۵)۔

یہ آیت یعنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ۔ جملہ اسمیہ ہے جو استمرار پر دلالت کرتا ہے یعنی مقصود باری تعالیٰ یہ ہے کہ میں

ہی ہمیشہ زمین پر خلیفہ مقرر کیا کروں گا۔ اس سے ایک تو یہ مطلب واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت صرف زمین کے ساتھ مختص ہے۔ اور کسی سیارے مثلاً مشتری، مریخ وغیرہ سے نہیں وہ سب دنیا میں بھی اسی زمین والے خلیفہ خدا کے زیرِ اقتدار ہوں گی۔ دوسرا یہ مطلب ثابت ہوا کہ مولیٰ خدا تعالیٰ کے کسی اور کو اختیار نہیں کہ خدا کا خلیفہ مقرر کرے بلکہ فرما کر کہ وہ تیرا خلیفہ مقرر کرے۔ اور جو اس میں ایسے کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد کرے، اور خون کرے۔ حالانکہ

یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں خلیفہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں خدا تعالیٰ نے خود مقرر کیا ہے جیسا ارشاد ہے: یَا دَاوُدَ اِنَّا جَعَلْنَاکَ خَلِیْفَہٗ فِی الْاَرْضِ (۲۰-۲۱) یعنی اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا خلیفہ اور ذرّہ بنانے کی ضرورت تھی، تو نہ انہوں نے خود بنایا، اور نہ لوگوں سے کہا کہ میں لو۔ بلکہ خدا سے درخواست کی کہ واجعل لی وزیرا من اہلی، ہا دون اختیار اہل گھر سے اسی طرح قوم بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد موسیٰ بنی کے وقت میں خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ایک بادشاہ کی ضرورت تھی، یہ نبی خود مقرر کر سکا، بلکہ اللہ تعالیٰ سے درخواست کی، جس پر ارشاد ہوا کہ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُم طَالُوْتَ مَلِکًا (۲۲) یعنی معلوم ہوا کہ خلافت وغیرہ ذاتی نیابت کے لئے صرف خدا ہی مقرر کر سکتا ہے، کثرت لئے کا ایسا کوئی دخل نہیں، نہ ہی انسانوں کو خدا تعالیٰ کا خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار ہے۔

۳۵ عَصْرٌ ضَمُّہُمْ فِیْ ضَمِّہُمْ استعمال کی گئی ہے جو ضروری العقول کے لئے آتی ہے اسماء کی طرف نہیں جھکتی، نیز ہٹولاء کا اشارہ بھی ہے موجود کی طرف کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف اسماء ہی تھے، بلکہ فرشتوں کو وہ وجود یعنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ بطور اشباح سامنے موجود کر کے دکھاتے گئے۔ اسی لئے ضروری العقول والی ضمیر ہم استعمال کی گئی ہے میں نے ترجمہ ان سب کو کیا ہے۔ اور یہی انداز مولانا علی نقی

عرف نقی قبلہ مدظلہ نے اپنے ترجمہ میں اختیار فرمایا ہے۔ نیز جن اسماء کے مسمیات اور اشباح فرشتوں کے سامنے پیش کئے گئے، انکی عظمت کا کیا کہنا۔ اس کا اندازہ اس سے ہی لگائیں، کہ کتب فرشتے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے جھکے گئے، کیونکہ آپ کو ان اشباح و انوار مقدسہ کے نام یاد تھے، اور ان سے توسل تھا۔ ۳۵ یا مَعَاہِہُمْ۔ تفسیر فی سبۃ اور تفسیر بیان میں ہے کہ ان اسماء سے مراد انبیاء خدا کے نام اور محمد و علی و فاطمہ و حسن و حسین ۳ اور ائمہ اولاد امام حسین کے نام اور ان کے شیعوں کے نام مراد ہیں، اور جناب امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ واللہ وہ اسماء ہم ہیں، کسی بندے کا کوئی عمل بغیر ہماری معرفت کبھی قبول نہ ہوگا۔ ۳۵ مَا تَبْدُوْنَ۔ فرشتوں نے ظاہر تو یہ کیا، کہ اپنا حق خلافت جملانے کیلئے اپنی عبادت تسلیم اور تقدیس پیش کی، اور انہوں نے چھپایا یہ کہ وہ خلافت کے خود خواہشمند ہیں، کیونکہ انہوں نے ظاہری فظوں میں اس خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا۔

السَّمَاءِ فَسُورَہُنَّ سَبْعَ سَمَوٰتٍ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۲۹

کی، تو سات آسمان درست کر دیئے۔ اور وہی ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ ۳۰

اور (اے رسول) یاد کرو وہ وقت، جبکہ تمہارے پروردگار نے سب فرشتوں سے فرمایا کہ یقیناً میں ہی زمین میں خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں

قَالُوْۤا اَتَجْعَلُ فِیْہَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْہَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَآءَ وَ

سب نے کہا کیا تو اس میں ایسے کو (خلیفہ) بنائے گا جو اس میں فساد کرے، اور خون کرے۔

نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ۚ قَالَ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا

ہم (وہ ہیں) جو تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اس نے فرمایا بیشک میں بہتر جانتا ہوں

تَعْلَمُوْنَ ۳۱ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّہَا ثُمَّ عَرَضَہُمْ عَلٰی

جو تم نہیں جانتے۔ اور اس (خدا) نے آدم کو سب اسماء کا علم دے دیا۔ پھر (جملے اسماء کا علم دیا تھا) ان سب کو فرشتوں

الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْبِیُّوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۳۲

کے سامنے پیش کیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ اگر تم سچے ہو، تو مجھے ان سب کے نام بتاؤ۔

قَالُوْۤا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۚ اِنَّکَ

انہوں نے کہا تو (پر عیسے) پاک ہے۔ ہمیں تو کوئی علم نہیں سوائے اس کے جو کچھ تو نے ہمیں سکھایا۔ بے شک تو

اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ۳۳ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْبِئْہُمْ بِاَسْمَآئِہُمْ فَلَمَّا

بہت ہی جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔ (خدا نے) فرمایا آدم! تم ان فرشتوں کو ان کے نام بتا دو۔ پس جب کہ

اَنْبَاہُمْ بِاَسْمَآئِہُمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّکُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ

ان فرشتوں کو ان کے نام بتلا دیتے تھے اللہ نے فرمایا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً میں آسمانوں اور زمینوں کی

السَّمَٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَاَمْ کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ ۳۴

چھپی باتوں سے بھی واقف ہوں۔ اور وہ بھی جانتا ہوں جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو لہذا اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔

وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْۤا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ ۚ

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب ہم نے سب فرشتوں کو کہا کہ تم آدم کیلئے جھکو تو سب جھک گئے سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر

وَ اَسْتَكْبَرٰ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ ۳۵ وَ قُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اسْکُنْ

دیا اور غرور میں آگیا۔ اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ اور ہم نے کہا اے آدم! تم اور

نزل ۱

۳۵ عَصْرٌ ضَمُّہُمْ فِیْ ضَمِّہُمْ استعمال کی گئی ہے جو ضروری العقول کے لئے آتی ہے اسماء کی طرف نہیں جھکتی، نیز ہٹولاء کا اشارہ بھی ہے موجود کی طرف کیا جاتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف اسماء ہی تھے، بلکہ فرشتوں کو وہ وجود یعنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ بطور اشباح سامنے موجود کر کے دکھاتے گئے۔ اسی لئے ضروری العقول والی ضمیر ہم استعمال کی گئی ہے میں نے ترجمہ ان سب کو کیا ہے۔ اور یہی انداز مولانا علی نقی

أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا

تمہاری بیوی جنت میں رہو، اور تم دونوں اس میں سے باغراغت کھاؤ جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے۔

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۳۵

اور تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جاؤ ورنہ تم دونوں بے محل کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ پس شیطان نے

الشَّيْطَانُ عَنْهَا فَأَخْرَجَهُمَا مِمَّا كَانَا فِيهِ وَقُلْنَا اهْبِطُوا

انہیں انجھوٹی قسم کھا کر اچھلا دیا اور اس آرام و آسائش کی حالت میں نہ رہنے دیا جس میں کہ وہ دونوں (زندگی بسر کر رہے) تھے

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ

اور ہم نے کہا تم سب کیے اتر جاؤ، تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہو۔ اور تمہارے لئے زمین میں ایک مقرر وقت کی ٹھہرائی

إِلَى حِينٍ ۝۳۶ فَتَلَقَىٰ آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ

اور فائدہ اٹھانا ہوگا۔ پس آدمؑ نے اپنے رب سے ملنے سے پہلے (ان کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کے اس بے محل

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۳۷ قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِنَّا

نفس سے روگردان کیا۔ بیشک وہ بڑا درگزر کرنے والا مہربان ہے۔ ہم نے کہا تم سب کے سب اس سے اچھٹے اتر پڑو۔ پس جب

يَأْتِيَكُمْ مِنَ هَدًى فَسَنُتَبِعْ هَدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

تمہارے پاس میری ہدایت سے کوئی ہدایت نہ پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے، تو ان پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۳۸ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ

اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو لوگ کفر کریں گے، اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے، وہی

أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۳۹ يَبْنِيٰٓ إِسْرَءِيلُ أَذْكُرُوا

دوزخ والے ہوں گے۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اے بنی اسرائیل! میری اس نعمت کو

نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَوْفُوا بِعَهْدِي أُوفِ بِعَهْدِكُمْ

یاد کرو، جس سے میں نے تمہیں مسرور کیا۔ اور تم میرے عہد الاقرار طاعت ایمان کو پورا کرو تو میں بھی اپنا عہد (مطاعت اور اطاعت) پورا کروں گا

وَأَيَّايَ فَارْهَبُون ۝۴۰ وَأَمَّا إِبْرَاهِيمُ إِذْ قَالَ لِمَا مَعَكُمْ

اور صرف مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اور ایمان لاؤ اس پر جو میں نے (محمدؐ) پر نازل کیا جو اس (میرے کلام) کی تصدیق کرنے والا

وَلَا تَكُونُوا أَوَّلَ كَافِرٍ بِهِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا

ہے جو تمہارے پاس (پہلے ہی سے) موجود ہے۔ اور تم ہی اس کے پہلے منکر بن جاؤ۔ اور میری آیتوں کے بدلے تمہاری قیمت نہ خریدو

وَالْجَاعِلُ كَيْفَ يَأْتِي وَابِتٌ مَّوْجُوهٌ ۝۴۱ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۴۲

اور جو کس طرح آتا ہے وہ بھی وہی آتا ہے، اور وہ منظر پیش ہے، اور اسی طرح ہم نیکوں کو جزا دیتے ہیں۔

وَالْجَاعِلُ كَيْفَ يَأْتِي وَابِتٌ مَّوْجُوهٌ ۝۴۱ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۴۲

اور جو کس طرح آتا ہے وہ بھی وہی آتا ہے، اور وہ منظر پیش ہے، اور اسی طرح ہم نیکوں کو جزا دیتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ آپ نے خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور شجر ممنوعہ کا پھل کھایا، اس میں کچھ شک نہیں کہ آپ نے کھایا ضرور، لیکن اس کے کھانے کی منع کہاں ہے دیکھئے، یہ آیت صاف کہہ رہی ہے، کُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا۔ تم دونوں اس جنت میں سے باغراغت کھاؤ، جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے، اس آیت میں جو جی چاہے، اور جہاں سے جی چاہے کھانے کی عام اجازت ہے، پس اگر اپنی مرضی سے کچھ کھالیا تو عین حکم کی تعمیل تھی۔ اب رہا درخت کا معاملہ۔ سو اس کا حکم یہ تھا: لَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ، کہ تم دونوں اس درخت کے نزدیک نہ جانا، پس سارا قرآن شریف بسم اللہ کی بات سے والقیاس کے سین تک پڑھ جائیے کہ میں نہیں لکھا، کہ آپ شجر ممنوعہ کے قریب گئے، لہذا گناہ کیا کیا؟ اسکی تائید سنئے :-

العیون میں وارد ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا سے فی الحقیقت کوئی گناہ منافی عصمت نہیں ہوا۔ کیونکہ خدا نے ان دونوں سے یہ فرمایا تھا ولا تقربا هذه الشجرة۔ یعنی اس درخت کے پاس نہ جانا، یہ نہیں فرمایا تھا کہ ولا تاكلا من هذه الشجرة ولا متاكان من جنسها۔ یعنی اس درخت میں سے اور جو جنس کے ہیں، ان میں سے کچھ نہ کھانا پس حضرت آدم علیہ السلام اور حوا، اس درخت کے پاس ہرگز نہیں گئے۔ اور دوسرے شیطانی سے اگر کچھ کھایا، تو اسی جنس کے ایک درخت سے کھایا۔

لہذا کوئی گناہ صادر نہیں ہوا، تفسیر صافی ص ۲۹۰ جب یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہرگز نافرمانی نہیں کی، تو جو آیات انہم کی وارد ہوئی ہیں، انکی تاویل کی جائے گی۔ جس طرح ان آیات کی تاویل کی جاتی ہے جن سے خدا کے ہاتھ اور منہ وغیرہ اعضائے جسمانی ثابت ہوتے ہیں :-

تفسیر صافی ص ۲۹۰ اور کافی میں امام محمد باقر یا امام محمد جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ وہ کلمات یہ تھے :- اللہم جعنا محمد علی وفاطمة والحسن والحسين والطفیلین من الہدیۃ ترجمہ :- اے اللہ! محمد معلم علی وفاطمة وحسن حسین اور انکی آل میں جو معصوم ہیں انکے مرتبے کے لحاظ سے میری رجوع قبول فرما۔ شیعہ تفسیر کے علاوہ اہلسنت میں آیات کی تفسیر میں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کو شریعت پرست اور عبادت گزار کے طور پر بیان کیا گیا ہے، ان کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ جن کو جنت دینا چاہئے، ان میں سے ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا فرماتا ہے: ادعونی استجب لکم، تم مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا، ہم دعا مانگتے ہیں، لیکن قبول نہیں ہوتی، فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کیا ہے، انکو پورا نہیں کرتے، حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ادعوا بعہدی اوف بعہدکم، تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ یہ آیت علماء ہادی جی بن اخطب، کعب بن اشرف وغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، جن کے پاس یہودیوں کی سب کتابوں کا مجموعہ تھا، اور وہ لوگوں سے ہر سال بہت غنم اور مال وصول کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں

اور انکی آل میں جو معصوم ہیں انکے مرتبے کے لحاظ سے میری رجوع قبول فرما۔ شیعہ تفسیر کے علاوہ اہلسنت میں آیات کی تفسیر میں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کو شریعت پرست اور عبادت گزار کے طور پر بیان کیا گیا ہے، ان کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ جن کو جنت دینا چاہئے، ان میں سے ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا فرماتا ہے: ادعونی استجب لکم، تم مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا، ہم دعا مانگتے ہیں، لیکن قبول نہیں ہوتی، فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کیا ہے، انکو پورا نہیں کرتے، حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ادعوا بعہدی اوف بعہدکم، تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ یہ آیت علماء ہادی جی بن اخطب، کعب بن اشرف وغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، جن کے پاس یہودیوں کی سب کتابوں کا مجموعہ تھا، اور وہ لوگوں سے ہر سال بہت غنم اور مال وصول کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں

اور انکی آل میں جو معصوم ہیں انکے مرتبے کے لحاظ سے میری رجوع قبول فرما۔ شیعہ تفسیر کے علاوہ اہلسنت میں آیات کی تفسیر میں جن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل کو شریعت پرست اور عبادت گزار کے طور پر بیان کیا گیا ہے، ان کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ روایت ہے کہ جن کو جنت دینا چاہئے، ان میں سے ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ خدا فرماتا ہے: ادعونی استجب لکم، تم مجھ سے دعا مانگو، میں قبول کروں گا، ہم دعا مانگتے ہیں، لیکن قبول نہیں ہوتی، فرمایا تم نے خدا سے جو عہد کیا ہے، انکو پورا نہیں کرتے، حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ادعوا بعہدی اوف بعہدکم، تم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کروں گا۔ یہ آیت علماء ہادی جی بن اخطب، کعب بن اشرف وغیرہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، جن کے پاس یہودیوں کی سب کتابوں کا مجموعہ تھا، اور وہ لوگوں سے ہر سال بہت غنم اور مال وصول کیا کرتے تھے۔ ان کتابوں

وَأَيُّهَا فَاتَّقُوا ۝ وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا

اور مومن مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اور حق کو باطل کے ساتھ ملاؤ۔ اور نہ حق کو

الْحَقُّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

چھپاؤ۔ حالانکہ تم حقیقت حال جانتے ہو۔ اور تم نماز کو قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دیتے رہو

وَأَرْكَبُوا مَعَ الرُّكْعَيْنِ ۝ أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو

أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَ

بھلا دیتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو۔ کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اور

اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى

(ہر مشکل میں) صبر اور نماز سے مدد چاہو۔ اگر یہ (طریقہ) دشوار ہے، مگر خدا کی مدد گاہ میں (ماجرہ)

الْخَاشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلْقَوْنَ رَبَّهُمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ

کر رہے ہیں۔ جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ ضرور اپنے پروردگار سے ملاقات کریں گے۔ اور وہ (یہ بھی جانتے ہیں)

رَاجِعُونَ ۝ يُبْنَىٰ إِسْرَءِيلَ أَذْكَرُوا نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ

کہ وہ ضرور اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اے بنی اسرائیل! یعقوب کی اولاد! میری اس نعمت کو یاد کرو کہ جس سے میں

عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْرِي

نے تمہیں سرفراز کیا۔ اور اس بات کو بھی کہ تحقیق میں تمہیں (اس زمانہ کے) جہانوں پر فضیلت دی گئی ہے اور تم ڈرنا اس دن

نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلَ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَلَا يُؤْخَذُ

جیکہ کوئی شخص کسی شخص کے کچھ کام نہ لے گا۔ اور نہ اس سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی۔ اور نہ ہی اس سے

مِنْهَا عَدْلٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ وَإِذْ نَجَّيْنَاكُمْ مِنَ آلِ

کوئی قدر لیا جائے گا۔ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے تمہیں خاندان فرعون (کی غلامی)

فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَ

سے نجات دی، جو تمہیں برا عذاب پہناتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے۔ اور تمہاری

يَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝

بیٹیوں کو کنیزی کیلئے (زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس حالت میں تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی۔

لہ اتوا الزکوٰۃ۔
تفسیر عیاشی میں ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی مومنین کے پاس اتنا مال نہ تھا کہ زکوٰۃ دیتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: اس سے زکوٰۃ فطرہ مراد ہے۔ اور تفسیر صافی میں ہے کہ یہ روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے۔
لہ یقنوں۔

ظن کے معنی عربی زبان میں یقین کرنے کے بھی ہوتے ہیں مفردات راغب میں ہے آیت الذین یقنوں انہم ملقوا ربہم۔۔۔۔۔ ان میں یہی ہے (یقین ہی مراد ہیں)۔
لہ نعمتی۔

اس سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو موجودہ قوم بنی اسرائیل کے بزرگوں کو عطا ہوئی تھیں انکی تفصیل اگلی آیات میں ہے۔ مثلاً نبوت کا عطا کیا جانا من اور سلوئی کا نزول۔ پتھر سے میٹھے پانی کے چشموں کا پھوٹنا۔ سمندر میں ان کیلئے راستہ بنا دینا۔ انگوٹیاں دینا اور انکے دشمن کو بھجوا دینا۔

ڈبو دینا وغیرہ وغیرہ۔
لہ فضلکم علی العالمین
قرآن مجید میں کئی مقامات پر فضل سے مال و دولت کی فراوانی بیان ہوئی ہے یہاں وہی تیراقتی مراد ہے۔ مرتبہ کی فضیلت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔
لہ ال فرعون۔

فرعون کسی خاص آدمی یا بادشاہ کا نام نہیں بلکہ مصر کے بادشاہ کو اس زمانہ میں فرعون کا خطاب دیا جاتا تھا جس طرح چترال کے بادشاہ کو بہتر سابق زمانہ میں افغانستان کے والی کو امیر کابل۔ حیدرآباد دکن کے بادشاہ کو نظام۔ روم اور جرمنی کے بادشاہ کو قیصر۔ روس کو زار وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح مختلف زمانوں کے مصر کے بادشاہوں کا لقب مختلف رہا کبھی خدیو مصر۔ کبھی عزیز مصر اور کبھی فرعون حضرت یوسف کے زمانہ میں بادشاہ کا لقب عزیز مصر ہوتا تھا۔ جب مصر کی حکومت قبطیوں کے ہاتھ آئی تو شاہان مصر کو فرعون کہا جانے لگا۔ تفسیر بیضاوی حق پاره اول مطبوعہ لاہور میں ہے کہ فرعون کی مثل قوم مارے لیکر فرعون موسیٰ تک ختم ہوئی اس ساری قوم کا نام آل فرعون ہے۔

لہ یذبحون ابناءکم۔
یہ قصہ بہت طویل ہے۔ لیکن مختصر یوں ہے کہ ایک رات فرعون مصر نے خواب میں بیت المقدس کی طرف آگ کا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا دیکھا جس نے بڑھ کر مصر کے تمام گھر جلا ڈالے۔ لیکن بنی اسرائیل کے گھر بالکل محفوظ رہے۔ اسکی تعبیر پوچھی گئی تو جو میوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل کے خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو فرعون کی سلطنت کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ قوم بنی اسرائیل میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں۔ وہ فوراً قتل کر دیئے جائیں۔ اس امر کیلئے اس نے باقاعدہ مفتش مقرر کر دیئے جو ہر پیدا ہونے والے بچہ کے قتل کا انتظام کرتے تھے۔ لیکن فرعون کو کیا پتہ تھا کہ اس کی سلطنت کو تباہ کرنے والا بچہ ضرور پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کی حفاظت کا انتظام کرے گا بلکہ اس کی پرورش بھی فرعون کے ہاتھوں کرائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور فرعون ہی کے گھر انہوں نے پرورش پائی۔

یہ قصہ بہت طویل ہے۔ لیکن مختصر یوں ہے کہ ایک رات فرعون مصر نے خواب میں بیت المقدس کی طرف آگ کا ایک شعلہ بھڑکتا ہوا دیکھا جس نے بڑھ کر مصر کے تمام گھر جلا ڈالے۔ لیکن بنی اسرائیل کے گھر بالکل محفوظ رہے۔ اسکی تعبیر پوچھی گئی تو جو میوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل کے خاندان میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو فرعون کی سلطنت کو تباہ کر دے گا۔ چنانچہ فرعون نے حکم جاری کر دیا کہ قوم بنی اسرائیل میں جس قدر لڑکے پیدا ہوں۔ وہ فوراً قتل کر دیئے جائیں۔ اس امر کیلئے اس نے باقاعدہ مفتش مقرر کر دیئے جو ہر پیدا ہونے والے بچہ کے قتل کا انتظام کرتے تھے۔ لیکن فرعون کو کیا پتہ تھا کہ اس کی سلطنت کو تباہ کرنے والا بچہ ضرور پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نہ صرف اس کی حفاظت کا انتظام کرے گا بلکہ اس کی پرورش بھی فرعون کے ہاتھوں کرائے گا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور فرعون ہی کے گھر انہوں نے پرورش پائی۔

وَإِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَأَنْجَيْنَاكُمْ وَأَغْرَقْنَا آلَ فِرْعَوْنَ وَ

اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے دریا میں راستہ بنا کر تم سب کو بچا لیا اور خاندان فرعون کو غرق کر دیا اور

أَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ﴿۵۰﴾ وَإِذْ وَعَدْنَا مُوسَىٰ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ

تم دیکھتے رہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے موسیٰ سے چالیس راتوں کا وعدہ کیا پھر تم نے

اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ

اس کے (جدا ہونے) کے بعد بچھڑے کو (معبود) بنالیا۔ اور تم ہو ہی ظالم (بے عمل قدم کر رہے)۔ پھر ہم نے اس کے بعد تمہارا

مِّنْ بَعْدِ ذَلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۲﴾ وَإِذْ آتَيْنَا مُوسَىٰ الْكِتَابَ

قصہ معاف کر دیا تاکہ تم شکر کرو۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب کہ ہم نے موسیٰ کو کتاب

وَالْفُرْقَانَ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۵۳﴾ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمُ

اور حق و باطل میں فرق کرنا (قانون) دیا تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا اے

إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَتُوبُوا إِلَىٰ بَارِئِكُمْ

میری قوم! تم نے بچھڑے کو (معبود) بنا کر یقیناً اپنی جانوں پر ظلم کیا پس تم اپنے پیدا کرنے والے کی درگاہ میں توبہ کرو۔

فَاقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ﴿۵۴﴾

پھر تم اپنے (شرک) آدمیوں کو خود قتل کرو۔ تمہارے خالق کے نزدیک یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ پس اس عمل یعنی قتل مشرکین

إِنَّهُ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۵۵﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ يُمُوسَىٰ لَنُؤْمِنَ

سے اس نے تمہاری توبہ قبول کر لی۔ بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ تم نے کہا اے

لَكَ حَتَّىٰ نَرَىٰ اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنْتُمْ

موسیٰ ہم پر گہرے پہاڑ میں نہیں لائیں گے۔ جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر نظر نہ دیکھ لیں پس تمہیں بجلی نے پکڑ لیا اور تم

تَنْظُرُونَ ﴿۵۶﴾ ثُمَّ بَعَثْنَاكُمْ مِنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۵۷﴾

دیکھتے تھے۔ پھر ہم نے تمہارے مرنے کے بعد تمہیں زندہ کر کے اٹھایا تاکہ تم شکر کرو۔

وَضَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَأَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ وَالسَّلَاطِ

اور ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر من اور سلوی اتارا۔

كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَمَا ظَلَمُونَا وَلَكِنْ كَانُوا

(اور کہا) جو کچھ ہم نے تمہیں پاکیزہ رزق دیا اس میں سے کھاؤ۔ (مگر ان ناشکروں نے) ہمارا تو کچھ نہیں بگاڑا۔ اپنے ہی نفسوں

لہ اغرقنا۔

تفسیر صافی ص ۳ پر ہے کہ جب فرعون حکومت کے مظالم بنی اسرائیل پر حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بچانے کا انتظام یوں کیا کہ بنی اسرائیلیوں کو مصر سے نکل جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ اپنے آبائی وطن شام اور فلسطین کی طرف روانہ ہو گئے۔ فرعون کو جب علم ہوا تو وہ ایک لشکر جبار لے کر ان کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ یہ لوگ شب کی تاریکی میں راستہ بھول کر اتفاقاً دریائے کناسے پہنچ گئے۔ اب آگے دریا پیچھے فرعون کی فوج بنی اسرائیل گھبرا گئے۔ لیکن موسیٰ نے وحی الہی سے مطلع ہو کر حکم دیا کہ دریائے کناسے کی طرف قدم بڑھاؤ۔ جو نبی پر جسے قدرت خدا سے دریا پھٹ گیا اور دونوں طرف پانی کی دیواریں کھڑی ہو گئیں۔ اور حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو ہمراہ لیکر اطمینان سے دریائے کناسے کے پیچھے گئے۔ فرعون نے جو دریا کا پھٹ جانا اور راستہ کا بن جانا دیکھا تو اپنا گھوڑا اسی راستہ پر ڈال دیا۔ فوج اس کے پیچھے چلنے لگی۔ جب فرعون اور اس کی فوج مغرہ حار میں پہنچے تو قدرت خدا سے پانی بھل گیا اور فرعون اپنی فوج سمیت غرق ہو گیا۔

لہ فاقتلوا۔

مشرکین کو قتل کر دینا ایک منہ امتی جو تورات میں مقرر تھی۔ دیکھئے تورات کی کتاب استثنائے کاباب ۵ آیت ۵ جو نیکہ شریعت موسوی میں یہ منہ امتی تھی ایسے گوسالہ پرستوں کا قتل کوئی خصوصی بات نہ تھی۔ فاقتلوا انفسکم اس لئے ہے کہ جو لوگ گوسالہ پرستی سے الگ رہے تھے لیکن یہ شرک دیکھتے رہے تھے انہیں یہ حکم ملا تھا کہ ان میں کا ہر آدمی اپنے اپنے عزیز کو قتل کرے جو اس جرم کا مرتکب ہوا تھا۔ (تفسیر صافی ص ۳۲) ہ

لہ من وسلوی۔

اہل لغت نے لکھا ہے کہ من ایک میٹھی شے تھی۔ جو بالکل شبنم کی طرح درختوں پر گرتی تھی۔ اور نہایت لذیذ تھی۔ سلوی کے متعلق وہ لکھتے ہیں کہ بیڑ کی شکل و صورت اور جسامت کا ایک چھوٹا سا پرندہ تھا۔ یہ اہل لغت کا بیان اور تحقیق ہے۔ حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی آگاہ ہے ہ

أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا

پر ظلم کرتے رہے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ ہم نے کہا کہ اس گاؤں میں داخل ہو جاؤ۔ پھر اس میں

مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا ۖ وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ

جہاں کہیں سے تمہارا جی چاہے با رغبت کھاؤ، اور سجدہ کرتے ہوئے (اس گاؤں کے) دروازے میں داخل ہو جاؤ اور حطہ

نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ وَسَيَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ فَبَدَّلَ الَّذِينَ

(بخشش) کہتے جاؤ وہ ہم تمہاری خطاؤں کو بخش دینگے۔ اور ہم جلدی ہی حسن عمل سے کام لینے والوں کو زیادہ (ثواب) دینگے۔ پھر ان ظالموں

ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا

نے اس قول کی بجائے جو انہیں کہا گیا تھا ایک دوسری بات بدل کر کہی، پس ہم نے ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا تھا

رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٥٩﴾ وَإِذْ اسْتَسْقَىٰ مُوسَىٰ

آسمان سے ایک بڑا عذاب نازل کیا جس نے گروہ برابر نافرمانی کرتے رہتے تھے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم

لِقَوْمِهِ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا

کیلئے پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ ایسا سوٹا پتھر میرا سٹہ پس اس سے بارہ چشمے جاری ہو

عَشْرَةٌ عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ أُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ ۖ كُلُوا وَاشْرَبُوا مِن

گئے تھے یقیناً تمام لوگوں نے اپنے اپنے گھاٹ جان لئے۔ (ہم نے کہا) اللہ تعالیٰ کے دینے ہوئے رزق

رِزْقِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ﴿٦٠﴾ وَإِذْ قُلْتُمْ

میں سے کھاؤ اور پیو، اور زمین میں فساد ہی نہ کرو پھر

يٰمُوسَىٰ لَنْ نَّبْدِيَكَ عَلَىٰ طَعَامٍ وَاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ

اے موسیٰ! ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر ہرگز قناعت نہ کریں گے۔ پس تم ہمارے واسطے اپنے رب کے دعا کرو کہ وہ ہمارے

لَنَا مِمَّا تَنْبِتُ الْأَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُومِهَا وَعَدَسِهَا

لئے زمین کی نباتات میں سے ساگ اور لکڑی اور گنبول اور سور اور

وَبَصَلِهَا ۖ قَالَ أَتَسْتَبْدِلُونَ الَّذِي هُوَ أَدْنَىٰ بِالَّذِي هُوَ

پیارا نکالے۔ موسیٰ نے کہا کہ کیا تم اچھی چیز کو گھٹیا سے بدلتا چاہتے

خَيْرٌ أَهْبَطُوا مَصْرًا فَإِنَّ لَكُمْ مِمَّا سَأَلْتُمْ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

ہو۔ کسی شہر میں اتار دیو، تو جو کچھ تم نے مانگا ہے تمہیں مل جائے گا۔ اور ان پر ذلت اور

لہ حطہ :-

حطہ حط کا مصدر ہے۔ اور اس کے معنی گرانے کے ہیں۔ اس لیے اس کے معنی ہوں گے کہ یا اللہ! ہم تم سے اپنے گناہوں کا بوجھ ہلکا کرنے کیلئے التجا کرتے ہیں۔

فہ فبدل الذین ظلموا :-

شہر میں داخل ہوتے وقت ان کو حکم تھا کہ اپنے منہ سے لہر حط کہتے جائیں جس کا مطلب استغفار اللہ کے مطابق ہے۔ لیکن ان لوگوں میں کچھ نافرمان قسم کے آدمی بھی تھے جنہوں نے اس کا تمسخر اڑا دیا۔ اور اگرچہ قرآن نے بتایا نہیں کہ اس کو بدل کر وہ کیا کہتے تھے لیکن علماء کی تحقیق یہ ہے کہ وہ حطہ کی بجائے ازراہ

تمسخر "حطہ" کہتے ہونگے جس کے معنی گندم میں کہاں استغفار اور توبہ اور کہاں گندم کا وردہ چونکہ یہ نہ صرف تمسخر تھا بلکہ نافرمانی بھی تھی جس سے اہانت پیدا ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ کے حکم کا استحقاق اسلئے ان پر عذاب نازل کیا گیا

لہ اضرب :-

تو مار تو بنا دے۔ تو بیان کرہ ضرب سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں ضرب کے معنی کسی چیز کا کسی دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں۔ اس لیے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔ کہیں مارنے کے کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے کہیں ڈال دینے کے کہیں جلا دینے کے۔ غرض ہر موقع پر اس کا مناسب ترجمہ ہونا چاہیے۔

بشریکہ اصل معنی کا اثر دوسری چیز پر پڑ جاتے اس کا نام ضرب المثل ہے اسلئے جب مثل کے ساتھ ضرب کا استعمال ہو تو اس کے معنی بیان کرنے کے آئیں گے۔

آیت شریفہ فاضوب لہم طریقا فی الدحر سببا (تو ان کیلئے سمندر میں خشک راستہ بنا دے) میں چونکہ طریق راستہ کو بھی (سمندر) پر واقع کیا جا رہا ہے۔ اسلئے یہاں اضوب کا ترجمہ بنا دے۔ تیار کر دے یا ڈال دے کرنا چاہیے (لغات القرآن نعمانی جلد ۵ ص ۵۵)

لہ اثنتا عشرة عینا :-

پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشموں کا پھیٹ پڑنا صرف قرآن کریم نے بتایا ہے تو ریت میں پانی کا نکالنا تو لکھا ہے۔ لیکن چشموں کی تعداد کا ذکر نہیں ملتا۔ موجودہ ریسرچ سے بارہ چشموں کی تصدیق ہو گئی ہے :-

الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُ يُغَضِبُ مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

محتاجی کی بار بڑگنی سے اور وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں گرفتار ہو گئے۔ یہ اس لئے ہوا کہ وہ اللہ تعالیٰ

كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذَٰلِكَ

کی نشانیوں کا انکار کرتے تھے اور نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے یہ (جو صلہ قتل انبیاء) اس

بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ﴿٦١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا

لئے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے اور (خدا کی مقرر کردہ) حدود سے گزر جاتے تھے۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہوئے

وَالنَّصَارَى وَالصَّبِيَّانَ مَن آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ

اور نصاریٰ اور صابی سے جو بھی اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان لے آیا اور نیک عمل

صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

کئے، تو ان کیلئے ان کا اجر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ ان پر خوف (طاری) ہوگا، اور نہ وہ

يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا

رج کر س گئے۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ تم نے تم سے عہد لیا تھا اور تم کو پروردگار کو بند کیا۔ (اور کہا) اگر جو

مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ

کچھ نہیں تھیں یہاں سے مضبوطی سے پکڑ لو اور جو کچھ اس میں ہے یاد رکھو تاکہ تم پرستار ہو جاؤ۔ پھر تم اس کے بعد

مِّنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ

پھر گئے۔ پس اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی، تو تم گھاٹا اٹھانیو لو

مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِينَ اعْتَدُوا مِنكُمْ فِي السَّبْتِ

میں سے ہو جاتے۔ اور یقیناً تمہیں علم ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تم میں سے سبت (کے دن) میں زیادتی کی،

فَقُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِرِينَ ﴿٦٥﴾ فَجَعَلْنَاهَا نَكَالًا لِّلْمَايِنِ

تو ہم نے انہیں کہا کہ تم ذلیل اور غوار بند بن جاؤ۔ پس ہم نے اس واقعہ کو عذاب قرار دیا ان لوگوں کے واسطے

يَدَيْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٦﴾ وَاِذْ قَالَ مُوسَىٰ

جنگل سے سامنے ہوا تھا۔ اور جو اس کے بعد آیا وہ تھے اور پرستار گارڈل کیلئے ہندو نصیحت۔ اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جبکہ موسیٰ

لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً قَالُوا أَتَجِدْنَا

نے اپنی قوم سے کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ ایک گائے ذبح کرو۔ وہ کہنے لگے کیا تم ہم سے مسخر

مَآذِلَ

یہ ذلت اور محتاجی ان کی پوری قوم پر بوجہ ان کی باعیاہوں کے وارد کی گئی قرآن میں یہودیوں کی نسبت اسی قسم کے الفاظ ملتے ہیں یہ کہیں نہیں ملتا کہ یہودیوں کو سلطنت اور حکومت کبھی نصیب نہ ہوگی۔ یہ قرآن پر فخری ہے لیکن قرآن کا یہ فیصلہ اٹل ہے کہ یہودی ہمیشہ مغضوب ذلیل۔ رسوا اور محتاج رہیں گے اور کسی وقت حکومت کامل جانا انکی ذلت فرسوائی کو نہ روک سکے گا۔

۶۱

۶۲ ان لوگوں نے بے شمار انبیاء کو ناحق قتل کر دیا تھا اور روایات صحیحہ میں آیا ہے کہ ایک ایک دن میں کئی کئی سو انبیاء قتل کر دیتے جاتے تھے حضرت شعیبؑ ذکر یا یحییٰ وغیرہ انبیاء کا قتل ناحق ہی تھا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ کو بھی سولی پر چڑھا کر اپنے خیال میں قتل ہی کر دیا تھا مگر یہ خدا کی قدرت اور حکمت تھی کہ انہیں یہی کر زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ (تفسیر صافی ص ۳۳) ۶۳

۶۴ یہودی ہوں یا عیسائی جب ہمک اپنے اپنے نبی کی تعلیم پر قائم رہے مومن تھے اور رحمت خداوندی کے مستحق لیکن جہان سے نافرمانی سرزد ہوئی اور وہ راہ حق سے منحرف ہو گئے تو مستوجب سزا پھرے۔ اب انکی نجات کا صرف ایک ہی ذریعہ رہ گیا کہ وہ اپنے زمانہ کے نبی پر ایمان لائیں اور اعمال صالحہ بجالائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں جو لوگ یہودی اور نصاریٰ تھے انکی نجات تب ہی ہو سکتی تھی۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے اور انکی تعلیم پر پوری طرح کاربند رہتے۔ اور اعمال صالحہ بجالاتے۔ یہودی اور عیسائی رہ کر ان کی نجات ناممکن تھی۔ ۶۵

المیثاق۔ عقد ہو گا کہ بینین قہد میثاق کے معنی میں ایسا عہد کرنا جو قسم سے ہو گا (مقررات) ۶۶

بنی اسرائیل کیلئے سبت کے دن جس کے نام کی تصریح قرآن مجید میں نہیں آئی۔ لیکن احادیث میں شبہ یعنی ہفتہ کا دن آیا ہے۔ شکار کرنا منع تھا ان لوگوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کا ایک حیلہ نکالا اور وہ یہ کہ انہوں نے دریائے کنارے کچھ گڑھے کھودے اور نالیاں بنا کر ان گڑھوں کو دریائے پانی کے ساتھ متصل کر دیا۔ جو کہ دن یہ لوگ وہ نالیاں جو عام دنوں میں بند رہتی تھیں کھول آتے۔ جب پانی بہ کر گڑھوں میں آتا تو سبھی پھیلیاں بھی بہ آتیں پھر جا کر نالیوں کے منہ بند کر آتے۔

جس سے پھیلیاں محفوظ ہو جاتیں۔ ہفتہ کے روز گذر جانے کے بعد اتوار کے روز یہ لوگ جا کر وہ پھیلیاں نکال لیتے۔ اس حیلہ سے ہفتہ کے دن شکار بھی نہ کرتے اور پھیلیاں بھی انکے لیے جمع ہو جاتیں یہ ان کی مکاری اور حیلہ سازی تھی جس سے ہر چند منع کیا گیا۔ لیکن یہ لوگ نہ مانے۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام کی بددعا سے سوائے چند مرد اور عورتوں کے سب کے سب بند ہو گئے۔ جو صرف تین دن تک زندہ رہے پھر مر گئے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہوا چلائی جس نے انہیں اٹھا اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ واضح رہے کہ ان کے بند رہنے جانے کو تناسخ پر نہ محمول کیا جاتے کیونکہ تناسخ میں ایک ہی روح مرنے کے بعد مختلف قالب بدلتی رہتی ہے۔ لیکن یہ زندگی میں ہی بند رہ گئے تھے اسے قلب باہنیت کہتے ہیں۔ کیونکہ روح جسم سے الگ ہو کر کسی دوسرے جسم میں نہیں گئی۔ بلکہ جسم کی شکل و صورت بدل دی گئی۔ یہ قلب باہنیت تو آج کل قریشی روزانہ ہی اخبار رول میں آ رہی ہے کہ فلاں مرد عورت بن گیا اور فلاں عورت مرد بن گئی۔ اس لئے نافرمانوں کا بند رہنا۔

هَٰذَا قَوْلُ اللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۖ قَالُوا اادْعُ

کرتے ہو۔ موسیٰ نے کہا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ تو ہمارے

لَنَارِكَ يَبِينُ لَنَا مَا هِيَ قَالَتْ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لِّدَفْنٍ

لئے اپنے پروردگار سے عزت کر کہ وہ ہمیں کھول کر بیان فرمائے کہ وہ گائے کیسی ہے، موسیٰ نے کہا کہ وہ کتاب ہے کہ یقیناً وہ گائے ایسی

وَلَا يَكْرَهُونَ بَيْنَ ذَلِكَ فَاذْعَلُوا مَا تُؤْمَرُونَ ۖ قَالُوا اادْعُ

ہے کہ نہ بول دیتی ہے نہ نہ بکھیرا (بلکہ دونوں عمروں کے درمیان ہے، پس جو کچھ تمہیں حکم دیا گیا ہو اس کی تعمیل کرو۔ انہوں نے کہا کہ تو ہمارے

لَنَارِكَ يَبِينُ لَنَا مَا لَوْ نَهَا قَالَتْ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَاءُ

لئے اپنے پروردگار سے درخواست کر کہ وہ ہمیں کھول کر بتائے اس کا رنگ کیا ہے، موسیٰ نے کہا تحقیق وہ فرماتا ہے کہ وہ ایک گائے کی طرح ہے زرد

فَاقْرَأْ لَوْ نَهَا تَسْرُ النَّظِيرِينَ ۖ قَالُوا اادْعُ لَنَارِكَ يَبِينُ لَنَا مَا

رنگ کی جو دیکھنے والوں کو سرت بخشتی ہے۔ انہوں نے کہا تو اپنے رب سے کہہ دے لے التجا کر کہ وہ ہمیں اس طرح پر بتائے کہ

هِيَ إِنْ الْبَقَرُ تَشَبَهَ عَلَيْنَا وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ لَمُهْتَدُونَ ۖ

وہ گائے کیسی ہے کہ یقیناً یہ گائے ہم پر مشابہ ہو گئی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ہم ضرور صحیح راستہ پانچا میں گئے۔

قَالَ إِنَّهُ يَقُولُ إِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُولٌ تُثِيرُ الْأَرْضَ وَلَا تَسْقِي

موسیٰ نے کہا وہ فرماتا ہے کہ وہ گائے ایسی ہے جو نہ سدھاتی ہوئی ہے نہ زمین کو جھوتی ہو۔ اور نہ وہ کھیتی کو پانی

الْحَرْثَ مُسَلَّمَةٌ لَّا شِيَةَ فِيهَا قَالُوا الْإِن جِئْتَ بِالْحَقِّ

دیتی ہے۔ وہ ایسی ہے عیب سے کہ اس میں کوئی داغ دھبہ نہیں۔ وہ بولے کہ اب تو نے ٹھیک پستہ دیا۔

فَذَبَحُوهَا وَمَا كَادُوا يَفْعَلُونَ ۖ وَلَٰذِ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادْرَأْتُمْ

پس انہوں نے اسے ذبح کیا اگرچہ وہ ایسا کہ تم پر تیار نہ تھے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم نے ایک شخص کو قتل کیا تھے پھر

فِيهَا وَاللَّهُ خَرَجَ مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ۖ فَقُلْنَا اضْرِبُوهُ بِبَعْضِهَا

تم اس کے بارے میں جھگڑتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرے کہ اس نے کیا کیا ہے تم چھپاتے تھے۔ تو ہم نے کہا کہ اس مقتول کی

كَذٰلِكَ يُخَيِّ اللَّهُ الْمَوْتَىٰ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۖ

لاش (کو اس (گائے) کے ایک ٹکڑے کے ساتھ مارو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مرنے والوں کو زندہ کرتا ہے اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَمِثْلَ حَارِثَةٍ أَوْ شَدِّدٍ

پھر اس کے بعد تمہارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پھر کی طرح یا اس سے بھی زیادہ

فَذَلٰلًا

لہ الجاہلین :-

یہ گائے جس کے ذبح کرنے کا حکم ہوا تھا ایک نیک نوجوان کی تھی۔ جو نہایت دیندار تھا اور اپنے باپ کا بہت فرمانبردار تھا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا اپنے باپ کے ساتھ حسن سلوک پسند آیا اور چاہا کہ اس کا فرد فاقہ دور کیا جائے۔ چنانچہ اسی گائے کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اس کی قیمت اس گائے کی کھال میں سونا بھر کر دینا مقرر کی گئی۔ جس کی وصولی سے وہ غریب مومن مالدار اور غنی ہو گیا۔ (تفسیر صافی ص ۳۵) ۛ

لہ یبین لنا :-

یہ ان لوگوں کی کٹ جھتیاں تھیں ورنہ اگر ان کی نیت صاف ہوتی تو خدا کے حکم کی تعمیل میں وہ کوئی سی گائے نہ ذبح کرتے کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کسی گائے کی تخصیص نہیں کی تھی۔ صرف گائے ذبح کرنے کا حکم تھا لیکن ان کی کٹ جھتیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ گائے ذبح کرانی جس کا ذکر اوریکے نوٹ میں کیا گیا ہے جس سے ان کو کٹ جھتیوں کرنے کی سزا بھی مل گئی۔ یعنی گائے کی کھال میں بھر کر سونا دینا پڑا۔ جس سے یہ لوگ تو کمال ہو گئے اور وہ مرد مومن غنی ہو گیا ۛ

لہ قتلتم نفساً :-

تفسیر اہلبیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اسرائیل میں ایک نہایت خوبصورت عورت تھی۔ اسے ایک نہایت نیک اور مالدار آدمی نے شادی کا پیغام دیا۔ اس شخص کا نام امیل تھا۔ اس شخص کا پیغام پہنچنے کے بعد اس کے چچا زاد بھائی نے بھی شادی کا پیغام دیا۔ اس عورت نے امیل کا پیغام منظور کر لیا۔ اور شادی ہو گئی۔ اس کے

چچا زاد بھائی کو ناگوار گذرا۔ چنانچہ اس نے موقع پا کر رات کو اسے قتل کر دیا۔ اور اس کی لاش محلہ کی مسجد کے دروازے پر رکھ آیا صبح جب لوگوں نے لاش دیکھی تو ایک شور برپا کر دیا اس شخص نے خود ہی قتل کیا اور خود ہی اس کے خون کا دھبہ دار بن بیٹھا۔ بنی اسرائیل کے سب قبیلے ایک دوسرے قبیلہ کو اس کے قتل کا ملزم ٹھہرانے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ گائے ذبح کر کے اس کے بدن کا ایک ٹکڑا لے کر اس مقتول کے جسم سے ٹکرائیں۔ چنانچہ جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے۔ بہت کٹ جھتیوں کے بعد اور بہت بڑی قیمت دیکر وہ گائے ذبح کی گئی۔ جب اس کے ایک ٹکڑے کو مقتول کی لاش پر مارا گیا۔ تو خدا کے حکم سے وہ مقتول زندہ ہو گیا۔ اور اپنے اصلی قاتل کا نام و پتہ بتا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس مقتول کو دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ (طبری و تفسیر صافی ص ۳۵) ۛ

لہ فادعتم :-

پھر تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ لہذا اذع سے جس کے معنی تلافی یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ تاکو اذع کے باعث دال بنایا۔ پھر ابتدا

بالسکون کی دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ و فصل لائے (لغات القرآن لغات لغات)

ۛ

پھر تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ لہذا اذع سے جس کے معنی تلافی یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ تاکو اذع کے باعث دال بنایا۔ پھر ابتدا

قَسْوَةً ۚ وَاِنَّ مِنْ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْاَنْهَارُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشْفَقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَاءُ ۚ وَاِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ

سخت ہیں۔ اور پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں کہ جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں ۱۵ اور بعض

خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۚ اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ

ان میں ایسے ہیں جو ہیٹ جاتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ اور بعض ان میں ایسے بھی ہیں جو خوف خدا سے

يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ

گمراہ تھے ہیں۔ اور خداوند تعالیٰ تمہارے اعمال سے غافل نہیں ہے۔ کیا تم یہ طمع کرتے ہو کہ وہ تمہاری خاطر

اِيْمَانُ لَمْ يَأْتِمْ ۖ هَٰذَا اَنْ يَكُنْ فَرِيقٌ يَسْمَعُونَ ۚ اَفَتَطْمَعُونَ اَنْ

ایمان لے آئیں گے۔ حالانکہ ان میں ایک فرق ایسا بھی ہوا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں۔ پھر

يُحَرِّفُوْنَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۚ وَاِذَا قُلُوْا لِلَّذِيْنَ

اسے سمجھنے کے بعد جان بوجھ کر اس میں تحریف کرتے ہیں ۱۶ اور جب انہوں نے ان لوگوں سے ملاقات

اٰمَنُوْا قَالُوْا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَا بِبَعْضِهِمْ اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْا اَلْحَدَثُ اَلَّذِيْنَ

کی جو ایمان لے چکے تو کہنے لگے ہم بھی ایمان لائے ہوئے ہیں۔ اور جب آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ خلیوں میں گئے تو کہنے لگے کہ کیا تم

بِمَآفَتِهِ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُخَاجِبَكُمْ بِهِ عَنْ دَرِكِكُمْ اَفَلَا تَعْقِلُونَ ۚ

ہمیں وہ بات بتا دیتے ہو کہ جسے اللہ تعالیٰ نے غائب کر دیا ہے تاکہ وہ اس کو تمہارے لیے رکھے یا تمہارے خلاف جنت میں کس بخیر

اَوْ لَا يَعْلَمُونَ اَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ۚ وَمِنْهُمْ

عقل سے گاہکیوں نہیں لیتے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اور

اٰمِيْنُوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّا اَمَانِيًّۙ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۚ

ان میں سے کچھ اُمی ہیں کہ جو اپنی آنکھوں ہی کو کتاب سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ صرف گمان ہی کرتے ہیں۔

فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا

پس ان لوگوں کیلئے افسوس ہے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے

مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ فَوَيْلٌ لِّهٖمَا كَتَبَتْ

ہے۔ تاکہ اس سے تھوڑی سی قیمت وصول کر لیں۔ پس ایک افسوس تو ان کے ہاتھوں کی لکھائی پر

اَيْدِيْهِمْ ۚ وَوَيْلٌ لِّهٖمَا يَكْسِبُوْنَ ۚ وَقَالُوْا لَنْ نَّمْسَنَ النَّارَ

ہے۔ اور ایک افسوس ان کی اس کمائی پر ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ہمیں دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی مگر

نزل

اس سے معلوم ہوا کہ پتھروں میں بھی اثر قبول کرنے کی خاصیت اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے۔ ایک پتھر اگر کہ پاس پایا جاتا ہے جو سو وقت قہار رہتا ہے۔ اور بڑے کھیر موزا جاسکتا ہے اسے سنگ لرزاں کہتے ہیں۔ ایک دوسرا بغض الغل کہلاتا ہے۔ اسے اگر سرکہ کے برتن میں ڈال دیں تو یہ چٹک کر باہر آجاتا ہے۔ چنانچہ دھوکے باز پیر جو کلام بتانے کیلئے مختلف آدمیوں کے نام چھوٹے چھوٹے کنکروں پر لکھ کر یا مومی کاغذ وغیرہ پر لکھ کر اور عام کنکریوں کے گرد پسٹ کر سرکہ سے بھرے ہوئے برتن میں ڈال دیتے ہیں اور ایک باغض الغل پتھر پر مشتبہ آدمی کا نام لکھ کر اس میں ڈال دیتے ہیں اور منہ سے صرف افرین پڑا دینے کیلئے کچھ آیات یا منتر جنتر پڑھتے رہتے ہیں چنانچہ جب اس باغض الغل پتھر پر سرکہ کا اثر ہوتا ہے تو وہ بوجہ اپنی خاصیت ذاتی کے فوراً چٹک کر باہر آجاتا ہے جس سے حاضرین جو بیچارے اصل حال سے ناواقف ہوتے ہیں حیران رہ جاتے ہیں اور شعبہ باز پیر کی کرامت کے قائل ہو جاتے ہیں۔ اور بنی اسرائیل تو پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلنے کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے۔ مگر ان کے دل سخت کے سخت ہی رہے۔ اور ان پر اثر نہ ہوا۔

۱۵ یعرفونہ
مدینہ کے لوگوں نے یہودیوں کی تورات کی یہ پیشگوئیاں سن رکھی تھیں کہ آخر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسیح ہونگے چنانچہ جب آپ اپنے اظہار نبوت فرمایا تو وہ لوگ آپ کی تورت میں دی ہوئی نشانیاں پہچان کر مسلمان ہو گئے۔ جب یہودیوں نے دیکھی کہ اگر تورت کی نشانیاں کو دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گئے تو انہی آدمی کا ذریعہ کاراجائے گا۔ اسلئے انہوں نے طبع دنیا کیلئے وہ سب باتیں تورت میں سے نکال دیں اور کچھ لفظی اول بدل کر دیا اور یہ سب انہوں نے جان بوجھ کر کیا۔

۱۶ قالوا اتحدونہم
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کہ یہودیوں کا ایک گروہ جو مسلمانوں کا دشمن تھا تورت میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی صفات مسلمانوں سے بیان کر دیا کرتا تھا جب ان کے بزرگوں کو بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ایسا کرنے سے منع کر دیا اور کہا کہ یہ صفات اپنی کتابوں سے بتا دینے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ مسلمان تم پر ان کے خیر یعنی حجت قائم کریں گے اور تمہیں لا جواب کر دیں گے۔ (تفسیر صافی ص ۳۲، تفسیر مجمع البیان)

۱۷ اٰمٰی
۱۷ اٰمٰی سے مشتق ہے جس کے معنی ماناں کے ہیں یا نسبتی ہے۔ ایسے احمی کا معنی ماناں نسبت الاموار مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے ہی ہیں جیسے کہ مال کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے کہ نہ پڑھ سکتے تھے نہ لکھ سکتے تھے۔ نہ تو یہ لوگ اصلی تورت کو پہچان سکتے تھے جو کہ آسمان نازل ہوتی تھی اور نہ ہی اس جعلی تورت کو جس کے علامہ نے اپنے ہاتھوں سے لکھ کر یہ مشہور کر دیا تھا کہ یہی وہ آسمانی کتاب ہے۔ وہ دونوں میں فرق نہیں کر سکتے تھے۔ انکی خواہش یہی ہوتی تھی کہ وہ کتا انکو پڑھ کر سنائی جاتے اور انکو کھدیا جائے کہ یہ خدا کی کتاب اور اس کا کلام ہے۔ چونکہ ان کو جعلی تورت سنائی جاتی تھی اسلئے وہ اس کے خلاف حق بات کو سمجھ نہیں سکتے تھے۔ ایسے جب ان کے علم پر حضرت صلعم کی نبوت اور انکی آل پاک حضرت علی کی امامت کو جھٹلاتے تھے۔ تو وہ بلا چون و چرا مان لیا کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا ایسی غلط بات کا ماننا حرام تھا اس آیت کی تفسیر میں امام حسن عسکری نے فرمایا کہ خطاب پروردگار ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان یہودیوں میں کچھ لوگ احمی ہیں۔ نہ کتاب پڑھ سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں۔ (تفسیر صافی و تفسیر انوار القرآن سورہ بقرہ ص ۳۲)

یہودی یہ کہتے تھے کہ چونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ کی غیبت میں صرف چالیس دن گوارا پرستی کی ہے۔ ایسا اسکی پاؤں میں صرف چالیس دن ہی دوزخ میں رہنے کے لیے ہے۔ اب یہودی جو کبیرہ سے کبیرہ گناہ بھی کریں اس کی سزا نہ ملے گی اللہ تعالیٰ نے اس کی رد کی ہے کہ تم نے اللہ کو کس طرح پابند بنالیا ہے۔ یہ تمہارا جھوٹ ہے۔

۱۱ احاطت:-

تفسیر امام حسن عسکری میں وارد ہے کہ وہ بدی جو کسی شخص کو احاطہ کرتی ہے وہ ایسی بدی ہے کہ اسے دین خدا سے خارج کر دے تو اسے ہٹا دو غضب خدا کا خوف اس کے دل سے اٹھا دے۔ پس یا تو وہ خدا کیساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا ہے۔ یا خدا کا انکار کرتا ہے یا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت یا علی مرتضیٰ اور ان کے جانشینوں کی ولایت کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ ان سب بدی ایسی ہے کہ وہ کل اعمال کو مفلوج کر دیتی ہے (تفسیر صافی ص ۳۸)

۱۲ خالداون:-

یہودی خلود جہنم کے قائل نہیں۔ انکا اب بھی یہ اعتقاد ہے کہ کسی شخص کو کسی گناہ کے بدلہ میں گیارہ یا بارہ ماہ سے زیادہ سزا نہیں ہوگی۔ سو آدمیوں وغیرہ کے جنکو دائمی جہنم ملے گا۔ دیکھو پادری سیل کا ترجمہ قرآن ص ۱۱۱ یہودیوں کے اس عقیدہ کی تردید اس آیت میں کی گئی اور تفسیر صافی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا لا یخلدنا اللہ فی النار الا اهل الکفر والضلال والجمود والضلال الشک یعنی اللہ جہنم میں ہمیشہ کیلئے کفار اور مشرکین کو رکھے گا۔ اسکی تائید ان اللہ لا یغفران لیشوک بہ (اللہ تعالیٰ شرک کو نہیں بخشتا) سے ہوتی ہے۔ نبوت و معاد کا انکار ویسا ہی ہے ہمیشگی ایسے ہے کہ انکی نیت یہ ہے کہ اگر وہ ہمیشہ دنیا میں رہیں گے، تو اپنے کفر و شرک پر قائم رہیں گے اس نیت کی وجہ سے ہمیشگی ہے۔ (تفسیر لوامع القرآن ص ۳۸)

۱۳ بالوالدین احساناً:-

کافی میں روایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ والدین کیساتھ جو نیکی اور احسان کرنا چاہیے وہ کیا ہے فرمایا انکا ادب ملحوظ رکھا جائے اور جس چیز کی انکو ضرورت ہو وہ انہیں مانگنی نہ پڑے گودہ مالدار ہی ہوں لیکن تم جو خدمت کر سکتے ہو وہ ضرور کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ والدین کیساتھ نیکی یہ ہے کہ تم انہیں اس بات کی بھی تکلیف نہ دو کہ وہ تم سے کچھ مانگیں۔ اور انکی آواز پر آواز بلند نہ کرو اور انکے آگے ہو کر مت چلو اور انکی طرف تند نگاہ سے نہ دیکھو اگر وہ تم کو ماریں تو اسکے جواب میں کہو کہ خداوند! انہیں بخش دے۔ اور اگر وہ تنگ کریں تو اُف تک نہ کرو (تفسیر صافی ص ۳۸) ۱۴ ذی القربی:-

صحیح حدیث میں امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذی القربی تمہارے باپ اور ماں کے قریب ترین ہیں۔ تم سے کہا گیا ہے کہ ان کے حق کو سچا نو جس طرح اس کا وعدہ بنو اسرائیل سے لیا گیا تھا۔ اور اسے محمد کے امتیاز (مسلمانوں) محمد کے قریب ترینوں کو سچا نئے ان کے حقوق ادا کرنے کا وعدہ تم سے بھی لیا گیا ہے اور انکے قریب ترین معصومین علیہم السلام ہیں جو ان کے بعد ہوتے۔ اور وہ نیکو کار جو ان کے دین و مذہب پر ہوتے اور جنہوں گے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے عزیزوں کے حقوق ادا کرے اس کو بہشت میں ایک ہزار درجے دیتے جاتیں گے (تفسیر صافی ص ۳۸) و بحار الانوار جلد ۱ ص ۳۹ و تفسیر برہان جلد ۱ ص ۳۹

إِلَّا أَيَّامًا مَّعْدُودَةً ۖ قُلْ أَتُخَذُ ثُمَّ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا فَلَنْ

چمن رگنتی کے دن سہ (اے رسول! ان سے) کہو کیا تم نے اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد لیا ہو جسے اللہ تعالیٰ

يُخْلِفُ اللَّهُ عَهْدَهُ أَمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۚ بَلَىٰ

اس عہد کی خلاف ورزی ہرگز نہیں کرے گا۔ یا تم اللہ کے ذمہ ایسی بات تھوپ رہے ہو جسے تم نہیں جانتے۔ ہاں

مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَأَحَاطَتْ بِهِ خَاطِبَةُ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

جس نے برائی کمائی، اور اسے (چاروں طرف سے) اسکے گنہگاروں نے گھیر لیا سہ وہی دوزخ کی آگ والے

النَّارُ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں سہ اور جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے نیک عمل کئے،

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ

وہی جنت والے ہیں۔ اس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور (وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے

بَنِي إِسْرَءِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ ۖ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا

پکا اقرار لیا تھا کہ تم خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ سہ

وَزَى الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۚ

اور رشتہ داروں سہ اور یتیموں اور مسکینوں سے نیک سلوک کرو، اور سب لوگوں سے اچھی گفتگو کرو۔ اور

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْكُمْ

نماز قائم کئے رہو، اور زکوٰۃ دیتے رہو۔ پھر تم سب ہی (اس قرار سے) پھرتے ہوئے تم میں سے تھوڑوں کے

أَنْتُمْ مُّعْرِضُونَ ۚ وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ لَا تَسْفِكُونَ دِمَآءَكُمْ

اور تم ہی منہ پھیرنے والے ہو۔ اور (وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے تم سے یہ اقرار لیا کہ اپنیوں کے خون نہ بہاؤ گے،

وَلَا تَخْرُجُونَ أَنْفُسَكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ ثُمَّ أَقْرَرْتُمْ وَأَنْتُمْ

اور اپنے آپ کو اپنے شہروں سے باہر نہ نکالو گے، پھر تم نے اقرار کر لیا، اور تم خود اس کی

تَشْهَدُونَ ۚ ثُمَّ أَنْتُمْ هَٰؤُلَاءِ تَقْتُلُونَ أَنْفُسَكُمْ وَتَخْرُجُونَ فِرْقًا

گواہی دیتے ہو۔ پھر (اب بھی) تم وہی ہو کہ اپنے آپ کو قتل کرتے ہو۔ اور اپنے ہی ایک فریق کو انکے گھروں سے

مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظْهَرُونَ عَلَيْهِم بِالْإِثْمِ وَالْعُدَاوَانِ وَإِنْ

نکالتے ہو، تم گناہ اور زیادتی کے ساتھ ان کے خلاف ایک دوسرے کی بددعا کرتے ہو۔ اور اگر

ذی القربی:- صحیح حدیث میں امام حسن عسکری سے منقول ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذی القربی تمہارے باپ اور ماں کے قریب ترین ہیں۔ تم سے کہا گیا ہے کہ ان کے حق کو سچا نو جس طرح اس کا وعدہ بنو اسرائیل سے لیا گیا تھا۔ اور اسے محمد کے امتیاز (مسلمانوں) محمد کے قریب ترینوں کو سچا نئے ان کے حقوق ادا کرنے کا وعدہ تم سے بھی لیا گیا ہے اور انکے قریب ترین معصومین علیہم السلام ہیں جو ان کے بعد ہوتے۔ اور وہ نیکو کار جو ان کے دین و مذہب پر ہوتے اور جنہوں گے اور حضرت سرور عالم صلی اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے عزیزوں کے حقوق ادا کرے اس کو بہشت میں ایک ہزار درجے دیتے جاتیں گے (تفسیر صافی ص ۳۸) و بحار الانوار جلد ۱ ص ۳۹ و تفسیر برہان جلد ۱ ص ۳۹

۱۵ عبّانعلون :

آیہ مجیدہ واذا اخذنا منکم کو سے شروع ہو کر دعا اللہ
بغافل عما تعملون تک نہایت اہم مضمون بیان کر رہی ہے
اس میں چند امور غور طلب ہیں جن سے اس کی تطبیق واقع
کر بلا سے ہوتی ہے :

۱۰
۶
۱۰

۱۱ اس سے قبل کی آیت میں تمھا طہ بنی اسرائیل ہے جو کہ
واذا اخذنا منہم بنی اسرائیل سے ظاہر ہے (۲۲) اس آیت
میں نبی کریم حاضر ہیں ہے یعنی مسلمانوں سے پہلے تمھا طہ بنی اسرائیل
سے جس میں انہیں عہد یاد دلایا گیا ہے جو ان لیا گیا تھا اور
جس کی انہوں نے خلاف ورزی کی تھی۔ اس دوسری آیت
میں حاضر بنی مسلمانوں کو ان کو لیا گیا تھا عہد یاد دلایا گیا
ہے (۲۳) مسلمانوں سے جو عہد لیا گیا وہ کسی خون کا نہ ہانا
تھا یعنی کچھ مقدس وجود ایسے تھے جن کے بارے میں عہد لیا گیا
تھا۔ خبردار! ان کا خون نہ ہانا کیونکہ ان کا خون بہانا خود
رسول اللہ کا خون بہانا تھا پڑھو محمد محسب جسہک
جسہی دمک دی حریک حریک سلمک سلمی۔ تمھارا
گوشت میرا گوشت ہے۔ تمھارا بدن میرا بدن۔
تمھارا خون میرا خون۔ تمھارا ساتھ لڑنا میرا ساتھ
لڑنا اور تمھاری سلامتی میری سلامتی ہے (۲۴)
ان وجودوں کا ملک باہر نکالنا بھی منع کیا گیا،
اور اسے حرام قرار دیا گیا ہے (۲۵) تمھارا قوم تمھارا

انتہم تشہدون تم نے اقرار کیا۔ کس چیز کا؟ اول۔ خون نہ بہانے کا۔ دوم۔ انہیں شہر سے نہ نکلنے کا۔ انتہم تشہدون میدانِ کربلا میں امام حسینؑ نے قومِ انقیام کو نامِ بگارا۔ اور بتایا کہ میں کون ہوں۔ تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپؑ فرزندِ علیؑ و بلندِ فاطمہؑ اور نواسہ رسولؐ ہیں۔ پس ان لوگوں پر حجت تمام ہو گئی تاکہ کل وز قیامت یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حسینؑ کون ہے۔ (۶) ثم انتہم هؤلاء لعلقلول انفسکم پوچھا گیا کہ باوجود اقرار کے تم کیوں امام حسینؑ کو قتل کرتے ہو۔ (۷) ثم تخرجون فریقا منکم مع یدہم ایت کے اس مکالمے میں دیا رہم قابلِ غور ہے شہرِ مدینہ میں جب میثاق لیا گیا تھا، تو دیا دکر کہا گیا تھا یعنی تمہارا شہر لیکن جب یہ واقعہ ہوا تو اب دیا رہم کہا گیا یعنی جن کو نکال لایا انکا اپنا شہر تھا۔ جس کو نکالے گئے۔ یعنی میثاق لینے وقت وہ شہر کے براہِ راست مالک تھے لیکن شہر سے نکالے جانے وقت وہ شہر کے مالک بن چکے تھے لہذا دیا رہم کہا گیا کہ وہ اپنے شہر سے نکالے گئے مطلب صلیح، کہ میثاق لینے وقت وہ امامت کے فرائض ادا کرنے پر مامور نہ تھے۔ لیکن جب وہ نکالے گئے تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرائض امامت ادا کر رہے تھے لہذا شہر کے وہ خود مالک تھے۔ (۸) ثم اھلہم بالآثم والعدوان یعنی تم سب لوگ

اکھوں کا لشکر تھا جسکی کثرت آیت واضح کر دی بالائے قعدہ و
نافذ کی قید اور رہائی کا واقعہ یاد دل رہے۔ (۱۰) دھو
بائیں تو مر طلبت ہو گا کہ ان سے قتال کرنا، انہیں شہید کرنا اور
کوئی نوشتہ یا تحریر لکھی گئی تھی۔ جسکے دو جز تھے۔ ایک
کی کتاب قرآن مجید اور دوسرے رسول اللہ کی عزت اہمیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْلُوا فِي مَوَاطِنَ هَذِهِ السُّبُحَاتِ وَالْمَازَلِجَاتِ بِأَنَّهُمْ قَدْ أَهْلَكُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُفْقَهُونَ

قیدی ہو کر تھا ہے پاک آتے ہیں تو تم ہی اُن کا فدیہ دیتے ہو حالانکہ ان کا جہاد وطن کرنا ہی تم پر لازم کیا گیا تھا، کیا تم کتاب

بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَلِكَ

کے کچھ حصے پر ایمان لاتے ہو اور کچھ حصہ سے کفر کرتے ہو۔ پھر کیا سزا ہے اس کی جو تم میں سے یہ فعل کرے

مِنْكُمْ الْآخِرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ

سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے ، اور قیامت کے دن وہ سخت ترین عذاب

أَشَدَّ الْعَذَابِ ۖ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٨٥﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

کی طرف ٹوٹنے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ غافل نہیں ہے اس کثرت سے جو تم کرتے ہو۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے

اَشْتَرُوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ الْعَذَابُ

دُنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے میں خرید لیا۔

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٨٦﴾ وَلَقَدْ اتَّخَذْنَا مُوسَى الْكَتِبَ وَقَفَّيْنَا مِنْ

اور نہ وہ بدوشے جاہل لگے۔ اور بیشک ہم نے مونس کو کتاب عطا کیا۔ اور اس کے بعد

عُدَّةَ الرُّسُلِ وَاتَّبَعْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَنِيَّ وَأَتَيْنَاهُ بُرُوجَ

اور اس کو توبہ کی دعا پڑھ کر اور اس کو توبہ کی دعا پڑھ کر

الْقُدُسُ أَفْكَمًا حَاءُكُمْ رَسُولًا نَبَاً أَتَاهُ، أَلْفُسُكُمْ أَسْتَكُمُ تَمَّ

سید کا کہنا تھا کہ اگرچہ اس وقت پاکستان میں امن و امان کا ماحول ہے مگر اگرچہ پاکستان میں امن و امان کا ماحول ہے مگر اگرچہ پاکستان میں امن و امان کا ماحول ہے

فَقَالُوا كَذِبٌ مُّزْمَرٌ وَقَدْ آفَلَكُم مَّا غَابَتْ عَنْكُمْ آيَاتُهُ لَعَلَّكُمْ

تاریک لاجو ویریاں لکھوں رکاوٹوں کا ٹکڑا ملک میں

اللَّهُ كُفُّهُ نَقَرٌ ۚ أَكْوَاثُ مُنْدَرٍ ۖ وَلَئِنْ آتَاهُ مِنْ شَيْءٍ لَعَبْدٌ

اللَّهُ يُمِيتُ وَيُحْيِي ۚ وَمَا يُؤْتِيهِمْ مِنْ ذَلِكُمْ فَكُلٌّ عِنْدَ اللَّهِ يَكُونُ لَكَ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالدَّارِ الْآخِرَةِ يُرِيدُ أَنْ يَجْعَلَ لِكُلِّ فِتْنَةٍ مَقَادِيرَ يَوْمٍ ۖ وَإِنِّي لَأَعْلَمُ مَا تَكْتُمُ ۚ وَمَا جَاءَكَ مِنَ الْقُرْآنِ فَخُذْ بِهِ ذَلِكُمْ هُدًى لِقَوْمٍ مُّقْتَدِرِينَ ۚ

بَلِّغِ اللہ تعالیٰ نے ان کے کفری وجہ سے اھل حق کو دیکھ کر دیا ہے پس وہ تم ہی ایمان لائیں گے اور جیسا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے

الَّذِي مَطَّوْرًا إِلَيْنَا مَعْنَاهُ وَمَا كُنَّا بِمُعْجِزِينَ

وہ کتاب آئی جو ان کے پاس والی کتاب کی تصدیق کو نہولی ہے اور پہلے وہ خود کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگا کرتے

كَفُّوا بِرُءُوسِكُمْ اَنْ تَكُونَ لَكُمْ حِجَابًا يُخْفِي عَنْكُمْ رُءُوسَ الْكٰفِرِيْنَ ۚ وَهُمْ لَا يَخَفُوْنَ

لَقُرْآنًا فليها جاء هم فاعرفوا لقروا به فليعنه الله على

مکتے۔ پس جب وہ ان کے پاس آئی جسے انھوں نے پہچان لیا تو انھوں نے اسکا انکار کر دیا، پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو



سر کی پشت اچھناہ اور مددگار بن کر ان کا مقابلہ کرتے ہو۔ ہا حسین کی تھاکل بہتر نفوس تھے جن میں عورتیں ورنچے بھی شامل تھے لیکن آپ کے مق

گناہ اور زیادتیوں کی طرف اشارہ ہے۔ (۹) وان یانو کو اسامی فساد و ہوا آیت کے اس جزو سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا انہیں اجملیت کے

لیکم اخراجہم عمر کے معنی اگر مضمیٰ یہے حائش تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اشارتاً بتا رہا ہے کہ یہ واقعہ محرم میں ہوگا اور اگر لفظ

کھانا سب محرم یعنی حرام کیا گیا ہے۔ (۱۱) اے مومنو! بعض کتاب و تفکروں سے بعض اہل سنیہ چلتا کہ ان مقدس وجودوں کو

ہاں مانتے تھے۔ لیکن دوسرے جز کا انکار کرتے تھے وہ نوشتہ کیا تھا۔ حدیث سقیلین جسکے دو ہی جز تھے کتاب اللہ و سترنی امیہ ہی ایک نہ

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

نبردیدی (۱۳) فضا جن آء من یفعل ذلک منکم الا
خنی فی الحیوة الدنیاء و یوم القیامة یردون الی اشد
العذاب اس میں سزا کے دو جز بیان ہوئے ہیں ایک اسی
دنیا میں اور وہ بطور ذلت و خواری ہوگا اور دوسری آخرت
میں دنیا کا عذاب تو لوگوں کو دیکھ لیا کہ مختار ثقفی نے جن جن
کو ایک ایک قاتل کو بڑے دردناک عذاب سے ذلیل کر کر کے
مارا۔ اور آخرت کا عذاب اللہ نے تیار رکھا ہے جو نہایت
خوفناک ہوگا۔ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

دیکھتے کہ طرح ان آیات سے واقعہ شہادت کی
تطبیق ہوگئی اس کی تصدیق قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے بیان کرتا ہوں تاکہ تفسیر ہارنے کا الزام
نہ آئے اس آیت کے ذیل میں تفسیر صافی ص ۱۲ میں ہے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما انزلت
الایة فی الیہود اسی الذین یقتلوا ہذا اللہ وکنوا دین
اللہ الخ ترجمہ: جب یہ آیت یہودیوں کے بارے میں
نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑا۔ اللہ تعالیٰ
کے رسولوں کو جھٹلایا اور اولیاء اللہ کو قتل کیا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں اس امت کے یہودیوں کی خبروں
سب سے غرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ
میری امت میں ہی ہونگے جو میری فضیلت والی اور
طاہر و مطہر اولاد کو قتل کریں گے۔ میری شریعت بدل
ڈالیں گے اور میرے بیٹوں امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو شہید
کریں گے جس طرح کہ پہلے یہودیوں نے حضرت زکریا اور
یحییٰ کو شہید کیا تھا۔ خبردار کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت
کی ہے قتل اسلاف یہود کے اللہ تعالیٰ انکی بقیہ اولاد
پر قیامت سے پہلے حسینؑ مظلوم کی اولاد میں سے ایک ہادی اور
مہدی مبعوث کریگا جس کے دوستوں کی تواریں انہیں جہنم
میں پہنچا دیں گی یہی روایت بحار الانوار جلد ۱۸ صفحہ ۱۹
پر موجود ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو میری کتاب استقرار
حق عزاداری باب المیہ کر بلا اور قرآن پڑھو

حاشیہ صفحہ ۱۸ :-

۱۔ بقیات :-

لغت کے اعتبار سے بینات کے معنی واضح نشانیاں
یا کھلے ہوئے دلائل میں لیکن قرآن کی اصطلاح میں جو معجزات
انبیاء کرام کو ان کی نبوت میں دیتے جاتے ہیں بینات کہلاتے
ہیں اکثر انہیں آیات سے بھی تعبیر کیا گیا ہے :-
لے اشربوا :-

اشرب سے جمع مذکر غائب کا صیغہ عربی زبان کا مجاورہ
ہے۔ اشرب فلان حب فلان (اقرّب) کہ فلان شخص

کی محبت دوسرے دل میں رہے گئی۔ یہ لفظ ہمیشہ مجہول استعمال ہوتا ہے اس سے ملانا نہیں بلکہ ملانا مراد ہوتا ہے مطلب کہ مجھ سے کی محبت انکے ذرہ ذرہ میں سج گئی۔ لے فتمنوا الموت :-
یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم خدا کے دوست ہیں ایسے ہی جنت میں جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد کا دعویٰ تھا کہ خدا کے دوست ہم ہیں جو ہمارے مخالف
ہیں وہ خدا کے دوست نہیں ہو سکتے چونکہ یہودی بھی اپنے دوست ہونے اور جنت میں جاننا دعویٰ کرتے تھے ایسے خدا نے حکم دیا کہ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو تاکہ اس دنیا
کی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کر لو نیز تورات میں لکھا ہے کہ خدا کے دوست موت کے متمنی ہوتے ہیں۔ ایسے انہیں تورات کے اس حکم کی کو سے بھی تم کی خواہش کرنی چاہیے
اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بطور تحدی یا چیلنج ہے ایسے کہ جہاں جہاں قرآن میں یہودیوں کا کیا گیا ہے کہ اگر دعویٰ دہاتی میں سچے ہو تو موت کی خواہش کرو۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ لن یتمتوہ ابدالہما

الْكَافِرِينَ ۝۸۹ بِسْمَا اشْتَرَوَاهُ أَنْفُسَهُمْ أَنْ يَكْفُرُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

انکار کرنے والوں پر۔ کس قدر بُری چیز کے بدلے انہوں نے اپنی جانوں کا سوا کیا کہ اللہ نے جو کچھ نازل کیا اس سے انکار کر دیں۔

بَغْيًا أَنْ يَنْزِلَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فَبَاءُوا

یہ بغاوت اسلئے کی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ایسا فضل نازل کرتا ہے۔ پس انہوں نے

بَغْضَبٍ عَلَى غَضَبٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝۹۰ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

غضب ہالائے غضب کی اپنی طرف پھیر لیا۔ اور کافروں کیلئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ

امِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا نُوْمِنُ بِمَا أَنْزَلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اس پر ایمان لادے تو کہنے لگے کہ جو کچھ ہم پر نازل کیا گیا ہے ہم تو اس پر ایمان لائیں گے اور جو اس کے

بِمَا وَرَأَوْا وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ

علاوہ جو اسکا وہ انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ حق ہے اور جو کچھ انکے پاس ہے اسکی بھی تصدیق کر رہا ہے۔ (لے رسول) ان سے کہو کہ اگر تم

أَنْبِيََاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۹۱ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ

مومن ہوتے تو پہلے زمانہ کے نبیوں کو کیوں قتل کرتے۔ اور بیشک تم ہی تمہارے پاس

مُوسَى بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝۹۲

روشن دلیلیں لے کر آیا ہے پھر تم نے اس کی غیبت میں پھوٹے کو معبود بنالیا۔ اور تم ہو ہی ظالم۔

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ

اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم سے پکا اقرار لیا اور تم نے کوہ طور کو تمہارے اوپر اٹھا دیا۔ اور تمہیں حکم دیا کہ جو کچھ تم نے تمہیں دیا ہے

بِقُوَّةٍ وَأَسْمِعُوا قَالُوا أَسْمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَبُوا فِي قُلُوبِهِمْ

اسے غضب سے لود اور سنو۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے نافرمانی کی۔ اور ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں

الْعِجْلَ يَكْفُرُهُمْ قُلْ بِسْمَا يَأْمُرُكُمْ بِهِ إِيَّائَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

پچھڑے کی محبت ہلا دی گئی لے (لے رسول ان سے) کہو کہ اگر تم مومن ہو تو تمہارا ایمان تم کو بہت ہی بُرا حکم دیتا ہے۔

مُؤْمِنِينَ ۝۹۳ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمْ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً

(یہ بھی) کہہ دو کہ اگر آخرت کا کھم خدا کے نزدیک خالص تمہارے ہی لئے ہے، اور

مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمْنُوا الْوَتَّ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝۹۴ وَلَنْ

لوگوں کیلئے نہیں ہے، تو تم موت کی خواہش کرو لے اگر تم سچے ہو۔ اور جو کچھ

نازل

کی محبت دوسرے دل میں رہے گئی۔ یہ لفظ ہمیشہ مجہول استعمال ہوتا ہے اس سے ملانا نہیں بلکہ ملانا مراد ہوتا ہے مطلب کہ مجھ سے کی محبت انکے ذرہ ذرہ میں سج گئی۔ لے فتمنوا الموت :-
یہودی یہ دعویٰ کرتے تھے کہ ہم خدا کے دوست ہیں ایسے ہی جنت میں جائیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اولاد کا دعویٰ تھا کہ خدا کے دوست ہم ہیں جو ہمارے مخالف
ہیں وہ خدا کے دوست نہیں ہو سکتے چونکہ یہودی بھی اپنے دوست ہونے اور جنت میں جاننا دعویٰ کرتے تھے ایسے خدا نے حکم دیا کہ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو موت کی تمنا کرو تاکہ اس دنیا
کی مصیبتوں سے چھٹکارا پاکر بہشت کی ابدی نعمتوں کو حاصل کر لو نیز تورات میں لکھا ہے کہ خدا کے دوست موت کے متمنی ہوتے ہیں۔ ایسے انہیں تورات کے اس حکم کی کو سے بھی تم کی خواہش کرنی چاہیے
اللہ تعالیٰ کا یہ حکم بطور تحدی یا چیلنج ہے ایسے کہ جہاں جہاں قرآن میں یہودیوں کا کیا گیا ہے کہ اگر دعویٰ دہاتی میں سچے ہو تو موت کی خواہش کرو۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا ہے کہ لن یتمتوہ ابدالہما

يَتَمَتُّوهُ أَبَدًا إِنَّمَا قَدَّمْتُ آيَاتِي لَهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ٥٥

انکے ہاتھوں سے اپنے آپ کو پیش نظر ہرگز وہ اسکی خواہش کو نہیں مانگے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب پانسنے والا ہے۔

وَلَيَحْذَرْنَهُمْ أَحْرَصُ النَّاسِ عَلَى حَيَاتِهِ وَمِنْ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ٥٦

اور تم ضرور ان کو سب لوگوں سے زیادہ زندگی پر ریس یاد رکھو۔ اور ان لوگوں میں سے کبھی جو شرک ہو گئے۔

يَوْمَ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِزَحْزِحَةٍ مِنْ ٥٧

ان میں سے ہر کوئی چاہتا ہے کہ کاش وہ ہزار برس کی عمر پائے۔ اور اگر اسے طولانی عمر بھی دی جائے تو وہ عذاب سے

الْعَذَابِ أَنْ يُعَذَّبَ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ٥٨ قُلْ مَنْ كَانَ ٥٩

چھٹکارا دینے والی نہیں۔ اور اللہ خوب دیکھ رہا ہے جو کچھ وہ لوگ کرتے۔ (اے رسول ان سے) کہہ دو کہ جو

عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا ٦٠

جبریل کا دشمن ہے۔ (وہ جان لے) کہ اس نے اس (قرآن) کو میرے دل پر اللہ کے اذن سے نازل کیا ہے۔ تصدیق

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَى لِلْمُؤْمِنِينَ ٦١ مَنْ كَانَ ٦٢

مکرمل ہے ان کتابوں کی (جو پہلے نازل ہوئی ہیں) اور اب اس کے سامنے موجود ہیں اور ایمان لائیں کیلئے ہدایت اور شریعت کے جو اشر

عَدُوًّا لِلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ وَمِيكَلَ فَإِنَّ اللَّهَ ٦٣

تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبریل اور میکائیل کا دشمن ہو، تو بیشک اللہ (بھی) ان

عَدُوٌّ لِلْكَافِرِينَ ٦٤ وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَمَا يَكْفُرُ بِهَا ٦٥

کافروں کا دشمن ہے۔ اور (اے رسول) یقیناً ہم نے تم پر واضح آیتیں نازل کی ہیں۔ اور ان کا انکار ان لوگوں کے

إِلَّا الْفَاسِقُونَ ٦٦ أَوْ كَلِمَاتٍ عَهْدًا عَهْدًا نَبِّذَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ بَلْ ٦٧

سو کوئی نہیں کرتا۔ اور کیا انھوں نے جب بھی کوئی عہد کیا ہے تو اسے اپنی ایک جماعت نے توڑ ڈالا ہے۔ بلکہ

أَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ٦٨ وَلَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ٦٩

ان میں سے اکثر ایمان ہی نہیں لاتے۔ اور جب ان کے پاس خدا کی طرف سے وہ رسول آیا جو ان کے

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ نَبَذَ فَرِيقٌ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ ٧٠

ساختہ والی (کتاب) کا تصدیق کرنے والا ہے، تو جن کو کتاب دی گئی ہے ان میں سے ایک فریق نے خدا کی

كِتَابَ اللَّهِ وَرَأَوْا ظُهُورَهُمْ كَانَتْهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ٧١ وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا ٧٢

کتاب کو اپنی پشتوں کے پیچھے (اس طرح) پھینک دیا جیسے کہ وہ جانتے ہی نہیں۔ اور وہ ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

وہ خدا کے دوست میں خود بخود ہی باطل ہو جائیگا چنانچہ یہودیوں نے کبھی موت کی خواہش نہ کی کیونکہ انہیں جنت میں جانے کا یقین نہیں تھا۔ یہ حضرت علی علیہ السلام ہی تھے جو ہر وقت موت کی تمنا کرتے تھے اور کبھی موت سے نہیں ڈرتے تھے۔ چنانچہ جنگ جمل کے موقع پر اپنے فرمایا: لا ابالی وقعت علی الموت اودم علی الموت (مجھے پروا نہیں کہ میں موت کے منہ میں چلا جاؤں یا موت مجھے آدھوے) ثابت ہوا خدا کے دوست ایسے ہوتے ہیں۔ (تفسیر صافی ص ۱۷)



حاشیہ صفحہ ۱۸ الف

الف کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں۔ اعداد کی چار قسمیں ہیں۔ اکائی، دہائی، سینکڑہ، ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد گھٹے ہو جاتے ہیں اس لیے اس کا نام الف ہو گیا۔

ع جبریل کا لفظ جبر اور ایل سے مرکب ہے جبر کے معنی عبرانی زبان میں خادم اور غلام کے ہوتے ہیں۔ اور ایل کے معنی خدا پس جبریل کے معنی ہیں خدا کا خادم۔

تفسیر صافی ص ۱۷ اور تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ پروردگار عالم نے یہودیوں کی مذمت اس وجہ سے کی کہ انکو جبریل آجین بغض تھا کہ جو چیزیں انکو بری معلوم ہوتی تھیں وہ ان میں قصداً خدا جاری کرتے تھے جیسے کہ دانیال نبی کو بے گناہ بخت نصر کے ہاتھوں قتل کر دینا اور اس طرح اس امت کے یہودی یعنی نواصب کی مذمت فرمائی ہے۔ کہ وہ جبریل اور میکائیل اور دیگر فرشتگان خدا سے عداوت رکھتے تھے اس بنا پر کہ وہ علی بن ابی طالب کی مدد کیلئے نازل ہوتے رہے۔ اور علی علیہ السلام ہمیشہ اپنی تیغ برائے کافریں اور منافقین پر غالب کیا کرتے۔ خداوند تعالیٰ نے جبریل کی شخصیت کو واضح اور نمایاں کرنے کیلئے ارشاد فرمایا کہ جبریل میرے حکم و راجاز سے میرے احکام میں وعن پیچھا رہے ہیں جو کوئی جبریل کا دشمن ہو گا وہ میرا بھی دشمن ہو گا۔

تلا سے مضارع واحد مونث غائبہ صیغہ ہے جو مختلف محنوں میں آتا ہے جس کے ایک معنی پیچھے چلنا کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ تاج البروس میں ہے تلوتہ تلوا میں نے اس کی پیروی کی۔

تفسیر صافی ص ۱۷ تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے انتقال کے بعد ابلیس نے جادو کا علم ایجاد کر کے ایک کتاب میں اسے لکھا اور اس پر لکھ دیا کہ یہ خزانہ علم کا ذخیرہ ہے جو سلیمان بن داؤد بادشاہ کیلئے آصف ابن برخیا وزیر نے جمع کیا تھا پس جس شخص کو ایسا اور ایسا کرنا منظور ہو وہ یوں اور یوں عمل کرے پھر اس کتاب کو تخت کے نیچے دفن کر دیا اور خود ہی کسی موقع پر لوگوں کیلئے ظاہر کر دیا۔ چنانچہ کفار اسے پڑھتے تھے اور یہ لگان کرتے تھے کہ سلیمان اسی علم کی بدولت ہم پر غالب آتے تھے اور یہ بھی انکا لگان تھا کہ نفوذ باللہ حضرت سلیمان کا فر اور جادو گر تھے اور جو حکومت انکو میسر آئی وہ اسی علم سحر کی بدولت تھی اگر ہم بھی جادو میں ماہر ہو جائیں تو ایسے ہی عجائب ہم سے بھی ظاہر ہو سکتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے کفار کے اس خیال کی تردید کی اور جادو کا سکھانا شیطان کی طرف منسوب کیا۔

الشَّيَاطِينُ عَلَىٰ مُلْكٍ سَلِيمٍ ۖ وَمَا كَفَرُ سَلِيمٍ وَلَكِنَّ

جسے شیطان سلیمان کے ملک میں پڑھا کرتے تھے۔ اور سلیمان نے کفر نہیں کیا۔ لیکن

الشَّيَاطِينُ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ النَّاسَ السَّحَرَةَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَىٰ

شیطانوں نے کفر کیا جو لوگوں کو جادو کی تعلیم دیتے تھے۔ اور وہ بھی (سکھاتے تھے) جو بابل میں دو

الْمَلَكَيْنِ بَبَائِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمِينَ مِنْ أَحَدٍ

فرشتوں ہاروت اور ماروت پر نازل کیا گیا تھا سہ۔ حالانکہ یہ دونوں فرشتے کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے

حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا

جب تک یہ نہ کہہ دیتے کہ اسوا اس کے نہیں ہے کہ ہم ایک آزمائش ہیں، پس تو کفر کو اختیار نہ کرو اس پر بھی لوگ ان سے فہم (کلام)

يُفَرِّقُونَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ ۚ وَمَا هُمْ بِضَارِينَ بِهِ مِنْ

سیکھ لیتے تھے جس سے خاوند اور اسکی بیوی کے درمیان جدائی ڈالیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کسی کو اس سے

أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۚ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

لقد علموا لمن اشتراه ماله في الآخرة من خلاقٍ ۚ وَ

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۱۵

جما ہوتا ہے اپنی رحمت سے مخصوس کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل کا مالک ہے۔ جو

نَسَخَ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنسِهَا نَأْتِ بِخَيْرٍ مِنْهَا أَوْ مِثْلَهَا ۗ أَلَمْ تَعْلَمْ

آیت ہم منسوخ کرتے ہیں یا اس کی یاد اٹھا لیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اسی قسم کی دے آتے ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ

أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۶ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ

تحقیق اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ آسمانوں اور زمینوں کی سلطنت بلاشبہ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور اللہ کے سوا نہ تو تمہارا کوئی سرپرست ہے اور نہ

لَا نَصِيرٌ ۝۱۷ أَمْ تَرِيدُونَ أَنْ تَسْأَلُوا رَسُولَكُمْ كَمَا سَأَلَ

ہی کوئی مددگار۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے رسول سے ویسے ہی سوال کرو جیسے اس سے پہلے

مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَنْ يَتَّبِدِ الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ ضَلَّ

موسیٰ سے پوچھے گئے تھے۔ اور جس نے بھی ایمان کو کفر کو اختیار کیا، بے شک وہ سیدھی راہ

سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۸ وَكَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ مِنْ

سے بھٹک گیا۔ اہل کتاب میں سے اکثر نے یہ چاہا کہ کاٹش تمہارے ایمان کے بعد

بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كُفْرًا ۖ حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا

تمہیں متدین بنا کر کافر کر لیں۔ یہ صرف حسد کی وجہ سے جو ان کے دلوں میں ہے بعد اس بات کے کہ حق ان

تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۚ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا ۚ حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ

پر کھل چکا ہے۔ پس تم انہیں معاف کرو اور درگزر کرو۔ یہاں تک کہ خدا اپنے امر کو خود ظاہر نہ کرے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۹ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر بڑی قدرت رکھنے والا ہے۔ اور نماز قائم کرو۔ اور زکوٰۃ دو۔

وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اور اپنی جانوں کیلئے جو بھلائی بھی تم نے کی ہے جو بھلائی تم نے کی ہے اللہ کے ہاں پائے گئے۔ بے شک اللہ تعالیٰ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۲۰ وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن كَانَ

جو کچھ تم کرتے ہو اسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ ہرگز جنت میں داخل نہ ہوگا۔ سوائے اسکے جو یہودی

۱۵۔ ما منسوخ۔

امام حسن عسکری علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے بعد امجد جناب امام محمد تقی علیہ السلام نے اس آیت کا مطلب یوں ارشاد فرمایا ہے کہ ہم کسی آیت کا حکم منسوخ نہیں کرتے اور نہ ہی کسی کا لکنا یعنی اس کی کتابت مٹا نہیں دیتے اور اے سول تمہارا رسول سے اور تمہاری امت کے لوگوں کے دلوں سے اس کی یاد نہیں اڑاتے جب تک کہ تم کو اور اس سے بہتر نہ پہنچا دیں یعنی دوسری آیت جو بھلے منسوخ شدہ کے آتی ہے اس میں صواب اصلاح تمہارے لئے زیادہ ہوتی ہے اور تم سب کی زیادہ بہتری مقصود ہوتی ہے اور اس میں تبدیلی سے ہماری غرض تمہاری ہی مصلحتیں ہیں اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے اس طرح نسخ و تبدیل پر بھی قادر ہے محمد بن مسلم جناب امام ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت کرتے ہیں کہ ناسخ وہ امر ہے جس نے امر سابق کو حکم مصلحت تبدیل کر دیا یا منسوخ کر دیا ہو جیسے جناب حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر پہلے عذاب آنے والا تھا انہوں نے ایسے سختے دل سے توبہ کی کہ خداوند عالم نے رحمت فرمائی اور عذاب بتایا۔

۱۶۔ بعد ایما نکم۔

جنگ احمد کے بعد یہودیوں نے حضرت عمار اور حذیفہ سے کہا کہ اگر تمہارا سے پیغمبر برحق ہوتے تو یہ شکست نہ ہوتی۔ اب بھی کہا مانو اور ہمارے دین میں جیسے آؤ۔ حضرت عمار نے جواب دیا کہ کفر و شکست کہیں حق و باطل کا معیار ہو سکتی ہے۔ ہم دین اسلام کو تو نہ چھوڑیں گے جب یہ خبر آئی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے حضرت عمار کے حق میں دعا فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی:

۱۷۔ فاعفوا واصفحوا۔

اس سے مراد یہود کے اس گناہ عظیم کی معافی نہیں بلکہ درگزر کرنا ہے۔

هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنْتُمْ

ہو یا نصاریٰ - یہ ان کی تمناؤں ہیں - اے رسول ان سے کہہ دو اگر تم اس دعویٰ میں سچے ہو تو اپنی

صِدْقِينَ ۝ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ

دلیل لاؤ گے - ہاں جس نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا - اور وہ نیک اعمال کرنے والا بھی ہو تو اس کا اجر

عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ وَقَالَتِ

اس کے پروردگار کے پاس ہے ، اور نہ انھیں کوئی خوف ہوگا ، اور نہ وہ غمگین ہوں گے - اور یہودیوں نے

الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَىٰ لَيْسَتِ

کہا کہ نصرانی (دین کی) کسی شے پر (مست) نہیں ، اور نصاریٰ نے کہا کہ یہودی (دین کی) کسی شے

الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ

پر اقامہ نہیں ہیں - حالانکہ وہ سب کتاب پڑھتے ہیں - ان جیسی ہی باتیں ان لوگوں نے بھی کہی تھیں

لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا

جو علم رکھتے ہی نہیں - پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جن جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے رہے تھے ،

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ

ان کے درمیان فیصلہ کرے گا - اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ کی مسجد میں اس کے

أَنْ يُذَكَّرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ

نام کے ذکر کرنے جانے سے روکا - اور اس کی بربادی میں کوشش کی - یہی وہ لوگ ہیں جنہیں اس بات

أَنْ يُدْخِلُوها إِلَّا خَائِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ

کافق نہیں کہ وہ مسجد میں داخل ہوں مگر یہ کہ ڈرتے ڈرتے - ان کیلئے دنیا میں رسوائی ہے ، اور ان کے لئے

فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝ وَلِلَّهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا

آخرت میں بہت بڑا عذاب ہوگا - اور اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں مشرق اور مغرب - پس جس طرف تم

تَوَلَّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ

منہ پھیر گئے وہیں خدا کا سامنا ہے - یقیناً اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا بڑی جاننے والا ہے - اور انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے

وَلَدًا سُبْحَنَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ لَّهُ

کوئی بیٹا بنا یا ہے - وہ تو اس (بھیرے سے) پاک ہے - بلکہ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں ہے سب ہی لہے - اور سب کے

نزل

لَهُ قَالُوا النَّبِيُّ دَاخِلٌ -

امام حسن عسکری علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہودی کہتے ہیں کہ ہمارے سوا کوئی جنت میں نہ جاتیگا اور ایسا ہی نصاریٰ بھی دعویٰ کرتے ہیں اور دہریے کہتے ہیں کہ ہر شے ازلی ہے - جو یہ اعتقاد نہ رکھے وہ گمراہ ہے مثنویہ کہتے ہیں کہ نور و ظلمت خالق عالم ہے جنکا یہ اعتقاد نہیں وہ گمراہ ہیں - خداوند

تعالیٰ نے ان سب کے جواب میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ سب انکی باطل رائیں ہیں - اگر سچے ہیں تو ثبوت پیش کریں - امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک

شخص نے عرض کی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو بحث و مناظرہ کی اجازت تھی - مگر انکے بعد بحث و مناظرہ ممنوع ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے - اسکی ہر وقت اجازت ہے مگر شرط یہ ہے کہ بطریق احسن ہو جیسا کہ خدا فرماتا ہے ولا تجادلوا اهل الكتاب الا بالحق

ہی احسن :-

۱۲ منع مساجد اللہ :-

مشرکین نے مسلمانوں کو اس قدر تنگ کیا تھا کہ انکا داخلہ بیت اللہ اور مسجد الحرام میں بند کر دیا - اور صلح حدیبیہ کے موقع پر حج بیت اللہ سے بھی روک دیا - نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمانوں کو مسجدوں میں آنے سے روک دینے کی وجہ سے مسجدیں ویران ہو گئیں جسکو خدا نے سعی فی خرابہا سے تعبیر کیا ہے یعنی یہ روکنے والے مسجدوں کی بربادی اور ویرانی کا باعث بنے - خداوند عالم نے مشرکین قریش کے اس ظلم کا تذکرہ فرماتے ہوئے پیشینگوئی فرمائی ہے کہ ایسا دن آئے گا کہ جیسے شہر مکہ فتح ہو جائیگا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت ان مسجدوں میں داخل ہونگے - اور یہ لوگ آپ کے سامنے نہایت ذلت و خواری کیساتھ پیش ہونگے اور اپنے کیے پر نادم ہونگے اور ان مسجدوں میں دوبارہ داخل ہونگے -

اگرچہ یہ آیت مشرکین قریش کے بارے میں نازل ہوئی مگر اسکا حکم عام ہے - یعنی جو شخص جہاں کہیں خدا کی عبادت سے روکے وہ سب بڑا ظالم ہے - خواہ وہ جگہ مسجد کیلئے مخصوص کر لی گئی ہو - یا عام زمین ہو - کیونکہ حدیث نبوی میں ہے کہ زمین برائے عبادت خدا ہے :-

۱۳ ولله المشرق :-

تفسیر صافی مشہور پر بحوالہ تفسیر قمی وارد ہے کہ یہ آیت نماز نافلہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جب کوئی شخص سفر میں ہو تو جہر کو اسکا منہ ہے اور جہری کو نماز

پڑھ سکتا ہے لیکن واجب نمازوں کیلئے یہ حکم نہیں ہے اس کے بارے میں حکم خدا ہے کہ وحیث ما کنتم فلو اذعوا حکم شطرہ - یعنی جہاں کہیں تم ہو قبلہ ہی کیطرف رخ کرو - جناب زبیر بن عوف نے روایت کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب سفر کشتی میں یا اور کسی سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں : نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے - جہر کو سواری جاری ہو اور جہری کو نیت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن واجب نماز کیلئے واجب کہ سواری سے زمین پر اتار کر قبلہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھو - رسول نے حالت خوف کے - (یا آجکل کے زمانے میں ریل گاڑی) تو اس میں کوشش کر کے قبلہ کیطرف رخ کر کے کھڑے ہو کر نماز پڑھو - پھر اگر وہ کسی طرف کو پھر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں - الفقہاء میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اسکے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو قبلہ کی سمت پہچانے میں متعیر ہو - کتاب التوحید میں جناب سلمان فارسی سے حدیث جالبہ میں

جناب زبیر بن عوف نے روایت کیا کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب سفر کشتی میں یا اور کسی سواری پر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا ایک ہی حکم ہے حضرت نے ارشاد فرمایا کہ ہاں : نافلہ نمازوں کے بارے میں تو ایک ہی حکم ہے - جہر کو سواری جاری ہو اور جہری کو نیت کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن واجب نماز کیلئے واجب کہ سواری سے زمین پر اتار کر قبلہ کیطرف رخ کر کے نماز پڑھو - رسول نے حالت خوف کے - (یا آجکل کے زمانے میں ریل گاڑی) تو اس میں کوشش کر کے قبلہ کیطرف رخ کر کے کھڑے ہو کر نماز پڑھو - پھر اگر وہ کسی طرف کو پھر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں - الفقہاء میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی وارد ہے کہ یہ آیت اسکے بارے میں نازل ہوئی ہے کہ جو قبلہ کی سمت پہچانے میں متعیر ہو - کتاب التوحید میں جناب سلمان فارسی سے حدیث جالبہ میں

قَتِيلُونَ ﴿۱۱۷﴾ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا

فرما ہوا ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور جب وہ کسی کام کے کرنے کو طے کر لیتا ہے تو وہ

يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۱۱۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ لَوْلَا يُكَلِّمُنَا

صرف کن (ہو جا) فرما دیتا ہے۔ اور (وہ) ہو جاتا ہے۔ اور کہا ان لوگوں نے جو علم نہیں رکھتے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خود کلام کیوں نہیں

اللَّهُ أَوْ تَأْتِينَا آيَةٌ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِثْلَ قَوْلِهِمْ

کرتا یا ہمارے پاس خود کوئی نشانی کیوں نہیں آتی۔ اسی طرح انہیں کی سی باتیں وہ لوگ کر چکے ہیں جو ان سے پہلے تھے۔

تَشَابَهَتْ قُلُوبُهُمْ قَدْ بَيَّنَّا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۱۱۹﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

ان سب کے دل با ہم مشابہت رکھتے ہیں۔ بیشک یقین لائے ہوئے آدمیوں کے لئے ہم دلیلیں کھول کھول کر بیان کر چکے (اور رسول)

بِالْحَقِّ بِشِيرَآءٍ وَنَذِيرَآءٍ وَلَا تَسْأَلُ عَنْ أَصْحَابِ الْجَحِيمِ ﴿۱۲۰﴾

بیشک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرناؤ والا بنا کر بھیجا ہے اور تم سے مؤرخ والوں کی بابت کچھ نہ پوچھا جائے گا۔

لَنْ تَرْضَىٰ عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ

اور ہرگز راضی نہیں ہوں گے تم سے یہودی اور نصاریٰ۔ جب تک تم ان کی ملت کی پیروی نہ کرو۔ تم کہہ دو

إِنِّ هُدَىٰ اللَّهُ هُوَ الْهُدَىٰ وَلَٰكِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي

کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی لائق ہدایت ہے۔ اور یاد رکھو کہ بعد اسکے کہ تمہیں علم ہو چکا اگر تم نے انکی خواہشات

جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۲۱﴾ الَّذِينَ

کی پیروی کی تو خدا کی طرف سے کوئی تمہارا سرپرست ہوگا اور نہ مددگار۔ جن لوگوں کو ہم نے

آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَتْلُونَهُ حَقَّ تِلَاوَتِهِ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَ

کتاب دی ہے وہ اُس کو ایسا ہی پڑھتے ہیں جیسا کہ پڑھنے کا حق ہے۔ یہی لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور

مَنْ يَكْفُرْ بِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿۱۲۲﴾ يُبْنَىٰ إِسْرَءِيلَ أَذْكُرُوا

جو اس سے منکر ہو گئے وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اے بنی اسرائیل! یاد کرو میری اس نعمت کو

نِعْمَتِي الَّتِي أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّي فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۱۲۳﴾

جو میں نے تم پر انعام کی تھی۔ اور میں نے تمہیں (تمہارے زمانہ کے) جہانوں پر تفصیلت دی تھی۔ اے

وَاتَّقُوا يَوْمًا لَا تَجْزِي نَفْسٌ عَنْ نَفْسٍ شَيْئًا وَلَا يَقْبَلُ مِنْهَا

اور ڈرو اس دن سے جب کوئی شخص کسی شخص کے بدلے میں کچھ بھی نہ دے سکے گا، اور زمان سے کچھ عفو نہ قبول کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

حضرت نے آگ اور کھڑیاں منگا کر آگ جلوا دی جب شعلہ بلند ہوا تو حضرت نے فرمایا: بتا! اس شعلہ کا رخ کدھر ہے جاہلیق نے جواب دیا کہ اس کا رخ ہر طرف ہے۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ ایک مفعول اور مخلوق چیز ہے جب اس کا رخ نہیں پہچانا جاتا ہے۔ خالق تو اس سے یا کسی اور شے سے مشابہ ہی نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

والله المشرق والمغرب فأينما تولوا فثم وجه الله
ان الله واسع عليم

حاشیہ صفحہ ۱

۱۔ بدیع :-

موجد دنیا نکالنے والا۔ نئی طرح بنانے والا پیدا کرنے والا۔ بدیع السموات والارض اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے ہے بدیع وزن فعیل بمعنی مبدع ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا ہے جس کی سابق میں مثال نہ ہو۔ بغیر کسی کی اقتدار اور پیروی کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداء ہے۔ ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوگا تو بغیر کسی اکہ مادہ۔ زمانہ اور مکان کے کسی چیز کے ایجاد کرنے کے معنی ہوں گے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۶)

۲۔ علی العالمین :-

اس سے مراد اس زمانہ کے لوگ ہیں۔

۳۔ کہ اگلے پچھلے سب :-



عَدْلٌ وَلَا تَنْفَعُهَا شَفَاعَةٌ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَإِذْ ابْتَلَىٰ

جائے گا، اور نہ کوئی سفارش اس کو فائدہ پہنچائے گی۔ اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ

إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَتٍ فَأَتَتْهُنَّ قَالَ إِنِّي جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا

ابراہیم کے رب نے اس کا امتحان لیا اسے چند کلمات سے تو اس نے انھیں پورا کر دیا۔ تو خدا نے فرمایا کہ میں تجھیں سب انسانوں کا امام

قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذْ جَعَلْنَا

بنا دیا لا حول۔ ابراہیم نے کہا اور میری اولاد میں سے۔ خدا نے فرمایا میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ ہم

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ

نے خانہ کعبہ کو لوگوں کیلئے ثواب گاہ اور سیارہ کی جگہ قرار دیا۔ اور (حکم دیا کہ) ابراہیم کے گھر ہونے کی جگہ کو نماز کی جگہ بنا

مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنَّ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ

لو۔ اور ہم نے ابراہیم اور اسمعیل سے عہد لیا کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف

وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ﴿١٢٤﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ

کرمیوں والوں اور رکوع سجود کرمیوں کیلئے پاک رکھو۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے پروردگار! اس

هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ

دھرم کو امن کا شہر قرار دے۔ اور اس کے رہنے والوں کو جو ان میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لائیں، پھیلوں کا

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمْتِعْهُ قَلِيلًا ثُمَّ

رزق پہنچا۔ (خدا نے) فرمایا اور جو کفر اختیار کئے جو کفر سے تھوڑا فائدہ تو میں اُسے بھی دوں گا۔ پھر

أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٢٥﴾ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ

اُسے جہنم کے عذاب کی طرف دھکیل دوں گا۔ اور وہ بڑا ٹھکانا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ابراہیم اور اسمعیل

الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ

خانہ کعبہ کی بنیادیں بلند کر رہے تھے۔ (اور دعا مانگتے تھے کہ) اے ہمارے پروردگار! ہماری (یہ خدمت) قبول کر، بے شک تو

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿١٢٦﴾ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا

(ہماری دعا کا) خوب سننے والا اور ہماری نیتوں کا بخوبی نیکو والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو نبی ہی فرما یا پھر نبی بننے سے پہلے اور ہماری اولاد

أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَأَرَنَا مِنَّا سَكَنًا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ

میں سے اپنی ہی ذات کی سلسلہ فرما یا پھر امت امتیٰ اور ہمیں ہمارے رب کی عیبوں کو کھائے اور ہماری طرف (مہربانی کی) توجہ فرما۔ کیونکہ تو بڑا ہی بخشنے

الْبَقَرَةُ ۲

لہ واذ ابنتی ابراہیم۔
تفسیر صفائی ص ۷۷ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے حضرت ابراہیم علیہ
السلام کو نبی مقرر کرنے سے پہلے اپنا عہد مقرر کیا۔ اور
رسول بنانے سے پہلے نبوت عطا فرمائی۔ پھر خلیل
بنانے سے پہلے رسول بنایا اور امام مقرر کرنے سے
پہلے خلیل بنایا۔ جب یہ سب مدارج طے ہو گئے تب
ارشاد فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا۔ چونکہ
یہ ایک بلند درجہ تھا۔ اور آپ کے دل میں اس عہدہ کی
بے حد عظمت تھی۔ آپ نے اپنی اولاد کیلئے بھی یہ رسول
کیا: قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي کہ کیا میری اولاد میں سے
بھی کسی کو یہ درجہ ملیگا کہ خدا نے فرمایا: لَا يَنَالُ
عَهْدِي الظَّالِمِينَ۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔
(انتہی)۔

یہاں پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ
تعالیٰ نے امامت کے لئے کو عہد الہی قائم رکھنے پر متعلق
کیا ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد
سے عصمت مطلقہ مراد ہے چنانچہ ارشاد ہوا: اَللّٰهُ
اَعٰدَ الْبَيْتِ بَنِي اٰدَمَ اِنْ اَتَقَعِدَ الشَّيْطَانُ۔
(یہاں) اے اولاد آدم کی تم سے میں نے یہ عہد نہیں
لیا تھا کہ شیطان کے بندے نہ بنائے یعنی اس کے کسی امر
کی بھی اطاعت نہ کرنا چونکہ ہر گناہ اغوا اور طاعت
شیطان ہی سے ہوتا ہے اسلئے گنہگار امام نہیں ہو
اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے غالبین کی تشریح
اور توضیح بھی فرمادی ہے چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّ
الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (پہلے آیت) شرک بہت بڑا
ظلم ہے۔ شرک ظالم بلکہ بہت بڑے ظالم پھرنے والے
مقام پر ارشاد ہے: وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ (پہلے
آیت) کافر بھی ظالم ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے:
وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ۔
(پہلے آیت)۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدیں پھاڑ جاتے
ہیں وہ ظالم ہیں۔ ان آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ شرک
کا فخر اور گنہگار سب ظالم ہیں اسلئے مستحق امامت نہیں
اور چونکہ قرآن مجید میں ظالموں کو لعنت کا مستوجب قرار
دیا گیا ہے اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الظَّالِمِيْنَ (پہلے آیت)۔
یعنی خدا کی رحمت سے دور کیے گئے ہیں۔ اسلئے جب تک
کوئی شخص شرک، کفر یا گناہ میں مبتلا رہے۔ اس پر خدا
کی لعنت پڑتی رہتی ہے ایسے لوگ امام نہیں بنائے جا
سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ ہم اللہ کا نائب
مِنَ الذَّنْبِ کَمَا لَا ذَنْبَ لَہ۔ کہ جو شخص گناہ سے توبہ
کر لے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا
ہو۔ تو ایسے لوگ جو پہلے مشرک یا کافر رہے بعد میں اسلام لائے وہ تو امام بن سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ لَا تَرْکُبُوْا اِلٰی الذِّیْنَ ظَلَمُوْا فَمَسَّکُمُ النَّارُ (پہلے آیت) کہ جو گناہ
ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جانا جو پہلے کبھی گناہ
کئے تھے۔ اسلئے امامت کے اہل نہیں رہے امام وہی ہو سکتا ہے جو خدا کے عہد پر قائم رہا ہو یعنی معصوم ہو غیر معصوم امام نہیں ہو سکتا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بنانا خدا کے اختیار
میں ہے لوگ اپنے باہمی مشورہ سے امام مقرر نہیں کر سکتے آنحضرت صلی علیہ وسلم اور آپ کی فریبت سے باقی گیارہ امام مصوص من اللہ تھے وہ سب معصوم تھے پہلے عہدہ۔ اس کے
معنی ہیں اَوْصَاکَ وَشَرَطَ الْبَیْتَ (اقترب) اسے تاکید کی اور اس کی پابندی اس پر پہلے مشابہ۔ بالمشابہ الموضع الذی ثیاب اٰی یدرجع الیہ مرۃ بعد اٰخٰی (تاج الروس)

یہاں پر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امامت کے لئے کو عہد الہی قائم رکھنے پر متعلق کیا ہے۔ قرآن کریم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد سے عصمت مطلقہ مراد ہے چنانچہ ارشاد ہوا: اَللّٰهُ اَعٰدَ الْبَيْتِ بَنِي اٰدَمَ اِنْ اَتَقَعِدَ الشَّيْطَانُ۔ (یہاں) اے اولاد آدم کی تم سے میں نے یہ عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کے بندے نہ بنائے یعنی اس کے کسی امر کی بھی اطاعت نہ کرنا چونکہ ہر گناہ اغوا اور طاعت شیطان ہی سے ہوتا ہے اسلئے گنہگار امام نہیں ہو اسی طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے غالبین کی تشریح اور توضیح بھی فرمادی ہے چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ (پہلے آیت) شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ شرک ظالم بلکہ بہت بڑے ظالم پھرنے والے مقام پر ارشاد ہے: وَالْكَافِرُوْنَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ (پہلے آیت) کافر بھی ظالم ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہے: وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظَّالِمُوْنَ۔ (پہلے آیت)۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی حدیں پھاڑ جاتے ہیں وہ ظالم ہیں۔ ان آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ شرک کا فخر اور گنہگار سب ظالم ہیں اسلئے مستحق امامت نہیں اور چونکہ قرآن مجید میں ظالموں کو لعنت کا مستوجب قرار دیا گیا ہے اِنَّ لَعْنَةَ اللّٰهِ عَلٰی الظَّالِمِيْنَ (پہلے آیت)۔ یعنی خدا کی رحمت سے دور کیے گئے ہیں۔ اسلئے جب تک کوئی شخص شرک، کفر یا گناہ میں مبتلا رہے۔ اس پر خدا کی لعنت پڑتی رہتی ہے ایسے لوگ امام نہیں بنائے جا سکتے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص یہ کہہ دے کہ ہم اللہ کا نائب مِنَ الذَّنْبِ کَمَا لَا ذَنْبَ لَہ۔ کہ جو شخص گناہ سے توبہ کر لے وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے اس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ تو ایسے لوگ جو پہلے مشرک یا کافر رہے بعد میں اسلام لائے وہ تو امام بن سکتے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ لَا تَرْکُبُوْا اِلٰی الذِّیْنَ ظَلَمُوْا فَمَسَّکُمُ النَّارُ (پہلے آیت) کہ جو گناہ ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہو جانا جو پہلے کبھی گناہ کئے تھے۔ اسلئے امامت کے اہل نہیں رہے امام وہی ہو سکتا ہے جو خدا کے عہد پر قائم رہا ہو یعنی معصوم ہو غیر معصوم امام نہیں ہو سکتا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام بنانا خدا کے اختیار میں ہے لوگ اپنے باہمی مشورہ سے امام مقرر نہیں کر سکتے آنحضرت صلی علیہ وسلم اور آپ کی فریبت سے باقی گیارہ امام مصوص من اللہ تھے وہ سب معصوم تھے پہلے عہدہ۔ اس کے معنی ہیں اَوْصَاکَ وَشَرَطَ الْبَیْتَ (اقترب) اسے تاکید کی اور اس کی پابندی اس پر پہلے مشابہ۔ بالمشابہ الموضع الذی ثیاب اٰی یدرجع الیہ مرۃ بعد اٰخٰی (تاج الروس)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

توجہ پیر کر دوسری طرف جبکہ جانب الایمان (۲۷) محاورہ میں اس کے معنی ہیں۔ المائل عن الضلالة الی الهدی (مفردات) جو شخص ضلالت سے منہ پھیر کر ہدایت کی طرف توجہ کرے۔ (۲۸) المستقیم سیدھا راستہ (۲۹) الصیغ المیلان الی الاسلام جس کی اسلام کی طرف توجہ ہو۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱)

۱۱ شقاق :-

شق جانب کو کہتے ہیں پس شقاق کے معنی ہیں دوری کے۔ شقاق کا مصدر ہے۔ اور شقاق کے معنی ہیں خالقة و عاكدة یعنی اس نے مخالفت اور دشمنی کی۔

۱۲ صبغة الله :-

عیسائی بچہ کو پستہ دیتے ہیں جسے اصطلاح کہا جاتا ہے۔ وہ غل ہوتا ہے جو زرد رنگ کے پانی سے دیا جاتا ہے۔ جب تک بچہ کو پستہ نہ دیا جاتے وہ اگر مر جائے تو اسے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن نہیں کرتے کیونکہ وہ عیسائی نہیں سمجھا جاتا۔

اسلام چونکہ مذہب فطرت ہے اور ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے اسلئے خدا نے مومنین کو روز قیامت و لاہ کا رنگ دیدیا۔ چونکہ یہ خدا کا دیا ہوا رنگ ہے اس لئے یہی بہتر ہے جس طرح رنگ کا اثر رنگی ہوتی چیز پر نمایاں ہوتا ہے اسی طرح ولایت آل رسول صلعم کا رنگ مومنین میں ظاہر ہوتا ہے (تفسیر صافی ص ۴۸) ۱۳ اتجا جونا :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبعوث نبوت ہونا اہل کتاب کو نہایت شاق گذرتا تھا کیونکہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا دین قدیم ہے۔ نبی ہم میں سے ہی تھے اور ہماری ہی کتاب پرانی ہے اسلئے اگر یہ نبی ہوتے تو ضروری تھا کہ ہم ہی سے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب دیا کہ اسے رسول ان سے کہہ دو کہ تم لوگ اللہ کے بارے میں حجت کرتے ہو حالانکہ وہ ہمارا بھی دیا ہی پروردگار ہے جیسا کہ تمہارا اسے اختیار ہے کہ جسکو چاہے اپنی رحمت سے نوازے۔ ہمارے اعمال ہمارے ساتھ ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے ساتھ۔ چونکہ ہم صدق دل اور خلوص سے اس کی اعانت اور عبادت کرتے ہیں اسلئے کچھ بعید نہیں کہ وہ ہمارے اعمال کے سبب سے ہماری عزت بڑھاوے۔ (تفسیر صافی ص ۴۸) ۱۴ الاسباط :-

سبط کی جمع ہے۔ اور سبط کے معنی اصل میں پھیلاؤ کے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے لمبے بالوں کو سبط کہتے ہیں آدمی کو سبط الکفین کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ہاتھ ہر ایک حاجتمند تک پہنچ جاتا ہے۔ بیٹے کے بیٹے کو بھی سبط کہتے ہیں کیونکہ جب بیٹوں کے بیٹے ہو جائیں۔ تو نسل کا پھیلاؤ شروع ہو جاتا ہے پس اسباط کے معنی پوتوں کے ہوں گے یا ان کی نسل کے جو حضرت یعقوب کے خاندان کے پھیلاؤ کا باعث اور ذریعہ بنی ۱۵

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۵ قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى

مشرکین میں سے نہ تھا۔ (۱۵) قُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى

إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ

ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسباط پر نازل کیا گیا تھا۔ اور اس پر بھی جو کچھ موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا

وَعِيسَىٰ وَمَا أُوتِيَ النَّبِيُّونَ مِنْ رَبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ

کیا تھا۔ اور اس پر بھی جو نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا تھا۔ ہم تو ان میں سے کسی ایک کے درمیان بھی فرق نہیں کرتے

وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۱۶ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنْتُمْ بِهِ فَقَدْ

اور ہم تو اسی (اللہ کے فرمانبردار ہیں۔ پس اگر وہ ایمان لائیں جیسا کہ تم اس پر ایمان لائے ہو۔ تو یقیناً وہ

أَهْتَدُوا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ

ہدایت پلکے۔ اور اگر وہ منہ پھریں تو بات یہی ہے کہ وہ تمہاری دشمنی میں مبتلا ہیں لہٰذا پس اس کے قابل میں خدا تعالیٰ مدد

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۱۷ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً زُ

کیلئے کافی ہوگا اور وہ سننے والا جاننے والا ہے۔ رنگ تو خدا کا ہے نہ اور خدا کے رنگ سے بہتر کس کا رنگ ہے۔ اور

نَحْنُ لَهُ عِبَادُونَ ۱۸ قُلْ أَتُحَاجُّونَنَا فِي اللّٰهِ وَهُوَ رَبُّكُمْ وَلَنَا

ہم تو اسی کیلئے عبادت کر رہے ہیں۔ اے رسول ان سے کہہ دو کیا تم ہم سے خدا کے معاملہ میں جھگڑتے ہو، حالانکہ وہ ہمارا بھی ہے اور تمہارا

أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُخْلِصُونَ ۱۹ أَمْ تَقُولُونَ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ

بھی اور ہم سے لئے ہمارے اعمال اور تمہارے لئے تمہارے اعمال اور تمہاری سے انہیں رکھتے ہیں نہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ ابراہیم

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ كَانُوا هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ

اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور اسباط یہودی تھے یا نصرانی۔

قُلْ أَنْتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللّٰهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ

(اے رسول ان سے کہہ دو کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم اور کون ہوگا جسکے پاس اللہ کی طرف سے ایک گواہی ہو

مِنَ اللّٰهِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۲۰ تِلْكَ آيَةٌ قَدْ خَلَتْ

اور وہ چھپائے۔ اور تم کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے غافل نہیں ہے۔ یہ ایک آیت تھی، جو یقیناً گذر گئی،

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۱

جو کچھ اس نے کمایا اس کیلئے ہے اور جو کچھ تم نے کمایا تمہارے لئے ہے اور تم سے باز رہے گی اس چیز کی جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

نازل ۱

سبط کی جمع ہے۔ اور سبط کے معنی اصل میں پھیلاؤ کے ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے لمبے بالوں کو سبط کہتے ہیں آدمی کو سبط الکفین کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کا ہاتھ ہر ایک حاجتمند تک پہنچ جاتا ہے۔ بیٹے کے بیٹے کو بھی سبط کہتے ہیں کیونکہ جب بیٹوں کے بیٹے ہو جائیں۔ تو نسل کا پھیلاؤ شروع ہو جاتا ہے پس اسباط کے معنی پوتوں کے ہوں گے یا ان کی نسل کے جو حضرت یعقوب کے خاندان کے پھیلاؤ کا باعث اور ذریعہ بنی ۱۵

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَهُمْ عَن قِبَلِهِمُ الَّذِي

عقرب بعض بے وقوف لوگ یہ کہیں گے کہ اس قبیلہ سے روگرداں کیا جس کی طرف یہ (نماز

كَانُوا عَلَيْهَا قُلُوبُ اللَّهِ الشَّرْقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

پڑھا کرتے) تھے کہ (اے رسول) ان سے کہہ دو کہ مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے سیدھی

إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۚ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا

راہ کی طرف جانے کی ہدایت فرماتا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہیں اعتدال والا گروہ بنالیا ہے تاکہ تم

شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا

لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ رہے۔ اور

جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ

جس قبیلہ کی طرف تم (نماز پڑھا کرتے) تھے۔ اُسے ہم نے نہیں مقرر کیا تھا۔ مگر اسی لئے کہ ہم ان کو

الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ ۚ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةٌ

جو رسول کی پیروی کرتے ہیں ان سے جو پچھلے پاؤں پلٹ جاتے تیز کر دیں اور اگرچہ یہ (تحويل قبلہ) سب سے

إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۚ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ إِبْرَاهِيمَ

ہی شاق گذرا سولہ ان کے جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت پا گئے اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمان کو ضائع کرے

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَءَوْفٌ رَّحِيمٌ ۚ قَدْ تَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ

بیشک اللہ تعالیٰ سب لوگوں پر بہت شفقت کرنا والا مہربان ہے۔ (اے رسول) ہم تمہارا آسمان کی طرف توجہ کرے گا

فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

رخ کرنا ضرور دیکھ رہے ہیں پس ضرور ہم تمہارا رخ اسی قبیلہ کی طرف پھرا دیں گے جو تمہیں پسند ہے۔ پس تم اپنا رخ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

مسجد الحرام کی طرف کرلو۔ اور جہاں کہیں تم ہو اگر وہ تمہارا رخ (نماز میں) اسی کی طرف کر لیا کرو۔

وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ

اور بیشک جنہیں کتاب دی گئی وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ (تبدیلی قبیلہ) ان کے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔

وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۚ وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ

اور جو عمل یہ لوگ کرتے ہیں اللہ اس سے بے خبر نہیں ہے۔ اور تم اگر ان لوگوں کو جنہیں کتاب دی گئی ہے

مَنَزل

الہ السفہاء: سفیہ کی جمع ہے اور السفیہ

کے معنی میں خفۃ العلم، علم کی کمی۔ الجہول: جہالت۔

الخفۃ: ہلکا ہلکا ہونا۔ الحدرۃ: حرکت۔ الاضطراب:

اضطراب۔ پس سفیہ کے معنی ہوئے کم عقل، کم علم۔

بات کو بغیر سچے کچھ بولنے والے۔ سطحی نگاہ والے۔

بے استقلال۔ لکن فلنولينك: ولہ الامر کے معنی میں جعلہ

والیاء علیہ۔ اسے فلاں پر مسلط کر دیا۔ (اقرب) ذلک وجہی کذا کے

معنی ہیں۔ اقبلت میں نے اس کی طرف منہ پھرا (مفردات) القبلة۔

الجهة: تھک ما یستقبل من شئ: قبلہ کے معنی ہیں جہت۔ ہر وہ چیز

جو سامنے ہو۔ ہر وہ چیز جس کی طرف منہ کیا جائے یا پھیرا جائے (اقرب)۔

لہ ما ولہ: یہ یہودیوں کا قول بیان ہوا ہے۔ احتجاج طبری

میں امام حسن عسکری سے روایت ہے کہ تم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قبلہ مکہ

مکہ بیت المقدس تھا اسی سمت کی طرف رخ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے

اور یہ بھی حکم تھا کہ اگر ممکن ہو سکے تو یمن میں کعبہ بھی لے لیا کریں۔ اور

جہاں ممکن نہ ہو وہاں بیت المقدس ہی کی طرف نماز پڑھا کریں چنانچہ

مکہ میں اسی حکم پر عمل نہ ہوا۔ جب آپ مدینہ پہنچے تو وہاں بھی

مشروعہ نکسا اسی طرح نماز پڑھتے رہے یہودیوں نے طعن لڑی شروع

کی کہ مسلمانوں کی نماز ہمارے قبلہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ یہ بات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو آگوار لڑی چنانچہ آپ نے حضرت جبریل سے اس کا ذکر کیا۔

انھوں نے کہا کہ آپ خدا سے دعا مانگیں۔ چنانچہ آپ نے دعا کی جو

ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ تمہیں قیامت ہوئی۔ عبادی معلوم یہ آیت آگے

آئی ہے اس پر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کیا ما ولہ عن قبلتہ

التي كانوا علیہا۔ اور خدا کی طرف سے جواب ملا لا اللہ الا للہ المشرق والمغرب

کہ مشرق اور مغرب سب تمہیں اللہ ہی کی ہیں وہ جسے چاہے قبلہ مقرر کر

دے۔ اور یہ قبلہ کا مقرر کرنا امر کریم کیلئے تھا اور نہ خدا تو جو نہیں

دکھتا کہ اس کی طرف منہ کا رخ کیا جائے۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل

ہے کہ حضرت ابراہیم کی وراثت میں سے نبوت حضرت عیسیٰ کے زمانہ

تک حضرت اسحاق کی نسل میں رہی۔ ان کا قبلہ بیت المقدس مقرر

تھا۔ آپ کے بعد نبوت حضرت اسماعیل کی اولاد میں منتقل ہوئی اور

جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اولاد میں پہلے اور آخری نبی تھے۔ پہلے اسحاق

قبلہ تبدیل ہوا اسماعیل قبلہ مقرر ہوا۔ چونکہ حضرت ابراہیم کی وراثت میں سے نبوت عیسیٰ کے بعد

ہوئی تھی چنانچہ نبوت جبریل کی وجہ سے وہ وہابیہ میں بد

کی مثال سے دواہ پہلے ہوئی جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی اور دیگر

اصحاب کے ہمراہ مدینہ سے مدینہ کو دور مسجد قبا میں نماز پڑھا

کر رہے تھے ابھی دو رکعتیں پڑھی تھیں کہ عین نماز پڑھنے میں ہی

تحويل قبلہ کا حکم آگیا۔ آنحضرت فوراً کعبہ کے رخ پھر گئے۔ آپ کے ساتھ

ہی حضرت علی اور بعض اصحاب بھی کعبہ کی طرف پھر گئے۔ اور انھوں

نے باقی دو رکعتیں کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ اسی نے اس مسجد

کو دو قبلتین کہتے ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کو مصلیٰ الی قبلتین

کہتے ہیں کہ آپ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی (تفسیر صافی ص ۱۷۸)

لہ امة وسطا: لغت میں امت کے معنی گروہ آنے ہیں۔

اور قرآن کی روش سے امت شفعہ احد پر بھی بولا گیا ہے اور امام کے مضمون پر بھی اس کا اطلاق ہوا ہے جیسا کہ ارشاد ہے ان ابراہیم کان امة قانتا لله رب غلغ

جاءت للناس اماما آپ۔ بقدر غلغ یہ آیت پہلے گورچکی ہے۔ وسط کے معنی صاحب اعتدال کے آئے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس صفت سے عام لوگ تصف نہیں ہو سکتے صرف وہی ہو سکتے ہیں جو افراط و تفریط سے پاک

ہوں نہ تو وہ حق سے منحرف ہوں اور نہ باطل کی طرف جھکیں۔ چونکہ امت رسولی میں ہر قوم اور اعمال کے لوگ موجود ہیں ایک بھی بد بھی، فاسق اور فاجر بھی اس لئے ان سب پر وسط کی صفت صادق نہیں آ سکتی معلوم ہوا کہ اس سے صرف

خاص ہستیوں کو مراد ہے جو افراط و تفریط سے بالکل پاک اور معصوم ہیں اور وہ صرف امام ہی ہو سکتے ہیں انھیں امت وسط اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں خدا کے احکام کو لوگوں کو پہنچاتے ہیں اور لوگوں کے اعمال

خدا تک پہنچانے والے ہیں اور انھیں خدا اللہ علیہ السلام کے واسطہ سے دیکھنے والے ہیں۔ دیکھنے والے صلی اللہ علیہ وسلم اور تفسیر موانع التنزل جلد ۲ میں فرمان حضرت علی علیہ السلام بروایت سلیم بن قیس البہلی

أَوْتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَّا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ

ساری نشانیاں بھی لاوے تو بھی وہ تمھارے قبیلہ کی پیروی نہیں کریں گے۔ اور نہ تم ہی ان کے قبیلہ

قِبْلَتِهِمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةٍ بَعْضٌ وَلَٰكِنْ اتَّبَعْتَ

کی پیروی والے ہو سکتے ہو۔ اور نہ ہی ان میں کا ایک دوسرے کے قبیلہ کی پیروی کریں والے ہو۔ اور جو علم تمھارے پاس

أَهْوَاءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذَا لَمِنَ

آچکا ہے اس کے بعد بھی اگر تم ان کی خواہشوں پر چلے تو البتہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ

الظَّالِمِينَ ۝۱۴۵ الَّذِينَ اتَّبَعُوا الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ

گے۔ وہ لوگ جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح

أَبْنَاءَهُمْ وَإِنَّ فَرِيقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝۱۴۶

اپنے بیٹوں کو۔ اور بیشک ان میں کا ایک گروہ حق کو ضرور چھپاتا ہے، اور انھیں ایک کہہ جاتے ہیں۔

الْحَقَّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ۝۱۴۷ وَلِكُلِّ وُجْهَةٍ

حق تمھارے پروردگار کی طرف سے ہے پس تم ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا کہ اور ہر ایک کے لئے ایک

هُوَ مَوْلَاهَا فَاستَبِقُوا الْخَيْرَاتِ ۚ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُم

سمت ہے جسکی طرف وہ (غازیں) منہ پھراتا ہے پس تم (اے مسلمانو!) نیکیوں کی طرف سبقت کرو جہاں کہیں بھی تم ہو گے

اللَّهُ جَمِيعًا إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۴۸ وَمِنْ حَيْثُ

اللہ تعالیٰ تمھیں اکٹھا کرے لے آئے گا کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور (اے رسول) جس

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ

طرف بھی تم نکلو اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو اور بیشک یہ تمھارے پروردگار کی طرف سے

مِنْ رَبِّكَ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۱۴۹ وَمِنْ حَيْثُ

برحق ہے۔ اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ اس سے بخبر نہیں ہے۔ اور (اے رسول) جس طرف

خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا

سے بھی تم نکلو اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو۔ اور جہاں کہیں بھی تم

كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ

ہو اپنے چہرے اس کی سمت کر لیا کرو۔ تاکہ لوگوں کا الزام تم پر قائم نہ ہو۔

نزل

۱۴۵ یہ عرفونہ یہ تفسیر تھی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ توریت، زبور اور انجیل میں آنحضرت صلیم، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے۔ اس لئے وہ آنحضرت صلیم، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے۔ اس لئے وہ آنحضرت صلیم کو بھی طرح پہچانتے تھے۔ مگر جب آپ مبعوث ہوئے تو انھوں نے نہ پہچانا۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا فلیتا جاءهم ما عرفوا كفروا به (پہچانے پر انھوں نے کفر کیا)۔

۱۴۶ ہم تو یہ کہہ رہے ہیں۔ اس شک کے مصداق غیر نبی ہیں۔ کیونکہ نبی صلیم کی شان قرآن ہے وما یطعن عن الہدی ان ہوا الا وحی یبئی (پتہ النجم) کہ وہ نبی صلیم، اپنی خواہش سے تو کچھ نطق نہیں فرماتے۔ یہ تو وہ وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے ان اتبع الامایوخی الی رب انعام، (خ) لہذا اس شک کے مصداق غیر نبی ہیں۔ دیکھئے تفسیر اللہ الرحمن ص ۳۳۔

۱۴۷ فاستبقوا۔ نماز ایک اعلیٰ ترین عبادت ہے جس کی غرض تو یہ ہے کہ قائم کرنا، نفس کا تزکیہ کرنا۔ اور نیکیوں کی طرف بڑھ جانا ہے اور یہی عبادت کا صحیح مفہوم ہے۔

۱۴۸ جمیعاً۔ کمال الدین اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو رات کو اپنے اپنے بستروں سے مفقود ہو جائیں گے اور صبح انھیں مکہ معظمہ میں ہوں گی۔ اور بعض ان میں سے دن دہاڑے بادلوں کی سواہی پر جائیں گے۔ اور ہم ان میں سے ہر ایک کا نام اور اس کے باپ کا نام، اس کی صورت اور حسب و نسب سب جانتے ہیں (تفسیر ضافی ص ۵۷)۔

۱۴۹ لمتزوج۔ بادلوں کی سواہی سے امام علیہ السلام کی مراد ایسی سواہی ہو سکتی ہے جو بادلوں کی طرح ہوا کے دوش پر چلے، جیسا کہ آج کل کے ہوائی جہاز وغیرہ۔ اس لئے نئی روشنی کے دلدادگان کو بادلوں کی سواہی سے دل تنگ نہیں ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے ہر طرح کی سواہیاں پیدا کی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے والخیل والبیغال والحصیر لتركبوها وذینہ ویخلق ما لا تعلمون ہ علی اللہ قصد التہیل ومنہا جائزہ (رہ) نخل (خ) توجہ: اور اس نے گھوڑوں، ٹیچروں اور گدھوں کو پیدا کیا۔ تاکہ تم ان پر سواہی کرو۔ اور اس میں زینت بھی ہے (اس کے علاوہ) اور چیزیں بھی (سواہی کیلئے) پیدا کرے گا۔ جن کو تم نہیں جانتے اور سیدھا راستہ دکھانا اللہ کے ذمہ ہے اور بعض راہ شریعہ بھی ہیں۔ معلوم ہوا کہ علاوہ گھوڑے ٹیچر اور گدھے کے اللہ تعالیٰ ایسی سواہیاں بھی بنا ٹیگا جن کو اس زمانہ کے لوگ نہ جانتے تھے۔ اور اسی میں موٹر لاری اور ہوائی جہاز وغیرہ بھی آجاتے ہیں۔ ۵۷ شطر المسجد الحرام۔ غارہ کعبہ کی لمبائی ۲۱ باغہ اور چوڑائی ۱۵ باغہ ہے۔ اس کے ارد گرد ایک خاص حد تک مسجد الحرام ہے۔ اسے مسجد الحرام یا حرمت والی مسجد اسی لئے کہتے ہیں کہ اس کے اندر کسی کا قتل کرنا، یا ایذا پہنچانا اگر مرد واجب القتل ہو، یا درخت اکھاڑنا یا اگر ہوا مال اٹھانا حرام ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آیت کے پہلے حصہ میں آنحضرت صلیم اور اہل مدینہ سے خطاب ہے۔ اور دوسرے میں کل نمازیوں سے خواہ وہ مغرب میں رہتے ہوں یا مشرق میں اور مقصود یہ ہے کہ جو لوگ مسجد الحرام میں نماز پڑھتے ہیں ان کیلئے تو خود بیت اللہ قبلہ ہے اور جو مسجد الحرام سے باہر لیکن حرم کعبہ کے اندر ہوں، ان کیلئے مسجد الحرام قبلہ ہے اور تمام اہل زمین کے لئے کل حرم مکہ۔ ۵۸ الحجۃ۔ قال الانہدی التوجہ الذی یکون الظرف لیس فی حجة (السان العذب) وحی الی البقاء ومن حیث تخلیۃ علی الخصم لیس فی حقیقت۔ انہدی کہتے ہیں کہ وہ دلیل جس سے انسان کو کامیابی حاصل ہو اسے حجت کہتے ہیں۔ اور کلیات البر البقاء میں ہے کہ اس کا نام حجت اس لئے رکھا گیا کہ اس کے ذریعے دشمن پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

۱۴۵ یہ عرفونہ یہ تفسیر تھی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ توریت، زبور اور انجیل میں آنحضرت صلیم، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے۔ اس لئے وہ آنحضرت صلیم، آپ کے سچے اصحاب اور ان کی مہاجرت کا سب ذکر آچکا ہے۔ اس لئے وہ آنحضرت صلیم کو بھی طرح پہچانتے تھے۔ مگر جب آپ مبعوث ہوئے تو انھوں نے نہ پہچانا۔ جیسا کہ قرآن نے فرمایا فلیتا جاءهم ما عرفوا كفروا به (پہچانے پر انھوں نے کفر کیا)۔

حُجَّةٌ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي

سوائے ان کے جنہوں نے ان میں سے ظلم کیا۔ پس تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ہی ڈرو

وَلَا تَمْنَعِي عَيْنَيْكَ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُفُّوهُمْ تَهْتَدُونَ ﴿۱۵۱﴾ كَمَا أَرْسَلْنَا

اور تاکہ میں تم پر اپنی نعمت پوری کر دوں۔ اور اسلئے کہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ (تحويل قبلہ ایسی ہی نعمت ہے)

فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ

جیسے ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ﴿۱۵۲﴾

کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۳﴾ يَأَيُّهَا

پس تم میری یاد کرو ملے میں تمہیں یاد کروں گا اور تم میرا شکر کرو ملے اور ناشکری نہ کرو۔ اے لوگو!

الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ

جو ایمان لائے ہو صبر اور صلوٰۃ کے ذریعہ سے مدد مانگو ملے بیشک اللہ تعالیٰ صبر

الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۴﴾ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

کرنیوالوں کے ساتھ ہے۔ اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کئے جائیں انہیں مردہ مت کہو،

أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۵﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ

بلکہ وہ زندہ ہیں ملے مگر تمہیں (ان کی اس زندگی کا) شعور نہیں۔ اور ہم ضرور تم کو

بَشَىٰ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ

شے ٹھوڑے سے خوف اور کچھ بھوک اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان

وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۶﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ

سے آزمائشیں گے۔ اور (مے رسول) ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری سننا جن پر حسبِ کوئی مصیبت پڑی تو کہنے

قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۷﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

لگے بیشک ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہم اسی کے حضور واپس کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار

مِّنْ لَّهِمْ وَرَحْمَةٌ قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهُمْ أَفَلَا يَذْكُرُونَ ﴿۱۵۸﴾ إِنَّ الصَّافَا

کی طرف سے صلوٰۃ اور رحمت ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں۔ بیشک صفا ملے

داخل

۱۵۱ فاذا ذكروني: انحصال میں جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے

کہ تم خدا کو یاد کرو یاد کرو یاد کرو یہ سب کچھ تمہارے ساتھ موجود ہے۔ کافی میں

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں

ذکر اپنے جمع میں کرتا ہوں اور اس سے بہتر جمع میں کروں گا یعنی تمہیں

کے جمع میں (تفسیر صفائی منہ) ملے واشکرونی: تفسیر صفائی

منہ میں امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس شخص

اللہ کہتا اس نے خدا کی کل نعمتوں کا شکر ادا کیا اور جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر نعمت کا شکر یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو

کچھ حرام ہے اس سے پرہیز کریں۔ انحصال میں جناب امام محمد باقر

سے منقول ہے کہ جو بلا خدا کی طرف سے نازل ہو اس پر مسرور

ہے اور جو مفصلہ خدا نے فرمایا اس کو تسلیم کرنا واجب ہے۔ اور

جو نعمت خدا کی طرف سے ملے اس کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

۱۵۲ بالصبر: مصباح الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ

السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی آزمائشوں سے بات

کے بگڑ جانے پر غمگین نہ ہو اور صبر کرے وہ مخلوق سے شکایت نہ

کرے تو وہ عام صبر کرنے والوں میں ہوگا جس کیلئے آخرت میں

کا حصہ اس بشارت میں ہوگا جس کیلئے آخرت میں

اللہ علیہ وسلم کو حکم آیا کہ بشی الصابریں: اور جو شخص خدا کی نافرمانی

کر دے بلا کو خوشی سے قبول کرے اور سکون و قرۃ کے ساتھ صبر کرے۔

اس کا شمار خواص میں ہوگا اور اس کا حصہ اس خوشخبری میں ہوگا جس

کی خدا تعالیٰ خبر دیتا ہے ان اللہ مع الصابریں: نیز امام جعفر صادق

نے فرمایا کہ اس آیت مجید میں صبر سے مراد وہ ہے (تفسیر صفائی منہ)۔

۱۵۳ احیاء: التہذیب میں ہے کہ امام جعفر صادق سے روایت

مؤمنین کی نسبت دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ بہشت میں

اپنی اصل صورت کے جسموں میں اسی طرح موجود ہیں کہ اگر تم انہیں دیکھو

تو پہچان لو (تفسیر صفائی منہ) ۱۵۴ ولنبلوَنَّکم: بعض علماء

کرام نے لکھا ہے کہ عجب نہیں کہ اس آیت سے جناب امام حسین کی

طرف اشارہ ہو کر ہو جائے اس میں مندرجہ میں ان کا سچا مصداق

امام حسین کے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ مرست مسلم نہیں ہوتا

اس لئے کہ اس آیت میں بشی عین موجود ہے جو ہر شے جو اس

آیت میں بیان ہوئی ہے کی قلت پر ذرا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے

کہ وہاں خوف، بھوک، پیاس، نقصان مال و جان اور قتل و فحاش

کی انتہا کر دی گئی تھی۔ اکمال الدین میں حضرت امام جعفر صادق سے

مروی ہے کہ اس آیت میں جن آزمائشوں کا ذکر ہے وہ قائم کی محنت

کے ظہور کی علامتیں ہیں کہ اس وقت مؤمنین کا خدا کی طرف سے امتحان ہو

گا۔ یہ جو خدا نے فرمایا ہے بشی من الخوف یہ خوف ہی اس کے بیان ہوا ہے

سے ہوگا جو ان کے غلبہ کے آخر زمانہ میں ہوگا اور یہ جو فرمایا والجوع

یہ منہ صدمے یا دھمکے سے ہونے سے ہوگا اور جو فرمایا ونقص من الثمرات

یہ تجارتوں کے غراب ہونے سے اور فحاشوں کے کم ہونے سے ہوگا اور جو فرمایا

والانفس بطرح کی موت کے واقع ہونے سے ہوگا اور الثمرات

جو فرمایا ہے یہ جو کچھ راحت کرے گا اس میں کئی پہلو اس کی وجہ سے ہوگا۔

اور یہ جو فرمایا وبشیر الصابریں: انکو دینے کا حکم ہے جو ان مصیبتوں کے وقت میں قائم کی محنت کے منتظر ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ یہ جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس آیت کی تاویل ہے اور خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وما یعلم تآویلہ الا اللہ و

الواسخون فی العلم (تفسیر صفائی منہ) ۱۵۵ ان الصفا والمیزة: یہ دو پہلوئوں کے نام ہیں مشرکین کرام کا یہاں بت میں ان پر دو بت رکھتے تھے۔ صفا چار سات نامی بت رکھا کرتا تھا اور میزہ پر نام لگاتے لوگوں کا خیال ہوا کہ کہیں ان کے

درمیان سعی (دو دو لگانا) لگتا نہ ہو۔ اس پر آیت نازل ہوئی جس سے مسلمانوں کو اطمینان ہوا۔ یہ تفسیر امام جعفر صادق سے منقول ہے جو کافی میں مندرج ہے۔ نیز انہی حضرت سے یہ بھی مروی ہے کہ صفا اور میزہ کے درمیان دو تار خدا تعالیٰ نے گرو

کشیوں کی کسر شان کیلئے قرار دیا ہے یہ دو تار مسکندہ میں داخل ہے کہ صفا اور میزہ کے درمیان خنڈ لگ کر کے دوسرے اللہ تعالیٰ نے اس واسطے کی یادگار قائم کی ہے جبکہ جناب امیر نے فرمایا میں نے اس کی تلاش میں نہ کیا کہ ان

دو پہلوئوں کے درمیان دو تار ہیں۔ خدا کو اپنے پیارے کی پیاس کی خاطر بی باوجود کا دھنا اس قدر پسند آیا کہ ہر ماہی کیلئے قرض کر دیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان دو لگائیں۔ اسے سعی کہتے ہیں اور یہ وجہ ہے۔ جب حضرت معقل کی پیاس کو بھولنے کیلئے جو

دو پہلوئوں کے درمیان دو تار ہیں۔ خدا کو اپنے پیارے کی پیاس کی خاطر بی باوجود کا دھنا اس قدر پسند آیا کہ ہر ماہی کیلئے قرض کر دیا کہ وہ ان دونوں کے درمیان دو لگائیں۔ اسے سعی کہتے ہیں اور یہ وجہ ہے۔ جب حضرت معقل کی پیاس کو بھولنے کیلئے جو

وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَابِرِ اللَّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوْ اعْتَمَرَ فَلَا

اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ بجالایا اسے لازم

جَنَاحَهُ عَلَيْهِ أَنْ يَطُوفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللَّهَ

ہے کہ ان دونوں کے درمیان (بھی) طواف کرے۔ اور جو نیکی کو بخوشی بجالایا، پھر خدا بھی قدر دان

شَاكِرٌ عَلَيْهِ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَ

اور واقف ہے۔ بے شک جو لوگ ان واضح ارشادات اور ہدایت کو چھپیں، ہم نے تمہارا

الْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ

پھیلاتے ہیں بعد اس کے کہ ہم نے انھیں کتاب میں لوگوں کیلئے واضح کر کے بیان کر دیا یہی لوگ ہیں جن پر

اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ الْعَالَمُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنَّا

اللہ تعالیٰ لعنت کرتا ہے اور سب لعنت کر سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے توبہ کی

فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ

اور اصلاح کی اور (جو چھپایا تھا) بیان کر دیا ان کی توبہ میں قبول کروں گا اور میں توبہ قبول کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا

كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمُ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ

ہوں۔ بیشک جو لوگ کافر ہو گئے اور کفر ہی کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝ خَلَّيْنِ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ

سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ۝ وَالْهُكْمُ لِلَّهِ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

اور نہ ہی وہ مہلت دیئے جائیں گے۔ اور تمہارا معبود تو وہی یکتا معبود ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس کے

الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

جو نہایت مہربان (اور) نہایت رحم کرنے والا ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے اور رات اور

اِخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا

دن کے اونٹنے بدلنے سے اور کشتیوں میں جو دریاؤں میں چلتی پھرتی ہیں سے جن سے

يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْيَا بِهِ

لوگوں کو نفع پہنچتا ہے اور اس پانی میں جو اللہ تعالیٰ نے بلندی سے اتارا، پھر اس سے زمین

مَنْزِلًا

یہ یلعنہم اللہ۔ اس آیت مجیدہ سے قابل لعنت لوگوں پر
لعنت کرنے کا جواز ثابت ہوا کہ حق چھپانے والوں پر اللہ تعالیٰ
بھی لعنت کرتا ہے اور ایک گروہ بھی اللہ کے ساتھ لی کر ایسے لوگوں
پر لعنت کرتا ہے۔ قرآن مجید نے صریح و دہری فعل ایسے بتائے ہیں
جن میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کچھ لوگ بھی شریک کرتے ہیں۔ ایک صلوة
ہے جس کے بارے میں ارشاد ہے ان اللہ وصلواتکھ یصلون
علی النبی قیامہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما
رپے، (احزاب ۵۶) یعنی بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے کل فرشتے
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر صلوات بھیجتے ہیں۔ پس
اسے تو گواہیاں لائے جو ہم بھی ان پر ورد و سجود اور ان کو ایسا تسلیم
کر دیا کہ تسلیم کرنے کا حق ہے۔ دوسرے لعنت کا فعل ہے جس
میں اللہ تعالیٰ اور ایک گروہ شامل ہے۔ پس خوشحال ان کے جو
مستحقین صلوات پر صلوة بھیجتے ہیں اور مستحقین لعنت پر لعنت
کرتے دیتے ہیں۔ لاعنون کی تفسیر اس سے الٹی آیت سے بھی
ہوتی ہے جس میں لعنت کرنے والوں میں اللہ تعالیٰ اس کے
کل فرشتے اور الناس اجمعین یعنی جملہ نسل انسانی شامل
ہیں۔ یہ بھی یاد رہنا چاہیے کہ لعنت کوئی گالی یا دشنام نہیں ہے
جیسا کہ آج کل کے نئی روشنی کے علماء کہہ رہے ہیں۔ کیونکہ ان
تو لعنت کے لغوی معنی رحمت سے دور کرنے کے ہیں جو ایک
قسم کی بددعا ہے۔ دوسرے اگر لعنت گالی یا دشنام ہوتی جو
خلایق تہذیب ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بار بار اسے
اپنے ساتھ منسوب نہ کرتا۔ احتجاج طبری میں ہے کہ جناب امیر
علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آئمہ مذہبی علیہم السلام کے بعد مخلوق
خدا میں سب سے بہتر کون ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ علماء بشر طبع
صالح اور پرہیزگار ہوں۔ پھر پوچھا گیا کہ بدر مخلوق خدا میں سے
کون ہیں؟ آپ نے فرمایا علماء جبکہ وہ بدکار ہوں۔ باطل کے
ظاہر کرنے والے ہوں اور حق کے چھپانے والے کہ انہی کے بارے
میں خدا فرماتا ہے: وَلِلَّهِ يَلْعَنُہُ اللہ و یلعنہم اللعون
اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص سے کوئی
علم کے متعلق سوال کرے اور وہ اسے نہ جانے کہ جو کچھ چاہے تو قیامت
کے دن آتش جہنم کی لگام اس چھپانے والے کے منہ پر
پڑھائی جائے گی۔ تفسیر قرآن میں: سمعنا من اللہ علیہ
والہ وسلم سے روایت ہے کہ جو حق پرست کی امت میں جنت میں
ظاہر ہو تو علماء حقیقت کا اظہار لازم ہوگا۔ اور ایسا کرے گا کہ ان
پر خدا کی لعنت ہے۔ (تفسیر صافی ص ۱۵۸)

۱۵ ان فی خلق السموات: یہ آیت جہاں بیان توحید
باری تعالیٰ کی جہت سے نہایت مدلل ہے۔ اسی طرح اظہار
علوم کائنات میں بھی واضح ترین ہے خلق السموات سے
علم الافلاک، علم ہیئت، علم نجوم، والارض سے حیوان و نبات
علم طبقات الارض، اختلاف الليل والنهار سے فزیک حیوان
و النبات، والفلک سے علم جہانزانی فی البحر سے علم البحر و قریب
من السماء سے علم کائنات البحر۔ ہاں یہاں کل دائرہ

سے چاند و سورج، مشتری وغیرہ ستاروں میں جاندار آبادی کی طرف لطیف اشارہ۔ الریح والسماء سے علم المیزان والطر اور حکم و سیما کی ضرورت وغیرہ وغیرہ علوم کا انکشاف فرمادیا۔ اور علم کو اپنی توحید کے دلائل
میں پیش کیا۔ سہماں اللہ سے اختلاف کا مصدر ہے اور اختلاف زید اعمروا کے معنی میں کہ زید عمرو کا قائم مقام ہوا۔ وجعل خلفہ اسے اپنے جگہ کیا اسی طرح اس کا ایک معنی میں اخذہ من خلفہ
اسے پیچھے سے پکڑنا (مغرب) کے الضلک: اس کے معنی میں السفینۃ کشتی (اقرب) یہ لفظ مذکور بھی استعمال ہوتا ہے اور نشت بھی ماسی طرح یہ لفظ واحد جمع دونوں طرح ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔ ایک
جگہ ہے اذ انزل الی الفلک المشجود (صافات ۱۰) و اسکی مثال ہے: و دوسری جگہ فرمایا ہے حتی اذا کنت فی الفلک دجین ہمہ بریح طیفۃ (یونس ۱۰) اس میں فلک کی طرف ہم جو چیز جمع ہے پھیری گئی ہے گویا یہ لفظ جمع کیلئے

سے چاند و سورج، مشتری وغیرہ ستاروں میں جاندار آبادی کی طرف لطیف اشارہ۔ الریح والسماء سے علم المیزان والطر اور حکم و سیما کی ضرورت وغیرہ وغیرہ علوم کا انکشاف فرمادیا۔ اور علم کو اپنی توحید کے دلائل
میں پیش کیا۔ سہماں اللہ سے اختلاف کا مصدر ہے اور اختلاف زید اعمروا کے معنی میں کہ زید عمرو کا قائم مقام ہوا۔ وجعل خلفہ اسے اپنے جگہ کیا اسی طرح اس کا ایک معنی میں اخذہ من خلفہ
اسے پیچھے سے پکڑنا (مغرب) کے الضلک: اس کے معنی میں السفینۃ کشتی (اقرب) یہ لفظ مذکور بھی استعمال ہوتا ہے اور نشت بھی ماسی طرح یہ لفظ واحد جمع دونوں طرح ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں اسکی مثالیں موجود ہیں۔ ایک
جگہ ہے اذ انزل الی الفلک المشجود (صافات ۱۰) و اسکی مثال ہے: و دوسری جگہ فرمایا ہے حتی اذا کنت فی الفلک دجین ہمہ بریح طیفۃ (یونس ۱۰) اس میں فلک کی طرف ہم جو چیز جمع ہے پھیری گئی ہے گویا یہ لفظ جمع کیلئے

الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبِتِّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَتَصْرِيفِ

کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیا۔ اور ہر جاننے والا جاندار اس میں پھیلا دیا۔ اور ہواؤں کے

الرَّيْحِ وَالسَّحَابِ الْمُسْتَخْرِبِينَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا يَتْلُقُونَ

پھلانے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان مستخر ہیں۔ سمجھنے والوں کیلئے بہت سی

يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا

نشانیاں موجد ہیں۔ اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو خدا کے سوا دوسروں کو بھی اس کا شریک اور ہمسرہ بنا لیتے

يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى

ہیں ان سے ایسی ہی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے حالانکہ وہ لوگ جو ایمان لائے وہ خدا کے ساتھ سب

الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا

سے زیادہ محبت رکھتے ہیں اور کاش کہ ظالموں کو اب یہ بات سمجھ جائے جو انہیں تب سوچیں جب عذاب دیکھ

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝ إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا مِنَ

لیس گے یہ کہ تمام قوت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ وہ

الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوْا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ۝

لوگ جسکی (دنیا میں) پیروی کی تھی ہوئی ان سے بیزاری کریں گے جنہوں نے پیروی کی ہوگی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور

وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا

ان کے کل تعلقات قطع ہو جائیں گے اور جن لوگوں نے پیروی کی وہ کہیں گے کاش کہ ہمیں (دنیا کی طرف) لوٹ جانا ملے تو

تَبَرَّأُوا مِنَّا كَذَلِكَ يَرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ

تو ہم بھی ان سے اسی طرح بیزاری کریں جیسی کہ انہوں نے ہم سے بیزاری کی اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے اعمال ان کو دکھائیگا

وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِنَّمَا

جو مقرر پا حسرت ہوئے اور وہ جہنم سے نکلنے والے نہ ہوں گے۔ اے لوگو! زمین میں سے حلال اور

فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطَاةَ الشَّيْطَانِ

پاک چیزیں کھاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔

إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ إِنَّمَا يَأْمُرُكُمْ بِالشُّوْءِ وَ

بیشک وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ وہ تمہیں برائی کا حکم دیتا ہے۔ اور

نزل

۱۵ بٹہ اس نے بکھیرا۔ اس نے پھیلا دیا (تَصْرِيفِ)

بٹہ سے باقی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں بٹ

کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور بکھارنے کے ہیں۔

اور اسی سے خاک کے ہوا سے اڑنے۔ غم سے بکھار ہونے

اور رانکے انشاء ہونے کے بٹہ کا استعمال ہوتا ہے

(لغات القرآن جلد ۲ ص ۲۲۷)۔

۱۶ اَنْدَادًا۔ یہ نڈ کی جمع ہے المثل ولا يكون

آرغما القاب یعنی نڈ مثل کہتے ہیں اور یہ لفظ ہمیشہ

نڈ مقابل کیلئے بولا جاتا ہے يقال مال منداى مال نظير

کراس کا کوئی نڈ یعنی نظیر نہیں ہے جمع انداد۔

۱۷ اَذْ تَبَرَّأَ۔ اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے

خود ساختہ پیشواؤں اور ان کو رہبر بنانے والوں کی وہ

حالت بیان کی ہے جو قیامت کو ہوگی پروکاروں کے

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوال ہوگا کہ تم نے

اسلام کے احکام کی خلاف ورزی کیوں کی تھی۔ تو وہ

جواب میں کہیں گے کہ ہمیں تو جو کچھ ہمارے پیشواؤں

نے حکم دیا تھا ہم وہی کرتے رہے۔ پھر ان پیشواؤں سے

پوچھا جائے گا کہ کیا تم نے ان کو راہ راست سے بھٹکا

دیا تھا۔ تو وہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر کہیں گے کہ ہم نے بگڑا

ان کو اپنی تابعداری کا حکم نہیں دیا تھا اور ان سے تبرأ

کریں گے۔ یہ من کران کے کہنے والے سخت بری حالت

میں ہوں گے۔

نزدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

۱۸ لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً۔ جب ہم دین اپنے پیشواؤں

کا تبرأ سن لیں گے۔ تو ان کے دلوں پر سخت حسرت

برسنے لگے گی۔ اور ان سے یا اوس ہو کر وہ درگاہ رب

العالمین میں درخواست کریں گے کہ اگر میں ایک دفعہ

پھر دنیا میں جلنے کی اجازت مل جائے تو ہم بھی ان جیسے

پیشواؤں سے اسی طرح تبرأ کریں جیسا کہ انہوں نے ہم

سے کیا لیکن یہ حسرت ہی رہے گی اور وہ جہنم

میں ڈال دیئے جائیں گے جہاں وہ ہمیشہ

رہیں گے۔ امکرہ بالفتم مدة یعنی کتہ

کے معنی ایک دفعہ کے ہیں (اقرب) امکرہ

(مصدر) انقطع علی شئ کسی چیز کی طرف

توڑنا (مفردات)۔

۱۹ طَيِّبًا۔ طاب ہے صفت مشبہ اور طیب کے

معنی میں الحلال۔ حلال۔ طاب مال طیب کہا جائے۔

تو اس کے معنی ہوتے ہیں۔ ایسا مال جو شرعی لحاظ سے

حلال ہو (اقرب) پھر کھانا واصل الطیب ما

تستلذه الحواس وما تستلذه النفس من حقیقت

طیب اس چیز کو کہتے ہیں جسے انسانی حواس لذیذ

قرار دیں اور جس سے انسان کا دل لطف اندوز ہو۔

اس آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ ایسی چیزیں کھاؤ جو شرعی لحاظ سے حلال ہوں اور ظاہری لحاظ سے بھی تم انہیں لذیذ اور پسندیدہ سمجھو ۱۲

الْفَحْشَاءِ وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿۱۴۱﴾

بے حیائی کا (بھی) اور اس بات کا بھی کہ تم خدا کے خلاف وہ کچھ کہہ دو جو تم نہیں جانتے تھے اور

إِذَا قِيلَ لَهُمْ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ

جب ان سے کہا گیا کہ خدا نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کی پیروی کرو (تو) وہ کہنے لگے کہ ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس

مَا آفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ آبَاؤُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

پہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو پایا۔ کیا اگر ان کے باپ داداؤں کو کسی چیز کی عقل ہو چھ نہ تھی اور وہ ہدایت پاتے

شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿۱۴۲﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ

ہوئے تھے (تو بھی ان کے نقش قدم پر چلیں گے)۔ اور ان لوگوں کی مثال جو کافر ہو گئے اس شخص کی مثال کی طرح

الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمُّكُمْ

ہے جو ان چیزوں کو چلا کر دیکھتا رہے جو سولے ہو چھ نہ تھیں سوتے۔ (کفار خود) بہرے کو نکلے تھے

عَنْهُمْ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۴۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ

انہیں میں پس وہ کچھ نہیں سمجھتے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جو پاک چیزیں ہم

طَيِّبَاتٍ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلَّهِ إِنْ كُنْتُمْ رَايَا

نے تمہیں دی ہیں کچھ میں سے کھاؤ تھے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اگر تم خالص اسی کی عبادت

تَعْبُدُونَ ﴿۱۴۴﴾ إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ

کرتے ہو۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تم پر اس نے مردار خون، لہہ سور کا گوشت

الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهْلَ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ

اور وہ ذبیحہ جس پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام لیا گیا ہو، حرام کیا ہے۔ پس جو شخص (بھوک کے غلبہ سے) بیتاب

بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۴۵﴾

ہو جائے بغیر باغی (سرکش) ہو سکے اور نہ حد سے گزرنے والا پس اس پر چھ گناہ نہیں بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) بہت

إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَ

مہربان ہے۔ بے شک وہ لوگ جو ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نازل کیں اور اس کے بدلے

يَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي

تھوڑی سی قیمت لے لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹ میں آگ کے انگارے

۱۔ ان تقولوا ۱۔ بغیر علم کے کچھ کہنے کو اللہ تعالیٰ نے تقلید
شیطان سے تعبیر کیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ دو خصلتوں سے بچو۔ ایک یہ کہ کبھی اپنی رائے سے فتویٰ نہ دو۔
اور دوسرے یہ کہ جس بات کو نہیں جانتے ہو اسے دین قرار نہ دو۔
اور امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تمہارا فرض ہے کہ جو جانتے
ہو کھو اور جو نہ جانتے ہو اس سے زبان بند رکھو (دیکھو کافی و
تفسیر صافی ص ۵۵)۔ ۲۔ صم بکھو عی ۱۔ اس کی تشریح سابقاً
ذریعہ پاب سہہ بقرع میں آچکی ہے۔ اس میں کفار کی بے توبہی
کما ایک مثال کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ حیوان تو صرف ہانکنے والے
کی آواز کو ہی سنتے ہیں ان میں مطلب سمجھنے کی قابلیت نہیں ہوتی
یہی حال ان کافروں کا ہے چونکہ وہ مطلب سمجھنے کی کوشش ہی
نہیں کرتے۔ اسلئے انہیں بہرے، گونگے اور اندھے کہا گیا ہے
کیونکہ کافر لوگ اگرچہ کان زبان اور آنکھیں کھلتے ہیں لیکن
ان سے کام نہیں لیتے۔ اس لئے حق کے اختیار کرنے کے لئے
یہ آلات تحصیل بالکل بیکار ہیں۔ ۳۔ طیبات ۱۔ خداوند
عالم کا یہ خاص فضل و کرم ہے اور اس کی حکمت کا مکمل نمونہ کہ اس
نے صرف پاک چیزیں ہی حلال کی ہیں جو بدل یا متحلل ہو کر جزو
بدن بن سکتی ہیں۔ اور حرام صرف ان چیزوں کو کیا ہے جو انسانی
جسم اور روح و عقل کیلئے مضر ہیں۔ اسلام میں جن چیزوں کو
خدا نے حرام قرار دے دیا ہے۔ ان کی ضرورت ساری ان لوگوں سے
پرچھنے جو ان کو کھاتے ہیں۔ اب تو علم طب کی ترقی سے اسلام
کی ہر حرام کردہ چیز کی معرست کا شکار ہو رہی ہے۔ لہذا
حَدِّثْ عَلَیْکُمْ ۱۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ظاہراً صرف چار
چیزوں کا نام لیا ہے جنہیں حرام قرار دیا گیا ہے یعنی (۱) میتہ (۲) دھم
(۳) دم یعنی خون (۴) لحم الخنزیر (۵) اہل لغیر اللہ۔ لیکن
اہل علم جانتے ہیں کہ ان چاروں پر الٹ لام داخل ہوا ہے۔ جو مٹی
ہے اور جس کو مثل بھی کہتے ہیں۔ دیکھو لغت کی کتاب مصباح المنیر وغیرہ
پس اس بگڑے لام داخل کر کے اس مطلب یہ ہوا کہ ان حرام کردہ چیزوں کے
علاوہ جو اشیاء بھی انہی مجلس سے ہوں یا انکی مثل ہوں یا انکی شائبہ
رکھتی ہوں سب حرام ہیں۔ اب ان چاروں کی تشریح سن لیجئے۔
(۱) المیتہ ۱۔ وہ جانور جو اپنی موت مر جائے، خواہ وہ جانور ملال
ہو یا حرام۔ اس سے فوہ جانور مستثنیٰ ہیں جو فطری طور پر پاکیزہ ہے مثلاً
مچھلی چھلکے دار یا مڈھی۔ یہ بغیر ذبح کے بھی حلال ہیں۔ اولیٰ مجلس سے
اسکا کھیر یا ذبح کرنا دیر سے باہر نکالنا ہی ہے۔ بشرطیکہ پانی سے
نزدہ باہر نکال دیا جائے خواہ باہر اگر مر جائے۔ دوسرے مٹی میں اس
کا پکڑ لینا ہی اس کے ذبح کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ ان میں
خون جتھہ نہیں ہوتا۔ (۲) خون ہر قسم کا حرام ہے۔ خواہ حلال جانور
سے نکلے یا حرام سے۔ مگر گوش اسلئے حرام ہے کہ وہ سب خون ہی خون
ہے۔ (۳) لحم الخنزیر ۱۔ اگرچہ لحم معنی گوشت کے ہیں لیکن سور
کی ہر شے حرام ہے۔ خواہ وہ چربی ہو یا کچھ اور۔ (۴) اہل لغیر اللہ
یعنی جس جانور پر خدا کے نام کے سوا کسی غیر کا نام لے کر ذبح کیا جائے
جیسے کفار بھم اللات والعزیٰ کہا کرتے تھے۔ واضح ہو کہ اہل اسلام
چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے منہ اور عاجیہ کے لبیک کہنے کو بھی اہل اسلام
میں داخل ہے اسلئے حرام ہے۔ حلال صرف اللہ کے نام پر ہی ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ جانور فطر تا بھی حلال ہو کیونکہ بعض بھم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے ہر جانور حلال نہیں ہو سکتا۔ حرام جانور حرام ہی ہے گا۔ خواہ کہ وہ بار بار اس پر اللہ کا نام لیا جائے۔
جیسا کہ سورہ وغیرہ۔ میتہ یعنی مردار خواہ حلال جانور اپنی موت سے مر جائے کہ اس طرح طبعی موت مرنے سے اسکا کثیف خون بدن میں رہ جائے جس سے گوشت ذہر یا ہوتا ہے اور اس کے کھانے سے
کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ خون ہر جانور کا خواہ حلال ہو یا حرام مختلف قسم کا ہوتا ہے چنانچہ آج بھی بلڈ بنک (خون ذخیرہ کرنے کے بنک) ہر قسم کے خون کو میتہ کہتے ہیں مگر یہ خون کسی کے بدن میں پھلا جائے اور اس کے بدن میں

کے بار بار اس کے مختلف ہونے اور حلال ہونے کا فرق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا نمونہ ہے کہ اس نے مطلق خون پینا حرام قرار دیا ہے۔ مٹی اور سور کے گوشت کے کھانے کا کٹھن لکھا ہے۔

بُطُونِهِمْ إِلَّا النَّارَ وَلَا يَكْلَهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا

کھاتے ہیں اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام کرے گا اور نہ ہی انھیں

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ اُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا

پاکیزہ ٹھہرائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ یہی وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے

الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابِ بِالْمَغْفِرَةِ فَمَا أَصْبَرَهُمْ

میں گمراہی اور گناہوں کی) بخشش کے عوض میں عذاب خرید لیا۔ پس کس بات نے انھیں (دور رخ کی)

عَلَى النَّارِ ۝ ذٰلِكَ يَٰۤاَنَّا اللَّهُ تَزَلَّ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا

آگ پر ثبات قدم رکھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حق کے ساتھ کتاب اتاری، اور بیشک وہ

الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِي الْكِتٰبِ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ لَيْسَ

لوگ جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا وہ بہت دور کی مخالفت میں پڑ گئے ہیں۔ یہی صورت

الْبِرَّ اَن تَوَلَّوْا وُجُوْهُكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

یہی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیر لو ولیکن

لَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ

یہی تو اس کی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن اور کل فرشتوں اور

وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيِّنَّ وَاٰتٰى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوٰى الْقُرْبٰى

کتاب اور سب نبیوں پر ایمان لایا۔ اور خدا کی محبت میں مال رشتہ داروں اور

وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنَ وَاٰبَنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآٓئِلِيْنَ وَ

یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں اور (لوٹنے والوں کی)

فِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتٰى الزَّكٰوةَ وَالْمُوفُونَ

گردنیں تلے آزاد کرانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی۔ اور وہ جو اپنے

بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۝ وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاسِ ۝ وَالضَّرَّاءِ

کئے ہوئے عہد کو پورا کرنے والے ہیں۔ اور متحکم اور مصیبت میں اور جنگ کے وقت ثابت قدم

وَحِيْنَ الْبَاسِ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوْا ۝ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ

رہنے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے (عملاً) سچ کر دکھایا اور یہی وہ لوگ ہیں جو

۱۱۱

۱۱۱ آلہ البقرة - اسلام کی خصوصیت ہے کہ

اس نے محض نماز اور روزہ کو نیکی قرار نہیں دیا

اس نے نہ صرف مشرق کی طرف منہ کرنا ہی نیکی

ہے جو نصاریٰ کا قبلہ ہے اور نہ مغرب کی طرف

ہی جو یہودیوں کا قبلہ ہے۔ کیونکہ مشرق کی طرف

منہ کر کے نماز ادا کی جائے یا مغرب کی طرف۔ یہ

بندوں کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے۔ خداوند تعالیٰ

نے نیکی کو ایمان بالمشک کے علاوہ جن اعمال میں

متنوع کیا ہے اس کی تفصیل اس آیت میں موجود

ہے۔ ان سب کا تعلق حقوق العباد سے ہے

ان اعمال کا بجا لانا نیکی قرار دیا گیا ہے۔ لفظ

بِرّ قرآن میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ جس میں

قریباً سب جگہ حقوق العباد ہی کی رعایت

رکھی گئی ہے۔ مثلاً ارشاد ہے

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا

مہتابتوں (پس خرچہ)

اس میں برّ یعنی نیکی اس چیز

کے خرچہ کرنے کو کہا گیا ہے۔

جس سے بہت محبت کی جائے یعنی مال و

دولت اس آیت میں بھی منجملہ اعمال کے

ایک خدا کی راہ میں اس کی محبت پر مال خرچ

کرنا ہے۔ اور یہ تمام اعمال بجا لانے والوں

کو اللہ تعالیٰ نے متقی فرمایا ہے۔

۱۱۱ الرقاب - رقاب رقبۃ کی جمع

ہے۔ رقبۃ اصل میں گردن کا نام ہے۔ پھر

جملہ بدن انسانی کے لئے اس کا استعمال ہونے

لگا۔ اور عرف میں یہ غلاموں کا نام پڑ گیا جس

طرح کہ الفاظ اس اور ظہر کا استعمال سواویوں

کے لئے کیا جانے لگا۔

التہذیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام

سے روایت ہے کہ ان حضرت سے دریافت کیا

گیا تھا کہ اگر غلام مکاتب مکاتب سے

عاجز ہو اور کچھ حصہ ادا کر چکا ہو تو اس

کے لئے کیا حکم ہے، فرمایا: کہ تم مال صدقات

میں سے اس کا بقیہ ادا کر کے اسے آزاد کر

دو۔ پھر حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ

یا دے کہ مکاتب جس کا ذکر امام کے فرمان

میں آیا ہے۔ ایک معاملہ ہے جو غلام اور آقا

کے درمیان قرار پایا جائے کہ اگر غلام اپنے آقا

کو اس قدر رقم ادا کرے گا تو آزاد ہو جائے

گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے

غلامی کی آزادی پر بہت زور دیا ہے۔

کیونکہ اس کی ایک غرض غلاموں کو آزاد کرنا بھی ہے۔ اسلام میں غلاموں کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ حکم ہے کہ انھیں غلام کہہ کر مت پکارو۔ اور ان سے حسن سلوک کرو۔ یہی وجہ ہے کہ جب کسی غلام کو آزاد کر دیا جاتا تھا تو وہ ملک کے حسن سلوک سے اس قدر متاثر ہو چکا ہوتا تھا کہ آزاد کی سے غلامی کو ترجیح دیتا تھا اور مالک سے جلا جوتا نہ چاہتا تھا + ۱۲ +

اٰمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ

تم پر روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے

قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٠٣﴾ أَيَا مَا مَعْدُودَاتِ فَمِنْ كَانَ

تھے تاکہ تم پر مہینہ گزار بن جاؤ۔ (یہ) کتنی کے چند دن ہیں۔ پس جو شخص تم میں سے روزہ

مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرٌ وَعَلَى

کے دنوں میں) بیمار ہو یا سفر (شرعی) اپہ ہو تو اور دنوں میں (میتنے رونے قضا کتے ہوں) گن کے رکھ لے اور جمہیر

الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَنْ تَطَوَّعَ

(بدشواری) روزہ رکھنے کی طاقت ہے (اور نہ رکھیں) تو ان پر اس کا بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے پس جس شخص نے

خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ

اپنی خوشی سہیل کی تو یہ اس کیلئے بہتر ہے۔ اور اگر تم سمجھو اور جو تو (سمجھ لو کہ فدیہ دینے سے) روزہ رکھنا تمہارے

تَعْلَمُونَ ۝ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ

حق میں اچھا ہے۔ رمضان کا مہینہ وہ ہے کہ اس میں فتران نازل کیا گیا ہے۔ جو لوگوں کیلئے

هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيَّنَّتْ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ

ہدایت اور ہدایت کی واضح دلیلیں اور حق و باطل کو کھول کر دکھانے والا ہے۔ پس جو شخص

شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُدُّهُ ۖ وَمَنْ كَانَ مَرْيُتًا أَوْ عَلَىٰ

تم میں سے اس مہینہ میں (اپنے وطن) حاضر ہو اے چاہئے کہ روزہ رکھے۔ اور جو شخص بیمار ہو ملے یا

سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرْتُ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا

(جائز) سفر پر ہو تو وہ اور دنوں میں کتنی پوری کر دے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم

يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى

پر سختی کرنا نہیں چاہتا اور تاکہ تم روزوں کی نلتی کو پورا کرلو اور تاکہ تم کو جو راہ راست کی طرف ہدایت کی ہے۔

فَاهْدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥٨﴾ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي

اس پر خدا کی بڑائی سے بیان کرتے رہو اور تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اور جب میرے بندے تجھ سے میری نسبت سول

عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أَجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ

کرے (تو ان سے کہہ دو کہ) یقیناً میں (اُن کے) نزدیک ہی ہوں۔ مجھ سے جب کوئی دُعا مانگتا ہے قبول کر لیتا ہوں۔

منزل

اسے مریدنا۔ کافی۔ التہذیب۔ اور
 الفقیہہ میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے دریافت کیا گیا کہ معنی کی وہ حد کیا ہے؟
 جہاں تک پہنچ کر روزہ چھوڑنا چاہئے اور نماز
 کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے؟ حضرت نے فرمایا
 کہ خدا نے تعالیٰ فرماتا ہے بل الانسان على
 نفسه بصيرة، انسان اپنے نفس کی حالت
 سے خوب واقف ہے۔ یعنی وہ خوب جانتا ہے
 کہ اس میں روزہ رکھنے یا کھڑے ہو کر نماز پڑھنے
 کی قوت ہے یا نہیں؟

۳ سفرہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ توڑا فطر فرمایا اور نماز کو قصر کیا اور اپنے ساتھ والوں کو افطار اور قصر کا حکم دیا۔ مگر بہت اصحاب نے اس حکم کی تعمیل نہ کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نافرمان کا خطاب دیا۔ اور یہ بھی ارشاد کیا کہ یہ لوگ قیامت تک نافرمان رہیں گے۔

۱۰۰ و لتکبرہ اللہ :- من لا یحضرہ
 الفقہ میں امام رضا علیہ السلام سے منقول
 ہے کہ نماز عید میں جو سب سے زیادہ
 تکبیریں رکھی گئی ہیں وہ اسی حکم کی تعمیل ہے۔
 کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے روایت ہے کہ عید فطر میں مسنون
 تکبیریں ہیں۔ راوی نے پوچھا کہ کہاں کہاں؟
 فرمایا شب عید فطر کی نماز مغرب و عشاء کے
 بعد اور روز عید فطر صبح اور نماز عید کے بعد
 اس نے عرض کی کہ میں کیونکر کہوں؟ فرمایا
 اس طرح:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا
اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ
الحمد للہ اکبر علی ما ہدانا -
اور یہ خدا کے اس قول کی تعمیل ہے۔
ولتکملوا العدة ولتکبروا
اللہ علی ما ہدکم۔

(تفسیر صافی ص ۵۶)

فَلْيَسْتَجِيبُوا بِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ ﴿۱۸۸﴾

پس ان کو چاہئے کہ وہ میرا ہی کہنا مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں، تاکہ وہ سیدھی راہ پا جائیں۔ (مسلمانوں! احلال

لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ

کہو یا گیا تمہارے واسطے روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں کے پاس جانا لے وہ تمہارے لئے (بمنزلہ) لباس

وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ط عَلِمَ اللَّهُ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ

ہیں اور تم ان کیلئے (بمنزلہ) لباس ہو۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا کہ تم اپنے نفسوں سے خیانت کر رہے

أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَ

خود، سو اس نے تم پر توجہ فرمائی اور تم سے درگزر کیا۔ پس اب تم ان سے (جنسی) میل ملاپ (بمشاورت)

ابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّى يَتَبَيَّنَ

کر لیا کرو اور جو کچھ اللہ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اس کی خواہش کرو۔ اور کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ صبح کی

لَكُمْ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ

سفید دھاری رات کی سیاہ دھاری سے الگ نہایاں ہو جائے لے

اتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنْتُمْ عَاكِفُونَ

روزے کو رات تک پورا کرو لے اور جب تم مسجدوں میں بحالت احتکاف ہو ان (ولی بیوں)

فِي الْمَسْجِدِ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا كَذَلِكَ

کے ساتھ جنسی میل ملاپ نہ رکھو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ پس تم ان کے نزدیک بھی نہ جاؤ۔

يُبَيِّنُ اللَّهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۸۹﴾ وَلَا تَأْكُلُوا

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتوں کو لوگوں کیلئے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ سیدھی راہ پا جائیں۔ اور تم اپنے مال

أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا

اپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ لے اور نہ انھیں مالکوں کے آگے اس غرض کے لئے

فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۹۰﴾

پیش کرو لے جان بوجھ کر ناحق لوگوں کے مال سے کوئی حصہ ناحق کھا جاؤ۔

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْآهْلِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحُجَّ

(لے رسول) لوگ آپ سے ہالوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ یہ لوگوں کیلئے اور حج کیلئے وقت بتانے کا آلہ ہیں

نَزَلَ

لے الرفث، ابتداء اسلام میں یہ حکم
تھا کہ شام سے نماز عشاء تک کھانے پینے اور
جماع کی اجازت تھی۔ مگر جب نماز عشاء پڑھ لی
یا سورہ ہے تو سب ناجائز ہو گیا۔ ایک صحابی
نے بعد نماز عشاء جماع کیا اور صبح کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شہادت دے کر اپنے
اس کے بعد معلوم ہوا کہ ان کے ساتھی اور بھی
میں اور سب نے اپنے اپنے گناہ کا اقرار کیا۔
اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔

لے الخیط: کافی میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس سے مراد
صبح کی سفیدی اور رات کی سیاہی ہے اور
ایک روایت میں ہے کہ اس سے وہ صبح
امراء سے جسے صادق کہتے ہیں اور جس میں کوئی
شک نہیں رہتا۔

لے الی اللیل: آیت کے جس حصہ میں
اللہ تعالیٰ نے رونے کو ختم کرنے کا وقت بیان
فرمایا ہے اسے لیل سے تعبیر کیا ہے۔ اور
لیل آغاز شب کو کہتے ہیں اور وہ وقت
غروب آفتاب کے بعد کا ہے اور اس کا نشان
یہ ہے کہ مشرق کی جانب سرخی جاتی ہے اور
سیاہی ادھر سے آگے بھٹکتی ہوئی سر کے اوپر
سے گزرتی ہے۔ اس کی تائید اس امر سے بھی
ہوتی ہے کہ علماء نے دن اور رات کو بارہ
بارہ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ دن کے بارہ
حصوں کے نام یہ ہیں: دن کے بارہ حصے
شرق۔ بکورد۔ غدد۔ ضحیٰ۔ بھرہ۔ ضمیرہ۔ بواہ
عصر۔ قصر۔ ایل۔ غشی۔ غروب۔ رات کے
بارہ حصے: شفق۔ فسق۔ عقد۔ مدور
مجمد۔ ذلہ۔ زافد۔ بھرہ۔ بحر۔ فجر۔ صبح۔ صباح
اس تقسیم سے معلوم ہوگا کہ غروب آفتاب کو
دن کا بارہواں حصہ شمار کیا ہے۔ رات کے
پہلے حصہ کو شفق و دوسرے کو فسق کہلے جو
لیل ہے۔ اس لئے غروب آفتاب کے بعد
فسق یعنی لیل تک انتظار کر کے سوزہ افطار
کرنا چاہئے۔ اور یہی مذہب اہلبیت کا ہے
لے بالباطل: وہ مال جو ناجائز طریق
سے حاصل کیا جانے باطل کہلاتا ہے مثلاً
مجموعی قسم کھا کر۔ جو اکیل کر رشوت لے
کر۔ سود لینا۔ جو قرض لے کر واپس نہ کیا جائے
مضاربت سے جو مال دولے کا حصہ ہو وہ نہ
دینا۔ چوری۔ ڈاکہ۔ لوٹ سے مال حاصل کرنا
مقدمہ بازی کر کے غیر کمال جھوٹی گواہیاں دلا کر کھانا مانا وغیرہ وغیرہ سب باطل طریقے ہیں۔

۱۸۹

۱۸۹ الی الحاکم: کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ اس آیت میں حکام سے مراد حکام تہذیبیہ ہیں نہ کہ حکام عدلیہ۔ اور تفسیر قمی میں وارد ہے کہ جو حکم اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم تھا
کہ امت محمدی میں حکام جو رہیں گے جو ناحق فیصلے کیا کریں گے۔ اس لئے ان کے پاس اپنے مقدمات سے پہلے کی ممانعت فرمادی کہ ان کے ناحق فیصلوں سے مال باطل ہو جائیں گے۔

وَلَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ

اور یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کے پچھواڑوں سے داخل ہو سہ لیکن نیکی اس کی ہے

الْبِرُّ مَنْ اتَّقَى وَآتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللَّهَ

جو اللہ کی ناراضگی سے بچے۔ اور تم گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہوا کرو سہ اور اللہ تعالیٰ

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ﴿۸۹﴾ وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ

سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اور خدا کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے

يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۹۰﴾

لڑتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَأَقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأَخْرِجُوهُمْ مِنْ حَيْثُ

اور تم جہاں ان کو پاؤ قتل کرو۔ اور تم بھی ان کو نکال دو جس جگہ (مکہ سے انھوں

أَخْرَجُوكُمْ وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تُقَاتِلُوهُمْ

نے تمہیں نکالا تھا۔ اور (یا درگھو) فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے۔ اور تم ان سے

عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ

مسجد الحرام کے نزدیک لڑائی مت کرو جب تک کہ وہ اس میں تمہارے ساتھ لڑائی نہ کریں۔ اور اگر

قَاتَلُوكُمْ فَأَقْتُلُوهُمْ كَذَلِكَ جَزَاءُ الْكُفْرِينَ ﴿۹۱﴾ فَإِنْ

انھوں نے تمہارے ساتھ لڑائی کی تو تم ان کو قتل کر ڈالو۔ کافروں کی یہی سزا ہے۔ اور اگر

أُنتَهُوْا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۹۲﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى

وہ باز آگئے تو بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اور ان سے یہاں تک لڑو کہ

لَا تَكُونَ فِتْنَةً وَيَكُونَ الدِّينُ لِلَّهِ فَإِنْ أُنتَهُوْا

فتنہ و فساد باقی نہ رہے سہ اور دین صرف خدا کا ہو جائے۔ پس اگر وہ باز آگئے

فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿۹۳﴾ الشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ

تو سوائے ظالموں کے کسی پر زیادتی نہ ہوگی سہ حرمت والے مہینہ کے بدلہ حرمت والا

الْحَرَامُ وَالْحُرْمَتُ قِصَاصٌ فَمَنْ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ

سہ مہینہ ہے اور (دوسری) قابل استراحت چیزوں کا بھی (بدلہ) بدلہ ہے۔ پس جس نے تم پر زیادتی کی

(منزل)

۱۵ ظہور ہوا۔ تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ احرام کی حالت میں لوگ اپنے گھروں میں دروازوں کے استسے نہیں آتے تھے بلکہ چھتی دیوار میں سینہ دھرتے (غقب) لگا کر اس راستے سے آمد رفت رکھتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۵)

۱۶ ابو ابراہیم۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ خدا نے علم کے الی مقرر فرمائے ہیں۔ اور کل بندوں پر طاعت انکی اپنے اس قول سے واجب قرار دی ہے۔ و اتوا البیوت من ابوابها۔ پس اس آیت مجیدہ میں بیوت سے مراد بیوت علویہ ہے۔ اور وہ انبیاء علیہم السلام میں جنہیں خدا نے اپنا علم سپرد فرمایا ہے۔ اور ابوابھا سے مراد ان کے اوصیاء ہیں۔ نیز انھوں نے فرمایا کہ ہم وہ بیوت ہیں جن کے دروازوں میں سے آنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور ہم خدا کا دروازہ ہیں۔ اور ہم اس کے گھر ہیں جن میں آنا چاہیے۔ پھر جس نے ہماری متابعت کی اور ہماری ولایت کا اقرار کیا، وہ تو بیشک گھروں میں دروازہ سے آیا اور جس نے ہماری مخالفت کی اور غیر کو ہم پر فضیلت دی وہ گھروں کے پچھواڑ سے آیا۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۵)

۱۷ المترجم: ان گھروں اور دروازوں سے محبت ماوی گھراور دروازے ہی مراد نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قطع نظر رواج زمانہ جاہلیت کے کون ایسا شخص ہے جو اپنا گھر میں دروازہ چھوڑ کر پشت کی طرف سے آتا ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم اور جناب علی علیہ السلام کی تفسیر سے جو احتجاج طبرسی سے اوپر نقل کی گئی ہے۔ ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان یاد آتا ہے جو آپ نے فرمایا تھا کہ انا دار الحکمة وعلی بابہا کہ میںیں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ نیز فرمایا۔

انا دار العلم وعلی بابہا۔ میں علم کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔ کہیں لفظ دار (گھر) کی جگہ مدینہ (شہر) بھی فرمایا۔ ۱۸ فتنہ: تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں فتنہ سے مراد شرک ہے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۵)

۱۹ الظالمین: تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لا عدوان الا علی الظالمین سے مراد لا عدوان الا علی ذریۃ قتلة الحسین ہے یعنی خدا کی طرف سے کسی پر زیادتی نہ ہوگی سوائے قاتلان حسین کی اولاد سے۔ اور علل الشوائع میں منقول ہے کہ کسی نے جناب امام رضا سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ آپ جناب امام جعفر صادق کی اس حدیث کے متعلق کیا فرماتے ہیں کہ جب قائم آل محمد مروج فرمائیں گے تو وہ قاتلان حسین کی اولاد کو ان کے باپ دادا کے گروہ کے عوض قتل کریں گے۔ آپ نے فرمایا: بیشک ایسا ہی ہوگا۔ سائل نے کہا کہ خدا تو فرماتا ہے

لَا تَزِدْ دَارَ ذُرِّهِمْ وَلَا ذُرَّ دَارِهِمْ وَلَا أُولَئِكَ مَنَافِعُ لَهُمْ (تفسیر صافی صفحہ ۵۵) الشہر الحرام الحرام: سال کے بارہ مہینوں میں کے نزدیک وہ راضی ہونے والا قاتل کا شریک ہے۔ لہذا قائم آل محمد اپنے ظہور کے وقت ان کی ہناسندی کے جرم میں انھیں قتل کریں گے۔ (تفسیر صافی صفحہ ۵۵) الشہر الحرام الحرام: سال کے بارہ مہینوں میں سے صرف چار حرمت والے قرار دیئے گئے ہیں۔ یعنی محرم، رجب، ذیقعدہ، ذوالحجہ۔ رجب کے مہینہ میں لوٹ گھسٹ اور جنگ و جدال منع تھے۔ چونکہ مشرکین نے ماہ ذیقعدہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے مقام پر جھگڑا کر کے روکا تھا۔ اس لئے خدا نے مشرکین کو ماہ ذی الحجہ میں کہہ مقرر سے نکال دیا اور چونکہ انھیں اعتراض تھا کہ اس ماہ کی جنگ حرمت کی گئی ہے۔ اس آیت میں اس کا

فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوا

تو تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ۔ اور صرف اللہ تعالیٰ

اللَّهُ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿۱۹۷﴾ وَأَنْفِقُوا فِي

سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ پر ہمیشہ نیکاروں کے ساتھ ہے ۔ اور خدا کی راہ میں

سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۚ

خرچ کرو اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ ڈالو ۔ اور

أَحْسِنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۹۸﴾ وَاتَّبِعُوا الْحَجَّ

احسان کرو ۔ بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۔ اور حج اور عمرہ

وَالْعُمْرَةَ لِلَّهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

خاص خدا کیلئے پورا کرو ۔ پس اگر تم محصور ہو جاؤ تو ستر بانی سے جو بھی میسر آئے (کردو) ۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ ۚ فَمَنْ

اور اپنے سروں کو نہ مونڈو جب تک کہ قربانی اپنے مقام تک نہ پہنچ جائے ۔ پس

كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ ۚ فَفِدْيَةٌ

جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں کسی قسم کی تکلیف ہو ، پس اس کا

مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنْتُمْ فَمَنْ

بدلہ روزے یا خیرات یا قربانی ہے ۔ پھر جب تم کو امن حاصل ہو جائے ۔ پس

تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ

جو شخص عمرہ کو حج کے ساتھ ملا کر فائدہ اٹھانا چاہے اسے تو ستر بانی سے جو بھی میسر آ جائے (کردے) ۔

فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ۚ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ

اور جسے میسر نہ ہو پس وہ حج کے دنوں میں تین دن کے روزے رکھے ، اور جب تم واپس

إِذَا رَجَعْتُمْ تِلْكَ عَشْرَةٌ كَامِلَةٌ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ

آجائے تو سات دن کے ۔ یہ سب مل کر دس دن ہوتے ۔ یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جس کے

أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

اپنے عیال مسجد الحرام (مکہ اور اس کے مضافات) کے رہنے والے نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ

نَزَّلَ

۱۔ الی التہلکۃ ۔ جان اور مال چونکہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی چیزیں ہیں ۔ اس لئے مالک کی مرضی کے بغیر ان میں تصرف کرنا جائز نہیں ۔ مال وہیں خرچ کیا جائے گا جہاں خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی ہو یا جہاں خرچ کرنے کا اس نے صریحاً حکم دیا ہو ۔ مثلاً سابقاً حکم آچکا ہے ، واتی المال علی حبہ الیہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مال کو خرچ کرنے کی تفصیل بیان فرمادی ہے ۔ اور اس خرچ کرنے میں حجتہ کی نیت ضروری ہے ۔ پس اگر مال غلط کاری اور ناجائز کاموں میں خرچ کرے گا تو اس کا یہ فعل اسے ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہوگا ۔ اسی طرح جان کا معاملہ ہے ۔ اگر جان راہ خدا میں ہی جائے جیسے جہاد جو حفاظت دین کے لئے کیا جاتا ہے تو یہ فعل عین رضامندی خدا کے مطابق ہے ۔ اور اگر کسی ذاتی رنجش یا دشمنی میں جان دی جائے یا خودکشی کر لی جائے ، تو یہ ایسی ہلاکت ہے جس سے خداوند تعالیٰ منع فرماتا ہے ۔

۲۔ فَمَنْ تَمَتَّعَ ۔ حج تمتع ، حج وعمرہ کی تین صورتوں میں سے ایک صورت کا نام ہے ۔ (۱۔ اقل) حج افراد ہے جس میں احرام عمرہ الگ باندھا جاتا ہے اور احرام حج الگ (دوم) حج قرآن جس میں دونوں احرام ایک ساتھ ہی باندھے جاتے ہیں یعنی احرام عمرہ اور احرام حج ۔ (سوم) حج تمتع جس میں احرام عمرہ باندھا کپٹے عمرہ بجالایا جاتا ہے ۔ پھر احرام کھولی کر ان چیزوں کو استعمال کیا جاتا ہے جو حالت احرام میں ممنوع تھیں جیسے جماع وغیرہ ۔ اور پھر احرام حج باندھا لیا جاتا ہے ۔ آیہ مذکورہ میں کسی حج تمتع کا بیان ہے تفصیل کے لئے فقہ کی کتابوں میں احکام حج دیکھ لیں ۔

۳۔ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے سے مراد یہ ہے کہ اس نے جو احکام دیئے ہیں ۔ ان کی پوری پوری اطاعت کرو ۔ اور ان کی بجا آوری میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرو ۔ اور اس کی مخالفت کرنے سے ڈرتے رہو ۔

أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَةٌ ۝

بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ حج کے مہینے معلوم ہیں ۱۷۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا

پس جو شخص ان میں حج بجالائے تو زمانہ حج میں نہ جماع کرے اور نہ نافرمانی ۱۸۔

جِدَالَ فِي الْحَجِّ وَمَا تَفَعَّلُوا مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمُهُ اللَّهُ ۝

لڑائی جھگڑے ۱۹۔ اور جو نیکی تم کرو گے اللہ تعالیٰ اُسے جانتا ہے۔

وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَىٰ وَاتَّقُونِ يَا أُولِي

اور (حج کے لئے) زاد راہ ساتھ رکھو بیشک سب سے بہتر زاد راہ تقویٰ ہے۔ اور اسے عقل والے لوگو! سمجھو

الْأَلْبَابِ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنَ

ہی ڈرتے رہو۔ اس میں تم پر کچھ الزام نہیں ہے کہ تم اپنے پروردگار سے فضل کے طلب کار

رَبِّكُمْ فَإِذَا أَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ

ہو ۲۰۔ پس جب تم عرفات سے چلو تو مشعر الحرام کے قریب ۲۱۔ اللہ تعالیٰ کو

الشَّعْرَ الْحَرَامَ وَادْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِنْ كُنْتُمْ

یاد کرو۔ اور اس کی یاد اسی طرح کرو جس طرح تمہیں بتایا گیا ہے۔ اور اگرچہ

مِّنْ قَبْلِهِ لَمَنِ الضَّالِّينَ ۝ ثُمَّ أَفِضُوا مِنْ حَيْثُ

اس سے پہلے تم بھٹکے ہوؤں میں سے تھے۔ پھر تم اسی راستہ سے چلو جس راستہ سے

أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

لوگ چلیں ۲۲۔ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ

پھر جب تم مناسک حج پورے کر چکو تو اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جس طرح تم اپنے باپ داداؤں کو یاد کرتے

أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا ۚ فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي

ہو ۲۳۔ یا اس سے بھی زیادہ۔ پس لوگوں میں بعض ایسے ہیں کہ اے ہمارے پالنے والے ہمیں دنیا

الدُّنْيَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّن

ہی میں دے دے۔ اور ان کے لئے آخرت میں کچھ عجب نہیں ہے۔ اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو

مَنْزِلٌ

۱۷۔ اشہر۔ حج کے مہینے شوال، ذیقعدہ

اور ذوالحجہ ہیں۔

۱۸۔ لاجدال ۱۔ اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے رابع حج میں جو اعمال ممنوع ہیں۔

ان کی تفصیل بیان فرمادی ہے کہ ان آیات میں نہ اپنی بیبیوں سے ہمبستری کی جاوے گی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی نافرمانی ہوگی۔ نہ لڑائی نہ ڈنگا، نہ جھگڑا نہ فساد، نہ گالی نہ گلوچ۔ حتیٰ کہ اپنے ملازم اور خدام کو کسی کوتاہی پر انت ڈیٹ بھی منع ہے (لا داللہ) (نہ خدا کی قسم) اور بلی اللہ (ہاں خدا کی قسم) انہی ممنوعات میں شامل ہیں۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ "رفث" سے مراد مباشرت ہے۔ "فسوق" سے جھوٹ بولنا۔

اور گالیاں بکنا ہے۔ اور "جدال" سے کسی شخص کا بے فائدہ قسمیں کھانا۔ اور کافی میں اتنا زیادہ ہے کہ اگر کوئی شخص حج میں "جدال" کا مرتکب ہو تو ایک بکری دے۔ اور "فسوق" کا مرتکب ہو تو ایک گائے دے۔ اور اگر "رفث" کا ارتکاب کرے تو اس کا حج ہی باطل ہے۔

۲۰۔ فضلاً۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہاں فضلاً من ربکم کے معنی رزق ہیں۔ اور جو شخص اپنے احرام سے ٹھیک اور مناسک حج سے فارغ ہو جائے اُسے حج کے میلے میں خرید و فروخت کا پورا اختیار ہے۔

۲۱۔ من عرفات۔ قریش کا یہ قاعدہ تھا کہ وہ پہلے خود مشعر الحرام یعنی مزدلفہ پہنچا کرتے تھے وہیں وقوف کرتے اور عوام بھی عرفات جایا کرتے تھے مگر انھیں مزدلفہ پہنچنے نہ دیا جاتا۔

خدا نے دونوں کے لئے برابری کر دی۔ اور مزدلفہ کو واپسی کی حد مقرر کر دیا عرفات تک سے کچھ دور ایک میدان ہے۔ مزدلفہ یا مشعر الحرام تک اور عرفات کے درمیان ہے۔ اور منی مشعر الحرام یا مزدلفہ اور مکہ کے درمیان ہے۔

۲۲۔ افاض الناس۔ کچھ لوگ عرفات سے روانہ ہونے کی بجائے حرم میں جمع ہو کر روانہ ہوتے تھے۔ اس لئے حکم دیا گیا کہ جس طرح حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل اور ان کے تابعدار لوگ عرفات سے روانہ ہوتے تھے۔ اسی طرح تم بھی عرفات میں جمع ہو کر وہاں سے روانہ ہو کر دو۔

۲۳۔ کن کہہ اباؤکم۔ جناب امام محمد

باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں بھی حج کا رواج تھا۔ ان دنوں میں ایک میلہ لگتا تھا اور لوگ جب حج کی رسوم جاہلیت کے طریق پر آ کر لیتے تھے تو ایک کانفرنس کر کے اس میں لوگ اپنے اپنے باپ داداؤں کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے تھے۔ جن میں باہمی مقابلہ ہوا کرتا تھا۔ عربی علم ادب کی کتابوں میں اب بھی ان کے وہ قصائد موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ تو عام انسان تھے۔ ان کی مدح خوانی کے ساتھ تم اپنے خالق اور نعم حقیقی کی مدح خوانی بھی کیا کرو۔ اور وہ حمد و ثناء تمہارے آباؤ اجداد کی قصیدہ خوانی سے زیادہ زور دار ہونی چاہئے۔ (تفسیر مجمع البیان) * * * *

يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً

کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی عطا فرما اور آخرت میں بھی عطا کر دے۔

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۰۱﴾ أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا ۖ وَ

اور ہمیں (دوزخ) کی آگ سے بچا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے اس میں سے جو کچھ انھوں نے کمایا ہے حق ہے

اللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۰۲﴾ وَادْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ

اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو گفتی کے دنوں میں یاد کرو گے

فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ فَلَا أَثْمَ عَلَيْهِ ۖ وَمَنْ تَأَخَّرَ

پھر جو شخص جلدی کرے دو ہی دن میں (مٹی سے) چل پڑے تو اس پر گناہ نہیں۔ اور جو شخص ٹھہرا رہا تو اس پر

فَلَا أَثْمَ عَلَيْهِ ۚ لِمَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ إِلَيْهِ

(وہی) گناہ نہیں ہے (یہ رعایت) اس کیلئے ہے جو پرہیزگار ہو اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور یقین جانو کہ تم سب کے سب

مُحْشَرُونَ ﴿۱۰۳﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُعْجِبُكَ قَوْلُهُ فِي الْحَيَاةِ

اسی کی طرف اٹھائے جاوے گا۔ اور لوگوں میں سے ایسا شخص بھی ہے جسکی باتیں دنیا کی زندگی میں سن کر تمہیں

الدُّنْيَا وَيُشْهَدُ اللَّهُ عَلَىٰ مَا فِي قُلُوبِهِ ۖ وَهُوَ أَلَدُّ الْخِصَامِ ﴿۱۰۴﴾

اچھی لگتی ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو گواہ بناتا ہے اس چیز پر جو اس کے دل میں ہے حالانکہ وہ دشمنوں میں سے ہے

وَإِذَا تَوَلَّىٰ سَعَىٰ فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ

زیادہ بھگڑا رہے۔ اور جب وہ عالم ہوگا تو زمین میں بھاگ دوڑ کرے گا تاکہ اس میں فساد برپا کرے۔ اور

الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْفُسَادَ ﴿۱۰۵﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُ

خاص کھیتی اور خاص نسل کو ہلاک کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اسے کہا جائے کہ

اتَّقِ اللَّهَ أَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْإِثْمِ فَحَسْبُهُ جَهَنَّمُ وَلَبِئْسَ

خدا سے ڈر تو اسے غرور گناہ پر ابھارتا ہے۔ پس اسے دوزخ ہی کافی ہے۔ اور البتہ وہ

الْيَهَادُ ﴿۱۰۶﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ

بڑا بچھوٹا ہے۔ اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی سزا رضا مندوں کو حاصل کرنے کیلئے اپنی

اللَّهُ وَاللَّهُ رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ ﴿۱۰۷﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا

جان کو نجات دیتا ہے اور خداوند تعالیٰ ایسے بندوں پر بڑا ہی شفقت کرتا ہے۔ وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم سب سلام آئیں

فانزل

۱۔ وَاذْكُرُوا اللَّهَ ۖ جَوَاحِرُ مَنِيٍّ مِّنْ مَّعْظَمِهِ نَارُ

کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ اس آیت میں ان کا ذکر ہے۔ یہ دو

دن بھی پڑھی جاسکتی ہیں اور تین دن بھی۔ راسی

لئے خدا نے اجازت دی ہے کہ تم تین دن کی بجائے

دو دن ہی میں ادا کر لو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

۲۔ بشرطیکہ تم پر ہر روز گار ہو کسی اور مقصد سے ایسا نہ

کرو۔ یہ تین دن آیات تشریف کہلاتے ہیں۔ اور وہ

۱۔ ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳ کے دن ہیں۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ ذکر خدا جو آیات تشریف میں ہو وہ

اس طرح ہو: اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ

اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد اللہ اکبر علی ما ہدانا

اللہ اکبر علی ما رزقنا من بحیمة الانعام اور یہ ذکر

دسویں ذوالحجہ کے بعد سے دس نماز تک سب بجا اور

میرھویں کی صبح کی نماز تک خاص مٹی میں کرنا چاہئے۔ بعضی مناد

سے یعجب ہے۔ تفسیر صفائی میں ہے کہ یہ آیت عام

مناظرتین کے بارے میں ہے اور اس سے ایک خاص شخص

بھی مراد ہے کیونکہ اس آیت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے

رسول صلعم کو ایسے شخص سے شرافت کر دیا ہے جو ظاہر

ان کا رفیق اور پاس بیٹھنے والا ہے اس کی پہچان یہ بتلائی ہے

کہ وہ بڑی مٹی چیمپی باتیں کرتا ہے اور اپنی بات پر رعیت میں

دلالت کے لئے تمہیں بھی کھاتا ہے اور اس کی پہچان کا بڑا نشان

یہ ہے کہ اسے حکومت بھی ملے گی جسے حاصل کرے وہ خدا کی زمین

میں فتنہ و فساد پھیلائے گا۔ اور وہ ایک خاص کیفیت اور خاص

نسل کو تباہ و برباد کرے گا۔ وہ آنحضرت صلعم کا سخت دشمن

اور بہت بھگڑا رہے۔ اب اس قدر واضح صلیب اور نشان

بتا دینے کے بعد کیا آنحضرت صلعم اس سے واقف نہ تھے ضرور

تھے۔ اور چونکہ عربی زبان میں لفظ "من" جس طرح ایک فرد

پر استعمال ہے اسی طرح ایک سے زیادہ افراد پر بھی ہو سکتا

ہے اس لئے اس "من" کے مصداق اور اشارہ البتہ زیادہ بھی

ہو سکتے ہیں جن کا رسول اللہ صلعم کو علم تھا۔ چنانچہ آپ کی

حدیث حوض مشہور ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ قیامت کے

دن آپ کے کچھ صحابیوں کو دوزخ کی طرف فرشتے لے جاتے

ہوں گے تو حضور انھیں دیکھ کر فرمائیں گے یا رب اھصابی

اھصابی کہلے میرے پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہیں۔ اللہ

تعالیٰ کی طرف سے جواب آئے گا کہ ہاں ٹھیک ہے۔ لیکن

تم نہیں جانتے ما اھل شوا بعدک کہ انھوں نے آپ کی

وفات کے بعد کیا کیا بدعتیں کی تھیں تو میں کہوں گا حقیقتاً

سحقاً لمن غدر بدینی۔ یعنی دوری ہو دوری ہو ان کو چھوڑو

نہ میرے دین اللہ کو بدل دیا گیا یہی اصحاب ہیں تو نہ اعت

دکھیتی سے فدا کرو نسل سے حضرت محسن کی شہادت قابل

غور ہے۔

۳۔ من یشوی۔ یہ آیت مجیدہ باتفاق فریقین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ جب کفار مکہ نے آپس میں آنحضرت صلعم کو قتل کرنے کا مشورہ کر کے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا تو خدا نے آپ کو خبر دی اور حکم دیا کہ حضرت علی کو اپنے بستر پر رکھا کر بھرت کر جاؤ۔ آپ نے صورت واقعہ کی اطلاع حضرت علی کو دی اور فرمایا کہ تم میری جگہ سو جاؤ تاکہ لوگ کھنکھیں کہ میں ہی سو رہا ہوں۔ اور میں باہر جاتا ہوں حضرت علی نے عرض کی کہ میرے سو رہنے سے آپ کو کوئی گزند تو نہ پہنچے گا۔ فرمایا نہیں۔ علی نے عرض کی کہ میری جان جائے یا ہے آپ کی سلامتی بہر حال مطلوب ہے۔ چنانچہ آپ ساری رات بستر رسول پر یا طہینان سوتے رہے اس پر خداوند تعالیٰ نے حضرت علی کی مدح میں یہ آیت نازل کی۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اس شب اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کی طرف وحی کی جو میں نے تم دونوں میں بھائی چارہ قائم کیا اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ کی۔ تم میں سے کون ایسا ہے جو اپنی عمر بھائی کو دے دے مگر دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب خدا نے ان دونوں فرشتوں سے فرمایا کہ میں نے علی دلی اور محمد نبی میں بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ دیکھو علی نے اپنی جان نبی پر کوئی گناہ

فِي السَّلَامِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ

داخل ہو جاؤ۔ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو۔ بیشک وہ

لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ۝ فَإِنْ زَلَلْتُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمْ

تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے۔ پھر اگر تم پھسل گئے بعد اس کے کہ تمہارے پاس کھلی دلیلیں آچکی

الْبَيِّنَاتُ فَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ

ہیں۔ پھر جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ کیا وہ اس بات کے

إِلَّا أَنْ يَأْتِيَهُمُ اللَّهُ فِي ظُلَلٍ مِنَ الْغَمَامِ وَالْمَلَائِكَةُ

منظر ہیں کہ اللہ تعالیٰ بادلوں کے سایہ میں ان کے پاس آئے اور فرشتے آئیں اور سب معاملہ

وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَالِإِلَهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ سَلِّ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ

کا فیصلہ ہو جائے۔ حالانکہ کل امور کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ پھر چھ بنی اسرائیل سے کہ ہم نے

كَمْ آتَيْنَهُمْ مِنْ آيَةٍ بَيِّنَةٍ وَمَنْ يُبَدِّلُ نِعْمَةَ اللَّهِ مِنْ

انہیں کتنی کھلی نشانیاں دیں گے۔ اور جو بدل دالے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بعد اس کے کہ

بَعْدَ مَا جَاءَتْهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ نَزَّلْنَا لِلَّذِينَ

وہ اسکے پاس آچکی ہو۔ تو یقین کیجئے کہ اللہ تعالیٰ سخت ترین عذاب دینے والا ہے۔ کافروں کیلئے دنیا

كَفَرُوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَيَسْخَرُونَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کی زندگانی سبائی گئی ہے۔ اور وہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں یہ ہنسی محول کرتے ہیں حالانکہ

الَّذِينَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ

جو لوگ متقی ہیں وہ ان پر قیامت کے دن فوقیت رکھتے ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ

بغیر حساب کے رزق دیتا ہے۔ (ابتداء میں) سب لوگ ایک ہی امت تھے گے پس اللہ تعالیٰ نے

النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ ۝ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ

انبیاء بھیجے جو خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ کتاب برحق نازل

بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ وَمَا اخْتَلَفَ

کی تاکہ لوگوں کے مابین جو اختلاف ہے اس کا فیصلہ کرے۔ اور ہمیں اختلاف کیا

بقیہ صفحہ سابقہ

اور میکائیل پانچویں فرشتے اور جبرائیل علیہ السلام کی طرف خطاب کر کے کہنے لگے۔ اے ابن ابی طالب! تیرا ملک ہو مبارک ہو تمہارا کون شل ہے کہ خود خداوند عالم اپنے فرشتوں پر تمہارے سبب سے فخر و مباہات کرتا ہے علاوہ کتب شیعہ و کتب تاریخی ہمیں جدا سے جدا۔ اسد انبیاء تفسیر تعلیمی۔ احیاء العلوم وغیرہ کتب اہلسنت والجماعت۔

حاشیہ صفحہ ۱۸

۱۔ آیہ پینتہ۔ آیات مینات سے مراد وہ معجزات تھے جو انبیاء کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ظاہر ہوتے تھے۔ اور تورات کی وہ آیتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر شاہد تھیں۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بعض ان آیتوں پر ایمان لائے اور بعض ان کے منکر تھے اور بعض ان کے مقرر تھے۔ اور بعض نے انہیں بدل ڈالا

تھا

۲۔ یسخرہ۔ کہہ کے کفار جو اللہ تعالیٰ کے حبیب کے اہل بیت و مقام وغیرہ کو غیب اور مسکین مومنین مثل عتباتہ یا سرحدیہ اور بلال وغیرہ کو حبس دیتے تھے تو ان کا مذاق اڑاتے اور ہنسی بھٹکاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر محمدؐ سچے ہوتے تو عرب کے اشراف ان کی پیروی کرتے۔ کنگالوں کا ایمان لانا کچھ معنی اور فائدہ نہیں رکھتا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت ایسے لوگوں کے رذیل نازل

فرمائی

۳۔ امة واحدا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ذکر بعثت نوح علیہ السلام سے پہلے کا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں انبی حضرت سے منقول ہے کہ اس وقت سب لوگ گمراہی کی حالت میں تھے اور اوصیاء آدم علیہ السلام ان کے خوف سے تقیہ کئے ہوئے تھے۔ اور اظہار دین کی جرأت نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ قبائل کی طرف سے ان کو قتل کی دھمکی دی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے جو وہ تھے وہ ایک جزیرے میں عبادت خدا کرتے رہے گئے تھے۔

فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ

اس میں مگر ان لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی۔ بعد اس کے کہ ان کے پاس کھلی ہوئی دلیلیں آگئیں (اسکی)

بَعِيًّا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ

وجہ) ان لوگوں کی آپس میں شرارت تھی پس اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے اپنے حکم سے راہ حق جس میں لہ

مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ وَاللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ

وہ اختلاف کیا کرتے تھے دکھلا دی۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے سیدھی راہ دکھلا

مُسْتَقِيمٌ ۚ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخِلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ

دیتا ہے۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ تم کو

مَثَلُ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسْتَهْمُ الْبِاسَاءِ وَالضَّرَافِ

ان لوگوں جیسی حالت پیش نہیں آئی جو تم سے پہلے گذر گئے۔ ان پر سختیاں اور تکلیفیں آپٹیں۔

وَزُلْزِلُوا حَتَّى يَقُولَ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ مَتَى

اور وہ بلا دیئے گئے یہاں تک کہ (اس زمانہ کے) رسول اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لائے کہنے لگے کہ

نَصْرُ اللَّهِ إِلَّا إِنْ نَصَرَ اللَّهُ قَرِيبٌ ۚ يَسْأَلُونَكَ مَاذَا

اللہ تعالیٰ کی مدد کب آئے گی۔ خیر اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی مدد قریب ہی ہے۔ وہ پوچھتے ہیں کہ (خدا کی راہ میں)

يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ وَالْيَقِينِ

کیا خرچ کریں گے (رسول) کہہ دو کہ تم اپنی نیک کمانی میں سے جو کچھ بھی خرچ کرو تو اللہ کے لئے اور قریبی رشتہ داروں

وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ

کیلئے اور یتیموں کیلئے اور محتاجوں کے لئے اور مسافروں کیلئے (خرچ کرو)۔ اور جو نیکی بھی تم کرو گے،

خَيْرٌ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۚ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهُ

اُس کا علم خدا کو یقیناً ہے۔ تم پر جہاد واجب کیا گیا ہے حالانکہ وہ تم کو ناگوار

لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسَىٰ أَنْ

ہے اور شاید تم ایک چیز کو ناپسند کرو گے اور وہ تمھارے لئے اچھی ہو۔ اور عجیب نہیں کہ تم

تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۚ

(ایک چیز کو پسند کرو۔ دراصل حالیکہ وہ تمھارے حق میں بری ہو اور خدا تو جانتا ہی ہے) مگر تم نہیں جانتے ہو۔

نزل

لہٰذا لہما اختلفوا ۱۔ ایک مشہور قول مسلمانوں میں پھر لگا رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اختلاف امتی رحمتہ کریمی امت کا اختلاف رحمت ہے۔ یہ آیہ مجیدہ اس خیال باطل کی تردید کرتی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں نہیں فرمایا۔ یہ آپ پر بہتان ہے (استغفر اللہ) اللہ تعالیٰ واضح طریق پر بیان فرمائیے کہ نبیاء علیہم السلام کا مبعوث فرمانا اور کتابوں کا نازل کرنا ان لوگوں کے اختلافات کو مٹانے کے لئے تھا۔ نہ کہ اختلاف کو رحمت قرار دینے کے لئے۔ اللہ تعالیٰ تو اختلاف کرنے کو باہمی مفاد اور وحد کا نتیجہ قرار دیتا ہے نہ کہ رحمت ۲

۳۔ ام حسبکم ۱۔ اخراج میں امام ذہبی نے لکھا ہے علیہ السلام اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرماتے ہیں کہ تم بہت امن میں ہو۔ تم سے پہلے جو لوگ نبی حق پر ہوتے تھے ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے جاتے تھے اور وہ صلیب پر کھینچے جاتے تھے۔

اس آیت سے خداوند عالم کو دو مطلب حل کرنے تھے۔ ایک یہ کہ ایسا گمان بعید ہے۔ دوسرے یہ کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت پر ہرمانا مقصود ہے۔ اور ان مومنین کی جو مخالفین کی ایذا رسانی اور عداوت پر صابر اور ثابت قدم ہے میں ۲

۳۔ ماذا یتفقون ۱۔ اس آیہ مجیدہ میں لوگوں کے سوال پر کہ کیا خرچ کریں تفصیل بتائی گئی ہے کہ کیا چیز دینی چاہیے اور اس کے مستحق کون کون ہیں۔ سب سے پہلے ماں اور باپ مستحق ہیں۔ ان کی خدمت کے بعد اگر کچھ بچے تو قریبی رشتہ داروں کو دیا جائے ان کے بعد یتیم، مسکین اور مسافر و حج بدرجہ مستحق ہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی چیز مستحق کو تو نہ دی جائے مگر غیر مستحقین کو دے دیں۔ اس صورت میں دینے کا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور جو کچھ دیا گیا ہو گا وہ سب ضائع جائے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں حکم دے دیا کہ جو بھی نیک کمانی ہو وہ ہمارے بتائے ہوئے حقداروں کو ہی پہنچاؤ ۲

۴۔ عسیٰ ان تکرهوا ۱۔ اس آیہ مجیدہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ خدائی معاملات اور شرعی احکام میں انسان کو اپنی رائے پر عمل کرنے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے چونکہ انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اس لئے وہی اس کی فطرت کا صحیح واقعہ ہے اور وہ جانتا ہے کہ ان کے اپنے علم کی کمی کی وجہ سے احکام خدا کے نفع نقصان اور ان کے مفید اور مضر ہونے میں تمیز نہیں کر سکتا اس لئے کہ عقل انسانی خواہ کتنی ہی بلند ہو ایک حد پر پہنچ کر رک جاتی ہے۔ اس مقام سے آگے دوسری کرنا نبیاء علیہم السلام ہی کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ پس مسائل شرعیہ اکثر انسانی ادراک سے بالا ہوتے ہیں۔ اور ان کی عدل اور مصلحت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ انسان اپنے خیال کے مطابق بعض حضرات کو بھی مفید سمجھ کر اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو امور شرعی میں دخل دینے کا حق نہیں دیا ۲

ع

اور ان کے مفید اور مضر ہونے میں تمیز نہیں کر سکتا اس لئے کہ عقل انسانی خواہ کتنی ہی بلند ہو ایک حد پر پہنچ کر رک جاتی ہے۔ اس مقام سے آگے دوسری کرنا نبیاء علیہم السلام ہی کا کام ہے جو اللہ تعالیٰ مبعوث فرماتا ہے۔ پس مسائل شرعیہ اکثر انسانی ادراک سے بالا ہوتے ہیں۔ اور ان کی عدل اور مصلحت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ انسان اپنے خیال کے مطابق بعض حضرات کو بھی مفید سمجھ کر اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو امور شرعی میں دخل دینے کا حق نہیں دیا ۲

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيهِ قُلْ قِتَالٌ فِيهِ كَبِيرٌ

(اے رسول) وہ تم سے حرمت والے مہینہ کی بابت پوچھتے ہیں کہ اس میں لڑنا کیسا ہے کہہ دو کہ اس میں جنگ کرنا

وَصَدَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَكَفَرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدَ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ

بڑا گناہ ہے۔ اور (یاد رکھو کہ) خدا کی راہ سے روکنا اور خدا کا انکار کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور اس کے اہل کو

أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ وَ

اس سے نکال دینا خدا کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے اور فساد برپا کرنا اور فتنہ مچانے سے بڑھ کر ہے۔ اور

لَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِن

وہ برابر تم سے لڑائی کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اگر ان کا پس پلے تو وہ تم کو تمہارے دین سے برگشتہ

اِسْتَطَاعُوا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فِيمَتِّ وَهُوَ

کر دیں۔ اور (یاد رکھو) تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے برگشتہ ہو جائے گا پھر مرجائے گا اس

كَافِرٌ فَأُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَ

حالت میں کہ وہ کافر ہو تو یہی وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت گئے۔ اور

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

یہی لوگ دوزخی ہیں (اور) وہ ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے

وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجْهَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ يَرْجُونَ

اور جنہوں نے ہجرت کی اور خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خدا کی رحمت

رَحْمَتِ اللَّهِ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٢٢﴾ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ

کے امیدوار ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے رسول) تم سے لوگ شراب ملے اور

وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِتْمَ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَإِنَّهُمَا

جو کھیلنے کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ تم (ان سے) کہہ دو کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کیلئے (کچھ) فائدے بھی ہیں

أَكْبَرُ مِنْ نَفْعِهِمَا وَيَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلِ الْعَفْوَ

اور ان دونوں کا گناہ ان دونوں کے فائدے سے بڑھ کر ہے اور (یہ بھی) تم سے پوچھتے ہیں کہ وہ (راہ خدا میں) کیا خرچ کریں۔ (اے رسول)

كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾ فِي

ان سے) کہہ دو کہ جو تمہاری ضرورت کے فالتو ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام تمہیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم دنیا اور آخرت

نزل

۱۵ الخمر: خمر اصل میں انگور کے کچے

پانی کا نام ہے۔ جبکہ وہ نشہ آور ہو۔ اس لحاظ

سے اس سے مراد انگوری شراب ہوگی۔ لیکن

مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہہ جیتے ہیں۔ دیکھئے

تاج العروس شرح قاموس مصنف علامہ لغوی

سید محمد رفیع زبیدی۔ لفظ خمر یا تو اعتقاد

سے مشتق ہے جس کے معنی خمیر لٹھنے کے ہیں۔

چونکہ اس میں بھی خمیر لٹھ کر ہوش پیدا ہوتا ہے۔

اور جھاگ آنے لگتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام خمر

ہو گیا۔ یا یہ لفظ فحاشی سے اخذ کیا گیا ہے۔

جس کے معنی چھپا لینے کے ہیں۔ چونکہ یہ سوا

کو کم کر دیتی ہے اس لئے اسے خمر کہا گیا۔

اسی لئے اس کا نام اتم الخبائث سے تعبیر کیا

ہے۔ کیونکہ جب ہوش ہو تو اس گم ہوجائیں تو

اس حالت میں جو خبائثت بھی شراب پینے والا

کرے کر سکتا ہے۔

چنانچہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے

روایت ہے کہ شراب ہر گناہ کی راس رئیس اور ہر

بدی کی کنجی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ بدی کے لئے خدا

نے بہت سے قفل مقرر کئے ہیں اور ان سب کی

کنجی شراب ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والے

سے زیادہ خدا کا نافرمان کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ

ممکن ہے کہ حالت بے عقلی میں وہ نماز واجب کو

نوت کرے اور اپنی ماں بیٹی کسی سے ملوث ہو

جائے۔ یہ بھی فرمایا کہ شراب پینے والا بے نیاز

سے بدتر ہے کیونکہ بے نیاز معرفت خدا سے ہے ہر

تو نہیں ہوتا اور یہ ایک وقت میں ضرور بے ہر

ہو جاتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان میں خدا تعالیٰ

سب کے گناہ بخش دیتا ہے سوائے ان تین

آدمیوں کے ایک تو شراب پینے والا اور دوسرے

شطنج کھیلنے والا۔ تیسرے ایسی بدعت

پھیلانے والا جس سے نا اتفاق ہو۔

۱۶ المیسر: لغت میں میسر کے معنی

برقرار والی چیز ہے۔ خواہ جس طریق پر اور جس

چیز سے بھی جو کھیلنا جائے خدا نے حرام قرار دیا ہے

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:-

کل ما اهلہ عن ذکر اللہ فهو المیسر یعنی جو

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْيَتَامَىٰ قُلْ إِصْلَاحٌ لَّهُمْ

(کے معاملات) میں غور کرو۔ اور لوگ تم سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ انکی

خَيْرٌ وَإِنْ تُخَالِطُوهُمْ فَارْحَمُوا أَمْكَمُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ

درستی بہتر ہے۔ اور اگر تم ان سے مل کر رہو تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور (یاد رکھو کہ) اللہ تعالیٰ فساد کرنے والے کو

الْمُصْلِحِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَعْنَتَكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

اصلاح کرنے والے سے (اگ) جانتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب پر سختی کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے

وَلَا تُشْكُوا الْمَشْرِكِ حَتَّىٰ يُؤْمِنَ وَلَا مَآئِمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ

اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لائیں۔ حالانکہ ایسا اندر لوندی

خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ

مشرک بی بی سے بہتر ہے۔ گو وہ (بی بی) تمہیں کتنی ہی اچھی معلوم ہوئی ہو۔ اور مسلمان عورتوں کو مشرکوں کے نکاح میں

حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ

نہ وہ (عبد) ایمان نہ لے آئیں اور البتہ ایک مومن غلام ایک آزاد مشرک سے بہتر ہے گو وہ مشرک تمہیں اچھا ہی لگے

أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَ

یہ وہ ہیں جو (جہنم کی) آگ کی طرف بلا تے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اذن سے جنت اور

الْمَغْفِرَةِ بِأَذْنٍ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

بخشش کی طرف بلاتا ہے۔ اور لوگوں کیلئے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى لَا فَاعِلٌ لِّلنِّسَاءِ

اور لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ (ان سے) کہہ دو کہ وہ ایک گندلی ہے جس سے تم نہ ناہ حیض میں عورتوں

فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ

سے الگ تھلک رہو۔ اور جب تک وہ پاک نہ ہوئیں تمکے نزدیک نہ جاؤ۔ پس جب وہ پاک ہو جائیں

فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ

تو ان کے پاس جس طرف سے خدا نے حکم دیا ہے آؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ رجوع کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

وَيُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ ۝ نَسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأَتُوا حَرْثَكُمْ

اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو محبت کرتا ہے۔ تمہاری بیویاں تمہارے لئے کھیتی ہیں پس تم اپنی کھیتی میں جس طرح

مازل

۱۔ ولا تشکوا المشرکین۔ اس آیت میں دو حکم دیئے گئے ہیں۔ ایک مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرنا۔ اور دوسرے اپنی لڑکیاں نکاح مشرکین میں نہ دینا۔ یہ دونوں قانون مسلمانوں اور رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہیں۔ مگر فرق یہ ہے کہ مسلمانوں پر بعد ظہور اسلام پابندی عائد ہوئی ہے۔ اور رسول خدا قبل بعثت بھی اس کے پابند تھے۔ کیونکہ یہ مسلم ہے کہ آنحضرت نے کبھی اپنی ولایت کے فعل حرام کا ارتکاب نہیں کیا۔ نہ قبل بعثت نہ بعد بعثت۔ جیسا کہ مکتوبات مجیدہ سرسندی جلد سوم ص ۲۲ میں ہے۔ اور آپ کیونکر فعل حرام کا ارتکاب کرتے جبکہ آپ قبل خلقت آدم نبی تھے۔ اور تمام دنیا کیلئے نمونہ عمل بن کر ظاہر ہونے والے تھے۔ جیسا کہ شفا قاضی عیاض میں ہے۔ لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ نے اپنی شریعت کے مجاہدات کا ارتکاب نہیں کیا۔ یعنی نہ کبھی آپ نے مشرک عورتوں سے نکاح کیا اور نہ مشرکوں کے نکاح میں کوئی لڑکی دی۔ لہذا بی بی خدیجہ کو مشرک کہنا غلط ہے بلکہ وہ ملت حضرت ابراہیم کی پابند تھیں۔ اور اسی طرح یہ بھی غلط ہے کہ آپ کی چار لڑکیاں تھیں کیونکہ بی بی فاطمہ کے علاوہ تین لڑکیاں بتائی جاتی ہیں۔ وہ عتیبہ وغنیہ پسران ابولہب کو اور ایک لڑکی ابوالعاص کو دی گئی ہے جو بعد درجہ کے مشرک تھے۔ اس آیت کی تشریح کے بعد ہمیں ان روایات پر غور و خوض کرنا چاہئے جو مسئلہ بنات کے سلسلہ میں کتب اسلام میں وارد ہوئی ہیں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ یہ لڑکیاں حضرت خدیجہ بکری کی تھیں شوہر اقل سے۔ لیکن اس روایت کی تردید اس روایت سے ہوتی ہے جس میں بی بی خدیجہ کو وقت عقد پاکیزہ لکھا ہے۔ دوسری روایت یہ ہے کہ یہ لڑکیاں ہالہ بنت خویلد خواہر خدیجہ کی تھیں اور ان کا باپ ابولہب تھا۔ یہ روایت ہے کہ یہ لڑکیاں رسول خدا کی تھیں۔ اب یہ بھی نہیں سکا کہ ان کو رسول خدا کی بیٹیوں میں سے روایت اور اس کا بہترین طریقہ کتب فریقین نے یہ بتایا ہے کہ جو روایت کتاب خدا کے خلاف ہو وہ غلط ہے۔ اور جب یہ امر بلا اختلاف ثابت ہے کہ ان لڑکیوں کا نکاح مشرکین سے ہوا تو یقیناً یہ لڑکیاں رسول خدا کی حقیقی بیٹیاں نہ تھیں بلکہ ربائب تھیں۔ اور ربائب کے رشتہ مصاہرت یعنی دامادی کے لحاظ سے حضرت عثمان کو صہبر کہا گیا ہے۔ جیسی لڑکیاں وہی ہی رشتہ داری۔ نہ حقیقی لڑکیاں نہ حقیقی دامادی نیز آیت پرورد یعنی قل لا ذواجک وبناتک میں پرورد کا حکم سے مراد آیا تھا۔ اس وقت یہ لڑکیاں فوت ہو چکی تھیں۔ لہذا بنات سے مراد بنات علی وفاطمہ ہیں۔ جو درحقیقت بنات رسول ہیں۔ کیونکہ قرآن میں نواسیوں کو بنات کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حرمت علیہا انکھ وبناتکم میں موجود ہے۔ اسی لئے جناب ائمہ کثرت نے بازار کوفہ میں فرمایا تھا۔ نحن بنات رسول اللہ یعنی ہم رسول اللہ کی بیٹیاں ہیں (تہذیب شیعہ المذہب ص ۵۷)۔

۲۔ نسآؤکم حرث۔ اس سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حالت حیض میں عورت کے نزدیک جانے سے منع فرمایا ہے۔ اور اس کی علت بھی بتا دی ہے۔ جب زمانہ حیض گزر جائے اور بیوی غسل کر کے پاکیزہ ہو جائے تو اس سے ہمبستری کرنے کی اجازت دی ہے۔ ظاہر ہے کہ جس جگہ کی بندش تھی وہاں ہی کی اجازت دی گئی ہے۔ کیونکہ اور کسی مقام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یعنی وہی فی الذکر کا۔ اگلی آیت میں کسی اعلیٰ مثال سے اللہ تعالیٰ نے یہ مسئلہ سمجھا دیا ہے کہ عورت کو کھیتی کہا ہے اور کھیتی وہ ہوتی ہے جس میں بیج ڈال کر فصل پیدا کیا جائے۔ چونکہ مقام معروف یعنی عورت کی قبل میں ہی مباشرت کرنے اور انسانی بیج ڈالنے سے ہی پتھر پیدا ہو سکتا ہے۔ نہ کہ دوسرے۔ اس لئے فاتوا حرثکم انی شئتہ میں عورتوں کے پاس جانے سے مراد ہی قبل یا فرج ہے نہ کہ دوسرے مذہب اہل بیت میں فعل حرام

۱۔

أَنِي شِئْتُمْ وَقَدْ مَوَّاهُ لَاتَقْسِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

جیسا ہو آؤ۔ اور اپنی جانوں کیلئے (مجھے اعمال) آگے بھیجو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جان لو کہ تم ضرور اس کے

أَنكُمْ مُلْقَوَةٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَلَا تَجْعَلُوا اللَّهَ عُرْضَةً

حضور میں پیش ہو بیولے ہو۔ اور (اے نبی) مؤمنین کو خوشخبری دو۔ اور (اے مسلمانو!) تم کسی اور پرستش گاری

لَا يَمَانِكُمْ أَنْ تَبَرُّوا وَتَتَّقُوا وَتُصْلِحُوا بَيْنَ النَّاسِ

کرنے اور لوگوں کے درمیان صلح کرنے کی آڑ اپنی قسموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو نہ بنایا کرو۔

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔ خدا تم سے ان قسموں کے بارے میں مواخذہ نہیں کریگا جو لغو ہوں گی

وَلَكِنْ يُؤَاخِذُكُم بِمَا كَسَبَتْ قُلُوبُكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ

مگر تمہیں ان قسموں پر ضرور پکڑے گا جو تم نے ارادۂ دل سے کھانی ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

حَلِيمٌ ۝ لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ

بُردبار ہے۔ جو لوگ اپنی بیویوں کے پاس جانے کی لے قسم کھالیں ان کے لئے چار مہینہ کی مہلت ہے۔

فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ

پس اگر وہ باز آگئے تو اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر انھوں نے طلاق کا لٹکا ارادہ کر لیا تو

فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ

بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا (اور) سب کچھ جاننے والا ہے۔ اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ اپنے آپ کو

ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي

تین طہر تک (اور نکاح کرنے سے) تھ روکے رکھیں۔ اور اگر وہ عورتیں خدا اور قیامت کے دن پر ایمان لاتی ہیں تو ان

أَرْحَامِهِنَّ إِنْ كُنَّ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَبَعُولَتُهُنَّ

کیلئے یہ جائز نہیں کہ جو کچھ خدا نے ان کے رحموں (بچہ دانی) میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں۔ اور ان کے خاوند اگر

أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا وَلَهُنَّ مِثْلُ

اصلاح کا ارادہ کریں تو وہ اس مدت میں ان کو واپس لینے کے زیادہ حجتدار ہیں۔ اور شریعت کی رو سے عورتوں کیلئے

الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۝ وَاللَّهُ

بھی ویسے ہی حقوق پس جیسے مردوں کے عورتوں پر ہیں اور مردوں کو ان پر ایک درجہ فضیلت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

۱۰ یُولُونَ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایلا سے یہ مطلب ہے کہ مرد اپنی زوجہ سے مباشرت نہ کرنے کی قسم کھائے اس پر صبر کرے تو خیر و اگر اس قسم کو اٹام کے حضور میں پیش کرے تو اٹام اس کو چار ماہ کی مہلت دے گا۔ کہ یا تو اپنی زوجہ سے رجوع کرے یا اس طلاق دے دے۔ اگر یہ دونوں باتوں سے انکار کرے گا تو پھر اسے قید کر دیا جائے گا۔

۱۱ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ۔

اس آیت مجیدہ میں طلاق شدہ عورت کے عدہ میں بیٹھنے کی مدت کا ذکر ہے کہ اگر وہ عورت صاحب عادت ہو یعنی اسے حیض مقررہ وقتوں میں آتا ہو تو اس کی عدت تین طہر ہے۔ اور طہر سے مراد وہ وقفہ ہے جو دو حیضوں کے درمیان پاک رہنے کا زمانہ ہے۔ لیکن اگر صاحب عادت نہ ہو یعنی اس کا زمانہ حیض معین اور مقرر نہ ہو تو طلاق کی عدت تین مہینے ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ طلاق شدہ عورت حاملہ نہ ہو کیونکہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے۔ خواہ وہ مدت کم ہو یا زیادہ اسی لئے طلاق شدہ عورت کو باریت کی گئی ہے کہ وہ اگر حاملہ ہو تو اپنے حمل کو نہ چھپائے بلکہ ظاہر کر دے۔ یہ طلاق بھی ہے۔

کے معنی قید سے رہا کرنے اور چھوڑ دینے کے ہیں۔ اور شریعت میں ملک نکاح کے زائل کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ سید شریف جوبانی نے کتاب التقریفات میں لکھا ہے۔ اسلام میں طلاق کی چند شرائط ہیں۔ (۱) طلاق دینے والا بالغ ہو (۲) عاقل ہو (۳) با اختیار ہو (۴) قصد اور ارادہ سے طلاق دے۔ پس نابالغ۔ دیوانہ۔ مجبور کی طلاق صحیح نہیں۔ (۵) زوجہ کثیرہ ہو (۶) زوجہ منکوحہ ہو (۷) حیض و نفاس سے پاک ہو۔ پس اگر حالت حیض میں طلاق دی جائے گی تو وہ درست نہ ہوگی (۸) جس طہر میں طلاق دی جائے اس میں جماع نہ کیا ہو (۹) زوجہ معتق کی جائے جس کو طلاق دینا منظور ہو۔ (۱۰) صیغہ طلاق عربی زبان میں ادا کرنا یا کسی عالم دین سے جاری کرنا جسے طلاق کا وکیل مقرر کرے (۱۱) ذو عادل گواہوں کے سامنے طلاق دینا۔ صیغہ طلاق یہ ہے کہ عورت کی طرف (جسے طلاق دینا ہے) اشارہ کر کے کہے انا طالق۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ خود صیغہ جاری کرے تو وہ کہے زوجۃ مؤکلی طالق پس جو شخص عربی صیغوں سے جاہل ہو اس کا طلاق جاری کرنا صحیح نہیں۔ نیز وہ طلاق جو صرف کاغذ پر کسی مسلم یا غیر مسلم عربی نويس سے لکھوا کر دی جاتی ہے لیکن اس کا صیغہ شرعی جاری نہیں کیا جاتا جائز نہیں۔ طلاق تین دفعہ دی جاتی ہے۔ پہلی دونوں طلاقیں رجعی کہلاتی ہیں۔ اس میں خاوند کو اختیار ہوتا ہے کہ رجوع کر لے۔ یعنی عورت کو واپس لے لے۔ اور اس رجوع کیلئے صرف تصدی کافی ہے۔ اور ایسی حرکت جو اس بات پر دلالت کرے کہ مرد اس عورت کو بوی سمجھ رہا ہے مثلاً اس کا بوسہ لینا وغیرہ۔ تیسری طلاق بائن کہلاتی ہے اور اس میں رجوع کا اختیار نہیں رہتا۔ جب تک کہ وہ عورت کسی اور مرد سے نکاح کرے اس کے گھر میں آباد نہ ہو جائے۔ پھر یا تو وہ شخص (دوسرا شوہر) مر جائے یا کسی سبب سے اپنی رضا و رغبت سے اسے طلاق دے دے تو وہ عورت عدت کی مدت گزرنے کے بعد پہلے خاوند سے نکاح کر سکتی ہے۔

۱۱ اذ اطلقتہ۔ اس آیت میں طلاق شدہ عورتوں کے حقوق واضح کئے گئے ہیں۔ اور وہ یہ کہ جب تک ان کی عدت کے ایام ختم نہ ہو جائیں مرد پر واجب ہے کہ نہ اسے گھر سے نکلنے پر مجبور کرے اور نہ ہی اسے فاقول مارے بلکہ اس عرصہ

میں نان و نفقہ برابر دیتا ہے۔ یہ نان و نفقہ دینا واجب ہے۔ پھر ارشاد ہے کہ عدت کے اندر اگر چاہو تو رجوع کر کے عورت سے اپنا تعلق بچھڑا کر لو۔ یا پھر عدت اور ایام کے ساتھ رخصت کر دو۔ لیکن اگر تم طلاق دے کر اسے یوں چھوڑ رکھو کہ نہ تو اسے نان و نفقہ دی دو۔ نہ اس سے رجوع کرو اور نہ اسے اس قابل چھوڑ دو کہ دوسرا شوہر کرے۔ یہ تمہارا انتہائی ظلم ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ حاکم شرع چارہ کی مدت مقرر کرے۔ اگر اس مدت میں خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے لگے، تو بہتر ورنہ خود حاکم شرع طلاق کا ولی بن کر اس عورت کو آزاد کر سکتا ہے۔

عَنْ يَزِيدَ حَكِيمٍ (۲۸) الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيهِ

زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ طلاق (رجعی جسے بعد رجوع ہو سکتی ہے) دو ہی مرتبہ ہے اس کے بعد یا تو نیکی کے ساتھ روک لینا یا

بِإِحْسَانٍ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا

یا سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا۔ اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ جو کچھ تم انھیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ واپس لے لو۔

إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا

سوائے اس صورت کے کہ دونوں کو اس بات کا خوف ہو کہ دونوں خدا کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے پس اگر تم ڈرو کہ

يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ تِلْكَ

وہ دونوں خدا کی حدوں پر قائم نہ رہیں گے اور عورت کچھ فدیہ دے دے تو اس میں دونوں پر کچھ الزام نہیں۔ یہ

حُدُودَ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ

خدا کی حدیں ہیں پس تم ان سے تجاوز نہ کرو۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی حدوں سے تجاوز کریں گے پس وہی لوگ

هُمْ الظَّالِمُونَ (۲۹) فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا يَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى

تو ظالم ہیں۔ پھر اگر عورت کو تیسری (طلاق دے دے تو وہ اس سے کئے حلال نہ ہوگی جب تک

تُكْرِمَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا

کہ اسے سوا ایک اور خاوند سے نکاح نہ کرے پس اگر وہ دوسرا خاوند اپنی آزاد مرضی سے اسے طلاق دے دے تو اگر دونوں کا (رجعی)

إِنْ ظَنَّا أَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ يُبَيِّنُهَا

وہ دونوں خدا کی حدیں قائم رکھیں گے اور ایک دوسرے سے رجوع کر لیں تو ان دونوں پر کوئی الزام نہیں۔ یہ اللہ کی حدیں ہیں جو ان

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ (۳۰) وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغُنَّ أَجَلَهُنَّ

لوگوں کیلئے یہ خیال ہو کہ بیان کرتا ہے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں۔ اور جب تم عورتوں کو طلاق دے دو تو انہیں اپنی عدت کے ختم ہونے تک

فَاِمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ اَوْ سِرِّحُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَلَا

مدت کو پہنچیں اس وقت یا تو ان کو نیکی کے ساتھ روک لو یا انھیں نیکی کے ساتھ رخصت کر دو۔ اور ان کو

تُكْسِكُوهُنَّ ضَرَارًا لَتَعْتَدُوا وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَقَدْ

ضرر پہنچانے کی نیت سے نہ روکے کہ ان پر زیادتی کرنے لگے۔ اور جو شخص ایسا کرے گا پس اس نے یقیناً اپنی

ظَلَمَ نَفْسَهُ وَلَا تَتَّخِذُوا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَادْكُرُوا

جان پر ظلم کیا۔ اور (خبردار) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو محول ہنسا نہ بناؤ۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو

نَعَمْتَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ
 تَمَّ كَوْنُ نِعْمَتٍ مِنْ نَوَازِلِهِ اس کو بھی یاد کرتے رہو اور اس کو بھی جو کچھ کتاب اور حکمت سے اس نے تم پر نازل کیا ہے
 يَعِظُكُمْ بِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ

عَلِيمٌ ۝ وَإِذَا طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَّغْنِ أَجَلَهُنَّ فَلَا
 رُكْنَ وَاللَّيْسَ - اور جب تم عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنا عقد پورا کر لیں تو ان کو

تَعْصِلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضُوا بَيْنَهُمْ
 اور شوہروں سے کہہ کے ساتھ نکاح کرنے سے مت باز رکھو جبکہ وہ عیال کے ساتھ آپس میں رضامند

بِالْمَعْرُوفِ ۝ ذَلِكَ يُوعِظُ بِهِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ
 ہو جائیں - اس سے اس کو نصیحت کی جاتی ہے جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۝ ذَلِكُمْ أَزْكَىٰ لَكُمْ وَأَطْهَرُ ۝ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ
 لاتاہے - یہ تمہارے لئے نہایت ہی شریستہ اور بہت ہی پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ تو جانتا ہی ہے

لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ
 اور تم نہیں جانتے ہو - اور مائیں اپنی اولاد کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی -

كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۝ وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ
 جو چاہے کہ دودھ پلانے کی مدت پوری کرے سہ اور بچے کے باپ کو اچھے طریقے

رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ ۝ لَا تُكَلِّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعَهَا
 سے ان (کی ماؤں) کو ان کا کھانا اور ان کا لباس دینا ہے - (مگر) کسی شخص کو اس کی وسعت کے علاوہ تکلیف

لَا تُضَارُّ وَالِدَةُ بَوْلِهَا وَلَا مَوْلُودُ لَهٗ بِوَلَدِهِ ۝ وَعَلَى
 نہیں دی جاتی - کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف نہ دی جائے اور نہ بچے کے باپ کو اس کے بچے کی وجہ سے سہ

الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ ۝ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا
 اور (باپ کے) وارث کے ذمہ بھی ایسا ہی ہے - پس اگر دونوں (ماں اور باپ) آپس کی مرضی اور مشورے سے

وَتَشَاوَرَا فَلَاحُ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا ۝ وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا
 دودھ پھڑکانا چاہیں تو دونوں پر کوئی الزام نہیں اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ

ہے - اگر فاطمہ کا بیٹا ہوتا تو یہ غدر نہ کرتا ۝ لا تضار - چونکہ شریعت اسلامی نے آزاد عورت کو اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے بچے کو دودھ پلائے یا نہ پلائے - اور اگر دودھ پلانے پر اجرت طلب کرے
 تو خاوند پر لازم ہے کہ اجرت ادا کرے - اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت اتنی زیادہ طلب کرے جو ایک توہناں کے رواج کے مطابق زیادہ ہو - دوسرے بچے کا
 باپ ادا کر سکنے پر قادر نہ ہو - اس کی وسعت سے باہر ہو - اور باپ کے لئے لازم ہے کہ اجرت میں کسی قسم کی کمی نہ کرے - اس حکم میں اس بات کی روک تھام بھی کی گئی ہے کہ کوئی ماں بچے کے باپ سے ناراض ہو
 تو بچے کو دودھ پلانا ہی نہ چھوڑ دے - یا اس خیال سے خاوند کو جماع پر قدرت نہ دے کہ اگر عمل ٹھیک نہ ہو تو بچہ کو تکلیف پہنچے گی - نیز باپ کو جائز نہیں کہ ماں کو ضرر پہنچائے یعنی جب ماں بچے کو دودھ پلانا چاہتی ہو تو باپ
 اس سے بچہ چھین لے خصوصاً اس وقت جبکہ بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہو گیا ہو

۱۰ فلا تعصلوهن - تعصلوا - عضل سے ہے جس کے معنی سختی کے ساتھ روکنے کے آتے ہیں - تعصلوا
 صیغہ جمع ذکر حاضر (مضارع) ہے - اس کے پہلے کا فعل نہیں ہے - عضل - عضلہ سے ماخوذ ہے پس عضل کے معنی ہوئے عضلہ پکڑ کر باندھ دینا یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا اور لا تعصلوهن سے لوگوں کو اس فعل سے منع کیا گیا ہے -

۱۱ ان لوگوں کے بارے میں آیت ہے جو بیوہ یا طلاق شدہ عورتوں کو دوسرا نکاح کرنے سے سختی کے ساتھ روک دیتے ہیں اور انھیں گھروں میں بند کر رکھتے ہیں تاکہ وہ دوسرا نکاح نہ کر سکیں - یہ عورتوں پر انتہائی ظلم ہے - کیونکہ انھیں ان کے جائز حقوق سے محروم کر دیا جاتا ہے - پس ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا یہ وعظ اور نصیحت قابل تعمیل ہے کیونکہ یہ رسم و رواج عورتوں کے فطری جذبات پر ظلم ہے جو مومنین کی شان سے بعید ہے ۝

۱۲ یتیم الرضاعة - کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اگر آزاد عورت اپنے بچے کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کی جائے گی - البتہ لونڈی مجبور کی جائے گی - اور اس میں یہ احتمال بھی ہے کہ اگر آزاد عورت اپنی خوشی سے اپنے بچے کو دودھ پلانا چاہے تو روکی نہ جائے گی - کیونکہ وہ اس کا حق ہے -

۱۳ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچے کیلئے اس کی ماں سے بہتر کوئی دودھ نہیں ہو سکتا - الفقہاء میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی دودھ جس سے بچہ پرورش پائے اس کے حق میں اس کی ماں کے دودھ سے زیادہ نافع نہیں ہو سکتا - حدیث میں وارد ہوا ہے کہ بچہ کو دو سال سے کم دودھ پلانا اس پر ظلم ہے - اگر ماں مطلقہ ہے تو باپ کو حق نہیں کہ وہ دو سال سے پہلے بچے کو اس کی ماں سے جدا کر دے - اگر ماں جو آزاد ہو - بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت طلب کرے تو باپ پر لازم ہے کہ اسے اجرت دے ورنہ کسی دایہ کا انتظام کرے اور دایہ کا انتخاب کتنے وقت اس کے خاندانی اوصاف اور اخلاق و اعمال کو دیکھ لے - کیونکہ دودھ کا اثر بچے میں ضرور ہو جاتا ہے - اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ مجنون بے عقل اور فاسق عورتوں کا دودھ نہ پلایا جائے -

۱۴ تاریخی واقعہ ہے کہ جنگ بل میں جب تیروں کی بوجھاڑ آ رہی تھی تو جناب امیر علیہ السلام نے حضرت محمد بن حنفیہ کو حکم دیا کہ آگے بڑھو - انھوں نے عرض کیا کہ بابا تیروں کی بارش ہو رہی ہے کیسے آگے بڑھوں - آپ نے ایک ہاتھ ان کے سینہ پر مارا اور فرمایا خدا امن عرق امک - یہ تیری ماں کے دودھ کا اثر

۱۵ اگر فاطمہ کا بیٹا ہوتا تو یہ غدر نہ کرتا ۝ لا تضار - چونکہ شریعت اسلامی نے آزاد عورت کو اجازت دے رکھی ہے کہ اپنے بچے کو دودھ پلائے یا نہ پلائے - اور اگر دودھ پلانے پر اجرت طلب کرے تو خاوند پر لازم ہے کہ اجرت ادا کرے - اس سے یہ خیال ہو سکتا ہے کہ کوئی عورت بچے کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت اتنی زیادہ طلب کرے جو ایک توہناں کے رواج کے مطابق زیادہ ہو - دوسرے بچے کا باپ ادا کر سکنے پر قادر نہ ہو - اس کی وسعت سے باہر ہو - اور باپ کے لئے لازم ہے کہ اجرت میں کسی قسم کی کمی نہ کرے - اس حکم میں اس بات کی روک تھام بھی کی گئی ہے کہ کوئی ماں بچے کے باپ سے ناراض ہو تو بچے کو دودھ پلانا ہی نہ چھوڑ دے - یا اس خیال سے خاوند کو جماع پر قدرت نہ دے کہ اگر عمل ٹھیک نہ ہو تو بچہ کو تکلیف پہنچے گی - نیز باپ کو جائز نہیں کہ ماں کو ضرر پہنچائے یعنی جب ماں بچے کو دودھ پلانا چاہتی ہو تو باپ اس سے بچہ چھین لے خصوصاً اس وقت جبکہ بچہ ماں سے زیادہ مانوس ہو گیا ہو

۱۶ اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ

۱۷ اور اگر تم اپنی اولاد کو کسی اور سے دودھ

أُولَٰئِكَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا اتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ

پلانا چاہو تو تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا جبکہ تم وہ اجرت جو تم طے کرو معروف طریقہ سے حوالہ کر دو۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۲۳۲﴾

اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اور

الَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ

جو لوگ تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں وہ عورتیں اپنے آپ کو

بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ

چار مہینے اور دس دن تک روکے رکھیں۔ پس جب وہ عورتیں اپنی عدة پوری کر لیں

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ ط

تو وہ جو اچھے طریقہ سے اپنے نفسوں میں کریں۔ اس کے بارے میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے۔

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿۲۳۳﴾ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا عَرَّضْتُمُ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے خوب خبردار ہے۔ اور اس میں تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ ان (عدة والی عورتوں

بِهِ مِنْ خُطْبَةِ النِّسَاءِ أَوْ أَكْنَنْتُمْ فِي أَنْفُسِكُمْ عَلِمَ اللَّهُ

کو تم نے کنایہ کے طور پر (نکاح کا) پیغام دیا یا اپنے دلوں میں پھیلانے رکھا۔ اللہ تعالیٰ جانتا

أَنَّكُمْ سَتَذَكَّرُوْنَهُنَّ وَلَكِنْ لَا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا إِلَّا أَنْ

ہے کہ عنقریب تم ان کو یاد کرو گے لیکن پوشیدہ طور پر ان سے کوئی وعدہ نہ کر بیٹھو سوائے اس کے کہ

تَقُولُوا قَوْلًا مَّعْرُوفًا وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتَّىٰ

تم ان سے (کنایہ کے طور پر) نیک بات کہہ دو۔ اور تم نکاح باندھنے کا پکا ارادہ نہ کر لینا لے جب تک کہ عدة

يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهُ ط وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي أَنْفُسِكُمْ

نہ گزر جائے۔ اور جان لو کہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

فَاذْكُرُوْهُ وَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ﴿۲۳۴﴾ لَا جُنَاحَ

پس تم اسی سے ڈرتے رہو۔ اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا (اور) بردبار ہے۔ تم پر کوئی الزام نہیں

عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمْسُوْهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا

ہے اگر تم ان عورتوں کو طلاق دو جن کو تم نے مس نہیں کیا تھا یا ان کے لئے مہر

لہ لا تعزموا یعنی متبند

عورت کی مدت عدة پوری نہ ہو

جلانے مرد کو جائز نہیں ہے کہ وہ عدة

کے ختم ہونے سے پہلے عزم بالجزم

یا نکاح کا پکا ارادہ کرے۔ ایسا

کرنے سے پہلے اسے مدت کی

مدت ختم ہو جانے تک انتظار

کرنا چاہئے۔



لَهُنَّ فَرِيضَةٌ مِّمَّا مَتَّعُوهُنَّ عَلَى الْمَوْسِمِ قَدَرَهُ وَ

مقرر نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کو بیکی کے طور پر کچھ نفع لے پہنچا دو (یہ نفع پہنچانا) صاحب مقدور ہمارے کی حیثیت

عَلَى الْمُقْتَر قَدَرَهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى

کے موافق لازم ہے اور مفلس پر اس کی حیثیت کے موافق نیکو کاروں پر بھی ایک حق

الْمُحْسِنِينَ ۝۳۶ وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ

ہے۔ اور اگر تم انہیں طلاق کرنے سے پہلے طلاق دے دو،

وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ

جس حالت میں کہ تم ان کا مہر مقرر کر چکے ہو تو جو کچھ تم نے مقرر کیا تھا اس کا نصف تمہارے ذمہ ہے سوائے

يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوا الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ۖ وَأَنْ

اس کے کہ وہ (عورتیں) معاف کر دیں یا وہ شخص معاف کرے جس کے ہاتھ میں نکاح کا اختیار ہو۔ اور تمہارا

تَعْفُوا أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَلَا تَنْسُوا الْفَضْلَ بَيْنَكُمْ ۖ

معاف کرنا بہتر گاری کے بہت ہی قریب ہے۔ اور آپس کی بزرگی (تفضیل) کو مت بھولو جو کچھ تم کرتے ہو

إِنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۳۷ حَفِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھتا ہے۔ سب نمازوں کی حفاظت کرو اور

الصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ وَقُومُوا لِلَّهِ قَنِتِينَ ۝۳۸ فَإِنْ خِفْتُمْ

(خاص کر) درمیانی نماز کی سہ اور اللہ تعالیٰ کیلئے قنوت کرنے والے ہو کر کھڑے ہو سہ پس اگر تم کو خوف ہو

فَرَجَالًا أَوْ زُبَانًا ۖ فَإِذَا أَمَنْتُمْ فَأَذْكُرُوا اللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ

تو پیدل چلتے چلتے یا سوار ہو کر (نماز ادا کرو) پھر جب تم کو اطمینان ہو تو اللہ تعالیٰ کو اسی طرح یاد کرو جیسے اس نے

مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۝۳۹ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَ

تمہیں وہ سکھلا دیا جو تم نہیں جانتے تھے۔ اور وہ لوگ جو تم میں سے فوت ہو جاتے ہیں لکھ اور

يَذَرُونَ أَزْوَاجًا وَصِيَّةً لِأَزْوَاجِهِمْ مَتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ

بیویاں چھوڑ جاتے ہیں (تو ان کو جیسے کہ مرنے سے پہلے) اپنی بیویوں کیلئے وصیت کر جائیں کہ انہیں سال بھر تک

غَيْرَ إِخْرَاجٍ ۖ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِي مَا فَعَلْنَ

بغیر گھر سے نکالنے کے خرچ دیا جائے اور اگر وہ نکل جائیں تو اچھی باتوں میں سے جو کچھ وہ اپنے آپ میں کریں اس کا تم پر

۱۔ متعوهن :- کافی اور تغیر عیاشی میں ہے کہ جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اگر ایک
شخص اپنی زوجہ کو طلاق دے دے تو اس کے بعد اس کے ساتھ
کچھ سلوک بھی کرے۔ فرمایا مذکورہ اگر وہ پسند کرے تو اتنا سلوک
کرے کہ محسنین میں اس کا شمار ہو جائے نہیں تو اتنا کہ متعین
میں گنا جائے۔ التہذیب میں خود ان حضرات سے اور جناب
امام محمد باقر علیہ السلام سے ان عورتوں کے بارے میں منقول
ہے، جن سے نکاح کیا ہوا اور مہر مقرر نہ کیا گیا ہوا اور قبل
مباشرت ان کو طلاق دے دی گئی ہو کمان کو بڑا بچہ پہنچتا
ہے اور ان کے دشمنوں کی طرف سے شامت کا اندیشہ ہے۔
اور خداوند عالم خود کریم ہے اور اہل حیا و اہل کرم کو دوست
رکھتا ہے۔ اور تم میں سے زیادہ کریم خدا کے نزدیک ہے
جو عورتوں کے ساتھ زیادہ نیکی کا برتاؤ کرے۔ اسی لئے تمہیں
لازم ہے کہ جس قدر تمہیں مقدور ہو ان کے ساتھ نیک سلوک
کرو۔ غنی کے واسطے مکان سے دنیا یا نوادی متوسط کے واسطے
کوئی لباس اور ادنیٰ درجہ والے کے واسطے کچھ روپیہ یا
انگشتری ۛ

۲۔ الصلوة الوسطی :- یہ مہر نماز میں پانچ ہیں۔ صبح
ظہر عصر مغرب اور عشاء۔ فقہاء میں اختلاف ہے کہ نماز جو
سے کون سی نماز ہے۔ کوئی کسی وقت کی نماز کو وسطیٰ قرار دیتا
ہے کوئی کسی اور کو۔ لیکن کافی اور التہذیب میں ہے کہ جناب
امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ صلوة الوسطی سے مراد
نماز ظہر ہے۔ اور یہ پہلی نماز ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے پڑھی۔ اور ازل وقت اس کا دن کا وسط ہے۔
اور دن کی اور دو نمازیں یعنی نماز صبح اور نماز عصر اس کے
ادھر ادھر ہیں۔ اور انہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ یہ آیت جمعہ
کے دن نازل ہوئی۔ جب کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم سفر میں تشریف رکھتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اس نماز میں دعائے قنوت پڑھی۔ اور
پھر سفر و حضر میں ہر نماز میں بلا بدعتانے قنوت پڑھتے ہیں۔
۳۔ قنوتین :- قنوت سے ہے۔ القنوت کے معنی
میں۔ انطاۃ اطاعت۔ انقیاد فی الصلوة۔ نماز
کے لئے کھڑا ہونا۔ الدعاء۔ دعا ۛ

۴۔ یتوفون منکم :- تفسیر مجمع البیان میں جناب امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہو
مدت تو اس کی چار مہینے دس دن والے حکم عدۃ سے منسوخ
ہے اور فقہ آیت میراث سے بغیر طلب بات یہ ہے کہ
یہ آیت جس میں عدۃ وفات ایک سال اور ایک سال کا بیوی
دینا شوہر پر بذریعہ وصیت واجب قرار دیا گیا ہے بعد میں
ہے اور اس کی ناسخ امت پہلے آچکی ہے جس میں عدۃ وفات
چار ماہ اور دس دن مقرر ہے۔ اور تمام مسلمان اسی پر کاربند
ہیں۔ یعنی عورتیں صرف چار ماہ دس دن تک عدۃ وفات میں بیٹھتی ہیں۔ سال بھر کوئی نہیں بیٹھتی، حالانکہ یہ عقلی بات ہے کہ بعد والی آیت پہلی والی آیت کے حکم کو منسوخ کر سکتی ہے۔ نہ کہ پہلی نازل شدہ بعد میں
آنے والی کر۔ جیسا کہ عدۃ وفات والی آیت ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس کے برعکس ہوتا۔ یعنی پہلے ایک سال عدۃ والی آیت نازل ہوتی پھر اس کی تخفیف کرنے والی دوسری آیت چار ماہ دس دن عدۃ والی نازل
ہوتی۔ اس کا جواب سوائے اس کے اور کوئی ہے کہ اس میں تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔ یعنی ترتیب الٹ دی گئی ہے۔ یہ جامعین قرآن کی فرد گداشت معلوم ہوتی ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کے احکام اس غلط ترتیب
کے بالا نہیں ۛ

وَابِیَبِیَا جَاسَ (وَا) پَسْرَمَ یَہْ کَرُو یَہْ اَسْکُوں گے دُہا رَہِیں یَا رَہِیں گے، بَرہَم رَہِیَہْ سَدَایِیں

جہالت سے جہاد کریں۔ حضرت شموئیل نے فدا سے دُعا کا

مجلس میں بڑا آدمی آجاتا ہے تو کہتے ہیں۔ اب مجلس بھر گئی ہے۔ اب کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ سنا لگا۔ مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت کے بموجب یہی شموئیل تھے جس کی عربی اسفیل کہتی ہے۔ اور ایک اور روایت کے بموجب اتریا تھے۔ اس زمانے میں نبوت اور سلطنت ایک گھرانے میں جمع نہ ہوتی تھی بلکہ نبوت تو اولادِ لاوی ابن یعقوب میں تھی۔ اور سلطنت اولادِ حضرت یوسف علیہ السلام میں۔ یہ حضرت شموئیل حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ بنی اسرائیل اُن کو نبی نہیں مانتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ عمالِ قوم کا بادشاہ جاہلوت تھا جو بنی اسرائیل کو سخت ایذا دیتا تھا۔ اُس نے اُن کے مردوں کو قتل کیا اُن کے گھروں کو ٹوٹ لیا اور عورتوں کو قید کر لیا۔ آخر یہ لوگ مجبور ہو کر شموئیل نبی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی کہ ہمارے لئے کوئی ایسا حاکم مقرر کر دیں جس کے ماتحت ہو کر ہم جاہلوت سے جہاد کریں۔ حضرت شموئیل نے خدا سے دعا کی۔ ارشاد ہوا کہ ان لوگوں کے لئے ہم نے طاہر کو اُن کا امیر مقرر کر دیا۔ یہ طاہر حضرت یوسف کے بھائی بنیامین کی اولاد میں سے تھے۔

سَبِيلَ اللَّهِ وَقَدْ أَخْرَجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَأَبْنَانَا فَلَمَّا

نہ لڑیں گے ، حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں اور بال بچوں سے نکالا گیا ہے ۔ پس جب ان

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

پر جنگ فرض کر دی گئی ان میں سے سوائے تھوڑوں کے سب پیٹھ پھیر گئے ۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو

بِالظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ

غوب جانتا ہے ۔ اور ان کے نبی نے ان کو کہا کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے طاہوت کو بادشاہ

طَالُوتَ مَلِكًا قَالُوا أَنَّى يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ

بنائے کر بھیجا ہے ۔ انہوں نے کہا ہم پر اس کی حکومت کس طرح ہو سکتی ہے حالانکہ ہم اس کی نسبت

بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ

بادشاہت کے زیادہ حق دار ہیں اور اُسے تو مال کی وسعت ہی نہیں دی گئی تھی ۔ نبی نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ

اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ وَاللَّهُ

نے اسے تم پر مصطفیٰ کیا ہے اور علم اور جسم (طاقت) کے لحاظ سے اُسے بڑھا دیا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ

جس کو چاہتا ہے اپنا ملک عطا فرماتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے والا سب کچھ جاننے والا ہے ۔ اور ان کے نبی

نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَن يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ

نے ان سے کہا کہ بیشک اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس وہ صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف

مِّن رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ

سے تسکین کا سامان اور جو کچھ آل موسیٰ اور آل ہارون چھوڑ گئے ۔ ان کے بچے کچھ تبرکات ہوں گے ۔ اسے

تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُمْ

فرشتے اٹھائے ہوں گے ۔ اگر تم ایسا انداز ہو تو اس میں تمہارے لئے ضرور ایک

مُؤْمِنِينَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ

نشانی ہے ۔ پھر جب طاہوت لشکر کے ہمراہ چلا تو اس نے کہا یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ

مُبْتَلِيكُمْ بَنَهَرٍ فَمَن شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَن لَّمْ يَطْعَمْهُ

ایک نہر سے تمہاری آزمائش کرنے والا ہے ۔ پس جس نے اس میں سے پی لیا وہ مجھ سے نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا

نزل

بقیہ صفحہ سابقہ

نہ لوگوں کی رائیں طلب کی گئیں ۔ بلکہ نبی سے درخواست کی گئی ۔ نبی نے بھی یہ نہیں فرمایا کہ جافا باہمی مشورہ اور شور سے کسی ایک کو مقرر کر لو ۔ اس نے خدا سے درخواست کی ۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ نہیں کہا کہ ایسے حاکم کا چننا امت کے اپنے اختیار میں ہے بلکہ خود مقرر فرمایا اور کہا کہ تمہارا سردار ہم نے طاہوت کو مقرر کیا ہے ۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدائی کام کی سر انجام دہی کے لئے خدا ہی اپنا نمائندہ مقرر کرتا ہے ۔ لوگوں کو اس میں کچھ اختیار نہیں دیا گیا ۔ یہ نمائندہ امام ہو یا خلیفہ ۔ خواہ معمولی سپہ سالار فوج ہو ۔ یا امیر یا بادشاہ اس کا مقرر کرنا خدا ہی کے اختیار میں ہے ۔

حاشیہ صفحہ ۱۱

۱۔ سعة من المال ۔ لوگوں نے خدا کے مقرر کردہ امیر کے انتخاب پر اعتراض کر دیا کہ یہ تو غنی یعنی بالدار نہیں ہے ۔ یہ ہمارا حاکم کس طرح ہو سکتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے نامبروہ نمائندہ کے لئے غنی ہونا ضروری نہیں ۔ میں نے اسے علم اور جسم (شجاعت) میں تم پر مصطفیٰ کیا ہے ۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی علم اور جسم میں مصطفیٰ اور مرقعی تھے ۔ انہیں بھی خدا تعالیٰ نے مقرر فرمایا تھا ۔ لوگوں کے انتخاب کا اس میں کوئی دخل نہ تھا ۔ علم کے متعلق ارشاد ہوا کہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا ۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے ۔ شجاعت کے لئے خداوند تعالیٰ نے سر تفکیک دے دیا لا فتی الاعلیٰ لا سیف الا ذوالفقار ۱۱

۱۱

۱۲۔ مبتلیکم بنہر ۔ کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنی اسرائیل جالوت کے ساتھ مقابلہ کرنے کو نکلے تو یہ گرمی کے دن تھے پیاس کے مارے پریشان ہو گئے طاہوت سے کہنے لگے کہ خدائے دعا کرو کہ کوئی نہر ملے عرض ایک نہر ظاہر ہوئی ۔ اور طاہوت نے سب کو سمجھا دیا کہ یہ آزمائش کی نہر ہے

جس نے ایک چلو پیا ۔ وہ مجھ سے ہے اور جس نے ایک چلو سے زیادہ پیا وہ مجھ سے نہیں ہے ۔ مگر جب یہ لوگ نہر کے کنارے پہنچے تو ۱۳ آدمیوں کے سوا سب کے سب منہ کے بل پانی پر گر پڑے اور خوب سیر ہو کر پانی پیا ۔ آخر ان کے ہونٹ سیاہ ہو گئے اور چلنے سے مجبور ہو گئے ۔ اور کتنا ہی پانی پیتے تھے مگر پیاس نہ بجھتی تھی ۔ اور جنہوں نے ایک چلو پانی پیا تھا وہ اچھے رہے اور پیاس بھی کچھ گئی ۔

فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اعْتَرَفَ غُرْفَةً بِيَدِهِ فَشَرِبُوا مِنْهُ

پس وہ مجھ سے ہوگا۔ سوائے اس کے کہ جو اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے۔ پس ان میں سے سوائے

إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَلَمَّا جَاوَزَهُ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

معدود سے چند کے سب نے پی لیا۔ پھر جب وہ اور اس کے ایماندار ساتھ والے اس (دریا) کو پار کر گئے۔ تو

قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالَ الَّذِينَ

انہوں نے کہا، آج ہمیں جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اور جن کو یقین تھا کہ انہوں

يُظَنُّونَ أَنَّهُم مُّلْقُوا بِاللَّهِ كَمَ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ

نے خدا کے حضور میں منور ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بہت سے چھوٹے (چھوٹے) گروہ بڑے (بڑے)

فِئَةٍ كَثِيرَةٍ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿۲۵﴾ وَلَمَّا

گروہوں پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے غالب آگئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ اور جب وہ

بَرَزُوا لِمُجَالُوتَ وَجُنُودِهِ قَالُوا رَبَّنَا أَفِرْعَ عَلَيْنَا

لوگ جالوت اور اس کے لشکر سے لڑنے نکلے۔ انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم کو یوں صبر

صَبْرًا وَثَبَّتْ أقدامَنَا وَأَنْصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿۲۶﴾

عطا فرما اور ہمارے قدم ثابت رکھ اور ہمیں کافروں کی قوم پر فتح عطا فرما۔

فَهَزَمُوهُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ وَاتَّبَعَهُ

پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان (دشمنوں) کو ہٹا دیا اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔ اور اس

اللَّهُ الْمَلِكُ وَالْحَكِيمُ وَعَلَّمَهُ مِمَّا يَشَاءُ ﴿۲۷﴾ وَلَوْلَا

(داؤد) کو اللہ تعالیٰ نے حکومت اور حکمت عطا فرمائی اور جو چاہا اسے تعلیم فرما دیا۔ اور اگر خدا

دَفَعَ اللَّهُ النَّاسَ بَعْضَهُمُ بَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْأَرْضُ

بعض آدمیوں کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا تو زمین تباہ ہو جاتی۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۸﴾ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ

لیکن اللہ تعالیٰ تو تمام جہانوں پر فضل کرنے والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں

نَسْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَإِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۹﴾

میں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔

۱۔ اعتراف :- اس نے ایک چلو بھر
اعتراف سے جس کے معنی چلو بھر کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۸)

۲۔ جالوت :- تفسیر میں جناب امام

رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ

نے بنی اسرائیل کے نبی کو وحی فرمائی تھی کہ

جالوت کو وہ قتل کرے گا جس کے جسم پر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زہر ٹھیک لگے

گی۔ اور وہ شخص لاوی بن یعقوب کی اولاد

سے ہے۔ اور اس کا نام داؤد بن ایشیا

تھا۔ یہ ایشیا ایک چرواہا تھا جس کے دس

بیٹے تھے۔ جن میں سب سے چھوٹے حضرت

داؤد تھے۔ جب طالوت بنی اسرائیل کا بادشاہ

مقرر ہو گیا اور جالوت سے لڑنے کیلئے انہیں

جمع کرنے لگا تو ایشیا کو حکم دیا کہ وہ خود بھی

حاضر ہو اور اپنے بیٹوں کو بھی لائے۔ جب

وہ سب حاضر ہوئے تو طالوت نے ہر ایک

کو ایک ایک کر کے اپنے سامنے بلا کر حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی زہر پینا پنا کر دیکھی تو

وہ کسی کے جسم پر بڑی بونی اور کسی کے قدر پر

چھوٹی۔ تب ایشیا سے دریافت کیا کہ تم اپنے

کسی بیٹے کو چھوڑ بھی آئے ہو۔ اس نے عرض کی

کہ ہاں میں سب سے چھوٹے لڑکے کو چھوڑا

چراغے چھوڑ آیا ہوں۔ طالوت نے کسی کو

داؤد علیہ السلام کے بلانے کو بھیجا۔ داؤد

علیہ السلام جب حکم طالوت سن کر چلے میں

تو ان کے ہاتھ میں ایک گھجین تھی۔ راستے

میں تین چھوٹوں کو اٹھا کر انہوں نے چھوٹی میں

ڈال لیا۔ داؤد علیہ السلام بڑے شجاع، جسم کے

قوی اور دل کے مضبوط تھے۔ جس وقت طالوت

کے سامنے پہنچے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی زہر انھیں پینائی گئی تو وہ بالکل ان کے

جسم پر ٹھیک آگئی۔ اس کے بعد طالوت نے

داؤد کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔ داؤد علیہ السلام

نے ایک پتھر گھجین پر رکھ کر جالوت کی طرف

پھینکا۔ وہ جالوت کی پیشانی پر لگا۔ اور پشت

کی طرف سے توڑ کر نکل گیا۔ اور پھر بھی کئی آدمی

اس سے زخمی ہوئے۔ جالوت کا مرنا تھا کہ

فوج کے قدم اکھڑ گئے اور طالوت کو نمایاں

فتح ہوئی ۛ

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 3 & 4

Page 53 - 104

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ

یہ سب رسول (جن کو ہم نے بھیجا، ان میں سے بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی لہٰذا ان میں سے وہ (رسول) بھی ہے جس سے

كَلَّمَ اللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ

اللہ تعالیٰ نے خود کلام کیا اور ان میں سے بعض کے درجے بلند کئے۔ اور ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو فعلی دلیلیں دیں۔

الْبَيِّنَاتِ وَإِيْدُنَا بِرُوحِ الْقُدُسِ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا اقْتُلَ

اور ہم نے اس کی تائید پاکیزہ روح سے کی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو جو لوگ اُن کے بعد

الَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ وَلَكِنْ

ہوئے۔ وہ اپنے یا اس روشن دلیلیں آجانے کے بعد نہ مارتے۔ لیکن انھوں نے

اخْتَلَفُوا فَمِنْهُمْ مَنْ آمَنَ وَمِنْهُمْ مَنْ كَفَرَ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

اختلاف کیا۔ پس ان میں سے کوئی تو ایمان لے آیا اور ان میں کوئی کافر ہو گیا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

مَا اقْتُلُوا قَدْ لَكِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

تو وہ نہ مارتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے۔ اسے وہ لوگو جو ایمان لائے

آمَنُوا أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا

ہو، جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے۔ اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس

بَيْعٍ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَاعَةٌ ۝ وَالْكَافِرُونَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

میں نہ تو کوئی بیع ہوگی اور نہ دوستی اور نہ سفارش۔ اور کافر لوگ ہی ظالم ہیں۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا

اللہ (وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور ہمیشہ قائم ہے۔ اُسے نہ اونگھ آتی ہے اور

لَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي

نہ نیند ستہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے۔ کون شخص ایسا ہے جو بغیر اس

يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

کی اجازت کے اُس کے حضور میں سفارش کرے۔ جو کچھ اُن کے سامنے ہے اور جو کچھ اُن کے پیچھے ہے وہ

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ

سب کو جانتا ہے۔ اور اُس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے سوائے اُس کے جسے وہ چاہے۔

مَنْزِلٌ ۱

لہٰذا فضلنا:-

رسول اور نبی اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ہونے کی حیثیت سے ایک جیسے ہوتے ہیں لیکن درجات کی حیثیت سے بعض کو بعض پر فضیلت دی گئی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب

انبیاء اور رسولوں پر فضیلت حاصل ہے۔ اسی لئے آپ سید المرسلین اور افضل البیتین کہلاتے ہیں۔ پہلے انبیاء جزوی نبی ہوا کرتے تھے۔ کیونکہ یا تو وہ کسی خاص خاص خطہ پر مبعوث ہوتے تھے یا کسی قوم پر، جیسے حضرت آدم یا نوح اور شعیت، نوح، ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیاؤں کے لئے نبی تھے۔ نہ صرف زمین والوں کے لئے بلکہ مریخ مشتری، زحل، چاند، عطارد، وغیرہ وغیرہ سب دنیاؤں کے لئے والوں کے لئے آپ ہی نبی تھے۔ حتیٰ کہ سابقہ سب انبیاء علیہم السلام بھی آیہ میثاق کی رو سے آپ کی امت میں داخل تھے، لہٰذا آپ کو سب نبیوں پر فضیلت حاصل ہے۔

۱۔

۲۔

اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر باتیں کیں۔ حضرت آدم علیہ السلام بھی سوائے جاسکتے ہیں۔ کیونکہ اُن سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کلامی کی۔ لیکن پھر انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سب پر شرف اللہ بزرگی حاصل ہے۔ کیونکہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے شب معراج عرشِ معلیٰ پر باتیں کیں۔ پس فرق ظاہر ہے۔

۳۔

اللہ تعالیٰ چونکہ جسم اور لوازمات جہانی سے بری اور منزہ ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اونگھ یا نیند کا لفظ ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر وہ ایک سیکند کیلئے بھی غافل ہو جائے جو لازماً بشریت ہے نہ کہ انوہیت، تو دنیا فنا ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰ کی قوم نے پوچھا کہ اے موسیٰ! کیا تمہارا خدا بھی سوتا بھی ہے؟ آپ نے ہنگامی کے وقت اُن کا سوال پیش کر دیا۔ خدا نے حکم دیا کہ اس موسیٰ! ایک شب رورہ سونا۔ چنانچہ آپ نہ سوئے۔ پھر ایک فرشتہ بھیجا کہ حضرت موسیٰ کو شیشے کی دو بوتلیں دے آؤ۔ اور کہو کہ رات بھر انہیں تھامے رکھیں۔ سونا نہیں ایسا نہ ہو کہ یہ بوتلیں ٹوٹ جائیں۔ حضرت موسیٰ نے ہر چند ضبط کیا، لیکن آخر خیند غالب آگئی اور بوتلیں گر کر ٹوٹ پڑیں۔

ہو گئیں۔ اسی وقت خطاب ہوا کہ اے موسیٰ! تم سے نیند میں دو بوتلوں کی حفاظت نہ ہو سکی۔ اگر میں سو جاؤں تو سارے عالم کی نگہداشت کون کرے؟

وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا

اس کا علم سب آسمانوں سے اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ان دونوں کی حفاظت اُسے نہیں تھکاتی۔

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ

اور وہ بلند مرتبہ اور عظیم سے عظمت والا ہے۔ دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔ بیشک ہدایت گمراہی

الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ

سے (الگ ہو کر) واضح ہو گئی ہے۔ پس جو شخص طاغوت کا منکر ہو جائے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، یقیناً

فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ

اس نے ایسی مضبوط رسی کو تھام لیا ہے جس کے لئے تھکنا ہی نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ

سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ

سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سرپرست ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے۔ وہ انہیں اندھیوں سے نور

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أُولَئِكَمُ الطَّاغُوتُ

کی طرف نکال لاتا ہے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے سرپرست طاغوت ہیں۔

يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

وہ انہیں نور سے نکال کر اندھیوں کی طرف لے آتے ہیں وہ (وہی تو جہنم کی آگ کے ساتھی ہیں۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِي حَاجَّ إِبْرَاهِيمَ فِي

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ (اے رسول) کیا تو نے اس کی طرف توجہ کی نظر نہیں کی جو ابراہیمؑ کے

رَبِّهِ أَنْ اتَّهَمَهُ اللَّهُ الْمَلِكُ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي

پروردگار کے بارے میں صرف اس بات پر جھگڑا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے سلطنت میں بھیج دیا تھا کہ میرا پروردگار

يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ

وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تو اس نے جواب دیا تھا کہ میں زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے جواب دیا تھا کہ

يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ

بیشک اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے، پس تو اسے مغرب کی طرف سے نکال لا۔ اس پر وہ کانسر

الَّذِي كَفَرَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ أَوْ كَالَّذِي

مبہوت ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا کرتا۔ یا مثل اس شخص کے

فَذَلَّلَا

۱۰ کرسی سے۔

یہاں کرسی سے مراد کوئی بیٹھنے والی کرسی نہیں ہے جس پر کہ نفوذ باللہ خدا بیٹھتا ہے بلکہ اس کے معنی علم ہیں۔ چنانچہ لغت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے۔ الکرسی العلم کہ کرسی کے معنی علم ہیں۔ اور لسان العرب نے حرف التین فصل الکاف میں بھی الکرسی العلم لکھا ہے۔ اور لغت کی کتاب مفتی الادب میں کرسی کے معنی علم و دانش لکھے ہیں۔ اور بیان اللسان مشہور کرسی کے معنی علم اور اللہ تعالیٰ کی قدرت لکھے ہیں۔

۱۱ اکراہ۔

یہ اسلام کی خصوصیت ہے کہ وہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کے جبر یا تشدد کو جائز نہیں سمجھتا، اور جو اعمال یا افعال کسی کے جبر و تشدد یا دباؤ سے ادا کئے جائیں انہیں جائز قرار نہیں دیتا۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ کیونکہ جب اسلام نے دین کے بارے میں سختی کو جائز ہی نہیں رکھا تو کسی کو تلوار کے ڈراؤ سے مسلمان کرنا بے معنی ہی بات ہے۔ اگر مسلمان تلوار کے خوف سے جتنے ہوں تو یہ بھی کہا جائے گا کہ لوگوں نے خدا کے وجود کو موت کے خوف سے تسلیم کیا۔ اسلام نے تو دین کی قبولیت کو انسان کی آزاد رائے پر موقوف رکھا۔ چنانچہ متعدد آیات اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ من شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (پہلے کہتے رہے یعنی پس جو کوئی چاہے ایمان لے آئے اور جو چاہے کفر ہی رہ جائے۔ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ ابوالحسنین انصاری کے دو بیٹے تھے۔ اتفاقاً شاہ کے کچھ نصرانی تاجرانہ میں آئے اور انہیں بہکا کر نصرانی بنائے گئے۔ ابوالحسنین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ ان کو راستہ سے واپس بلو لیجئے۔ اور کچھ تنبیہ فرمائیے۔ تاکہ وہ پھر اسلام قبول کر لیں اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۲ طاغوت۔

تفسیر قرآنی میں ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غضب کیا اور تفسیر صفائی میں یہ بھی اسی طرح لکھا ہے۔ ۱۳ انقسام لہا۔ وہ مضبوط رسی جو کبھی نہ ٹوٹے۔ آل محمد کی موت ہے۔ چنانچہ معانی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں من احب ان يمتسك بالعروة الوثقى البقى لا انفصام لہا فلیستمسك بولاية اخي ووصيتي علی بن ابیطالب فان لا يهلك من احبہ وتولاه ولا ينجا من ابغضہ (تفسیر صفائی ص ۱۷) ترجمہ ہے۔ جو کوئی یہ چاہے کہ وہ ایسی رسی کو پکڑے جو کبھی نہ ٹوٹے۔ تو اسے چاہئے کہ میرے بھائی اور میرے وصی حضرت علی ابن ابی طالب کی ولایت سے تمسک کرے۔ اس لئے کہ جو شخص اس سے محبت اور تولد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسے

۱۴ من النور۔

۱۵ کفر۔

۱۶ کفر۔

۱۷ کفر۔

۱۸ کفر۔

۱۹ کفر۔

مَرَّ عَلَى قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّى يُحْيِي

جو ایک گاؤں سے گزرا اور وہ گاؤں اپنے بھٹوں پر گرا ہوا تھا (اسے دیکھ کر) وہ کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اسکی

هَذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ

موت کے بعد کس طرح زندہ کرے گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے سو سال کیلئے موت دی پھر اسے زندہ کیا

قَالَ كَمْ لَبِثْتُ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالَ بَلْ

(اور) کہا کہ تم کتنا عرصہ پڑے ہے اس نے کہا کہ میں ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ پڑا ہوں۔ فرمایا (نہیں)

لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ

بلکہ تم سو برس پڑے ہے ہو۔ اب تم اپنے کھانے اور اپنے پانی کی طرف دیکھو کہ وہ سڑا ہوا نہیں۔

يَتَسَنَّهٗ وَانْظُرْ إِلَى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَ آيَةً لِلنَّاسِ

اور اپنے گدھے کی طرف بھی دیکھو کہ وہ گل سڑ گیا (اور ایسا کرنے سے ہماری غرض یہ تھی) کہ تم تم

وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِرُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا عِظًا فَلَمَّا

کو لوگوں کے لئے ایک نشانی قرار دیں۔ اور تم ہڈیوں کی طرف دیکھو کہ ہم انھیں کس طرح جوڑتے ہیں پھر ان پر گوشت

تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۵۹ وَإِذْ

چرچھاتے ہیں، پس جب یہ بات واضح ہو گئی اس نے کہا میں خوب جانتا ہوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری قوری

قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ ارْنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ قَالَ أُولَٰئِكَ

قدرت رکھنے والا ہے اے اور اے رسول! وہ وقت یاد کرو جبکہ ابراہیم نے کہا کہ اے میرے بڑے بزرگ! مجھے دکھا کہ تو مرنے

تَوُفُّنَ ۖ قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِنَّ لِّيَطْمِئِنَّ قَلْبُكَ ۖ قَالَ فخذُ أَرْبَعَةً

کس طرح زندہ کیا کرتا ہے۔ فرمایا کیا تمھیں (اسکا) یقین نہیں۔ اس نے عرض کی کہ ہاں (یقین تو ہے)۔ لیکن میں اپنے دل کا اطمینان

مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ إِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلَىٰ كُلِّ جَبَلٍ

کرنا چاہتا ہوں اے اللہ نے فرمایا پھر تو چار پرندے لے اور انھیں اپنی طرف سداہلے۔ پھر ان کے منکڑے منکڑے کر کے

مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَأْتِيَنَّكَ سَعْيًا ۖ وَاعْلَمَنَّ أَنَّ اللَّهَ

ان میں سے ایک ایک حصہ (لے کر) ہر ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انھیں بلاؤ وہ تیرے پاس ڈرتے ہوئے آجائیں گے۔ اور

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۶۰ مَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ

جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بہت غائب حکمت والا ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک

تفسیر قوی اور طبری کے مطابق یہ واقعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ اور تفسیر برہان میں یہ حضرت عزیر علیہ السلام سے منسوب ہے۔

تفسیر قتابی میں ہے کہ یہ ممکن التوفیق ہے۔

ہذا الاخبار بالقول بوقوع هذه القضية مرتين

مرة لارحماني تعجبه في احياء قتلى بخت نصر اخرى

لعزير في تعجبه في احياء من مات من اصحابه في

يوم واحد۔ یعنی ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ دو دفعہ ہوا ہو۔

ایک دفعہ حضرت ابراہیم کیلئے جبکہ انھیں بخت نصر کے مقتولوں

کے زندہ ہونے پر تعجب ہوا۔ اور دوسری بار حضرت عزیر

کیلئے جب انھیں اپنے اصحاب کے زندہ ہونے پر تعجب

ہوا۔ واقعہ یہ ہے کہ جب بخت نصر نے یہودیوں کو ہلاک

کیا۔ اور ان کی لاشوں کو درندے کھانے لگے تو حضرت

کا گندہ ہوا۔ انھوں نے کہا کیا ایسا اجڑا ہوا گاؤں آباد ہو

سکتا ہے۔ اور لاشیں کیونکر زندہ ہوں گی۔ اس پر اللہ

تعالیٰ نے ان پر موت وار دی۔ چنانچہ تنویر میں تک خدا

کے حکم سے مرنے لگے۔ جب زندہ کئے گئے تو بیت المقدی

آبرو بچا تھا۔ گھر لے تو ان کے پوتے بڑھے ہوئے تھے

اپنے بیٹے کو جوان کے مرنے کے وقت ماں کے پیٹ میں

تھا تو سال بچا ہوا اسے اپنی شناخت کیلئے نشانے کا

پتھر لعل دکھایا۔ تو سب کو یقین آ گیا۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ

کا اعجاز کیلئے گواہی دی کہ وہ نہ مرنے کی قدرت رکھتا

ہے۔ جب رسول کے مرنے کو زندہ کر سکتا ہے تو قیامت

کے دن زندہ کرنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں کیونکہ

وہ ہر شے پر پوری قوری قدرت رکھتا ہے۔

۱۰ ليطمئن قلبی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی قدرت

میں خدوہ و شک نہ تھا۔ انھیں اس پر ہر حال یقین

تھا کہ وہ مرنے کو زندہ کر سکتا ہے۔ لیکن یہ موت اپنی

آنکھوں سے علیحدہ پرندوں کو زندہ ہوتے دیکھنا چاہتے

تھے۔ لیکن ان کے یقین میں خدوہ و شک نہ تھی۔ اور تفسیر

صافی میں یہ تفسیر قوی ہے کہ جب امام

رضا علیہ السلام سے حدیث کی ایک آیت کہ یہ جناب بلایم

ہر قسم کے دل کی شک و شبہ خوار فرمایا

تھی۔ موت پر ہم یقین مند تھے کہ اللہ تعالیٰ

یقین تھا۔ انھوں نے یہ پایا کہ اللہ تعالیٰ

ان کے یقین کو اور زیادہ مضبوط کرے گا۔

اللَّهُ كَمِثْلِ حَبَّةٍ أَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلٍ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ

وانہ کی مثال کی طرح ہے جس نے سات بالیں اُگائیں کہ ہر بالی میں سو دانے

قَائِلَةً حَبَّةٌ وَاللَّهُ يُضْعِفُ لِمَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۳۱﴾

ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے اور جاننے والا ہے۔

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ لَا يُتَّبِعُونَ

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر جو کچھ انھوں نے خرچ کر دیا اس کے پیچھے نہ تو احسان جتلاتے

مَا أَنْفَقُوا مَنًّا وَلَا أَذًى لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا

ہیں اور نہ ہی کوئی پہنچاتے ہیں سہ اُن کیلئے اُن کا اجر اُن کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور نہ

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۳۲﴾ قَوْلٌ مَعْرُوفٌ وَمَغْفِرَةٌ

ہی اُن کو خوف ہوگا اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے۔ (یاد رہے کہ) اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا اُس

خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَتَّبِعُهَا أَذًى وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَلِيمٌ ﴿۳۳﴾

صدقہ سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچائی جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز (اور) بردبار ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے صدقوں کو احسان جتلا کر اور تکلیف پہنچا کر باطل نہ کرو۔ اُس

كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِئَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

شخص کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لئے خرچ کرتا ہے، اور اللہ اور قیامت کے دن پر

الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمِثْلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ

ایمان نہیں رکھتا۔ پس اُس کی مثال اُس پریشان جیسی ہے جس پر پانی ہو، پھر اُس پر زور کا مینہ برسا،

فَتَرَكَهُ صَلْدًا لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ

اور اُسے صاف کر کے چھوڑ گیا۔ جو کچھ انھوں نے کمایا ہے اس میں سے کچھ بھی نہ پائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۴﴾ وَمَثَلُ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ

کافروں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچایا کرتا۔ اور مثال ان لوگوں کی جو اپنے مالوں کو اللہ تعالیٰ

أَمْوَالَهُمْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ وَتَثْبِيتًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ

کی رضا جوئی حاصل کرنے کی غرض سے خرچ کرتے ہیں سہ اور اپنی ذات کو ثابت قدم رکھنے کے لئے،

۱۔ مَنًّا وَلَا أَذًى :-

تفسیر قمی، مجمع البیان اور تفسیر صافی مثلاً میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے کسی مومن کے ساتھ نیکی کی۔ اور پھر اس کا احسان جتلا یا یا کچھ کہہ کر اس کی دل آزاری کی تو اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ کو باطل کر دے گا۔

۲۔ مَرْضَاتِ اللَّهِ :-

تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی مثلاً میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ آیت جناب امیر المومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

كَمَثَلِ جَنَّةٍ بِرَبْوَةٍ أَصَابَهَا وَابِلٌ فَاتَتْ أَكْثُهَا ضُعْفَيْنِ

ایسی ہے جیسے ایک باغ بلند جگہ پر جو اس پر زور کا مینہ برسا لے پھر وہ اپنا پھل دوگنا لایا ۔ پھر

فَإِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطُلٌّ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۱۷۸﴾

اگر اُس پر زور کا مینہ نہ برے تو پھل پھواری ہی رہی لے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے ۔

أَيُّودُ أَحَدِكُمْ أَنْ تَكُونَ لَهُ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ

کیا تم سے کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اُس کے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ ہو ۔ جس کے

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ لَهُ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَ

نیچے نہریں جاری ہوں ۔ جس میں اُس کے نیچے ہر قسم کے پھل ہوں ۔ اور

أَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهُ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَاءُ فَأَصَابَهَا إِعْصَارٌ

اس شخص کو بوڑھاپا آ پہنچا اور آنکھیں اس کے نیچے کمزور ہو گئیں پھر اُس باغ میں ایک بگولا آنے لگا

فِيهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ

جس میں آگ ہو جس سے وہ (باغ) جل گیا ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے

تَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۷۹﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا

تا کہ تم غور کرو ۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو ۔ ان یا کثرت چیزوں میں سے جنہیں تم نے کمایا ہے لے

كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا

اور ان میں سے (بھی) جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے نہ تمہاری خواہش اور اسی میں سے خراب

الْخَبِيثِ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْنُوا

پہنیز کے خریج کرنے کا ارادہ نہ کرو ۔ حالانکہ تم خود بھی اُس کے لئے کے روادار نہیں ۔ سو انے اس کے کہ اُس کے متعلق

فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۱۸۰﴾ الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ

تم چشم پوشی کرو ۔ اور جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز اور بہترین حمد کے لائق ہے ۔ (یا اور کہو کہ) شیطان تمہیں

الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُم بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُم مَّغْفِرَةً مِنْهُ

تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بخل کا حکم دیتا ہے لے ۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے تمہیں معافی اور مہربانی کا وعدہ

وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿۱۸۱﴾ يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَ

دیتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت دینے والا اور جاننے والا ہے ۔ وہ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے ۔ اور

۱۷۸ وابل :-

الوابل المسطر الشديد الفخم القطر ۔

موٹے موٹے قطروں والی سخت بارش (اُغرب) :-

۱۷۹ فطل :-

اضعت المطر :- نہایت خفیف بارش ۔

۱۸۰ اقرب :-

طیبت ما کسبتو :-

کافی اور تفسیر صفاتی صفت میں انام جعفر صادق

علیہ السلام سے روایت ہے کہ کچھ لوگ ایسے بھی تھے کہ

جنہوں نے آیات باطلیت میں برے پیشوں سے بچتے

کمایا ہوا تھا ۔ جب وہ لوگ ایمان لائے تو انہوں نے

اس مال میں سے صدقہ نکالنا چاہا ۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے

منع کر دیا ۔ اور حکم دیا کہ صدقہ صرف اسی مال میں سے

نکالو جسے تم نے جائز پیشوں سے کمایا ہو ۔

۱۸۱ بالفحشاء :-

تفسیر صفاتی صفت پر ہے کہ اس آیت

میں فحش سے مراد بخل ہے ۔ کیونکہ عرب کے

معاشرہ میں بخل کو فحش کہتے ہیں ۔ اور یہاں

یہی معنی درست ہے ۔ کیونکہ شیطان ان کے دلوں میں

وسوسے ڈالتا تھا کہ اگر تم اپنے مال میں سے راہِ خدا میں

محتاجوں اور محتاجوں کو دے دیں گے تو یہ مال ضائع

ہو جائے گا ۔ اور تم خود محتاج ہو جائیں گے ۔ اس لئے

وہ شیطان کے بہکانے میں تنگدست ہو جانے سے

ڈرتے تھے ۔ اور شیطان اُن کو ایسے وسوسے ڈال کر

بخل بنادیتا تھا ۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے شیطان کے

بہکانے کو ظاہر کر دیا اور لوگوں کو حقیقت سے آگاہ کر

دیا :-

کافی تفسیر حیاشی اور تفسیر صفائی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور امام وقت کی معرفت اور ان گناہوں سے بچنا جن کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ واجب کی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ حکمت سے مراد معرفت اور تفقہ فی الدین ہے۔ پس جس نے تم میں سے علم فقہ حاصل کیا وہی حکیم ہے۔ اور مومنوں میں سے فقہ کی موت پر شیطان سبب سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حکمت اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے یونہی نہیں بل جابا کرتی۔ نیز جس کو اللہ تعالیٰ حکمت عطا فرماتا ہے اسے خیر کثیر دے دیتا ہے۔ اب پڑھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ مشہور حدیث کہ آپ نے فرمایا: انا دار الحکمة وعلی بابہا۔ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی ابن ابی طالب اس گھر کا دروازہ ہے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکمت کا گھر میں تو خیر کثیر اسی گھر میں ہوگی۔ اور اس کی تفسیر حضرت علی علیہ السلام ہی کے دست مبارک سے ہوگی۔ کیونکہ آپ فائزہ حکمت کے دروازہ ہیں۔ پس خیر کثیر ان کے گھرانے کے علاوہ کہیں نہیں مل سکتی :-

لہ اولوا الالباب :-

اللب کے معنی ہیں (۱) خالص کل شیء ۶۰ ہر چیز کا خالص حصہ۔ (۲) العقل العقل (۳) العقل من الشوائب اور ذکی من العقل فکل لب عقل وعقل یعنی لب اس عقل کو کہتے ہیں جو خالص ہو اور ہر عقل خالص نہیں ہوتی اور نقصوں سے پاک ہوتی ہے۔ پس عقل عام ہے۔ اور لب خاص۔ مگر ہر عقل لب نہیں کہلا سکتی۔ لب مغز کو بھی کہتے ہیں۔ (اقریب) :-

لہ نذر لہ :-

نذر کے معنی ہیں (۱) اوجب علی نفسه ما لیس بواجب (۲) اوجب علی نفسه متبرعاً من عبادة او صدقة او غیر ذلک وقیل النذر ما کان وعداً علی شوط۔ (اقریب) :-

لہ یکفر عنک :-

کفر الشیء کے معنی ہیں سترہ اس پر پردہ ڈالا۔ کفر اللہ لہ الذنب کے معنی ہیں صفا۔ اس کا گناہ مٹا دیا ہے (اقریب) :-

لہ لیس علیک :-

اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ کا کام صرف احکام خدا کو ان لوگوں تک پہنچانا ہے اور اس سے زیادہ نہیں۔ انھیں ہدایت یافتہ بنا دینا آپ پر واجب نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ ضویا فی الارض :- مجمع البیان اور تفسیر صفائی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیت اصحاب صفہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ اور وہ مہاجرین و انصار میں سے کوئی چار سو تھے۔ جو مسجد رسول کے ایک چھتے میں رہتے تھے۔ اور اپنا وقت تعلیم حاصل کرنے اور عبادت میں مشغول رہنے میں صرف کرتے تھے۔ اور جس سریرہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انھیں بھیجتے تھے چلے جاتے۔ ضویا فی الارض کے معنی ہیں، خارج تاجرا و غازیاً۔ وہ تجارت کرنے یا جنگ کرنے کیلئے نکل گیا۔ اور ضویا کے معنی اسوم اور ذہب کے بھی ہیں۔ یعنی اس نے جلدی کی اور چلا گیا۔ (اقریب) :-

مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا

جس کو حکمت دی گئی لہ تو بیشک اسے بہت زیادہ خیر و برکت دی گئی۔ حالانکہ سوائے عقلمندوں

أُولَئِكَ الْأَلْبَابُ ۝ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ

کے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا لہ اور جو کچھ بھی تم نے خرچ کیا یا نذر مانی لہ

نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُهَا وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ إِنْ تَبَدُّوا

سو یقیناً اللہ اسے جانتا ہے۔ اور ظالم کرنے والوں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ اگر تم بدلتے

الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَإِنْ تُخَفُّوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَاءَ فَهِيَ

ظاہر طور پر دو تو وہ اچھا ہے۔ اور اگر تم انھیں چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ

خَيْرٌ لَّكُمْ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِنْ سَيِّئَاتِكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور (اس وجہ سے) اللہ تعالیٰ تم سے تمہاری کچھ بدیوں کو دھو کر دے گا لہ اور جو کچھ تم کرتے ہو

خَيْرٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدَاهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِكُمْ

اللہ تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے۔ ان کو منزل مقصود تک پہنچانا تمہارے ذمہ نہیں ہے لہ لیکن اللہ تعالیٰ جسکو چاہے

يَشَاءُ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَا يُنْفِكُمْ

منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے۔ اور (یاد رکھو) جو کچھ تم نیکی میں خرچ کرو گے اسکا فائدہ تمہاری اپنی ذات کیلئے ہوگا جبکہ

إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ اللَّهِ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ يُؤْتِ إِلَيْكُمْ

غرض یہ ہو کہ تم اللہ کی رضا جوئی کیلئے ہی خرچ کرو۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کرو گے وہ تم کو پورا پورا دیا جائے گا۔

وَأَنْتُمْ لَا تَظْلَمُونَ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ أُحْصِرُوا فِي سَبِيلِ

اور تمہاری حق تلفی نہیں کی جائے گی۔ تمہاری خیرات کے مستحق وہ عاجز ہیں جو خدا کی راہ میں گھیر لئے

اللَّهُ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْأَرْضِ يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ

محکم ہیں اس سبب سے زمین میں کسی طرف جان نہیں سکتے لہ جاہل ان کو سوال نہ کرنے کی وجہ سے

أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُهُمْ بِسِيمَاهُمْ لَا يَسْأَلُونَ

امیر جانتا ہے۔ (اے مخاطب) تو انھیں ان کے چہرہ سے پہچان لے گا۔ وہ پست کر لوگوں

النَّاسَ الْخَافَا وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ۝

سے سوال نہیں کرتے۔ اور جو کچھ تم نیکی میں خرچ کرتے ہو سو بیشک اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتے والا ہے۔

الَّذِينَ يَتَفَقَّحُونَ أَمْوَالَهُمْ بِالْبَيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

وہ لوگ جو اپنے مالوں کو رات اور دن میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کا

فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ

اجبر ان کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ

يَحْزَنُونَ ﴿۱۵۸﴾ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا

ہوں گے۔ وہ لوگ جو سود کھاتے ہیں وہ دُوبار سے نکل کر نہیں کھڑے ہوں گے مگر اس شخص کی

يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذَلِكِ يَأْتِيهِمْ

طرح سے جسے شیطان نے چھو کر مضبوط الحواس کر دیا ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ

قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ

کہتے تھے کہ اسوا اسکے نہیں ہے کہ بیع سود کی طرح ہے، حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام

الرِّبَا فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا

کیا ہے۔ پس جسے اس کے پروردگار کی طرف سے نصیحت پہنچی پھر وہ باز آگیا تو اس کے لئے (معاف) ہے

سَلَفٌ وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ وَمَنْ عَادَ وَلَيْكَ أَصْحَابُ النَّارِ

جو کچھ پہلے گزر گیا سب اور اسکا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے اور جس نے پھر ایسا ہی کیا پس ہی لوگ جہنم کی آگ کے ساتھی ہیں

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۱۵۹﴾ يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَاقَاتِ

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقوں کو بڑھاتا ہے۔

وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ﴿۱۶۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور اللہ تعالیٰ کسی منکر گنہگار کو دوست نہیں رکھتا۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائیکے اور انھوں نے

الصَّالِحَاتِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ لَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ

عمل نیک کئے، اور نماز قائم کی، اور زکوٰۃ ادا کی، ان کے لئے ان کا اجر ان کے پروردگار کے

رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۶۱﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پاس ہے۔ اور انہیں کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان

آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ

لاچکے ہو خدا سے ڈرو اور اگر مومن ہو تو سود میں سے جو کچھ (کسی کے ذمہ) باقی رہ گیا ہے،

ماتل

۱۰۰ علانیۃ۔

جمع الہدیان اور تجمیع اور تفسیر صفائی میں ہے

کہ حضرت ابن عباس نے کہا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ

السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ آپ کے پاس چار درہم

تھے۔ ان میں سے آپ نے ایک درہم رات کو ایک دن

کے وقت، ایک پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر نظر ہر صدقہ

دیا۔ اسی طرح کی روایت تفسیر عیاشی اور تفسیر صفائی میں

ہیں ہے، جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام

جعفر صادق نے ابن اسحاق سے بیان کی ہے کہ حضرت

علی کے پاس چار درہم تھے جو ان کی واحد ملکیت تھی

پس آپ نے ایک درہم رات کو، ایک دن کو، ایک

پوشیدہ طور پر اور ایک ظاہر نظر ہر صدقہ دیا۔ یہ بات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا

اے علی! یہ عمل کرنے میں آپ کو کس چیز نے ابھارا؟

عرض کی، اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے ہے۔

۱۰۰ یتخبطہ۔

اس کے معنی ہیں ضروبہ شدیداً۔ اُسے

سخت مارا۔ (اقریب)۔ اور یتخبطہ الشیطان کے معنی

ہیں، "مستہ بازی" (شیطان نے اُسے سخت تکلیف

پہنچائی)۔ (اقریب)۔

۱۰۰ المس۔

اس کے معنی ہیں۔ الجنون۔ پاگل پن۔ کائنات

عند العرب یعرض من المس الجنون۔ اور اس کی وجہ

یہ ہے کہ اہل عرب کے نزدیک یہ عارضہ جنات کے چھوٹنے

سے لاحق ہوتا ہے۔ (اقریب)۔

۱۰۰ سلف۔

کافی من لایحضرو الفقہ اور تفسیر صفائی میں

ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص

اپنے باپ کے ورثہ میں کچھ مال پائے اور اُسے یہ معلوم

ہو کہ اس مال میں سود ملا ہو تو اسے لیکن تجارت وغیرہ کا

اور حلال مال بھی شامل ہے تو وہ کل مال اس کیلئے حلال

اور پاکیزہ ہے۔ اُسے خرچ کرے۔ اور اگر اس مال میں سے

جانتا ہے کہ یہ حقد سود ہے تو وہ اپنا اس المال سے لے

اور سود مسترد کر دے۔ اور اگر کسی شخص کو مال کثیر ملے جس کا

زیادہ حصہ سود ہو لیکن اُسے خبر نہ ہو اور بعد میں معلوم ہو

اور وہ اُس کے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرے تو جو سود آپکا

ہے وہ اُس کا ہے۔ اور جو اُنے والا ہے اُسے چھوڑ دے۔

۱۰۰ خال دن۔

کافی اور تفسیر صفائی میں ہے کہ امام جعفر

صادق علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا

کہ وہ سود کھاتا ہے اور اُسے حلال بھی جانتا ہے۔ فرمایا

اور من لایحضرو الفقہ، عیون اخبار الرضا، اور تفسیر صفائی

میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ سود کا کھانا گناہ کبیرہ ہے اور اس حکم کو خفیف سمجھنا کفر میں داخل کر دیتا ہے۔ اور بعض عارفین کہتے ہیں کہ جملہ کبیرہ گناہ کرنے والوں میں سب سے بد حال

سود کھانے والا ہے۔

۱۰۰ یمحق اللہ۔ من لایحضرو الفقہ، کافی اور تفسیر صفائی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ بہت دفعہ سود خواروں کا مال گھنٹتا

نظر نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ اور مٹانا کہ سود کا ایک درہم دہم کہ مٹا دیتا ہے۔ اور اگر اُس نے توبہ کر لی تو اُس کا مال ضرور جاتا رہے گا جس سے وہ فقیر ہو جائے گا۔

مُؤْمِنِينَ ﴿٢٨﴾ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَ

وہ پھوڑ دو۔ پس اگر تم نے (ایسا) نہ کیا تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے

رِسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَ

تیار ہو جاؤ۔ اور اگر تم نے توبہ کر لی تو تمہارے اصلی مال تمہارے لئے ہیں۔ نہ تم ظلم کرو اور

لَا تُظْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ

نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ اور اگر وہ (قرضدار) مجلس سے تو غرضی کے زمانہ (تک) اسے مہلت دو۔

وَأَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ وَ اتَّقُوا

اور اگر تم صدق کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، بشرطیکہ تم سمجھو۔ اور اس دن

يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ

سے ورتے رہو جبکہ تم خدا کے حضور میں لوٹائے جاؤ گے۔ پھر ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائیگا۔

وَلَمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٣١﴾ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَيْتُمْ بِدِينٍ

اور ان کی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ جب تم ایک مقرر مدت تک آپس میں

إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتَبُوا وَلْيَكُتَبْ بَيْنَكُمْ كَاتِبٌ

قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔ اور چاہئے کہ تمہارے درمیان ایک لکھنے والا انصاف

بِالْعَدْلِ وَلَا يَأْبَ كَاتِبٌ أَنْ يَكْتُبَ كَمَا عَلَّمَهُ اللَّهُ

سے لکھے۔ اور نہ انکار کرے لکھنے والا لکھنے سے، جس طرح کہ اسے اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔ پس

فَلْيَكُتَبْ وَلِيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ

اُسے لکھنا چاہئے۔ اور جس کے ذمہ حق ہو (قرض لینے والا) وہ لکھو تا جب تک کہ اُسے لازم ہے کہ خدا سے ڈرے

وَلَا يَخْشَ مِنْهُ شَيْئًا فَإِنْ كَانَ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ سَفِيهًا

اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے۔ پھر اگر وہ قرض لینے والا بے عقل یا کمزور ہو لے یا

أَوْ ضَعِيفًا أَوْ لَا يَسْتَفِهُهُ أَنْ يُؤْتَلَ لَهُ مِمَّا قَضَىٰ وَلِيهِ

وہ لکھوانے کے قابل نہ ہو تو اس کا سرپرست (ولی) انصاف کے ساتھ لکھوانے۔

بِالْعَدْلِ وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِّن رَّجَالِكُمْ فَإِنْ لَّمْ

اور تم اپنے مزدوروں میں سے دو آدمیوں کی گواہی کرا لو لے۔ پس اگر دو

لے سفیہا اوضعیفا۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ۵۵۵ اور
تفسیر صفائی ۵۵۵ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام
نے ارشاد فرمایا کہ سفیہ سے مراد وہ شخص ہے جو ناقص
العقل ہو اور ضعیف سے ایسا شخص مراد ہے، جو
بدن کا کمزور ہو کہ لکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو، یا اپنے
فہم اور علم میں کمزور ہو کہ لکھنے پر قادر نہ ہو۔

اور ان لفظوں میں جو اس کے حق میں مفید
ہوں۔ اور ان لفظوں میں جو اس کے یا اس کے
دوست کے حق میں مضر ہوں تمیز کر سکتا ہو۔
۵۵۵ شہیدین۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام کے
۵۵۵ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے اس
آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ شہیدین مزرعوا لکم
سے یہ مراد ہے کہ عادل اور آزاد مسلمانوں میں سے دو
مردوں کو گواہ کرو۔ پھر فرمایا کہ ان کو گواہ کرو تاکہ ان کے
سبب سے اپنے دینوں اور مالوں کو بچاؤ اور اللہ کی
تعلیم اور اس کی وصیت کو استعمال کرو کیونکہ ان دونوں
امروں کی پابندی میں نفع اور برکت ہے اور ان کی
مخالفت نہ کرو۔ ورنہ تم کو ندامت لاحق ہوگی۔ اور
اس وقت ندامت سے کچھ نفع نہ ہوگا۔

يَكُونَا رَجُلَيْنِ فَرَجُلٌ وَأَمْرَاتِنِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ

مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ان گواہوں میں سے ہوں جن کو تم پسند کرتے ہو۔ تاکہ

الشَّهَادَةِ أَنْ تَضِلَّ أَحَدُهُمَا فَتَذَكَّرَ أَحَدُهُمَا الْآخَرُ

اگر ان دو عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو ان میں سے ایک دوسری کو یاد دلائے گا۔

وَلَا يَأْبَ الشَّهَادَةَ إِذَا مَادَعَوْا وَلَا تَسْمُوا أَنْ تَكْتَبُوهُ

اور نہ انکار کرو گواہ جب کہ وہ بلائے جائیں۔ اور معاملہ خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک مستند

صَغِيرًا أَوْ كَبِيرًا إِلَىٰ أَجَلِهِ ذَلِكُمْ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ وَأَقْوَمُ

مذمت تک لکھوانے میں سستی نہ کرو۔ یہ (معاملہ کا لکھوانا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت

لِلشَّهَادَةِ وَأَدْنَىٰ أَلَّا تَرْتَابُوا إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً

منصفانہ اور شہادت کے لئے نہایت سہل بات ہے اور اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ تم کو شک نہ رہے

تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَلَّا تَكْتُبُوهَا وَأَشْهَدُوا

سوائے اس کے کہ حاضر تجارت ہو (جو تم آپس میں کرتے ہو۔ پس اگر تم اسے نہ لکھو تو تم پر کوئی گناہ لازم نہیں آتا۔ اور

أَشْهَدُوا إِذَا تَبَايَعْتُمْ وَلَا يُضَارَّ كَاتِبٌ وَلَا شَهِيدٌ هـ

جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ کرو۔ اور نہ تکلیف پہنچانی جائے لکھنے والے کو اور نہ ہی گواہ کو۔

وَأَنْ تَفْعَلُوا فَإِنَّهُ فُسُوقٌ بِكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَيَعْلَمَ اللَّهُ

اور اگر تم (ایسا) کرو گے تو بیشک یہ تمہاری طرف سے نافرمانی ہوگی۔ اور خدا سے ڈرتے رہو اور اللہ تعالیٰ تعلیم کرتا ہے۔

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۲۸۲﴾ وَإِنْ كُنْتُمْ عَلَىٰ سَفَرٍ وَلَمْ تَجِدُوا

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ ملے۔

كَاتِبًا فَهِنْ مَّقْبُوضَةٌ فَإِنْ أَمِنَ بَعْضُكُم بَعْضًا فَلْيُؤَدِّ

تو رہن با قبضہ رکھ لو۔ پس اگر تم میں سے کوئی دوسرے کو امین سمجھے تو وہ شخص

الَّذِي أَوْتُمِنَ أَمَانَتَهُ وَلْيَتَّقِ اللَّهَ رَبَّهُ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ

جسے امین سمجھا گیا ہے اسے لازم ہے کہ دینے والے کی امانت ادا کرے اور اللہ سے جو اسکا پروردگار ہے ڈرے اور تم

وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ﴿۲۸۳﴾

شہادت نہ چھپاؤ اور جس نے اسے چھپایا پس یقیناً اسے دل کو گناہگار کرنے والا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے۔

۱۔ فرجل و امراتین :-

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ص ۵۵ میں منقول

ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے دو

عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر اس لئے قرار دی

ہے کہ عورتوں کی عقل بھی ناقص ہے اور ان کا دین بھی۔

اور تفسیر صفائی ص ۱۷ میں بھی اسی طرح منقول ہے۔

۲۔ احداکھما الاخری :-

کافی اور تفسیر صفائی ص ۱۷ میں امام جعفر صادق علیہ

السلام سے منقول ہے کہ چار آدمیوں کی دعاء قبول نہیں

ہوتی۔ ان میں سے ایک وہ ہے جو اپنا مال بغیر کچھ بچے

اور بغیر گواہ کے کسی کو قرض دے دے۔ اور پھر وہ اسے نہ

دے۔ اور یہ اس کے حق میں بددعا کرے، تو اس کی دعا

کے بارے میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کیا میں نے تجھ کو

شہادت کے لئے لینے کا حکم نہیں دیا تھا؟

اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ جس شخص

کا حق اس وجہ سے مارا جائے کہ اس نے کسی معاملہ پر

گواہ نہ کئے تھے، تو اس کو کوئی اجر نہ ملے گا۔

۳۔ مقبوضۃ :-

کافی اور تفسیر صفائی ص ۱۷ میں ہے کہ امام جعفر

صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رہن وہی درست اور

جائز ہے جو با قبضہ ہو ورنہ جائز نہیں ہے۔



پس تو کامیروں کے مفتاحیہ میں ہماری مسدود کر۔

یختہ عہد - الذنب - گناہ - (اقرب) †

وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّسُخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ

حالانکہ اس کا اصلی مطلب سوائے اللہ تعالیٰ کے - اور ان لوگوں کے جو علم میں راسخ ہیں (اور کوئی نہیں جانتا ہے

أَمْنًا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو

وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے یہ سب (محکم اور متشابہ آیات) ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نہیں نصیحت حاصل

الْأَلْبَابِ ۚ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ

کرتے مگر عقل والے لوگ - اے ہمارے پروردگار بعد اس کے کہ ہم تجھ سے ہدایت یافتہ ہو چکے ہیں تو ہمارے دلوں کو مٹھکا

لَنَا مِنَ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۚ رَبَّنَا إِنَّكَ

نہ ہونے سے اور ہمیں اپنے حضور سے رحمت مرحمت فرما - بیشک تو ہی بہت عطا کرنے والا ہے - اے ہمارے پروردگار

جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ

بیشک تو لوگوں کو ایک دن جس میں کوئی شک نہیں اکٹھا کرنے والا ہے - یقیناً اللہ تعالیٰ وعدے کے خلاف

الْبَيْعَادَةِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

نہیں کرتا - بیشک وہ لوگ جو کافر ہوئے انھیں اللہ تعالیٰ سے نہ ان کے مال اور نہ ان کی اولاد

وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِّنْ اللَّهِ شَيْئًا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُم وَقُودُ النَّارِ

کچھ بھی بے نیاز نہ کر سکیں گے - اور یہی وہ لوگ ہیں جو جہنم کی آگ کا ایندھن ہیں -

كَذَّابٍ ۚ أَلْ فِرْعَوْنَ ۚ وَالَّذِينَ مِّنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

جس طرح آل فرعون اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے تھے عادت تھی ان کی بھی ہے کہ انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

فَاخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ۚ وَاللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ قُلْ

پس اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے گرفت میں لے لیا - اور اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے - (اے رسول)

لِلَّذِينَ كَفَرُوا سَتُغْلَبُونَ وَتُحْشَرُونَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ ۚ وَبِئْسَ

کہہ دو ان لوگوں سے جو کافر ہو گئے کہ غلبہ تم پر ہو گے اور جہنم کی طرف لے جاؤ گے - اور وہ بُرا

أَمْرٌ ۚ قَدْ كَانَ لَكُمْ آيَةٌ فِي فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ۚ فِئَةٌ

ٹھکانہ ہے - یقیناً ان دو گروہوں میں جو آپس میں مقابل ہو گئے تھے تمھارے لئے ایک نشان تھا - ایک گروہ

تَقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأُخْرَىٰ كَافِرَةٌ ۚ يَرَوْنَهُمْ مِّثْلَهُمْ

تو خدا کی راہ میں جنگ کرتا تھا اور دوسرا کافر تھا - اور وہ کھلی آنکھوں ان (تقابل والوں) کو اپنے سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳ سابقہ)

اور ان کا تعلق اور ربط محکمات کے ساتھ کس طرح پیدا کر
سکتے ہیں - اور کس طرح ان کے ذریعہ سے توحید اور
معرفت خدا تک رسائی ہو سکتی ہے +

(حاشیہ صفحہ ۴)

الذاسخون فی العلم -

۶۹

کافی تفسیر قیامی اور تفسیر صفائی میں ہے -
کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ اسخون فی العلم ہم
ہیں اور اس کی پوری پوری تاویل سے ہم
واقف ہیں -

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اسخون فی
العلم میں افضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہر اس چیز کا علم اور
ہم کی تاویل تعلیم فرمادی جو کچھ کہ آپ پر نازل کیا گیا -
اور اللہ تعالیٰ کوئی چیز آپ پر نازل نہیں کرتا تھا جب تک
کہ آپ کی تاویل کا علم آپ کو نہیں دے دیتا تھا -
آپ کے بعد آپ کے علم اور ہدیاء اسخون فی العلم
ہیں +

بدر کے دن مشرکوں کو مسلمان اپنی تعداد سے دو
چند نظر آتے تھے۔ اور خود ان کی تعداد ایک ہزار تھی۔ یا یہ
کہ مسلمان جس قدر تھے اس سے دو چندان کو نظر آتے تھے
اور ان کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔

ایک معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ مومنین کو مشرکین
اپنے سے دو چند نظر آتے تھے۔ حالانکہ وہ سرچند سے بھی
زیادہ تھے۔ (تفسیر صافی ص ۱۸) ۱۰

۱۱ قناطر المقنطرة :-

قناطر، قنطار کی جمع ہے۔ اور قنطار کے معنی
ہیں اس قدر سونا جس قدر کہ ایک بیل کی کھال میں سا
جائے۔ (تفسیر صافی ص ۱۸) ۱۱

۱۲ حسن المآب :-

اس میں لوگوں کو اعمال صالحہ بجالانے کی ترغیب
دلائی گئی ہے کہ دنیا کی لذات ماضی اور فنا ہو جائی
ہیں۔ لیکن اعمال صالحہ کے صلہ میں جو نعمات آخرت میں
ملیں گی وہ حقیقی اور غیر فانی اور ابدی ہوں گی ۱۲
۱۳ رضوان :-

کافی تفسیر عیاشی اور تفسیر صافی ص ۱۸ میں حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دنیا اور

آخرت کی لذتوں میں سے آدمیوں کے لئے کوئی لذت

عورتوں سے زیادہ نہیں ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے

اس آیت میں سب سے پہلے اسی کا ذکر فرمایا کہ زمین

للناس حب الشهوات من النساء۔ پھر فرمایا کہ بہشتی

لوگ جنت میں عورتوں کی محبت سے زیادہ کسی اور

چیز کے خواہشمند نہ ہوں گے، نہ کھانے کے نہ پینے کے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں نعمتوں کے عین

درجے بیان کئے گئے ہیں کہ ان میں سب سے اعلیٰ امتیاز

دنیا ہے، جس کو پہلے لایا گیا ہے۔ اور ان میں سے اعلیٰ

خدا کی خوشنودی ہے جیسا کہ خدا نے فرمایا: ورضوان من

اللہ اکبر۔ یعنی اللہ کی خوشنودی سب سے بڑھ کر ہے۔

اور اوسط ان کا جنت اور اس کی لا انتہاء نعمتیں ہیں ۱۳

۱۴ والمستغفرین :-

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کے وقت ستر مرتبہ

استغفار پڑھے گا، وہ اس آیت کے کمال میں شمار کیا

جائے گا۔

اور انصاف میں انہی جناب سے منقول ہے کہ جو

شخص نماز وتر میں کھڑا ہو کر ستر مرتبہ استغفار پڑھے اور

اس کی پورے ایک سال مواظبت کرتا رہے تو خداوند

تعالیٰ اسے مستغفرین بالاسحار میں رکھ لے گا۔ اور

اس کی مغفرت واجب فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ صبح کی تحفیں اس لئے کی گئی ہیں کہ وہ نماز اس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت کی عبادت زیادہ سخت ہوتی ہے اور نفس زیادہ صاف

ہوتا ہے اور خوف خدا زیادہ غالب ہوتا ہے۔ خاص کر نماز تہجد ادا کرنے والوں پر۔ (تفسیر صافی ص ۱۸) ۱۴

رَأَى الْعَيْنُ وَاللَّهُ يُؤَيِّدُ بِنَصَرِهِ مَنْ يَشَاءُ إِنَّ فِي

دو گنا دیکھ رہے تھے ۱۰ اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے مدد کرتا ہے۔ بیشک اس

ذَلِكَ لَعِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۱۱ زِينِ لِلنَّاسِ حُبُّ

میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔ لوگوں کی نظر میں ان خواہشوں کی

الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرَ الْمُقَنْطَرَةِ

محبت زینت پانہی ہے جو عورتوں اور بچوں اور سونے اور چاندی کے ۱۲

مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ

چمچے ہوئے توڑوں اور نشان کئے ہوئے گھوڑوں اور چارپایوں اور

وَالْحَرِثِ ۱۳ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَهُ

لکھتی باڑی سے متعلق ہوں۔ یہ دنیا کی زندگی کا سرمایہ ہیں۔ اور اچھا ٹھکانہ اللہ تعالیٰ ہی

حُسْنُ الْمآبِ ۱۴ قُلْ أُوْنِبْتُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذَٰلِكُمْ

کے پاس ہے ۱۵ (اے رسول! ان سے) کہہ دو کہ کیا میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز بتاؤں؟

لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

ان لوگوں کیلئے جنہوں نے پرہیزگاری اختیار کی، ان کے پروردگار کے پاس باغات ہیں جسکے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ ۱۶ وَ

ان میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، اور پاکیزہ بیویاں ہیں اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہے ۱۷ اور

اللَّهُ بِصِيرٍ بِالْعِبَادَةِ ۱۸ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِنَّا أَمَّا

اللہ تعالیٰ کل بندوں کا نگران ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار بیشک ہم ایمان

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۱۹ الصَّابِرِينَ وَ

لائے ہوئے ہیں۔ پس تو ہمارے گناہوں کو بخش اور ہمیں (جہنم کی) آگ کے عذاب سے بچا۔ یہ صبر کرنے والے اور

الصَّادِقِينَ وَالْقَنِتَّةِينَ وَالْمُتَّقِينَ وَالْمُسْتَغْفِرِينَ

سچ بولنے والے اور قنوت کرنے والے اور خرچ کرنے والے اور صبح کے تڑکے مغفرت مانگنے

بِالْأَسْحَارِ ۲۰ شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَ

دائے ہیں ۲۱ اللہ تعالیٰ نے خود گواہی دی کہ بیشک اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور کل فرشتوں

اس کی مغفرت واجب فرمائے گا۔ کہا گیا ہے کہ صبح کی تحفیں اس لئے کی گئی ہیں کہ وہ نماز اس وقت زیادہ قبول ہوتی ہے۔ کیونکہ اس وقت کی عبادت زیادہ سخت ہوتی ہے اور نفس زیادہ صاف ہوتا ہے اور خوف خدا زیادہ غالب ہوتا ہے۔ خاص کر نماز تہجد ادا کرنے والوں پر۔ (تفسیر صافی ص ۱۸) ۱۴

أُولُوا الْعِلْمَ قَائِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱۸

اور صاحبان علم نے جو عدل کے ساتھ قائم ہیں (یعنی گواہی دی کہ) سوائے اس کے جو زبردست حکمت والا ہے کوئی معبود نہیں

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ۚ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِينَ

اللہ کے نزدیک (سچا) دین یقیناً اسلام ہی ہے ۱۹ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی انھوں نے

أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ

علم آجانے کے بعد محض باہمی سرکشی کی وجہ سے اختلاف کیا۔

وَمَنْ يَكْفُرْ بِآيَاتِ اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۱۹

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرے (وہ یاد رکھے کہ) یقیناً اللہ تعالیٰ (اس سے) بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پس

حَاجُّكَ فَقُلْ أَسْلَمْتُ وَجْهِيَ لِلَّهِ وَمَنِ اتَّبَعَنِ ۚ وَقُلْ

اگر یہ تجھ سے جنت کرے تو تم کہہ دو کہ میں نے اور جس نے میری پیروی کر لی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سزا طاعت جھکا ہوا ہے

لِلَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْأُمِّيِّينَ ۚ أَسْلَمْتُمْ فَإِنْ أَسْلَمُوا

اور ان لوگوں کو جنہیں کتاب ملی گئی ہے اور انکو جنہیں کتاب نہیں ملی گئی کہہ دو کہ کیا تم اسلام لائے ہو؟ پس اگر وہ اسلام لے آئیں

فَقَدْ اهْتَدَوْا وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ وَاللَّهُ

تو بیشک تمہاری ہدایت پانچائیں گے اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم پر صرف ہینچا دینا (لازم) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

بَصِيرٌ ۝۲۰ بِالْعِبَادِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

اپنے بندوں کا خود نگراں ہے۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور

يَقْتُلُونَ النَّبِيَّ بِغَيْرِ حَقٍّ لَا يَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ

نبیوں کو ناحق قتل کرتے ہیں ۲۱ اور انسانوں میں سے جو لوگ عدل کا حکم دیتے ہیں،

بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۲۱ أُولَٰئِكَ

ان کو بھی قتل کرتے ہیں۔ پس تو انھیں دردناک عذاب کی بشارت دے۔ یہ وہ لوگ

الَّذِينَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ

جس جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور ان کا کوئی

مِنْ نَصْرِينَ ۝۲۲ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ

بھی مددگار نہ ہو گا۔ کیا تو نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا تھا،

۱۸

۱۹

تفسیر قرآنی اور تفسیر قرآنی منہ میں

ہے کہ امام محمد یا قر علیہ السلام نے فرمایا کہ اولوا العلم سے مراد انبیاء اور اوصیاء ہیں۔ وہی قسط پر قائم ہیں۔ اور قسط سے مدد ہی مراد ہے۔

۲۰

تفسیر قرآنی منہ میں ہے کہ اسلام کے سوا کوئی دین اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہیں ہے اور اسلام سے مراد ہے خدا کی توحید کا اقرار اور اس کی شریعت کی پابندی جس کے ساتھ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔

اور قرآنی کے اسی صفحہ میں کافی کے حوالہ سے

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اسلام ایمان سے مقدم ہے۔ اور وراثتوں کا لینا دینا اور نکاحوں کا ہونا اسلام پر موقوف ہے۔ اور ایمان وہ ہے جس پر ثواب حاصل ہوتا ہے۔

۲۱

تفسیر قرآنی منہ میں ہے اور اسی طرح تفسیر

مجمع البیان میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کس شخص کو سب سے زیادہ عذاب دیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا، اس شخص کو جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہو گا یا

کسی ایسے شخص کو جو نبیوں کا حکم دیتا ہو اور بدیوں سے منع کرتا ہو۔ اس کے بعد انھوں نے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مجیدہ دیکھ کر نبیین بغیر حق۔

تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ بنی اسرائیل نے دن کے اقل حصہ میں تین تالیفیں نبیوں کو قتل کیا۔ پھر بنی اسرائیل کے عابدوں میں سے ایک سو بارہ آدمی اس بات کے لئے کھڑے ہوئے کہ انہی قاتلوں کے حق میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں۔ پس انھوں نے اسی دن کے آخری حصے میں ان سب کو بھی قتل کر دیا اور یہی وہ بات ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔

اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا کئے جانے اور اسے چھین لینے کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہی کسی کو حکومت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین بھی لیتا ہے۔ یہ درست ہے، چونکہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان میں ہے سب کا خالق اور حقیقی مالک اللہ ہی ہے۔ اس لئے کسی کو اس زمین کے کسی حصہ کی سلطنت عطا کر دینا بھی کسی کے اختیار میں ہے لیکن یہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتی کہ جس کو سلطنت دی جاتی ہے وہ حق پر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کے افعال سے خوش ہے۔ کیونکہ اس طرح تو فرعون نمرود وغیرہ وغیرہ سب برحق ٹھہریں گے۔ اور ان کے مقابلہ میں آنے والے اللہ تعالیٰ کے مقدس اور برگزیدہ نبی مثلاً حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم کو حکومت دینا وہی نہیں دی گئی تھی۔ ان کے حق میں کیا کہا جائے گا، فرعون کو حکومت دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، انک اتیت فرعون وملاہ زینۃ واماوالا فی الحیوۃ الدنیا (پ، یونس، ع)۔ اسی طرح نمرود کو حکومت دیئے جانے کے متعلق ارشاد ہے اتاہ اللہ الملک (پ، بقرہ، ج)۔ یاد رکھیں کہ کفار کو جب مال و دولت اور حکومت دی جاتی ہے تو ان پر حجت تمام کرنے کیلئے لیکن جب وہ حکومت اور مال و دولت کے نشیمن بن کر ہو جاتے ہیں تو یہی ثروت و حکومت ان کیلئے عذاب خداوندی کا سبب بن جاتی ہے جیسے کہ ارشاد ہے : فلا تعجبک اماوالہم ولا اولادہم انہا سیدۃ اللہ لیعدن بہم بہانی الحیوۃ الدنیا (پ، توبہ، ع)۔

توجہ :- اسے رسول تمہیں نہ تو ان کے مال حیرت میں نہ آئیں اور ان کی اولاد۔ کیونکہ خدا تو یہ چاہتا ہے کہ ان کو مال اور اولاد کی وجہ سے دنیا کی زندگی ہی میں مبتلائے عذاب کرے۔ اس آیت مجیدہ میں کفار کو حکومت مال، دولت، اولاد وغیرہ دنیاوی زینتوں کے پیشے جانے کی عادت معلوم ہو گئی ہے۔

۱۱ بیداک الخیر :-

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر ہی خیر صادر ہوتی ہے۔ شر یا برائی خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کے اغواء سے ہوتی ہے۔ جس سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو یہ کہہ کر آگاہ کر دیا، انہ لکم عدد وحبیبین (پ، کہ وہ تمہارا حکم مٹلا دشمن ہے)۔

يُدْعَوْنَ إِلَى كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ

وہ خدا کی کتاب کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ پھر ان میں سے ایک گروہ

مِنْهُمْ وَهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿٣٢﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمْسُقَنَا

منہ پھیر لیتا ہے اور یہی روگردانی کرنے والے ہیں۔ یہ اس لئے ہے کہ ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں آگ نہیں

النَّارُ اِلَّا اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ قَا كَانُوْا

چھوٹے گی مگر صرف چند گنتی کے دن۔ اور جو جھوٹ وہ بولا کرتے تھے اسی نے ان کے دین

یَفْتَرُوْنَ ﴿٣٣﴾ فَكَيْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لَیَوْمٍ لَا رَیْبَ فِیْهِ وَ

کے بارے میں انہیں دھوکہ دیا۔ پس کیا حالت ہوگی ان کی جبکہ انہیں اس دن اکٹھا کیا جائے گا جس کے آنے میں کوئی

وَفِیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ قُلْ

شک نہیں۔ اور ہر شخص کو اس کی کمائی کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور اس کی حق تلفی نہ کی جائے گی۔ (اے رسول)

اَللّٰهُمَّ مَلِكُ الْمُلْكِ تُوْتِی الْمُلْکَ مِنْ تَشَآءٍ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ

تم کہہ دو کہ میرے اللہ سلطنت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے سلطنت عطا فرماتا ہے اور جس سے چاہتا

مِمَّنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مِمَّنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ

ہے سلطنت چھین لیتا ہے۔ اور تو جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ تیرے ہاتھ

اَلْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٣٥﴾ تُوَلِّجُ اَلَّیْلَ فِی النَّهَارِ

میں ہی سب خوبیاں ہیں ستہ بیشک تو بہترین پروردگار پوری قدرت رکھتا ہے۔ تو رات کو دن میں داخل کرتا ہے۔

وَتُوَلِّجُ النَّهَارَ فِی الْاَیْلِ وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمِیْتِ وَتُخْرِجُ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے۔ اور زندہ

اَلْمِیْتِ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مِمَّنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿٣٦﴾ لَا

سے مردہ کو نکالتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے۔ مومن

یَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکَافِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

لوگ مومنین کو چھوڑ کر کافروں کو سردست بنا لیا کریں۔

وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰهِ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوْا

اور جو ایسا کرے گا اُسے کسی چیز میں خدا کے ساتھ واسطہ نہ رہے گا۔ سو اُن کے کہ تم ان کے (شر)

مِنْهُمْ تَقِيَّةٌ وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۖ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝

سے ڈر کر کچھ بچاؤ کر لو سہ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور اللہ ہی کی طرف بازگشت ہے۔

قُلْ إِنْ تَخْشَوْنَ مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْذَرُونَ يَحْلُمُهُ اللَّهُ

(اے رسول) کہہ دو کہ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے۔ خواہ اسے چھپاؤ یا ظاہر کر دو۔ اُسے اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے وہ اُسے بھی جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر سینہ بہ

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ

پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ دن (یا در کھو جبکہ) ہر شخص اس کی نیکی کو جو وہ کر چکا ہے۔ اور ہر

مُحْضَرًا ۚ وَمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ

بدی کو جو وہ کر چکا ہے موجود پائے گا۔ (اور یہ) خواہش کرے گا کہ اس (دو) میں اور اس

أَمَدًا أَبْعَدًا ۖ وَيَحْذَرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ۖ وَاللَّهُ رَعُوفٌ

کے درمیان ایک لمبی مدت حال ہو جاتی۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈراتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر

بِالْعِبَادِ ۝ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ

بہت مہربان ہے۔ (اے رسول ان سے) کہہ دو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو سہ (پھر تم کو

اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ قُلْ أَطِيعُوا

(اللہ ہی) دوست رکھو گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے رسول) کہہ دو

اللَّهُ وَالرَّسُولَ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ۝

کہ تم اللہ اور رسول (محمد) کی اطاعت کرو پس اگر یہ منہ پھیر لیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ

بے شک اللہ تعالیٰ نے آدم اور نوح سہ اور آل ابراہیم اور آل عمران کو سہ تمام جہانوں پر

عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ ۖ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

مصطفیٰ کیا ہے۔ یہ ایک دوسرے کی نسل میں سے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلِيمٌ ۝ إِذْ قَالَتِ امْرَأَتُ عِمْرَانَ رَبِّ إِنِّي نَذَرْتُ لَكَ

(اور) جاننے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ عمران کی بیوی نے کہا کہ اے میرے پروردگار بیشک جو کچھ میرے پیش میں آوادی

تفسیر صفائی صحت میں احتیاج طبری کے حوالے سے
لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا
خداوند تعالیٰ تمہیں اپنے دین میں تقیہ استعمال کرنے کا
حکم دیتا ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے: لَا يَتَّخِذُ الْمُتَوَعِّنُونَ
الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ... الخ پھر فرمایا کہ خبردار! خبردار ایسا
نہ کرنا کہ تم تقیہ کو چھوڑ دو۔ جس کا میں نے تم کو حکم دیا ہے
اور اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالو۔ کیونکہ تقیہ کا
چھوڑنا تمہارے اور تمہارے بھائیوں کے خون کا بہانے
والا۔ تمہاری اور ان کی نعمتوں کا تار خراب کرنے والا اور
ان کو دشمنانِ خدا کے ہاتھ سے ذلت پہنچانے والا ہے
حالانکہ تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بھائیوں کی عزت کرو۔
اور تفسیر عیاشی میں حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص تقیہ کا منکر
ہے وہ ایماندار نہیں ہے۔ اور فرماتے تھے کہ اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَا اِنَّ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تَقِيَّةً ۙ

۱۰ تابعونی :-

اس آیت مجیدہ سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم معصوم تھے۔ اس لئے کہ اللہ
تعالیٰ نے ان کی مطلق پیروی کا حکم دیا ہے۔
اگر ان سے کسی وقت بھول چوک یا گناہ کے
صادر ہونے کا احتمال ہوتا تو اللہ تعالیٰ مطلق
پیروی کا حکم نہ دیتا بلکہ اسے کسی شرط کے ساتھ

مقتید کرتا۔ چونکہ یہ نہیں کہا کہ کس کس امر میں پیروی
کرو، بلکہ یہ کہا کہ ہر امر میں پیروی کرو۔ لہذا آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ بھی فرماتے تھے اس میں غلطی
بھول چوک یا گناہ کا شائبہ تک نہ ہوگا۔ اسی کا نام
عصمت مطلقہ ہے ۙ

۱۱ اصطفیٰ :-

اصطفیٰ، صفا سے مشتق ہے جس کے معنی
صفائی اور پاکیزگی کے ہیں۔ اسے باب انتعال میں
لے جا کر جب اصطفیٰ کیا تو علاوہ خاصیت باب
جس میں یہ منتقل ہوا ہے۔ اس کے معنی مصدق باقی
رہنا ضروری ہے۔ لہذا اس کے معنی پاکیزگی، صفائی
اور طہارت ہوں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آدم، نوح،
آل ابراہیم اور آل عمران کو مصطفیٰ قرار دیا۔ یہ اور اس
قسم کی دوسری آیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک
و تعالیٰ نے صرف چند انبیاء اور ان کی آل ہی کو مصطفیٰ کہا
ہے نہ کہ غیر آل کو۔ چونکہ بعض لوگ آل سے مراد قوم لے
لیتے ہیں۔ اس لئے خداوند عالم نے آیت کے اخیر میں
فیصلہ فرمادیا کہ ذریعہ بعضا من بعض کہ جس آل کو مصطفیٰ قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک دوسری کی ذریعہ یعنی اولاد میں جس سے یہ شملہ حل ہو گیا کہ مصطفائی معنی اور صرف نبیوں کی ذریعہ طاہرہ کیلئے

مختص ہے۔ اور آل سے مراد ذریعہ ہی ہے نہ کہ قوم یا بیروکار۔ معانی الاخبار اور تفسیر صفائی صحت میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ آل محمد کے کیا معنی ہیں؟ فرمایا کہ آل محمد وہ ہیں جن کی انوار اور بیٹیوں کے نکلج خداوند تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام کئے ہیں ۙ ۱۰ آل عمران :- قرآن مجید میں مختلف مقامات پر عمران اور آل عمران آیا ہے۔ عمران دراصل تین ہیں (۱) عمران بن یحییٰ بن فہم بن فہم بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام جن کے بیٹے حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تھے۔ (۲) عمران بن ہانان جو یہود بن یعقوب علیہ السلام کی ستائیسویں پشت میں تھے، جن کی بیٹی حضرت مریم اور نواسے حضرت عیسیٰ تھے۔ (۳) جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیا اور حضرت ۱۰ علیہ السلام کے والدین گوارہ بن کنینہ ابوطالب سے۔ اس آیت میں آل عمران

۱۰ (باقی اگلے صفحہ پر) ۱۱ (باقی اگلے صفحہ پر) ۱۲ (باقی اگلے صفحہ پر)

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

یہ حضرت مریم کی والدہ اور حضرت عیسیٰ کی جدہ محترمہ ہیں ان کا نام مبارک حق تعالیٰ نے عذرائی نام ہے۔ مستدرک حاکم جلد ۲، صفحہ ۵۹۵، طبع دائرة المعارف شکریہ میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے حضرت مریم کو جنا اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو۔ معراج کی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عیسیٰ اور حضرت عیسیٰ کو خاندان بھائی فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت عیسیٰ کی نانی ہوتی ہیں۔ (الغات القرآن صمان، جلد ۱، صفحہ ۲۴)

حاشیہ صفحہ ۱۷۱

۱۷۱

تفسیر قرآنی اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور مجمع البیان میں حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمران ابن ماثان کو عیسیٰ کی مہم کو ایک لڑکا عطا فرماؤں گا۔ جو صحیح و سالم ہو گا اور مبارک ہو گا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور زاد اندھول کو اچھا سمجھے گا۔ کو اچھوں کو تندرست کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا۔ اور میں اس کو بنی اسرائیل میں رسول بنا کر بھیجوں گا۔ عمران نے یہ سب بات اپنی زوجہ سے کہی۔ حقہ مریم کی والدہ کا نام ہے جب حقہ حمل ٹھہر گیا تو دونوں نے یہی خیال کیا کہ لڑکا پیدا ہو گا۔ مگر جب وضع حمل ہوا اور لڑکی پیدا ہوئی تو تعجب ہو کر کہنے لگی کہ لڑکی اور لڑکے میں فرق ہے۔ لڑکی رسول نہیں ہو سکتی۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ نوب جانتے ہے کہ تو نے کیا جنا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ دیا تو عیسیٰ نے نبی اور رسول تھے جن کے بارے میں عمران کو خوشخبری دی گئی تھی تاکہ لوگ پہلے ہی سے اُن کے آنے کے منتظر ہیں اور اُن کے بارے میں کوئی شک شبہ نہ رہ جائے۔ اور یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ بیٹی کی اولاد اس شخص کی نسل ہی سے شمار ہوگی، جس کی بیٹی ہے۔ اور بیٹی کی نسل سے بھی بادی پیدا ہو سکتا ہے۔ تاکہ جب حضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دختر جناب فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد اور نسل میں بادی پیدا ہوں اور وہ آل محمد ہی کہلائیں تو کسی کو شک شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے۔ (تفسیر حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

اور مریم یہود و نصاریٰ کی لغت میں عابدہ کے معنوں میں آتا ہے۔ چونکہ ہونے والے بچہ کو اس کی ماں نے اللہ کے حضور میں نذرانہ مانا ہوا تھا، اس لئے اس کا نام مریم رکھ دیا کہ یہ خدا کی عابدہ ہے۔

اور تفسیر غیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی

ہے کہ جناب مریم نہایت خوبصورت تھیں۔ جب آپ محراب عبادت میں نماز کیلئے کھڑی ہوتی تھیں تو آپ کے چہرہ سے نور چھن چھن کر تمام محراب کو نورانی کر دیتا تھا۔

نوٹ :- جناب مریم کی والدہ کا نام یونانی زبان میں مرثا ہے جو عربی زبان میں وحیدہ کا معنی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا حمل ظہر کے وقت جمعہ کے دن قائم ہوا تھا۔ اور جس دن حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے وہ سہ شنبہ تھا۔ سارے چار گھنٹے دن چڑھا تھا۔ دریائے فرات کے کنارے اُن کی پیدائش ہوئی تھی (اصول کافی)۔

۱۷۲ ذریعہ طیبہ :- حضرت زکریا علیہ السلام نے جناب مریم کے درجات ملاحظہ کئے تو دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسا مبارک بچہ دے جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کا نام ایسحاق تھا، جو عمران بن ماثان کی بیٹی اور حقہ کی ہمیشہ تھیں۔ حضرت زکریا کی خواہش تھی کہ اُن کے ہاں بچہ ہو، جو شرف و کرامت میں مریم علیہا السلام جیسا ہی ہو (تفسیر حاشیہ صفحہ ۱۷۲)

مَا فِي بَطْنِي مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ

میں نے اُسے تیری نذر کر دیا ہے، پس تو مجھ سے قبول کر۔ بیشک تو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا

الْعَلِيمُ ۱۷۱ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ ارْنِي وَضَعْتُهَا أُنْثَىٰ

پھر جب اس نے اس (بچی) کو جنا تو کہنے لگی اے میرے پروردگار میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا وَضَعْتَ وَلَئِنْ الذَّكَرُ كَالْأُنْثَىٰ وَرَأَىٰ

مالا نیکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا تھا جو کچھ وہ جنی تھی۔ اور مرد و عورت کی طرح نہیں ہوا کرتا۔ اور بیشک میں نے

سَمِعْتُهَا مَرِيَمَ وَرَأَىٰ أُعِيذُهَا بِكَ وَذَرَيْتُهَا مِنَ الشَّيْطَانِ

اس کا نام مریم رکھا ہے لہٰذا اور میں اسے اور اس کی نسل کو مردود شیطان سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

الرَّجِيمُ ۱۷۲ فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ حَسَنٍ وَأَنْبَتَهَا نَبَاتًا

پھر اس کے پروردگار نے اُسے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کیا اور اُسے خوبی کے ساتھ

حَسَنًا وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ

بڑھایا۔ اور ذکر کرنے اس کی کفالت کی۔ جب کبھی ذکر کرتا اس کے پاس محراب (عبادت) میں داخل ہوا

وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا قَالَ يَمْرُئُومَ أَنَّىٰ لَكَ هَذَا قَالَتْ

اس کے پاس رزق پایا۔ دریافت کیا کہ اے مریم یہ تمہارے پاس کہاں سے آیا۔ وہ بولی

هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے رزق عطا

حِسَابٍ ۱۷۳ هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي

فرماتا ہے۔ اُسی وقت زکریا نے اپنے پروردگار کو بیکارا، (اور) کہا اے میرے مالنے والے

مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ ۱۷۴ فَنَادَتْهُ

مجھے اپنی درگاہ سے پاک اولاد منرماٹھ بیشک تو دُعا کو سننے والا ہے۔ پس فرشتوں

الْمَلَائِكَةُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي الْمِحْرَابِ أَنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكَ

نے اُسے آواز دی جبکہ وہ محراب (عبادت) میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تجھے خوشخبری

بِبَحْيٍ مُّصَدِّقٍ أَكَلِمَةً مِّنَ اللَّهِ وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَ

دیتا ہے بچی کی جو اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ کی تصدیق کرنے والا اور سردار اور عورتوں کے پاس نہ جانے والا اور

نزل

لنساء الغلمین :-

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر صفی مٹھ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب مریم کو ذریت الہیہ میں مصطفیٰ قرار دیا اور صفحہ سے پاکیزہ رکھا اور عیسیٰ علیہ السلام کو بلا اجتماع مرد و زن پیدا کرنے کی جہت سے مصطفیٰ کیا۔

یہاں نساء الغلمین سے مراد صرف آپ کے زمانہ کی عورت مراد ہیں۔ ورنہ سیدۃ النساء الغلمین جناب فاطمہ الزہراء صلوات اللہ علیہا قرار دی گئی ہیں جو کل جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں جیسا کہ عقل الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس کی تصریح فرمادی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ جناب فاطمہ کا نام محدث ہونے کی یہ وجہ ہے کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے تھے اور ان کو اسی طرح آواز دے کر بلاتے تھے جس طرح جناب مریم کو اور وہ یہ کہتے تھے: یا فاطمة ان اللہ اصطفاک وطهرک واصطفاک علی نساء الغلمین ۵



یا فاطمة اقمی لربک واسجدی وارکعی مع الرکعین جناب فاطمہ الزہراء فرشتوں سے باتیں کیا کرتی تھیں اور فرشتے ان سے باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک رات جناب سیدہ نے فرشتوں سے فرمایا کہ کیا مریم بنت عمران کو تمام زمانہ کی عورتوں پر فضیلت نہیں دی گئی؟ انھوں نے کہا کہ اے سیدہ! حضرت مریم تو صرف اپنے زمانہ کی عورتوں کی سردار تھیں۔ اور آپ کی شان تہ ہے کہ آپ ان کے زمانہ کی عورتوں کی اور اس زمانہ کی عورتوں کی بلکہ اولین کی جس قدر عورتیں گزر چکی ہیں اور آخرین کی جس قدر عورتیں ہوں گی ان سب کی آپ سردار ہیں ۶

لہ الرکعین :-

آیت نذایں جو لفظ رکوع آیا ہے اس سے نماز والہ رکوع مراد نہیں ہو سکتا۔ ورنہ جناب مریم کی مناسبت سے صیغہ جمع مؤنثہ الرکعات آنا چاہئے تھا کہ صیغہ مذکر الرکعین۔ نیز یہاں سجدہ پہلے ہے اور رکوع بعد میں، جو خلاف عادت و فطرت ہے۔ اور عیسائیوں کی نماز میں رکوع ہوتا ہی نہیں بلکہ ہی طرح آیت دارکعوا مع الرکعین (پہلے، پھر، پھر) کہ رکوع کرو ساتھ رکوع کرنا لوں گے۔ نیز آیت واذا قیل لہم ارکعوا الا یرکعون (پہلے، پھر، پھر) کہ جب کفار اور مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو تو وہ رکوع نہیں کرتے۔ ان آیات میں رکوع سے نماز والہ رکوع مراد نہیں کیونکہ کفار اور مشرکین سے قبل اسلام اور ایمان رکوع کی توقع سے معنی ہے۔ لہذا یہ رکوع اور ہی ہے اور الرکعین ایک خاص جماعت ہے۔ یہ الرکعین وہ الرکعین ہیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین یقیمون الصلوة ویؤتون الزکوۃ وہم الرکعون (پہلے، پھر، پھر) یہاں یقیمون اور یؤتون مضارع کے صیغے ہیں۔ قادمہ کے مطابق بجائے رکعون کے یرکعون آنا چاہیے تھا۔ یرکعون اسم فاعل پس یہ الرکعین آئمہ طاہرین ہیں جن کے فرماؤں علی بن ابی طالب ہیں۔ گویا کہ یہ الرکعین واسطہ ہیں درمیان خالق و مخلوق کے پس دارکعوا مع الرکعین، واذا قیل لہم ارکعوا لہم رکعون کے معنی ہوں گے، کہ ان کی پیروی کرو اور ان کے ساتھ ساتھ رہو۔ جو خدا اور اس کی مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں (اقتباس از موعظ حسنہ) ۷

نَبِیًّا مِّنَ الصَّالِحِیْنَ ۱۹ قَالَ رَبِّ اَنیْ یَکُونُ لِیْ عِلْمٌ وَ

ایک نبی صالحین میں سے ہوگا۔ (ذکر تیانے) کہا اے میرے پروردگار میرے لئے رکھا کہاں سے

قَدْ بَلَغَنِی الْکِبَرُ وَامْرَاتِیْ عَاقِرٌ ط قَالَ کَذٰلِکَ اللّٰهُ

ہوگا حالانکہ مجھے بڑھاپا پہنچا ہے۔ اور میری بیوی بانجھ ہے۔ (اللہ نے جواب میں) فرمایا اسی طرح اللہ

یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ ۲۰ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِیْ اٰیۃً ط قَالَ اٰیَتُکَ

تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے۔ (ذکر تیانے) کہا اے میرے پروردگار میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر۔ فرمایا تمھاری

اَلَّا تُکَلِّمَ النَّاسَ ثَلَاثَ اَیَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ط وَادَّکُرْ رَبِّکَ

نشانی یہ ہے کہ تین دن لوگوں سے سوائے اشارہ کے بات نہ کر سکے گا۔ اور تو اپنے رب کا بہت

کَثِیْرًا وَ سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاُبْکَارِ ۲۱ وَ اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ

ذکر کرتا رہ اور شام اور صبح اسی کی تسبیح کرتا رہ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ فرشتوں نے کہا

یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰکِ وَطَهَّرَکِ وَاصْطَفٰکِ عَلٰی

اے مریم بیشک اللہ تعالیٰ نے تجھیں مصطفیٰ کیا ہے اور تم کو پاک قرار دیا ہے اور تم کو تیرے زمانہ کی، کل جہانوں کی

نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ ۲۲ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّکِ وَاسْجُدِیْ وَ

عورتوں پر برگزیدہ کیا ہے لہ۔ اے مریم تو اپنے پالنے والے کی خشوع و خضوع سے عبادت کرتی رہ، اور

اِرْکَعِیْ مَعَ الرُّکْعِیْنَ ۲۳ ذٰلِکَ مِنْ اَنْبَاِ الْغَیْبِ نُوْحِیْہٖ

سجدہ کئے جا اور (خدا کے حضور میں) جھکنے والوں کے ساتھ تو بھی جھکتی رہ لہ (اے رسول) یہ غیب کی خبریں ہیں سے ہے جو

اِلَیْکَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْہُمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَہُمْ اَیُّہُمْ

بم تیری طرف ہی کرتے ہیں۔ اور تو ان کے قریب نہیں تھا جبکہ وہ قلم اندازی کر رہے تھے کہ ان میں سے کون مریم کی

یَکْفُلْ مَرْیَمَ وَمَا کُنْتَ لَدَیْہُمْ اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ۲۴ اِذْ

کفالت کرے۔ اور تو اس وقت بھی) ان کے پاس نہ تھا جبکہ وہ (اس بات سے) جھگڑ رہے تھے۔ (وہ وقت

قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہٗ ۲۵

یاد کر جبکہ فرشتوں نے کہا، اے مریم یقیناً اللہ تعالیٰ تجھیں ایک کلمہ کی خوشخبری دیتا ہے جو اسکی طرف سے ہے۔

اِسْمُہُ الْمَسِیِّ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْہَا فِی الدُّنْیَا وَ

اس کا نام مسیح عیسیٰ بیٹا مریم کا ہوگا۔ (وہ دنیا اور آخرت میں آبرو والا لہ اور

داخل

اور اللہ تعالیٰ نے انھیں نبوت اور راسخوت سے سرفراز فرمایا اور دوسرے کفر میں انھیں شفاعت کرنے کا اختیار دیا۔ اور ان کا مرتبہ بلند کیا گیا۔

الْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿۳۵﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ

(اللہ تعالیٰ کے) مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وہ لوگوں سے پگھلے میں اور بڑھاپے میں لے

وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۳۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اِنِّي يَكُونُ لِي

(بیکساں) باتیں کرے گا اور وہ صالحین میں سے ہوگا۔ وہ کہنے لگی اے میرے پروردگار مجھے کوئی لڑکا کہاں سے

وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ ط قَالَ كَذَلِكَ اللهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ

ہوگا، حالانکہ مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ فرمایا اسی طرح سے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کر دیتا ہے۔

اِذَا قَضَىٰ اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۳۷﴾ وَيُعَلِّمُهُ

جب وہ کسی معاملہ کو طے کرے تو اسوا اس کے کچھ نہیں کہ وہ کہتا ہے ہو جا اور وہ ہو جاتا ہے۔ اور وہی اسے

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ ﴿۳۸﴾ وَرَسُولًا اِلَىٰ

کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل کی تعلیم دے گا۔ اور بنی اسرائیل کی طرف

بَنِي إِسْرَءِيلَ هَ اِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ مِّنْ رَبِّكُمْ اِنِّي

رسول بنا کر بھیجے گا۔ (چنانچہ جب وہ آیا تو اس نے کہا کہ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس

اَخْلَقْتُ لَكُمْ مِّنَ الطَّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَاَنْفَخْتُ فِيْهِ

آیتیں لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لئے گارامٹی سے پرندے کی شکل جیسی (چیز) بنا دیتا ہوں پھر اس میں پھونک

فَيَكُونُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاَبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ

ماتا ہوں۔ پس وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے۔ اور میں مادرزاد اندھے اور کورھی کو تندرست کر دیتا ہوں۔

وَاُحْيِ الْمَوْتِى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاَنْبِئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا

اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔ اور تمہیں خبر دیتا ہوں اس کی جو تم کھاتے ہو اور جس کا

تَدْخَرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَايَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

تم اپنے گھروں میں ذخیرہ کرتے ہو۔ بیشک اس میں تمہارے لئے نشانی موجود ہے، بشرطیکہ تم

مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۹﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنَ التَّوْرَةِ وَ

مومن ہو سہ اور جو کچھ توریت میں سے میرے سامنے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں۔ اور

لَا حِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ

تاکہ بعض چیزیں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں تمہارے لئے حلال قرار دوں۔ اور میں تمہارے پاس تمہارے رب کی

فانزل

حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ کہوت کی مکتبہ بننے
ہی نہیں تھے اور آسمان پر اٹھائے گئے تھے۔ اس نے
یہ دلیل سے اس بات کی کہ آپ ضرور نازل ہوں گے۔

اس نے کہ جس طرح آپ نے پگھلے میں باتیں کی ہیں،
اسی طرح بڑھاپے کی عمر میں بھی باتیں کریں گے۔ اور
اُن کا بڑھاپے میں ہونا تسلیم کیا جائے تو اس آیت کا
مصدق کون ہوگا؟ یہ آیت دراصل حضرت عیسیٰ کے
دوبارہ تشریف لائے کی ایک عمدہ دلیل ہے۔

لہ ان کنتھ مؤمنین۔
تفسیر صفائی ص ۱۱۸ پر حوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب
حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے کہا کہ میں
تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں۔ میں تمہاری
سے پرندے کی شکل جیسی صورت پیدا کروں گا، پھر اس
میں پھونک ماروں گا اور وہ حکم خدا سے پرندہ بن جائیگا۔
اور میں مادرزاد اندھوں اور کورھیوں کو مرض سے نجات
دے دوں گا۔ تو انھوں نے کہا کہ یہ تو آپ جادو سے
ہی کریں گے۔ کوئی ایسی نشانی دکھائیے جس سے ہم
جان لیں کہ آپ صادق ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ اگر
تمہیں اس بات کی خبر دوں کہ تم نے کیا کھایا اور اپنے
گھروں میں کیا ذخیرہ کیا ہے۔ یعنی گھروں میں سے نکلنے
سے قبل کیا کھایا تھا اور تم نے رات کو کیا ذخیرہ کیا تھا،
تو کیا تم مجھے سچا بتائی مان لو گے، انھوں نے کہا کہ ہاں!
تب انھوں نے اُن سے کہا کہ تو نے فلاں فلاں چیز
کھائی۔ اور تم نے فلاں فلاں چیز پی لی تھی اور فلاں فلاں
چیز کا ذخیرہ کیا تھا۔ پس اُن میں سے بعض نے قبول
کر لیا۔ اور ایمان لے آیا اور بعض کافر ہو گئے۔ اگر وہ
مومن ہو جاتے تو اُن کیلئے اس غیب گوئی میں نشانی
موجود تھی۔ اور تفسیر صفائی کے اسی صفحہ میں تفسیر عیاشی
کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سات یا
آٹھ سال کی عمر کو پہنچے تو اُن لوگوں کو جو چھوٹے گھروں میں
کھاتے یا ذخیرہ کرتے، خبریں دینے لگے اور اُن کے سامنے
مردوں کو زندہ کرتے اور مادرزاد اندھوں اور کورھیوں کو
صحت بخشتے اور اُن کو توریت پڑھاتے تھے۔ پھر جب
اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر حجت تمام کرنا چاہی تو حضرت
عیسیٰ پر انجیل نازل کی۔ نیز اسی تفسیر عیاشی میں حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے پوچھا کیا
حضرت عیسیٰ نے کسی ایسے شخص کو بھی زندہ کیا تھا جو مدت

تک زندہ رہا اور اس نے کہا یا پیا ہوا اور اسکے بال بچے
بھی ہوئے ہوں۔ فرمایا: ہاں اُن کا ایک دوست تھا جس
سے گزرتے اور اُس سے سلام رعا کرتے کا ارادہ کیا تو اُسکی ماں باہر نکلی اور پچھنے پر اُس نے بتایا کہ یا رسول اللہ! وہ تو فوت ہو گیا۔ فرمایا کیا تو اسے دیکھنا چاہتی ہے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کل میں تیرے
پاس آؤں گا اور اُسے خدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کروں گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ اُسکے پاس پہنچے اور فرمایا تو میرے ساتھ اُس کی قبر پر چل۔ پس حضرت عیسیٰ اُسکی قبر پر پہنچے اور اُسے زندہ کر دیا۔ اور
اللہ سے دعا کی پس قبر پر گئی اور وہ اُس میں سے زندہ نکل آیا۔ پس جب اُسکی ماں نے اُسے دیکھا اور اُس نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے۔ حضرت عیسیٰ کو اُن پر رحم آیا۔ اُس سے پوچھا کیا تو اپنی والدہ
کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے خوراک، رزق اور مدت بھی ملے گی یا اِن کے بغیر ہی۔ آپ نے فرمایا کہ خوراک، رزق اور مدت ملے گی اور تو بیس برس زندہ بھی رہے گا۔ شادی

کے ساتھ آپ سینہ اخوت جانی کیا ہوا تھا۔ جب حضرت عیسیٰ اُسکے گھر کے پاس سے گزرتے تھے تو اُس کے پاس ٹھہرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک عرصہ تک اُسکے ہاں جانا نہیں ہوا۔ پھر جو اُسکے مکان سے
گزرتے اور اُس سے سلام رعا کرتے کا ارادہ کیا تو اُسکی ماں باہر نکلی اور پچھنے پر اُس نے بتایا کہ یا رسول اللہ! وہ تو فوت ہو گیا۔ فرمایا کیا تو اسے دیکھنا چاہتی ہے؟ کہا کہ ہاں! فرمایا کہ کل میں تیرے
پاس آؤں گا اور اُسے خدا کے حکم سے تیرے لئے زندہ کروں گا۔ جب دوسرا دن ہوا تو آپ اُسکے پاس پہنچے اور فرمایا تو میرے ساتھ اُس کی قبر پر چل۔ پس حضرت عیسیٰ اُسکی قبر پر پہنچے اور اُسے زندہ کر دیا۔ اور
اللہ سے دعا کی پس قبر پر گئی اور وہ اُس میں سے زندہ نکل آیا۔ پس جب اُسکی ماں نے اُسے دیکھا اور اُس نے ماں کو دیکھا تو دونوں رونے لگے۔ حضرت عیسیٰ کو اُن پر رحم آیا۔ اُس سے پوچھا کیا تو اپنی والدہ
کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتا ہے۔ اُس نے عرض کی کہ مجھے خوراک، رزق اور مدت بھی ملے گی یا اِن کے بغیر ہی۔ آپ نے فرمایا کہ خوراک، رزق اور مدت ملے گی اور تو بیس برس زندہ بھی رہے گا۔ شادی

مَنْ رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَ

طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار

رَبِّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ فَلَمَّا أَحَسَّ

ہے اور تمہارا پروردگار بھی، پس تم سب اُسی کی عبادت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ پھر حجب عیسیٰ نے ان

عِيَسَى مِنْهُمْ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ

میں کفر کا احساس کیا (تو) کہا کون ہیں جو اللہ کے کام میں میری مدد کرنے والے ہوں۔

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ أَمَّا يَا اللَّهِ وَاشْهَدْ بَأَنَّا

نے کہا ہے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار ۔ ہم اللہ پر ایمان لائے ۔ اور گواہ رہنا کہ ہم

مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أُنزِلَتْ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ

مسلمان ہیں۔ اسے ہمارے پروردگار جو کچھ تو نے نازل کیا ہم اُس پر ایمان لائے اور ہم نے رسول کی

فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَكْرُؤًا مَكَرَ اللَّهِ وَاللَّهُ

پیروی کی۔ پس تو ہمیں بھی شہادت دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور یہودیوں نے مسیح کے خلاف اٹھائیہ تدبیر کی ۱۵ اور اللہ

خَيْرُ الْمَكْرُورِينَ ﴿٥٣﴾ اِذْ قَالَ اللهُ لِعِيسَى اِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَ

نے بھی خفہ نہ ہوئی، اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑے مالوں کے بھرپور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ نے کہا اے عیسیٰ میں تمہاری مٹا ہونے

رَافِعُكَ إِلَىٰ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ

کرمیوالا ہوں سہ اور تم کو اپنی طرف اٹھا نیوالا ہوں۔ اور کافروں (کے میل جول کی گندگی) سے تجھے پاک کر نیوالا ہوں اور

الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ

جن لوگوں نے تیری پیروی کی ہے ان کو قیامت تک کامیابیوں پر فوقیت دینے والا ہوں۔

ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأَحْكُم بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ

پھر تم سب کی میری ہی طرف بازگشت ہے۔ پس جن باتوں میں تم اختلاف کیا کرتے تھے میں اُن میں تمھارے درمیان

تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأَعَذَّ اللَّهُ لَهُمُ عَذَابًا

فیصلہ کروں گا۔ سو جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہوا ہے، میں انہیں دنیا اور آخرت

شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿٥٦﴾

میں سخت عذاب دوں گا ، اور ان کا کوئی مسد کرنے والا نہ ہوگا ۔

عنقول

له الحواريون :-

تفسیر صافی میں عیون الاخبار از رضاء کے حوالہ سے منقول ہے کہ حضرت امام رضاء علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ان کا نام سحاری کیوں رکھا گیا۔ فرمایا۔ عام لوگوں کے نزدیک تو یہ وجہ ہے کہ وہ دھوئی تھے، پکڑوں کو دھو کر ان سے میل پچیل صاف کیا کرتے تھے۔ اور یہ اسمِ حور سے مشتق ہیں جس کے معنی خالص سفیدی کے ہیں اور پامے نزدیک اس لئے کہ انھوں نے اپنے انھوں کو صاف کر لیا تھا۔ اور وعظ و نصیحت سے غیروں کو بھی گناہوں کی میل پچیل سے پاک کر دیتے تھے۔

لے مکروا و مکروا للہ۔

۱۲ مَكْرُوا وَمَكْرَ اللَّهِ -

لفظ مکہ کو کافروں کیلئے استعمال کرنا بھڑکے ہوئے
اللہ تعالیٰ کا اپنے لئے استعمال کرنا علمِ بلاغت میں صفت
مشاکلہ کہلا تا ہے اور اس کے معنی عذاب دینا ہوتے
ہیں۔ نیز دیکھو ص ۱۹ حاشیہ ۲ اور ص ۲۰ حاشیہ ۳
قرآنِ اندازہ

۳۵ متونیک :-

اس چودھویں صدی میں ایک شخص مرزا غلام احمد ولد
مرزا غلام مرتضیٰ صاحب گنتہ قادریان ضلع

الثالث

کے ایک ہی معنی ہیں یہ ہیں اور اے لینا، بقعد کر لینا، ادا کر کرنا، اسی سے عرب کا محاورہ ہے تو نفیت حالی بقصدہ یعنی تو نفیت حالی کے معنی ہیں میں نے اپنے لیے پورا پورا قبضہ کر لیا، ادا کرنا ہے یہاں

الْكِتَابِ لَمْ تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُونَ الْحَقَّ

تم کیوں حق کو باطل کے ساتھ ملاتے ہو اور حق کو چھپاتے ہو۔

وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٤٠﴾ وَقَالَتْ طَافِئَةُ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور اہل کتاب میں سے ایک گروہ نے کہا کہ اے مومنوں

آمِنُوا بِالَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَجَهَ النَّهَارِ

پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس پر دن پھرے ایسا نہ آؤ۔ اور

وَافْزُوا آخِرَهُ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ وَلَا تَوْمِنُوا إِلَّا بِمَنْ

اس کے آخر میں اسکے منکر ہو جاؤ۔ شاید اس طرح وہ بھی پھر جائیں۔ اور نہ ایمان لاؤ سوائے اسکے جس

تَبِعَ دِينَكُمْ قُلْ إِنَّ الْهُدَىٰ هُدَىٰ اللَّهِ أَنْ يُؤْتَىٰ أَحَدٌ

نے تمہارے دین کی پیروی کی۔ کہہ دو (اے رسول) کہ بیشک اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہی ہدایت ہے انھوں نے یہ بھی کہا کہ

مِّثْلَ مَا أُوتِيتُمْ أَوْ يُحَاجُّوكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ قُلْ إِنَّ

کہ اسے نہ مانو کہ جو کچھ تمہیں دیا گیا تھا ویسا ہی کسی اور کو بھی دیا جائے یا وہ تمہارے درمیان کے پاس بھگڑا کریں۔ (اے رسول)

الْفَضْلِ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

کہہ دو کہ بیشک فضل خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت وسعت والا اور بہت جاننے والا

يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٤٣﴾

وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے مختص کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑے فضل والا ہے۔

وَمِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مَنٌ إِنْ تَأَمَّنْهُ يَقْتَارَ يُؤْدِبُهُ إِلَيْكَ

اور اہل کتاب میں سے وہ شخص بھی ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک خزانہ امانت رکھ دے تو تجھے وہ خزانہ ادا کر دے گا۔

وَمِنْهُمْ مَّنٌ إِنْ تَأَمَّنْهُ يَبْدِئُ بِنَارٍ لَا يُؤْدِبُهُ إِلَيْكَ إِلَّا مَا

اور ان میں سے وہ شخص بھی ہے کہ اگر تو اس کے پاس ایک نیا امانت رکھ دے وہ اسے تجھے ادا نہیں کریگا۔ سوائے اسکے کہ

دُمَّتْ عَلَيْهِ قَابَسًا ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي

تو اس کے سر پر کھڑا ہے۔ یہ اسلئے ہے کہ انھوں نے کہا ہے کہ جو آگئی ہیں ان کے بارے میں

الْأُمِّيِّينَ سَبِيلٌ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ

ہم پر کوئی راہ نہیں ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں، حالانکہ وہ



بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

کہ سوائے علی ابن ابی طالب اور فاطمہ الزہراء اور حسین علیہم السلام کے کوئی شخص یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ نصاریٰ سے مباہلہ کرنے کے دن جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنی چادر کے نیچے داخل کیا ہو پس خدا تعالیٰ کے قول اسناد کی تاویل جناب حسنین اور سیدنا کی جناب فاطمہ الزہراء اور انفسنا کی جناب علی مرتضیٰ میں ہے

حاشیہ صفحہ ۴۱

۱۰ قالت طائفة

تفسیر صفائی ص ۸۶ میں بحوالہ تفسیر قمی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، لوگوں کو یہ احتجاج معلوم ہوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس سے آنحضرت کا رخ کعبۃ الشکر کی طرف پھیر دیا تو اس سے یہودی بہت رنجیدہ ہوئے اور تحویل قبلہ نماز ظہر کے وقت ہوئی تھی۔ پس وہ کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبح کی نماز ہمارے قبلہ کی طرف نہ کر کے پڑھی تھی اسلئے دن کے اقل حصہ میں جو کچھ ان پر نازل ہوا ہے۔ اس پر تو ایمان لاؤ اور جو کچھ اس کے بعد نازل ہوا ہے اس کا انکار کر دو۔ جس سے ان کا مطلب وہی حکم تحویل قبلہ ہے

يَعْلَمُونَ ﴿٥﴾ بَلَىٰ مَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ وَاتَّقَىٰ فَإِنَّ اللَّهَ

جانتے ہیں کہ ہاں جس نے اپنا عہد پورا کیا اور پرہیزگار رہا تو یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٦﴾ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَ

پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں پر

أَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

فقوری قیمت لے لیتے ہیں کہ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ

اور نہ اللہ تعالیٰ ان سے (قیامت کے دن) کلام کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر (رحمت) کرے گا اور نہ انہیں

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧﴾ وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلُونُ السِّنَّةَ

(گنہگاروں سے) پاک کرے گا اور ان کیلئے دوزخ عذاب ہوگا۔ اور بیشک ان میں ایک گروہ ایسا ہے کہ کتاب کی تلاوت

بِالْكِتَابِ لِيَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ

میں اپنی زبانوں کو اس طرح مروڑتا ہے کہ تم اسے کتاب کا ہی حصہ خیال کرو۔ حالانکہ وہ کتاب کا حصہ نہیں۔

وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ

اور وہ کہتے ہیں کہ یہ تو اللہ کی طرف سے ہے، حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں۔

وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٨﴾ مَا كَانَ

اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ کسی انسان سے

لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ

کہ نئے یہ واجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے۔ پھر وہ لوگوں کو

لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِّي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا

کہتا پھرے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔ (بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ) تم رب والے

رَبَّنِينَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ

بن جاؤ کہ تم کتاب کی تعلیم دیتے ہو اور اس لئے کہ تم خود پڑھتے ہو کہ

تَدْرُسُونَ ﴿٩﴾ وَلَا يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَ

اور (اللہ) تم کو یہ حکم نہیں دیتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو

لَهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝

تفسیر مجمع البیان، تفسیر صفائی مثلاً پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب آپ نے یہ آیت پڑھی تو فرمایا کہ دو دشمنان خدا (یہودیوں) نے جھوٹ بولا کوئی رسم جاہلیت کے زمانہ کی ایسی نہیں ہے جسے میں نے مثلاً دیا ہو۔ سوائے امانت کے کہ وہ نیک کی ہویا بدکاری کی وہ ضرور ادا کی جائے گی ۝

ثُمَّ نَأْخِذُ بِهِ ۝

اس سے مراد دنیا کا مال ہے جو حقیر ہے، اور ریاست، رشوت اور اپنے مسلمان بھائی کا مال کھا جانے سے حاصل ہوتا ہے، اسی قسم کے اور ناجائز طریقوں سے حاصل کیا ہوا مال بھی اسی میں شامل ہے۔ (تفسیر صفائی مثلاً) ۝

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝

تفسیر صفائی مثلاً میں کتاب التوحید کے حوالہ سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ ولا ينظر عليهم کا مطلب ہے، لایصیبهم بخیر۔ کہ انہیں (جن لوگوں کا ذکر اس آیت میں ہے) اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت کے دن کوئی خیر و خوبی نہ پہنچے گی۔ جیسا کہ عرب کبھی کبھی یہ کہا کرتے ہیں واللہ ما ينظر إلینا فلان (خدا کی قسم فلاں شخص ہماری طرف نہیں دیکھے گا)۔ جس سے ان کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اس سے ہم کو کسی قسم کی خیر و برکت نہ پہنچے گی ۝ ولا یزکیہم ۝

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گناہوں سے پاک نہیں کرے گا ۝

آدمی، انسان۔ اصل میں بَشَرٌ کھال کی خارجی سطح کو کہتے ہیں، اور ارحمة باطنی سطح کو تمام ابداء کا یہی قول ہے۔ مگر ابو زید نے اس کے برعکس کہا ہے۔ چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے۔ بَشَرٌ کی جمع بَشَرٌ اور بَشَرٌ آتی ہے۔ انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور حیوانوں میں تو کسی کی کھال اون سے ڈھکی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے۔ مگر انسان کی کھال سب حیوانات کے برخلاف کھلی ہوئی ہے۔ لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کیلئے یکساں طور پر ہوتا ہے۔ ہاں تشبیہ میں بشورین آیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو بشر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے ۝ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱۱) ۝

ثُمَّ نَأْخِذُ بِهِ ۝

ربانی الفاظ اور نون کی زیادتی سے رب کی طرف منسوب ہے۔ اور اس سے وہ شخص مراد ہے جو علم اور عمل میں کامل ہو۔ (تفسیر صفائی مثلاً) ۝ تدرسون ۝ تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو کچھ میرا رتبہ ہے اس سے مجھے نہ بڑھاؤ۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنانے سے پہلے اپنا "عبد" قرار دیا تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور اسی طرح جناب حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میرے پاس سے دو قسم کے لوگ ہلاک ہوں گے۔ حالانکہ اس میں میرا کوئی قصور نہیں ایک تو وہ غیب جو میرا رتبہ حد سے زیادہ بڑھادیں گے۔ اور دوسرے وہ دشمن جو میرا رتبہ کھٹانے کے درپے رہیں گے۔ اور جو لوگ ہمارے پاس سے غلو کریں گے اور ہمارا رتبہ ہماری حد سے زیادہ بڑھائیں گے، ہم خدا کے حضور میں ان سے اپنی برأت اسی طرح ظاہر کریں گے جس طرح حضرت عیسیٰ بن مریم نصاریٰ سے اپنی برأت ظاہر کریں گے ۝

النَّبِيِّنَ أَرْبَابًا ۖ أَيَاْمُرُكُمْ بِالْكَفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ

رَبِّ بَنَانُو - کیا وہ تم کو کفر کا حکم دے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان

مُسْلِمُونَ ﴿۸۰﴾ وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّنَ لَمَا آتَيْتُكُمْ

بِوَعْدٍ هُوَ - اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں سے عہد لیا تھا کہ میں جو

مِّنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا

کچھ تمہیں کتاب اور حکمت سے دوں، پھر سب کے بعد، ایک رسول آئے جو تمہارے پاس والی چیزوں کی

مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ ۚ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَ

تصدیق کرنے والا ہو تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنا - فرمایا کہ کیا تم نے اقرار کر لیا اور

أَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذٰلِكُمْ إِصْرِي ۚ قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا

اس (اقرار) پر میرا بوجھ اٹھایا - (ان) سب نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا پس تم

وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ﴿۸۱﴾ فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ

گواہ رہوں اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں - پس اس کے بعد جو منہ پھیرے،

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿۸۲﴾ أَفَغَيْرِ دِينِ اللَّهِ يَبْغُونَ

وہی تو نافرمان ہوں گے - کیا یہ اللہ کے دین کے علاوہ کسی اور دین کو چاہتے ہیں

وَلَهُ أَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا

حالانکہ آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیار ہی سے اسی کے سر مبارک دار ہیں،

وَالِیْهِ يَرْجِعُونَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ عَلَيْنَا

اور اسی کی طرف لوٹائے جائیں گے - (اے رسول) کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہم پر نازل

وَمَا اُنْزِلَ عَلٰی اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ

کیا گیا، اور جو کچھ نازل کیا گیا ابراہیم اور اسمعیل اور اسحاق اور یعقوب

وَالْاَسْبَاطِ وَمَا اُوْتِیَ مُوسٰی وَعِیْسٰی وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ

اور اسباط پر - اور اس پر بھی جو اپنے رب کی طرف سے موسیٰ اور عیسیٰ اور نبیوں کو دیا

رَبِّہُمْ لَا نَفَرَقْ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْہُمْ وَنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُونَ ﴿۸۴﴾

ہم ان میں سے کسی ایک میں بھی فرق نہیں کرتے - اور ہم تو اسی کے سر مبارک دار ہیں -



۱۔ ميثاق النبیین :-

تفسیر صفائی مثلاً پر تفسیر عیاشی تفسیر مجمع البیان
تفسیر قمی اور دیگر کتب احادیث سے اس آیت مجیدہ کی
تفسیر میں بہت احادیث نقل کی گئیں ہیں جن کا خلاصہ
یہ ہے کہ جناب سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جس قدر انبیاء علیہم السلام
گزشتہ میں حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ
السلام تک سب سے خدا نے عالم الارض میں عہد لیا ہوا
ہے کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے پاس
رسول مبعوث ہو کر آئیں تو تم ان پر ایمان لانا - اور
ان کی نصرت کرنا - اور اپنی امتوں کو ان کے پیغمبر ہونے
کی اور ان کے صفات کی خبر دینا - اور اپنی امتوں سے
کہنا کہ جب وہ آئیں تو ان کی تصدیق کریں اور ان پر
ایمان لائیں - اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ خداوند عالم نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا ہے مگر
یہ کہ اس سے عہد لیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
آئیں تو ان پر ایمان لانا اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے
کا حکم کرنا ہے

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ

اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو چاہے تو وہ اس سے کبھی مقبول نہ کیا جائے گا۔

وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَيْرِينَ ﴿۸۵﴾ كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ

اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو کس طرح منزل مقصود

قَوْمًا كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ وَشَهِدُوا أَنَّ الرُّسُولَ حَقٌّ

پر پہنچائے جو اپنے ایمان کے بعد کافر ہو جائے حالانکہ وہ شہادت دے چکے تھے کہ یہ رسول برحق ہے۔

وَجَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۸۶﴾

اور ان کے پاس دلیلیں بھی آچکی تھیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو ہدایت کی توفیق نہیں دیتا۔

أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ أَنَّ عَلَيْهِمْ لَعْنَةَ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ

ان لوگوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور

النَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿۸۷﴾ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

سب لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ ان کے عذاب میں کوئی کمی نہ کی

الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۸﴾ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ

جائے گی، اور نہ انہیں دھکیل دی جائے گی۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے اسکے بعد سے

ذٰلِكَ وَأَصْلَحُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۸۹﴾ إِنَّ الَّذِينَ

توبہ کی اور اصلاح کر لی۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا اور بہت مہربان ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں

كَفَرُوا بَعْدَ إِيمَانِهِمْ ثُمَّ أَزْدَادُوا كُفْرًا لَّنْ يُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ

نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا، پھر وہ کفر میں بڑھتے ہی گئے، انکی توبہ برگز قبول نہ کی جائے گی۔

وَأُولَٰئِكَ هُمُ الضَّالُّونَ ﴿۹۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ

اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور وہ کافر ہی

كُفَّارٌ فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْ أَحَدِهِمْ مِلَّةُ الْأَرْضِ ذَهَبًا وَلَا

مر گئے تو زمین بھر کر سونا بھی اگر اس کا فدہ دیا جائے تو ان میں سے کسی ایک سے ہرگز مقبول نہ

اِفْتَدَى بِهِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَّاصِرِينَ ﴿۹۱﴾

کیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کیلئے دوزخ عذاب ہے اور ان کا کوئی بھی مددگار نہ ہوگا۔

لے تابوا۔

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انصار
میں سے ایک شخص نے جس کا نام حارث بن صوید
بن صامت تھا۔ محذرا بن زیاد کو بلوا کر بطور عذر قتل
کر دیا تھا۔ اور پھر بھاگ کر اسلام سے مرتد ہو کر مشرکین
مکہ کے پاس پناہ گزین ہو گیا تھا اس کے بعد نادم ہوا
اور اپنی قوم کے پاس کہلا بھیجا کہ جناب رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو کہ کیا میری توبہ
قبول ہو سکتی ہے۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تو اس وقت ان آیات
کا نزول ہوا۔ اور اس کی قوم کے ایک شخص نے ان
آیات کو اس تک پہنچا دیا تو اس نے کہا کہ میں خوب
جانتا ہوں کہ توبہ سچا ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور پروردگار عالم
سب سے زیادہ سچا ہے۔ پھر وہ مدینہ کو لوٹ آیا اور
تائب ہو گیا۔ اور اس کا اسلام بہت ہی اچھا ہوا۔



لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ۚ وَمَا تُنْفِقُوا

تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچو گے کہ جب تک کہ تم اس چیز میں سے (راہ خدا میں) خرچ نہ کرو گے جس سے تم پیار کرتے ہو اور جو چیز

مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ ﴿٩٢﴾ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حَلٰلًا

بھی تم (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ ہر قسم کا کھانا بنی اسرائیل کیلئے حلال تھا۔

لِبَنِي إِسْرَءِيلَ إِلَّا مَا حَرَّمَ إِسْرَءِيلُ عَلَى نَفْسِهِ مِنْ

سوائے اس کے جسے اسرائیل (یعقوب) نے توریت نازل سے ہونے سے پہلے اپنی ذات پر

قَبْلَ أَنْ تُنْزَلَ التَّوْرَةُ قُلْ فَأَتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلَوْهَا

حرام قرار دے لیا تھا۔ (اے رسول! ان سے) کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو توریت لاؤ اور

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٩٣﴾ فَمَنْ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكِذَابَ

اُسے پڑھو۔ پس اس کے بعد جو کوئی اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ

باندھے، وہی تو ظالم ہیں۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ

اللَّهُ فَاتَّبِعُوا مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ

نے سچ کہا۔ پس تم ابراہیم کی ملت کی پیروی کرو جو حق پسند تھا۔ اور وہ مشرکین میں سے

الشُّرَكَّىٰ ۚ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ

نہ تھا۔ بیشک سب سے پہلا گھر جو آدمیوں کیلئے وضع کیا گیا وہی ہے جو بکۃ میں ہے۔

مُبَرَّكًا ۚ وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ﴿٩٥﴾ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ

برکت دیا گیا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس کے اندر روشن نشانیاں ہیں (مجموعہ ان کے مقام

إِبْرَاهِيمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۚ وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ

ابراہیم ہے۔ اور جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہے۔ اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ (کی خوشنودی)

حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ

کیلئے اس گھر کا حج واجب ہے جس کو بھی اس بیت الشہد (پہنچنے کی) راہ میسر ہو جائے۔ اور جو کافر ہو جائے

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٩٦﴾ قُلْ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ

کہہ تو لیتے ہو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اے کتاب والو!

لن تنالوا البر

تفسیر صفائی ص ۱۱۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک

کپڑا خریدا جو آپ کو بہت پسند آیا۔ آپ نے

اُسے صدقہ کر دیا۔ پھر فرمایا کہ میں نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص اپنے آپ

پر دوسرے کو ترجیح دے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

اس کے لئے جنت کو ترجیح دے گا۔ اور جو کوئی کسی شے

سے محبت کرتا ہو گا اور اُسے اللہ کی راہ میں دے دیگا۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُسے کہے گا کہ میرے بندے

آپس میں کیا یوں کا بدلہ دیا کرتے تھے۔ میں آج تجھے

تیری نیکی کے بدلہ میں جنت دوں گا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام اور امام جعفر صادق

علیہ السلام شکر صدقہ کرنے کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے

کہ چونکہ ہمیں یہ سب چیزوں سے زیادہ پیاری ہے

اس لئے ہم اسے راہ خدا میں دے دیتے ہیں۔ اس

لئے کہ خدا فرماتا ہے لن تنالوا البر... الخ۔

۱۵ الاما حرم اسرائیل:-

تفسیر صفائی ص ۱۱۰ میں بحوالہ تفسیر ص ۱۱۰

کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق الشمار کا مرض

ہو گیا، اس لئے اُنھوں نے اونٹ کا گوشت کھانا

اپنے اوپر حرام قرار دے دیا یعنی کھانا بند کر دیا۔ اس پر

یہودیوں نے کہا کہ اونٹ توریت میں حرام کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو

تو توراة لاکر پڑھو۔ اصل بات یہ ہے کہ حضرت یعقوب

علیہ السلام نے اُسے اپنے اوپر حرام کر لیا تھا کہ عام لوگوں

پر بھی۔

۱۶ بیکۃ:-

تفسیر صفائی ص ۱۱۰ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت ہے کہ اس کا نام بکۃ اس لئے ہوا کہ

اس کے اندر لوگ روتے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ہے

کہ لوگ اس کے اندر اور ارد گرد روتے ہیں، اسلئے اسے

بکۃ کہا گیا ہے۔ اور یہ وجہ بھی بتائی گئی ہے کہ یہاں چونکہ

جابر اور سرکش لوگوں کی گردیں جھکانی جاتی ہیں۔ اسلئے

بھی اسے بکۃ کہا گیا ہے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ شہر کا نام

مکۃ ہے اور جس مقام پر کعبہ بنا ہے وہ بکۃ ہے۔

۱۷ ومن کفر:-

تفسیر صفائی ص ۱۱۰ میں ہے کہ اس جگہ من کفر و نزل

لہر حج کا قائم مقام ہے، جس سے حج کرنے کی تاکید اور

وجوب کا اظہار مقصود ہے۔ اور من لا یحضرہ الفقیہ میں

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ وصیت درج ہے جو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو فرمائی تھی کہ اے علی! حج کا تارک جبکہ وہ استطاعت رکھتا ہو کافر ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے: ومن کفر

علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔ اے علی! جو شخص حج کو ناتارک رہا حتیٰ کہ مر گیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے یہودی یا نصرانی سمجھا

گا۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے ان کے بھائی علی نے پوچھا کہ کیا جو شخص حج نہ کرے وہ کافر ہو جاتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں لیکن جو شخص حج کا منکر ہو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

تَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَآلِهِ شَهِيدًا عَلَىٰ مَا تَعْمَلُونَ ﴿٩٨﴾

تم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھتا ہے۔

قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لِمَ تَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ مَن

(اے رسول) کہہ دو (کہ) اے کتاب والو! جو ایمان لایا ہے تم اُسے راہ خدا سے کیوں روکتے ہو۔ تم

أَمَن تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَأَنْتُمْ شُهَدَاءُ ۚ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا

اس (راہ) کی کجی کے خواہشمند ہو، حالانکہ تم گواہ ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس

تَعْمَلُونَ ﴿٩٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ

سے غافل نہیں ہے۔ اُسے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اگر تم ان لوگوں میں سے ایک گروہ کی اطاعت کر دو گے

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ ﴿١٠٠﴾

جنہیں کتاب دی گئی ہے، وہ تمہیں تمہارے ایمان لاپنے کے بعد پھر کافر بنا دیں گے۔

وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَأَنْتُمْ تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ آيَاتُ اللَّهِ وَفِيكُمْ

اور تم کس طرح کفر اختیار کر دو گے حالانکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اور تمہارے درمیان

رَسُولُهُ ۚ وَمَن يَعْصِمْ بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ

اسکا رسول (موجود ہے)۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کا سہارا لے گا یقیناً اُسے سیدھی راہ کی طرف ہدایت

مُسْتَقِيمٌ ﴿١٠١﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ

کر دی گئی ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا

وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠٢﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ

حق سے تم اور تم ہرگز نہ مرو، سوائے اس عمارت کے کہ تم مسلمان ہو۔ اور تم سب لوگ اللہ تعالیٰ کی رسی کو

اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا ۚ وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ

مضبوط پکڑے رہو سب سے اور متفرق نہ ہو۔ اور یاد دہانہ کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر ہے، جبکہ

كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ

تم دشمن تھے۔ پس اس نے تمہارے دلوں کے درمیان الفت ڈالی، تم اس کی نعمت کے طفیل

إِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا

بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم اگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ پھر اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔

فَذَلَّ

۱۰ بعد ایمان کے کفرین :-

تفسیر صفائی منہ میں ہے کہ یہ آیت تبدیلہ اوس اور خزانہ کے چند آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک دن بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے، کہ ان کے پاس سے شاس بن تیس یہودی کا گزر ہوا۔ اُسے ان کی باہمی الفت اور اجتماع شاق گزرا، اُس نے یہودیوں کے نوجوانوں کو حکم دیا کہ وہ ان کے پاس بیٹھا کریں اور بات کے واقعات کا ذکر کیا کریں اور جو کچھ اس کے بارے میں کہا گیا ہے ان کے سامنے پڑھ دیا کریں، اس دن فتح بنی اوس کی ہوئی تھی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا جس سے اس قوم میں تنازعہ ہو گیا، وہ ایک دوسرے پر فخر کرنے لگے اور ایک دوسرے پر غضبناک ہوئے۔ اور ہتھیار ہتھیار پکارتے لگے۔ دونوں قبیلوں میں سے ایک گروہ کثیر اکٹھا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے کچھ اصحاب بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور فرمایا کہ لوگو! کیا اب بھی تم جاہلیت کو پکارتے ہو۔ حالانکہ میں تم میں موجود ہوں اور بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور تم سے امر جاہلیت کو قطع کیا اور تمہارے درمیان الفت ڈال دی۔ چنانچہ وہ سمجھ گئے کہ شیطان کی حرکت تھی۔ اور ان کے دشمنوں کی فریب کاری تھی۔ پس انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور توبہ کی۔ اور ایک دوسرے کے گلے ملے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ واپس لوٹ گئے۔

تفسیر صفائی منہ میں بحوالہ معانی الاخبار و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا فرمایا کہ اس کی اطاعت کی جائے اور نافرمانی نہ کی جائے اور اس کا ذکر کیا جائے، پھر اُسے بھلایا نہ جائے اور اس کا شکر کیا جائے۔ کفر نہ کیا جائے۔ اور تفسیر عیاشی کے حوالہ سے انہی حضرت سے منقول ہے کہ یہ آیت نسخ ہے۔ پوچھا گیا کہ کس آیت نے اسے نسخ کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے قول اتقوا اللہ ما استطعتم سے ہے۔

۱۱ بحبل اللہ :- تفسیر صفائی منہ میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد دین اسلام ہے یا قرآن۔ تفسیر ترمذی میں ہے کہ حبل سے مراد توحید اور ولایت ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آل محمد حبل اللہ البتین ہیں۔ جن کے ساتھ اعتقاد کرنے کا حکم خداوند عالم نے دیا ہے اور فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ حبل اللہ المتین سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ اور امامی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم حبل ہیں۔ اور معانی الاخبار میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ اور عصمت کوئی ایسی شے نہیں ہے جو پیدائش میں ظاہر نظر آ رہے ہو جس سے پہچان ہو سکے۔ اس لئے امام صرف وہی ہوتا ہے جو معصوم من اللہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ابن رسول اللہ معصوم کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ حبل اللہ سے اعتقاد رکھتا ہے۔ اور حبل اللہ قرآن ہے۔ اور قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا۔ انھن القرآن یہدی للذی ھی اقوامہ کہ یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بہت سیدھا ہے۔

۱۲ بحبل اللہ :- تفسیر صفائی منہ میں ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ حبل اللہ سے مراد دین اسلام ہے یا قرآن۔ تفسیر ترمذی میں ہے کہ حبل سے مراد توحید اور ولایت ہے۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آل محمد حبل اللہ البتین ہیں۔ جن کے ساتھ اعتقاد کرنے کا حکم خداوند عالم نے دیا ہے اور فرمایا ہے واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا کہ حبل اللہ المتین سے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ اور امامی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم حبل ہیں۔ اور معانی الاخبار میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ اور عصمت کوئی ایسی شے نہیں ہے جو پیدائش میں ظاہر نظر آ رہے ہو جس سے پہچان ہو سکے۔ اس لئے امام صرف وہی ہوتا ہے جو معصوم من اللہ ہو۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا ابن رسول اللہ معصوم کے معنی کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ حبل اللہ سے اعتقاد رکھتا ہے۔ اور حبل اللہ قرآن ہے۔ اور قرآن امام کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا۔ انھن القرآن یہدی للذی ھی اقوامہ کہ یہ قرآن اس راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو بہت سیدھا ہے۔

كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٣﴾ وَلَتَكُنْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اور تم میں

مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوكَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

ایک ایسا گروہ ہونا چاہئے، جو نیکی کی طرف بلائیں اور اچھے کاموں کا حکم دیں۔

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٤﴾ وَلَا تَكُونُوا

اور برائی سے منع کریں۔ اور یہی لوگ (پوری پوری) فلاح پانے والے ہیں اللہ اور ان لوگوں

كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ

کی طرح نہ ہو جاؤ جو متفرق ہو گئے اور بعد اُس کے کہ ان کے پاس دلیلیں آچکی تھیں، انھوں نے اختلاف کیا۔

وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٥﴾ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَ

اور یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے بہت بڑا عذاب ہے۔ جس دن بعض چہرے سفید (نورانی) ہوں گے اور

تَسْوَدُّ وُجُوهٌ فَأَمَّا الَّذِينَ اسْوَدَّتْ وُجُوهُهُمْ أَكْفَرْتُمْ

کچھ منہ کالے ہو جائیں گے۔ پس وہ لوگ جنکے چہرے کالے ہو جائیں گے (ان سے کہا جائے گا کہ) کیا تم اپنا

بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿١٦﴾

ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے۔ پس اب عذاب کا مزہ چکھو اُس کے بدلہ میں جو تم کفر کرتے تھے۔

وَأَمَّا الَّذِينَ ابْيَضَّتْ وُجُوهُهُمْ فَفِي رَحْمَةِ اللَّهِ هُمْ

اور یہ وہ لوگ جنکے چہرے سفید (نورانی) ہونگے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہوں گے۔ وہ

فِيهَا خَالِدُونَ ﴿١٧﴾ تِلْكَ آيَةُ اللَّهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَ

ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جو ہم تم پر حق کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اور

مَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا لِّلْعَالَمِينَ ﴿١٨﴾ وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

اللہ تعالیٰ تمہارا جہانوں میں کسی پر ظلم کا ارادہ نہیں کرتا۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں

وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿١٩﴾ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ

ہے سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہے۔ اور سب کاموں کی بازگشت اللہ ہی کی طرف ہے۔ تم بہترین امت ہو جو لوگوں

أَخْرَجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

(کی ہدایت) کیلئے پیدا کی گئی ہو، تم اچھے کاموں (کے کرنے) کا حکم دیتے ہو، اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے دو خلق ہیں جس نے ان دونوں کی نصرت کی، اللہ تعالیٰ اس کو عزت دے گا۔ اور جس نے ان کو چھوڑا، اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دے گا۔

اور تہذیب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ لوگ جب تک امر بالمعروف (نیک کاموں کا حکم دینا) اور نہی عن المنکر (برائیوں سے بچنا) کا حکم دیتے رہیں گے، نہیں مٹیں گے۔ اور جب ایسا کرنا چھوڑ دیں گے تو ان سے برکتیں دور ہو جائیں گی اور وہ ایک دوسرے پر مسلط کر دینے جائیں گے اور ان کا کوئی مددگار نہ زمین پر ہو گا نہ آسمان پر اور نہ دونوں کے درمیان۔

اس سے مراد یہودی اور نصاریٰ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور پاکیزگی میں اختلاف کیا۔ اور یوم آخرت میں بھی۔ (تفسیر صفائی ص ۳۹) اسودت وجوہہ ص ۱۱۔

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ اس امت کے وہ لوگ ہیں جنھوں نے بدعت جاری کی۔ اور باطل راؤں اور خواہشات نفسانی کو رواج دیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اس اللہ تعالیٰ کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو حق (کوئی) پر ایسے آدمی لائے جائیں گے جو میرے اصحاب میں سے ہوں گے۔ میں انھیں دیکھ کر میرے اصحاب میرے اصحاب پکاروں گا۔ پس مجھ سے کہا جائے گا۔ یقیناً تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کیں۔ یہ تو اپنی اڑیوں کے بل بوتہ پر مرتد ہو گئے۔ ثعلبی نے بھی یہ روایت اپنی تفسیر میں درج کی ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر تفسیر قمی کے حوالہ سے حضرت ابوذر غفاری سے منقول ہے کہ جب یہ آیت یوم تبيض وجوه وتسود وجوه نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت پانچ جھنڈوں کے ساتھ آئے گی۔ ایک جھنڈا اس امت کے گوسالہ کا ہو گا۔ میں اُن سے سوال کروں گا کہ میرے بعد میرے ثقلین کے ساتھ تم نے کیا سلوک کیا؟ (ثقلین یعنی قرآن اور اہلبیت جنکے ہمارے میں آیت نے وصیت فرمائی تھی)۔ وہ جواب دیں گے کہ نقل اکبر (قرآن) میں تو ہم نے

تحریر کی اور اُسے پس پشت ڈال دیا۔ اور ثقل اصغر (اہل بیت رسول) سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے بغض رکھا اور ظلم کیا۔ میں کہوں گا کہ تم مجھ کے پیالے سے جہنم میں جاؤ۔ تمہارے منہ کا لے ہوں۔ پھر دوسرا جھنڈا اس امت کے فرعون کا میرے پاس آئے گا اور میں اُن سے پوچھوں گا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ نقل اکبر میں تو ہم نے تحریر کی اور اُسے پھاڑ ڈالا۔ اور اُسکی مخالفت کی۔ ثقل اصغر کی بابت یہ ہے کہ ہم نے اُن سے دشمنی کی اور اُن سے دُشے۔ تو میں ان سے بھی کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیالے چلے جاؤ، اور تمہارا منہ بھی کالا ہو گا۔ بعد میں جھنڈا اس امت کے سامری کا آئیگا۔ اُن سے بھی میں یہی سوال کروں گا کہ تم نے میرے بعد میرے ثقلین سے کیا برتاؤ کیا۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے نقل اکبر کی نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا۔ اور ثقل اصغر کی ہم نے نصرت چھوڑ دی اور اُن کو ضائع کر دیا۔ تو میں اُن سے کہوں گا کہ تم بھی جہنم میں پیالے جاؤ اور تمہارا منہ بھی کالا ہو گا۔ اس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالشہداء کا آئے گا جسکے ساتھ شہداء سے آخر تک نقل جاری ہوں گے۔ میں اس



وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَوْ آمَنَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہو۔ اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہت اچھا ہوتا۔

مِنْهُمْ الْمُؤْمِنُونَ وَ أَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۱۱﴾ لَنْ يَضُرَّكُمْ إِلَّا

ان میں سے کچھ مومن ہیں اور بہت زیادہ فاسق ہیں۔ وہ ہرگز تمہیں ضرر نہیں پہنچائیں گے۔

أَذًى ط وَإِنْ يُقَاتِلْكُمْ يُوَلَّوْكُمْ الْأَذْبَارُ ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ ﴿۱۲﴾

سوئے تھوڑی اذیت کے۔ اور اگر وہ تم سے جنگ کریں گے تو تمہیں پیٹھ دکھائیں گے۔ پھر ان کی مدد نہ کی جائے گی۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذَّلَّةُ أَيْنَ مَا ثَقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِنَ اللَّهِ وَ

ذلت قرار دی گئی ہے ان پر جہاں کہیں بھی وہ پلٹے جائیں۔ سوئے اسکے کہ اللہ کے عہد و پیمان اور لوگوں کے عہد و

حَبْلٍ مِنَ النَّاسِ وَ بَاءُ وَ بَغْضٍ مِنَ اللَّهِ وَ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ

پیمان کی پناہ میں آجائیں۔ اور وہ خدا کے غضب میں گرفتار ہوئے۔ اور ان پر عتاب کی مار

السَّكَنَةُ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَ

ذالی گئی۔ یہ اسلئے ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ اور

يَقْتُلُونَ الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ط ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَ كَانُوا

نبیوں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ (نیز) اسلئے کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور وہ عہد

يَعْتَدُونَ ﴿۱۳﴾ لَيْسُوا سَوَاءً ط مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ

سے گذر جاتے تھے۔ یہ سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ اہل کتاب میں سے ایک گروہ ثابت قدم ہے۔

سَيَلُونَ آيَاتِ اللَّهِ أَنْتَاءَ اللَّيْلِ وَ هُمْ يَسْجُدُونَ ﴿۱۴﴾ يُؤْمِنُونَ

وہ رات کے وقت میں اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں اور وہ سجدے کیا کرتے ہیں۔ وہ ایمان لاتے

بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ

ہیں اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور بُرائی سے منع کرتے

الْمُنْكَرِ وَ يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ ط وَأُولَئِكَ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۵﴾

ہیں۔ اور نیکیوں میں جلدی کرتے ہیں۔ اور یہی لوگ نیکو کاروں میں سے ہیں۔

وَمَا يَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُكْفَرُوهُ ط وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور جو نیکی وہ کریں گے اس کی برگزینات دری نہ کی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ پر ہرگز گاروں کو

(بقیتہ حاشیہ صفحہ ۱)

میں انہیں کہوں گا جاؤ جہنم میں یا سے چلے جاؤ۔ پھر
یا پناہوں جہنم امام المستقین سید المومنین قائد الغر المحجلین
وہی رسول رب العالمین کا میرے پاس وارد ہوگا۔ میں
ان سے دریافت کروں گا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ
تم کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب دیں گے کہ ہم نے ثقل
اکبر کی پردی کی اور ثقل اصغر سے ہم نے محبت اور مولات
کی۔ اور ہم نے ان کو یہاں تک مدد دی کہ ان کیلئے ہمارے
خون تک بہائے گئے۔ پس میں ان سے کہوں گا کہ تم
سیر و سیراب ہو کر نورانی جہوں بن کر جنت میں چلے جاؤ۔
اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیتیں
تلاوت فرمائیں۔ یوم تبیض وجوہ..... الخ

(حاشیہ صفحہ ۱)

۱۱۔ حبل من الناس:-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت
میں حبل من اللہ سے مراد کتاب اللہ یعنی قرآن مجید
اور حبل من الناس سے مراد حضرت علی بن ابی طالب
علیہ السلام مراد ہیں۔
۱۲۔ یقتلون الانبیاء:-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی اور کافی کے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا
کی قسم ان لوگوں نے انبیاء کو نہ تو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا
اور نہ ہی اپنی تلواروں سے مارا بلکہ انہوں نے جو باتیں ان
سے سنیں انہیں ظاہر کر دیا جس کی وجہ سے وہ پکڑے
گئے اور قتل کئے گئے۔ پس یہ بلا فاشا کرنے والے قاتلین
میں شمار کئے گئے۔

۱۳۔ فی الخیرات:-

تفسیر صفائی ص ۱۹ میں ہے کہ یہ وہ صفات ہیں جو
یہودیوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اسلئے کہ یہودی حق سے
منحرف ہیں۔ لات اور دن میں کوئی عبادت نہیں کرتے
اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس کی صفات
میں الحاد کرتے ہیں اور قیامت کی صفت اصل صفت
کے برخلاف کرتے ہیں۔ احتساب میں بڑی نرمی اختیار
کرتے ہیں۔

۱۴۔ فلن یکفروہ:-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن اسلئے کفر ہے کہ اس کی
نیکیاں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتی ہیں۔ اور لوگوں
میں نشر نہیں ہوتیں۔ اور کافر اس لئے مشکور ہے کہ اس نے جو نیکیاں لوگوں کیلئے کیں۔ وہ لوگوں ہی میں نشر ہو جاتی ہیں اور وہ آسمان تک نہیں پہنچتیں۔

بِالْمُتَّقِينَ ۝۱۱۵ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ

خوب ہانسنے والا ہے۔ یقیناً جو لوگ کافر ہو گئے ان کے مال اور ان کی اولاد اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے کچھ

وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ

بھی کا آئیں گے۔ اور یہی لوگ (جہنم کی) آگ والے ہیں۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝۱۱۶ مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هَذِهِ الْحَيَاةِ

اور اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جو کچھ وہ لوگ اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں۔

الدُّنْيَا كَمَثَلِ رُبِّحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا

اس کی مثال ایسی تند ہوا کی ہے جس میں سخت سردی ہو اور وہ اس قوم کی کھیتی کو جاگلی جھنوں نے اپنی جانوں

أَنْفُسَهُمْ فَأَهْلَكَتْهُ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ أَنْفُسَهُمْ

پر ظلم کیا، پھر اُسے تباہ کر گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود اپنی جانوں پر

يُظْلِمُونَ ۝۱۱۷ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَتَكُمْ

ظلم کرتے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم اپنے آدمیوں کے علاوہ (کسی اور کو) ملہ رازدار

دُونَكُمْ لَا يَأْلُوكُمْ خَبَالًا ۚ وَذُوَا مَا عَيْنَتْمْ قَدْ بَدَتْ

نہ بناؤ۔ وہ یقیناً تمہاری تباہی میں کمی نہ کریں گے۔ وہ ایسی چیز کو پسند کر گئے جس سے تمہیں تکلیف ہو۔ یقیناً

الْبَغْضَاءُ مِنْ أَقْوَاهُمْ ۚ وَمَا تَخْفَىٰ صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ قَدْ

ان کی زبانوں سے ان کا بغض ظاہر ہو گیا ہے۔ اور جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ بہت بڑا ہے۔ یقیناً

بَيِّنًا لَّكُمْ الْآيَاتِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۝۱۱۸ هَٰكُنْتُمْ أَوْلِيَٰ يُحِبُّونَكُمْ

بہت سے تمہارے لئے آئیں کھول کھول کر بیان کی ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ خبردار! تم وہ لوگ ہو کہ انکو دوست

وَلَا يُحِبُّونَكُمْ وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا الْقُوكُمْ قَالُوا

رکھتے ہو حالانکہ وہ تم کو دوست نہیں رکھتے اور تم پوری کتاب ایمان رکھتے ہو۔ اور جب وہ تم سے ملاقات کرتے ہیں

أَمَنَّا ۚ وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ الْأَنَامِلَ مِنَ الْغِظِ قُلْ

تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور جب الگ ہوتے ہیں تو تمہارے برخلاف غصے سے اپنی انگلیاں چبا ڈالتے ہیں۔ (اے رسول)

مُوتُوا بِغِظِكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۱۹

کہہ دو کہ تم اپنے غصے میں آپ ہی مر جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے جو کچھ کہ سینوں کے اندر ہے۔ اگر تم کو

۱۔ بطنہ۔

اس کے لغوی معنی استر کے ہیں۔ یعنی کپڑے کا

وہ باطنی حصہ جو جسم کے ساتھ ملا ہے۔ یہ بطن سے

مشتق ہے۔ بطن کا استعمال ہر شے میں "ظہر" کے

مخلاف ہوتا ہے۔ اوپر کی جانب کو ظہر اور اندر کی جانب

کو بطن کہتے ہیں۔ اور کپڑے کے اوپر کے حصے کو ظہر

اور اندر والی اور نیچے کے حصے کو جو جسم سے ملا ہے جیسے

ستر وغیرہ، بطنہ کہتے ہیں۔ جس طرح ہم اپنی زبان

میں بولتے ہیں کہ وہ تو اس کا اور بطنہ سمجھنا ہے۔ یعنی

وہ اس کا نہایت ہی مرغوب اور محبوب ہے۔ اسی طرح

بطانۃ الثوب سے بطور استعارہ دلی دوست کے متعلق

جو باطنی امور کا رازدار ہو بطانۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے

پس اس لفظ کے معنی دلی دوست۔ رازدار بھیدی بھی

لئے جاتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

اور تفسیر صفائی ملک پر لکھا ہے کہ بطنہ سے ایسا

شخص مراد ہے جو کسی کے بھیدوں کو خوب جانتا ہو۔ اور معتبر

ہو اور ایسا دوست ہو جس پر بھروسہ کر کے بھید کی باتیں

اس سے کہہ دی جائیں ۛ

تَسِسْكُمْ حَسَنَةً تَسُوهُمْ وَإِنْ تُصِيبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَفْرَحُوا

بھلائی پہنچے تو ان کو مری لگتی ہے۔ اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو وہ اس سے خوش ہوتے

بِهَا وَإِنْ تُصِيبُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرَّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا

ہیں۔ اور اگر تم مہر کرو گے اور پرہیز گاری کرتے رہو گے تو ان کی فریب کاری تمہیں کچھ نقصان نہ پہنچائے گی۔

إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ۝۱۲۰ وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ

جو کچھ کرتے ہو بیشک اللہ تعالیٰ اس پر حاوی ہے۔ اور اے رسول وہ وقت یاد کرو جبکہ تم صبح سویرے

تَبَوُّى الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝۱۲۱

اپنے بال بچوں سے نکلے اور مومنوں کو لڑائی کیلئے موبیوں میں بٹھانے لگے ۱۲۰ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے

إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٌ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلُوا وَاللَّهُ وَلِيُّهَا

وہ وقت یاد کرو جبکہ تم میں سے دو گروہوں نے نزول دیکھانے کا ارادہ کر لیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کا سرپرست تھا

عَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱۲۲ وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ بِبَدْرٍ

اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی توکل کرنا چاہئے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد (جنگ بدر)

وَأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝۱۲۳ إِذْ تَقُولُ

میں کی ہے جیکہ تم کمزور تھے ۱۲۲ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ (اے رسول یاد کرو)

لِلْمُؤْمِنِينَ أَلَنْ يَكْفِيَكُمْ أَنْ يُمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلَاثَةِ آفِ

جیکہ تم مومنوں سے یہ کہہ دے تھے کہ کیا یہ تمہارے لئے کافی نہیں ہو گا کہ تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتے (آسمان سے)

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُنْزِلِينَ ۝۱۲۴ بَلَىٰ إِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا

اتار کر تمہاری مدد کرے۔ ہاں! اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری نہ کرو۔ اور

يَأْتُوكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هَذَا يُمِدُّكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آفِ

وہ (دشمن) اپنے جوش میں ابھی تم پر چڑھ آئیں، تو تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے

مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِينَ ۝۱۲۵ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ

تمہاری مدد کرے گا ۱۲۴ اور خدا نے یہ (مدد) مقرر نہیں کی مگر اس لئے کہ تمہارے لئے

لَكُمْ وَلِتُطْمِئِنَّ قُلُوبُكُمْ بِهِ ۝۱۲۶ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ

خوشخبری ہو اور اس لئے کہ تمہارے دل اس سے مطمئن ہو جائیں۔ اور مدد تو غالب حکمت والے اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

منزل ۱

۱۲۰ مقاعد للقتال :-

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر بحوالہ تفسیر قمی اور مجمع البیان اس جنگ کی پوری تفصیل لکھی ہے۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت کا سبب دل یہ ہے کہ قریش مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ لڑنے کو نکلے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے نکلے۔ اور وہ مقام قتال کی تلاش میں تھے۔ یہ کافرجن کا لیڈر ابوسفیان تھا، بدر کی لڑائی میں مسلمانوں سے بری طرح شکست کھا چکے تھے۔ کافروں کے

اس جنگ میں ستر آدمی مارے گئے تھے اور ستر ہی قید ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے کفار عورتوں سے کہہ دیا تھا کہ اپنے مقتولوں پر زبونیں۔ کیونکہ رونے سے دل کا غبار نکل جاتا ہے اور غصہ فرو ہو جاتا ہے۔ جیسا اس احد کی جنگ کیلئے تیار ہو کر تین ہزار جوانوں کی جوار فوج لے کر آئے تو عورتوں کو رونے کی اجازت دے دی تاکہ غصہ اور بھوک اٹھے۔ اس فوج کے ساتھ ابو سفیان کی بیوی اور یزید بن معاویہ کی داوی ہنہ بھی تھی۔ جس نے حضرت امیر حمزہ کا کلیجہ چبایا تھا۔ اور آپ کے دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور کان اور آپ کا عضو تناسل کاٹ کر ان کا بار بنا کر گلے میں پہنا تھا۔ اس جنگ میں باغوائے شیطان سب مسلمان بھاگ گئے۔ سوائے تین آدمیوں کے یعنی ابو جہلہ، سمک بن نوشرہ اور حضرت علی علیہ السلام۔ ان تینوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اور دشمن سے آپ کا بچاؤ کرتے تھے۔ اسی جنگ میں جبریل علیہ السلام نے پکارا تھا لا فنی الا علی لا سیف الا ذو الفقار ۱۲۰

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دما کا نواذلہ دنیہ و رسول اللہ یعنی جس حال میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں موجود تھے، وہ لوگ ہرگز ذلیل نہیں تھے۔ پس اذلہ کی تفسیر ضعفاء سے کی گئی کہ وہ کمزور تھے۔ کیونکہ جملہ معصومین علیہم السلام کا یہ ارشاد لای ہے کہ مجاہدین بدر کی کل تعداد تین سو تیرہ تھی۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تعداد کفار کے اتنے بڑے لشکر کے مقابلہ میں نہایت قلیل تھی۔ پس ان کی عددی کمزوری ظاہر ہے اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے جب یہ آیت پڑھی گئی تو آپ نے بھی اذلہ کی تاویل قلیل سے ہی کی۔ کہ بدر والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی ۱۲۰

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر تفسیر عیاشی کے حوالہ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فرشتے بدر کے دن بھیجے گئے تھے۔ ان کے سر پر علمے تھے ریزہ آپ سے ہی یہ بات بھی مروی ہے کہ جن فرشتوں نے بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی تھی، وہ نہ تو آسمان پر واپس چڑھے، نہ جائیں گے۔ تا انکہ وہ حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجه کی نصرت نہ کریں۔ اور ان فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار ہے ۱۲۰

۱۲۱ مسومین :- تفسیر صفائی ص ۹۹ پر تفسیر عیاشی کے حوالہ سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فرشتے بدر کے دن بھیجے گئے تھے۔ ان کے سر پر علمے تھے ریزہ آپ سے ہی یہ بات بھی مروی ہے کہ جن فرشتوں نے بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کی تھی، وہ نہ تو آسمان پر واپس چڑھے، نہ جائیں گے۔ تا انکہ وہ حضرت صاحب الزمان عجل اللہ فرجه کی نصرت نہ کریں۔ اور ان فرشتوں کی تعداد پانچ ہزار ہے ۱۲۰

اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۱۳۶ لَيَقْطَعَنَّ طَرَفًا مِّنَ الَّذِينَ كَفَرُوا

سے (جو کرتی) ہے۔ تاکہ وہ لوگ جو کافر ہوئے ان کے ایک حصہ کو کاٹ دے۔

أَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوا خَائِبِينَ ۱۳۷ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ

یا ان کو ذلیل کرے کہ وہ ناسرا د ہو کر لوٹ جائیں۔ (اے رسول) اس معاملہ میں تمہارا کچھ

شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ ۱۳۸

انتخاب نہیں ہے یا خدا ان کی توبہ قبول کرے یا انہیں عذاب دے، اسلئے کہ وہ یقیناً ظالم ہیں۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ

اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے بخش دیتا ہے،

وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۱۳۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور جسکو چاہتا ہے عذاب دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو

آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ

ایمان لایکے، تم کئی گنا بڑھا ہوا سود نہ کھاؤ، اور خدا سے ڈرتے رہو۔

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۱۴۰ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۱۴۱

تاکہ تم نفع حاصل پا جاؤ۔ اور اُس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۱۴۲ وَسَارِعُوا

اور تم اللہ تعالیٰ اور رسول (محمد) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے سر پر درگزر

إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمُوتُ وَ

کی مغفرت اور (اس) جنت کی طرف جلدی کرو جس کا پھیلاؤ (سب) آسمانوں اور (ساری) زمین جتنا

الْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ ۱۴۳ الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي

ہے ۱۴۳ وہ پرہیزگاروں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ جو نراخی اور تنگدستی میں خرچ کرتے

السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظَّيْنِ الْغِيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ

ہیں، اور غصے کو روکنے والے ۱۴۴ اور لوگوں کے قصور سے درگزر

النَّاسِ ۱۴۵ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۱۴۶ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا

کرنیوالے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے ۱۴۵۔ اور وہ لوگ کہ جب وہ کوئی بدی کر

ذَلَّلُوا

لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ ۱۴۷

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر

علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کے سامنے یہ آیت

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ پڑھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا

کہ ہاں! خدا کی قسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار

تھا۔ اور وہ بات نہیں ہے جو تو سمجھا۔ بلکہ میں تم کو خبر دیتا

ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو خبر دی کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان

کریں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قوم کی عداوت

کے متعلق جو اہم خبریں حضرت علی علیہ السلام سے اس بنا پر

تھیں کہ انہیں ان سب پر برصفت میں فضیلت دی گئی

ہے، فکر ہوئی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ان لوگوں کے حضرت علی علیہ السلام سے حسد

اور عداوت کی وجہ سے تنگ دل تھے۔ اس

سبب سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لیس لك

من الامر شیء یعنی اے رسول! اس معاملہ

میں تمہارا تو کچھ اختیار نہیں۔ امر خدا یہ ہے کہ تم

علی علیہ السلام کو اپنا وصی اور اپنے بعد والی الامر قرار

دو۔ پس اس آیت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مطلب تھا۔ اور

کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور میں اختیار

ہوتا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دے دیا تھا کہ جن چیز

کو وہ حلال کہیں وہ حلال اور جس چیز کو حرام کہیں وہ حرام

ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ

وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (پھر۔ حشر)۔ یعنی جو کچھ تم کو رسول

دے وہ لے لو اور جس سے وہ روک دیں اس سے باز

رہو۔

۱۴۵ عرضہا السموات والارض ۱۴۶

تفسیر صفائی ص ۹۲ پر تفسیر مجمع البیان کے حوالہ سے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے

کہ آپ سے پوچھا گیا کہ جب جنت کی وسعت آسمانوں اور

زمین جتنی ہے تو دوزخ کا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا

سبعان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟

تفسیر مجمع البیان والے کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے یہ جواب معارفہ کے طور پر دیا جس میں اصل

مشابہ ساقط ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات پر۔

پوری پوری قدرت رکھتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے رات

کو کہیں پہنچا دے۔

۱۴۷ والکاظمین ۱۴۸

تفسیر صفائی ص ۹۹ میں بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ

السلام سے روایت ہے کہ جو شخص اس حالت میں اپنے

غصہ کو روک لے جبکہ وہ قدرت رکھتا تھا کہ جو چاہے کر سکے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو اپنی رضا سے بھر دے گا۔
۱۴۷ والکاظمین ۱۴۸ تفسیر صفائی ص ۹۲ پر بحوالہ کافی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں درگزر کرنے کی تاکید کرتا ہوں۔ کیونکہ دوزخ
کرنے سے بندہ کی عزت بڑھتی ہے۔ پس تم دوسروں کے قصور معاف کرو تاکہ خدا تمہاری عزت بڑھائے۔
۱۴۹ یحب المحسنین ۱۵۰ تفسیر صفائی ص ۹۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نماز کا تہیہ کر رہے تھے۔ اور آپ کی نوٹھی پانی ڈالتی جاتی تھی کہ اس کے ہاتھ سے ٹوٹا
گرہا۔ جس سے امام علیہ السلام کو چوٹ لگی۔ حضرت نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ نوٹھی نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ والکاظمین الغیظ حضرت نے فرمایا میں نے اپنا غصہ روک لیا۔

فَاحْشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكِّرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفِرُوا

گزرتے ہیں، یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے

لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ اور جو کچھ وہ کر چکے

عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿۱۳۵﴾ أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ

اس پر جان بوجھ کر اسرار نہیں کرتے۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ ان کی جزا ان کے

مَغْفِرَةً مِّن رَّبِّهِمْ وَجَنَّتْ تَجْرِي مِّن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہے، اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس

خُلْدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ قَدْ خَلَتْ

میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔ بے شک تم سے پہلے کئی

مِّن قَبْلِكُمْ سُنَنٌ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ

طریقے گزر چکے ہیں، پس تم زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ جہنم والوں

كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿۱۳۷﴾ هَذَا بَيَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدًى

کا کیا انجام ہوا۔ یہ لوگوں کے لئے ایک بیان ہے اور پرہیزگاروں

وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَا تَهْنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ

کے لئے ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور اگر تم مومن ہو تو نہ تو سست ہو جاؤ اور نہ غم کھاؤ

الْأَعْلُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿۱۳۹﴾ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ

حالانکہ تم بلند مرتبہ ہو۔ اگر تم کو زخم لگا ہے تو یقیناً

فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا

ان لوگوں کو بھی اسی طرح کا زخم لگ چکا ہے۔ اور یہ تو اتفاقات زمانہ ہیں، جو ہم آدمیوں کے

بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ

درمیان پھیرتے رہتے ہیں۔ اور تاکہ خدا ان لوگوں کو ظاہر کر دے جو ایمان لائے ہیں، اور تم میں سے بعض کو

شُهَدَاءَ ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ

گواہ بنالے۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۵)

پھر وہ لوٹتی ہوئی والعافین عن الناس آپ نے فرمایا: میں نے تمہیں معاف کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی تجھے معاف کرے۔ پھر لوٹتی ہوئی عرض کی: واللہ یحب المحسنین۔ حضرت نے ارشاد فرمایا: چلی جا کیونکہ تم خدا کی خوشنودی کے لئے میری طرف سے آزاد ہو۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّقُوا الْكُفْرِينَ ۝۱۳۱ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُدْخَلُوا

الْجَنَّةَ وَلَكِنَّا يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمُ

الصَّابِرِينَ ۝۱۳۲ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ

أَنْ تُلْقَوْهُ فَقَدْ رَآيْتُمُوهُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝۱۳۳ وَمَا

مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۝

أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ

يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي

اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ۝۱۳۴ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ

اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۝۱۳۵ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا

وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا وَسَنَجْزِي

الشَّاكِرِينَ ۝۱۳۶ وَكَأَيِّنْ مِنْ نَبِيِّ قُتِلَ مَعَهُ رِبِّيُونَ كَثِيرٌ

فَمَا وَهَلُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا

بِمَقْرُورِهِمْ أَنْ يَصِيبُوا مِنْهُ خَلَوْا بِهِمْ ۝۱۳۷ وَمَنْ يَفْعَلْ

بِشَيْءٍ مِنْ ذَلِكَ فَإِنَّ اللَّهَ يَجْعَلْ لِفِتْنَتِهِمْ فِتْنَةً وَيُجْزِيَ

الَّذِينَ صَبَرُوا بِأَمْوَالِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَلْفَ مَرَّةٍ ۝۱۳۸

وَمَا ضَعُفُوا بِمَا نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

فِي الْأَمْوَالِ الَّتِي نَصَبُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ الْوَسْطَاءُ

لَهُ وَلِنَّا يَعْلَمُ اللَّهُ

تفسير صفاتی صفاتی پر حوالہ تفسیر عیاشی کھات

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے بارے

میں فرمایا کہ ابھی مل چیزیں عالم ذریں ہی مقیم کراستے

ان سب کے بنانے سے پہلے ان سب کے حال سے

واقف تھا کہ کون کون جہاد کریں گے اور کون کون نہ

کریں گے جیسا کہ اپنی مخلوق کو موت دینے سے پہلے یہ

جانتا ہے کہ میں ان کو موت دوں گا۔ حالانکہ زندگی کی حالت

میں انھیں موت نہیں دکھلاتا ہے۔

۱۳۱ تمنون الموت :-

تفسیر صفاتی صفاتی پر حوالہ تفسیر قمی اس

آیت کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام سے

یہ روایت درج ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں

کو شہداء بنے بدر کے درجوں سے آگاہ کیا، تو

انہوں نے بھی اس کی خواہش کی اور کہا کہ اے ہمارے

پروردگار! کوئی جنگ ہمارے بھی درپیش ہو جس میں ہم

شہید ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں جنگ آندھ دکھایا

جس میں وہ ثابت قدم نہ رہے، سوائے ان میں سے

معدوے چند کے۔ اسی لئے خدا فرماتا ہے: سو لفظ

کنکو تمنون الموت :-

۱۳۲ مات او قتل :-

تفسیر صفاتی صفاتی پر حوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے

کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک مقتول کے ہاں

میں پوچھا گیا کہ کیا وہ مر گیا؟ آپ نے فرمایا نہیں! کیونکہ

موت موت ہے اور قتل قتل۔ کہا گیا کہ جو شخص قتل ہوا،

وہ ضرور مر رہا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا قول تیرے قول سے

زیادہ سچا ہے۔ اُس نے قرآن مجید میں ان دونوں چیزوں

کے درمیان فرق رکھا ہے جیسا کہ کتاب ہے اذین مات

او قتل (اگر وہ مر جائے یا قتل کیا جائے) اور دوسری جگہ

فرماتا ہے: لئن ماتم او قتلتم لا الی اللہ تحشون۔

(اگر تم مرو یا قتل ہو خدا کے حضور میں حضور محشور ہو گے)۔

اور ایسا نہیں ہے جیسا کہ کہہ موت اور حشر ہے اور

قتل اور حشر۔ کہا گیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کل

نفس ذائقة الموت۔ حضرت نے فرمایا کہ جو قتل کیا

گیا اس نے موت کا مزہ نہیں چکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ

حضور ہوا کہ وہ دنیا میں رجعت کرے تا آنکہ موت کا مزہ

چکھے :-

۱۳۳ ثواب الدنيا :-

تفسیر صفاتی صفاتی پر ہے کہ یہ اُن لوگوں پر تعزین اور

طعن ہے جو ان کے دن مال غنیمت لوٹنے میں مشغول ہو

گئے یہاں تک کہ انھوں نے خداوند تعالیٰ کے احکام کی افغانی

کے خلاف شکر گزار ہوئے۔ انھیں جہاد کی شہادت سے کوئی چیز

بہا سکی۔ اور اسی تفسیر میں تفسیر مجمع البیان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ اُحد میں حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ زخم آئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلیم اور اُمّ عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اُن کا معائنہ کریں۔ ان دونوں نے عرض کی کہ ہم ان کے ایک جگہ کے علاج سے فارغ نہیں ہوئیں کہ وہ دوسری جگہ سے پھٹ جاتا ہے۔ اور ہمیں ان کے بارے میں خوف لاحق ہوتا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے۔ اور مومن لوگ عیادت کے لئے آجائے تھے۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ سب ایک بڑا زخم بن گیا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس زخم پر پھیرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ جس نے خدا کے کام میں یہ مصیبت اٹھائی۔ وہی آئنا نش میں بہتر و برتر نکلے۔

۱۳۴ ثواب الدنيا :-

تفسیر صفاتی صفاتی پر ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو جنگ اُحد میں مشغول رہے اور خدا کی نعمتوں کے شکر گزار ہوئے۔ انھیں جہاد کی شہادت سے کوئی چیز

بہا سکی۔ اور اسی تفسیر میں تفسیر مجمع البیان کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جنگ اُحد میں حضرت علی علیہ السلام کو ساتھ زخم آئے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلیم اور اُمّ عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں اُن کا معائنہ کریں۔ ان دونوں نے عرض کی کہ ہم ان کے ایک جگہ کے علاج سے فارغ نہیں ہوئیں کہ وہ دوسری جگہ سے پھٹ جاتا ہے۔ اور ہمیں ان کے بارے میں خوف لاحق ہوتا ہے۔ پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے۔ اور مومن لوگ عیادت کے لئے آجائے تھے۔ حضرت نے دیکھا کہ وہ سب ایک بڑا زخم بن گیا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس زخم پر پھیرنا شروع کر دیا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ جس نے خدا کے کام میں یہ مصیبت اٹھائی۔ وہی آئنا نش میں بہتر و برتر نکلے۔

وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ﴿١٣٧﴾ وَمَا كَانَ

اور نہ وہ (دشمن کے سامنے) ڈب گئے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور ان کا قول اس

قَوْلِهِمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَإِسْرَافَنَا فِي

کے سوا کچھ نہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ اے ہمارے یارے! ہمارے گناہ اور ہمارے کام میں بھاری زیادتی

أَمْرَنَا وَثَبَّتْ أَقْدَامَنَا وَانصَرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿١٣٨﴾

کو بخش دے۔ اور ہمارے قدم جمائے رکھ۔ اور تو ہمیں کافروں کی قوم کے خلاف مدد دے۔

فَاتَّخَذَهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحَسَنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ وَاللَّهُ

پس اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا کا بھی بدلہ دیا اور آخرت کا بدلہ اچھا دیا۔ اور اللہ

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣٩﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَطِيعُوا

تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی

الَّذِينَ كَفَرُوا يَرْدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا

جو کافر ہو گئے (تو) وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل لوٹا دیں گے۔ پس تم نقصان اٹھانے والے

خَسِرِينَ ﴿١٤٠﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ ﴿١٤١﴾

ہو کر ہار جاتے گے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا سرپرست ہے۔ اور وہی سب سے اچھا مددگار ہے۔

سَنُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَا أَشْرَكُوا

عنقریب ہم کافروں کے دلوں میں رعب ڈال دیں گے، جو کہ اس کے کہ انھوں نے اللہ سے شرک کیا ہے

بِاللَّهِ مَا لَهُمْ يَنْزِلُ بِهِ سُلْطَانٌ وَمَا لَهُمُ النَّارُ وَبِئْسَ

جس کی بابت اس نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ اور ان کا شکار (جہنم کی) آگ ہے۔ اور ظلم کرنے والوں

مَثْوًى الظَّالِمِينَ ﴿١٤٢﴾ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللَّهُ وَعْدَهُ إِذْ

کی جائے بازگشت بُری ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کیا جبکہ تم

تَحْسَبُونَهُمْ بِأَذْنِهِ حَتَّىٰ إِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ

انھیں اللہ کے حکم سے قتل کرنے لگے ۱۴۲ تا ۱۴۳ جب تم نے نامردی کی اور (موجہ کے معاملہ میں) آپس میں جھگڑا کیا

وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا أَرْكُم مَّا يُحِبُّونَ مِنْكُمْ مِّنْ

۱۴۳ اور بعد اس کے کہ اس نے تمہیں ہمہ گیر دکھلا دی جس سے تم محبت رکھتے تھے تم نے نافرمانی کی۔ کچھ تو تم میں وہ ہیں جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰)

پس اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام میں دو موقعوں پر حضرت علی
علیہ السلام کی ثابت قدمی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ ایک
جگہ فرمایا: سيجزى الله الشاكرين۔ اور دوسری
جگہ فرمایا: سيجزى الله الشاكرين۔

حاشیہ صفحہ ۳۱ :-

۱۔ وعدہ ۱۴۰

تفسیر صفائی ۹ پر ہے کہ آیت کا
مطلب یہ ہے کہ تم سے جو وعدہ نصرت بشرط
تقویٰ و صبر کیا گیا تھا اسے پورا کیا۔ حتیٰ کہ تمہارے
تیر اندازوں نے حکم کی مخالفت کی کہ جب مشرکین
سامنے آئے۔ تیر اندازوں نے انھیں چھیدنا
شروع کیا۔ دوسروں نے انھیں تلواروں سے
مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ شکست خوردہ ہو کر
بھاگ نکلے اور مسلمانوں نے ان کا پیچھا کیا۔
۱۴۱ تحسوفہہ باذنہ :-

یہ تحسوف حش سے ہے جس کے معنی قتل
کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہم ضمیر
جمع مذکر غائب۔ اور تفسیر صفائی ۹ پر ہے کہ اس لفظ
کی اصل احساس ہے۔ اور جب من احتسہ بولا جاتا ہے۔
تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کی حس باطل کر دی گئی یعنی
قتل کر دیا گیا۔
۱۴۲ تنازعہ :-

تفسیر صفائی ۹ پر ہے کہ اس سے تیر اندازوں
کا باہمی اختلاف مراد ہے کہ جب انھوں نے مشرکین کو
بھانگتے دیکھا تو بعض نے یہ کہا کہ ہمارے یہاں ٹھہرنے کا
کیا مطلب۔ اور دوسروں نے کہا کہ ہم تو رسول کی مخالفت
ہرگز نہ کریں گے۔ پس ان کا امیر تھوڑی سی نفرت کے ساتھ
اپنے مقام پر قائم رہا۔ اور باقی نفرتی لوٹ کے پیچھے پلٹ
گئے۔

يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُرِيدُ الْآخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ

دنیا کے طلب گار ہیں اسے اور تم میں سے کچھ آخرت کی خواہش رکھتے ہیں ۱۵۰ پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے

عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى

ان کی طرف سے پھیر دیا تاکہ تمہارا امتحان لے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تم سے درگزر کیا اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر

الْمُؤْمِنِينَ ۱۵۱ اِذْ تَصْعَدُونَ وَلَا تَكُونُوا عَلَىٰ أَحَدٍ

دہشت (بہت) افضل کرنا والا ہے۔ (یاد کرو وہ وقت) جبکہ تم (پہاڑ پر) چڑھتے ہو اور کسی کو پلٹ کر (بھی) نہ دیکھتے

الرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أَخْرَاكُمْ فَأَتَابَكُمْ عَنَابُكُمْ لِكَيْلَا

تھے۔ اور رسول تم کو پیچھے سے بلا رہے تھے۔ پھر خدا نے تمہیں رنج پر رنج پہنچایا تاکہ جو چیز

تَحْذَرُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا

تمہارے پاس سے جاتی رہی اور جو مصیبت تم پر پڑی اس پر غم نہ کرو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ

تَعْمَلُونَ ۱۵۲ ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمْنَةً نُّعَاسًا

اس سے بڑا خیر وار ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رنج کے بعد تم پر امن نازل کیا کہ تم میں سے ایک گروہ پر نیستہ

يَغْشَىٰ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ أَهَمَّتْهُمْ أَنفُسُهُمْ

غائب آگئی۔ اور ایک اور گروہ تھا کہ یقیناً انہیں ان کی جانوں ہی کا فکر

يُظُنُّونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُولُونَ هَلْ لَّنَا

ہوا تھا، وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں ناحق جاہلیت کی بدگمانی کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ کیا ہمارے لئے اس

مِّنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ يُخْفُونَ فِي

امر میں کچھ بھی اختیار ہے۔ (اے رسول) کہہ دو یقیناً کل اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔ وہ اپنے دلوں

أَنفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُونَ لَكَ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ

میں وہ چیزیں چھپاتے ہیں جنہیں وہ تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر ہمیں اس کام میں کچھ بھی اختیار

شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِينَ

ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تھے (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم لوگ اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو بھی جن کیلئے

كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ إِلَىٰ مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا

کتل ہونا لکھا جا چکا تھا وہ اپنے مقتل میں ضرور نکل کر آتے تھے۔ اور (وہ اسلئے تھا) تاکہ جو کچھ تمہارے سینوں میں جو

۱۵۰ یُرِيدُ الدُّنْيَا:-

تفسیر صفائی ص ۹۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے عبد اللہ بن جبیر کے وہ ساتھی مراد ہیں جو مال غنیمت کے پیچھے دوڑ رہے تھے۔

۱۵۱ یُرِيدُ الْآخِرَةَ:-

تفسیر صفائی ص ۹۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے عبد اللہ بن جبیر اور ان کے وہ ساتھی مراد ہیں جو حکم رسول پر قائم رہے یہاں تک کہ قتل کر دیئے گئے تھے۔

تفسیر صفائی ص ۹۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب المحدث باقر علیہ السلام منقول ہے کہ پہلا غم تو یہ تھا کہ مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ اور ان میں سے بعض قتل ہو گئے۔ اور دوسرا غم یہ تھا کہ خالد بن ولید نے ہزار سواروں سے ان کو پیچھے سے گھیر لیا۔

یعنی اگر ہم مدینہ کے اندر ہی رہتے اور باہر نکلتے جیسا کہ ابی بن کعب نے رائے دی تھی۔ پس ہم نہ تو مغلوب ہوتے نہ قتل ہوتے۔ وہ لوگ جو ہم میں سے قتل ہو گئے۔ (تفسیر صفائی ص ۹۲) ۱۵۲ مضامین جمع:-

اس سے مراد قتل ہونے کی جگہیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو لوگ اس خیال میں ہیں کہ اگر ہم مدینہ سے نہ نکلتے تو قتل نہ ہوتے۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی موت مقدّر کر دی تھی تو ان کا مدینہ میں رہنا کچھ فائدہ نہ دیتا اور نہ قتل ہونے سے بچا سکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی قضاء کو روک کرنے والا کوئی نہیں ہے۔ اور نہ کوئی اس کے حکم کو نال سکتا ہے۔ (تفسیر صفائی ص ۹۲)

فِي صُدُورِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ

(لوگوں کو دکھانے کیلئے) اے اللہ تعالیٰ اس میں تمہارا امتحان لے لے اور جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے چھانٹ دے۔ اور اللہ تعالیٰ

الصُّدُورِ ۱۵۷ إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ

خوبیلتا ہے جو کچھ سینوں میں ہے۔ بیشک وہ لوگ جو (اس دن) تم میں سے پیٹھ پھیر گئے تھے جس دن دو گروہوں کا مقابلہ ہوا

إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا

ما سوا اس کے نہیں ہے کہ ان کے بعض افعال کی وجہ سے شیطان نے ان کے قدم ڈمگ دیئے تھے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان

اللَّهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ ۱۵۸ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

سے رگزر کر دیا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا (اور) بردبار ہے اے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم ان

لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِإِخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا

لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کفر اختیار کیا اور اپنے بھائیوں کی نسبت، جب کہ وہ سفر میں گئے

فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا

یا مجاہدین گئے یہ کہنے لگے کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔

قَتَلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ وَاللَّهُ يُحْيِي

(یہ اس لئے ہے) تاکہ اللہ تعالیٰ اس دنیا میں ان کے دلوں میں حسرت قرار دے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ہی زندہ

وَيُمِيتُ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۱۵۹ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِي

رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے اے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب بخشنے والا ہے۔ اور اگر تم راہِ خدا میں قتل

سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لَمَغْفِرَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَحْمَةٍ خَيْرٌ مِّمَّا

کئے گئے اے یا (ایسے ہی) مر گئے تو (تمہارے لئے) اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش اس چیز سے بہتر ہے جو یہ

يَجْمَعُونَ ۱۶۰ وَلَئِنْ مِتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَا إِلَى اللَّهِ تَحْشَرُونَ ۱۶۱

لوگ جمع کرتے ہیں۔ اور اگر تم (ایسے ہی) مر گئے یا قتل کئے گئے تو ضرور تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں اٹھائے جاؤ گے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لَئِنْ لَّمْ يَكُنْ فِطْرًا غَلِيظًا

پھر (اے رسول) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سبب سے تم نے ان سے نرمی برتی اور اگر تم درشت مزاج اور سخت دل

الْقَلْبِ لَا تَفَضُّوا مِنْ حَوْلِكُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ

ہوتے تو یہ لوگ ضرور تمہارے ارد گرد سے بھاگ جاتے۔ پس تم ان سے رگزر کرو اور ان کے لئے مغفرت چاہو۔

۱۵۷ صدور کہ:-

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کا امتحان لے لے۔ اور ان کے بھیدوں کو ظاہر کر دے۔ اور

جو کچھ اخلاص اور نفاق ان میں ہے، اسے کھول دے۔ (تفسیر صافی ص ۹۷)

۱۵۸ غفور حلیم:-

اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

اور حلیم یوں ہے کہ گناہگار کو سزا دینے

میں جلدی نہیں کرتا تاکہ وہ توبہ کرے۔ (تفسیر صافی ص ۹۷)

۱۵۹ یحییٰ ویمیت:-

یہ ان کے قول کی رد میں ہے جو وہ یہ کہتے ہیں

کہ اگر وہ ہمارے پاس گھر میں رہتے تو نہ مرتے۔ گویا

گھر میں موت نہیں، سفر میں موت ہے۔ اللہ تعالیٰ

چاہے تو مسافر کو زندہ رہنے دے اور مقیم پر موت

وارد کر دے۔ اور اس پر بھی جو گھر میں بیٹھ رہے۔

(تفسیر صافی ص ۹۷)

۱۶۰ فی سبیل اللہ:-

تفسیر صافی ص ۹۷ پر بحوالہ تفسیر عیاشی، اور

معانی الاخبار حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اس آیت میں سبیل اللہ سے مراد حضرت علی

علیہ السلام اور آئمہ اولاد علی ہیں۔ جو شخص ان کی

ولایت کے عقیدہ پر قتل ہو جائے۔ وہ مقتول فی

سبیل اللہ ہے۔ اور جو آپ کی ولایت کے عقیدہ

پر مر جائے وہ بھی فی سبیل اللہ مرا ہے۔

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ

اور معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کرو مگر جب تم کسی بات کا پکا ارادہ کرو تو اللہ پر بھروسہ رکھو۔ یقیناً اللہ

اللَّهُ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿۱۵۹﴾ إِنَّ يَنْصُرْكُمْ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ

تعالیٰ بھروسہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو پھر کوئی بھی تم پر غلبہ نہیں پاسکتا۔

وَأَنْ يَّخْذُكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ وَعَلَى

اور اگر وہ تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو اس کے بعد تمہاری مدد کر سکے گا۔ اور مومنوں

اللَّهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱۶۰﴾ وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ

کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور نبی کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ خیانت کرے۔

وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ

اور جو خیانت کرے وہ قیامت کے دن اس چیز کو لائے گا جو اس نے خیانت کی ہوگی۔ پھر ہر شخص کو جو کچھ اس

نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۶۱﴾ أَفَمِنْ أَتْبَعِ

نے کمایا ہوگا اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ کیا وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی

رِضْوَانِ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخِطِ اللَّهِ وَمَا وَهُ جَهَنَّمُ وَ

خوشنودی پر چلا اس جیسا ہو سکتا ہے جس نے اللہ کا غضب کیا ہو اور اس کا شکر ادا نہ کیا ہو۔ اور وہ

بِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿۱۶۲﴾ هُمْ دَرَجَتٌ عِنْدَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ

بہت ہی بُری بازگشت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کئی درجوں کے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ

بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶۳﴾ لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ

بہت دیکھتے والے ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر احسان کیا جبکہ اس نے ان میں انہی میں سے

فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ

ایک رسول مبعوث کیا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے۔ اور انہیں پاک کرتا ہے۔

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي

اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی

ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۶۴﴾ أَوَلَمَّْا أَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةٌ قَدْ أَصَبْتُمْ

میں تھے۔ کیا جب تم پر (ایسی) مصیبت آپڑی جس سے دُکھنی تم خود پہنچا چکے ہو

فصل ۱

لہ شاورہم :-

تفسیر قرآنی لفظ شاورہم پر ہے کہ شاورہم کا مطلب ہے
ہے کہ ان سے بڑائی وغیرہ میں مشورہ کر لیا کرو جس سے
ان کے خیالات معلوم ہو جائیں ان کے دل خوش ہو
جائیں اور امت میں مشورہ کرنے کی سنت جاری ہو
جائے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول
ہے کہ کوئی تنہائی خود بینی سے زیادہ وحشت ناک نہیں
ہے۔ اور باہمی مشورہ سے زیادہ کوئی قوت نہیں ہے۔
جناب امیر المومنین علیہ السلام نے بیچ البلاغہ میں فرمایا
ہے کہ جو شخص اپنی تنہائی پر قائم رہے گا وہ ہلاک
ہوگا۔ اور جو لوگوں سے مشورہ کرے گا وہ ان کی عقلی
سے حصہ لے گا۔ لوگوں سے مشورہ کر لینے میں واقعی
راہبری ہے۔ اور اپنی تنہائی پر بھروسہ کر لینے میں
پورا خطرہ ہے۔

اور کتاب انصاف میں امام جعفر صادق سے
منقول ہے کہ اپنے معاملات میں ان لوگوں سے مشورہ
کیا کرو جو خدا سے ڈرتے ہوں :-
لہ ان یغل :-

تفسیر قرآنی لفظ ان یغل پر ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے کہ
نبی مال غنیمت میں خیانت کرتا ہے۔ کیونکہ خیانت
اسم نبوت کے منافی ہے۔ اور بغل غلوں مصدر سے
ہے جس کے معنی مال غنیمت میں سے کسی شے کا خفیہ
اڑ لینا ہے۔

تفسیر قرآنی میں ہے کہ یہ آیت غزوہ بدر کے بارے
میں نازل ہوئی۔ بات یہ ہوئی کہ جو مال غنیمت بدر کے
دن آیا اس میں ایک سرخ رنگ کا قتیفہ (سر بند)
کم ہو گیا۔ اصحاب رسول میں سے ایک نے کہا کہ کیا ہوا
ہمیں قتیفہ نظر نہیں آ رہا۔ میں گمان کرتا ہوں کہ سونے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی نے نہیں
لیا۔ پس اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-
اس وقت ایک شخص نے آکر یہ کہا کہ فلاں شخص نے وہ
قتیفہ اڑا لیا ہے اور فلاں مقام پر زمین میں دبا دیا ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام
کے کھودنے کا حکم دیا اور اس مقام سے وہ قتیفہ
نکلا۔

الحجاس میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ ہر سب لوگوں کو راضی کیا
جاسکتا ہے اور نہ ان کی زبانیں بند کی جا
سکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے بدر کے دن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ الزام نہیں لگایا تھا کہ آپ نے مال غنیمت میں سے ایک سرخ رنگ کا قتیفہ اپنے لئے اڑا لیا۔ یہاں تک کہ خدا نے وہ سر بند ظاہر کیا۔ اور اپنے نبی کو خیانت
سے بری کیا اور اپنی کتاب میں یہ آیت نازل کی :- وما کان للنبی ان یغل۔۔۔۔۔ الخ :-

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو لوگ (ابھی تک) ان کے پیچھے سے اٹھیں مے نہیں ہیں۔ وہ ان کے ہاتھ میں خود بخود پائے ہیں کہ ان پر ہی

تفسیر قتانی ص ۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت شہید
بدر و احد کی شان میں نازل ہوئی۔ اور اُس میں سورۃ انف
شامل ہے جو راہِ خدا میں قتل ہوا ہو۔ خواہ جہادِ اصغر ہو
جہاں عو شتِ نودٰی خدا حاصل کرنے کیلئے جان دینی پڑتی ہو
یا جہادِ اکبر میں قتل ہوا ہو، جہاں ریاضت سے ہر خوا
کے من فضلہ :- تفسیر قتانی ص ۹ پر ہے کہ ا

مراد ہے :

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿۱۰﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةِ

خوف نہیں ہے اور نہ ہی وہ رنجیدہ ہوں گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور مہربانی

مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ ۚ وَآَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱﴾

کی خوشخبری پاتے ہیں لہٰذا اور اس بات کی بھی کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔

الَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِلَّهِ وَالرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا أَصَابَهُمُ

وہ لوگ جنہوں نے نرم لگ جانے کے بعد بھی اللہ اور رسول کا حکم مان لیا ہے

الْقَرْحُ ۚ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا مِنْهُمْ وَاتَّقُوا أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۲﴾

ان میں سے جن لوگوں نے نیکیاں کیں اور پرہیزگاری کی ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔

الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ

وہ لوگ جن کو آدمیوں نے کہا کہ یقیناً تمہارے (ساتھ لڑنے کے) لئے لوگ جمع ہوئے ہیں۔

فَاخْشَوْهُمْ فَرَادَهُمْ رِيسَانًا ۚ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ

پس تم ان سے ڈرو۔ پھر اس (بات) نے انکے ایمان کو زیادہ کر دیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اور

الْوَكِيلُ ﴿۱۳﴾ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ لَّمْ

وہ بہت اچھا ثابتی ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹ کر آئے ہیں۔ انہیں

يَسْسَهُمْ سَوَاءٌ ۚ وَاتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ ذُو

کسی تکلیف لے نہ چھوڑا۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی پیروی کی۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑا

فَضْلٍ عَظِيمٌ ﴿۱۴﴾ إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَانُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا

فضل کرنے والا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تمہارا شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے۔

تَخَافُوهُمْ وَخَافُونَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱۵﴾ وَلَا يَحْزَنُكَ

پس تم اس سے نہ ڈرو۔ اور مجھ سے (ہی) ڈرو اگر تم ایمان والے ہو۔ اور وہ لوگ جو کفر میں

الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا

جلدی کر رہے ہیں تجھے رنجیدہ نہ کریں۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔

يُرِيدُ اللَّهُ أَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حِطًّا فِي الْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

اللہ تعالیٰ یہ ارادہ کرتا ہے کہ آخرت میں ان کا کچھ حجت نہ رکھے۔ اور ان کیلئے بہت بڑا

لہٰذا فضل ہے۔

تفسیر قتانی جلد ۹ صفحہ ۱۰ پر ہے کہ اس آیت مجیدہ میں

نعمت سے مراد ہے۔ ان کے اعمال کا ثواب

اور فضل سے مراد اس پر زیادتی ہے جیسے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان بن احسنوا العسی

دنیا کا (پ) عیون (یعنی جن لوگوں نے نیکی

کی ان کے واسطے بہتری بھی ہے اور زیادتی بھی ہے

لہٰذا القدر ہے۔

تفسیر قتانی جلد ۹ صفحہ ۱۰ پر تفسیر قتی کے حوالہ سے لکھا ہے

مگر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ احد کے

بعد مدینہ منورہ میں پہنچے تو حضرت جبریل نازل ہوئے

اور کہا کہ یا محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو حکم دیتا ہے کہ قریش کا

بیچھا کر دو آپ کے ساتھ سوائے ان لوگوں کے جن کو

زخم آئے ہیں دوسرا کوئی نہ جائے۔ پس آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے منادی کی راوی کہ اسے غزوہ مہاجرین د

انصار جس شخص کو کوئی زخم لگ چکا ہے وہ نکلے اور جس

کو زخم نہیں لگا وہ نہ نکلے۔ پس لوگوں نے یہ حکم قبول کیا۔

اور اپنے زخموں کی مرہم مٹی کرنے لگے۔ اور زخموں کی

تکلیف کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

روانہ ہو گئے۔

یہ آیت ان ہی کی شان میں نازل ہوئی۔ اگر اس

حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو قریش کے سفاروں کا یہ ارادہ

تھا کہ مدینہ والوں پر بخیر چھاپہ باریں۔

اور تفسیر برہان میں ابورافع سے منقول ہے کہ

جب مشرک روزِ احد چل دیئے تو وہ مقامِ روث پر پہنچے

تو کہنے لگے نہ تو تم تمس عورتوں ہی کو لائے اور نہ تمہ

محمد ہی کو قتل کیا۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو پہنچی تو انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو مٹی خزانہ

کے ہمراہ ان مشرکوں کے تعاقب میں بھیج دیا جس مقام

سے مشرک کوچ کرتے تھے، جناب امیر علیہ السلام وہیں

جائے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت

نازل فرمائی۔

انہی ابورافع سے ایک حدیث میں یہ بھی منقول ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے

زخموں پر لعاب دہن لگایا اور ان کے حق میں وعدہ کیا۔

اور ان کو مشرکوں کے تعاقب میں روانہ کر دیا۔ انہی کے

بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے

عَظِيمٌ ۱۴۶ إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرُوا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَنْ

عذاب ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے ایمان کے بدلے میں کفر خریدا، وہ ہرگز اللہ تعالیٰ

يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱۴۷ وَلَا يَحْسَبَنَّ

کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور نہ گمان کریں وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمِلُّ لَهُمْ خَيْرٌ لَّا نَفْسِهِمْ إِنَّمَا نُمِلُّ

لوگ جو کافر ہوئے کہ ہم جو ان کو ڈھیل دیتے ہیں وہ ان کیلئے اچھی ہے۔ اسوا اسکے نہیں ہے کہ ہم انہیں

لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۱۴۸ مَا كَانَ اللَّهُ

اسلئے ڈھیل دیتے ہیں تاکہ یہ گناہ اور بڑھالیں، اور ان کیلئے ذلت دینے والا عذاب ہے۔ لہ۔ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہی

لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ

کہ وہ مومنین کو اسی حالت پر چھوڑ دے جس پر کہ تم ہو، جب تک کہ ناپاک کو پاک سے

مِنَ الطَّيِّبِ ۱۴۹ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ

الک نہ کر دے۔ اور نہ اللہ ایسا ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے، لیکن اللہ تعالیٰ

اللَّهُ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

(اس کیلئے) اپنے رسولوں میں سے جسکو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔

وَأِنْ تَوَمَّنَا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۱۵۰ وَلَا يَحْسَبَنَّ

اور اگر تم ایمان لاؤ گے اور پرہیزگاری کرو گے تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہوگا۔ اور جو لوگ اس چیز میں

الَّذِينَ يَبْخُلُونَ بِمَا أَنَّهُمْ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرٌ

بخل کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے جسے رکھی ہے وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں کہ وہ (بخل کرنا)

لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ

ان کیلئے اچھا ہے بلکہ وہ ان کیلئے بُرا ہے۔ قریب ہے کہ جس چیز کے بارے میں تمہ انہوں نے بخل کیا، وہ

الْقِيَمَةِ ۱۵۱ وَلِلَّهِ مِيرَاتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِمَا

قیامت کے دن انکے گلے میں طوق بنا کر پہنایا جائے اور اللہ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی میراث ہے۔ تمہ اور جو کچھ تم

تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۱۵۲ لَقَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس سے پورا پورا خبردار ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قول سن لیا جنہوں نے یہ کہا کہ یہ تیرا

لہ عذاب مہین :-

تفسیر صفائی مشہور پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے کافر کے بارے
میں سوال کیا گیا کہ اس کی موت بہتر ہے یا زندگی ؟
آپ نے فرمایا کہ مومن اور کافر دونوں کے لئے موت بہتر
ہے۔ اس لئے کہ مومن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّدَابِرٍ لِّمَن يُوْجِبُ عَلَيْهِ اللَّهُ كَيْفَ يَشَاءُ
ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے اچھا ہے۔ اور کافر کے
بارے میں فرماتا ہے : وَلَا يَحْسِبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا ...

عذاب مہین :-

۱۵۰ سبطون :-

تفسیر صفائی مشہور پر کافی کے حوالے سے امام محمد باقر
اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ جس
شخص کے ذمہ زکوٰۃ کا مال واجب ہے وہ اس کا جو حقہ
روکے گا خدا تعالیٰ قیامت کے دن اس کا ایک آتشیں
سانپ بنا کر اس کی گردن میں بطور طوق کے ڈال دے
گا کہ وہ اس کا گوشت کھاتا رہے۔ یہاں تک کہ وہ حساب
سے فارغ ہو جائے اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے
اس قول سے سبطون ما بخلوا بہ یوم القیمة :-
۱۵۱ میراث السموات والارض :-

تفسیر صفائی مشہور پر ہے کہ جب جو کچھ زمین اور
آسمانوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے۔ تو یہ
لوگ کون ہیں جو اس کے مال میں بخل کرتے ہیں، اور
اسے خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ؟

اللَّهُ فَقِيرٌ وَنَحْنُ أَغْنِيَاءُ سَكَتُ مَا قَالُوا وَقَتْلَهُمُ

الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلُ دُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۱۸۱
اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور ہم مالدار ہیں۔ ہم حق پرست لکھ لیں گے جو کچھ انھوں نے کہا ہے اور ان کا بیوقوفی کو ناحق قتل کرنا بھی ہے اور ہم کہیں گے کہ تم جلائے والے عذاب کا مزہ چکھو۔

ذَلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ آيْدِيَكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ

لِّلْعَبِيدِ ۱۸۲ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ عَهْدَ إِلَيْنَا إِلَّا نُونِمْ
یہ اس کا بدلہ ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجا اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے یہ کہہ دیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد لیا ہے مگر ہم کسی رسول

لِرَسُولٍ حَتَّى يَأْتِينَا بِقُرْبَانٍ تَأْكُلُهُ النَّارُ قُلْ قَدْ

جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ قَبْلِي بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالَّذِي قُلْتُمْ
پر ایمان نہ لائیں جب تک کہ وہ ایسی قربانی لے کر ہمارے پاس نہ آئے جسے آگ کھا جائے وہ (میں رسول ان کو) کہہ دو کہ یقیناً تمھارے پاس مجھ سے پہلے بہت سے رسول کھلی دلیلیں لے کر آئے ہیں۔ اور وہ بھی (لائے) جو تم

فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۱۸۳ فَإِنْ كَذَّبُوكَ

فَقَدْ كَذَّبَ رَسُولٌ مِنْ قَبْلِكَ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ
نے کہا پھر تم نے ان کو کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو تو پس اگر انھوں نے تصدیق نہ کیا تو یقیناً تم سے پہلے بہت سے ایسے رسولوں کو جھٹلایا گیا جو کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ اور صحیفے

وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۱۸۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ

أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ
اور روشن کتاب بھی۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ اور اسوا اسکے نہیں ہے کہ قیامت کے دن تمھارے بدلے بدلے ہوئے دیئے جائیں گے۔ پس جو شخص (جہنم کی) آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں

فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۱۸۵ كَتَبُوكَ

فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَسَّمَعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا
داخل کرو یا کیا تو یقیناً وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا کی زندگی سوائے سوائے فریب کے اور کیا ہے۔ ضرورت تم اپنے مالوں اور جانوں کے بارے میں آزمائے جاؤ گے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے، ان سے

۱۸۱

۱۸۲

۱۸۳

۱۸۴

۱۸۵

۱۸۶

۱۸۷

۱۸۸

۱۸۹

۱۹۰

۱۹۱

۱۹۲

۱۹۳

۱۹۴

۱۹۵

۱۹۶

۱۹۷

۱۹۸

تفسیر صفاتی ۹۹ پر ہے کہ جب یہودیوں نے یہ سنا من دالذی یقرض اللہ قرضاً حسناً بقرض یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دے تو اس وقت انھوں نے یہ بات کہی۔ اور تفسیر فنی میں ہے کہ لوگوں نے خدا کو تو نہیں دیکھا جس سے وہ جان لیتے کہ وہ فقیر ہے۔ لیکن جو کچھ انھوں نے اولیاء اللہ کو فقیر دیکھا تو کہہ دیا کہ اگر اللہ تعالیٰ غنی ہوتا تو اپنے اولیاء کو بھی غنی کر دیتا۔ اس طرح انھوں نے اپنے غنی ہونے کا خدا پر فخر کیا ہے۔ سنکتب ما قالوا۔

تفسیر صفاتی ۹۹ پر ہے کہ چونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہم غنی ہیں اور اللہ تعالیٰ فقیر ہے بہت برا حکم ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور استہزاء کے مترادف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو نکلتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے۔ انھیں قیامت کے دن اس کی سزا ملے گی۔

تفسیر صفاتی ۹۹ پر ہے کہ چونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہم غنی ہیں اور اللہ تعالیٰ فقیر ہے بہت برا حکم ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور استہزاء کے مترادف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو نکلتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے۔ انھیں قیامت کے دن اس کی سزا ملے گی۔

تفسیر صفاتی ۹۹ پر ہے کہ چونکہ ان کا یہ کہنا کہ ہم غنی ہیں اور اللہ تعالیٰ فقیر ہے بہت برا حکم ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے اور استہزاء کے مترادف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم اس کلمہ کو نکلتے جائیں گے اور اپنے علم میں محفوظ رکھیں گے۔ انھیں قیامت کے دن اس کی سزا ملے گی۔

اس بات کے کہنے والوں اور قائلین کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کا الزام اس لئے دیا کہ وہ قاتلوں کے اس فعل پر راضی تھے۔ اور تفسیر عیاشی میں بھی اسی قسم کی کئی روایتیں ہیں۔
۹۵ ذائقۃ الموت :-

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس زمین کے باشندے مہربانیں گے پھر آسمان والے مہربانیں گے۔ یہاں تک کہ کوئی نہ رہے گا سوائے ملک الموت، حاملان عرش، جبرئیل و میکائیل کے۔ پھر ملک الموت پروردگار عالم کے حضور میں آئے گا۔ اور اس سے باوجود جاننے کے کہا جائے گا کہ کون باقی ہے تو ملک الموت عرض کرے گا کہ اے میرے پالنے والے! سوائے ملک الموت، حاملان عرش، جبرئیل اور میکائیل کے کوئی باقی نہیں رہا۔ پھر حکم ہوگا کہ جبرئیل اور میکائیل سے کہو کہ دونوں مہربانیں۔ تو فرشتے عرض کریں گے کہ پروردگار! یہ دونوں تیرے رسول اور امین ہیں۔ حکم ہوگا کہ یہ امر میں ملے کر چکا ہوں کہ جس نفس میں تیرے ہے وہ موت کو فروغ دے گا۔ پھر ملک الموت سے باوجود علم کے سوال ہوگا کہ اب کون باقی ہے۔ عرض کرے گا کہ ملک الموت اور حاملان عرش کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو حاملان عرش سے کہو کہ وہ مہربانیں۔ اب ملک الموت حنین و غمین ہو کر درگاہ رب العزت میں آئے گا اور کسی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے گا۔ پھر باوجود علم کے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اب کون باقی رہا۔ جواب ہوگا کہ پروردگار! اب صرف ملک الموت باقی ہے۔ حکم ہوگا کہ اے ملک الموت تم بھی مہربان جاؤ۔ چنانچہ وہ بھی مہربان ہو جائے گا۔ اس وقت زمین اور آسمان قبضہ خدا میں ہوں گے۔ خدا تعالیٰ اس وقت فرمائے گا۔ اب کہاں گئے وہ جو میرا شریک ٹھہراتے تھے اور میرے سوا اوروں کو خدا بناتے تھے؟

(حاشیہ صفحہ ۹۵)

۹۵ دعلی جنودہ :-

تفسیر صفائی ص ۹۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ تندرست آدمی قیام اور قعود کی حالت میں نماز پڑھتا ہے اور بیمار فقط بیٹھتی بیٹھے۔ اور جو بہت ہی ضعیف ہو وہ کروش کے بل بیٹھ لیتے۔ اور تاملی رتفسیر عیاشی میں ابی حضرت سے منقول ہے کہ جب تک مومن کھڑے کھڑے بیٹھتی بیٹھتی یا لیٹے لیٹے یا دُعا میں رہتا ہے۔ وہ نماز ہی کی حالت میں سمجھا جائے گا۔ پھر انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی اَلَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ

میں غور کرتے ہیں (تو کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پالنے والے تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور آسمانوں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین کی پیدائش کے احوال اور قدرت رکھنے والا ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لئے البتہ نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے اور بیٹھتے اور

الْكِتٰبِ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنْ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَذٰى كَثِيْرًا وَّ اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ اُمُوْرٍ ۝۱۰۱

اور جو لوگ مشرک ہو گئے ان سے ضرور بہت سی ایذا کی باتیں سنو گے۔ اور

اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ اُمُوْرٍ ۝۱۰۱

اگر تم صبر کرو گے اور پرہیزگار رہو گے، تو یقیناً یہ بڑی جنت کے کاموں میں سے ہے۔ اور اوروہ

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اٰتَوْا الْكِتٰبَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ

وقت یاد کر جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جبکہ کتاب کی کئی تھی اس بات کا پختہ عہد لیا تھا کہ ضرور اس کو لوگوں

وَلَا تَكْتُمُوْهُ فَبَيَّنَّوْهُ وَّرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاَشْرَوْا بِهٖ

سے کھول کر بیان کرنا اور اسے نہ چھپانا۔ پھر انھوں نے اسے (عہد خدا کو) پس پشت ڈال دیا۔ اور اسے چھوڑی

ثَمَنًا قَلِيْلًا فَبَيَّنَّوْهُ وَّرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَاَشْرَوْا بِهٖ

قیمت پر بیچ لیا۔ پس کیا بڑا سودا ہے جو یہ خرید رہے ہیں۔ جو لوگ اس پر خوش ہیں جو کچھ

يَفْرَحُوْنَ بِمَا اٰتَوْا وَيُحِبُّوْنَ اَنْ يُحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا

انھوں نے کیا۔ اور چاہتے ہیں کہ ان کی اس کام پر بھی تعریف کی جائے جو انھوں نے نہیں کیا۔

فَلَا تَحْسَبْنَهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ان کی نسبت یہ گمان نہ کرنا کہ وہ عذاب سے بچیں گے۔ اور ان کیلئے دردناک

الْاَلِيْمُ ۝۱۰۲

عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے سب آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری

شَيْءٌ قَدِيْرٌ ۝۱۰۳

پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن

الْبَلِّ وَالنَّهَارِ لَاٰتٍ لِاُولٰٓئِی الْاَلْبَابِ ۝۱۰۴

کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لئے البتہ نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے اور بیٹھتے اور

اللّٰهُ قِيَمًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ

کروڑوں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور آسمانوں پر (لیٹے) اللہ کی پیدائش

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ

میں غور کرتے ہیں (تو کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پالنے والے تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے

نزل

میں غور کرتے ہیں (تو کہتے ہیں کہ) اے ہمارے پالنے والے تو نے یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ تیری ذات پاک ہے۔ اور آسمانوں پر (لیٹے) اللہ کو یاد کرتے ہیں۔ اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کے احوال اور قدرت رکھنے والا ہے۔ بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے اختلاف میں صاحبان عقل کے لئے البتہ نشانیاں ہیں۔ جو اٹھتے اور بیٹھتے اور

فَقَدْ عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ

پس ہمیں (جہنم کی) آگ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے پروردگار یقیناً تو جسے آگ میں داخل کرے تو نے وحییت

أَخْزَيْتَهُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنا سَمِعْنَا

اُسے ذلیل کیا ہے۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ اے ہمارے پروردگار ہم نے سنا کہ

مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۝ رَبَّنَا

والے کو سنا جو ایمان کے لئے پکارتا تھا کہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ۔ پس ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے پروردگار

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ

پس تو ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ اور ہماری برائیاں ہم سے دور کر۔ اور ہمیں نیکیوں کی ہمراہی میں

الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاتِّبْنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا

لے لے۔ اے ہمارے پروردگار اور ہمیں وہ عطا کر جس کا تو نے اپنے رسولوں کے ذریعہ ہم سے وعدہ کیا۔ اور

يَوْمَ الْقِيَمَةِ ۝ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ

ہمیں نہ ذلیل کر قیامت کے دن۔ بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ پس ان کے پروردگار نے اُنکی

رَبَّهُمْ أَنِّي لَا أَضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ

دعا قبول کر لی (اور فرمایا کہ) یقیناً میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے مرد یا عورت کا عمل ضائع

أَنْتَى بَعْضُكُمْ مِنْ بَعْضٍ فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَأُخْرِجُوا مِنْ

نہیں کرتا۔ کہ تم ایک دوسرے میں سے ہو۔ پس وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے

دِيَارِهِمْ وَأُودُوا فِي سَبِيلِي وَقَتَلُوا وَقَتِلُوا لَا كُفْرَانَ

نکالے گئے، اور وہ میری راہ میں تکلیف دیئے گئے۔ اور وہ لڑے اور قتل کئے گئے۔ میں ضرور ان کی

عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَا دُخْلَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

برائیاں ان سے دُور کر دوں گا اور ضرور انہیں داخل کر دوں گا جنتوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

الْأَنْهَارِ ثَوَابًا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَاللَّهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الثَّوَابِ ۝

یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بدلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں تو ایسا ہی بدلہ ہے۔

لَا يَغُرُّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ۝ مَتَاءٌ قَلِيلٌ

(اے رسول) وہ لوگ جو کافر ہو گئے انکا شہر میں آمد و رفت کرنا تجھے دھوکے میں نہ ڈالے۔ یہ تقویراً سا فائدہ ہے۔

تفسیر صفائی مندرجہ پر ہے کہ اوپر کی پانچ آیتوں میں لفظ ربنا کا بار بار آنا زیادہ گریہ و زاری پر دلالت کرتا ہے اور یہ بھی بتاتا ہے کہ یہ متقل مطالب ہیں۔ اور ان کی شان بڑی ہے۔ روایت میں وارد ہے کہ جس شخص کو کسی امر نے رنجیدہ اور غمگین کیا ہو اور وہ پانچ مرتبہ ربنا کہے تو جس چیز سے وہ ڈرتا ہو گا خدا اُس سے اُس کو نجات دے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیتیں نازل ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے لئے ویل ہے جو ان آیتوں کو توڑ دے لیکن مگر ان کے مطالب پر غور کریں۔ بعض من بعض :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر ہے کہ یہ اس شخص کے مرد عورت سے اور عورت مرد سے ہے یا اس لئے کہ وہ اپنی یعنی مرد اور عورت کی اصل ایک ہی ہے یا دین میں باہمی فطرت اتصال اور اتحاد و اتفاق اور طاعت کی وجہ ہو۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جناب اہم سلمہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت خدا نے ہجرت میں مردوں کا ذکر تو کیا ہے اور عورتوں کو چھوڑ دیا؟ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

لہ اوذوا فی سبیلی :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ قتال دین ہاجروا و اخراجوا من دیارہم سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ہیں۔ اور اوذوا فی سبیلی سے مراد حضرت عمار بن یاسر مراد ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری کلمہ حق کہنے پر مدینہ سے نکلے گئے۔ اور حضرت عمار بن یاسر کو حق بات کہنے پر سخت مار ماری گئی :-

لہ یغرنک :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر ہے کہ اس لفظ کا نیا ہری خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن مراد امت کے لوگ ہیں۔ روایت میں آیا ہے کہ بعض مسلمان مشرکوں کو فراخ دستی اور عیش کی حالت میں دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنان خدا تو یوں عیش کیا کریں اور ہم جہاد کا خدا بھوکے مریں۔ تب یہ آیت نازل ہوئی :-

جو اس بات کا قائل ہے وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ خداوند
ہے کہ وہ کہیں کہ آدم کے ایک جزو کا دوسرے جزو کے ساتھ
وقت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور فرشتوں کو ان کے سجدہ کا
اور ان کو حضرت آدم کی دونوں ٹانگوں کے درمیان جگہ دی
آدم کی خلقت نضر احد سے ہوئی ہے۔ آگے ارشاد ہے دخیل

جو اس بات کا قائل ہے وہ گویا اس کا بھی قائل ہے کہ خدا تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم کی پسلی کے سوا کسی اور طرح پیدا کرنے کی قدرت نہ تھی۔ اور وہ طعن و تشنیع کرنے والوں کو گفتگو کا موقع دیتا ہے کہ وہ کہیں کہ آدم کے ایک جزو کا دوسرے جزو کے ساتھ نکاح ہوا تھا۔ اس لئے کہ زوہر پسلی سے تھی۔ کیا ان لوگوں کی عقلوں پر پتھر چڑھ گئے ہیں۔ خدا ان سے سمجھے، پھر یوں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت آدم کو مٹی سے پیدا کیا اور فرشتوں کو ان کے سجدہ کا حکم دیا اور وہ سجدہ بھی کر چکے تو آدم پر نیند غاب کر دی گئی۔ پھر حضرت حوا کو اپنی قدرت سے اسی شان سے حضرت آدم کے واسطے پیدا کیا اور ان کو حضرت آدم کی دونوں ٹانگوں کے درمیان جگہ دی۔ مصلحت اس میں یہ تھی کہ عورت ہمیشہ مرد کی تابع رہے۔ یہ قول امام علیہ السلام اسی آیت سے مستنبط ہے۔ ارشاد ہے خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ آدم کی خلقت نفس واحد سے ہوئی ہے۔ آگے ارشاد ہے وَخَلَقَ مِنْهَا رَجُلًا۔ منہا میں ہا کی ضمیر مؤنث ہے۔ جو نفس کی طرف پھرتی ہے۔ جس سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے کہ جو نفس حضرت آدم کی خلقت ہوئی اسی نفس سے

وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ

عورتیں پھیلا دیں۔ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے واسطے تم آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے بچو۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱ وَآتُوا الْيَتَامَىٰ أَمْوَالَهُمْ

بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگران ہے۔ اور یتیموں کو ان کے مال دے دو۔

وَلَا تَتَّبِعُوا الْخَبِيثَ بِالطَّيِّبِ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَهُم إِلَىٰ

اور ناپاک کو پاک کیسے نہ بدلو۔ اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر مت

أَمْوَالِكُمْ إِنَّهُ كَانَ حُوبًا كَبِيرًا ۝۲ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا

کھاؤ۔ یقیناً یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اور اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم ظلم نہ کیوں کے

فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَشْنَىٰ وَثَلَّثَ

بارے میں انصاف نہ کر سکو گے، تو عورتوں میں سے جو تمہیں خوش لگیں دو دو اور تین تین اور

وَرُبْعٌ فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تَعْدِلُوا فَوَاحِدَةٌ أَوْ مَا مَلَكَتْ

چار چار سے نکاح کر لو۔ پھر اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ تم عدل نہ کر سکو گے تو (مکمل) ایک ہی ہو یا

أَيَّمَانُكُمْ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَلَّا تَعُولُوا ۝۳ وَآتُوا النِّسَاءَ صَدُقَتِهِنَّ

(لوٹدیاں) جو تمہاری ملکیت ہوں۔ یہ بات نا انصافی سے بچنے کیلئے زیادہ قریب ہے۔ اور عورتوں کو ان کے مہر بطور عطیہ

نَحْلَةً ۖ فَإِنْ طِبَّنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا

مے دو۔ پھر اگر وہ اس سے کچھ تمہیں خوشی سے دے دیں تو اسے خوشگوار مضمون ہونے والا سمجھ کر

مَرِيئًا ۝۴ وَلَا تَوْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ

کھالو۔ اور بے وقوفوں کو اپنے مال جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے (زندگی کے) قیام (کا سبب)

قِيمًا وَارْزُقُوهُمْ فِيهَا وَاكْسُوهُمْ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا

قرار دیا ہے نہ دو اور ان میں سے انہیں کھلاؤ اور انہیں پہناؤ، اور ان سے اچھی لہجہ باتیں

مَعْرُوفًا ۝۵ وَابْتَلُوا الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ

کرو۔ اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کی عمر کو پہنچیں۔ پھر اگر تم

أَنْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا

ان میں سے کافی سمجھ دیکھو، تو ان کے مال ان کے سپرد کر دو۔ اور ان (اموال) کو نقصان

لہ نحلہ۔

تفسیر قتانی مثلاً: پر کھالہ من لا یخفہ الفقیہ حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص کسی
عورت سے نکاح کرے اور اس کا مہر ادا کرنے کی نیت نہ
رکھتا ہو تو وہ شخص خود کے نزدیک زانی ہے۔ اور جناب
امیر المؤمنین سے مروی ہے کہ شرطوں کا پورا کرنا واجب ہے
ورنہ فرج حلال نہیں ہوتا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اس آیت میں خطاب اولیاء نکاح سے ہے
کہ جب وہ نکاح کرتے تھے تو مہر کا روپیہ خود دیا کرتے تھے
پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے روکا ہے۔

۱۔ ہنیئاً مرئياً۔

تفسیر قتانی مثلاً: پر ہے کہ ہنیئاً کے معنی ہیں
لذت میں اچھا اور مرئياً کے معنی ہیں خامیت میں
اچھا۔ اور جو انجام میں اچھا ہو۔ مضمون ہو جانے والا ہو۔
ایک روایت میں آیا ہے کہ لوگ اس بات کو
اچھا نہ سمجھتے تھے بلکہ گناہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص اپنی
زوجہ کو جو کچھ چکا ہوا اور وہ بخوشی اس میں سے کچھ
واپس کرنا چاہے تو اسے قبول کرے۔ اسی کے بارے
میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں ہے کہ ایک
شخص جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی خدمت میں

حاضر ہوا اور کہا کہ میرے پیٹ میں درد ہے۔ آپ نے
فرمایا کیا تیری زوجہ ہے؟ اس نے عرض کی ہاں! فرمایا کہ
اس کے مال میں سے جو اچھی شے ہو اس سے ہانگ لے۔

پھر اس سے شہد فرید۔ اس میں میتہ کا پانی ملا اور اسے پی
جا۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں پڑھا
ہے و انزلنا من السماء ماء مبارکاً کہ ہم نے آسمان

سے برکت والا پانی نازل کیا ہے۔ اور فرمایا یا محمد منیطنا
شباب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس یعنی شہد کی
مکتھیوں کے پیٹ سے مختلف رنگوں والی چیز نکلتی ہے

اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ نیز فرمایا فان طبن لکم
عن شئ منہ نفساً فکلوه ہنیئاً مرئياً کہ اگر وہ مال
میں سے کچھ تمہیں خوشی سے دے دیں تو اسے خوشگوار اور

مضمون ہو جانے والی سمجھ کر کھاؤ۔ پس جب برکت شفا اور
خوشگوار اور مضمون ہونے والی صفات جمع ہو جائیں۔ تو
انشاء اللہ شفا ہو۔ اس شخص نے اسی طرح کیا اور اللہ

ہو گیا۔

اَسْرَافًا وَبِدَارًا اَنْ يَّكْبُرُوا وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا

غری کر کے اور جلدی جلدی (اس خیال سے) نہ کھا جاؤ کہ یتیم بڑے ہو جائیں گے (تو حساب لیں گے) اور جو دار ہو تو

فَلَيْسَتْ عَفْوَ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ

اسے چاہئے کہ (یتیم کا مال کھانے سے) بچتا رہے اور جو شخص محتاج ہو اسے چاہئے کہ وہ دستور کے مطابق کھائے

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهَدُوا عَلَيْهِمْ وَكَفَى

پھر جب تم ان کی طرف ان کے مال سیر کرو تو ان پر (لوگوں کو) گواہ بنا لو۔ اور اللہ تعالیٰ کافی

بِاللهِ حَسِيبًا ۝ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ

ہے حساب لینے والا۔ جو کچھ والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں سے مردوں کیلئے کچھ حصہ ہے۔

الْاَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَ

اور جو کچھ ماں باپ اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں اس میں سے عورتوں کے لئے بھی کچھ

الْاَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ۝ نَصِيبًا مَّفْرُوضًا ۝ وَ

حصد ہے خواہ یہ مقدار ہو یا زیادہ (یہ) حصہ (دینا) واجب ہے۔ اور

اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُو الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينُ

جب تقسیم (کے وقت) پر قرابت والے اور یتیم اور مسکین حاضر ہو جائیں تو

فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا ۝ وَلْيَخْشَ

اس میں سے کچھ ان کو بھی دے دو۔ اور ان سے اچھی بات کرو۔ اور ان لوگوں کو

الَّذِينَ لَوْ تَرَكَوْا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَةً ضُعَفَاءَ فَوَا عَلَيْهِمْ

ڈرنا چاہئے جو اگر اپنے پیچھے کمزور بچے چھوڑ جاتے تو انہیں ان کے لئے خوف ہوتا۔

فَلْيَتَّقُوا اللَّهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

پس انہیں اللہ سے ڈرنا چاہئے اور وہ سیدھی بات کیا کریں۔ بے شک وہ لوگ جو

يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِي بُطُوْنِهِمْ

یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں لہٰذا سو اس کے نہیں ہے کہ وہ اپنے پیٹوں میں آگ کھاتے ہیں

نَارًا ۝ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ۝ يٰۤاَصْحٰبُ الْاَمْوَالِ اَلَا يُؤْصِيْكُمْ اللّٰهُ فِىْ اَوْلَادِكُمْ

اور متفرق رہو وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں تمہاری ملکہ اولاد کے بارے میں وصیت کرتا ہے۔

نزل

لہ اموال الیتمی :-
تفسیر متافی مستطاب پر بحوالہ کافی جناب امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ یتیم کا مال کھانیوالا اس حالت
میں قیامت کے دن آئے گا کہ اس کے پیٹ میں آگ
بھڑکتی ہوگی اور اس کے منہ سے شعلے نکلتے ہونگے
لوگ اس کو پہچان لیں گے کہ یہ ہے جس نے یتیم کا مال
کھا یا ہے۔

اور تفسیر قمری میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب مجھے معراج
ہوئی اور آسمان پر لے جایا گیا تو میں نے ایک گروہ
کو دیکھا کہ آگ ان کے پیٹوں میں ڈالی جاتی ہے اور
ان کی پشتوں سے نکل جاتی ہے۔ میں نے پوچھا، اے
جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ جبریل نے کہا، یہ وہ لوگ
ہیں جن کے بارے میں یہ آیت آئی ان الذین
یا کلون اموال الیتمی ظلمًا انما یا کلون فی بطونہم
نارًا

لہ یوصیکو :-

اس سورہ میں پہلے یتیموں کے احکام بیان ہوئے
پس اب وراثت کی تقسیم کے احکام بیان کئے ہیں۔ خدا
تعالیٰ نے متوفی کے جس قدر وارث ہو سکتے ہیں سب کے
حصے بتا دیئے ہیں۔ حکم یہ ہے کہ جب کوئی شخص مرد ہو یا
عورت، بمر جائے تو سب سے پہلے اس کی جائداد منقولہ اور
غیر منقولہ میں سے جو قریبی متوفی کے ذمہ ہو وہ ادا کیا
جائے گا۔ اور اس کی قریبی کے بعد اگر اس نے کوئی وصیت
کی ہو تو باقی مال کی ایک تہائی تک اس کی وصیت کے
مطابق صرف ہونا چاہئے۔ اس کے بعد جو بچ جائے،
وہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگا۔ ولدت دو سب سے ہو
سکتے ہیں :- (۱) نسبی راجبی۔ (۲) وراثت نسبی کے تین طبقہ :-
طبقہ اول :- ماں، باپ، اولاد۔

طبقہ دوم :- دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی، بہن،
اور ان کی اولادیں۔
طبقہ سوم :- چچا، بھوپھی، ماموں، خالہ اور ان کی
اولادیں۔

یہ یاد رہنا چاہئے کہ اگر پہلے طبقہ کے وارث موجود
ہوں تو دوسرے اور تیسرے طبقہ کے لوگ میراث نہیں
لیں گے۔ اسی طرح اگر دوسرے طبقہ والے لوگ موجود
ہوں تو تیسرے طبقہ والے محروم رہ جائیں گے۔
شوہر اور زوجہ ہر طبقہ کے ساتھ اپنا حق لے سکتے
ہیں۔ اور عیہی بھائی کی موجودگی میں پوری بھائی
بہن کو کچھ ملے گا۔

یہ سب وارث پھر دو طبقوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں :-

اول صاحب فرض :- یہ وہ ہیں جن کا حق وراثت قرآن مجید میں
دوم صاحب قداہت :- یہ وہ ہیں جنکی وراثت کا حق قرآن مجید میں
یہ بھی دس ہیں :- دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، بھوپھی اور ان کی اولاد، خالہ، ماموں اور ان کی اولاد۔
مستحق ہیں :- اول :- شوہر، جبکہ زوجہ اپنے بطن سے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ چھوڑے۔ دوم :- صرف بیٹی۔ سوم :- صرف ایک بہن خواہ عیہی ہو یا پدری۔ مثلث :- یعنی ایک تہائی ترکہ پانے کے شخص
مستحق ہیں :- اول :- میت کی ماں، جبکہ میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اور دوا زیادہ بھائی عیہی یا پدری نہ ہوں۔ دوم :- دوا دو سے زیادہ مادری بہن بھائی یا ان کی اولاد۔ مثلث :- یعنی دو تہائی ترکہ پانے کے

اول صاحب فرض :- یہ وہ ہیں جن کا حق وراثت قرآن مجید میں
دوم صاحب قداہت :- یہ وہ ہیں جنکی وراثت کا حق قرآن مجید میں
یہ بھی دس ہیں :- دادا، دادی، نانا، نانی، چچا، بھوپھی اور ان کی اولاد، خالہ، ماموں اور ان کی اولاد۔
مستحق ہیں :- اول :- شوہر، جبکہ زوجہ اپنے بطن سے اولاد یا اولاد کی اولاد نہ چھوڑے۔ دوم :- صرف بیٹی۔ سوم :- صرف ایک بہن خواہ عیہی ہو یا پدری۔ مثلث :- یعنی ایک تہائی ترکہ پانے کے شخص
مستحق ہیں :- اول :- میت کی ماں، جبکہ میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد اور دوا زیادہ بھائی عیہی یا پدری نہ ہوں۔ دوم :- دوا دو سے زیادہ مادری بہن بھائی یا ان کی اولاد۔ مثلث :- یعنی دو تہائی ترکہ پانے کے

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ

کر ایک لڑکے کیلئے دو لڑکیوں کے برابر حصہ ہے۔ پھر اگر لڑکیاں دو سے زیادہ ہوں تو ان کے لئے ترکہ

فلهن ثلثا ما ترک وان كانت واحدة فلها النصف

کا دو تہائی حصہ ہے۔ اور اگر وہ (لڑکی) ایک ہی ہو تو اس کے لئے (ترکہ کا) نصف (حصہ) ہے

وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ

اور اس (متوفی) کے ماں باپ میں سے ہر ایک کے لئے ترکہ میں چھٹا حصہ ہے اگر وہ (متوفی) صاحب

كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَةُ أَبَوَيْهِ فَلِأُمِّهِ

اولاد ہے۔ پھر اگر وہ (متوفی) صاحب اولاد نہیں اور اس کے وارث اس کے ماں باپ ہی ہیں

الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ

تو اس کی ماں کیلئے تیسرا حصہ ہے۔ پس اگر اس (متوفی) کے بھائی ہیں تو جو وصیت متوفی کر گیا اس کی تعمیل اور ادا کر دے قرض

وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٌ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ

کے بعد اس (متوفی) کی ماں کیلئے چھٹا حصہ ہے۔ تمہارے باپ (اور) ماں (اور) بہنوں اور تمہارے بیٹے (اور) سوتیلے

أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَعًا فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ

تم نہیں جانتے کہ ان میں سے فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے کون تم سے زیادہ نزدیک ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر شدہ ہے

عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہاری بیویاں چھوڑ جائیں اس میں سے تمہارے لئے نصف

إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهِنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمْ الرُّبْعُ

حصہ ہے، بشرطیکہ ان کی کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر ان کی اولاد ہو تو جو وہ چھوڑ جائیں ان میں سے جو

مِمَّا تَرَكَنَّ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِيْنَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ

وصیت وہ کر جائیں اس کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد تمہارے لئے جو بچتا ہے۔ اور ان عورتوں

الرُّبْعُ مِمَّا تَرَكَتُمْ إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ

کیلئے بھی جو بچتا ہے جو تم چھوڑ جاؤ بشرطیکہ تمہاری کوئی اولاد نہ ہو۔ پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو جو کچھ

فَلَهُنَّ الثَّمَنُ مِمَّا تَرَكَتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا

تم چھوڑ جاؤ اس میں سے ان کیلئے جو وصیت وہ کر جائیں اس کی تعمیل اور قرض کی ادائیگی کے بعد آنکھوں کا حصہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اقل۔ شوہر جبکہ زوجہ اپنی نسل سے اولاد چھوڑے۔ دوم۔
زوجہ اپنے شوہر کے متروکہ میں سے جبکہ شوہر اولاد نہ چھوڑے
خواہ اسی زوجہ کے بطن سے ہو یا کسی دوسری کے۔

سُدُس۔ یعنی چھٹا حصہ۔ یہ تین وارثوں کا حصہ ہے۔

اقل۔ ماں باپ جبکہ میت نے اولاد یا اولاد کی اولاد

چھوڑی ہو۔ دوم۔ ماں جبکہ میت دو بھائی یا زیادہ

یا ایک بھائی اور دو بہنیں اور چار بہنیں چھوڑے۔ اور

میت کا باپ موجود نہ ہو۔ سوم۔ ایک مادری بہن یا

بھائی۔ ثمن۔ یعنی آنکھوں کا حصہ۔ یہ زوجہ کا حصہ ہے

خواہ ایک ہو یا زیادہ۔ جبکہ میت اولاد یا اولاد کی اولاد

چھوڑے۔ خواہ وہ اولاد موجود نہ ہو بلکہ نسل اور بطن سے

ہو یا کسی اور زوجہ سے۔

یہ کل چھ حصے ہیں جو سہام ارث کہلاتے ہیں۔

وراثت میں جس قدر مال کا کوئی مستحق ہوتا ہے اس

مال کو سہم کہتے ہیں۔ اس سے زیادہ تفصیل کی یہاں

گنجائش نہیں۔ ضرورت ہو تو فقہ کی کتابیں ملاحظہ کی

جائیں۔

أَوْ دِينَ ط وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَّةً أَوْ امْرَأَةً وَلَهُ

ہے ۔ اور اگر کوئی مرد یا عورت جس کی میراث تقسیم ہوتی ہو، باپ بیٹا نہیں لے اس کا

آخَرُ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا

ایک (اخینائی، بھائی یا بہن) ہو سہ تو ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے۔ پس اگر دو سے زیادہ

أَكْثَرُ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةِ

ہوں تو بعد تعمیل وصیت جو کی گئی ہو اور ادائے قرض ایک تہائی میں وہ سب شریک ہیں۔

يُوصَى بِهَا أَوْ دِينَ غَيْرِ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ

(بشرطیکہ وہ وصیت) وارثوں کو نقصان پہنچانے والی نہ ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے وصیت ہے۔ اور اللہ

عَلِيمٌ حَلِيمٌ ۱۳ تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

تعالیٰ سب کچھ جانتے والا اور بار ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدیں ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا

يَدْخُلْهُ جَنَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

اللہ تعالیٰ اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جسکے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۴ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور جو خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا، اور

يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ يَدْخُلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ

اسکی (مقرر کی ہوئی) حدوں سے بڑھ جائے گا وہ (اللہ) اسے (جہنم کی) آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس

مُهِينٌ ۱۵ وَالَّتِي يَأْتِيَنَّ الْفَاحِشَةُ مِنْ نِسَائِكُمْ

کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ اور تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کریں سہ تو تم ان پر اپنیوں

فَاسْتَشْهِدُوا عَلَيْهِنَّ أَرْبَعَةٌ مِّنْكُمْ فَإِنْ شَهِدُوا

میں سے چار کی گواہی طلب کرو۔ پس اگر وہ گواہی دے دیں،

فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتَّى يَتَوَقَّعَهُنَّ الْمَوْتُ أَوْ

تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو تاہنگہ ان کو موت پہنچا پورا لے لے۔ یا

يَجْعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا ۱۶ وَالَّذِينَ يَأْتِيَنَّهَا مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ ان کیلئے کوئی راہ بنا دے گا۔ اور تم میں سے جو دو (بے حیائی) کریں،

لہ کَلَّةٌ۔

تفسیر صفائی منگنا پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کَلَّةٌ سے مراد وہ مرد یا عورت ہے جس کے نہ بیٹا بیٹی باقی رہیں نہ ماں باپ۔ اور اس کے بھائی بہن وارث ہوں۔ خواہ وہ حقیقی ہوں یعنی ایک ہی ماں اور باپ سے یا علاقائی ہوں یعنی باپ ایک ہی ہو مگر ماں الگ الگ۔ یا اخینائی یعنی ماں ایک ہی ہو مگر باپ مختلف ہوں۔

لہ اخ و اخوت۔

تفسیر صفائی منگنا پر ہے کہ ان سے مراد وہ بھائی یا بہن ہیں جو اخینائی ہوں۔ یعنی ان کی ماں ایک ہی ہو لیکن باپ مختلف ہوں۔

لہ الفلحشة۔

تفسیر صفائی منگنا پر ہے کہ اسے زنا اس لئے کہا گیا کیونکہ اس کی بدکاری اور برائی زیادہ کھلی کھلی ہے۔

لہ سبیلہ۔

تفسیر صفائی منگنا پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت والہی باتیں الفاحشة فسوس ہے کسی نے پوچھا کہ کیونکر فسوس ہے؟ تو فرمایا کہ پہلے جب کوئی عورت بدکاری کرتی تھی اور چار گواہ اس کی گواہی دیتے تھے تو وہ ایک مکان میں بند کر دی جاتی تھی وہ نہ تو کسی سے بات کر سکتی تھی اور نہ کوئی اس سے بات کر سکتا تھا۔ نہ ہی کوئی اس کے پاس اٹھا بیٹھتا تھا۔ اس کے پاس صرف کھانا اور پانی پہنچا دیا جاتا تھا اور وہ اسی طرح مرجاتی تھی۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یا تو وہ مرجائیں۔ یا اللہ تعالیٰ ان کے لئے کوئی راستہ بنا دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سنگساری اور کوڑے لگانے کی سزا مقرر کر دی کہ صاحب شوہر زوجہ تو سنگسار کی جائے اور بغیر شوہر والی کوڑے لگائے جائیں۔



فَاذْهَبَا^{٢٤} فَإِنْ تَابَا^{٢٥} وَأَصْلَحَا^{٢٦} فَأَعْرِضُوا عَنْهُمَا^{٢٧} إِنَّ

توان دونوں کو سزا دو۔ پس اگر وہ توبہ کریں اور اصلاح کر لیں تو ان دونوں سے روگردانی کرو۔ بیشک

اللَّهُ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيمًا ﴿١٦﴾ إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ

اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کر نیوالا نہایت مہربان ہے۔ ماسوا اسکے تمہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توبہ (قبول کرنے)

يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَرْجِعُونَ مِنْ قُرْبٍ فَأُولَٰئِكَ

کا ذمہ صرف انہی لوگوں کیلئے ہے جو نادانی کے سبب بُرائی کرتے ہیں لہٰذا پھر قریب ہی تو یہ کہتے ہیں لہٰذا پھر

يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝١٤ وَلَيْسَتْ

آنہی کی توبہ اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور ان لوگوں

التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ

کیلئے تو۔ جبہیں ہے جو بدیاں کرتے چلے جاتے ہیں ، یہاں تک کہ ان میں سے کسی ایک کو موت

السَّوْتُ قَالَ إِنِّي تَبَّتُ النَّجَّ وَلَا الَّذِينَ يَسُوتُونَ وَهُمْ

آجائے (تو) وہ کہے کہ میں نے اب توبہ کر لی اور ان لوگوں کیلئے (توبہ ہے) جو کفر کی حالت میں مر جاتے ہیں۔

كُفَّارٌ أُولَئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٨﴾ يَأَيُّهَا الَّذِينَ

ان لوگوں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کیا جو ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو

اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَاءَ كَرِهًا ۖ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ

یہ بھاری لٹے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ۔ اور نہ انھیں اس عرض سے

لَتَذْهَبُوا بِبَعْضِ مَا اتَّبَعْتُمُوهُمْ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ

روکے رکھو کہ جو کچھ تم نے انکو دیا تھا اسکا کچھ جھٹلے لو۔ سوائے (اس حالت کے) کہ وہ کھلے بے حیائی

مُبَيَّنَةٌ وَعَاثِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى

کریں۔ اور ان کے ساتھ اچھی طرح معاشرت کرو۔ پھر اگر تم ان کو ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ

أَنْ يَكْرَهُوا شَيْئًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا ۝^{١٩} وَإِنْ

تم کسی چیز کو ناپسند کرو ، اور اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے بہت خوبی رکھی ہو۔ اور اگر

أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مِّمَّا كَانَ زَوْجٌ وَأَنْتُمْ أَحَدُهُنَّ

ایک عورت کو دوسری عورت سے تبدیل کرنے کا ارادہ کرلو۔ اور مہنے ان میں سے ایک کو بہت

وَنُزِّلُ

مُتَلَمِّسٌ - نَكَرٌ - اَللَّهُ اَتَمُّ عِلْمٍ - عَظِيمٌ - يَكْفِي قَوْلُكُمْ رَوْقٌ - يَكْفِي قَوْلُكُمْ رَوْقٌ - يَكْفِي قَوْلُكُمْ رَوْقٌ

ہوا تو اس کے لہانہ یا اللہ! میری عزت اور سمت لی سمجھ! میں فرزندِ آدم کو اس وقت تک نہ چھوڑوں گا جب تک کہ اس

ت اور کھمت کی قسم! میں بھی آپسے بندہ سے اس وقت تک توبہ کو باز نہ رکھوں گا، جب تک کہ اس کی ساسن الٹی نہ پلٹے۔

پہنچ جائے (اس وقت انھوں نے اپنے ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف اشارہ فرمایا) اس وقت عالم سلیپے ہو رہے ہیں، پھر یہی

اسے یہی حدیث سقویں ہے مگر اس نے احمیں اتنا زیادہ ہے، مگر حایل کی تو یہ اس وقت بھی بول ہو جائے گی۔ یہ معنی کے بعد

یہ سبب یہ ہو سکتا ہے کہ موت کی مستائیاں دیکھ کر اس کو زندگی سے مایوسی ہو جاتی ہے، بخلاف جہاں کے کہ جہنم اس کو



(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جائے۔ پھر سینہ تک پہنچے۔ اور آخر میں حلق تک۔ تاکہ
مرنے والے کو اس بات کی مہلت ملے کہ وہ اپنا دل خدا
کی طرف متوجہ کرے اور وصیت کر سکے۔ اور فرشتہ کو
دیکھنے سے پہلے ہی توبہ کر لے۔ اور صاحبان حقوق سے
حقوق بخشوا سکے۔ اور اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکے۔ اور دم
نکلنے تک اس کی زبان پر ذکر خدا ہے کہ اس صورت
میں خاتمہ بالآخر ہونے کی امید ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے لطف
و کرم سے سب مومنوں کو ایسی ہی موت نصیب کرے
آمین۔ (تمام ہوا قول صاحب تفسیر صفائی کا) ۶

(حاشیہ صفحہ ۱۷)

لہ الا ما قد سلف۔

تفسیر صفائی میں اس پر کچھ اور تفسیر قتی امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمانہ
جاہلیت میں عرب کے قبیلوں کا یہ قاعدہ
اور دستور تھا کہ جب کسی شخص کا کوئی نزدیکی
رشتہ دار مر جاتا۔ اور اپنی زوجہ چھوڑ جاتا، تو وہ
شخص اس عورت پر اپنا کپڑا ڈال دیتا۔ چونکہ اس کے
مرنے والے خاوند نے باقاعدہ مہر ادا کر کے اس سے
نکاح کیا ہوتا تھا تو جس طرح یہ رشتہ دار اس کے اولاد
کا وارث ہوتا ہے ہی متونی کی زوجہ کا بھی وارث بن
جاتا تھا۔ چنانچہ جب ابوالقیس بن الاشلت مر گیا، تو
اس کے بیٹے محض نے اپنے باپ کی زوجہ (کبیشہ بنت
معمر بن معبد) کے سر پر کپڑا ڈالا اور اس کا مالک بن گیا
مگر تو اس کے پاس آتا جاتا اور نہ ہی اسے نان و نفقہ
دیتا۔ پس وہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں شکایت لے کر آئی، کہ یا رسول اللہ!
ابوالقیس بن الاشلت مر گیا اور اس کا بیٹا محض میرے
نکاح کا مالک ہو گیا۔ لیکن نہ تو وہ میرے پاس آتا جاتا
ہے اور نہ روٹی کپڑا دیتا ہے۔ نہ مجھ کو کرتا ہے کہ میں
اپنے بیٹے کی جلاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت تو اپنے گھر چلی جا، اگر اللہ
تعالیٰ نے کچھ حکم دیا تو میں تجھ کو اطلاع دوں گا۔ چنانچہ
یہ آیت نازل ہوئی: وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ
مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً
وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا اس حکم کے بموجب وہ آزاد
ہو کر اپنے بیٹے کی جلاؤں گئی۔ مگر یہ منورہ میں اور بھی بہت
سی عورتیں ایسی تھیں جن کے نکاح کے وارث اور
لوگ ہو گئے تھے۔ فرق اتنا ہی تھا کہ نکاح کبیشہ کا وارث
اس کے خاوند کا بیٹا تھا۔ اسلئے دوسرا حکم یہ نازل ہوا

یا ایہا الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ۶
تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی، جس نے
ایک عورت کو صرف اسلئے روک رکھا تھا کہ جب یہ مر جائے تو اس کے مال کا وارث میں بن جاؤں، حالانکہ اس کو اور کوئی ضرورت نہ تھی ۶
۷ بنا تک: تفسیر تہذیبی وی یہ ہے یہ اراد لعل کل الشئی تسبیہا الیک بالولادة بلاجة اور درجات باناث اودن کوم والکلام فی ان اطلاق لفظ البنت علی بنت البنت حقیقة
او مجازا کہما نر فی الامہات (غرائب القرآن جلد ۱ ص ۸۸) ترجمہ: بنات سے مراد ہر صنف نازک سے، جس کا نسب بغیر تک پہنچتا ہے۔ ایک پشت یا چند پشت کے فاصلہ سے اور
وختری ہو یا پسر۔ جس طرح مال اور دوا دی پڑ دوا دی اقبالت میں داخل ہیں۔ اسی طرح بیٹی، نواسی، کنواسی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ بنات میں داخل ہیں۔ لہذا قل بناتک کہنا خصوصی غلط ہے ۷

قُطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا ۱۱ اَتَاخُذُوْنَهُ بُهْتَانًا وَاِمَّا

مال دیا ہو تو اس میں سے کچھ نہ لینا۔ کیا تم اسے بہتان لگانے یا غلط نظر رکھنا

مُبِينًا ۱۲ وَكَيْفَ تَأْخُذُوْنَهُ وَقَدْ أَفْضَى بَعْضُكُمْ إِلَى

کے لیتے ہو۔ اور تم اسے کیوں کر لو گے۔ حالانکہ تم ایک دوسرے سے خلوت کر چکے ہو،

بَعْضٌ وَاخَذَنَّ مِنْكُمْ مِّثَاقًا غَلِيظًا ۱۳ وَلَا تَنْكِحُوا

اور وہ عورتیں تم سے پکا عہد لے چکی ہیں۔ اور نہ نکاح کرو تم ان عورتوں

مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ كَانَ

سے جنکے ساتھ تھا سے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں، سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا ہے۔ بیشک وہ بے حیائی

فَاحِشَةٌ وَمَقْتًا ۱۴ وَسَاءَ سَبِيلًا ۱۵ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ

اور اللہ کی اناراضگی کی بات، اور بڑا راستہ تھا۔ تم پر حرام کی گئی ہیں تمہاری

أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ

مائیں، اور تمہاری بیٹیاں، اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور

الْأَخَوَاتُ وَبَنَاتُ الْأَخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ

بھتیجیاں اور بھانجیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا، اور تمہاری

مِّنَ الرِّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي

دودھ شریک بہنیں اور تمہاری ساسیں اور تمہاری بے پالکیں جو تمہاری گودوں میں

حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَّمْ

ان بیویوں (کے بطن) سے ہوں جن کے ساتھ تم صحبت کر چکے ہو۔ پس اگر تم ان کے

تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ

ساتھ صحبت نہ کر چکے ہو، تو پھر تم پر کوئی حرج نہیں۔ اور تمہارے اُن

أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ

بیٹوں کی ازواج جو تمہاری صلب سے ہوں (تم پر حرام ہیں) اور یہ رہی حرام ہر اکہ تم ایک وقت میں نہ بہنوں

الْأَخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۱۶

کو جمع کرو۔ سوائے اس کے جو پہلے ہو چکا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

نازل

یا ایہا الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرها ۶
تفسیر مجمع البیان میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی، جس نے
ایک عورت کو صرف اسلئے روک رکھا تھا کہ جب یہ مر جائے تو اس کے مال کا وارث میں بن جاؤں، حالانکہ اس کو اور کوئی ضرورت نہ تھی ۶

۷ بنا تک: تفسیر تہذیبی وی یہ ہے یہ اراد لعل کل الشئی تسبیہا الیک بالولادة بلاجة اور درجات باناث اودن کوم والکلام فی ان اطلاق لفظ البنت علی بنت البنت حقیقة
او مجازا کہما نر فی الامہات (غرائب القرآن جلد ۱ ص ۸۸) ترجمہ: بنات سے مراد ہر صنف نازک سے، جس کا نسب بغیر تک پہنچتا ہے۔ ایک پشت یا چند پشت کے فاصلہ سے اور
وختری ہو یا پسر۔ جس طرح مال اور دوا دی پڑ دوا دی اقبالت میں داخل ہیں۔ اسی طرح بیٹی، نواسی، کنواسی، پوتی، پڑپوتی وغیرہ بنات میں داخل ہیں۔ لہذا قل بناتک کہنا خصوصی غلط ہے ۷

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 5 & 6

Page 105 - 156

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ

اور بیابنا عورتیں (بھی تم پر حرام ہیں) سوائے ان عورتوں کے جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہو جائیں (انکا

اللہ علیکم وَاٰحِلَّ لَكُمْ مَا وَّرَاءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ

حرام ہونا) اللہ نے تمہارے ذمہ لکھ دیا۔ اور اس کے سوا تمہارے لئے سب حلال کی گئی ہیں کہ تم اپنے مالوں سے

مُحْصِنٰتٍ غَيْرِ مُسْفِحِيْنَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ

پاکدامنوں کی خواہش نگاری کرو نہ زنا کاری کی سہ پھر ان میں سے جن سے تم متعلقہ نہ ہو سہ

فَاَتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً مَّا وَّلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِیْهَا

تو ان کے مقدر کئے ہوئے مہر دے دو۔ اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد اگر آپس میں تم (کچھ بھی نہ ہو)

تَرْضٰیْتُمْ بِهِ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

راضی ہو جاؤ تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے سہ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کو جاننے والا بہت

حَكِيْمًا ۝۳۳ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَّتٰكُمُ الْمُحْصَنٰتُ

حکمت والا ہے۔ اور جو شخص تم میں سے اتنا مقدر نہ رکھتا ہو کہ وہ پاکدامن مومنہ عورتوں سے نکاح کرے

الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْۢ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ

تو وہ ان مومنہ لونڈیوں سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہوں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِنْۢ بَعْضٍ فَاَنْكِحُوْهُنَّ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو خوب جانتا ہے۔ تم ایک دوسرے میں سے ہو۔ پس ان کے نکاح ان کے

بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ

مالکوں کی اجازت سے کرو، اور ان کے مہر ان کو اچھے طریقے سے دے دو۔ وہ عفت والی ہوں

غَيْرِ مُسْفِحٰتٍ وَلَا مُتَّخِذٰتِ اٰخٰدَانٍ فَاِذَا اُحْصِنَ

نہ کہ زنا کار، اور نہ ہی چھپے یا رانے کا ٹھکانے والیاں سہ پس جب وہ نکاح میں آجائیں،

فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلٰی الْمُحْصَنٰتِ

پھر اگر وہ کوئی بدکاری کریں، تو ان کی سزا آزاد عورتوں کی سزا سے نصف ہے۔

مِنْ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۚ وَاَنْ

یہ ان کے لئے ہے جو تم میں سے زنا سے ڈرے۔ اور یہ کہ

نزل ۱

۱۰ اَیْمَانُكُمْ:

ایمان، یمن کی جمع ہے۔ یمن کے معنی اصل میں تو اپنے ہاتھ کے ہیں، اور مجازاً قسم کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں جو عہد سے مسلمانوں کے قبضہ میں قیدی بن کر آئیں۔ اور ان کے خاوند کا فریوں۔ (تفسیر صافی ص ۱۱۱)

۱۱ بِاَمْوَالِكُمْ:

تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم اپنے مالوں کو ان کے حق مہر یا قیمت ادا کرنے میں خرچ کرو۔ محصنین، احسان سے ہے جس کے معنی عفت ہیں۔ اور مسفحین، سفاح سے جو زنا کے مترادف ہے۔

۱۲ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ:

یہ آیت متعہ کے حلال ہونے پر واضح دلالت کرتی ہے۔ چنانچہ شیعہ اور سنی سب کی کتب احادیث اور تفاسیر میں یہی لکھا ہے کہ متعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں حلال تھا اور صحابہ کرام متعہ کرتے رہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے وقت بھی متعہ رائج رہا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں اسے حرام قرار دے دیا۔ کتب فریقین سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى، چنانچہ کتب شیعہ میں سے تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ اِلَى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاَتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً۔ پس جن عورتوں سے تم نے متعہ کر لیا ایک مدت معین تک تو انہیں ان کے مقرر کئے ہوئے مہر دے دو۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؐ اس آیت کو اسی طرح پڑھا کرتے تھے۔ تفسیر صافی میں یہ بھی ہے کہ عامر نے بھی صحابہ کی ایک جماعت سے یہی روایت کی ہے۔

متعہ نکاح کی ایک قسم ہے جس کے تمام احکام نکاح دائمی ہی کی طرح ہیں۔ سوائے اس کے کہ متعہ میں مدت مقرر نہ کی جاتی ہے اور نکاح دائمی میں مدت معین نہیں ہوتی۔ باقی سب احکام اسی طرح کے ہیں۔ مثلاً جس طرح نکاح میں صیغہ پڑھا جاتا ہے اور زن و مرد کا ایجاب و قبول ہوتا ہے، اسی طرح متعہ کا بھی صیغہ پڑھا جاتا ہے اور اس میں بھی نکاح دائمی کی طرح ایجاب و قبول ہوتا ہے۔ مہر بھی معین ہوتا ہے۔ مدت متعہ گزر جانے کے بعد ممتنعہ عورت بھی مطلقہ عورت کی طرح عدت میں بیٹھتی ہے۔ ممتنعہ کے بطن سے جو اولاد پیدا ہو وہ نکاح دائمی کی عورت کی طرح وراثہ میں حصہ لیتی ہے۔ متعہ بازاری عورت کا

کروہ ہے۔ پاکدامن اور مومنہ عورت سے مستحب ہے جبکہ اس میں وہی شرائط پائی جائیں جو نکاح دائمی کیلئے ہوتی ہیں۔ مثلاً اس عورت کا عدۃ طلاق یا عدۃ وفات میں نہ ہونا وغیرہ تفصیل کیلئے دیکھو کتب فقہ کے تراجم بہ۔ تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مدت متعہ دونوں کے درمیان معین ہو گئی تھی جب وہ گزر جائے تو کچھ برج نہیں کہ تم دونوں مل کر مدت صیغہ کو پڑھاؤ۔ یہ کہہ کر اسْتَحْلَلْتُمْ بِاِحْبَابِیْ اُخْرَیْنِ نے انہیں ایک اور مدت کے لئے ملال کر لیا۔ لیکن تمہارے غیر کیلئے اس عورت سے متعہ جائز نہیں ہے جب تک کہ مدت گزر نہ جائے۔ اور وہ عفت

میں ہے۔

۱۳ اَخْدَانٍ: چھپے یا رانے کے معنی۔ خدات کی جمع ہے۔ خدات کا استعمال مذکر اور مؤنث دونوں میں ہوتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، ج ۳ ص ۴۳) ۱۴

تَصْبِرُوا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٢٥﴾ يُرِيدُ اللَّهُ

تم صبر کرو (توبہ) تمھارے لئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ خدا ارادہ کرتا ہے

لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ

کہ تمھارے لئے تم سے پہلے والوں کے طریقے کھول کر بیان کر دے ، اور تمھاری

يُتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ

توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ

يُتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا

تمھاری توبہ قبول کرے۔ اور وہ لوگ جو خواہشوں کے پابند ہیں ارادہ کرتے ہیں کہ تم بہت بڑی گجروی اختیار

مِيلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ

اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ تمھارا بوجھ ہلکا کر دے۔ اور انسان کمزور

الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا

پیدا کیا گیا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم اپنے مالوں کو آپس

أَمْوَالِكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ

میں باطل طریقوں سے نہ کھاؤ۔ سوائے اس کے کہ تمھاری باہمی رضامندی سے

تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ

تجارت ہو۔ اور تم اپنے آپ کو قتل نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحم

رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ عُدُوًّا وَظُلْمًا فَسَوْفَ

کرنے والا ہے۔ اور جو شخص زیادتی اور ظلم سے ایسا کرے گا تو ہم اُسے جلدی ہی جہنم کی آگ میں

نُصْلِيهِ نَارًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾ إِنْ

جھجھکیں گے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ اگر تم

تَحْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ

ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو۔ جن سے تمھیں منع کیا گیا ہے تو ہم تم سے تمھاری چھوٹی برائیوں کو دور کر

وَنُدْخِلْكُمْ مَدْخَلًا كَرِيمًا ﴿٣١﴾ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ

دینے کے۔ اور تمھیں عزت کی جگہ داخل کر دیں گے۔ اور تم میں سے بعض کو بعض پر جو زیادتی خدا نے

ع

لہ بالباطل۔

باطل کے معنی غلط، ناسحق، بھوٹ، حق کی نقیض اور ضد ہیں۔ جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے اسی کو باطل کہتے ہیں۔

(لغات القرآن لغاتی جلد ۳ ص ۱۱۱)

اور تفسیر صفائی مشائخ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں باطل سے مراد سودا، قمار، کسی کا حق کم کرنا اور ظلم ہے۔

۲۵ تجارۃ۔

تفسیر صفائی مشائخ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس سے وہ عریذ و فروخت مراد ہے جو حلال طریق سے کی جائے۔

۲۶ لا تقتلوا انفسکم۔

تفسیر صفائی مشائخ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوات میں ایک شخص ایسا بھی جاتا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بغیر کبلا ہی دشمن پر حملہ کر دیا کرتا تھا۔ اس سے خدا نے منع فرمایا کہ بغیر حکم رسول خدا کے اپنی جان کو قتل کے خطرہ میں نہ ڈالو۔

اور اسی تفسیر صفائی میں تفسیر عیاشی کے حوالہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ مسلمان ان دشمنوں پر گروہوں اور غاروں میں داخل ہو کر حملہ کر دیا کرتے تھے جس سے دشمن ان پر قابو پا کر انھیں قتل کر دیا کرتا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں منع کر دیا کہ گروہوں اور غاروں میں داخل ہو کر دشمن پر حملہ نہ کیا کریں۔

۲۷ کبائر۔

تفسیر صفائی مشائخ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کبائر کون کون سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے عذاب جہنم کا وعدہ فرمایا ہے کبیرہ ہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی آیت کے بارے میں منقول ہے کہ ہر وہ فعل جس پر خدا نے آتش جہنم کو واجب کیا ہے، گناہ کبیرہ ہے۔

کافی اور ثواب الاعمال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ گناہان کبیرہ سات ہیں۔ (۱) قتل نفس (بطریق حرام) (۲) حقوق والدین (۳) سود خوری (۴) ہجرت کرنے کے بعد بلا غدار اپنی جگہ پلٹ آنا (۵) عقیقہ عورت پر بہتان باندھنا (۶) یتیم کا مال کھانا (۷) جہاد کی نیت سے لکھنے کے بعد بھاگ جانا۔

اور اسی تفسیر صفائی میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ گناہان کبیرہ کی تعداد سات سو تک پہنچتی ہے۔

اللَّهُ بِهِ بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوا

دی ہے اس کی تمنا نہ کرو۔ مردوں کا حصہ اس میں ہے جو انھوں نے کمایا۔

وَاللِّسَاءِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُوا اللَّهَ مِنْ فَضْلِهِ

اور عورتوں کا حصہ اس میں سے ہے جو انھوں نے کمایا۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۳۲ وَلِكُلِّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا

بیشک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے اور ہم نے ہر ایک کو وارث قرار دیا اس چیز

تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ ۝ وَالَّذِينَ عَقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ

میں جو والدین یا قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ اور وہ لوگ جن سے تمھارے ہاتھوں نے عہد باندھا ہے کہ

فَاتَوْهُمْ نَصِيبُهُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۳۳

تو ان کا حصہ ان کو دے دو۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔

الرِّجَالُ قَوْمُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى

مرد عورتوں پر حاکم ہیں۔ اس فضیلت کے سبب سے جو اللہ نے ایک کو دوسرے پر

بَعْضٌ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ فَالصَّالِحَاتُ قِنْتُ

دی ہے۔ اور اپنے مالوں سے خرچ کرنے کے سبب سے۔ پس نیک عورتیں منبردار ہیں۔

حَفِظَتْ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللَّهُ ۝ وَالَّتِي تَخَافُونَ نُشُوزَهُنَّ

اور پیچھے چھپیے ان چیزوں کی حفاظت کرنے والیاں ہیں، جنکی خدائے حفاظت کی اور وہ عورتیں جنکی نافرمانی کا تم کو خوف

فَعِظُوهُنَّ وَاهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوهُنَّ فَإِنْ

سبو، تو انھیں نصیحت کرو، اور انھیں خوابگاہوں میں چھوڑے رکھو۔ اور انھیں مارو۔ پھر اگر

أَطَعَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا ۝ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا

انھوں نے تمھاری اطاعت کر لی تو تم ان کے خلاف کوئی راہ نہ ڈھونڈو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بزرگ (اور) نیک

كَبِيرًا ۝ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ

برتر ہے۔ اور تمھیں ان دونوں کے درمیان نا اتفاقی کا خوف ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے

أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنَّ يُرِيدَ آصْلَاحًا يُوفِّقُ

بیشک دو اور ایک منصف عورت کے خاندان سے۔ اگر یہ دونوں اصلاح چاہیں گے اللہ تعالیٰ ان دونوں کے

۱۔ عقدت ایمان کو۔

تفسیر صفائی میں ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ پہلے کوئی کوئی
مرد کسی اور مرد سے عقد اخوت ان لفظوں میں کر لیتا تھا:
دعی دملک وهدمی دملک وهدمی حربک وهدمی
سلمک وشرثنی وادثلک وعتقل عنی واعقل
عنک۔ یعنی میرا خون تیرا خون ہے اور میرا دغیہ تیرا
دغیہ ہے۔ اور میری لڑائی تیری لڑائی ہے۔ اور میری صلح
تیری صلح ہے۔ تو میرا وارث ہے میں تیرا وارث ہوں
گا۔ اور تو میری طرف سے دیت دے گا،

۲۔ میں تیری طرف سے دیت دوں گا۔ پس جو
شخص اس طرح کی علف سے علف ہو جاتا
تھے تو ان کو میراث کا پچھنا حصہ ملتا تھا۔
۳۔ مگر خداوند تعالیٰ کے اس قول وادلو الابرار حاکم
بعضہم اولیٰ ببعض سے یہ نسخہ ہو گیا ہے

۴۔ قواموں۔

تفسیر صفائی میں ہے کہ مردوں کی حکومت عورتوں
پر اسی طرح ہے جس طرح کہ حاکم کی حکومت اپنی رعیت
پر ہوتی ہے۔
۵۔ بہما فضل اللہ۔

تفسیر صفائی میں ہے کہ عورتوں پر مردوں کی فضیلت
کا سبب مردوں میں عقل کا کمال ہونا۔ حسن تدبیر،
اعمال اور طاعت میں زیادہ قوت کا ہونا۔ اور ان کو
اپنے مال سے نفقہ دینا اور مہر ادا کرنا ہے۔

اور علل الشرائع میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھا گیا کہ مردوں کی فضیلت عورتوں پر کیلئے
فرمایا کہ جو پانی کی فضیلت زمین پر ہے مگر زمین پانی کی
وجہ سے زندہ ہے۔ اور عورتوں کی زندگی مردوں کے
سبب سے ہے۔ اگر مرد نہ ہوتے تو عورتیں پیدا ہی نہ
کی جاتیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا ۝۳۵ وَاعْبُدُوا

در میان موافقت پیدا کردے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا خبردار ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی ہی

اللَّهُ وَلَا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِ

عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔ اور

الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَ

قربداروں اور یتیموں اور مسکینوں اور قریب قرار شدہ ہمسایہ اور

الْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۚ وَمَا

اجنبی ہمسایہ ملہ اور پہلو کے ساتھ اور مسافروں کے ساتھ (بھی) اور ان کے

مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَلًا

ساتھ (بھی نیکی کرو) جو تمہارے ہاتھوں کی ملکیت ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اکڑنے والے ٹھکر کرنے والے کو دوست

فَخُورًا ۝۳۶ وَالَّذِينَ يَبِخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ

نہیں رکھتا ملہ۔ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں ملہ اور

يَكْتُمُونَ مَا أَنشَأَ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ

جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے فضل سے دیا ہے اسے چھپاتے ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا

عَذَابًا مُّهِينًا ۝۳۷ وَالَّذِينَ يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِئَاءَ

عذاب تیار کیا ہے۔ اور وہ لوگ اپنے مالوں کو لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔

النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ

اور اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور وہ جسکا

يَكُنِ الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۝۳۸ وَمَا ذَا عَلَيْهِمْ

ساتھی شیطان ہو جائے تو وہ بہت بُرا ساتھی ہے۔ اور ان کا کیا نقصان ہوتا

لَوْ آمَنُوا بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَانْفَقُوا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللَّهُ

اگر وہ اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لے آتے، اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انھیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَكَانَ اللَّهُ بِهِمْ عَلِيمًا ۝۳۹ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

اور اللہ تعالیٰ ان کو خوب جاننے والا ہے۔ یستینا اللہ تعالیٰ ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کرتا۔

لَهُ الْجَارِ الْجُنُبِ ۝

تفسیر صفائی مشافہہ ایرجیہ کافہ امام محمد باقر علیہ السلام

سے مروی ہے کہ ہمسایہ کی حد کسی شخص کے گھر کے آگے

پہنچے وائیں بائیں چالیس گھروں تک ہے۔ اور امام جعفر

صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی گھر سے آگے پیچھے وائیں بائیں چالیس

گھروں تک پڑوسی ہیں۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا رزق کو زیادہ کرتا ہے

اور بے والوں کی عمر بڑھتی ہے۔ اور مکان کی آبادی بڑھتی ہے

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہمسایوں کے ساتھ اچھا برتاؤ

کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انہیں تکلیف دینے سے رک

جھاؤ بلکہ یہ ہے کہ ان کی تکلیف برصبر کرو۔ اور آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ ہمسایہ تین قسم کے ہیں:

ایک ہمسایہ وہ ہے جس کے تین حقوق ہیں (۱) حق ہمسائیگی

(۲) حق قربت (۳) حق اسلام۔ اور ایک وہ ہمسایہ ہے

جس کے دو حق ہیں (۱) حق ہمسایہ (۲) حق اسلام۔ اور

ایک وہ ہمسایہ ہے کہ اس کا ایک ہی حق ہے اور وہ ہے

حق ہمسائیگی۔ اور وہ مشرک ہے۔ اہل کتاب میں سے

ملہ محتالہ۔

تفسیر صفائی مشافہہ پر ہے کہ اس سے مراد ایسا عجبتر

کرنے والا ہے جو اپنے عزیزوں، پڑوسیوں، اور

ساتھیوں پر ناک مشہر چڑھاتا ہو اور ان کی طرف التفات

نہ کرتا ہو۔

ملہ بالبخل۔

تفسیر صفائی مشافہہ پر من لا یحضرہ العقیب

کے حوالہ سے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کہ وہ شخص بخیل نہیں ہے جو اپنے مال سے

فرض شدہ زکوٰۃ ادا کر دے، اور اپنی قوم کو عطیات

دے اور اس کے علاوہ بھی خرچ کرے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے، کہ بخیل وہ ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہو اس

میں بخیلی کرے۔ شیعہ وہ شخص ہے جو اس میں بخیلی

کرے جو لوگوں کے پاس ہو، اور اس میں بھی جو اس

کے اپنے پاس ہو۔ اور جو کچھ وہ لوگوں کے پاس دیکھے

یہ تمنا کرے کہ یہ بھی اسے ہی مل جائے، خواہ حلال طریق

سے یا حرام طریق سے، اور جو کچھ اسے اللہ نے دے رکھا

ہو اس میں قناعت نہ کرے۔

وَأَنْ تَكُ حَسَنَةً يُضَعِفُهَا وَيُؤْتِ مِنْ لَدُنْهُ أَجْرًا

اور اگر کچھ نیکی بھی ہوئی ہے تو وہ اس کو دگنا کر دیتا ہے۔ اور اپنی جناب سے بہت بڑا اجر

عَظِيمًا ۳۱ فَكَيْفَ إِذَا جُنْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَ

حزینا ہے۔ پس (اس وقت) کیا حال ہوگا، جبکہ ہم ہر ایک امت سے ایک گواہ لائیں گے اور

جُنْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا ۳۲ يَوْمَئِذٍ يُودُّ الَّذِينَ

(اے محمدؐ) تجھے ان پر گواہ لائیں گے اے جن لوگوں نے کفر کیا، اور

كَفَرُوا وَعَصَوُا الرَّسُولَ لَوْ تُسَوَّى بِهِمُ الْأَرْضُ وَ

رسول کی نافرمانی کی، وہ اس دن چاہیں گے کہ کاش اُن پر زمین برابر کر دی جائے۔ اور

لَا يَكْتُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا ۳۳ يُأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا

وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات بھی نہ چھپا سکیں گے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم نماز کے قریب

الصَّلَاةِ وَأَنْتُمْ سُكَرَىٰ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ وَلَا

نہ جاؤ، جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو کہ تمنا ایک تم جو کچھ کہتے ہو اُسے سمجھنے لگو۔ اور نہ حالت

جُنُبًا إِلَّا عَابِرِي سَبِيلٍ حَتَّى تَغْتَسِلُوا وَإِنْ كُنْتُمْ

جنابت میں (مسجد میں داخل ہو) سوائے اس کے کہ راہ کے گزرنے والے ہو، جب تک کہ غسل نہ کرو۔ اور اگر تم

مَرَضَىٰ أَوْ عَلَى سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَايَةِ أَوْ

بیمار ہو، یا سفر میں ہو، یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے، یا

لَسْتُمْ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

تم نے عورتوں سے جماع کیا ہو، پھر تمہیں پانی نہ ملا ہو، پس تم پاک مٹی سے تیسم کر لو۔

فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا

بھرتم اپنے چہروں کے بعض حصوں کا مسح اور ہاتھوں کے کچھ حصوں کا مسح کر لو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا درگزر کرنے والا

غَفُورًا ۳۴ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ

اور بخشے والے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا، جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا۔

يَشْتَرُونَ الضَّلَالَةَ وَيُرِيدُونَ أَنْ تَضِلُّوا السَّبِيلَ ۳۵

وہ گمراہی کو خریدتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم بھی راستہ بھٹک جاؤ۔

مَنْ

اور اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا کہ تم نماز میں کھڑے ہو جبکہ تم نشہ میں ہو۔ اور فرمایا کہ سکاری سے مراد نیند ہے۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکر سے مراد نیند ہے۔ اور تفسیر

عیاشی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اور اسی تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے

فرمایا کہ سکاری سے مراد نیند کا نشہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمہیں یہ فرماتا ہے کہ جب تم ایسی نیند طاری ہو کہ جو کچھ تم اپنے رکوع، سجود اور تکبیروں میں کہو اُسے سمجھ نہ سکو تو نماز کے نزدیک نہ جاؤ اور ایسا نہیں ہے جیسا

کہ اکثر لوگ بیان کرتے ہیں کہ مومن شراب کے نشہ میں مست ہوتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ مومن نہ شراب پیتا ہے نہ نشہ میں مست ہوتا ہے۔ مترجم :- ان شیعوں اور شیعی روایات اور اہل سنت سے

ثابت ہو کہ سکاری و ونوں قسم میں شامل ہے۔ نیند کی غفلت کا نشہ ہو یا شراب کا۔ اس لئے میں نے ترجمہ میں صرف "نشہ" لکھا ہے۔ خواہ وہ ونوں میں سے کسی سبب سے ہو۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قول سے یہ

ثابت ہو کہ سکاری و ونوں قسم میں شامل ہے۔ نیند کی غفلت کا نشہ ہو یا شراب کا۔ اس لئے میں نے ترجمہ میں صرف "نشہ" لکھا ہے۔ خواہ وہ ونوں میں سے کسی سبب سے ہو۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قول سے یہ

۱۰ ہوا کہ شہید ۱۱ :- تفسیر صفائی منہ پر کافی کے

حوالہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہ

آیت امت محمدی علیہ السلام کے حق میں خصوصیت کے

ساتھ نازل ہوئی ہے۔ ہر قرن میں ان میں سے ایک امام

ہوگا جو ان کے اعمال اور افعال کی شہادت دے گا۔

اور جناب محمد مصطفیٰ علیہ السلام ہم پر گواہ ہونگے

۱۲ شکر ہے :- یہ لفظ شکر سے ہے جس کے معنی

مست ہونے کے ہیں۔ سکاری کے معنی نشہ میں

مست۔ اس بارے میں اختلاف کیا گیا ہے کہ سکر

سے اس آیت میں کیا مراد ہے۔ حضرت ابن عباسؓ

مجاہد، ابراہیم اور قتادہ نے شراب کا نشہ بیان کیا ہے۔

مجاہد اور قتادہ نے یہ بھی کہا ہے کہ شراب کی حرمت نے اس

حکم کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ضحاک نے کہا ہے کہ

اس سے خاص طور پر نیند کا نشہ مراد ہے۔

ابو بکر جصاص کہتے ہیں کہ سکر میں صحیح تاویل یہ

ہے کہ یہ شراب کا نشہ ہے۔ اس کی دو وجوہ ہیں

ایک یہ کہ سونے والے کو اور جس کی آنکھوں میں

نیند بھری ہو اُسے سکران نہیں کہا جاتا، اور

جو شراب میں مست ہو اُس کو حقیقت میں سکران کہا

جاتا ہے۔ اس لئے لفظ کو حقیقت پر معمول کرنا ضروری ہے۔

اور بغیر کسی مطالب کے مجاز کی طرف پھیرنا ناہنجیں۔

دوسری وہ روایت جو سفیان نے عطاء بن السائب سے

بواسطہ عبد الرحمن حضرت علی علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ

ایک انصاری نے کچھ لوگوں کی دعوت کی۔ پھر انھوں نے

مے نوشی کی۔ پھر حضرت عبدالرحمن بن عوف نماز مغرب

کے لئے کھڑے ہوئے اور قتل یا یاھا انکفرون کی تلاوت

کی تو مشابہہ گئے لگا، اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا: لا

تقرءوا الصلوة وانتھم سکران نزدیک نہ جاؤ تم نماز

کے جس وقت تم نشہ میں ہو۔ یہ اہلسنت کے طریق پر بیان

ہوا (احکام القرآن جلد ۲ صفحہ ۲۳۵) بحوالہ لغات القرآن کافی

(ندوة المصنفین جلد ۲ صفحہ ۲۳۵)۔

اور بطریق شیعہ تفسیر صفائی منہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ عیدہ میں سکر

سے مراد شراب کا نشہ ہے۔ پھر شراب کے حرام ہونے سے

یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور اسی طرح روایت عامہ میں ہے

کہ یہ اُس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جس نے اپنے نشہ

کی حالت میں نماز میں اعباد ما تعبدون بڑھادی۔ عباد

تفسیر صفائی کہتا ہے کہ سکاری سے نیند یا شراب کا شمار مراد ہے۔

کافی۔ عل الشرائع اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا تم نماز میں کس شدی اؤ گھ

اور بوجھل سے نہ کھڑے ہو، کیونکہ یہ نفاق کے قریب ہو رہا ہے

اور تفسیر

عیاشی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکر سے مراد نیند ہے۔ اور تفسیر

عیاشی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ سکر سے مراد نیند ہے۔ اور تفسیر

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَائِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَكَفٰى بِاللّٰهِ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سرپرست کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی مددگار

نَصِيْرًا ۴۵) مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ

کافی ہے۔ جو لوگ یہودی ہو گئے ان میں سے بعض (خدا کے) کلموں کو ان کی جگہوں سے پھیر

مَوَاضِعِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَاسْمِعْ غَيْرَ مَسْمُوعٍ

دیتے ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی۔ اور تو سن (وہ باتیں) جو سننے کے لائق

وَرَاعِنَا لِيَّا بِالسِّنِّيْمِ وَطَعْنَا فِي الدِّيْنِ وَلَوْ اَنَّهُمْ

تھیں اور اپنی زبانیں میرے پھیر کر اور دین میں طعن کرنے کی غرض سے کہتے ہیں ہماری رعایت کر۔ اور اگر وہ کہتے کہ

قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاَسْمِعْ وَاَنْظُرْنَا لَكَ اِنْ خَيْرًا لَّهُمْ

ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اور آپ سنیں اور ہماری حالت پر نظر کیجئے، تو ان کے لئے یہ بات بہتر

وَاَقُوْمَ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا

اور سیدھی بھی ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے کفر کے سبب ان پر لعنت کی پس وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر

قَلِيْلًا ۴۶) يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اصْنَوْا بَمَا نَزَّلْنَا

تھوڑے۔ اے وہ لوگو! جنہیں کتاب دی گئی ہے۔ اس پر ایمان لاؤ جو کچھ ہم نے نازل

مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلُ اَنْ تَطِيْسَ وُجُوْهُكُمْ فَرَدًّا

کیا ہے جو تصدیق کرتا ہے اسکی جو تمہارے پاس ہے پیشتر اسکے کہ ہم پہلے مشاڈ الیں لے پھر ہم انکو پشت

عَلٰى اَدْبَارِهَا اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّا اَصْحٰبَ السَّبْتِ وَكَانَ

کی طرف پھیر دیں یا ان پر ایسی لعنت کریں جیسی ہم نے اصحاب سبت پر لعنت کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ

اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۴۷) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ

کا کام ہو کر رہے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں معاف کرتا اگر اس کے ساتھ شریک کیا جائے۔ اور

مَا دُوْنَ ذَلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ

اسکے سوا جو کچھ ہو وہ جسکو چاہے بخش دیتا ہے لے اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کیا، اس نے

اَفْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ۴۸) اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ

یقیناً بہت بڑا گناہ افتری کیا۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے آپ کو پاک قرار دیتے ہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۹)

۴۵) امسحوا: تم مسح کرو۔ تم ملو (نقش) مسح سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۳۹)

(حاشیہ صفحہ ۱۹)

۴۵) نطس:

یہ لفظ طمس سے ہے جس کے معنی ناپید کرنا، مٹانا، گم کرنا، جوڑے اکھاڑ ڈالنا، دودھ دیکھنا، دودھ ہونا وغیرہ ہیں۔ بعض مترجمین نے اس کا ترجمہ بگاڑ دیں کیا ہے۔ جو لغت کے لحاظ سے درست نہیں، کیونکہ بگاڑنا اور بے مشابہ کرنا اور گم کرنا اور بے۔ دیکھو لغت کی کتاب بیان اللسان ص ۳۳۳۔ لغات القرآن الموسومہ ریاض القرآن، باب تون مع طاء مشددة۔ منتخب (لغات ص ۳۳۳)۔

اور تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر ہے الطمس ازالة الصورة کہ طمس کے معنی صورت کو مٹا دینے کے ہیں ۴۵) دون ذلك لمن يشاء:

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں گناہان کبیرہ کی معافی کی بھی کوئی گنجائش ہے۔ فرمایا کہ ہاں ہے۔ اللہ تعالیٰ اگر چاہے ان پر عذاب کرے اور اگر چاہے انہیں معاف کر دے۔ اور اسی کتاب میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں ہے کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر کوئی مومن حالت ایمان میں قوت ہو جائے۔ اور اس پر تمام اہل زمین کے گناہوں جتنے گناہ ہوں تو بھی اس کی موت اس کے ان گناہوں کا کفارہ ہو جائے گی۔ پھر فرمایا کہ جس نے خلوص کے ساتھ کالہ الا اللہ کہا اور وہ شریک سے بری ہو اور وہ دنیا سے ایسی حالت میں نکلے کہ اس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ گردانا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (اور اس پر بڑھایا) من شيعتك ومحببك يا اعلیٰ۔ یعنی یہ جو خدا نے فرمایا ہے کہ شریک کے سوا جسے چاہے اللہ تعالیٰ بخش دے تو یا علی وہ لوگ تمہارے شیعوں اور محبتوں میں سے ہوں گے۔ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! کیا وہ میرے ہی شیعوں میں سے ہوں گے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں اور قسم ہے پروردگار عالم کی وہ تمہارے ہی شیعوں میں سے ہوں گے ۴۵)

بَلِ اللَّهِ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝۴۰ اُنْظُرْ

بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک قرار دیتا ہے اور ان پر دھاکہ برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ دیکھو تو وہ

كَيْفَ يَقْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَفَى بِهِ إِثْمًا مُّبِينًا ۝

اللہ تعالیٰ پر کیسے جھوٹ باندھتے ہیں، اور صریح گناہ کیلئے ہی کافی ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ

کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا۔ وہ جبت لے اور طاغوت پر

وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلَاءِ أَهْدَى

ایمان لاتے ہیں۔ اور جو کافر ہو گئے ان سے کہتے ہیں کہ یہ ان لوگوں سے جو ایمان لائے، زیادہ

مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝۴۱ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

سیدھے راستہ پر ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے،

وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فْلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا ۝۴۲ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ

اور جس پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے پھر تم اس کا ہرگز کسی کو مدد نہ دلاؤ یا تو گے۔ کیا ان کیلئے سلطنت میں

مِنَ الْمُلْكِ فَإِذَا لَا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝۴۳ أَمْ يَحْسَدُونَ

کچھ حصہ ہے۔ (اگر ہے) تو لوگوں کو کچھ بھی کھلی کے شکاف بھر دے گی، ان کے لئے کیا وہ لوگوں سے اس پر

النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ

لے حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل سے دیا ہے۔ یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو

إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكًا عَظِيمًا ۝۴۴

کتاب اور حکمت عطا فرمائی۔ اور انہیں ایک بہت بڑی سلطنت دی گئی۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ۖ وَكَفَى

پھر ان میں سے کچھ تو اس پر ایمان لے آئے اور ان میں سے کچھ اس سے رک گئے۔ اور ان کیلئے جہنم

بِجَهَنَّمَ سَعِيرًا ۝۴۵ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ

کی دہشتی ہوئی آگ کافی ہے۔ بیشک وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا، جلد ہی ہم انکو

نُصْلِيهِمْ نَارًا ۚ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا

آگ میں جھونکیں گے۔ جب ان کی کھالیں گل جائیں گی تو ہم ان کی اور کھالیں بدل دیں گے۔

۱۔ جبت۔

وہ چیز جس میں کوئی فائدہ نہ ہو۔ (اقریب)۔

۲۔ نقیرا۔

بعض مترجمین نے اس لفظ کے معنی فدہ بھر،

اور بعض نے تل برار کئے ہیں۔ لیکن لغت میں

اس کے معنی کچھور کی گھٹلی کے درمیان جو شکاف

ہوتا ہے، وہ آئے ہیں۔ اس لئے میں نے یہی ترجمہ

اختیار کیا ہے۔ ملاحظہ ہو لغت کی کتاب منتخب اللغات ص ۹۹۔

بیان اللسان ص ۹۹۔ لغات القرآن الموصوفہ ریاض القرآن



۳۔ اور تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر اس لفظ کے معنی یوں لکھے ہیں

والنقیر النقطة التي في وسط التواء، یعنی نقیر سے

مراد وہ شکاف ہے جو کچھور کی گھٹلی کے درمیان ہوتا ہے۔

اور کافی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ

امام محمد نصیب من الملک سے مراد امامت اور خلافت

ہے۔ اور الناس سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں مراد لیا ہے۔ اور

نقیر سے مراد وہ شکاف ہے جو کچھور کی گھٹلی کے درمیان

ہوتا ہے۔ نقطہ کے معنی اتصال المخطوط یعنی جنکشن

آئے ہیں۔ دیکھئے لغت کی کتاب بیان اللسان ص ۹۹

اور یہی شکاف ہے۔

۴۔ يحسدون الناس۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر کافی اور تفسیر عیاشی کے حوالہ

سے لکھا ہے کہ آئمہ علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ وہ محمود

ہم ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے

ان کو اپنا فضل عطا کیا ہے یعنی درجہ امامت۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ اس آیت میں الناس سے مراد نبی صلی

اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۵۔ ملکا عظیما۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے

کہ کچھ عین نہیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ اس قدر عطا فرمائے جتنا

کہ آل ابراہیم کو اس لئے کہ وہ ان کے بنی عم ہیں۔

اور کافی اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے مروی ہے کہ اس آیت میں الکتاب سے مراد نبوت

اور الحکمة سے فہم اور عقل۔ اور ملکا عظیما سے

طاقت واجبہ ہے۔

اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے رسول، انبیاء اور

امام بنائے۔ پھر وہ کس طرح آل ابراہیم میں تو اس کا اقرار

کرتے ہیں لیکن آل محمد میں انکار کرتے ہیں۔ نیز فرمایا ملکا

عظیم سے مراد یہ ہے کہ ان میں امام بنائے جس نے ان کی اطاعت کی اس نے دراصل خدا کی اطاعت کی اور جس نے ان کی نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی پس یہی ملکا عظیم ہے کہ ان میں امام بنائے جس نے ان کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔

۱۱۲ غیرہا۔

تفسیر صفاتی مثلاً پر احتجاج طبری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ابن ابوالعویاء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے کہ غیر کا گناہ کیا ہے۔ فرمایا کہ واسطے جو تھوڑے کہ وہ وہی رہی ہے۔ اور وہ اس کا غیر بھی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھے دنیا کی کسی شے سے مثال دے کر سمجھاؤ۔ آپ نے فرمایا: اچھا کیا تو نہیں دیکھتا کہ ایک آدمی مٹی کی کوئی چیز بنا تا ہے پھر اسے توڑ کر اسی مٹی سے دوسری چیز بنا لیتا ہے تو وہی چیز عین بھی ہے اور غیر بھی۔

۱۱۳ اولی الامر منکم۔

تفسیر صفاتی مثلاً پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے خاص طور پر ہم مراد لئے گئے ہیں اور تمام مومنین کو قیامت تک کیلئے ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے پوچھا کہ وہ اوصیاء کون ہیں جن کی اطاعت فرض ہے۔ فرمایا: وہی ہیں جنکے بارے میں خدا نے یہ آیت نازل کی ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا انما ولیکم اللہ ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوة ویتؤتوا الزکوۃ وہم راکعون۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام ابی طالب، حسن اور حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ پس کہا گیا کہ لوگ یہ کہتے ہیں: کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضرت علی اور آپ کے اہل بیت کا نام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ نماز کا حکم نازل ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے تین رکعتوں والی اور چار رکعتوں والی کا نام نہیں لیا، تا انکہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان لوگوں کے لئے اس کی تفسیر کی اور زکوۃ کی ادائیگی کا حکم نازل ہوا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ چالیس درہموں میں سے ایک درہم دینا ہے رسول خدا نے اس کی تفسیر کی سچ کا حکم نازل ہوا لیکن ان سے یہ نہیں کہا گیا کہ طواف سات مرتبہ کرنا ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوئی۔

اور یہ حضرت علی و حسن و حسین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔ تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تفسیر کر کے لوگوں کو سمجھا دیا۔ اسی طرح آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نازل ہوئی۔

اسلام کے بارے میں فرمایا من کنت مولاه فعلی مولاه (جسکایں ماکم ہوں یہ علی بھی اسکا ماکم ہے) نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تم سب کو خدا کی کتاب اور اپنے اہلبیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ میں نے خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ان دونوں میں جہنمی نہ ڈالو۔ تا انکہ انھیں حوض کوثر تک پہنچا دو۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ نیز آنحضرت نے فرمایا کہ لوگو! تم میرے اہلبیت کو تعلیم نہ دو اسلئے کہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ نیز فرمایا کہ میرے اہلبیت تم لوگوں کو باب ہدایت سے ہرگز ہرگز باہر نہ کریں گے اور باب ضلالت میں کبھی داخل نہ کریں گے۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے ہوتے اور یہ نہ بتاتے کہ ان کے اہلبیت کون ہیں تو اس وقت مناسب تھا کہ آل فلان اور آل فلان یہ دعویٰ اپنے لئے پیش کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی کی تصدیق کیلئے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی انما یرید اللہ لیزہب عنک الرجس اهل البیت ویطہرکم یطہیرا۔ اس وقت علی المرتضیٰ، حسن، حسین اور فاطمہ حضرت ام سلمہ کے گھر موجود تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو پہنچا دیا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے خاص طور پر ہم مراد لئے گئے ہیں اور تمام مومنین کو قیامت تک کیلئے ہماری اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔

غیرہا لیدووا العذاب ان الله کان عزیزاً حکیماً

۱۱۴ تاکہ وہ عذاب چھٹس۔ بیشک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

والذین امنوا وعلوا الصلحت سندخلهم جنت

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، عنقریب ہم انکو جنتوں میں داخل کریں

تجری من تحتها الانهر خلدین فیہا ابدا لهم

گئے، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ ان کے لئے

فیہا ازواج مطہرة وندخلهم ظللا ظلیلاً

اس میں پاک بیویاں ہوں گی، اور ہم انھیں گھنے سایوں میں داخل کریں گے۔ بیشک

الله یامرکم ان تؤدوا الامنت الی اہلہا واذ حکمتکم

تھیں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ امانتیں ان کے مالکوں کو پہنچا دو۔ اور جب تم لوگوں کے

بین الناس ان تحکموا بالعدل ان الله نعیما یعظمکم

درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جس بات کی تمھیں نصیحت کرتا ہے وہ بہت

یہ ان الله کان سمیعاً بصیراً

ہی اچھی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ ہر بات کا سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان

امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

لاچکے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور انھی جو تم میں اللہ کے رسول کے ہیں

فان تنازعتم فی شئ فردوہ الی الله والرسول ان

پس اگر تم کسی بات میں جھگڑا کرو تو اسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم

کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر ذلک خیر و احسن

اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی سب سے بہتر اور اچھی تامل

تاویلہ الم تر الی الذین یزعمون انہم امنوا بما

ہے۔ (اے رسول!) کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جو یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا وہ

انزل الیک وما انزل من قبلك یریدون ان یتحاکموا

اس پر ایمان لائے ہیں اور جو کچھ تم سے پہلے نازل کیا گیا اس پر بھی (اور) چاہتے ہیں کہ وہ اپنا باہمی جھگڑا

نزل

نیز یہ بھی فرمایا کہ میں تم سب کو خدا کی کتاب اور اپنے اہلبیت کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ میں نے خدا تعالیٰ سے یہ درخواست کی تھی کہ ان دونوں میں جہنمی نہ ڈالو۔ تا انکہ انھیں حوض کوثر تک پہنچا دو۔ پس اللہ تعالیٰ نے میری یہ دعا قبول فرمائی۔ نیز آنحضرت نے فرمایا کہ لوگو! تم میرے اہلبیت کو تعلیم نہ دو اسلئے کہ وہ تم سے زیادہ عالم ہیں۔ نیز فرمایا کہ میرے اہلبیت تم لوگوں کو باب ہدایت سے ہرگز ہرگز باہر نہ کریں گے اور باب ضلالت میں کبھی داخل نہ کریں گے۔ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے ہوتے اور یہ نہ بتاتے کہ ان کے اہلبیت کون ہیں تو اس وقت مناسب تھا کہ آل فلان اور آل فلان یہ دعویٰ اپنے لئے پیش کرتے مگر اللہ تعالیٰ نے تو اپنے نبی کی تصدیق کیلئے اپنی کتاب میں یہ آیت نازل فرمائی انما یرید اللہ لیزہب عنک الرجس اهل البیت ویطہرکم یطہیرا۔ اس وقت علی المرتضیٰ، حسن، حسین اور فاطمہ حضرت ام سلمہ کے گھر موجود تھے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو پہنچا دیا۔

إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ

طاغوت کی طرف لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اس سے کفر کریں۔ اور شیطان تو یہ ارادہ کرتا ہے

أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۶۰ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَىٰ

کہ وہ انہیں بھٹکا کر دور کی گمراہی میں ڈال دے۔ اور جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنَافِقِينَ يَصُدُّونَ

جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اور رسول کی طرف۔ تو تم دیکھتے ہو کہ منافق تم سے منہ موڑ کر ٹک جاتے

عَنْكَ صُدُّوهُمْ ۝۶۱ فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا

ہیں۔ پھر کیا حالت ہوگی جبکہ ان پر ان کے اپنے ہاتھوں سے آگے بھیجی ہوئی

قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ثُمَّ جَاءُوكَ يَحْلِفُونَ ۝۶۲ بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا

مصیبت آپڑے گی۔ پھر وہ تیرے پاس اللہ کی قسمیں کھاتے ہوئے آئیں گے کہ ہمارا ارادہ تو سوائے

إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا ۝۶۳ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا

نیکی اور آپس میں غلاب کرانے کے اور کچھ نہ تھا۔ یہ لوگ وہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے

فِي قُلُوبِهِمْ ۝۶۴ فَأَعْرَضَ عَنْهُمْ وَعِظُهُمْ وَقُلْ لَهُمْ

دلوں میں ہے۔ پس (اے رسول) تو ان سے منہ پھیر لے اور انہیں نصیحت کر۔ اور انکے دلوں تک

فِي أَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝۶۵ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا

پہنچنے والی بات ان سے کہو۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا اس لئے کہ خدا کے

لِطَآءٍ بِإِذْنِ اللَّهِ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

حکم کے بموجب اس کی اطاعت کی جاتے۔ اور اگر یہ لوگ اسی وقت جبکہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تہا

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ

پاس آتے، پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کیلئے بخشش طلب کرتا، تو یہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ

تَوَابًا رَحِيمًا ۝۶۶ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ

قبول کریں والا اور بہت مہربان پاتے۔ پس (اے رسول) اور تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ کبھی مومن نہ ہوں گے

فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا

جب تک کہ ان جھگڑوں میں جو انکے درمیان پڑے ہیں تمہیں منصف نہ بنالیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس سے اپنے دلوں میں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۱۲

یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے اہل بیت میں سے نہیں ہوں؟
فرمایا: تمہارا انجام بخیر ہوگا۔ لیکن میرے اہلبیت اور گرامی
منزلت صرف یہی ہیں۔

اور عیاشی نے اپنی تفسیر میں آل فلان سے قبل
آل عباس اور آل عقیل زیادہ کیلے۔

تفسیر صفائی میں اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں بے شمار
احادیث اور روایات لکھی ہیں۔ یہاں ان سب کے درج
کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۱۳

۱۔ اِذَا ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۱۱۲ پر بخوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام
سے منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس جگہ جناب امیر المومنین
علیہ السلام کو مخاطب کیا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت ولو
انهم اذ ظلموا سے لے کر فیما شجر بینہم سے وہ
معادہ مراد ہے جو ان منافقوں نے باہم کیا تھا کہ اگر
محمدؐ کو خدا نے موت دی تو اس امر کو ہم بنی ہاشم میں نہ
جانے دیں گے۔ پھر حضرت نے آگے تلاوت فرمائی۔ ثم
لا یجدوا فی انفسہم حرجاً مما قضیت اور یہ فرمایا
کہ خواہ تم ان کے قتل کا فیصلہ کر دیتے یا عفو کا۔ پھر
یسلووا تسلیماً پڑھ کر ختم کر دیا۔

قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ

تنگی نہ پائیں۔ اور تمہیں ایسا مان لیں جو تمہیں کا حق ہو۔ اور اگر ہم ان پر یہ منسوخ کر دیتے کہ اپنے

اَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ أَوْ اَخْرَجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ

نفسوں کو مار ڈالو۔ یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ۔ تو ان میں سے بہت کمزوروں کے سوا

مِنْهُمْ وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ

کوئی ایسا کرتا۔ اور اگر وہ اسی طرح کرتے جو انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو یہ بات ان کیلئے بہت اچھی اور

وَ أَشَدَّ تَثْبِيتًا ۝ وَإِذَا لَا تَأْتِيهِمْ مِنْ لَدُنَّا أَجْرًا عَظِيمًا ۝

بہت زیادہ ثابت قدمی کا باعث ہوتی۔ اور اس وقت ہم انہیں اپنے پاس سے بہت بڑا بدلہ دیتے۔

وَلَهْدَيْنَاهُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

اور ضرور ہم انہیں سیدھی راہ تک پہنچا دیتے۔ اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرے گا۔

فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ

تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے کہ بعض نبیوں میں سے ہیں اور بعض صدیقوں

وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ۝ ذَٰلِكَ

میں سے اور بعض شہیدوں میں سے اور بعض صالحین میں سے۔ اور وہی لوگ فاقہ کیلئے سب سے اچھے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ

الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ عَلِيمًا ۝ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

کی طرف سے فضل ہے۔ اور سب کچھ جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔

خُذُوا حِذْرَكُمْ فَانفِرُوا ثُبَاتٍ أَوْ انفِرُوا جَمِيعًا ۝ وَإِن

اپنی حفاظت کا سامان کرو۔ پس تم گروہ گروہ ہو کر کوچ کرو۔ یا اکٹھے ہی نکل پڑو۔ اور بیشک

مِنْكُمْ لَمَن لَّيَبْطِئَنَّ فَإِنْ أَصَابَكُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا قَدْ

تم میں سے ضرور کوئی ایسا بھی ہے جو یقیناً (جہاد سے) پیچھے رہ جائیگا۔ پھر اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ یہ کہے گا کہ

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيَّ إِذْ لَمْ أَكُنْ مَعَهُمْ شَهِيدًا ۝ وَلَٰئِنْ أَصَابَكُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا ہے کہ میں ان کے ساتھ موجود نہ تھا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے

فَضْلٌ مِّنَ اللَّهِ لَيَقُولَنَّ كَأَن لَّمْ يَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ مَوَدَّةٌ

میرے پر کوئی فضل ہو۔ تو وہ ضرور کہے گا جیسے کہ تمہارے اور اس کے درمیان کوئی دوستی ہی نہ تھی۔

۱۵ اُولَٰئِكَ رَفِيقًا۔

تفسیر صفائی منکلا پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے کہ ہماری اعانت پر ہرگز گاری سے کرو۔

کیونکہ تم میں سے جو شخص خدا کے حضور میں ہرگز گاری سے

جائے گا تو خدا کی طرف سے اسے بڑی کشائش ملے گی جبکہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ

یہ آیت پر مہدی پھر فرمایا کہ ہم میں سے ہی نبی ہیں۔ اور

ہم میں سے ہی صدیق۔ شہداء اور صالحین ہیں۔ اور

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن

دو قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا۔ اور

اس نے وہ کل شرطیں پوری کیں جو اللہ تعالیٰ نے مومن

کیلئے مقرر کی ہیں۔ پس وہ تو نبیوں، صدیقیوں، شہداء

اور صالحین کے ساتھ ہوگا اور اس سے بہتر رفاقت

کوئی ہو سکتی ہے اور یہی وہ مومن ہے جس کی شفاعت

کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور کسی کو اس کی شفاعت نہ

کرنی پڑے گی۔ اور یہی وہ مومن ہے جس کو

دنیا اور آخرت کے خوف پیش نہ آئیں گے۔

اور ایک مومن وہ ہے جس کے قدم پھسل جائیں

گے۔ اس کی حالت زراعت کے دھنسل جیسی

ہوگی کہ جو پھر ہوانے جھکایا جھک گیا۔ یہ وہ

ہے جسے دنیا میں بھی خوف پیش آئیں گے اور آخرت

میں بھی اس کی شفاعت کی جائے گی۔

۱۶ خُذُوا حِذْرَكُمْ۔

تفسیر صفائی منکلا پر ہے کہ اس کے معنی میں، بیدار

ہو جاؤ اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے کہ اسلحہ کو حذر اس لئے کہا گیا کہ اس

سے خوف کھانے والا اپنا بچاؤ کرتا ہے۔

يَلِيَّتَنِي كُنْتُ مَعَهُمْ فَافُوزَ فَوْزًا عَظِيمًا ﴿٤٢﴾ فَلْيُقَاتِلْ فِي

کاش کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ ہوتا تو بڑی کامیابی حاصل کرتا۔ پس خدا کی راہ میں لڑیں

سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ وَ

وہ لوگ جو آخرت کے بدلے میں دنیا کی زندگی کو بیچتے ہیں۔ اور

مَنْ يُقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيُقْتَلْ أَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ

جو کوئی خدا کی راہ میں لڑے گا پھر وہ قتل کیا جائے یا غالب آجائے تو عنقریب ہم اسے

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿٤٣﴾ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

بہت بڑا اجر دیں گے۔ اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں نہیں لڑتے۔ حالانکہ

الْمُسْتَضْعِفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ

مردوں میں سے جو ناتواں بنا دیئے گئے، اور عورتیں اور بچے کہتے ہیں

يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمُ أَهْلُهَا

کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۖ وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ

اور ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی سرپرست مقرر فرما۔ اور ہمارے لئے کسی کو اپنی طرف ہمارا مدد کرے والا

نَصِيرًا ۚ الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ

بنادے۔ جو لوگ ایمان لائیکے ہیں وہ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ

کفر کیا۔ وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں، پس تم شیطان کے دوستوں

الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى

سے لڑو۔ بیشک شیطان کا کمر بہت ہی کمزور ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں

الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا

کی طرف نہیں دیکھا جن کو یہ کہا گیا تھا کہ تم اپنے ہاتھوں کو (جنگ سے) روکے رکھو اور نماز قائم کرو۔ اور

الزَّكَاةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ

زکوٰۃ دو۔ پھر جب ان پر جنگ کرنا واجب کر دیا گیا تو ان میں سے ایک گروہ

لَهُ أَجْرًا عَظِيمًا ۚ

تفسیر صفائی ص ۱۱۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ

السلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ ہر نیکی سے بڑھ کر نیکی ممکن ہے جب تک

کہ کوئی شخص راہ خدا میں قتل نہ ہو جائے۔ پھر جب کوئی

شخص راہ خدا میں قتل ہو جاتا ہے تو اس سے بڑھ کر

کوئی نیکی نہیں۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ

شبہید کیلئے خدا کی طرف سے سات منزلیں ہیں۔ اولیٰ

یہ کہ جب اس کے خون کا قطرہ زمین پر گرتا ہے تو خدا تعالیٰ

اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ دوسرے اس کی سر

جب گرتا ہے تو حور العین میں سے ایک زوجہ کی گود

میں گرتا ہے۔ اور وہ اس کے چہرے سے غبار صاف

کرتی ہے اور مر جاتا ہے اور وہ اسے مرجھا کر تپا ہے

تیسرے جنت کا لباس اس کو پہنایا جاتا ہے۔ چوتھے

خازن جنت جس کے ہاتھ جو خوشبو آتی ہے اسے لے

کر وہ اس کے استقبال کیلئے آتے ہیں۔ پانچویں اپنی

منزل اور مقام کو پہلے ہی دیکھ لیتا ہے۔ چھٹے اس کی

روح سے کہا جاتا ہے کہ جنت میں جس جگہ جی چاہے

چلی جا۔ ساتویں اسے خدا کی حضوری حاصل ہوتی ہے

یوسفی اور پھر پھر کے لئے باعث راحت ہے۔

۱۱۵ کفو ایسا دیکھو۔ تفسیر صفائی ص ۱۱۵ پر بحوالہ کافی

امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ کفو ایسا دیکھو کہ

کفو السنہ کھر میں۔ یعنی اپنی زبانوں کو روکو۔ اور فرمایا

کہ کیا تم اس پر ماضی نہیں ہو کہ نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو

اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی

قسم! تم ہی اس آیت کے اہل ہو۔

۱۱۵ کتب علیہم القتال ۱۱۵

تفسیر صفائی ص ۱۱۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر

عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے

منقول ہے کہ کفو ایسا دیکھو مع الحسن

اور کتب علیہم القتال مع الحسين

مراد ہے یعنی جناب امام حسن علیہ السلام کی

معیت میں جو لوگ تھے۔ ان کو یہ حکم تھا کہ اپنے ہاتھ

روک لو۔ اور جناب امام حسین علیہ السلام کی معیت

میں جو لوگ تھے ان پر قتال واجب تھا۔

يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللَّهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَقَالُوا

لوگوں سے اسی طرح ڈرتے ہیں جیسا کہ اللہ کا ڈر (ہو) یا اس سے بھی زیادہ ڈر۔ اور وہ کہنے لگے

رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۗ لَوْلَا أَخَّرْتَنَا إِلَىٰ أَجَلٍ

اے ہمارے پروردگار تم نے ہم پر جنگ واجب کیوں کیا۔ تو نے ہمیں قریبی مدت تک مہلت

قَرِيبٌ ۚ قُلْ مَتَاءُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ ۚ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ

دے دی ہے۔ کہہ دو اے رسول! دنیا کی پونجی بہت تھوڑی ہے۔ اور جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کیلئے آخرت

اَتَّقِ ۚ وَلَا تَظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ اَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ

بہتر ہے۔ اور تم پر وہاں برابر بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ تم جہاں کہیں بھی ہو گے، موت تم کو پا کر رہے

الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ ۚ وَإِنْ تُصْبِرْهُمْ

گی۔ اگر چہ تم مضبوط پختہ برجوں ہی میں ہو۔ اور اگر انہیں کوئی بھلائی

حَسَنَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ ۚ وَإِنْ تُصْبِرْهُمْ

پہنچتی ہے، تو کہتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اگر انہیں کوئی تکلیف

سَيِّئَةٌ يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِكَ ۚ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ

پہنچے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ یہ میری وجہ سے ہے۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

فَمَا لَ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا ۝ مَا

پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ کسی بات کو بھی نہیں سمجھتے۔ (یاد رکھو)

أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ ۚ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ

جو بھلائی تمہیں پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور جو تجھے تکلیف پہنچی وہ تیرے نفس کی

فَمِنْ نَّفْسِكَ ۚ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ

طرف سے ہے۔ اور (اے محمد!) ہم نے تجھے لوگوں کیلئے رسول بنا کر بھیجا۔ اور گواہی کیلئے اللہ تعالیٰ

شَهِيدًا ۝ مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ وَمَنْ تَوَلَّىٰ

ہی کافی ہے۔ جو کوئی رسول کی اطاعت کرے گا وہ اس نے یقیناً خدا تعالیٰ کی اطاعت کی ہے، اور جس نے

فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِظًا ۚ وَيَقُولُونَ طَاعَةٌ فَإِذَا

منہ موڑا، تو ہم نے تجھے ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور وہ منہ سے کہتے ہیں کہ ہم (فرمانبرداری) کرتے ہیں

۱۔ الی اجل قریب۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۶ پر بحوالہ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الی اجل قریب سے قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خروج کا زمانہ مراد ہے۔ کیونکہ آپ کے ساتھ فتح و البتہ ہے اللہ تعالیٰ عجل فرجہ و سہل مخرجہ ۛ

۲۔ من حسنة۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۶ پر بحوالہ تفسیر قمی معصومین علیہم السلام کی روایت سے وارد ہے کہ کتاب خدا میں حسنات دو طرح کے ہیں۔ ایک تو صحت و سلامتی اور وسعت رزق اور دوسرے افعال کی نیکی۔ جیسا کہ خلفہ عالم فرماتا ہے۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها۔ یعنی جو ایک نیکی کرے گا اس کو دس گنا ثواب ملے گا۔ اور اسی طرح سیئات بھی دو طرح کے ہیں۔ ایک تو خوف، مرض اور سختی۔ اور دوسرے افعال بد، جن کے سبب عذاب دیا جائے گا ۛ

۳۔ يطعم الرسول۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ چوٹی کی بات اور معاملات کی گنجی اور تمام اشیاء کا دروازہ اور خدا کی رضامندی یہ ہے کہ امام کو پہچان کر اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے۔ من يطعم الرسول فقد اطاع الله۔ اور جو یہ ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جس چیز کا پہچانتے والا ہے، امام اس کی اشاعت کرنے والا ہے ۛ

بَرَزُوا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ غَيْرَ الَّذِي تَقُولُ

پھر جب میرے پاس سے وہ نکل جاتے ہیں تو ان میں سے ایک گروہ تمہاری کہی ہوئی بات کے برخلاف انہوں کو

وَاللَّهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُونَ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

مشورے کرتے ہیں۔ اور جو کچھ یہ انہوں کو مشورے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ لکھتا جاتا ہے۔ پس (اے رسول) ان سے منہ پھیر لے اور اللہ

وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝۸۱ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنُ وَلَوْ كَانَ

پر بھروسہ رکھ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی حمایتی کافی ہے۔ کیا وہ قرآن میں تذکرہ نہیں کرتے۔ اور اگر وہ خدا کے

مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝۸۲ وَإِذَا

علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا، تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے ۸۲ اور جب

جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى

ان کے پاس امن یا خوف کی کوئی بات آئی انہوں نے اس کو مشہور کر دیا۔ اور اگر وہ اسے رسول

الرَّسُولِ وَإِلَى أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنْبِطُونَهُ

تک اور ان میں سے جو (اللہ کے) امراء ہیں ان تک پہنچاتے، تو جو بات کی تکستہ پہنچ جاتے ہیں وہ اس

مِنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ

(کی حقیقت) ۸۱ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (بھی نہ ہوتی) تو بہت حقور

إِلَّا قَلِيلًا ۝۸۳ فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسَكَ

کے سوا تم سب شیطان کی پیروی کر لیتے۔ پس (اے رسول) تو خدا کی راہ میں جنگ کر۔ سوائے تمہاری ذات کے کسی کو تکلیف

وَحَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَكُفَّ بَأْسَ الَّذِينَ

نہیں دی جاتی۔ اور مومنوں کو رغبت دلا۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی سختی کو روک دے جو کامسر

كَفَرُوا وَاللَّهُ أَشَدُّ بَأْسًا وَأَشَدُّ تَنكِيلًا ۝۸۴ مَنْ يَشْفَعُ

ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ عذاب دینے میں نہایت قوی اور سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ جو شخص اچھی شفاعت

شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعُ شَفَاعَةً

کرے گا اس میں سے اس کو بھی حصہ ملے گا، اور جو شخص بُری سفارش کرے گا

سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا ۝۸۵

اُس میں سے اُس کو بھی حصہ ملے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

۸۱ اختلاف کثیراً: تفسیر صفائی ص ۱۵ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے معنوں میں تناقض ہوتا اس کی ہندش الفاظ میں فرق ہوتا اور اس کے بعض حصے فصاحت سے گئے ہوتے۔ اور واقعہ کے مطابق نہ ہوتے اسی طرح کے اور اختلافات بھی ہوتے۔

۸۲ یسئلونہ منہم: تفسیر صفائی ص ۱۵ پر بحوالہ الجوامع جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ استنباط کرنے والے آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان سے آل محمد مراد ہیں جو قرآن مجید سے استنباط کرتے ہیں۔ اور حلال اور حرام کو پہچانتے ہیں۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر حجت ہیں۔

اور اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے خدا کی ولایت اور اللہ تعالیٰ کے علم سے استنباط کرنے والوں کو انبیاء کے گھروں کے سوا کسی اور جگہ قرار دیا۔ اس نے اللہ عزوجل کے حکم کی مخالفت کی اور جاہلوں کو اولی الامر سمجھا جو خود ہدایت یافتہ نہیں ہیں۔ ان کو ہادی مانا اور گمان کر لیا کہ وہ علم خدا سے استنباط کرنے والے ہیں۔ تو انہوں نے خدا پر بہتان باندھا اور حکم خدا اور اطاعت خدا سے دور ہوئے۔ اور فضل خدا کو جہاں خدا نے مقرر فرمایا تھا۔ وہاں قائم نہ رکھا، نتیجہ یہ ہوا کہ خود بھی گمراہ ہوئے اور اپنے ماننے والوں کو بھی گمراہ کیا پس قیامت کے دن خدا کے سامنے ان کی کوئی حجت نہ چل سکے گی۔

وَإِذَا حُيِّتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوهَا

اور جب تمہیں دعائے تحیہ کے ساتھ سلام کیا جائے تو پھر تم اس سے اچھے طریق پر دعاء سلام لے کا جواب دو یا

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيبًا ۝۱۱۸

اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لیتے والا ہے۔ اللہ وہ ہے جسکے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

لِيَجْمَعَكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ

وہ ضرور تم سب کو قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں اٹھا کرے گا۔ اور بات کہنے میں اللہ تعالیٰ

مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا ۝۱۱۹

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو گئے۔

أَرْكَسَهُم بِمَا كَسَبُوا أَتْرِيدُونَ أَنْ تَهْدُوا مَنْ أَضَلَّ

حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انکے فعلوں کے سبب انہیں الٹ دیا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے گمراہی کا حکم لگا دیا

اللَّهُ وَمَنْ يُضِلِّ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝۱۲۰

اللہ تم اسے راہ راست پر لاؤ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دے تم ہرگز اس کیلئے کوئی راہ نہ پاؤ گے۔ وہ خواہش

تَكْفُرُونَ كَمَا كَفَرُوا فَتَكُونُونَ سَوَاءً فَلَا تَتَّخِذُوا

کہتے ہیں کہ جس طرح وہ کافر ہو گئے تم بھی کافر ہو جاؤ۔ پھر تم (انکے) برابر ہو جاؤ۔ پس تم ان میں سے دوست

مِنْهُمْ أَوْلِيَاءَ حَتَّى يُهَاجَرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا

نہ بناؤ۔ جب تک وہ راہ خدا میں ہجرت نہ کریں۔ پھر اگر وہ نہ پھیر لیں

فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَلَا تَتَّخِذُوا

تو تم انہیں پکڑ لو۔ اور جہاں ان کو پاؤ قتل کر دو۔ اور ان میں سے نہ کسی کو

مِنْهُمْ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝۱۲۱

دوست بناؤ اور نہ مددگار۔ سوائے ان کے جو کسی ایسی قوم سے جا ملیں کہ تم میں اور

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ

ان میں معاہدہ ہے۔ یا تمہارے پاس (اس حالت میں) آئیں کہ ان کے سینے

أَنْ يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ

تنگ ہو گئے ہوں کہ تمہارے ساتھ لڑیں یا اپنی قوم سے جنگ کریں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان کو تم پر مسلط

نزل

لہ فحیووا بالحسن منها۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۸ پر بحوالہ النخاس ،

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے فرمایا ہے

کہ جب تم میں سے کوئی چھینک مارے تو

کہو کہ یرحمکم اللہ اور وہ تمہارے جواب

میں کہے یرحمکم اللہ لکہ یرحمکم فرمایا

خدا نے واذا حییتکم بتحیۃ... الخ

اور التناقب میں ہے کہ امام حسن علیہ

السلام کی لونڈی نے آپ کی خدمت میں

گل ریحان کا گلہ دستہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا

کہ تو خدا کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ اس بارے

میں کسی نے آپ سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا

کہ خدا نے ہمیں تادیب فرمائی ہے۔ پھر باریت

پڑھی واذا حییتکم بتحیۃ... الخ۔ اور

فرمایا کہ اس کے بدلے سے بہتر یہی تھا کہ اس کو آزاد

کیا جائے۔

۱۱۸۰ اضلّ اللہ۔

اضلّ، اضلال سے ہے۔ جس کے معنی گمراہ

کرنے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کے ہیں۔ ہامی

کا معنی واحد مذکر غائب۔ یاد ہے کہ اس لفظ کا استعمال

جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا تو اس کی دو صورتیں ہوں

گی۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب ضلال بنا۔ بایں طو

کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی۔ بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے

دنیا میں اس پر گمراہی اور ضلالت کا حکم لگایا۔ اور آخرت

میں جنت کے راستے سے دوزخ کے راستے کی طرف

اس کو ہٹا دیا۔ دوسری صورت اضلال الہی کی یہ ہے کہ

خالق کائنات نے جبلت انسانی ایک خاص حیثیت

اور وضع کی بنائی ہے۔ جب انسان کسی اچھے یا بُرے

راستے کو اختیار کر لیتا ہے۔ تو پھر وہی راستہ اس کو

مرغوب اور محبوب ہوتا ہے، جس کو وہ کسی طرح نہیں

چھوڑتا۔ بلکہ وہ اس کی طبیعت اور عین جاتا ہے۔

اسی اعتبار سے کہا گیا ہے "العاده طبع شافی"۔

چونکہ انسان میں یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی

گئی ہے۔ اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ

تعالیٰ سے صحیح ہے۔ اور اسی وجہ سے اس اضلال

کی مومنوں سے نفی کی گئی ہے، اور کافروں اور فاسقوں

کے لئے اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے۔ وما

كان الله ليضل قوما بعد اذ هذبهم۔ (الشوریہ)

ایسا نہیں ہے کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ ان کو راہ پر لچکا

اور فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے۔ وما یضل بہ

۱۱۸۱ الفاسقین۔ (اور گمراہی میں نہیں رہنے و تباہی فاسقوں کو)۔ کذلک یضلّ اللہ من هو مسرف مرتاب۔ (اسی طرح گمراہی میں رہنے دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو بے پاک، شک کرنے والا ہو)۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۵۷)۔

مترجم :- میں نے پہلے معنوں کو اختیار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔ اور یہی معنی درست ہیں۔

عَلَيْكُمْ فَلَقَاتِلُوكُمْ فَإِنْ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَالْقَوَا

کر دیتا پھر وہ ضرور تم سے جنگ کرتے۔ پس اگر انھوں نے تم سے کنارہ کشی کر لی پھر تم سے نہ لڑے۔ اور تمہیں

إِلَيْكُمْ السَّلَامُ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ۝ سَتَجِدُونَ

صلح کا پیغام دیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان کے خلاف کاروائی کوئی سبیل نہیں رکھی۔ عنقریب تم اور

آخِرِينَ يَرِيدُونَ أَنْ يُأْمِنُوكُمْ وَيَأْمِنُوا قَوْمَهُمْ كُلًّا رُدُّوْا

لوگ پائے گئے جو چاہتے ہیں کہ تم سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے بھی امن میں رہیں۔ جب کبھی وہ فتنہ کی

إِلَى الْفِتْنَةِ أُرْكَسُوا فِيهَا فَإِنْ لَمْ يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمْ

طرف پھیرے گئے اُس میں اور وہ سے نہ گرا دیئے گئے۔ پس اگر وہ تم سے کنارہ کشی نہ کریں اور تمہاری طرف صلح کا

السَّلَامُ وَيُكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَاذْكُودُهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ

پیغام نہ دیں اور اپنے ہاتھوں کو نہ روکیں۔ تو جہاں اُن کی ہاڈاں اٹھیں گرفت تار کر لو۔ اور انھیں

تَقِفُ مُوْمِنٌ وَأُولَئِكَ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُبِينًا ۝

قتل کر ڈالو۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن پر ہم نے تمہیں کھلم کھلا تسلط دے دیا ہے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَاً وَمَنْ

اور مومن کا یہ کام نہیں کہ کسی مومن کو قتل کر دے سوائے اس کے کہ غلطی ہو جائے۔ اور جس نے

قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسْلَمَةٌ

کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دیا تو (کفارہ) ایک ایماندار غلام کا آزاد کرنا، اور پورا خون بہا اس (مقتول)

إِلَى أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَصَّدَّقُوا فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَكُمْ

اس کے وارثوں کو دینا۔ سوائے اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر اگر وہ مقتول ایسی قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے۔

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ

اور وہ مومن ہو تو ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تمہارے

بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ فِدْيَةٌ مُسْلَمَةٌ إِلَى أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ

درمیان اور اس کے درمیان معاہدہ ہو۔ تو اس کے وارثوں کو پورا خون بہا دینا۔ اور ایک

رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ

مومن غلام کا آزاد کرنا (کفارہ) ہے، پھر جو غلام نہ پائے تو اللہ کی طرف سے بطور توبہ کے دو ماہ کے روزے

۱۔ خطا۔

تفسیر قتانی مثلاً پر بحوالہ کافی اور تفسیر عیاشی امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر جگہ جہاں بندہ
آزاد کرنا ہو۔ چھوٹے بچوں کا آزاد کرنا اولیٰ ہے۔ سوائے
کفارہ قتل کے کہ اس میں خدا تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے :-
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔ اور ملا اس سے توبہ کرنے کا باعث
ہو اور اپنے ایمان کا اقرار کر کے وال ہو۔

۲۔ ودیۃ مسلمۃ :-

تفسیر قتانی مثلاً پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ
اگر کوئی شخص کسی کو مارے مگر اس کے قتل کا ارادہ نہ رکھتا
ہو، اور وہ مر جائے، تو آیا یہ وہ خطا کبھی جائے گی جس
میں دیت اور کفارہ ہے۔ آپ نے فرمایا، بیشک !
پھر سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص تیر چلائے اور وہ کسی
آدمی کو لگے۔ فرمایا، بلا شک و شبہ یہ خطا ہے اور
خطا کا اس پر دیت اور کفارہ ہے :-

تَوْبَةً مِّنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۹۲﴾ وَمَن يَقْتُلْ

رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور بہت حکمت والا ہے۔ اور جو کسی مومن کو جان

مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا وَغَضِبَ اللَّهُ

بوجھ کر قتل کر دے لے تو اس کی سزا جہنم ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِ وَلَعَنَهُ وَاعَدَ لَهُ عَذَابًا عَظِيمًا ﴿۹۳﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

غضبناک ہو! اور اس پر لعنت کی اور اس نے اس کیلئے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو

إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَن

جب تم خدا کی راہ میں سفر کرو تو تحقیق کر لیا کرو۔ اور جو بخاری طرف سلام پیش کرے

أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ

تم اسے مت کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ تم دنیا کی زندگی کا مٹ جانے والا مال و متاع

الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللَّهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ كَذَلِكَ كُنْتُم مِّن قَبْلُ

پہنچتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت زیادہ غنیمتیں ہیں۔ اس سے پہلے تم ایسے ہی تھے۔

فَمَنَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوا إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ﴿۹۴﴾

پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا پس تم تحقیق کر لیا کرو۔ بیشک جو کچھ تم کرتے ہو، اللہ تعالیٰ پورا خبردار ہے۔

لَا يَسْتَوِي الْقُعْدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَ

سوائے ان کے جو معذور ہیں مومنوں میں سے (نقص ہیں) بیٹھ رہنے والے۔ اور

الْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فَضَّلَ

خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقُعْدِينَ دَرَجَةً

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر ایک درجہ فضیلت دی ہے۔

وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقُعْدِينَ

اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک سے بھلائی کا وعدہ کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر بہت

أَجْرًا عَظِيمًا ﴿۹۵﴾ دَرَجَتٍ مِّنْهُ وَمَغْفِرَةً وَرَحْمَةً وَكَانَ اللَّهُ

بڑا اجر دے کر فضیلت دے دیا ہے۔ (یہ) اس کی طرف سے ہے اور مغفرت ہے اور رحمت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

لے مؤمنًا متعمدًا :-

تفسیر قرآنی مثلاً پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی۔
وارد ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا،
کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کر دے، تو
اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا
کہ اگر باعث قتل ایمان کے متعلق کوئی امر ہے تو اس
کی کوئی توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس نے عقدہ
کے باعث یا دنیا کی کسی چیز کے لئے قتل کیا، تو اس
کی توبہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے اور اگر کسی
کو اس قتل کی خبر نہ ہوئی ہو تو یہ قاتل مقتول کے
وارثوں کے پاس جا کر ان کے مورث کے قتل کا اقرار
کرے۔ پھر اگر وہ اس کو معاف کر دیں اور قتل نہ کریں
تو پوری دیت (خون بہا) ان کو دے دے، اور ایک
برودہ آزاد کرے۔ ساتھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور
دو ماہ کے روزے رکھے۔ یہ اس کی خدا کی راہ میں توبہ
ہے۔

وقت اٹھالیتا ہے۔ قل یتوفکم ملک الموت الذی
 دکل بکم (کہہ دو کہ ملک الموت تمہیں اٹھالیتا ہے جو تم
 پر تعینات کیا گیا ہے)۔ توفتہ رسلنا وہم لا یفرطون
 (ہمائے رسولوں نے انہیں اٹھالیا اور وہ کوتاہی نہیں
 کرتے)۔ الذین یتوفیہم الملائکۃ (وہ لوگ جنکے

فرشتے اٹھائیں گے)۔ کہ ان چاروں میں کہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس فعل کو اپنی ذات سے نسبت دی ہے، اور کہیں ملک الموت سے، کہیں رسولوں سے اور کہیں فرشتہ ار سے۔ آج نہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات

سے بزرگ اور برتر ہے کہ وہ اس فعل کو خود انجام دے۔ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں کا فعل خود اس کا فعل ہے۔ اس لئے کہ وہ جو کچھ کرتے

اپنی مخلوق کے درمیان رسول اور سفیر منتخب کرتا ہے اور وہ بھی ہیں جن کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے:

اللّٰهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ

فرماتا ہے (۱)۔ پس وہ فرمانبردار بندے ہیں۔ ان کی رُوح قبض کرنے کا انتظام رحمت کے فرشتوں کے سپرد ہے۔ اور جو نافرمان بندے ہیں اُن کی رُوح کو عذاب کے فرشتے قبض کر لیں گے۔

رحمت کے فرشتوں میں سے بھی ہیں اور عذاب کے فرشتوں میں سے بھی، جو ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور جو فعل یہ مدگار کرتے ہیں وہ ملک الموت سے منسوب

۱۳
 لیا جاتا ہے۔ پس جس طرح ان کا فعل ملک الموت کا
 فعل ہے اسی طرح ملک الموت کا فعل خود خدا کا فعل
 ہے۔ اس لئے کہ وہ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے جانوں
 کو اٹھوا لیتا ہے۔ اور جس کے ہاتھ سے کوئی

چیز چاہتا ہے دلوادیتا ہے جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے رکھ دیتا ہے۔ جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے ثواب دلواتا ہے اور جس کے ہاتھ سے چاہتا ہے عذاب دلواتا ہے پس

اسی طرح جو کچھ اس نے امین کام کرے ہیں وہ خودی
کا کام ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: وما تشاؤون الا ان يشاء
الله (اور تم کچھ نہیں چاہتے ہو سوائے اس کے جو کچھ اللہ
تعالیٰ چاہتا ہے) ۛ

میں لوگ مراد میں: آپ نے فرمایا جو آپ سے آپ کا بچاؤ کرے
 اس سے دوسرے مقام پر متھارے ہی خروج سے جائیں۔
 بہرحالہ الجمع ابی حمزہ ثمالی سے منقول ہے کہ جب ہجرت
 نے کہا خدا کی قسم! میں وہ نہیں ہوں جسکو اللہ تعالیٰ

بہت بخشنے والا مہربان ہے۔ بیشک وہ لوگ جن کو فرشتوں کی جماعت نے ایسی حالت میں قبضہ کیا ہے

جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے (تھے)۔ تو انھوں نے کہا تم کس حال میں تھے۔ انھوں نے کہا کہ تم تو بے

یہیں کمزور کر دیئے گئے تھے۔ (فرشتوں نے) کہا، کیا اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع نہ بھتی کہ تم اس میں ہجرت

کے لئے یہ کہ ان کا جھکا: ابھرنے سے۔ اور پھر ان کے سر پر ہوا۔ میرے سوا

ان کے سٹہ جو مردوں اور عورتوں اور بچوں سے گزور کر دیتے گئے ہوں کہ نہ

کوئی حیدر کر سکتے ہوں اللہ نہ کوئی راہ پا سکتے ہوں - پس قریب ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے ۔ اور اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۔

وہی شخص جو کہ ایک راہ میں چلتا ہے

وَأَمَّا الْفُلُ فَأُرْسِلَتْ بِإِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الْفُلِ ثَلَاثُونَ نَجِيًّا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ

وَأَسْمَىٰ بِمِثْلِهِ نَمِيزُهُ أَلَمْ يَجْعَلْ لِّلشَّيْطَانِ أَهْلًا بِمِثْلِ بَنِي آدَمَ ۚ

وكان الله عفورا رحیما ﴿١٥﴾ وَاِذَا صَرَيْتُمْ بِى الْاَرْضِ فَلَيْسَ

عَلَيْهِ جَنَاحٌ (١) لِقَصَمٍ وَ (٢) مِنَ الصَّلَاةِ (٣) خَلْفَهُ (٤)

1990

تتم ان سے کہہ داتی ہی سمجھیں۔ اور بہت بوڑھے آدمی اور چھوٹے چھوٹے بچے **۱۷** یدار کہ الہوت :- تفسیر صفاتی

يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُوا لَكُمْ عَدُوًّا

کافر ہو گئے وہ تم سے فساد کریں گے۔ بے شک کافر تمہارے لئے کھلا دشمن

مُبِينًا ۱۱۱) وَإِذَا كُنْتَ فِيهِمْ فَأَقِمْ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ

ہیں۔ اور (اے رسول) جب تم ان میں ہو سہ پھر تم ان کو نماز پڑھانے لگو تو لازم ہے کہ ان میں کسی

طَائِفَةٍ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلِيَأْخُذُوا بِأَسْلِحَتِهِمْ فَاذَا سَجَدُوا

ایک گروہ تمہارے ساتھ نماز پڑھے، اور چاہئے کہ وہ اپنے ہتھیار لئے رہیں۔ پس جب وہ سجدہ کریں

فَلْيَكُونُوا مِنْ وَّرَائِكُمْ وَلَتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا

تو لازم ہے کہ وہ تمہارے پیچھے ہو جائیں۔ اور دوسرا گروہ جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی انہیں چاہئے کہ وہ آگے آجائیں

فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلِيَأْخُذُوا بِحُدُودِهِمْ وَأَسْلِحَتِهِمْ وَذَٰ

پھر وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں سہ اور انہیں بھی لازم ہے کہ وہ اپنی حفاظت کا سامان اور اپنے ہتھیار لئے رہیں۔

الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ

کافر چاہتے ہیں کہ اگر تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے سامان سے غافل ہو جاؤ،

فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ

تو وہ تم پر ایک ہی دفعہ حملہ کر دیں۔ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر

كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنْتُمْ مَّرْضَىٰ أَنْ تَضَعُوا

تمہیں بارش کی وجہ سے تکلیف ہو، یا تم بیمار ہو، کہ تم اپنے ہتھیار اتار

أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ

رکھو، اور اپنا بچاؤ کا ذریعہ لئے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں کیلئے رستا کرنے والا

عَذَابًا مُّهِينًا ۱۱۲) فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا

عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ پس جب تم نماز ادا کر چکو تو کھڑے کھڑے اور بیٹھے بیٹھے اور لیٹے

وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

لیٹے خدا کا ذکر کرتے رہو۔ پھر جب تم مطمئن ہو جاؤ تو (پوری) نماز پڑھو۔

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۱۱۳) وَلَا

بے شک نماز مومنوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے سہ۔ اور

تقصیر وامن الصلوة :-

تفسیر صفائی منہ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ، و تفسیر عیاشی زرارہ اور محمد بن مسلم سے منقول ہے کہ ہم دونوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ سفر کی نماز کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ کس طرح ہونی چاہئے، اور کس قدر معنی چاہئے، فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- واذ ضویبتونی الامراض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوة۔ پس سفر میں قصر اسی طرح واجب ہو گیا جس طرح حضر میں پوری پڑھنا۔ یہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلیس علیکم جناح۔ (تم پر گناہ نہیں ہے)۔ یہ تو نہیں فرمایا کہ ایسا کرو۔ جس سے اس کا بجالانا واجب ہو جائے۔ جیسا کہ حضر میں پورا پڑھنا واجب ہے۔ فرمایا، کیا خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ان الضفاء والسرور من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما۔ (صفاء اور سرور خدا تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں پس جو شخص خانہ کعبہ کا حج کرے یا عمرہ بجالائے تو ان دونوں حالتوں میں طواف کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں)۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ طواف ان دونوں حالتوں میں واجب مفروض ہے۔ اس لئے کہ خدا نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے اور نبی نے اس کو عمل کر کے دکھا دیا۔ اسی طرح سفر میں قصر کرنا ایک ایسی بات ہے کہ جس کا خدا نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور نبی نے اسی پر عمل کیا۔ وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص سفر میں چار رکعت پڑھے تو کیا اعادہ کرے یا نہیں، فرمایا کہ اگر اس کے سامنے قصر کی آیت پڑھی گئی۔ اور اس کا مطلب اس کی سمجھ میں آگیا۔ اور پھر بھی اس نے چار رکعت پڑھی تو اعادہ کرے۔ اور اگر یہ آیت اس کے سامنے نہیں پڑھی گئی اور وہ اس سے واقف نہیں ہے اور اس نے پوری پڑھ لی تو اس کے وقت اعادہ نہیں ہے۔ اور ہر نماز فریضہ سفر میں دو رکعت ہے، سوائے نماز مغرب کے کہ وہ سفر میں بھی تین ہی رکعت ہے۔

حاشیہ صفحہ ۱۳۱

۱۱) واذ اکت فیہم :-

اس آیت مجیدہ میں نماز خوف کے احکام میں چکی تفصیل نیچے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۲) فلیصلوا معک :-

تفسیر صفائی منہ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نماز خوف کی ترکیب پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا کہ امام

فرمایا کہ امام ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھے پھر کھڑا ہو جائے اور بھی کھڑے ہو جائیں۔ ابھی امام تو حالت قیام ہی میں ہے کہ یہ جلدی سے اپنی دوسری رکعت ختم کر کے سلام پڑھ کر چلے جائیں اور دشمن کے مقابلہ میں اپنے ساتھیوں کی جگہ بجالیں۔ اور وہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ دوسری رکعت میں شریک ہو جائیں۔ جسے پڑھ کر امام تو بیٹھ جائے، اور یہ لوگ کھڑے ہو کر اپنی دوسری رکعت ختم کریں۔ پھر سلام کے بعد متفرق ہو جائیں۔ ۱۳) کتابا موقتا :-

تفسیر صفائی منہ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ موقتا کے معنی مقررہ ہیں۔ اور اگر وقت مقررہ گزر جانے کے بعد نماز پڑھے گا تو وہ نماز ادا نہ ہوگی۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ موقتا سے ثابتاً مراد ہے۔ اور اگر نماز وقت سے نہایت تھوڑی آگے کیجیے۔

بہارِ شریعت جلد ۲ (باقی صفحہ ۱۳۱)

تَهْنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِنْ تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ

تم قوم اکفار کی تلاش کرنے میں سستی نہ کرو۔ اگر تمہیں تکلیف پہنچتی ہے تو یقیناً انہیں بھی اسی طرح

يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ

تکلیف پہنچتی ہے جس طرح تم کو تکلیف پہنچتی ہے۔ حالانکہ تم اللہ تعالیٰ سے جو امید رکھتے ہو وہ امید نہیں رکھتے۔

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝۱۰۳ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جاننے والا حکمت والا ہے۔ بیشک ہم نے تیری طرف کتاب (قرآن) حق کے ساتھ

بِالْحَقِّ لِنُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ

نازل کی ہے۔ تاکہ جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا، اس کے ساتھ لوگوں میں فیصلہ کرو۔ اور تم خیانت کرنے

لِلْخَائِبِينَ خَصِيمًا ۝۱۰۴ وَاسْتَغْفِرِ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا

والوں کیلئے جھگڑا کر نیوالا نہ ہو۔ اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا

رَحِيمًا ۝۱۰۵ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ

مہربان ہے۔ اور جو لوگ اپنی ذات سے خیانت کرتے ہیں، تم ان کی طرف سے جھگڑا نہ کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ

لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَانًا أَثِيمًا ۝۱۰۶ يَسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ

ان کو دوست نہیں رکھتا جو خیانت کرنے والے گنہگار ہیں۔ وہ لوگوں سے چھپتے ہیں۔ اور

وَلَا يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا

اللہ تعالیٰ سے تو نہیں چھپ سکتے۔ اور وہ تو ان کے ساتھ ہی ہوتا ہے جبکہ وہ راتوں کو ان باتوں کا

يَرْضَى مِنَ الْقَوْلِ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ۝۱۰۷ هَآئِهِمْ

مشوہہ کرتے ہیں جو خدا کو پسند نہیں آتے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ خبردار تم

هَؤُلَاءِ جَدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَمَنْ يُجَادِلِ اللَّهَ

وہی ہو کہ تم ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں جھگڑو۔ پھر ان کی طرف سے اللہ تعالیٰ

عَنْهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَم مَنْ يَكُونُ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝۱۰۸ وَمَنْ

کے ساتھ قیامت کے دن کون جھگڑا کرے گا، یا کون ان کا وکیل ہوگا۔ اور جو شخص

يَعْمَلُ سُوءًا أَوْ يَظْلِمُ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ

کوئی برائی کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے، پھر خدا سے بخشش مانگے، وہ اللہ تعالیٰ کو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۳)

یعنی انہوں نے نماز صلاۃ کر دی اور خواہشات کی پیروی کی۔ پس عنقریب وہ (اپنی) گمراہی (کے خمیانے) سے مل جائیں گے۔

حاشیہ صفحہ ۱۵۱

۱۔ بہا اذک اللہ:-

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ ہدیٰ علیہ السلام کے سوا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا سپرد نہیں فرمایا۔ اس کے بعد حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی: لَنُحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ۔ اور فرمایا کہ اس آیت کا حکم اوصیاء میں بھی جاری ہے۔ اذیبیتون:-

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس قول اذیبیتون ما لا یرضی من القول کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے مراد فلان فلان اور عبیدہ بن الجراح ہیں۔ احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین میں تغیرات پیدا کرنے والوں کا قصہ اپنے قول اذیبیتون ما لا یرضی من القول میں بیان فرمادیا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اسی طرح باطل کو قائم کریں گے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے بعد وفات موسیٰ و نوح و عیسیٰ تواریت اور انجیل میں تغیرات کئے اور کلمات کو ان کے موقعوں سے بدل ڈالا۔

اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُ

بِرَأْسِهِ وَالْإِثْمَ كَمَا يَأْتِيهِ - اور جو شخص کوئی گناہ کرتا ہے پس ماسوا اس کے نہیں ہے کہ وہ اپنی

عَلَى نَفْسِهِ ۝ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَمَنْ يَكْسِبْ

ذات ہی پر اسکا وبال لیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور جو شخص کوئی خطا یا

خَطِيئَةً أَوْ إِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهِ بَرِيئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا

گناہ کماٹے، پھر وہ کسی بیگناہ پر اس کی تہمت لگائے تو یقیناً اس نے بہتان اور

وَإِنَّمَا مُبِينًا ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُ

صریح گناہ (کا) بوجہ اٹھالیا۔ اور اگر تم پر اللہ کا فضل نہ ہوتا اور اس کی رحمت (بھی نہ ہوتی)،

لَهَمَّتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ أَنْ يُضِلُّوكَ ۖ وَمَا يُضِلُّونَ إِلَّا

تو ان میں سے ایک گروہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ تم کو بھٹکا دے۔ اور وہ نہیں بھٹکاتے مگر اپنے آپ

أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِنْ شَيْءٍ ۖ وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ

کوئی، اور تمہیں کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۖ وَكَانَ فَضْلُ

حکمت نازل کی۔ اور جو کچھ تو نہیں جانتا تھا وہ سب کچھ تمہیں سکھلا دیا۔ اور تم پر اللہ تعالیٰ کا

اللَّهُ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ

بہت بڑا فضل ہے۔ ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں ہے سوائے اس کے

أَمْرٍ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ

جس نے صدقہ دینے یا نیکی کرنے یا لوگوں کے درمیان صلح کرانے کا حکم دیا ہے اور جو

يَفْعَلْ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ أَجْرًا

شخص اللہ کی رضا میں چاہنے کے لئے ایسا کرے، پس عنقریب ہم اس کو بہت بڑا

عَظِيمًا ۝ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ

اجر عطا کریں گے۔ اور جو شخص بعد اس کے کہ اس کے لئے ہدایت واضح ہو چکی ہو، رسول کی مخالفت

الْهُدَى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَ

کرے، اور مومنوں کی راہ کے سوا کسی اور راہ کی پیروی کرے تو ہم اسے پھرا رہنے دیں گے جدرہ وہ پھرا۔ اور

۱۵ اور اصلاح ۲۰

تفسیر صفاتی مثلاً پر بحوالہ کافی جناب

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

کہ کلام کی تین قسمیں ہیں :- (۱) صدق -

(۲) کذب - (۳) اصلاح بین الناس -

اور اصلاح کی تفسیر یہ فرمائی کہ کسی شخص سے

تم کوئی بات سناؤ جس سے کسی دوسرے کی بھلائی پہنچتی ہو۔

پھر جب تم اس دوسرے سے ملو تو یہ کہو کہ میں نے فلاں

شخص سے تیری نیکی سنی یعنی جویدی تم نے سنی ہو اس

کے خلاف بیان کرو تاکہ دونوں میں فساد نہ رہے، بلکہ

اصلاح ہو جائے۔

اور انھما میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے

والد گرامی اور ان کے آباؤ اجداد کے وسیلہ سے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے

کہ انھوں نے فرمایا بھڑوٹ تین باتوں میں

مباح ہے - ایک بھڑوٹ میں دشمن کو دھوکا دینا

دوسرے زور سے وعدہ کرنا - تیسرے لوگوں

کے درمیان اصلاح کرنا ہے

نُصَلِّهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝۱۵ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۖ وَمَنْ يُشْرِكْ

اُسے جہنم میں پہنچا دیں گے اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا اگر اس کے

سائق شُرک کیا جائے، اور اس کے علاوہ جسے چاہیگا بخش دے گا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے

یَا اللَّهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۱۶ إِنَّ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

سائق شُرک کرے تو وہ دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔ وہ نہیں پکارتے ہیں خدا کے سوا مگر

إِلَّا إِنْشَاءً وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ۝۱۷ لَعَنَهُ اللَّهُ

عورتوں کو۔ اور نہیں پکارتے مگر سرکش شیطان کو۔ اس پر تو اللہ تعالیٰ نے لعنت کی

وَقَالَ لَا اتَّخَذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝۱۸ وَلَا ضَلَّتْهُمْ

اور اس نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے مقرر کیا ہوا حصہ ضرور لوں گا۔ اور میں ضرور انھیں گمراہ کر دوں گا

وَلَا مَنِيْنَهُمْ وَلَا مَرْئِيَهُمْ فَلْيُبَيِّنْ لَهُمْ آيَاتِنَا

اور میں ضرور ان کو دھجھوٹی، اُمیدیں دلاؤں گا، اور میں ضرور ان کو حکم و ننگا پس وہ چوپایوں کے کان چیر ڈالیں گے۔ اور

لَا مَرْئِيَهُمْ فَلْيَغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۖ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ

البشر میں انھیں حکم و ننگا پس وہ اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو بدل دینگے۔ اور جو شخص خدا کو چھوڑ کر شیطان کو

وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خَسِرَانًا مُبِينًا ۝۱۹ يَعِدُهُمْ

سریست بنائے۔ تو یقیناً اس نے حکم کھلا خسارہ اٹھایا ہے۔ وہ (شیطان) انھیں

وَيُنَبِّئُهُمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۝۲۰ أُولَٰئِكَ

وعدے دیتا ہے اور انھیں اسیدیں دلاتا ہے۔ اور شیطان انھیں وعدے دیتا انکو مگر دھوکا ہی دھوکا۔ یہ وہ لوگ ہیں

مَاؤُهُمْ جَهَنَّمَ وَلَا يَحْدُوْنَ عَنْهَا حَيْصًا ۝۲۱ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جن کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور وہ اس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائیکے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

اور مسلسل نیک کئے۔ عنقریب ہم ان کو ایسی جنتوں میں داخل کریں گے، جن کے نیچے نہریں

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ

جاری ہیں، وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ اور بات میں اللہ تعالیٰ

فَذَلَّلْ

ہو۔ اس پر وہ سوا اس الخناس کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں ان سے وعدہ کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا، یہاں تک کہ وہ گناہ کا ارتکاب

کریں، پھر میں انھیں استغفار کرنا مجبور کروں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو ہی اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور اُسے قیامت کے لئے اُن پر تعینات کر دیا ہے

ہو۔ اس پر وہ سوا اس الخناس کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں ان سے وعدہ کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا، یہاں تک کہ وہ گناہ کا ارتکاب

کریں، پھر میں انھیں استغفار کرنا مجبور کروں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو ہی اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور اُسے قیامت کے لئے اُن پر تعینات کر دیا ہے

ہو۔ اس پر وہ سوا اس الخناس کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں ان سے وعدہ کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا، یہاں تک کہ وہ گناہ کا ارتکاب

کریں، پھر میں انھیں استغفار کرنا مجبور کروں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو ہی اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور اُسے قیامت کے لئے اُن پر تعینات کر دیا ہے

۱۵ فليغيرون خلق الله :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت

اس آیت میں خلق اللہ سے مراد وہ ہیں

یعنی امر خدا اور نبی خدا۔ اور اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس

قول سے ہوتی ہے۔ فطرۃ اللہ الی فطر الناس

علیہا لا تبدل الخلق اللہ ذلک الذی بن القیصر۔

فطرۃ خدا جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا۔ دین خدا

میں کوئی تبدیلی نہ ہوگی۔ یہی دین قیامت ہے۔

صاحب تفسیر صفائی لکھتا ہے کہ فیہ تغیر الخلق اللہ

عن وجهہ صوره اوصفۃ من دون اذن من

اللہ۔ یعنی اس میں ہے خلقت اور بناوٹ کا تبدیل

کر دینا، چہرہ یا صورت یا صفت کا بدل دینا بغیر

اجازت اللہ تعالیٰ کے۔ اس کے بعد صاحب تفسیر صفائی

نے چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ مثلاً زبانون کا پھٹنا

دینا یا غلاموں کو خواجہ سرا بنا دینا وغیرہ وغیرہ۔ آج کل جو

ڈاکٹر لوگ آپریشن کر کے مردوں کو عورت اور عورتوں کو

مرد بنا رہے ہیں۔ کیا یہ بھی فلیغیرن خلق اللہ میں

نہ آئے گا۔ اور یہ تبدیلی جنس فعل شیطان نہ ہوگا؟

آج کل کی نئی روشنی کے دلدادہ اس پر غور کریں۔ کہ اللہ

تعالیٰ نے آج سے چودہ سو برس پہلے اس تبدیلی جنس کی

خبر دے رکھی ہے یہ

۱۵ ویمنیہم :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۴ پر بحوالہ الجامع

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت

نازل ہوئی والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا

انفسهم ذکرُوا اللہ فاستغفروا الذین ذنبوا

رؤہ لوگ جس وقت کوئی بدی کریں یا اپنے نفسوں پر

ظلم کریں، پھر اللہ کو یاد کریں اور اپنے گناہوں کی معافی

مانگ لیں۔

ابلیس نے کہا کہ قریب ایک پہاڑ پر چڑھ گیا، جس کا نام

ثور ہے۔ اور بہت بلند آواز سے اپنے عفتوں پر چیخا۔

سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور کہنے لگے کہ اُسے

ہمارے سردار! تو نے ہمیں کیوں بلایا۔ اُس نے کہا کہ یہ

آیت نازل ہوئی ہے، پس کون ہے جو اس کا توڑ کر

سکے۔ شیطانوں میں سے ایک عفتیت نے کہا کہ اس

کام کے لئے میں حاضر ہوں، اس طرح یہ کام سر انجام

دوں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو اس کام کا اہل نہیں ہے۔

پھر دوسرا کھڑا ہوا۔ اُس نے بھی وہی کہا، جو پہلے نے کہا

تھا۔ ابلیس نے کہا کہ تم بھی اس کام کے لئے موزوں نہیں

ہو۔ اس پر وہ سوا اس الخناس کھڑا ہوا اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا۔ ابلیس نے پوچھا کہ کس طرح؟ اس نے کہا کہ میں ان سے وعدہ کروں گا اور ان کو امیدیں دلاؤں گا، یہاں تک کہ وہ گناہ کا ارتکاب

کریں، پھر میں انھیں استغفار کرنا مجبور کروں گا۔ ابلیس نے کہا کہ تو ہی اس کام کے لئے موزوں ہے۔ اور اُسے قیامت کے لئے اُن پر تعینات کر دیا ہے

مَنْ اللَّهُ قِيلًا ۱۲۲) لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ

سے زیادہ سچا کون ہے ۔ نہ تمہاری بھوئی آرزوؤں سے نہ اور نہ اہل کتاب کی بھوئی امیدوں سے (کچھ ہو سکتا ہے)

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِ بِهِ ۱۲۳) وَلَا يَجِدْ لَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

جو شخص بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا نہ اور نہ خدا کے سوا کسی کو نہ اپنا ولی پائے گا ۔ اور

وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۱۲۴) وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ

نہ مسدد کار ۔ اور مرد یا عورت میں سے جو کوئی بھی نیک کام کرے گا ۔ بشرطیکہ

أَنْتَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ

وہ مومن ہو ۔ پس یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے ۔ اور ان پر کچھ جگہ کی گھٹلی کے

نَقِيرًا ۱۲۵) وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا فَمِنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ

شکاف جتنا بھی غلط نہ کیا جائیگا ۔ اور دین میں اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے جھکایا ۔

مُحْسِنٌ وَاتَّبَعَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا ۱۲۶) وَاتَّخَذَ اللَّهُ إِبْرَاهِيمَ

اور وہ نیکو کار بھی ہے ۔ اور اس نے ملت ابراہیم کی پیروی کی جو راہ حق پر تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو دوست

خَلِيلًا ۱۲۷) وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ

بنایا تھا ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۱۲۸) وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ

برہنہ پر احاطہ کرنے والا ہے ۔ اور تم سے عورتوں کے بارے میں فتویٰ پوچھتے ہیں ۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ

يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ ۱۲۹) وَمَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتِمِّي النِّسَاءِ

تمہیں انکے بارے میں فتویٰ دیتا ہے ۔ اور جو کچھ تم پر ان یتیم عورتوں کے بارے میں پڑھا جاتا ہے نہ جن کو

الَّتِي لَا تَوْلِيَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ

تم ان کا مقررہ حصہ نہیں دیتے ۔ اور خواہش کرتے ہو کہ ان سے دیوہی نکاح کرو ۔

وَالْمُسْتَغْفِينَ مِنَ الْوُلْدَانِ ۱۳۰) وَأَنْ تَقُومُوا لِلْيَتَامَىٰ

اور ان یتیموں کے بارے میں دہی فتویٰ دیتا ہے ۔ اور یہ کہ یتیموں کے لئے انصاف پر قائم

بِالْقِسْطِ ۱۳۱) وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِهِ عَلِيمًا ۱۳۲)

رہو ۔ اور جو نیکی بھی تم کرو گے ۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب جاننے والا ہے ۔

مَنْزِل

۱۵ لیس ہا مانیکم :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۲ پر بحوالہ شیخون اخبار الرضا لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کی کہ آبا جہان ہمارے فرقہ کے گنہگاروں کے بارے میں اور غیروں کے گنہگاروں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ۔ امام علیہ السلام نے جواب میں یہی آیت تلاوت فرمائی :-

لَهُ مَنْ يَعْمَلُ سُوءًا يُجْزِ بِهِ :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر غیاثی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت منہ سے نکلے سو وہ مجذبہ نازل ہوتی تو اصحاب رسول میں سے کسی نے کہا کہ یہ آیت کس قدر سخت ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : کیا تمہاری جانوں ، مال اور اولاد پر کچھ بلائیں نہیں وارد ہوتی رہتیں ؟ انھوں نے عرض کی ضرور فرمایا : پس ان کے سبب سے خدا تعالیٰ تمہارے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھتا جائے گا ۔ اور گناہ مٹاتا جائے گا ۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جب کسی بندے کا اکرام منظور ہوتا ہے اور اس کے ذمہ کوئی گناہ بھی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی مرتبہ میں مبتلا کرتا ہے ۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کسی حاجت میں مبتلا کرتا ہے ۔ اور یہ بھی نہ کیا تو اس کی موت کو اس پر سخت کر دیتا ہے ۔ تاکہ اس کے گناہ کی مکافات ہو جائے :-

۱۵ فی یثی النساء :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ چھوٹے بچوں اور عورتوں کو میراث نہیں دیتے تھے ۔ اور یہ کہتے تھے کہ سوائے اس شخص کے جو لڑائی لڑ سکے ۔ اور دشمن کو دفع کر سکے ۔ اور کسی کو ہم میراث نہ دیں گے ۔ تو اللہ تعالیٰ نے میراث کی وہ آیتیں نازل کیں جو اس سورہ کے اوّل میں ہیں ۔ اور خدا کے اس قول تو تونہن کے ہی معنی ہیں ۔

اور تفسیر قمی میں اور زیادہ ہے کہ اہل جاہلیت اس میراث نہ دینے کو اپنے نزدیک بہت اچھا سمجھتے تھے اور جب خدا تعالیٰ نے میراث کی آیتیں نازل کیں تو وہ اس پر بہت ہی غبرے اور کہنے لگے کہ چلو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کرتے ہیں تو وہ حضرت اس کو چھوڑ دیں گے یا تبدیل فرما دیں گے ۔ پس وہ اگر عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ! لڑکی کو اس کے بھائی اور باپ کے ترکے کا ادا ملے گا ۔ اور چھوٹے بچے کو بھی میراث دی جائے گی حالانکہ ان میں سے نہ تو کوئی گھوڑے پر چڑھ سکتا ہے نہ دشمن سے لڑ سکتا ہے ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے :-

۱۷ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی بدخونی یا بے رنجی سے ڈرے۔
تو ان دونوں پر کوئی

گناہ نہیں۔ اگر وہ آپس میں صلح کر لیں، اور صلح بہتر ہے۔ اور

حاضر کی کنٹینر جانیں ساتھ بچیل کے ۔ اور اگر تم بیکی کرو اور پرہیز گاری کرو ۔ پس تحقیق اللہ تعالیٰ

جو کچھ تم کرتے ہو اس سے بدتر اور ناخبردار ہے۔ اور اگر تم پیا ہو بھی تو بعض م سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ

زیادہ بیویوں کے درمیان عدل کر سکو نہ پس تم ایک ہی طرف پلورے نہ جھک پڑو کہ دوسری

کوٹلی ہوئی کے مانند چھوڑ دو ۵ اور اگر تم اصلاح کرو اور ڈرتے رہو تو بیشک اللہ تعالیٰ

بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی

وسعت کے لیے نیاز فرمائیگا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت تلاش والاعمت والا ہے کہ وہ جیسے ہے جو چاہے اسماؤں

میں ہے اور جو محمد زین میں ہے۔ اور بتایا ہم نے وحییت فی ان لوہوں کو جو ہم سے پہلے لٹا دیے گئے۔

اورم جو بی نام اللہ تعالیٰ کے درے رہو۔ اور ارم نہ کروے (اور مجھو) کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پسند

کے جو بیٹھ کر اس کا دس میں بکھار دیکھ رہے ہیں ہے : اور اس کے بعد ہی ہے :

فَنَزَّلْنَا

تفسیر صفائی ص ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ

ہیں کہ سب عورتوں سے محبت اور مودت ایک جیسی ہو۔
اور تفسیر عیاشی، تفسیر قمی اور تفسیر مجمع البیان امام جعفر
صادقؑ سے منقول ہے کہ ہر امر میں من جمیع الوجود مساوات

۵۲ کا معلقہ :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر
صداوق سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ایام مرض میں عورتوں کے درمیان باری تفسیر فرماتے تھے

اور باری باری سب کے پاس جاتے تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ہے کہ جناب سیدہ کی وفات کے بعد آپ کے نکاح میں دو عورتیں تھیں۔ آپ ایک کی

باری کے دن دوسری کے گھر و صوبی ہیں لڑے قسے پ
۵۷ واسعاً حکیمًا۔

تفسیر تفسیر صفحہ ۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص نے آپ سے
تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ نے اُسے فرمایا کہ نکاح کر لو

اس نے نکاح کر لیا۔ لیکن اس کی ضروریات اور بھتیجیوں۔
پھر آپ نے فرمایا کہ اس سے مفارقت کر لو، یعنی حلاق
دے کر الگ الگ ہو جاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ
اس کی حالت بہت ہی گھبراہٹ میں تھی۔ اس نے اس وقت تک

دو امور کا حکم دیا جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی: **وَاذْكُرُوا الْآيَاتِ الْكُبْرَىٰ** ان بڑی آیتوں کو یاد کرو۔ **فَقَرَأَ بِغَنَمِهِ لِيُتَّبِعَهُ مِّنْ دُونِ آلِهَةٍ خَالِفٍ** (کہ تم میں سے جو گنہگار ہو)

بے زوجہ ہوں اور جو عورتیں بے شوہر ہوں۔ اُن کے
اور تنہا ریزی ٹونڈی غلاموں میں جو قابل نکاح ہوں اُنکے
نکاح کر دو۔ اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں

اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ پھر آپ سے یہ آیت پڑھی :- **وَان يَتَفَرَّقَا يَغْنِ اللَّهُ كَلَامًا مِنْ سَعْتِهِ** اور اگر وہ دونوں الگ الگ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اپنی رحمت سے بھر دے گا۔

کھاپی اپنی دوست کے لیے یاد رکھے گا

إِنْ يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ وَيَأْتِ بِآخَرِينَ وَكَانَ اللَّهُ

اے لوگو! اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور دوسروں کو لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ اس

عَلَى ذَلِكَ قَدِيرٌ ۝۱۳۶ مَنْ كَانَ يُرِيدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ

پر سہولت و سہولت قدرت رکھنے والا ہے۔ جو شخص دنیا کا ثواب چاہتا ہے تو (وہ سمجھ لے) کہ اللہ تعالیٰ کے پاس

اللَّهُ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝۱۳۷

دنیا اور آخرت (دونوں) کا ثواب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت سننے والا دیکھنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ بِالْقِسْطِ شُهِدَ اللَّهُ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ تم انصاف پر ہمیشہ قائم رہنے والے اللہ تعالیٰ کیلئے گواہی دینے والے ہو جاؤ۔

وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدِينَ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا

اگرچہ (یہ گواہی) تمہاری اپنی ذات یا مال یا باپ اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی ہو، وہ دولت مند ہوں

أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أُولَىٰ بِهِمَا قَلَّا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا

یا محتاج تو اللہ ان دونوں کا زیادہ قریب ولی ہے۔ پس تم عدل کرنے میں خواہشات کی پیروی نہ کرو۔

وَلَنْ تَلُوا أَوْ تَعْرَضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اور اگر تم زبان موڑو گے یا منہ پھیرو گے، تو بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے پورا پورا خبردار

خَيْرٌ ۝۱۳۸ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ

ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس

الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ

کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی، اور اس کتاب پر جو اس نے پہلے نازل کی۔

وَمَنْ يُكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَكُوتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ

اور جو شخص اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور قیامت کے دن کو انکار

الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۱۳۹ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا

کرتے تو یقیناً گمراہی میں بھٹک کر دور جا پڑا۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے پھر کافر ہو گئے

ثُمَّ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا ثُمَّ أَرَادُوا كُفْرًا لَمْ يَكُنِ اللَّهُ لِيَغْفِرَ

پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے، پھر کفر میں بڑھ گئے۔ اللہ کے واسطے نہیں ہے کہ وہ انہیں بخشے۔

فَزَلْ

۱۱ دیات باخیرین :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۳ پر ہے کہ روایت میں وارد ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی پشت پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ آخرین سے ملو اس کی قوم ہے یعنی فارس (ایران) کے عجمی +

۱۲ ثواب الدنیا والآخرۃ :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۳ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دونوں ثواب کسٹھے طلب کرنے چاہئیں یعنی دنیا اور آخرت دونوں کی بہتری کیلئے۔

اور اس سے زیادہ کوئی ذلیل بات نہیں کہ اعلیٰ اور اشرف کو چھوڑ کر ادنیٰ پر اکتفا کیا جائے۔ حالانکہ اشرف شے کے حصول سے ادنیٰ ضائع نہیں ہوتی۔

کافی اور انصاف میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے ہوا سٹہ

اپنے آباؤ اجداد جناب امیر المومنین علیہ السلام سے سویت کی ہے کہ قدیم زمانے کے حکماء اور فقہاء جب ایک دوسرے کو کچھ لکھتے تھے تو تین ہی باتیں لکھتے تھے، ان کے ساتھ جو حق بات نہیں لکھتے تھے۔ وہ تین باتیں یہ ہیں :-

(۱) جس کو صورت آخرت کی فکر ہوگی۔ خدا تعالیٰ اس کو دنیا کی فکر سے کفایت فرمائے گا۔

(۲) جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دے گا۔

(۳) جو شخص اپنے ذمہ کے خدا کے حقوق کی اصلاح کر لے گا۔ بندوں کے حقوق جو اس کے ذمہ ہوں گے۔

خدا ان کی اصلاح خود فرمائے گا +

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ دنیا ان کی طلب گار ہے۔ اور بہت سے ایسے ہیں کہ وہ خود دنیا کے طلب گار ہیں۔ پس جو دنیا کے طلب گار موت ان کے پیچھے پڑی ہے۔ جب تک کہ ان کو دنیا سے نکال نہ دے۔ اور جو آخرت کے طلب گار ہیں خود دنیا ان کی طلب گار رہے گی۔ جب تک کہ ان کا رزق ختم نہ ہو جائے +

۱۳ ثمر ازدادوا کفراً :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر ہے کہ اس آیه مجیدہ میں ان الذین آمنوا سے مراد یہودی ہیں جو حضرت موسیٰ پر ایمان لائے۔ اور وہ منافق لوگ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظاہری ایمان لائے۔ ثمر کفر وہ ملے۔ یہودی ہیں جنہوں نے گویا سالہ پرستی کی اور منافق ہو گئے

ثمر آمنوا سے مطلب یہ ہے کہ وہ بعد میں پھر ایمان لے آئے۔ ثمر کفر وہ ملے۔ یہودی مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا۔ اور منافق ہیں اس قدر صراحت کیا کہ آخر میں گئے +

۱۴ ثمر ازدادوا کفراً :- ثمر کفر وہ ملے۔ یہودی مراد ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا۔ اور دوسری بار منافق ہو گئے۔ ثمر ازدادوا کفراً کا یہ مطلب ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کیا۔ اور منافق ہیں اس قدر صراحت کیا کہ آخر میں گئے +

لَهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ سَبِيلًا ۝۱۳۸ بَشِّرِ الْمُنَافِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ

اور نہ ہی (سے ہے کہ) انھیں راہ راست تک پہنچائے۔ (اے رسول) منافقوں کو خوشخبری دو کہ یقیناً ان کیلئے

عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۳۹ الَّذِينَ يَتَّخِذُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ

دردناک عذاب تیار ہے۔ (یہ) وہ لوگ ہیں جو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست بناتے

دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَيْبَتُوهُمْ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةُ فَإِنَّ الْعِزَّةَ

ہیں۔ کیا وہ ان کے پاس سے عزت تلاش کرتے ہیں تو بیشک سب عزت

لِلَّهِ جَمِيعًا ۝۱۴۰ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور یقیناً وہ کتاب میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جس وقت تم یہ سنو کہ

آيَتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ

اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا جاتا ہے اور ان کا شتم اڑایا جاتا ہے تو تم ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو

حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۝۱۴۱ إِنَّكُمْ إِذَا وَمَلْتُمْ إِنَّ

تاکہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں غور کریں۔ ورنہ تم بھی اس وقت انہی جیسے ہو گے۔ بیشک

اللَّهُ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ۝۱۴۲

اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو جہنم میں (ایک جگہ) اکٹھا کرنے والا ہے۔

وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَكُمْ يَحْدِثُ غَيْرُكُمْ قَالُوا لَكُمْ قَتْلُكُمْ مِنَ اللَّهِ

جو تمہارے انتظار میں تھے رہتے ہیں۔ پس اگر خدا کی طرف سے تمہاری تسخیر ہوگی تو

قَالُوا أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ ۝۱۴۳ وَإِنْ كَانَ لِلْكَافِرِينَ نَصِيبٌ قَالُوا

کہہ دیں کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے۔ اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہو جائے، تو یہ کہہ دیں

أَلَمْ نَسْتَحِذْكُمْ عَلَيْكُمْ ۝۱۴۴ وَنَمْنَعُكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاللَّهُ

کہہ دیا ہم تم پر غالب نہ آ گئے تھے۔ اور ہم نے تمہیں مومنوں سے بچا نہیں لیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ

يُحْكَمْ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ

تمہارے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کیلئے سے مومنوں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا ۝۱۴۵ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَدِّعُونَ اللَّهَ

(غالب آنے کی) کوئی راہ ہرگز قرار نہ دے گا۔ یقیناً منافق اللہ تعالیٰ کو دھوکا دیتے ہیں۔

۱۴ فلا تقعدوا معهم:-

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ کافی حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام رضا

علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت تم کسی شخص کو

حق کا انکار کرتے اس کی تکذیب کرتے اور باطل حق کی

بدی کرتے سنو تو اس کے پاس سے اٹھ جاؤ۔ اور

اس کے پاس نشست و برخاست موقوف کر دو۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ سننے کی قوت کے لئے یہ بات خدا نے واجب

کی ہے کہ جن چیزوں کو سننا پروردگار عالم نے حرام کیا

ہے۔ ان سے اس قوت کو محفوظ رکھے۔ اور جن چیزوں

کی خدا نے مانعت کی ہے ان کو حتی الامکان کان میں

پرٹنے ہی نہ دے اس کے بعد آپ نے یہی آیت تلاوت

فرمائی۔ پھر فرمایا کہ موقع نسیان کو خدا نے مستثنیٰ کیا ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے:- واما ينسينك الشيطان فلا

تقعد بعد الذكري مع القوم الظالمين۔ (اور

اگر شیطان تم کو بھلا دے تو یاد آنے کے بعد ظالموں

کے ساتھ نہ بیٹھو) ۱۴

۱۵ لن يجعل:-

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ اس سے مراد حجت

غالب آتا ہے۔ اگرچہ قوت میں کافر غالب حاصل کر لیں۔

عیون اخبار الرضا میں امام رضا سے منقول ہے کہ ایک

شخص نے عرض کیا کہ تو ارجح کوفہ میں ایک قوم ہے جس کا

گمان ہے کہ حسین ابن علی علیہما السلام شہید نہیں ہوئے

بلکہ حنظل ابن سعد شامی ان حضرت کی شبیہ بنا دیا گیا تھا

اور وہ حضرت مثل عیسیٰ بن مریم آسمان پر اٹھائے گئے اور

وہ لوگ اس آیت سے حجت لاتے ہیں ولن يجعل الله

حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر خدا کا غضب ہو

اور خدا کی لعنت ہو۔ وہ رسول خدا کی حدیثیں بھٹلانے

کی وجہ سے کافر ہو گئے۔ اس لئے کہ آنحضرت نے متواتر

خبر دی ہے کہ حسین شہید کئے جائیں گے۔ اور جو ان

سے بہتر تھے وہ بھی شہید کئے گئے یعنی امیر المؤمنین

اور حسن بن علی۔ اور ہم میں سے بھی کوئی ایسا نہیں ہے

جو شہید نہ کیا جائے گا۔ خدا کی قسم! میں ایک فریب دینے

والے کے فریب سے شہید کیا جاؤں گا۔ اور

اس بات کو میں اس عہد کے سب سے جانتا

ہوں جو جناب رسول خدا سے مجھ تک پہنچا

ہے۔ اور انھیں جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کی طرف

سے پہنچایا ہے۔ پس رہی بات اللہ تعالیٰ کے

قول لن يجعل الله... الخ کے مطلب کی۔ تو وہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ مومنوں پر کافروں کی حجت کبھی غالب نہ آنے دے گا۔ خداوند تعالیٰ کافروں کی نسبت خبر دیتا ہے کہ انہوں نے انبیاء کو قتل کیا۔ انبیاء پر وہ حجت میں غالب نہیں آئے۔

وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كَسَالَىٰ

اور وہ ان کو دھوکا بازی کی سزا دیتے والا ہے۔ اور جب وہ نماز کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو وہ سستی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں

يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۳۱

وہ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتے بلکہ سگر بہت چھوڑا۔

مُذَبِّذِينَ بَيْنَ ذَلِكَ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ

وہ اس رگڑ اور ایمان کے درمیان دوڑتے ہیں۔ نہ ان کی طرف ہیں اور نہ ان کی

هَؤُلَاءِ ۝ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ۝۱۳۲

طرف ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگائے تو تم ہرگز اس کے لئے کوئی راہ نہ پاؤ گے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو سرپرست نہ بننا۔

دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ

کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تم اپنے خلاف اللہ تعالیٰ کیلئے حکم کھلی

سُلْطَانًا مُّبِينًا ۝۱۳۳ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ

حجرت قرار دے لو۔ یقیناً منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں ہوں

مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا ۝۱۳۴ إِلَّا الَّذِينَ

گئے سہ اور تم ان کے لئے ہرگز کوئی مددگار نہ پاؤ گے۔ سوائے ان کے جنہوں نے

تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ

توبہ کی۔ اور نیکی اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوطی سے پکڑا۔ اور اپنے دین کو اللہ ہی کے لئے

لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ

خالص کر دیا۔ پس وہ مومنین کے ساتھ ہوں گے۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت

الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۳۵ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ

بڑا بدلہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا۔

إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا ۝۱۳۶

اگر تم شکر کرو اور ایمان لائے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ قدر ان راہ بہت اچھی طرح جاننے والا ہے۔

۱۔ لایذکرون اللہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۸ پر ہے کہ جو شخص کوئی عمل کسی کو دکھانے کی غرض سے کرتا ہے وہ اس کی موجودگی ہی میں کرتا ہے تاکہ وہ اسے دکھاسکے۔

اور کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص چھپا کر خدا کو یاد کرتا ہے، وہ یقیناً خدا کو بہت یاد کرتا ہے۔ اور منافقین جو اللہ کی یاد اعلانیہ کرتے تھے اور پوشیدہ کچھ نہیں، اس لئے خدا نے اس آیت میں ان کی صفت بیان کر دی ہے۔

۲۔ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۸ پر ہے کہ یہ لوگ نہ تو پروردگار مومنین کی طرف ہیں اور نہ کامل طور سے کافروں کی طرف۔ اسی طرح سے مومنوں کی طرح اظہار تو ایمان کا کرتے ہیں مگر مومنوں کی طرح دل میں ایمان کو جگہ نہیں دیتے۔ نیز کافروں کی طرح کفر کو تو دل میں جگہ دے رکھی ہے لیکن کافروں کی طرح کفر کا اظہار نہیں کرتے۔

۳۔ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۹ پر ہے کہ جس طرح بہشت کے درجات ہیں، اسی طرح دوزخ کے بھی درجات ہیں۔ اور ان کا نام درجات اس وجہ سے رکھا گیا کہ جس طرح درجات ایک دوسرے سے بلند اور اعلیٰ ہوتے ہیں، اسی طرح درجات ایک دوسرے سے پست و اسفل ہوتے ہیں۔

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ

اللہ تعالیٰ بلند آواز سے نہ برا کہنے کو پسند نہیں کرتا سوائے اس کے جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا عَلِيمًا ۝۱۳۸

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کرو سنی یا اُسے چھپاؤ یا

تَعْفُوا عَنْ سُوءِ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيرًا ۝۱۳۹

پس یقیناً اللہ تعالیٰ درگزر کرنے والا پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ بیشک جو لوگ

يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ

کفر کرتے ہیں ساتھ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے اور وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں کے درمیان

اللَّهُ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

عبادتِ ڈالیں، اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان لاتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں

وَيُرِيدُونَ أَنْ يُتَّخَذَ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا ۝۱۴۰

اور وہ چاہتے ہیں کہ اس (ایمان اور کفر) کے بیچوں بیچ ایک راستہ اختیار کریں۔ یہی وہ لوگ ہیں

الْكٰفِرُونَ حَقًّا ۖ وَاعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُهِينًا ۝۱۴۱

جو حقیقتاً کافر ہیں۔ اور ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولوں پر ایمان لائے اور انہوں نے اُن میں سے کسی ایک کے درمیان

أُولَٰئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيهِمْ أَجْرُهُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا

بھی فرق نہ کیا۔ وہی ہیں کہ وہ (اللہ تعالیٰ) عنقریب اُن کو اُن کے اجر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت

رَحِيمًا ۝۱۴۲

رحیم کرنا والا ہے۔ تجھ سے اہل کتاب پوچھتے ہیں کہ سہ تو اُن پر آسمان سے ایک کتاب اتار لائے

مِّنَ السَّمَاءِ فَقَدْ سَأَلُوا مُوسَىٰ أَكْبَرَهُمْ ذَلِكَ فَقَالُوا

تو موسیٰ سے انہوں نے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا سہ یعنی یہ کہا تھا کہ

أَرَنَا اللَّهُ جَهَنَّمَ فَأَخَذَتْهُمْ الضُّعْفَةُ بِظُلْمِهِمْ ثُمَّ اتَّخَذُوا

ہمیں اللہ تعالیٰ جہنم سمجھا دیا۔ پس ان کے اس ظلم کے سبب انکو بجلی نے آگڑا تھا۔ پھر جب اُن کے پاس

لَا يُحِبُّ اللَّهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظَلَمَ

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ مدد

طلب کرنے میں کسی کو برا بھلا کہا جائے۔

سوائے اس شخص کے کہ جس پر ظلم کیا گیا ہو۔

اس کیلئے کوئی سراج نہیں کہ وہ ظالم کے خلاف اتنی ہی

مدد مانگے جتنی مدد کا دیا جانا دین میں جائز ہے اور اس

کی نظیر دوسری جگہ قرآن میں موجود ہے: وَاَنْتُمْ عَادِلُونَ

بعد ما ظلموا (پس، شعراء، ۲)۔ اور تفسیر قمی میں بھی

یہی مضمون وارد ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت امام جعفر صادق علیہ

السلام سے منقول ہے کہ اگر کسی کے گھر مہمان اگر غریب

اور وہ اُس کی ضیافت ٹھیک نہ کرے تو اُس پر کوئی

گناہ نہیں۔ اگر وہ میزبان کی اس بدسلوکی کا ذکر زبان

پر لائے۔ تفسیر غیاثی میں بھی قریب قریب یہی مضمون

ہے۔

سہ و نکفر ببعض۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر اس کا مطلب یہ لکھا ہے

کہ وہ بعض انبیاء کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے۔

جیسا کہ یہودیوں نے کیا تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

اور اُن سے پہلے جو انبیاء ہو گئے اُن کی تصدیق کرتے

تھے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب یا جیسے نصاریٰ نے کیا، کہ

حضرت عیسیٰ اور اُن سے پہلے جو انبیاء ہوئے اُن

کی تصدیق کی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تکذیب کی۔

سہ یسئلک اهل الكتاب۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے

کہ مطابق ایک روایت کے کعب بن الاشعث

اور یہودیوں کی ایک جماعت نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو

کر عرض کی کہ یا محمد! اگر آپ واقعی نبی ہیں تو

جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات ایک

ہی دفعہ نازل ہوئی۔ آپ بھی آسمان سے کوئی ایسی ہی

کتاب لے آئیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی

سہ فقد سألوا موسیٰ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے

کہ اے رسول! ان کا آسمان سے کتاب نازل کئے جانے

کا سوال تھیں بڑا رنگ۔ کیونکہ انہوں نے حضرت موسیٰ

سے اس سے بھی بڑا سوال کیا تھا، جبکہ اُن کے پاس

تورات اور انجیل میں تحریف کی اسی طرح اس کتاب میں بھی جو چاہیں من مانی کارروائیاں کریں، انہیں کوئی روکنے والا نہ ہو



حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ظاہری معجزات اور کھلے نشانات آپ کے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سوال اگرچہ ان لوگوں کے آفاقی عبادت کے لیے تھا، لیکن خدا نے اس کی نسبت ان لوگوں سے اسلئے دی کہ وہ اپنے باپ دادا کے مذہب پر رہے ہوئے تھے۔ اور انہی کی جہالتوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔

ملفوظ ج ۲۔ کتاب کا مانگنا بظاہر کوئی بڑا سوال نہیں تھا۔ لیکن خرابی اس میں یہ تھی کہ وہ صرف کتاب مانگتے تھے، کتاب والا نہیں چاہتے تھے، تاکہ جس طرح یہودیوں اور عیسائیوں نے تورات اور انجیل میں تحریف کی اسی طرح اس کتاب میں بھی جو چاہیں من مانی کارروائیاں کریں، انہیں کوئی روکنے والا نہ ہو۔

الْعَجَلِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَاتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذَلِكَ

روشن نشانیاں آچکیں تو اُس کے بعد انھوں نے پچھڑے کو (مقبوض) چھڑا لیا۔ پھر ہم نے اُس سے درگزر کیا۔

وَآتَيْنَا مُوسَى سُلْطَانًا مُبِينًا ۝۱۵۲ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّورَ

اور ہم نے موسیٰ کو کھلی ہجرت دے دی۔ اور ہم نے ان کے عہد کی وجہ سے ان کے

مِيثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمْ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُلْنَا لَهُمْ

اُپر کوہ طور کو بلند کیا۔ اور ان سے ہم نے کہا کہ اس دروازہ میں سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو جاؤ۔ اور ہم نے

لَا تَعْدُوا فِي السَّبْتِ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا ۝۱۵۳

ان سے کہا کہ سبت (ہفتہ کے روز) زیادتی نہ کرو۔ اور ہم نے اُن سے سخت عہد لیا۔

فِيمَا نَقَضَهُمْ مِيثَاقَهُمْ وَكَفَرَهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ وَقَتْلِهِمُ

پس اُنکے اپنے عہد کو توڑنے کے سبب سے اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرنے کے باعث اور اُن کا افسیاء کو

الْأَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَقَوْلِهِمْ قُلُوبُنَا غُلْفٌ ۝۱۵۴ بَلْ طَبَعَ اللَّهُ

ناحق قتل کرنے کی وجہ سے سہ اور اُنکے اس قول سے کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں۔ (حالانکہ قول نہیں) بلکہ اللہ تعالیٰ

عَلَيْهَا بِكَفَرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۵۵ وَبَكَفَرِهِمْ وَ

نے اُنکے دلوں پر اُنکے کفر کی وجہ سے نشان لگا دیا ہے پس وہ ایمان نہ لائیں گے مگر بہت کم۔ اور اُنکے کفر کے سبب

قَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝۱۵۶ وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا

اور اُنکے اس قول کے سبب جس سے انھوں نے مریم پر بہت بڑا بہتان تراشا تھا سہ اور اُنکے اس قول کے باعث کہ

الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا

بیشک ہم نے اللہ تعالیٰ کے رسول مسیح عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا سہ۔ حالانکہ انھوں نے اُسے قتل کیا اور

صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ

نہ ہی اُسے صلیبی دی۔ بلکہ اُن کیلئے (ایک اور شخص کی) وہی شکل (شبہ) بنا دی گئی تھی سہ اور بیشک وہ لوگ جنھوں نے

لَقِيَ شَكَّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۝۱۵۷

عیسیٰ کے بارے میں اختلاف کیا۔ وہ البتہ اُس کی طرف سے شک میں ہیں۔ انھیں اس (واقعہ) کا علم ہی نہیں سوائے

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝۱۵۸ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ

گمان کی پیر کی۔ اور یقیناً انھوں نے اُسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے اپنی طرف اٹھالیا۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ ان لوگوں نے انبیاء کو خود قتل نہیں کیا تھا۔ ان کے باپ دادوں نے کیا تھا۔ مگر یہ اُن کے اس فعل سے راضی تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کے اہل و عیال کے قتل کا الزام ان کو دیا۔ اسی طرح قرار دیا ہے کہ جو فعل کیا گیا ہو گو ملزم خود اس فعل کا مرتکب نہ ہو مگر اس فعل پر راضی ہو تو اس کا مرتکب سمجھا جائے گا۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ المجالس امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نہ تو کل آدمیوں کی صفائی پر اختیار ہو سکتا ہے اور نہ ہی کل آدمیوں کی زبانیں بند کی جاسکتی ہیں۔ کیا انھوں نے حضرت مریم بنت عمران کی طرف یہ نسبت نہ دی تھی کہ یہ حمل تو ایک عیسیٰ کا ہے۔ جس کا نام یوسف تھا۔

سورہ آل عمران کی آیت یا عیسیٰ انی متوفیک کی تفسیر کرتے وقت توفی کے معنوں پر قرآن مجید اور کتب لغات اور مآوہ عرب سے پوری پوری بحث کر دی گئی ہے (دیکھو ماشیہ ص ۱۷)۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ جس شخص نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کی چال سوچی تھی۔ خدا تعالیٰ نے اس حیلہ سوچنے والے کو ہی حضرت عیسیٰ کی شبہ بنا دیا۔ یعنی اس کی شکل و شبہت ایسی کر دی کہ دیکھنے والے ہی سمجھیں کہ یہ عیسیٰ ہی ہے۔ چنانچہ وہ خود اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں حضرت عیسیٰ کے بدلے میں قتل کر دیا گیا۔

مترجم :- اس سے کسی جاندار کی شبہ بنانے کا جواز ثابت ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبہ خود بنائی۔ شبہ کے معنی لغات القرآن ندوۃ المصنفین کی جلد ۳ ص ۲۶ پر یوں لکھے ہیں :-

”شبہ :- وہی صورت بنا دی گئی۔ مانند کر دیا گیا تشبیہ سے جسے معنی کسی چیز کو کسی چیز کے مانند کر دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب :-

اور اسی جلد ۳ کے ص ۲۶ پر ہے کہ جو شخص سب سے پہلے اُن (عیسیٰ) کو گرفتار کرنے آیا تھا اسی پر حضرت عیسیٰ کی شبہ ڈال دی اور پھر وہ نے حضرت عیسیٰ کے شبہ میں اسی شخص کو صلیبی پر چھڑا دیا۔

عَزِيزًا حَكِيمًا ۱۵۸ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لِيُؤْمِنَنَّ

عزیز والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا مگر یہ کہ اس کی موت سے پہلے اس

بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۱۵۹

پر ضرور ایمان لائے گا۔ اور وہ قیامت کے دن اُن پر گواہ ہوگا۔

فَيُظْلَمُ مِنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ

پس ان لوگوں کے ظلم کی وجہ سے جو یہودی ہو گئے ہم نے اُن پر بہت پاک چیزوں کو حرام کر دیا جو اُن کیلئے حلال

لَهُمْ وَبَصَدَّاهُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ۱۶۰ وَأَخَذَهُمُ الرِّبَا

تھیں۔ اور اُنکے اللہ کے راستے سے اکثر لوگوں کو روکنے کے سبب سے (بھی)۔ اور اُن کے سود لینے کی وجہ سے

وَقَدْ نُهَوُّا عَنْهُ وَأَكْلَهُمْ أَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ۱۶۱ وَ

حالانکہ وہ یقیناً اُس سے منع کئے گئے تھے۔ اور اُن کے لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھا جانے کی وجہ سے (بھی)۔

أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۶۲ لَكِنِ الرَّاسِخُونَ

اور اُن میں سے کافروں کے لئے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ لیکن اُن میں سے جو علم میں

فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ

رکھتے ہیں۔ اور مومن لوگ جو اس پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل کیا گیا،

وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَالْمُقِيمِينَ الصَّلَاةَ وَالْمُؤْتُونَ

اور اُس پر بھی جو تم سے پہلے نازل کیا گیا۔ اور نماز قائم کرنے والے، اور زکوٰۃ دینے

الزَّكَاةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أُولَٰئِكَ

والے، اور اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والے۔ یہی وہ لوگ ہیں

سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۱۶۳ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا

کہ ہم انھیں عنقریب بہت بڑا اجر دیں گے۔ بیشک ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی کی جس طرح کہ ہم نے

إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

نوح کی طرف وحی کی تھی اور اُس کے بعد راہنمونوں کو (وحی کی)۔ اور ہم نے ابراہیمؑ

وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطَ وَعِيسَىٰ وَ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اور اسماعیلؑ اور اسحاقؑ اور یعقوبؑ اور اسباطؑ اور عیسیٰؑ

اس آیت مجیدہ میں لیؤمنن استعمال ہوا ہے۔

اسے مفہوم مکرر بلام تاکید و تکرار تاکید یا تکرار تاکید

کہتے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ معنی تاکید مع

خصوصیت زمانہ مستقبل کے دیتا ہے۔ اس آیت میں

آئندہ زمانہ کی خبر دی گئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کو بتا دیا گیا ہے کہ آئندہ ایسا ہوگا۔ بعض اس

آیت سے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب یہود

اور نصاریٰ اپنی آخری عمر میں مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰ

پر سچا ایمان لائے گا حالانکہ یہ بالبدلت باطل ہے۔

کوئی یہودی مرتے وقت عیسیٰ پر ایمان نہیں لاتا۔ اور

یہی کوئی عیسائی مرتے وقت عقیدہ تثلیث اور الوہیت

عیسیٰ وغیرہ سے انکار کر کے سچا دین اختیار کرتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں جو حدیث وارد ہے وہ بھی اہل

کی تصدیق کرتی ہے۔ چنانچہ تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر

فتحی شہرین جو شنب نے امام محمد باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ

قبل قیامت حضرت عیسیٰ نازل ہونگے اور اس وقت

کل یہود اُن کی تصدیق کریں گے۔ اور کل عیسائی اُن کی

نبوت پر سچا ایمان لائیں گے۔ اور الوہیت سے انکار

کریں گے۔

آیہ مبارکہ میں یہ اور موت کی دونوں قسمیں

حضرت عیسیٰ کی طرف راجع ہیں۔ مزید ہمیشہ اپنے مرجع کو

چاہتی ہے جو قریب ہوتا ہے۔ در صورت دیگر اضطراب

ضمائر ہوگا۔ جو خلاف فصاحت و بلاغت ہے اسلئے

فقط پس حیات عیسیٰ ثابت ہے۔

۱۵ کیا اوحینا۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر

اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر

میں وارد ہے کہ یقیناً میں نے تمہاری طرف وحی کی

جس طرح حضرت نوحؑ کی طرف اور آپ کے بعد

کے انبیاء کی طرف کی تھی۔ پس آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کل وحی جمع فرمادی۔

تفسیر صفائی کے اسی صفحہ پر بحوالہ تفسیر

عیاشی و اکمال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے کہ حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ علیہما السلام

کے مابین بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں جو خفیہ ہے، اور

کچھ ایسے جو اعلان کرنے والے تھے۔ اسی سبب سے خفیہ

رہنے والے انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں بھی نہیں ہے۔ اور

جس طرح اعلان کرنا انبیاء کا نام لیا گیا ہے اُن کا نام

نہیں لیا گیا جیسا کہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے۔ د

رسلنا قد قصصناهم عليك من قبل ورسلام نقصصم

عليك

أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَاتَّبَعُوا دَاوُدَ وَزُبُرًا ۝

ایوب ، اور یونس ، اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی ۔ اور ہم نے داؤد کو زبور دی ۔

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ

اور ہم نے ایسے رسول بھیجے جن کا قصہ ہم نے تم سے پہلے بیان کیا ۔ اور ایسے رسول بھیجے جن

نَقَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۝

کا قصہ ہم نے تم پر بیان نہیں کیا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سے ایسا کلام کیا جیسا کہ کلام کرنے کا حق تھا

رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى

ایسے رسول جو خوشخبری دیتے والے (بھی تھے) اور ڈرانے والے (بھی) تاکہ رسولوں کے (آنے کے) بعد اللہ تعالیٰ پر آدمیوں

اللَّهُ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

کے لئے کوئی حجت نہ رہ جائے ۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے ۔

لَكِنَّ اللَّهَ يَشْهَدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمِهِ وَ

لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے تم پر نازل کیا اپنے علم سے نازل کیا ۔ اور

الْمَلَائِكَةُ يَشْهَدُونَ وَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

سارے فرشتے (بھی) گواہی دیتے ہیں ، مالاںکہ اللہ تعالیٰ ہی گواہی دینے کیلئے کافی ہے ۔ بیشک وہ لوگ

كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ قَدْ ضَلُّوا ضَلَالًا

جو کافر ہوئے اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا ۔ وہ بیشک دور کی گمراہی میں جا پڑے

بَعِيدًا ۝

بیشک وہ لوگ جنھوں نے کفر کیا اور ظلم کیا اللہ تعالیٰ کا یہ کام نہیں ہے کہ ان کو

لَهُمْ وَلَا يَهْدِيَهُمْ طَرِيقًا ۝

بچھے ۔ اور نہ یہ کہ انھیں کسی راستے پر پہنچائے ۔ سوائے جہنم کے راستے کے جس میں وہ ہمیشہ

فِيهَا أَبَدًا وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

رہیں گے ۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے ۔ اے لوگو! بیشک یہ رسول

قَدْ جَاءَكُمْ الرُّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَأَمِنُوا خَيْرًا لَكُمْ

تھا اسے پروردگار کی طرف سے حق کے ساتھ آیا ہے ۔ پس ایمان لاؤ تمھارے لئے بہتر ہے

۱۲۲

لہ مولیٰ تکلیما۔

تفسیر صفائی ص ۱۲۲ پر بحوالہ تفسیر جامعہ مکتبی کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کے چنے ہوئے آدمیوں کو طور سینا پر لے گئے ۔ اور ان کو دامن کوہ میں کھڑا کر کے خود طور پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مجھ سے باتیں کر اور وہ لوگ بھی کلام کو سنیں اور اس کے کلام کو لوگوں نے اوپر سے نیچے سے دائیں سے بائیں سے سنا ۔ اللہ تعالیٰ نے بولنے کی قوت ایک درخت میں پیدا کر دی تھی ۔ اس سے آواز ہر طرف سے سنائی دیتی تھی ۔

اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بغیر اعضاء اور حروف اور ہوشوں کے کلام کیا ۔ جس طرح کہ انسان کو بات کرنے کیلئے ان کی ضرورت ہوتی ہے ۔ اللہ تعالیٰ اعضاء سے مبرا اور منزہ ہے ۔

نیز ایک شخص نے جس کو آیات خدا میں کچھ شبہ پڑ گیا تھا ۔ ان حضرت سے سوال کیا ۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ایک طریقہ پر نہیں ہے ۔ ایک وہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے کیا ۔ اور ایک وہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ۔ اور وہ خواب بھی کلام اللہ تھے جو رسولوں نے دیکھے اور وہ وحی تنزیل جس کی تلاوت کی جاتی ہے ۔ یہ بھی کلام اللہ ہے ۔

اور احتجاج میں گفتگو مندرج ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہودیوں کے مابین ہوئی یہودیوں نے کہا کہ آپ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہتر تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ کیونکر؟ انھوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے چار ہزار کلموں سے بات کی لیکن آپ سے کوئی بات نہیں کی ۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ ان سے افضل درجہ عطا کیا گیا ہے ۔ انھوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی : سُبْحَنَ الَّذِي اسْمُی بَعْدَہ لَیْلًا الخ ۝

۱۲۳ لکن اللہ یشہد :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ۝

۱۲۴ وظلموا :-

تفسیر صفائی ص ۱۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی و کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے آل محمد علیہم السلام کے حقوق کو غصب کیا ۔ ایسے لوگوں کی مغفرت نہ ہوگی ۝

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روح کے بارے میں پوچھا گیا کہ روح کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ روح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام میں پیدا کیا۔

اور التوحید میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ دو روحیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کر کے منتخب کر لیا اور انہیں مصطفیٰ قرار دیا۔ وہ دو روحیں حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی ہیں۔ عیسائیوں کا اعتراض :-

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ کیا ہے اس لئے آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل ہیں۔

جواب :- اس لحاظ سے تو حضرت آدم بھی افضل ٹھہریں گے کیونکہ انکی روح کو بھی خدا نے مصطفیٰ قرار دیا ہے۔

دوسری جواب یہ ہے کہ حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو جو روحیں عطا ہوئی تھیں وہ تجزوی تھیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے کہ و نفخت فیہ من روحی (پ)۔ اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے متعلق اللہ فرماتا ہے: وروح منہ۔ دونوں میں من موجود ہے جو تعضید ہے اور جزویت پر مال ہے۔ یعنی حضرت آدم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو جو روحیں عطا ہوئی تھیں وہ جزوی تھیں نہ کہ کلی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم صرف زمین پر خلیفہ تھے۔ یعنی عالم مادی عنصری پر نہ کہ عالم امری اور روحی پر۔ کیونکہ جزوی یا ذرا سی روح سے کل عالم امری اور روحانی پر تصرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ذرا سی روح عطا ہوئی تھی۔ اسی لئے انہیں پرندوں میں روح داخل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ کی اجازت دے کر آگے۔ اور یہی وجہ تھی کہ آپ نے فرمایا: میں پرندے کی صورت شکل بنا سکتا ہوں نہ کہ پرندہ۔ پھر اس روح سے جو اللہ نے مجھ میں پھونکی ہے پھونکتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جزوی روح سے صرف عالم مواد پر تصرف حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل عالم امری اور روحانی پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے: اوحینا الیک روحاً من (امرنا) (پ)۔ (شوری)۔

کہ ہم نے (آئے رسول) تیری طرف عالم امری سے ایک روح بھی بھیج دی۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم امری کی روح تھے۔ وہ جزوی ہی تھے۔ اور بعض عوالم پر ہی تھے۔ صرف عالم مواد پر تصرف حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل عالم امری اور روحانی پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے: اوحینا الیک روحاً من (امرنا) (پ)۔ (شوری)۔

کہ ہم نے (آئے رسول) تیری طرف عالم امری سے ایک روح بھی بھیج دی۔ پس چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم امری کی روح تھے۔ وہ جزوی ہی تھے۔ اور بعض عوالم پر ہی تھے۔ صرف عالم مواد پر تصرف حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل عالم امری اور روحانی پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے: اوحینا الیک روحاً من (امرنا) (پ)۔ (شوری)۔

من دون اللہ (یعنی) کیا تم نے ان لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کے علاوہ خدا مان لو؟ اعتراض :- عیسائی کہتے ہیں کہ ہم حضرت مریم کو خدا نہیں مانتے اور عقیدہ تثلیث میں شامل نہیں۔

وَإِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

اور اگر تم کفر کرو تو جان لو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اور

كَانَ اللَّهُ عَلِيماً حَكِيماً ۝ يَٰ أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ

اللہ تعالیٰ بہت کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اسے کتاب والو! تم اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور

وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ

سوائے حق کے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کچھ نہ کہو۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مسیح عیسیٰ ابن مریم

مَرِيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ

اللہ تعالیٰ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مریم کی طرف القا کیا اور اسکی جزوی روح جو کہ

فَآمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۖ وَلَا تَقُولُوا ثَلَاثَةٌ إِنَّهُوَ خَيْرٌ

پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ اور تم (خدا) مت کہو کہ ہمارے ساتھ تیسرے

لَكُمْ إِنَّمَا اللَّهُ إِلَهُ وَاحِدٌ سُبْحَانَهُ أَنْ يَكُونَ لَهُ وَلَدٌ

ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی معبود ہے۔ وہ اس سے پاک ہے کہ اس کیلئے کوئی بیٹا ہو۔

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝

اُسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور کچھ زمین میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کافی کارساز ہے۔

لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ

مسیح ہرگز انکار نہیں کرے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا بندہ بنے گا اور نہ ہی مقرب

الْمُقَرَّبُونَ ۚ وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيَسْتَكْبِرْ

فرشتے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے انکار کرے گا اور تکبر کرے گا

فَيَحْشُرْهُمْ إِلَيْهِ جَمِيعًا ۝ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

پس عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے پاس جمع کرے گا۔ پھر وہ لوگ جو ایمان لائیکے اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

عمل نیک کئے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اجر پر سے بڑے دے گا اور اپنے فضل سے انہیں زیادہ بھی دے گا۔

أَمَّا الَّذِينَ اسْتَنْكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا

اور وہ لوگ جو انکار کیا اور تکبر کیا، پس وہ ان کو دردناک عذاب کی سزا

فَذَلَّلَا

ساری روح کے حامل ہیں۔ اسلئے انکو تمام عالم امری و روحانی و مادی و عنصری پر پورا پورا تصرف حاصل ہے اور چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ذرا سی روح تھی۔ وہ جزوی ہی تھے۔ اور بعض عوالم پر ہی تھے۔ صرف عالم مواد پر تصرف حاصل ہوتا ہے نہ کہ کل عالم امری اور روحانی پر۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ارشاد ہے: اوحینا الیک روحاً من (امرنا) (پ)۔ (شوری)۔

الْیَمَآةَ وَلَا یَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِیًّا وَلَا

دے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لئے نہ تو کسی کو سرپرست یا نہیں گے، اور نہ ہی

نَصِیْرًا ۱۳۳) یَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّكُمْ

بردگار۔ اے لوگو! تحقیق تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے زوردار دلیل آئی ہے

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ نُورًا مُبِیْنًا ۱۳۴) فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

اور ہم نے تمہاری طرف واضح نور نازل کیا ہے پس وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور

وَأَعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ

انہوں نے اسی کو مضبوطی سے تھاما تو وہ انہیں عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا۔ اور

وَيَهْدِيَهُمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ ۱۳۵) یَسْتَفْتُونَكَ قُلْ

انہیں اپنی طرف سیدھے راستہ کی راہنمائی کرے گا۔ وہ لوگ تم سے فتویٰ چاہتے ہیں کہہ دو

اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۱۳۶) إِنْ أُمِرُوا هَلْكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ

تمہیں اللہ تعالیٰ کلام کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے بلکہ اگر کوئی ایسا مرد مر جائے جس کی کوئی اولاد (یا ماں باپ)

وَلَهُ أُخْتُ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ یَكُنْ لَهَا

نہ ہوں اور اس کی ایک بہن ہو تو اس (بہن) کو اس کے ترکہ کا آدھا حصہ ملے گا اور وہ مرنے والی (بہن) کا وارث ہوگا اگر

وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثُ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ

اس کی اولاد (یا ماں باپ) نہ ہوں وہ پس اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو ملے ترکہ کا دو تہائی ہوگا۔ اور اگر بھائی

كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلَّذِکْرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِیَّیْنِ

بہن مرد اور عورت (ملے ملے) ہوں تو مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔

یُبَیِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۱۳۷)

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم گم نہ جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

آیاتہا ۱۲۰ سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔)

مَنْزِل ۱

حضرت مرثیہ کا بت بھی رکھتا رہا ہے۔ خصوصاً روایت
کیسے تو ایک عیسائیوں کے گرجاؤں میں عبادت کے وقت
ان پر دو کو سجدہ کیا جاتا ہے جو شخص چاہے گرجا میں
جا کر دیکھ لے۔
۱۳۵ عبد اللہ :-

تفسیر صفائی ۱۳۳ پر ہے کہ عبودیت وہ شرف اور
فضیلت ہے جو اس قابل ہے کہ اس پر فخر کیا جائے
ذلت اور استنکاف اس کی عبودیت کے سوا ہے۔
روایت کی گئی ہے کہ نصاریٰ بخران کا ایک خدا منظور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا
کہ آپ مجھے آقا کو عیب کیوں لگاتے ہیں؟ آپ نے
پوچھا کہ تمہارا آقا کون ہے؟ انھوں نے کہا کہ عیسیٰ۔
آپ نے فرمایا: کس بات میں عیب لگاتا ہوں؟ انھوں
نے کہا کہ آپ انہیں عبد اللہ یعنی اللہ کا بندہ کہتے ہو۔
آپ نے فرمایا کہ بیشک! حضرت عیسیٰ اُسے عابد سمجھیں
گے کہ وہ اللہ کا بندہ ہوں۔ انھوں نے کہا: ہاں!۔
اس پر آیت نازل ہوئی :-

(حاشیہ صفحہ ۱۳۵)

۱۳۵ نوراً مبیناً :-

تفسیر صفائی ۱۳۳ پر ہے کہ برہان اور نور کی تفسیر
میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض نے کہا کہ برہان سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور نور سے قرآن
بعض نے کہا کہ برہان سے معجزات مراد ہیں اور نور سے
قرآن۔ اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ تمہارے پاس
عقلی دلائل اور نقلی شواہد آپ کے اور تمہارے لئے اب
کوئی عذر اور علت باقی نہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نور سے

حضرت علی علیہ السلام کی ولایت مراد ہے :-

۱۳۵ صراط مستقیم :-

تفسیر صفائی ۱۳۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ برہان سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

نور سے حضرت علی علیہ السلام اور صراط مستقیم

بھی حضرت علی علیہ السلام مراد ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد حضرت علی علیہ

السلام کی امامت ہے اور عظام سے مراد ان کی ولایت

سے تمسک کرنا ہے۔ اور ان آئمہ علیہم السلام کی ولایت

سے تمسک کرنا جو آپ کے بعد ہوئے :-

۱۳۵ فی الکلالۃ :- تفسیر صفائی ۱۳۴ پر ایک روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ ایک دفعہ بیمار ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی بیماری پر پیکی کی۔ انھوں نے پوچھا کہ
یا رسول اللہ میرا ایک کلام ہے۔ میں اپنے مال میں کس طرح عمل کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ اللَّهُ يَفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ ۱۳۵ لہ اخت :- تفسیر صفائی ۱۳۴ پر امام جعفر صادق علیہ
السلام سے منقول ہے کہ یہاں اخت یعنی بہن مام ہے۔ خواہ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہو جو تحقیقی بہن کہلاتی ہے یا صرف باپ کی طرف سے ہو جسے علاتی کہتے ہیں :- ۱۳۵ ہو یہ شہاد :-
تفسیر صفائی ۱۳۴ پر ہے کہ اگر بہن مر جائے گی تو بھائی اُسکے محل مال کا وارث ہوگا بشرطیکہ اس کی اولاد یا ماں باپ نہ ہوں کیونکہ ماں یا باپ یا دونوں کی موجودگی میں حسب قرآن اہلیت بھائی
اور بہن کو کچھ نہیں ملتا :-

تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۖ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَكْسِ الزَّيْنِ

یہ کہ تم تیروں کے ساتھ قسمت معلوم کرو۔ یہ نافرمانی ہے۔ وہ لوگ جو کافر ہوئے، آج کے دن تمہارے

کَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنَ الْيَوْمَ

دین سے نا ائید ہو گئے۔ پس تم ان سے ڈرو، اور تمہارے رب سے ڈرو۔ میں نے آج کے دن

أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ

تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کر دیا۔ اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی۔ اور میں نے تمہارے

لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا ۖ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرِ

لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔ پس جو شخص بھوک میں بیقرار ہو جائے۔ (لیکن) گناہ کی طرف مائل ہونے

مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَسْأَلُونَكَ مَا

والا نہ ہو۔ تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔ وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ

ذَا أَحَلَّ لَهُمْ قُلُّ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ

ان کیلئے کیا کچھ حلال کیا گیا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تمہارے لئے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں۔ اور تم شکاری کتوں کے

الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ فَكُلُوا

سکھانے والوں نے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں سکھایا اس میں سے تم نے کچھ ان کو بھی سکھایا۔ پس کھاؤ تم

مِمَّا أَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَادْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ

اس میں سے جو اکھول نے تمہارے لئے پکڑ رکھا ہو۔ اور اس پر اللہ تعالیٰ کا نام پڑھو۔ اور تم خدا سے ڈرو۔

إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ الْيَوْمَ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ وَ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لیتے والا ہے۔ آج کے دن تمہارے لئے سب پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں۔

طَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ

اور تمہارے لئے ان لوگوں کا طعام (کتاب) وغیرہ بھی حلال ہے جو اہل کتاب ہیں۔ اور ان کے لئے تمہارا طعام (گندم وغیرہ) بھی

لَهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ

حلال ہے۔ اور مومنہ عورتوں میں سے پاک و امنیہ، اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے۔ ان

أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجْرَهُنَّ مُحْصِنِينَ

میں کی پاک و امنیہ، جبکہ تم ان کو ان کے مہر دے دو (بشرطیکہ) پاک و امنیہ کرنے والے

فَازِل

ثابت ہوا کہ جن چیزوں سے خدا کی یاد تازہ ہو۔ وہ
شعائر اللہ ہیں اور ان کی حرمت واجب ہے۔ پس
امام حسین علیہ السلام شہید کر بلا جس نے خدا کا نام قائم
رکھنے کے لئے اپنی اور اپنے اعزہ و اقرباء کی قربانیاں
سے منسوب چیزیں بھی شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ مثلاً
آپ کی ضرب مقدس کی نقل، تعزیر یا ذوالجناح اور
اوقات میں ایام محرم کا عشرہ وغیرہ وغیرہ۔
کہ حرمت علیکم۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ عیون الانوار الرضائیہ
امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے
کہ مردار اور خون اور سور کا گوشت تو مشہور چیزیں ہیں
وَمَا اَهِلَ لغير الله به سے مراد وہ جانور ہیں جو تیروں
کے نام پر ذبح کئے جاتے ہیں اور الممنخنة سے مراد یہ
ہے کہ بخوشی ذبح نہیں کھاتے تھے۔ مردار کھاتے تھے۔
وہ گائے اور بھیڑ بکری کا گلا گھونٹ دیتے تھے۔ اور
جب وہ مر جاتے تھے اُسے کھا جاتے تھے اور موقوذة
سے وہ جانور مر رہے جسکے ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھا جاتا
تھا۔ تاہم وہ مر جاتا تھا تب وہ اُس کو کھا لیتے تھے۔
اور متذیب سے یہ مراد ہے کہ ان کی آنکھیں بند کر کے
پھت پر سے ان کو گراتے تھے، جب وہ گر کر مر جاتے
تھے تو وہ ان کو کھا لیتے تھے۔ اور نطیحة سے مراد
ہے کہ دو مینڈھوں کو ڈالتے تھے۔ جب رڑتے رڑتے
ان میں سے ایک مر جاتا تھا تو وہ اُس کو کھا لیتے تھے۔
وَمَا اَكَلَ السبع سے یہ مطلب ہے کہ جس جانور کو شہر
بھیڑ یا وغیرہ پھاڑ کر کھا جاتے تھے تو اس کا بقیہ وہ لوگ
کھا لیتے تھے۔ لہذا خدا نے اس سے منع فرمایا۔ اور
وَمَا ذَبَحَ عَلَى النَّصَب سے یہ مراد ہے کہ بیوث ایوان
(آتشیں مندر) کے سامنے جو جانور ذبح کئے جاتے تھے
اور قریش جن دستوں اور پٹنوں کو پوجتے تھے اور ان
کے نام پر جو جانور ذبح کئے جاتے تھے ان سب کو خدا
نے حرام قرار دے دیا ہے۔ وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ
سے مراد یہ ہے کہ پانچ برس کا ایک اونٹ معتین کر کے اس
کی قیمت کے دس حصے قرار دیتے تھے۔ پھر تیر اندازی کے
ذریعہ اس پر تیر ڈالتے تھے۔ وہ تیر تعداد میں دس ہوتے
تھے، جو کسی ایک شخص کو دینے جاتے تھے۔ ان میں سے
سات تیروں کے حصے مقرر ہوتے تھے، اور تین کیلئے
کچھ حصہ نہیں ہوتا تھا۔ ان دس تیروں کے نام یہ ہیں:-
قَدْ، تَوَام، تَمِيل، نَافِث، حَلَس، رَقِيب، مَعْلَى، سَفِيف، مَنِيْع
وَقَدْ۔ ان میں سے ہر ایک کے جدا جدا حصے تھے۔ قَدْ کا
ایک حصہ، تَوَام کے دو، تَمِيل کے تین، نَافِث کے چار،
حَلَس کے پانچ، رَقِيب کے چھ، مَعْلَى کے سات اور باقی تین

تھے۔ چونکہ یہ قمار یعنی جوا تھا، اسے اللہ نے حرام قرار دیا۔
والے جانور اگر ان میں مان باقی ہو تو ذبح کر کے کھالیں۔
یا دم یا آنکھوں کی پتیلیوں کو حرکت دے رہے ہوں اُس وقت آنکھوں کو کر لیں تو ان کا کھانا جائز ہے۔ پھر حاشیہ صفحہ ۵۱:-
امام محمد باقر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے دن حضرت علی علیہ السلام کو امام مقرر فرمایا تب یہ آیت نازل ہوئی:-
یَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۸)

ولایت سب سے آخری فریضہ تھا جس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی
الیوم اکملت لکم دینکم۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں بھی قریب قریب یہی
مضمون ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی:-

ولایت کے اعلان پر فرائض کا مکمل ہو جانا اس
بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو معلوم اللہ

تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے تھے وہ انھوں نے حضرت علی
کو تفویض فرما دیئے تھے۔ پھر ان کی فریت میں سے جو وہ

ہونے والے تھے ان کو یکے بعد دیگرے پہنچا دیا۔ پھر
جب ان کو قائم مقام قرار دے دیا اور لوگوں کو ملال اور

حرام کے بارے میں ان سے کل امور کے دریافت کرنے کا
موقع مل گیا۔ تو تمام امت کو حکم دے دیا کہ ہر عالم میں

ان سے رجوع کریں۔ چونکہ ان کے یکے بعد دیگرے اس
امر پر قائم ہونے سے استمراری بندوبست ہو گیا۔ لہذا

دین کامل ہو گیا اور نعمت پوری ہو گئی۔
لہذا امکن علیکم:-

تفسیر صافی ص ۱۲۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام جعفر
صادق علیہ السلام سے بازا اور شکرے اور بچے اور کتے کے

شکار کی بابت پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کتوں کے بچے
شوئے شکار کے علاوہ دوسرے جانوروں کا شکار کیا ہوا

جانور مت کھاؤ جب تک کہ اسے باقاعدہ ذبح نہ کرو۔ آپ
سے پوچھا گیا کہ اگر کتے کے بچے سے شکار مر جائے آپ

نے فرمایا کہ مضافہ نہیں کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے فَكُلُوا مِنْهُ لَعَلَّكُمْ تَكْفُرُونَ۔

اپنی ذات کیلئے شکار کرواتا ہے، سوائے سدھائے جوئے
کتے کے کہ یہ اپنے مالک کیلئے پکڑتا ہے۔ پھر فرمایا کہ جب

تم کتے کو شکار کیلئے چھوڑو تو اس پر خدا کا نام لے کر چھوڑو
کہ یہی اسکے تزکیہ کیلئے کافی ہے۔

لہذا طعام الدین:-

تفسیر صافی ص ۱۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس جگہ
طعام سے غلہ اور میوہ مراد ہے نہ کفہ نہ کفہ۔ کیونکہ وہ ذبیحہ پر

خالص خدا کا نام نہیں لیتے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم
وہ تمھارے ذبیحہ کو ملال نہیں جانتے، پھر تم کیوں اس کے

ذبیحہ کو ملال جانو۔ کافی وغیرہ کتب احادیث میں امام محمد
باقراؤ جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت

میں طعام سے مراد دلنے (غلہ) اور بقول ہے۔ اور بعض
حدیثوں میں آیا ہے کہ تم لوگ یہودیوں اور نصاریٰ کے

ذبیحے نہ کھاؤ۔ اور ان کے برتنوں میں کھاؤ۔ اور بعض
حدیثوں میں یہ ہے کہ ذبیحہ اللہ تعالیٰ کے نام پر ہوتا ہے اور

طعام سے غلہ اور میوہ مراد ہے نہ کفہ نہ کفہ۔ کیونکہ وہ ذبیحہ پر
خالص خدا کا نام نہیں لیتے۔ پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم

وہ تمھارے ذبیحہ کو ملال نہیں جانتے، پھر تم کیوں اس کے
ذبیحہ کو ملال جانو۔ کافی وغیرہ کتب احادیث میں امام محمد

باقراؤ جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس آیت
میں طعام سے مراد دلنے (غلہ) اور بقول ہے۔ اور بعض

حدیثوں میں آیا ہے کہ تم لوگ یہودیوں اور نصاریٰ کے
ذبیحے نہ کھاؤ۔ اور ان کے برتنوں میں کھاؤ۔ اور بعض

غَيْرُ مُسْفَحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ

ہو نہ کہ کھلی بدکاری کر نیوالے اور نہ ہی چھپے آشتی رکھنے والے ہو۔ اور جو شخص ایمان کے ساتھ کفر کرے

فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝

تو یقیناً اس کا عمل ضائع ہو گیا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، جب تم نماز پڑھنے کے لئے اُٹھو تو دھو لو اپنے

وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ

چہروں کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت اور سر کو اپنے سروں کے کچھ حصہ کا۔

وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ

اور اپنے پاؤں کا انکی پیٹھ کی ہڈی کے ابھارتک۔ اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو تم طہارت کرو۔ اور اگر

كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِنْكُم مِّنَ الْغَائِطِ

تم بیمار ہو، یا سفر پر ہو، یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے آئے،

أَوْ لِمَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا

یا تم نے عورتوں کو مس (قرابت) کیا ہو۔ پھر تم کو پانی نہ ملا، تو پاک مٹی سے یتیم کر لیا کرو۔

فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ

پس تم مسح کرو اس سے اپنے چہروں کا اور اپنے ہاتھوں کے کچھ حصوں کا۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ تم پر کوئی

عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ

تجلی کرے، ولیکن وہ ارادہ کرتا ہے کہ تم کو پاک کر دے، اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کرے

عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ۔ اور تم یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جو تم پر (ہوئی)،

وَمِيثَاقَهُ الَّذِي وَاثَقَكُمْ بِهِ إِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

ہے۔ اور اس عہد کو (بھی) جو اس نے تم سے پکا کر لیا ہے (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم نے کہا تھا ہم نے سنا

وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ يَا أَيُّهَا

اور تم نے اطاعت کی۔ اور خدا سے ڈرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو کچھ سینوں کے اندر ہے اسے خوب جانتے والا ہے۔ اے وہ لوگو!

فصل ۱

اس پر سوائے اہل توحید کے دوسرے ایمان نہیں رکھتے۔ اور بعض روایات میں آیا ہے کہ اگر وہ تمھارے سامنے ذبح کریں اور خدا کا نام لیں تو کھاؤ۔ اور اگر تمھاری موت وہی میں ذبح کریں تو نہ کھاؤ۔
اور اگر کوئی مسلمان بالغ مرد تمھیں آکر یہ کہے کہ تم نے کھانے کو کھانے لیا تھا تو کھاؤ۔ اور بعض روایات میں ہے کہ کسی مسلمان بالغ مرد کے گواہی دینے کے باوجود بھی نہ کھاؤ اور اسے حرام کہہ کر ترک
نہ کرو بلکہ یہ سمجھ کر کہ ان کے برتنوں میں شراب اور سور کا گوشت ہوتا ہے ترک کرو۔ لہذا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ۔ تفسیر صافی ص ۱۲۸ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق
سے منقول ہے کہ اس سے مراد عقیفہ (پاکدامن) عورتیں ہیں۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم سے احضار کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ان کی عقیفہ عورتیں ہیں۔
کافی۔ تفسیر عیاشی اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس آیت کا حکم خدا کے اس قول سے منسوخ ہے، وَلَا تَسْكُوبُوا بَعْضُهُمْ أَسْهُمًا كَمَا يَتَّبِعُونَ أَفْعَالَهُمُ۔

الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوْمِينَ لِلَّهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَ

جو ایمان لائے ہو، تم سب خدا کے لئے انصاف کے ساتھ گواہ بننے کے لئے قائم ہو جاؤ۔ اور

لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا ۖ اَعْدِلُوا هُوَ

کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کرو، وہ

اَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

پرہیز گاری سے زیادہ قریب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ بیشک تم کو بخیر کرتے ہو اُس سے اللہ تعالیٰ پورا خبردار ہے۔

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ

اُن لوگوں سے جو ایمان لائے ہیں اور عمل نیک کئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ اُن کیلئے گناہوں کی

وَاجْرَ عَظِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۖ اُولَٰئِكَ

بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے، اور انھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، وہی

اَصْحَابُ الْجَحِيْمِ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ

جہنم کے ساتھی ہیں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمت

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هُمْ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ

جو تم پر ہوئی، جبکہ ایک قوم نے ارادہ کر لیا کہ تمہاری طرف اپنے ہاتھوں کو بڑھائیں،

فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ وَعَلَىٰ اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تو اللہ تعالیٰ نے تم پر سے اُنکے ہاتھوں کو روک دیا اور تم خدا سے ڈرو! اور مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ

الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ بَنِي اِسْرَآءِيْلَ

کرنا لازم ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے پکا عہد لیا۔

وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا ۖ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ

اور اُن میں سے ہم نے بارہ سردار اُٹھائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں یقیناً

مَعَكُمْ لَیْنِ اَقِمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَآتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَآمَنْتُمْ

تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نے نماز قائم کی، اور زکوٰۃ دی، اور میرے رسولوں

بِرُسُلِیْ وَعَزَّيْتُمُوْهُمْ ۖ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا

پر ایمان لائے اور اُن کی مدد کی، اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا،

(بقیتہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

نیز فرمایا کہ اہل کتاب میں سے جو جزیرہ دینے چاہتے تھے ان سے نکاح جائز تھا نہ کہ دوسروں سے۔ اور کافی میں حسن بن جہیم سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اے ابو محمد! تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی عورت سے نکاح کرے۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان جاؤں آپ کی موجودگی میں میں کون ہوں کہ مسئلہ بیان کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا بیان کرنا میرے قول سے تمہیں ہی سمجھانا مقصود ہے۔ میں نے کہا مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی یا کسی غیر مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَ۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ والمحصنات من المؤمنات المحصنات من الذین اتوا الکتاب من قبلکم۔ میں نے عرض کی کہ خدا کا یہ قول بھی تو ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ کیا اس سے یہ کیت منسوخ ہو گئی؟ پس آپ نے تبسم فرمایا اور خاموش ہو گئے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح کیلئے آزاد یا کنیز مسلمان عورت مل جائے اس کیلئے جائز نہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرے۔

اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح میں آزاد مسلمان عورت ہو وہ اگر کسی یہودی یا نصرانی عورت سے متنع کرے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور اس میں صرف یہودی یا نصرانی عورت کے ساتھ متنع کرنے کا جواز ہی ہے، لیکن مجوسی کے لئے الگ احکام ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۳۹ سابقہ)

اے اذا قمتہ الی الصلوٰۃ :- تفسیر صفائی ص ۱۳۹ پر بحوالہ التہذیب اور تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق سے اس آیت وضو کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قمتہ سے مراد ہے جب تم سونے سے اٹھو۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی یہی معنی وارد ہیں۔

صاحب صفائی کا کہنا ہے کہ ان تصریحات کی موجودگی میں ہم مفسرین کے تکلفات، اُنکے اشارات اور کنایات کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اب رہا نیند کے علاوہ دوسری صورتوں میں وضو کا واجب ہونا تو اس کا حکم دوسری احادیث سے پایا جاتا ہے جس طرح کہ غسل جنابت کے علاوہ اور غسلوں کا واجب ہونا دیگر احکام سے پایا جاتا ہے یا جس طرح قرآن مجید کے مجمل احکام کو تفسیر بلبیت علیہم السلام سے معلوم کیا جاتا ہے کیونکہ جو کچھ گھر کے اندر ہو اُسے گھر والے (اہلبیت) ہی خوب جانتے ہیں نہ کہ اُن کے غیر۔ اور وجہ سے ہر دھبہ ہے، جو سامنے ہو، اور کھنے والوں میں غلال واجب نہیں، یعنی اُن میں انگلیاں و بادبا کر پانی پہنچانا واجب نہیں کیونکہ بالوں کے نیچے کا حقہ تہرہ میں داخل نہیں جیسا کہ امام محمد باقر سے وارد ہے کہ چہرہ کے جتنے حصہ کو بال گھیر لیں، بندوں پر واجب نہیں ہے کہ اُن کو کرید کرید کر اُن میں پانی بہائیں۔ صرف اُن کے اوپر پانی بہا دینا کافی ہے۔ اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ وجہ وہ ہے جسے دھونے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے کہ نہ اُس سے زیادہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کم۔ اگر زیادہ کیا جائے تو ثواب نہیں ملتا۔ اگر کم کیا جائے تو

نیز فرمایا کہ اہل کتاب میں سے جو جزیرہ دینے چاہتے تھے ان سے نکاح جائز تھا نہ کہ دوسروں سے۔ اور کافی میں حسن بن جہیم سے روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ اے ابو محمد! تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی عورت سے نکاح کرے۔ میں نے عرض کی کہ میں آپ پر قربان جاؤں آپ کی موجودگی میں میں کون ہوں کہ مسئلہ بیان کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارا بیان کرنا میرے قول سے تمہیں ہی سمجھانا مقصود ہے۔ میں نے کہا مسلمان عورت کی موجودگی میں نصرانی یا کسی غیر مسلم عورت کا نکاح جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ کیوں؟ میں نے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰی یُؤْمِنَ۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر تم اس آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ والمحصنات من المؤمنات المحصنات من الذین اتوا الکتاب من قبلکم۔ میں نے عرض کی کہ خدا کا یہ قول بھی تو ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ کیا اس سے یہ کیت منسوخ ہو گئی؟ پس آپ نے تبسم فرمایا اور خاموش ہو گئے۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح کیلئے آزاد یا کنیز مسلمان عورت مل جائے اس کیلئے جائز نہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی عورت سے نکاح کرے۔ اور تہذیب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص کو نکاح میں آزاد مسلمان عورت ہو وہ اگر کسی یہودی یا نصرانی عورت سے متنع کرے تو کوئی ہرج نہیں۔ اور اس میں صرف یہودی یا نصرانی عورت کے ساتھ متنع کرنے کا جواز ہی ہے، لیکن مجوسی کے لئے الگ احکام ہیں۔

لَا كُفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَلَا دُخِلَتْكُمْ جَنَّتِ تَجْرِي

تو میں ضرور تمہاری بُرائیاں تم سے دُور کر دوں گا۔ اور ضرور تم کو ایسی جنتوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ

پھر جس نے تم میں سے اُس کے بعد کفر کیا، تو یقیناً جان لو کہ وہ

ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ ۝۱۳ فِيمَا نَقُضُهُمْ مِيثَاقَهُمْ لَعَنَّاهُ وَ

ضرور سیدھی راہ سے ہٹ کر گیا۔ پس اُن کے اپنے عہد توڑنے کی وجہ سے ہم نے اُن کو اپنی رحمت

جَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قُصِيَّةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ

سے دُور کر دیا اور اُن کے دلوں کو سخت کرنے دیا۔ وہ کلمات کو اُن کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں۔

وَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلَى خَائِنَةٍ

اور جو نصیحت اُن کو کئی گنی تھی اُس کا ایک بڑا حصہ بھول گئے۔ اور اُن میں سے جو خیانت کرنے والے ہیں۔

مِنْهُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ فَأَعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ إِنَّ اللَّهَ

سوائے نہایت تھوڑوں کے (جو خیانت نہیں کرتے) انکی خیانتیں تھیں بڑا اطلاع ہوئی تھی۔ پس انکو معاف کر دو اور گزر کر

يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۴ وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرِي أَخَذْنَا

بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور اُن لوگوں میں سے جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ ہم نے

مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا

ان کا عہد لیا۔ پس جو نصیحت ان کو کئی گنی تھی اُس کا بڑا حصہ وہ بھول گئے۔ پس ہم نے اُن کے

بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَسَوْفَ

درمیان دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک رہنے دیا۔

يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ ۝۱۵ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ

اللہ تعالیٰ اُن کو اس بات کی خبر دے گا جو کچھ کہ وہ بنایا کرتے تھے۔ اے کتاب والو!

قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ

یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آیا ہے، وہ اس میں سے بہت کچھ کھول کر بیان کرتا ہے جسے تم کتاب میں سے

مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ

پھیلتے تھے ۱۵ اور اکثر سے درگزر کرتا ہے۔ یقیناً تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور

مَنُورٌ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور کوئی نہیں۔ اور پوچھا گیا کہ کیا کپٹیاں بھی وجہ ہیں داخل ہیں؟ فرمایا نہیں!۔

اور تفسیر قبلی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر

سے منقول ہے کہ آپ سے آنحضرت کا وضو کرنا پوچھا

گیا۔ آپ نے پانی سے بھرا ہوا ایک طشت یا جرابہ

منگایا۔ پھر اپنا دامن بائیں ہاتھ ڈال کر اس میں سے ایک چلو

پانی لیا اُسکو اپنے چہرہ پر ڈال کر پنا منہ دھویا۔ پھر بائیں

ہاتھ ڈال کر ایک چلو پانی لیا اور اُس کو دایمی کبھی بڑا

اور کبھی سے انگلیوں تک ہاتھ کو دھویا مگر سطح کربالی

ہاتھ اوپر سے نیچے کی طرف گھینٹتے ہوئے لائے۔ نیچے سے

اوپر کو نہیں لے گئے۔ پھر دامن بائیں ہاتھ طشت میں ڈال کر

ایک چلو پانی لیا اور اُسکو بائیں ہاتھ پر ڈالا اور اُس

کبھی کوا انگلیوں کے سرے تک اسی طرح دھو ڈالا جس

طرح دامن بائیں ہاتھ دھویا تھا۔ پھر اپنے ہاتھوں کی تری سے

سرور دونوں پاؤں کا مسح کیا اور مسح کے لئے نیا پانی

نہیں لیا۔

۱۵ واثقکہ بہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد

باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت مجیدہ میں شقاق

سے مراد جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ

الوداع کے موقع پر حرام چیزوں کے حرام کرنے کے بارے

میں، طہارت کی کیفیت اور ولایت کی فرضیت کے متعلق

اور دیگر احکام کھول کھول کر بیان فرمائے تھے۔

۱۶ سمعنا واطعنا۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ولایت کا اقرار

لیا تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔

پھر بعد میں یہ عہد توڑ دیا۔ پس یہ آیت اُن عہد کے توڑنے

والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

(حاشیہ صفحہ ۱۵)

۱۵ فکف ایذہم عنکم۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس

سے مراد اہل مکہ ہیں کہ فتح مکہ سے پہلے ان کے ہاتھ صلح

حدیبیہ کے ذریعہ سے روک دیئے گئے تھے۔

۱۶ اثنی عشر نقیبا۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ ہر میں فرعون کے ہلاک

ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم بنی اسرائیل کو حکم دیا

کہ شام کے ملک میں اربعہ شہر کی طرف چلے جائیں۔ اُس

وقت اس شہر میں جبارہ رہتے تھے۔ خدا نے یہ بھی فرمایا

وَكَيْتٌ مُبِينٌ ۝ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ

اور روشن کتاب الگنی ہے ۵۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کو جو اس کی رضا مندی کی پیروی کرتے ہیں

سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ

سلامتی کے راستے دکھا دیتا ہے۔ اور ان کو اپنے حکم سے (کفری، تاریکی سے) ایمان کے) نور کی طرف نکال لاتا ہے۔

وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا

اور ان کی سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ

کہ اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم (ہی تو) ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ

اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ

ارادہ کرے کہ وہ مسیح ابن مریم اور اس کی والدہ اور جو کوئی زمین میں ہے، سب کو اکٹھا ہلاک کرے

أُمَّةً وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ

تو کون ہے جو اسے روک سکے۔ اور اللہ ہی کائنات ہے آسمانوں اور زمین کی

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ

حکومت اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَقَالَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى نَحْنُ أَبْنَاءُ

پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور یہودیوں اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بیٹے اور اس کے دوست

اللَّهِ وَأَحِبَّاءُهُ ۖ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوبِكُمْ بَلْ أَنْتُمْ

ہیں ۵۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ پھر تمہیں تعذیب گناہوں کی یاد دہانی میں کیوں ضرورے گا،

بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ

(ایسا نہیں) بلکہ تم تو اسکی مخلوق میں سے بشر ہو۔ وہ جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے عذاب کرتا ہے۔

وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَإِلَيْهِ

اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب پر اللہ تعالیٰ ہی کی حکومت ہے اور اسی کی

الْمَصِيرُ ۝ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ

طرف بازگشت ہے۔ اے کتاب والو! یقیناً تمہاری طرف ہمارا رسول آیا ہے جبکہ رسولوں کی آمد رکھنی ہوتی تھی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۲۱)

کے بارے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اُسے چھپاتے تھے۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم لوگوں کو تورات کی بعض خبریں جو تم چھپاتے ہو بتا دیتے ہیں۔ اور بعض سے درگزر کرتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۲۱)

۵ نور و کتب مبین :-

تفسیر قمری ص ۱۳ پر ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ دونوں سے مراد قرآن مجید ہی ہے۔ اور اس کی تائید اگلی آیت یہدی بہ میں ہے۔ اور اس کی تفسیر واحد سے ہوتی ہے۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ نور سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور باقی ائمہ علیہم السلام ہیں۔

۵ واحببائہ :-

تفسیر قمری ص ۱۳ پر ہے کہ یہود کا خیال تھا کہ ہم خدا کے بیٹے عزیز کے پیروکار ہیں، اس لئے ہم بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ اور نصاریٰ کا یہ گمان تھا کہ ہم خدا کے بیٹے حضرت عیسیٰ کے ماننے والے ہیں۔ اس لئے ہم بھی خدا کے بیٹے اور اس کے دوست ہیں۔

عَلَىٰ فِتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ أَنْ تَقُولُوا مَا جَاءَنَا مِن بَشِيرٍ

وہ (ہمارے حکم) تم پر واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ تم یہ نہ کہو کہ ہمارے پاس نہ تو کوئی خوشخبری سنائے والا آیا

وَلَا نَذِيرٍ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَشِيرٌ وَنَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ

اور نہ ہی ڈرانے والا۔ پس بلاشبہ تمہارے پاس خوشخبری سنائے والا بھی آیا ہے اور ڈرانے والا بھی۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يُقَوْمِ اذْكُرُوا

پر پوری پوری قدرت کھینچا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم تم یاد کرو اس

نِعْمَةِ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنْبِيَاءَ وَجَعَلَكُمْ

نعمت کو جو اللہ تعالیٰ کی تم پر ہوئی جبکہ اُس نے تم میں انبیاء بنائے، اور تمہیں بادشاہ (بھی)

مُلُوكًا ۚ وَاتَّكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِينَ ۚ يَقَوْمِ

بنایا۔ اور تمہیں وہ کچھ عطا کیا جو اُس نے تمام دنیا میں کسی کو بھی نہ دیا تھا۔ اے میری قوم

ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا

تم اس پاک زمین میں داخل ہو جاؤ کہ جو اُس نے تمہارے لئے لکھ دی ہے کہ اس آیت میں پاک

تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۚ قَالُوا يَمُوسَىٰ

پیشوں پیچھے نہ پلٹ جاؤ، ورنہ نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ!

إِنَّ فِيهَا قَوْمًا جَبَّارِينَ ۚ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلُهَا حَتَّىٰ يُخْرِجُوا

یقیناً اس میں ایک قوم جسے زبردست لوگوں کی ہے۔ اور ہم اس میں ہرگز داخل نہ ہونگے جب تک کہ وہ اس میں سے نکل

مِنْهَا فَإِن يُخْرِجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دُخِلُونَ ۚ قَالَ رَجُلٌ مِّنْ

نہ جائیں گے۔ پھر اگر وہ اس میں سے نکل جائیں گے تو ہم داخل ہو جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے جو اللہ تعالیٰ

الَّذِينَ يَخَافُونَ أُنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابُ

سے درتے تھے دو شخصوں نے کہ جنکو اللہ تعالیٰ نے نعمت عطا فرمائی تھی یہ کہا کہ ان پر (حکم کر کے) دو ان سے داخل ہو جاؤ۔

فَإِذَا دَخَلْتُمُوهُ فَانْكُمُ عَلَيْهِمْ ۚ وَعَلَىٰ اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِن

پھر جب تم داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی غالب ہو جاؤ گے۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی پر

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ قَالُوا يَمُوسَىٰ إِنَّا لَن نَّدْخُلُهَا أَبَدًا

بھروسہ کرو۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ! ہم ہرگز اس میں داخل نہ ہوں گے۔

۱۵ فترۃ من الرسل۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ فترۃ سے وہ زمانہ
مراد ہے جو دو رسولوں کے درمیان گزرتے جس میں کوئی
نہ آتی ہو۔

کتاب احوال الدین میں جناب صدوق علیہ الرحمۃ
نے فرمایا ہے کہ فترۃ سے مراد وہ زمانہ ہے جس
میں کوئی نبی یا وحی ظاہر اور شہور نہ ہو۔ اور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کے درمیان بہت سے نبی اور امام ہوئے
ہیں، جو پوشیدہ اور خائف رہے۔ انہی میں سے
خالد بن سنان العیسیٰ بھی تھے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور اُس کے درمیان پانچ سو پچاس برس کا
فاصلہ تھا۔

صاحب تفسیر صافی کا قول ہے کہ اس
بات کی تصدیق حضرت علی علیہ السلام کے اس قول سے
بھی ہوتی ہے کہ زمین تحت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی
خواہ وہ تحت ظاہر اور شہور ہو یا خائف اور مخمور۔
۱۵ الامراض المقدسة۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں پاک
زمین سے مراد ملک شام ہے۔ اور اسی تفسیر عیاشی میں
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے بنی
اسرائیل کو کہا کہ تم اس پاک زمین میں چلے جاؤ۔ وہ اس
میں داخل نہ ہوئے تو خدا نے وہ زمین ان پر اور ان کے
بیٹوں پر حرام کر دی۔ پھر ان کے پوتے اس میں داخل ہوئے
۱۵ کتب اللہ لکھ۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر
علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ یہ مقدس زمین ان کیلئے کبھی گئی تھی (مگر انھوں نے
نافرمانی کی، پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سے حکم کر دی)۔
۱۵ رجُلین۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دو شخص حضرت یوشع بن
نون اور کالب بن یوقنا ہیں۔ یہ دونوں حضرت موسیٰ
علیہ السلام کے چچا زاد بھائی تھے۔

تفسیر صفائی ص ۱۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ جو لوگ تم سے پہلے گزر چکے تم ضروران کے قدم بقدم چلو گے اور ذرا بھی فرق نہ کرو گے۔ نعل بالنعل اور قدہ بالقدہ حتیٰ کہ تم بنی اسرائیل کے طریقہ سے ذرہ بھر بھی خطا نہ کرو گے۔ پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے جو تعداد میں چھ لاکھ تھی۔ فرمایا: یا قوم اذخلوا الارض المقدسة التي كتب الله لكم ان تدخلوها نے حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام پر واپس لوٹا دیا۔ اور کیا یا موسیٰ ان فیہا قومًا جبارین۔ الخ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت ہارون اور آپ کے بیٹے اور یوشع بن نون اور کالبن یوقنا کے سوا باقی سب نے نافرانی کی۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے الفسقین فرمایا۔ اور اس نافرانی کی وجہ سے وہ چالیس برس سرگردان رہے۔ یہی واقعہ بعد وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امت پر بھی گزرا۔ جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشینگوئی حوت بحرف پوری ہوئی :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ کی خدمت میں کسی نے عرض کی کہ لوگ کہتے ہیں کہ قایل نے ہابیل کو اس وجہ سے قتل کیا تھا کہ دونوں کا آپس میں بی بی بن کے بارے میں جھگڑا تھا۔ آپ نے کہنے والے سے فرمایا کہ کیا تو بھی ایسا کہتا ہے؟ اور مجھے اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت آدم کے خلاف ایسی بات کہتے شرم نہیں آتی۔ پھر پوچھا گیا کہ پھر قایل نے ہابیل کو کس وجہ سے قتل کیا؟ فرمایا کہ وصایت کے سبب سے۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ ہابیل کو اپنا وحی قرار دو۔ اور اسم اعظم تعلیم کر دو۔ قایل عمر میں ہابیل سے بڑا تھا۔ جب یہ بات اس تک پہنچی تو وہ غضبناک ہوا اور اس نے کہا کہ کرامت اور وصیت کا مستحق تو میں ہوں حضرت آدم علیہ السلام نے خدا کی وحی کے مطابق ان دونوں کو کہا کہ اپنی اپنی قربانی پیش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ہابیل کی قربانی قبول کر لی۔ اس وجہ سے قایل کو اور زیادہ غصہ آیا اور اس نے ہابیل کو قتل کر دیا۔

اور اکمال الدین میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے ان دونوں کے قربانی دینے کا ذکر کرنے کے بعد منقول ہے کہ اس زمانہ میں قربانی کے قبول ہونے کی نشانی یہ تھی کہ آگ اس کو کھالیسی تھی۔ تب قایل نے آگ کے لئے ایک مکان بنایا۔ اور یہ پہلا شخص ہے جس نے آگ کے لئے مکان بنوئے۔ اور کہا کہ میں اس آگ کی عبادت کروں گا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر خدا کا دشمن ابلیس قایل کے پاس آیا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو گئی ہے اور تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اگر تونے اُسے چھوڑ دیا (اور قتل نہ کیا) تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مقابلہ میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی۔ پس قایل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ پھر جب قایل حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھے اس کا محافظ نہیں بنایا تھا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے اور اُسے مقتول پایا۔ آپ نے اس زمین کے ٹکڑے پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا۔ اور ہابیل کے ماتم میں حضرت آدم علیہ السلام چالیس دن تک روتے رہے :-

مَا دَامُوا فِيهَا فَازْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هَاهُنَا قَاعِدُونَ ﴿٣٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي

جب تک کہ وہ اس میں موجود رہیں گے۔ پس تم اور تمہارا بڑا کارہ جاف، (دونوں لڑو)۔ یقیناً ہم یہیں

قَاعِدُونَ ﴿٣٣﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي لَا أَمْلِكُ إِلَّا نَفْسِي وَأَخِي

بیٹھے ہیں۔ (موسیٰ نے) کہا، اے میرے بڑا کارہ میں صرف اپنی ذات کا مالک ہوں اور اپنے بھائی کا۔

فَاْفَرَقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٣٥﴾ قَالَ فَإِنَّهَا

پس تو ہمارے اور نافرمان لوگوں کے درمیان جسدائی ڈال دے۔ (اللہ نے) فرمایا کہ زمین ان پر

فُحْرَمَةٌ عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ سَنَةً يَتِيهُونَ فِي الْأَرْضِ

چالیس برس کیلئے حرام کر دی گئی ہے۔ وہ زمین میں سرگرداں پھریں گے۔

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٣٦﴾ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ابْنَيْ

پس تو نافرمان قوم پر کوئی افسوس نہ کر لے۔ (اے رسول) تو ان پر آدم کے دو بیٹوں

آدَمَ بِالْحَقِّ إِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقْبِلُ مِنْ أَحَدِهِمَا وَلَمْ

(ہابیل و قایل) کی سچی خبر پڑھ کر سنا۔ جبکہ ان دونوں نے قربانی کی تو ان دونوں میں سے ایک (ہابیل) کی قبول کی گئی۔

يَتَقَبَّلُ مِنَ الْآخِرِ قَالَ لَا قُتْلُكَ قَالَ إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ

اور دوسرے (قایل) کی قبول نہ کی گئی۔ (قایل نے) ہابیل کو کہا کہ میں ضرور تجھیں قتل کر دوں گا۔ اُس نے کہا سوا اس کے نہیں

اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ ﴿٣٧﴾ لَئِنْ بَسَطْتَ إِلَى يَدِكَ لِتَقْتُلَنِي

ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف میرے گناہوں ہی سے قبول کرتا ہے۔ اگر تو اپنا ہاتھ میری طرف (اس نیت سے) بڑھائے گا کہ تو مجھے

مَا أَنَا بِبَاسٍ بِيَدِكَ إِلَيْكَ لَا قُتْلُكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

قتل کر دے تو میں اپنا ہاتھ تیری طرف نہیں بڑھاؤں گا کہ تجھیں قتل کر دوں۔ یقیناً میں سب جہانوں کے بڑا کارہ اللہ تعالیٰ

الْعَالَمِينَ ﴿٣٨﴾ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبْوَأَ بِإِثْمِي وَإِثْمُكَ فَتَكُونَ

سے دُرتا ہوں۔ بیشک میں چاہتا ہوں کہ تو ہی میرا گناہ اور اپنا گناہ سمیٹے پھر تو دونوں کے ساتھ ہیں میں سے

مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ﴿٣٩﴾ فَطَوَّعَتْ

ہو جائے۔ اور ظالم کریم والوں کا یہی بدلہ ہے۔ پھر اُس کے نفس نے

لَهُ نَفْسُهُ قَتَلَ أَخِيهِ فَقَتَلَهُ فَأَصْبَحَ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٤٠﴾

اُسے اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ پس اُس نے اسے قتل کر دیا تو وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا تاکہ

پہلا شخص ہے جس نے آگ کے لئے مکان بنوئے۔ اور کہا کہ میں اس آگ کی عبادت کروں گا تاکہ وہ میری قربانی قبول کرے۔ پھر خدا کا دشمن ابلیس قایل کے پاس آیا اور کہا کہ ہابیل کی قربانی تو قبول ہو گئی ہے اور تمہاری قربانی قبول نہیں ہوئی۔ اگر تونے اُسے چھوڑ دیا (اور قتل نہ کیا) تو اس کی اولاد تیری اولاد کے مقابلہ میں ہمیشہ فخر کیا کرے گی۔ پس قایل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ پھر جب قایل حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آیا تو آپ نے پوچھا کہ ہابیل کہاں ہے۔ اُس نے کہا میں نہیں جانتا۔ آپ نے مجھے اس کا محافظ نہیں بنایا تھا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے اور اُسے مقتول پایا۔ آپ نے اس زمین کے ٹکڑے پر لعنت کی جس نے ہابیل کا خون قبول کیا تھا۔ اور ہابیل کے ماتم میں حضرت آدم علیہ السلام چالیس دن تک روتے رہے :-

تفسیر صافی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمری امام زین العابدین
علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے دونوں بھائیوں
کی قربانی کے ذکر کے بعد فرمایا کہ قابل نہیں جانتا تھا کہ
قتل کیونکر کرے یہاں تک کہ ابلیس نے اگر اُسے سمجھایا
کہ اس کا سرد و پتھروں کے درمیان رکھ کر کھجڑے جب
وہ اس طرح قتل کر چکا تو یہ نہیں جانتا تھا کہ جن
کی طرح کرے۔ اسی اثناء میں دو کتے آئے
اور وہ باہم لڑے۔ تاہنکان میں سے ایک نے
دوسرے کو مار ڈالا۔ پھر اپنی جمعیت اور بھجوں سے
زمین کھود کر اُس میں اُسے دفن کر دیا۔ اس پر
قابل نے نیویں لٹی..... الخ کہہ کر افسوس کیا
اور بھائی کی نقش کو زمین کھود کر اُسے اس میں دفن
کر دیا۔ اُسی دن سے مڑوں کے زمین میں دفن
کرنے کا سلسلہ جاری ہوا۔

تفسیر صفائی ص ۱۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی اور من لا
یحضرہ الفقیہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ جہنم میں ایک آدمی ہے جس میں کل کیوں
کا قتل کرنے والا بھی داخل کیا جائے گا اور ایک آدمی کا
قتل کرنے والا بھی ہے
۱۳۵ احیاء الناس جمیعاً۔

تفسیر صفائی صحت پر بحوالہ تفسیر قیمتی لکھا ہے کہ جو شخص کسی کو جلنے یا ڈوبنے یا عمارت کے نیچے دب جانے یا درندہ سے پھاٹے جانے سے بچالے یا اس کے اخراجات کی کفالت کر کے اسے مستغنی کر دے یا فقر کی حالت سے اسے غنا کے درجے پر پہنچا دے اور سب کے افضل یہ ہے کہ گمراہی سے راہ راست پر لے آئے ، تو ان سب حالتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے سب آدمیوں کے ساتھ ہی ایسا کیا ہے ۔
۴۷ یحار بون اللہ ورسولہ :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی ممتہ کا ایک
گروہ بیمار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
میں آیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہمارے پاس ٹھہرو۔ جب تم
تندرست ہو جاؤ گے تو تمہیں جہاد پر بھیجیں گے۔ آنحضرت
نے عرض کی کہ ہمیں مدینہ سے یا سر بھیج دیجئے۔ چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں وہاں بھیج دیا
جہاں صدقے کے اونٹوں کا گلا تھا۔ وہاں انھوں نے
اونٹوں کا پیشاب (بطور دوا) اور ان کا دودھ (بطور غذا)
لیا۔ جب وہ تندرست ہوئے اور قوت آگئی تو لڑنے کے

علیہ السلام کو ان کے پیچھے بھیجا۔ یہ باغیہ میں کی سرزمین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔
ایک ہاتھ اور اُس کے خلاف کا ایک ایک پاؤں +

پس اللہ تعالیٰ نے ایک کو بھیجا ، وہ زمین کو سدھانے لگا تاکہ اُسے دکھائے کہ وہ کس طرح

اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے۔ اُس نے کہا اے میری خرابی کیا ہیں اس سے بھی عاجز ہو گیا کہ میں اس

کوئٹہ کی شہر جاؤں تاکہ میں اپنے بھائی کی لاش کو چھپاؤں۔

ہو گیا ہے۔ اسی سبب سے۔ ہم نے بنی اسرائیل پر لازم قمر ارحسے دیا کہ جو شخص

کسی جان کو کسی جان کے بدلے کے بغیر قتل کر دے ۔ یا زمین میں فساد کرے ۔ پس

وہ ایسا ہے جیسا کہ اس نے سب آدمیوں کو مل کر ڈالا۔ اور جس شخص نے ایک جان کو زندہ کر دیا پس وہ ایسا ہے

جیسا کہ آس نے سب لوگوں کو دیکھا اور مدد کر دیا۔ اور بیشک ہم نے رسول آسے پاس چلی دیں گے کرانے۔ چہرے کے بعد۔

ان میں سے بہت سے لوگ عیسائی رہیں گے اور دوسرے نہیں۔

ہیں جے کہ جو وہ اب اس کے رخصت کے لئے ہیں۔

۱۳۰۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳

٢٠١

دریں میں سے یمن کو قتل کیا اور اونٹوں کو لے کر چلتے رہے۔ جب اس بات کی اطلاع آنحضرت معلوم ہوئی تو انھوں نے جیب ایک وادی میں راستہ بھول گئے اور اس سے باہر نہ نکل سکے۔ حضرت علی علیہ السلام نے انھیں جا کر گرفتار کر لیا اور سزا کے بارے میں ہی یہ آیت نازل ہوئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھ کٹوا دیئے۔ اس طرح

لَا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَقْدِرُوا عَلَيْهِمْ فَاعْلَمُوا

سوائے اُن کے جو قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پاؤ، توبہ کر لیں۔ پس تم جان لو کہ

أَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو۔

وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ

اور اس کی طرف (پہنچنے کیلئے) وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تم صلاح

تُفْلِحُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَا فِي الْأَرْضِ

پا جاؤ۔ یقیناً وہ لوگ جو کافر ہو گئے، اگر جو کچھ زمین میں ہے سب انہی کا ہو

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَيَفْتَدُوا بِهِ مِنْ عَذَابِ يَوْمِ

اور اُس کے ساتھ اتنا ہی اور ہوتا کہ وہ اُسے قیامت کے دن کے عذاب کا فدیہ دیں، تو

الْقِيَمَةِ مَا تَقْبَلُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ يَرْيَدُونَ

وہ اُن سے قبول نہ کیا جائے گا۔ اور اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ وہ چاہیں گے

أَنْ يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنْهَا وَلَهُمْ

کہ آگ سے نکل جائیں، حالانکہ وہ اُس سے نکلنے والے نہیں ۝ اور اُن کیلئے

عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

قائم رہنے والا عذاب ہوگا۔ اور جو مرد اور جو عورت، پس دونوں کے ہاتھ کاٹو ۝

جَزَاءُ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝

یہ اُن دونوں کے کئے کی خدا کی طرف سے بطور سزا کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔

فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ

پس جس شخص نے اپنے ظلم کے بعد توبہ کر لی اور اصلاح کر لی تو یقیناً اللہ تعالیٰ اُس کی توبہ قبول

عَلَيْهِ ۝ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ

کر لیتا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ آسمانوں اور زمین کی حکومت

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ وَيَغْفِرُ لِمَنْ يَشَاءُ ۝

اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے۔

لہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ:-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا سے اناہ کے ذریعہ تقرب حاصل کرو۔

اور عیون اخبار الرضا میں جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ

آئمہ امام حسین علیہ السلام کی اولاد ہیں جس نے انکی

اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے انکی

نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ وہ دین کی مضبوط

رستی اور اللہ تعالیٰ تک پہنچا دینے کا واحد وسیلہ ہیں ۶

۷ و ما ہم بخارجین منها:-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر

علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

کہ جو لوگ دوزخ سے نہ نکل سکیں گے اور اُن پر دائمی

عذاب ہوگا۔ وہ دشمنان علی علیہ السلام ہوں گے ۶

۸ فاقطعوا ایدیہما:-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کتنی قیمت کے مال

پر چور کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک ہاتھ تھائی

دینار پر (قریباً دس یا بارہ آنے)۔ اس پر دریافت کیا

گیا کہ اگر اس سے کم قیمت کا مال چوری کرے، تو آیا

اس پر لفظ چور صادق آسکتا ہے؟ اور خدا کے نزدیک

وہ چور ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان

کی ایسی چیز چرائے جس کی وہ حفاظت کرتا ہو تو اس پر

چور کا لفظ عاید ہو سکتا ہے، اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

چور ہے۔ لیکن جب تک مال سرقہ کی قیمت ایک

چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ نہ ہوگی۔ تب تک اس

کا ہاتھ کاٹنا نہ جائے گا۔ اور اگر اس سے کم پر چوروں

کے ہاتھ کٹے ہوتے تو تم کثرت سے مام لوگوں کا ہاتھ

کٹا پاتے۔

اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ ہاتھ تقبیلی

کے درمیان سے کٹے گا۔ انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہاتھ کاٹنے میں

صرف چار انگلیاں کاٹ دی جائیں گی، اور انگوٹھا

چھوڑ دیا جائے گا۔ تاکہ نمازیں اس سے سہارا لے

سکے، اور وضو کے وقت اس سے منہ نہ دھو سکے ۶

وَاللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ

اور اللہ تعالیٰ ہر شے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ اے رسول تمہیں وہ لوگ غمگین نہ کریں جو

الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ

ان لوگوں سے جنہوں نے صرف اپنے منہوں سے کہا کہ ہم ایمان لائے

وَلَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمْعُوْنَ لِلْكَذِبِ

حالانکہ ان کے دل ایمان نہ لائے۔ اور ان لوگوں میں سے جو یہودی ہو گئے جھوٹ کے بہت سننے والے ہیں

سَمْعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۚ لَمْ يَأْتُوْكَ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْ

دوسری قوم کیلئے جو تمہارے پاس نہیں آئی، سننے والے ہیں۔ وہ کلموں کو ان کے موقعوں سے بدل

بَعْدَ مَوَاضِعَ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ

دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ دے دینے جاؤ تو اسے لے لو۔ اور اگر

لَمْ تُؤْتُوْهُ فَاَحْذَرُوْا ۚ وَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ

تم وہ نہ دے دینے جاؤ تو بچو۔ اور جس کی غصہ رسوائی چاہے تو تم ہرگز خدا سے

لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۚ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُطَهِّرْ

اس کیلئے کچھ قابو نہ پاؤ گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہیں

قُلُوْبُهُمْ ۚ لَمْ يَفْعَلْ فِي الدُّنْيَا خَيْرًا ۚ وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

چاہا۔ ان کے لئے دنیا میں رسوائی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لئے بہت بڑا عذاب

عَظِيْمٌ ۝ سَمْعُوْنَ لِّلْكَذِبِ اَكْلُوْنَ لِلشُّحِّ ۚ فَاِنْ جَاءُوْكَ

ہے۔ یہ جھوٹ کے بڑے سننے والے، حرام کے بڑے کھانے والے ہیں پس اگر وہ تمہارے پاس

فَاَحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تَعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ

آئیں تو تم ان کے درمیان فیصلہ کر دو یا ان سے روگردانی کر لو گے اور اگر تم ان سے روگردانی کرو گے تو وہ تمہیں ہرگز

يُضْرُوْكَ شَيْئًا ۚ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاَحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ اِنَّ

کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔ اور اگر تم فیصلہ کرو تو ان کے درمیان عدل سے فیصلہ کرو۔ یقیناً

اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحْكِمُوْنَكَ وَعِنْدَهُمْ

اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اور وہ تمہیں کیسے حکم بنالیں گے، حالانکہ ان کے پاس

فانزل

۱۵ اكلون للشحۛ

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر لکھا ہے کہ شح کے معنی
معنی حرام ہیں۔ اور طلب ہے۔ یعنی کرونا اور محروم کر
دینا۔ اور حرام مال کو شح اس وجہ سے کہا جاتا
ہے کہ وہ برکت سے محروم ہے اور حرام خوردی یعنی
کرونا ہے۔

۱۶

اور کافی میں ہے کہ حضرت امام جعفر صادق
علیہ السلام سے شح کے معنی پوچھے گئے۔ تو
حضرت نے فرمایا کہ وہ رشوت ہے جو معاملات
کے فیصلہ کرنے میں لی جائے۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی
منقول ہے کہ مردار کی قیمت، کتے کی قیمت، شراب کی
قیمت، زنا کرنے والی عورت کی خوجی یعنی مہر البی
رشوت اور کاہن کی اجرت یہ سب شح ہے۔
اور ایک روایت کے مطابق ان کتوں کی قیمت مراد ہے
جو شکاری نہ ہوں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام
کا مال جو غریب سے لیا جائے وہ شح ہے۔ اور
یتیم کا مال کھا جانا اور جو اس کے مانند ہوں شح
ہے۔

اور شح کی بہت سی قسمیں ہیں۔ بنجملہ ان کے
زانیہ کی خوجی، شراب اور بیہوشی کی قیمت اور حکم خدا
پکڑنے کے بعد شود لینا بھی شح ہے۔ رہا معاملات
اور مقدمات کے فیصلہ میں رشوت لینا یہ اللہ تعالیٰ اور
رسول اللہ صلعم کے ساتھ کفر ہے۔

عیون اخبار الرضا میں حضرت علی علیہ السلام سے
منقول ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اكلون
لشحت کی تفسیر میں فرمایا کہ اس سے وہ شخص مراد ہے
کہ جو اپنے برادر مومن کا کوئی کام کرے اور اس کے غم
میں کچھ مدد قبول کرے۔

من لا یخضرہ الفقہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جو حاکم فریقین کے درمیان فیصلہ کرنے
میں بادشاہ وقت سے تنخواہ پاتے ہیں۔ ان کی تنخواہ
شح ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ شح ملال اور حرام کے بین
بین ہے اور وہ یوں ہے کہ ایک شخص شراب اور سنور
کا گوشت یا آلات لہو و لعب کے اٹھانے کی نوکری
کرے تو نوکری قبول کرنے کی جہت سے تو اس کا یہ فعل
حلال ہے لیکن اس جہت سے کہ یہ کام شرعاً حرام ہیں۔
شح ہے۔

۱۷ ادا عرض عنہم :-

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر بحوالہ التہذیب جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مسلمان حاکم کے پاس جب اہل تورات یا اہل انجیل اپنے جھگڑے لے کر آئیں تو اس کو اختیار ہے کہ چاہے
وہ ان کا فیصلہ کر دے چاہے نہ کرے۔

التَّوْرَةِ فِيهَا حُكْمُ اللَّهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَمَا

توریت ہے اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ پھر اس کے بعد وہ پھر جاتے ہیں۔ اور

أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ۚ إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى

یہ لوگ ایمان لائے والے نہیں۔ یقیناً ہم نے تورات نازل کی۔ اس میں ہدایت اور

وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا

نور ہے۔ وہ نبی جو صلیح (خدا) تھے اس سے ان لوگوں کے فیصلے کرتے رہے جو یہودی ہو گئے۔

وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ

اور (اسی طرح) الربوہ لے لوگ اور علماء (بھی) کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے حفاظت کرنے والے بنائے گئے تھے۔

وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْا

اور وہ اُس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو، اور مجھ سے ہی ڈرو۔ اور

لَا تَشْتَرُوا بِآيَتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ

میری آیتوں کو فتویٰ قیمت پر نہ خریدو۔ اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ

اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ۚ وَكُتِبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنْ

تعالیٰ نے نازل کیا۔ پس وہی لوگ کافر ہیں۔ اور ہم نے ان پر اس میں فرض کر دیا تھا کہ

النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ

جان کے بدلے جان، اور آنکھ کے بدلے آنکھ، اور ناک کے بدلے ناک اور

بِالْأُذُنِ وَالْأُذُنَ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ

کان کے بدلے کان، اور دانت کے بدلے دانت، اور زخموں کا معاوضہ ہے لہٰذا پس جو

تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اسے معاف کرے تو وہ اُس کے لئے کفارہ ہو جائے گا لہٰذا اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے

فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۚ وَقَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِعِيسَى ابْنِ

نازل کیا پس وہی لوگ ظالم ہیں۔ اور ہمیں ان کے آثاروں کے پیچھے ہم عیسیٰ ابن مریم

مَرْيَمَ مَصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ

کو لائے۔ وہ تصدیق کرنے والا تھا اُس چیز کی جو توریت میں سے آگے پاس تھی۔ اور ہم نے اُسے انجیل دی،



لہٰذا والجروح قصاص :-

تفسیر قتانی ص ۱۳ پر ہے کہ توریت میں یہودیوں پر قصاص فرض کیا گیا تھا اور وہ اس طرح کہ نفس کے بدلے نفس قتل کیا جائے گا۔ آنکھ کے بدلے آنکھ نکالی جائے گی۔ ناک کے بدلے ناک کاٹی جائے گی۔ کان کے بدلے کان کاٹا جائے گا۔ دانت کے بدلے دانت توڑا جائے گا۔ اور جیسا کوئی زخم لگائے گا اُس کے بدلے میں ویسا ہی زخم لگایا جائے گا :-

تفسیر قتانی میں ہے کہ یہ آیت خدا کے اس قول سے منسوخ ہو گئی، کتب علیکم القصاص فی القتل علی الحد بالحد والعبد بالعبد والانس بالانس یعنی تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص واجب کیا گیا ہے آزاد کے بدلے میں آزاد، غلام کے بدلے غلام، عورت کے بدلے عورت۔ مگر خدا کا قول والجروح قصاص منسوخ نہیں ہوا :-

تفسیر قتانی ص ۱۳ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ زخموں وغیرہ سے جتنی مقدار کوئی شخص معاف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُسی مقدار کے مطابق اُس کے گناہ معاف کر دے گا :-

فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَةِ

اس میں ہدایت اور نور ہے۔ اور جو کچھ توریت میں سے ان کے پاس تھا وہ اس کی تصدیق کرنے والی تھی۔

وَهُدًى وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ وَلِيَنبِئَكُمُ أَهْلُ الْاِنْجِيلِ بِمَا

اور ہدایت اور نصیحت ہے۔ اور یہاں سے کہ اہل انجیل اسی کے مطابق حکم کریں جو

اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاولٰئِكَ

جو اللہ تعالیٰ نے اس میں نازل کیا۔ اور جو لوگ اس کے مطابق حکم نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ پس وہی

هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا

لوگ فاسق ہیں۔ اور ہم نے تمہاری طرف (اسے رسول) کے کتاب حق کے ساتھ نازل کیا جو تصدیق

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيِّمًا عَلَيْهِ فَاَحْكُمْ

کرنے والی ہے اس کی جو کتاب میں سے ان کے پاس ہے، اور اس پر بھیجا ہے اسے پس تم فیصلہ کرو

بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ

ان کے درمیان ساتھ اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ اور جو حق تم پر آچکا ہو اسے چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی

مِّنَ الْحَقِّ لِكُلِّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا وَلَوْ شَاءَ

پیروی نہ کرو۔ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہم نے شریعت اور راستہ مقرر کر دیا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِىْ مَا اَتٰكُمْ

چاہتا تو تمہیں ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن مختلف شریعتیں دینے سے خدا کا مقصد یہ تھا کہ اس نے جو کچھ تمہیں دیا ہے

فَاَسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اِلَى اللّٰهِ فَرْجِعْكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا

اس میں تمہارا حال ظاہر کرے پس تم نیکیوں کی طرف سبقت کرو تم سب کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے پھر وہ تم کو بتائے گا

كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ وَاِنْ اَحْكَمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ

جس جس بات میں تم آپس میں اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تم اس کے ساتھ ان کے درمیان حکم کرو

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْ بَعْضِ

اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو۔ اور ان سے اس بات سے ڈرنا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہاری طرف نازل کیا

مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاَعْلَمُ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ

ہے اس کے کسی جہد سے تمہیں فتنہ میں ڈال دے پس اگر وہ لوگوں کو دیکھ دے کہ ان کے نہیں ہیں جو اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہو کہ

۱۔ مہیمننا علیہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ اس آیت میں من

الکتاب سے کل نازل شدہ کتابوں کی جنس مراد ہے۔

اور مہیمننا کا مطلب یہ ہے کہ آپ نازل شدہ کتابوں

کے محافظ تھے کہ تغیر و تبدل سے ان کی حفاظت کریں

اور ان کی صحت و ثبات کی گواہی دیں۔

۲۔ شرعہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ شریعت کے معنی پانی

کی طرف جانے کا راستہ ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے اس

لفظ سے دین کو اس لئے تشبیہ دی کہ وہ ابدی زندگی

حاصل کرنے کا سبب ہے جس طرح کہ پانی دنیاوی

زندگی کا سبب ہے۔

۳۔ منہاجا۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ

السلام سے ایک حدیث وارد ہے کہ جس وقت اللہ

تعالیٰ نے کسی نبی کی وہ دعا قبول کی جسکی خواہش اسکی

قوم نے (مومنین نے) کی تو اس نے ان میں سے ہر

ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقہ مقرر کر دیا۔

شریعت اور منہاج سے مراد راستہ اور سنت ہے اور

نبی کو حکم دیا کہ وہ اور اس کی امت، شریعت اور

سنت کی پیروی کریں۔ چنانچہ جو شریعت اور سنت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے مقرر ہوئی تھی۔ اس میں

سنت کے دن کا مقرر کیا جانا بھی تھا۔

۴۔ بما انزل اللہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ اس کا

عطف کتاب پر ہے اور مطلب یہ ہے کہ ہم نے تیری طرف

کتاب اور حکم نازل کیا۔ یا حق پر عطف ہے جسکا مطلب

یہ ہے کہ ہم نے حق کے ساتھ نازل کیا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے کہ یہ دو فیصلے تھے جو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اہل کتاب کے جھگڑوں میں کئے۔

اس لئے کہ وہ آپ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی خدمت میں لائے تھے۔ ایک تو ایسے مرد کے زنا

کے متعلق تھا جس کے جوڑو تھی۔ اور دوسرا قتل

کے متعلق تھا، جو ان میں آپس میں واقع ہو گیا

تھا۔

يُصِيبُهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوبِهِمْ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ

ان کے بعض گناہوں کے سبب انہیں مصیبت پہنچائے۔ اور یقیناً آدمیوں میں سے اکثر ضرور ناسعدان ہیں لہ

لَفٰسِقُونَ ﴿۴۹﴾ اَفْكَرُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ ط وَمَنْ اَحْسَنُ مِنْ

کیا وہ زنا و جاہلیت کا حکم تلاش کرتے ہیں۔ اور جو قوم یقین رکھتی ہے،

اللّٰهُ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۵۰﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا

اس کیلئے فیصلہ دینے میں اللہ تعالیٰ سے کون بہتر ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم یہود اور نصاریٰ

الْيَهُودَ وَالنَّصٰرَىٰ اَوْلِيَآءَ مَبْعُوثُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٌ ط وَ

کو دوست نہ بناؤ لہ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور

مَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا وہ تو وہ یقیناً انہیں میں سے ہوجائے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں

الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُسَارِعُوْنَ

کی قوم کی راہنمائی نہیں کرتا۔ پس (اے رسول) جن لوگوں کے دلوں میں مرض ہے تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ ان کے

فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشَىٰ اَنْ تُصِيبَنَا دَآئِرَةٌ فَعَسَى اللّٰهُ

پنج سرعت سے جلتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش نہ آئے۔ پس قریب کے اللہ تعالیٰ

اَنْ يَّآتِيَ بِالْفِتْنَةِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوا عَلٰى مَا

(نمایاں) فتن یا اپنی طرف سے کوئی اور امر لے آئے۔ پھر یہ منافق! جو کچھ اپنے دلوں میں

اَسْرَوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ نَدِمُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

چھپائے ہوئے ہیں، اُس پر نادم ہوں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے کہیں گے کہ کیا

اَهْوَاۗءَ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ اِيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ

یہی وہ لوگ ہیں جو اپنی سخت قسمیں کھاتے تھے، کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔

حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

ان کے اعمال ضائع ہو گئے، پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو

مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ

(باد رکھو کہ) تم میں سے جو کوئی بھی وہ اپنے دین سے پھر جائے گا تو عنقریب ہی اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو لے آئے گا

لہ لفاسقون :-

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ اس آیت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کی قوم نبوت کے اقرار سے رکتی تھی اور اسلام کی دعوت قبول کرنے میں جلدی نہ کرتی تھی۔ اس لئے خدا نے جتنا دیا کہ ان لوگوں میں ایمان نہ رہتا بہت کم ہیں اور ناقران بہت زیادہ۔ پس یہ بات تم پر گراں نہ گزے۔

لہ لا تتخذوا :-

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کی امداد پر دوستانہ اعتماد نہ کرو۔ اور نہ ان کے ساتھ دوستانہ معاشرت رکھو۔

لہ من يتولهم :-

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ان سے دوستانہ ملنے لگے گا وہ اپنی جیسا کافر سمجھا جائے گا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جو شخص آل محمد سے دوستی رکھے اور جیسی بزرگی آنحضرت کو ان کی قرابت سے حاصل ہے۔ ویسے ہی یہاں کو کل آدمیوں سے بزرگ اور مقدم سمجھے۔ تو آل محمد کے نزدیک وہ شخص بمنزلہ آل محمد کے ہوجائے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس کا شمار سادات آل رسول میں ہوجائے گا۔ بلکہ ہر وہ ان کا اتباع کرنے اور ان سے تولا رکھنے کے انہی میں سے یعنی ان کے تابعداروں کے گروہ میں سے سمجھا جائے گا۔ اور یہ بات خدا کے اس فیصلہ سے ثابت ہے ومن يتولهم... الخ اور یہ بات قول ابراہیم سے ثابت ہے فمن تبعني فانه مني (جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ یعنی میرے تابعداروں میں سے ہوگا)۔

لہ نخشئ :-

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ منافق لوگ غدار کرتے ہیں کہ شاید وہ کسی گرفت میں پھنس جائیں اور معاملہ دیگر لوگوں ہوجائے۔ اور کفار غالب آجائیں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ عبادہ بن مسعود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یہودیوں میں میرے بہت

کثرت سے دوست ہیں مگر میں ان کی دوستی کو خدا اور اُس کے رسول کی خاطر چھوڑتا ہوں اور خدا اور اُس کے رسول کی دوستی اختیار کرتا ہوں۔ پھر ابن ابی نے کہا کہ میں تو ایسا شخص ہوں جو زمانے کی گردش سے ہرتا ہوں۔ اسلئے میں اپنے دوستوں کی دوستی نہیں چھوڑتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :-

لہ من يرتد منكم :- تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ یرتد کو یرتد بھی پڑھا گیا ہے، وودال کے ساتھ اس کا جواب آیت میں مخذوف ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے دین کو ضرر نہیں پہنچا سکو گے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو حمایت کرنے والوں سے خالی نہیں چھوڑتا۔



يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى

جنگوۂ دوست رکھتا ہے اور وہ اسکو دوست رکھتے ہیں (وہ) مومنوں پر نرم دل ہوں گے، کامنہروں پر سخت ہوں

الْكُفْرَيْنِ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ

گئے۔ وہ خدا کی راہ میں جہاد کریں گے۔ اور کسی ملامت کرنے والے کی

لَوْمَةً لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَضَّلُ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ

سلامت سے وہ نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ

کشا لکھنؤ الیبت جلتے والا ہے۔ ماسوا اسے نہیں ہے کہ تمہارا عالم اللہ تعالیٰ ہے اور اسکا رسول اور وہ لوگ جو

أَمَّا الَّذِينَ يَقِمْنَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ

ایمان لائے، نماز قائم کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ دراصل انھیں اللہ

Handwritten musical notation on a staff.

رَبِّعُونَ^{٥٥} وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا

رکوع کرنے والے ہیں ۱۵۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے حاکم بنائے گا

فَإِنَّ حُزْنَ اللَّهِ هُوَ الْغَلِيظُ ۖ وَاللَّهُ يَأْكُلُ النَّاسَ ۖ وَاللَّهُ

فَإِنْ سَأَلَ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمِينَ يَدِينُهُ الْإِسْلَامَ

جس یقیناً اللہ تعالیٰ کا رومہ ہی غالب رہے گا ہے۔ اے وہ لوگو! ہو ایسے لاپرواہ

لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُواً وَلَعِباً مِنْ

ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ، اُن میں سے جنہوں نے تمہارے دین کو مضبوط کیا اور کھیل

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِرَحْمَتِكَ وَبِحَبْلِ عِمَامَةِ الْإِسْلَامِ

الدِّينَ اُولَئِكَ لِيَسْبَحَنَ فَبِإِذْنِ الْمَلِئِكِ وَاللَّهَارِ اُولَئِكَ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ

عشیرہ رکھا ہے ، اور کامیروں کو حکم نہ بناؤ گے اور اگر تم

اللَّهُ إِن كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ﴿٥٤﴾ وَإِذَا نَادَيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ

اور جس وقت میرے ناز کے لئے ملائے ہوئے ہو

یہ مذکورہ پروردگار کے لئے ہے

الْمُتَّخِذِينَ مِنْهَا هُزُوا وَلَعِبًا ذَلِكُمْ بِنَهُمْ قَوْمًا يَعْبِلُونَ

اُسے ٹھٹھا اور فعیل ٹھہراتے ہیں مثلاً یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں۔

قَالَ أَتَمَّامُ الْكَلَامِ هَٰذَا نِقْمَةُ اللَّهِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ

فَلْيَأْخُذْ الْعَقِيبُ حَقَّ حَقِّهِ

(اے رسول) لہجہ دو، اے کتاب والو! تم سوائے اس کے ہم پر اور کیا حجب لگا سکتے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان

[illegible]

خول سے دوہری رہے۔ اور یہی لہا لیا ہے کہ یہ ایت رفاه بن رید اور سوید بن احمارت کے باپ ہیں ہمارے ہوں۔ جنوں کے پیر

۳۵۹: ھذا ولعنا۔ تفسیر قاضی: ۱۳۰ سے کہ لوگ نماز اور اذان کا مضحکہ اڑا کر تے تھے۔ ایک روایت میں

ان محمد رسول اللہ کہتے سنتا تو کہتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو نے جو بلائے۔ ایک رات اُس کا نوکراں گ لے کر اُس کے غصہ میں دانا

ہاں گئی جس نے مکان اور سب گھر والوں کو بل کر نماز کھینچ کر دیا۔

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جن لوگوں نے سبت کے احکام کی تعمیل نہ کی۔ وہ بندر بنا دیئے گئے اور جن لوگوں نے اس خوان کی تکذیب کی۔ جو آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ انہیں سوز بنا دیا گیا ۛ

ۛ عبد الطاغوت ۛ

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ طاغوت سے مراد شیطان ہے۔ اور ہر وہ چیز جس کی خدا کو چھوڑ کر عبادت کی جائے طاغوت ہے ۛ

ۛ لولا ینفہہ ۛ

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ لولا جب ماضی پر داخل ہوتا ہے تو اس فعل کے ترکہ پر زبرد تو بیخ مقصود ہوتی ہے۔ اور اگر مستقبل سے پہلے آئے تو اس فعل کے کرنے پر عزم دلانا مقصود ہوتا ہے۔ عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قرآن مجید میں یہ آیت بہت ہی سخت ہے۔ چنانچہ کافی میں حضرت علی علیہ السلام کے خطبے میں جو فقرے منقول ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ تم سے پہلے کے لوگ نافرمانی کرنے کے سبب سے ہلاک ہوئے۔ ان کے آئمہ اور علماء ان کو اس سے منع نہ کرتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ نافرمانیوں میں بٹے سرکش ہو گئے۔ اور چونکہ ان کے آئمہ اور علماء نے منع نہ کیا۔ اسلئے ان سب پر عذاب نازل ہوا۔ تب ہمارا معروف آدمی عن المنکر بجالانے لگے ۛ

ۛ ید الله مغلولۃ ۛ

تفسیر صفائی ص ۱۳ پر ہے کہ ہاتھ بندھنے سے مراد بخل ہے۔ اور ہاتھ کھلنے سے مراد جود و سخاوت ہے اور التوحید میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت سے یہ مراد نہیں ہے کہ یہودیوں نے خدا کو بخیل سمجھا۔ بلکہ ان کا مطلب یہ تھا کہ خدا نے جو کچھ کرنا تھا۔ وہ کر چکا اب وہ نہ بڑھاتا ہے اور نہ گھٹاتا ہے۔ خدا نے ان کی تکذیب اس قول سے دی۔ غلت ایدہم ولعنوا بما قالوا ایل یدہ بسوطین ینفق کیف یشاء ۛ اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے۔ یمحو الله ما یشاء ویثبت وعندہ ام الكتاب۔ یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے۔ اور جو کچھ چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اسی کے پاس ام الكتاب ہے ۛ

ۛ ۛ

بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ لَا وَآنِ

لائے۔ اور اس پر (یعنی) جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ اور اس پر جو پہلے نازل کیا گیا۔ اور یقیناً

أَكْثَرَكُمْ فَسِقُونَ ۛ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرِّ مِّنْ ذَلِكَ

تم میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ثواب سے

مَثُوبَةٌ عِنْدَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ

میں سب سے بدتر کون ہوگا۔ وہ جس پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی، اور اس پر وہ غضبناک ہوا۔ اور ان

مِنْهُمْ الْقُرْدَةُ وَالْخَنَازِيرُ وَعَبَدَ الطَّاغُوتِ أُولَئِكَ

میں سے بعض کو بندر اور سوز بنا دیا ۛ اور اس نے شیطان کی پوجا کی ۛ

شَرِّ مَكَانًا وَأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۛ وَإِذَا جَاءَ مَوْكُ

درجے کے لحاظ سے بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ تمہارے پاس

قَالُوا آمَنَّا وَقَدْ دَخَلُوا بِالْكَفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ

آئے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے حالانکہ وہ کفر کے ساتھ ہی داخل ہوئے ہیں اور یقیناً اسی کے ساتھ بھٹک گئے ہیں۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ ۛ وَتَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ

اور جو کچھ وہ پھیلاتے تھے اُسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور (اے رسول) تو ان میں سے اکثروں کو

يُسَارِعُونَ فِي الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَأَكْلِهِمُ الشَّحْتِ

دیکھے گا۔ کہ وہ گناہ اور زیادتی اور حرام خوری میں جلدی کرتے ہیں۔

لِبِئْسَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۛ لَوْلَا يَنْهَاهُمُ الرَّبَّيُّونَ وَالْأَجَارُ

البتہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے تھے۔ کیوں نہ انہیں اللہ والوں ۛ اور علماء نے ان

عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ الشَّحْتِ لِبِئْسَ مَا كَانُوا

کے گناہ کی بات، اور ان کی حرام خوری سے روکا۔ البتہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ

يَصْنَعُونَ ۛ وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ

کرتے تھے۔ اور یہود نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے ۛ انہیں کے ہاتھ

أَيْدِيَهُمْ وَلَعَنُوا بِمَا قَالُوا مَبْلُوغًا مِّمَّنْ يَدُهُ مَبْسُوطَتْنِ

بندھے گئے۔ اور جو کچھ انہوں نے کہا اس کے سبب سے ان پر لعنت کی گئی۔ بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں۔

يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ ۚ وَلَيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنْزِلَ

جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے پروردگار کے پاس سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ وَالْقَيْنَا بَيْنَهُمُ

البتة یہ ان میں سے اکثروں کی سرکشی اور کفر کو بڑھا دے گا۔ اور ہم نے ان کے درمیان قیامت کے

الْعَدَاوَةِ وَالْبَغْضَاءِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ كُلَّمَا أَوقَدُوا

دن تک عداوت اور بغض کو رہنے دیا۔ جب کبھی انہوں نے جنگ

نَارًا لِلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللَّهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ

کے لئے آگ سلگائی ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے بجھا دیا۔ اور وہ زمین میں فساد کے لئے دوڑے پھرتے

فَسَادًا ۚ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِينَ ۝۱۳ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ

ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اگر اہل کتاب ایمان

الْكِتَابِ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ

لا تے۔ اور تقویٰ اختیار کرتے تو البتہ ہم ان کی برائیوں کو ان سے دُور کر دیتے

لَادْخُلَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝۱۴ وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَةَ

اور ہم ضرور انہیں نعمتوں والی جنتوں میں داخل کرتے۔ اور اگر وہ توریت اور

وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ

انجیل کو، اور جو کچھ اُنکے پروردگار کی طرف سے اُنکی جانب نازل کیا گیا اس کو قائم رکھتے البتہ کھاتے اپنے

فَوَاقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ مِّنْهُمْ أُمَةٌ مُّقْتَصِدَةٌ

ادھر سے (آسمانی رزق) اور اپنے پاؤں کے نیچے سے (زمینی پیداوار) ان میں سے ایک گروہ میسرانہ رہے۔

وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ سَاءَ مَا يَعْمَلُونَ ۝۱۵ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا

اور بہت ان میں سے جو کرتے ہیں وہ بُرا ہی ہے۔ اے رسول! جو کچھ تمہاری طرف تمہارے

أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَغْتَ رِسَالَتَهُ

پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا اُسے پہنچا دے گا۔ اور اگر تم نے نہ کیا پس تو نے اُس کی رسالت کو نہ پہنچایا۔

وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

اور اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کی رہبری

نازل ۲

۱۵ اوقدوا نارا۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر ہے کہ جب کبھی انہوں نے

لڑائی کا ارادہ کیا مغلوب ہونے حالانکہ وہ سخت دہرے

وایے تھے۔ اور ان کے مکان بڑے مضبوط تھے۔

یہاں تک کہ قریش بھی ان سے مدد لیا کرتے تھے۔ اور اس

اور خزرج تو بالکل انہی کی مدد سے بھولے پھیلے تھے۔

یہ قبل بعثت کی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی بعثت کے بعد ان کی مخالفت کے سبب مقہور

اور ذلیل ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بنی قریظہ کو قتل کیا۔ ملک بدر کیا۔ خیبر اور فک

پر غالب آئے۔ اور علیؑ کی مدد سے یمنی جزیرہ کا

اس وقت جس شہر میں یہودی پائے جاتے ہیں۔ وہ

سب لوگوں سے زیادہ ذلیل اور خوار ہیں۔

۱۳ یا ایہا الرسول بلغ۔

تفسیر صفائی ص ۱۲ پر بخوار کافی جناب امام محمد باقر

علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ

حضرت علیؑ علیہ السلام کی ولایت کے اعلان کا حکم جمعہ

کے دن کہ عرفہ بھی تھا آیا تھا۔ آئین ولایت اسی دن نازل

ہوئی تھی۔ اور دین کی تکمیل بھی علیؑ علیہ السلام کے اعلان

ولایت پر ہی ہوئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ میری امت ابھی ابھی کفر سے

اسلام میں داخل ہوئی ہے۔ اگر میں اپنے ابن عم کے بارے

میں اطلاع دوں گا تو کوئی کچھ کہے گا اور کوئی کچھ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ بات میں نے بیان

کے کسی سے نہیں کی تھی۔ صرف میرے دل میں ہی ایسا

خیال گذرا تھا کہ خدا کا دوسرا حکم پہنچا جس میں مجھے عذاب

سے ڈرایا گیا تھا، اگر میں نے اس حکم کو نہ پہنچایا۔ چنانچہ

یہ آیت یا ایہا الرسول بلغ۔۔۔ الخ پوری کی پوری نازل

ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ علیہ السلام

کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا، اور فرمایا: اے لوگو!

جو نبی مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں ان میں سے ہر

ایک کا خدا نے وقت معین کر دیا تھا۔ جہاں

کو بلایا، چلے گئے۔ اب قریب ہے کہ میں بھی بلایا

جاؤں اور جلا جاؤں۔ مجھ سے بھی سوال کیا جائے

گا اور تم سے بھی۔ اُس وقت تم کیا کہو گے؟ سب نے عرض

کی کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے خدا کے احکام پہنچائے

ہماری غیر خواہی کی۔ جو کچھ آپ کے فتر تھا اُسے آپ نے

ادا کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ تمام پیغمبروں اور رسولوں سے

افضل جواب آپ کو دے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کریم دعوہ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

فرمایا۔ اللہ شہد۔ پھر ارشاد ہوا کہ اے گروہ مسلمین یہ علیؑ

الْكَافِرِينَ ۝ قُلْ يَٰٓأَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ

نہیں کرتا۔ (اے رسول) کہہ دو اے کتاب والو! جب تک تم توریت اور انجیل کو اور اس کو جو

تَقِيْمُوا التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِّن رَّبِّكُمْ ۝

تھما ہے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے قائم نہ کرو۔ نہ تم کسی شے پر نہیں ہو سہ

وَلِيَزِيدَنَّ كَثِيرًا مِّنْهُم مَّا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۝

اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری جانب نازل کیا گیا ہے، وہ اکثروں کی سرکشی

طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۖ فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝

اور کفر کو بڑھا دے گا۔ پس تو کافروں کی قوم پر افسوس نہ کر۔ یقیناً

الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقُونَ وَالنَّاصِرُونَ

وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہو گئے، اور صابی (ستارہ رست)، اور نصاریٰ

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا

جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لائے، اور عمل نیک کئے، تو ان پر نہ تو

خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ لَقَدْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ

کوئی خوف ہوگا، اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ بیشک ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا

بَنِي إِسْرَءِيلَ وَارْسَلْنَا إِلَيْهِمْ رَسُولًا قُلْنَا جَاءَهُمْ

اور ہم نے ان کی طرف بہت سے رسول بھیجے، جب کبھی ان کے پاس کوئی

رَسُولٌ بِمَا لَا تَهْوَىٰ أَنفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا

رسول وہ حکم لے کر آیا جسے ان کے جی نہیں چاہتے تھے، تو انھوں نے ایک گروہ کو جھٹلایا اور ایک گروہ

يَقْتُلُونَ ۖ وَحَسِبُوا أَنَّ تَكُونَ فِتْنَةٌ فَعَمُوا وَصَمُّوا

کو قتل کیا۔ اور انھوں نے یہ گمان کیا کہ کوئی عذاب نہ ہوگا۔ پس وہ اندھے اور بہرے ہو گئے

ثُمَّ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوا وَصَمُّوا كَثِيرٌ مِّنْهُمْ ۖ

پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں توبہ کی توفیق دی پھر ان میں سے اکثر اندھے اور بہرے ہو گئے۔

وَاللَّهُ بِصِيرِبًا يَعْمَلُونَ ۝ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ

اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھتا ہے۔ یقیناً وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ بیشک

لے تقیموا التورۃ والانجیل:-

تفسیر قرآنی مسئلہ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان دونوں کتابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو بشارات آئی ہیں ان کی تصدیق کریں اور ان کے احکام پر پختہ رہیں۔

۱۵۱ الیکم من ربکم:-

تفسیر قرآنی مسئلہ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔

اللَّهُ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَبْنِي إِسْرَءِيلَ

بیشک اللہ تعالیٰ وہی مسیح ابن مریم دی تو ہے۔ مالا لکھ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! تم اللہ تعالیٰ

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ

کی عبادت کرو جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ یقیناً جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرے

حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ

بیشک اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے۔ اور اس کا ٹھکانا جہنم کی آگ ہے۔ اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار

أَنْصَارٌ ۚ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَلَاثُ ثَلَاثٍ وَمَا

نہ ہوگا۔ بیشک وہ لوگ کافر ہو گئے جنہوں نے کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تین میں کا تیسرا ہے لہذا مالا لکھ

مَنْ إِلَهَ إِلَّا إِلَهُ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ

کوئی معبود نہیں ہے سوائے واحد اللہ تعالیٰ کے۔ اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اگر اس سے باز نہ آئے تو ان

لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ أَفَلَا

میں سے جو کافر ہو گئے انہیں ضرور دردناک عذاب آگے گا۔ پس کیا وہ

يَتُوبُونَ إِلَى اللَّهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لَهُ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۚ

اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتے ہیں اور اس سے بخشش نہیں طلب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ

مسیح ابن مریم سوائے رسول (ہونے) کے اور کچھ نہیں ہے۔ یقیناً اس سے پہلے کئی رسول گذر

الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ كَانَا يَأْكُلَنِ الطَّعَامَ أَنْظِرْ

گئے۔ اور ان کی والدہ صدیقہ تھیں۔ وہ دونوں کھانا کھاتے تھے لہذا (اے رسول) غور کرو

كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْظِرْ أَنِّي يُوفِّكُونَ ۚ قُلْ

ہم ان کیلئے نشانیاں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ پھر غور کرو کہ یہ کہاں بیٹھے جا رہے ہیں۔ کہہ دو

أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا

کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہارے نقصان کا اختیار رکھتا ہے اور نہ فائدہ کا۔

وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۚ قُلْ يَاهَلَّ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا

اور اللہ تعالیٰ وہی سب کچھ سنے والا اور جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو، اے کتاب والو! تم اپنے دین میں لے

مازل

۱۵ ثالث ثلثة

تفسیر صفائی ص ۱۱ پر ہے کہ جو ہر نصاریٰ اس کے قائل ہیں کہ خدا تعالیٰ میں تین جوہر ہیں۔ ایک جوہر باپ ہے۔ ایک جوہر بیٹا اور ایک جوہر روح القدس ہے۔ ان تین اقنوم کو وہ خدا ہے واحد خیال کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کو الزام دیا جائے کہ تم کہتے ہو کہ باپ بھی خدا ہے اور بیٹا بھی خدا ہے اور روح القدس بھی خدا ہے۔ اور باپ اور بیٹا ایک نہیں ہیں۔ تو کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

تفسیر قتی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے کہ نصرانیوں نے مسیح کی نافرمانی کی اور ان کو اپنے خیال میں بڑی چیز سمجھ لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ خدا ہیں اور خدا کے بیٹے۔ ایک گروہ ان میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے اس بات کا قائل ہوا کہ وہ تین میں سے تیسرے ہیں۔ اور ایک گروہ کا خیال ہے کہ وہ خود ہی خدا ہیں۔

۱۵ کا نایا کلن الطعام

تفسیر صفائی ص ۱۱ پر بحوالہ محسن اخبار الرضا لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ ان دونوں کو بیت الخلاء کی بھی حاجت ہوتی تھی۔

تفسیر قتی میں منقول ہے کہ یہ کنایہ حدیث کی طرف ہے۔ کیونکہ جو شخص کچھ کھائے گا تو اس سے حدیث بھی ضرور سرزد ہوگا۔

اور احتجاج طبری میں ہے کہ ایک زندیق نے جناب علی علیہ السلام سے عرض کی کہ اگر قرآن میں اختلاف اور تناقض نہ ہوتا تو میں آپ کے دین میں داخل ہو جاتا۔ پھر اس نے ان میں سے یہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی ہفوات کو مشتبہ کیا ہے۔ اور اپنے دشمنوں کے نام کو کنایہ اور اشارہ میں بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا: کہ تو نے جو ہفوات انبیاء کا ذکر کیا کہ خدا تعالیٰ نے بیان کئے ہیں۔ یہ اس بات کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بابرہ اس کی قدرت قاہرہ اور اس کی عزت ظاہرہ ہے۔ اس لئے وہ جانتا تھا کہ انبیاء کے معجزات ان کی امت کے دلوں میں اس قدر عظمت پا گئے ہیں کہ وہ ان میں سے بعض کو خدا اور بعض کو خدا کا بیٹا خیال کرنے لگے ہیں۔ جیسے کہ نصاریٰ کی ابن مریم کے بارے میں حالت تھی۔ لہذا اس نے دلالت ان نقائص کو بیان کیا۔ جن سے اس کی ذات مبرا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ ذکر عیسیٰ علیہ السلام میں جہاں ان

کا اور ان کی والدہ کا حال بیان کیا ہے۔ فرماتا ہے کا نایا کلن الطعام جس کا مطلب یہ ہے کہ جو کھانا کھائے گا اس سے براہ بھی ضرور صادر ہوگا۔ وہ ہرگز نہیں ہو سکتا جو ابن مریم کے بارے میں نصاریٰ کا دعویٰ ہے۔

۱۵ لا تغلوا۔ تفسیر صفائی ص ۱۱ پر ہے کہ تم اس حد سے تجاوز نہ کرو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت کی حد سے بڑھا کر الوہیت کی حد تک نہ بلند کرو۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ہی مانو جو خدا تعالیٰ نے بنایا ہے۔ اُسے خدا ہی نہ سمجھ لو۔

فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا

ناحق غلو نہ کرو۔ اور ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے گمراہ ہو چکے ہوں

مَنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ ۚ لَعْنُ

ہیں، اور انھوں نے اکثر لوگوں کو گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹک گئے۔ جن

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيسَى

لوگوں نے بنی اسرائیل میں سے کفر کیا، ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان پر لعنت کی گئی ہے

ابْنِ مَرْيَمَ ۚ ذَلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝۸۰ كَانُوا لَا

یہ اس لئے کہ انھوں نے نافرمانی کی، اور وہ حد سے گزر جاتے تھے۔ جو بڑے کام

يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ ۚ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝۸۱

وہ کرتے تھے ان سے وہ ایک دوسرے کو منع نہ کرتے تھے۔ البتہ برا تھا جو کچھ کہ وہ کرتے تھے۔

تَرَى كَثِيرًا مِنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ

تو ان میں سے اکثر لوگوں کو دیکھو گا کہ وہ ان لوگوں سے پیار نہ لگا سکتے ہیں جو کافر ہو گئے۔ جو کچھ ان کے نفسوں

لَهُمْ أَنْفُسُهُمْ أَنْ سَخِطَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ لَهُمْ خِلْدُونَ ۝۸۲

نے ان کیلئے آگے بھیجا ہے البتہ برا ہے (اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ان پر غضب نہ کیا، اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہنے والے ہیں۔

وَلَوْ كَانُوا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالنَّبِيِّ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوا

اور اگر وہ اللہ تعالیٰ اور نبی پر اور اس پر جو اس کی طرف نازل کیا گیا ایمان رکھتے ہوتے تو ان کو یار نہ بناتے۔

أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ كَثِيرًا مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۝۸۳ لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ

دلیک ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ وہ لوگ جو ایمان لائیکے، ان کی

النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ وَ

دشمنی میں تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت یقیناً یہودیوں کو پائے گا۔ اور ان کو جنھوں نے شرک کیا۔ اور

لَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصْرُكَ

جو لوگ ایمان لائیکے ان سے دوستی میں تو لوگوں میں سے سب سے زیادہ یقیناً ان کو پائے گا جنھوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَيْسِيْنَ وَرَهَبَانَا ۚ وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝۸۴

یہ اس لئے ہے کہ ان میں سے بہت عالم اور گوشہ نشین فقیر ہوتے ہیں۔ اور بیشک وہ تکبر نہیں کرتے۔

لہ تعد ضلوا۔

تفسیر صفائی مکتبہ پر ہے کہ ان سے عیسائیوں کے وہ سردار مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے پہلے گمراہ ہوئے تھے ۛ

تفسیر صفائی مکتبہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اہل آئیم پر لعنت فرمائی تھی کیونکہ انھوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں احکامِ سجدت میں زیادتیاں کی تھیں۔ انھوں نے ان الفاظ میں لعنت کی تھی۔ اللہم البسمہ اللعنة مثل الرداء علی المتکبرین ومثل المنطقۃ علی الحقوین یا اللہ یعنی تو ان کو لعنت کا لباس اس طرح پہنا دے جیسے کہ چادر کندھوں پر ہوتی ہے اور ٹپکا کر میں۔ چنانچہ یہ دعا قبول ہوئی اور وہ لوگ بندرستا دیئے گئے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں پر لعنت کی تھی جن پر آسمان سے خون نازل ہوا تھا اور بعد اس کے وہ منکر ہو گئے تھے۔

الجوامع میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بددعا یوں منقول ہے:

”اللہم عذاب من کفر بعد ما اکل من المائدة عذاباً لا تعذب احداً من العلمین والعلماء کما لعنت اصحاب التبت“

”یا اللہ جنھوں نے آسمانی خوان سے کھانے کے بعد انکار کیا ہے، ان کو ایسا عذاب دے کہ پھر تو تمام عالم میں کسی کو ویسا عذاب نہ دے، اور ان پر ویسی ہی لعنت کر جیسی کہ تو نے اصحابِ سبت پر لعنت کی تھی“

اس دعا کے اثر سے وہ سب سوزِ بنادیں گئے۔ اور وہ گل پانچ ہزار آدمی تھے ۛ

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Syed Sajjad Haider
Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.
+92 321 5041414

Para 7 & 8
Page 157 - 208

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنُهُمْ

اور جب وہ سنتے ہیں کہ اس کو جو اس رسول کی طرف اتارا گیا، تو قہر دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھوں سے آنسو

تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوا مِنَ الْحَقِّ يَقُولُونَ رَبَّنَا

جاری ہو جاتے ہیں، اس لئے کہ انھوں نے حق کو پہچان لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار

أَمَّا فَالْكُتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴿٨٣﴾ وَمَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللَّهِ

ہم ایمان لائے، پس تو ہم کو بھی گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ اور ہمارے واسطے کیا دوسرے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر

وَمَا جَاءَنَا مِنَ الْحَقِّ وَنَطْمَعُ أَنْ يُدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ

اور اس حق پر جو ہمارے پاس آپکا ہے ایمان دلائیں۔ اور طمع یہ کریں کہ ہمیں ہمارے پروردگار نیک لوگوں کے ساتھ

الصَّالِحِينَ ﴿٨٤﴾ فَأَتَابَهُمُ اللَّهُ بِمَا قَالُوا جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

وجنت میں داخل کرے۔ پس جو کچھ انھوں نے کہا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسی جنتیں دے دیں جتنے نیچے

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٥﴾

نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ نیک کرنے والوں کا بدلہ ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْحَيْمِ

اور جن لوگوں نے کفر کیا، اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا، وہی جہنم والے ہیں۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْرِمُوا طَبِيبَ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكُمْ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو جو پاک چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ قرار دو۔

وَلَا تَعْتَدُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿٨٦﴾ وَكُلُوا مِمَّا

اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ

رَزَقَكُمُ اللَّهُ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ

نے تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے حلال پاک کھاؤ۔ اور اس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے ساتھ تم ایمان

مُؤْمِنُونَ ﴿٨٧﴾ لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ

لانے والے ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں میں تمہیں نہیں پکڑے گا۔ لیکن

يُوَاخِذُكُمُ بِمَا عَقَّدْتُمُ الْأَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشْرَةِ

تم نے جو کئی قسمیں کھائی ہیں ان پر گرفت کرے گا۔ پس اس قسم کا کفارہ دس مسکینوں کو

نزل ۲

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی ان

آیات کی شان نزول تفصیل سے لکھی ہے

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جب مکہ معظمہ میں

کفار قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم اور ان لوگوں کو جو آپ پر ایمان لائے

تھے سخت ایذا میں پہنچائیں تو آپ نے انھیں حکم دیا

کہ حبشہ ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے چچا زاد

بھائی حضرت جعفر طیارؓ کی سرکردگی میں ستر آدمیوں

کو حبشہ روانہ کر دیا۔ ان میں عبداللہ بن مسعودؓ اور

عثمان بن مظعونؓ جیسے بزرگ اصحاب بھی تھے۔

کفار مکہ نے عمرو عامر کی سرکردگی میں ایک وفد حبشہ کے

بادشاہ کے پاس تحائف دے کر بھیجا جو اس نے قبول

کر لئے۔ پھر انھوں نے بادشاہ سے مسلمان مہاجرین کو

واپس کرنے کی خواہش کی۔ بادشاہ نے مہاجرین کو

بلا کر ان سے اپنے اسلام کے بارے میں دریافت کیا۔

حضرت جعفر طیارؓ نے ہاشمی مہاجرین ایک فصیح و بلیغ

تقریر کی جس کا بہت زیادہ اثر ہوا۔ جب بادشاہ نے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو حضرت

جعفر طیارؓ نے سورہ مریم تلاوت فرمائی۔ جب

آپ ان آیات پر پہنچے وہ ہزی الیک یحذم

النخلۃ تساقط علیک رطباً جلیلاً فکلہ

اشکوہی و قدری عیناً..... جب بادشاہ نے ان

نے یہ آیات سنیں تو وہ شدت سے رویا،

اور اس نے کہا کہ خدا کی قسم یہی حق ہے۔ یہ آیات اسی

بارے میں نازل ہوئیں۔

لمترجم۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ روٹا

عارفین حق کا فعل ہے۔

۱۲۵ واذا سمعوا

تفسیر صفائی ص ۱۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور

تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

کہ یہ آیت جناب امیر المؤمنین حضرت بلالؓ اور

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بارے

میں نازل ہوئی۔ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے

یہ قسم کھائی کہ وہ ہرگز رات کو نہ سو یا کریں گے۔ حضرت

بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ وہ دن کو روزہ

رکھا کریں گے۔ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے قسم کھائی کہ اپنی بیوی سے کبھی ہمبستری

نہیں کریں گے۔

تفسیر قمی میں آنا زیادہ ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون

کی بیوی نے ہونہایت ہی خوبصورت تھی، آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ غاوند کی اس قسم کی شکایت کی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ: جو شخص میری سنت سے

پھرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اور انھیں ان قسموں سے منع فرمایا۔ اس پر آیت نازل ہوئی: لَا يُوَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ ۖ لَكُمُ الْيَوْمَ صَاحِبُ صَافِي لَقَدْ هَمَّ كَلَّاسُ خَطَّابٍ أَوْ عَتَابٍ سَمِعَ مِنْهُ خُفَى حَرْفٍ نَبِيٍّ أَمَا خَلَا تَعَالَى آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ارشاد فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَعَنَ تَحْرِمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ..... الخ

لمترجم۔ تعجب سے کہ صفائی نے حلال خدا کو اپنی ذات کیلئے حرام کرنے والوں میں حضرت علی علیہ السلام کا نام بھی لکھ دیا ہے حالانکہ آپ کی شان یہ ہے کہ عاتق اور ان کے

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذریعہ غاوند کی اس قسم کی شکایت کی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا کہ: جو شخص میری سنت سے

مَسْكِينٍ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعَمُونَ أَهْلِيكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ

دینا اوسط درجہ کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑے پہنانا ہے۔

أَوْ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ ذَلِكَ

یا ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ پس جس کو یہ میسر نہ ہو، تو تین دن کے روزے رکھنا ہے۔ یہ تمقاری

كَفَّارَةٌ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ ۚ وَاحْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ كَذَلِكَ

تسویں کا کفارہ ہے لہ جبکہ تم اپنی قسم اٹھاؤ، اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔ اسی طرح تمھارے

يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٨٩﴾ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

لے اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ

ماسوا اس کے نہیں ہے کہ شراب اور خمر اور نجا اور بت اور فال نکلانے کے جیسر لہ شیطان عمل کی پیروی

عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ إِنَّمَا يُرِيدُ

ہیں۔ پس تم اس شیطان عمل سے بچو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ ماسوا اس کے نہیں ہے

الشَّيْطَانُ أَنْ يُوقِعَ بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخمرِ

کہ شیطان شراب اور خمر کے ذریعہ تمھارے درمیان دشمنی اور بغض و الناحہ پاتا ہے۔

وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ

اور تمھیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز سے روکتا ہے۔ پس کیا تم

أَنْتُمْ مُنْتَهُونَ ﴿٩١﴾ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا

باز آنے والے ہو۔ اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور ڈرتے رہو۔

فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ عَلَى رَسُولِنَا الْبُلْغُ الْمُبِينُ ﴿٩٢﴾

پھر اگر تم نے روگردانی کی، تو جان لو ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تم رسول پر تو کھول کھول کر بیخود دنیا ہی فرمیں گے لہ

لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جُنَاحٌ فِيمَا طَعِمُوا

وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے، جو کچھ انھوں نے کھا لیا اس پر انھیں کوئی گناہ نہیں۔

إِذَا مَا اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ

جبکہ وہ ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے اور نیک عمل کرتے رہے پھر وہ ڈرتے رہے اور ایمان پر قائم رہے۔ پھر

مَثَلُ

۱۵۸ کفارة :-

کفارہ اس کو کہتے ہیں جو گناہ کو دور کرنے اور اسے چھپا دے چنانچہ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا کھلائیں یا کپڑا پہنائیں زیادہ بہتر ہو تو ایک غلام آزاد کیا جائے ان میں سے کچھ نہ ہو سکے، تو تین روزے رکھے جائیں چنانچہ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اوسط درجہ یہ ہے کہ روغن زیتون یا سرکہ سے روٹی کھلائیں اور اعلیٰ یہ ہے کہ گوشت روٹی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فی کس ایک مد گیہوں سے دیے جائیں۔

نوٹ :- مد اسی تولہ فی سیر کے وزن کے لحاظ سے چودہ چھٹانک کے برابر ہوتا ہے۔ اور کپڑے دیئے جائیں تو فی کس دو کپڑے۔ (تفسیر صفائی ص ۱۴۵)

کافی میں منقول ہے کہ جناب موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کفارہ قسم کے متعلق پوچھا گیا کہ اگر میسر نہ ہو تو اس کی مد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جس کو اپنے بال بچوں کے خرچ سے نہیں بچتا۔ وہ ان میں داخل ہے جن کو میسر نہیں۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ روزوں میں فاصلہ ہو سکتا ہے، لیکن کفارہ قسم کے روزوں میں فاصلہ کی اجازت نہیں ہے۔ (تفسیر صفائی ص ۱۴۵)

۱۵۹ والازلام :-

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی، پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ میسر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ہر چیز جس پر کہ ہر حیثیت ہو حتیٰ کہ کعب اور اخروٹ۔ پھر پوچھا گیا کہ انصاف کیلئے ہے؟ فرمایا کہ: ہوا ان کے مقبوضوں (بتوں) کے نام پر فروغ کیا جائے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ انلام کیا ہوتا ہے؟ فرمایا کہ: وہ تیر جن کے ذریعہ سے تقسیم ہوتی ہے؟ لہ البلاغ المبین :-

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی قسم! نہ کوئی تم سے پہلے لوگوں میں سے ہلاک ہوا ہے اور نہ قائم آل محمد کے آنے تک کوئی ہلاک ہوگا۔ مگر اس بناء پر کہ ہماری ولایت کو ترک کر دے اور ہمارے حق کا انکار کر دے۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت تک دنیا سے تشریف نہ لے گئے جب تک کہ اس امت کی گردن پر ہمارا حق لازم نہ کر دیا۔

اتَّقُوا وَاحْسِنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۳﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

وہ ڈرتے ہیں اور نیکی کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان

آمنُوا لِيَبْلُوَكُمْ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالَهُ أَيْدِيكُمْ وَ

لاپکے ہو، مقرر اللہ تعالیٰ شکار میں سے ایسی چیز سے تمہاری آزمائش کرے گا، جس پر تمہارے ہاتھ اور تمہارے

رِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ فَمَن أَعْتَدَ

نیز سے تمہیں گے اے تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرے کہ کون اس سے غائبانہ ڈرتا ہے۔ پس اس کے بعد جو زیادتی کرے

ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۴﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ

گا۔ اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لاپکے ہو، تم جب حالت احرام میں ہو

وَأَنْتُمْ حُرُمٌ وَمَن قَتَلَهُ مِنْكُمْ مُّتَعِدًّا فُجْرًا مِّثْلُ مَا قَتَلَ

تو شکار نہ مارو گے۔ اور تم میں سے جس نے جان بوجھ کر اسے مار ڈالا، تو جو جانور اس نے مارا ہے اس کا بدلہ

مِنَ النِّعَمِ يُحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًا لِّبِغَةِ الْكَعْبَةِ أَوْ

اُس سے جو پاؤں تلہ میں سے دینا ہوگا جسکا فیصلہ تم میں سے دو عادل کریں گے، یہ قربانی کعبہ تک پہنچانی جائے گی، یا

كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسْكِيْنَ أَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا لِّذَوِّ وَق وَبَالَ

کفارہ ہوگا مسکینوں کا کھانا کھلانا، یا اُس کے برابر روزے، تاکہ وہ اپنے کئے کا سزا

أَمْرٍ عَفَا اللَّهُ عَنْهُ عَمَّا سَلَفَ وَمَن عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللَّهُ مِنْهُ

پکھے۔ جو کچھ ہو چکا اللہ تعالیٰ نے اُس سے مہر گذر کیا۔ اور جو کوئی پھر ایسا کریگا، تو اللہ تعالیٰ اُس سے بدلہ لے گا۔

وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾ أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ

اور اللہ تعالیٰ نبردست انتقام لینے والا ہے۔ تمہارے اور قافلے کے نامہ کے لئے دریائی شکار اور اُس کا کھانا

مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلْغِيَارَةِ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا

تمہارے لئے حلال کر دیا گیا ہے۔ اور جب تک تم حالت احرام میں رہو تم پر نیکی کا شکار حرام کر دیا گیا ہے۔

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِيْ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿۹۶﴾ جَعَلَ اللَّهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ

اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جس کے حضور میں تم جمع کئے جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ نے حرمت والے گھر کعبہ کو لوگوں

الْحَرَامَ قِيَمًا لِلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ

کے لئے قیام کا باعث قرار دیا ہے، اور حرمت والے مہینے اور قربانی اور قربانی کے پٹے دار جانوروں کو (بھی)۔



۱۔ ماحکم:

تفسیر صفائی مشکا پر ہے کہ اس سے

حالت احرام مراد ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت غزوہ مدینہ میں نازل ہوئی۔ جس وقت اصحاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس قدر جانور جمع کر دیئے تھے کہ آدمیوں کے سامانوں کے بیچ میں سے گذر جاتے تھے۔

اور کافی میں ہے کہ غزوہ مدینہ میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس قدر شکار جمع کر دیئے گئے تھے کہ آنحضرت علیہ السلام کے اصحاب کے ہاتھ اور نیزے باسانی ان تک پہنچتے تھے ۛ

۱۔ ماحکم:

تفسیر صفائی مشکا پر بحوالہ التہذیب جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم حالت احرام میں ہو تو ہر جانور کے قتل کرنے سے پرہیز کرو۔ سوا انہی (سانپ، اور عقرب، بچھو) اور چوہے کے۔ اس لئے کہ چوہا مشک کو کاٹ ڈالتا ہے۔ اور مکان میں آگ لگا دیتا ہے۔ رہا بچھو تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ کسی بھڑکی طرف ہاتھ بڑھایا تھا کہ بچھو نے کاٹ کھایا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خدا تجھ پر لعنت کرے، تو کسی نیک اور بد کو نہیں چھوڑتا۔ اور سانپ جس وقت تمہارا قصد کرے تو تم اس کو قتل کر دو، نہ کرے تو قتل نہ کرو۔ یہی حکم دیوانہ کتے اور درندے کا ہے۔ اور کالے ناگ کو بہر حال قتل کر دینا چاہیئے۔ اور کوسے اور چیل کو ان کی طرف کوئی چیمبر نہ پھینک کر اڑا دینا چاہیئے ۛ

۱۔ من النعم:

تفسیر صفائی مشکا پر بحوالہ التہذیب جناب

امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت

کی تفسیر میں وارد ہے کہ ہرن کے بدلے بکری اور گورخر کے عوض میں گائے، اور شتر مرغ کے عوض میں پانچ برس کا اونٹ۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ گائے کے

بدلے میں گائے ۛ

ذَلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

یہ اس لئے تاکہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے۔

وَأَنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۹۴ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔ (یہ بھی) جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَأَنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۹۵ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ ۝۹۶

اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا (اور) رحم کرنے والا (بھی) ہے۔ رسول کے ذمہ سوائے پیغام دینے کے اور کچھ (فرض) نہیں۔ اور

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ۝۹۷ قُلْ لَا يَسْتَوِي

جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو، اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ناپاک اور

الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ فَاتَّقُوا اللَّهَ

یاک برابر نہیں ہوتے۔ اگرچہ ناپاک کی زیادتی تمہیں اچھی لگے۔ پس اے عقل والو! تم

يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۝۹۸ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرتے رہو، تاکہ تم نفع حاصل پاؤ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم اسی چیزوں

تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدَّ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا

کے بارے میں نہ سوال کرو سہ کہ اگر تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بری لگیں۔ اور اگر تم انکے بارے میں اس وقت

حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدَّ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ

پوچھو گے جبکہ قرآن نازل ہو گا ہو تو وہ تمہارے لئے ظاہر کر دی جائیگی اللہ تعالیٰ نے انکے بارے میں تم سے مغفرت کی اور اللہ تعالیٰ بہت

حَلِيمٌ ۝۹۹ قَدْ سَأَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ أَصْبَحُوا بِهَا كَافِرِينَ ۝۱۰۰

بخشنے والا (بھی) ہے۔ تحقیق ایک قوم نے تم سے پہلے (بھی) اس کا سوال کیا۔ پھر اس کی وجہ سے وہ کافر ہو گئے۔

مَا جَعَلَ اللَّهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَلَا سَائِبَةٍ وَلَا وَصِيلَةٍ وَلَا حَامٍ

اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی سہ کاں بھٹی اونٹنی اور نہ بٹول کے نام پر ناز کی ہوئی اونٹنی اور نہ دو ماڈ بچے جننے کے بعد تلوں کے

وَلَكِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَكَثُرُهُمْ

نام پر چھوڑی ہوئی اونٹنی اور نہ بٹول حاسائیدہ اونٹ مقرر کیا لیکن وہ لوگ جو کافر ہو گئے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بہتان باندھتے ہیں سہ

لَا يَعْقِلُونَ ۝۱۰۱ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا أَنزَلَ اللَّهُ وَإِلَىٰ

اور ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے ہیں۔ اور انہیں کہا جاتا ہے کہ اس کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا، اور رسول کی

نَزَلَ

نَزَلَ

نَزَلَ

نَزَلَ

نَزَلَ

نَزَلَ

الرَّسُولُ قَالُوا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءُنَا أُولَٰئِكَ

طرف . تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ ادا کو پایا ، اگرچہ ان کے باپ

آبَاؤُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ شَيْئًا وَلَا يَهْتَدُونَ ﴿١٣﴾ يَأْتِيهَا الَّذِينَ

دادا نہ سمجھ جانتے ہوں ، اور ہدایت یافتہ ہوں ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ

چکے ہو ، تم پر سختاری جانوں کی حفاظت ضروری ہے اے جب تم ہدایت یافتہ ہو گئے تو جو گمراہ ہو گیا وہ تمہیں نقصان نہیں پہنچا

إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾

لے گا ۔ تم سب کی بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے ۔ پھر وہ تمہیں بتا دے گا کہ تم کیا کرتے رہے تھے ۔

يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا شَهَادَةٌ بَيْنَكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدُكُمُ الْمَوْتُ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو ، جب تم میں کسی ایک کے پاس موت آئے گی تو وصیت کے وقت آپس میں

حِينَ الْوَصِيَّةِ اثْنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ أَوْ آخَرِ مِّنْ غَيْرِكُمْ

شہادت کے لئے تم میں سے دو عادل (بھونے چاہئیں) ، یا اگر تم سفر میں ہو اور تم پر موت کی

إِنْ أَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَأَصَابَتْكُمْ مُصِيبَةُ الْمَوْتِ

مصیبت آن پڑے ، تو وہ دو (عادل گواہ) غیروں میں سے ہی ہو جائیں گے ۔

تَحْبِسُونَهُمَا مِنْ بَعْدِ الصَّلَاةِ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ إِنِ ارْتَبْتُمْ لَا

تم ان دونوں کو نماز کے بعد تک روکے رکھو ۔ اگر تم شک میں پڑو تو دونوں خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ ہم اس (گواہی)

نَشْتَرِي بِهِ ثَمَنًا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللَّهِ

کے بدلہ میں کوئی قیمت نہیں لیں گے ، اگرچہ وہ ہمارا ، قریبی (کیوں نہ ہو) ۔ اور ہم اللہ تعالیٰ کی گواہی کو نہیں چھپائیں گے ۔

إِنَّا إِذَا لَمِنَ الْأَثِيمِ ﴿١٥﴾ فَإِنْ عَثَرَ عَلَىٰ أَنَّهُمَا اسْتَحْقَارًا

اگر ایسا کریں تو ہم البتہ گناہگاروں میں سے ہونگے ۔ پس اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ وہ دونوں (تجھوٹی گواہی سے) گناہ کے

فَأَخْرَجَ يَقُومَنَّ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِينَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمْ

مستحق ہونگے تو پھر ان دونوں کی جگہ سب سے زیادہ قرب رکھنے والے موائد شخص ان لوگوں میں سے کھڑے ہو جائیں جن کا حق

الْأُولَىٰ فَيُقْسِمَنِ بِاللَّهِ لَشَهَادَتُنَا أَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا

دیا گیا ہے ۔ پھر یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ البتہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے ،

اے علیکم انفسکم :-

تفسیر صفائی مشکا پر اس آیت کے نزول کا سبب یہ نکلا ہے کہ سونین اپنے کافر رشتہ داروں کیلئے انہیں کیا کرتے تھے اور ان کے ایمان لانے کے خواہشمند رہا کرتے تھے ۔

تفسیر قمی میں ہے کہ تم اپنی اصلاح کرو ، اور لوگوں کے عیب نہ نکالو اور نہ ان کا خیال کرو ۔ کیونکہ اگر تم خود نیک ہو جاؤ تو ان کی گمراہی تم کو ضرر نہیں پہنچا سکتی ۔ اے او آخدا :-

تفسیر صفائی مشکا پر بحوالہ کافی من لا یحضرہ الفقیر ، اور التہذیب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ذوا عدل منکم سے مراد دو مسلمان ہیں ۔ اور آخدا من غیرکم سے اہل کتاب میں سے دو شخص یعنی یہودی اور نصاری ۔ اور اگر اہل کتاب میسر نہ ہوں تو مجوسی ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنہ میں اہل کتاب کا قاعدہ محوس میں بھی جاری فرمایا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ جب کوئی شخص پر دس میں مہلے اور اسے مسلمان میسر نہ آئیں ۔ تو وہ اہل کتاب میں سے دو شخصوں کو گواہ کرے اور ان کو عصر کی نماز کے بعد روک رکھے ۔ اور وہ خدا کی قسم کھالیں کہ ہم اس قسم کو کسی بات کے عوض فروخت نہ کریں گے ۔ جو طرفین میں سے ہمارا کوئی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو ۔ اور ہم خدا کی گواہی کو نہ چھپالیں گے کہ اس صورت میں ہم گناہگار ہو جائیں گے ۔ پھر اگر شہادت کے وارثوں کو ان دونوں کی شہادت میں شک ہو ۔ اور ان کو کسی طرح یہ اطلاع بھی ہو جائے کہ ان دونوں نے جھوٹی شہادت دی ہے تو ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ ان کی شہادت کو توڑ سکیں ، جب تک کہ وہ دو ایسے گواہ نہ لائیں کہ وہ پہلے دو گواہوں کے قائم مقام ہوں ۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ ہماری گواہی ان دونوں کی گواہی سے زیادہ سچی ہے ۔ اور ہم نے کوئی زیادتی نہیں کی ، ورنہ ہم بھی یقیناً ظالموں میں سے ہو جائیں گے ۔ پھر اگر ایسا کیا گیا تو پہلے دونوں کی گواہیاں ٹوٹ جائیں گی اور دوسرے دونوں کی گواہی جائز ٹھہرے گی ۔ اسی کو آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :-

ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ یَّاتُوا

وَمَا أَعْتَدْنَا لِإِنَّا إِذَا لِمَنِ الظَّالِمِينَ ۝ ذَلِكِ أَدْنَىٰ أَنْ

اور ہم نے زیادتی نہیں کی۔ اگر ایسا کیا تو (اس وقت) بیشک ہم ظالموں میں سے ہیں۔ یہ اس بات کے زیادہ قریب

يَأْتُوا بِالشَّهَادَةِ عَلَىٰ وَجْهِهَا أَوْ يَخَافُوا أَنْ تُرَدَّ أَيْمَانٌ

ہے کہ وہ لوگ کبھی گواہی دے دیں، یا وہ ڈر جائیں کہ انہی قسم دہنوں کی قسم کے بعد رد کر دی

بَعْدَ أَيْمَانِهِمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاسْمَعُوا وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

جائے گی۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے حکم سنو۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی راہ ہدایت

الْفَاسِقِينَ ۝ يَوْمَ يَجْمَعُ اللَّهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ

نہیں فرماتا۔ جس دن اللہ تعالیٰ سب رسولوں کو اکٹھا کرے گا پھر پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا

قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ إِذْ قَالَ اللَّهُ

وہ ہمیں گے ہمیں کوئی علم نہیں۔ یقیناً تو ہی جیسی باتوں کو بہت جاننے والا ہے۔ (اے رسول وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ

لِإِسْمٰى ابْنِ مَرْيَمَ أَذْكَرُ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِكَ

کہے گا اے عیسیٰ بن مریم! میری وہ نعمت یاد کرو جو تم پر اور تمہاری والدہ پر تھی۔

إِذْ أَيْدَاكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا

جبکہ میں نے تمہاری مدد روح القدس سے کی۔ تو لوگوں کے ساتھ چٹھوے میں اور بڑی عمر میں باتیں کرتا تھا۔

وَإِذْ عَلَّمْنَاكِ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ وَإِذْ

اور جبکہ میں نے تمہیں کتاب اور حکمت، اور تورات اور انجیل کی تعلیم دی۔ اور جب

تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِأَذْنِي فَتَنْفَخُ فِيهَا فَتَكُونُ

تو میرے حکم سے مٹی کے پرندے کی شکل جیسا بناتا تھا، پھر تو اس میں پھونکتا تھا تو وہ میرے حکم سے

طَيْرًا بِأَذْنِي وَتُبْرِئُ الْأَكْمَةَ وَالْأَبْرَصَ بِأَذْنِي وَإِذْ

پرندہ بن جاتا تھا۔ اور تو میرے حکم سے مادرِ ادا داندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا۔ اور جب تو

تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِأَذْنِي وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَنْكَ إِذْ

میرے حکم سے مردوں کو زندہ نکالتا تھا۔ اور جبکہ میں نے بنی اسرائیل کو تم (کو ایذا پہنچانے) سے باز رکھا۔ جب تو ان

جُنْتُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَذَا إِلَّا

کے پاس کھلی دلیل ہے کہ آیا۔ تو ان لوگوں نے جو ان میں سے کافر ہو گئے کہا۔ یہ کچھ نہیں ہے مگر



لہ ماذا اجبتہ۔

تفسیر قاضی محمد یحیٰ علیؒ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند تعالیٰ پیغمبروں سے ان کے اوصیاء کے بارے میں دریافت فرمائے گا جن کو وہ اپنی امتوں پر خلیفہ مقرر کر گئے کہ تمہارے حکم کی کیا تکمیل کی گئی، تو وہ جواب میں کہیں گے کہ ہماری امتوں نے جو کچھ ہمارے بعد کیا، اس کا ہمیں علم نہیں ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے اسے اس آیت کی تاویل کہا ہے۔ لیکن تفسیر قمی میں اسی طرح ہے سوائے اس کے کہ اس میں اسے تاویل کا نام نہیں دیا گیا۔

سُحْرُ مُبِينٌ ۱۱۰ وَإِذَا أُوحِيَتْ إِلَى الْحَوَارِيِّينَ أَنْ آمِنُوا بِي

کھلا ہوا جادو۔ اور جبکہ میں نے حواریوں کی طرف وحی کی کہ تم مجھ پر اور میرے

وَبِرَسُولِي قَالُوا آمَنَّا وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۱۱۱ إِذْ قَالَ

رسولوں پر ایمان لاؤ۔ انھوں نے کہا ہم ایمان لائے اور تو گواہ رہنا کہ ہم مسلمان ہیں۔ جبکہ حواریوں

الْحَوَارِيُّونَ يُعِيسِي ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ

نے کہا۔ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تمہارا پروردگار یہ طاقت رکھتا ہے کہ ہم پر آسمان

يُنْزِلَ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ قَالَ اتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ

سے ایک (کھانے کا) خوان نازل کرے۔ (تو عیسیٰ نے) کہا اگر تم ایمان لائے والے ہو تو خدا

مُؤْمِنِينَ ۱۱۲ قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَأْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوبُنَا وَ

انھوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس (مائدہ) میں سے کھائیں اور ہمارے دل مطمئن ہو

نَعْلَمَ أَنْ قَدْ صَدَّقْتَنَا وَتَكُونُ عَلَيْهَا مِنَ الشَّاهِدِينَ ۱۱۳ قَالَ

جائیں، اور جان جائیں کہ تو نے سچ کہا ہے۔ اور ہم اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہو جائیں۔

عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ

عیسیٰ ابن مریم نے کہا، اے اللہ! ہمارے پروردگار! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) ایک خوان نازل فرما۔

تَكُونُ لَنَا عِيدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَ

وہ ہمارے لئے ہمارے پہلے اور ہمارے بعد آنی والوں کے لئے عید ہو، اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو۔ اور ہمیں رزق دے اور

أَنْتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۱۱۴ قَالَ اللَّهُ إِنِّي مُنْزِلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ

تو سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اُسے ضرور تم پر نازل کرنے والا ہوں۔ پھر جو

يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِّنْ

شخص اس کے بعد تم میں سے کفر کرے گا، تو میں یقیناً اُسے ایسا عذاب دوں گا جو عذاب میں دُنیا میں کسی کو نہ

الْعَالَمِينَ ۱۱۵ وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يُعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَنْتَ قُلْتَ

دوں گا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا

لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ آلِهَتَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ قَالَ سُبْحَانَكَ

کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ تعالیٰ کے سوا دو خدا بنا لو گے۔ (عیسیٰ) کہیں گے تیری ذات پاک ہے

نَزَلَ

۱۵ مائتہ

تفسیر صفاتی صفہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بناب عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے یہ فرمایا تھا کہ تم میں دن روز رکھو، پھر جو چاہو خدا سے سوال کرو، وہ تمہیں عطا کرے گا چنانچہ انھوں نے تیس دنوں کے رکھے۔ جب فارغ ہو چکے تو انھوں نے یہ کہا کہ اگر ہم نے کسی آدمی کا کام کیا ہوتا تو وہ ہم کو کھانا کھلاتا۔ ہم نے روزے رکھے اور بھوکے رہے۔ اب تو اللہ سے دے دیجئے کہ ایک خوان آسمان سے ہم پر نازل کر دے۔ چنانچہ فرشتے ایک خوان لے کر آئے جس میں سات بڑی بڑی روٹیاں تھیں۔ اور سات رکابیاں تھیں۔ وہ خوان لوگوں کے سامنے رکھا گیا۔ اور اقل سے آخر تک سب نے کھایا۔

اور ایک رطیت میں حضرت عمار بن یاسر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ جو مائدہ نازل ہوا تھا اس میں روٹیاں تھیں اور گوشت۔ اور وہ اس کی یہ تھی کہ ان لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایسے کھانے کی درخواست کی تھی جسے وہ کھانے جائیں، اور وہ ختم ہی نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر ان سے یہ کہہ دیا گیا تھا کہ مائدہ تمہارے لئے اُس وقت تک باقی ہے گا جب تک کہ تم اس میں خیانت نہ کرو۔ اور اس میں سے کچھ اٹھاؤ نہ چھپاؤ۔ اور اگر تم نے ایسا کیا تو میں تم کو عذاب دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن بھی پورا نہ گذرے کہ انھوں نے اٹھا یا بھی اور چھپایا بھی۔ اور مائدہ کے نزول کے متعلق ایک طویل روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے، جس کے آخر میں ہے کہ یہ مائدہ چالیس دن تک چاشت کے وقت اترتا رہا۔ جب تک لوگ کھاتے رہتے قائم رہتا، جب فارغ ہو جاتے تو وہ بلند ہوتا جاتا۔ اور جب تک اسکی پرچھائیں زمینیں لوگ دیکھتے رہتے، حتیٰ کہ وہ نظروں سے غائب ہو جاتا۔ اور وہ ایک دن آتا تھا اور ایک دن نہیں آتا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی کہ میرے مائدہ کو چھپاؤ اور فقیروں کے لئے مخصوص کرو۔ امیروں سے کچھ واسطہ نہیں۔ یہ بات امیروں کو ناگوار گزری اور انھوں نے شکایت کی اور دیگر لوگوں نے بھی اس کے بارے میں شکایت کی، تو خدا نے حضرت عیسیٰ کو وحی کی کہ میں نے جھٹلانے والوں کے بارے میں پہلے ہی شرط کر لی تھی کہ جو لوگ اس کے نزول کے بعد کفرانِ نعمت کریں گے،

میں ان کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام عالم میں کسی کو ایسا عذاب دیا ہوگا۔ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت الغنیز المحکیمہ چنانچہ ان میں سے ۳۳ آدمی جو رات کو اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی عورتوں کے پاس اپنے اپنے بستروں پر لیٹے تھے صبح کو مسخ ہو کر سڑک بن گئے۔ راستوں میں اور منزلوں پر دوڑتے پھرتے تھے۔ اور منزلوں پر پرخاندے کھاتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو روتے پیتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور جو مسخ ہو گئے تھے ان کے عزیز تو بہت ہی روتے پیتے تھے۔ وہ تین دن زندہ رہ کر پھر ہلاک ہو گئے۔ ۳۷ الہین: تفسیر صفاتی صفہ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس لئے پوچھا گیا کیونکہ عیسائیوں نے گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں (مریم علیہا السلام) کو خدا کے علاوہ معبود مانو۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ انھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکٹھا کرے یہ سوال ایک دوسرے کے درمیان ہو کر رہے گا۔ جس کا جواب حضرت عیسیٰ

نے ان کو ایسا عذاب دوں گا کہ تمام عالم میں کسی کو ایسا عذاب دیا ہوگا۔ اُس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ ان تعذبہم فانہم عبادک وان تغفر لہم فانک انت الغنیز المحکیمہ چنانچہ ان میں سے ۳۳ آدمی جو رات کو اپنے اپنے گھروں میں اپنی اپنی عورتوں کے پاس اپنے اپنے بستروں پر لیٹے تھے صبح کو مسخ ہو کر سڑک بن گئے۔ راستوں میں اور منزلوں پر دوڑتے پھرتے تھے۔ اور منزلوں پر پرخاندے کھاتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو روتے پیتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور جو مسخ ہو گئے تھے ان کے عزیز تو بہت ہی روتے پیتے تھے۔ وہ تین دن زندہ رہ کر پھر ہلاک ہو گئے۔ ۳۷ الہین: تفسیر صفاتی صفہ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس لئے پوچھا گیا کیونکہ عیسائیوں نے گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں (مریم علیہا السلام) کو خدا کے علاوہ معبود مانو۔ پس جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ انھیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اکٹھا کرے یہ سوال ایک دوسرے کے درمیان ہو کر رہے گا۔ جس کا جواب حضرت عیسیٰ

مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقِّ طَرَانٍ كُنْتُ قُلْتُهُ

میرے لئے یہ زیبا نہ تھا کہ میں ایسی بات کہتا کہ جس کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسا کہا ہوتا، تو یقیناً

فَقَدْ عَلِمْتَهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ إِنَّكَ

تو اسے جانتا ہوگا۔ تو جانتا ہے جو مجھے میرے ہی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو مجھے تیری ذات میں ہے۔ یقیناً تو

أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝۱۶۱ مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنْ

غیب کی باتوں کو سب سے زیادہ جانتے والا ہے۔ میں نے انہیں نہیں کہا سوائے اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا، کہ

اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ

میرے پروردگار اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔ اور جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ رہا۔

فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبُ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى

پھر جب تو نے مجھے اٹھایا تو تو ان پر نگہبان تھا۔ اور تو ہر چیز پر

كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۱۶۲ إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عَبَادُكَ وَإِنْ تُغْفِرَ

گواہ ہے۔ اگر تو انہیں عذاب دے تو بیشک وہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو انہیں بخش

لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱۶۳ قَالَ اللَّهُ هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ

دے۔ تو بیشک تو غالب حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، یہ وہ دن ہے کہ

الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

سچوں کو ان کا سچ فائدہ دے گا۔ ان کے لئے ایسی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ

اُس میں وہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوئے اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ یہ

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۶۴ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

بہت بڑی کامیابی ہے۔ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے

فِيهِنَّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۶۵

ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

وقف النبی علیہ السلام

۱۔ فلما توفيتني :-

تفسیر صفائی منشا پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو نے مجھے زمین سے آسمان کی طرف اٹھایا، جیسا کہ فرمایا: اِنِّي مَتَوَفِّيكُ وَدَافَعُكَ اِلَیَّ۔

تو فی کے معنی کسی شے کو پورا پورا لے لینے کے ہیں۔ اور موت توفی کی ایک نوع ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے: اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنفُسَ حَيِّن مَّوْتَهَا وَ الَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا (اللہ تعالیٰ جانوں کو ان کی موت کے وقت لے لیتا ہے اور جو نہیں مریں ان کو نیند کے وقت لے لیتا ہے)۔

نوٹ :- توفی کی مکمل لغوی بحث سابقاً آئی مجیدہ یا عیسیٰ اِنِّي مَتَوَفِّيكُ دہت آل عمران ج کے ذیل میں کر دی گئی ہے۔ ۲۔ صدقہ :-

تفسیر صفائی منشا پر ہے کہ یہ نصاریٰ کو ان کے جھوٹ پر تنبیہ کی گئی ہے۔ اور انہوں نے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں غلط عقیدہ بنا رکھا ہے۔ اس پر انہیں متنبہ کیا گیا ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ اس بات کی پکی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایسا برگز نہیں کہا تھا۔ اور وہ دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے "هَذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ"



آيَاتُهَا

۱۶۵

سُورَةُ الْاِنْعَامِ مَكِّيَّةٌ

۲۰

رُكُوعَاتُهَا

منزل ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ

ہر حمد اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور اندھروں اور نور کو بنایا۔

وَالنُّورِ ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ① هُوَ الَّذِي

پھر بھی وہ لوگ جو کافر ہو گئے (اولوں کو) ایسے مڑ گار کیسا تو برابر کرتے ہیں۔ (اللہ) وہ ہے جس

خَلَقَكُمْ مِنْ طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِنْدَهُ

نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس نے ایک مدت مقرر کر دی ہے اور ایک معین مدت (کا علم) اس کے پاس ہے

ثُمَّ أَنْتُمْ تَمْتَرُونَ ② وَهُوَ اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَفِي الْأَرْضِ

پھر بھی تم شک کرتے ہو۔ اور وہی اللہ آسمانوں میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔

يَعْلَمُ سِرَّكُمْ وَجَهْرَكُمْ وَيَعْلَمُ مَا تَكْسِبُونَ ③ وَمَا تَأْتِيهِمْ

وہ تمہاری پوشیدہ (باتوں) کو بھی جانتا ہے اور تمہاری ظاہر (باتوں) کو بھی اور جو کچھ تم کماتے ہو اسے بھی جانتا ہے اور ان کے ہر کار

مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ④ فَقَدْ

کی نشانیوں میں سے ان کے پاس کوئی نشانی نہیں آتی، مگر یہ کہ وہ اُس سے روگردان ہوتے ہیں۔ پس یقیناً

كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَسَوْفَ يَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا

انھوں نے حق کو جھٹلایا جب وہ ان کے پاس آیا۔ سو عنقریب انھیں اس چیز کی خبریں مل جائیں گی جس کے

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ⑤ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

ساتھ وہ ہنستا کرتے ہیں۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کئی گروہوں کو ہلاک کر ڈالا

قَرْنٍ مَّكَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ مَا لَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ وَأَرْسَلْنَا السَّمَاءَ

جن کو ہم نے زمین میں انہی قدرت عطا کی تھی جو تم کو نہیں دی۔ اور ہم نے ان پر آسمان (سے)

عَلَيْهِمْ مِّدْرَارًا وَجَعَلْنَا الْأَنْهَارَ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمْ

برستا ہوا (مینا) بھیجا۔ اور ہم نے ان کے نیچے بہتی ہوئی نہریں بنادیں۔

فَأَهْلَكْنَاهُمْ بَدَأُ نُوبِهِمْ وَأَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ⑥

پھر ہم نے ان کو گناہوں کے بدلے ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ہم نے اور گروہوں کو پیدا کر دیا ہے۔

لِلهِ الْحَمْدُ لِلَّهِ :-

تفسیر صفائی صفا پر بحوالہ احتجاج طبری جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت
تین قسم کے لوگوں کی تردید کرتی ہے۔ جب خدا نے کہا
الحمد لله الذی خلق السموات والارض تو
یہ فرقہ دہریہ کا رد ہو گیا۔ جو یہ کہتے تھے کہ ہمارے سامنے
جو چیزیں ہیں، ان کی ابتداء ہی نہیں۔ یہ ہمیشہ سے
یونہی چلی آتی ہیں۔ اور جب یہ فرمایا: وجعل الظلمات
والنور تو یہ فرقہ مجوسی کی تردید ہو گئی۔ جو یہ کہتے تھے
کہ نور اور ظلمات دونوں مل کر عالم کے مدبر ہیں۔
پھر جب یہ کہا: ثم القی اجلًا و اجلٌ مسمی عندہ
تو عرب کے مشرکوں کی تردید ہو گئی۔ جو یہ کہتے تھے کہ:
بُت ہمارے معبود ہیں :-
۵۲ قضی اجلًا :-

تفسیر صفائی صفا پر ہے کہ اس اہل سے وہ
اہل مُراد ہے جو حق ہے۔ اور موت کے لئے معین
کر دی گئی ہے جو نہ مل سکتی ہے نہ لگے پیچھے ہو سکتی
ہے :-
۵۳ اجلٌ مسمی :-

تفسیر صفائی صفا پر ہے کہ اجلٌ مسمی سے
موت کا وہ وقت مراد ہے جس میں اللہ تعالیٰ محو و
اثبات کرتا ہے۔ صدقہ، وعا، صلہ لگی کرنے وغیرہ وغیرہ
کے سبب سے وہ وقت اللہ تعالیٰ مال دیتا ہے، یا
لگے پیچھے کر دیتا ہے :-

اور تفسیر نفی میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ مقرر کیا ہوا وقت تو وہ ہے جس کو
اللہ تعالیٰ نے حتمًا و جزائے فرادیا کہ جس میں تقدیم و
تاخیر ممکن نہیں۔ اور مسمی وہ وقت ہے جس میں
بدل ہو سکتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ حکم کو لگے پیچھے کر دیتا
ہے :-
۵۴ قَرْنًا آخَرِينَ :-

تفسیر صفائی صفا پر ہے کہ ان دوسری قوموں کو
اللہ تعالیٰ نے ہلاک ہونے والی قوموں کے بدلے میں پیدا
کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے تم
سے پہلی قوموں مثل عاد اور ثمود کو ہلاک کر دیا تھا اور
ان کے بدلے میں تمہیں پیدا کر دیا۔ اسی طرح تمہارے
گناہوں کے بدلے میں تمہیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اور
وہی کچھ تم سے بھی کیا جائے گا جو ان سے کیا گیا تھا :-

وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ كِتَابٍ فِي قُرْطَاسٍ فَلَمَسُوهُ بِأَيْدِيهِمْ لَقَالَ

اور اگر ہم تم پر کاغذ میں لکھی ہوئی کتاب (بھی) نازل کرتے۔ پھر وہ اسے اپنے ہاتھوں سے چھو لیتے،

الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَقَالُوا لَوْ لَا

(تب بھی) البتہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے (بھی) کہتے کہ یہ تو صرف کھلا ہوا جادو ہے۔ اور انھوں نے کہا کیوں نہیں

أُنزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ ۖ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَّقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ

اس پر فرشتہ نازل کیا جاتا۔ اور اگر ہم کوئی فرشتہ (بھی) نازل کرتے تو البتہ معاملہ کا فیصلہ (ی) کر دیا جاتا۔

لَا يَنْظُرُونَ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَّجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا

پھر وہ بہت نہ دیکھتے جاتے۔ اور اگر ہم اسے فرشتہ بناتے تو البتہ ہم اسے مرد بناتے۔ اور ضرور اسے دری

عَلَيْهِمْ مَا يَلْبَسُونَ ۝ وَلَقَدْ اسْتَهْزَىٰ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ

لباس پہناتے جو لباس وہ پہنتے ہیں ۛ اور البتہ تم سے پہلے رسولوں کی ہنسی اڑائی گئی ہے، تو

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝

ان میں سے جن لوگوں نے ہنسی اڑائی تھی ان کو اسی (عذاب) نے آگیرا جس کی وہ ہنسی اڑایا کرتے تھے۔

قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ ثُمَّ انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

(اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں پھرو، پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

الْمُكَذِّبِينَ ۝ قُلْ لِّمَن مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلْ لِلّٰهِ

کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے کس کے لئے ہے؟ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

كُتِبَ عَلَىٰ نَفْسِهِ الرِّحْمَةُ لِيَجْمَعَكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ

اس نے اپنی ذات پر رحمت لکھی ہے ۛ وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن جس (کے آئے ہیں) کوئی شک نہیں،

فِيهِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَلَهُ مَا

اکٹھا کریگا۔ وہ لوگ جنھوں نے اپنا نقصان آپ کیا، پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اسی کا ہے

سَكَنَ فِي اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ قُلْ أَغَيْرُ

جو بسا ہے ۛ رات میں اور دن میں۔ اور وہ بڑا سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ کیا میں

اللَّهِ أَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُهُ

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے کسی اور کو سرپرست بنالوں۔ حالانکہ وہ (سب کو) کھلاتا ہے

مَنْزِل

ۛ ما یلبسون ۛ

کفار مختلف پہلو بدل بدل کر اعتراضات کیا کرتے تھے کبھی کہتے، لولا انزل علیہ ملک کہ اس پر کوئی فرشتہ کیوں نہیں نازل کیا جاتا۔ کبھی کہتے، ولو شاء ربنا لانزل ملة ملة۔ کہ اگر ہمارا پروردگار چاہتا تو فرشتے نازل کر دیتا۔ اس قسم کے سبب اور تمسخر کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ جواب دیتا ہے کہ اگر ہم فرشتہ بھی بھی بنا کر بھیجتے تو اسے انسانی شکل میں ہی بھیجتے۔ کیونکہ اس کا کام تبلیغ کرنا ہوتا۔ اور فرشتہ تو جو جسم لطیف کے نظری نہیں آسکتا۔ اس لئے جب تک اسے انسان کا جسم لطیف نہ دیا جاتا وہ نبوت کے فرائض کس طرح سرانجام دیتا۔ اس لئے ضروری تھا کہ اس فرشتہ کو نبی بنانے کے لئے تمام لوازمات بشری دیئے جاتے۔ پھر اس پر بھی وہی اعتراض ہوتے جو عام نبیوں پر ہوتے ہیں۔ اور لوگ اسے بھی نہ مانتے۔ پھر فرشتے کو نبی بنا کر بھیجنے کا کیا فائدہ ہوتا۔ دراصل یہ کافروں کی کٹ جھٹیاں تھیں۔ کیونکہ وہ ایمان لانا ہی نہ چاہتے تھے۔

ۛ نفسہ الرحمة ۛ

تفسیر صفاتی ۛ ہا پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر واجب کر لیا ہے کہ وہ تعالیٰ اپنی معرفت کی طرف ہدایت کرے اور محکم دلیلوں سے اپنی توحید کا علم عطا کرے۔ کتابیں نازل کرے اور تمہارے کفر اور گناہوں پر اتنی بہت دے کہ تم اس کمی کا تدارک کر سکو۔

ۛ سکون ۛ

یہ لفظ سکون سے ہے صیغہ ماضی واحد ذکر غائب۔ علامہ محمد مرتضیٰ زبیدی مشہور لغوی شارح قاموس تاج العروس میں ابن الکمال سے نقل کرتے ہیں کہ ۛ سکون جس میں حرکت کی صلاحیت ہو۔ اس کے حرکت نہ کرنے کا نام ہے پس جس میں تحرک ہونے کی صلاحیت نہ ہو، اس سے حرکت کا نہ ہونا سکون نہیں ہوگا۔ وہ نہ متحرک ہوگا نہ ساکن ۛ اس کے بعد لکھتے ہیں، ارشاد الہی، ول یسکن فی اللیل والنہار ابن اعرابی نے سکون کے معنی محل (وہ فوکش ہوا) کے لئے ہیں۔

اور ثعلب نے کہا ہے کہ ساکن کا استعمال انسان اور بہائم ہی کے لئے خاص ہے۔ سکون کا ترجمہ حرکت کے بعد چھڑ گیا، اور یہاں اس کے معنی پیدا کرنے کے ہیں۔ عرض ابن اعرابی کے قول پر آیت کا ترجمہ ہوگا،

”اور اسی کا ہے جو ہر رات میں اور دن میں ۛ اور اسی کا ہے جو پیدا کیا رات میں اور دن میں ۛ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۳، ص ۲۲)۔ تفسیر صفاتی ۛ ہا پر سکون کا معنی محل ہی کیا گیا ہے۔ ما تمکن وحل من التکفی۔ اول سورہ میں آسمانوں اور زمینوں کا ذکر کیا گیا ہے جو کل مکانات پر حاوی ہیں۔ اور یہاں ضب روز کا ذکر کیا جو کل اوقات پر حاوی ہیں۔ اور چونکہ کل موجودات، مکانات اور اوقات کے تحت میں ہیں، اسی طرح سے اس کی عموم قدرت کل موجودات پر ثابت ہو گئی ہے۔

وَلَا يُطْعَمُ قُلُوبَنَا اِنِّي اَمَرْتُ اَنْ اَكُونَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا

اور اسکو کچھ نہیں کھلا یا جاتا۔ کہہ دو کہ یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لائے والا ہوں۔ اور تم ہرگز

تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۳ قُلْ اِنِّي اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ۔ کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں، تو

رَبِّي عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۱۴ مَنْ يَصْرِفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

میں یقیناً بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ جس سے اس دن (عذاب) بچ جائے، تو یقیناً اس نے

رَحِمَهُ ۱۵ وَذَلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِينُ ۱۶ وَاِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ بِضُرٍّ

اس پر رحم کیا ہے۔ اور یہی نفعی کامیابی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے۔

فَلَا كَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ ۱۷ وَاِنْ يَمْسَسْكَ بَخِيرٌ فَهُوَ عَلَى كُلِّ

تو اس کے سوا اُسے کوئی کھینے والا نہیں۔ اور اگر وہ تجھے کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر پوری قدرت

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۸ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ ۱۹ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۲۰

رکھنے والا ہے۔ اور وہ اپنے بندوں پر غالب ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا خبردار ہے۔

قُلْ اِنِّي شَيْءٌ اَكْبَرُ شَهَادَةً ۲۱ قُلْ اللَّهُ شَهِيدٌ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ

کہہ دو کہ گواہی کیلئے سب سے بڑی چیز کون سی ہے۔ کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔

وَاَوْحِيَ اِلَيَّ هَذَا الْقُرْآنُ اِنْ لَّا نُنْذِرْكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ اَيْتَكُمْ

اور قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اُسکے ذریعہ تمہیں ڈراؤں اور میرے بعد وہ (ڈرائے) جس کو یہ

لَتَشْهَدُوْنَ اَنْ مَعَ اللَّهِ الْاِلهَةُ اُخْرٰى قُلْ لَا اَشْهَدُ قُلْ

قرآن سنئے۔ کیا تم واقعی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کیساتف اور بھی معبود ہیں۔ (مے رسول) کہہ دو کہ میں ایسی گواہی

اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَاِنِّىٓ بَرِىٕءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ۲۲ الَّذِيْنَ

نہیں دیتا۔ نیز کہہ دو کہ اسوا اسکے نہیں ہے کہ وہ واحد معبود ہی اور یقیناً میں اس بت پرستوں سے بری ہوں جو کون سا شریک ٹھہراتے ہو۔

اَتَيْنَهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَهُمُ الَّذِيْنَ خَيْرُوْا

وہ لوگ جنکو ہم نے کتاب دی۔ اس (رسول) کو اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح وہ اپنے لڑکوں کو پہچانتے ہیں۔ وہ لوگ جنہوں

اَنْفُسَهُمْ فَمِنْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۲۳ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى عَلَى

نے اپنا نقصان آپ کیا۔ پس وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر

۱۳ ومن بلغ۔

تفسیر صفاتی ص ۱۵۳ پر سجاد تفسیر مجمع البیان و کافی و تفسیر
عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت
کی تفسیر میں منقول ہے کہ من بلغ آل محمد میں سے امام
ہوتا رہیگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
قرآن کے ذریعہ لوگوں کو اسی طرح ڈرائے گا جس طرح
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور احکام خدا اسی طرح
پہنچاتا رہے گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہنچاتے تھے۔
۱۴ یعرفونہ۔

تفسیر صفاتی ص ۱۵۳ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو وہ لوگ ان کے حلیہ سے پہچان لیتے تھے۔
جو تورات اور انجیل میں مذکور تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ آیت یہود اور نصاریٰ
کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے
ان پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات تورات
انجیل اور زبور میں نازل کیں۔ اور اسی طرح آپ کے
اصحاب اور مہاجرین کی صفات بھی نازل کیں۔ اور
وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستنبط ہیں: محمد
رسول اللہ تا ذلک مثلهما فی التوراة و مثلهما
فی الانجیل۔

پس یہ صفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تورات اور انجیل میں بیان ہوئی ہیں۔ اور آپ کے
اصحاب کی بھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں مبعوث فرمایا
تو ان لوگوں نے ان نشانیوں اور صفات سے انہیں پہچان
لیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فلما جاءهم ما
عرفوا كفروا به فلعنة الله على الكافرين۔
یعنی پھر جب ان کے پاس وہ آیا جس کو وہ پہچانتے
تھے، تو اس کا انکار کرتے۔ پس ان انکار کرنے
والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

وَقَدْ اَرٰى

۱۶

اللَّهُ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢١﴾ وَيَوْمَ

جھوٹ بہتان باندھا یا اسی کہتوں کو جھٹلایا۔ یقیناً ظالم فلاح نہیں پاتے ہیں۔ اور وہ دن

نَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا آيِنَ شُرَكَائِكُمْ

جب ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے، پھر ہم ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا کہ کہاں ہیں وہ تمہارے شریک، جن کو تم

الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فَتَنْصُرُهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا

(خدا کا شریک) گمان کیا کرتے تھے۔ پھر ان کا کوئی عذر نہ ہوگا سوئے اس کے کہ وہ کہیں گے کہ ہمارے

وَاللَّهُ رَبُّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِينَ ﴿٢٣﴾ أَنْظِرْ كَيْفَ كَذَبُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ

رب، الٰہی تم: ہم مشرک نہیں تھے۔ دیکھو تو یہ کس طرح اپنے ہی غلات جھوٹ بول گئے تھے۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّيْسَ تَمِيعُ إِلَيْكَ

اور جو بہتان وہ باندھا کرتے تھے وہ (سب) اُن سے گم ہو گئے۔ اور اُن میں سے بعض وہ ہیں جو تیری طرف کانٹے ہیں

وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا

حالانکہ ہم نے ان کے دلوں پر غلات قرار دیئے ہیں کہ وہ اُسے نہ سمجھیں۔ اور اُن کے کانوں میں بوجھ ہے۔

وَأَنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ لَا يُؤْمِنُوا بِهَا حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ

اور اگر وہ ہر معجزہ دیکھ لیں گے تو بھی وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے۔ تاہم جب وہ تمہارے پاس آئیں گے

يُجَادِلُونَكَ يَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ

تم سے جھگڑا کریں گے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے کہیں گے، یہ نہیں ہیں مگر پہلوں کی کہانیاں۔

الْأَوَّلِينَ ﴿٢٥﴾ وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْوَنَ عَنْهُ وَإِنْ

اور وہ اُس سے روکتے ہیں۔ اور وہ (خود بھی) اُس سے دور رہتے ہیں۔ حالانکہ وہ

يُهْلِكُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا

اپنی ہی جانوں کو ہلاک کرتے ہیں، اور نہیں سمجھتے ہیں۔ اور اگر تو (رسول) انہیں دیکھے جبکہ

عَلَى النَّارِ فَقَالُوا يَلَيْتُنَا نُرَدُّ وَلَا نَكْذِبَ بِآيَاتِ رَبِّنَا

وہ (جہنم کی) آگ پر کھڑے کئے ہوئے تو وہ کہیں گے اے کاش ہم واپس کر دیئے جاتے اور ہم اپنے رب کی نشانیاں نہ جھٹلاتے۔

وَنَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٧﴾ بَلْ بَدَأَ الْهَمَّ مَا كَانُوا يُخْفُونَ مِنْ

اور ہم مومنوں میں سے ہو جاتے۔ بلکہ ظاہر ہو گیا اُن کیلئے جو کچھ کہ وہ اس سے پہلے چھپاتے تھے۔

۱۔ ما کنا مشرکین۔

تفسیر صافی ص ۱۵۱ پر ہے کہ باوجود جاننے کے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ پھر بھی وہ خوف اور پریشانی کی وجہ سے جھوٹ بول دیں گے۔ اور نہیں بھی اٹھائیں گے۔

۲۔ انظر کیف کذبوا۔

تفسیر صافی ص ۱۵۱ پر بحوالہ احتجاج طبری حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں مڑی ہے جس میں انہوں نے قیامت کے دن کی ہولناکیاں بیان فرمائی ہیں کہ پھر سب لوگ ایک اور جگہ جمع کئے جائیں گے۔ اور وہاں ان کے بیانات لئے جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ ہمیں ہمارے پروردگار خدا کی قسم ہے ہم تو مشرک نہ تھے۔ اور یہ ان لوگوں کا ذکر خصوصیت کے ساتھ ہے جو دار دنیا میں توحید کے قائل تھے۔ مگر محض اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچائے گا۔ جس حال میں کہ وہ اس کے رسولوں کے مخالف رہے۔ اور جو کچھ ان رسولوں نے ان کو پروردگار کی طرف سے پہنچایا۔ اس میں شک کرتے رہے۔ اور اپنے اوصیاء کے بارے میں رسولوں نے جو عہد اُن سے لئے وہ توڑتے رہے۔ اور اچھی چیزوں کو گھٹیا چیزوں سے بدلتے رہے۔ اسی سبب سے انہوں نے اپنے بیانوں میں ایمان کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ اس کی خدا نے تکذیب فرمادی۔

قَبْلُ وَلَوْ رُدُّوا لَعَادُوا لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۲۸﴾

اور اگر وہ واپس (بھی) کر دیئے جاتے تو جس چیز سے وہ روک دیئے گئے تھے وہ اسی کو پھر کرتے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

وَقَالُوا إِن هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِبَعُوثِينَ ﴿۲۹﴾

اور انھوں نے کہا کہ ہماری اس دنیا کی زندگی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اور ہم (قیامت کو) اٹھائے نہ جائیں گے۔ اور

لَوْ تَرَىٰ إِذْ وَقَفُوا عَلَىٰ رَبِّهِمْ ثُمَّ قَالُوكَ أَلَيْسَ هَذَا بِالْحَقِّ قَالُوا

اگر تو دیکھے جبکہ وہ اپنے پروردگار کے حضور میں ٹھہرائے جائیں گے۔ (اور) وہ کہے گا کیا یہ حق نہیں ہے۔ وہ کہیں گے

بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۰﴾

ہاں قسم ہے ہمارے پروردگار کی (یہ حق ہے)۔ وہ کہے گا کہ تم جو کفر کیا کرتے تھے اس کے سبب سے عذاب چکھو۔

قَدْ خَيْرَ الَّذِينَ كَذَبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ السَّاعَةُ

یقیناً وہ لوگ خسارے میں ہیں جنہوں نے خدا کے حضور جانے کو جھٹلایا۔ یہاں تک کہ جب ان کو قیامت کا ایک

بَغْتَةً قَالُوا يَحْضَرْتَنَا عَلَىٰ مَا فَرَطْنَا فِيهَا وَهُمْ يَحْمِلُونَ

آنے گی (تو) وہ کہیں گے کہ ہم نے جو کئی اس ہمارے میں کی اس پر ہمیں افسوس ہے۔ اور وہ اپنی پیٹھوں پر اپنے

أَوْزَارَهُمْ عَلَىٰ ظُهُورِهِمْ إِلَّا سَاءَ مَا يَزُرُونَ ﴿۳۱﴾ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

(گناہ کے) بوجھ اٹھائے ہوں گے۔ خیر اور بوجھ بڑا ہے بوجھ جسے وہ اٹھاتے ہیں۔ اور دنیا کی زندگی سوائے

إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يَتَّقُونَ ﴿۳۲﴾

کھیل اور کودنے کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور جو لوگ سیرت پر نگار ہیں۔ ان کے لئے آخرت کا گھر بہت ہی اچھا ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۳۳﴾ قَدْ نَعْلَمُ إِنَّهُ لَيَحْزَنُكَ الَّذِي يَقُولُونَ

کیا یہ عقل میں نہیں لاتے ہیں۔ بیشک ہم جانتے ہیں کہ تجھے ضرور غم میں ڈالتی ہے وہ بات جو یہ کہتے ہیں۔

فَلَا تَهَمُّ لَا يَكْذِبُونَكَ وَلَكِنَّ الظَّالِمِينَ بَايَتِ اللَّهُ يَجْحَدُونَ ﴿۳۴﴾

تو حقیقت یہ ہے کہ وہ تجھے نہیں جھٹلاتے لہٰذا لیکن ظالمین نے بائیت اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ كَذَّبْتَ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ فَصَبِرُوا عَلَىٰ مَا كُذِّبُوا

اور یقیناً تجھ سے پہلے بہت رسولوں کو جھٹلایا گیا لہٰذا تو انھوں نے اپنے جھٹلانے جانے سے اور تکلیف دینے

وَأَوْذُوا حَتَّىٰ أَتَاهُمْ نَصْرُنَا وَلَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللَّهِ وَلَقَدْ

جانے پر صبر کیا، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آئی۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلموں کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ اور یقیناً

تفسیر صفائی ص ۱۵۴ پر بحوالہ کافی و تفسیر عباسی
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی شخص
نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے اس
آیت کو پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا: واللہ جھٹلانے میں
تو ان لوگوں نے نہایت سختی کی۔ لیکن یہ نجف کے ساتھ
ہے۔ جس کے معنی ہیں کہ کوئی ایسا باطل نہ پیش کر
سکیں گے جس سے تمھارے حق کو جھوٹا ثابت کر سکیں۔
اور تفسیر قمی میں اس کی نسبت جناب امام جعفر
صادق علیہ السلام کی طرف دی گئی ہے۔ سوئے
اس کے کہ آپ نے فرمایا کہ: وہ کوئی ایسا حق
نہیں لاسکیں گے جس سے تمھارا حق باطل کر
سکیں۔

اور تفسیر عباسی میں ہے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام نے فرمایا کہ: وہ تمھارے قول کو باطل
کرنے کی استطاعت نہیں رکھیں گے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام لایکن بونک پڑھتے تھے، اور فرماتے تھے
کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ کوئی ایسی بات پیش
نہ کر سکیں گے، جو تمھارے حق سے زیادہ حق ثابت ہو
سکے۔

تفسیر صفائی ص ۱۵۴ پر ہے کہ اس آیت میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ صرف آپ
کی ہی تکذیب نہیں کی جا رہی بلکہ آپ سے قبل جس قدر
انبیاء اور رسول علیہم السلام مبعوث ہوئے سب کی
تکذیب ہوئی رہی +

تفسیر صفائی ص ۱۵۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: تمھیں ہر
امر میں صبر کرنا چاہئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرما کر صبر کرنے اور نرمی
اعتبار کرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپ پر
ہڑیاں پھینکیں جس پر آپ کا سینہ مبارک تنگ ہوا
تو اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی: وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ
يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَصَبِرُوا بِحَمْدِ رَبِّكَ
وَكُن مِّنَ السَّاجِدِينَ۔ کہ بیشک ہم جانتے ہیں کہ جو
کچھ لوگ کہتے ہیں۔ اس کی وجہ سے تمھارا سینہ تنگی محسوس
کرتا ہے، پس تو اپنے پروردگار کی تسبیح کرتا رہ، اور
سجدہ گزاروں میں سے ہوتا رہ۔

لوگوں نے پھر آپ کی تکذیب کی اور تمھارے
من قبلک فصبروا علیٰ ما کذبوا واذوا حتیٰ اثمهم نصرنا۔ (ترجمہ متن میں دیکھئے)۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات مقدس پر صبر لازم قرار دے دیا +

جَاءَكَ مِنْ بَنِي الرُّسُلِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ كِبَرَ عَلَيْكَ إِعْرَاضُهُمْ

تیرے پاس رسولوں کی کچھ خبریں آجی ہیں۔ اور اگر ان کا بزرگدانی کرنا تجھ پر گراں گذرتا ہے۔

فَإِنْ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْأَرْضِ أَوْ سُلَّمًا فِي

تو اگر تم میں طاقت ہے کہ زمین میں سڑنگ تلاش کرو۔ یا آسمان میں سیڑھی

السَّمَاءِ فَتَأْتِيَهُمْ بَايَةٌ ۖ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهَدْيِ فَلَا

لگاؤ، تو ان کو کوئی نشانی لا دو۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور انہیں ہدایت پر اکٹھا کر دیتا۔ پس تو

تَكُونَنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝ إِنَّمَا يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ وَ

ہرگز بے خبروں میں سے نہ ہونا سہ۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ قبول وہی کرتے ہیں جو سنتے ہیں۔ اور

الْمَوْتِ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ ثُمَّ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ

مردوں کو اللہ تعالیٰ اُٹھائے گا، پھر وہ اُسی کی طرف لوٹنے جائیں گے۔ اور انہوں نے کہا کہ اس پر اس کے

عَلَيْهِ آيَةٌ مِنْ رَبِّهِ ۖ قُلْ إِنْ اللَّهُ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْزِلَ آيَةً

پروردگار کی طرف سے کون کوئی نشانی نہ آتا رہی گئی۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ کوئی نشانی آتا رہے سہ

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے سہ۔ اور زمین میں کوئی بھی چلنے والا جاندار نہیں،

وَلَا ظَرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحِهِ إِلَّا أَمْرٌ أَمْثَلُكُمْ مَا فَزَعْنَا فِي

اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے دونوں بازوؤں سے اُڑتا ہے، مگر یہ کہ وہ تمہاری طرح امتیں ہیں سہ۔ ہم نے کتاب میں کسی

الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يُحْشَرُونَ ۝ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا

چیز کی کمی نہیں رکھی۔ پھر وہ سب اپنے بزرگوار کے حضور میں اکٹھے کئے جائیں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں

بِآيَاتِنَا صَمُّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ ۖ مَنْ يَشَأِ اللَّهُ يُضِلَّهُ ۖ

کو بھٹلایا وہ اندھیروں میں بہرے اور گونگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے (اعمال کی وجہ سے) اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔

وَمَنْ يَشَأِ يُجْعَلْهُ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ

اور جس کو چاہتا ہے سیدھے راستے پر ڈال دیتا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے اپنے آپ کو اتنا سمجھ

إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ

لیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب تم کو آجائے، یا تم پر قیامت آجائے، تو اگر تم سمجھو تو کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ

۱۵ اعراضہم۔
تفسیر صفائی ص ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم چاہتے تھے کہ حضرت بن نوفل بن عبد مناف
اسلام میں داخل ہو جائے۔ پس آپ نے اُسے دعوت
دی اور بہت ہی کوشش کی کہ وہ اسلام لے آئے
مگر اس پر بدبختی غالب آگئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم بہت گراں گذری۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
فرمائی۔

۱۶ من الجہلین۔
تفسیر صفائی ص ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر
قمری لکھا ہے کہ اس آیت میں خطاب
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ہے۔ لیکن اس سے مراد امت کے
لوگ ہیں۔

۱۷ یُنْزِلُ آيَةً۔
تفسیر صفائی ص ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری اس
آیت کی تفسیر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ حقیر آخری زمانہ میں اللہ تعالیٰ
تمہیں نشانیاں دکھائے گا، ان میں سے یہ بھی ہوں
گی دابۃ الاساض اور و قبال کا آنا۔ نزول عیسیٰ
علیہ السلام بن مریم۔ اور مغرب سے سورج کا طلوع
ہونا۔

۱۸ لَا يَعْلَمُونَ۔
تفسیر صفائی ص ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ
وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ جب خدا کی کوئی نشانی
ان کے پاس آئے گی اور وہ اس پر ایمان نہ لائیں گے
تو وہ ہلاک کر دیئے جائیں گے۔

۱۹ أَمْثَلُكُمْ۔
تفسیر صفائی ص ۱۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ
ہے کہ تمہاری طرح ان کے حالات محفوظ ہیں۔ ان کا
رزق مقدر ہے۔ ان کے مرنے کا وقت مقرر ہے۔
ان کے بدن پیدا کئے ہوئے ہیں، اور ان کی دھنیں
پرورش کی ہوئی ہیں۔

۲۰ أَرَأَيْتُمْ۔
اور تفسیر قمری میں ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح مخلوق
ہیں۔ نیز کہا کہ ہر چیز جو پیدا کی گئی ہے تمہاری طرح
ہی پیدا کی گئی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے
مقصود اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اس کے علم اور
موسعت تدبیر پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی اس بات کی
دلیل کہ وہ اس بات کی پوری پوری قدرت رکھتا
ہے کہ آیت نازل کرے۔

تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٠﴾ بَلْ آيَاتُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا

کسی اور کو پکارو گے۔ بلکہ تم اسی کو پکارو گے۔ پھر اگر وہ چاہے گا تو

تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدْ

جس بات کیلئے تم اُسے پکارو گے وہ اُسے کھول دے گا اور جنکو تم شریک ٹھہرتے ہو ان کو بھول جاؤ گے۔ اور یقیناً ہم

أَرْسَلْنَا إِلَى أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَآخَذْنَاهُمْ بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ

نے تم سے پہلی امتوں کی طرف رسول بھیجے۔ پس ہم نے انہیں سختی اور دکھ میں گرفتار کیا۔

لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُونَ ﴿٣٢﴾ فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا

تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر کیوں نہ انھوں نے اس وقت عاجزی کی جبکہ ان پر ہمارا عذاب آیا۔

وَلَكِن قَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ مَا كَانُوا

لیکن ان کے دل سخت ہو گئے۔ اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے شیطان نے ان کیلئے انکو زینت

يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾ فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمُ أَبْوَابَ

دے دی۔ پھر جب وہ اس نصیحت سے بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر دروازے کے

كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى إِذَا فَرِحُوا بِمَا أُوتُوا أَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ

دروائے کھول دیئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں سے خوش ہو گئے جو انکو دی گئیں ہم نے انہیں یکایک پکڑ لیا۔

مُبْلِسُونَ ﴿٣٤﴾ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ

تو وہ بالکل ہمو کر رہ گئے۔ پس جن لوگوں نے ظلم کیا انکی بیخ بنیاد کاٹ دی گئی۔ اور بر حمد اللہ تعالیٰ کیلئے

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٥﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخَذَ اللَّهُ سَمْعَكُمْ وَ

ہے جو تمام جہالوں کا پروردگار ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری سماعت اور

أَبْصَارَكُمْ وَخَتَمَ عَلَى قُلُوبِكُمْ مِّنْ إِلَهِ غَيْرِ اللَّهِ يَأْتِيَكُم بِهِ

بصارت لے لے۔ اور تمہارے دلوں پر مہر لگا دے۔ تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون مبدود ہے جو تمہیں یہ لادے۔

أَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْآيَاتِ ثُمَّ يَصْدِفُونَ ﴿٣٦﴾ قُلْ

دیکھو تو ہم کس طرح نشانوں کو پھیرتے ہیں۔ پھر بھی وہ روگردانی کرتے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو

أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ بَغْتَةً أَوْ جَهْرَةً هَلْ

کیا تم اپنے آپ کو آنا سمجھتے ہو کہ اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب یکایک یا ظاہر آئے۔ تو کیا

تو کیا

منزل ۳

۱۵ تَضَرَّعُوا :-

تفسیر صفائی ۱۵۵ پر ہے کہ یہ آیت وقت معینہ پر گریہ زاری نہ کرنا بتاتی ہے۔ اس کے

ابتداء میں لولا آیا ہے۔ وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے پاس گریہ و زاری ترک

کرنے کیلئے کوئی عذر نہ تھا۔ سوائے اُن کے عناد اور قساوت قلبی کے۔ اور ان کے اعمال

جن کو شیطان نے ان کی نظر میں زینت دی تھی۔ اور نبی البلاغہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ

السلام اپنے کلام میں فرماتے ہیں کہ اگر لوگ اس وقت جبکہ ان پر عذاب نازل ہو، اور نعمتیں ان سے سلب

کری جائیں، خالص نیت اور سچے دل سے خدا کی درگاہ میں گرو گدا نہیں، تو ہر چیز جو ان سے جاتی رہی ہے

خدا واپس کرے۔ اور جو کچھ بگڑ گیا ہو اس کی اصلاح کر دے۔

۱۶ فَلَمَّا نَسُوا :-

تفسیر صفائی ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے

کہ جب انھوں نے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ اس کا انہیں حکم دیا گیا تھا۔

ہم نے ان پر ہر شے کے دروازے کھول دیئے۔ یعنی دنیا کی دولت اور ہر طرح کی فراخی سامان وغیرہ کی۔

۱۷ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا :-

تفسیر صفائی ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جن لوگوں نے ولایت

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام چھوڑ دی۔ انہیں قائم آل محمد کے زمانہ میں اچانک پکڑا جائے گا۔ اس وقت

انہیں معلوم ہوگا کہ گویا ان کا کبھی تسلط ہوا ہی نہیں تھا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

یہ منقول ہے کہ جن لوگوں نے ولایت علی علیہ السلام ترک کی حالانکہ انہیں اس کا حکم دیا گیا تھا۔ ہم

نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت اولاد عباس کے بارے میں نازل ہوئی۔

يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٢٤﴾ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ

إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ فَمَنْ أَمِنَ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ

عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يُحْزَنُونَ ﴿٢٨﴾ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا يَمَسُّهُمْ

الْعَذَابُ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿٢٩﴾ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي

خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ

إِنْ أَتَيْتُمْ إِلَّا مَا يُؤْخَىٰ إِلَىٰ قُلُوبِهِمْ لَا تَعْلَمُونَ عَالِمُ الْغُيُوبِ

الْبَصِيرُ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ

أَنْ يُخْشَرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٥١﴾ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ

وَالْعِشْيَ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ

وَمَا مِنْ حِسَابِكَ عَلَيْهِمْ مِنْ شَيْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَكُونَ مِنْ

الظالمين ﴿٥٢﴾ وكذلك فتننا بعضهم ببعض ليقولوا أهؤلاء

سے بوجاؤ۔ اور اسی طرح ہم نے ان میں سے بعض کو بعض سیاست دانوں میں ڈال دیا کہ وہ یہ کہیں کہ لیا یہ وہی ہیں

تفسیر قتانی ص ۱۵۵ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ اس آیت میں اعنی سے مراد جاہل ہے اور بصیر سے مراد

عالم ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ بصیر سے مراد
گروہ محتاج جموں میں کا تھا جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے اور اُن
کھانے کی چیزیں خود اُنھا کراتے تھے۔ وہ لوگ جب آنحضرت
ملا لارہے تھے وہ جب کبھی آنحضرت کی خدمت میں پہنچتے تو انکو ناگو
اس وقت اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی آنحضرت کے ساتھ

بہارِ مخفوس میں نے خواہا کر شایر کو اس سے مل گیا کہ اس کی فقیری تجھ سے بہت جاہلے گی۔ اس طرح انصاری نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر کوئی اپنے پاس سے نکال دے مجھے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

مَنْ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنَا أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَعْلَمَ بِالشَّاكِرِينَ ﴿٥٢﴾

جن پر اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے احسان کیا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں سے زیادہ واقف نہیں ہے۔

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ

اور جب وہ لوگ تمہارے پاس آئیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں تو تم انہیں کہہ دو کہ تم پر سلامتی ہو تمہارے

رَبِّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةُ إِنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنْكُمْ سُوءًا أَوْ بِجَهَالَةٍ

پروردگار نے اپنی ذات پر رحمت واجب کر لی ہے۔ بیشک بات یہ ہے کہ تم میں سے جو شخص بھی نادانی سے کوئی بُرائی کر لی

ثُمَّ تَابَ مِنْ بَعْدِهَا وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٣﴾ وَكَذَلِكَ

پھر اُس کے بعد اُس نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی، تو بیشک اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور اسی طرح ہم

نُقِصِلُ الْآيَاتِ وَلِتَسْتَبِينَ سَبِيلُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٥٤﴾ قُلْ إِنِّي

آیتوں کی تفصیل کرتے ہیں، اور تاکہ مجرموں کا راستہ ظاہر ہو جائے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ بیشک

تُحْيِي أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ قُلْ لَا

مجھے روک دیا گیا ہے کہ میں اُن کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو۔ کہہ دو کہ میں تمہاری

أَتَّبِعُ أَهْوَاءَكُمْ قَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ﴿٥٥﴾

خواہشوں کی پیروی نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس صوف میں یقیناً میں راہ کو دور جا پڑوں گا اور میں اسٹیپانے ہوؤں میں غمزدہ ہوں گا

قُلْ إِنِّي عَلَى بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّي وَكَذَّبْتُمْ بِهِ مَا عِنْدِي مَا

کہہ دو کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں اور تم نے اُسے جھٹلادیا۔ جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو

تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ إِنَّ الْحُكْمَ لِلَّهِ يَقْضُ الْحَقُّ وَهُوَ خَيْرُ

وہ میرے پاس نہیں ہے بلکہ حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ وہ حق کو بیان کرتا ہے، اور وہی سب سے

الْفَصِيلِينَ ﴿٥٦﴾ قُلْ لَوْ أَنَّ عِنْدِي مَا تَسْتَعْجِلُونَ بِهِ لَقُضِيَ

بہتر فیصلہ کر دیتا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ جس چیز کی تم جلدی کرتے ہو وہ اگر میرے پاس ہوتی تو میرے اور

الْأَمْرِ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿٥٧﴾ وَعِنْدَهُ

تمہارے درمیان معاملہ کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ظلم کرنے والوں سے خوب واقف ہے۔ اور اُسی کے پاس

مَفَاتِيهِ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ

غیب کی کنجیاں ہیں، اُس کے سوا اُسے کوئی نہیں جانتا۔ اور جو کچھ پوشیدگی اور تری میں ہے وہ جانتا ہے۔

لَهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٥٨﴾

تفسیر صفاتی صفہ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم سے بہت گناہ سرزد ہوئے ہیں۔ آپ یہ سن کر خاموش رہے۔ اور اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عام طور پر توبہ کرنے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے اور اس کی حمایت آیت کا آخری حصہ کرتا ہے۔

﴿٥٨﴾ لا اصبِح اهوآءكم

تفسیر صفاتی صفہ پر ہے کہ یہ تاکید ہے اُن کی ایڈل کے قطع ہونے کی کہ وہ ہماری بات مان لیں گے۔ اور ان پر یہ بھی واضح ہو جائے کہ اُن کی گمراہی کی بنیاد کیا ہے۔ دراصل یہ اپنی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ کسی ہدایت کی۔ یہ تمہیں بھی مقصود ہے کہ جو شخص حق پر ہوگا وہ کسی حجت کا تابع ہوگا نہ کہ کسی خواہش مند کا مقلد۔

﴿٥٩﴾ ما تستعجلون به

تفسیر صفاتی صفہ پر ہے کہ اس سے عذاب محروم ہے جس کی منکرین ہمیشہ جلدی کرتے تھے چنانچہ کبھی توں کہتے تھے: فامطر علينا حجارة من السماء او ائتنا بعذاب الیوم۔ کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسائے یا ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔

﴿٦٠﴾ بیِّنِی وَبَیْنَكُمْ

تفسیر صفاتی صفہ پر بحوالہ کافی ایک حدیث کے سلسلہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں اپنے رسول سے فرماتا ہے کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ اگر مجھ کو حکم ہوتا تو میں تم کو جتنا دیتا کہ تم اپنے دلوں میں یہ بات چھپائے ہوئے ہو کہ مجھے جلدی سے موت آجائے اور تم میرے بعد اہلبیت سے ظلم کرو۔ اُس وقت تمہاری مثال اُس شخص کی مثل ہو جائے گی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: کمثل الذی استوقد نارا... الخ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نور محمدی سے تمام زمین اسی طرح روشن ہوگئی جیسے سورج سے روشن ہو جاتی ہے۔

وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٌ فِي ظُلْمَةٍ

اور کوئی ایک پتہ بھی نہیں گرتا مگر یہ کہ وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندر ہر ذرہ میں کوئی دانہ ایسا نہیں

الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝۹

اور نہ کوئی تر اور نہ خشک، مگر یہ کہ (اس کا ذکر) کھلی کتاب میں ہے۔ اور رطوبی

الَّذِي يَتَوْفَّكُم بِاللَّيْلِ وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُمْ بِالنَّهَارِ ثُمَّ

(اللہ) ہے جو تمہیں رات کو سلا دیتا ہے۔ اور جو کچھ تم دن میں کر چکے ہو وہ اسے ہی جانتا ہے۔ پھر

يَبْعَثُكُمْ فِيهِ لِيُقْضَىٰ أَجَلٌ مُّسَمًّى ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ

وہ تمہیں اُسی میں اٹھا دیتا ہے تاکہ مقررہ مدت پوری کر دی جائے۔ پھر اُسی کی طرف تمہاری بازگشت ہے۔ پھر

يُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۰ وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَ

جو کچھ تم کیا کرتے تھے وہ تمہیں بتا دے گا۔ اور وہ اپنے بندوں کے اوپر غالب ہے۔ اور

يُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً ۝۱۱ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَكُمْ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ

وہ تم پر محافظ بھیجتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کی موت آتی ہے تو ہمارے قاصد اسے قبض

رُسُلَنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ۝۱۲ ثُمَّ رُدُّوْا إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُمُ الْحَقُّ

کر لیتے ہیں۔ اور وہ کوتاہی نہیں کرتے۔ پھر وہ اپنے سچے سوا اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

أَلَا لَهُ الْحُكْمُ وَهُوَ أَسْرَعُ الْحَسِبِينَ ۝۱۳ قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ

خبردار ہو جاؤ کہ حکم اُسی کا ہے۔ اور وہ سب کے جلد حساب لینے والا ہے۔ کہہ دو کہ کون تمہیں بخشی اور تیری کد اندر نہیں

ظُلُمَتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۝۱۴ لَّيْنُ أُنْحَاكُمْ

سے نجات دیتا ہے (جبکہ) تم اسے عاجزی سے اور جھپکے جھپکے پکارتے ہو۔ کہہ اگر اس نے ہمیں اس سے نجات

مِنْ هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝۱۵ قُلْ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا

جسے دی تو ضرور ہم شکر کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔ کہہ دو (اے رسول) کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں اس

وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ مُشْرِكُونَ ۝۱۶ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ

سے اور ہر ایک دکھ سے نجات دیتا ہے۔ پھر (بھی) تم شرک کرتے ہو۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ اس بات کی قدرت رکھتا

أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ

ہے کہ وہ تمہارے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے تم پر عذاب بھیج دے سکے۔

فَإِنْ لَّا

۱۔ من ذرریۃ۔ تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ تفسیر قرآنی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ذرقت سے وہ بچہ مراد ہے جو ولادت کے وقت معین سے پہلے ساقط ہو جائے، اور ابھی اس کے سر پر نرم بال نہ بنے ہوں۔ اور حبت سے مراد وہ بچہ ہے جو بال کے پیٹ میں ہو، اور اس کے سر پر بال آگئے ہوں۔ اور وہ قبل ولادت ساقط ہو جائے۔ اور رطب سے مراد وہ گوشت کا لوتھڑا ہے جو رحم مادر میں ہو، ابھی اس کی خلقت پوری نہ ہوئی ہو۔ اور وہ حرکت نہ کرنے لگا ہو۔ اور یابس سے مراد وہ بچہ ہے جس کی خلقت پوری ہو چکی ہو اور وہ صحیح و سالم پیدا ہوا ہو۔ کتب مبین سے مراد امام متین ہے۔

۲۔ اور احتجاج طبرسی میں ایک حدیث کے ضمن میں بیان ہوا ہے کہ خدا نے تمہارے آقا و مولا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: قل کفی باللہ شہیداً لی فی وہبیکم ومن عندہ علم الکتاب۔ (تم کہہ دو، کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی دینے کو کافی ہے اللہ تعالیٰ، اور وہ جس کے پاس کتاب کا پورا پورا علم ہے)۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ ہے: ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین۔ اور اس کے پاس اسی کتاب کا علم ہے۔ ۳۔ حفظہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ تفسیر قرآنی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں جو تمہاری حفاظت بھی کرتے ہیں اور تمہارے اعمال بھی اور تم سے سرکش شیطانوں اور شرارت اور ہر قسم کی آفتوں کو ہٹاتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو، وہ لکھتے رہتے ہیں۔ روایت میں وارد ہے کہ بندوں کے اعمال لکھنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر انہیں معلوم ہو گا کہ ہمارے اعمال لکھے جاتے ہیں اور ایک برے جمع میں پڑھے جائیں گے تو وہ بہت سی بدیوں سے باز رہیں گے۔ نیز جب بندہ اپنے آقا کی عطا کردہ مہربانی پر بھروسہ کرے تو پھر اس کی خدمت خوف سے نہیں ہوتی بلکہ بخوشی خاطر ہوتی ہے۔ ۴۔ اسرار الحاسبین۔

تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کا حساب آنکھ کے ایک بار جھپکنے میں کر لے گا۔

اور الاعتقادات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اعمال کا حساب لیتے وقت اولین اور آخرین میں ایک ہی دفعہ خطاب فرمائیں گے۔ اور ایک ہی دفعہ ہر شخص کا قصہ سن لیں گے، حالانکہ ہر شخص خیال کرتا ہو گا کہ اس وقت مجھ سے ہی خطاب ہو رہا ہے کسی دوسرے سے نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کا ایک سے خطاب کرنا اس بات سے مشغول نہیں کر سکتا کہ دوسرے کی ذمہ داری یا دوسرے سے خطاب نہ فرمائے۔ پس دنیا میں جس کو گھڑی (ساعت) کہتے ہیں۔ اس کے نصف وقت میں اولین اور آخرین سب کا حساب چکائے گا۔ ۵۔ عذابا من فوقکم۔ تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر ہے کہ اس سے ایسا عذاب مراد ہے جیسا کہ قوم لوط اور اصحاب فیل پر آسمان سے بھرا ہوا اور تفسیر قرآنی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانی عذاب دھواں اور آگ ہے۔ اور پاؤں کے نیچے والے عذاب سے مراد پاؤں کا دھنس جانا ہے۔ اور یلبسکم شیعا سے مراد دین میں اختلاف اور ایک کا دوسرے کو طعنہ زنی کرنا ہے۔ اور یدین بعضکم باس بعض کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا۔ اور یہ سب کچھ اہل قبلہ

یعنی ایک ہی تہذیب والے والوں میں ہو گا۔

۱۔ اور خداوند تعالیٰ سے نہیں۔ اور خداوند تعالیٰ کا ایک سے خطاب کرنا اس بات سے مشغول نہیں کر سکتا کہ دوسرے کی ذمہ داری یا دوسرے سے خطاب نہ فرمائے۔ پس دنیا میں جس کو گھڑی (ساعت) کہتے ہیں۔ اس کے نصف وقت میں اولین اور آخرین سب کا حساب چکائے گا۔ ۲۔ عذابا من فوقکم۔ تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر ہے کہ اس سے ایسا عذاب مراد ہے جیسا کہ قوم لوط اور اصحاب فیل پر آسمان سے بھرا ہوا اور تفسیر قرآنی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمانی عذاب دھواں اور آگ ہے۔ اور پاؤں کے نیچے والے عذاب سے مراد پاؤں کا دھنس جانا ہے۔ اور یلبسکم شیعا سے مراد دین میں اختلاف اور ایک کا دوسرے کو طعنہ زنی کرنا ہے۔ اور یدین بعضکم باس بعض کا مطلب یہ ہے کہ تم میں سے ایک دوسرے کو قتل کرے گا۔ اور یہ سب کچھ اہل قبلہ

أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ ۖ اُنْظُرْ كَيْفَ

یا تمہیں گروہ گروہ ملا دے۔ اور تم میں سے ایک کی سختی کا مزہ دوسرے کو چکھائے۔ دیکھو تو تم کس طرح

نُصِرْفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ ۖ وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ

نشانوں کو پھیرتے ہیں، تاکہ وہ سمجھ جائیں۔ اور تمہاری قوم نے اس کو جھٹلایا۔ حالانکہ وہ

الْحَقُّ ۚ قُلْ لَسْتُ عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ۖ لِكُلِّ نَبِيٍّ مَّسْتَقَرٌّ وَسَوْفَ

حق ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں تم پر وکیل نہیں ہوں۔ ہر نبی کا ایک وقت مقرر ہے۔ اور عنقریب

تَعْلَمُونَ ۖ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ

تم جان لو گے۔ اور جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیات میں (بے فائدہ) بحث کرتے ہیں۔ تو ان سے

عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ

روگردانی کرو۔ یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں۔ اور اگر تجھے شیطان ترک کرادے

الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرِى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۖ وَمَا

تو یاد کرنے کے بعد ظالم لوگوں کے ساتھ ست بیٹھو۔ اور جو

عَلَى الَّذِينَ يَتَّقُونَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَيْءٍ وَلَكِنْ ذِكْرِى

لوگ پر ہیز کرتے ہیں ان پر ایسے لوگوں کے حساب کی کچھ ذمہ داری نہیں۔ لیکن یاد (دلاتے رہیں)

لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ۖ وَذَرِ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَعِبًا وَلَهُوَ

تاکہ وہ بچے رہیں۔ اور تو ان لوگوں کو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو خیل اور گود بنا رکھا ہے۔

وَعَرَّتْهُمْ الْحَيَوةُ الدُّنْيَا وَذَكَّرَبَهُ أَنْ تَبْسَلَ نَفْسٌ بِمَا

اور انہیں دنیا کی زندگی گمانی نے دھوکا دیا ہے اور اس (قرآن) کے ذریعہ نصیحت کر (ایسا نہ ہو) کہ نفس اسکی وجہ سے جو

كَسَبَتْ ۚ لَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ ۚ وَإِنْ

اس نے کیا ہے۔ ہلاکت میں پڑ جائے (پھر) اللہ تعالیٰ کے سوا نہ تو کوئی اس کا سرپرست ہوگا اور نہ سفارشی۔ اور

تَعْدِلُ كُلُّ عَدْلٍ لَا يُؤْخَذُ مِنْهَا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أُبْسِلُوا بِمَا

اگر وہ (نفس) ہر طرح کا بدلہ دینا چاہے گا اس سے قبول نہ کیا جائیگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے کی وجہ سے گرفتار

كَسَبُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ بِمَا كَانُوا

ہو گئے۔ ان کیلئے کھولتا ہوا گرم پانی پینے کو، اور دردناک عذاب ہوگا۔ بوجہ اس کے جو وہ

۱۵ فلا تقعد بعد الذکری :-

تفسیر صفائی ۱۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت مسلمانوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم کیا کریں اگر مشرکوں کے مذاق اڑانے کے وقت اٹھ جائیں اور ان کو چھوڑ جائیں تو لازم ہے کہ نہ مسجد الحرام میں جا کر کبھی بیٹھ سکیں اور نہ بیت اللہ الحرام کا جا کر کبھی طواف کریں۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: وما علی الذین یتقون من حسابهم من شیء ولا کن ذکری لعلهم یتقون۔

اور تفسیر قمی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ اس مجلس میں ہرگز نہ بیٹھے جس میں امام کو (نقود باللہ) گالیاں دی جاتی ہوں، یا کسی مسلمان کی غیبت کی جاتی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: واذا رايت الذین... الخ آپ نے یہ ساری آیت تلاوت فرمائی۔

اور علی الشرائع میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے کہ تم جس کے ساتھ چاہو اپنی مرضی سے نشست و برخاست کرو۔ کیونکہ خدا نے فرمایا ہے: واذا رايت الذین... الخ۔ آپ نے یہ ساری آیت تلاوت فرمائی ۛ

تفسیر صفائی مکتبہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی قول کی مانند ہے جو اس نے فرمایا ہن الملائکۃ الیوم للہ الواحد القہار۔ (آج کے دن سلطنت کس کی ہے صرف خدا کے واحد اور قہار کی)۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ حضور نور کا ایک نور سنگھا ہے جسے اسرائیل منہ میں لئے ہوئے ہیں اور جب حکم خدا ہوگا اسے جیونک دیں گے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس نور سنگھے میں کل انسانوں کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں جس میں ہر انسان کی روح ہے۔ اور وہ سوراخ کچھ کھلے کھلے ہیں اور کچھ تنگ ہیں۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ جو سوراخ اوپر کی طرف ہیں وہ تنگ ہیں اور نیچے والے کھلے کھلے یا اس کے برعکس ہے۔

تفسیر صفائی مکتبہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان زجاج سے نقل کیا ہے کہ علم الانساب کے

جانتے والوں میں اس امر میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا۔ زجاج کا یہ قول ہمارے علماء کے اس قول کی تائید کرتا ہے کہ آنحضرت ابراہیم علیہ السلام کا یا تو نانا تھا یا چچا (زیادہ

روایات چچا ہی بتاتی ہیں) اور علماء کرام کے نزدیک یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ اجداد حضرت آدمؑ کے سب توحید کے ماننے والے تھے۔ اور ایک گروہ نے

اس پر اجماع کیا ہے اور ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پیش کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ہمیشہ مجھے یا کثرہ اصلا میں رکھتا آیا۔ اور یا کثرہ یموں میں منتقل کرتا آیا۔ تاہنکہ مجھے تمہارے

اس زمانہ میں ظاہر کیا۔ مجھے جاہلیت کی کسی ناپاکی سے ملوث نہیں کیا گیا۔ اگر آپ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی کافر ہوتا تو آپ اپنی یہ صفت بیان نہ فرماتے۔ اور ان سب کو یا کثرہ قرار دیتے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ انما المشرکون نجس۔

آنحضرت روزانہ فاضل بولنی لفظ ہے۔ اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا ہے۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں لکھتے ہیں: کان اسم ابیہ تارخ کہ حضرت ابراہیمؑ کے باپ کا نام تارخ تھا۔

منتخب اللغات جلد ۲ پر ہے :- اہل توارخ گفہ اند کہ آذرتم ابراہیمؑ است و نام پدرش تارخ است۔ و در عرب بسیار است کہ ہم را پدر گویند و احتمال دارد کہ اب و در قرآن بمعنی عم باشد بنابرین قول اہل تارخ مخالفت نص کتاب نیست۔ اور پھر فرماتے ہیں: یفتح پدر ابراہیمؑ بقول تارخ و ابراہیمؑ است مولانا شرف الدین علی در ظفر نامہ بخانی معجم تصحیح نمودہ و گفہ کہ تارخ از تارخ ماخوذ است و صحیح بجائے مہلا است۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ یا تارخ تھا۔ اور آذر آپ کا چچا تھا کہ باپ۔ تو ریت میں بھی آپ کے والد کا نام تارخ ہی بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۳۱۔ جس میں لکھا ہے کہ تارخ سے ابراہیم پیدا ہوا۔ عرب کے نسب نامہ بھی اس پر متفق ہیں۔ اور زرقانی نے بھی اسکی تائید کی ہے۔ قرآن بھی تائید کرتا ہے کہ اب چچا کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: قالوا لعبد الہک والہ آبائک ابراہیم واسمعیل واسحق۔ کہ ہم تیرے معبود اور تیرے آباؤ ابراہیمؑ

نہا اور انبیاء اور اسامی کے معبود کی عبادت کرتے ہیں۔ اسماعیلی، یعقوب کے توارخ تھے۔ یحییٰ انبیاء کے چچا تھے۔ ان کو بھی آباؤ اجداد میں شامل کر لیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی (زائد بر ص ۱۲۸)

یُکْفِرُونَ ۚ قُلْ اَنْدَعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا

کفر کرتے تھے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا ہم اللہ تعالیٰ کے سوا ان کو پکارتیں جو ہم کو نہ نفع پہنچائیں۔ اور

يَضُرُّنَا وَنُرَدُّ عَلَىٰ اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ ۚ كَالَّذِي

نقصان دیں۔ اور بعد اسکے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت کر چکا، ہم اپنی ایڑیوں پر پھر جائیں، ایسے شخص کی طرح

اَسْتَهْوٰتُهُ الشَّيْطٰنُ فِي الْاَرْضِ حَيْرَانَ ۚ لَهُ اَصْحٰبٌ

جسے شیطانوں نے زمین میں راستہ بھلا کر حیران چھوڑ دیا ہو۔ اس کے چھ ساتھی ہوں، وہ

يَدْعُوْنَهُ اِلٰى الْهُدٰى اُتَيْنَا ۚ قُلْ اِنَّ هٰدِيَ اللّٰهُ هُوَ الْهُدٰى

آہے "ہم سے یاس آ" کہہ کر راستہ کی طرف بلاتے ہوں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا راستہ (اٹلی) راستہ ہے

وَاَمْرًا لِّنُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۱ وَ اَنْ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ

اور میں حکم دیا گیا ہے کہ ہم جہان سے رزق گزار کے فرمانبردار رہیں۔ اور یہ کہ تم نماز قائم کرو۔ اور

وَاتَّقُوْهُ ۚ وَهُوَ الَّذِي اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝۱۲ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ

اس (خدا) سے ڈرو اور وہ وہی ہے جس کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ اور وہ وہی ہے جس نے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بِالْحَقِّ وَيَوْمَ يَقُوْلُ كُنْ فَيَكُوْنُ ۚ قَوْلُهُ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اور جس دن وہ کہے گا "ہو جا" تو وہ ہو جائے گا۔ اس کا قول

اَلْحَقُّ ۚ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةُ

سچ ہے۔ اور جس دن زندگیاں پھونکا جائیں گی اس دن حکومت اسی کی ہوگی۔ وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱۳ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لٰبِيْہٖ اَزْرًا اَتَّخِذُ

اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبر رکھنے والا ہے۔ اور وہ وقت یاد کرو، جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے چچا آذر کو کہا کہ کیا تم

اَصْنَا مَا اِلٰهَةٌ اِنِّیْ اَرٰکَ وَقَوْمُکَ فِی ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۴ وَكَذٰلِكَ

بتوں کو معبود بناتے ہو۔ یقیناً میں تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔ اور اس طرح

نَرٰی اِبْرٰهِيْمَ مَلِكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَیْکُوْنَ مِنَ

ہم ابراہیمؑ کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی دکھلاتے رہے۔ تاکہ وہ یقین کرے والوں میں

الْمُوقِنِيْنَ ۝۱۵ فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْہِ الْیَلُ رَا کَوْکَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ

سے ہو جائیں۔ پھر جب اس پر رات چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا۔ کہنے لگا کیا، یہ میرا رب ہے؟

منزل

قول اہل تارخ مخالفت نص کتاب نیست۔ اور پھر فرماتے ہیں: یفتح پدر ابراہیمؑ بقول تارخ و ابراہیمؑ است مولانا شرف الدین علی در ظفر نامہ بخانی معجم تصحیح نمودہ و گفہ کہ تارخ از تارخ ماخوذ است و صحیح بجائے مہلا است۔ ثابت ہوا کہ حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ یا تارخ تھا۔ اور آذر آپ کا چچا تھا کہ باپ۔ تو ریت میں بھی آپ کے والد کا نام تارخ ہی بیان کیا گیا ہے۔ دیکھو کتاب پیدائش باب ۱۱ آیت ۳۱۔ جس میں لکھا ہے کہ تارخ سے ابراہیم پیدا ہوا۔ عرب کے نسب نامہ بھی اس پر متفق ہیں۔ اور زرقانی نے بھی اسکی تائید کی ہے۔ قرآن بھی تائید کرتا ہے کہ اب چچا کو بھی کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے: قالوا لعبد الہک والہ آبائک ابراہیم واسمعیل واسحق۔ کہ ہم تیرے معبود اور تیرے آباؤ ابراہیمؑ

اپنی کتاب درج منفردی الآباء الشریفہ میں آیات قرآنی تعلیمات فی السجود اور انہا المشکوكون نجس اور حدیث لم ازل انقل فی اصلاہ الطاہرۃ الی ارحام الطاہرات پر بحث کرتے ہوئے امام فخر الدین رازی کی اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں اور لکھتے ہیں :-
حینئذ یحب القطع بان والد ابراہیم ما کان من الکھنن انما کان ذاک عمدہ (الی ان قال) بذلک یثبت ان والد ابراہیم ما کان من عبدة الاوثان وانا آذر لم یکن والدہ بل کان عمدہ۔

اب یہ امر بالکل قطعی اور یقینی ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا فرض نہیں تھے۔ اور آیت قرآنی میں جس کو باپ کہا گیا ہے لا محالہ آپ کا چچا تھا۔ اور اس دلیل سے ثابت ہوا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کسی طرح بتوں کے پرستار نہیں ہو سکتے۔ اور تحقیق صحیح یہ ہے کہ آذر حضرت ابراہیم کا باپ نہیں بلکہ چچا تھا۔ پھر علامہ سیوطی فرماتے ہیں :- رہا آذر کا معاملہ اس بارہ میں سب سے زیادہ صحیح اور مستحکم بات جیسا کہ امام رازی نے بیان کیا ہے یہ ہے کہ وہ حضرت ابراہیم کا چچا تھا باپ نہ تھا۔ اور اس مسلک کی طرف سلف صالحین کی ایک جماعت نے سبقت لی ہے۔ چنانچہ بیت سندوں کے ساتھ ابن عباسؓ، مجاہدؓ ابن جریجؓ اور سدی کی روایات ہم تک پہنچی ہیں جن میں بالاتفاق ان حضرت کا بیان ہے کہ آذر حضرت ابراہیم بن تارخ کا باپ نہ تھا۔ اس کے علاوہ تفسیر ابن المنذر میں مجاہد کا ایک ایسی حدیث ملی ہے جس میں یہ تصریح موجود ہے کہ وہ آپ کا چچا تھا۔ بحر العلوم مولانا عبد العلّٰی نے بھی فوائد الرحمت شرح مسلم الثبوت میں اس کی تائید کی ہے۔

(البرہان شیعان ۳۵۵، ص ۵۷، حاشیہ ۱)

(حاشیہ صفحہ ۱۱۷۱)

۱۱ ایہا نھم بظلمہ۔

تفسیر قشیری ۱۵۹، ۱۶۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان ابن مسعود سے روایت ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس وقت لوگوں کو بہت گراں گزری انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں سے کون ایسا ہے جس نے اپنے نفس پر ظلم نہیں کیا؟ آپؐ نے فرمایا: اس کا یہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھتے ہو، بلکہ اس کا مطلب شرک ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ کا ایک نیک بندہ (حضرت لقمان کی طرف اشارہ ہے) کہتا ہے: یا بقی لا تشکوا باللہ ان الشوک لظلم

عظیہ کہ لے میرے بیٹے کسی کو خدا کا شریک نہ کر۔ بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔ تفسیر قشیری میں ہے کہ کسی نے یہ آیت پڑھ کر دریافت کیا کہ آیا زنا بھی اس ظلم میں داخل ہے؟ فرمایا کہ میں اس سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ مگر اس آیت میں جو ظلم کے معنی ہیں ان میں زنا داخل نہیں ہے۔ لیکن وہ ایک گناہ ہے جس سے بندہ جس وقت توبہ کر لے، اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما لیتا ہے۔

فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أَحِبُّ الْآفِلِينَ ﴿۶﴾ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِعًا

پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگا میں غروب ہو جانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب اس نے چاند کو چمکتے ہوئے دیکھا

قَالَ هَذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِنْ لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ

کہنے لگا کیا، یہ میرا رب ہے؟ پھر جب وہ غروب ہو گیا تو کہنے لگا کہ اگر میرے رب نے مجھے ہدایت نہ دی ہو تو میں ضرور گمراہ ہوں

مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ﴿۷﴾ فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِعَةً قَالَ هَذَا

کی قوم میں سے ہوجاتا۔ پھر جب اس نے سورج کو چمکتے ہوئے دیکھا کہنے لگا کیا، یہ میرا رب ہے؟

رَبِّي هَذَا أَكْبَرُ فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا

یہ سب سے بڑا ہے۔ پھر جب وہ غروب ہو گیا، کہنے لگا اے میری قوم یقیناً میں ان چیزوں سے بری ہوں

تَشْرِكُونَ ﴿۸﴾ إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

جنکو تم (خدا کا) شریک قرار دیتے ہو۔ یقیناً میں نے اپنا چہرہ اس (کی اطاعت) کی طرف کیا ہوا ہے جس نے آسمانوں اور زمین

حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿۹﴾ وَحَاجَّةٌ قَوْمُهُ قَالَ

کو پیدا کیا۔ میں راہ حق پر ہوں، اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔ اور اسی قوم نے اس سے جھگڑا کیا۔ اس نے کہا

أَتَحَاجُّونِي فِي اللَّهِ وَقَدْ هَدَانِ وَلَا أَخَافُ مَا تُشْرِكُونَ

کہ کیا تم میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو، حالانکہ اس نے مجھے استہدایا ہے۔ اور میں ان سے نہیں ڈرتا، جنہیں تم

يَهْ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ رَبِّي شَيْئًا وَسِعَ رَبِّي كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا

اس کے ساتھ شریک بناتے ہو سو اے اس کے میرا رب جو کچھ چاہے۔ میرے رب کا علم ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔

أَفَلَا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۱۰﴾ وَكَيْفَ أَخَافُ مَا أَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُونَ

پھر کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور جن کو تم خدا کا شریک ٹھہرتے ہو میں ان سے کیوں ڈروں۔ اور تم نہیں ڈرتے

أَنْتُمْ أَشْرَكْتُمْ بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزَلْ بِهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا فَأَنتُمْ

کہ تم نے خدا کے ساتھ ایسی چیزوں کو شریک ٹھہرایا ہے، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے تم پر کوئی سند نہیں اتاری۔ پھر اگر تم

الْفَرِيقَيْنِ أَحَقُّ بِالْأَمْنِ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۱﴾ الَّذِينَ آمَنُوا

سمجھو تو بتاؤ کہ دونوں فرقوں میں سے کون امن کیساتھ رہنے کا زیادہ حق دار ہے۔ (یاد رکھو کہ) وہ لوگ جو ایمان لائے

وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ

اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم سے آلودہ نہیں کیا ہے۔ انہی لوگوں کے لئے امن ہے۔ اور یہی

منزل ۶

فَهْتَدُونَ ﴿٨٧﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ

ہدایت یافتہ ہیں۔ اور یہ ہماری حجت تھی جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر (غالب کرنے کیلئے) دی تھی۔ ہم جس کے

دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٨﴾ وَهَبْنَا لَهُ

جہانستے ہیں درجے بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار بڑا حکمت والا سب کچھ جانتے والا ہے۔ اور ہم نے اسے (ابراہیم کو)

إِسْمَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِن قَبْلُ وَمِن

اسحاق (بیٹا)، اور یعقوب (پوتا)، عطا کیا۔ ہم نے ہر ایک کو راستہ دکھایا۔ اور نوح کو پہلے سے ہی راستہ دکھایا۔ اور اس (ابراہیم کو)

ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَ

کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو (بھی) راستہ دکھایا۔

هَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿٨٩﴾ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَىٰ وَ

اور ہم یہی کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ علیہ السلام اور

عِيسَىٰ وَإِلْيَاسَ كُلًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿٩٠﴾ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ

الیاس کو (بھی) راستہ دکھایا۔ یہ سب صالحین میں سے تھے۔ اور اسماعیل اور ابراہیم علیہ السلام

وَيُوسُفَ وَلُوطًا كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿٩١﴾ وَمِن آبَائِهِمْ

اور یوسف اور لوط کو (بھی) راستہ دکھایا) اور ہر ایک کو ہم نے تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ اور ان کے باپوں میں سے

وَذُرِّيَّتِهِمْ وَإِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ إِلَى صِرَاطٍ

اور انکی اولادوں اور ان کے بھائیوں میں سے (بعض کو فضیلت دی) اور ہم نے ان (انبیاء) کو چن لیا اور انہیں سیدھا راہ

مُسْتَقِيمٌ ﴿٩٢﴾ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهْدِي بِهِ مَن يَشَاءُ مِّن

دکھانے رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھاتا ہے، وہ جسے اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے راستہ دکھائے رکھتا

عِبَادِهِ وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾ أُولَٰئِكَ

ہے۔ اور اگر اس کے بندوں نے شرک کیا ہوتا تو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے سب ضائع ہو جاتا۔ یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ فَإِن يَكْفُرْ بِهَا

جنہیں ہم نے کتاب اور حکم اور نبوت عطا کی۔ پس اگر یہ (کفار) ان چیزوں کا انکار

هُؤُلَاءِ فَقَدْ وَكَلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّا يَسُوءُ بِهَا كَافِرِينَ ﴿٩٤﴾ أُولَٰئِكَ

کیوں۔ تو ہم نے یہ ان لوگوں کے سپرد کی ہیں جو ان کا انکار کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں

۱۷۸

تفسیر قتانی ص ۱۵۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) کا نسب قرآن مجید میں بیٹی کی طرف سے ابراہیم علیہ السلام سے ملا دیا ہے۔ پھر انھوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور عیون اخبار الرضا میں ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے ہارون الرشید کو اس مسئلہ کا جواب اسی آیت سے دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذریت انبیاء میں حضرت مریم کی جہت سے ہی شامل کیا۔ اسی طرح ہمیں بھی ریت انبیاء میں ہماری والدہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی جہت سے شامل کیا ہے۔

کتبتے ہیں کہ آپ حضرت الیاس کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیسع حضرت الیاس یا حضرت خضر کا ہی نام ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت الیسع خشکی پر۔ اور دونوں ہر شب سد سکندری پر ملاقات کرتے ہیں۔ یا حضرت الیاس اور حضرت الیسع ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے ہیں، اور زمزم پیٹتے ہیں، محض جعلی ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں۔ (لفات القرآن لعمانی جلد ۲ ص ۲۷۷)

الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ فِيهِدُهُمْ اِقْتِدَا قُلْ لَا اَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

جنہیں اللہ تعالیٰ نے راستہ دکھایا ہے۔ پس تم بھی انہی کے راستے کی پیروی کرو۔ کہہ دو کہ میں اس پر تم سے

اَجْرًا اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِيْنَ ۝۹۰ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ

کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ تو جہانوں کیلئے ایک نصیحت ہے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ

قَدْرَةً اِذْ قَالُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ۚ قُلْ مَنْ

اسکی قدر کا حق تھا اسلئے جبکہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان پر کوئی چیز نازل نہیں کی۔ کہہ دو کہ وہ

اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَاءَ بِهٖ مُّوْسٰى نُورًا وَهَدٰى لِّلنَّاسِ

کتاب کس نے نازل کی تھی جسے موسیٰ لے کر آیا۔ جو کل آدمیوں کے لئے نور اور ہدایت تھی۔

تَجْعَلُوْنَ قَرَاطِيْسَ تُبَدِّلُوْنَهَا وَتُخَفُّوْنَ كَثِيْرًا ۚ وَعِلْمُكُمْ مَا

تم اسے ورق ورق کرتے ہو جنہیں تم غلام کرتے ہو۔ اور بہت زیادہ کو تم چھپاتے ہو۔ اور جنہیں وہ کچھ سکھایا گیا

لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ تَعَزَّزَهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ

جسے نہ تم اور نہ تمہارے باپ دادا جانتے تھے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پھر تو انہیں چھوڑ دے وہ اپنی بجھتی

يَلْعَبُوْنَ ۝۹۱ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنَاهُ مُبْرَكًا مُّصَدِّقٌ لِّلَّذِيْ بَيْنَ

میں کھیلنے رہیں۔ اور یہ کتاب ہم نے برکت والی نازل کی ہے۔ جو کچھ ان کے پاس ہے اس کی تصدیق

يَدٰىهِ وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا ۚ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ

کرتی ہے۔ تاکہ تم مکر والوں اور اُس کے اندر گرد والوں کو ڈراؤ۔ اور جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے

بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰی صَلٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝۹۲ وَمَنْ

ہیں۔ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اور وہ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور اس سے زیادہ

اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى عَلٰی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحٰی اِلٰی وَلَمْ يُوْحَ

ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ مورت بہتان تراشا اسے یا اُس نے کہا کہ میری طرف وحی کی گئی ہے حالانکہ اسکی

اِلَيْهِ شَيْءٌ ۚ وَمَنْ قَالَ سَاَنْزِلُ مِثْلَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰى

طرف مجھ بھی وحی نہیں کی گئی، اور جس نے کہا حقیر میں بھی ایسا ہی (کلام) نازل کروں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ اور (اے رسول) کاوش تو

اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْا اَيْدِيَهُمْ

اس وقت دیکھے جبکہ ظالموں نے موت کی سختیوں میں (گرفتار) ہوں گے۔ اور فرشتے ہاتھ بڑھائے ہوئے (کہیں گے)

نازل

تفسیر تفسیر ۱۷۹ پر بحوالہ مقبول الشرائع امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عقلمند مومنوں

کے لئے پیروی کرنے سے زیادہ محفوظ کوئی

راستہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اُس کی راہ

کھلی ہے اور منزل مقصود صحیح۔ اس لئے کہ

خداوند تعالیٰ اپنے افضل مخلوق محمد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے :

اولئک الذین ہدی اللہ فیہدھم اقتدا ۱۷۹۔

(ترجمہ میں دیکھو)۔ پس اگر خدا کے دین کیلئے کوئی

اور راستہ اقتدام (پیروی) سے بہتر ہوتا تو خدا تعالیٰ

اپنے انبیاء اور اولیاء کو اسی کے اختیار کی تاکید فرماتا۔

تفسیر تفسیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

منقول ہے کہ سب سے بہتر ہدایت انبیاء کی ہدایت

ہے۔

اور نبیج البلاغ میں جناب امیر المؤمنین علیہ

السلام سے منقول ہے کہ تم اپنے نبی کی ہدایت کی پیروی

کرو کہ وہ سب ہدایتوں سے افضل ہے :

۱۷۹ حق قد ۱۷۹۔

تفسیر تفسیر ۱۷۹ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں

کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا جیسا کہ اُس کے

پہچاننے کا حق ہے۔ اور اُس کی ایسی عظمت کی

جیسا کہ اُسکی عظمت کرنے کا حق ہے۔ اور اُسکا وصف

اس طرح بیان کیا جسکا وہ اپنے بندوں پر لطف اور رحم

کرنے کے سبب سے اہل ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

خدا کا وصف بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اور اُس کا وصف

کیونکہ بیان ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ خود اپنی کتاب میں

فرماتا ہے : وما قدرنا اللہ حق قدرہ۔ پس جس قدر

بھی اُس کا وصف بیان کیا جائے گا اُس سے وہ اعظم

ثابت ہوگا۔

مترجم ۱۷۹۔ امیر المومنین جناب امیر المؤمنین علیہ

السلام نے جو صفات باری تعالیٰ کے سمجھنے کے متعلق

ایک خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اُسکے چند فقرے نقل کرتا ہوں

سبحان اللہ! اس خطبہ میں آپ نے توحید اور معرفت اللہ

تعالیٰ کے دریا بہا دیئے ہیں، فرماتے ہیں :-

اول الدین معرفتہ وکمال معرفتہ التصدیق

بہ وکمال تصدیقہ توحیدہ وکمال توحیدہ الاخلاص

کمال تصدیق وجود خدا اور کمال تصدیق حقیقت ہے کہ اس کی توحید کا صحیح عقیدہ حاصل ہو۔ اور کوئی شائبہ شرک کا اُس میں نہ پایا جائے۔ پس کمال توحید اخلاص فی التوحید ہے۔ اور کمال اخلاص توحید

نفی الصفات ہے۔ کیونکہ ہر صفت اور موصوف میں تغایر ہوتا ہے۔ اور ہر صفت شہادت دیتی ہے کہ وہ غیر موصوف ہے۔ اور ہر موصوف شہادت دیتا ہے کہ وہ غیر صفت ہے۔ پس اگر خدا کو

صفت اور موصوف کا مجموعہ سمجھا جائے تو مرکب ہوا۔ پس توحید زحمت ہوئی، وہ ذات و صفات کا مرکب مجموعہ نہیں ہے بلکہ اُسکی تمام صفات عین ذات ہیں۔ وہ ذات بسیط اور مجرد مطلق ہے۔

اس میں کسی قسم کی ترکیب و تجزیہ نہیں ہے۔ آگے ہے :- فمن وصف اللہ سبحنہ فقد ثناء ومن ثناء فقد جزاء ومن جزاء فقد جہلہ۔ یعنی جس نے خدا کی

صفتوں کو اُسکی ذات پر زائد جانا اور ذات و صفات کا مرکب مجموعہ خیال کیا۔ اُس نے خدا کے وعدہ لا شریک کے ساتھ ایک اور چیز ملا دی اور شامل کر دی۔ اور جس نے اس طرح اُسکے ساتھ ایک

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۹ (۱۸۹) سابقہ
وہ معرفت خدا سے جاہل ہے۔
یہ خطبہ جو معرفت باری تعالیٰ سے برتر ہے،
بہت طویل ہے۔ یہاں اتنا ہی کافی ہے۔
۱۸۹ صہن اختیاری :-

تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی،
امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ یہ آیت ابن ابی سرح کے بارے میں
نازل ہوئی۔ یہ وہ شخص ہے جسے حضرت عثمان رضی
نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا۔ اور فتح مکہ کے دن آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن لوگوں کا خون مباح قرار
دیا تھا، یہ بھی ان میں سے ایک تھا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ
کاتب تھا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ات اللہ
عزیز حکیمہ نازل ہوتا تو یہ ان اللہ علیہ حکیم
لکھ دیتا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ اسے چھوڑ دے۔
کیونکہ بیشک اللہ تعالیٰ علیہ حکیم ہے۔ جو
کچھ رسول اللہ اس کو بتاتے وہ منافقوں کو
بتا دیا کرتا۔

۱۸۹ اور تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ عبداللہ بن سعد
بن ابی سرح حضرت عثمان کا رضاعی بھائی
تھا۔ اسلام لا کر مدینہ آیا۔ وہ بڑا خوش خلق تھا، جب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی آپ اسے بلا بھیجے
اور جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لکھواتے، لکھتا جاتا۔ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم بصرہ، وہ لکھتا سمیع علیہ اور
جب آپ فرماتے واللہ بہا یعملون حبیب۔ تو وہ
حبیب کی بجائے بصیر لکھ دیتا۔ اور تار اور پار میں
فرق کر دیتا۔ حالانکہ رسول اللہ فرماتے کہ وہ ایک
ہی ہے۔ پھر وہ مرتد ہو کر کافر ہو گیا۔ اور مکہ چلا گیا
اور قریش کو کہنے لگا کہ خدا کی قسم! محمدؐ نہیں جانتا کہ وہ
کیا لکھتا ہے۔ جس طرح وہ کہتا ہے میں بھی ویسا ہی
کہتا ہوں تو وہ اس پر انکار نہیں کرتا۔ پس جس طرح
اس پر نازل ہوتا ہے میں بھی نازل کرتا ہوں۔ اس
پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب فتح مکہ ہوئی
تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے قتل کا
حکم دے دیا۔

۱۸۹ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جو شخص (جناب اللہ) امام نہ ہو، اور پھر راست کا
دعویٰ کرے۔ وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸۱)

واذا سمعوا

۱۸۰

الانعام ۶

أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمْ الْيَوْمَ بِحُزُونٍ عَذَابُ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ

تم نکالو اپنی جانوں کو۔ آج کے دن تم ذلت کا عذاب اس بدلہ میں دینے جاؤ گے کہ

تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ

اللہ تعالیٰ کے خلاف ناحق باتیں کہہ کرتے تھے۔ اور تم اس کی آیتوں سے تکبر کیا کرتے تھے۔

وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِرَادَىٰ كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَتَرَكْتُمْ مَا

اور یقیناً تم ہمارے پاس کیلئے ہی آئے ہو۔ جیسا کہ ہم نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اور جو کچھ ہم نے تمہیں

خَوَّلْنَكُمْ وَرَأَىٰ ظُهُورِكُمْ وَمَا نَرَىٰ مَعَكُمْ شُفَعَاءَكُمُ الَّذِينَ

دیا تھا وہ تم اپنی پیٹھ کے پیچھے چھوڑ آئے ہو۔ اور تم تمہارے ساتھ تمہارے سفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم

زَعَمْتُمْ أَنَّهُمْ فِيكُمْ شُرَكَاءُ لَقَدْ تَقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَضَلَّ

گمان کرتے تھے کہ وہ بھی تمہاری (پرورش) میں (ہمارے) شریک ہیں یقیناً تمہارا باپ ہی تعلق چھوڑے ہو گیا۔ اور جس چیز کا

عَنْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوَىٰ

تم گمان کرتے تھے، وہی تم سے جاتی رہی۔ بیشک اللہ تعالیٰ دانہ اور گندم کی شکافت کرنے والا ہے۔

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ذَلِكُمُ

وہ مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے، اور زندہ میں سے مردہ کو نکالتے والا ہے۔ وہی تمہارا

اللَّهُ فَإِنِّي تُوفِّكُونَ ۚ فَالِقُ الْأَصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا

اللہ تعالیٰ ہے پھر تم کو ہر ایک جاتے ہو۔ وہ صبح کو بھانڈنے والا ہے۔ اور اس نے رات کو سکون قرار دیا۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ حُسْبَانًا ۚ ذَلِكُمْ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۚ

اور سورج اور چاند کو حساب (کا ذریعہ) وہ غالب بہت علم والے کا اندازہ ہے۔

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ اللَّيْلِ

اور وہی ہے جس نے تمہارے لئے ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور تری کے اندھیروں میں

وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۚ وَهُوَ الَّذِي

راہ یاد۔ یقیناً ہم نے ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اور وہ وہی ہے جس نے

أَنْشَأَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَمُسْتَوْدَعٌ ۚ قَدْ

تمہیں ایک ہی جان سے پیدا کیا۔ پھر ایک قرار کی جگہ سے اور ایک سپردگی کی جگہ یقیناً ہم نے

نزل

۱۸۰ عذاب الہون :- تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی،
کہ اس سے مراد قیامت کے دن کی پیاس ہے۔ ۱۸۰ فیرادی :- تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی،
بنت اسد کے سامنے تلاوت فرمائی تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! خدا کی قسم! آپ نے فرمایا: ہر مہینہ تو انہوں نے عرض کی ہلے میری خرابی خدا کے حضور میں ہر مہینہ
مشورہ ہونا ہوگا۔ پھر انہوں نے خدا تعالیٰ سے عرض کی کہ ان کو ان کے کفن کے ساتھ مشورہ فرمائے۔ یہ دعا قبول ہو گئی۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اپنی اموات
کو اچھا کفن دو۔ کیونکہ تم اپنے اپنے کفنوں میں اٹھائے جاؤ گے۔ ۱۸۱ فمستقر و مستودع :- تفسیر صفائی ص ۱۵۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کمان کو ایمان عاریتاً دیا ہے۔ پھر اگر چاہے گا تو اس کی تکمیل ان پر کرے گا۔ اور اگر چاہے گا تو ان سے سلب کرے گا۔ پس آیت فہستقوا مستودع کا حکم ایسے ہی لوگوں کے بارے میں جاری ہے۔ اور یہی قولیہ کہ فلاں شخص کو ایمان سپرد کر دیا گیا تھا۔ جو اس نے ہمارا نام لے کر جھوٹ بولا تو اس کا ایمان سلب کر لیا گیا۔

قول صاحب تفسیر صافی :- یہاں جو امام علیہ السلام نے فلاں شخص کا لفظ فرمایا ہے اس سے ابو الخطاب محمد بن مقلاص مراد ہے جو غالی تھا۔ جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے ۴

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

۱۷۱ شرکاء الجن :-

تفسیر صافی ص ۱۷۱ پر ہے کہ اس آیت میں جن سے مراد فرشتے ہیں۔ جنکو ان کا فوہل نے خدا کا شریک قرار دے دیا تھا۔ اور ان کی عبادت کیا کرتے تھے، کہ دراصل یہ خدا کی بیٹیاں ہیں مگر چونکہ ان کو ہماری آنکھوں سے پوشیدہ رکھا گیا ہے، اسی سبب سے ان کا نام جن رکھ دیا ہے۔ نیز ان کی شان گھٹانے کے لئے چنانچہ دوسرے مقام پر ہے : وجعلوا بینہ دین الجنۃ نسباً۔ کہ انھوں نے خدا اور جنوں کے درمیان رشتہ قائم کر دیا۔

اور ایک ضعیف روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس آیت میں جنوں سے مراد شیاطین ہیں۔ اس لئے کہ کفار جنوں کی ایسی ہی اطاعت کرتے تھے جیسی کہ خدا کی کی جاتی ہے اور انہی کے بہکانے سے جنوں کو پوجتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ خدا تو خیر کا پیدا کرنے والا ہے اور ابلیس شر کا۔

۱۷۲ یدرک الابصار :-

تفسیر صافی ص ۱۷۲ پر بحوالہ کافی اور التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الابصار سے مراد احاطہ و ہم و خیال ہے۔ کیا تو خداوند تعالیٰ کے اس قول کو نہیں دیکھتا۔ وقد جلتو بصائر من ربکم۔ اس میں آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے۔ آگے فرماتا ہے : فمن ابصر فلنفسہ۔ اس سے آنکھوں کی بینائی مراد نہیں ہے۔ ومن عی فیہا۔ اس میں آنکھوں کا اندھا ہونا مراد نہیں ہے۔ اس سے احاطہ و ہم و خیال مراد ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص فقہ میں بڑی بصیرت رکھتا ہے۔ یا فلاں شخص درہموں کے پہچاننے میں بڑی بصیرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت ایسی نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھا جاسکے۔ اور تفسیر مجمع البیان اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سلیسے لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو رویت باری تعالیٰ کے مشاہد میں اختلاف کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے خدا کی صفات اس شان سے بیان کیں۔ جس طرح سے کہ اس نے خود بھی اپنی ذات کو بیان نہیں کیا تو اس نے خدا پر سب سے بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے : لا تدرك الابصار۔ اور اس میں ابصار سے یہ ظاہری آنکھیں مراد نہیں ہیں بلکہ دل کی آنکھیں مراد ہیں۔ یعنی خیال اور گمان اور وہیم ۵

فَصَلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ ۙ وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ

ان لوگوں کیلئے جو سمجھتے ہیں آیتیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اور وہی ہے جس نے آسمان سے

السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ نَبَاتٍ كُلِّ شَيْءٍ فَأَخْرَجْنَا مِنْهُ خَضِرًا

پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے ہر قسم کی روئیدگی نکالی، پھر ہم نے اس میں سے سبزو نکالا۔

فَخَرَجَ مِنْهُ حَبًّا مُتَرَاكِبًا وَمِنْ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ

ہم اس میں سے جڑے ہوئے دانے نکالتے ہیں۔ اور کھجور کے درخت کے خوشے میں سے لٹکے ہوئے سٹے

دَانِيَةً وَجَنَّتِ مِنْ أَعْنَابٍ وَالزَّيْتُونِ وَالرُّمَّانِ مُشْتَبِهًا

اور انگوروں کے باغات، اور زیتون اور انار (ایک دوسرے سے) ملتے جلتے، اور

وغير متشابه أنظروا إلى ثمره إذا اثمر وبتعه ۙ إِنَّ فِي

(آپس میں) ملتے جلتے (بھی ہم نے پیدا کئے) وہ جب پھل لائیں تو انکے پھل کی طرف دیکھو اور انکے کمنے (کو بھی دیکھو) یقیناً اس میں

ذَلِكُمْ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۙ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ الْجِنِّ

ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے ہیں ضرور بہت نشانیاں ہیں۔ اور انھوں نے جنوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک بٹھرایا ہے

وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوا لَهُ بَنِينَ وَبَنَاتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى

حالانکہ اسی نے انھیں پیدا کیا۔ اور انھوں نے لامعلیٰ میں اس کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراشیں۔ اور اسکی ہر صفت وہ بیان کرتے

عَمَّا يَصِفُونَ ۙ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنَّى يَكُونُ لَهُ

میں وہ ان سے پاک اور بلند ہے۔ وہ آسمانوں اور زمین کا ایجاد کرنے والا ہے۔ اس کا بیٹا کیونکر ہو سکتا ہے

وَلَدٌ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ صَاحِبَةً وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ

حالانکہ اس کی کوئی بیوی نہیں ہے۔ اور اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور وہ ہر چیز کا پورا پورا

عَلِيمٌ ۙ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

جاننے والا ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ تمھارا پروردگار ہے۔ اُسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے۔

فَاعْبُدُوهُ ۙ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۙ لَا تُدْرِكُهُ الْبَصَارُ

پس تم سب اس کی عبادت کرو۔ اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔ اُسے آنکھیں نہیں پاسکتیں۔

وَهُوَ يُدْرِكُ الْبَصَارَ ۙ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۙ قَدْ جَاءَكُمْ

اور وہ آنکھوں کو پا لیتا ہے۔ اور وہ نہایت باریک بین اور پورا خبردار ہے۔ یقیناً تمھارے پاس تمھارے

منزل ۲

شخص فقہ میں بڑی بصیرت رکھتا ہے، یا فلاں شخص درہموں کے پہچاننے میں بڑی بصیرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت ایسی نہیں ہے کہ وہ آنکھ سے دیکھا جاسکے۔ اور تفسیر مجمع

البیان اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سلیسے لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو رویت باری تعالیٰ کے مشاہد میں اختلاف کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا

کہ جس شخص نے خدا کی صفات اس شان سے بیان کیں۔ جس طرح سے کہ اس نے خود بھی اپنی ذات کو بیان نہیں کیا تو اس نے خدا پر سب سے بڑا بہتان باندھا۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے :

لا تدرك الابصار۔ اور اس میں ابصار سے یہ ظاہری آنکھیں مراد نہیں ہیں بلکہ دل کی آنکھیں مراد ہیں۔ یعنی خیال اور گمان اور وہیم ۵

بَصَاصٍ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا

پروردگار کی طرف سے کھلی دلیلیں آئیں گی۔ پس جس نے بصیرت حاصل کی تو اپنی ہی ذات کیلئے کی، اور جو کو دل ہوا تو ضرور اسی پر ہے

وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيظٍ ۝۱۳ وَكَذَلِكَ نَصْرَفُ الْآيَاتِ وَلِيَقُولُوا

اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ اور ہم اسی طرح آیتوں کو پھیرتے ہیں، اور تاکہ یہ کہہ دیں کہ

دَرَسْتَ وَلِنُبَيِّنَهُ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ۝۱۴ اتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ

تو نے پڑھ دیا ہے۔ اور تاکہ ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں ہم کھول کر بیان کر دیں۔ جو کچھ تم پروردگار کی طرف سے تیری طرف

مِنْ رَبِّكَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝۱۵

وحی کیا گیا ہے تو اس کی پیروی کر۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور تو مشرکین سے منہ پھیر لے۔ اور

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكُوا ۝۱۶ وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا وَمَا

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ مشرک نہ کرتے۔ اور ہم نے تجھیں ان پر حفاظت کرنے والا نہیں قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی

أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝۱۷ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

تم ان پر کار ساز ہو۔ اور تم ان کو بھی گالی نہ دو سہ جو اللہ کے سوا کسی دوسرے کو پکارتے

دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدَاوًا بَغِيرَ عِلْمٍ كَذَلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ

پھر وہ بے سمجھے خدا کو زیادتی سے گالیاں بگنے لگیں گے۔ اسی طرح سے ہم نے ہر ایک گروہ کیلئے

عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۸

ان کے عمل کو زینت دی ہے۔ پھر انہی بازگشت ان کے پروردگار کی طرف سے پھر وہ جو کچھ عمل کیا کرتے تھے اُس سے وہ انکو خبر دے گا۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَإِنْ جَاءَتْهُمْ آيَةٌ لِّيَوْمِئِذٍ

اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی تاکید کی قسم کھائی کہ اگر انکی یاں کوئی آیت آئی تو وہ ضرور اس پر ایمان لائیں گے۔ (اے رسول)

بِهَا قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ أَنَّهَا إِذَا جَاءَتْ

کہہ دو کہ سوا اس کے نہیں ہے کہ آیتیں اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور اس نے تم کو کیا شعور کرایا ہے یہ کہ جو آیت (آیت) آئیگی

لَا يُؤْمِنُونَ ۝۱۹ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا

وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے، جیسا کہ وہ پہلی مرتبہ ہی اس

بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۲۰

پہر ایمان نہ لائے تھے۔ اور انھیں انہی کی سرکشی میں سرگردان چھوڑ دیں گے۔

لَا تَسُبُّوا الَّذِينَ

تفسیر صفاتی صلات پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ تم خدا کے دشمنوں کو گالیاں دینے سے بچو جبکہ وہ تمہیں سن رہے ہوں۔ کیونکہ پھر وہ زیادتی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو گالیاں بگنے لگیں گے۔

اور تفسیر غیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تو نے کبھی دیکھا ہے کہ کوئی شخص خدا کو بھی گالیاں دیتا ہے۔ اُس نے کہا کہ نہیں، پھر کس طرح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ فعل کو گالی دی۔ اُس نے گویا خدا کو ہی گالی دی۔

الاعتقادات میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ کسی نے اگر یہ عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ! ہم نے مسجد میں دیکھا کہ فلاں شخص آپ کے دشمنوں پر علی الاعلان سب و لعن کرتا ہے۔ فرمایا کہ اُسے کیا ہو گیا ہے، خدا اُس پر لعنت کرے وہ ہماری آبرو کے درپے ہو رہا ہے۔ حالانکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ... الخ۔

جناب امام جعفر صادق نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ تم انکو برا نہ کہو ورنہ وہ تم کو برا بھیجے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ جو کوئی کسی دوست خدا کو برا کہے تو گویا اُس نے خود خدا کو برا کہا ہے۔

مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ يَتَّبِعُونَ

جو زمین میں ہیں اکثر کا کہنا ان لوگ تو وہ تم کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے جھکا دیں گے۔ وہ تو صرف تمہارے

إِلَّا الظَّنُّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿١١٦﴾ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

یہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور وہ صرف اٹکل پچھو باتیں کرتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار ان کو خوب جاننے

مَنْ يُضِلُّ عَنْ سَبِيلِهِ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿١١٧﴾ فَكُلُوا

والا ہے جو اُسکے راستے سے بھٹکتے ہیں۔ اور وہ ہدایت پانے والے ہو ان کو بھی خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم اللہ تعالیٰ

مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

کی آیتوں پر ایمان رکھنے والے ہو تو اس (ذبحہ) میں سے کھاؤ جس پر کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔

وَمَا لَكُمْ أَلَّا تَأْكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ

اور تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اس (ذبحہ) میں سے نہیں کھاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ حالانکہ ہو کچھ تم پر حرام

لَكُمْ مَا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرَرْتُمْ إِلَيْهِ وَإِنْ كَثُرَ

کیا ہے۔ اُس نے تمہارے لئے تفصیل سے بیان کر دیا ہے سو اُسکے کہ تم اس (حرام) کی طرف مضطر ہو جاؤ۔ اور بہت سے

لَيُضِلُّونَ بِأَهْوَاءِهِمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

اپنی خواہشوں سے بغیر علم کے گمراہ ہو جاتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار نہایت دینی کرنے والوں کو خوب

بِالْمُعْتَدِينَ ﴿١١٩﴾ وَذَرُوا ظَاهِرَ الْإِثْمِ وَبَاطِنَهُ إِنَّ الَّذِينَ

جاننے والا ہے۔ اور تم گناہ کے ظاہر اور باطن کو چھوڑ دو۔ یقیناً وہ لوگ جو

يَكْسِبُونَ الْإِثْمَ سَيُجْزَوْنَ بِمَا كَانُوا يَقْتَرِفُونَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا

گناہ کراتے ہیں۔ عنقریب انہیں اس چیز کا بدلہ دیا جائے گا جو وہ کراتے تھے۔ اور تم

تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَ

اس (ذبحہ) میں سے نہ کھاؤ جس پر کہ اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کیا گیا ہو۔ اور یہ یقیناً نافرمانی ہے۔

إِنَّ الشَّيْطَانَ لِيُوحِيَ إِلَىٰ أَوْلِيَّهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ

اور بیشک شیطان اپنے دوستوں کے کانوں میں پھونکتے رہتے ہیں۔ تاکہ وہ تم سے لڑیں۔ اور اگر

أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ﴿١٢١﴾ أَوْ مَنْ كَانَ مِثْلًا

تم ان کی بات مان لو گے، تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔ کیا وہ شخص جو مسرورہ تھا

لَهُ فَكُلُوا مِمَّا ذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ

تفسیر قتانی ص ۱۶۲ پر ہے کہ یہ حکم ان گمراہوں کی پیروی کی برائی کو ظاہر کرنے والا ہے۔ جو خود بخود حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا لیا کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ جسے تم نے اپنے ہاتھ سے مارا ہے اُسے تو کھا جاتے ہو۔ اور جسے تمہارے پروردگار نے مارا ہے اُسے نہیں کھاتے۔ پس انہی کے جواب کیلئے کہا گیا ہے کہ ذبح کے وقت جس پر خدا کا نام لیا گیا ہے اُسے تو کھاؤ۔ اور جسکے ذبح پر خدا کا نام نہ لیا ہو یا اور اسباب سے مرگیا ہو، اُسے مت کھاؤ۔

۱۱۸ ان کنتم بآیتہ مؤمنین :-

تفسیر قتانی ص ۱۶۲ پر ہے کہ اس شرط لگانے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے حکموں پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ جن چیزوں کو اُس نے حلال قرار دیا ہے۔ ان کو مباح جائیں۔ اور جن چیزوں کو خدا نے حرام بتایا ہے ان چیزوں سے پرہیز کریں۔

۱۱۹ ظاہر الاثم و باطنہ :-

تفسیر قتانی ص ۱۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ ظاہر الاثم سے عام گناہ اور باطنہ نیاں مراد ہیں۔

اور باطنہ سے شرک اور اصول دین کے متعلق، دل کے شکوک :-

۱۲۰ ولا تأکلوا :-

تفسیر قتانی ص ۱۶۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ایک جانور ذبح کیا، اور خدا کا نام نہیں لیا۔ فرمایا کہ اگر وہ بھول گیا تھا تو بیچ میں جب یاد آئے خدا کا نام لے لے۔ اور بھی کہے بس۔ اللہ علی اولہ و آخرہ۔

انہی حضرت علیہ السلام سے یہ بھی سوال کیا گیا تھا کہ ایک شخص ذبح کے وقت سبحان

اللہ، (یا) اللہ اکبر، (یا) لا الہ الا اللہ، (یا) الحمد للہ کہہ لے تو کیا کافی ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں! چونکہ ان سب میں خدا کا نام موجود ہے، کوئی حرج نہیں :-



فَاحْيَيْنَهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَنْ

پس ہم نے اُسے زندہ کیا اور اُس کیلئے ایک نور قرار دیا جسکے ساتھ وہ لوگوں میں جلتا ہے۔ اس شخص کی طرح

مَثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنْهَا كَذَلِكَ زُيِّنَ

ہو سکتا ہے۔ جو اندھیروں میں (بڑا) ہو، جن سے وہ نکل ہی نہ سکے۔ اسی طرح کافروں کیلئے ان

لِلْكَافِرِينَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲﴾ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ

اعمال کو جو وہ کرتے رہے زینت دے دی گئی۔ اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں اس کے برے

اَكْبَرُ جُرْمِهَا لِيَمْكُرُوا فِيهَا وَمَا يَمْكُرُونَ اِلَّا بِأَنْفُسِهِمْ

بڑے مجرموں کو مقرر کر دیا کہ وہ اُس میں چالیں چلیں۔ اور وہ نہیں چالیں چلتے مگر اپنی ہی جانوں کے ساتھ

وَمَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا جَاءَتْهُمْ آيَةٌ قَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ حَتَّىٰ

اور وہ نہیں سمجھتے۔ اور جس وقت اُنکے پاس کوئی آیت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم ہرگز ایمان نہیں

تُؤْتِي مِثْلَ مَا أُوتِيَ رُسُلُ اللّٰهِ ؕ اللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ

لائیں گے جب تک کہ ہم کو ویسا ہی نہ دیا جائے جو اللہ تعالیٰ کے رسولوں کو دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتے والا ہے کہ اپنی

رِسَالَتُهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ اَجْرَمُوا صَغَارٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَ

رسالت کہاں قرار دے گا۔ عنقریب ان لوگوں کو جو جرم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذلت ملے گی۔ اور

عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا كَانُوا يَمْكُرُونَ ﴿۱۴﴾ فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَ

اس وجہ سے کہ وہ مکر کیا کرتے تھے اُن کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ پس جس شخص کی نسبت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے

يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ

کرا سے ہدایت کرے اُسکا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔ اور جس شخص کی نسبت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے توفیق ہدایت

صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَانِمًا يَضَعُ فِي السَّمَاءِ كَذَلِكَ يَجْعَلُ

سلب کرے۔ اُسکا سینہ تنگ اور محسوس کر دیتا ہے کہ وہ گویا کہ وہ آسمان کو چڑھا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اُن

اللّٰهُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۱۵﴾ وَهَذَا صِرَاطُ رَبِّكَ

لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے، پلیدی کو بڑا رہنے دیتا ہے۔ اور تمھارے پروردگار کا یہ راستہ

مُسْتَقِيمٌ اَقَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۶﴾ لَهُمْ

سیدھا ہے۔ جو لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں، اُن کیلئے آئیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔ اُن کیلئے اُنکے

۱۰ ما اوتی رسل اللہ۔ تفسیر صفائی ص ۱۶ پر ہے کہ ابو جہل نے یہ کہا تھا کہ ہم شرف میں اولاد و عہد مناف کے مقابل بنے یہاں تک کہ جب ہم گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں کی مانند ہو گئے۔ اور اولاد و عہد مناف نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں بھی ہے۔ جس کے پاس وحی آتی ہے۔ خدا کی قسم ہم نہ اس بات پر کبھی راضی ہوں گے اور نہ اس نبی کا کبھی اتباع کریں گے جب تک کہ خود ہمارے پاس ویسی ہی وحی نہ آئے جیسی کہ اس کے پاس آتی ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

۱۱ حدیث یجعل رسالتہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۶ پر ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کی تردید میں نازل ہوئی ہے جو اپنے لئے کتاب اور نبوت کے طلب گار تھے۔ اور مطلب اس کا یہ ہے کہ نبوت حسب نسب اور مال پر موقوف نہیں ہے۔ بلکہ وہ فضائل نفسانی پر موقوف ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے مخصوص اور محض فرمادیتا ہے۔ اور اپنی رسالت کے لئے ایسے شخص کو منتخب کرتا ہے جس میں کمال امر کی صلاحیت پاتا ہے اور وہی اس مقام سے زیادہ واقف ہے۔ جہاں رسالت مقرر فرماتا ہے۔

۱۲ یشیٰ ص ۵۵۔

تفسیر صفائی ص ۱۶ پر ہے کہ شرح صدر یعنی سینہ کا کھولنا اس امر کا اشارہ ہے کہ دل کو حق کے قبول کرنے کیلئے مہیا کر دے۔ اور جو چیزیں قبول حق سے روکنے والی ہیں، اُن سے قلب کو صاف کر دے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ کسی نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرح صدر کی بابت سؤل کیا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے، جو اللہ تعالیٰ مومن کے دل میں ڈال دیتا ہے۔ اور اس سے اس کا سینہ کھل جاتا ہے۔ راوی نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اس کی کوئی علامت ہے۔ جس سے کہ وہ پہچان لیا جائے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! دار البقا کی طرف متوجہ ہونا۔ اس دار قریب سے دل پروا شتہ ہونا اور موت کے آنے سے پہلے موت لینے تیار رہنا۔

۱۳ ضیقاً حرجاً۔

تفسیر صفائی ص ۱۶ پر بحوالہ معانی الاخبار۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ ضیق مرہ ہوتا ہے کہ اس میں کوئی ایک ایسا سؤل ہے جس سے کچھ سؤل سے اور دیکھ لے۔ اور جب حرج

بھی ہوا تو وہ ایسا محسوس ہوا کہ اس میں کوئی سوراخ ہی نہیں کہ جس سے کچھ بھی نکلے اور سمجھے۔ اور تفسیر غیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے موسیٰ ابن اسمعٰل سے فرمایا: کہ کیا تم جانتے ہو کہ حرج سے کیا مراد ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے اپنے ہاتھ کی کل انگلیوں کو بند کیا کہ ایسی محسوس شے کی طرح جس میں نہ کوئی چیز داخل ہو سکے اور نہ باہر نکل سکے۔

بھی ہوا تو وہ ایسا محسوس ہوا کہ اس میں کوئی سوراخ ہی نہیں کہ جس سے کچھ بھی نکلے اور سمجھے۔ اور تفسیر غیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے موسیٰ ابن اسمعٰل سے فرمایا: کہ کیا تم جانتے ہو کہ حرج سے کیا مراد ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں آپ نے اپنے ہاتھ کی کل انگلیوں کو بند کیا کہ ایسی محسوس شے کی طرح جس میں نہ کوئی چیز داخل ہو سکے اور نہ باہر نکل سکے۔

دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۲۷﴾

اللہ تعالیٰ کے پاس سلامتی کا گھر ہے۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ ان کا سرپرست ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا يَمْعُشَرُ الْجِنَّ قَدْ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنْ

اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا، (تو فرمائے گا) اے جنوں کے گروہ تم آدمیوں سے زیادہ بڑھ گئے

الْإِنْسِ وَقَالَ أُولِيُّوهُمْ مِّنَ الْإِنْسِ رَبَّنَا اسْتَمِعْ بَعْضُنَا

مقتے۔ اور آدمیوں میں سے ان کے دوست کہیں گے، اے ہمارے بڑے کار بار! ہم میں سے بعض نے بعض

بِبَعْضٍ وَبَلَّغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَلْتَ لَنَا قَالَ النَّارُ مَثَلُكُمْ

کے ذریعہ فائدہ اٹھایا۔ اور ہم اس مدت کو پہنچ گئے جو تو نے ہمارے لئے مقرر کی تھی۔ وہ کہیں گے تمہارا ٹھکانہ (جہنم کی) آگ ہے۔

خُلْدَيْنِ فِيهَا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿۱۲۸﴾

اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یقیناً تمہارا بڑے کار بار بہت حکمت والا بڑا جاننے والا ہے۔

وَكَذَلِكَ نُؤَلِّيُ بَعْضَ الظَّالِمِينَ بَعْضًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۲۹﴾

اور اسی طرح ہم بعض ظالموں کو ان (اعمال) کی وجہ سے جو وہ کمایا کرتے تھے لے بعض کے سپرد کر دیتے ہیں۔

يَمْعُشَرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقْصُونَ

اے جنوں اور انسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول نہیں آئے تھے لے جو تم پر ہماری آیتیں

عَلَيْكُمْ آتَيْنَا وَيُنذِرُوكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا قَالُوا شَهِدْنَا

بیان کرتے تھے، اور آج کے دن کی ملاقات سے ڈرایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم اپنی ذات کے خلاف

عَلَى أَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمْ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَشَهِدُوا عَلَى

خود ہی گواہی دیتے ہیں، حالانکہ ان کو دنیا کی زندگی نے دھوکا دیا تھا۔ اور یہ اپنے خلاف خود ہی گواہی

أَنْفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿۱۳۰﴾ ذَلِكَ أَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّابُّكَ

دیں گے، کہ بیشک وہ کافر تھے۔ یہ (رسولوں کا مبعوث کرنا) اس لئے ہوا کہ تمہارا پروردگار سستیوں

مُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا غَفِلُونَ ﴿۱۳۱﴾ وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ

کو ظلم کے ساتھ ہلاک کرنے والا نہیں ہوا کرتا جس حال میں کہ اس کے لئے منوالہ احکام سے انجیز ہوں۔ اور ہر ایک کیلئے درجہ اسی کے

مِمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾ وَرَبُّكَ

مطابق ہیں جو انہوں نے عمل کئے۔ اور تمہارا پروردگار اس سے بغیر نہیں ہے جو کچھ کہہ کر رہے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار

۱۔ نولی بعض الظالمین :-

تفسیر صفاتی ص ۱۶۳ پر بحوالہ تفسیر تہی کھاسے کہ جو شخص کسی گروہ سے منجرت رکھے۔ وہ اسی میں محسور اور محسوب ہوگا، اگرچہ وہ ان کی جنس میں سے نہ ہو۔

تفسیر عیاشی اور کافی میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے ظالم سے انتقام ہمیشہ ظالم ہی کے ذریعہ سے لیا ہے۔ اور یہ بات خدا کے اس قول سے ثابت ہے :-

۱۵۔ المیات کہ رسل :-

تفسیر صفاتی ص ۱۶۳ پر بحوالہ عیون اخبار الرضاء کھاسے کہ ایک شامی نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا خدا تعالیٰ نے جنوں میں بھی کوئی نبی مبعوث کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! ایک نبی بھیجا تھا، جسکا نام یوسف تھا۔ اس نبی نے ان کو حکم خدا سنایا، اور ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں منقول ہے کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے جنوں کے لئے بھی نبی بنا کر بھیجا، اور آدمیوں کے لئے بھی :-

الْغَنَىٰ ذُو الرِّحْمَةِ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفَ مِنْ

بے نیاز رحمت والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم کو لے جائے، اور تمہارے بعد جسے چاہے بائیں

بَعْدَكُمْ مَا يَشَاءُ كَمَا أَنتَ كُمْ مِنْ ذُرِّيَةِ قَوْمٍ آخَرِينَ ﴿۱۳۶﴾

بنائے، جیسا کہ اُس نے تم کو دوسرے لوگوں کی اولاد سے پیدا کیا۔

إِنَّ مَا تُوْعَدُونَ لَآتٍ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۱۳۷﴾ قُلْ يَقَوْمِ

جس کا وعدہ تم سے کیا جاتا ہے وہ یقیناً آنے والا ہے اور تم (خدا کو عاجز کرنا) نہیں ہو۔ (اے رسول) کہہ دو اُن

اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۖ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۖ مَنْ

میری قوم تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو۔ میں بھی عمل کر رہا ہوں۔ پھر تمہیں جلدی معلوم ہو جائے گا کہ

تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿۱۳۸﴾ وَجَعَلُوا

آخرت کا گھر کس کیلئے ہوگا۔ یقیناً ظالم کرنے والے مصلح نہیں پاتے۔ اور جو کچھ اس

لِلَّهِ مِمَّا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْأَنْعَامِ نَصِيبًا فَقَالُوا هَذَا

نے کھیتی اور مویشیوں میں سے پیدا کیا، اُس میں سے کچھ حصہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کیلئے مقرر کیا۔ پھر کہہ دیا کہ یہ اُن

لِلَّهِ بِزَعْمِهِمْ وَهَذَا لِشُرَكَائِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَائِهِمْ فَلَا

کے گمان میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہے اور یہ ہمارے شریکوں کیلئے ہے۔ پس جو اُن کے شریکوں کے لئے ہے۔ وہ

يَصِلُ إِلَى اللَّهِ وَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ يَصِلُ إِلَى شُرَكَائِهِمْ ۖ

اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچتا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہے تو وہ اُن کے شریکوں تک پہنچ جاتا ہے۔

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۱۳۹﴾ وَكَذَلِكَ زَيْنَ لِكَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

وہ کیسے بُرے فیصلے کرتے ہیں۔ اور اسی طرح بہت سے مشرکوں کیلئے اُن کے شریکوں نے اُن کی اپنی

قَتَلَ أَوْلَادِهِمْ شُرَكَائِهِمْ لِيُردُّوهُمْ وَلِيَلْبِسُوا عَلَيْهِمْ

اولاد کے قتل کو زینت سے دی، تاکہ وہ اُن کو لالک کریں۔ اور اُن کے دین کو ان پر مشتبہ

دِينَهُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا فَعَلُوهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ﴿۱۴۰﴾

بنادیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے، پس تم اُنکو اور اُن چیزوں کو بھی جو وہ افتر کرتے ہیں بھجور دو۔

وَقَالُوا هَذِهِ أَنْعَامٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ لَا يَطْعَمُهَا إِلَّا مَنْ

اور انھوں نے کہا کہ یہ مویشی اور کھیتی اُنکے گمان میں منع ہیں۔ انھیں کوئی نہ کھائے سوائے اس کے جسے

۱۔ اہل شرک کا ٹھکانہ۔

تفسیر صفائی ص ۱۶۴ پر ایک روایت لکھی ہے کہ مشرکین عرب اپنی زراعت اور مویشی کی پیداوار سے ایک حصہ تو خدا کے نام کا مقرر کرتے تھے۔ اور اسے مہانوں اور مسکینوں کے لئے خرچ کرتے تھے۔ اور ایک حصہ اپنے معبودوں کے نام کا نکالتے تھے، اور وہ ان کے پیادوں کو دیتے تھے، اور اُن کے مہانوں پر ذبح کرتے تھے۔ وہ اگر یہ دیکھتے کہ خدا کے نام پر جو مقرر کیا ہے وہ اچھا ہے، تو بتوں کے نام کا جو برا ہوتا تھا اُس سے بدل لیتے تھے۔ اور اگر یہ دیکھتے کہ جو بتوں کے نام کا ہے وہ اچھا ہے تو اگرچہ اللہ تعالیٰ کے نام والا برا بھی ہوتا۔ دیوتاؤں کی محبت کی وجہ سے بتوں کے حصہ سے کبھی نہ بدلتے اور اُسے یونہی رہنے دیتے۔ اور وہ یہ بیان کرتے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے، اُسے کیا پرواہ ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہمارے ائمہ علیہم السلام سے منقول ہے کہ اگر دیوتاؤں کا حصہ اللہ کے حصہ میں مل جاتا تو وہ سب دیوتاؤں ہی کی طرف بٹھا دیتے اور اگر خدا کا حصہ دیوتاؤں کے حصہ میں مل جاتا تو پھر اللہ کے نام پر کچھ نہ دیتے اور کہتے کہ اللہ تو غنی ہے۔ اور اگر بانی ان جانوروں کی طرف سے جو خدا کے نام پر ہوتے اُن کی طرف بہ کے آتا جو بتوں کے ہوتے تو انہیں نہ روکتے۔ اور جو ان کی طرف سے بتوں کے نام کے ہوتے اُنہیں بہ کے آتا جو خدا کے نام کے ہوتے تو اُسے روک دیتے اور یہ کہہ دیتے کہ اللہ تو غنی ہے۔

نَسَاءُ بَرْعِهِمْ وَأَنْعَامٌ حَرَمَتْ ظُهُورُهَا وَأَنْعَامٌ لَا يَذْكُرُونَ

ہم چاہیں۔ اور کچھ مویشی (وہ) ہیں جنکی پیٹھیں (سواری کیلئے) حرام کر دی گئیں۔ اور کچھ مویشی جن پر وہ

اسمِ اللہ علیہا افتراء علیہ سيجزئہم بما كانوا

اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کرتے۔ یہ اس (اللہ) پر افتراء ہے۔ عنقریب انھیں بدلہ دیا جائے گا اس چیز کی وجہ سے جو وہ

یفترون ﴿۱۳۸﴾ وقالوا ما فی بطون ہذہ الانعام خالصة

افترا کیا کرتے تھے۔ اور انھوں نے کہہ دیا کہ جو کچھ ان مویشیوں میں ہے اسے وہ خالص ہمارے مردوں

لذکورنا ومحرم علی ازواجنا وان یکن مینة فہم فیہ

کیلئے ہے۔ اور ہماری بیویوں پر حرام کیا گیا ہے۔ اور اگر وہ مردہ ہو تو اس میں وہ سب شریک

شراکاء سيجزئہم وصفہم انہ حکیم علیہ ﴿۱۳۹﴾ قد خیر

ہیں۔ عنقریب وہ انھیں ان کے بیان کا بدلہ دیگا۔ یقیناً وہ بڑا حکمت والا بہت جاننے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ

الذین قتلوا اولادہم سفہا بغير علم وحرمو ما رزقہم

گھٹنے میں رہے جنھوں نے اپنی اولاد کو نادانی سے بغیر علم کے قتل کر دیا۔ اور جو رزق انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا تھا

اللہ افتراء علی اللہ قد ضلوا وما كانوا مہتدین ﴿۱۴۰﴾

اسے خدا پر افتراء باندھ کر حرام کر دیا۔ بیشک وہ گمراہ ہو گئے اور ہدایت یا قست نہ رہے۔

وهو الذی انشأ جنات معروشت و غیر معروشت و

اور وہ وہی ہے جس نے باغات پیدا کئے جن میں کہیلیں میوے پر چڑھائی ہوئی اور نہ چڑھائی ہوئی (زمین پر پڑی ہوئی) اور

النخل والزروع مختلفا اکلہ والذیتون والرمان متشابہا

کھجور کے درخت اور کھیتیاں جن کے پھل مختلف قسم کے ہیں۔ اور نخلوں اور انار ایک دوسرے سے ملتے جلتے،

و غیر متشابہ کلاوا من ثمرہ اذا اثمر واتوا حقہ

اور نہ ملتے جلتے (بھی ہیں)۔ جب وہ پھل دیں ان کے پھل کھاؤ، اور ان کے کاٹنے کے دن

یوم حصادہ ولا تسرفوا انہ لا یحب السرفین ﴿۱۴۱﴾ و

ان کا حق دو ستلہ۔ اور اسراف نہ کرو، کیونکہ وہ (اللہ تعالیٰ) انھوں کو خرق کریموالوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور

من الانعام حمولة وفرشا کلاوا مما رزقکم اللہ و

جو پالیوں میں سے لو جو اٹھائیوں اور زمین سے لگے ہوئے (اسی نے پیدا کئے) جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں رزق دیا ہے اسے کھاؤ۔ اور

لہ الانعام:-

مویشی، بھیڑ، بکری، گائے، بھینس اور اونٹ
مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جاسکتا،
جب تک کہ ان میں اونٹ داخل نہ ہوں۔ یہ نَعَم کی
جمع ہے۔ جسکے معنی اصل میں تو اونٹ کے ہیں۔ مگر
بھیڑ، بکری، گائے، بھینس پر بھی بولا جاتا ہے۔ چونکہ
اونٹ عرب کے نزدیک بڑی نعمت ہے، اسلئے
اس کا نام نَعَم ہوا (الفات القرآن نعمانی جلد اول ص ۲۸)۔
اسے مانی بطون:-

تفسیر صفائی ص ۱۶۷ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ
عرب کے مشرکین ان بچوں کو جو مویشیوں کے پیٹ
سے نکالتے تھے عورتوں کیلئے حرام قرار دیتے تھے۔
اور اگر وہ بچہ مردہ نکلتا تو مرد و عورت دونوں کھا
لیتے :-

اسے واتوا حقہ:-

تفسیر صفائی ص ۱۶۷ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ
یہاں حق سے مراد وہ صدقہ ہے جو کھیتی کاٹنے کے
دن مقرر شدہ زکوٰۃ کے علاوہ دیا جائے،

اس لئے کہ زکوٰۃ مدینہ میں واجب
ہوئی اور یہ آیت مکی ہے۔ اور
ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ آیت
مدنی ہے، اس سے مراد زکوٰۃ
ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ کھیتی
کاٹنے ہی کے دن دے دو، دیر نہ کرو۔ لیکن
اہلبیت سے یہی روایت ہے کہ یہاں حق سے مراد
زکوٰۃ نہیں ہے بلکہ صدقہ ہے۔

چنانچہ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھیتی میں دو حق ہیں۔
ایک وہ جو تم سے واجباً لیا جائے، اور ایک وہ جو
تم خوشی سے دیتے ہو۔ پس وہ حق جو واجباً لیا جاتا
ہے وہ تو دشمنان اور بیٹھواں ہے۔ اور وہ جو تم خوشی
سے دیتے ہو وہ خدا کے اس قول کے مطابق ہے: و
اتوا حقہ یوم حصادہ۔ پس جس طرح تم ایک مٹھی
ایک کو دیتے ہو، اور ایک دوسرے کو اور ایک تیسرے
کو۔ یہاں تک کہ سب کو پہنچا دیتے ہو۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
اس آیت میں لفظ حق سے مراد وہی صدقہ ہے جو تم
کھیتی میں سے مسکینوں کو دیتے ہو۔ اتنا ج میں سے مٹھی
بھر بھر کے اور کھجوروں میں سے ٹوکری بھر بھر کے۔
تفسیر تہی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے
دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹنے وقت مسکین نہ آئیں تو کھیتی والا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے :-

دریافت کیا گیا کہ اگر کھیتی کاٹنے وقت مسکین نہ آئیں تو کھیتی والا کیا کرے؟ آپ نے فرمایا: اس وقت اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے :-

لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿۱۴۲﴾

شیطان کے قدموں کی پیروی مت کرو ، یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے ۔

ثَمَنِيَّةٌ أَزْوَاجٌ مِنَ الصَّانِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْرِ اثْنَيْنِ ط

آٹھ سوڑے (بیں جو اللہ نے پیدا کئے) ، بھیر کی قسم سے دو ، اور بھری کی قسم سے دو ۔

قُلْ أَلَذَّكَّرِينَ حَرَّمَ أَمِ الْأُنثِيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ

تو بوجھ کر کیا نہ لے دونوں نر حرام کئے ہیں یا دونوں مادہ ، یا یہ کہ مادیوں کے بیٹوں (بیں) جو (نیچے) ہیں وہ

أَرْحَامُ الْأُنثِيَيْنِ نَبِيُّنِي يَعْلَمُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۴۳﴾ وَ

(حرام ہیں) ، اگر تم سچے ہو تو مجھے علم کے ذریعہ سے خبر دو ۔ اور

مِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ قُلْ أَلَذَّكَّرِينَ

دو اونٹ کی قسم سے ، اور دو گائے کی قسم سے ۔ تم پوچھو کیا خدا نے دونوں نر

حَرَّمَ أَمِ الْأُنثِيَيْنِ أَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ أَرْحَامُ الْأُنثِيَيْنِ ط

حرام کئے یا دونوں مادہ ، یا مادیوں کے بیٹوں میں جو (نیچے) ہیں ، وہ (حرام ہیں) ۔

أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ وَصَّيْكُمْ اللَّهُ بِهَذَا فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ

کیا تم اس وقت حاضر تھے ، جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم دیا تھا ۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا

اِفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ إِنَّ اللَّهَ

جو خدا پر جھوٹ بہتان باندھے ، تاکہ لوگوں کو بغیر علم کے گمراہ کرے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿۱۴۴﴾ قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ

ظلم کرنے والوں کی قوم کی رہبری نہیں فرماتا ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ مجھ پر جو وحی آئی ہے میں تو اس میں

إِلَىٰ مُحَرَّمًا عَلَىٰ طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ

کسی کھانے والے پر حرام (اشیائے مذکورہ میں سے) کچھ کھائے ، کوئی چیز حرام نہیں پاتا ، سوائے اسکے کہ وہ مردار ہو ، یا

دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خَنزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا

مچھل کر نکلا ہوا خون ، یا سور کا گوشت ۔ کہ یہ پلید چیزیں ہیں ۔ یا نافرمانی کا ذبیحہ

أَهْلًا لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطَرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ

جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو ۔ پس جو شخص حالت اضطراری میں ہو نہ بغاوت نہ موالا ہو اور نہ صدقہ نہ دالہ ، تو یقیناً تمہارا

تفسیر قرآنی صفحہ ۱۶ پر ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس آیت میں حرام قرار دیتے وقت انہی چار چیزوں کا ذکر خصوصیت سے کیوں کیا گیا ۔ حالانکہ اور چیزیں بھی حرام ہیں ، جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے سورۃ المائد میں منخنقة ، موقوذة ، متروذیة وغیرہ کا حرام ہونا بیان فرمایا ہے ۔ اور اخبار صحیحہ میں بیان کیا گیا ہے کہ پرندوں میں سے ہر پنجہ کش حرام ہے ۔ اور جو پایوں میں سے ہر کھلی والا اور پھلیوں میں سے ہر وہ پھلی جو فلس وار نہ ہو ۔ تو اس اعتراض کے جواب میں ہم کہیں گے کہ سورۃ المائدہ میں جن چیزوں کے حرام ہونے کا ذکر معترض نے کیا ان سب پر لفظ مردار صادق آتا ہے ۔ پس یہ سب حکم مردار میں داخل ہو گئیں تو گویا یہاں حکم اجمالی ہے اور وہاں تفصیلی ۔ یہیں وہ چیزیں جن کی حرمت کا ذکر حدیث میں آیا ہے ۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ ان کی حرمت کا درجہ کم ہے ۔ پس جن کی حرمت کا درجہ بڑھا ہوا تھا ۔ خدا نے ان کا ذکر خصوصیت سے کر دیا ، اور باقیوں کی حرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتا دی ۔

تفسیر قمری میں ہے کہ مسلمانوں کے ایک فرقہ نے اسی آیت کو دلیل ٹھہرایا ہے کہ ان چیزوں کے علاوہ جو اس آیت میں بیان کی گئی ہیں ، کوئی دوسری چیز حرام ہی نہیں ۔ چنانچہ وہ جو پاؤں میں سے سب چیزوں کو حلال قرار دیتے ہیں ۔ جیسے بندرہ گئے درندے ، بھیرے ، شیر ، خچر ، گدھے ، زمین چلنے والے ۔ اور انھوں نے سمجھ لیا ہے کہ یہ

حلال ہیں ۔ حالانکہ انھوں نے صریح غلطی کی ہے ۔ اس لئے کہ آیت تو اس بات کا رد کرتی ہے کہ عرب بعض چیزوں کو خود بخود حلال قرار دے لیتے ہیں اور بعض کو حرام ، جیسا کہ خدا اپنے نبی سے فرماتا ہے : وَقَالُوا مَا فِي بَطْنِ هَذِهِ إِلَّا نَعَامٌ وَالصَّامِتُ كُورٌ وَمَحْصَرٌ عَلَىٰ أَزْدِاجِنَا دَانَ يَكُونُ مَيْتَةً فَهِيَ فِيهِ شَرٌّ كَأَنَّهَا تَنَاوُذُ جِبٍّ كَوْنًا بَحْجَةً سَاقِطٌ هُوَ جَانِبُهُ تَوَزْنُهُ هُوَ فِي حَالَتِهِ مَرْدٌ هِيَ مَرْدٌ كَهَاتِهِ ، اور عورتوں پر حرام ہوتا ۔ اور اگر مردہ ہوتا تو مرد اور عورت دونوں مل کر کھاتے ہ

رَبِّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۳۵﴾ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِي

بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور ان لوگوں پر جو یہودی ہو گئے، ہم نے ہر نازن والا حرام کر

ظُفْرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شَعِثُمَهُمَا إِلَّا مَا

دیا تھا۔ اور گائے اور بکری کی قسم سے ان پر ان دونوں کی چھ پیاں حرام کر دیں، سوائے اس کے جو ان

حَصَلَتْ ظُهُورُهُمَا أَوْ آخُوَايَا أَوْ مَا اخْتَلَطَ بِعَظْمٍ ذَلِكَ

دونوں کی پشت سے چھٹی ہوئی ہو، یا آنتوں پر پٹی ہوئی، یا جو ہڈی کے ساتھ ملی ہوئی ہو۔ یہ ہم نے

جَزَيْنَاهُمْ بِبَغْيِهِمْ ﴿۱۳۶﴾ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿۱۳۷﴾ فَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ

انہیں ان کی بغاوت کی سزا دی تھی۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ پس اگر وہ تمہیں جھٹلائیں تو تم کہہ دو

رَبُّكُمْ ذُو رَحْمَةٍ وَاسِعَةٍ وَلَا يُرَدُّ بَأْسُهُ عَنِ الْقَوْمِ

کہ تمہارا پروردگار وسیع رحمت والا ہے۔ اور ان کا عذاب مجرموں کی قوم سے ملتا ہی

الْمُجْرِمِينَ ﴿۱۳۸﴾ سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا

نہیں۔ عنقریب وہ لوگ جنہوں نے شرک کیا کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہم شرک نہ کرتے

وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ كَذَبَ الَّذِينَ

اور نہ ہی ہمارے باپ دادا۔ اور ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں نے بھی جھٹلایا

مِنْ قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَاسَنَا قُلْ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ

تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تمہارے پاس علم میں سے کچھ ہے؟

فَتُخْرِجُوهُ لَنَّا إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

(اگر ہے) تو تم سے ہم سے لے نکالو۔ تو تم صرف گمان کی پیروی کرتے ہو۔ اور تم صرف اٹکل پہنچو بائیں ہی

تَخْرُصُونَ ﴿۱۳۹﴾ قُلْ فِيهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ فَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ

بناتے ہو۔ کہہ دو کہ سب سے بڑھی ہوئی حجت تو اللہ تعالیٰ ہی کی ہے لہٰذا پس اگر وہ چاہے تو تم سب کو ہموار

أَجْمَعِينَ ﴿۱۴۰﴾ قُلْ هَلَمْ شَهِدَ كُمْ الَّذِينَ يَشْهَدُونَ أَنَّ اللَّهَ

ہدایت کر دے۔ کہہ دو کہ تم اپنے ان گواہوں کو بلاؤ، جو یہ شہادت دیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسے حرام

حَرَّمَ هَذَا فَإِنْ شَهِدُوا فَلَا تَشْهَدُ مَعَهُمْ وَلَا تَتَّبِعْ

کیا ہے۔ پس اگر وہ گواہی دے دیں تو تم ان کے ساتھ شہادت نہ دینا۔ اور تو ان لوگوں کی

۱۔ الحجۃ البالغۃ۔

تفسیر صفائی ص ۱۶ بحوالہ آملی۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے سوال کرے گا، اے میرے بندے! کیا تو عالم تھا یا جاہل؟ اگر اس نے کہا عالم تب تو یہ کہا جائے گا کہ تو نے اپنے علم کے بموجب عمل کیوں نہیں کیا؟ اور اگر کہا جاہل تو یہ پوچھا جائے گا کہ صبح عمل کرنے کیلئے تو نے علم کیوں نہیں سیکھا غرض دونوں صورتوں میں حجت قائم ہو جائے گی۔ اور یہی حجت بالغہ ہے۔

کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ کل آدمیوں پر اللہ کی دو حکمتیں ہیں، ایک حجت ظاہری اور ایک حجت باطنی۔ حجت ظاہری تو رسول و انبیاء اور ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ اور حجت باطنی خود ان کی عقلیں۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے جتنے ذوی العقول ہیں۔ ہم ان سب پر خدا کی حجت بالغہ ہیں۔

اور آملی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ منقول ہے کہ حجت بالغہ وہ ہے جسکو بالکتاب کا جاہل آدمی بھی باوجود اپنی جاہل کے اسی طرح شناخت کئے جسطرح کہ ان میں سے عالم اپنے علم سے پہچانے چ

أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَبُوا بآيَاتِنَا وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

خواہشات کی پیروی نہ کر جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی ہیں۔ اور جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے،

وَهُمْ بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ ﴿١٥٠﴾ قُلْ تَعَالَوْا أَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّي

اور وہ اپنے پروردگار کیساتھ (غفلت کو) برابر ٹھہراتے ہیں۔ کہہ دو کہ اؤ میں پڑھ کر سناؤں کہ تمہارے پروردگار نے تم پر

عَلَيْكُمْ إِلَّا تَشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَ

کیا کچھ حرام کیا ہے، یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کرو، اور والدین کے ساتھ ایسی ہی کرو۔ اور

لَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ

اپنی اولاد کو مفلسی کے ڈر سے قتل نہ کرو۔ ہم تم کو بھی رزق دیتے ہیں اور ان کو بھی۔

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطْنٌ وَلَا

اور بے حیافوں کے پاس بھی نہ جاؤ، خواہ وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ اور کسی

تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذَلِكُمْ

نفس کو جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے تم قتل نہ کرو، سوائے اس کے جب حق کیساتھ ہو۔ اس نے تمہیں

وَصُصِّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١٥١﴾ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ

ان باتوں کی وصیت کی ہے تاکہ تم عقل سے کام لو۔ اور تم یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ۔

إِلَّا بِالتِّي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ

مگر ایسے طریق سے (کہ) جو بہترین ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے۔ اور تم ناپ

وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا تُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا

اور تول انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو۔ ہم کسی نفس کو اس کی وسعت کے سوا تکلیف نہیں دیتے۔ اور جب

قُلْتُمْ فَأَعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا

تم بات کہو تو انصاف کرو، گو وہ تمہارا قربت والا ہو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔

ذَلِكُمْ وَصُصِّكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿١٥٢﴾ وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي

اُنہی باتوں کی اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں وصیت کی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو گے اور یقیناً یہی میرا راستہ ہے

مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ

سیدھا ہے، پس اسی کی پیروی کرو۔ اور تم مختلف راستوں کی پیروی مت کرو، کہ وہ تمہیں اس کے

ع

۱۵۰ لعلکم تذکرون:-

تفسیر صفائی ص ۱۶۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا

ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اپنے فرشتے پر
نوحیہ لگائے ہوئے تھے، جبکہ آپ کے سامنے سورۃ
انعام کی وہ حکم آتیں پڑھی گئیں جن کو کسی شے نے کبھی
منسوخ نہیں کیا ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ ان آیتوں
کے نزول کے وقت ستر ہزار فرشتے ان کی مشایعت
کیلئے آئے تھے۔ اور وہ آیتیں قل تعالوا اتل ما
حرم ربکم ہے لعلکم تذکرون تک ہیں۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن عباس
سے منقول ہے کہ یہ آیتیں محکم ہیں۔ تمام کتابوں میں
سے کسی چیز نے انہیں منسوخ نہیں کیا۔ اور ان میں
جن چیزوں کو حرام کیا گیا وہ کل بنی آدم پر ہرگز
میں حرام رہیں۔ اور یہ آیتیں اتم الکتاب ہیں۔ جو
ان پر عمل کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو
انہیں چھوڑ دے گا وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

۱۵۱ ان ہذا صراطی:-

تفسیر صفائی ص ۱۶۲ پر بحوالہ روضۃ الواعظین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس
آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ
سے درخواست کی کہ اس آیت کو علی علیہ السلام کے
بارے میں قرار دے دے، چنانچہ اس نے قرار
دے دیا۔

عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ وَصَّيْكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿۱۹۰﴾ ثُمَّ

دائستہ سے بتا دیں گے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں ان باتوں کی وصیت کی ہے تاکہ تم پر ہیز گاری نہ جاوے۔ پھر

اتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَحْسَنَ وَتَفْصِيلًا

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی جو اس پر (نعمت کی) پورا کرنے والی تھی جو نیکی کرے۔ اور وہ ہر شے

لِكُلِّ شَيْءٍ وَهْدَى وَرَحْمَةً لِّعَالَمِهِمْ بِلِقَاءِ رَبِّهِمْ

کی تفصیل اور ہدایت اور رحمت تھی۔ تاکہ وہ اپنے رب کی ملاقات پر ایمان

يُؤْمِنُونَ ﴿۱۹۱﴾ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوهُ وَ

لائیں۔ اور یہ کتاب جو ہم نے اتاری ہے برکت والی ہے، پس اسی کی پیروی کرو اور

اتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۹۲﴾ أَنْ تَقُولُوا إِنَّمَا أُنْزِلَ الْكِتَابُ

ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ (کہیں ایسا نہ ہو) کہ تم یہ کہہ دو کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ ہم سے

عَلَى طَائِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَإِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ

پہلے دو گروہوں پر کتاب نازل کی گئی تھی۔ اور یہ کہ ہم ان کے پڑھنے پڑھانے سے یستدینا

لَغَفِيلِينَ ﴿۱۹۳﴾ أَوْ تَقُولُوا لَوْ أَنَّا أُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتَابُ لَكُنَّا

بے خبر ہوتے۔ یا تم یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی، تو ہم یقیناً اس سے

أَهْدَى مِنْهُمْ فَقَدْ جَاءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَهْدَى وَ

زیادہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ پس تحقیق تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیل اور ہدایت اور

رَحْمَةً فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ بَايَاتِ اللَّهِ وَصَدَّقَ عَنْهَا

رحمت آگئی ہوئی ہے۔ تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلائے، اور ان سے منہ موڑے۔

سَنَجْزِي الَّذِينَ يَصْدِفُونَ عَنْ آيَاتِنَا سُوءَ الْعَذَابِ بِمَا

عقربیم ہم ان لوگوں کو جو ہماری آیتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ بڑے عذاب کی سزا دیں گے۔ بسبب اس کے کہ

كَانُوا يَصْدِفُونَ ﴿۱۹۴﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ

وہ منہ موڑا کرتے تھے۔ کیا وہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں۔

أَوْ يَأْتِي رَبُّكَ أَوْ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ

یا تمہارا پروردگار (آجائے) یا تمہارے پروردگار کی کچھ نشانیاں آئیں۔ جس دن تمہارے پروردگار کی بعض

۱۔ اہل بنظر دن :-

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ احتجاج

طبری جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے

اس آیت کے معنی یوں منقول ہیں کہ یہ خطاب ہمارے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کیا منافق اور

مشرک اس کے منتظر ہیں کہ فرشتے ان کے پاس آئیں

اور وہ ان کو دیکھیں یا خدا ان کے پاس آئے جس

سے مطلب یہ ہے کہ حکم خدا یا خدا کی کوئی نشانی ان

کے پاس آئے۔ اور یہاں نشانی سے مراد وہ عذاب

ہے جو دنیا میں پہنچتا ہے، جیسا کہ پہلی آیتوں کو

پہنچا۔

الاقوال میں جناب امیر علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اس آیت میں آیت سے مراد آئمہ ہیں اور

آیت منتظرہ سے مراد قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔ پس جس دن حضرت کا ظہور ہوگا۔ اس دن

کسی کا ایمان لانا اُسے مفید نہیں (جیسا کہ آگے

آیت سے ظاہر ہے) ❖

اَلَيْتَ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ

نشانیاں آجائیں گی، تو کسی نفس کو جو پہلے ایمان نہ لایا ہوگا، یا جس نے اپنے ایمان

قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِي اِيْمَانِهَا خَيْرًا قُلْ اَنْتَظِرُوْا اِنَّا

میں کوئی نیکی نہ کمائی ہوگی، اُس کا ایمان فائدہ نہ دے گا۔ کہہ دو کہ تم انتظار کرو، ہم بھی

مُنْتَظِرُوْنَ ۝۱۵۸ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيعًا

انتظار کرنے والے ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور وہ گروہ گروہ بن گئے۔

لَسْتُ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم

تمہارا اُن سے کوئی تعلق نہیں۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اُن کا معاملہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے پھر وہ انہیں بتائے

بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۱۵۹ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا

گا، جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔ جو کوئی ایک نیکی لائے گا، تو اس کیلئے اُس کا دس گنا ہے۔

وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى اِلَّا مِثْلُهَا وَهُمْ لَا

اور جو کوئی ایک بدی لائے گا، تو اس کو سزا نہیں دی جائیگی مگر اُسی کے موافق ہی۔ اور ان پر ظلم

يُظْلَمُوْنَ ۝۱۶۰ قُلْ اِنِّيْ هَدَيْتُ رَبِّيْ اِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

نہیں کیا جائے گا۔ کہہ دو کہ یقیناً میرے پروردگار نے مجھے سیدھے راستے کی طرف ہدایت کی ہے۔

دِيْنًا قِيَمًا مِّمَّةً اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الشِّرْكِ ۝۱۶۱

درست دین ابراہیم حنیف کی ملت ہے۔ اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھتا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ

(اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً میری نماز اور میری عبادتیں اور میرا جینا اور میرا مرننا سب جہانوں کے پروردگار

الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۶۲ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ

اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اس کا کوئی بھی شریک نہیں۔ اور اُسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلا

الْمُسْلِمِيْنَ ۝۱۶۳ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغَىٰ رَبًّا وَّهُوَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ

مسلمان ہوں۔ کہہ دو کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو بڑھ کر تلاش کروں حالانکہ وہ ہر چیز کا پروردگار ہے

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ

اور کوئی نفس کچھ نہیں کھاتا مگر یہ کہ اس کا وبال اُسی پر ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھائیوا لا نفس، دوسرے کا بوجھ

۱۵۸ لا ینفع نفساً۔

تفسیر صفائی ص ۱۶۷ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا، اس دن جو شخص ایمان لائے گا۔ اس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ دے گا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام، اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کے اس قول یوم یأتی بعض آیات ربک کا مطلب ہے۔ مغرب کی طرف سے آفتاب کا نکلنا، وصال کا خروج کرنا، اور دھوئیں کا پیدا ہونا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی ہمت پر قائم ہے گا، اور مقتضائے ایمان پر عمل نہ کرے گا اور یہ نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی، تو اُس کا ایمان اس کو کوئی نفع نہ پہنچائے گا۔

۱۵۹ اقل المسلمین :-

تفسیر صفائی ص ۱۶۱ پر ایک روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سہری کا اسلام اُس کی اہمت کے اسلام سے مقدم ہوتا ہے۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور عالم ذر میں بوقت یثاق جو کہ سب سے پہلے جواب دینے والا تھا، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسلام کل مخلوق کے اسلام سے مقدم ہوا۔

اور تفسیر عیاشی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث منقول ہے، جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُن کا دین میرا دین تھا، اور میرا دین ان کا دین ہے۔ اور اُن کی سنت میری سنت تھی۔ اور میری سنت اُن کی سنت ہے۔ اور میری بزرگی خود اُن کی بزرگی ہے، اور میں اُن سے افضل ہوں۔

أُخْرَىٰ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيهِ

تَخْتَلِفُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَ

رَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ

إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَإِن تَرَىٰ أَشْرَاقًا

فَأَعْيُنُهُمْ الْغَسَقَاتُ فَرَأَوْهُ مُطَوَّاتٍ ۚ ذَٰلِكَ

فَصْلُ الْقُرْآنِ الَّذِي أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ

وَأَنذَرْنَاهُ أَشْرَاقًا فَجَعَلْنَاهُ نُجُومًا مُّتَنَازِلًا

ذَٰلِكَ الْقُرْآنُ الْمُبِينُ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ هَٰذَا الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

الَّذِي أَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۖ ذَٰلِكُمُ الْقُرْآنُ الَّذِي

أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَإِن تَرَىٰ أَشْرَاقًا

فَأَعْيُنُهُمْ الْغَسَقَاتُ فَرَأَوْهُ مُطَوَّاتٍ ۚ ذَٰلِكَ

فَصْلُ الْقُرْآنِ الَّذِي أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ

وَأَنذَرْنَاهُ أَشْرَاقًا فَجَعَلْنَاهُ نُجُومًا مُّتَنَازِلًا

ذَٰلِكَ الْقُرْآنُ الْمُبِينُ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ هَٰذَا الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

الَّذِي أَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۖ ذَٰلِكُمُ الْقُرْآنُ الَّذِي

أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَإِن تَرَىٰ أَشْرَاقًا

فَأَعْيُنُهُمْ الْغَسَقَاتُ فَرَأَوْهُ مُطَوَّاتٍ ۚ ذَٰلِكَ

فَصْلُ الْقُرْآنِ الَّذِي أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ

وَأَنذَرْنَاهُ أَشْرَاقًا فَجَعَلْنَاهُ نُجُومًا مُّتَنَازِلًا

ذَٰلِكَ الْقُرْآنُ الْمُبِينُ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنزَلَ هَٰذَا الْقُرْآنَ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ

وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

الَّذِي أَنزَلَ الْفُرْقَانَ ۖ ذَٰلِكُمُ الْقُرْآنُ الَّذِي

أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَإِن تَرَىٰ أَشْرَاقًا

فَأَعْيُنُهُمْ الْغَسَقَاتُ فَرَأَوْهُ مُطَوَّاتٍ ۚ ذَٰلِكَ

فَصْلُ الْقُرْآنِ الَّذِي أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ

وَأَنذَرْنَاهُ أَشْرَاقًا فَجَعَلْنَاهُ نُجُومًا مُّتَنَازِلًا

ذَٰلِكَ الْقُرْآنُ الْمُبِينُ ۚ

۱۱۱
تفسیر صافی ج ۱۲ پر بحوالہ
تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ نبی امیہ
میں سے ایک شخص جو زندیق
تھا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام
کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا کہ خدا

نے جو اپنی کتاب میں یہ آیت فرمائی ہے۔ اس سے
کیا مطلب نکالا۔ اس میں حلال و حرام کیا چیز ہے۔
اور ایسی کیا چیز ہے جس سے لوگوں کا نفع ہو۔ راوی
کہتا ہے کہ امام علیہ السلام کو یہ سن کر غصہ آیا۔ فرمایا:
وائے جو تجھ پر غموش رہ۔ اے کافر کا عدد ایکٹ ہے
اور لام کے پیش اور تم کے پالیس اور قتاد کے
توتے۔ بتا سب کا مجموعہ کیا ہوا۔ اس نے عرض کی
ایک سو اسی گھنٹہ۔ فرمایا جب اللہ ختم ہو جائے گا تو
بنی امیہ کی سلطنت ختم ہو جائے گی۔ راوی کہتا ہے کہ
میں اس پر غور کرتا رہا۔ جب اللہ ختم ہو کر عاشورہ
کا دن آیا۔ تو مسودہ کو فہ پہنچا۔ اور بنی امیہ کی سلطنت
جاتی رہی۔

۱۱۲
رات میں آپڑنا۔ رات میں سوتے دشمن پر حملہ
کرنا۔ شیخون مارنا۔ صمدیہ (القاتل القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۱۲)

له ولدتين المرسلتين :-

تفسیر حنفی ص ۱۶۹ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام کی ایک حدیث منقول ہے
کہ رسول اللہ ﷺ کے جائیں گے۔ اور اُن سے
سوال کیا جائے گا کہ جو رسالتیں اُن کے سپرد کی گئیں
تھیں، وہ اُنھوں نے اپنی امتوں کو پہنچا دیں، وہ
جواب میں عرض کریں گے کہ ہم نے ضرور پہنچا دیں۔
پھر امتوں سے سوال کیا جائے گا وہ انکار کریں گے
جیسا کہ اس آیت میں فرمایا ہے۔

غرض ان سوالات کے کرنے سے یہ مراد ہوگی
کہ نیکو کار لوگوں کی تعریف کا اظہار ہو کہ ان کی خوشی
بڑھ جائے۔ اور بدکار لوگوں کی بدیاں کھل کر ان لوگوں
کو رنج پہنچے۔

کے ومن خفت موامزینہ :-

تفسیر صفائی ص ۱۶۹ پر بحوالہ امتحان طبرسی لکھا ہے
کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا اعمال
تو لے نہ جائیں گے؟ آپ نے فرمایا: ہرگز
نہیں! اس لئے کہ اعمال جسم نہیں رکھتے،
وہ تو عمل کرنے والے کی صفت ہیں۔ اور
تو لی وہ چیز جاتی ہے جس کی تعداد معلوم نہ ہو
اور جس کا بوجھل اور ہلکا ہونا معلوم نہ ہو سکے
حالانکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے، لیکن
نے پوچھا کہ پھر میزان کے کیا مننے ہیں؟ آپ نے فرمایا
عدل۔ پوچھا گیا کہ اس کے کیا معنی ہیں جو کتاب خدا
میں ہے کہ میں ثقلت موازنینہ۔ آپ نے فرمایا
کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ جس کے نیک اعمال بڑھ جائیں
گے؟

قول صاحب تفسیر صافی :-

ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی چیز کی میزان سے وہ جانچ سدا رہے، جس سے اس چیز کی پہچان ہو جائے۔ پس قیامت کے دن آدمیوں کی میزان جس سے اُن کی قدر و قیمت معلوم ہوگی۔ ان کے عقائد، اخلاق اور اعمال کی جانچ ہوگی۔ اور کلمہ معروف انبیاء اور اوصیاء کا ہے کہ اُن کو کس قدر ماننا۔ اُن کی شریعت اور سنت کی پیروی کہاں تک کی، یہ تو نیکی ہے اور اُن کا انکار کس درجہ کا تھا۔ اور اُن کی شریعت اور سنت سے کہاں تک دوری رہی۔ یہ بُرائی ہے۔ لہذا ہر امت کی میزان اس امت کا نبی اور وصی اور وہ شریعت جو نبی نے پہنچائی اور وصی نے حفاظت کی یہی ہوگی۔ پس جس کی نیکیاں بڑھ جائیں گی، وہ کامیاب ہوگا۔ اور جس کی نیکیاں کم ہو جائیں گی،

الَّذِينَ أُرْسِلَ إِلَيْهِمْ وَلَنَسْتَلَنَّ الْمُرْسَلِينَ ۖ فَلَنَقْصُصَنَّ

جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے ، اور ہم ضرور رسولوں کو بھیجیں گے اور ہم علم کے ساتھ

عَلَيْهِمْ يَعْلَمُ وَمَا كُنَّا غَائِبِينَ^٤ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ

ان سے ضرور بیان کر دیں گے، حالانکہ ہم غائب نہیں تھے۔ اور اُس دن کا قول برحق ہے۔

فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٨﴾ وَمَنْ

پس جس کی نیکیوں کا پتہ بھاری ہوا، وہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے۔ اور جس کی

خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا

ایکسیوں کا پتہ ہلکا ہوا ۵۷ قریبی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنے آپ کو گھاسٹے میں ڈال دیا، اس لئے کہ

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۙ وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَ

اور وہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کیا کرتے تھے۔ اور یقیناً ہم نے تمہیں زمین میں قدرت دی ہے، اور

جَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَاشٌ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝۱۰ وَلَقَدْ

اسی میں تمھارے لئے روزیاں قرار دی ہیں۔ تم میں بہت محنتیں ہیں جو شکر کرتے ہیں۔ اور یقیناً

خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ

ہم نے تجھیں پیدا کیا، پھر تمہاری صورت بنادی، پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو۔

فَسَجِدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ لَمْ يَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۚ قَالَ مَا

میں سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ ہوا۔ (خدا نے) فرمایا

مَنْعَكَ إِلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ ج

اس چیز نے تجھیں روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جبکہ میں نے تمہیں علم دیا۔ (۵) بولائیں اس سے بہتر ہوں۔

خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۝ قَالَ فَاهْبِطْ

وہ سب مجھے آگ سے پیدا کیا، اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ (خدا نے) فرمایا کہ تو اس جگہ سے

مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ أَنْ تَتَكَبَّرَ فِيهَا فَاخْرُجْ إِنَّكَ

رجا۔ مٹھارے لے جاتے ہیں کہ تو یہاں تکبتر کرے، پس توکل جا، یقیناً تو

مِنَ الصَّغِيرِينَ^(١٣) قَالَ أَنْظِرْنِي إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ^(١٤)

۲۱

منزل ۲

وہ نقصان اٹھائے گا۔ اور اگر انبیاء اور اوصیاء کو جھٹلایا ہے تو پھر کہیں ٹھکانا ہی نہیں ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲

قَالَ إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ۝۱۵ قَالَ فِيمَا أُغْوِيْتَنِي لِأَفْعُدَنَّ

(خدا نے) فرمایا بیشک تو مہلت دے جانے والوں میں سے ہے لہٰذا وہ بولا جو کہ تو نے مجھے ناپائیدار کر دیا ہے میں بھی تیرے

لَهُمْ صِرَاطُكَ الْمُسْتَقِيمُ ۝۱۶ ثُمَّ لَا تَبْلُهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ

سیدھے راستے پر ان سب کیلئے (راستہ مارنے) بیٹھوں گا کہ پھر میں ان کے پاس ان کے آگے سے

وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ

اور ان کے پیچھے سے اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے ضرور آؤں گا۔ اور تو ان میں سے

أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝۱۷ قَالَ أَخْرَجَ مِنْهَا مَذَءً وَمَا مَذْخُورًا

بہتوں کو شکر گزار نہ پائے گا۔ (خدا نے) فرمایا تو یہاں سے ذلیل راندہ ہو کر نکل جا سہ۔

لَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكُمْ أَجْمَعِينَ ۝۱۸ وَ

البتہ جو بھی ان میں سے تیری پیروی کرے گا۔ میں ضرور ان اور تمام سے جہنم کو بھر دوں گا۔ اور

يَا دُمُ اسْكُنِ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا

اے آدم تو اور تیری بیوی جنت میں رہو، اور جہاں سے تم دونوں چاہو، کھاؤ۔

وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِينَ ۝۱۹

اور تم دونوں اس درخت کے قریب نہ جانا، ورنہ تم دونوں بے عمل کام کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا

پس شیطان نے ان دونوں کو وسوسہ دیا، تاکہ ان دونوں کے ستر جو ایک دوسرے سے پوشیدہ تھے۔

مِنْ سَوَائِهِمَا وَقَالَ مَا تُهْكُمَا رِبْكُمَا عَنْ هَذِهِ الشَّجَرَةَ

وہ ظاہر کر دے۔ اور یہ کہتا کہ تمھارے ریزہ گارنے تم کو اس درخت سے نہیں منع کیا، مگر (صرف) اس لئے کہ

إِلَّا أَنْ تَكُونَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ۝۲۰ وَقَاسَمَهُمَا

تم دونوں کہیں فرشتے نہ بن جاؤ، یا ہمیشہ رہنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ اور اس نے ان دونوں کے سامنے

إِنِّي لَكُمَا لِمِنَ الصَّاحِقِينَ ۝۲۱ فَدَلَّهُمَا بِغُرُورٍ فَلَمَّا ذَاقَا

قسم کھانی کہ میں ضرور تم دونوں کے خیر خواہوں میں سے ہوں۔ پس اس نے دھوکا سے ان دونوں کو ڈانواں ڈول کر دیا۔ پھر جب

الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوَائُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا

ان دونوں نے اس درخت (کے پھل) کو چکھا (تو ان دونوں کے ستر کھل گئے، اور وہ دونوں جنت کے پتوں سے

لہ من المنظرین :-

تفسیر صفائی ص ۱۶۹ پر ہے کہ مہلت تو دی گئی مگر جتنے عرصہ کیلئے مانگی گئی تھی اتنے عرصہ کیلئے نہیں دی گئی۔ اس لئے کہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

إِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ الی یوم الوقت المعلوم۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ ابلیس کو مہلت اس دن تک

دی گئی ہے جس دن قائم آل محمد ظاہر ہوں گے۔

۱۵ اغویتنی :-

اغویتنی، غی سے ہے جس کے معنی لغت میں

بہت کھینچے ہیں۔ مگر سوائے مندرجہ ذیل معنوں کے

دیگر تمام معنی اس جگہ بے محل اور دوسری آیات کے

خلاف ہیں۔ لہٰذا وہ اس جگہ لینے باطل ہیں۔

غوی نامید وغادی نو مید یعنی غوی اور غادی

کے معنی میں نا امید اور مایوسی۔ (منتہی الارب)۔

غوی خاب یعنی غوی کا معنی ہے ناپائیدار ہوا۔

(مصباح المنیر)۔

الفرض غی مصدر مجرور کے معنی ناپائیدار ہونا لغت

سے ثابت ہے۔ اور اغویتنی، باب افعال کے

مصدر اغوا سے ہے جس کے معنی ہوں گے نا امید کرنا۔

پس اس جگہ یہی معنی صحیح اور موزوں ہیں، جو میں نے

لکھے ہیں۔

۱۶ صراطک المستقیم :-

تفسیر صفائی ص ۱۶۹ پر ہے کہ میں ان کے بہکانے

میں پوری پوری کوشش کروں گا، تاہم وہ بہک

جائیں۔ اور میں ان کے اسلام کے راستے میں اس

طرح بیٹھوں گا جس طرح کہ چودہ راستہ روک کر بیٹھتا

ہے۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ صراط سے مراد جناب علی علیہ

السلام ہیں۔ اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ آپ نے زرارہ سے فرمایا: اے زرارہ

ابلیس کو صرت تمھاری اور تمھارے دوستوں کی فکر

ہے۔ رہے دوسرے لوگ تو وہ ان سے فاسد ہرچکا

ہے۔

۱۷ قال اخرج :-

تفسیر صفائی ص ۱۶۹ پر بحوالہ تفسیر قتی امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس

کو نکل جانے کا حکم دیا تو اس نے عرض کی: خداوند اتو

عادل ہے کسی ظلم نہیں کرتا۔ کیا میرے عمل کا سب

ثواب باطل ہو جائے گا؟ فرمایا: نہیں؛ تو میرا دنیا سے

جو چاہے ثواب کے بدلے مانگ لے، میں تجھے دے دوں گا۔ پس پہلی چیز جو اس نے مانگی، قیامت تک کی زندگی تھی۔ خدا نے اسے ظہور قائم آل محمد تک کی زندگی عطا فرمادی۔ پھر اس نے

کہا: کہ مجھے اولاد آدم پر تسلط دے۔ فرمایا: کہ میں نے تسلط کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ رگوں میں جس طرح خون چلتا ہے اسی طرح میں سرایت کر سکوں۔ فرمایا: یہ بھی منظور ہے۔ عرض کی کہ جب

ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہو۔ میرے یہاں دو ہوں۔ میں تو انھیں دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھیں، اور مجھے یہ بھی اختیار ہو کہ میں جس صورت میں چاہوں ان کے سامنے آ سکوں۔ خداوند عالم نے فرمایا: کہ میں نے یہ سب کچھ عطا کیا۔ پھر اس نے کہا: اے پروردگار! کچھ اور بھی دے۔ فرمایا کہ میں نے تیرا اور تیری اولاد کا اُنکے سینوں میں ٹھکانہ قرار دیا اس وقت اس نے کہا: کہ بس اب کافی ہے۔

کہا: کہ مجھے اولاد آدم پر تسلط دے۔ فرمایا: کہ میں نے تسلط کر دیا۔ پھر اس نے کہا کہ رگوں میں جس طرح خون چلتا ہے اسی طرح میں سرایت کر سکوں۔ فرمایا: یہ بھی منظور ہے۔ عرض کی کہ جب

ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہو۔ میرے یہاں دو ہوں۔ میں تو انھیں دیکھوں اور وہ مجھے نہ دیکھیں، اور مجھے یہ بھی اختیار ہو کہ میں جس صورت میں چاہوں ان کے سامنے آ سکوں۔ خداوند عالم نے فرمایا: کہ میں نے یہ سب کچھ عطا کیا۔ پھر اس نے کہا: اے پروردگار! کچھ اور بھی دے۔ فرمایا کہ میں نے تیرا اور تیری اولاد کا اُنکے سینوں میں ٹھکانہ قرار دیا اس وقت اس نے کہا: کہ بس اب کافی ہے۔

مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ وَنَادَاهُمَا رَبُّهُمَا أَلَمْ أَنهَكُمَا عَنْ تِلْكَمَا

اپنے آپ کو ڈھانپنے لگے۔ اور ان کے پروردگار نے ان دونوں کو آواز دی۔ کیا میں نے تم دونوں کو اس سے منع نہیں کیا تھا۔

الشَّجَرَةَ وَأَقلُّ لَكُمَا إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٢٧﴾

منع نہیں کیا تھا۔ اور میں نے تم دونوں سے یہ نہ کہا تھا کہ یقیناً شیطان تم دونوں کا کھلا دشمن ہے۔

قَالَ رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا

دونوں بولے اے ہمارے پروردگار! ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ اور تو ہمیں اگر نہ ڈھانکے گا، اور ہم پر رحم نہ کرے گا۔

لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٨﴾ قَالَ اهْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ

البتہ ہم گھانا اٹھائیواں میں سے ہو جائیں گے۔ (ڈھانکے) فرمایا اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن رہو گے۔

عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ﴿٢٩﴾ قَالَ

اور تمہارے لئے ایک وقت معین تک زمین میں ٹھہرنے کی جگہ اور فائدہ اٹھانا ہے۔

فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ ﴿٣٠﴾ يٰبَنِي آدَمَ

اس میں تم زندگی بسر کرو گے اور اسی میں تم مروجے (زندہ کر کے) نکلے جاؤ گے۔ اے اولادِ آدم!

قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُؤَارِي سَوَاتِكُمْ وَرِيشًا وَ

یقیناً ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا جو تمہارے ستروں کو چھپاتا ہے، اور زینت (بھی) ہے۔ اے۔ اور

لِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذٰلِكَ خَيْرٌ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ

پرہیزگاری کا لباس وہ سب سے اچھا ہے۔ یہ (لباس کا نازل ہونا) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے تاکہ

يَذْكُرُونَ ﴿٣١﴾ يٰبَنِي آدَمَ لَا يَفْتِنَنَّ الشَّيْطَانَ كَمَا أَخْرَجَ

وہ (لوگ) نصیحت حاصل کریں۔ اے اولادِ آدم! تمہیں شیطان فتنہ میں نہ ڈال دے، جس طرح کہ اس

أَبَوَيْكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا

نے تمہارے ماں باپ کو جنت سے نکالا، اُن دونوں سے ان کا لباس اتروایا، تاکہ ان دونوں کے ستر ظاہر

سَوَاتِمَا إِنَّهُ يَرِيكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ

کر دے۔ یقیناً وہ اور اس کا روہ تمہیں اس طرح دیکھ رہا ہے، کہ تم اس کو نہیں دیکھتے ہو۔

إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا

بیشک ہم نے شیطان کو ان لوگوں کا سرپرست قرار دیا ہے، جو ایمان نہیں لاتے۔ اور جب

۱۵ ریشا۔

اس کے معنی ہیں رونق، زینت لباس، مال۔ ریشا اصل میں پرندوں کے پر سے لیا جاتا ہے۔ اس کا واحد ریشہ ہے۔ چونکہ پرندوں کی پروں سے رونق ہے، اور وہ ان کیلئے ایسے ہی ہیں جس طرح انسان کیلئے کپڑے۔ اس لئے بطور استعارہ اس کا استعمال رونق، زیب و زینت اور کپڑوں کے لئے ہوتا ہے۔ نیز رونق اور لباس زینت لازم ہے مال کا۔ اس لئے اس کے معنی مال کے بھی کہتے ہیں۔

غافل بقصدی سمجھتے ہیں کہ آیت میں جو لفظ ریشہ مذکور ہے، اس کے معنی میں علماء مختلف ہیں، پس حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو مال کے معنی فرماتے ہیں۔ اور یہی قول مجاہد، ضحاک اور سدی کا ہے، کیونکہ مال ان چیزوں سے ہے جن کے ذریعے زینت حاصل کی جاتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص مالدار ہو تو کہا جاتا ہے ریش الرجل (وہ مرد مالدار بن گیا)۔

اور ابن زید کا قول ہے کہ ریش جمال ہے۔ اور یہ معنی بھی زینت ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ریش عربی زبان میں اشا شبہ ہے۔ اور وہ کپڑے اور سامان کہ جس کو ظاہر میں پہنا جاتا یا بچھایا جاتا ہے۔ اور ریش بھی ان کے نزدیک متاع اور اموال کو کہتے ہیں۔ اور بسا اوقات اہل عرب غامہاں کو چھوڑ کر اس کا استعمال صرف لباس اور کسوت پہننے کے کپڑے ہی میں کرتے ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: انما لحسن الریش (یعنی اس کے کپڑے عمدہ ہیں) اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ ریش اور ریش کا استعمال فراخی اور خوش عیشی کیلئے بھی ہوتا ہے۔ تفسیر لباب التأویل، انفاذن، جلد ۲ ص ۱۵۷ ص ۱۵۸ (اور تفسیر تفسیر لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۷۹)۔ اور تفسیر تفسیر پر بھی اختصار کے ساتھ یہی معنی لکھے ہیں۔

تفسیر صفائی صلا پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ عیدین اور جمعہ کو غسل کرے ۱۰ اور سفید لباس پہنے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ ہر نماز کے وقت کنگھی کیا کریں۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی عیدین اور جمعہ منقول ہے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن کپڑوں سے تم نماز میں زینت کرتے ہو، عیدین اور جمعہ کو بھی زینت کرو۔ اور تفسیر عیاشی میں امام رضا علیہ السلام سے اس سے مراد کپڑے ہیں۔

اور التوحام اور عیاشی میں ہے کہ حضرت امام حسن علیہ السلام جب نماز کا تہیہ فرماتے تھے، تو بہترین لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا: ان الله جميل يحب الجمال۔ یعنی اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے۔ پس میں اپنے پروردگار کے لئے زیب و زینت کرتا ہوں۔

اور النجاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کنگھی کیا کرو۔ اس لئے کہ اس سے رزق میں زیادتی ہوتی ہے۔ بالخصوص ہوتے ہیں۔ حاجت برآی ہوتی ہے، قوت باہ بڑھتی ہے نزلہ دور ہوتا ہے۔

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں رخساروں پر کنگھی کو چالینیل مرتبہ اوپر کی طرف سے نیچے کو لاتے تھے اور سات مرتبہ نیچے سے اوپر کی طرف لاتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے ذہن بڑھتا ہے، اور بطن دفع ہوتا ہے۔

تفسیر صفائی صلا پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں ایک طویل روایت منقول ہے، اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا، کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ ایک شخص کے پاس بیت سامان امانت رکھ دیا گیا۔ اور اس نے دس ہزار روپیہ کی ایک گھوڑی خرید لی۔ حالانکہ بیس روپیہ کی گھوڑی بھی کام دے سکتی تھی۔ اور ہزار اشرفی کی ایک کینز خرید لی، حالانکہ بیس اشرفی کی کینز سے بھی کار برآی ہو سکتی تھی پس ایسوں ہی کو خدا تعالیٰ نے مسرت فرمایا ہے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ اس آیت کے نصف حقہ میں اللہ تعالیٰ نے ساری طیب جمع کر دی ہے۔ کیونکہ فرمایا ہے: کلاوا واشربوا ولا تسرفوا۔ نیز زیادہ کھانے کی مذمت میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ جس شخص کے پاس ایک سو کھانا ہو، اور لوگوں سے مانگے وہ بھی مسرت ہے۔

فَعَلُوا فَأَحْشَهُ قَالُوا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللَّهُ أَمَرَنَا

وہ کوئی بے حیائی کرتے ہیں، تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی (طریق) پر پایا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے

بِهَا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ

بہا قُلْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اتَّقُوا اللَّهَ عَلَى اللَّهِ

مَا لَا تَعْلَمُونَ قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ

کہتے ہو جو تم نہیں جانتے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میرے پروردگار نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے۔ اور (اے) کہ ہر نماز کے وقت

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ هُكَمَا

اپنے چہرے (قبل کی طرف) سیدھے کر لیا کرو، اور دین کو اسی کیلئے خالص سمجھ کر اس سے دُعا مانگو۔ جس طرح اُس نے تمہیں

بَدَاكُمْ تَعُودُونَ فَرِيقًا هَدَى وَفَرِيقًا حَقَّ عَلَيْهِمُ

پیدا کیا تھا، اُسی طرح اُس کے حضور میں پلٹ کر جانے لگے۔ ایک گروہ کو اُس نے ہدایت کی، اور ایک گروہ ہے کہ اُن پر کسراہی

الضَّلَالَةِ إِنَّهُمْ اتَّخَذُوا الشَّيْطِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ثابت ہو گئی۔ بیشک اُنھوں نے خدا کو چھوڑ کر شیطانوں کو سرپرست بنالیا ہے۔ اور

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُم مُّهْتَدُونَ يَبْنِي أَدَمَ حَذُوا زِينَتَكُمْ

گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اُسے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنی زینت

عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا

کیا کرو ۱۵۔ اور کھاؤ اور پیو، اور فضول خرچی نہ کرو۔ بیشک وہ فضول خرچی

يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ

کریم الوال کو دوست نہیں رکھتا ۱۶۔ کہہ دو کہ جو زینت اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پیدا کی ہے، اور

لِعِبَادِهِ وَالطَّيِّبَاتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِينَ آمَنُوا فِي

رزق کی پاک چیزوں کو کس نے حرام کیا ہے؟ تم کہہ دو کہ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایمان لائے قیامت

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ كَذَلِكَ نَفَصِّلُ الْآيَاتِ

کے دن یہ (تمہیں) خاص طور پر انھیں کے لئے ہوں گی۔ اسی طرح ہم آیتوں کو تم کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں

لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ قُلْ إِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ

جو علم رکھتے ہیں۔ کہہ دو، ماسوا اس کے نہیں ہے کہ میرے پروردگار نے بے حیائیوں کو وہ مصلی ہوں یا

۱۵ مسجد

مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمُ وَالْبَغْيُ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَأَنْ تُشْرِكُوا

بجہی بول، اور گناہ کو، اور ناحق زیادتی کرنے کو، اور کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ

بِاللَّهِ مَا لَمْ يُنْزَلْ بِهِ سُلْطَانًا وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا

شُرک کرو، جس کی اُس نے کوئی دلیل نہیں اتاری، اور کہ تم اللہ تعالیٰ کے خلاف وہ چیز کہو جو تم نہیں

لَا تَعْلَمُونَ ۚ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا

جانتے، حرام قرار دیا ہے۔ اور ہر گروہ کیلئے ایک مدت معین ہے۔ پس جب ان کا مقررہ وقت آجائے گا

يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۚ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ۚ يَبْنِي أَدَمَ إِمَّا

تو وہ ایک ساعت کیلئے (بھی) نہ پیچھے رہیں گے اور نہ آگے بڑھیں گے۔ اے اولادِ آدم! اگر

يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي لَا فَمِنْ

تمہارے پاس تم میں سے رسول آئیں جو میری آیتوں کو تم پر بیان کریں، پس جس کسی نے

اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۚ

تقویٰ اختیار کیا، اور نیکو کار ہو گیا، تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ غم کریں گے۔

وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی، اور ان سے تکبر کیا۔ وہی (دوزخ کی) آگ والے

النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

پس۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ

اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ

پر جھوٹ بہتان باندھا، یا اسکی آیتوں کو جھٹلایا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ان کا لکھا ہوا حصہ ملے گا

الْكِتَابِ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا آيُنَا مَا

۱۰۔ یہاں تک کہ جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) انھیں پورے پورے ہمیں گئے تو کہیں گے کہ وہ کہاں

كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا

پس جنہیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ وہ (جواب میں) کہیں گے کہ وہ ہم سے کم ہو گئے، اور وہ

عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ۚ قَالَ ادْخُلُوا فِي أُمَمٍ

اپنے خلاف آپ ہی گواہی دیں گے کہ بیشک وہ کافر تھے۔ (خدا) فرمائے گا کہ ان قوموں میں جو تم سے پہلے

مازل

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر قرآنی
امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ اثم سے مراد شرابی
شراب ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر
ارشاد فرمایا ہے یَسْئَلُونَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ
قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ ۚ وَإِثْمُ
سے مراد خمر یعنی شراب ہے ۛ

ملترجم :- مشہور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ عباسی
خلیفہ ہارون الرشید نے جو کثرت سے شراب پیا کرتا تھا
اپنے دربار کے علماء اور فقہاء سے شراب نوشی کی حرمت
کے بارے میں کوئی صریح آیت دریافت کی۔ انھوں نے
یہ آیت پڑھی : اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْانْتِبَاسُ
وَالْكَذِبُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ
دیکھ، الماشدہ، ع۔ ہارون الرشید نے کہا کہ اس
سے تو صرف اجتناب ہی ثابت ہوتا ہے۔ حرمت
نہیں۔ انھوں نے یہ آیت پڑھی : یَسْئَلُونَكَ عَنِ
الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيهِمَا إِثْمٌ كَبِيرٌ وَمَنَافِعُ
لِلنَّاسِ۔ (پل۔ بقر۔ ع)۔ ہارون الرشید نے کہا کہ
اس آیت سے شراب کا پینا صرف گناہ ثابت ہوا۔
اور ساتھ ہی منفعت بھی ثابت ہوئی۔ پس شراب
میں نفع بھی تو ہے۔ اس پر وہ علماء لا جواب ہو کر
امام موسیٰ کاظم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور طالب
جواب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اصل البیت۔ ادرک
بہا فی البیت۔ قرآن ہمارا ہے۔ ہم قرآن کو جانتے ہیں۔
آپ نے یہ آیت پڑھی : قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّي الْفَوَاحِشَ
مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْإِثْمُ ۚ... الخ (ترجمہ میں
میں دیکھیں)۔ اور فرمایا کہ اثم سے مراد شراب (خمر)
ہے۔ اور اس کے ثبوت میں شعر نے عرب کا یہ شعر
پڑھا ہے

شریت الا توحقی زال عقلی

وذاك الاثم يذهب بالعقول

سب نے اقرار کیا کہ عربی زبان میں اثم کے معنی شراب
ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہو گیا کہ شراب (خمر)
حرام ہے۔ (وسائل الشیعہ جلد ۳۔ کتاب الاشرار۔ بحوالہ لا
جلد ۱۱۔ ص ۳۲) ۛ

۱۰ لا يستقدمون :-

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ کافی و تفسیر قرآنی
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اجل وہ وقت
ہے جو شب قدر میں ملک الموت کو بتادیا جاتا ہے۔
کافی میں انہی حضرات سے وارد ہے کہ پہلے
سال گزر جاتے ہیں پھر مہینے، پھر دن، پھر سانس، پھر

جب وقت مقررہ آجاتا ہے تو نہ ایک ساعت چھپ رہے ہیں اور نہ آگے بڑھتے ہیں ۛ
وقت معین ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے گناہوں کے بدلہ میں ان سزاؤں کا ملنا مراد ہے جو ہم نے اپنی کتاب میں ان کے لئے لکھ رکھی ہیں ۛ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا

جنوں اور انسانوں میں سے گزری جگہیں ہیں، تم بھی دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاؤ۔ جس وقت

دَخَلَتْ أُمَّةٌ لَعَنَتْ أُخْتَهَا حَتَّىٰ إِذَا دَارَكُوا فِيهَا

کوئی امت داخل ہوگی، دوسری امت پر لعنت کرے گی لے یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس میں داخل

جَمِيعًا قَالَتْ أَخْرَجَهُمْ لِأُولِهِمْ رَبَّنَا هُوَ أَوْلَىٰ بِغُلَامَيْهِ

ہو جائیں گے۔ تو ان کی بچی جماعتیں ان کی پہلی جماعتوں کو کہیں گی، اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے ہی ہمیں

فَاتَرَكْنَاهُمْ فَمَنْ يَبْتَغِ الْوَعْدَ الْمَعْلُومَ قَالُوا نَبْغِيهِ

گمراہ کیا تھا، پس تو انھیں آگ کا دگنا عذاب دے۔ (خدا) کہے گا ہر ایک کے لئے دگنا ہی ہے، لیکن

لَا تَعْلَمُونَ ۖ وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لَأُخْرِجَهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْهَا

تم نہیں جانتے ہو۔ اور ان کے پہلے ان کے بچیلوں کو کہیں گے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں

مِنْ فَضْلٍ قَدْ وَقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ۚ إِنَّ

ہے۔ پس جو کچھ تم کماٹی کیا کرتے تھے اُس کے بدلے عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً

الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّرُهُمْ أَبْوَابُ

وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی ہیں اور ان سے تکبر کیا۔ ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں

السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ

کھولے جائیں گے لے اور وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ جب تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں نہ داخل

الْخِيَاطِ ۖ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُجْرِمِينَ ۚ لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ

ہو جائے لے اور اسی طرح ہم مجرموں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے لئے دوزخ کا بچھونا ہو

مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ۖ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ۚ

گا۔ اور ان کے اوپر سے (وہی) ان کا اور مٹنا، اور ہم ظالموں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے، ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ

وُسْعَهَا ۚ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۚ وَ

تکلیف نہیں دیتے۔ یہی لوگ جنت والے ہیں، وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور

لے لعنت اختہا۔

تفسیر صفائی ص ۱۸ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک روایت میں وارد ہے، کہ عذاب الہی کی ستمی دیکھ کر ایک گروہ دوسرے سے بریت کا اظہار کرے گا۔ اور ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔ اور ایک دوسرے سے بھگونا پائے گا۔ حالانکہ وہ نہ بھگوندے کا وقت ہوگا، نہ کہنے سننے کا، نہ معذرت قبول کرنے کا اور نہ نجات پالینے کا۔

لے لا تفتح۔

تفسیر صفائی ص ۱۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومنین کے اعمال اور روحوں کو فتنہ دی جاتی ہے تو ان کیلئے آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ اور جب کافروں کے اعمال کو اوپر لے جاتے ہیں تو ان کیلئے آسمان کے دروازے نہیں کھلتے۔ اور ایک منادی ریا واز دیتا ہے، کہ اسے سجدہ میں اتار دو۔ یہ محض سرت میں ایک مادی ہے۔ جس کا نام موبوت ہے۔

لے فی سحر الخياط۔

تفسیر صفائی ص ۱۸ پر ہے کہ کافر جنت میں داخل نہیں ہو سکیں گے، جب تک کہ ناممکن امر ممکن نہ ہو جائے، جو کبھی نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ ممکن ہی نہیں کہ اتنے بڑے جسم والا اونٹ سوئی کے ناکے سے گزر جائے۔ اس لئے کہ اونٹ کے گزرنے کیلئے ایک بڑے کشادہ دروازے کی ضرورت ہوتی ہے۔

نَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأُنْهَارُ

اور جو کچھ اُنکے سینوں میں کینہ ہوگا ، وہ ہم نکال دیں گے ، اُن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ

اور وہ کہیں گے ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے ہم کو اس کی طرف ہدایت کی اسلئے اور ہم ہدایت یافتہ نہ

لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَ

ہوتے ، اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ کرتا ، بیشک ہمارے سردار کے رسول حق کے ساتھ آئے ہتھے ۔ اور

نُودُوا أَنْ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مَوْلَاهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٦﴾

اُنہیں ندا دے دی جائے گی کہ تم جو عمل کیا کرتے تھے اسکی وجہ سے یہ جنت ہے جسکے تم وارث بنائے گئے ہو ۔

وَنَادَى أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ النَّارِ أَنْ قَدْ وَجَدْنَا مَا

اور جنت والے دوزخ والوں کو آواز دیں گے ، کہ جو کچھ ہمارے سردار دگار نے

وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالُوا

ہم سے وعدہ کیا تھا وہ ہم نے یقیناً پایا ۔ تو کیا تم سے جو کچھ تمہارے سردار نے وعدہ کیا تھا تم نے بھی اسے ٹھیکہ پایا ؟

نَعَمْ فَأَذِنَ مَوْذِنٌ بَيْنَهُمْ أَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ﴿٣٧﴾

وہ جوابے یں گے کہ ہاں ۔ پھر ایک آواز دینے والا اسلئے اُنکے درمیان آواز دینا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ۔

الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَ

یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ، اور اس میں کجی پیدا کرنے کی خواہش کرتے ہیں ۔ اور

هُمْ بِالْآخِرَةِ كَافِرُونَ ﴿٣٨﴾ وَبَيْنَهُمَا حِجَابٌ وَعَلَى الْأَعْرَافِ

وہ آخرت کے بھی منکر ہیں ۔ اور ان دونوں (گروہوں) کے درمیان پردہ ہوگا اسلئے اور اعراف پر اسلئے

رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادُوا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ

کچھ مرد ہونگے جو ہر ایک کو اُنکے نشانوں سے پہچان لیں گے ۔ اور جنت والوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلامتی

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ ﴿٣٩﴾ وَإِذَا صُرِفَتْ

ہو ۔ وہ اُس میں داخل نہ ہوئے ہوں گے حالانکہ وہ خواہش رکھتے ہوں گے ۔ اور جب ان کی نگاہیں

أَبْصَارُهُمْ تَلْقَاءُ أَصْحَابِ النَّارِ قَالُوا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَهُ

دوزخ والوں کی طرف پھیری جائیں گی ، وہ کہہ اُنہیں گے اے ہمارے سردار ! ہمیں ظالموں کی قوم کے

فصل ۲

الذی هدانا لهذا :-

تفسیر صفائی ص ۲۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق

علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ

جب قیامت کا دن ہوگا تو جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور وہ

آئمہ معصومین علیہم السلام جوان کی اولاد میں سے ہیں ۔

بلکہ لوگوں کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے ۔ پس

جس وقت ان کے شیعہ انھیں دیکھیں گے وہ کہیں گے

الحمد للہ الذی هدانا لهذا :- مطلب یہ ہے

کہ ہم کو جناب امیر المؤمنین اور آئمہ علیہم

السلام کی ہدایت قبول کر لینے کی توفیق

ملی ۱۰ مؤذن :-

تفسیر صفائی ص ۲۷ پر بحوالہ کافی تفسیر

قمری جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ، اور

تفسیر حاشی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول

ہے کہ وہ مؤذن جناب امیر علیہ السلام ہوں گے ۔

اور تفسیر قمری میں اس قدر اور ہے کہ اس قدر بلند

آواز سے اعلان کریں گے کہ تمام مخلوق سن لے گی ۔

تفسیر مجمع البیان اور معانی الاخبار میں خود جناب

امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مؤذن میں ہوں ۱۰

۱۰ حجاب :-

تفسیر صفائی ص ۲۷ پر ہے کہ دونوں فریقوں

یعنی جنتیوں اور دوزخیوں کے درمیان ایک تفصیل

قائم ہو جائے گی ، جیسا کہ ارشاد ہے : فاصوب

بینہم بسورۃ ۔ (ان کے مابین ایک تفصیل قائم

کر دی جائے گی) ، اور دوسرے معنی میں کہ

جنتی اور دوزخی لوگوں کے درمیان ایک تفصیل

قائم کر دی جائے گی ، تاکہ ایک دوسرے کی طرف

نہ جاسکیں ۱۰

۱۰ علی الاعراف :-

تفسیر صفائی ص ۲۷ پر ہے کہ اعراف کے معنی

بلندیاں ہیں ۔

اور تفسیر کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ الاعراف سے مراد وہ ٹیلے ہیں جو

جنت اور دوزخ کے درمیان ہوں گے ، اور رجال

سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۔

کافی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اعراف پر ہم ہوں گے ، اور اپنی نصرت کرنے والوں

کو ان کی ملازمتوں سے پہچان لیں گے ۔ اور اعراف ہم

میں کہ اللہ تعالیٰ پہچاننا ہی نہیں کیا مگر ہماری معرفت کی

راہ سے ۔ اور اعراف ہم ہیں ، ہم کو اللہ تعالیٰ صراط کے اور پر قائم کر دے گا ۔ پس جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا مگر وہ جو ہم کو پہچانتا ہوگا اور ہم اسے پہچانتے ہوں گے ۔ اور دوزخ میں بھی کوئی نہ

جائے گا مگر وہ جو ہم کو پہچانتا ہوگا اور نہ ہم اُس کو پہچانتے ہوں گے ۱۰

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۷﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ الْأَعْرَافِ رَجُلًا يَعْرِفُهُمْ

ساتھ نہ رکھیں۔ اور اعراف والے ان لوگوں کو آواز دیں گے جنہیں وہ ان کی نشانیوں سے

يَسْتَمِعُهُمْ قَالُوا مَا أَغْنَىٰ عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ

پہچانتے ہو گے۔ وہ کہیں گے کہ تمہاری جمعیت اور جو کچھ تم جمع کر رہے تھے، تمہارے

تَسْتَكْبِرُونَ ﴿۳۸﴾ أَهَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمْتُمْ لَا يَنَالُهُمُ اللَّهُ

کام نہ آئے۔ کیا یہی وہ لوگ تھے جن کی نسبت تم قسمیں کھا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت

بِرَحْمَةٍ أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمْ وَلَا أَنْتُمْ

لہیں کر رہے گا۔ (آج انہیں کہا جائے گا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ، تم پر کوئی خوف نہیں ہے، اور نہ تم

تَحْزَنُونَ ﴿۳۹﴾ وَنَادَىٰ أَصْحَابُ النَّارِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَنْ

علم کرو گے۔ اور دوزخ والے جنت والوں کو آواز دیں گے، کہ تمہوڑا سہا پانی اور کچھ اس

أَفِيضُوا عَلَيْنَا مِنَ الْمَاءِ أَوْ مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ

رزق میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے ہم پر بھی ڈال دو۔ وہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالیٰ

حَرَّمَهَا عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۴۰﴾ الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَهُمْ لَهْوًا وَ

لئے دلوں تیز کر کے کافروں پر یقیناً حرام کر دی ہیں۔ جنہوں نے اپنے دین کو دینا رکھا تھا۔

لَعِبًا وَغَرَّتُهُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ نَنسِفُهُمْ كَمَا نَسَوُا

اور انہیں دنیاوی زندگی نے دھوکا دے رکھا تھا۔ پس آج کے دن ہم انہیں اسی طرح چھوڑ دیں گے جیسا

لِقَاءَ يَوْمِهِمْ هَذَا وَمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿۴۱﴾ وَلَقَدْ

کہ انہوں نے آج کے دن کی ملاقات کی (تیاری) کو چھوڑ دیا تھا اور جیسا کہ ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ اور بیشک

جَنَّتُهُمْ بِكَيْبٍ فَصَلَّنَا عَلَىٰ عِلْمِهِدَىٰ وَرَحْمَةٍ لِّقَوْمٍ

ہم نے انکو ایک (ایسی) کتاب دی ہے جسکی تفصیل ہم نے علم سے کر دی ہے، ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور

يَوْمُنُونَ ﴿۴۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا تَأْوِيلَهُ يَوْمَ يَأْتِي تَأْوِيلَهُ

رحمت ہے۔ کیا وہ اس کی حقیقت کا انتظار کرتے ہیں؟ جس دن اسکی حقیقت ظاہر ہوگی

يَقُولُ الَّذِينَ نَسُوهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا

تو وہ لوگ جنہوں نے اسے پہلے ہی بھلا رکھا تھا کہیں گے، بیشک ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے

لہ نہ سہمہ۔

تفسیر صافی ص ۱۸ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا، جناب امام رضا علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم ان لوگوں کو اسی طرح چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے آج کے دن اپنے کی تیاری کو چھوڑ دیا تھا۔

اور توحید میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے نسیان کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ان کو بدلہ نہ دیا جائے گا جیسا کہ اولیاء اللہ کو دیا جائے گا جو دنیا کی زندگی میں اللہ تعالیٰ کے مطیع رہے اور اسے یاد کرتے رہے، جبکہ وہ اس پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔ اور غائبانہ اس سے ڈرتے رہے۔

اور محاورہ عرب میں نسیان کے دوسرے معنی بھی ہیں۔ کہا جاتا ہے: قد نسينا فلان فلا یاد کرنا اسی انہ کا یاد یا ہوا بخیر ولا یاد کرنا بد۔ (فلاں شخص ہمیں بھول گیا، پس وہ ہمیں یاد نہیں کرتا، یعنی وہ انہیں نیکی کا حکم نہیں دیتا۔ اور نیکی کے ساتھ یاد نہیں کرتا۔ اسی معنی میں یہاں مستعمل ہوا ہے۔ عربی میں نسی کے معنی بھول جانے کے علاوہ تَرَک کے بھی ہوتے ہیں، یعنی چھوڑ دیا، (اقرب الموارء)۔

۳۷ یوم یاتی تاویلہ۔۔۔ تفسیر صافی ص ۱۸ پر ہے کہ یہ قیامت سے قبل ہوگا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ظہور قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت اور قیامت کے دن ظاہر ہوگا۔

بِالْحَقِّ فَهَلْ لَنَا مِنْ شُفَعَاءَ فَيَشْفَعُوا لَنَا أَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلْ

تھے۔ پھر کیا ہمارے لئے بھی کوئی شفاعت کرے گا؟ یا ہمیں واپس بھیج دیا جائے گا؟

غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ قَدْ خَيْرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ

جائے کہ جیسے عمل (بد) ہم کیا کرتے تھے۔ انکے خدات (نیک) عمل کریں۔ یقیناً انہوں نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا

مَا كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝۵۴ إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ

اور جو کچھ وہ افتر کیا کرتے تھے سب ان سے کم ہو گیا۔ یقیناً تمہارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا

وَالْأَرْضِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

دن میں پیدا کیا اسے پھر عرش پر استوی ہوا اسے وہ رات کو

الْبَلَّ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ

دن سے دھواں پیتا ہے جو جلدی (جلدی) اسکی تلاش میں (پہنچنے والا) آتا ہے۔ اور سورج اور چاند اور ستارے اس کے

مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِ اللَّهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ

حکم کے تابع ہیں۔ آگاہ رہو کہ پیدا کرنا اور حکم دینا اسی کیلئے ہے۔ اللہ تعالیٰ کل جہانوں کا پروردگار عزوجل

الْعَالَمِينَ ۝۵۵ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ

صاحب برکت ہے۔ تم اپنے پروردگار سے عاجزی سے اور سیکے چپکے دعا مانگا کرو۔ یقیناً وہ زیادتی کرنے والوں

الْمُعْتَدِينَ ۝۵۶ وَلَا تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا

کو دوست نہیں رکھتا۔ اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو اسے اور اس اللہ تعالیٰ

وَادْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ

سے خوف کرتے ہوئے اور امید لگاتے ہوئے دعا مانگا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکو کاروں کے قریب

الْمُحْسِنِينَ ۝۵۷ وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَّهَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ

ہے۔ اور وہ وہی ہے جو اپنی رحمت (بارش) سے پہلے خوشخبری دینے کے لئے

رَحْمَتِهِ حَتَّىٰ إِذَا أَقَلَّتْ سَحَابًا ثِقَالًا سُقْنَاهُ لِبَلَدٍ

ہوائیں بھیج دیتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادل کو اٹھا لائیں تو ہم نے اسے مردہ بستی کی طرف ہانک

مَيِّتٍ فَأَنْزَلْنَا بِهِ الْمَاءَ فَأَخْرَجْنَا بِهِ مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ

دیا۔ پھر ہم نے اس سے (بارش کا) پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے ہر طرح کے پھل (زمین سے) باہر نکالے۔

۱۵ فی سِتَّةِ أَيَّامٍ :-

تفسیر صفائی منکلا پر بحوالہ عیون اخبار الرضا حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک چپکے میں ان سب چیزوں کو پیدا کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے انکی پیدائش میں چھ دن لگا دیئے۔ تاکہ جو جو چیزیں وہ پیدا کرنا چاہئے۔ وہ یکے بعد دیگرے فرشتوں پر ظاہر ہوتی جائیں۔ اور وہ قدیم بالذات یکے بعد دیگرے جن چیزوں کو حادث کرے ان کے حدوث کا ثبوت ملتا جائے :-

۱۵ ثُمَّ اسْتَوَىٰ :-

تفسیر صفائی منکلا پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کے معنی ہیں۔ تدبیر درست کی اور اسی کا امر غالب رہا۔ اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر دقیق اور جلیل امر پر غالب آیا۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ معنی منقول ہیں کہ ہر چیز پر اس کا غلبہ مساوی ہے۔ پس کوئی شے نسبت دوسری کے اس سے قریب نہیں ہے :-

۱۵ بعد اصلاحها :-

تفسیر صفائی منکلا پر بحوالہ تفسیر قیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زمین حالت فساد میں تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے اس کی اصلاح کی۔ اور پھر یہ حکم دے دیا کہ اب اصلاح ہو جانے کے بعد زمین میں فساد مت کرو۔

تفسیر تہی میں اس کے معنی یہ منقول ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام کے ذریعے سے زمین کی اصلاح کر دی تھی۔ مگر لوگوں نے جب رسول اللہ کے بعد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی اطاعت چھوڑ دی تو پھر اس کو خراب کر دیا :-

تفسیر صافی ص ۱۸ پر بحوالہ تفسیر قمری منقول ہے کہ یہ آیت بطور شل کے بیان کی گئی ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام کا علم حکم خدا سے بجوڑتے ہوئے رہتا ہے اور اس کا نفع بھی کثیر ہے۔ اور ان کے دشمنوں کا اقل تو علم ہی حقوڑا ہے۔ اور اگر کچھ ہو بھی تو اس سے کسی کو نفع نہیں بلکہ وہ ناقص اور خراب ہے۔ المناقب میں وارد ہے کہ عمر و ابن العاص نے جناب امام حسین علیہ السلام سے عرض کیا تھا کہ کیا بات ہے کہ آپ حضرات کی وارثیاں ہم لوگوں سے بھری ہوئی اور گھنی ہوتی ہیں۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی :-

تفسیر صافی ص ۱۸ پر ہے کہ آپ حضرت نوح بن ملک بن متوشلح بن ادریس تھے، جو ان کے بعد پہلے نبی مبعوث ہوئے۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ آپ کا نام عبدالغفار تھا اور آپ کا نام نوح اس لئے پڑ گیا کہ وہ اپنے نفس پر نور کیا کرتے تھے۔

اور علی الشرائع میں بھی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح منقول ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح کا نام عبدالاعلیٰ تھا۔ اور دوسری روایت میں ان کا نام عبد الملک آیا ہے۔ آپ کا نام نوح اس لئے پڑ گیا تھا کہ آپ پانچ سو برس تک روتے رہے تھے۔

اور کافی میں جناب امام محمد باقر سے ایک حدیث منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو نوح علیہ السلام کی بشارت دی گئی تھی اور یہ خبر بھی دی گئی تھی کہ ان کی قوم ان کو بھٹلائے گی۔ اور وہ خدا سے دعا کریں گے اور خدا ان کی دعا کے سبب ان کی قوم کو ہلاک کر دے گا۔ پس آدم نے اپنی اولاد کو وصیت کر دی تھی کہ تم میں سے جو شخص نوح کو پائے، ان پر ایمان لائے۔ اور ان کا اتباع کرے کہ وہ غرق ہونے سے محفوظ رہے گا۔ اور حضرت آدم سے حضرت نوح تک اس پشتیں گزری تھیں، جو سب انبیاء اور اوصیاء تھے۔ مگر چونکہ پوشیدہ تھے، اس وجہ سے قرآن مجید میں بھی ان کا ذکر نہیں کیا گیا :-

كَذَلِكَ نُخْرِجُ الْمَوْتَى لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝۵۰ وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ

اسی طرح ہم مردوں کو بھی زندہ کر کے قبروں سے نکالیں گے، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور پاکیزہ زمین کی نباتات

يُخْرِجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۚ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا

تو حکم خدا سے (خوب) اُگتی ہے۔ اور جو (زمین) ناکارہ ہوئی ہے اس میں سے کچھ نہیں اُگتا مگر

تَكَدًّا ۚ كَذَلِكَ نَصْرَفُ الْأَيَّاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ ۝۵۱ لَقَدْ

بھوڑا سلہ۔ اسی طرح ہم لوگوں کیلئے جو شکر کرتے ہیں آیتوں کو پھر پھر کر بیان کرتے ہیں۔ یقیناً

أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

ہم نے نوح کو اسکی قوم کی طرف بھیجا سلہ۔ پس اس نے کہا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا

مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝۵۲

تھکے لئے کوئی معبود نہیں۔ یقیناً میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي ضَلٰلٍ مُّبِينٍ ۝۵۳

اُس کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ ہم تجھے یقیناً اعلیٰ گمراہی میں دیکھتے ہیں۔

قَالَ يَقَوْمِ لَيْسَ بِي ضَلٰلَةٌ وَلٰكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ

اس نے فرمایا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں بلکہ میں تو سب جہانوں کے پروردگار کی طرف سے

الْعٰلَمِيْنَ ۝۵۴ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلَتِ رَبِّيْ ۚ وَأَنْصَحُ لَكُمْ وَأَعْلَمُ

میں تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۵۵ أَوْ عَجِبْتُمْ أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ

طرف سے میں تمہیں کچھ بتاتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ کیا تم نے تعجب کیا کہ تمہارے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنكُمْ لِيُنذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوا وَ

سے نصیحت تم میں سے ہی ایک مرد پر آگئی۔ تاکہ وہ تم کو ڈرائے اور اسلئے کہ تم متقی ہو جاؤ، اور تاکہ تم پر رحم

لَعَلَّكُمْ تَرْحَمُونَ ۝۵۶ فَكَذَّبُوهُ فَأَنْجَيْنَاهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ

کیا جلتے۔ پھر انھوں نے اسکو بھٹلایا۔ پھر ہم نے اسکو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ

فِي الْفُلْكِ وَآغْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا

فشتی میں تھے نجات سے دی۔ اور ان لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو بھٹلایا۔ بے شک وہ

قَوْمًا عَمِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَقَوْمِ

کو رسول قوم تھی۔ اور عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (مبعوث) کیا۔ اُس نے کہا اے میری قوم!

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۴﴾

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمھارے لئے اس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ پھر کیا تم (عذابِ خدا سے) نہیں ڈرتے!

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرُّكَ فِي

اُس کی قوم میں سے جو سرورِ کافر ہو گئے اُنھوں نے کہا، یقیناً ہم تمھیں جہالت میں (پھنسا رہا)

سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَذِبِينَ ﴿۱۵﴾ قَالَ يَقَوْمِ

دیکھتے ہیں، اور ہم تجھے یقیناً جھوٹوں میں سے گمان کرتے ہیں۔ اُس نے کہا اے میری

لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَكِنِّي رَسُولٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۶﴾

قوم! مجھ میں جہالت کی کوئی چیز نہیں، بلکہ میں تو تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے رسول ہوں۔

أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِرٌ أَمِينٌ ﴿۱۷﴾ أَوْعَجِبْتُمْ

میں تمھیں ایسے پروردگار کے پیچھا پینچا تا ہوں، اور تمھارے لئے ایک مانتا نصیحت کرنے والا ہوں۔ کیا تم نے تعجب کیا

أَنْ جَاءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَبِّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنذِرَكُمْ ۖ

کہ تمھارے پاس تمھارے پروردگار کی طرف سے ایک نصیحت تم میں سے ہی ایک مرد پر آگئی، تاکہ وہ تم کو ڈرائے۔

وَإِذْ كُرُوا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ ۖ وَ

اور وہ وقت یاد کرو جبکہ نوح کی قوم کے بعد تمھیں جانشین بنایا۔ اور تمھیں (اپنی) مخلوق میں

زَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللَّهِ

وسعت (قوت و قدامت کے لحاظ سے زیادہ) کیا۔ پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو ۛ

لَعَلَّكُمْ تَفْلِحُونَ ﴿۱۸﴾ قَالُوا اجْعَلْنَا لِنَعْبُدَ اللَّهَ وَحْدَهُ وَ

تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ وہ بولے کہ تم اس لئے ہمارے پاس آئے ہو کہ ہم صرف خدا کے لئے عبادت

نَذَرَمَا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ

کریں اولاً نکو، چھوڑیں جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے۔ اگر تم بچوں میں سے ہو تو جس (عذاب) کا ہم سے وعدہ

مِنَ الصِّدِّيقِينَ ﴿۱۹﴾ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ

کرتے ہو، اُسے لے آؤ۔ (حضرت ہود نے) فرمایا کہ تمھارے پروردگار کی طرف سے تم پر عذاب اور غضب تو آچکا

۴۱۵

۱۳ اخاھم ہوداً۔

تفسیر صفائی ص ۵۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ کسی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے عرض کی کہ آپ کے بھائی ہود نے فرمایا ہے کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے برغلاف بغاوت کی اور ان کی بغاوت کے سبب ہم نے ان سے مقابلہ کیا۔ حضرت نے فرمایا: وہ نے جو تجھ پر کیا تو نے قرآن مجید نہیں پڑھا، خدا فرماتا ہے: والی عاد اخاھم ہوداً۔ والی ثمود اخاھم ضلحاً۔ والی مدین اخاھم شعیباً۔ تو یہاں یہ مطلب ہے کہ وہ اس قوم اور کلمے سے تھے اس سبب سے بھائی کہا ہے، نہ یہ کہ وہ دین میں بھائی تھے۔

صاحب تفسیر صفائی لکھتے ہیں کہ یہ عرب کا معاشرہ ہے کہ کسی قوم اور قبیلے کے شخص کو اس قوم کے بھائی کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً وہ یہ کہتے ہیں کہ یا اخا اتوب۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا کہ قوم عاد کو خدا نے ہلاک کیا، اور حضرت ہود کو نجات دی۔ قوم ثمود کو ہلاک کیا، اور حضرت صالح کو نجات دی۔ حضرت ہودؑ شامخ کے بیٹے تھے۔ اور اخا شمر کے پوتے اور سام کے بڑے پوتے تھے۔ سام حضرت نوح کے بیٹے تھے۔

اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ عاد بن کے نام سے ساری قوم مشہور ہے یہ حضرت ہود کے اجداد میں سے تھے۔

۱۴ فی الخلق بصطۃ۔

تفسیر صفائی ص ۵۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم عاد کا ہر ایک آدمی قد میں سمجور کے درخت کے برابر تھا۔ اور پیار کی بڑی بڑی چٹانیں اپنے ہاتھ سے توڑ کر ملحدہ کر دیتا تھا۔ ۱۵ آلہ اللہ۔

تفسیر صفائی ص ۵۸ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت نے کسی سے نہ کیا تھا کہ کیا تو جانتا ہے کہ آلہ اللہ یعنی نعماتِ خدا کیا مراد ہے۔ اُس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا سب سے بڑی نعمت جو خدا نے اپنی مخلوق کو عطا فرمائی، وہ ہماری ولایت ہے۔

وَعَصَبٌ اُتِمَادٌ لُونِي فِي اَسْمَاءِ سَيِّمُوها اَنْتُمْ وَاَبَاؤُكُمْ مَا نَزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَاَنْتَظِرُوْا اِنِّيْ مَعَكُمْ

ہے۔ کیا تم مجھ سے ایسے ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جن کو تم نے اور تمہارے باپ داداؤں نے نامزد

کیا، (اور اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کوئی حجت نازل نہیں کی۔ پس تم بھی انتظار کرو، اور میں بھی تمہارے

مِنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۱۰ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا

ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پس ہم نے اُسکو اور ان کو جو اُسکے ساتھ تھے اپنی رحمت سے نجات دی۔

وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا بِاٰتِيْنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝۱۱

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور وہ مومن نہیں تھے، اُن کی ہم نے سُل قطع کر دی ہے۔

وَالِیْ شَمُوْدَ اَخَاهُمْ ضِلْحَامٌ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَا

اور شموذ کی طرف اُنکے بھائی صلیح کو (مبعوث کیا)۔ اُس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، تمہارے

لَكُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَيْرُهُ ۚ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهِ

لئے اُسکے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں ہے۔ وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے روشن دلیلیں لے کر آیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ

نَاقَةٌ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیَةٌ فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا

کی اونٹنی ہے جو تمہارے لئے ایک نشانی ہے، پس اسے چھوڑ دو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں کھاتی پھرے، اور اُسے

تَمْسُوْهَا بِسُوْرٍ فَيَاْخُذْكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۲ وَاذْكُرُوْا اِذْ

بُری طرح سے نہ چھوٹا، ورنہ تمہیں دردناک عذاب پہنچے گا۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ

جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَبَوَّأَكُمْ فِي الْاَرْضِ

تمہیں عاد کے بعد جانشین بنایا، اور تمہیں زمین میں جگہ دی۔

تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سَهْلِهَا قُصُوْرًا وَتَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا

تم اُس کے میدانوں میں محل بناتے ہو، اور پہاڑوں کو کاٹ کاٹ کر گھر بناتے ہو۔

فَاذْكُرُوْا الْاَیَّ اللّٰهِ وَلَا تَعْتَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۱۳

پس تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو، اور تم مفسدین کر زمین میں فساد کرتے پھرو۔

قَالَ الْمَلَا الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهِ لِلَّذِيْنَ اسْتَضَعُّوْا

اُس کی قوم میں سے اُن سرداروں نے جنھوں نے ستم کیا، ان کمزور لوگوں سے جو اُن میں سے ایمان لائے تھے،

فَاذْكُرُوْا الْاَیَّ اللّٰهِ وَلَا تَعْتَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ۝۱۳

تفسیر صفائی کشا پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس کی بیچ دین اکھاڑ دی۔ اور ان کی نسلیں منقطع کر دیں۔ وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کالی گھٹنا پیدا کر دی تھی۔ جس سے وہ تو سمجھے کہ بارش آتی ہے مگر اس سے ایسی آندھی آئی کہ وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

کافی اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی ہوا کا نام ریح عقیقہ ہے۔ اور یہ ساتوں زمینوں کے نیچے سے نکلتی ہے اور سوائے قوم عاد پر آنے کے کہ جب غضب خدا نازل ہوا آتی تھی۔ اور کسی نہیں نکلی خدا تعالیٰ کا حکم اس کے منجباؤں کو یہ پہنچا تھا کہ ایک انگوٹھی کے حلقے کے برابر ہونا نکالیں۔ مگر جب انھوں نے کھولا تو ایک بیل کے تختے کے برابر نکلی گئی۔ وہ نگہبان ریح اُٹھے کہ خداوند! یہ ہمارے اختیار سے باہر ہوئی اور ہم کو خوف ہے کہ تیری مخلوق میں سے جو نافرمان نہیں ہیں کہیں وہ نہ ہلاک ہو جائیں۔ اور آباد شہر و دیار نہ ہو جائیں۔ خدا تعالیٰ نے اسی وقت جبریل امین کو بھیجا کہ انھوں نے اپنے بازوؤں کو زور سے ہٹا کر اُسے اُس کے مقام تک پہنچا دیا۔ اور یہ حکم دیا کہ جتنی کا حکم دیا ہے اتنی ہی نکلے۔ پس وہ اتنی ہی نکلی اور قوم عاد کو اور جو جو اُسکے پاس تھے سب کو ہلاک کر دیا۔

تفسیر مجمع البیان میں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس اس ہوا کا ایک عقل خزانہ ہے اگر اسے کھول دیا جائے تو آسمان اور زمین کے درمیان جو کچھ ہے سب ہلاک ہو جائے۔ قوم عاد پر اسی میں سے ایک انگشتری کے حلقے کے برابر بھی نکلتی تھی۔

ملاحظہ فرمائیے۔ آج کل کے نئے روشنی کے فلڈ لائٹ کو ریح عقیقہ کے خصائص میں کہیں بہ جہاں نہیں ہونا چاہئے۔ یہ وہی ہوا ہے جسے آج کل گیس GAS کہا جاتا ہے اور ریح عقیقہ زہریلی گیس کو کہتے ہیں۔ اور اس بیسویں صدی کے زمانہ میں یہ تجربہ ۱۹۱۱ء میں لکھا جا رہا ہے جو جنگ ہونے میں، ان میں زہریلی گیس دشمن کی فوجوں کو ہلاک کرنے کیلئے استعمال ہو رہی ہے۔ اب رہا اس کے خزانہ کا زمین کے اندر ہونا جیسا کہ امام علیہ السلام نے فرمایا ہے تو اس صدی میں بلوچستان (پاکستان) کے علاقہ سوئی Sui کے قریب پاکستان پٹرولیم کمپنی لمیٹڈ نے اس جلنے والی گیس کے قدرتی ذخائر دریافت کئے ہیں۔ جو زمین کے اندر پوشیدہ ہیں۔ اس گیس کو جلنے کے کام میں لایا جا رہا ہے، اگر یہ قابو سے باہر ہو جائے تو اس کی تھوری سی مقدار دنیا کو تباہ کرنے کیلئے کافی ہے۔

سوئی (Sui) گیس کا مقام کراچی سے ۳۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ خدا جانے کہ اُس نے زمین کی تہوں میں کس کس قسم کی زہریلی گیسیں چھپا رکھی ہیں، جنھیں وہ اپنی مشیت کے مطابق آزاد کرے دنیا کو تباہ کر دے گا۔ ارشاد ہے: وَاَنْ هٰذَا عَلٰی مَا خَرَاثَنَهُ وَمَا نَزَّلَهُ اِلَّا بَقْدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (پاک، چھوٹا) کہ ہمارے پاس ہر ایک شے کے خزانے بھرے پڑے ہیں، اور ہم اُس میں سے ایک بھی شے مقدار بھیجتے رہتے ہیں۔ سبحان اللہ! اگر اللہ تعالیٰ اپنی زہریلی گیس کے ان خزانوں کو ایک ہی بار کھول دے تو ہر چیز تباہ ہو جائے۔ یہ اُس کی انتہاء درجہ کی رحمت ہے کہ اُس نے یہ خزانے دبائے ہوئے ہیں۔

یہ اُس کی انتہاء درجہ کی رحمت ہے کہ اُس نے یہ خزانے دبائے ہوئے ہیں۔

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ رجفہ کے معنی زلزلہ ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زلزلہ نے اُن کو الیا۔ اور سورہ نور میں فرماتا ہے :- اخذ الذین ظلموا الصیغۃ۔ اور ان ظالموں کو چھیننے آ لیا۔ اور سورہ حجر میں فرمایا : فاخذ تمھم الصیغۃ۔ (اُن کو سخت آواز سے آپکڑا)۔ تو یہ حقیقت میں اختلاف نہیں، بلکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے زور سے آواز آئی۔ پھر زلزلہ، جیسا کہ تفسیر میں ہے کہ خدا تعالیٰ نے ان پر سخت آواز اور زلزلہ بھیجا۔ اور سب ہلاک ہو گئے :-

۱۵ لوطا :-

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ اور حضرت لوط علیہ السلام کی والدہ دونوں بہنیں تھیں۔ وہ دونوں لالچ کی بیٹیاں تھیں۔ اور لالچ ایک ڈرانے والے نبی تھے رسول نہیں تھے۔ علی الشرائع اور تفسیر قیامی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خال زاد بھائی تھے۔ اور حضرت سائرہ حضرت ابراہیم کی زوجہ حضرت لوط کی حقیقی بہن تھیں۔ اور حضرت لوط اور حضرت ابراہیم علیہم السلام دونوں ڈرانے والے نبی تھے۔ کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام غمزدہ کے ملک سے نکلے ہیں، تو حضرت لوط علیہ السلام اُن کے ساتھ تھے۔ اس لئے کہ حضرت سائرہ اُن کو نہیں چھوڑتی تھیں۔ تا آنکہ شامات کی سرزمین پر آئے۔ اُس وقت حضرت لوط علیہ السلام شامات کی لیبی زمین کی طرف چلے گئے :-

۱۵ الفاحشة :-

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ کافی اور علی الشرائع میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مثل قوم لوط کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ تین عجمی صورت میں، عمدہ کپڑے پہنے ہوئے اس شان سے گزرے کہ اسکی صورت سے زنانہ پن پکڑتا تھا، اُس قوم کے کچھ جوان لوگوں کے پاس آیا اور کہا کہ مجھ سے ایسا اور ویسا فعل کرو۔ اگر وہ خلاف کا طالب ہوتا تو وہ انکار کر دیتے مگر چونکہ خود مفعول بننے کا طالب ہوا، انھوں نے قبول کر لیا۔ اور اس فعل کی ایسی لذت معلوم ہوئی کہ ابلیس تو چلا گیا، اور وہ ایک دوسرے سے مبتلا ہو گیا۔

لَمِنْ أَمِنْ مِنْهُمْ أَتَعْلَمُونَ أَنَّ صَاحِبًا مُّرْسَلًا مِّنْ رَبِّهِمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلَ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ قَالَ الَّذِينَ

کہا، کیا تم یہ جانتے ہو کہ یقیناً صاحب اپنے رب کی طرف سے رسول ہے۔

أَسْتَكْبَرُوا إِنَّا بِالَّذِي آمَنُتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ فَعَقَرُوا

انھوں نے کہا کہ جو کچھ دے کر بھیجا گیا ہے، ہم اُس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔ وہ لوگ جنھوں نے تکبر

کیا، کہنے لگے کہ یقیناً ہم اُس چیز کے منکر ہیں جس پر تم ایمان لائے ہو۔ پس انھوں نے اذلتی

النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوا يُصْلِحُ ائْتِنَا

کی کوئیں کاٹ دیں، اور اپنے پروڑگا کے حکم سے سرکشی کی، اور کہا اے صالح ! اگر تم رسولوں میں سے ہو

بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَآخَذَتْهُمْ

تو جس لعذاب کا ہم سے وعدہ کرتے ہو اُسے لے آؤ۔ پس انھیں زلزلہ نے

الرَّجْفَةَ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جُثَيِّمِينَ ۝ فَتَوَلَّى عَنْهُمْ

آپکڑا ۱۵ تو وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ تب اُس نے اُن سے منہ پھیر لیا

وَقَالَ يَقَوْمٍ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّي وَنَصَحْتُ لَكُمُ

اور کہا اے میری قوم یقیناً میں نے تمھیں اپنے پروڑگار کے پیغام کو پہنچا دیئے ہیں، اور تمھیں نصیحت کی ہے۔

وَلَكِنْ لَا تَحِبُّونَ النَّصِيحِينَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

مگر تم نصیحت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتے۔ اور لوط کو بھی ہم نے بھیجا، ۱۵ تو اُس نے اپنی قوم سے

اتَّاتُونَ الْفَاحِشَةَ فَمَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِينَ ۝

کہا، کیا تم ایسی بدکاری کرتے ہو سہ جو تمام جہانوں میں سے کسی ایک نے بھی تم سے پہلے نہیں کی۔

إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُونِ النِّسَاءِ ۚ بَلْ أَنْتُمْ

تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر شہوت رانی کے لئے آتے ہو۔ بلکہ تم حد سے

قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ

بڑھ بہانے والے لوگ ہو۔ اور اُس کی قوم کے پاس کوئی جواب نہ تھا، سوائے اس کے کہ

قَالُوا أَخْرِجُوهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنَاسٌ يَّتَطَهَّرُونَ ۝

انھوں نے کہا انھیں تم اپنی بستی میں سے نکال دو۔ یقیناً یہ لوگ پاک بنتے ہیں۔

تفسیر قربانی مسئلہ پر ہے کہ یہ عجیب قسم کی بارش تھی، جس میں اُن پر بھاری ہوئی مٹی برساتی جا رہی تھی۔
لمترجمہ:۔ آسمان سے پتھروں کی بارش کا ہونا کوئی مستبعد نہیں اس لئے کہ شہاب ثاقب اکثر ٹوٹتے اور گرتے رہتے ہیں۔ یہ چھوٹے بڑے اور چمکیلے ستارے جو آپ کو رات کے وقت فضا سے

آسمانی میں نظر آتے ہیں۔ یہ بھی آپ کی زمین کی طرح کروڑوں دنیا میں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرگرم پرواز میں۔ ان دنیاؤں سے اکثر ٹکڑے الگ ہو کر گرتے رہتے ہیں۔

سائنس کی تحقیقات کے مطابق ان کی رفتار بارہ ہزار میل فی دقیقہ ہوتی ہے۔ یعنی ہندوق کی گول سے سو گنا زیادہ۔ زمین کے ارد گرد صرف دھاتی گھٹنے میں چکر کاٹ سکتے ہیں۔

بہر حال یہ چیز مشاہدہ میں آچکی ہے کہ آسمان سے پتھر برساتے ہیں۔ اُن کی رفتار کی تیزی کا اثر یہ ہے کہ وہ زمین پر پہنچنے سے قبل ہی پگھل جاتے ہیں، اور فنا ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب یہ کڑے ہوائ سے تیز رفتاری کے ساتھ گرتے ہیں تو فضا کی ذرات سے جو فضا میں آتے پھرتے ہیں رگڑ کر پہلے گرم پھر مشتعل ہو جاتے ہیں، جس سے انھیں آگ لگ جاتی ہے۔ اور یہ گیس میں تبدیل ہو کر ہوا میں پریشان ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کی رفتار کم ہوتی تو وہ پگھل نہ سکتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ رات دن ہم پر پتھر برستے رہتے۔ اس لئے کہ روزانہ سینکڑوں شہاب ٹوٹتے رہتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا کمال ہے کہ ہمیں اس عذاب سے محفوظ رکھا۔ ورنہ وہ اگر جاتا تو ان کی رفتار کو کم کر کے ہم پر اس قدر پتھر برساتا کہ ہم تباہ ہو جاتے۔

جن قوموں کو اللہ تعالیٰ نے تباہ کرنا ارادہ کیا ان پر اسی طریق سے پتھر برساتے اور وہ تباہ۔

آسمانوں سے پتھروں کی بارش کا تجربہ۔ دہلی کو بھی ہوا ہے چنانچہ رسول ملری گزٹ ۸ جنوری ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں ایک مصدقہ خبر شائع ہوئی تھی۔ جس میں ایک طبیکہ بان نے اپنا ذاتی تجربہ یوں بیان کیا تھا کہ اُس کا طبیکہ (ہوائی جہاز) کافی بلندی پر جا رہا تھا کہ اچانک پتھر برساتا شروع ہو گئے اور وہ واپس بھاگا۔ فاعتبہ رویا اعلیٰ الابصار۔

کچھ پتھر تو اپنی چھوٹی سی جسامت کی وجہ سے ہوا کی رگڑ سے فضا میں ہی جل کر رہ جاتے ہیں۔ اور بعض پتھر فضا کی دستبرد سے بچ کر قدرت خداوندی سے

ہماری زمین پر بھی گر پڑتے ہیں۔ جو بڑے بڑے عجائب گھروں میں رکھے ہوئے ہیں۔ ۱۹۴۶ء میں ایک اسی قسم کا شہاب ثاقب ساہیوال میں گرا تھا جو دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا تھا۔ اُس کے سینکڑوں چمکیلے اور روشن ٹکڑے کچھ گئے جن سے ہر ایک ٹکڑا اسی اسی فٹ قطر کا تھا۔ اُس کے گرنے سے زمین میں بیشمار شکاف ہو گئے۔ اور آٹھ سو پچاس ایکڑ زمین بخر ہو گئی۔ اس شہاب ثاقب کا وزن ڈیڑھ ہزار ٹن سے دو ہزار ٹن کے درمیان پایا گیا تھا۔ (پاکستان ٹائمز لاہور۔ مجریہ ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء ص ۱۲) ۛ

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿۸۳﴾

پس ہم نے اُسے اور اُس کے گھر والوں کو نجات دی سوائے اُس کی بیوی کے کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں سے تھی۔

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَأَنْظَرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اور ہم نے اُن پر پتھر برساتے ۱۵۔ پس تم غور کرو کہ مجسموں کا انجام کیا

الْمُجْرِمِينَ ﴿۸۴﴾ وَالْإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يَوْمَ

ہوا۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھجوا)۔ اُس نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ قَدْ جَاءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ

تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تمھارے لئے اُس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں ہے۔ یقیناً تمھارے رب کی طرف سے تمھارے

مِّن رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

پاس روشن دلیلیں آچکی ہیں۔ پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزیں کم نہ

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذَلِكُمْ

دیا کرو۔ اور زمین میں اُس کی اصلاح کے بعد فساد مت کرو۔ اگر تم

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۸۵﴾ وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ

مومن ہو تو یہ تمھارے لئے بہتر ہے۔ اور ہر راستے پر (اُس طرح) نہ بیٹھا کرو

مُّوْعَدُونَ وَتَصَدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ مَن أَمَنَ بِهِ وَ

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لایا ہو تم اُسے دھکاؤ، اور اُسے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکو۔ اور

تَبْغُونَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيلًا فَكَثَرَكُمْ وَ

اس میں مٹی تلاش کرو۔ اور یاد کرو جب تم تقوٰی سے تھے، پھر اُس نے تمھیں زیادہ کر دیا۔ اور

انظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿۸۶﴾ وَإِنْ كَانَ طَائِفَةٌ

غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔ اور اگر تم میں سے ایک گروہ

مِّنْكُمْ آمَنُوا بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ وَطَائِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوا

اس (حکم) پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لے آیا۔ اور ایک گروہ ایمان نہ لایا۔

فَاصْبِرُوا حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿۸۷﴾

تو صبر کرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ فرمائے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

۱۹۴۶ء میں ایک اسی قسم کا شہاب ثاقب ساہیوال میں گرا تھا جو دنیا کی تاریخ کا سب سے بڑا تھا۔ اُس کے سینکڑوں چمکیلے اور روشن ٹکڑے کچھ گئے جن سے ہر ایک ٹکڑا اسی اسی فٹ قطر کا تھا۔ اُس کے گرنے سے زمین میں بیشمار شکاف ہو گئے۔ اور آٹھ سو پچاس ایکڑ زمین بخر ہو گئی۔ اس شہاب ثاقب کا وزن ڈیڑھ ہزار ٹن سے دو ہزار ٹن کے درمیان پایا گیا تھا۔ (پاکستان ٹائمز لاہور۔ مجریہ ۱۵ فروری ۱۹۴۶ء ص ۱۲) ۛ

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Syed Sajjad Haider
Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.
+92 321 5041414

Para 9 & 10
Page 209 - 260

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

اس کی قوم میں سے ان سرداروں نے جو بڑائی چاہتے تھے کہا کہ

لِشُعَيْبٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي

کو جو تمھارے ساتھ ایمان لائے، ضرور اپنی بستی سے نکال دیں گے، یا ضرور تم ہماری ملت میں لوٹ

مِلَّتِنَا قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كِرْهَيْنَ ۚ قَدْ افْتَرَيْنَا عَلَى اللَّهِ

آؤں (شعیت نے) فرمایا اگر ہم (ملت آنے سے) نفرت ہی کرتے ہوں۔ اگر ہم تمھاری ملت میں لوٹ آئیں، بعد اسکے

كَذِبًا إِنَّ عِدَانَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ بَخَّسْنَا اللَّهُ مِنْهَا وَمَا

کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نجات دے دی۔ (تب) تو یقیناً ہم نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا۔ اور ہم سے

يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّنَا وَسِعَ

نہیں ہو گا کہ ہم اس (تمھاری ملت) میں لوٹ آئیں۔ سوائے اسکے کہ ہمارا پروردگار ہی چاہتا ہو۔ ہمارے پروردگار

رَبُّنَا كُلُّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ

کا علم ہر چیز پر حاوی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کیا ہوا ہے۔ اسے ہمارے پروردگار تو ہمارے درمیان کھلا اور

بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ۚ وَقَالَ الْمَلَأُ

ہماری قوم کے درمیان حق کیساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اور اس کی قوم میں سے

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَئِنْ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذَا

جو سردار کافر ہو گئے، انھوں نے کہا، اگر تم نے شعیب کی پیروی کی تو یقیناً تم اس صورت میں نقصان

لَاخِصْرُونَ ۚ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ

انھانے والے ہواؤں گے۔ پس انھیں زلزلہ نے آپکڑا کہ

جَحِيمِينَ ۚ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا يَكُونُوا فِيهَا

رہ گئے۔ وہ لوگ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ ایسے برباد ہوئے) گویا کوہ اسمیں کبھی آباد ہی نہ ہوئے تھے۔

الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ۚ فَقَوْلَىٰ عَنْهُمْ

وہ لوگ جنھوں نے شعیب کو جھٹلایا، وہی نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ پس شعیب نے ان سے منہ پھیر لیا

وَقَالَ يَقُومُ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رَسُولِي رَبِّي وَتَصَدَّتْ لَكُمْ

اور کہا اے میری قوم! یقیناً میں نے تمھیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچا دینے، اور تمھیں نصیحت کر دی۔

ملاؤں گے۔ اس کے معنی اصل میں

بھروسے کے ہیں کہتے ہیں ملاؤں گے

بالنماء۔ یعنی اُس نے برکت کو پانی سے بھر

دیا۔ مثلاً رُحْبًا۔ اُس کا دل خوف سے بھر

گیا۔ اَمَلًا کے معنی میں سرداران قوم بڑے

آدمی۔ کیونکہ مجلس میں جب بڑا آدمی آجاتا ہے تو کہتے

ہیں کہ اب مجلس بھر گئی ہے۔ اب کسی کی ضرورت نہیں۔

(لغات القرآن نعمانی) ۴

۱۵ لتعودن

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ لفظ عود یا بمعنی تھیرنا

ہے، یعنی ناس ہونا، پھرننا، لوٹ آنا وغیرہ۔ یا یہ حضرت

شعیت سے خطاب ہے۔ تغلیب الجماعۃ علی

الواحد کے قاعدہ پر۔ اور یہ ان کافروں کے زعم باطل

کے مطابق وارد ہوا ہے۔ کیونکہ وہ انھیں ظہار نبوت

اور آغاز ہدایت سے پہلے اپنے ہی دین پر سمجھتے تھے۔

حالانکہ نبی بھی اپنی قوم کے دین پر نہیں ہوتا، یعنی کبھی کافر

نہیں ہوتا۔

لتعودن، عوداً مصدر سے ہے۔ لام تاکید

اور تون ثقیلہ، مسیغہ جمع مذکر حاضر جسکے لغوی معنی کسی سے

پلٹنے کے بعد (خواہ پلٹنا بذات خود ہو، یا بذریعہ

قول یا بذریعہ عزم و ارادہ) اُس کی طرف پھرنے اور لوٹنے

کے ہیں ۴ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، صفحہ ۱۸۱)۔

۱۵ ربنا افتح بیننا و

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ اس آیت کے معنی یہ

ہیں کہ خداوند! ہمارے اور ہماری قوم کے مابین فیصلہ

فرما۔ یہاں افتح، یا توفقات سے ہے جسکے معنی

حکومت یا فیصلہ کرنا ہیں۔ اور اسی سے ہے فتاح

جس کے معنی قاضی یا فیصلہ کرنے والا یا معمولی فتح

ہو۔ جس کے معنی مشکل کا حل کر دینا۔ اور مطلب

یہ ہوا کہ یہ بات صاف ظاہر ہو جائے کہ حق پر

کون ہے اور باطل پر کون ہے ۴

۱۵ الترفعة

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ رجفہ سے مراد زلزلہ

ہے۔ اور سورہ ہود میں فرماتا ہے: وَاخَذَتْ

الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ (جو ظالم تھے انھیں ایک

سخت آواز نے آلیا)۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ

السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت

آواز مسلط کر دی، جس کے صدمے سے وہ سب مر گئے ۴

فَكَيْفَ أَتَى عَلَى قَوْمٍ كُفِرِينَ ﴿٩٣﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي

پھر میں انکار کرنے والی قوم پر کس طرح افسوس کروں۔ اور ہم نے کسی بستی میں کوئی

قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيِّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَاءِ لَعَلَّهُمْ

جی نہیں بھیجا۔ مگر یہ کہ (جب اسکی تکذیب کی گئی تھی) ہم نے اسکے رہنے والوں کو سختی اور تکلیف میں گرفتار کر لیا تاکہ وہ

يَضُرَّعُونَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ

عاجزی کریں۔ پھر ہم نے تکلیف کی جگہ کو بھلائی سے بدلا، یہاں تک کہ وہ

عَفْوًا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ

بڑھ گئے اور کہنے لگے کہ یقیناً ہمارے باپ ادول کو ملے (یعنی اسی طرح) تکلیف اور خوشی پیش آچکی ہے پس ہم نے ان کو

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا

ایمان تک پکڑ لیا اور انھیں خبر تک نہ ہوتی۔ اور اگر بستیوں والے ایمان لے آتے، اور

وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَ

پرہیزگار بنتے تو ہم ضرور ان پر آسمان اور زمین سے برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے، لیکن انھوں نے

لَكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَفَأَمِّنَ أَهْلُ

جھٹلایا۔ پھر ہم نے انھیں اس چیز کی سزا میں پکڑ لیا جو وہ کمایا کرتے تھے۔ پھر کیا بستیوں والے

الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِمُونَ ﴿٩٧﴾ أَوْ

اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ہمارا عذاب ان پر رات کے وقت آجائے جبکہ وہ سوتے ہوں۔ کیا

أَمِّنَ أَهْلُ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُمْ بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾

بستیوں والے اس بات سے بیخوف ہو گئے کہ ہمارا عذاب ان پر دن چڑھے آجائے، جبکہ وہ کھیل رہے ہوں؟

أَفَأَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩٩﴾

پھر کیا وہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بیخوف ہو گئے سہ تو اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بیخوف نہیں ہوتے مگر نقصان اٹھائے لوگ ہی۔

أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرْتَوْنَ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ أَهْلِهَا أَنْ

کیا اس نے ان لوگوں کو جو اُسکے پہلے لوگوں کے بعد زمین کے وارث ہوتے ہیں، اس امر کی ہدایت نہیں کی کہ اگر ہم

لَوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ

چاہتے تو اُنکے گناہوں کے بدلے میں ان پر مصیبت ڈال دیتے۔ اور ہم اُنکے دلوں پر (ظفر کا) نشان چھاپ دیتے ہیں۔ پس وہ

۱۔ قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا:

تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر اس کا مطلب یوں لکھا ہے کہ نعمتوں کی کثرت نے اُسے ایسا بھلا دیا تھا کہ وہ خدا کا شکر کرنا چھوڑ گئے تھے اور ذکر خدا بھول گئے تھے۔ اور یہ کہنے لگے کہ یہ زمانہ کی عادت ہے کہ لوگوں پر کبھی افلاس وارد ہوتا ہے اور کبھی بیماری۔ ایسا ہی ہمارے باپ دادا پر بھی یہ واقعہ گذرا تھا مگر انھوں نے باوجود افلاس اور بیماری کے اپنا مذہب نہیں بدلا تھا تو ہم کیوں بدلیں؟

۲۔ مَكْرَ اللَّهِ: تفسیر صافی ص ۱۱۱ پر سچوالہ تفسیر تھی لکھا ہے کہ: یہاں مکر سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا نازل ہونا مراد ہے۔

۳۔ مَتَرَجِمَ: مکر کے لفظی معنی عذاب نہیں ہیں لغت میں اسکے معنی پوشیدہ تدبیر سوچنے کے ہیں۔ لہذا یہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ تدبیر ہی ہے کہ وہ ان سرکشوں پر عذاب نازل کرتا ہے۔

تفسیر جہانی ص ۱۷۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ وہ لوگ جو عالم ذر میں کسی امر کو جھٹلا چکے تھے۔ وہ اس دنیا میں بھی اس بات پر ایمان نہ لائیں گے۔ یہ آیت ان لوگوں کے قول کو رد کرتی ہے جو عالم ذر کی مشاق کے منکر ہیں۔

اور کافی اور تفسیر قیاسی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا۔ تو کچھ وہ تھے جو اُسے پیارے تھے، انھیں اللہ تعالیٰ نے بہشت کی مٹی سے بنایا۔ اور کچھ وہ تھے جو آگ کی طینت سے بنائے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے انھیں ضلال میں بھیجا۔ راوی نے پوچھا کہ ضلال کیا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو نے دھوپ میں اپنا سایہ دیکھا؟ اس سایہ کا وجود ہوتا بھی ہے اور نہیں بھی ہوتا۔ پھر ان کی طرف نبی بھیجے۔ انھوں نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے وجود کا اقرار کرنے کی دعوت دی۔ چنانچہ اُس کا ارشاد ہے: وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ - اور تو اگر ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ نے۔ پھر بیوں پر ایمان لانے کی دعوت دی۔ بعض نے تو اقرار کیا اور بعض نے انکار کر دیا۔ پھر انھیں ہماری ولایت کی طرف دعوت دی پس جو اللہ تعالیٰ کے محبوب تھے انھوں نے ہماری ولایت کا اقرار کر لیا اور جو منکر تھے انھوں نے اقرار نہ کیا۔ اور یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا:

فَمَا كَانُوا لِيَوْمٍ مِّنْهُمۡ اِلَّا خٰۤفَۃً ۝۱۰۰۰۰

۱۰۰۰۰ وما وجدنا :-

تفسیر قیامی ص ۱۶۹ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت
ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ روز
یثاق جن جن لوگوں سے عبدلیا گیا تھا۔ ان میں سے
کسی نے بھی عبد خدا کو پورا نہیں کیا۔ سوائے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتیٰ بلایت کے۔ اور ان کے شیعلو
میں سے ایک چھوٹے سے گروہ نے۔ اور یہ خداوند تعالیٰ
کے اسی قول سے ظاہر ہے۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے :
ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۛ
ۛۛۛ فرعون :-

تفسیر تیسائی مکتبہ پر ہے کہ فرعون مصر کے بادشاہ کا لقب تھا۔ جیسے فارس کے بادشاہ کا لقب کسری اور روم کے بادشاہ کا قیصر۔ اور اس کا اصلی نام قابوس یا ولید بن مصعب بن تیسائی تھا۔

۱۳
۶
۳

۱۴ فارسل :-

لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ تِلْكَ الْقُرَى نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِهَا

سنستے جی نہیں ہیں۔ یہ وہ بستیاں ہیں جن کی چمچہ خبریں ہم (اے رسول)، تم سے یہ سنا کرتے ہیں۔

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيَوْمِهِمْ بِمَا

اور یقیناً ان کے رسول اُن کے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے تھے۔ پس جن کو وہ پہلے سے جھٹلا چکے تھے اہ

كَذَّبُوا مِنْ قَبْلُ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِ الْكَافِرِينَ ﴿١١﴾

ان پر وہ ایمان لائے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کافروں کے دلوں پر (کفر کا) نشان چھاپ دیتا ہے۔

وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ

اور محمد نے ان میں سے بہتوں کو عید کا مانند بنایا ہے۔ اور محمد نے ان میں سے بہتوں کو نامہ فرمان

لَفَسَقُونَ ﴿١٢٢﴾ ثُمَّ نَعْتَبْنَا مِنْ عَدُوِّهِمْ مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ فُجُوعٍ

(5) باب - حضرت محمد بن عبد الوہاب کو اپنی آمتوں کے ساتھ فرمان ۱۵۳۱ھ کے بعد مدائن کے طرف سے

وَمَا أَنَّهُ فَظْلَمُوا بِهَا ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿١٠٣﴾

بسم الله الرحمن الرحيم

وَقَالَ مُدَسِّسٌ نَفَعَنُ إِذْ رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٠٣﴾

اربع و عشرين اوقيا و ثمانون درهما و ثمانون

حَقِّقْ عَلَا اِنَّ اَقْدَا عَلَ اللّٰهِ اَلْحَقُّ قَدْ حُتِّقْ

سیدنی سی ان ر انون سی ایویر

سَنَّةٌ مِّمَّنْ آتَاكَ فَأَسْأَلُكُمْ مَعَهُ نَنبَأُ اسْمَاءَ بِنْتِ إِسْحَاقَ ۖ قَالُوا

[illegible]

۱۰۶

إِنْ لَمْ يَجِدْ يَأْتِ بِكَ مِنْ الْمَكِينِ

اگر کوئی معجزہ لے کر آیا ہے تو اسے پیش کر، اگر کوئی چٹوڑیاں میں سے ہے۔

وَأَمَّا عَصَاهُ فَإِنِّي كُنْتُ مَبِينٌ لَّوَيْ وَهَارُونَ

پس اس (موسیٰ) نے اپنا سونڈا ڈال دیا تو وہ یکایک ایک خطا پر نظر ہر تردید بن گیا۔ اور اس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ

يَهْيٰ بَيْضَاءَ لِّلصَّارِغِينَ ۚ قَالِ الْمَدْيَنُيْنَ كَوْنِيْزِعُونَ ۚ

یہاں ایک دیکھنے والوں کیلئے سفید (نورانی) ہو گیا۔ - فرعون کی قوم کے سرداروں سے کہا: یقیناً

تفسیر صفائی ۱۸۹ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دو، تاکہ وہ میرے ساتھ اس پاک سرزمین کی طرف چلے جائیں جو ان کے باپ داداؤں کا وطن ہے، اور فرعون نے انھیں وہاں سے دور کر دیا تھا اور ان سے سخت سخت لیتا تھا۔
 ۱۹۰ بیضاؤں :- تفسیر صفائی ۱۹۰ پر ہے کہ آیت کے دست مبارک سے جو نور ساطع ہوتا تھا وہ اس قدر قوی تھا کہ سورج کی شعاعیں اس کے سامنے مائل ہو جاتیں۔ اور آپ کے ہاتھ کی نورانیت ان پر غالب آجاتی۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے وجہ جو ان تھے۔ اور آپ سخت میلہت والے تھے۔

۱۵ قالوا امح جه :-

تفسیر قتانی ص ۱۹۱ پر ہے کہ مطلب یہ تھا کہ ان کو یہاں سے ہٹا دے ، تاکہ رائے سوچنے کا اور ان دونوں کے بارے میں تدبیر کرنے کا موقع ملے ۔

اور تفسیر عیاشی میں وارد ہوا ہے کہ اس دن فرعون کے درباریوں میں کوئی ولد الزنا نہیں تھا ۔ اور اگر کوئی ہوتا تو وہ ان دونوں کے قتل کا مشورہ دیتا ۔

امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اسی طرح ہماری یاد کے درپے وہی ہوتا ہے جس کی ولادت میں کوئی خباثت ہو ۔

۱۶ نحن الملقین :-

تفسیر قتانی ص ۱۹۱ پر ہے کہ جادو گروں نے ادب کی رعایت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ اختیار دیا تھا ۔ لیکن ان کی خواہش یہی تھی کہ پہلے ہی ڈالیں ۔ یعنی اپنا فن دکھائیں ، جس سے لوگوں پر ان کا اثر بیٹھ جائے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اظہار کرم اور چشم پوشی ، اور اس بات کے ثابت کرنے کیلئے کہ میرا بھروسہ خداوند تعالیٰ کی تائید پر ہے ۔ اور مجھے تمہارے مقابلے کی کچھ پرواہ نہیں ہے ، ان کو پہلے ڈالنے کی اجازت دی ۔

۱۷ بسحر عظیم :-

تفسیر قتانی ص ۱۹۱ پر ایک روایت کی بناء پر لکھا ہے کہ جادو گروں نے موٹے موٹے رستے اور لمبے لمبے لکڑی کے ڈنڈے ڈالے تھے ، جو سب سانپ معلوم ہوتے تھے ۔ تمام میدان ان سے بھر گیا ۔ اور وہ ایک دوسرے پر سوار تھے ۔

لمترجم :- اصل بات یہی تھی کہ جادو گروں نے علم رمیہ کے فن کا اظہار کیا تھا ۔ اسے عام لفظوں میں شعبہ بازی کہا جاتا ہے ۔ اس میں چند فنی اجزاء ملا کر اور انھیں ترکیب دے کر عجیب و غریب افعال دکھائے جاتے ہیں ۔ مثلاً پسا ہوا نیلے کرتے کپڑے میں رکھیں ۔ اس کی بقی بنا کر سید انجیر کے تیل میں تر کر کے چراغ جلا لیں ۔ تو اس مکان میں جس قدر آدمی ہوں گے وہ سب سبز پوش دکھائی دیں گے ۔ اس قسم کے بیشمار شعبہات ہیں ، جو دکھائے جاتے ہیں ۔

یہ جادو گر بھی اپنی لکڑیوں اور رسیوں میں پارہ بھر کر لائے تھے ۔ ان کی شکل صورت بڑے بڑے سانپوں جیسی بنائی تھی ۔ جب انھیں زمین پر پھینکا گیا تو سورت کی گرمی سے پارہ نے اڑنے کا قصد کیا ۔ مگر چونکہ ان رسیوں اور لکڑیوں میں پارہ بند تھا ، اڑ نہ سکا ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ رسیاں پارے کے زور سے الٹی سیڑھی ہونے لگیں ، اور حرکت میں آگئیں جس سے لوگوں کو ایسا معلوم ہونے لگا کہ سچ جج کے سانپ حرکت کر رہے ہیں ۔ خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا بھینکا جو فوراً سانپ بن کر ان کی تمام رسیوں اور لکڑیوں کو نکل گیا ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ جادو گر مسلمان ہو گئے اور فرعون کو شکست فاش ہوئی ۔

هَذَا لَسِحْرٌ عَلَيْهِ^{۱۹} يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَا

یہ بڑے علم والا جادو گر ہے ۔ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں تمہاری زمین سے نکال باہر کرے ، پس تم

ذاتامرون^{۲۰} قالوا ارجه وَاخاه وَاَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ

کہا مشورہ دیتے ہو ۔ وہ بولے اس کو اور اس کے بھائی کو مہلت دے لے اور اکٹھا کر نیوالوں کو مدائن میں

حشربین^{۲۱} يَأْتُوكَ بِكُلِّ سِحْرٍ عَلَيْهِ^{۲۲} وَجَاءَ السَّحَرَةُ

بھیج ، وہ تیرے پاس ہر علم والے جادو گر کو لے آئیں ۔ اور جادو گر فرعون کے پاس

فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ^{۲۳} قَالَ

اگر کہنے لگے ، یقیناً ہمارے لئے اجر ہو گا اگر ہم غالب آگئے ۔ وہ بولا

نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ^{۲۴} قَالُوا يَمُوسَى إِمَّا أَنْ تُلْقَى

ہاں (ضرور اجر ملیگا) اور یقیناً تم میرے مقربوں میں سے بھی ہو جاؤ گے ۔ وہ بولے اے موسیٰ : یا تو تو ڈال دے ، اور

وَأِمَّا أَنْ تَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ^{۲۵} قَالَ الْقَوَا فَلَمَّا الْقَوَا

یا ہم ہی ڈالنے والے ہو جائیں گے ۔ اس نے کہا تم ڈالو ، پھر جب انھوں نے ڈالا

سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُوا بِسِحْرٍ عَظِيمٍ^{۲۶}

تو لوگوں کی آنکھوں کو جادو کر دیا ، اور ان کو ڈرا دیا ، اور وہ بہت بڑا جادو دے آئے گے

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تو اپنا عصا ڈال دے ۔ پس وہ عصا ان سب ڈھکوسلوں کو جو انھوں نے

مَا يَأْفِكُونَ^{۲۷} فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^{۲۸}

جھوٹ موٹ بنائے تھے ، نکلنا مٹا گیا ۔ پس حق واضح ہو گیا اور جو کچھ وہ کرتے تھے سب باطل ہو گیا ۔

فَغَلَبُوا هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صُغَرَيْنِ^{۲۹} وَأَلْقَى السَّحَرَةُ

پس وہ (جادو گر) وہیں مغلوب ہو گئے اور ذلیل ہو کر واپس لوٹے ۔ اور سب جادو گر سجدہ کی حالت میں

سُجِدَ بَيْنَ^{۳۰} قَالُوا أَمَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ^{۳۱} رَبُّ مُوسَى وَ

گرا دیئے گئے ۔ کہنے لگے ہم سب جہانوں کے پروردگار پر ایمان لائے ، (جو) پروردگار ہے موسیٰ کا اور

هُرُونَ^{۳۲} قَالَ فِرْعَوْنُ امْنُتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ أَذْنَكُمْ إِنَّ

ہارون کا (بھی) ۔ فرعون نے کہا بیشتر اس کے کہ میں تمہیں اجازت دوں ، تم اس پر ایمان لے آئے ہو ۔ یقیناً

تفسیر صفائی منشا پر ہے کہ فرعون کے سرداروں نے جو مشورہ دیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر چھوڑ دے گئے تو لوگوں کو تمہاری طرف سے نادمہ کر دیں گے، اور انہیں تمہاری مخالفت کی طرف رستہ دیں گے۔
۱۵ یذرك والہتك۔

تفسیر صفائی منشا پر ہے کہ لفظی معنی تو یہی ہیں کہ وہ مجھے اور میرے معبودوں کو چھوڑ دے۔

تفسیر صفائی منشا پر ہے کہ فرعون پہلے بتوں کی پرستش کیا کرتا تھا۔ بعد میں خود خدا ہو گیا۔ عوی کر دیا۔

تفسیر جمع البیان میں منقول ہے کہ کتاب امیر المومنین علیہ السلام اس آیت کو بول پر چا کرتے تھے: ویذرك والہتك۔ یعنی مجھے اور میری عبادت کو چھوڑ دے۔

اور یہ بھی کہا کہ ہے کہ فرعون نے اپنے لئے کچھ بت بنادے تھے۔ اور لوگوں کو حکم دیا تھا کہ ہمارا تقرب حاصل کرنے کے لئے ان کی عبادت کیا کرو۔ اسی وجہ سے اُس نے کہا تھا: انما اتواکم الاعلیٰ۔

۱۵ یورثہا۔

تفسیر صفائی منشا پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت فرما کر کہا کہ وہ میں ہوں اور میرے اہلبیت، جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین کا وارث کیا ہے۔ ہم ہی متقی ہیں۔ اور

زمین ساری کی ساری ہماری ہے۔ پس مسلمانوں سے جو کوئی زمین کے کسی حصہ کو آباد کرے تو اسے لازم ہے کہ اُس کا شراک اہلبیت کے امام کی خدمت میں پیش دیا کرے۔ اور جو کچھ باقی ہے وہ اُس کا ہے، ذریعہ کھائے پئے۔ پھر اگر وہ اس حصہ زمین کو چھوڑ دے

اور اُس کو آباد کرے پھر ویران کر دے، اور ایک دوسرا مسلمان اُس کو آباد کرے، تو یہ نسبت پھر اسے ملے گی۔ یہ اُس کا زیادہ مستحق ہو جائے گا۔ اور اسے

بھی لازم ہے کہ امام اہلبیت کو خراج دیا کرے۔ اور جو باقی رہے وہ اُس کا حصہ ہے۔ یہ حکم اُس وقت تک ہے جب تک کہ قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے۔ اور تلوار کے زور سے جسطرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے کافروں کو نکال دیا تھا، اسی طرح یہ حضرت مشرکین اور کفار و منافقین سب کو نکال دیں گے۔ صرف اس زمین کی ملکیت مسلم رکھیں گے جو ہمارے شیعوں کے قبضہ میں ہوگی۔

هَذَا لَكُمْ مَكْرَتُهُ فِي الْمَدِينَةِ لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا

یہ ایک پمال ہے جو تم نے اس شہر میں اس لئے کیا کہ تم اس کے باشندوں کو یہاں سے نکال دو۔

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ لَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلُكُمْ مِّنْ

پس عنقریب تم (اسکا نتیجہ) جان لو گے۔ میں تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں ضرور کاٹوں

خِلَافٍ ثُمَّ لَأُصَلِّبَنَّكُمْ أَجْمَعِينَ ۝ قَالُوا إِنَّا إِلَى رَبِّنَا

گا۔ پھر تم سب کو ضرور سولی سے دوں گا۔ وہ بولے بیشک ہم اپنے رب و گار کی طرف

مُنْقَلِبُونَ ۝ وَمَا تَنْقِمُ مِنَّا إِلَّا أَنْ آمَنَّا بِآيَاتِ رَبِّنَا لَمَّا

لوٹنے والے ہیں۔ اور تو ہم سے بے رحمتی کرتا مگر اس بات کا کہ ہم ایمان لے آئے اپنے رب و گار کی نشانیوں پر۔

جَاءَنَا رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوْفَنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَقَالَ

جب وہ ہمارے پاس آئیں۔ اے ہمارے رب و گار! ہم پر صبر کا دھانہ گھول دے اور ہمیں تو مسلمان ہی اٹھالے۔ اور فرعون

الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ أَتَذَرُ مُوسَى وَقَوْمَهُ لِيُفْسِدُوا

کی قوم کے سرداروں نے کہا کہ کیا تم موسیٰ اور اس کی قوم کو اس لئے چھوڑ دو گے کہ وہ زمین میں فساد کریں، ۱۵

فِي الْأَرْضِ وَيَذَرُكَ وَالْهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ أَبْنَاءَهُمْ

حالانکہ وہ تمہیں اور تمہارے معبودوں کو چھوڑ دینگے ہیں ۱۵۔ (فرعون) بولا ہم عنقریب ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے

وَنَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ وَإِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُونَ ۝ قَالَ مُوسَى

اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رہنے دیں گے۔ اور ہم یقیناً ان پر غالب ہیں۔ موسیٰ نے اپنی قوم سے

لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللَّهِ وَاصْبِرُوا إِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ

کہا، تم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بیشک زمین اللہ تعالیٰ ہی کی ہے،

يُورِثُهَا مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۝ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ۝

وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اسکا وارث بنا دیتا ہے ۱۵ اور انجام تو پریمیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

قَالُوا أَوْزَيْنَا مِنْ قَبْلُ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا

وہ بولے کہ ہمیں تو تکلیف ہی دی جاتی رہی اس سے پہلے کہ تو ہمارے پاس آتا اور بعد اس کے کہ تو ہمارے پاس آگیا۔

قَالَ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُهْلِكَ عُدُّوكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي

اُس نے کہا قریب ہے کہ تمہارا پروردگار تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے، اور تمہیں زمین میں اُنکا قائم مقام

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۱۷۹﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ

کرسے ، پھر وہ دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو ۔ اور یقیناً ہم نے آل فرعون کو کئی سالوں کے

بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذْكُرُونَ ﴿۱۸۰﴾ فَإِذَا

متواتر قحطوں سے اور پھلوں کے نقصان میں پکڑے رکھا ، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں ۔ پس جب

جَاءَتْهُمْ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هَذِهِ وَإِنْ تُصِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ

ان کو کوئی بھلائی پہنچتی ، تو وہ کہتے یہ ہمارے لئے ہی آئی ہے ، اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی تو وہ اسے موسیٰ

يُطَيِّرُوا بِمُوسَىٰ وَمَنْ مَعَهُ ۚ إِلَّا إِنَّمَا طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ

اور اس کے ساتھیوں کی خواست قرار دیتے ۔ خبردار! اللہ تعالیٰ کے نزدیک نحوست انہی کی ہے ،

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۱﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ۔ اور فرعونوں نے کہا کہ جب کبھی تم ہمارے پاس

مِنْ آيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا فَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۱۸۲﴾ فَأَرْسَلْنَا

کوئی نشانی لاؤ کہ اس سے ہم پر جادو کر دو ۔ پھر بھی ہم تجھ پر ایمان نہیں لائیں گے ۔ پس ہم نے ان

عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ

پر طوفان بھیجا ، اور مڈیاں ، اور چھڑیاں ، اور مینڈک ، اور خون (بھی)

آيَةٍ مَّفْصَلَةٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿۱۸۳﴾

یہ اعلیٰ نشانیاں بھیجیں ۔ پھر بھی وہ بڑائی چاہتے رہے ، اور وہ مجرموں کی قوم بن گئے ۔

وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا لِمُوسَىٰ اذْعُرْنَا رَبِّكَ بِمَا

اور جب ان پر عذاب واقع ہوتا ہے تو وہ کہتے اے موسیٰ ہمارے لئے اپنے رب کا رس دعا کر ، جس کا اس نے

عَهْدَ عِنْدَكَ لَبِئْسَ أَكْشَفَتْ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَ

تجھ سے ساتھ عہد کیا ہوا ہے ۔ اگر تو نے اس عذاب کو ہم سے اٹھا دیا تو ہم ضرور تجھ پر ایمان لائیں گے ۔ اور

لَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ﴿۱۸۴﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ

تجھ سے ساتھ ضرور بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے ۔ پھر جب ہم نے ان سے ایک وقت تک کیلئے

إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَلِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ﴿۱۸۵﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ

جس تک وہ پہنچنے ہی والے تھے عذاب ہٹا لیا تو وہ فوراً عہد توڑ ڈالتے ہیں ۔ ہم نے ان سے بدلہ لیا ۔

۱۔ بالسنین :-

تفسیر صافی منشا پر ہے کہ سنین سے مراد وہ سال ہیں جو خشک ہوں بوجہ بارش اور پانی کی قلت کے ۔ اور قحط چھاٹے ۔

تفسیر قمی میں بھی اس سے خشک سال مراد لئے گئے ہیں ۔

اور صاحب تفسیر صافی کا یہ قول ہے

کہ سنہ کا لفظ قحط کے سال پر زیادہ غالب ہے چونکہ ایسے سال کا چرچا زیادہ ہوتا ہے ۔ اور اس کو تاریخی واقعہ کی طرح یاد رکھا جاتا ہے ۔ اسلئے عموماً عرب میں جس سال میں قحط زیادہ ہو اسے سنہ کہتے ہیں ۔

۲۔ طوفان :-

تفسیر صافی منشا پر بحوالہ تفسیر قیاشی لکھا ہے

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ طوفان کیا چیز ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ طوفان پانی کا تھا ۔ اور طاعون بھی تھا ۔

۳۔ القمل :-

قمل سے مراد عام جوں نہیں ۔ بلکہ تفسیر صافی

منشا پر ہے کہ بعض کے نزدیک اس سے مراد چھوٹی ہے ۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ چھوٹی مڈی تھی ۔ بعض نے اس سے کچھ اور ہی مراد لی ہے ۔

۴۔ الرجز :-

تفسیر صافی منشا پر ہے کہ رجز کے معنی عذاب ہے ۔

اور تفسیر قیاشی میں حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں رجز سے مراد برف ہے ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ خراسان بلاد رجز ہے ۔ یعنی عذاب کا ملک ۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل پر سرخ رنگ کی برف گری ، جیسی انہوں نے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی ۔ چنانچہ وہ بے قراری کے ساتھ مر گئے ۔

فَاَعْرِضْهُمْ فِي الْيَوْمِ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ

پھر اس بات کے عرض میں کہ انھوں نے ۱۵ ہمارے آیتوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل تھے۔ ہم نے انھیں

غَافِلِينَ ﴿۱۶﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضَعُونَ

سمندر میں غرق کر دیا ۱۶۔ اور جو لوگ کمزور کر دیئے گئے تھے۔ ہم نے ان کو اس زمین کے مشرقوں اور

مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا طَمَتَتْ

مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی تھی۔ اور بنی اسرائیل

كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ بِمَا صَبَرُوا

کے حق میں بوجہ ان کے صبر کرنے کے تیرے پروردگار کا اچھا کلمہ پورا ہو گیا۔

وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا

اور فرعون اور اس کی قوم جو کچھ بنایا کرتی، اور بلند کیا کرتی تھی، ہم نے برباد

يَعْرِشُونَ ﴿۱۷﴾ وَجُوزُنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتَوْا عَلَىٰ

کر دیا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار گزار دیا۔ پس وہ ایسی قوم

قَوْمٍ يَتَعَفَّفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامِهِمْ قَالُوا لِمُوسَىٰ اجْعَلْ لَنَا

کے پاس پہنچے جو اپنے بتوں کی عبادت میں مگنی ہوئی تھی۔ انھوں نے کہا اے موسیٰ ہمارے لئے ایک

إِلَهًا كَمَا لَهُمُ إِلَهَةٌ قَالُوا إِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿۱۸﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ

معبود بنائے جیسے کہ ان کے کئی معبود ہیں۔ اس نے کہا یقیناً تم ایسے لوگ ہو جو جہالت کر رہے ہو۔ یہ لوگ جس (دین)

مُتَّبِعُوا مَا هُمْ فِيهِ وَبِطْلٌ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۹﴾ قَالَ أَغْدُو

میں ہیں وہ یقیناً تباہ ہو رہے ہیں۔ اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے باطل ہے۔ (نیز) فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کو

اللَّهُ أَبْغَيْكُمْ إِلَهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿۲۰﴾ وَإِذْ

چھوڑ کر تمھارے لئے کوئی دوسرا معبود تلاش کروں ہمالا انکس نے تمھیں سب جہانوں پر فضیلت دی ہے۔ اور (وہ وقت

أَنْجَيْنَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ

یاد کرو) جب ہم نے تمھیں آل فرعون سے نجات دی، وہ تمھیں سخت سے سخت عذاب دیا کرتے تھے۔

يَقْتُلُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَحْيُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَلِكُمْ بَلَاءٌ

وہ تمھارے بیٹوں کو قتل کیا کرتے تھے اور تمھاری بیویوں کو زندہ رہنے دیا کرتے تھے۔ اور اس میں تمھارے رب کی ۲۰

تفسیر قرآنی منشا پر ہے کہ یہ سے مراد ایسا
سمندر ہے جسکی گہرائی کا اندازہ ہی نہ ہو سکے۔

۱۵ غافلین۔

تفسیر قرآنی منشا پر تفسیر تہی سے مقلوباً اور

تفسیر مجمع البیان میں اسکی نسبت امام محمد باقر علیہ

السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے دی گئی ہے۔

فرمایا کہ جب جادوگر سجدہ میں گر گئے اور لوگ ایمان

لے آئے تو ہامان نے فرعون کو کہا کہ تو نگاہ رکھ، جو

شخص بھی شہر میں داخل ہو، اسے قید کر لو۔ چنانچہ بنی

اسرائیل میں سے جو لوگ ایمان لائے۔ فرعون نے ان

سب کو قید کر لیا۔ پس اسکے پاس حضرت موسیٰ علیہ

السلام آئے اور اس سے کہا کہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے

مگر اس نے انکار کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر کئی سال

طوفان بھیجا۔ جس نے انکے گھر اور مکان برباد کر دیئے

اس پر وہ باہر سیلاب میں آگئے اور وہاں سے

گاڑ لئے۔ پھر فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ

السلام سے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے کہو کہ

طوفان روک لے تاکہ میں بنی اسرائیل اور

ان کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ پس حضرت

موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور فدا نے طوفان

روک لیا۔ اب فرعون نے بنی اسرائیل کو چھوڑ

دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن ہامان نے کہا کہ اگر تو نے بنی اسرائیل

کو چھوڑ دیا تو حضرت موسیٰ تم پر غلبہ پالیں گے۔ اور

تمھارا ملک لے لیں گے۔ پس وہ مان گیا اور بنی اسرائیل

کو چھوڑا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دوسرے سال ان پر

پر مٹی بھیج دی۔ جس نے ہر قسم کی روئیدگی اور سخت

کھائے۔ حتیٰ کہ ان کے بال اور ڈانٹھیاں بھی کھالیں

پھر فرعون نے سخت جزع فرما دیا اور موسیٰ سے کہا کہ

اپنے رب سے کہو کہ مٹی کو روک لے۔ تاکہ میں بنی

اسرائیل اور آپ کے ساتھیوں کو چھوڑ دوں۔ پس

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا۔ اور

اس نے مٹی روک لی۔ لیکن ہامان نے اسے بنی اسرائیل

کو چھوڑنے نہ دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے تیسرے سال ان پر

چھڑی بھیج دی۔ پھر مینڈک۔ پھر دریائے نیل کے پانی

کو خون بنا دیا۔ پھر برف کا عذاب بھیجا۔ ہر بار وہ وعدہ

کرتے۔ لیکن جب عذاب رفع ہو جاتا تو بنی اسرائیل کو

بھیجتے سے انکار کر دیتا۔ جب آخری عذاب پہنچا تو

اس نے بنی اسرائیل کو چھوڑ دیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام بنی اسرائیل کو ساتھ لے کر مصر سے نکل گئے۔

۲۰ بلاء۔

آزمائش معصہ ہے۔ جب اسکی ماضی باب سیم سے آتی ہے، اسکے معنی بوسیدہ ہونے کے آتے ہیں اور جب باب نصوح سے آتی ہے تو امتحان اور آزمائش کے معنی ہوتے ہیں۔ قوم کو بھی بلاء
اسلئے کہتے ہیں کہ وہ کسی کو گھلا دیتا ہے۔ تکلیف کا نام بھی بلاء اسلئے ہوا کہ جتنی تکلیفیں ہیں، بدل یگراں ہیں۔ آیت کریمہ وَلَقَدْ لَوْنَكُمْ خَشْيَ نَعْلَمُ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّادِقِينَ مِنْكُمْ رَاوِ قَتْلًا هَمَّ قَم
کو آزمائش گئے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے (ثبات قدم ہونے) والوں کو ظاہر کر دیں) سے صاف ظاہر ہے کہ تکالیف آزمائش کیلئے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی تو جنہیں
نہ انہی سے کرنا تھا ہے تاکہ وہ شکر گزار بن جائیں، اور کبھی مٹی کے ذریعہ امتحان فرماتا ہے کہ وہ صبر میں پورے آئیں۔ ارشاد ہے: وَلَقَدْ لَوْنَكُمْ بِالْبَشَرِ وَالْغَيْفِ فَتَنَّا - یہ نسبت شکر کے صبر کے حقوق
نوری زیادہ آسان ہے۔ اسی لئے نعمت میں بہ نسبت محنت و مشقت کے زیادہ آزمائش ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں: مَنْ وَصَّ عَلِيًّا وَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ قَدْ مَكَّرَ بِهِ فَمَوْعِدٌ وَحْدٌ عَنْ عَقْدِ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۵)

آزائش کا ذکر ہے۔ فرعون سے نجات دینا
نعمت اور یحییٰ کا قتل اور عورتوں کا جیتنا
رکھنا مشقت تھی۔ اسی طرح وائینا ہم من
الآیات مافیہ ہتو مبین ۵ میں بھی دونوں
قسم کی آزمائش کا ذکر ہے (الفات القرآن نعمانی، جلد ۱)

(حاشیہ صفحہ ۲۱۵)

۱۵۔ سب ارنی :-

تفسیر صافی ص ۱۷ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اٹھا کر اے پروردگار! مجھے اپنی قوت دکھا۔ اور
مجھے پوری پوری قدرت دے تاکہ میں تجھے دیکھ سکوں
وہ اس طرح کہ اپنے نور کامل کا پورا پورا چمکا را ڈال۔
تاکہ میں تیری طرف نظر کروں اور تجھیں دیکھ لوں ۴
۱۶۔ لن ترانی :-

لن نفی ابدی ہے جسے معنی یہ ہیں کہ تو کسی نہیں دیکھ
سکے گا۔ پس قیامت کو خدا کا دیدار ہونا غلط عقیدہ۔
کیونکہ دیدار کے لئے جہت کا ہونا لازم آتا ہے کہ اللہ
کسی ایک طرف میں ہوگا تاکہ اس کو دیکھا جاسکے۔ پس
دوسری سمتیں خدا سے خالی رہ جائیں گی جو محال ہے۔
اسی طرح دیکھنے کے لئے آنکھ کے محاذ میں ہونا ضروری
ہے۔ اور جس کو دیکھا جائے اس کا جسم ہونا شرط ہے
اور یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت نہیں۔ لہذا رویت
محال ہے۔

۱۷۔ اول المؤمنین :-

تفسیر صافی ص ۱۷ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ مجھے اس بات کا یقین کامل ہو گیا ہے کہ تو برگزیدہ دیکھا
نہیں جاسکتا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے اس آیت کے معنی یہ منقول ہیں کہ میں ان لوگوں
میں سے پہلا ہوں جو اس بات پر ایمان لائیں گے
کہ تو آنکھوں سے نہ دیکھا جاتا ہے اور نہ سمجھا
جائے گا۔

عبود اخبار الرضا میں ایک حدیث ہے جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا
تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو کلیم اللہ تھے۔ کیا وہ اتنا
بھی نہیں سمجھتے تھے جو خدا سے رویت کا سوال کر بیٹھے؟
آپ نے فرمایا: یقیناً حضرت موسیٰ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ
کی ذات اس بات سے مشرکہ ہے کہ وہ آنکھوں سے دیکھا
جاسکے۔ لیکن جب حضرت موسیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ
نے کلام کیا۔ اور انھوں نے واپس آکر اپنی قوم سے
یہ سب واقعہ بیان کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اس بات کا یقین نہیں کرتے جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کلام کو خود نہ سنیں جیسا کہ تو نے سنا۔ وہ لوگ تعداد میں سات لاکھ تھے۔ حضرت موسیٰ
نے ان میں سے سات ہزار چنے۔ پھر ان میں سے ستر منتخب کئے۔ انھیں لے کر آپ کو طور پر گئے۔ پہاڑ کے دامن میں تو ان سب کو مقہور کیا۔ اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ خدا تعالیٰ نے کلام کیا جو ان
لوگوں نے بھی سنا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت میں قوت انکم پیدا کر دی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں گے۔ برگز ایمان دلائیں گے۔ جب انھوں نے یہ بڑا بول زباںوں
سے نکالا اور پھر کیا، ان پر بجلی گری اور وہ سب کے سب مر گئے۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل مجھے الزام دیں گے کہ میرا دعویٰ ہی غلط تھا، اس وجہ سے میں نے ان سب کو قتل
کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ اب انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کر لیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے لوگو! خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا۔

مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۱۴) وَوَعَدْنَا مُوسَىٰ ثَلَاثِينَ لَيْلَةً وَ

طرف سے ایک بڑی آزمائش تھی۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس راتوں کا وعدہ کیا۔ اور

اَتَمَمْنَاهَا بِعَشْرِ فَنَمِيقَاتٍ رَبِّهِ اَرْبَعِينَ لَيْلَةً وَقَالَ

ہم نے دس اور طائر اسے پورا کیا۔ پس اس کے پڑے گا کہ کی مدت چالیس راتوں میں پوری ہوئی۔ اور موسیٰ نے

مُوسَىٰ لِأَخِيهِ هَارُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَلَا

اپنے بھائی ہارون سے کہا، تم میری قوم میں میرے خلیفہ بنو، اور اصلاح کرتے رہو۔ اور فساد

تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ۱۵) وَلَمَّا جَاءَ مُوسَىٰ لِمِيقَاتِنَا وَ

کرتے والوں کے راستہ کی پیروی نہ کرنا۔ اور جب ہمارے مقررہ وقت پر موسیٰ آیا اور اس کے پروردگار نے

كَلِمَةً رَبِّهِ قَالَ رَبِّ اِنِّي اَنْظُرُ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ نَرَا بِنِي

اس سے کلام کیا۔ موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار تو مجھے دکھلا کر میں تجھے دیکھ لوں اے فرمایا تو مجھے برگزیدہ دیکھے گا ۱۶

وَلَكِنْ اَنْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي

لیکن تو پہاڑ کی طرف نظر کر۔ پس اگر یہ جگہ پر ٹھہر رہا، تو مجھے تو عنقریب دیکھ لے گا۔

فَلَمَّا بَقِيَ رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَىٰ صَعِقًا

پس جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر اپنے (مخلوق) نور کا چمکا را ڈالا، تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑا۔

فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ سُبْحَنَكَ ثَبَّتُ إِلَيْكَ وَانَا أَوَّلُ الْمُؤْمِنِينَ ۱۷)

پھر جب اُسے ہوش آیا تو کہنے لگا اے اللہ تو یک ہے میں نے تیری طرف رجوع کر لیا ہے اور میں سب سے پہلا ایمان لایا ہوں ۱۷

قَالَ يَمُوسَىٰ اِنِّي اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرِسَالَتِي وَبِكَلَامِي

فرمایا اے موسیٰ یقیناً میں نے تجھے اپنی پیغمبری اور ہمکلامی (کا وجہ) دے کر تمام لوگوں پر برگزیدہ کیا ہے۔

فَخُذْ مَا آتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۱۸) وَكَتَبْنَا لَهُ فِي

پس جو میں نے تجھے دیا ہے اُسے لے لے اور شکر کرنے والوں میں سے بنارہ۔ اور ہم نے اس کیلئے

الْأَلْوَا حِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ

ہر چیز کی نصیحت، اور ہر چیز کی تفصیل، ٹھنیوں پر لکھ دی۔

شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَا خُذْ وَأَبَا حُسْنِهَا

پس تو اُسے مضبوطی سے پکڑ لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اُس کی خوبیوں کو اچھت تیار کریں۔

فانزل

یہ سب واقعہ بیان کیا۔ تو لوگوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک اس بات کا یقین نہیں کرتے جب تک کہ ہم اللہ تعالیٰ کی کلام کو خود نہ سنیں جیسا کہ تو نے سنا۔ وہ لوگ تعداد میں سات لاکھ تھے۔ حضرت موسیٰ
نے ان میں سے سات ہزار چنے۔ پھر ان میں سے ستر منتخب کئے۔ انھیں لے کر آپ کو طور پر گئے۔ پہاڑ کے دامن میں تو ان سب کو مقہور کیا۔ اور خود پہاڑ پر چڑھ گئے۔ خدا تعالیٰ نے کلام کیا جو ان
لوگوں نے بھی سنا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک درخت میں قوت انکم پیدا کر دی تھی۔ پھر وہ کہنے لگے کہ جب تک ہم خدا کو ظاہر طور پر نہ دیکھ لیں گے۔ برگز ایمان دلائیں گے۔ جب انھوں نے یہ بڑا بول زباںوں
سے نکالا اور پھر کیا، ان پر بجلی گری اور وہ سب کے سب مر گئے۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے پروردگار! بنی اسرائیل مجھے الزام دیں گے کہ میرا دعویٰ ہی غلط تھا، اس وجہ سے میں نے ان سب کو قتل
کر دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا۔ اب انھوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اگر تم خدا سے سوال کرتے تو وہ ضرور یہ بات قبول کر لیتا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا: اے لوگو! خدا آنکھوں سے نہیں دیکھا جاتا۔

سَاوِرِكُمْ دَارَ الْفَاسِقِينَ ﴿۱۳۵﴾ سَاوَرَفُ عَنْ آيَتِ الَّذِينَ

عنقریب میں تھے نافرمانوں کا گھر و کھادوں کا۔ جو لوگ نشین پر ناحق تکبر کرتے ہیں، میں

يَتَكَبَّرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَإِنْ يَرَوْا كُلَّ آيَةٍ

اُن کو عنقریب اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اور اگر وہ کل نشانیاں بھی دیکھ لیں

لَا يُؤْمِنُوا بِهَا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوهُ

تو بھی وہ اُن پر ایمان نہ لائیں گے۔ اور اگر وہ نیکی کا راستہ دیکھ لیں، تو اُسے اپنا راستہ نہ بنائیں

سَبِيلًا وَإِنْ يَرَوْا سَبِيلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوهُ سَبِيلًا ذَلِكَ

گئے۔ اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اُسے اپنا راستہ بنالیں گے۔ یہ اس لئے کہ

يَأْتَهُمْ كَذِبًا بَايِتَنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَفِلِينَ ﴿۱۳۶﴾ وَالَّذِينَ

اُنھوں نے یقیناً ہماری آیتوں کو جھٹلایا، اور اُن سے غافل رہے۔ اور وہ لوگ جنھوں

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ هَلْ

نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا۔ ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ کیا اُن کو سوائے

يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۷﴾ وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ

اسکے جو وہ عمل کرتے تھے، کچھ اور بدلہ دیا جائے گا۔ اور موسیٰ کی قوم نے اس کے پیچھے اپنے

مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عَجَلًا جَسَدًا لَهُ خُورٌ أَلْمُ يَرَوْنَ

زیورٹوں سے ایک بچھڑا بنا لیا، وہ ایک جسم تھا جس میں گائے کی سی آواز ملتی تھی۔ کیا اُنھوں نے غور نہیں کیا

أَنَّهُ لَا يَكْلَمُهُمْ وَلَا يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا مَّا تَتَّخِذُوهُ وَكَانُوا

کہ وہ اُن سے نہ تو بات کرتا تھا اور انھیں راستہ بتاتا تھا۔ (بھڑبھڑاتی) اُنھوں نے اُسے (مقبوض) اختیار کر لیا۔ اور

ظَالِمِينَ ﴿۱۳۸﴾ وَلَمَّا سَقَطَ فِي أَيِّدِهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا

وہ ظالم ہو گئے۔ اور جب وہ حد سے زیادہ نادام ہوئے تھے اور اُنھوں نے دیکھا کہ وہ واقعی گمراہ ہو چکے ہیں

قَالُوا لَيْنَ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۱۳۹﴾

کہنے لگے اگر ہمارا پروردگار ہم پر رحم نہ کرے گا اور ہمیں معاف نہ کرے گا تو ہم ضرور نقصان اٹھائیں گے اور ہم ہار جائیں گے۔

وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا

اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہناک اور رنجیدہ واپس لوٹا، تو کہنے لگا میرے بعد تم نے میری

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

وحی ہوئی کہ اے موسیٰ! جو کچھ یہ کہتے ہیں سوال کرو۔ ہم ان کی جہالت کے سبب تم سے باز پرس نہ کریں گے۔ اس کا اطمینان ہونے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ سوال کیا تھا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

۱۷ خواہ۔

خوار کے معنی گائے۔ بیل۔ بکری۔ بھیر کی آواز کے ہوتے ہیں، جو بے معنی ہوتی ہے۔ (اقرب)۔

۱۸ سقط فی ایدہم۔

ابو جعفر احمد بن علی مقرئ یہی اپنی کتاب "ناور تاج المصادر" میں رقمطراز ہیں:-

* اور ارشاد الہی: ولما سقط فی ایدہم (ندامت ان کے ہاتھوں میں گر پڑی) اور ندامت کو ذکر نہیں کیا گیا ہے

اور بعض کا قول ہے کہ سقط مفعول مالم یسقط فاعل پر آیا ہے جس طرح کہ رغب فی فلان بولا جاتا ہے۔ اور سقط نہیں بولا جاتا۔ بلکہ کہا جاتا ہے رغب فی

اور سقط فی یدہ بمعنی ندیم کے۔ اور سقط فی ایدہم اور اسقط۔ مگر سقط

کا استعمال زیادہ بھی ہے اور عمدہ بھی۔ اور بعض نے اسقط کا انکار کیا ہے۔ اس طرح

استعمال کو قرآن سے پہلے سنا گیا اور عرب اس سے واقف تھے۔ اور یہ ترکیب کسی شے کے

اوپر سے نیچے کی طرف آنے اور اس کے زمین پر گرنے کو بتاتی ہے۔ پھر اُسکے معنی میں وسعت کی گئی۔

چنانچہ غلط بات کو سقط (گری پڑی چیز) کہا جانے لگا۔ کیونکہ اُنھوں نے اس کو بے ضرورت

چیز کے مشابہ قرار دیا۔ اور ہاتھ کا ذکر اس لئے کیا گیا کہ ندامت میں پیدا ہوتی ہے اور اس کا اثر ہاتھوں میں ظاہر ہوتا ہے

جیسے سر ہاتھ: یوم بعض الظالمین علی یدہ (اور جس من ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کر کھائے گا)۔

(لفات القرآن لغائی، جلد ۳، ص ۲۱۷)

خَلَقْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي أَعَجَلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقُوا

بہت بری جانشینی کی۔ کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم میں جلدی کی۔ اور لوگوں کو ڈال

الْأَلْوَا حَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ يَجُرُّهُ إِلَيْهِ قَالَ ابْنُ آدَمَ

دیں۔ اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ وہ بولا اے میری ماں جانے! لے

إِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضَعُّفُونِي وَكَادُوا يَقْتُلُونَنِي فَلَا تُشْمِتْ

یقیناً قوم نے مجھے کمزور سمجھا، اور قریب تھا کہ وہ لوگ مجھے قتل کر دیتے۔ پس تو مجھ پر دشمنوں

بِئِى الْأَعْدَاءِ وَلَا تَجْعَلْنِي مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَ

کو مہنسی کا موقع نہ دے۔ اور مجھے ظالموں کی قوم کے ساتھ نہ مترار دے۔ اس نے کہا

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ وَأَنْتَ أَرْحَمُ

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے بھائی کی پروردگاری بخش کر۔ اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل کر۔ اور تو تو رحم کرنے والوں میں سے سب

الرَّحِيمِينَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ

سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً جن لوگوں نے بھڑکے کو (معبود) بنا لیا، ان پر ان کے پروردگار کی طرف سے عنقریب

مِّنْ لَّهُمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَكَذَلِكَ نَجْزِي

غضب اور دنیا کی زندگی میں ہی ذلت دیتے گی۔ اور ہم اسی طرح امتداد کرنے والوں کو

الْمُفْتَرِينَ ۝ وَالَّذِينَ عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ ثُمَّ تَابُوا مِن بَعْدِهَا

بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے برے کام کئے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے توبہ کر لی۔

وَأَمَّنُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَلَمَّا

اور ایمان لائے۔ یقیناً تیرا پروردگار اس کے بعد ضرور بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور جب

سَكَتَ عَنْ مُوسَى الْغَضَبَ أَخَذَ الْاَلْوَا حَ وَفِي نُحْتَهَا هُدًى

موسیٰ کا غضب فرو ہوا، اُس نے تختیاں لے لیں۔ اور اس کی تحریر میں ان لوگوں کیلئے ہدایت

وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ ۝ وَاخْتَارَ مُوسَى قَوْمَهُ

اور رحمت بخشی، جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ نے اپنی قوم میں سے ہمارے

سَبْعِينَ رَجُلًا لِّمِيقَاتِنَا فَلَمَّا أَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ

مقررہ وقت کیلئے ستر آدمی چن لئے۔ پھر جب زلزلہ نے ان کو (موسیٰ نے) کہا، اے میرے پروردگار!

لہ قال ابن اقر:-

تفسیر صفاتی ص ۱۸۳ پر بحوالہ علل الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے ابن ابی نہیں فرمایا۔ اس لئے کہ باپ سے جتنے بیٹے ہوں اور ان میں ان کی مختلف ہوں۔ تو ان کے درمیان عداوت کا ہونا کچھ بعید نہیں ہوتا، سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ اور ایک ماں سے جتنے بیٹے ہوتے ہیں، ان میں آپس میں عداوت عقل سے بعید معلوم ہوتی ہے۔

ایک روایت میں وارد ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد میں تین سال رہے تھے، اور بڑے حکیم اور بردبار تھے۔ اسی سبب سے بنی اسرائیل ان کو بہت دوست رکھتے تھے۔

له السفهاء متناو-

لَوْ شِئْتَ أَهْلَكْتَهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِيَّايَ أَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ

اگر تو چاہتا تو ان کو اور مجھے پہلے ہی ہلاک کر دیتا۔ کیا تو ہمیں اس فعل کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو ہم

السُّفَهَاءُ مِنَّا إِنْ هِيَ إِلَّا فِتْنَتُكَ تُضِلُّ بِهَا مَنِ تَشَاءُ وَ

میں سے بیوقوف لوگوں نے کیا ہے اے یہ تو تیری آرزائش ہی ہے۔ تو اس سے جسے چاہے ہلاک کر دے اور جسے چاہے

تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ أَنْتَ وَلِيْنَا فَاعْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ

توفیق ہدایت دے دے ۔ تو ہمارا سرپرست ہے پس ہماری مغفرت کر اور ہم پر رحم کر ۔ اور تو بہترین

خَيْرُ الْغَفَرَيْنِ ۝ وَكُتِبَ لَنَا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي

مغفرت کرنے والا ہے۔ اور ہمارے لئے اس دنیا میں (بھی) نیکی لکھ، اور آخرت میں

الْآخِرَةُ إِنَّا هُذَا نَأْتِيكَ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ

بھی۔ یقیناً ہم نے تیری طرف رجوع کر لیا ہو اے۔ (اللہ نے فرمایا میرا خدا ہے جسے میں چاہتا ہوں۔

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاكُنْهُمَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَ

اور میری رحمت ہر تے کو لکھنے پڑنے ہے ۛ سو میں عنقریب آسے اُن لوگوں پہلے جو بد سیر کاری کرتے ہیں

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٥٩﴾ الَّذِينَ

اور زلۃ فیستے ہیں۔ اور جو ہماری ایمان لائے ہیں، لکھ دوں گا۔ وہ لوگ جو اس

يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا

رسوں، بی ای بی پیسروں کے ہیں۔ (جس کے اوصاف) انور، آپسے ان کو ریا اور

عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَإِلَّا يُحِيلُ يَأْمُرُهُم بِالْمَعْرُوفِ وَ

۱۳۱۴۵۶۷۸۹۱۰۱۱۱۲۱۳۱۴۱۵۱۶۱۷۱۸۱۹۲۰۲۱۲۲۲۳۲۴۲۵۲۶۲۷۲۸۲۹۳۰۳۱۳۲۳۳۳۴۳۵۳۶۳۷۳۸۳۹۴۰۴۱۴۲۴۳۴۴۴۵۴۶۴۷۴۸۴۹۵۰

یُنْهَیْهِمْ عَنِ الْمُنْذِرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا

الحیثیت ویصع عنہم اصرہم والاغل الیٰی كانت علیہم
 چیزوں کو اُن پر حرام کرتا ہے۔ اور وہ اُن کے بوجھ اور طوقوں کو جو اُن پر تھے، اُن سے اتارتا ہے۔

[Handwritten musical notation]

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَلِأَمْرِهِ أَتَىٰ الْقُرْآنُ تَلَوَاتٍ

نزل ۲

فصل ۲

تفسیر صفائی ص ۱۸۲ پر بحوالہ التوحید امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ستر آدمی حضرت موسیٰ

کے ہمراہ پیادہ پر پہنچے تو کہنے لگے کہ آپ نے خدا کو ضرور دیکھا ہے۔ پس جس طرح آپ نے دیکھا ہے

میں بھی دکھا دیجئے۔ سہرا موسیٰ کے فرمایا کہ میں نے اُسے نہیں دکھا۔ اس پر وہ ہولے کہ جب تک تم خدا کو ظاہر نہ کر سکو، میں بھی تم کو دکھا نہیں سکے گا۔

تب ان پر بجلی گری اور ایک ایک کو جلا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔ اس وقت انھوں نے

عصی کی کہلے خدا! میں بنی اسرائیل میں سے ستر آدمی
 بچن کر لایا تھا۔ اب جو میں اکیلے واپس جاؤں گا تو

میری قوم اس طرح میری تصدیق لے رہی، اس لیے مجھے یہ معلوم ہوا تھا تو پہلے ہی اُن کو اور اُن کے ساتھ مجھ کو بھی ہلاک کر دیا جوتا۔ مگر کائناتِ نادانوں کے سلیب ہمیں ہلاک کر دینا،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس کہنے پر اللہ تعالیٰ نے انھیں مرنے کے بعد زندہ کر دیا۔

۵۲ رحمتی وسعت :-
تفسیر صفاتی ۱۸۳ پر ہے کہ اسکا مطلب دنیا میں

جے۔ کیونکہ یہاں سکر اور طاقتور اٹھ اٹھ کر اور افسانہ و فنان
سب ہماری نعمتوں کے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ یا
اس سے مراد دنیا اور آخرت دونوں ہیں۔ کیونکہ وہاں

کی نعمتوں سے جو محروم ہونگے ان میں زیادہ وہی ہونگے جو گمراہ ہیں۔

۱۵۱ الاقی :-
تفسیر قتانی ص ۱۵۱ پر کحوالہ کافی جناب امام جعفر

ہے کہ رسول وہ ہے جس سے فرشتہ نازل ہو کر کلام کرے۔ اور نبی وہ ہے جسکو خواب میں احکام ملے۔

اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ نبوت اور رسالت ایک ہی ذات میں جمع ہو جاتی ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں یہی تفسیر امام محمد اور علیہ السلام سے منقول ہے۔

پوچھا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی کیوں کہا گیا۔ فرمایا کہ تم سے نسبت رکھنے کی وجہ سے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَتَذَرْنَاهُمُ الْقُرْبَىٰ وَمِنْ حَوْلِهَا۔
(تاکہ تو انم القربی اور اُسکے ارد گرد والوں کو چھوڑ دے)۔ پس

اسم القرنی مکہ ہے۔ اور اسی کی نسبت کے سبب انحضرت
 ﷺ آئی ہوئے۔
 علامہ الشافعی نے منقلاً سے کہنا کہ اسم محمد تعالیٰ

کہہ دو، بعلہما الکتاب الحکمة (یعنی جمعہ)۔ (روہ)

ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور یہ سب
مخفرت کا نام آتی تو اسلئے رکھا گیا کہ آپ صبح کے پہلے دلوں

منوس :- افسیر تہائی مشکا پر حا ہے کہ ایک کویت کے

أَنْزَلَ مَعَهُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٩٠﴾ قُلْ يَٰ أَيُّهَا النَّاسُ

ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ کوئی لوگ فلاح پاتے والے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اے لوگو!

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۖ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ

یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوں (خدا) جس کا اختیار آسمانوں میں بھی ہے، اور زمین

الْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

میں بھی۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے۔ پس تم اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول

النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ

نبی امی پر (وہی) جو خود بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھتا ہے۔ اور تم لوگ اسی کی پیروی کرو، تاکہ تم

تَهْتَدُونَ ﴿٩١﴾ وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَ

ہدایت یافتہ ہو جاؤ۔ اور موسیٰ کی قوم میں بھی ایک گروہ تھا جسے جو حق کے ساتھ ہدایت کرتے تھے، اور اسی

بِهِ يَعْدِلُونَ ﴿٩٢﴾ وَقَطَعْنَاهُمْ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ۚ

(حق) کے ساتھ عدل کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انہیں بارہ گھرانوں میں گروہ گروہ کر کے تقسیم کر دیا تھا جسے۔ اور

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ إِذِ اسْتَسْقَاهُ قَوْمُهُ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ

ہم نے موسیٰ کو وحی کی جب کہ اس کی قوم نے اس سے پانی طلب کیا، کہ اپنے عصا سے پتھر کو

الْحَجَرِ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ۖ قَدْ عَلِمَ كُلُّ

بار۔ پس اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے جسے۔ یقیناً ہر آدمی نے

أُنَاسٍ مِّشْرَبَهُمْ ۖ وَظَلَّلْنَا بِهِ سُبُلَهُمُ ۖ وَانزَلْنَا عَلَيْهِمُ

اپنا گھاٹ جان لیا۔ اور ہم نے ان پر بادلوں کا سایہ کیا، اور ان پر ہم نے حق اور سلوئی

الْمَنَ وَالسَّلٰوٰی كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ ۖ وَمَا

نازل کیا۔ جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں روزی دی ہیں ان میں سے کھاؤ۔ اور انہوں نے ہمارا

ظَلَمُونَا وَلٰكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿٩٣﴾ وَإِذْ قِيلَ

ہم نے نقصان نہیں کیا، لیکن وہ اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ

لَهُمْ أَسْكُنُوا هَذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُولُوا

ان سے یہ کہا گیا کہ اس بستی میں آباد ہو جاؤ۔ اور اسمیں سے جہاں جہاں سے تمہارا جی چاہے کھاؤ، اور

نزل

لہ الیکم جمیعاً۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ المجالس

امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے، کہ

یہودیوں کے کچھ آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے

لگے: یا محمد! کیا وہ آپ ہی ہو جو یہ گمان کرتے ہو کہ

آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہو۔ اور آپ کی طرف اسی

طرح وحی آتی ہے جیسی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر آیا

کرتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک

ساعت کے بعد فرمایا: میں ہی اولاد آدم کا شمار ہوں

اور فخر نہیں کرتا۔ میں ہوں نبیوں کا ختم کرنے والا،

متقیوں کا امام اور جہانوں کے رب کی طرف سے

رسول۔ وہ بولے آپ کن کی طرف نبی ہیں؟ کیا عرب

والوں یا عجم والوں کی طرف یا ہماری طرف؟ پس اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

لہ من قوم موسیٰ۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں قوم

موسیٰ سے مراد اہل اسلام ہیں۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ یہاں امت سے مراد ایک قوم ہے جو

چھین کے ٹک سے ادھر ہے۔ اور ان کے اور چین کے

درمیان ایک گرم ریتی وادی پڑتی ہے۔ ان لوگوں نے

اب تک کوئی تغیر و تبدل نہیں کیا ہے۔ اور ان میں سے

کبھی ایک کے پاس دوسرے سے زیادہ مال نہیں ہے

رات کو ان پر مینہ برستا ہے اور دن میں دھوپ پڑتی

ہے۔ وہ کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ ہم میں سے ان تک

کوئی نہیں پہنچتا۔ ان میں سے کوئی ادھر آتا ہے۔ وہ

حق پر ہیں۔

لہ اسباطاً۔

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر ہے کہ اسباط اولاد کی اولاد

کو کہتے ہیں۔ اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد میں اسباط

ایسے ہی تھے جیسے کہ اسمعیل علیہ السلام کی اولاد میں

سے قبائل۔

اور لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۱۱ پر اسباط

کے معنی یوں لکھے ہیں:-

اسباط قبیلہ، ایک دادا کی اولاد و سبط کی جمع،

جس کے معنی پوتے اور نواسے دونوں ہی آتے ہیں۔

مگر نواسے کے معنی میں اسکا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔

جب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا جائے

تو اس سے مراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد

ہو۔

لہ انبجست:- پھوٹ نکلنے، انبجاست سے جبکہ معنی تنگ مقام سے بہ نکلنے کے ہیں۔ مانفی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۱، ص ۱۱۱)۔

حِطَّةٌ وَاَدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَغْفِرْ لَكُمْ خَطِيئَتَكُمْ سَبِّدًا

حط (توبہ) کہتے جاؤ۔ اور دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو تو ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے۔ مغفرت ہم

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٣١﴾ قَبْدَالِ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي

نیکی کرنے والوں کو بڑھائیں گے۔ پھر ان لوگوں نے جو ان میں سے ظالم ہو گئے تھے۔ وہ بات جو انہیں کہی گئی تھی دوسری

قِيلَ لَهُمْ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا

بات سے بدل دی۔ پس ہم نے اس ظلم کی وجہ سے جو وہ کیا کرتے تھے، ان پر آسمان سے عذاب

يُظْلِمُونَ ﴿١٣٢﴾ وَسَأَلَهُمُ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةً

بھیجا۔ اور (مے رسول) ان سے اس بستی کی بابت پوچھ، جو دریا کے کنارے تھی۔

الْبَعْرِ إِذْ يَعْدُونَ فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ

جبکہ وہ سبت (ہفتہ) کے دن زیادتی کیا کرتے تھے، جبکہ ان کے سبت کے دن ان کی مچھلیاں پانی کے اوپر ظاہر

سَبْتِهِمْ شُرْعًا وَيَوْمَ لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَلِكَ

ہو کر آجائیں۔ اور جس دن سبت (ہفتہ) نہ ہوتا، وہ نہ آتی تھیں۔ اسی طرح بوجہ اس کے

نَبَلُوهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٣٣﴾ وَإِذْ قَالَتْ أُمَةٌ مِّنْهُمْ

کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے، ہم انہیں آزمایا کرتے تھے۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ان میں سے ایک گروہ نے یہ کہا کہ

لِمَ تَعْطُونَ قَوْمًا يَاللَّهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا

تم ان لوگوں کو نصیحت ہی کیوں کرتے ہو جنکو اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے۔ یا انہیں سخت عذاب سے معذب کرنا لایا ہے

قَالُوا مَعذَرَةٌ إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿١٣٤﴾ فَلَمَّا نَسُوا

وہ بولے کہ تمہارے پروردگار کی طرف معذرت کرنے کیلئے، اور تاکہ وہ باز آجائیں۔ پس جب وہ اس بات کو بھول گئے،

مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنبَحْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا

جسکی نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان لوگوں کو نجات دے دی جو بُرائی سے منع کیا کرتے تھے۔ اور ان لوگوں کو

الَّذِينَ ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَّيْسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ﴿١٣٥﴾

جنہوں نے ظلم کیا، ہم نے بڑے عذاب میں پھنسا دیا، اسلئے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے تھے۔

فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً

پھر جب انہوں نے اس چیز سے سرپیچی کی جس سے انہیں روکا گیا تھا۔ ہم نے انہیں کہہ دیا کہ تم ذلیل بندہ بن جاؤ

فَذَلَّلْنَاهُمْ

له كونوا قردة

تفسیر صفائی مشہور پر بحوالہ تفسیر قرآنی و تفسیر قرآنی،
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم نے
کتاب علی علیہ السلام میں لکھا ہوا پایا کہ ایک قوم ایلاء
کی رہنے والی قبیلہ شومر سے تھی۔ ان کی اطاعت کی آزمائش
کے لئے سبت کے دن مچھلیاں ان کے پاس بھیجی جلتی تھیں
پس وہ پانی کی سطح پر تیرتی ہوئی ان نہروں میں جوں کے
دروازوں کے سامنے اور بازاروں میں تھیں، آجاتی
تھیں، اور یہ ان کا شکار کر لیتے تھے۔ عرصہ تک ایسا ہی
ہوتا رہا۔ ان کو تو ان کے درویشوں نے
منع کیا اور نہ ان کے علماء نے۔ پھر شیطان نے
ان میں سے ایک گروہ کے کان میں یہ بیخونک
دیا کہ خدا نے سبت کے دن ان کے کھانے
کی ممانعت کی ہے نہ شکار کرنے کی بھی پس
تم لوگ سبت کے دن شکار کر لیا کرو۔ اور باقی
دنوں میں کھاتے رہا کرو۔ چنانچہ وہ گروہ تو شکار
کرنے لگا اور نافرمان بن گیا۔ اور ایک گروہ ان
سے الگ ہو گیا، وہ خاموش ہو رہا۔ اس نے ان
کو اور کوئی نصیحت نہ کی۔ اس خاموش رہنے والے
گروہ نے نصیحت کرنے والے گروہ سے کہا کہ
تعظون قومان اللہ مہلکہم اومعذبہم
عذابا شديدا۔ انہوں نے جواب دیا:
معذرة الى ربكم ولعلهم يتقون۔
امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب ان
لوگوں نے حکم خدا کو بھی بھلا دیا، اور نصیحت
کر نیوالوں کی نصیحت کو بھی نہ مانا، تو انہوں نے کہا کہ ہم
تو تمہارے ساتھ رات کو اس بستی میں نہیں رہیں گے،
جس میں خدا کی مخالفت ہو چکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم پر خدا
کا عذاب نازل ہو اور ہم بھی اس کی لپیٹ میں آجائیں
پس وہ شہر سے نکل گئے اور رات زیر آسمان بسر کی۔
صبح ہوئی تو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے، ان
نافرانوں کی حالت دیکھنے لگے، تو شہر کا دروازہ بند
پایا۔ بہت کھٹکھٹایا مگر جواب نہ آیا۔ فصیل شہر کے ساتھ
ایک سیڑھی لگائی اور دیکھنے کیلئے ایک آدمی کو اوپر
چڑھایا، تو اس نے دیکھا کہ وہ سب بند ہو گئے تھے۔
اس شخص سے یہ بات سن کر دروازہ توڑا اور اندر داخل
ہو گئے۔ تو بندہ ان لوگوں کو پہچانتے تھے کہ یہ کس قبیلہ سے
ہیں، مگر وہ آدمی ان کو نہیں پہچانتے تھے کہ یہ کس قبیلہ
سے ہیں۔ پس ان لوگوں نے بندوں سے اتنا کہا کہ کیا
ہم نے تم لوگوں کو خدا کی نافرمانی سے منع نہیں کیا تھا؟
تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں ہے کہ اس

شہر کے کل باشندے کچھ اوپر اسی ہزار تھے۔ جن میں صرف دس ہزار بچے۔ اور کچھ اوپر ستر ہزار بندہ بنائے گئے۔ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

خُسَيْنٌ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكَ لِيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور (وہ وقت یاد کرو جبکہ تیرے پروردگار نے اعلان کر دیا کہ وہ ان پر قیامت کے دن تک مقرر ہے

مَنْ يَسُومُهُمْ سُوءَ الْعَذَابِ إِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيعُ الْعِقَابِ

کو بھیجتا ہے گا جو انہیں سخت عذاب پہنچائے گا۔ یقیناً تیرا پروردگار بہت جلد عذاب دینے والا ہے۔

وَأَنَّهُ لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ وَقَطَّعْنَاهُمْ فِي الْأَرْضِ أُمَمَاةً

اور بیشک وہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور ہم نے انہیں زمین میں گروہ گروہ کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ ان میں

الصَّالِحُونَ وَمِنْهُمْ دُونَ ذَلِكَ وَبَلَوْنَاهُمْ بِالْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

نیکیوں کا بھی تھے اور کچھ ان میں ان کے برعکس بھی تھے۔ اور ہم نے نیکیوں اور بدیوں سے ان کی

السَّيِّئَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

آزادش کی، تاکہ وہ باز آجائیں۔ پھر ان کے بعد ناخلف بالمشین ہوئے۔

وَرِثُوا الْكِتَابَ يَأْخُذُونَ عَرَضَ هَذَا الْأَدْنَى وَيَقُولُونَ

جو کتاب کے وارث بن بیٹھے، وہ اس حقیر دنیا کے مال کو لے لیتے ہیں اور وہ یہ کہتے ہیں کہ

سَيَغْفِرَ لَنَا وَإِنْ يَأْتِهِمْ عَرَضٌ مِثْلَهُ يَأْخُذُوهُ أَلَمْ

عنقریب ہم بخشے جائیں گے۔ حالانکہ اس جیسا اور مال بھی اگر ان کے پاس آجائے تو اسے بھی لے لیتے ہیں سہ کیا ان کے

يُؤْخَذُ عَلَيْهِمْ مِيثَاقُ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ

کتاب کا یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق وہ حق کے سوا کوئی بات نہ کہیں گے، اور جو کچھ اس

إِلَّا الْحَقُّ وَدَرَسُوا مَا فِيهِ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ

میں تھا وہ انہوں نے پڑھ بھی لیا تھا۔ اور آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو ہمیشہ گاری

يَتَّقُونَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَ

کرتے ہیں۔ پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ اور وہ لوگ جو خدا کی کتاب سے تمسک کرتے ہیں۔

أَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۝ وَإِذْ

اور انہوں نے نماز قائم کی۔ یقیناً ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔ اور (وہ وقت یاد کرو جبکہ

نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَأَنَّهُ ظُلَّةٌ وَظَنُوا أَنَّهُ وَاقِعٌ بِهِمْ

ہم نے ان کے اوپر پہاڑ کو ایسا معلق کیا، گویا کہ وہ ایک ساٹھان تھا اور انہوں نے گمان کیا کہ وہ ان پر گرے والا ہے۔

۱۵ یسومہم۔

تفسیر صفائی مشاعرہ پر ہے کہ روایت میں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے ان پر بخت نصر کو مسلط کر دیا۔ اس نے ان کے ملک کو ویران کیا۔ لڑنے والوں کو قتل کیا۔ عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ اور جو باقی رہ گئے ان پر جزیہ لگا دیا، جو وہ کافروں کو ادا کرتے رہے۔ تاہم خدا تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی جو ان کے ساتھ مناسب سمجھا کیا، اور ان پر جزیہ لگا دیا۔ اور اسی طرح یہ قیامت تک پٹتے ہی رہیں گے۔

۱۶ تفسیر صفائی مشاعرہ پر ہے کہ ان سے مراد یہود ہیں جو زبیرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تھے۔

۱۷ هذا الادنى۔

تفسیر صفائی مشاعرہ پر ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جو فیصلہ ان کے سامنے آتا تھا اس میں شورت لے لیتے تھے۔ اور اپنی رائے کے موافق احکام خدا کو لوگوں کے لئے سہل کر دیتے تھے، اور اسکی اجرت لے لیتے تھے۔

۱۸ تفسیر صفائی مشاعرہ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ خواہش رکھتے ہیں کہ معاف کر دیئے جائیں لیکن اپنے فعل پر وہ اصرار بھی کرتے ہیں اور وہی عمل پھر کرنے کو آمادہ ہیں اور توبہ نہیں کرتے۔

۱۹ ميثاق الكتاب۔ تفسیر صفائی مشاعرہ پر ہے کہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی کتاب کے دو ٹکڑوں کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ ایک تو یہ کہ جب تک جانتے نہ ہوں۔ کچھ نہ کہیں۔ دوسرے یہ کہ جو کچھ نہ جانتے ہوں اس کو رو نہ کریں۔ اور یہ دونوں حکم ان آیتوں میں موجود ہیں۔ پہلی آیت یہ ہے: أَلَمْ يَخُذْ عَلَيْهِمْ مِيثَاقَ الْكِتَابِ أَنْ لَا يَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقُّ اور دوسری آیت یہ ہے: بَلْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَظَنُوا أَنَّهُمْ يَكْفُرُونَ بلکہ انہوں نے اس چیز کو جھٹلایا جس کا ان کو علم نہ تھا، چ

خُذُوا مَا آتَيْنَكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٤١﴾

اس وقت ہم نے تم کو جو تم کو دیتے ہیں اسے مضبوطی سے لو اور جو کچھ اس میں ہے یاد رکھو تاکہ تم پر سب سے زیادہ گارہ بن جاؤ۔

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ

اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تیرے پروردگار نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی اولاد کو لیا اور انہیں انہی اپنی اپنی

أَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا أَنَّا

ذات پر گواہ قرار دیا۔ (اور ان سے پوچھا) کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں ہم گواہی دیتے ہیں۔

أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غٰفِلِينَ ﴿١٤٢﴾

(یہ اقرار اس لئے لیا) تاکہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ یقیناً ہم اس سے بالکل بے خبر تھے۔

تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ

تم یہ کہو کہ ہمارے باپوں کے نہیں ہے کہ شرک تو ہمارے باپ دادوں نے ہی پہلے کیا تھا اور ہم تو ان کے بعد (انہی) اولاد

بَعْدِهِمْ أَفْهَلْ كُنَّا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ﴿١٤٣﴾ وَكَذٰلِكَ

ہوئے۔ کیا تو ہمیں اس فعل کے بدلہ میں ہلاک کرتا ہے جو ابطل (حق) کر نیوالوں نے کیا۔ اور اسی طرح ہم

نُفِصِلُ الْآيَاتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٤٤﴾ وَآتِلْ عَلَيْهِمْ نَبَأَ

آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتے ہیں اور تاکہ وہ باز آجائیں۔ اور اے رسول! ان پر اس (مخفی) کی خبر چھپھ

الَّذِي آتَيْنَاهُ آيَاتِنَا فَانْسَلَخْ مِنْهَا فَاتَّبِعْهُ الشَّيْطٰنُ

جسے ہم نے اپنی آیتیں دیں تھ پھر وہ ان سے نکل بھاگا تھ تب شیطان اس کے پیچھے لگ لیا،

فَكَانَ مِنَ الْغٰوِينَ ﴿١٤٥﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ

سو وہ گمراہوں میں سے ہو گیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو اس کی بدولت ہم اس کا درجہ بلند کر دیتے، لیکن وہ

أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَشَبَّهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ

زمین کی طرف جھک گیا۔ اور اس نے اپنی خواہش کی پیروی کی۔ پس اس کی مثال تمہارے کی طرح ہے۔

إِنْ تَحِبَّ عَلَيْهِ يُلْهَثُ أَوْ تَتْرُكُهُ يُلْهَثُ ذٰلِكَ مَثَلُ

اگر تو اس پر مہربان ہو جائے تو وہ اپنی زبان نکالے یا تم سے چھوڑ دو (تو بھی) وہ زبان نکالے۔ یہ اس قوم کی مثال ہے

الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ

جسوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ پس تم یہ قصے بیان کرتے رہو۔ تاکہ یہ

مَثَلٌ

اذا اخذ ربك :-

تفسیر صفاتی مثلاً پر بحوالہ تفسیر عیاشی
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
جب خداوند عالم نے اپنی مخلوق کو پیدا کرنے
کا ارادہ کیا تو ان سب کو اپنے سامنے پھیلا دیا

اور ان سے سوال کیا کہ تمہارا پروردگار کون ہے۔ پس
سب سے پہلے جس نے جواب دیا وہ جناب محمد

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم تھے۔ پھر جناب امیر
المؤمنین علیہ السلام اور پھر حضرت آدم و اولاد حضرت

امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔ ان سب کے عرض کی
انت دبتا۔ پس خدا تعالیٰ نے انہی کو اپنے علم اور دین کا

حامل بنایا۔ پھر کل فرشتوں سے کہا کہ میرے علم اور
دین کے حامل یہ ہیں۔ اور میری مخلوق میں امین یہ ہیں۔

اور ہر بات انہی سے دیانت کی جائے گی۔ پھر خدا
تعالیٰ نے کل اولاد آدم سے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت

کا اور ان بزرگواروں کی ولایت اور اطاعت کا امتداد
کرو۔ سب نے کہا: ہاں اے ہمارے پروردگار! ہم نے

اقرار کیا۔ خدا نے فرشتوں سے کہا کہ تم گواہ رہنا۔ فرشتوں
نے عرض کی۔ ہم گواہ ہیں۔ فرمایا ایسا نہ ہو کہ قیامت کے

دن یہ کہیں انا کنا عن هذا غفلین... الخ
اللہ الذی آتیناہ آیتناہ ایتناہ۔

تفسیر صفاتی مثلاً پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ
آیت بلعم بن باعور کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جو

بنی اسرائیل میں سے تھا۔ اور اس کو خدا کی کتابوں میں
سے بعض کا علم دیا گیا تھا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ اس آیت کی اصل تو بلعم کے بارے میں

ہے۔ پھر مثل کے طور پر خدا تعالیٰ نے تمام اہل قبلہ میں
ہر اس شخص کے لئے بیان کی ہے، جو خدا کی ہدایت کے

برخلاف اپنی خواہش نفسانی کو اختیار کرے۔
اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے

کہ مغیرہ بن شعبہ کی مثل بلعم جیسی ہے جس کو آدم عظیم
دیا گیا تھا جیسا کہ خدا فرماتا ہے: الذی آتیناہ آیتناہ۔

فانسلخ منها۔
تفسیر صفاتی مثلاً پر بحوالہ تفسیر قمی امام رضا علیہ
السلام سے منقول ہے کہ بلعم بن باعور کو اسم عظیم عطا

کیا گیا تھا، جس کے ذریعہ سے جو دعائے مانگتا تھا، قبول
ہو جاتی تھی۔ پس وہ فرعون کی طرف مائل ہو گیا۔ پھر

جب فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں
کی تلاش میں نکلا تو اس نے بلعم سے کہا کہ موسیٰ اور ان کے

ساتھیوں کے خلاف ایسی دعا کر کہ وہ ہماری قید میں آ
جائیں۔ پس وہ بھی اپنے گدھے پر سوار ہوا کہ موسیٰ کی تلاش میں نکلے۔ گدھے نے چلنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اسے مارنا شروع کیا۔ خدا تعالیٰ نے اسے گویا عطا فرمائی۔ تو اس نے کہا کہ مجھے مارنا کیوں ہے؟
کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ جاؤں کہ تو اللہ کے نبی اور مومنین کے برخلاف دعا کرے۔ مگر وہ اسے مارتا ہی گیا جیسی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے، فانسلخ منها۔

يَتَفَكَّرُونَ ۱۰ سَاءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَتِنَا وَ

غور کریں۔ جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کرتے رہے۔

أَنفُسَهُمْ كَانُوا يَظْلِمُونَ ۱۱ مَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَهُوَ

اُنکی مثال کیا ہی بُری ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ راہ دکھائے، پس وہی

الْمُهْتَدَىٰ وَمَنْ يُضِلِّ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۱۲ وَ

ہدایت یافتہ ہے۔ اور جس کو وہ گمراہی کا حکم لگائے، پس وہی نقصان اٹھانے والے ہیں ۱۲ اور

لَقَدْ ذَرَأْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيرًا مِّنَ الْبَشَرِ وَالْإِنسِ لِمَ قُلُوبُ

یقیناً ہم نے جہنم اور انسانوں میں سے بہتوں کو جہنم کیلئے پھیلا دیا ہے۔ اُن کے دل (موجود) ہیں،

لَا يَفْقَهُونَ بِهَا وَلَهُمْ أَعْيُنٌ لَا يُبْصِرُونَ بِهَا وَلَهُمْ

جن سے وہ سمجھتے نہیں۔ اور اُنھی آنکھیں ہیں، جن سے وہ دیکھتے نہیں۔ اور اُن کے کان

أَذَانٌ لَا يَسْمَعُونَ بِهَا ۱۳ أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بَلْ هُمْ

ہیں، جن سے وہ سنتے نہیں۔ وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۱۳ بلکہ اُن سے بھی زیادہ

أَضَلُّ أُولَٰئِكَ هُمُ الْغٰفِلُونَ ۱۴ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

بے راہ۔ یہی لوگ بے خبر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں ۱۴

فَادْعُوهُ بِهَا وَذُرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ

پس اُسے انھیں سے پکارو۔ اور اُن لوگوں کو چھوڑ دو جو اُس کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔

سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۵ وَمِمَّنْ خَلَقْنَا أُمَّةً

عنقریب انھیں ویسی ہی جزادی جائیگی جیسے وہ عمل کرتے تھے۔ اور جن کو ہم نے پیدا کیا اُن میں سے ایک گروہ ایسا

يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ۱۶ وَالَّذِينَ كَذَّبُوا

ہے ۱۶ جو حق کیساتھ ہدایت کرتے ہیں اور اُنسی کے مطابق عدل کرتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

بِآيَتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُم مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ۱۷ وَأُمْلَىٰ

عنقریب ہم انھیں درجہ بدرجہ گزرتا کر دینگے، وہ ایسے طور پر کہ وہ کچھ نہ سمجھیں گے۔ اور میں انھیں ٹہلے

لَهُمْ ۱۸ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۱۹ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا مَا بِصَاحِبِهِم

فول گا۔ یقیناً میری تدبیر مضبوط ہے۔ کیا انھوں نے نہ سوچا، کہ اُن کے ساتھی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم)

مَآذِلُ

تفسیر صفائی ۱۸ پر ہے کہ نفی اعتبار سے ہدایت یافتہ کو واحد سے تعبیر کیا ہے، اور گمراہوں کو جمع سے۔ اور معنوی اعتبار سے اس میں اس بات کی تشبیہ پائی جاتی ہے کہ ہدایت یافتہ بوجہ اتحاد طریقہ کے واحد میں برخلاف گمراہوں کے مطلب یہ ہے کہ جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں وہ چونکہ خدا اور اُس کے رسول کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اس لئے وہ سب ایک ہی طریقہ پر چلنے والے ہیں۔ اسلئے اُن کیلئے ضمیر بھی واحد ہی استعمال کی گئی۔ اور جو گمراہ ہیں اُنکے طریقے بھی الگ الگ ہیں۔ کوئی کسی طریقے کا پیروکار ہے اور کوئی کسی کا۔ اسلئے اُن کیلئے جمع کا صیغہ لیا گیا ہے۔

۱۹ اولئک کالانعام۔

تفسیر صفائی ۱۹ پر بحوالہ علی الشرائع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی خلقت میں عقل کو بغیر شہوت کے ترکیب دیا ہے۔ اور اولاد آدم کی طینت میں دونوں چیزوں کو رکھا ہے۔ پس جس شخص کی عقل شہوت کو مغلوب کر لے وہ فرشتوں سے بہتر ہے۔ اور جس شخص کی شہوت عقل پر غالب آجائے وہ حیوانات سے بدتر ہے۔ ۱۹ للہ الاسماء الحسنیٰ :-

تفسیر صفائی ۲۰ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اسم کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ موصوف کی صفت۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب تم پر کوئی مصیبت یا بلا نازل ہو تو ہمارا واسطہ دے کر خدا سے دعا مانگو کہ یہ خدا کے اس قول کے موافق ہے۔ واللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوه بها۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ للہ الاسماء الحسنیٰ ہم ہیں کہ ہماری محنت کے بغیر کسی کا کوئی عمل قبول ہی نہ کیا جائے گا۔ ۲۱ خلقتنا امۃ :-

تفسیر صفائی ۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے پیروں کے بارے میں ہے۔

تفسیر عیاشی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسی کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے، یہ امت ضرور تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ اور اُن میں سے سوائے ایک کے باقی سب جہنم میں جائیں گے۔ اور اس آیت میں اسی فرقہ کا ذکر ہے۔ اور اس امت میں سے وہی نجات پائے گا۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ آیت تو تمھارے لئے ہے اور ایسی ہی ایک قوم موسیٰ (علیہ السلام) کو بھی دی گئی تھی۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے: و من قوم موسیٰ امة یعدون بالحق و بہ یعدلون ۲۲

۲۲ سنستند رجھہ :- تفسیر صفائی ۲۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد ایسے بندے ہیں جو گناہ کرتے ہیں تو انھیں اور نعمت دی جاتی ہے، تاکہ اُس نعمت میں مشغول ہو کر گناہ سے توبہ کرنا بھول جائیں۔ اور تم جو وہ ہو جو اس آیت میں آگے بیان فرمایا ہے :-

من قوم موسیٰ امة یعدون بالحق و بہ یعدلون ۲۲

مَنْ جَنَّةٍ إِنَّ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ ﴿۱۸۳﴾ أَوَلَمْ يَنْظُرُوا

کو کسی قسم کا جنوں نہیں، وہ تو صرف کھلا ڈرانے والا ہے۔ کیا انھوں نے آسمانوں اور

فِي مَلَكَوَتِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ

زمین کی سلطنت میں، اور ان چیزوں میں جو خدا نے پیدا کی ہیں، غور

شَيْءٍ وَإِنْ عَسَى أَنْ يَكُونَ قَدِ اقْتَرَبَ أَجَلُهُمْ

نہیں کیا؟ اور اس بات میں (بھی) کہ شاید ان کی اجل قریب ہی آگئی ہو!

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَكَ يُؤْمِنُونَ ﴿۱۸۴﴾ مَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَا

پھر وہ اس (قرآن) کے بعد اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔ جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا علم لگا دے، پھر اس کا

هَادِيَ لَهُ وَيَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۸۵﴾ يَسْأَلُونَكَ

رہبر نہیں۔ اور وہ انھیں انکی سرکشی میں چھوڑ دیتا ہے کہ سرگرداں رہیں۔ لوگ تم سے قیامت کے

عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِمُهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي

بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا مقررہ وقت کیا ہے؟ کہہ دو اسو اس کے نہیں جو کہ اس کا علم میرے پروردگار کے پاس ہے۔

لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا۔ آسمانوں اور زمین میں وہ (گھڑی) بھاری ہوگی۔

لَا تَأْتِيَكُمْ إِلَّا بَغْةٌ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ

وہ تم پر اچانک ہی آجائے گی نہ۔ وہ تم سے اس طرح پوچھتے ہیں گویا کہ تم ہی اس کے رازدار ہو۔ کہہ دو

إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۸۶﴾

کہ اسو اس کے نہیں ہے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ

کہہ دو کہ میں اپنی ذات کیلئے نہ کسی نفع کا مالک ہوں اور نہ کسی نقصان کا۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبِ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا

اور اگر میں (ذاتی طور پر) غیب کا جاننے والا ہوتا تو ضرور میں بہت زیادہ خیر و خوبی حاصل کر لیتا۔ اور مجھے

مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنَّ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ

تکلیف نہ پہنچتی نہ میں تو میرٹ ڈرانے والا، اور جو لوگ ایمان رکھتے ہیں، ان کو خوشخبری

۱۸۳ عن الساعة۔

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ تفسیر قمری اس آیت کا شان نزول یوں لکھا ہے کہ قریش نے عاص ابن وائل۔ نصر ابن حارث ابن کلدہ اور عقبہ ابن ابی معیط کو نجران بھیجا تھا تاکہ علماء یہود سے کچھ مسائل سیکھ آئیں۔ اور رسول اللہ سے دریافت کریں۔ چنانچہ ان لوگوں نے چند مسائل بتلا دیئے۔ انرا جملہ یہ تھا کہ انھوں نے کہا کہ تم محمد سے دریافت کرو کہ قیامت کب آئے گی۔ اگر وہ اس علم کے مدعی ہوں تو وہ جھوٹے ہیں۔ کیونکہ قیامت کے قائم ہونے کا علم اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتہ کو دیا ہے نہ کسی مرسل نبی کو جب ان لوگوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر یہ سوال کیا تو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی:

۱۸۴ بغتہ۔

تفسیر صفائی مثلاً پر بحوالہ ابوحامد بنی بنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہے کہ لوگوں کو قیامت کا ایک اسی طرح آئے گی کہ کوئی تو کاٹھی کی درستی میں مشغول ہوگا، اور کوئی اپنے مویشی کو پانی پلاتا ہوگا۔ کوئی بازار میں اپنی اونچی درست کرتا ہوگا، اور کوئی ترازو اونچی پچی کر رہا ہوگا۔

۱۸۵ السوء۔

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ سوء سے مراد معاصی ہے۔ اور تفسیر حاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوء سے مراد فقیری ہے۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں اپنی ذات کے لئے صحت اور سلامتی کو اختیار کرتا ہوں۔

يَوْمُنُونَ ﴿١٨﴾ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَ

سنانے والا ہوں۔ (اللہ) وہی ہے جس نے تمہیں ایک نفس سے پیدا کیا۔ اور اسی

جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ إِلَيْهَا فَلَمَّا تَغَشَّاهَا حَمَلَتْ

(نفس) سے اسی زوجہ بنائی، تاکہ وہ اُس سے تسکین پائے۔ پس جس وقت مرد نے اُسکو ڈھالکا اُسے تو اُس (عورت)

حَمَلًا خَفِيًّا فَسَرَتْ بِهِ فَلَمَّا أَثْقَلَتْ دَعَا اللَّهَ رَبِّهَا

کو بچکا سا حمل رکھا کہ وہ اُسکے ساتھ چلتی پھرتی رہی۔ پس جس وقت اس (حمل) کا وزن بڑھا تو دونوں نے اپنے رب سے دعا کی

لِيَنْ آتَيْنَا صَاحِبًا لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿١٩﴾ فَلَمَّا

اللہ تعالیٰ ہی دعا کی کہ اگر تو ہم کو ایک صالح (بچہ) عطا کرے گا، تو ہم ضرور شکر گزار بنیں گے۔ پھر جب

أَتَاهُمَا صَاحِبًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ فِيمَا آتَاهُمَا فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا

ان دونوں کو اس (بچہ) نے صالح (اولاد) دی، تو جو کچھ انھیں یا تمہاں تمہیں انھوں نے کسی خدا کے شریک ٹھہرائے اُسے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے

يَشْرِكُونَ ﴿٢٠﴾ أَشْرِكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلِقُونَ ﴿٢١﴾

برتر ہے جنکو اُسکا شریک ٹھہراتے ہیں۔ کیا وہ انکو شریک ٹھہراتے ہیں کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ خود ہی پیدا کرنے جاتے ہیں۔

وَلَا يَسْتَطِيعُونَ لَهُمْ نَصْرًا وَلَا أَنْفُسُهُمْ يَنْصُرُونَ ﴿٢٢﴾

اور نہ وہ ان (شریک ٹھہرانے والوں) کی مدد کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ اور نہ وہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُوهُمْ إِلَى الْهُدَىٰ لَا يَتَّبِعُوكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ

اور اگر تم انھیں راہِ راست کی طرف بلاؤ تو وہ تمہاری پیروی نہیں کریں گے۔ تمہارے لئے (دو باتیں) برابر ہیں

أَدْعَوْتُمْوَهُمْ أَمْ أَنْتُمْ صَامِتُونَ ﴿٢٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ

خواہ تم ان کو بلاؤ، یا تم خاموش رہو۔ یقیناً وہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو

مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ فَادْعُوهُمْ فَلْيَسْتَجِيبُوا لَكُمْ

تمہاری ہی مانند بندے ہیں۔ پس تم ان کو پکارو، اور اگر وہ نہ جواب دیں تو تمہارے لئے

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٢٤﴾ لَهُمْ أَزْوَاجٌ يُبْشِرُونَ بِهَآذِهِمْ لَهُمْ

کہ وہ تمہیں جواب دیں۔ کیا انکے ہاتھوں میں جن سے وہ چلتے ہیں، یا ان کے ہاتھ

أَيْدٍ يُبْشِرُونَ بِهَآذِهِمْ لَهُمْ أَصْغَرُ يُبْشِرُونَ بِهَآذِهِمْ لَهُمْ

میں جن سے وہ گرفت کرتے ہیں، یا ان کی آنکھیں ہیں جن سے وہ دیکھتے ہیں، یا ان کے

لہ تغشها۔

اس (مرد) نے اس (عورت) کو

ڈھالکا۔ تغشی تغشی سے جس معنی

ڈھانک لینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث

غائب۔ یہاں تغشی جماع سے کنایہ ہے۔ ہا

ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ منہ)

لہ جعلالہ شرکاء۔

تفسیر صفائی مشاہیر بحوالہ عیون اخبار الرضا

منقول ہے کہ ماموں نے جناب امام رضا علیہ السلام

سے دریافت کیا کہ یا ابن رسول اللہ کیا آپ یہ نہیں

ارشاد فرماتے، کہ انبیاء معصوم ہیں، آپ نے فرمایا:

ہاں! ماموں نے عرض کی کہ پھر اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا

مطلب کیا ہے: فَلَمَّا أَتَاهَا صَاحِبًا جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت حوا کے پانچ سوتیلے

اولاد ہوئے۔ اور ہر بار ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی۔

اور آدم اور حوا نے خدا تعالیٰ سے یہ معاہدہ کیا تھا۔ اور یہ

دعا کی تھی کہ اگر ہمارے بچے صحیح و سالم یعنی ہر قسم کے

عیب سے بری پیدا ہوں گے تو ہم تیرا شکر ادا کریں گے۔

اب جو اولاد پیدا ہوئی وہ دو قسم کی تھی، یعنی مذکر بھی

اور مؤنث بھی (مرد بھی اور عورت بھی)۔ اولاد میں ان

دونوں قسموں (مذکر و مؤنث) نے جو کچھ خدا تعالیٰ نے

بجائے خود ان کو دیا، اُس میں شریک شروع کر دیا۔ اور

جیسا ان کے ہاں باپ نے خدا کا شکر ادا کیا تھا، شکر

نہ کیا۔ کیا تم یہ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَتَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ہ ماموں نے کہا کہ میں گواہی

دیتا ہوں کہ آپ فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

برحق ہیں؟

مترجم:-

امام علیہ السلام کے فرمان سے ثابت ہوا، کہ

آیہ مجیدہ میں جو تشنیع کا صیغہ آیا ہے یعنی "جعلاً"

اس سے دو یعنی آدم اور حوا مراد نہیں بلکہ دونوں

قسمیں یعنی مذکر اور مؤنث اولاد مراد ہے جس سے

واضح ہو گیا کہ شریک اولاد آدم (علیہ السلام) سے شروع

ہوا نہ کہ آدم، اور حوا سے؟

اِذَا نِ يَسْمَعُونَ بِهَا قُلْ اَدْعُوا شُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ كِيدُوْنَ

کان ہیں جن سے وہ سنتے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم اپنے شریکوں کو بلاؤ، پھر مجھ سے چالیں چلو۔

فَلَا تُنْظِرُوْنَ ۝۱۹۵ اِنَّ وِلٰیَّ اللّٰهُ الَّذِیْ نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَ

اور مجھے مہلت نہ دو۔ بیشک میرا سرپرست وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے کتاب نازل کی۔ اور

هُوَ یَتَوَلٰی الصّٰلِحِیْنَ ۝۱۹۶ وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ

وہی نیکو کاروں کی سرپرستی کرتا ہے۔ اور جن کو تم اُس کے سوا پکارتے ہو، وہ تمہاری

لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرُكُمْ وَلَا اَنْفُسُهُمْ یَنْصُرُوْنَ ۝۱۹۷ وَاِنْ

مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے، اور نہ وہ اپنی ذات ہی کی مدد کرتے ہیں۔ اور اگر تم

تَدْعُوْهُمْ اِلٰی الْهُدٰی لَا یَسْمَعُوْا وَتَرٰهُمْ یَنْظُرُوْنَ

ہدایت کی طرف بلاؤ گے، تو وہ نہیں سنیں گے۔ اور تو انہیں دیکھتا ہے کہ وہ تمہاری طرف

اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۱۹۸ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَنْتَ

دیکھتے ہیں، حالانکہ وہ مجھ نہیں دیکھتے ہیں۔ تو عفو کو اختیار کر لے اور نیکی کا حکم دیتا رہ۔ اور

اَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ ۝۱۹۹ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ

جاہلوں سے منہ پھیرے رکھ لے۔ اور جس وقت شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ بھٹیں ابھارے

نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝۲۰۰ اِنَّ الَّذِیْنَ اَنْقَوْا

تو تم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔ بیشک وہ لوگ جو پرہیزگاری کرتے

اِذَا مَسَّهُمْ طَیْفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَكَّرُوْا ۝۲۰۱ فَاِذَا هُمْ

ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے کوئی خیال چھو بھی جاتا ہے۔ تو وہ (احکام خدا کو) یاد کر لیا کرتے ہیں۔ پھر وہ

مُبْصِرُوْنَ ۝۲۰۲ وَلَا خَوَانُھُمْ یَمْدُ وَنُھُمْ فِی الْغٰی ثُمَّ لَا

اُسی وقت سوچنے والے ہو جاتے ہیں۔ اور ان کے بھائی بند انہیں گمراہی میں بھیجے لئے جاتے ہیں۔ پھر وہ کوئی

یُقْصِرُوْنَ ۝۲۰۳ وَاِذَا لَمْ تَأْتِہُمْ بِآیَۃٍ قَالُوْا لَوْلَا جِئْتِہُمْ بِآیَۃٍ

کی نہیں کرتے۔ اور جب تم ان کے پاس کوئی آیت نہ لاؤ تو وہ یہ کہتے ہیں کہ تو خود چن کر کیوں نہیں لے آتا۔

قُلْ اِنَّمَا اَتَّبِعُ مَا یُوحٰی اِلَیَّ مِنْ رَبِّیْ ۝۲۰۴ هٰذَا بَصَآئِرُ

کہہ دو کہ ماسوا کے نہیں ہے کہ میں تو اسی بات کی پیروی کرتا ہوں جو میرے رب پروردگار کی طرف سے میری طرف سے وحی کی جاتی ہے

۱۹۵ خُذِ الْعَفْوَ:-

تفسیر صفائی صفت ۱۹۵ پر ہے کہ عفو سے مراد وہ چیز ہے جو آسانی سے ادا ہو سکے اور اس میں تکلیف اور دشواری اور مشقت پیش نہ آئے۔ اور مقصود یہ ہے کہ اخلاق بھی سکھلاؤ اور ایسے افعال کا حکم دو جو وہ آسانی، بجا لاسکیں، مال وصول کرو تو اتنا اور اس قدر کہ گراں نہ گزے۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تادیب کا حکم دیا کہ لوگوں سے اتنا ہی وصول کرو جتنا وہ سہولت دیا آسانی سے سکیں۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے بنی ثقیف کے ایک شخص کو حکم دیا کہ خبردار، خرچ کا پیسہ وصول کرنے کیلئے کسی مسلمان یا یہودی یا نصرانی کو نہ مارنا۔ اور نہ کسی زراعت کے کام کرنے والے جانور کو بچھو۔ اس لئے ہم اس حکم کے محکوم ہیں اور خذ العفو۔

۱۹۶ عَنْ الْجَاهِلِیْنَ:-

تفسیر صفائی صفت ۱۹۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان، منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب جبریل امین سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ جب تک میں عالم کل سے دریافت نہ کر لوں میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ چنانچہ وہ چلے گئے۔ اور پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! خدا تعالیٰ آپ کو مدد دے کہ جو شخص آپ پر ظلم کرے آپ اسے معاف کر دیجئے، اور جو آپ کو محروم کرے آپ اسے عطا کیجئے۔ اور جو آپ سے قطع رحمی سے پیش آئے آپ اس سے صلہ رحمی سے پیش آئیں؟

مِنْ رَبِّكُمْ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۲۰۳﴾ وَإِذَا

یہ تمھارے رب کی طرف سے ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں بصیرت کی باتیں اور ہدایت اور رحمت ہیں۔ اور

قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ

جس وقت قرآن پڑھا جائے اسے تو اسے توجہ سے سنو، اور خاموش رہو، تاکہ تم پر

تُرْحَمُونَ ﴿۲۰۴﴾ وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً

رحم کیا جائے۔ اور اپنے دل میں اپنے پروردگار کو عاجزی کے ساتھ، اور ڈرتے ڈرتے

وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا

اور بات کو اونچی آواز سے کہنے کے سوا صبح اور شام یا ذکر کرتے رہو۔ اور

تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ﴿۲۰۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا

بے خبریوں میں سے نہ ہونا۔ بیشک جو لوگ تمھارے پروردگار سے قربت رکھتے ہیں، وہ

يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ﴿۲۰۶﴾

اُس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔ اور وہ اُس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور اُسی کو سجدے کرتے ہیں۔

آيَاتُهَا ۵۵ سُورَةُ الْاَنْفَالِ فَبَدَأَ بِذِكْرِ

رُكُوعَاتِهَا ۱۰ وَاللّٰهُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

اپر پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُولِ فَاتَّقُوا

اُسے رسول، لوگ تجھ سے فالتو مال کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ فالتو مال اللہ تعالیٰ اور رسول کیلئے ہے اس پر تم

اللّٰهُ وَاصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ إِنَّ

اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور آپس میں صلح رکھو۔ اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی

كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۚ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ

اطاعت کرو۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مومن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے

وَجَلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا

اُن کے دل جلتے ہیں۔ اور جب اُن پر اس کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اُن کا ایمان بڑھتا ہے اس

نزل

۱۰ اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ :-

تفسیر صفائی ص ۱۸۹ پر بحوالہ من لایکفرہ الفقیر
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم پیش
نماز کے پیچھے ہو تو اوّل کی دو رکعتوں میں قرأت کو
وقت کچھ نہ پڑھو، بلکہ خاموش سنتے رہو۔

المترجم :- یہ نماز جہرہ کیلئے حکم ہے اور
پچھلی دو رکعتوں میں بھی کچھ نہ پڑھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
مومنین کو حکم دیتا ہے اِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا
لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ۔ اور پچھلی دو رکعتیں
پہلی دو رکعتوں کی تابع ہیں۔

تفسیر قیاشی میں جناب امام محمد باقر اور جناب
امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب تم
پیش نماز کے پیچھے یہ نیت جماعت نماز پڑھ رہے ہو
تو نماز اخفات میں، یا تو خاموش رہو یا چپکے چپکے اپنے
دل میں سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہو۔

اور جناب امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول
ہے کہ قرآن مجید نماز میں
پڑھا جائے یا فیسے ہی
اُس کے سنتے کے لئے
خاموش رہنا واجب ہے :-
۱۰ عَنْ الْاَنْفَالِ :-

تفسیر صفائی ص ۱۸۹ پر ہے کہ عن سے مراد اس
کا حکم پوچھنا ہے۔ اور انفال خاص طور پر غنیمت کے
مال کو کہتے ہیں۔ اور نفل کے معنی ہیں کسی چیز کی اصل
سے زیادتی۔ اسی وجہ سے غنیمت کو بھی نفل کہتے ہیں
کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ اور فضل ہے :-
۱۰ لِّلّٰهِ وَالرَّسُولِ :-

تفسیر صفائی ص ۱۸۹ پر بحوالہ التہذیب امام محمد باقر
علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ
السلام سے منقول ہے کہ فے اور انفال اُس مال کو
کہتے ہیں جو اس زمین سے حاصل ہو جس پر خون نہ
گرایا گیا ہو۔ یعنی بغیر جنگ کے معرزمین حاصل ہو
جائے وہ فے اور انفال کہلاتی ہے۔ یہاں وہاں کے
لوگ صلح کر لیں۔ اور خود بخود اپنے ہاتھوں سے دے دیں
اور جو غیر آباد زمین ہو یا وادیوں کی گزرگاہیں، تو وہ
سب کی سب فے یا انفال کہلاتی ہیں۔ اور یہ سب
اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہوتی ہیں۔ پس جو اللہ تعالیٰ کا مال
ہے وہ اُس کے رسول کا ہے۔ اس میں جس طرح چاہے
تقریر کرے۔ اور رسول کے بعد وہ امام کا حق ہے۔
اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی

یہی منقول ہے اور انہی حضرت سے منقول ہے کہ جو شخص لاوارث مر جائے، اُس کا مال انفال ہے :-
۱۰ نَادَتْهُمْ اِيْمَانًا :- تفسیر صفائی ص ۱۸۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر قیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کی تکمیل سے تو مومنین جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے زیادہ
ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بڑے درجے پائیں گے۔ اور یہی ایمان کے سبب کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے :-

۱۰ نَادَتْهُمْ اِيْمَانًا :- تفسیر صفائی ص ۱۸۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر قیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کی تکمیل سے تو مومنین جنت میں داخل ہوں گے۔ اور اس کے زیادہ
ہونے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے بڑے درجے پائیں گے۔ اور یہی ایمان کے سبب کمی کرنے والے جہنم میں جائیں گے :-

وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٦﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيَمْنَعُونَ

اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انھیں

رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿٧﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ

دیا ہے اس میں سے (راہ خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔ یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے

دَرَجَاتٍ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ ۖ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٨﴾ كَمَا أَخْرَجَكَ

نزدیک ان کے بہت درجے ہیں، اور بخشش اور باعزت روزی ہے۔ اسی جیسا کہ تمھارے پروردگار نے

رَبُّكَ مِنْ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۖ وَإِنَّ فَرِيقًا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

تم کو تمھارے گھر سے (امر) حق کیلئے نکالا تھا۔ حالانکہ مومنوں کا ایک گروہ یقیناً اُسے ناپسند کرنے والا

لَكَرَهُونَ ﴿٩﴾ يُجَادِلُوكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَأَنَّمَا

تھا۔ یہ لوگ تم سے حق کے بارے میں جھگڑا کرتے ہیں بعد اس کے کہ حق ٹھل چکا ہے، گویا کہ وہ

يَسَاقُونَ إِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٠﴾ وَإِذْ يَعِدُكُمُ اللَّهُ

موت کی طرف ہانکے جاتے ہیں، حالانکہ وہ دیکھتے بھی ہیں۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ خدا نے تم سے

أَحَدَى الطَّائِفَتَيْنِ أَنَّهُمَا لَكُمْ وَتُودُونَ أَنَّ غَيْرَ ذَاتِ

وعدہ کیا تھا کہ دو گروہوں میں سے ایک تمھارے ہاتھ لگے گا۔ اور تم یہ چاہتے تھے کہ جس کے پاس ہتھیار وغیرہ نہ ہوں

الشُّوْكَةَ تَكُونُ لَكُمْ وَيُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ

وہ تمھارے لئے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ اپنے کلمات کے ذریعہ سے حق کو حق ثابت کر دیا جائے۔

وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِينَ ﴿١١﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ

اور کافروں کی نسل کو قطع کر دے۔ تاکہ حق کو حق ثابت کر دیا جائے اور باطل کو باطل۔

وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٢﴾ إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

غماہ مجرم اُسے ناپسند ہی کریں۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم اپنے پروردگار سے فریاد کرتے تھے اُسے پھر اس نے

لَكُمْ أَنِّي مُبْدِئُكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ ﴿١٣﴾ وَمَا

تمھیں جواب دیا کہ یقیناً میں ایک ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا جو تمھارے پیچھے آنے والے ہیں۔ اور نہیں قرار

جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا

دیا اُسے اللہ تعالیٰ نے مگر بشارت، اور تاکہ اُس کے ذریعہ تمھارے دل مطمئن ہو جائیں۔ اور نہیں ہے

۱۔ رزق کریمہ۔

تفسیر صفائی منقولہ پر بحوالہ تفسیر قرآنی منقول ہے کہ

یہ آیت جناب امیر علیہ السلام حضرت سلمان فارسیؓ۔

حضرت ابوذر غفاریؓ۔ حضرت مقداد بن اسودؓ

اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

۲۔ تستفیثون۔

تفسیر صفائی منقولہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام

محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غزوہ بدر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مشرکوں کی

کثرت اور مسلمانوں کی قلت دیکھی تو قبلہ کی طرف رخ

فرما کر دعا مانگی کہ یا اللہ! مجھ سے جو وعدہ تو نے فرمایا

تھا، اُسے پورا فرما، یا اللہ! اگر اس چھوٹے سے گروہ

کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا

کوئی نہ رہے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے

دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے دعا مانگتے رہے۔ یہاں

تک کہ دوش مبارک سے رواں گئی۔ اُس وقت خدا

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۱۰

کوئی مددگر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو)

يُغَشِّيكُمُ النَّعَاسُ أَمَنَةٌ مِّنْهُ وَيُنْزِلُ عَلَيْكُم مِّنَ

جبکہ اس نے تمہیں آرام دینے کیلئے تم پر نیند کو مسلط کر دیا ہے اور آسمان سے تم پر پانی اتارا۔

السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنْكُم رُجْزَ الشَّيْطَانِ

تاکہ وہ اس کے ذریعہ تم کو پاک کر دے اور تم سے شیطان کی پلیدی کو دور کر دے

وَلِيَرْبِطَ عَلَى قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝۱۱

اور تمہارے دلوں کو مضبوط کر دے اور اس کے ذریعہ تمہارے قدموں کو جما دے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تمہارے

رَبُّكَ إِلَى الْمَلَكَةِ إِنِّي مَعَكُمْ فَثَبَّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا

پروردگار نے فرشتوں کی طرف وحی کی کہ یقیناً میں تمہارے ساتھ ہوں۔ پس تم ان لوگوں کو جو ایمان لائے تھے ثابت قدم رکھو۔

سَالِقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَأَصْرَبُوا فَوْقَ

عقرب میں ان لوگوں کے دلوں میں جو کافر ہو گئے رعب ڈالوں گا۔ پس تم ان کی گردلوں پر

الْأَعْنَاقِ وَأَصْرَبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝۱۲

مارو۔ اور ان کی انگلیوں کے پوروں پر مضبوطی لگاؤ۔ یہ اسلئے ہے کہ انھوں نے یقیناً

نَشَاقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۝۱۳ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے گا، پس

اللَّهُ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۱۴ ذَلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ

(وہ سمجھ لے کہ) اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ تمہاری (منزاسے) پس اسے تم چکھو۔ اور یقیناً کافروں کے لئے

عَذَابُ النَّارِ ۝۱۵ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ

(جہنم کی) آگ کا عذاب ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، جب میدان جنگ میں ان لوگوں سے تمہارا مقابلہ

كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُولُوهُمْ الْأَدْبَارَ ۝۱۶ وَمَنْ يُولُوهُمْ

ہو جائے جو کافر ہو گئے، تو تم ان کو پیٹھ نہ دکھاؤ۔ اور جو اس دن پیٹھ دکھائے گا

يَوْمَئِذٍ دُبْرَهُ إِلَّا مُتَعَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَى فِئَةٍ

سوائے اس کے کہ وہ جنگ کے لئے پہلو بدلتا، یا کسی اور دستہ کی طرف جگ پکڑتا ہو،

۱۰

لہ النعاس:-

تفسیر صفائی منہ پر ہے کہ نیند بھی ایک نعمت تھی۔ کیونکہ جب ہمک دل میں دشمن کا خوف رہتا ہے نیند نہیں آتا کرتی ہے لہ لیطہرکم:-

تفسیر صفائی منہ پر بحوالہ کافی جناب اسام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انخصال اور تفسیر عیسیٰ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بارش کا پانی پیو کہ وہ بدن کو پاک کرتا ہے اور امراض کو دور کرتا ہے۔ پھر آپ نے ہی آیت تلاوت فرمائی ہے:-

لہ رجز الشیطن:-

تفسیر صفائی منہ پر ہے کہ رجز الشیطن سے مراد جنابت ہے۔ کیونکہ ان میں سے بعض کو احتلام ہو گیا۔ اور پانی پر مشرکوں کا قبضہ تھا۔ اور احتمال یہ بھی ہے کہ رجز الشیطن سے وسوسہ مراد ہو۔ اور پیاس کا خوف دلانا مقصود ہو۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب ایسے مقام پر تھے جہاں ریت کے ٹیلے تھے۔ اور پاؤں دھنسنے جاتے تھے۔ اور بانی وہاں نہ تھا۔ رات کو سوئے تو اکثر ان میں سے متمتع ہو گئے۔ اور پانی پر مشرکوں کا قبضہ تھا۔ پس شیطان نے ان کے دلوں میں وسوسہ ڈالا کہ تمہاری مدد کس طرح کی جائے گی، جبکہ پانی تمہارے قبضہ میں نہیں اور تم تو خدا کے دوست ہو، اور تم میں اللہ تعالیٰ کے رسول موجود ہیں۔ حالانکہ تم کو نماز حالت جنابت میں پڑھنی پڑے گی۔ پس ان وسوسوں سے متاثر ہو کر وہ لوگ ڈرے۔ اور خدا نے بارش نازل فرمائی

ساری رات میں برساتا رہا۔ صبح جو اٹھ کر دیکھتے ہیں تو سب جل تھل بھرے پڑے ہیں۔ پس تمام سورجوں کو پانی پلایا۔ غسل کیا اور وضو کیا اور بیٹھا پانی جمع کر لیا اور مطمئن ہو گئے۔ مینہ برسنے سے چونکہ ریت مضبوط ہو جاتی ہے۔ ان کے قدم جم گئے:-

فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَا وَهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ

تو یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کے غضب میں آگیا ، اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے ، اور وہ بُری جگہ

الْمَصِيرُ ۱۶ فَلَمْ تَقْتُلُوهُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ قَتَلَهُمْ وَمَا

پس تم نے ان کو قتل نہیں کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں قتل کیا تھا اے اور تم نے

رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِينَ

تمہیں نہیں پھینکی تھی سہ جبکہ تو نے ہی پھینکی تھی بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہی نے پھینکی تھی ۔ اور یہ اس لئے تھی کہ وہ (اللہ)

مِنْهُ بَلَاءٌ حَسَنًا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۱۷ ذَلِكُمْ وَأَنَّ

اسکے ذریعے سے مومنین کی ابھی طرح آزمائش کرے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا بہت جاننے والا ہے ۔ ایک یہ بھی

اللَّهُ مُؤْمِنُ كَيْدِ الْكَافِرِينَ ۱۸ إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ

اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کی تدبیر کو ٹھکرا کر دے والا ہے ۔ اگر تم نے فتح چاہی ، تو یقیناً

جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَإِنْ تَنْتَهُوا فهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَإِنْ

تمہارے پاس فتح آئی ہوگی ۔ اور اگر تم باز آ جاؤ ، تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے ۔ اور اگر تم پھر دہی کرو

تَعُودُوا نَعْدُ وَلَنْ تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ

گئے ، تو ہم بھی وہی کریں گے ۔ اور تمہارا گروہ خواہ وہ کتنا ہی کشمیر ہو ، تمہارے کسی کام نہ آئے

كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۱۹ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

گا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں کے ساتھ ہے ۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو ،

أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَوَلَّوْا عَنَّهُ وَأَنْتُمْ تَسْمَعُونَ ۲۰

تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو ، اور اس سے روگردانی نہ کرو ، حالانکہ تم سنتے ہو ۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۲۱

اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ، حالانکہ وہ (کچھ بھی) نہیں سنتے ہیں ۔

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا

بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین جانور وہ ہیں جو عقل سے کام

يَعْقِلُونَ ۲۲ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَّاسْمَعَهُمْ وَلَوْ

نہیں دیتے سہ ۔ اور اگر ان میں کسی بچھائی کے ہونے کا علم خدا کو ہوتا ، تو وہ انہیں ضرور سناتا ۔ اور اگر

مزل ۲

۱۵ اللہ قتلہم :-

تفسیر قتانی ص ۱۹ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب فخر کیا کرتے تھے کہ ہم نے اتنے مشرکین کو قتل کیا ۔ ان کا فخر توڑنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے ان کو قتل نہیں کیا ، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا ہے ۔ اس لئے اللہ ہی نے اپنے فرشتے رسول کی مدد کیلئے بھیجے ۔ کافروں کے دلوں میں رعب اللہ تعالیٰ نے ڈالا ۔ اور تمہارے دلوں کو قوی اللہ تعالیٰ نے کیا ۔

۱۶ وما رمیت :-

تفسیر قتانی ص ۱۹ پر بحوالہ تفسیر قمی وار ہے کہ یہاں ان کفاروں کا پھینکنا مراد ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اٹھا کر قریش کی طرف پھینکی تھیں ۔ اور یہ ارشاد فرمایا تھا کہ شاہت الوجوه (بگڑ جائیں یہ چہرے) ۔

روایت میں آیا ہے کہ جب قریش اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آئے تو جبریل امین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ آپ مٹھی بھر مٹی ان سب پر پھینک دیجئے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اس میدان کی مہین کنگریوں کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دو دو ۔ انھوں نے دے دی ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے چہروں کی طرف پھینک دی ۔ اور یہ فرمایا شاہت الوجوه ۔ پس

ایک مشک بھی نہ بچا ، جسکی آنکھوں میں وہ مٹی نہ پڑی ہو ۔ یہ تو اس میں مشغول رہے ۔ اور مومنین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشارے سے حملہ کر دیا اور مشرکین کو قتل بھی کیا ، قید بھی کیا ، شکست بھی دے دی ۔ جب لوگ اس حملہ سے ہلٹ کر گئے ، تو فخر کرنے لگے ۔ ایک کہتا کہ میں نے فلاں کو قتل کیا ۔ دوسرا کہتا تھا کہ میں نے فلاں کو قید کیا ۔ تو اس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی ۔ جس میں یہ ثابت کر دیا کہ اس فتح کا اہل سبب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاک پھینکنا تھا جسکے ظاہر فاعل تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے ۔ اور باطنی اثر بخشنے والا خدا تعالیٰ تھا ، اسلئے کہ اثر بخشنا قوت بشری سے باہر ہے ۔

۱۷ لا یعقلون :-

تفسیر قتانی ص ۱۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت بنی عبدلہ کے بارے میں نازل ہوئی کہ ان میں سے سوائے مصعب

ابن عمیر کے اور ان کے ایک حلیف کے جن کا نام سوط تھا ، اور کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہوا ۔ ۱۲ ÷ ۱۳ ÷ ۱۴ ÷ ۱۵ ÷ ۱۶ ÷ ۱۷ ÷ ۱۸ ÷ ۱۹ ÷ ۲۰ ÷ ۲۱ ÷ ۲۲

اسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ ﴿٢٣﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وہ ان کو سنوائے تو وہ روگردانی کر دیں گے ہو کر ضرور پھر جائیں گے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو،

اَسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَرِلِّرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاکُمْ لِمَا یُحْیِیْکُمْ ۚ

جس وقت رسول تمہیں کسی بات کی طرف بلائے تاکہ تمہیں زندگی بخشے،

وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِہٖ ۚ وَاَنَّهُۥ اِلَیْہِ

تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان عامل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم

تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾ وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا

سب سے کسی کے حضور میں اکٹھے کئے جاؤ گے اور تم اس فتنہ سے ڈرتے رہو جسے جو ظالم کران پریمی، انڈیٹنگ، جنھوں نے تم

مِنْکُمْ خَاصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾

میں سے ظلم کیا۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔

وَاذْكُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِی الْاَرْضِ

اور یاد کرو (وہ وقت) جب کہ تم نہایت محظوظ تھے۔ اس زمین میں کمزور کر دیئے گئے ہوئے

تَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَفَکُمُ النَّاسُ فَاَوَّلَکُمْ وَاٰیْدَکُمْ

تم ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اپک کر لے جائیں۔ پس تمہیں اس نے پناہ دی، اور اپنی نصرت سے تمہاری

بِنَصْرِہٖ وَرَزَقَکُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ ﴿٢٦﴾

مدد کی۔ اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، تاکہ تم شکر کرو۔

یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوْا اللّٰہَ وَرِلِّرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو تم اللہ تعالیٰ اور (اس کے) رسول کی خیانت نہ کرو۔ اور نہ اپنی امانتوں کی

اٰمٰنٰتِکُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٧﴾ وَاعْلَمُوْا اَنَّہٗٓ اَمْوَٰلَکُمْ

خیانت کرو، حالانکہ تم جانتے ہو۔ اور جان لو کہ اسوا اس کے نہیں ہے کہ تمہارے مال

وَآوِلَادُکُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاَنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗٓ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿٢٨﴾

اور تمہاری اولاد ایک آزمائش میں ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا بدلہ ہے۔

یٰۤاَيُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقٰنًا

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو اگر تم خدا سے ڈرتے رہو گے وہ تمہارے لئے ایک امتیاز قرار دے گا۔

۱۵ لہما یجیدکم :-

تفسیر صفائی صفحہ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،
علیہ السلام سے منقول ہے کہ حیات سے مراد جنت
ہے۔ اور امام خدا باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
اس آیت میں ولایت علی علیہ السلام مراد ہے۔ کہ ان
حضرت کا اتباع کرنا اور ان کی ولایت کا تسلیم کرنا
تمہارے امور کو پریشان نہ ہونے دے گا۔ مدد و
انصاف کو تم میں قائم رکھے گا اور آخر تم کو جنت میں
پہنچائے گا۔

۱۶ ان اللہ یحول :-

تفسیر صفائی صفحہ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،
علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن اور اس کی معصیت
کے درمیان خدا عامل ہو جاتا ہے کہ وہ اسے جہنم میں
نہ لے جانے پائے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خوب یاد
رکھو! کہ اعمال کی جانچ ان کے انجام سے کی جائیگی۔
التوحید اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے اس آیت کے معنی یہ منقول ہیں کہ
کسی شخص اور اس کے قلب کے باہر عامل ہونے
کا یہ مطلب ہے کہ ہمیشہ وہ شخص حق کو باطل اور باطل
کو حق سمجھتا رہے۔ یہ ناممکن ہے :-

تفسیر صفائی صفحہ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،
ہے کہ وہ فتنہ عام ہوگا۔ یعنی نقصان اس کا سب
کو پہنچے گا۔ اور وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں
مستحق کرنا، آپس میں پھوٹ ڈالنا اور بدعتیں پھیلانا
ہے :-

۱۷ اولادک فتنہ :-

تفسیر صفائی صفحہ ۱۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،
جناب ابراہیم بن محمد علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم میں
سے کوئی شخص یہ نہ کہے کہ یا اللہ میں فتنہ سے تیسری
پناہ مانگتا ہوں۔ اس لئے کہ تم میں ایسا ایک بھی نہیں جو
فتنہ سے خالی ہو، اور فتنہ کو دوست نہ رکھتا
ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما اموالکم
واولادکم فتنۃ۔ پس اگر کوئی شخص پناہ
مانگے تو یوں مانگے : اللہم اعد ذبک من
مضلات فتن۔ یا اللہ جو راہ راست
سے ہٹانے والی آزمائشیں ہیں، میں ان سے پناہ
مانگتا ہوں :-

وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرُ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ

اور تم سے تمہاری برائیاں دور کرے گا ، اور تمہیں بخش دے گا ۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل

الْعَظِيمِ ۲۹) وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ

والا ہے ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے تیرے بارے میں تدبیریں کرتے تھے تاکہ تجھے قید کر

أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ

ہیں یا تمہیں قتل کر دیں ، یا تجھے نکال دیں ۔ اور وہ تدبیریں کرتے تھے ، اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیریں کرتا تھا ۔

وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَكْرِيْنَ ۳۰) وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا

اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والا ہے ۔ اور جب ان پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں

قَدْ سَمِعْنَا لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَذَا إِنْ هَذَا إِلَّا

بیشک ہم نے سنا ہے اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اُس کی مانند کہہ دالیں گے یہ نہیں ہیں مگر

أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۳۱) وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا

پہلوں کی کہانیاں ۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ انھوں نے کہا ، یا اللہ! اگر یہ بات

هُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا جَرَّةً مِنَ السَّمَاءِ

حق ہے ، اور تمہاری طرف سے ہے ، پھر تو ہم پر آسمان سے پتھر برسسا ۔

أَوْ آتِنَا بِعَذَابٍ آلِيٍّ ۳۲) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ

یا ہم کو کوئی دردناک عذاب دے ۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ وہ انھیں عذاب دے ، جس حالت میں کہ تم ان

فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ۳۳)

میں موجود ہو ۔ اور ایسا بھی نہیں کہ وہ لوگ اُس سے معافی طلب کریں ، اور وہ ان پر عذاب کرے ۔

وَمَا لَهُمْ إِلَّا يَعْذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ

اور اللہ تعالیٰ انھیں عذاب کیوں نہ دے ، جس حال میں کہ وہ مسجد الحرام سے روکتے ہیں ۔

الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ إِنْ أَوْلِيَائِهِ إِلَّا الَّذِينَ اتَّقَوْا

حالانکہ وہ اُس کے سرپرست نہیں ۔ اس کے سرپرست تو صرف (خاص) متقین ہی ہیں ۔

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۳۴) وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ

مگر ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں ۔ اور ان کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سوائے

۱۔ لقلنا مثل هذا :-

تفسیر صفاتی مشا پر لکھا ہے کہ یہ قول نضر ابن حارث ابن کلدہ کا ہے ۔ اور امتہاد درجہ کی ہٹ ٹھہری پردلات کرتا ہے ۔ کیونکہ تیرہ برس سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر کلام خدا کا اعلان فرما رہے تھے ۔ اور سب ویسا کلام بنا کر لانے سے عاجز رہے تھے ۔

۲۔ فامطر علینا :-

تفسیر صفاتی مشا پر ہے کہ ایک قول کے بموجب یہ کلام نضر کا ہے ۔ اور تفسیر ترقی کے بموجب ابو جہل کا ۔ اور کافی کے مطابق حارث ابن عمر ٹھہری کا ۔ اور مجمع البیان کے بموجب نعمان ابن حارث کا ہے ۔

الْبَيْتِ إِلَّا مَكَاةً وَتَصَدِيَةً ۖ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا

سیٹیاں بجانے لے اور تالیاں تیلنے کے لے اور کچھ نہ بچتی (اسلئے انہیں کہا جائیگا کہ) پس جو کفر کرتے کیا کرتے

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝۳۵ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ

تھے اُسکے بدلہ میں عذاب کا مزہ چکھو۔ یقیناً وہ لوگ جو کافر ہو گئے وہ اپنے مال اسلئے خرچ کرتے ہیں

أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ

تاکہ وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکیں۔ پس وہ اُسے اب تو خرچ کریں پھر

تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ۖ ثُمَّ يَغْلِبُونَ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

وہی اُن کیلئے باعث حسرت ہو جائیں گے۔ پھر وہ مغلوب ہو جائیں گے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے

إِلَىٰ جَهَنَّمَ يُحْشَرُونَ ۝۳۶ لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ

وہ جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ناپاک کو پاک سے الگ کر دے

الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضُهُ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ فَيَرْكُمَا

اور ناپاک کو ایک دوسرے کے اوپر رکھ دے۔ پھر اُن سب کا

جَمِيعًا فَيَجْعَلُهُ فِي جَهَنَّمَ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝۳۷

دھیر لگا دے۔ پھر اس دھیر کو جہنم میں ڈال دے۔ وہی تو نقصان اٹھانے والے ہیں۔

قُلْ لِلَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَنْتَهُوا يُغْفَرْ لَهُمْ مَا قَدْ سَلَفَ

(اے رسول) کہہ دو اُن لوگوں سے جو کافر ہو گئے، اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ پہلے ہو چکا ہے وہ انکو معاف کر دیا جائے گا۔

وَإِنْ يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ۝۳۸

اور اگر وہ پھر ویسا ہی کریں گے، تو پہلوں کا طریقہ تو گذر ہی چکا ہے۔ اور

قَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ ۖ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ

اُن سے جنگ کئے جاؤ، تاکہ کوئی فتنہ نہ رہ جائے۔ اور سارے کا سارا دین اللہ تعالیٰ ہی کا ہو

لِلَّهِ فَإِنْ أَنْتَهُوا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۳۹ وَإِنْ

جائے۔ پس اگر وہ باز آجائیں تو جو کچھ وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اُسے خوب دیکھنے والا ہے۔ اور اگر وہ

تَوَلَّوْا فَأَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَوْلٰكُمُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝۴۰

منہ پھیر لیں تو جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارا مالک ہے۔ وہ کیا اچھا مالک اور کیا اچھا مددگار ہے۔

لے البیت :-

گھر۔ اصل میں تو بیت اس جگہ کہتے ہیں، جہاں انسان رات میں اگر بیدار کرے۔ پھر کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جگہ سکونت کو بیت کہہ دیا جاتا ہے۔ مٹی کا گھر ہو یا چھترے پتھر کا۔ اُون کا شامیانہ ہو یا غیر پشمینے کا۔ سب کیلئے بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، ص ۵۲)

۳۵ الامکاء و تصدیت :-

تفسیر سانی ص ۱۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد الحرام میں نماز پڑھتے تو قبیلہ عبدالدار کے دو آدمی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے دائیں کھڑے ہو کر سیٹیاں بجانے لگتے۔ اور دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بائیں کھڑے ہو کر تالیاں تیلنا کرتے۔ اور مقصود یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کو باطل کریں۔ خدا تعالیٰ نے ان سب کو یہ سزا دی کہ غزوہ بدر میں ان سب کو قتل کر دیا۔

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق اس کے معنی ہیں: کفار جو کچھ تم انھیں مغلوب کر کے حاصل کرو۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے یہ معنی منقول ہیں کہ جو کچھ تمھارا روز کا منافع ہو۔

۱۵ غمتم :-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر بحوالہ کافی و تہذیب حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں خودی القربی سے ہم مراد ہیں جن کو خدا تعالیٰ نے اپنی ذات اور اپنے رسول کے ساتھ مقرون کیا ہے اور یہ فرمایا ہے: فان الله خمسہ وللرسول ولذی القربى والمساكين وابن السبیل۔ ان سے خاص ہمارے تیسیم ہمارے مسکین اور ہمارے مسافر مراد ہیں۔ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا کوئی حصہ مقرر نہیں کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی و ملی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور ہمارا یہ اکرام فرمایا ہے کہ ہم کو لوگوں کا میل کچل کھانے سے بچایا۔

التسلیب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ کا خمس بھی امام کا حق ہے۔ اور رسول کا خمس بھی۔ اور ذوی القربى کا خمس جو قربت رسول امام کا حق ہے۔ اور الیثمی سے مراد خاص طور پر آل رسول کے تیسیم ہیں۔ اور والمساكين اور وابن السبیل سے مراد خاص طور پر آل رسول کے مسکین اور مسافر ہیں۔ پس خمس ان کے سوا کسی غیر کو نہیں پہنچ سکتا۔

۱۵ اذیریکم وہم :-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر بحوالہ التواضع عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ مشرکین ہماری آنکھوں میں اتنے کم نظر آتے تھے کہ میں نے اپنے پہلو میں کسی سے سوال کیا کہ یہ تو کوئی ستر آدمی نظر آتے ہیں۔ تو اس نے کہا کہ مجھے تو کوئی سو نظر آتے ہیں۔ پھر ہم نے ان میں سے ایک کو قید کیا اور اس سے دریافت کیا کہ تم کتنے آدمی تھے؟ تو اس نے کہا کہ ہم ایک نہایت تھے۔

۱۵ یقللکم :-

تفسیر صفائی ص ۱۹ پر ہے کہ انھیں اس قدر تھیل کر کے دکھایا کہ ان میں سے ایک نے تو کہہ دیا کہ بچائے مسلمان ہیں ہی کتنے، ایک اونٹ کی طرح ہیں۔ اور ابو جہل نے کہا کہ یہ تو ہمارے ایک جانور کا پیٹ بھرنے کے لائق ہیں، ہم کو مقابلہ میں جانے کی ضرورت ہی کیسا ہے۔ اگر ہم اپنے غلاموں کو بھی بھیجیں گے تو وہ انھیں اپنے ہاتھوں سے گرفتار کر کے لا حاضر کریں گے۔ اور کم کر کے دکھلانے کی غرض یہ تھی کہ مقابلہ کرنے سے پہلے تو مشرکین جری رہے۔ اور جب مقابلہ میں آئے تو پھر مسلمانوں کو ان کی نظروں میں زیادہ کر کے دکھلایا تاکہ شوکت کثرت سے مغلوب ہو جائیں۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی قدرت کے عجائبات اور واقعہ بدر کی عظیم نشان نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔ کیونکہ یوں تو آنکھ کبھی کبھی کثیر کو قلیل اور قلیل کو کثیر دیکھتی ہے۔ لیکن نہ ایسی خاص صورت میں اور نہ اس خاص حد تک۔

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ

اور تم جان لو اسوا اس کے نہیں ہے کہ جو کچھ بھی تم کو کسی چیز سے غنیمت ملے اسے پس یقیناً اس کا خمس (پانچواں حصہ) اللہ تعالیٰ کیلئے

لِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ

ہے اسے اور رسول کیلئے۔ اور (رسول کے) قریبداروں، اور یتیموں، اور مسکینوں، اور مسافروں

السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ أَمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا

کیلئے ہے، اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور اس چیز پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن نازل کی تھی

يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ التَّقِي الْأَجْمَعِينَ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

جس دن دو گروہ (مسلمان اور کافر) باہم مقابل ہوئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدُوِّ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدُوِّ الْقُصْوَىٰ وَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم (وادی کے) نزدیک کی کنا سے پر تھے۔ اور وہ (کافر) دور کے کنا سے پر تھے۔ اور

الرَّكْبُ اسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لِاخْتِلَافِ

قافلہ تم سے نیچے کی طرف تھا۔ اور اگر تم آپس میں ایک دوسرے سے وعدہ کر لیتے، تو تم میدان میں ضرور اختلاف

الْبُعْدِ وَلَكِنْ لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ

کرتے۔ لیکن تم کو ایک دوسرے کے مقابل کر دیا تاکہ اللہ تعالیٰ اس کام کو پورا کر دے جو ہونا تھا۔ تاکہ جس نے ہلاک

مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وَإِنَّ

ہونا ہو وہ جنت سے ہلاک ہو۔ اور جس نے زندہ رہنا ہو وہ (بھی) جنت سے زندہ رہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ

اللَّهُ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ إِذْ يُرِيكُمُ اللَّهُ فِي مَنَايِكَ قَلِيلًا

سننے والا جاننے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارے خواب میں انھیں کم دکھا رہا تھا۔

وَلَوْ أَرَاكُمْ كَثِيرًا لَّفَشَلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ

اور اگر وہ (اللہ تعالیٰ) انھیں تجھ کو زیادہ دکھلاتا، تو تم ضرور ہمت ہار دیتے اور تم ضرور اس معاملہ میں آپس میں جھگڑتے۔

وَلَكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ وَإِذْ

لیکن اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ یقیناً وہ سینوں کی حالت کو خوب جاننے والا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو)

يُرِيكُمُوهُمْ إِذْ التَّقِيتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَيُقَلِّلُكُمْ

جبکہ تم ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اس نے انھیں تمھاری نظروں میں کم دکھلایا۔ اور تمھیں ان کی نظروں میں کم

مقتور کر کے دکھایا، تاکہ اللہ تعالیٰ اس کا مگرہ دور کرے جو ہونا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

سب کام لوٹائے جلتے ہیں۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ جب تم (مٹائی کے موقع پر) کسی گروہ کے مقابل ہو تو

ثابت قدم رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو۔ تاکہ تم صلاح پا جاؤ۔

اور تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اور آپس میں عینکراہ نہ کرو۔ ورنہ تم ہمت ہار دو گے۔ ۱۵۔

اور صبر کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ورقم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ ، جو اپنے گھروں سے اترتے اور لوگوں کو دکھاتے ہوئے نکلے ۵۷

اور وہ (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے (بھی) ہیں۔ اور جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا احاطہ

اور جب شیطان نے اُن کے اعمال کو اُن کے لئے آراستہ کر دیا۔ اور اُس نے کہا کہ آج کے دن تم میرے

میوں میں سے کوئی غالب نہیں آئے گا، اور میں یقیناً تمہارا مددگار ہوں۔ یہاں جب دونوں شکروں نے

سادوہے کو دیکھا شیطان اپنی ایڑیوں پر لیٹا گیا، اوسنے لگا، یقیناً میں تم سے بری ہوں۔

لک میں دیکھنا جو تم نہیں دیکھتے۔ میں تو یقیناً اللہ تعالیٰ سے دُرُتاً ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے

نے والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) ، جبکہ منافق اور فہم لوگ جن کے دلوں میں مرنے سے ، کہتے تھے

فتزل

ابو جہل نے انکار کیا اور کہا کہ جب تک ہم بدر نہ پہنچ
لیں اور وہاں شہر میں نہ پی لیں، اور عرب میں سے
جو بھی ہمارے پاس آجائیں انہیں کھانا نہ کھالیں
اور انہیں نوجوان عورتوں کا گانا نہ سنوائیں۔ اس
وقت تک واپس نہ لوٹیں گے۔ یہ تمام کا اتراوا اور
دکھاوا۔ اور اُسے انھوں نے پورا بھی کیا۔ مگر بجائے
شراب کا پیالہ پینے کے موت کا شربت پینا پڑا۔ اور
بجائے گانے والیوں کے نوحہ کرنے والیوں نے اُن
پر نوحہ کیا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے موتوں کو
منع کیا ہے کہ اُن کی طرح اترنے والے اور سیاکار
نہ بنو۔

قَرَضُ غَرَهُوْلًا دِينُهُمْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ

ان (مسلمانوں) کو تو ان کے دین نے دھوکا دیا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ

اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ حَكِيمٌ ۝۴۹ وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا

ترہ دست (اور) حکمت والا ہے۔ اور کاش تو اس وقت دیکھے جبکہ فرشتے ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے

الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ

(دنیاوی زندگی سے) پورا پورے بے ہوشی کے چہروں اور ان کی پیٹھوں پر مارے جاتے ہیں۔ اور (کہتے جاتے ہیں)

الْحَرِيقِ ۝۵۰ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمْتُمْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ

جلائوالا عذاب نکھو۔ یہ (اس کا بدلہ) ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے

بِظُلَامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝۵۱ كَذَّابٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ مِنْ

حق میں ظالم نہیں ہے۔ جس طرح آل فرعون کی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے ہوئے، حالت

قَبْلِهِمْ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ فَآخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ اِنَّ

ہوئی۔ کہ انھوں نے خدا کی نشانیوں کا انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں ان کے گناہوں کی پاداش میں پکڑا۔ یقیناً

اللَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝۵۲ ذَٰلِكَ بِاَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ

اللہ تعالیٰ بڑا طاقتور سخت عذاب دینے والا ہے۔ یہ اسلئے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کسی نعمت کو جو اس نے کسی

مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

تو کو عطا کی ہو بدلنے والا نہیں ہے۔ جب تک کہ وہ اپنے نفسوں میں نفیستریب نہ کریں۔

وَاَنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝۵۳ كَذَّابٍ اِلٰی فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِينَ

اور بیشک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ جس طرح آل فرعون کی اور ان لوگوں کی جو ان سے پہلے ہوئے

مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ فَاهْلَكْنَاهُمْ بِذُنُوبِهِمْ

حالت ہوئی۔ انھوں نے اپنے رب کی نشانیوں کو جھٹلایا۔ پس ہم نے انھیں ان کے گناہوں کی پاداش میں ہلاک کیا،

وَاَغْرَقْنَا اِلٰی فِرْعَوْنَ ۙ وَكُلُّ كَانُوا ظٰلِمِيْنَ ۝۵۴ اِنَّ شَرَّ

اور ہم نے آل فرعون کو غرق کر دیا۔ اور وہ سب کے سب ظالم تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللَّهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۵

کے نزدیک بدترین جسامندار وہ لوگ ہیں جو کافر ہوئے، پس وہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔

لہ یضربون :-

تفسیر قضا فی منہ پر بحوالہ مجمع البیان لکھا ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے ایک شرک پر عمل کیا تھا، اور جب اس کا سر کاٹنے آگے بڑھا، تو سر الگ پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں نے تم پر سبقت کی۔ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ فرشتوں کے ہاتھوں میں لوہے کے گرز تھے، جس وقت وہ شرکین کو مارتے تھے تو آگ کے شعلے نکلتے تھے ۛ

ۛ مغیرا :-

تفسیر قضا فی منہ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک نبی کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ اور ان کو دعویٰ فرمایا کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی گروہ کے آدمی جو میری اطاعت میں ہوں، اور اس حالت میں ان کو فقر و فاقہ کی تکلیف پہنچے، جس سے وہ میری پسند کی باتیں چھوڑ کر ایسی باتیں پسند کر لیں جو مجھے ناپسند ہوں۔ تو میں بھی وہ حالت جسے وہ پسند کرتے ہوئے بدل کر ایسی حالت کر دوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں گے۔ اور یہ بھی کہہ دو کہ کسی بستی کے رہنے والے اور کسی خاندان کے لوگ جو میری نافرمانی میں ہوں جس کے سبب سے انھیں کوئی مرض اور تکلیف پہنچے اور اس کے سبب سے وہ لوگ وہ باتیں چھوڑ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں اور وہ باتیں اختیار کر لیں جو مجھے پسند ہوں، تو میں بھی ان کی اس حالت کو بدل دوں گا جسے وہ ناپسند کرتے ہوں۔

نیز اسی کتاب میں امامی حضرت سے منقول ہے کہ میرے والد بزرگوار یہ فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے یہ بات حتم طے کر دی ہے کہ جب وہ کسی بندہ کو نعمتیں عطا کرے گا تو اس سے ان نعمتوں کو اس وقت تک سلب نہ کریگا جب تک کہ وہ بندہ کوئی گناہ کرے اس بات کا مستحق نہ ہو جائے کہ وہ نعمت اس سے چھین جائے اور اسے تکلیف پہنچے ۛ

الَّذِينَ عٰهَدَتْ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ فَاِمَّا تَثَقَفَنَّكُمْ فِي الْحَرْبِ

وہ لوگ جن سے تم نے معاہدہ کیا ، پھر وہ ہر بار اپنے عہد کو توڑ دیتے ہیں

مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ فَاِمَّا تَثَقَفَنَّكُمْ فِي الْحَرْبِ

اور وہ نہیں ڈرتے ہیں ۔ پس تم اگر ان پر لڑائی میں قابو پا جاؤ

فَشَرِّدْ بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ لَعَلَّكُمْ يَظْلَمُونَ ﴿٥٨﴾ وَاِمَّا تَخَافَنَّ

تو ان کے ساتھ ہی ان کو بھی جو ان کے پیچھے ہیں تتر بتر کر دو ، تاکہ وہ بھی یاد رکھیں ۔ اور اگر تمہیں کسی قوم سے

مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةٌ فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا

خیانت کا ڈر ہو تو تم بھی براہی حیثیت سے (ان کا عہد) ان کی طرف پھینک دو ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ خیانت کرنے

يُحِبُّ الْخَائِبِينَ ﴿٥٩﴾ وَلَا يَجْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبْقُوا

والوں کو دوست نہیں رکھتا ۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے مت خیال کریں ، کہ وہ آگے بڑھ گئے ۔

لَهُمْ لَا يُعْزَوْنَ ﴿٥٩﴾ وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ

یقیناً وہ (تمہیں) عاجز نہیں کر سکتے ۔ اور تم ان (کے مقابل) کیلئے جس قدر قوت ، ہم پہنچا سکتے ہو اس

وَمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَ

اور جس قدر گھوڑے باندھ سکو ، ہتھیار رکھو ۔ اس کے ذریعے تم اللہ تعالیٰ کے دشمن اور اپنے دشمن پر اور ان کے علاوہ

آخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا

دوسروں کو بھی ڈرتے رہو گے ۔ تم ان کو نہیں جانتے ، اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے ۔ اور جو کچھ

تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو گے ، وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا ۔ اور تم پر ظلم نہیں

تُظْلَمُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلَامِ فَاجْزِهِمْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى

کیا جائے گا ۔ اور اگر وہ صلح کے لئے جھلیں تو تم بھی ان کیلئے جھک جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ بہترین بھروسہ

اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦١﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا أَنْ يَخْدَعُوكَ

رکھو ۔ یقیناً وہ سب کی سننے والا جانتے والا ہے ۔ اور اگر وہ یہ چاہیں کہ تمہیں دھوکا دیں

فَإِنَّ حَسْبَكَ اللَّهُ هُوَ الَّذِي آتَاكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٢﴾

تو یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے ۔ وہ وہی ہے جس نے تمہاری تائید بے حدت اور مومنوں کے ساتھ کی ۔

لہ من قوۃ :-

تفسیر صفائی منتظر ہے کہ اس آیت میں قوۃ سے مراد ہر وہ چیز ہے جس سے جنگ میں تقویت پہنچے ۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ قوۃ سے مراد تیر اندازی کی قوت ہے ۔ اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوۃ سے مراد تلوار اور رمیت ہے ۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد ہتھیار ہیں ۔

اور من لا یحضرہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بالوں کا خضاب کر کے سیاہ کرنا بھی قوۃ میں شامل ہے کیونکہ اس سے بھی دشمن پر ہمت چھا جاتی ہے ۔

تفسیر صفائی منتظر پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے ۔ اور اس کو منسوخ کرنے والی یہ آیت ہے جو پٹ سورہ محمد میں ہے :- فَلَاحِشُوا وَنَادُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ لَا عَلَوْنَ ۔ (پس شہسئی نہ کرو ، اور صلح کے خواہاں نہ ہو ۔ جس حال میں کہ تم خود غالب ہو) ۔

اور یہ منسوخ آیت : یَسْأَلُونَكَ عَنِ الْإِنْفَالِ کے نزول سے اور غزوہ بدر کے وقوع سے پہلے نازل ہوئی تھی ۔ لیکن آخر سورہ میں درج کی گئی ۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا تھا کہ السلام سے کیا مراد ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے امر میں اعلیٰ اور شریک ہو جانا ۔

وَأَلْفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۖ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا نَّأَ

اور اس نے اُنکے دلوں کے مابین الفت ڈال دی۔ اگر جو کچھ زمین میں ہے تو وہ سب کا سب بھی خرچ کر دیتا تو بھی تو

أَلْفَتْ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلْفَ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّهُ

اُن کے دلوں کے مابین الفت نہ پیدا کر سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے مابین الفت ڈال دی۔ یقیناً وہ

عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۖ يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ

زبردست اور حکمت والا ہے۔ اے نبی! تمھارے لئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ اور مومنوں میں سے وہ جنھوں

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۖ يَٰٓأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى

نے تمھاری پیروی کی۔ اے نبی! تم مومنوں کو جہاد پر

الْقِتَالِ ۚ إِن يَكُنْ مِنْكُمْ عَشْرُونَ صَابِرُونَ يَغْلِبُوا

آبادہ کرو۔ اگر تم میں سے بیس صبر کرنے والے بھی ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب

مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ مِّائَةٌ يَغْلِبُوا أَلْفًا مِّنَ

رہیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک سو ہوں گے تو وہ ایک ہزار کافروں پر غالب

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۖ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

رہیں گے۔ کیونکہ یقیناً وہ لوگ ایسے ہیں جو سمجھتے ہی نہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے تم پر

اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلَّمَ أَنَّ فِيكُمْ ضَعْفًا ۚ فَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ

(اس حکم میں) تخفیف کر دی۔ اور وہ جانتا ہے کہ تم میں یقیناً کمزوری ہے۔ پس اگر تم میں سے ایک سو

مِائَةٌ صَابِرَةٌ يَغْلِبُوا مِائَتَيْنِ ۚ وَإِن يَكُنْ مِنْكُمْ

صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے۔ اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہوں گے

أَلْفٌ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ ۚ

تو وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُتَخَيَّرَ فِي

بھی کیلئے یہ مناسب نہیں ہے کہ اُسکے پاس قیدی ہوں جب تک کہ وہ زمین پر (کافروں کا) خون نہ بہا لے۔

الْأَرْضِ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ

تم لوگ دنیا کا سامان چاہتے ہو، اور اللہ تعالیٰ (تمھارے لئے) آخرت کو چاہتا ہے۔

۱۰ عشرون صابرون :-

تفسیر قتانی ص ۱۱ پر ہے کہ یہ تعداد اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئی تھی کہ مومنین کے گروہ کا ایک شخص کفار کے گروہ کے دس دس آدمیوں پر اللہ تعالیٰ کی تائید سے غالب آئے گا۔

اس کی وجہ بھی ظاہر ہے کہ کافروں کا نہ تو خدا پر ایمان ہے۔ جس سے اُن کو مدد ملے۔ نہ آخرت اور جہاد کا یقین ہے جس سے

ثابت قدمی اور دل کو تقویت حاصل ہو۔ پس مومنین کا لڑنا نصرت دین خدا کے لئے ہوگا۔ اور آخرت میں درجہ اعلیٰ حاصل کرنے کے لئے نہ ذلیل و ناتوان رہیں۔

۱۱ مائة صابرة :-

تفسیر قتانی ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ یہ آیت اپنے سے پہلی آیت کو منسوخ کر رہی ہے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اس آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس میں حضرت نے یہ فقرہ بھی فرمایا ہے کہ دونوں ذکر کو منسوخ کر دیا۔

تفسیر عیاشی میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو مسلمان جہاد میں دو کافروں کے مقابلہ سے بھاگ جائے وہ جہاد میں بھاگ جانے والوں میں سے محسوب ہوگا۔ اور جو تین کے مقابلہ سے بھاگے اُس پر الزام نہیں ہے۔

تفسیر قمی میں بعد اسی مطلب کے جو انہی دونوں حدیثوں میں بیان کیا گیا ہے، یہ قول بھی لکھا ہے کہ ابتدائے اسلام میں جو کفار انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والوں کی تعداد کم تھی۔ اسلئے ہلاکت کا بھیس جب اُنکی تعداد بڑھ گئی تو دوسرا تحقیق حکم آگیا۔

وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٤﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِّنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿٦٥﴾ فَكُلُوا مِنَّمَا غَنِمْتُمْ

اور اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا پہلے نہ ہو چکا ہوتا، تو جو (فدے) تم

نہ لیا ہے۔ اسکی پاداش میں تمہیں ایک بہت بڑا عذاب ضرور پہنچتا۔ پس جو کچھ تم نے مال غنیمت پایا ہے، اسے حلال

حَلَالًا طَيِّبًا ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٦﴾

اور پاک جان کر اس میں سے کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَن فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِنِ

اے نبی! جو قبضہ دی تمہارے قبضہ میں ہیں، اُن سے کہہ دو کہ اگر تمہارے

يَعْلَمُ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّا أَخَذَ مِنْكُمْ

دلوں میں کوئی بھلائی اللہ تعالیٰ کو ظاہر ہو جائے گی۔ تو جو کچھ (فدے) تم سے لیا گیا ہے، (اللہ تعالیٰ) اس سے

وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٧﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ

بہتر تمہیں دے گا۔ اور تمہیں بخش بھی دے گا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور اگر وہ تمہیں سے خیانت کرنے کا ارادہ رکھتے

فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

ہیں تو یقیناً وہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ سے خیانت کر چکے ہیں۔ پھر (اللہ نے) تم کو اُن پر قابو سے دیا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ

حَكِيمٌ ﴿٦٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

جاننے والا حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے

وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا

ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا، اور جنہوں نے جگہ دی، اور نصرت کی،

أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ

وہ ایک دوسرے کے سر پرست ہیں۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اور انہوں نے

يُهَاجِرُوا مَا لَكُمْ مِّنْ وَلَا يَتَرِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا

ہجرت نہیں کی، تو جب تک وہ ہجرت نہ کریں، تم کو اُن کی سرپرستی سے کوئی تعلق نہیں۔

وَإِنْ اسْتَنْصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ

اور اگر وہ تم سے دین (کے بارے) میں مدد مانگیں تو تم پر اُن کی مدد کرنا واجب ہے۔ سوائے اس قوم کے



۱۔ اولیاء بعض :-

تفسیر قرآنی منہ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تھے۔ تو مہاجرین، مہاجرین کے مابین اور انصار، انصار کے مابین اور مہاجرین و انصار کے مابین مواخات یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا۔ اور یہ قاعدہ مقرر فرمادیا تھا کہ جب کوئی انتقال کرتا تو اُس کا دینی بھائی اُس کا وارث ہو جاتا۔ اور کل مال متروک لے لیتا۔ اُس کے وارثوں کو کچھ نہ ملتا مگر بعد جنگ بدر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :-
النَّبِيُّ ادْنَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ مِنْهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ، (نبی مومنوں کی جانوں کا خود اُن سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں۔ اور نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں، اور قریبی رشتہ دار خدا تعالیٰ کے لکھے ہوئے کے مطابق ایک دوسرے کی وراثت کے زیادہ مستحق ہیں)۔ تو اس آیت نے میراث اخوت کو منسوخ کر دیا ہے

قَوْمٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۵۶﴾

خلاف کہ تمھارے درمیان اور ان کے درمیان کوئی عہد نامہ ہے جو تم کو تمہارے خدا کے لئے لکھنے والا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ إِلَّا تَعْلَوْهُ تَكُنْ

اور وہ لوگ جو کافر ہوئے وہ ایک دوسرے کے سرپرست ہیں۔ اگر تم ان کے حکم کو عمل میں نہ لاؤ گے

فِتْنَةٌ فِي الْأَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيرٌ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

تو زمین میں ایک فتنہ اور بہت بڑا فساد ہو جائے گا۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے، اور

هَاجَرُوا وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَ

انھوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی اور جہاد کیا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے جہاد کی اور

نَصَرُوا أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ

نصرت کی، وہی برحق مومن ہیں۔ ان کے لئے بخشش اور باعزت روزی

سَرَّاقٌ كَرِيمٌ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْ بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَ

ہے۔ اور وہ لوگ جو بعد میں ایمان لائے، اور تمھارے ساتھ ہو کر ہجرت کی،

جَاهِدُوا مَعَكُمْ فَأُولَئِكَ مِنْكُمْ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ

اور جہاد کیا، تو وہ تم میں سے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض رشتہ دار بعض

أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۵۹﴾

سے زیادہ حق دار ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو اچھی طرح جاننے والا ہے۔

آيَاتُهَا ۱۲۹ سُورَةُ التَّوْبَةِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ رُكُوعَاتُهَا

بَرَاءَةٌ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ مِنَ

(یہ) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے مشرکوں میں سے ان لوگوں کی طرف بنیادی (کا اعلان) ہے جن سے تم نے

الْمُشْرِكِينَ ۱ فَيُخَوِّفُوا فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَاعْلَمُوا

معاہدہ کیا تھا ۱ پس (اسے) مشرکوں میں چار مہینے چل پھرو۔ اور جان لو کہ تم

أَنْتُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللَّهِ وَأَنَّ اللَّهَ يُخْزِي الْكَافِرِينَ ﴿۶۰﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔

۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

۱۵ اولوا الارحام:-

تفسیر قتانی ص ۲۲ پر ہے کہ یہ آیت بھی میراث اخوت کو منسوخ کرنے والی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا۔

تفسیر ترقی میں ہے کہ یہ آیت ایک اور آیت کی بھی منسوخ کرنے والی ہے۔ جو سورہ نساء میں آچکی ہے:- والذین عقدت ایدانکم فاتوہم نصیبہم۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک غلام مر گیا۔ اور مال چھوڑ گیا۔ تو حضرت نے باوجود مالک ہونے کے کچھ نہ لیا اور اس کے عزیزوں میں تقسیم کر دیا۔ اور یہی آیت تلاوت فرمائی: واولوا الارحام بعضہم اولى ببعض فی کتاب اللہ۔

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بعد جناب امام حسن و امام حسین علیہما السلام امامت بھائیوں میں کبھی نہ جائے گی۔ بلکہ اس کا اجراء علی بن الحسین علیہما السلام سے اولاد اور اولاد کی اولاد میں ہوتا ہے گا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے:- واولوا الارحام بعضہم اولى ببعض فی کتاب اللہ۔

۱۵ براءة:-

تفسیر قتانی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم سورۃ براءۃ کے اقل میں نازل نہیں ہوئی، کیونکہ بسم اللہ امان و رحمت کیلئے ہے۔ اور سورۃ براءۃ نازل اس لئے ہوئی تھی کہ امان اٹھائی جائے اور تلوار چلائی جائے۔

تفسیر غیاثی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورۃ انفال اور سورۃ توبہ دونوں مل کر اصل میں ایک ہی سورہ ہیں۔ اس سورہ کی پہلی آیت براءۃ من اللہ ورسولہ الخ کا مطلب ہے کہ تم نے جو عہد مشرکوں سے کیا ہے، اللہ اور اللہ تعالیٰ کا رسول اب اسے باقی نہیں رکھنا چاہتے۔ مگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی کو یہ حق کہاں سے حاصل ہو گیا کہ وہ عہد توڑ دے۔ تو اس کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ اس عہد میں یہ شرط کہ دی گئی تھی کہ ہم اس عہد پر اس وقت تک باقی رہیں گے، جب تک کہ وہی خدا اس کے خلاف نہ ہو۔ دوسرے یہ عہد اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک کہ طرف ثانی اس کو باقی رکھے۔ چونکہ



وَإِذْ أُنْزِلَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولُهُ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ

اور یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف سے حج اکبر کے دن سب لوگوں کے لئے اعلان ہے۔

أَنَّ اللَّهَ بَرِيءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ وَرَسُولُهُ ۚ فَإِنْ تُبْتُمْ فَهُمْ

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں۔ پس اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے

خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَسُوا ۚ إِنَّكُمْ عِندَ اللَّهِ

لئے بہتر ہے۔ اور اگر تم روگردانی کرو گے تو جان لو کہ تم یقیناً اللہ تعالیٰ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو۔

وَبَشِّرِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَعَذَابٌ إِلَيْهِمْ ۖ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدْتُمْ

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے انہیں دردناک عذاب کی بشارت ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جن کے ساتھ مشرکین

مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوا شَيْئًا وَلَمْ يُظَاهِرُوا

میں سے تم نے عہد کیا تھا۔ پھر انہوں نے تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی۔ اور نہ تمہارے خلاف کسی کی پشت

عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ

پناہی کی۔ پس اس کا عہد ان کی مقررہ مدت تک ان کو پورا کر دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ۚ فَإِذَا أُنْزِلَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا

پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ پس جب حرمت کے مہینے گزر جائیں تو قتل کرو

الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَأَحْصُوا

مشرکوں کو، جہاں بھی تم انہیں پاؤ۔ اور انہیں گرفتار کر لو، اور انہیں گن لو۔

وَأَقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصِدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور ہر گت کی جگہ میں ان کی تاک میں بیٹھو۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں، اور نماز قائم کریں،

وَاتُوا الزَّكَاةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝

اور زکوٰۃ ادا کریں، تو تم ان کا راستہ چھوڑ دو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحیم کرنے والا ہے۔

وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ

اور اگر مشرکوں میں سے کسی ایک نے تم سے پناہ مانگی ہو، تو تم اسے پناہ دے دو۔ یہاں تک

يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سننے، پھر اسے اس کے امن کی جگہ پہنچا دو۔ اس لئے کہ یقیناً وہ لوگ

لہ الاشهر الحرم:-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر لکھا ہے کہ یہ وہ مہینے ہیں

جن میں لڑائی روکی گئی تھی اور عہد توڑنے والوں کو

چلنے پھرنے کی اجازت دی گئی تھی ۛ

لہ ابلاغہ مآمنہ:-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ اگر وہ اسلام نہ لائے

تو اسے اس کے امن کے مقام پر پہنچا دو۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ

کا کلام سناؤ۔ پھر اس سے اسے اچھی طرح واقف

کراؤ۔ پھر اسے کسی قسم کی رکاوٹ نہ کرو۔ یہاں تک

کہ وہ اپنے امن کے مقام پر لوٹ جائے ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۰۳ پر ہے کہ چونکہ یہ لوگ نہیں جانتے کہ ایمان کیا ہے، جسکی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔ اور اس کی حقیقت کیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مخلصانِ امان دی جائیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام سن لیں، اور اس میں غور و خوض اور تدبیر کر لیں۔

قرابت - عہد - حلف - امام راغب اصفہانی
 لکھتے ہیں کہ عہد - حلف اور قرابت کی نمایاں جات کا
 نام الؑ ہے۔ جب کوئی چیز اس طرح چلنے لگے کہ اُس
 کا انکار ناممکن ہو، تو اُس کیلئے تبتؑ (وہ چمکتی ہے) کا
 لفظ استعمال کرتے ہیں۔ رازی تفسیر میر میں رقمطراز ہیں۔
 الؑ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں :-

(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں۔ قضا عہد کہتا ہے،
 وجدناہم کاذبا اللہم وزوالا والعہد کاذب
 (ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا۔ حالانکہ عہد و پیمان
 کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا)۔ اس شعر میں ان کے
 لفظ سے عہد مراد ہے۔

(۲) ذرا دلائل کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں۔
حضرت حستان فرماتے ہیں۔ لعمرك ان اللک ہوت
قدیش کال المقب من راعمل الانساہ (تیری جان کی
قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اوٹنی کے
بچہ اس کی قرابت شتر مرغ کے بچہ سے ہے)۔ یہاں اُسکا
استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے۔

(۳) ان حلف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے
لولا بنو مالک والامرقبة ومالك فيه الا لاء و
الشراف (اگر بنو مالک نہ ہوتے۔ اور قسم کی پابندی کی گئی
اور بنو مالک میں ہی بخشش میں اور شرافت)۔ یہاں یہ حلف
کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

(۴) یہ اللہ عزوجل کا نام ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب میلہ کا ہریان آپ کے گوش گزار ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: ان هذا الكلام لم يخرج من اِلٰہیہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا۔ لیکن زباج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں۔ اور کسی شخص کو یا اِلٰہ کہتے نہیں سنا گیا زباج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلٰہ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے کسی شے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھلے کو اَللّٰہ اور تیز کالوں کو اَذُن مَوَالِہ کہتے ہیں۔ پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے، عبد قرابت کے لحاظ سے جو اسکی تفسیر کی گئی ہے، درست ہے۔

س کے بارے میں نازل ہوئی، اور حضرت امیر المؤمنین
 لکھو ایمان تھو.... ائمة الکفر.... لعنکم اللہ
 علی علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ میں ہوئی،
 قول میں تطبیق قبول ہو سکتی ہے کہ دراصل یہ آیت ہر
 ت اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے بتلادیا تھا

قَوْمٌ لَا يَعْلَمُونَ ۚ كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ

ایسے ہیں جو کچھ نہیں جانتے ہیں ۱۵ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے نزدیک مشرکوں کا کوئی عہد کیونکر

اللَّهُ وَعِنْدَ رَسُولِهِ إِلَّا الَّذِينَ عَاهَدُوا عِنْدَ الْمَسْجِدِ

۲۵ سکا ہے۔
سوائے اُن کے جن سے تم نے مسجد اعظم کے پاس عہد کر لیا

الْحَرَامِ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ

ہا۔ پس بیک وہ تھکے سے (مہدی) فام ریز ام جی ال پیسے (مہدی) فام ریز۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿٤٠﴾ كَيْفَ وَإِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوا

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲

فِيكُمْ إِلَّا ذِمَّةٌ يُرْضُونَكُمْ بِأَفْوَاحِهِمْ وَتَابِي

1885 1886 1887 1888 1889 1890 1891 1892 1893 1894 1895 1896 1897 1898 1899 1900 1901 1902 1903 1904 1905 1906 1907 1908 1909 1910 1911 1912 1913 1914 1915 1916 1917 1918 1919 1920 1921 1922 1923 1924 1925 1926 1927 1928 1929 1930 1931 1932 1933 1934 1935 1936 1937 1938 1939 1940 1941 1942 1943 1944 1945 1946 1947 1948 1949 1950 1951 1952 1953 1954 1955 1956 1957 1958 1959 1960 1961 1962 1963 1964 1965 1966 1967 1968 1969 1970 1971 1972 1973 1974 1975 1976 1977 1978 1979 1980 1981 1982 1983 1984 1985 1986 1987 1988 1989 1990 1991 1992 1993 1994 1995 1996 1997 1998 1999 2000 2001 2002 2003 2004 2005 2006 2007 2008 2009 2010 2011 2012 2013 2014 2015 2016 2017 2018 2019 2020 2021 2022 2023 2024 2025 2026 2027 2028 2029 2030 2031 2032 2033 2034 2035 2036 2037 2038 2039 2040 2041 2042 2043 2044 2045 2046 2047 2048 2049 2050 2051 2052 2053 2054 2055 2056 2057 2058 2059 2060 2061 2062 2063 2064 2065 2066 2067 2068 2069 2070 2071 2072 2073 2074 2075 2076 2077 2078 2079 2080 2081 2082 2083 2084 2085 2086 2087 2088 2089 2090 2091 2092 2093 2094 2095 2096 2097 2098 2099 2100 2101 2102 2103 2104 2105 2106 2107 2108 2109 2110 2111 2112 2113 2114 2115 2116 2117 2118 2119 2120 2121 2122 2123 2124 2125 2126 2127 2128 2129 2130 2131 2132 2133 2134 2135 2136 2137 2138 2139 2140 2141 2142 2143 2144 2145 2146 2147 2148 2149 2150 2151 2152 2153 2154 2155 2156 2157 2158 2159 2160 2161 2162 2163 2164 2165 2166 2167 2168 2169 2170 2171 2172 2173 2174 2175 2176 2177 2178 2179 2180 2181 2182 2183 2184 2185 2186 2187 2188 2189 2190 2191 2192 2193 2194 2195 2196 2197 2198 2199 2200 2201 2202 2203 2204 2205 2206 2207 2208 2209 2210 2211 2212 2213 2214 2215 2216 2217 2218 2219 2220 2221 2222 2223 2224 2225 2226 2227 2228 2229 2230 2231 2232 2233 2234 2235 2236 2237 2238 2239 2240 2241 2242 2243 2244 2245 2246 2247 2248 2249 2250 2251 2252 2253 2254 2255 2256 2257 2258 2259 2260 2261 2262 2263 2264 2265 2266 2267 2268 2269 2270 2271 2272 2273 2274 2275 2276 2277 2278 2279 2280 2281 2282 2283 2284 2285 2286 2287 2288 2289 2290 2291 2292 2293 2294 2295 2296 2297 2298 2299 2300 2301 2302 2303 2304 2305 2306 2307 2308 2309 2310 2311 2312 2313 2314 2315 2316 2317 2318 2319 2320 2321 2322 2323 2324 2325 2326 2327 2328 2329 2330 2331 2332 2333 2334 2335 2336 2337 2338 2339 2340 2341 2342 2343 2344 2345 2346 2347 2348 2349 2350 2351 2352 2353 2354 2355 2356 2357 2358 2359 2360 2361 2362 2363 2364 2365 2366 2367 2368 2369 2370 2371 2372 2373 2374 2375 2376 2377 2378 2379 2380 2381 2382 2383 2384 2385 2386 2387 2388 2389 2390 2391 2392 2393 2394 2395 2396 2397 2398 2399 2400 2401 2402 2403 2404 2405 2406 2407 2408 2409 2410 2411 2412 2413 2414 2415 2416 2417 2418 2419 2420 2421 2422 2423 2424 2425 2426 2427 2428 2429 2430 2431 2432 2433 2434 2435 2436 2437 2438 2439 2440 2441 2442 2443 2444 2445 2446 2447 2448 2449 2450 2451 2452 2453 2454 2455 2456 2457 2458 2459 2460 2461 2462 2463 2464 2465 2466 2467 2468 2469 2470 2471 2472 2473 2474 2475 2476 2477 2478 2479 2480 2481 2482 2483 2484 2485 2486 2487 2488 2489 2490 2491 2492 2493 2494 2495 2496 2497 2498 2499 2500 2501 2502 2503 2504 2505 2506 2507 2508 2509 2510 2511 2512 2513 2514 2515 2516 2517 2518 2519 2520 2521 2522 2523 2524 2525 2526 2527 2528 2529 2530 2531 2532 2533 2534 2535 2536 2537 2538 2539 2540 2541 2542 2543 2544 2545 2546 2547 2548 2549 2550 2551 2552 2553 2554 2555 2556 2557 2558 2559 2560 2561 2562 2563 2564 2565 2566 2567 2568 2569 2570 2571 2572 2573 2574 2575 2576 2577 2578 2579 2580 2581 2582 2583 2584 2585 2586 2587 2588 2589 2590 2591 2592 2593 2594 2595 2596 2597 2598 2599 2600 2601 2602 2603 2604 2605 2606 2607 2608 2609 2610 2611 2612 2613 2614 2615 2616 2617 2618 2619 2620 2621 2622 2623 2624 2625 2626 2627 2628 2629 2630 2631 2632 2633 2634 2635 2636 2637 2638 2639 2640 2641 2642 2643 2644 2645 2646 2647 2648 2649 2650 2651 2652 2653 2654 2655 2656 2657 2658 2659 2660 2661 2662 2663 2664 2665 2666 2667 2668 2669 2670 2671 2672 2673 2674 2675 2676 2677 2678 2679 2680 2681 2682 2683 2684 2685 2686 2687 2688 2689 2690 2691 2692 2693 2694 2695 2696 2697 2698 2699 2700 2701 2702 2703

قلوبہمؑ والکثرہم فیسقون ﴿۵﴾ **اِشْتَرُوا بِآيَاتِ اللّٰهِ ثَمَنًا**
 اُنکے دل انکار کرتے ہیں۔ اور اُن میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے عوض بخوڑی سی قیمت

(Handwritten musical notation)

فَلْيَلَا فَصَدَا عَنْ سُبُلِهِ اَلْهَم سَاءَ مَا كَانُوا
 لے لی ۔ پس انھوں نے اُس (اللہ تعالیٰ) کی راہ سے (لوگوں کو) روک دیا ۔ بیشک جو کام وہ کرتے تھے

[Faint handwritten notes at the bottom of the page]

بڑا ہے۔ کسی مومن کے بارے میں نہ تو قرابت کا لحاظ کرتے ہیں اور نہ عہد و پیمان کا۔ اور

١٠

یہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ پس اگر انھوں نے توبہ کر لی، اور نسا از قائم کر لی،

وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آلِهِمْ وَنَحْلِهِمْ فَائِضٌ مِّنْهُم مِّنْ دُونِهَا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَمَّا جَاءَهُم مِّنْ آيَاتِنَا مَا نَحْنُ بِإِلَهِ إِلَّا نَحْنُ وَالْأَلْبَتُّ

اور زکوٰۃ دی ۔ تو وہ دین میں تمھارے بھائی ہیں ۔ اور ہم اُن لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں آیتوں کو

لَقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿١٦﴾ وَإِنْ نَدَبْتُمْ إِلَىٰ مِثْلِهِمْ لَنَجْعَلَنَّ لَهُمُ امْرَأَتَيْنِ إِذْ هُمَا جُنُودٌ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ كَذَا ذَٰلِكَ فَقَدْ ضَلَّ سُبُلَ الْغَىٰءِ

کھول کر بیان کر دیتے ہیں۔ اور اگر انھوں نے اپنے عہد و بیماں کے بعد قسمیں توڑ دیں۔

وَقُلُوا فِي دِينِكُمْ قَوَامًا إِنَّهُ الْكُفْرُ لَهُمْ

اور تمھارے دین میں طعنہ زنی کی، تو تم (بھی) کفر کے ناموں (سرواقل) کے ساتھ جنگ کرو۔ لہذا، تاکہ وہ باز آجائیں

۵ ائمتہ الکفر :- تفسیر متانی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ یہ آیت



(الفتا القرآن نعمانی، جلد ۱، ص ۲۰۶) ۵۱۰ اثنتہ الکفر :- تفسیر تفسانی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت اصحاب
 علیہ السلام نے بروز جنگ جمل فرمایا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ سے خدا تعالیٰ کی کتاب کی ایک آیت کے بموجب رٹائی کی ہے،
 ملتا ترجم :- صاحب تفسیر قمی کا یہ کہنا کہ یہ آیت اصحاب جمل کے بارے میں نازل ہوئی، درست نہیں معلوم ہوتا اسلئے کہ جنگ
 اور یہ آیت کافی عرصہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں نازل ہوئی تھی جبکہ جنگ جمل کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ صاحب تفسیر
 عہد شکن کے بارے میں نازل ہوئی۔ چونکہ جنگ جمل والوں نے بھی عہد شکنی کی تھی۔ اسلئے وہ بھی اس آیت کے مصداق تھے۔ یا یہ کہ چونکہ

أَيَّانَ لَمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ ۝۱۳۱ لَا تُقَاتِلُون قَوْمًا

بیشک وہ ایسے ہیں کہ انکی قسم کچھ چیز نہیں۔ کیا تم ان لوگوں سے نہیں لڑتے جنہوں نے اپنی

تکثروا أَيَّانَهُمْ وَهَمُّوْا بِأَخْرَاجِ الرُّسُولِ وَهُمْ بِدُءِكُمْ

تسبب توڑ دالیں اور انہوں نے رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا۔ اور انہوں نے ہی تمہارے ساتھ

أَوَّلَ مَرَّةٍ اتَّخَشَوْنَهُمْ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ إِنْ

پہلی بار ابتداء کی ہے۔ کیا تم ان سے ڈرتے ہو۔ حالانکہ اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے

كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝۱۳۲ قَاتِلُوهُمْ يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ بِأَيْدِيكُمْ

کہ تم اُس سے ڈرو۔ تم ان سے جنگ کرو لے اللہ تعالیٰ انہیں تمہارے ہاتھوں سزا دے گا۔

وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصَرُّكُمْ عَلَيْهِمْ وَيُشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ

اور انہیں رسوا کرے گا۔ اور انکے خلاف تمہاری مدد کرے گا۔ اور مومنوں کے سینوں کو شفا دے

مُؤْمِنِينَ ۝۱۳۳ وَيَذْهَبُ غَيْظُ قُلُوبِهِمْ وَيَتُوبُ اللَّهُ عَلَى

گا۔ اور انکے دلوں کے غم کو دور کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ جسکو چاہے گا توبہ کی

مَنْ يَشَاءُ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝۱۳۴ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تُتْرَكُوا

توفیق دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔ کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے!

وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوا

حالانکہ ابھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو توجاہ بخا ہی نہیں لے تم میں سے جہاد کیا۔ اور سوائے

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَا رَسُولِهِ وَلَا الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَ

اللہ کے، اور رسول کے، اور مومنوں کے کسی اور کو راز دار نہیں بنایا لے۔ اور

اللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝۱۳۵ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس سے پورا پورا خبردار ہے۔ مشرکوں کا یہ حق نہیں ہے کہ

يَعْمُرُوا مَسْجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَى أَنْفُسِهِم بِالْكَفْرِ

وہ اپنی ذات پر کھنڈر کی شہادت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں۔

أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ۝۱۳۶

ان لوگوں کے اعمال اکارت ہو گئے ہیں۔ اور وہ (جہنم کی) آگ میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

پر بھی صادق آئے گی۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام نے بروز جنگ جمل فرمایا تھا کہ میں نے اس عہد شکن گروہ کے ساتھ اس آیت کے مطابق جنگ کی ہے، جس سے صاحب تفسیر قمی کا قول صحیح ہو گیا۔ واللہ اعلم۔

اور تفسیر قیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جو تمہارے اس دین میں تم پر طعن کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ اس لئے کہ خدا فرماتا ہے: وَطَعْنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَثْمَةَ الْكَفْرِ..... الخ۔

(حاشیہ صفحہ ۱۰)

۱۰ قَاتِلُوهُمْ۔

تفسیر صفائی ص ۲ پر ہے کہ اس آیت میں جتنے وعدے اللہ تعالیٰ نے فرمائے ہیں سب پورے کر دیئے۔ اور یہ دلائل نبوت میں سے ایک واضح دلیل ہے۔

تفسیر قیاشی میں ابوالاعزایمنی سے مٹری ہے کہ میں جنگ صفین میں کھڑا ہوا تھا اور عباس بن یحییٰ ابن حرث ابن عبدالمطلب کا ہتھیاروں کی آزمائش کرنا دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں اہل شام سے غرار ابن ادم نے آواز دی کہ اے عباس! بڑے بہادر ہو تو میدان میں کیوں نہیں چلے آتے۔ پھر دونوں میں تلوار چلتی رہی لیکن کامل الفتن ہونے کی وجہ سے دیر تک ایک دوسرے کے قریب نہ پہنچ سکے۔ آخر عباس نے شامی کی زدہ گرا دی پھر جو تلوار کا وار کیا تو شامی کا پہلو چاک کر دیا، جس سے شامی ڈھیر ہو کر گر پڑا۔ اور لوگوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ زمین دل گئی۔ میں نے ایک شخص کو

یہ آیت تلاوت فرماتے سنا: قَاتِلُوهُمْ يَعْنِيهِمُ اللَّهُ بَابُ يَكْمُ..... الخ۔ جو دیکھا تو وہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔

۱۱ لَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ۔

تفسیر صفائی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ خدا تو انکے جاننے سے پہلے ہی جانتا تھا اس لیے یہاں یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان مجاہدین کے جہاد کا علم نہ تھا۔ بلکہ اس سے مراد دیکھنا یا ظاہر کرنا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی و کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں مومنین سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

تفسیر صفائی مشن ۲ پر ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ زمین پر میرے مکان مسجدیں ہیں۔ اور جو ان میں میری زیارت کو آتے ہیں وہ ان کے آباد کرنے والے ہیں۔ پس خوشحال اس بندے کا جو اپنے گھر کی طہارت کرے۔ اور میرے گھر میری زیارت کو آئے۔ اور جس کی زیارت کو کوئی شخص آیا کرتا ہے اس پر یہ حق ہوتا ہے کہ وہ آنے والے کی عزت اور اس کا اکرام کرے۔

حدیث نبوی میں ہے کہ آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو مسجدوں میں آکر حق باندھ کر بیٹھا کریں گے۔ اور دنیا اور حجت دنیا کا ذکر کیا کریں گے۔ تم ان کے پاس نہ بیٹھنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کو ان کی کوئی حاجت نہیں ہے :-

تفسیر صفائی مشن ۲ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام، حضرت عباس اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس لئے کہ حضرت عباس نے کہا تھا کہ حاجیوں کو پانی پلانا میرے ہاتھ میں ہے۔ پس میں افضل ہوں۔ اور شیبہ نے کہا تھا کہ میت اللہ کی درباری مجھ سے متعلق ہے، پس میں افضل ہوں۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں افضل ہوں، اس لئے کہ میں نے تم سب سے پہلے ایمان کا اظہار کیا۔ پھر مہاجر کی اور جہاد کیا۔ تینوں صاحب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلہ پر راضی ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی یہ روایت اسی کے قریب قریب ہے۔ بلکہ اتنا زیادہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا تھا کہ میں نے تلوار کے زور سے تم دونوں کی ناک توڑی، تب جا کر تم ایمان لائے تھے۔

تفسیر قیامی میں بھی اسی طرح ہے لیکن وہاں شیبہ کی بجائے عثمان بن شیبہ کا نام ہے۔

نیز کافی اور تفسیر قیامی میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ علیہ السلام، جعفر، عباس اور شیبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ کیونکہ انھوں نے حاجیوں کو پانی پلانے اور درباری پر فخر کیا تھا۔

اور اس آیت میں الذین امنوا باللہ والیوم الآخر وجاہدوا فی سبیل اللہ سے مراد حضرت علی اور حمزہ اور جعفر ہیں :-

لہ ان استحبوا الکفر :-

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسْجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو صرف وہی آباد کر سکتا ہے لہ جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لایا ہو۔

وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَىٰ

اور جس نے نماز قائم کی ہو، اور زکوٰۃ دی ہو، اور سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے ڈرا ہو۔ پس انہی

أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ ۖ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ

لوگوں کے متعلق توقع ہے کہ وہ ہدایت یافتہ ہو جائیں۔ کیا تم نے حاجیوں کا پانی پلانا،

الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَ

لہ اور مسجد الحرام کا آباد رکھنا، اس شخص کے برابر کر دیا جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے

الْيَوْمِ الْآخِرِ وَجْهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَوْنَ عِنْدَ

دن پر ایمان لایا، اور جس نے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ سب برابر نہیں

اللَّهُ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۚ الَّذِينَ آمَنُوا

ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کی رہبری نہیں فرماتا۔ وہ لوگ جو ایساں لائے،

وَهَاجَرُوا وَجْهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ

اور جنھوں نے راہ خدا میں ہجرت کی، اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے

أَعْظَمُ دَرَجَةٍ عِنْدَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ۚ يُبَشِّرُهُمْ

نزدیک درجہ میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا پروردگار

رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَجَنَّتْ لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ

ان کو اپنی جناب سے رحمت اور رضامندی، اور جنّتوں کی خوشخبری دیتا ہے، ان کے لئے اس میں انہی نعمت

مُقِيمٌ ۚ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۚ

ہوگی۔ وہ اس میں ہمیشہ ابدی طور پر رہنے والے ہوں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑا اجر ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم اپنے باپ دادوں اور بھائیوں کو

إِنْ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَمِنْكُمْ

اگر وہ ایمان کے مقابلہ میں کفر کو پسند کریں لہ اور تم میں سے جو کوئی بھی ان سے محبت رکھے گا،

تفسیر صفائی مشن ۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت عاتب ابن ابی بلتعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جبکہ اس نے خود کفر کر قریش کو اطلاع دی تھی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کا ارادہ رکھتے ہیں :-

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ

تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ دادا سہ اور تمہارے بیٹے (ہوتے)

وَأَخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ ذَاتُ اقْتِرَافٍ مُمْلَكَةٌ

اور تمہارے بھائی اور تمہاری ازواج (بیویاں) اور تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے جمع کر رکھے ہیں۔

وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُرْضَوْنَهَا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ

اور وہ تجارت جسکی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جو تمہیں پسند آتے ہیں۔ (یہ سب چیزیں) اللہ تعالیٰ

مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّىٰ

سے اور اس کے رسول سے اور اسکی راہ میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۳۴﴾

اللہ تعالیٰ (تم پر) اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کی رہبری نہیں کرتا۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ ۖ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ

بیشک اللہ تعالیٰ بہت سے میدانوں میں تمہاری نصرت کر چکا ہے اور حنین کے دن بھی جبکہ

أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَضَاقَتْ

تمہیں تمہاری کثرت نے تعجب میں ڈال دیا تھا۔ پس تمہارے کام کچھ بھی نہ آیا۔ اور تم پر زمین باوجود

عَلَيْكُمْ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مُّدْبِرِينَ ﴿۳۵﴾

فراموشی کے نگ ہو گئی۔ پھر تم پیچھے پھیر کر بھاگے۔

ثُمَّ أَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۖ

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اور مومنوں پر سکین اتاری۔ اور

أَنْزَلَ جُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَابَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ وَذَٰلِكَ

ایسا لشکر اتارا جسے تم نے نہ دیکھا تھا۔ اور ان لوگوں کو عذاب دیا سہ جو کافر ہوئے۔ اور کافروں کی

جَزَاءُ الْكَافِرِينَ ۖ ثُمَّ يَتُوبُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ عَلَىٰ مَنْ

سزا دی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد جس کو چاہا توبہ کی توفیق

يَشَاءُ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۶﴾ يَٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا

دی۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، ماسوا اس کے نہیں ہے

۱۔ ان کا ان آباؤ کہہ:-

تفسیر صفائی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ جب جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے مکہ میں یہ اعلان فرمایا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد الحرام میں نہ آنے پائے گا۔ تو قریش بہت سخت روئے پیٹے۔ اور کہنے لگے کہ ہماری تجارت بھی برباد ہوئی، ہمارے بال بچے بھی ضائع ہوئے، ہمارے گھر بھی ابلج ہو گئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ تم ان سے کہہ دو:- ان کا ان آباؤ کہو و ابناؤ کہو:-

قول صاحب تفسیر:- اس آیت میں بہت بڑی تشدید ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان کا اظہار کرتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ حدیث میں آچکا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص ایمان کا ذائقہ نہ چکھے گا۔ جب تک کہ اس کی محبت اور اس کا بغض خالص خدا کے لئے نہ ہو۔

۲۔ مواطین کثیرہ:-

تفسیر صفائی ص ۲ پر ہے کہ مواطین کثیرہ سے مراد مواطین جنگ ہے۔ یعنی بہت سے موقعے اور موقف۔

ثانی اور تفسیر عیاشی اور تفسیر قتی میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ موقعے جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مدد کی تعداد میں اتنی تھے کہ عذاب:-

تفسیر صفائی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قتی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں عذاب سے مراد قتل ہے:-

الشِّرْكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ

کہ مشرک ناپاک ہیں۔ پس وہ اپنے اس سال کے بعد مسجد الحرام کے قریب نہ آئیں۔

هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيَكُمْ اللَّهُ مِنْ

اور اگر تم کو افلاس کا ڈر ہو سہ تو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہیں بہت جلدی اپنے فضل

فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۲۸﴾ قَاتِلُوا الَّذِينَ

سے غنی کر دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔ تم اہل کتاب میں سے ان لوگوں کے

لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا

ساتھ جنگ کرتے رہو، جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔ اور ان چیزوں کو حرام قرار

حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ

دیتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حرام ٹھہرایا ہے۔ اور دین حق کو اختیار کرتے ہیں۔

أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۲۹﴾

ہاتھ تک کہ وہ ہاتھ سے جزیہ دیں۔ اور وہ ذلیل ہو جائیں۔

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عِزِّيْرُ بْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصْرَى الْمَسِيحُ

اور یہودیوں نے کہا کہ عزیر اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے ۲۵ اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ تعالیٰ کا بیٹا

ابْنُ اللَّهِ ذَلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِيُونَ قَوْلَ الَّذِينَ

ہے۔ یہ صرف ان کے مونہوں کی بات ہے۔ ان لوگوں کی مشابہتیں بناتے ہیں جو

كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ قَتَلْتَهُمُ اللَّهُ أَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾ اتَّخَذُوا

ان سے پہلے کافر ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو قتل کرے، یہ کہاں بکے جائے ہیں۔ انھوں نے

أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحِ

خدا کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں، اور مسیح ابن مریم کو رب بنا

ابْنِ مَرْيَمَ وَمَا أُمُّرُوا إِلَّا لْيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا ه

رکھا ہے۔ حالانکہ انھیں کوئی اور حکم نہیں دیا گیا تھا، سوائے اسکے کہ وہ خدا کے واحد کی عبادت کریں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَنَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۳۱﴾ يُرِيدُونَ أَن

اسکے سوا کوئی معبود نہیں، بن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اسکی ذات ان سے پاک ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ

مَنْزِل ۲

تفسیر قتانی ص ۲۵ پر ہے کہ عیلة سے مراد
نہراورنگے سستی ہے۔ اسکا سبب یہ تھا کہ چونکہ مشرکوں
کو آئندہ سال میں بوجہ انکے نجس ہونے کے مسجد حرام
میں آنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ اسلئے انکے لئے سے
جو نفع اور فائدہ بصورت تجارت حاصل ہو کرتا تھا،
وہ قطع ہو گیا۔ مسلمانوں کو خوف پیدا ہو گیا کہ اس طرح وہ
بھوکے مر جائیں گے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسا ڈر نہ رکھو
وہ اپنے فضل و کرم سے تمہارا انتظام اور طرح کرے گا۔
چنانچہ پہلے ہی سال اللہ تعالیٰ نے خوب بارش کردی۔
اور اہل یمن کے ایک گروہ کو یہ توفیق دی کہ وہ ایسا ن
لانے اور کھانے پینے کا بیت سامان لے کر مکہ میں آ
گئے۔ پھر مسلمانوں کے ہاتھوں پر رفتہ رفتہ ملک فتح ہوتے
گئے۔ مال غنیمت آتا گیا۔ اور دنیا کے مختلف حصوں سے
حج کرنے والوں اور ضرورت کی چیزیں لانے والوں کی
تعداد بڑھتی گئی ۶

۲۵ عَزِيزُ بْنُ اللَّهِ

تفسیر قتانی ص ۲۵ پر ہے کہ عزیر
منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے یہودیوں کے اس قول کے متعلق ان سے
محبت طلب کی تو وہ بولے کہ انھوں نے تو
کو گم ہو جانے کے بعد پھر زندہ کر دیا تھا۔ ایسا کام سوائے
خدا کے بیش کے دوسرے کون کر سکتا ہے۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عزیر تو فقط تورات کو گم
کرنے کے بعد زندہ کرنے سے خدا کے بیش ہو گئے،
لیکن حضرت موسیٰ خدا کے بیش نہ ہوئے، جنگی وجہ سے خون
توریت کا وجود ہوا تھا۔ اسکے علاوہ انھوں نے جس قدر
معجزے دکھلائے تھے، ان سے تم ناواقف نہیں ہو۔
تمہاری عقل اس بارے میں کیا گواہی دیتی ہے، کیا اس میں کوئی
کا زیادہ استحقاق تھا یا عزیر کا، انھوں نے لا جواب ہو کر
کہا کہ ہم پھر سوچ کر جواب دیں گے۔

مترجم :- عام طور پر مشہور ہے کہ عزیر انبیاء
بنی اسرائیل میں سے تھے۔ لیکن علامہ محمود الکریمی رحمہ اللہ
میں لکھتے ہیں، واختلاف فی عزیر ہل ہونہی ام لا
الاکثرون علی الثاني۔ (فتح المعانی، جلد ۱، ص ۵۵)۔
ترجمہ :- اس میں اختلاف ہے کہ آیا عزیر نبی تھے یا نہیں، اکثر
علماء ان کو نبی نہیں مانتے۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی الاتفاق فی علوم القرآن
(جلد ۱، ص ۵۵) میں ان ہی لوگوں میں ان کا نام دیا ہے جو نبی
اور رسول نہ تھے۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے افسانہ القرآن
میں لکھا ہے کہ عزیر سے مراد عذرا کا بن ہیں جنھوں نے تورات
میں کتبہ لکھا۔

اسلئے قرآن کا یہ دعویٰ سراسر غلط واقع ہے۔ انجواب :-
اس سے یہ معلوم ہوا کہ عرب کے یہودیوں میں یہ اعتقاد
موجود تھا کہ عزیر نبی تھے۔ ابن حزم نے مل میں لکھا ہے کہ یہودیوں کا صدیقی فرقہ جو میں تھا اس کا
عقیدہ تھا (افق القرآن جلد ۱، ص ۹۹)۔ میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیوں میں انبیت کا تخیل نہایت قدیم ہے۔ تورات کی کتاب مکون کے چھٹے باب میں ہے :- خدا کے رسول نے دیکھا کہ
کی بیٹیاں خوبصورت ہیں ۱۰ ابن اللہ کے معنی عزیر ہیں، بن چیزوں کو یہ شریک ٹھہراتے ہیں اسکی ذات ان سے پاک ہے۔ وہ یہ چاہتے ہیں کہ

دراصل یہودیوں میں یہودیوں کے عقائد میں ان کا دور دورہ ملتا ہے۔ (افق القرآن جلد ۱، ص ۹۹)۔ میرے نزدیک اصل یہ ہے کہ یہودیوں میں انبیت کا تخیل نہایت قدیم ہے۔ تورات کی کتاب مکون کے چھٹے باب میں ہے :- خدا کے رسول نے دیکھا کہ

يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ

اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے منہوں کی پھونکوں سے بجھائیں نہ اور اللہ تعالیٰ کو سوائے کچھ منظور نہیں ہے کہ وہ اپنے نور

نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

کو بھجوا کرے، اگرچہ کافر اسے ناپسند کریں۔ (اللہ) وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت

بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ

اور سچے دین کے ساتھ بھیجا، تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے نہ

كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿۳۳﴾ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ

مشرک اسے ناپسند ہی کریں۔ اسے وہ لوگوں جو ایمان لائیکے ہو، یقیناً عالموں اور درویشوں میں

الْأَخْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ

سے ایسے لوگ کثرت سے ہیں، جو لوگوں کا مال باطل طریقوں سے کھاتے ہیں۔

وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ

اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے

وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ

میں سے اور اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ پس تو انہیں دردناک عذاب کی

بِعَذَابِ الْيَوْمِ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا

خونخیزی سنائے۔ جس دن کہ اس دن (کو) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی

جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنْزْتُمْ لَا تَنْفُسُكُمْ

پیشانیوں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ (اور ان سے کہا جائیگا کہ) یہ فوجی ہے جو تم اپنی ذات کیلئے

فَذُوقُوا مَا كَنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ عَذَابَ الشُّهُورِ عِنْدَ

جمع کرتے تھے۔ پس تم مزہ چکھو اس کا جو تم جمع کیا کرتے تھے۔ یقیناً عذاب کے نزدیک مہینوں کی تعداد جس دن سے

اللَّهُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، خدا کی کتاب میں بارہ (مہینے)

وَالْأَرْضِ مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرْمٌ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ

ہے۔ ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ یہی الگ دین ہے۔

مذہب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

حضرت عمرؓ کو حضرت عیسیٰؑ کا مثل اور ہمسر قرار دیتے ہوئے
تو کیا عجیب ہے۔ قرآن نے بھی اس موقع پر یہودیوں
کے اس قول کو نقل کیا ہے۔ چنانچہ پوری آیت یہی ہے
وقالت اليهود عیسیٰ ابن اللہ... الخ۔ اس آیت
کے اخیر حصہ کا مطلب بیان کرنے میں ہمارے مختصر
مضطرب البیان ہیں کہ ابنیت کے مسئلہ پر کسی اعلیٰ
قوم کے عقیدہ کی نقل آتے ہیں۔ درحقیقت یہ تخیل تمام
بنت پرستوں کی بتیالیوی (Mythology) کا

جزو رہا ہے۔ لیکن خصوصیت کے ساتھ
عیسائیوں نے جس قوم سے اس عقیدہ کو
حاصل کیا وہ اہل مصر ہیں۔ اور یہودی فرقہ
نے عیسائیوں کی دیکھا دیکھی یہ فکر منہ سے
نکالا۔ (ارض القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۹)

مولانا شبیر احمد عثمانی نے شیخ الہند
کے ترجمہ قرآن مجید کے حواشی پر یہ بھی لکھا ہے کہ:-

”ہم سے ایک نہایت ثقہ بزرگ (حاجی امیر شاہ خان مرحوم)
نے بیان کیا کہ سیاحت فلسطین وغیرہ کے دوران میں
مجھے بعض یہود اس خیال کے لئے جنکو اسی عقیدہ کی
نسبت سے ”عزیری“ کہا جاتا ہے“

(حواشی سورہ توبہ صفحہ ۲۲ طبع مدینہ پریس بمبئی)
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ صفحہ ۲۹۹)

حواشی صفحہ ۱۵

لہ یطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ :-

تفسیر قتانی ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے
ان لوگوں کی حالت کو جو حضرت علیؑ علیہ السلام کی
نبوت اور ولایت حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنی تکذیب
کے ذریعہ باطل کرنا چاہتے ہیں۔ اس شخص کی حالت سے
تشبیہ دی ہے، جو ایک ایسے بڑے نور کو پھونک کر
مار کر بجھانے کے واسطے ہو، جسکی روشنی کو خود اللہ تعالیٰ
انتہا تک پہنچانا چاہتا ہو۔

احتجاج طبرسی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے
اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ان لوگوں نے یہ
چاہا کہ قرآن میں ایسی باتیں برعادی جائیں، جو خدا نے
نہیں فرمائی ہیں۔ تاکہ مخلوق خدا پر اصلی بات پوشیدہ ہو
جائے۔ پس خدا نے ان کے دلوں کو اندھا کر دیا۔ اور
انہوں نے اس میں ایسا کچھ باقی رہنے دیا جس سے اس
بات کا پتہ چلنا آسان ہو گیا کہ انہوں نے اس میں کیا کیا

احداث کیا۔ اور کیا کیا کم کر دیا۔

لہ لیظہرہ :-

تفسیر قتانی ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور یہ ان آیتوں میں سے ہے جسکی تاویل تنزیل کے بعد آئی گی۔ الاحکام میں اسی آیت کے
متعلق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نازل نہیں ہوئی۔ اور جب تک قائم آل محمد کا ظہور نہ ہوگا۔ اس وقت تک نازل نہ ہوگی۔ اور جس وقت ان کا ظہور
ہو جائے گا تو ہر جوید کا منکر اور ہر مشرک اس ظہور کو برا سمجھے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ کسی پتھر کے پیش میں بھی جا کر چھپے گا تو وہ پتھر بھی یہ کہے گا کہ اسے سوچن! یہ کافر میرے پیش میں ہے، مجھے توڑ۔ اور
اسے قتل کر۔ لہٰذا یہ نکتہ :- تفسیر قتانی ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کو جمع کر کے رکھنا حرام قرار دیا ہے۔
اور اپنی راہ میں ان کے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جناب ابوہریرہؓ غفرلہ نے ملک شام میں ہر صبح بلند آواز سے یہ منادی فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو پیشانی، پہلو اور پشت پر داغ

تھکے تھکے ہوتے ہیں۔ اور یہ ان آیتوں میں سے ہے جسکی تاویل تنزیل کے بعد آئی گی۔ الاحکام میں اسی آیت کے
متعلق جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم اس آیت کی تاویل نازل نہیں ہوئی۔ اور جب تک قائم آل محمد کا ظہور نہ ہوگا۔ اس وقت تک نازل نہ ہوگی۔ اور جس وقت ان کا ظہور
ہو جائے گا تو ہر جوید کا منکر اور ہر مشرک اس ظہور کو برا سمجھے گا۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر وہ کسی پتھر کے پیش میں بھی جا کر چھپے گا تو وہ پتھر بھی یہ کہے گا کہ اسے سوچن! یہ کافر میرے پیش میں ہے، مجھے توڑ۔ اور
اسے قتل کر۔ لہٰذا یہ نکتہ :- تفسیر قتانی ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سونے چاندی کو جمع کر کے رکھنا حرام قرار دیا ہے۔
اور اپنی راہ میں ان کے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے۔ جناب ابوہریرہؓ غفرلہ نے ملک شام میں ہر صبح بلند آواز سے یہ منادی فرمایا کرتے تھے کہ خزانہ جمع کرنے والوں کو پیشانی، پہلو اور پشت پر داغ

فَلَا تَظْلِمُوا فِيهِنَّ أَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ

پس تم ان میں اپنے آپ پر ظلم نہ کرو۔ اور تم سب مل کر مشرکوں سے جنگ کرو۔

كَافَّةً كَمَا يُقَاتِلُونَكُمْ كَافَّةً ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ

جس طرح وہ سب مل کر تمہارے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کے ساتھ

الْمُتَّقِينَ ۝ إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضِلُّ بِهِ

ہے۔ ماسوا کے نہیں کہ (موسم کے) مہینوں کو پیچھے کر لینا کفر میں ایک اور اضافہ ہے۔ جو لوگ کافر ہو گئے وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُونَهُ عَامًا لِّيُوَاطِّئُوا

انہی وجہ سے گناہ سمجھتے رہتے ہیں وہ ایک سال سے حلال کرتے ہیں اور ایک سال اسے حرام کرتے ہیں تاکہ وہ ان مہینوں

عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللَّهُ زَيْنَ لَهُمْ سُوءُ

کی لگتی پوری کر لیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے پھر جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اسے حلال کر لیتے ہیں۔ ان

أَعْمَالِهِمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ

کھینٹنے والے ان کے لئے اعمال زینت دیتے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کی رہبری نہیں فرماتا۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

أَمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ أَنْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْخُذْتُمْ

چکے ہو، تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تمہیں کہا جاتا ہے کہ خدا کی راہ میں (جہاد کیلئے) کوچ کرو۔ تو تم زمین پر

إِلَى الْأَرْضِ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا

بوجھل ہو جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے۔ پس (یاد رکھو کہ)

مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ۝ إِلَّا تَنْفِرُوا

آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کا فائدہ نہیں ہے مگر تھوڑا۔ اگر تم (بغیر من جہاد) نہ نکلو گے

يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۖ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا

تو اللہ تعالیٰ تمہیں دردناک عذاب سے معذب کرے گا۔ اور تمہاری جگہ کسی دوسری قوم کو لے آئے گا۔ اور تم

تَصْرُوهُ شَيْئًا ۚ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ إِلَّا تَنْصَرُوا

اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکو گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر تم نے اس (رسول) کی

فَقَدْ نَصَرَكُمُ اللَّهُ ۚ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ثَانِيَ اثْنَيْنِ

مدونہ کی (تو کوئی پڑا نہیں) یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کی اس وقت مدد کی ہے جبکہ ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے دوسرے سے ملے

تفسیر تہذیبی حاشیہ ۲ پر بحوالہ تفسیر تہذیبی لکھا ہے کہ
اس آیت کے نزول کا سبب یہ تھا کہ بنی کنانہ کا ایک
شخص حج کے موقع پر جسے اس زمانہ میں موسم کہا کرتے
تھے کھڑے ہو کر یہ منادی کر دیا کرتا تھا کہ اس سال میں
ماہ صفر کو محرم مقرر کرتا ہوں۔ اور جب دوسرا سال آتا۔
تو یہ کہہ دیتا کہ اس سال میں نے ماہ صفر کو تہذیب قرار دیا۔
اور طائی کو جاننا۔ اور ماہ محرم کو محرم قرار دیتا ہوں ماسی
کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۱۰ اِنَّمَا النَّسِيءُ
زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ..... الخ۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اقل جس شخص نے اس
بدعت کو جاری کیا وہ جوادہ ابن عوف کنانی تھا۔ وہ
ایام موسم میں سرخ اونٹ پر کھڑے ہو کر یہ آواز لگا دیا
کرتا تھا کہ اس سال تمہارے خداؤں نے ماہ محرم یعنی
اس ماہ میں لڑائی کو حلال قرار دیا ہے، پھر تم بھی اس کو
حلال جانو۔ پھر دوسرے سال یوں منادی کرتا کہ تمہارے
خداؤں نے ماہ محرم یعنی لڑائی کو حرام قرار
دے دیا ہے۔ پس تم بھی اس کو حرام سمجھ لو۔
۱۰ ثانی اثین :-

تفسیر تہذیبی حاشیہ ۲ پر ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سولہ شخص احمد
کے دوسر کوئی نہ تھا۔ غار سے مراد غار ثور ہے، جو مکہ
معتکہ سے جانب یمن ایک پہاڑ ہے، اور شہر سے ایک
گھنٹہ کے فاصلہ کی راہ ہے۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غار کے ساتھی
حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ سکون
اختیار کرو اور حزن نہ کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ
ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کی کیفیت
یہ تھی کہ انہیں کبھی لگی ہوئی تھی اور انہیں کسی طرح
سکون نہیں آتا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ان کا یہ حال دیکھا تو آپؐ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو
کہ انصار میں سے جو میرے اصحاب ہیں میں تمہیں ان کو
مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں کرتے دکھلاؤں۔ اور حضرت
جعفر طیارؓ اور ان کے ساتھیوں کو سمندر میں جاتے ہوئے
دکھلاؤں؟ انہوں نے عرض کی کہ ہاں پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک ان کے چہرہ
پر پھیرا تو انصار بھی اپنی مجلسوں میں باتیں کرتے نظر آنے
لگے اور حضرت جعفر طیارؓ بھی سمندر میں جاتے ہوئے
دکھائی دینے لگے ۲

إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ

دوسرے کو نکالا تھا، جبکہ یہ دونوں غار میں تھے۔ جبکہ وہ اپنے ساتھی کو کہتا تھا، غم نہ کر لہٰذا بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے

مَعَنَاءُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُودٍ لَّمْ

ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس اپنے رسول پر سکین اتاری، اور اس کی مدد ایسے لشکر سے کی، جسے

تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَىٰ وَكَلِمَةُ اللَّهِ

تم نے نہیں دیکھا۔ اور اس (اللہ تعالیٰ) نے کافروں کی بات کو پست کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا بول بالا

هِيَ الْعُلْيَا وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۳۰ أَنْفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا

رہا۔ اور اللہ تعالیٰ تو بڑی دست (اور سخت) والا ہے۔ تم لوگ ہلکے (تھوڑے ہتھیاروں کے ساتھ) اور بوجھل

وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ذَلِكُمْ

(جہاد ہی ہتھیاروں کے ساتھ) نکلو۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرو۔ یہی تمہارے

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۳۱ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيبًا وَ

لئے بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو۔ اگر (دنیاوی) مال و متاع فوری ملنے والا، ہوتا، اور

سَفَرًا قَاصِدًا لَّا تَبْعُوكَ وَلَكِنْ بَعْدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ

سفر متوسط درجے کا ہوتا، تو وہ (منافع) ضرور ترے پیچھے ہوتے۔ لیکن مشقت (کی مسافت) انہیں دور معلوم ہوتی۔

وَسَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ يُهْلِكُونَ

اور غمگین وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھائیں گے کہ ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ نکلتے۔ وہ تو اپنے آپ کو

أَنْفُسَهُمُ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝۳۲ عَفَا اللَّهُ عَنْكَ

یہ ہلاک کر رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یقیناً وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ خدا تجھ سے درگزر کرے ۳۲

لِمَ أَذِنْتُ لَهُمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَتَعْلَمَ

تو نے انہیں کیوں اجازت دے دی (اور انتظار نہ کیا) یہاں تک کہ جن لوگوں نے سچ کہا وہ تم پر ظاہر ہو جاتے۔ اور تو جھوٹوں کو

الْكَاذِبِينَ ۝۳۳ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْفِكُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ

بھی جان لیتا۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ تم سے اس بات کی اجازت نہیں

الْآخِرَانِ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

مانگتے ہیں ۳۳ کہ وہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کریں۔ اور اللہ تعالیٰ پر مبینہ کاروں سے

۱۔ لا تحزن :-

خداوند تعالیٰ نے یہاں لا تحزن فرمایا لا تحزن نہیں فرمایا۔ حُذِنَ اُس امر پر افسوس کرنے کو کہتے ہیں جو ہاتھ سے نکل گیا ہو۔ اور خوف آنے والے اوقات کے متعلق ہوا کرتا ہے۔ دیکھو تفسیر صفاوی اہلسنت۔ پس اگر حضرت ابوبکر صلی اللہ علیہ وسلم کے گرفتار یا قتل ہو جانے کے متعلق خوف ہوتا تو رسول لا تحزن فرماتے، لا تحزن کہتے آنحضرت کا لا تحزن فرمانا صاف بتلا رہا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ جو کسی ہاتھ سے نکلے ہوئے واقعہ کا افسوس تھا (تفسیر انوار القرآن) ۲۔ عفا اللہ عنک :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے کہ یہ عتاب بہت ہی لطیف ہے کہ عتاب کرنے سے پہلے عفو سے شروع کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر انبیاء کیلئے ایسا ہی عتاب ہونا اولیٰ ہے۔ اور ویسا نہیں ہے جیسا کہ جابر اللہ زنجبیری نے لکھا ہے کہ یہ اس بات کا کتنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گناہ (نعوذ باللہ) سرزد ہوا تھا۔ حاشا وکلا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوسید الانبیاء اور نبی برحق ہیں یہ شان نہیں ہے کہ ان کو گناہ سے نسبت دی جائے۔ غیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے اسول رشید کے اس سوال کے جواب

۳۔ لا یستأذِنک :- میں جو اُس نے عصمت انبیاء کے بارے میں کیا تھا منقول ہے کہ یہ آیت انہی آیتوں میں سے ہے جو اس انداز پر نازل کی گئی ہے کہ مقصود تو میل تجھ سے کہنا ہے اور پرچون منہی ٹور نہیو۔ ظاہر میں خدا تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا ہے مگر مراد اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی گئی ہے ۴۔

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ مومنوں کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ تم سے جہاد میں جانے کے لئے اجازت طلب کریں، جو ان میں سے خالص اور مخلص ہیں۔ وہ تو بڑے شوق سے جہاد میں جانے کیلئے تیار رہتے ہیں، کسی اجازت پر موقوف نہیں رکھتے۔ پھر وہ اسکا اذن کیا مانگتے کہ پیچھے رہ جائیں ۵۔

بِالْمُتَّقِينَ ﴿۳۲﴾ إِنَّمَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

خوب واقف ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ تم سے وہی لوگ اجازت مانگتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور آخرت

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوبُهُمْ فَهُمْ فِي رَيْبِهِمْ

کے دن پر ایمان نہیں رکھتے، اور ان کے دل شک میں پڑے ہیں۔ پس وہ اپنے شک میں ہی متروک

يَتَرَدَّدُونَ ﴿۳۳﴾ وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً

رہتے ہیں ۳۳ اور اگر وہ (جہاد کیلئے) نکلنے کا ارادہ کرتے تو وہ ضرور اس کیلئے کوئی سامان تیار کرتے ۳۴

وَلَكِنْ كَرِهَ اللَّهُ انْبِعَاثَهُمْ فَثَبَّطَهُمْ وَقِيلَ اقْعُدُوا

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا بھیجنا ہی پسند نہ کیا ۳۵ پس ان کو روک دیا۔ اور انہیں (کہہ دیا) کہ تم (گھر میں) بیٹھنے

مَعَ الْقُعُودِينَ ﴿۳۴﴾ لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا

والوں کے ساتھ بیٹھے رہو ۳۶ اگر وہ تمہارے ساتھ ہو کر (جہاد کیلئے) نکلے، تو سوائے خرابی کے اور کچھ نہ بڑھاتے

وَلَا أَوْضَعُوا خِلَافَكُمْ يَبْغُونَكُمُ الْفِتْنَةَ وَفِيكُمْ

اور تمہارے لئے فتنہ (پھیلانے) کی غرض سے تمہارے درمیان گھوڑے دوڑاتے پھرتے۔ اور تم میں ان کے

سَمْعُونَ لَهُمْ وَاللَّهُ عَلَيْهِمُ بِالظَّالِمِينَ ﴿۳۵﴾ لَقَدْ ابْتَغُوا

جاسوس بھی ہیں ۳۷ اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے خوب واقف ہے۔ یقیناً انھوں نے اس سے

الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتَّى جَاءَ الْحَقُّ

پہلے بھی فتنہ پھیلانا چاہا تھا۔ اور تمہارے لئے معاملات کو الٹ کر دیا تھا، یہاں تک کہ حق آپہنچا۔

وظَهَرَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ كَرِهُونَ ﴿۳۶﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَقُولُ

اور اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آگیا، مالاںکہ وہ اسے ناپسند کرنا لگے تھے۔ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو یہ کہتا کہ

إِذْنَنِي وَلَا تَفْتِنِّي أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوا وَإِنَّ

مجھے اجازت دیجئے اور مجھے آزمائش میں نہ ڈالئے۔ خبردار! وہ تو آزمائش میں پڑ ہی گئے۔ اور یقیناً

جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿۳۷﴾ إِنْ تُصِيبَكَ حَسَنَةٌ

دوزخ کا نرس کو گھیرنے والا ہے۔ اگر تمہیں کوئی بھلائی پہنچتی ہے تو وہ

تَسُوهُمُ وَإِنْ تُصِيبَكَ مُصِيبَةٌ يَقُولُوا قَدْ أَخَذْنَا

انہیں بری لگتی ہے۔ اور اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے، تو وہ کہتے ہیں کہ یقیناً ہم نے تو اپنا کام

۳۲ یترددون :-

تفسیر قتانی ص ۲۸ پر بحوالہ انفصال حضرت امیر

المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص شک

میں متروک رہے گا۔ اولین اس سے بڑھ جائیں گے

اور آخرین اس کو آئیں گے۔ اور شیاطین کی ٹاپیں

اس کو روند ڈالیں گی ۳۳

۳۴ عُدَّة :-

تفسیر قتانی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے

کہ عُدَّة سے مراد نیت ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ اگر ان کی نیت جہاد کرنے کی ہوتی تو جہاد کے لئے ضرور

نکلے ۳۵

۳۶ انبعاثہم :-

تفسیر قتانی ص ۲۸ پر ہے کہ اس سے مراد ہے

جہاد کرنے کی غرض سے نکلنے کیلئے آمادگی۔ اور یہ خدا تعالیٰ

کو اس وجہ سے ناپسند تھی کہ اُسے علم تھا کہ اگر یہ نکل کر جائیں

گے تو مسلمانوں میں ادھر کی ادھر لگا کر عداوت پھیل

دیں گے ۳۷

۳۸ مع القعودین :-

تفسیر قتانی ص ۲۸ پر ہے کہ قعودین سے مراد

ہے عورتیں اور بچے۔ اور یہ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کا منافقوں کے بارے میں جہاد سے پیچھے

بیٹھ رہنے کا حکم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا حکم ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی قباحت

نہیں۔ گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے تو ان کو

اجازت نہ دیتے۔ وہ تو جہاد سے پیچھے رہتے ہی۔ مگر

عام لوگوں پر ان کی منافقت ابھی طرح ظاہر ہو جاتی ۳۹

۴۰ سمعون لہم :-

تفسیر قتانی ص ۲۸ پر ہے کہ سمعون سے مراد

ان کے چلن اور جاسوس ہیں جو تمہاری باتیں سننے

پس اور ان تک پہنچا دیتے ہیں۔

یا یہ مطلب ہے کہ تم میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو

منافقوں کی بات سن لیتے ہیں اور اُسے قبول کر لیتے

ہیں اور انکی اطاعت کرتے ہیں۔ اس آیت میں اللہ

تعالیٰ نے مسلمانوں میں سے وہ لوگ مراد لئے ہیں۔ جو

ضعیف ایمان والے ہیں ۳۷

أَمَرْنَا مِنْ قَبْلُ وَ يَتَوَلَّوْا وَ هُمْ فِرْحُونَ ﴿٥٠﴾ قُلْ لَنْ

پہلے ہی سنبھال لیا ہے۔ اور وہ خوش خوش منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں ہرگز

يُصِيبُنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَىٰ

کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی مگر وہی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ چھوڑی ہے۔ وہ ہمارا سرپرست ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ هَلْ تَرَبَّصُونَ بِنَا

پر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہتے۔ کہہ دو ہمارے بارے میں تم کیا انتظار کرتے ہو

إِلَّا أَحَدِي الْحُسَيْنَيْنِ ۖ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ أَنْ

سوائے اس کے کہ دو بھلائیوں میں سے ایک (حاصل ہو) اسے اور ہم تم سے اس بات کا انتظار کرتے ہیں کہ

يُصِيبَكُمْ اللَّهُ بِعَذَابٍ مِّنْ عِنْدِهِ أَوْ يَأْخُذَ بِنَا ۖ

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے پاس سے یا ہمارے ہاتھوں سے کوئی عذاب پہنچائے۔

فَتَرَبَّصُوا إِنَّا مَعَكُمْ مُتَرَبِّصُونَ ﴿٥٢﴾ قُلْ أَنْفِقُوا طَوْعًا

پس تم انتظار کرتے رہو اور ہم بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتے ہیں۔ کہہ دو کہ تم خوشی سے خرچ کرو

أَوْ كَرْهًا لَّن يَتَقَبَّلَ مِنْكُمُ إِنَّكُم كُنْتُمْ قَوْمًا فَاسِقِينَ ﴿٥٣﴾

یا کرہت کے ساتھ، تم سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ بیشک تم نافرمان قوم ہو۔

وَمَا مَنَعَهُمْ أَنْ تُقَبَّلَ مِنْهُمْ نَفَقَتُهُمْ إِلَّا أَنَّهُمْ كَفَرُوا

اور ان سے ان کے خرچ قبول کئے جانے سے کس چیز نے روکا ۵۲ سوائے اس کے کہ انہوں نے اللہ

يَا اللَّهُ وَرَسُولِهِ وَلَا يَأْتُونَ الصَّلَاةَ إِلَّا وَهُمْ كُسَالَىٰ

اور اُس کے رسول کے ساتھ کفر کیا، اور وہ نماز کو نہیں آتے ہیں مگر اس حال میں کہ اکسلٹے ہوئے ہوتے ہیں۔

وَلَا يُنْفِقُونَ إِلَّا وَهُمْ كِرْهُونَ ﴿٥٤﴾ فَلَا تُجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ

اور وہ خرچ نہیں کرتے مگر اس حال میں کہ وہ ناخوش ہوں۔ (اے رسول) تجھے ان کے مال اور اولاد تجھ

وَلَا أَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ

میں نہ ذالین ۵۵۔ ماسوا اسکے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے ان کو دنیا کی

الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿٥٥﴾ وَيَحْلِفُونَ

زندگانی میں عذاب دے۔ اور اُنکی جانیں اس حالت میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر

۱۵ احادی المحسنین :-

تفسیر قتانی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دو بھلائیوں سے یہاں مراد مال غنیمت اور حیات ہے۔

بیج ابلاغ میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیانتدار مسلمان مرد بھی اسی طرح دو نیکیوں میں سے ایک کا متظر رہتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بلا دے گا کہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے بہت ہی اچھا ہے۔ اور یا خدا کی طرف سے رزق ملنے کا کہ وہ یکایک عیال والا، اولاد والا اور مال والا ہو جاتا ہے۔ اور اس کا دین اور اس کی شرافت اس کے ساتھ رہتی ہے۔

۱۶ وما منعهم :-

تفسیر قتانی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی عمل منکر نہیں پہنچاتا اور کفر کے ہوتے ہوئے کوئی عمل فائدہ نہیں دیتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وما منعهم ان تقبل منهم... الخ۔ ۵۵ فلا تجيبك :-

تفسیر قتانی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ یہاں ظاہر خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد اس سے کل مومنین ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جو کلام کا سننے والا ہے اسی سے خطاب ہے۔ اور مقصد اس کا یہ ہے کہ ان کے حق میں خیر و خوبی نہیں بلکہ وبال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو بدستور گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦ ✦

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ يَكُونُوا إِلَىٰ آبَائِهِمْ كَالْعَادَةِ ۚ إِنَّ الْيَتَامَىٰ يَتَذَكَّرُونَ ۚ

کہتے ہیں کہ یقیناً وہ تم میں سے ہی ہیں۔ حالانکہ وہ تم میں سے نہیں ہیں، بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو

يَقْرَبُونَ ۚ وَلَٰكِنْ تَتَذَكَّرُونَ ۚ

ڈرتے ہیں۔ اگر وہ کوئی پست گاہ یا غار یا گھسنے کی جگہ یا لیں

لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَامَىٰ حَتَّىٰ يَكُونُوا إِلَىٰ آبَائِهِمْ كَالْعَادَةِ ۚ

تو وہ دوڑتے چھوٹے اس کی طرف پھر جائیں۔ اور ان میں کچھ ایسے بھی ہیں جو بچے صدقوں

فِي الصَّدَقَاتِ ۚ فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ

کے بارے میں الزام دیتے ہیں۔ پھر اگر ان میں سے کچھ دے دیا جائے تو وہ راضی ہو جائیں۔ اور اگر ان میں سے

يُعْطُوا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ ۚ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا

ان کو نہ دیا جلتے، تو اسی وقت وہ ناراض ہو جاتے ہیں ۱۵ اور کاش وہ اس پر راضی ہو جاتے جو

أَتَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ سَيُؤْتِينَا اللَّهُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے انہیں دیا تھا۔ اور یہ کہتے کہ ہمارے لئے تو اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ عنقریب اللہ تعالیٰ

مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَىٰ اللَّهِ رَاغِبُونَ ۚ

اور اس کا رسول ہم کو اپنے فضل سے دے گا۔ بیشک ہم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ ماسوا کے نہیں ہے

لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ

کہ صدقے ۱۵ فقیروں اور مسکینوں اور صدقات وصول کرنے والوں کا حق ہے۔ اور ان کا جن کے دلوں کی

قُلُوبِهِمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَرَمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

تالیف منظور ہے۔ اور (غلاموں کی) گروہیں چھڑانے میں اور قرضداروں کیلئے اور راہ خدا میں (مجاہدین کیلئے) اور

ابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۚ

مسافروں کی امداد کرنے میں صرف کیا جائے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جاننے والا حکمت والا ہے۔

وَمِنْهُمْ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِيَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ

اور ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو نبی کو ایذا دیتے ہیں۔ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ تو (نہرا) کان ہی ہے۔

قُلْ أُذُنٌ خَيْرٌ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ

کہہ دو کہ وہ تمہاری بہتری ہی کیلئے کان ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور مومنوں کی بات (بھی) مان لیتا ہے۔

مَنْزِل ۲

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ راضی ہوتے ہیں یا ناراض، اپنے لئے ہی ہوتے ہیں نہ کہ دین کیلئے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ذوالحجۃ تہی کا بیٹا خرقوں ابن زبیر فرزند خواجہ کا بانی مہمانی حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ انصاف کیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: واسے ہو تجھ پر اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون انصاف کرے گا! (صاحب تفسیر لکھتے ہیں کہ یہ حدیث طویل ہے، آخر میں فرمایا کہ) اسی پر یہ آیت نازل ہوئی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب صدقات آتے، اور مالدار لوگ اس خیال سے آجالتے کہ آنحضرت یہ ہمارے باہین تقسیم کر دیں گے۔ اور آنحضرت صلعم فقیروں اور مسکینوں کو دے دیتے تو وہ مالدار لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نحوشہ چشم سے اشارہ کرتے۔ آنحضرت صلعم کو عیب لگاتے۔ اور کہتے کہ ہم تو وہ ہیں جو راہیوں میں قائم رہتے ہیں، ان کا ساتھ دیتے ہیں۔ اور ان کا کام بناتے ہیں۔ اور یہ ہیں کہ مال و صدقات ان کو دیتے ہیں جو خود خود کام آسکے اور ان کا کوئی کام نہ لگے۔

۱۵

تفسیر عیاشی، تفسیر مجمع البیان اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دو تہائی آدمیوں سے زیادہ اس آیت کے اہل ہیں ۱۶

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے صدقات کی تقسیم کی نسبت سوال کیا گیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ فقرائے وہ لوگ مراد ہیں جو لوگوں سے سوال نہیں کرتے۔ اور اپنے اہل و عیال کے اخراجات برداشت کرنا ان کے ذمہ ہے۔ اور دلیل اس بات پر کہ وہ سوال نہیں کرتے، سورہ بقرہ کی آیت ہے: لِلْفُقَرَاءِ الَّذِينَ احْصَوْا فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ عِجْمِ الْبَاحِلِ اغْنِيَاءُ مِنَ التَّعَقُّفِ قَعَرَهُمْ بَسِيحُهُمْ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ الْمَعَاوَةَ اور مسکین سے مراد مصیبت زدہ لوگ ہیں جیسے اندھے، لنگڑے، کوڑھی اور ہر قسم کے مصیبت زدہ مرد و عورت اور بچے۔

والغلیلین علیہا۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں

جو صدقات لینے میں انکے جمع رکھنے میں اور اس وقت تک حفاظت کرنے میں جب تک کہ تقسیم کرنے والے کے پاس نہ پہنچا دیں، سعی اور کوشش کرتے ہیں۔ المثلثة القلوب۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا کو تو مان لیا مگر اس بات کی معرفت انکے دل میں ابھی نہیں آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں۔ پس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے لوگوں کی تالیف قلوب کیا کرتے تھے تاکہ ان کو معرفت حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے ایک حصہ مقرر کر دیا تھا، تاکہ ان کو معرفت ہی ملے جو جائے۔ اور وہ دین کی طرف بھی راغب ہوں۔ وفی الرقاب سے مراد ایسے لوگ ہیں جنکے ذمہ مختلف قسم کے کفائے ہیں مثلاً بھول چوک سے قتل کر دینے کا کفارہ، ظہار کا کفارہ، عالت احرام میں شکار کرنے کا کفارہ، قسم کا کفارہ۔ اور انکے پاس کفارہ ادا کرنے کا سامان نہ ہو، اور وہ مومن ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ نے صدقات میں سے ایک حصہ اس لئے مقرر فرمایا ہے کہ ان کے کفائے ادا ہو جائیں۔ والغارمین ایسے لوگ ہیں جنکے ذمہ ایسا قرض ہو جو انہوں نے بغیر فضول خرچی کے ادا نہ کیا ہو، صرف کیا ہو،

۱۵ یسخطون ۱۱ فی سبیل اللہ سے مراد ایسے لوگ ہیں جنکے ذمہ ایسا قرض ہو جو انہوں نے بغیر فضول خرچی کے ادا نہ کیا ہو، صرف کیا ہو،

وَرَحْمَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ

اور تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اُن کیلئے رحمت ہے۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے رسول کو اذیت دیتے ہیں

اللَّهُ لَكُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۱ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ لِيَرْضَوْكُمْ وَ

اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ یہ تمہارے سامنے تو اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تمہیں راضی کر لیں

اللَّهُ وَرَسُولَهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضَوْهُ إِنْ كَانُوا مُؤْمِنِينَ ۝۱۲

حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول زیادہ حق دار ہیں کہ اگر یہ مومن ہیں، تو اُن کو راضی کر لیں۔

أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأَنَّ لَهُ

کیا انہوں نے اتنا بھی نہ جانتا کہ جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے، تو یقیناً اُس کے لئے

نَارُ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ذَلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ ۝۱۳

دوزخ کی آگ ہے۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والا ہے۔ یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔

يَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ أَنْ تُنْزَلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ

منافق (اس بات سے) ڈرتے ہیں کہ اُن پر کوئی ایسی سورۃ نہ نازل ہو جائے جو انہیں اس بات کی خبر

يَسَاءُ فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ اسْتَهْزِئُوا إِنَّ اللَّهَ مُخْرِجٌ مَّا

ہے جو اُن کے دلوں میں ہے۔ کہہ دو کہ تم ہنسنے جاؤ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے

تَحْذَرُونَ ۝۱۴ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ

جس سے تم ڈرتے ہو۔ اور اگر تم اُن سے پوچھو تو وہ ضرور کہیں گے، اسوا کے نہیں ہے کہ تم تو بحث کرتے تھے

وَنُلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ

اور کھیلتے تھے۔ کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ، اور اُس کی آیتوں، اور اُس کے رسول کے ساتھ

تَسْتَهْزِئُونَ ۝۱۵ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

ہنسنے لگے تھے۔ تم پہلے نہ بناؤ گے یقیناً تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے ہو۔

إِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبُ طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ

اگر تم میں سے ہم ایک گروہ کو معاف بھی کر دیں گے، تو ایک گروہ کو سزا بھی دیں گے، اس لئے کہ

كَانُوا مُجْرِمِينَ ۝۱۶ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ بَعْضُهُمْ

وہ یقیناً مجرم تھے۔ منافق مرد، اور منافق عورتیں ایک دوسرے میں سے

منزل ۳

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جو جہاد پر جائیں اور اُن کے پاس خرچ کیلئے کچھ نہ ہو یا ایسے مسلمان جن کے پاس حج کرنے کا یا اور نیک کام کرنے کا سامان نہ ہو۔ تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے اُن کو اتنا دے کہ حج کرنے کی یا جہاد کرنے کی ان کو قوت پہنچ جائے۔

وابن السبیل سے مراد وہ مسافر ہیں جو عبادت اور اطاعت خدا کے لئے گھر سے سفر میں نکلے ہوں۔ پھر اُن پر کوئی افتاد پڑ جائے۔ اور اُن کا مال جاتا ہے تو امام کو لازم ہے کہ صدقات میں سے انہیں سے انہیں کے لئے گھر واپس پہنچ جائیں۔

صدقات آٹھ حصوں پر تقسیم ہوتے ہیں۔ پس ہر شخص کو انہی آٹھ حصوں میں سے اس کی ضرورت کے موافق بلکہ ویش دے۔ اس کا انتظام امام کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اور وہی ان مصلحتوں کو جانتا ہے جن کے موافق عملہ آمد کیا جاسکے۔

حواشی صفحہ ۱۰ :-

۱۔ مختصر ج ۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے چلے، تو منافق آپس میں یہ کہتے تھے کہ دیکھتے ہو محمد رسول کی لڑائی کو بھی اُدھیں کی سی لڑائی سمجھتے ہیں، وہاں سے ایک بھی زندہ بلیٹ کر نہ آئے گا۔ ناگہاں اُن میں سے ایک شخص بولا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم جو باتیں کر رہے ہیں اور جو کچھ ہمارے دل میں ہے اُس کی خدا تعالیٰ نے محمد کو خبر دے دی ہو۔ اور اُس کے بے میں قرآن نازل کر دے کہ پھر وہ لوگوں کو پرہیز کر سناں۔ یہ سب باتیں وہ منہ ہی اور مذاق کے طور پر کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار ابن یاسرؓ کو حکم دیا کہ یہ لوگ کوئی حرفت کر رہے ہیں۔ تم بھی ان کے پاس جاؤ۔ عمارؓ گئے اور دریافت کیا کہ تم یہ کیا کہہ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کچھ نہیں۔ یہ نبی منہ ہی مذاق کر رہے تھے۔ اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی :-

۲۔ لا تعذرُوا :- تفسیر قرآنی ص ۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے اس قول کے متعلق منقول ہے کہ لا تعذرُوا کے مخاطب ایسے لوگ ہیں جو پہلے سچے مومن تھے۔ پھر شک میں پڑ گئے تھے۔ اور ایمان کے بعد منافق ہو گئے تھے۔ اور وہ گنتی

میں چار آدمی تھے۔ اور اسی آیت میں خدا تعالیٰ کا یہ قول ان نفع عن طائفة منكم۔ ان چار میں سے ایک کے متعلق ہے جس کا نام مختبر ابن حمیر تھا۔ اُس نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے توبہ کر لی تھی۔ اور عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ! مجھ کو توبہ دے۔ مجھ کو توبہ دے۔ اور اُس نے یہ دعا کی کہ یا اللہ! مجھ کو ایسی جگہ شہید کیجئے جہاں کا کسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ میں کیا ہو گیا۔ چنانچہ وہ جنگ یامدر میں قتل ہو گیا۔ اور اس طرح قتل ہوا کہ کسی کو پتہ ہی نہ لگا۔ جس کا قصور معاف ہوا وہ یہی تھا۔

مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ

ہیں۔ وہ بُرائیوں کا حکم دیتے ہیں، اور نیکیوں سے روکتے ہیں،

وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ

اور اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو بھول گئے۔ پس اُس نے بھی انکو چھوڑ دیا اسے یقیناً منافق

هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝ وَعَدَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ

لوگ ہی نافرمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کے ساتھ

الْكُفَّارِ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا هِيَ حَسْبُهُمْ وَلَعْنَهُمُ

دوزخ کی آگ کا وعدہ کیا ہوا ہے، وہ اُس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں، وہی اُن کو کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انکو

اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا

لعنت کی ہے۔ اور اُن کیلئے دائمی عذاب ہے۔ مثل ان لوگوں کے جو تم سے پہلے تھے کہ وہ قوت میں

أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَآكُثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا فَاسْتَمْتَعُوا

تم سے سخت تھے۔ اور مال اور اولاد میں تم سے زیادہ تھے۔ پس انھوں نے اپنے حق سے

بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَتْ

فائدہ اٹھایا۔ پھر تم نے اپنے جہت سے ویسا ہی نفع اٹھایا جیسا کہ تم سے پہلے والوں نے اپنے جہت سے

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي

نفع اٹھایا تھا اسے اور تم نے بحث کی، جیسی انھوں نے بحث

خَاضُوا أُولَئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَ

کی تھی۔ انہی لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں اکارت ہو گئے۔

الْآخِرَةِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ أَلَمْ يَأْتِهِمُ

اور یہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ کیا انھیں ان لوگوں کی

نَبَأُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ لَا

خبر نہیں آئی تھی جو ان سے پہلے تھے نوح اور عاد اور ثمود کی قوم ۵۵

وَقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَأَصْحَابِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكَةَ

اور ابراہیم کی قوم ۵۶ اور مدین والوں ۵۷ اور اُٹی ہوئی بستیوں کے رہنے والوں کی ۵۸

مازل ۲

۱۵ فَنَسِيَهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر بحوالہ التوحید اور تفسیر عیاشی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ نسوا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ وہ دنیا میں خدا کو بھول گئے۔ یعنی اُس کی اطاعت کے مطابق عمل کرنا چھوڑ بیٹھے۔ فَنَسِيَهُمْ..... الخ کے یہ معنی ہیں کہ وہ نواب میں اُن کا کوئی محدث مقرر نہ فرمائے گا۔ اور اس طرح وہ غیر غوثی سے محروم رہ جائیں گے۔ ۱۶ بخلا قہم :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلے لوگوں کی مذمت اس وجہ سے کی ہے کہ وہ فساد موبہانے والی چیزوں سے نفع اٹھانے کے درپے تھے۔ اور مال اندیشی اور عاقبت بینی کو ان چیزوں میں مشغول ہونے کے سبب چھوڑ رکھا تھا۔ اور حقیقی اور باقی رہنے والی چیزوں کے حاصل کرنے میں کوشش نہ کرتے تھے۔ یہ مذمت بطور تہذیبی بیان کی گئی ہے کہ اس کے بعد جن سے خطاب ہے اُن کی مذمت فرمائی ہے کہ یہ بھی پہلوں کے قدم بقدم چل رہے ہیں ۱۷ قوم نوح :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ نوح علیہ السلام کی قوم کس طرح طوفان کے ذریعہ سے غرق کی گئی ۱۸ دعا :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ قوم عاد و ثمود کے عذاب سے کیونکر ہلاک کی گئی ۱۹ و ثمود :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر قوم ثمود زلزلہ سے کیونکر ہلاک کی گئی ۲۰ قوم ابرہہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر درود اور اُس کے ساتھی پھر دلوں کے ذریعہ سے کیونکر ہلاک کئے گئے ۲۱ اصحاب مدین :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ اصحاب مدین یا حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سائبان والے دن آگ کے ذریعہ سے کس طرح ہلاک کی گئی ۲۲ والموؤتفکت :-

تفسیر صفائی ص ۲۱ بعض تاریوں نے اس جگہ قوم ثوط بھی پڑھا ہے اور مقصد یہ ہے کہ وہ کس طرح الٹ دیئے گئے۔ اور اُن کے مکانات کا اوپر کا حصہ نیچے ہو گیا۔ لا در نیچے کا اُپر :-

کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے مؤتفکت کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے فرمایا اس سے مراد قوم ثوط کی بستیاں ہیں جو آٹ دی گئی تھیں ۲

أَتَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ

اُن کے رسول اُن کے پاس نشانیاں لے کر آئے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں ہے کہ اُن پر ظلم کرے

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝ وَالْمُؤْمِنُونَ وَ

لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے۔ اور مومن مسرد اور

الْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

مومن عورتیں ایک دوسرے کے حامی ہیں۔ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں۔

وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَ

اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ اور وہ نماز قائم کرتے ہیں۔ اور

يُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ

زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ

سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ وَعَدَ

عزیز ہے ان پر اللہ تعالیٰ رحم کرے گا۔ بیشک اللہ تعالیٰ زبردست (اور) حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

مومن مردوں اور مومن عورتوں سے ایسی جنّتوں کا وعدہ کیا ہے جن کے نیچے نہریں

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي

بہتی ہوں گی، اور اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ مکانات (کا بھی وعدہ کیا ہے) ایسی

جَنَّاتٍ عَدْنٍ ط وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ أَكْبَرُ ذَٰلِكَ هُوَ

جنّتوں میں جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رضامندی سے بڑی نعمت (ہوگی)۔ یہی تو بڑی

الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ

کامیابی ہے۔ اے نبی! تو کافروں اور منافقین کے ساتھ

الْمُنَافِقِينَ وَاعْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ

جہاد کرے اور اُن پر سختی کر۔ اور اُن کا ٹھکانا جہنم ہے۔

وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ يَخْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ

اور وہ لوٹ کر جانے کی بری جگہ ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے (ایسا) نہیں کہا حالانکہ انھوں نے

۱۰ جنت عدن :-

عدن کے لغوی معنی ہیں رہنا، بسنا،

کسی جگہ مقیم ہونا۔ یہ مصدر ہے اور اس کا فعل

باب ضوب اور فحور سے آتا ہے۔ جنت

عدن کے معنی ہیں رہنے، بسنے کے باغات،

یعنی وہ جنّتیں کہ جہاں ہمیشہ رہنا ہوگا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۵۵)

اور تفسیر قرآنی ص ۱۱۲ و ص ۱۱۳ پر بحوالہ تفسیر

مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول

ہے کہ عدن اللہ تعالیٰ کا وہ مکان ہے جس کو نہ کسی

آنکھ نے دیکھا نہ کان نے سنا۔ اور نہ کسی انسان کے

دل میں جس کا وہ ہم تک گزرا اور اس میں سوائے تین

قسم کے لوگوں کے اور کوئی نہیں ہے گا (۱) انبیاء۔

(۲) والصدقہ یقین (۳) والمشہد۔ اور خداوند عالم اس

مکان کے بارے میں فرمائے گا کہ خوشحال اُس کے جو اس

میں داخل ہو۔

اور انفصال میں انہی حضرت سے منقول ہے

کہ اگر کوئی شخص پسند کرے کہ اس کی زندگی میری کی زندگی

ہو، اور اُس کی موت میری سی موت اور اس کو چڑگا

عالم میری جنت میں جگہ دے۔ جس کا خدا تعالیٰ نے وعدہ

فرمایا ہے اور جسے جنت عدن سے موسوم فرمایا۔

اور اپنے بندگان سے بنایا اور کن ذہکون

فرمانے سے اُسے پیدا کیا ہے تو اُس کو لازم ہے کہ

علی ابن ابی طالب سے اور اُن کے بعد

اُن کی اولاد سے محبت رکھے ۛ

۱۱ جہاد الکفار والمنفقین :-

تفسیر قرآنی ص ۱۱۲ پر امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے جہاد کیا اور

حضرت علی علیہ السلام نے منافقوں سے جہاد کیا۔ اور

حضرت علی علیہ السلام کا جہاد دراصل رسول اللہ صلی

کا جہاد تھا ۛ

قَالُوا كَلِمَةً الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بِعَدَاةِ إِسْلَامِهِمْ

کفر کا کلمہ ضرور کیا ۔ اور وہ اپنے اسلام کے بعد کافر ہو گئے ۔ اور

هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ

انہوں نے ایسی بات کا ارادہ کیا جسے نہ کر سکے ۔ اور وہ نہیں بگڑے مگر اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ اور اس

اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ

کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا ۔ پس اگر وہ توبہ کر لیں تو ان کیلئے

خَيْرًا لَهُمْ وَإِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبُهُمُ اللَّهُ عَذَابًا

بہتر ہوگا ۔ اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو اللہ تعالیٰ انہیں دنیا اور آخرت میں دردناک

الِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ

عذاب سے معذب کرے گا ۔ اور ان کے لئے زمین پر نہ کوئی سرپرست

مِنْ وَّلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ

ہوگا ، اور نہ کوئی مددگار ۔ اور ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے

اٰثَنًا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوفُنَّ مِنْ

یہ عہد کیا ہے کہ اگر وہ ہمیں اپنے فضل سے دے گا تو ہم ضرور صدقے دیں گے ، اور ہم ضرور نیکو کاروں میں سے

الصّٰلِحِيْنَ ۝ فَلَمَّا اٰثَمُوْا مِنْ فَضْلِهِ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا

ہو جائیں گے ۔ پس جب اس نے انہیں اپنے فضل سے دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگ گئے ۔ اور

وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

پٹ گئے ، اور وہ توڑو گردانی کرنے لگے ہی ہیں ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں اس دن تک کیلئے نفاق

اِلٰى يَوْمٍ يَلْقَوْنَہٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا

پیدا کر دیا ۔ جس دن کہ وہ خود اس سے ملاقات کریں گے اس لئے کہ جو وعدہ انہوں نے خدا سے کیا تھا اسکے خلاف

كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ۝ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَ

کیا اور اسلئے بھی کہ وہ جھوٹ بول کر رہے تھے ۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے راز اور ان کی سرگوشی (سبھی کو)

نَجْوَاهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلٰمُ الْغُیُوْبِ ۝ الَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ

جانتے ہیں ۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام پوشیدہ باتوں کا خوب جاننے والا ہے ۔ وہ لوگ جو مومنوں میں سے

۱۰ هَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا :-

تفسیر قرآنی ص ۱۲ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کعبہ اللہ میں باہمی قسم کھائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امر خلافت کو بنی ہاشم میں نہ رہنے دیں گے ۔ یہ تو ان کا کفر تھا ۔ اور پھر کھائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گھات میں جا بیٹھے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا ۔ یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے ، وہ ہوا بہا لہ ینالوا ۱۰

الْمُطَّوِّعِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الصَّدَقَاتِ وَالَّذِينَ

بخوشی صدقہ دینے والوں کو ملے صدقوں کے بارے میں الزام دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں کو

لَا يَجِدُونَ إِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُونَ مِنْهُمْ سَخِرَ اللَّهُ

اپنی محنت کے سوا کچھ پیش نہیں آتا ملے یہ تو ان سے بھی تمسخر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں

مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۱۱ اَسْتَغْفِرُ لَهُمْ أَوْ لَا

تمسخر کی نذر ہے گا ملے افسان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (اے رسول) تم ان کیلئے مغفرت چاہو، یا تم ان

تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرُ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً

کیلئے مغفرت نہ چاہو۔ اگر تم ان کے لئے ستر بار بھی مغفرت نہ چاہو گے۔

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَ

تو بھی اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز نہیں بخشے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کیساتھ

رَسُولِهِ ۖ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝۱۱۲ فَرَحَ

کفر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کی رہبری نہیں کرتا۔ پیچھے بیٹھ

الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَرِهُوا

رہنے والے رسول اللہ کے پیچھے اپنے ہیٹھ رہنے پر خوش ہو گئے۔ اور انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا

أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کریں۔ اور

قَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ

انہوں نے کہا کہ گرمی میں (جہاد کیلئے) نہ نکلو۔ (اے رسول) کہہ دو کہ دوزخ کی آگ سخت گرم ہے۔

لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝۱۱۳ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا

کاش کہ وہ سمجھتے ہوتے۔ پس انہیں چاہئے کہ وہ تھوڑا ہنس لیں، اور زیادہ روتیں ملے

كَثِيرًا ۚ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝۱۱۴ فَإِنْ رَجَعَكَ اللَّهُ

جو کچھ وہ کرتے رہے تھے، یہ اس کی سزا ہے۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ تجھے ان میں سے

إِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ فَاسْتَأْذِنُوكَ لِلْخُرُوجِ فَقُلْ

کسی گروہ کی طرف واپس لائے، اور وہ تم سے نکلنے کی اجازت مانگیں، تو تم کہہ دینا

۱۱۱۔ المٹو عین :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمری مکتبہ ہے کہ
سالم ابن عمیر انصاری ایک صاع کھجوریں لایا، اور
عرض کی یا رسول اللہ! آج رات بھر میں اجرت پر
کام کرتا رہا۔ اور دو صاع خرما میں نے کھائے۔ ایک
صاع تو رکھ لیا ہے اور ایک صاع خدا کو قرض دینا چاہتا
ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان صاع
بھر خیروں کو صدقات میں شامل کر لو۔ اس پر منافقوں
نے ہنسی اڑائی۔ اور یہ کہا کہ اللہ اس صاع سے بے
نیاز ہوتا تو خوب تھا۔ بھلا اس صاع کو اللہ تعالیٰ کیا
کرے گا۔ لیکن ابو عقیل نے چاہا کہ اپنے آپ
کو یاد دلانے تک کہ آئندہ صدقات میں سے
اس کو کچھ ملا کرے۔ اس وقت یہ آیت نازل
ہوئی ۛ

۱۱۲۔ الجہد ہم :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۲ پر ہے کہ مطلب ہے
کہ جو کچھ مقبوضا بہت میسر آتا ہے وہ تصدق کر دیتے ہیں
اور حدیث میں آیا ہے کہ سب سے بہتر صدقہ مفلس کا صدقہ
ہے۔ جتنا بھی اسے میسر ہو ۛ

۱۱۳۔ سخر اللہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام
رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ
اللہ تعالیٰ ان کو ان کے ہنسنے کا بدلہ دے گا ۛ

۱۱۴۔ ولیمکوا کثیرا :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۲ پر ہے کہ یہ آیت منافقوں کی
دنیا اور آخرت کی حالت کی خبر دیتی ہے۔ یعنی دنیا کی چند
روزہ زندگی میں تو یہ ہنس لیں گے اور عاقبت میں اب
الابادہ کے لئے روتے رہیں گے۔ امر کے صیغے اس لئے
استعمال کئے گئے ہیں تاکہ یہ سمجھ لیں کہ ایسا مستحکم اور جزا ہو
گا۔ اور ہنسنے اور روتے کا جو لفظ استعمال فرمایا یہ خوشی اور
رنج کی طرف اشارہ ہے ۛ

لَنْ تَخْرُجُوا مَعِيَ أَبَدًا وَلَنْ تُقَاتِلُوا مَعِيَ عَدُوًّا

تم ہرگز میرے ساتھ کبھی بھی نہ نکلو گے۔ اور تم ہرگز میرے ہمراہ ہو کر کسی دشمن سے جنگ نہیں کرو گے۔

إِنَّكُمْ رَضِيتُمْ بِالْقُعُودِ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوا مَعَ

بیشک تم تو پہلی مرتبہ ہی (گھروں میں) بیٹھ رہنے پر راضی ہو گئے تھے۔ پس تم بھی تیغچے رہنے والوں کیساتھ

الْخُلَفَاءِ ۚ وَلَا تُصِلْ عَلَى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَ

بیٹھے رہو ۛ اور (اے رسول) ان میں سے کوئی مر جائے تو تم اس پر بھی نماز (جنازہ) نہ پڑھو۔ اور

لَا تَقُمْ عَلَى قَبْرِهِ ۚ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا

نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو ۛ یقیناً انھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا۔ اور وہ نافرمانی

وَهُمْ فَاسِقُونَ ۚ وَلَا تُعْجِبْكَ أَمْوَالُهُمْ وَأَوْلَادُهُمْ إِنَّمَا

کی حالت میں ہی سرگئے۔ اور ان کے مال اور اولاد تمھیں تعجب میں نہ ڈالیں۔ ماسوا اسکے نہیں ہے

يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُعَذِّبَهُمْ بِمَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ أَنْفُسُهُمْ

کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعے سے ان کو دنیا کی زندگانی میں عذاب دے ۛ اور انھی جانیں اس حالت

وَهُمْ كَافِرُونَ ۚ وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ أَنْ آمِنُوا بِاللَّهِ

میں نکلیں کہ وہ کافر ہوں۔ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ

وَجَاهِدُوا مَعَ رَسُولِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ

اور اس کے رسول کے ساتھ ہو کر جہاد کرو، تو ان میں سے دولت مند لوگ تجھ سے اجازت مانگتے ہیں

وَقَالُوا ذَرْنَا نَكُنْ مَعَ الْقُعْدِيِّينَ ۚ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا

اور کہتے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو۔ ہم تیغچے رہنے والوں کے ساتھ رہ جائیں۔ وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ

مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۚ

تیغچے رہنے والوں کے ساتھ رہیں ۛ اور ان کے دلوں پر نشان لگا دیا گیا ہے۔ پس وہ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔

لَكِنَّ الرِّسُولَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

لیکن یہ رسول، اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے، انھوں نے اپنے مالوں اور اپنی

وَأَنْفُسِهِمْ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۚ

جانوں کیساتھ جہاد کیا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے سب خوبیاں ہیں ۛ اور یہی وہ لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔

۱۵ مع الخلفین :-

تفسیر قتابی ص ۱۳ پر ہے کہ یہ حکم بتاتا ہے کہ غزوہ تبوک کے وقت جن لوگوں نے تیغچے رہ جانا چاہا تھا ان کے نام غازیوں کے دیوان سے خارج کر دیئے گئے تھے ۛ

۱۶ قبرہ :-

تفسیر قتابی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی میت کے جنازہ کی نماز پڑھتے تو ایک ساعت اُس کی قبر پر بیٹھ رہتے تھے اور اُس کے حق میں مافریا کرتے تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی اور ان کی قبر پر کھڑے ہونے کی اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرنے کی ممانعت فرمادی۔ اور اُس کے دو سبب بھی ارشاد فرمائے: انھو کفر و ابا للہ و رسولہ و ماتوا وھو فسقون ۛ

۱۷ ان یعدن یتھو :-

تفسیر قتابی ص ۱۳ پر لکھا ہے کہ اولاد کے ذریعے تو عذاب اس طرح ہوتا ہے کہ بچپن میں انکی بیماریوں کی مصیبتیں پھیلنے پڑتی ہیں۔ اور بڑے ہو جانے پر ان کی نافرمانی کا رنج اٹھانا پڑتا ہے۔

اور مال کے ذریعے سے اس طرح عذاب ہوتا ہے کہ منافق ہونے کے سبب خمس و زکوٰۃ نکالنا اور اس مال میں سے راہ خدا میں کچھ خرچ کرنا گراں گذرتا ہے ۛ مع الخوالف :-

تفسیر قتابی ص ۱۳ پر ہے کہ خوالف خالفۃ کی جمع ہے۔

اور تفسیر غیاثی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مع الخوالف کے معنی مع التسلو منقول ہیں یعنی عورتوں کے ساتھ ۛ

۱۸ لھم الخیارات :-

تفسیر قتابی ص ۱۳ پر ہے کہ یہاں خیارت سے مراد ہے دونوں جہان کا نفع۔ دنیا میں تو نصرت خدا اور مال غنیمت اور عاقبت میں جنت اور نعمات جنت ۛ

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسی جنتیں تیار کی ہوتی ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں

فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ

گئے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور بددلوں میں سے عذر کرنے والے آئے۔

الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَ

کہ ان کو بھی (بیٹھنے کی) اجازت دی جائے۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے جھوٹ بولا،

رَسُولَهُ سَيُصِيبُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

اور بیٹھ ہے۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے کفر کیا، ان کو عنقریب دردناک عذاب پہنچے گا۔

لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَى وَلَا عَلَى الَّذِينَ

نہ کمزوروں کے ذمہ کوئی الزام ہے نہ اوروں مریضوں کے ذمہ، اور نہ ان کے ذمہ جن کو

لَا يَجِدُونَ مَا يَنْفِقُونَ حَرْجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

خرج کرنے کے لئے کچھ میسر ہی نہیں آتا۔ جبکہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے خیر خواہ ہوں۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ ۝ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

میکے کرنے والوں پر بھی کوئی راہ (الزام) نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ

اور نہ ان لوگوں کے ذمہ کوئی الزام ہے جبکہ وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سوار کر دو تو تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی

مَا أَحْمَلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ

ایسی چیز نہیں ہے جس پر تمہیں سوار کروں۔ تو وہ اس حالت میں واپس لوٹے کہ ان کی آنکھوں سے اس ٹم میں

حَزَنًا إِلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

آسو جاری تھے کہ وہ اپنے پاس خرچ کرنے کیلئے کچھ نہیں پاتے تھے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ الزام ان لوگوں پر ہے

يَسْتَأْذِنُوكَ وَهُمْ أَغْنِيَاءُ رَضُوا بِأَنْ يَكُونُوا مَعَكَ

جو تم سے اجازت مانگتے ہیں حالانکہ وہ مالدار ہیں۔ وہ اس پر راضی ہو گئے ہیں کہ وہ تمہیں رہنے والوں کے

الْخَوَالِفِ ۝ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

ساتھ رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر چھاپا لگا دیا ہے، پس وہ کچھ نہیں جانتے ہیں۔

۱۱
۹
۱۲

۱۱ علی الضعفاء :-

تفسیر تفسانی ص ۱۱۱ پر بحوالہ تفسیر تفسیر غزوہ تبوک

کے قفقہ میں لکھا ہے کہ سات آدمی آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں روتے ہوئے آئے :-

(۱) بنی عمرو بن عوف سے سالم بن عمیر، شیخ شخص ملے

اختلاف الروایات بدری تھا۔ (۲) ہرمی ابن عمیر

بنی واقف سے۔ (۳) علیہ ابن زید بنی حادہ میں سے

یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی عترت تصدق کر دی تھی۔

اس کا قفقہ یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے صدقہ کا حکم دیا تو لوگ صدقہ لانے لگے۔ پس

علیہ حاضر خدمت ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے

پاس تو کوئی چیز نہیں ہے جو تصدق کروں۔ ایک عترت

میں سے، سورہ خدا میں حاضر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا صدقہ قبول ہے۔ (۴) ابولہی

عبدالرحمن ابن کعب بنی مازن ابن النجار سے۔

(۵) عمرو ابن غنیمہ بنی سلمہ سے۔ (۶) سلمہ ابن صخر بنی

زریق سے۔ (۷) مضر ابن ساریہ بنی الغراء سے۔

یہ تھے وہ سب جو روتے ہوئے آئے تھے

اور یہ عرض کرتے تھے کہ یا رسول اللہ! ہم میں اس

امر کا کوئی مقدور نہیں ہے کہ آپ کے ساتھ چلیں۔

پس یہ آیت نازل ہوئی: و لیس علی الضعفاء

..... ما ینفقون تک۔

ان بچاے روتے والوں نے جوتے تک

پہننے کو مانگے تھے۔ مطلب یہ تھا کہ اگر اتنا بھی میسر

ہوتا تو ساتھ چلے جاتے۔

❖ ❖ ❖ ❖ ❖ ❖

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 11 & 12

Page 261 - 312

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذْ أَرْجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ قُلْ لَا تَعْتَذِرُوا

وہ تمہارے پاس عذر بنا کر لائیں گے جب تم ان کے پاس لوٹ کر آؤ گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم عذر داری نہ کرو۔

لَنْ تُؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ تَبَيَّنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ وَسَيَرَى اللَّهُ

تم ہرگز تمہاری بات کا یقین نہیں کریں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہاری خبریں بتادی ہیں۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ

عَمَّاكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تَرْدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

اور اس کا رسول تمہارے عمل کو دیکھ لیں گے۔ پھر تم بدشعیدہ اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

فَيَذِثُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا

پس وہ تمہیں بتلا دے گا جو کچھ کرتے کیا کرتے تھے۔ عنقریب وہ تمہارے پاس آکر جبکہ تم ان کے پاس

أَنْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِنُعَرِّضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ

پلٹ کر آؤ گے، اللہ تعالیٰ کی قسم کھائیں گے کہ تم ان سے درگزر کرو۔ پس تم ان سے درگزر کرو۔ یقیناً وہ

رَجَسٌ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۚ

پلید ہیں۔ اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ یہ بدلہ ہے ان کے اعمال کا جو وہ کمسایا کرتے تھے۔

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ

وہ تمہارے سامنے اس لئے قسم کھاتے ہیں کہ تم ان سے رضامنی ہو جاؤ۔ پھر اگر تم ان سے رضامنی (بھی) ہو جاؤ تو یقیناً

لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ۚ الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا وَ

اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم سے راضی نہیں ہوگا۔ بدو لوگ تلہ کفر اور نفاق میں بہت سخت

نِفَاقًا وَاجْدَارُ الْأَيْكُلُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ

ہیں تلہ اور اس کے زیادہ لائق ہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر نازل کیا، اس کی حدود کو نہ جائیں۔

وَاللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۚ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ

اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا ہے۔ اور بدوؤں میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے، وہ

مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُّ بِكُمْ الدَّاءِ بِرْ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ

اسے تاوان ٹھہرتا ہے۔ اور تم پر زمانہ کی گردشوں کا انتظار کرتا ہے۔ بری گردش انہی پر ہے۔

وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۚ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ

اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اور بدوؤں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے

فانزل ۲

۱۱ سَيَحْلِفُونَ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۴ پر بحوالہ تفسیر

قہمی لکھا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم غزوہ تبوک سے واپس آئے تو

آنحضرت کے مومن اصحاب منافقوں پر

اعتراض کرنے لگے اور تکلیفیں پہنچانے

لگے، اور منافق قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ ہم حق پر

ہیں۔ اور عرض ان کی یہ تھی کہ وہ ان کو تکلیف دینے

سے باز رہیں، اور ان سے راضی ہو جائیں۔ اس پر اللہ

تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

۱۲ فَإِنْ تَرْضَوْا :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص

آدمیوں کو ناراض کر کے خدا کی رضامندی کا طلبگار

ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے گا۔

اور جو شخص اللہ کو ناراض کر کے آدمیوں کی رضامندی

کا طالب ہوگا، اللہ تعالیٰ خود بھی اس سے ناراض

ہوگا اور آدمیوں کو بھی اس سے ناراض کر دیگا :-

۱۳ الْأَعْرَابُ :-

اس لفظ کے لغوی معنی گنوار اور بدو کے ہیں۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسماعیل

علیہ السلام کی اولاد عرب ہے، اور اعراب دراصل

اسی کی جمع ہے، جو صحرا نشینوں کا علم قرار دیا گیا ہے

لیکن مجدد الدین فیروز آبادی نے قاضیوں میں تفسیر

کی ہے کہ اعراب بادیرہ نشین عربوں کو کہتے ہیں۔ اس

کا واحد نہیں ہے، جمع اعراب آتی ہے سبب یہ ہے

لکھا ہے کہ اعراب صیغہ جمع کا ہے، لیکن لفظ عرب

کی جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیشاپوری کا بیان ہے

کہ اہل لغت دجلہ عربی میں اس شخص کو کہتے ہیں

جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہو تو ہے۔ اور

جس طرح مجوس مجوسی کی اور یهود یهودی

کی جمع ہے، اسی طرح عرب عربی کی جمع ہے جب

کسی اعرابی سے یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے

پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی

کہہ دیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے۔ اس لیے جو

عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو

بادیرہ نشین ہو وہ اعرابی :- (لغایت القرآن لغاتی

جلد ۱ ص ۱۴۵)

۱۴ أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۴ پر ہے کہ بقایا اہل شہر کے

بوجہ اپنی وحشت اور قساوت قلب اور جو رجحان کے زیادہ سخت ہیں۔ اور چونکہ خدا کا کلام سننے اور عالموں کی حالت دیکھنے سے دُور رہتی ہے، یہ بھی ان کی شدت کا باعث ہے :-

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرْبًا عِنْدَ اللَّهِ وَ

دن پر ایمان لاتا ہے اور جو کچھ وہ خرچ کرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی قربت کا اور رسول کی دعاء کا

صَلَوَاتِ الرَّسُولِ إِلَّا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي

ذریعہ سمجھتا ہے۔ آگاہ ہو جاؤ یہ والہی اُن کیلئے قربت کا ذریعہ ہوگا۔ عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۹۹ وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ

داخل کرے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور مہاجرین اور انصار میں سے لے (ایمان لانے میں)

مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ

سب سے پہلے سبقت کرنے والے لے اور وہ لوگ جنہوں نے مسکینی میں اُن کا اتباع کیا لے

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا

ان سے اللہ تعالیٰ راضی ہو گیا اور وہ اُس سے راضی ہو گئے۔ اور اُس نے اُن کیلئے ایسی جنتیں تیار کر رکھی ہیں۔

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۱۰۰ وَمِمَّنْ

جتنے نیچے نہیں بہتی ہیں، اُس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور کچھ تھکے

حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنْفِقُونَ ۱۰۱ وَمِنَ أَهْلِ الْمَدِينَةِ

اور گرد کے بدوؤں میں سے منافق ہیں، اور کچھ اہل مدینہ میں سے (بھی)

فَرَدُّوا عَلَى النَّفَاقِ لَا يَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُم مَّرَّتَيْنِ

نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے رسول) تم انکو نہیں جانتے ہم اُن کو جانتے ہیں۔ عنقریب ہم انہیں دو دفعہ عذاب دیں گے

ثُمَّ يَرْدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ ۱۰۲ وَآخَرُونَ اعْتَرَفُوا بِذُنُوبِهِمْ

پھر وہ بہت بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ اور دوسرے (وہ ہیں) جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کر لیا

خَطُّوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَسِيئًا عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ

انہوں نے نیک عمل کو بڑے عمل کے ساتھ ملا دیا۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی توبہ قبول

عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۰۳ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً

کر لے لے یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ تو اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے۔ اور اُسکی بدولت

تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلَّ عَلَيْهِمُ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ

تو انہیں پاک کر اور اُن کا تزکیہ کر، اور اُن کیلئے دعا کر۔ یقیناً تمہاری دعا اُن کیلئے تسکین (کا باعث)

لَهُ وَالسَّابِقُونَ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ ان سے امت کے نقیب مراد ہیں یعنی حضرت

ابو ذر، مقداد سلیمان فارسی، عمار

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ہر شخص جو ایمان

لایا اور جس نے تصدیق کی، اور ولایت

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام پر قائم رہا

لے المهاجرین :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ نہج البلاغہ لکھا

ہے کہ اسم ہجرت کسی شخص پر راست نہ آئے گا جب

تک کہ وہ زمین خدا پر جو حجت خدا ہے اُسے پہچانتا

ہو، پس جس نے حجت خدا کو پہچانا وہی مہاجر ہے

لے بإحسان :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر

عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث

میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے مہاجرین اولین کا

ذکر بوجہ انکی سبقت کے پہلے درجہ پر شروع

فرمایا۔ پھر ان کے بعد دوسرے درجہ پر

انصار کا ذکر کیا۔ پھر تیسرے درجہ کی میں

اتباع کرنے والوں کا ذکر فرمایا۔ پس اللہ

تعالیٰ نے ہر قوم کو ان کے درجوں اور منزلوں

میں رکھا :-

لے عَسَىٰ اللَّهُ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن لوگوں کا

اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے وہ ایسے لوگ ہیں کہ باوجود

ایمان کے وہ ایسے گناہ کرتے ہیں جسے مومن عیب

لگاتے ہیں، اور مجرا جانتے ہیں، ان کی نسبت خدا

نے فرمایا ہے :- عَسَىٰ اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے اسی آیت کی

تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جہاں

لفظ عَسَىٰ منسوب وہاں وجوب کے معنی رکھتا ہے۔

اور یہ آیت ہمارے گناہگار شیعوں کے حق میں

نازل ہوئی ہے :-

لَهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۸۳﴾ أَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبَلُ

ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ کیا انھیں اس بات کا علم نہیں کہ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی

التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ

توبہ قبول کرتا ہے۔ اور صدقے لیتا ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے

التَّوَابُ الرَّحِيمُ ﴿۸۴﴾ وَقُلْ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ

بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور کہہ دو کہ تم عمل کئے جاؤ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور کمال صفت

وَالْمُؤْمِنُونَ وَسَيُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ

مؤمنین تمہارے اعمال کو دیکھ لیں گے اور عنقریب تم پر شہید اور ظاہر کے جاننے والے کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۵﴾ وَآخَرُونَ مُرْجُونَ لِأَمْرِ اللَّهِ إِمَّا

کیا کرتے تھے اس سے وہ تم کو آگاہ کر دے گا۔ اور دوسرے (وہ ہیں) جو خدا کے حکم کے امیدوار کئے گئے ہیں۔ خواہ وہ ان

يُعَذِّبُهُمْ وَإِمَّا يَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿۸۶﴾ وَالَّذِينَ

پر عذاب کرے اور خواہ ان کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے

اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضَرَارًا وَكُفْرًا وَتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ

ایک مسجد بنائی ضرر پہنچانے، اور کفر (پھیلانے) اور مؤمنوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے،

وَارْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ مِنْ قَبْلُ وَلَيَحْلِفَنَّ

اور اس شخص کو گھات کا موقع دینے کے لئے جو پہلے سے اللہ اور اس کے رسول سے لڑتا رہا۔ اور وہ ضرور تمہیں کھا کر

إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ﴿۸۷﴾ لَا

یہ کہیں گے کہ ہمارا ارادہ سوائے نیکی کے اور کچھ بھی نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔ تو اس مسجد

تَقُمْ فِيهِ أَبَدًا لِّلْمَسْجِدِ أُسُسٌ عَلَىٰ التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ

میں کبھی بھی (نماز کیلئے) کھڑا نہ ہو۔ البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن تقویٰ پر رکھی گئی، زیادہ حق دار ہے کہ تو اس میں

أَنْ تَقُومَ فِيهِ فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ

(نماز کیلئے) کھڑا ہو۔ اس میں ایسے آدمی ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے

يُحِبُّ الْمُطَهَّرِينَ ﴿۸۸﴾ أَفَمَنْ أَسَّسَ بُنْيَانَهُ عَلَىٰ تَقْوَىٰ مِنْ

والوں کو دوست رکھتا ہے۔ کیا وہ شخص بہتر ہے جس نے اپنی بنیاد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے

مَنْزِل

اس آیت میں روایت خدا و رسول اور مؤمنوں کو سلسلہ وار ایک جگہ ذکر کیا گیا ہے، لیکن روایت تینوں درجات میں یکساں نہیں۔ نحو میں کہتے ہیں یہاں "س" استقبال کے واسطے ہے، اور مراد یہ ہے کہ قیامت میں خدا و رسول اور مؤمنین اعمال کو دیکھیں گے، لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر "س" استقبال کے معنوں میں لیا جائے تو کفر محض ہے کیونکہ نفی و تہ باری تعالیٰ لازم آتی ہے کہ اس وقت خدا ہمارے اعمال کو نہیں دیکھتا، اور ان سے بے خبر ہے۔ اور یہ مطلقاً محال ہے، اور کفر۔

حق یہ ہے کہ یہ الفاظ ہر ایک مقام پر یہی معنی نہیں دیتے بلکہ کلام خدا میں اکثر اس قسم کے الفاظ نیز الفاظ ترجمی و تمنی وغیرہ تاکید کے واسطے استعمال ہوتے ہیں۔ یا بمعنی دوام و استمرار۔ اور یہ بات قرآن سے معلوم ہوتی ہے، یہ صحیح ہے کہ سین و سوف استقبال کیلئے بھی آتے ہیں، جیسا کہ اس آیت کے دوسرے جزو یعنی ستردون، الی علم الغیب والشہادۃ میں ہے، جس سے مراد قیامت ہے، اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کے جزو اول فسیری اللہ میں "سین" استقبال کیلئے نہیں ہے، اور یہ غلط ہے کہ اس روایت سے مراد روایت قیامت ہے، کیونکہ روایت قیامت کا ذکر آیت کے دوسرے جزو ستردون میں موجود ہے پس ضرور اس روایت سے روایت دنیا ہی مراد ہے، کہ یہاں ہمارے اعمال کو خدا اور رسول خدا اور مؤمنوں دیکھتے ہیں، اور مؤمنوں سے مراد امام ہیں۔

اس شبہ کا جواب کہ خدا، رسول اور مؤمنوں کی روایت یکساں ہے، یہ ہے کہ اگر آیت مذکورہ میں تعلق روایت یعنی عملکم تمام موضوعات کے آخر میں مذکور ہوتا، تو بے شک سب کی روایت یکساں ہوتی لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ عملکم بعد لفظ اللہ کے مذکور ہوا ہے، جو تعلق ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ عمل سے بالذات صرف روایت خدا کو تعلق ہے، اور اسی کی روایت حقیقی اور اصلی ہے۔ اور رسول خدا اور ائمہ ہدیٰ کی بالعرض وبالشیعہ من جانب اللہ لہذا روایت یکساں نہیں۔ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب کسی شخص میں موضوع متعدد ہوں، اور محمول ایک جیسا کہ اس آیت میں موضوع تین ہیں، خدا، رسول، امام۔ اور محمول ایک یعنی روایت اعمال۔ پس اگر محمول بعد موضوع اول مذکور ہو تو موضوع اول پر حمل حقیقی ہو اور باقیوں پر حمل العرض۔ اور یہاں ایسا ہی ہے کہ

عملکم بعد لفظ اللہ مذکور ہوا، اور باقی موضوعات بعد میں۔ لہذا حمل روایت اعمال اللہ حقیقی ہے پیغمبر و امام پر عرضی، لہذا سب روایت میں یکساں ہوتے۔ (مواعظ حسنة ص ۱۴۳) تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں المؤمنون سے مراد ہم ائمہ ہیں۔ اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر صحیح کو کل بندوں کے اعمال نیک ہوں یا بد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں، پس تم ڈرتے رہو۔ اور تم میں سے ہر شخص اس بات سے حیا کرے کہ اس کے بد اعمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش ہوں۔ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن یا کافر نہیں مرتا اور قبر میں نہیں رکھا جاتا جب تک کہ اس کے اعمال جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب

اللَّهُ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ أَم مِّنْ أَسْسٍ بُنْيَانَهُ عَلَى شَفَا

اور اسکی خوشنودی پر مدھی یا وہ شخص جس نے اپنی (نمارت کی) بنیاد گرنے والی کھائیوں کے کنارے

جُرْفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

پر مدھی۔ پھر وہ اُس کو ساتھ لے کر جہنم کی آگ میں جاگرا۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کی رہبری

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِي بَنَوْا رِيبَةً فِي

نہیں کرتا۔ اُن کی بنیاد جنھوں نے یہ (سجد) بنائی تھی ہمیشہ اُن کے دلوں میں

قُلُوبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَقَطَّعَ قُلُوبُهُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنَّ

فلک کا باعث بنی رہے گی۔ یہاں تک کہ دلوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا جاننے والا حکمت والا ہے۔

اللَّهُ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنْ لَهُمْ

بیشک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس (قیمت) پر خرید لیا ہے کہ اُن کیلئے جنت

الْجَنَّةُ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ

ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑیں گے۔ پس وہ قتل کریں گے، اور قتل کئے جائیں گے۔

وَعَدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ وَمَنْ

اس پر سچا وعدہ تورات اور انجیل اور قرآن میں (موجود ہے)۔ اور اللہ تعالیٰ

أَوْفَى بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ

سے زیادہ اپنے عہد کو پورا کرنے والا اور کون ہوگا۔ پس تم اس سوچے سے جو تم نے اس کے ساتھ کیا ہے خوش

بِهِ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَمْدُونَ

ہو جاؤ۔ اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ (وہ مومن) توبہ کرنے والے (اللہ کی) عبادت کرنے والے (اسکی) حمد کرنے والے

السَّائِحُونَ الرَّاكِعُونَ السَّجِدُونَ الْأُمَرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

(اللہ کی راہ میں) سفر کرنے والے رُکوع کرنے والے سجد کرنے والے نیکیوں کا حکم دینے والے،

وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفَظُونَ لِحُدُودِ اللَّهِ وَبَشِّرِ

اور مومنوں سے منع کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدود کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور خوشخبری دے

الْمُؤْمِنِينَ ۝ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا

(ان) مومنوں کو۔ نبی اور ایمان لائے یہ مناسب نہیں کہ وہ مشرکین کیلئے مغفرت

لَهُ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى :-

تفسیر صافی ص ۲۱۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت ائمہ معصومین علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے، اس میں وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو انکے غیر میں جائز نہیں، اس لئے کہ الامرون بالمعروف وہی ہونگے جو ہر معروف کو پہچانتے ہوں، خواہ وہ چھوٹی ہو، یا بڑی۔ موٹی ہو، یا باریک۔ اسی طرح الناهون عن المنکر وہی ہیں جو ہر چھوٹے ہو، منکر کو پہچانتے ہیں، اور المحافظون لحدود اللہ وہی ہو سکتے ہیں جو چھوٹی بڑی، موٹی باریک حدود خدا کو پہچانتے ہوں۔ اور یہ مفتیں سوائے ائمہ معصومین کے کسی دوسرے میں پائی نہیں جاتی۔ نوح البلاء غم میں منقول ہے کہ تہذیبی جانوں کی قیمت سوائے جنت کے اور کوئی بھی چیز ہرگز نہیں سکتی۔ پس سوائے جنت کے اور کسی چیز کے لئے اپنی جانوں کو نہ بیچو۔

لمتوجہ :- اس آیت مجیدہ میں اللہ تعالیٰ نے کل مومنین سے سودا نہیں کیا، بلکہ مومنین کے ایک قلیل گروہ سے کیا ہے، کیونکہ مومنین بے اور قس یہاں تبیضیہ ہے، اور مومنین پر الف لام دخل ہے۔ یعنی مومنین، یہاں الف لام استغراقی کامل صفاقی ہے، یعنی کامل صفت والے مومنین ایسے ایماندار جن کا ایمان کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اُن کی پہچان یتبانی ہے، کہ وہ جنگ کرتے ہیں۔ پہلے مخالفین کو قتل کرتے ہیں، پھر یہ مومنین کا قلیل گروہ سب کے سب خود قتل ہو جاتے ہیں۔ یہ حالت سوائے جنگ کر بلا کے اور کسی اسلامی جنگ میں نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جس قدر جہاد ہوئے اُن میں اکثر مسلمان مارے جاتے تھے، لیکن یہ کبھی نہیں ہوا کہ جس قدر لوگ جنگ میں شریک ہوئے ہوں، سب کے سب شہید کر دیئے گئے ہوں۔ صرف جنگ کر بلا ہی ایک ایسی جنگ تھی جس میں امام حسین علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں کا قتل ہو گیا، پھر ایک ایک کر کے شہید بھی ہو گئے۔ صرف امام زین العابدین علیہ السلام بچے۔ کیونکہ وہ شدید بیمار ہونے کی وجہ سے جہاد میں شریک نہ ہوئے تھے۔ جنگ میں جو بھی شریک ہوا وہ ضرور شہید ہو گیا۔ پس ہو سکتا ہے کہ جن کامل صفت مومنین کی شہادت کا ذکر اس آیت اشتہری میں ہے وہ امام حسین علیہ السلام اور آپ کے رفقاء ہی ہوں، کوئی اور نہ ہوں۔ اور تفسیر کافی کے حوالے سے اور پر لکھا جا چکا ہے کہ یہ آیت ائمہ علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور زبور میں بھی ہے جو ہماری کتاب استغفار حق عزاداری ... دیکھئے سے معلوم ہو سکتی ہیں یہاں گنجائش نہیں ہے

اس آیت میں ان شہدائے کی پہچان یہ بھی دی گئی ہے، کہ ان کا ذکر قرآن مجید کے علاوہ تورات اور انجیل میں بھی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ تورتہ انجیل اور زبور باوجود تحریف ہوجانے کے اب بھی واقعہ کر بلا بیان کر رہی ہیں۔ مثلاً تورتہ کی کتاب پر مہیاہ نبی کا فوجہ (LAMENTATIONS OF JEREMIAH) کے باب آیت ۱۷ میں ہے (THE TONGUE OF THE SUCKING CHILD CLEAVETH TO THE ROOF OF HIS MOUTH FOR WANT OF THIRST HE CRIETH FOR BREAD BUT NO ONE BREAKETH UNTO HIM) ترجمہ :- شیر خوار اصغر کی زبان پیاس کے مارے تالو سے چبٹ جائے گی۔ وہ روٹی مانگے گا، لیکن کوئی بھی اس کے لئے نہ توڑے گا۔ اسی طرح تورتہ میں اور مقامات پر بھی پریشین گونیاں موجود ہیں۔ اور انجیل

لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ

طلب کریں۔ اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں بعد اسکے کہ ان پر یہ بات ظاہر ہو چکی کہ

أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِابْنِهِ

وہ یقیناً دوزخ والے ہیں۔ اور ابراہیم کا اپنے بچے کے لئے مغفرت کی دعا کرنا

إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ

ایک وعدہ کی وجہ سے تھا جو اس نے اس سے کر لیا تھا، پھر جب اس پر ظاہر ہو گیا کہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا

لِلَّهِ تَبَرًّا مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ۝ وَمَا كَانَ

دشمن ہے، اس نے اس سے تبرّ کر لیا۔ یقیناً ابراہیم بہت نرم دل و بار تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں

اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يَبَيِّنَ لَهُم مَّا يَتَّقُونَ ۖ

کہ کسی قوم پر گمراہی کا حکم لگا دے بعد اسکے کہ اس نے انہیں ہدایت کی جب تک کہ ان کیلئے وہ رہنمائی نہ دیا کہ جو کچھ سے بچیں

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ

بچنا چاہیے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خوب جاننے والا ہے۔ یقیناً آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی

وَالْأَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ

کیلئے ہے۔ وہی زندہ رکھتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا نہ کوئی سرپرست ہے

وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝ لَقَدْ تَابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ

اور نہ مددگار۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی اور ان مہاجرین اور انصار پر مہربانی

وَالْأَنْصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ

مشرانی ۱۰ جنہوں نے غمی کی گھڑی میں اس کی پیروی کی۔ بعد اس کے کہ ان

مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهُ

میں سے ایک گروہ کے دل کج ہو جانے کے قریب تھے۔ پھر اس نے ان پر مہربانی فرمائی۔ یقیناً وہ

بِهِمْ رَعُوفٌ رَحِيمٌ ۝ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خَلَفُوا حَتَّىٰ

ان پر بہت شفقت کرنا لازم کرنا والا ہے۔ اور ان تین پر بھی (توبہ کی) جو تھکے چھوڑ دیئے گئے تھے۔ یہاں تک کہ

إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ

ان پر زمین باوجود مسرائی کے تنگ ہو گئی۔ اور ان کی جسامیں (بھی) ان پر

۱۰ تَابَ اللَّهُ ۝

تاب کا لفظ توبہ اور توبہ سے ماضی کا

صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔ باب تصر سے تاب

کے لفظی معنی ہیں: اس نے توبہ کی، وہ پھر آیا۔ وہ

گناہ سے باز آ گیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ اس نے معاف

کیا۔ توبہ اور توبہ لازم اور متعدی دونوں طرح

استعمال ہوتا ہے۔ تاب اللہ علی العبد جب بولا

جاتا ہے تو اس کے معنی آتے ہیں اللہ نے بندہ کو توبہ

کی توفیق دی، اور تاب العبد کے معنی ہیں: بندہ نے

توبہ کی۔ ارشاد ہے: ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمُ لِيَتُوبُوا۔

(پھر ان کو توبہ کی توفیق دی تاکہ وہ توبہ کریں) یا پھر

ان پر مہربان ہوا تاکہ وہ باز آجائیں، غرض جب

علی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو متعدی ہوتا ہے

اور مہربان ہونے اور توبہ کی توفیق دینے کے معنی ہوتے

ہیں۔ اور بغیر علی کے آتا ہے، تو لازم ہوتا ہے اور توبہ

کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔ (لغات القرآن لغات جلد

۲۰ ص ۲۰)

اس لئے یہاں مہربان ہونے کے معنی لینے ہی

ہیں، کیونکہ اگر توبہ کے معنی گناہ سے باز آنے کے

لئے جائیں تو ماننا پڑے گا کہ آنحضرت صلعم سے بھی

گناہ صادر ہوا جس کی توبہ ہوئی، حالانکہ یہ بالکل

غلط ہے، اور قول معصوم سے بھی اس کی تائید

ہوتی ہے۔

چنانچہ تفسیر مصافی ص ۲۱ پر بحوالہ احتجاج

طبرسی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بحوالہ کافی

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ دونوں

بزرگوار اس آیت کو یوں بیان فرماتے تھے کہ اللہ

تعالیٰ نے نبی صلعم کے ذریعہ مہاجرین کو توبہ کی توفیق

دی، یا ان پر مہربان ہوا۔

اور احتجاج طبرسی میں ابان بن تغلبہ روایت

ہے، کہ میں نے عرض کی، یا ابن رسول اللہ صلعم

عوام الناس تو اس طرح بیان نہیں کرتے جیسا کہ

آپ کے پاس ہے، آپ نے پوچھا: کہ اے ابان!

وہ کیونکر پڑھتے ہیں۔ انہوں نے کہا: وہ تو یوں

پڑھتے ہیں، لقد تاب اللہ... الخ آپ نے فرمایا

ویل ہو ان کے لئے، نبی کا کون سا گناہ تھا، جس کے

باعث میں خدا نے ان کی توبہ قبول کی، سوائے اس کے

نہیں ہے کہ توبہ ان کی اُمت کے لئے قبول کرنی

گئی۔

أَنفُسَهُمْ وَظَنُوا أَنَّ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ

تنگ آئیں۔ اور انھوں نے جان لیا کہ خدا کے غضب سے بھاگ کر نہیں اور نہ بھاگ سکتے اس کی طرف کے۔ پھر

تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ۝۱۱۸

اس نے انھیں توبہ کی توفیق دی تاکہ توبہ کر لیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اسے وہ لوگو!

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ ۝۱۱۹

جو ایمان لائے ہو تم خدا سے ڈرتے رہو۔ اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ اسے

لِأَهْلِ الْمَدْيَنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِنَ الْأَعْرَابِ أَنْ يَتَخَلَّفُوا

رہنے والوں کا، اور ان کے ارد گرد جو بدو رہتے ہیں ان کا یہ کام نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَنْ نَفْسِهِ

کے پیچھے رہ جائیں۔ اور نہ یہ کہ وہ اپنی جانوں کو اس کی جان سے عزیز رکھیں۔

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا فُتْنَةٌ

یہ اس لئے کہ انھیں خدا کی راہ میں نہ تو پیاس کی تکلیف پہنچتی ہے اور نہ کوئی تھکان، اور نہ کوئی بھوک۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطُونُ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا

اور نہ وہ کسی ایسی جگہ پر ملتے ہیں جس سے کافروں کو غصہ دلائیں۔ اور نہ

يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نِيلاً إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ

کسی دشمن سے کچھ لے لیتے ہیں، مگر یہ کہ اس کے بدلہ میں ان کیلئے نیک عمل لکھ لیا جاتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۱۲۰ وَلَا يُنْفِقُونَ

یقیناً اللہ تعالیٰ نیک کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ اور نہ وہ کوئی پھونٹا خرچہ

نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا

اور نہ بڑا خرچہ کرتے ہیں۔ اور نہ وہ کوئی وادی طے کرتے ہیں، مگر وہ بھی ان کیلئے

كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۲۱

لکھ لیا جاتا ہے۔ تاکہ جو جو عمل وہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ ان کو بہترین بدلہ دے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً ۝۱۲۲ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ

اور مومنوں کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب (گھروں سے) نکل پڑیں۔ پس ان کیلئے ہر جگہ گروہ میں سے

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ شَرِّهِمْ بَلَدٌ بَلَدٌ ۝۱۲۳ وَلَوْلَا تَدَارُكُنَا لَمَا

فلاں! اگر نہ ہوتا کہ ہر گروہ کے لیے ایک شہر مقرر کیا جاتا، تو ہمارے

لَمَّا تَدَارَكُنَا لَمَا كُنَّا بِأَمْنٍ ۝۱۲۴ وَلَوْلَا تَدَارُكُنَا لَمَا

ہم کو نہ ہوتا کہ ہر گروہ کے لیے ایک شہر مقرر کیا جاتا، تو ہمارے

لَمَّا تَدَارَكُنَا لَمَا كُنَّا بِأَمْنٍ ۝۱۲۵ وَلَوْلَا تَدَارُكُنَا لَمَا

ہم کو نہ ہوتا کہ ہر گروہ کے لیے ایک شہر مقرر کیا جاتا، تو ہمارے

لَمَّا تَدَارَكُنَا لَمَا كُنَّا بِأَمْنٍ ۝۱۲۶ وَلَوْلَا تَدَارُكُنَا لَمَا

ہم کو نہ ہوتا کہ ہر گروہ کے لیے ایک شہر مقرر کیا جاتا، تو ہمارے

لَمَّا تَدَارَكُنَا لَمَا كُنَّا بِأَمْنٍ ۝۱۲۷ وَلَوْلَا تَدَارُكُنَا لَمَا

ہم کو نہ ہوتا کہ ہر گروہ کے لیے ایک شہر مقرر کیا جاتا، تو ہمارے

۱۵ کو نوامع الصدقین :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر

علیہ السلام سے منقول ہے کہ صادقین

سے مراد ہم ہیں۔ اور امام رضا علیہ

السلام فرماتے ہیں کہ صادقین سے مراد

آئمہ علیہم السلام ہیں۔ اور تفسیر مجمع البیان

میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اس سے معیت آل محمد صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم مراد ہے۔

۱۶ ترجمہ :- اس آیت سے ثابت ہوتا

ہے کہ صادقین کچھ مخصوص بستیاں ہیں جن کے ساتھ

رہنے کا باقی مومنوں کو حکم دیا گیا ہے۔ اور ان کا

وجود ہر اس زمانہ میں ضروری ہے جس میں مومنین

کا وجود پایا جائے۔ چونکہ زمین کبھی حجت خدا سے

خالی نہیں رہتی، اور مومنین کا وجود بھی قیامت

تک باقی رہتا ہے، اس لئے صادقین کا وجود

بھی باقی رہنا ضروری ہے۔ اور یہ صادقین عام

لوگوں سے الگ ہیں۔ کیونکہ یہ ہستیاں جن کے

ساتھ رہنے کا حکم عام مومنوں کو ہے یہ صادقین

فرمانش معصوم کے مطابق آئمہ معصومین ہیں جنکی

آخری فرد اس زمانہ کے امام صاحب العصر علیہ

السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرجہ و سہل منجیہ۔

۱۷ فَلَوْلَا نَفَرَ :-

تفسیر صفائی ص ۲۱۹ پر بحوالہ علل الشرائع لکھا

ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ عرض کی گئی،

کہ ایک فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ

حدیث روایت کرتا ہے :- کہ اختلاف امتی حجتہ

میری امت کا اختلاف رحمت ہے، فرمایا: پیچ کہتے ہو

اس پر عرض کی گئی، کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو اجتناب

عذاب ہوگا۔ آپ نے فرمایا: کہ جس طرف تیرا اور انکا

خیال گیا ہے اس طرح نہیں ہے، بلکہ آنحضرت صلعم

کا قول خدا کی اس آیت کے مطابق ہے :- فَلَوْلَا نَفَرَ

مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ :- پس اللہ نے ان کو یہ

حکم دیا ہے، کہ ہر جماعت میں سے ایک ایک چھوٹا

گروہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں آئے، اور لوگ آنحضرت صلعم سے مسائل

سیکھیں، پھر اپنی قوم میں واپس جائیں، اور انہیں

تعلیم دیں۔ پس یہاں آنحضرت صلعم نے اختلاف

سے اختلاف البلدان، یعنی ایک شہر سے دوسرے

شہر میں آنا جانامراد لیا ہے، نہ کہ اختلاف فی دین اللہ

یعنی دین میں باہم مختلف رائیں رکھنا، اس لئے کہ

حقیقی مذہب و دین تو ایک ہی ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ جب لوگوں کی تعداد بڑھ گئی، تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گروہ تو نکل کر

جہاد کے لئے جائے، اور ایک گروہ ٹھہر کر فقہ حاصل کرے، اور جہاد کے لئے نکلنے والے باری باری بدلتے رہیں :-

كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا

ایک ایک چھوٹا سا جمعا اس غرض سے کیوں نہیں نکلتا کہ وہ دین کا علم حاصل کریں۔ اور جب وہ اپنی قوم

قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ﴿١٢٢﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

میں لوٹ کر آئیں تو ان کو ڈرائیں، تاکہ وہ رستہ سے انہیں - لے وہ لوگ! جو ایمان

آمَنُوا قَاتِلُوا الَّذِينَ يَلُونَكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ

لاپکے ہو۔ کافروں میں سے جو تمہارے قریب ہیں ان سے لڑو۔ اور یہاں سے کہ وہ تم میں سختی

غُلَظَةٌ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُتَّقِينَ ﴿١٢٣﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ

پائیں۔ اور جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمہ گیر گارن کے ساتھ ہے۔ اور جب کوئی سورت نازل کی

سُورَةٌ فَمِنْهُمْ مَّن يَقُولُ أَيْدِيكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ إِيمَانًا فَأَمَّا

جاتی ہے تو ان میں کوئی کہہ دیتا ہے کہ تم میں سے وہ کون ہے جسے ایمان میں اس سورت نے زیادتی کی ہے پس

الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿١٢٤﴾

وہ لوگ جو ایمان لاپکے، ان کے ایمان کو تو بڑھا دیتا ہے اور وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ

اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے۔ پس اس (سورت کے نازل ہونے) نے انکی نجاست پر اور نجاست بڑھا دی

وَمَا تَوْأَمَهُمْ كُفِرُونَ ﴿١٢٥﴾ أُولَٰئِكَ يَفْتَنُونَ

اور وہ مرگئے اس حال میں کہ وہ کافر تھے۔ کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں کہ یقیناً وہ ہر سال میں ایک بار یا

فِي كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ

دوبار آزمائے جاتے ہیں۔ پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے۔ اور نہ ہی نصیحت

يَذْكُرُونَ ﴿١٢٦﴾ وَإِذَا مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ إِلَى

حاصل کرتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے

بَعْضُ هَلْ يَرِيكُمْ مِّنْ أَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوا صَرَفَ اللَّهُ

ہیں۔ (اور کہتے ہیں) کیا تمہیں کوئی دیکھ رہا ہے؟ پھر وہ لوٹ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں

قُلُوبَهُمْ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ﴿١٢٧﴾ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ

کو پھرا رہنے دیا، کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو سمجھ سے کام نہیں لیتے۔ یقیناً تمہیں میں سے ایک رسول

۱۲۱۔ الذین یلونکم :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ہر قوم کے لئے واجب ہے کہ جو کافران سے اور امام سے قریب ہوں، ان سے لڑیں، اور جب تک اس کو طے نہ کر لیں، آگے نہ بڑھیں :-

۱۲۲۔ فزادتهم ایماناً :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جن کا گمان ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے، اور نہ گھٹتا ہے :-

۱۲۳۔ الی راجعہم :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں رجس کے مراد شک ہے :-

پایان

پہنچا چہ عسکرت فی مہیہ سلام سلام علیہ

بج کوئی کھٹکا ہو، یا دھماکہ ہو، اور نہ کوئی تار ہے، جو مٹائی دے، بلکہ حق سبحانه و تعالیٰ کا کلام فہم ایجا رہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی طرح کان اور آنکھوں (باقی حاشیہ پر ص ۲۱)

مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا إِنَّهُ يَبْدُوُا الْخَلْقَ ثُمَّ

مراجعت اسی کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ یقیناً وہ مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر

يُعِيدُهُ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ بِالْقِسْطِ

وہی اُسے (قیامت کو زندہ کر کے) ٹولنے لگا، تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے انصاف کے ساتھ بدلہ دے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيمٍ وَعَذَابٌ أَلِيمٌ بِمَا

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے، اُن کے لئے پینے کو کھولتا ہوا پانی، اور دردناک عذاب ہوگا۔ اس لئے کہ وہ

كَانُوا يَكْفُرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي جَعَلَ الشَّمْسُ ضِيَاءً وَالْقَمَرُ

کفر کیا کرتے تھے۔ (اللہ) وہی ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نورانی

نُورًا وَقَدَارَ مَنَازِلٍ لِّتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابِ

بنایا۔ اور اس (چاند) کی منزلیں مقرر کیں، تاکہ تم برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو۔

مَا خَلَقَ اللَّهُ ذَٰلِكَ إِلَّا بِالْحَقِّ يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

اللہ تعالیٰ نے ان (سب چیزوں) کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں آیتیں کھول

يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ فِي اخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ

کہ بیان کرتا ہے۔ یقیناً رات اور دن کے آگے پیچھے آنے، اور جو سمجھ

اللَّهُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَّقُونَ ۝

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے۔ اس میں پرہیزگار لوگوں کے لئے بہت نشانیاں ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا

یقیناً وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے، اور وہ دُنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے۔

وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

اور اُسی پر مطمئن ہو گئے۔ اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

مَأْوَاهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کہ جو یہ ان اعمال کے جو وہ کماتے رہے تھے، اُن کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِآيَاتِهِمْ تَجْرِي مِنْ

انہوں نے عمل نیک کئے، اُن کا پروردگار ان کے ایمان کی وجہ سے انہیں نعمتوں والی جلتوں میں پہنچائے گا،

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ ۲۶۸)۔

وغیرہ کا محتاج نہیں، وہاں تو ارادہ ہی ارادہ ہے۔ جس وقت ارادہ الہی کسی چیز سے متعلق ہوا وہ ہوگی، پس اسی اصول پر استواری علی العرش کو بھی سمجھ لیجئے، کہ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں، اور استوائ کا ترجمہ اکثر محققین نے ممکن اور مستقر کیا ہے، یعنی قرار پکڑنا اور قائم ہونا۔

مطلب یہ ہے کہ تخت حکومت پر اس طرح قابض ہونا کہ اس کا کوئی حصہ یا گوشہ جیلہ اقتدار سے باہر نہ رہ جائے، اور قبضہ و تسلط میں کبھی کسی قسم کی مزاحمت نہ ہو، غرضیکہ سب کام اور انتظام درست ہو۔ سو اللہ تعالیٰ کے استواری علی العرش کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پورا پورا تسلط اور اقتدار اور مالکانہ تصرف تمام کائنات اور مخلوق پر ہے کہ کوئی شے بھی اُس کے حکم اور اختیار سے باہر نہیں ہے۔

تَحْتَهُمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ⑩ دَعُوهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ

جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان (جنتوں) میں ان کی دعاؤں پر ہوگی اے اللہ تو پاک

اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۖ وَآخِرُ دَعْوَاهُمْ أَنِ الْحَمْدُ

ہے۔ اور ان میں ان کی دعا ملاقات سلام (علیکم) ہوگی۔ اور ان کی دعا کا اخیر ہوگا کہ ہر حمد تمام جہانوں کے

لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ⑪ وَلَوْ يَعْجَلُ اللَّهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِجَاءَهُمْ

پروردگار اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہے۔ جس طرح لوگ بھلائی کو جلدی مانگتے ہیں اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں

بِالْخَيْرِ لَقَضَىٰ إِلَيْهِمْ أَجَلَهُمْ فَتَذَرُ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ

کو نقصان پہنچانے میں جلدی کرتا تو ان کی میعاد تک سبھی کی بڑی کڑی کٹی ہوتی۔ پس ہم ان لوگوں کو جو ہماری ملاقات

لِقَاءَنَا فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ⑫ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ الضُّرُّ

کی امید نہیں رکھتے چھوٹے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں سرگردان ہیں۔ اور جس وقت کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچی

دَعَانَا لِجَنبِهِ أَوْ قَاعِدًا أَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهُ

تو اس نے اپنے پہلو پر لیٹے ہوئے یا بیٹھے ہوئے یا کھڑے ہوئے، ہمیں پکارا۔ پھر جب ہم نے اس کی تکلیف کو اس

مَرَّكَانَ لَمْ يَذْعُرْنَا إِلَىٰ ضُرِّ مَسَّهُ ۖ كَذَلِكَ زِينٌ لِّلْمُسْرِفِينَ

سے دور کر دیا تو وہ (اس طرح) گزر گیا گویا کہ اس تکلیف کیلئے جو اس سے پہنچی، اس نے ہمیں پکارا ہی نہ تھا۔ اسی طرح زیادتی

مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ⑬ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ

کرنے والوں کیلئے جو عمل نہ کیا کرتے تھے زینت دے دیئے گئے۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بہت تہانوں والوں کو ہلاک

مِّنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوا ۖ وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

کر دیا۔ جبکہ انہوں نے ظلم کئے۔ حالانکہ ان کے پاس ان کے رسول بھی دلیلیں لے کر آئے تھے۔

وَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ⑭

اور وہ ایسے نہ ہوتے کہ ایمان لے آتے۔ اسی طرح ہم مجرموں کی قوم کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ پھر

جَعَلْنَاكُمْ خَلِيفَ فِي الْأَرْضِ مِن بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ

ان کے بعد ہم نے تمہیں زمین میں (ان کے) جانشین بنا دیا۔ تاکہ ہم دیکھیں کہ تم کس طرح

تَعْمَلُونَ ⑮ وَإِذَا تَنَبَّأْتُمُ الْبَيِّنَاتِ قَالَ الَّذِينَ

عمل کرتے ہو۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں (تو) وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی

مَنْزِلٌ

۱۰ دَعُوهُمْ۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر ہے کہ ان کی دعا جنت میں یہ ہوگی، کہ یہ یا اللہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں۔ جیسا کہ حق ہے تسبیح کرنے کا۔

تفسیر عیاشی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے تسبیح کی بابت دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے، اور اہل جنت کی دعا ہے۔

۱۱ اللَّهُمَّ اسْتَجِجْ لِحُكْمِ الْخَيْرِ۔ اس میں دو لفظ خیر و شر استعمال مجھے ہوتے ہیں، خیر کے لغوی معنی ہیں بہتر۔ بھلا، نیکی، نیک کام۔ جو چیز سب کو پسندیدہ ہو۔ وہ خیر ہے عقل، ذہل، فضل اور اشیا نافعہ۔ اور شر اسکی ضد ہے، شرع معنی جس سے سب کو نفرت ہو۔ خیر کی دو قسمیں ہیں، ایک خیر مطلق جو ہر حال میں اور ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ جیسے کہ جنت اور دوسرے خیر مقید۔ جو ایک کے لئے خیر ہو اور دوسرے کیلئے شر۔ جیسے دولت کہ زید کے حق میں خیر ہوتی ہے، اور عمر کے حق میں شر۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مال کے متعلق دونوں وصف بیان کئے ہیں۔

چنانچہ ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے، ان ترک خیرا (اگر کچھ خیر یعنی مال چھوڑے، اور دوسرے مقام پر فرمایا۔ ایحبون انما نمدھم بہ من مال وبنینہ فادع لھم فی الخیرات طبل لا یسمعونہ) کیا خیال رکھتے ہیں، کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال اور اولاد تو شتابانی کرتے ہیں انکی بھلائیوں میں، بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں۔

قرآن مجید میں جہاں مال کیلئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کے متعلق بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو کثیر ہو اور بوجہ حلال جمع کیا گیا ہو۔

الفاظ خیر و شر کا دو طرح پر استعمال ہوتا ہے ایک ام ہو کر جیسے ولکن منکم اقلۃ یدعون الی الخیر اور تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے، کہ جو نیک کام کی طرف بلائے۔

دوسرے وصف ہو کر اس صورت میں افعل التفضیل کے معنی ہوتے ہیں، جیسے فان خیر الزاد التقوی (پس بلاشبہ بہترین زاد راہ تقوی ہے، کہ یہاں خیر افضل کے معنی میں آیا ہے، آیت شریفہ نا۔ بخیر منہما۔) ہم لائے ہیں اس سے بہتر اور (ان) قصو مواخیر لکم (روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے) میں خیر ام بھی ہو سکتا ہے، اور معنی فعل بھی۔

یہ واضح ہے کہ خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابل میں ہوتا ہے، اور کبھی ضرر یعنی تکلیف اور سختی کے مقابل میں، جیسے وان یمسک اللہ فلا کاشف لہ الا هو۔ وان یمسک بخیر فہو علی کل شیء قدیر (اور اللہ اگر تجھے کچھ سختی پہنچائے، تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچائے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔) لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۴

یہ واضح ہے کہ خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابل میں ہوتا ہے، اور کبھی ضرر یعنی تکلیف اور سختی کے مقابل میں، جیسے وان یمسک اللہ فلا کاشف لہ الا هو۔ وان یمسک بخیر فہو علی کل شیء قدیر (اور اللہ اگر تجھے کچھ سختی پہنچائے، تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچائے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔) لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۴

یہ واضح ہے کہ خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابل میں ہوتا ہے، اور کبھی ضرر یعنی تکلیف اور سختی کے مقابل میں، جیسے وان یمسک اللہ فلا کاشف لہ الا هو۔ وان یمسک بخیر فہو علی کل شیء قدیر (اور اللہ اگر تجھے کچھ سختی پہنچائے، تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں۔ اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچائے وہ ہر چیز پر قادر ہے۔) لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۴

لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا اَنْتَ يَقْرَأُ غَيْرَ هَذَا اَوْ يَدُلُّهُ قُلٌ مَا

امید نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ کوئی اور قرآن لے آؤ یا اسے بدل دو۔ (اے رسول) کہہ دو

يَكُونُ لِيْ اَنْ اُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَائِيْ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا

کہ مجھ سے تو نہیں ہو سکتا کہ میں اُسے اپنی طرف سے بدل دوں۔ میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو

يُوحَى اِلَيَّ اِنِّيْ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ

میری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اگر میں اپنے بزرگوار کی نافرمانی کروں، تو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا

عَظِيمٍ ۝۱۵ قُلْ لَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُمْ عَلَيْكُمْ وَلَا اَدْرِكُكُمْ بِهِ

ہوں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا۔ اور نہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمَرًا مِّنْ قَبْلِهِۦ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶ فَمَنْ

پھر میں تو تمہارے درمیان اس سے پہلے ایک عمر رہا ہوں۔ کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ پس اس سے

اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِۦ اِنَّهٗ

زیادہ ظالم اور کون ہوگا جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ٹوٹ بہتان باندھا۔ یا اُس کی آیتوں کو جھٹلایا۔ یقیناً

لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۷ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا

مجرم نجات نہیں پاتے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو نہ

يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُوْنَ هُوَ لَا شَفْعًا وَّ نَاعِدًا

انہیں ضرر پہنچاتی ہے اور نہ انہیں فائدہ دیتی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ ہمارے سفارشی

اللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا

میں سے کہہ دو کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس چیز کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے، اور نہ

فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝۱۸ وَمَا كَانَ

زمین میں۔ اس کی ذات پاک و برتر ہے ان چیزوں سے جنہیں وہ اسکا شریک ٹھہرتے ہیں۔ اور لوگ

النَّاسُ اِلَّا اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

ایک ہی امت تھے سب سے پھر انہوں نے اختلاف کیا۔ اور اگر تیرے بزرگوار کی طرف ایک بات

مِّنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فَيَمَافِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹ وَيَقُولُوْنَ

پہلے سے ہو چکی ہوتی تو جس بات میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں اس میں انکے درمیان ضروری فیصلہ ہو چکا ہوتا اور وہ کہتے ہیں

۱۔ مَا تَلَوْتُمْ ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ کہ اس کی تلاوت، اللہ تعالیٰ کی مشیت اور تعلیم کے مطابق ہے، اور اس کتاب کا میرے ذریعہ سے بھیجنا اعلیٰ درجہ کا معجزہ اور عجیب بات ہے، کیونکہ ظاہراً ایک شخص اُتی کھڑا ہو، جس نے تمام عمر میں کبھی ایک ساعت کے لئے بھی کسی آدمی سے چھو نہ سیکھا ہو نہ ایسے شہر میں پرورش پائی ہو جس میں علماء رہتے ہوں۔ پھر وہ تم کو ایسی کتاب پڑھ کر سنائے، جس کی فصاحت و فصیح کلام سے بڑھی ہوئی ہو جس میں تمام گزشتہ اور آئندہ کا علم بھرا ہوا ہو۔ تو وہ معجزہ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟

۲۔ شَفْعًا وَّ نَا ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر سوجا تفسیر قمری لکھا ہے کہ قریش بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، اور کہا کرتے تھے، مَا نَعْبُدُ هُمْ اِلَّا لِيَقْرُبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ نَفْعِيْ (ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اس لئے کہ یہ ہم کو خدا سے بلا دیں، اور اس تک پہنچا دیں۔ اس لئے کہ ہم تو اس کی عبادت پر قادر ہی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس بات کو رد کر دیا۔ اور فرمایا اے رسول! تم ان سے کہہ دو:۔ اَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۛ

۳۔ اُمَّةٌ وَّاحِدَةٌ ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ اس زمانہ میں لوگ دین فطرت پر تھے نہ تو مکمل ہدایت یافتہ تھے، اور نہ ہی ضلالت پر تھے ۛ

لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ

کہ اس کے پروردگار کی طرف سے اس پر کیوں کوئی آیت نہیں نازل کی جاتی۔ پس تم کہہ دو کہ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ طیب تو اللہ تعالیٰ

فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ﴿۱۰﴾ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ

جی کیلئے ہے۔ پس تم انتظار کرو۔ بیشک میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کر رہا ہوں اور تم نے جب لوگوں کو بعد

رَحْمَةً مِّن بَعْدِ ظَرَأِهِمْ إِذَا لَهُمْ مَكْرٌ فِي آيَاتِنَا

اس کے کہ ان کو کوئی تکلیف پہنچی اسے کسی رحمت کا مزہ چکھایا تو وہ ہماری آیتوں کے بارے میں تدبیریں کر لے لگے۔

قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَكْفُرُونَ ﴿۱۱﴾

(اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے میں بہت جلدی کر رہا ہے یقیناً ہمارے پیچھے ہوئے (فرشتے) جو تدبیریں تم کرتے ہو

هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتَّىٰ إِذَا كُنْتُمْ فِي

لکھتے جاتے ہیں۔ (اللہ) وہی ہے جو تمہیں سطحی اور تری میں چلاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب تم فشتیوں میں ہوئے

الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا بِهَا جَاءَتْهُمْ رَايَةٌ

اور وہ لوگوں کو ساتھ لے کر ابھی (موافق) ہوا کی مدد سے چلیں۔ اور وہ (لوگ) اس سے خوش ہوئے

عَاصِفٌ وَجَاءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ

کہ (ایمانک) انہیں تیز و تند ہوا (آندھی) نے آگیا۔ اور انہیں ہر طرف سے (پانی کی) لہروں نے آگیا۔ اور وہ خیال کرنے لگے

أَحِيطَ بِهِمْ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَهُ لَنُحْيِيَنَّهُمْ

کہ یقیناً وہ بچھڑ گئے۔ تو غلوں دل سے اس کے مطیع ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارتے لگے۔ کہ اگر تو نے ہمیں اس سے

مِن هَذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا أَبْجَهُهُمْ إِذَا هُمْ

نجات دے دی، تو ہم ضرور شکر گزاروں میں سے ہو جائیں گے۔ پھر جب اس نے انکو نجات دے دی تو فوراً زمین

يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ يَأْتِيهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ

میں ناحق بغاوت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اے لوگو! سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہاری بغاوت اس (کا وبال)

عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ

تمہاری اپنی جانوں پر ہی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا (عارضی) فائدہ ہے۔ پھر تمہاری بازگشت ہماری طرف ہوگی۔

فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾ إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

پھر جو کچھ تم کیا کرتے تھے وہ تم کو جنت و جہنم کے سوائے اس کے نہیں ہے کہ زندگی دنیا کی مثال پانی



۱۰ من بعد ضراء

تفسیر صفائی ص ۲۲۲ پر ہے کہ اہل مکہ سات برس تک قحط میں مبتلا رہے، یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گئے۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرمایا، اور مینہ برسایا تو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر جرح و قدح کرنے لگے، اور اس کے رسول سے چالیں چلنے لگے۔

۱۱ اسرع مکرًا

تفسیر صفائی ص ۲۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ کہ پیشتر اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی چال چلو، اس نے تمہارے لئے عذاب جو بڑا فرمایا ہے۔ مکر کے معنی خفیہ چال چلانا ہے۔ لیکن جب یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوا تو استدراج اور مکر کی سزا دینے کے معنوں میں آتا ہے۔

۱۲ بغیثکم

تفسیر صفائی ص ۲۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری بغاوت کا وبال تم پر اور تمہارے ابتلائے جنس پر اور جو تمہارے مانند ہیں، ان پر پڑے گا۔

تفسیر عجیبی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ ان کا وبال ان کے کرنے والے پر پڑتا ہے۔

(۱) عہد یا بیعت کا توڑنا۔

(۲) حاکم دین و دنیا کے مقابلے میں بغاوت کرنا

(۳) خفیہ چال چلانا۔

كَمَا أُنْزِلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ

کی مانند ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا۔ پس اُس کے ساتھ زمین کی روئیدگی مل گئی۔

مِمَّا يَأْكُلُ النَّاسُ وَالْأَنْعَامُ حَتَّىٰ إِذَا أَخَذَتِ الْأَرْضُ

جس میں سے لوگ اور مویشی کھاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب زمین نے اپنی رونق (فصل) حاصل

زُخْرُفَهَا وَازَيَّنَّتْ وَظَنَّ أَهْلُهَا أَنَّهُمْ قَدِرُونَ عَلَيْهَا

کری، اور آراستہ ہو گئی۔ اور اُس کے مالکوں نے گمان کر لیا کہ یقیناً وہ اس سے نفع اٹھائے، بر قدرت کھینچے ہیں

أَنَّهُمْ أَمْرًا لَّيْلًا أَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنَاهَا حَصِيدًا كَأَن لَّمْ

تو ہمارا حکم (عذاب) یکایک اس پر رات کو یا دن کو پہنچا۔ پھر ہم نے اسے ایسا کٹا ہوا کر دیا کہ گویا وہ کل بچھ

تَغْنَ بِالْأَمْسِ كَذَلِكَ نَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

بھی نہ بچتی ہے۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں انہیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔

وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَىٰ دَارِ السَّلَامِ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَىٰ

اور اللہ تعالیٰ سلامتی کے گھر کی طرف بلاتا ہے اور جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ کی طرف (چلنے کی)

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٤﴾ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ وَ

توفیق دے دیتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے نیکی کی بھلائی بھی ہے اور زیادتی بھی۔ اور

لَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ

ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت۔ وہی جنت والے ہیں۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٥﴾ وَالَّذِينَ كَسَبُوا السَّيِّئَاتِ جَزَاءُ سَيِّئَةٍ

وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے بُرائیاں کیں، یہ بُرائی کی سزا اسی کے

بِشَلِّهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ مَّا لَهُمُ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ

برابر ہے۔ اور ان پر ذلت چھا جائے گی۔ اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے انہیں کوئی بچاؤ نہ ہوگا۔

كَانَمَّا أُغْشِيَتْ وَجُوهُهُمْ قِطْعًا مِنَ الْبِلِّ مُظْلِمًا

گویا کہ ان کے چہروں پر اندھیری رات کا ٹکڑا اوڑھ دیا گیا۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٦﴾ وَيَوْمَ نُخْشِرُهُمْ

وہی (دوزخ کی) آگ والے ہیں۔ وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور جس دن ہم ان سب کو جمع

﴿٢٧﴾

۱۰ بِالْأَمْسِ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر ہے کہ اَمْس کے لفظی معنی روز گذشتہ کے ہیں، اور مثال میں مراد ہے قریب کا وقت جو گزر گیا، اور جس کے لئے مثال دی گئی ہے۔ اور اس آیت کا مضمون ہے یعنی نباتات کی سبزی کا یکایک جاتے رہنا پھر اسکے ڈھیر کا بھی باقی نہ رہنا۔ گو وہ پہلے بھری بھری تمام زمین کو گھیرے کھڑی تھی، کھیتی والے الگ امید لگائے بیٹھے تھے، اور یہ سمجھ چکے تھے کہ اب یہ کل آفات سے محفوظ ہو چکی ہے۔

۱۱ دَارِ السَّلَامِ :-

سَلَام، سَلَمَ، يَسْلَمُ کا مصدر ہے، اس کے معنی عیوب و آفات سے سلامت رہنے، ان سے بچنا پالنے اور بری ہونے کے ہیں۔

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اسلام تو اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور اس کا مکار جو اُس نے اپنے بندوں اور دوستوں کے لئے پیدا کیا، وہ جنت ہے۔

لمترجم :- اللہ تعالیٰ کا نام "السلام" اس آیت میں موجود ہے :- هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقَدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (پاک۔ سورۃ حشر۔ ع) اور اللہ تعالیٰ کو "اسلام" اس لئے کہا جاتا ہے کہ تمام خلق کیلئے اختلاف اور تفاوت سے سالم رہنے کو اُس نے وسیع اور عام کر دیا ہے، کیونکہ ہر چیز نظام حکمت پر چل رہی ہے۔ اسی طرح جن اُنس حق و سچانہ و تعالیٰ کی طرف سے کسی ظلم یا جور کے ہونے سے سلامت ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے تمام افعال میں سلام ہے، کہ نہ زیادتی ہے نہ ظلم نہ فرق ہے نہ خلل۔

اور بعض مفسرین نے جو اس اسم کے متعلق یہ دعویٰ کیا، کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کو اس نام سے اس لئے موسوم کیا کہ وہ عیوب و آفات سے سالم ہے، تو انہوں نے نامناسب بات کی۔ سلام وہ ہے جس سے دوسرا سلامت رہے، اور سالم وہ ہے جو دوسرے سے سلامت رہے۔ دیوار کو یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ مکان سے سالم ہے، اور نہ پتھر کو کہا جاتا ہے کہ وہ زکام سے سالم ہے، سالم اس کے بارے میں کہا جاتا ہے جس پر آفت کا آنا ممکن اور متوقع ہو، اور پھر وہ اس سے سلامت رہے۔ اور حق سبحانہ

و تعالیٰ آفتوں کے واقع ہونے اور نقائص کے آنے سے منزہ ہے، اور جس کی یہ صفت ہو، اُس کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا، کہ وہ اُن سے سلامت رہا۔ اور نہ اسے سالم سے موسوم کیا جائے گا۔ ان لوگوں نے سلام کو سالم کے معنوں میں کر دیا۔ جو ہر طرح سے قنادر سے سلام کے معنی یہی تفصیل کئے ہیں۔ السلام هو الذي يسلم خلقه من ظلمه

و سلام وہ ذات ہے کہ جس کے ظلم سے اس کی مخلوق سالم رہے۔ (لغات القرآن صفاتی جلد ۲ ص ۲۲۵) :-

جَمِيعًا ثُمَّ نَقُولُ لِلَّذِينَ أَشْرَكُوا مَكَانَكُمْ أَنْتُمْ وَشُرَكَاءُكُمْ

کریں گے۔ پھر ہم اُن لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے شرک کیا تم اور تمہارے شریک اپنی جگہ چھوڑے رہو۔

فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ وَقَالَ شُرَكَاءُهُمْ مَا كُنْتُمْ إِلَّا نَا تَعْبُدُونَ

پھر ہم اُن کے درمیان جدائی ڈال دیں گے۔ اور اُن کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔

فَكَفَى بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِنْ كُنَّا عَنْ عِبَادَتِكُمْ

پس ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ ہی کافی گواہ ہے کہ ہم تمہاری عبادت سے

لَغْفِيلِينَ ۲۹ هُنَا لَكَ تَبْلُوَا كُلُّ نَفْسٍ مَّا اسْلَفَتْ وَرُدُّوْا إِلَى

بے خبر تھے۔ اس وقت ہر نفس جانچ لے گا جو کچھ کہ وہ پہلے کر چکا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف

اللَّهِ مُوَلِّمٌ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۳۰

کہ اُن کا حقیقی مالک ہے، ٹوٹا دیئے جائیں گے۔ اور جو کچھ افتراء کیا کرتے تھے وہ سب اُن سے کھولے جاتے ہیں۔

قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ

اے رسول! کہہ دو کہ تمہیں آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے؟ یا کانوں اور آنکھوں کا مالک

وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

کون ہے؟ اور کون ہے جو مردہ میں سے زندہ کو نکالتا ہے، اور زندہ میں سے مردہ

مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا

کو نکالتا ہے؟ اور کون تمام امور کا انتظام کرتا ہے؟ پس وہ فوراً کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ۔ پھر ہم کہہ دو کہ کیا تم

تَتَّقُونَ ۳۱ فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا

(اس سے) نہیں ڈرتے ہو۔ پس وہی تمہارا اللہ تعالیٰ ہے جو تمہارا سچا پروردگار ہے۔ پھر حق کے بعد سوائے گمراہی کے اور

الضَّلَالُ ۳۲ فَأَنِّي تُصْرَفُونَ ۳۳ كَذَلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ

کیا ہے۔ پس تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ اسی طرح اُن لوگوں پر جنہوں نے نافرمانی کی تھی تیسرے پروردگار

عَلَى الَّذِينَ فَسَقُوا أَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۳۴ قُلْ هَلْ مِنْ

کی بات سچی ثابت ہوگئی کہ وہ یقیناً ایمان نہیں لائیں گے۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار

شُرَكَاءُكُمْ مَنْ يَبْدُوا الْخَلْقَ ثُمَّ يَعِيدُهُ قُلْ اللَّهُ يَبْدُوا

کوئی ایسا بھی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرے، پھر اسے دُعا بھی دے، کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو پہلی بار

لَهُ فَزَيَّلْنَا بَيْنَهُمْ ۲۸

تفسیر قصانی ص ۲۲ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں پھر ہم ان کے مابین فرق کر دیں گے۔ اور اُن کے باہمی تعلقات قطع کر دیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ خدا تعالیٰ ایک آگ پیدا کر دے گا جو کفار اور مومنین کے مابین حائل ہو کر ان کے سلسلہ کو قطع کر دے گی۔

۲۹ إِيَّا نَا تَعْبُدُونَ ۲۹

تفسیر قصانی ص ۲۲ پر ہے کہ یہ قول اُنکا ہے جن کو وہ شریک عبادت کرتے تھے، اور صحیح ہے اس لئے کہ فی الحقیقت وہ اپنی خواہش نفسانی کی عبادت کیا کرتے تھے، جو خدا کا شریک بنالینے پر اُن کو آمادہ کرتی تھی۔ ان بتوں وغیرہ کی جنکو شریک بنا لیتے تھے۔ نیز ان شیاطین کی عبادت کرتے تھے جو انکو ابھارتے تھے کہ خدا کا شریک

ٹھہرائیں۔ عبادت کرنے کے معنی عبد بن جانے کے ہیں۔ پس جس کی انسان زیادہ سنے گا، اُسی کا بندہ ہوگا۔

۳۰ ضَلَّ عَنْهُمْ ۳۰

ضلل، ضلال سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، معنی اس کے یہ ہیں کہ گمراہ ہوا، بہکا، راہ سے دور جا پڑا۔ کھو گیا، ضائع ہو گیا، گم ہو گیا، ہلاک ہو گیا، مغلوب ہوا۔ کہا جاتا ہے "ضلل الماء في اللبن" یعنی پانی دودھ میں گم ہو گیا۔ یا دودھ میں پانی اتنا مغلوب ہوا کہ اس کا اثر ظاہر ہی نہیں ہوتا۔ اور اسی سے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کی زبانی کہ:۔ اِنَّا نَا فِی ضَلَالٍ مُّبِينٍ کہ ہمارا باپ تو ان دونوں کی محبت میں گم ہے، یا مخلوق ہے، یعنی حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کی محبت میں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبانی مذکور ہے: فَعَلَتْهَا اِذَا وَا نَا مِنَ الضَّالِّينَ یعنی میں نے یہ کام اُس وقت کیا تھا، جبکہ میں محبت دین میں گم تھا، یا مغلوب تھا، یا راہ گم کردہ تھا۔ نیز ہلاک ہونے کے بھی معنی ہیں۔

قرآن مجید میں اسکی اور مثالیں بھی موجود ہیں جو اپنے اپنے مقام پر بیان ہو گئی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ ضلل کے معنی گمراہ قرار دینے کے بھی ہوتے ہیں۔ (مفردات) نیز دیکھو ص ۱۱ حاشیہ ۱۱

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ فَأَنْتَ تُؤْفَكُونَ ﴿٣٧﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ

پیدا کرتا ہے۔ پھر وہی اُسے دہراتا ہے، پھر تم کہاں پھرے جلتے ہو۔ تم کہہ دو کہ کیا تمہارے شریکوں میں سے

مَنْ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ قُلِ اللَّهُ يَهْدِي لِلْحَقِّ أَفَمَنْ يَهْدِي

کوئی ہے جو حق کی طرف رہبری کرے۔ تم کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ حق کی طرف رہبری کرتا ہے۔ پھر کیا وہ شخص جو حق کی

إِلَى الْحَقِّ أَحَقُّ أَنْ يُتَّبَعَ أَمْ مَنْ لَا يَهْدِي إِلَّا أَنْ يَهْدِي

طرف رہبری کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اُس کی پیروی کی جائے یا وہ جو راہ نہیں پاتا سوائے اُس کے کہ اُسے راہ دکھلائی جائے

فَمَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ﴿٣٨﴾ وَمَا يَتَّبِعُ أَكْثَرُهُمْ إِلَّا ظَنًّا

پھر تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسا فیصلہ کرتے ہو۔ اور ان میں سے اکثر پیروی نہیں کرتے مگر ظن کی۔

إِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا

یقیناً ظن حق کے مقابل میں کچھ بھی کفایت نہیں کرتا۔ بیشک اللہ تعالیٰ اسے خوب جاننے والا ہے جو کچھ کہ

يَفْعَلُونَ ﴿٣٩﴾ وَمَا كَانَ هَذَا الْقُرْآنُ أَنْ يُفْتَرَى مِنْ

وہ کرتے ہیں۔ اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے جھوٹ ہو

دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلٌ

بتایا جائے۔ بلکہ وہ تصدیق ہے اس (پہلی) کتاب کی جو ان کے پاس ہے۔ اور تمام جہانوں کے پروردگار

الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٠﴾ أَمْ يَقُولُونَ

کی طرف سے آئی ہوئی کتاب کی جس میں کوئی شک نہیں تفصیل ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اُس نے اُسے

افْتَرَاهُ قُلْ فَاتُوا بِسُورَةٍ مِثْلِهِ وَادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ

جھوٹ مٹ بنا لیا ہے۔ کہہ دو پھر تم اسکی مانند ایک سورت لے آؤ۔ اور اگر تم سچے ہو تو اللہ تعالیٰ کے سوا تم

مَنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤١﴾ بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ

جس کو بلا سکتے ہو بلاؤ۔ (ایسا نہیں) بلکہ انہوں نے تو اسے جھٹلایا ہے جس کے

يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ

علم کا وہ احاطہ نہ کر سکے۔ اور اُس کی تاویل ان کے پاس کوئی ہی نہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جھٹلایا تھا، جو

مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ ﴿٤٢﴾ وَمِنْهُمْ

ان سے پہلے تھے۔ پھر تم غور کرو کہ ظالموں کا انجام کیسا ہوا۔ اور ان میں کوئی ایسا ہے

لہ افمن یھدی :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو حق کی ہدایت کرتے ہیں، وہ تو جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور ان کے بعد آل محمد ہیں۔ اور وہ جو خود ہدایت نہیں پاتے، جب تک کہ ان کو ہدایت نہ کی جائے۔ وہ قریش اور غیر قریش سب میں، جنہوں نے بعد جناب رسول خدا صلعم کے ان کے اہل بیت سے مخالفت کی :-

لہ بل کذبوا :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۳ پر ہے کہ انہوں نے قرآن مجید کی تکذیب کی، قبل اس کے کہ وہ اس کے معانی اور حقائق کو سمجھیں، اور اس کے معانی اور تاویل سے آگاہ ہوئے ہوں۔ اور اس کی تکذیب کی وجہ وہ نفرت تھی، جو ان کے دلوں میں قرآن مجید کی تعلیم کو اپنے باپ دادا کے دین کے برخلاف پانے سے پیدا ہوئی، یا اس بات سے پیدا ہوئی، کہ اس میں غیب کی خبریں ہیں۔ ایسی انکی تاویل ان تک نہیں پہنچی، کہ ان پر یہ بات کھل جاتی، کہ یہ خبریں جھوٹی ہیں یا سچی۔ قرآن مجید تو دونوں حیثیتوں سے معجزہ ہے، ایک تو نظم کلام کے اعتبار سے، دوسرے غیب کی خبروں کے اعتبار سے، مگر انہوں نے قبل اس کے کہ اس میں غور کرتے، کہ نظم کلام حد اعجاز کو پہنچی ہوئی ہے، یا نہیں، اور قبل اس کے کہ اس کی غیب کی خبروں کو جانچتے کہ صحیح اُتری ہیں، یا نہیں، انہوں نے تکذیب کر دی۔

تفسیر غیاشی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے بڑے بڑے امور مثل رجعت وغیرہ کے متعلق سوال کیا گیا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مجھ سے وہ باتیں پوچھتے ہو، جن کا ابھی وقت نہیں آیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی :-

مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهِ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ

جو اُس پر ایمان رکھتا ہے۔ اور ان میں کوئی ایسا بھی ہے جو اس پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور تیرا پروردگار فساد کرنے والوں

بِالْمُفْسِدِينَ ۝ وَإِنْ كَذَّبُوكَ فَقُلْ لِي عَمَلٌ وَلَكُمْ

کو خوب جاننے والا ہے۔ اور اگر انھوں نے تمہیں جھٹلایا تو کہہ دو کہ میرے لئے میرا عمل ہے اور تمہارے لئے

عَمَلُكُمْ أَنْتُمْ بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِمَّا

تمہارا عمل ہے۔ تم اس عمل سے بری ہو جو میں کرتا ہوں۔ اور میں اُس سے بری ہوں جو تم

تَعْمَلُونَ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّيْسَ تَمَعُونَ إِلَيْكَ أَفَأَنْتَ تَسْمِعُهُ

کرتے ہو۔ اور ان میں بعض وہ ہیں جو تمہاری طرف کان لگا کر رکھتے ہیں کہ کیا تم بہروں کو سنا سکتے

الصَّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ

ہو سکتا ہے اور اگر وہ عقل سے کام نہ لیتے ہوں۔ اور ان میں بعض وہ ہیں جو تمہاری طرف (توڑے ہوئے) دیکھتا ہے

أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْى وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ

پھر کیا تو اندھوں کو راہ دکھا سکتا ہے کہ جس حال میں کہ وہ کچھ بھی نہ دیکھتے ہوں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَا يَظْلِمُ النَّاسَ شَيْئًا وَلَكِنَّ النَّاسَ أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝

آدمیوں پر کچھ بھی ظلم نہیں کرتا۔ بلکہ آدمی (خود ہی) اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ كَأَن لَّمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ

اور وہ دن (کیسا ہوگا جب) وہ (اللہ) انھیں اکٹھا کرے گا (تو وہ خیال کریں گے) گویا وہ دن کی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں

يَتَعَارَفُونَ بَيْنَهُمْ قَدْ خَسِرَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِلِقَاءِ اللَّهِ وَ

پہچاننے لگے۔ وہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں گے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو جھٹلایا گھائے میں ہے

مَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝ وَإِنَّمَا نُرِيكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ

اور وہ ہدایت پانے والے نہ ہوئے۔ اور اگر ہم تجھے اُن میں سے کچھ دکھلا دیں جن کا ہم اُن سے وعدہ کرتے ہیں،

أَوْ نَتُوفِّيَنَّكَ فَاَلَيْسَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ اللَّهُ شَهِيدٌ عَلَىٰ مَا

یا بھٹھ (دنیا سے) پورا پورا لے لیں۔ تو بھی انہی بازگشت ہماری طرف ہی ہوگی۔ پھر جو کچھ وہ کہتے ہیں اُس پر اللہ

يَفْعَلُونَ ۝ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ

تعالیٰ گواہ ہے۔ اور ہر امت کیلئے ایک رسول ہے۔ پس جب اُن کا رسول آجاتا ہے تو اُن کے درمیان

لَهُ مَن يَكْتُمُونَ :-

تفسیر صافی ص ۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اے رسول! جب آپ قرآن مجید پڑھتے ہیں، اور شریعت کے امور تعلیم کرتے ہیں، تو وہ اُن کو قبول نہیں کرتے گویا وہ بہرے ہیں، کہ سنتے ہی نہیں :-

تفسیر صافی ص ۲۲ پر ہے کہ کیا تمہیں قدرت ہے کہ بہروں کو بھی سنا سکو۔ اور لوگ انوکھا لا یعقلون فرما کر لوگوں کے ساتھ اُن کے بہرہ پن کو ان کی عقل کا تھم کر دیا ہے اور اس میں تنبیہ یہ ہے کہ کسی کلام کے سننے کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ اس کلام کے مفہوم اور معنی کو سمجھ لے اور یہی وجہ ہے کہ چوپایوں کا اس لفظ یعنی سننے سے وصف نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ مفہوم تب ہی سمجھ میں آسکتا ہے جبکہ عقل سلیم ہو، جس سے غور کیا جاسکے لیکن چونکہ ان کی عقلیں ماؤف ہو چکی ہیں، اور چونکہ باپ دادوں کی اندھی تقلید کے انہیں دھم کا مرض ہے، اس لئے وہ محض الفاظ کلام سن کر کچھ سمجھ نہیں سکتے۔ اور صرف سننا انہیں چوپایوں کی طرح کوئی نفع نہیں پہنچاتا، جب تک کہ مفہوم کلام کو نہ سمجھیں، اس لئے انہیں بہرے کہا گیا :-

تفسیر صافی ص ۲۲ پر ہے کہ وہ نبوت کی دلیلیں دیتے ہیں، لیکن تصدیق نہیں کرتے، اسی سبب سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اندھا کہا ہے، اور دل کا اندھا آنکھ کے اندھے سے بدتر ہوتا ہے، جو بصارت دی گئی ہے اس سے غرض یہ ہے کہ عبرت حاصل کرے، اور واقفیت بڑھائے اور اس خاص باب میں بصیرت بصارت سے زیادہ کام دیتی ہے۔ اور اسی وجہ سے جو شخص کسی فن سے واقف نہ ہو، اس فن کا اندھا کہلا سکتا ہے، اور جو شخص احمق ہو، وہ تو کھلم کھلا عقل کا اندھا ہے، اور یہ دونوں آیتیں عقل کے بہرے اور عقل کے اندھوں سے تیز کرنے کی تاکید کرتی ہیں :-

بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى

انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اور ان پر ظلم نہیں کیا جاتا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو

هَذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُلْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِي

(تو بتاؤ) یہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں اپنی ذات کیلئے نہ کسی

ضَرًا وَلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ اِذَا

نقصان کا مالک ہوں اور نہ کسی فائدہ کا۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہر امت کیلئے ایک وقت مقرر ہے۔ جب

جَاءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾

ان کا مقرر شدہ وقت آجاتا ہے لہٰذا وہ ایک گھڑی نہ پیچھے کر سکتے ہیں، اور نہ پہلے کر سکتے ہیں۔

قُلْ اَرَايْتُمْ اِنْ اَنشَأْتُمْ عَذَابَهُ بَيَاتًا اَوْ نَهَارًا مَاذَا

کہہ دو کہ کیا تم نے سوچا کہ اگر اس کا عذاب تم پر رات کو یا دن کو آجائے، تو تم اس کی وہ کیا ہے

يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾ اَتَمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اَمْنْتُمْ بِهِ

جسے مجرم بلدی طلب کر رہے ہیں۔ کیا جب وہ (عذاب) واقع ہو جائیگا تو تم اس پر تب ایمان لاؤ گے۔

اَللّٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٥١﴾ ثُمَّ قِيلَ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

اس وقت تم کہتے ہو کہ اب تم ایمان لاتے ہو حالانکہ تم ہی تو اسے جلدی مانگا کرتے تھے۔ پھر تم لوگوں نے ظلم کیا تھا ان سے کہا جائیگا

ذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٥٢﴾

کہ تم ہمیشہ رہنے والے عذاب کا شہرہ چکھو۔ جو کچھ تم نمایا کرتے تھے تمہیں اسی کی سزا دی جاتی ہے۔

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ اَحَقُّ هُوَ قُلْ اِيُّ وَرَبِّيْ اِنَّهٗ لَحَقُّ

اور تم سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ (جو تم کہتے ہو) سچ ہے۔ کہہ دو کہ ہاں میرے رب کا کسی قسم کا وہ یقیناً سچ ہے۔

وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥٣﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ

اور تم عاجز کرنے والے نہیں ہو۔ اور اگر جو کچھ کہ زمین میں ہے اس شخص کے پاس ہو جس

مَا فِي الْاَرْضِ لَا فِتْنَةٌ لَهُ وَاَسْرُوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاوْا

نے ظلم کیا، تو وہ ضرور اسے (اپنے بدلے) فتنہ سے ڈالے اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے، ندامت کو چھپائیں

اَلْعَذَابَ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٥٤﴾ اَلَا

گئے۔ اور تم کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائیگا۔ آگاہ ہو

۱۔ جَاءَ اَجَلُهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۴ پر ہے کہ جب وہ وقت معین آجائے گا، تو جس بدلہ کے دینے کا وعدہ کیا گیا ہے وہ دے دیا جائے گا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے منقول ہے کہ یہاں اطمینان سے مراد وہ وقت مقرر ہے جو بقدر ملک الموت کو بتا دیا جاتا ہے۔

۲۔ لَا فِتْنَةٌ لَهُ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۴ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اگر اس ظلم کرنے والے ہاتھ میں زمین کے کل خزانے اور مال آجائیں، تو وہ عذاب سے بچنے کے لئے زمانہ رجعت میں فدیہ دے دے گا۔

وقت النبی علیہ السلام
وقت النبی علیہ السلام

۱۰ شفاء:-

تفسیر صفائی ص ۲۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے بروایت اپنے والد بزرگوار کے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دردِ سینہ کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: کہ قرآن مجید کے ذریعہ سے علاج کرے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شفاء لما فی الصدور ۛ

۱۱ فلیفرحوا:-

تفسیر صفائی ص ۲۲۴ پر بحوالہ الجوامع اور تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ "فضل اللہ" سے جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ اور "ما حمتہ" سے مراد ہیں علی المرتضیٰ علیہ السلام۔ تفسیر قمی میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ ہمارے شیخہ چاہئے کہ اس فضل خدا اور رحمت خدا سے خوش ہوں کہ ہمارے دشمنوں کو جو سونا چاندی دیا گیا ہے، ان بکر جہا بہتر ہیں۔

اور المجالس میں جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ فضل اللہ سے مراد ہے تمہارے نبی کی نبوت، اور رحمتہ سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت اور قبذہ اللہ سے مراد ہے کہ پس اس نبوت اور ولایت سے اور فلیفرحوا سے یہ مطلب ہے کہ ہمارے شیخہ خوش ہوں۔ ہو خیر مما یجمعون سے مطلب ہے کہ ان کے مخالف اس دنیا میں مال و منال اور اہل و عیال جو کچھ بھی جمع کر لیں، نبوت نبیؐ اور ولایت علیؑ کے اعتقاد سے بہتر نہیں ہو سکتا۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے قریباً ہی منقول ہے ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۲۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر قمی میں منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھتے تھے تو بہت رویا کرتے تھے ۛ

إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے

وَلَكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۵۹ هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ وَإِلَيْهِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ وہی زندہ رکھتا اور مارتا ہے۔ اور تم اسی کی طرف

تَرْجِعُونَ ۝۶۰ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِّن رَّبِّكُمْ

لوٹائے جاؤ گے۔ اے لوگو! بیشک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نصیحت اور جو سینوں کے اندر

وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُورِ ۖ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝۶۱

(امراض) ہیں۔ ان کیلئے شفا آگئی ہے ۛ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت (آپسچی ہے)۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ ۖ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ

(اے رسول) کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے انھیں خوش ہونا چاہئے ۛ جو کچھ وہ جسب کرتے ہیں

مِمَّا يَجْمَعُونَ ۝۶۲ قُلْ أَرَأَيْتُمْ مَّا أَنزَلَ اللَّهُ لَكُمْ مِّن

اُس سے یہ بہتر ہے۔ کہہ دو کیا تم نے غور کیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رزق اتارا۔

رَزْقٍ فَبِعَلَّمْتُم مِّنْهُ حَرَامًا وَحَلَالًا ۚ قُلْ اللَّهُ أَذِنَ لَكُمْ

پھر تم نے اس میں سے کچھ حرام اور کچھ حلال ٹھہرایا۔ کہہ دو کہ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یا

أَمْ عَلَى اللَّهِ تَفْتَرُونَ ۝۶۳ وَمَا ظَنُّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ

تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ مٹوت بہتان باندھتے ہو۔ اور ان لوگوں کا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ مٹوت بہتان باندھتے ہیں

الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ

قیامت کے دن کے متعلق کیا گمان ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن

أَكْثَرُهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝۶۴ وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ

ان میں سے اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اور تو کسی حال میں نہیں ہوتا اور نہ تو قرآن میں سے کچھ

مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ

پڑھتا ہے۔ اور نہ تم (اے لوگو) کوئی بھی عمل کرتے ہو مگر یہ کہ جب تم اس میں مشغول ہوتے ہو ۛ تو ہم تم پر

نَظِيرُونَ فِيهِ ۖ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ

گواہ ہوتے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار سے ذرہ برابر بھی (کوئی چیز نہ زمین میں چھپی رہتی ہے)

فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ

اور نہ آسمان میں - اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ کوئی بڑی

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ۝۹۱ أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ

مگر یہ کہ وہ واضح کتاب میں موجود ہے - آگاہ ہو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے اولیاء (وہ ہیں) کہ ان کو نہ کوئی خوف

وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝۹۲ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۹۳ لَهُمْ

ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے - یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور بد نیز گاری کرتے ہیں - ان کے لئے

الْبُشْرَىٰ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ

دنیا کی زندگانی میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) خوشخبری ہے - اللہ تعالیٰ کے کلموں میں کوئی بھی تبدیلی

اللَّهُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۹۴ وَلَا يَحْزَنُكَ قَوْلُهُمْ إِنَّ

نہیں - یہ بہت بڑی کامیابی ہے - اور تجھے ان کی بات غم میں نہ ڈالے - یقیناً

الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝۹۵ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۹۶ أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَنْ فِي

سب عزت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے وہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے - آگاہ ہو کہ یقیناً جو کوئی آسمانوں میں

السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

ہے اور جو کوئی زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے - اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارتے ہیں وہ بھی

دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءُ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا

شریکوں کی پیروی نہیں کرتے وہ وہ شخص گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں - اور وہ اٹکل پتھر (بائیں ہی)

يَخْرُصُونَ ۝۹۷ هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَ

کرتے ہیں - (اللہ) وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو - اور دن

النَّهَارَ مُبْصِرًا ۝۹۸ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَسْمَعُونَ ۝۹۹ قَالُوا

دکھانے والا (بنایا) یقیناً ان لوگوں کے لئے جو سنتے ہیں اس میں بہت نشانیاں ہیں - انہوں نے کہا

اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ ۝۱۰۰ هُوَ الْغَنِيُّ ۝۱۰۱ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَ

کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹا بنالیا ہے - اسکی ذات پاک ہے، وہ بے نیاز ہے - جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو

مَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا ۝۱۰۲ اتَّقُوا لَنْ

کچھ زمین میں ہے اسی کا ہے - اس پر تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں ہے - کیا تم اللہ تعالیٰ کے بارے میں

له العزة لله

تفسیر صفاتی ص ۲۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یقیناً غلبہ اور قہر سب اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے، ان دونوں صفات میں سے کسی ایک کا بھی کوئی مالک نہیں، سوائے اللہ تعالیٰ کے، پس وہی اُن پر غالب ہے اور وہی اُن پر آپ کی مدد کرتا ہے، کیونکہ اس کا وعدہ ہے: اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا... الخ ۝

تفسیر صفاتی ص ۲۲۵ پر ہے کہ من فی السموات سے مراد اللہ تعالیٰ کے فرشتے، اور من فی الارض سے مراد ثقلین، یعنی جن اور انسان ہیں۔ پس جب فرشتے اور جن اور انسان سب اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور ملکیت ہیں، اور اُس کے عبد یعنی بندے۔ تو ان میں سے کسی کو معبود ہونے کا دعویٰ کرنا مناسب نہیں۔ جبکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے عقل دے رکھی ہے، جس سے وہ نیک و بد اچھے اور بُرے میں تمیز کر سکتے ہیں، پس جس میں نہ قوت سمجھ ہو، اور نہ عقل، وہ اُس کا شریک ہونے کا حقدار نہیں ہو سکتا ۝

عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٦٨﴾ قُلْ إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ

ایسی چیز کہتے ہو جو تم جانتے نہیں۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ بیشک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ٹوٹ بہتان

الْكَذِبِ لَا يُفْلِحُونَ ﴿٦٩﴾ مَتَاعٌ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

باندھتے ہیں وہ فلاح نہیں پاتے۔ دنیا میں (مادنی) فائدہ ہے، پھر ان کی بازگشت ہماری طرف ہی ہے

ثُمَّ نُنْزِلُ بِهِمُ الْعَذَابَ الشَّدِيدَ بِمَا كَانُوا يَكْفُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَأْتِلْ

پھر جو کفر وہ کرتے رہے تھے اُس کی سزائیں اُنھیں ہم سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (اے رسول!) ان پر

عَلَيْهِمْ نَبَأُ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يٰقَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ

نوح کی خبر پڑھ۔ جس وقت اس نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اگر میرا گھبرنا

عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذَكِّرُنِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْتُ

اور اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے ساتھ میرا نصیحت کرنا تمھیں گراں گذرتا ہے۔ پھر میں نے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہوا

فَاجْمَعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرَكُمْ عَلَيْكُمْ

ہے۔ پس تم اپنے معاملہ کو درست کرو۔ اور اپنے شریکوں کو اکٹھا کر لو۔ پھر تمھارا معاملہ تم پر پوشیدہ نہ رہ جائے۔

عِمَّةٌ ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُونِ ﴿٧١﴾ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَمَا

پھر (جو کچھ) تم نے (میرے ساتھ) کرنا ہے) کر گزرو۔ اور مجھے مہلت نہ دو۔ پس اگر تم روگردانی کرو، تو میں نے تم سے

سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ إِن أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَأَمَرْتُ أَنْ

کوئی اجر تو نہیں مانگا۔ میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں

أَكُونَنَّ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٧٢﴾ فَكَذَّبُوهُ فَجَبْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي

(اللہ ہی کے) فرمانبرداروں میں سے رہوں۔ پس اُنھوں نے اُسے جھٹلایا، پھر ہم نے اُسے اور جو اس کے ساتھ ہشتی میں

الْفُلْكِ وَجَعَلْنَاهُمْ خَلِيفَ وَأَعْرَقْنَا الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

تھے اُنھیں نجات دے دی۔ اور اُنھیں (پھلوں کا) جانشین بنایا اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا انکو ہم نے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٧٣﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِ

غرق کر دیا۔ پس تم دیکھ لو کہ عذاب سے ڈرانے ہوؤں کا انجام کیسا ہوا۔ پھر ہم نے اُسکے بعد کئی رسولوں کو بھیجی

رُسُلًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا كَانُوا لِيُؤْمِنُوا

(اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجا۔ پس وہ اُنکے پاس روشن دلیلیں لے کر آئے۔ پھر جس جس بات کو وہ پہلے جھٹلا چکے تھے



وقف لازم

لِمُوسَىٰ إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ

مرداروں کے خوف سے کہ وہ انہیں تکلیف نہ پہنچائیں۔ موسیٰ پر اسکی قوم کی نسل کے کچھ لوگوں کے سوا اور کوئی

وَمَلَأَهُمُ أَنْ يَفْتِنَهُمْ وَلَا فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ

بھی ایسا نہ لایا۔ اور یقیناً فرعون زمین میں سرکش ممت

وَأَنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ۝۸۳ وَقَالَ مُوسَىٰ يَقَوْمِ إِن كُنتُمْ

اور بیشک وہ زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔ اور موسیٰ نے کہا اے میری قوم! اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایمان

أَمَنْتُمْ بِاللَّهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوا إِن كُنتُمْ مُّسْلِمِينَ ۝۸۴ فَقَالُوا

لائے ہو۔ پس اگر تم فرمانبردار ہو تو اسی پر بھروسہ رکھو۔ پس انہوں نے کہا

عَلَى اللَّهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۸۵

ہم نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کی قوم کے لئے آزمائش نہ تیار کر دے۔

وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝۸۶ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

اور ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ کافروں کی قوم سے نجات دے۔ اور ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف

وَإِخِيهِ أَنْ تَبُولُوا الْقَوْمِ كَمَا بَمِصْرَ بُيُوتًا وَاجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ

دو جگہ کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں کچھ گھر بناؤ۔ اور اپنے گھروں کو قبیلہ رخ

قِبْلَةً وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ۝۸۷ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبَّنَا

بناؤ ۵ اور نماز قائم کرو، اور مومنوں کو خوشخبری دو۔ اور موسیٰ نے کہا اے ہمارے پروردگار

إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِكَ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

ہمیں ظالموں کی قوم کیلئے یقیناً تو نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور مال دے رکھا ہے

رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ

اے ہمارے پروردگار اسلئے کہ وہ تیرے راستہ سے بھٹک جائیں۔ اے ہمارے پروردگار اسلئے کہ ان کے مالوں کو مٹا دے۔ اور انکے

عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝۸۸ قَالَ

دلوں پر سختی سننے دے۔ پس وہ نہیں ایمان لائیں گے جب تک کہ وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں۔ (خدا نے فرمایا کہ

قَدْ أَجِيبَتْ دَعْوُوكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعِنَّ سَبِيلَ الَّذِينَ

یقیناً تم دونوں کی کلمہ دعا قبول کر لی گئی۔ پس تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اور ان لوگوں کی راہ کی پیروی نہ کرو، جو کلمہ

لَهُ لَعَالٍ :-

لَعَالٌ عَلُو سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے، اس کے لغوی معنی میں سرکش، متکبر، غالب قابو یافتہ۔ یہ بھی نے علو کے حسب ذیل معانی رکھے ہیں :-

(۱) سرکشی کرنا۔ (۲) بلند ہونا۔ (۳) کسی کام پر قابو پانا۔ (۴) کسی چیز کے اوپر ہونا۔ (۵) کسی شخص پر غلبہ پانا۔ یہاں اس آیت میں سب معنی بن سکتے ہیں، لیکن اس کا استعمال مذمت کے لئے ہوا ہے، اس لئے اس کا لحاظ رکھا جائے۔ (لغات القرآن تعامی، جلد ۴، ص ۱۹۵)

۵۵ واجعلوا بیوتکم قبلة :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۶ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ چونکہ بنی اسرائیل ظالموں سے خوف زدہ تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو وحی فرمائی، کہ تم اپنے اپنے گھروں میں ہی عبادت کرو، اور وہیں نمازیں پڑھ لو، ۵۵ اطمس :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۶ پر ہے کہ اطمس کے معنی ہیں، کہ ان کے مالوں کو ایسا بدل دے کہ وہ ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں، روایت میں آیا ہے کہ ان کا سب مال پتھر بن گیا ۵۵ قَدْ أَجِيبَتْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲۶ پر ہے کہ یہ دو شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام تھے، ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے والے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہنے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے دونوں کو دعا کرنے والا قرار دیا۔

کافی میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تھی اور ہارون علیہ السلام اور فرشتوں نے آمین کہی تھی، اور خدا تعالیٰ نے فرمایا :- قَدْ أَجِيبَتْ دَعْوُوكُمَا اور یہ بھی فرمایا، کہ قیامت تک جو بھی راہ خدا میں جہاد کرنے والے ہوں گے ان کی دعا اسی طرح قبول کی جائے گی جس طرح تم دونوں کی قبول کی گئی ۵

تفسیر صافی ص ۲۲ و ۲۳ پر بحوالہ عیون،
اخبار الرضا منقول ہے، کہ امام رضا علیہ السلام
دریافت کیا گیا، کہ فرعون کیوں ڈوبا گیا، حالانکہ
وہ خدا پر ایمان بھی لے آیا تھا، اور اسکی توحید کا
اقرار بھی کر لیا تھا، آپ نے فرمایا، اس لئے کہ وہ عذاب
کو دیکھ کر ایمان لایا تھا۔ اور اس وقت کا ایمان
قبول نہیں ہوتا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا عام حکم ہے۔
پہلوں کے لئے بھی یہی حکم تھا، اور پھلوں کے لئے
بھی، جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا دَاوَا بِأَسْنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدًا

و کفرنا بما کتا بہ مشرکین ہ فلم یکن ینفعہم
ایمانہم لقار او یأسنا۔۔۔۔۔ (پھر جس وقت
انہوں نے عذاب دیکھا، تو کہنے لگے، کہ ہم خدا کے
پر ایمان لائے۔ اور جن چیزوں کو ہم اس کا شریک
کیا کرتے تھے، ان کے ہم منکر ہو گئے۔ مگر جب ہمارا
عذاب دیکھ چکے، تو پھر ان کا ایمان
ان کو کوئی نفع نہ دے گا۔ نیز خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے:-

يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ الْاٰيَاتِ دِيكَ لَا يَنْفَعُ
نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

او کسبت فی ایما نہا خیر۔ پس اسی طرح جب کہ
فرعون ڈوبنے لگا، تو اس نے کہا:- امنت اللہ لا
الہ الا الذی امنت بہ بنو اسرائیل۔ پس جواب
میں اسے کہا گیا: آلتی وقد عصیت قبل۔۔۔۔۔
اور فرعون سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبا ہوا تھا
پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسے غرق کیا، تو اس کے جسم کو
ایک بلند زمین پر ڈال دیا۔ تاکہ وہ اپنے بعد آنے
والوں کے لئے علامت رہے، اور وہ دیکھے کہ باوجود
لوہے سے بھاری ہونیکے بھی وہ اونچی زمین پر پڑا ہوا
ہے، حالانکہ بھاری چیز کی خاصیت یہ ہے، کہ وہ
پانی کے نیچے کو بیٹھ جائے، اور اوپر نہ آئے، اور یہی
ایک الہی نشانی اور علامت ہے۔

ما ترجمہ:- قرآن مجید کا یہ زمرہ معجزہ ہے کہ
فرعون کی مٹی شدہ لاش صحیح و سالم لٹن کے عجب گھر
میں موجود ہے۔ اور دنیا اسے دیکھ رہی ہے۔ یہ اس شخص
کی لاش ہے جس نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا تھا:-
لہ شاک۔

تفسیر صافی ص ۲۲ پر بحوالہ علل الشرائع و تفسیر عاشی
منقول ہے کہ امام علی نقی علیہ السلام سے ان کے بھائی
موسیٰ نے اس آیت کے متعلق اس موقع پر سوال کیا۔

اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مخاطب میں تو یہ
سو نہیں سکتا کہ خدا نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہو۔ اس میں انہوں نے شک کیا ہو۔ اور اگر اس کا مخاطب کوئی اور ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی خدا نے کتاب نازل کی تھی موسیٰ ابن محمد نقی علیہ
السلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی علی نقی علیہ السلام سے یہ سوال کیا۔ تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس کے مخاطب جناب رسول خدا صلعم ہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے ان پر نازل کیا، اس میں انہوں
نے کبھی شک نہیں کیا لیکن چونکہ جاہلوں نے یہ کہا تھا کہ خدا تعالیٰ فرشتوں میں سے کوئی نبی کیوں نہیں بھیجتا کہ ہم میں اور اس میں فرق ہیں ہو یعنی وہ نہ کھانا کھائے، اور نہ پانی پیئے اور نہ
بازاروں میں چلے پھرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ تم جاہلوں کے سامنے ان لوگوں سے جو پہلی کتابیں پڑھتے ہیں یہ سوال کرو کہ آیا خدا نے پہلے بھی کوئی ایسا رسول بھیجا ہے۔

لَا يَعْلَمُونَ ۙ وَجُوزَنَا بِبَنِي إِسْرَءِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ

نہیں رکھتے ہیں۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریائے یارد کرایا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر

فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدُوًّا حَتَّىٰ إِذَا أَذْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ

نے بغاوت اور زیادتی (کی نیت) سے اُن کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب وہ ڈوبنے لگا، تو کہنے لگا کہ میں اس

اٰمَنْتُ اَنَّهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا الَّذِي اٰمَنْتُ بِهِ بَنُو اِسْرَءِيلَ وَاَنَا

(ہات) پر ایمان لایا ہوں کہ کوئی معبود نہیں ہے سوائے اس (خدا کے) جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں اور

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ اَلَّذِي وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ

میں (اس کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ (جو) کہا گیا کہ اب (ایمان لاتے ہو) اور یہی پہلے تو نے نافرمانی کی ہے اور

الْمُفْسِدِيْنَ ۙ فَاَلْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلَقَكَ

تو فاسد کرنے والوں میں سے رہا۔ پس آج کے دن ہم تیرے بدن (لاش) کو نجات دیں گے تاکہ تو اپنے پیچھے آنے والوں

اٰيَةً وَّانْ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنِ اٰيَتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۙ وَلَقَدْ

کیلئے نشانی ہے۔ اور یقیناً لوگوں میں سے بہت ایسے ہیں جو ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

بَنُو اِسْرَءِيلَ مَبۡوۡاۡصِدۡقٍ وَرَزَقْنٰهُم مِّنَ الطَّيِّبٰتِ

بنی اسرائیل کو بہت ہی اچھے مقام پر رکھ دی۔ اور انہیں پاک چیزوں سے روزی دی

فَمَا اٰخْتَلَفُوْا حَتّٰی جَآءَهُمُ الْعِلْمُ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ

پس جب تک انکے پاس علم نہ آگیا انہوں نے اختلاف نہ کیا۔ یقیناً تیرا پروردگار قیامت کے دن لے دے گی ان

یَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یُخْتَلِفُوْنَ ۙ فَاِنْ كُنْتَ فِی

ان چیزوں میں فیصلہ کرے گا۔ جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پس اگر تمہیں

شَکِّ مِمَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْكَ فَسَلِّ الذِّیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْکِتٰبِ

اس میں شک ہو جائے تو تم ان لوگوں سے پوچھو جو تم سے پہلے کتاب

مِنۡ قَبْلِكَ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ

پڑھتے ہیں۔ بیشک تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق آیا ہے۔ پس تو شک کرنے والوں

الْمُتَرٰیِّیْنَ ۙ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الذِّیْنَ کَذَبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ

میں سے نہ ہونا۔ اور نہ تم ان میں سے ہونا۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا۔ ورنہ

جبکہ سخی ابن اکثم نے ان کے پاس کچھ سوال لکھ کر بھیجے تھے ازاں جملہ یہ بھی تھا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ اس آیت کا مخاطب کون ہے۔ اگر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے مخاطب میں تو یہ
سو نہیں سکتا کہ خدا نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہو۔ اس میں انہوں نے شک کیا ہو۔ اور اگر اس کا مخاطب کوئی اور ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس پر بھی خدا نے کتاب نازل کی تھی موسیٰ ابن محمد نقی علیہ
السلام کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی علی نقی علیہ السلام سے یہ سوال کیا۔ تو ان حضرت نے فرمایا کہ اس کے مخاطب جناب رسول خدا صلعم ہیں۔ اور جو کچھ اللہ نے ان پر نازل کیا، اس میں انہوں
نے کبھی شک نہیں کیا لیکن چونکہ جاہلوں نے یہ کہا تھا کہ خدا تعالیٰ فرشتوں میں سے کوئی نبی کیوں نہیں بھیجتا کہ ہم میں اور اس میں فرق ہیں ہو یعنی وہ نہ کھانا کھائے، اور نہ پانی پیئے اور نہ
بازاروں میں چلے پھرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو وحی کی کہ تم جاہلوں کے سامنے ان لوگوں سے جو پہلی کتابیں پڑھتے ہیں یہ سوال کرو کہ آیا خدا نے پہلے بھی کوئی ایسا رسول بھیجا ہے۔

(بقیتہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

جو نہ کھانا کھاتا نہ ہوا اور نہ بازاروں میں چلتا پھرتا نہ ہو اور چونکہ سب ایسے ہی تھے جو کھانا بھی کھاتے تھے اور بازاروں میں بھی چلتے پھرتے تھے۔

لہذا تم بھی اس معاملہ خاص میں انہی کے پیرو ہو۔

اور یہ فرمایا ہے: وان کذت فی شک حالانکہ وہ شک میں نہیں تھے۔ بلکہ اس کتاب میں روئے سخن ان جاہلوں کی طرف تھا جو شک کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ آیت مباحلہ میں فرماتا ہے: فقل تعالوا

منا عواہنا لثنا ذابنا ککم... الخ ثنہم بل فنجعل لعنت اللہ علی الکذبین اگر اللہ تعالیٰ

یوں کہتا... فنجعل لعنت اللہ علیکم۔ پس ہم تم پر لعنت قرار دیں تو نصرانی سرے سے مباحلہ کو قبول ہی نہ کرتے حالانکہ خدا جانتا تھا کہ اس کا رسول جو

اس کی طرف سے پیغام پہنچاتا ہے جھوٹا نہیں ہے اور اسی طرح رسول بھی جانتے تھے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں

سچ ہی سچ کہہ رہا ہوں لیکن انہوں نے بھی اسی کو پسند کیا کہ بات ایسی ہی کہی جائے جسے مخالف بھی انصاف

سمجھ لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی کو خواہ مخواہ ترجیح دیا جانا نہ سمجھا جائے:

تفسیر انوار القرآن ص ۱۸۵ پر ہے کہ مولینا فخر الدین تحفیر فرماتے ہیں کہ لفظ شک گمان میں بھی استعمال

ہوتا ہے۔ جیسے کلام پروردگار فان کذت فی شک مقنا انزلنا الیک۔ یعنی اگر تم کو یقین نہ ہو اس کا جس

کو میں نے تم پر اتارا۔ اس آیت میں لفظ شک شک اور گمان دونوں سے عام ہے۔ اور دونوں ہی مراد پروردگار

ہیں۔ اور اس کو فقہاء نے بھی گمان میں استعمال کیا ہے اور ابوالبقاع نے بھی اس معنی کو کلیات میں لکھا ہے:

(حاشیہ صفحہ ۱۱)

لہ فانظر وا۔

تفسیر صافی ص ۲۳ پر بخوار تفسیر عیاشی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ خوشی کے

زمانہ کا انتظار کرنا بھی موجب خوشی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فانظر وا

معکم من المنتظرین

فَتَكُونُ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۹۵ إِنَّ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَةُ

تم نقصان اٹھائیوں میں سے ہو جاؤ گے۔ یقیناً وہ لوگ جن پر تمھارے پروردگار کی بات (کہ وہ کافر ہی

رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۹۶ وَلَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَرَوْا

ہیں گے) سچی ثابت ہو چکی وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک وہ دردناک عذاب نہ دیکھ لیں گے۔ اگرچہ ان کے پاس

الْعَذَابُ الْأَلِيمُ ۹۷ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرِيَةً أَمَنْتُمْ فَتَنْفَعُكُمْ

ہر نشانی آجاتے۔ پس کوئی بستی ایسی نہیں ہوتی کہ وہ (عذاب کو دیکھ کر) ایمان لائی ہو تو اس کو

إِيمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ

اس کے ایمان نے کوئی فائدہ دیا ہو سوائے یونس کی قوم کے، کہ جسوقت وہ ایمان لائے ہم نے دنیا کی زندگی میں ان

الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۹۸ وَلَوْ شَاءَ

سے رسوا کرنے والا عذاب ہٹا دیا۔ اور ایک مدت تک ہم نے انھیں فائدہ پہنچایا۔ اور اگر تمھارا

رَبِّكَ لَا مَنَ مَنٌ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ

پروردگار چاہتا تو جتنے زمین میں ہیں ضرور سب کے سب ایمان لے آتے۔ پس کیا تم لوگوں کو

النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۹۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ

مجبور کر دے یہاں تک کہ وہ سمن ہو جائیں۔ حالانکہ کسی نفس کیلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ بغیر

تَوْمِنَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَجْعَلُ الرَّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا

اذن خدا ایمان لے آئے۔ اور وہ (کفر کی) پلیدی کو انھیں لوگوں پر فرتار دیتا ہے، جو

يَعْقِلُونَ ۱۰۰ قُلْ انْظُرُوا مَاذَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَ

عقل سے کام نہیں لیتے۔ کہہ دو کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اُسے (غور سے) دیکھو۔ اور

مَا تَعْنِي الْآيَاتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ۱۰۱ فَهَلْ

جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں ان کو نشانیاں اور ڈرانے والے کچھ کفایت نہیں کرتے۔ پھر کیا

يَنْتَظِرُونَ إِلَّا مِثْلَ أَيَّامِ الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ

وہ ایسے دنوں کا انتظار کرتے ہیں جیسا کہ ان لوگوں کے دن تھے جو ان سے پہلے گذر گئے ہیں۔ کہہ دو

فَأَنْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظَرِينَ ۱۰۲ ثُمَّ نَبِّئْ رُسُلَنَا

پس تم انتظار کرو ملے یقیناً میں بھی تمھارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔ پھر ہم اپنے رسولوں کو

وَالَّذِينَ آمَنُوا كَذَلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ قُلْ

اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے نجات دیں گے۔ اسی طرح سے ہم پر حق ہے کہ ہم مومنوں کو نجات دیں۔ (ہلے رسول) کہہ دو

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ

اے لوگو! اگر تم میرے دین کے بارے میں شک میں ہو، پس میں اُن کی عبادت

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي

نہیں کرتا جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں۔ جو تمہیں (دُنیا سے)

يَتَوَفَّكُمُ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٤﴾ وَأَنْ أَقِمَّ

پورا پورا لے لیتا ہے۔ اور میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں مومنوں میں سے رہوں۔ اور یہ کہ تو حنیف

وَجَهْلِكَ لِلَّذِينَ حَنِيفًا وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٥﴾ وَ

(یعنی باطل سے بچنے والا) جو کہ دین کی طرف اپنے منہ کو قائم رکھ۔ اور تو سرگزشت رکھوں میں سے نہ ہونا ۱۵ اور

لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ

تو نہ پکار اللہ تعالیٰ کے سوا کسی ایسی چیز کو جو تمہیں نہ نفع پہنچائے اور نہ نقصان دے۔ پس اگر

فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ﴿١٦﴾ وَإِنْ يَمْسَسْكَ اللَّهُ

تم نے ایسا کیا تو تم یقیناً ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے،

بُضْرًا فَلَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَّ

تو سوائے اُس کے اُس کا دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اور اگر وہ تجھے بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اُس کے فضل

لِفَضْلِهِ يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ

کو دور کرنے والا کوئی نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے بخش دیتا ہے۔ اور وہ بڑا بخشنے والا

الرَّحِيمُ ﴿١٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ

رحیم کرنے والا ہے۔ کہہ دو کہ اے لوگو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے حق آچکا ہے۔

فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ ضَلَّٰ فَإِنَّمَا

پس جو ہدایت اختیار کر لیتا ہے تو وہ صرف اپنے ہی نفس کیلئے ہدایت اختیار کرتا ہے۔ اور جو گمراہ ہو جاتا ہے وہ صرف

يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيلٍ ﴿١٨﴾ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ

اپنے ہی نفس کے وہاں کیلئے گمراہ ہوتا ہے اور میں تم پر نگران نہیں ہوں۔ اور جو وحی کی طرف وحی کی جاتی ہے تو اسی

۱۵ حَقًّا عَلَيْنَا

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان و تفسیر
تبیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو
شخص تم میں سے امر پر مرجأتے تمہیں کیا چیز مانع ہے کہ تم اس
کے خلق ہونے کی شہادت نہ دو۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے:-

حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ

مترجمہ: ساہرا کچ سے یہاں مراد ہے دین
خدا، محبت رسول ۲ اور آل رسول ۲

۱۶ مِنَ الْمُشْرِكِينَ :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھتا ہے
کہ جو حکم اس آیت میں اور اس کے ماقبل و مابعد
پایا جاتا ہے، اس میں ظاہراً خطاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، اور مراد اس
سے امت کے لوگ ہیں ۶

إِلَيْكَ وَأَصْبِرْ حَتَّى يَحْكُمَ اللَّهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ۝

کی پیروی کرتا رہ اور صبر کر، تا انکہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے۔ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

آیاتہا ۱۲۳ سُوْرَةُ هُوْدٍ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۱۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

الرَّفِ كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ

الکر۔ یہ ایک کتاب ہے جسکی آیتیں محکم کی گئی ہیں۔ پھر بڑے حکمت جاننے والے ہر خبر کھنے والے کی طرف سے اسے

خَيْرٍ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ ۝

بھیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ یقیناً میں تمہارے لئے اسکی طرف سے ڈرنا والا

بَشِيرٌ ۝ وَأَنْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ

اور خوشخبری سنائی دلا ہوں۔ اور یہ کہ تم اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرو، پھر اس کے حضور میں توبہ کرو، تو وہ تمہیں ایک مقررہ

مَتَاعًا حَسَنًا إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى وَيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ

مدت تک اچھا فائدہ دے گا۔ اور ہر بزرگی والے کو اپنا مفصل عطا

فَضْلَهُ ۚ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

فرمائے گا۔ اور اگر وہ روگردانی کریں، تو میں تمہارے لئے بڑے دن کے عذاب سے

كَبِيرٍ ۝ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

ڈرتا ہوں۔ تمہاری بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قوت رکھنے والا ہے۔

أَلَا إِنَّهُمْ يَتَّبِعُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا مِنْهُ ۚ أَلَا

خبردار وہ لوگ یقیناً اپنے سینوں کو دوسرا کرتے ہیں کہ تاکہ اس (اللہ تعالیٰ) سے (اپنے اذکار) چھپائے

حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ لَا يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

رکھیں۔ خبردار: جس وقت وہ اپنے کپڑے اوڑھ لیتے ہیں۔ وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے کہ وہ کس چیز کو چھپاتے ہیں اور

يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

کس چیز کو ظاہر کرتے ہیں۔ یقیناً وہ سینوں کے حالات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

لہ یثنون :-
تفسیر صفاتی ص ۲۳ پر بحوالہ کافی، و تفسیر عثمانی
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
وہ حضرت فرماتے ہیں، کہ مجھ سے جابر بن عبد اللہ
نے بیان کیا، کہ بیت اللہ کے حوالی میں جب مشرکین
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس
سے گزرتے تھے، تو کوئی ان میں سے اپنا سر جھکا
کر، کوئی پیچھے کود دوسرا کر کے، اور کوئی سر کے اوپر
کیڑا ڈال کر نیکل جاتا تھا۔ تاکہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو دیکھ نہ لیں۔ اسی
پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وَأَجْرُكُمْ كَبِيرٌ ۝ فَلَعلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ

بہت بڑا اجر ہے۔ پس کہیں ایسا نہ ہو کہ تمھاری طرف جو وحی بھیجی جاتی ہے تو اس میں سے بعض کو چھوڑنے والا ہو جاؤ

بِهِ صَدْرُكَ أَنْ يَقُولُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ

اور تمھارا سینہ اس بات سے تنگ ہو جائے کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس پر خزانہ کیوں نہ اتارا گیا۔ یا اس کے ساتھ کوئی

مَلَكٌ إِنَّمَا أَنْتَ نَذِيرٌ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ اَمْ

فرشتہ کیوں نہ آیا۔ سوائے اسکے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا کارساز ہے۔ یاد رہے کہتے ہیں

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوْرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرِيَةٌ ۝

کہ اس نے اُسے کھڑا کیا ہے۔ تم یہ کہہ دو کہ پھر تم بھی اس جیسی کھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ۔ اور

ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اگر تم سچے ہو، تو اللہ تعالیٰ کے سوا جسے تم مہلا سکتے ہو مہلاؤ۔

فَالَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ فَأَعْلَمُوا إِنَّمَا أَنْزَلَ بِعِلْمِ اللَّهِ ۝ وَأَنْ

پھر اگر وہ تمھاری بات قبول نہ کریں۔ تو جان لو کہ سوا اس کے نہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ اتارا گیا ہے۔ اور

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَهَلْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ

یہ کہ اس (اللہ) کے سوا کوئی اور معبود نہیں۔ پس کیا تم حکم ماننے والے ہو جاؤ گے۔ جو کوئی دنیا کی زندگی کا

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا تُوفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ

اسی کی زینت چاہتا ہے وہ ہم اس (دنیا) میں ہی انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دے دیں گے۔ اور انھیں

فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ

اس میں کم نہ دیا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں سوائے (دوزخ کی) آگ سے

إِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

اور کچھ نہیں ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے اس (دنیا) میں کیا تھا وہ سب برباد ہو گیا۔ اور جو کچھ وہ کیا کرتے تھے وہ سب بطل ہو گیا۔

أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِنْ رَبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ وَ

پس کیا وہ شخص جو اپنے رب کی طرف سے ایک واضح دلیل پر ہو، اور ایک گواہ اسکے پیچھے ہی پیچھے آتا ہو جو اسی کا جزو ہو

مِنْ قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۝ أُولَٰئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۝

اور اس کے پہلے سے موسیٰ کی کتاب رہنما اور رحمت ہو۔ اسی پر تو ایمان لائے ہیں۔

وَنَزَلَ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ ۲۸)

خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت کی بنا پر ہو، یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ سے، اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار کو دخل ہو یا نہ ہو۔ انھیں نے تصریح کی ہے کہ امت باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنی کے جمع۔ نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے، (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۳)

اور تفسیر صافی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر عیاشی، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امتیہ معدودۃ سے مراد قائم آل محمد اور ان کے اصحاب ہیں اور انہی حضرت نے فرمایا: کہ انکی تعداد بدلیوں کی تعداد کے برابر ہوگی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب قائم آل محمد اس سے کچھ زیادہ ہونگے، خدا کی قسم امتیہ معدودۃ سے وہی مراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے پھر حضرت نے نبی آیت تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ واللہ اود ایک ساعت میں اس طرح جمع ہو جائیں گے جیسے قصل خریف کے بادلوں کے ٹکڑے۔ کافی اور تفسیر مجمع البیان میں بھی اسی کے قریب قریب ہے

(حاشیہ صفحہ ۲۸ ہذا ۱)

۱۔ الحیوة الدنیا۔

تفسیر صافی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان آیتوں سے اللہ تعالیٰ کا مطلب ہے کہ جو شخص عمل خیر پس نیت سے کرے کہ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرمائے تو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ اسی دنیا میں عطا فرما دیگا، اور آخرت میں اس کیلئے جہنم کی آگ ہے

۲۔ یَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِنْهُ۔

تفسیر صافی ص ۲۳ پر بحوالہ کافی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور امام علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر شاہد ہیں اور رسول اپنے پروردگار کی طرف سے دلیل پر ہیں۔ تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام اور علی رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں شاہد منہ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں گواہی دی، اور لفظ منہ کا یہ مطلب ہے کہ وہ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی نور سے ہیں۔ اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر ہیں، وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور انکا شاہد ہے، وہ اول جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں، پھر کے بعد دیگرے اوصیاء اور خود جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کے پاس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ کی ہوں، حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ کے پاس سے کوئی آیت نازل کی گئی ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: کیا تو سورہ ہود کی یہ آیتیں نہیں پڑھتا: اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ... الخ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر تھے، اور میں وہ شاہد ہوں۔ الامانی میں ہے کہ یہ فرمایا کہ میں وہ گواہ ہوں، اور میں اس رسول سے ہوں۔ اور البصائر میں ہے کہ اس رسول کا گواہ اس یقینہ دلیل کے بلکہ میں میں ہوں، اور اس رسول کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے چلا آتا ہوں ہے

اور جو انکے بعد انہی کے ہیں، اور انکا شاہد ہے، وہ اول جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں، پھر کے بعد دیگرے اوصیاء اور خود جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ قریش میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جس کے پاس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایک یا دو آیتیں نازل نہ کی ہوں، حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کی یا امیر المؤمنین آپ کے پاس سے کوئی آیت نازل کی گئی ہے؟ حضرت نے ارشاد فرمایا: کیا تو سورہ ہود کی یہ آیتیں نہیں پڑھتا: اَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ... الخ کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنے رب کی طرف سے دلیل پر تھے، اور میں وہ شاہد ہوں۔ الامانی میں ہے کہ یہ فرمایا کہ میں وہ گواہ ہوں، اور میں اس رسول سے ہوں۔ اور البصائر میں ہے کہ اس رسول کا گواہ اس یقینہ دلیل کے بلکہ میں میں ہوں، اور اس رسول کے ساتھ ساتھ اس کے پیچھے چلا آتا ہوں ہے

وَمَنْ يَكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ فَلَا تَكُ

اور گروہوں میں سے جو بھی اس کا منکر ہوگا۔ پس آگ اس کا ٹھکانا ہے۔ پھر تم اس سے

فِي مِرْيَةٍ مِنْهُ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ

شک میں نہ رہنا اسے یقیناً یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے حق ہے، لیکن بہت لوگ

لَا يُؤْمِنُونَ ۱۴ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا

ایمان نہیں لاتے۔ اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے۔

أُولَئِكَ يُعْرَضُونَ عَلَى رَبِّهِمْ وَيَقُولُ الْأَشْهَادُ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پروردگار کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ اور گواہ یہ کہیں گے کہ یہ وہ ہیں جنہوں نے

كَذَّبُوا عَلَى رَبِّهِمْ ۚ آلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۱۵ الَّذِينَ

اپنے پروردگار کے برخلاف جھوٹ بولا۔ خبردار ہوا کہ ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو اللہ تعالیٰ

يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عِوَجًا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ

کی راہ سے روکتے ہیں، اور اس میں سچی تلاش کرتے ہیں۔ اور وہ آخرت کے بھی

هُمْ كَافِرُونَ ۱۶ أُولَئِكَ لَمْ يَكُونُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ وَمَا

منکر ہی ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہ ہو سکے۔ اور

كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ دُونُ أَوْلِيَاءَ يُضَعِفُ لَهُمْ الْعَذَابُ

اللہ تعالیٰ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوا۔ ان کا عذاب دگنا کیا جائے گا۔

مَا كَانُوا يَسْتَطِيعُونَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوا يُبْصِرُونَ ۱۷ أُولَئِكَ

وہ نہ سن ہی سکتے تھے نہ دیکھ ہی سکتے تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں

الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۱۸

جنہوں نے اپنے آپ اپنا نقصان کیا اسے اور جو کچھ افتراء کرتے تھے وہ سب ان سے جاتا رہا

لَا جَرَمَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمْ الْخَاسِرُونَ ۱۹ إِنَّ الَّذِينَ

بلا شک آخرت میں وہی سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآخَبْتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَئِكَ أَصْحَابُ

لاپٹے، اور انہوں نے نیک عمل کئے۔ اور اپنے پروردگار کی طرف جھک گئے۔ وہی بہشت والے

۱۴ مِرْيَةٍ مِنْهُ:-

تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہاں منہ سے مراد من و دلایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے، کہ تم علی کی ولایت کی طرف سے شک نہ کرنا: ۱۵ یَقُولُ الْأَشْهَادُ:-

تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ الا شہاد سے مراد ائمہ علیہم السلام ہیں: ۱۶ يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ:-

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ حق سے باز رکھنے کے سبب وہ اس کے سنتے سے بہرے ہو گئے تھے، اور خدا تعالیٰ کی نشانیاں دیکھنے سے اندھے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ امیر المؤمنین علیہ السلام کا ذکر سن نہ سکتے تھے ۱۷ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ:-

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جو کچھ خرچ کیا، وہ بھی نقصان ہوا اور جو کچھ کمایا وہ بھی کھو بیٹھے۔ اب ہوائے حسرت اور تدامت کے کچھ بھی نہیں رہا: ۱۸ ضَلَّ عَنْهُمْ:-

اس لفظ کے معنی استعمال اور تشریح پ۔ سورہ یونس، ص ۲۴ پر زیر حاشیہ ۱۸ ہو چکی ہے وہاں سے دیکھ لیا جائے:

الْجَنَّةُ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٢﴾ مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْأَصَمِّ

ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ ان دونوں گواہوں کی مثال اندھے اور بہرے سے ۱۱

وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِينَ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٣﴾

دیکھنے والے اور سننے والے کی سی ہے۔ کیا دونوں مثال میں برابر ہیں۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِذْ قَالَ لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٤﴾

اور بیشک ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا (اس نے ان سے کہا) یقیناً میں تمہارے لئے صاف صاف نذیر ہوں۔

أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٢٥﴾

کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر ایک عذاب کا دن کے عذاب کے یقیناً خوف رکھتا ہوں۔

فَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا تَأْتِيكَ إِلَّا بَشْرًا

پھر ان سرداروں نے جو اس کی قوم میں سے کافر ہو گئے تھے کہا کہ تم نہیں دیکھتے ہیں تمہیں مگر اپنے جیسا ہی ایک

مِثْلَنَا وَمَا تَأْتِيكَ إِلَّا الَّذِينَ هُمْ أَرَادُوا بِآدَىٰ

آدمی۔ اور ہم یہ دیکھتے ہیں کہ تمہاری پیروی کسی نے بھی نہیں کی سوائے ان لوگوں کے جو ہم میں سے ظالموں کا پیروں ہیں۔

الرَّأْيِ وَمَا نَرَىٰ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ

ہیں ۱۱ اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہیں ہم پر کوئی فضیلت ہے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا خیال

كَذِبِينَ ﴿٢٦﴾ قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْ رَبِّي

کہتے ہیں۔ (نوح نے) کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں۔

وَأَتَيْنِي رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهِ فَعَمِيتُ عَلَيْكُمْ أَنْزَلْنَاكُمْ مَاءً

اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عنایت کی ہے۔ تو وہ بات تم پر برہنہ ہو گئی ہے۔ کیا ہم وہ تم پر لازم

وَأَنْتُمْ لَهَا كَرِهُونَ ﴿٢٧﴾ وَيَقَوْمِ لَا تَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مَا لَآئِنَ

کر دینے جس حال میں کہ تم اس سے کراہت کر رہے ہو۔ اور اے میری قوم! میں اس پر تم سے کوئی مال نہیں مانگتا، میرا

أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّهُمْ

اجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، اور میں ان لوگوں کو جو ایمان لائے ۱۱ (اپنے پاس سے انکار نہیں ہوں۔ یقیناً وہ

مُتَّقُونَ رَبِّهِمْ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿٢٨﴾ وَيَقَوْمِ مَنْ

سب اپنے پروردگار سے ملاقات کر رہے ہیں ۱۱ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ اور اے میری قوم! اگر میں



۱۱ کا لاعلمی والا صم۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ کافروں نے آیات خدا دیکھنے سے ارادہ اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں۔ اور کلام خدا کے سننے اور دیکھنے اور اس کے معنی اور مطالب میں غور کرنے سے اپنے کان بند کر لئے تھے۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے کہ قوم نوح علیہ السلام کے لوگوں نے مومنوں کو ان کے فقر و افلاس کی وجہ سے رذیل خیال کیا، کیونکہ دنیا کے ظاہری ساز و سامان کے علاوہ ان کو کسی اور بات کا علم نہ تھا۔ جس کے پاس دنیاوی ساز و سامان زیادہ پاتے تھے، اُسے شریف جانتے تھے، اور جس کے پاس یہ نہ ہوتا تھا، اُسے رذیل سمجھتے تھے۔ اور تفسیر صفائی میں ہے کہ اس سے مراد فقر اور

مساکین ہیں۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے کہ یہ نوح علیہ السلام کی قوم کے اس سوال کا جواب ہے، جو انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام سے کیا تھا۔ کہ ان رذیل لوگوں کو اپنے پاس سے نکال دیجئے۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۳ پر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے ان مومن فقراء اور مساکین کو اپنے پاس سے نہ نکالنے کا سبب بتایا۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جائیں گے، اور رحمت حاصل کریں گے اگر ان کو نکال دیا جائے، تو وہ اس وقت جھگڑا کریں گے اس لئے میں انہیں کس طرح اپنے پاس سے نکال سکتا ہوں؟

يَنْصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ طَرَدْتَهُمْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۳۰﴾ وَلَا

اٹھیں (اپنے پاس سے) نکال دوں تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں میری مدد کون کرے گا۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور

أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللَّهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا

میں تمہیں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں۔ اور نہ میں یہ

أَقُولُ إِنِّي مَلِكٌ وَلَا أَقُولُ لِلَّذِينَ تَزْدَرِي أَعْيُنُكُمْ

کہتا ہوں کہ یقیناً میں فرشتہ ہوں۔ اور نہ انکی نسبت جو تمہاری نظروں میں حقیر ہیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں

لَنْ يُؤْتِيَهُمُ اللَّهُ خَيْرًا ۖ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا فِي أَنْفُسِهِمْ ۖ إِنِّي

ہرگز کوئی بھلائی نہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ کہہ دوں میں ہے۔ (اگر میں کہوں تو)

إِذَا لِمَنِ الظَّالِمِينَ ﴿۳۱﴾ قَالُوا يَنْبُوْحُ ۖ قَدْ جَدَلْنَا فَاكْثَرْتَ

تب یقیناً میں ناانصافوں میں سے ہو جاؤں گا۔ وہ بولے اے نوح یقیناً تو ہم سے جھگڑا کر چکا ہے۔ پھر تم نے ہم سے

جَدَلْنَا فَأَتَيْنَا بِمَا تَعَدُّنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ

بہت ہی جھگڑا کیا۔ پس اگر تو سچوں میں سے ہے تو جس (عذاب) کا تو ہمیں وعدہ دیتا ہے وہ ہم پر ہے۔ اے اُس نے کہا

إِنَّمَا يَأْتِيَكُمْ بِهِ اللَّهُ إِنْ شَاءَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۳۳﴾

سو اُسے اس کے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی تم پر لانے گا اگر اُس نے چاہا۔ اور تم اس کو عاجز کرنے والے نہیں ہو

وَلَا يَنْفَعُكُمْ نَصْحِي إِنْ أَرَدْتُ أَنْ أُنْصَحَ لَكُمْ إِنْ كَانَ

اور میری نصیحت تمہیں فائدہ نہیں دے گی۔ اگرچہ میں نے ارادہ کر لیا تھا کہ تمہیں نصیحت کروں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کو

اللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يُغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۳۴﴾ أَمْ

یہ منظور ہے کہ تمہیں گمراہی پر سزا دے ۱۵ وہ تمہارا بڑا گار ہے۔ اور اسی کی طرف تم لوٹے جاؤ گے۔ کیا وہ

يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَعَلَىٰ إِجْرَامِي وَأَنَا

یہ کہتے ہیں کہ اُس نے اُسے (جھوٹ موٹ) کھڑا کیا ہے۔ کہہ دو کہ اگر میں نے اسے (جھوٹ موٹ) کھڑا کیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے

بَرِيٍّ مِمَّا تَجْرِمُونَ ﴿۳۵﴾ وَأُوحِيَ إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَنْ يُؤْمِنَ

اور میں بری ہوں اُس جرم سے جو تم کرتے ہو۔ اور ہم نے نوح کی طرف وحی بھیجی ۱۶ کہ یقیناً تمہاری قوم میں سے ہرگز

مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا

کوئی ایمان نہیں لائے گا، سو اُسے اس کے جواباً بیان لا چکا ہے۔ پس جو کچھ وہ کرتے ہیں اُس سے تم غمگین

۱۵ یغویکم:-

اس کا مصدر اغواء ہے، جب اغوا کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو، تو اس کے دُوحی ہو سکتے ہیں۔ ایک گمراہی پر سزا دینا۔ دوسرے بے راہ کرنا، یہاں گمراہی پر سزا دینے کے معنوں میں ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۴۳)

۱۶ اوحی الی نوح:-

تفسیر نعمانی ص ۲۳۳ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو نوبیچا منس برس تک خفیہ اور علانیہ دعوت دین فرماتے رہے مگر جب وہ سرکشی اور انکار پر اڑے بسے تو نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی: رب انی مغلوب فانصبر اے میرے پروردگار میں مغلوب ہو گیا، پس تو میری مدد کر اے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی:-

إِنَّمَا لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ الْوَحْيُ

اسی وجہ سے حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا: وَلَا يَلِدُ وَأَنَا لَا فَاجِرًا كَفَاً ۝۱۶



يَفْعَلُونَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا وَلَا تَخَاطِبُنِي

نہ ہو۔ اور تو ہماری زیر نگرانی اور ہماری وحی کے مطابق ایک کشتی بنا۔ اور جن لوگوں نے حکم کیا،

فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ﴿٣٧﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ وَ

انکے پاس سے تو مجھ سے بات نہ کر۔ یقیناً وہ غرق کر دیئے جائیں گے۔ اور وہ کشتی کو بنانے لگا۔ اور

كَلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا

جب کبھی اسکی قوم کے سردار اسکے پاس سے گزرتے، تو اس سے ہنستا محول کرتے تھے اس نے کہا اگر تم ہم سے ہنستا

مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ﴿٣٨﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ

محول کرتے ہو تو جس طرح تم ہم سے ہنستا محول کرتے ہو، اسی طرح (ایک دن) ہم تم سے ہنستا محول کریں گے۔ پھر غریب

مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٩﴾

تھیں معلوم ہو جانے کا کہ کس پر رسوا کرنے والا عذاب آتا ہے۔ اور کس پر دائمی عذاب نازل ہوتا ہے۔

حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ

تا ایک جب ہمارا حکم آیا، اور تنور بجھنے لگا، ہم نے کہا کہ اس (کشتی) میں ہر قسم کے جوڑا میں

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ

سے دو دو اٹھا لو، اور اپنے کنبے کو بھی، سوائے اُنکے جسکے خلاف پہلے حکم مل چکا ہے۔ اور اُسے بھی جو

أَمِنَ وَمَا امِنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿٤٠﴾ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ

ایمان لے آیا۔ حالانکہ اسکے ساتھ ایمان بہت ہی کم لائے تھے سوائے اُنکے جو ایمان لائے تھے۔ اور اُس نے کہا اس (کشتی) میں سوار ہو جاؤ۔

اللَّهِ مَجْرِبَهَا وَمُرْسَاهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤١﴾ وَهِيَ تَجْرِي

اس کا چلنا اور ٹھہرنا اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ یقیناً میرا پروردگار بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ (کشتی) انھیں

بِهِمْ فِي مَوْجٍ كَالْجِبَالِ وَنَادَىٰ نُوحٌ ابْنَهُ وَكَانَ فِي

پہاڑ جیسی (اوبھی)، لہروں میں لٹے چلی جا رہی تھی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو وادہ دی کہ وہ آگیا کہ وہ علیحدہ

مَعَزِلٍ يُبْنِي الرُّكْبَ مَعَنَا وَلَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِينَ ﴿٤٢﴾ قَالَ

مقام میں تھا، اے میرے بیٹے ہم سے ساتھ سوار ہو جا۔ اور کافروں کے ساتھ مت رہ۔ وہ بولا

سَاوِي إِلَىٰ جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ

کہ میں جلد ہی کسی پہاڑ کی پناہ لے لوں گا۔ وہ مجھے پانی سے بچالے گا۔ اُس نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ کے عذاب سے

نازل

لَهُ سَخِرُوا مِنْهُ ۖ

تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے جب کھلیاں بوائیں، تو انکی قوم کے لوگ اُن کے پاس سے گزرتے تو مذاق کے طور پر اُن سے یوں کہتے کہ اب تو مانی بن گئے، جب وہ درخت بڑے بڑے اور مضبوط ہو گئے، تو ان حضرت نے انکو کاٹ کر اور چیر کر درست کیا، تب وہ لوگ کہنے لگے کہ اب بڑھتی بن گئے۔ پھر جب انکو جوڑ جاڑ کر کشتی بنا دیے تھے، تو وہ لوگ گزرتے ہوئے ہنسی مذاق سے یہ کہتے تھے کہ اب اس محشی میں ملاح بھی بن گئے۔ چنانچہ جب آپ کشتی بنا کر فارغ ہوئے، تب حضرت نوح علیہ السلام انکے مذاق کا جواب یہ دیا۔

”ان تسخروا منا فانا نسخر منكم كما تسخرون“ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تم دنیا میں رہو گے، اور آخرت میں چلتے لگو گے، تو اس وقت ہم بھی ہنس دیں گے۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنا رہے تھے انکی زوجہ نے انکی اطلاع دی کہ تنور میں سے پانی پھٹے لگا۔ حضرت نوح علیہ السلام دوڑ کر اس طرف گئے ایک طباق سے اُسے بند کر کے اپنی مہر لگا دی پانی ٹھہر گیا۔ پھر جب کشتی بنانے سے فارغ ہوئے تو پھر تشہیف لائے، مہر توڑی، طباق اٹھا لیا، تو اُس وقت پانی جوش مار کر نکلا۔

کافی میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی بنانے سے فارغ ہو گئے، تو خدا کے اور ان کے درمیان انکی قوم کی ہلاکت کے بارے میں یہ قرار پایا تھا کہ تنور سے پانی جوش مار کر نکالے گا، چنانچہ ایسا ہی ہوا اور حضرت نوح علیہ السلام کو انکی زوجہ نے اطلاع دی، تو آپ نے جا کر اس کے منہ پر مہر لگا دی، پانی ٹھہر گیا۔ پھر جس کو کشتی میں لینا تھا، اُسے لے لیا اور جسے نکالنا تھا، اُسے نکال دیا۔ پھر اگر تنور کی مہر توڑی، اس کا توڑنا تھا کہ یہ نوبت پہنچی، جسے خدا فرماتا ہے: فَفُتِحْنَا ابوابَ السَّمَاءِ وَأَمْطَرْنَا وَنَجَّيْنَا الْاَوْسَ عِيُونًا فَالتَّقَى الْمَاءُ عَلَىٰ اَصْفَادٍ رَاسٍ (یعنی ہم نے آسمان کے دروازے کو مسلا دھا بارش کے ساتھ کھول دیئے، اور تمام زمین کو بھرا کر چھپے، یہ چھپے کر دیئے۔ پس آسمان اور زمین کا پانی مل کر اس حد پر پہنچ گیا جو مقرر کر دی گئی تھی، اس کشتی کے بننے کی جگہ مسجد کو فکا وسط ہے۔

۳۵ الا قلیل :- تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے، اور معانی الاخبار میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم سے کل آٹھ آدمی اُن پر ایمان لائے تھے یہ تھے: ۱۔ ابنہ :- تفسیر صفائی ص ۲۳۲ پر ہے کہ اس سے مراد کنعان ہے۔ تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نہیں تھا، بلکہ وہ انکی زوجہ کا بیٹا تھا جو ساتھ آیا تھا، اور بنی طے کی لغت کے بموجب زوجہ کے بیٹے کو جو ساتھ آئے ابنہ (افتح المار) کہتے ہیں۔ مجمع البیان میں حضرت علی بن حضرت امام محمد باقر، اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ ابنہ قرأت فرماتے تھے، (بفتح الدال) بنو۔

اور ایک اور بات میں اس کی قرأت ابنہ بھی آئی ہے جس میں ہم نے نوشت ہے، جو ان کی قرأت کی طرف رجوع ہے۔

مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِلَّا مَنْ رَحِمَ ۚ وَحَالٌ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ

بجائے الا کوئی نہیں سوائے اسکے جس پر وہ رحم فرمائے۔ اور ان دونوں (باپ بیٹا) کے درمیان ایک لہر حال ہوگئی۔ پس

مِنَ الْمَغْرِقِينَ ۚ وَقِيلَ يَا رَجُلُ اِْبْلِعْ مَاءَكَ وَاسْمَاءُ

وہ غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا۔ اور حکم دیا گیا کہ اسے زمین اپنے پانی کو نگل جا۔ اور اسے آسمان

اَقْلِعْ وَغِيْضَ الْمَاءِ وَقُضِيَ الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ

تو ختم جا۔ اور پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ اور معاملہ کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اور کشتی کوہ جودی پر ٹھہر گئی سۃ

وَقِيلَ بَعْدًا لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ وَنَادَىٰ نُوحٌ رَبَّهُ فَقَالَ

اور یہ کہہ دیا گیا کہ ظالموں کی قوم کیلئے ہلاکت ہو۔ اور نوح نے اپنے رب کو پکار کر عرض کی کہ اے

رَبِّ إِنِّي ابْنِي مِنْ أَهْلِي وَلَنْ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ

میرے پروردگار! یقیناً میرے اہل میں سے ہے، اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے۔ اور تو سب سے بہتر

الْحَكِيمِينَ ۚ قَالَ يٰ نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ

فیصلہ کرنے والا ہے۔ (خدا نے) کہا اے نوح یقیناً وہ (بیٹا) تیرے اہل میں سے نہیں ہے سۃ یقیناً وہ عمل کا

غَيْرُ صَالِحٍ ۚ فَلَا تَسْأَلْنِ لَهُ عَلَيْهِ عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ

نیک نہیں ہے سۃ پس جس بات کا مجھے علم نہیں اس کا مجھ سے سوال نہ کر۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ

أَنْ تَكُونَ مِنَ الْخٰرِجِينَ ۚ قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ

تو بے خبروں میں نہ رہے۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار! یقیناً میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں

أَسْأَلَكَ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْ لِي وَتَرْحَمْنِي أَكُنَ

کہ میں تجھ سے وہ سوال کروں جس کا مجھے علم نہیں۔ اور اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھے برغم نہ کرے گا، میں نقصان اٹھائے ہوا ہوں

مِّنَ الْخٰسِرِينَ ۚ قِيلَ لِنُوحٍ اهْبِطْ بِسَلَامٍ مِنَّا وَبَرَكَاتٍ عَلَيْكَ

میں سے ہوجاؤں گا۔ حکم دیا گیا کہ اے نوح! تو ہماری سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر پڑ سۃ جو تجھ پر

وَعَلَىٰ أُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا

اور جو تیرے ساتھ ہیں ان میں سے کچھ ہمارے ہوں گے۔ اور کچھ ہمارے ہی ہوں گے جنہیں ہم ہلکا کر دینگے پھر انہیں

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ

ہماری طرح سے درناک مذاہب پہنچے گا۔ یہ غیب کی خبریں میں سے ہے جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔ اس سے پہلے سے

قرآن مجید نے حضرت نوحؑ کی کشتی کے

ٹھہرنے کے مقام کا نام جو وہی بتایا ہے لیکن نوحؑ

کی کتاب پیدائش باب آیت ۱۱ میں "اراراط" لکھا ہے،

دونوں ناموں میں فرق کوئی نہیں، جو کہ

معنی عربی زبان میں رحمت اور احسان کے ہوتے

ہیں، یہی معنی اراراط کے بھی ہیں، راط کے معنی ہوتے

ہیں، اس لئے پناہ چاہی، اور "اراراط" کے معنی ہوتے

میں پناہ کی جگہ کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

سۃ اس کی تفسیر میں دو معجز مفسرین

علامہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور محمود

بن عمر رحمشی لکھتے ہیں، کہ وہ وہ نوح

علیہ السلام کا پالا بیٹا تھا۔ (انوار التنزیل

واسرار التنزیل جلد ۳۲ طبع مصر،

انکشاف عن حقائق غوامض التنزیل،

جلد ۲ ص ۲۱ طبع ۱۳۵۲ھ رحمشی نے تمثیل میں

لکھا ہے، کہ فرزند نوحؑ اس طرح پروردہ تھا جسے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن ابی سلمہ

کو پرورش کیا تھا۔

علامہ محمود تسفی اور فخر الدین رازی نے فرزند

نوحؑ میں دوسری صورت اختیار کی ہے، کہ ان

وجہ المہارۃ۔ فرزند نوحؑ ان کی بی بی کا دلہندہ تھا۔

مدارک التنزیل ص ۲۲ میں امام رازی نے اپنے

زور قلم سے بتایا ہے، کہ نوح علیہ السلام کی بی بی کا

بیٹا دوسرے بھائیوں میں رہنے بہنے سے کہا گیا،

جیسا کہ فرشتوں کے ساتھ رہنے پر انہیں کوئی ملک

کہا گیا ہے

سۃ غیر صالح :-

تفسیر صفائی ص ۲۳۵ پر بحوالہ عمیون اخبار

الرضا منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا

کہ لوگ اس آیت کو کس طرح پڑھتے ہیں؟ عرض

کیا گیا کہ بعض تو اسے یوں پڑھتے ہیں :- اِنَّهُ عَمَلٌ

غیر صالح :- اور بعض یوں پڑھتے ہیں :- اِنَّهُ عَمَلٌ

غیر صالح :- اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا گیا، کہ

جو یوں پڑھتے ہیں، وہ گویا اس کو اس کے باپ سے

الگ کرتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے وہ نوح

ایک طرح کا بیٹا ہی تھا، لیکن جب اس نے اللہ تعالیٰ

کی نافرمانی کی، تو اللہ تعالیٰ نے اسے الگ کر دیا۔

اسی طرح جو ہمارے کتبہ میں ہوا، اور اللہ تعالیٰ کی

اطاعت نہ کرے وہ ہم میں سے خارج ہو جائے گا۔

سۃ برکت :- برکتیں۔ برکت کی جمع جس کے

معنی کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبی اور بھلائی کے ثابت ہونے کے ہیں، اور چونکہ خدا کی طرف سے خیر و خوبی غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے، اور بے حد اور بے شمار طریقوں پر

پائی جاتی ہے، اس لئے ہر چیز کو جس میں غیر محسوس طور پر زیادتی مشاہدہ میں آئے، مبارک کہتے ہیں۔ اصل میں "برکت" اونٹ کے سینہ کو کہتے ہیں، اونٹ چونکہ سینہ ٹیک کر بیٹھتا ہے

اس لئے اسکے معنی غرور لینے ٹیکنے، ٹھہرنے، ثابت رہنے اور ایک جگہ جمے رہنے کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ حوض وغیرہ کو جہاں پانی رک جائے، اور جمع ہو جائے عربی

میں "برکتہ" کہتے ہیں۔ اور جس طرح حوض میں پانی جمع رہتا ہے، اسی طرح کسی چیز میں خیر و خوبی کے اکٹھا اور جمع ہوجانے کا نام برکت ہوا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۱۰)

معاذ حق
الوقف علی
ناصر حسن والیق ۱۲

تَعْلَمَهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَذَا فَاصْبِرْ إِنَّ

نہ تم ان باتوں کو جانتے تھے، اور نہ تمہاری قوم۔ پس صبر کرو۔ یقیناً (نیک)

الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۳۹﴾ وَالْإِلَٰهَ عَادِ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَقَوْمِ عِبُدُوا

انجام پر میرے گاہیں ہی کیلئے ہے۔ اور عادی طرف ان کے بھائی (ہود) کو (م نے بھیجا) اُس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿۴۰﴾ يَقَوْمِ

ہی کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارے لئے کوئی اور معبود نہیں ہے۔ تم نہیں ہو مگر جھوٹ مورت بنانے والے۔ اے میرے بھائی

لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ أَجَبْتُمْ إِلَّا عَلَى الَّذِي فَطَرَنِي ﴿۴۱﴾

میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میسر اجر تو اُس کے ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۴۲﴾ وَيَقَوْمِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ

پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور اے میری قوم! اپنے پروردگار سے بخشش چاہو۔ پھر اُس کی طرف رجوع کرو

يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ

وہ تم پر موسلا دھار پینے برسائے گا۔ اور تمہاری قوت پر اور قوت بڑھا دے گا۔

وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِينَ ﴿۴۳﴾ قَالُوا يَهُودُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَ

اور تم مجرم بن کر نہ مڑو۔ وہ بولے اے ہود! تو ہمارے پاس واضح دلیل نہیں لایا۔ اور

مَا نَحْنُ بِتَارِكِي آلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿۴۴﴾

ہم تمہارے کہنے پر ہی اپنے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں۔ اور نہ ہم تجھے پر ایمان لانے والے ہیں۔

إِنْ نَقُولُ إِلَّا اعْتَرَاكَ بَعْضُ آلِهَتِنَا بِسُوءٍ قَالَ إِنْ أُرْسِلُوا

ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی نے تمہیں بُری طرح آسپب پہنچایا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں یقیناً

اللَّهُ وَاشْهَدُوا أَنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تُشْرِكُونَ ﴿۴۵﴾ مِنْ دُونِهِ

اللہ تعالیٰ کو گواہ کرتا ہوں اور تم بھی گواہ ہو کہ میں ان سے بیزار ہوں جنہیں تم اُسے چھوڑ کر شرک کرتے ہو۔

فَكَيْدٌ وَنِي جَمِيعًا ثُمَّ لَا تُنْظَرُونَ ﴿۴۶﴾ إِنْ أُنْزِلَتْ عَلَيَّ

پس تم سب بلکہ میرے ساتھ داؤ کرو، پھر مجھے مہلت نہ دو۔ بیشک میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا ہے۔

رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا

جو میرے بھی پروردگار پر اور تمہارے بھی پروردگار پر۔ زمین پر چلنے والا کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ وہ اس کی پیشانی کو پکڑنے والا ہے لے

لَهُ مَا مِنْ دَابَّةٍ :-

یہ امر مسلم ہے کہ قرآن مجید جملہ علوم مروجہ و مدقونہ کا منبع اور سرچشمہ ہے۔ ان علوم کی تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب فتنہ تفسیر بالرائے یا مولانا السید محمد یارون مرحوم زنگی پوری کی کتاب القرآن :-

ان علوم میں علم "میتا" بھی ہے جس کے بیان سے قرآن مجید خالی نہیں ہے، چنانچہ کتب ابیہ مشکلات العلوم میں مروی ہے کہ یہ اشکال حل مشکلات حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان قرآن مجید میں "میتا" موجود ہے، اور وہ سورہ ہود میں ہے، جہاں ارشاد ہے :-

مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا (ترجمہ میں دیکھو) ان لفظوں میں صنعت یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ کوئی دابۃ ایسا نہیں ہے جس کی پیشانی کو "ھو" نہ پکڑے ہو۔ یعنی لفظ "ھو" لفظ دابۃ کی پیشانی یعنی "د" کو پکڑے ہوئے ہے، جب "ھو" کے ساتھ "د" کو ملائیں، تو حضرت یونسؑ کے نام کا معنی نکل آتا ہے اور یہی اس سورہ کا نام ہے، پس اس آیت میں صاف معنی موجود ہے :-

إِنَّ رَبِّي عَلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝۵۶ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ

یقیناً میرا پروردگار سیدھی راہ پر ہے۔ پھر اگر تم پھر جاؤ تو یقیناً میں تمہیں وہ پیغام پہنچا دیا

مَا أَرْسَلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّي قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۝

ہے۔ جس کو دے کر مجھے تمہاری طرف بھیجا گیا ہے۔ اور میرا پروردگار تمہارے سوا کسی اور قوم کو تمہارا جانشین بنانے کا

وَلَا تَصْرُوهَ شَيْئًا ۝ إِنَّ رَبِّي عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيزٌ ۝

اور تم اس کا کچھ بھی نقصان نہ کر سکو گے۔ بے شک میرا پروردگار ہر چیز پر مہم نظر ہے۔

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ

اور جب ہمارا حکم آپہنچا، تو ہم نے ہود کو اور ان لوگوں کو جو ان کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے

بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّيْنَاهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝۵۷ وَتِلْكَ عَادٌ

نجات دے دی۔ اور ہم نے انہیں بڑے سخت عذاب سے بچا لیا۔ اور یہ عاد تھے

بَحَدُّوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ

انہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں کا انکار کیا تھا، اور اُسکے رسولوں کی نافرمانی کی تھی۔ اور انہوں نے ہر سرکش عناد

جَبَّارٍ عَنِيدٍ ۝۵۸ وَاتَّبَعُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ

رکھنے والے کے حکم کی پیروی کی تھی۔ اور اس دنیا میں ہی اُنکے پیچھے لعنت لگا دی تھی۔ اور قیامت کے دن

الْقِيَامَةِ ۝۵۹ إِنْ عَادُوا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۝۶۰ أَلَا بُعْدَ لِعَادِ قَوْمِ

(بھی)۔ آگاہ ہو جاؤ بیشک عاد نے اپنے پروردگار کا انکار کیا تھا۔ ہاں لو! ہود کی قوم عاد کے لئے

هُودٍ ۝۶۱ وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا

ہلکتے ہیں۔ اور ثمود کی طرف (ہم نے) اُن کے بھائی صالح کو بھیجا، اُس نے کہا اے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ

اللَّهُ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَهِ غَيْرُهُ ۝۶۲ هُوَ أَنشَأَكُمْ مِّنَ الْأَرْضِ

کی عبادت کرو۔ اُس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے۔ اُس نے تمہیں زمین سے پیدا کیا۔

وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تَوْبُوا إِلَيْهِ ۝۶۳ إِنَّ رَبِّي

اور اُس نے تمہیں اُسی میں آباد کیا۔ پس تم اسی سے بخشش مانگو۔ پھر اُس کی طرف رجوع کرو۔ بیشک میرا پروردگار

قَرِيبٌ حَبِيبٌ ۝۶۴ قَالُوا يَصْلِحْ قَدْ كُنْتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَذَا

بہت نزدیک (و عاقل) قبول کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے صالح یقیناً اس سے پہلے تو ہمیں تجھ سے امیدیں تھیں

تفسیر صفحہ ۲۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ قوم عاد کا ملک بارہ میں مشرق سے اجفرتک چار منزل میں تھا۔ اور زراعت و باغات بہت تھے۔ انکی عمریں بھی زیادہ ہوتی تھیں، اور اُن کے جسم بھی بڑے بڑے تھے، اور وہ سب بتدریج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا کہ انکو دین اسلام قبول کرنے اور بت پرستی چھوڑ دینے کی دعوت دیں۔ یہ لوگ ہود علیہ السلام پر ایمان نہ لائے، بلکہ انکو ایذا دی۔ پس اللہ تعالیٰ نے سات برس کیلئے اُن پر بارش روک دی۔ حضرت ہود علیہ السلام خود بھی کاشتکار تھے، اور اپنی کھیتی کو پانی دیا کرتے تھے، لوگ انکو دھونڈتے ہوئے اُن کے دروازے پر آتے، اور ایک ایک چشمہ اُن کی عورت نکلی، اُس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم فلاں فلاں شہر کے رہنے والے ہیں! سخت قحط میں مبتلا ہیں، ہود کی خدمت میں اس لئے آئے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ بارش اور ارزانی ہو جائے، وہ عورتیں کہ اگر ہود علیہ السلام ایسے ہی ہوتے، تو اپنے لئے ہی نہ دعا کرتے انکی کھیتی تو ساری جل گئی۔ اُن لوگوں نے کہا کہ اچھا تم بتا دو، کہ وہ کہاں ہیں جب اُس نے بتایا، تو یہ لوگ حضرت ہود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اے نبی اللہ! ہمارے ملک میں سخت قحط پڑا ہے، اور بارش نہیں ہوتی۔ آپ خدا سے دعا مانگیں کہ بارش ہو، اور ارزانی ہو جائے۔

۱۱

پس آپ نے نماز کا تہیہ کیا۔ اور نماز پڑھ کر دعا کی، پھر فرمایا: جاؤ بارش کافی ہو جائے گی، اور تمہارے ہاں ارزانی ہوگی۔ انہوں نے عرض کی: یا نبی اللہ! ہم نے آپکے گھر میں ایک ادھیر عمریک چشم عورت دیکھی، اُس نے ہم سے یوں پوچھا: کہ تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو، اور جس کو چاہتے ہو؟ ہم نے کہا کہ حضرت ہود علیہ السلام کے پاس آئے ہیں، کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، تاکہ بارش ہو، اور ارزانی ہو۔ تو وہ بولی کہ اگر ہود علیہ السلام ایسے ہی دعا کرنے والے ہوتے تو وہ اپنے لئے ہی دعا کرتے، کیونکہ ان کی اپنی کھیتی جل گئی ہے، حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا: کہ وہ میری بیوی ہے، اور میں نے خدا سے اس کی طول عمر کی دعا کی ہے، انہوں نے پوچھا: کہ یہ کیوں؟

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مومن ایسا پیدا نہیں کیا، جس کے ایذا دینے کیلئے کوئی دشمن موجود نہ ہو، وہ میری دشمن ہے، پس میں نے یہی چاہا، کہ دشمن ایسا ہو جو کچھ تو میرے ماتحت ہے اور کچھ مخالفت کرے۔ پس ہود علیہ السلام اپنی قوم کو مدت تک تبوں کی پرستش سے منع فرماتے رہے، اور خدا کی طرف بلا تے رہے، مگر جب وہ ایمان نہ لائے، تو خدا تعالیٰ نے پر باد صرصر بھیج دی، جس کا ذکر سورہ قمر اور سورہ الحاقة میں آئے گا۔ اور اُن کی بربادی کا ذکر سورہ اعراف میں بھی آچکا ہے۔

عقروہا سے معنی کا سیغہ جمع مذکر غائب حا
ضمیر واحد مؤنث غائب۔ معنی ہوئے انھوں نے کسی
کو نہیں کھٹ ڈالیں۔ کو نہیں کہتے ہیں پاؤں کے
پھٹوں کو جو پیچھے کی طرف اڑتی کے پاس ہوتے
ہیں۔ عرب میں دستور تھا کہ آؤٹ کو حلال کرنا ہوتا
تھی اس کی کو نہیں کاٹتے تاکہ بھاگ نہ جائے،
پھر اسکو تھرتھرتے (لغات القرآن لغامی، جلد ۲ ص ۳۳۵)
یہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ
کی کو نہیں کاٹی تھیں اس کا نام قدار بن سالف تھا۔
قدار بروزن غلام۔ اس کے معنی اہل میں آؤٹ
ذبح کر نیوالے کے ہیں۔ اہل عرب میں یہ نحوست
میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: فلان
اشام من قدار (فلان شخص قدار سے بھی زیادہ
منحوس ہے)۔

دلائل النبوة میں حضرت عثمان بن یاسر رضی
اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین علیہ السلام سے
فرمایا کہ میں تمھیں اشقی الناس (سب سے زیادہ
بدبخت شخص، کو نہ بیان کروں۔ حضرت علی علیہ
السلام نے عرض کی: ضرور! آپ نے فرمایا: دو
شخص ہیں، ایک قوم ثمود کا شجر رنگ انسان ہے
جس نے ناقہ کی کو نہیں کاٹی تھیں۔ دوسرا وہ جو تمہارا
سر پر ضرب لگائے گا کہ اس سے تمھاری قمارچی تر
ہو جائے گی۔

(لغات القرآن لغامی، جلد ۱، ص ۱۸۱)

آپ اللہ تعالیٰ کے مقدس رسول اور جبرائیل
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد ہیں۔ آپ
کا لقب خلیل اللہ ہے۔ آپ کو شجرۃ الانبیاء بھی
کہا جاتا ہے۔

حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس ماں
میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا گدیہ
کئے ہوئے تھے۔ آپ نے مقررہ دو عالم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال مرحبا یا ابن
الصالح والتبی الصالح فرماتے ہوئے
کیا تھا۔

آپ کی ولادت باسعادت ملک

بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی۔ آپ نے

بعثت کے بعد سب سے پہلے اپنے چچا آذر کو حق کی تبلیغ کی

نے ایک نہ سستی۔ اور سوئے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ

کوستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی۔ یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو دہشت کی آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کر کے آگ کو آپ کے لئے سرد و سلام کر دیا۔ آخر

حضرت نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی۔ اور فرات کے عربی کنارے کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں بعد یہاں سے حران اور حران سے فلسطین سے

نابلس۔ غزنیہ اسی طرح تبلیغ کرتے ہوئے مصر پہنچے۔ حضرت سارہ اور حضرت لوط ہمراہ تھے۔ یہاں شاہ مصر نے اپنی بیٹی حضرت بائرا کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ آپ نے اللہ

اتخذنا ان نعبد ما يعبد اباؤنا ولاننا لفي شك مما تدعونا

کیا تو ہمیں روکتا ہے کہ ہم اس بت کی عبادت کریں جسکی عبادت ہمارے باپ دادا کرتے تھے مالا کر جسکی طرف ہم جاتے ہو

اليه مريب ۱۱ قال يقوم اريتم ان كنت على بينة من ربي

ہیں اس کے پاس میں بہت کچھ شک ہے۔ اس نے کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا کہ اگر میں اپنے بڑے بڑے کو فرست دوں

واشني منه رحمة فمن ينصرني من الله ان عصيت

ہوں۔ اور اس نے اپنے پاس سے مجھے رحمت عطا کی ہے تو اس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کروں پھر کون اللہ کے حضور میں میری شہادت کرے

فما تزيد ونبي غير تحبير ۱۲ ويقوم هذه ناقة الله لكم

پس تم سوائے میرے کسی اور کو نہیں بڑھاؤ گے۔ اور اے میری قوم یہ اللہ تعالیٰ کی آزمائش ہے تمھارے لئے

اية فذروها تاكل في ارض الله ولا تمسوها بسوء

ایک آیت ہے۔ پس اسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں سے ہے۔ اور اسے تکلیف نہ پہنچانا

فياخذكم عذاب قريب ۱۳ فعقروها فقال تستعوا في

ورد تم کو عذاب جلدی آئے گا۔ پس انھوں نے اسکی کو نہیں کاٹ ڈالیں لہٰذا تو صلح نہ کیا، تم اپنے گھروں

داركم ثلاثة ايام ذلك وعد غير مكذوب ۱۴ فلما جاء

میں تین دن تک فائدہ اٹھاؤ۔ یہ وہ وعدہ ہے جو تمھو مانا ہوگا۔ پھر جب ہمارا

امرنا نجينا صليحا والذين امنوا معه برحمة منا

حکم آگیا تو ہم نے صالح کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دے دی۔

ومن خزي يومئذ ان ربك هو القوي العزيز ۱۵

اور اس دن کی رسولی سے (بھی، بچا لیا۔ یہ شک تیرا بڑے گاروی تو قوت والا اور زبردست ہے۔ اور

اخذ الذين ظلموا الصيحة فاصبحوا في ديارهم جثين

جن لوگوں نے ظلم کیا انھیں ایک چیخ نے آپکڑا۔ پس وہ اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

كان لم يغنوا فيها الا ان ثمودا كفروا ربهم الا بعدا

جیسے کہ وہ کبھی اس میں بسے ہی نہ تھے۔ خبردار! ثمود نے اپنے بڑے بڑے کو کفر کیا تھا۔ جان لو ثمود کے لئے

لثمود ۱۶ ولقد جاءت رسلنا ابراهيم بالبشرى قالوا سلما

ہلاکت ہے۔ اور یقیناً ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ابراہیم کے پاس سے خوشخبری لے کر آئے (اور انھوں نے سلام کیا۔

پھر اپنی قوم کو سمجھایا۔ پھر بادشاہ وقت ثمود سے مناظرہ کیا۔ اور توحید کے دلائل بیان کر کے اس کو ششدر کر دیا۔ مگر بد بختوں
نے ایک نہ سستی۔ اور سوئے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ کوستانے اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی۔ یہاں تک کہ ظالموں نے آپ کو دہشت کی آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ذلیل کر کے آگ کو آپ کے لئے سرد و سلام کر دیا۔ آخر
حضرت نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی۔ اور فرات کے عربی کنارے کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے۔ کچھ دنوں بعد یہاں سے حران اور حران سے فلسطین سے
نابلس۔ غزنیہ اسی طرح تبلیغ کرتے ہوئے مصر پہنچے۔ حضرت سارہ اور حضرت لوط ہمراہ تھے۔ یہاں شاہ مصر نے اپنی بیٹی حضرت بائرا کو آپ کی زوجیت میں دے دیا۔ آپ نے اللہ

قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ أَنْ جَاءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ﴿١٩﴾ فَلَمَّا سَرَا

اس (ابراہیم) نے سلام کا جواب دیا۔ پھر دیر نہ کی کہ ایک بُقنا ہوا: پھر اے آیا۔ پھر جب اُس نے دیکھا کہ

أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ

اُنکے باوجود اس تک نہیں پہنچتے۔ اُنھیں اجنبی سمجھ لیا۔ اور ان کی طرف سے دل میں خوف محسوس کیا۔

قَالُوا لَا تَخَفْ إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَى قَوْمٍ لُّوطِيٍّ ۖ وَامْرَأَتُ قَائِمَةٌ

وہ بولے مت ڈر۔ یقیناً ہم قومِ نوح کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ اور اس کی بیوی کھڑی ہوئی تھی۔

فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِإِسْحَقَ ۖ وَمِنْ وَرَاءِ إِسْحَقَ يَعْقُوبُ ۚ

پس وہ مجلسی تو ہم نے اسے اسحاق اور اسحاق کے چچھے یعقوب (کی ولادت) کی خوشخبری دی ۔

قَالَتْ يَوِئْتَنِي ٱلْأَيْدُ وَأَنَا عَجُوزٌ وَهَذَا بَعْلِي شَيْخَانٌ هَذَا

وہ بولی اے میری خورائیں کیا نہیں جنوں گی؟ حالانکہ میں بڑھاپا ہوں۔ اے اور یہ سہرا خاوند (بھئی) بونڑھا ہے۔ مشک کہ

لَشَيْءٍ عَجِيبٍ ﴿٤٢﴾ قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ رَحِمَتُ اللَّهِ

تو ایک عجیب چیز ہے۔ وہ بولے کیا تو اللہ تعالیٰ کے امر سے تعجب کرتی ہے؟ اے اہل بہت! تم میرے

وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ إِنَّهُ حَمِيدٌ مُجِيدٌ ﴿٤٣﴾ فَلَمَّا

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں۔ یقیناً وہ حمد کا مستحق ہے اور بزرگی کے لائق ہے۔ غیر حجب

ذَهَبَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرَى يُحَادِلُنَا

ابراہیم سے خوف جاتا رہا ، اور اُس کے پاس نحو مخبر ہی آگئی ، وہ ہمارے ساتھ قوم لوط

فِي قَوْمٍ لُّوطٌ ۖ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَحَلِيمٌ أَوَّاهٌ مُنِيبٌ ۝٤٥

کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

يَا بَرَاهِيمُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا اِنَّهُ قَدْ جَاءَ اَمْرٌ رَبِّكَ وَ

(مجم نے کہا) اے ابراہیم! اس سے منہ پھیر لے، یقیناً تیرے رب و مالک کا حکم آجکا ہے۔

انہم اتيہم عذابٌ غیر مردود ﴿۷۶﴾ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا

میشک اُن پر نہ مٹنے والا عذاب آکر ہے گا ۔ اور جب ہمارے بھی ہوئے (افسوس) کہ ہمارے

لَوْ طَاسَىٰٓ أَعْرَبَهُمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالَ هَذَا يَوْمٌ عَصِيبٌ ۝۴۴

باس آئے تو اسے اچھا دیکھا اور اس کے سب سے دلکش ہونٹوں اور گہرے لکڑی کے آج کا دانا کی سختی سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور حضرت اسماعیل کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے۔ اور ایک رحلت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ پر ان کو چھوڑ گئے۔ اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے۔ مگر حضرت حاجہؑ اور حضرت اسمعیل علیہ السلام کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ دونوں باپ بیٹا نے اپنے مقدس ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر کی۔ جب آپ کی عمر سو سال کی ہوئی تو حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وفات ایک سو پچیس سال کی عمر میں واقع ہوئی۔ اور مدینہ الفیل میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۱، ص ۲۸۷)۔

تفسیر صفائی حاشہ ۲۳ پر بحوالہ علی الشرائع جناب
امام محمد باقر علیہ السلام یا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ جس دن یہ واقع ہوا ہے اُس دن
حضرت سارۃؑ نوے برس کی تھیں۔ اور حضرت ابراہیم
علیہ السلام ایک سو بیس برس کے تھے۔

وَجَاءَهُ قَوْمُهُ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِنْ قَبْلُ كَانُوا يَعْمَلُونَ

اور اس کی قوم (کے لوگ) اس کی طرف دوڑتے ہوئے آئے۔ اور وہ پہلے سے بدکاریاں کرتے تھے۔

السَّيِّئَاتِ قَالَ يَقَوْمِ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ

تھے۔ اس نے کہا اسے میری قوم! یہ میری بیٹیاں مورتوں ہیں اسلئے وہ تمھارے لئے بہت پاکیزہ ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ

وَلَا تَخْزَوْنَ فِي ضَيْفِي أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَشِيدٌ ۝۸۰

سے ڈرو۔ اور مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں کوئی بھی بھلا مانس نہیں ہے۔ وہ بولے کہ

لَقَدْ عَلِمْتُمَا لَنَا فِي بَنَاتِي مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيدُ ۝۸۱

تو یقیناً جانتا ہے کہ تمھاری بیٹیوں سے ہمیں کوئی غرض نہیں۔ اور جو کچھ تم چاہتے ہیں تم اُسے خوب جانتے ہو۔

قَالَ لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ أَوْ آوِي إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ۝۸۲

اُس نے کہا کاش مجھے تمھارے مقابلے کی قوت ہوتی۔ یا میں کسی مضبوط قلعہ کی پناہ لے سکتا۔

قَالُوا يَلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَصِلُوا إِلَيْكَ فَأَسِرْ بِاهْلِكَ

وہ (فرشتے) بولے اے لوط یقیناً ہم تیرے پروردگار کے بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ تجھ تک نہ پہنچنے پائیں گے۔ پس تو کچھ چھپتے

بِقِطْعٍ مِنَ اللَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرَاتُكَ ۝۸۳

رات سے اپنے کنبہ والوں کو لے کر چل دو۔ اور تم میں سے کوئی پلٹ کر نہ دیکھے۔ مگر تمھاری بیوی (اس نسبت پر تسلیم کرے گی)

إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبُّ أَلَيْسَ

یقیناً اُسے ہی (عذاب) پہنچے گا جو اُن کو پہنچے گا۔ بیشک اُن کے وعدہ کا وقت صبح ہے۔ کیا صبح

الصُّبُّ بِقَرِيبٍ ۝۸۴ فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا

قرب نہیں ہے۔ پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اُس کے اوپر کے حصہ کو نیچے کا حصہ کر دیا اسلئے

وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيلٍ ۝۸۵ مَّنْصُودٍ ۝۸۶

اور ہم نے اس (بستی) پر کنگرول والے پتھر برساتے (تا بڑا توڑ) برسائے۔ جن پر

مُسَوَّمَةٌ عِندَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَعِيدٍ ۝۸۷

چیرے پروردگار کی طرف سے نشان لگے ہوئے تھے۔ اور وہ (سزا) ظالموں سے کچھ دور نہیں۔ اور

مَدَّيْنِ أَخَاهُمُ شُعَيْبًا ۝۸۸ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ

دو (شہر) کے رہنے والے (بھائی) شعیب کو (بھیجا) اُس نے کہا اسے میری قوم! تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا

۱۔ ھو لا و بناتی :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۳۹ پر ہے کہ مطلب تھا، کہ ان سے شادی کر لو۔ گویا اُڑوئے کرم و رحمت اپنی اولاد کو اپنے مہمانوں کا فدیہ قرار دیا۔

کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُن سے شادی کر لینے کی درخواست کی تھی اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں بناتی سے مراد خود ان لوگوں کی ازواج ہیں۔ کیونکہ نبی امت کا باپ ہوتا ہے اور اس طرح ان کو امر ملال کی ترغیب دی اور حرام سے بچانا چاہا :-

۲۔ فی ضیفی :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۳۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے مہمان کو ذلیل کرنا خود اس کو ذلیل کرنا ہے :-

۳۔ عالیہا صافلہا :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۳۹ پر ہے کہ اس کی صورت یہ تھی کہ جب ریل امین نے اپنے بازو کو اس طبقہ زمین کے نیچے رکھا اور اُسے اٹھا کر آسمان تک بلند کیا اور پھر الٹ دیا۔ ادھر سے فرشتوں نے پتھر برسائے جو پتھرائی ہوئی مٹی کے تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں "حجارة من سجيل" فرمایا ہے اور کہیں حجارة من طين" سجیل فارسی لفظ سنگ و گل کا معرب ہے :-



۱۰ ولا تنقصوا:

تفسیر صفاتی ص ۲۴ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ ہم نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب میں یہ بات پائی کہ جب ناپ تول میں دس ماری جائے گی، یاد دھوا کا دیا جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو قحط اور گرانی میں مبتلا کر دے گا۔

اور ایک روایت کے مطابق ظالم بادشاہ کو اُن پر مسلط کر دے گا، اور اُن کی روزی تکلیف سے مستر ہوگی۔

۱۱ بَقِيتُ اللّٰهَ:

تفسیر صفاتی ص ۲۴ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام باقر علیہ السلام کے لئے جب مدین کا دروازہ بند کر دیا گیا، اور حضرت اس کے بازاروں میں سے گزرنے سے روک دیئے گئے، تو حضرت ایک پہاڑ پر چڑھ گئے، جو اہل مدین کو صاف نظر آتا تھا اور بلند آواز سے اُن کو خطاب فرمایا: کہ اے اس شہر کے رہنے والو! جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔

میں ہوں بقیۃ اللہ، اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

بقیت اللہ خیر لکم ان کنتم مؤمنین ۵ وما انا علیکم بحفیظ ۵ ان میں ایک شخص بہت بوجھا تھا۔ وہ ان لوگوں کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے لوگو! خدا کی قسم حضرت شعیب نے یہی فرمایا تھا کہ اگر تم اس شخص کی خدمت میں نہ جاؤ گے، اور اس کو بازار سے نہ گورنے دو گے، تو عذاب یا اور پرکرت سے تم پر نازل ہوگا یا زمین کی طرف سے۔

اکمال الدین میں منقول ہے کہ قائم آل محمد اپنے خروج کے وقت پہلے اس آیت کو تلاوت فرمائیں گے اور کہیں گے انا بقیۃ اللہ و حجتہ خلیفہ علیکم۔ (میں تم سب کیلئے خدا کی یادگار اور تم پر اسکی حجت اور اسکا خلیفہ ہوں)۔ پس جو شخص ان حضرت پر سلام کرے گا وہ یہ کہہ کر سلام کرے گا، السلام علیک یا بقیۃ اللہ فی الارضہ۔ (اے زمین خدا میں خدا کے یادگار آپ پر سلام خدا ہو)۔

لمترجم :- لفظ بقیۃ کے معنی بچی ہوئی چیز۔ باقی ماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔ فعیلۃ کے وزن پر بقا سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ قرآن مجید میں حضرت طالوت کے ذکر میں جب اُن کو بادشاہ بننے سے انکار کر دیتے ہیں۔ تو اُنکے نبی فرماتے ہیں، و قال هو نبیہم۔۔۔ و بقیۃ من اترك آل موسی و آل ہارون تحمله الملائکۃ رب، بقرا ۳۷۔

یہ بھی ہوئی چیزیں کیا تھیں؟ تو رات کی دو لو میں۔ کچھ ٹوٹی ہوئی لوجوں کا ریزہ، حضرت موسیٰ کا عصا اور اُن کی نعلیں، حضرت ہارون کا عصا اور عصا اور ایک تفسیر (ایک پمیانہ کا نام) من جوہی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا (معالم التنزیل۔ امام بغوی جلد ۱، ص ۲۱۷۔ طبع مصر بحوالہ لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۷)۔

مَنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۖ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ إِنِّي

تھامے لئے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور ناپ اور تول میں کمی نہ کرو۔ یقیناً میں تمہیں

أَرْكُمْ بِخَيْرٍ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُحِيطٍ ۖ وَيَقَوْمُ

خوشحال دیکھتا ہوں۔ اور میں تم پر ٹھہرنے والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اور اے میری قوم

أَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ

تم انصاف کے ساتھ ناپ اور تول پورا کیا کرو۔ اور لوگوں کو اُن کی چیزوں میں کم نہ دیا کرو۔

أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۖ بَقِيتُ اللّٰهَ

اور تم مفسد بن کر زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اگر تم مومن ہو تو

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا أَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيفٍ ۖ

اللہ تعالیٰ کا بقیۃ تھامے لئے بہتر ہے۔ اور میں تم پر کوئی عسافظ نہیں ہوں۔

قَالُوا يَشْعِبُ أَصْلُكَ تَأْمُرُكَ أَنْ تَتْرَكَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِ

وہ بولے اے شعیب کیا تمہاری نماز تمہیں حکم دیتی ہے کہ جس پتھر کی عبادت ہم نے باپ دادا کیا کرتے تھے وہ چھوڑ دیں یا

أَنْ تَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ ۖ

یہ کہ ہم اپنے مالوں میں جو ہم چاہیں ویسا کرنا چھوڑ دیں) یقیناً تو بہت بڑا بہت بھلا ہے۔

قَالَ يَقَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كُنْتُ عَلَىٰ بَيْنَةٍ مِنْ رَبِّي وَرَزَقَنِي

اُس نے کہا اے میری قوم کیا تم نے دیکھا اگر میں اپنے پڑے گا کی طرف سے کھلی دلیل پر ہوں، اور اُس نے مجھ پر اپنی

مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَخَالِفَكُمْ إِلَىٰ مَا أَهْكُمُ عَنْهُ ۖ

جناب سے اچھا رزق بھی دیا ہے۔ (تو کیا میں اُسکی مخالفت کروں) اور میں نہیں چاہتا کہ تمہاری مخالفت کر کے کھاکم کروں

إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

جس سے میں تم کو منع کرتا ہوں۔ میں تو یہاں تک مجھ سے ہو سکے اصلاح کے سوا کچھ نہیں چاہتا۔ اور میں میری توفیق پر اللہ کے ساتھ

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ۖ وَيَقَوْمٌ لَا يَجْرِمُكُمْ شِقَاقِي

اُسی پر میں نے بھروسہ کیا ہے اور اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم میری مخالفت تمہیں (ایسا) مجرم نہ بنا دے

أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ ۚ

کہ تمہیں وہی (عذاب) پہنچے، جیسا کہ نوح کی قوم، یا ہود کی قوم، یا

مازل ۳

قَوْمَ ضَلَحٍ ط وَمَا قَوْمٌ لَوْ ط مِّنْكُمْ بِعَبِيدٍ ۝۸۹ وَاسْتَغْفِرُوا لَكُمْ

صلح کی قوم کو بچایا تھا۔ اور لوط کی قوم (کا زمانہ) تو اس سے کچھ زیادہ دور نہیں۔ اور تم اپنے بڑے گناہ سے بخشش طلب کیے

ثُمَّ تَوَبُّوْا اِلَيْهِ ط اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّ دُوْدٌ ۝۹۰ قَالُوا لَيْسَ عَلَيْنَا مَا

پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ یقیناً میرا پروردگار بہت رحم کرنے والا محبت کرنے والا ہے۔ وہ بولے اے شعیب! جو کچھ تم

نَفَقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰكَ فَيِّنًا ضَعِيْفًا وَلَوْ لَا

کہتے ہو اس میں سے بہت زیادہ ہم نہیں سمجھتے، اور ہم تمہیں اپنے درمیان کمزور دیکھتے ہیں۔ اور اگر تمہارا

رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ۝۹۱ قَالَ يَقُوْمُ

قبیلہ نہ ہوتا تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کرتے، اور تم ہم پر غالب نہیں ہو سکتے۔ اس نے کہا اے میری قوم!

اَرَهْطِيْ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ط وَاَتَّخِذُ ثَمُوْدَ وَّرَآءَكُمْ ظَهْرًا

کیا میرا قبیلہ تم پر اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ عزت والا ہے؟ اور تم نے تو اسے پس پشت ڈال رکھا ہے۔

اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ فَحِيْطٌ ۝۹۲ وَيَقُوْمُوا عَمَلُوْا عَلٰی مَكَانَتِكُمْ

یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو میرا پروردگار اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم! تم اپنی جگہ پر عمل کرتے رہو۔

اِنِّیْ عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝۹۳ یٰۤاَتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ

میں بھی کرنے والا ہوں۔ تم عنقریب جان لو گے، کہ کس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے رسوا کر دے گا۔ اور

مَنْ هُوَ كَاذِبٌ ط وَاَرْتَقِبُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ۝۹۴ وَلَمَّا جَاءَ

کون جھوٹا ہے۔ اور تم انتظار کرتے رہو یہ یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں۔ اور جب ہمارا حکم

اَمْرًا نَّجِيْنَا شُعَيْبًا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ

آپہنجا ہم نے شعیب اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے نجات دے دی۔ اور

اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا الصَّيْحَةَ فَاصْبَحُوْا فِیْ دِيَارِهِمْ

جن لوگوں نے ظلم کیا تھا انہیں ایک چیخ نے اکٹھا کیا

جَحِيْمِيْنَ ۝۹۵ كَانَ لَمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ط اِلَّا بَعْدَ اَلْمَدِيْنِ كَمَا

رہ گئے، جیسے کہ وہ اس میں کبھی بسے ہی نہ تھا۔ نصیر وار! مدین کیلئے اسی طرح ہلاکت ہے جیسی کہ

بَعْدَتْ ثَمُوْدُ ۝۹۶ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِآیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ

ثمود (کی قوم) تباہ ہوئی۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں، اور واضح حجت دے کر

۱۱ شعیب :-

آپ مشہور پیغمبر ہیں۔ آپ عبرانی کے بیٹے ہیں، اور عربی کے شعیب۔

صنعانی نے کہا ہے کہ یہ عربی نام ہے۔

مکن ہے شعب کی تصغیر ہو، یا اشعب (بہت

چوٹے سینے والا) کی، جس طرح کہ اہل عرب اسود

کی تصغیر میں سوید کہتے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ

اسے مصغیر بتانا غلط ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے

ناموں کی تصغیر جائز نہیں ہے۔

آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خسر تھے۔

آپ نے جس حسن اسلوب کے ساتھ قوم کے سامنے

دعوت حق رکھی تھی۔ اور پھر اس سلسلہ میں جو کچھ باقی

سوال و جواب ہوئے اس کے لفظ لفظ سے تفصیلاً

و بلاغت اور حسن خطابت کے جوہر نکلتے ہیں۔

اسی لئے علماء سلف آپ کو خطیب الانبیاء کہتے

تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت

شعیب کا ذکر کرتے تو فرماتے: ذاك خطيب

الانبياء (وہ خطیب الانبیاء ہیں)۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت شعیب

خطیب الانبیاء تھے۔ آپ کہہ رہے انا لنزك فینا ضعیفاً

کی تفسیر میں ہے کہ حضرت شعیب نابینا تھے، تفسیر

صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر صفائی (لغات القرآن لغائی ص ۲۸۵)

۱۲ وار تقبوا :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ الکمال و تفسیر

مجمع البیان جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے

کہ کتنا اچھا ہے صبر اور کٹانٹش کا انتظار کیا تم نے

اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ فرماتا ہے: وار تقبوا

انی معکم رقیب۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے

کہ خوشی کا انتظار بھی خوشی کا باعث ہوتا ہے :-

۱۳ الصیحة :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ المجموع لکھا ہے

کہ جبریل امین نے ان پر ایک چیخ ماری

جس سے ان میں سے ہر شخص کی روح نکل

گئی، جہاں جہاں بھی وہ تھا :-

مُبِينٌ ۙ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِهِ فَاتَّبَعُوهُ أُمِرَ فِرْعَوْنَ وَ

فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس بھیجا ۔ پھر ان سب نے فرعون کے حکم کی پیروی کی ۔ اور

مَا أُمِرَ فِرْعَوْنَ بِرَشِيدٍ ۙ يَقْدُمُ قَوْمَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ

فرعون کا حکم راستی پر نہ تھا ۔ قیامت کے دن وہ (فرعون) اپنی قوم کے آگے آگے آئے گا ۔ پھر

فَأُورِدَهُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوَرْدُ الْمَوْرُودُ ۙ وَاتَّبَعُوا فِي

وہ ان سب کو جہنم کی آگ میں پہنچا دے گا اور وہ کیسا بُرا گھاٹ ہو گا جس پر وہ لائے جائیں گے ۔ اور ان کے پیچھے اسی

هَذِهِ لَعْنَةُ ۙ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ ۙ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُودُ ۙ ذَلِكَ

دنیا میں لعنت لگا دی گئی ہے اور قیامت کے دن (بھی) کیا ہی بُرا عطیتہ ہے جو انھیں دیا گیا ۔ یہ ان بستیوں کی

مِنْ أَنْبَاءِ الْقُرَىٰ نَقِصُهُ عَلَيْكَ مِنْهَا قَائِمٌ وَحَصِيدٌ ۙ

بھری ہیں جنھیں ہم تم سے بیان کرتے ہیں ۔ ان بستیوں میں سے کچھ تو باقی ہیں اور بعض ویران ہیں ۔

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ۖ فَمَا أَغْنَتْ عَنْهُمْ

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن انھوں نے خود اپنی جانوں پر ظلم کیا ۔ پس جب تیرے پروردگار کا حکم آیا تو وہ

الْهِفْتُمْ الَّتِي يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَاءَ أَمْرُ

معبود جنھیں وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارا کرتے تھے ، ان کے کچھ کام بھی نہ آئے ۔

رَبِّكَ ۖ وَمَا زَادُوهُمْ غَيْرَ تَتْبِيبٍ ۙ وَكَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا

اور انھوں نے ان کی تباہی بڑھانے کے سوا کچھ نہ کیا ۔ اور تیرے پروردگار کی گرفت اسی طرح کی ہوتی ہے جبکہ

أَخَذَ الْقُرَىٰ وَهِيَ ظَالِمَةٌ ۖ إِنَّ أَخْذَهُ أَلِيمٌ شَدِيدٌ ۙ إِنَّ فِي

وہ بستیوں (والوں) کو پکڑتا ہے اور انھیں لیکر وہ ظالم ہوتے ہیں ۔ بیشک اسی گرفت بڑی سخت و ناک ہوتی ہے نہ یقیناً جو

ذَلِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا مَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۖ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوعٌ

شخص آخرت کے عذاب سے ڈرتا ہے اس کیلئے اس میں ضرور ایک نشانی ہے ۔ یہ وہ دن ہو گا جس میں سب لوگ

لَهُ النَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۙ وَمَا نُوَخَّرُهُ إِلَّا لِأَجَلٍ

جمع کئے جائیں گے اور گواہیاں گواہی دے گا ۔ اور ہم اسے ایک مقررہ مدت تک تاخیر میں ڈال

مَعْدُودٍ ۙ يَوْمَ يَأْتِ لَا تَكَلُمُ نَفْسٌ إِلَّا بِأُذُنِهِ ۖ فَمِنْهُمْ

سے ہیں ۔ جس دن وہ (دن) آئے گا تو کوئی نفس بغیر اس (اللہ کے اذن کے) کلام نہ کر سکے گا ۔ پس ان میں کوئی

۱۔ لعنة :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس جگہ لعنت سے مراد ہلاکت اور غرق ہونا ہے اور قیامت کے دن انھیں عذاب کی طرف لے جاتا ہے ۔

۲۔ اخذ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے ، یہاں تک کہ جب اُسے پکڑتا ہے تو پھر ڈھیل نہیں دیتا ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۔

۳۔ یوم مشہود :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ انبیاء اور رسول اس دن لوگوں کے سامنے میں گواہی دیں گے ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آسمانوں کے رہنے والے ہوں یا زمینوں کے سب کے خلاف گواہی گزریں گی ۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں یوم مشہود سے مراد قیامت کا دن ہے ، اور وہی یوم موعود ہے ۔

اور کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام کا ایک کلام مذکور ہے جو آپ نے نصیحت اور توبہ کے سلسلہ میں فرمایا تھا ۔ اس کا ایک فقرہ یہ بھی ہے کہ یہ سمجھ لو کہ آج کے بعد ایک ن عظمت میں بڑا اور لوگوں کو ڈرانے والا اور دنوں کو دور میں لانے والا آئیگا اور وہ قیامت کا دن ہو گا ۔ اور اسی کی خبر اس نے یہ تعریف فرمائی ہے : ذلک یوم مجموم لہ القاس وذلک یوم مشہود ۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس میں اولین اور آخرین کو جمع کرے گا ۔

شَقِيٍّ وَسَعِيدٍ ۝۱۵۰ فَاَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فِي النَّارِ لَهُمْ فِيهَا

بدبخت ہوگا اور کوئی نیک بخت - پس وہ لوگ جو بدبخت ہوئے ہوں گے وہ فوراً آگ میں ہوں گے - اس میں انکی

زَفِيرٌ وَشَرِيقٌ ۝۱۵۱ خَلِيدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ وَ

پیش اور پکار ہوگی - وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے لے جب تک کہ آسمان اور

الْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ ۝۱۵۲

زمین ہیں - سوائے اسکے جو تیرا پُروردگار چاہے - بیشک تیرا پُروردگار کرگزنے والا ہے جو کچھ کہو وہ جاتا ہے - اور

الَّذِينَ سَعِدُوا فِي الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا مَا دَامَتِ السَّمُوتُ

پس وہ لوگ جو نیک بخت ہوئے - پس وہ جنت میں ہوں گے لے وہ اُس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک کہ آسمان اور

وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرُ مَجْدُوذٍ ۝۱۵۳

زمین رہیں گے - سوائے اسکے جو تیرا پُروردگار چاہے - یہ بخشش ایسی ہوگی جو منقطع نہ ہوگی لے پس جس چیز

تَكُ فِي مَرِيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هَؤُلَاءِ مَا يَعْبُدُونَ إِلَّا كَمَا

کی یہ عبادت کرتے ہیں اُس کے بارے میں تو تردد میں نہ رہنا - یہ نہیں عبادت کرتے گروسی ہی جیسی کہ اُن کے

يَعْبُدُ آبَاؤُهُمْ مِنْ قَبْلُ وَإِنَّا لَمُوفُونَ نَصِيبُهُمْ غَيْرُ

باپ واداپہلے سے عبادت کیا کرتے تھے - اور یقیناً ہم ان (کے عذاب) کا حصہ بغیر کم کرنے اُن کو پورا پورا پہنچا

مَنْقُوصٌ ۝۱۵۴ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ

دس گے - اور بیشک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی - پھر اُس میں اختلاف کیا گیا - اور

وَلَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَفِي

اگر نہ پہلے سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا - اور یقیناً وہ اس سے

شَكٍّ مِنْهُ مَرِيپٌ ۝۱۵۵ وَإِنْ كُنَّا لَمَّا يُؤْفِيهِمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ

تردد پیدا کرنے والے شک میں نہ ہوتے ہیں - اور یقیناً تیرا پُروردگار سب کو انکے اعمال کا بدلہ پورا پورا دے گا -

إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۱۵۶ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ

بیشک جو کچھ وہ کرتے ہیں اس پر وہ پورا خبردار ہے - پس جس طرح تجھے حکم دیا گیا ہے تو ویسی ہی استقامت کرتا رہ اور

مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝۱۵۷ وَلَا تَرْكَبُوا

بھی جس نے تیرے ساتھ رجوع کیا - اور تم زیادتی نہ کرو - بیشک جو کچھ تم کرتے ہو وہ (اللہ) اُسے خوب دیکھنے والا ہے - اور جن

۱۵ خالیدین فیہا -

تفسیر صافی ص ۲۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ ذکر دنیا کی آگ میں رہنے کا ہے جو قیامت سے پہلے ہوگی -

۱۵۱ ففی الجنة -

تفسیر صافی ص ۲۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے دنیا کی جنتیں مراد ہیں جن کی طرف موتوں کی روہیں منتقل ہو جائیں گی -

۱۵۲ غیر مجذوذ -

تفسیر صافی ص ۲۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان نعمتوں کا سلسلہ آخرت کی نعمتوں سے جابلے گا یہ ان لوگوں کے قول کا ہے جو عذاب قبر کا اور قیامت سے پہلے عالم برزخ میں تواج عذاب کا انکار کرتے ہیں

قول صاحب تفسیر صافی :- ان آیتوں کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے : التار یعرضون علیہا عذوا وعشتا -

(وہ ایک آگ ہیں جس میں وہ صبح و شام جھونکے جائیں گے) - امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آگ عالم برزخ کی آگ ہے جو قیامت سے پہلے ہوگا - کیونکہ خود قیامت میں نہ صبح ہے اور نہ شام - پھر حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے خدا تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا : یوم تقوم الساعة

ادخلوا ال فرعون اشد العذاب - (جس دن قیامت قائم ہوگی، کہا جائے گا کہ فرعون والوں کو زیادہ سخت عذاب میں پہنچا دو) -

۱۵۳ فاستقم -

تفسیر صافی ص ۲۲۲ پر بحوالہ الجوامع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ارادہ کی پختگی کے ساتھ صرف خدا تعالیٰ سے احتیاج رکھو -

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر اس آیت سے زیادہ کوئی آیت شاق نہیں گذری - اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ ہود، سورہ واقع اور ایسی ہی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا -

تفسیر صافی ص ۲۳۲ پر ہے کہ جناب رسول خدا کی یہ حدیث مشہور ہے کہ اگر گناہان کبیرہ سے انسان اجتناب کرتا ہو تو ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے گناہ صغیرہ ہوں گے تو نماز ان کا کفارہ ہو جاتے گی۔ امامی میں جناب امیر المؤمنین سے روایت ہے کہ ہر ایک نیکی ایک بدی کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ مومن کا نماز پڑھنا اس کے دن بھر کے گناہوں کو دھو دیتا ہے کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص میں چار خصلتیں ہوں گی تو ان کے ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ اس کو ہلاک کرے گا سوائے اس کے کہ وہ اہلبیت سے محبت نہ رکھنے کے سبب سے ہلاک ہو۔ اقول یہ کہ بندہ کوئی نیک کام کرنے کا ارادہ کرے پھر اگر اس نے نیک کام نہیں کیا تو خدا تعالیٰ اس کی غیبت اور اگر گناہ سے تورات ساعت کی مہلت دی جلتے گی کہ کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے جو بائیں جانب رہتا ہے کہتا ہے کہ ابھی اس کے اندراج میں جلدی نہ کر کہ شاید اس کے بعد یہ کوئی نیکی کرے جس سے یہ بدی نحو ہو جائے یا اس کے بعد استغفار کرے پس تیسری خصلت یہ ہے کہ اگر اس بدی کے بعد اس بندہ نے کوئی نیکی کی تو بموجب اس آیت ان الحسنات بدہن السيئات کے وہ بدی نہیں کھٹی جاتی اور چوتھی خصلت یہ ہے کہ اس نے استغفار ان لفظوں میں کر لیا استغفر الله الذي لا اله الا هو عالم الغيب والشهادة العزيز الحكيم الغفور الرحيم ذو الجلال والاكرام واتوب اليه تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہ لکھا جاتے گا اور اگر اس بدی کو کتنے ہوئے ساتھ ساتھ گزر گئیں اور اس بندہ نے کوئی نیکی نہ کی اور نہ استغفار پڑھا تو کاتب اعمال نیک کاتب اعمال بد سے یہ کہے گا کہ اس بد بخت محروم کے نامہ اعمال میں یہ بدی نہج کرے :-

لَهُ اُولَٰئِكَ :-

بقیہ روزانہ فضیلتہ - لقاء سے صفت شبہ کا صیغہ ہے۔ اس کے معنی میں پکی ہوئی چیز۔ باقی ماندہ۔ باقی رکھا ہوا۔

اولو بقیہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی رہے یا رباب فضل مراد ہیں۔ فضل کو بقیہ اس لئے کہا گیا کہ انسان اپنے میں سب سے اچھی

چیز کو باقی رکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے اسی لئے عرب بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلان آدمی قوم میں عمدہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقیہ تقیہ کی طرح مصدر ہو اس صورت

میں اولو بقیہ کے معنی ذو بقاء کے ہوں گے یعنی وہ لوگ جو اپنی جانوں کو عذاب سے بچائیں اور محفوظ رکھیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۵۲) :-

لَهُ اَهْلًا مَّصْلُحُونَ :- تفسیر صافی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ

انصاف کا برتاؤ کرتے ہوں۔ قول صاحب تفسیر صافی :- انصاف جب ہو سکتا ہے کہ رحم زیادہ ہو اور مروت اتنی ہو کہ دوسرے کے حق کے مقابل میں اپنے حق سے چشم پوشی کرے اور اسی

لیے کہا گیا ہے کہ سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ (باقی حاشیہ ہر صفحہ ۳۰۴)

إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ

لوگوں نے ظلم کیا ہے اُنہی طرف تم مت بھگو، ورنہ تمہیں آگ چھو جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی بھی

اللَّهُ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ ﴿١٣﴾ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي

سرپرست نہ ہوگا۔ پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔ اور تم نماز قائم کرو دن کی دونوں طرفوں

النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ أَحْسَنْتَ يُذْهِبُ السَّيِّئَاتِ

میں۔ اور تمہارے رات کی ساعتوں میں۔ بے شک نیکیاں بُرائیوں کو دور کر دیتی ہیں لہ

ذَلِكَ ذِكْرِي لِلذَّكِرِينَ ﴿١٤﴾ وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ

یہ ذکر کرنے والوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور صبر کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کا اجر

الْمُحْسِنِينَ ﴿١٥﴾ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُونِ مِن قَبْلِكُمْ

ضائع نہیں کرتا۔ پس تم سے پہلے زمانوں میں کیوں نہ ہوئے وہ لوگ جن میں اثر رہا ہو۔ کہ زمین میں

أُولَٰئِكَ بَقِيَّةٌ يَّبْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا

فساد کرنے سے منع کرتے تھے سوائے ان کے جو اُن میں ضرور ایسے تھے جن کو

مِّنْ أَجْنِبًا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ

ہم نے اُن میں سے حجت ہے دی۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ان نعمتوں کے پیچھے پڑے تھے جو انہیں دی گئی تھیں

وَكَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ

اور وہ مجرم ہی تھے۔ اور تیرا پروردگار ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلم سے ہلاک کر دے، حالانکہ اُس

أَهْلًا مَّصْلُحُونَ ﴿١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً

کے باشندے اصلاح کرنے والے ہوں تھے۔ اور اگر تیرا پروردگار چاہتا تو لوگوں کو ایک ہی امت بنا دیتا۔

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذَلِكَ

اور وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے لہ سوائے اُن کے جن پر تیرا پروردگار رحم فرمائے۔ اور اُس نے اسی (رحمت)

خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَ

کیلئے ہی اُن کو پیدا کیا ہے۔ اور تیرے پروردگار کا کلمہ پورا ہوگا کہ میں جہنم کو کل (نامشربان) جنوں اور انسانوں

النَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٩﴾ وَكَلَّا نَقْصُ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ

سے ضرور بھر دوں گا۔ اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب کچھ تم سے اس لئے بیان کرتے ہیں کہ

فَانْزِلْ

چیز کو باقی رکھنے کا خواہش مند ہوتا ہے اسی لئے عرب بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلان آدمی قوم میں عمدہ ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقیہ تقیہ کی طرح مصدر ہو اس صورت میں اولو بقیہ کے معنی ذو بقاء کے ہوں گے یعنی وہ لوگ جو اپنی جانوں کو عذاب سے بچائیں اور محفوظ رکھیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۵۲) :-

لَهُ اَهْلًا مَّصْلُحُونَ :- تفسیر صافی ص ۲۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ

انصاف کا برتاؤ کرتے ہوں۔ قول صاحب تفسیر صافی :- انصاف جب ہو سکتا ہے کہ رحم زیادہ ہو اور مروت اتنی ہو کہ دوسرے کے حق کے مقابل میں اپنے حق سے چشم پوشی کرے اور اسی

لیے کہا گیا ہے کہ سلطنت کفر کے ساتھ تو باقی رہ سکتی ہے مگر ظلم کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی۔ (باقی حاشیہ ہر صفحہ ۳۰۴)

مَا نُنَبِّئُ بِهِ قَوَادِكَ وَجَاءَكَ فِي هَذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ

اس سے تمہارا دل مضبوط کریں۔ اور اس (بیان) سے تمہارے پاس حق آجاتا ہے۔ اور مومنوں کیلئے نصیحت

وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝۱۲۰ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اَعْمَلُوا

اور یاد دہانی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں ان سے کہہ دو کہ تم اپنی جگہ پر

عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ اِنَّا عَمِلُونَ ۝۱۲۱ وَاَنْتُمْ تَنْتَظِرُونَ ۝۱۲۲

عمل کئے جاؤ۔ ہم بھی عمل کرنے والے ہیں۔ اور انتظار کئے جاؤ، ہم بھی منتظر رہنے والے ہیں۔

وَاللّٰهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ

اور آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ اور اسی کی طرف سب معاملات لوٹنے جائیں گے۔

فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۝ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ۝۱۲۳

پس تم اسی کی عبادت کرو اور اسی پر بھروسہ رکھو۔ اور تمہارا پروردگار تو کچھ کم کرنے ہو اس سے غافل نہیں ہے۔

اٰیٰتُہَا ۱۱۱ سُوْرَةُ یُّسُفَ بِکِتٰبِ ۱۲ رُکُوْعَاتِہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الْقُرْآنُ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۝۱ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِیًّا

القرآن: یہ کھلی کتاب کی آیتیں ہیں۔ یقیناً ہم نے اس قرآن کو عربی (زبان) میں اتارا ہے۔

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۝۲ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ اَحْسَنَ الْقَصَصِ

تاکہ تم لوگ عقل سے کام لو۔ جو کچھ ہم نے تمہاری طرف اس قرآن کو وحی کیا ہے اس کے ذریعے ہم تم سے

بِمَا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْآنُ ۝۳ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ

یہ بہترین قصہ بیان کرتے ہیں۔ اور اگرچہ تو اس سے پہلے بے خبروں میں

الْغٰفِلِیْنَ ۝۴ اِذْ قَالَ یُوسُفُ لِاَبِیْہٖ یَا اَبَتِ اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدَ

سے غما۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ یوسف نے اپنے باپ سے کہا میں نے یہ خواب! میں نے گیارہ

عَشَرَ كَوْكَبًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاٰیْتُھُمْ لِيْ سٰجِدِیْنَ ۝۵

ستاروں اور سورج اور چاند کو (خواب میں) دیکھا ہے۔ میں نے انہیں اپنی طرف سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

کے مختلفین۔
تفسیر صفحہ ۲۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ لایزالون مختلفین سے یہ مراد ہے کہ وہ دین میں ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے اور الامن ہم دہلی سے مراد ہیں آل محمد اور ان کے پیروکار اور یہ جو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے وَلِلّٰهِ خَلْقُہُمْ اس سے بھی اہل رحمت مراد ہیں جو بوجہ رحمت خدا اختلاف کرنے والوں سے علیحدہ کئے گئے جو دین میں اختلاف نہ کریں گے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۱۱)

۱۱۱ قَوْلَانَا عَرَبِیًّا :-
تفسیر صفحہ ۲۲۳ پر بحوالہ الخصال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ عربی سیکھو، کیونکہ یہ وہ زبان ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے باتیں کیں۔
۱۱۱ احسن القصص :-

تفسیر صفحہ ۲۲۳ پر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو سب سے اچھا قصہ اس لیے فرمایا ہے کہ اس میں بہت سی عجیب اور حکمت اور عبرت کی باتیں صحیح واقعات کے ساتھ عمدہ پیرایہ میں بہت خوبی سے بیان کی گئی ہیں۔

۱۱۱ اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدَ :-
تفسیر صفحہ ۲۲۳ پر بحوالہ الخصال حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک یہودی آیا جس کا نام نشان تھا اور اس نے کہا کہ اے محمد مجھے ان ستاروں سے خبر دیجئے جو حضرت یوسفؑ نے دیکھے تھے کہ وہ ان کو سجدہ کر رہے ہیں ان کے نام کیا ہیں۔ آنحضرت صلعم نے اس دن یہودی کو کچھ جواب نہ دیا۔ پھر جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور آنحضرت صلعم کو ان کے ناموں سے اطلاع دی۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نشان کی طرف کسی کو بھیج کر بلایا جب وہ آگیا تو فرمایا کہ اگر میں ان ستاروں کے نام بتا دوں تو کیا تو اسلام میں داخل ہو جائے گا؟ اس نے کہا ضرور۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام بتائے۔

(۱) حویان (۲) طارق (۳) زہال (۴) ذوالکفین، (۵) قابس (۶) والتاب (۷) عمروان (۸) قلیق،

(۹) مصبح (۱۰) صدوج (۱۱) ذوالقروہ (۱۲) ضیا (۱۳) نور۔ ان کو حضرت یوسف علیہ السلام نے آسمان سے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور جب یہ قصہ حضرت یعقوب کے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر پر گندہ پر دلالت کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بعد میں جمع کر دیگا۔ نشان نے آنحضرت صلعم سے یہ سن کر کہا کہ اللہ ان کے یہی نام تھے اور مسلمان ہو گیا۔
تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرت جابر سے یہی روایت منقول ہے آگے اتنا زیادہ ہے کہ خیال سے مراد سورج اور قمر اور یہ بھی کہا ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ایک آسمان پر محیط ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس خواب کی تعبیر منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ مصر کے مالک ہو جائیں گے اور ان کے مال باب اور ان کے بھائی ان کے پاس آئیں گے شمس سے مراد ان کی والدہ راحیل، اور قمر سے مراد ان کے والد یعقوب علیہ السلام اور گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی۔ چنانچہ جب یہ لوگ گئے اور حضرت

بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ امر پر گندہ پر دلالت کرتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ بعد میں جمع کر دیگا۔ نشان نے آنحضرت صلعم سے یہ سن کر کہا کہ اللہ ان کے یہی نام تھے اور مسلمان ہو گیا۔
تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرت جابر سے یہی روایت منقول ہے آگے اتنا زیادہ ہے کہ خیال سے مراد سورج اور قمر اور یہ بھی کہا ہے کہ ان ستاروں میں سے ہر ایک آسمان پر محیط ہے۔ تفسیر قمی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس خواب کی تعبیر منقول ہے کہ حضرت یوسفؑ مصر کے مالک ہو جائیں گے اور ان کے مال باب اور ان کے بھائی ان کے پاس آئیں گے شمس سے مراد ان کی والدہ راحیل، اور قمر سے مراد ان کے والد یعقوب علیہ السلام اور گیارہ ستاروں سے مراد ان کے گیارہ بھائی۔ چنانچہ جب یہ لوگ گئے اور حضرت

قَالَ يَبْنِي لَا تَقْصُصْ رُءْيَاكَ عَلَىٰ اخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ

اُس نے کہا اے میرے بیٹے! اپنا خواب اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا، ورنہ وہ تجھ سے کوئی چال

كَيْدًا إِنَّ الشَّيْطَانَ لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَكَذَلِكَ

پلیں گے۔ یقیناً شیطان انسان کا حکم کھلا دشمن ہے۔ اور اسی طرح تمھارا

يَجْتَبِيكَ رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ وَيُرْسِلْ

پروردگار تمھیں منتخب کرے گا، اور تمھیں خوابوں کی تفسیر تعلیم کرے گا۔ اور تم پر

نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ آلِ يَعْقُوبَ كَمَا اتَّهَمَ عَلَىٰ أَبِيكَ

اور آل یعقوب پر اسی طرح اپنی نعمت پوری کرے گا جس طرح کہ وہ پہلے تمھارے پردادا اور دادا ابراہیم

مِنْ قَبْلُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبَّكَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لَقَدْ

اور اسحاق پر کر چکا ہے۔ بیشک تمھارا پردادا گار سب کچھ جاننے والا بہت حکمت والا ہے۔ یقیناً

كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِلْمُتَذَكِّرِينَ ۝ إِذْ قَالُوا لِلْيُوسُفَ

یوسف اور اُس کے بھائیوں میں سوال کرنے والوں کیلئے بہت نشانیاں ہیں لہٰذا وہ وقت یاد کرو جبکہ انھوں نے کہا کہ

وَإِخْوَهُ أَحَبُّ إِلَىٰ آبَيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّ آبَانَا لَفِي

یقیناً یوسف اور اس کا بھائی (حقیقی) ہماری نسبت ہمارے باپ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں۔ حالانکہ ہم یورکا جماعت میں۔ یقیناً ہمارا باپ

ضَلِيلٌ مُّبِينٌ ۝ اقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ

(یوسف کی محبت میں) مصر بچا کر ہے۔ یوسف کو قتل کرو، یا اُسے کسی اور زمین میں پھینک دو۔ تمھارے باپ کی

وَجْهٌ أَبْيَكُمْ وَتَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قَوْمًا ضَالِحِينَ ۝ قَالَ

تو تم تمھاری طرف ہو جائیگی۔ اور اس کے بعد تم نیک لوگ بن جاؤ۔ اُن میں سے ایک

قَائِلٌ مِنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَالْقَوَّةَ فِي غَيْبَتِ الْحَبِّ

کہنے والے نے کہا لہٰذا تم یوسف کو قتل نہ کرو، اور اُسے کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو۔

يَلْتَقِطُهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِنْ كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۝ قَالُوا يَابَانَا

کہ اُسے کوئی راہ گیر اٹھا لے جائے، اگر تم کچھ کرنے ہی والے ہو۔ وہ بولے اے ہمارے باپ

مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَصْحُونَ ۝ أَرْسِلْهُ

تمھیں کیا ہے کہ تو ہمیں یوسف کے بارے میں امین نہیں بناتا ہے۔ حالانکہ ہم اُس کے خیر خواہ ہیں۔ تو کل صبح اُسے

۱ آیت للساآیلین۔

تفسیر صفحہ ۲۴ پر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں خداوند تعالیٰ کی قدرت و حکمت کی دلیلیں اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی علامتیں موجود ہیں چنانچہ الجوامع میں ہے کہ یہودیوں نے مشرکوں کے سرداروں سے یہ کہہ دیا کہ تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ پوچھو کہ آل یعقوب شام سے مصر کیوں منتقل کیے گئے اور یوسف علیہ السلام کا یہ کیا قصہ ہے آنحضرت صلعم نے باوجودیکہ نہ کبھی یہ قصہ سنا تھا اور نہ کوئی کتاب پڑھی تھی مگر وحی خدا کے بموجب ان کو اصل قصہ سنا دیا۔

۲ ضلال۔

اس کی تشریح سابقہ صفحہ ۲۴ زیر حاشیہ ۳ ضل عنہ کے تحت کر دی گئی ہے وہاں سے دیکھ لی جائے۔ یہاں ضلال رشد و ہدایت کی ضد نہیں یعنی گمراہ مراد نہیں بلکہ محبت میں گم ہونا ہے۔

۳ قائل منہم۔

تفسیر صفحہ ۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام علی نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ کہنے والا لڑکی تھا۔

مَعَنَا غَدًا يَزْتَعُ وَيَلْعَبُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ ﴿١٢﴾ قَالَ إِنِّي

ہمارے ساتھ صبح کو کھائے پئے اور کھیلے گوسے، اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کریں گے۔ اس نے کہا بیشک مجھے

لِيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُوا لَيْنَ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

یہ بات درج میں ڈالتی ہے کہ تم اسے لے جاؤ، اور اس بات کا بھی خوف ہے کہ اسے بھیڑیا کھا جائے۔ اور تم

أَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ﴿١٣﴾ قَالُوا لَيْنَ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ

اس سے بے خبری رہو۔ انھوں نے کہا کہ اگر اسے بھیڑیا کھا گیا، حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں،

إِنَّا إِذَا الْخِسْرُونَ ﴿١٤﴾ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَاجْتَمَعُوا أَنْ يُجْعَلُوهُ

تب تو یقیناً ہم نقصان اٹھائیے ہو گئے۔ پس جب وہ اسے ساتھ لے گئے تھے اور انھوں نے اجتماع کر لیا کہ اسے

فِي غَيْبَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ

کنویں کی گہرائی میں ڈال دیں گے۔ اور ہم نے اس کی غرت وحی کی کہ ایک وقت تو انھیں یہ بات بتلائے گا،

هَذَا أَوْ هُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿١٥﴾ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ ﴿١٦﴾

اور وہ یہ جانتے بھی نہ ہوں گے۔ اور وہ رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نُسْتَبِثُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ

کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم تو آپس میں دوڑ لگانے گئے۔ اور ہم نے یوسف کو اپنے سامان کے پاس

مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا

چھوڑا۔ پس اسے بھیڑیا کھا گیا۔ اور اگر ہم سچے ہی ہوں تو بھی تم ہماری بات کا یقین کریں گے۔

صَادِقِينَ ﴿١٧﴾ وَجَاءُوا عَلَى قَمِيصِهِ بِدَمٍ كَذِبٍ ﴿١٨﴾ قَالَ بَلْ

نہیں ہو۔ اور وہ اس کے کرتے پر چھوٹا خون بھی لگا لئے تھے۔ اس نے کہا (ایسا نہیں) بلکہ

سَوَّلْتُ لَكُمْ أَنْفُسَكُمْ أَمْراً فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۗ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ

تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے ایک بات بنائی ہے۔ پس صبر ہی اچھا ہے۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس

عَلَى مَا تَصِفُونَ ﴿١٩﴾ وَجَاءَتْ سَيَّارَةٌ فَأَرْسَلُوا وَارِدَهُمْ فَأَدْلَى

پرتو اللہ تعالیٰ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے۔ اور اس جگہ راہگیر (قافلہ کے لوگ) آئے تو انھوں نے اپنا پانی لایا اور ابھیچھا۔ پس اس

ذَلُوهٗ ۖ قَالَ يُبَشِّرِي هَذَا عِلْمٌ ۖ وَأَسْرُوهٗ بِضَاعَةٌ ۖ وَاللَّهُ

نہیں ناؤں ڈالو (تو کہنے لگا خوشخبری ہو یہ تو ایک لڑکا ہے۔ اور انھوں نے اسے یوحنا کے طور پر بچھا رکھا۔ اور جو کچھ

۱۲ یا کله الذئب :
تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر ہے کہ یہ اس لیے کہا
گیا تھا کیونکہ اس سرزمین میں بھیڑیے بہت زیادہ
تھے۔

۱۳ فلما ذهبوا به :
تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام
زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب
حضرت یوسفؑ کے بھائی انہیں گھر سے لے کر چلے
تو حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے پیچھے تیز
قدم گئے اور راستہ میں ان کو جالبیا اور یوسف
علیہ السلام کو ان کے ہاتھ سے لے کر گلے لگایا
اور خوب پیار کیا اور خوب روئے۔ پھر بھائیوں
کو دے دیا۔ اُدھر ان کا گھر کی طرف رخ کرنا تھا
کہ یہ بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر خوب
زور سے بھاگے کہ کہیں حضرت یعقوب علیہ السلام
پھر نہ آئیں اور پھر ان کے ساتھ بھیجنے سے انکار
نہ کر دیں۔

۱۴ الجب :
جب وہ گہرا کنواں جس کی کوئی تعمیر نہ کی
گئی ہو۔ اسم ہے (لغات القرآن لغات جلد ۲ صفحہ ۲۳)۔

۱۵ بدیم کذب :
تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ تفسیر مہتمی امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ
السلام کے بھائیوں نے ان کی قمیص پر ایک بکری
کا بچہ ذبح کیا۔

اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت
یوسفؑ کے بھائی جھوٹے خون سے بھرا
مہو کرتے لائے تو حضرت یعقوبؑ نے فرمایا
یا اللہ! بھیڑیا کیسا مہربان تھا کہ اس نے
خون تو چھڑک دیا لیکن کرتہ نہیں بھاڑا
اور قہمی میں یہ بھی ہے کہ جب حضرت یعقوبؑ کے
سامنے وہ کرتا لایا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بھیڑیا
یوسفؑ پر ایسا غضبناک تھا کہ اس کو کھا گیا اور
کرتے پر ایسا مہربان تھا کہ اس کو بھاڑا تک نہیں
۱۶ فصبر جمیل :-

تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حدیث نبوی
صلعم میں ہے کہ صبر جمیل وہ ہے کہ جس میں مخلوق
سے کوئی شکایت نہ کی جاتے۔

عَلَيْكُمْ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝۱۹ وَشَرُّهُ بِشْنِ بَخْسٍ دَرَاهِمَ

وہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ اُسے خوب جانتا تھا۔ اور انھوں نے (یوسف کے بھائیوں نے جو خیر کرنا چاہتے تھے) اس یوسف

مَعْدُودَةٍ ۝ وَكَانُوا فِيهِ مِنَ الزَّاهِدِينَ ۝۲۰ وَقَالَ الَّذِي

کو گنتی کے چند درہموں کے عوض بیچ ڈالا۔ اور وہ اس (یوسف) کے بارے میں بے رغبت تھے۔ اور مصر کے جس شخص نے

اشْتَرَاهُ مِنْ مِّصْرَ لَا مِرَاتَهُ أَكْرَهِي مَثْوَاهُ عَسَى أَنْ

اُسے خریدا اُس نے اپنی عورت کو کہا: کہ اسے عزت سے رکھ۔ تو قہر ہے کہ ہمیں

يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۝ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي

فائدہ پہنچائے، یا ہم اُسے بیٹا ہی بنالیں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کو (مصر کی) زمین میں جگہ

الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۝ وَاللَّهُ غَالِبٌ

عَلَى أَمْرِهِ ۝ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۲۱ وَلَمَّا بَلَغَ

۲۱ دی۔ اور تاکہ ہم اُسے خوابوں کی تعبیر سکھادیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے

أَشَدَّهُ اتَّبَعَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۝ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۲۲

کو پہنچا، ہم نے اُسے حکم اور علم عطا کیا۔ اور ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

وَرَأَوْنَاهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَغَلَقَتِ الْأَبْوَابُ

اور جس عورت کے گھر میں یوسف تھا اُس نے خود اُس (یوسف) سے اسکی مرضی کے خلاف خواہش کی اور سب دروازے بند

وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوًى ۝

کر دینے اور کہنے لگی تو آؤ جلدی کرو۔ اس (یوسف) نے کہا خدا کی پناہ یقیناً وہ میرا پالنے والا ہے اُس نے مجھے اچھے طرح رکھا،

إِنَّهُ لَا يَفْلِحُ الظَّالِمُونَ ۝۲۳ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا

بیشک ظالم فلاخ نہیں پایا کرتے۔ اور یقیناً اس (زلیخا) نے اس (یوسف) سے ارادہ کر ہی لیا تھا ۱۵ اور وہ (یوسف)

أَنْ رَّا بُرْهَانَ رَبِّهٖ كَذَلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوءَ وَالْفَحْشَاءَ ۝

بھی ارادہ کر لیتا اگر اُس نے اپنے پروردگار کی واضح دلیل نہ دیکھی ہوتی۔ یہ اسلئے تاکہ ہم اس سے بدی اور بے حیائی کو مٹائے دھیں

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ ۝۲۴ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ

یقیناً وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھا۔ اور وہ دونوں دوڑنے کی طرف دوڑے گئے۔ اور اُس (زلیخا) نے اسکا

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

مَثَلٌ ۝

تفسیر صفاتی ص ۲۳۵ پر سچوالہ تفسیر عیاشی امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ قیمت

صرف بیس درہم تھے اور علل الشرائع اور

تفسیر عیاشی میں امام زین العابدین علیہ السلام

سے منقول ہے کہ صبح ہوئی تو حضرت یوسف

علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ صلاح کی کہ

چلو چلیں یوسف کا حال معلوم کریں کیا مر

گیا یا جیتا ہے۔ وہاں پہنچے تو کنویں کے پاس ایک

قافلہ کو پایا۔ قافلہ کے سقے نے ڈول کھینچا تو اس

کے ساتھ ایک لڑکا نکلا اس نے خوش ہو کر اپنے

ساتھیوں سے کہا کہ یہ تو ایک لڑکا ہے۔ ابھی لڑکے

کو نکالا ہی تھا کہ یوسف علیہ السلام کے بھائی آ

پہنچے اور کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا غلام ہے۔ کل بھاگا

تھا اور اس کنویں میں گر گیا تھا۔ آج ہم ابھی اسی لینے

آئے ہیں کہ اس کو نکالیں۔ غرض انہوں نے یوسف

کو چھین لیا اور علیحدہ لے جا کر کہا کہ یا تو تم ہماری

غلامی کا اقرار کرو کہ ہم تجھے قافلہ والوں میں سے کسی

کے ہاتھ بیچ دیں۔ ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے

یوسف نے کہا کہ مجھے تم قتل نہ کرو اور جو جی چاہے

کر دو تو وہ انہیں قافلہ والوں کے پاس لائے اور کہا

کہ ہم اسے بیچتے ہیں جس کا جی چاہے خریدے۔

ایک شخص نے انہیں بیس درہم میں خرید لیا۔ اور

نعمات قرآنی نعمانی میں لفظ بَخْس کے لغوی معنی یوں

لکھے ہیں:

بَخْسٌ: ناقص ظلم سے کسی شے کو گھٹا دینے اور

کم کرنے کا نام بَخْس ہے بعض نے یہاں مصدر بمعنی

اسم فاعل یا خس کے لیا اور بعض نے بمعنی اسم مفعول

یعنی مجوس کے پہلی صورت میں ناقص کے معنی ہونگے

اور دوسری صورت میں منقص کے معنی جسے قصداً

گھٹا دیا جائے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۳۷) ۱۵

۱۵ وَهَمَّ بِهَا

تفسیر صفاتی ص ۲۳۵ پر سچوالہ عیون اخبار الرضا

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ مامون رشید

نے آپ سے عصمت انبیاء کے بارے میں پوچھا اور

ہمت بہ وہم بھا کی تفسیر چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ

اگر یوسف علیہ السلام نے اپنے پروردگار کی برہان نہ

دیکھی ہوتی تو وہ بھی اسی طرح ارادہ کر لیتے جس طرح

زلیخا نے کیا تھا لیکن حضرت یوسف معصوم تھے اور

معصوم کبھی گناہ کا ارادہ نہیں کرتا نہ ہی گناہ اس کے

قریب پہنکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد بزرگوار نے امام جعفر صادق سے روایت کی کہ زلیخا نے تو ارادہ کر لیا لیکن حضرت یوسف نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اگر وہ اسے اس گناہ کے لیے مجبور کرتی پس اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کے ذمہ سے قتل اور گناہ دونوں پھیر دیئے۔ صاحب تفسیر صفاتی نے حضرت یوسف کی عصمت کے ثبوت میں ایک بسوط اور مدلل تقریر کی ہے جو ذیل میں درج ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس واقعہ سے جن جن کا تعلق ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) حضرت یوسف (۲) زلیخا (۳) شوہر زلیخا (۴) شہر مصر کی عورتیں (۵) گواہ جنہوں نے گواہی دی (۶) اللہ تعالیٰ (ع) ابلیس۔ ان سب نے حضرت یوسف کی پاک دامنی کی گواہی دی۔ پس کسی مسلمان کے لیے مقام نہیں کہ اس بارے میں ذرا بھی توقف کرے چنانچہ حضرت یوسف کے یہ بیان موجود ہیں ہی رادتی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)
مجھے بلاتی ہیں اس کی بہ نسبت مجھے قید زیادہ پسند ہے۔

اور زلیخا کے یہ قول موجود ہیں دلچسپ اور دتہ عن
نفسہ فاستحکم (میں نے خود سے بھسلا نا چاہا
لیکن وہ معصوم ثابت ہوا) انا راودتہ عن نفسه
وانہ لمن الصادقین (میں نے اس کو بھسلا نا چاہا
تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے)

زلیخا کے شوہر کا یہ قول ہے اذہ من کیدکن
ان کیدکن عظیم (بیشک یہ تم عورتوں کا چلن ہے
اور تمہارا چلن بڑا چلن ہے) شوہر کی عورتوں کا یہ قول
موجود ہے امرات العزیز تراودتھا عن نفسه
قد شغفها حباً انا لثاھا فی ضلل مبین (عزیز
مصر کی بیوی اپنے غلام کو بھسلا تی ہے وہ اس کی
محبت میں چور ہو گئی ہے ہم تو اسے کھلی فریفتگی میں
پاتے ہیں) نیز ان کا یہ قول ہے حاشا لله ما علمنا
علیہ من سوء (حاشا للہ ہم نے اس میں کوئی بری
نہیں پائی) اب رہے گواہ۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
شہد شاهد من اهلها انہ (اسی عورت کے کنبہ

میں سے ایک نے گواہی دی) اب رہی اللہ تعالیٰ
کی شہادت وہ فرماتا ہے کذلک لنصرف عنه السوء
والفحشاء انہ من عبادنا المخلصین ۵ رہا ابلیس
کا اقرار تو اس کا یہ قول موجود ہے فبعضتک لاغنیہم
اجمعین الاعدادک منهم المخلصین ۵ (قسم ہے
تیری عزت کی میں سب کو بیکار و لگا سوائے ان کے
جو تیرے خالص بندے ہیں) لہذا ابلیس کا
اقرار موجود ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص
بندوں کو نہیں بیکار کتا اور اللہ تعالیٰ
حضرت یوسفؑ کے بارے میں فرماتا ہے
انہ من عبادنا المخلصین ۵ پس
ابلیس کے اقرار سے ثابت ہوا کہ اس نے
حضرت یوسفؑ کو نہیں بیکار کیا ہے

۱۲

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۲

۱۲

۱۲

قَبِيصَهُ مِنْ دُبُرٍ وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ قَالَتْ مَا

کرتے پیچھے سے بھاڑ ڈالا۔ اور دونوں نے اس (زلیخا) کے خاوند کو دڑائے پر پایا (تو) اس (زلیخا) نے کہا تو تیرے

جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ يَاهُكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يُسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ

اہل (بیوی) اسے بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ قید کیا جائے یا دردناک عذاب

أَلَيْمٌ ۲۵ قَالَ هِيَ رَاوَدَتْنِي عَنْ نَفْسِي وَشَرِهَدَ شَاهِدٌ

دیا جائے۔ اس (یوسف) نے کہا کہ اس عورت (زلیخا) نے (میری مرضی کے خلاف) مجھ سے خواہش کی۔ اور اس کے خاوند ان میں

مَنْ أَهْلُهَا إِنْ كَانَ قَبِيصَهُ قَدْ مِنْ قَبْلِ فَصَدَقَتْ

سے ایک گواہ نے گواہی دی۔ کہ اگر اس (یوسف) کا کرتہ آگے سے پھٹا ہوا ہو۔ تو وہ (زلیخا) سچی ہے۔

وَهُوَ مِنَ الْكَذِبِينَ ۲۶ وَإِنْ كَانَ قَبِيصَهُ قَدْ مِنْ دُبُرٍ

اور وہ (یوسف) جھوٹوں میں سے ہے۔ اور اگر اس (یوسف) کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہو۔ تو وہ

فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۲۷ فَلَمَّا رَأَى قَبِيصَهُ قَدْ

(زلیخا) جھوٹی ہے۔ اور وہ (یوسف) سچوں میں سے ہے۔ پس جب انھوں نے دیکھا کہ اس (یوسف) کا کرتہ پیچھے

مِنْ دُبُرٍ قَالَ إِنَّهُ مِنْ كَيْدِكُنْ إِنَّ كَيْدَكُنْ عَظِيمٌ ۲۸

سے پھٹا ہوا ہے تو (عزیز نے زلیخا سے) کہا یقیناً یہ تمہارے چلنوں میں سے ہے۔ بیشک تم عورتوں کا چلن بہت بڑا ہے۔

يُوسُفُ أَعْرَضُ عَنْ هَذَا اسْتَغْفِرُ لِنَفْسِكَ ۲۹

یوسفؑ تو اس بات سے درگزر کر۔ اور زلیخاؑ تو اپنے گناہ کی مغفرت مانگ۔

إِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۳۰ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ

بیشک تو ہی خطا کا رُوس میں سے ہے۔ اور شہر کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے جوان مرد غلام

الْعَزِيزُ تَرَاوَدُّ فَتَهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا

(یوسف) کو اس کی مرضی کے خلاف بھسلا تی ہے۔ یقیناً اس کی محبت اس کے دل میں بیٹھ گئی ہے لہٰذا بیشک ہم تو اس (زلیخا) کو

فِي ضَلَلٍ مُبِينٍ ۳۱ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ

کو صریح خطا پر پاتی ہیں۔ پس جب اس (زلیخا) نے ان کی چال سنی۔ تو ان کو بلا بھیجا۔

وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّينًا

اور ان کیلئے ایک مستند تیار کی۔ اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک چھری دی۔

وَقَالَتْ اخْرِجْ عَلَيَّهِنَّ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ

اور یوسف سے کہا ان عورتوں کے سامنے آجا۔ پس جب ان (عورتوں) نے اس (یوسف) کو دیکھا تو اس کو بہت بڑا سمجھا

وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ٣١

اور انھوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے۔ اور کہا یاکی ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے یہ شخص آدمی نہیں ہے یہ تو سوا بزرگ فرشتے کے

قَالَتْ فذلِكَ الَّذِي كُنتُنِي فِيهِ وَلَقَدْ رَاودَنِي عَنْ

اور کچھ نہیں بلکہ زمینا نے کہا پس یہی تو ہے جس کے بارے میں تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ حالانکہ میں نے خود اسے اس کی مرضی کے

نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمْتُ وَلَئِن لَّمْ يَفْعَلْ مَا أَمَرَهُ لَيَسْجُنَنَّ

خلاف پھسلانا یا بلکہ وہ معصوم ثابت ہوا۔ اور اگر اس نے وہ فعل کیا جس کا میں اسے حکم دیتی ہوں تو یہ ضرور قید کیا جائیگا

وَلَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّغِيرِينَ ٣٢ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ أَحَبُّ إِلَيَّ

اور ذلیل بھی ہو جائے گا۔ اس (یوسف) نے کہا اے میرے پروردگار مجھے قید سلاہ اس چیز کی نسبت جسکی

مِمَّا يَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَلَا أَتَصَرَّفُ عَنْ كَيْدِهِنَّ أَصَبُ

طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں زیادہ پیاری ہے۔ اور اگر تو ان کا چاہتر مجھ سے نہ ہٹائے رکھیں تو ممکن ہے کہ میں انکی

إِلَيْهِنَّ وَأَكُنَّ مِنَ الْجَاهِلِينَ ٣٣ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ

طرف مائل ہو جائوں، اور بخیروں میں شمار ہو جاؤں۔ پس اُس کے پروردگار نے اسکی دعا قبول فرمائی

فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ٣٤ ثُمَّ

اور ان عورتوں کا چاہتر اس سے دور کر دیا۔ یقیناً وہ سب کچھ سننے والا بہت بخیر جاننے والا ہے۔ پھر بعد اسکے

بَدَا لَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا رَأَوُا الْآيَاتِ لَيَسْجُنَّهٗ حَتَّىٰ حِينٍ ٣٥

کہ انھوں نے (یوسف) کے پاکارت ہو سکی، نشانیاں دیکھ لیں۔ ان کیلئے یہی ظاہر ہوا کہ اسے ایک مدت تک قید رکھیں۔

وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيْنِ ٣٦ قَالَ أَحَدُهُمَا إِنِّي أَرَانِي

اور اُس کے ساتھ قید خانہ میں دو جوان داخل ہوئے۔ ان دونوں سے ایک نے کہا کہ میں (خواب میں) اپنے تئیں

أَعْصِرُ خَمْرًا ٣٧ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَرَانِي أُحْمِلُ فَوْقَ رَأْسِي

شراب پھرتے دیکھتا ہوں۔ اور دوسرے نے کہا کہ میں (خواب میں) اپنے تئیں یہ دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر دو ٹیاں

خُبْرًا تَأْكُلُ الطَّيْرُ مِنْهُ نَبِئْنَا بِتَأْوِيلِهِ إِنَّا نَرَاكَ مِنْ

آہٹائے ہوئے ہوں۔ اس میں سے ہر شے کھاتے ہیں۔ ہمیں اسکی تعبیر بتا سلاہ یقیناً ہم تمھیں نیکو کاروں میں سے

۱۱ ملک کریجہ۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بشری جمال سے فائق ہے اور ان کا کمال انسانی کمال سے زیادہ اور اس پر عصمت کا کمال جو ملکوتی خاصہ ہے وہ بھی حاصل ہے۔

۱۲ راودتہ عن نفسه۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر ہے کہ یہ زلیخا کا اقرار حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں ہے جو آپ کے معصوم ہونے کی دلیل ہے۔

۱۳ السجین۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر بجا کہ کانی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام قید خانہ میں تھے تو جبرئیل امین آئے اور کہا کہ آپ ہر نماز کے بعد یہ پڑھ لیا کریں۔

اللہم اجعل لی فرجاً ومخرجاً وارزقنی من حیث احتسب ومن حیث لا احتسب (یا اللہ میرے لیے کسائش اور اس بلا سے نکلنے کا راستہ قرار دے اور رزق وہاں سے بھی پہنچا جہاں سے میرا لگان ہے اور وہاں سے بھی جہاں سے میرا لگان نہیں ہے۔)

۱۴ نبیثابت ویدلہ۔

تفسیر صافی صفحہ ۲۴ پر بجا کہ تفسیر عباسی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو قید خانہ میں قید کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو خواب کی تعبیر کا علم بذریعہ الہام کے بتا دیا۔ پس قیدیوں کے خواب کی

تفسیر بیان کیا کرتے تھے اور یہ دونوں جوان اسی دن قید خانہ میں بھیجے گئے تھے جس دن خود حضرت یوسف علیہ السلام داخل کیے گئے تھے۔ رات تو انھوں نے گزاری اور صبح کو ان دونوں نے آکر عرض کی کہ ہم نے ایک ایک خواب دیکھا ہے تعبیر بیان کیجئے۔ فرمایا کہ کیا دیکھا ہے۔ اس پر ان دونوں نے اپنا اپنا خواب بیان کیا جو اس آیت میں ہے۔



الْحُسَيْنَيْنِ ۝ قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُزْزِقْنِيهِ إِلَّا نَبَأُكُمَا

دیکھتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ جو کھانا تمھیں دیا جاتا ہے وہ تمھارے پاس آنے بھی نہ پائے گا کہ اُس کے تمھارے پاس

بِتَأْوِيلِهِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَكُمَا ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِي رَبِّي إِنِّي

آنے سے قبل میں تم دونوں کو اُسکی تعبیر بتا دوں گا لہٰذا یہ اُن باتوں میں سے ہے جو میرے پروردگار نے مجھے تعلیم کی ہیں۔

تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ

بیشک میں نے اُس قوم کو چھوڑ دیا جو اسے جو خدا پر ایمان نہیں لاتے ہیں، اور وہ لوگ آخرت کے بھی منکر

كُفْرُونَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۝

ہیں۔ اور میں نے اپنے آباؤ اجداد (یزد اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب) کی ملت کی پیروی کی ہوئی ہے

مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک قرار دیں۔ یہ ہم پر اور لوگوں پر

عَلَيْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

يٰصٰحِبِ السِّجْنِ ؕ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ اِمَّ اللّٰهُ الْوٰحِدُ

اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! کیا الگ الگ پروردگار بہتر ہیں، یا خدا کے واحد جو سب پر

الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ اِلَّا اَسْمَاءُ سَمِيَتْ مَوَٰهَآ

قاب ہے۔ اُس کے سوا جس کو بھی تم پوجتے ہو وہ کچھ نہیں۔ مگر چند نام ہیں جنھیں تم نے خود اور

اَنْتُمْ وَاٰبَاؤُكُمْ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ اَحْكُمْ

تمھارے باپ دادوں نے رکھ لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی حجت نہیں اتاری۔ حکم تو بس اللہ تعالیٰ

اِلَّا لِلّٰهِ اَمْرٌ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ ۝ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيُّمُ ۝

ہی کا ہے۔ اُس نے حکم دیا ہے کہ تم اُس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو۔ یہی سیدھا دین ہے۔ اور

لٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ يٰصٰحِبِ السِّجْنِ اَمَّا

لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اے میرے قید خانہ کے دو ساتھیو! رہا

اَحَدُكُمَا فَيَسْقٰى رَبِّهٖ خَمْرًا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَيُصْلَبُ فَتَاْكُلُ

تم دونوں میں سے ایک، پس وہ اپنے مالک کو شراب پلائے گا لہٰذا اور با دوسرا اسے پس وہ بھاسی دیا جائے گا۔ پھر پندرہ

۱۔ قبل ان یاتیکما۔

تفسیر صفائی ص ۲۲۸ پر ہے کہ حضرت یوسفؑ نے چاہا کہ ان کے سوال کا جواب دینے سے قبل انہیں توحید کی طرف دعوت دیں اور انہیں ہدایت کے راستہ کی طرف رہنمائی کریں جیسا کہ انبیاء اور ان کے اوصیاء کا طریقہ ہے کہ وہ ہدایت اور نیکی کی طرف پہلے دعوت دیتے ہیں اور شجرہ و کھانے سے پہلے وہ خدا کے اس کام کو سراہنا شروع دیتے ہیں۔

۲۔ فیسقٰی ربّہ۔

تفسیر صفائی ص ۲۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس پہلے شخص سے فرمایا کہ تو عنقریب قید خانہ سے نکلے گا۔ اور جس عہدے پر تو تھا یعنی داروغہ آبدار خانہ، اسی عہدہ پر چلا جائے گا۔ اور بادشاہ کی نظر فل میں تیری وقعت بڑھ جائے گی۔

۳۔ واما الآخر۔

تفسیر صفائی ص ۲۳۰ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس دوسرے قیدی نے خواب نہیں دیکھا تھا محض جھوٹ بولا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ بادشاہ تیرے قتل کا حکم دے گا۔ تجھے صلیب دی جائے گی اور پندرہ تیرا مغز کھا جائے گا۔ یہ تعبیر سن کر اس نے کہا کہ میں نے تو کوئی خواب نہیں دیکھا۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا، قضی الامر الذی فیہ تستفتین اب خواہ تم نے سچ کہا ہو یا جھوٹ، میں نے جو کچھ کہہ دیا وہ ٹلنے والا نہیں۔

الطَّيْرُ مِنْ رَأْسِهِ قُضِيَ الْأَمْرُ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِينَ ﴿١١﴾ وَ

اُسکے سر میں سے (بھیجا) کھائیں گے۔ وہ معاملہ جسکے بارے میں تم دریافت کرتے تھے طے کر دیا گیا۔ اور

قَالَ لِلَّذِي ظَنَّ أَنَّهُ نَاجٍ مِنْهُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ رَبِّكَ ﴿١٢﴾

اُس نے ان دونوں میں سے جس شخص کے متعلق یہ یقین تھا کہ وہ نجات پائے والا ہے کہہ کر اپنے مالک سے میرا ذکر کیجئے۔

فَأَنسَاهُ الشَّيْطَانُ ذِكْرَ رَبِّهِ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ

پس شیطان نے اُسے اپنے مالک کے سامنے یہ ذکر کرنا بھلا دیا۔ پھر یوسف کئی سال قید خانہ میں پڑا رہا۔

سِنِينَ ﴿١٣﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّي أَرَى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ

اور بادشاہ (مصر) نے کہا میں نے (خواب میں) سات سوئی تازی گائیں دیکھیں، جن کو

يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عِجَافٍ وَسَبْعُ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَةٍ

سات ڈبیلی پتلی گائیں کھائے جاتی ہیں۔ اور سات ہری بھری بالیاں دیکھیں۔ اور دوسری (سات) خشک۔

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَفْتُونِي فِي رُءْيَايَ إِن كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

اے میرے سردارو! اگر اگر تم خواب کی تعبیر بتلا سکتے ہو تو میرے اس خواب کی تعبیر

تَعْبُرُونَ ﴿١٤﴾ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ وَمَا نَحْنُ بِتَأْوِيلِ

بتاؤ۔ وہ بولے یہ پریشان خواب ہیں نہ اور ہم پریشان خوابوں کی تعبیر کے

الْأَحْلَامِ بِعِلْمَيْنِ ﴿١٥﴾ وَقَالَ الَّذِي نَجَا مِنْهُمَا وَادَّكَرَ

جاننے والے نہیں ہیں۔ اور اُن دو (قیدیوں) میں سے جو نجات پائے گا کہنے لگا اور ایک مدت کے بعد

بَعْدَ أُمَّةٍ أَنَا أُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيلِهِ فَأَرْسِلُونِ ﴿١٦﴾ يُوسُفُ

اُسے (یوسف) یاد آگیا کہ میں تمہیں اُسکی تعبیر بتاتا ہوں۔ پس مجھے (قید خانہ) بھیجو (چنانچہ وہ گیا اور کہا) یوسف اے

أَيُّهَا الصَّدِيقُ افْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ

ہمیں اس کی تعبیر دیجئے کہ سات سوئی تازی گایوں کو سات ڈبیلی پتلی

سَبْعُ عِجَافٍ وَسَبْعِ سُنبُلَاتٍ خُضْرٍ وَأُخَرَ يَابِسَةٍ لِّعَلِّي

گائیں کھائیں۔ اور سات ہری بھری بالیاں، اور دوسری (سات) سوکھی ہوئی تاکہ میں

أَرْجِعَ إِلَى النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿١٧﴾ قَالَ تَزْرَعُونَ سَبْعَ

لوگوں کی طرف واپس جاؤں۔ تاکہ وہ جان لیں (کہ تم خواب کی تعبیر کے عالم ہو)۔ یوسف نے کہا تم سات سال لگا کر فصل

لہ اذکونی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ میری یہ تعلیم اور دعوت یاد رکھو اور اپنے آقا سے بعنوان مناسب اس کا تذکرہ کر دیجیو۔ ممکن ہے کہ یہ پیغام حق کام کر جائے عام طور پر اس کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی ربانی کے لیے کہا تھا یعنی اپنے آقا سے میری سفارش کیجیو۔ لیکن جس محل میں یہ بات کہی گئی ہے اس سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ قیدیوں سے جو بھی ان کی گفتگو ہوتی ہے یا تو تعبیر کے بارے میں یا دین حق کے بارے میں ہے۔ اس کا کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا کہ انہوں نے اپنی قید محن کا ذکر کیا ہو۔ یعنی قید محن کے مصائب کا۔

لہ اضغاث احلام۔

تفسیر صافی ص ۲۴۹ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک تو مومن کے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری۔ دوسرے شیطان کی طرف سے ڈراوا اور تیسرے اضغاث احلام، المترجم۔ احلام کے معنی خواب عقیدیں حلقہ کی جمع بھی ہے۔ اور حلقہ کی بھی جس کے معنی خوابوں کے ہیں اور حلقہ کی بھی جس کے معنی بردباری کے ہیں اور حلقہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لیے حلقہ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں گو یا مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۸) لہ بعد املیہ۔

تفسیر صافی ص ۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر قمی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں بعد املیہ کے معنی ہیں۔ بعد وقت۔

سِنِينَ دَابًّا فَمَا حَصَدْتُمْ فَذَرُوهُ فِي سُنْبُلِهِ إِلَّا قَلِيلًا

کرتے رہو گے۔ پس جو کچھ تم کاٹو تو سوائے اس تھوڑے سے غلہ کے جسے تم کھاؤ باقی سب کو بالیدل

مِمَّا تَأْكُلُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ سَبْعُ شِدَادٍ

میں ہی چھوڑے رکھو۔ پھر اس کے بعد سات سال سخت آئیں گے، کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان سات

يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا قَلِيلًا مِمَّا تَحْصِنُونَ ۝

سالوں کیلئے جمع کر رکھا ہوگا سب کھا جائیں گے سوائے اس تھوڑے سے جسے تم (بچ وغیرہ کیلئے) محفوظ رکھو گے۔

ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ عَامٌ فِيهِ يُغَاثُّ النَّاسُ وَفِيهِ

پھر اس کے بعد ایک سال (ایسا) آئے گا کہ اس میں لوگوں کیلئے خوب مینہ برسے گا۔ اور اس میں وہ (خراب)

يَعْصِرُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ فَلَمَّا جَاءَهُ

نچوڑیں گے۔ اور بادشاہ (مصر) نے کہا کہ اس (یوسف) کو میرے پاس لاؤ۔ پس جب اس کے پاس

الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ فَسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ

قاصد پہنچا۔ اس نے کہا اپنے مالک کے پاس واپس چلا جا۔ پھر اس سے پوچھ کر کیا حال ہے ان عورتوں کا

الَّتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ إِنَّ رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝

جنہوں نے دھمے دیکھ کر اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ یقیناً میرا پروردگار ان کے چلن سے خوب واقف ہے۔

قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُنَّ يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ

(بادشاہ نے بلا کر) کہا کیا حقیقت یہی تمہاری (اس بات کی) جبکہ تم نے یوسف کو اس کی مرضی کے خلاف بھسلانا چاہا تھا۔

قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوءٍ ۖ قَالَتْ

وہ بولیں پاکی ہے اللہ تعالیٰ کیلئے، ہمیں اس کے ذمہ کوئی بُرائی معلوم نہیں ہوئی۔ عزیز (مصر) کی بیوی

أَمْرَأَتُ الْعَزِيزِ النَّ حَصَّصَ الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُهُ عَنْ

کہنے لگی اب حق ظاہر ہو گیا۔ میں نے اسے اس کی مرضی کے خلاف بھسلانا

نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ ذَلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ

چاہا۔ اور یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ (قاصد نے واپس جاکر جببہ واقعات یوسف کو بتائے تو اس نے کہا) میں نے

أَخْنَهُ بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِبِينَ ۝

مجھ سے یہ بات سنے گی مگر اس (بادشاہ) کو علم ہو جائے کہ میں کبھی پوشیدگی میں اسے اس کی خیانت نہیں کی اور یقیناً اللہ خیرات کی بات سنو تو کبھی چال میں نہیں چلنے دیتا۔

۱۔ ما بال النسوة :-

تفسیر صفائی ص ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ کے حکم سے فوراً چلے آنے میں دیر کی اور یہ چاہا کہ شہر کی عورتوں سے سوال اور ان کے حال کی گفتیش ہو جائے

تاکہ بادشاہ پران کی صفائی بھی ظاہر ہو جائے اور یہ بھی کھل جائے کہ ناحق قید رکھے گئے اور انہوں نے عزیز مصر کی زوجہ کا خود ذکر نہ کیا۔ باوجودیکہ ان کی طرف سے ان کے حق میں اس قدر زیادتی ہو چکی تھی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو ذاتی کرم اور دوسرے محسن کے احسان کی رعایت

۲۔ بالغیب :-

تفسیر صفائی ص ۲۴۹ پر ہے کہ یہ قول حضرت یوسف علیہ السلام کا ہے۔

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 13 & 14

Page 313 - 364

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

وَمَا أَرَىٰ نَفْسِي إِلَّا النَّفْسَ لَأَمَّارَةً بِالسُّوءِ إِلَّا مَا رَحِمَ

اور میں اپنے نفس کو بری نہیں کرتا ہوں۔ یقیناً نفس بُرائی کا بڑا حکم دینے والا ہے۔ سوائے اسکے جس پر میرے

رَبِّي إِنَّ رَبِّي غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝۵۳ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُونِي بِهِ

پروردگار نے رحم کیا جو۔ بیشک میرا پروردگار بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اور بادشاہ نے کہا اے میرے پاس لے کر آؤ

أَسْتَخْلَصُهُ لِنَفْسِي فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ إِنَّكَ الْيَوْمَ لَدِينَا

میں اسے اپنی ذات کیلئے خالص کر رکھوں۔ پھر جب اُس نے اس سے گفتگو کی تو اُس نے کہا یقیناً تو آج کے دن (میرے)

مَكِينٌ أَمِينٌ ۝۵۴ قَالَ اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ

بملائے ہاں صاحب مرتبہ معتبر ہو گیا۔ (یوسف نے) کہا تم مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو۔ یقیناً

إِنِّي حَفِيزٌ عَلَيْهِمْ ۝۵۵ وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ

میں بہت حفاظت کرنے والا (اور) بہت علم رکھنے والا ہوں۔ اور اس طرح ہم نے یوسف کو (مصر کی) زمین میں قدرت دی۔

يَتَّبِعُوا مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ

کر اس میں جہاں جی چاہے وہاں رہے۔ ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے پہنچاتے ہیں۔

وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ۝۵۶ وَلَا جُرْأِخِةَ خَيْرَ الَّذِينَ

اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لائیکے اور انھوں نے پرہیزگاری کی

أَمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ۝۵۷ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا عَلَيْهِ

اُن کیلئے آخرت کا اجر یقیناً بہتر ہے۔ اور یوسف کے بھائی آئے۔ پھر اس کے پاس گئے۔

فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكَرُونَ ۝۵۸ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَّازِهِمْ قَالَ

تو اُس نے اُنکو پہچان لیا حالانکہ وہ اُسکے ناشناس تھے۔ اور جب اُس (یوسف) نے انکا سامان تیار کر دیا تو کہا

اِئْتُونِي بِآخِ لَكُمْ مِنْ آبَائِكُمْ أَلا تَرُونَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ

کہ میرے پاس اپنے بھائی کو بھی لاؤ۔ جو تمھارے باپ کی طرف سے ہے (علاقہ بھائی) کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا

وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝۵۹ فَإِنْ لَمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ

ماپ دیتا ہوں۔ اور میں بہترین مہمان نواز ہوں۔ پس اگر تم اُسے لے کر میرے پاس نہ آئے تو تمھارے لئے میرے

عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُون ۝۶۰ قَالُوا سَنُرَاوُدُّعَنَّهُ أَبَاهُ وَإِنَّا

پاس کوئی (غلہ کا) ماپ نہ ہو گا اور نہ ہی تم میرے قریب آنا۔ وہ بولے ہم اس کے باپ کے ساتھ گفت و شنید کریں گے



۱۱ حفیظ علیہ۔

تفسیر صفائی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی حضرت
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بوقت
ضرورت انسان کو اپنی پاکیزگی اور صفائی بیان کرنا جائز
ہے۔ کیا تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کا قول نہیں
سنا اجعلنی علی خزان اللہ ص ۳۰ انی حفیظ علیکم
کہ تم مجھے زمین کے خزانوں پر مقرر کر دو۔ یقیناً میں بہت
ہی حفاظت کرنے والا اور بہت علم رکھنے والا ہوں۔
اور عبد صالح حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا تھا: د
انالکھنا صح امین یعنی اور میں تمھارا معتبر خیر
خواہ ہوں۔

۱۲ لہ منکرون۔

تفسیر صفائی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یوسف
علیہ السلام کے بھائیوں نے اُنھیں بوجہ اُن کی شہاد
بیت و جلال کے نہ پہچانا۔
۱۳ باخ لکم۔

تفسیر صفائی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت
یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھے خبر ملی ہے
کہ باپ کی طرف سے تمھارے دو بھائی ہیں۔
وہ کیا کرتے ہیں؟ اُنھوں نے کہا کہ ان دونوں میں سے
بڑے کو تو بھیڑ دیا گیا تھا اور چھوٹا ہمارے والد کے
پاس ہے۔ وہ اس سے زیادہ مانوس ہیں۔ حضرت
یوسف علیہ السلام نے فرمایا: میری خواہش ہے کہ
اب جو تم غلہ لینے آؤ گے تو اُسے ساتھ لیتے آنا۔

لَفْعَلُون ۶۱) وَقَالَ لِفَتَيْنِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي

اور ہم ضرور (ایسا) کر دیں گے۔ اور اس نے اپنے جوانوں (توکروں) سے کہا کہ تم ان کی پونجی

رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ

انکے بالائوں میں ہی رکھ دو، تاکہ جب وہ اپنے کنبد کی طرف واپس جائیں تو اسے پہچان لیں۔ تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ۶۲) فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا بَانَا مُنِعَ مِنَّا

پھر لوٹ آئیں۔ پس جب وہ اپنے باپ کے پاس لوٹ کر گئے، کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سے باپ روک

الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا آخَانَا نَكْتَلُ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۶۳)

لیا گیا ہے۔ پس تو ہمارے ساتھ ہمارے بھائی کو بھیج کہ ہم غلہ لائیں، اور یقیناً ہم اس کی حفاظت کر دیں گے۔

قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا آمَنُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ

اس نے کہا کیا میں اسے متعلق تمہارا اسی طرح اعتبار کروں جیسا کہ میں نے اس سے قبل اس کے بھائی کے متعلق تمہارا اعتبار

قَالَ اللَّهُ خَيْرُ حَافِظٍ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۶۴) وَلَمَّا فَتَحُوا

کیا تمہارا۔ پس اللہ تعالیٰ بہترین محافظ ہے اور وہی سب سے مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔ اور جب انھوں نے

مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ قَالُوا يَا بَانَا مَا

اپنا سامان کھولا تو انھوں نے پایا کہ ان کی پونجی ان کی طرف لوٹا دی گئی ہے۔ وہ کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم

نَبَغِي هَذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ

کیا چاہتے ہیں، یہ رہی ہماری پونجی، (جو) ہماری طرف لوٹا دی گئی ہے۔ اور ہم اپنے کنبد کیلئے خوراک لائیں گے۔ اور ہم اپنے

آخَانَا وَنَزِدَادُ كَيْلٍ بَعِيرٌ ذَلِكَ كَيْلُ يَسِيرٍ ۶۵) قَالَ لَنْ

بھائی کی حفاظت کریں گے۔ اور ہم ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) زیادہ لائیں گے، یہ غلہ سہولت سے۔ اس نے کہا میں ہرگز

أَرْسِلُهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُوا مَوْثِقًا مِنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ

اسے تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا، جب تک کہ تم خدا کی طرف سے میرے سامنے پختہ عہد نہ کرو گے کہ تم اسے ضرور میرے پاس

إِلَّا أَنْ يُحَاطَ بِكُمْ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللَّهُ عَلَىٰ مَا

لے آؤ گے سوائے اس کے کہ تم گھیر لے جاؤ۔ پس جب انھوں نے اسے اپنا پختہ عہد دے دیا تو اس نے کہا کہ جو مجھ سے کہتے ہیں

نَقُولُ وَكَيْلٌ ۶۶) وَقَالَ يَبْنِي لَا تَدْخُلُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ

اس پر اللہ تعالیٰ غنا میں ہے۔ اور اس نے کہا اے میرے بیٹو! تم سب (شہر میں) ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہونا۔

۱۔ خیر حافظا:-

تفسیر قصائی ص ۲۸ پر بخوانہ تفسیر مجمع البیان ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تو نے مجھ پر بھروسہ کر لیا۔ اب میں دونوں کو تمہارے پاس واپس کر دوں گا۔

تفسیر قصائی ص ۲۵ پر لکھا ہے کہ یہ سب بھائی بہت خوبصورت بہت وجیبہ اور بڑے جوان تھے اور تمام ملک مصر میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ بادشاہ اُن کے ساتھ خصوصی سلوک سے پیش آیا ہے۔ اور انہیں تقرب حاصل ہوا ہے۔ اسلئے حضرت یعقوب علیہ السلام کو یہ خیال گزرا کہ کہیں ان کو نظر نہ لگ جائے۔
۱۱ ما اغنی :-

تفسیر قصائی ص ۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے تو کوئی چیز تمہیں فائدہ نہیں دے سکتی۔ اور تمہارا علیحدہ علیحدہ دروازوں سے داخل ہونا خدا کی طرف سے آئی ہوئی مصیبت کو ٹال نہیں سکتا۔ کیونکہ تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی۔
۱۱ اذی الیہ اخاہ :-

تفسیر قصائی ص ۲۵ پر لکھا ہے کہ جب سب بھائی گھر سے چلے اور ان کے ساتھ بنیامین بھی چلا۔ تو وہ نہ تو ان کے ساتھ کھاتا تھا، نہ بیٹھتا تھا اور نہ ہی کلام کرتا تھا۔ جب وہ مصر پہنچے اور یوسف علیہ السلام کے پاس گئے تو سب نے سلام کیا تو حضرت یوسف نے اپنے بھائی کو دیکھ کر پہچان لیا۔ بنیامین ان بھائیوں سے دور جا کر بیٹھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ تو ان کا بھائی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم ان کے ساتھ کیوں نہیں بیٹھتے۔ اُس نے جواب دیا اسلئے کہ یہ میرے بھائی کو میری اُن اور میرے باپ سے جدا کر کے لے گئے تھے۔ پھر اُسے واپس نہ لائے۔ اور کہہ دیا کہ اُسے بھیڑا کھا گیا ہے پس میں نے اس وقت سے یہ عہد کر لیا ہے کہ جب تک میں زندہ رہوں گا۔ اُن کے ساتھ کسی معاملہ میں شامل نہ ہوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کیا تم نے شادی کی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں! پھر پوچھا کوئی بال بچہ ہوا ہے؟ اُس نے کہا کہ ہاں! پوچھا کتنے بچے ہیں؟ اُس نے کہا کہ تین لڑکے ہیں۔ پھر پوچھا کہ اُن کے نام کیا کیا ہیں؟ اُس نے کہا کہ بن میں سے ایک کا نام بھیڑیا ہے۔ اور ایک کا نام کرتہ اور ایک کا نام غنم۔ حضرت یوسف نے فرمایا: یہ نام تم نے کیوں پسند کئے؟ جواب دیا کہ: میں نے یہ نام اپنے بھائی کی محبت کی وجہ سے پسند کئے۔ جب کبھی میں اُن بیٹوں میں سے کسی ایک کو دیکھوں گا تو مجھے میرا بھائی یاد آجائے گا۔ یوسف علیہ السلام نے حکم دیا کہ اور سب باہر چلے جائیں۔

وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ وَمَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ

اور اگ الگ دروازوں سے داخل ہونا ۱۱ اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئی ہوئی) کسی چیز کو

مِنْ شَيْءٍ إِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ

تم پر سے ٹالنے کے کام نہیں آ سکتا ہوں ۱۱ حکم تو اللہ تعالیٰ کا ہی ہے۔ میں نے اس پر بھروسہ کیا ہے۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو

الْمُتَوَكِّلُونَ ۱۱ وَلَمَّا دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُمْ مَا كَانَ

اسی پر بھروسہ کرنا چاہتے۔ اور جب وہ اسی طرح (شہر میں) داخل ہوئے جس طرح کہ اُنکے باپ نے انہیں حکم دیا تھا وہ

يُغْنِي عَنْهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے (آئی ہوئی) کسی چیز کو اُن سے ٹالنے کے کام نہیں آ سکتا تھا مگر یعقوب کے جی میں ایک خواہش تھی جسے اس

قَضَاهَا ۱۱ وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَاهُ وَلَكِنَّ أَكْثَر النَّاسِ

نے پورا کیا۔ اور یقیناً وہ علم والا تھا۔ اس لئے کہ ہم نے اسے علم دیا تھا۔ لیکن بہت لوگ نہیں

لَا يَعْلَمُونَ ۱۱ وَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَىٰ إِلَيْهِ أَخَاهُ قَالَ

جانتے ہیں۔ اور جب وہ یوسف کے پاس پہنچے تو اُس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس جگہ دی ۱۱ (اور)

إِنِّي أَنَا أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۱ فَلَمَّا

کہا یقیناً میں تمہارا (سگا) بھائی ہوں۔ پس جو کچھ وہ کرتے رہے تھے، تو اس پر غصہ نہ کھا۔ پھر جب اُس نے

جَهَنَّمَ بِجَهَارِهِمْ جَعَلَ السَّقَايَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ

اُن کا سامان تیار کر دیا، اُس نے پانی پینے کا پیالہ اپنے بھائی (بنیامین) کے پالان میں رکھ دیا۔ پھر ایک بکازنیولے

مُؤَذِّنٍ أَيْتُهَا الْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسِرْقُونَ ۱۱ قَالُوا وَاقْبَلُوا عَلَيْكُمْ

نے پکارا۔ اُسے قافلہ والو! یقیناً تم لوگ چور ہو سکتے ۱۱ وہ (قافلہ والے) سامنے ہو کر بولے

مَاذَا تَفْقِدُونَ ۱۱ قَالُوا نَفِقْدُ صَوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَاءَ

تم نے کیا کم کیا ہے۔ وہ بولے ہم بادشاہ کا (پینے کا) پیمانہ کھو بیٹھے ہیں ۱۱ اور جو اُسے لائے گا

بِهِ حُلٌّ بَعِيرٌ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ ۱۱ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا

اُسے ایک اونٹ کا بوجھ (غلہ) ملے گا اور میں اُس کا منان ہوں۔ اُنھوں نے کہا خدا کی قسم! یقیناً تم نے جان لیا ہے

جُنُودَنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَرِقِينَ ۱۱ قَالُوا فَمَا

کہ ہم (وہاں) اسلئے نہیں آئے کہ زمین میں فساد کریں، اور نہ ہی ہم چور ہیں ۱۱ اُنھوں نے کہا۔ اگر تم

جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَذِبِينَ ﴿۱۳﴾ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ وَجَدَ فِي

جھوٹے ہوئے تو اس کی کیا سزا ہوگی۔ انہوں نے کہا کہ جسکے یالان میں سے وہ (پیمانہ) پایا جائے۔

رَحْلِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ ﴿۱۴﴾ قَبْدًا

پس وہی شخص اس کی سزا ہے۔ ہم اسی طرح ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں۔ پس اس نے اپنے

بِأَوْعِيَّتِهِمْ قَبْلَ وَعَاءِ أَخِيهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وَعَاءِ أَخِي

بھائی کی خرمین سے پہلے انکی خرمیوں کی تلاشی کو شروع کیا۔ پھر اس (پیمانہ) کو اپنے بھائی کی خرمین سے نکالا۔

كَذَلِكَ كِدْنَا لِيُوسُفَ مَا كَانَ لِيَأْخُذَ أَخَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ

اسی طرح ہم نے یوسف کیلئے تدبیر کر دی۔ وہ بادشاہ کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو نہیں لے سکتا تھا لہ

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ تَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأٍ وَتُؤَقُّ كُلُّ ذِي

سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ ہم جسکے درجوں کو چاہیں بلند کرتے ہیں۔ اور ہر دم والے سے بڑھ کر زیادہ علم والا

عِلْمٌ عَلَيْهِ ﴿۱۵﴾ قَالُوا إِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ أَخٌ لَهُ مِنْ قَبْلُ

دروغہ ہے۔ وہ بولے اگر اس نے چرایا ہے تو یقیناً اس سے پہلے اس کا بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔

فَأَسْرَهَا يُّوسُفُ فِي نَفْسِهِ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ قَالَ أَنْتُمْ شَرُّ

پس یوسف نے اس کو اپنے دل میں چھپائے رکھا اور اسے ان پر ظاہر نہ کیا۔ اس نے کہا تم بہت ہی بُرے

مَكَانًا وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَصِفُونَ ﴿۱۶﴾ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ إِنَّ

لوگ ہو، اور جو تم پر بیان کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتا ہے۔ وہ بولے اے عزیز! یقیناً

لَهُ أَبٌ شَيْخًا كَبِيرًا فَخُذْ أَحَدَنَا مَكَانَهُ إِنَّا نَرَاكَ مِنَ

اس کا باپ بہت بوڑھا ہے۔ پس تو اسکی جگہ ہم میں سے ایک کو لے لے۔ بیشک ہم تجھے احسان کرنے والوں میں

الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۷﴾ قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ أَنْ نَأْخُذَ إِلَّا مَن وَجَدْنَا

سے دیکھتے ہیں۔ اس نے کہا اس بات سے خدا کی پناہ کہ جسکے پاس ہم نے پتا سامان پایا ہے، اسکے سوا

مَتَاعَنَا عِنْدَهُ إِنَّا إِذَا الظَّالِمُونَ ﴿۱۸﴾ فَلَمَّا اسْتِيسُوا مِنْهُ

کسی اور کو پکڑ لیں۔ تب یقیناً ہم بھی ظالم ہوں گے لہٰذا پھر جب وہ اس (یوسف) سے ناامید ہو گئے۔

خَلَصُوا نَجِيًّا قَالَ كَبِيرُهُمْ أَلَمْ تَعْلَمُوا أَنَّ أَبَاكُمْ قَدْ أَخَذَ

تو مشورہ کیلئے الگ ہو بیٹھے۔ ان میں سے بڑے نے کہا لہٰذا کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے باپ نے تم سے خدا کے

۱۵ دین الملک :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ بادشاہ مصر کا قانون یہ تھا کہ چور کو مارا پٹا جائے۔ اور اس سے سزا دیا جائے۔ یہ نہیں تھا کہ اسے غلام بنالیا جائے۔ اس جگہ دین سے مراد قانون ہے۔ جو اس ملک میں رائج ہو۔

۱۶ اِنَّا اِذَا الظَّالِمُونَ :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ عابراً کلام تو یہ ہے کہ تمہارے ہی فتویٰ کے مطابق اگر نہیں کسی دوسرے کو پکڑ رکھوں تو یہ ظلم ہوگا، اور ہم ظالم نہیں بنیں گے۔ اور باطن یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی مصلحتوں سے جن کا علم کسی کو ہے۔ نبیائین کو روکنے کا حکم دیا ہے۔ اسکی بجائے اگر کسی دوسرے کو روکے رکھیں گے، تو ہم ظالم ثابت ہوں گے۔

۱۷ کبیرہم :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی، جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سب سے بڑے بھائی کا نام یعقوب تھا۔ اور تفسیر قتبی میں ہے کہ اس کا نام لاوی تھا۔



عَلَيْكُمْ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُمْ فِي يُوسُفَ

سلنے ایک پختہ عہد لیا تھا۔ اور پہلے سے ہی تم یوسف کے بارے میں کیا کچھ زیادتی کر چکے ہو۔

فَلَنَ أَبْرَحَ الْأَرْضَ حَتَّىٰ يَأْذَنَ لِيٓ أَوْ يَحْكُمَ اللَّهُ لِيٓ وَهُوَ

پس میں اس زمین کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ میرا باپ مجھے اجازت نہ دے گا یا اللہ تعالیٰ مجھے کوئی فیصلہ نہ کرے

خَيْرُ الْحَكَمِينَ ۚ اِرْجِعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ

اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنا والا ہے۔ تم سب اپنے باپ کے پاس لوٹ جاؤ۔ پھر کہو اے ہمارے باپ یقیناً

ابْنُكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَا إِلَّا بِمَا عَلَّمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ

تیرے بیٹے چوری کی۔ اور ہم نے نہیں گواہی دی مگر اس چیز کی جس کا ہمیں علم ہوا۔ اور ہم غیب کے

حَفِظِينَ ۚ ۝۸۱ وَسُئِلَ الْقَرْيَةُ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي

نگہبان نہیں تھے۔ اور تو اس بستی سے پوچھ لو جس میں کہ ہم تھے۔ اور اس قافلہ سے (بھی) جس میں

أَقْبَلْنَا فِيهَا ۚ وَلَنَّا لَصَادِقُونَ ۝۸۲ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ

ہم آئے۔ اور ہم یقیناً سچے ہیں۔ (یعقوب نے کہا) ایسا نہیں ہے، بلکہ تمہارے نفسوں

أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۚ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۚ عَسَىٰ اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ

نے تمہارے لئے ایک بات بنالی ہے۔ پس صبری بہتر ہے۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو میرے پاس

جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝۸۳ وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ

لے آئے۔ یقیناً وہ بہت جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہنے لگا

يَا سَفِي عَلَىٰ يُونُسَ ۚ وَأَبْيَضْتُ عَيْنُهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ

ہائے افسوس! یہ یوسف پر، اور غم و اندوہ کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھیں سفید ہو گئیں۔ پس وہ غصہ کو

كَظِيمٌ ۝۸۴ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَوْا تَذْكُرُ يُونُسَ ۚ حَتَّىٰ تَكُونَ

بہت پیٹنے والا تھا۔ وہ بولے خدا کی قسم تو ہمیشہ یوسف ہی کا ذکر کرتا رہے گا، تاہم کہ تم مفصل ہو

حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ۝۸۵ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُوا بَثِّي

جاؤ، یا ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اس نے کہا سوائے اسکے نہیں کہ میں اپنی بےقراری

وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۸۶ يَبْنِي

اور اپنے غم کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ اے میرے بیٹو!

۱۵ دھم جمیعاً۔

تفسیر قفانی صفحہ ۲۵۳ پر ہے کہ اس سے مراد حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کا بھائی بنیامین اور یہوذا ہے۔

بنیامین کو تو حضرت یوسف علیہ السلام نے حکمت عملی سے روک لیا تھا۔ اور یہوذا جو سب بھائیوں سے بڑا تھا، خود بخود رگ گیا تھا کہ جب تک بنیامین نہ جائے گا وہ نہیں جائے گا۔ یہ سب مل کر تین ہوئے۔

۱۵ قال یا سَفِي۔

تفسیر قفانی صفحہ ۲۵۳ پر ہے کہ "سَفِي" انتہائی سنج اور حسرت کو کہتے ہیں۔ اور الف مقفوفہ یا لے متکلم کا بدل ہے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسروں کو چھوڑ کر صرف حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے تاسف کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انکو یوسف علیہ السلام کے ملنے کی بھی امید تھی۔ اور باوجود اتنا طویل زمانہ گزر جانے کے یہ مصیبت بھی تازہ ہی تھی۔

تفسیر عیاشی اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ حضرت یعقوب کا حزن دربارہ حضرت یوسف کہاں تک پہنچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ متر عورتوں کے حزن کے برابر جو اپنی مردہ اولاد کو روئیں۔

تفسیر قمی میں اتنا اور زیادہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو کلمہ استرجاع رانا اللہ وانا الیہ راجعون کی معرفت نہ تھی اسی لیے انہوں نے یا سَفِي علی یوسف کہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ سوائے امت محمدی کے اور کسی امت کو مصیبت کے وقت کلمہ رانا اللہ وانا الیہ راجعون نہیں عطا کیا گیا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت یعقوب پر سخت مصیبت پڑی تو انھوں نے انا اللہ وانا الیہ راجعون نہیں کہا۔ بلکہ یا سَفِي علی یوسف کہا۔

اَذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِنْ يُوسُفَ وَأَخِيهِ وَلَا تَأْيِسُوا مِنْ

جاؤ، پھر یوسف اور اس کے (سگے) بھائی کی خبر لو۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید

رَوْحَ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَأْيِسُ مِنَ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۷﴾

نہ ہو۔ یقیناً کافروں کی قوم کے سوا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کوئی بھی ناامید نہیں ہوتا۔

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَا وَأَهْلْنَا

پھر جب وہ اس (یوسف) کے پاس آئے تو انھوں نے کہا اے عزیز، ہمیں اور ہمارے کنبہ والوں کو تکلیف پہنچی

الضَّرُّ وَجِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ

ہے، اور ہم تھوڑی پونجی لے کر آئے ہیں، پس تو ہمیں پورا ماپ (غلہ) دے۔ اور

تَصَدَّقْ عَلَيْنَا إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ ﴿۸۸﴾ قَالَ

ہم پر احسان کر لے یقیناً اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو (نیک) جزا دیتا ہے۔ اس نے کہا

هَلْ عَلِمْتُمْ مَافَعَلْتُمُ بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ﴿۸۹﴾

کیا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے (سگے) بھائی کے ساتھ کیا (سلوک) کیا تھا جبکہ تم ناواں تھے ۸۹

قَالُوا وَإِنَّكَ لَأَنْتَ يُوسُفُ قَالَ أَنَا يُوسُفُ وَهَذَا أَخِي

وہ بولے کہ کیا تو ہی یوسف ہے؟ اس نے کہا میں (ہی) یوسف ہوں، اور یہ میرا (سگے) بھائی ہے۔

قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنْ يَتَّقِ وَيَصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا

یقیناً ہم پر اللہ تعالیٰ نے احسان کیا ہے۔ بیشک جو پرہیزگار ہے اور صبر کرے، تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی

يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۹۰﴾ قَالُوا تَاللَّهِ لَقَدْ أَثَرَكُمُ اللَّهُ عَلَيْنَا

کرمیوالوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ وہ بولے خدا کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہم پر فوقیت دی ہے،

وَلَا نَكُنَّا لَخَاطِبِينَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يُغْفِرُ

اور ہم ضرور خطا کار ہیں ۹۱ اس نے کہا آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں بخش

اللَّهُ لَكُمْ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ﴿۹۲﴾ اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا

دے۔ اور وہ سب تم کرمیوالوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ،

فَالْقُوَّةُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَآتُونِي بِأَهْلِكُمْ

پھر اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو وہ بینا ہو جائے گا۔ اور تم اپنے سب کنبہ والے میرے پاس

نَزَلَ

لہ تصدق علینا:-

تصدیق کے لفظی معنی ہیں تو صدقہ دے۔ تو خیرات کر، تو بخشش کر، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ تصدق اصل میں تصدق تھا۔ ایک تاء حذف ہو گئی ہے۔

یہاں تصدق سے کیا مراد ہے۔ عام مفترین کی رائے ہے کہ زیادہ دینے میں چشم پوشی مراد ہے۔ بات یہ تھی کہ برادران یوسف ذرا سال لے کر آئے تھے۔ اور چاہتے یہ تھے کہ اس کے عوض اتنا ہی غلہ مل جائے جتنا کہ پہلے ملا تھا۔ اس لئے تصدق کا مطلب یہ ہے کہ ناقص پونجی لے کر درگزر کرو۔ اور پورا ناپو۔ بعض مفترین کے نزدیک تصدق سے یہاں اصطلاحی صدقہ اور خیرات مراد نہیں ہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام کیلئے بھی صدقہ حلال تھا یا نہیں۔ جمہور علماء نے انکار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صدقہ کے بارے میں تمام انبیاء کا حال یکساں ہے انکو مخلوق کے سامنے جھکنے اور اس سے کچھ لینے کی ممانعت ہے صدقہ لوگوں کی میل گیل ہے، وہ ان کے لئے کیونکر حلال ہو سکتا ہے۔ انبیاء ماسوا اللہ سے مستغنی ہوتے ہیں۔ اسلئے یہاں تصدق سے صدقہ نہیں، بلکہ تحسن ضیافت مراد ہے، یعنی مہانوں پر احسان کرنا۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص ۱۳۱)۔

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ یہاں تصدق سے مراد احسان اور حق سے زیادہ دینا مراد ہے۔ ۸۷ جاہلون:-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان، امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب بنو کوئی گناہ کرتا ہے، تو گو وہ عالم ہو۔ مگر جس وقت اپنے نفس کو اپنے پروردگار کی نافرمانی میں ڈالتا ہے۔ تو اس وقت وہ جاہل ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے پروردگار نے یوسف علیہ السلام کے اس قول کو حکایت بیان فرمایا ہے۔ جو انھوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ ہل علمتہ ما فعلتہ بیوسف و اخیه اذ انتم جاہلون یہاں انکو جو جہل سے نسبت دی ہے۔ اسکی وجہ یہی ہے کہ انھوں نے اپنے آپ کو خدا کی نافرمانی کے خطرے میں ڈال لیا تھا۔

۸۸ مخاطبین:-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آج ہمیں یہ نصیحت کیجئے: ہمزاد کیجئے۔ بلکہ معاف کر دیجئے۔

اجمعین^{۹۳} وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ

آجاؤ۔ اور جس وقت یہ قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا ان کے باپ نے کہا، یقیناً میں یوسف کی

رَبِّي يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفْقِدُونِ^{۹۴} قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي

خوشبو پارے ہوں۔ اگر تم مجھے بھکا ہوا نہ سمجھو لے وہ بولے خدا کی قسم! یقیناً تم (محبت یوسف کی)

ضَلَّكَ الْقَدِيرُ^{۹۵} فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ

قدیمی وارفتگی میں ہو۔ پھر جب بشارت دینے والا آیا۔ اس نے اس (کو) اس کے منہ پر ڈالا،

فَارْتَدَّ بِصِيرَةٍ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ

تو وہ بٹپا ہو گیا۔ اس نے کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ کچھ جانتا

مَا لَا تَعْلَمُونَ^{۹۶} قَالُوا يَا أَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا إِنَّا

ہوں جو تم نہیں جانتے ہو۔ وہ بولے اے ہمارے باپ! ہمارے لئے گناہوں کی بخشش مانگ۔ یقیناً ہم

كُنَّا خَاطِئِينَ^{۹۷} قَالَ سَوْفَ اسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ

خطا کار تھے۔ اس نے کہا عنقریب میں اپنے پروردگار سے تمہارے لئے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وہ

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ^{۹۸} فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَى يُوسُفَ أَوَى إِلَيْهِ أَبُوهِ

بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ پس جب وہ یوسف کے پاس پہنچے، اس نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی

وَقَالَ ادْخُلُوا مِصْرَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَمِينٌ^{۹۹} وَرَفَعَ أَبُوهِ

اور کہا شہر مصر میں اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا امن امان سے داخل ہو جاؤ۔ اور اپنے والدین کو تخت

عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا وَقَالَ يَا أَبَتِ هَذَا تَأْوِيلُ

پر اونیچا بٹھایا۔ اور سب کے سب اس کی تعظیم کیلئے سجدہ (شکر) میں گر پڑے اور اس نے کہا اے میرے باپ! یہ ہے

رُؤْيَايَ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّي حَقًّا وَقَدْ أَحْسَنَ

میرے پہلے خواب کی تعبیر، یقیناً اللہ تعالیٰ نے اسے سچا کر دیا ہے۔ اور اس نے بیشک میرے ساتھ احسان

بِي إِذْ أَخْرَجَنِي مِنَ السِّجْنِ وَجَاءَ بِكُمْ مِنَ الْبَدْوِ

کیا ہے جبکہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکالا۔ اور بعد اسکے کہ شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان

مِنْ بَعْدِ أَنْ تَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِي وَبَيْنَ إِخْوَتِي إِنَّ

فساد ڈال دیا تھا، وہ (خدا) تمہیں جنٹل سے (یہاں) لے آیا۔ یقیناً

یقیناً

فانزل ۱۲



۱۵ تفقدون :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۴ پر ہے کہ تفقدون

کا مطلب یہ ہے کہ تم مجھے قند سے منسوب

نہ کرو۔ اور قند کا معنی عقل کی کمی ہے جو

زیادہ بڑھا ہوا جانے پر لاحق ہو جاتی ہے۔

اس عمر والے کی جب عقل ٹھٹھکنے لگے، اور وہ

بہکی بہکی باتیں کرنے لگے تو کہتے ہیں کہ یہ سنجائیا ہے۔

یا ستر بہتر ہو گیا ہے ؟

۱۶ خذوا له سجدا :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۴ پر بحوالہ تفسیر ترقی کھلے کہ

امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ حضرت

یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں نے باوجودیکہ

وہ نبی اور اولاد نبی تھے، یوسف علیہ السلام کو سجدہ

کیسے کیا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیہ

السلام اور ان کے بیٹوں نے حضرت یوسف کو سجدہ

نہیں کیا تھا، بلکہ ان کا سجدہ یوسف علیہ السلام کو تعظیم

دینے کیلئے تھا، اور خدا کی اطاعت ظاہر کرنے کیلئے جیسا

کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تھا جس میں خدا

کی اطاعت منظور تھی اور آدم علیہ السلام کیلئے تعظیم۔ اسی

طرح یعقوب علیہ السلام اور ان کے بیٹوں اور خود حضرت

یوسف علیہ السلام نے اس پریشانی کے مجمع ہوجانے کے

سبب خدا کا شکر ادا کیا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ حضرت

یوسف علیہ السلام نے اسی وقت شکر خدا میں یہ فرمایا:

رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمَلِكِ... الخ ؟

رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝ رَّبِّ

میرا پروردگار جو چاہے اس کیلئے بہت لطف کرنا والا ہے۔ بیشک وہ بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ میرے

قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ

پروردگار! یقیناً تو نے مجھے ملک میں سے بھیج دیا ہے، اور مجھے خوابوں کی تعبیر سے بھیج دیا ہے۔

فَاطْرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ أَنْتَ وَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ تو ہی دُنیا اور آخرت میں میرا سرپرست ہے۔

تَوْفَنِي مُسْلِمًا ۖ وَالْحَقْفَىٰ بِالصَّالِحِينَ ۚ ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ

تو مجھے دُنیا سے جنتی، مسلم اٹھا، اور مجھے صالحین کے ساتھ ملائے۔ یہ غیب کی خبروں میں سے جو تم میری

الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا

طرف وحی کرتے ہیں۔ اور تو اس وقت ان کے پاس نہیں تھا۔ جبکہ انھوں نے (یوسف) نے اپنے

أَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُونَ ۚ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ

معا میں اجماع کر لیا تھا، اور وہ چال چلتے تھے۔ اور اگرچہ تو کتنا ہی چاہے، زیادہ لوگ

حَرَصَتْ بِمُؤْمِنِينَ ۚ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۖ إِنْ

ایمان والے نہ ہوں گے۔ اور تو ان سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا۔ یہ (قرآن)

هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعَالَمِينَ ۚ وَكَآيِنٌ مِّنْ آيَةِ فِي السَّمَوَاتِ

نہیں ہے مگر تمام جہانوں کیلئے نصیحت۔ اور آسمانوں اور زمین میں لکھی ہی نشانیاں ہیں۔ جن پر

وَالْأَرْضِ يَمْشُونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ ۚ وَمَا

وہ گزرا کرتے ہیں۔ اور وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔ اور ان میں

يَوْمَ مِنْ أَكْثَرِهِمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ۚ أَفَأَمْنُوا أَنْ

سے اکثر اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے مگر وہ مشرک ہی رہتے، میں نے کیا وہ اس سے بے خوف ہو

تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللَّهِ ۖ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ

گئے کہ ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب پھٹ جائے، یا ان پر قیامت اچانک آجائے۔

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۚ قُلْ هَذِهِ سَبِيلِي ۖ أَدْعُو إِلَى اللَّهِ

اور وہ اس کی خبر ہی نہ رکھتے ہوں۔ (اے رسول) کہہ دو یہ ہے میرا راستہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہوں۔

۱۵ الحقن بالصلحين۔

تفسیر تہائی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا، کہ حضرت یعقوب علیہ السلام مصر میں پہنچ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس کتنے دن زندہ رہے آپ نے فرمایا: دو برس۔ کسی نے پوچھا کہ اس وقت حجۃ اللہ کون تھا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام یا حضرت یوسف علیہ السلام۔ آپ نے فرمایا کہ حجۃ اللہ تو حضرت یعقوب علیہ السلام تھے، اور بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کا تابوت ملک شام کو بھیج دیا۔ اور وہ بیت المقدس میں دفن کئے گئے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام حجۃ اللہ مقرر ہوئے۔ اس پر کسی نے پوچھا کہ آیا حضرت یوسف علیہ السلام رسول اور نبی تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تو نے خدا کا یہ قول نہیں سنا۔ ولقد جاءك يوسف من قبل بالبينات (اور یقیناً یوسف پہلے ہی تمہارے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آچکے ہیں)؟

۱۶ وھم مشرکون۔

تفسیر تہائی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر شبلی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں شرک اطاعت مراد ہے نہ کہ شرک عبادت۔ جب گناہوں کے مرتکب ہوئے تو گویا شیطان کی اطاعت کی۔ اور اس طرح اطاعت میں اس کو خدا کا شریک قرار دے دیا۔ گو عبادت میں شریک قرار نہیں دیا کہ سوائے خدا کی عبادت کے کسی غیر کی عبادت کرتے۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ایسے لوگوں کے بارے میں آئی ہے جیسے کوئی نہ کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو میں مرجاتا۔ اور فلاں شخص نہ ہوتا تو میرا کنبرا ہوتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ایسا کہنے والا خدا کے اختیارات میں شریک قرار دیتا ہے۔ کیونکہ رزق دینا اور بلاؤں کا دفع کرنا خاص خدا کا کام ہے۔ اس پر کسی نے عرض کی کہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ فلاں شخص کے باعث سے اگر خدا نے مجھے پر احسان نہ کیا ہوتا تو میں ہلاک ہو جاتا۔ فرمایا کہ ہاں اس طرح کوئی مضائقہ نہیں۔

عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي ۖ وَسُبْحَنَ اللَّهُ وَمَا أَنَا

میں (بھی) اور وہ (بھی) جس نے میری پیروی کی ہے، بصیرت پر ہیں۔ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ اور میں شکر کرنے

مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٨﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا

والوں میں سے نہیں ہوں۔ اور ہم نے تم سے پہلے بستیوں کے رہنے والوں میں سے مردوں ہی کو بھیجا

نُوحِيَ إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَىٰ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي

محقق۔ جن کی طرف ہم دھی کیا کرتے تھے۔ کیا یہ زمین میں چلے پھرے

الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ

نہیں! کہ وہ دیکھ لیتے کہ اُن سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا۔

قَبْلَهُمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا

اور آخرت کا کم ضرور اُن کہتے بہت سے جنہوں نے یرمہ گارے کی ۔

تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ إِذَا أَسْتَيْسَرَ الرُّسُلُ وَظَنُوا أَنَّهُمْ

بچتے نہیں ہو۔ یہاں تک کہ جب رسول مالوس ہو گئے ، اور انھوں نے گمان کیا کہ نقد آؤ

قَدْ كُنَّا بَوَّابًا لَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّي مَنْ نَشَاءُ وَلَا

مضللانے لگتے ہیں، ان کو ہماری مدد آپ بھی۔

يُرَدُّ بِأَسْنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِي

اور ہمارا عذاب مجرموں کی قوم سے بٹانا نہیں جاتا۔

تَصَوَّرْهُمْ عِبْرَةً لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيثًا

نقل والوں کے لئے عبرت ہے۔ یہ (قرآن) ان کو تارکینِ ہونے پر ماریت ہے۔

تُفْتَرَى وَلَٰكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ

نہیں۔ لیکن تصدیق سے اس چیز کی جو اُن کے انتقال پر سے ۱۵

كُلُّ شَيْءٍ ۖ وَهَدَايَ ۖ وَرَحْمَةً ۖ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٤٣﴾

اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، ان کے لئے اجر ہے اور جو کفر کرتے ہیں، ان کے لئے عذاب ہے۔

(۱) مائتو

سُورَةُ الْحَٰكِمِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَانِهَا

فصل ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پرسو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الْمَرَاتِلُكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

الْكِتَابِ - یہ کتاب کی آیتیں ہیں۔ اور جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا

الْحَقُّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ① اللَّهُ الَّذِي رَفَعَهُ

بے برحق ہے، لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے آسمانوں

السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ

کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا جن کو تم دیکھتے ہو۔ پھر وہ عرش پر مستوی ہوا ۱۵ اور اس نے

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْأَمْرَ

سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا ۱۶ ہر ایک مقرر شدہ مدت کیلئے چل رہا ہے۔ وہی تمام معاملات کی تدبیر کرتا ہے،

يُفَصِّلُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ بَلْقَاءَ رَبِّكُمْ تَوْقِنُونَ ② وَهُوَ الَّذِي

اور آیتوں کو تفصیل سے بیان کرتا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کی ملاقات پر یقین کر لو۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے

مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا وَمِنْ كُلِّ

جس نے زمین کو پھیلایا، اور اس میں بوچھل پہاڑ اور دریا بنائے۔ اور اس نے اس میں ہر

الشَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارُ

نسم کے پھلوں میں سے دوہرے جوڑے پیدا کر دیتے ۱۷ وہ رات کے دن کو ڈھانپ دیتا ہے۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ③ وَفِي الْأَرْضِ قِطْعٌ

یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو غور کرتے ہیں نشانیاں ہیں۔ اور زمین میں بہت سے ٹکڑے

مُتَجَوِّرَاتٍ وَجَنَّتْ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنَوَانٌ

ایک دوسرے کے پاس یاں ہیں۔ اور انگوٹوں کے باغ اور کھیتیاں اور کھجور کے درخت ایک ہی جڑ سے کئی کئی

وَعِجْرٌ صِنَوَانٌ يُسْقَى بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفْضِلُ بَعْضُهَا عَلَى

۱۵ آگے بڑھنے اور الگ الگ جڑوں سے آگے بڑھنے (یہ سب) ایک ہی پانی سے سیرجے جاتے ہیں۔ اور ہم پھل میں بعض کو

بَعْضٌ فِي الْأُكْلِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ④ وَ

بعض پر فضیلت دیتے ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے نشانیاں ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور

۱۵ استوی :-

استوی کے معنوں کی بحث سابق میں صفحہ ۲۶۸ پر زیر حاشیہ مذکور ہو چکی ہے، وہاں ملاحظہ کر لیں۔

۱۶ سخر :-

یہ لفظ تسخیر سے ہے جس کے معنی بس میں کرنے اور زبردستی کسی خاص کام میں لگا دینے کے ہیں۔ اسلئے سخر کا ترجمہ ہوگا اس نے کام میں لگا دیا۔ اس نے بس میں کر دیا۔ (لغات القرآن نعمانی ج ۳ ص ۱۹)

۱۷ زوجین اثنين :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ صفتوں کے اعتبار سے پھلوں کی ہر نوع کی دو دو قسمیں ہیں۔ مثلاً سیاہ و سفید، میٹھا اور ترش (کھٹا)، تر اور خشک، چھوٹا اور بڑا، اور مختلف قسموں میں سے جو اس سے ملتا جلتا ہو۔

۱۸ صنوان :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۵ پر ہے کہ صنوان کھجور کے ایسے درختوں کو کہتے ہیں جو ایک ہی جڑ سے کئی نکلیں۔ اور غیر صنوان کھجور کے ایسے درخت جو ایک ایک جڑ سے ایک ایک ہی نکلیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے :- عقد الرجل صنواً ابیه۔ (کسی آدمی کا چچا بھتیجیت نسب اس کے باپ کی سی منزلت رکھتا ہے)۔

اِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ ؕ اِذَا كُنَّا تُرَابًا ؕ اَلَا لَفِى خَلْقٍ

اگر تو تعجب کرے تو ان کا (یہ) کہنا (ہی) عجیب ہے کہ کیا جب ہم سنی ہو جائیں گے تو کیا ہم واقعی ایک نئی پیدائش میں

جَدِيدُهُ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَلَاغْلٰى فِيْ

دخا ہوا ہو جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی گردنوں میں

اَعْنَاقِهِمْ ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝۵

طوق پڑے ہوئے۔ اور یہی لوگ دوزخ کے ساتھی ہیں۔ یہ اس (دوزخ) میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ

یہ بھلائی سے پہلے بگھ سے تکلیف (عذاب) کو جلدی مانگتے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے یقیناً عذاب کی

قَبْلِهِمُ الْمَثَلَتُ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى

بہت سی مثالیں گزر چکی ہیں لہٰذا اور بیشک تیرا پروردگار لوگوں پر ان کے ظلم پر بھی بڑا بخشنے والا ہے۔

ظُلْمِهِمْ ۚ وَاِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۶ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اور یقیناً تیرا پروردگار بہت سخت عذاب دینے والا (بھی) ہے۔ اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے، کہتے

كَفَرُوْا لَوْلَا اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰیَةٌ مِّنْ رَبِّهِ ؕ اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ

ہیں کہ اس پر اس کے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں اتاری جاتی۔ سوال کے نہیں کہ تو ایک نے لانے والا ہے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ۝۷ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا

اور ہر قوم کیلئے ایک ہادی ہے لہٰذا۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ہر مادہ کیا اٹھاتی ہے، اور

تَغِيْضُ الْاَرْحَامِ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَہٗ بِمِقْدَارٍ ۝۸

نیچے داناں کیا گھٹاتی ہیں اور کیا بڑھاتی ہیں۔ اور اُس کے ہاں ہر چیز ایک انداز سے ہے۔

عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝۹ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ

اور وہ سب پوشیدہ اور ظاہر بنانا ہر کا جتنے والا سب کے بزرگ (اور) سب سے اعلیٰ ہے۔ تم میں سے جو بات

اَسْرَ الْقَوْلِ وَمَنْ جَهْدِيْہٗ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ وَ

پچھلے سے کہے، اور جو بلند آواز سے کہے، اور جو رات کو چھپنے والا ہو، اور دن کو چھپنے پھرنے

سَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۝۱۰ لَہٗ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ يِّمِّنْ يَدَيْہٖ وَمِنْ خَلْفِہٖ

والا ہو، سب برابر ہیں۔ اس کیلئے اس کے آگے اور اس کے پیچھے ہر سے دار (مستتر) ہیں، جو

۱۰ المثلث :-

تفسیر صفائی مشہور ۲۵ پر بحوالہ مجمع البیان لکھا ہے کہ پہلی امتوں پر ان کی بدکرداریوں کے سبب سے جو جو عذاب نازل ہوئے ہیں، ان سے عبرت حاصل کرو۔ آرام اور سکھ کی حالت میں ان کے حالات یاد کرتے رہو۔ گراں بات سے ڈرتے رہو کہ کہیں تم ویسے ہی نہ ہو جاؤ۔

۱۱ لدن وامغفرة :-

تفسیر صفائی مشہور ۲۵ پر بحوالہ مجمع البیان لکھا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور درگزر نہ ہوتی، تو کسی کو زندگی بقی معلوم نہ ہوئی اور اگر خدا کی طرف سے وعید اور عذاب کا خوف نہ ہوتا تو ہر شخص کو ایسا بھروسہ ہو جاتا کہ کوئی نیکی ہی نہ کرتا۔

۱۲ قوم ہادی :-

تفسیر صفائی مشہور ۲۵ پر بحوالہ مجمع البیان لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ڈر لے والا ہوں۔ اور علی (علیہ السلام) میرے بعد ہادی ہیں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی: میرے بعد ہدایت پانے والے تھائے ہی ذریعہ سے ہدایت پائیں گے۔



يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ

جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں لہذا یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک کہ وہ خود

يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَإِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِقَوْمٍ سُوءًا فَلَا مَرَدَّ

اپنی حالت کو نہ بدلیں گے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کی تکلیف کا ارادہ کرے۔ تو اس کا پھر نہ ہوتی ہے۔

لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُونِهِ مِنْ وَالٍ ۚ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ إِلَهُكُمْ

نہیں۔ اور ان کیلئے اس کے سوا کوئی سرپرست نہیں۔ وہ وہی ہے جو تمہیں خدا سے اور اللہ سے کیلئے

خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۖ وَيُكْسِي السَّحَابَ

بجلی دکھاتا ہے۔ اور (پانی سے) ابرے بننے والوں کو پیدا کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے اس کی حمد

بِحَمْدِهِ ۚ وَالْمَلَائِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ

کے ساتھ تسبیح کرتا ہے۔ اور سب فرشتے اس کے خوف سے (تسبیح کرتے ہیں)۔ اور وہ بجلی بھیجتا ہے۔ پھر جس کو چاہتا

فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ

ہے اُن کے ذریعے سے (نقصان) پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ اور وہ سخت

الْمِحَالِ ۚ لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ

تو تھوڑے ہیں۔ اُسی کیلئے سچی پکار ہے۔ اور جو لوگ اُس کے سوا اللہ سے پکارتے ہیں وہ انہیں

لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطٌ كَفِّهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ

کوئی بھی جواب نہیں دیتے۔ مگر اُن کا پکارنا اور جواب نہ پانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اپنے دونوں ہاتھیں پانی کی

فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۚ

طرف پھیلانے تاکہ وہ اُس کے منہ میں پہنچ جائے حالانکہ وہ اُس تک نہیں پہنچتا اور کافروں کی پکار سوا اللہ تعالیٰ کے اور

وَاللَّهُ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَرْهًا وَ

کچھ نہیں ہے۔ اور جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ رغبت یا کراہت سے اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور

ظِلْمُهُم بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۚ قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَ

صبح و شام اُن کے لئے بھی (سجدہ کرتے ہیں)۔ کہہ دو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟

الْأَرْضِ قُلْ اللَّهُ قُلْ أَفَاتُخَذَ تَمَمٌ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ لَا

(تم خود ہی) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہے۔ (یہ بھی) کہہ دو کہ کیا پھر تم نے اس کے سوا اور سرپرست اختیار کر لئے ہیں جو اپنی جانوں

۱۳۔ یحفظونہ :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۵۹ پر بحوالہ تفسیر قرآنی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ کلمہ خدا کے بموجب انسان کی حفاظت ایسی چیزوں سے کرتے رہتے ہیں جیسے وہ کنویں میں گر پڑے۔ یا دیوار اس پر آ پڑے۔ یا ایسی ہی کوئی اور مصیبت آ پڑے۔ سوائے اس کے کہ کوئی امر مقدم و مقرر پیش آجاتا ہے۔ تو اس وقت وہ چھوڑ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ دو فرشتے ہیں جو رات کو حفاظت کرتے ہیں۔ اور وہ دو ہیں جو دن کو رات مالوں کے قائم مقام ہو جاتے ہیں :-

۱۴۔ حتیٰ یغیروا :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۵۹ پر بحوالہ معانی الاخبار امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ گناہ جو نعمتوں کو بدل دیتے ہیں یہ ہیں :- (۱) لوگوں پر زیادتی کرنا (۲) خیرات کرنے اور نیکی کرنے کی عادت چھوڑ دینا۔ (۳) کفران نعمت کرنا (۴) شکر نعمت نہ بجالانا :-

۱۵۔ التعداد :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۵۹ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ رعد کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک فرشتہ ہے جو بادلوں پر مقرر ہے۔ اُس کے آس پاس آگ کے چابک ہیں۔ جن کے ذریعے سے بادلوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔

اور من لا یخضرہ الفقہاء میں ہے کہ رعد فرشتہ مکھی سے بڑا اور زنبور (بھڑ) سے چھوٹا ہے :-

يَمْلِكُونَ لِأَنفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ

کھینٹنے بھی نہ کسی فائدہ کے مالک ہیں اور نہ کسی نقصان کے ۔ کہہ دو کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہوا کرتے

وَالْبَصِيرَةُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَةُ وَالنُّورُ ۚ أَمْ جَعَلُوا

ہیں ۱۵ یا کیا اندھیرے اور نور برابر ہوتے ہیں ۱۵ یا انھوں نے اللہ تعالیٰ کے

لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهُ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلْ لِلَّهِ

ایسے شریک بھلے نے ہیں جنھوں نے اُسکی مانند مخلوق پیدا کر دی ۱۶ پھر مخلوق ان پر مشابہ ہو گئی ۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۚ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

ہر چیز کا پیدا کر نیوالا ہے ، اور وہ یکتا بڑا زبردست ہے ۔ اُس نے آسمان سے پانی اتارا ،

فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ۚ وَ

پھر اپنی اپنی مقدار کے مطابق نالے (نہیاں) بن گئے ۔ پھر سیلاب نے پھولنے والے تھماک کو اٹھایا ۔ اور

مِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدًا

جس چیز کو وہ نہور یا مال بنانے کے لئے آگ میں دھونکتے ہیں ، اُس میں سے بھی اسی طرح کا تھماک نکلا کرتا

مِثْلَهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ

ہے ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حق اور باطل کی مثال بیان کرتا ہے ۔ پس رہا تھماک تو وہ

فَيَذْهَبُ جُفَاءً ۚ وَأَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ

سو تھک کر جاتا رہتا ہے ۔ اور سادہ جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے ، پس وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے ۔

كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۚ لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ

اسی طرح اللہ تعالیٰ مثالیں بیان کرتا ہے ۔ ان لوگوں کے لئے جنھوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا ،

الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُمْ مَّا فِي

خیر و خوبی ہے ۔ اور جنھوں نے اُس کا حکم نہ مانا ، اگر ان کے پاس وہ سب کچھ ہو جو زمین

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَاؤُا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

میں ہے ، اور اتنا ہی اور بھی ہو کہ وہ ضرور اس سب کو فدیہ میں دے دیں ، (تو بھی) وہ یہی ہیں جن کا

سُوءُ الْحِسَابِ ۚ وَمَا وَهُمْ جَهَنَّمَ وَبِئْسَ الْبِهَادُ ۚ أَفَمَنْ

سخت حساب ہوگا ۱۷ اور ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا ، اور وہ بُری قرار گاہ ہے ۔ کیا وہ شخص

۱۵ الا على والبصير :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۹ پر ہے کہ اس سے مراد کافر

اور مؤمن ہیں ؟

۱۶ الظلمات والنور :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۹ پر ہے کہ اس سے مراد کفر

اور ایمان ہے ؟

۱۷ خلقوا كخلقہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ

ہے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک ایسوں کو نہیں

بنایا جو اُس کی طرح خالق بھی ہوں کہ ان کو مخلوق کی پہچان

مشکل ہو جاتی ۔ اور وہ یہ کہہ سکتے کہ ہم اے معبودوں نے

بھی ایسی ہی مخلوق پیدا کر دی ہے جیسی کہ اللہ تعالیٰ

نے ۔ پس جس طرح وہ عبادت کے لائق ہے ۔ اسی طرح

یہ بھی عبادت کے لائق ہیں ۔ لیکن انھوں نے تو ایسے

گمراہوں کو خدا کا شریک بنایا جو ان چیزوں پر بھی قدرت

نہیں رکھتے ہیں ۔ جن پر مخلوق قدرت رکھتی ہے ؟

۱۸ سوء الحساب :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۹ پر سچوالہ تفسیر مجمع البیان

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سوء الحساب

سے مراد یہ ہے کہ ان کی کوئی نیکی قبول نہ کی جائے

گی ۔ اور کوئی گناہ نہ بخشا جائے گا ؟

وقف النبی علیہ السلام



يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ

جو جانتا ہے کہ جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہارا گیا ہے وہ حق ہے جو اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو اندھا ہو۔

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَٰؤِ الْأَلْبَابِ ۝۱۹ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ

سوا اسکے نہیں ہے کہ عقل والے ہی (اس سے) نصیحت حاصل کرتے ہیں ۱۹ جو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔

وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۝۲۰ وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ

اور اقرار کو نہیں توڑتے ۲۰ اور جو اس (تعلق) کو ملائے رکھتے ہیں جس کے ملائے جانے

بِأَن يُوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۝۲۱

کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور وہ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں۔ اور حساب کی سختی سے بھی خوف کھاتے ہیں۔

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ

اور جنہوں نے اپنے پروردگار کی رضا مندی چاہنے کے لئے صبر کیا۔ اور نماز قائم کی۔ اور

أَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ

جو کچھ ہم نے انکو دیا تھا اس میں سے چھپا کر اور ظاہر طور پر (خدا کی راہ میں) خرچ کیا۔ اور برائی کو نیکی سے دور

السَّيِّئَةِ ۝۲۲ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عِاقِبَةُ الدَّارِ ۝۲۳ جَنَّتٌ عَدْنٌ يَدْخُلُونَهَا

کرتے رہتے ہیں۔ انہی کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغات جنہیں وہ (خود) داخل ہوں گے۔

وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمُ وَالْمَلَائِكَةُ

اور ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوئے ۲۴ (وہ بھی داخل ہوتے) اور فرشتے

يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ ۝۲۵ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا

ہر دو دروازے سے ان کے پاس داخل ہوا کریں گے۔ (اور کہیں گے) سلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) اس وجہ سے کہ تم

صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝۲۶ وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ

نے صبر کیا۔ پس کیسا اچھا ہے عاقبت کا گھر۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے عہد کو بکھرتے ہوئے کے بعد

اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن

توڑ ڈالتے ہیں۔ اور جس کو ملائے جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُسے قطع کرتے

يُوصَلُ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ ۝۲۷ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ

ہیں۔ اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ یہی ہیں جن کے لئے لعنت ہے۔

۱۹ اُولَٰؤِ الْأَلْبَابِ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے شیعوں سے اس طرح خطاب فرمایا :- انتہا اولی الالباب نے کتاب اللہ - یعنی تم وہ لوگ جو جن کو کتاب خدا میں اولی الالباب کہا گیا ہے۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی انہا یتذکر اولی الالباب :-

۲۰ الميثاق :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر صفاتی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد کے بارے میں اور اس عہد کے متعلق جو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں لیا ہے۔ اور عالم ذر میں جو عہد و پیمان جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی ولایت کے قبول کرنے کے متعلق لیا گیا تھا۔ اس کے بارے میں نازل ہوئی ہے :-

۲۱ من صلح :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر عیاشی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک مرد اور اس کی بیوی دونوں مومن بہشت میں داخل ہوئے، کیا وہ دونوں ایک دوسرے سے نکاح کر سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور اس نے عدل کا حکم دیا ہے۔ اگر مرد افضل ہے تو اُسے اختیار ہے۔ پس اگر وہ عورت کو اختیار کے لئے تو وہ اُس کی بیوی ہو جائے گی۔ اور اگر بیوی افضل ہے تو اُسے اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو مرد کو اختیار کر کے اُس کی بیوی بن جائے :-

وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝۲۵ اَللّٰهُ يَكْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ

اور ان کیلئے (آخرت کے) گھر کی خرابی ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور

يَقْدِرُ وَفَرَحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي

تنگ (بھی) کر دیتا ہے۔ اور لوگ دنیا کی زندگی سے خوش ہو گئے۔ حالانکہ دنیا کی زندگی گانی آخرت کے مقابلہ میں

الْآخِرَةِ الْآمَتَاءُ ۝۲۶ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا اُنْزِلَ

(اولیٰ) اسرہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ یہ کہتے ہیں کیوں نہ اس پر اس کے پروردگار کی

عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ قُلْ اِنَّ اِلَهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِي

طرف سے کوئی نشانی اتاری گئی۔ تم کہہ دو یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہی کا حکم لگاتا ہے۔ اور جو رجوع کرے

اِلَيْهِ مِّنْ اَنَابَ ۝۲۷ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَتَطْمِئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ

اسے اپنی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے۔ اور ان کے دل خدا کے ذکر سے اطمینان پاتے ہیں ۝۲۸

اَللّٰهُ لَا يَذْكُرُ اِلَهَ تَطْمِئِنُّ الْقُلُوبُ ۝۲۸ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا

آگاہ ہو جائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان پاتے ہیں۔ جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے

الصَّٰلِحٰتِ طُوبٰى لَهُمْ وَحَسَنُ مَا بَ ۝۲۹ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنَاكَ

نیک عمل کرنے۔ ان کیلئے خوشحالی اور بہتر انجام ہے ۝۳۰ اسی طرح ہم نے تمہیں ایک امت میں بھیجا

فِيْ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَا اُمَمٌ لَّا تَسْلُوْا عَلَيْهِمُ الَّذِيْ

ہے۔ یقیناً اس سے پہلے کئی امتیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ تو انہیں وہ پروردگار سنائے جسے ہم نے تیری

اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ

طرف وحی کیا ہے۔ حالانکہ وہ رحمن سے کفر کرتے ہیں۔ تم کہہ دو وہ میرا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی

اِلٰهٌ هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ مَتَابُ ۝۳۰ وَلَوْ اَنَّ قُرٰنًا

معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا تو اس کی طرف میرا واپس جانا ہے۔ اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا

سُيِّرَتْ بِهٖ الْجِبَالُ اَوْ قُطِعَتْ بِهٖ الْاَرْضُ اَوْ كَلِمَةٌ بِهٖ

۝۳۱ جس سے پہاڑ چلائے جاتے، یا اس سے زمین (آنا فانا) قطع کی جاتی، یا اس کے ذریعہ سے مردوں سے

اَلْمَوْتِ بَلْ لِلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيعًا ۝۳۱ اَفَلَمْ يَأْتِ الْاٰمَنُوْا

بائیں کر لائی جاتیں (تو وہ یہی ہے) لیکن ہر قسم کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ پھر کیا وہ لوگ جو ایمان لائے انہیں معلوم نہیں ہو گیا

۱۵ تطمئن :-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اور وہی ذکر اللہ اور حجاب اللہ ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس آیت میں الذین امنوا سے مراد شیعہ ہیں۔ اور ذکر اللہ امیر المؤمنین علیہ السلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں ۝

۱۶ طوبی :-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طوبی کے متعلق دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ طوبی ایک درخت ہے کہ اس کی جڑ میرے گھر میں ہے اور اس کی شاخیں جنت میں ہیں۔ پھر دوسری مرتبہ دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ اس کی جڑ علی کے گھر میں ہے۔ اس پر کسی نے کلام کیا کہ پہلے تو آپ نے اسی طرح فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری سمجھ کی غلطی ہے، جنت میں میرا اور علی کا گھر ایک ہی ہے ۝

۱۷ لوان قرآن :-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر ہے کہ وہ یہی قرآن ہے جس سے پہاڑ چلائے جاسکتے ہیں، زمین قطع ہو سکتی ہے، اور مردے باتیں کرنے لگتے ہیں۔ اور اس سے قرآن کی عظمت اور جلالت قدر بیان کرنا مقصود ہے۔

کافی میں امام موسیٰ کاظم سے منقول ہے کہ یہ قرآن جس میں وہ کچھ ہے جس سے پہاڑ چلائے جاسکتے ہیں اور ملکوں کو قطع کیا جاسکے۔ اور مردے زندہ کئے جائیں، اس کے وارث ہم ہیں ۝

(اصول کافی ص ۱۳۸)

أَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَهْدَى النَّاسَ جَمِيعًا وَلَا يَزَالُ

کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا ۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَاصْبِرْ لَهُمْ صَبْرًا قَارِعًا أَوْ تَحُلْ

انہیں اُس کے بدل میں جو کچھ کہو کرتے ہیں مصیبت پہنچتی رہے گی ۔ یا اُن کے گھر کے

قَرِيبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتَّى يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ

قریب آتی رہے گی ۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ آتی ہے ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف

الْبَيْعَادَ ۚ وَلَقَدْ اسْتَهْزَيْ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمَلَيْتُ

نہیں کرتا ۔ اور یقیناً مجھ سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی تمہارا مذاق کیا گیا ہے ۔ پس جو لوگ کافر ہو گئے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابُ ۚ

انہیں میں نے ذلیل دے دی تھ پھر میں نے انہیں پکڑ لیا ، پس میرا عذاب کیسا سخت تھا ۔ پھر کیا وہ جو

هُوَ قَائِمٌ عَلَى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ

نفس کے اعمال کا جو اُس نے کئے مگر ان سے (اس جیسا ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں) اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے شریک کر دیئے

قُلْ سَمُّوهُمْ أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بَظَاهِرٍ

کہہ کر تم اُن کا نام لو یا اُسے (اللہ تعالیٰ) کو روئے بات بتلاتے ہو جو وہ زمین میں نہیں جانتا ۔ یا اوپر ہی اُوپر باتیں

مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ

کرتے ہوئے (ایسا نہیں ہے) بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے اُن کی مثالیں اُن کیلئے اچھی دکھلائی گئیں ۔ اور وہ راہ (حق) سے

السَّبِيلِ وَمَنْ يُّضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۚ لَهُمْ عَذَابٌ

روک دینے لگے ۔ اور جس پر اللہ گمراہی کا حکم لگا دے ۔ پھر اُسے کوئی راہ دکھلایا نہیں ہوتا ۔ اُن کیلئے دنیا کی زندگی

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

میں عذاب ہے ۔ اور آخرت کا عذاب تو ضرور بہت سخت ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ (کے عذاب) انہیں

اللَّهُ مِنْ وَاقٍ ۚ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ تَجْرِي

کوئی بجائے والا نہ ہوگا ۔ جس جنت کا وعدہ پر ایمان والوں سے کیا گیا ہے اُسکی صفت یہ ہے ، کہ اُسکے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ كُلُّهَا دَائِمٌ وَظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى

سے نہریں بہتی ہوں گی ۔ اُس کے پھل اور اُس کا سایہ ہمیشہ رہیں گے ۔ یہ اُن لوگوں کا انجام ہے جو



۱۔ فاملیت :-

تفسیر قرآنی ص ۲۶۲ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے ،
کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُن کو لمبی ذلیل دی گئی ،
پھر انہیں عذاب نازل کر کے ہلاک کر دیا گیا ۔
۲۔ بظاہر من القول :-

تفسیر قرآنی ص ۲۶۳ پر ہے کہ اُن کا نام جو انہوں
نے خدا کا شریک رکھا ہے تو یہ خالی غولی نام ہی نام ہے ۔
اس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے
کہ برعکس نہند نام زنگی کا فور کہ ایک سیاہ فام حبشی
کا نام کا فور رکھ دیا جائے جو سفید ہوتا ہے ۔

الَّذِينَ اتَّقَوْا وَعُقِبَى الْكَافِرِينَ النَّارُ ۝ وَالَّذِينَ اتَّبَعَهُمْ

پر ہمیزگار ہے۔ اور کافروں کا انجام (دوزخ) کی آگ ہے۔ اور وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب

الْكِتَابَ يَفْرَحُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمِنَ الْأَحْزَابِ مَنْ يُنْكِرُ

دی۔ وہ اس سے خوش ہیں جو کچھ تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ اور گروہوں میں سے ایسے بھی ہیں جو اسکی بعض

بَعْضُهُ قُلْ إِنَّمَا أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ وَلَا أُشْرِكَ بِهِ

(باتوں) کا انکار کرتے ہیں۔ کہہ دو سوا اسکے نہیں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کروں اور اسکا شریک نہ بنوں

إِلَيْهِ أَدْعُوا وَإِلَيْهِ مَابِ ۝ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا

میں اسی کی طرف بلاتا ہوں اور میری بازگشت اسی کی طرف ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اسکو عربی میں فرما دیا (نازل کیا) ہے۔

وَلَكِنْ اتَّبَعَتِ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ

اور اگر تم ان کی خواہشوں کی پیروی کرو گے بعد اسکے کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے۔ تو خدا کے مقابلہ میں تمہارے

مِنَ اللَّهِ مِنْ وَرَى وَلَا وَاقٍ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا

لئے نہ تو کوئی سرپرست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا۔ اور بیشک ہم نے تجھ سے پہلے

مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً ۝ وَمَا كَانَ

کئی رسول بھیجے۔ اور ان کے لئے بیویاں اور اولاد متواتر دی ہے۔ اور کسی رسول کی یہ شان

لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ لِكُلِّ أَجَلٍ

نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ لائے۔ ہر ایک ميعاد کے لئے ایک

كِتَابٍ ۝ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۝ وَعِنْدَهُ أُمُّ

تحریر ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہتا ہے محو کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اسکے پاس کتاب

الْكِتَابِ ۝ وَإِنْ مَا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ

کی اصل ہے۔ اور جن چیزوں کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں۔ خواہ ان میں سے بعض ہم تمہیں دکھلا دیں۔ یا

نَتُوفِّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلْغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝ أَوَلَمْ

تجھے (پہلے ہی) اٹھالیں۔ پس تمہارے ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہی ہے اور حساب لینا ہمارے ذمہ ہے۔ اور کیا انھوں نے

يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۝ وَاللَّهُ

نہیں دیکھا ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے آرہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

۱۔ ازدواجاً و ذریۃً۔

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر سوالہ التوامع لکھا ہے کہ
لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر زیادہ غور نہیں
رکھنے پر طعنہ دیا کرتے تھے۔ ان کو خواب دیا گیا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گئے
ہیں۔ جن کی اولاد بھی بہت تھیں۔ اولاد
بھی تھی۔



اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب
یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حالت پہلے رسولوں
میں سے ایک کی مانند ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اولاد
بھی دی ہیں اور اولاد بھی۔ اور شرف ان کا خاص ہے۔
کہ جس پائے کے ان کے ہلبیت قبول اسلام میں ہو۔
اس پائے کے اور کسی نبی کے نہیں ہوئے۔
اور ایک روایت میں ہے کہ وہ ذریت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کا ذکر اس آیت میں ہے
وہ ہم ہیں ۛ

يَحْكُمُ لَا مُعَقَّبَ لِحُكْمِهِ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَقَدْ مَكَرَ

فیصلہ کرتا ہے۔ اس کے فیصلہ کی پچھاڑی کر نیوالا کوئی نہیں۔ اور وہ جلدی حساب لینے والا ہے۔ اور یقیناً ان لوگوں

الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ

نے چالیں چلیں جو ان سے پہلے تھے۔ پس سب چالوں کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کیلئے ہے لہٰذا ہر نفس جو کچھ کرتا ہے وہ

كُلُّ نَفْسٍ وَسَيَعْلَمُ الْكُفْرُ لِمَنْ عُقِبِيَ الدَّارِ ۝ وَيَقُولُ

(اللہ! اُسے جانتا ہے۔ اور عنقریب کا فرمان لیں گے کہ آخرت کے) گھر کا انجام کس کیلئے (نیک) ہے۔ اور وہ لوگ جو

الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

کافر ہو گئے کہتے ہیں کہ تو (اللہ کا) بھیجا ہوا نہیں ہے۔ (اے رسول) تم کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کافی

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۝ وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ۝

گواہ ہے۔ اور وہ (بھی) جس کے پاس ہر کتاب کا علم ہے

آيَاتُهَا ۝ سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ ۝ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

الرَّاهِدُ كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى

النُّورِ ۝ يَا ذُنْ كُنْزِهِمْ إِلَىٰ صِرَاطٍ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

الَّذِي

۱۔ فللّٰہ المکر۔

تفسیر قہری میں ہے کہ اللہ کے مکر سے مراد

اُس کا عذاب ہے۔

۲۔ مترجم :- واضح ہو کہ علم بلاغت میں اس

صفت کو مشا کلہ کہتے ہیں کہ جس لفظ کو کفار

کے لئے استعمال کیا، اسی لفظ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے

لئے استعمال کیا۔ لیکن اپنے لئے جو لفظ مکر استعمال

کیا اُس کے معنی عذاب ہیں۔ نیز دیکھو ص ۲۱

حاشیہ ۲، اور ص ۲۱، حاشیہ ۲

۳۔ علم الکتاب :-

تفسیر مقامی ص ۲۳ پر بحوالہ کافی، اور

الخروج والخراج اور تفسیر عیاشی، امام محمد باقر

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں

اللہ تعالیٰ نے صرف ہم کو مراد لیا ہے۔ اور علی علیہ

السلام ہم میں سے اول اور ہم میں سے افضل اور بعد

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے

بہتر ہیں۔

۴۔ احتجاج طبری میں ہے کہ کسی شخص نے جناب

امیر المؤمنین علیہ السلام سے پوچھا کہ آپ کی سب سے

بڑھی ہوئی تعریف کیا ہے۔ آپ نے یہی آیت

تلاوت فرمائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی مراد موت

عندہ علم الکتاب سے ہم ہی ہیں۔

۵۔ الحائس میں ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے معنی دریافت کئے

گئے تھے۔ تو فرمایا کہ یہ میرا بھائی علی ابن ابی طالب ہے،

تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا

گیا کہ عبد اللہ ابن سلام کا یہ گمان ہے کہ خدا تعالیٰ نے جو

فرمایا ہے قل کفی باللہ شہیداً... الخ یہ میرے باپ کے

باپ سے ہے۔ ان حضرت نے فرمایا کہ وہ جھوٹا ہے،

یہ تو حضرت علی علیہ السلام کے باپ سے میں نازل ہوئی

ہے۔

أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا

یہ لوگ دور کی غلطی میں جا پڑے ہیں۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا، مگر اسی اپنی قوم کی زبان میں

بِلِسَانِ قَوْمِهِ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلَّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَ

اپنی زبان میں کہنے والا، تاکہ ان کیلئے (احکام) کھول کھول کر بیان کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہی کا حکم لگا دے

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اور جسے چاہتا ہے رہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو

مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا أَنْ أَخْرِجَ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

اپنی نشانیاں دے کر بھیجا۔ کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے نور کی طرف نکال۔

وَذَكِّرْهُمْ بِآيَاتِ اللَّهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ

اور انہیں اللہ تعالیٰ کے دین یاد دلا لے۔ یقیناً اس میں ہر صبر کرنے والے کے لئے شکر گزار کرنے والی کئی نشانیاں

شُكْرٍ ۝ وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

ہیں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد کرو جو (اس نے) تم

إِذْ أَنْجَاكُمْ مِنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوءَ الْعَذَابِ وَ

پر کی۔ جبکہ اس نے تمہیں فرعون والوں سے نجات دی، وہ تمہیں برا عذاب پہنچاتے تھے۔ اور

يَذَبْحُونَ أَبْنَاءَكُمْ وَيَسْتَبِشُونَ نِسَاءَكُمْ وَفِي ذَٰلِكُمْ بَلَاءٌ

تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے، اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے۔ اور اس میں تمہارے پروردگار کی طرف

مِّنْ رَبِّكُمْ عَظِيمٌ ۝ وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ

سے تمہاری بہت بڑی آزمائش تھی۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تمہارے پروردگار نے سنا دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے

لَا زِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ۝ وَقَالَ

تو ضرور میں تمہیں بڑھا دوں گا لے اور اگر تم کفر کرو گے لے تو یقیناً جانو کہ میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ اور موسیٰ نے

مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرُوا أَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَأِنَّ

کہا، اگر تم اور سب لوگ جو زمین پر (رہتے) ہیں، کفر کرو (تو خدا کا کیا بگاڑ ہو گے)۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللَّهُ لَغَنِيٌ حَمِيدٌ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمٌ

بے نیاز اور حمد کے لائق ہے۔ کیا تمہیں ان لوگوں کی خبر نہیں پہنچی، جو تم سے پہلے

۱۔ آیاتِ امر اللہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۳ پر بحوالہ تفسیر قاضی لکھا ہے کہ
کہ آیاتِ امر اللہ سے تین دن مراد ہیں، (۱) قائم آل محمد
کے ظہور کا دن (۲) موت کا دن (۳) قیامت کا دن :-

۲۔ صبر :-

بڑا صبر کرنے والا، بڑا تحمل کرنے والا، بڑا قائم
رہنے والا، صبر سے بروزن قتال، مبالغہ صیغہ ہے
راغب لکھتے ہیں کہ صبر اس وقت کہا جاتا ہے

جب اس میں ایک قسم کا تکلف اور مجاہدہ ہو۔
سید تفسیر زبیری لکھتے ہیں کہ صبر کے پانچ درجے
بتائے گئے ہیں، صابر، مضطرب، متصبر، صبور،

صبار، صو صابر تو ان سب میں عام ہے۔ اور مضطرب
جو صبر کے حصول میں لگا ہو، اور اس میں مبتلا ہو۔ اور
متصبر تو وہ جو بقوت صبر سے کام لے۔ اور اپنے آپ

کو اس پر مجبور کرے۔ اور صبور جو بڑا صبر کرنے والا
ہو کہ اس کا صبر دوسروں سے بڑھ کر ہو۔ اور صبار
وہ کہ جو بلا کا صابر ہو۔ یہ مقدار اور کمیت کے اعتبار

سے ہے۔ اور صبور وصف اور کیفیت کے لحاظ سے
(مطلب یہ کہ صبر بن نہ آتا ہو مگر بزور اپنے کو آواز دھیر
کیا جائے) :-

۳۔ لازیدانک :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص دل سے اللہ تعالیٰ
کی نعمت کا اقرار کرے، تو پیشتر اس کے کہ وہ

اپنی زبان سے شکر کا اظہار کرے۔ وہ اللہ تعالیٰ
کی طرف سے نعمت کی زیادتی کا مستحق ہو جاتا
ہے۔ اور انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی کوئی چھوٹی یا بڑی نعمت ایسی
نہیں ہے کہ زبان سے الحمد للہ کہنے
سے اس کا شکر نہ ادا کیا جاتا ہو :-

۴۔ ولئن کفرتم :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفر کی تیسری صورت
(مبتلا یا پانچ صورتوں کے) کفرانِ نعمت ہے۔ جیسا کہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ولئن کفرتم ان عذاب
الشداۃ اگر تم کفر کرو گے تو یقیناً جانو کہ میرا
عذاب بڑا سخت ہے :-



نُوحٌ وَعَادٌ وَثَمُودٌ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ

نوح اور عاد اور ثمود کی قوم سے تھے۔ اور جو ان کے بعد ہوئے، انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا

إِلَّا اللَّهُ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَعْيُنَهُمْ فِي

کوئی نہیں جانتا۔ ان کے پاس ان کے رسول واضح دلیل کے ساتھ آئے تھے۔ پس انہوں نے اپنے ہاتھ ان (رسولوں)

أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ وَإِنَّا لَفِي

کے مونہوں میں ٹھونسے اور کہتے تھے کہ جو کچھ تم دے کر بھیجے گئے ہو ہم یقیناً اس کے منکر ہیں۔ اور جس کی طرف تم

شَكٍّ مِمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٌ ۚ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِی اللَّهِ

ہمیں شک ہے جو یقیناً ہم اس کے متعلق سخت شک میں ہیں۔ ان کے رسولوں نے کہا کیا آسمانوں اور

شَكٍّ فَأَطِِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضُ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ

زمین کے پیدا کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک ہے۔ وہ تمہیں بلاتا ہے تاکہ تمہارے گناہوں کو

مِّنْ ذُنُوبِكُمْ وَيُخْرِجَكُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ قَالُوا لَإِنْ

بخش دے۔ اور ایک مقررہ وقت تک تمہیں مہلت دے۔ وہ بولے نہیں ہو

أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۖ تُرِيدُونَ أَنْ تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ

تم مگر ہماری طرح کے آدمی۔ تم یہ چاہتے ہو کہ ہمیں اس پیسنے سے روکو۔ جس کی ہمارے

يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَاتُّونَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ

باپ دادا عبادت کیا کرتے تھے۔ پس کوئی واضح حجت (معجزہ) لاؤ۔ ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ

إِنْ نَحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَنْ

ہم نہیں ہیں مگر تمہارے ہی جیسے آدمی۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَمَا كَانَ لَنَا أَنْ نَأْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ إِلَّا

احسان کرتا ہے۔ اور ہماری یہ شان نہیں کہ ہم بغیر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے تمہارے پاس کوئی حجت

بِإِذْنِ اللَّهِ وَعَلَىٰ اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۚ وَمَا لَنَا

(معجزہ) لائیں۔ اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور ہمیں کیا ہو گیا ہے

أَلَا نَتَوَكَّلُ عَلَى اللَّهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلَىٰ

کہ ہم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یقیناً اس نے ہمیں ہمارے راستے دکھلائے ہیں۔ اور جو اذیت تم نے ہمیں دی

مَا أَذِيْتُمْونَا وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ وَقَالَ

ہم اس پر ضرور ممبر کریں گے۔ اور بھروسہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہئے۔ اور ان لوگوں نے

الَّذِينَ كَفَرُوا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَتَعُوذُنَّ

جو کافر ہوئے اپنے رسولوں سے کہا کہ ہم ضرور تمہیں اپنے ملک سے باہر نکال دیں گے۔ یا ضرور تم ہماری مدت

فِي مِلَّتِنَا فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظَّالِمِينَ ۝ وَ

میں لوٹ آؤ گے۔ پس انہیں پڑکارنے ان کی طرف وحی کی، کہ ہم ضرور ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔ اور

لَنُسَكِّنَنَّكُمْ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَافَ

ان کے بعد ضرور تمہیں زمین میں آباد کریں گے۔ یہ اس کیلئے ہے جو میرے حضور میں کھڑا ہوئے

مَقَامِي وَخَافَ وَعِيدِ ۝ وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ

سے ڈرا۔ اور میرے وعدہ عذاب سے خوف نہ ہوا۔ اور وہ (پیغمبر) فتح کے طلبگار ہوئے۔ اور ہر سرکش غبار و غھٹیل

عَبِيدٍ ۝ مِّنْ وَرَآيِهِ جَهَنَّمُ وَيُسْقَىٰ مِنْ مَّاءٍ صَدِيدٍ ۝

نامراد ہوا۔ اس کے آگے دوزخ ہے۔ اور اس کو پیپ کے پانی میں سے پلایا جائے گا۔

يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ

وہ اسے گھونٹ گھونٹ پئے گا۔ اور اسے وہ آسانی سے حلق میں نہ اتار سکے گا۔ اور اسے موت ہر طرف سے

مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ۚ وَمِنْ وَرَآيِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۝

آئے گی، حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا۔ اور اس کے پیچھے اور سخت عذاب ہوگا۔

مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ مُّشْتَدَّتْ بِهِ

جن لوگوں نے اپنے پروردگار سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثال اس راکھ کی مانند ہے کہ جس کو آندھی کے دن ہوا

الرَّيْحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ

نے شدت کر کے اڑا دیا ہو۔ جو کچھ انہوں نے کمایا ہوگا اس میں سے کسی پر بھی وہ قدرت نہ رکھیں گے

ذَٰلِكَ هُوَ الصَّلَ الْبَعِيدُ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

یہی تو اتنا دور ہے کی گمراہی ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو

وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ إِنَّ يَٰسَٰدُ يُذْهِبُكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

حق کے ساتھ پیدا کیا۔ اگر وہ چاہے تو تم سب کو مٹا ڈالے، اور ایک نئی مخلوق

۱۳

۱۳ من بعد ہوا۔

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمی،
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً منقول ہے
کہ جو شخص اپنے پیروی کو اس طرح سے ایذا دے کہ اس کا
مکان لے لے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کا اپنا مکان اسی
پیروی کو دوا دے گا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی ایک حدیث ابھی لفظوں میں مروی ہے کہ
۱۳ جبار عنید۔

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر بحوالہ التوحید آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ہر وہ شخص جو لاکھ
الا اللہ کہنے لگے انکار کرے۔ وہ جبار عنید ہے۔
اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہے کہ عنید کے معنی ہیں حق سے منہ پھیر لینے والا۔

۱۳ عن آبِ غلیظ۔
تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ جس عذاب میں وہ پہلے مبتلا ہوں گے۔ فحرق
اس پر مزید عذاب کا اضافہ کیا جائے گا۔

اور تفسیر غیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ
السلام نے اپنے جہاد مجتہد امیر المؤمنین علیہ السلام
سے روایت کی ہے کہ دوزخیوں کے پیشوں میں جب
تھوہر اور غدار اور جھڑی (ضرب) کھینچتے ہوئے پانی
کی طرح اباں کھائیں گے۔ تو وہ پانی مانگیں گے، پس
انہیں پیپ کا پانی پینے کو دیا جائے گا۔

۱۳ اعمالہم کرماد۔
تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ
ہے کہ کافروں نے جس قدر نیک اعمال کئے ہیں۔
مثلاً صدقہ دینا۔ خیرات کرنا۔ صلہ رگی کرنا۔ غلام آزاد
کرنا۔ قرض اتار دینا۔ قرض معاف کر دینا۔ مظلوم کی
فریاد رسی کرنا۔ اس کی تکلیف کم کر دینا۔ اس کی تکلیف
بالکل دفع کر دینا۔ یہ سب بیکار ہوں گے۔ اس لئے
کہ ان کی بنیاد معرفت خدا پر نہیں ہوگی۔

جَدِيدٌ ۱۹ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۲۰ وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا

لے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ بھی دشوار نہیں۔ اور وہ سب خدا کے حضور میں نکل کر جمع ہوں گے

فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فُهَلْ

پھر وہ لوگ جو کمزور کہنے گئے تھے ان لوگوں سے کہیں گے جنہوں نے برائی چاہی تھی کہ یقیناً تم تمہارے ہی بڑے کا رستے تھے

أَنْتُمْ مُعْنُونَ ۲۱ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۲۲ قَالُوا لَوْ هَدَانَا

پس کیا تم اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہم سے کچھ بھی کفایت کرنے والے ہو سکتے ہو؟ وہ کہیں گے اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجْرُ عَنَّا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ

رہنماؤں کا، راستہ بتایا تو ہم تمہیں بھی بتا دیں گے۔ اب تو ہر سب سے ہم پر خواہ ہم تقاری کریں یا صبر کریں، ہمارے لئے بھانپنے

مُحِصٍ ۲۳ وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ

کی کوئی جگہ نہیں ہے۔ اور جب سب امور کا فیصلہ ہو جائے گا تو شیطان کہے گا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا

وَعَدَ الْحَقِّ ۲۴ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِي عَلَيْكُمْ مِنْ

اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا۔ پھر میں نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا۔ اور میں سراسر تم پر کوئی زور نہ تھا

سُلْطَانٍ إِلَّا أَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِي ۲۵ فَلَا تَكُونُوا مِنَ

سوائے اس کے کہ میں نے تمہیں بلایا تو تم نے میرا کہنا مان لیا۔ پس تم مجھے طاعت نہ کرو۔ اور

لَوْمُوا أَنْفُسَكُمْ ۲۶ مَا أَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَا أَنْتُمْ بِمُصْرِخِي ۲۷

اپنے آپ کو ہی طاعت کرو۔ نہ میں تمہارا فریادرس ہوں + اور نہ تم میرے فریادرس ہو۔

إِنِّي كَفَرْتُ بِمَا أَشْرَكْتُمُونِ مِنْ قَبْلُ ۲۸ إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ

جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں تو اس کا پہلے ہی سے منکر تھا اے یقیناً جو ظالم ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ أَلِيمٌ ۲۹ وَأَدْخِلِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے عمل نیک کئے، وہ ایسی جنتوں میں

جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِمْ ۳۰

داخل کئے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ وہ اپنے رب کے حکم سے ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يَدْخُلُ فِيهَا كَاذِبٌ ۳۱ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً

اس میں آنحضرت کی ملاقات کی دعا سلام علیکم ہوگی۔ کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ پاک کلمے کی مثال کیسی دی

۱۵ استکبروا :-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ صحیح التبیان

لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے

خطبہ غدیر میں اسی آیت کو تلاوت فرماتے

کے بعد حاضرین سے سوال کیا کہ تم جانتے ہو

استکبار کے کیا معنی ہیں؟ پھر آپ نے فرمایا کہ اس

کے معنی یہ ہیں کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے،

اسکی اطاعت نہ کرنا۔ اور جس کی پیروی کی تاکید کی گئی

ہے اس سے اعلیٰ بن بیٹھنا +

۱۶ کفرت :-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ التوحید جناب امیر

المؤمنین علیہ السلام سے اول بحوالہ کافی امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں کفر سے

مراد برکت ہے یعنی علیحدہ ہو جانا +

طَبِيبَةٌ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝۳۳

ہے، کہ وہ ایک پاک درخت کی مانند ہے، اسکی جڑ محکم ہے، اور اس کی شاخ آسمان میں (پہنچی) ہے۔

تَوْرَتِي اُكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْاَمْثَالَ

وہ اپنے بزرگوار کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا

لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۳۴ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ

ہے لہٰذا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ اور ناپاک کلمہ کی مثال ایک ناپاک درخت کی سی

خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝۳۵

ہے، جسے زمین کے اوپر ہی اور سے جڑ سے اکھاڑ لیا گیا ہو۔ اسے کوئی قرار ہی نہ ہو۔

يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

جو لوگ ایمان لائے اُن کو اللہ تعالیٰ دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں قول محکم کی وجہ سے

وَفِي الْاٰخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِيْنَ ۝۳۶ وَفَعَلَ اللَّهُ مَا

ثابت قدم رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ظالموں پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا

يَشَاءُ ۝۳۷ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللَّهِ كُفْرًا وَّ

ہے۔ کیا تو نے اُن لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو ناشکری سے بدل دیا

اَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝۳۸ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا وَيَبْسُ

اور اپنی قوم کو ہلاکت کے گھر جہنم میں اتار دیا ہے۔ وہ سب اُس میں جا بیٹھیں گے، اور وہ بہت ہی بُرا

الْقَرَارُ ۝۳۹ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهِ قُلْ

ٹھکانا ہے۔ اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے کچھ شریک قرار دیئے۔ تاکہ وہ (لوگوں کو) اسکی راہ سے بھٹکائیں۔ کہہ دو

تَسْتَعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝۴۰ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

کہ (عادی)، فائدہ اٹھاؤ۔ پھر یقیناً تمہاری بازگشت (دُوزخ کی) آگ کی طرف ہی ہے۔ میرے ان بندوں کو جو ایمان لائے کہہ دو

يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلٰنِيَةً

کہ وہ نماز قائم کرتے رہیں اور جو روزی ہم نے انہیں دی ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ (راہِ خدا میں) خرچ کرتے رہیں۔

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَ يَوْمٌ لَا بَيْعَ فِيْهِ وَلَا خِلَ ۝۴۱ اَللّٰهُ

پیشتر اس کے کہ وہ دن آجائے جس میں نہ تو کوئی بیع ہوگی، اور نہ دوستی کا کام آئے گی۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے

۱۔ یضرب اللہ الامثال :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۵ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں مثالیں

یعنی شجرہ طیبہ اور شجرہ خبیثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے اہل بیت کرام اور اُن کے دشمنوں کے متعلق ہیں۔

اور کافی میں ہے کہ اس آیت میں شجرہ کا مطلب

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

کہ یہاں وہ درخت مراد ہے جس کی جڑ جناب رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تہ جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام اور شاخیں آلہ علیہ السلام ہیں۔ جو ان

ہر دو بزرگواروں کی ذریت ہیں۔ آلہ علیہم السلام کا

علم اس درخت کا پھل ہے۔ اور ان حضرات کے

فصلیہ مومنین اس درخت کے پتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ

جب کوئی مومن پیدا ہوتا ہے تو اس درخت میں ایک

پتہ لگ جاتا ہے، اور جب کوئی مومن مر جاتا ہے

تو اس کا ایک پتہ گر جاتا ہے۔

اور الاحمال میں ہے کہ حضرت امام حسن

اور حسین علیہما السلام اس کے پھل ہیں۔

اور امام حسین علیہ السلام کی اولاد میں سے نو

امام اس کی شاخیں ہیں۔

اور معانی الاخبار میں ہے کہ اس درخت کی

شاخ جناب فاطمہ الزہراء ہیں۔ اور آپ کی اولاد اس

کا پھل ہیں۔ اور آپ کے شیعیہ (ماننے والے) اس

کے پتے ہیں۔

۲۔ البوار :-

ہلاکت مصدر ہے۔ اصل میں تو بوار کے

معنی زیادہ کھوٹے ہونے کے ہیں۔ اور چونکہ کسی

چیز میں زیادہ کھوٹ کا پایا جانا اس کی ہلاکت اور

فساد کا باعث ہوتا ہے۔ اس لئے بوار کا استعمال

ہلاکت کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔

(نقات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۵)

الَّذِي خَلَقَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ۔ اور آسمان سے پانی اتارا ۔

فَاخْرِجْ بِهِ مِنَ الشَّرَاتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ

پھر اُس نے اُس کے ذریعہ سے تمھاری روزی کیلئے پھل پیدا کئے۔ اور کشتی کو تمھارے تابع کر دیا۔

لَتَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِ^{٣٦} وَسَخَّرَ لَكُمْ^{٣٧} الْأَنْهَارَ^{٣٨} وَسَخَّرَ لَكُمْ

ناک وہ اُسکے حکم سے سمندر میں جلتی رہے۔ اور نہروں کو تھامے بس میں کر دیا۔ اور تھامے لئے سوچ

الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ دَايِبَيْنِ وَنَحْنُ لَكُمْ الْيَلَّ وَالنَّهَارُ ۖ وَأَنْتُمْ

اور چاند دونوں ہمیشہ جلتے والوں کو کام میں لگا دیا۔ اور اے اوردن کو تنہا سے لئے قطع کر دیا۔ اور پھر ہر چیز سے

مِّنْ كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَإِنْ تَعَدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصَوْهَا

جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اُس نے بقیں میں بھی دے دیا۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمت کو گنوا تو تم اس کا احاطہ نہ کر سکو گے۔

لَئِنْ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ﴿٣٢﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ

بیشک انسان بالفرض بریلے انصاف اور ناشکر ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ابراہیم نے کہا اے میرے فرزند اگر

هَذَا الْبَلَدَ امِينًا وَاجْتَنِبْنِي وَبَنِيَّ اَنْ نَعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴿٣٥﴾

۴۔ قہر اس وامان والا قرار ہے۔ اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس سے بچانے رکھ کہ ہم بتوں کی عبادت کریں گے

رَبِّ انْهَنَّا أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ

اے میرے بڑے گار! یقیناً انھوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ پس جس نے میری پیروی کر لی تو وہ یقیناً مجھ

مِثْنِي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٤٦﴾ رَبَّنَا إِنِّي

سے سے اور جس نے میری نافرمانی کی تو بلا شک تو بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ اے میرے پروردگار بیشک

اَسْكَنْتُمْ مِنْ ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيْرِ ذِي زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ

گرتے اپنی بھینٹ اولاد کو تیرے حرمت والے گھر کے نزدیک ایسی وادی میں آباد کیلئے جہاں ٹھہرتی نہیں ہوتی۔

رَبَّنَا يُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ

پس کچھ لوگوں کے دل سے اُن کی طرف مائل کر دے تاکہ

وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ﴿٣٤﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ تَعْلَمُ

اور انہیں بھیلوں میں سے رزق عطا کر، تاکہ وہ شکر کرتے رہیں۔ اے ہمارے پروردگار! لیٹ دینا تو عذاب ہے

ہم میں سے کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کا قول نہیں سنا: فمن تبعنی فائتہ متی

ملترجم :- اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا: السلامان ہذا اهل البيت، تو اس صفا

کہنے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے کی نسل میں داخل ہو جاتا ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ شخص اُن کا پورا پورا تابعدار اور اُن کے محروہ میں شمار ہوتا ہے۔

۳۷ من الناس :- تفسیر قضا فی ۳۷۲ یزید کو اللہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں کل آدمی مراد نہیں لئے بلکہ اس سے مراد تم (محبانِ اہلبیت) جو اور وہ

له ان تعبد الا صنأمة:-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر غیاثی لکھا ہے کہ ایک شخص امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور ان سے پوچھا آپ نے اُسے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ شخص کہنے لگا کہ اگر آپ اپنے باپ کے بیٹے ہیں۔ تو یقیناً آپ بت پرستوں کی اولاد میں سے ہو۔ آپ نے فرمایا: تو نے مجھ کو بولا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں لا کر آباد کریں۔ انھوں نے ایسا ہی کیا اور خدا سے عرض کیا: رب اجعل هذا البلد آمناً واجنبني وبتی ان نعبد الا صناماً پس اولاد اسماعیلؑ میں سے کسی نے بت نہیں پوجا۔ یاں عرب ضرور بت پرست تھے اور اولاد اسمعیلؑ میں سے جو کافر بھی ہو گئے۔ انھوں نے بھی یہی کہا: ھولاء شفعاءنا۔ (یہ بت ہمارے سفارشی ہیں)۔ مگر بت پوجے

نہیں۔
احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین
علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
جو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہ فرمایا: لا
ینال عہدی الظلمین وہ جس کا یہ مطلب
ہے کہ میرا عہد ظالموں کو نہ پہنچے گا۔ یعنی جو کچھ انبیاء
اور اولیاء کے سپرد کیا جاتا ہے۔ وہ ان کو نہیں دیا
جاسکتا۔ جو کفر اور شرک کی نجاست میں آلودہ ہو چکے
ہوں۔ اس لئے کہ شرک گو خود اللہ تعالیٰ نے ظلم فرمایا
ہے: ان الشوک لظلم عظیمہ (بیشک شرک بڑا
ظلم ہے)۔ پس ابراہیم جب یہ سمجھ گئے کہ امامت کا
عہدہ بت پرست نہیں پاسکیں گے۔ تو انھوں نے
خدا سے یہ دعا کی واجنبتی دینی ان نعید الاصلام
اور آملی میں جناب رسول خدا صلعم سے اسی
روایت کے قریب قریب منقول ہے جس کے آخر میں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی یہ دعا مجھ تک اور میرے بھائی علی تک
پہنچی کہ ہم دونوں میں سے کسی ایک نے بھی کسی بت
کو سجدہ نہیں کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی بنایا اور
علی کو وصی بنایا ہے
۱۰۰ فاشتاہم

تفسیر خفائی ص ۲۶۶ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد
 باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ہم سے محبت
 رکھے گا۔ وہ ہم اہلبیت میں سے شمار کیا جائے گا۔ اس
 پر عرض کیا گیا کہ کیا آپ اہلبیت میں سے؟ فرمایا: ہاں!

ہم میں سے کیا تو نے ابراہیم علیہ السلام کا قول نہیں سنا
ملترجم :- اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جس
کے کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ کہنے والے کی نسل میں داخل
۵۷ من الناس :- تفسیر قہانی ص ۲۶۶ نیز بحوالہ تفسیر

مَا نَخْفَىٰ وَمَا نَعْلُنُ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ

جو کچھ ہم چھپاتے ہیں اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر نہ زمین میں کوئی چیز چھپی رہتی ہے۔

وَلَا فِي السَّمَاءِ ۝۳۸ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ

اور نہ آسمان میں۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمعیل

إِسْمَاعِيلَ وَاسْتَمَعَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ۝۳۹ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ

اور اسماعیل کو سطا کہے۔ یقیناً میرا پروردگار بالفرد دعا کو بہت سننے والا ہے۔ اے میرے پروردگار! مجھے نماز کا اہل بنادے۔

الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۝ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ۝۴۰ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي

قرار دے۔ اور میری اولاد میں سے بھی۔ اے ہمارے پروردگار! اور میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے پروردگار! جس دن حساب

وَلِلْوَالِدَيْنِ وَاللِّمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ۝۴۱ وَلَا تَحْشَبَنَّ

قائم ہوگا (اس دن) مجھے اور میرے ماں باپ اور مومنوں کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ اور جو اعمال ظالم لوگ

اللَّهُ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۝ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمَ

کرتے ہیں تم ان سے اللہ تعالیٰ کو غافل نہ سمجھو۔ سوائے انہیں کہ وہ انہیں اس دن تک کیلئے ڈھیل دیتا ہے

تَشْخُصُ فِيهِ ۝ الْأَبْصَارُ ۝ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ

جس میں آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ وہ لوگ اپنے سرس کو اٹھائے ہوئے بے تحاشہ دوڑتے ہوں گے۔ خود انکی اپنی طرف

إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۝ وَأَفْدَتْهُمْ لَهُمْ هَوَاءٌ ۝۴۲ وَأَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ

بھی آنکی نگاہ نہ پھیرے گی۔ اور ان کے دل اڑے ہوئے ہوں گے۔ اور لوگوں کو اس دن سے ڈرا (جس دن)

يَأْتِيهِمُ الْعَذَابُ ۝ فَيَقُولُ الَّذِينَ ظَلَمُوا رَبَّنَا أَخْرِنَا إِلَىٰ

انہیں (اللہ تعالیٰ کا) عذاب آئے گا۔ پس جنہوں نے ظلم کیا ہوگا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہمیں قریبی مدت تک

أَجَلٍ قَرِيبٍ ۝ لِنَجِبَ دَعْوَتِكَ وَتَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۝ أَوَلَمْ تَكُونُوا

کیلئے ڈھیل دے (تاکہ) ہم تیری دعوت قبول کر لیں اور رسولوں کی پیروی کر لیں۔ (جواب دیا جملے گا) کیا تم پہلے سے ہی

أَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلِ مَا لَكُم مِّنْ زَوَالٍ ۝۴۳ وَسَكَنتُمْ فِي

میں نہ کھایا کرتے تھے کہ تمہیں کچھ زوال نہ ہوگا۔ اور تم نے ان لوگوں کے

مَسْكِنِ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ

مکانوں میں سکونت اختیار کی تھی جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا۔ اور تم پر ظاہر ہو گیا کہ ہم نے انہیں ساتھ کیسا سلوک کیا تھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

تہوئی الیہم:-

تفسیر تہوئی ص ۲۶۶ پر بحوالہ احتجاج طبرسی جناب

امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ

بعض لوگوں کے دل ہماری طرف مائل ہوتے

ہیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا

بھی یہی تھی۔ فاجعل افئدة من الناس

تہوئی الیہم:-

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے

کہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا مطلب بیت اللہ تھا

ورنہ آپ تہوئی الیہ فرماتے۔ خدا کی قسم! حضرت

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے مقصود یہ ہیں کہ

(حاشیہ صفحہ ۱۴۱)

۱۔ تشخص:-

وہ ٹھنکی باندھ کر رکھے گی۔ وہ کھلی رہے گی۔

وہ چڑھے گی۔ (فتح) شخوص سے جس کے معنی

آنکھوں کے کھلے رہنے۔ بغیر پلک جھپکنے۔ ٹھنکی

باندھ کر رکھنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ مضامین کا صبیغہ

واحد مؤنث غائب ہے

(لفات القرآن نعمانی، جلد ۲، ص ۱۳)

وَضَرَبْنَا لَكُمْ الْأَمْثَالَ ۝۴۵ وَقَدْ مَكَرُوا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللَّهِ

اودھم نے تمھارے لئے مثالیں بیان کر دی تھیں۔ اور یقیناً انھوں نے اپنی جاں پوری پوری چلی۔ حالانکہ انکی جاں کی سزا

مَكْرَهُمْ وَإِنْ كَانَ مَكْرَهُمْ لِيَنْزُولٍ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝۴۶ فَلَا

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اگرچہ ان کی جاں ایسی تھی کہ اس سے پہاڑ بھی بل جائیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی نسبت یہ

تَحْسِبَنَّ اللَّهُ فُخْلَفَ وَعْدِهِ رَسُولَهُ ۝۴۷ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو

ممت گمان کرو کہ اس نے جو وعدے اپنے رسولوں سے کئے ہیں وہ انکے خلاف کرنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ زبردست

اَنْتِقَامٍ ۝۴۸ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ

بدل دینے والا ہے۔ جس دن یہ زمین کسی دوسری زمین سے بدل دی جائے گی۔ اور سب آسمان بھی (نئے آسمانوں سے)

وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝۴۹ وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ

اور سب زبردست خدا کے حضور میں نکل کھڑے ہونگے۔ اور تم اس دن مجرموں کو طوقوں میں

مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ۝۵۰ سَرَابِيلُهُمْ مِنْ قَطَرَانٍ وَتَعْشَى

جگڑا ہوا دیکھو گے۔ ان کے کرتے تھ تار کول کے ہوں گے۔ اور ان کے

وَجُوهُهُمُ النَّارُ ۝۵۱ لِيَجْزِيَ اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۝۵۲ إِنَّ

چہروں کو آگ دکھانے لے گی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ہر نفس کو اس کے کئے کا بدلہ دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۵۳ هَذَا بَلَاغٌ لِلنَّاسِ وَلِيُنذِرُوا بِهِ

جلد حساب لینے والا ہے۔ یہ (قرآن) لوگوں کے واسطے کافی اطلاع ہے۔ اور اسلئے بھی کہ وہ اس کے فریضے سے ڈرانے

وَلِيَعْلَمُوا أَنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ وَلِيُنذِرَ أُولُوا الْكُبَابِ ۝۵۴

جائیں اور اس غرض سے بھی کہ وہ جان لیں کہ سوا اس کے نہیں کوئی اور اسلئے بھی کہ وہاں جان عقل اس سے نصیحت حاصل کریں۔

آيَاتُهَا ۹۹ سُوْرَةُ الْحَجِّ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الرَّحْمَنُ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ وَقُرْآنٍ مُبِينٍ ۝۱

الرحمن۔ یہ کتاب اور واضح مشران کی آیتیں ہیں۔

فَنَزَّلْنَا

۱۔ یوم تبدل الارض :-

تفسیر صفائی مثلاً ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی و تفسیر

عیاشی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے

کہ یہ زمین ایسی زمین سے بدل دی جائے گی۔ جس

پر گناہ نہ کئے گئے ہوں گے۔ اور جس پر پہاڑ ہوں

گئے۔ نباتات۔ جیسی کہ یہ ابتدا میں بنائی گئی تھی +

۲۔ اصفاد :-

زنجیریں۔ بیڑیاں۔ صفا اور صفا کی

جمع۔ جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں +

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱، ص ۱۵۱)

۳۔ سرابیل :-

ان کے کرتے۔ ان کے پیرہن۔ سربیل

مضاف ہوا ضمیر جمع مذکر غائب مضاف

الیہ + (لغات القرآن نعمانی، جلد ۳، ص ۱۲۱)

۹۹

رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿٢﴾

جو لوگ کافر ہو گئے ہیں وہ بہت وقت خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔ (اے رسول!) انہیں چھوڑ دو۔

يَا كُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٣﴾

یہ کھا لیں (پنیں) اور دنیا کا فائدہ اٹھائیں۔ اور انہیں امید بھری تماشہ میں لگائے رکھو۔ یہ پھر غریب (اسکا بھیجا جانے لگے)

مَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤﴾ مَا تَشِيقُ

اور ہم نے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا، مگر یہ کہ اس کیلئے ایک تحریر جانی ہوئی ہے (کہ) کوئی امت

مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي

اپنے مقررہ وقت سے نہ آگے بڑھتی ہے اور نہ پیچھے رہتی ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر کہ

نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴿٦﴾ لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَكَةِ

ذکر (قرآن) نازل کیا گیا ہے، یقیناً تو مزور ہی دیوانہ ہے۔ اگر تم بتوں میں سے ہوتے تو ہمارے

إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ﴿٧﴾ مَا نُنْزِلُ الْمَلَكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ

پاس فرشتے لے کر کیوں آتے۔ (مالانکہ) ہم نہیں نازل کرتے فرشتے مگر حق کے ساتھ۔

وَمَا كَانُوا إِذَا مُنْظَرِينَ ﴿٨﴾ إِنَّا لَنَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ

اور اس بستی انہیں (کافروں کو) مہلت نہیں دی جاتی۔ یقیناً ہم نے ہی اس ذکر کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی فرستہ

لَحَفِظُونَ ﴿٩﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي شِعْرِ الْأَوَّلِينَ

اسکی حفاظت کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے بھی پہلے لوگوں کے گروہوں میں رسول بھیجے تھے۔

وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿١٠﴾ كَذَلِكَ

اور انکے پاس کوئی رسول نہ آیا، مگر یہ کہ وہ لوگ اس سے ہلسی مذاق کرتے رہے تھے۔ اسی طرح

نَسَلَكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ وَقَدْ

اس (قرآن) کو مجرموں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ مگر وہ اس پر ایمان نہیں لاتے۔ اور یہی طریقہ

خَلَّتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِنَ السَّمَاءِ

پہلے لوگوں کا تھا جو گزر گیا ہے۔ اور اگر ہم ان پر آسمان کا ایک دروازہ کھول دیتے، اور

فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرَجُونَ ﴿١٣﴾ لَقَالُوا إِنَّمَا سُكَّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ

وہ اُس پر چڑھتے جاتے۔ تو بھی وہ یہی کہتے کہ سوا اس کے نہیں کہ ہماری آنکھیں بند کر دی گئی ہیں بلکہ

۱۔ یلہمہ الامل :-

تفسیر قتانی ص ۲۶۹ پر بحوالہ کافی جناب امیر مومنین

علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجھے تمہارے متعلق دو

باتوں کا اندیشہ ہے۔ خواہش نفس کی پیروی اور چھوٹی

امیدیں باندھ لینا۔ خواہش نفس کی پیروی تو حق سے

باز رہتی ہے۔ اور چھوٹی امیدوں کا باندھنا آخرت

کو بھلا دیتا ہے۔

آپ سے ہی منقول ہے کہ بندہ جتنا اپنی امید

کو بڑھاتا ہے اتنی ہی بد عملی کرتا ہے۔

اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ اگر بندہ اپنی اہل کو

دیکھتا ہوتا اور اُسے اس بات کا پتہ لگ جاتا کہ وہ

کس تیزی سے اُس کی طرف آ رہی ہے، تو وہ دنیا طلبی

کے متعلق کسی کام کے کرنے کو پسند نہ کرتا۔

تفسیر صفاتی صفت ۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ میری روح کا پھونکا کس طرح ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ روح مثل ریح یعنی ہوا ایک متحرک چیز ہے اور اس کو روح اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا نام لفظ ریح سے مشتق ہے اور روح اور ریح ہم جنس ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو اسے اپنی ذات کی طرف مضاف کیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سر و جوں میں سے اسے برگزیدہ کر لیا تھا جیسا کہ اور مکانات سے ایک مکان (کعبہ) کو برگزیدہ کر لیا اور اس کو نبی کہا، یعنی میرا گھر۔ یا رسولوں میں سے ایک رسول کو برگزیدہ کر لیا اور کہا خلیلی یعنی میرا حبیب۔ اس قسم کی سب چیزیں اس کی پیدائی ہوئی، اس کی بنائی ہوئی اور اس کی ایجاد کی ہوئی ہیں۔ وہی ان کی ترویج کرتا ہے۔ اور وہی ان کی تدریس فرماتا ہے۔

قول صاحب تفسیر صفاتی :-

روح اولاً بخاطر لطیف سے تعلق پکڑتی ہے جو قلب سے اٹھتے ہیں۔ اور ان پر قوت حیوانی پھیل جاتی ہے۔ پھر اسے شریانون کے خلافتوں میں سے لئے ہوئے بدن کی گہرائیوں میں جاری ہو جاتی ہے۔ اس کا تعلق بدن سے پھونک کے ذریعہ ہونا مثال کے طور پر ہے۔ کیونکہ یہی زندگی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ روح عالم مواد سے نہیں ہوتی بلکہ عالم ملکوت کی چیز ہے۔ اور بدن اس کیلئے بمنزلہ پھلکے یا خلافت کے ہوتا ہے۔ اور یہ اس پر غالب ہوتی ہے۔ کیونکہ بدن کی زندگی روح ہی کے سبب سے ہوتی ہے۔ اور روح ایک دوسری قسم کی مخلوق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "شعہ انشاناہ خلقا اخر" جس کا مطلب یہ ہے کہ روح دوسری قسم کی مخلوق ہے جو عام مخلوق سے نہیں ملتی۔ ملتا جعم :- تمیل ابن زیاد کی حدیث میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے روح کے کل اقسام تفصیلاً بیان فرمائے ہیں۔

۱۵ الوقت المعلوم :-

تفسیر صفاتی صفت ۲ پر بحوالہ تفسیر غیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس دن کے متعلق دریافت کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا تھا ایہ گمان سے کہ یہ دن وہ دن ہے جس دن کل آدمی مبعوث کئے جائیں گے۔ ایسا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اس دن تک کیلئے مہلت دی ہے جس دن قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظہور فرمائیں گے۔ ظہور کے وقت وہ مسجد کوفہ میں ہوں گے۔ اور ابلیس سامنے

خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ ۲۴ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ

پہلے نہایت تیز آگ سے پیدا کیا تھا۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تیسرے پروردگار نے

لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقُ بَشَرٍ مِّنْ صَلٰٓصَالٍ مِّنْ حَمَٔ مَّسْنُوۡنٍ ۲۵

فرشتوں سے کہا کہ بیشک میں سڑے ہوئے کچھ کی ٹھنکھاتی مٹی سے ایک بشر کو پیدا کرنے والا ہوں۔

فَاِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَہٗ سٰجِدٰۤیۡنَ ۲۶

پس جب میں اسے درست بنا دوں اور اس میں اپنی ذرہ سی روح پھونک دوں تب سب کی طرف سجدہ کرتے ہوئے گر جانا

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّہُمْ اَجْمَعُوۡنَ ۳۰ اِلَّا اِبْلِیْسَ ۳۱ اِنِّیْ اَنْ

پس سب فرشتوں نے اسے سجدہ کیا، سوائے ابلیس کے (کہ) اس نے سجدہ کرنے والوں

یَكُوۡنَ مَعَ السَّٰجِدِیۡنَ ۳۲ قَالَ یٰۤاِبْلِیْسُ مَا لَکَ اَلَّا تَکُوۡنَ

کے ساتھ ہونے سے انکار کر دیا۔ (خدا نے) کہا اے ابلیس تجھے کیا ہو گیا، کہ تو سجدہ کرنے والوں

مَعَ السَّٰجِدِیۡنَ ۳۳ قَالَ لَّمْ اَکُنْ لِاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهُ

کے ساتھ نہیں ہوا۔ وہ بولا کہ میں ایسا نہ تھا کہ ایسے بشر کو سجدہ کرتا جس کو تو نے سڑے ہوئے

مِّنْ صَلٰٓصَالٍ مِّنْ حَمَٔ مَّسْنُوۡنٍ ۳۴ قَالَ فَاخْرِجْ مِنْہَا

کچھ کی ٹھنکھاتی مٹی سے پیدا کیا۔ (خدا نے) کہا پھر تو اس (جگہ) سے نکل جا،

فَاِنَّکَ رَجِیۡمٌ ۳۵ وَاِنَّ عَلَیْکَ اللَّعْنَۃَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیۡنِ ۳۶

یقیناً تو مردود ہے۔ اور بیشک تجھ پر بدنامی کے دن تک لعنت پڑتی رہے گی۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوۡنَ ۳۷ قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ

وہ بولا اے میرے پروردگار پھر تو مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ لوگ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ (خدا نے) کہا کہ بیشک

الْمُنْظَرِیۡنَ ۳۸ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوۡمِ ۳۹ قَالَ رَبِّ بِمَا

لو ان میں سے ہے جنہیں ایک جانے ہوئے وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے ۱۵ وہ بولا اے میرے پروردگار اس مجھ سے

اٰغْوٰیۡتَنِیْ لَا زَیۡنَ لَہُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَا غَوٰیۡتَہُمْ

کہ تو نے مجھے ناپسند کر دیا۔ میں بھی ان کیلئے زمین میں (خدا کی نافرمانی کو) اچھا کرنے کا ہوں گا۔ اور ضرور میں ان سب کو راہِ راست

اَجْمَعِیۡنَ ۴۰ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْہُمُ الْمُخْلِصِیۡنَ ۴۱ قَالَ ہٰذَا

سے) بہکا دوں گا۔ سوائے تیسرے ان بندوں کے جو ان میں سے مخلص ہیں۔ (خدا نے) کہا: یہی

اگر گھٹنوں کے بل بیٹھے گا۔ اور کہے گا کہ آج کے دن سے چھٹکارا نہیں معلوم ہوتا۔ پس وہ حضرت اس کی پیشانی پکڑ کر اس کی گردن مار دیں گے۔ پس یوم الوقت المعلوم یہ ہے۔

صِرَاطٌ عَلَىٰ مُسْتَقِيمٍ ۝۳۱ إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ

سیدھا راستہ ہے جو مجھ تک پہنچتا ہے۔ یقیناً (جو) میرے بندے ہیں، اُن پر تیرا کوئی زور نہیں

سُلْطٰنٌ اِلَّا مَن اَتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝۳۲ وَلَٰنَّ جَهَنَّمَ

چلے گا۔ سوائے اُنکے جو گمراہ ہوں والوں میں سے تیری پیروی کریں۔ اور یقیناً جہنم ان سب کی

لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۳۳ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ

وعدہ گاہ ہے۔ اُس کے سات دروازے ہیں۔ ان میں سے ہر دروازہ کھلے

مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْشُورٌ ۝۳۴ اِنَّ الْمُسْتَقِيْمِيْنَ فِيْ جَنَّتٍ وَعِيُوْنَ ۝۳۵

ایک تقسیم شدہ حصہ ہے۔ یقیناً متقی لوگ باغوں اور چشموں (والے مقام) میں ہوں گے۔

اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ ۝۳۶ وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ

(اُن سے) کہا جائے گا کہ، اس میں امن امان اور سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور اُنکے دلوں میں جو کچھ ہو گا ہم اسے نکال دیں

مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ۝۳۷ لَا يَمَسُّهُمْ فِيْهَا

کے لئے وہ ایک سرے کے سامنے بھائیوں کی حیثیت سے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ اس میں اُن کو نہ تو کوئی تکلیف

نَصَبٌ وَّمَا هُمْ مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ۝۳۸ نَبِيُّ عِبَادِيْ اَنَّا

بہنچے گی۔ اور نہ وہ اُس سے نکلے جائیں گے۔ (وہ رسول) میرے بندوں کو اطلاع پہنچا دو کہ یقیناً میں ہی

الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۳۹ وَاَنَّ عَذَابِيْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِيْمُ ۝۴۰

بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہوں۔ اور یہ کہ میرا عذاب بھی ایک دردناک عذاب ہے۔

وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ ۝۴۱ اِذْ دَخَلَا عَلَيْهِ فَقَالُوْا

اور اُن کو ابراہیمؑ کے مہمانوں کا قصہ سنا دو۔ کہ جب وہ اُس کے پاس آئے تو انھوں نے سلام

سَلٰمًا قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجَلُوْنَ ۝۴۲ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا

کیا۔ (ابراہیمؑ نے) کہا ہم یقیناً تم سے ڈرتے ہیں۔ وہ بولے تم نہ ڈرو، یقیناً ہم تمہیں ایک

نَبِيْرُكَ بِخَبَرٍ عَلِيْمٍ ۝۴۳ قَالَ اَبَشِّرْهُنَّ عَلٰی اَنْ مَّسْنٰی

بہت بڑے عالم رکھ کی خوشخبری دیتے ہیں اُس نے کہا کیا تم مجھے خوشخبری دیتے ہو جبکہ مجھے بڑھاپا پہنچا ہے پھر

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ ۝۴۴ قَالُوْا بِشْرُكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ

تم مجھے کس بات کی خوشخبری دیتے ہو۔ وہ بولے ہم نے تمہیں سچی خوشخبری دی ہے۔ پس تو

۱۹

۱۹ ونزعنا۔

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم یہ تم لوگ ہو گئے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "ونزعنا ما فی صدورهم" اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں سوائے تمہارے کسی اور کو ملو نہیں لیا ہے۔

ما ترجمہ :- یہاں مخاطبین سے مراد آپ کے شیعوں میں جنہوں نے اُن کی ولایت کو تسلیم کیا، اور اُن کے احکام کی پیروی کی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اُن کے حکم کے مطابق انھیں سے تمسک کیا ہے۔

۲۰ بغیر علیہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غلام علیہم سے مراد حضرت اسمعیل علیہ السلام ہیں، جو جناب باجرہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔

مِّنَ الْقَرِیْنِ ۝۵۵ قَالَ وَمَنْ یَقْنُطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا

ناامیدوں میں سے نہ ہو۔ اُس نے کہا اور کون اپنے بزرگاری کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے

الضَّالُّونَ ۝۵۶ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَیُّهَا الْمُرْسَلُونَ ۝۵۷ قَالُوا

(پھر) کہا اے (خدا کی طرف سے) بھیجے ہوئے تمہاری کیا تمہیں ہے۔ وہ بولے

إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِینَ ۝۵۸ إِلَّا آلَ لُوطٍ إِنَّا

کہ ہم یقیناً مجرموں کے گروہ کی طرف (عذاب دینے کیلئے) بھیجے گئے ہیں۔ سوائے آل لوط کے۔ یقیناً ہم

لَمَنْجُوهُمْ أَجْمَعِینَ ۝۵۹ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَا إِنَّهَا لَمِنَ

اُن سب کو نجات دیں گے۔ سوائے اُسکی بیوی کے (کیونکہ) ہم نے اندازہ لگایا ہے۔ کہ یقیناً وہ

الْغَابِرِینَ ۝۶۰ فَلَمَّا جَاءَ آلَ لُوطٍ الْمُرْسَلُونَ ۝۶۱ قَالِ

پہنچے ہو جائیو لوں میں سے ہوگی پس جب (خدا کے) بھیجے ہوئے آل لوط کے پاس آئے۔ (تو) اُس نے کہا یقیناً تم جہنمی

مُنْكَرُونَ ۝۶۲ قَالُوا بَلْ جُنُنْکَ بَمَا کَانُوا فِیْهِ یَسْتَرْوْنَ ۝۶۳ وَ

گروہ (معلوم ہوتے) ہو۔ وہ بولے (ایسا نہیں ہے) بلکہ ہم تمہارے پاس وہ چیز لیکر آئے ہیں جس میں یہ شک کیا کرتے تھے

أَتِیْنٰکَ بِالْحَقِّ وَإِنَّا لَصٰدِقُونَ ۝۶۴ فَاسْرِ بِأَهْلِکَ بِقِطْعٍ

اور ہم تمہارے پاس حق لے کر آئے ہیں اور یقیناً ہم سچے ہیں۔ پس تو کچھ رات سے اپنے اہل کو لے کر نکل

مِّنَ اللَّیْلِ وَاتَّبِعْ أَدْبَارَهُمْ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ أَحَدٌ وَ

جائے اور تو خود اُن کے پیچھے پیچھے چل۔ اور تم میں سے کوئی نہ مڑ کر نہ دیکھے۔ اور جہاں

أَمْضُوا حِیْثُ تُؤْمَرُونَ ۝۶۵ وَقَضِیْنَا إِلَیْهِ ذٰلِکَ الْأَمْرَ

کا تمہیں حکم دیا گیا ہے وہاں چلے جاؤ۔ اور ہم نے اُس کی طرف اس امر کا قطعی فیصلہ (کہلا بھیجا) کہ

أَنَّ دَابِرَهُمْ أَوْ لَآءِ مَقْطُوعٌ مُّصْبِحِینَ ۝۶۶ وَجَاءَ أَهْلُ

صبح ہوتے ہوتے ان لوگوں کی جسے رات دی جائے گی۔ اور شہر کے رہنے والے خوشیاں

الْمَدِیْنَةِ یَسْتَبْشِرُونَ ۝۶۷ قَالَ إِنَّ هَؤُلَاءِ ضِیْفِیْ فَلَا

مناتے ہوئے آتے ہیں ۵۷ اُس نے کہا یقیناً یہ لوگ میرے یہاں ہیں، پس تم مجھے

تَفْضَحُونَ ۝۶۸ وَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُخْزَوْنَ ۝۶۹ قَالُوا أَوَلَمْ نُنْهَکَ

رسوا نہ کرو۔ اور تم خدا سے ڈرو، اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ وہ بولے کیا ہم نے تمہیں

۵۷

۵۷ من اللیل :-

تفسیر قتانی ص ۲۴ پر ہے کہ بقطع من

اللیل سے مراد ہے آدھی رات گزرنے کے بعد

۵۸ اهل المدینة :-

تفسیر قتانی ص ۲۴ پر ہے کہ مدینہ سے مراد شہر

سڈوم ہے

عَنِ الْعَلَمِينَ ۝ قَالَ هَؤُلَاءِ بَنَاتِي إِنْ كُنْتُمْ فَاعِلِينَ ۝

جہانوں کے لوگوں کے آنے سے منع کر دیا تھا افسوس کہ جواب میں کہا یہ میری قوم کی لڑکیاں (کاح کیلئے موزوں ہیں، اگر تم نکاح)

لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝ فَأَخَذَتْهُمُ

کرنی لے ہو۔ (اے میرے حبیب) تیری بہان کی قسم کہ یقیناً وہ اپنے نشے میں ماندھے ہو رہے تھے۔ پس انھیں سوجھ بکھٹے ہی

الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ۝ فَجَعَلْنَا عَلَيْهِمْ سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا

ایک چیخنے نے آپکرا۔ پھر ہم نے اس (بستی) کو اوپر سے کر دیا۔ اور ہم نے ان

عَلَيْهِمْ جَارَةً مِّنْ سَبِيلِ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً

لوگوں پر گن کر لیے پھر رہے تھے۔ یقیناً اس (واقعہ) میں پہچان والوں کے لئے

لِلْمُتَوَسِّمِينَ ۝ وَإِنهَا لَبَسِيلٌ مُّقِيمٌ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ

نشانیوں میں ہے اور یقیناً وہ (بستی) ایک آباد شہر پر ہے۔ یقیناً اس میں مومنوں کیلئے

لَايَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ ظَالِمِينَ ۝

ضرور ایک نشانی ہے۔ اور بن والے یقیناً ظالم تھے کہ

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمْ لِبِأْمَامٍ مُّبِينٍ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ

پس ہم نے ان سے بدل لیا، اور وہ دونوں (بستیاں) یقیناً کھلی شہر پر ہیں۔ اور مجرمانوں نے بھی

أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ۝ وَآتَيْنَهُمُ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا

یقیناً رسولوں کو جھٹلایا تھا ۵۔ اور ہم نے انھیں نشانیاں دی تھیں، پھر وہ ان سے

مُعْرِضِينَ ۝ وَكَانُوا يَنْجِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا أُمْنِينَ ۝

روگردان رہے۔ اور وہ لوگ یہاں لوگوں کو تراش تراش کر امن والے مکان بنایا کرتے تھے۔

فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِينَ ۝ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ قَتْلَانَا

پس انھیں صبح ہوتے ہی ایک چیخنے نے آپکرا۔ پھر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے، ان کے کچھ کام

يَكْسِبُونَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا

کہ آیا۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے حق کے ساتھ پیدا کیا

بِالْحَقِّ وَإِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَبِيلِ ۝

ہے۔ اور (قیامت کی) گھڑی یقیناً آنے والی ہے۔ پس تم خوفی کے ساتھ درگزر کرتے رہو۔

۱۵ عن العلمين :-

تفسیر صفائی ص ۲ پر امام محمد باقر علیہ السلام کے منقول ہے کہ یہاں ممانعت سے مراد یہ ہے کہ قوم لوط علیہ السلام نے حضرت لوط کو منع کر دیا تھا کہ نہ وہ لوگوں کی مہمانی کریں اور نہ وہ لوگوں کو اپنے گھر میں اتاریں ۛ

۱۶ لعمرک :-

تفسیر صفائی ص ۲ پر بحوالہ تفسیر قبی لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں اے محمد تیری جان کی قسم! اور اللہ تعالیٰ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح خطاب فرمانا انبیاء علیہم السلام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ثابت کرنا ہے ۛ

۱۷ للمتوسمين :-

تفسیر صفائی ص ۲ پر ہے کہ المتوسمین کے لفظی معنی ہیں بڑی فراست رکھنے والے جن کی نظر ایسی ہو کہ کسی شے کی علامت سے اس کی حقیقت کو پہچان لیں۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی

آیت: اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ

کے متعلق فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم متوسم تھے۔ اور میں انکے

بعد متوسم ہوں۔ اور ائمہ جو میری

اولاد میں ہوں گے سب متوسم

ہوں گے۔

تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ متوسمین سے مراد ائمہ ہیں۔ اور جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اتقوا فسادا

المؤمن فانه ينظر بنور الله - یعنی مومن کی فرا

ست سے ڈرتے رہو، کیونکہ وہ نور خدا کے ذریعہ سے دیکھ

لیتا ہے ۛ

۱۸ اصحاب الايكة :-

تفسیر صفائی ص ۲ پر ہے کہ ایک کے معنی ایسا

جنگل ہے جس میں درخت بہت گنجان ہوں۔ اور

اصحاب الايكة سے مراد حضرت شعیب علیہ

السلام کی قوم کے لوگ ہیں، جو ایک جنگل میں رہتے

تھے۔ ان کی طرف حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث

کئے گئے۔ لیکن انھوں نے انھیں جھٹلایا، تو اللہ تعالیٰ

نے ان پر عذاب سائبان کی صورت میں نازل کیا۔

اور وہ ہلاک کر دیئے گئے ۛ

۱۹ اصحاب الحجر :-

تفسیر صفائی ص ۲ پر ہے کہ حجر ایک وادی کا نام ہے جو مدینہ اور شام کے درمیان ہے۔ اور اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے جو اس وادی میں آباد تھی۔ اور انھوں نے

حضرت صالح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی ۛ

۱۵ اصحاب الحجر :-

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلْقُ الْعَلِيمُ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَكَ سَبْعًا مِّنَ

یقیناً تمہارا پروردگار بڑا پیدا کرنے والا بہت علم والا ہے۔ اور یقیناً ہم نے تمہیں سات دہرائی جانے والی (آیتیں)

الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ ۝ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا

(سورہ فاتحہ) ۱۵ اور بڑی عظمت والا قرآن دیا ہے۔ اور ہم نے جو ان (کافروں) میں سے کئی قسم کے لوگوں کو

مَتَّعْنَاهُ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَخَفَضْ

(چند روزہ دنیاوی) نفع اٹھانے کا سامان دے رکھا ہے تو اس کی طرف اپنی آنکھیں نہ پھیلا اور ان (کی بے دینی پر غم نہ کھا

جَنَاحَكَ لِمُؤْمِنِينَ ۝ وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ ۝

اور اپنے بازو مؤمنوں کیلئے جھکائے رکھ۔ اور کہہ دے کہ یقیناً میں ایک فہم کھلا ڈرانے والا ہوں۔

كَمَا أَنزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِينَ ۝ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ

(اور تم پر بھی عذاب نازل ہوگا) جیسا کہ ہم نے تفسیر کرنے والوں پر اتارا۔ جنہوں نے قرآن کو پارہ پارہ (تقسیم

عِصِينَ ۝ فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ عَمَّا كَانُوا

کروا۔ پس تیرے پروردگار کی قسم ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے۔ ان (اعمال) کے متعلق جو کچھ وہ

يَعْمَلُونَ ۝ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَأَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ ۝

کیا کرتے تھے۔ پس جو حکم تجھے دیا جاتا ہے وہ کھول کھول کر سنا دو اور مشرکین سے منہ پھیر لو۔

إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ ۝ الَّذِينَ يَجْعَلُونَ مَعَ اللَّهِ

یقیناً ہم نے تم کو کفایت کر دیں گے۔ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود تشرار دیتے ہیں۔

إِلَهًا آخَرَ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ

پھر عنقریب وہ (تیمہ) جان لیں گے۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ جو کچھ یہ کہتے ہیں اس

صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُن مِّنَ

سے تمہارا دل تنگ ہو جاتا ہے۔ پس تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کرو، اور (خدا کو) سجدہ کرنے

السَّاجِدِينَ ۝ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ ۝

والوں میں سے بنے رہو۔ اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقینی بات (موت) آجائے۔

آيَاتُهَا ۱۳۸ سُوْرَةُ الْمَعْلِكِ مَكِّيَّةٌ ۱۶ رُكُوْعَاتُهَا ۳

تفسیر صفائی ملک ۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیت سے۔ اور اس سورہ کی بسبح اللہ الرحمن الرحیم کو ملا کر سات آیتیں ہیں۔ اور میں نے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خطاب کر کے یہ فرمایا تھا: يَا مُحَمَّدُ وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ پس سورہ فاتحہ کے عطا کرنے سے مجھ پر احسان خاص کیا اور اس کو قرآن عظیم کا مد مقابل قرار دیا۔ تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورہ حمد ہے جس کی سات آیتیں ہیں۔ اور مثنائی اس کا نام اسلئے ہوا کہ یہ نماز کی دونوں رکعتوں میں پڑھی جاتی ہیں۔

تفسیر فی اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مثنائی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو عطا فرمائی وہ ہم ہیں۔ شیخ صدوق علیہ الرحمۃ نے امام علیہ السلام کے اس قول کا یہ مطلب لیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں قرآن مجید کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اور امت کو دونوں یعنی قرآن مجید اور ہمارے ساتھ تسبیح کہنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ خبر بھی دے دی کہ جو من کوثر پر پہنچنے تک ہم دونوں جدا نہ ہوں گے۔

صاحب تفسیر صفائی نے اس میں ایک لطیف حکمت پیدا کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو سب فرمایا۔ غالباً اس اعتبار سے کہ چارہ معصومین کے اسماء مبارک سات ہی ہیں۔ یعنی محمد، علی، فاطمہ، حسن، حسین، جعفر، موسیٰ (علیہم السلام) اہل اسماء مبارک ہی ہیں۔ باقی تین محمد ہیں اور تین علی اور ایک حسن۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثنائی، ثناء سے مشتق ہو جس کے معنی تعریف کے ہیں۔ تو اس صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ ان سات ناموں کے حامل سب مدوح و معروف ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مثنائی تثنیہ سے مشتق ہو، تو اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ قرآن کا ثانی قرار دیا۔ اور ایک یہ کہ سبعا من المثنائی یعنی سات سے دو چند ہو گیا تعداد چارہ معصومین بتلاویٰ ۱۵ فاصدع بما تؤمر۔

تفسیر صفائی ملک ۲۴ پر بحوالہ تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت نے آیہ حمیدہ ولا تجہر بصدائک ولا تخافت بها کو منسوخ کر دیا۔ ائمہ الدین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانچ برس تک خائف اور خضیعہ رہے۔ امیر رسالت کو علی الاعلان ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ صرف جناب امیر المؤمنین اور حضرت خدیجہ الکبریٰ پورا پورا ساتھ دینے والے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اب جو کچھ تمہیں حکم دیا جاتا ہے اس کا پورا پورا اظہار کرو۔ چنانچہ اسی وقت سے ظہار کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

آتِ أَمْرُ اللَّهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

اللہ تعالیٰ کا حکم آج پہنچا ہے پس تم اسکی جلدی نہ کرو جن چیزوں کو یہ (خدا کا) شریک قرار دیتے ہیں ان سے تمہارے پاک اور ہر تر ہے۔

يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ

وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے فرشتوں کو وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے

عِبَادِهِ أَنْ أَنْذِرُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ

تاکہ تم ان کو ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس تم مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ اس (اللہ تعالیٰ)

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ تَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ

نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ جن چیزوں کو یہ (خدا کا) شریک قرار دیتے ہیں ان سے تمہارے ہر تر ہے۔ اس نے

الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُبِينٌ

انسان کو نطفہ سے پیدا کیا پھر وہ یکا یک حق کا حجت بن کر سامنے والا ہو گیا۔ اور اسی نے چاہئے

خَلَقَهَا لَكُمْ فِيهَا دِفْءٌ وَمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ وَلَكُمْ

پیدا کئے۔ اس میں تمہارے لئے جانے کی روشنائی اور فائدے ہیں۔ اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے

فِيهَا جَبَالٌ حِينَ تَرْمِيحُونَ وَحِينَ تَسْرَحُونَ وَتَحْمِلُ

لئے ان میں رونق ہے جب تم انھیں شام کو پھینک لاتے ہو۔ اور جب تم انھیں پھرتے ہو۔ اور وہ تمہارے

أَثْقَالَكُمْ إِلَى بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بَالِغِيهِ إِلَّا بِشِقِّ الْأَنْفُسِ

جو جھول کر اس شہر تک اٹھاتے ہیں جہاں تک تم جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔

إِنَّ رَبَّكُمْ لَعَزِيزٌ رَّحِيمٌ وَالْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْجُمُ

یقیناً تمہارا پروردگار بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور اس نے گھوڑے اور بھیرے اور گدھے (پیدا کئے)۔

لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ وَعَلَى اللَّهِ

تاکہ تم ان پر سوار ہو۔ اور یہ تمہاری سجاوٹ ہوں۔ اور جیسی چیزیں بھی پیدا کرتا ہے گا جنہیں تم نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ

قَصْدُ السَّبِيلِ وَمِنْهَا جَائِرٌ وَلَوْ شَاءَ لَهْدَاكُمْ أَجْمَعِينَ

کے ذریعے سب کو ہدایت دیتا۔ اور ان میں بعض گمراہ بھی ہوتے ہیں۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو منزل مقصود تک پہنچا دیتا۔

منزل

۱۔ اتی امر اللہ: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ ہم پر عذاب نازل کر دیجئے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی امر کے متعلق خیر دے چکا کہ وہ ہونے والا ہے تو گویا وہ ہو ہی گیا۔
۲۔ الملائکۃ بالروح: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ البصائر لکھا ہے کہ جبنا

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ جبریل امین علیہ السلام تو وہ فرشتہ ہے جو انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوتا رہتا ہے۔ اور روح وہ فرشتہ ہے جو ہر وقت انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتا۔ اور یہی سبب ہے کہ انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام ہر بات کو ٹھیک ٹھیک سمجھتے ہیں۔
۳۔ حین تسرحون: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ جب شام کے وقت تم ان کو چراگاہوں سے ان کے تھانوں کی طرف لاتے ہو۔ اور دوسرے کا مطلب یہ ہے کہ صبح کے وقت جب تم ان کے تھانوں سے چراگاہوں کی طرف لے جاتے ہو۔ ان کے لئے زینت انہی دو وقتوں میں ہوتی ہے۔ اور دیکھنے والوں کی نظروں میں ان کا اعتبار بڑھتا ہے۔ اور شام کے وقت کو مقدم ہلے رکھا کہ اس وقت کی رونق و شان زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ دُور سے ان کے نقش بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور دن بھر کے چرنے چلنے سے پیٹ تپتے ہوئے ہوتے۔

۴۔ یخلق ما لا تعلمون: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ عجائبات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق اور ترقی میں پیدا کئے ہیں۔
۵۔ مترجم: جس وقت یہ آیت نازل ہوئی اس زمانہ کے لوگ گھوڑے، اونٹ گدھے اور بھیرے علاوہ کسی اور سواری سے واقف نہ تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ ان لوگوں کو اس زمانہ کی عجیب و غریب سواریوں کا پتہ دیتا۔ مثلاً موٹر کار ریل گاڑیاں، بالیسکل، موٹر سائیکل، اسٹیمر، بحری جہاز، موٹر لارنج وغیرہ وغیرہ، تو ان کے دماغ انھیں سمجھ نہ سکتے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے صرف یہ فرمادیا کہ یخلق ما لا تعلمون کہ وہ ایسی سواریاں پیدا کرے گا جن کو تم اب نہیں جانتے۔ ابھی تک تو صرف ہی سواریاں معلوم ہو سکی ہیں۔ خدا جانے آئندہ زمانہ میں کس کس قسم کی سواریاں بنائی جائیں گی، جنکے سامنے یہ آج کل کی سواریاں، جی میچ ہوں گی۔ چنانچہ چاند، مریخ اور زہرہ ستاروں تک پہنچنے کیلئے راکٹ اور سینک قسم کی سواریاں ایجاد ہو چکی ہیں۔ اور ابھی نہیں معلوم کہ اور کیا کیا ایجاد ہوں گی۔ ان سب سواریوں کا علم اس وقت صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو ایک آیت و یخلق ما لا تعلمون میں مضمر کر دیا۔

۶۔ لیتربوہا وزینۃ: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ عجائبات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق اور ترقی میں پیدا کئے ہیں۔
۷۔ لیتربوہا وزینۃ: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ عجائبات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق اور ترقی میں پیدا کئے ہیں۔

۸۔ لیتربوہا وزینۃ: تفسیر صافی صفحہ ۲۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ عجائبات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تخلیق اور ترقی میں پیدا کئے ہیں۔

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ

وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا اسی میں سے پینے کا پانی ہوتا ہے اور اسی

شَجَرٍ فِيهِ تِسْمُومٌ ۝ يَنْبُتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعُ وَالزَّيْتُونُ

میں سے درخت ہوتے ہیں جن میں تم (موسیٰ) چرتے ہو۔ وہ اس سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون اور کھجور

وَالنَّخِيلُ وَالْأَعْنَابُ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کا درخت، اور انجور اور ہر قسم کے پھل لگاتا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے

لَايَةٌ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۝ ۱۱ وَسَخَّرَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَ

ایک نشانی ہے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کو کام لگا دیا۔ اور سب ستارے اسی کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے

لَايَةٌ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ ۱۲ وَمَا ذَرَأَا لَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُخْتَلِفًا

جو عقل سے کام لیتے ہیں کئی نشانیاں ہیں۔ اور جو چیزیں اس نے تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں، جن کے رنگ

أَلْوَانُهُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ۝ ۱۳ وَهُوَ

مختلف ہیں۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو نصیحت حاصل کرتے ہیں ایک نشانی ہے۔ اور (اللہ تعالیٰ) وہی

الَّذِي سَخَّرَ الْبَحْرَ لِنَا كُلُّوَا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَنَسَخَّرُجُوا

ہے جس نے سمندر کو (تمہارے) بس میں کر دیا تاکہ تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ اور اس سے

مِنْهُ حَلِيَّةٌ تَلْبَسُونَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاحِرَ فِيهِ وَ

زیور (موتی وغیرہ) نکالو جو تم پہنتے ہو۔ اور تم فحشی کو دیکھتے ہو کہ وہ اس (سمندر) میں پانی کو بھاڑنے والی ہے۔ اور

لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ ۱۴ وَالْقَىٰ فِي

تاکہ تم اس کے فضل (دراز) کو اس کے ذریعہ تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور اس نے زمین میں

الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَعَلَّكُمْ

جو پھل پھاڑ ڈال دینے تاکہ وہ تمہیں لے کر جھک نہ جائے۔ اور (اس نے) دریا اور راستے (بھی) بنا دیئے تاکہ

تَهْتَدُوا ۝ ۱۵ وَعَلَّمَتْ ۝ ۱۶ وَالنَّجْمُ هُمْ يَهْتَدُونَ ۝ ۱۷ أَفَمَنْ

تم راہ پاؤ۔ اور بہت سی نشانیاں (بھی) اور ستارے سے بھی لوگ راہ پاتے ہیں لے کیا وہ جو

لہ وباللہ

تفسیر صفائی صحت پر ہے کہ تفسیر مجمع البیان کافی، تفسیر قمی اور تفسیر عیاشی میں حضرات ائمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں اردو میں چھپا کر منظرِ عام پر لائی گئی ہیں جو اس آیت سے مراد ہیں۔ اور وہ التجمل یعنی ستارہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: التجمل سے ستارہ جدی مراد ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسا ستارہ ہے جو ہمیشہ اپنی جگہ پر قائم ہے۔ قبلہ کی شناخت اسی کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اور غنمی و تری کے طے کرنے کے ذریعے منزل مقصود کی راہ پالیتے ہیں۔

مترجم:- جدی ستارہ سے قطب تارہ مراد ہے، جو ظاہری نظروں میں ایک ہی جگہ پر قائم رہتا ہے، حالانکہ وہ بھی حرکت کرتا ہے، لیکن اس کی حرکت اتنی خفیف ہوتی ہے کہ ہماری آنکھوں کو معلوم نہیں ہوتی۔ علمائے ہدایت کا یہ بھی خیال ہے کہ یہ ستارہ ہمارے نظام شمسی کا نہیں بلکہ کسی اور نظام سے تعلق رکھتا ہے۔

واللہ اعلم

يَخْلُقُ مَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿١٦﴾ وَإِنْ تَعْدُوا

پیدا کرتا ہے اُسے مانند ہو سکتا ہے جو پیدا نہیں کر سکتا، پھر کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے ہو۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں

نِعْمَةُ اللَّهِ لَا تَحْصُوهَا إِنَّ اللَّهَ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١٧﴾ وَاللَّهُ

کو گنتے گو تم تم احاطہ نہ کر سکو گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور جو کچھ تم چھپاتے

يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿١٨﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ

ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کوئی

اللَّهُ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿١٩﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ

چیز پیدا نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے جاتے ہیں۔ مردے ہیں، زندہ نہیں

أَحْيَاءُ وَمَا يُشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢٠﴾ إِلَهُكُمْ إِلَهُ وَاحِدٌ

ہیں۔ اور وہ یہ بھی نہیں سمجھتے کہ (دوبارہ زندہ کر کے) کہاں اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود یکمیت معبود ہے۔

فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكَرَةٌ وَهُمْ

پس جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اُن کے دل (حق کا) انکار کرنے والے ہیں۔ اور وہ خود

مُسْتَكْبِرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا

مخبر کرنے والے ہیں۔ بیشک یہ ضروری ہے کہ جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ

يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿٢٢﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ

اُسے جانتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ مخبر کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جب انہیں یہ کہا جاتا ہے کہ تمہارے

مَاذَا أَنْزَلَ رَبُّكُمْ قَالُوا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٢٣﴾ لِيَحْمِلُوا

پروردگار نے یہ کیا نازل کیا ہے وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں۔ (اس کہنے کا نتیجہ ہوگا کہ) وہ قیامت

أَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَمِنْ أَوْزَارِ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ

کے دن اپنے (گناہوں کے) پورے پورے بوجھ اٹھائیں گے۔ اور جن لوگوں کو انھوں نے بغیر جانے بوجھے گمراہ کیا۔ اُنکے بوجھوں

بِغَيْرِ عِلْمٍ إِلَّا سَاءَ مَا يَزِرُونَ ﴿٢٤﴾ قَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ

میں سے بھی کچھ جھٹاٹھائیں گے آگاہ ہو جاؤ کہ کیا ہی برا بوجھ ہوگا جو یہ اٹھائیں گے۔ جو لوگ اُن سے پہلے تھے یقیناً وہ خیال

قَبْلِهِمْ فَأَتَى اللَّهُ بُنْيَانَهُمْ مِنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ

چلے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی (مکاری کی) عمارت کو بنیادوں سے آیا۔ پھر اُن کے اوپر سے لہ

۱۶

۱۶ فخر علیہم السقفت :-
تفسیر قرآنی صفحہ ۲ پر ہے کہ اہل بیت
میں اللہ تعالیٰ نے اس امر کی تفصیل بیان
کی ہے کہ مخالفین کے مکر کی کس طرح سچ گئی
کر دی گئی۔ اور مطلب یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے
ساتھ مکر کرنے کے کئی منصوبے بنائے تھے، اور خداوند
تعالیٰ نے اُن کی ہلاکت انہی منصوبوں میں قرار دے
دی۔ گویا اُن کی کیفیت اُن لوگوں کی طرح ہو گئی جنہوں
نے ایک عمارت بنائی اور اُسے کئی ستونوں سے مضبوط
کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عذاب ستون ہی کی تہ میں بھیجا
کہ وہ متزلزل ہو گئے۔ اور وہی چھت اُن پر پڑی،
اور وہ ہلاک ہو گئے :-

۱۷

السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا

ان پر پھرت گرنی۔ اور اللہ تعالیٰ کا عذاب ان پر اس طرح سے آیا تھا کہ وہ

يَشْعُرُونَ ۚ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يُخْزِيهِمْ وَيَقُولُ آيْنَ

سمجھتے ہی نہ تھے۔ پھر قیامت کے دن (اللہ) انہیں رسوا کرے گا اور کہے گا کہ میرے وہ شریک

شُرَكَاءِی الَّذِينَ كُنْتُمْ تُشَاقُّونَ فِيهِمْ ۖ قَالَ الَّذِينَ أُوتُوا

کہاں ہیں جنکے متعلق تم (مومنین سے) دشمنی کیا کرتے تھے۔ جن کو علم دیا گیا تھا وہ نہیں

الْعِلْمَ إِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَالسُّوءَ عَلَى الْكَافِرِينَ ۚ الَّذِينَ

گئے۔ لہٰذا آج کے دن کی رسوائی اور بُرائی کافروں کے لئے ہے۔ جن کو فرشتے (دنیا سے) اس

تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقُوا السَّلَامَ ۖ مَا

حالت میں اٹھائیں گے کہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہوں گے۔ پھر وہ صلح کے خواستگار ہوں گے۔

كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ ۖ بَلَىٰ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ

(اور یہ کہیں گے) کہ ہم تو کوئی بُرائی نہ کیا کرتے تھے۔ ہاں جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ اُسے خوب

تَعْمَلُونَ ۚ فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ

جلانے والا ہے۔ پس تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ۔ اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس تکبر کرنے والوں

مَتَوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۚ وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا مَاذَا أَنْزَلَ

کا ٹھکانا بہت ہی بُرا ہے۔ اور جو لوگ بد پرہیزگار ہیں ان سے کہا جاتا ہے کہ تمہارے پروردگار نے کیا نازل

رَبِّكُمْ ۖ قَالُوا خَيْرٌ ۚ الَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً

کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں خیر (نازل کی ہے) وہ لوگ جو نیکی کرتے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے

وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ۚ جَنَّاتُ عَدْنٍ

اور آخرت کا گھر یقیناً بہتر ہے۔ اور پرہیزگاروں کا گھر کیا ہی عمدہ ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ

يَدْخُلُونَهَا يُجْرَى مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ

جن میں وہ داخل ہوں گے، ان کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ جو کچھ وہ چاہیں گے ان کیلئے اس میں موجود ہوگا۔

كَذَٰلِكَ يُجْزَى اللَّهُ الْمُتَّقِينَ ۚ الَّذِينَ تَتَوَفَّيهِمُ الْمَلَائِكَةُ

اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو ایسا ہی بدلہ دے گا۔ جن کو فرشتے (دنیا سے) اس حالت میں اٹھائیں گے کہ وہ

۱۱ اور تووا العلم :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ اور تووا العلم سے مراد انبیاء اور علماء ہیں، جو انہیں توحید کی طرف بلاتے اور وہ انہیں تکلیف دیتے اور تکبر کرتے اور تفسیر صفائی میں ہے کہ ان سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔ جو اپنے دشمنوں سے یہ فرمائی گئے کہ اب تمہارے وہ شریک کہاں ہیں اور جن کی تم دنیا میں اطاعت کیا کرتے تھے وہ کدھر گئے؟

۱۲ المتقین :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ امالی جناب حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے دُشمن کو لادم سمجھو۔ کیونکہ تمام حیوان و نباتی اسی میں جمع ہے۔ اس کے علاوہ کسی دوسری چیز میں غیر خوبی نہیں ہے۔ اور دنیا و آخرت کی جو خیر و خوبی ہو خدا کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے وہ کسی اور ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَقِيلَ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا۔ پھر حضرت نے اسی آیت تک تلاوت فرمائی :-

طَيِّبِينَ يَقُولُونَ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ

یاک و صاف ہو گئے۔ یہ فرشتے ان سے یہ کہتے ہو گئے سلام علیکم (تم پر سلامتی ہو) جو مجھ کو مل گیا کرتے تھے اس کے بدل میں تم جنت

تَعْمَلُونَ ﴿۳۲﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ

میں داخل ہو جاؤ۔ کیا وہ (اس بات کا) انتظار کرتے ہیں کہ ان کے پاس فرشتے (عذاب لے کر) آجائیں، یا تیرے پروردگار کا

أَمْرٌ رَبِّكَ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ

حکم (عذاب) آجائے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی کیا تھا جو ان سے پہلے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿۳۳﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا

لیکن وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کرتے تھے۔ پس انہوں نے جو عمل کئے تھے انہیں ان کی سزا میں ملیں،

وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۴﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا

اور جس (عذاب) کی وہ ہنسی اڑا یا کرتے تھے وہ اُسی نے ان کو گھیر لیا۔ اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے شرک کیا

لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عِبَدْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ نَحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا

اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اُس کے سوا کسی چیز کی عبادت نہ کرتے، نہ ہم اور نہ ہمارے باپ دادا،

وَلَا حَرَمْنَا مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِنْ

اور نہ اس کے (علم کے) بغیر ہم کسی چیز کو حرام قرار دیتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی کیا تھا۔ جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَعَلُوا عَلَى الرَّسْلِ إِلَّا الْبَلْغُ الْبَيِّنُ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ بَعَثْنَا

پہلے تھے۔ پس کیا رسولوں کے ذمہ رسول نے (خدا کے حکام) کھول کھول کر پہنچا دیئے کہ کچھ اور بھی ہے۔ اور یقیناً ہم نے

فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ

ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو۔ اور شیطان سے بچتے رہو۔

فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ

پس ان میں سے کسی کی تو اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی، اور ان میں سے کسی پر گمراہی ثابت ہو گئی۔

فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

پس تم زمین میں چلو پھرو۔ پھر تم دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام

الْمُكَذِّبِينَ ﴿۳۶﴾ إِنَّ تَحْرُصَ عَلَى هُدَاهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

کیسا ہوا۔ اگر تم ان کے ہدایت پانے کی حرص کرو، تو یقیناً اللہ تعالیٰ جس پر غمراہی کا حکم لگا دیتا ہے

الطَّيِّبِينَ :-

تفسیر صفائی صحت پر جو اللہ تعالیٰ کی کھیا ہے کہ طیبین سے مراد وہ مومنین ہیں جن کی ولادت ہر حیثیت سے پاک و پاکیزہ ہوئی ہے :-

حَاقَ :-

تفسیر صفائی صحت پر ہے کہ اس کے لفظی معنی احاطہ ہیں یعنی گھیر لیا۔ لیکن اس لفظ کا استعمال ہمیشہ اُس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی بدی کے وبال میں گھیر جاتا ہے :-

الْأَرْضِ :-

تفسیر صفائی صحت پر ہے کہ یہاں الارض ہی وہ جگہ مراد ہے جہاں تکذیب کرنے والے رہتے تھے۔ اور تفسیر قمری میں ہے کہ اس سے مراد وہ قومیں جو پہلے ہلاک ہوئی ہیں ان کے حالات ہیں :-

مَنْ يُضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ﴿۳۷﴾ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

اُسکی رہنمائی نہیں کرتا۔ اور ان کا کوئی مدد کرنے والا نہ ہوگا۔ اور انھوں نے پوری کوشش سے اللہ تعالیٰ کی قسمیں

أَيْمَانِهِمْ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ يَمُوتُ بَلَى وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا

کھائیں لہ کہ جو مر جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ (زندہ کر کے) نہیں اٹھائے گا۔ ہاں (ضرور اٹھائے گا) اُسکے بارے میں (اللہ تعالیٰ)

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۸﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي

کا (وعدہ پتہ چاہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے ہیں۔ (زندہ کر کے اسی اٹھایا جائے گا) تاکہ جس بارے میں وہ اختلاف کیا کرتے

يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا

تھے وہ اُنکے لئے کھول کر بیان کر دے اور تاکہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے جان لیں کہ یقیناً وہ جھوٹے

كَذِبِينَ ﴿۳۹﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَكُنْ

تھے۔ ہمارا قول سوائے اُسکے نہیں کہ جب ہم کسی شے کا ارادہ کرتے ہیں کہ اُسے کہیں کہ ہو جا، تو وہ

فَيَكُونُ ﴿۴۰﴾ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظَلَمُوا

ہو جاتی ہے۔ اور وہ لوگ جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت کی بعد اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔

لَنُبَوِّنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَا جُرْأِخِرَةَ أَكْبَرُ مَلَوْ

ہم ضرور انھیں دنیا میں اچھی جگہ دیں گے۔ اور آخرت کا بدلہ ضرور بہت بڑا ہے۔ کاش

كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۴۱﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۴۲﴾

کہ وہ جانتے ہوتے۔ (یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے صبر کیا اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رَجُلًا نُوحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا

اور ہم تم سے پہلے رسول ہی کو رسول بنا کر بھیجا کرتے تھے اُنھی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اگر تم نہیں جانتے

أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿۴۳﴾ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ

ہو تو اہل الذکر (آل محمد) سے سوچو تو سہ (ہم نے ان کو روشن دلیلوں اور کتابوں کے ساتھ (بھیجا تھا)۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ ۚ وَ

اور ہم نے تمھاری طرف یہ قرآن نازل کیا تاکہ تو لوگوں کیلئے اس چیز کو جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے، کھول کر

لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ

بیان کر دے اور تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ کیا وہ لوگ جنھوں نے بڑی بڑی چالیں چلیں وہ اس بات سے

تفسیر صفائی ط ۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عباسی امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے

ابوبصیر سے پوچھا کہ لوگ اس آیت کا کیا مطلب لیتے

ہیں۔ انھوں نے عرض کی کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کا

یہ خیال تھا کہ وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے قسمیں کھا کھا کر یہ کہا کرتے تھے کہ جو مر چکے ہیں اللہ

انھیں زندہ نہیں کرے گا۔ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

فرمایا کہ جو اس کے قائل ہوئے وہ ہلاک ہوئے۔ ورنہ ان

سے یہ تو دریافت کرو کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی قسم کھایا کرتے

تھے یا لات اور عزیٰ کی ؟ ابوبصیر کہتے ہیں میں نے

عرض کی میں آپ پر قربان جاؤں ! مجھ سے تو اس کا

مطلب بیان فرمادیجئے۔ فرمایا اے ابوبصیر جس وقت

قائم آل محمد ظہور فرمائیں گے خدا تعالیٰ ہمارے شیعوں

کے ایک گروہ کو مبعوث فرمائے گا۔ اور وہ اس طرح

اکران حضرت سے بیعت کریں گے کہ ان کی تلواریں

ان کے کندھوں پر ہوں گی۔ یہ خبر ہمارے

شیعوں کے ایک گروہ کو جو اس وقت زندہ

ہوں گے پہنچے گی۔ اور وہ یہ ذکر کرنے لگیں

گے کہ دیکھئے فلاں اور فلاں اور فلاں زندہ

ہو گئے۔ اور جناب قائم آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

کی خدمت میں ہیں۔ تب یہ خبر ہمارے شیعوں کے

ایک گروہ کو پہنچے گی تو وہ یہ کہیں گے کہ لے گروہ

شیعہ ! تم سے زیادہ جھوٹا کون ہو سکتا ہے۔ یہ

تو تمھاری حکومت کا زمانہ ہے پھر بھی تم جھوٹ بولتے

ہو۔ خدا کی قسم نہ وہ لوگ زندہ ہوئے اور نہ قیامت تک

زندہ ہوں گے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے یہاں انہی کا قول حکایت کے طور پر نقل فرمایا ہے

اور انہی کی قسم کی حالت کو بیان کیا ہے ؟

۱۵ اهل الذکر :-

تفسیر صفائی ط ۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عباسی امام

اور تفسیر قمی آئمہ معصومین علیہم السلام سے بہت سی

حدیثیں وارد ہیں کہ الذکر سے مراد رسول اللہ صلی

ہیں۔ اور اہل الذکر سے آل رسول مراد ہیں۔ اور

امت اس بات پر مامور کی گئی ہے کہ جو کچھ

وہ نہ جانتے ہوں آل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

دریافت کر لیں۔

اور عیون اخبار الرضا میں امام رضا

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا

ہے : قد انزل اللہ الیک ذکر اسوٰۃ

یتلوا علیک آیات اللہ۔ (تحقیق اللہ تعالیٰ)

نے تمھاری طرف ذکر یعنی رسول کو اتنا جو تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، پس ذکر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ہم ان کے اہل ہیں ؟ ۱۲ ؟ ۱۲ ؟ ۱۲ ؟

نے تمھاری طرف ذکر یعنی رسول کو اتنا جو تم کو خدا کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے، پس ذکر تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ہم ان کے اہل ہیں ؟ ۱۲ ؟ ۱۲ ؟ ۱۲ ؟

أَنْ يَخْشِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ

اس میں ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ انھیں زمین میں دھنسا دے یا انھیں ایسی جگہ سے عذاب آتی ہے کہ وہ نہ

حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ فِي تَقْلِبِهِمْ فَمَا هُمْ

سببیں ۔ یا وہ انھیں چلتے پھرتے پکڑ لے ۔ پھر وہ (خدا کو)

بِمُعْجِزَاتِهِ ۝ أَوْ يَأْخُذَهُمْ عَلَى تَخَوُّفٍ فَإِنَّ رَبَّكُمْ

عاجز کر دیوے نہیں ۔ یا وہ انھیں ڈر کی حالت میں پکڑ لے ۔ پھر یقیناً تیرا پروردگار بڑا مہربان

لَرَّءُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ

بہت رحم کرنے والا ہے ۔ کیا انھوں نے ان چیزوں پر غور نہیں کیا جنہیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے ،

يَتَفَقَّهُوا ظِلَّةٌ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِلَّهِ وَهُمْ

کہ اُنکے سامنے دائیں اور بائیں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے رہتے ہیں ۔ اور وہ عاجزی

دَاخِرُونَ ۝ وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

کرنے والے ہیں ۔ اور جو کوئی چلنے والے آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں ، اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ

مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةِ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ يَخَافُونَ

کرتے ہیں ۔ اور سب فرشتے (بھی) ۔ اور وہ تکبر نہیں کرتے ۔ وہ اپنے پروردگار سے

رَبَّهُمْ مِّنْ قُوَّتِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ وَقَالَ اللَّهُ

جو ان سے بڑے قوت سے ہیں ۔ اور فرماتے ہیں جس کا انھیں حکم دیا جاتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا کہ

لَا تَتَّخِذُوا لِلْهَيْنِ اثْنَيْنِ إِنَّمَا هُوَ إِلَهُ وَاحِدٌ فَإِيَّايَ

دو معبود اختیار نہ کرو ۔ سونے کے نہیں کہ وہ ایکتا معبود ہے ۔ پس تم مجھ سے ہی

فَارْهَبُون ۝ وَلَهُ مَا فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَلَهُ الدِّينُ

ڈرتے رہو ۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ، اور خالص اسی کی عبادت

وَإِصْبَا ۚ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَتَّقُونَ ۝ وَمَا يَكُومُنُّ نِعْمَةٍ فَمِنَ

لازم ہے ۔ (تو) کیا تم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے ڈرو گے ۔ اور نعمت میں سے جو کچھ تمھارے پاس ہے ، تو وہ

اللَّهُ ثُمَّ إِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَإِلَيْهِ تَجْرُونَ ۝ ثُمَّ إِذَا

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے ۔ پھر جب تمھیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو تم اسی کی طرف فریاد لے جاتے ہو ۔ پھر جب تم سے وہ

لہ ان یخسف اللہ :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ کافی امام زمین
العابدین علیہ السلام کی ایک حدیث نصیحتوں اور
زہد کے باب میں ہے ۔ ازاں جملہ یہ بھی ہے کہ تم
ان غفلتوں میں سے نہ ہونا جو دنیا کی زینت کی طرف
مائل ہوتے تھے ۔ اور بری بری چالیں چلتے تھے کہ
اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے حکم جتنے میں فرماتا ہے : اَفَاَنَّا
الذین مکہ والسیات ان یخسف اللہ بہم
الارض ... الخ ۔ پس خدا تعالیٰ نے ظالموں کو جو
بدلہ دیا اُس کا ذکر اپنی کتاب میں کر کے جو تم کو ڈرایا
ہے اُس سے ڈرو ، اور اُس سے مطمئن نہ ہو جاؤ ۔
کہ ظالموں سے جو وعید کی گئی تھی ۔ اس کا کوئی حقد
تم پر نازل نہ ہوگا ۔ واللہ تعالیٰ نے دوسروں کا
حال بیان کر کے تم کو نصیحت فرمائی ہے ۔ اور سعید
وہی ہے جو دوسروں کے حالات سے خود نصیحت
قبول کرے :-
لہ ظللہ :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ
تفسیر قرآنی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ
خدا کی مخلوق ہے اور ہر سے تو ہر
ہو جانا ، حکم خدا کی اطاعت یا سجدہ
ہے ۔ اور آیت کے آخر میں ظلال کیلئے ضمیر ہم
لانا اور "داخرون" یعنی وافر اور نون کے ساتھ
صیغہ جمع لانا ظاہر کرتا ہے کہ "ظلال" میں وصف
عقل ثابت کیا گیا ہے ۔ اور یہ سب مطیع خدا ہیں :-

كَشَفَ الضَّرْعَنُكُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ﴿۵۳﴾

تکلیف کو ہٹا دیتا ہے، تو اسی وقت تم میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک قرار دینے لگتا ہے۔

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمْتَعُوا قَسُوفَ تَعْلَمُونَ ﴿۵۴﴾

تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اُسکی ناشکری کریں۔ پس (چند روزہ دنیاوی) فائدہ اٹھاؤ، پھر عنقریب تمہاراں لوگے اور

يَجْعَلُونَ لِمَا لَا يَعْلَمُونَ نَصِيبًا مِّمَّا رَزَقْنَاهُمْ تَاللَّهِ

جو رزق ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے بیان (میسوزوں) کا حصہ بھی قرار دے دیتے ہیں۔ جن کی حقیقت کو یہ نہیں جانتے۔

لَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُونَ ﴿۵۵﴾ وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ

خدا کی قسم جو کچھ افتراء کرتے ہو اس کے بارے میں منور تم سے پوچھا جائیگا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کیلئے لڑکیاں قرار دیتے ہیں۔

سُبْحَنَهُ وَلَهُمْ مَا يَشْتَرُونَ ﴿۵۶﴾ وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ

وہ تو اس سے ایک ہے اور اپنے لئے جو کچھ وہ چاہتے ہیں (یعنی بیٹے قرار دیتے ہیں) اور جیسا کہ میں سے کسی ایک کوڑی لپیٹا

ظَلَّ وَجْهُهُ مُسَوِّدًا وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۵۷﴾ يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ

ہونے کی خوشخبری دی گئی اُسکا چہرہ سیاہ ہو گیا اور وہ گم سے بھرا ہوتا ہے۔ جس بات کی اُسے خوشخبری دی گئی تھی اُسکی

مِنْ سُوءٍ مَا بُشِّرَبِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ

برائی کی وجہ سے وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے۔ (وہ سوچتا ہے کہ) کیا ذلت کے باوجود وہ اُسے رہنے دے، یا اُسے

فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۵۸﴾ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

مٹی میں گاڑ دے۔ سن لو وہ کیسا برا فیصلہ کرتے ہیں۔ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ

ان کی حالت جبری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے اعلیٰ شان ہے۔ اور وہ بڑا زبردست

الْحَكِيمُ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ يَوَازِئُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَا تَرَكَ عَلَيْهَا

بہت حکمت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ظلم کی وجہ سے پکڑتا تو اس (زمین) پر کسی چلنے

مِنْ دَآبَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ

والے کو نہ چھوڑتا، لیکن وہ انہیں ایک مقررہ مدت تک کیلئے مہلت دیتا رہتا ہے۔ پھر جب ان کا وقت

أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿۶۰﴾ وَيَجْعَلُونَ

معتین آجھلنے کا (تو) وہ نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ

۱۵ نصیباً :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ عرب کے لوگ بتوں کیلئے اپنی بھیتی، اپنے اونٹوں کے گلہ اور اپنی بھیڑ بکریوں کے دیوڑ میں سے ایک ایک حصہ مقرر کر دیا کرتے تھے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے رد فرمایا ہے :-

۱۶ للہ البنات :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ یہ قریش کا قول ہے جو کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں :-

۱۷ مثل السوء :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ یہ ان کی بری حالت کا بیان ہے۔ اور وہ یوں ہے کہ انہیں ضرورت تھی اولاد کی۔ اور چاہتے تھے کہ بیٹے ہی ہوں۔ لڑکیوں سے نفرت تھی۔ بلکہ شرم کے ماسے یا افلاس کے خون سے انہیں زندہ دفن کر دیتے تھے :-

۱۸ المثل الاعلیٰ :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان بلند و بالا ہے۔ اور وہ اعلیٰ صفات کا مالک ہے مثلاً زوجہ اور اولاد کی ضرورت سے مستغنی ہونا اور اپنی مخلوق کی جملہ صفات سے مبرا اور منزہ ہونا :-



لَهُمْ مَا يَكْرَهُونَ وَتَصِفُ أَلْسِنَتُهُمُ الْكُذِبَ أَنَّ لَهُمُ

کیلئے وہ چیز قرار دیتے ہیں جسے وہ (اپنے لئے) ناپسند کرتے ہیں۔ اور ان کی زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں۔

الْحُسْنَىٰ لِأَجْرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَأَنَّهُمْ مُّفْرَطُونَ ﴿٦٠﴾

کہ ابھی چیزیں اُنہی کیلئے ہیں۔ یقیناً ان کیلئے (جہنم کی) آگ ہے اور کہ وہ (اسکی طرف) جلدی آگے بڑھائے جائیں گے

تَاللّٰهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَرِيحَ لَّهُمُ الشَّيْطٰنُ

خدا کی قسم! یقیناً ہم امتوں کی طرف تم سے پہلے رسول بھیجتے رہے، پھر شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے

أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾ وَمَا

نزیت دی۔ پس اُس دن وہی ان کا سرپرست ہوگا۔ اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ اور ہم نے

أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ إِلَّا لِلتَّبَيِّنِ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوا فِيهِ

یہ کتاب تم پر نازل نہیں کی مگر اسلئے کہ جن باتوں میں انہوں نے اختلاف کیا تو انہیں ان کیلئے کھول کر بیان کر دے۔

وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٦٢﴾ وَاللّٰهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

اور ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں ہدایت اور رحمت ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا

مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً

پھر اس سے اس نے زمین کو اُسکی موت کے بعد زندہ کر دیا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو سنتے

لِقَوْمٍ يَّسْمَعُونَ ﴿٦٣﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُمُ

ہیں ایک نشانی ہے۔ اور یقیناً تمہارے لئے جو پایوں میں ایک عبرت ہے۔ ہم تمہیں گوبر سے

فَمَّا فِي بُطُونِهِ مِن بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا

اور خون کے درمیان سے جو ان کے پیٹوں میں ہے۔ اسلئے غائب دودھ پلاتے ہیں (جو) پینے والوں کیلئے خوشگوار

لِّلشَّارِبِينَ ﴿٦٤﴾ وَمِنْ ثَمَرَاتِ النَّخِيلِ وَالْأَعْنَابِ تَتَّخِذُونَ

ہوتا ہے۔ اور تمہیں اور ان گھوڑوں کے پیٹوں سے تم نشہ کی چیزیں بنتا لیتے ہو۔

مِنْهُ سَكْرًا وَرِزْقًا حَسَنًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ

اور اچھٹ لذت بھی۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو عقل سے کام لیتے ہیں

يَعْقِلُونَ ﴿٦٥﴾ وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى النَّحْلِ أَنِ اتَّخِذِي مِنَ

ایک نشانی ہے۔ اور تیرے پروردگار نے شہد کی مکھی کی طرف وحی کی، کہ تو پہاڑوں میں گھر

لہ فاحیابہ الارض :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمین خشک ہو جانے کے بعد اُسے پھر نئی پہنچی۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی نباتات پیدا کر دیں۔

۶۰ فریث :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ فریث کے معنی وہ گوبر ہے جو اوجھ یا پیٹ میں

ہو۔

۶۱ فی بطونہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ چونکہ لفظ "انعام" اسم جمع ہے اسلئے یہاں اس کیلئے ضمیر واحد مذکر غائب باعتبار لفظ کے آئی ہے۔ اور سورۃ المؤمنون میں ضمیر واحد مؤنث غائب اسی لفظ کیلئے باعتبار معنی کے استعمال کی گئی ہے۔

لمترجم :- صاحب تفسیر صفائی

نے سورۃ المؤمنون کی جس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے :- وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُمُ

بطونہا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ آیت دونوں مقام پر ایک ہی طرح کی ہے لیکن یہاں انعام کیلئے ضمیر مذکر لائی گئی ہے اور کہا ہے فی بطونہ۔ لیکن دوسرے مقام سورۃ المؤمنون میں ضمیر مؤنث ہے جیسا کہ کہا ہے فی بطونہا اس کا جواب دیا ہے اور شہد کو رقع کیا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی سو برس کی عمر کا ہو جائے، تو وہ اِذْ ذُلَّ الْعَمْرُ میں شمار ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اِذْ ذُلَّ الْعَمْرُ کو پہنچا ہوا وہ شخص ہوتا ہے جس کی عقل سات برس کے بچے کے برابر ہو جائے۔

۱۶ عَمْرُ فَيَدَّ سَوَاءً:

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ ایک معنی تو اُس کے یہ ہیں کہ آقا ہو، یا غلام، رزق تو سب کو خدا ہی دیتا ہے تو بحیثیت مرزوق ہونے کے دونوں برابر ہوتے۔ لہذا آقا صاحبان یحیال نہ کیا کریں کہ ہم غلاموں کو اپنے پاس سے رزق دیا کرتے ہیں۔ بلکہ یہ اللہ تعالیٰ ہے جو رزق حقیقی ہے۔ اور وہ رزق کو اُن کے ہاتھوں سے ہی دوا دیتا ہے۔

اور ایک معنی اُس کے یہ ہیں کہ قافوں کو جو رزق ملا ہے وہ جس قدر ضرورت سے زیادہ ہے۔ یہ نہیں کہتے کہ غلاموں کو تقسیم کر کے خوراک اور پوشاک میں اپنے برابر کر لیں۔

اور ایک قول کے مطابق یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عطائے رزق میں تمہارے درجے مختلف رکھے ہیں پس تم کو بھی رزق میں وہی چیزیں ملتی ہیں جو تمہارے لونڈی غلاموں کو۔ اور وہ بھی تم ہی جیسے آدمی ہیں۔ تاہم جو نعمتیں تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہیں، اور اُن میں تم اُن کو اپنا مساوی نہیں کرتے۔ اور یہ کسی طرح تمہارا جی نہیں چاہتا کہ کسی طرح اُن کو اپنا شریک بنا لو۔ پھر تمہاری عقل نے یہ کیوں کرا جازت دی کہ مخلوق کو انوریت میں خالق کا شریک کر دیا، اور جیسے کہ تم کو عبادت اور قربت کے لئے خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہئے تھا، ویسا اُس کے بندوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

تفسیر قمری میں ہے کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں اپنے بال بچوں کو چھوڑ کر اپنے لئے کوئی چیز مخصوص قرار دے۔

الجوامع میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ہم نے خود جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تمہارے لونڈی، غلام، تمہارے بھائی بہنیں ہیں۔ پس جو کچھ تم خود کھاؤ وہی اُن کو کھلاؤ، اور جو کچھ تم خود پہنو، ویسا ہی انکو پہناؤ۔ پس اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی غلام ایسا نہیں دیکھا گیا کہ اس کا لباس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کی مانند نہ ہو۔ ۱۲ ÷ ۱۲ ÷ ۱۲

الْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنْ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿٦٨﴾ ثُمَّ كُلِّي مِنْ

بنائے۔ اور درختوں میں اور اُن اونچے اونچے چھتوں میں بھی جو لوگ بناتے ہیں، پھر تو ہر ایک جگہ میں

كُلِّ الشَّجَرِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلًّا يَخْرِجُ مِنْ

سے کھا، پھر اپنے ہر درگاہ کے راستوں پر فرمانبردار بن کر چلی جا۔ اُس کے پیٹوں سے ایک

بُطُونَهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ إِنَّ

مشراب بن کر نکلتا ہے، جس کے رنگ مختلف ہوتے ہیں، اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے۔ یقیناً

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٦٩﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ ثُمَّ

اس میں ان لوگوں کیلئے جو غور و فکر کرتے ہیں ضرور ایک نشانی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہی تمہیں پیدا کیا۔ پھر

يَتَوَفَّكُم مِّنْكُمْ مَّنْ يُرَدُّ إِلَى أَرْدَلِ الْعمرِ لِكُلِّ لَآيَةٍ

وہ تمہیں (دنیائے) اٹھا لے گا۔ اور تم میں سے بعض ایسا ہے جو تمہی عمر تک پہنچ جاتا ہے لہ تاکہ وہ جانے کے

بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَاللَّهُ فَضَّلَ

بعد کسی چیز کو نہ جانے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ فَمَا الَّذِينَ فُضِّلُوا بِرَادِي

بعض کو بعض پر تفصیلت دی ہوئی ہے۔ پس جن کو تفصیلت دی گئی ہے وہ اپنا رزق اُن کی طرف لوٹانے

رِزْقِهِمْ عَلَى مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فِيهِ سَوَاءٌ أَفَبِنِعْمَةِ

والے نہیں ہیں جو انکے دلائل ہاتھ کے مالک ہیں (کہ) پھر وہ اُس میں برابر ہو جائیں لہ پھر کیا وہ اللہ تعالیٰ

اللَّهُ يَجْعَلُ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا

کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہاری مجلس سے ہی تمہارے لئے بیویاں بنائیں۔

وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَزْوَاجِكُم بَنِينَ وَحَفَدًا وَرَزَقَكُم مِّنَ

اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لئے بیٹے اور اولاد بنادینے، اور تمہیں پاک چیزوں سے

الطَّيِّبَاتِ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَتِ اللَّهِ هُمْ

رزق دیا۔ پھر کیا وہ باطل کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمت سے وہ کفر

يَكْفُرُونَ ﴿٧١﴾ وَيَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ

کرتے ہیں۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں

رِزْقًا مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ شَيْئًا وَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿۳۴﴾

سے انہیں کچھ بھی رزق دینے کے مالک نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ استطاعت رکھتے ہیں۔

فَلَا تَضْرِبُوا لِلَّهِ الْأَمْثَالَ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا

پس تم اللہ تعالیٰ کیلئے مثالیں نہ گھڑو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ (سب کچھ) جانتا ہے، اور تم (کچھ) نہیں

تَعْلَمُونَ ﴿۳۵﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَا يَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ

جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک غلام کی مثال دی ہے جو دوسرے کی ملک ہو (اور کسی چیز کا اختیار نہ رکھتا ہو،

وَمَنْ رَزَقْنَاهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَ

اور اسکی (مثال دی ہے) جس کو ہم نے اپنے پاس سے اچھا رزق دیا ہو پھر وہ اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر طور

جَهْرًا هَلْ يَسْتَوِ الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾

پر درجہ فدا میں، خرچ کرتا ہو کیا یہ برابر ہیں! (مگر وہ نہیں) ہر قسم کی مثالیں کیلئے ہے لیکن ان میں سے اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ

اور اللہ تعالیٰ نے دو آدمیوں کی مثال دی ہے (کہ) ان دو میں سے ایک تو بیدارشہ گوشتا ہو، جو کسی چیز پر قدرت نہ رکھتا

عَلَى شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّههُ لَا يَأْتِ

ہو، اور وہ اپنے سرپرست پر بوجھ ہو۔ وہ اس کو جس طرف بھی بھیجے کبھی بھلائی نہ

بَخِيرٌ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ

لانے۔ کیا وہ اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے، جو عدل کا حکم دیتا ہے اور وہ خود بھی سیدھے

صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۳۷﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

راستے پر قائم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے آسمان اور زمین کا غیب۔ اور قیامت (کے

أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلِمَةٍ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

قائم ہونے کا معاملہ آنکھ جھپکنے کی مانند ہوگا، یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۸﴾ وَاللَّهُ أَخْرَجَكُمْ مِنْ بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ

ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے (ایسی حالت میں)

لَا تَعْلَمُونَ شَيْئًا وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ

نکالا کہ تم کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔ اور اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں

یا مریا العدل :-

تفسیر صافی ص ۲۷ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے
کہ "یا مریا العدل" یعنی وہ جو عدل کا حکم دیتے ہیں
جناب امیر المؤمنین اور آئمہ معصومین علیہم
السلام ہیں :-



وَالْأَفْدَةُ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۸﴾ أَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ

اور دل بنا دیئے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔ کیا انھوں نے پرندوں کی طرف نہیں دیکھا

مُسَخَّرَاتٍ فِي جَوِّ السَّمَاءِ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ إِنَّ فِي

جو آسمان کی خلا میں مسخر ہیں۔ اُن کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی روکے ہوئے نہیں ہے۔ یقیناً اس میں

ذَلِكَ لَايَتِ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۴۹﴾ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ

ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں نشانیاں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمھارے لئے تمھارے گھروں

بُيُوتَكُمْ سَكَنًا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنْ جُلُودِ الْأَنْعَامِ بُيُوتًا

میں بسنے کی جگہ قرار دی۔ اور تمھارے لئے چار پائیوں کی کھالوں سے گھر (جیسے) بنا دیئے۔

تَسْتَخِفُّونَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ إِقَامَتِكُمْ ۖ وَمِنْ

جنھیں تم کوچ کے دن، اور قیام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو۔ اور اُن (بھینسوں)

أَصْوَابُهَا وَأَوْبَارُهَا وَأَشْعَارُهَا أَثَانًا وَمَتَاعًا إِلَى حِينٍ ﴿۵۰﴾

کی صوف (اُون)، اور اُن (اُونوں) کی اُون اور اُن (بکریوں، بکریوں) کے بالوں سے ایک قوت معین تک کیلئے اثاثہ اور فائدہ

وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ مِمَّا خَلَقَ ظِلًّا وَجَعَلَ لَكُمْ مِنَ الْجِبَالِ

اُٹھان کا سامان بنا دیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں سے تمھارے لئے سائے قرار دیئے۔ اور اس نے تمھارے

أَكْنَانًا وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيَكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيَكُمُ

لئے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں مقرر کر دیں۔ اور تمھارے لئے لباس بنا دیئے جو تمھیں گرمی سے بچلاتے ہیں اور (پہنے کے)

بِأَسْكُمُ كَذَلِكَ يَتِمُّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَسْلِمُونَ ﴿۵۱﴾

کرتے بنائے جو تمھیں ہتھیائیں گی کہ اس سے بچاتے ہیں اسی طرح وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے تاکہ تم (اسکے) فرمانبردار بنو۔

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿۵۲﴾ يَعْرِفُونَ

پھر اگر وہ روگردانی کریں تو سوا اسکے نہیں کہ تمھارے ذمہ کھول کر پہنچا دینا ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ

نِعْمَتِ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۵۳﴾

کی نعمت کو پہچانتے ہیں، پھر اسکا انکار کرتے ہیں لہٰذا اور اُن میں سے اکثر کافر ہیں۔

وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ

اور جس دن ہم ہر امت میں سے ایک گواہ اُٹھائیں گے، پھر جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

لہٰذا تمہیں یاد رکھو۔

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۸۹ نمبر ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر قرآنی
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی
قسم اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ کی نعمت کا ذکر ہوا
ہے، وہ نعمت ہم ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں
کو عطا فرمائی۔ پس مراد کو وہی پہنچے گا جو ہمارے ذریعہ
سے مراد چاہے گا۔

اور کافی میں انہی حضرت سے روایت اپنے
آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ جب آیہ کریمہ اَنَّمَا
وَلِيكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ
يَقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ
(رپ۔ ماشدہ) نازل ہوئی تو کچھ لوگ مسجد مدینہ میں
جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے یہ کہنے لگے کہ اس
آیت کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ اس پر ان میں سے
ایک بولا کہ اگر ہم اس آیت کا انکار کرتے ہیں۔ پھر
تو سارے ہی قرآن کے ہم منکر ٹھہرتے ہیں۔ اور اگر
ایمان لاتے ہیں تو یہ ذلت ہے کہ اس حالت میں
الوطاب کا بیٹا ہم پر مسلط ہوگا۔ اس پر اوروں نے
کہا کہ یہ تو ہم یقیناً جانتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم) اپنے قول میں سچا ہے لیکن نہ کبھی ہم اس
کے دوست دار بنیں گے اور نہ کبھی اس کی اطاعت
کریں گے۔ خواہ وہ اس بارے میں ہم کو کچھ ہی حکم دیا
کرے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ یہ آیت اسی واقعہ پر نازل ہوئی ہے ۛ



لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۳﴾ وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ

آنکھیں کوئی اجازت نہ دی جائیگی اور نہ ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا جب

ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۸۴﴾

عذاب دیکھیں گے تو نہ وہ ان سے کم کیا جائے گا، اور نہ ہی ان کو مہلت دی جائے گی۔

وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَؤُلَاءِ

اور وہ لوگ جنہوں نے شریک کیا جب وہ اپنے شریکوں کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ ہیں

شُرَكَائُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِنْ دُونِكَ ۚ فَالْقَوْلُ إِلَيْهِمْ

ہمارے شریک جنہیں ہم تجھے چھوڑ کر پکارا کرتے تھے۔ پس وہ (شریک) انہی کی طرف بات کو

الْقَوْلُ إِلَيْكُمْ لَكِن بُون ﴿۸۵﴾ وَالْقَوْلُ إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّامِ

لوٹا کر کہیں گے، یقیناً تم جھوٹے ہو۔ اور اس دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں فرمانبرداری پیش کریں گے۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۸۶﴾ الَّذِينَ كَفَرُوا وَ

اور جو کچھ جھوٹ وہ باندھا کرتے تھے وہ سب ان سے کم ہو جائے گا۔ جن لوگوں نے کفر کیا اور

صَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا أَلْوَقَ الْعَذَابِ

اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے رہے، ہم ان پر عذاب کے اور عذاب زیادہ کریں گے۔

بِمَا كَانُوا يَفْسِدُونَ ﴿۸۷﴾ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا

اس لئے کہ وہ فساد کیا کرتے تھے۔ اور جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ انہی کے

عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجُنَّا بِكَ شَهِيدًا عَلَى هَؤُلَاءِ

برخلاف کھڑے کریں گے۔ اور (اے رسول) تمہیں ان سب پر گواہ لائیں گے اے

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى

اور ہم نے تم پر (ایسی) کتاب اتاری ہے جو ہر چیز کا کھلا کھلا بیان ہے اے اور مسلمانوں

وَرَحْمَةً وَبُشْرَى لِلْمُسْلِمِينَ ﴿۸۸﴾ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ

کے لئے ہدایت اور رحمت اور بشارت ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ عدل اور

وَالْإِحْسَانَ وَإِيتَانِي ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ

احسان (دیکھی) اور قربت والوں کو (ان کے حق) دینے کا حکم دیتا ہے، اور نیکیاں اور برے کاموں

۱۔ شہیداً اعلیٰ ہولاء :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر
تبی لکھا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آئمہ معصومین علیہم السلام
کے گواہ ہوں گے۔ اور آئمہ معصومین علیہم
السلام کل آدمیوں کے +

۲۔ تبدیلاً لکل شیء :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر غیاشی امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واللہ!
ہم جو کچھ آسمانوں میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں
اور جو کچھ زمین میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں۔ اور
جو کچھ جنت میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور
جو کچھ جہنم میں ہے اس کو بھی جانتے ہیں۔ اور جو کچھ
آسمان و زمین اور جنت و جہنم کے مابین ہے اس کو
بھی جانتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ سب کچھ کتاب خدا
میں موجود ہے۔ اس کے بعد یہی آیت تلاوت
رہی +

وَالْمُنْكَرَ وَالْبَغْيَ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۹۰﴾ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ

اور بغاوت سے منع کرتا ہے، وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ اور جب تم عہد کر چکے

اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ

تو اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو۔ اور قسموں کو ان کے پختہ کرنے کے بعد نہ توڑا کرو۔ حالانکہ یقیناً تم

جَعَلْتُمُ اللَّهُ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۖ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ﴿۹۱﴾

اللہ تعالیٰ کو اپنے اور ہر ضامن قرار سے چکے ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَقَضَتْ غَزْلَهُمَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَارًا ۖ

اور تم اس عورت کی مانند نہ ہو جاؤ جس نے کپڑے کاٹنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا۔

تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ

کہ تم (بھی) اپنی قسموں کو آپس میں فریب دی کا ذریعہ بنا لو گے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ

أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۖ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۖ وَلِيُبَيِّنَ لَكُمْ

سے بڑھا ہے۔ سوائے ان کے نہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش کرتا ہے۔ اور تاکہ جن باتوں

يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿۹۲﴾ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ

میں تم اختلاف کیا کرتے تھے اُن کو قیامت کے دن تمہارے لئے کھول کر بیان کر دے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا

لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۚ وَلَكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

تو ضرور تم سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہتا ہے اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے اور جسے چاہتا

مَنْ يَشَاءُ ۖ وَلَتَسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾ وَلَا تَتَّخِذُوا

ہے اُسے ہدایت فرما دیتا ہے۔ اور جو کچھ تم کیا کرتے تھے اس کے بارے میں ضرور تم سے پوچھا جائیگا۔ اور تم اپنی قسموں کو

أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا

آپس میں فریب دی کا ذریعہ نہ بنا لو، کہ جم جانے کے بعد پھر قدم ڈھنگا جائیں۔ اور تمہیں اس سبب سے

السُّوءَ بِمَا صَدَدْتُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ

تکلیف کا مزہ چکھنا پڑے گا کہ تم اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا کرتے تھے۔ اور تمہارے لئے بہت بڑا

عَظِيمٌ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللَّهِ ثَمَنًا قَلِيلًا ۖ إِنَّمَا عِنْدَ

عذاب ہو گا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو ٹھوڑی قیمت پر نہ بیجو۔ یقیناً جو کچھ اللہ تعالیٰ

۱۵ نقضت غزلہا۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر ترمذی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ عورت قبیلہ بنی شیم ابن مرقہ سے تھی۔ اور اس کا نام رطلہ بنت کعب تھا۔ یہ بڑی بیوقوف تھی۔ اُن کا تاکر تھی اور کاتنے کے بعد پھر توڑ ڈالا کرتی تھی اور پھر کاتا کرتی تھی۔ پس اس کا کاتا اور توڑنا عہد کرنے اور توڑنے والے کیلئے ضرب المثل ہو گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے بھی یہ مثال دے دی۔

۱۶ دخلا۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ اصل معنی اس کے باطن کا خلاف ظاہر ہونا ہے اور مراد ہے۔ دخل و مکر و خیانت و خدایت۔

۱۷ تذوقوا السوء۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ الجوامع امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سببتیں حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور اُن کی بیعت کے بارے میں نازل ہوئیں۔ جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ علی علیہ السلام کو امیر المؤمنین کہہ کر سلام کیا کرو۔

اللَّهُ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۹۵﴾ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ

کے پاس ہے، وہ تمہارے لئے بہتر ہے بشرطیکہ تم جانتے ہوئے۔ جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ وَلَنَجْزِيَنَّهُ الَّذِينَ صَبَرُوا أَجْرَهُمْ

گا۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اور جن لوگوں نے صبر کیا انہیں ہم ان اعمال کا بدلہ جو وہ کیا

بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ

کرتے تھے، بہت بہتر دیں گے۔ مردوں میں سے ہو یا عورتوں میں سے جو کوئی بھی نیک

أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَ

عمل کریگا حالانکہ وہ مومن ہو تو ضرور ہم اُسے (دنیا میں بھی) پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔ اور

لَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۷﴾ فَإِذَا

ان کے اعمال کا بدلہ جو وہ کیا کرتے تھے، بہت بہتر دیں گے۔ پس جس وقت

قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴿۹۸﴾

تو قرآن کو پڑھتے لگے۔ تو مردود شیطان (کے شر) سے (بچنے کیلئے) اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اور

إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلٰى رَبِّهِمْ

یقیناً اُس کا ان لوگوں پر کچھ زور نہیں (چلتا) جو ایمان لائے ہیں، اور اپنے پروردگار پر کھروسہ

يَتَوَكَّلُونَ ﴿۹۹﴾ إِنَّمَا سُلْطٰنُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ ۖ وَ

کرتے ہیں۔ سوا اسکے نہیں کہ اُس کا دوران لوگوں پر (چلتا) ہے جو اُس کے دوست بنتے ہیں۔ اور

الَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ﴿۱۰۰﴾ وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَّكَانَ

ان لوگوں پر جو اسکی وجہ سے شرک کرنے والے ہیں۔ اور جب ہم نے ایک آیت کی جگہ کوئی دوسری آیت

آيَةٍ ۖ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنْزِلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ

بدلی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ نازل کرتا ہے اسے بہتر جانتا ہے تو انہوں نے یہ کہہ دیا کہ سوا اسکے نہیں تو مفتری ہے

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۱﴾ قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ

حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اُسے تیرے پروردگار کی طرف سے

مِّنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى

روح القدس نے حق کے ساتھ اتارا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لائے انہیں ثابت قدم رکھے۔ اور

مُضَيِّقًا ۚ وَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۲﴾

مضبوط اور ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔ اور

۱۔ حیوة طیبہ:-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر ترقی لکھا ہے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہو۔ اُس پر قناعت کرنا۔

۲۔ قرأت القرآن:- اور تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اُس کا مطلب ہے خدا کی تقسیم پر راضی اور قانع رہنا۔

۳۔ فاستعذ:- تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم قرآن پڑھتے کا ارادہ کرو۔

۴۔ الشیطان الرجیم:- تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر غیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے پناہ کیونکر مانگی جائے؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ التَّهْمِيْلُ لَعَلِّمَنِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ :-

۵۔ روح القدس:- تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ روح القدس سے مراد حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔

۶۔ یثبّت:- اور تفسیر ترقی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ اور قدس کے معنی ہیں طاہر۔

۷۔ یثبّت:-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ جس وقت ایمان لائے والے ان آیتوں کو سنتے ہیں جو پہلی بعض آیتوں کو یا پہلے حکموں کو منسوخ کر دیتی ہیں۔ اور غور کرتے ہیں کہ ان میں کیا مصلحت رکھی گئی ہے اور کیا حکمت برقی گئی ہے۔ تو ان کے عقائد مضبوط اور ان کے دل مطمئن ہو جاتے ہیں۔

وَبُشِّرِ الْمُسْلِمِينَ ﴿١٢﴾ وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ

مسلمانوں کیلئے ہدایت اور خوشخبری ہو۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں

إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ لِّسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ

کہ اُسے ایک بشر تعلیم دیتا ہے۔ (حالانکہ اس کی طرف اُسے (تعلیم کی) نسبت دیتے ہیں، اس کی زبان

أَعَجَبِي ۖ وَهَذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ﴿١٣﴾ إِنَّ الَّذِينَ

عجی ہے۔ اور یہ (قرآن) تو صاف عربی زبان ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ

لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ

کی نشانیوں پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ اور ان کیلئے دردناک

أَلِيمٌ ﴿١٤﴾ إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

عذاب ہے۔ سوا اسکے نہیں کہ جھوٹ کو ہی لوگ افتراء کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان

بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿١٥﴾ مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ

نہیں لاتے۔ اور وہی لوگ جھوٹے ہیں۔ جو کوئی اپنا ایمان لانے کے بعد

مِّنْ بَعْدِ إِيمَانِهِ إِلَّا مِنْ أَكْرَهٍ ۚ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرے سوائے اسکے جس پر جبر کیا جائے۔ حالانکہ اُس کا دل ایمان سے

بِالْإِيمَانِ وَلَٰكِنْ مِّنْ شَرٍّ يَأْخُذُ بِالْكَفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ

مطمئن ہو۔ لیکن جس نے کفر پر سینہ کھول دیا، تو ان پر

غَضَبٌ مِّنَ اللَّهِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٦﴾ ذَٰلِكَ

اللہ تعالیٰ کا قہر ہے۔ اور ان کے لئے بہت بڑا عذاب ہے۔ یہ اسلئے ہے

بِأَنَّهُمْ اسْتَحَبُّوا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الْآخِرَةِ وَأَنَّ

کہ انہوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں دوست رکھا۔ اور بے شک

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿١٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ طَبَعَ

اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں

اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ وَابْصَارِهِمْ وَأُولَٰئِكَ هُمُ

اور کانوں اور آنکھوں پر اللہ تعالیٰ نے چھاپ لگا دیا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں

لَهُ يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ یہ شخص ابو قلیبہ موی ابن حضرمی تھا جس کی زبان عجی تھی۔ وہ اہل کتاب سے تھا۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لایا تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیرو ہو گیا تھا۔ پس قریش یہ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے علوم اپنی زبان میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سکھا دیتا ہے۔ ۱۵۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔ واقعہ یوں ہے کہ قریش نے حضرت عمار بن یاسر اور ان کے والد یاسر اور ان کی والدہ سمیت کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا۔ ان کے ماں باپ نے تو انکار کیا اور وہ دونوں قتل کر دیئے گئے۔ اور یہ دونوں اسلام میں پہلے شہید ہیں۔ اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجبوراً جو کلمہ وہ کہلوانا چاہتے تھے۔ محض زبان سے کہہ دیا۔ کسی نے اطلاع کی کہ یارسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عمار کافر ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا۔ عمار سر سے پاؤں تک ایمان سے ملبوس ہے۔ اور اس کے گوشت اور پوست میں ایمان مخلوط ہے۔

وہاں سے رہائی پا کر حضرت عمار یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھوں کے آنسو پونچھ دیئے۔ اور فرمایا: تمہارا کیا نقصان ہوا، اگر پھر وہ لوگ تم کو تکلیف دیں تو پھر وہی کہہ دینا جو پہلے کہہ چکے۔

لمترجم ہے۔ یہی تفسیر ہے کہ دل میں ایمان ہو۔ اور جان جاننے کے خوف سے بامرجبوری اظہار اس کے خلاف کرے۔ تقیہ اور نفاق میں یہ فرق ہے کہ تقیہ کی حالت میں دل کے اندر کامل ایمان ہوتا ہے لیکن بامرجبوری جان کے خوف سے زبان سے اظہار اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ لیکن نفاق میں دل میں تو کفر ہی کفر ہوتا ہے مگر ظاہر داری اور فریب کاری کیلئے زبان سے ایمان کا اظہار کیا جاتا ہے۔

پس فرق ظاہر ہے۔ ۱۶۔ طَبَعَ اللَّهُ۔

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی الامام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احکام تو اپنے کل اصحاب کو سناتے تھے لیکن سنتے ہی تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق غیر عطا ہوئی تھی۔ اور ان احکام کی خوبیوں کو سمجھتے بھی وہی تھے۔ اور جن سے بوجہ ان کی بہت دھرمی کے توفیق خیر سلب ہو گئی تھی۔ ان کے دلوں پر گویا چھاپا لگ گیا تھا کہ وہ نہ سنتے تھے اور نہ وہ دیکھتے تھے۔ انہی کے حال کی اللہ تعالیٰ یہ خبر دیتا ہے۔

الْغٰفِلُونَ ۱۰۸ لَا جَرَمَ اَنْهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۱۰۹

جو غافل ہیں۔ کوئی شک نہیں کہ یہی لوگ آخرت میں نقصان اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ

پھر یقیناً تیرا پروردگار اُن لوگوں کیلئے جنہوں نے آزمائے جانے کے بعد ہجرت کی، پھر

جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ

جہاد کئے، اور صبر کیا۔ بیشک تمہارا پروردگار اس کے بعد ضرور (اُن کیلئے) بہت بخشنے والا بڑا رحم

رَحِيْمٌ ۱۱۰ يَوْمَ تَأْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا وَ

کریم والا ہے۔ (یاد کرو) اس دن کو جبکہ ہر نفس اپنی ذات ہی کے متعلق جھگڑا کرتا آئے گا۔ اور

تُوْفٰی كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۱۱۱ وَضَرَبَ

ہر نفس کو جو عمل وہ کرتا رہا پورا پورا (بدلہ) دیا جائے گا، اور اُن پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ

اَللّٰهُ مَثَلًا قَرِيْبَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنِّةً يَّاتِيْهَا

نے ایک بستی کی مثال بیان کی ہے جو امن اور اطمینان میں تھی اُسے اس کا

رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعَمَ اللّٰهُ

رزق ہر جگہ باغراغت چلا آتا تھا۔ پھر اس (کے باشندوں) نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کفر کیا،

فَاذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا

پس جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اُس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک اور خوف کے پہناوا

يَصْنَعُوْنَ ۱۱۲ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَاٰمَنُوْهُ

کا مزہ چکھا دیا۔ اور یقیناً اُن کے پاس ایک رسول انہیں میں سے آگیا تو انہوں نے اُسے جھٹلادیا۔

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ۱۱۳ فَكُلُوْا مِنَّمَا

پس اُن کو (اللہ تعالیٰ کے) عذاب نے آپیڑا۔ اور وہ ظالم تھے۔ پس جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں

رَزَقَكُمْ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنَّ

حلال، پاکیزہ رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا کرو، اگر

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۱۱۴ اِنَّمَا حَرَّمَ عَلٰیكُمُ الْمَيْتَةَ وَ

تم اسی کی عبادت کرتے ہو۔ سو اُس کے نہیں کہ اُس نے تم پر حرام قرار اور

۱۰۸

۱۰۹

۱۱۰

۱۱۱

۱۱۲

۱۱۳

۱۱۴

الدَّامَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ

نخن اور سور کا گوشت، اور ہر اس (حلال جانور) کو حرام کر دیا ہے جسے (ذبح) پر اللہ کے سوا کسی اور کا

فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

نام لیا گیا ہو پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نا فرمانی کرنے والا ہو اور نہ زیادتی کرنے والا، تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا

رَحِيمٌ ۝۱۱۵ وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ

بخشنیوالا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور تم وہ نہ کہا کرو جو کچھ کہ تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کیا کرتی ہیں لہ

هَذَا حَلَلٌ وَهَذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے تاکہ (ایسا نہ ہو کہ) تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے لگو۔

إِنَّ الَّذِينَ يَفْتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُونَ ۝۱۱۶

یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ صلاح نہیں پاتے ہیں لہ

مَتَاعٌ قَلِيلٌ ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۱۱۷ وَعَلَى الَّذِينَ هَادُوا

(دنیائیں) بھڑاسا فائدہ ہے اور (آخرت میں) اُن کیلئے دردناک عذاب ہے۔ اور جو لوگ یہودی ہو گئے اُن

حَرَمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ

پر ہم نے وہ چیزیں حرام کر دی تھیں جنکا ہم نے پہلے سے ہی تجھ پر بیان کر دیا ہے۔ اور ہم نے اُن پر ظلم نہیں

وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۱۱۸ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ

کیا، بلکہ وہ اپنی جانوں پر آپ ہی ظلم کیا کرتے تھے۔ پھر یقیناً تیرا رب اُن لوگوں کیلئے جہنم میں

عَمِلُوا السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَ

نادانی سے کوئی بُرا کام کیا۔ پھر اُس کے بعد انھوں نے توبہ کر لی۔ اور

أَصْلَحُوا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۱۱۹ إِنَّ

اصلاح کر لی۔ یقیناً تیرا پروردگار اس کے بعد ضرور بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً

إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ

ابراہیم اللہ تعالیٰ کا منسوب و بار باطل سے کنارہ کش پیشوا تھا۔ اور وہ مشرکوں میں سے

الْمُشْرِكِينَ ۝ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَى

نہیں تھا۔ وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی نعمتوں کا شکر گزار تھا۔ اُس (اللہ تعالیٰ) نے اسے چن لیا ہوا تھا اور اسے

۱۱۵ السنن الکذب :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہودی یہ کہا کرتے تھے: مانی بطون ہذا الانعام خالصہ لکورتنا و محمد علی اذواجنا۔ اسی کی ممانعت اُن کو کی گئی ہے۔ کہ بلا حجت اور نص صریح کے محض اپنی زبانوں کے کہنے کے بموجب حلال و حرام قرار دے دو۔

۱۱۶ لا یفلحون :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۲ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی بندہ کسی کبیرہ یا صغیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ منع فرما چکا ہو۔ تو وہ ایمان سے خارج ہو جاتا ہے۔ اُن اس پر اسلام کا لفظ باقی رہتا ہے پھر جس وقت توبہ کرنے کا اور بخش دیا جائے گا۔ تب ایمان کی طرف عود کرے گا۔ اور کفر کی طرف نہ جانے پائے گا۔ اور جو شخص استحلال کا مرتکب ہوا یعنی اپنی رائے سے حلال کو کبہ دیا کہ یہ حرام ہے اور حرام کو کبہ دیا کہ یہ حلال ہے۔ اور اسی کا معتقد ہو گیا۔ تو ہائے نزدیک وہ ایمان سے بھی خارج ہے اور اسلام سے بھی۔ وہ کافر ہے اور مانسداں شخص کے ہے جو پہلے حرم میں داخل ہو، پھر کعبہ اللہ میں، اور کعبہ کے اندر جا کر کوئی بے ادبی کرے، پھر جس وقت کعبہ اور حرم سے باہر آئے گا، تو اُس کی گردن مار دی جائے گی۔

اور وہ جہنم میں چلا جائے گا :-



۱۱۱ ملة ابراهيم۔
تفسیر صفائی ملة پر بحوالہ مقبلہ الشریعہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
مومنین میں سے داتا لوگوں کیلئے اقتداء اور اتباع
سے زیادہ محفوظ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ طریقہ
اس طرح واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: ثم
اوحینا الیک ان اتبع ملة ابراهيم حنیفاً پس اگر
دین خدا کے لئے اقتداء اور اتباع سے بہتر کوئی اور
مسئلہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء علیہم السلام اور
اولیاء کرام کو اسی کے اختیار کرنے کا حکم فرماتا۔
تفسیر عیاشی میں امام حسین علیہ السلام سے منقول
ہے کہ سوائے ہمارے اور ہمارے شیعوں کے اور کوئی ملت
ابراہیمی پر نہیں ہے۔ اور لوگ جتنے ہیں سب ملت
ابراہیمی سے الگ ہیں۔

ملتوحجم۔ ممکن ہے کہ یہاں کسی کو شبہ ہو کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملت ابراہیمی کے اتباع
کا حکم کیوں دیا گیا۔ حالانکہ یہ خود ایک مستقل نبی اور رسول
تھے اور صاحب شریعت تھے۔ اس کا جواب یہ
ہے کہ آپ کو ملت کے اتباع کا حکم دیا گیا ہے نہ کہ دین
یا شریعت کا۔ دین دین محمدی ہے، اور ملت ملت
ابراہیمی۔ دین اور ہے شریعت اور، اور ملت اور۔
دین مابیت کلیہ ہے۔ یہ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔
اور شریعت دین پر چلنے کے واسطے کا نام ہے۔ جیسا کہ
ارشاد ہے: شروع لکم من الدین... الخ تمہارے
لئے دین میں سے شریعت قرار دی گئی۔ دین قابل تغیر و
مبتدل نہیں اور اس میں نسخ واقعہ نہیں ہوتا۔ لیکن
شریعت میں نسخ واقع ہوتا ہے۔ اسی لئے ہر صاحب
شریعت کی شریعت منقطعہ ہوتی ہے۔ اور لاحقہ شریعت
سابقہ شریعت کی نسخ ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:
لکل جعلنا ملة شعرة ومنها جاد (پ۔ مائیدہ) اور
ملت کیش کو کہتے ہیں جو حضرت ابراہیم سے منقطع ہے
چنانچہ ارشاد ہے: دیناً قیماً ملة ابراهيم حنیفاً۔
(پ۔ انعام) یعنی دین قیماً ملت ابراہیم والا ہی ہے۔
نیز ارشاد ہے: ومن احسن دیناً من اسلام وجہہ
للہ وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنیفاً (پ۔ النساء)
یعنی دین اسی کا احسن ہوگا جو ملت ابراہیم کا
پیروکار ہوگا۔ ملت ابراہیمی کیا ہے؟ سلسلہ
دین کو اپنی ذریت میں قرار دینا۔ دین اسلام،
نبوت، امامت سب کو اپنی ذریت میں قرار
دینا۔ سلفے حضرت ابراہیم کو حکم ہوتا ہے: اذ
قال لربہ اسلام قال سلطت لرب الغلین (پ۔ بقرہ)

یعنی آپ کو اسلام کے اقتدار کا حکم ہوا۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا کر دی، دینا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة تک حضرت ابراہیم کو نبوت ملی۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا
کر دی: دینا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة تک حضرت ابراہیم کو نبوت ملی۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا
کتاب رکھ دی۔ ابراہیم کو امامت ملی۔ اتی جاءک للناس اماماً۔ آپ نے دعا کی، قال ومن ذریتی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنا۔ غرضیکہ ملت ابراہیمی ہے کہ سلسلہ دین اسلام، نبوت، امامت
وغیرہ کو اپنی ذریت میں قائم کریں۔ اور اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ومن یرغب عن ملة ابراهيم الا من سفہ نفسه (پ۔ بقرہ) کہ سوائے سفید اور احمق کے ملت ابراہیمی سے کوئی روگردانی نہیں کر سکتا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملت ابراہیم کی پیروی کر دینی سلسلہ دین اور امامت و خلافت کو اپنے بعد اپنی ذریت میں قائم کرو۔ اور لوگوں کو بھی یہی حکم ملا، واتبعوا

صراط مستقیم ۱۱۱ وَاَتَيْنَهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَإِنَّهُ

سیدھی راہ پر لگا دیا ہوا تھا۔ اور ہم نے اُسے دنیا میں بھلائی دے رکھی تھی۔ اور یقیناً وہ

فِي الْآخِرَةِ لِمَنِ الصَّالِحِينَ ۱۱۲ ثُمَّ اَوْحَيْنَا إِلَيْكَ اَنْ اَتَّبِعْ

آخرت میں صالحین میں سے ہوگا۔ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی کہ تو باطل سے

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيفًا ۱۱۳ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۱۱۴

کفارہ کش ہونے والے ابراہیم کی ملت کی پیروی کر لے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھت۔

لَا تَمَاجِعِلِ السَّبْتُ عَلَى الَّذِينَ اٰخْتَلَفُوا فِيهِ ۱۱۵ وَإِنَّ

سوا اسکے نہیں کہ سبت (ہفتہ کی عظیم) ان لوگوں پر قرار دی گئی تھی جنہوں نے اس میں اختلاف کیا تھا۔ اور یقیناً

رَبِّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

تیرا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن ان چیزوں کے متعلق ضرور فیصلہ کرے گا، جن میں وہ اختلاف

يَخْتَلِفُونَ ۱۱۶ اُدْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحُكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ

کیا کرتے تھے۔ تو اپنے پروردگار کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھے وعظ

الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۱۱۷ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ

کے ساتھ بلا۔ اور ان سے ایسے طریق سے بحث کر جو سب سے اچھا ہو۔ یقیناً تیرا پروردگار اس کو خوب

بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۱۱۸ وَ

جانتا ہے جو اس کے راستے سے بہکے۔ اور وہ ہدایت پانے والوں کو بہت ہی زیادہ جانتے والا ہے۔

إِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهِ ۱۱۹ وَلَئِنْ

اور اگر تم بدلہ میں سزا دو تو اتنی ہی سزا دو جتنی تمہیں ایذا دی گئی تھی۔ اور اگر تم

صَبَرْتُمْ لَهَا خَيْرٌ لِّلصَّابِرِينَ ۱۲۰ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا

صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ اور تو صبر کر اور تیرا صبر تو اللہ تعالیٰ کی مدد کے

بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۱۲۱

بغیر نہیں۔ اور تو ان (مشرکوں کی بے دینی اور بددعا) سے دل نہ تنگ نہ ہو۔

لَإِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۱۲۲

یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے، جو (کفر اور گناہ سے) بچیں، اور جو نیکو کار ہیں۔

یعنی آپ کو اسلام کے اقتدار کا حکم ہوا۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا کر دی، دینا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة تک حضرت ابراہیم کو نبوت ملی۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا
کر دی: دینا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امة مسلمة تک حضرت ابراہیم کو نبوت ملی۔ آپ نے اپنی ذریت کیلئے دعا
کتاب رکھ دی۔ ابراہیم کو امامت ملی۔ اتی جاءک للناس اماماً۔ آپ نے دعا کی، قال ومن ذریتی کہ میری اولاد میں سے بھی امام بنا۔ غرضیکہ ملت ابراہیمی ہے کہ سلسلہ دین اسلام، نبوت، امامت
وغیرہ کو اپنی ذریت میں قائم کریں۔ اور اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ومن یرغب عن ملة ابراهيم الا من سفہ نفسه (پ۔ بقرہ) کہ سوائے سفید اور احمق کے ملت ابراہیمی سے کوئی روگردانی نہیں کر سکتا۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملت ابراہیم کی پیروی کر دینی سلسلہ دین اور امامت و خلافت کو اپنے بعد اپنی ذریت میں قائم کرو۔ اور لوگوں کو بھی یہی حکم ملا، واتبعوا

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 15 & 16

Page 365 - 416

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

(اپڑھ) ساتھ بروا اللہ تعالیٰ کے،

یہاں ہے (ذات) اے اس (خدا) کی جس نے میری رائی اپنے بندے (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو رات کے ایک حقے

میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کا ماحول (ارد گرد) ہم نے مبارک بنایا۔ تاکہ اس (بندے) کو اپنی

بکھڑا نشانیاں دکھائیں۔ یقیناً وہ بہت سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔ اور ہم نے موسیٰ کو کتاب

دی۔ اور اُسے یہی اسرائیل کے لئے ہدایت قرار دیا، کہ میرے سوالیہ اُرد کو

سپرست نہ بناؤ۔ (یہ) ان کی اولاد تھے جنہیں ہم نے لوح کے ساتھ رستی میں) سوار کیا تھا۔ یقیناً

وہ بتا کر لڑا رہا تھا۔

۱۴۲۰ھ - ۱۳۸۹ھ

کَلَامُ اللَّهِ ۝ وَهُوَ الْقَدِيرُ ۝

Handwritten musical notation on a five-line staff, featuring various notes, rests, and bar lines.

اہل عرب سیم، سبوحاً اس وقت کہتے ہیں جبکہ
گھوڑا تیزی سے دوڑتا پھل نکل جائے۔ نیز عرب کا
مخاوہ ہے: الفرس نیسیم فی سمرقند۔ یعنی گھوڑا
اپنی تیزی میں دوڑ رہا ہے (لغات القرآن عمالی
جلد ۳، ص ۱۶۹)۔

واقعہ معراج یہ ہے کہ ایک ایسا اللہ تعالیٰ

ملکوت اور عجائبات کی سیر اور دوزخ بہشت کے

روانگی، استہاحت فہم کے تھے، ولسا ہی غم رہا۔

تھیں۔ مذہبِ انبلیت یہ ہے کہ آپؐ مجھ پر غصہ نہ کریں۔

”بہ آیاتِ کریمہ احادیث متواترہ ثابت کردہ کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ کو رسول مقرر فرمایا ہے۔“

دلائل میکند که عروج آنحضرت به مدائن بود و روح

کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو ایک اہل مسجد قرار

نہ بے بدنِ روح سے اور بیداری میں بھی، نہ کہ خواب میں۔

سہ ماہی شیعہوں میں سے نہیں۔

نا المقدس تک لے گیا۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔

ایسے عراقی، اہل عراق اس آیت کے مانے میں کہا کرتے ہیں، اُس نے کہا: یہ کہتے ہیں کہ رسولِ گارایسے بندہ کو مسجدِ اہم

ہم نے تنہا ہی ہندو مالوں اور بیٹوں سے کی۔ اور تمہیں زیادہ بھری وال بنا دیا۔

اگر تم نے نیکی کی تو اپنی ذات کے لئے ہی نیکی کی۔ اور اگر تم نے بدی کی تو وہ بھی اپنی ہی ذات کیلئے

پھر جب دوسرا وعدہ (کا وقت) آئے گا، تو وہی لوگ تمہارے چہرے بگاڑ دیں گے۔ اور تاکہ مسجد

رہیت المقدس میں اسی طرح داخل ہو جائیں جس طرح پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے۔ اور تاکہ جب تک کہ غالب نہیں ایسا ہلاک کر کے

جیسا کہ ہلاک کرنیکا حق ہے۔ قریب ہے کہ ہتھار ایروڈ کارڈم پر دم کرے۔ اور اگر تم نے پھر وی کیا تو ہم بھی وی کریں گے

اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ مقرر دیا ہے۔
یقیناً یہ قرآن اُس راستہ کی طرف

ہدایت کرتا ہے لہٰذا جو سب سے زیادہ سیدھا ہے ۔ اور اُن مومنوں کو جو نیکیاں کرتے رہتے ہیں (یہ

بشارت دیتا ہے کہ اُن کے لئے بہت بڑا اجر ہے ۔ اور (یہ کہ)

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ، یقیناً ان کے لئے ہم نے بڑا دردناک عذاب

تیار کر رکھا ہے۔ اور انسان بڑائی کیلئے بھی ویسی ہی دُعا مانگتا ہے کہ جیسی کہ قبضہ لائی کیلئے۔ اور انسان

الإسنان عجبور ۛ وجعلنا الين واسهار ايين

فَمَرْحُومًا إِلَيْهِ أَيْلٌ وَجَعَلْنَا إِلَيْهِ الْمَهَارِ بِبَصَرِهِ لِيَبْصُرَ

—  —

تفسیر صفائی ص ۲۸۴ پر بحوالہ معانی الاخبار برائیت
امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام زین العابدین
علیہ السلام سے منقول ہے کہ امام ہم میں سے ہی معصوم
ہوگا۔ اور عصمت کوئی ظاہری چیز جسم پر نہیں ہے،
جسے دیکھ کر معصوم کو پہچان لیا جائے۔ لہذا ضرور ہے
کہ وہ منصوص بھی ہو کسی نے پوچھا کہ معصوم کسے کیا
معنے میں؟ فرمایا کہ جبل اللہ کو مضبوط پکڑنے والا۔
اور جبل اللہ قرآن مجید ہے۔ اور قرآن مجید امام کی
طرف رہبری کرتا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول
سے ثابت ہے۔ ان ھذا القرآن یھدی للقی
ھی اقوام

تفسیر صفائی ص ۲۸۶ پر بحوالہ مصباح الشریعتہ
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم اپنی
نجات اور ہلاکت کے طریقے کو اچھی طرح پہچان لو
کہ کہیں تم خدا سے ایسی چیز کی دعا نہ کر بیٹھو جس میں
تمھاری ہلاکت کا امکان ہو۔ اور تم اسی گمان میں رہو
کہ اس میں تمھاری نجات ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: - ویدع الانسان بالشرك دعاءه بالخير
۱۳۵ نہ مھونا :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ علل الشرائع منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا تھا کہ کیا سبب ہے کہ سورج اور چاند دونوں چمک اور روشنی میں برابر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا جس وقت خدا تعالیٰ نے ان دونوں کو پیدا کیا تو انھوں نے اطاعت کی اور کوئی تافریق نہیں کی۔ خدا تعالیٰ نے جبریل امین کو حکم دیا کہ چاند کی روشنی کو محو کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے اسے محو کر دیا۔ پس چاند میں محو کرنے کا

نشان کالی کالی دھاریاں موجود ہیں۔ اور اگر چاند مثل سورج اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے دیا جاتا۔ تو دن اور رات کی تیز تر شکل ہوتی۔ اور روزہ دار کو یہ معلوم ہو سکتا کہ روزہ کتنی دیر تک رکھے۔ اور لوگوں کو برسوں کا حال معلوم ہوتا۔ اور یہ خدا کے اس قول سے ثابت ہے: وجعلنا الليل..... الخ

فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِينَ وَالْحِسَابَ ۚ

پروردگار سے فضل تلاش کرو۔ اور تاکہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

وَكُلُّ شَيْءٍ فَضْلَنَاهُ تَفْصِيلًا ۝۱۲ وَكُلُّ إِنْسَانٍ أَلَمُّهُ

اندہم نے تو ہر چیز کو تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اور ہم نے ہر انسان کے اعمال کو

طَبْرَةً فِي عُنُقِهِ ۚ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كِتَابًا يَلْقَاهُ

اس کے گلے لگا رکھا ہے۔ اور ہم اس کیلئے قیامت کے دن ایک نوشتہ نکالیں گے جسے وہ پھیلا ہوا

مَنْشُورًا ۝۱۳ اِقْرَأْ كِتَابَكَ ۖ كَفَىٰ بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ

پلٹے گا۔ (ہم اسے نہیں گے کہ) تو اپنا نوشتہ پڑھ۔ آج کے دن تو اپنی ذات کا حساب لینے والا خود

حَسِيبًا ۝۱۴ مَن اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدِي لِنَفْسِهِ ۚ وَمَن

ای کامی ہے۔ جو کوئی ہدایت یا گمراہی کا وہ اپنی ہی ذات کے لئے ہدایت یا گمراہی کا ہے۔ اور

ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ

جو کوئی گمراہ ہو گا پس اس کی گمراہی کا وبال اسی پر ہے۔ اور کوئی بوجھ گھٹائی والا (نفس) دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا ۝۱۵ وَإِذَا أَرَدْنَا

اور جب تک ہم رسول مبعوث نہ کر لیں ہم عذاب کرنے والے نہیں ہوا کرتے۔ اور جب ہم (اتمام جنت کے بعد)

أَن نُّهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ

کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے مالدار لوگوں کو (کوئی) حکم دیتے ہیں پھر وہ اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔ پس

عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا ۝۱۶ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِّن

اس بستی پر (سزا کا) فرمان صادق آچکا ہے، پھر ہم اسے ایسا تباہ کرتے ہیں جیسا کہ تباہ کرنے کا حق ہے۔ اور ہم نے نوح کے

الْقُرُونِ مِن بَعْدِ نُوحٍ ۚ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبٍ عِمَادٍ

بعد کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔ اور تیرا پروردگار اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب خبردار

خَبِيرًا بَصِيرًا ۝۱۷ مَن كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ ۖ جَعَلْنَا لَهُ فِيهَا

اور بہت دیکھنے والا ہے۔ جو کوئی جلدی ملنے والا (دنیاوی فائدہ) چاہے، ہم اس میں سے اس کیلئے جس کیلئے

مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا

ہم چاہتے ہیں جتنا ہم چاہتے ہیں جلدی جہنم کر دیتے ہیں۔ پھر اس کیلئے ہم جہنم قرار دے دیتے ہیں۔ جس میں وہ بے حال

۱۲ فی عنقه :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر

علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو تکبی اور بدی انسان

نے کی ہے وہ اس طرح اس کے ساتھ رہے گی کہ

اس سے جدا نہ ہو سکے گی، جب تک کہ قیامت کے دن

اس کا نامہ اعمال اس کو دے نہ دیا جائے :-

۱۳ حسیباً :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور

تفسیر غیبی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت

کی تفسیر میں منقول ہے کہ بندہ نے جو جو عمل کئے ہوں

گئے اور جو کچھ اس کے اعمال نامہ میں لکھا ہو گا وہ اسے

اس طرح یاد آتا مانے گا گویا وہ کام اسی وقت کیا ہے

اس وجہ سے گھبرا کر وہ لوگ نہیں گئے، لیونلتنا مال

هذا الكتاب لا يعاد صغيرة ولا كبيرة الا

احضها۔ ترجمہ ہمارے ہمارے خرابی یہ کیسا اعمالنا

ہے کہ چھوٹی بات کو چھوڑتا ہے اور بڑی بات کو۔

مگر یہ کہ اس نے اس کا اعطاء کر لیا ہے :-

۱۴ نبعث رسولاً :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۶ پر ہے کہ بعثت رسول کا فائدہ

یہ ہے کہ محبتوں کو کھول کر بیان کر دے۔ اور احکام

شریعت کی مشق کر دے۔ اور اس کے ذریعہ

سے محبت قائم کر دے :-

مَذْمُومًا مَذْهُورًا ۱۸ وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ وَسَعَىٰ لَهَا سَعْيَهَا

میں لاندہ ہوا ہو کر داخل ہوگا۔ اور جو کوئی آخرت کو چاہے اور اس کیلئے کوشش بھی کرے جو اس کی

وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا ۱۹

کوشش کا ثقی ہے، اور وہ مؤمن بھی ہو۔ پس وہی پس وہی لوگ ہیں کہ ان کی کوشش مقبول ہوگی۔

كُلًّا نُّبَدِّلُهُ هَوْلًا ۚ وَهُوَ لَا مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا

تیرے پروردگار کی بخشش سے ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان کی بھی اور ان کی بھی۔ اور تمھارے

كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا ۲۰ أَنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ

پروردگار کی بخشش (کسی کیلئے بھی) روکی ہوئی نہیں ہے۔ دیکھو تو ہم نے کس طرح ایک کو دوسرے پر فضیلت دی

عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ وَالْآخِرَةُ أَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَأَكْبَرُ تَفْضِيلًا ۲۱

ہے۔ اور آخرت تو یقیناً درجوں کے لحاظ سے سب سے بڑی ہے اور فضیلت میں بھی سب سے بڑی ہوگی۔

لَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا مَّخَذُومًا ۲۲

تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود نہ قرار دینا، ورنہ تم بڑے حال میں بے یار و مددگار بیٹھے رہ جاؤ گے۔

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ۚ وَبِالْوَالِدَيْنِ

اور تم پر پروردگار نے قطعی حکم دے دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیکی

إِحْسَانًا ۚ إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا

کرو۔ اگر ان دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی تیرے پاس بڑھاپے (کی عمر) کو پہنچ جائیں، تو تم ان

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرُهُمَا ۚ وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا

دونوں کو اُف بھی نہ کہو۔ اور نہ ان کو جھڑکو۔ اور ان کے لئے بہت اچھی بات کہو

كَرِيمًا ۲۳ وَأَخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ

کرو۔ اور ان دونوں کے لئے رحمت سے عاجز بنی کا بازو جھکا دے۔ اور کہو

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا ۲۴ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي

اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں میری پرورش کی تھی۔ جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے

نَفْسُكُمْ إِنَّ تَكُونُوا صٰلِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ

تمھارا پروردگار اُسے خوب جانتا ہے۔ اگر تم نیک رہو گے، تو وہ رجوع کرنے والوں کے لئے بڑا

۱۔ اکبر درجہ جنت :-

تفسیر صفائی ص ۲۸ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ بھی نہ کہو کہ جنت صرف ایک ہی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ومن دونہما جنتین۔ یعنی ان دو جنتوں کے علاوہ دو جنتیں اور بھی ہیں۔ اور یہ بھی ہرگز نہ کہو کہ درجہ ایک ہی ہے، اسلئے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے: ومن بعدنا بعضہم فوق بعض درجۃ۔ یعنی ہم نے ان میں سے بعض کو بعض درجوں کی حیثیت سے رتبہ عطا کیا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ لوگ جو اعمال کے ایک دوسرے سے درجوں میں بڑھے

ہوئے ہوں گے کسی نے کہا کہ دو مؤمن جنت میں داخل ہونے ہوں۔ اور ایک کا درجہ دوسرے سے بلند ہو۔ اور ایک ان میں سے اپنے دوسرے دوست سے ملنے کی خواہش کرے تو کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا کہ جو بلند درجہ پر ہوگا۔ اُسے اختیار ہوگا کہ نیچے کے درجہ والے سے اس کے درجہ میں اگر اس سے ملے لیکن جو نیچے کے درجہ میں ہے اس کو یہ موقع نہ ہوگا کہ اوپر کے درجہ میں جا کر اس سے ملے۔ کیونکہ وہ اس حد تک پہنچا ہی نہیں ہے۔

اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کل قیامت کے دن بندوں کے جو صبر بڑھانے جائیں گے اور وہ اپنے پروردگار کا قرب حاصل کریں گے۔ یہ ان کی اپنی اپنی عقلوں کے اندازہ پر ہوگا۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ثواب کا اندازہ عقل پر موقوف ہے، یعنی جتنا نیکی کو نیکی سمجھ کر انجام دیتا ہے۔ اور اطاعت خدا جس قدر سمجھ کر کی ہے اتنا ہی اعلیٰ درجہ ملے گا۔

غَفُورًا ۱۵) وَآتِ ذَا الْقُرْبَى حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ

یَحْشَنُ وَالْأَسْفَى - اور قربات والوں کو اس کا حق دے دو ۱۵ اور مسکین اور مسافر کو بھی ۔

السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا ۱۶ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا

اور فضول خرچی نہ کیا کرو ۱۶ ۔ بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے

إِخْوَانَ الشَّيْطَانِ ۱۷ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا ۱۸ وَإِمَّا

بھائی ہیں ۔ اور شیطان اپنے پروردگار کا بہت ناشکر گزار ہے ۔ اور اگر

تَعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ تَرْجُوهَا فَقُلْ

اپنے پروردگار کی طرف سے جس رحمت کی تم خواہش رکھتے ہو اس کے انتظار میں بیٹھ کر دعا کرتی رہو تو بھی ان

لَهُمْ قَوْلًا مَّيْسُورًا ۱۹ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ

سے نرمی سے ہی بات کیا کرو ۱۹ اور نہ تو تو اپنا ہاتھ اپنی گردن کی طرف باندھ رکھ (یعنی گنجوس نہ بن) ۔

عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا ۲۰

اور نہ اسے گورا کھول کر پھیلائے رکھ (فضول خرچ نہ ہو) ورنہ تم ملاصق نہ ہو کر خالی ہاتھ بیٹھ رہو گے ۲۰

إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ

یقیناً تمہارا پروردگار جس کیلئے چاہتا ہے رزق وسیع کر دیتا ہے اور وہ رزق کو تنگ بھی کر دیتا ہے ۔ یقیناً وہ اپنے

بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۲۱ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةً

بندوں سے خوب خبردار بہت دیکھنے والا ہے ۔ اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے نہ مار ڈالو

أَمْ لَكُمْ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطَاً

۲۱ ہم ہی تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمہیں بھی ۔ یقیناً ان کا مار ڈالنا بہت بڑی خطا

كَبِيرًا ۲۲ وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ

۲۲ ہے ۔ اور تم زنا کے نزدیک بھی نہ بھٹکو ، یقیناً وہ بے حیائی (کافعل) ، اور بُری راہ

سَبِيلًا ۲۳ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ۲۴

۲۳ ہے ۔ اور کسی جان کو جس کا مارنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہو اسے ، سوائے حق کے قتل نہ کیا کرو ۔

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا لَوْلِيٍّ سُلْطٰنًا فَلَا

اور جو شخص مظلوم مارا جائیگا ، تو یقیناً ہم نے اس کے وارث کیلئے غلبہ قرار دیا ہے ۔ پس وہ

۱۵) وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ

تفسیر قتانی ص ۲۸۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ

القربا سے مراد قربات جناب رسول خدا ہے اور

یہ آیت جناب فاطمہ زہرا کی شان میں ہے ۔ پس

جناب رسول خدا نے فدک ان کیلئے مخصوص فرما

دیا تھا ۔ اور اس آیت میں مسکین سے مراد وہ

مسکین ہیں جو اولاد فاطمہ سے ہو ۔ اور ابن السبیل

(مسافر) سے مراد وہ ابن السبیل (مسافر) ہے جو

اولاد فاطمہ سے ہو

۱۶) تَبْذِيرًا

لفظ میں تبذیر کے معنی تفریق اور پرانہ

کرنے کے ہیں ۔ اصل میں تبذیر یعنی زمین میں بیج

ڈالنے اور پھینکنے کا نام تبذیر ہے ۔ اور جو کہ بیج

کا زمین پر ڈالنا اس شخص کی نظر میں جو مال کا رے

واقف نہ ہو ۔ بظاہر ضائع کرنا ہی ہے ۔ اسلئے بطور

استعارہ ہر اس شخص کے متعلق جو انجام کو سوچے

بغیر اپنے مال کو فضول ضائع کرنے کے "تبذیر" کا

استعمال ہونے لگا ۔ (لفات القرآن لغائی، جلد ۲، صفحہ ۱۰)

۱۷) وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا

تفسیر قتانی ص ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان اور

تفسیر عیاشی ، روایت کی گئی ہے کہ یہ آیت نازل ہونے

کے بعد اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

سوال کرتا ، اور آپ کے پاس کچھ دینے کو

نہ ہوتا تو فرما دیا کرتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل

سے ہم کو بھی رزق دے اور تم کو بھی ۔

۱۸) وَإِمَّا تَعْرِضَنَّ عَنْهُمْ ابْتَغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ

تفسیر قتانی ص ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر

قمی اس آیت مجیدہ کی شان نزول یہ بھی ہے کہ جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی شخص کو جو آپ

سے ایسی چیز کا سوال کرتا جو آپ کے پاس ہوتی تو

آپ اسے غالی ہاتھ نہ لوثاتے ۔ چنانچہ ایک شخص

نے سوال کیا ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس کچھ نہ تھا ۔ تو فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ جب ہوگا

دوں گا ۔ اس شخص نے عرض کی : یا رسول اللہ! اپنا

قیض ہی مجھے عنایت کر دیجئے ! آپ نے اپنا قیض

دے دیا ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ پوری آیت نازل

فرمائی ۔ اور تا دینیا منع فرمایا کہ نہ تو گنجوی اختیار کرو ۔

اور نہ ایسے فضول خرچ ہو جاؤ کہ خود برہمنہ بیٹھے

رہ جاؤ

۲۱) وَلَا تَقْرَبُوا الزَّوْنَىٰ

۲۱) خشیۃ املاق :-

تفسیر قتانی ص ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے

کہ اس کے معنی فقر و فاقہ کے خوف سے ہیں ۔ کیونکہ عرب اپنی اولاد کو اسی خوف سے مار ڈال کرتے تھے ۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مجاہد

کو املاق کبھی نہیں سنا ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ یا حضرت املاق کیا چیز ہے ۔ آپ نے فرمایا کہ افلاس ۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی

الْقُرْآنَ لِيَذْكُرُوا وَمَا يُزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۝۳۱ قُلْ لَوْ كَانَ

سمجھایا ہے تاکہ لوگ نصیحت حاصل کریں۔ حالانکہ اس (بیان نے) انکی نفرت ہی کو بڑھایا (اے رسول) کہہ دو کہ اگر جیسا

مَعَهُ إِلَهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذَا لَبَّتُغُوا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ

وہ کہتے ہیں اس (اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور معبود بھی ہوتے تب تو انھوں نے صاحب عرش تک (پہنچنے) کا راستہ ضرور

سَبِيلًا ۝۳۲ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا ۝۳۳

تلاش کر لیا ہوتا۔ جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں اُس سے وہ کہیں بہت زیادہ پاک۔ اور برتر ہے۔

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۝۳۴

ساتوں آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے اُس کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اور

إِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ

کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم اُن کی تسبیح کو سمجھتے نہیں

تَسْبِيحَهُمْ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۝۳۵ وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ

ہو۔ بیشک وہ بہت مہربان بڑا بخشنے والا ہے۔ اور جب تو قرآن پڑھتا ہے

جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ جَبَابًا

تو ہم تیرے اور اُن لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں ایک غیبی پردہ قرار دے

مَسْتُورًا ۝۳۶ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي

دیتے ہیں۔ اور ہم نے اُن کے دلوں پر پردے قرار دیئے ہیں کہ وہ اُسے نہیں سمجھتے ہیں، اور اُن کے

إِذَا نَهُم وَقَرَأُوا وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدًا وَلَوْ أَعْلَىٰ

کانوں میں گرانی ہے۔ اور جب تو نے قرآن میں اپنے پروردگار کی توحید کا ذکر کیا ہے تو وہ نفرت کیساتھ

أَذْبَارِهِمْ نُفُورًا ۝۳۷ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُونَ بِهِ إِذْ يَسْتَمِعُونَ

اپنی پیٹھیں پھیر کر لیٹ گئے۔ جب یہ لوگ تیری طرف کان لگا کر سنتے ہیں تو ہم خوب جانتے ہیں کہ کس غرض

إِلَيْكَ وَلَآذُهُمْ نَجْوَىٰ إِذْ يَقُولُ الظَّالِمُونَ إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا

سے سنتے ہیں۔ اور جب یہ سرگوشی کرتے ہیں جبکہ ظالم کہتے ہیں کہ تم ایک ایسے آدمی کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو

رَجُلًا مَّسْحُورًا ۝۳۸ أَنْظِرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا

کیا گیا ہے۔ (اے رسول!) دیکھو تو انھوں نے تمھارے لئے کیسی مثالیں گھڑی ہیں لہٰذا پس وہ گمراہ ہو گئے ہیں

(فانزل)

۱۵ انفور ۱۴

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر قبی منقول ہے کہ جب کفار قرآن مجید کو غور سے سنتے تو بھاگ جاتا کرتے۔ اور اُس کی تکذیب کیا کرتے؟

۱۵ ان من شیء

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دیواروں کے گرنے سے جو آواز نکلتی ہے، وہ بھی تسبیح ہے۔ انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ کوئی پرنڈ شکار نہیں کیا جاتا اگر اس موافقہ میں کہ وہ تسبیح خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔

جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ کیا سوکھے درخت بھی تسبیح کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ضرور کرتے ہیں۔ کیا تم نے گھر کی کھڑکیوں کو چمختے ہوئے نہیں سنا۔ پس یہی اُن کی تسبیح ہے۔

لمترجم ہے۔ پہلے تو یہ خیال تھا کہ درخت کیباہیں کرتے ہوں گے۔ لیکن ڈاکٹر بوس (منگلی) کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ درخت بھی بولتے ہیں۔ اور اُن میں بھی دیگر مخلوقات کی طرح جذبات و حیات ہیں۔ چنانچہ اُن کی باتیں بھی سمجھ میں آنے لگی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید جو کچھ بیان فرماتا ہے اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے اس کی تصدیق اور تشریح فرمائی ہے، وہ موجودہ تحقیقات سے درست ثابت ہو رہی ہے۔ اور یہ صداقت قرآن حکیم اور اسلام کا بین ثبوت ہے؟

۱۵ واذا ذکرک

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مکان میں داخل ہونے لگتے، اور قریش کا بہت سا مجمع آپ کو گھیرے ہو ہوتا تو آپ بلند آواز سے فرماتے: بسم اللہ الرحمن الرحیم تو قریش اس کو سن کر بھاگ جاتے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تفسیر قبی میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز تہجد میں قرآن مجید پڑھا کرتے تھے تو قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوش آوازی سننے کو جمع ہو جایا کرتے تھے۔ مگر جب آپ بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے تو وہ بھاگ جاتے۔

تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کی جماعت کرتے تو بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد سورہ شمع کہتے، تب وہ اپنی اپنی جگہ پر جاتے۔ لہٰذا بوالک الامثال :- تفسیر صفائی ص ۲۹

الترجیہ بلند آواز سے پڑھتے۔ پس جو منافق حضرت کے پیچھے ہوتے وہ صفوں سے دور ہٹ جاتے۔ اور جب حضرت صلعم سورہ شمع کہتے، تب وہ اپنی اپنی جگہ پر جاتے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ خدا سے اُن کو اتنی محبت ہے کہ اُس کا نام بار بار لیا کرتے ہیں۔ اسی پر خدا تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی؟ لہٰذا بوالک الامثال :- تفسیر صفائی ص ۲۹

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝ وَقَالُوا ءِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ءِإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا ۝ قُلْ كُونُوا حِجَارَةً

پھر (اب) وہ کوئی راہ نہیں یا سکتے۔ اور انہوں نے کہہ دیا کیا جب ہم ہڈیاں اور ہڈیوں کے ٹکڑے

أَوْحَدِيدًا ۝ أَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِي صُدُورِكُمْ فَسَيَقُولُونَ يَا لَوْ مَا

ہو جائیں گے، تو کیا ہم نئے پیدا کر کے اُٹھائے جائیں گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم پتھر سے جو ہڈیاں

مَنْ يُعِيدُنَا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ فَسَيُنْغِضُونَ

یا لو ہا۔ یا کوئی ایسی مخلوق جو تمہارے نلوں میں بڑی معلوم ہوتی ہو اسے پھر وہ جلدی کہہ دیں گے

لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي الْمَيِّتَ وَيُمِيتُ الْحَيَّ وَيُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَقَابِرِ ۝

کہ ہم کو واپس کون لائے گا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہی جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ پس وہ تمہاری طرف

قَرِيبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ وَتَظُنُّونَ

ہو جائے۔ جس دن وہ تمہیں بلائے گا پھر تم اس کی حمد کرتے ہوئے جواب دو گے اسے اور تم گمان کرو گے

إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا ۝ وَقُلْ لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ

کہ بہت ہی تھوڑا ٹھہرے۔ اور (اے رسول) میرے بندوں سے کہہ دو کہ وہ ایسی بات کہہ کریں

أَحْسَنُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ بَيْنَهُمْ إِنِ الشَّيْطَانُ كَانَ

جو سب سے اچھی ہو۔ یقیناً شیطان ان کے درمیان فساد ڈالتا ہے۔ بے شک شیطان انسان کا

لِلْإِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ إِنَّ يَتَنَبَّأُ بِحُكْمِ

کھلا دشمن ہے۔ تمہارا پروردگار تمہیں سب سے زیادہ جاننے والا ہے اسے اگر وہ چاہے گا تم پر رحم

أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ

کرے گا۔ یا اگر وہ چاہے گا تمہیں عذاب دیگا۔ اور ہم نے تمہیں ان پر وکیل بنا کر نہیں بھیجا۔ اور تیرا پروردگار

أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ

انہیں خوب جاننے والا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں۔ اور بیشک ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر

النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فضیلت دی اسے اور داؤد کو ہم نے زبور عطا کی تھی۔ (اے رسول) کہہ دو کہ جن کو تم اس کے سوا

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

فَضْلًا ۝ وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُورًا ۝ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ

۱۵ فی صدور کو :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر
مقامی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ وہ مخلوق جو تمہارے خیالات میں

بڑی ہے موت ہے :-

۱۵ بحمدہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ الجوامع منقول
ہے کہ لوگ جب اپنی اپنی قبول سے اٹھیں گے
تو مٹی سرول سے جھاڑتے ہوئے اور یہ کہتے ہوئے
جائیں گے : سُبْحَنَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ يَا اللَّهُ

تیری ذات پاک و منزہ ہے۔ اور ہم تیری حمد کرتے
ہوئے اٹھتے ہیں :-

۱۵ رکھا اعلو بکو :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اس سے پہلی
آیتوں میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ میرے مومن بندوں سے یہ
بات کہہ دو کہ مشرکوں سے ایسی بات کہیں جو اچھی
ہو۔ اور اس طرح خطاب نہ کریں کہ ان کو غیظ و غضب
آجائے۔

ایک قول کے مطابق یہ آیت اسکی
تفسیر ہے۔ یعنی یوں کہیں : رکھا اعلو
بکو۔ اور صراحت یہ نہ کہہ دیں کہ تم جتنی ہو۔
کیونکہ اس طرح صراحت سے کہنا ان کو رانی
پر آمادہ کر دے گا۔ اور ہر شخص کے انجام کا
علم غیب میں داخل ہے۔ اور تم کو غیب کا علم نہیں
دیا گیا :-

۱۵ فضلنا :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ انبیاء اور رسولوں کے
سرور باقی ہیں۔ اور وحی کا دار و مدار انہی پر ہے۔
یعنی نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کو جملہ انبیاء علیہم السلام پر
فضیلت حاصل ہے :-

۱۵ مترجم :- یہ پانچ انبیاء علیہم السلام وہی
ہیں جو صاحب شریع ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي
أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ
وَعِيسَى (پہ۔ شوری)۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل ہیں۔ پہلے انبیاء
علیہم السلام کی شریعت نسوخ ہو چکی ہے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی چنانچہ
ارشاد ہے : ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا (پہ۔ جاہلیہ)۔ آپ کی شریعت عالم امری سے ہے جو کبھی نسوخ نہیں ہوگی۔
اور علیٰ الشرائع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے مرسلین کو ملائکہ مقررین پر فضیلت دی ہے۔ اور اے علیؑ! میرے بعد فضیلت
میں تمہارا درجہ ہے اور پھر ان ائمہ علیہ السلام کا جو تمہارے بعد تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ اور فرشتے تو ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں :-

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضَّرْعِكُمْ وَلَا

(معبود) گمان کرتے ہو، انھیں تکلیف کے وقت پکارو۔ پھر وہ نہ تو تم سے تکلیف دور کر سکیں نہ اختیار رکھتے

تَحْوِيلًا ۵۶) أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ

ہیں اور نہ ہی بدل دینے کا۔ یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ (خود اپنے پروردگار کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے

الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ

ہیں، کہ ان میں سے کون سب سے زیادہ مقرب ہے، اور اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں

لَٰنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ هَحْدُورًا ۵۷) وَإِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ إِلَّا نَحْنُ

یقیناً تیرے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔ اور کوئی بستی ایسی نہیں مگر یہ کہ قیامت کے دن

مُهْلِكُوهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَمَةِ أَوْ مُعَذِّبُوهَا عَذَابًا شَدِيدًا كَانَ

سے پہلے (یا تو) ہم اُسے ہلاک کرنے والے ہیں یا اُسے سخت عذاب سے معذب کر دیں گے۔ یہ بات

ذَٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۵۸) وَمَا مَنَعَنَا أَنْ نُرْسِلَ بِالْآيَاتِ

(تقدیر کی) کتاب میں لکھی جا چکی ہے۔ اور ہمیں نشانیاں بھیجنے سے کسی چیز نے نہیں روکا،

إِلَّا أَنْ كَذَّبَ بِهَا الْأَوَّلُونَ ۵۹) وَإِنَّا لَنُودِ الثَّاقَةَ مُبْصَرَةً

سوائے اس کے کہ پہلوں نے انھیں جھٹلایا تھا۔ اور ہم نے نود کو (ہماری قدرت) دکھائی ہوئی (بطور مبصرہ)

فَطَلَبُوا بِهَا وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيفًا ۶۰) وَإِذْ قُلْنَا

دی تو انھوں نے اس پر ظلم کیا۔ اور ہم تو نشانیاں ڈالنے ہی کیلئے بھیجا کرتے ہیں۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے

لَكَ إِنَّ رَبَّكَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ وَمَا جَعَلْنَا الرَّعْيَا الْقِيَّ أَرِيكَ

انھیں کہا تھا کہ یقیناً تیرے پروردگار نے لوگوں کو (عذاب کیلئے) گھیر رکھا ہے۔ اور وہ خواب ہم نے تمہیں دکھایا ہے ہم نے اُسے

الْأَفْتَنَةَ لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ وَنُحُوفِهِمْ

نہیں مقرر کیا ہے مگر لوگوں کیلئے ایک آزمائش اور قرآن میں ایک لعنتی درخت (عنان) اور ہم انھیں ڈالتے ہیں

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۶۱) وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ

مگر وہ (دُنا) ان کو بہت بڑی سرکشی میں بڑھا رہا ہے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا

اسْبُدُّوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۶۲) قَالَ أَسْجُدْ لِمَنْ

کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ اُس نے کہا کیا میں اُس کیلئے سجدہ کروں

خَلَقْتَ طِينًا ۖ قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ

جسے تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ (اور) کہنے لگا بھلا دیکھ تو کیا یہی وہ ہے جسے تو نے مجھ پر بزرگی دی ہے۔ اگر تو

أَخَّرْتَنِي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۖ

مجھے قیامت کے دن تک ڈھیل دے دے تو میں اُسکی اولاد کو سوائے حقوڑوں کے ضرور قابو میں کر لوں گا۔

قَالَ أَذْهَبُ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاءُ وَكُمُ جَزَاءُ

(خدا نے) کہا چلا جا، پس جو ان میں سے تیری پیروی کرے گا، پھر یقیناً جہنم ہی تم سب کی سزا ہو اور پورا بدلہ

مَوْفُورًا ۖ وَاسْتَغْفِرُ مَنْ اسْتَطَعَتْ مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَ

ہوگا۔ اور ان میں سے جن کو تو پھسلا سکتا ہے، اپنی آواز سے پھسلا لے۔ اور

أَجْلِبُ عَلَيْهِمُ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكُكُمْ فِي الْأَمْوَالِ

اُن پر اپنے سواروں اور پیادوں کو چڑھالے۔ اور اُن کے مالوں اور اولاد میں شرکت کر لے

وَالْأَوْلَادِ وَعِدُهُمْ ۖ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ۖ

اور انھیں وعدے دے۔ اور جو وعدہ انھیں شیطان دیتا ہے وہ سوائے دھوکا کے کچھ نہیں ہوتا۔

إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ وَكَفَى بِرَبِّكَ وَكِيلًا ۖ

یقیناً جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا کوئی زور نہیں چلے گا۔ اور تیرا پروردگار کارساز بخشنے کو کافی ہے۔

رَبُّكُمُ الَّذِي يُرْجِي لَكُمْ الْفَلَكَ فِي الْبَحْرِ لِيَبْتَغُوا مِنْ

تمہارا پروردگار وہی ہے جو تمہارے لئے سمندر میں جہاز چلاتا ہے۔ تاکہ تم اُس کے فضل میں سے

فَضْلُهُ إِنَّهُ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ۖ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي

تلاش کرو۔ بیشک وہ تم پر بشارت کرنے والا ہے۔ اور جب سمندر میں تمہیں کوئی تکلیف

الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ إِلَّا إِلَٰهًا فَلَمَّا نَجَّكُمْ إِلَى الْبَرِّ

پہنچی، تو اُسکے سوا تم جن کو پکارا کرتے ہو وہ سب کم ہو گئے۔ پھر جب اس نے تمہیں نجات دے کر خشکی تک

أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ۖ أَفَأَمِنْتُمْ أَنْ يُخْصِفَ

پہنچا دیا تو تم روگردان ہو گئے۔ اور انسان بڑا ہی ناشکرا ہے۔ پھر کیا تم اس بات سے امن میں ہو گئے ہو کہ وہ

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ أَوْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوا لَكُمْ

خشکی کی طرف (لاکڑیاں) بھیجے (اُسکے ساتھ) دھنسا دے یا تم پر شکرینے سے برساتے والی آہٹ بھیج دے۔ پھر تم اپنے لئے کوئی

۱۷ اشارہ رکھو:-

تفسیر صفائی ص ۲۹۲ پر سوال کافی و تفسیر عیاشی
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا:
کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیوقوف اور محسوس گالیاں بکنے والے
بے حیا پر جو اس کی پرواہ نہ کرتا ہو کہ خود وہ کیا بکتا
ہے۔ اور نہ اسکی کہ لوگ اسکے حق میں کیا کہتے ہیں۔
جنت حرام کر دی ہے۔ اور اگر تم اس کی تفتیش کرو
گے تو اس کے سوا کچھ نہ پاؤ گے کہ یا وہ دلدل زنا ہے
یا اس کے باپ کا لطف متعذر ہوتے وقت شیطان
کی شرکت ہوئی ہے۔ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ!
کیا آدمیوں میں شیطان کی شرکت ہے؟ آپ نے فرمایا
کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں پرھتا، وشارکھو
فی الاموال والاولاد۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ ان حضرت نے یہ آیت تلاوت فرما کر ارشاد
فرمایا، کہ شیطان عورت کے پاس اگر اسی طرح بیٹھ
جاتا ہے جس طرح اسکا مرد۔ اور جو کچھ مرد کرتا ہے
وہی شیطان بھی کرتا جاتا ہے۔ کسی نے عرض کی کہ
اسکی پہچان کس طرح کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ باری
محبت سے اور ہمارے بغض سے۔ پس جو ہم سے
محبت رکھتا ہے وہ تو بندہ خدا کا لطف ہے۔ اور جو
ہم سے بغض رکھتا ہے وہ شیطان کا لطف ہے۔
انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ بسم اللہ
کہہ لی جائے تو شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ اور اگر
بغیر بسم اللہ کے جماعت کی جائے تو پھر فعل دونوں
کی طرف سے واقع ہوتا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ مال حرام جو کچھ بھی ہو۔ وہ
شرکت شیطان ہے۔ پس اگر ایسے مال سے لونڈیاں
خریدی جائیں، یا مہر ادا کر کے عقد کیا جائے۔ اور
اُن سے اولاد پیدا ہو۔ تو اس میں شیطان کا حصہ
ضرور ہوتا ہے۔ اور ایسے شخص کی مباشرت کے وقت
جو فعل حرام کرے۔ شیطان ضرور ساتھ ہوگا۔ اور کچھ
مشترک لطف سے پیدا ہوگا۔
۱۷ ان یخسف:-

تفسیر صفائی ص ۲۹۲ پر ہے کہ جانب کا ذکر
اسلئے فرمایا کہ اس میں اس بات کی تنبیہ ہے کہ وہ
سائل پر پہنچ کر کفر و گدوانی کرتے تھے۔ اور یہ خیال
نہ کرتے تھے کہ جس میں یہ قدرت ہے کہ سمندر میں تم
کو ڈبو کر ہلاک کر دے اُس میں یہ قدرت بھی ہے کہ تم کو
خشکی میں دھنسا دے۔ یا اس حال میں کہ تم اس پر موجود
ہو۔ خشکی کے کنارے کو الٹ دے۔

وَكَيْلًا ۖ أَمْ أَمِنْتُمْ أَنْ يُعِيدَكُمْ فِيهِ تَارَةً أُخْرَىٰ فَيُرْسِلَ

کار ساز نہ پاؤ گے۔ یا تم اس بات سے امن میں ہو گئے ہو کہ وہ دوسری بار تمہیں اس (سمندر) میں پھیر لے جائے۔ پھر

عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيحِ فَيُغَرِّقُكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوا

تم پر کشتی توڑنے والی ہوا بھیج دے۔ پھر جو ناشکری تم کر چکے ہو اُسکی سزا میں تمہیں غرق کر دے۔ پھر تم

لَكُمْ عَلَيْنَا بِهِ تَبِيعًا ۖ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ

کسی کو نہ پاؤ گے جو اس پر ہمارے خلاف پیچھا کرے۔ اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو بزرگی بخشی ہے لہٰذا اور ہم نے انہیں

فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ

مٹکی اور تری میں (سوا دیوں پر) اٹھایا، اور پاکیزہ چیزوں سے انہیں رزق دیا۔ اور جن کو ہم نے پیدا کیا ان میں سے

كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيلًا ۖ يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِسمِهِمْ

بہتوں پر ہم نے انہیں بڑی فضیلت بخشی ہے (باد کرو) اس دن کو جبکہ ہم سب لوگوں کو ان کے نام کے ساتھ

فَمَنْ أَوْفَىٰ كِتَابِهِ يَمِينُهُ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا

بلا میں گئے لہٰذا پھر جنہیں ان کا اعمال نامہ اُن کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ اپنا اعمال نامہ (دعویٰ ہو کر) پڑھیں گے۔

يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۖ وَمَنْ كَان فِي هَذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي

اور انہیں ایک سرت پر بھی نقصان پہنچایا جائیگا۔ اور جو کوئی اس (دنیا) میں اندھا رہا، پس وہ آخرت میں بھی اندھا

الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۖ وَإِنْ كَادُوا لَيَفْتِنُونَكَ عَنِ

سے گم، اور راہِ راست سے بہت زیادہ ہٹا دیا۔ اور قریب تھا کہ جو کچھ ہم نے تیری طرف دے دیا تھا، یہ لوگ

الَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ لَتُفْتَزِيَ عَلَيْنَا غَيْرَةً ۖ وَإِذَا لَا تَجِدُوكَ

اس کی نسبت تجھے فتنے میں ڈال دیتے تاکہ تو اسکے خلاف ہم پر افترا کر دے۔ اور اس صورت میں تجھے دوست بنا

خَلِيلًا ۖ وَلَوْلَا أَنْ ثَبَّتْنَاكَ لَقَدْ كِدْتَ تَرْكَنُ إِلَيْهِمْ شَيْغًا

لیتے۔ اور اگر ہم نے تجھے ثابت قدم نہ رکھا ہوتا، تو یقیناً تو ان کی طرف ضرور بہت عقوڑا سا جھکنے کے قریب

قَلِيلًا ۖ إِذَا لَذِقْنَاكَ ضِعْفَ الْحَيَاةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا

ہو جاتا۔ البتہ اس صورت میں ہم تمہیں زندگی کا دو گنا، اور موت (کے بعد) کا دو گنا (عذاب) چکھاتے پھر

تَجِدُكَ عَلَيْنَا نَصِيرًا ۖ وَإِنْ كَادُوا لَيَسْتَفِزُّوكَ مِنَ الْأَرْضِ

تم ہمارے خلاف کسی کو مددگار نہ پاتے۔ اور قریب تھا کہ یہ لوگ تجھے اس سر زمین سے دل برداشتہ کر دیں،

لہٰذا ولقد کرّمنا۔

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اولادِ آدم کو بزرگی عقل سے دی ہے۔ نطق سے دی ہے۔ پاکیزہ صورت سے دی ہے۔ متوسط قد و قامت سے دی ہے۔ امورِ معاد و معاش کی تدبیر سے دی ہے۔ نیز زمین پر جتنی چیزیں ہیں ان سب پر قابو دینے سے دی ہے۔ تمام قسم کے حیوانات کو ماتحت کر دینے سے اور صندت پر قدرت عطا کرنے سے اور بہت سی چیزوں سے جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

۱۷ فضلہم۔

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ امالی شیخ ابو جعفر طوسی اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو جملہ مخلوقات پر فضیلت دی۔ اور انہیں خشکی و تری میں اٹھایا۔ اور ہر قسم کے پاکیزہ پھلوں سے اُسے رزق دیا۔



پھر آپ نے فرمایا کہ ہر حیوان اور پرندہ یہ طاقت نہیں رکھتا کہ اپنا کھانا اور پانی اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے منہ میں ڈالے۔ یہ فضیلت صرف بنی آدم ہی کو ہے کہ وہ اپنا طعام اپنے ہاتھوں سے اپنے منہ میں ڈالتا ہے۔ اور یہ بہت بڑی فضیلت ہے۔

اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مخلوق اس طرح پیدا کی گئی ہے کہ اس کا منہ نیچے کی طرف لٹکا ہوا ہے، سوائے انسان کے کہ اس کی خلقت سیدھی کی گئی ہے۔

۱۷ اما مہم۔

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ کل آدمیوں کے امام نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں کل آدمیوں کی طرف خدا کا رسول ہوں۔ لیکن عنقریب میرے بعد خدا کی طرف سے میرے اہلبیت میں سے کل آدمیوں کیلئے امام بھی مقرر کئے جائیں گے جو آدمیوں پر اپنا حق ثابت کر دیں گے، پھر بھی جھٹلائے جائیں گے۔ اور کفر و ضلالت کے امام اور ان کے پیروکار ان اصلی اماموں پر ظلم کریں گے۔ پس جو شخص ان حقیقی اماموں سے دوستی رکھے گا۔ اور ان کا اتباع کرے گا، اور ان کی تصدیق کرے گا۔ پس وہ مجھ سے ہے۔ اور میرے ساتھ ہوگا۔ اور عنقریب مجھ سے ملے گا۔ اور غور سے سن لو کہ جو شخص ان برحق اماموں پر ظلم کرے گا اور

ان کی تکذیب کرے گا، پس وہ نہ مجھ سے ہوگا، اور نہ مجھ سے اس کا کوئی واسطہ ہوگا۔

لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا وَإِذَا لَا يَلْبَثُونَ خَلْفَكَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ سِتَّةَ

تا کہ مجھ اس سے نکال دیں۔ اور اس صوکت میں وہ تیرے پیچھے بہت ہی کم مدت ٹھہرتے سہ (۱۴) طریقہ سہ اُن

مَنْ قَدْ أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا ۝

رسولوں کا ہے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا، اور تم ہمارے طریقہ کو بدلنا نہ پاؤ گے۔

أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ

سو راج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک (مقررہ) نمازیں قائم کیا کرو سہ اور صبح کا تہران (یعنی نماز)

إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِ نَافِلَةً

یقیناً صبح کی (نماز کی) قرآن خوانی پر گواہی دی جائے گی۔ اور (سے رسول) ارات کے کچھ حصہ میں اس (قرآن) کیساتھ تہجد پڑھا کرو۔

لَكَ عَلَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا ۝ وَقُلْ رَبِّ

یہ زیادتی تیرے لئے (ہی) ہے۔ قریب ہے کہ تیرا پروردگار تجھے مقام محمود پر فخر کرے۔ اور (سے رسول) کہو اے میرے پروردگار

لَا خِلْفِي مَدْخَلٍ صَدِّقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجٍ صَدِّقٍ وَاجْعَلْ

مجھے داخل کر سچا داخل کرنا، اور مجھے نکال سچا نکالنا۔ اور میرے لئے

لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَانًا نَصِيرًا ۝ وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ

اپنے پاس سے ایک غالب مددگار قرار دے۔ اور (سے رسول) کہو کہ حق آگیا، اور باطل نکل

الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا ۝ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ

بھگا، یقیناً باطل نکل بھاگنے والا ہی ہے۔ اور قرآن میں سے ہم وہ چیز نازل کرتے ہیں

مَا هُوَ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ وَلَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا

جو مؤمنین کیلئے شفا اور رحمت ہے۔ اور یہ نہیں بڑھاتا ظالموں کا گھر

خَسَارًا ۝ وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَأِجَانِيَةً

نقصان۔ اور جب ہم نے انسان کو نعمت عطا فرمائی، تو وہ مدد گزشتان ہو گیا، اور اس نے پہلو ہٹا لی۔

وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يُوسُفًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى

اور جب اُسے (کوئی) تکلیف پہنچی تو وہ مایوس ہو گیا۔ (سے رسول) کہو کہ ہر کوئی اپنے اپنے طریقہ پر

شَاكِلَتُهُ فَرِيكُمُ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا ۝ وَيَسْأَلُونَكَ

عمل کرتا ہے سہ پس تمہارا پروردگار ہی بہتر جانتا ہے کہ (سیدھا) راستہ کسے زیادہ پلنے والا کون ہے۔ اور لوگ تجھ سے

منزل ۱۲

۱۵ لَا يَلْبَثُونَ خَلْفَكَ ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے رسول! اگر تم کو یہ لوگ مکہ سے نکال بھی دیں گے تو تمہارے نکلنے کے بعد خود بھی مقہورے ہی دن باقی رہیں گے۔ چنانچہ تفسیر قمری میں ہے کہ ہجرت کے ایک ہی سال بعد وہ سب بدر میں قتل ہو گئے۔

۱۶ سِتَّةَ ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ طریقہ مقرر کر دیا تھا کہ جو امت اپنے رسول کو نکلے وہ اسی رسول کی موجودگی میں ہلاک کر دی جائے۔

۱۷ أَقِمِ الصَّلَاةَ ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی، التہذیب اور تفسیر عیاشی منقول ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ واجب نمازیں کون کون سی ہیں آپ نے فرمایا: رات اور دن کو پانچ نمازیں۔ اس پر پوچھا گیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان نمازوں کا نام لیا ہے؟ اور ان کو کھول کر اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے؟ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول سے یہ ارشاد فرمایا ہے: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ اللَّيْلِ وَذُلُوكِ زَوَالِ آفَتَابِہِ، اور غسقی اقبل نصف شب۔ پس زوال آفتاب سے نصف شب تک چار نمازیں ہیں، جن کا اللہ تعالیٰ نے نام بھی لیا ہے، اور جن کو بیان بھی فرمایا ہے، اور ان کا وقت بھی بتلادیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ الْقُرْآنَ الْفَجْرُ كَانَ مَشْهُودًا پس پانچویں نماز ہو گئی۔

۱۸ مَا هُوَ شِفَاءٌ ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی عمل خیر کی نیت کرنا اس عمل کے بجالانے سے بہتر ہے۔ اور عمل کا بجا لانا ایک نعمت ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا شاکلتہ کے معنی میں نیتہ۔

نیز کافی اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جب جہنمی جہنم میں ہمیشہ کیلئے رہیں گے، کہ دنیا میں ان کی نیتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر وہ ہمیشہ کیلئے دنیا میں رہتے تو ہمیشہ خدا کی نافرمانی کرتے رہتے۔ اور جہنمی جنت میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ دنیا میں ان کی نیتوں سے ثابت ہو گیا کہ اگر وہ دنیا میں ہمیشہ ہی رہتے، تو ہمیشہ خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری ہی

کئے جاتے۔ پس اپنی اپنی نیتوں کے بموجب یہ بھی ہمیشہ رہیں گے اور وہ بھی ہمیشہ رہیں گے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی:

۱۹ قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ فَرِيكُمُ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَى سَبِيلًا ۝

عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ

روح کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ روح میرے پروردگار کے امر سے ہے، اور تمہیں تو علم میں سے بہت ہی

الْأَقَلِيلَ ۝ وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

فقوڑا حصہ دیا گیا ہے۔ اور اگر ہم چاہتے تو جو کچھ ہم نے تمہاری طرف وحی کیلئے لے جاتے۔

ثُمَّ لَا يَجِدُكَ بِهِ عَلَيْنَا وَكِيلًا ۝ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ إِنَّ

پھر تو اسے لے لینے کو ہمارے برخلاف کسی کو کارساز نہ پاتا۔ سوائے اس کے کہ تمہارے پروردگار کی رحمت ہوتی یقیناً

فَضْلَهُ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ قُلْ لِّئِنْ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ

اُس کا افضل تم پر بہت ہی بڑا ہے۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اگر تمام انسان اور سب جن اس

عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ

بات پر اجماع کر لیں کہ اس قرآن کی مثل لائیں، تو اُس کی مثل نہیں لاسکیں گے۔ اور اگرچہ

كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِي

وہ ایک دوسرے کے مددگار بھی بن جائیں۔ اور یقیناً ہم نے اس قرآن میں سب لوگوں کیلئے

هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

ہر ایک مثال کو بھیہر بھیہر کے بیان کیا ہے۔ پھر بھی اکثر لوگوں نے سوائے کفر کے ہر چیز کا (سخت) انکار کر دیا۔

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِكَ حَتَّى تُفْرَجَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۝

اور انہوں نے کہا کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہیں لائیں گے، جب تک کہ تم ہمارے لئے زمین میں ایک چشمہ جاری نہ کرو،

أَوْ تَكُونَ لَكِ جَنَّةٌ مِّنْ نَّحِيلٍ وَعَنْبٌ فَتُفَجَّرَ الْأَنْهَارُ خِلَافًا

یا خاص تیرے لئے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ نہ ہو جائے۔ پھر تم اُس کے نیچوں پتھ زمین پھاڑ کر نہریں نہ

تُفْجِرُوا ۝ ۹۱ ۝ وَتَسْقِطُ السَّمَاءُ كَمَا زَعَمَتْ عَلَيْنَا كِسْفًا أَوْ

بہا دو۔ یا جیسا کہ تمہارا گمان ہے ہم پر آسمان کے ٹکڑے نہ گرا دو۔ یا

تَأْتِي يَا اللَّهُ وَالْمَلَكُ قَبِيلًا ۝ ۹۲ ۝ أَوْ يَكُونُ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ

تم اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو لا کر سامنے کھڑا نہ کر دو۔ یا خاص تمہارے لئے سونے کا ایک گھر نہ

زُخْرَفٍ أَوْ تَرْقَى فِي السَّمَاءِ ۝ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّى

ہو، یا تم آسمان پر نہ چڑھ جاؤ۔ اور ہم تمہارے چڑھ جانے پر بھی ہرگز ایمان نہ لائیں گے۔ جب تک

۱۷ عن الروح

تفسیر صفائی ص ۲۹۵ پر بحوالہ کافی و تفسیر قبی

منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ روح ایک ایسی مخلوق ہے کہ جبریل و میکائیل علیہما السلام سے عظمت میں بڑی ہے۔ ملکوتی ہے اور جناب سول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے ہمیشہ ساتھ ساتھ رہتی ہے۔

تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ روح خدا تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک ایسی مخلوق ہے۔ جس کو بصیرت بھی دی گئی ہے۔ قوت بھی، تائید بھی۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور مومنین کے قلوب میں جگہ دیتا ہے۔ ملترجم :- روح کا تفصیلی ذکر سابقہ ص ۳۲۱ پر سورۃ حجر حاشیہ علی میں آچکا ہے۔

تَنْزِيلَ عَلَيْنَا كِتَابًا تَقْرُوهُ ۖ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيَ هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا

کہ تم ہم پر ایک کتاب نہ نازل کرو جسے ہم پڑھ لیں۔ (اے رسول) کہہ دو میرا پروردگار پاک ہے میں تو صرف ایک بشری

رَسُولًا ۚ وَمَا مَنَعَهُ النَّاسَ أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ

رسول ہوں۔ اور لوگوں کو جبکہ ان کے پاس ہدایت آئی تھی ایمان لانے سے کس چیز نے روکا، سوائے اس کے

إِلَّا أَنْ قَالُوا أَبَعَثَ اللَّهُ بَشَرًا رَسُولًا ۚ قُلْ لَوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ

کہ انھوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے ایک بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے

مَلَائِكَةٌ يَّمْشُونَ مُطْمَئِنِّينَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ مَلَكًا

الہینان سے چلتے پھرتے ہوتے، تو ہم ضرور ان پر آسمان سے کسی فرشتہ ہی کو رسول بنا

رَسُولًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ إِنَّهُ كَانَ

کر بھیجتے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے تمہاری قیادت اور اپنے بندوں

بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا ۚ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهْفٌ لَهُ وَمَنْ

سے پورا خبردار اور خوب دیکھنے والا ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے پس وہی ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ اور

يُضِلُّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُم أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ

جن پر وہ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے۔ پھر تم اس کے سوا کسی کو ان کا سرپرست نہ پاؤ گے۔ اور ہم انھیں قیامت کے

الْقِيَامَةِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ عُمِيًّا ۚ وَبُكْمًا وَصُمًّا ۚ مَا وَهُمْ جَاهِلُونَ

دن اور دن سے منہ منہ اندھے اور گونگے اور ہرے محسوس کریں گے۔ ان کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔

كَلَّمَآ خَبَتْ زِدْنَاهُمْ سَعِيرًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا

جب اس کا شعلہ بجھنے لگے گا ہم ان پر آگ سے اور پھر کا دیں گے۔ یہ ان کی سزا اسلئے ہوگی کہ انھوں نے ہماری آیتوں

وَقَالُوا آءِذَا كُنَّا عِظَامًا وَرُفَاتًا ؕ إِنَّا لَلْمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا

کا انکار کیا اور یہ کہہ دیا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور ہڈوں پر پھولا ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم نئے پیدا کر کے اٹھائے جائیں گے

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ قَادِرٌ

کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہ اس بات پر قدرت

عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّارْتِيَابٍ فِيهِ

رکھنے والا ہے کہ ان جیسے اور پیدا کر دے۔ اور اس نے ان کیلئے ایک مدت مقرر کر دی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں

لہ بشرًا رسولًا :-

کفار نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم سے مطالبات کئے تھے۔ وہ

ازراہ تمسخر تھے۔ ان کا ثبوت نبوت سے

کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ معجزہ وہ ہوتا ہے جس

کے کرنے سے دوسرے لوگ عاجز آجائیں

اور نبی کی صداقت کو تسلیم کر لیں۔ لیکن کفار نے جو

مطالبات کئے تھے وہ ہر معمولی سے معمولی شخص بھی

کر سکتا تھا۔ خواہ وہ کافر ہی ہو مثلاً چشمہ کا جاری

کرنا، نہریں بنانا، آسمان سے کوئی ٹکڑا کرنا، سونے

کا مکان بنانا وغیرہ وغیرہ۔ ایک بات البتہ انھوں

نے کہی کہ آسمان پر جاؤ۔ لیکن پھر یہ کہہ دیا کہ ہم تمہارا

آسمان پر جانا بھی ہرگز نہیں مانیں گے جب تک تو ہم

پر ایک کتاب نہ اتار لائے۔ چونکہ یہ سب ان کی کٹ

جھتیاں اور تمسخر تھا۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ان کو

ایک جامع جواب دیا کہ اے رسول! ان سے کہہ دو

کہ میں تو انسانی رسول ہوں۔ میں وہ کام نہیں کرتا،

جس سے اللہ تعالیٰ کی رسالت ثابت نہ ہو۔ نہ چشمے

اور نہ نہریں کھودنے سے رسالت ثابت ہوتی ہے،

اور نہ سونے چاندی کے مکان بنانے سے۔ اسلئے

مجھے ان چیزوں کے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں

آسمان پر بے معراج کی شب ہوا یا۔ تم نے مانا نہیں

مجھ پر کتاب بھی نازل ہوئی تم نے اُسے

قبول نہیں کیا، اب اور مجھ کے کیا چاہتے

ہو جو حوالہ عقلی ہو اس کا معجزہ سے کوئی

تعلق نہیں ہوتا :-

کفٰی باللہ شہیداً :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ یہ شہادت

دونوں باتوں کے متعلق جتنا کافی ہے۔

ایک یہ کہ میں تم سب کی طرف رسول ہوں اور دوسرے

یہ کہ جو کچھ میرے ذمہ پہنچا تھا، وہ میں نے پہنچا دیا :-

کفٰی باللہ شہیداً :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،

منقول ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! قیامت کے دن

اللہ تعالیٰ کافروں کو منہ کے بل کس طرح محسوس کرے گا۔

آپ نے فرمایا: جو انکو دنیا میں وہ پاؤں کے بل چلاتا ہے

وہ اس پر بھی قادر ہے کہ قیامت کے دن منہ کے بل چلائے :-

فَإِنِّي الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا ۙ قُلْ لَّوِ اَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

پھر بھی ظالموں نے سوائے کفر کے ہر چیز کا سخت انکار کر دیا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم میرے پُروردگار کی رحمت کے

خزائن رحمۃ ربیٰ اِذَا لَمْ تَسْكُنْ خَشْيَةَ الْإِنْفَاقِ وَكَانَ

خزانوں کے مالک بھی ہوتے تو اس وقت بھی تم خرچ ہو جانے کے خوف سے انہیں روک رہتے۔ اور انسان

الْإِنْسَانُ قَتُورًا ۙ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ

سے ہی بخیل۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو اٹھلے معجزے دیئے تھے۔

فَسُئِلَ بَنِي إِسْرَءِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ إِنِّي

پس بنی اسرائیل سے پوچھو کہ جب وہ ان کے پاس آیا تو اُسے فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ میں

لَاظُنُّكَ يَمُوسَىٰ مَسْحُورًا ۙ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا أَنْزَلَ هَؤُلَاءِ

گمان کرتا ہوں کہ یقیناً تم پر جادو کیا گیا ہے۔ اُس نے کہا کہ (اے فرعون) یقیناً تو جان گیا ہے کہ انکو کسی اور نے نہیں

إِلَّا رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِصَآئِرٍ وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَفْرَعُونَ

اتارا مگر آسمانوں اور زمین کے پُروردگار نے روشن دلیلوں کے ساتھ۔ اور اے فرعون! میں تو تجھے ہلاک شدہ ہی

مَشْهُورًا ۙ فَأَرَادَ أَنْ يَنْتَفِرَهُمْ مِّنَ الْأَرْضِ فَأَغْرَقْنَاهُ وَمَنْ

گمان کرتا ہوں۔ پس اس (فرعون) نے ارادہ کیا کہ انکو اس سرزمین سے پریشان کر کے نکال دے۔ پھر ہم نے اُسے

مَعَهُ جَمِيعًا ۙ وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهِ لِبَنِي إِسْرَءِيلَ اسْكُنُوا

اور جو اُس کے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا۔ اور ہم نے اس کے بعد بنی اسرائیل سے یہ کہہ دیا کہ تم اس زمین میں سکونت

الْأَرْضِ فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ الْآخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيفًا ۙ وَبِالْحَقِّ

اعتبار کرو۔ پس جب آخرت کا وعدہ آئیگا تو ہم تمہیں اکٹھا کر کے لے آئیں گے۔ اور ہم نے اُسے حق کے

أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَّلْ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۙ

ساتھ نازل کیا اور حق ہی کے ساتھ وہ اترا۔ اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا۔

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ

اور قرآن کو ہم نے محوئے محوئے کیا ہے تاکہ تو اُسے لوگوں پر بڑھ بڑھ کر پڑھ دے۔ اور ہم نے اُسے تھوڑا تھوڑا

تَنْزِيلًا ۙ قُلْ آمِنُوا بِهِ أَوْ لَا تُؤْمِنُوا إِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ

کر کے اتارا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم اُس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ یقیناً وہ لوگ جن کو اس سے پہلے علم دیا

۱۷ تسع آیت بَيِّنَاتٍ :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ الحفصاں تفسیر
فقہی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور
تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ وہ نو نشانیاں یہ تھیں :-
میریاں، بھونپیں، مینڈکت، خون، سیداب
سمندر کا پار کرنا، پھر تھکے پانی ٹکنا، عشا، یہ جینا،

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے ایک یہودی نے ان آیات کے بارے
میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہیں : (۱) تم خدا کے
ساتھ کسی کوشش کے بغیر (۲) اسراف یعنی فضول خرچی
نہ کرو (۳) زنا نہ کرو (۴) کسی کو ناحق قتل نہ کرو جس
کا قتل کرنا خدا نے حرام قرار دیا ہو (۵) کسی بے گناہ کو
قتل کرانے کیلئے ماک کے پاس نہ لے جاؤ (۶) محروم و جادو
نہ کرو (۷) سود نہ کھاؤ (۸) کسی شوہر و عورت پر جہت
نہ لگاؤ (۹) جہاد کے دن بھاگ جانے کی نیت سے
مُسنَد نہ موڑو۔ اور اے یہودیو! تمہارے لئے ایک خاص
آیت یہ تھی کہ حدیث کے احکام میں زیادتی نہ کرو۔

اس یہودی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہاتھ جوڑ لئے۔ اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ
یقیناً نبی ہیں :-

ملاحظہ :- دونوں تفسیروں میں منافات
نہیں کیونکہ پہلے تو معجزات وہ تھے جو اللہ تعالیٰ
نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے، جبکہ تفصیل
یہ، سورۃ اعراف کے سولہویں رکوع میں
دی گئی ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے جو چیزیں بیان فرمائیں۔ وہ احکام تھے
جن پر کاربند ہونا ان پر واجب کیا گیا تھا۔
پس منافات نہ رہی :-

مَنْ قَبْلَهُ إِذَا يَتْلَى عَلَيْهِمْ يَخْرُونَ لِلاذْقَانِ سُبْحًا ۝۱۰

کیا ہے جس وقت اُن کے سامنے (یہ قرآن) پڑھا جاتا ہے، وہ منہ کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ اور

يَقُولُونَ سُبْحَنَ رَبِّنَا اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُولًا ۝۱۱

کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار پاک ہے، بیشک ہمارے پروردگار کا وعدہ پورا ہونا ہی تھا۔ اور

يَخْرُونَ لِلاذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۝۱۲ قُلْ ادْعُوا اللّٰهَ

مغزوں کے بل گر پڑتے ہیں۔ وہ روتے جاتے ہیں اور (قرآن کا سننا) اُنکے خشوع کو بڑھا دیتا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو

اَوْ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيُّمَا مَا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی وَلَا تَجْهَرُ

کہ اللہ (کہہ کر) پکارو یا رحمن (کہہ کر) پکارو۔ جس (نام) سے بھی پکارو پس سب اچھے نام اُسی کے ہیں اور تم اپنی نماز

بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافُتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيْلًا ۝۱۳ وَقُلْ

میں اپنی آواز کو نہ تو بلند کر دے بہت آہستہ کیا کرو اور اُسکے بین کار راستہ اختیار کرو۔ اور کہو

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيْكٌ فِي

کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے جس نے نہ کوئی بیٹا بنایا، اور نہ حکومت میں اُس کا کوئی شریک

الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الدِّیْنِ وَكَبْرًا ۝۱۴

ہے۔ اور نہ (اُسکی) عاجزی کی وجہ سے اُس کا کوئی حامی ہے۔ اور تم اسکی بڑی کبریائی کا اعلان کرتے رہا کرو

اٰیٰتُهَا ۝۱۵ سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّيَّةٌ ۝۱۶ رُكُوْعَاتُهَا ۱۳

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱۷

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ

ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب اتاری۔ اور اُس کیلئے کوئی نئی نہ

عَوَجًا ۝۱۸ قِيْمًا لِّیَنْذِرَ اَبْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهٖ وَيُبَشِّرَ

رکھی۔ قائم رکھنے والی ہے (دین کو) تاکہ وہ اُس کے ہاں سے (آپ کو) سخت عذاب سے ڈرائے اور

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنْ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۝۱۹

اُن مؤمنین کو جو نیک عمل کرتے ہیں (یہ) خوشخبری سنائے کہ یقیناً اُن کے لئے اچھا اجر (مقرر) ہے۔

اَنْ مِّنْ مِّنْهُمْ اَنْ يَّجْعَلَ لَكُم مِّنْ اٰیٰتٍ ۝۲۰

اور ان میں سے کوئی نہ ہو کہ تم کو (اپنے) آیتوں میں سے

۱۵ الاسماء الحسنی :-

تفسیر صفائی صفحہ ۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے

کہ جتنے اچھے نام ہیں سب اللہ تعالیٰ ہی کیلئے

ہیں اور اُن کا اچھا ہونا یہ ہے کہ اُنکے معنی سے

جو عظمت و شوکت اور شان و بزرگی پائی جاتی

ہے وہ مستقل اور دائمی بنے عارضی نہیں۔

پس جب اُسکے نام اچھے ہی اچھے ہیں اور

اللہ اور رحمن یہ دونوں بھی اچھے ہی ہیں۔

اب اُن میں سے خواہ ایک کو پکارو یا دونوں

سے، تم راہِ حق پر ہو جو ان اسموں کا مستحق ہے۔ اور

جس پر فکرت کی فہمیدہ دلالت کرتی ہے۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب مشرکوں

نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

یا اللہ یا رحمن کہتے سنا تو کہنے لگے کہ ہمیں تو دو

خدا کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور خود ایک اللہ

کے سوا دوسرے کو بھی پکارتے ہیں۔ اسی

پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ

یہودیوں نے یہ کہا تھا کہ آپ رحمن کا ذکر

بہت ہی کم کرتے ہیں حالانکہ توریت میں

اللہ تعالیٰ نے اس نام کا بہت ذکر فرمایا ہے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی :

۱۵ کبرہ تکبیراً :-

تفسیر صفائی صفحہ ۲۹ پر بحوالہ کافی منقول ہے

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے حضور میں کسی نے

اللہ اکبر کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کس چیز سے

بڑا ہے؟ (کہو کہ) اللہ اکبر میں اکبر افضل التقضیل

کا صیغہ ہے جسکے معنی ہیں کہ اللہ زیادہ بڑا ہے۔)

اُس نے جواب دیا کہ ہر چیز سے بڑا ہے۔ آپ نے

فرمایا: واٹے ہو تجھ پر، تو نے اللہ تعالیٰ کو محدود

کر دیا۔ اُس نے کہا: یا ابن رسول اللہ! تو کیونکر کہوں؟

آپ نے فرمایا کہ میں کہوں کہ خدا اس بات سے زیادہ

بڑا ہے کہ کسی طرح بھی اُس کا بیان کیا جاسکے :

مَا كَثُرْنَ فِيهِ أَبَدًا ۝ وَيُنذِرَ الَّذِينَ قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا ۝

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور ان لوگوں کو بھی ڈرائے جنہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا بنا لیا ہے۔

مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ وَلَا لِآبَائِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ

نہ تو انہیں اس کا کچھ علم ہے اور نہ ہی ان کے باپ دادوں کو۔ بہت بڑی بات ہے جو ان کے مونہوں سے

مِنْ أَفْوَاهِهِمْ ۚ إِنَّ يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا ۚ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ

نکلتی ہے۔ وہ سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں کہتے۔ پس اگر وہ اس بات پر ایمان

نَفْسِكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ ۚ إِنَّ لَمْ يُولَوْا هَذَا الْحَدِيثَ أَفْكَارًا

نہ لائیں، تو کیا تو ان کے پیچھے انہیں کھوس کر اپنی جان کو ہلاک کر ڈالنے والا ہو جائے گا۔ یقیناً ہم نے

جَعَلْنَا مَا عَلَى الْأَرْضِ زِينَةً لِّهَا لِنَبْلُوَهُمْ أَيُّهُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۝

جو کچھ زمین پر ہے اسے اس کے لئے زینت قرار دیا ہے تاکہ ہم ان پر ظاہر کریں کہ ان میں سے کون سا اچھا عمل کرنے والا کون ہو گا۔

وَأَنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا ۝ أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ

اور یقیناً ہم جو کچھ بھی اس پر ہے اسے پھیل میدان بنائے والے ہیں۔ کیا تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ غار اور کتبہ

الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى

والے، ہماری نشانوں سے کچھ زیادہ عجیب تھے ۱۵ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ (ان) جوانوں نے غار کی

الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ

طرف برپناہ لی۔ پھر انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے لئے ہمارے معاملہ

أَمْرًا رَشَدًا ۝ فَضَرْبَنَا عَلَىٰ أَذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝

کی مددستی کا سامان کر دے۔ پھر ہم نے غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی سالوں تک نیند کا پردہ ڈال دیا۔

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝ نَحْنُ

پھر ہم نے انہیں اٹھا دیا کہ ہم یہ ظاہر کریں کہ دونوں گروہوں میں سے ان کے (غار میں) ٹھہرنے کی مدت کس کو زیادہ یاد تھی

نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَ

ہم تم سے انکی خبر سچائی کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ایسے جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے۔ اور

زِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبَّنَا

ہم نے (اسی لئے) انکی رہنمائی زیادہ کی۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو کہنے لگے ہمارا پروردگار

۱۵ احسن عملاً:-

تفسیر قصائی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی اما زین العبدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء میں سے کسی کیلئے دنیا کی زینت اور اس کی جلد فتن ہونے والی چیزوں کو پسند نہیں فرمایا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو خود دنیا اور اس کی خوش کن سوائی چیزوں کی طرف خواہش دلائی ہے۔ بلکہ دنیا اور اہل دنیا کو صرف اسلئے پیدا کیا ہے کہ ان کی آزمائش کرے کہ دنیا میں وہ کافر تھے کیلئے سب سے زیادہ عمل کرنے والا کون ہے۔

مترجم :- خداوند تعالیٰ جب آزمائش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی حالت کو اور لوگوں کی نظروں میں پیش کر دیا جائے تاکہ وہ دیکھ لیں کہ یہ شخص کس قابلیت اور صلاحیت کا مالک ہے۔ ابتلاء اور آزمائش کی تفصیلی بحث سابقہ ص ۲۸ ماشیہ ص ۱۱ میں کی جا چکی ہے۔

۱۵ من آیتنا عجبا:-

تفسیر قصائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب کہف کے اتنی مدت تک زندہ رہنے کو عجیب نہ سمجھو۔ جو نشانیاں ہم نے تم کو دی ہیں۔ ان کو اس سے کہیں زیادہ سمجھو۔ اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اس زمانہ فترت میں گزرے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین گزرا ہے۔



رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُو مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَقَدْ قُلْنَا

آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے۔ ہم ہرگز اُسکے سوا کسی اور کو معبود کہہ کر نہیں بکارتے (ورنہ) اس صورت میں گویا

إِذَا شَطَطًا ۝ هُوَ الَّذِي قَوْمَنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ إِلَهًا لَوْ لَا

ہم نے حق سے قدرت بات کہی۔ اس ہماری قوم نے تو اس کو چھوڑ کر کئی معبود بنائے ہیں۔ پھر ان کے

يَأْتُونَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

بلے میں کوئی واضح حجت کیوں نہیں لاتے۔ پس اُس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ ٹوٹ

اللَّهِ كَذِبًا ۖ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ

بہتان باندھے۔ اور (اب) جبکہ تم نے ان سے کنار کشی کر لی اور ان سے بھی جنگی یہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو

فَأَوَّا إِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ

تو کسی غار میں پناہ لے لو، تمہارا پروردگار تمہارے لئے اپنی کچھ رحمت وسیع کر دے گا۔ اور تمہارے معاملہ میں تمہارے

مِنْ أَمْرِكُمْ مَرْفَاقًا ۖ وَتَرَى الشَّمْسَ إِذَا طَلَعَتْ تَزُورُ عَن

لئے آرام کا سامان مہیا کر دے گا۔ اور تم سورج کو دیکھتے ہو کہ جب وہ طلوع ہوتا ہے اُسکے غار سے دائیں

كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَإِذَا غَرَبَتْ تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ

طرف بچنے کے نکل جاتا ہے بلکہ اور جب غروب ہوتا ہے تو بائیں طرف کو گزرتا جاتا ہے۔ اور

وَهُمْ فِي فَجْوَةٍ مِنْهُ ۚ ذٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۖ

وہ اس دُعا کی کھلی جگہ میں ہیں کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جسکو اللہ تعالیٰ ہدایت دے، پس یہی

الْمُرْتَدِّجُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُرْشِدًا ۖ وَ

ہدایت یافتہ ہوتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے تو تم اُس کیلئے کوئی سرپرست ہدایت کرنے والا نہ

تَحْسَبُهُمْ أَيْقَاظًا وَهُمْ رُقُودٌ ۚ وَنُقِلْتُمْ ذَاتَ الْيَمِينِ وَذَاتَ

پاؤں گے۔ اور تم انہیں جاگتا ہوا خیال کرو گے حالانکہ وہ سوئے ہوئے ہیں۔ اور تم انہیں اٹھیں پہلو اور بائیں پہلو

الشِّمَالِ ۖ وَكَلِمَتُهمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ لَوِ اطَّلَعْتَ

کروٹ بدلتے رہتے ہیں کہ اور ان کا کتا اپنے دونوں ہاتھ جو کھٹ پر پھیلانے ہوئے ہے کہ اگر تم انہیں دیکھ

عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتُمْ مِنْهُمْ فِرَارًا وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ رُجْبًا ۖ وَكَذٰلِكَ

پاؤں تو یقیناً ان سے منہ پھیر کر بھاگ کھڑے ہو، اور تم پر ان کا رعب طاری ہو جائے۔ اور اسی طرح

لہ تزویر عن کہفہم۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سورج کی شعاع ان پر نہیں پڑتی تھی کہ ان کو تکلیف دے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ غار شمال رو ہوگا۔

لہ فجوة منه۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ غار کے وسیع تختہ یعنی درمیان میں ایسے موقع پر ہیں کہ جہاں ان کو ہوا کی ٹھنڈک اور فرحت پہنچتی رہتی ہے۔ اور ان کا دم ٹھٹھنے نہیں پاتا۔ اور نہ سورج کے طلوع اور غروب ہوتے وقت انہیں گرمی ستا سکتی ہے۔

لہ نقبہم۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ہر چھ مہینے یا سال میں دو مرتبہ انہیں کروٹ بدلوادیتے تاکہ اُنکے جسم کا وہ حصہ جو مٹی سے ملا ہوا ہے، اُسے مٹی نہ کھا جائے۔

لہ کلہم۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اصحاب کہف و اترقہم ایک جابر بادشاہ کی حکومت میں رہتے تھے۔ وہ اپنی عتبت کو بت پرستی پر مجبور کرتا تھا۔ پس جو انکار کرتا تھا اسے قتل کر دیتا تھا۔ یہ اصحاب کہف ایماندار گروہ تھے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھے۔ یہ شکار کے بہانہ سے شہر سے نکلے۔ راستہ میں انہیں ایک چرواہا ملا۔ اُسے انہوں نے اپنے ساتھ لے لیتا چاہا۔ وہ ساتھ نہ ہوا اگر اُس کے پاس ایک کتا تھا وہ ان کے ساتھ بولیا اور جس غار میں یہ جا کر سوئے یہ کتا اس کے دروازہ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے۔



نیز ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ بہائم جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ سوائے تین کے :- (۱) بلعم باعور کا گدھا (۲) حضرت یوسفؑ کا بھیڑ یا (۳) اور اصحاب کہف کا کتا۔ اصحاب کہف کے نام جو بزرگوں نے تحقیق کئے وہ یہ ہیں :- (۱) یلیئنا (۲) یلیونس (۳) مسکینا (۴) زرقیونس (۵) کشاف یونس۔ اور چھٹا ان کا کتا ہے جس کا نام قطیر ہے۔

(زنجانی جنتی ص ۱۹، ص ۵۵)

بَعَثْنَهُمْ لِتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ

ہم نے انہیں اٹھایا کہ آپس میں ایک سے دوسرے سے سوال کر لیں۔ ان میں سے ایک نے لے لیا بولا کہ تم یہاں کتنا عرصہ مقبرے میں رہے۔

قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ

وہ بولے کہ ہم (یہاں) ایک دن یا دن کا کچھ حصہ مقبرے میں رہے۔ انہوں نے کہا تمہارا رب تو گارہتر جانتا ہے جتنا عرصہ تم مقبرے میں رہے۔

فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا

پس تم اپنے میں سے کسی ایک کو اپنا یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو۔ پس وہ لجا کر دیکھے کہ کونسا کھانا یا کھینڑ

أَزْكَى طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ

ہے۔ پھر وہ اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لائے۔ اور چاہئے کہ وہ نرم گوئی کرے، اور کسی کو تمہاری خبر نہ بخونے

بِكُمْ أَحَدًا ۚ إِنَّهُمْ إِنْ يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعَذِّبُوكُمْ

ہے۔ یقیناً وہ اگر (خبر پا کر) تم پر غالب آگئے (تو) تمہیں پتھر ڈال دیں گے، یا تمہیں اپنے مذہب میں

فِي مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوا إِذَا أَبَدًا ۚ وَكَذَلِكَ نَعِظُكُمْ عَلَيْهِمْ

لٹائیں گے۔ اور اس صورت میں تم ہرگز بھی کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اور اسی طرح ہم نے انہیں مطلع کر دیا تھا کہ وہ

لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ

سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ یقیناً سچا ہے۔ اور یقیناً (قیامت کی) گھڑی میں کچھ شک نہیں ہے (وہ وقت یاد کرو)

يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا رَبُّهُمْ

جبکہ وہ ان کے معاملہ میں آپس میں جھگڑا کرنے لگے، تو وہ کہنے لگے کہ ان پر ایک عمارت بنا دو۔ ان کا یہ بڑا کار

أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمُ

ان کو خوب جانتا ہے۔ وہ لوگ جو ان کے معاملہ میں غالب آگئے، کہنے لگے ہم ضرور ان کے اوپر ایک مسجد

مَسْجِدًا ۚ سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ

بنائیں گے۔ عنقریب وہ یہ کہیں گے کہ وہ تین ہیں ان کا چوتھا ان کا کتا ہے۔ اور وہ کہیں گے وہ پانچ ہیں

سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ

ان کا چھٹا ان کا کتا ہے۔ (یہ لوگ) بغیر دیکھے بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دیتے ہیں سہ اور وہ کہیں گے وہ سات ہیں

كَلْبُهُمْ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ فَلَا

اور انکا انہوں انکا کتا ہے۔ تم کہو کہ میرا رب تو گارہتر جانتا ہے ان کو نہیں جانتے ہیں مگر نہایت تھوڑے بھرت

نصف القرآن باعتبار عدد الحروف بآل التثنية واللام الثانية من النصف الأول والثالث

له ان الساعة :-

تفسیر یہانی مطلب یہ ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت ایسی آنے والی ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں جس طرح تم سوکر جاگ اٹھتے ہو، اسی طرح مرنے کے بعد جی اٹھو گے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ جیسے تم سوتے ہو اور اٹھ بیٹھتے ہو، ویسے ہی تم مروتے اور پھر زندہ کر دیئے جاؤ گے۔ اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ نیند موت کی بہن ہے۔

احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو لوگ مر چکے تھے ان میں بہت سے پلٹ کر دنیا میں آئے ہیں۔ ازاں جملہ اصحاب کہف تھے کہ اللہ تعالیٰ نے تین سو نو برس ان کو مردہ رکھا۔ پھر ایسے لوگوں کے زمانے میں اٹھایا جو مردہ جی اٹھنے کے منکر تھے تاکہ ان کی حجت قطع کر دے۔ اور ان کو اپنی قدرت دکھلا دے۔ اور وہ جان لیں کہ بخت حق ہے۔

رجمًا بالغیب :-

یہ رجم یزجم کا مصدر ہے۔ اصل میں رجم کے معنی رجما (پتھروں سے مارنے کے ہیں) اور اس کے مندرجہ ذیل معنی مستعار ہیں :- قتل کرنا۔ بے سوچے سمجھے منہ سے بات نکال دینا۔ لعنت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔ جھٹکارنا۔ دھتکارنا۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۶۷)

تُسَارِفِهِمْ إِلَّا مَرَّ ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِمْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۚ

سولے ظاہری بحث کے (کسی سے) کچھ جھگڑا نہ کرو۔ اور ان کے بارے میں ان میں سے کسی سے کوئی بات نہ پوچھ کر

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا ۚ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ

اور کسی چیز کے متعلق تم ہرگز نہ کہو کہ میں یقیناً اسے کل کروں گا۔ سولے اس کے کہ اللہ تعالیٰ (ایسا کہنے کو) چاہے

اللَّهُ ۚ وَادْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَى أَنْ يَهْدِيَنِي

اور تو اپنے پروردگار کو یاد کر لیا کرو جبکہ تم سے (انشاء اللہ کہنا) رہ جائے اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس

رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَذَا رَشَدًا ۚ وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ

سے بڑھ کر کوئی ہدایت کی بات سمجھا دیے۔ اور (ان لوگوں نے کہا کہ) وہ اپنی غار میں تین سو سال ٹھہرے رہے

وَأَثَرِهِمْ سَبِينَ ۚ وَازْدَادُوا تِسْعًا ۚ قُلْ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ

اور انھوں نے اس پر نو (سال) اور زیادہ کئے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ وہ کتنا عرصہ ٹھہرے رہے

غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهِ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ مِنْ

اُسی کیلئے آسمانوں اور زمین کے غیب (کا علم) ہے۔ وہ کیسا دیکھنے والا ہے اور کیسا سننے والا ہے۔ ان کے لئے

دُونِهِ مَنْ وَلِيٌّ وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا ۚ وَأَتْلُ مَا أُوحِيَ

اُس کے سوا کوئی سرپرست نہیں۔ اور وہ اپنے فیصلہ میں کسی اور کو شریک نہیں کرتا۔ جو کچھ تمھاری طرف تمھارے

إِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهِ ۚ وَلَنْ تَجِدَ

پروردگار کی کتاب میں سے وحی کیا گیا ہے اُسے بڑھ۔ اُس کے کلمات کو کوئی بدلنے والا نہیں۔ اور تم اُس کے سولے

مِنْ دُونِهِ مُلْتَحِدًا ۚ وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

ہرگز کوئی پناہ کی جگہ نہ پاؤ گے۔ اور جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار سے دعا میں کرتے رہتے ہیں، (اور)

رَبَّهُمْ بِالْعُدَاوَةِ وَالْعَشَىٰ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ

اُس کی رضا مندی چاہتے ہیں، تم ان کے ساتھ اپنے آپ کو استقلال سے رکھو۔ اور ان سے اپنی آنکھوں کو نہ

عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الدُّنْيَا ۚ وَلَا تَطْعَمَنْ أَغْفَلًا

ہٹاؤ (کہ) تم دنیا کی زندگی گمانی کی زینت کو چاہتے ہو۔ اور نہ اُس کا کہنا مانو جس کے دل کو ہم نے اپنے

قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرْطًا ۚ وَقُلْ

ذکر سے غافل پایا ہے۔ اور اُس نے اپنی ہی خواہش کا اتباع کیا جو اُسے اور اُس کا معاشرہ سے گزر گیا ہے۔ اور کہہ دو



۱۔ واصلہ نفساں۔
تفسیر قتانی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
منقول ہے کہ یہ آیت حضرت سلمان فارسی رضی
حضرت ابوذر غفاری رضی حضرت صہیب رضی اور حضرت
جناب رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کم ہائے حق تھے، ان
کی شان میں نازل ہوئی۔ اور اس کا سبب یہ ہوا کہ
مؤلفۃ القلوب لوگ مثلاً عینیہ بن حصین اور
افرع بن حابس اور ان کے رشتہ دار آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کرنے
لگے کہ یا رسول اللہ! اگر آپ صدر مجلس میں تشریف
رکھیں اور ان لوگوں کو جو ادنیٰ بدبو والے کپڑے
پہنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی بدبو کو ہم سے دور کر دیں
تو ہم آپ کے پاس بیٹھیں گے اور آپ سے کچھ
حاصل کریں گے ورنہ نہیں۔ کیونکہ ہمیں آپ کی خدمت
میں آنے سے بھی لوگ روکتے ہیں۔ اس پر یہ آیت
نازل ہوئی۔ اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھ کر انہی حضرات
کی تلاش میں تشریف لے گئے، تو انھیں مسجد کے پچھلے
حصہ میں معروف عبادت پایا۔ اُس وقت آپ نے
فرمایا کہ فلا کا شکر ہے کہ اُس نے مجھے موت نہ دی
جب تک مجھے یہ حکم نہ دے دیا کہ میرا نفس اپنی امت
کے ایسے لوگوں کی معیت برداشت کرے جیسے کہ
یہ ہیں۔ اور میری زندگی بھی انہی کے ساتھ ہو، اور
میری موت بھی انہی کے ساتھ ہو۔



الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ لَا

کہ حق تمہارے پروردگار ہی کی طرف سے ہے پس جو کوئی چاہے سو وہ ایمان لے آئے، اور جو کوئی چاہے سو وہ کفر اختیار کر لے

إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَسْتَغِيثُوا

یقیناً ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے جسکی قناتیں انہیں گھیر لیں گی۔ اور اگر وہ فریاد کریں گے تو انکی

يُعَاثُوا بِمَاءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَاءَتْ

فریادیں ایسے پانی سے کی جائیں گی جو گھلے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا جو ہرے مجلس دے گا۔ وہ کتنی بُری پینے کی چیز ہوگی

مُرْتَفَقًا ۲۹ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُهُ

اور کتنی بُری آرامگاہ ہوگی۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے، بیشک ہم اُس کا اجر ضائع نہیں

أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ۳۰ أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ

کرتے جس نے نیک کام کیا ہو۔ اُن لوگوں کے لئے دائمی باغات ہیں، اُن کے نیچے نہریں

تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَ

بہتی ہیں۔ اُس میں انہیں سونے کے ٹنگے پہنائے جائیں گے۔ اور

يَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَّكِئِينَ

باریک اور موٹے ریشم کے سبز لباس پہنیں گے۔ وہ اُس میں تختوں پر بیٹھیں

فِيهَا عَلَى الْأَرَآئِكِ نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ۳۱ وَاضْرِبْ

لنگٹے ہوئے ہوں گے۔ کیا ہی اچھا بدلہ ہے، اور کیسی اچھی آرامگاہ ہے۔ اور تم اُن

لَهُمْ مِثْلَا رَجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَ

کھائے دو آدمیوں کی مثال بیان کرو سنا اُن میں سے ایک کھائے ہم نے انگوروں کے دو باغ بنائے تھے۔ اور

حَفَفَهُمَا بِبَخْلِ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زُرْعًا ۳۲ كَلَّمَا الْجَنَّتَيْنِ اتَتَا

ان دونوں کو ہم نے کھجور کے درختوں سے گھیر رکھا تھا۔ اور ہم نے ان دونوں کے درمیان کھیتی لگا دی تھی۔ یہ دونوں بالغ

أَكْلَاهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِنْهُ شَيْئًا ۳۳ وَفَجَّرْنَا خِلْفَهُمَا نَهْرًا ۳۴ وَكَانَ لَهَا

اپنا پھل لائے اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کیا۔ اور ہم نے انکے درمیان نہر جاری کی ہوئی تھی۔ اور اُس کے پاس

نَهْرٌ فَقَالَ لِصَاحِبِهِ وَهُوَ يُحَاوِرُهُ أَنَا أَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَأَعَزُّ

کئی طرح کے پھل تھے۔ پس اس نے اپنے ساتھی سے کہا دراصل ایک وہ اُس سے بائیں کر رہا تھا کہ میں مالی حیثیت میں تم سے بہت

۱۵ واضرب :-

تفسیر قرآنی حصہ ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے
کہ یہ آیت ایک ایسے شخص کے بارے میں نازل ہوئی
جس کے دو بڑے بڑے باغ تھے، جن میں بہت
سی کثرت سے میوہ پیدا ہوتا تھا۔ جیسا کہ خود خدا
تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ اور اُن دونوں باغوں کے
میںدھوئیں پر کھجور کے درخت بھی بہت سے تھے۔
اور کھیتی باڑی بھی خوب ہوتی تھی۔ اور پانی بھی بکثرت
نقا۔ اور اُس کے بڑوں میں ایک مفلس
بھی رہتا تھا۔ جس کے مقابل اُس مالدار
شخص نے بہت کچھ نیکی بھگاری تھی ۛ



نَفَرًا ۳۰ وَدَخَلَ جَنَّتَهُ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ قَالَ مَا أَظُنُّ أَنْ

بڑھا ہوا ہوں اور نفی کے لحاظ زیادہ عزت الہاموں۔ اور وہ اپنے باغ میں اس حال میں کہ وہ اپنے باغ میں کھڑا تھا کہ

تَبِيدَ هَذِهِ أَبَدًا ۳۱ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدُّتْ

میں گمان نہیں کرتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی تباہ ہوگا۔ اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت کی گھڑی قائم ہو سکتی ہے۔ اور اگر میں اپنے باغ کو

إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا ۳۲ قَالَ لَهُ صَاحِبُهَا وَهُوَ

کی طرف لوٹا یا گیا تو ضرور بالضرور اس سے بہتر لوٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ اُسے اس کے ساتھی نے کہا دراصل تم نے وہ اس سے

يُحَارِوهُ أَكْفَرْتُ بِالَّذِي خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ

باتیں کر رہا تھا۔ کیا تم اس (اللہ تعالیٰ) کا انکار کرتے ہو جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر لطف سے، پھر اس نے

ثُمَّ سَوَّيْكَ رَجُلًا ۳۳ لَكِنَّا هُوَ اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۳۴

تمہیں پورا پورا مرد بنا دیا۔ لیکن میں سویرا پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ ہے اور میں اپنے پروردگار کیساتھ کسی کو شریک نہیں سمجھتا

وَلَوْ لَا إِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا

اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو نے کیوں نہ اشاء اللہ (جو کچھ اللہ چاہے) کہا لے اللہ تعالیٰ کی قوت کے سوا کوئی قوت

بِاللَّهِ إِنْ تَرَنِ أَنَا أَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَوَلَدًا ۳۵ فَعَسَىٰ رَبِّي

جہیں۔ اگر تو یہ سمجھتا ہے کہ میں تیرے مال اور اولاد میں کم ہوں۔ پس امید ہے کہ میرا پروردگار

أَنْ يُؤْتِيَنِي خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ

مجھے تیرے باغ سے بہتر دے گا۔ اور اس (تیرے باغ) پر آسمان سے کوئی عذاب بھیج دے۔

السَّمَاءِ فَتُصْبِهِ صُعِيدًا زَلَقًا ۳۶ أَوْ يُصْبِهِ مَاءً غُورًا فَلَنْ

پھر وہ صاف زمین ہو جائے۔ یا اسکا پانی اس قدر گہرا چلا جائے کہ پھر تو اسے تلاش کرنے کی

تَسْتَطِيعَ لَهُ طَلَبًا ۳۷ وَأُحِيطَ بِثَمَرِهِ فَأَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلَىٰ

قوت کبھی بھی نہ پاسکے۔ اور اس کے پھلوں کو گھیر لیا گیا لے پس جو مال، اُس نے اس (باغ) میں خرچ کیا تھا،

مَا أَنْفَقَ فِيهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَيَقُولُ لِيَبْتَئِي لَمْ

وہ اس پر خرچ کو ناحق ملتا رہ گیا۔ اور وہ (باغ) اپنی چھتریوں کے بل گر رہا تھا لے اور وہ (مالک) یہ کہہ رہا تھا اے کاش

أُشْرِكُ بِرَبِّي أَحَدًا ۳۸ وَلَمْ تَكُنْ لَهُ فِئَةٌ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ

میں نے اپنے پروردگار کیساتھ کسی کو شریک نہ بنایا ہوتا۔ اور اس کیلئے کوئی گروہ ایسا نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اسکی مدد کرتا۔

لے ماشاء اللہ:-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ ماشاء اللہ کا مطلب یہ ہے کہ مجھے اس بات کا اقرار ہے کہ یہ باغ اور جو کچھ اس میں ہے خدا تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہے وہ چاہے تو اسے باقی رکھے اور چاہے تو اسے برباد کر دے۔ اور لا قوۃ الا باللہ سے اس بات کا اعتراف ہے کہ میں خود تو عاجز ہوں۔ اور سوائے ارادہ اور تدبیر کے کچھ نہیں کر سکتا۔

لے محیط بشمرہ:-

احیط کے لغوی معنی ہیں گھیر لیا گیا۔ اور تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ لفظ احاطہ کے ساتھ جب آئے تو اس کے معنی ہو جاتے ہیں مغلوب کر دینا۔ جیسے کوئی کبھی احاطہ العدو (دشمن) نے اس کو گھیر لیا، اور مطلب ہے کہ دشمن نے اسے مغلوب کر لیا اور ہلاک کر دیا۔ چنانچہ اس باغ کے پھلوں پر جو کیفیت گزری، وہ تفسیر مجمع البیان میں اس طرح منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آگ بھیج دی جس نے اس آگ کو جلاد کر رکھ کر دیا۔ اور پانی اس باغ کا سب غائب ہو گیا اور نیچے کو اتر گیا یعنی زمین میں دھنس گیا۔

لے خاویہ:-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انگور کی چھتریاں تو زمین پر پڑی تھیں۔ اور بیلین الٹی پٹی ان چھتریوں پر پڑی تھیں۔

لے یلبتئی:-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ اس مالدار باغ کے مالک کو اپنے بھائی (پڑوسی) کی نصیحت یاد آگئی اور وہ سمجھ گیا کہ باغ کی تباہی شکر کرنے کا نتیجہ ہے اسی واسطے اس نے تمنا کی کہ کاش اُس نے شکر نہ کیا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے باغ کو تباہ نہ کرتا۔

اللَّهُ وَمَا كَانَ مُنتَصِرًا ۝۳۲ هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلَّهِ الْحَقِّ هُوَ خَيْرٌ

اور نہ وہ (خود) بدلہ لینے والا ہو سکا۔ اس جگہ تو سرپرستی خدا کے برحق ہی کی ہوگی۔ وہ ثواب دینے میں

ثَوَابًا وَخَيْرٌ عِقَابًا ۝۳۳ وَأَضْرَبَ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ

بہتر اور انجام کے لحاظ سے بھی بہت اچھا ہے۔ (اے رسول) تم ان کیلئے زندگی دنیا کی مثال بیان کرو کہ وہ اس پانی کی

أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا

طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ساتھ زمین کی مٹی مل گئی، پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گئی،

تَذَرُوهُ الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝۳۴ الْمَالُ وَ

کہ اسے ہوائیں اڑا دیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ مال (و دولت) اور

الْبَنُونَ زِينَةُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْبَاقِيَةُ الصَّالِحَةُ خَيْرٌ عِنْدَ

بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں۔ اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے پُروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے

رَبِّكَ ثَوَابًا وَخَيْرٌ أَمَلًا ۝۳۵ وَيَوْمَ نَسِيرُ الْجِبَالُ وَتَرَى الْأَرْضَ

بہتر اور امید کے اعتبار سے بہت اچھی ہیں۔ اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے، اور تم زمین کو کھلی ہوئی دیکھو

بَارِزَةً وَخَشَرَتُهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝۳۶ وَعَرَضُوا عَلَى

گئے۔ اور ہم ان سب کو اکٹھا کر لیں گے پھر ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔ اور وہ تیرے پُروردگار کے

رَبِّكَ صَفًّا ۝۳۷ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا خَلَقْنَاكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ

حضور میں قطار در قطار پیش کئے جائیں گے (اور ان سے کہا جائیگا کہ) یقیناً تم ہمارے پاس اسی طرح آ گئے جیسا کہ ہم نے تمہیں

أَلَنْ نَجْعَلَ لَكُم مَّوْعِدًا ۝۳۸ وَوَضَعَ الْكِتَابَ فِتْرَى الْمُجْرِمِينَ

پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا بلکہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ تمہیں تمہارے لئے وعدہ کا کوئی وقت ہرگز مقرر نہیں کیا تھا! اور اعمالنا سے پیش کنے والے

مُشْفِقِينَ مِمَّا فِيهِ وَيَقُولُونَ يُوَيْلَتَنَا مَا لَ هَذَا الْكِتَابِ لَا

گئے، پھر تم اس وقت مجرموں کو دیکھو گے کہ جو کچھ اس میں (درج) ہوگا اس سے تمہیں ڈر ہے ہو گئے اور کہیں گے اے ہماری غلامی سے یہ

يُغَادِرُ صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً إِلَّا أَحْصَاهَا وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا

کیسا اعمالنا سے کہ نہ چھوٹی بات کو تھوڑا سا ہے اور نہ ہی بڑی بات کو، مگر یہ کلاس نے اسکا احاطہ کر لیا ہے۔ اور جو کچھ انہوں نے

حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ۝۳۹ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا

عمل کیا ہوگا اسے موجود کیا گئے۔ اور تیرا پُروردگار کسی پر بھی ظلم نہ کرے گا۔ اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے فرشتوں سے کہا کہ تم اس کے لئے سجدہ

ع

لہ یو یلتنا۔

تفسیر صفائی مسئلہ پر بحوالہ تفسیر عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت کے دن ہر انسان کو ایک نوشتہ دیا جائے گا۔ اور اس سے کہا جائے گا کہ اسے پڑھ۔ جب وہ اسے پڑھے گا تو اسے سب باتیں یاد آتی جائیں گی۔ چنانچہ اگر کوئی ایک جھپکاٹی ہے تو اور کوئی منہ سے بات نکلی ہے تو کوئی قدم اٹھایا ہے تو غرض کوئی بات ایسی نہیں کہ کی ہو۔ اور اس نوشتہ میں اس کا ذکر نہ ہو۔ اور اسے یاد بھی اس طرح آتی جائے گی گویا وہ ابھی کی ہے ایسی وجہ سے سب گھبراہٹ سے کہنے لگیں گے یو یلتنا۔ الخ

تفسیر صفائی مسئلہ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ جو فعل کسی نے نہ کیا ہوگا۔ وہ اسے اس کے اعمالنامہ میں نہیں لکھیں گے اور نہ ہی کسی کی کرنیوالے کا ثواب کم کر دے گا۔ اور نہ ہی کسی بدی کرنے والے کا عذاب اس کی بدی کی مقدار سے بڑھا دینا۔

ع

لَا دَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ أَمْرِ

کرو۔ پس سب کے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ وہ جنوں میں سے تھا، پس اس نے اپنے پروردگار کے حکم کی

رَبِّهِ أَفْتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي وَهُمْ لَكُمْ

نافرمانی کی۔ پس کیا تم میرے سوا اسے اور اسکی اولاد کو سر پرست بناتے ہو۔ حالانکہ وہ تمھارے دشمن ہیں۔

عَدَاوَةٌ بَيْنُ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ۝ مَا أَشْهَدُكُمْ خَلْقَ السَّمَوَاتِ

ظالموں کیلئے یہ کہا ہی بڑا بدل ہے۔ نہ تو میں نے انھیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش کے وقت

وَالْأَرْضِ وَلَا خَلَقَ أَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّينَ

پر شاہد بنایا تھا، اور نہ ہی انھیں اپنی جانوں کی پیدائش پر۔ اور میں گمراہوں کو قوت بازو بنانے والا

عَصِدًا ۝ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ

نہیں ہوں۔ اور اس دن اللہ تعالیٰ کہے گا کہ جن کو تم میرا شریک گمان کرتے تھے ان کو آواز دو۔ پس وہ انھیں

فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُم مَّوْبِقًا ۝ وَالْمُجْرِمُونَ

پکاریں گے تو وہ ان کو جواب نہیں دیں گے اور ہم ان کے بیچ بلاکت کی جگہ مقرر کر دی ہوئی ہے۔ اور عمر (رضی اللہ عنہ) کی آگ کو

النَّارِ فَظَنُّوا أَنَّهُمْ مُوَاقِعُوهَا وَلَمْ يَجِدُوا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝ وَلَقَدْ

دیکھیں گے۔ پس وہ گمان کریں گے کہ وہ یقیناً اس میں گر نہ پائیں گے اور اس سے پھر جانے کی کوئی جگہ نہ پائیں گے۔ اور

صَرَّفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ

یقیناً ہم اس قرآن میں لوگوں کیلئے ہر ایک مثال بھیج کر بیان کرتے ہیں۔ اور انسان جھوٹا کرنے کے

أَكْثَرُ شَيْءٍ جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَهُ النَّاسَ أَنْ يُؤْذِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ

لحاظ سے ہر چیز سے بڑھا تھا ہے۔ اور لوگوں کے پاس جب ہدایت آچکی تو انھیں ایمان لانے اور اپنے پروردگار سے

وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةٌ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمْ

بخشش مانگنے میں اور کسی بات نے نہیں روکا، سوائے اس کے کہ ان کو پہلی پہلوں کا طریقہ پیش آئے، یا عذاب

الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ

ان کے سامنے آجائے۔ اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے ہیں مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرنے والے (بنا کر)۔

وَيَجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَ

اور وہ لوگ جو کافر ہو گئے باطل کو لے کر جھگڑتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ حق کو باطل کر دیں۔ اور انھوں نے

۱۵ فظنوا۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر سوال احتجاج طبری جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کبھی کبھی
کا گمان بھی یقین ہو جاتا ہے جیسا کہ اسی آیت
میں ہے +

۱۶ بالباطل۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ہے کہ یہاں
باطل سے مراد ایسی باتیں ہیں جیسا کہ
کفار انبیاء علیہم السلام سے کہتے تھے کہ تم تو
ہم سے جیسے بشر ہو۔ یا یہ کہ خدا چاہتا تو کسی
فرشتے کو ہی نہ بھیج دیتا۔ یا معجزات دیکھنے کے بعد
کٹ جھتیاں کرنے لگے۔ وغیرہ وغیرہ +

اتَّخَذُوا آيَتِي وَمَا أَنْذَرُوا هُزُوعًا ۝ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَكَرَ

ہماری آیتوں کو اور اس چیز کو جس سے ڈرانے گئے تھے، ہنسی بھٹکا بنا لیا۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جسے اس کے ہرگز گار کی

بَايَتْ رَبِّهِ فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ إِنَّا جَعَلْنَا

آیتوں کے ذریعہ سے نصیحت کی گئی، پھر اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور جو چیز اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجی اسے بھول گیا۔ یقیناً ہم نے

عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا وَإِنْ

ان کے دلوں پر پردے قرار دیتے ہیں کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھتے نہیں ہیں اور ان کے کانوں میں گرائی ہے۔ اور اگر تم انہیں

تَدْعُهُمْ إِلَى الْهُدَى فَلَنْ يَهْتَدُوا إِذًا أَبَدًا ۝ وَرَبُّكَ الْغَفُورُ

ہدایت کی طرف بلاؤ تو اس وقت بھی وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے۔ اور تمہارا پروردگار بڑا بخشنے والا

ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوا الْعَجَلُ لَمْ يَكُنِ الْعَذَابُ بَلًّا

صاحبِ رحمت ہے۔ اگر وہ انہیں اس پر پکڑتا جو کچھ انہوں نے کیا ہے تو یقیناً ان پر عذاب جلدی بھیجتا۔ بلکہ

لَمْ يَكُنِ مَوْعِدًا لَّنْ يَجِدُوا مِنْ دُونِهِ مَوْيلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرَى

ان کیلئے وعدہ کا ایک وقت ہے کہ اس کے سوا وہ کوئی اور جگہ نہ پناہ ہرگز نہیں پائیں گے۔ اور یہ وہ بستیاں ہیں کہ ہم نے

أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ۝ وَإِذْ قَالَ

انہیں ہلاک کیا جبکہ انہوں نے ظلم کیا۔ اور ان کی ہلاکت کیلئے بھی ہم نے وعدہ کا ایک وقت متعین کیا تھا۔ اور یاد کرو وہ وقت،

مُوسَى لِفَتْنِهِ لَا آبرُحَ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ

جبکہ کہا موسیٰ نے اپنے جوان سے کہ میں نہیں ہلٹوں گا جب تک کہ میں دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر نہ پہنچ جاؤں۔ سچے یا برسوں

حَقْبًا ۝ فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ

چلتا ہی رہوں۔ پھر جب وہ دونوں دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچے، تو وہ دونوں بے پھولی چھوڑ گئے۔ پس اس بھولی مرنے لگا

فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتْنِهِ اتَّخَذَ آءُنَا لَقَدْ

میں سڑنگ لگا کر اپنی راہ بنائی۔ پھر جب وہ دونوں آگے بڑھ گئے اس (موسیٰ) نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا دن کا کھانا لاؤ

لَقَيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هَذَا نَصَبًا ۝ قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى

یقیناً ہمیں اپنے اس سفر سے تکلیف پہنچی ہے۔ وہ بولا کیا تو نے دیکھا کہ جب ہم اس پتھر کے سرب

الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنسِيَهُ إِلَّا الشَّيْطَانُ أَنْ

بھولے تھے تو میں نے وہ بھولی چھوڑ دی تھی۔ اور مجھ سے نہیں چھڑایا تھا مگر شیطان نے، کہ میں اس کا

۱۵ موعداً :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر ہے کہ اس سے مراد وہ
قیامت ہے۔ اور ایک قول کے مطابق جنگ

۱۶ لفتنہ :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر بحوالہ الاحمال۔ تفسیر صفائی
اور تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ
یہ جوان جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یوشع بن
نون بن افراسیم بن یوسف علیہ السلام تھے۔ اور

چونکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت
اور ان کی پیروی کرتے تھے۔ اس وجہ سے
اللہ تعالیٰ نے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام
کا رفیق (جوان) فرمایا :-

۱۷ مجمع البحرین :-

تفسیر صفائی مندرجہ پر ہے کہ مجمع البحرین
وہ مقام ہے جہاں فارس اور روم کے سمندر ملتے ہیں
یہ وہ جگہ ہے جہاں کی نسبت حضرت موسیٰ علیہ السلام
سے وعدہ کیا گیا تھا کہ وہاں حضرت خضر علیہ السلام
مل جائیں گے :-

أَذْكُرُهُ وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَعْرِ عَجَبًا ۖ قَالَ ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْعَثُ

ذکر کروں۔ اور اُس نے دریا میں ایک عجیب طور پر اپنا راستہ بنالیا۔ اُس نے کہا یہی وہ جگہ ہے جسے میں نے بھولے ہوئے تھے۔

فَارْتَدَّا عَلَىٰ آثَارِهِمَا قَصَصًا ۖ فَوَجَدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا آتَيْنَاهُ

پس وہ دونوں اپنے پاؤں کے نشانوں کو دیکھتے ہوئے پلٹ گئے۔ پھر ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک شخص کو پایا۔

رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۖ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی تھی اور اُسے ہم نے اپنے پاس سے علم سکھایا تھا۔ اُسے موسیٰ نے کہا کیا میں تجھے

هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰ أَنْ تُعَلِّمَ مِن مِّمَّا عَلَّمْتَ رَسُولًا ۖ قَالَ إِنَّكَ

دیکھتے ہوئے مجھے اس شرط پر معلوم کر جو رہنمائی کا علم تجھے سکھایا گیا ہے تو اُس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دے۔ اُس نے کہا یقیناً

لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِ خَبْرًا ۖ

تو میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکے گا، اور تو اس چیز پر کیسے صبر کرے گا جو تجھے علم حاصل نہیں ہے۔

قَالَ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا وَلَا أَعْصِي لَكَ أَمْرًا ۖ قَالَ

اُس نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم مجھے صبر کرنے والا پاؤ گے، اور میں تمہارے کسی امر کی نافرمانی نہ کروں گا۔ اُس نے کہا

فَإِنْ أَتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ حَتَّىٰ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۖ

پھر اگر تجھے میرے پیچھے چھوٹے ہو تو مجھے کسی چیز کے بارے میں سوال کرنا جب تک کہ میں خود ہی تجھے اس کا ذکر نہ کروں۔

فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ

پھر دونوں چلے گئے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تو اُس نے اُس میں سوراخ کر دیا۔ اُس نے کہا کیا تو نے

أَهْلَهَا ۖ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا ۖ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ

اس میں سوار اسے کیا ہے کہ تو اسے سواروں کو غرق کر دے (اگر ایسا ہے تو) یقیناً تو نے ایک عجیب کام کیا ہے۔ اُس نے کہا کیا میں نے نہیں کہا تھا

مَعِيَ صَبْرًا ۖ قَالَ لَا تَأْخُذْ بِمَا نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ

کہ یقیناً تو مجھے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیگا۔ اُس نے کہا کہ جو میری بات بھول گئی ہے اس سے مجھے گرفت نہ کرنا اور نہ میرے کام میں مجھ

أَمْرِي عُسْرًا ۖ فَانْطَلَقَا حَتَّىٰ إِذَا لَقِيَا غُلَامًا فَقَتَلَهُ ۖ قَالَ

پر سختی کر۔ پھر دونوں چلے گئے یہاں تک کہ جب وہ دونوں ایک لڑکے کے پاس پہنچے تو اُس نے اسے قتل کر دیا۔ اُس (موسیٰ) نے کہا

أَقْتَلْتُ نَفْسًا زَكِيَّةً ۖ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا ۖ

کہ کیا تو نے ایک پاکیزہ جان کو بغیر کسی جان کے ہلاک کر دیا۔ (اگر یہ بیگناہ قتل ہے تو) یقیناً تو نے ایک عجیب بات کی ہے۔

۱۵ عبد ۱۰۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر ہے کہ احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبد حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

اور تفسیر قتی میں ہے کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچے، اُس وقت حضرت خضر علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیٹھ گئے۔ تاہم حضرت خضر علیہ السلام نماز سے فارغ ہو گئے۔ پھر آپ نے انہیں سلام کیا۔

۱۶ شد ۱۰۔

تفسیر صفائی ص ۳ پر ایک روایت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون آگے بڑھنے کے بعد واپس آئے، اور معلوم کیا کہ چھپی اپنا راستہ بنا کر سمندر میں چلی گئی ہے، تو اُس کے نشان پر دونوں چل پڑے۔ اور سمندر کے جزیروں میں سے ایک جزیرہ پر حضرت خضر علیہ السلام کے پاس پہنچ گئے۔ اور ان کو بیٹھے ہوئے یا کسی چیز پر تکیہ کئے ہوئے پایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا، انہوں نے اُن کے سلام سے تعجب کیا۔ کیونکہ وہ ایسی سرزمین میں تھے کہ جہاں سلام کا دستور نہ تھا۔ پھر اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ میں موسیٰ ابن عمران ہوں۔ فرمایا کہ وہی جو ابن عمران ہو جن سے خدا نے باتیں کیں۔ انہوں نے کہا جی ہاں! فرمایا کہ آپ کی کیا حاجت ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اسلئے آیا ہوں کہ آپ کو جو علم سکھایا گیا ہے اُس میں سے کچھ مجھے سکھلا دیجئے۔ فرمایا کہ تجھے وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو آپ کے بس کا نہیں ہے، اور آپ کو وہ کام سپرد کیا گیا ہے جو میرے بس کا نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو آل محمد کے کچھ فضائل اور کچھ مصائب سنائے۔ اور دونوں بزرگوار خوب روئے پھر کچھ اور فضیلتیں سنائیں۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ کاش! میں بھی آل محمد میں سے ہوتا۔

۱۷ عسر ۱۰۔

اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو آل محمد کے کچھ فضائل اور کچھ مصائب سنائے۔ اور دونوں بزرگوار خوب روئے پھر کچھ اور فضیلتیں سنائیں۔ یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ کاش! میں بھی آل محمد میں سے ہوتا۔

قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ۖ قَالَ

(خضر نے) کہا کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یقیناً تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔ (موسیٰ نے) کہا

إِنْ سَأَلْتُكَ عَنْ شَيْءٍ بَعْدَهَا فَلَا تُصَحِّبْنِي ۖ قَدْ بَلَغْتَ

اگر میں اس کے بعد تم سے کسی چیز کے بارے میں سوال کروں تو تم مجھے (اپنے) ساتھ نہ رکھنا یقیناً میری طرف

مِنْ لَدُنِّي عَذْرًا ۖ فَانْطَلَقَا ۚ وَحَتَّىٰ إِذَا أَتَيَا أَهْلَ قَرْيَةٍ

سے تم معذرت (کی انتہا) کو پہنچ چکے۔ پھر وہ دونوں (آگے) چلے گئے یہاں تک کہ جب وہ (ایک) بستی والوں کے پاس پہنچے تو اس

يَسْتَطْعَمًا أَهْلَهَا فَأَبَوْا أَنْ يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا

کے رہنے والوں سے انہوں نے کھانا مانگا مگر انہوں نے ان دونوں کو نہان رکھنے سے انکار کر دیا پس انہوں نے اس بستی (میں) ایک

يُرِيدُ أَنْ يَنْقُضَ فَاقَامَهُ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتُ لَتَّخَذْتُ عَلَيْهِ

دیوار پانی جو گرا ہی جا ہوتا تھی تو اس خضر نے اسے کھڑا کر دیا اس (موسیٰ نے) کہا اگر تم چاہتے تو اس پر کچھ اجرت لے لیتے

أَجْرًا ۚ قَالَ هَذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنَكَ ۚ سَابِقْتُكَ بِتَأْوِيلِ

اس (خضر نے) کہا یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان جدائی ہے۔ تو میں تمہیں ان باتوں کی حقیقت بتانے دیتا ہوں

مَا لَمْ تَسْتَطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۚ أَمَّا السَّفِينَةُ ۖ فَكَانَتْ

جن پر کہ تم صبر نہ کر سکے۔ وہ جو کشتی تھی پس وہ چند

لِمَسْكِينَ يَعْمَلُونَ فِي الْبَحْرِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ وَرَاءَهُمْ

مسکین لوگوں کی تھی جو دریا میں (اپنی روزی حاصل کرنے کیلئے) کام کرتے تھے پس میں نے ارادہ کر لیا کہ اسے عیب لگا دوں اور اس

مَلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ۚ وَأَمَّا الْغُلَامُ ۖ فَكَانَ أَبُوهُ

وجہ سے کیا کہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ تھا جو ہر کشتی کو جبراً چھین لیا کرتا تھا۔ اور وہ لڑکا سواں کے ماں باپوں

مُؤْمِنِينَ فَخَشِينَا أَنْ يُرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَكُفْرًا ۚ فَآرَدْنَا

ایماندار تھے پس میں ڈرا کہ وہ ان دونوں کو سرکشی اور کفر میں نہ پھنسا دے۔ سو ہم نے ارادہ کیا کہ ان دونوں

أَنْ يُبَدِّلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَاةً وَأَقْرَبَ رَحْمَةً ۚ

کا پروردگار انہیں پاکیزگی میں اس سے اچھا اور رحمت (مہربانی) میں زیادہ قریب (لڑکا) انہیں بدل دے گا

أَمَّا الْجِدَارُ ۖ فَكَانَ لِغُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي الْمَدِينَةِ وَكَانَ

اور وہی دیوار پس وہ شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان

تفسیر صفاتی ص ۳۲ پر بحوالہ کافی منقول
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قلم تھا کہ اگر یہ لڑکا
زندہ رہا تو اس کے والدین اس کی محبت
کی وجہ سے آفات میں پڑ کر کافر ہو جائیں
گئے اس لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو
حکم دیا کہ اسے قتل کر دو اور اس سے اللہ تعالیٰ کا
مقصد یہ تھا کہ انہیں عاقبت میں عمل کرامت میں
منقول کر دے۔

اور تفسیر عیاشی میں انہی حضرت سے منقول ہے
کہ اس بات کا ذکر تھا کہ یہ لڑکا اپنے ماں باپ کو کفر کا
دعوت دے گا اور وہ قبول کر لیں گے۔
اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام اور ان کے ہمراہی کے ساتھ ایک عالم حضرت
خضر بھی جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک لڑکا دیکھا جو
کھیل رہا تھا جسے قتل کر دیا۔ اس پر حضرت موسیٰ نے
اعتراض کیا تو حضرت خضر نے اس لڑکے کا شانہ اکھاڑ
کر دکھا دیا کہ اس پر کافر مطبوع لکھا ہوا تھا اور فرعون
روایت میں آیا ہے کہ اس لڑکے کے شانہ پر کافر لکھا
ہوا تھا۔

اور انہی حضرت سے منقول ہے کہ ایک نجدی حرمی
(خارجی) نے بچوں کے قتل کے بارے میں حضرت
عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لکھ کر دریافت
کیا تو آپ نے جواب میں لکھا کہ حضرت رسول خدا صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم تو بچوں کو قتل نہ کرتے تھے البتہ حضرت
خضر علیہ السلام کافر بچوں کو قتل کرتے تھے اور یمن بچوں
کو چھوڑ دیتے تھے پس اگر تم کو حضرت خضر علیہ السلام
جیسا علم حاصل ہو تو ان کو قتل کرو۔

۱۸ اَنْ يُبَدِّلَهُمَا

تفسیر صفاتی ص ۳۲ پر بحوالہ کافی منقول
الفقیہ اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ
السلام سے اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر
علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جو لڑکا قتل کیا گیا تھا اس کے بدلہ میں خدا
تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی عطا فرمائی
جس کی نسل سے ستر نبی پیدا ہوئے۔

تَحْتَهُ كَنْزٌ لَهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَنْ

دونوں کے لیے خزانہ (دبا ہوا) تھا اور ان دونوں کا باپ ایک نیک مرد تھا سو تمہارے پروردگار نے چاہا

يَبْلُغَا أَشُدَّهُمَا وَيُخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ وَ

کہ وہ دونوں اپنی جوانی اور عقل و تیز کو پہنچ جائیں اور وہ خود اپنا خزانہ نکال لیں یہ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت

مَا فَعَلْتُهُ عَنْ أَمْرِي ذَلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَلَيْهِ صَبْرًا ۝

ہے اور میں نے یہ (سب کچھ) اپنے امر سے نہیں کیا۔ یہ ان باتوں کی حقیقت ہے جن پر تم صبر نہیں کر سکے۔ اور

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْقَرْنَيْنِ ۖ قُلْ سَأَتْلُوا عَلَيْكُمْ مِنْهُ

(اے رسول) لوگ تم سے ذوالقرنین کے بارے میں سوال کرتے ہیں تم کہہ دو کہ (میں) ان میں سے ان کا ذکر کر رہا ہوں

ذِكْرًا ۖ إِنَّا مَكْنَانٌ لَهُ فِي الْأَرْضِ وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

ہوں۔ یقیناً ہم نے اسے زمین میں تمکین دے رکھی تھی اور ہم نے اسے ہر چیز کے ذرائع عطا

سَبَبًا ۚ فَاتَّبِعْ سَبَبًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ

کتنے۔ پس وہ ایک سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہو لیا۔ یہاں تک کہ جب وہ سورج کے غروب ہونے کی جگہ پہنچا (تو) اسے

وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ ۖ وَوَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا قُلْنَا

ایک سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں غروب ہوتے پایا اسے اور اس چشمہ کے نزدیک ایک (کافر) قوم کو پایا۔ ہم نے کہا

لِذَٰلِكَ الْقَرْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا أَنْتَ مُعَذِّبٌ وَإِنَّمَا أَنْتَ تُنْذِرُ فِيمَ حَسَنًا ۝

اے ذوالقرنین! (تمہیں اختیار ہے) خواہ تم (انہیں) سزا دو اور خواہ تم ان میں بھلائی اختیار کرو۔ اس نے

قَالَ أَفَأَمِنْ ظُلْمٍ فَنُفِثَ فِي عَذَابِهِ ثُمَّ يَرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ

کہا لیکن جس نے ظلم کیا تو ہم اسے جلدی سزا دیں گے پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف لوٹا یا جائے گا تو وہ اسے

عَذَابًا يُكْرَهُ ۖ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ

(بہت) برے عذاب سے سزا دیں گے۔ اور رہا وہ شخص جو ایمان لایا اور اس نے نیک عمل کئے پس اس کے لیے نہایت ہی اچھا

أَلْحَسَنٌ ۚ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۚ ثُمَّ اتَّبَعَ سَبَبًا ۝

بدلہ ہوگا اور عنقریب ہم اسے اپنا حکم بھی آسان ہی کہہ دیں گے۔ پھر وہ ایک (اور) سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہو لیا۔

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلَىٰ قَوْمٍ لَمْ

یہاں تک کہ جب وہ سورج کے نکلنے کی جگہ پہنچا (تو) اسے ایک ایسی قوم پر طلوع ہوتے پایا جن کے لئے ہم

لَهُ كَنْزُهُمَا ۖ

تفسیر صفائی صحت پر بحوالہ کافی و تفسیر
عیاشی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام
سے اس خزانہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے
فرمایا کہ وہ نہ سونا تھا اور نہ چاندی بلکہ چار کھمبے تھے
یعنی:

(۱) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا (کوئی معبود نہیں سوائے

میرے)

(۲) مَنْ يَقْنُ بِالْمَوْتِ لِحَضْرَتِكَ سَنَةٍ

(جسے موت کا یقین ہو گیا پھر وہ کبھی نہ

میرا)

(۳) مَنْ يَقْنُ بِالْحَسَابِ لِحِفْظِ قَلْبِهِ

(جسے قیامت کے دن اعمال کا حساب ملے جانے
کا یقین ہو گیا وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے)

(۴) مَنْ يَقْنُ بِالْقَدَرِ لِحَضْرَتِ اللَّهِ

(جسے قضا و قدر کا یقین ہو گیا وہ سوائے اللہ
تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرے)

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ یہ خزانہ سونے کی ایک تختی تھی جس پر یہ
لکھا تھا کہ:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۝
مجھے اس شخص سے تعجب ہوتا ہے، کہ جو موت کا
یقین رکھتا ہے وہ خوش کیونکر ہوتا ہے مجھے تعجب

ہے کہ جو شخص قضا و قدر پر ایمان رکھتا ہے وہ کسی
نقصان پر رنجیدہ کیوں نہ ہوتا ہے۔ مجھے تعجب ہے
کہ جس شخص کو جہنم یاد ہے اسے ہنسی کیونکر آتی ہے۔

مجھے تعجب ہے کہ جو شخص دنیا اور دنیا والوں کے
انقلابات دیکھتا ہے اسے دنیا پر اطمینان کیونکر ہوتا

ہے۔

اور العوالیٰ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جب اس عالم یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے

اس دیوار کو قائم کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو وحی کی کہ میں ماں باپ کے اعمال کا بدلہ

ان کی اولاد کو دیا کرتا ہوں۔ اگر نیکی کی ہے تو بدلہ نیک
دیتا ہوں اور اگر بدی کی ہے تو اس کا بدلہ ویسا ہی دیتا

ہوں۔ پس تم زنا نہ کرنا۔ ورنہ تمہاری عورتوں سے بھی
زنا کیا جائے گا۔ جو شخص کسی مسلمان کی زوجہ سے زنا
کرے گا۔ اس کی زوجہ سے بھی زنا کیا جائے گا۔

کما قدین قدان (جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے)
۱۸ وَجَدَهَا تَغْرُبُ ۖ

تفسیر صفائی صحت پر ہے کہ حیمۃ سے کالی مٹی مراد ہے۔ بعض نے اس کی قرأت حیمۃ کی ہے جس کے معنی گرمی کے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں دونوں وصف ہوں۔ ایک
روایت میں آیا ہے کہ ذوالقرنین بحر محیط کے کنارے تک پہنچ گیا تھا۔ چونکہ آنکھوں کو سوانے پانی کے کچھ نظر ہی نہیں آتا تھا۔ اس لئے اس نے کہا تھا کہ اسے سیاہ کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا
ہوا پایا۔ خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ کانت تغرب جس کے معنی یہ ہوتے کہ وہ واقعی ڈوبتا تھا۔ بلکہ یوں فرمایا وجدھا تغرب یعنی ذوالقرنین نے اس کو ڈوبتے پایا۔ کیونکہ مغرب کی
طرف جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی سوائے سیاہ پانی کے کچھ نظر نہیں آتا تھا۔

۱۵ یا جوج و ما جوج :-

تفسیر حنفی صفحہ ۳۹ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یاجوج اور ماجوج دو قبیلے میں جو یافت بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ ترک اور عینی بھی یا جوج ماجوج میں سے ہی ہیں اور یہ سب یافت بن نوح کی اولاد ہیں۔ اور تفسیر عیاشی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں نے دو القرنین سے کہا کہ یا جوج اور ماجوج ان دو پہاڑوں کے پیچھے رہتے ہیں اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، وہ اس طرح کہ جب ہماری کھیتیاں اور پھل پک جاتے ہیں تو وہ ان دونوں پہاڑوں کے پیچھے سے نکل آتے ہیں اور سب پھل اور کھیتیاں چٹ کر جاتے ہیں یہاں تک کہ ہمارے لیے کچھ بھی نہیں چھوڑتے اور ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا جوج اور ماجوج قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں یہ قبل قیامت خروج کریں گے۔

اور انحصار میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ دنیا ہفت اقلیم میں بٹی ہوئی ہے۔
یا جرج ماجرج چین۔ افریقہ۔ قوم موسیٰ اور اقلیم بابل
وغیرہ۔
اور تفسیر مجمع البیان میں اسحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یا جرج ماجرج کے اوصاف اور نشانات بتائے
جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب وہ خروج کریں گے
تو تمام لوگوں کو اپنے قلعوں میں بند کر دیں گے اور تمام
پانیوں کو پی جائیں گے پھر آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے
وہ تیر جب والپس زمین پر آئیں گے تو خون کی مانند کسی
چمیر سے آلودہ ہوں گے پھر وہ کہیں گے کہ ہم نے زمین
والوں پر بھی غلبہ پایا ہے اور آسمان والوں پر بھی غالب
آگئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ ان کی پشتوں پر ایک سوراخ
کر دے گا جو ان کے کانوں تک پہنچ جائے گا اور وہ مر
جائیں گے۔

لمترجم ۱۔ یا جوج اور ماجوج کو انگریزی زبان میں Gog و Magog مانگا گئے کہتے ہیں۔ غالباً یہ سنسکرت کے گھاگ اور مہا گھاگ کی بگڑی ہوئی صورت ہے یعنی بد معاش اور بڑا بد معاش۔ چونکہ ان کا وطن احادیث کی نشاندہی سے ملک چین سے ہے اس لئے یا جوج اور ماجوج سے مراد دُرُوس کے لوگ ہو سکتے ہیں اور ان کی بد معاشی ظاہر ہے۔

قرآن میں "اصحاب الرس" کا ذکر آیا ہے یہ کون تھے کہاں تھے ان کے تعین میں مفسرین اور مورخین سخت جھگڑا کیا جاسکے۔ قرآن میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر قرآن مجید کے آگے بڑھنا نہیں چاہتے ہو سکتا ہے عزم قرار دیدیا ہے وہ کہتے ہیں۔

WE HAVE TURNED OUT GOD FROM RUSSIA. (ہم نے ملک رُوس سے خدا کو نکال دیا ہے) نیپلی جنگِ عظیم میں انہوں نے ایران میں امام رضا علیہ السلام کے روضۂ اقدس پر کولر بار کی تھی۔ رُوس کے اندرونی حالات پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے جسے (IRON CURTAIN) کہتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہاں سے جو وفد جلتے ہیں انہیں بھی چند مقامات کے سوا اندرونِ ملک نہیں

نَجْعَلْ لَهُم مِّنْ دُونِهَا سِتْرًا ۙ كَذَلِكَ ۖ وَقَدْ أَحَطْنَا بِمَا

نے اس (سورج) کے سوا کوئی پردہ ہی قرار نہ دیا تھا۔ ایسا ہی تھا اور یقیناً ہم اس سے پورے خبردار تھے جبکہ

لَدَيْهِ خَيْرٌ ۚ ثُمَّ أَتْبَعَ سَبِيلًا ﴿٩٦﴾ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ

کہ اس کے پاس تھا۔ وہ پھر ایک (اور) سبب (ذریعہ) کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ جب وہ دوپارٹی دیواروں کے درمیان پہنچا

وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا ۖ قَالُوا

(تو ان دونوں سے دسے ایک قوم کو پایا وہ لوگ قریب قریب ایسے تھے کہ کوئی بات بھی نہیں سمجھتے تھے۔ وہ بولے

لِذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ

اے ذوالقنین! یقیناً ماجرج اور ماجرج زمین میں فساد پھیلانے والے ہیں۔ پس کیا ہم تمہارے

فَهَلْ يَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَىٰ أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سِدًّا ۖ

لئے کچھ خرچ مقرر کر دیں کہ پتہ چمار سے درمیان اور ان کے درمیان اگر وہاں سے

قَالَ مَا مَكْنِيَ فِيهِ رَئِي خَيْرٌ فَأَعْبَدُونِي بَقُوَّةِ اجْعَلْ لِي سَكُنًا

[illegible]

وَيَذَرُهُمْ رُذُمًا ۝۹۰ اَتُؤْتِي زُبْرَ الْحَدِيدِ حَتَّىٰ اِذَا سَاوَىٰ بَيْنَ

[illegible]

الصَّدَفَتْنِ قَالَ انْفِجْ أَحَدَهُمَا إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ أَتَدْرِي أَفْعُ

لا يملكه ولا يورثه ولا يرثه ولا يملكه ولا يورثه ولا يرثه ولا يملكه ولا يورثه ولا يرثه ولا يملكه ولا يورثه ولا يرثه

عَلَيْهِ قَوْلٌ ﴿٩٧﴾ فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَنْظُرُوا مَا اسْتَطَاعُوا لَهُ

عنه عليه السلام

نَقْلًا ۵۷ قَالَ هَذَا رَحْمَةُ رَبِّي فَإِذَا سَاءَ وَعْدُ الرُّجُومَةِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

[illegible]

دعا و دعا پر کمال ہے کہ دعا کی دعا ہے

فَرَعَوْهُ نَفْسًا فِي الصُّورِ ۖ فَبَدَّلَ اللَّهُ ذِكْرًا ۚ بَدَّلْتُ الْآيَةَ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾

۱۰ بیسپان و رحیم آباد اور جامعہ م۔ م۔ راجستھان، شلم

منزل ۴

شکوہ ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا پر کوئی پر آئی ہے لیکن کوئی حال بیان نہیں کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے محققین اس کے اس سے مراد دوس کے لوگ ہی ہوں۔ ان کے گنہگار ہونیکا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ انہوں نے اپنے ملک سے خدا کا نام ل

WE HAVE TURNED OUT GOD FROM RUSSIA. (ہم نے ملک روس سے خدا کو نکال دیا ہے) یہی جنگِ عظیم میں انہی کی تھی۔ روس کے اندرونی حالات پر آج تک پردہ پڑا ہوا ہے جسے (IRON CURTAIN) کہتے ہیں حتیٰ کہ یہاں سے جو وہ

يَوْمَئِذٍ لِلْكَافِرِينَ عَذَابُهُمْ أَشَدُّ مِنْ دُخَانِ الْكِبْرِيتِ ۚ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غَظَاةٍ عَنْ

کے سامنے کھلم کھلا پیش کر دیں گے۔ جن کی آنکھیں ہمارے یاد سے پردے میں تھیں اور کفر

ذِكْرِي وَكَانُوا لَا يَسْتَطِيعُونَ سَمْعًا ۚ أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ

کی وجہ سے حق کی بات کچھ بھی نہ سن سکتے تھے۔ کیا ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے یہ گمان کر لیا ہے

يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ ۚ إِنَّا أَعْتَدْنَا لَهُمْ لِلْكَافِرِينَ

کہ وہ مجھے چھوڑ کر میرے بندوں کو اپنا سرپرست بنا لیں گے (تو) یقیناً ہم نے کافروں کے لئے دوزخ کو

نُزُلًا ۚ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا ۚ الَّذِينَ ضَلَّ

بطور قیامگاہ (ہوئے) رسول کے تیار کیا ہے (لے) رسول کہہ دو کہ کیا ہم تمہیں ان لوگوں کی خبر دیں جو اعمال کے لحاظ سے نہایت گھٹائے میں ہیں

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا

(یہ) وہ لوگ ہیں جنکی دنیا کی زندگی کی سب کوششیں ضائع ہو گئی اور دوسری گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیتوں اور اس کی ملاقات سے انکار کیا پس ان کے اعمال بے کار ہو گئے پھر ہم

فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزْنًا ۚ ذَٰلِكَ جَزَاؤُهُمْ بِمَا كَفَرُوا

ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہ کریں گے مثلاً یہ ان کا بدلہ جہنم اس لئے ہو گا کہ انہوں نے کفر کیا تھا اور

وَاتَّخَذُوا آيَتِي وَرُسُلِي هُزُوًا ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ہنستا محول بنا لیا تھا۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان کے

كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۚ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا

لئے فردوس کے باغ بہائی کی قیامگاہ (ہوئے) ہوں گے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور کبھی ان کو بدلنے کی خواہش

حَوْلًا ۚ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَفَيْتُ رَبِّي لِنَفْعِ الْبَحْرِ قَبْلَ

نہ کریں گے۔ (لے) رسول کہہ دو کہ اگر سمندر میرے پروردگار کے کلمات (کھنٹے) کیلئے سیاہی بن جائے تو پیشتر اس کے کہ میرے

أَنْ تَنْفَعَكَلَيْتُ رَبِّي وَلَوْ جَنَّا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ

پروردگار کے کلمات ختم ہوں سمندر ختم ہو جائے گا اگرچہ ہم اس جیسا (اور ایک سمندر اسکی مدد کو لے آئیں) کہہ دو اس کے نہیں

مِثْلَكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَعْمَالِكُمْ إِلَهُ ۚ وَاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ

کہ میں (خدا ہی) تمہاری مثال بشر نہیں (مگر) میری طرف وحی کی جاتی ہے بجز اسکے نہیں کہ تمہارا معبود کیسا معبود ہے پس جو شخص اپنے

مَنْزِلٌ

(بقیتہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

حقیقت حال سے وہ بے خبر رہتے ہیں۔ تمام دنیا کا پانی پی جانے سے مراد پانی پران کا مکمل قبضہ ہو سکتا ہے۔ آسمان پر جو تیر چلائیں گے ممکن ہے اس سے مراد سپٹنگ وغیرہ ہوں یا میزائل جو روسی سائنسدان تیار کر رہے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے چاند پر بھی ایک اسی قسم کا تیر (سپٹنگ) پھینک دیا ہے۔ توریت میں بھی روش اور اس کے ساتھ مسک کا نام آتا ہے ہو سکتا ہے کہ روش یہی روس ہو۔ مسک ماسکو ہو۔ واللہ اعلم۔

لمترجم۔ آئمہ علیہم السلام نے اصحاب الرس کی جو تفسیر فرمائی ہے اسے صنف پر حاشیہ مرا میں دیکھیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸)

۱۔ نُزُلًا۔

نُزُل کے لغوی معنی ہیں منزل، مکان، وہ گھاٹ جو مہمان کے سامنے رکھا جائے۔ زیادتی اور برکت والا کھانا۔ عمدہ پھولی بڑھی ہوئی کھیتی، سخاوت برکت، جماعت اور لغت جدید میں اس کے معنی ہیں ہوئے جمع اُنزال (بیان اللسان ص ۹۳) لغت جدید کی مناسبت سے میں نے اس لفظ کے معنی ہوئے بھی کئے ہیں جو فی زمانہ موزوں ہیں۔

۲۔ وَزْنًا۔

تفسیر صفائی ص ۳۱ پر سبحو الاحیاج طبرسی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے جس میں اہل محشر اور ان کے احوال کا تذکرہ ہے۔ از انجملہ یہ بھی ہے کہ ان میں سے ائمہ کفر اور سرداران ضلالت بھی ہوں گے جن کی قیامت کے دن کوئی قدر و منزلت نہ کی جائے گی اور ان کی طرف سے ایسی بے پروائی کی جائے گی جیسی کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امر وہی آتی تھی ان سے برتی تھی اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے جہنم کی آگ ان کے چہروں کو جھلس دینی اور ان کے منہ گرمی کے مارے کھلے کھلے رہ جائیں گے۔

۳۔ بِشَرٍّ مِمَّا كُنتُمْ

تفسیر صفائی ص ۳۱ پر سبحو الاحیاج طبرسی تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام ذیل سورہ بقرہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یوں فرمایا کہ آپ کو یہ حکم پہنچا کہ ان سے یہ کہہ دو کہ میں صورت بشری میں تو تم ہی جیسا ہوں لیکن جیسا پروردگار عالم عام آدمیوں میں سے کسی کو حسن و جمال کے ساتھ کسی کو مال و دولت کے ساتھ کسی کو صحت و عافیت کے ساتھ

مخصوص فرمادیتا ہے اسی طرح مجھ کو خاص آدمیوں میں سے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے پس تم میری اس خصوصیت کا کیوں انکار کرتے ہو۔ لمترجم۔ آیت میں شکم ہے نہ کہ منکم اور مثل کسی چیز کا عین نہیں ہو کر تا قرآن میں لفظ مثل اکثر مقامات پر استعمال ہوا ہے مثلاً (۱) اعجزت ان اكون مثل هذا الغراب (پٹ مائدہ) اس آیت میں کوئے کی شکل کہا گیا ہے تو کیا قابل بالکل کو تھا اسی طرح اسکی چونچ، بالے پر وغیرہ تھے (۲) مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل أسفارا (پٹ جمعہ) اس میں توریت کے علم کو نہ اٹھانے والوں کو گدے کی شکل کہا گیا ہے حالانکہ وہ نہ تو گدے کی جنس میں سے بن گئے تھے نہ گدوں کی طرح انکے کان اور جسم نہ وہ ڈھینچوں و جینچوں کرتے تھے۔ (۳) فمثلہ كمثل الكلب (پٹ اعراف)۔

مخصوص فرمادیتا ہے اس میں تو تم ہی جیسا ہوں لیکن جیسا پروردگار عالم عام آدمیوں میں سے کسی کو حسن و جمال کے ساتھ کسی کو مال و دولت کے ساتھ کسی کو صحت و عافیت کے ساتھ مخصوص فرمادیتا ہے اسی طرح مجھ کو خاص آدمیوں میں سے نبوت و رسالت کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے پس تم میری اس خصوصیت کا کیوں انکار کرتے ہو۔ لمترجم۔ آیت میں شکم ہے نہ کہ منکم اور مثل کسی چیز کا عین نہیں ہو کر تا قرآن میں لفظ مثل اکثر مقامات پر استعمال ہوا ہے مثلاً (۱) اعجزت ان اكون مثل هذا الغراب (پٹ مائدہ) اس آیت میں کوئے کی شکل کہا گیا ہے تو کیا قابل بالکل کو تھا اسی طرح اسکی چونچ، بالے پر وغیرہ تھے (۲) مثل الذين حملوا التوراة ثم لم يحملوها كمثل الحمار يحمل أسفارا (پٹ جمعہ) اس میں توریت کے علم کو نہ اٹھانے والوں کو گدے کی شکل کہا گیا ہے حالانکہ وہ نہ تو گدے کی جنس میں سے بن گئے تھے نہ گدوں کی طرح انکے کان اور جسم نہ وہ ڈھینچوں و جینچوں کرتے تھے۔ (۳) فمثلہ كمثل الكلب (پٹ اعراف)۔

رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝

پروردگار کی ملاقات کی امید رکھتے ہوئے چاہئے کہ نیک عمل کئے جائے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

الْأَيَّاتُ ۹۸ سُوْرَةُ الْمُرْسَلَاتِ مَكِّيَّةٌ ۶ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

كَهَيْعَصٍ ۱ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۲

کھئی عَص۔ یہ تیسرے پروردگار کا اپنے بندہ زکریا پر رحمت (کرنے) کا بیان ہے۔

إِذْ نَادَى رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا ۳ قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ

جب کہ اس نے اپنے پروردگار کو وہی آواز سے پکارا۔ کہنے لگا اے میرے پروردگار یقیناً میری ہڈیاں کمزور

مِثْنِي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ

ہو گئیں اور بڑھاپے سے سر سفید ہو گیا اور اے میرے پروردگار میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم

شَقِيًّا ۴ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي

نہیں رہ۔ اور یقیناً میں اپنے پیچھے اپنے وارثوں سے ڈرتا ہوں۔ اور میری عورت بامعجزہ ہے۔

عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۵ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ

پس مجھے اپنی ورگاہ سے ایک وارث عطا کر۔ جو میرا وارث ہو اور آل یعقوب سے بھی

آلِ يَعْقُوبَ ۶ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۷ يَزْكُرِيَا إِنَّا نَبَشِّرُكَ

ورش پائے اور اے میرے پروردگار اے پسندیدہ قرار دے۔ (جواب ملا) اے زکریا یقیناً ہم تجھے ایک لڑکے کی

بَعْلِمَ اسْمُهُ يَحْيَى لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۸ قَالَ

نوح مخبر دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا۔ ہم نے اس سے پہلے کسی کو اس کا ہمنام نہیں بنایا۔ اس نے کہا

رَبِّ أَنِّي يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ

اے میرے پروردگار میرے لڑکا کہاں سے ہوگا سہ۔ حالانکہ میری عورت بامعجزہ ہے اور یقیناً میں

بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۹ قَالَ كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَى

بڑھاپے کی انتہا کو پہنچ گیا ہوں (جبریل نے) کہا اسی طرح ہوگا تمہارے پروردگار نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر

مَنْزِلٌ

توجب آنحضرت صلعم یہ فرمائی کہ میں انسانوں کی مثل ہوں تو انہیں عام انسان کیوں سمجھ لیا جاتا ہے وہاں بھی وہی قانون لاگو کیوں نہیں ہوتا کہ آپ تھے تو نور لیکن مثل بشر تھے۔

جبریل تھے کہ حضرت مریم کے پاس جبریل مثل بشر بن کر آئے (فتمثل لها بشرًا سَوِيًّا) (پس مریم کے) تو لوگ کہتے ہیں فرشتہ تھا بشر نہ تھا صرف شکل بشری تھی۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ کے پاس فرشتے تھے جو مثل بشر تھے تو قبول کر لیتے ہیں کہ ہاں واقعی وہ تھے تو فرشتے لیکن شکل و صورت میں بشر تھے لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسم نور تھے اور اس پر آیات قرآنی بھی پڑھتے ہیں کہ قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ (پس مآذہ ع) تو کہتے ہیں ہم نہیں مانتے جس طرح فرشتے اگر اپنی اصل شکل میں آئیں تو وہ مادی لوگ انہیں دیکھ نہیں سکتے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے اور نور غیر مادی ہوتا ہے یعنی دکھلائی نہیں دیتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مثل بشر بنا کر بھیجا کہ مرنے والے لوگ انہیں دیکھ سکیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بدن مبارک کا سایہ نہ تھا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا یا دیکھیں کہ نبی کو عام بشر کہنا کفار کا قول تھا جو سبزی کے لئے کہتے تھے (۱) ابشر یھود و نذرا (پس تمہاری) (۲) فَقَالُوا الذُّنُوبُ لِبَشَرٍ مِثْلِكَ (پس تمہاری) (۳) وَمَا آتَاكَ الْبَشَرُ مِثْلَكَ (پس شعرا) (۴) مَا هَذَا الْبَشَرُ مِثْلَكَ (پس مومنوں کے) وغیرہ وغیرہ۔ آج کل کے مسلمانوں سے جو شان نبوت سے بے خبر ہیں حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر سچری سے انگلیاں کاٹنے والی عورتیں ہی اچھی تھیں جنہوں نے انوار نبوت دیکھ کر فوراً کہہ دیا حاشا للہ ما ہذا بشرًا (پس یوسف ع) ہمارے انہوں نے حسن ظاہری دیکھا تھا حسن باطنی نہیں دیکھا تھا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱۔ کَانَتْ امْرَأَتِي ۱۔

تفسیر صفائی ص ۳۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی زوجہ مریم بنت عمران بن مائمان کی ہمیشہ تھیں اور بنی مائمان اس زمانہ میں روم اور شام بنی اسرائیل میں سے تھے یعنی حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی اولاد میں سے۔

۲۔ يَرِثُنِي ۲۔

تفسیر صفائی ص ۳۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کے کوئی اولاد نہ تھی جو آپ کی قائم مقام ہوتی اور اس کی وارث ہوتی۔ اور بنی اسرائیل میں قدر بدیہ اور تنخے بھیجتے تھے وہ سب

احبار کو ملتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام احبار کے سردار تھے۔ ۳۔ لِي غُلَامٌ ۳۔ تفسیر صفائی ص ۳۱۱ پر بحوالہ کافی معصومین سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو نصیحت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فرمائی تھی اس کا ایک حصہ یہ بھی تھا کہ میری مخلوق میں سے تمہاری نظیر بھیجی ہیں جنہیں میں نے ان کے والدین کو باوجود بانجھ اور بیکار ہونے کے عطا کیا جس سے میری غرض یہ تھی کہ میری حجت ان پر ثابت ہو جائے اور تمہارے متعلق یہ مطلوب ہے کہ عام مخلوق پر میری قدرت کا اظہار ہو۔

هَیِّنٌ وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا ۝ قَالَ

آسان ہے اور یقیناً میں تجھے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ چیز نہ تھا۔ اس نے کہا

رَبِّ اجْعَلْ لِّیْ آیَةً ۝ قَالَ آیتُکَ اَلَا تُکَلِّمُ النَّاسَ ثَلَاثَ

اے میرے پروردگار میرے لیے کوئی نشانی قرار دے کہ تیری نشانی یہ ہوگی کہ تو بھلا چنگا ہو کر جتنی تین رات (دن

لیال سوویا ۝ فُخْرِجَ عَلٰی قَوْمِہٖ مِنَ الْیَحْرَابِ فَأَوْحٰی اِلَیْہِمْ

لوگوں سے بات نہ کر سکے گا۔ پھر (ذکر کیا) عبادت گاہ سے اپنی قوم کے پاس! ہر نکلا تو انہیں اشارہ سے کہا کہ صبح

اَنْ سَیَّحُوا بُکْرَةً وَعَشِیًّا ۝ یٰحِیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ۝

اور شام (اللہ تعالیٰ کی) تسبیح کرو۔ (ہم نے کہا) اے یحییٰ کتاب کو مضبوطی سے پکڑ رکھ اور ہم نے

وَ اٰتٰیْنٰہُ الْحُکْمَ صَبِیًّا ۝ وَ حَنَّا نَا مِنْ لَّدُنَّا وَ زَکٰوۃٌ ۝ وَ

اسے بچپن میں ہی قوت فیصلہ دے اور اپنی طرف سے مہربانی اور پاکیزگی عطا کی اور تھا وہ

کَانَ تَقِیًّا ۝ وَ بَرًّا بِوَالِدَیْہٖ وَلَمْ یَكُنْ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝ وَ سَلٰمٌ

پر ہمیز گار۔ اور ماں باپ کے حق میں نیکی کرنا والا تھا اور سختی کرنا والا فرمان نہ تھا۔ اور اس پر سلامتی

عَلِیْہِ یَوْمَ وِلَدٍ وَّ یَوْمِ یَمُوتُ وَّ یَوْمَ یُعْتَبَرُ حَیًّا ۝ وَ اذْکُرْ

ہے جس دن وہ پیدا ہوا سہ اور جس دن وہ مرے گا اور جس دن وہ زندہ کر کے اٹھایا جائیگا اور تم کتاب میں

فِی الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذْ اَنْتَبَذَتْ مِنْ اَہْلِهَا مَکَانًا شَرْقِیًّا ۝

مریم کا تذکرہ کرو جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر مشرق کی طرف ایک مکان میں چلی گئی سہ

فَاَتَّخَذَتْ مِنْ دُونِہِمْ حِجَابًا ۝ فَاَرْسَلْنَا اِلَیْہَا رُوْحَنَا فَمَثَلْ

پھر اس نے ان سے پردہ کر لیا۔ تو ہم نے اس کی طرف اپنی (مخلوق) رُوح کو بھیجا پس وہ اس کے لیے

لَہَا بَشَرًا سَوِیًّا ۝ قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ

ایک ندرست آدمی کی شکل بن گیا۔ وہ بولی کہ اگر تو ہمیز گار ہے تو میں تجھ سے (رحمن) اللہ کی پناہ مانگتی

تَقِیًّا ۝ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکَ ۝ لَا هَبْ لَکَ عِلْمًا زَکِیًّا ۝

ہوں۔ اس نے کہا ماسما اس کے نہیں کہ میں تیرے پروردگار کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں ایک پاکیزہ لڑکا عطا کروں

قَالَتْ اَنِّیْ یٰکُوْنُ لِّیْ عِلْمٌ وَلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَلَمْ اَکْ

وہ بولی میرے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ مجھے کسی بشر نے نہیں چھوا سہ اور نہ ہی میں بدمکار

۱۔ الْحُکْمَ صَبِیًّا :-

تفسیر صفائی ص ۳۱۲ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی وفات پر حضرت یحییٰ علیہ السلام باوجود صغیر السن ہونے کے کتاب و حکمت کے وارث ہوئے پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

ادو امام محمد تقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امامت میں بھی یہی اصول قائم فرمایا جو نبوت میں فرمایا تھا۔ پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۲۔ یَوْمَ وِلَدٍ :- تفسیر صفائی ص ۳۱۲ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے لئے تین ہی موقعے زیادہ وحشت کے ہیں۔

(۱) جس دن ماں کے پیٹ سے نکلے اور دنیا کو دیکھے۔

(۲) جس دن مرے اور آخرت اور اہل آخرت کو دیکھے۔

(۳) جس دن مبعوث ہو یعنی قبر سے شہر نشر کے لئے جی کر اٹھے اور وہ نتائج دکھائی دیں جو دار دنیا میں نہ دیکھے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ان تینوں موقعوں پر سلامتی کا اظہار فرمایا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی پھر اس کے بعد فرمایا کہ انہی تین موقعوں کے متعلق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہا السلام نے اپنی ذات کے متعلق سلامتی کا اظہار کیا اور یہی آیت تلاوت فرمائی۔

۳۔ مَکَانًا شَرْقِیًّا :- تفسیر صفائی ص ۳۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ حضرت مریم کجور کے ایک خشک درخت کے نیچے چلی گئی تھیں۔

۴۔ لَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ :- تفسیر صفائی ص ۳۱۲ پر ہے کہ یہاں کنایہ کے طور پر یہ مطلب ادا کیا گیا ہے کہ کسی شخص نے مجھ سے بطریق حلال مباشرت نہیں کی۔

اَتَيْنِي الْكِتَابَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ۖ وَجَعَلَنِي مُبْرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ

بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور میں جہاں کہیں بھی ہوں مجھے برکت والا قرار دیا ہے

وَاَوْصَانِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ۖ وَبَرًّا بِوَالِدِي

اور جب تک میں زندہ ہوں مجھے نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دا کر کے) کی وصیت کر رکھی ہے اور اس نے مجھے (میں سے نیکی کرنے

وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا ۖ وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ

والا (بنایا ہے) اور اس نے مجھے سختی کرنا والا اور بد بخت نہیں قرار دیا اور محمد پر خاص سلامتی ہے جس دن کہ میں پیدا ہوا اور

وَيَوْمَ امُوتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا ۖ ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ

جس دن میں مړول گا اور جس دن میں زندہ کر کے اٹھایا جائیگا۔ یہ ہے عیسیٰ بن مریم سچا قول (تو

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ ۖ مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ يَّتَّخِذَ

یہی ہے) جس کے بارے میں وہ شک کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے لائق نہیں ہے کہ وہ کوئی بیٹا

مِنْ وَلَدٍ سُبْحَنَهُ اِذَا قَضٰى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ

بنالے وہ (اس سے) پاک ہے جس وقت وہ کسی کام کے کرنے کو طے کر لیتا ہے پھر اسوا اسکے نہیں کہ وہ کہتا ہی

فَيَكُوْنُ ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيٌّ وَرَكِيْمٌ فَاَعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطُ

ہو جائیں وہ ہو جائے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ میرا پروردگار اور تمہارا پروردگار ہے تم اسی کی عبادت کرو یہی راستہ

مُسْتَقِيْمٌ ۖ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ

سیدھا ہے۔ پھر ان کے بیچ میں سے ہی گروہوں نے اختلاف (پیدا) کر دیا پس جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے

كَفَرًا مِنْ مَّشْهَدٍ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۖ اَسْمِعُوْنِيْمْ وَاَبْصُرُوْا يَوْمَ

ایک بہت بڑے دن کے حاضر ہونے سے خرابی ہوگی۔ کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے جس دن

يَاْتُوْنَنَا لَكِنَ الظَّالِمُوْنَ الْيَوْمَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۖ وَاَنْذَرَهُمْ

کہ ہمارے پاس آئیں گے لیکن آج کے دن (تو) ظالم کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور انہیں (رسول) تو

يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا

انہیں حسرت کے دن سے ڈراتے جبکہ کل معاملہ کا فیصلہ کر لیا جائیگا حالانکہ وہ (آج) بخیر میں ہیں اور وہ ایمان نہیں

يُؤْمِنُوْنَ ۖ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا ۖ وَإِنَّا

لاتے ہیں۔ یقیناً ہم ہی زمین کے وارث ہیں سہ اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور وہ ہماری ہی طرف

(بقیہ صفحہ سابقہ)

پس جب تم روزہ رکھو تو اپنی زبان کی بھی حفاظت کرو اور اپنی آنکھیں بھی خدا کی منع کی ہوئی چیزوں کے دیکھنے سے بند رکھو۔

۱۷ یَا اٰخْتَ هَارُوْنَ

تفسیر صفائی ص ۳۱۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول ہے کہ ہارون بنی اسرائیل میں ایک بہت ہی مقدس آدمی تھا اور یہ مشہور ہو گیا تھا کہ جو شخص نیکی میں بہت مشہور ہوتا وہ ہارون کی طرف منسوب کیا جاتا۔

۱۸ صَبِيًّا

بچہ، لڑکا، صاحب قاموس نے صبی کے معنی اس بچہ کے لکھے ہیں کہ جس نے ابھی دودھ نہ چھوڑا ہو اور رغب نے لکھا ہے کہ صبی وہ بچہ ہے جو بلوغ کو نہ پہنچا ہو اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ صبیو سے جبکہ معنی نادانی کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔ بروزن فعیل کسفت مشبہ کا صبیغہ ہے۔ صبیغہ اور صبیان جمع۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۳)

(حاشیہ صفحہ ۱۷۸)

۱۹ الْاَحْزَابُ

تفسیر صفائی ص ۳۱۳ پر ہے کہ اس سے مراد یہود اور نصاریٰ یا نصاریٰ کے مختلف فرقے ہیں بعض ان میں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور بعض یہ کہتے ہیں کہ خود خدا ہیں کچھ دن کے لئے خدا اسی صورت میں زمین پر آیا تھا پھر آسمان پر چلا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور نبی تھے۔

۲۰ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

تفسیر صفائی ص ۳۱۳ پر ہے کہ اس دن لوگ افسوس کرتے ہوں گے۔ بدلو اپنی بدیوں کے باعث اور نیک اپنی نیکیوں میں کمی کرنے کے سبب۔

۲۱ نَحْنُ نَرِثُ

تفسیر صفائی ص ۳۱۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس دن زمین پر نہ کوئی مالک باقی رہے گا اور نہ کوئی منتصرف۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ہر چیز جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کا وارث ہوگا۔

يَرْجِعُونَ ﴿٣٠﴾ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا

لوٹائے جائیں گے اور (اے رسول) تو کتاب میں ابراہیم کا تذکرہ کر۔ یقیناً وہ ایک سچا نبی

نَبِيًّا ﴿٣١﴾ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ

تھا۔ جبکہ اس نے اپنے چچا سے کہا کہ اے میرے چچا تم کیوں اسکی عبادت کرتے ہو جو نہ سنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور

وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا ﴿٣٢﴾ يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ

نہ تم سے کسی چیز کو کفایت کرتا ہے۔ اے میرے چچا یقیناً میرے پاس علم کا وہ حصہ آیا ہے جو تمہارے

مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي أَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٣٣﴾ يَا أَبَتِ لَا

پاس نہیں آیا پس تم میری پیروی کرو میں تمہیں ٹھیک راستہ بتا دوں گا اے میرے چچا تم شیطان کی

تَعْبُدُ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَنِ عَصِيًّا ﴿٣٤﴾ يَا أَبَتِ

عبادت نہ کرو۔ یقیناً شیطان (خدا کے) رحمن کا نافرمان ہے۔ اے میرے چچا۔ یقیناً

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُمَسِّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمَنِ فَتَكُونَ لِلشَّيْطَانِ

میں ڈرتا ہوں کہ تمہیں (خدا کے) رحمن کی طرف سے عذاب چھو جائے پھر تو شیطان کا دوست

وَلِيًّا ﴿٣٥﴾ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ تَوَلَّوْا عَنْ آلِهَتِي يَا إِبْرَاهِيمُ لَمَّا تَوَلَّوْا

ہو جائے گا۔ اس نے کہا اے ابراہیم کیا تم میرے معبودوں سے برگشتہ ہو (یا درکھو) اگر تم باز نہ آئے تو

لَا رَجُوتُكَ وَاهْجُرْنِي مَلِيًّا ﴿٣٦﴾ قَالَ سَلَامٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُكَ

میں تمہیں ضرور بالضرر و سچاؤ کرونگا اور تم کو کھمالت کیلئے میرے پاس سے دور بوجھاؤں گا (ابراہیم نے کہا تم پر سلامتی ہے عنقریب میں

رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا ﴿٣٧﴾ وَاعْتَزِّلْكُمْ مِّنْ دُونِ

تمہارے لئے اپنے پروردگار سے مغفرت چاہوں گا یقیناً وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے اور میں تم سے اور ان سے (بھی) تمہیں تم خدا کے سوا پکارتے ہو

اللَّهِ وَادْعُوا رَبِّي عَاسَىٰ ۖ أَلَا أَكُونُ بِدَعَائِ رَبِّي شَقِيًّا ﴿٣٨﴾

الگ ہوتا ہوں اور اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں امید ہے کہ میں اپنے پروردگار کو پکارتے میں بد نصیب نہ رہوں گا۔

فَلَمَّا اعْتَزَلْتُمُوهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ

پھر جب وہ ان سے اور جن کو وہ خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو چھوڑ کر الگ ہو گیا (تو) ہم نے اسے اسحق اور

وَيَعْقُوبَ ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ﴿٣٩﴾ وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَ

یعقوب عطا کیے اور ہر ایک کو نبی قرار دیا۔ اور ان کو ہم نے اپنی رحمت سے کچھ حصہ بخشا اور ہم نے

جَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝۵۱ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَوْلَىٰ

ان کے لئے سچائی کی زبان اعلیٰ ابن ابی طالب ؑ کو قرار دیا۔ اور (لے رسول) کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ

إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا ۝۵۲ وَكَانَ رَسُولًا نَّبِيًّا ۝۵۳ وَنَادَيْنَاهُ مِنْ جَانِبِ

کرو یقیناً وہ خالص کیا ہوا تھا اور وہ ایک مرسل نبی تھا۔ اور ہم نے اسے (کوہ) طور کی

الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَقرْنَهُ نَجِيًّا ۝۵۴ وَهَبْنَا لَهُ مِنْ رَحْمَتِنَا

دائیں طرف سے آواز دی تھی اور ہم نے اسے راز کی باتیں کرنے کا قرب بخشا اور ہم نے اپنی رحمت سے اس کے

أَخَاهُ هَارُونَ نَبِيًّا ۝۵۵ وَادْكُرْ فِي الْكِتَابِ إسماعِيلَ إِنَّهُ كَانَ

بھائی ہارون کو نبی بنا کر اسے عطا کیا۔ اور (لے رسول) تم کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو۔ یقیناً وہ وعدہ کا

صَادِقُ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا ۝۵۶ وَكَانَ يَأْمُرُ أَهْلَهُ

سچا اور وہ ایک مرسل نبی تھا۔ اور وہ اپنے گھر والوں کو نماز (پڑھنے) اور زکوٰۃ (دینے) پر

بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهِ مَرْضِيًّا ۝۵۷ وَادْكُرْ فِي

کا حکم کیا کرتا تھا اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھا۔ اور تم کتاب میں اورین

الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا ۝۵۸ وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا

کا تذکرہ کرو۔ یقیناً وہ ایک صدیق نبی تھا۔ اور ہم نے اسے ایک بلند مرتبہ جگہ پر

عَلِيًّا ۝۵۹ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ مِنْ

رفعت دی تھی۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا کچھ تو آدم کی اولاد سے نبیوں میں سے ہیں

ذُرِّيَّةِ آدَمَ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ وَمِنْ ذُرِّيَّةِ إِبْرَاهِيمَ

اور کچھ ان کی اولاد میں سے ہیں جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) سوار کیا تھا اور کچھ ابراہیم

وَأِسْرَءِيلَ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُ

اور یعقوب کی اولاد میں سے اور کچھ ان میں سے جنہیں ہم نے ہدایت کی اور چنا ہوا تھا۔ جب ان پر (قرآن) کی آیتیں

الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا ۝۶۰ وَبُكِيًّا ۝۶۱ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ

پڑھی جاتی ہیں (تو) وہ روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ پھر ان کے بعد ان کے جانشین کچھ ایسے ناخلف ہوئے تھے

أَصْنَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَادَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝۶۲

جنہوں نے نماز قائم کر دی تھی اور (لفظی) شواہد کے پیچھے پس عنقریب وہ ہلاکت سے ملاقات کریں گے

مَنْ

لہ لسان صدق علیاً :-
تفسیر صفاتی ص ۳۱ پر سجدہ تفسیری
امام حسن عسکری علیہ السلام سے منقول ہے
کہ اس آیت میں دو جگہ "لہم" آیا ہے۔
اس ضمیر "ہم" کے مرجع حضرت ابراہیم
واسحق اور یعقوب علیہم السلام ہیں اور باری آیت
کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابراہیم واسحق و یعقوب کو
اپنی رحمت سے اپنا رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم عطا کیا اور ان کے لئے سچائی کی زبان امیر
المؤمنین علی ابن ابی طالب کو مقرر کیا۔

اعتراف :- آیہ مجیدہ میں لفظ علیاً سے حضرت
امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب مراد لینا ازروئے قواعد
نحو غلط ہے کیونکہ اس صورت میں اس لفظ کو "علم"
قرار دینا پڑے گا حالانکہ یہ مفعول ثانی ہو گا اور قاعدہ
کلیہ یہ ہے کہ جب جعل فعل متعدی ہو مفعول
ہو تو اس کا مفعول ثانی کسی صورت میں بھی "علم" واقع
نہیں ہو سکتا۔ پس لفظ "علی" علم ہونے کی صورت
میں کسی طرح مفعول ثانی نہیں ہو سکتا کیونکہ خبر میں
"نحو" ہونا شرط ہے

الجواب :- یہ درست نہیں ہے کہ علم کسی صورت
میں بھی مفعول ثانی نہیں ہو سکتا ہم پہلے آیہ مجیدہ کی
ترکیب نحوی کرتے ہیں پھر ثابت کریں گے کہ "علم"
مفعول ثانی ہو سکتا ہے اور اس کی مثالیں قرآن مجید
اور دیگر کتب نحو سے پیش کریں گے۔

آیت کی ترکیب نحوی :- جعلنا فعل یا فاعل
لہم جار مجرور لسان صدق مضاف بامضاف
الیہ مفعول اول اور علیاً مفعول ثانی۔
فعل اپنے فاعل سے متعلق ہو کر اور ہر دو
مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ ہوا۔

مثالیں :- تولاہ تعالیٰ :- واجعل لی وزیراً
من اہلی ہارون اخی (پلاطون) اس کے
متعلق تفسیر جلالین ص ۲۶۲ مطبوعہ اصح المطابع
میں ہے :- واجعل لی وزیراً من اہلی ہارون
مفعول ثانی اخی عطف بیان دیکھتے اس
آیہ مجیدہ میں لفظ جعل بھی موجود ہے اور
ہارون "علم" بھی ہے اور بقول صاحب جلالین
"مفعول ثانی" بھی ہے۔ اور فتح القدیر علامہ
شوکانی جلد ۳ ص ۲۵۱ مطبوعہ مصر میں ہے :-

وانتصاب وزیراً و ہارون علی نسخا مفعول
جعل اور تفسیر جمل بر حاشیہ جلالین جلد ۳ ص ۱۹
طبع مصر میں ہے۔ مفعول ثانی یعنی ان ہارون
مفعول ثانی والا اول والمعنی وزیراً و ہارون

نہیں ہو سکتا غلط ہوا اور ثابت ہوا کہ بعض صورتوں میں علم مفعول ثانی ہو سکتا ہے۔ بعض مفسرین کا یہ کہنا کہ ہارون مفعول اول اور وزیر مفعول ثانی ہے اور وزارت کے بالمقصد ہر اد ہونے کی رعایت سے مقدم کر دیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ لسان صدق علیاً میں بھی مقصور بالذات "لسان صدق" ہی تھی لہذا مفعول ثانی کو مقدم کر دیا گیا رہا یہ اعتراف کہ "علم" کسی صورت میں خبر واقع نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی درست نہیں کیونکہ ہذا لفظ المطلق دیکھ میں "خبر" ہے دیکھ جامع الغروض جلد اول ص ۱۹ کہ "مذہب در مثالیں مذکورین در قوت سببی بزیادت" پس ثابت ہوا کہ علم "تجب قوت سببی" میں ہو تو خبر واقع ہو سکتا ہے مکافی حواشی المطول فیول الحمد الواقع خبر فی مثل ہذا ازید بستی زید :-

بجز شرح جامی ص ۱۱۱ پر "تجب قوت سببی" میں ہو تو خبر واقع ہو سکتا ہے مکافی حواشی المطول فیول الحمد الواقع خبر فی مثل ہذا ازید بستی زید :-

بجز شرح جامی ص ۱۱۱ پر "تجب قوت سببی" میں ہو تو خبر واقع ہو سکتا ہے مکافی حواشی المطول فیول الحمد الواقع خبر فی مثل ہذا ازید بستی زید :-

بجز شرح جامی ص ۱۱۱ پر "تجب قوت سببی" میں ہو تو خبر واقع ہو سکتا ہے مکافی حواشی المطول فیول الحمد الواقع خبر فی مثل ہذا ازید بستی زید :-

الْأَمِنْ تَابَ وَأَمِنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہیں یہی لوگ بہشت میں داخل ہوں گے

وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۖ جَنَّتٌ عَدْنٌ الَّتِي وَعَدَ الرَّحْمَنُ عِبَادَهُ

اور ان پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کا وعدہ (خدا نے) رحمن نے اپنے بندوں سے

بِالْغَيْبِ إِنَّهُ كَانَ وَعْدُهُ مَأْتِيًا ۖ لَا يُسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا سُلْهًا

غائبانہ کیا ہوا ہے یقیناً اس کا وعدہ آنے والا ہے۔ اور اس میں کوئی بیہودہ بات نہ سنیں گے سوائے سلام کہنے

وَلَهُمْ فِيهَا بَكْرَةٌ وَاحِشِيَّةٌ ۖ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ

کی آواز کے) اور اس میں ان کے لئے صبح اور شام روزی ہوگی۔ یہ ہے بہشت جسے ہم اپنے بندوں میں سے

مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا ۖ وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِمُرْثِقَةٍ ۖ

اسی کو میراث میں دینگے جو ہم پر گار رہا ہوگا اور (جبریل نے کہا) کہ ہم بغیر تمہارے پروردگار کے حکم کے نہیں اترتے ہیں کسی

مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ ۖ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

کامے جو کچھ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو ان کے درمیان ہے اور تمہارا پروردگار بھولنے والا نہیں ہے

رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ

وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا پروردگار ہے پس تم اسی کی عبادت کرو اور اس کی عبادت پر

هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا ۖ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ إِذَا أَقَامَتْ لِسُوفَ

ثابت قدم نہ رہو کیا تو کسی کو اس نام کا پہچانتا ہے سہ اور (کافر) انسان کہتا ہے کہ کیا جب میں مرونگا تو جلدی ہی زندہ کر کے

أَخْرَجَ حَيًّا ۖ أَوْ لَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَ

(قبر سے باہر نکالا جاؤنگا۔ کیلئے) انسان یاد نہیں کرتا ہے کہ یقیناً ہم نے اسے پہلے پیدا کیا تھا حالانکہ (سوختہ)

يَكُ شَيْئًا ۖ فَوَرَّكَ لَئِيْشْرَهُمْ وَالشَّيْطَانِ ثُمَّ لَنَحْضِيَهُمْ

یہ کچھ چیز نہ تھا۔ پس تمہارے پروردگار کی قسم ہم ضرور ان کو اور شیطانوں کو (قیامت کے دن) اکٹھا کریں گے پھر ضرور ہم

حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ۖ ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ

انہیں دوزخ کے گرد زانو کے بل (اونٹ) کرے ہو حاضر کرینگے سہ پھر ہم ضرور ہر گروہ میں سے ان کو الگ کر دیں گے جو (خدا نے)

أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَنِ عِتِيًّا ۖ ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ

رحمن کے برخلاف سب سے زیادہ سرکش رہا ہوگا۔ پھر ہم ان سے زیادہ واقف ہیں جو اس (دوزخ) میں جلتے کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

مسمیٰ بہ علی ہمارا بھی یہی مترقب ہے کہ اس آیت

میں لسان صدق کو مسمیٰ بہ علی کہا گیا ہے۔

نبوت از کتب لغت: منتهی الاربع

ص ۲۱۱ جعل البصرة بغداد۔ دیکھئے یہاں بغداد و عکرم

ہونے کی صورت میں مفعول ثانی ہے جعل بمعنی

نامیدن۔ وجعلوا الملائكة الذين هم عباد

الرحمن انا ثانی سموهم انا ثانی (منتهی الاربع)

ما جعل الله من بحيرة۔ جعل معنا یعنی مسمیٰ

كما قال الله تعالى: انا جعلناه قوانا عربيا

فتح القدير ج ۲ ص ۲۸ معلوم ہوا کہ بعض اوقات

”جعل“ نام رکھنے کے معنی میں آتا ہے۔ اب اس

آیت کی ترکیب آسان ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

”ہم نے لسان صدق کو مسمیٰ بہ علی کر دیا۔ اس تقریر سے

ثابت ہوا کہ بعض ضرورتوں کی بنا پر مفعول اول کو مؤخر

اور ثانی کو مقدم کر دیا جاتا ہے اور بصورت مسمیٰ علم بھی

واقع ہو سکتا ہے اور جعل نام رکھنے کے معنی میں ہو

تو مفعول ثانی علم واقع ہوا کرتا ہے پس ترجمہ درست

ہے جو تفاسیر قاعدہ نحو اور لغت سے ثابت ہے

زیادہ تفصیل کی اس مختصر میں گنجائش نہیں اس کے

لئے رسالہ شریف ”قرآن مجید میں نام علی بہ نص علی“

دیکھ لیا جائے (مترجم)

سہ خلف

تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر ہے کہ نیک

اولاد کے لئے خلف لام متحرک سے آتا

ہے یعنی خلف اور بہ اولاد کے لئے

لام ساکن سے یعنی خلف

سہ اضاعوا الصلوة

تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں

نماز کے ضائع کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے

اوقات سے زیادہ دیر کر کے اور ہٹا کے پڑھنا۔

اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ

تھوڑی سی دیر کرنے میں یا تھوڑی سی جلدی کرنے

میں تم کو ایسا ضرر نہیں پہنچے گا جتنا زیادہ دیر کرنے

میں اور ایسے ضائع کر دینے میں جس کے بارے میں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اضاعوا الصلوة۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

سہ تنزل

تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر ہے کہ یہ جبرئیل کا قول

ہے کہ تم ہماری ملاقات کیلئے نہیں آتے اس

جانباً میرا ترس نہیں ہے اس آیت میں یہ منقول ہے کہ کیا تم

جانباً میرا ترس نہیں ہے اس آیت میں یہ منقول ہے کہ کیا تم

جانباً میرا ترس نہیں ہے اس آیت میں یہ منقول ہے کہ کیا تم

جانباً میرا ترس نہیں ہے اس آیت میں یہ منقول ہے کہ کیا تم

(باقی حاشیہ بر صفحہ ۲۰)

حکایتاً بیان کیا گیا ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ نے جبرئیل سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے تم ہماری ملاقات کیلئے نہیں آتے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

سہ سمیّا۔ اس آیت مجیدہ کا مطلب یہ ہے کہ کیا اس کی کوئی نظیر جانتے ہو جو اس کے نام کا مستحق ہو یا اس کی صفت سے متصف ہو کہ حقیقتاً اس کا استحقاق رکھتا ہو اور یہ

معنی نہیں ہیں جو اکثر مترجمین نے کئے ہیں کہ آیا کسی کو پاتے ہو جو کسی کے نام سے موسوم ہو یا ”کیا تم یہ جانتے ہو کہ اس کا کوئی ہم نام اور بھی ہے“ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بہت اسماء ہیں جن کا غیر یہ بھی اطلاق ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے جب ان کا استعمال ہو تو وہ معنی نہیں ہوتے جو غیر کے لئے استعمال کرتے وقت ہوتے ہیں۔ تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر بحوالہ التوحید

أُولَىٰ بِهَا صِلًا ۖ وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ

سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں مگر یہ کہ اس پر وارد ہو گا اسے یہ تھا ہے پروردگار

حَتَّىٰ مَقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

کی حتی طور پر طے کی ہوئی بات ہے پھر ہم ان لوگوں کو نجات دے دیں گے جو ہمیں بیزگار ہونگے اور ظالموں کو اس کے اندر انوکھے

فِيهَا حَتَّىٰ ۖ وَإِذَا تَنَالَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بل اور نہ ہاں گرا ہوا چھوڑ دیجئے اور جبوقت ان پر ہماری مدین آئیں پھر صحتی حاتی ہیں تو جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان لوگوں

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَيُّ الْفَرِيقَيْنِ خَيْرٌ مَّقَامًا وَأَحْسَنُ نَدِيلًا ۚ

سے جو ایمان لائے کہتے ہیں دونوں فریقوں میں سے ٹھیکے کی جگہ بہتر اور کس کی مجلس سب سے زیادہ اچھی ہے۔

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ قَرْنٍ هُمْ أَحْسَنُ أَثَاثًا وَرِوَيْكًا ۖ قُلْ

اور ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی جماعتوں کو ہلاک کر دیا جن کے سامان اور دکھائے سب سے بڑھ چڑھ کر تھے (اے رسول) کہہ دو

مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمَنُ مَدًّا ۖ حَتَّىٰ إِذَا

کہ جو کوئی گمراہی میں (گڑا ہوا) ہو تو (خدا سے) رحمن ضرور اس کو مدد دے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ

رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ

اس چیز کو دیکھ لیں گے جس کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا عذاب کو اور خواہ (قیامت کی) گھڑی کو پھر وہ جلدی معلوم کر لیں گے

مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضْعَفُ جُندًا ۚ وَيَزِيدُ اللَّهُ الَّذِينَ

کہ مرتبہ کے لحاظ سے کون بدتر ہے اور گروہ کے لحاظ سے کون زیادہ کمزور ہے اور وہ لوگ جو ہدایت پا چکے اللہ تعالیٰ

أَهْتَدُوا هُدًى ۖ وَالْبَقِيَّةُ الصُّلَحُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا

ان کی ہدایت کو اور بڑھادے گا اور باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے نزدیک ثواب کے لحاظ سے بہتر اور

وَأَخَيْرٌ مَرَدًّا ۚ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأَوْتَيْنَ

انجام کی رو سے اچھی ہیں۔ کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں سے کفر کیا اور کہنے لگا کہ (قیامت کے دن)

مَا لَا وَكُودًا ۚ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمَّا اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۚ

مجھے ضرور مال اور اولاد دینے کا یقین کیا اس نے غیب پر اھدہ دیا ہے یا اس نے (خدا سے) رحمن سے کوئی عہد لے لیا ہے۔

كَلَّا سَنَكْتُبُ مَا يَقُولُ وَنَمُدُّ لَهُ مِنَ الْعَذَابِ مَدًّا ۚ وَنُزِّلُ

ہرگز نہیں جو کہہ وہ کہتا ہے ہم اسے ابھی لکھ لیتے ہیں اور اس کے لیے عذاب سے زیادہ بڑھاتے جاتے ہیں اور جو کچھ وہ کہتا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۳۱ جثتا :-

تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر سچوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس کے معنی ہیں گھٹنوں کے بل اور یہ اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں کوئی شخص بوجھ کی کثرت سے سیدھا کھڑا نہ رہ سکے۔

یہاں گناہوں کا بوجھ وبال جان ہو گا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۵۱)

۳۲ وَارِدُهَا :-

تفسیر صفائی ص ۳۱۵ پر سچوالہ تفسیر قمری منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ یہاں وارد کے معنی کنارے تک پہنچنے والے کے ہیں اندر جانے کے نہیں۔ کیا تم کسی کو یہ کہتے نہیں سنتے کہ فلاں شخص فلاں قبیلہ کے چپتر پر وارد ہوا تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اس چپتر کے اندر بھی گھس گیا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کل آدمی جہنم پر وارد ہوں گے۔ پھر اپنے اپنے اعمال کے مطابق اس پر سے گزر جائیں گے۔ اول درجہ کے تو اس تیزی سے گزر جائیں گے جیسے بجلی چمک گئی۔ دوسرے ایسے جیسے ہوا کا جھونکا گزر گیا۔ تیسرے جیسے گھوڑ دوڑ کا گھوڑا نکل گیا۔ پھر کچھ ایسے جیسے شاتہ سواری کا چلے گئے۔ ان کے بعد والے ایسے جیسے لہو اونٹ پر لدے ہوئے۔ ان کے بعد ایسے جیسے پیدل چلنے والے۔

مَا يَقُولُ وَيَأْتِينَا قُرْآنًا ۝ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّيَكُونُوا

اِسْکے وارث ہو جائیں گے اور وہ ہمارے حضور قیامت کی تنہا آئینا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کئی معبود بنا رکھے ہیں تاکہ

لَهُمْ عِزًّا ۝ كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا ۝

وہ ان کے لئے مددگار ہوں۔ ہرگز نہیں عنقریب وہ ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے اور انہی کے مخالف بن جائیں گے

الْمُتَرَاتِنًا أَرْسَلْنَا الشَّيْطَانِ عَلَى الْكُفْرَيْنَ تَوَسُّمًا أَزًّا ۝

کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم نے شیطانوں کو کافروں کے پاس بھیج دیا جو انہیں اکساکر ابھارتے رہتے ہیں۔ پس تم

فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا نَعِدُّهُمْ عِدًّا ۝ يَوْمَ نَخْشِرُ الْمُتَّقِينَ

ان پر (عذاب کے لئے) جلدی نہ کرو۔ ماسوا اس کے نہیں کہ ہم ان کے لئے (عذاب کے دن) گن رہے ہیں جس دن ہم (خدا کے لئے) رحمن

إِلَى الرَّحْمَنِ وَقَدْ وَرَسَوْا الْيَوْمَ الْمُجْرِمِينَ إِلَى جَهَنَّمَ وَرِدًّا ۝

کے حضور میں پہنچنے کا روز شمار کر رہے ہیں اور ہم مجرموں کو دوزخ کی طرف پیلا سے جانوروں کی طرح ہٹا لے جائیں گے

لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝

شفاعت کے مالک نہیں ہونگے سوائے اس کے جس نے (خدا کے رحمن سے) کوئی عہد لے رکھا ہو سہ اور

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ۝ تَكَادُ

(انہوں نے کہا کہ) (خدا کے) رحمن نے ایک بیٹا بنا لیا ہے یقیناً تم یہ بہت نامناسب بات گھر لائے ہو۔ قریب ہے کہ

السَّمَوَاتُ يَتَّقَطْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ

اس سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ٹوٹ پھوٹ کر گر

هَذَا ۝ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمَنِ أَنْ

پر تیں کہ انہوں نے (خدا کے) رحمن کے لئے بیٹا ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ (خدا کے) رحمن کے لائق نہیں ہے

يَتَّخِذَ وَلَدًا ۝ إِنَّ كُلَّ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا آتِي

کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے۔ (کیونکہ) جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ (خدا کے) رحمن کے حضور میں

الرَّحْمَنِ عَبْدًا ۝ لَقَدْ أَحْضَرْنَاهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝ وَكُلُّهُمْ

ایک (عاجز) بندہ بن کر پیش ہوئیوا ہے یقیناً اس نے ان سب کا احضار کر لیا ہے اور ان کو گن لیا ہے جیسا کہ گنے کا حق ہے

أَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَرْدًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اور وہ سب قیامت کے دن اس کے حضور میں تنہا حاضر ہوں گے ہیں۔ بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے

مَنْ

لَهُ عِبَادَتُهُمْ ۝

تفسیر صافی ص ۳۱۶ پر سجدہ تفسیر قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہاں عبادت سے رکوع اور سجدہ مراد نہیں ہے بلکہ لوگوں کی اطاعت مقصود ہے پس جس شخص نے خدا کی نافرمانی کر کے کسی بندہ کی اطاعت کی تو اس نے اس بندہ کو یقیناً اپنا معبود بنا لیا۔

ضدًا ۝

تفسیر صافی ص ۳۱۶ پر سجدہ تفسیر قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ قیامت کے دن یہی لوگ جنہیں بعض آدمی نے دنیا میں گویا اپنا معبود بنا رکھا تھا ان کے برخلاف ہو جائیں گے اور ان سے تبرا (اٹھارہ سزائی) کرنے لگیں گے۔

عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا ۝

تفسیر صافی ص ۳۱۶ پر سجدہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے ولایت جناب امیر علیہ السلام اور ان ائمہ کی ولایت سے جو ان کے بعد میں قریب خدا حاصل کر لی اس نے خدا سے عہد لے لیا یعنی عہد عند اللہ کے یہی معنی ہیں۔

اور تفسیر قمری میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ عام طور پر نہ لوگوں کی شفاعت کی جائے گی۔ اور نہ وہ کسی کی شفاعت کر سکیں گے ہاں وہ شخص اس سے مستثنیٰ ہے جس کی شان میں فرمایا ہے۔ اتخذ عند الرحمن عہدًا ۝ جس کا مطلب یہ ہے کہ ولایت جناب امیر المؤمنین ۷ اور ائمہ علیہم السلام کے سبب اس کو اذن شفاعت مل جائے گا اور عہد عند اللہ یہی ہے۔

ملاحظہ ہو: شفاعت کی دو قسمیں ہیں: (۱) شفاعت بالاذن (۲) شفاعت بالملکیت۔ شفاعت کر نیوالے بھی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو اجازت کے شفاعت کریں گے اور دوسرے وہ جو بالبعد شفاعت کے مالک ہیں اجازت لینے والوں کے متعلق ارشاد ہے من ذالذی یشفع عند اللہ بالذنہ (بقرہ ۲۵۵) یعنی خدا کے اذن کے بغیر کوئی شفاعت کر سکتا ہے۔ یومئذ لا تنفع الشفاعۃ الا من اذن له الرحمن ورضی له قولاً (پہلے ۲۵۵) یعنی اس دن کوئی سفارش فائدہ نہ دیگی سوائے اس شخص کی سفارش کے جس کو خدا کے رحمن نے اجازت

دیدہ ہو اور جسکی بات پسند فرمائی ہو۔ ولا تنفع الشفاعۃ عندہ الا من اذن له (پہلے ۲۵۵) ترجمہ ہر اس کے حضور میں کوئی سفارش فائدہ نہ دے گی سوائے اس شخص کے جس کی سفارش کی شخص کی سفارش کے جس کے لئے وہ اجازت دیدے۔ اور مالکان شفاعت کے حق میں فرماتا ہے لا یملکون الشفاعۃ الا من اتخذ عند الرحمن عہدًا ۝ (پہلے ۲۵۵) ترجمہ جن میں دیکھیں۔ شفاعۃ۔ شفعہ۔ یشفعہ کا مصدر ہے شفعہ کے یہ معنی ہیں کہ دو شخص جو ایک ملکیت میں شرکت رکھتے ہیں اگر ان میں سے ایک شخص اپنے حصہ کو کسی دوسرے کے حق میں فروخت کر دے تو پہلا شریک ملک اس کو حق شفعہ میں لے سکتا ہے پس بلا ملکیت و شرکت حق شفعہ ثابت نہیں ہو سکتا اور شفعہ بغیر مالک ہوئے شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ارشاد ہے انی اول بالمومنین بانفسہم (پہلے الاحزاب ۷) یعنی نبی مومنوں کی جانوں کا خود ان سے زیادہ اختیار رکھنے والا ہے۔ جس کی نماز جو توبہ توحید ہے اس میں بھی جب تک شخصت علی اللہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ولوانهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا
اللہ واستغفر لهم الرسول لوجہ واللہ تواباً رحیماً
(پیش النساء) ترجمہ: اور جب لوگوں نے اپنے
نفسوں پر ظلم کیا اگر وہ تیرے پاس آتے اور خدا
سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی خدا سے
ان کی مغفرت چاہتا تو وہ
ضرور خدا کو قبول کرے گا
اور مہربان پاتے ہیں معلوم
ہو کہ بغیر عفو و استغفار رسول
مغفرت ممکن نہیں پس جب
رسول متصرف اور مالک ہے

تو وہی مالک شفاعت بھی ہے۔ حق شفع میں رسول
کا وہ سہارا ہے اور شیطان ہے انسانی تخلیق میں اس
کا حصہ نارسہ جس کی بابت وہ کہتا ہے لا تغنق
من عبادك نصیباً مفروضاً (پیش النساء) یعنی
میں تیرے بندوں میں سے اپنا مقررہ حصہ ضرور لے
لوں گا اور قول باری تعالیٰ ہے وشارکھم فی الاموال
والاولاد (پیش بغی اسرائیل) اور تو ان کے مالوں
اور اولاد میں شریک ہو جا۔ چونکہ انسان چار عناصر
سے بنا ہے اور شیطان کا صرف ایک حصہ نارسہ ہے
باقی تین حصے رہتے ہیں اور حق شفع اس کا فائق ہوتا
ہے جس کا حصہ زیادہ ہو پس اگر وہ شخص تعلیمات
نبوی سے بہرہ ور ہے تو شیطان اسے اپنے ایک
حصہ میں نہ لے سکے گا۔ رسول پھر اس کے پاس کھڑا
ہو گا اور فرمائے گا ہذا الی و ہذا الی یہ میرا ہے
اور وہ تیرا ہے پس جو تحت ولایت پیغمبر ہو گا اسے
حق شفع میں لے لیا جائیگا لیکن جو شخص تعلیم نبوت سے
خارج ہے اور آثار نبوت اس میں موجود نہیں اس
کو شیطان جہنم میں گھنچ لے گا کیونکہ اذا قسمت
الحدود فلا شفع جب حدیں جدا جدا ہو گئیں
اور یہ بالکل ان کی حدوں سے نکل گیا پھر حق شفع
نہیں یہی معنی شفاعت کے ہیں چونکہ آئمہ علیہم
السلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ شریک فی النور ہیں اور سوائے انھیں انھیں
نبوت کے باقی سب امور میں شریک ہیں اور
ان کو درود میں شامل کئے بغیر بھی نماز نہیں ہوتی
لہذا یہ بھی شفاعت بالملکیت کا حق رکھتے ہیں۔
(اقتباس مواظ حسنہ ص ۲۶)

(حاشیہ صفحہ ہذا ۱)

۱۔ طہ ۱۔ تفسیر صافی ص ۳۱۸ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے
معنی ہیں اے طالب حق اور اے ہادی راہ برحق۔
۲۔ لستغنی ۱۔ تفسیر صافی ص ۳۱۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے
تھے تو اپنے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے تھے یہاں تک کہ پاؤں سوچ جاتے اور اللہ تعالیٰ نے نبی طہ کی لغت میں خطاب کر کے فرمایا: طہ ۱۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم) ما انزلنا علیک القرآن لستغنی ۲۔ استغنی ۱۔ استغنی کی مکمل بحث سابقہ صفحہ ۳۱۲ پر زیر بحث آچکی ہے۔ تفسیر صافی ص ۳۱۸ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام

قال الامام ۱۶

طہ ۲

سَيَجْعَلُ لَكُمْ الرَّحْمَنُ وُدًّا ۱۶ فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ

(خدا کے) رحمن ان کیلئے عنقریب ایک محبت قرار دے گا۔ پس ماسوا اس کے نہیں کہ ہم نے اس (قرآن) کو تمہاری زبان میں

بِهِ السَّاقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لَّدُنَّا ۱۷ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم

آسان کیا ہے تاکہ تم اس کے ذریعہ سے پیغمبر کا روناؤ کو خوشخبری سناؤ اور جھگڑا قوم کو اس کے ذریعہ سے ڈراؤ اور ہم نے ان سے پہلے

مِّنْ قَرْنٍ هَلْ يُحْسِنُ مِنْهُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۱۸

کتنے ہی زمانہ والوں کو ہلاک کر دیا کیا تو ان میں سے کسی ایک کی بھی آہٹ پاتے ہیں یا ان کی کوئی پوشیدہ آواز بھی سنتا ہے۔

آیات ۱۳۵ سُوْرَةُ طٰه مِکِّيَّةٌ رُّكُوْعَاتُهَا ۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

طہ ۱۹ مَا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَى ۱۹ إِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَن

طہ ۱۹ ہم نے تم پر یہ (قرآن) اسلئے نہیں اتارا کہ تم مشقت میں پڑ جاؤ ۱۹ بلکہ یہ نصیحت ہے اس شخص کے لئے

يُحْسِنُ ۲۰ تَنزِيلًا مِّنْ خَلْقِ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ الْعُلَى ۲۱

(جو) اللہ سے) ڈرتا ہے (یہ) اس کی طرف سے اترا ہے جس نے زمین اور اونچے آسمانوں کو پیدا کیا۔

الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ۲۲ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

(خدا کے) رحمن عرش پر مستوی ہے ۲۲ اس کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

فِي الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرَى ۲۳ وَإِنْ تَجَاهَرُ

میں ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اور جو کچھ نمناک مٹی کے نیچے ہے ۲۳ اور اگر تم پکار کر بات

بِالْقَوْلِ فَإِنَّهُ يَعْلَمُ السِّرَّ وَأَخْفَى ۲۴ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لَهُ

کہو تو یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) پوشیدہ راز کو بھی جانتا ہے اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی بات کو بھی اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۲۵ وَهَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۲۶ إِذْ رَأَىٰ نَارًا

معبود نہیں کسی کیلئے سب سے اچھے نام ہیں اور کیا تم تک موسیٰ کا واقعہ پہنچا ہے۔ جب کہ اس نے آگ

فَقَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا

دیکھی تو اپنے اہل سے کہا کہ بیٹھ جاؤ یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے امید ہے کہ میں اس میں سے تمہیں

منزل

۱۔ تفسیر صافی ص ۳۱۸ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ طہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور اس کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ سلطنت قدرت الہی ہر چیز پر غالب ہے۔

تحت الثریٰ :-

تفسیر صفائی ص ۳۱۸ پر بحوالہ الخصال منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا کہ ہر چیز مٹی پر ہے اور مٹی قدرت خدا کے ساتھ قائم ہے اور قدرت خدا ہر چیز کی حامل ہے۔

فہ الستر :-

چھپی ہوئی بات ۔ عہدہ راز ۔ دل میں جو بات چھپی ہو اسے اسرار و جمع ہے ۔ واضح رہے بطور کنایہ اور مجاز کے لفظ ستر کا استعمال جماع ، نکاح ، نکاح کرنے کا اظہار کرنے ، نیز زمانہ کے لئے بھی ہوتا ہے چنانچہ آیہ شریفہ (لا تواعدن من ستر اس سے نکاح کا وعدہ نہ کرو و چھپ کر) میں ستر کو ابن السیوہ نے نکاح کا کنایہ بتایا ہے اور مجاہد و قرطبی نے زمانہ عدت میں نکاح کی بات چیت کرنے کے معنی لئے ہیں اور اللہ البشیر حسن بصری ابو مجلز نے زمانہ سے تفسیر کی ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۰۵)

(حاشیہ صفحہ ۱۵)

لہ تعلیک :-

تفسیر صفائی ص ۳۱۸ پر بحوالہ الاکمال صاحب العصر علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں منقول ہے کہ سائل نے ان سے یہ سوال کیا کیا ابن رسول اللہ خدا تعالیٰ نے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ حکم دیا تھا کہ فاخلع تعلیک انک بالواد المقدس طوی اس کی حقیقت کیا ہے ؟ فریقین کے علماء کا خیال یہ ہے کہ ان کا جزمہ راز کی کھال کا تھا ۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص بھی اس بات کا قائل ہو اس نے حضرت موسیٰ پر افتراء کیا اور ان کے تہنوت کو نہ بچایا اس لئے کہ یہ معاملہ دو حال سے خالی نہیں یا تو موسیٰ کی نماز جائز تھی یا ناجائز اگر ان کی نماز ان کو پہنچے ہوئے جائز تھی تو اس مقام پر بھی ان کا پہنچنا جائز تھا اس لئے کہ اگر وہ مقام مقدس نہ تھا تب تو جائز ہی تھا لیکن اگر مقدس اور مطہر تھا تب بھی نماز سے تو زیادہ مقدس و مطہر نہیں ہو سکتا اور اگر انکی نماز ان کو پہنچ کر جائز نہ تھی تو یہ لازم آئے گا کہ موسیٰ کو حلال اور حرام کی تمیز نہ تھی۔

يَقْبِسْ أَوْ اجِدْ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ يَمُوسَىٰ ۝

آگ کی ایک چمکاری لادو نگا یا اس آگ کے پاس مجھے راستہ مل جائیگا پس جب اس آگ کے پاس آیا تو اسے آواز

إِنِّي أَنَا رَبُّكَ فَأَخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طَوًى ۝

دی گئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں تمہارا پروردگار ہوں پس تو اپنے دل سے اپنے اہل عیال کی محبت نکال دے بیشک تم اسوقت وادی

وَأَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوحَىٰ ۝ إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ۝ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

مقدس طوی میں ہو اور میں نے تمہیں چن لیا ہے پس جو کچھ وحی کی جاتی ہے اسے سنو یقیناً میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں میرے سوا کوئی

معبود نہیں پس تم میری ہی عبادت کرو اور میری یاد کیلئے نماز پڑھو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے میں چاہتا ہوں

أَكَادُ أَخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا

کہ اے چھپائے رکھوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کے مطابق جزا دی جائے پس تمہیں اس سے ڈھنچھن نہ روکے جو اس پر

مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَىٰ ۝ وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ

ایمان نہیں لگاتا ہے اور جو اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے پھر تم ہلاک ہو جاؤ اور اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں یہ کیا

يَمُوسَىٰ ۝ قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي

ہے کہ اس نے کہا یہ میرا عصا ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بھیڑ بکریوں پر پتے بھاڑتا ہوں اور

وَلِي فِيهَا مَارِبٌ أُخْرَىٰ ۝ قَالَ أَلْقِهَا يَمُوسَىٰ ۝ فَالْقَهَا فَآذَاهُ

میرے لئے اس میں اور بھی فائدے ہیں (خدا نے) کہا اے موسیٰ اسے ڈال دو پس اس نے اسے ڈال دیا تو وہ اسوقت

حَيَّةٌ تَسْعَىٰ ۝ قَالَ خُذْهَا وَلَا تَخَفْ ۝ سَنُعِيدُهَا سِيرَتَهَا الْأُولَىٰ ۝

ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اس نے کہا اسے پکڑ لو اور دوڑو نہیں ہم ابھی اس کو اس کی پہلی سیرت پر لوٹا دیں گے کہ

وَاضْمُمْ يَدَكَ إِلَىٰ جَنَاحِكَ تَخْرُجَ بَيْضًا مِّنْ غَيْرِ سَوْءٍ آيَةٍ

اور اپنا ہاتھ اپنے پیلوں کے ساتھ ملا دے وہ بغیر کسی بیماری کے سفید چمکدہ نکلے گا ۔ یہ دوسری نشانی

أُخْرَىٰ ۝ لِنُرِيكَ مِنْ آيَاتِنَا الْكُبْرَىٰ ۝ إِذْ هَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِلَهُ

ہو گی ۔ تاکہ ہم تمہیں بڑی نشانیوں میں سے کچھ دکھائیں (اب) تم فرعون کی طرف جاؤ یقیناً وہ سرکش

طَغَىٰ ۝ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي ۝ وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي ۝ وَ

ہو گیا ہے ۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار میرے لئے میرا سینہ کھول دے اور میرے لئے میرا کام آسان کر دے اور

منزل ۲

اور وہ اس امر سے لاعلم تھے کہ کیا چیز پہن کر نماز جائز ہے اور کیا چیز پہن کر ناجائز ہے اور موسیٰ کی نسبت ایسی لاعلمی کا خیال کرنا کفر ہے ۔ اس پر راوی نے کہا کہ اے موسیٰ ! آپ مجھے اس آیت کا مطلب بتا دیں آپ نے فرمایا کہ موسیٰ نے باوجود اس بات کے کہ آپ کو اپنی بیوی بچے کی بڑی محبت تھی ، اس وادی مقدس میں اپنی مناجات میں کہا تھا کہ میں نے اپنی محبت تیرے لئے خالص کر دی ہے اور تیرے ماسوا سے اپنے دل کو صاف کر لیا ہے تو اسوقت ارشاد ہوا فاخلع نعلیک (یہ محاورہ عربیہ اور) اسکے معنی یہ ہیں کہ زن و فرزند کی محبت کو اپنے دل سے نکال دے تاکہ تیری محبت میرے لئے خالص ہو جائے اور تیرا دل اور کی طرف مائل نہ رہے ۔ مترجم بہ قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ فرعون کے ملک سے مدین میں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس پہنچے اور مدین کیوں نے حضرت شعیب کو حضرت موسیٰ کے کان کی بکریوں کو پانی پلانے کا قہقہہ سنایا تو انہوں نے ان سے مساجری کی

اور شرط یہ کہ اگر حضرت موسیٰ یا اس سال حضرت شعیب کی خدمت کر لیں گے چنانچہ حضرت موسیٰ ارباقی حاشیہ برصغیر

خدمت کرتے رہے اور مدت مقررہ گزارنے کے بعد ان کی ایک لڑکی کو نکاح کر کے ہمراہ لے آئے غور کریں کہ جس بیوی کو حاصل کرنے کے لئے آٹھ دس سال خدمت کرنی پڑے وہ کس قدر عزیز ہوگی اس لئے امام علیہ السلام کی تفسیر قابلِ چوں و چرا نہیں ہو سکتی نیز ملک پنجاب میں بھی ایک مشکل مشہور ہے کہ بیوی شوہر کے پاؤں کا جوتا ہوتی ہے ناپ آتے یا نہ آتے ایک جوتا اپنا ایک اتار دیا۔
 ۱۔ مَا تِلْكَ

اعتراف ہو رہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ کو پتہ نہ تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں کیا ہے پھر خدا نے کیوں پوچھا مَا تِلْكَ یٰمُوسٰی کہ لے موسیٰؑ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ الجواب: اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے اسے ضرور علم تھا کہ حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ میں عصا ہی ہے لیکن چونکہ یہ عصا ابھی تھوڑی دیر میں ایک بڑا سانپ بن جانے والا تھا اس لئے حضرت موسیٰؑ کی زبان سے اس کی تصدیق کرائی تاکہ سانپ بن جانے کے بعد حضرت موسیٰؑ یہ نہ سمجھ لیں کہ شاید میرے ہاتھ میں سانپ ہی تھا عصا نہ تھا۔ نیز حضرت موسیٰؑ سے اس عصا کی سبب سے کہو الین تاکہ تسلی کریں کہ واقعی عصا ہے۔
 ۱۔ وَسَيَرٰهَا الْاَدْلٰی

جادوگر رستیوں اور لکڑیوں کو سانپ کی شکل بنا کر ان کے اندر پارہ بھر لاتے تھے۔ جب سورج کی گرمی سے پارہ اڑنے لگا تو چونکہ بند تھا اس لئے اس کے زور سے وہ رسیاں اور لکڑیاں اڑنے اور اچھلنے کو دے لگیں چونکہ شکل سانپ کی تھی اس لئے ایسے معلوم ہوتا تھا کہ سانپ ہی ہیں لیکن حضرت موسیٰؑ کے عصا میں کوئی پارہ یا فریب کاری نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے سیرت فرمائی کہ صورت کیونکہ جادوگروں نے صرف صورت بدل دی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کے عصا کی سیرت بدل دی تھی یہ وجہ تھی سیرتھا الادلی کہنے کی کہ لے موسیٰؑ اسے پھر لو اب تو سانپ دکھائی دیتا ہے جب اٹھاؤ گے تو ہم اس کی سیرت بدل کر پھر عصا بنا دیں گے معلوم ہوا کہ جادوگر صرف صورت بدل سکتے تھے سیرت کا بدلنا خدا کا کام ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۱۹)

۱۔ فَاقْضِ فِیْهِ فِی الْیَوْمِ

اس سے مقام نبوت کا پتہ چلتا ہے کیونکہ اگر صندوق میں ہوا کی آمد و رفت کے لئے سوراخ رکھے جائیں تو دریا کا پانی داخل ہونے اور حضرت موسیٰؑ کے دم گھٹ کر مرجانیکا قوی اندیشہ تھا۔ اور اگر سوراخ نہ رکھے جائیں تو ہوا کی آمد و رفت نہ ہونے کی وجہ سے بھی دم گھٹ کر مرجانیکا امکان تھا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نبی ان مادی اسباب کا محتاج نہیں ہوتا۔ جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں سمندر کی گہرائیوں میں بغیر خوراک اور بغیر ہوا کے زندہ رکھا تھا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ علیہ السلام کو بھی ایک بند صندوق میں زندہ رکھا جو عام انسانوں کے لئے بظاہر غیر ممکن ہے لیکن یہ مادی اسباب انبیاء علیہم السلام پر اثر انداز نہیں ہو سکتے جس طرح حضرت ابراہیمؑ پر کفار کی آگ اثر نہ کر سکی اسی طرح جب حضرت موسیٰؑ کو اس کی مال نے فرعون کے خوف سے جلتے تنور میں ڈال دیا۔ تو ان پر بھی آگ اثر نہ کر سکی اسی طرح ایک بند صندوق بھی نہ

بہ اثر انداز نہ ہو سکا۔ وذلک بفضل اللہ یوحید من یشاء

اَحْلِلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ ۙ یَفْقَهُوا قَوْلِیْ ۚ وَاجْعَلْ لِّیْ

میری زبان کی گرہ (گٹھ) کھول دے کہ لوگ میری بات سمجھیں اور میرے لئے میرے اہل میں

وَزَیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۚ لَّهُرُونَ اَخِیْ ۙ اَشَدُّ دُبًّا اَزِّیْ ۚ وَ

سے ایک وزیر بنا دے۔ میرا بھائی ہارون اس کے ذریعہ سے میری مکر مضبوط کر دے اور

اَشْرَکَہُ فِیْ اَمْرِیْ ۚ کِیْ تُسَبِّحَکَ کَثِیْرًا ۚ وَتَذْکُرْکَ کَثِیْرًا ۚ

اسے میرے کام میں میرا شریک کر دے تاکہ ہم تیری بہت زیادہ تسبیح کریں اور تیری یاد بہت کثرت سے کریں۔

اِنَّکَ کُنْتَ بِنَا بَصِیْرًا ۚ قَالَ قَدْ اُوْتِیْتَ سُوْلَکَ یٰمُوسٰی ۚ

یقیناً تو ہمیں خوب دیکھنے والا ہے۔ اس نے کہا اے موسیٰؑ یقیناً جو تو نے مانگا تمہیں دے دیا گیا ہے۔

وَلَقَدْ مَنَّا عَلَیْکَ مَرَّةً اٰخَرٰی ۚ اِذْ اَوْحٰنَا اِلٰی اُمِّکَ مَا

اور یقیناً ہم نے ایک اور دفعہ بھی تم پر احسان کیا ہوا ہے جبکہ ہم نے تمہاری ماں کی طرف وہ چیز وحی کی جو

یُوْحٰی ۚ اِنَّ اَقْضٰ فِیْهِ فِی التَّابُوْتِ فَاَقْضِ فِیْهِ فِی الْیَوْمِ فَلَیْلَہُ

وحی کی جاتی ہے کہ تو اسے ایک تابوت (صندوق) میں ڈال دے پھر اس (صندوق) کو دریا میں ڈال دے لے تو دریا

الْیَوْمَ بِالسَّاحِلِ یَاْخُذْہُ عَدُوِّیْ وَعَدُوْلَہُ ۚ وَالْقِیْتُ عَلَیْکَ

اسے کنارے پر لا ڈالے گا (تاکہ) اسے (دوہاں سے) میرا دشمن اور اس کا دشمن لے لے اور میں نے تم پر اپنی طرف سے

حَبَّةٌ مِّمَّنِیْ ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ ۚ اِذْ تَمْشِیْ اُخْتُکَ فَتَقُولُ

محبت ڈال دی اور تاکہ تم میری نگاہی میں پرورش کئے جاؤ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تمہاری بہن چلی آ رہی تھی پس وہ

ہَلْ اَدْلَکُمْ عَلٰی مَنْ یَّکْفُلُہُ ۚ فَرَجَعْتُ اِلٰی اُمِّکَ کِیْ تَقْرَءَ

کہنے لگی کیا میں تمہیں ایسا شخص بتاؤں جو اس کی کفالت کرے پھر ہم نے تمہیں تمہاری ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اس کی آنکھ

عَیْنُہَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَکَتَلْتَ نَفْسًا فَبَعِیْنُکَ مِنَ الْغَمِّ وَ

ٹھنڈی رہے اور وہ غمگین نہ ہو اور تو نے ایک جان کو قتل کر دیا پھر ہم نے تمہیں غم سے نجات دیدی اور ہم

فَتَنَّاکَ فِتْنًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِیْنِ فِیْ اَہْلِ مَدِیْنٍ ۚ ثُمَّ جِئْتَ

نے تمہیں طرح طرح کی آزمائشوں میں ڈالا پھر تم نے کئی سال اہل مدین کے بیچ گزارے پھر لے موسیٰؑ تم ایک

عَلٰی قَدَرٍ یُّمُوْسٰی ۚ وَاصْطَنَعْتُکَ لِنَفْسِیْ ۚ اِذْ هَبْتُ اَنْتَ

انداز سے پے آ گئے۔ اور میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے چن لیا۔ تم اور تمہارا بھائی

(مزل)

بہ اثر انداز نہ ہو سکا۔ وذلک بفضل اللہ یوحید من یشاء

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ہے کہ ان نرم نرم باتوں کی تفصیل بھی اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرما دی کہ یوں کہنا اہل لک الی ان تریکی ہ و اھدیک الی ربک فتخشے ہ (نہ النازعات ۷) کیا تو چاہتا ہے کہ تو سب سے کفر سے پاک ہو جائے اور میں تجھے تیرے رب کا راستہ بتا دوں کہ تو ڈرنے لگے دعوت کی یہ صورت بطور مشورہ اور درخواست کے ہے۔

اور سچاؤ اس میں اس سے ہے کہ جس کو دعوت دی جاتی ہے کہیں اس کی حماقت اسے اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ وہ دونوں پر حملہ کر دے۔ کافی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ خدا تعالیٰ نے جب حضرت موسیٰ کو فرعون کی طرف بھیجا تو ان سے یہ ضرور فرمایا: فقولا لہ قولاً لیتنا لعلہ یتذکر او یخشى ہ حالانکہ خدا جانتا تھا کہ فرعون نصیحت حاصل نہ کریگا اور نہ دے گا لیکن ان الفاظ کے کہنے کی غرض یہ تھی کہ موسیٰ کو جانسنے پر زیادہ آمادگی ہو جائے اور ان کو اس کے ایمان لانے سے مایوسی نہ ہونے پائے۔

لہ قولاً لیتنا۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ہے کہ خطاب میں اگرچہ تشبیہ کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے یعنی خطاب تو دونوں سے ہے لیکن آواز خصوصیت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی ہے اس کی وجہ یا تو یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تو اصل تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام ان کے ذریعہ اور تابع تھے یا اس کی خواہش تھی اسے اس بات پر آمادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جواب لے کیونکہ وہ حضرت ہارون کی فصاحت سے واقف تھا۔

لہ قولاً لیتنا۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر سچاؤ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مخلوق خدا میں سے کوئی چیز بھی ایسی نہیں کہ خدا تعالیٰ سے ایسی شکل نہ عطا فرمائے کہ مذکور و نوشت پہچانا جائے اس پر پوچھا گیا کہ ثبہ ہدی کا کیا مطلب ہے آپ نے فرمایا اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک کو نکاح اور زنا کی صورت سے آگاہ کر دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ جواب اپنے اختصار کی وجہ سے نہایت ہی طبعی ہے کہ تمام موجودات کو خواہ کسی مرتبہ کی ہوں، احاطہ کئے ہوئے ہے اور اس امر پر دلالت کرنا والا ہے کہ وہ غنی قادر بذات عام پر انعام کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے اور جو کچھ بھی اس کے سوا ہے وہ اپنی ذات اپنی صفات اور اپنے افعال میں اس کے محتاج اور اس کی نعمتوں سے بیخواب ہیں۔

اس جواب کا کمال اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فرعون مہیوت ہو گیا اور اس کو سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں رہا کہ وہ کلام کا رخ بدل دے۔

وَ أَخُوکَ بِأُیْتِیْ وَلَا تَنِیَا فِی ذِکْرِیْ ۖ اذْهَبَا إِلَى فِرْعَوْنَ

میرے (دیتے ہوئے) معجزوں کے ساتھ جاؤ اور تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ یقیناً

إِنَّہُ کَفَّ ۖ فَقُولَا لَہُ قَوْلًا لَّیْتَنَا لَعَلَّہُ یَتَذَکَّرُ أَوْ یَخْشٰی ۖ

وہ سبکدوش ہو گیا ہے پس تم دونوں اس سے نرم نرم بات کہنا لے تاکہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے ان

قَالَ رَبُّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ یَفْطُرَ عَلَیْنَا أَوْ أَنْ یُطْغٰی ۖ قَالَ

دونوں نے کہا اے ہمارے پروردگار یقیناً ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر زیادتی کر بیٹھے یا حد سے بڑھ جائے خدا نے کہا

لَا تَخَافَا إِنِّیْ مَعَکُمَا أَسْمَعُ وَ أَرٰی ۖ فَأَتٰیہُ فَقُولَا إِنَّا

تم دونوں مت ڈرو یقیناً میں تم دونوں کے ساتھ ہوں گا سنوں گا اور دیکھوں گا بھی پس تم دونوں اس (فرعون) کے پاس جاؤ پھر

رَسُولًا رَبِّکَ فَأَرْسِلْ مَعَنَا بَنِیْ إِسْرَءِیْلَ ۖ وَلَا تَعْذِبْہُمْ ۖ

کہو کہ ہم دونوں تیرے پروردگار کے رسول ہیں پس تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انہیں عذاب نہ دے یقیناً ہم دونوں تیرے

قَدْ جِئْنَاکَ بِآیَۃٍ مِنْ رَبِّکَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ أَتٰیہُ الْہُدٰی ۖ

پاس تیرے پروردگار کی طرف سے ایک معجزہ لایا ہے اور سلامتی اس کی ہے جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ یقیناً ہمارے طرف

إِنَّا قَدْ أُوحِیَ إِلَیْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلٰی مَنْ کَذَبَ وَ تَوَلٰی ۖ

یہ وحی کی گئی ہے کہ تحقیق عذاب اس پر ہوگا جو جھٹلائے گا اور روگردانی کرے گا۔

قَالَ فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوسٰی ۖ قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْ أَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ

وہ (فرعون) بولا پھر اے موسیٰ تم دونوں کا پروردگار کون ہے اس نے کہا ہمارا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مناسب

خَلْقَہُ ثُمَّ هَدٰی ۖ قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولٰی ۖ قَالَ عَلَیْہَا

خلقت عطا کی پھر اس کی رہنمائی کی پھر پہلے زمانہ والوں کا کیا حال ہوگا۔ (موسیٰ نے) کہا اس کا علم میرے پروردگار

عِنْدَ رَبِّیْ فِی کِتَابٍ لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسِی ۖ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ

کے پاس ایک کتاب میں ہے۔ میرا پروردگار نہ تو بھٹکتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔ (وہ وہی ہے) جس نے تمہارے لئے زمین

الْأَرْضَ مَهْدًا ۖ وَسَلَکَ لَکُمْ فِیْہَا سُبُلًا ۖ وَأَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

کو گہوارہ بنایا اور اسی نے تمہارے (چلنے کے) لئے اس میں کئی راستے چلا دیئے اور آسمان سے پانی اتارا پھر

مَآءٍ ۖ فَأَخْرِجْنَا بِہِ أَزْوَاجًا مِنْ نَّبَاتٍ شَتٰی ۖ کُلُوا وَارْعَوْا

ہم نے اس کے ذریعہ سے طرح طرح کی نباتات کے جوڑے اکٹائے۔ تم (بھی) کھاؤ اور اپنے



أَنعَامَكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِأُولِي النُّهَى ۝۵۳ وَمِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ

چمپایوں کو بھی چراؤ یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ ہم نے اسی میں سے تمہیں پیدا کیا اور

وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى ۝۵۴ وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ

اسی میں ہم تمہیں لوٹا دیں گے اور اسی میں سے ہم تمہیں دوسری بار نکالیں گے اور یقیناً ہم نے اس (فرعون) کو

أَيُّنَا كُلُّهَا فَكَذَّبَ وَابَى ۝۵۵ قَالَ اجْنُتْنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا

کو اپنی سب نشانیاں دکھا دیں پھر (بھی) اس نے تکذیب کی اور انکار کیا وہ کہنے لگا اے موسیٰ کیا تو ہمارے پاس اسے آئیے

بِسِحْرِكَ يَمُوسَى ۝۵۶ فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا

کہ تو ہمیں اپنے جادو کے زور سے ہماری زمین (مصر) سے نکال دے پس ضرور ہم اس طرح کا جادو تیرے پاس لائیں گے سو تو ہمارے درمیان

وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا تَخْلَفْنَاهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سَوَى ۝۵۷

اور اپنے درمیان ایک ہموار جگہ میں (مقابلہ کیلئے) وعدہ کا وقت مقرر کر جس کے نہ ہم خلاف کریں اور نہ تو۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمَ الزَّيْنَةِ وَأَنْ يُخْشِرَ النَّاسُ ضُحًى ۝۵۸

(موسیٰ نے) کہا تمہارے لئے وعدہ کا وقت عید کا دن ہے اور یہ کہ سب لوگ دن چڑھے اکٹھے کر لئے جائیں۔ پس

فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى ۝۵۹ قَالَ لِمُوسَى وَيْلَكُمْ

فرعون (اپنی جگہ) لوٹ گیا پھر اس نے اپنے کمر (کا سامان) جمع کیا پھر (مقابلہ کر) آگیا ان (فرعون والوں) کو موسیٰ نے کہا غالی

لَا تَقْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ وَقَدْ خَابَ

ہو تمہاری تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان نہ باندھو ورنہ وہ تمہیں کسی عذاب سے فنا کر دیگا اور جس نے بہتان باندھا

مَنْ أَفْتَرَى ۝۶۰ فَتَنَّا زَعْوًا أَمْ لَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسْرُوا الذِّجْوَى ۝۶۱

وہ یقیناً کلام اور ریا۔ پھر وہ اپنے معاملہ میں آپس میں جھگڑنے لگے اور انہوں نے (اپنے) مشورہ کو پرشیدہ رکھا۔

قَالُوا إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ

وہ (فرعون والے) کہنے لگے یہ دونوں جادو گر ہیں چاہتے ہیں کہ تمہیں تمہاری زمین (مصر کے ملک) سے اپنے جادو کے

بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَى ۝۶۲ فَاجْبِعُوا كَيْدَكُمْ

زور سے نکال دیں اور تمہارے سب سے عمدہ مذہب کو مٹا دیں۔ پس تم اپنے مکرو (کا سامان) سب اکٹھا کر لو

ثُمَّ اتَّوَصَفَّا وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنْ اسْتَعْلَى ۝۶۳ قَالُوا

پھر صاف باندھ کر (مقابلہ کر) آ جاؤ اور آج کے دن جس نے برتری چاہی وہ یقیناً کامیاب ہو گیا۔ انہوں (فرعون والوں) نے

يُمُوسَىٰ إِمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ۝۹۵

کہا اے موسیٰ کیا تو ڈالے گا یا جو پہلے ڈالے گا وہ ہم ہی ہوں۔

قَالَ بَلْ أَلْقُوا فَإِذَا حِجَابُهُمْ وَعَصِيَّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ

(موسیٰ نے) کہا بلکہ تم ہی ڈالو پس یکایک ان کی رسیاں اور انکی لکڑیاں (جو انہوں نے ڈالی تھیں) ان کے جادو (کے نزدیک)

سِحْرِهِمْ أَنهَا تَسْعُ ۝۹۶ فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةٌ مُّوسَىٰ

سے اس کے خیال میں ایسے آئیں کہ وہ دھڑلہ رہی ہیں پطیس موسیٰ نے اپنے جی میں کچھ خوف پایا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعْلَىٰ ۝۹۷ وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ

ہم نے کہا مت ڈر یقیناً تم ہی برتر رہو گے۔ اور جو (عصا) تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے ڈالو

تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدٌ سِحْرٌ وَلَا يُفْلِكُ السَّاحِرُ

جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ اسے ہڑپ کر جائے گا ماسوا اسکے نہیں کہ انہوں نے جادوگر کا ایک مکر بنایا ہے اور جادوگر

حَيْثُ أَتَىٰ ۝۹۸ فَالْقَىٰ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ

جس جگہ سے بھی آئے (فرعون) بولا کہ پیشتر اسکے کہ میں نہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس

وَمُوسَىٰ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنِ لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمْ

ایمان لے آئے (فرعون) بولا کہ پیشتر اسکے کہ میں نہیں اجازت دوں تم اس پر ایمان لے آئے یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس

الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَا قُطْعَانَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مَنْ

نے تمہیں جادو سکھایا پس میں ضرور تمہارے مقابل کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دوں گا اور

خِلَافٍ وَلَا وَصَلِيَّتَكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمَنَّ آيُنَا

ضرور تمہیں کھجور کے تنوں میں صلیب دوں گا اور تم کو ضرور علم ہو جائے گا کہ ہم (میں) اور خدا نے

أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ۝۹۹ قَالُوا لَنْ نُؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنْ

موسیٰ (میں) سے کون عذاب دینے میں زیادہ سخت اور زیادہ دیر پا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو معجزات تمہارے پاس آئے

الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا أَنْتَ قَاضٍ إِنَّمَا تَقْضِي

ہیں اور جس (اللہ تعالیٰ) نے ہمیں پیدا کیا ہے انکے مقابلہ میں ہم تجھے ترجیح نہیں دینگے پس جو کچھ حکم تو دینے والا ہے وہ دیکھ سوا

هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۝۱۰۰ إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِنَغْفِرَ لَنَا خَطِيئَاتِنَا وَ

اسکے نہیں کہ تو اس دنیا کی زندگی کے بارے میں ہی حکم لگا سکتا ہے یقیناً ہم اپنے پروردگار پر ایمان لے آئے تاکہ وہ ہماری خطا نیل

لَهُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ ۝۱۰۱

تفسیر صافی ص ۳۲ پر ہے کہ جادوگر اپنی رسیوں اور لکڑیوں میں پارہ بھر کر لائے تھے جب سورج کی گرمی ان پر اثر انداز ہوئی تو پارہ مضطرب ہوا جس سے وہ رسیاں اور لکڑیاں جن میں پارہ بند تھا اچھلنے کودنے لگیں۔ لوگوں کو ایسا معلوم ہوا کہ سچے سچ کے سانپ ہیں اس کی تفصیل سابقہ ص ۳۲ پر زیر حاشیہ مل رہی جا چکی ہے۔

لَهُ خِيفَةٌ مُّوسَىٰ ۝۱۰۲

تفسیر صافی ص ۳۲ پر بحوالہ نسخ البلاغہ منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جان کے لئے نہیں ڈرے تھے بلکہ خوف ان کو یہ تھا کہ کہیں جاہل غالب نہ آجائیں اور گمراہی نہ پھیل جائے۔

احتجاج طبرسی میں بروایت امام جعفر صادق علیہ السلام منقول ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا ڈالا تھا اور دل ہی دل میں ڈر سے تھے اور یہ دعا کی تھی کہ اللہم انی اسئلک بحق محمد وال محمد لیتا امنتی۔

ترجمہ: یا اللہ! میں محمد وال محمد کے حق کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو مجھ کو محفوظ رکھ۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تخف انک انت الاعلیٰ۔

لمترجم: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف آیات الہی کی وجہ سے تھا نہ کہ فرعونوں سے اور یہ بہرہی بلکہ ہر مومن کا خاصہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کی آیات سے ڈرتا ہے۔

لَهُ فَالْقَىٰ ۝۱۰۳

تفسیر صافی ص ۳۲ پر ہے کہ جادوگر سجدہ میں ڈال دیتے گئے، کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا اور وہ ان کی رسیوں اور لکڑیوں کو ہڑپ کر گیا تو جادوگر یہ سمجھ گئے کہ موسیٰ علیہ السلام کا کام جادو نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نشانی اور معجزہ ہے اور ان کے اسی سمجھنے نے ان کو خدا کے حضور میں منہ کے بل سجدہ میں ڈال دیا تاکہ جو کچھ وہ کر چکے تھے اس کی معافی ہو جائے اور جو کچھ دیکھ چکے تھے اسکی عظمت کا اظہار ہو۔

مَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۖ إِنَّهُ مَنَّ

جس جادو کے کرنے پر اسے تو نے ہمیں مجبور کیا تھا اس کو بخش دے اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر اور سدا باقی رہنے والا ہے

يَأْت رَبُّهُ جُحْرًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ

جو شخص مجرم ہو کر اپنے پروردگار کے حضور میں آئے گا تو بیشک اسی کیلئے جہنم ہے وہ اس میں نہ تو مرے گا اور نہ زندہ رہے گا

وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ

اور جو شخص اس کے حضور میں مومن ہو کر آئے گا کہ اس نے نیک عمل بھی یقیناً کئے ہوں گے پس ان لوگوں کے لئے ہی

الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ۖ جَدَّتْ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

بلند درجے ہیں (اور) ہمیشہ کے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ ان میں

خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَلَقَدْ أُوحِيَ

ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور یہ بدلہ اس کا ہے جو پاکیزہ رہا اور یقیناً ہم نے موسیٰ کی

إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اسْرِ بِعِبَادِي فَأَضْرِبْ لَهُمُ طَرِيقًا فِي

طرف وحی کی کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے جاؤ پھر ان کے لئے دریا میں خشک راستہ

الْبَحْرِ يَبَسًا ۖ لَا تَخَفْ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ۖ فَاتَّبِعْهُمْ فَرْعَوْنَ

بنا لو نہ تو متہیں پھڑے جانے کا خوف رہیگا اور نہ تو ڈرے گا۔ پس فرعون نے اپنے لشکر کے ساتھ ان کا

بِجُنُودِهِ فَعَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۖ وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ

تعاقب کیا تو دریا میں ان کو گمراہ کیا جس چیز نے کہ گمراہ کیا اور فرعون نے اپنی قوم کو سہ

قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ۖ يَذِّنِيٰ أَسْرَآءِيلَ قَدْ أُنْجَيْنَاكَم مِّنْ عَذَابِكُمْ

بجٹکا دیا اور (سیدھا) راستہ دکھایا اے بنی اسرائیل یقیناً ہم نے تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دینی اور تم

وَوَعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنِ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّاءَ

سے ہم نے (کوہ) طور کی دائیں طرف کا وعدہ کیا اور ہم نے تم پر من اور سلوے

وَالسَّلَوىٰ ۖ كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ

تنازل کیا (اور حکم دیا کہ) جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دی ہے اس میں سے کھاؤ اور اس میں حد سے نہ

فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَنْ يَحِلِّ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ

گزر دے ورنہ میرا غضب تم پر نازل ہوگا اور جس پر میرا غضب نازل ہوگا تو یقیناً وہ (ہلاکت میں)

لَهُ مَا أَكْرَهْتَنَا ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر سجدہ الجوامع ایک روایت

منقول ہے کہ ان جادو گروں نے (حضرت موسیٰ علیہ

السلام کا مقابلہ کرنے سے پہلے) فرعون سے یہ کہا

تھا کہ ہمیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سوتے ہوئے

دکھا دیں چنانچہ انہوں نے موسیٰ علیہ السلام

کو (سوتے میں) اس حالت میں پایا کہ ان

کا عصا ان کی حفاظت کر رہا تھا۔ اسی وقت

جادو گروں نے کہا کہ یہ جادو نہیں ہے۔

اس لئے کہ جادو گر جب سو جاتا ہے تو اس

کا جادو باطل ہو جاتا ہے۔ مگر فرعون کسی

طرح نہ مانا اور اس نے انہیں مقابلہ کرنے پر مجبور کیا

لَهُ أَضَلَّ فِرْعَوْنُ ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ابن طاووس سے عبد اللہ

ابن عباس کی روایت تفسیر کلبی سے منقول ہے کہ

جبریل امین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو جو حال فرعون اور اس کی قوم کا سنایا ہے اس میں

یہ بھی تھا کہ اس نے اپنی قوم سے کہا تھا انا دیکھ

الا علیٰ (میں ہی تمہارا سب پر غالب پروردگار ہوں)

اور جس وقت وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے

تعاقب میں سمندر کے کنارے پہنچا اور اس میں

خشک راستہ بنے ہوئے دیکھے تو اپنے لوگوں سے

کہنے لگا کہ سمندر کو دیکھتے ہو یہ میرے ہی خوف

سے تو سوکھ گیا ہے۔ انہوں نے راستے بنے ہوئے

دیکھے تو اس کے قول کی تصدیق کی۔ اسی کو اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے: وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا

هَدَىٰ ۖ

هُوَ ۝ وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

گر چہ گناہ گار اور میں اس کے لئے ضرور بڑا بخشنے والا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک عمل کئے پھر

ثَمَّ اهْتَدَىٰ ۝ وَمَا أَجْعَلُكَ عَنْ قَوْمِكَ يَمُوسَىٰ ۝ قَالَ هُمْ

ہدایت یافتہ بھی رہا اور اے موسیٰ کیا چیز تمہیں اپنی قوم سے جلدی (آگے لے آئی) اس نے کہا وہ بھی

أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ۝ قَالَ فَإِنَّا

تو میرے پیچھے ہی ہیں اور اے میرے پروردگار میں اس لئے تیرے حضور میں جلدی آگیا ہوں کہ تو راضی رہے (خدا نے کہا)

قَدْ فِتْنَّا قَوْمَكَ مِنْ بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَّ

کہ بیشک ہم نے تیری قوم کا تیرے بعد امتحان لیا اور سامری نے انہیں گمراہ کر ہی دیا۔ پس موسیٰ اپنی

مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَقَوْمُ الْمُرِيدُكُمْ

قوم کی طرف انہوں کو گمراہ کرنا ہوا غضب ناک ہو کر واپس آیا کہنے لگا اے میری قوم (کے لوگو!) کیا تمہارے پروردگار نے

رَبِّكُمْ وَعَدًّا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَن يَحِلَّ

تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا۔ کیا تم پر معاہدہ طویل ہو گیا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمہارے

عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ۝ قَالَ وَمَا

پروردگار کا غضب نازل ہو جائے پس تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا۔ وہ بولے کہ ہم نے

أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلِكِنَا وَلَكِنَّا حَمَلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ

اپنے اختیار سے تمہارے وعدہ کے خلاف نہیں کیا لیکن ہم پر جو قوم (فرعون) کے زیوروں کے کئی بوجھ لادے گئے تھے

فَقَدْ فَنَّا فَاذْكُ الْفَى السَّامِرِيُّ ۝ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عَجَلًا

پس انہیں جہنم آگ میں ڈال دیا تھا پھر سامری نے بھی اسی طرح ڈال دیا سہ پس اس نے ان کیلئے ایک بچھڑا بنا کر لایا جو

جَسَدًا لَهُ خَوَارٌ فَقَالُوا هَذَا إِلَهُكُمْ وَإِلَهُ مُوسَىٰ هُنَّ سِیٰ

(صرف بے روح جسم لسا) تھا جس میں گائے ایسی آواز تھی تو (بعض) لوگوں نے کہا یہ تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے مگر موسیٰ

أَفَلَا يَرُونَ إِلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا

بھول گیا ہے پس کیا انہوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ (بچھڑا) انکی طرف بات نہیں پلٹتا تھا اور نہ تو انکے نقصان کا اختیار رکھتا تھا

وَلَا نَفْعًا ۝ وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِنْ قَبْلُ يَقَوْمُ إِنَّمَا

اور نہ فائدہ کا۔ اور یقیناً ان سے ہارون نے اس سے پہلے کہہ رکھا تھا کہ اے میری قوم ماسوا اس کے نہیں کہ

مذہل

تفسیر قصص فی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر

علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ تم

دیکھتے نہیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسی شرط لگا دی ہے کہ

توبہ اور ایمان اور عمل صالح اس کو کچھ نفع نہ دے گا

جب تک کہ ہدایت یافتہ نہ ہو اگر کوئی شخص کوشش

کر کے عمل کرے تب بھی وہ قبول نہ کیا جائے گا جب

تک کہ وہ راہ پایا ہو اس پر کسی نے عرض کیا

کہ میں قربان ہو جاؤں کس کی طرف راہ پایا ہو نہ ہو؟

آپ نے فرمایا کہ ہماری طرف۔ المجاہد میں جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ

آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ سے ایک حدیث میں

فرمایا کہ یا علیؑ! جو تمہاری راہ سے جھٹک گیا وہ یقیناً

گمراہ ہو گیا اور جس نے تم تک اور تمہاری ولایت تک

راہ نہ پائی وہ ہرگز ہرگز خدا تک نہ پہنچے گا اور یہ بات

خدا کے اس قول سے ثابت ہے وانی لغفار لمن

تاب وامن وعمل صالحاً ثَمَّ اهْتَدَىٰ۔ پھر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یعنی

انی ولایتک۔

سہ السامریؑ

یہ سامری کون تھا؟

علامہ محمود زحشری تفسیر کشاف میں رقمطراز ہیں:

”سامری بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کی طرف منسوب

ہے جس کو سامرہ کہا جاتا ہے اور بعض کا قول ہے

کہ سامرہ یہودیوں میں ایک قوم ہے جو بعض مذہبی چیزوں

میں یہودی مخالف ہے اور بعض نے اس کو یا حرام

کا رہنے والا بتایا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کرمان کا

ایک دیہاتی کافر تھا۔ اس کا نام موسیٰ بن نضر تھا۔ یہ

منافق تھا اور اسلام ظاہر کرتا تھا اس کی قوم گائے کی

پجاری تھی۔ (تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۹ طبع بولاق مصر

۱۳۱۵ھ)

اور مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:-

”سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سامری کون تھا۔ یہ اس کا

نام تھا یا قومیت کا لقب۔ قیاس کہتا ہے کہ یہاں

سامری سے مقصود سمیری قوم کا فرد ہے کیونکہ جس

قوم کو ہم نے سمیری کے نام سے پکارا نہ شروع

کر دیا ہے عربی میں قدیم سے اس کا نام سامرہ

چلا آ رہا ہے اور اب بھی عراق میں ان کا بقایا

اسی نام سے پکارا جاتا ہے یہاں قرآن کا



کتاب جامعہ اسلامیہ دارالحدیث لاہور میں کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

فَتِنْتُمْ بِهِ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا

اس (بچھڑے) کے ذریعے تمہاری آزمائش کی گئی ہے اور یقیناً تمہارا پروردگار (خدا) تمہیں ہی سب سے پسند کرنے والا ہے اور میری پیروی کرو اور

أَمْرِي ۙ قَالُوا لَنْ نَبْرَحَ عَلَيْهِ عَافِيْنَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا

میرے حکم کی اطاعت کرو انہوں نے کہا کہ ہم تو اسی کی عبادت کرتے رہیں گے یہاں تک کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ

مُوسَىٰ ۙ قَالَ يَهُدُونَ مَا مَنَعَكَ إِذْ رَأَيْتَهُمْ ضَلُّوا ۙ أَلا

آئے۔ (موسیٰ نے) کہا اے یہود! کیا تم نے انہیں گمراہ ہوتے دیکھا تو کس چیز نے تمہیں روکا جو تم نے میری

تَتَّبِعْنَ ۚ فَأَعَصَيْتَ أَمْرِي ۙ قَالَ يَبْنَؤُمْرًا لَا تَأْخُذُ بِحِجَّتِي

پیروی نہ کی پس کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی اس نے کہا اے میری ماں جانتے تم نہ میری داڑھی پکڑو اور

وَلَا بِرَأْسِي ۚ إِنِّي خَشِيتُ أَنْ تَقُولَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِي

نہ میرا سر۔ یقیناً میں ڈرتا رہا کہ کہیں تم یہ نہ کہہ دو کہ تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال

إِسْرَائِيلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِي ۙ قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يُسَاوِرِي ۙ

دیا اور تو نے میری بات پر نگاہ نہ رکھی (پھر موسیٰ نے) کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهِ فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ

وہ بولا میں نے وہ چیز دیکھ لی جو انہوں نے نہ دیکھی تھی پھر میں نے (خدا کے) بھیجے ہوئے (جبریل) کے ہاتھ

أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ۙ قَالَ

نشان سے ایک مسح (مٹی) لے لی تھی پس میں نے وہ (اس بچھڑے میں) ڈال دی اور اسی طرح میرے نفس نے میرے لئے اس کام کو

فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيَاةِ أَنْ تَقُولَ لَا مِسَاسَ وَإِنَّ

کر کے دکھایا اسے کہا پھر تو دور ہو جا پس یقیناً تمہارے لئے زندگانی میں (نرا) یہ ہے کہ تو کہتا رہے (مجھے) نہ چھوؤ سہ

لَكَ مَوْعِدًا لَّنْ تَخْلَفَنَّهُ وَانْظُرْ إِلَى إِلَهِكَ الَّذِي ظَلْتَ

اور بیشک تیرے لئے ایک وعدہ ہے جسے خلف تو ہرگز نہ پائے گا اور تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کا تو ہمیشہ مجاہد

عَلَيْهِ عَاكِفًا لَّنَحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ۙ

بنارہا۔ ہم اسے ضرور جلا دیں گے۔ پھر اسے ذرہ ذرہ کر کے (اسطری) بجھ دیتے جیسا کہ بجھانے کا حق ہے۔

إِنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ

ما سوا اس کے نہیں کہ تمہارا معبود اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اس کا علم ہر چیز پر حاوی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

”عراق کے جنوبی خطے میں ۱۸۹۹ء میں فرانسیسی محقق جولیس اوربرٹ کو چند ایسے کتبے ملے جن کا تعلق بابل اور استوری دور سے پہلے کے ایک حکمران سے تھا۔ اس بادشاہ کا دارالحکومت سومر (SUMER) تھا اور وہ خود کو سومر واکاد کاشہنشاہ کہلاتا تھا۔ اوربرٹ نے سومر کی نسبت سے اس قوم کا نام سمیری (SUMERIAN) رکھ دیا (اردو ڈائجسٹ لاہور بابت ماہ فروری ۱۹۷۱ء ص ۱۵۰) عبرانی زبان میں سمیری کے معنی ہیں جنوب کے لوگ“ اس لئے مورخین کا ایک گروہ کہتا ہے کہ یہ جنوبی عربستان کے خانہ بدوش چرواہے تھے جو عراق میں آکر آباد ہو گئے جب کہ دوسرے گروہ کی رائے ہے کہ یہ قوم ہندوستان سے ترک وطن کر کے آئی تھی۔ (حوالہ مذکور ص ۱۵۲)

(حاشیہ صفحہ ۱۵۱)

۱۔ لامِساس :-

تفسیر تھامس ۳۲۲ پر ہے کہ سامری اس خوف سے لوگوں کو چھوٹنے سے منع کرتا تھا کہ اگر کوئی اسے چھو دیتا تو اسے بھی بخارا جاتا تھا اور چھوٹنے والوں کو بھی نہ

تفسیر تھی میں ہے کہ جب تک سامری زندہ رہا اس وقت تک اس کی ذات کے لئے اور بعد میں اس کی اولاد کے لئے یہ علامت قائم ہو گئی کہ وہ یہ کہتا کریں : لامِساس (چھو نہ لیں) تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ یہ سامری ہیں اور کوئی ان سے دھوکا نہ کھائے۔ وہ لوگ اس وقت تک بصر اور شام میں لامِساس کے نام سے مشہور ہیں اسی تفسیر میں یہ بھی منقول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کے قتل کا ارادہ کیا تھا تو وحی ہوئی کہ اے موسیٰ! اسے قتل نہ کرو اس لئے کہ یہ مرد سخی ہے۔

عَلِمًا ۱۸ كَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ

ہے۔ اسی طرح ہم تمہیں کچھ وہ خبریں سناتے ہیں جو یقیناً پہلے گزر چکی ہیں اور ہم نے تمہیں

اتَيْنَاكَ مِنْ لَدُنَّا ذِكْرًا ۱۹ مَنْ أَعْرَضَ عَنْهُ فَإِنَّهُ يَحْمِلُ

اپنے پاس سے ایک ذکر (قرآن) عطا کیا ہے جو کوئی اس سے منہ پھیرے گا تو یقیناً وہ قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَرًا ۲۰ خُلِدِينَ فِيهِ وَسَاءَ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(گناہ کا) ایک بوجھ اٹھانے کا۔ وہ ہمیشہ اسی (حالت) میں رہنے والے ہوں گے اور ان کیلئے قیامت کے دن کیا ہی برا بوجھ

حِمْلًا ۲۱ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ وَنَحْشُرُ الْجُحْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ

ہوگا جس دن صور میں پھونک ماری جائیگی اور تمام مجرم اس دن نیلی آنکھوں کے ساتھ محشور کئے جائیں

زُرْقًا ۲۲ يَتَخَفَتُونَ بَيْنَهُمْ إِنْ لَبِثْتُمْ إِلَّا عَشْرًا ۲۳ نَحْنُ

گے۔ اے وہ آپس میں چپکے چپکے کہتے ہوں گے کہ تم (دنیا یا قبروں میں) نہیں ٹھہرے مگر دس (دن) جو باتیں یہ

أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ إِذْ يَقُولُ أَمْثَلُهُمْ طَرِيقَةً إِنْ لَبِثْتُمْ

لوگ کریں گے ہمارے خوب واقف ہیں جبکہ ان میں جو زیادہ بہتر ہے وہ (سچی) کہے گا کہ تم نہیں ٹھہرے ہو گے

إِلَّا يَوْمًا ۲۴ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ يَنْسِفُهَا رَبِّي

مگر ایک ہی دن اور یہ لوگ تم سے پہاڑوں کے بارے میں پوچھتے ہیں پس کہہ دو کہ میرا پروردگار انہیں ذرہ ذرہ

نَسْفًا ۲۵ فَيَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا ۲۶ لَا تَرَى فِيهَا عِوَجًا وَ

کر کے بھیر دیگا پھر وہ اسے ہموار چٹیل میدان کر چھوڑے گا ۲۷ تم اس میں نہ تو کوئی کجی دیکھو گے اور

لَا أَمْتًا ۲۸ يَوْمَئِذٍ يَتَّبِعُونَ الدَّاعِيَ لَا عِوَجَ لَهُ ۚ وَ

نہ ہی کوئی بلندی۔ اس دن وہ ایک پکارنے والے کے پیچھے ہولیں گے اس کے لئے کوئی کجی نہ ہوگی اور

خَشَعَتِ الْأَصْوَاتُ لِلرَّحْمَنِ فَلَا تَسْمَعُ إِلَّا هَمْسًا ۲۹ يَوْمَئِذٍ

(خدا کے) رحمن کے حضور میں آوازیں پست ہو جائیں گی پس تم نہیں سونگے مگر صوف کھسکے۔ اس دن

لَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ

کوئی سفارش فائدہ نہ دیگی سوائے اس (کی سفارش) کے جسے (خدا کے) رحمن نے اجازت دیدی اور جس کی بات کو

قَوْلًا ۳۰ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ

اس نے پسند کر لیا جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ (اللہ تعالیٰ) سب جانتا ہے اور یہ (لوگ) اپنے

۱۸ زُرْقًا:-

تفسیر صفاتی ص ۳۲۳ پر ہے کہ اس کا مطلب ایک تو یہ ہے کہ ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی اور عرب کے نزدیک آنکھوں کا سب سے بدتر رنگ نیلا ہے اور ایک مطلب یہ ہے کہ اندھے ہوں گے اور ایک مطلب یہ ہے کہ پیاس کی شدت سے ان کی آنکھیں نیلی ہوں گی۔

۲۷ قَاعًا صَفْصَفًا:-

تفسیر صفاتی ص ۳۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمری منقول ہے کہ قاع سے مراد وہ پتھر ملی زمین ہے جس میں مٹی نہ ہو، اور صفصف سے مراد وہ چٹیل زمین ہے جس پر گھاس پھوس نہ ہو۔

۳۰ الشَّفَاعَةُ:-

یہ شفاعت بالاذن ہوگی۔ اس کی مکمل تشریح سابقہ صفحہ ۲۲۴ زیر حاشیہ ۱۷ لکھی جا چکی ہے۔



بِهِ عَلِمًا ۝ وَعَنْتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ

علم کا احاطہ نہیں کر سکتے اور ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے (اللہ تعالیٰ) کے حضور میں سب سے بڑے جگے ہوتے ہوئے اور وہ یقیناً نامزد

مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا ۝ وَمَنْ يَعْمَلْ مِنْ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

وہ جس نے ظلم (کالوجھ) اٹھایا ہوگا اور جس شخص نے نیک عمل کئے ہوں گے اور وہ مؤمن بھی ہوگا پس وہ

فَلَا يَخَفُ ظُلْمًا وَلَا هَضْمًا ۝ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا

نہ تو نا انصافی کا خوف کرے اور نہ ہی حق تلفی کا۔ اور اسی طرح ہم نے عربی (زبان میں) قرآن نازل کیا

عَرَبِيًّا وَصَرَفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ أَوْ يُحْدِثُ

اور ہم نے اس میں ڈرانے کی باتیں پھیر پھیر کر بیان کیں تاکہ وہ پرہیزگار بنیں یا یہ ان کے لئے

لَهُمْ ذِكْرًا ۝ فَتَعَلَىٰ اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ

نصیحت پیدا کر دے پس بادشاہ برحق اللہ تعالیٰ برتر ہے اور تو قرآن (پڑھنے میں) جلدی نہ کیا کر پیشتر

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَىٰ إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝

اس کے کہ تیری طرف اس کی وحی پوری کر دی جائے اور تو کہہ لے میرے پروردگار میرا علم زیادہ کر دے

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلِ فَنَسَىٰ وَلَهُ نُجُودًا لَهُ

اور یقیناً ہم نے اس سے پہلے آدم سے عہد لیا تھا۔ پس اس نے خیال نہ رکھا اور ہم نے اسے

عَزْمًا ۝ وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا

عزم بالجزم نہ پایا اور وہ وقت یاد کرو جب کہ ہم نے سب فرشتوں سے کہا کہ تم آدم کے لئے سجدہ کرو پس

إِلَّا ابْلِيسَ أَبَى ۝ فَقُلْنَا يَا آدَمُ إِنَّ هَذَا عَدُوٌّ لَكَ وَ

سب سے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے اس نے انکار کر دیا پھر ہم نے کہا اے آدم یقیناً یہ (ابلیس) تمہارا اور تمہاری بیوی کا

لِزْوَجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقَى ۝ إِنَّ

دشمن ہے پس وہ تم دونوں کو کہیں جنت سے باہر نہ نکال دے پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ۔ یقیناً تمہارے

لَكَ إِلَّا تَجُوعٌ فِيهَا وَلَا تَعْرَىٰ ۝ وَأَنَّكَ لَا تَظْمَأُ فِيهَا

لئے (اب) یہ ہے کہ نہ تو اس میں بھوکا رہتا ہے اور نہ تنگاہ ہوتا ہے تجھے اس میں نہ پیاس لگتی ہے اور

وَلَا تَضْحَىٰ ۝ فَوَسَّوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ يَا آدَمُ هَلْ

نہ تو دھوپ کھاتا ہے پس شیطان نے اس کی طرف وسوسہ (ڈال) دیا کہنے لگا اے آدم کیا میں تمہیں

لَهُ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝

تفسیر صفاتی ص ۳۲۳ پر سجدۃ التوحید جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ مخلوق از روئے علم خدا کا احاطہ نہیں کر سکتی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دلوں کی بصیرت پر ایک ایسا پردہ ڈال دیا ہے کہ نہ کوئی فہم اسے کسی کیفیت کے ذریعہ سے پاسکتا ہے اور نہ کوئی عقل کسی خاص تعریف کے ذریعہ سے اس کا ادراک کر سکتی ہے۔ لہذا کوئی شخص اس کا بیان اس سے زیادہ نہیں کر سکتا جتنا کہ اس نے اپنی ذات کا بیان خود فرما دیا ہے نہ کوئی شے اس کے مانند ہے اور وہ سب سے زیادہ سننے والا۔ سب سے زیادہ دیکھنے والا، سب سے مقدم اور سب سے آخر تک رہنے والا ہے۔ سب پر غالب اور سب کے اندرون کا حال جاننے والا اور سب چیزوں کو صورت عطا کرنے والا ہے اسی نے کل چیزوں کو پیدا کیا ہے پس کوئی شے اس کے مانند ہو ہی نہیں سکتی۔

لَهُ زِدْنِي عِلْمًا ۝

تفسیر صفاتی ص ۳۲۳ پر سجدۃ التفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جو دن مجھ پر ایسا گذرے کہ اس دن میرا علم زیادہ نہ ہو جس سے مجھے قربت خدا حاصل ہو تو خدا تعالیٰ اس دن کے سورج طلوع کرنے میں برکت دے۔

الحضال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت اپنے آبا و اجداد کے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم کی فضیلت اس کی عبادت کی فضیلت سے زیادہ محبوب ہے۔

أَذْلَكَ عَلَى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٌ لَّا يَبْلَى ۚ فَأَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ

ہمیشگی کے درخت اور ایسی حکومت کی خبر دوں جو کبھی پرانی نہ ہو پس ان دونوں نے اس میں سے کچھ کھالیا

لَهُمَا سَوْآتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفْنَ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ

تو ان کی مشرکاپیں ان پر ظاہر ہو گئیں اور وہ دونوں اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔ اور

وَعَصَى آدَمُ رَبَّهُ فَغَوَى ۚ ثُمَّ اجْتَبَاهُ رَبُّهُ فَتَابَ عَلَيْهِ

آدم نے اپنے پروردگار کا حکم ٹالا پس وہ (حصول مقصد میں) ناامید ہو گیا۔ پھر اس کے پروردگار نے اسے منتخب کر لیا پھر اس پر

وَهَدَى ۚ قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

(رحمتِ رجوع فرمایا اور اسے راہ پر لگا دیا) (خدا نے) کہا تم دونوں اس میں سے ایک ساتھ اتر جاؤ تم سب آپس میں ایک دوسرے کے

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا

دشمن رہو گے پس جب میری ہدایت تمہارے پاس آئے تو جو کوئی میری ہدایت کی پیروی کرے گا پس وہ نگرہ ہو گا

يَضِلُّ وَلَا يَشْفِي ۚ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ

اور نہ ہی وہ بدبخت رہے گا اور جو کوئی میری نصیحت سے روگردانی کرے گا سہ تو یقیناً اس کی زندگی تھکی

مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى ۚ قَالَ رَبِّ

میں بسر ہو گی اور وہ قیامت کے دن اندھا محسوس کیا جائے گا سہ وہ کبے گالے میرے پروردگار جب

لَمْ خَشَرْتَنِي أَعْمَى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيرًا ۚ قَالَ كَذَلِكَ

میں (دنیا میں) دیکھنے والا تھا تو تم نے مجھے اندھا کیوں محسوس کیا۔ (اللہ تعالیٰ) فرمایا اسی طرح ہماری

أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۚ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ تُنْسَى ۚ وَكَذَلِكَ نُجَزِّي

آیتیں تیرے پاس آئیں تو تم نے انکا کچھ خیال نہ کیا اور اسی طرح آج تمہارا بھی کچھ خیال نہ کیا جائے گا اور اسی طرح ہم نے

مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ

مزا دیا کرتے ہیں جس نے زیادتی کی ہو اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان نہ لایا ہو اور یقیناً آخرت کا عذاب سب سے زیادہ سخت

وَأَبْقَى ۚ أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ

اور زیادہ دیر پا ہے کیا اس نے انہیں بتا نہیں دیا کہ ہم نے اس سے پہلے کتنے ہی زمانہ والوں کو ہلاک کر دیا جن

يَمْشُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النَّبِيِّ

کے رہائشی مکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

۱۔ فَعَوَى۔

اس کی مفصل بحث سابقہ صفحہ ۲۹۱ پر زیر

حاشیہ آچکی ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ہے کہ حضرت آدم علیہ

السلام کے شجر ممنوعہ کا پھل کھانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ

آپ حصول مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ان کا

مقصد بہشت میں ہمیشہ رہنا تھا لیکن پھل کھانے

کے بعد وہاں سے نکال دیئے گئے پس وہ ناامید ہو گئے

۲۔ ذِکْرِي۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ کافی اللہ تعالیٰ

کے اس قول کی تفسیر میں منقول ہے کہ ذکری سے

مراد ولایت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہے۔

۳۔ أَعْمَى۔

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر ہے کہ اس آیت میں

اندھے سے مراد آخرت میں آنکھوں کا اندھا اور

دنیا میں ولایت امیر المؤمنین علیہ السلام کی طرف

سے دل کا اندھا ہے۔ قیامت کے دن وہ پریشان

ہو کر عرض کرے گا رب لِمَ خَشَرْتَنِي أَعْمَى..... الخ

جواب ملے گا کہ ہماری نشانیاں یعنی آئمہ آئے تھے

اور تم نے انہیں بھلا دیا تھا یعنی زمانہ کا قول سنا

تھا اور زمانہ کی اطاعت کرتا تھا۔ یعنی اُن کو

چھوڑ دیا تھا۔ اسی طرح آج تو بھی جہنم میں چھوڑ

دیا جائے گا۔

❖



وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَّاجِلًا

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے پہلے ہی ایک بات اور ایک وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا تو اس (عذاب) کا

مُسَمَّیٰ ۱۳۹) قَاصِدٌ عَلٰی مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ

(فوراً) لازمی ہو جاتا۔ پس جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر اور سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور اس کے غروب

طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا وَمِنْ آنَايِ الْيَلِ قَبِيْرًا

ہونے سے پہلے تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کیا کرو اور رات کی کچھ گھڑیوں میں اور دن کے کناروں

أَطْرَافِ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰی ۱۴۰) وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا

میں بھی تسبیح کیا کرو تاکہ تم راضی رہو۔ اور تو زندگانی دنیا کی ان نعمت کی چیزوں کی طرف اپنی

مَتَعْنَايَ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ

آنکھیں نہ اٹھاؤ۔ جن سے ہم نے ان (کافروں) کے کچھ لوگوں کو فائدہ پہنچایا ہے تاکہ اس میں ہم ان کی آزمائش کریں

فِيْهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقٰی ۱۴۱) وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ

اور تمہارے پروردگار کا رزق بہت اچھا اور دیر پا ہے اور تو اپنے اہل کو نماز کا حکم دیتا رہ اور

وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ

اس پر قائم رہ سگے ہم تم سے روزی نہیں مانگتے (بلکہ) ہم خود تمہیں روزی دیتے ہیں اور (اچھا) انجام تو

لِلتَّقٰی ۱۴۲) وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِيَنَا بَايَةٌ مِنْ رَبِّهِ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ

پرستش گاہی ہی کہ ہے اور انہوں (کافروں) نے کہہ دیا کہ یہ اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا کیا جو کچھ

بَيِّنَةٌ مَّا فِي الصُّفِّ الْأَوَّلِ ۱۴۳) وَلَوْ أَنَّا أَهْلَكْنَاهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ

پہلے تعقیفوں میں سے، ان کے پاس اس کی کھلی دلیل نہیں آچکی اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے ہی کسی عذاب سے

قَبْلِهِ لَقَالُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَنُتَبِّعَ آيَاتِكَ

بلکہ کر دیتے تو وہ ضرور کہہ دیتے مے ہمارے پروردگار تو نے کیوں نہ ہماری طرف کوئی رسول بھیجا کہ ہم دلیل اور حوالہ

مِّنْ قَبْلِ أَنْ نُنْزِلَ وَتُخْزٰی ۱۴۴) قُلْ كُلُّ مُتَرَبِّصٍ فَتَرَبِّصُوا

ہونے سے پہلے تیری آیتوں کی پیروی کر لیتے (مے رسول) کہہ دو کہ ہر ایک انتظار کر مپڑا لا ہے پس تم بھی انتظار کرو

فَسَتَعْلَمُونَ مِّنْ أَصْحَابِ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰی ۱۴۵)

پھر عنقریب تم جان لو گے کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور ہدایت یافتہ کون ؟

لہ عَيْنَيْكَ :-

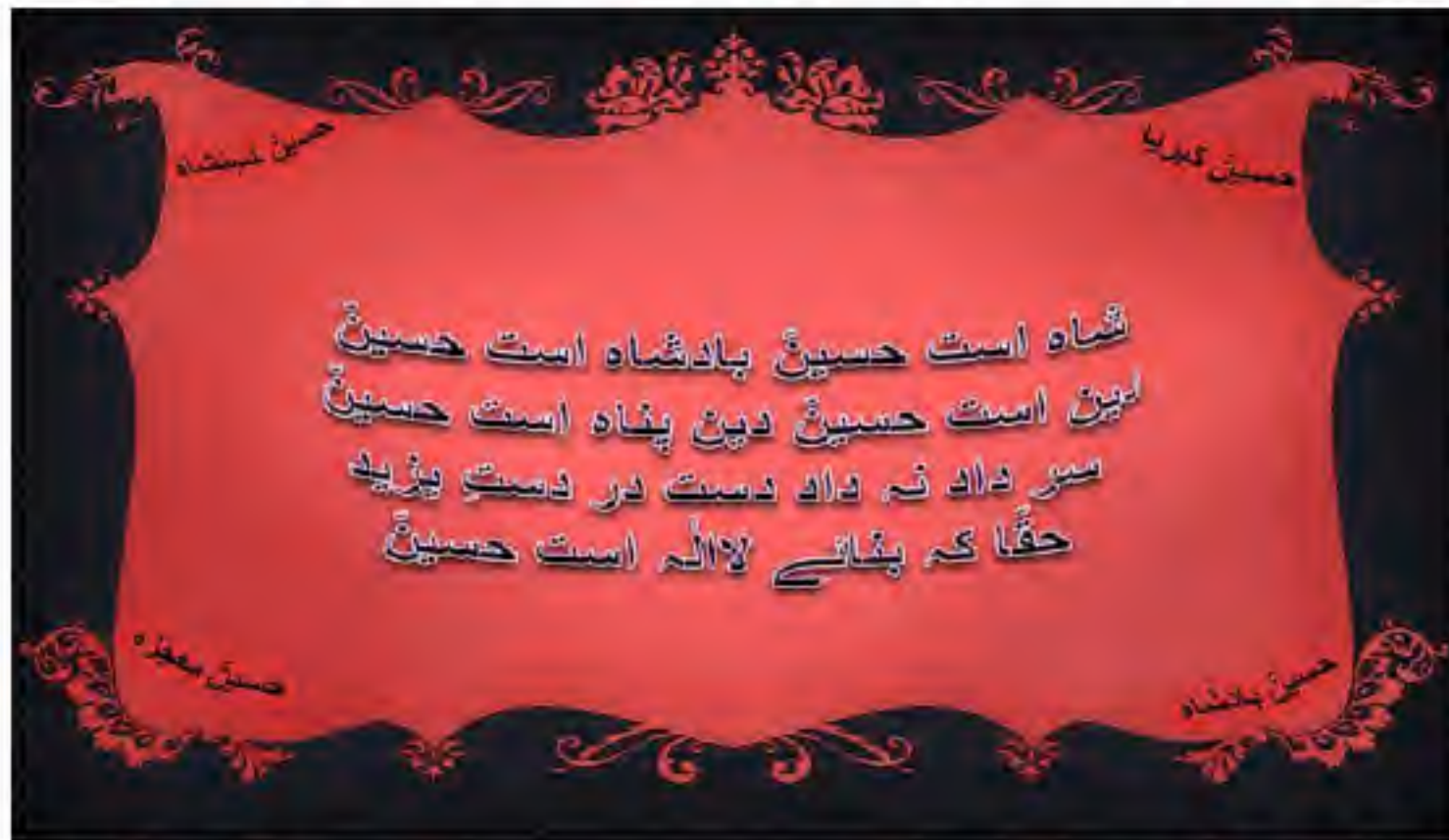
تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس
وقت یہ آیت نازل ہوئی تو جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے ہو بیٹھے اور یہ
ارشاد فرمایا کہ جو شخص خدا کے تسلی دلانے سے
تسلی نہ پائے گا اس کی زندگی دنیا کے بارے میں
افسوس ہی کرتے کرتے تمام ہونے گی اور جو شخص
لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اسی پر نظر ڈال کرے گا۔
تو اس کا رنج و غم بڑھتا رہے گا اور اس کا غیظ و
غضب کبھی کم نہ ہوگا۔ اور جو شخص کھانے پینے کے
سوا اور نعمتیں خدا کی جو اسے ملی ہوئی ہیں نہ پہچانے
گا اس کی عمر کم ہو جائے گی اور عذاب قریب آ
گئے گا۔

لہ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا :-

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں
منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ
اپنے اہلبیت کو اور اپنی ذات کو اور کل آدمیوں کے
مقابلہ میں مخصوص قرار دیں تاکہ سب لوگوں کو یہ معلوم
ہو جائے کہ ان کے اہل بیت کی جو منزلت خدا کے
نزدیک ہے وہ کسی دوسرے کی نہیں ہے پس ان کو
کل آدمیوں کے ساتھ عام حکم بھی دیا اور پھر ان کو
یہ خاص حکم دیا۔



AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 17 & 18

Page 417 - 468

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

آیاتہا

سُورَةُ الْأَنْبِيَاءِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو ہمت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ ۝۱

لوگوں کیلئے ان کے حساب (کا وقت) قریب آ رہا ہے، حالانکہ وہ غفلت میں منہمک رہنے والے ہیں۔ انکے

يَا تَبُوءُ مَنْ ذَكَرَ مِنْ رَبِّهِمْ فَحَدَّثَ إِلَّا اسْتَعْوَدُ وَهُمْ

پاس انکے پڑے گا کسی طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آتی، مگر یہ کہ وہ اُسے سنتے ہیں۔ اور (پھر) وہ (اس کا)

يَلْعَبُونَ ۝۲ لَا هِيَ قُلُوبُهُمْ وَأَسْرُوا النَّجْوَى ۝۳ الَّذِينَ

ہلسی کھیل اڑاتے ہیں۔ ان کے دل غافل ہیں۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا، وہ جیسے جیسے سرگوشیاں کرتے

ظَلَمُوا أَهْلَ هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَفَتَأْتُونَ السَّحَرَاءَ وَأَنْتُمْ

ہیں، کہ یہ (رسول) کیا ہے، جہن تمہارے جیسا ہی تو آدمی ہے نہ پس کیا تم جادو کے پاس آتے ہو؟ حالانکہ

تُبْصِرُونَ ۝۴ قُلْ رَبِّي يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۝۵

تم دیکھتے ہو۔ اس (رسول) نے کہا جو بات آسمان اور زمین میں (ہوتی) ہے میرا پروردگار اُسے جانتا ہے۔

وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۶ بَلْ قَالُوا أَضْغَاثُ أَحْلَامٍ بَلْ اقْتَرَبَ

اور وہ سب کچھ سننے والا ہر بات جاننے والا ہے۔ بلکہ انھوں نے کہا یا کہ یہ تو طرح طرح کے خیالی خواب ہیں نہ بلکہ اس نے

بَلْ هُوَ شَاعِرٌ فَلْيَأْتِنَا بآيَةٍ كَمَا أُرْسِلَ الْأَوَّلُونَ ۝۷ مَا

اسے گھر لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے۔ پھر چاہیے کہ وہ ہمارے پاس کوئی معجزہ لائے جیسا کہ پہلوں کو دیکر بھیجا گیا تھا جس پرستی

أَمَنْتُ قَبْلَهُمْ مِنْ قُرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَفَهُمْ يُؤْمِنُونَ ۝۸ وَمَا

کو ہم نے ان سے پہلے ہلاک کیا تھا۔ وہ (معجزہ دیکھ کر بھی) ایمان نہ لائی تھی، پھر کیا یہ ایمان لائیں گے۔ اور نہیں بھیجا

أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ إِلَّا رِجَالًا نُوْحِي إِلَيْهِمْ فَسَلُّوا أَهْلَ الذِّكْرِ

ہم نے (رسول) بنا کر تم سے پہلے مگر یہ کہ وہ آدمی ہی تھے جنکی طرف ہم وحی کیا کرتے تھے۔ پس اگر تم نہیں جانتے ہو تو

إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝۹ وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا إِلَّا يَأْكُلُونَ

اہل الذکر (اہل بیت رسول) سے پوچھ لو سنا اور ہم نے انھیں ایسے جسم نہیں بنایا تھا جو کھانا نہ کھاتے ہوں،

فَنَزَلَ

لَهُ بَشَرٌ مِثْلُكُمْ ۝۱۰

اس کی مکمل تشریح سابقہ صفحہ ۲۱۷ پر زیر حاشیہ

۲ پر کی جا چکی ہے، وہاں سے دیکھ لی جائے۔

تفسیر صفائی صفحہ ۲۲ پر ہے کہ اس قول سے کافروں

کی مراد یہ تھی، کہ جب یہ تم ہی جیسا آدمی ہے، تو اپنے

دعویٰ رسالت میں سچا نہیں۔ کیوں کہ

ان کا اعتقاد یہ تھا کہ سوائے فرشتہ

کے کوئی رسول نہیں ہو سکتا۔ اور اس سے

نتیجہ یہ نکالتے ہیں، کہ جو معجزات آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ظاہر ہوتے

ہیں، وہ سب جادو ہیں۔ پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے تو

انکار کر دیتے تھے، اور جیسے جیسے ایسے مشورے

کرتے تھے کہ جن سے امر دین تباہ ہو جائے۔ اور

عام لوگوں کو اس دین کی خرابی ظاہر کرادیں ۝

۱۰ اَضْغَاثُ أَحْلَامٍ ۝

اَضْغَاثُ، ضَغْث کی جمع ہے، جس کے معنی

سینکوں کے ٹھٹھے، یا لکڑیوں کے ٹکڑے کے ہیں

اور اَحْلَامُ، حُلْم کی جمع ہے، جس کے معنی خواب

دیکھنے کے ہیں۔ چونکہ سینکوں کے ٹھٹھے یا لکڑیوں کے

گٹھ میں بُری بجلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی

جلی ہوتی ہیں، اس لئے خواب ہائے پریشان یا طح

طرح کے خیالی خواب کو اَضْغَاثُ اَحْلَام کہتے ہیں

اَضْغَاثُ، مضاف، اَحْلَام مضاف الیہ۔

(لغات القرآن نعمانی ج ۱ ص ۱۵۶)

۱۰ اَهْلَ الذِّكْرِ ۝

اس کی تشریح سابقہ صفحہ ۲۱ پر سورہ نمل ج ۶

میں گذر چکی ہے، دیکھو صفحہ ۲۱ حاشیہ ۲

ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسماء

مبارکہ میں سے ایک اسم ہے، جیسا کہ ارشاد ہے:

قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْنَا ذِكْرًا ۝۱۰ تَسْمُوهُ لَا يَبْلُغُ عَلَيْكُمْ

آيَاتُ اللَّهِ (چپ ۲)۔ الطلاق، تحقیق تمہاری طرف

اللہ تعالیٰ نے ذکر اتارا، جو رسول ہے، وہ تم پر

اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھتا ہے، پس آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ہے، لہذا

اہل الذکر کے معنی اہل محمد یا اہل بیت محمد ہونگے

اور انھیں سے پوچھنے کا حکم ہے۔

تفسیر صفائی صفحہ ۲۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے

کہ کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کی کہ

ہمارے ہاں کچھ ایسے آدمی بھی ہیں، جو یہ گمان کرتے

ہیں، کہ خدا تعالیٰ کے اس قول فَاسْأَلُوا أَهْلَ

الذکر... الخ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں،

اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اهل الذکر ہم ہیں، اور ہر چیز ہم سے دریافت کی جاسکتی ہے ۝

الذکر... الخ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں،

اپنے ہاتھ سے اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، کہ اهل الذکر ہم ہیں، اور ہر چیز ہم سے دریافت کی جاسکتی ہے ۝

الطَّعَامَ وَمَا كَانُوا خَلِيلِينَ ۝ تُمْ صَدَقْتُمُ الْوَعْدَ فَأَنْجَيْنَاهُمْ

اور نبی وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔ پھر ہم نے وعدہ (عذاب) کو سچا کر دکھایا۔ پھر ہم نے انہیں

وَمَنْ نَشَاءُ وَأَهْلَكْنَا السُّرْفِينَ ۝ لَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ

اور جن کو ہم نے چاہا نجات دے دی اور زیادتی کرنے والوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک

كِتَابًا فِيهِ ذِكْرُكُمْ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۝ وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ

کتاب نازل کی جس میں تمہارا ذکر ہے، پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ہو۔ اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر

قَرِيَةٍ كَانَتْ ظَالِمَةً وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝

دیا اسے جو ظالم تھیں۔ اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوم کو پیدا کر دیا۔

فَلَمَّا أَحَسُّوا بَأْسَنَا إِذَا هُمْ مِنْهَا يَرْكُضُونَ ۝ لَا تَرْكُضُوا

پھر جب انہوں نے ہمارے عذاب کا احساس کیا تو یکایک ان سے بھاگنے لگے۔ (ہم نے کہا کہ) مت بھاگو

وَارْجِعُوا إِلَىٰ مَا أُتْرِفْتُمْ فِيهِ وَمَسْكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور اس (مقام) کی طرف جہاں تم ناز و نعمت میں پالے گئے تھے۔ اور اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ، تاکہ تم سے

تُسْأَلُونَ ۝ قَالُوا يَوْمَئِذٍ إِنْ كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ فَمَا زَالَتْ

پوچھ گچھ کی جائے۔ وہ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی یقیناً ہم ظالم تھے۔ پس ان کی یہ پکار متواتر

تِلْكَ دَعْوَاهُمْ حَتَّىٰ جَعَلْنَاهُمْ حَصِيدًا خَبِثِينَ ۝ وَ

یہی۔ یہاں تک کہ ہم نے انہیں جسٹ سے کٹی ہوئی ٹھیکٹی (جل کر) بھیجی ہوئی (کی طرح) کر دیا۔ اور

مَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبَادِنَا ۝

ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ بطور کھیل پیدا نہیں کیا۔

لَوْ أَرَدْنَا أَنْ نَتَّخِذَ لَهَوًا لَا نَتَّخِذُهُ مِنْ دُونِهَا ۝

اگر ہم کسی کھیل ہی کو اختیار کرنے کا ارادہ کرتے تو البتہ ہم اسے اپنے پاس سے ہی اختیار کر لیتے۔ بشرطیکہ

كُنَّا فَعِلِينَ ۝ بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ

ہم دایسا کہ نوا لے ہوئے، بلکہ ہم تو حق کو باطل پر سے مارتے ہیں کہ پس وہ اس کا سر توڑ دیتا ہے۔

فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ وَلَكُمْ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ

پھر وہ (باطل) یکایک مٹ جائیگا اور تمہارا ہے۔ اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس کیلئے تم پر اس سے ہے۔ اور جو کوئی آسمانوں

لہ کَمْ قَصَمْنَا

تفسیر صفاتی ص ۳۲۶ پر بحوالہ کافی

امام زین العابدین علیہ السلام سے

منقول ہے کہ بستیوں کے رہنے والے

ظالموں کے ساتھ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے

کی، وہ اس نے تمہیں اپنی کتاب میں سنا

دیا، جیسا کہ اس نے فرمایا: وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرِيَةٍ

کانت ظالِمَةً اور قریۃ سے اللہ تعالیٰ کی مراد

اہل قریہ ہے، جیسا کہ اس آیت کے آگے ارشاد

ہے: وَأَنْشَأْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا آخَرِينَ ۝

لہ بَلْ نَقْذِفُ

تفسیر صفاتی ص ۳۲۶ پر بحوالہ المحاسن امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق

کے مقابل جو باطل قائم ہو گا، ضرور ہے کہ حق

باطل پر غالب آجائے گا، اور یہ بات اللہ تعالیٰ

کے اسی قول سے ظاہر ہے۔

انہی حضرات سے یہ بھی منقول ہے کہ کوئی

شخص بھی ایسا نہیں ہے، کہ اس پر کسی نہ کسی وقت

حق نہ کھل جائے۔ اور اس طرح کھل جائے کہ اس

کے دل میں بیٹھ جائے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ اسے

قبول کرے، یا نہ کرے۔ اور اسی مطلب کو اللہ تعالیٰ

اپنی کتاب میں فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی ۝

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ عِنْدَكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ

اور زمین میں ہے سب اسی خدا کیلئے ہے۔ اور جو اس کے حضور میں ہیں وہ تو اس کی عبادت سے سرکش کرتے

عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۱۹ يَسْبَحُونَ اللَّيْلَ وَ

پہلے اور نہ ہی وہ ٹھکتے ہیں۔ وہ رات اور دن سبوح کرتے رہتے ہیں

النَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۲۰ أَمْ اتَّخَذُوا إِلَهًا مِّنَ الْأَرْضِ

سستی نہیں کرتے۔ کیا انھوں نے زمین میں سے ایسے معبود بنائے ہیں جو (مرد و عورت)

هُمْ يُنْشِرُونَ ۲۱ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ

زندہ کر دیں گے۔ اگر ان دونوں (آسمان اور زمین) میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خدا ہوتے تو

لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحَنَ اللَّهُ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ۲۲

دونوں برباد ہو گئے ہوتے۔ پس جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں عرش کا پروردگار اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔

لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ ۲۳ أَمْ اتَّخَذُوا مِن

جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے جو کچھ نہیں ہو سکتی تلو اور لوگوں سے (ضرور) باتیں ہوگی۔ کیا انھوں نے

دُونِهِ إِلَهًا ۚ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۚ هَذَا ذِكْرُ مَنْ

اس (خدا) کے سوا کچھ اور معبود بنا رکھے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ (قرآن) ذکر ہے ان کا جو

مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ

میرے ساتھ ہیں، اور ان کا (بھی) ذکر ہے جو مجھ سے پہلے ہو گئے۔ لیکن ان میں سے اکثر حق کو نہیں جانتے

فَهُمْ مُّعْرِضُونَ ۲۴ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ

ہیں، پس وہ روگردان ہوتے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر یہ کہ ہم اس کی

إِلَّا نُوْحِيَ إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۲۵

طرف دھی کرتے رہے۔ کہ یقیناً میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم میری ہی عبادت کرو۔

وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۚ سُبْحَنَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ

اور انھوں نے کہہ دیا کہ (خدا نے) رحمن نے (فرشتوں کو) اولاد بنا لیا ہے تو اس سے پاک ہے۔ بلکہ وہ (فرشتے)

مُكْرَمُونَ ۲۶ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ

خدا کے (معزز) بندے ہیں۔ وہ اس سے کسی بات میں سبقت نہیں کرتے۔ اور وہ اس کے حکم پر

تفسیر صفائی ص ۳۲۶ پر بحوالہ عمون اخبار الرضا

حضرت امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرشتے

معصوم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے الطاف کے باعث

کفر اور قبائح (بدیوں) سے محفوظ ہیں۔ ان کے تعلق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ

وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۵ (پیشہ: ۱۰۰: ۱۰۰)

اللہ تعالیٰ جو حکم انکو دیتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں

کرتے۔ اور جو بھی حکم ان کو دیا جاتا ہے وہ اس کی تعمیل

کرتے ہیں۔ نیز ان کے بلکے میں ارشاد ہے: وَلَهُمْ

فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝۱۰۰۰ الحمد

الاکمال میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام

سے پوچھا گیا کہ کیا فرشتے سوتے ہیں؟ آپ نے فرمایا

کہ کوئی زندہ ایسا نہیں جو سوتا نہ ہو۔ اس پر عرض کیا

گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: يَسْبَحُونَ اللَّهَ ۝۱۰۰۰۰

آپ نے فرمایا صحیح ہے فرشتوں کی سانس تک تسبیح ہے

اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے جسم کے جتنے طبقے

ہیں سب مختلف آوازوں سے ہر طرف سے اللہ تعالیٰ

کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں۔

۱۰۰۰۰ کو کہاں ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۲۶ پر ہے کہ عالم میں اصلاح اور

درستی کا پایا جانا جس سے مراد اس کا وجود اور بقاء

ہے اس کی دلیل ہے کہ اس کا پیدا کرنے والا ایک

ہی ہے، اور وہی اللہ جل جلالہ ہے۔

التوحید میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام

سے دریافت کیا گیا تھا کہ خدا کے ایک ہونے کی کیا

دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا: اتصال تدبیر اور کمال و ربہ

صنعت، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: پھر آپ نے یہی

آیت تلاوت فرمائی۔

۱۰۰۰۰ لا یسئل

تفسیر صفائی ص ۳۲۶ پر بحوالہ علی الشرائع امام علی

نقی علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا

ہی اس لئے کیا ہے کہ وہ سوال کرے۔

التوحید میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے

پوچھا گیا کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنے تو اس سے

پوچھ کر کیا نہیں کی جاتی؟ فرمایا: اس لئے کہ جو کچھ

وہ کرتا ہے محض حکمت و صواب ہے اور وہ متکبر و جبار

اور واحد و قہار ہے پس جس شخص کے دل اس کے فیصلہ

سے کچھ ناراضی پیدا ہوئی، وہ کافر ہو گیا۔ اور جس نے اس

کے افعال میں سے کسی کا انکار کیا وہ منکر ہوا۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ

نے فرمایا: اے ابن آدم! تو اپنے نفس کیلئے جو کچھ چاہتا ہے اس کے تعلق ہماری مشیت پہلے ہو چکی ہے، اور فرض تو ادا کرتا ہے اس کے ادا کرنے کی قوت بھی ہم نے دی ہے، اور ہماری ہی ہوتی

قوت کی نعمت سے ہی تو نافرمانی بھی کرتا ہے۔ ہم نے تجھے سننے، دیکھنے اور قوت والا بنایا ہے، پس جو خیر و خوبی تجھے پہنچے، وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور جو تجھے نقصان و تکلیف پہنچے

وہ تیری ذات کی طرف سے ہے، اسی وجہ سے ہم تیری بہ نسبت نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ اور تو ہماری بہ نسبت بدیوں کا زیادہ مستحق ہے۔ اسی وجہ سے جو کچھ ہم کرتے ہیں، اس کے تعلق ہم سے

پوچھ کر نہیں ہو سکتی، اور مخلوق سے باز پرس کی جلتے گی۔ ۱۰۰۰ اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا ۱۔ تفسیر صفائی ص ۳۲۶ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت قبیلہ بنو خزاعہ کے بارے میں ہے

کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کمران نصاریٰ کا یہ قول ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ اور یہود کا یہ قول ہے کہ عزیر خدا تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔

بقیہ حاشیہ سابقہ ص ۳۱۹)
لمتوجہم :- صاحب تفسیر صافی کا مسلمانوں کو
بھی عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ عقیدہ انبیت
میں شامل کر لینا درست نہیں۔ مسلمانوں میں کوئی
فرقہ ایسا نہیں جو ائمہ علیہم السلام کو خدا کے بیٹے
مانتا ہو۔ کچھ مسلمان تو انہیں صرف ایک عالم اور
مجتہد کا درجہ دیتے ہیں، لیکن شیعہ اثنا عشریہ انہیں
امام منصوب من اللہ اور معصوم مانتے ہیں اس سے
زیادہ نہیں۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۱)

۱۹

لہ ساقا :-
ساقا، دق، یزق کا مصدر ہے ساق
کے معنی اصل میں بند ہونے اور جڑ جانے کے
ہیں، خواہ وہ خلقی طور پر ہو، یا صناعی طور
پر، مصدر یہاں پر اسم فاعل یا اسم مفعول کے
معنی میں ہے۔ (لغات القرآن لعمانی ج ۳ ص ۵۵)
تفسیر صافی مک ۲۳ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام
محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا
گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ شاید تو یہ گمان کرتا ہے
کہ زمین اور آسمان ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے
پھر الگ الگ ہو گئے۔ افسوس نے عرض کی: جی ہاں!
آپ نے فرمایا: تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا نکتہ
ساقا کا مطلب یہ ہے کہ آسمان اس طرح بند تھا
کہ اس سے پانی نہیں برستا تھا۔ اور زمین اس طرح
بند تھی کہ اس سے دانہ نہیں اگتا تھا۔ اور جب اللہ
تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا، اور زمین پر ہر طرح
کا چلنے والا پھیلایا۔ تو آسمان کو اس طرح کھول
دیا، کہ اس سے باران رحمت نازل فرمائی، اور
زمین کو اس طرح کھول دیا، کہ اس میں سے دانے
اُگنے لگے۔

سائل نے عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ
آپ اولاد انبیاء میں سے ہیں، اور آپ کا علم انبیاء
کا سا علم ہے۔

۱۵ من السماء :-

تفسیر صافی مک ۳۲ پر ہے کہ اس کا مطلب
ہے کہ ہم نے ہر جاندار کو پانی سے پیدا کیا، جیسا کہ
اللہ تعالیٰ دوسرے موقع پر فرماتا ہے :- وَاللّٰهُ
خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّنْ مَّاءٍ (پل۔ نور۔ ع۔ ۶-۷)
اور اللہ تعالیٰ نے ہر چلنے والا پانی سے پیدا کیا ہے
اس لئے کہ مادوں میں پانی سب سے زیادہ عظمت رکھتا
ہے اس جہت سے بھی کہ اس کی ضرورت سب سے زیادہ

ہے، اور اس جہت سے بھی کہ اس سے نفع سب سے زیادہ ہے۔
تفسیر قمی میں ہے کہ یہ بات غور کے قابل ہے کہ ہر چیز کی نسبت پانی ہی طرف فرمائی، اور پانی کی نسبت کسی دوسری چیز کی طرف نہیں فرمائی۔
کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پانی کا مزہ دریافت کیا گیا، تو آپ نے فرمایا، کہ پانی کا مزہ زندگی کا مزہ ہے۔

يَعْمَلُونَ ۱۶ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا

عمل کرتے ہیں۔ جو کچھ ان کے سامنے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے وہ (اللہ) سب کچھ جانتا ہے۔ وہ

يَشْفَعُونَ ۱۷ إِلَّا لِمَن ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِ

کسی کی سفارش نہیں کرتے، سوائے اُسکے جسے وہ پسند کرے۔ اور وہ خود اُس کے خوف سے ڈرنے

مُشْفِقُونَ ۱۸ وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّنْ دُونِهِ

والے ہیں۔ اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ یقیناً میں بھی اس (خدا) کو چھوڑ کر ایک معبود ہوں

فَذَلِكْ يُجْزِيهِ جَهَنَّمُ ۖ كَذَلِكَ نُجْزِي الظَّالِمِينَ ۱۹ أَوَلَمْ

تو اُسے ہم دوزخ کی سزا دیں گے۔ ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔ کیا ان

يَرِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا

لوگوں نے جو کافر ہو گئے غور نہیں کیا کہ یقیناً آسمان اور زمین دونوں بند تھے ۱۵ پس ہم نے

فَفَتَقْنَاهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ۲۰

ان دونوں کو شکاف دے دیا۔ اور ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ۱۶ کیا پھر بھی وہ ایمان نہیں لاتے۔

وَجَعَلْنَا فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تُبِيدَ بِهِمْ وَجَعَلْنَا

اور ہم نے زمین میں بوچھل پہاڑ بنائے تاکہ وہ (زمین) ان (لوگوں) کو اُس کی طرف جھک نہ دے۔ اور ہم نے اُس

فِيهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۲۱ وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ

میں لچلے راستے بنائے تاکہ وہ راہ پائیں۔ اور ہم نے آسمان کو محفوظ

سَقْفًا مَّحْفُوظًا ۖ وَهُمْ عَنْ آيَاتِهَا مُعْرِضُونَ ۲۲ وَهُوَ

چھت بنایا۔ اور یہ لوگ اُس کی نشانیوں سے روگردان ہیں۔ اور وہ

الَّذِي خَلَقَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ فِي

(خدا) وہی ہے جس نے رات اور دن اور سورج اور چاند پیدا کئے۔ وہ سب

فَلَكَ يَسْبُحُونَ ۲۳ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ

آسمان میں تیرے ہیں۔ اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لئے ہمیشہ (زندہ) رہنا قرار نہیں دیا۔

أَفَإِن مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ۲۴ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

پھر کیا اگر تو مر جائے گا تو وہ ہمیشہ (زندہ) رہنے والے ہیں۔ ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔

۱۵

۱۶

۱۷

۱۸

۱۹

۲۰

۲۱

۲۲

۲۳

۲۴

وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۳۵﴾

اور ہم تمہیں سختی اور بھلائی کے ساتھ امتحان کی غرض سے آزمائش میں ڈالتے ہیں۔ اور آخر کار ہماری طرف ہی لوٹائے جائیں گے۔

إِذَا رَأَى الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا

اور (اے رسول) جب تمہیں وہ لوگ دیکھتے ہیں جو کافر ہو گئے، تو تمہیں بس ہنسی ہی بنا لیتے ہیں۔

أَهَذَا الَّذِي يَذْكُرُ إِلَهُتَكُمْ ۚ وَهُمْ يَذْكُرُونَ الرَّحْمَنَ هُمْ

کہ کیا وہ یہی ہے جو تمہارے معبودوں کو (بڑائی سے) یاد کیا کرتا ہے، حالانکہ وہ لوگ خود (خدا کے) رحمن کے ذکر کا انکار

كُفْرُونَ ﴿۳۶﴾ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُورِيكُمْ آيَاتِي

کر دوں گا۔ انسان جلدی سے پیدا کیا گیا ہے۔ عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا۔

فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ﴿۳۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

پس تم مجھ سے جلدی کی خواہش نہ کرو۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) یہ وعدہ کب پورا

صَادِقِينَ ﴿۳۸﴾ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكْفُونِ

ہو گا۔ کاش کہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ اس گھمبہ کو جان لیتے جبکہ یہ (دن کی) آگ کو نہ تو اپنے چہروں

عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۳۹﴾

کی طرف سے روک سکیں گے، اور نہ اپنی پیٹھوں کی طرف سے۔ اور نہ ہی وہ مدد دیتے جائیں گے۔

بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدِّهَا

بلکہ وہ تو ان کو اچانک ہی آئے گی۔ پھر ان کو مبہوت کر دے گی۔ پس نہ تو یہ اُسے ٹوٹا سکیں گے، اور

وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ اسْتَهْزَى بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

نہ ہی وہ ٹھٹھٹ دیتے جائیں گے۔ اور یقیناً تم سے پہلے کئی رسولوں کے ساتھ ہنسی کیا جا چکا ہے۔

فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴۱﴾

پس ان میں سے ان لوگوں کو جو ہنسی اڑا کرتے تھے اسی (عذاب) نے گھیر لیا جسکی وہ ہنسی اڑا کر رہے تھے۔

قُلْ مَنْ يَكْلَأُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَنِ بَلْ هُمْ

(اے رسول) کہہ دو کہ (خدا کے) رحمن کے عذاب سے رات اور دن میں کون تمہاری حفاظت کرے گا۔ بلکہ وہ لوگ

عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِمْ مُعْرِضُونَ ﴿۴۲﴾ أَمْ لَهُمْ إِلَهَةٌ تَنْعِهِمْ

پروردگار کے ذکر سے روک دیتے ہیں۔ کیا ان کے کچھ اور معبود بھی ہیں جو ان کو

۱۷ اسْتَهْزَى بِرُسُلٍ :-

تفسیر صافی ص ۳۲۸ پر ہے، کہ اس آیت مجیدہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ ہنسی نہیں کیا، بلکہ آپ سے قبل جس قدر بھی رسول آئے، آپ کے ساتھ کفار نے ایسا ہی سلوک کیا۔ پھر جس عذاب الہی کی وہ لوگ ہنسی اڑا کر رہے تھے، اسی نے انہیں آدلوں میں

مَنْ دُونَنَا لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنْفُسِهِمْ وَلَا هُمْ مِنَّا

(ہم سے) بچالیں گے! وہ نہ تو اپنی ذات کی مدد (آپ) کر سکتے ہیں، اور نہ ہی ہماری طرف سے

يُصَحِّبُونَ ﴿۳۲﴾ بَلْ مَتَّعْنَا هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى طَالَ

اُن کا ساتھ دیا جائے گا۔ بلکہ ہم نے انہیں اور اُن کے باپ دادا کو نفع پہنچایا۔ یہاں تک کہ اُن کی عمریں بڑھ

عَلَيْهِمُ الْعُمْرُ أَفَلَا يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ

گنیں اُن پھر کیا وہ غور نہیں کرتے کہ یقیناً ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم کرتے چلے آتے ہیں

أَحْزَانٍ ﴿۳۳﴾ قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ

اے کیا پھر بھی وہی غالب ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو اس واسطے کہ میں تمہیں وحی کیساتھ ڈراتا ہوں۔

وَلَا يَسْمَعُ الصَّهْمُ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذِرُونَ ﴿۳۴﴾ وَلَئِنْ

اور بہر حال جو جس وقت ڈرایا جائے، تو وہ پکار کر سنتے ہی نہیں۔ اور اگر

مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يُوَيْسِنَا إِنَّا

انہیں تمہارے پروردگار کے عذاب کی ذرا سی ہوا بھی چھو گئی اے تو وہ ضرور کہیں گے کہ ہائے ہماری غلامی! یقیناً

كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿۳۵﴾ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ

ہم ہی قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھ دیں گے۔

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ

پس کسی نفس پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر کوئی عمل (رائی کے دانے کے برابر بھی) ہوگا تو ہم اسے لا ماھر

خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا

کریں گے۔ اور ہم حساب لینے والے کافی ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

مُوسَىٰ وَهَارُونَ الْفُرْقَانَ وَضِيَاءً وَذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۳۷﴾

موسیٰ اور ہارون کو فرقان اور پرہیزگاروں کے لئے نور اور نصیحت عطا کی اے

الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ

جو اپنے پروردگار سے غائبانہ ڈرتے رہتے ہیں۔ اور وہ (قیامت کی) گھڑی سے بھی

مُشْفِقُونَ ﴿۳۸﴾ وَهَذَا ذِكْرٌ مُّبَارَكٌ أَنزَلْنَاهُ أَفَأَنْتُمْ لَهُ

ڈرنے والے ہیں۔ اور یہ برکت والا ذکر ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے۔ تو کیا تم لوگ اس کا

۱۷ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ۔

لغت کی مشہور کتاب قاموس میں ہے کہ عُمُرُ

عُمُرُ اور عُمُرُ۔ تینوں کے معنی زندگی کے ہیں۔

امام راغب لکھتے ہیں، عُمُرُ اور عُمُرُ زندگی

سے بدن کے آباد رہنے کا نام ہے، یہ معنی میں بقاء

ہے، فروتر ہے، چنانچہ جب طال عُمُرُہ یوتے ہیں

تو اس کے معنی روح سے بدن کے آباد رہنے کے آتے

ہیں، لیکن طال بقاءۃ اس معنی کا متقاضی نہیں کیونکہ

بقاۃ فنا کی ضد ہے، اور چونکہ لفظ بقاۃ کو لفظ عمر کے

فضیلت ہے، بدیں و جہتی تعالیٰ کو بقاۃ کے ساتھ تو

موصوف کیا کرتے ہیں، مگر عمر کے استعمال اس کے صفت

میں بہت کم ہوتا ہے، لغات القرآن نعمانی ج ۱ ص ۳۵

۱۷ نَأْتِي الْأَرْضَ۔

تفسیر صفائی ص ۳۲۸ پر بحوالہ کافی و تغیر

مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اس کا مطلب ہے، کہ ہم علماء کی موت سے

زمین کو کم کرتے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا، کہ اس کا

نقصان علماء کی موت ہے۔

۱۷ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ۔

تفسیر صفائی ص ۳۲۸ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام

زین العابدین علیہ السلام نے وعظ اور مذہد کے بارے

میں کلام فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنی کتاب میں گنہگاروں کا ذکر فرمایا ہے اور یہ

فرمایا، وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِّنْ عَذَابِ رَبِّكَ

لَيَقُولُنَّ يُوَيْسِنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ پس اے لوگو!

اگر تم یہ کہو، کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مشرک مراد لئے

ہیں، تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اس لئے کہ آگے فرماتا ہے:

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ..... الخ

اے بندگان خدا! آگاہ ہو، کہ مشرکوں کیلئے نہ میزائیں

قائم کی جائیں گی، اور نہ حساب کے وقت کھولے

جائیں گے، ان کے تو گروہ کے گروہ جہنم میں بھیج دیئے

جائیں گے۔ نیز انوں کا قائم ہونا، اور حساب کتاب

کے وقتوں کا کھولا جانا محض اہل اسلام کے لئے

ہے، پس اے بندگان خدا! خدا سے ڈرتے رہو۔

۱۷ ذِكْرًا لِّلْمُتَّقِينَ۔

تفسیر صفائی ص ۳۲۸ پر ہے، کہ الفرقان سے مراد

ایسی جامع کتاب ہے، جو حق اور باطل کے درمیان فرق

کرتے والی ہو۔ اور ضیاء سے وہ روشنی مراد ہے جس

سے حیرت اور جہالت کی تاریکیوں میں اُجالا ہو جاتا

اور ذکر سے مراد وہ نصیحت ہے جس سے پرہیزگار لوگ

نصیحت حاصل کریں۔

مُنْكَرُونَ ۵۱ وَلَقَدْ اتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُسْدَهُ مِنْ قَبْلُ

انکار کرنے والے ہو۔ اور یقیناً ہم نے ابراہیم کو سیدھے ہی سے اُس کی صلاحیت عطا کر دی تھی۔

وَكُنَّا بِهِ عَلِيمِينَ ۵۲ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَذِهِ

اور ہم اس کی اہلیت کو جانتے تھے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ اُس نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ کیا

الشَّمَائِلُ الَّتِي أَنْتُمْ لَهَا عَاقِفُونَ ۵۳ قَالُوا وَجَدْنَا

مردمیں ہیں۔ جن کے تم مجاور بنے بیٹھے ہو۔ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ

أَبَاءَنَا لَهَا عِبَادِينَ ۵۴ قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ

دادوں کو انکی عبادت کرنے والے پایا۔ اُس نے کہا یقیناً تم خود بھی اور تمہارے باپ دادا بھی

فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۵۵ قَالُوا أَجِئْنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنْ

گھل گھرا ہی میں تھے۔ وہ بولے کیا تو ہمارے پاس حق لایا ہے یا تم ول ٹکی کر رہے

اللَّعِينِينَ ۵۶ قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

ہی ہو؟ اُس نے کہا بلکہ تمہارا پلڑا گاراسماںوں اور زمین کا پروردگار ہے۔

الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۵۷

جس نے انھیں پیدا کیا ہے۔ اور میں اس پر گواہی دینے والوں میں سے ہوں۔

وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُولُوا مُدْبِرِينَ ۵۸

اور خدا کی قسم! میں تمہارے بتوں کے ساتھ ضرور کوئی چال چلوں گا۔ بعد اُس کے کہ تم پیٹھ پھیر کر جا چکے گے۔

فَجَعَلَهُمْ جُودًا إِلَّا كِبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّكُمْ إِلَيْهِ يُرْجَعُونَ ۵۹

پس اُس نے ان (بتوں) کو ریزہ ریزہ کر دیا سوائے اُن کے بڑے (بت) کے، تاکہ وہ اُس کی طرف رجوع کریں۔

قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَذَا بِالْهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۶۰ قَالُوا

وہ بولے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ (فعل) کس نے کیا؟ یقیناً وہ ظالموں میں سے ہے۔ (کچھ لوگ) کہنے لگے

سَمِعْنَا قَتَىٰ يَذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ ۶۱ قَالُوا فَاتُوا

ہم نے ایک نوجوان کو جسے ابراہیم کہا جاتا ہے، ان (بتوں) کا ذکر کرتے سنا تھا۔ وہ بولے پھر اُسے لوگوں

بِهِ عَلَىٰ أَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُونَ ۶۲ قَالُوا أَنْتَ

کے سامنے آؤ، تاکہ وہ گواہی دیں۔ (جب ابراہیم آگئے تو) وہ بولے اے ابراہیم! کیا تو نے

۱۷ عَاقِفُونَ :-

اس کے معنی ہیں معتکف اعتکاف کرنے والے
مجاورہ گرد جمع ہونے والے۔ عَاقِفُونَ، اکم فاعل
کا صیغہ جمع مذکر عَاقَفْتُ کی جمع بحالت رفع۔
تاج العروس میں ہے کہ عَاقِفُونَ امی یقیون
یلازمون لایبرحون، یعنی مقیم ہونے والے اور
ایسے جنہ والے کہ ٹکیں ہی نہیں۔ اور عَاقِفُونَ
المستجد کے معنی ہیں مسجد میں اعتکاف کرنے
کے، اور اعتکاف "شرع میں کہتے ہیں عبادت کی
نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کو۔
(لغات القرآن نعمانی ج ۳ - ص ۱۹۵)

فَعَلَتْ هَذَا بِإِهْتِنَا يَا بُرْهَيْمُ ۖ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ

ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ فعل کیا ہے؟ اُس نے کہا بلکہ اس نے کیا ہے، بڑا ان کا

هَذَا فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ۖ فَرَجَعُوا إِلَىٰ

یہ ہے اسے پس اگر یہ (بیت) بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔ پس انہوں نے اپنے دلوں کی طرف رجوع

أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ ۖ ثُمَّ نَكَسُوا عَلَىٰ

کیا (دل میں سوچا) پھر وہ کہنے لگے یقیناً تم لوگ خود ہی ظالم ہو۔ پھر انہوں نے اپنے سر

رُءُوسِهِمْ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا هَؤُلَاءِ يَنْطِقُونَ ۖ قَالَ

تجھنا دیکھئے۔ (کہنے لگے) یقیناً تجھے علم ہے کہ یہ (بیت) تو بولتے ہی نہیں۔ (ابراہیم نے) کہا

أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَلَا

پھر کیا تم خدا کو چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دیتے ہیں، اور نہ نقصان پہنچاتے

يَضُرُّكُمْ ۖ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۖ وَلِمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

ہیں۔ (تفہم ہے تم پر، اور ان پر بھی جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پوجتے ہو۔)

أَفَلَا تَعْقِلُونَ ۖ قَالُوا حَرِّقُوهُ وَانصُرُوا آلِهَتَكُمْ إِنْ

پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ وہ کہنے لگے اسے جلاؤ اور اس کے گھر کو گم کرنے ہی دے ہو تو اپنے معبودوں

كُنْتُمْ فَعِلِينَ ۖ قُلْنَا إِنَّا لَكُونِي بَرْدًا وَسَلَامًا عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ

کی مدد کرو۔ (جب ابراہیم آلہ ہمارے آگ میں گرے گا تو ہم اسے سردی اور سلامتی میں لے آئیں گے)

وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْآخِصِينَ ۖ وَنَجَّيْنَاهُ

اور انہوں نے اس کے ساتھ ایک جہاں جانے کا ارادہ کیا پس ہم نے انہیں سب سے زیادہ نقصان پہنچانے کو دیا۔ اور ہم نے اُسے

وَلَوْطًا إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا لِلْعَالَمِينَ ۖ وَوَهَبْنَا

اور لوٹ کر اس سرزمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے سارے جہانوں کیلئے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے

لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ وَكُلًّا جَعَلْنَا صَالِحِينَ ۖ

اُسے اسحاق (یعنی) اور یعقوب (پوتا) انعام میں دیا۔ اور ہم نے سب کو نیکو کار بنائے رکھا۔

وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَهْدُونَ بِأَمْرِنَا وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِمْ

اور ہم نے انہیں ایک امت بنایا کہ وہ ہمارے امر کے ساتھ ہدایت کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کی طرف

لَهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا ۖ

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ مجتہد اخبار الرضا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ

اگر یہ بولتے ہوں، تو ان کے بڑے بیت نے ایسا کیا،

اور اگر نہ بولتے ہوں تو ان میں سے بڑے تک نے

بھی کچھ نہیں کیا۔ پس نہ وہ بولتے تھے، اور نہ حضرت

ابراہیم علیہ السلام نے کوئی بات خلاف واقعہ بیان

فرمائی۔

لمنتوجم :- اس آیت مجیدہ میں حضرت ابراہیم

علیہ السلام کا کلام معجز نما بیان ہوا ہے جو فصاحت

اور بلاغت سے مملو ہے، اپنے جواب ارشاد

فرمایا، اس کے تین حصے ہیں :- (۱) بَلْ فَعَلَهُ

اس پر وقت ہے۔ (۲) كَبِيرُهُمْ هَذَا۔ اور میرا

جو وہ ہے فَسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ

فعلہ میں ہو ضمیر متناہی (پوشیدہ) ہے اس کے

معنی ہیں اُس نے کیا، گویا اس فعل یعنی بتوں کے

توڑنے کا فاعل وہ ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وہ کہہ کر اس فعل کے

حقیقی فاعل کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے یعنی اپنی

ذات مقدس۔ لیکن ساتھ ہی ”کَبِيرُهُمْ هَذَا“

بڑا ان بتوں کا یہ ہے، کہہ کر کافروں کا روتے سخن بتوں

کی طرف پھیر دیا جس سے انکی توجہ بڑے بیت کی طرف

ہو گئی پھر ارشاد فرمایا :- فَاسَلُّوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ

اور شرط لگا دی، ان کا تو ایسا بولتے ہیں، بشیر طیکہ بیت

بول سکتے ہوں، یہ ان کافروں کے لئے ضرب کاری تھی

کیونکہ وہ سمجھ گئے کہ بت تو بول ہی نہیں سکتے، اور ان کی

بے چارگی کا یہ عالم ہے کہ خود اپنی حفاظت نہیں کر سکتے

پھر وہ دوسروں کی مرادیں کیا پوری کریں گے، پس

انہوں نے اپنی غلطی تسلیم کر لی۔ اور کہہ دیا، اِنَّكُمْ

انتم الظالمون کہ تم لوگ تو خود ہی ظالم ہو۔

پس اس آیت مجیدہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے کوئی بات خلاف واقعہ نہیں فرمائی، بلکہ ایسا ذو معنی کلام

فرمایا، کہ اصلی فاعل کا پتہ بھی دے گئے، اور کافروں

کی توجہ بھی دوسری طرف مبذول کر دی :-

لَهُ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا ۖ

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ الاحتماج طبری امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت ابراہیم

علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا، تو آپ نے دعا مانگی :-

اللَّهُمَّ اِنِّي اسئلك بحق محمد وال محمد لما اُفجيتني

منها (اے میرے اللہ! میں بحق محمد و آل محمد علیہم السلام عرض کرتا ہوں، کہ مجھے اس آگ سے نجات دے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو مقدس کی طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نجات دی، اور آگ

سرد ہو کر آیت سلامتی کا باعث بن گئی۔ اور تفسیر فی میں ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا، تو زمین اور فرشتوں حتیٰ کہ حضرت جبرائیل امین نے بارگاہِ امدت

میں عرض کی کہ یا خدا روئے زمین پر صرف ابراہیم ہی تیرا بندہ ہے، جو تیری عبادت کرتا ہے، اور تو نے اُسے غیب بھی بنایا ہے، کیا تو اُسے آگ میں جکے دیگا۔ اللہ تعالیٰ کی حرکات سے

جواب بلا، کہ اگر وہ مجھ سے درخواست کرے تو یہ مصیبت مل سکتی ہے، چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی :- یا اللہ، یا واحد، یا صمد، لا یولد ولا یولد، لیکن

لَهُ كَفُّوا أَحَدًا۔ یعنی من التکاد بوجہتک (اے خدا واحد و یکتا۔ اے بے نیاز۔ اے وہ جس سے نہ کوئی پیدا ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اُس کا کفوس ہے، تو مجھے اپنی رحمت سے

اس آیت کے عجائبات اور اس میں لکھے ہوئے معجزات کے بارے میں جو آیتیں تلاوت کی اور دریافت کیا کہ کیا آپ کو باقی بچاؤ

اس آیت کے عجائبات اور اس میں لکھے ہوئے معجزات کے بارے میں جو آیتیں تلاوت کی اور دریافت کیا کہ کیا آپ کو باقی بچاؤ

فَعَلِ الْخَيْرَاتِ وَاقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَ

نیک کاموں ، اور نماز قائم رکھنے ، اور زکوٰۃ ادا کرنے کی وحی کی ۔ اور

كَانُوا لَنَا عِبْدِينَ ﴿۴۲﴾ وَلَوْ كُنَّا إِتَيْنَهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَ

وہ سب ہماری ہی عبادت کر رہے تھے ۔ اور ہم نے لوگوں کو بھی حکم اور علم عطا کیا ۔ اور

نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْخَبِيثَ ط

اُسے ایسی بستی سے نجات دی ، جس کے رہنے والے گندے کام کیا کرتے تھے ۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَسَقِينَ ﴿۴۳﴾ وَأَدْخَلْنَاهُ فِي

یقیناً وہ لوگ بدکار نافرمان تھے ۔ اور ہم نے اُسے اپنی رحمت میں داخل

رَحْمَتِنَا إِنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ﴿۴۴﴾ وَنُوحًا إِذْ نَادَى مِنْ

کیا ہوا تھا ۔ یقیناً وہ نیکو کاروں میں سے تھا ۔ اور نوح جبکہ اُس نے (اس سے بھی) پہلے

قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ

ندادی تھی ۔ پس ہم نے اُس کی فریاد سن لی ، پھر اُسے اور اُس کے اہل کو بہت بڑے دکھ سے نجات

الْعَظِيمِ ﴿۴۵﴾ وَنَصَرْنَاهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

فے دی ۔ اور ہم نے اس قوم کے مقابلہ میں اس کی مدد کی ، جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا ۔

إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمَ سَوْءٍ فَأَغْرَقْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۴۶﴾ وَدَاوُدَ

یقیناً وہ لوگ بدکار تھے ۔ پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا ۔ اور داؤد

وَسُلَيْمَانَ إِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفِثَتْ فِيهِ غَمَمٌ

اور سلیمان جبکہ وہ اس ٹھیکتی کے بارے میں فیصلہ کر رہے تھے جبکہ اُس میں ایک گروہ کی بکریاں رات کے وقت

الْقَوْمِ وَكُنَّا لَهُمْ شَهِيدِينَ ﴿۴۷﴾ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا

پھر گئی تھیں ۔ اور ہم ان کے فیصلہ کے شاہد تھے ۔ پھر ہم نے وہ (فیصلہ) سلیمان کو سمجھا دیا تھا ۔ اور ہم نے

آتَيْنَاهُمْ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَحَرْنَا مَعَ دَاوُدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحُنَ

سب کو حکم اور علم عطا کیا تھا ۔ اور ہم نے پہاڑوں اور درختوں کو داؤد کے تابع کر دیا اسلئے وہ اُس کے ساتھ

وَالطَّيْرُ وَكُنَّا فَاعِلِينَ ﴿۴۸﴾ وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ

پسبح کرتے تھے اور (سب کچھ) ہم ہی کر رہے تھے ۔ اور ہم نے اس (داؤد) کو تمہارے لئے (ٹوکی) لباس (زرہ) بنانے کی اسلئے

(بقیہ حاشیہ سابقہ ص ۲۲۳)

مجھ سے کوئی حاجت ہے ؟ آپ نے فرمایا : ہاں ! حاجت تو ہے ، لیکن تم سے نہیں ، پروردگار عالم سے ضرور حاجت ہے ۔ اس وقت جبرائیل امین نے ایک انگوٹھی اٹکے حوالے کی ، جس پر یہ لکھا تھا : لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ الحجات ظہری الی اللہ واسندت امری الی اللہ ۔ اور ایک دہائی میں یہ لفظ زائد ہیں : وفوضت امری الی اللہ ۔ ترجمہ :- اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ، محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو اپنا پشت پناہ بنا لیا ۔ اور میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا اور میں نے اپنا معاملہ خدا کو سونپ دیا ۔

پس خدا تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا ، گویا ہذا پس مائے سردی کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دانت بجھنے لگے ، اور جب تک یہ حکم نہ پہنچا و سلاماً علی ابنی اہنیم ، وہ سردی موقوف نہ ہوئی ۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷)

۱۷ وَنَحَرْنَا مَعَ دَاوُدَ :- تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ الکمال امام جعفر صافی علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھتے ہوئے نکلتے تھے ، اور جوقت وہ زبور پڑھتے تھے ، تو کوئی پہاڑ یا پتھر یا پرندہ ایسا باقی نہیں رہتا تھا ، جو ان کے ساتھ نہ پڑھتا ہو ۔

المناقب میں ہے ، کہ جناب امامین العابدین علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی ، پھر سجدہ میں تسبیح خدا کی ۔ تو کوئی درخت اور درخت ایسا نہ رہا ، جس نے ان حضرت کے ساتھ تسبیح خدا نہ کی ہو ۔

۱۸ عَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ :- تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صافی علیہ السلام سے منقول ہے ، کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں ، کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو وحی کی ، کہ اگر تم بیت المال سے نہ کھاتے ، اور اپنے ہاتھ کی محنت سے اپنی روزی بہم پہنچاتے ، تو اچھا تھا ، تم میرے اچھے بندے ہو پھر نے فرمایا ، کہ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن تک اوتے رہے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوہے کو حکم دیا ، کہ تو میرے بندے داؤد علیہ السلام کے لئے نرم ہو جا ۔ حکم خدا سے لوہا نرم ہو گیا ۔ اور حضرت داؤد علیہ السلام روزانہ ایک زرہ بنا لیتے تھے ، اور ہزار درہم کو بیچ لیتے تھے ۔ اس طرح تین سو

ساتھ زرہیں بنالیں ، اور تین لاکھ ستر ہزار درہم کو بیچیں ، اور ہمیشہ کے لئے بیت المال سے مستغنی ہو گئے ۔

لِيُخَصِّنَكُمْ مِّنْ بَاسِكُمْ ۖ فَهَلْ أَنْتُمْ شَاكِرُونَ ۝ وَلِإِسْلَامِكُمْ

صنعت سیکھلا دی تھی، تاکہ وہ (زرہ) تمہیں (پڑائی میں محفوظ رکھے، پھر کیا تم شکر گزار بنو گے، اللہ سلیمان کیلئے

الرَّيِّحَ عَاصِفَةً تَجْرِي بِأَمْرِ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي بَارَكْنَا

(کہنے) تند چلنے والی ہوا کو (تاریخ کر دیا) وہ اس کے علم سے اس سرزمین کی طرف چلا کرتی تھی جس میں ہم نے برکت

فِيهَا وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمِينَ ۝ وَمِنَ الشَّيْطَانِ مَن

رکھی تھی۔ اور ہم ہر چیز کو جاننے والے ہیں۔ اور شیطانوں میں سے (ان کو تابع کر دیا) جو اس

يَغْوُونَ لَهُ وَيَعْمَلُونَ عَمَلًا دُونَ ذَلِكَ وَكُنَّا لَهُم

کیلئے (سمنڈوں میں) غوطہ کھاتے تھے۔ اور اس کے علاوہ اور کام بھی کرتے تھے، اور ہم ان کے محافظ ہوا

حَفِظِينَ ۝ وَآيُوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ

کرتے تھے۔ اور یوب، جس وقت اُس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے لہ

وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرَّحِيمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ

اور تو رحم کرنے والوں میں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اُسکی فریاد سن لی، سو جو تکلیف اُس پر تھی، ہم

مِنْ ضُرِّهِ وَآتَيْنَاهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ

نے دور کر دی۔ اور ہم نے اپنی طرف سے بطور رحمت اور عبادت کرنے والوں کیلئے بطور نصیحت اس کے اہل و عیال

عِنْدَنَا وَذِكْرًا لِلْعَبِيدِينَ ۝ وَاسْمِعِيلَ ۝ وَإِذْ رُسُودُ

اور اتنے ہی اُن کے ساتھ عطا کر دیئے۔ اور اسماعیل اور ادریس اور

ذَا الْكِفْلِ ۝ وَادْخُلْنَاهُمْ فِي رَحْمَتِنَا

ذوالکفل، سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ اور ہم نے اُن کو اپنی رحمت میں داخل کر لیا تھا

إِنَّهُمْ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَذَا النُّونِ إِذْ ذَهَبَ مُغَاضِبًا

یقیناً وہ سب نیکو کاروں میں سے تھے۔ اور ذوالنون (مچھلی والا یونس) جبکہ وہ غضبناک ہو کر چلا گیا،

فَظَنَّ أَنْ لَّنْ نَقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ

تو اُس کو یقین تھا کہ ہم ہرگز اُس پر رزوی تنگ نہ کریں گے لہٰذا پس اُس نے مچھلی کے پیچھے اندھیرے میں پکارا لہٰذا کہ

إِلَّا أَنْتَ سُبْحَنَكَ ۖ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے، یقیناً میں نقصان آٹھانیوں میں سے تھا لہٰذا پس ہم نے اُسکی فریاد

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے، کہ ضرر جب عام ضرر کے معنوں میں ہو، تو یہ لفظ نہ بر کے ساتھ آتا ہے۔ اور جب خاص جہانی ضرر کے معنوں میں ہو، جیسے بیماری یا دہلہا یا وغیرہ تو پیش (ضمہ) سے آتا ہے۔ لہٰذا اُن کُنْتُ فَقْدَرْتُ عَلَيْهِ۔

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بھلاہ عیون اخبار الرضا لکھا ہے، کہ اس آیت کا مطلب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا، تو آپ نے فرمایا، کہ یہ حضرت یونس بن مثنیٰ تھے، جو اپنی قوم سے نکلا ہو کر چلے گئے تھے اور ان کو یہ یقین تھا، کہ ہم اُن کی روزی تنگ کریں گے، جس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول شاہد ہے: وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ۔ (پیش رفت) یہاں قد بمعنی ضیق ہے، یعنی روزی کا تنگ کرنا اس آیت کے معنی یہ ہیں، اور دیا وہ جس کو وہ مبتلا کرے، اور پھر اس پر اُس کا رزق تنگ کر دے۔

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے، کہ یہ تین اندھیرے تھے، ایک رات کا اندھیرا۔ دوسرا سمندر کی گہرائی کا اندھیرا۔ تیسرا مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا۔ یہ تینوں اندھیرے تھے، تو حضرت یونس علیہ السلام ظاہر ہوئے۔

لہٰذا اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں خدا تعالیٰ کو ان الفاظ میں پکارا تھا: لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ۔

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر اس کا مطلب یہ بیان کیا گیا ہے، کہ جیسی عبادت کا موقع تو نے مجھے مچھلی کے پیٹ میں دیا، میں ویسی عبادت نہ کر سکا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی دعا قبول فرمائی، اور اُن کو مچھلی کے پیٹ سے نجات دے دی۔ اور دوسرے موقع پر خدا تعالیٰ نے فرمایا۔

فَلَوْلَا أَنَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ۔ لکنست فی بطنہ الی یوم یبعثون۔ یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام قیام کرنے والوں میں سے نہ ہوتے، تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں ہی رہتے۔

من لا یحضرہ الفقیر اور الخصال میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ مجھے اس شخص سے تعجب ہے، کہ جسے رنج و غم پیش آئے، تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے فریاد کیوں نہیں کرتا، کیونکہ اس کے بعد ہی تو فرماتا ہے: فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ۔ اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے، کہ جو مصیبت نہ وہ اس آیت کے ساتھ دعا مانگے گا، اس کی دعا ضرور قبول ہوگی۔

لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَلِكَ يُخَيِّمُ الْمُؤْمِنِينَ ۝۸۸ وَكَرَّمَا

سن لی، اور اُسے غم سے نجات دے دی۔ اور ہم مؤمنوں کو اسی طرح نجات دیا کرتے ہیں۔ اور زکریا،

إِذْ نَادَى رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ ۝۸۹

جبکہ اس نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور تو سب اربابوں سے بہتر ہے۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَوَهَبْنَا لَهُ يَحْيَىٰ وَأَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَهُ ۝

پس ہم نے اسکی فریاد سن لی۔ اور اُسے یحییٰ عطا کیا۔ اور ہم نے اس کیلئے اسکی زوجہ کی بھی اصلاح کر دی۔

لَإِنَّهُمْ كَانُوا يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۝

یقیناً وہ سب نیکیوں میں جلدی کیا کرتے تھے، اور ہمیں امید اور خوف سے پکارا کرتے تھے۔ اور

كَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ ۝۹۰ وَالَّتِي أَحْصَدَتْ فَرجَهَا فَفَقَحْنَا فِيهَا

وہ سب ہمارے حضور میں عاجزی کرتے تھے۔ اور وہ عورت (مریم) جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی، پس ہم نے اپنی

مِنْ رُوحِنَا وَجَعَلْنَاهَا وَابْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ۝۹۱ إِنَّ هَذِهِ

(مخلوق) روح میں سے کچھ اس میں پھونکتی اور ہم نے اسے ادا کیے بیٹے (عیسیٰ) کو جہانوں کیلئے ایک نشان قرار دے دیا

أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۝۹۲ وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُونِ ۝۹۳

یقیناً یہ تمہارا گروہ ایک ہی گروہ ہے، اور میں تمہارا پروردگار ہوں۔ پس تم میری ہی عبادت کیا کرو۔

وَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ كُلٌّ إِلَيْنَا رَاجِعُونَ ۝۹۴ فَمَنْ يَعْمَلْ

اور لوگوں نے اپنے معاملہ (دین) کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا (غیر) یہ سب ہمارے ہی پاس لوٹ کر آئیں گے ہیں۔ پس

مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعِيدِهِ وَإِنَّا لَهُ

جو شخص نیک عمل کرے گا، اور وہ مؤمن بھی ہوگا، تو اس کی خوشش کی نافرمانی نہ کی جائے گی۔ اور یقیناً ہم اُس

كَاتِبُونَ ۝۹۵ وَحَرَّمَ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ۝۹۶

کیلئے لکھنے والے ہیں۔ اور جس بستی کو ہم نے اعدائے بیکارہ ملک کر دیا جس کیلئے عذاب کے یقیناً انکی جہت ہوگی (زمانہ رجعت میں نہ رہے)

حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ

کئے جائیں گے، یہاں تک کہ جب یا جوج اور ما جوج کھول دیئے جائیں گے لہٰذا اور وہ ہر بندی سے دوڑتے چلے آئیں

يَنْسِلُونَ ۝۹۷ وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ

گئے۔ اور سچا وعدہ قریب آجائے گا۔ تو جو لوگ کافر ہیں ان کی آنکھیں اچانک

لہٰ یا جوج و ما جوج :-
یا جوج اور ما جوج کی مفصل تشریح ساری
صفحہ ۲۹۳ زیر حاشیہ ۱۱ ہو چکی ہے وہاں سے
ملاحظہ کر لی جائے :-



لَهُ لَهَا وَإِرْدُونُ :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۲ پر بحوالہ قرب الاسناد
امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے والد
ماجد منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر شخص
چیز کو جس کی اس کے سوا عبادت کی گئی ہو، حاضر
کرے گا۔ سورج ہو، یا چاند، یا کوئی اور۔ پھر ہر ایک
انسان سے جس جی وہ عبادت کرتا رہا ہو، پوچھے گا
پس ہر وہ بندہ جس نے خدا کے سوا کسی اور کی عبادت
کی ہوگی، عرض کرے گا، کہ اے مہاشے پروردگار!
ہم تو ان کی عبادت اس لئے کیا کرتے تھے، کہ یہ تیرے
حضور میں ہمیں مقرب کرویں۔ اُس وقت اللہ تعالیٰ
فرشتوں کو حکم دے گا، کہ خود ان کو اودھن جن کی یہ
عبادت کیا کرتے تھے، اُن کو جہنم میں لے جاؤ۔ سوئے
ان کے جن کو ہم نے مستثنیٰ کر دیا ہے۔
۵۲ مِثْلَ الْخُسْفَى :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۲ پر بحوالہ المجاہدین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ آنحضرت
صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اے علی!
تم اور تمہارے شیعیہ حوض کوثر پر ہوں گے، ان میں سے
جس جس سے تم محبت رکھو گے، اسے بلاؤ گے اور جن
جن سے تمہیں نفرت ہوگی، اُن کو روک دو گے۔ اور
بڑے خوف کے دن عرش کے شاہ میں تم ہی اس سے
ہو گے۔ اور سب لوگ پریشان ہونگے، مگر تم پریشان
نہ ہو گے۔ اور سب لوگ رنجیدہ ہونگے، مگر تم رنجیدہ
نہ ہو گے۔ اور تمہارے ہی ہاتھ میں یہ آیت نازل
ہوئی ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَ الْحَسَنٰی الْخَ
اور تمہارے ہی لئے یہ آیت نازل ہوئی ہے: لَا یُخْزِنٰہُمْ
النَّارُ الْعَظِیْمَہُ۔ الخ ۛ
ۛ ۛ اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُہَا۔

تفسیر معانی صفحہ ۳۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول
کے بارے میں منقول ہے، کہ وہ نیک بندے کا نام مہدی
آخر الزمان علیہ السلام کے اصحاب ہیں۔
صاحب تفسیر مجمع البیان کہتے ہیں، کہ اس مطلب
پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث
بھی دلالت کرتی ہے، جسے خاصہ اور عامہ نے اس
طرح روایت کیا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا، کہ اگر دنیا کی عمر سے ایک دن بھی باقی
رہ جائے گا، تو اللہ تعالیٰ اُس دن کو طوفانی کر دیگا،
کہ میرے اہل بیت میں سے ایک ایسے شخص کو مبعوث
کرے، جو زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے، جس ط

أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يُؤْيَدُنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَذَا

کھلی کھلی رہ جائیں گی۔ (اس وقت کہیں گے) بٹے ہماری خرابی! یقیناً ہم اس سے عفت ہی میں رہے ہیں۔

بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٩٤﴾ إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

بلکہ ہم تو ظالم ہی تھے۔ یقیناً تم اور جن چیسروں کی تم خدا کے سوا عبادت کرتے ہو،

حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنْتُمْ لَهَا وَرَدُونَ ﴿٩﴾ لَوْ كَانَ هَؤُلَاءِ

جہنم کا ایندھن ہو۔ تم سب اس پر وارد ہونے والے ہو۔ اگر یہ (حقیقتاً) مسمود ہوتے

الْهَيْئَةَ مَّا وَرَدُّهَا^ط وَكُلُّ فِيهَا خَلِيدُونَ ﴿٩٩﴾ لَهُمْ فِيهَا

تو اس پر وار نہ ہوتے ۔ حالانکہ وہ سب ہمیشہ اسی میں رہنے والے ہیں ۔ اُس میں اُن کی

زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ﴿١٠٠﴾ إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ

چھ پکار ہوگی۔ اور وہ اس میں (اور) کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔ یقیناً وہ لوگ جن کیلئے ہماری طرف سے نبی

لَهُمْ مِنَ الْحُسْنَىٰ ۖ أُولَٰئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُونَ ﴿١٠١﴾ لَا يَسْمَعُونَ

پہلے ہی طے ہو چکی ہے ۱۵ وہ اس (جہنم) سے دُور رکھے جائیں گے۔
وہ اس کی آواز نہیں

حَسْبِيَهَا^ج وَهُمْ فِي مَا اشْتَهَتْ أَنْفُسُهُمْ خِلْدُونَ ﴿١٠٢﴾

سنیں گے۔ اور وہ ان چیزوں (کی لطف اندوزی) میں جن کو ان کا جی چاہے گا، ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّيْنَهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَذَا

اور اُن کو (قیامت کے دن کی) سب سے بڑی گھبراہٹ بھی سرج نہ دے گی اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے (اور کہیں گے) یہی ہے

يَوْمَكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿١٠٣﴾ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَاءَ

مختار اودہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اس دن ہم آسمان کو اس طرح پیشیں گے ،

كُتِبَ السَّجَلُ لِكُتُبٍ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نَعِيدُهُ

جس طرح ہم نے اُسے اول پیدا کیا تھا اسی طرح ہم اُسے دہرا دیں گے۔

وَعُدَّا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَعِيلِينَ ﴿١٠٦﴾ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزُّبُورِ

۴۔ وعدہ (نہ کرنا) بھلا کے ذمہ ہے۔ اور ہم ضرور اسے (پورا) کرنا لے رہے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے ضرور میں بعد نصیحت کے

مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿١٥﴾

یہ لکھ دیا تھا کہ بے شک زمین کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے ۳۵

إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِّقَوْمٍ عِبِدِينَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً

یقیناً اس میں عبادت کرنے والوں کی جماعت کیلئے کفایت ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر جہانوں کیلئے

لِّلْعَالَمِينَ ۝ قُلْ إِنَّمَا يُوحِي إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُهُ وَاحِدٌ ۝

رحمت بنا کر۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اسوا اسکے نہیں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تمہارا معبود صرف معبودِ یکتا ہے۔

فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ۝ فَإِنْ تَوَلَّوْاْ قُلْ أَذْنُكُمْ عَلَىٰ

پھر کیا تم مسلمان (ہوتے) ہو۔ پس اگر وہ روگردان ہوں تو تم کہہ دو کہ تم نے تو تمہیں برابر اطلاق

سَوَاءٌ وَإِنْ أَدْرَىٰ أَقْرَبُ أَمْ بَعِيدُ مَا تُوعَدُونَ ۝

دے دی ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے، وہ نزدیک ہے یا دور۔ یقیناً

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَيَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ۝ وَإِنْ

وہ (اللہ تعالیٰ) بلند آواز سے کہی ہوئی بات کو بھی جانتا ہے اور جو کچھ تم چھپاتے ہو اسکو بھی جانتا ہے۔ اور میں نہیں جانتا

أَدْرَىٰ لَعَلَّهُ فِتْنَةً لِّكُمْ وَمَتَاءٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ قُلْ رَبِّ احْكُمْ

کہ شاید یہ (دویر) تمہارے لئے آزمائش ہو اور (اسکی طرف تمہیں) ایک مدت تک تمہیں فائدہ پہنچانا ہو (رسول نے) کہا اے میرے

بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمَنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ۝

پروردگار تو حق کیساتھ فیصلہ کرے اور ہمارا پروردگار (خدا) رحمن ہے جس سے ان تمام باتوں میں جو تم بیان کرتے ہو مدد مانگی جاتی ہے۔

سُورَةُ الْحَجِّ مَكِّيَّةٌ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو۔ یقیناً (قیامت کی) گھڑی کا بھونچال ایک بہت بڑی چیز ہے

عَظِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرْوُتُهُمْ تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا

۱۔ جس دن تم اس (قیامت کی) گھڑی کو دیکھو گے ہر دودھ پلانے والی اس سے غافل ہو جائے گی جسکو

أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ

وہ دودھ پلا کر رہی تھی۔ اور ہر حمل والی اپنا حمل گرا دے گی۔ اور تو لوگوں کو مست

۱۷ شئی عظیمہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۲ پر بحوالہ احتجاج طبری
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے
کہ: اے لوگو! تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ اختیار کرو
اور اس گھڑی سے ڈرو، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ

شئی عظیمہ :-

اور تفسیر قمی میں ہے کہ
اس میں مخاطبہ عام لوگوں سے
ہے، ایک وایت میں ہے کہ
یہ زلزلہ مغرب سے سورج کے
طلوع ہونے سے قبل آئے گا۔ اور یہ
قیامت کی نشانیوں میں سے ہے ۴

سُكْرَىٰ وَمَا هُمْ بِسُكْرَىٰ وَلَٰكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ ۝

دیکھئے گا، حالانکہ وہ مست نہیں ہونگے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا عذاب ہی بہت سخت ہوگا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّبِعُ كُلَّ

اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم کے جھگڑتا رہے اور ہر سرکش شیطان

شَيْطَانٍ مَّرِيدٍ ۝ كُتِبَ عَلَيْهِ أَنَّهُ مَنْ تَوَلَّاهُ فَأَنَّهُ

کی پیروی کرتا ہے۔ اس کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ جو کوئی اس سے تولا رکھے گا تو وہ یقیناً

يُضِلُّهُ وَيَهْدِيهِ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ يَأَيُّهَا النَّاسُ إِن

اُسے گمراہ کر دے گا اور اُسے جلتی آگ کے عذاب کی طرف راہ دکھائے گا۔ اے لوگو! اگر تم رقابت کو

كُنْتُمْ فِي رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَإِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ

اٹھائے جانے سے شک میں ہو، تو یقیناً ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر

مِنَ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِّنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِّنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَغَيْرِ

نطفہ سے، پھر جمے ہوئے خون کی پھٹی سے، پھر گوشت کے ٹھوسے سے (کبھی) پوری خلقت والا اور کبھی

مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ وَنُقَرُّ فِي الْأَرْحَامِ مَا نَشَاءُ إِلَىٰ آجِلٍ

ناتمام خلقت والا تاکہ تمہیں (اپنی قدرت) دکھلا دیں۔ اور جس کو ہم چاہتے ہیں رہنوں میں ایک مدت مقررہ تک

مُسَيِّئٍ ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ وَمِنْكُمْ

مُشْكَرٍ رُّكَنًا ۖ هَٰذَا سَبْعُ سَمَوَاتٍ ۚ وَبَيْنَ سَمَوَاتٍ مِّنْ مِّنْكُمْ

کونسی تو لوہے سے طور پر بنائی جاتی ہے، اور تم میں سے بعض کو ناکارہ عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے ۛ تاکہ وہ

يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَىٰ الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا

جاننے کے بعد کچھ بھی نہ جانے۔ اور تو زمین کو خشک دیکھتا ہے، پھر جب ہم

أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ

اُس پر پانی اتارتے ہیں وہ تروتازہ ہو کر حرکت کرنے لگتی ہے ۛ اور ابھرتی ہے، اور ہر قسم کی نفیس نباتات

زَوْجٍ ۚ بَهِيمٍ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُخَيِّ

اگاتی ہے۔ اسلئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی برحق ہے۔ اور یقیناً وہی مردوں کو زندہ کرے

نزل

ۛ

ۛ

ۛ

ۛ

ۛ

لَهُ مَن يَجَادِلُ ۚ

تفسیر صفائی ص ۳۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ آیت نصر ابن حارث کے بارے میں نازل ہوئی جو جھگڑا کرتا تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، اور قرآن پہلے لوگوں کی قیقت کہانیاں ہیں اور موت کے بعد کوئی جی اٹھنا نہیں ۛ

ۛ

تفسیر صفائی ص ۳۳۴ پر ہے کہ اس سے بچنے کے پند ابھرنے کا وقت مراد ہے جو کم سے کم چھ مہینے ہے، اور زیادہ سے زیادہ نو مہینے اور کافی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ کوئی عودت چھ مہینے سے کم مدت میں بچہ نہیں جنم سکتی۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا، حمل کی انتہائی مدت کتنی ہوتی ہے، یعنی بچہ ماں کے پیٹ میں کتنا عرصہ رہ سکتا ہے، کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ بچہ ماں کے پیٹ میں کئی سال تک رہ سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ نو مہینے ہے، اس مدت سے ایک لحظہ بھر بھی زیادہ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر ایک گھڑی بھی زیادہ ہو جائے، تو پیشتر اس کے کہ وہ پیٹ سے باہر آئے، ماں مر جائے گی۔

ۛ

تفسیر صفائی ص ۲۴۵ اور ص ۳۳۴ پر ارذل العمر کے متعلق مختلف روایات درج ہیں تفسیر مجمع البیان کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انسان جب پچھتر سال کا ہو جائے، تو یہ ارذل العمر کو پہنچ جاتا ہے۔

ۛ

ۛ

ۛ

ۛ

الْمَوْتَىٰ وَآتَهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ

گا۔ اور یقیناً وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھن والا ہے۔ اور یقیناً قیامت کی گھڑی آتی ہوگی ہے۔

لَا رَيْبَ فِيهَا ۚ وَأَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۚ وَمَنْ

اس میں کوئی شک نہیں۔ اور جو قبور میں ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کر کے اٹھائے گا۔ اور لوگوں میں

النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا

سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر کسی علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشن کتاب

كِتَابٍ مُّنِيرٍ ۚ ثَانِي عَطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُ فِي

کے جھگڑتا ہے۔ اپنے پہلو کو موڑنے والا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے راستے سے بہکادے۔ اُس کے لئے

الدُّنْيَا خِزْيٌ وَنَذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عَذَابَ الْحَقِيقِ ۙ ذٰلِكَ

دنیا میں رسوائی ہے، اور قیامت کے دن ہم اسے جلائے ولے عذاب (کامزور) چکھائیں گے۔ یہ تو تمہارے

بِمَا قَدَّمْتُمْ يَدَاكَ ۚ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۙ وَ

اُن (اعمال) کا بدلہ ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں پر ظلم نہ فرماتا ہے۔ اور

مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ

لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت دین کے ایک کنارے پر ہو کر کرتا ہے، پس اگر اسے کوئی بھلائی

إِطْمَأَنَّ بِهِ ۚ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فَتَنَةٌ ۖ إِنْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ

پہنچتی ہے تو وہ اُس سے مطمئن ہوتا ہے۔ اور اگر اسے کوئی مصیبت آتی ہے تو اپنا منہ پھیر کر ٹھٹھکتا ہے۔

خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِينُ ۙ

اُس نے دنیا اور آخرت دونوں گنوا دیں۔ یہی کھلم کھلا خسارہ ہے۔

يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ وَمَا لَا يَضُرُّهُ ۚ وَمَا لَا يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ

وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اُس چیز کو پکارتا ہے جو اسے نہ تو نقصان پہنچاتی ہے اور نہ نفع ہی دیتی ہے۔ یہی تو

هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ۙ يَدْعُوا لِمَنْ ضَرُّهُ أَقْرَبُ مِنْ نَفْعِهِ ۚ

بہت دور کی گمراہی ہے۔ وہ تو اُسے پکارتا ہے جس کا نقصان اُس کے نفع کی نسبت زیادہ شریک ہے۔

لِبِئْسَ الْمَوْلَىٰ وَلِبِئْسَ الْعَشِيرُ ۙ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ الَّذِينَ

وہ ضرور بہت بُرا کارساز اور بہت ہی بُرا ساتھی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو ایمان

لَهُ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۚ

تفسیر قصائی صفحہ ۳۳ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل امین

سے فرمایا: کہ اے جبریل! مجھے دکھاؤ کہ اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن اپنے بندوں کو کس طرح اٹھائے

گا۔ اس نے کہا بہت خوب! پس بنی ساعدہ کے

قبرستان کی طرف گئے، اور ایک قبر پر پہنچ کر کہا،

کہ بھگد خدائے مکمل آ۔ ایک شخص سر سے مٹی جھاڑتا

ہوا نکل آیا۔ اور کہتا تھا: ہائے افسوس! ہائے

افسوس! پھر جبریل نے کہا، کہ قبر میں داخل ہو جا۔

پس وہ داخل ہو گیا۔ پھر وہ ایک اور قبر پر گئے، اور

کہا، کہ خدا کے حکم سے نکل آ۔ پس اس سے ایک توجہ

سر سے مٹی جھاڑتا ہوا باہر نکلا۔ اور یہ کہتا

تھا، کہ اشهد ان لا اله الا الله وحده

لا شریک له واشهد ان محمدا

عبدہ ورسولہ واشهد ان الساعة

آتیۃ لا ریب فیہا وان الله یبعث من

فی القبور۔ پھر جبریل علیہ السلام نے کہا، قیامت

کے دن اسی طرح لوگ اٹھائے جائیں گے،

المجائس اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ

السلام سے مروی ہے کہ جب قیامت کے دن

اللہ تعالیٰ مخلوق کو مبعوث کرنے کا ارادہ فرمائے گا

تو چالیس دن برابر مدینہ برستار ہوگا، جس سے جوڑ باہمی

رہ جائیں گے، اور گوشت الگ آئے گا۔

۱۷ مَنْ يُجَادِلْ

تفسیر قصائی صفحہ ۳۳ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے

کہ یہ آیت ابو جہل کے بارے میں نازل ہوئی۔

اور مقباج الشریعہ میں امام جعفر صادق علیہ

السلام سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق سے ایسی باتوں

میں جھگڑا کرے جن میں اسے کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے تو

وہ خدائی کے بارے میں جھگڑنے والا سمجھا جائے گا

ایسے ہی شخص کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنْ يُجَادِلْ فِي اللَّهِ... اَلَمْ تَرَ اَنَّهُ یُحْجِزُ

سے زیادہ کبھی پر غدا نہ ہوگا، جو عابدوں اور زاہدوں

کی طرح کا لباس پہن لے، اور باطن میں کچھ بھی نہ ہو

أَمِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

لائے اور اہم محفلوں نے نیک عمل کئے، ایسی جہنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے خبریں بہتی ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ ﴿١٣﴾ مَنْ كَانَ يَظُنُّ أَنْ لَنْ

یقیناً اللہ تعالیٰ جو عیاں بنا ہے کرتا ہے ۔ جو کوئی یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

يَنْصُرُهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ إِلَى

دُنیا اور آخرت میں اُس کی مدد نہ کرے گا ، پس اُسکو چاہیے کہ آسمان کی طرف ایک سی گھینچولی جائے ۱۵

السَّمَاءِ ثُمَّ لَيَقْطَعَنَّ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُدْهَبُ كَيْدُ مَا يَغِيظُ ⑮

۱) سکا پھندا گلے میں ڈال کر تنگ جائے، پھر اسے کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ کیا اسکی تدبیر اس چیز کو دودھ کی برکتوں سے غفلت

وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَاهُ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَأَنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يُشَاءُ

واللّٰتی ہے۔ اور اسی طرح ہم نے اس (قرآن) کو روشن کر کے اتارا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے، اُسے

يُرِيدُ^(١٦) إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِقِينَ

راہ راست دکھلا دیتا ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور جو لوگ یہودی ہو گئے۔ اور مہابی (ستارہ پرست)،

وَالنَّصْرَى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ

اور نصاریٰ (عیسائی) اور مجوسی ، اور جن لوگوں نے شرک اختیار کیا ، اللہ تعالیٰ اُن کے درمیان

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ ١٤

قیامت کے دن ضرور فیصلہ کرے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر حاضر ناظر ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَسْجُدُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین

الْأَرْضِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالتَّجُومِ وَالْجِبَالِ وَالشَّجَرِ

میں ہے، اور سورج اور چاند اور ستارے اور پہاڑ اور درخت اور چارپائے

وَالِدَّاءُ أَبٌ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقٌّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ

اور بہت سے آدمی، اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت ایسے ہیں کہ اُن پر عذاب لازم ہو چکا ہے۔

وَمَنْ يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُكْرِمٍ إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا

اور جسے اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے پھر اُسے عزت دینے والا کوئی نہیں ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے۔

عقلم

يَشَاءُ ۝ هَذِينَ خَصَّ مِنْ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ ۚ فَالَّذِينَ

کرتا ہے ۱۸ یہ دو جگہوں نے والے تھے جنہوں نے اپنے پروردگار کے بارے میں جھگڑا کیا، پس جو کافر

كَفَرُوا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِنْ نَارٍ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ

ہو گئے ان کے لئے آگ کے کپڑے قطع کر دیئے گئے۔ ان کے رسول کے اوپر سے

رُءُوسِهِمُ الْحَمِيمُ ۚ يُصْهَرُ بِهِ مَا فِي بُطُونِهِمْ وَالْجُلُودُ

کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا۔ جس سے وہ چیز جو ان کے پیٹوں میں ہے اور (انکی) کھالوں کو گلا دیا جائیگا۔

وَلَهُمْ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ ۚ كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ

اور ان کیلئے لوہے کے گرز ہوں گے ۱۹ جب بھی وہ سب کی وجہ سے یہ ارادہ کریں گے کہ اس میں سے نکلیں

غَمٍّ أَعِيدُوا فِيهَا ۚ وَذُقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے۔ اور (ان سے) کہا جائیگا کہ (جسے) عذاب کا (مزمہ) چکھو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

يَدْخُلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي

ان لوگوں کو جو ایمان لائے، اور انہوں نے عمل نیک کئے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يُحَلَّونَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ

نہیں بہتی ہیں، اس میں انہیں سونے کے کنگن اور سونے بہت دیئے جائیں گے۔

لَوْلُؤَا طِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۚ وَهَدُوءٌ إِلَى الطَّيِّبِ مِنَ

اور اس میں ان کا لباس لٹھی ہوگا۔ اور یہ اسلئے ہے کہ انہیں پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ) کی بشارت

الْقَوْلِ ۚ وَهَدُوءٌ إِلَى صِرَاطٍ الْحَمِيدِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

کی گئی تھی۔ اور انہیں مستحق حمد (اللہ تعالیٰ) کے راستہ کی طرف ہدایت کی گئی تھی ۲۰ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار

وَيَصْدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي

کیا، اور وہ اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں، اور مسجد حرام سے بھی۔ جس میں ہم نے وہاں کے مجاور

جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً ۚ وَالْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَنْ يَرُدْ فِيهِ

اور باہر سے آنے والوں کا حق برابر رکھا ہے۔ اور جو اس میں ظلم کے ساتھ گجروی کا

بِالْعَادِ بِظُلْمٍ نَذِقْهُ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۚ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَاهِيمَ

ارادہ کر لگا، ہم اسے سخت و دردناک عذاب (کامزہ) چکھائیں گے۔ اور (یاد کرو) وہ وقت جبکہ ہم نے ابراہیم کو

لَهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۳۳۵ پر بحوالہ التوحید

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

ایسے والد ماجد کے منقول ہے، انہوں نے

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت

کی، کہ امیر المؤمنین علیہ السلام کو اطلاع دی گئی، کہ

ایک شخص اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بارے میں کچھ کلام

کرتا ہے، آپ نے اسے بلایا، اور اس سے پوچھا: کہ

اے بندہ خدا! اللہ تعالیٰ نے جو تجھ کو پیدا کیا ہے

وہ اپنی مشیت کے مطابق، یا تیری مرضی کے موافق

اُس نے کہا، کہ اپنی مرضی کے موافق۔ پھر فرمایا: کہ جب

وہ تجھے بیمار کرتا ہے، تو اپنی مرضی کے مطابق، یا

تیری مرضی سے۔ اُس نے کہا: کہ اپنی مشیت

کے مطابق۔ پھر آپ نے فرمایا: کہ جب تجھے

شفاء عطا کرے گا، تو اپنی مشیت کے مطابق

یا تیری مرضی کے موافق۔ اُس نے کہا کہ اپنی

مشیت کے مطابق۔ پھر فرمایا: کہ جہاں

وہ چاہے گا، تجھے پہنچائے گا۔ یا جہاں

تو چاہے گا، اس نے کہا، کہ جہاں وہ چاہے گا۔

امام فرماتے ہیں، کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام

نے یہ جواب سن کر فرمایا: کہ اگر تو اس کے خلاف

کہتا، تو ضرور تھا، کہ میں تمہاری وہ چیز یعنی سر پھوڑ

دیتا، جس میں تمہاری دونوں آنکھیں ہیں ۲۱

۱۷ مَقَامِعٌ مِنْ حَدِيدٍ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے

کہ اگر ان میں سے ایک گرز زمین پر رکھ دیا جائے،

اور تمام جن اور انسان اُس کے اٹھانے کے لئے

اکٹھے ہو جائیں، تو بھی نہ اٹھا سکیں گے ۲۲

۲۰ صِرَاطٍ الْحَمِيدِ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۳۳۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر

صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر منقول

ہے، کہ یہ حمزہ اور جعفر طیار اور عبیدہ اور سلمان فارسی

اور ابوذر غفاری، اور مقداد بن اسود، اور عمار بن یاسر

تھے، جنہوں نے صراط الحمید یعنی ولایت جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام کی راہ پائی۔

اور المحاسن میں امام محمد باقر علیہ السلام

سے منقول ہے، کہ خدا کی قسم صراط الحمید

مراد وہ امر ہے، جس پر تم قائم ہو ۲۳

عمیق، عمیق سے بروزن فَعِیلُ صفت
مشبہ کا صیغہ ہے۔ عمیق کے معنی اصل میں تو گہرا
ہونے کے ہیں۔ مگر دور و دراز ہونے کے لئے بھی استعمال
ہوتا ہے۔

ابن الاعرابی نے جولفت و عربیت کے ماہر
مانے گئے ہیں، تصریح کی ہے کہ عمیق کا استعمال جب
راستے کے لئے ہو، تو دور و دراز ہونے کے معنی میں۔
اور جب کنوئیں کے متعلق ہو، تو اس کے معنی گہرا ہونے
کے ہیں۔ (تاج القروس)

۱۷ بَيْتُ الْعَمِيقِ :-

بیت اُس جگہ کو کہتے ہیں، جہاں بیتوتہ کیا
جائے، یعنی جہاں انسان رات میں اگر بسیرائے پھر
کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جانے سکونت
کو بیت کہہ دیا جاتا ہے، مٹی کا گھر ہو، یا جوئے
پتھر کا۔ شامیانہ ہو، یا خیمہ، سب کے لئے بیت کا لفظ
استعمال ہوتا ہے۔ اور جو چیز زمانہ یا مقام یا رتبہ
میں مقدم ہو، اُسے عمیق کہتے ہیں۔ اسی لئے عمیق
کے معنی کبھی قدیم کے آتے ہیں، اور کبھی بزرگ و کریم
کے، اور کبھی اُس غلام کے جو آزاد کر دیا گیا ہو۔
خانہ کعبہ کو بیت العمیق کیوں کہا گیا؟

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے، کہ امام محمد باقر علیہ
السلام سے پوچھا گیا تھا، کہ خانہ کعبہ کا نام بیت العمیق
کیوں ہوا؟ تو آپ نے فرمایا: اس لئے کہ وہ لوگوں
کی ملکیت سے ہمیشہ آزاد رہا۔
اور المحاسن، علی، الشرائع اور تفسیر قمی میں امام
جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اس کا نام
بیت العمیق اس لئے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے غرق
ہونے سے آزاد رکھا۔ طوفان نوح علیہ السلام
میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اٹھالیا تھا :-
۱۷ الطَّيْرُ :-

اس کے معنی ہیں پرندے، پاپرندہ -

علامہ احمد قیومی نے اپنی لغت کی مشہور کتاب
المصباح المنیر میں لکھا ہے :- طَائِرٌ کی جمع طَیْرٌ
ہے، جیسا کہ صاحب اور صحب اور اکب اور
دکب ہیں، اور طَیْرٌ کی جمع طَیْرٌ اور اَطْیَارٌ
آتی ہے۔ ابو عبیدہ اور قطرب کا بیان ہے کہ لفظ
طَیْرٌ واحد اور جمع دونوں کے لئے آتا ہے۔ اور
ابن الانباری نے کہا ہے کہ طَیْرٌ جمع ہی ہے اور
اس کی تانیث بہ نسبت تذکیر کے زیادہ متعل ہے اور
واحد کے لئے طَیْرٌ نہیں، بلکہ طَائِرٌ کہا جاتا ہے۔

واضح رہے، کہ آیت شریفہ، فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ (تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا جانور ہو جائے گا، میں طَیْرٌ کا اطلاق واحد پر ہوا ہے، اس لحاظ سے ابو عبیدہ اور قطرب کا بیان صحیح ہے۔
لغات القرآن نعمانی، ج ۴ - ص ۱۲۱) :-

مَكَانَ الْبَيْتِ أَنْ لَا تُشْرِكَ بِي شَيْئًا وَطَهَّرَ بَيْتِي

بیت اللہ کے پاس بگڑی۔ (اور کہا) کہ تم میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو۔ اور میرے گھر کو طواف

لِلطَّائِفِينَ وَالْقَائِمِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۝ وَأَذِّنْ فِي

کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کیلئے پاک دھواں۔ اور لوگوں میں رُج

النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ

کیلئے اعلان کر دو، تمھارے پاس کچھ پیدل آئیں گے اور کچھ ہر طرح کے دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر تمام دُور

مِنْ كُلِّ فِجٍّ عَمِيقٍ ۝ لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا

کے راستوں سے چلے آئیں گے ۱۷ تاکہ وہ اپنے (دینی اور دنیاوی) فائدوں کو دیکھیں اور جو اس اللہ نے

اسْمَ اللَّهِ فِي أَيَّامٍ مَّعْلُومَةٍ عَلَىٰ مَآرِزِهِمْ مِنْ بَهِيمَةٍ

انھیں چار پائے مویشی عطا کئے ہیں جانے ہوئے دنوں میں ان (کے ذبح) پر اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کریں۔

الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطِيعُوا أَمْرَ الْفَقِيرِ ۝ ثُمَّ

پھر (بعد ذبح) اُس میں سے تم بھی کھاؤ اور مصیبت زدہ محتاج کو بھی کھلاؤ۔ پھر چاہیے

لِيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلِيُوفُوا نَذْرَهُمْ وَلِيَطُوفُوا بِالْبَيْتِ

کہ وہ اپنی میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں۔ اور قدیم آزاد گھر (کعبہ) کا طواف

الْعَمِيقِ ۝ ذَٰلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ حُرْمَتِ اللَّهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ

کریں ۱۷ (علم) یہی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرے گا تو اُس کا (یعنی اس کے

عِنْدَ رَبِّهِ ۖ وَأَحَلَّتْ لَكُمْ الْأَنْعَامَ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

پروردگار کے نزدیک اُس کیلئے بہتر ہے اور سوائے ان کے جن کا ذکر تمھیں پڑھ کر سنایا جائیگا، کل چار پائے تمھارے لئے حلال

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ۝

کے گئے۔ پس تم بتوں کی پلیدی سے بچتے رہو۔ اور قول باطل (شرک) سے بچتے رہو۔

حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۖ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ

خالص اللہ تعالیٰ کی طرف والے ہو کر ہو اس کے ساتھ شرک کرنے والے نہ ہو۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کیساتھ شرک کرتا ہے۔

فَكَانَ تَاخِرَ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي

پس وہ ایسا ہے جیسا کہ آسمان سے گر پڑا۔ پھر اُسے پرندوں کی جماعت اُچک۔ دے جاتی ہے ۱۷ یا اُسے ہوا اڑا کر

۱۷ (تو وہ اللہ کے حکم سے اڑتا جانور ہو جائے گا، میں طَیْرٌ کا اطلاق واحد پر ہوا ہے، اس لحاظ سے ابو عبیدہ اور قطرب کا بیان صحیح ہے۔
لغات القرآن نعمانی، ج ۴ - ص ۱۲۱) :-

بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ذٰلِكَ وَمَنْ يُعْظَمْ

کسی دُور جگہ پر پھینک دی جاتی ہے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی نشانیوں

شَعَائِرِ اللّٰهِ فَارْتَهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ۝ لَكُمْ فِيْهَا

کی تعظیم کریگا تو یقیناً یہ (فعل) دلوں کی پرہیزگاری ہی سے ہے۔ اس (قربانی کے جانوروں) میں تمہارے

مَنَافِعُ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ يَحْمِلُهَا اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝

لے لے ایک مقررہ مدت تک فائدہ سے ہیں۔ پھر اُنھے ملال ہونے کی جگہ قدیم آزاد گھر (کعبہ) کے پاس ہے۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مُنْسَكًا لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی

اور ہم نے ہر امت کیلئے ایک عبادت گاہ قرار سے دی۔ تاکہ جو چاہے لے ہم نے انھیں رزق کے طور پر عطا

مَا رَزَقْنَهُمْ مِنْ بَهِيمَةٍ اَلَا نَعَامٌ فَلَهُمْ اِلٰهُ وَاحِدٌ

کئے اُن پر رزق کے وقت) اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کریں۔ پس تمہارا معبود خدا ہے واحد ہے۔

قُلْ اَسْلِمُواْ وَيَشِرَ الْمُحْبِبَتَيْنِ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ

سو تم اُنکے فرمانبردار ہو جاؤ۔ اور عاجزی کرنی والوں کو خوشخبری سنا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا

اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصَّابِرِيْنَ عَلٰی مَا اَصَابَهُمْ وَ

جائے (تو) اُن کے دل ڈرتے ہیں۔ اور جو مصیبتیں اُن کو پہنچیں اُن پر صبر کرنے والے ہیں، اور

الْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ وَمِمَّا رَزَقْنَهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالْبَدَنَ

نماز قائم کرنے والے، اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اُس میں سے راہِ خدا میں خرچ کرتے ہیں۔ اور قربانی کے سونے

جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۝ فَادْكُرُوا

تمہارے اُونٹ ہم نے انھیں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے اس میں تمہارے لئے بھلائی ہے پس تم

اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَافٌ ۝ فَاِذَا وَجِبَتْ جَنُوْبُهَا فَكُلُوْا

اس پر (نحر کیلئے) صاف بستہ (کھڑا ہونے کی حالت میں) اللہ تعالیٰ کا نام یاد کیا کرو سب سے پہلوؤں کے بل (زمین پر)

مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَاَنِءَ وَالْمُعْتَرِطَ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ

گرنے والے تو تم اُس میں سے خود بھی کھاؤ اور قناعت کرنے والے (محتاج) اور سائل محتاج کو بھی کھلاؤ سب اسی طرح ہم نے اسے

لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ لَنْ يَّبْنٰلَ اللّٰهُ لِحُومِهَا وَلَا

تمہارے لئے سب کو دیا تاکہ تم شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کو نہ تو اس (قربانی) کے گوشت پہنچیں گے، اور نہ ہی

۱۷ شَعَائِرِ اللّٰهِ :-

شعائر کی تشہیح سابقہ ص ۱۳ پر

زیر حاشیہ ۲ کی جا چکی ہے وہاں سے

دیکھ لی جائے :-

۱۷ صَوَافٌ :-

صافۃ کی جمع جو صفت سے اسم فاعل

کا صیغہ واحد مؤنث ہے، قاموس میں مرقوم ہے :-

”قرآن مجید میں فا ذکر و اسم اللہ علیہ صافۃ

میں صَوَافٌ بمعنی مَصْفُوْفَةٌ (اسم مفعول کے معنی

میں، یعنی ایک قطار میں کی ہوئی، فواعل بمعنی مَعْلٰی

ہے، اور بعض نے بمعنی مُصْطَفَاةً۔ (اسم فاعل یعنی

قطار باندھنے والیاں) بیان کیا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی ج ۳ - ص ۱۱۱)

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ اونٹنی کھڑی نحر کی جائے گی۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے

منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ جب نحر کیلئے

کھڑی کی جائے، تو پیچھے سے گھسنے تک اُس کے اچھے

پاؤں باندھ دیئے جائیں :-

۱۷ الْقَانِءَ وَالْمُعْتَرِطَ :-

تفسیر صفائی ص ۳۲۸ پر بحوالہ معانی الانبجار امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ قربانی کا

ایک تہائی حصہ اپنے کنبہ والوں کو کھلاؤ۔ اور ایک

تہائی قانع کر دو، اور ایک تہائی مسکین کو کسی نے

پوچھا، کہ کیا مسکین سے مراد سائل ہے؟ فرمایا: ہاں

اور قانع وہ ہے کہ اُس کے پاس تھوڑا یا زیادہ جو

کچھ بچھڑو، وہ اُس پر راضی ہے، اور معتد وہ ہے

جو تمہارے سامنے سے گزرتے اور سوال نہ کرے :-



دِمَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ

اُس کے خون، لیکن اس کو تو تمہاری پرہیزگاری پہنچے گی۔ اسی طرح اُس نے اُن کو تمہارے لئے

لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلَىٰ مَا هَدٰكُمْ ط وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۶﴾ اِن

مسخر کر دیا تاکہ تم اس ہدایت پر جو اس نے تمہیں کی ہے اللہ تعالیٰ کی بڑائی (دیان) کرتے رہو اور توہم کی گمراہی کو جو تمہاری دیر

اللّٰهُ يُدْفِعُ عَنِ الدِّينِ اٰمِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں سے جو ایمان لائیکے (کفار کے شر کو دفع کرتا رہیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کسی خجانت کرنے والے

خَوٰنٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۷﴾ اٰذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقْتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظٰلِمُوْا

ناشکرے کو دوست نہیں رکھتا۔ جن (مسلمان) لوگوں سے جنگ کی جاتی ہے انہیں (جنگ کرنے کی) اجازت اسلئے دی جاتی

وَ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا

ہے کہ اُن پر ظلم کیا گیا تھا۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ انکو مدد دینے پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو اپنے گھروں سے صرف

مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ط

اتنی بات کہنے پر ناحق نکالے گئے، کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے۔

وَلَوْ لَا دَفَعُ اللّٰهُ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهَدَمَتْ

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک دوسرے کے ذریعہ سے دفع نہ کرتا رہتا، تو عیسائی راہبوں کے

صَوَامِعُ وَبِيْعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسٰجِدٌ يُذَكِّرُ فِيْهَا اَسْمُ

تکھے لہ اور گرجے اور یہودیوں کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ تعالیٰ کا بہت ذکر کیا جاتا ہے

اللّٰهِ كَثِيْرًا وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ط اِنَّ اللّٰهَ

مزدور گرا دیئے ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکی الٰہیت ضرور مدد کرے گا جو اُس (اللہ تعالیٰ) کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَقَوٰى عَزِيْزٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ

توت والا اور بہت زبردست ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں مکین دیں لہ

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَآتَوْا الزَّكٰوةَ وَآمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ

وہ نماز کو قائم کریں، اور زکوٰۃ دیں، اور نیک کاموں کا حکم دیں

وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْر ﴿۴۰﴾ وَاِنْ

اور برے کاموں سے روکیں۔ اور معاملات کا انجام تو اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور اگر

لہ صَوَامِعُ:۔

صَوَامِعُ، صَوْمَعَةُ کی جمع ہے، صومعہ

بروہ عمارت ہے جس کا اوپر

کا سیرابا ہم چڑا ہوا ہو۔ چونکہ

عیسائی اپنے عبادت خانوں کا

سیرابند اور باریک اور گاؤم

بناتے ہیں، اس لئے اس کو

صومعہ بولتے ہیں۔ مستلزم

سیمان جبل شیخ نمین سے نقل ہیں۔

» صَوَامِعُ صَوْمَعَةُ « کی جمع ہے، صومعہ اس

بلند عمارت کو کہتے ہیں جس کا بالائی حصہ محراب

ہو، اور اس کا وزن فوعِلَّةٌ ہے، جیسے کہ دَخَرَجِمَا

ہے، اور یہ راہبوں کا عبادت خانہ ہے، اور بعض نے

کہا ہے کہ صائبیوں کا عبادت خانہ ہے۔

(الفتوحات الالہیہ بتوضیح تفسیر الجلالین الدقائق الخفیدہ

از سلیمان جبل، ج ۳ ص ۹۷ ط الطبع بمصر ولغات القرآن

نعمانی، جلد ۳۳ ص ۳۱) ط

لہ اِنْ مَّكَّنَّهُمْ:۔

تفسیر نعمانی ص ۳۳۸ پر بحوالہ تفسیر فی امام محمد

باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ ساری آیت

آل محمد کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور امام مہدی

آخ الزمان اور ان کے اصحاب کو اللہ تعالیٰ زمین

کے مشرق و مغرب کا مالک کر دے گا۔ اور دین کو

غلبہ دے گا۔ اور ان کے اصحاب میں سے

ذریعہ بدعت اور باطل کو مٹا دے گا۔ جس طرح کہ

ان بدعتوں نے حق کو مٹاتا چاہا تھا۔ یہاں تک

کہ دکھائی نہ دے گا کہ ظلم کہاں ہے۔ وہ نیکیوں کا

حکم دیں گے، اور برائیوں سے روکیں گے ط

يَكْذِبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَ

یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں تو (عجب نہیں) ، یقیناً ان سے پہلے نوح اور عاد اور

ثَمُودُ ۴۲) وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوطٍ ۴۳) وَاصْحٰبُ

ثمود کی قوم ، اور ابراہیم کی قوم ، اور لوط کی قوم ، اور مدین دلسے اپنے اپنے

مَدِيْنٍ وَكَذَّبَ مُوسٰى فَاَمْلٰیْتُ لِلْكَافِرِيْنَ ثُمَّ

مدین کو جھٹلا چکے ہیں۔ اور موسیٰ کو بھی جھٹلا لیا گیا ، پھر ہم نے کافروں کو مہلت دی ، پھر

اَخَذَتْهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرٌ ۴۴) فَكَآيْنٌ مِّنْ قَرْيَةٍ

ان کو پکڑ لیا ، پھر میرا عذاب کیسا تھا ؟ پھر کتنی بستیوں میں کہ ہم نے انہیں

اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَى عُرُوشِهَا

ہلاک کر دیا ، در آنجا کہ وہ ظالم تھیں ، پس وہ (اب) اپنی اپنی چھتوں پر گر گئی پڑی ہیں۔ اور

وَبِئْرٍ مُّعْتَظَةٍ وَقَصْرِ مَشِيْدٍ ۴۵) اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِی

بہت کنوئیں (ناکارہ پڑے) ہیں اور بہت بلند مضبوط محل (دیران پڑے) ہیں۔ پس کیا وہ زمین میں چلے پھرے

الْاَرْضِ فَتَكُوْنُ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَعْقِلُوْنَ بِهَا اَوْ اِذَا نُ

نہیں ، کہ ان کے دل ایسے ہو جاتے جن سے وہ سمجھتے۔ یا ان کے کان

يَسْمَعُوْنَ بِهَا فَاِنَّهَا لَا تَعْمٰی الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ

ایسے ہو جاتے جن سے سنتے۔ پس تحقیق آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں ، لیکن

تَعْمٰی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ ۴۶) وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ

دل اندھے ہوتے ہیں سہ جو سینوں کے اندر ہیں۔ اور لوگ تجھ سے جلد عذاب لانے

بِالْعَذَابِ وَلَنْ یُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلَنْ یُّوْمَا عِنْدَ

کی آرزو رکھتے ہیں ، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا سہ اور یقیناً تمہارے پروردگار کے

رَبِّكَ كَاْلِفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعْدُوْنَ ۴۷) وَكَآيْنٌ مِّنْ

نزدیک ایک دن (کی مقدار) تمہاری گنتی (کی دوس) سے ایک ہزار سال کے برابر ہے سہ اور کتنی ہی بستیوں ایسی

قَرْیَةٍ اَمْلٰیْتُ لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ اَخَذْتُهَا وَ

ہوئیں کہ میں نے انہیں مہلت دی ، حالانکہ وہ ظالم تھیں ، پھر میں نے انہیں پکڑ لیا۔ اور

تفسیر صفائی صفحہ ۳۳ پر بحوالہ الاکمال ومعانی
الاجار امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بحوالہ
کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ
بئس معظلة امام صامت ہے ، اور قصور مشید
امام ناطق۔

قول صاحب تفسیر صفائی :- امام صامت کو
بئس معظلة سے اس لئے نسبت دی گئی ، کہ جس طرح
کنوئیں کا پانی جو باعث حیات ابدان ہے زمین کے
طبقات میں غائب رہتا ہے ، لیکن لوگ اپنی زندگی
کے بچاؤ کے لئے اس پانی تک پہنچنے اور اس سے
فائدہ حاصل کرتے ہیں ، اسی طرح امام کا وجود بھی
روحوں کی زندگی کا موجب اور سبب ہے پس جو ارواح
کی زندگی چاہتا ہے ، وہ امام سے غیبت میں بھی
نفع حاصل کرتا ہے۔ لیکن جو استفادہ نہیں کرتا ،
اس کے لئے امام کا وجود بئس معظلة کا حکم
رکھتا ہے ۔

تَعْمٰی الْقُلُوْبُ :-

تفسیر صفائی صفحہ ۳۳ پر بحوالہ التوحید اور
الخصال امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول
ہے کہ بندے کی آنکھیں چار ہوتی ہیں ، دو تو وہ ہوتی
ہیں جن سے وہ اپنے امر دین و دنیا کو دیکھتا ہے۔
اور دو وہ جن سے وہ اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہے۔
پس جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کیلئے بھلائی کا
ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کی وہ دو آنکھیں کھول دیتا
ہے جو اس کے دل میں ہیں ، اور وہ ان کے ذریعہ سے
غیب کو اور اپنے امر آخرت کو دیکھ لیتا ہے۔ اور جب
اللہ تعالیٰ اس کی کڑوتوں کے باعث اس کے خلاف
ارادہ کرتا ہے تو اس کا قلب جس حالت میں ہے
اسی طرح چھوڑ دیتا ہے ۔

وَلَنْ یُّخْلِفَ :-

تفسیر صفائی صفحہ ۳۳ پر بحوالہ ارشاد شیخ مفید
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قائم
آل محمد کا ظہور ہوگا ، اور وہ کوفہ کی طرف تشریف
لے جائیں گے ، تو اس میں چار مسجدوں کو گرا دیں گے
اور روئے زمین پر جس قدر مسجدیں کنگروں والی
ہوں گی ، ان سب کو گرا دیں گے ، اور انہیں بغیر میناروں
کے بنادیں گے ، بڑے راستوں کو وسیع کر دیں گے
اور ان تمام چھتوں کو جو راستہ کی طرف بڑھے ہوئے
ہوں گے تروا دیں گے ، اور راستوں پر جو پانخانے
اور پرانے گرتے ہوئے ، انہیں بند کر دیں گے ، اور

کوئی بدعت ایسی نہ ہوگی جس کا ازالہ نہ فرمائیں ، اور کوئی سنت ایسی باقی نہ رہ جائے گی جسے قائم نہ کر دیں۔ اور قیطنیہ اور حنین اور کوبستان دینم کو فسخ کریں گے۔ اور اس کے بعد ست
برس تک انتظار کریں گے کہ ہر برس ان میں سے پہلے دن برس کے برابر ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ، کریگا۔ اس پر کسی نے کہا کہ یہ برس کس طرح طویل ہو جائے گا ، آپ نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ اپنی حرکت کو کم کر دے ، اس پر کہا گیا کہ لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ اگر حرکت آسمان میں کچھ فرق آجائے تو تمام دنیا تباہ ہو جائے۔ آپ نے فرمایا : یہ زندگی کا قول ہے ، اہل اسلام کو اس کے قابل ہونے کا کوئی موقع ہی نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے ، اور انکے دھن کے لئے سورج
کو پھر پس بھیج دیا تھا ، جیسا کہ حضرت یوشع بن نون وصی موسیٰ علیہ السلام کیلئے بھیج چکا تھا۔ اور قیامت کے دن کے طویل ہونے کی خبر دی ہے ، جیسا کہ فرماتا ہے : وَاَنْتَ یٰمُحَمَّدُ

كَفَرُوا فِي مَرِيَّةٍ مِنْهُ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً

بہشتہ شک میں رہیں گے ، یہاں تک کہ (قیامت کی) گھڑی ان پر چاٹک آجائے ،

أَوْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ يَوْمَ عَقِيبِهِ ۝ أَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ يَدُ اللَّهِ

یا منحوس دن کا عذاب ان پر آجائے ۔ اس دن حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہوگی ۔

يُحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي

وہ ان کے درمیان فیصلہ کریگا ۔ پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک کئے ، وہ نعمت والی

جَنَّتِ النَّعِيمِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا

جہنم میں ہوں گے ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا ، اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ۔

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي

پس انہی کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا ۔ اور وہ لوگ جنھوں نے خدا کی راہ میں ہجرت

سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ قُتِلُوا أَوْ مَاتُوا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللَّهُ رِزْقًا

کی ۔ پھر قتل کئے گئے یا مر گئے ۔ ضرور اللہ تعالیٰ انھیں اچھا رزق عطا

حَسَنًا ۚ وَلَٰنَ اللَّهُ لَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۝ لَيَدْخُلَنَّهُمْ

کرے گا ۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ البتہ وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے ۔ البتہ وہ ضرور انھیں ایسی

مَدْخَلًا يَرْضَوْنَهُ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ لَعَلِيمٌ حَلِيمٌ ۝ ذَٰلِكَ

جگہ میں داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے ، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جانتے والا بڑا بردبار ہے (اور مستحق)

وَمَنْ عَاقَبَ بِمِثْلِ مَا عُوقِبَ بِهِ ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ

اور جس نے اتنی ہی سزا دی جتنی کہ اُسے ایذا دی گئی ، پھر اس پر زیادتی کی گئی ،

لَيَنْصُرَنَّهُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ

البتہ اسکو اللہ تعالیٰ ضرور مدد کریگا ۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۔ یہ اس وجہ سے کہ یقیناً

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَ

اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے ، اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اور

أَنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَ

یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا دیکھنے والا ہے ۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ وہی تو حق ہے ۔ اور

مَنْزِلٌ

تفسیر صفائی منہ ۳۴ پر بحوالہ الجوامع لکھا ہے :-

کہ روایت میں آیا ہے کہ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ! جو لوگ حضورؐ کی محبت میں قتل کئے گئے ان کی نسبت تو ہمیں علم ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھلائی اور خوبی عطا فرمائی ۔ حالانکہ ہم نے بھی آپؐ کے ساتھ اسی طرح جہاد کیا ، جس طرح انہوں نے کیا ۔ پس اگر ہم آپؐ کے ساتھ مرجائیں (اور قتل نہ ہوں) تو ہمیں کیا بدلہ ملے گا ؟ اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل کیں :-

تفسیر صفائی منہ ۳۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے ، کہ اس آیت کے مصداق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۔ جبکہ قریش نے ان کو مکہ سے نکالا ۔ اور آپؐ ان سے بھاگ کر غار ثور میں چلے گئے ، تب بھی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قتل کرنے کی غرض سے انکی تلاش میں گئے ۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں اس زیادتی کی سزا بدر کے دن دی ۔ اور عقبہ بنی نضیر ، ولید ابوجہل اور حنظلہ ابن ابی سفیان وغیرہ قتل کئے گئے لیکن جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دھواں ہو گیا ، تو ان کافروں کے خون کا مطالبہ کیا گیا ۔ اور اسی مطالبہ میں امام حسینؑ اور آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہید ہوئے ۔ جیسا کہ مزید کے ان شعروں سے ثابت ہوتا ہے :-

{ لیت اشیا فی بیدہا شہداؤا -
{ جزع الخضر من وقع الاسل }

اے کاش ! میرے ہمدرد بزرگ نیزوں کے پڑنے سے انصار کا رونا پیٹنا دیکھتے ۔

{ لا هلوا واستصلوا فزعاء
{ شمر قالوا یا یزید لا قتل }

تو وہ خوش ہو ہو کر خوب چیختے چلاتے ، پھر یہ کہتے اے یزید ! تو کبھی مشول نہ ہو تیرے ہاتھ سلامت ہیں

{ لست من خندات ان لم انتقم
{ من بنی احمد ما کان فعل }

یعنی اگر میں اولاد احمد سے احمد کے افعال کا بدلہ نہ لوں ، تو میں بھی خندات کے خاندان سے نہیں ۔

{ قد قتلنا القوم من ساداتهم
{ وعدنا لستاه بیدہا فاعتدل }

ہم نے ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اے بد کے دن کا بدلہ مجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

ہم نے ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اے بد کے دن کا بدلہ مجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

ہم نے ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اے بد کے دن کا بدلہ مجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

ہم نے ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اے بد کے دن کا بدلہ مجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

ہم نے ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو قتل کر دیا ، اور اے بد کے دن کا بدلہ مجھ لیا ، پس بدلہ پورا ہو گیا ۔

أَنْ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ

یقیناً جس کو وہ اُس کے سوا پکارتے ہیں، وہ باطل ہے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی

هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۶۲﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ

عالیشان بڑی والا ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا۔

مَاءً زَفَصْبٍ الْأَرْضُ مُخْضَرَّةٌ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ

پھر زمین ہری بھری ہوتی ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بہت لطیف کرنے والا

خَبِيرٌ ﴿۶۳﴾ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَإِنَّ

بڑا خبردار ہے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ اور بیشک

اللَّهُ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۶۴﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ

اللہ تعالیٰ البتہ وہ ہے پروا ہر قسم کی حمد کے قابل ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے جو کچھ زمین

مَا فِي الْأَرْضِ وَالْفُلُكُ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِأَمْرِهِ وَ

میں ہے تمھارے تابع کر دیا۔ اللہ کشتی سمندر میں اُسی کے حکم سے چلتی ہے۔ اور

يُمَسِّكُ السَّمَاءَ أَنْ تَقَعَ عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهِ ط

اُس نے آسمان کو اس بات سے روک رکھا ہے کہ وہ اس کے حکم کے بغیر زمین پر گر پڑے۔

إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَّءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿۶۵﴾ وَهُوَ الَّذِي

یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ (اللہ) وہی ہے

أَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ط إِنَّ الْإِنْسَانَ

جس نے تمھیں زندہ کیا۔ پھر وہ تم کو موت دے گا۔ پھر تمھیں زندہ کرے گا۔ یقیناً انسان البتہ

لَكَفُورٌ ﴿۶۶﴾ لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ فَلَا

ناشکر ہے۔ ہم نے ہر ایک قوم کے لئے ایک طریقہ (عبادت کا) مقرر کیا، وہ اُسکی عبادت کرنے والے ہیں۔

يُنَازِعُكَ فِي الْأَمْرِ وَاذْعُرْ إِلَىٰ رَبِّكَ إِنَّكَ لَعَلَىٰ هُدًى

انھیں امر (دین) میں تجھ سے جھگڑنا نہیں چاہیے اور تو اپنے پروردگار کی طرف بلائے جا۔ یقیناً تو البتہ سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۷﴾ وَإِنْ جَدَلُوكَ فَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۶۸﴾

پر ہے۔ اور اگر وہ تم سے جھگڑا کریں تو کہہ دو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُس کو خوب جانتا ہے۔

لَهُ يُنَازِعُكَ عَنكَ :-

تفسیر صفائی ص ۳۴ پر بحوالہ الجوامع

منقول ہے کہ قبیلہ خزاعہ کے کفار

بدیل بن ورقہ وغیرہ نے مسلمانوں سے

یہ کہا تھا کہ تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے کہ اپنے

مائے ہوئے کو تو کھالیتے ہو، اور جسے اللہ تعالیٰ

نے مارا ہے، یعنی مردار کو نہیں کھاتے۔ اس پر یہ

آیت نازل ہوئی :-

﴿ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ﴾

اللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ

اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے دن ان باتوں کے بارے میں فیصلہ کرے گا، جن میں تم اختلاف

تَحْتَلِفُونَ ﴿٦٩﴾ أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ

کرتے تھے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے۔

وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ

بیشک یہ ایک کتاب میں ہے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر آسان

يَسِيرٌ ﴿٧٠﴾ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَمْ يَنْزَلْ

ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا اس چیز کی عبادت کرتے ہیں جس کے بارے میں اُس (اللہ تعالیٰ) نے

بِهِ سُلْطَانًا وَمَا لَيْسَ لَهُمْ بِهِ عِلْمٌ وَمَا لِلظَّالِمِينَ

کوئی حجت نہیں اتاری، اور جس کے بارے میں اُن کو کوئی علم نہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار

مِنْ نَصِيرٍ ﴿٧١﴾ وَإِذَا اتَّكَلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَتُنَا بَيَّنَّتْ نَعْرَفُ فِي

نہیں ہے۔ اور جس وقت اُن پر ہماری واضح آیتیں پڑھتی جاتی ہیں، تو جو لوگ کافر

وَجْوهَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّكْرَ يَكَادُونَ يَسْطُونَ

ہو گئے، تم اُن کے چہروں میں انکار کو پہچان لیتے ہو۔ قریب ہے کہ جو لوگ ان پر ہماری آیتیں

بِالَّذِينَ يَتْلُونَ عَلَيْهِمْ آيَتُنَا قُلْ أَفَأَنْبِئُكُمْ بِشَرِّ مِمَّنْ

پڑھتے ہیں، یہ تمہیں پر حملہ کر بیٹھیں۔ (اے رسول!) کہہ دو کیا میں تمہیں اس سے بھی بدتر

ذِكْمُ النَّارِ وَعَدَهَا اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَبِئْسَ

کی خبر دوں، وہ (دوزخ کی) آگ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ اُن لوگوں سے کیا جو کافر ہو گئے۔ اور وہ بہت

النَّصِيرِ ﴿٧٢﴾ يَأْتِيهَا النَّاسُ ضُرْبَ مَثَلٍ فَاَسْمِعُوا لَهُ

بڑا ٹھکانہ ہے۔ اے لوگو! ایک مثال بیان کی گئی ہے، پس تم اُسے سنو۔

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَ

یقیناً جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، وہ کبھی ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکیں گے لہٰذا اور

لَوْ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ

اگر چہ وہ سب کے سب اس کیلئے جمع بھی ہو جائیں۔ اور اگر مکھی ان سے کوئی چیز چھین لے جائے تو اُس سے چھڑانہ سکیں گے

لَمْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا

تفسیر صفحہ ۲۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قریش ان بتوں کو جو کعبہ کے ارد گرد تھے، مشک اور عطر سے لٹھڑ دیتے تھے۔ ان میں سے بغوث تو کعبہ کے دروازہ کے سامنے تھا، اور بغوث کعبہ کے دائیں طرف تھا۔ اور نسر بائیں جانب، اور یہ لوگ جب حرم کعبہ میں جاتے، تو بغوث کے سامنے بغیر جھکنے کے سجدہ میں گر پڑتے، پھر پیچھے ہٹ کر بغوث کے سامنے پھر اس کے بعد پیچھے کو ہٹ کر نسر کے سامنے۔ پھر تبلیہ کرتے یعنی کہتے :-

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ

لَكَ لَا شَرِيكَ هَؤُلَاءِ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلِكٌ

اے اللہ! ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں۔ ہم حاضر ہیں

تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس کے جس پر کہ تو

اختیار رکھتا ہے، مگر وہ اختیار نہیں رکھتا۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سبز مکھی پیدا کر دی

جس کے چار پر تھے، اور وہ اس مشک و عطر کو کھا

گئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

ذُبَابٌ



مِنْهُ ضَعْفَ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوبِ ۝ مَا قَدَرُوا اللَّهَ

طلب کرنے والا اور جس کو طلب کیا (دونوں) کمزور ہیں۔ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہیں کی جیسا کہ اسکی

حَقَّ قَدْرُهُ ۝ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ

قدر کرنے کا حق ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت قوت والا بڑا عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے اور

الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝

انسانوں میں سے ۳۳ رسولوں کو چھانٹ لیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۝ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ

وہ (اللہ تعالیٰ) جانتا ہے جو کچھ کمانکے آگے ہے اور جو کچھ کمانکے پیچھے ہے۔ اور کل اسوکی بازگشت اللہ تعالیٰ

الْأُمُورِ ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا وَ

ہی کی طرف ہونگی۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم رکوع کرو اور سجدہ کرو ۳۴ اور

اعْبُدُوا رَبَّكُمْ ۝ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَ

اپنے پروردگار کی عبادت کرو، اور نیکی کرو، تاکہ تم نفع حاصل پاؤ۔ اور

جَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۝ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ

تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایسا جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تمھیں چن لیا ہے، اور دین کے بارے

عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرْجٍ ۝ مَلَّةَ آيَتِكُمْ ابْرَاهِيمَ ۝

میں تم پر کوئی بھاری تکلیف نہیں رکھی۔ یہ تمھارے باپ ابراہیم کی ملت ہے۔

هُوَ سَمَّاكُمْ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَذَا لِيَكُونَ

اس نے تمھارا نام پہلے ہی سے مسلمان رکھا۔ اور اس (قرآن) میں بھی، تاکہ

الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۝

رسول تم پر گواہ رہے، اور تم لوگوں پر گواہ رہو۔

فَاقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ

پس تم نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دیتے رہو، اور اللہ تعالیٰ (کے احکام) کو مضبوط پکڑو۔

هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ۝

وہ تمھارا سرپرست ہے۔ پس وہ کیسا ہی اچھا سرپرست اور کیسا ہی اچھا مددگار ہے۔

فَنَزَلَ

۱۴ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا ۝

تفسیر صفاتی ص ۳۳ پر ہے، کہ اس سے مراد وہ فرشتے ہیں، جو انبیاء علیہم السلام کے پاس وحی لے کر آتے تھے، اور خدا اور انبیاء علیہم السلام کے درمیان سفارت کا کام سرانجام دیتے تھے۔ تفسیر قمی میں ہے، کہ ان سے مراد جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل ہیں ۛ

۱۵ وَمِنَ النَّاسِ ۝

تفسیر صفاتی ص ۳۳ پر ہے، کہ اس کا مطلب ہے، کہ آدمیوں میں سے ایسے رسول مبعوث ہوئے، کہ لوگوں کو حق کی دعوت دیں۔ اور جو کچھ ان رسولوں پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچائیں۔ تفسیر قمی میں ہے، کہ ان سے مراد انبیاء

و اوصیاء ہیں۔ پس انبیاء میں سے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، اور حضرت محمد علیہم السلام خاص ہیں اور پانچوں میں سے خصوصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہی حاصل ہے۔

اسی طرح اوصیاء میں سے حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ علیہم السلام خاص خصوصیت رکھتے ہیں ۛ

۱۶ وَاسْجُدُوا ۝

تفسیر صفاتی ص ۳۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضاء و جوارح پر ایمان کو لازم گردانا ہے، پھر اس کو ان پر تقسیم کر دیا۔ ان میں سے چہرہ پر اوقات نماز میں شب و روز میں سجدہ کرنا واجب قرار دیا، چنانچہ فرماتا ہے: یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا وَاسْجُدُوا۔ اور سجدہ ایسا جامع واجب ہے، کہ یہ چہرہ پر بھی ہے، ہاتھوں پر بھی۔ بازوؤں پر بھی۔ الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے، کہ سورج میں دو سجدے ہیں، اگر کوئی شخص ان دونوں کو نہ کرنا چاہے تو یہ سورہ بھی نہ پڑھے ۛ

۱۷

آيَاتُهَا

سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَشِعُونَ ۲

یقیناً وہ مومن فلاخ پائے ہیں جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں

وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ

اور جو بے سودہ کاموں سے منہ پھیرنے والے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں

فَاعِلُونَ ۴ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَفْوَاجِهِمْ حَفِظُونَ ۵ إِلَّا عَلَىٰ

اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں گے۔ سوائے اپنی

أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۶

بیویوں سے یا ان سے جسکے مالک ان کے دائیں ہاتھ ہوئے (لوٹنیاں) پس (اسیں) وہ قابلِ ملامت نہیں۔

فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۷ وَالَّذِينَ هُمْ

پھر جس نے اس کے سوا خواہش کی تو وہی لوگ حد سے بڑھیں گے ہیں۔ اور وہ جو اپنی

لَا مَنَعَهُمْ وَعَهْدُهُمْ رُعُونَ ۸ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ

امانتوں اور اپنے عہدوں کی رعایت کرنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی مسازوں کی حفاظت

يُحَافِظُونَ ۹ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۱۰ الَّذِينَ يَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ

کرتے ہیں۔ یہی لوگ تو وارث ہیں۔ جو فردوس (جنت) کی ورثہ پائیں گے۔

هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۱۱ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے انسان کو گارامی کے خلاصہ سے پیدا

طِينٍ ۱۲ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُفْفَةً ۱۳ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۱۴ ثُمَّ خَلَقْنَا

کیا۔ پھر ہم نے اسے ایک محفوظ جگہ میں نطفہ قرار دے دیا۔ پھر ہم نے نطفہ کو جسے جوئے

النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ

خون کی ایک پھٹکی بنا دیا۔ پھر ہم نے اس جسے جوئے خون کی پھٹکی کو ایک لوتھڑا بنا دیا۔ پھر ہم نے اس لوتھڑے کو

لَهُ خَشِعُونَ ۱۵

تفسیر صافی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ خشوع کا مطلب ہے کہ حالت نماز میں ہر طرف سے آنکھیں بند کر کے صرف نمازی کی طرف توجہ رہے۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم پر نماز میں خشوع اور خشوع لازم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی صفات میں فرماتا ہے: وَالَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَشِعُونَ ۱۵

نیز آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ جس شخص نے اپنا جسمانی خشوع اپنے دل کے خشوع سے زیادہ ظاہر کیا تو اس کا یہ فعل ہمارے نزدیک منافقت ہے۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حالت نماز میں اپنی دائرگی سے کھیلنے ہوئے دیکھا۔ آئینہ فرمایا: کہ اگر اس کے دل میں خشوع ہو تو اس کے اعضا پر بھی خشوع کا اثر ہوتا ہے۔

لَهُ عَلَقَةٌ ۱۵

اس کے معنی ہیں خون کی وہ پھٹکی جو مٹی سے پیدا ہوتی ہے، جسے جوئے خون کی ایک پھٹکی۔ اس کی جمع علقہ ہے۔ قرطبی نے تصریح کی ہے کہ علقہ جسے جوئے خون کو کہتے ہیں، اور جب وہ بہتا ہو تو مسفوف کہلاتا ہے، اور علقہ کو علقہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس رطوبت کے ساتھ جو اس میں لگی رہتی ہے، معلق ہوتا ہے۔ چنانچہ جب وہ رطوبت خشک ہو جاتی ہے، تو پھر علقہ نہیں کہلاتا۔ (لغات القرآن نعمانی، ج ۲ ص ۳۳۹)

عِظًا فَكَسَوْنَا الْعِظَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ

پڑیاں بنا دیں۔ پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت پہنا دیا۔ پھر ہم نے اُسے ایک دوسری صورت میں

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۱۷ ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمِيتُونَ

پس بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو سب پیدا کرنے والوں سے بہترین ہے۔ پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرتے ہو

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ۱۸ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ

پھر یقیناً تم قیامت کے دن (زندہ کر کے دوبارہ) اٹھائے جاؤ گے۔ اور بیشک ہم نے تمہارے اوپر سات حق

طَرَائِقَ ۱۹ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غَفِيلِينَ ۲۰ وَأَنزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ

دس پیلے کئے۔ اور ہم پیدا کرنے (کے طریقوں سے) غافل نہیں ہیں۔ اور ہم نے آسمان سے پانی ایک نالے

مَاءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنَتْهُ فِي الْأَرْضِ ۲۱ وَإِنَّا عَلَى ذَهَابٍ بِهِ

کے آمادہ۔ پھر ہم نے اسے زمین میں ساکن کر دیا۔ اور یقیناً ہم اُسے لے جانے پر بھی بہت

لَقَدَارُونَ ۲۲ فَأَنشَأْنَا لَكُمْ بِهِ جَنَّتٍ مِّنْ نَّجِيلٍ وَأَعْنَابٍ

قدرت رکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے اسی (پانی) کے ذریعے سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغات

لَكُمْ فِيهَا فَاوَاكِهِ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُمُونَ ۲۳ وَشَجَرَةً تُخْرِجُ

جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں، اور انہی میں سے تم کھایا کرتے ہو۔ اور ایک رخت (بھی پیدا کیا)

مِنْ طُورٍ سَيْنَاءَ تَنبُتُ بِالذَّهْنِ وَصِبْغٍ لِلْأَكْلِينَ ۲۴

جو طور سیناء سے نکلتا ہے، جو ایک روغن (زیتون) اور کھانپواؤں کیلئے سالن کو ساتھ ہی لئے ہوئے آتا ہے۔

وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُّسْقِيكُم مِّمَّا فِي بُطُونِهَا وَلَكُمْ

اور یقیناً تمہارے لئے چار پایوں میں ایک عبرت ہے، جو تمہارے پیٹوں میں ہے اس میں سے ہم تمہیں پلاتے

فِيهَا مَنَافِعُ كَثِيرَةٌ وَمِنْهَا تَأْكُمُونَ ۲۵ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ

ہیں، اور تمہارے لئے ان میں بہت زیادہ فائده ہے۔ اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور ان (جو پایوں) پر

تَحْمِلُونَ ۲۶ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ فَقَالَ يَقَوْمِ

اور کشتی پر تم سوار بھی ہوتے ہو۔ اور یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا، پس اُس نے کہا اے میری قوم

اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِن إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۲۷ فَقَالَ

تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ پس کہا

لَهُ فَتَبَارَكَ

تَبَارَكَ کے معنی ہیں، وہ برکت والا ہے وہ بڑی برکت والا ہے۔ تَبَارَكَ سے جس کے معنی بار برکت ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اس فعل کی گردان نہیں آتی، اور صرف ماضی کا صیغہ ایک ہی مستعمل ہے، اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے۔ اسی لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل بتاتے ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ - ص ۶۸)

أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ :-

تفسیر صافی ص ۳۳ پر بحوالہ التوحید لکھا ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا خالق جلیل کے علاوہ اور خالق بھی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۵ اور یقیناً اس نے خبر دی ہے کہ اس کے بندوں میں خالق بھی تھے، اور غیر خالق بھی۔ جو خالق تھے، ان میں سے ایک علیہ السلام بن مریم بھی تھے جن کی نسبت اُس نے خبر دی ہے کہ انہوں نے اس کے حکم سے گندھی ہوئی مٹی سے پرندہ کی سی صورت پیدا کر دی، اور ایک سامری تھا، جس نے ایک آواز دیتا ہوا بچھڑا بنایا تھا :-

۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶



اس کی تفصیل بحث سابقہ ص ۳۹ پر ہے
حاشیہ پڑا چکی ہے وہاں سے ملاحظہ کر لی جائے۔
۱۵ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا۔

حضرت نوح علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ ذرا صبر
الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيُنَا۔ یعنی کشتی کو ہمارے
رو برو اور ہمارے حکم سے بناؤ۔ خدا تو حاضر و ناظر
ہے، پھر اس حکم کا مطلب کیا؟ دراصل بات یہ ہے
کہ حضرت نوح علیہ السلام کشتی کے بنانے
والے تھے، اور اللہ تعالیٰ بنوانے والا۔ جو کام مالک
اپنے سامنے اور اپنی نگرانی میں بنواتا ہے وہ اس کی
مرضی اور منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ دنیا میں
کشتیاں تو بے شمار بنتی رہتی ہیں، اور بنتی رہیں گی
لیکن ان کے نہ ڈوبنے کی ذمہ داری کبھی اللہ تعالیٰ
نے نہیں لی۔ صرف نوح علیہ السلام کی کشتی میں
سوار ہونے والوں کی نجات کا اللہ تعالیٰ ذمہ دار
تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کشتی کو اپنی مرضی
کے مطابق بنوایا تھا، تاکہ یہ کشتی ہر قسم کے نقص اور
عیب سے محفوظ رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے
اہل بیت علیہم السلام کی کشتی نوح کے مثل دی
ہے، چنانچہ ارشاد ہے: مثل اہل بیتی کمثل
سفینۃ نوح من دیکھا بخفی ومن تخلف عنها فقد
غرق و دھوی۔ یعنی میرے اہل بیت کی مثال کشتی
نوح کی سی ہے، جو اس پر سوار ہوا، اس نے نجات
پائی۔ اور جس نے اس سے منہ پھیرا، وہ ڈوب گیا اور
ہلاک ہو گیا۔

اگر مسلمان سمجھے، تو ان کے تفرقے مٹانے
کے لئے یہی ایک حدیث کافی تھی، جو بکثرت
محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کی ہے اس
حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اپنی امت کو نجات کا راستہ بتلادیا، اور ساتھ ہی
یہ بھی کہہ دیا، کہ جو اس راستہ پر نہ چلے گا، وہ ضرور
ہلاک ہو جائے گا۔ اس میں چند امور غور طلب ہیں۔
(۱) جس طرح اللہ تعالیٰ نے کشتی نوح کو
اپنے سامنے بنوا کر نقص و عیب سے برقرار رکھا۔ اسی طرح
اہل بیت رسول صلعم کو بھی ہر قسم کے جہل و پاک
رکھا۔ جس پر آیہ تطہیر انصافاً بربدا اللہ لیسذهب
عنکم الرجس اہل البیت و بطہرکم تطہیراً
گواہ ہے۔ (۲) حکم تھا کہ کشتی ہمارے حکم اور وحی
سے بناؤ، معلوم ہوا، کہ کشتی کے بنانے میں مرضی

الْمَلُؤُا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ مَا هَذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ
ان سواروں نے جو اس کی قوم میں سے کافر ہو گئے تھے۔ کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر تم ہی جیسا ایک آدمی ہے
يُرِيدُ أَنْ يَتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَأَنزَلَ مَلَائِكَةً
یہ چاہتا ہے کہ تم پر تفصیلت حاصل کرے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور فرشتے نازل کرتا۔

مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي آبَائِنَا الْأَوَّلِينَ ۳۱
ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ داداؤں میں بھی نہیں سنی۔ یہ نہیں ہے مگر ایک مروجہ جہنم

بِهَ جَنَّةٍ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ۳۲ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا
ہو گیا ہے۔ پس تم اس کے متعلق ایک عرصہ تک انتظار کرو۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار جو مجھے انھوں

كَذَّبُونَ ۳۳ فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنْ اصْنَعِ الْفُلَ ۚ فَأَعْيِنَنَا وَوَحَّيْنَا
نے مجھے جھٹلایا ہے تو میری مدد کر۔ پس ہم نے اُس کی طرف وحی کی کہ ہماری نگرانی و وحی سے تو ایک کشتی بنا

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ ۖ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلِّ
پس جب ہمارا حکم آئے، اور تنور آبلے لگے، تو تم اس کشتی میں ہر جنس کے دو دو (زوجہ و زوجہ)

زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۖ
اور اپنے اہل کو داخل کر دو۔ سوائے اسکے جس کے بارے میں ان میں سے پہلے ہی بات طے ہو چکی ہے۔

وَلَا تُخَاطَبُنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۳۴
اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے متعلق مجھ سے خطاب نہ کرنا۔ یقیناً وہ غرق کر دیئے جائیں گے ہیں۔ پھر جب تم

اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
اور جو تمھارے ساتھ ہیں وہ کشتی پر بیٹھ جاؤ، میں

الَّذِي نَجَّيْنَا مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۳۵ وَقُلْ رَبِّ انزِلْنِي
ہے جس نے ہمیں ظالموں کی قوم سے نجات دی۔ اور کہنا کہ اے میرے پروردگار مجھے برکت

مَنْزَلاً مُبْرَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ ۳۶ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ وَ
طلی جگہ اتاریو، اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے۔ یقیناً اس میں البتہ نشانیاں ہیں، اور

إِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۳۷ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ۳۸
ضرور ہم ہی آزمائش کر رہے ہیں۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سے نئے پیدا کر دیئے۔

نوح کو کسی قسم کا دخل نہ تھا، اسی طرح اہل بیت کا تعین و تقرر بجا ہوا، بلکہ حکم الہی سے تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام بغیر وحی نہیں کیا تھا۔
وکیعوا آیت بلیغہ۔ یا ایہا الرسول یلکم ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما یلک رسالتہ واللہ یغصمک من الناس ہ نیز عارف بن نعمان قہری کا واقعہ جس پر
یہ آیت مجیدہ سال سائیل بعد اب واقعہ نازل ہوئی۔ (۳) چونکہ کشتی نوح کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے لی تھی، اس لئے اس کے ڈوبنے کا امکان نہ تھا، اسی طرح سے
اہل بیت رسول کے گمراہ ہونے کا امکان نہ تھا۔ اور وہ ذریعہ نجات قرار پائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا: لن تضلوا
بعدی ابداً۔ کہ اگر میرے اہل بیت سے تمسک کرو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ (۴) کشتی نوح کا نہ ڈوبنا اور ذریعہ نجات ہونا، نبوت نوح کی دلیل تھی۔ اسی طرح پر

نوح کو کسی قسم کا دخل نہ تھا، اسی طرح اہل بیت کا تعین و تقرر بجا ہوا، بلکہ حکم الہی سے تھا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ کام بغیر وحی نہیں کیا تھا۔
وکیعوا آیت بلیغہ۔ یا ایہا الرسول یلکم ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما یلک رسالتہ واللہ یغصمک من الناس ہ نیز عارف بن نعمان قہری کا واقعہ جس پر
یہ آیت مجیدہ سال سائیل بعد اب واقعہ نازل ہوئی۔ (۳) چونکہ کشتی نوح کی ذمہ داری خدا تعالیٰ نے لی تھی، اس لئے اس کے ڈوبنے کا امکان نہ تھا، اسی طرح سے
اہل بیت رسول کے گمراہ ہونے کا امکان نہ تھا۔ اور وہ ذریعہ نجات قرار پائے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آخری وصیت میں فرمایا تھا: لن تضلوا
بعدی ابداً۔ کہ اگر میرے اہل بیت سے تمسک کرو گے، تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ (۴) کشتی نوح کا نہ ڈوبنا اور ذریعہ نجات ہونا، نبوت نوح کی دلیل تھی۔ اسی طرح پر

فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ

پس ہم نے ان میں ایک رسول انہی میں سے بھیجا (جس نے کہا) کہ تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا

إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٢٢﴾ وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ

تھارا کوئی معبود نہیں ہے، پھر کیا تم ڈرتے نہیں۔ اور اسی قوم میں سے ان سرداروں نے کہا جو کافر ہو گئے

كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِإِيقَاءِ الْآخِرَةِ وَاتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کھتے، اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا کرتے تھے۔ اور ہم نے ان کو زندگی دنیا کی مستی میں دے رکھی تھیں۔

فَإِذَا الْآبَشَرُ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ

یہ کچھ بھی نہیں ہے مگر تم ہی جیسا ایک آدمی، یہ بھی اسی میں سے کھاتا ہے جو تم کھاتے ہو۔ اور اسی میں

مِمَّا تَشْرَبُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ إِنَّكُمْ إِذَا

سے پیتا ہے جو تم پیتے ہو۔ اور اگر تم نے اپنے جیسے ایک آدمی کی اطاعت کی تو اس وقت یقیناً تم

لَاخِرُونَ ﴿٢٤﴾ أَعِدُّكُمْ أَنْكُمْ إِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَعِظَامًا

نقصان اٹھائیوں لے ہو جاؤ گے۔ کیا وہ تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ یقیناً جب تم مر جاؤ گے اور ہڈیاں ہو جاؤ گے

أَنْكُمْ تُخْرَجُونَ ﴿٢٥﴾ هِيَ هَاتِ هِيَ هَاتِ لِمَا تُوعَدُونَ ﴿٢٦﴾

تو ضرور تم (زندہ کر کے قبروں سے) باہر نکالے جائے گا، جس بات کا تم وعدہ دیتے جاتے ہو، وہ (حق سے) بہت دور ہے۔ یہ

الْأَحْيَاءُ الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ ﴿٢٧﴾

ہماری دنیاوی زندگی گانی کے سوا کچھ بھی نہیں کہ ہم مرتے بھی ہیں اور جیتے بھی ہیں (دوبارہ زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے نہیں ہیں

هُوَ إِلَّا رَجُلٌ إِفْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا وَمَا نَحْنُ لَهُ بِمُؤْمِنِينَ ﴿٢٨﴾

یہ (رسول) کچھ بھی نہیں مگر ایک مرد ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا، اور ہم اس پر ایمان لائے نہیں ہیں۔

قَالَ رَبِّ انصُرْنِي بِمَا كَذَبُونَ ﴿٢٩﴾ قَالَ عَمَّا قَلِيلٍ لِيُصْبِحُنَّ

اس نے کہا اے میرے پروردگار اس وجہ سے کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا تو میری مدد کر۔ (فدا نے) فرمایا کہ تم جلد ہی عرصہ میں ضرور

نِدْمِينَ ﴿٣٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنَاهُمْ غُرَابًا فَبِغْثًا

ندامت اٹھائیوں لے ہو جائیں گے۔ پس ایک چیخ نے انھیں حق کی آواز سے بکھڑا کر دیں، اور انہیں کوراکرکٹ کر دیا، پس

لِلْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴿٣١﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ ﴿٣٢﴾

ظالموں کی قوم کیلئے دُوری ہے۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور زمانہ کے لوگ نئے سرے سے پیدا کر دیئے۔

ع

لَهُ فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے ان پر ایسی چیخ ماری جس سے ان کے دل پھٹ گئے، اور وہ مر گئے۔ نیز اس واقعہ میں اس بات کی دلالت بھی ہے کہ قرن سے مراد قوم صالح ہے۔

لہذا وجہ :- صاحب تفسیر صفائی نے جو "قرن" کا اشارہ کیا ہے وہ اس آیت مجیدہ سے قبل اس آیت ۳۱ میں مذکور ہے :-

ثُمَّ أَنشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرُونًا آخَرِينَ ۝ وہاں "قرن" سے مراد قوم صالح ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم یہود کو تیز و تند ہوا کے عذاب سے ہلاک کیا تھا۔

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ غشاء زمین کی سونگھی سڑی بنات کو کہتے ہیں۔

قول صاحب تفسیر صفائی :-

ایک قول کے مطابق قوم صالح علیہ السلام کی ہلاکت کو اس گھاس پھوس سے جسے پانی کی رو بہا کر لے جائے، اس لئے تشبیہ دی گئی ہے کیونکہ عرب کا محاورہ ہے جو ہلاک ہو جاتا ہے اس کے لئے کہتے ہیں کہ اُسے ندی بہا کر لے گئی

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ﴿٣٣﴾ ثُمَّ أَرْسَلْنَا

کوئی امت اپنی مدت مقررہ سے پہلے جاسکتی ہے اور نہ ہی تاخیر رہ سکتی ہے۔ پھر ہم نے اپنے رسول

رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةٌ رَّسُولَهَا كَذَّبُوهُ فَاتَّبَعْنَا

لگانا رہے۔ جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا تو انھوں نے اسے جھٹلادیا۔ پس ہم نے (غضب)

بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٤﴾

ہیں، بعض کو بعض کے پیچھے لگا دیا، اور ہم نے انھیں قصے اور کہانیاں بنا دیا۔ پھر جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کیلئے عذاب

ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَى وَأَخَاهُ هَارُونَ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ

پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیوں اور کھلے غلبہ کے ساتھ

مُبَيِّنٍ ﴿٣٥﴾ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا

فرعون اور اس کے ساتھیوں کی طرف بھیجا۔ پس انھوں نے تکبر کیا۔ اور وہ جتنے ہی

عَالِينَ ﴿٣٦﴾ فَقَالُوا أَنْتُمْ مِثْلُنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا

سرکش۔ پھر وہ کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں پر ایمان لائیں، حالانکہ ان دونوں کی قوم

عِبَادُونَ ﴿٣٧﴾ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ﴿٣٨﴾ وَلَقَدْ

ہماری غلامی کر رہے والی ہے۔ پس انھوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پھر وہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو گئے۔ اور یقیناً

آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ﴿٣٩﴾ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ

ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، تاکہ یہ لوگ (یعنی اسرائیل) ہدایت یابیں۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے (عیسیٰ)

وَأُمَّةً آيَةً وَأَوَيْنَهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ﴿٤٠﴾

اور اس کی ماں (مریم) کو ایک نشانی قرار دیا۔ اور ہم نے ان دونوں کو وہ جگہ قرار دی جو قابلِ امان تھی اور ان کی مدد کرنے والی تھی۔ اور ان کے پاس

يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُّوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا

اے رسولو! تم پاکیزہ چیزوں میں سے کھا کر لو، اور نیک کام کرتے رہا کرو۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے رہتے ہو

تَعْمَلُونَ عَلَيْكُمْ ﴿٤١﴾ وَإِنْ هَذِهِ أُمَّةٌ وَاحِدَةٌ وَأَنَا

میں اسے خوب جاننے والا ہوں۔ اور یقیناً یہ تمہارا (نبیوں کا) گروہ ایک ہی گروہ ہے۔ اور میں تمہارا پروردگار

رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ ﴿٤٢﴾ فَتَقَطَّعُوا أَمْرَهُم بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ

ہوں پس تم مجھ سے ہی ڈرتے رہو۔ پھر ان (حزبوں) کو گروہوں میں اپنے (دین کے) معاملہ کو آپس میں منگڑی منگڑی کر ڈالا، ہر فرقت

۱۵ عِبَادُونَ ۱۵

تفسیر صفاتی ص ۳۳۳ پر ہے کہ اس سے مراد

یہ ہے کہ قوم بنی اسرائیل انکی تسبیح اور عقادت میں

۱۵ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۱۵

تفسیر صفاتی ص ۳۳۳ پر ہے کہ اس آیت میں

ربوہ کے لفظی معنی بلند مقام یا شہد کے ہیں۔

ذات قرار و معین سے مراد ایسی فراخ جگہ جو قرار

پکڑنے کیلئے موزوں ہو، اور معینی بارش کے قابل

ہو۔ اور معین وہ پانی جو رستے زمین پر ظاہر ہوتا ہے

جاری ہو۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

منقول ہے کہ ربوہ سے مراد نجات کو فہ ہے اور معین

سے مراد قرأت۔

تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور امام

جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ ربوہ

سے مراد شہر حیرہ جو کوفہ سے پہلے تھا، اور

اس کا گرد و نواح ہے، اور قرار سے مراد

مسجد کوفہ سے اور معین سے مراد آیت

ہے۔



بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُونٌ ﴿۵۳﴾ فَنَزَّلَهُمْ فِي عَمْرَتِهِمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۵۴﴾

والے جو کچھ ان کے پاس ہے اسی سے خوش خوش ہیں۔ اسی سے اس کی عورت تک ان کی جہالت میں چھوٹے رہے۔

اَيُّحْسِبُونَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَيْنٍ ﴿۵۵﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ

کیا وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم جو کچھ مال اور بینوں سے ان کی مدد کر رہے ہیں۔ یہ ہم ان کیلئے کچھ بھلائیوں

فِي الْخَيْرِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۵۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ

کی جلدی کر رہے ہیں، (ایسا نہیں) بلکہ وہ شعور ہی نہیں رکھتے۔ یقیناً وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے خوف

خَشْيَةٍ لَّهُمْ مُّشْفِقُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ

سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کی آیتوں پر ایمان

يُؤْمِنُونَ ﴿۵۸﴾ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُونَ ﴿۵۹﴾ وَ

رکھتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو اپنے پروردگار کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے، اور

الَّذِيْنَ يُؤْتُونَ مَا اتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجَلَةٌ اَنَّهُمْ اِلَىٰ رَبِّهِمْ

وہ لوگ جو (راہِ خدا میں) دیتے ہیں جو کچھ انہوں نے دیا اس حال میں کہ ان کے دل ڈرنے والے ہیں۔ یقیناً وہ اپنے

لَجُّونَ ﴿۶۰﴾ اُولَٰئِكَ يُسْرِعُونَ فِي الْخَيْرِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُونَ ﴿۶۱﴾

پروردگار کی طرف لوٹ کر جانیں گے۔ وہی نیکیوں میں جلدی کر رہے ہیں اور وہی ان کیلئے آگے بڑھنے والے ہیں

وَلَا تُكَلِّفُ نَفْسًا وَّلَا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَنْطِقُ بِالْحَقِّ

اور ہم کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے ہیں، اور ہمیں کتاب ہے جو بتاتی ہے سچے سچے

وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ ﴿۶۲﴾ بَلْ قُلُوبُهُمْ قِيَ غَمْرَةٌ مِّنْ هٰذَا وَ

اور ان لوگوں پر کوئی ظلم نہ کیا جائیگا۔ لیکن ان کے دل اس کی طرف سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں اور

لَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُونِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَمِلُونَ ﴿۶۳﴾ حَتَّىٰ اِذَا

ان کے اعمال اُس کے سوا کچھ اور بھی ہیں، جن کے وہ کہنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم

اَخَذْنَا مُتَرْفِعِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْرُونَ ﴿۶۴﴾ لَا تَجْرُوا

ان کے خوشحالوں کو عذاب میں پکڑیں گے تو وہ اُس وقت تک جلا اٹھیں گے۔ تب انہیں کہا جائیگا کہ آج

الْيَوْمَ اِنَّكُمْ مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ﴿۶۵﴾ قَدْ كَانَتْ اٰيَتِي تُشْلٰ

کے دن جلاؤ، یقیناً تم ہماری طرف سے مدد نہ چاہتے جاؤ گے۔ یقیناً میری آیتیں بدھ کر سنائی جاتی

لَهُ فِرْحُونٌ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۳۳ پر ہے کہ وہ لوگ اپنی خود بینی سے اس بات کا اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ یقیناً حق پر ہیں۔

اور تفسیر صفاتی میں ہے کہ ہر وہ شخص جس نے اپنے نفس کیلئے کوئی دین اختیار کر لیا ہے اور وہ اسی پر خوش ہے :-

۵۵ مَالٍ وَبَيْنٍ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آباؤ اجداد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا مومن بندہ اس وقت تک مومن رہتا ہے جبکہ میں نے اس کی کسی چیز کو اس پر تنگ کر دیا ہو، حالانکہ یہ بات اس کے لئے میرے قرب کا باعث ہے۔ اور جب میں دنیا کو اس کیلئے وسیع کر دیتا ہوں، تو وہ مجھ سے خوش ہوتا ہے، حالانکہ یہ بات مجھ سے دوری کا باعث ہے، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت فرمائی، پھر فرمایا کہ مال اور اولاد تو ان کیلئے آزمائش میں :-

۵۶ وَجَلَةٌ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۳۳ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ یہ ان کا بعیم درجہ ہے کہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں ان کے اعمال رو نہ گئے جائیں، کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کی۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ شاید ان کے اعمال قبول نہ کئے جائیں۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر تم نے ہو سکتا ہے، کہ تم مشہور نہ ہو، تو اس طرح کرو۔ کیونکہ تم پر کوئی الزام نہیں ہے کہ لوگ تمہاری ثناء اور تعریف نہ کریں۔ اور نہ اس پر کہ تم لوگوں کی نظروں میں بڑے ہو۔ جبکہ تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل تعریف ہو پھر فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے فرمایا کہ سوائے دو شخصوں کے اور کسی کی زندگی میں خیر و خوبی نہیں ہے، ایک وہ شخص جو روزانہ نیکی میں زیادتی کرتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جو اپنی بدیوں کا تذکرہ تو بہ سے کرتا ہے۔ اور کہاں

ہے، اس کے لئے تو بہ؟ خدا کی قسم! اگر کوئی سجدے کرتے کرتے اپنی گردن توڑ ڈالے، اللہ تعالیٰ اس کی تو بہ ہرگز قبول نہ کرے گا، جب تک کہ وہ ہم اہل بیت کی ولایت نہ رکھتا ہو۔ خبردار! جو لوگ ہمارا حق پہچانیں، اور ہمارے قدیم سے ثواب کی امید رکھیں، اور ہر روز نصف مکہ (قریباً ڈیڑھ پاؤ) خوراک پر راضی ہو جائیں، اور اتنے کپڑے پہنیں جن سے ان کا پردہ ڈھک کے اور ہر حالت میں یہ لوگ اللہ سے ڈرتے رہیں، اور اس بات کو پسند کرتے ہوں، کہ ان کا حصہ دنیا میں اتنا ہی ہو، تو اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی لوگوں کی یہ صفت کی ہے۔ پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا، کہ مَا اَتُوْا مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ شَيْءٍ کہ انہوں نے خدا کی اطاعت کا ثبوت مع ہماری ولایت کے دیا۔ اور پھر بھی وہ اس میں ڈرتے رہے، مگر ان کا خوف شک کا خوف نہیں، بلکہ ان کو اس بات کا خوف رہا، کہ کہیں وہ ہماری ولایت اور محبت میں قاصر نہ ہوں :-

عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلَىٰ آعْقَابِكُمْ تُنْكَصُونَ ۖ مُسْتَكْبِرِينَ ۖ بَا

تھیں، تو تم اپنی ایڑیوں پر پیٹ جا کر تھے۔ مستکبر کرتے ہوئے اس کو

سَمِرًا تَهْجُرُونَ ۖ أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُمْ مَّالٌ

داستان گوئیاتے ہوئے تم پر ہونہ بکا کرتے تھے۔ پس کیا انھوں نے قول (خدا) میں غور نہیں کیا، یا ان کے پاس وہ

بَاتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ ۖ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُ

آپ کے جو آپ کے پہلے باپوں کے پاس نہیں آیا تھا۔ یا انھوں نے اپنے رسول کو نہیں پہچانا۔ پس وہ ان کے

مُنْكَرُونَ ۖ أَمْ يَقُولُونَ بِهِ جِنَّةٌ ۚ بَلْ جَاءَهُمُ بِالْحَقِّ وَ

منکر ہو رہے ہیں۔ یا وہ کہتے ہیں کہ اسے دیوانگی ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ ان کے پاس حق کیساتھ آیا ہے

أَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ۖ وَلَوْ اتَّبَعَ الْحَقُّ أَهْوَاءَهُمْ

حالانکہ ان میں سے اکثر حق سے نفرت کر رہے ہیں۔ اور اگر حق ان کی خواہشات کی پیروی کرے تو

لَفَسَدَتِ السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنَهُمُ

الہٰ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب برباد ہو جائے گا۔ بلکہ ہم نے (تو) ان کے پاس

بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُعْرِضُونَ ۖ أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا

ان کی نصیحت لائے ہیں، پھر وہ اپنی ہی نصیحت سے منہ پھرنے والے ہیں۔ کیا تم ان سے اجر مانگتے ہو

فَخَرَّاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزَاقِينَ ۖ وَإِنَّكَ لَتَدْعُوهُمْ

پس تمہارے پروردگار کا اجر و ثواب ہی بہتر ہے۔ اور فی رزق دینے والوں میں سے بہترین ہے۔ اور یقیناً تم انھیں

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۖ وَإِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

ضرور سیدھے راستے کی طرف بلاتے ہو گے اور بیشک وہ لوگ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے، البتہ وہ

عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُونَ ۖ وَلَوْ رَحِمْنَاهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِنْ

(سیدھے) راستے سے ہٹ جانے والے ہیں۔ اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور انھیں جو تکلیف ہے وہ دور

ضَرًّا لِلْجَوَارِ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۖ وَلَقَدْ أَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ

کریں تو وہ البتہ اپنی سرکشی پر اصرار کر کے سرگردان رہیں گے۔ اور یقیناً ہم نے انھیں عذاب میں پکڑا۔

فَمَا اسْتَكَانُوا لِربِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُونَ ۖ حَتَّىٰ إِذَا فَتَحْنَا

پھر بھی وہ اپنے پروردگار کے سامنے نہ جھکے، اور نہ ہی وہ عاجزی کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب ہم ان پر

(نزل)

۱۵ لَفَسَدَتِ ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ اس آیت میں الحق سے مراد جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام

ہیں۔ اور فساد آسمان سے یہ مراد ہے کہ اس سے

مینہ نہ برے اور زمین کے فساد سے یہ مراد ہے

کہ اس سے نباتات نہ اُگے، اور اس صورت میں

لوگوں کی خرابی ظاہر ہے ۖ

۱۶ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ صراطِ مستقیم سے مراد ولایت جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام ہے ۖ

۱۷ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُونَ ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۴۴ پر ہے کہ آخرت کا خوف

اس بات کا زیادہ سبب ہوتا ہے کہ انسان حق کا

طلب کار ہو، اور حق کے راستہ پر چلے۔ تفسیر قمی میں ہے

کہ اس سے مراد امام حق سے پھر جانے والے ہیں۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام

نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اگر چاہتا تو بندوں کو خود ہی

اپنی معرفت عطا کر دیتا۔ لیکن اس نے ہمیں اپنا

دروازہ، اپنی صراط، اور اپنی سبیل قرار دیا ہے۔

اور وہ وجہ مقرر کر دی، جس سے اس تک پہنچ

سکتے ہیں پس جو لوگ ہماری ولایت سے منہ

موڑ لیں، یا ہم پر کسی دوسرے کو فضیلت

دیں۔ انہی کو خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے

کہ وہ راہِ راست سے ہٹ جانے

والے ہیں ۖ

۱۸ عَنِ الصِّرَاطِ لَنُكَيِّبُونَ ۖ

تفسیر صفائی ص ۳۴۴ پر بحوالہ تفسیر

مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے کہ استکانت کے معنی دعائے

ہیں، اور تضرع کے معنی رنج یدین کے ہیں یعنی

یعنی دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھانا۔

اور کافی میں ہے کہ جناب امام محمد باقر علیہ

السلام سے اس کے معنی دریافت کئے گئے، تو

آپ نے فرمایا کہ استکانت کے معنی خضوع یعنی

گرہ کرنا کے ہیں۔ اور تضرع کے معنی ہیں ہاتھوں

کا اٹھانا، یعنی عاجزی کا اظہار کرنا ۖ

عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿٤٠﴾

ایک سخت عذاب کا دروازہ کھول دیں گے، تو وہ اس وقت فوراً ہی ناامید ہو جائیں گے۔ اور

هُوَ الَّذِي أَنْشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا

وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنا دیئے۔ تم کھنکھاکر

مَا تَشْكُرُونَ ﴿٤٨﴾ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٤٩﴾

منسکر کرتے ہو۔ اور وہ (خدا) وہی (تو) ہے جس نے تمہیں زمین میں پیدا کیا اور تم اسی کے حضور میں محشر کے جاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَفَلَا

اور وہ (خدا) وہی تو ہے جو تمہیں زندہ رکھتا ہے اور مارتا ہے اور اسی رکھے تم سے موت اور زندگی کا اگے مجھے آنا ہے۔

تَعْقِلُونَ ﴿٨١﴾ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ﴿٨٢﴾ قَالُوا إِذَا

پھر کلام عقل سے کام نہیں لیتے۔ (ایسا نہیں) بلکہ انھوں نے فری کچھ کہہ دیا جو یہ لوں نے کہا تھا۔ وہ کہنے لگے کیا جب

مِنَّا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا إِنَّنَا لَمَبْعُوثُونَ ﴿٨٢﴾ لَقَدْ وَعَدْنَا

ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی اور ڈبیاں ہو جائیں گے کیا تم پتھر بھی (زندہ) اٹھائے جاؤ گے؛ یقیناً یہ وعدہ میرا ہے

نَحْنُ وَأَبَاؤُنَا هَذَا مِنْ قَبْلُ إِنَّ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾

اور ہمارے باپ دادوں کو پہلے ہی سے دیا جاتا رہا ہے ۔ یہ نہیں ہیں مگر پہلوں کی کہانیاں ۔

قُلْ لِّمَنِ الْأَرْضُ وَمَنْ فِيهَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿٨٧﴾

(۱) رسول، کبریا کو اگر متوجہ نہ ہو (تو بتلاؤ کہ) یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے، کس کے ہیں ؟

سَيَقُولُونَ لِلّٰهِ قُلْ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَنْ رَبُّ

وہ نور اکبرؑ کے کاشد تعالیٰ کے (ہی) ہیں۔ تم کہہ دو کہ کیا پھر تم غور نہیں کرتے اے (رسول)، تم کہہ دو کہ (بتلاؤ)

قُلْ فَإِنِّي تُسْكِرُونَ ۝۹۸ بَلْ آتَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝۹۹

مگر کہہ دو پھر تم کہاں سے فریب کھا جاتے ہو۔ بلکہ ہم تو ان کے پاس حق لائے ہیں، اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں۔

مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا الذَّهَبُ

نہ تو اللہ تعالیٰ نے کوئی بیٹا ہی اختیار کیا اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے، تب تو ہر مہذب و مس کو

كُلُّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَّ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا

لے جاتا ہو کچھ کہ اس نے پیدا کیا ہوتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھ گیا ہوتا۔ اور جو کچھ یہ بیان کرتے ہیں

يَصِفُونَ ۝۱۰۰ عَلِيمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۱۰۱

اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔ وہ غیب اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ پھر جو شرک کہہ کرتے ہیں اس سے وہ برتر ہے

قُلْ رَبِّ إِمَّا تُرِيدُنِي مَا يُوعَدُونَ ۝۱۰۲ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِي فِي

اے رسول! کہہ دو کہ اے میرے پروردگار اگر تو مجھے (عذاب) دکھا دے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ پھر اے میرے پروردگار

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝۱۰۳ وَإِنَّا عَلَىٰ أَنْ نُرِيكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقَدِيرُونَ ۝۱۰۴

مجھے ظالموں کی قوم میں قرار دینا۔ اور جو وعدہ ہم ان سے کرتے ہیں ہم یقیناً قادر ہیں کہ وہ تمہیں دکھلا دیں۔

إِذْ فَعَرَّ بِالتِّي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةِ نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَصِفُونَ ۝۱۰۵

(اے رسول) تم بدی کو ایسے طریق سے دفع کرو جو بہت ہی اچھا ہو۔ ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ کہہ رہے ہیں کہ وہ بیان کرتے ہیں

وَقُلْ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ ۝۱۰۶ وَأَعُوذُ

اور کہہ دو کہ اے میرے پروردگار! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور اے میرے پروردگار

بِكَ رَبِّ أَنْ يَحْضُرُونَ ۝۱۰۷ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ

میں اس بات سے کبھی تیری پناہ مانگتا ہوں کہ وہ میرے پاس حاضر ہوں۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئیگی۔

رَبِّ ارْجِعُونِ ۝۱۰۸ لَعَلِّي أَعْمَلُ صَالِحًا فِيمَا تَرَكْتُ كَلَّا إِنَّهَا

(تو) وہ کہیگا اے میرے پروردگار مجھے (دنیا میں) واپس بھیج دے۔ تاکہ جس دنیا کو میں چھوڑ آیا ہوں اسی میں نہک عمل

كَلِمَةً هُوَ قَائِلُهَا وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۝۱۰۹

کوں (یہ) ہرگز نہیں (ہوگا)۔ یقیناً یہ ایک بات ہے کہ وہ اس کا کہنیو لا ہے اور ان کے پیچھے اس میں تک جس دن کہ وہ (زندہ کر کے) اٹھائے

فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا

جائے (تاکہ) برزخ ہوگا۔ پس جب (قیامت کو) ہونیکا جائیگا تو آسراں ان کے درمیان رشتے ناپے رہ جائیں گے،

(نزل)

عَالِمِ الْغَيْبِ الشَّهَادَةِ ۝۱۱۰

تفسیر صفائی ص ۳۳۲ پر بحوالہ معانی الانبیا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

الغیب سے مراد وہ ہے جو آپ تک نہیں۔ اور

الشہادۃ سے مراد وہ ہے جو کچھ ہو چکا ہے

مَا يُوعَدُونَ ۝

تفسیر صفائی ص ۳۳۵ پر ہے کہ سعد بن

عبد اللہ جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بروز قیامت کے سہاگے سامنے خطبہ پڑھا۔

اور فرمایا کہ اے لوگو! میں تمہیں خوب

پہچانتا ہوں۔ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ

گے۔ اور ایک دوسرے کی گردن مارو

گے، اور اگر تم ایسا کرو گے تو میں بھی تم کو

تکوار سے ماروں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے دائیں طرف توجہ فرمائی۔ اور لوگ کہنے لگے

کہ جبرائیل! آپ کو اشارہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ

جبرائیل امین نے کہا کہ کہہ دیجئے کہ یا علی تجھ کو

ماریں گے۔

اور ابان بن تغلب کی روایت میں امام جعفر

صادق علیہ السلام سے یوں منقول ہے کہ جبرائیل

امین نازل ہوئے، اور کہا کہ کہہ دیجئے: انشاء اللہ

تعالیٰ میں تم کو تکوار سے ماروں گا۔ یا وہ مارے نہ گئے

حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہونگے۔

اور حضرت علی کو دو موقع دیئے جائیں گے۔ اور

آپ کی وعدہ گاہ وادی السلام ہے۔ ابان بن

تغلب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ!

وادی السلام کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا:۔

پشت کو قہ پر۔

قول صاحب تفسیر صفائی:۔

یہ وعدہ زمانہ رجعت میں پورا ہوگا

۝۱۱۰ ارْجِعُونِ ۝

تفسیر صفائی ص ۳۳۵ پر ہے کہ یہاں واو

جمع کا نہیں ہے، بلکہ تعظیم کا ہے، جیسا کہ کسی

نے کہا تھا: اَلَا قَرَحْتُونِي يَا اَللّٰهُ مُحَمَّدًا قَاتًا

اَكُنْ اَهْلًا قَاتًا لِّذٰلِكَ اَهْلًا۔ یعنی اے محمد کے

خدا! اب تو مجھ پر رحم کر کہ اگر میں اس قابل

نہیں ہوں، تو تو تو اس قابل ہے۔ تفسیر قمی میں

ہے کہ یہ آیت مانعین زکوٰۃ کے بارے میں نازل

ہوتی ہے۔

۝۱۱۱ بَرَزَخٌ ۝

برزخ تفسیر صفائی ص ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ برزخ دو امور کے درمیان

ایک امر ہے یعنی دنیا و آخرت کے درمیان ثواب یا عقاب۔ اور یہی قول امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہے کہ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم مجھے تمہارے بارے میں برزخ سے ہی اندیشہ

ہے، اور جس وقت معاملہ ہم تک پہنچ جائے گا، اُس وقت میں تمہارے متعلق سب طرح کا اختیار ہوگا۔ کافی میں ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے کہا

کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ ہمارے سب شیعہ جنت میں ہونگے، خواہ ان سے کیسے ہی افعال ہوتے ہوں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! میں نے سچ کہا تھا، کہ سب کے سب ہی

ہونگے۔

يَتَسَاءَلُونَ ۱۱۱ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۱۱۲

اور وہ ایک دوسرے کو پوچھ سکیں گے۔ پھر جس کے اعمال کے پلے بھاری ہو گئے تو وہ فلاح پانے والے ہوں گے۔

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي

اور جس کے اعمال کے پلے ہلکے ہو گئے تو وہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنی جانوں کا نقصان کر لیا، وہ

جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۱۱۳ تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ ۱۱۴

ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے ہوں گے۔ آگ ان کے چہروں کو بجھائے گی اور وہ اس میں بیڑی چیز عیانہ ہوں گے۔

أَلَمْ تَكُنْ أَتَىٰ تُنَلِّیٰ عَلَیْكُمْ فَلَنتُمْ بِمَا تَكْذِبُونَ ۱۱۵ قَالُوا رَبَّنَا

ان سے کہا جائیگا کہ کیا میری آنکھیں بڑھ کر سناتی نہ جاتی تھیں پھر تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے ہمارے رب

غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَالِّينَ ۱۱۶ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا

ہماری بد بختی ہم پر غالب آگئی تھی، اور ہم گمراہ قوم ہو گئے تھے۔ اسے ہمارے رب درکار! ہمیں

مِنْهَا فَإِنْ عُدْنَا فَإِنَّا ظَالِمُونَ ۱۱۷ قَالَ اخْسَوْا فِيهَا وَلَا

اس سے نکال۔ پس اگر ہم پھر ایسا کریں تو یقیناً ہم ظالم ہوں گے۔ (خدا کہے گا کہ اس میں بچھکارے ہوئے بڑے رعب

تَكَلِّمُونَ ۱۱۸ إِنَّهُ كَانَ فَرِیقٌ مِّنْ عِبَادِیَ يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا

اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ یقیناً میرے بندوں میں سے ایک فریق ایسا بھی تھا جس کے افراد کہا کرتے تھے اے ہمارے

فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّحِمِینَ ۱۱۹ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ

پروردگار ہمایان لائے پس تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو کم گنہگاروں میں سے ہے۔ پھر تم نے ان کو دل ملی

سُخْرَیًّا حَتَّىٰ أَنْسَوْكُمْ ذِكْرَیْ وَكُنْتُمْ مِنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۱۲۰

ٹھہرا لیا۔ یہاں تک کہ انہوں نے تمہیں میری یاد بھلا دی۔ اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔

إِنِّیْ جَزَیْتُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرْتُمْ وَأَنتُمْ هُمُ الْفَائِزُونَ ۱۲۱ قُلْ كَمْ

اس سبب کہ انہوں نے صبر کیا میں نے آج کے دن یقیناً انہیں بدلہ دے گا یہاں ہر نبی ہوں۔ (خدا کہے گا کہ

لَبِثْتُمْ فِی الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِینَ ۱۲۲ قَالُوا لَبِثْنَا یَوْمًا أَوْ بَعْضَ

تم زمین میں کتنے سال ٹھہرے ہو گے۔ وہ کہیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے ہوں

یَوْمٍ فَسَلِّ الْعَادِیْنَ ۱۲۳ قُلْ إِنْ لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِیلًا لَّوْ أَتَاكُمْ

گے، پس تو کتنی گزینہ والوں سے پوچھ لے لے (خدا کہے گا کہ تم نہیں ٹھہرے مگر حقوڑا ہی، کاش کہ تم یہ

(بقیہ حاشیہ سابقہ صفحہ ۱۷)

جنت میں جائیں گے، خواہ ان کے اعمال کیسے ہی ہوں یا اس پر کہا گیا، کہ گناہ تو بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ قیامت کو بنی مطاع یا دوسی بنی کی شفاعت سے تم سب جنت میں ہی جاؤ گے۔ لیکن مجھے تمہارے بارے میں اندیشہ ہے جو زخ کا۔ اس پر کہا گیا کہ برزخ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: قبر اور موت کے وقت سے نیکر قیامت تک۔

الحاصل میں ہے کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے یہی آیت تلاوت فرمائی، اور فرمایا، یہ قبر ہے کہ اس میں انکی بہت ہی تنگی میں بسر ہوگی۔ خدا کی قسم! قبر یا جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہو جائے گی یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا۔

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۱۷)

۱۵ فُسِّلَ الْعَادِیْنَ ۵۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر فی لکھا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ یہ کہیں گے، کہ ان فرشتوں سے پوچھ لو جو ہمارے دن گنتے ہوتے تھے، اور ہماری گھڑیاں لکھا کرتے تھے اور وہ اعمال بھی جو ہم کیا کرتے تھے؟

۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶ ۶

كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝۱۳۰ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَكُمْ عَبَثًا وَاَنْتُمْ اِلَيْنَا

جاتے ہوئے۔ کیا پھر تم نے گمان کر لیا تھا کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تم کو ہم سے

لَا تُرْجَعُونَ ۝۱۳۱ فَتَعَلٰی اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا اِلَهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ

موجود میں پلٹ کر نہ آؤ گے۔ پس برتر ہے بادشاہ برحق اللہ تعالیٰ۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ الٰہ ہے

الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝۱۳۲ وَمَنْ يَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ

عرش کریم کا الٰہ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتے گا جس کے متعلق اس کے پاس

لَهُ بِهِ فَاِنَّمَا حِسَابُهُ عِنْدَ رَبِّهِ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ۝۱۳۳

کوئی دلیل نہیں۔ پس ماسوا کے نہیں کہ اس کا حساب اس کے پروردگار کے پاس ہے، یقیناً کافر فلاج نہیں پائیں گے

وَقُلْ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّحِمِیْنَ ۝۱۳۴

اور تو کہہ لے میرے پروردگار تو بخشش دے اور رحم کر، اور تو سب رحم کرنے والوں سے بہتر ہے۔

اٰیٰتُهَا ۶۲ سُوْرَةُ التَّوْحِیْدِ ۹ رُكُوْعَاتُهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سُوْرَةُ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنٰهَا فِیْهَا اٰیٰتٍ بَیِّنٰتٍ

یہ ایک سورت ہے ہم نے ہی اسے نازل کیا اور اس کے احکام کو ہم نے فرض کیا، اور اس میں ہم نے واضح ایتیں نازل کیں

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝۱ الزَّانِیَةُ وَالزَّانِیُّ فَاجْلِدُوْهُمَا

تاکہ تم نصیحت حاصل کرتے رہو ۱۔ زنا کرنا والی عورت اور زنا کرنا والا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو سو

وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ

کوڑے لگاؤ۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان

فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ

رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے قانون (کے مطابق منہ کے جاری کرنے) میں ان دونوں کے متعلق تمہیں رحم نہ آجائے۔

وَلِیْسَ مَعَدَّ عَذَابُهُمَا طَآِیْفَةٌ ۝۲ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۳ الزَّانِیُّ

اور چاہئے کہ ان دونوں کی سزا کے وقت مومنوں کا ایک گروہ حاضر ہے۔

زنا کرنے والا مرد ۲۔

۱۸۱

کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کی مصداق وہ عورتیں ہیں جو زنا میں مشہور ہوں، اور وہ مرد بھی جو زنا میں

مشہور ہوں اور ان کی شہرت اور معرفت ہو چکی ہو۔ اور آج کل تو اس حالت کے بہت لوگ ہیں۔ پس جس پر زنا کی حد جاری ہو چکی ہو، یا زنا میں مشہور ہوں ان سے نکاح کرنا جائز

نہیں، جب تک کہ ان کی توبہ بھی مشہور نہ ہو جائے۔ اور ایک حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ راوی نے پوچھا کہ پھر اللہ تعالیٰ

نے زانی کو مومن اور زانیہ کو مومنہ کیوں کہا؟ آپ نے فرمایا کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زانی جس وقت زنا کرتا ہے مومن نہیں رہتا۔ اور جو عورت جب زانیہ سے

نہیں رہتا، بلکہ یہ فعل کرتے وقت ایمان ان سے اس طرح الگ ہو جاتا ہے جس طرح بدن سے فیض اتر جاتا ہے ۛ

۱۸۱ اَفَحَسِبْتُمْ

تفسیر صفائی ص ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر تفسیر

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو بیکار پیدا نہیں کیا۔

اور نہ وہ اس کو بھل چھوڑ دینا۔ بلکہ ان کو اس

لئے پیدا کیا ہے، کہ اپنی قدرت کا اظہار کرے

اور ان کو اپنی عبادت کی تکلیف دے، کہ وہ اس

کے سب سے اس کی رضا مندی کے مستحق ہوں۔ اور

اُس نے مخلوق کو اس لئے پیدا نہیں کیا، کہ ان کے

خود کوئی نفع اٹھائے، یا کسی مضرت کو دفع کرے

بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے، کہ خود ان کو نفع پہنچائے

اور ان کو ابدی نعمات میں داخل کر دے۔

نیز یہ بھی منقول ہے کہ کسی نے انہی حضرت

سے کہا: کہ ہم تو فنا کے لئے پیدا کئے گئے

ہیں، آپ نے فرمایا: واہ! ہم تو بقا کے

لئے پیدا کئے گئے ہیں، اور ایسا کیوں نہ

ہوتا۔ حالانکہ خدا کی جنت کبھی زائل ہوگی

اور نہ جہنم کبھی بچھائی جائے گی۔ اور ہم

لوگوں کی تو یہ حالت ہوگی، جیسے کسی ایک گھر سے

دوسرے گھر میں چلے گئے ۛ

۱۸۱ العرش الکریم

عرش کی تحقیق سابقاً ص ۲۸۷ زیر مباحثہ

۱۸۱ ہو چکی ہے۔ کتاب التواقیات والنجواہ نے

عقائد الاکابر میں عبد الوہاب شمرانی ارقام فرماتے

ہیں: اگر تم یہ سوال کرو کہ عرش کو عظیم، کریم،

اور مجید تین ناموں سے موسوم کرنے کی کیا وجہ ہے

کیا یہ الفاظ مترادف ہیں، یا نہیں، تو جواب یہ ہے

کہ یہ مترادف نہیں ہیں، بلکہ عرش کو اگر اس کے احاطہ

کی حیثیت سے دیکھو، تو وہ عظیم ہے، کیونکہ سب

اجسام سے بڑا ہے۔ اور اس حیثیت سے کہ اس کو

ان سب پر فوقیت دی گئی ہے، کہ جن کا وہ احاطہ

کئے ہوئے ہے وہ کریم ہے۔ اور اس حیثیت سے

کہ کوئی اور جسم اس کا احاطہ کر سکے وہ اس سے بڑا

ہے، وہ مجید ہے۔ (لغات القرآن نعمانی ص ۳۳۵)

۱۸۱ الزانی

تفسیر صفائی ص ۳۳۵ پر بحوالہ تفسیر تفسیر

کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے جو زانیہ عورتوں سے متعذر

نکاح حلال جانتے ہیں۔ جبکہ وہ زنا میں مشہور اور

معروف ہوں، اور کوئی مرد انہیں قید میں لائے یہ

قادر نہ ہو سکے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ آیت مکہ کی ان عورتوں

کے بارے میں نازل ہوئی جو زنا کاری میں مشہور تھیں۔

لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا

نکاح نہیں کرتا سوائے زنا کرنے والی عورت یا مشرک عورت سے۔ اور زنا کرنے والی عورت نکاح نہیں کرتی ہے

زَانٍ أَوْ مُشْرِكٍ وَحُرِّمَ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَالَّذِينَ

سوائے زنا کرنے والے مرد یا مشرک مرد سے۔ اور یہ (نکاح) مومنوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔ اور جو لوگ

يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ يَأْتُوا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَإِذْ لَوْ هُمُ

یا کداسن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں پھر وہ چار گواہ نہیں لاسکتے۔ پس تم انھیں اسی

ثَمَنَيْنِ جَلْدَةٍ وَلَا تَقْبَلُوا لَهُمْ شَهَادَةً أَبَدًا وَأُولَئِكَ هُمُ

کوڑے لگاؤ، اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو۔ اور یہی لوگ مناسق

الْفَاسِقُونَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَلِكَ وَأَصْلَحُوا

ہیں۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے اس کے بعد توبہ کر لی، اور انھوں نے اپنی اصلاح کر لی،

فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَوْ

تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اور وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر (زنا کا) الزام لگاتے ہیں اور

يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ

سوائے ان کی اپنی ذاتوں کے اور کوئی گواہ نہیں ہوتے، پس ان کے ایک کے گواہی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم

شَهِدَتْ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ

کے ساتھ چار مرتبہ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ سچوں میں سے ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر

لَعَنَتِ اللَّهُ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَذَّابِينَ ۝ وَيَدْرَأُ عَنْهَا

وہ جھوٹوں میں سے ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ اور اس عورت سے بھی یہ بات

الْعَذَابِ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعَ شَهَدَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ

سزا کو مال سکتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قسم کے ساتھ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ مرد جھوٹوں میں سے

الْكَذَّابِينَ ۝ وَالْخَامِسَةُ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ

ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر وہ مرد سچوں میں سے ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کا

مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ

کا غضب ہو۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو یہ لعنت نہ دیتا)۔ اور یقیناً

۱۔ اربع شہدات :-

تفسیر صفائی ص ۳۲۸ پر بحوالہ علل الشرائع منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ زنا میں چار گواہ کیوں قرار دیئے گئے۔ حالانکہ قتل میں صرف دو ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے متعدد حلال کیا۔ اور اسے اس بات کا علم تھا کہ وہ تم سے بند کر دیا جائے گا۔ پس اس نے تمہاری احتیاط کے لئے چار گواہوں کو مقرر کیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو تم سزا پا جاتے۔ کیونکہ چار گواہوں کا ایک معاملہ میں جمع ہونا بہت کم ہوتا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ زنا میں سزا پانے والے دو ہوتے ہیں۔ اور قتل میں صرف ایک یعنی قاتل۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ ہر ایک کے برخلاف دو درالگ ایک گواہی دیں بلکہ چاروں گواہوں کی گواہی اکٹھی ہو۔ کیونکہ مرد اور عورت دونوں کو سزا ملے گی۔

اللَّهُ تَوَّابٌ حَكِيمٌ ۝۱۰ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ

اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بڑی حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے بہتان لگایا وہ تم ہی میں سے ایک گروہ

لَا تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَّكُم بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ اِمْرِئٍ مِّنْهُمْ

ہے تم اسے اپنے لئے برا نہ سمجھو۔ بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ ان میں سے ہر شخص کے لئے جو کچھ

مَا اكْتَسَبَ مِنَ الْإِثْمِ وَالَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ مِنْهُمْ لَهُ عَذَابٌ

گناہ کرا اس نے کمایا وہی ہے۔ اور جس نے ان میں سے گناہ کا بڑا حصہ اٹھایا اس کے لئے بڑا

عَظِيمٌ ۝۱۱ لَّوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ

عذاب ہے۔ جب تم نے اسے سنا تھا تو کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ میں اچھا

بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا ۚ وَقَالُوا هَذَا اِفْكٌ مُّبِينٌ ۝۱۲ لَّوْلَا جَاءُ وَعَلَيْهِ

گمان کیا۔ اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ تو کھلم کھلا بہتان ہے لہٰذا وہ اس پر کیوں نہ چار

بِأَرْبَعَةٍ شُهَدَاءَ ۚ فَاذْلَمُوا بِالشَّهَادَةِ فَأُولَٰئِكَ عِنْدَ

گواہ لائے۔ پس جب وہ چار گواہ نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی

اللَّهُ هُمُ الْكَذِبُونَ ۝۱۳ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ

جھوٹے ہیں۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور دنیا و آخرت میں اس کی

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ

رحمت نہ ہوتی۔ تو جس بات کو تم نے پھیلایا تھا اس کے سبب سے ضرور تمہیں ایک بہت

عَظِيمٌ ۝۱۴ اِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِالسِّنِّتِمْ وَتَقُولُونَ بَافْوَاهِكُمْ

بڑا عذاب چھو جاتا۔ جب تم اس بہتان کو اپنی زبانوں پر لے لگتے تھے، اور اپنے مونہوں سے وہ کچھ بیان کرتے

مَا لَيْسَ لَكُمْ بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا ۚ وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ

تھے جس کا تمہیں کوئی علم نہ تھا، اور تم اسے ہلکی سی بات سمجھتے تھے۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک

عَظِيمٌ ۝۱۵ وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا اَنْ

بڑی بات کہتی۔ اور جب تم نے اسے سنا تھا تم نے کیوں نہ کہہ دیا کہ ہمارے لئے یہ مناسب نہیں کہ ہم اس کے

تَنكَلُمْ هَٰذَا ۚ سُبْحٰنَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ۝۱۶ يَعِظُكُمْ

متعلق باتیں کریں۔ (اے اللہ) تو پاک ہے یہ تو ایک بہت بڑا بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت کرتا ہے

(نزل)

تفسیر صافی ص ۳۲۸ پر بحوالہ الجوامع منقول

اس تہمت کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عائشہؓ نے غزوہ بنی المصطلق میں اپنا گلے کا ہار کم کر دیا اور وہ اس وقت کم ہوا جب آپؐ قصار حاجت کے لئے گئیں۔ پھر وہ اس کی تلاش میں گئیں۔ ان کے چلے جانے کے بعد ان کا ہودہ اونٹ پر سوار کر دیا گیا۔ یہ خیال کر کے کہ حضرت عائشہؓ ہودہ ہی میں ہوں گی (بوجہ کسی حضرت عائشہ کا وزن بہت ہلکا تھا۔ اس لئے احساس نہ ہو سکا کہ وہ ہودہ میں بیٹھی بھی ہیں یا نہیں)۔ قافلہ کوچ کر گیا جب حضرت عائشہؓ بعد تلاش اپنے مقام پر واپس آئیں تو معلوم ہوا کہ قافلہ تو کوچ کر گیا ہے البتہ صفوان قافلہ کے پیچھے رہ گیا تھا جب وہ اس مقام پر آیا اور حضرت عائشہؓ کو پہچانا، تو انہیں اپنے اونٹ پر سوار کرا لیا۔ اور خود ہمار تھا سے لے کر تک پہنچا جو مقام قائم الظہیر پہنچ چکا تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ عامر کی روایت تو ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جب کہ انہیں غزوہ بنی المصطلق میں اتہام لگایا گیا تھا۔

لیکن خاصہ کی روایت یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ماریہ قبطیہ کے بارے میں نازل ہوئی اور اس الزام کے متعلق جو حضرت عائشہؓ نے انہیں لگایا تھا چنانچہ امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت ربیع ہوا۔ تو حضرت عائشہؓ نے کہا کہ آپؐ ربیع کس کا کرتے ہیں۔ وہ تو جریح قبطی کا بیٹا تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو بھیجا اور جریح کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ تلوار لیکر گئے۔ جریح قبطی باغ کے اندر چار دیواری میں تھا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جریح دروازہ کھولنے آیا۔ مگر حضرت علیؓ علیہ السلام کے چہرہ پر غضب کے آثار دیکھ کر اس نے دروازہ کھولا اور پچھلے پاؤں پلٹ گیا۔ حضرت علیؓ علیہ السلام دیوار پر چڑھ گئے اور باغ میں اترے۔ اور اس کے پیچھے چلے جریح پیٹھ پر بھاگ کر بھاگا۔ پھر جب اسے خوف ہوا کہ حضرت نے آ لیا تو کھجور کے ایک ٹخت پر چڑھ گیا۔ حضرت بھی درخت پر چڑھ گئے جب اس کے قریب گئے تو اس نے اپنے آپ کو درخت سے گرا دیا جس سے اس کا ستر کھل گیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ

اس کے مرد کی علامت ہے اور نہ عورت کی حضرت علیؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پلٹ آئے۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! جب حضور مجھے کسی کام کے لئے مقرر فرماتے ہیں۔ تو میں اس میں مشغول ہو جاتا ہوں جیسے گرم کی ہوئی کیل اون میں اترتی چلی جاتی ہے۔ اب حکم دیجئے کہ میں اس کام کو انتہا تک پہنچا دیا کروں یا تحقیق سے بھی کام لیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا نہیں! تحقیق سے بھی کام لیا کرو عرض کی۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اس (جریح قبطی) میں نہ مرد کی علامت ہے نہ عورت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: خدا کا شکر ہے جس نے ہم اہلبیتؑ سے بدی اور بدنامی کو دور رکھا۔

اللَّهُ أَنْ تَعُودُوا لِلْمِثْلَةِ أَبَدًا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَيَبِينُ

کہ اگر تم مومن ہو۔ تو اس طرح کبھی نہ کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آئیں کھول

اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ إِنْ الَّذِينَ يُحِبُّونَ

کر بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا برا حکمت والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان پسند کرتے ہیں

أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي

کہ جو لوگ ایمان لائے ان کے درمیان بھائی پھیلے لے ان کے لئے دنیا اور آخرت میں دردناک

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَوْلَا

عذاب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اور اگر تم پر

فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ وَأَنَّ اللَّهَ رَعُوفٌ رَحِيمٌ ۝ يَأَيُّهَا

اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوئی (تو تم پر عذاب جلدی نازل ہو جاتا) اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو لے اور جو کوئی شیطان کے قدموں کے پیچھے

الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ

چلے گا پس وہ یقیناً اسے بدکاری اور برائی کا حکم کرے گا لے اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور

عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ أَبَدًا وَلَكِنَّ اللَّهَ

اُس کی رحمت نہ ہوئی تو تم میں سے کوئی کبھی پاک نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے پاک

يُزَكِّي مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ وَلَا يَأْتِلْ أُولُو الْفَضْلِ

کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا بہت جاننے والا ہے۔ اور تم میں سے (مال کی) زیادتی اور فراخی

مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ

والے یہ قسم نہ کھائیں لے کہ وہ قریبی رشتہ داروں اور مسکینوں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا يُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ

کچھ نہ دیں گے۔ اور ان کو چاہئے کہ وہ انہیں معاف کریں اور ان سے (درد نہ کریں) کیا تم پسند نہیں کرتے ہو کہ

اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ إِنْ الَّذِينَ يَرْمُونَ الْمُحْصَنَاتِ

اللہ تعالیٰ تمہیں معاف کرے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو پاکہن بیخبر مومن عورتوں پر

الفاحشة :-

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ کافی و امالی
و تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جو شخص کسی مومن کے بارے میں ایسی بات
(بدی کی) بیان کرے جو اس نے اپنی دونوں آنکھوں
سے دیکھی اور دونوں کانوں سے سنی ہو۔ تو وہ بھی
ان میں داخل ہے۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة...

اور امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ
جس شخص نے کسی برائی کی بات
کو شہرت دی تو وہ ایسا سمجھا جا
گا کہ گویا اسی نے پہلے اس بری
کا ارتکاب کیا۔

خطوات الشيطان :-

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب
یہ ہے کہ لوگوں کی برائیاں مشہور کرنے میں شیطان
کی پیروی نہ کرو۔

بالفحشاء والمنكر :-

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر ہے کہ الفحشاء سے
وہ باتیں مراد ہیں جن کی قباحیت حد سے بڑھی ہوئی
ہو۔ اور منکر سے مراد وہ کام ہیں جو شریعت اور عقل
دونوں میں ممنوع ہوں۔

ولا ياتل :-

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ الجوامع منقول
ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت اصحاب کے
ایک ایسے گروہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں
نے یہ قسم اٹھائی تھی کہ جن لوگوں نے دحضرت
ماریہ قبطیہ کی تہمت کے بارے میں تکلم کیا ہے
ان کے ساتھ کوئی ہمدردی کریں گے اور نہ ان
کو مدد دیں گے۔

الْفَعْلَتِ الْمُؤْمِنَتِ لَعْنُوا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ

عَظِيمٌ ۝۲۲ یوم تشہد علیہم السنہم وایدیہم وارجلہم

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۲۳ یوم یذیبہم اللہ دینہم الحق

وَعَلَّمُونَ أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝۲۴ الْخَبِيثَاتُ لِلْخَبِيثِينَ

وَالْخَبِيثُونَ لِلْخَبِيثَاتِ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ

لِلطَّيِّبَاتِ أُولَئِكَ مُبَرَّءُونَ مِمَّا يَقُولُونَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَ

رِزْقٌ كَرِيمٌ ۝۲۵ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ

بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْذِنُوا وَتَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ

لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝۲۶ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا

تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

هُوَ أَزْكى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۲۷ لَيْسَ عَلَيْكُمْ

جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاءٌ لَكُمْ

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

هُوَ أَزْكى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۲۸ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاءٌ لَكُمْ

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

هُوَ أَزْكى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۲۹ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاءٌ لَكُمْ

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

هُوَ أَزْكى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۳۰ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاءٌ لَكُمْ

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

هُوَ أَزْكى لَكُمْ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝۳۱ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاءٌ لَكُمْ

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتَّى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمْ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ کافی امام محمد قریب علیہ السلام سے منقول ہے کہ مومن کے اعضاء اس کے برخلاف گواہی نہیں دیں گے ماسوا اس کے جہیں کہ وہ صرف انہیں کے خلاف گواہی دیں گے۔ جن کے خلاف عذاب کا حکم متحقق ہو چکا ہوگا۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں اجازت مانگنے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی اپنے گھر میں جانے لگے تو تسبیحات اور بعد بلند آواز سے پڑھ لے اور کھانے۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی اپنے باپ کی خدمت میں جانے لگے۔ تو اجازت مانگ لے۔ مگر باپ کو بیٹے کے پاس جانے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں۔ نیز جب کوئی شخص اپنی بیٹی یا بہن کے پاس جانا چاہے اور وہ بیٹھی ہوئی ہو۔ تو اجازت مانگ لے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اگر میں نے اپنی ماں کی خدمت میں جانا ہو تو کیا میں اجازت مانگوں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! عرض کی کہ میرے سوا کوئی دوسرا خدمت کرنے والا نہیں ہے۔ تو کیا جب مجھے جانا ہو ہر مرتبہ اجازت مانگوں؟

آپ نے فرمایا: کیا تو یہ چاہتا ہے کہ اسے ننگا دیکھے۔ اس نے عرض کی: نہیں! آپ نے فرمایا: پھر تم ہر دفعہ اجازت مانگا کرو۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

تفسیر صفاتی ۳۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بری بایں اور بُرے کام بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کے لئے موزوں ہیں۔ اس لئے کہ وہی ان کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور وہی بری بایں کہنے والوں کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نیک مرد اور نیک عورتیں اچھی اچھی باتوں اور اچھے اچھے کاموں کے لئے موزوں ہیں۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُونَ وَمَا تَكْتُمُونَ ﴿۲۹﴾ قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ تم چھپاتے ہو۔ (اے رسول) مؤمنوں سے کہہ دو

يَغْضُوا مِنْ ابْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لِمُمْ

کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيرٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ﴿۳۰﴾ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ

جو کچھ وہ کرتے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ اسکی خبر رکھنے والا ہے۔ اور مؤمن عورتوں سے (بھی) کہہ دو کہ وہ اپنی آنکھیں

مِنْ ابْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ

نیچی رکھا کریں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں اور اپنا ہناؤ سنگھار نہ ظاہر کیا کریں

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ

سوائے اس کے جو اس میں سے (خود بخود) ظاہر ہو۔ اور عورتوں کو اپنے گریبانوں پر لٹائی اور ہتھیلیاں ڈال دے

زِينَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ اَوْ اَبَائِهِنَّ اَوْ اَبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ

اور اپنا ہناؤ سنگھار کسی پر ظاہر نہ کریں سوائے اپنے خاوندوں کے یا اپنے باپ دادوں کے یا اپنے خاوندوں کے یا اپنے بھائیوں کے

اَبْنَائِهِنَّ اَوْ اَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِي اِخْوَانِهِنَّ

یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوندوں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے یا

اَوْ بَنِي اِخْوَانِهِنَّ اَوْ نِسَائِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التَّبَعِينَ

اپنی بہنوں کے بیٹوں کے، یا اپنی (ہم عقیدہ) عورتوں کے یا ان (نورسوں) کے جن کے مالک ان کے ہونے ہوتے ہیں۔ یا

غَيْرِ اُولٰٓئِی الْاَرْبَابَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِ الطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ يَظْهَرُوْا

مردوں میں سے ان نوکروں کے جن کو عورتوں کی کوئی حاجت نہیں۔ یا ان (ناراض) لڑکوں کے جو ابھی عورتوں کی پردہ

عَلٰی عَوْرَتِ النِّسَاءِ وَلَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ

کی باتوں سے واقف نہ ہوتے ہوں۔ اور وہ اپنے پاؤں اسٹے (زمین پر) مار نہ چلیں کہ ان کا وہ ہناؤ سنگھار جسے

مِنْ زِينَتِهِنَّ وَتَوْبُوْا اِلٰی اللّٰهِ جَمِیْعًا اِنَّهُ الْمُوْفِیْنَ لِعَلَّكُمْ

وہ چھپاتے ہوئی میں ظاہر ہو جائے۔ اور اے ایماندارو! تم سب اللہ کی دعا میں توبہ کرو، تاکہ تم

تَفْلِحُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاَنْذِرُوا الْاَیَّامِ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ

مستلاح پاؤ۔ اور تم نکاح کرو اپنے بغیر ہونے والے مرد سے اور بغیر شوہر والی عورتوں اور اپنے قابل نکاح غلاموں

۱۔ یہ حفظن فروجہن :-

تفسیر تہامی صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قرآن مجید کی ہر آیت میں جہاں فروج کی حفاظت کا ذکر آیا ہو وہاں زنا سے حفاظت مراد ہے سوائے اس آیت کے کہ یہاں نظر سے حفاظت مراد ہے پس نہ کسی مرد مؤمن کے لئے یہ حلال ہے کہ وہ اپنے مؤمن بھائی کے ستر کی طرف دیکھے۔ اور نہ کسی مؤمن عورت کے لئے حلال ہے کہ وہ اپنی کسی مؤمنہ بہن کے ستر کی طرف دیکھے۔

۲۔ زینتہن :-

تفسیر تہامی صفحہ ۳۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ زینت سے مراد لباس، سرمہ، انگلیشی ہاتھوں کی مہندی اور کنگن ہیں۔ زینت تین قسم کی ہوتی ہے۔ عام لوگوں کی زینت۔ محرموں کی زینت اور خاوندوں کے لئے زینت۔ پس عام لوگوں کی زینت وہ ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا محرموں کی زینت گلے کے ہار سے اوپر اور پر (یعنی سر، کان، ناک وغیرہ) اور طہنل اور پازیب کی جگہ سے نیچے نیچے کی اور بازو بند سے لے کر انگلیوں تک۔ اور شوہر کے لئے کل جسم ہے۔

۳۔ الا یاہی :-

ایہ کی جمع ہے۔ اہل لغت کا اتفاق ہے کہ ایم اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو۔ خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ۔ ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم کا لفظ آیا ہے لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا استعمال گویا بطور استعارہ ہے۔

(فتح القدیر ج ۲ صفحہ ۲۳۷ لغات القرآن تہامی - ج ۵ صفحہ ۳۱۵)

وَأَمَّا يَكُمْ إِنْ يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَاللَّهُ

اور کیتروں کا - اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ وسعت

وَاسِعٌ عَلَيْهِمْ ۝ وَلَيْسَتُغْفِرِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا

والا سب کچھ جانتے والا ہے۔ اور جن لوگوں کو نکاح میسر نہیں آتا انہیں چاہئے کہ وہ پاک دامنی کرتے رہیں

حَتَّى يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ

تا انکہ انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کر دے۔ اور تمہارے لونڈی غلام جو مکاتب کی خواہش

مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا

رکھتے ہیں اگر ان میں بہتری یا دتوان سے مکاتبت کرو گے

وَأَتَوْهُمْ مِنْ مَالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ وَلَا تُكْرَهُوا فَتِيكُمُ

اللہ تعالیٰ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے انہیں کچھ دے دو۔ اور تم اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر

عَلَى الْبَغَاءِ إِنْ أَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِيَبْتَغُوا عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

مجبور نہ کرو تلے جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہتی ہوں۔ تاکہ تم انہیں بدکاری پر مجبور کر کے دنیا کی زندگانی کا فائدہ حاصل

وَمَنْ يُكْرِهْنَهُنَّ فَإِنَّ اللَّهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُورٌ رَحِيمٌ

کرو۔ اور جو انہیں (بدکاری پر) مجبور کر لیا تو یقیناً اللہ تعالیٰ انکے مجبور کئے جانے کے بعد انہیں بہت بخشنیوالا اور رحم کرنے والا ہے

وَلَقَدْ أَنْزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُبَيِّنَاتٍ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا

اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف واضح آئیں نازل کی ہیں۔ اور ان لوگوں کی مثالیں بھی جو تم سے پہلے

مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ۝ اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

گذر چکے۔ اور ہر چیز کا روشن کرنے والے نصیحت بھی۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا نور دینے والا ہے گہ

مَثَلُ نُوْرِهِ كَمِشْكَاةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ ۝ الْمِصْبَاحُ فِي زُجَاجَةٍ

اس کے نور کی مثال یہ ہے ایک طاق کی سی ہے جس میں چراغ ہو۔ وہ چراغ ایک شیشی کی قندیل میں ہو۔

الزُّجَاجَةُ كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُوقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبَارَكَةٍ

وہ قندیل ایسی ہو گویا وہ چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ وہ زیتون کے برکت والے درخت (کے تیل) سے روشن کیا جاتا

زَيْتُونَةٍ لَا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضِيءُ وَلَوْ

ہو، جوہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ قریب ہے کہ اس کا تیل (خود بخود) روشن ہو جائے۔ اگرچہ

منزل ۱۸

۱۵ فکا تبوہم :-

مکاتبت ایک معاملہ ہے جو آقا اور غلام کے درمیان طے پایا جاتا ہے۔ کہ اگر غلام اپنے آقا کو اس قدر رقم ادا کر دے گا تو وہ آزاد ہو جائے گا +

۱۶ خیراً :-

تفسیر صفائی ۳۵۱ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خیر سے مراد یہ ہے کہ وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بشارت دے یعنی کلمہ شہادت کا قائل ہو اور اس کے ہاتھ میں ایسا ہتھکڑی جس سے وہ اپنی روزی کما سکے۔

۱۷ ولا تکرہوا :-

تفسیر صفائی ۳۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ عرب اور قریش لونڈیاں خرید لیتے تھے اور ان پر بھاری بھاری اجرت مقرر کر دیتے تھے اور ان سے کہتے تھے کہ جاؤ زنا کرو اور کمائی کرو۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمادیا۔

۱۸ نور السموات والارض :-

تفسیر صفائی ۳۵۱ پر بحوالہ التوحید امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے رہنے والوں کا بھی ہادی ہے اور زمین کے رہنے والوں کا بھی۔

۱۹ مثل نور :-

تفسیر صفائی ۳۵۱ پر بحوالہ التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال ہمارے متعلق بیان کی ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ مثل نور سے مراد محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ مشکوٰۃ سے مراد آپ کا سینہ مبارک ہے۔ زجاج سے مراد نور علم یعنی نبوت ہے۔ المصباح فی مناجلہ سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حضرت علی علیہ السلام کے سینہ مبارک میں آیا۔ الزجاجۃ... الخی ولا غریبہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ نہ یہودی اور نہ نصرانی۔ یکاد زیتھا یضیٰ یہ ہے کہ قریب ہے کہ علم (کثرت کی وجہ سے) آل محمد کے عالم کے منہ سے پیشتر اس کے کہ وہ کلام فرمائیں خود بخود نکلے۔ نور عنی نور کا مطلب یہ ہے کہ ایک امام کے بعد دوسرا امام ہوتا رہے گا +



لَمْ تَسْسُهُ نَارٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ يَشَاءُ

اسے آگ نہ چھوئے ، وہ نور بالائے نور ہے ۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی راہ پر لگا دیتا ہے ۔

وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے ۔ (یہ نور) ان

بیوتِ اذنِ اللہ ان ترفع ویزکر فیہا اسمہ یسبحہ لہ فیہا

گھر میں ہے کہ جسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ انکی تعظیم کی جائے اور ان میں سے نام کا ذکر کیا جائے وہ گھر میں جو ان

بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ ۚ رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ

گھر میں صبح اور شام اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں ۔ انھیں خدا کی یاد اور نماز کے قیام اور

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَاقَامِ الصَّلَاةَ وَآيَتَاءَ الزَّكَاةَ يَخَافُونَ يَوْمًا

زکوۃ کی اور انکی سے نہ تو تجارت ہی غافل کرتی ہے اور نہ ہی کوئی خرید و فروخت وہ اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں

تَتَّقِلُّ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۚ لِيَجْزِيَ اللَّهُ أَحْسَنَ

جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گے ۔ تاکہ جو کچھ وہ کر چکے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اس

مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ وَاللَّهُ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ بِغَيْرِ

کا بہترین بدلہ دے اور انھیں اپنے فضل سے زیادہ بھی دے دے ۔ اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بغیر حساب کے

حِسَابٍ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ

رزق دیتا ہے ۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے ان کے اعمال تلہ چھیل میدان میں چھکتی ہوئی ریت کی مانند ہیں جسے

الظَّمَانُ مَاءٌ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِنْدَهُ

پیا سا پانی گمان کرتا ہے ۔ تا انیکہ جب وہ اسکے پاس آیا اسے کوئی چیز ہی نہ پایا ۔ اور اپنے پاس اللہ تعالیٰ ہی کو پایا

فَوْقَهُ حِسَابُهُ ۚ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۚ أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ

پس اس نے اسکو اسکا حساب پورا دے دیا ، اور اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے ۔ یا (کافروں کے اعمال) کہ

لَبِجَىٰ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ

سمندر میں اندھیروں کی مانند ہیں جسے ایک لہر ڈھانپتی ہے اس کے اوپر ایک اور لہر ہو اس کے اوپر بادل ہو ۔

ظُلُمَاتٍ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكْدِيرْهَا ۚ وَ

اندھیرے ایک دوسرے کے اوپر ہوں ۔ جس وقت وہ اپنا ہاتھ نکالے تو قریب ہے کہ اسے نہ دیکھ سکے ۔ اور

لہ الامثال للناس :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ راوی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا ۔ یا ابن رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثل ہے ۔ آپ نے فرمایا : سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کی تو کوئی مثال ہی نہیں ۔ کیا خدا نے یہ نہیں فرمایا : فلا تضر بواللہ الامثال (خدا کے لئے تم مثالیں بیان نہ کرو) ؟

لہ فی بیوت :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان بیوت سے مراد انبیاء کے گھر ہیں اور حضرت علی علیہ السلام کا گھر بھی انہی میں داخل ہے ؟

لہ اعمالہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر ہے کہ یہ آیت عقبہ بن ربیعہ بن امیہ کے بارے میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں تو عبادت کیا کرتا تھا اور دین حق کا طلبگار تھا مگر جب اسلام آیا تو کافر ہو گیا ؟

مَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ۝۱۲۰ التَّوْرَانِ اللَّهُ

جس کیلئے اللہ تعالیٰ کوئی نور قرار نہ دے اس کیلئے تو کوئی نور ہی نہیں ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جو کچھ

يُسَبِّحُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرِ صَفَتْ كُلُّ قَلْبٍ

آسمانوں اور زمین میں ہے سب اور ہر بندہ ہر کھولے ہوئے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے رہتے ہیں سب یقیناً ہر ایک

عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۝ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝۱۲۱ وَلِلَّهِ

نے اپنی اپنی نماز اور اپنی اپنی تسبیح جان رکھی ہے سب اور جو کچھ یہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے خوب جانیگا اور

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝۱۲۲ التَّوْرَانِ

آسمانوں اور زمین کی حکومت اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بازگشت ہے۔ کیا تم نے یہ نہیں دیکھا

اللَّهُ يَزِيغُ سُبُلَ سَاءَ ثَمَّ يُؤْتِي بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَىٰ

کہ اللہ تعالیٰ ہی ہادوں کو مائل کرتا ہے پھر اُس کے درمیان لاپ ڈال دیتا ہے۔ پھر اُسے تہہ تہہ کر دیتا ہے۔ پھر تم دیکھتے ہو

الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلِيلٍ وَيُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ جِبَالٍ فِيهَا

کہ مینہ اُس کے درمیان سے نکلتا ہے۔ اور آسمان سے ہاتھوں (جیسے بڑے بڑے ہادوں) سے اگلے

مِنْ بَرَدٍ فَيَصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۝

برساتا ہے، پھر جس پر چاہتا ہے اُسے پہنچا دیتا ہے سب اور جس سے چاہتا ہے اُسے پھیرے رکھتا ہے

يَكَادُ سَنَابِرُكِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝ يَقْلِبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۝

قریب ہے کہ اُس کی بجلی کی چمکدار روشنی آنکھوں کے نور کو ایک لے جائے۔ اللہ تعالیٰ رات اور دن کو اولتبادلہ کرتا رہتا

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۝۱۲۳ وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ

یقیناً اس میں صاحبان بصیرت کیلئے عبرت (موجود) ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہر جاندار کو پانی سے

مِنْ مَّاءٍ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ

پیدا کیا ہے پس ان میں کوئی ایسا ہے جو اپنے پیٹ کے بل چلتا ہے۔ اور ان میں کوئی ایسا ہے جو دو پاؤں

رِجْلَيْنِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ إِنَّ

پر چلتا ہے۔ اور ان میں سے کوئی ایسا ہے جو چار (پاؤں) پر چلتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۱۲۴ لَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ مُّبِينَاتٍ وَاللَّهُ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھتا ہے۔ یقیناً ہم نے کھول کھول کر بیان کر دی ہیں آیتیں نازل کی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

نزل

۱۔ یسبح له :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

خشکی اور تری میں سے ہر بندہ ہو یا درندہ

یا چوپایہ اس وقت تک شکر نہیں ہوتا

جب تک کہ تسبیح خدا سے غافل نہ ہو جائے :-

۲۔ صفت :-

اس کے لغوی معنی ہیں پرکھو لے ہوئے

صفت سے اسم قائل کا صیغہ جمع مؤنث۔

صافہ کل جمع :-

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۸)

۳۔ ملاحظہ :-

اس آیت مجیدہ میں خداوند

تعالیٰ نے مخلوق ارضی و سماوی اور پرندوں کا طریقہ

نماز بیان کیا ہے۔ کہ ہر بندے پر کھول کر نماز پڑھتے

ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا کی نماز کا صحیح

طریقہ ہاتھ کھول کر ہی ہے۔ نہ کہ ہاتھ باندھ کر۔

خدا تعالیٰ نے اس آیت میں طریقہ نماز سکھایا ہے۔

جو واضح ہے اور کسی تاویل کا محتاج نہیں :-

۴۔ صلاتہ :-

الصلوة من الله رحمة جب اللہ تعالیٰ

کی طرف سے صلوة کا لفظ استعمال ہو۔ تو اس کے

معنی یہ ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت

کا نزول ہوگا۔ ومن الملائكة الاستغفار اور جب

ملائکہ کے لئے صلوة کا لفظ استعمال ہو تو یہ مراد ہو

گی۔ کہ ملائکہ استغفار کرتے ہیں۔ ومن المؤمنين الدعاء

اور مومنوں کے لئے یہ لفظ استعمال ہو تو اس سے یہ

مراد ہوتی ہے کہ مومنین دعا مانگتے ہیں۔ ومن الطير

والهوام التسبيح اور جب یہ لفظ کیروں کھوڑوں

اور پرندوں کے لئے استعمال ہو۔ تو اس کے معنی یہ

ہوتے ہیں کہ یہ اشیا اللہ تعالیٰ کی بڑیاں حلال

پاکیزگی بیان کرتی ہیں۔ (اقرئ :-)

۵۔ فی صیوب بہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۳ پر بحوالہ کافی جناب امام

جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے بواسطہ

امام محمد باقر علیہ السلام حضرت علی علیہ السلام سے

منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ خدا نے ہادوں کو مینہ کے لئے چھلنیاں قرار

دیا ہے۔ کہ وہ ہادوں کو کھلا کر پانی بنا دیتے ہیں۔

تاکہ جس پر پہنچے ضرر نہ پہنچائے۔ اور جو کچھ تم اگلے

اون کل کے صافے دیکھتے ہو یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

ایک طرح کا عذاب ہے جس سے اپنے بندوں میں سے

۱۔ من مائے :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد مٹی ہے۔ اور یہ بھی روایت ہے کہ اس سے مراد وہ پانی ہے جو مادہ کا جزو ہے۔ کیونکہ کوئی جاندار

ایسا نہیں ہے جو لطف سے پیدا ہوا ہو

جسے چاہتا ہے تکلیف پہنچا دیتا ہے۔ انہی حضرت نے یہ بھی فرمایا کہ اولے نہ کھائے جائیں کیونکہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- فی صیوب بہ من یشادہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿۳۹﴾ وَيَقُولُونَ آمَنَّا

جسے چاہتا ہے سیدھے راستے تک پہنچا دیتا ہے۔ اور وہ کہتے ہیں کہ، ہم اللہ تعالیٰ پر

بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّى فَرِيقٌ مِنْهُمْ مِنْ بَعْدِ

اور رسول پر ایمان لائے، اور ہم نے اطاعت کر لی، پھر اسکے بعد ان میں سے ایک گروہ پھر جاتا ہے،

ذَلِكَ وَمَا أُولَئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۰﴾ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اور وہ لوگ مومن نہیں ہیں۔ اور جب وہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں

لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ ﴿۴۱﴾ وَإِنْ يَكُنْ لَهُمْ

تاکہ وہ (رسول) ان کے درمیان فیصلہ کر دے تو یکا یک ان میں سے ایک گروہ منہ پھرنے والا ہو جاتا ہے۔ اور اگر ان کیلئے

الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿۴۲﴾ أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمْ ارْتَابُوا

کوئی حق ہوتا ہے تو وہ تابعدار ہو کر اسی (رسول) کی طرف چلتے ہیں لہٰذا کیا ان کے دلوں میں کوئی مرض ہے یا وہ

أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ

شک میں پڑے ہوئے ہیں یا وہ (اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ان کی سیاق کی طرح گئے لہٰذا ایسا نہیں

أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۴۳﴾ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا

بلکہ لوگ خود ہی ظالم ہیں۔ ماسوا اس کے نہیں ہے کہ مومنوں کا قول لہٰذا جبکہ انھیں اللہ تعالیٰ

إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا

اور اسکے رسول کی طرف بلا یا جائے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے یہ ہوتا ہے کہ وہ کہتے ہیں ہم نے سنا اور ہم نے

وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۴۴﴾ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ

اطاعت کی۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کر لیا اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ وَيَتَّقْهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿۴۵﴾ وَاقْسُمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ

سے ڈر لیا اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہے گا۔ پس یہی لوگ ملوک و پادشاہ ہیں۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کیساتھ پوری

أَيْمَانِهِمْ لَنْ أَمْرَتُهُمْ لِيُخْرِجَنَّهُ قُلُوبُهُمْ لَا تَقْسِمُوا طَاعَةً

کو قسمیں سے قسمیں کہ اگر تو انھیں حکم کرے گا تو وہ اللہ کی قسمیں لیں گے۔ (یہ رسول) کہہ کر کہ قسمیں کھاؤ (میں) مقول ہوا ہر طرف

مَعْرِوْفَةً ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۴۶﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ

مطلوبہ، (کہہ کہ میں) یقیناً اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کہتے ہو اس سے پورا پورا اطاعت کر رہا ہوں۔ کہہ کر کہ تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔

لہٰذا مُذْعِنِينَ :-

آذَعْنَ سے اسم فاعل کا صیغہ مُذْعِنُونَ آتا ہے اور مُذْعِنِينَ جمع کا صیغہ ہے۔ آذَعْنَ الرَّجُلُ کے معنی ہوتے ہیں۔ اَسْتَوْعَى الطَّاعَةُ اُس نے جلدی سے اطاعت کی۔

خَفَضَ وَنَزَلَ وَانْقَادَ اُس نے عاجزی کی اور اس کے سامنے جھک گیا۔ (اُقرَب)

لہٰذا يَحِيفُ :-

خَافَ سے مضارع کا

صیغہ ہے۔ اور خَافَ عَلَيْهِ کے

معنی ہوتے ہیں۔ جَاوَزَ ظَلَمَ

اس پر ظلم کیا اور زیادتی کی +

(اُقرَب)

لہٰذا قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ :-

تفسیر صفاتی ۳۵۶ پر بحوالہ تفسیر

مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے نیز تفسیر قمی میں منقول ہے۔ کہ یہ ساری آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اور وہی حضرت اس سے مراد لئے گئے ہیں +



مَنْ الظَّهِيَّةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَكُمْ

دوہر کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد۔ یہ تمہارے لئے تین خلوت کے وقت ہیں

لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوْفُونَ عَلَيْكُمْ

ان اوقات کے بعد (آئے جانے میں) نہ تم پر کوئی گناہ ہے اور نہ ان پر۔ تم ایک دوسرے کے پاس بہت

بَعْضُكُمْ عَلَى بَعْضٍ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

پھرتے رہنے والے ہو۔ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتوں کو کھوکھرا بیان کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جانتے والا

حَكِيمٌ ۝ وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا

بڑی حکمت والا ہے۔ اور تم میں سے بچے جب بلوغ کو پہنچ جائیں تو انہیں حیا سے کہ وہ اسی طرح (آئے کی) اجازت طلب

اسْتَأْذِنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ

کرس جس طرح کہہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اجازت طلب کرے اس طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتیں کھوکھرا بیان کرتا ہے

وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الَّتِي لَا يَرْجُونَ

اور اللہ تعالیٰ بہت جانتے والا بڑی حکمت والا ہے۔ اور عورتوں میں سے بیٹھ رہنے والیاں (بڑی بوڑھی) اسے جو نکاح کی امید

نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ

نہیں رکھتیں پس اگر وہ اپنے کپڑے (نقاب) اتار دیا کیوں اور اپنی زینت ظاہر کرے والیاں نہ ہوں تو ان پر کوئی

مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ

گناہ نہیں۔ اور اگر وہ اس سے بھی بچیں تو ان کیلئے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا

عَلَيْكُمْ ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا

بہت کچھ جاننے والا ہے۔ نہ اندھے پر کوئی حرج ہے نہ لنگڑے پر کوئی حرج ہے اور نہ

عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ

بیمار پر کوئی حرج ہے۔ اور نہ ہی تمہارے اپنے ذمہ کہ تم اپنے گھروں میں سے کھاؤ گے

أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

اپنے باپ دادوں کے گھروں سے یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے

أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ

گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموں کے گھروں

نزل

(بقیتہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

نکرے جو ان کے لئے پسند کیا گیا۔ چونکہ دین تقویٰ ہے (ارتقائی اہم) اس لئے دین کے سالک یا ایمان والے بھی مرتضیٰ بنی ہوں گے۔ غیر مرتضیٰ کا طریقہ طریقہ دین مرتضیٰ نہیں ہو سکتا۔

چونکہ وعدہ کا تعلق ایسے نفوس سے ہے جو کسی گزشتہ زمانہ میں ایمان لا چکے۔ اس لئے بجز رسول و نفس رسول و قدرت طیب رسول دوسرے قریب العید لوگ مصداق نہیں ہو سکتے اور نہ ان پر وہ وعدہ صادق آ سکتا ہے جو گزشتہ زمانہ میں ان مومنین کے ساتھ کیا گیا۔ وعدہ صبیحہ ماضی ہے جس کا اطلاق حل پر نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ماضی کا صبیحہ استعمال نہ ہوتا۔

۳۵ لیست آذ نکو :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تمہارے نوڈی غلام اور تمہارے نابالغ بچے تین وقتوں میں تمہارے پاس اجازت لے کر آئیں۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ جو تم میں سے بالغ ہو جائے وہ اپنی ماں بہن، خالہ، پھوپھی یا کسی محرم کے گھر بغیر اجازت نہ جاسکے۔ اور اجازت مانگنے سے پہلے سلام ضرور کرے کیونکہ سلام کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا اظہار ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ تمہارا نوکر جب بالغ ہو جائے تو تین مقررہ وقتوں میں تم سے اجازت ضرور لے۔ خواہ وہ اسی گھر میں رہتا ہو جس میں تم رہتے ہو۔

یہ بھی فرمایا کہ عشاء کے بعد اور صبح کے وقت اور دوہر کو جب تم کپڑے اتار ڈالتے ہو۔ تمہارے پاس اس لئے اجازت لے کر آنا لازم ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ اوقات تمہاری خلوت اور عورت کے لئے مقرر فرمائے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۱۸)

۱۵ والقواعد :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد وہ بوڑھی عورتیں ہیں جن کو حین آنا موقوف ہو گیا ہو اور جو نکاح کے قابل نہ رہی ہوں اور وہ اپنا نقاب یا برقعہ اتار دیں۔ حالانکہ اگر نہ اتاریں تو بہتر ہے۔

۱۶ علی الاعنی :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اہل مدینہ اسلام لانے سے پہلے اندھوں، لنگڑوں اور بیمار کو انگ کر دیا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ کھانا نہ

کھایا کرتے تھے۔ اور انصار میں تکبر اور ذاتی اعزاز کا خیال بہت تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ اندھا تو کھانے کو دیکھ نہیں سکتا۔ اور مریض مثل تندرست کے کھانا کھا نہیں سکتا۔ لہذا وہ اس قسم کے لوگوں کا کھانا انگ رکھ دیا کرتے تھے۔ اور ان کے ساتھ کھانا ایک طرح کا گناہ سمجھتے تھے اور وہ بیچارے اندھے لنگڑے اور بیمار اپنی جگہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں تو شاید ہم ان کی تکلیف کا باعث ہوں۔ اس لئے وہ عمدہ انگ ہی کھایا کرتے تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لیس علیکم جناح ان تا کلو اجمعیا۔ ۱۷ لیست آذ نکو :-

تفسیر صفائی ص ۳۵۵ پر ہے کہ اس سے مراد تمہارے وہ گھر ہیں جن میں تمہارے جوڑے اور بچے ہوں اور ان میں تمہاری کبھی گھر داخل ہیں۔ اس لئے کہ اولاد کا گھر بھی مثل اپنے ہی گھر کے

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

أَخْوَالِكُمْ أَوْ يَوتَىٰ خَلَتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكَتُمْ مَفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ

سے، یا اپنی خالاول کے گھر سے یا ان سے جن کی چابیوں کے مالک ہو، یا اپنے دوست کے گھر سے۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا فَإِذَا دَخَلْتُمْ

تم پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم سب اکٹھے کھاؤ یا الگ الگ۔ پس جب تم گھر میں

يُوتَىٰ فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُبْرَكَةٌ

داخل ہو تو اپنے نفسوں کو سلام کیا کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت والا پاکیزہ تحفہ

طَيِّبَةٌ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦﴾

ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم عقل سے کام لو۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا

ماسوا انکے نہیں کہ مومن وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور جب وہ کسی ایسے امر

مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوا مِنَ الَّذِينَ

میں اس کے ساتھ ہوں جس میں سب جمع ہونا ضروری ہے تو جب تک اس رسول سے اجازت نہ لیں جلتے نہیں یقیناً

يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِذَا

وہ لوگ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر جب وہ

اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأَذَنْ لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَ

اپنے کسی کام کیلئے تم سے اجازت مانگیں تو تم ان میں سے جسے چاہو اجازت دے دو۔ اور

اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٧﴾ لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ

ان کیلئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنیلا بہت رحم کرنے والا ہے۔ تم رسول کے بلائے کو

الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ

ایسا قرار نہ دو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو بلااتے ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کو

يَتَسَلَّلُونَ مِنْكُمْ لِوَاذٍ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ

جانتا ہے جو چھپ کر نکل جاتے ہیں۔ پس جو لوگ اس (رسول) کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے

أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٨﴾ إِلَّا إِنْ لَّهِ

ڈرنا چاہئے کہ انہیں کوئی مصیبت نہ آئے یا انہیں کوئی دوزخ کا عذاب نہ آئے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اور تمہارا مال تمہارے باپ ہی کا ہے۔ نیز فرمایا کہ اچھے سے اچھا کھانا وہ ہے جو اپنی کمائی سے کھائے اور بیٹا اسی کمائی میں داخل ہے۔



۱۔ کہ عمار بعضکم بعضاً۔ تفسیر صافی ص ۳۵۴ پر بحوالہ تفسیر قرنی لکھا ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یوں نہ پکارو یا محسن اور نہ یوں کہو یا ابا القاسم بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر پکارو۔ اور التائب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حکم اہلبیت کے لئے نہیں ہے بلکہ خیر لوگوں کے لئے ہے۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو جناب فاطمہ علیہا السلام آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو یا اباہ کی بجائے یا رسول اللہ کہا اس پر حضور نے فرمایا کہ یہ حکم تمہارے لئے نہیں ہے +

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ

يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اس کے حضور میں لوٹائے جائیں گے، تو جو کچھ کہہ کیا کرتے تھے وہ انکو اسکی خبر دے گا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بہت جانتے والا ہے

یہی کہتے ہیں جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ بیشک وہ جانتا ہے جس (طریقہ) پر کہ تم ہو۔ اور جس دن وہ

یُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيَنْبَأُهُمْ بِمَا عَمِلُوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

۵۴

۱۰ تبارک :-

اس لفظ کے معنی اور مفصل تشریح سابقہ ۱۳۴ پر زیر فقرہ ملاحظہ کیجئے۔ وہاں سے ملاحظہ کر لی جائے۔

۱۱ تقدیرہ تقدیر :-

تفسیر صافی ۳۵۵ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ کسی شخص سے امام رضا علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تو جانتا ہے کہ تقدیر کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ نہیں! فرمایا کہ اجل اور رزق اور بقا اور فنا کی حدود کا مقرر کرنا تقدیر ہے۔

پھر حضرت نے دریافت کیا کہ جانتا ہے قضا کیا ہے؟ اس نے عرض کی: نہیں! فرمایا کہ ہر امر قدر کا واقع ہونا قضا ہے۔

معاذہ

الْأُولَٰئِنَا كُتِبَ عَلَيْهِنَّ فِي كُلِّ صَاعٍ عَلَيْهِنَّ بَكْرَةٌ وَأَصِيلَةٌ ۖ قُلْ

کہا نیاں ہیں جو اس نے گھر گھر لکھوائی ہیں لے جس ہی اس پر صبح اور شام پڑھی جاتی ہیں لے (لے رسول)

أَنْزَلَهُ الَّذِي يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ

کہہ دے اس نے نازل کیا ہے جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا

غَفُورًا رَحِيمًا ۖ وَقَالُوا مَالِ هَذَا الرَّسُولِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ

بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور انھوں نے کہہ دیا کہ یہ کیسا رسول ہے، کس کا کھانا ہے،

وَيَمْشِي فِي الْأَسْوَاقِ لَوْلَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُونُ

اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ کیوں نہیں اس کی طرف کوئی فرشتہ اتار دیا، پھر وہ اس

مَعَهُ نَذِيرٌ ۚ أَوْ يُلْقَىٰ إِلَيْهِ كَنْزٌ أَوْ تَكُونُ لَهُ جَنَّةٌ

کے ساتھ ڈرانے والا ہوتا۔ یا اس کی طرف خزانہ ڈال دیا جاتا یا اس کے لئے کوئی باغ ہوتا،

يَأْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظَّالِمُونَ إِنَّا تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مُّسَوِّرًا ۚ

کہ اس میں سے کھاتا۔ اور ظالموں نے کہہ دیا کہ تم تو ایک جادو کئے ہوئے پیر کی پیروی کرتے ہو۔

أَنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

غور تو کر انھوں نے تیرے لئے کیسی کیسی مثالیں بیان کی ہیں، پس وہ خود ہی گمراہ ہو گئے۔ (سوراب اوہ)

سَبِيلًا ۚ تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَلِكَ

(سیدھا) راستہ نہیں رہا میں گئے تھے بڑی برکت والا ہے وہ (اللہ) جو اگر چاہتا تو تمھارے لئے ان سے بہتر بات

جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلُ لَكَ فُصُولًا ۚ بَلْ

مقرر کر دیتا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوتی ہیں، اور تمھارے لئے بہت محل بنا دیتا۔ بلکہ

كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ ۖ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۚ

انھوں نے قیامت کو جھٹلایا۔ اور جن لوگوں نے قیامت کو جھٹلایا، ان کیلئے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے

إِذَا رَأَوْهُمْ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغِيْظًا وَزَفِيرًا ۚ وَ

جب وہ انھیں دور جگہ سے دیکھیں گی تو وہ اس کے غصہ کی جوشیل آواز اور جھلانے کو سنیں گے کہ اور

إِذَا الْقُؤَا مِنْهَا مَكَانًا ضَبَقًا مَّقْرَيْنَ ۚ دَعَا هُنَا لَكَ تَبُورًا ۚ

جب وہ اس کی کسی تنگ جگہ میں جکڑے ہوئے ڈال دینے جائیں گے، تو اس جگہ وہ (اپنے لئے) موت کو بکارنے لگیں گے

لے اکتبتہا۔

لفظ اکتبت اکتبت لکھا ہے جس کے
معنی گھر گھر لکھ لینے یا دوسرے سے لکھوا لینے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر قائب ہاضمیر واحد
مؤنث قائب۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۹۴)

لے تملی۔

املاء سے ہے۔ یعنی املاء کرانے کے مضارع
مجهول کا صیغہ واحد مؤنث قائب۔ املاء کی صورت
یہ ہے کہ استاد بولتا اور پڑھتا جاتے۔ اور شاگرد
لکھتے اور پڑھتے رہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۸۴)

لے سبیل۔

تفسیر صفائی ص ۳۵۴ پر بحوالہ تفسیر قتی امام
محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ سبیل
عمل مرتقی ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ وہ
حضرت علی علیہ السلام کی ولایت قبول کرنے
کی سعادت حاصل نہ کر سکیں گے۔

لے زفیر۔

مفردات میں زفیر کے معنی مصیبت
لکھتے ہیں۔ مطلب یہ کہ اس کی تیز آواز سے سمجھ
جائیں گے کہ جہنم کا عذاب سخت ہو گا۔

لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا وَادْعُوا ثُبُورًا كَثِيرًا ۝ قُلْ

(انہیں کہا جائیگا کہ) آج کے دن ایک ہی موت کو نہ پکارو بلکہ بہت سی موتوں کو پکارو (اے رسول) کہہ دو کیا

اذْ لِكَ خَيْرٌ أَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِي رُوعِدَ الْمُتَّقُونَ ۖ كَانَتْ لَهُمْ

یہ بہتر ہے یا ہمیشہ رہنے کی جنت جسکا وعدہ ہم نے ان کا کیا ہے کہ وہ ان کے لئے جہنم اور

جَزَاءٌ وَمَصِيرًا ۝ لَهُمْ فِيهَا مَا يَشَاءُونَ خُلْدٌ ۚ كَانَ عَلَى

اور جلتے بازگشت ہوگی۔ اس میں ان کیلئے وہ سب کچھ ہوگا جو وہ چاہیں گے اور انہیں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ یہاں تک

رَبِّكَ وَعْدًا مَسْئُولًا ۝ وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

ہو اور وعدہ جسکا پورا کرنا تمہارے پروردگار پر لازم ہے۔ اور جس دن وہ انہیں اکٹھا کرے گا اور جن کو وہ اللہ تعالیٰ کے

اللَّهُ فَيَقُولُ ۖ أَنْتُمْ أَضَلُّلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا

سوا یہ جانتے ہیں انکو بھی۔ پھر کہے گا کہ کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا یا یہ خود ہی سیدھے راستے سے

السَّبِيلِ ۚ قَالُوا سُبْحَنَكَ مَا كَانَ يُنْبَغِي لَنَا أَنْ نَتَّخِذَ

بھٹک گئے۔ وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے، ہمارے واسطے یہ مناسب نہ تھا کہ ہم تیرے سوا دوسروں

مِنْ دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِنْ مَتَّعْتُمْ وَأَبَاءَهُمْ حَتَّىٰ

کو سرپرست بناتے، لیکن تم نے انہیں اور ان کے باپوں کو فائدہ دیا یہاں تک کہ وہ

نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْمًا بُورًا ۝ فَقَدْ كَذَّبُكُمْ بِمَا

ذکر کو بھول گئے، اور وہ ہلاک ہونے والے لوگ ہو گئے۔ (اس وقت ہم کہیں گے کہ) جو کچھ تم کہتے تھے اس

تَقُولُونَ فَمَا تَسْتَطِيعُونَ صَرْفًا وَلَا نَصْرًا ۚ وَمَنْ يَظْلِمُ

میں تو یہ (معبود) تمہیں بھٹلا چکے، پس تم نہ تو (عذاب کو) پناہ سکو گے اور نہ ہی مدد پاسکو گے۔ اور تم میں سے جو ظلم کرے

مِنْكُمْ نَذِقْهُ عَذَابًا كَبِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الرُّسُلَيْنِ

کا ہم اُسے بہت بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور ہم نے تم سے پہلے رسولوں کو نہیں بھیجا، مگر

إِلَّا أَنَّهُمْ لَيًّا كَلُونَ الطَّعَامَ وَيَمْشُونَ فِي الْأَسْوَاقِ ۚ وَجَعَلْنَا

یہ کہ وہ سب یقیناً کھانا کھاتے تھے، اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور ہم نے تم میں سے

بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۚ أَتَصْبِرُونَ ۚ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيرًا ۝

ایک کو دوسرے کیلئے آزمائش قرار دے دیا ہے۔ کیا تم صبر کرو گے۔ اور تمہارے پروردگار سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

لہ ثبورا کثیرا :-

تفسیر صفائی ۳۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں بہت زیادہ قسم کے عذابوں سے معذب کیا جائے گا۔

تفسیر بر بیان میں بحوالہ آمانی منقول ہے کہ کثیر ابن طارق نے حضرت زید شہید اور انہوں نے امام زین العابدین علیہ السلام سے اس آیت کے معنی دریافت کئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اسے کثیرا تو نیک آدمی ہے اور کسی طرح پر بدنام نہیں مجھے خوف ہے کہ تو کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سر نظام امام جب اپنے پیروکاروں کے پاس سے جہنم میں لگنے کا تو وہ اس کا نام لے لے کر پکاریں گے کہ اوفلاں۔ اسے اومروک جو ہماری ہلاکت کا باعث ہوا۔ اب یہاں آ اور ہمیں اس بلا سے بچھاؤ۔ پھر وہ سب مل کر بہت کچھ روئیں پیشیں گے اور موت کی تمنا کریں گے۔ اس وقت ان سے کہا جائے گا۔

لا تدعوا الیوم... کثیرا پھر حضرت زید شہید نے فرمایا کہ میرے والد ماجد نے میرے جد امجد جناب سید الشہداء علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی (علیہ السلام) سے فرمایا :- کہ اے علی (علیہ السلام) تم اور تمہارے اصحاب جنت میں ہوں گے۔ اور اے علی ! تمہارے پیروکار بھی اسی جنت میں ہوں گے +



AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Syed Sajjad Haider
Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.
+92 321 5041414

Para 19 & 20
Page 469 - 520

وَقَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَ نَالُوا أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْمَلِيكَۙ

اور وہ لوگ جو ہماری صغیر کی امید نہیں رکھتے کہ ہم پر فرشتے کیوں نہیں نازل کئے جاتے

أَوْ نَرَىٰ رَبَّنَا لَقَدْ اسْتَكْبَرُوا فِي أَنْفُسِهِمْ وَعَتَوْ عُتُوًّا

یا ہم اپنے پروردگار کو (کیوں نہیں) دیکھتے، یقیناً انھوں نے اپنے آپ کی بڑائی چاہی، اور بہت بڑی سرکشی

كَبِيرًاۙ يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلِيكَ لَا يُشْرِي يَوْمَئِذٍ لِلْمُجْرِمِينَ

کی۔ جس دن وہ فرشتوں کو دیکھیں گے اُس دن گنہگاروں کے لئے کوئی خرید بھری نہ ہوگی۔

وَيَقُولُونَ حَجْرًا مَّحْجُورًاۙ وَقَدْ مَنَّا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ

اور وہ کہیں گے کہ (ہمارے) اور فرشتوں کے درمیان کوئی رکاوٹ ہو جائے۔ اور جو عمل انھوں نے کیا ہوگا ہم اس کی طرف کوجہ

فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًاۙ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا

کرینگے، پس اسے پریشان قرار دیں گے۔ اس دن بہشت والے لوگ بہتر ٹھکانے، اور سب سے

وَ أَحْسَنُ مَقِيلًاۙ وَيَوْمَ تَشَقُّقُ السَّمَاوُ بِالْغَمَامِ وَنَزَلَ الْمَلِيكَۙ

اچھی قبیلہ کرنے کی جگہ میں ہونگے۔ اور اس دن آسمان ایک بدلی کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ اور فرشتے نازل

تَنْزِيلًاۙ الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ بِالْحَقِّ لِلرَّحْمَنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَىٰ

کئے جائیں گے جو نازل کئے جانے کا حق ہے۔ اس دن سلطنت (خدا کے) ارجمند کیلئے ثابت ہوگی۔ اور وہ دن کانوں

الْكَافِرِينَ عَسِيرًاۙ وَيَوْمَ يَعِضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ

پر بہت ہی سخت ہوگا۔ اور اس دن ایک ظالم دانتوں سے اپنے دھنوں ہاتھ کاٹے گا (اور)۔

يَلِيَّتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًاۙ يَوْمَئِذٍ لِّيُتَنِي لَوْ

کہیں گے کاش کہ میں نے رسول کے ساتھ راستہ اختیار کیا ہوتا۔ ہمارے میری خلیلی کاش کہ میں نے فلاں

أَتَّخِذُ فَلَا نَاخِلِيْلًاۙ لَقَدْ أَضَلَّنِي عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي

کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ یقیناً اس نے مجھے ذکر سے بہکا دیا بعد اس کے کہ میرے پاس آچکا تھا

وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًاۙ وَقَالَ الرَّسُولُ يَرْبُ

اور شیطان تو ہے ہی انسان کو صیبت کے وقت تنہا چھوڑ دینے والا۔ اور رسول عرض کریگا کہ اے میرے پروردگار

إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًاۙ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا

بیشک میری قوم نے اس قرآن کو بالکل متروک ٹھہرا لیا۔ اور اسی طرح ہم نے ہر ہی کیلئے



۱۰ حَجْرًا مَّحْجُورًاۙ

لغت کے لحاظ سے جس مکان

کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے وہ حجر

کہلاتا ہے۔ اس لئے شہر کی آبادیاں چونکہ

پتھروں کو تراش کر بنائی گئی تھیں، حجر کہلاتیں۔

ارشاد ہے: کذب اصحاب الحجد المرسلین

(حجروالوں نے رسولوں کو جھٹلایا)۔ سہ ہجری میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بمکہ مکرمہ

اس شہر سے گزرے تھے۔

دولت عثمانیہ کے زمانہ میں یہ حجاز ریلوے

کا اسٹیشن تھا۔ اور چونکہ پتھروں کے احاطہ سے متعلق

حفاظت اور روک تھام ہوتی ہے۔ اور عقل بھی

انسان کی حفاظت کرتی اور اُس کو روکتی رہتی ہے

اس لئے اس کو بھی حجر کہا جاتا ہے۔ ارشاد ہے

هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حَجْرٍ (کیا ان میں

عقل والوں کے لئے قسم ہے)۔ اور اسی وجہ سے

وہ چیز جس سے روکا اور منع کیا جائے "حجر"

کہلاتی ہے۔ جیسے ہذا انعام و حرث حجر

رہ موشی اور کیلتی منع ہے۔ اور حجر مَّحْجُورًا

کے معنی ہیں (اوٹ روکی ہوئی)۔

(لغات القرآن نمائی، جلد ۳ صفحہ ۲۴۳)

۱۱ مَقِيلًاۙ

تفسیر صفائی صفحہ ۳۵ پر ہے کہ مقیل اس

مکان کو کہتے ہیں جس میں تھوڑی دیر کیلئے ستر

کو چلے جائیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مکان لفظ قبیلہ سے

بطور تشبیہ محاذ استعمال ہوا ہے، اس لئے کہ جنت

میں نیند تو ہوگی نہیں۔

کافی میں سوال قبر کی حدیث میں حضرت علی

علیہ السلام سے منقول ہے کہ پھر نکھون اس کیلئے

جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیں گے۔ پھر

اُس سے کہیں گے کہ اب تو آرام سے جوانی کی گہری

نیند سوتا رہ، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اصْحَابُ الْجَنَّةِ

يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا وَّ احْسَنُ مَقِيلًاۙ

۱۲ بِالْغَمَامِۙ

تفسیر صفائی صفحہ ۳۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ غمام سے

مراد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔

لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوٌّ ۚ وَاقِنِ الْمُجْرِمِينَ ۖ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَ

گنہگاروں میں سے ایک دشمن قرار دیا تھا۔ اور تمہارا رہبر گام ہدایت دینے والا اور

نَصِيرًا ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةً

نصرت کرنی والا کافی ہے۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہہ دیا کہ کیوں نہ اس پر سارا قرآن ایک ہی دفعہ نازل کر دیا

وَاحِدَةً ۚ كَذَلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيلًا ۚ

کیا۔ یہ اسلئے (نہیں ہوا) کہ ہم اس کے ذریعہ سے تمہارے دل کو مضبوط کرتے ہیں اور تم نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا یا

وَلَا يَأْتُونَك بِمَثَلٍ إِلَّا جُنْدُكَ بِالْحَقِّ وَأَحْسَنَ تَقْسِيرًا ۚ

اور یہ کوئی مثال بھی میرے پاس نہیں لاتے مگر یہ کہ تم حق بات اور بہترین وضاحت مجھے عطا کر دیتے ہیں۔

الَّذِينَ يُحْشَرُونَ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ إِلَىٰ جَهَنَّمَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا

وہ لوگ جو اپنے مونہوں کے بل دوزخ کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے لے وہی بدتر جگہ والے اور راہ سے سب سے

وَاضَلُّ سَبِيلًا ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَجَعَلْنَا مَعَهُ

سہلے ہوئے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ اور ہم نے اُس کے ساتھ اس کے

أَخَاهُ هَارُونَ وَزِيرًا ۚ فَقُلْنَا اذْهَبَا إِلَى الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا

بھائی ہارون کو وزیر بنایا۔ پھر ہم نے کہا کہ تم دونوں اس قوم کی طرف جاؤ جنہوں نے ہماری آیتوں کو

بِآيَاتِنَا فَدَمَرْنَهُمْ تَدْمِيرًا ۚ وَقَوْمَ نُوحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرَّسُولَ

جھٹلایا، پھر ہم نے ان کو ایسا ہلاک کیا جیسا کہ ہلاک کرنا کا حق تھا۔ اور نوح کی قوم کو بھی جبکہ انہوں نے رسولوں کو جھٹلایا

أَعْرَضْنَاهُمْ وَجَعَلْنَاهُمْ لِّلنَّاسِ آيَةً ۚ وَاعْتَدْنَا لِلظَّالِمِينَ عَذَابًا

ہم نے انہیں غرق کر دیا اور ہم نے انہیں لوگوں کی عبرت کیلئے نشانی قرار دیا۔ اور ہم نے ظالموں کیلئے دردناک عذاب

إِلِيمًا ۚ وَعَادًا وَثَمُودًا وَأَصْحَابَ الرَّسِّ وَقُرُونًا بَيْنَ ذَلِكَ

تیار کر رکھا ہے۔ اور عاد اور ثمود اور رس والوں کو لے اور اُس کے بیچ بہت سے زمانوں والوں کو (ابھی ہم نے

كَثِيرًا ۚ وَكَلَّا ضَرَبْنَا لَهُ الْأَمْثَالَ وَكَلَّا تَبَرَّنَا تَتَّبِعِرًا ۚ

ہلاک کر دیا)۔ اور ہر ایک کیلئے ہم نے مثالیں بیان کر دیں اور ہم نے ہر ایک کو ایسا ہلاک کیا جیسا کہ ہلاک کرنا کا حق تھا

وَلَقَدْ آتَوْنَا عَلَى الْقَرْيَةِ الَّتِي أُمِيطَتْ مَطَرُ السَّوْءِ أَفْلَمَ

اور یقیناً وہ اس بستی پر سے بھی ہوا گئے ہیں جس پر بری بارش برسائی گئی تھی۔ پھر کیا وہ اسے نہیں

۱۰ علی وجوہہہ۔

تفسیر صفائی ۳۵۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قیامت کے دن کافر اپنے چہروں کے بل کیونکر محسوس کئے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ انہیں اُن کے پاؤں کے بل چلاتا ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ انہیں اُن کے چہروں کے بل چلائے۔

۱۱ اصحاب الرس۔

اس کے لفظی معنی ہیں کنوئیں والے اصحاب

مضاف ۱۰ الرس: مضاف الیہ۔ یہ کون تھے

کہاں تھے۔ ان کے تعین میں مفسرین اور مؤرخین

سخت مشکوک ہیں اور اس سلسلہ میں جتنے اقوال

اور روایات مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی

اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بناء پر اس بارے

میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جاسکے۔ قرآن مجید میں اصحاب

الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے۔ لیکن کوئی

حال بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ صرف گنہگار اور

معذب قوموں کی فہرست میں اُن کا بھی

شمار کیا گیا ہے۔ محققین اس سلسلہ میں

قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا نہیں

چاہتے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۳۱)

۱۲ مترجم :- چونکہ نعمانی صاحب کی تحقیق

ان لوگوں تک محدود ہے جو خود محتاج تحقیق ہیں۔

اسلئے انہیں اصحاب رس کے بارے میں کوئی

مستند قول نہیں ملا۔ اگر اہلبیت کی طرف رجوع کئے

تو ضرور یہ چل جاتا۔ کیونکہ اہل البیت اور ہیما

فی البیت۔ گھر والا ہی جانتا ہے کہ گھر کے اندر

کیا کچھ ہے۔ قرآن کریم کے حالات اُن سے پوچھئے

جن کے گھر میں قرآن نازل ہوا۔ ذیل میں دیکھئے :-

تفسیر صفائی ۳۵۵، ۳۵۹ پر بحوالہ عیون انبیا

الرفضا اور علی الشرائع امام رضا علیہ السلام سے برفضا

اپنے آباؤ اجداد ایک طویل روایت بیان ہوئی ہے

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام

کی شہادت سے تین دن پہلے بنی ہشیم کے ایک سردار

عمرو نے آپ سے اصحاب الرس کے متعلق سوال

کیا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک قوم تھی جو صنوبر کے

درخت کی پرستش کرتی تھی جس کو شاہ درخت بھی

کہتے ہیں۔ اور اس کو حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے

یافث نے ایک چشمے کے کنارے پر لگایا تھا۔ اس چشمہ

کا نام روشاب تھا۔ یہ درخت بعد طوفان نوح پیدا ہوا

تھا۔ اور یہ اصحاب الرس اسلئے مشہور ہوئے کہ انہوں نے اپنے نبی کو زمین میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ اور یہ واقعہ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے بعد کا ہے۔ ان کی بستیاں

بارہ تھیں، جو ایک دریا کے کنارے آباد تھیں جس کا نام رس تھا۔ یہ دریا بلاد مشرق میں ہے۔ اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کا نام بھی رس ہو گیا ہے۔ (ملخصاً بقدر الحاجة)۔

کافی میں ہے کہ کچھ عورتیں امام جعفر صادق کی خدمت میں آئیں۔ اُن میں سے ایک عورت نے سحیح (چوٹی) کھینے کی بابت دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا اس کی حد یعنی منراوی ہے جو زنا کی ہے۔ اس عورت نے کہا کہ خدا نے قرآن مجید میں اس کا ذکر نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا منراوی کیا ہے۔ اُس نے پوچھا کہاں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اصحاب رس کی عورتیں ایسی ہی تھیں۔

يَكُونُوا يَرُونَهَا بَلْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ نُشُورًا ۚ وَإِذَا رَأَوْكَ

فَيُكْفِتُونَكَ - بلکہ وہ تو دوبارہ جی اٹھنے کی امید ہی نہیں رکھتے تھے - اور جس وقت یہ تمہیں دیکھتے

إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۖ أَهَذَا الَّذِي بَعَثَ اللَّهُ رَسُولًا ۙ

ہیں تو تمہیں ہنستا محض ہی بنا لیتے ہیں - (اور کہتے ہیں) کیا وہ ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے رسول بنا کر بھیجا ہے -

إِنْ كَادَ لَيُضِلَّنَا عَنْ الْإِهْتِنَاءِ لَوْلَا أَنْ صَبَرْنَا عَلَيْهَا وَسَوْفَ

اس نے تو ہمیں ہمارے معبودوں سے ہٹا ہی دیتا ہوتا - اگر ہم ان (کے ماننے پر) ثابت قدم نہ رہتے - اور جب عذاب

يَعْلَمُونَ حِينَ يَرُونَ الْعَذَابَ مَنْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۚ أَرَأَيْتَ

دیکھ لیں گے تو عنقریب جان لیں گے کہ راستہ سے سب سے بھٹکا ہوا کون ہے - (اے رسول) کیا تو نے اسے دیکھا

مَنْ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوًى ۖ أَفَأَنْتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا ۚ أَمْ

جس نے اپنی خواہشوں کو ہی معبود اختیار کر لیا - پھر کیا تم اس کے کارساز ہو سکتے ہو - یا تم گمان کرتے

تَحْسَبُ أَنَّ أَكْثَرَهُمْ يَسْمَعُونَ أَوْ يَعْقِلُونَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعَامِ

ہو کہ یقیناً ان میں سے اکثر سنتے یا سمجھتے ہیں - یہ نہیں ہیں مگر جاڑا یا بول کی مانند

بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا ۚ أَلَمْ تَرَأِ إِلَى رَبِّكَ كَيْفَ مَدَّ الظِّلَّ ۚ

بلکہ ان سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے - کیا تو نے اپنے پروردگار کی (صنعت کی) طرف (غور سے) نہیں دیکھا کہ کس طرح اس

وَلَوْ شَاءَ لَجَعَلَهُ سَاكِنًا ثُمَّ جَعَلْنَا الشَّمْسُ عَلَيْهِ ذَلِيلًا ۚ

نے سایہ کو پھیلایا اور اگر وہ چاہتا تو اسے ساکن کر دیتا - پھر ہم نے اس پر سورج کو راہبر مقرر کر دیا -

ثُمَّ قَبَضْنَاهُ إِلَيْنَا قَبْضًا يَسِيرًا ۚ وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

پھر ہم نے اس کو اپنی طرف آہستہ آہستہ کھینچ لیا - اور وہ (خدا) وہی ہے جس نے تمہارے لئے

الْبَيْلَ لِبَاسًا وَالنَّوْمَ سُبَاتًا وَجَعَلَ النَّهَارَ نُشُورًا ۚ وَهُوَ

رات کو پردہ بنایا اور نیند کو راحت ، اور دن کو چلنا پھرنا مقرر کر دیا - اور وہ وہی

الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ ۚ وَأَنْزَلْنَا مِنْ

ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو خوشخبری بنا کر بھیجا - اور ہم نے آسمان سے

السَّاءِ مَاءً طَهُورًا ۚ لَنُخْرِجَنَّ بِهِ بَلَدًا مَيِّتًا وَنُحْيِيهِ مِمَّا

ایک پانی نازل کیا - تاکہ اس سے مردہ شہر کو زندہ کر دیں - اور اپنی مخلوق میں سے جو مایوس

تفسیر صفاتی صفت پر بحوالہ تفسیر فی باب محمد

بقدر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظل طلوع فجر اور

طلوع شمس کے مابین ہے - اور ایک روایت

میں ہے کہ سب حالتوں سے وہ پاکیزہ ترین ہے

کیونکہ اندھیرا طبیعت میں نفرت کا باعث ہوتا

ہے اور آنکھوں کی بینائی کم ہوتی ہے - لیکن سورج

کی شعاع ہوا کو نرم اور پاکیزہ کرتی ہے ، اور آنکھوں

کی روشنی کو زیادہ کرتی ہے - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے

اس سے جنت کی صفت کو بیان فرمایا ہے - چنانچہ

فرمایا : وَظِلٌّ مِمَّا دُودُوا (اور پھیلے ہوئے سائے) -

لمترجم :- چونکہ قرآن مجید کا دعویٰ

ہے کہ ما فخرطنا فی الکتاب من شیء مزیث - انعام ہے

یعنی ہم نے کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں کی - لہذا طب

وکلا یا بس الا فی کتب مقببین (پٹ - انعام) -

کوئی تراوی کوئی مشک ایسا نہیں جس کا ذکر کھلی کتاب

میں نہ ہو - اس لئے ذہن ناقص میں آتا ہے کہ

بلا تشبیہ آیہ مجیدہ : الہ ترانی ربنا ... قبضاً

یسیراً سے صنعت فلم سازی پر بھی ایک لطیف

سا اشارہ ملتا ہے - مثلاً مد الظل :

(سایہ کو پھیلانا) فلم کی ساخت میں کسی اقد

کا عکس یا سایہ پہلے فلم کی پٹی پر ڈالا جاتا ہے

پھر اس سایہ کو ایک دیوار پر پھیلایا جاتا

ہے - لہذا ساکن (اس سایہ کو ساکن

کرنا) - یہ بھی فلم سازی کا ایک اہم جزو ہے -

جعلنا الشمس علیہ ذلیلاً (سورج کو اس

سایہ کا راہبر مقرر کرنا) - فلم کے سایہ کو پھیلانے

اور متحرک کرنے کیلئے انتہائی تیز روشنی ڈالی جاتی

ہے - جسے شمس سے تشبیہ دی جا سکتی ہے - قبضاً

تیسیراً (یعنی آہستہ آہستہ سایہ کو کھینچنا - فلم کو

ایک مشین کے ذریعہ کھینچا جاتا ہے ، جس سے اس

کے سائے کا عکس جب مقابل کی دیوار پر پھیل کر

پڑتا ہے تو متحرک فلم ظہور میں آتی ہے - اب رہا

فلم کا مشق ہونا اس پر آیہ مجیدہ اللہ الذی انطق

کل شیء (پٹ - ہم سب کو) - حال ہے - فلم بھی ایک

شیء ہے ، اور ہر ایک شے کا قدرت خدا سے ہونا

قرآن کریم کی آیہ بالا سے ثابت ہے -

خوش :- اسے تفسیر پر معمول نہ سمجھا

جائے ، اور نہ ہی اس سے فلم سازی یا فلم بنی کا

جواز سمجھ لیا جائے - یہ صرف موجودہ زمانہ کی ایک

صنعت کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا گیا ہے -

خَلَقْنَا أَنْعَامًا وَأَنْ آسَى كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَاهُ بَيْنَهُمْ

اور بہت سے انسانوں کو پانی پلا نہیں۔ اور یقیناً ہم نے ان کے درمیان اس (قرآن) کو بکثرت پھیر کر

لِيَذْكُرُوا فَأَبَى أَكْثَرُ النَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَبعَثْنَا

بیان کیا تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں، پھر بھی اکثر لوگوں نے ناشکری کے سوا (بہر حکم ماننے سے) انکار کر دیا۔ اور اگر ہم چاہتے تو

فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَذِيرًا ۝ فَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ

ہم البتہ ہر ایک سستی میں ایک نذیر بھیجتے۔ پس تم کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور ان سے اس (قرآن) کے

جِهَادًا كَبِيرًا ۝ وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

ذریعہ ایک بہت بڑا جہاد کئے جا۔ اور وہ وہی (خدا) ہے جس نے دو دریا ملا دیئے۔ یہ میٹھا خوش ذائقہ ہے

وَهَذَا امِلٌّ أَجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا ۝

اور اس نے ان دونوں کے درمیان ایک پردہ اور رکھنے والی آڑ بنا دی ہے

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا ۝

اور وہ وہی (خدا) ہے جس نے پانی سے ایک بشر کو پیدا کیا، پھر اس نے اسے نسب اور داماد ٹھہرایا ہے

وَكَانَ رَبُّكَ قَدِيرًا ۝ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُهُمْ

اور تمہارا پروردگار (پورے کونے پر) قدرت رکھنے والا ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو انہیں نفع دیتی ہیں

وَلَا يَضُرُّهُمْ ۝ وَكَانَ الْكَافِرُ عَلَى رَبِّهِ ظَهِيرًا ۝ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

اور نقصان پہنچاتی ہیں۔ اور کافر اپنے پروردگار کے خلاف قوی پشت رہتا ہے۔ اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا

إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا

مگر خوشخبری سنائی دلا اور ڈرانے والا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا، سوائے اس کے

مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ الْحَيِّ

کہ جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار کرے۔ اور تم اس زندہ پر بھروسہ کرو

الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَيِّئٌ بِحَمْدِهِ ۝ وَكَفَىٰ بِهِ بَذْنُوبٍ عِبَادَةً

جو نہیں مرنے والا۔ اور اُسکی حمد کے ساتھ تسبیح کئے جا۔ اور وہی اپنے بندوں کے گناہوں سے بخیر وارہونے میں

خَيْرًا ۝ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

کافی ہے۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو

۱۔ حجراً محجوراً :-

اس کے تفصیلی معنی سابقہ صفحہ ۲۴ پر مذکور ہیں۔

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ جہاں ریائے خط

سند میں داخل ہوتا ہے وہاں اس آیت کی حسی

مثان موجود ہے کہ میٹھا پانی کٹی فرسخ کھاری پانی

کو چھڑا جاتا ہے، اور اس کے مزے میں کوئی

تبدیلی نہیں ہوتی :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ ہر وہ رشتہ جو

مرد کی طرف سے ہو نسب کہلاتا ہے۔ اور جو رشتہ

عورت کی طرف سے ہو صہر کہلاتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ابن سیرین سے منقول

ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور

حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی سفار

میں نازل ہوئی۔ علی، فاطمہ الزہرا علیہما السلام کے

زوج اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد

بھائی ہیں۔ پس یہ دونوں بزرگوار نسب اور صہر

میں۔

قرطبی نے کہا ہے کہ صہر اور نسب دو ایسے

معنی ہیں جو ہر اس قرابت کو شامل ہیں کہ جو دو آدمیوں

میں پائی جائے :-

نسب اور صہر میں فرق یہ ہے کہ نسب

وہ قرابت ہے جس سے خاندانی رشتہ چلتا ہے۔

اور نسل کا سلسلہ قائم ہوتا ہے۔ اور صہر وہ

قرابت ہے جو عورتوں سے چلتی ہے اور اس سے

سسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے۔ چنانچہ علامہ

محمود بن عمر زنجیزی آیہ شریفہ ہوا الذی الخ

کی تفسیر میں رقمطراز ہیں :- مراد یہ ہے کہ بشر کی دو

قسمیں فرمائیں : (۱) ذوی نسب، یعنی مرد و جن کے

نسب چلتا ہے، اور کہا جاتا ہے : فلاں بن فلاں

اور فلاں بنت فلاں (۲) ذوات صہر، یعنی عورتیں

کہ جن سے سسرالی رشتہ چلتا ہے۔ (الکشاف عن

حقائق التنزیل جلد ۲، ص ۹۹، طبع کلکتہ) :-

ازہری نے کہا ہے : صہر عورتوں کی قرابت

والے مرد اور محرم عورتوں پر مشتمل ہے۔ جیسے

والدین اور بھائی اور ان کی اولاد اور چچا

اور ماموں اور خالائیں، کہ یہ سب عورت کے

شوہر کے اصہار (سسر والے) ہیں۔ اور اسی

طرح جو شوہر کی طرف سے قرابت والے محارم ہیں وہ

عورت کے اصہار ہیں۔ (جل علی الجلالین جلد ۲

ص ۲۶، طبع مصر) — غرض سسرال اور دامادی رشتہ کے جو اہل قرابت ہیں وہ سب صہر کے معنی داماد، خسر اور بہنوئی سب کے آتے ہیں

صہر کی جمع اصہار ہے۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲، ص ۲۶) :-

سِتَّةَ آيَاتٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ الرَّحْمَنُ فَسَلَّمَ خَيْرًا ۝۵۹

بچھ وقتوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا۔ وہ رحمن ہے پس تو اس کے متعلق کسی خبردار سے پوچھ۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ؟

اور جس وقت ان سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو، تو وہ کہتے ہیں کہ رحمن کیا چیز ہے؟

أَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُورًا ۝۶۰ تَبَارَكَ الَّذِي جَعَلَ

کہ ہم اسکو سجدہ کریں جس کیلئے تم ہمیں حکم دیتے ہو اور بات انکی نفرت کو بڑھا دیتی ہے۔ بڑا بڑا کرت والا وہ (خدا) ہے جس

فِي السَّمَاءِ بُرُوجًا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَاجًا وَقَمَرًا مُنِيرًا ۝۶۱ وَهُوَ

نے آسمان میں (بارہ) برج منظر رکھے اور ان میں ایک چراغ اور ایک نور دینے والا بنادینا۔ اور وہ

الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنۢ ارَادَ أَنْ يَذَّكَّرَ أَوْ أَرَادَ

وہی (خدا) ہے جس نے رات اور دن کو آگے و پیچھے آنے والے اس کیلئے بنایا جس نے نصیحت حاصل کرنا چاہی یا

شُكُورًا ۝۶۲ وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا

شکر گزار بننا چاہا۔ اور (خدا) نے رحمن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں ۵۔

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝۶۳ وَالَّذِينَ يَبِيتُونَ

اور جس وقت جاہل ان سے مخاطب ہوئے تو انہوں نے کہا سلام ہے، اور جو اپنے پروردگار کیلئے ساری رات

لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا ۝۶۴ وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا اصْرِفْ

سجدہ اور قیام کرتے بسر کرتے ہیں۔ اور جو یہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم سے دوزخ کے عذاب

عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّا عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۝۶۵ إِنَّهَا سَاءَتْ

کو پھیر دے۔ یقیناً اس کا عذاب یا نذر ہوگا۔ یقیناً وہ بُری

مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۝۶۶ وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ

قرار گاہ اور قیام کی جگہ ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے جس وقت خرچ کیا تب بیکس خرچ نہیں کیا ۵ اور

يَقْتَرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامًا ۝۶۷ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ

مشتعلی کی، اور اس کے درمیان اعتدال پر ہوا۔ اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور

مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ

معبود کو نہیں پکارتے، اور نہ اس جان کو جس کا مار ڈالنا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، ناحق قتل

تفسیر صفائی ص ۳۶۲ پر بحوالہ من لکھنؤ تفسیر

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو کچھ تمہاری رات کی عبادت میں سے باقی رہ گیا ہو اسے دن کے وقت قضا کر کے بجالاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ کسی شخص سے رات کو فوت ہوا اس کی قضا دن کو بجالائے اور جو دن کو قضا ہوا اس کی قضا رات کو بجالائے۔

تہذیب اور تفسیر قمی میں بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ البتہ تفسیر قمی میں اتنا زیادہ ہے کہ یہ بات آل محمد کے سرکنوٹوں (پوشیدہ اسرار) میں سے ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۶۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان،

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو اپنے جسم کے مطابق زمین پر چلتے ہیں۔ ان کی چال میں نہ تو بناوٹ ہوتی ہے اور نہ اکڑپن۔

تفسیر قمی اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اس آیت سے آئمہ علیہم السلام مراد ہیں جو اپنے دشمنوں کے خوف سے آہستہ چلتے پھرتے ہیں۔ اور امام سوہی کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ آئمہ علیہم السلام ہیں جو حالت خوف میں چلتے پھرتے ہیں۔

تفسیر صفائی ص ۳۶۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اسراف سے وہ خرچ مراد ہے جو حق کے علاوہ معصیت میں کیا جائے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی ایسی بات میں کچھ دیا جو حق کے خلاف ہو۔ اس نے اسراف کیا۔ اور جس نے حق سے روکا اس نے کمی کی۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ کھانے اور پینے کی چیزوں میں کوئی اسراف نہیں ہے، اگرچہ زیادہ ہی ہو جائے۔ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اسراف اس میں ہوتا ہے جو مال کو ضائع کرے۔

اور جو کچھ اس کے غیر پر بھی قدرت رکھتے ہو۔ پھر پوچھا کہ قصد (میان روی) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ذوق، نمک، دودھ، سرکہ اور کھن۔ کبھی ایک چیز کھانا کبھی دوسری چیز۔ انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ایک مٹھی لنگریوں کی بھری، اور جس قدر مٹھی میں آگئیں ان کو مضبوط پکڑے رہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اقتدار ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پھر دوسری مٹھی بھری۔ اور اپنا پورا ہاتھ کھول دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ اسراف ہے۔ پھر ایک اور مٹھی بھری۔ اور ان میں سے بعض کو گرا دیا اور فرمایا کہ یہ قوام ہے۔

مترجم ۵۔ قوام کے معنی ہیں اتنی غذا جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ (بیان الکسان ص ۶۳) پ

اور جسم کو ضرر پہنچائے، پوچھا گیا کہ اقتدار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: روٹی، نمک اور گوشت کھانا جبکہ تم اس کے غیر پر بھی قدرت رکھتے ہو۔ پھر پوچھا کہ قصد (میان روی) کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ذوق، نمک، دودھ، سرکہ اور کھن۔ کبھی ایک چیز کھانا کبھی دوسری چیز۔ انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے یہ آیت تلاوت فرما کر ایک مٹھی لنگریوں کی بھری، اور جس قدر مٹھی میں آگئیں ان کو مضبوط پکڑے رہے۔ پھر فرمایا کہ یہ اقتدار ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ پھر دوسری مٹھی بھری۔ اور اپنا پورا ہاتھ کھول دیا۔ پھر فرمایا کہ یہ اسراف ہے۔ پھر ایک اور مٹھی بھری۔ اور ان میں سے بعض کو گرا دیا اور فرمایا کہ یہ قوام ہے۔

مترجم ۵۔ قوام کے معنی ہیں اتنی غذا جس سے آدمی زندہ رہ سکے۔ (بیان الکسان ص ۶۳) پ

إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزُنُونِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا ۖ

کرتے ہیں، اور وہ زنا نہیں کرتے ہیں۔ اور جو کوئی یہ کام کرے گا وہ گناہ کی سزا پائے گا۔

يُضَعَفُ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَيَخْلُدُ فِيهِ مُهَانًا ۖ

قیامت کے دن اُس کیلئے عذاب دوگنا کر دیا جائے گا اور وہ ذلیل ہو کر اس میں ہمیشہ رہے گا۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ

سوائے اُس کے جس نے توبہ کر لی اور ایمان لایا اور نیک عمل کرتا رہا۔ پس یہی لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ

اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۚ وَمَنْ تَابَ

اُن کی بُرائیاں نیکیوں سے بدل دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ اور جس نے توبہ کی

وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهُ يَتُوبُ إِلَى اللَّهِ مَتَابًا ۚ وَالَّذِينَ لَا

اور عمل نیک کئے، پس یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے جیسا رجوع کرتا تھا حق ہے۔ اور وہ لوگ جو

يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۚ وَالَّذِينَ

جھوٹ گواہی نہیں دیتے سہ اور جب وہ لغو چیز کے پاس سے گزریں تو بزرگانہ طور پر گزر گئے۔ اور وہ لوگ کہ

إِذَا ذُكِّرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوا عَلَيْهَا صُمًّا وَعُمْيَانًا ۚ

جب اُن کو اُن کے پروردگار کی آیتوں کے ذریعہ نصیحت کی گئی تو وہ اس پر ہنسے اور اندھے ہو کر نہ گریں گے۔

وَالَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا

اور وہ لوگ جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولادوں سے آئندہ

قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِمَشْغُوفِينَ ۚ إِمَّا مَّا ۖ أُولَٰئِكَ يُجْزَوْنَ

عطا فرما، اور ہمیں مشغولیوں کے لئے امام بنا۔ یہ لوگ صبر کے بدلے میں بالافانے

الْعُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوا وَيُلْقُونَ فِيهَا تَحِيَّةً وَسَلَامًا ۖ خُلْدِينَ

میتے جائیں گے، اور اس میں انھیں زندگی اور سلامتی کی دعا دی جائے گی۔ وہ اس میں ہمیشہ

فِيهَا حَسَنَاتٌ مُسْتَقَرًّا وَمُقَامًا ۖ قُلْ مَا يَعْبُودُ بَكُمْ رَبِّي

رہیں گے۔ وہ کیا ہی اچھا ٹھکانہ اور قیام کرنے کا مقام ہو گا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اگر تم دعا کرتے ہو تو میرے پروردگار

لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُونُ لِزَامًا ۖ

تمہاری پرفواہ نہ کرتا۔ پس یقیناً تم نے جھٹلایا ہے، پھر جلدی ہی اُس کا وبال (تمہارے لئے) لازم ہے۔

لہ الذور :-

علامہ زمخشری کہتے ہیں :- زور، زور اور
اغزو، غزو سے ہے جس کے معنی انحراف کے ہیں
(تفسیر کشاف جلد ۱ ص ۱۵۵) طبع بولاق مصر ۱۲۸۱ھ
چونکہ جھوٹ حق سے منحرف ہوتا ہے اسلئے
اُس کو زور کہا جاتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱
ص ۱۵۵)

تفسیر قرآنی ص ۳۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ زور سے مراد غنا
ہے، یعنی گانا بجانا اور راگ رنگ۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر اور
جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہی مطلب منقول
ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد غنا اور
لہو و لعب کی مجلس ہے۔

لما ترجمہ :- چونکہ غنا بھی حق سے منحرف ہوتا
ہے۔ چنانچہ اے الغناء اشد من الزنا کہا گیا
ہے۔ اسلئے اسے بھی زور ہی سے تعبیر کیا گیا ہے
جو درست ہے +



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

طَسَمَ ۱ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۲ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ

طَسَمَ یہ بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں۔ شاید تم اس بات پر اپنی جان ہلاک کر بیٹولے ہو

أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ۳ إِنْ نَشَأْ نُنْزِلْ عَلَيْهِم مِّنَ السَّمَاءِ

کہ وہ ایمان لانے والے کیوں نہیں ہوتے۔ اگر ہم چاہیں تو ہم ان پر آسمان سے ایک نشانی اتاریں

آيَةً فَظَلَّتْ أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ ۴ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ

پھر ان کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گے۔ اور ان کے پاس (خدا کے) رحمن کی

ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَنِ مُحَدَّثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ ۵ فَقَدْ

طرف سے کوئی نئی نصیحت نہیں آئی مگر یہ کہ وہ اس سے منہ پھیرنے والے ہوتے ہیں۔ پس یقیناً

كَذَّبُوا فِصِّيَاتِهِمْ أُنْبِئُوا مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۶ أَوَلَمْ يَرَوْا

انہوں نے جھٹلا دیا ہے، پھر عنقریب ہی ان کو اس چیز کی خبر آجائیں گی جس کے ساتھ وہ کھٹکتے کیا کرتے تھے۔ کیا انہوں

إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زوجٍ كَرِيمٍ ۷ إِنَّ

نے زمین کی طرف غور نہیں کیا۔ کہ ہم نے اس میں کتنی قسم کے عمدہ نباتات کے جوڑے لگا دیئے۔ بیشک

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۸ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس میں البتہ نشانی مہجور ہے۔ اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۹ وَإِذْ نَادَىٰ رَبُّكَ مُوسَىٰ أَنْ أَنْتَ

البتہ وہ غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور (یاد کرو وقت) جبکہ تیرے پروردگار نے موسیٰ کو پکارا یہ کہ تو ظالموں کی

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۱۰ قَوْمٌ فَرَعَوْنَ ۱۱ أَلَا يَتَّقُونَ ۱۲ قَالَ رَبِّ

قوم کے پاس جا۔ (یعنی) فرعون کی قوم (کی طرف)۔ اور انہیں کہو کہ کیا وہ ڈرتے نہیں ہیں۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار

إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ۱۳ وَيَضِيقُ صَدْرِي وَلَا يَنْطَلِقُ

یقیناً میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں۔ اور میرا سینہ تنگی کرتا ہے، اور میری زبان نہیں

۱۔ خاضعین۔

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم آل محمد اس وقت تک ظاہر نہیں ہوں گے، جب تک کہ آسمان سے ایک نشانی نہ آئے والا آواز نہ دے گا جسے مشرق اور مغرب میں رہنے والے سب سنیں گے۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ بنی امتیہ کی گردنیں جھک جائیں گی۔ اور وہ آسمان کی طرف سے ایک پیچ ہوگی جو صاحب العصر قائم آل محمد کا نام لے کر نکارے گی۔

ارشاد شیخ مفید میں امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ان کی یہی حالت کرے گا۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں؟ فرمایا: بنی امتیہ اور ان کے ماننے والے۔ پوچھا گیا کہ ان کی نشانی کیا ہوگی۔ فرمایا: سورج کا وقت زوال سے لے کر وقت عصر تک کھڑے رہنا، اور اسکے اندر سے ایک چہرہ اور سینہ دکھانی دینا جو حضرت صاحب الامر کا نام لے کر پکاریگا اور ان کے حسب نسب سے پہچان کرے گا۔ یہ واقعہ سفیانی کے زمانہ میں پیش آیا۔ اور اسی کے قریب خود اس کی اور اس کی قوم کی ہلاکت ہوگی۔



١٥ ذنب :-

ذنب کی جمع ذنوب ہے۔ اس کے لغوی معنی کسی چیز کی دم پکڑنے کے ہیں۔ اور دم کے اعتبار سے ہی اس کے معنی الزام کئے گئے ہیں۔ جس طرح کہتے ہیں کہ فلاں کو دم پھلا لگا دیا گیا۔ تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو ایک قبیلے کو قتل کر دیا تھا، اُن لوگوں نے اس کا نام اپنے زعم میں ذنب رکھا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ اس سے مراد حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہما السلام اور فرعون ہیں۔

مترجم :- اسی لئے پہلے تثنیہ کا صیغہ فاذهباً آیا۔ جو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون سے مخاطب تھا۔ پھر معکوز جمع کا صیغہ استعمال کیا جو تینوں کے لئے تھا۔

۱۶ الضالین :- تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ ایک وایت کے مطابق یہاں ضالین سے مراد جاہلین ہے۔

اور محیون اخبار الرضا میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے یہ کہا گیا کہ باوجودیکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انامین الضالین کیوں کہا؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ کہا تھا کہ میں تمہارے شہروں میں سے ایک شہر میں آگیا تھا۔

قول صاحب تفسیر صفائی :- حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہنے کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ عام لوگوں کے چلنے کا راستہ بھول کر آگئے۔ لیکن فرعون نے اس سے حق سے لاعلمی اور ضلالت کو سمجھا۔ کیونکہ راستہ بھول جانا قتل کے الزام سے بری نہیں کر سکتا۔

مترجم :- ثابت ہوا کہ ہر مقام پر ضالین سے مراد حق سے انحراف اور گمراہی نہیں ہوتی بلکہ عام راستہ بھول جانا بھی ہوتا ہے۔ دراصل اس کے معنی راستہ بھولنے کے ہی ہوتے ہیں۔ چونکہ حق کو بھی راستہ سبیل اور صراط سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس لئے راجح سے انحراف کرنے والے کو بھی ضال کہا جاتا ہے۔

۱۷ وما بینہما :- تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ظاہری خواص اور انداز سے پہچانا۔

لِسَانِي فَأَرْسِلْ إِلَى هَارُونَ ۱۳ وَلَهُمْ عَلَى ذَنْبٍ فَأَخَافُ

چلتی ہے۔ پس ہارون کی طرف (وحی) بھیج (کہ وہ میری مدد کرے) اور مجھے ہارون کا ایک الزام (بھی) ہے لہٰذا میں

أَنْ يَقْتُلُونِ ۱۴ قَالَ كَلَّا فَاذْهَبَا يَا ابْنَتَا إِنَّا مَعَكُمْ

اس بات سے ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں۔ (خدا نے) کہا ہرگز نہیں (قتل کریں گے) پس تم دونوں ہماری نشانیں کیساتھ جاؤ

مُسْتَمْعُونَ ۱۵ فَأَتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۶

ہم تمہارے سامنے سننے والے موجود ہیں لہٰذا تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ پھر اسے کہو یقیناً ہم تمام دنیاؤں کے پروردگار کے

أَنْ أَرْسِلَ مَعَنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۱۷ قَالَ أَلَمْ تُرَبِّكُ

رسول ہیں، یہ کہ تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔ اُس نے کہا کیا ہم نے تجھے اپنے درمیان بچتہ سا

فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ ۱۸ وَفَعَلْتَ

پرورش نہیں کیا، اور تو ہمارے درمیان اپنی عمر کے چند سال رہا۔ اور تو نے وہ کام کیا

فَعَلْتَكِ الَّتِي فَعَلْتَ وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۱۹ قَالَ فَعَلْتُمَا

جیسے تو نے کیا، اور تو نا شکروں میں سے ہے۔ اُس نے کہا یہ فعل میں نے اس

إِذَا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ ۲۰ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ

وقت کیا تھا جبکہ میں راہ بھولے ہوئی میں سے تھا لہٰذا پس جب میں تم سے ڈرا تو میں خود ہی تم سے بھاگ گیا

فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۲۱ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ

پھر میرے پروردگار نے مجھے حکم بخشا، اور مجھے رسولوں میں سے قرار دیا۔ اور جس نعمت کا تو مجھ پر

تَمَنَّا عَلَى أَنْ عَبَّدتَ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۲۲ قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا

احسان رکھتا ہے وہ یہی ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔ فرعون بولا اور تمام دنیاؤں کا

رَبُّ الْعَالَمِينَ ۲۳ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

پروردگار کیا چیز ہے۔ (موسیٰ نے) کہا کہ وہ آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے انکے پروردگار ہے لہٰذا

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۲۴ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَمْعُونَ ۲۵ قَالَ

اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ اس (فرعون) نے اُن کو جو اس کے ارد گرد تھے کہا کیا تم سنتے نہیں ہو وہ (موسیٰ نے)

رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأُولِينَ ۲۶ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي

کہا وہ تمہارا پروردگار اور تمہارے پہلے باپوں کا پروردگار ہے۔ (فرعون نے) کہا یقیناً تمہارا رسول جو تمہاری طرف

نزل

کافی میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے جو امع التوحید کے خطبہ میں منقول ہے کہ انبیاء سے خداوند تعالیٰ کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے نہ تو اُس کی انتہائی صفات بیان کیں نہ بعض، بلکہ اس کے افعال سے اس کی توصیف کی۔ اور اُس کے وجود پر اُس کی نشانوں کو دلیل قرار دیا ہے۔ ۱۷ تسمعون :- تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ فرعون نے اپنے ارد گرد والوں سے کہا کہ کیا تم حضرت موسیٰ کا جواب نہیں سنتے ہو۔ میں نے موسیٰ کے خدا کی حقیقت دریافت کی تھی۔ اور اُس نے خدا کے افعال کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ تفسیر قمی میں ہے کہ فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی کیفیت دریافت کی تھی تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اُن دونوں کے درمیان ہے۔ ان سب کا پروردگار ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔ پس فرعون نے متعجب ہو کر اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم نہیں سنتے ہو کہ میں نے اس سے خدا کی کیفیت دریافت کی، لیکن اس نے مجھے

أَرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۖ قَالَ رَبُّ الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ وَ

بھیا گیا ضرور یا کل ہے (موسیٰ نے) کہا وہ مشرق اور مغرب اور جو کھان دونوں کے درمیان ہے اُن کا

مَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۖ قَالَ لَنْ اتَّخَذَ إِلَهًا غَيْرِي

پروردگار ہے، اگر تم عقل رکھتے ہو۔ (فرعون نے) کہا اگر تم میرے بغیر کوئی اور معبود اختیار کیا تو

لَأَجْعَلَكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ ۖ قَالَ أَوْلَوْجُتُكَ بِشَيْءٍ

میں ضرور تمہیں قیدیوں میں داخل کر دوں گا۔ (موسیٰ نے) کہا اگرچہ میں تمہارے پاس کوئی واضح چیز لایا

مُبِينٌ ۖ قَالَ فَأْتِ بِهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۖ قَالَ لَقِيَ

ہوں۔ (فرعون نے) کہا، اگر تم سچوں میں سے ہو تو اسے لے آ۔ پس اس (موسیٰ) نے اپنا

عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُبِينٌ ۖ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ

عصا ڈالا تو دفعہ وہ ایک ظاہر بظاہر اُڑ رہا تھا اسے اور اُس نے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ ایک تمام

بَيِّنَةٌ لِلنَّاظِرِينَ ۖ قَالَ لِمَلَا حَوْلَهُ إِنَّ هَذَا لَسَاحِرٌ

دیکھنے والوں کیلئے سفید چھیل تھا۔ (فرعون نے) اپنے ارد گرد کے سزاؤں سے کہا، یقیناً یہ بہت بڑا علم والا

عَلِيمٌ ۖ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ ۖ فَمَاذَا

جادو کرے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنے جادو سے تمہیں تمہاری زمین سے نکال دے۔ پس تم کیا حکم

تَأْمُرُونَ ۖ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَبْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ

لگاتے ہو۔ وہ بولے اسے اور اس کے بھائی کو مہلت دے، اور شہروں میں اکٹھا کرنے والوں کو

خَشِرِينَ ۖ يَا تَوَكُّ بِكُلِّ شَعَارٍ عَلَيْهِمْ ۖ فَجِئَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ

بھیج دے۔ کہ وہ ہر ایک ماہر جادوگر کو میرے پاس لے آئیں۔ پس ایک جانے ہوئے دن کے مقررہ وقت

يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۖ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنْتُمْ مُجْتَمِعُونَ ۖ

پر سب جادوگر اکٹھے کر لئے گئے تھے اور کل لوگوں سے کہا گیا کہ کیا تم سب بھی جمع ہونے والے ہو؟

لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِنْ كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۖ فَلَمَّا جَاءَ

تاکہ اگر وہ جادوگر غالب آجائیں تو ہم ان کی پیروی کر لیں۔ پس جب وہ جادوگر

السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَإِنَّا لَنَأْجُرُ إِنْ كُنَّا نَحْنُ

آگئے تو انھوں نے فرعون سے کہا کہ اگر ہم غالب آجائیں تو کیا ضرور ہمیں کوئی صلہ

حقیقت سے ہٹ کر جواب دیا ہے

۱۵ لہجہ جنون :-

تفسیر قصائی ص ۳۶۲ پر ہے کہ فرعون نے کہا کہ

میں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے کچھ پوچھا

اور اس نے جواب کچھ اور دیا۔ اور مجھے

کے طور پر حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو (نقوبات)

پاگل رسول کہہ دیا ہے

۱۶ ثعبان :-

اُڑ رہا اس کے ہاتھ میں ہے۔ مذکورہ مؤثر

دونوں کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

(لغات القرآن تعانی، جلد ۲، ص ۲۲)

۱۷ یوم معلوم :-

تفسیر قصائی ص ۳۶۲ پر ہے کہ یہ عید کے دن

سورج کے طلوع ہونے کا وقت تھا جو مقرر کیا گیا

تھا۔ اس کا ذکر سابق سورہ ظہر میں آچکا ہے

الْغَالِبِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذَا لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٣٢﴾ قَالَ

لے گا۔ (فرعون نے) کہا ہاں (ضرور ملے گا) اور اس صورت میں تم مقربین میں سے ہوناؤ گے۔ موسیٰ نے

لَهُمْ مُوسَى الْقَوَا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٣٣﴾ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَ

اُن سے کہا۔ جو کچھ تم ڈالنے والے ہو ڈال دو۔ پس انھوں نے اپنی رسیاں اور اپنی

عَصِيَّهِمْ وَقَالُوا بَعِزَّةٌ فِرْعَوْنِ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ﴿٣٤﴾

لا ٹھیاں ڈال دیں۔ اور کہنے لگے فرعون کی عزت کس قسم ہے۔ یقیناً ہم ضرور غالب آنے والے ہیں۔

فَأَلْقَى مُوسَى عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿٣٥﴾

پھر موسیٰ نے اپنا عصا ڈالا تو دیکھو جو تھوٹ تھوٹ وہ بنالائے تھے وہ سب کو منگے جاتا ہے۔

فَأَلْقَى السَّحَرَةُ سِحْرَهُمْ ﴿٣٦﴾ قَالُوا أَمَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٧﴾

پس تمام جادوگر سجدہ میں ڈال دیئے گئے تھے۔ انھوں نے کہا ہم تمام دنیاؤں کے پروردگار پر ایمان لے آئے۔

رَبِّ مُوسَى وَهَارُونَ ﴿٣٨﴾ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ

(یعنی) موسیٰ اور ہارون کے پروردگار پر۔ (فرعون نے) کہا بیشک اس کے کہ میں نے اجازت دی ہو تم اس پر ایمان

لَكُمْ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾

لے آئے۔ یقیناً وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا ہے۔ پس البتہ تم عنقریب جان لو گے۔

لَا قِطْعَنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ مِنْ خِلَافٍ وَلَا وَصْلَتَكُمْ

البتہ تمہیں ضرور تمہارے ہاتھوں کو اور تمہارے پاؤں کو مخالفت طرف سے کاٹ دیں گا۔ اور ضرور تم سب کو بھانسی

أَجْمَعِينَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ إِنَّا إِلَى رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٤١﴾

دسے دوں گا۔ انھوں نے کہا کچھ ضرر نہیں۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جائے والے ہیں۔ یقیناً ہم

نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَتَنَا أَنْ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٢﴾

امید رکھتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہماری خطاؤں کو ہمارے لئے بخش دے اس لئے کہ ہم (اس وقت کے) پہلے ایمان لانے والے ہیں تھے

وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبِعُونَ ﴿٤٣﴾

اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ تم میرے بندوں کو راتوں رات لے چل۔ یقیناً تمہارا پیچھا کیا جائے گا ہے

فَارْسَلْنَا فِرْعَوْنَ فِي الْمَدَائِنِ خَيْرِينَ ﴿٤٤﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَشُرُذَةٌ

پس فرعون نے شہروں میں اگٹھا کرنے والوں کو بھیجا (اور کہلا بھیجا کہ) یقیناً یہ ایک حقوڑی سی جماعت

نزل ۹

لہ بعثة فرعون :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ انھوں نے فرعون کی عزت کی قسم اس لئے کھائی کیونکہ اُنکے دلوں میں یہ پختہ اعتقاد تھا کہ غلبہ ضرور انھیں حاصل ہوگا اور جادو کیلئے جو سامان ممکن تھا وہ بہتر سے بہتر لے آئے تھے۔ اور یہ قسم جاہلیت کی قسموں میں سے ہے۔ اور اسلام میں سوائے اللہ عزوجل کی ذات کے اور کسی چیز کے ساتھ قسم اٹھانا جائز نہیں ہے۔

لہ فالقی :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ جادو گروں کا سجدے میں گر جانا اس وجہ سے تھا کہ انھوں نے جان لیا تھا کہ جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا ہے ویسا جادو کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ اور جن الفاظ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا اُن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھنے کے بعد جادو گروں کے دل اُن کے بس میں نہ رہے۔ اور اُن کی کیفیت ہوئی گویا کہ کسی نے انھیں منہ کے بل سجدہ میں گرا دیا ہے۔

لہ علمکم السحر :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ فرعون نے جو یہ کہا کہ یقیناً موسیٰ تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھایا تو اس کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اُس نے کچھ باتیں تو تمہیں سکھادیں اور کچھ نہ سکھائیں۔ اس لئے وہ تم پر غالب آگیا۔ یا یہ کہ تم نے آپس میں ساز باز کر لی۔ فرعون کی غرض ان باتوں سے یہ تھی کہ وہ اپنی قوم پر اصل معاملہ مشتبہ کر دے تاکہ وہ یہ نہ سمجھنے پائیں کہ حق ظاہر ہو جانے پر جادوگر سمجھ بوجھ کر ایمان لائے ہیں۔

لہ اول المؤمنین :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ انھوں نے اول المؤمنین اس لحاظ سے کہا کہ جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور جادو گروں کا مقابلہ دیکھنے کے لئے موجود تھے، اُن میں سب سے پہلے ایمان لانے والے یہ جادوگر تھے نہ کہ مطلقاً پہلے ایمان لانے والے۔

لہ متبعون :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اُس کے لشکر تمہارا پیچھا کریں گے۔ چنانچہ جب فرعون کو اُن کے جانے کی خبر ملی تو اُس نے ہر کاہے دوڑا دیئے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے کہ ان کو سمندر پار کرادیں۔ اور فرعون نے اپنے درباری جمع کئے اور ہر شہر میں قاصد روانہ کئے، اور لوگوں کو اکٹھا کیا۔ چھ لاکھ آدمی بطور مقدمہ الجیش بھیجے۔ اور دس لاکھ آدمیوں کے ساتھ خود سوار ہوا۔

قَلِيلُونَ ۝ وَرَأَيْنَاهُم لَنَا لَغَافِظُونَ ۝ وَإِنَّا لَجَمِيعٌ حَادِرُونَ ۝

ہے۔ اور یقیناً وہ ہمیں البتہ غفٹہ میں لائے والے ہیں۔ اور یقیناً ہم سب ہتھیار بند مسلح ہیں۔

فَأَخْرَجْنَاهُمْ مِنْ جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَكُنُوزٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝

پس ہم نے انھیں باغوں اور چشموں اور سنراؤں اور عزت کے مکانات سے باہر نکال دیا۔

كَذَلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝ فَاتَّبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ ۝

اسی طرح ہوا۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو ان کا وارث کر دیا۔ پھر وہ سورج نکلنے نکلنے ان کے پیچھے گئے۔

فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعُ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَى إِنَّا لَمُدْرِكُونَ ۝

پس جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا موسیٰ کے ساتھیوں نے کہا یقیناً ہم پکڑے گئے۔

قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ

موسیٰ نے کہا ہرگز نہیں یقیناً میرے ساتھ میرا بڑا گارہے۔ عنقریب وہ میری رہنمائی کرے گا۔ پس ہم نے موسیٰ کی

إِنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ

طرف یہ دیکھ کر تو اپنے عصا سے دریا کو مار۔ پس وہ بھٹ گیا تو ہر گٹھا بہت بڑے سار کی مانند

كَالطُّودِ الْعَظِيمِ ۝ وَازْلَفْنَا ثَمَّ الْآخِرِينَ ۝ وَأَنْجَيْنَا مُوسَىٰ

ہو گیا۔ اور ہم نے اسی جگہ دوسروں (فرعونوں) کو نزدیک کر دیا۔ اور ہم نے موسیٰ کو اور ان

وَمَنْ مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ۝ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخِرِينَ ۝ إِنَّ فِي

سب کو جو اسکے ساتھ تھے نجات دی۔ پھر ہم نے دوسروں (فرعونوں) کو غرق کر دیا۔ یقیناً اس میں

ذَلِكَ لَآيَةٌ ۝ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ

البتہ ایک نشانی ہے۔ اور ان میں اکثر ایمان لانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً تیرا بڑا گار البتہ وہ

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنْتَ عَلَيْهِمْ نَبَأٌ اِبْرَاهِيمَ ۝ إِذْ قَالَ

غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور تو ان کو ابراہیمؑ کا قصہ پڑھ کر سنا۔ جبکہ اس نے

لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا تَعْبُدُونَ ۝ قَالُوا نَعْبُدُ أَصْنَامًا فَنَظُلُّ لَهَا

اپنے چچا اور اپنی قوم کو کہا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ وہ بولے ہم بتوں کی عبادت کرتے ہیں، پس ہم انہی کے مجاور

عَكْفِينَ ۝ قَالَ هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ ۝ أَوْ يَنْفَعُونَكُمْ

بے رستے ہیں۔ (ابراہیمؑ نے) کہا کہ کیا جو بات تم پکارتے ہو تو وہ تمہاری سنتے بھی ہیں، یا تمہیں نفع دیتے ہیں۔

وقف لازم



۱۵ العزیز :-
تفسیر قرآنی صفحہ ۳۶ پر ہے کہ اس سے مراد یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے بدلہ لینے والا
ہے عکفین :-
اس لفظ کے تفصیلی معنی سابقہ صفحہ ۳۳ زیر
حاشیہ ۱ پر کر دیئے گئے ہیں، وہاں ملاحظہ
ہوں ؟

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیمار ہونے کی نسبت اللہ تعالیٰ کو نہیں دی۔ کیونکہ انسان کھانے اور پینے میں افراط و تفریط کرنے سے بیمار ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور منہیات میں کمی بیشی سے۔ جیسا کہ فرماتا ہے: مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ :-

له يغفرني :-

عَفْرَ سے ہے۔ عَفْرَ ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں۔ جو ہر قسم کی گندگی اور میل سے محفوظ رکھے، اور ڈھانپ لے۔ مغفرت الہی کا یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی سے مغفرت ہے جسے خود کہتے ہیں۔ اس سے جگ میں سر ڈھانپا جاتا ہے تاکہ چوٹ نہ لگنے پائے :-

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱، ص ۱۷۱)

له لسان صدق :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں کسی شخص کیلئے جو سچائی کی زبان (لسان صدق) مقرر کرے وہ اس مال سے بہتر ہے جسفہ خود کھائے، اور اپنے وارثوں کیلئے چھوڑ جائے، یا یہ مراد ہے کہ میری اولاد میں سے ایک ایسے سچے کو مقرر فرما جو میرے اصل دین کی تجدید کرے اور لوگوں کو اس دین کی طرف دعوت دے جس کی طرف میں دعوت دیا کرتا تھا۔ اور وہ ہیں: محمد علی اور دونوں کی ذریت سے آئمہ علیہم السلام۔

تفسیر صفائی میں ہے کہ اس سے مراد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں (تفسیر صفائی ص ۱۷۱)

معانی الاخبار صفحہ مطبوعہ ایران میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ واجعل لی لسان صدق فی الاخرین میں اس اہمیت کی وجہ سے کہ ایک لسان صدق کا سوال ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء قبول فرمائی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے حضرت علی علیہ السلام کو لسان صدق قرار دیا۔ اور قول باری تعالیٰ وجعلنا لہم لسان صدق علیہ کے یہی مراد ہے :-

لمترجم :- اس کی مثل تشریح سابقہ صفحہ پر زیر غائبہ علامہ کردی گئی ہے :-

ص ۳۶ پر :- وہ ظاہر کردی گئی۔ تفسیر صفائی سے (جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں) ماضی مجہول کا صیغہ واعد منونث غائب :-

أَوْ يَضُرُّونَ ۚ قَالُوا بَلْ وَجَدْنَا آبَاءَنَا كَذٰلِكَ يَفْعَلُونَ ۚ

یا نقصان پہنچاتے ہیں۔ وہ بولے ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایسا کرتے پایا۔

قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۚ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ الْأَقْدَمُونَ ۚ

(ابراہیم نے) کہا کیا تم نے غور نہیں کیا کہ تم کس چیز کی عبادت کرتے ہو۔ تم بھی (اور تمہارے پہلے باپ اجداد بھی) :-

فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ إِلَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۚ الَّذِي خَلَقَنِي فَهُوَ

یہ یقیناً وہ سب سے دشمن ہیں سوائے سب جہانوں کے پروردگار کے جس کے مجھے پیدا کیا، پھر وہی میری

یہدین ۚ وَالَّذِي هُوَ يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِ ۚ وَإِذَا مَرِضْتُ

رہبری کرتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے کھانا کھلاتا ہے اور مجھے پانی پلاتا ہے۔ اور جب میں بیمار ہوں

فَهُوَ يَشْفِينِ ۚ وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ يُحْيِينِ ۚ وَالَّذِي أَطْعَمُنِي

تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ اور وہ وہی ہے جو مجھے موت دے گا پھر مجھے زندہ کرے گا۔ اور وہ وہی ہے جس سے

أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ ۚ رَبُّ هَبْ لِي حُكْمًا وَ

میں امید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت کے دن میری کوتاہیوں کو ڈھانپ لے گا۔ لے میرے پروردگار مجھے حکم (امر، ہدایت) عطا فرما

الْحَقْنِي بِالصَّالِحِينَ ۚ وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي

اور مجھے صالح لوگوں کے ساتھ ملا دے۔ اور میرے لئے آخری آنے والے لوگوں میں سچائی کی ایک زبان مقرر

الْآخِرِينَ ۚ وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ ۚ وَاعْفُرْ

کر دے گا۔ اور مجھے نعمت والے بہشت کے وارثوں میں سے قرار دے، اور میرے جہاں کی

لَا بِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الصَّالِحِينَ ۚ وَلَا تَحْزَنْ يَوْمَ يَكُونُ يَوْمُ

مغفرت کر بیشک وہ گمراہوں میں سے تھا۔ اور جس دن لوگ (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے مجھے ذلیل نہ

لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۚ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۚ وَ

کرنا، جس دن نہ مال کسی کو نفع دے گا اور نہ بیٹے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں قلوب سلیم کے ساتھ آیا۔ اور

أَزَلِفَتْ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ۚ وَبُرْزَتِ الْجَحِيمُ لِلْغَوِينَ ۚ وَ

جنت پر نزدیک کاروں کے نزدیک کردی جائے گی، اور جہنم گمراہوں کیلئے ظاہر کردی جائے گی۔ اور

قِيلَ لِمُ أَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ ۚ مِنْ دُونِ اللَّهِ هَلْ

آن سے کہا جائیگا کہاں ہیں وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کیا کرتے تھے :-

نزلہ

يَنْصَرُونَكُمْ أَوْ يَنْتَصِرُونَ ۚ فَلْيُكَيْبُوا فِيهَا هُمْ وَالْغَاوُونَ ۙ

وہ تمہاری مدد کریں گے یا بدلہ لیں گے۔ پس وہ اس (جہنم) میں اوندھے ڈال دیئے جائیں گے اور سب گمراہ (بھی)۔

وَجُنُودُ إِبْلِيسَ أَجْمَعُونَ ۖ قَالُوا وَهُمْ فِيهَا يَخْتَصِمُونَ ۙ

اور شیطان کے لشکر (بھی) سب کے سب۔ اور جبکہ وہ جہنم میں جھگڑتے ہوں گے یہ کہیں گے کہ

تَاللّٰهِ إِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۙ اِذْ نَسُوْكُمْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۙ

اللہ تعالیٰ کی قسم! ہم یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔ جبکہ ہم تمہیں سب دنیاؤں کے پروردگار کے برابر کئے دیتے ہیں

وَمَا أَضَلَّنَا إِلَّا الْمُجْرِمُونَ ۖ فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِينَ ۙ

اور ہمیں نہیں گمراہ کیا مگر گنہگاروں نے۔ پس ہم سے لئے سفارش کرنے والوں میں سے کوئی نہیں ہے۔

وَلَا صَدِيقٌ حَمِيمٌ ۖ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةٌ فَنَكُونُ مِنَ

اور نہ ہی گرم جوش دوست ملتے۔ پس اگر ہمیں واپس جانا ہوتا، تو ہم مومنوں میں سے ہو

الْمُؤْمِنِينَ ۖ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

جانتے۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (امتِ براہیم) میں اکثر مومن

مُؤْمِنِينَ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۙ كَذَّبَتْ قَوْمُ

نہیں تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ نوحؑ کی قوم نے رسولوں

نُوحٍ الرُّسُلَيْنِ ۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۙ

کو بھگتا رہا، جبکہ انھیں اُن کے بھائی نوحؑ نے کہا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو۔

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ وَمَا

یقیناً میں تمہارے لئے ایک مانتدار رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں

أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجِرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۙ

اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا، میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۖ قَالُوا أَنْتُمْ لَكُمْ وَاتَّبَعَكَ

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ وہ بولے کیا ہم تم پر ایمان لے آئیں، حالانکہ کمینوں نے

الْأَرْضَ لُونٌ ۖ قَالَ وَمَا عَلَيَّ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۖ إِنْ

تیری پیروی کی ہے۔ (نوحؑ نے) کہا اور جو کچھ وہ کرتے رہے تھے اُس کا مجھے علم نہیں۔ ان کا

۱۵ فُكِّبُوا ۖ

تفسیر قتانی ص ۳۲ پر ہے کہ کبکبوا کا مطلب ہے بار بار اوندھے منہ گرانا۔ اور معنی یہ ہیں کہ جسے آگ میں ڈالا جائے گا۔ وہ کئی بار اوندھے منہ ہوگا تاہم وہ جہنم کی آگ میں پہنچ جائے گا۔ اِذْ نَسُوْكُمْ

تفسیر قتانی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ وہ لوگ جن کی پیروی کیا کرتے تھے ان سے کہیں گے کہ ہم نے تو تمہاری ویسی ہی اطاعت کی جیسی تم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی تھی پس تم رب بن گئے۔ ۱۶ حَمِيمٌ ۖ

اس کے لغوی معنی ہیں، نہایت گرم پانی۔ اور گرم دوست۔ اصل میں حمیم سخت گرم پانی کو کہتے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے اس قریبی دوست کو بھی "حمیم" کہا جاتا ہے جو اپنے دوست کی حمایت میں گرم ہو جائے۔ پہلے معنی کے لحاظ سے اس کی جمع حمائیم ہے۔ اور دوسرے معنی کے لحاظ سے احمائیم ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲، ص ۲۹۷)

حَسَابُهُمْ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّي لَوْ تَشْعُرُونَ ﴿١١٣﴾ وَمَا أَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٤﴾

حساب تو میرے پروردگار ہی کے ذمہ ہے اگر تم سمجھتے ہو۔ اور میں مومنوں کو دھتکارنے والا نہیں ہوں

إِنَّا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿١١٥﴾ قَالُوا لَيْنَ لَّمْ تَنْتَهِ يَنُوحٌ لِّتَكُونَ

میں تو صرف کھلم کھلا ڈرانے والا ہوں۔ انھوں نے کہا اے نوح اگر تم باز نہ آئے تو تم ضرور سسکساروں

مِنَ الْمَرْجُومِينَ ﴿١١٦﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَوْمِي كَذَّابُونَ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ

میں سے ہوجاؤ گے۔ (نوح نے) کہا اے میرے پروردگار یقیناً میری قوم نے مجھے جھٹلایا۔ پس تو میرے

بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٨﴾

درمیان اور ان کے درمیان فیصلہ کر، اور مجھے اور مومنوں میں سے ان کو جو میرے ساتھ ہیں نجات دے۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَّعَهُ فِي الْفُلِ الْمَشْحُونِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا

پس ہم نے اُس کو اور جو بھری ہوئی کشتی میں اس کے ساتھ تھے ان کو نجات دی۔ پھر بعد ہم نے بالیوں کو

بَعْدَ الْبَقِيَّةِ ﴿١٢٠﴾ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

غرق کر دیا۔ یقیناً اس میں الہیہ ایک نشانی ہے۔ اور ان (قومِ نوح) میں سے اکثر مومن

مُؤْمِنِينَ ﴿١٢١﴾ وَلَٰنَ رَبِّكَ لَهْوَ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿١٢٢﴾ كَذَّبَتْ ثَمُودُ

شعوتے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی توڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ عامر نے (بھی) رسولوں

إِلَىٰ رُسُلَيْنِ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ هُودٌ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾ إِنِّي لَكُمْ

کو جھٹلایا۔ جبکہ انھیں ان کے بھائی ہود نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ یقیناً میں تمھارے

رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رُسُلَهُ ﴿١٢٦﴾ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

میں ایک مانتا رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کوئی

مِنْ أَجْرٍ إِنِ أَجْرِي إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١٢٧﴾ أَتَبْنُونَ بُكُلًا

مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ پر کار

رَبِّعَ آيَةً تَعْبَثُونَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُونَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلَدُونَ ﴿١٢٩﴾

لشایان بناتے پھرتے ہو لے اور تم کاریگری کے مکان بناتے ہو کہ شاید تم ہمیشہ رہو گے۔

وَإِذَا بَطِشْتُمْ بَطِشْتُمْ جَبَّارِينَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا رُسُلَهُ

اور جس وقت تم کسی کو پکڑتے ہو تو سرکش ہو کر پکڑتے ہو لے پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

تَعْبَثُونَ

عَبَثًا

لہ تعبتون :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو عمارت بنائی جائے گی۔ وہ قیامت کے دن اپنے بنانے والے پر وہاں ہوگی۔ سو اے امتی کہ جتنی کی اسے واقعی ضرورت تھی +

لہ جبارین :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ غصیب و غصہ سے بغیر حق کے قتل کرتے ہیں +

وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُونَ ۝ أَمَدَّكُمْ بِأَنْعَامِهِ ۝

اور اس سے ڈرو جس نے ایسی چیزوں سے تمہاری مدد کی جن کو تم جانتے ہو۔ اس نے تمہاری مدد دی جو جانوروں اور

بَنِينَ ۝ وَجَنَّتْ وَعُيُونٌ ۝ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ

بیشوں اور باغوں اور چشموں سے کی۔ یقیناً میں تم پر بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

عَظِيمٍ ۝ قَالُوا سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَوَعَضْتَ أَمْ لَمْ تَكُنْ مِنْ

وہ بوسے ہمارے لئے برابر ہے کہ تو نصیحت کرے یا تو نصیحت کرنے والوں میں سے

الْعَظِيمِينَ ۝ إِنَّ هَذَا إِلَّا خُلُقُ الْأَوَّلِينَ ۝ وَمَا نَحْنُ

نہ ہو۔ نہیں ہے یہ مگر پہلے لوگوں کی عادت۔ اور ہم عذاب

بِمُعَذِّبِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَهْلَكْنَاهُمْ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۝ وَمَا

کئے گئے نہیں ہیں۔ پس انھوں نے اسے جھٹلایا تو ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے اور

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُو الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝

ان (انتم) میں اکثر مومن نہ تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔

كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ ۝

ثمود نے (بھی) رسولوں کو جھٹلایا۔ جبکہ انھیں ان کے بھائی صالح نے کہا، کیا تم خدا سے

تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝

نہیں ڈرتے۔ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امین اور رسول ہوں۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو

وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۝ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

اور میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔

أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هُمْنَا أَمِينٌ ۝ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۝

کیا ان چیزوں میں جو ہمارے امین ہیں تم اس میں چھوڑ دیئے جاؤ گے، باغوں میں اور چشموں میں اور

زُرُوعٍ وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيمٌ ۝ وَتَنَحُّونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

کھیتوں اور کھجوروں میں گرہاں کا خوشہ ٹوٹا پڑتا ہے۔ اور تم عقلمندی سے پہاڑوں میں گھر تراشتے

فَرِهِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَلَا تُطِيعُوا أَمْرَ

ہو۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور حد سے بڑھنے والوں کے امر کی

له بشر مثلنا :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہنے کی مفصل بحث سابقہ صفحہ ۳۹ پر زیر حاشیہ مذکور ہو چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیے :-

اس کے لغوی معنی ہیں بُرائی، آفت، گناہ، بُرا کام، عیب، سُوء سے اس کے معنی ہیں علامہ سید مرتضیٰ زبیدی نے لکھا ہے کہ یہ آفات و امراض کا ایک جامع نام ہے۔ (تاج العروس فی تفسیر القرآن ج ۱ ص ۱۰۷) قرآن مجید میں سُوء کئی معنوں میں استعمال ہوا ہے :-

(۱) شدت :- یسومونکم سوء العذاب (وہ تم پر سخت عذاب کرتے تھے)۔
(۲) کوئی چیز کا بُرا ہونا :- ولا تستوها بسوء (اور اس کو بُرائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ، یعنی ناس کی کوئی چیز نہ کاٹ ڈالتا)۔
(۳) زنا :- ما جزاء من اراد باهلك سوء (اور کیا سزا ہے ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں بُرائی یعنی زنا)۔

(۴) برص :- بیضاء من غیر سوء (سفید بغیر عیب یعنی برص)۔
(۵) عذاب :- ان الغزى اليوم والسوء علی الکفرین (بیشک رسول اللہ آج کے دن اور بُرائی عذاب منکروں پر ہے)۔

(۶) شرک :- ما کنا نعمل من سوء (تم کچھ بُرائی نہیں کرتے تھے یعنی شرک)۔

(۷) گالی گلوچ :- لا یحب الله الجہد بالسوء (اللہ تعالیٰ کسی بُری بات کو پسند نہیں کرتا یعنی کسی کی گالی گلوچ کو)۔ والسنۃ ہو بالسوء (اور (کھولیں) اپنی زبانیں بُرائی کے ساتھ)۔

(۸) گناہ :- یعملون السوء بجهالۃ (براکام جہالت سے کرتے ہیں)۔

(۹) بدش کے معنی :- ولہم سوء الدار (اور اُن کے لئے بُرا گھر ہے)۔

(۱۰) ضرر :- ویكشف السوء (اور وہ سختی دور کر دیتا ہے)۔

(۱۱) قتل و ہزیمت :- لہم سبہم سوء (بہشتی اُن کو کچھ آئے)۔ (الاتقان جلد ۱ ص ۱۰۷)

(۱۲) لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۲۳ ان معانی کے علاوہ سُوء کے معنی بُرا، بُرا کام کی کمزوری، خیانت بھی آئے ہیں۔ نیز حساب میں کمی جیسے سوء الحساب۔ اور الجاری کا زمانہ۔ جیسے سوء الخمر بھی آئے ہیں۔ (بیان اللسان ص ۳۳) :-

سوء فَعَقَرُوا هَا :- اس کے تفصیلی معنی سابقہ صفحہ ۲۹ حاشیہ ۱ کے ذیل میں درج کر دیئے گئے ہیں :-

المُسْرِفِينَ ۱۵۱) الَّذِينَ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ۱۵۲)

اطاعت نہ کرو، جو زمین میں فساد کرتے ہیں، اور اصلاح نہیں کرتے۔

قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِينَ ۱۵۳) مَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۱۵۴)

آنحضرت نے کہا ماسوا اس کے نہیں کہ تم جادو کئے گئے لوگوں میں سے ہو۔ تم نہیں ہو مگر ہماری مثال کی ایک بشر ہے

فَأْتِ بِآيَةٍ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۱۵۵) قَالَ هَذِهِ نَاقَةُ لِهَآ

پس اگر تم سچوں میں سے ہو تو کوئی معجزہ لاؤ۔ اُس نے کہا یہ ایک اونٹنی ہے اس کیلئے پانی پینے

شَرِبَ وَلَكُمْ شَرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۱۵۶) وَلَا تَسْهَوْهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَ ۱۵۷)

کی ایک باری ہے، اور تمھارے لئے پانی پینے کا ایک مقرر دن ہے۔ اور تم اسے بُرائی کے ساتھ ہاتھ نہ لگاؤ ورنہ ایک

عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۱۵۸) فَعَقَرُوهَا فَاصْبَحُوا نَدِيمِينَ ۱۵۹)

بہت بڑے دن کا عذاب تمھیں پکڑے گا۔ پس تمھوں نے اس (اونٹنی) کی کوئی چیز کاٹ ڈالی اس لئے پھر پشیمان ہو گئے۔

فَأَخَذَهُمُ الْعَذَابُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ

پس انھیں عذاب نے پکڑا۔ یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (قوم صالح) میں اکثر مومن

مُؤْمِنِينَ ۱۶۰) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۱۶۱) كَذَبَتْ قَوْمٌ

نہیں تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار وہی تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ لوط کی قوم نے (بھی)

لُوطُ الرُّسُلَيْنِ ۱۶۲) إِذْ قَالَ لَهُمُ أَخُوهُمْ لُوطُ أَلَا تَتَّقُونَ ۱۶۳)

رسولوں کو جھٹلاتا، جبکہ انھیں اُن کے بھائی لوط نے کہا کیا تم (خدا سے) نہیں ڈرتے۔ یقیناً میں

لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۱۶۴) فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۱۶۵) وَمَا أَسْأَلُكُمْ

تمھارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں، پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۱۶۶) أَتَأْتُونَ

کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ کیا تم (شہوت بھانے کیلئے)

الذِّكْرَانَ مِنَ الْعَالَمِينَ ۱۶۷) وَتَذَرُونَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِنْ

سارے جہان کے لوگوں میں سے (صرف) مٹروں ہی کے پاس آتے ہو۔ اور تمھاری بیویوں میں سے جو کچھ تمھارے پروردگار

أَزْوَاجَكُمْ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ عَادُونَ ۱۶۸) قَالُوا لَيْنَ لَمْ تَنْتَهِ

نے تمھارے لئے پیدا کیا اسے چھوڑ دیتے ہو بلکہ تمھارے گھر والے قوم ہو۔ انھوں نے کہا لے لوط اگر تم باز نہ آئے

يَلُوطُ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِينَ ۝ قَالَ إِنِّي لِعَمَلِكُمْ مِّنْ

نوم ضرور نکلے گئے لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (لوط نے) کہا یقیناً میں تمہارے درجے (عمل کو) ناپسند

الْقَالِينَ ۝ رَبِّ نَجِّنِي وَاهْلِي مِمَّا يَعْمَلُونَ ۝ فَذَجَّيْنَاهُ وَ

کہنے والوں میں سے ہوں۔ اے میرے پروردگار تو مجھے اور میرے اہل کو اس سے نجات دے جو کچھ کریں (لوگ کرتے ہیں)

أَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَيْرِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا

پس ہم نے اسے اور اسکے تمام اہل کو نجات دی، سوائے (وہ) بچہ جانیوں میں ایک بڑھیکے۔ پھر ہم نے دوسروں کو

الْآخِرِينَ ۝ وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ۝

ہلاک کر دیا۔ اور ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ پس جن لوگوں کو ڈرایا گیا تھا ان پر یہ کیسا برا مینہ تھا۔

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ

یقیناً اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (قوم لوط) میں اکثر مومن نہیں تھے۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار وہی

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْمِرْثَلَةِ ۝

تو بڑا غالب (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ (اسی طرح) ایک کے لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

إِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝

جبکہ انھیں شعیب نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں۔ یقیناً میں تمہارے لئے ایک امانتدار رسول ہوں

فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ میری

أَجْرِي إِلَّا عَلَى رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ

مزدوری تو صرف جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ پیمانے پورے کرو، اور نقصان دینے والوں میں سے

الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطِ أَسْمَنَ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا

نہ ہو جاؤ۔ اور ٹھیک ترازو سے تولو۔ اور لوگوں کو ان کی چیزیں

النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْتُوا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا

کم نہ دیا کرو۔ اور فساد بن کر اسے زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو۔ اور اس سے ڈرو

الَّذِي خَلَقَكُمْ وَأَجْبَلَهُ الْأَوَّلِينَ ۝ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مِنَ

جس نے تمہیں اور پہلی مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ ماسوا اس کے ہمیں کہ تم جادو کئے گئے

لَا تَعْتُوا:-

اس کے لفظی معنی ہیں تم فساد نہ کرو۔ (سمیع) عیثیٰ اور عیثیٰ سے جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ جس فساد کا اور اک حتی ہو عیثیٰ اور عیثیٰ کہلاتا ہے۔ اور جس فساد کا اور اک بھی ہو اسے عیثیٰ کہتے ہیں۔ عیثیٰ اور عیثیٰ باب نصر کے مصدر ہیں۔ اور عیثیٰ اور عیثیٰ باب سمیع کے

(لغات القرآن نعمانی، ج ۲، ص ۱۱۱)

عَالِ الْجِبَلَةِ:-

اس کے معنی ہیں خلقت، بڑی جماعت جبیل یعنی پہاڑ کے معنوں میں چونکہ بڑائی اور عظمت کا تصور موجود ہے۔ اس لئے بڑی جماعت کو جبیل کہنے لگے۔ یعنی ایسی جماعت جو اپنی بڑائی میں مثل پہاڑ کے ہو۔ یہاں اس کا استعمال بطور مبالغہ ہوا ہے

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۳۳)

تفسیر صفائی ص ۳۶۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے گرمی اور بادِ موسمی ملنے کے دن مراد ہیں۔ صاحبِ تفسیر کہتے ہیں کہ حقیقت حال سے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر واقف ہے۔ لیکن مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ان لوگوں کو اپنے مکانوں میں سخت گرمی کا احساس ہوا تو وہ لوگ آرام پانے کے لئے گھروں سے نکلے اور ایک بادل کی طرف بڑھے۔ جو نبی بادل نے ان پر سایہ ڈالا۔ تو ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنا عذاب بھیج دیا۔ جس کا ذکر اس آیت مجیدہ میں ہے واخذ الذین ظلموا الصیغۃ فاصبحوا فی دہار دھج جاثمین ہ (پ ۱۷۰ ع ۱) یعنی اور ظالموں کو ایک چیخنے والے آگیا۔ پھر وہ اپنے اپنے گھروں میں زانو کے بل اوندرھے پڑے۔ گئے۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات دن ان پر گرمی مسلط رکھی۔ تا انکہ ان کی نہریں خشک ہو گئیں۔ پھر ان پر سایہ کرنے کے لئے ایک بادل بھیجا، جس کے نیچے وہ سب جمع ہو گئے۔ پھر اسی مکان پر آگ برسا دی کہ وہ سب جل گئے۔

۱۷۰
ع ۱
کرا

۱۷۱
ع ۱
کرا

تفسیر صفائی ص ۳۶۸ پر ہے کہ روح الامیں سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کی وحی کے امین یعنی امانت دار ہیں۔ کافی اور البقا اثر میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جبریل امین جو کچھ لے کر آتے تھے۔ اس سے مراد حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد ولایت حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام ہے، جو ختمِ غدیر کے دن نازل ہوئی۔

۱۷۲
ع ۱
کرا

۱۷۳
ع ۱
کرا

۱۷۴
ع ۱
کرا

۱۷۵
ع ۱
کرا

المسحورین ۱۷۵ وَمَا أَنْتَ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ

لوگوں میں سے ہو۔ اور تم نہیں ہو مگر ہماری طرح ایک بشر اور یہ کہ ہم تمہیں ضرور جھوٹوں میں سے گمان

الکذبین ۱۷۶ فَاسْقُطْ عَلَيْنَا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ إِنْ كُنْتَ مِنَ

کرتے ہو۔ پھر اگر تم سچوں میں سے ہو، تو ہم پر آسمان سے ایک کھنڈا

الصدیقین ۱۷۷ قَالَ رَبِّیْ أَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَآخَذَهُمُ

گمراہ دو۔ اُس نے کہا جو کچھ تم کرتے ہو میرا پروردگار اس سے خوب واقف ہے۔ پس اُن لوگوں نے اُسے جھٹلایا

عَذَابُ يَوْمِ الظَّلَّةِ ۝ إِنَّهُ كَانَ عَذَابٌ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ إِنْ

پھر ان کو سائبان کے دن والے عذاب آگیا۔ یقیناً وہ ایک بہت بڑے دن کا عذاب تھا۔ یقیناً

فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ ۝ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ

اس میں ایک نشانی ہے۔ اور ان (قومِ شعیب) میں اکثر مومن نہیں تھے۔ اور یقیناً تیرا پروردگار

لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ

وہی تو بڑا غالب اور بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور یقیناً یہ تمام جہانوں کے پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین

بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَى قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝

(جبریل) اسے صاف عربی زبان میں لے کر تھا۔ اسے قلب پر آتا ہے تاکہ

بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۝ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ۝ أَوَلَمْ يَكُنْ

تم ڈرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔ اور یقیناً یہ (قرآن) پہلوں کے صحیفوں میں مذکور ہے۔ کیا ان کیلئے

لَهُمْ آيَةٌ أَنْ يُعَلِّمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَءِیْلَ ۝ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ

کوئی نشانی نہیں ہوئی کہ اُسے بنی اسرائیل کے علماء جانتے ہیں۔ اور اگر تم اسے

عَلَى بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ۝ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِمْ مَا كَانُوا بِهِ مُّؤْمِنِينَ ۝

عجمیوں میں سے کسی پر نازل کرتے پھر وہ اُسے اُن پر پڑھتا تو وہ اُس پر کبھی ایمان لانے والے نہ ہوتے۔

كَذَلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ۝ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ

اسی طرح ہم نے اسے گنہگاروں کے دلوں میں داخل کر دیا۔ وہ اس پر ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک

يَرَوْا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝ فَيَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝

کہ دردناک عذاب دیکھ لیں۔ پس وہ (عذاب) اُن کو اچانک آگے گا اور انہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

۱۷۸
ع ۱
کرا

تھے۔ اور جب وہ اپنی قوم کو سناتے تھے تو عربی زبان میں ہی سناتے تھے۔ اور جب کوئی شخص جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کلام کرتا تھا، تو وہ خواہ کسی زبان میں بات کرے آپ کے کانوں میں اس کا کلام عربی زبان میں ہی پہنچتا تھا۔ ان سب زبانوں کا ترجمہ حضرت جبریل علیہ السلام کرتے جاتے تھے۔ یہ سب اس شرف کے جو منجانب اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھا۔

فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُونَ ﴿٢٣﴾ أَفَبَعْدَ آبِنَا يُسْتَعْجَلُونَ ﴿٢٤﴾ أَفَرَأَيْتَ

پس وہ کہیں گے کہ کیا ہم مہلت دیئے جائیں گے۔ پھر کیا وہ ہمارا عذاب جلدی مانگتے ہیں۔ پس کیا تو نے غور کیا

إِنْ مَتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ جَاءَهُمْ مَا كَانُوا يُوعَدُونَ ﴿٢٦﴾ مَا أَغْنَىٰ

کہ اگر ہم نے انھیں کئی سال نفع پہنچایا، پھر ان پر وہ (عذاب) آگیا جس کا یہ وعدہ دیتے جلتے تھے۔ (تو) جن چیزوں سے یہ

عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَمْتَنِعُونَ ﴿٢٧﴾ وَمَا أَهْلَكُنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا

فائدہ دینے گئے تھے انھوں نے کفایت نہ کی۔ اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر یہ کہ اس کیلئے ڈالنے والے (بھیجے)

مُنْذِرُونَ ﴿٢٨﴾ ذِكْرَىٰ ﴿٢٩﴾ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ﴿٣٠﴾ وَمَا تَنْزَلَتْ بِهِ الشَّيَاطِينُ ﴿٣١﴾

نصیحت کرنے کے لئے، اور ہم ظالم نہیں تھے۔ اور اس کے ساتھ شیطان نہیں اترے۔

وَمَا يَنْبَغِي لَهُمْ وَمَا يَسْتَظِيلُونَ ﴿٣٢﴾ إِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعَزُولُونَ ﴿٣٣﴾

اور یہ ان کے لائق ہے اور وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ یقیناً وہ (وہی) سننے سے معزول کر دیئے گئے ہیں۔

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَتَكُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِينَ ﴿٣٤﴾ وَأَنْذِرْ

پس تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکار۔ ورنہ تو عذاب پانے والوں میں سے ہو جائے گا۔ اور تو اپنے سب

عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ ﴿٣٥﴾ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ

سے زیادہ قریبی قبیلہ والوں کو ڈرا لے۔ اور مومنوں میں سے جس نے تیری پیروی کی ہے تو اس کیلئے اپنے

الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٦﴾ فَإِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ إِنِّي بَرِيءٌ مِمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٣٧﴾

بازو جھکا دے۔ پس اگر وہ تمھاری نافرمانی کریں تو کہہ دو کہ جو عمل تم کرتے ہو میں یقیناً اس سے بری ہوں

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ﴿٣٨﴾ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ﴿٣٩﴾ وَتَقْلِبُ

اور تو بڑے زبردست بہت رحم کرنے والے (خدا) پر بھروسہ کر، جو تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے۔ اور تیرا سجدہ کرنے والوں

فِي السُّجْدِ ﴿٤٠﴾ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٤١﴾ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ

(کی تسلیوں) میں منتقل ہوتا ہے (وہی دیکھتا رہا) یقیناً وہ بڑا سننے والا سب کو جاننے والا ہے۔ کیا میں تمھیں خبر دوں کہ شیطان

تَنْزِلُ الشَّيَاطِينُ ﴿٤٢﴾ تَنْزِيلٌ عَلَىٰ كُلِّ آفَاكٍ أَثِيمٌ ﴿٤٣﴾ يُلْقُونَ السَّمْعَ

کس پر اترتے ہیں، وہ ہر بہت جھوٹ بولنے والے بڑے گنہگار پر اترتے ہیں۔ وہ کان لگائے رہتے ہیں

وَأَكْثَرُهُمْ كَذِبُونَ ﴿٤٤﴾ وَالشُّعْرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ ﴿٤٥﴾ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ

اور ان میں اکثر جھوٹے ہوتے ہیں، اور شاعروں کی پیروی گمراہ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ

لہ عَشِيرَتِكَ الْأَقْرَبِينَ :-

تفسیر صفائی ص ۳۶۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی۔ اور جس وقت نازل

ہوئی تو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل

بنی ہاشم کو جمع کیا جو چالیس آدمی تھے۔ اور ان میں

سے ہر ایک پورا بکر اکھا جاتا تھا۔ اور پوری

پوری مشک پانی کی پی جاتا تھا۔ ان کے لئے

جو حقوڑا سا کھانا میسر تھا تیار کیا۔ اسی کو سب

نے کھایا اور سر ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرا وزیر، میرا وصی، میرا خلیفہ

کون ہوگا؟ ابو لہب نے کہا کہ محمدؐ نے تم پر یقیناً جادو

کیا اور سب وہاں سے چلے گئے۔ دوسرے دن بھی

ایسا ہی ہوا۔ تیسرے دن بھی دعوت کی۔ اور رسول

خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہی سوال دہرایا۔ تو

علی مرتضیٰ علیہ السلام جن کی عمر سب سے کم اور نبذ لیاں

سب سے نیچی اور مالی حیثیت بھی کم تھی۔ کھڑے ہو

گئے اور کہنے لگے: یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔

فرمایا بیشک تم ہی ہو۔

لہ فی السجدين :-

تفسیر صفائی ص ۳۶۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام

محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے

منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو انبیاء علیہم

السلام کے صلب میں منتقل کرتا رہا۔ یعنی ایک نبی سے

دوسرے نبی تک آپ کا نور بقاعدہ حلال یعنی نکاح

پہنچاتا رہا۔ آپ کو آپ کے والد ماجد کی پشت سے

نکالا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک

کوئی بات خلافت امیر خدا سرزد نہیں ہوئی :-

فِي كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُونَ ﴿١٧٥﴾ وَأَنَّهُمْ يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ ﴿١٧٦﴾ إِلَّا الَّذِينَ

کہ وہ ہر جنگ میں شہر گردان پھرتے ہیں، اور یہ کہ وہ (منہ سے دُھ کھنکھاتے ہیں جو کرتے نہیں۔ سوائے ان لوگوں کے

أَمِنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَذَكِّرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَأَنْتَصِرُوا مِنْ بَعْدِ

جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا۔ اور انھوں نے بعد اس کے کہ ان پر

مَا ظَلَمُوا^ط وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا^و أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿٢٧٤﴾

ظلم کیا گیا بدلہ لے لیا۔ اور جن لوگوں نے ظلم کیا وہ جلدی جان لیں گے کہ وہ کونسی قوم کی تھکے ہوٹ کر جائیں گے۔

الْيَاثِرُهَا ٩٣ سُورَةُ النَّازِعَاتِ مَكِّيَّةٌ رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اپنے ساتھ مددگار تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

طَسَفْتِكَ آيَةُ الْقُرْآنِ وَكِتَابٍ مُبِينٍ ① هُدًى وَ

طس یہ قرآن اور بیان کرنے والی کتاب کی آیتیں ہیں لہ (یہ قرآن) مومنوں کیلئے ہدایت اور

بُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۖ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ

غوث شجری ہے۔ جو نماز قائم کرتے ہیں، اور زکوٰۃ دیتے

الزُّكُوَّةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۖ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

ہیں اور وہ اپنی آنخت پر یقین رکھتے ہیں۔ یقیناً جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے

بِالْآخِرَةِ زَيْنًا لَّهُمْ أَعْمَالُهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ ﴿٧﴾ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

ہیں، ہم نے ان کے مظلوموں کو زنجیریں دی ہے، پس وہ سرگردان پھرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن

لَهُمْ سُوءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٥﴾ وَإِنَّكَ

کیلئے سخت عذاب ہے۔ اور وہ آخرت میں سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور یقیناً آخرت

لَتُلْقَى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ ﴿٦﴾

(یہ اقرآن البتہ بڑے حکمت والے سب علم کھنڈوں کے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے متعین کیا جاتا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جب

لَا هِلَةَ إِلَّا أَنَا أَنَا نَارًا سَاتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبْرٍ أَوْ أْتِيكُمْ

موسیٰ نے اپنے اہل کو کہا یقیناً میں نے آگ دیلمی، غنقریب میں تھا کہ پاس اس سے کچھ حیرلانا ہوں یا تھا ہے یا

اس کے معنی ہیں: اُس کو برکت دی گئی،
یا وہ برکت دیا گیا۔ مباد کہ سب سے جس کے معنی
برکت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر
غائب۔

ثابت ہوا کہ جو برکت دیا گیا وہ اور ہے اور
برکت دینے والا اور ہے۔ چونکہ برکت دینے والا اللہ
تعالیٰ ہے اسلئے جو اُس میں تھا وہ اللہ تعالیٰ تو ہو
نہیں سکتا، لامحالہ وہ کوئی اور ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ
نے برکت دی، اور وہ اللہ تعالیٰ کی برکت کا محتاج
تھا۔ غالباً یہ وہی تھا جو کہتا ہے: انا صاحب الطور
انا ذلک النور الظاہر۔ نیز فرماتا ہے: انا ذلک
النور الذی اقتبس موسى منه الہدی اللہ
اعلم۔

۱۵ جات ۱۔

اس لفظ کے معنی لغت میں جتن بھی آئے
ہیں اور سانپ بھی۔ سانپ کی شرک جو بہت لہتی
اور پھینکتی ہو۔ اسے عربی میں جات کہتے ہیں ۲
(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۳۲)

۱۵ سوع ۲۔

اس لفظ کے تفصیلی معنی سابقہ حاشیہ
کے ذیل میں دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے واضح فرمائیں۔
الحمد للہ۔

تفسیر قافی حاشیہ پر ہے کہ حضرت داؤد اور
سلیمان علیہم السلام نے علم عطا کئے جانے پر شکریہ
ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم کسی اور کو عطا نہ کیا۔ یا یہ کہ
جو علم انھیں دیا ویسا کسی اور کو نہ دیا۔ اور اس میں
علم کی تفصیل اور اہل علم کی ہر گئی کی دلیل ہے۔
ان بزرگواروں نے علم کو ہر چیز کے مقابلہ میں
فضیلت اور شرف کی بنیاد قرار دیا۔ اور
اس کے مقابلہ میں سلطنت کو بھی بخود بخا
حالانکہ ایسی حکومت کسی کو نہ ملی تھی۔ اور
اس میں عالم کو اس بات کی حرص نہ لانی گئی
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے فضل سے
عطا فرمایا ہے اس پر شکریہ ادا کرے اور اسے تواضع
سے پیش آنا چاہیے۔ اور اس بات کا اعتقاد رکھے
کہ اگرچہ اسے اکثر پر فضیلت دی گئی ہے، لیکن بہت
ایسے بھی ہیں جن کو خود اس پر فضیلت دی گئی ہے
۱۵ ویراث ۳۔

اس آیت مجیدہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء علیہم
السلام ورثہ لیتے تھے ہیں۔ اور ان کے وارث بھی

ہوتے ہیں۔ پس حدیث نحن معاشو الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقۃً وضعی ثابت ہوئی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چونکہ اس آیت میں علما منطلق الطیر الیہ
اس لئے اس سے علمی وراثت مراد ہے۔ لیکن اس کے آگے یہ بھی تو ہے، داؤد و سلیمان من کل شیء کہ ہمیں ہر شے میں سے حصہ دیا گیا۔ پس علم کے علاوہ مالی اور مادی وراثت بھی ثابت ہو
گئی۔ نیز یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ علم قابل تقسیم شے نہیں کہ اس میں وراثت جاری کی جا سکے۔ کیا کسی نے آج تک دیکھا کہ عالم فاضل باپ کے فوت ہو جانے پر اس کا ان پرچہ بیٹا بغیر
تعلیم حاصل کئے عالم فاضل بن گیا۔ اور علم و فضل اُسے ورثہ میں مل گیا۔

بشہاب قبس لعلکم تصطلون ﴿۱﴾ فلما جاءها نودی ان

انگلے کا شعلہ لاتا ہوں تاکہ تم تپو۔ پس جب وہ اُس کے پاس آیا آواز دی گئی کہ جو

بورک من فی النار ومن حولها وسبحن اللہ رب العالمین ﴿۲﴾

اُس میں ہے اور جو اس کے گرد ہے برکت دیا گیا ہے۔ اور یہاںوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

یوموسی اِنَّہ انا اللہ العزیز الحکیم ﴿۳﴾ والقی عصاک

اے موسیٰ یقیناً وہ میں ہی بڑا غالب بہت حکمت والا اللہ ہوں۔ اور تو اپنا عصا ڈال دے

فلما راها تھتز کانتھا جان ولی مدبراً ولم یعقب یوموسی

پھر جب اس (موسیٰ) نے اسے دیکھا کہ وہ حرکت کرتا ہے تو یاروہ پھینکنا آسان ہے، پیچھے پھیر کر واپس لانا اور پیچھے نہ مڑنا

لا تخف انی لا یخاف لدی المرسلون ﴿۴﴾ الا من ظلم ثم

(میں نے کہا) اے موسیٰ مت ڈر، یقیناً میرے حضور میں رسول نہیں ڈرتے۔ مگر جس نے بے محل کام کیا۔ پھر

بدل حسناً بعد سوء فانی غفور رحیم ﴿۵﴾ وادخل یدک

میری کے بعد پسندیدہ کام بدل ڈال اسلئے پس یقیناً میں بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہوں۔ اور تو اپنا ہاتھ اپنے

فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء فی تسع ایت الی

گرمیہاں میں داخل کر، وہ سفید چمکیلا بغیر عیب (برس) نکلے گا۔ (یہ دونوں) منجملہ نومعجزوں کے ہیں (جنھیں

فرعون وقومہ انہم کانوا قومًا فاسقین ﴿۶﴾ فلما جاءہم ایتنا

دے کر فرعون اور اسکی قوم کی طرف (تھیں بھیجا جاتا ہے) یقیناً وہ نافرمان لوگ تھے۔ پس جب ان کے پاس ہماری دشن

مبصرۃ قالوا هذا سحر مبین ﴿۷﴾ وخذوا ہیہا واستیقنہا

نشانیاں پہنچیں تو انھوں نے کہہ دیا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ اور انھوں نے علم اور حکمت کے سبب ان کا انکار کر دیا۔

انفسہم ظلمًا وعلوًا فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین ﴿۸﴾

حالانکہ انھوں نے ان کا یقین کر لیا۔ پس تم غور کرو کہ فساد کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

ولقد اتینا داؤد وسلیمن علما وقالوا الحمد للہ الذی فضلنا

اور یقیناً ہم نے داؤد اور سلیمان کو علم دیا، اور دونوں نے کہا کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے لہٰذا جس نے

علیٰ کثیر من عبادہ المؤمنین ﴿۹﴾ وورث سلیمان داؤد

ہمیں اپنے مومن بندوں میں سے اکثر پر فضیلت دی۔ اور سلیمان داؤد کا وارث ہوا ۱۵

وَقَالَ يَأْيُهَا النَّاسُ عَلِمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأَوْتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور اس نے کہا کہ لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھلائی گئی ہے، اور ہمیں ہر چیز میں سے حصہ دیا گیا ہے

إِنَّ هَذَا إِلَهُهُ الْفَضْلُ الْمُبِينُ ۝ وَحَشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنْ

یقیناً یہ البتہ کھلم کھلی فضیلت ہے۔ اور سلیمان کے لئے اس کے لشکر جنوں انسانوں اور

الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ

پرندوں میں سے جمع کئے گئے، پھر وہ ترتیب دینے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ چیونٹوں کے میدان میں

النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ يَأْيُهَا النَّمْلُ ادْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِئُكُمْ

آئے، تو ایک چیونٹی نے کہا اے چیونٹو! اپنے گھروں (سوراخوں) میں داخل ہو جاؤ، تمہیں سلیمان اور اس کے

سُلَيْمَانُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِنْ

لشکر روزندہ ڈالیں، اور وہ شعور ہی نہ رکھتے ہوں۔ پس وہ (سلیمان) اس کی بات سے ہلستا

قَوْلِهَا وَقَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ

ہوا مسکرایا اور کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے یہ توفیق دے کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو تو نے مجھ پر

عَلَىٰ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَدْخِلْنِي

اور میرے ماں باپ پر مری، اور یہ کہ میں ایک ایسا صالح عمل کروں کہ تو اس سے راضی ہو، اور مجھے اپنی

بِرَحْمَتِكَ فِي عِبَادِكَ الصَّالِحِينَ ۝ وَتَفَقَّدَ الطَّيْرُ فَقَالَ مَا لِيَ

رحمت کے ساتھ اپنے نیکو کار بندوں میں داخل کر۔ اور اس نے پرندوں کی تلاش کی، پھر اس نے کہا مجھے کیا

لَا أَرَىٰ الْهَدْيَ أَمْ كَانَ مِنَ الْغَائِبِينَ ۝ لَا عَذَابَ عَظِيمًا

ہے کہ میں ہدیہ کو نہیں دیکھتا، کیا وہ غیر جانوروں میں سے ہے۔ میں ضرور اسے سخت عذاب کی

شَدِيدًا أَوْ لَا أَذْبَحْنَهُ أَوْ لِيَأْتِنِي سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ۝ فَمَكَثَ

سزاؤں کا۔ یا میں ضرور اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ یا ضرور مجھے کدو میرے پاس (غیر غرضی کی) اعلیٰ دلیل ملے گی۔ پس زیادہ

غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَإٍ

دیر نہ ہوئی (کہ وہ آگیا) پھر کہنے لگا میں نے ایسی بات معلوم کی جو تمہیں معلوم نہیں۔ اور میں (مکہ) سب سے تمہارے پاس

بَنِي يَاقِينَ ۝ إِنِّي وَجَدْتُ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِنْ كُلِّ

ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ یقیناً میں نے ایک عورت کو پایا ہے (جو) ان پر حکومت کرتی ہے، اور وہ ہر چیز سے حصہ دی گئی

۱۴ اَلْهَدْيُ هَدْيٌ

تفسیر قتانی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی کرسی پر رونق افروز ہوتے تھے، تو سب پرندے جن کو اللہ تعالیٰ نے ان کا مطیع کر دیا تھا، اٹھتے ہو کر کرسی اور بساط پر مع ان کے جو اس پر ہوتے تھے اپنے پروں سے سایہ کر لیتے تھے تاکہ دھوپ کسی پر نہ پڑے۔ پس ہدیہ غائب ہو گیا اور اس کے جانے سے جو غلام واقع ہوا اس میں سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی گود میں دھوپ پڑنے لگی۔ پس آپ نے سرٹھیا اور وہ فرمایا جو قرآن مجید میں بیان ہوا ہے

۱۵ اِمْرَاةٌ

تفسیر قتانی ص ۳۳ پر ہے کہ اس مکہ کا نام بلقیس بنت شریحیل بن مالک بن ریان تھا

شَيْءٌ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ ۚ وَجَدْتُنَّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ

ہے اور اس کیلئے بہت بڑا شاہی تخت ہے۔ اُسے اور اُس کی قوم کو پایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا سوج

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَزَيْنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ

کیلئے سجدہ کرتے ہیں۔ اور شیطان نے اُن کے لئے اُن کے عملوں کو زینت دے دی، پھر انہیں سیدھے راستے سے

السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۚ ۚ أَلَا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ

روک دیا، پس وہ راہ نہیں پاتے۔ وہ کیوں نہیں اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرتے جو آسمانوں اور زمین

الْخَبْءِ فِي السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۚ

کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے ہو اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۚ قَالَ سَنَنْظُرُ أَصَدَقْتَ

اللہ تعالیٰ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ عظمت والے عرش کا پروردگار ہے۔ اس (سیمان) نے کہا میں عنقریب

أَمْ كُنْتَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۚ ۚ إِذْ هَبْ بِنُكْتَبِي هَذَا فَالِقَهُ إِلَيْهِمْ

دیکھو لگا کر تو نے سچ کہا یا تو جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا، پس اسے ان کو طرف ڈال دے۔

ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَأَنْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُونَ ۚ ۚ قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو

پھر اُن کے پاس سے ہٹ جا، پھر دیکھ کیا جواب دیتے ہیں۔ (چنانچہ وہ آیا تو وہ (ملکہ سبا بقیس) بولی اے سرزاد!

إِنِّي أُلْقِيَ إِلَيْكَ كِتَابٌ كَرِيمٌ ۚ ۚ إِنَّهُ مِنْ سُلَيْمَانَ وَإِنَّهُ بِسْمِ اللَّهِ

یقیناً میرے پاس ایک بزرگی والا خط ڈالا گیا ہے۔ یہ یقیناً وہ سیمان کی طرف سے ہے۔ اور یقیناً وہ ہے (سابقہ)

الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۚ ۚ أَلَّا تَعْلَمُوا عَلَيَّ وَأَتُونِي مُسْلِمِينَ ۚ ۚ قَالَتْ

مد اللہ تعالیٰ کے جو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ میرے خلاف سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر چلے آؤ۔ وہ

يَا أَيُّهَا الْمَلَأُو أَفْتُونِي فِي أَمْرِي مَا كُنْتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَقًّا

بولی اے میرے سرزاد! مجھے میرے معاملہ میں جواب دو، میں کوئی معاملہ طے کرنے والی نہیں ہوں یہاں تک کہ

تَشْهَدُونَ ۚ ۚ قَالُوا نَحْنُ أَوْلَا قُوَّةً وَأُولَا بَأْسٍ شَدِيدَةٍ وَالْأَكْثَرُ

میرے پاس حاضر ہو۔ انہوں نے کہا ہم قوت والے ہیں ملکہ اور سخت جنگ والے ہیں۔ اور حکم تیری

إِلَيْكَ فَأَنْظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ ۚ ۚ قَالَتْ إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا

طرف سے ہے پس تو دیکھ لے کہ کیا حکم کرتی ہے۔ وہ بولی یقیناً بادشاہ جس وقت کسی بستی میں

السجدة مسنونۃ

۱۔ عرش عظیمہ :-

اس کی تشریح سابقہ ص ۲۸۶ زیر شاہ

۲۔ کی جاچکی ہے وہاں سے ملاحظہ کریں :-

۳۔ کتابت کریجو :-

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی

منقول ہے کہ یہاں کریجو سے مراد مختوم

ہے، یعنی وہ خط جس پر مہر لگا دی گئی ہو۔

اور الجوامع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ خط کی بزرگی اس پر

مہر کا لگایا جاتا ہے :-

۴۔ اولوا قوۃ :-

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ اجمال الدین امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قائم آل

محمد اولوا قوۃ کے ساتھ ظہور فرمائیں گے۔

اور اولوا قوۃ اس شکر کو کہتے ہیں جسکی

تعداد دس ہزار ہو :-



تفسیر صفائی ص ۳۷، ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ بلقیس نے کہا کہ اگر سلیمان خدا سے نبی میں جیسا کہ انھوں نے دعویٰ کیا ہے تو پھر ہمیں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے، کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ مغلوب نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن میں اپنی خدمت میں ایک تحفہ بھیجتی ہوں۔ پس اگر وہ بادشاہ ہی ہیں تو دنیا کی طرف رغبت رکھنے کی وجہ سے اسے قبول کر لیں گے اور میں سمجھ لوں گی کہ وہ ہم پر قابو نہ پاسکیں گے۔ پس اس نے ایک تہہ بھیجا جس میں نہایت قیمتی موتی تھا۔ اور اپنے قاصد سے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہنا کہ اس ہیرے میں بغیر کوہے اور آگ کے سوراخ کر دیں۔ پس قاصد اسے لے کر حاضر ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے لشکروں میں ایک کبوترے کو حکم دیا کہ اس میں سوراخ کر دے۔ چنانچہ اس نے اپنے کمرے میں ایک دھاگے لے کر اس میں سوراخ کر دیا۔ اور اس دھاگے کو لے کر دوسری طرف نکل گیا۔

۱۱ علم من الكتاب :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ عفریت کی بات سننے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ بلقیس کا تخت اس سے بھی پہلے آجائے۔ پس اصطف بن برخانہ کہا کہ میں اسے لے آتا ہوں پیشتر اس کے کہ آپ نظر پھرائیں۔ پس اس نے حضرت باری تعالیٰ کا اعظم پڑھ کر دعا کی تو اس کا تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی کے نیچے سے نکل آیا۔

ملفوظ ج ۱ :- ایک نبی اللہ کے جس نصی کے پاس کتاب کا حقور اس علم تھا وہ تو آکھ جھینے سے پہلے تخت بلقیس اتنی دور کی مسافت سے لے آیا لیکن جس کے پاس کتاب خدا کا پورا پورا علم تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ عِنْدَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ (پک، وعدہ، فتح) اس کی قوت کا کیا کہنا۔ اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ

باز گردانہ مغرب آفتاب

قَرِيَّةٌ أَفْسَدُوهَا وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً وَكَذَلِكَ يَفْعَلُونَ ﴿٢٧﴾

داخل ہوئے تو اسے اجاڑ دیا، اور اس کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا، اور یہ بھی ایسا ہی کریں گے۔

وَإِنِّي مُرْسِلَةٌ إِلَيْكُمْ بِهَدِيَّةٍ فَنْظُرْهُ بِمِ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُونَ ﴿٢٨﴾

اور یقیناً میں ان کی طرف ایک تحفہ بھیجنے والی ہوں۔ پھر دیکھتی ہوں کہ بھیجے ہوئے کیسا جواب لاتے ہیں۔

فَلَمَّا جَاءَ سُلَيْمَنُ قَالَ أَتَيْدُونَنِي بِمَالٍ فَمَا أَثَنَ اللَّهُ خَيْرٌ

پس جب وہ (ایچی) سلیمان کے پاس پہنچا تو اس (سلیمان) نے کہا کیا تم میری مثال کو کرتے ہو، پس اللہ نے جو کچھ چاہے

مِمَّا أَتَاكُمْ بَلْ أَنْتُمْ بِهَدَايَتِكُمْ تَفْرَحُونَ ﴿٢٩﴾ إِرْجِعْ إِلَيْهِمْ

وہ اس سے بہتر ہے جو تمہیں دیا ہے۔ بلکہ تم اپنے تحفہ کے ساتھ خوش ہوتے ہو۔ تم ان کی طرف لوٹ جاؤ۔ پھر

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ رُجُودُ لَاقِبَلْ لَهُمْ مِنْهَا وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِنْهَا أَذِلَّةً

تم ان کے پاس ایسے لشکر لے کر آتے ہیں کہ وہ ان کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اور تم انھیں وہاں سے نہایت ذلیل کر کے نکال

وَهُمْ ضَعُفُونَ ﴿٣٠﴾ قَالَ يَا أَيُّهَا الْمَلَأُ أَيُّكُمْ يَأْتِينِي بِعَرْشِهَا

باہر کر کے، اور وہ رسوا ہونگے۔ اس (سلیمان) نے کہا میں میرے مشرورانہ میں کون ہے کہ میرے پاس اس کا شاہی تخت

قَبْلَ أَنْ يَأْتُونِي مُسْلِمِينَ ﴿٣١﴾ قَالَ عَفَرْتُ مِنْ أَلْحَنَ أَنَا أَيْتُكَ

لے آئے، پیشتر اس کے کہ وہ مرا برابر ہو کر میرے پاس آئیں۔ جنوں میں سے عفریت نے کہا، میں اسے لے کر میرے پاس

بِهِ قَبْلَ أَنْ تَقُومَ مِنْ مَّقَامِكَ وَإِنِّي عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ أَمِينٌ ﴿٣٢﴾

آجاؤں گا پیشتر اس کے کہ تو اپنی جگہ سے اٹھے۔ اور یقیناً میں اس پر طاقتور امانت دار ہوں۔

قَالَ الَّذِي عِنْدَهُ عِلْمٌ مِنَ الْكِتَابِ أَنَا آتِيكَ بِهِ قَبْلَ أَنْ

جس کے پاس کتاب کا کچھ حقور علم تھا اس نے کہا کہ میں اسے تیرے پاس لے آتا ہوں، پیشتر اس کے کہ تیری

يَرْتَدَّ إِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَآهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهُ قَالَ هَذَا مِنْ

نگاہ تیری طرف پھرائے۔ پس جب اس نے اسے لیٹے پاس ہی رکھا ہوا دیکھا کہ کہنے لگا یہ میرے پروردگار

فَضَّلَ رَبِّيَ فَيَكْبُلُونِي وَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا

کے فضل سے ہے۔ تاکہ وہ ظاہر کر دے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکر کرتا ہوں۔ اور جس نے شکر کیا پس سو اس کے نہیں

يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ ﴿٣٣﴾ قَالَ تَكَرُّوا لَهَا

کو وہ اپنی جان کیلئے شکر کرتا ہے، اور جس نے ناشکر کی تو یقیناً میرے پروردگار سے بڑھ کر بڑی غلام ہے اس (سلیمان) نے کہا

تفسیر صفائی ص ۳ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ بلقیس کے آنے سے قبل حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ سفید شیشے سے ایک محل تیار کیا جائے اور اس کے نیچے پانی جاری کیا جائے۔

تفسیر قمی میں ہے کہ اس پانی میں بحری جانور بھی رکھے گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت اس کے درمیان رکھا گیا۔ جس پر آپ رونق افروز ہوئے پس جب بلقیس نے کھڑا ہوا پانی دیکھا تو اپنی پندلیاں نکلی کر لیں۔

تفسیر قمی میں ہے کہ جب ملک بلقیس نے اپنی پندلیاں نکلی کیں تو دیکھا کہ ان پر بہت کثرت سے بال ہیں۔ اسے کہا گیا کہ یہ تو شیش محل ہے۔ وہ کہنے لگی: رب انی ظلمت نفسی۔ اے میرے پروردگار! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ پس حضرت سلیمان نے اس کے ساتھ نکاح کر لیا۔ اس کا نام بلقیس بن شرجیل تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین سے کہا کہ کوئی ایسی چیز بناؤ جس سے ملک کے بال دور ہو جائیں پس انھوں نے حمام بنایا اور نورہ پکایا۔ پس نورہ اور حمام وہ چیزیں ہیں جن کو شیاطین نے تجویز کیا۔ اسی طرح وہ چکیاں جو پانی سے جلتی ہیں :-



تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اونی کا معجزہ ظاہر ہونے سے پہلے انھوں نے حضرت صالح سے کہا تھا کہ ہم پروردگار کا عذاب لائے۔ اس سے ان کی غرض حضرت صالح کا امتحان لینا تھی۔ اس پر حضرت صالح نے فرمایا کہ تم رحمت کے آنے سے قبل عذاب کیوں طلب کرتے ہو :-

اس کے معنی میں: نفر شخص۔ قبیلہ۔ برادری۔ بھائی بند۔

راغب اور زمرخشی دونوں نے لکھا ہے کہ دس سے کم آدمیوں کی جماعت دھڑ کہلاتی ہے۔ اور بعض کا قول ہے کہ چالیس تک کیلئے دھڑ استعمال ہوتا ہے۔

بیضاوی لکھتے ہیں کہ دھڑ اور نفر میں فرق یہ ہے کہ دھڑ کا استعمال تین یا سات سے دس تک کیلئے ہوتا ہے۔ اور نفر کا استعمال تین سے نو تک کے لئے۔

قرآن نے اس کا استعمال قوم اور برادری کے معنی میں بھی کیا ہے جس سے اس قول کی تائید ہوتی ہے کہ چالیس اشخاص تک کی جماعت کیلئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ زمرخشی نے لکھا ہے کہ اس کی جمع آراہط آتی ہے جیسا سیبویہ کے نزدیک باطل کی جمع میں اباطل آتا ہے۔ اور دوسروں کا بیان ہے کہ دھڑ کی جمع آراہط آئے گی۔ اور استشہاد میں پیش کیا ہے ع و قاصص منتضخ فی ارھط پھر آراہط کی جمع آراہط ہوگی :- (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، ص ۱۸) :-

عَرَشَهَا نَنْظُرَ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ﴿٣١﴾

اس کیلئے اسکے شاہی تخت کا رُپ بدل دینا کہ تم گمراہ کیاؤ یا وہ پانی ہے یا ان لوگوں میں سے ہوتی ہے جو نہیں جانتے۔

فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكَ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا

پس جب وہ آئی تو اسے کہا گیا کیا تیرا شاہی تخت بھی ایسا ہی ہے، وہ بولی گویا کہ یہ وہی ہے۔ اور ہمیں تو اس سے پہلے

الْعِلْمُ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ﴿٣٢﴾ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ

ہی علم سے دیکھا تھا، اور ہم مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا جس چیز کی وہ عبادت کیا کرتی تھی

مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٣٣﴾ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي

اس نے اسے سوکھا تھا۔ یقیناً وہ کافروں کی قوم میں سے تھی۔ اسے کہا گیا کہ تو محل میں داخل

الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقِهَا قَالِ

ہوئے۔ پس جب اس نے اسے دیکھا تو اسے گمراہی گمان کیا اور اس نے اپنی دونوں پندلیاں نکلی کر لیں پس سلیمان

إِنَّهُ صَرَخَ مُمَرَّدٌ مِّنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي

نے کہا یقیناً یہ شیشوں میں منڈھا ہوا محل ہے۔ وہ بولی اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٣٤﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ

اور سلیمان کے ساتھ جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے اسلام لائی۔ اور یقیناً ہم نے تمہاری طرف ان کے

ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ فَإِذَا هُمْ فَرِيقَانِ يَخْتَصِمُونَ ﴿٣٥﴾

بھائی صالح کو یہ پیغام دے کر بھیجا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ تو اسی وقت وہ دونوں فرقوں میں بٹ کر نکلے۔

قَالَ يَقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ لَوْلَا

اس (صالح) نے کہا اے میری قوم تمہاری سے پہلے بدی کی جلدی کیوں کرتے ہو :- کیوں نہیں

تَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٣٦﴾ قَالُوا أَطِیرْنَا بِكَ وَبِمَنْ

تم اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔ انھوں نے کہا ہم نے تمہارے اور ان لوگوں کے ساتھ جو تمہارا

مَعَكَ قَالَ طَائِرُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُونَ ﴿٣٧﴾

ساتھ میں برا شکون لیا۔ اس (صالح) نے کہا تمہارا برا شکون تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، بلکہ تم لوگ آزمائے جاتے ہو۔ اور

كَانَ فِي الْمَدِينَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ يُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُصْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

شہر میں نو شخص تھے جو زمین میں فساد کیا کرتے تھے :- اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

قَالُوا اتَّقُوا اللَّهَ يَا لَكُمْ لِنُبَيْتِنَا وَاهْلِهِ ثُمَّ لَنَقُولَنَّ لَوْلِيَّهِ مَا

انہوں نے کہا کہ تم آپس میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھاؤ کہ ہم ضرور اس (صالح) اور اسکے اہل پر نسیخوں مار سکتے ہیں۔ پھر ہم ضرور اسکے وارث کو

شَهِدْنَا هَذَا هَلْكَ أَهْلِهِ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٢٩﴾ وَمَكْرُؤًا مَكْرًا وَمَكْرُؤًا

کہیں گے کہ ہم اسکے اہل کی ہلاکت کے وقت حاضر نہ تھے۔ اور ہم یقیناً کہتے ہیں۔ اور وہ ایک خیال چلے اور ہم نے بھی ایک تدبیر

مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٣٠﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَا

کی، اور ان کو شعور بھی نہ ہوا۔ پھر دیکھا کہ ان کی خیال کو نتیجہ کیا ہوا۔ یقیناً ہم نے

دَمَرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٣١﴾ فَتِلْكَ بَيُوتُهُمْ خَاوِيَةٌ بِمَا ظَلَمُوا

ان کو اور ان کی قوم سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔ پس یہ ان کے گھر خالی پڑے ہیں، سبب اسکے کہ انہوں نے ظلم کئے

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ ﴿٣٢﴾ وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا

یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو علم رکھتے ہیں ایک نشانی ہے۔ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور ہم پر نیکو کاری کرتے

وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٣٣﴾ وَلَوْ طَآءُذُ قَالَ لِقَوْمِهِ أَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ

تھے ہم نے نجات دی۔ اور لوط (کو ہم نے بھیجا) جس وقت اس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بیچمائی کے پاس آتے ہو،

وَأَنْتُمْ تَبْصُرُونَ ﴿٣٤﴾ أَلَيْسَ لَنَا تُنُوتُونَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِنْ دُونِ

حالانکہ تم دیکھتے ہو جھٹکتے ہو۔ کیا تم از روئے شہوت خود توں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو،

النِّسَاءِ بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُونَ ﴿٣٥﴾ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا

بلکہ تم لوگ جہالت کرتے ہو۔ پس اُس کی قوم کا جواب سوائے اسکے کچھ نہ تھا کہ

أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ إِنَّهُمْ أَنْفُسٌ يَتَطَهَّرُونَ ﴿٣٦﴾

انہوں نے کہا کہ لوط کی آل کو اپنی بستی سے نکال دو، یقیناً یہ لوگ یا کيسرہ بنتے ہیں۔

فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ قَدَّرْنَاهَا مِنَ الْغَابِرِينَ ﴿٣٧﴾ وَ

پس ہم نے اسکو اور اسکے اہل کو نجات دے دی سوائے اسکی بیوی کے، ہم نے اسکا بیٹھنے سے جائز والوں میں ہونا مقدر کر دیا۔ اور

أَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَطَرًا فَسَاءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِينَ ﴿٣٨﴾ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

ہم نے ان پر (پتھروں کا) مینہ برسایا۔ پس ڈرائے گئے لوگوں کا مینہ بُرا تھا۔ کہو کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے

وَسَلَامٌ عَلَى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَى اللَّهُ خَيْرُ مِمَّا يَشْرِكُونَ ﴿٣٩﴾

اور سلام اسکے ان بندوں پر ہے جنہیں اُس نے مصطفیٰ کیا، اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں وہ شریک بناتے ہیں۔

۱۔ عبادۃ الذین اصطفی :-
تفسیر صفاتی ص ۳۳ پر بحوالہ الجوامع والتفسیر
منقول ہے کہ یہ بندے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ
کیا آل محمد علیہم السلام ہیں :-

أَمَّنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

بھلا وہ کون ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ۔ اور تمھارے لئے آسمان سے پانی نازل کیا ۔

فَأَنْبَتْنَا بِهِ حَدَائِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُبْنُوا

پھر ہم نے اُس سے خوشنما باغ اگائے ۔ تمھارے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ تم ان (باغوں) کے درختوں کو

شَجَرَهَا ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَعِدُونَ ﴿٦٠﴾ أَمَّنْ

اگاتے ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے (بالکل نہیں) بلکہ وہ ایسے لوگ ہیں جو راہِ راست سے پھر جاتے ہیں۔

جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خَلْعًا أَنْهَرًا وَجَعَلَ لَهَا

بھلا وہ کون ہے جس نے زمین کو ٹھکانہ بنایا ، اور اُس کے درمیان نہریں بنائیں ۔ اور اس کیلئے قائم رہنے والے

رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ إِنَّهُ مَعَ اللَّهِ

پہاڑ قرار دیئے ۔ اور دو دریاؤں کے درمیان روک بنا دی ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٦١﴾ أَمَّنْ يَجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا

(نہیں تو) بلکان میں بہت سے نہیں جانتے ۔ بھلا وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جس وقت بھی

دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ؕ إِنَّهُ

کہ وہ اُسے پکارتے اور مصیبت کو دور کر دیتا ہے ۔ اور تمھیں زمین کے خلیفے مقرر کرتا ہے ۔ کیا اللہ تعالیٰ کے

مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَمَّنْ يَهْدِيكُمْ فِي ظُلُمَاتٍ

ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ (پھر بھی) تم بہت بخوشی نصیحت حاصل کرتے ہو ۔ بھلا وہ کون ہے جو تمھیں صحیح اور سقیم کے اندر

الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُرْسِلُ الرِّيَّحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهِ

میں راہ دکھاتا ہے ۔ اور کون ہے جو اپنی رحمت کے آگے خوشخبری دینے والی ہوائیں کو بھیجتا ہے ۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ تَعَالَى اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٦٣﴾ أَمَّنْ يُبْدِئُ

کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے جگہ جگہ خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں ۔ بھلا وہ کون ہے جو

الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يُرْزِقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر اُسے دوبارہ پھر دیکھاتا ہے اور وہ کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے ۔

عَالِهِ مَعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٦٤﴾

کیا اللہ تعالیٰ کیساتھ کوئی اور معبود بھی ہے ۔ (اے رسول) تم کہہ دو کہ اگر تم سچے ہو تو اپنی دلیل پیش کرو ۔

۱۔ خلفاء الارض :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۳۷ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد کے بارے میں نازل ہوئی ۔ خدا کی قسم وہی مضطر ہیں ۔ جس وقت وہ مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز پڑھیں گے ۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں گے ۔ تو اللہ تعالیٰ اُن کی دعا قبول کرے گا ۔ اور اُن سے مصیبت دفع کرے گا ۔ اور اُنھیں تمام رُوحے زمین کا خلیفہ بنائے گا ۔ اور ایک وایت کے مطابق پہلا شخص جو اُن کی بیعت کرے گا ۔ وہ جبرئیل امین علیہ السلام ہوں گے ۔ پھر (۳۱۳) تین سو تیرہ مرد



قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ

(اے رسول) تم کہہ دو کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ بَلْ أَذْرَكَ عَلَيْهِمْ فِي

اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔ بلکہ آخرت کے بارے میں ان کا علم نہ

الْآخِرَةِ قَبْلُ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِنْهَا عَمُونَ ﴿٦٦﴾

ہو گیا ہے بلکہ وہ اس کی طرف سے شک میں ہیں، بلکہ وہ اس سے دل کے اندھے بنے ہوئے ہیں۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاءُنَا أَيْتَانَا

اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہا کیا جب ہم اور ہمارے باپ دادا (مرنے کے بعد) مٹی ہو جائیں گے، تو کیا ہم ضرور

لَمُخْرَجُونَ ﴿٦٧﴾ لَقَدْ وَعَدْنَا هَذَا نَحْنُ وَآبَاءُنَا مِنْ قَبْلُ

نکالے جائیں گے۔ یقیناً ہم اور ہمارے باپ دادا اس کا وعدہ پہلے سے ہی دینے لگے ہیں۔

إِنْ هَذَا إِلَّا آسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٦٨﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ

یہ نہیں ہیں مگر پہلے لوگوں کی کہانیاں۔ (اے رسول) تم کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھرو۔

فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ﴿٦٩﴾ وَلَا تَحْزَنْ

بھرد لیجو کہ گنہگاروں کا انجام کیسا ہوا۔ اور (اے رسول) تو ان پر غصہ نہ

عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُنْ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ وَيَقُولُونَ

کر، اور جو چاہیں وہ چلتے ہیں تو ان سے تنگی میں نہ ہو جا۔ اور وہ کہتے ہیں کہ

مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٧١﴾ قُلْ عَسَى أَنْ

اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ وعدہ کب (پورا) ہوگا۔ (اے رسول) تم کہہ دو کہ جسے تم جلدی مانگ رہے

يَكُونَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ﴿٧٢﴾ وَإِنَّ رَبَّكَ

ہو، شاید کہ اس کا کچھ حصہ تمہارے پیچھے لگا ہوا ہو۔ اور یقیناً تمہارا پروردگار

لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾

سب لوگوں پر فضل کرنے والا ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر شکر نہیں کرتے ہیں۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٤﴾

اور یقیناً تیرا پروردگار البتہ ان چیزوں کو جانتا ہے جنہیں ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جنہیں وہ ظاہر کرتے ہیں۔

لہ الغیب:-

تفسیر تفسیر ص ۳۳ پر بحوالہ نبی البلاغہ لکھا

ہے کہ ایک دن حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام

نے بعض ایسے امور کی خبر دی جو ابھی نہیں ہوئے

تھے۔ اس پر کسی نے کہا: یا امیر المؤمنین!

کیا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے؟

پس آپ نے اور فرماتے تھے کہ یہ علم

غیب سے متعلق نہیں ہے، بلکہ یہ صاحب

علم سے سیکھنے پر موقوف ہے۔ ماسوا

اس کے نہیں کہ علم غیب قیامت کا علم ہے، اور

وہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں شمار

کیا ہے: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ.....

پس اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ رحمتوں میں ہول کا ہے یا

لڑکی بد صورت ہے یا خوب صورت۔ سچی ہے یا جھیل

بد بخت ہے یا سعید۔ دوزخ کا اندھن ہوگا، یا

بہشت میں بیویوں کا مصاحب۔ پس یہ علم

غیب جسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ ایک علم ہے جسے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تعلیم فرمایا اور انھوں نے

مجھے سکھلایا۔ اور دعا کی کہ میرا سینہ اس علم کو محفوظ

رکھے۔ اور میرے اعضاء اور جوارح اس پر حاوی

رہیں۔

تِلْكَ آيَاتُ رَبِّكَ

اس کے معنی ہیں تمہارے کمرہ گیا۔ فنا ہو گیا

تَدَارَكَ سے نامنی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل

میں تَدَارَكَ تھا۔ تا کا دال میں ادغام کر کے شروع

میں حمزہ وصل لائے۔ تَدَارَكَ کے معنی اس میں

پے درپے کسی کام کے ہونے اور یکے بعد دیگرے

ایک چیز کے کسی دوسری چیز سے ملنے کے ہیں۔

مگر یہاں تنگ کر رہ جانے اور فنا ہونے کے معنی

مراد ہیں۔ جب کسی خاندان کے لوگ پے درپے

ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر

اہل عرب بولتے ہیں: تَدَارَكَ بَنُو فُلَانٍ (فلان

خاندان کے لوگ پے درپے ہلاک ہو گئے) یہاں

فنا ہونے کے معنی اسی محاورہ سے ماخوذ ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۵۸)

وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِلَّا فِي كِتَابٍ

اور آسمانوں اور زمین کی غائب چیزوں میں سے کوئی بھی ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ وہ واضح کتاب

مُبِينٌ ۵۵ إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَقْصُّ عَلَى بَنِي إِسْرَءِيلَ

میں ہے۔ یقیناً یہ قرآن بنی اسرائیل پر بہت سی وہ چیزیں بیان کرتا ہے

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۵۶ وَإِنَّهُ لَهْدَىٰ وَرَحْمَةً

جن میں وہ اختلاف کیا کرتے ہیں ۵۶ اور یقیناً وہ مومنوں کے لئے الہامی ہدایت اور

لِلْمُؤْمِنِينَ ۵۷ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ وَهُوَ

رحمت ہے۔ یقیناً تیرا پروردگار اپنے حکم کے ساتھ ان کے درمیان فیصلہ کرے گا اور وہ

الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۵۸ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ

غالب سب کچھ جاننے والا ہے۔ پس تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ۔ یقیناً تو ظالموں پر حق پر

الْمُبِينِ ۵۹ إِنَّكَ لَا تَسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ الصُّمَّ

ہے۔ یقیناً تو مردوں کو نہیں سنا سنا، اور نہ تو (اپنی) پکار بہروں کو سنا سنا

الدُّعَاءَ إِذَا وَلُّوْا مُدْبِرِينَ ۶۰ وَمَا أَنْتَ بِهَدَى الْعَنَىٰ

ہے، جبکہ وہ پیٹھ پھیس کر واپس لوٹ جائیں۔ اور نہ تو دل کے اندھوں کو ان کی گمراہی سے نکال کر

عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ

راہ دکھائیوا لے گا۔ تو نہیں سنا سنا مگر اس شخص کو جو ہمدردی آیتوں پر ایمان لاتا ہے۔ پس وہی

مُسْلِمُونَ ۶۱ وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ

فرمانبردار ہیں۔ اور جب ان پر بات واقع ہو جائے گی۔ ہم ان کے لئے زمین میں سے

دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ يَكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا

ایک جاندار نکالیں گے ۶۱ وہ ان سے باتیں کرے گا ۶۱ کیونکہ لوگ ہماری نشانیوں پر یقین نہیں

لَا يُوقِنُونَ ۶۲ وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِّمَّنْ

کیا کرتے تھے۔ اور اس دن ہم ہر امت میں سے ایک ایسے گروہ کو محشور کریں گے۔ جو ہماری

يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ يُوزَعُونَ ۶۳ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوكَ

نشانیوں کو جھٹلاتا ہے، پھر وہ ترتیب دیئے جائیں گے۔ یہاں تک کہ جب ان کے (اللہ تعالیٰ) فرمانے کا

مازلہ

۱۵ غائبہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۷ پر بحوالہ کافی امام محمد موسیٰ

کاظم علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ کتاب خدا میں ایسی آیتیں بھی ہیں جن کی مراد میں

ایسا کوئی امر داخل نہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے گزشتہ (انبیاء

وادعیاء) علیہم السلام نے اپنی اپنی کتابوں میں بہت کچھ لکھا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ام الکتاب

میں قرار دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ ... الخ۔ پھر فرمایا: ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ

الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔ (پھر ہم نے کتاب کا وارث ان کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے

مصطفیٰ کیا)۔ پس ہم ہی وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ کیا۔ اور ہمیں ہی اس کتاب کا وارث بنایا۔ جس میں ہر چیز کا بیغ بیان موجود ہے ۱۵

یختلفون :-

تفسیر صفائی ص ۳۷ پر بحوالہ کافی امام محمد موسیٰ

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے پاس

تشریف لائے جبکہ وہ مسجد میں سو رہے تھے انہوں نے ریت کا ایک ڈھیر اکٹھا کر کے اس پر اپنا سر مبارک

رکھا ہوا تھا۔ پس آپ نے انہیں اپنے پاؤں سے حرکت دی اور فرمایا: اُفٍّ لِّی ذَابَتْ الْأَرْضُ! آپ کے

اصحاب میں سے ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ کیا ہم بھی آپس میں ایک دوسرے کو اس نام سے پکارا کریں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ خدا کی قسم یہ نام انہی

کے لئے مخصوص ہے۔ اور وہی دابۃ ہیں جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں

فرمایا: وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِّنَ الْأَرْضِ ... الخ پھر فرمایا:

اُفٍّ لِّی! جب آخری زمانہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ آپ کو نہایت خوبصورت شکل میں ظاہر کرے گا۔

تمہارے پاس ایک موش (نشان لگانے کا آلہ) ہوگا۔ جس سے آپ اپنے دشمنوں کو نشان لگا دو گے۔ اُس

وقت ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے

۱۶

کہا کہ یہ دابۃ لوگوں کو مجروح کرے گا۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسا کہنے والوں کو اللہ تعالیٰ آتش جہنم سے مجروح کرے گا۔ یہاں لفظ تکلمہ ہوا، کلام سے مشتق ہے ۱۶

۱۷ تکلمہ ہوا :- تفسیر صفائی ص ۳۷ پر ہے کہ بعض نے یہ لفظ تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی کلمہ سے جس کے معنی زخم ہوتے ہیں۔ اور الجوامع میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُسے زخمی کرے جس نے اس لفظ کو تکلمہ ہوا تخفیف سے پڑھا۔ تَکَلَّمَ هُوَ تَشْدِيدُ کے ساتھ ہے ۱۷

اَكْذِبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَا ذَاكُنْتُمْ

کیا تم نے میری آیتوں کو جھٹلایا، حالانکہ تم نے علم سے ان کا احاطہ نہ کیا تھا، لیکن یہ تم کیسے کرتے

تَعْمَلُونَ ﴿۸۳﴾ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوا فَهُمْ لَا

تھے۔ اور اس سبب سے کہ انھوں نے ظلم کیا ان پر بات آپڑے گی۔ پھر وہ بول نہ

يَنْطِقُونَ ﴿۸۴﴾ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا اللَّيْلَ لَيْسَكُنَا فِيهِ وَ

سکیں گے۔ کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے رات بنائی تاکہ وہ اس میں آرام کریں۔ اور

النَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۸۵﴾

دن کو دکھلانے والا بنا دیا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ مِّنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمِن

اور جس دن صور میں پھونکا جائے گا۔ پس جو کوئی آسمانوں میں ہے اور جو کوئی زمین میں ہے

فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ وَكُلُّ أَتَوَةٍ ذَخِيرٌ

دہلی جائے گا۔ سوائے اس کے جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ اور سب کے سب کے حضور میں ذیل ہو کر آئیں گے۔

وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ

اور تو پہاڑوں کو دیکھے گا (تو) اٹھیں گے جیسے گمان کرے گا، حالانکہ وہ بادلوں کی چال چل

السَّحَابِ طُنُجًا ۚ الَّذِي أَتَقَنَ كُلُّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ

ہے ہوں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کارگیری ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنایا۔ یقیناً جو کچھ کہہ کر رہے ہو

بِمَا تَفْعَلُونَ ﴿۸۶﴾ مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ

اُس سے بہتر پورا جزا ہے۔ جو ایک نیکی لایا ہے پس اُس کے لئے اُس کا بہتر عوض ہے۔ اور وہ

مِّنْ فِرْعَ ۙ يَوْمَ يَمِيزُ الْاٰمِنُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَمَن جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ

اُس دن کے خوف سے اسن والے ہوں گے۔ اور جو ایک برائی لایا، پس وہ اوندھے منہ

وَجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۸۸﴾

جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ کیا جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسکے سوا تمہیں کوئی اور بدلہ دیا جائے گا؟

اِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلَدَةِ الَّذِي حَرَّمَهَا

میں اس کے نہیں کہ میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں اس شہر کے پروردگار کی عبادت کروں جس نے اُسے حرمت دی

لہ الصور :-

تفسیر قتبی ص ۲۷ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا گیا تھا کہ صور کیا چیز ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ نور کا سنگ ہے جسے اسمرا فیل منہ میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ ایک طرف سے بہت فراخ ہے اور ایک طرف تنگ۔ اور اس بات میں اختلاف ہے کہ اس کے اوپر کا حصہ کشادہ ہے اور نیچے کا تنگ یا اس کے برعکس۔ اور ہر ایک کے لئے ایک ایک وجہ ہے۔ اس نے سنا میں اتنے ہی سوراخ ہیں جتنے کہ انسان۔ اور ہر سوراخ ایک ایک کی روح کے لئے ہے۔

لہ بالحسنۃ :-

تفسیر قتبی ص ۲۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت امام محمد باقر علیہ السلام منقول ہے کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ الحسنۃ ہم اہل بیت کی ولایت کی معرفت اور ہماری محبت ہے۔ اور السيئۃ ہم اہل بیت علیہ السلام کی ولایت کا انکار اور ہم سے بغض و عداوت ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

تفسیر قمی میں ہے کہ خدا کی قسم الحسنۃ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے اور خدا کی قسم السيئۃ آپ کے دشمنوں کی پیروی کرنا۔

وَلَهُ كُلُّ شَيْءٍ وَأَمَرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩١﴾

اور ہر چیز اسی کیلئے ہے، اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔

وَأَنْ أَتْلُوا الْقُرْآنَ فَمِنْ اهْتَدَىٰ فَإِنَّمَا يَهْتَدَىٰ

۹۱۔ یہ کہ میں قرآن کی تلاوت کروں۔ پس جس نے ہدایت پائی تو اسوا اسکے نہیں ہے کہ وہ اپنی ذات کیلئے

لِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ إِنَّمَا أَنَا مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿٩٢﴾

۹۲۔ ہی ہدایت پاتا ہے۔ اور جو بہک گیا تو اسوا اس کے نہیں کہ میں ڈرانے والوں میں سے ہوں۔

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا وَمَا رَبُّكَ

اور کہہ دو ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے وہ عنقریب تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیگا۔ پھر تم انہیں پہچان لو گے۔ اور تمہارا پروردگار

يَغَافِلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾

اس سے بے خبر نہیں ہے جو کچھ کرتے ہو

الْآيَاتُهَا ۸۸ سُوْرَةُ الْقَصَصِ مَكِّيَّةٌ ۹ رُكُوْعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

طسّم ١ تِلْكَ آيَةُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ٢ نَتْلُو عَلَيْكَ

طسّم یہ واضح کتاب کی آیتیں ہیں۔ مجھے تم سنیائی کے ساتھ مولے اور

مِنْ نَّبَا مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ٣

فرعون کے قصہ میں سے کچھ ان لوگوں کیلئے پڑھ کر سناتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں۔

إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا شِيْعًا

یقیناً فرعون نے زمین میں بہت سر اٹھایا تھا، اور اس نے ہاں کے منے والوں کو گروہ گروہ بنا دیا تھا۔

يَسْتَضِعُّ طَائِفَةٌ مِّنْهُمْ يَذَّكَّرُ أَبْنَاءَهُمْ وَيَسْتَحْيِ نِسَاءَهُمْ ٤

ان میں سے ایک گروہ کو ضعیف جانتا، ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا ہے اور ان کی بیویوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔

إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ٥ وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ

یقیناً وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا۔ اور ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو

۱۔ یہ بدینہ تعجب ابتداء ہے۔

تفسیر صفاتی طسّم ۱ پر ہے کہ یہ اس کی انتہائی حماقت تھی۔ اسلئے کہ کاہن نے اسے یہ کہا تھا کہ بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھوں تیری سلطنت جاتی رہے گی۔ اور یہی اس کی انتہائی حماقت تھی۔ اسلئے کہ اگر کاہن کے قول کی تصدیق کرتا تھا، تو قتل سے اس واقعہ کو روک نہیں سکتا تھا جو مومنوں کے لئے تھا۔ اور اگر اس کی تکذیب کرتا تھا تو قتل کی کوئی وجہ نہ تھی۔

اسْتَضِعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ

الْوَرَثِينَ ۝ وَنَمَكِّنْ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيْ فِرْعَوْنَ

وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۝

أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيْهِ فَإِذَا خَفَتْ عَلَيْهِ

فَالْقِيَّةُ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ

إِلَيْكَ وَجَاءَ عِلْوُهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ فَالْتَقِطْهُ آلُ

فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ

وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ ۝ وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ

قَرَّتْ عَيْنِي لِيْ وَلَكَ لَا تَقْلُوبُهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ

نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ

مُوسَىٰ فِرْعَاوْنًا إِن كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَّنَا

عَلَىٰ قَلْبِهَا لَتَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتِ لَخُتِّي

سَاحِرَةٌ كَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

بَنَاتِهَا وَكَانَتْ تَقْتُلُ أَبْنَاءَ الْيَشْكُرِينَ ۝ وَكَانَتْ تَقْتُلُ

لَهُ اسْتَضِعِفُوا ۝

تفسیر قسانی ص ۳۳ پر بحوالہ معانی الاخبار
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ،
امام حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف نگاہ کی تو
رونے لگے پھر فرمایا: تم ہی ہو جو میرے بعد کمزور
کئے جاؤ گے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام سے پوچھا گیا: یا ابن رسول اللہ! اس
کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم میرے بعد
امام ہو گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: و نری
ان من علی الذین استضعفوا فی الارض
..... الخ۔ پھر فرمایا کہ یہ آیت ہمارے بارے میں
قیامت تک جاری ہے۔

اور ابوالحسن میں انہی حضرت سے منقول ہے
کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی تو آپ نے
فرمایا کہ یہ آیت ہمارے لئے یا ہمارے حق میں نازل
ہوئی۔

۱۱ یحذرون :-

حَذَرُ سے فعل مضارع، جمع مذکر غائب۔

اس کے معنی ہیں۔ اس سے بوجہ خوف اجتناب

کیا۔

۱۲ اُمّ موسیٰ :-

حضرت موسیٰ کی ماں۔ ان کا نام کیا تھا،
اس کے تئیں میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض میمانہ
بنت یصہر بن لاوی بتاتے ہیں۔ سلیمان جمل
ناقل ہیں۔ ان کا نام یوحنا تھا۔ (بضم یا و کسر
نون و بدل معجمہ)۔ ثعلبی کا بیان ہے کہ
حضرت موسیٰ کی والدہ یوحنا بنت ہانہ بن لاوی
بن یعقوب ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۵)

۱۳ قَرَّتْ عَيْنِي وَلَكَ :-

تفسیر قسانی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی
ہے کہ فرعون نے کہا کہ یہ تیری آنکھوں کی ٹھنڈک
ہو، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نہ ہو۔ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم اس ذات بابرکت
کی جس کا حلف ہم اٹھایا کرتے ہیں کہ اگر فرعون بھی
اس بات کا اقرار کر لیتا کہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک
ہو گا جیسا کہ اس کی زوجہ نے اقرار کیا تھا، تو اللہ تعالیٰ
اسے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ اسی طرح توفیق
برایت دے دیتا۔ جس طرح اس کی زوجہ کو ہدایت کی توفیق دی۔ لیکن اس نے اپنی بد بختی کی وجہ سے انکار کیا۔ جو اللہ تعالیٰ
نے اس کے متعلق لکھ دیا ہوا تھا: ۱۴ لَا يَشْعُرُونَ :-

تفسیر قسانی ص ۳۳ پر ہے کہ فرعون اور اس کی بیوی اس بات کا شعور نہیں رکھتے تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
ہاتھوں ان کی سلطنت ان کے قبضہ سے جاتی ہے گی۔ ۱۵ لَتُبْدِي بِهِ :- تفسیر قسانی ص ۳۳ پر ہے کہ قریب تھا کہ وہ امر واقع ظاہر کر دیتی۔ اور سارا قصہ بیان کر دیتی۔
تفسیر قسانی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ ایسی بے چین ہوئی کہ قریب تھا لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کی خبر کر دے، یا مر جائے۔ پھر اس نے اپنے آپ کو ضبط کیا۔
۱۶ لَخُتِّي سَاحِرَةٌ :- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا نام کلثوم تھا۔ فرعون کی ایک بیٹی بھی تھی۔ دیکھنے انجیل خروج باب ۱۰ آیت ۱۰ تا ۱۱ جہاں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی دیا پر غل کرنے لگی۔

۱۱ یحذرون :- اور متعلق خروج باب ۱۰ آیت ۱۰ تا ۱۱

معاذہ میں کہا جاتا ہے : بَلَّغْ فُلَانًا أَشَدَّۃً اور اس کے معنی ہوتے ہیں : تُوْتِۡتْہُ وَهُوَ مَا بَیْنَ تَمَانِیْ عَشْرَۃً اِلٰی ثَلٰثِیْنَ یعنی فلاں اپنی جوانی کو پہنچا ۔ اور یہ زمانہ اسے ۳۰ سال کی عمر کا ہوتا ہے (اقرب) ۛ

۱۶ شیعۃ :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ ان دونوں والوں میں سے ایک وہ تھا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین کی پیروی کی تھی ۔ یعنی بنی اسرائیل اور دوسرا آپ کے دین کا مخالف تھا یعنی قبلی ۔

اور تفسیر صفائی میں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک وہی کچھ کہتا تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے تھے ۔ اور دوسرا فرعون کے قول کی ہمنوائی کرتا تھا ۔



تفسیر مجمع البیان میں : کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : کہ تم لوگوں کو یہ نام مبارک ہو پوچھا گیا کہ کون سا نام ؟ آپ نے فرمایا : شیعہ ۔ پھر یہی آیت تلاوت فرمائی ۛ

لمترجم :- قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں اور ان کے دین پر چلنے والوں کو شیعہ ہی کہا ہے ۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرماتا ہے : وَاِنْ مِنْ شِیْعَۃٍ لَا یُذِیْہِوْہُ (آیت) (الفصل)

ترجمہ : اور یقیناً حضرت ابراہیمؑ بھی نوع کے شیعوں میں سے تھے ۔ اور اس آیت مجیدہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو شیعہ ہی کہا ہے ۔ اور جو نبی کا شیعہ نہ تھا اسے عدوۃ اس کا دشمن کہا ہے ۔ قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ شیعۃ بھی آتا ہے ۔ اگرچہ دونوں کا مادہ ایک ہی ہے ۔ اور

اس کے معنی پیروکار ۔ مددگار ۔ پیچھے چلنے والے ۔ اگرچہ پارٹی وغیرہ آئے ہیں ۔ لیکن ایک ناقد و مبہر پر بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی انبیاء علیہم السلام کے پیروکاروں اور ان کے دین پر چلنے والوں کا ذکر آیا ہے ، وہاں ان کو شیعہ ہی کہا گیا ہے ۔ لیکن جہاں دشمنان خدا اور کفار وغیرہ کے پیروکار کا ذکر آیا ہے ۔ وہاں انھیں شیعہ کہا گیا ہے ۔

پس فرق ظاہر ہے دین خدا پر چلنے والے اور انہوں کے پیروکار شیعہ ہیں ۔ اور کافروں کے پیچھے چلنے والے

شیعہ ہیں ۔ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں :- ۱۷ ظلمت نفسی :- تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا : کہ میں نے اس شہر میں داخل ہو کر اپنے آپ کو غیر محل میں رکھا ہے ۔ لمترجم :- لغت میں ظلم کے معنی وضع الثقی فی غیر موضعه یا وضع الثقی فی غیما محلہ ہیں ۔ یعنی کسی چیز کو بے محل رکھنا ۔ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک دشمن کے شہر میں آنا اپنی جان کو بے محل مقام خوف و خطر میں رکھنا تھا ۔ اس لئے اپنی اس آمد کو ظلم سے تعبیر فرمایا ۔ نہ کہ ان سے نفوذ باللہ کسی قسم کا کوئی گناہ سرزد ہوا تھا ۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ۔ اور وہ خدا کی نافرمانی نہ عدا کرتے ہیں نہ سہوا ۔ اور یہی معنی میں عصمت مطلقہ کے جو انبیاء علیہم السلام کے لئے قرآن مجید کی دیگر آیات سے ثابت ہے ۛ

قَصِیۡہُ فَبَصَرَتْ بِہٖ عَنْ جُنُبٍ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۝۱۱

تو اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا پس وہ اسے دُور سے دیکھتی رہی ، اور انھیں (اس کا شعور ہی نہ تھا) ۔

وَحَرَّمْنَا عَلَیْہِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ اَدْرٰکُمْ

اور ہم نے پہلے ہی اس پر دودھ پلانے والیاں حرام کر دیں ۔ پس اُس نے کہا کیا میں تمھاری رہنمائی ایک ایسے

عَلٰی اَہْلِ بَیْتٍ یَّکْفُلُوْنَہٗ لَکُمْ وَہُمْ لَہٗ نَصِحُوْنَ ۝۱۲

خاندان کی طرف کروں ، جو تمھارے لئے اُس کی کفالت کریں ، اور وہ اس کے بھی خیر خواہ ہوں ۔

فَرَدَدْنٰہٗ اِلٰی اُمِّہٖ کٰی تَقْرَۃً عَلَیْہَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ

پس ہم نے اُسے اس کی ماں کی طرف لوٹا دیا تاکہ اُس کی آنکھ ٹھنڈی رہے اور وہ غم نہ کرے ۔ اور وہ جان لے

اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَلٰکِنْ اَکْثَرُہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۱۳ وَلَمَّا

کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے ۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں ۔ اور جب وہ

بَلَغَ اَشَدَّہٗ وَاسْتَوٰی اَتِیْنٰہُ حُکْمًا وَعِلْمًا وَکَذٰلِکَ

اپنی جوانی کو پہنچا لے اور سبجیل گیا ، ہم نے اسے حکم اور علم عطا کیا ۔ اور ہم نیکوکاروں

نَجَزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝۱۴ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَۃَ عَلٰی حِیْنٍ غَفْلَۃً

کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں ۔ اور وہ (موسیٰ) شہر میں اُس کے سنے والوں کی غفلت کے وقت

مِنْ اَہْلِہَا فَوَجَدَ فِیْہَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ ہٰذَا مِنْ

داخل ہوا ۔ پس اُس نے اُس میں دو شخصوں کو لڑتے پایا ۔ ایک اس کے شیعوں (پیروکاروں)

شِیْعَۃٍ وَہٰذَا مِنْ عَدُوِّہٖ فَاسْتَغَاثَہُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَۃِہٖ

میں سے ہمتا لے اور ایک اس کے دشمنوں میں سے ۔ پس اس شخص نے جو اس (موسیٰ) کے شیعوں میں سے تھا ، اُس شخص

عَلٰی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّہٖ فَوَکَزَہٗ مُوسٰی فَقَضٰی عَلَیْہٖ ۝۱۵ قَالَ

کے خلاف جو اُس (موسیٰ) کے دشمنوں میں سے تھا اُس (موسیٰ) سے فریاد کی ، پس موسیٰ نے اسے گالیاں دیں اس پر قضا با رہی کر دی ۔

ہٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّہٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۝۱۶ قَالَ

(موسیٰ نے کہا) یہ (دونوں کا لڑنا) شیطان کا عمل تھا ۔ یقیناً وہ کھلم کھلا گمراہ کرنے والا دشمن ہے ۔ (موسیٰ نے کہا) یہ میرے پیروکار

رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَہٗ اِنَّہٗ ہُوَ

یقیناً میں نے اپنی جان کو بے محل مقام (دشمن کے شہر میں پہنچا دیا) پس تو مجھے (دشمنوں سے) چھوڑ دے ۔ سو اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے چھوڑ دیا ۔

۱۵ نزل

الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۱۶ قَالَ رَبِّ بِمَا أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُونَ

یقیناً وہ بہت چھپائیولا نہایت رحم کرنے والا ہے۔ (موسیٰ نے) کہا اے میرے پروردگار! اس واسطے کہ تو نے مجھ پر احسان کیا، پس میں

ظَهِيْرًا لِلْمُجْرِمِيْنَ ۱۷ فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ

کبھی مجرموں کا پشت پناہ نہ بنوں گا۔ پھر اس نے اس شہر میں دڑتے اور انتظار کرتے ہوئے صبح کی۔ تو

فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ ۱۸ قَالَ لَهُ مُوسَىٰ

اچانک دیکھا کہ جس شخص نے کل گزشتہ اس سے مدد مانگی تھی (آج بھی) اس سے فریاد کر رہا ہے اے موسیٰ نے اسے کہا،

إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِينٌ ۱۹ فَلَمَّا أَنْ أَرَادَ أَنْ يَبْطِشَ بِالَّذِي هُوَ

یقیناً تو مسرور گمراہ ہے۔ پس جب اس (موسیٰ) نے ارادہ کیا کہ اس شخص کو جو دونوں کا دشمن تھا

عَدُوٌّ لَهُمَا دَقَالَ يَمُوسَىٰ أَتُرِيدُ أَنْ تَقْتُلَنِي كَمَا

سختی سے پکڑے۔ وہ بولا اے موسیٰ! کیا تو ارادہ رکھتا ہے کہ مجھے بھی (اسی طرح) قتل کر دے،

قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ ۲۰ إِنْ تُرِيدُ إِلَّا أَنْ تَكُونَ جَبَّارًا

جیسا کہ تو نے کل گزشتہ ایک جان کو قتل کیا۔ تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ زمین میں سرکش ہو

فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيدُ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمَصْلِحِيْنَ ۲۱ وَ

جاؤ گے۔ اور تم نہیں چاہتے کہ اصلاح کرنے والوں میں سے ہو۔ اور

جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعَىٰ ۲۲ قَالَ يَمُوسَىٰ إِنَّ

شہر کے انتہائی حصہ سے ایک شخص دوڑتا ہوا آیا ہے (اور) کہنے لگا اے موسیٰ! یقیناً

الْمَلَأَ يَأْتَمِرُونَ بِكَ لِيَقْتُلُوكَ فَاخْرُجْ إِنِّي لَكَ مِنَ

سزا دہیے ہائے میں مشورہ کر رہے ہیں کہ تجھے قتل کر ڈالیں۔ پس تو نکل جا، یقیناً میں تیرے خیر خواہوں

النَّاصِحِيْنَ ۲۳ فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ ۲۴ قَالَ رَبِّ نَجِّنِي

میں سے ہوں۔ پس وہ (موسیٰ) اس شہر سے دوڑتا ہوا رات بھر نکلا، کہنے لگا اے میرے پروردگار! مجھے

مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ۲۵ وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ

ظالموں کی قوم سے نجات دے۔ اور اس (موسیٰ) نے جب مدین کی طرف توجہ کی تھ (تو) کہنے لگا

عَسَىٰ رَبِّي أَنْ يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ۲۶ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ مَدْيَنَ

تو نے یہ کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستہ پر ڈال دے گا۔ اور جس وقت وہ مدین کے پانی پر پہنچا،

۱۔ استصرخہ :-

استصرخ سے فعل مضارع واحد مذکر غائب

کا صیغہ ہے۔ اور استصرخہ کے معنی ہیں استغاثہ

اسے مدد کیلئے بلایا (اقرّب) :-

۲۔ جباً :-

اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت ہے

اور اس کے معنی لوگوں کی حاجات پوری کرنے والے

کے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کسی غیر اللہ کے متعلق

جباً کا لفظ استعمال ہوا تو اس کے معنی سرکش

اور قانون کی خلاف ورزی کرنے والے کے ہوتے ہیں

(اقرّب) :-

۳۔ جاء رجل :-

تفسیر قرآنی ص ۲ پر ہے کہ ایک روایت

کے مطابق یہ شخص مومن آل فرعون تھا۔ اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ابن عم یعنی چچا زاد بھائی تھا۔

اور تفسیر قرآنی میں ہے کہ یہ شخص فرعون کا خواجی

تھا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا تھا۔

اور چچہ سو برس تک ایمان چھپاتا رہا۔ اور یہ قہری

شخص ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقَالَ

رَجُلٌ مِّنْ مَّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ ۚ أَتَىٰ

أَخَاهُ وَاجْتَمَعَ التَّوْبَتَيْنِ ۚ قَالَ يَبْنَؤُكَ ۖ وَتَوَدُّعًا

بَيْنَهُمَا ۚ وَتَوَدُّعًا بَيْنَهُمَا ۚ وَتَوَدُّعًا بَيْنَهُمَا ۚ

اور جب فرعون کو یہ خبر پہنچی کہ موسیٰ علیہ السلام نے

ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے، تو اس نے حضرت

موسیٰ کو قتل کرنے کے لئے تلاش کر لیا۔ اس وقت

اسی مومن شخص نے ایک آدمی کے ذریعہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو کھلا بھیجا کہ فرعون کے سردار

تمہارے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں :-

۴۔ مدین :-

تفسیر قرآنی ص ۳ پر ہے کہ مدین حضرت شعیب

علیہ السلام کی بستی تھی۔ اور کہا گیا ہے کہ اس

بستی کا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے

بیٹے مدین کے نام پر رکھا گیا تھا۔ اور یہ فرعون

کی حدود سلطنت سے باہر تھی :-



وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَةٌ مِّنَ النَّاسِ يُسْأَلُونَ هُ وَوَجَدَ مِنْ دُونِ

تو اس نے اس پر لوگوں میں سے ایک گروہ کو پانی پلاتے ہوئے پایا ، اور ان سے بھی دو عورتوں کو (اپنی بھینچ کر)

أَمْرَاتَيْنِ تَذَوُدَنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِي

روکے ہوئے یا اسے کہنے لگا تمہارا کیا کام ہے ۱۷ وہ دونوں کہنے لگیں ہم پانی نہیں بلا سکتیں

حَتَّى يُصَدِّدَ الرَّعَاءُ عَنْهُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ ۚ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ

یہاں تک کہ چرواہے (اپنے مویشی) پھیر کر لے جائیں ، اور ہماری باپ بہت بوڑھا ہے ۔ پس اس (موسیٰ) نے ان کیلئے

تَوَلَّى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّي لِمَا أَنزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ

اٹھ کر بھینچ کر پانی پلا دیا ۔ پھر اس نے سایہ کی طرف پیٹھ پھیر دی ، پس کہنے لگا میرے پروردگار جو کچھ تو نے میری طرف

فَقِيرٌ ۚ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْسِي عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ

بھلائی میں سے نازل کیا میں نے کچھ محتاج ہی ہوں ۔ پھر ان دونوں (مذکورہ) میں سے ایک کے پاس حیا سے چلتی ہوئی آئی (اور)

إِنَّ ابْنِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ

کہنے لگی تحقیق میرا باپ تجھے بلا رہا ہے تاکہ تو نے جو عمارے لئے (عماری بھینچ کر پانی پلا دیا وہ اس کا بدلہ دے پس جب

وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ

وہ اس کے پاس آیا اور اس کے سامنے سب قصے بیان کئے ۔ اس نے کہا تو موت خوف کر ۔ تو ظالموں کی قوم سے نجات

الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۚ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا بَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ

پاگیا ۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا اے میرے باپ اسے اجرت پر رکھ لو ۔ یقیناً

خَيْرٌ مِّنْ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۚ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ

جسے تو اجرت پر رکھے ان میں سے بہتر وہی ہوگا جو طاقتور اور امانت دار ہو ۱۸ (تفسیر) کہا یقیناً میں یہ چاہتا ہوں

أَنَّ أَتُكَلِّمَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمْنِي

کہ ان دو بیٹیوں میں سے ایک کا نکاح تمہارے ساتھ اس شرط پر کروں ، کہ تو آٹھ سال میری مزدوری

حَجَّجٌ فَإِنْ أَتَمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ وَمَا أُرِيدُ أَنْ

کرے تہہ پس اگر تو نے دس پورے کر دیئے ، تو یہ تمہاری طرف سے (احسان) ہے ۔ اور میں نہیں چاہتا کہ تجھ

أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۚ

پر کوئی مشقت ڈالوں ۔ اِنْ شَاءَ اللہ تم مجھے صالحین میں سے پاؤ گے ۔

۱۷ تذودان :-

ذَا رَيْدٌ وَذَا دَفْعٌ وَذَا يَدَا (۱) سے مضارع
تشبیہ مؤنث کا صیغہ ہے ۔ ذاک کے معنی ہیں خطرہ
وَدَفْعًا اسے دھتکارا اور ہٹایا ۔ (اقرب)

۱۸ خَطْبُكُمَا :-

الْخَطْبُ کے معنی ہیں ۔ الْأَمْرُ الْعَظِيمُ
الَّذِي يَكُونُ فِيهِ التَّخَالُفُ (مفردات راجع)
ایسا اہم معاملہ جس میں کثرت سے باہم گفت و
شنید کی جائے ۔

۱۹ یصددار :-

أَصَدَّرَ سے فعل مضارع ہے ۔ اور أَصَدَّرَ
فَعَلًا کے معنی ہیں ۔ ذَهَبَ بِهِ اُسے لے گیا ۔
(اقرب) ۲۰

۲۱ الرعاء :-

الرَّاعِي کی جمع ہے ۔ رَاعِي چرواہے کو کہتے
ہیں ۔ نیز اس کے معنی ہیں : كُلُّ مَنْ دَلِيَ أَمْرًا قَوْماً
ہر وہ شخص جو قوم کے کسی معاملہ کا ذمہ دار ہو ۲۲
(اقرب) ۲۳

۲۴ القوی الامین :-

تفسیر صفاتی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے
کہ حضرت قعب بن علیہ السلام نے لڑکی سے پوچھا کہ
اس کی طاقت تو تمہیں اس بات سے معلوم ہوگئی
کہ اس نے اکیلے ہی ڈول کھینچ کر پانی پلا دیا ۔ مگر
تمہیں اس کی امانت داری کا علم کس طرح ہوا ۔ اس
نے جواب دیا کہ اس نے مجھے کہا کہ تو میرے پیچھے
پیچھے چل اور مجھے راستہ بتاتی جا کیونکہ ہم اس قوم
سے ہیں کہ غیر عورتوں کی پشت پر بھی نظر نہیں ڈالتے ۔
پس میں نے پہچان لیا کہ یہ ان لوگوں میں سے نہیں
ہے جو غیر عورتوں کی پشت کی طرف دیکھتے ہیں ،
پس ہی امانت سے ۲۵

۲۵ علی ان تلجدنی :-

تفسیر صفاتی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی اور من لا یحضرہ
الفقیہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ
حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اس زمانہ
میں اسلام میں نکاح اجارہ جائز نہیں ۔ وہ اس طرح
کہ کوئی شخص کہے کہ میں اتنے سال تمہارا قلیل قلیل
کام کرتا ہوں ۔ اس شرط پر کہ تو اپنی بہن یا بیٹی کا نکاح
میرے ساتھ کر دے ۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اس لئے حرام
ہے کہ وہ کام کا کرنا بمنزلہ حق مہر کے ہے ۔ اور اپنے
مہر کی مقدار وہ عورت خود ہے نہ کہ کوئی اور ۲۶

قَالَ ذَلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلِينَ قَضَيْتُ فَلَا

اُس نے کہا کہ یہ میرے درمیان اور تمہارے درمیان (اقران) ہے مومنوں مدتوں میں سے جو کسی بھی میں پوری کر دوں پھر مجھے

عَدَاوَانِ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَى مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿۲۸﴾ فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَىٰ

کوئی زیادتی نہ ہوگی۔ اور جو کچھ ہم کہتے ہیں اس پر اللہ تعالیٰ کارساز ہے۔ پس جب موسیٰ نے وہ مدت

الْأَجَلِ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِنْ جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ

پوری کر دی۔ اور اپنے اہل کے ساتھ رات کو چلا تو طور کی طرف ایک آگ دیکھی۔ اس نے اپنے

لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُمْ مِنْهَا بِخَبَرٍ

اہل سے کہا تم ٹھہر جاؤ۔ یقیناً میں نے ایک آگ دیکھی ہے، شاید میں تمہارے پاس اس سے کچھ خبر

أَوْ جَذْوَةٍ مِنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَلَمَّا أَتَاهَا

یا آگ کی ایک چنگاری لاقول، تاکہ تم تلیو۔ پس جب وہ اُس کے پاس آیا

نُودِيَ مِنْ شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ

تو مبارک جگہ میں دائیں طرف کی وادی کے کنارہ ایک درخت سے آواز دی گئی۔

مِنَ الشَّجَرَةِ أَنْ يُمُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿۳۰﴾

یقیناً میں ہی جہاں لوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ ہوں کہ اے موسیٰ!

وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ

اور یہ کہ تو اپنا عصا ڈال دے۔ پس جب اس نے اسے دیکھا کہ وہ حرکت کرتا ہے گویا کہ وہ ہلچلنا لگا سا ہے۔ پھر

مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَمُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ إِنَّكَ

پھیر کر واپس لوٹا اور پیچھے نہ مڑا۔ (پھر نے کہا) اے موسیٰ آگے بڑھ، اور مت ڈر۔ یقیناً تم

مِنَ الْأَمِينِينَ ﴿۳۱﴾ أَسْلَكَ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخَرُّجَ بَيْضَاءٍ مِنْ

امن پائے فالوں میں سے ہو۔ تو اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈال، وہ بغیر کسی بیماری (برص) کے سفید

غَيْرِ سَوِيٍّ وَاصْمُمُ إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَنِكَ

بیمکتا ہوا نکل آئے گا۔ اور تو خوف سے (بچاؤ کیلئے) اپنا بازو اپنی طرف علا لے گا پس تمہارے پروردگار

بُرْهَانٍ مِنْ رَبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَآئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا

کی طرف سے فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف یہ دودلیلیں ہیں۔ یقیناً وہ نافرمان



۱۔ غیر سَوِيٍّ :-

قرآن مجید میں لفظ سَوِيٍّ جو مختلف

معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی تشریح

سابقہ صفحہ پر زیرِ جاہشہ ذکر دی گئی ہے۔

یہاں سَوِيٍّ سے مراد برص کا مرض ہے جس

میں برص والا عضو سفید ہو جاتا ہے، چونکہ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ معجزانہ طور پر سفید ہو جاتا

تھا۔ اس لئے کہا گیا کہ یہ سفیدی بوجہ مرض برص

نہیں بلکہ معجزانہ ہے۔

تفسیر قحافی ص ۳۲ پر ہے کہ حضرت موسیٰ

علیہ السلام کے ہاتھ کا سفید ہو جانا برص کی وجہ سے

نہ تھا۔ اور بات یہ تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا

رنگ بہت زیادہ گندمی تھا۔ پس جب آپ نے

اپنا ہاتھ جیب سے نکالا تو تمام دنیا ان کے لئے

روشن ہو گئی :-

۲۔ الرَّهْبِ :-

ڈر۔ رَهْبٌ يَرْهَبُ کا مصدر ہے جس کے

معنی ڈرنے کے ہیں۔ بعض کا قول ہے کہ میری زبان

میں رَهْبِ آستین کو کہتے ہیں۔ اُصْمِيَّ کا بیان

ہے کہ میں نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا اُصْمِيَّ

ما فی رَهْبِكَ (جو میری آستین میں ہے مجھے دے

دے) اس صورت میں یہ واضح ہوا کہ جَنَاحُكَ

من الرَّهْبِ کے معنی ہوں گے۔ اپنے ہاتھ کو آستین

سے نکال کر اپنی طرف ملاؤ۔ (معالم التنزیل جلد ۲ صفحہ ۱۹۸)

اسی طرح مقال کہتے ہیں کہ میں لفظ رَهْبِ

کی تفسیر کی تلاش میں نکلا تو مجھ سے ایک اعرابی کی

ملاقات ہوئی۔ میں کھانا کھا رہا تھا۔ اُس نے کہا کہ

اللہ کے بندے مجھ پر صدقہ کر میں نے مومنوں کو پھر کر

اُسے دینا چاہتا تو کہنے لگی ہر دن فی رَهْبِ (یہاں ڈال

میری آستین میں) لیکن پہلے معنی زیادہ فصیح ہیں :-

(مفردات) غیب کی لافیات القرآن نمائی جلد ۳ ص ۱۹۸

قَوْمًا فَسِيقِينَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ إِنِّي قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَأَخَافُ

لوگ تھے۔ اس (موسیٰ) نے کہا اے میرے پروردگار! یقیناً میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کیا، پس میں ڈرتا ہوں

أَنْ يُقْتُلُونِ ﴿۳۳﴾ وَأَخِي هَارُونُ هُوَ أَفْضَلُ مِنِّي لِسَانًا فَأَرْسَلْهُ

کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ اور میرا بھائی ہارون وہ میری نسبت زبان میں زیادہ فصیح ہے۔ پس اسے میرے

مَعِيَ رِدْءًا يُصَدِّقُنِي إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُكَذِّبُونِ ﴿۳۴﴾

ساتھ بڑا گارنٹریج لے (کہ وہ میری تصدیق کرے)۔ یقیناً میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے جھٹلا دیں گے۔

قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا

(خدا نے) فرمایا عنقریب ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی سے مضبوط کریں گے، اور تم دونوں کیلئے ایک حجت قرار دیں گے

فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا إِنَّكُمْ مِّنْ اتَّبِعِكُمَا

پس تم دونوں تک نہیں پہنچ سکیں گے، میری نشانیوں کے ساتھ تم دونوں اور جس نے تم دونوں کی پیروی کی

الْغٰلِبُونَ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا جَاءَهُم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوا

غالب ہو گئے۔ پس جب ان کے پاس موسیٰ ہماری واضح نشانیوں کے ساتھ آیا۔ وہ بولے نہیں

مَا هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي آبَائِنَا

ہے یہ مگر کھڑا ہوا جادو۔ اور ہم نے اپنے پہلے باپ دادوں میں اسے سنا

الْأَوَّلِينَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّيْٓ أَعْلَمُ بِمَنْ جَاءَ بِالْهُدٰى

ہی نہیں۔ اور موسیٰ نے کہا میرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ اُس کی طرف سے کون

مِّنْ عِنْدِهِ وَمَنْ تَكُونُ لَهُ عَاقِبَةُ الدَّارِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ

ہدایت کے ساتھ آیا۔ اور (آخرت کے) گھر کا (اچھا) انجام کس کیلئے ہو گا۔ یقیناً ظالم نجات

الظَّالِمُونَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَأْتِيَهَا الْمَلَأُ مَا عَلِمْتُ

نہیں یا نہیں گئے۔ اور فرعون نے کہا، اے سردارو! میں نے اپنے سوا

لَكُمْ مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاقْدُرِيْ لَهُم مِّنْ عَلَى الطِّينِ فَاجْعَلْ

تمہارے لئے اور کسی کو معبود نہیں بنانا۔ پس اے ہامان! تو میرے لئے مٹی کے اور پتھر آگ جلا۔ پھر میرے

لِي صَرْحًا لَّعَلِّيْ أَطَّلِعُ إِلَى إِلٰهٍ مُّوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ

واسطے ایک محل بنانا تاکہ میں (اس پر) چڑھ کر موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں۔ اور یقیناً میں اس (موسیٰ) کو

۱۰۰۰

الترؤد کے معنی ہیں۔ آئوٹن مدد کرنا۔
الناسی مددگار (اقریب) رخصت سے جس کے معنی
مدد کرنے کے ہیں۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ آنداء
جمع۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، ص ۶۹) ۵

۱۰۰۰

تفسیر نعمانی ص ۲۹۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ
ہامان نے فرعون کے لئے ہوام میں ایک بلند مکان
بنوایا جس پر پوجہ ہمیشہ چلنے والی آندھی کے انساؤں
کے لئے کھڑا ہونا مشکل تھا۔ پھر وہ فرعون سے کہنے
لگا کہ اس سے زیادہ اونچا بنا سکی ہم میں قدرت نہیں
ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایسی آندھی بھیجی جس نے
اُسے گرا دیا۔ اس پر فرعون اور ہامان نے ایک
تابوت تیار کیا۔ پھر عقاب کے چار بچے پائے
جب وہ بڑے ہو کر قوت پائے تو انھیں چھو کا
رکھ کر گزندہ کر دیا گیا۔ پھر تابوت کے چاروں کونوں
پر چار ستون مضبوط سے باندھے اور ہر ایک کے سرے
پر گوشت کے ٹکڑے رکھے۔ اور تابوت کے چاروں
پایوں کے ساتھ عقابوں کی ٹانگیں باندھ دیں۔ پس
گوشت کو دیکھ کر انھوں نے بازو بھر بھر لئے۔ اور
فرعون و ہامان کو لے کر اوپر ہوا میں بلند ہوئے اور
سارادن اُڑتے رہے۔ پھر فرعون نے ہامان سے پوچھا
کہ دیکھ ہم آسمان تک پہنچے یا نہیں! ہامان نے منظر
ڈال کر کہا کہ مجھے تو آسمان اتنی ہی دور نظر آتا ہے،
جتنی دود کہ زمین سے۔ فرعون نے کہا کہ زمین کی طرف
دیکھ۔ اُس نے کہا کہ مجھے زمین نظر نہیں آتی۔ صرف
سمندر اور پانی دکھائی دیتا ہے۔ عقاب بلند ہی ہو
گئے۔ تاہم سوچ غروب ہو گیا۔ اور سمندر اور پانی
ان کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ فرعون نے پھر کہا
کہ اے ہامان! آسمان کی طرف دیکھ۔ پس اس نے آسمان
کی طرف دیکھا اور کہا کہ مجھے تو اتنی ہی دور نظر آتا ہے
جتنا کہ زمین سے۔ پھر جب رات چھا گئی تو ہامان نے
آسمان کی طرف دیکھا تو فرعون نے کہا کیا ہم پہنچ گئے!
اُس نے کہا کہ مجھے ستارے نظر آتے ہیں جس طرح کہ
زمین سے نظر آتے تھے۔ اور زمین تو نظر نہیں آتی البتہ
اندھیرا نظر آتا ہے۔ آخر وہ تابوت دائمی اندھیری
مکرایا۔ پھر جھٹکے کھا کھا کر زمین کی طرف آ رہا۔ اور اسی
وقت فرعون کی سرکشی اور بڑھکائی ۵

مِنَ الْكَذِبِينَ ۝۳۸ وَاسْتَكْبَرُ هُوَ وَجُودُهُ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

جھوٹوں میں سے گمان کرتا ہوں۔ اور اس نے اور اس کے لشکر نے زمین میں ناحق تکبر

الْحَقِّ وَظَنُوا أَنَّهُم إِلَيْنَا لَا يَرْجِعُونَ ۝۳۹ فَأَخَذْنَاهُ وَ

کیا۔ اور انھوں نے گمان کیا کہ یقیناً وہ ہماری طرف نہ لوٹائے جائیں گے۔ پس ہم نے اُسے اور

جُودُهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ فَأَنْظُرُ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

اُس کے لشکر کو پھینکا۔ پھر ہم نے انھیں دریا میں ڈال دیا۔ پس تو دیکھ کہ ظالموں کا انجام کیسا

الظَّالِمِينَ ۝۴۰ وَجَعَلْنَاهُمْ أُمَّةً يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَيَوْمَ

ظالم۔ اور ہم نے اُن کو ایسے امام قرار دیا کہ جو جہنم کی طرف بلاتے ہیں۔ اور قیامت کے

الْقِيَمَةِ لَا يَنْصُرُونَ ۝۴۱ وَاتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً

کے دن وہ کوئی مدد نہیں دیتے جائیں گے اور ہم نے اسی دنیا میں اُن کے پیچھے لعنت لگا دی

وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ هُمْ مِنَ الْمَقْبُوحِينَ ۝۴۲ وَلَقَدْ آتَيْنَا

اور قیامت کے دن وہ بُرے حال والوں میں سے ہوں گے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو

مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا الْقُرُونَ الْأُولَى

بعد اس کے کہ ہم پہلے زمانوں کے لوگوں کو ہلاک کر چکے، ایسی کتاب دی

بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝۴۳

جو لوگوں کے لئے بصیرت تھی، اور ہدایت اور رحمت، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ

اور اُسے رسول (تو طور کی) مغربی جانب نہ تھا، جبکہ ہم نے موسیٰ کی طرف امر (رسالت) کا فیصلہ کیا تھا

وَمَا كُنْتَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝۴۴ وَلَكِنَّا أَنْشَأْنَا قُرُونًا

اور نہ تو حاضر گواہوں میں سے تھا۔ لیکن ہم نے (موسیٰ کے بعد) کئی گروہ پیدا کئے

فَتَطَاوَلُ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۝۴۵ وَمَا كُنْتَ تَأْوِيًا فِي أَهْلِ

پھر اُن پر لمبی عمریں گزر گئیں۔ اور تو مدین والوں میں اقامت گزین نہ

مَدْيَنَ تَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا وَلَكِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝۴۶

تھا کہ تو اُن پر ہماری آیتیں پڑھتا۔ لیکن رسول بنا کر بھیجنے والے تو ہم ہی ہیں۔ اور

نُفْسَانِی

لہ جعلنہما ائمتہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دو اماموں کا ذکر ہے۔ فرمایا خدا تعالیٰ نے وجعلناہما ائمتہ یحدون بامرنا۔ ایک الانبیاء (ع)۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے اُن کو ایسے امام بنایا جو ہماری حکم کے مطابق ہدایت کرتے ہیں۔ آدمیوں کے حکم مطابق نہیں اور خدا کے حکم کو لوگوں کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اور خدا کے فیصلہ کو ان کے فیصلہ کو بھی مقدم سمجھتے ہیں۔ اور فرمایا: وجعلنہما ائمتہ یدعون الی النار۔ (آیت اور ترجمہ متن میں دیکھیں)۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حکم کو خدا کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں۔ اور آدمیوں کے فیصلہ کو خدا کے فیصلہ پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور جو کچھ خدا کی کتاب میں ہے اُس کے خلاف اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں :-

لمترجم :- دوزخ کی طرف لے جانے والے اماموں کی پہچان اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت میں فرمادی: یُتَّبَعْنَاهُمْ فِي هَذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً یعنی اور ہم نے اسی دنیا میں دوزخ میں لے جانے والے اماموں کے پیچھے لعنت لگا دی ہے۔ پس ضروری ہے کہ ایسے امام بھی موجود ہوں اور لوگ اُن پر لعنت بھی کرتے ہوں۔ مسلمانوں کے لئے ایسے اماموں کی تابعداری اور پیروی سے بچنا لازم ہے :-

وَصَلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٥١﴾ الَّذِينَ اتَّبَعُوا

ہم نے ان کے واسطے ایک قول کو دوسرے سے ملارکھا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ وہ لوگ جن کو ہم نے اس سے

الْكِتَابِ مِنْ قَبْلِهِ هُمْ بِهِ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

پہلے کتاب دی، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور جب ان پر (کلام خدا) پڑھا جاتا ہے

قَالُوا آمَنَّا بِهِ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهِ

وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یقیناً یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے۔ یقیناً ہم اس کے پہلے ہی سے

مُسْلِمِينَ ﴿٥٣﴾ أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا

ماننے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہمارے اس کے کہ انہوں نے صبر کیا وہ گنا بدلہ دیا جائے گا۔

وَيَذَرُونَ بِالْحَسَنَةِ الْيَتِيمَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُفْقُونَ ﴿٥٤﴾

اور (یہی) بدی کو نیکی سے قطع کرتے رہتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا اس میں سے (بلا خدا میں) خرچ کرتے ہیں۔

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا

اور جب انہوں نے کوئی بیہودہ بات سنی تو اس سے منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگے کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں۔

وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ﴿٥٥﴾

اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ سلام ہو تم پر۔ ہم جاہلوں کو نہیں چاہتے۔

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ

یقیناً تو جس کو چاہے ہدایت نہیں کر سکتا، لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے راہ دکھاتا ہے۔

وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ وَقَالُوا إِنَّا نَتَّبِعُ الْهُدَىٰ

اور وہ ہدایت یافتوں کو خوب جانتا ہے۔ اور انہوں نے کہا اگر ہم تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی

مَعَكَ نُنْخِطُ مِنْ أَرْضِنَا أَوْ لَمْ نَمُكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا

کوئی، تو ہم اپنی زمین سے ایک لئے جائیں۔ کیا ہم نے ان کو امن والے حرم میں تمکین نہیں

أَمِنَّا يُجَبَىٰ إِلَيْهِ ثَمَرَاتُ كُلِّ شَيْءٍ رِزْقًا مِنْ لَدُنَّا وَ

دی کہ اس کی طرف ہمارے ہاں سے ہر چیز کے پھل بطور رزق بھیجے آتے ہیں۔ اور

لَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ اور ہم نے کتنی ہی بستیوں کو ہلاک کر دیا۔

تفسیر

۱۔ بہا صبروا:-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بہا صبروا کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے تفسیر کر کے وقت گزارا۔

۲۔ یذرون:-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ صبر کرنے والے ائمہ ہدی ہیں۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم صابر ہیں، اور ہمارے شیعہ ہم سے بھی زیادہ صبر کرتے رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اس بات پر صبر کرتے ہیں جس کے انجام کو ہم جانتے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمارے شیعہ اس بات پر صبر کرتے ہیں جس کے انجام کو وہ بالکل نہیں جانتے ہوتے۔

نیز آپ نے فرمایا کہ ہمارے شیعہ ایسے ہیں کہ جو شخص ان کے ساتھ ہدی کرے۔ اس کا دفعیہ اس کے ساتھ نیکیاں کر کے کرتے ہیں۔

۳۔ اللغو:-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ لغو سے مراد جھوٹ، بیہودگی اور راگ رنگ ہے۔ اور ان سے منہ پھرنے والے ائمہ علیہم السلام ہیں۔

بَطَرَتْ مَعِيشَتَهَا فِتْلِكَ مَسْكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ

کراہی معیشت پر اترا تھی پس یہ ان کے مکانات ان کے بعد آباد ہی نہیں کئے گئے۔

بَعْدِهِمْ إِلَّا قَلِيلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوَارِثِينَ ﴿۵۸﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ

مگر تھوڑے۔ اور ہم ہی وارث ہوئے۔ اور تمہارا پروردگار

مُهْلِكُ الْقُرَىٰ حَتَّىٰ يَبْعَثَ فِي أُمِّهَا رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْهِمْ

بستیوں کو ہلاک کر دینا والا نہیں ہوا، یہاں تک کہ ان کی بڑی بستی میں کوئی رسول بھیجا نہ جو ان پر ہماری آیتیں

أَتَيْنَاهُ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرَىٰ إِلَّا وَأَهْلُهَا ظَالِمُونَ ﴿۵۹﴾ وَ

پڑھتا رہا۔ اور ہم بستیوں کو ہلاک کرنے والے نہیں ہوئے مگر اس حال میں کہ اس کے رہنے والے ظالم ہوئے۔ اور

مَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعٌ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا وَمَا

کسی چیز سے جو تم دیئے گئے ہو، پس وہ دنیا کی زندگانی کا سامان اور اس کی زینت ہے۔ اور جو کچھ

عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۶۰﴾ أَفَسَوْفَ وَعْدُنَا

اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہیو والا ہے۔ پھر کیا تم سمجھتے نہیں۔ پس کیا وہ شخص جسے ہم نے اچھا

وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَا قِيَّةَ كَمَنْ مَّتَّعْنَاهُ مَتَّاعَ الْحَيَاةِ

وعدہ دیا، پھر وہ اسے مٹنے والا بھی ہو اس کی مانند ہو سکتا ہے جسے ہم نے دنیا کی زندگانی کا نادمہ

الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۶۱﴾ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ

دیا ہو۔ پھر وہ قیامت کے دن عذاب کیلئے حاضر کئے گئے ہوں میں سے ہو۔ اور جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) اظہار

فَيَقُولُ أَيُّ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿۶۲﴾ قَالَ

پکارے گا۔ تو فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں کے

الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ رَبَّنَا هَؤُلَاءِ الَّذِينَ أَغْوَيْنَا

خلافت (عذاب) کا قول ثابت ہو چکا ہوگا وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار یہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔

أَغْوَيْنَهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّأْنَا إِلَيْكَ مَا كَانُوا إِيَّانَا

ہم نے انہیں اسی طرح گمراہ کیا جس طرح ہم خود گمراہ ہوئے۔ ہم نے تیرے حضور بیزاری کا اظہار کیا۔ یہ ہماری عبادت

يَعْبُدُونَ ﴿۶۳﴾ وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ فَدَعَوْهُمُ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا

نہیں کیا کرتے تھے۔ اور ان سے کہا جائے گا اپنے شریکوں کو دیکھو۔ پس وہ انہیں پکاریں گے تو وہ ان کو کوئی

۱۔ بطرت :-

بَطَرَتْ (يَبْطُرُ بَطْرًا) کے معنی - أَخَذَتْ دَهْسَةً دَحِيزَةً هَجَرًا النِّعْمَةَ عَنِ الْقِيَامِ بِحَقِّهَا نعمت کی فراوانی پر اس کے حقوق کی - اولیٰ کی میں ابا اور بے پرواہی برتنے لگا۔ اَوْطَفَىٰ بِالنِّعْمَةِ اَوْعِنْدَهَا نیز اس کے یہ معنی بھی ہیں کہ نعمت کے سبب یا نعمت کی موجودگی میں آپ سے باہر ہو گیا۔ نیز بَطَرَتْ الشَّيْءَ کے معنی ہیں - كَرِهَتْهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَسْتَحَقَّ الْكَرَاهَةَ یعنی ایسی چیز کو ناپسند کیا جو ناپسندیدگی کے لائق نہ تھی۔ کہتے ہیں بَطَرْتُ الْعَقْلَ اور معنی یہ ہوتے ہیں کہ تکرار سے کلمہ بَقُولُہ حق سے متکبر کیا اور اسے قبول نہ کیا۔ وَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ كَمَثَرَةٍ حَقًّا فَتَكْذِبُ عَدُوُّهُ اور بعض نے یہ مفہوم لیا ہے کہ اس نے اس چیز کو حق نہ سمجھا جس کی بنا پر اس کے قبول کرنے میں متکبر کیا۔ اور بَطَرُوا فُلَانًا النِّعْمَةَ کے معنی ہیں اِسْتَحْفَظَهَا فَكَفَرَهَا نعمت کو خفیف سمجھا۔ اور اس بنا پر اس کی ناقدری کی۔ اور أَبْطَرَهُ الْهَالِكُ کے معنی ہیں - جَعَلَهُ بَطْرًا مال نے اس کو متکبر بنا دیا۔ (اقریب) ۲۔

اس کے لفظی معنی ہیں اس کی ماں، اُن کی بڑی بستی، حاکم کی ضمیر قرنی کی طرف راجع ہے۔ اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے "بستیوں کی ماں" یعنی بڑی بستی۔ اقریضات حاکم و احد مؤنث غائب مضارع الیہ (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰)

لَهُمْ وَرَأَوْا الْعَذَابَ لَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَهْتَدُونَ ﴿۲۳﴾

جواب نہ دیں گے، اور وہ عذاب کو دیکھیں گے (تو خواہش کر شکے کہ) کاش وہ ہدایت یافتہ ہوتے۔ اور

يَوْمَ يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ مَاذَا أَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۴﴾ فَمِيتٌ

جس دن وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں آواز دے گا۔ پھر کہیں گے کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا اسے پس اس دن

عَلَيْهِمُ الْأَنْبَاءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۵﴾ فَأَمَّا

کی خبریں ان سے پوشیدہ ہو جائیں گی۔ پھر وہ ایک دوسرے سے نہیں پوچھ سکیں گے۔ پس جس شخص نے

مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مِنَ

توبہ کی، اور ایمان لایا، اور نیک عمل کئے۔ تو امید ہے کہ وہ فلاح پانے والوں میں سے

الْمُفْلِحِينَ ﴿۲۶﴾ وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ

ہو جانے گا۔ اور تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور انتخاب کرتا ہے۔ ان (نبیوں) کو انتخاب

الْخَيْرَةُ سُبْحَنَ اللَّهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۲۷﴾ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ

کا کوئی اختیار نہیں ہے اللہ تعالیٰ پاک اور برتر ہے اس چیز سے کہ وہ شریک ٹھہرتے ہیں۔ اور تمہارا پروردگار جانتا ہے

مَا تَكُنْ صَدُورُهُمْ وَمَا يَعْلَمُونَ ﴿۲۸﴾ وَهُوَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا

جو کچھ ان کے سینے چھپاتے ہیں اور جو کچھ وہ ظاہر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس کے سوا کوئی معبود

هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ

نہیں۔ اول اور آخر ہر قسم کی حمد اسی کیلئے ہے اسے اور اسی کے لئے حکم ہے اور اسی کی طرف تم

تَرْجِعُونَ ﴿۲۹﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ عَلَيْكُمُ اللَّيْلَ

لوٹانے جاؤ گے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے دن تک ہمیشہ رات ہی

سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ يَأْتِيكُمْ

رکھتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود ہے جو تمہارے پاس رہتی

بِضْيَاءٍ أَفَلَا تَسْمَعُونَ ﴿۳۰﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ جَعَلَ اللَّهُ

لے آئے۔ پھر کیا تم سنتے نہیں ہو۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے دیکھا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم پر قیامت کے

عَلَيْكُمْ النَّهَارَ سَرْمَدًا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَمَةِ مَنْ إِلَهٌ غَيْرُ

دن تک ہمیشہ دن ہی رکھتا، تو اللہ تعالیٰ کے سوا کون معبود

۱۵ اجبتہ المرسلین :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ عامہ نے روایت کی ہے کہ یہ ندا قیامت کو ہوگی اور خواص کی روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ ہے کہ بندہ جب قبر میں داخل ہوگا اور اس سے خوفزدہ ہوگا تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پوچھا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو تمہارا پشت پناہ تھا۔ پس اگر یہ یوں تھا تو کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور سچائی لائے۔ پس اسے کہا جائے گا کہ اب چین سے سو رہو۔ اور شیطان وہاں سے رفو چکر ہو جائے گا، اور اس کی قبر میں سات گز تک فراخی کر دی جائے گی۔ اور وہ جنت میں اپنا مکان دیکھ لے گا۔ اور اگر یہ بندہ کافر تھا تو کہے گا کہ میں نہیں جانتا۔ پھر اسے ایک ضرب ایسی لگائی جائے گی کہ سوائے انسان کے سب مخلوق سن لے گی، اور شیطان اس پر مسلط ہو جائے گا۔ اس کی آنکھیں تانبے کی مثل کووندی بجلی کے ہوں گی۔ وہ اس سے کہے گا کہ میں تمہارا بھائی ہوں۔ اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط ہو جائیں گے۔ اور اس کی قبر میں اندھیرا ہو جائے گا۔ اور قبر اس کو اس طرح چھینچکی کہ اس کی پسلیاں جدا ہو جائیں گی۔ پھر امام علیہ السلام نے اپنی انگلیوں سے بتایا اور ان کو ایک دوسرے میں ملا دیا :-

۱۶ فعمیت :-

عجمی سے مؤنث کا صیغہ ہے۔ اور عجمی کے معنی میں : ذہب بَصُوْهُ كُلُّهُ مِنْ عَيْنَيْهِ كَلْبَةً اُس کی دونوں آنکھوں کی بنیائی جاتی رہی۔ اور عجمی فلان کے معنی میں : ذہب بَصُوْهُ كُلُّهُ وَجْهٌ اُس کے دل کی بصیرت باقی رہی اور وہ جاہل رہ گیا۔ عجمی علیہ الامر کے معنی ہیں : التَّبَسُّؤُا اَشْكَبَةُ یعنی ساری چیزیں اس پر شتبہ ہو گئیں۔ عجمیت الْاَنْبَاءُ عَنْ فُلَانٍ کہیں تو معنی ہوں گے۔ خفیفیت فلان شخص سے خبری محض رہ گئیں۔ (اقریب) :-

۱۷ لہم الخیرۃ :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی امام مقرر کرتا ہے لوگوں کا اختیار نہیں ہے کہ وہ امام مقرر کریں۔ لفظ خیرۃ خاز کا مصدر ہے۔ اور خاتم الرجل علی غدرہ کے معنی ہیں۔ فضئلہ اس نے

اس کو غیر فضیلت دی۔ جب خاز الشی کہیں تو معنی ہوں گے۔ استفاء اس کو حق لیا :- (اقریب) :- ۱۸ لہم الخیرۃ :- تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ جس طرح مومنین دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ چنانچہ اُن کا قول ہوگا : الحمد لله الذی اذہب عنا الحزن (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہم سے رنج کو دور کر دیا)۔ الحمد لله الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا) :- ۱۹ سرمد :- اَشْرَمَدًا اَعْمٰی الطویل من اللیالی یقالین سرمدًا طویل یعنی لمبی رات۔ اَشْرَمَدًا اَقْلًا دَلَا اَخْرَ سومدی اس کو کہتے ہیں۔ جس کی ابتداء اور انتہاء نہ ہو :- (اقریب) :-

نزلہ

۱۸ لہم الخیرۃ :- تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ جس طرح مومنین دُنیا میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں، اسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ چنانچہ اُن کا قول ہوگا : الحمد لله الذی اذہب عنا الحزن (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہم سے رنج کو دور کر دیا)۔ الحمد لله الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض (سب حمد اسی کیلئے ہے جس نے ہمارے ساتھ اپنا وعدہ سچ کر دکھایا۔ اور ہمیں اس زمین کا وارث کر دیا) :- ۱۹ سرمد :- اَشْرَمَدًا اَعْمٰی الطویل من اللیالی یقالین سرمدًا طویل یعنی لمبی رات۔ اَشْرَمَدًا اَقْلًا دَلَا اَخْرَ سومدی اس کو کہتے ہیں۔ جس کی ابتداء اور انتہاء نہ ہو :- (اقریب) :-

اللَّهُ يَأْتِيَكُمْ بِكُلِّ تَسْكُنُونَ فِيهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٤٢﴾

ہے، جو تمھارے پاس رات لے آتا جس میں تم آرام کرتے، پھر کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ اور

مِنْ رَحْمَتِهِ جَعَلَ لَكُمْ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوا فِيهِ

اُس نے اپنی رحمت سے تمھارے لئے رات اور دن بنائے، تاکہ تم اس (رات) میں آرام کرو،

وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٤٣﴾ وَيَوْمَ

اور تاکہ تم (دن میں) اس کے فضل میں سے چاہو، اور تاکہ تم شکر گزاری کرو۔ اور جس دن

يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ﴿٤٤﴾

وہ (اللہ تعالیٰ) اُن کو آواز دے گا پس کہیں گے کہاں ہیں میرے شریک جن کا تم دعویٰ کیا کرتے تھے۔

وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ

اور ہم ہر ایک امت میں سے ایک ایک گواہ نکالیں گے (پھر ہم) اُن سے کہیں گے کہ تم اپنی دلیل پیش کرو

فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلَّهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٤٥﴾

پس وہ جان لیں گے کہ یقیناً حق اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور جو جھوٹ موٹ وہ گھڑا کرتے تھے وہ سب کچھ بھار مارا

إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَى فَبَغَى عَلَيْهِمْ وَآتَيْنَاهُ

یقیناً قارون موسیٰ کی قوم میں سے تھا (موسیٰ اسرائیل پر زیادتی کی۔ اور ہم نے اُسے

مِنَ الْكُنُوزِ مَا إِنْ مَفَاتِحُهَا لَتَنُوتُوا بِالْعِصْبَةِ أُولَى الْقُوَّةِ

خزانوں میں سے اس قدر دیا کہ یقیناً اُس کی کنجیاں ایک قوت والی جماعت پر بھی بھاری ہوتی تھیں۔

إِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِينَ ﴿٤٦﴾

وہ وقت یاد کرو جبکہ اُس کی قوم نے اسے کہا کہ تو مت اترا، یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ الدَّارَ الْآخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ

اور جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اُس میں سے آخرت کے گھر کو تلاش کر، اور دنیا میں سے اپنا حصہ نہ

مِنَ الدُّنْيَا وَاحْسِنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ

بجول۔ اور احسان کر جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا، اور زمین میں

الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِدِينَ ﴿٤٧﴾ قَالَ

فساد کی خواہش نہ کر۔ یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ وہ بولا

۱۵ شہیداً :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس امت کے ہر فرقہ کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ قول صاحب تفسیر صفائی : سان کا امام ان کے اعمال اور اعتقادات کی گواہی بھی دے گا۔ لے برہانکم :-

برہان کے نقلی معنی ہیں دلیل۔ بیان حجت بروزن ثقلات جیسے رُحجَان اور ثُنَيَان وغیرہ ہیں۔ بعض کے خیال میں بَرَّة، یَبْرُک کا مصدر ہے جس کے معنی سفید اور درخشاں ہونے کے ہیں۔ برہان اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زور دار ہو۔ اور ہمیشہ اور ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ واضح ہے کہ دلیل کی پانچ قسمیں ہیں :- ۱۔ وہ جو ہمیشہ صدق کی مقتضی ہو۔ ۲۔ وہ جو ہمیشہ کذب کی مقتضی ہو۔ ۳۔ وہ جو صدق سے زیادہ قریب ہو۔ ۴۔ وہ جو کذب سے زیادہ قریب ہو۔ ۵۔ وہ جس کا اقتضاء صدق و کذب دونوں کے لئے برابر ہو۔ (لغات القرآن لعمادی جلد ۲ ص ۱۰۱)



۱۵ قارون :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا۔ اور اس کا چچا یصہر بن فاہش بن لاوی تھا۔ اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خالہ زاد بھائی تھا۔ قول صاحب تفسیر صفائی :-

دونوں باتوں میں اختلاف نہیں۔ مگر ترجمہ :- اختلاف اسلئے نہیں کہ دو شخص آپس میں خالہ زاد بھی ہو سکتے ہیں۔ اور ہی چچا زاد بھی ہو سکتے ہیں۔

جبکہ دو بھائی ایسی عورتوں سے شادی کریں جو آپس میں بہنیں ہوں۔ پس وہ عورتیں اپنی اولاد کی خالائیں بھی ہوں گی۔ اور اُن کے خاندان بوجہ بھائی بھائی ہونے کے اپنی اولاد کے چچا، تایا بھی ہوں گے۔

إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ عِنْدِي ۖ أَوَلَمْ يَعْلَم أَنَّ اللَّهَ قَدْ

ما سوا اس کے نہیں کر میں (مال) بسبب علم دیا گیا ہوں کہ میرے پاس ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا تھا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ نے

أَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهِ مِنَ الْقُرُونِ مَنْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً

اس سے پہلے کئی زمانوں (کے آدمیوں) کو ہلاک کیا ہے، جو اس سے قوت میں سخت اور

وَ أَكْثَرُ جَمْعًا ۖ وَلَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٢٨﴾

جمعیت میں زیادہ تھے۔ اور مجرم (بعد موت جہنم) اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھے جاتے۔

فَخَرَجَ عَلَىٰ قَوْمِهِ فِي زِينَتِهِ ۖ قَالَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ

پس وہ اپنی آرائش کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا۔ ان لوگوں نے جو دنیا کی زندگی چاہتے

الْحَيَاةَ الدُّنْيَا يَلِيتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ

تھے کہا اے کاش! کہ جیسا قارون کو دیا گیا ویسا ہی ہمارے لئے بھی ہوتا۔ یقیناً

لَذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ

وہ بہت بڑے نصیب والے ہیں۔ اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے انھوں نے کہا وائے تمہیں

ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِمُكَ

اللہ تعالیٰ کا ثواب اُس شخص کیلئے بہتر ہے جو ایمان لایا اور اُس نے عمل نیک کئے۔ اور وہ سوائے صبر کرنے

إِلَّا الصَّبْرُ ﴿٣٠﴾ فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا

والوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا۔ پس ہم نے زمین کو تنگ اس کے اور اس کے گھر کے دھنسا دیا تاکہ پھر اس کیلئے

كَانَ لَهُ مِنْ فِتْنَةٍ يَنْصُرُونَهُ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَمَا كَانَ

کوئی گروہ ایسا نہ ہوا جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کی مدد کرتا۔ اور نہ وہ (خود)

مِنَ الْمُنتَصِرِينَ ﴿٣١﴾ وَأَصْبَحَ الَّذِينَ تَمَنَّوْا مَكَانَهُ

بدل لینے والوں میں سے ہوا۔ اور صبح کی ان لوگوں نے جو کل گذشتہ نیک اسکے مرتبہ کی تمت کرتے تھے

بِالْأَمْسِ يَقُولُونَ وَيَكَانَ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ

کہنے لگے کہ حق ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جن کے رزق کو چاہتا ہے

مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَوْ لَا أَنْ مِّنَ اللَّهِ عَلَيْنَا لَخَسَفَ

وہیں کرتا ہے۔ اور (جس کا چاہے) اسے (کچھ) دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان نہ کیا ہوتا تو اب ہم کو

۱۔ اوتوا العلم :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ قول حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب میں سے بہت ہی خاص لوگوں کا ہے :-

۲۔ فخرنا به :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا کہ کوئی شخص چلنے میں تکبر کرے۔ نیز ارشاد فرمایا: کہ جو شخص لباس پہن کر اس میں تکبر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے کنا سے کھڑا کرے گا۔ اے معمر اس کے لباس کے اس میں دھنسا دے گا۔ اور اے قارون کا ساتھی قرار دے گا۔ کیونکہ قارون ہی پہلا شخص ہے جس نے اس قسم کا تکبر کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے معمر اس کے مکان کے دھنسا دیا :-

۳۔ ویکان :-

وئی کلمہ تعجب ہے جیسے ذیل (تجہ پر تعجب ہے) اوتی لیزید (زید پر تعجب ہے) حقا (حق ہے) اور درست ہے (کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور اس وقت کان یا کان پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء (ترجمہ تین میں ملاحظہ ہو) (لغات بیان اللسان ص ۱۸)

کبھی اس لفظ سے ہلاکت مراد لی جاتی ہے جیسے کہتے ہیں۔ ذیلک لستیم قوتی۔ تو ہلاک ہو میری بات سن۔ کبھی کبھی وئی کے ساتھ کان یا کان بھی داخل کر جیتے ہیں :- (اقرب) :-

بَنَاطُوكَ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُونَ ﴿٨٢﴾ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ

جی دھنسا دیتا۔ اور حق یہ ہے کہ کافر فلاح نہیں پاتے۔ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں

نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا

کیلئے مقرر کرتے ہیں، جو زمین میں نہ تو بلند ہونا چاہتے ہیں، اور نہ

فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿٨٣﴾ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ

فساد۔ اور (اچھا) انجام برسرِ کاروں ہی کیلئے ہے۔ جو شخص نیکی لائے گا پس اس کے لئے اس

خَيْرٌ مِنْهَا وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ

سے بہتر (بدلہ) ہوگا۔ اور جو شخص بدی لائے گا، تو جن لوگوں نے بدیاں کی ہوں گی انہیں

عَمِلُوا السَّيِّئَاتِ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٨٤﴾ إِنَّ الَّذِي

صرف وہی بدلہ دیا جائے گا جو عمل وہ کیا کرتے تھے۔ یقیناً جس نے

فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لَرَادُّكَ إِلَى مَعَادٍ قُلْ رَبِّي أَعْلَمُ

تجھ پر قرآن فرض کیا وہ ضرور تجھیں بازگشت کی طرف لوٹائیگا اس لئے (اے رسول) کہہ کہ میرے پروردگار سے

مَنْ جَاءَ بِالْهُدَى وَمَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٨٥﴾ وَمَا كُنْتُ

خوب جانتا ہے جو ہدایت لے کر آیا۔ اور (اے نبی) جو کھلی گمراہی میں ہے۔ اور تو کوئی امتیاز

تَرْجُوا أَنْ يُلْقَى إِلَيْكَ الْكِتَابُ إِلَّا رَحْمَةً مِنْ رَبِّكَ فَلَا

رکھتا تھا کہ تیری طرف یہ کتاب (قرآن) القا کی جائے گی مگر یہ تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت ہے، پس

تَكُونَنَّ ظَهِيرًا لِلْكَافِرِينَ ﴿٨٦﴾ وَلَا يَصُدُّكَ عَنْ آيَاتِ اللَّهِ

تو ہرگز کافروں کا پشت پناہ نہ ہونا۔ اور متعین اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے بعد اس کے کہ وہ تیری

بَعْدَ إِذْ أَنْزَلْتُ إِلَيْكَ وَادُّعُ إِلَى رَبِّكَ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ

طرف نازل کی گئیں کوئی چیز نہ روکے۔ اور تم اپنے پروردگار کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ۔ اور تم ہرگز مشرکوں

الْمُشْرِكِينَ ﴿٨٧﴾ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

میں سے نہ ہونا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو مت پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٨﴾

سوائے وجہ اللہ کے ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے۔ حکم اسی کیلئے ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔



لہ کر آؤ گے الی معاد :-
تفسیر قرآنی صفحہ ۳۸۴ و ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر
امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ
آپ نے فرمایا کہ تمہارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
بھی رجعت فرمائیں گے۔ اور امیر المؤمنین اور
معصومین علیہم السلام بھی۔
نیز امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ آپ کے سامنے حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری
کا ذکر کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جابر
پر رحم کرے۔ یقیناً ان کا علم اس درجہ تک پہنچ گیا
تھا کہ وہ اس آیت کی تاویل سے واقف تھے
یعنی مسئلہ رجعت۔
یہاں معاد سے مراد رجعت کا زمانہ
ہے :-

وقف الزم



آيَاتُهَا

۶۹

سُورَةُ الْعَنْكَبُوتِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

۷

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

۱۔ یفتنون :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی منقول ہیں کہ وہ اپنی جانوں اور مالوں کے فتنہ میں ڈالے جائیں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ، تو آپ نے فرمایا : کہ فتنہ میں ڈالاجانا ضروری ہے تاکہ نبی کے بعد امت کی جانچ ہو کر نیچے اور جھوٹے کا تعین ہو جائے۔ اس لئے کہ وحی منقطع ہو گئی اور قیامت تک تلوار اور باجی افتراق باقی ہے گا۔

۲۔ من جاہدا :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنے نفس کو لذتوں اور خواہشوں اور گناہوں سے بچائے لکھا۔

۳۔ بوالدیہ :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ والدیہ سے مراد وہ ماں باپ ہیں جن سے کہ وہ پیدا ہوا۔

۴۔ ما لیس لک بہ علم :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ نفی علم کا نتیجہ یہ ہے کہ جس چیز کے صحیح ہونے کا علم نہ ہو ، اس کی پیروی کرنا جائز نہیں۔ اگرچہ اس کے باطل ہونے کا بھی علم نہ ہو۔ اور جب اس کے باطل ہونے کا علم ہو تو اس کی پیروی نہیں کرنی چاہئے۔

الَّذِينَ أَحْسَبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ

الْكَافِرُونَ - کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا کہ وہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اگر وہ اتنا ہی کہیں کہ ہم ایمان لے آئے اور وہ

لَا يُفْتَنُونَ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ

اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَذَّابِينَ ۝

۱۔ الَّذِينَ صَدَقُوا :- ان لوگوں کو ضرور ظاہر کر دے گا۔

۲۔ الْكَذَّابِينَ :- کیا ان لوگوں

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ۝

۳۔ السَّيِّئَاتِ :- جو بدیاں کرتے ہیں یہ گمان کر لیا کہ وہ ہم سے سبق لے جائیں گے۔ کیا برا ہے فیصلہ جو دہ کرتے ہیں۔

۴۔ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ :-

مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللَّهِ فَإِنْ أَجَلَ اللَّهُ لَاتٍ وَهُوَ

الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ

۵۔ لِنَفْسِهِ :- (سب کچھ) سنے والا (برایک بات) جانتے والا ہے۔ اور جس نے جہاد کیا اسے اس سوا کسی نہیں کہ وہ اپنی جان کھائے یا کھائے

۶۔ لِنَفْسِهِ :-

إِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ

الَّذِي كَانُوا يَكُونُونَ ۝

۷۔ لَنُكَفِّرَنَّ :- ضرور ہم ان کی بدیاں ان سے دور کر دیں گے۔ اور جو عمل وہ کیا کرتے تھے ہم انہیں

۸۔ لَنَجْزِيَنَّهُمْ :- ضرور ہم ان سے بہتر بدلہ دیں گے۔ اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ،

۹۔ لَنَجْزِيَنَّهُمْ :-

حُسْنًا وَإِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

۱۰۔ حُسْنًا :- اور (فرمایا) اگر وہ دونوں تجھ پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک قرار دے جس کا تجھے علم نہ ہو اسے

۱۱۔ لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ :-

فَلَا تُطْعَمُهُمَ اِلَّا مَرْجِعُكُمْ فَاَنْبِئْكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

پس ان دونوں کی اطاعت نہ کر لے تم سب کی بازگشت میری ہی طرف ہے پھر جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے میں تمہیں بتلا دوں گا۔

وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۝

اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، ہم ضرور انھیں صالحین میں داخل کریں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْدِيَ فِي اللّٰهِ

اور لوگوں میں سے وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا، پھر جب اللہ تعالیٰ کے راستہ میں

جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ

تکلیف دی گئی تو اُس نے لوگوں کے فتنہ کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مانند قرار دے دیا ہے اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے

رَبِّكَ لَيَقُولَنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوْ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا

کوئی مڑ آئے تو وہ ضرور کہیں گے یقیناً ہم تمہارے ساتھ تھے۔ کیا اللہ تعالیٰ ان باتوں کو سب سے بہتر جاننے والا نہیں

فِي صُدُورِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

جو جہانوں کے سینوں میں ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور ان لوگوں کو ظاہر کر دے گا جو ایمان لائے،

وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ

اور وہ ضرور منافقوں کو بھی اظہار کر دے گا۔ اور لوگوں نے جو کافر ہو گئے ان لوگوں سے کہا جو ایمان

اٰمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطِيْئَكُمْ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ

لائے (کہ ہم اسے راستہ کی پیروی کرو، اور ہم ضرور تمہاری غلطیوں کو اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ انکی غلطیوں میں

مِّنْ خَطِيْئَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ ۚ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ

سے کچھ بھی اٹھانے والے نہیں۔ یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ اور وہ اپنے بوجھ تو ضرور

اَثْقَالَهُمْ وَاثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ وَلَيَسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

اٹھائیں گے۔ اور اپنے بوجھوں کے ساتھ کئی اور بوجھ بھی۔ اور قیامت کے دن ان سے ضرور ان چیزوں

عَمَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ

کے بارے میں جو جھجھکے گا تو وہ انہیں کہے تھے۔ اور یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا۔

فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمْ

پس وہ ان میں بیچاس کم ایک ہزار سال رہا ہے۔ پھر انھیں طوفان نے

۱۵ فلا تطعمهمہا۔

تفسیر صفائی ص ۳۸۵ پر ہے کہ لاطاعۃ مخلوق

فی معصیۃ الخالق کہ جن امور میں خالق کی نافرمانی

لازم آتی ہو۔ ان میں مخلوق کی اطاعت نہیں کی جا

سکتی۔

۱۶ کعذاب اللہ:-

تفسیر صفائی ص ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ جب کسی انسان کو کوئی تکلیف پہنچائے، یا

اُسے کوئی ضرر پہنچ جائے یا فاقہ آجائے، یا ان

ظالموں سے خوف ہو جو اُس کے ساتھ ہی آسکے

دین میں داخل ہوئے ہوں تو وہ سمجھنے لگتا ہے کہ

جو افعال یہ لوگ کر رہے ہیں وہ بھی مثل عذاب الہی کے

ہیں جو کبھی منقطع نہ ہوگا۔

۱۷ فلبث:-

تفسیر صفائی ص ۳۸۵ پر بحوالہ اجمال الدین

امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس عرصہ

میں نبوت میں کوئی حضرت نوح علیہ السلام کا شریک

نہیں ہوا۔

کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ

حضرت نوح علیہ السلام انھیں پوشیدہ اور ظاہر

طور پر دعوت دیتے رہے۔ پس جب انھوں نے

انکار کیا اور سرکشی کی تو آپ نے دعا کی بلکہ میرے

پروردگار میں مغلوب ہو گیا تو میرا بدلہ لے لے۔



الْطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ ﴿۱۳﴾ فَأَنْجَيْنَاهُ وَأَصْحَبَ

آپڑا، اور وہ ظالم تھے۔ پھر ہم نے اُسے اور کشتی والوں کو نجات

السَّفِينَةِ وَجَعَلْنَهَا آيَةً لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۴﴾ وَإِذْ هِيَ إِذْ

دی۔ اور اس کو تمام جہانوں کیلئے ایک نشانی قرار دیا۔ اور ابراہیم (کو بھی ہم نے بھیجا) جبکہ

قَالَ لِقَوْمِهِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اُس سے ڈرو۔ اگر تم جانتے ہو تو یہ تمہارے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۱۵﴾ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

نے بہتر ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے

أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ أَفْكَارًا إِنَّ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ

ہو، اور جھوٹ کھڑے لیتے ہو۔ یقیناً وہ جن کی تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو

دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوا عِنْدَ اللَّهِ

وہ تمہارے لئے رزق کا اختیار نہیں رکھتے، پس تم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس سے رزق

الرِّزْقَ وَاعْبُدُوهُ وَاشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۶﴾

طلب کرو۔ اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کے لئے شکر کرو۔ اسی کے حضور میں تم لوٹائے جاؤ گے۔

وَإِنْ تَكْذِبُوا فَقَدْ كَذَّبَ أُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ وَمَا

اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو یقیناً تم سے پہلے (بھی) امتیں جھٹلائی ہیں۔ اور نہیں

عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿۱۷﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا كَيْفَ

ہے رسول کے ذمہ مگر کھول کھول کر پہنچا دینا۔ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ

يُبْدِئُ اللَّهُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ

تعالیٰ کس طرح پیدائش کی ابتداء کرتا ہے، پھر اُسے دہرائے گا۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر آسان

يَسِيرٌ ﴿۱۸﴾ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ بَدَأَ

ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں چلو پھرو، پھر دیکھو کہ اس (اللہ تعالیٰ) نے کس طرح

الْخَلْقَ ثُمَّ اللَّهُ يُنشِئُ النَّشْأَةَ الْآخِرَةَ إِنَّ اللَّهَ

پیدائش کی ابتداء کی، پھر اللہ تعالیٰ پھیل پیدائش کو پیدا کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

لہ وان تکذبوا۔۔۔ تفسیر قرآنی صفحہ ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر کو قطع کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو مخاطب کر لیا۔ چنانچہ فرمایا: وان تکذبوا۔۔۔ الی قولہ لہم عذاب الیمہ پھر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خبر پر عطف قرار دیا۔ پس فرمایا: فما کان جواب قومہ اور یہ معطوف منقطع ہے۔ یعنی یہ طرز بیان علم معانی و بیان میں منقطع معطوف کہلاتا ہے۔

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ يُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ وَيَرْحَمُ مَن يَشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝۲۱

اپنی ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جس کو چاہے عذاب کرتا ہے اور جس کو چاہے رحم کرتا ہے۔

یُشَاءُ ۚ وَإِلَيْهِ تُقْلَبُونَ ۝۲۱ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي

کرتا ہے۔ اور تم اسی کے حضور پھیرے جاؤ گے۔ اور تم اللہ کو نہ تو زمین میں عاجز کرنے والے

الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن

ہو، اور نہ ہی آسمان میں۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر نہ تو تمھارا کوئی سرپرست ہے

وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝۲۲ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَلِقَائِهِ

اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور اس کی حضور کی انکار کیا،

أُولَٰئِكَ يَكْسِبُوا مَن رَّحِمَتِي وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۲۳

وہی میری رحمت سے مایوس ہو گئے۔ اور ان کے لئے ہی دردناک عذاب ہے۔

فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ

پس اس ابراہیم کی قوم کا کوئی جواب نہ تھا سوائے اس کے کہ انھوں نے کہا اسے قتل کر دو، یا اسے جلاؤ۔

فَأَنجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

پس اللہ تعالیٰ نے اسے آگ سے نجات دے دی۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں کئی

يَوْمِنُونَ ۝۲۴ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا

لشائیاں ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا ماسوا اس کے نہیں کہ تم نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسری چیز کی زبردستی میں

مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ

آپس کی دوستی کی وجہ سے تمہیں کو (معبود) اختیار کر لیا۔ پھر قیامت کے دن تم میں ایک

بَعْضُكُم بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُم بَعْضًا وَمَا وَلَكُمُ النَّارُ

دوسرے کی تکفیر کرے گا۔ اور تمھارا ایک دوسرے پر لعنت کرے گا۔ اور تمھارا ٹھکانہ جہنم ہے۔

وَمَا لَكُم مِّن نَّصِيرِينَ ۝۲۵ فَأَمَّن لَّهُ لُوطٌ وَقَالَ إِنِّي

اور تمھارے لئے کوئی مددگار نہیں۔ پس لوط نے اس (ابراہیم) کی تصدیق کی۔ اور کہا یقیناً میں

مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۲۶ وَهَبْنَا

اسے ہر طرف کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں۔ یقیناً وہ سب پر غالب بہت حکمت والا ہے۔ اور ہم نے اسے

۱۰۰ یکفر :-

تفسیر قرآنی حصہ ۳۸ پر بحوالہ التوحید

حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول

ہے کہ اس آیت میں کفر سے مراد ہری

ہونا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ایک

دوسرے سے براہت کا اظہار کرے گا۔ اور اسکی

تفسیر سورہ ابراہیم میں آپ کی ہے، جیسا کہ شیطان کا

یہ قول ہے: یا اے کفر ہما اشی کتبون من قبل

(جس کا تم نے مجھے شریک بنایا تھا میں نے تو پہلے

ہی سے اس کا انکار کر دیا تھا) (سورہ ابراہیم: ۱۰)

اور حضرت ابراہیم خلیل الرحمن کا قول: کفرنا

بیکہ (یعنی ہم تم سے بیزار ہیں) (سورہ ممتحنہ: ۱۷) پ

۱۰۰ فامن :-

لذت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے

ہیں۔ یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا۔ اس

طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار

دیا جائے پ

(روح المعانی جلد ۱، ص ۱۰۰) اور

(لغات القرآن نعمانی - جلد ۱، ص ۳۱)

لَهُ اسْحَقَ وَيَعْقُوبَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ

اسحاق اور یعقوب عطا کئے۔ اور ہم نے اس کی ذریت میں نبوت اور کتاب و تشرار

وَالْكِتَابَ وَآتَيْنَاهُ أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّا فِي الْآخِرَةِ

میں سے دی۔ اور ہم نے اس کا بدلہ اسے دنیا میں دے دیا۔ اور یقیناً وہ آخرت میں صالحین

لِمَنِ الصَّالِحِينَ ۝ وَلُوطًا إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ إِنَّكُمْ

میں سے ہے۔ اور لوط کو بھی ہم نے بھیجا جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا یقیناً تم (میں سے)

لَتَأْتُونَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ أَحَدٍ مِّنْ

بے حیائی کیا کرتے ہو۔ کہ جہانوں میں سے کسی ایک نے بھی اس میں تم پر سبقت نہیں

الْعَالَمِينَ ۝ إِنَّكُمْ لَتَأْتُونَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُونَ

کی۔ کیا تم مردوں کے پاس آتے ہو۔ اور راستہ قطع کرتے

السَّبِيلَ ۚ وَتَأْتُونَ فِي نَادِيَكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ

ہو۔ اور تم اپنی مجلس میں بُرائی کرتے ہو سہ۔ پس اس کی قوم کا

جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اتُّنَابِعَذَابِ اللَّهِ إِنْ

کوئی جواب نہ تھا، سوائے اسکے کہ وہ کہنے لگے کہ اگر تو یہ کہوں میں سے ہے تو اللہ تعالیٰ

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ قَالَ رَبِّ انصُرْنِي عَلَى الْقَوْمِ

کا عذاب لے آ۔ اس نے کہا اے میرے پروردگار! فساد کرنے والی قوم کے خلاف

الْمُفْسِدِينَ ۝ وَلَمَّا جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَىٰ

تو میری مدد کر۔ اور جب ابراہیم کے پاس ہم سے بھیجے ہوئے خوشخبری کے ساتھ آئے،

قَالُوا إِنَّا مَهْلِكُوا أَهْلَ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّا أَهْلُهَا كَانُوا

کہنے لگے یقیناً ہم اس بستی کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے والے ہیں۔ یقیناً اس کے رہنے والے

ظَالِمِينَ ۝ قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ

ظالم تھے۔ اس (ابراہیم) نے کہا یقیناً اس (بستی) میں لوط بھی ہے۔ وہ بولے کہ تو اس (بستی) میں سے ہم سے

فِيهَا فَكُنَّا نُنْجِيهِ ۖ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ ۖ كَانَتْ مِنَ

خوب جانتے ہیں۔ ہم ضرور اس کو اور اس کے اہل کو نجات دے دیں گے سوائے اس کی بیوی کے وہ بھیچے رہ جائیگا

۱۔ نادیکم المنکر:-

تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ قوم لوط بغیر
شرم اور حیا کے اپنے مجلسوں میں گوز لگایا کرتے
تھے۔

اور تفسیر تفسیر میں ہے کہ وہ ایک دوسرے
کے اوپر گوز لگایا کرتے تھے۔

اور حوالی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے منقول ہے کہ وہ ایک دوسرے پر
کوئی چیز سے مارا کرتے تھے۔



۱۵ مَنّٰی ۛۛۛ

اس کے معنی ہیں وہ انگلیں ہوا۔ اُسے بُرا معلوم ہوا۔ وہ ناخوش ہوا۔ سُوء سے معنی مجبور کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی شارح قاموس نے لکھا ہے کہ یہ سُوء آفات و امراض کا ایک جامع نام ہے۔ (تاج العروس) پھر

امام راعی اصفہانی لکھتے ہیں یہ سُوء ہر وہ چیز ہے جو انسان کو غم میں ڈال دے۔ خواہ دنیوی امور میں سے ہو یا آخروی امور سے۔ احوال نفسیہ میں سے ہو یا احوال بدنیہ میں سے۔ یا ان حالات میں سے ہو کہ جو جاہ و مال کے چھوٹ جانے اور دوسرے کے بچھڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۲۱)
قرآن مجید سے لفظ سُوء کے تفصیلی معنی سابق صفحہ ۵۱۸ زیر جاشیہ ۱۷ دیکھئے جاچکے ہیں۔

۱۶ ذُرْعًا ۛۛۛ

اس کے معنی ہیں طاقت، گنجائش، طاقت کی کشادگی۔ ذُرْعَۃ کا مصدر ہے۔ خازن بغدادی لکھتے ہیں۔

”ازہری کا بیان ہے کہ ذرْع طاقت کی جگہ پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کی اصل ٹوں ہے کہ اونٹ اپنی رفتار میں اگلے قدموں کو پچھلے قدموں کی وسعت کے اعتبار سے بڑھاتا ہے۔ اور جب اس پر طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا جاتا ہے تو اس کی وجہ سے اُس کے اگلے قدم رک جاتے ہیں اور وہ کمزور ہو کر اپنی گردن لمبی کر دیتا ہے۔ پس ”ضیق ذرْع“ سے گنجائش اور طاقت کا ختم ہو جانا مراد لیا گیا ہے۔ اور ضاق بہ ذرْعاً کے معنی ہوئے کہ معاملہ کی خرابی سے رہائی کی کوئی صورت نہ ہو سکی۔

اور ازہری کے علاوہ دوسرے علماء کا بیان ہے کہ اس کے معنی دلی تنگی اور گرہ کے ہیں۔ اور اس کی اصل کا پتہ نہیں۔ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ذرْع وسعت (گنجائش) سے کنایہ ہے۔ کیونکہ ذرْع ید میں داخل ہے۔ اور عربی لے بولتے ہیں: لیس هذا فی یدِی۔ (یہ میرے ہاتھ میں نہیں)۔ اور مراد یہ لیتے ہیں کہ اس کی مجھ میں گنجائش نہیں۔ اور ضاق فلاں ذرْعاً بكذا، اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ وہ شخص کسی مصیبت

الْغَبْرَيْنِ ۝۲۲ وَلَمَّا اِنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِئًا بِهِمْ

میں سے ہوئی۔ اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے غمگین ہوا۔

وَضَاقَ بِهِمْ ذُرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ وَلَا تَحْزَنْ اِنَّا

اور ان کے بارے میں اپنے آپ کو تندرست پایا۔ اور وہ بولے تو مت ڈر اور نہ غم کر۔ یقیناً ہم

مُنَجُّوْكَ وَاَهْلَكَ اِلَّا اَمْرًا تَكُ كَانَتْ مِنَ الْغَبْرَيْنِ ۝۲۳

تھیں اور تمھارے اہل کو نجات دینے والے ہیں سوائے تمھاری بیوی کے، وہ تمھارے جاننے والوں میں سے ہوگی۔

اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰی اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ

یقیناً ہم اس بستی کے رہنے والوں پر آسمان سے ایک عذاب نازل کرنے والے ہیں۔

بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝۲۴ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا اٰیَةً بَيِّنَةً

بِسَبَبِ اَسْكَ كَۤوْهٍ لِّسَنٍ كَيَّا كَرْتُمْ تَحْتِیْ۔ اور یقیناً ہم اس قوم کے لئے جو عقل سے کام لیتی ہے۔ اس (بستی) کی

لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۲۵ وَاِلٰی مَدَیْنٍ اَخَاهُمْ شُعَبِیًّا فَقَالَ

میں ایک نظر پر نشان چھوڑا ہے۔ اور مدین کی طرف اُن کے بھائی شعیب کو (بھیجا)۔ پس اُس نے کہا

یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَلَا

اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور آخرت کے دن کی امید رکھو۔ اور تم زمین

تَعْتَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ ۝۲۶ فَكَذَّبُوْهُ فَآخَذْتُمْ

میں فساد بن کر فساد مت پھیلاتے پھرو۔ پس اُنھوں نے اُسے بھٹلایا۔ پھر انھیں زمین

الرَّجْفَةَ فَاصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جُثَمِیْنَ ۝۲۷ وَعَادَا

نے آ پکڑا۔ پس اُنھوں نے اپنے اپنے گھروں میں اونٹن بٹے ہوئے صبح کی۔ اور عاد کو

وَتَمُوْدًا وَقَدْ تَبٰیْنَ لَكَۤم مِّنْ مَّسْكِنِهِمْ فَمَوزٰیۡنَ لَّهُمْ

اور تمود کو (بھی) ہم نے ہلاک کیا) اور (یہ) تمھارے لئے اُن کے رہنے کی جگہوں سے ظاہر ہو چکا ہے۔ اور شیطان

الشَّیْطٰنُ اَعْمٰلَهُمْ فَصَدَّهُمُ عَنِ السَّبِیْلِ وَكَانُوْا

نے اُن کیلئے ان کے اعمال کو زینت دی، پس انھیں سیدھی راہ سے روک دیا۔ حالانکہ وہ

مُسْتَبْصِرِیْنَ ۝۲۸ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَدْ

دیکھنے والے تھے۔ اور قارون اور فرعون اور ہامان کو (بھی) ہلاک کیا، اور یقیناً

نزلہ

میں گرفتار ہوا اور اُس سے نکلنے کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ (الباب التاویل، جلد ۳، ص ۱۹) (لغات القرآن نعمانی جلد ۳، ص ۳۲، ۳۳) پ

جَاءَهُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ وَمَا

ان کے پاس موسیٰ کھلی دلیلوں کے ساتھ آیا، پس انھوں نے زمین میں تکبر کیا، اور وہ

كَانُوا سَابِقِينَ ﴿٣٩﴾ فَمَا آخَذْنَا بِذُنُوبِهِمْ فَمِنْهُمْ مَنْ

سبق لے جانے والے تھے۔ پھر ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑ لیا۔ پس ان میں کوئی تو ایسا

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ

تھا جس پر ہم نے پتھروں کا مینہ بھیجا، اور ان میں کوئی ایسا تھا جس کو ہولناک آواز نے آکھڑا کیا۔

وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا

اور ان میں کوئی ایسا تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا۔ اور ان میں کوئی ایسا تھا جسے ہم نے غرق کر دیا

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ

اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرے، لیکن وہ اپنی جانوں پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔

يُظْلِمُونَ ﴿٤٠﴾ مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ

جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ (دوسروں کو) ولی ٹھہرا لیا

أَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعُنْكُبُوتِ ۖ اتَّخَذَتْ بَيْتًا وَإِنَّ أَوْهَنَ

ان کی مثال مکڑی کی مثال کی طرح ہے۔ اس نے ایک گھر اختیار کیا۔ اور یقیناً سب

الْبُيُوتِ لَبَيْتُ الْعُنْكُبُوتِ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ إِنَّ

گھروں سے کمزور البتہ مکڑی کا گھر ہے۔ کاش کہ وہ جانتے ہوتے۔ یقیناً

اللَّهُ يَعْلَمُ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ

اللہ تعالیٰ اس چیز کو خوب جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا (معبود بنا کر) پکارتے ہیں۔ اور وہ

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٤٢﴾ وَتِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ

سب پر غالب بہت حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں۔

وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ ﴿٤٣﴾ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْ

حالانکہ انھیں عالموں کے سوا کوئی نہیں سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو حق کے

الْأَرْضِ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٤﴾

ساتھ پیدا کیا۔ یقیناً اس میں ایمان والوں کے لئے ضرور ایک نشانی ہے۔

۱۵ العنكبوت :-

تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر ہے کہ کوئی گھر مکڑی کے جانے سے زیادہ کمزور اور بے پروا نہیں ہو سکتا جو گرمی اور سردی سے بچا سکے ؟

۱۶ الغلمون :-

تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ان عالموں سے مراد آل محمد ہیں۔ اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت فرمادے کہ : عالم وہ ہے جو خدا کی طرف سے عقل رکھتا ہو، اس کی اطاعت کے مطابق عمل کرتا ہو، اور اس کی نافرمانی سے بچتا ہو۔

وَقَدْ لَرَفَ



AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 21 & 22
Page 521 - 572

Syed Sajjad Haider
Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.
+92 321 5041414

أَتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ

والے رسول، جو کچھ تمہاری طرف کتاب میں سے وحی کیا گیا ہے اسے تلاوت کرو اور نماز قائم کرو۔ یقیناً

الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللَّهِ أَكْبَرُ

نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے لہ اور ضرور اللہ تعالیٰ کی یاد سب سے بڑی چیز ہے۔

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۳۵﴾ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ اور تم اہل کتاب سے مجساولہ نہ کرو،

إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ وَقُولُوا

مگر اس طریقہ سے جو سب سے اچھا ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ظلم کیا، اور کہہ دو

أَمَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ وَالرَّهْمَا وَالْهَكْمَا

کہ ہم اس پر بھی ایمان لائے جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔ اور اس پر بھی، جو تمہاری طرف نازل کیا گیا۔ اور ہمارا

وَاحِدٌ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۳۶﴾ وَكَذَلِكَ أُنْزِلْنَا إِلَيْكَ

معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تمہاری طرف کتاب نازل

الْكِتَابِ ۚ فَالَّذِينَ آتَيْنَهُمُ الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَمِنْ

کی۔ پس جن کو ہم نے (یعنی) کتاب عطا کی، وہ اس پر ایمان رکھتے ہیں لہ اور ان (عربوں)

هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ ﴿۳۷﴾

میں سے بھی بعض کہ ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہیں کرتا لہ

وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ

اور اے رسول، تو اس (قرآن) سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھا کرتا تھا اور نہ تو اسے اپنے دائیں ہاتھ سے لکھا کرتا تھا

إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۳۸﴾ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي

کہ ایسی صریح بات میں یہ تجھوٹے شک پیدا کرتے، بلکہ وہ (قرآن) ان لوگوں کے سینوں میں واضح

صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ ۚ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا

آئیں ہیں۔ جن کو علم عطا کیا گیا ہے۔ اور ہماری آیتوں کا انکار سوائے ظالموں کے

الظَّالِمُونَ ﴿۳۹﴾ وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَاتٌ مِّنْ رَبِّهِ

کوئی نہیں کرتا۔ اور انہوں نے یہ کہہ دیا کہ اس پر اس کے بڑے کار کی طرف سے کچھ نشانیاں کیوں اتاری نہیں

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔
تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جب تک نماز کسی کو بے حیائی اور بدکاری سے نہیں روکتی، خدا سے اس کی دوری بڑھتی جاتی ہے، یہی روایت تفسیر مجمع البیان میں بھی ہے۔ اس کے بعد یوں مروی ہے کہ ایک نوجوان ان حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتا تھا، لیکن خواہشات کا ارتکاب بھی کرتا تھا۔ یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیان کیا گیا۔ آپ نے فرمایا، کہ ایک دن نماز اسے روک دے گی۔ چنانچہ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ اس نے توبہ کر لی۔

۲۔ يُؤْمِنُونَ بِهِ۔
تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔
۳۔ إِلَّا الْكَافِرُونَ۔
تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ جناب امیر المومنین اور ائمہ معصومین علیہم السلام کا انکار سوائے کافروں کے کوئی نہ کرے گا۔
۴۔ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ۔

تفسیر صفائی ص ۳۸۶ پر ہے کہ ایک ایسے اقی کے ہاتھوں جس نے قرأت و تعلیم کی معرفت نہ حاصل کی ہو، ایسی کتاب کا خطا ہر ہونا، جو تمام اعلیٰ درجہ کے علوم کی جامع ہو، یقیناً معجزہ اور خارق عادت ہے۔ اور دہسنے ہاتھ کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کچھ لکھا تھا۔ اور نہ آپ کی ذات کی طرف سے کسی نسبت دینا کسی طرح جائز ہے۔

قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝

(اے رسول! کہہ دو کہ اسوا اسکے نہیں کہ نشانیاں (موجز) تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں اور اسوا اسکے نہیں کہ میں ایک علم کھلاؤں اور انبیا (مسلو)

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ إِنَّ

کیا ان کو یہ کفایت نہیں کرتا کہ ہم نے تم پر یہ کتاب نازل کی جو انھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ یقیناً

فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةٌ وَذِكْرَىٰ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ۝ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ

اس میں اُن لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں ضرور رحمت اور نصیحت ہے۔ (اے رسول! کہہ دو کہ میرے درمیان

بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ شَهِيدٌ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝

اور تمھارے درمیان گواہی دینے کو اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ

اور جو لوگ باطل پر ایمان لائے، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے

الْخَيْرُونَ ۝ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ

والے ہیں۔ اور وہ تجھ سے عذاب کے لئے جلدی کرتے ہیں۔ اور اگر اس کا وقت مقرر نہ

مُسْتَىٰ لِّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا

ہوتا تو ضرور اُن پر عذاب آجاتا۔ اور ضرور وہ (عذاب) اُن پر اچانک آجائیکا، اور اُن کو گھیر

يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمِحْيطَةٌ

تک نہ ہوگی۔ وہ تجھ سے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں۔ حالانکہ یقیناً دوزخ کا منسروں کو

بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمْ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ

ضرور گھیرنے والا ہے۔ جس دن اُن کو عذاب اُن کے اوپر کی طرف سے بھی ڈھانیے گا۔ اور اُن کے

تَحْتَ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

پاؤں کے نیچے کی طرف سے بھی، اور اللہ تعالیٰ اُن سے یہ کہیگا کہ جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کا مزہ چکھو۔

يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ

اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو یقیناً میری زمین فراخ ہے۔ پس تم خالص میری ہی

فَاعْبُدُونِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا

عبادت کیا کرو۔ ہر جان موت کا مزہ کھٹنے والی ہے۔ تم سب ہماری طرف

۱۔ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ مسلمانوں

میں سے کچھ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے پاس شانہ کی ایک بڑی بیکر

آئے جس پر یہودیوں کے بعض مقولے

لکھے ہوئے تھے۔ آپ نے یہ دیکھ کر فرمایا:

کہ کسی قوم کی گمراہی کے لئے یہی بات کافی

ہے کہ جو کچھ اُن کا نبی لایا اسے چھوڑ کر ایسی چیز کی

طرف رغبت کریں، جو انکے نبی کا غیر لایا ہو۔ اس پر

اگلی آیت ثلث کفی باللہ الخ نازل ہوئی :-

۲۔ إِنْ أَرْضِي وَاسِعَةٌ :-

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جب تمہیں کسی شہر میں خدا کی عبادت کرنا

میسر نہ ہو، تو وہاں سے ہجرت کر جاؤ۔ اور ایسی

جگہ چلے جاؤ جہاں خدا کی عبادت کے لئے کوئی

روک ٹوک نہ ہو۔

تفسیر قمی میں ہے کہ تم بدکار بادشاہوں کی

اطاعت مت کرو۔ اور اگر تمیں یہ خوف ہو کہ وہ

تمہیں ایذا پہنچائیں گے، تو میری زمین بڑی فراخ

ہے، کسی اور جگہ چلے جاؤ۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ

السلام سے منقول ہے کہ جب اس ملک میں جہاں

تم ہو، خدا کی نافرمانی شروع ہو جائے، تو تم وہاں

سے نکل کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔

الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے دین کی

حفاظت کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ چلا جائے

تو اگرچہ وہ ایک بالشت ہی ہٹا ہو، وہ جنت کا

مستحق ہو جائے گا۔ اور وہاں حضرت ابراہیم علیہ

السلام اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کی رفاقت میں رہے گا :-

تَرْجِعُونَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

لوٹائے جاؤ گے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، ہم ضرور انھیں

مِّنَ الْجَنَّةِ عُرْفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

بہشت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہ ان میں ہمیشہ

فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۵۸﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ

رہنمائی ہو گئے، ان عمل کرنے والوں کا ایسا بدلہ ہے۔ جنھوں نے صبر کیا، اور وہ اپنے پروردگار پر ہی

يَتَوَكَّلُونَ ﴿۵۹﴾ وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۗ اللَّهُ

بھروسہ کرتے ہیں۔ اور زمین پر چلنے والوں میں سے بہت ایسے ہیں جو اپنی روزی نہیں اٹھانے پھرتے۔ اللہ

يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۶۰﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ

تعالیٰ انکو بھی روزی دیتا ہے اور تم کو بھی لہ اور وہ سب کچھ سننے والا جانتا ہے۔ اور اگر تو ان سے سوال کرے

مِّنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

کہ آسمان اور زمین کو پیدا کس نے کیا؟ اور سورج اور چاند کو کس نے مٹنے کیا؟

لَيَقُولَنَّ اللَّهُ فَاَنىٰ يُوفِّكُونَ ﴿۶۱﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن

تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے، پس وہ کہاں سے لے جاتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جس کیلئے چاہتا

يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۶۲﴾

ہے رزق کو فراغ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر شے کو اپنی طرح جانیں والا ہے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ

اور اگر تو ان سے سوال کرے کہ آسمان سے پانی کس نے نازل کیا؟ پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرنے

الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ (اے سول) کہہ دو کہ ہر شے کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿۶۳﴾ وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا

ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور یہ دنیا کی زندگی سوائے کھیل اور کود کے اور

لَهُوَ وَلَعِبٌ ۖ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوا

کیا ہے۔ اور یقیناً آخرت کا گھر ہی ہمیشہ کی زندگی گاہ ہے۔ کاش وہ

لہ وَاَيَّاكُمْ

تفسیر صفائی ص ۳۸ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا

ہے، کہ عرب بھوک کے خوف سے اپنی اولاد

کو قتل کر دیتے تھے۔ پس خدا تعالیٰ نے فرمایا

اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ

اور یہ بھی روایت کی گئی ہے، کہ جب لوگوں

کو ہجرت کا حکم ملا، تو بعض نے کہا، کہ ہم ایسے

کو کیوں جائیں، جہاں ہماری گذر کا کوئی سامان

نہیں۔ پس یہ آیت نازل ہوئی +

ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ

وقف الزمر

يَعْلَمُونَ ﴿٦٣﴾ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَا اللَّهُ مُخْلِصِينَ

جانتے ہوئے۔ پھر جب وہ جہاز میں سوار ہوتے ہیں تو وہ خالص دل سے خدا کی اطاعت کا اظہار کر کے

لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

اسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب وہ انہیں نجات دے کر خشکی کی طرف پہنچا دیتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگ جاتے ہیں

لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ وَلِيَمْتَعُوا قَلِيلًا قَلِيلًا ﴿٦٥﴾

تاکہ جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا اس کی ناشکری کریں۔ اور چند روزہ لطف اٹھالیں پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا آمِنًا وَيُكْثِفُ النَّاسُ مِنْ

کیا انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یقیناً ہم نے حرم کو جائے امن قرار دیا ہے حالانکہ اس کے ارد گرد سے لوگ ایک لٹے جاتے

حَوْلَهُمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٦﴾

ہیں۔ پس کیا یہ لوگ باطل پر ایمان رکھتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ اور

مَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا

اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ موٹ بہتان باندھا یا حق کو جھٹلایا جبکہ وہ اس کے پاس

جَاءَهُ الْيُسْرَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ﴿٦٧﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا

آیا۔ کیا کافروں کے لئے جہنم میں ٹھکانا نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے ہمارے (دین کے) بارے میں

فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٨﴾

میں کوشش کی ہم ضرور انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے۔ اور یقیناً اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آيَاتُهَا ۖ سُوْرَةُ الزُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۖ رُّكُوْعَاتُهَا ۖ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(ترجمہ) ساتھ خدا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

الزُّوْمُ غُلِبَتِ الزُّوْمُ فِي أَدْنَى الْأَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ

الزُّوْمِ رُوْمٌ وَلَوْ (عیسائی) نہایت قریب کی زمین (شام) میں (ایرانی) آتش پرستوں سے مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے

عَلَيْهِمْ سَيُغْلِبُونَ ۚ فِي بَضْعِ سِنِينَ ۚ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ

مغلوب ہونے کے بعد چند ہی سالوں میں غالب آجائیں گے۔ (غلبہ سے) پہلے اور پھر اللہ تعالیٰ ہی کا

نزل

لَهُ حَرَمًا ۖ

حرم پناہ کی جگہ۔ ادب کا مقام۔ مکہ معظمہ کا ایک مخصوص حصہ۔ جسکی حدود میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ادب کی وجہ سے بعض چیزوں کو حرام قرار دیا ہے۔ علامہ ابن ملکن نے حدود حرم کو نظم کیا ہے، فرماتے ہیں:-

وللحرم التحديد من ارض طيبة ثلاثة اميال اذا سارت آفاقا نه - حرم کی حد مدینہ طیبہ کی جانب سے تین میل ہے، جبکہ اسے مخاطب تو اس کے حفظ کا قصد کرے۔ وسعة اميال عراق طائف جدہ عشر ثلث قسم جعرا نه اور سات میل عراق اور طائف کی طرف سے ہے۔ اور جدہ کی طرف سے دس میل ہے۔ پھر جعرانہ کی طرف سے نو میل ہے۔ ومن يمن سبع بتقدیم سندھا وقد كملت دشکر لربك احسانه۔ اور يمن کی طرف سے سات میل ہے۔ اور البتہ حدود حرم کی پوری ہو گئیں۔ سو تو اپنے رب کے احسان کا شکر ادا کر۔ (ناظم نے کہا کہ اخیر شعر) سبع بتقدیم میں ہے۔ تاکہ قسم سے مشبہ نہ ہو۔ (در النخار کتاب الحج لغات القرآن نعمانی جلد ۲ - ص ۲۷۹ و ۲۸۰)

لَهُ سُبُلًا ۖ

تفسیر صافی ص ۳۸۵ پر ہے کہ جاہد و ایتنا کے یہ معنی ہیں، کہ ہمارے ظاہری اور باطنی دشمنوں سے ہمارے حق کے بارے میں جھگڑتے رہیں، اور لہذا ہم سبیلنا کے یہ معنی ہیں، کہ اللہ تعالیٰ ان جھگڑنے والوں کو بوجہ ہماری طرفداری کے ہم تک پہنچا دے گا۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص اپنے علم کے بموجب عمل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو پورے اس علم کا بھی وارث کر دے گا۔ جس کو وہ نہ جانتا۔

لَهُ الْمُحْسِنِينَ ۖ

تفسیر صافی ص ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت آل محمد علیہم السلام اور ان کے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی۔

معانی الاخبار میں انہی حضرت سے منقول ہے، کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ خبردار ہو جاؤ، قرآن مجید میں میرے بہت سے مخصوص نام ہیں پس تمہیں اس سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ ان سے ناواقف رہ کر معاملہ دین میں بھٹک نہ جاؤ۔ محسن میں ہوں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان الله مع المحسنين ۖ

قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفِرُّ الْمُؤْمِنُونَ ۝۳۸ بِنَصْرِ

حکم ہے۔ اور اس دن ایمان والے اللہ تعالیٰ کی نصرت سے محو ہوں گے۔

اللَّهُ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝۳۹ وَعَدَ اللَّهُ

وہ جس کی چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ اور وہ زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ (یہ) اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۴۰

اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ

(یہ) دنیا کی زندگانی کی ظاہری حالت کو جانتے ہیں۔ اور وہ آخرت سے

هُمْ غَافِلُونَ ۝۴۱ أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ مَّا خَلَقَ اللَّهُ

غافل ہی ہیں۔ کیا انھوں نے اپنے دلوں میں غور نہیں کیا کہ انھیں پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى

آسمانوں اور زمین کو، اور جو ان دونوں کے درمیان ہے۔ مگر ساقی حق کے۔ اور مقررہ مدت تک کیلئے۔

وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ لَكَفِرُونَ ۝۴۲ أَوَلَمْ

حالانکہ آدمیوں میں سے اکثر اپنے پروردگار کی حضوری کے منکر ہیں۔ کیا وہ

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ

زمین میں چلے پھرے نہیں کہ وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا

مِن قَبْلِهِمْ ۝۴۳ كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ

ہوا تھا کہ وہ ان سے قوت میں زیادہ تھے، اور انھوں نے زمین کو جوڑا ہوا تھا اور

عَمَرُوهَا أَكْثَرُ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

انھوں نے اسے زیادہ آباد کیا تھا جتنا انھوں نے آباد کیا، اور ان کے پاس ان کے رسول بھی دلیلیں لے کر آئے۔

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ۝۴۴

پس اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ ان پر ظلم کرتا، لیکن وہ اپنے آپ پر خود ہی ظلم کیا کرتے تھے۔

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ أَسَاءُوا الشُّوْأَىٰ إِنَّ كَذِبُوا بِآيَاتِ

پھر ان لوگوں کا انجام جنہوں نے بُرائی کی تھی بُری ہی ہوا۔ اسلئے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو

۱۔ کَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ ۛ

تفسیر صافی ص ۳۸۸ پر ہے، کہ ان پہلوں سے مراد قوم عاد اور قوم ثمود ہیں، اور ان کا روئے زمین پر غالب نہایت تھا، کہ اس کو کھود کھود کر کنوئیں اور چشمے نکالے تھے، اور نہریں جاری کر لی تھیں، اور کانیں نکالی تھیں۔ اور طرح طرح کے تخم بوبو کر باغ اور کھیت قائم کر لئے تھے، اور مضبوط مضبوط عمارتیں جن کی تھیں۔ بہر حال اہل مکہ سے ان کی آبادی کی شان، اور ان کی عمارتوں کی شوکت بڑھی ہوئی تھی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی وادی کے رہنے والے ہیں، جس میں کھیتی کا نام نہیں، اور زیادہ پھیلنے کی گنجائش نہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کہ باوجود ایسی بہت حالت ہونے کے یہ اپنی دنیا پر مغرور اور ہمارے رسول کے مقابلہ میں شیخی کرتے ہیں ۛ

ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ

۱۰ حِينَ تَمْسُونَ -

تفسیر صافی ص ۳۸۹ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق یہ آیت یا پھر نمازوں کی جامع ہے، تَمْسُونَ سے مراد ہے نماز مغرب نماز عشاء اور تَصْبُحُونَ سے مراد نماز فجر ہے، عَشِيَّةً سے مراد نماز عصر اور تَظْهَرُونَ سے مراد نماز ظہر ہے۔

۱۱ عَشِيَّةً - اس کے معنی مختلف ہیں۔ اندھیرا رُٹے، عشاء کے وقت، شبانگاہ شام، سورج ڈھلے، دن ڈھلے، تیسرے پہر بعد زوال، دن کا پچھلا وقت۔

مفردات القرآن میں مولانا حمید الدین قرطبی لکھتے ہیں: "عشی سورج ڈھلے سے پہلے کا وقت ہے۔ جب کہ سورج کی روشنی پھینکی پڑنے لگتی ہے۔ اور جن شہروں میں فضا صاف نہیں ہوتی وہاں دھوپ پھیلی پڑ جاتی ہے اور یہی نماز عصر کا وقت ہوتا ہے۔ اس وقت میں قدیم زمانہ سے لوگ نمازیں پڑھتے آئے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے بارے میں آتا ہے: اَنَا سَخِرْنَا الْجِبَالَ مَعِيَ يُسَبِّحُنَّ بِالْعَشِيِّ وَالْغَدِ (ہم نے اس کے تابع پہاڑوں کو اپنے ساتھ رکھا ہے کہ وہ شام اور صبح کو تسبیح کرتے تھے)۔ اور ارشاد ہے: اذْخَرَضَ عَلِيٌّ بِالْعَشِيِّ

الْقَفْذَاتِ الْجَيَادِ فَقَالَ اِنِّي احْبَبْتُ حَبَّ الْغَدِيرِ عَنْ ذِكْرِ دَبِّي حَتَّى تَوَدَّتْ بِالْحِجَابِ (جب دیکھنے کو لائے اس کے سامنے شام کو گھوٹے خاصے، تو بولا میں نے دوست رکھا مال کی محبت کو اپنے رب کی یاد سے، یہاں تک کہ سورج چھپ گیا اوٹ میں) علامہ احمد قیومی نے المصباح المنیر میں اہل لغت سے اس کے حسب ذیل معانی نقل کئے ہیں:-

(۱) زوال کے بعد سے لیکر غروبِ آفتاب تک، اور اسی بنا پر ظہر و عصر کو صلاۃ العشی کہتے ہیں۔ (۲) دن کا پچھلا وقت۔ (۳) زوال سے لے کر صبح تک کا وقت، (۴) عشی اور عشاء دونوں کے معنی ہیں، نماز مغرب کے لئے عشاء کی نماز تک کا وقت۔ اسی لئے ابن فارس نے العشاء ان کا ترجمہ مغرب و عشاء کیا ہے۔

امام راغب صفحہ ۱۱ لکھتے ہیں کہ عشاء نماز مغرب سے لیکر نماز عشاء کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ نیز نماز عشاء کو بھی عشاء کہتے ہیں۔ نیز اس نے لکھا ہے: کہ اس کے معنی زوال سے لیکر صبح تک کے ہیں۔ یہ اتنے عام ہیں کہ اہل لغت نے اس کے جتنے معانی لکھے ہیں، وہ سب ہی میں آجاتے ہیں (لغات القرآن نعمانی، ص ۲۱۱ تا ۲۱۲ - جلد چہارم)۔

اللَّهُ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِءُونَ ۝۱۰ اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ۝۱۲ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا بِشُرَكَائِهِمْ كَافِرِينَ ۝۱۳ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومَذِّدُ الْمُتَفَرِّقُونَ ۝۱۴ فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ۝۱۵ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ فَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ۝۱۶ فَسُبْحَنَ اللَّهِ حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝۱۷ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝۱۸ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِي الْمَوْتِ بَعْدَ مَوْتِهَا ۝۱۹ وَكَذَٰلِكَ تُخْرَجُونَ ۝۲۰ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝۲۱

بھٹلایا، اور وہ ان کی ہنسی اڑا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی ابتدا کرتا ہے، پھر وہی

اُسے دوبارہ پیدا کرے گا، پھر تم سب ہی کی طرف لوٹے جاؤ گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی، گنہگار ناامید ہو کر

رہ جائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارش کرنے والا نہ ہوگا۔ اور وہ

بھی اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی، اُس دن وہ

متفرق ہو جائیں گے۔ پس وہ لوگ جو ایمان لائے، اور انھوں نے نیک عمل کئے، تو وہ

بارخِ جنت میں آؤ بھگت کئے جائیں گے۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے، اور انھوں نے ہماری

آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو بھٹلایا، پس وہی لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔

پس تم اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کیا کرو، جب تم شام کرو گے اور جب تم صبح کرو گے۔ اور اسی کیلئے ہر دم کی حمد

ہے، آسمانوں اور زمین میں اور عشاء کے وقت شام اور جس وقت تم ظہر کرتے ہو۔

وہ مردہ ہیں سے زندہ کو نکالتا ہے، اور زندہ ہیں سے مردہ کو نکالتا ہے، اور وہ زمین کو

اُس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ اور اسی طرح تم بھی (قبض سے) نکلے جاؤ گے۔ اور اُس کی نشانیوں میں

پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو۔

پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو۔

پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو، پھر تم ان گناہوں سے بچو۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا

اور اُسکی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس سے بیبیاں بھی پیدا کر دیں۔ تاکہ تم ان

إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

کی طرف تسکین یا تو، اور اس نے تمہارے درمیان مودت اور رحمت قرار دی۔ یقیناً ان لوگوں کے لئے جو فکر

لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

کرتے ہیں، ضرور اس میں نشانیاں ہیں۔ اور آسمانوں اور زمین کا پیدا

الْأَرْضِ وَاجْتِلَافُ السِّنِّتِ وَالْوَاكِنُ إِنَّ فِي ذَلِكَ

کمرنا، اور تمہاری زبانوں اور تمہاری سمجھتوں کا الگ الگ ہونا بھی اُسکی نشانیوں میں سے ہی ہے، یقیناً آسمان

لَايَاتٍ لِلْعَالَمِينَ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ

علم والوں کیلئے ضرور کئی نشانیاں ہیں۔ اور اُسکی نشانیوں میں سے ہی ہے۔ تمہارا رات کو سونا اور دن کو

وَأَبْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ

اور تمہارا اُسکے فضل کو تلاش کرنا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو سنتے ہیں۔ ضرور بہت سی

يَسْمَعُونَ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا

نشانیاں ہیں۔ اور یہ بھی اُسکی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں خوف اور امید کیلئے بجلی دکھاتا ہے

يُنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيُخْرِجُ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

اور آسمان سے پانی نازل کرتا ہے، پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کر دیتا ہے،

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۚ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ

یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں ضرور بہت نشانیاں ہیں۔ اور یہ بھی نشانیوں میں سے ہے

تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ

کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہیں۔ پھر جب وہ تمہیں ایک دفعہ آواز دے کر

الْأَرْضِ ۚ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۚ وَلَهُ مَن فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

زمین میں سے بلائیگا، تو تم فوراً نکل پڑو گے۔ اور اُسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں اور

الْأَرْضِ كُلُّ لَهٗ قَنِينٌ ۚ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ

زمین میں سے، سب اُسی کے قید ہیں۔ اور وہ وہی ہے جو مخلوق کی ابتدا کرتا ہے

ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي

پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہ اس کیلئے آسان ہے۔ اور آسمانوں اور زمین میں سب سے اعلیٰ

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ ضَرْبَ لَكُمْ

اسی کی شان ہے ملہ اور وہ زبردست (اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے تمہارے

مَثَلًا مِّنْ أَنْفُسِكُمْ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ

بھی نفس میں کی ایک مثال بیان کی کہ کیا ان چیزوں میں جو تم نے تمہیں سے رکھی ہیں، کوئی تمہارے غلاموں میں سے

شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ

متقاراً شریک ہے۔ کہ تم ان (کے خرچ کرنے) میں برابر برابر ہو، اور تم ان سے اس طرح خوف کرتے ہو

كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ كَذَلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ

جس طرح تم اپنے لوگوں (کا حق نہ دینے) سے ڈرتے ہو۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں، آیتیں

يَعْقِلُونَ ۚ بَلْ أَتَّبِعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

کھول کھول کر بیان کرتے ہیں۔ بلکہ جنہوں نے ظلم کیا انہوں نے بغیر جانے بوجھے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔

فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نَّاصِرِينَ ۚ

پھر جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا علم لگا دے اسے کون ہدایت کرے۔ اور ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔

فَاقِمِ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ

پس (اے رسول) تم غافل نہ رہو۔ دین کی طرف اپنا رخ کرنے پر ہوشیار رہو۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی سرشت ہے ملہ جس پر

عَلَيْهَا لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيُّمُ وَلَكِن

اس نے آدمیوں کو پیدا کیا۔ خدا کی بناوٹ میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی سیدھا دین ہے۔ لیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۚ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا

اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اسی کی طرف رجوع کرنا اسی سے ڈرتے رہو۔ اور نماز

الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۚ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا

قائم کرو۔ اور تم مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔ (یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو

دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيعًا ۚ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۚ

مکڑے مکڑے کر دیا۔ اور وہ فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ جو چاہے اس کے پاس ہے اسی سے خوش ہے۔

لَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ :-

تفسیر صفائی منہ ۳۹ پر ہے

کہ اس کے معنی ہیں وصف

عجیب، اور ایسی شان کہ بعینہ

وہی یا اس کے قریب قریب

کسی کی نہیں ہو سکتی۔

التوحید میں جناب امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ المثل الاعلیٰ

یہ معنی ہیں کہ نہ اللہ تعالیٰ کو کسی شے سے تشبیہ دی

جاسکتی ہے نہ اس کا کسی طرح وصف بیان کیا

جاسکتا ہے، اور نہ وہ وہم و گمان میں آسکتا ہے۔

العیون میں امام رضا علیہ السلام سے منقول

ہے کہ جناب رسالتناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا، کہ المثل الاعلیٰ

تم ہی ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جناب امیر المومنین

علیہ السلام نے اپنے خطبہ کے آخر میں فرمایا :-

نحن كلمة التقوى وسبيل الهدى والمثل الاعلىٰ

(ہم کلمہ تقویٰ ہیں، اور ہم شاہراہ ہدایت ہیں اور

ہم مثل الاعلیٰ ہیں)۔

اور زیارات جامعہ جوادیہ (منقول از امام

محمد تقی علیہ السلام) میں یہ الفاظ موجود ہیں :-

السلام على ائمة الهدى، فاقول ودراسة الآ

والمثل الاعلىٰ :-

لِلدِّينِ حَنِيفًا :-

تفسیر صفائی منہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد

باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں

الذین سے مراد ہے ولایت جناب امیر المومنین و

ائمہ معصومین علیہم السلام :-

سَلِّ فِطْرَتَ اللَّهِ :-

تفسیر صفائی منہ ۳۹ پر بحوالہ کافی لکھائے کہ

امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فطر

سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ اسلام ہے

جس پر کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا، جبکہ ان

ان سے توحید کے اقرار پر میثاق لیا۔ اور کہتے

الست بربکم۔ کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں؟

ان میں مومن بھی ہیں، اور کافر بھی۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام

نے فرمایا کہ فطرۃ اللہ سے مراد ہے لا الہ الا

اللہ محمد رسول اللہ، وعلی ولی اللہ امیر المومنین :-

۵۱ فَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا

تفسیر صحافی منہ ۳۹ پر ہے کہ امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلیع نے فدک جناب فاطمہ کو عطا فرمادیا اور اس کا قبضہ دے دیا۔

۵۲ ہر ایک:۔ اس کے معنی ہیں بیان نمود راغب الصفا فی لکھتے ہیں:۔

» راس المال « (اصل سرمایہ) پر جو زیادتی ہو وہ » ہربا « ہے، لیکن شرح میں وہ اس زیادتی کے ساتھ مخصوص ہے جو ایک خاص ہی طریقہ پر ہو اور دوسری طرح نہ ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:۔ التوا مقصود ہے مدد بھی بیان کیا گیا ہے جو شافعی یہ ربا یزبوا سے ہے اور الف کے ساتھ لکھا جاتا ہے، لیکن قرآن کے رسم الخط میں واؤ کے ساتھ واقع ہے، اور ربا کی اصل زیادت ہے، خواہ نفس شی میں ہو، جیسے ارشاد الہی ہے:۔ اھتذت ذریت (وہ لہلہائی اور بڑھی) یا مقابلہ میں جیسے دو درہم کے:۔ بدلہ میں ایک درہم:۔ نیز ربا کا اطلاق ہر بیع حرام پر بھی ہوتا ہے۔

(فتح الباری جلد ۴ ص ۲۶۳ مصر)

شاہ ولی اللہ نے حجتہ البالغین لکھا ہے:۔ ربا وہ قرض ہے جو اس شرط پر ہو کہ قرضدار قرض کو جتنا لیا ہے اس سے زیادہ یا اس سے اچھا واپس ادا کرے۔

ایام جاہلیت میں ربا یہ تھا کہ ایک شخص کا دوسرے شخص کے ذمہ ایک مدت معینہ کے لئے حق (واجب الادا) ہوتا۔ پس جب مدت پوری ہو جکتی تو کہتا کہ تو ادا کرتا ہے یا زیادہ کرتا ہے۔ اس گروہ ادا کر دیتا تو اس کو لے لیتا، ورنہ اپنا حق زیادہ کر دیتا اور مہلت میں تاخیر کر دیتا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۵۱)

اور تفسیر صحافی منہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ان میں سے ایک حلال ہے اور ایک حرام۔ حلال یہ ہے کہ ایک شخص اپنے دینی بھائی کو اس لالچ سے قرض دے، کہ جب وہ اس کا قرض واپس کرے تو کچھ بڑھا کر واپس کرے مگر اس بڑھوتری کے متعلق ان دونوں میں کوئی شرط نہ ہو۔ پس اگر مدیون قرض ادا کرتے وقت کچھ زیادہ

دے دے جبکہ ان دونوں کے مابین زیادہ دینے کی کوئی شرط نہ ہو تو یہ زیادہ رقم قرض دینے والے کے لئے مباح ہوگی۔ الا اس کو اس قرض دینے کا خدا کی طرف سے کوئی ثواب نہ ملے گا۔ فلا یزبوا عند اللہ کا یہی مطلب ہے۔ اور جو حرام ہے اس کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے اور یہ شرط کرے کہ مدیون اسے اتنا اور اتنا بڑھا کر دیا کرے پس یہ زیادہ لینا دینا حرام ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں ربو سے مراد وہ بدیہ اور تحفہ ہے جو ایک شخص دوسرے شخص کے پاس اس غرض سے لے جاتے

معاً وضر میں اس سے زیادہ قیمت کا پائے، تو اس صورت میں نہ اس کے لئے ثواب ہے اور نہ عذاب۔

وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا

اور جب لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر کے اسی کو پکارتے ہیں۔ پھر جب

اِذَا قَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةٌ اِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يَشْرَكُونَ ﴿۳۶﴾

وہ انھیں اپنی طرف سے رحمت (کامزہ) چکھادیتا ہے تو ان میں سے ایک فریق کے لوگ اپنے پروردگار کے شریک کرنے

لِيَكْفُرُوا بِمَا اٰتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿۳۷﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا

لک جاتے ہیں تاکہ جو کچھ ہم نے انھیں عطا کیا ہے اسی ناشکری کریں، پس (دنیا میں) فائدہ اٹھا لو، پھر شریک جان جاؤ گے

عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يَشْرَكُونَ ﴿۳۸﴾ وَ

کیا ہم نے ان پر کوئی دلیل اتاری ہے کہ وہ اس کے بارے میں جو کوہ شریک ٹھہراتے ہیں بتلاتی ہے۔ اور

اِذَا اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَلَنْ تُصْبِحَ مِنْهُمْ سَائِلَةٌ

جب ہم لوگوں کو (کسی) رحمت (کامزہ) چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگر ان پر اس کی وجہ سے جو کچھ

بِمَا قَدْ مَتَّ اَيْدِيَهُمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿۳۹﴾ اَوْ لَمْ يَرَوْا اَنَّ

ہاتھوں نے آگے بھیجا ہے کوئی مصیبت بڑھتی ہے تو وہ بکا ایک ناامید ہو جاتے ہیں۔ کیا انھوں نے غور نہیں کیا کہ

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے۔ اور تنگ بھی کر دیتا ہے۔ یقیناً ان لوگوں کے لئے

لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ ﴿۴۰﴾ فَاِذَا مَسَّ الْقُرْبٰى حَقُّهُ وَالْيَسٰكِيْنَ وَالْبَنَیَّ

جو ایمان رکھتے ہیں اس میں بہت نشانیاں ہیں۔ پس (اے رسول) تم قرابت دار کو اس کا حق عطا کرو اور یتیم

السَّبِيْلُ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ذٰوِ اُولٰٓئِكَ

اور مساکین (بھی) یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ اور یہی لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۴۱﴾ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ رَّبِّا لَّيْرُبُوْا فِیْ اَمْوَالِ النَّاسِ

فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو سود تم نے اس غرض سے دیا ہے کہ وہ لوگوں کے مال میں زیادتی کرے

فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا اٰتَيْتُمْ مِنْ زَكٰوةٍ تَرْيَدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ

تو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ نہیں بڑھاتا، اور جو زکوٰۃ تم نے اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہوئے دی، تو

فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ﴿۴۲﴾ اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ

یہی لوگ اپنا ثواب (دوگنا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر اس نے تمہیں روزی دی

نزل)

ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَائِكُمْ مَنْ يَفْعَلُ

پھر وہ تمہیں موت دے گا، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو ان باتوں

مِنْ ذَلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿۴۱﴾ ظہر

میں سے کوئی بات کرے۔ پاک و برتر ہے اسکی ذات ان چیزوں سے جنکو یہ لوگ اسکا شریک ٹھہرتے ہیں۔ جسکی

الْفُسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ

اور تری میں فساد ظاہر ہو گیا، بسبب اس کے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کمایا، تاکہ جو عمل انھوں

بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۲﴾ قُلْ سِيرُوا فِي

نے کئے ان میں سے بعض کا مزہ انھیں چکھا دے، تاکہ وہ باز آجائیں۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم زمین میں چلو

الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ كَانَ

پھرو، پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا۔ ان میں سے

أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿۴۳﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلُ

اکثر مشرک تھے۔ پس تم اپنا رخ دینِ سقیم کی طرف نہ کرو۔ پیشتر اس کے

أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ ﴿۴۴﴾

کہ وہ دن آجائے جس کا پلٹ جانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو گا اس دن لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسَ لَهُ

جو کافر ہو گیا اس کے کفر کا وبال اسی پر ہو گا۔ اور جس نے نیک عمل کئے، تو وہ اپنی ہی جانوں کیلئے (آرام کی)

يَمْهَدُونَ ﴿۴۵﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ

جگہ بناتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک

فَضْلِهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿۴۶﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ يُرْسِلَ

کئے۔ یقیناً وہ کافروں کو درست نہیں رکھتا۔ اور اسکی نشانیوں میں سے یہ (بھی) ہے کہ خوشخبری سننے والی

الرِّيَّاحُ مَبَشِّرَاتٍ وَلِيُذِيقَكُمْ مِنْ رَحْمَتِهِ وَلِتَجْرِيَ الْفُلُكُ

ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ اور تاکہ تمہیں اپنی رحمت (بارش) کا مزہ چکھائے۔ اور تاکہ کشتیاں اسکے حکم سے چلیں،

بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿۴۷﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا

اور تاکہ تم اسکے فضل کو تلاش کرو، اور تاکہ تم شکر گزار رہو۔ اور یقیناً ہم نے تم سے پہلے

مَنْ قَبْلَكَ رَسُولًا إِلَى قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَأَنْتَقْنَا

بہت رسول ان کی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔ پس وہ ان کے پاس کھلی دلیلیں لے کر آئے۔ پھر ہم نے ان لوگوں

مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۶﴾

سے جنہوں نے جرم کیا تھا بدلہ لیا۔ اور مومنوں کی نصرت کرنا ہم پر لازم ہے۔ ۴۶۔

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ

اللہ تعالیٰ وہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے۔ ۴۷۔ پس وہ بادل کو اٹھاتی ہیں، پھر وہ بستر چاہتا ہے اس کو

كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ

آسمان میں پھیلا دیتا ہے۔ اور اسے ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے، پھر تو اس کے اندر سے مینہ نکلتا ہوا دیکھتا ہے۔

فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبِشِرُونَ ﴿۴۸﴾

پھر وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اسے پہنچا (برسا) دیتا ہے تو وہ ایک خوشیاں منانے لگتے ہیں۔

وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ ﴿۴۹﴾

اور اگرچہ پیشتر اس کے کہ وہ ان پر نازل کیا (برسایا) جاتے، وہ اس سے پہلے ہی نا امید تھے۔

فَانْظُرْ إِلَى آثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا

پس تم اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نشانیوں کو دیکھو کہ وہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے،

إِنَّ ذَلِكَ لَمُعْجَى الْمَوْتَى وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَئِنْ

یقیناً وہی مردہ کا زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر ہم

أَرْسَلْنَا رِجَالًا فَرَأَوْهُ مُصَفَّرًا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ﴿۵۱﴾

ایسی بھج دیں، پھر وہ اسے زرد دیکھیں تو ضرور وہ اس کے بعد بھی کفر ہی کرنے لگیں گے۔

فَأَنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَى وَلَا تَسْمَعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا

پس یقیناً تو مڑوں کو نہیں سنا سکتا، اور نہیں آواز سنا سکتا تو بہروں کو۔ جبکہ وہ پیٹھ پٹے کر پھر

مُدْبِرِينَ ﴿۵۲﴾ وَمَا أَنْتَ بِهْدِ الْعَمَى عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تَسْمَعُ

جاہیں۔ اور نہ تو اندھوں کو ان کی بے راہ روی سے راہ درست دے سکتا ہو، تو نہیں سنا سکتا

إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۵۳﴾ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ

مگر ان کو جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں، پھر وہ فرمانبردار ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہیں

۴۶ نصر المومنین :-

تفسیر صفائی صفحہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جو مرد مومن اپنے ایمانی بھائی کی عزت پر سے کسی حملہ کو دفع کرنے کا، اس کا خدا پر یہ حق ہوگا، کہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کو اس پر سے ہٹا دے۔

من لا یخفہ الفقیہ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ مومن کی نصرت کے لئے یہی کافی ہے، کہ وہ اپنے دشمن کو خدا کی نافرمانی میں گرفتار دیکھ لے ۴۶۔

۴۷ یُرْسِلُ الرِّيحَ :-

تفسیر صفائی صفحہ ۳۹ پر ہے، کہ بعض روایات میں آیا ہے، کہ آیتیں کافروں کے لئے موت کی سزاؤں ہیں۔ اس لئے کہ کافر جو غور و فکر نہ کرنے کے ثبات قدم نہ تھے۔ اور سوچ بچار سے عاری ہوئے کے باعث ہر معاملہ سے جلد اٹھ جاتے تھے۔ اور غور و فکر کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے، کہ جب بارش بند ہو جاتے تو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہیں۔ اور توبہ و استغفار کے ساتھ اسی کے حضور میں التجا کریں۔ اور اسی رحمت سے ہرگز نا امید نہ ہوں۔ اور جب وہ اپنی رحمت سے اُن پر مینہ برساتے، تو اُن کا شکر بجا لائیں۔ اور متواتر اس کی عبادت کرتے رہیں اور حد سے زیادہ خوشی نہ کریں۔ اور اگر وہ ان پر بلا نازل کرے، کہ ان کی کھیتیاں زرد کر دے۔ تو اس پر صبر کریں، اور کفر ان نعمت نہ کریں ۴۶۔

فِي الْأَرْضِ رَوَاسِي أَنْ تُمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ

بجاری پہاڑ ڈال دیئے، تاکہ وہ تمہیں لے کر کسی طرف بھٹک نہ پڑے اور اس میں ہر قسم کا چلنیوالا پھیل دیا۔

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝

اور ہم نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس میں ہر قسم کے نفیس جوڑے اُگادے۔

هَذَا خَلْقُ اللَّهِ فَأَرُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ

یہ اللہ تعالیٰ کی پیداوار ہے پھر مجھے دکھاؤ کہ جو اس کے سوا ہیں انہوں نے کیا کچھ پیدا کیا۔ بلکہ

الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ

ظالم لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ اور یقیناً ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی

أَنْ أَشْكُرَ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ

کہ اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ اور جو بھی شکر کرتا ہے پس اس کا شکر اپنے ذات کیلئے ہی شکر کرتا ہے اور جو کفر

فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يُعِظُهُ

ناشکری کی تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابلِ حمد ہے۔ اور اُسے سولہ وقت یاد کرو جبکہ لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ اسے

يَبْنَى لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝ وَوَصَّيْنَا

لصیحت کرتا تھا، اے میرے بیٹے تو اللہ تعالیٰ کیساتھ شریک نہ کر، یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے تھ اور ہم نے انسان کو

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصْلُ

ماں باپ کے بارے میں وصیت کی، اُس کی ماں نے ضعف و رنجش کی حالت میں اس کا حمل اٹھایا۔ اور اُس کی فطرت بڑھائی

فِي عَامَيْنِ أَنْ أَشْكُرَ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَى الْمَصِيرِ ۝ وَإِنْ

دو سال میں ہے (وہ وصیت یہ تھی) کہ میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی تجھاری بازگشت میری ہی طرف ہے۔ اور اگر

جَاهِدَكَ عَلَى أَنْ تَشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

وہ تجھ پر زور دے کہ میرے ساتھ اس کو شریک کر جس کا تجھے کوئی علم نہیں۔ پس تو

تَطْعَمُهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَاتَّبِعْ سَبِيلَ

(اس امر میں) اُن کی اطاعت نہ کر، اور دنیا میں اُن کا ساتھ اچھی طرح سے۔ اور اس کے راستہ کی پیروی کر،

مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ ثُمَّ إِلَىٰ مَرْجِعِكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

جس نے میری طرف رجوع کیا، پھر میرے حضور تمہاری جگہ بازگشت ہے۔ پس جو کچھ تم کیا کرتے تھے، وہ میں تمہیں

لَهُ الْحِكْمَةُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۲ پر بحوالہ کافی جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں حکمت سے مراد فہم اور عقل ہے۔

تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد امام زمانہ کی معرفت ہے۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر نعمت کا شکر خواہ وہ نعمت کتنی ہی بڑی ہو یہ ہے کہ

بندہ اس پر خدا تعالیٰ کی حمد کرے۔ ایک دوسری روایت میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ نے

نعمتیں وارد کیں، پھر اُن نے اپنے دل سے اُسے پہچان لیا، تو اس نے گویا شکر ادا کر دیا۔ اور انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو وحی کی، کہ اے موسیٰ میرا شکر ادا کر جیسا کہ شکر ادا کرنے کا حق ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے میرے پروردگار! میں کیسے

شکر ادا کروں؟ جیسا کہ شکر ادا کرنے کا حق ہے کیوں کہ کوئی شکر نہیں جس سے تیرا شکر ادا ہو سکے، سوائے اس کے کہ تو نے مجھ پر نعمتیں وارد

کیں۔ خداوند تعالیٰ نے فرمایا: اے موسیٰ! اب تو نے میرا شکر ادا کر دیا، جب کہ تو نے جان لیا کہ نعمتوں کا نزول میری ہی جانب سے ہے۔

تفسیر صافی صفحہ ۳۹۲ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ظلم تین طرح کا ہے، ایک ظلم ایسا ہے جسے

اللہ تعالیٰ بخش دے گا۔ اور ایک ظلم ایسا ہے جسے وہ ہرگز نہ بخشے گا۔ اور ایک ظلم ایسا ہے جس سے چشم پوشی نہ کرے گا۔ پس وہ ظلم جسے خدا تعالیٰ

ہرگز نہ بخشے گا، وہ شرک ہے۔ اور وہ ظلم جسے خدا تعالیٰ بخش دے گا، وہ ایسا ہے جو بندہ نے خود اپنے ہی اوپر کیا ہو گا۔ اور وہ ظلم جس سے وہ چشم پوشی نہ

فرمائے گا، وہ حق العباد کے متعلق ہے۔

ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ ۛ

تَعْمَلُونَ ۱۵ یَبْنِیْ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مُثْقَلًا حَبَةً مِنْ خَرْدَلٍ

بتادول گا۔ اے میرے بیٹے! اگر وہ (عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو

فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمَوَاتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاتِ بِهَا اللّٰهُ

پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو، یا آسمانوں میں ہو، یا زمین میں ہو، اللہ تعالیٰ اسے لے آئیگا۔

اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ۱۶ یَبْنِیْ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت باریک بین اور اور اخیر کھینچال ہے۔ اے میرے بیٹے تو نماز قائم رکھ، اور نیکی کا حکم دے۔

وَاِنَّهٗ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاَصْبِرْ عَلٰی مَا اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ

اور برائی سے منع کر، اور جو مصیبت تجھے پہنچے اس پر صبر کر لے، یقیناً یہ بہت کے کاموں میں

عَزَمِ الْاُمُوْرُ ۱۷ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ

سے ہے۔ اور لوگوں (کو دکھانے) کے لئے اپنے گال نہ پھلا لے اور زمین میں اکڑتا ہوا نہ چل۔

مَرْحًا ۱۸ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۱۹ وَاَقْصِدْ فِی

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے فخر کرنے والے کو دوست نہیں رکھتا۔ اور اپنی چال میں

مَشِیْکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ۲۰ اِنَّ اَنْکَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ

میان روی اختیار کر، اور اپنی آواز کو دھیمی کر، یقیناً بدترین آواز سہ گدھے کی آواز۔

الْحَمِیْرِ ۲۱ اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَکُمْ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی

ہے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ

الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَیْکُمْ نِعْمَةً ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۲۲ وَمِنْ

زمین میں ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے باہر کی نعمتیں ظاہری اور باطنی پوری کر دی

النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدٰی وَلَا کِتٰبٍ

میں، اور لوگوں میں سے ایسا بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بغیر علم اور بغیر ہدایت اور بغیر روشنی دینے والی کتاب کے

مُنِیْرٌ ۲۳ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ

بھگدڑا کرتا ہے۔ اور جب ان سے کہا گیا کہ تم اس کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل کیا۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو اسکی

مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَاءَنَا ۲۴ اَوَلَوْ کَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ

پیروی کرتے ہیں جس پر ہم نے اپنے باپے ادا کیا یا۔ اگرچہ شیطان ان کو آگ کے عذاب کی طرف

إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ۚ وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ

بلاتا رہا ہو۔ اور جس نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ اور وہ

مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ

نیکی کا رہی ہو، پس یقیناً اس نے بڑی مضبوط رسی کو محکم کیا۔ اور کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

الْأُمُورِ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنُكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

ہے۔ اور جس نے کفر کیا پس اس کا کفر تجھے غم میں نہ ڈالے۔ انہی بازگشت ہماری ہی طرف ہے۔

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۚ ثُمَّ نَمُوتُهُمْ

پس جو کچھ انہوں نے کیا ہم انہیں بتلا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سینوں کے مالاٹک خوب تفصیل سے ہم انہیں سمجھا

قَلِيلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ غَلِيظٍ ۚ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ

تھوڑے سے۔ پھر ہم انہیں سخت عذاب کی طرف جبراً لے جائیں گے۔ اور اگر تو ان سے سوال کرے تو کہ

مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ

آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کس نے کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے۔ کہہ دو کہ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔

بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ اللَّهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۚ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ

یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابلِ حمد ہے۔ اور اگر جو درخت زمین میں ہیں مسلم بن

أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ يَمْدًا مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ

جائیں، اور سمندر جس کے بعد سات سمندر اور ہیں سیاہی بن جائیں، اللہ تعالیٰ کے

كَلِمَتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۚ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا بَعَثَكُمْ

کلماتِ حق نہ ہونگے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نہ درست بہت حکمت والا ہے۔ نہیں ہے تمہارا پیدا کرنا اور تمہارا دوبارہ زندہ کرنا

إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ

انھانا اگر ایک ہی نفس جیسا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہے۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً اللہ تعالیٰ

يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤْخِذُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ

رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اس نے سب

لَهُ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ ۚ

تفسیر صفائی ص ۳۹۵ پر بحوالہ التوحید امام محمد
یا قر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا
ہوتا ہے یعنی یہ بھیجتا ہوتا ہوتا ہے کہ خداوند عالم
اس کا خالق ہے، اسی سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ ۚ
جناب امام محمد تقی علیہ السلام سے واحد کے
معنی دریافت کئے گئے، تو فرمایا کہ واحد وہ ہے
جسکی بیکافی بیان کرنے میں بے شمار زبانیں یک

زبان ہوں ۚ
تفسیر صفائی ص ۳۹۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ رات کا جو حصہ گھٹتا ہے وہ دن میں جاد داخل
ہوتا ہے (جیسا گرمیوں میں) اور دن میں سے جو کچھ
کم ہوتا ہے وہ رات میں جا گھٹتا ہے (جیسا کہ
سردیوں کے موسم میں) ۚ

سَخَّرَ ۚ
اس لفظ کے تفصیلی معنی سابقہ ص ۳۲ پر زیر
حاشیہ ص ۲ کر دیئے گئے ہیں، وہاں سے ملاحظہ
کر لئے جائیں ۚ

تفسیر صفاتی ص ۳۹۵ پر ہے کہ اس آیت میں نعمت کے معنی احسان کے ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے ایسے اسباب مہیا فرما کر جن سے کشتی چل سکے، خاص احسان فرمایا ہے۔

تفسیر قمی میں ہے، کہ یہاں نعمت کے معنی قدرت کے ہیں، اور مطلب یہ ہے کہ کشتیاں سمندر میں قدرت خدا سے چلتی ہیں۔

۱۶ صَبَّارٌ شَكُورٌ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۹۵ پر ہے، کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کشتیاں ان لوگوں کے لئے ہیں جو آیات خدا میں غور و فکر کرنے کیلئے اور

اسکی نعمتوں میں فکر کرنے کے لئے اور ان کا شکر ادا کرنے کیلئے اپنے نفوس کو وقف کر دیں۔ اور تفسیر قمی میں ہے، کہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو فقر و فاقہ برداشت کرنے اور ہر حالت میں خدا کا شکر کرتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ صَبَّارٌ شَكُورٌ مراد مومن ہے، اس لئے کہ حدیث میں وارد ہے کہ ایمان کے دو حصے ہیں، آدھا اس کا صبر ہے اور آدھا شکر۔

۱۷ الْحَيَوةُ الدُّنْيَا :-

تفسیر صفاتی ص ۳۹۵ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے، کہ دنیا دو طرح کی ہے، ایک قوتیاری آخرت کے لئے ایام گذاری کا ذریعہ اور ایک آخرت کو بھلا کر دائمی لعنت مول لینے کا اثاثہ۔

۱۸ عِلْمُ السَّاعَةِ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۹۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جن پر سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہے، اور نہ کوئی رسول اور نبی۔

نہج البلاغہ میں ہے، کہ وہ علم غیب جس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ یہی چیزیں ہیں جن کا ان آیات میں ذکر ہے۔

اور تفسیر صفاتی میں ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام سے معتبر حدیثوں میں مروی ہے، کہ ان پانچ چیزوں کو تفصیلی اور تحقیقی طور پر سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

صاحب تفسیر صفاتی اس کا مطلب لیتے ہیں، کہ ان امور کی اجمالی خبریں حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام نے بھی اکثر دی ہیں۔ مگر جیسا کہ جناب امیر المومنین

علیہ السلام نے فرمایا ہے، وہ نتیجہ علام الغیوب سے علم حاصل کرنے کا تھا۔

۱۹ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ كُلٌّ يَجْرِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝۲۰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا

سویج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک مقرر مدت تک چلتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو یقیناً اللہ تعالیٰ

اس سے پورا خبردار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہی برحق و معبود ہے، اور جسے وہ

یَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝۲۱

اس کے سوا پکارتے ہیں، یقیناً باطل ہے، اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہی بلند مرتبہ بزرگ ہے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيكُمْ مِنْ

کیا تو نے غور نہیں کیا کہ دریا میں کشتی اللہ تعالیٰ کے فضل سے چلتی ہے تاکہ وہ تمہیں اپنی نشانیاں میں

آيَتُهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝۲۲ وَإِذَا غَشِيَهُمْ

سے دکھلائے۔ یقیناً اس میں ہر بہت زیادہ صبر و شکر کرنے والے کیلئے ضرور بہت نشانیاں ہیں تاکہ اور جب لہرنے

مَوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَوْا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ

اور نہ کوئی اولاد اپنے باپ سے کچھ کفایت کرنے والی ہے۔ یقیناً

وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا فَلَا تَغُرُّكُمْ الْحَيَوةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرُّكُمْ بِاللَّهِ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے، پس تمہیں دنیا کی زندگی نہ دھوکے میں نہ ڈالے تاکہ اور نہ کوئی فریب دینے والا تمہیں

الْغُرُورُ ۝۲۳ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَ

اللہ تعالیٰ کے ہاں علم الساعۃ کا علم ہے تاکہ اور وہی مینہ نازل کرتا ہے۔ اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا

وہی جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔ اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور نہ کوئی

علیہ السلام نے فرمایا ہے، وہ نتیجہ علام الغیوب سے علم حاصل کرنے کا تھا۔

جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝۸ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ

اس نے اس کی نسل کو ایک ذلیل پانی کے غلام سے نسرار دیا۔ پھر اسے درست کیا اور اس میں

فِيهِ مِنْ رُّوحِهِ ۚ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ

کچھ اپنی (مخلوق) روح پھونکی۔ اور تمہارے لئے کان، آنکھیں، اور دل بنائے۔

قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝۹ وَقَالُوا إِذَا ضَلَلْنَا فِي الْأَرْضِ أَإِنَّا

تم بہت حقوڑا شکر کرتے ہو۔ اور وہ کہتے تھے کیا جب ہم زمین میں گم ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم

لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۚ بَلْ هُمْ بِلِقَائِ رَبِّهِمْ كَفِرُونَ ۝۱۰ قُلْ

پھر نئے سرے سے پیدا ہونگے۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ اپنے پروردگار کی حضوری سے منکر ہیں۔ (اے رسول)

يَتَوَفَّكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ

کہہ دو کہ تمہیں ملک الموت وفات دیتا ہے جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی طرف

تُرْجَعُونَ ۝۱۱ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِندَ

لوٹائے جاؤ گے۔ اور اگر تو دیکھے جبکہ گنہگار اپنے پروردگار کے حضور میں سر جھکائے ہوئے (کہیں گے) :

رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا

اے ہمارے پروردگار! ہم نے دیکھ لیا اور ہم نے سُن لیا۔ پس تو ہمیں لوٹائے ہم نیک عمل کریں گے (اب) یقیناً

مُوقِنُونَ ۝۱۲ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدًىٰ وَلَٰكِن

ہم یقین کر رہے ہیں۔ اور اگر ہم چاہتے تو ہم ضرور ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے۔ لیکن

حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ

میرا قول سچا ہوا کہ میں ضرور ضرور دوزخ کو جنوں اور آدمیوں سے سب سے بھر

أَجْمَعِينَ ۝۱۳ فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا إِنَّا

دوں گا۔ پس اس بات کے عوض میں کہ تم آج کے دن کی عاقبت کو بھول گئے تھے (عذاب کا) مزہ چکھو۔ یقیناً

نَسِينَكُمُ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۴ إِنَّمَا

ہم نے تمہیں (آج) بھلا دیا اور جو عمل تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں ہمیشہ کے عذاب کا مزہ چکھتے رہو۔ ماسوا اس کے نہیں

يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا

کہ ہماری آیتوں پر ایمان وہی لوگ کہتے ہیں جن کو جس وقت بھی ان کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے



لینے والے ہیں سگہ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو کتاب دی۔ پس تم اسکی (اکسرت میں) ملاقات سے

تفسیر صفائی ص ۳۹۶ پر بحوالہ عمل الشرائع
جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی
تفسیر میں وارد ہے، کہ شاید تم نے دیکھا ہوگا
کہ کچھ لوگ ایسے ہیں، جو سوتے نہیں، حالانکہ
اس بدن کو جب تک کہ جان اس میں سے نہ
نکل جائے، آرام پہنچانا ضروری ہے۔ جب جان
نکل جائے گی، تب بدن کو خود ہی آرام مل جائیگا
اور رُوح کی بازگشت عمل کی قوت کے مطابق ہوگی
پھر فرمایا کہ یہ آیت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام
اور ہمارے پیروکاروں میں سے جو انکی سیرت پر
چلنے والے ہیں، ان کی شان میں نازل ہوئی ہے
کہ وہ اول شب میں سوتے ہیں، اور جب دو تہائی
رات یا جتنی خدا کو منظور ہو، جاچکتی ہے
تو اٹھ کر اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں،
گڑ گڑاتے ہیں، اور امید و بیم کی حالت میں
اُس سے دُعا کرتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے
نے بھی اپنی کتاب میں اس کا ذکر کر دیا۔ تم
لوگوں کو بھی اطلاع دیدی، کہ اُن کو کیا کچھ عطا کیا
ہے، یعنی اُن کو اپنی بوارِ رحمت میں جگہ دی، اور ان کو
اپنی جنت میں داخل کر لیا، اور ان کو خوف سے محفوظ
کر دیا، اور اُن کے دلوں سے نکال دیا۔
۵۲ العذاب لا ذتی :-
تفسیر صفائی ص ۳۹۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول
ہے، کہ عذاب الادی سے مراد زمانہ رجعت میں تلوار
کا عذاب ہے۔ اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے، کہ عذاب الادی سے مراد
عذاب قبر ہے۔
اور اکثر روایتوں میں امام محمد باقر، اور امام
جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے، کہ عذاب
الادی سے مراد خروج دابہ اور دجال کا عذاب
بھی ہے۔
۵۳ مُنْقِمُونَ :-
تفسیر صفائی ص ۳۹۸ پر ہے، کہ جب اللہ تعالیٰ
عام طور پر گناہگاروں سے انتقام لینے کا حکم دے
فرما چکا ہے، تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا،
جو سب ظالموں سے بڑھ کر ظالم ہیں ؟

مِّن لَّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى لِّبَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا مِنْهُ

مترود نہ ہونا ۔ اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کیلئے ہدایت قرار دیا ۔ اور ہم نے ان میں سے

أَئِمَّةً يَّهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۖ

امام بنائے جبکہ انھوں نے صبر کیا وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے لہ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے ۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيَمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

یقیناً تیرا پروردگار قیامت کے دن ان (بنی اسرائیل) کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف

يَخْتَلِفُونَ ۖ أَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّن

کیا کرتے تھے ۔ کیا ان کو اس بات سے راہ نہ دکھلائی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی ہی نسلوں کو جن کے

الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسْكِينَهُمْ ۖ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً أَفَلَا

مکانوں میں یہ چلتے پھرتے ہیں ہلاک کیا ۔ یقیناً اس میں بہت نشانیاں ہیں ۔ پس کیا وہ

يَسْمَعُونَ ۖ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ

سننے نہیں ۔ کیا وہ غور نہیں کرتے کہ ہم پانی کو جس زمین کی طرف منگاتے ہیں ۔

فَنُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَنْعَامُهُمْ وَأَنْفُسُهُمْ أَفَلَا

پھر اس کے ذریعہ سے کھیتی نکالتے ہیں ، اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ کھاتے ہیں ۔ پھر کیا وہ نہیں

يُبْصِرُونَ ۖ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْفَتْحُ ۖ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ

دیکھتے ۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ کہ) وہ فتح کب ہوگی ۔

قُلْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا إِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ

(اے رسول) کہہ دو کہ فتح کے دن ان لوگوں کو ان کا ایمان فائدہ نہ دے گا جنھوں نے کفر کیا ۔ اور نہ وہ

يَنْظُرُونَ ۖ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ إِنَّهُمْ مُّنتَظِرُونَ ۚ

مہلت دینے جائیں گے ۔ پس تو ان سے منہ پھیر دے اور انتظار کر ، یقیناً وہ بھی انتظار کر رہے ہیں ۔

آيَاتُهَا ۚ سُوْرَةُ الْاِحْزَابِ يَكْنِيَتْهَا ۙ رُكُوْعَاتُهَا ۙ

آیاتِ احزاب ۴۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

۱۰ لَمَّا صَبَرُوا :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ چونکہ علم خدا میں گزر چکا تھا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جو بھی مصیبتیں پڑیں گی، اُن پر صبر کریں گے۔ انہی حضرات کو امام مقرر فرمایا :-

۱۱ هَذَا الْفَتْحُ :-

تفسیر صافی صفحہ ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ ایک مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے رجعت کے بارے میں اور جناب قائم آل محمد کے بارے میں بیان فرمائی ہے کہ جب منکروں کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجعت کی خبر دی، تو وہ کہنے لگے، متی هذا الفتح ان کفتم ضد قین ۵ (اگر تم سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ فتح کب ہوگی، ان کا یہ قول، اللہ تعالیٰ کے اس قول پر غلطوف ہے، ولنذيقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاكبر۔) اور ہم ضرور انہیں بڑے عذاب کے علاوہ چھوٹا عذاب بھی چکھائیں گے :-

۱۲

۱۳

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ

اے نبی! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کرو۔

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ

یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ اور جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے وحی کیا جاتا ہے اسکی پیروی کرتے رہو۔

لَئِنْ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ وَكَفَىٰ

یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ کرتے ہو خوب خبردار ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو۔ اور اللہ تعالیٰ

بِاللَّهِ وَكَيْلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفٍ

بہی کافی کارساز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی مرد کے لئے اس کے پیٹ میں دو دل نہیں بنائے۔

وَمَا جَعَلَ أَزْوَاجَكُمْ إِلَىٰ تُظْهِرُونَ مِنْهُنَّ أُمَّهَاتِكُمْ وَمَا

اور نہ تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظاہر کرتے ہو، تمہاری مائیں بنایا۔ اور نہ

جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ ۖ ذَٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ

تمہارے لئے پاکوں کو تمہارے بیٹے بنایا۔ یہ تمہارا قول تمہارے مونہوں کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝ أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ

حق بات کہتا ہے، اور وہ سیدھے راستے کی ہدایت کرتا ہے۔ ان کو ان کے باپوں کے ناموں سے پکارو

أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَلِأَخْوَانِكُمْ فِي

وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ انصاف کی بات ہے۔ پس اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانو، تو وہ دین میں تمہارے بھائی

الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ

اور تمہارے دوست ہیں۔ اور اس (بھوکے کسی سے یا ایک کو بیٹا کہہ دینے) میں جو تم نے خطا کی اسکا تم پر کوئی گناہ نہیں ہے

وَلَكِنْ مَا تَعَمَّدَتْ قُلُوبُكُمْ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ النَّبِيُّ

لیکن جو تمہارے دلوں نے قصداً کیا اس پر گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ بخشنیلا بہت رحم کرنے والا ہے۔ نبی

أُولَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ وَأُولَا

مومنوں پر ان کی اپنی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے۔ اور انکی بیویاں انکی مائیں ہیں۔ اور مومنوں

الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور مہاجرین میں سے بعض رشتہ دار اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بعض سے زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔

نزلہ

۱۵ دالمنفقین :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ اس آیت میں وہی بات ہے جو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ایسا کلام سے کر بھیجا کہ بایاک اعنی واسمعی یا جاسما کا کہنا تو مجھے تجھ سے ہے اور پر و سن بنتی تو رہو، یعنی خطاب ظاہری طور پر تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور مراد امت کے لوگ ہیں۔

۱۶ اولی :-

اس کے لفظی معنی زیادہ لائق، زیادہ مستحق، زیادہ قریب کے ہیں، ولی سے مشتق ہے جس کے معنی پے در پے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے، افعول التفضیل کا صیغہ۔ اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے، تو یہ ڈانٹ اور دھمکی کے لئے آتا ہے، اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوتے ہیں، چنانچہ آیہ شریفہ فاوئی لکم (سو خرابی ہے انکی، اور اوئی لک فاوئی (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ ص ۲۹۵)۔

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے

کہ نبی مومنین کے تمام معاملات میں انکی ذات سے زیادہ تصرف کرنے کا حق رکھتا ہے، یعنی وہ ان کو جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیتا ہے، اور جو چیزیں ان کے لئے پسند کرتا ہے، انہی چیزوں میں مومنین کی خیر و خوبی بھی ہے، اور انہی میں انکی کامیابی بھی ہے اور انکی نفعوں کی یہ حالت نہیں ہے، اسی لئے نبی کے حکم کو اولیٰ اور اعلیٰ بتلایا گیا ہے۔

نیز یہ بھی ان پر واجب ہوا کہ وہ اپنی ذات سے زیادہ نبی سے محبت رکھیں، اور اپنے نفس کے حکم سے زیادہ نبی کے حکم کو نافذ نہ کریں، اور اپنی ذات سے زیادہ نبی کی ذات کی حفاظت اور غور و پرداخت کریں۔

۱۷ وازواجہ امہاتہم :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی ازواج مطہرات امتیوں پر حرام ہونے میں ماں کا سا حکم رکھتی ہیں۔

لمتوہم :- اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مائیں نہیں بن جاتیں، ورنہ ان کا امتیوں سے پرہیز کرنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَٰكُمْ مَّعْرُوفًا كَانَ

مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے اچھا برتاؤ کرو۔

ذٰلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝۱۰

کتاب کے اندر لکھا ہوا ہے۔ اور (اے رسول!) وہ وقت یاد کرو، جبکہ ہم نے نبیوں

مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ

سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم

ابْنِ مَرْيَمَ ۝۱۱ وَأَخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝۱۲ لِّيَسْأَلَ

سے ان کا عہد لیا، اور ہم نے ان سے بڑا پکا عہد لیا۔ تاکہ وہ سچوں سے انکی سچائی کے

الصّٰدِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۝۱۳ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۴

بالے میں سوال کرے، اور اُس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے، تم یاد کرو جو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہیں ان کو یاد کرتے رہو جبکہ تم پر (دشمن کے) لشکر

جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا وَكَانَ اللَّهُ

آئے، پھر ہم نے ان پر ایک ہوا اور ایسے لشکر کو بھیجا جنکو تم نہیں دیکھتے تھے۔ اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ

بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝۱۵ إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ

تعالیٰ سے خوب دیکھنے والے ہیں۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ تم پر بلندی کی طرف سے بھی آئے اورستی کی طرف

وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ

سے بھی، اور جبکہ آنکھیں کج ہو گئیں۔ اور دل (ڈر کے مارے) زخموں تک پہنچ گئے۔ اور تم اللہ تعالیٰ پر

بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝۱۶ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا

طرح طرح کے ظن کرنے لگے۔ اسی جگہ پر مومنوں کو مبتلا کیا گیا۔ اور وہ نہایت شدت سے

شَدِيدًا ۝۱۷ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ

ہلا ڈالے گئے۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے، کہنے لگے

مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ۝۱۸ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ

کہ ہمیں وعدہ کیا ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے مگر دھوکا (دی دھوکا) اور (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ان میں سے ایک گروہ نے

يَا أَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ

کہا کہ اے یثرب کے رہنے والو! تمہارے ٹھہرنے کیلئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ پس تم لوٹ جاؤ اور ان میں سے ایک گروہ بھی

النَّبِيِّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ إِنَّ

یہ کہتے ہوئے اجازت مانگتا تھا کہ یقیناً ہمارے گھر خالی (غیر محفوظ) ہیں لہذا حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں۔ وہ (اس ہمارے)

يُرِيدُونَ الْإِفْرَارَ ۚ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ

نہیں ارادہ کرتے مگر بھاگنے کا۔ اور اگر لشکر ان پر سطروں سے آجاتے۔ پھر ان کے

سُيْلُوا الْفِتْنَةَ لَأَتَوْهَا وَمَا تَلْبَثُوا فِيهَا إِلَّا سِيرًا ۚ وَلَقَدْ

فساد برپا کرنے کو کہا جاتا تو ضرور برپا کر دیتے۔ اور اس بارے میں نہ توقف کرتے مگر تقوٰیٰ ویر۔ اور یقیناً

كَانُوا عَاهِدُوا بِاللَّهِ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤْلَوْنَ الْأَذْبَارُ وَكَانَ

وہ اللہ تعالیٰ سے پہلے ہی عہد کر چکے تھے کہ وہ پیٹھ نہ پھیریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کا

عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ۚ قُلْ لَّنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُمْ مِّنْ

عہد ضرور پوچھا جائے گا۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اگر تم موت یا قتل سے بھاگ بھی جاؤ، تو یہ بھاگنا تمہیں

الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا تُمْتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ قُلْ مَن

ہرگز فائدہ نہ دے گا۔ اور اس وقت تم نہ فائدہ دیتے جاؤ گے مگر تقوٰیٰ۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ وہ

ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ

کون ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ سے بچائے گا۔ اگر وہ تمہیں مذاب دینے کا ارادہ کرے یا تمہارے حق میں حرمت

رَحْمَةً وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۚ

کرنا چاہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سرپرست۔ اور مددگار نہ پائیں گے۔

قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمَعْوِقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ

یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم میں سے باز رکھنے والوں کو۔ اور اپنے بھائیوں سے یہ کہنے والوں کو کہ ہماری طرف

إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَاسَ إِلَّا قَلِيلًا ۚ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ فَإِذَا

چلے آؤ۔ حالانکہ وہ لڑائی کے میدان کم ہی آتے ہیں۔ وہ تم پر پزیر ہیں۔ پھر جب

جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتُمْ يُزْهِوْنَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي

خوف آتا ہے تو ان کو دیکھتا ہے کہ وہ تیری طرف دیکھتے ہیں۔ اسی آنکھیں اس شخص کی طرح پھرتی ہیں جس پر

لَهُ عَوْرَةٌ ۚ

اس کے لفظی معنی ہیں، کھلے، غیر محفوظ

خالی، علامہ محمد والدین فیروز آبادی نے

لغت کی مشہور کتاب قاموس میں اس کے

حسبے بل معانی لکھے ہیں :-

(۱) سرحد وغیرہ میں قلعہ پڑنا۔ (۲) چھپانے کی

جگہ۔ (۳) مرد اور عورت کی شرمگاہ۔ (۴) وہ وقت

جو بے پردہ ہونے کا ہو، اور یہ تین اوقات ہیں۔

(۱) فجر سے پہلے، (۲) دوپہر کے وقت (۳) اور نماز

عشاء کے بعد۔ (۵) ہر وہ بات جس کے ظاہر ہونے

سے آدمی شرمائے۔

امام تراغب کہتے ہیں عوڑۃ انسان کی

شرمگاہ کو کہتے ہیں، جو کنہیہ ہے، اور اصل میں یہ

» عارہ سے ہے، کیونکہ شرمگاہ کے کھلنے میں عار محسوس

ہوتی ہے، اور عورتوں کو بھی عوڑۃ اسی بنا پر کہا

جاتا ہے کہ ان کو بھی غیر مردوں کے سامنے آنے میں

عار آتی ہے، اور عوڑۃ اور عوڑۃ اس شکاف

کو بھی کہتے ہیں، جو گھر سے یا گھر وغیرہ کسی چیز میں

پڑ جاتا ہے، ارشاد ہے: إِنَّ بَيْتَنَا عَوْرَةٌ

وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ۔ (ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں،

حالانکہ وہ کھلے نہیں پڑے،) یعنی ان میں جگہ جگہ سے

گھسنے کی جگہ موجود ہے، کہ جو چاہے، چلا آئے۔ اور

یہ آیت کریمہ الذین لم یظہروا علی عوڑۃ النساء

(یعنی جو عورتوں کی پڑنے کی بات سے آگاہ نہیں،)

سے مراد نابالغ بچے ہیں۔

اور امام ابو بکر سجستانی نزہۃ القلوب میں

آیت بر ان بے بیوتنا عوڑۃ میں لفظ عوڑۃ کی تشریح

کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

عوڑۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے گھروں پر

چوروں کی آمد و رفت کے بہت مواقع ہیں۔ محاورہ

ہے » اعوڑت بیوت القوم « یعنی لوگ اپنے

گھروں کو چھوڑ کر چل دیئے، اور اب دشمن یا جنس

کا جی چاہے، وہاں گھس سکتا ہے :-

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۳۔ صفحہ ۳۷۷)

يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوكُمْ

موت کی غشی چھا جائے۔ پھر جب خوف جاتا رہا تو وہ تم سے تیز زبانوں سے بڑھ چڑھ

بِالسِّنَةِ حِدَادٍ أَشْحَةً عَلَى الْخَيْرِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ

کربو لے، وہ نیکی پر پھیل ہیں۔ یہ لوگ ایمان نہیں لائے، پس اللہ تعالیٰ نے بھی

اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۱۹ يَحْسِبُونَ الْأَحْزَابَ

انکے اعمال اکارت کر دینے۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ (کفار کے) لشکر کے متعلق یہ گمان

لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوا لَأُؤْتَاهُمْ بَادُونَ فِي

کرتے ہیں کہ وہ نہیں گئے۔ اور اگر وہ (شکر) آجائیں تو یہ لوگ بھی چاہیں گے کہ کاش وہ جنہل میں بدوؤں کے

الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قُتِلُوا

درمیان رہتے (اور) تمہاری خبریں پوچھا کرتے۔ اور اگر وہ تمہارے درمیان ہی ہوتے وہ نہ لڑتے

إِلَّا قَلِيلًا ۝۲۰ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مگر تھوڑا سا۔ (اے لوگو!) یقیناً تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں ایک اچھا نمونہ ہے،

لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝۲۱

اُس کیلئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن کی امید رکھے، اور جس نے اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کیا۔

وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

اور جب مومنوں نے (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (تو) کہنے لگے یہ ہے جسکا وعدہ ہم سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے کیا

وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَتَسْلِيمًا ۝۲۲

اور سچ کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے، اور اس نے اُن کے ایمان اور تسلیم کو اور بڑھا دیا۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ

مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں جنہوں نے وہ عہد سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا ہے پس ان میں سے کچھ

مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا بَدِيلًا ۝۲۳

وہ ہیں جنہوں نے نذر پوری کر دی اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو انتظار کرتے ہیں وہ انہیں بدلنے کا اور ابھی نہیں بدلا۔

لِيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ ۚ إِنَّ

تاکہ اللہ تعالیٰ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے۔ اور اگر عیب ہے تو منافقوں کو عذاب دے۔

۱۵ مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۚ

تفسیر یہاں مصلحتاً پر بحوالہ الحفظ الہی بروایت
امام محمد باقر علیہ السلام جناب امیر المومنین علیہ السلام
سے اس حدیث میں منقول ہے جو آپ نے ایک
یہودی سے فرمائی، کہ میں نے اور میرے چچا حمزہ رضی
اور میرے بھائی جعفر رضی اور میرے چچے بھائی
عبیدہ نے جس امر کا خدا اور اس کے رسول
سے وعدہ کر لیا تھا، اُسے پورا کیا۔ پس خدا
کی مرضی یوں ہوئی، کہ میرے وہ ساتھی تو
آگے بڑھ گئے، اور میں اُنکے پیچھے رہا۔ پس
اللہ تعالیٰ نے ہمارے بدلے میں یہ آیت
نازل فرمائی ہے۔

اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المومنین
علیہ السلام سے منقول ہے، کہ یہ آیت ہمارے بار
میں اُتری۔ اور خدا کی قسم وہ منتظر میں ہوں، اور میں
نے جو وعدہ خدا سے کیا، اس میں کسی قسم کی تبدیلی
نہیں کی۔

المناقب میں ہے کہ میدان کربلا میں امام حسین
علیہ السلام کے اصحاب میں سے جو شخص دشمن کے
مقابلہ میں جانے کا ارادہ کرتا، تو حضرت سے سخت
ہوتا، اور کہتا "السلام علیک یا ابن رسول اللہ"
حضرت جواب میں فرماتے "علیک السلام یا بھائی"
بم بھی تمہارے پیچھے پیچھے آتے ہیں، پھر یہی آیت تلاوت
فرماتے: "فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ
يَنْتَظِرُ" ۝۲۳

شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝۲۷ وَرَدَّ

یا ان کو توبہ کی توفیق دے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا ۝۲۸ وَكَفَى اللَّهُ

ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے ان کے غصہ کی حالت میں ہی نازل ہوا، وہ کسی کو نہیں پہنچے۔ اور ان میں سے کئی لوگوں کو

الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالُ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا ۝۲۹ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ

اللہ تعالیٰ ہی کافی ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قوت والا غلبہ والا ہے۔ اور اہل کتاب میں سے

ظَاهَرُوهُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي

جنہوں نے ان کی مدد کی تھی ان کو ان کے قلعوں سے بھی اتار دیا۔ اور ان کے دلوں میں رعب

قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا ۝۳۰ وَأَوْثَقَكُمْ

ڈال دیا۔ تم ایک گروہ کو قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔ اور تم کو ان کی

أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَمْ تَطُوهَا ۝۳۱ وَكَانَ

زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا وارث کر دیا۔ اور اسی زمین کا جس پر تم نے کبھی قدم نہ رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝۳۲ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ إِنْ

پرہیزگار ہو، پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ اگر تم

كُنْتُمْ تُرِيدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فَرَغْنَا مِنْكُمْ ۝۳۳ وَأَسْرَحَكُمْ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝۳۴ وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدْنَ اللَّهَ وَ

دنیا کی زندگی کا اور اس کی زینت چاہتی ہو، تو آؤ میں نے تمہیں من مکرہ پہنچاؤں،

وَأَسْرَحَكُمْ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝۳۴ وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدْنَ اللَّهَ وَ

اور تمہیں نہایت خوبی سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور آخرت

رَسُولَهُ وَالْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا

کا کھڑا چاہتی ہو، تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے جو نیک ہوں گی ان کیلئے بہت بڑا اجر

عَظِيمًا ۝۳۵ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُمْ بِفَاحِشَةٍ مُبِينَةٍ

تیار کیا ہوا ہے۔ اے نبی! کیسی سیو! تم میں سے جو کھلی بدی کرے گی

يُضَعِفْ لَهَا الْعَذَابَ ضِعْفَيْنِ ۝۳۶ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۳۷

اس کیلئے عذاب بڑھا کر دوگنا کر دیا جائے گا۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

لہ المؤمنین :-

تفسیر صافی ص ۲۷۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ
بات جناب امیر المؤمنین علی ابن ابی طالب علیہ
السلام کے ذریعہ ہوئی۔ کہ انہوں نے عرب کے ناموں
پہلوان عمرو بن عبدود کو قتل کیا، اور یہی واقعہ
مؤمنوں کی شکست اور ہزیمت کا باعث ہوا۔
۱۔ قُلْ لَا ذَرْأَ لَكُمْ :-

یہ آیت مجیدہ آیت تخییر کہلاتی ہے، اس میں
ازواج نبی کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر وہ مال دنیا
اور آسودگی چاہتی ہیں، تو رسول صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم انہیں مال دنیا دیکر رخصت کر دے گا۔
اور اگر وہ صحبت رسول اور آخرت کا گھراختیار
کرنا چاہیں، تو تمہارا۔

واقعہ یوں ہے، کہ مدینہ کے قریب یوں
کی کچھ زمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے ہاتھ لگی۔ آپ نے اسے مہاجرین پر
بانٹ دیا جس سے ان کے گزران کی صورت
نیکل آئی۔ اور انصار پر ان کا خرچ ہلکا ہو

گیا۔ دو سال کے بعد خیبر کے یودیوں کی زمین بھی
مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی۔ اس سے حضرت کے
سب اصحاب آسودہ ہو گئے۔ ازواج رسول نے
جب دیکھا کہ لوگ آسودہ حال ہو گئے، تو چاہا کہ
ہم بھی آسودہ ہو جائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں
فقروفاقر رہتا تھا، اس بارے میں بعض ازواج نے
رسول صلعم سے کچھ بول چال کی، حضرت نے قسم
کھائی کہ ایک مہینہ گھر میں نہ جائیں گے، پھر مہینہ کے
بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت گھر میں آئے، اور سب
سے پہلے آپ نے حضرت عائشہ ہی سے پوچھا، کوہ
مال دنیا لے کر رخصت ہونا چاہتی ہیں، یا صحبت رسول
اور آخرت کا گھراختیار کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ نے
اللہ اور رسول کی مرضی اختیار کی، پھر اسی طرح سب نے

تفسیر صفائی ص ۳۵ پر ہے کہ ایک اجر اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ہوگا، اور ایک اجر قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ رضا جوئی خداوند تعالیٰ پر ہوگا۔ اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب کچھ آخرت ہی میں ہوگا کیونکہ جہاں اجر ہوگا وہاں ہی عذاب ہوگا :-

تفسیر صفائی ص ۳۵ پر بحوالہ اکمال الدین بروایت ابن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع بن نون حضرت موسیٰ کے بعد تیس برس زندہ رہے اور صغیر بنت حضرت ثعبث زوجہ موسیٰ علیہ السلام نے ان کے خلافت خروج کیا۔ اور یہ کہا کہ میں امر و صیارت میں تم سے زیادہ حقدار ہوں۔ پس آپ اس سے لڑے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کیا۔ اور اسے قید کر کے اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش کش آئے، اور یقیناً حضرت ابوبکر کی دختر میری اُمت کے اتنے اتنے بڑا آدمیوں کے ساتھ حضرت علی کے مقابل خروج کر گئی پس علی بھی اس سے لڑیں گے اس کے ساتھیوں کو قتل کریں گے، اور قید میں اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں گے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ الجناہلیۃ الاولیٰ سے صغیر بنت ثعبث کا واقعہ مراد ہے :-

تفسیر صفائی ص ۳۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالبؑ، فاطمہؑ، امام حسن اور حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ اور یہ واقعہ جناب ام سلمہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کو بلایا، اور ان پر اپنی چادر اور حادھی، اور آپ خود بھی اس میں داخل ہو گئے۔ پھر فرمایا: اے میرے اللہ! یہ ہیں میرے اہل بیت، جن کے بارے میں تو نے میرے ساتھ وعدہ کیا، جو تو نے کیا۔ یا اللہ! تو ان سے جس کو دور رکھ۔ اور ان کو پاک رکھ۔ جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے۔ اس پر ام سلمہؓ فرمیں



وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُمْ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا

اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے لئے فرمانبرداری کرے گی اور نیک عمل کرے گی ہم اسے اسکا

اجر ہا مَرَّتَيْنِ ۚ وَاعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا ۝۳۱ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ

بارہ دو بار عطا کریں گے اسے اور ہم نے اس کیلئے باعزت رزق (بھی) تیار کر رکھا ہے۔ اے نبی کی بیویو!

لَسْتُنَّ كَاٰحِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنْ اَتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ

اگر تم پر بیویز گاری کرو، تو تم اور عورتوں میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہو۔ پس تم بات کرنے میں نزاکت

بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِيْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا

نہ کیا کرو، پھر جس کے دل میں بیماری ہوگی وہ (برائی کی) طمع کرے گا۔ اور تم نیک بات کہا

مَعْرُوفًا ۝۳۲ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ

کرو۔ اور تم اپنے گھروں میں گھری رہو۔ اور تم پہلی جاہلیت (کے زمانہ) کا بناؤ سنگھار نہ

الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِ وَاقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاَتِينَ الزَّكٰوةَ وَ

دکھائی پھرو۔ اور نماز کو قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو، اور

اَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ۚ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ ماسوا اسکے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کہ اسے اہلیت (نبوت)

الرِّجْسِ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝۳۳ وَاذْكُرْنَ مَا

وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دور کرے۔ اور تمہیں ایسا پاک کھے جیسا کہ پاک رکھنے کا حق ہے اسے اور جو کچھ تمہارے

يُثَلٰى فِيْ بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيَةِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةُ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ

گھر میں اللہ تعالیٰ کی آیتوں اور حکمت میں سے پڑھا جاتا ہے اسے یاد کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

لَطِيْفًا خَبِيْرًا ۝۳۴ اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ

باریک بین پورا پورا خبردار ہے۔ یقیناً مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، اور مومن مسرور،

وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

اور مومن عورتیں، اور فرمانبردار مرد، اور فرمانبردار عورتیں، اور سچے مرد، اور سچی عورتیں،

وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَّصِدِقِيْنَ

اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، اور نجات دہینوں والے مرد

یا رسول اللہ! کیا میں بھی ان میں شامل ہو سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: اے ام سلمہ! نہیں، خوشخبری ہو کہ تو نیک پر ہے۔ اور امام حسین علیہ السلام کے پوتے حضرت زید بن علی زین العابدین فرماتے ہیں، کہ لوگوں کی اس سے بڑھ کر جہالت کیا ہوگی، کہ وہ گمان کرتے ہیں، کہ آیت تطہیر سے اللہ تعالیٰ نے ازواج رسول صلعم کی طہارت کا ارادہ کیا تھا، وہ جھوٹے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کا ارادہ ازواج رسول صلعم کی طہارت کا ہوتا، تو یوں فرماتا، لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ وَيُطَهِّرْكُمْ تَطْهِيرًا۔ اور یہ کلام نوح کے میٹوں سے ہوتا۔ جیسا کہ سابق میں نوٹ کے صیغے استعمال کئے، اور فرمایا: وَقَرْنَ فِيْ بُيُوتِكُنَّ..... آئمہ :-

وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّالِمِينَ وَالصَّالِمَاتِ وَالْحَفِظِينَ

اور خیرات دینے والی عورتیں ، اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت

فَرُوجَهُمْ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّكِرَاتِ

کو نیولے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں سہ

أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

اللہ تعالیٰ نے ان سب کیلئے بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کیا ہو ہے ۔ اور کسی مؤمن مرد سہ اور کسی

وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ

مومنہ عورت کیلئے یہ مناسب نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کسی امر کا فیصلہ کر دیا ، پھر ان کیلئے اپنے امر

الْخَيْرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ

میں کوئی اختیار رہ جائے ۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ، تو یقیناً وہ کھلی گمراہی میں

ضَلَاً مُّبِينًا ۝ وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ

بہک گیا ۔ اور (وہ وقت یاد کر) جبکہ تو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ۔ اور تو نے (بھی)

عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ

اس پر انعام کیا کہ تو اپنے پاس اپنی بیوی (زینب) کو روکے رکھو اور خدا سے ڈر ، اور تو اپنے جی میں اس چیز کو چھپاتا تھا

مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَاهُ

جسے اللہ تعالیٰ ظاہر کر دے گا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا (کہ طعنہ زدیں) حالانکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقت دار ہے ،

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ

کہ تو اس سے ڈر کرے ۔ پس جب یہ نے اس (زینب) سے حاجت پوری کر لی کہ اس (عورت) کو تیری زوجیت میں دے دیا ،

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا

تاکہ مومنوں کیلئے ان کی لیے پاک اولاد کی ازواج کے بارے میں جبکہ وہ ان سے حاجت پوری کر لیا کریں کوئی مسئلہ

مِنْهُمْ وَطَرًا ۝ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ

نہ رہے ۔ اور خداوند تعالیٰ کا امر ہو کر رہا ۔ نبی کے لئے اس بات میں جو اللہ

مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا

تعالیٰ نے فرض کر دی ، کوئی مسئلہ نہیں ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ۔ ان لوگوں میں جو پہلے

۱۰ وَالذَّكِرَاتِ :-

تفسیر صفائی ص ۳۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
مقاتل بن حیان سے منقول ہے کہ جب حضرت
اسما بنت عمیس اپنے عاوند جعفر بن ابی طالب
کے ہمراہ حبشہ سے واپس آئیں ، تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج کے پاس
گئیں ، اور پوچھا کہ کیا کوئی آیت ہمارے بارے
میں بھی قرآن مجید میں نازل ہوئی ہے ؟ انہوں
نے کہا : نہیں ! تو یہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں ، اور عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ! عورتیں تو نقصان اور گھائے
میں رہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ کس سبب سے ؟ عرض کی کہ
اس سبب سے کہ مردوں کا ذکر خیر تو قرآن مجید
میں آیا ہے ، لیکن عورتوں کا نہیں آیا ۔ اس پر
اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

۱۱ وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ :-

تفسیر صفائی ص ۳۴ پر بحوالہ تفسیر فی امام محمد
باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب بنت جحش الاسد
پر اپنی پھوپھی زاد بہن کو اپنے آزاد کردہ غلام زید بن
حارثہ کے لئے نکاح کا پیغام دیا تو انھوں نے عرض
کیا : یا رسول اللہ ! اتنا انتظار کریں کہ میں ذرا سمجھ
لوں ۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ،
جسے سن کر جناب زینب نے عرض کی : یا رسول اللہ
میرا معاملہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔ پس آپ نے
ان کا نکاح زید بن حارثہ سے کر دیا :-

مِنْ قَبْلُ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ۝۳۸ ۝ الَّذِينَ

گذر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا امر ایک انداز سے پر مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ لوگ (آپؐ) ایسے ہیں

يُبَلِّغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا

کہ اللہ تعالیٰ کی رسالتوں کو پہنچایا کرتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں، اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے۔ سوائے

اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝۳۹ ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ

اللہ تعالیٰ کے۔ اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کا باپ نہیں ہے۔

وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

لیکن وہ اللہ تعالیٰ کا رسول اور تمام نبیوں کا خاتم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پوری پوری طرح

عَلِيمًا ۝۴۰ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝۴۱ ۝

جاننے والا ہے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے، اللہ تعالیٰ کو یاد کرو بہت یاد کرنا۔

وَسَبِّحْوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝۴۲ ۝ هُوَ الَّذِي يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَ

اور صبح اور شام اس کی تسبیح کیا کرو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے۔ اور

مَلَائِكَتُهُ يُخْرِجُكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَكَانَ

آس کے فرشتے بھی، تاکہ تمہیں اندھیرے سے نور کی طرف نکالے۔ اور وہ مومنوں پر

بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝۴۳ ۝ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۚ وَأَعَدَّ

بہت رحم کرنے والا ہے۔ جس دن وہ اُنکے حضور میں حاضر ہوں گے اُنکی دعا و ملاقات سلام ہوگی۔

لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝۴۴ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا

اور اُس نے ان کیلئے باعزت اجر تیار کیا ہوا ہے۔ اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری دینے

وَبَشِيرًا وَنَذِيرًا ۝۴۵ ۝ وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۝۴۶ ۝

والا اور ڈرانے والا (بتا کر) بھیجا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق سے دلائل والا اور نور دینے والا ہے (بتا کر بھی)۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۝۴۷ ۝ وَلَا

اور مومنوں کو خوشخبری دے۔ کہ یقیناً ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ اور تو

تُطْعِمُ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ وَدَعَا أَذْهَمُ وَتَوَكَّلْ عَلَى

کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر، اور اُن کا ایذا دینا چھوڑ دے۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ

نزل

لہ ما کان محمدؐ

تفسیر صفائی میں ہے کہ یہ آیت اس عمومیت کی تفسیر نہیں ہے کہ آپؐ اپنے پیروں قائم، طیب، طاہر اور ابراہیم کے باپ تھے اس لئے کہ وہ رجال کہلائے جانے کی حد تک نہیں پہنچے تھے، اور بالفرض وہ اس حد تک پہنچتے بھی، تو وہ رجال کاہل یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رجال ہوتے، نہ کہ رجال الناس، یعنی لوگوں کے رجال، کہ وہ جنہوں کی زد میں آتے۔ اسی طرح آپؐ کا ائمہ معصومین علیہم السلام کا باپ ہونا بھی اس آیت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ وہ سب جلال رسول اللہ میں، نہ کہ رجال الناس۔ ان کا قیاس عام لوگوں کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔

لہما ترجمہ :- آیت مجیدہ سے عبارت ہوتا ہے، کہ آپؐ، لوگوں کے باپ نہیں ہیں اس کا یہ مطلب نہیں ہے، کہ آپؐ اپنے بچوں اور اولاد کے بھی باپ نہیں تھے۔ کیونکہ یہ مجیدہ میں رجال لکھا کہہ کر لوگوں کے باپ ہونے کی نفی کی گئی ہے نہ کہ رجال اللہ یعنی اپنی اولاد کے باپ ہونے کی، جو خلافت عقل ہے تفسیر مجمع البیان میں صحیح طریق سے بیان ہوا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسن مجتبیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے، اسی طرح امام حسن اور امام حسین کی نسبت ارشاد فرمایا، کہ میرے یہ دونوں بیٹے امام ہیں، خواہ (جنگ کے لئے) کھڑے ہوں، خواہ (گھر) بیٹھے رہیں۔

صاحب تفسیر صفائی کہتا ہے: کہ اس کا مطلب یہ ہے، کہ خواہ یہ امامت و خلافت کے ساتھ قائم ہوں، خواہ بیٹھے رہیں۔ نیز فرمایا، کہ ہر بیٹی کی اولاد اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے، سوائے اولادِ قاطعہ کے، کہ ان کا باپ نہیں ہوں۔

لہ خاتم النبیین :-

اس آیت میں لفظ خاتم ہے، جس کے معنی مآخِتم بہ ہیں، یعنی وہ شے یا وجود جس پر کوئی شے ختم کر دی جائے، کیونکہ فاعل بفتح العین (فاعل) مایفعل بہ کے معنوں میں آتا ہے جیسا کہ عالمہ مایفعل بہ۔ قالب مایقلب بہ۔ اگر خاتمہ بکسر تا یعنی خاتمہ ہوتا، تو مطلب یہ ہوتا، کہ آپؐ نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں حالانکہ یہ خدا کی صفت ہے، پس خاتمہ اللہ تعالیٰ ہے اور

خاتم آپؐ ہیں، یعنی آپؐ کی ذات پر اللہ تعالیٰ نے سب نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔ آپؐ آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں۔ اجرائے نبوت کے قابل کہتے ہیں، کہ یہاں خاتم کے معنی فہر کے ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ اس صورت میں علیؑ کا تعدیہ ضروری تھا جیسا کہ ارشاد ہے :- ختم اللہ علی قلوبہم۔ الیوم نختم علی افواہہم، وغیرہ۔

لہ یصلیٰ علیکم :- تفسیر صفائی میں ہے کہ جو شخص محمدؐ اور آل محمدؐ پر دس دفعہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر توم تہ درود بھیجتے ہیں۔ اور جو شخص محمدؐ اور آل محمدؐ پر توم تہ درود بھیجتا ہے، اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ہزار مرتبہ درود بھیجتے ہیں۔ اسی کا خدا تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔

اللَّهُ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ

کر۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کار سازی کیلئے کافی ہے۔ اسے لوگو! جو ایمان لا چکے، جب تم نے مومنہ عورتوں سے

الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ

نکاح کیا، پھر تم نے ان کو طلاق دی پیشتر اس کے کہ تم نے ان کو چھو (الساشرت کی)۔ پھر ان کے ذمہ

عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَ لَهَا فَمَتَّعُوهُنَّ وَسِرَّحُوهُنَّ سِرَّحًا

تمہارے لئے کوئی مدت نہیں جسے تم گنا کرو۔ پس تم انہیں فائدہ دو، اور انہیں نہایت غریبی سے رخصت

جَمِيلًا ۝ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي

کردو۔ اے نبی! یقیناً ہم نے تیرے لئے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں، جن کے تم مہر

أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ بِمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَيْكَ

دے چکے، اور وہ لونڈیاں جنکا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہوا جنہیں اللہ تعالیٰ نے تجھے بغیر رزائی

وَبَنَاتِ عَمِّكَ وَبَنَاتِ عَمَّتِكَ وَبَنَاتِ خَالِكَ وَبَنَاتِ

کے لونڈیاں ہیں۔ اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور تمہاری پھوپھی کی بیٹیاں، اور تمہارے ماموں کی بیٹیاں اور تمہاری

خَالَتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَأَةً مُؤْمِنَةً إِنْ وَهَبَتْ

خالہ کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی اور وہ مومنہ عورت بھی کہ اُس نے اپنا نفس نبی کے لئے

نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَكَ

رہی ہو، مہر کر دیا۔ اگر نبی نے ارادہ کر لیا کہ اس سے نکاح کرے۔ یہ حکم مومنوں کو چھوڑ کر خالص

مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ۖ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ

تمہارے لئے ہے۔ یقیناً ہم نے جان لیا ہے جو کچھ ہم نے ان کی بیویوں کے بارے

فِي أَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُونَ

میں جن کے ان کے دامن ہاتھ مالک ہوئے ان پر فرض کیا، تاکہ تم پر کوئی تنگی نہ

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ تَرْجَى مَنْ تَشَاءُ

ہو۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ (اے رسول) ان میں سے جنکو تو چاہے

مِنْهُمْ وَتُؤَيِّ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ ۖ وَمِنْ ابْتِغَيْتَ مِمَّنْ

وہیل جسے، اور جسے تو چاہے اپنے پاس رکھو۔ اور اگر تو ان میں سے (کسی کو) چاہے جس سے تو نے

لَهُ وَهَبَتْ :-

تفسیر صفائی مشافہہ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حفصہ کے حجرہ میں تشریف فرما تھے، انصار کی ایک عورت آئی، در آنحالیکہ اُس نے خوب بناؤ سنگار کیا ہوا تھا۔ اور کنگھی مٹی سے آراستہ پیر استہ تھی۔ اور کہنے لگی، یا رسول اللہ! کوئی عورت خاوند کی خود طلبہ نہیں ہوتی، لیکن میں ایسی عورت ہوں، کہ نہ تو زمانہ میں میرا کوئی خاوند ہے، اور نہ کوئی اولاد۔ کیا آپکو میری حاجت ہے؟ اگر ہو تو میں اپنا نفس آپکو بہہ کرتی ہوں، بشرطیکہ آپ قبول فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی، اور فرمایا: اے انصار کے گروہ! اللہ تعالیٰ ہمیں جزائے خیر دے تحقیق تمہارے مرد میری نصرت کرتے ہیں، اور تمہاری عورتیں مجھ سے رغبت رکھتی ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہ نکاح رسولؐ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی دوسرے کیلئے جائز نہیں :-

عَزَلْتُ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ تَقَرَّ أَعْيُنُهُنَّ

صلی اللہ علیہ وسلم کی اختیار کی تو مجھ پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ بہت قریب ہے اس بات سے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں

وَلَا يَحْزَنُّ وَيَرْضَيْنَ بِمَا آتَيْنَهُنَّ كُلُّهُنَّ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

اور وہ غم نہ کریں۔ اور وہ سب اس پر راضی رہیں جو کچھ کہ تو نے انھیں دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے

مَا فِي قُلُوبِكُمْ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَلِيمًا ۝ لَا يَجِلُّ

جو کچھ تمھارے دلوں میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا رؤوف ہے۔ (اے رسول) اس کے بعد تمھارے

النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَ

لئے اور عورتیں صلال نہیں۔ اور نہ یہ کہ تو ان کی جگہ دوسری بیویاں بدل لے۔ اور

لَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ وَكَانَ اللَّهُ

اگرچہ تجھے ان کا حسن اچھے میں ڈالے سوائے ان کے جن کا تیرا دایاں ہاتھ مالک ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا

اے لوگو! جو ایمان لا چکے تم بھی کے گھروں میں داخل نہ ہو۔ چیز پر نگرہبان ہے۔

بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَبِذٍ

سوائے اس کے کہ تمھیں کھانے کیلئے اجازت دی جائے، نہ دیکھنے والے ہو اس کے برتنوں کو یا کھانے کے وقت کا انتظار

إِنَّهُ وَلَكِنَّ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْثَرُوا

کریو لے نہ ہوں، لیکن جب تمھیں بلا یا جائے تو تم داخل ہو جاؤ۔ پھر جب کھانا کھا چکو تو فوراً متفرق ہو جاؤ

وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ

اور باتوں میں جی لگا کر نہ بیٹھ رہو۔ یہ یقیناً یہ بات نبی کو ایذا دیا کرتی تھی

فَيَسْتَجِیْ مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَجِیْ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَإِذَا

پس وہ تم سے شر مانتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ حق بات سے نہیں شر مانتا۔ اور جب تم

سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسَلُّوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ

ان سے کچھ سامان مانگنا چاہو۔ پس تم ان (امہات المؤمنین) سے پردہ کے پیچھے سے مانگو۔ یہ تمھارے

أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا

دلوں کیلئے زیادہ پاکیزہ اور ان کے دلوں کیلئے بھی۔ اور تمھیں یہ لائق نہیں ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے رسول کو ایذا لے

۱۰ عَزَلْتُ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ

تفسیر صفائی ص ۴۰۹ پر غیر ناظرین کا مطلب

غیر منتظرین بیان کیا گیا ہے، یعنی کھانے کے

وقت کا انتظار کرنے والے نہ ہو۔

بعض ترجموں میں کھانا لکھنے کا انتظار مراد

لیا ہے، لیکن اس ترجمہ میں یہ خوبی ہے کہ مؤمنین

کو حکم دیا گیا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے گھر میں بلائے جائیں، تو برتنوں پر

بھی نظر نہ ڈالیں، کیونکہ ان برتنوں کو اہلبیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ لگتے

ہیں۔ اور برتنوں کی صفائی وغیرہ دیکھ کر دیکھنے

والے کے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا

ہوتے ہیں جن کا سد باب کر دیا گیا۔

کیونکہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایذا کا

باعث ہوتی تھی، جیسا کہ اس آیت کے اتنے

مکرمے میں وضاحت کر دی ہے

۱۰ أَنْ تُؤْذُوا

تفسیر صفائی ص ۴۰۹ پر بحوالہ تفسیر فی اس آیت

کی شان نزول یہ لکھی ہے، کہ جب یہ آئینہ مجیدہ

اولیٰ بالمؤمنین من انفسہم... آئمہ نازل

ہوئی۔ اور ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

و سلم کو مومنوں پر حرام قرار دیا گیا۔ تو طلحہ کو بہت

غصہ آیا، کہنے لگا، کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اپنی عورتیں تو ہم حرام قرار دیتا ہے، اور ہماری

عورتوں سے شادی کر لیتا ہے، اگر خدا نے محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سامنے موت

دی، تو ہم بھی اس کی ازواج سے ایسا ہی معاملہ

کریں گے۔ جیسا کہ اس نے ہماری ازواج سے

کیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل

فرمائی ہے

رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا

دو۔ اور نہ یہ کہ تم اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی بھی نکاح کرو۔

إِنْ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝۵۲

یقیناً یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی گناہ کی بات ہے۔ اگر تم کوئی چیز ظاہر کرو۔

تُخَفَّوْهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝۵۳

اُسے چھپاؤ۔ پس یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا علم رکھنے والا ہے۔ ان (مورتوں) پر نہ اپنے

عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا

باپوں کے سامنے ہونے میں کوئی گناہ ہے اور نہ اپنے بیٹوں کے۔ اور نہ اپنے بھائیوں کے۔ اور نہ

أَبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا أَبْنَاءَ أَخَوَاتِهِنَّ وَلَا نِسَاءَهُنَّ وَلَا

اپنے بیٹیوں کے۔ اور نہ اپنے بھائیوں کے۔ اور نہ اپنی عورتوں کے۔ اور نہ

مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ وَأَتَقِينَ اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَى كُلِّ

ان لوگوں کے سامنے ہونے میں جتنے کچھ دائیں ہاتھ ملے۔ اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر

شَيْءٍ شَهِيدًا ۝۵۴

گواہ ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اور اس کی آل پر سلام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝۵۵

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو اور تسلیم کرو جیسا کہ تسلیم کرنا حق ہے۔ یقیناً

الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت

الْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝۵۶

کی۔ اور ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کیا ہوا ہے۔ اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيٍ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدْ احْتَمَلُوا

عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کچھ کیا ایذا دیتے ہیں، تو یقیناً انھوں نے بہتان

بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝۵۷

اور مرتب گناہ کا بد چھو اٹھایا۔ اے نبی! اپنی بیویوں اور

لَا يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ

تفسیر صفائی ص ۴۰۹ پر بحوالہ ثواب الاعمال
منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے
پوچھا گیا کہ اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں اور
مومنوں کی صلوات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صلوات اس کا رحمت نازل
کرتا ہے اور فرشتوں کی صلوات اسکا طہارت
و پاکیزگی کا اعلان ہے، اور مومنوں کی صلوات
ان کے لئے دعا ہے۔

اور صفائی الاخبار میں ہے کہ امام جعفر صادق
علیہ السلام سے آیہ صلوات کے بارے میں پوچھا
گیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صلوات رحمت
کا نازل کرتا ہے، فرشتوں کی صلوات اعلان
طہارت و پاکیزگی ہے، اور لوگوں کی صلوات
دعا ہے۔

اب رہی بات اللہ تعالیٰ کے قول و صلوات
تسلیم کی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ان کی
شان میں وارد ہوا ہے اسے بلا چون و چرا تسلیم
کر لیں۔ پھر پوچھا گیا کہ ہم محمد اور آل محمد پر کس طرح
صلوات پڑھیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو:-

”صلوات اللہ و صلوات ملائکتہ و انبیائہ
و رسلہ و جمیع خلقہ علی محمد و آل محمد و
السلام علیہ وعلیہم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔“
پھر پوچھا گیا کہ اس چیز کا کیا ثواب ہے؟
جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل
پر اس طرح صلوات بھیجے، آپ نے فرمایا کہ وہ گن گول
سے اس طرح نکل جائے گا جس طرح کہ آج ماں کے
پیش سے پیدا ہوا ہے۔

اعتراض:- آیہ صلوات میں صرف نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کا ذکر آیا ہے، یصلُّونَ علی النبی پھر
آل کو کیوں شامل کر دیا جاتا ہے؟

الجواب:- آیہ مجیدہ میں یصلُّونَ علی نبی
نہیں، بلکہ نبی پر الف لام داخل ہوا ہے یعنی نبی
ہے، اور اہل علم جانتے ہیں کہ الف لام کی بے شمار
اقسام ہیں، جن میں سے ایک الف لام جنسی بھی ہے
دیکھئے قرآن مجید میں ارشاد ہے:- أَفَلَا

يَعْلَمُونَ إِذْ أُنْشِئُوا فِي الْقُبُورِ رُحُوبًا ۝۳۰
العیادیات، غ) ترجمہ:- کیا وہ نہیں
جانتا کہ جب مرنے والے قبروں سے نکالے جائیں
گئے، اس پر سوال ہوتا ہے کہ از روئے

قرآن صرف قبروں سے ہی مرنے والے جانیں گے
تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا، جو آگ میں جلادیئے گئے، اور انکی راکھ گندکا دریا میں بہادی گئی، یا وہ جہنم میں پھینکا کھا گیا، یا دریا میں غرق ہو گئے، اور ان کے بدن کو ہزاروں
پھیلیاں چٹ کر گئیں؟ اس کا جواب قرآن نے یہ دیا کہ آیہ مجیدہ میں محض فی قبور نہیں فرمایا، بلکہ قبور پر الف لام لگا دیا، یعنی القبور۔ الف لام جنسی ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ قبر یا اسکی
مثل۔ پس جہاں اور جس جگہ بھی جسم انسانی مرنے کے بعد پوشیدہ ہو جائے گا۔ خواہ وہ کسی درندے کا پیٹ ہو یا دریا کی پھیلیاں، یا آگ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ وہاں سے بھی اسے نکال
لے گا۔ اسی طرح نبی پر الف لام جنسی داخل ہے، پس نبی پر بھی صلوات ہے اور اسکی جنس پر بھی۔ اور ظاہر ہے کہ نبی کی جنس صرف اس کی آل ہے۔ کیونکہ جس طرح نبی پر صدقہ حرام
ہے، اسی طرح آپ کی آل پر بھی صدقہ حرام ہے۔ جس طرح نبی ظاہر و مطہر ہے، اسی طرح آپ کی آل بھی پاکیزہ اور مطہر ہے۔ اسی طرح آپ کی آل کی طہارت

وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءَ الْمُؤْمِنِينَ يُدْرِنَهُنَّ عَلَىٰ هُنَّ مِنْ

اور بیٹیوں (یعنی نواسیوں) اور مومنوں کی عورتوں کو مکہ سے دو کہ وہ اپنے اور اپنی بڑی چادریں نزدیک

جَلَا بِبَنَاتِكَ ذَٰلِكَ أَذْنَىٰ أَنْ يُعْرِضْنَ فَلَا يُؤْذِينَ وَكَانَ

کر لیں۔ یہ بہت قریب ہے اس بات کے کہ وہ پہچانی جائیں۔ پس وہ ایذا نہ دی جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ لَٰكِن لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ

بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ البتہ اگر منافق باز نہ رہے۔ اور وہ لوگ جن کے

فِي قُلُوبِهِمْ مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ فِي الْمَدِينَةِ لَنُغْرِبَنَّكَ

دلوں میں بیماری ہے۔ اور شہر میں تھوٹی افواہیں اڑانے والے (یعنی) تو ضرور ہم سمجھے ان کے پیچھے

بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ ۞

لگا دیں گے۔ پھر وہ تیری ہمسائیگی نہ کریں گے مگر قحطی۔ وہ لعنت کئے جائیں۔

أَيُّهَا تَقِفُوا أَخَذُوا وَقَتِلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي

جہاں کہیں نہ پائے جائیں گرفتار کئے جائیں اور قتل کئے جائیں خوب قتل کرنا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا طریقہ ہے ان لوگوں

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ يَجْعَلَ اللَّهُ بُدِيلًا ۝

میں جو پہلے گزر گئے۔ اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے طریقہ میں تبدیلی نہ پاؤ گے۔

يَسْأَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۖ

(اے رسول) لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے ہیں۔ کہہ دو اس واسطے کہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔

وَمَا يَذُرُّكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ

اور تجھے کیا معلوم ہے کہ شاید وہ گھڑی نزدیک ہی ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے کافروں

الْكُفْرَيْنَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ

پر لعنت کی اور ان کیلئے جلتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ

وہ نہ کوئی سرپرست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس دن انکے منہ جہنم میں اوندھائے

فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتُنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝

جائیں گے۔ وہ کہیں گے اے کاش! ہم نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی تابعداری کی ہوتی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

بھی فوری ہے، لہذا آپ کی آل آپ کی جنس سے
ہے۔ اس لئے آپ کے ساتھ آپ کی آل پر بھی صلوات
پڑھنا واجب ہے۔ زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش
نہیں ہے اور عیون اخبار الرضا میں ہے کہ
امام رضا نے مائون کے دربار میں فرمایا تھا
کہ یسین سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہیں۔ اور الیاسین سے آل محمد ہے

وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا

اور وہ کہیں گے اے ہمارے بڑے گارہ یقیناً ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی۔ پھر انھوں نے ہمیں

السَّبِيلَ ۝ رَبَّنَا آتِنَا مِنْ الْعَذَابِ وَالْعَنَمِ

سیدھے راستے سے ہٹا دیا۔ اے ہمارے بڑے گارہ! ان کو عذاب کا دو ہر اچھے دے۔ اور ان پر لعنت کر

لَعَنَّا كِبِيرًا ۝ يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ أَذُوا

بہت بڑی لعنت۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ان لوگوں کی مانند نہ ہو جانا جنھوں نے موسیٰ کو ایذا دیا۔

مُوسَىٰ فَبَرَآهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجْهًا

پھر اللہ تعالیٰ نے اُسے اس سے جو انھوں نے کہا تھا بری کیا اسے اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا بڑا تھا۔

يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

اے لوگو! جو ایمان لائے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اور درست بات کی کرو۔

يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ

وہ تمھارے عملوں کو تمھارے لئے درست کر دے گا۔ اور تمھارے لئے تمھارے گناہ بخش دیگا۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ

اللَّهُ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ

اور اُسکے رسول کی اطاعت کی۔ پس یقیناً وہ بہت بڑی ملوک کو پہنچا۔ یقیناً ہم نے ایک امانت آسمانوں

عَلَى السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَيُّنَ أَنْ يُحْمِلْنَهَا

اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی تو ان سب نے اس کے اٹھانے سے انکار

وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا

کیا۔ اور اس سے ڈر گئے۔ اور اُسے ایک خاص انسان نے اٹھالیا۔ یقیناً وہ بے باک نادان

جَهُولًا ۝ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ

تھا۔ یہ اس لئے تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں، اور منافق عورتوں، اور مشرک مردوں

وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

اور مشرک عورتوں کو عذاب کرے۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کو توبہ کرنے کی توفیق دے۔

وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۳۱ پر بحوالہ تفسیر قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل یہ کہا کرتے تھے کہ حضرت موسیٰ کے وہ چیز نہیں ہے جو مردوں کے ہوا کرتی ہے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ جب وہ نہایت کا ارادہ کرتے تو کسی ایسے مقام پر جاتے جہاں انھیں کوئی نہ دیکھتا۔

ایک دن وہ کسی دریا کے کنارے پہنچے اور انھوں نے کپڑے ایک پٹان پر رکھے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا اور وہ پٹان اُن سے دور ہو گئی۔ تاہم بنی اسرائیل نے اُن پر نظر ڈال لی، اور جان لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ویسے نہیں ہیں، جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔

اور المجالس میں انہی حضرت سے مروی ہے کہ سب لوگوں کی نہ تو رضامندی حاصل کی جاسکتی ہے، اور نہ ان کی زبانیں بند کی جاسکتی ہیں۔ کیا لوگوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ بات منسوب کر دی تھی کہ آپ عقیق ہیں۔ اور اس طرح انہیں ایذا دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے الزامات سے بری ثابت کر دیا۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں آبرو والے تھے۔

یہ لفظ سَدِيدٌ اُدْعَیٰ مشتق ہے، جس کے معنی درست، اور درست ہونے کے ہیں بروزنِ فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔

(لغات القرآن لغائی، جلد ۳ ص ۲۰۴) اور تفسیر صفائی ص ۳۱ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے عباد ابن کثیر صوفی بصری سے فرمایا، کہ اے عباد! تمہیں حرام خوری اور حرام کاری نے دھوکا دیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے :-

يٰ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا..... قَوْلًا سَدِيدًا ۝ پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ کوئی عمل قبول نہ کرے گا، جب تک کہ قول عدل کے قابل نہ ہو گئے۔

تفسیر صفائی ص ۳۱ پر بحوالہ بخاری اخبار الرضا اور معانی الاخبار امام جعفر صادق، اور امام رضا علیہما السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ امانت سے مراد ولایت ہے، جس نے تاحق اس کا دعویٰ کیا، وہ کافر ہو گیا۔ اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ امانت سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی امانت ہے :-

آیاتہا

۵۴

سُورَةُ سَبِّإٍ مَكِّيَّةٌ

۶

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کیلئے ہے۔

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ① يَعْلَمُ

اور آخرت میں بھی اسی کیلئے ہر قسم کی حمد ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا بڑا خبر رکھنے والا ہے۔ وہ جانتا ہے

مَا يَلْجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنْ

جو کچھ کہ زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں سے خارج ہوتا ہے، اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا

السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ② وَ

ہے، اور جو کچھ اس میں چڑھتا ہے مثلاً اور وہ بہت رحم کرنے والا بخشنے والا ہے۔ اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ③ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي

ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہا کہ ہم پر وہ (قیامت کی) گھڑی نہ آئے گی۔ (اے رسول) کہہ دو ہاں، اور میرے پروردگار

لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَلِيمُ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ

غیب کو جاننے والے کی قسم وہ کم پر ضرور آئے گی۔ اس کے علم سے کوئی ذرہ برابر وزن کی چیز بھی نہ

فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذَلِكَ وَ

نہ آسمانوں میں بھی رہتی ہے اور نہ زمین میں، اور نہ اس سے بہت چھوٹی، اور نہ بہت

لَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ④ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

بڑی (کوئی چیز ایسی ہے، مگر یہ کہ وہ ایک دھن کتاب میں ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بدلہ دے جو ایمان لائے

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ⑤

اور انھوں نے عمل نیک کئے۔ انہی کے لئے بخشش اور باعزت روزی ہے۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ

اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں میں ہمیں عاجز کرنے والے بن کر کوشش کی۔ انہی کیلئے دکھ دینے والی تکلیفوں کا

نزل ۹

لَهُ مَا يَخْرُجُ فِيهَا

تفسیر صفاتی ص ۱۳ پر ہے کہ آیہ مجیدہ میں ما
یخرج فی الارض سے مراد بارش، خزانہ اور مردہ
ہے، جو زمین میں داخل ہوتے ہیں، ما ینزل من
منہا سے مراد پانی، دھاتیں، نباتات اور حیوان
ہیں، ما ینزل من السماء سے مراد بارش
فرشتے اور رزق ہے، اور ما یعرج فیہا سے
مراد اعمال اور فرشتے ہیں ۛ

لَهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ۛ

تفسیر صفاتی ص ۱۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اول
جب اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا، تو اسے حکم
دیا کہ لکھ! پس جو کچھ ہو چکا تھا، اور جو کچھ
قیامت تک ہونے والا تھا، اس نے سب کچھ
لکھ ڈالا ۛ

وَلَسُلَيْمِنَ الرِّيحِ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسْلَمْنَا

اور سلیمان کیلئے ہوا کو (سحر کیا) اسکی صبح کی سیر ایک مہینہ کی اور شام کی سیر (بھی) ایک مہینہ کی ۱۴ ہوتی تھی اور ہم نے

لَهُ عَيْنَ الْقَطْرِ وَ مِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ

اس کیلئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا۔ اور جنوں میں سے بھی کچھ اسکے سامنے اپنے پروردگار کے حکم سے کا کرتے تھے۔

رَبِّهِ وَمَنْ يَزْعُرْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نَذِقُهُ مِنْ عَذَابِ

اور ان میں سے جو کوئی ہمارے حکم سے بھرتا۔ ہم اسے جستی آگ کا عذاب

السَّعِيرِ ۝ يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِبٍ وَتَمَاثِيلَ

چکھاتے۔ وہ اس کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتا قلعوں سے موتیں اور بڑے بڑے

وَجَفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُورٍ رَاسِيَتٍ إِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ

سوفوں کی مانند لگن اور ایک جگہ گڑی رہنے والی بڑی دنگیں۔ اے آل داؤد! کام کئے جاؤ احسان

شُكْرًا وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ۝ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ

ان کو۔ اور میرے بندوں میں سے جو تم سے ہی شکر گزار ہیں۔ پس جب ہم نے اس پر موت کا حکم

الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ

جاری کر دیا، تو کسی چیز نے انھیں (جنت کو) اسکی موت پر خبر نہ کیا سوائے زمین پر چلنے والی (ایک ایک) کے کہ وہ

مِنْ سَائِرَتِهِ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنَّ أَن لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ

اسکے سوائے کو کھاتی تھی۔ پس جب وہ گر پڑا جنوں پر واضح ہو گیا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو کبھی وہ اس

الْغَيْبِ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ

ذلیل کرنے والے عذاب میں گرفتار نہ رہتے۔ یقیناً سبأ والوں کے لئے

فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ جَنَّتُ عَدْنٍ عَنْ يَمِينٍ وَشِمَالٍ هُكُلُومٍ

انکے اپنے گھروں میں ایک نشانی تھی۔ دو باغ دائیں اور بائیں تھے۔ (اور انھیں کہا گیا کہ) تم اپنے پروردگار

رَزَقَ رَبِّكُمْ وَأَشْكُرُوا لَهُ بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ وَرَبُّ غَفُورٌ ۝

کے رزق سے کھاؤ، اور اس کا شکر ادا کرو۔ کہ (تمہیں) پاکیزہ شہر (یعنی کیلئے ہے) اور بخشنے والا پروردگار۔

فَاعْرَضُوا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِم سَيْلَ الْعَرَمِ وَبَدَّلْنَاهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ

پھر انھوں نے روگردانی کی تو ہم نے ان پر زور کا سیلاب بھیج دیا۔ اور ان کے دونوں باغوں کو دو ایسے

لہ سبیل العرم۔

تفسیر صفاتی ص ۱۲۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یمن میں ایک دریا تھا، اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کو حکم دیا تھا، کہ ان لوگوں کے لئے بلاد ہند تک اس میٹھے پانی والے دریا سے ایک خلیج کھودیں، پس انہوں نے اسکی تعمیل کی اور پتھروں اور چٹانوں سے ایک بہت بڑا بند باندھ دیا۔ کہ اس سے نہریں نکل کر بقدر ضرورت تمام ملک میں پانی پہنچایا کرتی تھیں، اس کے دائیں اور بائیں ایسے باغات ہو گئے تھے، کہ چلنے والا دن دن تک چلا جاتا، اور اس پر دھوپ نہ پڑتی لیکن جب انہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکشی کی، اور نیک لوگوں کے منع کرنے سے باز نہ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے اس بند پر گھونس کو مسلط کر دیا۔ وہ ایک بڑا چوہا (الفارۃ الکبیرۃ) ہوتا ہے تو وہ ان پتھروں کو اکھاڑ اکھاڑ کر پھینک دیتا تھا، جو آدمیوں کے ہلائے نہ پھتے تھے۔ جب لوگوں نے یہ حالت دیکھی، تو لوگ وہاں سے بھاگ گئے، یا ملک چھوڑ کر چل دیئے، گھونس اپنے کام میں لگایا گنہگار لوگوں نے خیال بھی نہ کیا۔ تا اینکہ سارا بندہ خراب ہو گیا، اور ایک بہت بڑا سیلاب آیا۔ اس نے ان سب کو ڈبو دیا۔ علاقہ ویران ہو گیا۔ اور سب کے سب رخت برباد ہو گئے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جَنَّتَيْنِ ذَوَاتِیْ اُكْلٍ خَطِیٍّ وَّ اَثَلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلِ ۱۹

باغوں سے بل دیا جن کے پھل کڑھے تھے، اور کچھ جھاؤ تھا، اور کچھ تھوڑی سی بیسری۔

ذٰلِكَ جَزَیْنَهُمْ بِمَا كَفَرُوا ۚ وَ هَلْ نُجْزِیْ اِلَّا الْكَفُوْرَ ۱۰

یہ ہم نے انھیں بدلہ دیا کہ انھوں نے کفر کیا۔ اور ہم نہیں بدلہ دیتے مگر ناشکر گزار کو۔ اور

جَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَ بَیْنَ الْقَرْیَ الْتِیْ بُرُكْنَا فِیْهَا قَرْیَ ظَاہِرَةً

ہم نے ان (سبواؤں کی بستیوں) کے درمیان اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی تھی کئی ظاہر بستیوں

وَقَدَرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ سَیْرًا فِیْهَا لَیَالِیْ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ۱۸

بنائیں اسے اور ہم نے ان میں چلنے پھرنے کا اندازہ مقرر کر دیا۔ تم ان میں آؤ اور دنوں کو امن امن سے چلو پھرو۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بَعْدَ بَیْنِ اَسْفَارِنَا وَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ

پھر وہ بولے اے ہمارے پروردگار ہمارے سفر و مکہ کے درمیان دُور و دور سے اور انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کئے پس ہم نے انھیں

اَحَادِیْثَ وَ مَرَقَمَهُمْ كُلَّ مَرَقٍ اِنْ فِیْ ذٰلِكَ لَا یَتِلْکُلُ

افسانے بنا دیا۔ اور ہم نے انھیں پورا پورا تتر بتر کر دیا۔ یقیناً اس میں ہر زیادہ صبر اور شکر کرنے والے

صَبَّارٍ شَکُوْرٍ ۱۹ وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَیْهِمْ اِبْلِیْسُ ظَنَّهُ

کیلئے البتہ نشانیاں موعود ہیں۔ اور یقیناً ان پر ابلیس نے اپنا گمان سچ کر دکھایا۔

فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۲۰ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَیْهِمْ

پس سوائے مؤمنوں کے ایک گروہ کے سب نے اس کی پیروی کر لی۔ اور اس کا ان پر کوئی زور نہ

مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ ۚ مَنُّ هُوَ

تھا سوائے اس کے کہ ہم اس کو جو آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس سے پرکھ لیں جو اس کے بارے

مِنْهَا فِیْ شَکٍّ وَ رَبُّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ حَفِیْظٌ ۲۱ قُلْ اَدْعُوْا

میں شک میں پڑا ہے۔ اور تیرا پروردگار ہر ایک چیز پر پورا پورا نگہبان ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم ان کو پکارو

الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا (معبود) خیال کرتے ہو۔ وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک

فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِیْہِمَا مِنْ شَرِّکٍ ۚ وَمَا

ہیں، اور نہ زمین میں، اور نہ ان دونوں کے (معاشر میں) ان کی کچھ شرکت ہے۔ اور نہ

۱۰ قرئی ظاہرۃ :-

تفسیر صفائی ص ۱۳۴ پر امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے کہ آیت مجیدہ میں قرئی سے مراد رجال ہیں، پھر آپ نے قرآن مجید سے وہ سب آیات پڑھیں جو ان معنوں میں وارد ہوئی ہیں لوگوں نے پوچھا کہ یا حضرت! وہ رجال کون ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ رجال ہم ہیں۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا، سید و اخیہا لیالی و ائیاماً آمنین؟ آپ نے فرمایا آمنین سے مراد نہ یخ یعنی کبھی سے امن امن میں چلنا پھرنا ہے۔ اور کمال الدین میں اس آیت کی تفسیر میں قائم آل محمد سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا، خدا کی قسم! ہم وہ بستیوں میں، جن میں اللہ تعالیٰ نے برکت دی ہے، اور ظاہری بستیوں تم لوگ ہو؟

لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيرٍ ۚ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ

ان میں سے اسکا کوئی مددگار ہے۔ اور نہ اس کے پاس شفاعت فائدہ دے گی، مگر اس کیلئے جسے

أَذِنَ لَهُ حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ

وہ اجازت دے۔ تاہم جب ان کے دلوں سے اضطراب دور ہوا تو انہوں نے کہا تمہارے پروردگار نے کیا کہا۔

قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۚ قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ

انہوں نے کہا کہ حق کیا۔ اور وہی بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ (اے رسول) کہہ دو تمہیں آسمانوں اور زمین میں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ وَإِنَّا أَوْ أِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًىٰ

کون روزی دیتا ہے۔ کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ۔ اور یقیناً ہم یا تم البتہ ہدایت پر ہیں۔

أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۚ قُلْ لَا تَسْأَلُونَنَا أَجْرًا وَلَا نَسْأَلُ

یا اہل گمراہی میں۔ (اے رسول) کہہ دو جو جو ہم نے کئے ان کے بارے میں تم سے نہ پوچھا جائیگا اور جو عمل تم کرتے ہو

عَمَّا تَعْمَلُونَ ۚ قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبَّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا

اسکے بارے میں ہم سے نہ پوچھا جائیگا۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ہمارے پروردگار ہم سب کو اکٹھا کرے گا پھر ہمارے درمیان حق کیساتھ

بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ۚ قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ أُحْصِيهِمْ

فیصلہ کریگا۔ اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تم مجھے ان کو دکھاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر

بِهِ شُرَكَاءٌ كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ

انکے ساتھ ملحق کر دیا۔ ہرگز ایسا نہیں ہے بلکہ وہی زبردست اور حکمت والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں

إِلَّا كَافَّةً ۚ لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

مکمل لوگوں کیلئے سوائے خوشخبری دینے والا اور ڈرنے والا، لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

يَعْلَمُونَ ۚ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۚ

ہیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو (تو بتاؤ کہ) وہ وعدہ کب (پورا) ہو گا۔

قُلْ لَّكُمْ مَبْعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَأْخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا

(اے رسول) کہہ دو تمہارے لئے وعدہ کا ایک دن مقرر ہے تم اس سے نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکو گے، اور نہ آگے

تَسْتَقْدِمُونَ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنُؤْمِنَ بِهَذَا

بڑھ سکو گے۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے کہا کہ ہم ہرگز اس شراک پر ایمان

۱۷ لَعَلَىٰ هُدًىٰ :-

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر ہے، کہ اس آیت میں دو فرقوں، موحدین اور مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے لیکن یعنی موحدین کا فرقہ ہدایت پر ہے، اور دوسرا یعنی مشرکین کا گروہ ضلالت پر ہے، اور اس طرح بیان کرنا تصریح سے زیادہ بلیغ ہے۔ اور یہ انصاف کی صورت میں خصم کو خاموش کرانے کیلئے ہے۔

حرفوں کا اختلاف یعنی ہدایت سے پیلے علی کا آنا، اور ضلالت سے پیلے فی کا استعمال کرنا اس بنا پر ہے، کہ ہادی اس شخص کی مانند ہوتا ہے جو سینا پر چڑھا ہوا ہو، کل چیزوں کو دیکھتا ہو، اور ان سے اطلاع رکھتا ہو، یا کھوٹے پر سوار ہو کہ جدھر جائے اُسے ایڑی مار کر لے جائے۔

اور گمراہ اس شخص کی مانند ہوتا ہے، جو اندھیرے میں پھنسا ہوا ہو، کہ اُسے کچھ سوجھائی نہ دے۔ یا مانند اس قیدی کے ہو، جو کئی گڑھے میں ہو، کہ وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ پائے :-

۱۸ كَافَّةً لِّلنَّاسِ :-

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، وانبیاء سابق یعنی حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ وعلی علیہم السلام کو شریعتیں عطا کیں۔ یہاں تک کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کل لوگوں کا، گویا جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے :-

۱۹ كَلَّا بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ :-



الْقُرْآنَ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ

بہیں لائیں گے اور نہ اس پر جو ان کے پاس ہے (یعنی سابقہ کتاب) اور کاش تم دیکھتے کہ جس وقت ظالم اپنے پروردگار

مَوْفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ يَقُولُ

کے حضور کھڑے کئے جائیں گے۔ ان میں سے بعض بعض کی طرف بات لوٹائے گا۔ اس وقت

الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا

وہ لوگ جو کمزور کئے گئے، ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بن گئے کہ اگر تم نہ ہوتے، البتہ ہم مومن

مُؤْمِنِينَ ۚ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ

ہو جاتے۔ وہ لوگ جو بڑے بن گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو کمزور کر دیئے گئے۔ کیا ہم نے

صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ فَجُورِينَ ۚ

تمہیں ہدایت سے روکا بعد اس کے کہ وہ تمہارے پاس آچکی (ایسا نہیں) بلکہ تم خود ہی مجسم تھے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكَرُ

اور جو لوگ کمزور کر دیئے گئے ان لوگوں سے کہیں گے جو بڑے بن گئے (ایسا نہیں) بلکہ (یہ تمہاری) رات اور دن کی

الْيَلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ

تندیسیں بنائیں، جبکہ تم ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کریں، اور اس کے لئے شریک

أَنْدَادًا ۚ وَاسْرُؤُوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ۖ وَجَعَلْنَا

نقہ راویں۔ اور جس وقت وہ عذاب کو دیکھیں گے تو پشیمانی کو چھائیں گے لہٰذا اور ہم ان لوگوں کی

الْأَغْلَلَ فِي آعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا أَهْلُ يَجْزُونَ إِلَّا مَا

گردنوں میں طوق ڈال دیں گے جنہوں نے کفر کیا۔ کیا وہ بدلہ دیئے جائیں گے، مگر اس عمل کا

كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ

جورہ کیا کرتے تھے۔ اور نہیں بھیجا ہم نے کسی بستی میں ڈرنے والا، مگر اس کے مالداروں نے

مُتْرَفُوهَا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۚ وَقَالُوا أَنَحْنُ أَكْثَرُ

کہہ دیا کہ تم جو کچھ دے کر بھیجے گئے ہو یقیناً ہم اس کے منکر ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ ہم مال اور اولاد

أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا ۚ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۚ قُلْ إِنَّ رَبِّي

میں زیادہ ہیں، لہٰذا اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے۔ (اے رسول!) کہہ دو یقیناً میرا پروردگار

لَهُ وَأَسْرَأُ النَّدَامَةَ ۚ

تفسیر صفائی ص ۴۱۵ پر بحوالہ تفسیر فی مفسر
مروی ہے، کہ جب وہ خدا کے ولی کو دیکھیں گے تو
دورخ میں بھی اپنی ندامت کو چھپائیں گے۔ اس پر
کہا گیا، کہ یا بن رسول اللہ! جس حال میں کہ وہ عذاب
میں ہونگے، ندامت کا چھپانا انہیں کیا فائدہ دے گا
فرمایا، دشمنوں کی شہادت کو جب بھی مجرا جانتے
ہوں گے

لَهُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا ۚ

تفسیر صفائی ص ۴۱۵ پر بحوالہ تفسیر فی مفسر
لکھا ہے، کہ وہ امیر لوگ جو امتوں میں سے مالدار
ہوتے تھے، انہوں نے ہمیشہ نعمتوں پر بے جا فخر کیا،
اور کہنے لگے: غنّ اکْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا
غنّ بمعذبین ۵ (ہم مال اور اولاد میں زیادہ
ہیں، اور ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے)،
پس اگر تعصب ضروری ہے، تو تمہارا تعصب
اجنبی خصلتوں، قابل تعریف اعمال اور محاسن الامور
کے لئے ہونا چاہئے، جن کے متعلق عرب کے قبائل
اور ان کے سردار ایک دوسرے کے خلاف اپنی اپنی
برتری اور بزرگی ثابت کیا کرتے تھے ۛ

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے۔ اور تنگ بھی کر دیتا ہے۔ لیکن بہت لوگ نہیں

يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرَّبُكُمْ عِنْدَنَا

جانتے۔ اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی نہیں ہیں کہ وہ تمہارے حضور و تمہارا درجہ قریب کر

زُلْفَى إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا نَفَّاوَلَيْكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ

دیں، سوئے اس شخص کے جو ایمان لایا اور اس نے عمل نیک کئے۔ پس یہی وہ لوگ ہیں کہ جو عسل بھی وہ کر لیا اسکا

بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي

دوگنا معاوضہ ان کیلئے (ہیما) ہے۔ اور وہی بالا خانوں میں امن و امان سے رہنے والے ہونگے۔ اور وہ لوگ جو ہماری نشانیوں

اٰتِنَا مُعْجِزِينَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُخَضَّرُونَ ﴿۳۳﴾ قُلْ اِنَّ

کے بارے میں میں نہیں عاجز ہوں بلکہ کو کسٹ کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جانے والے ہونگے۔ (وہ رسول) کہہ دو

رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا

یقیناً میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے سوزی فراخ کر دیتا ہے اور اس کیلئے تنگ (بھی) کر دیتا ہے۔

اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّزٰقِيْنَ ﴿۳۴﴾

اور کسی چیز میں سے جو بھی تم نے خرچ کیا۔ پس اللہ تعالیٰ اسکا بدلہ دیتا ہے۔ اور وہی سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمٰلِكَةِ اِهْوِلَاۤءِ اَيَاكُمْ

اور جس دن وہ سب کو اکٹھا کرے گا، پھر کل فرشتوں سے کہے گا: کیلئے وہ لوگ ہیں جو تمہاری عبادت

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۳۵﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلٰٓئِنَّا مِنْ دُوْنِهِمْ بَلْ

کیا کرتے تھے۔ وہ (فرشتے) کہیں گے تیری ذات پاک ہے، انکے سوا تو ہی ہمارا سر پرست ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ

كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۶﴾ فَاَلْيَوْمَ لَا

جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان میں سے اکثر انہی پر ایمان رکھنے والے تھے۔ پس آج کے دن تم میں

يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَلَا ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِيْنَ

سے بعض تو بعض کو فائدہ پہنچانے کا اختیار رکھتا ہے اور نقصان پہنچانے کا۔ اور ہم ان لوگوں سے کہیں گے

ظَلَمُوْا ذُوقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَاِذَا

جھٹھوں نے ظلم کیا کہ تم اس آگ کے عذاب کا مزہ چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ اور جب



۱۔ جَزَاءُ الضَّعْفِ :-

تفسیر صفائی ص ۴۱۵ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے ایک شخص نے امیر لوگوں کا ذکر کر کے انکی کچھ مذمت کی۔ حضرت نے فرمایا، خاموش ہو جا۔ اس لئے کہ امیر شخص اگر صلہ رحمی کرنے والا، اور اپنے حق اور اپنے بھائیوں کے حق میں نیکی کرنے والا ہو گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو دوہرا اجر دے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ اَلَمْ

۲۔ فَهُوَ يُخْلِفُهُ :-

تفسیر صفائی ص ۴۱۵ پر بحوالہ کافی جناب المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص میسر ہونے کی حالت میں سخاوت کے لئے اپنا ہاتھ پھیلا دیگا، تو جو کچھ وہ خرچ کریگا، اللہ تعالیٰ اس کا عوض دینا میں ہی دے دیگا۔ اور آخرت میں کئی گنا ثواب دیگا۔ کبھی آدمی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی، کہ میں راہ خدا میں خرچ کرتا ہوں، مگر اس کا عوض نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا :- کیا یہ تیرا گمان ہے، کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرے گا؟ عرض کی، نہیں! فرمایا، کس وجہ سے؟ کہنے لگا کہ میں نہیں جانتا۔ آپ نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص حلال طریقہ سے مال پیدا کرے گا، تو اس کا جو کچھ خرچ کریگا، اس کا عوض پالے گا۔

امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے غلام سے پوچھا، کہ آج تم نے کچھ خرچ کیا ہے؟ عرض کی، کچھ نہیں، تو فرمائیے، کہ پھر اللہ تعالیٰ عوض کس چیز کا عطا فرمائے گا؟

تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ

ان پر پہلی واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ وہ کہتے ہیں نہیں ہے یہ مگر ایک آدمی ہے جیسا کہ بتایا ہے کہ تمہیں اس

یَصْدٰکُمْ عَمَّا کَانَ یَعْبُدُ اٰبَاؤُکُمْ وَقَالُوْا مَا هٰذَا اِلَّا اِفْکٌ

پہنچے ہوئے جس کی عبادت تمہارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ نہیں ہے مگر کھڑا کھڑا

مُفْتَرٰی وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ اِنْ هٰذَا

بہتان۔ اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے تھے کہے کہ جب وہ آئے گا تو اسے دیا کہ ہمیں ہے یہ

اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾ وَمَا اٰتٰیْنٰهُمْ مِنْ کِتٰبٍ یُّذَرِّسُوْنَهَا وَمَا

مگر کھلا جادو۔ اور ہم نے انہیں نہ تو کوئی کتاب دی کہ وہ انہیں پڑھتے ہوں۔ اور نہ ہم نے

اَرْسَلْنَا اِلَیْهِمْ قَبْلَکَ مِنْ نَّذِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَكَذٰبَ الَّذِیْنَ مِنْ

ان کی طرف تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا بھیجا۔ اور جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے (بھی)

قَبْلِهِمْ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَا اٰتٰیْنٰهُمْ فَاْکَذَّبُوْا رُسُلِیْ فَکَیْفَ

بھلا لایا۔ حالانکہ جو کچھ ہم نے انہوں سے رکھا تھا اسے یہ ان کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے۔ پھر انہوں نے میرے رسولوں کو بھلا لایا

كَانَ نَذِیْرٌ ﴿۳۵﴾ قُلْ اِنَّمَا اَعْظَمُکُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ

پس میری ناپسندیدگی کیسی ہوئی؟ (اے رسول) کہہ دو اس کو کہ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ

مَشْنٰی وَفَرَادٰی ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا فَاَمَّا بِصَاحِبِکُمْ مِنْ جَنَّةٍ اِنْ

کے لئے دو اور ایک ایک (پھر) کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو کہ تمہارے سامنے کو کچھ جنوں تو نہیں ہے۔ وہ نہیں

هُوَ اِلَّا نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ ﴿۳۶﴾ قُلْ مَا

ہے مگر ایک سخت عذاب کے آنے سے پہلے تمہیں ڈرانے والا۔ (اے رسول) کہہ دو میں نے

سَاَلْتُکُمْ مِنْ اَجْرِ فَمَھُو لَکُمْ اِنْ اَجْرِیْ اِلَّا عَلٰی اللّٰهِ وَھُوَ

تم سے جو اجر مانگا ہے وہ تمہارے ہی لئے ہے۔ میرا اجر تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور وہ

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَھِیْدٌ ﴿۳۷﴾ قُلْ اِنْ رَّبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَٰمٌ

ہر چیز پر گواہ ہے۔ (اے رسول) کہہ دو یقیناً میرا پروردگار حق کو میرے دل میں ڈالتا رہتا ہے۔ وہ پروردگار بالوں

الْغُیُوْبِ ﴿۳۸﴾ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِیْ الْبَاطِلُ وَمَا

کو بہت جانتے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل (میں) کو نہ دیکھتا ہے اور نہ دوبارہ کرے گا۔

۱۔ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَا

تفسیر صفائی ص ۳۱۶ پر ہے کہ پہلے زمانہ والوں کو جو قوت، مال کی زیادتی، اور عمر کی طوالت حاصل تھی، اس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہیں نہیں ملا۔ یا اس زمانہ والوں کو جس قدر ہدایات اور بینات پہنچی ہیں، اس زمانہ والوں کو اس کا دسواں حصہ بھی نہ پہنچا تھا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان لوگوں نے پہلے رسولوں کی تکذیب کی تھی، حالانکہ محمد مصطفیٰ اور آل محمد کو جو کچھ ہم نے دیا ہے اس کا دسواں حصہ بھی ان کو نہیں دیا تھا پس اس لحاظ سے محمد و آل محمد سے حد بھی زیادہ ہونا چاہیے، اور ان کی تکذیب بھی

زیادہ۔ زیادہ۔

۲۔ قُلْ اِنْ رَّبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَٰمٌ تفسیر صفائی ص ۳۱۶ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس خودت کا اجر جس کا میں نے تم سے سوال کیا، تمہیں ہی ملے گا، اس کے ذریعہ سے تم ہدایت پاؤ گے، اور قیامت کے دن عذاب سے نجات پاؤ گے۔

يُعِيدُ ۴۹ قُلْ إِنْ ضَلَّكَ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَى نَفْسِي وَإِنْ

۱۰ (اے رسول!) کہہ دو کہ اگر میں گمراہ ہوں تو اس کے نہیں کہ میرے گمراہ ہونے کا وبال میرے اپنے ہی نفس پر ہوگا

اهْتَدَيْتُ فِيمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۵۰ وَلَوْ

اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو وہ اسی کی وجہ سے جو میرے پروردگار میری طرف ہی کرتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا سنتے والا اور قریب ہے

تَرَى إِذْ فَرَغُوا فَلَا قُوَّةَ وَاتَّخَذُوا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيبٍ ۵۱ وَ

اور کاش تم ان کو دیکھتے۔ جب وہ مضطرب ہوئے پس نہ جاک سکیں گے اور وہ قریب کی جگہ ہی سے گرفتار کرنے جائیں گے۔

قَالُوا أَمَنَّا بِهِ وَأَنَّى لَهُمُ التَّنَاقُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۵۲

اور وہ کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے اور انھیں اتنی دوسری جگہ سے (ایمان کا) لینا کہاں ممکن ہے۔

وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ وَيَقْدِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ

اور یقیناً انھوں نے اس سے پہلے اسکا انکار کیا۔ اور وہ دوسری جگہ سے غیب کے بارے میں اٹکل پتھر باتیں

مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۵۳ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا

بنایا کرتے تھے۔ اور ان کے درمیان اور اس چیز کے درمیان جسے یہ چاہتے تھے پردہ ڈال دیا گیا جیسا کہ اس

فَعِلْ بِأَشْيَاءِهِمْ مِنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا فِي شَكٍّ مُرِيبٍ ۵۴

سے پہلے ان کے طریقہ والوں کے ساتھ کیا گیا۔ یقیناً وہ تردد میں ڈالنے والے شک میں پڑے ہوئے تھے۔

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ قُرْآنًا فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلُ الْمَلَائِكَةِ

۲۵ (اے نبی!) ہم نے یہ قرآن پیدا کیا جو زمین اور آسمانوں کے پروردگار ہے اور فرشتوں کو رسول بنانے والا ہے

رُسُلًا أُولَىٰ أَجْنَحَةٍ مَّشْفَىٰ وَثَلْثَ وَرُبْعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ

۱۰ (جو) دو دو تین تین اور چار چار بانگوں والے (ہیں) ۱۰ وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۱ مَا يَفْعَلُ اللَّهُ

۱۰ (اے نبی!) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۱۲

۱۲ (اے نبی!) وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۳

۱۳ (اے نبی!) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۱۴

۱۴ (اے نبی!) وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۵

۱۵ (اے نبی!) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۱۶

۱۶ (اے نبی!) وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۷

۱۷ (اے نبی!) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

۱۰ وَمَا يُعِيدُ ۱۰

تفسیر صفاتی ص ۴۱۶ پر بحوالہ امامی امام رضا

علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن مسعود سے

منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت کعبہ

کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں نیکوئی تھی،

اس کی نوک سے ان بتوں کو کچھ کے دیتے جاتے

تھے اور فرماتے جاتے تھے:-

جَاءَ الْحَقُّ وَفُتِيَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ

كَانَ زَهُوقًا ۱۰

۱۰ جَاءَ الْحَقُّ وَفُتِيَ الْبَاطِلُ ۱۰

تفسیر صفاتی ص ۴۱۶ پر ہے کہ فرشتے اللہ

تعالیٰ اور انبیاء و ائمہ علیہم السلام کے بائیں

دائیں ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے احکام

کو بذریعہ وحی والہام و روایت صادر

کے ان حضرات تک پہنچاتے ہیں:-

۱۰ مَثْنَىٰ وَثَلْثَ وَرُبْعًا ۱۰

تفسیر صفاتی ص ۴۱۶ پر بحوالہ امامی امام رضا

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ملائکہ تین

جھتوں میں تقسیم ہیں۔ ایک جھت والوں کے دوبارہ

ہیں، اور ایک جھت والوں کے تین بار ہیں۔ اور

ایک جھت والوں کے چار بار ہیں:-

قَوْلُ صَاحِبِ تَفْسِيرِ صَفَاتِي

اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے زیادہ

باروں والے فرشتے نہیں ہیں، اس لئے کہ آن

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے

کہ حضرت نے شب معراج جبرائیل امین علیہ السلام

کو دیکھا کہ اُن کے چہرہ لاکھ بار ہیں۔ اور اسی

کی طرف کلام میں ارشاد ہے:-

يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ ۱۲

۱۲ (اے نبی!) وہ پیدائش میں جو چاہتا ہے زیادہ کر

مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۱۳

۱۳ (اے نبی!) یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس چیز کو اپنی رحمت میں سے

لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكُ فَلَا مُرْسِلَ

لوگوں کیلئے کھول دیتا ہے تو کوئی اسے روکنے والا نہیں۔ اور جسے وہ روک لیتا ہے پھر اسے بند اسکا کوئی

لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ يَأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا

جیسے والا نہیں۔ اور وہ زبردست (اور) بڑی حکمت والا ہے۔ اے لوگو! تم یاد کرو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں

نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنْ

میں ان کو یاد کرتے رہا کرو۔ کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور خالق ہے، جو تمہیں آسمان اور زمین سے

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاَن تَوَفُّكُونَ ۝ وَ

روزی دیتا ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اس کے۔ پس تم کہاں جکے جاتے ہو۔ اور

إِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رُسُلٌ مِنْ قَبْلِكَ ۖ وَالِلَّهِ تُرْجَعُ

اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو یقیناً تجھ سے پہلے رسولوں کو جھٹلایا جا چکا ہے۔ اور کل معاملات کی بازگشت اللہ تعالیٰ

الْأُمُورِ ۝ يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ

ہی کی طرف ہوگی۔ اے لوگو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ حق ہے۔ پس تمہیں دنیا کی زندگی گمانی فریب

الدُّنْيَا فَمَا لَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ

ہے۔ اور نہ کوئی فریب دینے والا تمہیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکا دے۔ یقیناً شیطان تمہارا دشمن ہے۔

فَاتَّخِذُوا لَهُ عَدُوًّا ۖ إِنَّمَا يَدْعُوا حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ

پس تم اسے دشمن ہی بنائے رہو۔ ماسوا اسکے نہیں وہ اپنے گروہ کو اس لئے بلاتا ہے، تاکہ وہ جہنم کے ساتھی

السَّعِيرِ ۝ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا

ہو جائیں۔ جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے، اور

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ أَفَسَنَ زَيْنَ

انہوں نے عمل نیک کئے، ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے۔ پس کیا وہ شخص جس کیلئے اس کی

لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ ۖ وَ

بد اعمالی کو زینت دے گی مگر اس نے اسے خوبی ہی سمجھا لہذا اس شخص کی اندر ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے کہ پس یقیناً اللہ

يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَتٌ ۖ

جسکو چاہتا ہے اس پر گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے منزل مقصود تک پہنچا دیتا ہے پس ان پر حسرت نہ کرتے کہ تمہاری

لہ فراءہ حسنا۔

تفسیر معانی میں ۴۱ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس عجب کی نسبت دریافت کیا گیا تھا، جو عمل کو فاسد کر دیتا ہے، تو فرمایا کہ عجب کے درجے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ کی نظر میں اپنی بد اعمالی، زینت پا جائے، اور وہ یہ گمان کرے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں، یہ اچھا ہی اچھا ہے۔

۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝ ۝



إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ ۝ وَاللَّهُ الَّذِي أَرْسَلَ الرِّيحَ

یقیناً جو کچھ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے پوری طرح جاننے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا۔

فَتُثِيرُ سَحَابًا فَسُقْنَاهُ إِلَى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَأَحْيَيْنَاهُ بِالْأَرْضِ

پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اسے مڑوہ شہر کی طرف ہانک لے گئے۔ پھر ہم نے اسے فرید زمین کو اس کے مڑوہ

بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ كَذَلِكَ النُّشُورُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْعِزَّةَ فَلِلَّهِ

ہو جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ اسی طرح سے (قبور میں سے) اچھی انتساب ہے۔ جو کوئی عزت چاہتا ہے اسے اللہ تعالیٰ ہی

الْعِزَّةَ جَمِيعًا ۖ إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

کیلئے سب عزت ہے۔ اسی کے حضور میں یا کثرت سے جڑھتے ہیں۔ اور نیک عمل بھی کروہ (اللہ تعالیٰ)

يَرْفَعُهُ ۖ وَالَّذِينَ يَمْكُودُونَ السِّبْيَاتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۖ

اسکو بلند کرتا ہے۔ اور جو لوگ برائیوں کی تدبیریں کرتے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

وَمَكْرُ أُولَٰئِكَ هُوَ يُبَوِّرُ ۝ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

اور ان کی خفیہ تدبیر وہی تو تباہ ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا۔ پھر لطف

نُطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ أَزْوَاجًا ۖ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ

سے۔ پھر تمہیں جوڑے بنایا۔ اور نہیں حاملہ ہوئی کوئی مادہ، اور نہ بنتی ہے مگر اس

إِلَّا بِعِلْمِهِ ۖ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُعَمَّرٍ وَلَا يُنْقِصُ مِنْ عُمُرٍ إِلَّا

(اللہ تعالیٰ) کے علم سے اور نہیں زیادتی کی جاتی نہ کسی عمر والے کی عمر میں اور نہ اسکی عمر میں کمی کی جاتی ہے مگر یہ کتاب

فِي كِتَابٍ ۖ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ

میں ہے۔ یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت آسان ہے۔ اور وہ دریا برابر نہیں ہو سکتے۔

هَذَا عَذَابٌ فَرَاتٌ سَابِغٌ شَرَابُهُ وَهَذَا امِلٌ ۖ أَجَاجٌ وَمِنْ

یہ میٹھا خوش ذائقہ پانی (ہے) اس کا پینا گوارا ہے، اور یہ نمکین کھارا پانی ہے۔ اور یہ

كُلٌّ تَأْكُلُونَ كَمَا طَرِيبًا ۖ وَتُخْرِجُونَ حَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا ۖ

ہر ایک سے تازہ گوشت کھاتے ہو (حلال) مچھلی کا، اور زبور (موتی) نکالتے ہو۔ اسے تم پہنتے ہو۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَازِرَ ۖ لَتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ ۖ وَلَعَلَّكُمْ

اور تم اس میں کشتیوں کو دیکھتے ہو وہ پانی کو بھارتی ہیں تاکہ تم ان کے (میرے) سے فضل (میری) آقا تم کو رو۔ اور تاکہ

۱۵ كَذَلِكَ النُّشُورُ ۖ

تفسیر صفائی ص ۱۸۵ پر بحوالہ المجاہد کس تفسیر

فتی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

کہ جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ اپنی مخلوق کو

دوبارہ زندہ کرے، تو چالیس دن متواتر آسمان

سے زمین پر پانی برسائے گا، جس کے ذریعے سے

جوڑ باہم مل جائیں گے۔ اور گوشت اگ آئے گا۔

اور تفسیر مشکوٰۃ یہ امام حسن عسکری میں ہے

کہ مژدہ دو مرتبہ چھوٹا جائے گا۔ پہلی مرتبہ کے چھوٹے

جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اس سمندر کو جسے اس نے

بحر المسجود فرمایا ہے، اور جو ایسا ہے جیسا کہ

انسان کا لطفہ ہوتا ہے، اس سے زمین پر بارش

ہونے کا حکم دے گا۔ پس جہاں اس کا پانی پڑے

سے پڑے مڑوں کو چھوٹے گا، تو وہ زمین سے

نکل آئیں گے، اور زندہ ہو جائیں گے یہ

۱۵ وَمَا يُعَمَّرُ ۖ

تفسیر صفائی ص ۱۸۵ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے

کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو عمر کم یا زیادہ کی

جانی ہے، اس کا نوشتہ پچھلے سے ہی موجود ہے

یعنی لوح محفوظ میں یہ لکھا ہوا ہے، کہ اگر فلاں

شخص اطاعت خدا کرے گا، تو فلاں وقت تک

زندہ رہیگا۔ اور جبٹ فرمائی کرے گا، تو اس کی

عمر میں سے اتنا کم کر دیا جائے گا۔ اور اس امر کی

طرف جناب سول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

اشارہ فرمایا ہے، جبکہ یہ ارشاد ہوا کہ صدقہ دینا

اور عزیزوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا یہ دو باتیں

ملکوں کو آباد کرتی ہیں، اور عمروں کو زیادہ۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام

سے منقول ہے، کہ ہمیں ایک چیز بھی ایسی معلوم نہیں

جو صلہ رحمی کی مانند عمر کو بڑھاتی ہو، یہاں تک کہ

اگر کسی شخص کی زندگی کے صرف تین برس باقی ہوں

اور اس سے کوئی صلہ رحمی بن پڑے، تو اللہ تعالیٰ

اس میں تین برس کا اور اضافہ فرما کر تینتیس برس کر

دیتا ہے، اور اگر تینتیس برس باقی ہوں، اور اس کے

قطع رحمی ہو جائے، تو اسکی عمر پچیس تیس کاٹ دینا

ہے، اور وہاں بجائے تینتیس کے صرف تین ہی رہ

جاتے ہیں ۛ

تَشْكُرُونَ ۱۳ یُوجِبُ الْيَلَّ فِي النَّهَارِ وَيُوجِبُ النَّهَارُ فِي الْيَلِّ

تم شکر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ذَلِكُمُ اللَّهُ

اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا دیا۔ ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا رہے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ

رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ

تمہارا پروردگار ہے اسی کا ملک ہے اور جنہیں تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بڑی کھلی کے چھلکے کے

مِنْ قُطَيْبٍ ۱۴ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا

بھی مالک نہیں۔ اگر تم ان کو بلاؤ وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔ اور اگر وہ سن لیں

مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا

تو تمہیں جواب نہیں دیں گے۔ اور قیامت کے دن تمہارے شرک سے منکر ہو جائیں گے۔ اور تمہیں

يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَيْرٍ ۱۵ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى

اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی دوسرا خیر نہیں دلائے ہوگا۔ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے محتاج

اللَّهُ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۱۶ إِنْ يَشَاءْ يُدْهِبْكُمْ وَيَأْتِ

ہو۔ اور اللہ تعالیٰ وہی ہے نیاز قابل حمد ہے۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے۔ اور نئی

بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۱۷ وَمَا ذَلِكُ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۱۸ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ

مخلوق کو نئے آئے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والا (نفس)

وَزْرًا أُخْرَىٰ وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ جُلْهَا لَا يُجَلِّ مِنْهُ شَيْءٌ

دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا۔ اور اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی کو پکارتے تو اس میں سے کچھ بھی نہ

وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۱۹ إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

اٹھایا جائیگا اور اگرچہ قریب رہے کیوں ہو۔ ماسوا اسکے نہیں کہ تو ان لوگوں کو ڈراتا ہے جو غائبانہ اپنے پروردگار سے ڈرتے

بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَرَكِيَ فَاِنَّمَا يَتَرَكَ لِنَفْسِهِ ۲۰

ہیں۔ اور قائم کرتے ہیں نماز کو۔ اور جو پاگ ہو گیا۔ پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ اپنی ذات کیلئے ہی پاک ہوا

وَالِإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۲۱ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۲۲

اور اللہ ہی کی طرف جائے بازگشت ہے۔ اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہوتے۔

۱۵

الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ۔

تفسیر صافی ص ۴۱۸ پر

ہے کہ اعمیٰ سے مراد کافراں اور

بصیر سے مراد مومنین ہے۔

۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵



وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۚ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۚ وَمَا

اور نہ ہی اندھیرے اور نہ نور ہے اور نہ سایہ اور نہ دھوپ ہے اور نہیں

يُسْتَوَى الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يَشَاءُ ۚ

برابر ہوتے زندہ اور نہ ہی مرنے والے یقیناً اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے سنا دیتا ہے۔

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ ۚ إِنَّ أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۚ إِنَّا

اور تو ان کو سنانے والا نہیں ہے جو قبروں میں ہیں۔ تو نہیں ہے مگر ڈرانے والا۔ یقیناً

أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا

ہم نے تجھ کو حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور کوئی امت ایسی نہیں مگر یہ کہ اس میں

فِيهَا نَذِيرٌ ۚ وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ

کوئی ڈرانے والا ہو گا۔ اور اگر وہ تجھ کو جھٹلائے تو یقیناً انھوں نے ان کو بھی جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے۔

جَاءَتْهُمْ رَسُولُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ ۚ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۚ

ان کے پاس ان کے رسول بھیجے اور روشنی دینے والی کتابیں لے کر آئے۔

ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۚ أَلَمْ تَرَ أَنَّ

پھر میں نے ان لوگوں کو پکڑا جنھوں نے کفر کیا۔ پس میری تابعداری کیسی ہوئی۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً

اللَّهُ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ ان کے مختلف رنگوں کے پھل

أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنْ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيَضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا

نکلے۔ اور پہاڑوں میں (بھی) لکڑی ہیں (کچھ سفید اور کچھ سرخ) اور کچھ ایسے کہ ان کے رنگ مختلف ہیں

وَعَرَابِيبٌ سُودٌ ۚ وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ ۖ وَأَلْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ

اور (بعض) گہرے سیاہ۔ اور لوگوں اور جانوروں اور حیوانوں میں سے (بھی) ایسے ہیں کہ ان کے

أَلْوَانُهُ ۚ كَذَلِكَ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۚ

رنگ مختلف ہیں۔ سو اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ ۚ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہی زبردست اور بخشنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پڑھتے ہیں۔ اور

لَهُ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۲۱۸ پر ہے کہ ظلمات سے مراد

مباطل۔ اور نور سے مراد ہے حق۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۲۱۸ پر ہے کہ ظل سے مراد

ثواب اور حرور سے مراد عذاب ہے۔

اور تفسیر فی میں ہے کہ ظل سے مراد انسان

ہیں، اور حرور سے مراد حیوان ہیں۔

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۲۱۹ پر ہے کہ یہ مؤمنین اور

کفار کی دوسری مثال دی، جو پہلے سے بھی زیادہ

بلغ ہے، اور اس لئے لفظ و ما یستوی کی تکرار

کی گئی ہے۔ نیز ایک قول کے بموجب حیاء سے

مراد علماء ہیں، اور اموات کے مراد جہلا ہیں۔

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۲۱۹ پر ہے کہ ڈرانے والا یا

نبی ہوا، یا وصی نبی۔ اور تفسیر فی میں ہے کہ

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں ایک امام

رہتا ہے۔

اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ

السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال نہیں فرمایا

جب تک کہ حکم خدا سے آئندہ کے لئے

ڈرانے والا مقرر نہ کر دیا۔ پھر اگر کوئی یہ کہے کہ

ایسا نہیں ہوا، تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے اپنی امت کے ان کل آدمیوں کو جو اس

وقت اپنے آباء و اجداد کے صلب میں تھے متابع

کر دیا۔ کسی نے عرض کی: کیا قرآن مجید ان کے لئے

کافی نہیں ہے؟ فرمایا: ضرور کافی ہے، بشرطیکہ

اس کے مقتضی کو معلوم کر لیں۔ پھر عرض کیا گیا، کہ کیا

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی

تفسیر نہیں فرمائی؟ فرمایا: کیا حق تفسیر تو ایک شخص

کے لئے فرمائی ہے۔ یہی باقی امت ان کے لئے اس

شخص کی کیا حق تفسیر فرمادی۔ یعنی اس کی عظمت و شان

جتلادی۔ اور وہ بزرگوار جناب علی ابن ابی طالب

علیہ السلام ہیں۔

فَمَا إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ ۚ

تفسیر صفاتی ص ۲۱۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس

آیت میں علماء سے مراد وہ لوگ ہیں، جو اپنے قول

کی تصدیق اپنے فعل سے کر دیں، اور جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو، وہ عالم نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا، کہ خدا کی نسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا

وہ شخص سمجھا جائیگا، جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو۔ کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا

سا حکم رکھتے ہیں، پس جس شخص کو خدا کی معرفت حاصل ہوگی، اُسے خدا کا خوف بھی ہوگا۔ اور وہ خوف اسے اطاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھیگا۔ اور صاحبان علم اور ان کے

پیر و کار چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے، لہذا وہ قریبۃ الی اللہ اعمال بجالاتے تھے، اور انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۚ

کی تصدیق اپنے فعل سے کر دیں، اور جس شخص کا فعل اس کے قول کی تصدیق نہ کرتا ہو، وہ عالم نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا، کہ خدا کی نسبت سب سے زیادہ علم رکھنے والا وہ شخص سمجھا جائیگا، جو خدا سے سب سے زیادہ ڈرتا ہو۔ کافی میں امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اور عمل دونوں گہرے دوستوں کا سا حکم رکھتے ہیں، پس جس شخص کو خدا کی معرفت حاصل ہوگی، اُسے خدا کا خوف بھی ہوگا۔ اور وہ خوف اسے اطاعت خدا کرنے پر آمادہ رکھیگا۔ اور صاحبان علم اور ان کے پیر و کار چونکہ معرفت خدا رکھتے تھے، لہذا وہ قریبۃ الی اللہ اعمال بجالاتے تھے، اور انہی کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۚ

اس کے لفظی معنی ہیں بڑا سکرگزار، بڑا احسان ماننے والا۔ بڑا قدردان۔ شکوہ سے بروزن فَعُول صفت کا صیغہ ہے، بہا لغ کے اوزان میں سے ہے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے۔ شکوہ جمع ہے شکوئہ وہ بندہ ہے کہ جو اطاعت الہی اور اس عبادت کی بجا آوری کے ذریعہ جو اس پر مقرر کی گئی ہے، حق تعالیٰ کی شکر گزاری میں خوب کوشاں ہو۔

یہ بھی واضح ہے کہ شکوہ اسماء حسنہ میں سے ہے، جب اللہ تعالیٰ کی صفات اس کا استعمال ہوگا، تو اس کے معنی بڑے قدردان یعنی مقصور سے کام پر بہت ثواب دینے والے کے ہونگے (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۹۶)

۱۰ ثُمَّ أَوْثَنَّا الْكِتَابَ - تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ البصائر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ پوری آیت اولاد علی وفا طہ (سادات) کی شان میں ہے۔ کافی میں ابھی حضرت سے منقول ہے کہ سابق بالخیرات تو امام ہیں، اور مقتصد وہ جو امام کی معرفت رکھتا ہے۔ ظالم لنفسہ وہ ہے جو معرفت امام سے بے بہرہ ہو۔

احتجاج طبرسی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان حضرت سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا، اور یہ بھی سوال تھا کہ آیا یہ آیت مخصوص اولاد فاطمہ کے لئے ہے؟ تو فرمایا: کہ جس نے تلوار چینی، اور لوگوں کو اپنی ذات کی طرف دعوت دی، یعنی بغیر اس کے کہ وہ امام تھا، دعوت امامت دی، تو ایسا گمراہ کرنے والا گو وہ اولاد فاطمہ میں ہو، اس آیت میں داخل نہیں، عرض کیا گیا، پھر اس آیت میں کون کون داخل ہیں؟ فرمایا: کہ ظالم لنفسہ تو وہ ہے جو لوگوں کو نہ فضالت کی دعوت دے، اور نہ ہدایت کی۔ اور مقتصد ہم اہل بیت میں سے وہ ہے جو حق امام کا شائبہ ہو اور سابق بالخیرات خود امام ہے۔

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب فاطمہ زہرا کی عظمت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کی ذریت پر آتش و فتنہ کو حرام کر دیا ہے، اور انہی کے بالے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے، ثُمَّ أَوْثَنَّا الْكِتَابَ..... الخ

۱۱ مِنْ فَضْلِهِ - تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دار المقامۃ کے معنی ہیں دار البقاء یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر اور نصب کے معنی ہیں رنج و غم اور لغوب کے معنی ہیں کسل و تکان

أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً

انہوں نے نماز قائم کی۔ اور جو کچھ ہم نے انہیں رزق دیا۔ انہوں نے اس میں سے چھپ کر اور ظاہر میں ہر طرح کیا

يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ۚ لِيُوفِّيَهُمْ أَجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم

وہ اسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جو ہرگز کبھی تباہ نہ ہوگی۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے اجر میں کو بڑھادے اور انہیں فضل

مِّنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝۳۰ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

سے انہیں زیادہ بھی دے۔ یقیناً وہ بخشنے والا قدردان ہے۔ اور جو کچھ ہم نے تمہاری طرف کتاب سے

مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ

وحی کیا ہے۔ وہ حق ہے اس چیز کی تصدیق کرنے والا ہے جو اس کے آگے ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝۳۱ ثُمَّ أَوْثَنَّا الْكِتَابَ الَّذِينَ أَصْطَفَيْنَا

اپنے بندوں سے بہت خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر ہم نے کتاب کی وارثان لوگوں کو بنایا۔ انہیں ہم نے

مِّنْ عِبَادِنَا فِيهِمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ

اپنے بندوں میں سے مصطفیٰ کیا۔ پس ان میں کچھ اپنے نفس پر ظلم کرتے ہیں۔ اور کچھ ان میں سے میاں درمیں۔ اور کچھ ان

سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ ۚ يُأْذِنُ اللَّهُ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝۳۲

میں سے اللہ تعالیٰ کے اذن سے نیکیوں میں آگے بڑھتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔

جَنَّتْ عَدْنٌ يَّدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ

(۱۱) ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں داخل ہوں گے۔ اس میں انہیں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے

ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا ۚ وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ ۝۳۳ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

ہائیں گے۔ اور ان (جنتوں) میں ان کا لباس ریشم ہوگا۔ اور وہ کہیں گے ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ

الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ۚ إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ ۝۳۴ وَالَّذِي

کیلئے ہے جس نے ہم سے ہر قسم کا غم دور کر دیا۔ یقیناً ہمارے رب کا ضرور بخشنے والا قدردان ہے۔ جس نے ہمیں

أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ ۚ لَا يَسُنَّا فِيهَا نِصَبٌ

اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے گھر میں آمارا۔ اس میں ہمیں نہ تو کوئی تکلیف چھونے کی۔

وَلَا يَسُنَّا فِيهَا لُغُوبٌ ۝۳۵ وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ

اور نہ اس میں ہمیں کوئی تھکاوٹ پہنچے گی۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے، ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔

۱۱ مِنْ فَضْلِهِ - تفسیر صفائی ص ۲۱۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ دار المقامۃ کے معنی ہیں دار البقاء یعنی ہمیشہ رہنے کا گھر اور نصب کے معنی ہیں رنج و غم اور لغوب کے معنی ہیں کسل و تکان

لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فِيمَوتُوا وَلَا يَخَفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا

نہ تو ان پر قضا وارد ہوگی کہ وہ مر جائیں اور نہ ان پر اس کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی۔

كَذٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَافِرٍ ۝۳۹ وَهُمْ يَصْطَرِّخُونَ فِيهَا رَبَّنَا

ہم ہر کافری کو ایسی ہی سزا دیں گے۔ اور وہ اس میں چلا میں گئے، اسے ہلکے سے پڑے گا۔

اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم

ہمیں اس سے نکال اب ہم نیک عمل کیا کریں گے۔ بخلاف ان اعمال کے جو ہم کیا کرتے تھے۔ (جواب میں کہا جائیگا) کیا ہم نے

مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَن تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا

تنبیہیں اپنی عمرزدی تھی کہ جو نصیحت لینا چاہتا وہ نصیحت حاصل کر لیتا۔ اور تمہارے پاس ایک راہنما بھی آیا۔ پس مزہ

لِلظَّالِمِيْنَ ۚ مِّنْ نَّصِيْرٍ ۚ ۝۴۰ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ

چکھو، پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کا غیب جانتے والا

وَالْاَرْضِ ۚ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذٰاتِ الصُّدُوْرِ ۝۴۱ هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ

ہے۔ ہے شک وہ سینوں کی باتوں کو خوب جانتے والا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ اوی ہے جس نے تمہیں

خَلَفَ فِي الْاَرْضِ ۚ فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ وَلَا يَزِيْدُ

زمین میں خلف بنایا۔ پس جس نے کفر کیا تو اس کا کفر اسی پر (پڑے گا)۔ اور نہیں بڑھاتا

الْكٰفِرِيْنَ ۚ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

کافروں کو ان کے کفر کا کچھ زیادہ (خدا کا)۔ اور نہیں بڑھاتا کافروں کو

كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝۴۲ قُلْ اَرَاَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِيْنَ

ان کا کفر مگر خسارہ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ کیا تم نے ان شریکوں کو غور سے دیکھا

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِي مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ

جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو، مجھے (بھی) دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں کیا کچھ پیدا کیا۔

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ اَمْ اٰتَيْنَهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَيِّنٰتٍ

یا کیا آسمانوں میں ان کا کوئی سا بھائی ہے۔ یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی پس وہ اس کی کسی کھلی دلیل پر

مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنَّ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۳

ہیں۔ بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے کو فریب ہی کا وعدہ دیتے ہیں۔



۱۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُم

تفسیر صفاتی ص ۳۲ پر بحوالہ من لا یخضر الفقیہ

الغصن ۱۰ اور تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ زجر و توبیخ

انصارہ بر سر والے کیلئے ہے۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ وہ عمر جس میں اللہ

تعالیٰ اولاد آدم کے ہر عذر کو رفع فرمادیتا ہے

ساتھ بر سر ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں جناب رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص کو

اللہ تعالیٰ نے ساتھ بر سر کی عمر عطا فرمائی، اب

اس کیلئے کوئی موقع عذر باقی نہیں رہا۔

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا وَلَئِنْ

یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو روکے ہوئے ہے کہ وہ دونوں اپنے مقام سے اہٹ نہ جائیں لے اور اگر وہ

زَالَتَا إِنَّ أَمْسَكَمَّا مِنْ أَحَدٍ مِنْ بَعْدِهِ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا

دونوں بہت گنتے تو اس اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی انھیں روک نہیں سکتا۔ یقیناً وہ بہت بردبار

غَفُورًا ۴۱) وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ

بخشنے والا ہے۔ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی زوردار قسم کھا کر کہا کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈرانے والا

نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ أَحَدٍ الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

آیا تو ضرور وہ ہر ایک قوم میں سے سب سے زیادہ ہدایت والے ہو جائیں گے۔ پس جب ان کے پاس

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۴۲) إِنْ تَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ

ایک ڈرانے والا آگیا، تو ان کی نفرت اور بے چوٹی۔ بسبب زمین میں تکبر کرنے اور بُرائی کی تدبیریں

مَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ

کرتے کے، اور بُرائی کی تدبیر کا وبال لے اس کے کرنے والے ہی پر پڑتا ہے۔ پھر کیا یہ

يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ

پہلے (کافروں) کے طریقہ کا انتظار کرتے ہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے طریقہ میں ہرگز کوئی

تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۴۳) أَوَلَمْ يَسِيرُوا

تبدیلی نہ پاؤ گے۔ اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کے طریقہ کو پھیرا ہوا نہ پاؤ گے۔ کیا وہ زمین میں نہیں

فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

پہلے پھرے، پھر وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے ان کا انجام کیسا ہوا

وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ

حالانکہ وہ قوت میں ان سے زیادہ سخت تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز آسمانوں میں اسکو عاجز

فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۴۴)

کر سکے، اور نہ زمین میں ہی۔ یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا

اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس پر پکڑتا تو سب کچھ انھوں نے کیا تو اس زمین کی پشت پر کسی چپکنے والے

لہ اَنْ تَزُولَا :-

تفسیر صفاتی ص ۳۲ پر بحوالہ کافی لکھا ہے

کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے خدا کی

نسبت یہ سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ عرش کو اٹھائے

ہوتے ہے، یا عرش اس کو اٹھائے ہوئے ہے؟

آپ نے فرمایا کہ خدا کی شان، اس

سے اعلیٰ واقع ہے، کہ کوئی اسے اٹھائے بلکہ

عرش ہو، یا آسمان یا زمین اور جو کچھ ان میں ہے

اور جو کچھ ان کے مابین ہے، ان سب کو اپنی قدرت

کا ملہ سے اللہ تعالیٰ سنبھالے ہوئے ہے اور

یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ

يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُولَا

الاکمال میں جناب امام رضا علیہ السلام

سے ایک حدیث میں منقول ہے، کہ ہم سب

سے اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کو زائل نہیں

ہوتے دیتا۔

نیز کئی اماموں سے منقول ہے کہ اگر ہم سے

کوئی زمین میں باقی نہ رہے تو تمام اہل زمین

معدوم ہو جائیں

لہ لَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ :-

تفسیر صفاتی ص ۳۲ پر ہے کہ قریش کے

سرداروں کی بُری چالیں ان کو روزِ بدر کو

مزہ چکھا گئیں

مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۖ فَلَإِذَا

جاندار کو نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ انہیں ایک مقررہ وقت تک دُھکیل دیتا ہے۔ پس جب

جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۝

اُن کا وقت معین آجائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے ۝

اٰیٰتِهَا ۝۳۳ سُوْرَةُ یٰسٍ بِکَیْفَتِہَا ۝ رُکُوْعَاتِہَا ۵

پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان لا اور نہایت رحم والا ہے

یٰسَ ۝۱ وَالْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ ۝۲ اِنَّکَ لِمِنَ الرُّسُلِیْنَ ۝۳ عَلٰی

یس ۱۔ کہ تم ہی حکم قرآن کی۔ یقیناً تم رسولوں میں سے ہو۔ سیدھے

صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴ تَنْزِیْلِ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵ لَتُنْذِرَ

راستہ پر۔ (یہ قرآن) بڑے عزیز مستبد بہت رحم کرنے والے کا اتارا ہوا ہے۔ تاکہ تو اس

قَوْمًا اَنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ

قوم کو ڈرانے جسکے باپ دادا نہ ڈرائے گئے، پس وہ غافل ہیں۔ یقیناً ان کے انہوں پر اللہ تعالیٰ کا قول

عَلٰی اَکْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۷ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْ اَعْنَاقِهِمْ

سچا ثابت ہوا ہے، پھر وہ ایمان نہیں لاتے ہیں۔ یقیناً ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال

اَغْلَآلًا فِیْہِیْ اِلَی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝۸ وَجَعَلْنَا مِنْ

دینے۔ پس وہ ٹھوڑیوں تک ہیں، پھر ان کے سر اچھے ہوئے ہیں۔ اور ہم نے اُن کے

بَیْنَ اَیْدِیْہِمۡ سَدًا ۙ وَمِنْ خَلْفِہِمۡ سَدًا ۙ فَاَغْشَیْنٰہُمْ فَہُمْ

سامنے دیوار کردی، اور اُن کے پیچھے ایک دیوار کردی، پھر ہم نے انہیں ڈھانپ لیا۔ پس وہ

لَا یُبْصِرُوْنَ ۝۹ وَسَوَآءٌ عَلَیْہِمۡ ءَاَنذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْہُمْ

دیکھ نہیں سکتے۔ اور ان پر برابر ہے۔ کیا تو نے اُن کو ڈرایا ۱۰ یا تو نے انہیں نہ ڈرایا۔

لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۱۰ اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکْرَ وَخَشِیَ الرَّحْمٰنَ

وہ ایمان نہیں لائیں گے۔ ماسوا کے نہیں کہ تو اسے فرما سکتا ہے جس کے نصیحت کی پیروی کی ۱۱ اور (فرارنے) رحمن سے

۳۶

۱۔ یس

تفسیر تفسیر صفحہ ۳۳ پر بحوالہ معانی الاخبار
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں میں سے
ایک نام ہے اور اس کے ظاہری معنی ہیں: "اے وحی
کے سننے والے"

تفسیر تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ یس جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا نام ہے اور اس کی سب سے بڑی دلیل
خداوند تعالیٰ کا یہ خطاب ہے: اِنَّکَ لِمِنَ الرُّسُلِیْنَ ۝

علی صراط مستقیم ۵

۲۔ اَشْدَّ ذَرَقَتُہُمْ

اَشْدَّ ذَرَقَتُہُمْ اَشْدَّ اَسْرَہُ سے ہے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر حاضر ہضم ضمیر جمع مذکر غائب اَنْذَرْتُمْ
میں پہلی بجزہ (و) تسمیہ یعنی دونوں چیزوں میں باری
ثابت کرنے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔

(افات القرآن نعمانی جلد ۲۵ ص ۲۵)

۳۔ مِّنَ اتِّبَعِ الذِّکْرَ

تفسیر تفسیر صفحہ ۳۳ پر بحوالہ کافی منقول ہے
کہ اس آیت میں من اتبع الذکر سے مراد جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں ۝

۝ ۱ ۝ ۲ ۝ ۳ ۝ ۴ ۝ ۵ ۝ ۶ ۝ ۷ ۝ ۸ ۝ ۹ ۝ ۱۰ ۝

منزلہ

تفسیر صفائی ص ۲۱ پر ہے کہ ہم مردوں کو رجعت یا بعثت کے وقت زندہ کر کے اٹھائیں گے اور جہاں کو آب ہدایت سے زندہ کرتے ہیں ؟

لے مَا قَدْ مَوَّأُوا وَآثَارَهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر ہے کہ وَمَا قَدْ مَوَّأُوا سے وہ نیک اور بد اعمال گنیں جو پہلے کر چکے اور ان کا ظاہر کوئی نشان باقی نہ رہا اور آثارِ ہٹے سے ایسے اعمال مراد ہیں جن کے نشانات باقی رہیں۔ جیسے کسی کو علم سکھا دیا، یا قدم نماز کے لئے مسجد کی طرف اٹھائے۔ کسی امیر باطل کی اشاعت کردی یا ظلم و جور کی بنیاد ڈال دی ؟

لے مَا قَدْ مَوَّأُوا وَآثَارَهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم وہ امام مبین میں ہوں میں حق باطل کو صاف صاف بیان کر دیتا ہوں۔ اور میں نے یہ عہدہ جناب سالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ورثہ پایا ہے۔

بِالْغَيْبِ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ۝ إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ

غالباً ڈرا۔ پس اسے بخشش اور باعزت بدلہ کی خوشخبری دے۔ یقیناً ہم مردوں کو زندہ کرے میں لے

وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ

اور جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے لے ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو امام مبین میں لکھ

مُبِينٍ ۝ وَأَضْرِبْ لَهُم مِّثْلًا مِّنْ أَصْحَابِ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَهَا

کر رکھا ہے لے اور تو ان کیلئے بستی والوں کی مثال بیان کر۔ جبکہ اس بستی میں (پہلے) بھیجے

الرُّسُلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا

بھوتے آئے۔ جبکہ ہم نے ان کی طرف دو کو بھیجا۔ پھر انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا پس ہم نے ایک

بَثَلِثَ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُم مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا مَا أَنْتُمْ إِلَّا

تیسرے کے ساتھ قوت دی پھر تیسرے نے یقیناً ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ بولے نہیں ہو تم مگر ہماری

بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا

بائند بشر۔ اور (خدا نے) رحمن نے تو کوئی چیز نازل نہیں کی۔ تم تو جھوٹ ہی بولتے

تَكْذِبُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ قَالُوا

ہو۔ انہوں نے کہا ہمارا پروردگار جانتا ہے کہ یقیناً ہم تمہاری طرف ضرور بھیجے گئے ہوئے ہیں۔ اور پہلے سے تمہ

عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ۝ قَالُوا إِنَّا نَطِيرُنَا بِكُمْ لَيْنٌ لَّمْ

ہمیں ہے مگر کھول کھول کر پھینکا دینا۔ وہ بولے یقیناً ہم نے تمہیں منحوس جہان، اگر تم باز نہ

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُم مِّنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ قَالُوا

آئے تو ضرور ہم تمہیں سنگسار کریں گے۔ اور تمہیں ہماری طرف سے ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔ وہ بولے

طَائِفُكُمْ مَّعَكُمْ إِنْ دُرِيتُمْ بِلِأَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُونَ ۝

تمہاری نحوست تمہارے ہی ساتھ ہے کیا دیکھتے ہو کہ تمہیں نصیحت کیلئے (ایسا نہیں ہے) بلکہ تم ہوشیاری کی بات کر رہے ہو گے۔

وَجَاءَ مِنْ أَقْصَا الْمَدْيَنَةِ رَجُلٌ يُسْعَىٰ قَالَ يَاقَوْمِ اتَّبِعُوا

اور شہر کے دور کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا آیا۔ اس نے کہا اے میری قوم (اللہ تعالیٰ کے) بھیجے ہوئے کی

الرُّسُلَ ۝ اتَّبِعُوا مَنْ لَا يَسْئَلُكُمْ أَجْرًا وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ۝

پیروی کرو۔ تم اس کی پیروی کرو جو تم سے کوئی جسر نہیں مانگتا۔ اور وہ ہدایت پائے ہوئے ہیں۔

مَنْ لَّهُ

مَنْ لَّهُ

مَنْ لَّهُ

مَنْ لَّهُ

مَنْ لَّهُ

مَنْ لَّهُ

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 23 & 24

Page 573 - 624

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۲۲﴾

اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا، حالانکہ تم سب ہی کی طرف لوٹاٹے جاؤ گے۔

وَأَتَّخِذُ مِنْ دُونِهِ آلِهَةً إِنْ يُرِدْنِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ لَا تُغْنِ

کیا میں اس کے سوا اور معبود اختیار کر لوں؟ کہ اگر (خدا نے) ارادے کرے۔

عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ ﴿۲۳﴾ إِنِّي إِذَا أَتَيْتُ ضَلِيلٌ

تو انکی سفارش میرے کسی کام بھی نہ آئے گی، اور نہ وہ مجھے چھڑا سکیں گے۔ یقیناً اس وقت میں تھوڑی سی گمراہی

مُبِينٌ ﴿۲۴﴾ إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿۲۵﴾ قِيلَ ادْخُلِ

میں ہوں گا۔ یقیناً میں تمھارے پروردگار پر ایمان لا چکا ہوں پس تم سب میری سنو۔ (اسے) کہا گیا کہ تم جنت میں

الْجَنَّةُ قَالَ يَلَيْتُ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرْتُ رَبِّي وَ

داخل ہو جاؤ تھے وہ بولا کہ اے کاش کہ میری قوم کے لوگ جان لیتے کہ میرے پروردگار نے مجھے کس سبب سے بخش دیا اور

جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۲۷﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِ

مجھے عزت والوں میں سے تیار دیا تھے اور ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر نہ تو آسمان سے کوئی

مِنْ جُنْدٍ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿۲۸﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا

لشکر اتارا۔ اور نہ ہم اتارنے والے ہی تھے۔ ان کا عذاب ایک تنہا آواز

صَوْتٌ وَاحِدٌ فَإِذَا هُمْ كَافِرُونَ ﴿۲۹﴾ يُحْصَرَةُ عَلَى الْعِبَادِ

کے سوا کچھ نہ تھا۔ پس وہ سب اسی وقت بچھنے والے ہو گئے۔ اے افسوس! ان بندوں پر

مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۰﴾ أَلَمْ يَرَوْا

کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر یہ کہ اس کے ساتھ وہ ٹھٹھا ہی کرتے رہے۔ کیا انھوں نے

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۳۱﴾

غور نہیں کیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہوں کو ہلاک کیا۔ یقیناً وہ ان کی طرف پلٹ کر نہیں آتے۔

وَإِنْ كُلُّ لَمَنَّا جِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿۳۲﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ

اور وہ سب کے سب ہمارے حضور اکرم کے ہاتھ سے بلانے والے ہیں۔ اور ان کے لئے مروجہ زمین ایک

الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ﴿۳۳﴾

نشانی ہے۔ ہم نے اسے زندہ کیا اور ہم نے اس میں سے دانہ نکالا۔ پس وہ اس میں سے کھاتے ہیں۔

نزلہ

۱۔ امنت بربکم :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ میں تمھارے پروردگار پر ایمان لا چکا

جس نے تم سب کو پیدا کیا۔ یا یہ خطاب رسولوں

سے ہے بعد اس کے کہ قوم نے اسے قتل کرنے کا

ارادہ کر لیا :-

۲۔ قیل ادخل الجنة :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ بعض روایات

میں آیا ہے کہ یہ اس وقت کہا گیا تھا جبکہ اسے قتل

کیا گیا۔ یہ بطور بشارت کے کہا گیا تھا۔ کیونکہ وہ

اہل جنت میں سے تھا۔ یا اس کے اکرام کے

طور پر تھا اور اسے جنت میں داخل ہونے کا

اذن تھا :-

۳۔ من المکرمین :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر الباقع

لکھا ہے کہ ایک حدیث میں مرفوعاً وارد ہوا ہے کہ اس

نے اپنی زندگی اور موت میں اپنی قوم کو نصیحت کی تھی :-

۴۰

وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجْرَتَا فِيهَا مِنْ

اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے ، اور ہم نے اس میں چشے

الْعُيُونِ ﴿۳۲﴾ لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا

بہا دیئے ۔ تاکہ وہ اس کے پھل میں سے کھائیں ۔ اور اُسے ان کے ہاتھوں نے نہیں بنایا اسے ۔ پھر کیا وہ

يَشْكُرُونَ ﴿۳۳﴾ سُبْحَنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ

شکر نہیں کرتے ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کر دیئے ، اُس کے بھی جوڑے میں سے

الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ

اگتی ہے اسے اور ان کی جانیں بھی ، اور اس کے بھی جسے یہ نہیں جانتے ۔ اور اُن کے لئے رات ایک نشانی ہے ۔

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُمْ مُظْلِمُونَ ﴿۳۵﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي

اس میں سے ہم دن کو نکال لاتے ہیں ۔ پھر وہ ایک ایک اندھیر میں آگئے اور سورج اپنے مقررہ مقام

لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۳۶﴾ وَالْقَمَرَ

کی طرف چلا جاتا ہے ۔ یہ زبردست (اور سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے ۔ اور ہم نے چاند کی

قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۳۷﴾ لَا الشَّمْسُ

منزلیں مقرر کریں ، یہاں تک کہ وہ کھجور کی پرانی شاخ کی مانند ہو کر پلٹا ۔ نہ تو سورج کے لئے

يَتَّبِعِي لَهَا أَنْ تَدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الْبَيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ وَكُلٌّ

ممكن ہے کہ وہ چاند کو پا جائے ۔ اور نہ رات ہی دن سے آگے بڑھ جائیوالی ہے ۔ اور سب

فِي فَلَكٍ يَسْبِقُونُ ﴿۳۸﴾ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي

آسمان میں چلتے رہتے ہیں ۔ اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ یقیناً ہم نے اُن کی نسل کو بھری

الْفُلْكِ الشُّحُونَ ﴿۳۹﴾ وَخَلَقْنَا لَهُم مِّن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿۴۰﴾

جوئی کشتی میں سوار کیا ۔ اور ان کیلئے ویسی ہی (اور چیزیں) پیدا کیں جن پر سوار ہوتے رہتے ہیں ۔

وَأِنْ نَّشَاءُ نَمُوتَهُمْ فَلَا صَرِيخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُونَ ﴿۴۱﴾

اور اگر ہم آنگھو یا میں تو ان کو غرق کر دیں تو ان کیلئے کوئی فریاد کو پہنچنے والا ہوگا نہ اور نہ وہ چھڑائے جائیں گے ۔

إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ﴿۴۲﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا

سوائے ہماری رحمت کے رحمت اور ایک مقررہ وقت تک فائدہ (دینے) کے ۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس سے ڈرو

۱۰ ما :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ ایک حدیث ایت کے مطابق یہاں "مما" نافیہ ہے ۔ یعنی نفی کے معنی دیتا ہے ۔

۱۱ تنبک الارض :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ نطفہ آسمان کی زمین کی طرف نباتات اور پھل اور درختوں پر گرتا ہے ۔ پس ان میں سے انسان اور جانور کھاتے ہیں پھر وہ ان کے اندر پہنچ جاتا ہے ۔

۱۲ مترجم :- مطلب یہ ہے کہ انسان کا بدن اور اس کے اجزاء یعنی گوشت ، پوست ، خون ، ہڈیاں وغیرہ وغیرہ نباتات اور پھل کے کھانے سے ہی بنتی ہیں ۔ جب خوراک بدن انسانی میں پہنچتی ہے تو مختلف حالتوں اور تبدیلیوں سے گزر کر اس کی چار خلیطیں بنتی ہیں ۔ یعنی خون ، بلغم ، صفراء اور سوداء ۔ ان چاروں خلیطوں میں خون سب سے صالح ہے ۔ یہ خون مختلف حالتوں سے گزر کر نطفہ بنتا ہے ۔ پس امام علیہ السلام کا فرمان کہ نطفہ آسمان سے نباتات وغیرہ پر گرتا ہے اور وہاں سے انسانی بدن میں پہنچتا ہے ، درست ثابت ہوا ہے صریح :-

اس کے لفظی معنی ہیں ، فریاد کو پہنچنے والا مشر یا درس ، چیخ پکار ، فریاد ، استغاثہ ، اول معنی کے اعتبار سے صواع سے جو کہ اضداد میں سے ہے اور جس کے معنی فریاد کرنے اور فریاد کو پہنچنے کے ہیں ۔ بمعنی فریاد کو پہنچنے کے وزن فعیل بمعنی فاعل ہے ۔ اور صواع جمع ہے اور دوسرے معنی میں صواع یصووخ کا مصدر ہے جس کے معنی فریاد کرنے اور چلانے کے آتے ہیں :- (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۰۰)

مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۴۵﴾ وَمَا

جو تمہارے سامنے ہے، اور جو تمہارے پیچھے ہے۔ تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ مگر ان کی حالت یہ ہے

تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ﴿۴۶﴾

کہ ان کے پاس آنکھ پڑے گا کہ ان کی طرف سے کوئی نشانی نہیں آتی۔ مگر یہ اس سے دو گداز ہی رہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالُوا الَّذِينَ كَفَرُوا

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو جو لوگ کفر ہو گئے انہوں نے

لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْطِعُوا مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطَعْتُمْ إِن أَنْتُمْ

ان لوگوں سے کہا جو ایمان لائے، کیا تم اسے کھلا نہیں جسے اگر اللہ تعالیٰ چاہتا خود کھلا دیتا۔ تم نہیں ہو

إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

مگر کھلی گمراہی میں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو (بتاؤ) وہ وعدہ کب (پورا) ہو

صَادِقِينَ ﴿۴۸﴾ مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ

گا۔ وہ نہیں انتظار کرتے مگر ایک چیخ کا، کہ وہ ان کو پکڑے گی۔ دنیا نما لیک

يَخْصِمُونَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَى أَهْلِهِمْ

وہ جھگڑتے ہوں گے۔ پس وہ نہ تو وصیت ہی کر سکیں گے، اور نہ اپنے اہل کی طرف لوٹ

يَرْجِعُونَ ﴿۵۰﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى

کر رہا نہیں گئے۔ اور صور میں پھونکا جائے گا، پھر کیا ایک صہ قبروں میں سے (نکل کر) اپنے پروردگار کے

رَبِّهِمْ يَسْأَلُونَ ﴿۵۱﴾ قَالُوا يَوْمَئِذٍ لَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا

حضور دوڑے جائیں گے۔ وہ کہیں گے ہمارے ہمارے خدائی ہمیں ہماری خوابگاہوں سے کس نے ابھرا دیا۔

هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿۵۲﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا

(ان سے کہا جائیگا) یہ وہ ہے جس کا خدا نے رحمن نے وعدہ کیا اور رسولوں نے سچ کر دیا۔ ان کا عذاب ایک تند

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿۵۳﴾ فَالْيَوْمَ

آواز کے سوا کچھ نہ تھا، پس وہ سب بیکار ہم سے حضور حاضر کئے جائیں گے۔ پھر اس دن

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا يُحْزَنُ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۵۴﴾

نہ تو کسی نفس پر کچھ ظلم کیا جائے گا، اور نہ تم بدلہ دینے جاؤ گے سوائے اس عمل کے جو تم کیا کرتے تھے۔

۱۵ یخضمون :-

تفسیر صفاتی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے

کہ یہ واقعہ آخری زمانہ میں ہوگا جبکہ وہ بازاروں میں

باہمی جھگڑ رہے ہوں گے تو ایک چیخ کی آواز لگا ایک

آئے گی تو سب کے سب اپنی اپنی جگہ پر مرجائیں گے

ان میں سے کوئی بھی نہ تو اپنی منزل پر لوٹ سکے گا۔

اور نہ ہی وصیت کر سکے گا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ایک حدیث میں آیا

ہے کہ قیامت اس طرح آئے گی کہ دو آدمیوں نے

ایک کپڑا پھیل رکھا ہوگا اور وہ باہمی بیع و خرید

کر رہے ہوں گے۔ پس وہ اُسے طے نہ کرنے پائیں گے

کہ قیامت آجائے گی۔ اور ایک شخص لقمہ اٹھا کر

کہ منہ میں رکھے۔ ابھی اس کا لقمہ منہ تک نہ پہنچے گا

کہ قیامت آجائے گی۔ اور ایک شخص حوض پر آ کر

کھڑا ہوگا کہ اپنے چوپائے کو پانی پلائے۔ ابھی وہ

پانی نہ پلا چکا ہوگا کہ قیامت آجائے گی۔



مکتبہ
مفتی
محمد
صالح
عفی
لہ
الرحمہ

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغْلٍ فَاكِهِونَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ

یقیناً اس دن جنت والے کسی شغل میں خوشحال ہوں گے۔ وہ اور ان کی بیویاں ساریوں

فِي ظِلٍّ عَلَى الْأَرَايِكِ مُتَكُونُونَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ

میں سہریلوں پر تکیے لگائے ہوں گے۔ ان کیلئے اس میں ہر قسم کے میوے ہوں گے، اور ان کیلئے ہر چیز

مَّا يَدْعُونَ ﴿۵۷﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِنْ رَبِّ رَحِيمٍ ﴿۵۸﴾ وَامْتَارُوا

ہوگی جسے وہ مانگیں گے۔ بہت کم کڑواہٹ کی طرف سے انہیں سلام کہا جائے گا۔ اور (ان قرائن سے کہاجائیگا)

الْيَوْمَ آيَها الْمَجْرُمُونَ ﴿۵۹﴾ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ أَدَمَ أَنْ لَا

اے مجرم کروڑوں! آج کے دن تم ایک سوچاؤ۔ اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے یہ عہد نہ لیا تھا کہ تم شیطان کی

تَعْبُدُوا وَالشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۶۰﴾ وَإِنْ أَعْبُدُونِي

عبادت نہ کرنا سہ۔ یقیناً وہ تمہارا اکل کھلا دشمن ہے۔ اور یہ کہ تم میری ہی عبادت کرو۔

هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا

یہ سیدھا راستہ ہے۔ اور یقیناً اس نے تم میں سے اکثروں کو گمراہ کر دیا۔

أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿۶۲﴾ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۶۳﴾

پس کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے تھے۔ یہ ہے وہ دوزخ جس کا تم وعدہ دیتے تھے۔

إِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۶۴﴾ الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ

آج کے دن اس میں جا پڑو سہ۔ بسبب اس کے جو تم کفر کیا کرتے تھے۔ اس دن ہم ان کے مونہوں پر مہر

أَفْوَهِهِمْ وَنُكَلِّمُنَا أَيْدِيَهُمْ وَتَشْهَدُ أَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوا

لگا دیں گے، اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پاؤں اس بات کی گواہی دیں گے جو کچھ وہ

يَكْسِبُونَ ﴿۶۵﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا

کیا کرتے تھے۔ اور اگر ہم چاہتے تو البتہ ان کی آنکھوں کی روشنی نائل کر دیتے، تو وہ راستہ سے آگے

الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَمَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ

بڑھ جاتے، پھر کہاں سے دیکھتے۔ اور اگر ہم چاہتے تو ان کی جگہ پر ہی ان (کی صورتیں) مسخ کر

مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مُضِيًّا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ

دیتے۔ پھر وہ نہ تو گذر سکتے، اور نہ لوٹ سکتے۔ اور جس کو ہم

۱۰ من رب رحيم:-

تفسیر قصانی ص ۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک بات اللہ تعالیٰ کی طرف ان کے حق میں کہی جائے گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ خود ان پر سلام کہیگا۔ تفسیر تہی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

سلام و راصل امان ہے :-

۱۱ اعهد:-

لفظی ترجمہ ہے، میں نے عہد لیا۔

عہد سے جس کے معنی پیہم ایک حال سے دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں۔ اور اسی بناء پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے۔ مضاف کا صیغہ واحد متکلم۔

قاعدہ ہے کہ جب "لہ" مضاف پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اسی لئے "لہ اعهد" کے معنی ہوتے ہیں "میں نے عہد لیا" (لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ ص ۲۱)

۱۲ اصلوها:-

لفظی ترجمہ ہے، اس میں جا پڑو۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔ (سیمع) اصلوا صلی سے جس کے معنی آگ میں جلنے اور اس میں جا پڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۱)

لَعَبْرَةً نُنْكِسُهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٨﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ

زیادہ عمر دیتے ہیں، اسے پیدائش میں الٹا کرتے ہیں۔ پھر کیا وہ عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور ہم نے اسے (محمّد کو)

الشَّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُبِينٌ ﴿٦٩﴾

شعر (نگو کوئی) نہیں سکھایا۔ اور نہ ہی اس کی شان کے لائق تھا، یہ نہیں ہے مگر نصیحت اور بیان کرنے والا قرآن۔

لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿٧٠﴾ أَوَلَمْ

تاکہ یہ اسے دُرائے جو زندہ ہو اسے اور کافروں پر (عذاب کی) بات ثابت ہو جائے۔ کیا انھوں نے

يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا

طور نہیں کیا یقیناً ہم نے ان کیلئے اس میں سے جسے چاہے ہاتھوں نے بنایا چار پائے پیدا کئے، پھر وہ ان کے لئے مالک

مُلْكُونَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنَاهَا لَمْ فَتِنَّا رُكُوبَهُمْ وَفِيهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾ وَ

ہیں۔ اور ہم نے انھیں ان کیلئے فرمانبردار کر دیا تاکہ ہم ان میں سے کچھ انکی سواریاں ہیں اور انھیں سے بعض کو وہ کھاتے ہیں

لَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبٌ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوا

اور ان کیلئے ان میں بہت سے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔ پھر کیا وہ شکر نہیں کرتے۔ اور انھوں نے

مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَهَةً لَعَلَّهُمْ يَنْصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ

اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود اختیار کرنے، تاکہ وہ مدد دینے جائیں۔ (لیکن) وہ ان کی مدد نہیں کر

نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزَنُكَ قَوْلُهُمْ

سکتے۔ اور وہ ان کیلئے ایسا لشکر ہیں جو (قیامت کے دن) حاضر کئے جائیں گے میں تاکہ پس تمہیں ان کی بات غم میں ڈالے

إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾ أَوَلَمْ يَرِ الْإِنْسَانُ أَنَّا

یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ کیا انسان نے غور نہیں کیا، یقیناً ہم نے

خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا

اسے نطفہ سے پیدا کیا، پھر وہ بیکار ایک کھڑے کھڑے بن کر رہ گیا۔ اور اس نے ہمارے لئے ایک

مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ﴿٧٨﴾ قَالَ مَنْ يُغِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٩﴾

مثال گھڑوی اور وہ اپنی پیدائش کو بھول گیا کہنے لگا کون ہے جو ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ حالانکہ وہ گل ستر گئی ہوں گی۔

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٨٠﴾

(اے رسول) کہہ دو کہ انھیں وہی زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا۔ اور وہ ہر قسم کی پیدائش کو خوب جانتے والا ہے۔

۱۔ من کان حیّاً :-

تفسیر صفائی صفحہ ۲۲۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ

اس آیت میں حیّاً سے مراد مائل ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد مومن ہے

کیونکہ زندہ وہی ہے جس کا قلب ایمان کے ذریعہ

زندہ ہے ۛ

۲۔ ذلّلّٰہا :-

تفسیر صفائی صفحہ ۲۲۵ پر لکھا ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ ہم نے ان چوپایوں کو ان کا مطیع بنا دیا ہے

کیونکہ ایک اونٹ، باوجود اس قدر قوت کے ایک

بچہ اسے ہٹکا تا پھر تباہ ہے ۛ

۳۔ محضرون :-

تفسیر صفائی صفحہ ۲۲۵ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر

علیہ السلام سے اس کا مطلب یوں منقول

ہے کہ ان کے معبود ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے

اور وہ گروہ کے گروہ ان کے پاس حاضر رہتے

ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ ان کے پیچھے

پیچھے دوزخ میں بھیج دیئے جائیں گے ۛ

الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِّنْهُ

جس نے تمھارے لئے برے درخت سے آگ پیدا کر دی ہے پس تم اس میں سے آگ

تُوقِدُونَ ۝ أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَدِيرٍ

سلاگتے ہو۔ کیا وہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کئے اس بات پر قدرت رکھنے والا نہیں

عَلَى أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ بَلَىٰ ۖ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ۝ إِنَّمَا أَمْرُهُ

کہ ان کی مانند پیدا کرے۔ ہاں! اور وہ بہت سید کریم والا خوب جاننے والا ہے۔ ماسوائے نہیں کہ

إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝ فَسُبْحَنَ الَّذِي

اسکا امر ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے کہ اس کیلئے کہے ہو جاوے فوراً ہو جاتی ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جسکے

بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝

ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے۔ اور اسی کے حضور میں تم سب لوٹائے جاؤ گے۔

آيَاتُهَا ۱۸۲ سُوْرَةُ الصَّفٰتِ مَكِّيَّةٌ رُّكُوْعَاتُهَا ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالصَّفِّ صَفًّا ۝ فَالزَّجْرَاتِ زَجْرًا ۝ فَالتَّلِيَّتِ ذِكْرًا ۝ إِنَّ

قسم ہے قطار ہو کر صف بنانے والی (جو فرشتوں کی صف پھر ذکر کی تلاوت کر رہی ہوں گی)۔ یقیناً

إِلَهُكُمْ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ

تمھارا معبود واحد ہے۔ پڑھ گار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، اور پڑھ گار

الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِزَيْنَةٍ ۝ الْكَوَاكِبِ ۝

مشرقوں کا۔ یقیناً ہم نے دنیا کے آسمان کو ستاروں کی زینت سے مزین کیا۔

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسْمَعُونَ إِلَى الْمَلَا

اور ان کو ہر سرکش شیطان کے لئے نگہبان بنایا۔ وہ ملائکہ کی طرف کچھ سن نہیں

الْأَعْلَىٰ وَيُقَذَّفُونَ مِّنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دَحْورًا ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ

پائے، اور ہر طرف سے بھگانے کیلئے وہ مارے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے لازم ہو جانے والا

نَزَلَ

لہ الا خضوناً ۱۔

تفسیر صفاتی ص ۲۳ پر ہے کہ اگر مرغ اور غفار درختوں کی سبز شاخوں کو اگرچہ ان میں سے پانی بہ رہا ہو، ایک دوسرے پر گر ڈال جائے تو آگ پیدا ہو جاتی ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ مرغ اور غفار بلا و عرب کی نواچی میں ہوتے ہیں۔ جب لوگ آگ سلاگنے کا ارادہ کرتے ہیں تو دونوں کی شاخوں کو آپس میں دگڑتے ہیں، تو اس طرح ان سے آگ نکال لیتے ہیں۔ صف ۱۔

لفظی معنی میں قطار، صف۔ یہ اصل میں صَفِّ صَفِّ کا مصدر ہے جس کے معنی قطار باندھنے کے آتے ہیں۔ اور خود قطار کے معنی میں بھی بطور اسم مستعمل ہے۔ صَفُوفٌ جمع۔

راغب نکتے میں: کسی شے کو مثلاً آدمیوں کو یا درختوں کو تم ایک خط مستوی پر کر دو۔ اس کو صف کہتے ہیں۔ اور کبھی جیسا کہ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے۔ صَفٌّ بمعنی اسم فاعل صَفَّ (قطار باندھنے والا) بھی آتا ہے۔ حق تعالیٰ کے رشاہ ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفاء (اللہ چاہتا ہے ان کو جو اسکی راہ میں قطار باندھ کر لڑتے ہیں) اور ثَمَرَاتُ صَفَّاء (پھر آؤ قطار باندھ کر) میں لفظ صَفِّ مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور اسم فاعل بھی بمعنی صَفَّاء یعنی قطار باندھنے والوں کے اور انا نحن الصفاونہ (اور ہم جو ہیں سو ہم ہی ہیں قطار باندھنے والے) اور والصفف صفا۔ (قسم ہے قطار ہو کر صف باندھنے والوں کی) میں ملا مراد ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۳) تفسیر صفاتی ص ۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ان سے مراد ہیں فرشتے اور انبیاء اور وہ سب لوگ جنہوں نے خدا تعالیٰ کی عبادت کی ہوگی۔ اور اس کی رضا مندی کے لئے صف باندھ کر کھڑے ہوئے ہوں گے۔

ملترجم: اجتماعات میں قطار بندی کا طریقہ قرآن مجید نے آج سے قریباً چودہ گھنٹہ پہلے بیان کر دیا۔ اور اسے عملی رنگ میں بھی پیش کر دیا حالت نماز ہو یا میدان جنگ، اللہ تعالیٰ نے قطار بندی کی تعلیم دی۔ اور قطار بندی کرنے والوں کی مدح کی اور انھیں کی قسم کھائی۔ اسے آج تمام حکومتیں اپنا رہی ہیں۔ اور ہر دفتر کے باہر قطار بنانے کے بورڈ لگے ہوئے ہیں۔ یہ خصوصیت اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس کے اصول عالمگیر ثابت ہو رہے ہیں۔

۱۔ فالزجرات: لفظی معنی ڈانٹنے والیاں۔ زَجْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث۔ زَجْرَةٌ واحد۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ فرشتوں کی صفت ہے جو اہل کو ڈانٹ کر بھگاتے اور شیطانوں کو جھڑکتے رہتے ہیں۔ چونکہ لفظ مَلَائِكَةٌ مؤنث ہے۔ اس مناسبت سے صفت بھی مؤنث ہوئی۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۳) ۲۔

۱۔ فالزجرات: لفظی معنی ڈانٹنے والیاں۔ زَجْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث۔ زَجْرَةٌ واحد۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ فرشتوں کی صفت ہے جو اہل کو ڈانٹ کر بھگاتے اور شیطانوں کو جھڑکتے رہتے ہیں۔ چونکہ لفظ مَلَائِكَةٌ مؤنث ہے۔ اس مناسبت سے صفت بھی مؤنث ہوئی۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۳) ۲۔

وَاصْبِرْ ۱۰ إِلَّا مَنْ خُفِيَ الْخُطْفَةُ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَابِتٌ ۱۰

عذاب ہے۔ مگر جو ایک بار ایک لے گیا، تو ایک بھرکتا ہوا شعلہ اس کے پیچھے لگ گیا۔

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهْمُ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ

پس تو ان سے پوچھ کہ کیا وہ اندر سے پیدا شدہ سخت ہیں یا وہ جنہیں ہم نے پیدا کیا۔ یقیناً ہم نے انہیں چمکنے والی

طِينٍ لَّازِبٍ ۱۱ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۱۲ وَإِذَا ذُكِّرُوا

مٹی سے پیدا کیا۔ بلکہ تم تو تعجب کرتے ہو، اور وہ ہنستا کرتے ہیں۔ اور جب انہیں نصیحت کی جائے

لَا يَذْكُرُونَ ۱۳ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخَرُونَ ۱۴ وَقَالُوا

وہ نصیحت قبول نہیں کرتے۔ اور جب وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو ہنستا محول کرتے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے

إِنْ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۱۵ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّ

یہ نہیں ہے مگر کھلم کھلا جادو۔ کیا جب ہم مرجائیں گے، اور ہم مٹی اور

عِظَامًا إِنَّا لَبَعُوثُونَ ۱۶ أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۱۷ قُلْ نِعَمُ

ہماریاں ہو جائیں گے، کیا ہم یقیناً (زندہ کر کے) اٹھائے جائیں گے۔ یا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔ (اے رسول) کہہ دو

وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۱۸ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ

ہاں! اور تم ذلیل ہو سولے (بھی) ہو گے۔ پس ماسوا اسکے نہیں کہ وہ ایک ہی ڈانٹ ہوگی۔ پھر وہ سب یکایک

يَنْظُرُونَ ۱۹ وَقَالُوا يَوْمَئِذٍ هَذَا يَوْمُ الدِّينِ ۲۰ هَذَا يَوْمُ

دیکھنے لگ جائیں گے۔ اور کہیں گے ہمارے ہمارے خرابی یہی جزا و سزا کا دن ہے۔ (ان سے کہا جائیگا کہ) یہ وہی

الْفَصْلُ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَكْذِبُونَ ۲۱ أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا

فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (اے فرشتو!) جن لوگوں نے ظلم کیا اور انکے ہم مثل

وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۲۲ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ

لوگوں کو اور جن کو یا اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا کرتے تھے انہیں سب کو گمراہ کرو۔ پھر ان سب کو

إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ ۲۳ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ۲۴ مَا لَكُمْ

جہنم کا راستہ دکھلا دو۔ اور انہیں ٹھہراؤ یقیناً ان سے سوال کئے جانے ہیں انہیں کیا ہو گیا ہے

لَا تَنَاصَرُونَ ۲۵ بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ۲۶ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

تم ایک دوسرے کی نصرت نہیں کرتے۔ بلکہ وہ اس دن سلامتی چاہنے والے ہوں گے۔ اور وہ ایک دوسرے کے سامنے

۱۰ انہو اچھو :-

لفظی معنی میں ان کے جوڑے۔ ان کی ہم مثل چیزیں۔ ان کے قرآن۔ ازواج زوج کی جمع ہے۔ حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو، یا مادہ۔ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں۔ اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قرین ہو، خواہ مماثل ہو، یا متضاد زوج کہتے ہیں۔

(نفات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۵۷)

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر تہی منقول ہے کہ الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آل محمد کا حق غصب کیا، اور ازواجہو سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے مانند ہوں :-

۱۱ انہم مسئلون :-

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر تہی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں سوال کیا جائیگا۔ آمالی اور عیون اخبار الرضا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہی مضمون مروی ہے۔

علل الشرائع میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں یہ فرمایا:

کہ بندہ ایک قدم بھی نہ اٹھائے گا۔ جب تک اس سے ان پیار باتوں کی بابت سوال نہ کیا جائے: جو ان کی طرح بسر کی۔ اور عمر کن کاموں میں گزاری اور مال کہاں کہاں سے جمع کیا اور ہم اہلبیت کی محبت کے بارے میں :-



عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۸﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ

ہو کر یا بھی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے یقیناً تم ہم سے پاس واپس طرف سے آیا کرتے

الْيَمِينِ ﴿۲۹﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۳۰﴾ وَمَا كَانَ لَنَا

تھے۔ وہ کہیں گے (ایسا نہیں) بلکہ تم ہی ایسا انداز نہ تھے۔ اور ہمیں تم پر کوئی تسلط

عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِينَ ﴿۳۱﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

نہ تھا۔ بلکہ تم سرکش قوم تھے۔ پس ہم پر ہمارے بڑے کار کا

قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّآ لَذٰۤاِیْقُوْنَ ﴿۳۲﴾ فَاغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِينَ ﴿۳۳﴾

قول پورا ہوا۔ یقیناً تم (عذاب کا مزہ) چکھنے والے ہیں۔ پس ہم نے تمہیں گمراہ کیا، یقیناً ہم خود گمراہ تھے۔

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۳۴﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ

پس یقیناً وہ سب اس دن عذاب میں شریک ہوں گے۔ یقیناً ہم مجرموں کے ساتھ

نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿۳۵﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا

ایسا ہی (سلوک) کیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا تھا کہ سوائے خدا

اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَيَقُولُوْنَ اِنَّا لَتَارْكُوْۤا

کے کوئی معبود نہیں تو یہ تکبر کیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک

اِلٰهَتِنَا لِشَاعِرٍ مُّجْنُوْنَ ﴿۳۷﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الرَّسُوْلُیْنَ ﴿۳۸﴾

دیوانہ شاعر کیلئے چھوڑنے والے ہیں۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ حق کے آگیا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی۔

اِنَّكُمْ لَذٰۤاِیْقُوْا الْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ﴿۳۹﴾ وَمَا تَحْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ

یقیناً تم دردناک عذاب ضرور چکھنے والے ہو۔ اور تم نہیں بدلتے جاؤ گے مگر اس عمل کا جو تم کیا

تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۰﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِیْنَ ﴿۴۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ

کرتے تھے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔ ان کے لئے رزق معلوم

رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۲﴾ فَوَاكِهٌ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۳﴾ فِیْ جَنَّتٍ

ہے لے (ہر قسم کے) پھل، اور وہ باعزت ہوں گے۔ وہ نعمتوں والی

النَّعِیْمِ ﴿۴۴﴾ عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَبِلِیْنَ ﴿۴۵﴾ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِكَأْسٍ

جنتوں میں۔ ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر ہوں گے۔ سفید شراب کا پیالہ ان پر پھرایا

لہ رزق معلوم ہے۔

تفسیر صفائی ص ۲۲ پر بحوالہ کافی بروایت
امام محمد باقر علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے ایک حدیث منقول ہے جس میں آپ
نے اہل جنت کے اوصاف بیان فرمائے ہیں۔
اور انجملہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ اولئک لہم رزق معلوم کا مطلب
یہ ہے کہ ان کے خادموں کو معلوم ہوگا اور قبل اس
کے کہ دوستانہ خدا ان سے سوال کریں کہ لاؤ وہ
خود اس رزق کو لائیں گے۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ
نے فرمایا: فَوَاكِهٌ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ اس کا
مطلب یہ ہے کہ جنت میں وہ جس چیز کی خواہش
کریں گے۔ انہیں اگر اُما دے دی جائے گی پے

مَنْ مَعِينٌ ۝ بَيْضَاءُ لَذَّةٌ لِلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ

جائے گا۔ وہ پیئنے والوں کو لذت دینے والی ہوگی۔ اس میں نہ کوئی جھگڑا ہوگا۔

وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ۝ وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ الطَّرَفِ عَيْنٌ ۝

اور وہ اس سے مدہوش ہوں گے۔ اور ان کے پاس بھی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں کی (حوریں) اس طرح

كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ۝ فَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

ہونگی گویا وہ چھپا کر رکھے ہوئے سفید اندسے ہیں۔ پھر وہ ایک دوسرے کے سامنے باہمی سوال کریں

يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِينٌ ۝

گے۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا۔ یقیناً میرا ایک ہم نشین تھا۔

يَقُولُ أَفَأَمَّا لِمَنِ الْمُصَدِّقِينَ ۝ إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا

جو کہتا کرتا تھا کہ کیا تو بھی تصدیق کرنے والوں میں سے ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں

وَعِظًا مَّاءٍ إِنَّا لَمَدِينُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطْلِعُونَ ۝

ہو جائیں گے۔ تو کیا ہم (زندہ ہو کر) جزا دینا دیتے جانتے۔ وہ کہے گا کیا تم مطلع ہونا چاہتے ہو۔

فَاطْلِعْ فَرَأَاهُ فِي سَوَاءٍ الْجَحِيمِ ۝ قَالَ تَاللَّهِ إِن كُنْتُ

پس نہ جھانکے گا۔ پھر اسے جہنم کے درمیان دیکھے گا۔ تو کہے گا اللہ تعالیٰ کی قسم! تو مجھے ضرور ہلاک

لَتُرْدِينَ ۝ وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ۝

کرنے ہی کو تھا۔ اور اگر میرے پروردگار کی مہربانی نہ ہوتی تو ضرور میں (عذاب میں) حاضر کئے جانے والوں میں سے ہوتا۔

أَفَمَا نَحْنُ بِمَبْتَلِينَ ۝ إِلَّا مَوْتَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝

پھر کیا (میں نہ کھتا تھا)۔ سوائے ہماری پہلی موت کے ہمیں پھر مرنا نہیں ہے اور ہم عذاب فیئے جانے والے نہیں ہیں۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ لِمِثْلِ هَذَا فَلْيَعْمَلِ الْعَامِلُونَ ۝

یقیناً یہ بڑا امرا دینا ہے۔ پس عمل کرنے والوں کو چاہیے کہ اسی کی مثل عمل کریں۔

أَذَلَّكَ خَيْرٌ نَزَلًا أَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً

کیا یہ (جنت) اچھی مہمانی ہے یا حقوہر کا درخت۔ یقیناً ہم نے اسے ظلم کرنے والوں کے لئے

لِلظَّالِمِينَ ۝ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلْعُهَا

آزمائش قرار دیا ہے۔ یقیناً وہ درخت دوزخ کی جڑ (تہا) سے نکلتا ہے۔ اس کا شکوفہ

۱۔ بیض مکنون:-

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ ان عورتوں

(حوریں) کو شتر مرغ کے اندسے سے اس لئے

تشبیہ دی گئی ہے کہ شتر مرغ انھیں اپنے بڑوں

میں چھپائے رکھتا ہے، اس سے وہ ہر قسم کے گرد

وغبار سے پاک و صاف رہتے ہیں۔ نیز ان کا رنگ

زردی مائل سفید ہوتا ہے۔ اور یہ رنگ جہنم کے رنگوں

میں سب سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ شجرة الزقوم:-

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ یہ وہ درخت

ہے جس کے پھل سے دوزخیوں کی مہمانی کی جلتی

گی۔ اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ جنتیوں

کے لئے وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کا ذکر کیا گیا ہے

اور وہ بھی جو ہم سے بالاتر ہیں۔ اور ان سب

کے مقابلہ میں جہنمیوں کے کھانے میں صرف زقوم

کا ذکر ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ چھوٹے پتوں والا بدبودار کھڑوا

درخت ہے، جو تہا سے کے جنگل میں پیدا

ہوتا ہے۔

كَانَهُ رُءُوسَ الشَّيْطَانِ ۖ فَانْهَمُ لَا يَكُونُ مِنْهَا فَمَالُونَ

ایسا ہے گویا کہ وہ سانپوں کے پھن ہیں۔ پس وہ یقیناً اسی میں کھالے والے ہیں، پھر اسی میں سے پیسوں

مِنْهَا الْبُطُونُ ۖ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۖ

کو بھرنے والے ہیں۔ پھر اُس کے اوپر یقیناً ان کیلئے کھولتے ہوئے پانی کی تلاوت ہو گی۔

ثُمَّ إِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَإِلَى الْجَحِيمِ ۖ إِنَّهُمْ أَلْفَا أَبَاءَهُمْ

پھر یقیناً ان کی جائے بازگشت ضرور دوزخ کی طرف ہو گی۔ یقیناً انھوں نے اپنے باپ دادوں کو

ضَالِّينَ ۖ فَهُمْ عَلَىٰ أَثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ ۖ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ

گمراہ پایا۔ پھر وہ انہی کے پاؤں کے نشانوں پر دوڑتے جاتے ہیں۔ اور یقیناً ان سے پہلے انھوں میں

أَكْثَرُ الْأَوَّلِينَ ۖ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنْذِرِينَ ۖ

سے اکثر گمراہ ہو چکے۔ حالانکہ ہم نے ان میں ڈرنے والے یقیناً بھیجے۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذِرِينَ ۖ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ

پس تو دیکھ کہ عین کو ڈرایا گیا تھا۔ ان کا انجام کیسا ہوا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے

الْمُخْلِصِينَ ۖ وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلْنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۖ

مخلص بندوں کے۔ اور یقیناً ہمیں نورح نے آواز دی، پس ہم ہی سب سے اچھا جواب دینے والے ہیں۔

وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۖ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ

اور ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دی۔ اور ہم نے ان کی نسل کو ہی باقی رہنے

هُمْ الْبَاقِينَ ۖ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۖ سَلَامٌ عَلَىٰ

وہی قرار دیا۔ اور ہم نے اسی وجہ سے اس کا ذکر خیر بچھلوں پر چھوڑ دیا۔ تمام جہانوں میں

نُوْحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۖ إِنَّكَ ذَلِكْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۖ إِنَّهُ

نورح پر سلام ہے۔ یقیناً ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۖ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخِرِينَ ۖ وَإِنَّ

ہم سے مومن بندوں میں سے تھا۔ پھر ہم نے انھیں کو غرق کر دیا۔ اور یقیناً

مِنْ شِيعَتِهِ لَا بُرْهِيْمَ ۖ إِذْ جَاءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۖ

ابراہیم ضرور اس کے شیعوں (پرکاروں) میں سے تھا۔ جبکہ ابراہیم بزرگوار کے حضور میں بے لاگ دل سے کرا رہا۔

لہ الی الجحیم :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ ذوقم اور حمیم جہنمیوں کے سامنے محیم میں داخل ہونے سے پہلے بطور مہمانی پیش کیا جائے گا۔

اور ایک روایت کے مطابق حمیم دکھوتا ہوا

پانی (جہنم سے باہر ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول

شاید ہے۔ ہذا جہنم التي یکذب بها

المجرمون ۖ یطوفون بینہا و بین حمیم

ان ۖ وہ جہنم ہی ہے جس کو گنہگار جھٹلایا

کرتے تھے۔ اور اب اُس کے اور کھولتے

ہوئے پانی کے درمیان گھبراتے گھبراتے

پڑے پھرتے ہیں)۔ چنانچہ اس

کھولتے پانی پر چڑھ کر اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر خیریں

گے جیسے پیاسے اونٹ پانی پر جاگرا

کرتے ہیں۔ اور اس کے بعد جحیم

میں بھیجے جائیں گے ۖ

لہ من شیعته :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر

مجمع البیان و تفسیر فی امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ تمہیں یہ اسم مبارک ہو۔ عرض کیا گیا

کون سا؟ آپ نے فرمایا: "شیعہ" عرض کیا گیا

کہ لوگ تو اس نام سے ہمیں عیب لگاتے ہیں!

آپ نے فرمایا: کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں

سنا؟ وان من شیعته لا برہیم ۖ نیز اس کا

قول: ہذا من شیعته و ہذا من عدوہ

ناستغاثہ الذی من شیعته علی الذی

من عدوہ :-

وقف لازم

تفسیر صفائی مثلاً پر سوال کافی جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ خدا کی قسم تو حضرت ابراہیم علیہ السلام بیمار تھے اور نہ ہی انھوں نے جھوٹ بولا۔

چنانچہ معانی الاخبار اور تفسیر قتی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی بعینہ یہی روایت بیان کی گئی ہے۔

اور معانی الاخبار میں ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ کے انی سقیم کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میں عنقریب بیمار ہو جاؤں گا۔ اور ہر میت سقیم ہوتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب فرمایا: اناک میت یعنی تم عنقریب مرنے والے ہو۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے عوام میں اس کی پس اس نے جو کچھ امام حسین علیہ السلام پر واقع ہونا تھا دیکھا تو کہنے لگے انی سقیم :-

مترجم :- آپ کا مطلب یہ تھا کہ میں دین کی محبت کا بیمار ہوں، نیزت پرستوں کو خدا سے واحد کا شکر دیکھ کر دکھی ہوں، اور یہی بیماری ہے جس کا نفس سے تعلق ہے نہ کہ جسم سے چنانچہ اس لفظ کی بحث میں راغب اصفہانی نے لکھا ہے: سَقَمٌ اور سَقَمٌ اس مرض کو کہتے ہیں جو بدن کے ساتھ مخصوص ہوا اور مرض کبھی بدن میں ہوتا ہے اور کبھی نفس میں جیسے فی قلوبہم مرض (ان کے دلوں میں بیماری ہے) اور ارشاد الہی انی سقیم :- (میں دکھی ہوں)۔ یہ تعریف ہے۔ یا زائد ماضی اور مستقبل کی طرف اشارہ ہے۔ یا اس تھوڑے سے ٹکڑے کی طرف جوئی الحال موجود رہتا ہے کیونکہ انسان کو کوئی نہ کوئی خلل لگا ہی رہتا ہے۔ اگرچہ وہ اسے محسوس نہ کرے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۱۸)۔

کافی میں امام محمد باقر سے منقول ہے کہ واللہ نہ حضرت ابراہیم بیمار تھے اور نہ انھوں نے جھوٹ بولا یہ مقصود یہ تھا کہ وہ لوگ یہ سمجھتے ہوئے کہ جناب ابراہیم نے اپنی بیماری پر ساراں سے استدلال کیا ہے کہ یہ لوگ جانے کی تکلیف نہ دیں۔ چونکہ اس وقت طاعون کی بیماری ان میں پھیل رہی تھی۔ لہذا سرسریت کے خوف سے ان لوگوں نے آپ کو اپنے ہمارے نہ کیا۔

اسی تاہم معانی الاخبار کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ مراد حضرت کی انی سقیم کہنے سے یہ تھی کہ ان کی مراد حضرت کی انی سقیم کہنے سے یہ تھی کہ ان کی

میت سقیم (ہر مرنیوالا سقیم ہے)۔ یعنی مراد حضرت ابراہیم سقیم سے موت لی۔ وائے مشرف علی الموت۔ (وہ مرنے والے تو تھے ہی) ایہ انک میت وانہم میتون شاید ہے۔ اور بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انی سقیم کا مطلب یہ تھا کہ وہ درودین سے سقیم ہیں۔ اس معاملہ میں ان کا دل جل رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم نے یہ کلمات بطور توریہ مرغوب تھے۔ نہ کہ دشمنوں کے خوف سے جھوٹ بولا تھا۔ ایسا تو ریخس میں ذمہ لفظوں کا استعمال ہو لطف کلام سے خیال کیا جاتا ہے نہ کہ کذب جو نقائص کلام سے ہے :- (رسالہ نور مراد آباد ماہ نومبر ۱۹۷۷ء ص ۱۸)۔ ۱۵ فا نظر :- تفسیر صفائی مثلاً پر لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمعیل علیہ السلام سے اس بات سے مشورہ کیا حالانکہ وہ حتی فیصلہ کر چکے تھے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امتحان ہو نہ والا بس اس سے انھیں مطلع کر دیں کہ اگر وہ (اس سے پریشان ہوں تو انھیں ثابت

اِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ۖ أَفُنَا إِلَهَةٌ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اس نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہا کہ تم یہ کیا پوجتے ہو۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جھوٹے

دُونِ اللَّهِ تُرِيدُونَ ۖ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ فَنَظَرَ

معبودوں کو چاہتے ہو؟ پھر تم جہانوں کے پروردگار کے بارے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ پس اس نے

نَظَرَ فِي النُّجُومِ ۖ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ۖ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ۖ

ستاروں میں ایک نظر دیکھا۔ پھر کہنے لگا یقیناً میں دکھی ہوں ۱۵ پھر وہ اس سے پیٹھ پھیر کر لوٹ گیا۔

فَرَأَى إِلَى آلِهِتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۖ مَا لَكُمْ لَا

پھر وہ پھینک کر انکے معبودوں کی طرف گیا تو انھیں کہا کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم

تَنْطِقُونَ ۖ فَرَأَى عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ۖ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ

بولتے نہیں ہو۔ پھر اس نے چھپ چھپا کر ان پر مارنے سے ضرب لگائی۔ پس وہ لوگ ڈرتے ہوئے

يَزِفُونَ ۖ قَالَ اتَّعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ۖ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ

اسکی طرف متوجہ ہوئے۔ اس نے کہا کیا تم اسکی عبادت کرتے ہو جسے تم خود تراشتے ہو۔ حالانکہ انھیں اور انھیں نے بتاتے

وَمَا تَعْمَلُونَ ۖ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْقُوهُ فِي

اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وہ بولے اس کیلئے ایک عمارت بناؤ پھر اسے دھکیلی آگ میں

الْجَحِيمِ ۖ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ۖ

ڈال دو۔ پس اس نے اس کے ساتھ مکر کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ہم نے انہی کو سچے (ذلیل) کر دیا۔

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَىٰ رَبِّي سَيَهْدِينِ ۖ رَبُّ هَبْ لِي مِنْ

اور اس نے کہا یقیناً میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں۔ وہ بہت جلد مجھے منزل مقصود پر پہنچا دے گا۔ اے پروردگار

الصَّالِحِينَ ۖ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۖ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ

مجھے ایک مژندہ صالحین میں سے عطا کر پس ہم نے اسے ایک بڑا بارگاہ کے کی خوشخبری دی۔ پھر جب وہ اس کے ساتھ

السَّعْيِ قَالَ يَبْنِي إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ

درد و دھوپ کی عمر کو پہنچا اس کے لیے میرے بیٹے یقیناً میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کرتا ہوں۔ پس غور کر ۱۵

مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَٰأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ

کہ تمہاری کیا بات ہے اس نے کہا کہ میرے باپ جو حکم تمہیں ملا ہے بجالاؤ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو قریب کے تم مجھے صبر

مِنَ الصَّابِرِينَ ﴿۱۳۲﴾ فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّ لِلْجَبِينِ ﴿۱۳۳﴾ وَنَادَيْنَاهُ

کریموں میں سے پادشہ - پس جبے نون نے حکم مان لیا اور اسے (اسماعیل کو) ماتھے کے بل بکھاڑا اور ہم نے اسے

أَن يُبْرِهِيمَ ﴿۱۳۴﴾ قَدْ صَدَّقَتِ الرُّيَا إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي

نلادی کہ اسے ابراہیم - یقیناً تو نے خواب سچا کر دیا - یقیناً ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے

الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۵﴾ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿۱۳۶﴾ وَفَدَيْنَاهُ

میں - یقیناً یہ ضرور ایک کھلی آزمائش تھی - اور ہم نے اسے ایک بہت عظمت

بِذَبْحٍ عَظِيمٍ ﴿۱۳۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۳۸﴾ سَلَّمَ عَلَى

والی قربانی کے بدلے فدائیے دیا اس پر ہم نے اس (قربانی کو) بھیجے آنے والوں میں رکھ دیا - ابراہیم پر سلام

إِبْرَاهِيمَ ﴿۱۳۹﴾ كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۴۰﴾ إِنَّكَ مِنْ عِبَادِنَا

ہے - ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں - یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں

الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴۱﴾ وَبَشَّرْنَاهُ بِإِسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿۱۴۲﴾

میں سے تھا - اور ہم نے اسے نیکو کاروں میں سے ایک نبی اسحاق کی بشارت دی -

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اسْحَاقَ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَ

اور ہم نے اس پر اور اسحاق پر برکت نازل کی - اور ان دونوں کی نسل میں سے کچھ نیکو کار اور

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿۱۴۳﴾ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۴۴﴾

کچھ اپنے نفس پر حکم کھلا ظلم کرنا ہوا ہے - اور یقیناً ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا -

وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۱۴۵﴾ وَنَصَرْنَاهُمْ فَمَا كَانُوا

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو بہت بڑے دکھ سے نجات دی - اور ہم نے انکی نصرت کی - پھر یہی

هُمُ الْغَالِبِينَ ﴿۱۴۶﴾ وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ ﴿۱۴۷﴾ وَهَدَيْنَاهُمَا

غالب ہو گئے - اور ہم نے ان دونوں کو ایک واضح کتاب دی - اور ہم نے ان دونوں کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ﴿۱۴۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ ﴿۱۴۹﴾ سَلَّمَ

سیدھی راہ پر چلائے رکھا - اور ہم نے ان دونوں کے حق میں (ذکر خیر) بھیجے نبیوں میں رکھ دیا - سلام ہو

عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ﴿۱۵۰﴾ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۵۱﴾ إِنَّهُمَا

موسے اور ہارون پر - ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں - یقیناً وہ دونوں

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۳ پر ہے کہ یہاں مضام

کا صیغہ اسلما استعمال کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب کئی مرتبہ دیکھا تھا

حاشیہ صفحہ ۲۳ :-

لہ بذبح عظیم :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۳ پر بحوالہ عمیق اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی جگہ اس ذبح کو ذبح کریں جو اس نے بھیج دیا تھا، تو حضرت ابراہیم کے دل میں یہ تمنا ہوئی کہ میرے ہاتھ سے میرا بیٹا اسماعیل ہی ذبح ہوتا تو خوب ہوتا۔ کیونکہ میں اس بات پر تو ایمان لایا ہی نہ تھا کہ میں مینڈھے کو ذبح کروں گا۔ اور بیٹے کو ذبح کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا کہ میرا دل دکھتا جیسا کہ اس باپ کا دل دکھ سکتا ہے جس کے ہاتھ سے عزیز ترین بیٹا ذبح ہو جائے۔ اور دل دکھتا تو مصائب سننے والوں کو ثواب کے جو اعلیٰ درجے حاصل ہو سکتے ہیں وہ مجھے بھی میسر آتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی ہے ابراہیم پر بھی مخلوق میں سے تمہیں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ عرض کی: الہی! تو نے کوئی بھی ایسا پیدا نہیں کیا۔ جو مجھے میرے حبیب محمد مصطفیٰ سے زیادہ محبوب ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم! کیا تمہیں محمد مصطفیٰ پر زیادہ محبوب ہیں یا اپنی ذات؟ عرض کی: وہ مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہیں! پھر وحی ہوئی کہ کیا تمہیں اپنی اولاد زیادہ پیاری ہے یا ان کی؟ عرض کی: انکی اولاد۔ پھر ارشاد ہوا کہ کیا محمد مصطفیٰ کے بیٹے کا انکے دشمنوں کے ہاتھ سے ظلم و ستم سے قتل ہونا تمہارا دل زیادہ دکھائیگا، یا تمہارے اپنے بیٹے کا تمہارے اپنے ہاتھ سے ہماری اطاعت میں ذبح ہونا؟ عرض کی: کہ ہاں! الہی! ان کے بیٹے کا ان کے دشمنوں کے ہاتھ سے ظلم و ذبح ہونا ضرور میرا دل زیادہ دکھائیگا۔ اس وقت فرمایا (اے ابراہیم!) ایک گروہ ایسا بھی ہوگا جو اپنے آپ کو محمد مصطفیٰ کی امت سے سمجھے گا اور ان کے بعد ان کے فرزند حسین کو ظلم و زیادتی سے اس طرح قتل کر ڈالے گا جیسے کہ مینڈھے کو ذبح کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس طرح میرے سخت عذاب کا مستوجب ہوگا۔ ابراہیم

یہ سن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک مرد اٹھا اور وہ دھڑلے مار مار کر رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے ابراہیم! اگر تم اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔ اور اس سے تمہارا دل درد مند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جیسا کہ حسین کے قتل کا حال سن کر تجھے صدمہ ہوا۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے ذبح کو محمد مصطفیٰ کے بیٹے کے ہاتھ سے فدائیہ کر دیا تو ہم نے تمہارے لئے وہ اعلیٰ درجہ ثواب اپنے اوپر واجب کر لئے۔ جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو نہیں گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قول وفدیناہ بذبح عظیم کا یہی مطلب ہے

یہ سن کر سخت پریشان ہوئے ان کے دل میں ایک مرد اٹھا اور وہ دھڑلے مار مار کر رونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ اے ابراہیم! اگر تم اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے۔ اور اس سے تمہارا دل درد مند ہوتا تو اس سے زیادہ نہ ہوتا جیسا کہ حسین کے قتل کا حال سن کر تجھے صدمہ ہوا۔ پس چونکہ تم نے اپنے بیٹے کے ذبح کو محمد مصطفیٰ کے بیٹے کے ہاتھ سے فدائیہ کر دیا تو ہم نے تمہارے لئے وہ اعلیٰ درجہ ثواب اپنے اوپر واجب کر لئے۔ جو مصائب پر صبر کرنے والوں کو نہیں گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قول وفدیناہ بذبح عظیم کا یہی مطلب ہے

اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام ہیں
یا الیاسین یعنی آل محمد مفسرین نے اس پر بہت
کچھ لکھا ہے۔

لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۳ پر ہے :-
الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ
الیاس دراصل عجمی نام ہے۔ اور عجمی ناموں کے بولنے
میں اہل عرب بڑی تبدیلی سے کام لیتے ہیں اور ان
کا تلفظ مختلف طریقوں پر کرتے ہیں۔ چنانچہ اسمعیل
بھی کہتے ہیں اور اسماعیل بھی۔ میکال بھی بولتے ہیں
اور میکائیل و میکائیل بھی۔ ابراہیم بھی کہا جاتا ہے اور
ابراہیم و ابراہیم بھی۔ اسی طرح اسماعیل اور اسماعیلین
طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔

عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے
بڑے بزرگ کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے
ہیں۔ چنانچہ مہلبین یا مہلبہ ایک پوری قوم کا نام ہے
گویا ان میں ہر شخص کا نام مہلب ہے۔ اسی پر قیاس
کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس کی جمع بتایا
ہے۔ اور اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام
کے متبعین کو لیا ہے۔ بعض الیاسی کی جمع کہتے ہیں
ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں جسطرح اشعرین
اور اعجمین میں یا نسبت لگتی ہے۔ اس میں بھی
ساقط ہوگئی۔ لیکن یہ دونوں تو جہیں خواہ مخواہ کا
تلفظ ہے۔ آل یاسین کے بارے میں ان کے اصول
نحو و عربیت پر بھیج اترنے میں خود علماء فن کو کلام
ہے۔ بعض لوگوں نے الیاسین اور
الیاسین بھی پڑھا ہے۔ لیکن سب سہولتوں
پر حضرت الیاس علیہ السلام ہی مراد ہیں۔
کلمی نے آل یاسین کے معنی آل محمد
کے بتائے ہیں۔

تفسیر صفائی ج ۲ ص ۲۱۰ پر حوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ
پھر اللہ تعالیٰ نے آل محمد کا ذکر فرمایا اور پھر کہا: و
ترکنا علیہ فی الآخرین ۵ سلمہ علی آل یاسین ۵
پس یسین محمد میں اور آل یسین آل محمد، یعنی
معصومین علیہم السلام۔

معانی الاخبار میں امام جعفر صادق
علیہ السلام سے روایت اپنے آباؤ اجداد
منقول ہے کہ امیر المومنین فرمایا کرتے تھے
کہ یسین جناب محمد مصطفیٰ ہیں اور آل
یسین ہم۔

اور انجوام میں حضرت ابن عباس
علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس کا ذکر سورہ احزاب کی آیت درود میں اور شروع سورہ یسین میں آنحضرت کے اسماء
مبارکہ کے ذکر میں آچکا ہے۔ اور اسکی مؤید یہ قرأت کتابت بھی ہے کہ آج تک مخالفین کے قرائنوں میں بھی آل یاسین علیہم السلام لکھا جاتا ہے۔ اور یہ جو بعض قاریوں نے الیاسین ملا
کر پڑھا ہے تو اس پر ایک قول قائم کیا ہے کہ ایک لغت میں ہم معنی الیاس ہے جیسے طور سینا اور طور سینین یہ قول ضعیف اور غالباً مخالفین آل یاسین کی من گھڑت تصنیف ہے
اور بعضوں نے جو یہ کہا ہے کہ یہ جمع ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس اور اس کے پیرو ہیں۔ اس قول پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اگر ایسا ہوتا تو الیاسین معرفہ استعمال ہوتا۔
یعنی الیاسین ہوتا۔ کیونکہ عربی زبان میں علم کی جمع بغیر لغت لام کے نہیں آتی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یسین حضرت الیاس کے والد کا نام تھا۔ اور ان کا اصلی نام اسی نسبت الیاسین

مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۷﴾ وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۸﴾

ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔ اور یقیناً الیاس ضرور رسولوں میں سے تھا۔

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿۱۹﴾ أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ

(وہ وقت یاد کرو) جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔ کیا تم بعل (بت) کو پکارتے ہو اور میرے اچھے پیراؤں کو

أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ﴿۲۰﴾ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ﴿۲۱﴾

اللہ تعالیٰ کو چھوڑتے ہو۔ (جو) تمہارا پیراؤ گارہے اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَنَّهُمْ مُحْضَرُونَ ﴿۲۲﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۲۳﴾

پس انھوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر یقیناً وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے ہیں۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے۔ اور

تَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿۲۴﴾ سَلَامٌ عَلَى آلِ يَاسِينَ ﴿۲۵﴾ إِنَّا كَذَلِكَ

اس پر ہم نے اسکا (ذکر خیر) چھوڑ دیا۔ سلام ہے آل یاسین پر۔ یقیناً ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلہ

نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۲۶﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿۲۷﴾ وَإِنَّ لَوْطًا

دیا کرتے ہیں۔ یقیناً وہ ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اور یقیناً لوٹ ضرور رسولوں

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۲۸﴾ إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿۲۹﴾ إِلَّا عَجُوزًا

میں سے تھا۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب اہل کو نجات دی۔ سوائے ایک بوڑھی کے جو

فِي الْغَابِرِينَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ دَمَرْنَا الْآخِرِينَ ﴿۳۱﴾ وَإِنَّكُمْ لَتَمْرُؤُونَ

پچھلے رہ جانے والوں میں ہوگئی۔ پھر ہم نے انہیں کو ہلاک کر دیا۔ اور یقیناً تم ان پر صبح کے وقت

عَلَيْكُمْ مُصْبِحِينَ ﴿۳۲﴾ وَبِالْبَيْلِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿۳۳﴾ وَإِنَّ يُونُسَ

گزرتے ہو۔ اور رات کو بھی۔ پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ اور یقیناً یونس ضرور رسولوں میں

لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۳۴﴾ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۳۵﴾ فَسَاهَمَ فَكَادَ

سے تھا۔ (یاد کرو وہ وقت) جبکہ وہ بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گیا۔ پس انھوں نے قرعہ ڈالا تو وہی

مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿۳۶﴾ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿۳۷﴾ فَلَوْلَا أَنَّهُ

قرعہ میں مغلوب بننے والوں میں سے ہوا۔ پس اسے پھلی نکل گئی اور وہ ملاست کیا گیا تھا۔ پس اگر یقیناً وہ

كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ ﴿۳۸﴾ لَكَبْتُ فِي بُطْنِهِ إِلَى يَوْمٍ يُبْعَثُونَ ﴿۳۹﴾

سبح کرنے والوں میں سے نہ ہوتا۔ تو ضرور وہ اس کے پیٹ میں ہی اٹھنے کے دن تک پڑا رہتا۔

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۝ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ

پھر ہم نے اسے بے گیاہ زمین میں ڈال دیا اور وہ دکھی تھا۔ اور ہم نے اس پر کدو کا درخت اگایا

يَقْطِيبُ ۝ وَارْسَلْنَاهُ إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۝ فَامْنُوا

دیا لے۔ اور ہم نے اسے سو ہزار (ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں کی طرف بھیجا۔ پس مومن ایمان لے آئے

فَسْتَعِظُوا إِلَى حِينٍ ۝ فَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ الرَّبُّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمْ

پھر ہم نے انھیں ایک مدت تک فائدہ دیا۔ پس تو ان سے بوجھ کہ کیا تیرے بڑے کار کھٹے بیٹیاں ہیں۔ اور ان کے لئے

الْبَنُونَ ۝ أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا

بیٹے۔ کیا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا، اور وہ حاضر تھے۔ خبردار ہو

لَهُمْ مِّنْ إِنْكَارِهِمْ لَيَقُولُنَّ ۝ وَلَدَّ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

یقیناً وہ اپنے جھوٹ موت بہتان سے ضرور کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنایاں کیں، اور یقیناً وہ لوگ ضرور جھوٹے ہیں۔

أَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝

کیا اس (اللہ تعالیٰ نے بیٹیوں پر بیٹیوں کو برگزیدہ کیا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا۔ تم کیسے حکم لگاتے ہو؟

أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ۝ فَأْتُوا بِكِتَابِكُمْ إِن

پھر کیا تم نصیحت نہیں کیڑتے۔ یا تمہارے واسطے کوئی کھلی حجت ہے۔ پس اگر تم سچے ہو، تو اپنی

كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نِجَابًا ۝ وَقَدْ

کتاب لاؤ۔ اور انھوں نے اس کے درمیان اور جہنم کے درمیان رشتہ قرار دے دیا۔ حال انکسبات

عَلِمَتْ الْجَنَّةُ أَنَّهُمْ كٰحْضَرُونَ ۝ سُبْحٰنَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ۝

یقیناً جانتے ہیں کہ یقیناً وہ ضرور حاضر کئے جانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے ان باتوں سے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں۔

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَأَنذَرْتُكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ۝

سوائے اللہ تعالیٰ کے مخلص بنو گے۔ پس یقیناً تم اور وہ جتنی تم عبادت کرتے ہو۔ اس کے

مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِينَ ۝ إِلَّا مَن هُوَ صَالٍ الْجَحِيمِ ۝ وَ

خلات (کسی کو) بہکانے والے نہیں ہو۔ سوائے اس کے جو دوزخ کو جاننے والا ہے۔ اور

مَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصّٰفُّونَ ۝

ہم میں سے کوئی نہیں مگر یہ کہ اس کے لئے ایک معین ٹھکانہ ہے لے اور یقیناً ہم ضرور صفت پانہ ہونے والے ہیں۔

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی صلعم کو اسم یاسین سے موسوم فرمایا جبکہ ارشاد فرمایا: یسین ہ القرآن الحکیمہ انک لمن المرسلین ہ اور ان کی آل پر سلام بھیجنے میں فرمایا و سلام علی آل یاسین ہ اس لئے کہ وہ جاننا تھا کہ سلام علی آل محمد کہا جائے گا تو ان کے مخالفین اس کو اسی طرح ساقط کر دیں گے، جیسا کہ اور کئی جگہ سے ذکر آل محمد کو ساقط کر دیا ہے۔

قول صاحب تفسیر صافی:۔ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ صحیح قرأت آل یاسین ہے۔ اور سراد آل یسین سے آل محمد میں ہے۔

حاشیہ صفحہ ہذا:۔

لے یقطین:۔

تفسیر صافی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی جناب میر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ پچھلی ان کو زمین کے مختلف جھٹوں میں لئے لئے پھری۔ یہاں تک کہ انھوں نے یہ تسبیح پڑھی ولا الہ الا انت سبحناک انی کنت من الظالمین ہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور پچھلی کو حکم دیا کہ ان کو سمندر کے کنارے ڈال دے۔ اس نے ڈال دیا تو ان کے بدن پر جلد نہ رہی تھی۔ اور گوشت بھی کچھ کم ہو گیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان پر کدو کا درخت پیدا کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس درخت کو حکم دیا کہ ان کے جسم سے کچھ ہٹ جائے، وہ ہٹ گیا۔ جب دھوپ پڑی تو یہ پریشان ہوئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: اے یونس! تم نے ایک لاکھ یا زیادہ آدمیوں پر رحم نہ کیا۔ اور خود ایک ساعت کی تکلیف برداشت نہیں کرتے، اس وقت کہنے لگے: یا رب عفوک عفوک۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کو بحال کر دیا۔ وہ اپنی قوم کے پاس پلٹ آئے اور وہ ان پر ایمان لے آئے۔

لے مقام معلوم:۔

تفسیر صافی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت آل محمد کے آئمہ اور اوصیاء کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے اس کی معرفت اور عبادت اور تدبیر عالم میں اللہ تعالیٰ کے امر کی طرف اعتماد کرنے اور منتہی ہونے میں ایک خاص منزلت اور ایک مقام معلوم ہے۔

وَاِنَّا لَنَعْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنْ كَانُوا لَيَقُولُنَّ ﴿۱۳۷﴾ لَوْ اَنْ

اور یقیناً ہم ضرور تسبیح کریں گے میں نے اور یہ کہ وہ البتہ کہتے ہیں کہ اگر ہمارے

عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِينَ ﴿۱۳۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلِصِينَ ﴿۱۳۹﴾

پاس پہلوں کا کوئی ذکر ہوتا تو ضرور ہم اللہ تعالیٰ کے مخلص بندے ہو جاتے تھے

فَكْفَرُوا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۱۴۰﴾ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا

پھر انھوں نے اسے ساتھ کفر کیا پس وہ عنقریب جان لیں گے اور یقیناً ہمارے مسل بندوں کے لئے ہماری بات

لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۴۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿۱۴۲﴾ وَاِنْ جُنْدَنَا

پہلے ہو چکی ہے کہ یقیناً وہ ضرور مدد دیئے گئے ہیں اور یقیناً ہمارے لشکر

لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿۱۴۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۴۴﴾ وَاَبْصَرَهُمْ فَسَوْفَ

مزدور غالب رہنے والے ہیں پس تو ان سے ایک مدت تک کیلئے منہ پھیر اور انھیں دیکھتا رہ پھر وہ بھی عنقریب

يَبْصُرُونَ ﴿۱۴۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۴۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

دیکھ لیں گے پھر کیا وہ ہمارے عذاب کیلئے جلدی کرتے ہیں پس جب وہ (عذاب) ان کے صحن میں اترے گا

فَسَاءَ صَبَابُ الْمُنْذِرِينَ ﴿۱۴۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۴۸﴾ وَاَبْصَرُ

تو صحن کو ڈرا یا بھاگتا ہے انکی صبح کیا ہی بُری ہوگی اور تو ان سے ایک مدت تک کیلئے منہ پھیر اور تو دیکھ

فَسَوْفَ يَبْصُرُونَ ﴿۱۴۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۵۰﴾

پھر وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے تمھارا پروردگار صاحب عزت ان باتوں سے پاک ہے جو یہ لوگ بیان کرتے ہیں

وَسَلَّمَ عَلٰی الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۵۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۵۲﴾

اور رسولوں پر سلام ہو اور ہر قسم کی حمد کل جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لئے ہے

اٰیٰتُہَا ۝۸۸ سُوْرَةُ صٰتِہٖ بِرُکُوٰتِہَا ۝۸۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۱﴾

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

ص وَالْقُرْآنِ ذِی الذِّکْرِ ﴿۲﴾ بَلِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ

ص ۳۸ ہے کہ قرآن بصیحت کریموں کی ہے لیکن جو لوگ تکبر اور مخالفت میں کافر

۱۔ المسبحون :-

تفسیر صفائی ص ۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمری جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہم عالم نور میں عرش کے گرد اگر وصف باندھ کر تسبیح کیا کرتے تھے۔ پس اہل آسمان ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں زمین پر بھیجا ہم نے یہاں بھی تسبیح کی اور اہل زمین بھی ہماری تسبیح سے تسبیح کرنا سیکھے پس وصف باندھ کر کھڑے ہونے والے بھی ہم ہیں اور تسبیح کرنے والے بھی ہم ہیں :-

۲۔ المخلصین :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کفار قریش یہ کہا کرتے تھے کہ خدا تباہ کرے یہود اور نصاریٰ کو انھوں نے اپنے نبیوں کو کس طرح جھٹلایا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس پہلوں کی کتاب ہوتی تو ہم ضرور خدا کے مخلص بندوں میں سے ہوتے مگر جب ان کے رسول جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس آئے تو انھوں نے آپ کا انکار کر دیا :-

۳۔ رب الغلیمین :-

تفسیر صفائی ص ۳۴ پر بحوالہ کافی جناب امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ جس شخص کو یہ منظور ہو کہ اس کے اعمال پورے ناب سے نابے جائیں گے لازم ہے کہ جس وقت کسی جلسہ سے اٹھنے کا ارادہ کرے تو ان تینوں آیتوں کو پڑھ لیا کرے :-

۴۔ ص :-

تفسیر صفائی ص ۳۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق اللہ تعالیٰ کے اسماء مبارکہ میں سے ایک نام ہے جس کی اس نے قسم کھائی ہے :-

۵۔ القرآن ذی الذکر :-

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ یہ قسم ہے اور اسکا عطف صاف (حق) پر ہے انہ لحنی (یہ قرآن برحق ہے) اس پر اگلی آیت دلالت کرتی ہے :-

شَقَاقٍ ۱۰ كَمْ أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَُوا وَلَا تَجِئْ

ہو گئے۔ (وہ سمجھ لیں کہ) ہم نے ان سے پہلے زمانوں میں کتنے ہی ہلاک کئے، پھر انھوں نے پکار کی، حالانکہ وہ بجاؤ

مَنَاصِصٌ ۱۱ وَعَجَبُوا أَن جَاءَهُمْ مُنذِرٌ مِّنْهُمْ وَقَالَ الْكُفْرُونَ

کا وقت نہ تھا۔ اور انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ان ہی میں سے ایک نے ان کے آگیا۔ اور کافروں نے کہا کہ

هَذَا سِحْرٌ كَذَّابٌ ۱۲ أَجْعَلُ الْإِلَهَةَ إِلَهًا وَاحِدًا ۱۳ إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ

یہ جادوگر بہت جھوٹا ہے۔ کیا اس نے تمام معبودوں کو واحد معبود قرار دیا ہے۔ یقیناً یہ بات بہت

عَجَابٌ ۱۴ وَأَنطَلَقَ الْمَلَأَمَنَةُ ۱۵ أَن أَمْشُوا وَأَصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِهِمْ ۱۶

عجیب ہے۔ اور ان میں سے سرفارے کہتے (چلے گئے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر ثابت قدم رہو۔

إِنَّ هَذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ۱۷ مَا سَمِعْنَا بِهَذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ ۱۸ إِنْ

یقیناً یہ ضرور عیاہی ہوئی بات ہے۔ ہم نے یہ بات کبھی ذہب میں نہیں سنی۔

هَذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ۱۹ أَنزِلْ عَلَيْهِ الذِّكْرَ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُمْ

یہ مگر بناوٹ۔ کیا ہم میں سے اس پر ہی ذکر قرآن، اتار گیا۔ بلکہ وہ میرے

فِي شَكٍّ مِّن ذِكْرِي بَل لَّمَّا يَذُوقُوا عَذَابٌ ۲۰ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنٌ

ذکر سے شک میں ہیں۔ بلکہ انھوں نے (ابھی) میرا عذاب کبھی ہی نہیں۔ کیا ان کے پاس تیرے غالب

رَحْمَةُ رَبِّكَ الْعَزِيزُ الْوَهَّابُ ۲۱ أَمْ لَهُمْ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور بڑے عطا کر سوا سرور کار کی رحمت کے غزلے ہیں۔ کیا ان کے لئے آسمانوں کی اور زمین کی اور جہنم دونوں

وَمَا بَيْنَهُمَا فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ۲۲ جَدُّ مَا هَذَا لَكَ مَهْزُومٌ

کے درمیان ہے انھی سلطنت ہے۔ پس جیسے کوہ سیر حیاں لگا کر اور جہنم جادیں۔ مہزوموں میں سے ہرے بڑے لشکر

مِّنَ الْأَحْزَابِ ۲۳ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ

اس جگہ بھگائیے گئے۔ ان سے پہلے نوح اور عاد کی قوم اور فرعون

ذُو الْأَوْتَادِ ۲۴ وَثَمُودٌ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَابُ لَيْكَةِ ۲۵ أُولَٰئِكَ

نے جھٹلایا۔ ثمود اور لوط کی قوم اور جھٹلایا۔ (شعیب کی قوم) بھی جھٹلایا۔

الْأَحْزَابِ ۲۶ إِنَّ كُلًّا إِلَّا كَذَّبَ الرَّسُلَ فَحَقَّ عِقَابُ ۲۷ وَمَا يَنْظُرُ

بُحْبُوحٌ ۲۸ جگہ گروہ تھے۔ سبھوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس ان پر عذاب (کا آنا) حق ہو گیا۔ اور وہ نہیں انتظار کرتے

لہ من الاحزاب :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر قمری منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اے رسول! خندق کے دن جو تمھارے مقابلے میں گروہ بندی کر کے آئے تھے۔ وہ سب بہت جلدی شکست کھا کر چلے گئے تو ان کی خدائی تدبیریں اور ربانی تصرفات کیا ہوئے۔ پس جو کچھ یہ کہتے ہیں تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ اور اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ انھوں نے شروع سے اپنے آپ کو ایسی باتیں کہنے کا عادی بنالیا ہے۔

لہ ذوالاوتاد :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ علل المشرائع لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فرعون کو ذوالاوتاد کیوں کہا جاتا ہے؟ فرمایا: اس کا دستور یہ تھا کہ جب کسی سزا دیتا، تو اسے زمین پر اونٹ بٹاتا۔ اور اس کے ہاتھ پاؤں پھیل کر چار میخیں اس طرح ٹھکوا دیتا۔ کہ وہ اس کے ہاتھ پاؤں سے گزر کر زمین میں جا گریں۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوا کہ بڑے چوڑے ٹکڑی کے تختے پر ٹھکا کر ہاتھ اور پاؤں میں میخیں ٹھکوا دیتا، کہ وہ اسی حالت میں مر جائے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسے فرعون ذوالاوتاد کہا ہے۔



تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ التوحید امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کلام عرب میں یہ سہ مراد قوت نعمت اور عطا و بخشش ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی:

لے اقاب: بہت رجوع ہونے والا۔ آؤں سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں۔ مبالغہ کا صیغہ بر وزن نقال یہاں اپنے تمام اقوال و افعال و حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کا مطیع ہونا مراد ہے۔

دینی نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر سے آقاب کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلعم سے سوال کیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اقاب وہ ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔

ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر منسبتہم یعنی تسبیح کرنے والا نقل کی ہے۔ اور عبد بن حمید نے آپ سے موثق یعنی یقین رکھنے کے معنی روایت کئے ہیں۔ (تفسیر فتح القدیر جلد ۱ ص ۱۵۷)

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۱ ص ۲۹)

۳۲ فصل الخطاب:

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ الجامع جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ حکمت سے قانون شریعت مراد ہے۔ اس کا ایک جزو حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ قول بھی تھا کہ گواہ لانا بدمدعی اور بصورت انکار دعویٰ و عدم شہادت قسم بدمدعا علیہ۔

عمیون اخبار الرضا میں جناب امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ فصل الخطاب سے مراد تمام زبانوں کا سمجھنا ہے۔ اور بہت سی حدیثوں میں یہ چیز وارد ہوئی ہے۔ کہ آئمہ الطہر علیہم السلام کو حکمت اور فصل الخطاب دونوں عطا فرمائی گئی تھیں۔ لے تسو روا:

انھوں نے دیوار کو پھاندا۔ تسوڑے جس کے معنی دیوار چڑھنے اور بلندی سے کودنے کے ہیں۔ صنی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص ۱۲۷)

۳۵ فاحکم بیننا بالحق:

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ الجامع امام جعفر علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ اتہام نہیں لگایا کہ وہ نماز چھوڑ کر پرندہ کے پیچھے دوڑ گئے۔ نا ائمہ زوجہ اور یا پر نظر چاڑھی جس پر عاشق ہو گئے۔ پھر اور یا کسی جہاد پر بھیج کر تابوت سے آگے بڑھا دیا کہ وہ قتل ہو گیا۔ اور اس کی زوجہ سے شادی کرنی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب میرے سامنے کوئی ایسا شخص پیش کیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کی شادی اور یا کی بیوی کے ساتھ ہونے کا اسی طرح سے قائل تھا، میں نے اسے دو حقین گواہیں ایک متعلق بہ موت اور ایک متعلق بہ اسلام اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں، تو میں اس کو ایک سو ساٹھ گز سے ماروں گا۔

هَؤُلَاءِ إِلَّا صِغَةً وَاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ۝۱۵ وَقَالُوا لَنُكَفِّرَنَّ

مگر ایک ایسی سخت پیچ کا جس سے کوئی افات ہی نہ ہو۔ اور انھوں نے کہا اسے ہمارے پروردگار

نَجْعَلْ لَّنَا قِطْنًا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝۱۶ اَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

حساب کے دن سے پہلے ہی ہمارا (عذاب کا) حصہ ہمارے لئے جلد بھیج۔ (اے رسول) جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کر،

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۱۷ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ

اور ہمارے بندے داؤد کا ذکر کر لے یقیناً وہ بہت سبوح کریم تھا لے یقیناً ہم نے پہاڑوں کو تابع کر دیا تھا

مَعَهُ يُسَيِّجْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ ۝۱۸ وَالطَّيْرُ مَحْشُورَةٌ كُلُّ لَه

وہ اس کے ساتھ سوچ دھلے اور سوچ نکلے سب سے کیا کرتے تھے۔ اور پرندے بھی ان کے کئے ہونے سب اس کے حضور میں

أَوَّابٌ ۝۱۹ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَّلَ الْخِطَابِ ۝۲۰

بہت سبوح ہوئے تھے۔ اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا، اور اسے حکمت اور باتوں کے فیصلہ (کا علم) عطا کیا تھا لے

وَهَلْ أَتَاكَ نَبَوَّا الْخَصْمِ إِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۝۲۱ إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ

اور کیا تیرے پاس جھگڑنے والی خبر آئی، جبکہ وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاندا گئے تھے جب وہ داؤد کے پاس داخل

دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ خَصْمِ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ

ہوئے تو وہ ان سے گھبرا گیا وہ بولے خوف نہ کر (ہم) دو جھگڑنے والے ہیں۔ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر سیول کی جو

فَاحْكُم بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝۲۲

پس تو ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دے اور نا انصافی نہ کر، اور ہمیں سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر۔

إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَجَّةً وَلِي نَجَّةٌ وَاحِدَةٌ

یقیناً یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے لئے ننانوے (۹۹) ذبیحیاں ہیں۔ اور میرے لئے ایک ہی ذبیحہ ہے۔

فَقَالَ أَكْفَلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝۲۳ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ

تو اس نے کہا ہے کہ اسے بھی مجھے دے دے، اور وہ بات کرنے میں مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ اس (داؤد) نے کہا کہ جس نے تیری

بِسُؤَالٍ نَعَجْتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي

ذبی کو اپنی ذبیوں میں لے جائیگا سوال کیا ہے، اس نے یقیناً تیرے ساتھ ظلم کیا ہے اور یقیناً بہت سے شرکیہ ایک

بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ قَلِيلٌ

دوسرے پر زیادتی کرتے ہی رہتے ہیں۔ سوائے ان کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے، اور وہ قلیل

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ: تو سب لوگوں کو راضی کیا جا سکتا ہے اور نہ سب کی زبان بند کرنا ممکن ہے۔ کیا لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام پر یہ اتہام نہیں لگایا کہ وہ نماز چھوڑ کر پرندہ کے پیچھے دوڑ گئے۔ نا ائمہ زوجہ اور یا پر نظر چاڑھی جس پر عاشق ہو گئے۔ پھر اور یا کسی جہاد پر بھیج کر تابوت سے آگے بڑھا دیا کہ وہ قتل ہو گیا۔ اور اس کی زوجہ سے شادی کرنی۔ تفسیر مجمع البیان میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب میرے سامنے کوئی ایسا شخص پیش کیا گیا جو حضرت داؤد علیہ السلام کی شادی اور یا کی بیوی کے ساتھ ہونے کا اسی طرح سے قائل تھا، میں نے اسے دو حقین گواہیں ایک متعلق بہ موت اور ایک متعلق بہ اسلام اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جو شخص حضرت داؤد علیہ السلام کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں، تو میں اس کو ایک سو ساٹھ گز سے ماروں گا۔

مَا هُمْ وَظَنَ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتْنَتْهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَ

یہ ہوتے ہیں، اور داؤد نے گمان کیا کہ ماسوا کے نہیں کہم نے اسکا امتحان لیا ہے پس اس نے اپنے پروردگار کو مغفرت چاہی اور گرج کر کہا

أَنَابَ ۖ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ۝۲۵

ہوا گرجا اور اس نے جوع کیا۔ پھر ہم نے اس کے اس عمل کو قبول کر لیا۔ اور یقیناً اس کیلئے ہمارے پاس بہت قربت اور اچھا انجام ہے۔

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ

اے داؤد یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا، پس تو لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ

بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ

کیا کر، اور خواہش کی پیروی نہ کر، پھر وہ تجھے اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹکا دے گی۔ یقیناً وہ لوگ جو

يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ۝۲۶

اللہ تعالیٰ کے راستہ سے بھٹ جاتے ہیں، ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اسلئے کہ انھوں نے حساب کے دن کو بھلا دیا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذَلِكَ ظَنُّ

اور ہم نے آسمان اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی چیزیں کو باطل پیدا نہیں کیا۔ اُن لوگوں کا گمان

الَّذِينَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝۲۷ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ

ہے جو کافر ہو گئے۔ پس اُن لوگوں کیلئے جو کافر ہو گئے آگ سے ویل ہے۔ کیا ہم اُن لوگوں کو جو

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ أَمْ نَجْعَلُ

ایمان لائیکے اور انھوں نے عمل نیک کئے زمین میں فساد کرنے والوں کی مانند قرار دیں۔ یا پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸ كَتَبَ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا

فاجروں کی مانند قرار دیں۔ (اے رسول!) یہ کتاب جو ہم نے تیری طرف نازل کی برکت الی ہے، تاکہ وہ لوگ اسکی آیتوں میں

آيَتِهِ وَلِيْتَذَكَّرَ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝۲۹ وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ

سمندر کریں۔ اور اسلئے کہ صاحبان عقل نصیحت حاصل کریں۔ اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا۔ وہ بہترین بندہ

الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝۳۰ إِذْ عَرَّضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّفِيفَتِ الْجَبَّادِ ۝۳۱

نصا۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ کی طرف) بہت رجوع کرنے والا تھا۔ (وہ وقت یا ذکر) جبکہ سوچ دھماکے سلئے تیز رفتار گھوڑے پیش لئے گئے تھے

فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّى تَوَارَتْ

تو اس نے کہا یقیناً میں نے اپنے پروردگار کے ذکر کی روستے کو غفلت سے محبت کی، یہاں تک کہ سورج اوستے میں

الصفحة المستنونة

۶۱۲

۱۰ صِفَتُ

وہ گھوڑے جو تین پاؤں پر کھڑے
ہوں اور چوتھے پاؤں کے ٹم کو موڑ کر اس
پر ٹیک لگائے ہوں۔ صِفُون سے جس
کے معنی تین پاؤں پر کھڑے ہو کر چوتھے پاؤں
کے کنارہ ٹم پر ٹیک لگانے کے ہیں۔ اسم فاعل کا
صیغہ جمع مؤنث صافیت کی جمع۔ واضح ہے کہ جو
گھوڑا اس طرح کھڑا ہوتا ہے، وہ نہایت ہی قریہ
اور توانا ہوتا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۰)

۱۱ الجیاد :-

فلسے تیز رو۔ جَوَاد کی جمع۔ جَوَاد اس
تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنی پوری دور خیم کرے۔
(لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص ۲۶)

بِالْحَبَابِ ۳۱ رَدُّوْهَا عَلٰی فُطْفِقَ مَسْكًا بِالسُّوقِ وَالْاَعْنَاقِ ۳۲

چھپ گیا۔ اسے میرے پاس لوٹا دو لے پھر وہ بند لیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاٰلِیْنَآ عَلٰی كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۳۳

اور یقیناً ہم نے سلیمان کو آزمائش میں ڈالا اور اس کی کرسی پر ایک مردہ جسم ڈال دیا۔ پھر اس سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں رجوع کی۔

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِيْ ۳۴

اُس نے کہا اے میرے پروردگار! تو مجھے عذاب سے اور مجھے ایک ایسا ملک دے کہ میرے بعد کسی اور کے لائق نہ ہو۔

اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۳۵ فَسَخَرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهِ رُخَاءً

یقیناً تو بہت عطا کرنے والا ہے۔ پھر ہم نے ہوا کو اس کے تابع کر دیا۔ وہ اس کے حکم سے نرمی سے چلتی

حِثُّ اَصَابَ ۳۶ وَالشَّیْطٰنُ كُلُّ بَنّٰءٍ وَّغَوَاصٍ ۳۷ وَاٰخِرُیْنَ

جہاں وہ پہنچنا چاہتا۔ اور تمام عمارت بنائے والے اور غوطہ لگانے والے شیطانوں کو بھی ماتحت کر دیا۔ اور دوسرے

مُقَرَّنٰیْنِ فِی الْاَصْفَادِ ۳۸ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ

ذبحیوں میں بندھے ہوئے بھی۔ یہ ہماری بخشش ہے۔ پس تو احسان کر۔ یا روک رکھ

بَغِیْرِ حِسَابٍ ۳۹ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَکُفْرٰی وَحُسْنَ مَّآبٍ ۴۰ وَاذْكُرْ

بغیر حساب کے تہ۔ اور یقیناً اس کیلئے ہمارے پاس قرب اور اچھا انجام ہے۔ تو ہمارے بندہ

عَبْدَنَا اٰیُوْبُ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ اِنِّیْ مَسْنٰی الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ

ایوب کا ذکر کر، جبکہ وہ اپنے پروردگار کو پکارا، یقیناً شیطان نے مجھے ایذا اور عذاب کے ساتھ ہاتھ

عَذَابٍ ۴۱ اَرْکُضْ بِرَجُلٰکَ هٰذَا مُغْتَسَلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ۴۲

لگا یا ہے۔ (ہم نے کہا) تو اپنے پاؤں مارا، (اور دیکھ) یہ ہے غسل کی جگہ سرد اور پینے کی چیز۔ اور

وَهَبْنَا لَهٗ اَهْلَهٗ وَوَسَّلْنٰهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِکْرٰی لِاٰوٰی

ہم نے اسے اس کے اہل عطا کر دیئے، اور ان کے ساتھ ان جیسے اور بھی یہ ہماری طرف رحمت اور صاحبان عقل کیلئے

الْاَلْبَابِ ۴۳ وَخُذْ بَعِیْدُکَ ضِعْفًا فَاَضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنُتْ اِنَّا

بصیرت مہتی۔ اور (ہم نے کہا کہ) اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے ستم پس اس سے اپنی بیوی کو مارا اور قسم نہ توڑ۔ یقیناً ہم

وَجَدْنٰہُ صَابِرًا نَّعْمَ الْعَبْدُ اِنَّہٗ اَوَّابٌ ۴۴ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا اِبْرٰہِیْمَ

اسے صابر پایا۔ وہ بہترین بندہ تھا۔ یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف بہت رجوع فرمایا تھا۔ اور تو ہمارے بندے ابراہیم

۱۔ رَدُّوْهَا عَلٰی :-

تفسیر قصانی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک دن
شام کے وقت حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے
گھوڑے پیش ہو رہے تھے اور وہ ان کے دیکھنے
میں مشغول تھے کہ سونچ پھپھ گیا۔ پس انھوں نے
فرشتوں سے کہا کہ اس سونچ کو ہمارے لئے لوٹا دو۔
کہ ہم نماز ٹھیک وقت پر پڑھ لیں۔ چنانچہ انھوں نے
لوٹا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کھڑے ہوئے،
اپنی دونوں بند لیوں اور گردن پر مسج کر لیا۔ اور اپنے
ان اصحاب کو جن کی نماز ان کے ساتھ فوت ہوئی تھی
ایسا ہی کرنے کا حکم دیا، کیونکہ نماز کیلئے ان کا وضو
یہی تھا۔ پھر انھوں نے نماز پڑھی۔ اور جب فارغ ہوئے
تو سونچ ڈوب گیا اور ستارے نکل آئے۔ اسی واقعہ
کو اللہ تعالیٰ نے ان آیتوں میں جو دوھبتا لداؤد
سے بالتسوق والا عناق تک میں بیان فرمایا

۲۔ بغیر حساب :-

تفسیر قصانی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر
صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس
قول کے بارے میں منقول ہے کہ حضرت
سلیمان کو بڑا ملک عطا کیا گیا تھا۔ پھر اس
امیت کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے بارے میں جاری ہوا کہ آنحضرت کو یہ
اختیار تھا کہ جس شخص کو جو کچھ چاہیں عطا کریں
اور جس سے جو کچھ چاہیں روک لیں۔ اور
ایک بات حضرت سلیمان علیہ السلام کے
اختیار سے بھی پڑھی ہوئی تھی کہ فرماتا ہے : مَا
اَتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا ذَہَبْکُمْ عَنْہُ
فَاَنْتُمْ هَآؤَہُ (رہے، حشر) (جو کچھ رسول تمہیں دیں
وہ لے لو اور جس سے منع کر دیں اس سے باز رہو)
۳۔ ضغثا :-

تنکوں کا گٹھا۔ جھاڑو۔
راغب نے لکھا ہے کہ ضغث کھیتی کے
پتوں کے یا گھاس کے یا ٹہنیوں کے گٹھے کو کہتے
ہیں۔ اس کی جمع اَضْعَاثٌ ہے۔ اور عاشیہ جبل
میں شیخ سہین سے منقول ہے کہ ضغث گھاس یا
ٹہنیوں کی چھوٹی گٹھڑی کو کہتے ہیں۔ اور کہا گیا ہے
کہ ٹہنیوں کا بڑا گٹھڑ ہے۔

(عاشیہ جبل برجلین جلد ۳ ص ۶۰)
یہاں درخت کی پتی ٹہنیوں کا جو گٹھڑ

وَالسَّمْحُ وَيَعْقُوبَ أُولَى الْأَيْدَى وَالْأَبْصَارِ ۝۴۵ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ

اور اسحق اور یعقوب کا ذکر کر، وہ بڑی قوت والے اور نظر والے تھے۔ یقیناً ہم نے ان کو

بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝۴۶ وَإِنَّمُمْ عِنْدَنَا لِمَنِ الْمُصْطَفَيْنِ

آخرت کی یاد سے خالص کر دیا ہوا تھا۔ اور یقیناً وہ ہم سے نزدیک ضرور تھے جو اچھے لوگوں میں

الْأَخْيَارِ ۝۴۷ وَاذْكُرْ إسماعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِّنْ

سے تھے۔ اور تو اسمعیل، اور الیسع، اور ذوالکفل سے کا ذکر کر۔ اور یہ سب چھوٹوں میں

الْأَخْيَارِ ۝۴۸ هَذَا ذِكْرٌ وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَّآبٍ ۝۴۹ جَنَّاتٍ

سے تھے۔ یہ نصیحت ہے۔ اور یقیناً پرہیزگاروں کیلئے (آخرت میں) ضرور اچھا ٹھکانہ ہے۔ عدن کے

عَدْنٍ مُّفْتَحَةٍ لَّهُمُ الْبُيُوتُ ۝۵۰ مُتَكِينِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا

باغات جنکے دروازے ان کیلئے ہمیشہ کھلے ہوں گے۔ وہ ان میں تکمیل لگائے ہوں گے وہ اس میں بہت کھل اور

يَفَاكِهِةٌ كَثِيرَةٌ وَشَرَابٌ ۝۵۱ وَعِنْدَهُمْ قُصُورٌ الطَّرَفِ أَتْرَابٌ ۝۵۲ هَذَا مَا

پینے کی چیزیں منگائیں گے۔ اور ان کے پاس بھی نگاہ والی ہم عمر عورتیں ہوں گی۔ یہ وہ (جنت) ہے

تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝۵۳ إِنَّ هَذَا رِزْقُنَا مَا لَهُ مِنْ نَّفَادٍ ۝۵۴ هَذَا

ہے جس کا تم حساب کے دن کیلئے وعدہ دیئے گئے تھے۔ یقیناً یہ ہمارا (دیا ہوا) رزق ہے، جو ختم نہ ہوگا۔ یہ ہے مومنوں

وَإِنَّ لِلطَّغْيِينَ لَشَرَّ مَآبٍ ۝۵۵ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝۵۶ هَذَا

کیلئے، اور سرکشوں کیلئے یقیناً برا ٹھکانہ ہے، وہ اس میں داخل ہونگے۔ پس وہ برا بھوناسے۔ یہ ہے سرکشوں

فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝۵۷ وَأَخْرَجْنَا مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجَ ۝۵۸ هَذَا أَفْوَاجٌ

کیلئے، پس جاننے کے لئے اسے چھپیں (یہ لکھوتا پانی اور پیسے، اور اس کی طرح کی اور چیزیں بھی تھیں یہ ایک فوج ہے

مُقْتَحَمٌ مَّعَكُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ۝۵۹ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ

جو تمہارے ہمراہ کھڑے والے ہے تمہیں خوشی نہ ہو، یقیناً وہ آگ میں داخل ہونے والے ہیں۔ وہ کہیں گے بلکہ تم (ایسے ہو)

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَدْ مَمُوءَ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝۶۰ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ

تمہیں خوشی نہ ہو، تمہی اسے ہمارے لئے آگے لائے، پس بہت برا ٹھکانہ ہے۔ وہ کہیں گے اسے ہمارے پروردگار

قَدْ مَرَّلْنَا هَذَا أَفْرَدَهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝۶۱ قَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ

جو اسے ہمارے لئے آگے لایا۔ پس آگ میں اس کا عذاب دوگنا زیادہ کر دے۔ اور کہیں گے ہمیں کیا ہو گیا، ہم ان آدمیوں

لہ الیسع :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ یہ اخطوب کے بیٹے تھے، اور ان کو حضرت الیاس نے بنی اسرائیل پر ضیفہ مقرر کیا تھا۔ اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا دیا :-

۵ ذوالکفل :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ یہ حضرت یوشع بن نون (وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام) کا دوسرا نام ہے لطیفہ مترجم :- بعض تفسیر بارائے کرنے والے من چلوں نے ذوالکفل سے بدھمت کے بانی مہاتی گوتم بدھ کو مراد لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ نام دو لفظوں ذوا اور کفل سے مرکب ہے۔ ذوا کے معنی "والا" یا "ماحب" اور کفل کپل کا معرب ہے۔ اور اس کے معنی ہیں "کپل والا" یا "کپل وستو"۔ چونکہ مہاتما بدھ کپل وستو کا بیٹے والا تھا۔ اس لئے یہ مہاتما گوتم بدھ کا ہی عربی نام ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار :-

۳۵ شکلیہ امر واجب :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ ان زوج کے معنی یہاں اصناف و اقسام ہیں۔ ازواج کی بحث سابق صفحہ ۵۷ پر زیر حاشیہ دیکھی ہو۔ ۳۵ مقتحم معکم :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر ہے کہ یہ اس قول کی حکایت ہے جو سرکشوں کے سرداروں سے اس وقت کہا جائے گا جبکہ وہ جہنم میں داخل ہوتے ہوں گے۔ ان کے ہمراہ ان کی پیروی کرنے والوں کی فوجیں کی فوجیں ہوں گی۔ اقتصام (جس سے مقسم مشتق ہے) کے معنی ہیں بچھوٹے سے دروازہ میں سے گروہ کثیر کا جھوم کر کے گزرتا ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر فی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ان لوگوں کی کثرت کے سبب جہنم ان پر ایسا تلک ہو جائے گا، جیسا کہ نیزہ کا پیکان تنگ ہو جاتا ہے :-

رَجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ۖ أَخَذْنَا مِنْهُمُ سُخْرِيًّا أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ

کو نہیں دیکھتا جنہیں ہم شریفوں میں سے گنا کرتے تھے کہ کیا ہم نے انہیں سخر بنا رکھا تھا یا ان سے آنکھیں پھر

الْأَبْصَارُ ۚ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۚ قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ

گئی ہیں۔ یقیناً یہ اہل جسم کا آپس میں جھگڑنا برحق ہے۔ (اے رسول) کہہ دو اسو اس کے نہیں میں ایک یا نبیوں

وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۚ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اور کوئی معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ واحد اور زبردست کے۔ وہ برزگوار ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں

بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۚ قُلْ هُوَ نَبُوءٌ عَظِيمٌ ۚ أَنْتُمْ عَنْهُمْ مُعْرِضُونَ

کے درمیان ہے ان کا (وہ) زبردست بہت بخشنی والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ وہ ایک عظیم چیز ہے (مگر تم اس سے سو گردان ہو۔

مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَائِكَةِ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۚ إِنَّ يُوحَىٰ إِلَىٰ

مجھے ملائکہ کی کچھ خبر نہ تھی، جب کہ وہ آپس میں جھگڑتے تھے۔ میری طرف نہیں وحی کی جاتی

إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۚ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ

سوائے اس کے کہ میں کھلا ڈرانے والا ہوں۔ (وہ وقت یاد کرو) جب میرے پروردگار نے فرشتوں سے کہا یقیناً میں مٹی سے

بَشَرًا مِّنْ طِينٍ ۚ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعُولَهُ

ایک بشر پیدا کر دوں گا ہوں۔ پس جب میں اسے درست کر دوں اور اس میں اپنی قدرت سی (مخلوق) روح پھونک دوں تو تم

سَاجِدُونَ ۚ فَسَجَدَ الْمَلِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ إِلَّا ابْلِيسَ اسْتَكْبَرَ

اس کیلئے فوراً سجدہ کر لے ہو کر گرنا، پس سب کے سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ سوائے ابلیس کے، اس نے تکبر کیا۔

وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۚ قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا اے ابلیس کس چیز نے تمہیں اس (وجود) کو سجدہ کرنے سے روکا جسے

بِيَدَيَّ اسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ۚ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ خَلْقَتَنِي

میرے دونوں ہاتھوں نے بنایا کیا تو نے تکبر کیا یا تو عالین (بلند مرتبہ والوں) میں سے تھا کہ اس نے کہا میں اس سے بہتر ہوں

مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ ۚ قَالَ فَأَخْرِجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ

تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور اس (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا پس تو فوراً اس میں سے نکل جا، یقیناً تو مردود ہے۔

وَأَنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ۚ قَالَ رَبِّ فَانْظُرْنِي إِلَى يَوْمِ

اور تجھ پر یقیناً قیامت کے دن تک میری لعنت ہے۔ وہ بولا اے میرے پروردگار مجھ کو مجھے اس دن تک مہلت دے جبکہ کوئی نہ ہوگا



۱۰ من الاشوار:-

تفسیر صفائی طسک پر تفسیر تہی کے حوالہ سے

لکھا ہے کہ دشمنان آل محمد کا قول ہے جو وہ جہنم

میں کہیں گے۔ اور رجال اشوار سے ان کی مشراد

شیعیان علی علیہ السلام ہیں۔

اسی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ

فرمان موجود ہے کہ تم لوگ توجنت میں نعمتوں کے لئے

اڑاتے ہو گے، اور تمہارے دشمن تمہیں جہنم میں

تلاش کرتے ہوں گے۔

اور البصائر میں اتنا زیادہ ہے: مگر تم وہاں

کہاں؟

اور ایک روایت میں ہے کہ خدا کی قسم تم میں سے

دو بھی جہنم میں نہ جائیں گے، نہیں نہیں، بلکہ خدا کی

قسم ایک بھی نہ جائے گا۔ تمہارے ہی باپ سے میں تو

اللہ تعالیٰ اہل جہنم کا یہ قول نقل فرماتا ہے: وقالوا

عالمنا... اللہ پھر فرمایا: واللہ وہ جسم میں تم کو

ڈھونڈیں گے۔ مگر تم میں سے ایک کو بھی نہ پائیں گے

۱۰ العالین:-

بحار الانوار علامہ مجلسی جلد ۲ ص ۸ پر ہے کہ

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک مرد آیا اور

کہنے لگا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ کے قول استکبر

امکننت من العالین میں وہ کون لوگ ہیں جو فرشتوں

سے بھی بلند مرتبہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہیں، علی، فاطمہ،

حسن اور حسین ہیں۔

يَبْعَثُونَ ﴿١٩﴾ قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِينَ ﴿٢٠﴾ إِلَى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ﴿٢١﴾

اٹھائے جائیں گے۔ (اللہ تعالیٰ نے) کہا۔ پس یقیناً تم ایک معلوم وقت کے دن تک مہلت دینے ہوؤں میں سے ہو۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَا غَوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٢٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ﴿٢٣﴾

وہ بولا پس تیری عزت کی قسم! ضرور میں ان سب کو گمراہ کر دوں گا، سوائے ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے۔

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقُّ أَقُولُ ﴿٢٤﴾ لَا مَلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَرِثَتَكَ

(اللہ تعالیٰ نے) کہا پس یہ حق ہے اور میں حق کہتا ہوں، کہ میں جہنم کو تجھ سے اور ان سب سے جنہوں نے تیری پیروی کی

مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٢٥﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ

بھروسوں کا۔ (میں رسول) کہہ دوں میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا، اور میں تکلف کرنے والوں میں سے

الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿٢٦﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿٢٧﴾ وَلِتَعْلَمَ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿٢٨﴾

فہم ہوں گے۔ یہ (قرآن) انہیں ہے مگر تاکہ جہانوں کیلئے ایک نصیحت۔ اور کچھ مدت کے بعد تم کو خبر کا علم ہو جائے گا۔

إِيَّا تَهَا ﴿٢٩﴾ سُوْرَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ ﴿٣٠﴾ رُكُوْعَاتُهَا

۵۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿٣١﴾

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿٣٢﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ الْكِتَابَ

اس کتاب (قرآن) کا نازل کرنا ہے نہایت حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یقیناً ہم نے تیری طرف حق کیساتھ کتاب

بِالْحَقِّ فَأَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿٣٣﴾ أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ

نازل کی، پس تو طاعت کو اسی کیلئے خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر۔ (غیر از جو خالص طاعت اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے)

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا

اور جن لوگوں نے اس کے سوا دوسروں کو کارساز بنالیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم انہی کی عبادت نہیں کرتے ہیں مگر اس لئے کہ یہ ہمیں اللہ

إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٣٤﴾

تعالیٰ کا مقرب بنا دیں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ان کے درمیان اس چیز میں فیصلہ کرے گا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣٥﴾ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ

یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا جو بڑا جھوٹا (اور) منکر ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ کوئی بیٹا اختیار

فَنُزِّلَ

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵۵

۵ من المتكلفين :-

تفسیر صافی ص ۳۳ پر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ میں متکلف اس صورت میں ہوتا جبکہ میں تم سے ایسی بات چاہتا جس کے تم اہل نہ ہوتے۔ اس پر منافقوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ کیا محمد کیلئے یہ کافی نہیں ہوا کہ ہمیں ہر س سے ہمیں دباؤ رکھا ہے۔ اب یہ چاہتا ہے کہ اپنے اہلیت کو ہماری گردنوں پر سوار کر دے۔ پھر وہ کہنے لگے کہ خداوند تعالیٰ نے یہ نازل نہیں کیا ہے، یہ اسکی اپنی بنائی ہوئی بات ہے جس کے ذریعہ وہ اپنے اہلیت کو ہماری گردنوں پر بلند کرنا چاہتا ہے۔ اگر محمد قتل کر دیئے گئے یا اپنی موت سے مر گئے تو ہم ان کے اہلیت سے ضرور جھگڑا کریں گے، اور خلافت ان میں ہرگز نہ جانے دیں گے۔

التوحید میں امام رضا علیہ السلام سے روایت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام منقول ہے کہ ایک دفعہ عام مسلمانوں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ یا رسول اللہ! جن جن لوگوں پر قابو ہوتا جائے، اگر آپ انکو جبراً اسلام میں داخل کرتے جائیں تو ہماری تعداد بڑھ جائے، اور ہم اپنے دشمنوں کے مقابل بہت قوی ہو جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں خدا کے حضور میں بدعتی بن کر نہیں جانا چاہتا۔ میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس کا مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم نہ دیا ہو، اور میں بے جا تکلیف دینے والا نہیں ہوں۔

الجماع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ متکلف کی تین علامتیں ہیں، جو رتبہ میں اس سے بالا ہو اس سے جھگڑا کرے۔ اور جو درجہ حاصل نہ کر سکے یا جس کام میں کامیابی حاصل نہ کر سکے، اس کیلئے کوشش کرے، اور جس کے متعلق علم نہ ہو اس میں رائے زنی کرے۔

المختصر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ علمائے دین میں سے بعض ایسے بھی ہونگے جو فتویٰ دینے پر تیار ہو جائیں گے اور اس بات کے مدعی بھی ہو جائیں گے کہ جو کچھ پوچھنا ہو ہم سے پوچھو حالانکہ شاید ایک حرف بھی ٹھیک نہ بتا سکتے ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ایسے بن نیٹھنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

۵۵ تنزیل :-

اتارنا۔ بروزن قبیل مصلیٰ ہے۔ تنزیل اور انزال میں فرق یہ ہے کہ تنزیل میں ترتیب اور یکے بعد دیگرے تفریق کے ساتھ اتارنا ملحوظ ہوتا ہے۔ اور انزال عام ہے۔ ایک دم کسی شے کے اتارنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور یکے بعد دیگرے ترتیب سے اتارنے کے لئے بھی آتا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ مش ۱) ۵۵ الی اللہ زلفی :- تفسیر صافی ص ۳۳ پر بحوالہ قرب الاسناد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت اپنے والد بزرگوار کے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ہر اس چیز کو جس کی اس کے سوا عبادت کی جاتی تھی۔ سوچ ہو یا چاند یا کوئی اور چیز جائز کیا جائے گا۔ اور ہر ایک انسان سے ان کی عبادت کرنے کی وجہ دریافت کرے گا۔ اور جس جس نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی پرستش کی ہوگی۔ وہ یہ کہیگا کہ پروردگار! ہم تو ان کی عبادت صرف اس لئے کیا کرتے تھے کہ ان کے ذریعہ سے ہم کو تیرا تقرب حاصل ہو جائے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا کہ ان پرستش کرنے والوں کو بھی اور جن جن کی

وَلَدَّ الْأَصْطَفَىٰ مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ سُبْحَانَهُ ۚ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

کرے تو جو وہ پیدا کرتا اس میں کسی سے چاہتا نہیں لیتا ایسی باتوں کی اس کی ذات پاک ہے۔ وہ واحد اور زبردست اللہ تعالیٰ ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يَكُونُ اللَّيْلُ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا۔ وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے۔ اور دن کو رات پر

النَّهَارَ عَلَى اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى

لپیٹتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا، ہر ایک وقت معین تک کیلئے چلتا رہتا ہے۔

إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا

خبردار ہو وہ زبردست (اور) بڑا بخشنے والا ہے۔ اس نے تمہیں واحد نفس سے پیدا کیا۔ پھر اس (نفس) سے ہی

زَوْجَهَا وَأَنْزَلَ لَكُمْ مِنَ الْأَنْعَامِ ثَمَنِيَّةً ۚ أَزْوَاجًا يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ

اس کا جوڑا پیدا کیا۔ اور اس نے تمہارے لئے جو بایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے۔ وہ تمہیں ماؤں کے پیٹوں میں

أُمَمٍ مِّنْكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٍ ثَلَاثٌ ۚ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ

تین اندھیروں میں بنا لینے کے بعد پیدا کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہے

لَهُ الْمُلْكُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَآيٍ تُصَرِّفُونَ ۝ إِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ

سلطنت اسی کیلئے ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ اگر تم کفر کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ تم سے

غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ

بے نیاز ہے۔ اور وہ اپنے بندوں کیلئے کفر پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے لئے پسند کرے گا۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ مَرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ

اور کوئی بوجھ اٹھائے تو دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا، پھر تمہاری بازگشت تمہارے پروردگار کی طرف ہے، پس جو عمل تم کیا

بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَإِذَا مَسَّ

کرتے تھے اس سے تمہیں آگاہ کر دے گا۔ یقیناً وہ سینوں کے حال کو خوب جاننے والا ہے۔ اور جس وقت کسی انسان

الْإِنْسَانَ ضَرَدَ عَارِبَهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَلَهُ نِعْمَةٌ مِّنْهُ

کو کوئی تکلیف چھوٹی۔ اس نے اپنے پروردگار کو اس کی طرف رجوع کر کے پکارا پھر جب اس نے اس کی طرف سے کوئی نعمت عطا

نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا لِّيُضِلَّ

کی، تو جس بات کیلئے وہ پہلے دعا مانگا کرتا تھا اسے بھول گیا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کیلئے شریک قرار دے دیئے تاکہ (وہ بھول کر)

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

یہ پرستش کرتے تھے۔ ان کو بھی سوائے ان کے
جس کو میں مستثنیٰ کر چکا ہوں جہنم میں پہنچا دو کہ جن کو
میں مستثنیٰ کر چکا ہوں وہ جہنم سے علیحدہ ہی رہیں گے۔
۱۵ ماہم فیہ یختلفون :-

تفسیر صفائی مشککہ پر ہے کہ اس کا ایک مطلب
تو یہ ہے کہ ان کا آپس میں امور دین میں اختلاف ہوگا
اور ہر شخص کو اس کے حق کے مطابق نتیجہ ملے گا۔
اور ایک قول یہ ہے کہ جو حق پر ہے وہ جنت
میں جائے گا اور جو باطل پر ہے وہ دوزخ میں۔
اور ضمیر ”ہم“ کا فرد کے لئے بھی اور ان کے مقابل
والوں کے لئے بھی۔ یا کافروں کے لئے ہے۔ اور
ان کے معبودوں کے لئے۔ اس صورت میں اختلاف
یہ ہوگا کہ کافر تو ان سے شفاعت کے امیدوار ہونگے
اور وہ ان کفار پر لعنت کرتے ہوں گے۔

حاشیہ صفحہ ۱۵

۱۵ ظلمت ثلاث :-

تفسیر صفائی مشککہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام محمد باقر علیہ السلام سے اور بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ پہلی اندھیری پیش کی ہے۔ دوسری رحم کی، اور
تیسری آنول کی۔ (آنول اس جھلی کو کہتے ہیں جس میں
بچہ لپٹا رہتا ہے، اور اسے پھاڑ کر باہر آتا ہے)۔

اسکے استہ سے بھٹکا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ تو اپنے کفر سے حقوڑا (عمر) فائدہ اٹھا لے، یقیناً تو فروغ والوں میں سے ہے۔

کیا وہ جو رات کی گھڑیوں میں سجدہ کی حالت میں اور کھڑے کھڑے عبادت کرنا لائے آخرت سے ڈرتا ہے، اور

اپنے بزرگوار کی رحمت کی امید رکھتا ہے۔ (اس عیسائیوں کا کہنا ہے کہ وہ لوگ جو جانتے ہیں اور وہ لوگ جو نہیں

جانتے ہیں، برابر ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اسکے نہیں کہ اس کو صاحبانِ عقل ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ اے رسول! کہہ دے کہ میری طرف جو

امان لے چکے ہو، تم اپنے سر پر کھڑے رہو، ان لوگوں کو کہہ دیجئے کہ انہوں نے اس دنیا میں سچی کی بھلائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی مژمن

وَإِسْعَىٰ إِنَّمَا يَدْعُو صَبِيرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۖ قُلْ إِنِّي

וְהָיָה כִּי יֵרָאֶה הַשָּׁמַיִם וְהָאָרֶץ

حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اسی کیلئے خالص کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کر دے۔ اور حکم دیا گیا ہے کہ یہاں پہلے

اول المسليين قل اري احاف ان عصيت ربّي عذاب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (١٤)

۱۔ عذاب کے دریا ہوں۔ (اے رسول) کہہ دو! میری یہ ساری چیزیں جس سے تم نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا شروع کیا ہے

سکر سواجک عامو عبادت کرو۔

وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْعِيَةِ - أَلَا ذَٰلِكَ هُوَ الْحَسْرَانِ الْمَبِينِ لَكُمْ

وَقَدْ كَفَرَ يَكْفُرُ

کے اوپر آگ کے سائبان ہوں گے اور رائے مجھے بھی راسی طرح کے سائبان ہونے کی یہی (وہ عذاب) ہے جس سے اللہ تعالیٰ

اور کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت

اور کافی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں فرمت

کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ابوالفضل تھے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے نزدیک جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (معاذ اللہ) جادوگر تھے۔
جب یہ شخص بیمار ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وہ مسلم کی شان میں جو کہہ چکا ہوتا تھا۔ اس کے انجام سے ڈر کر گڑگڑا کر خدا سے دعا کرتا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ

فرمایا ہے: واذا متس الانسان خود غار بہ
منیباً الیہ۔ اور جب مدت تعالیٰ ندرست کرویتا

اور تم حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں پھر

نعم اذا خولہ نعمۃ منہ نسی.... الخ اسی

اسلم کی نسبت ہے اور بانہ خیال کرنے کا نتیجہ ہے کہ

تستمع يكفر ك قليلاً انك من اصحاب النار

بِهِ عِبَادَةً يُعْبَادُ فَاتَّقُونَ^{۱۷} وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ

ایسے بندوں کو ڈراتا ہے اسے میرے بندو! پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔ اور جو لوگ طاغوت سے بچے رہے گا اسکی عبادت کریں

يُعْبَدُ وَهَذَا أَنَا بُؤَا إِلَى اللَّهِ لَمْ الْبُشْرَى فَبَشِّرْ عِبَادِ^{۱۸} الَّذِينَ

لہ اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ان کیلئے خوشخبری ہے۔ پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری دے لہ جو

يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ^{۱۹} أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ

بات کو سنتے ہیں، پھر اسکی سب سے اچھی چیز کی پیروی کر لیتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت

اللَّهُ وَأُولَٰئِكَ هُمُ أُولُوا الْأَلْبَابِ^{۲۰} أَمِنْ حَقِّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ

کی توفیق دی، اور یہی لوگ صاحبان عقل ہیں۔ پس کیا وہ شخص جس پر عذاب کی بات سچی ہو گئی۔

أَفَأَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ^{۲۱} لَكِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ

پھر کیا تو اسے بچاتا ہے جو آگ میں ہے۔ لیکن وہ لوگ جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کیلئے بالا خانے

مَنْ فَوْقَهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَعَدَ اللَّهُ

ہیں، ان کے اوپر اور بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے

لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْبِعَادَ^{۲۲} أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً

اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ کیا تو نے غور نہیں کیا یقیناً اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا،

فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهُ

پھر اس نے اسے چشمے بنا کر زمین میں چلا دیا، پھر وہ اس سے کھیتی نکالتا ہے اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔

ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ

پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تم اسے زرد رنگ دیکھتے ہو، پھر وہ اسے یزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ یقیناً اس میں صاحبان عقل

لَذِكْرَى لَأُولَى الْأَلْبَابِ^{۲۳} أَمِنْ شَرِّهِ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ

کے لئے ضرور نصیحت ہے۔ پس کیا وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کیلئے کھول دیا، پھر

فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّنْ رَبِّهِ فَوَيْلٌ لِلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللَّهِ

وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہے۔ (یا کوئی اور) پس ان کیلئے افسوس ہے جسکے دل اللہ تعالیٰ کے ذکر (سننے) سے

أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ^{۲۴} اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا

سخت ہو گئے ہیں۔ وہی لوگ کھلم کھلا ای میں پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھی بات نازل کی جو ملتی جلتی

لہ اجتنبوا الطاغوت :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جن
لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے وہ تم ہو۔ اور جس
شخص نے کسی ظالم کی اطاعت کی تو اس نے گویا اس
کی پرستش کی ہے
لہ نبش عباد :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ
کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی
کتاب میں اہل عقل و فہم کو بشارت دی ہے چنانچہ
فرمایا ہے: نبش عباد..... الخ۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ یہ خوشخبری ان بندوں سے متعلق ہے۔
جو حدیث کو غور سے سنیں اور جیسی سنیں ویسی ہی
بیان کر دیں۔ نہ کچھ بدعائیں اور نہ گھٹائیں۔

صاحب تفسیر صفائی :- کا اپنا قول یہ
ہے کہ فیتبعون احسنہ کا مطلب یہ ہے کہ
وہ لوگ حق و باطل میں تمیز کر لیتے ہیں۔ اور اطاعت
کے لئے افضل کے بعد افضل کو اختیار کرتے ہیں۔



مُتَشَابِهًا مَّثَانِي ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

دہرائی جانوالی کتاب ہے ۱۵ اس سے ان لوگوں کی کھالوں پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار کو ڈرتے ہیں

ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُدٰی اللّٰهِ

پھر ان کے چمڑے اور ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد پر نرم ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے۔

يَهْدِيْهِ مِنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُضِلِلْ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝۳۳

وہ جسے چاہتا ہے اس سے ہدایت کر دیتا ہے۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگائے پھر اس کیلئے کوئی بھی ہدایت کر سوا انہیں۔

اَفَسَنَ يَتَّقِيْ بُوْجُهُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَقِيلَ لِلظّٰلِمِيْنَ

پھر کیا وہ شخص جو قیامت کے دن عذاب کی سختی سے اپنے منہ کے بل بچنے کی کوشش کرے (بچ سکے گا) اور ظالموں کو کہا جائیگا کہ

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ۝۳۴ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاْتَهُمْ

جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب) اس کا مزہ چکھو۔ جو لوگ ان سے پہلے تھے انھوں نے جھٹلایا۔ پس ان پر عذاب

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝۳۵ فَاِذَا قَامَ اللّٰهُ الْخَزِيْءُ فِي الْحَيٰوةِ

اسی جگہ سے آیا جہاں کا انھیں شعور ہی نہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا کی زندگی میں ہی خوار کر دیا

الدُّنْيَا وَالْعَذَابُ الْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ مَلُوْكَانَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

دنیا۔ اور اگر وہ جانتے ہوں تو آخرت کا عذاب ضرور بہت بڑا ہے۔ اور یقیناً ہم نے لوگوں

لِلنّٰسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۳۷ قُرْاٰنًا

لئے اس قرآن میں ہر ایک مثال بیان کر دی ہے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ (یہ) قرآن

عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝۳۸ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

عربی (زبان میں) بغیر کسی کجی کے ہے، تاکہ وہ پرہیزگار بنیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے مرد کی مثال بیان کی ہے،

فِيْهِ شُرَكَاءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيْنَ مَثَلًا

جس میں کئی جھگڑا کر سولے شریک ہوں، اور ایک ایسے مرد کی جو سالم ایک ہی شخص کا ہو۔ کیا دونوں مثال میں برابر

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۳۹ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ

ہو سکتے ہیں۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے مگر ان کے اکثر نہیں جانتے۔ (اے رسول) یقیناً تو مرنے والا ہے۔ اور یقیناً

مَيِّتُوْنَ ۝۴۰ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ۝۴۱

وہ سب (میں) مرنے والے ہیں۔ پھر یقیناً تم قیامت کے دن اپنے پروردگار کے حضور میں باہمی جھگڑا کرو گے۔

۱۵ متشابہاً مثنائی :-

تفسیر مثنائی ۳۳ پر ہے کہ احسن الحدیث سے مراد قرآن مجید ہے اور متشابہاً کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ سے معجزہ ہونے میں باقاعدگی میں معنی کی صحت میں اور عام منفعت میں مشابہت رکھتا ہے۔ اور مثنائی کے یہ معنی ہیں، کہ بعض اقوال اس میں بار بار لائے جاتے ہیں۔

سورۃ الحمد کا نام مثنائی ہونے کی وجہ میں سے ایک وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ نماز میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ یہاں مثنائی بطور صفت کے استعمال کیا گیا حالانکہ خود جمع ہے اور اس کا موصوف لفظ کتاب واحد ہے۔ اس کی وجہ یہ

ہے کہ کتاب آیات کا مجموعہ ہے اور آیات کی تکرار ہوتی ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ لفظ مثنائی کو متشابہاً کی تفسیر قرار دیں۔ اس وقت معنی یہ ہوں گے کہ جو آیات متشابہ ہیں وہ بار بار آتی ہیں۔ کہا گیا

ہے کہ بار بار لانے کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ علی العموم نفوس کو وعظ و نصیحت سے نفرت ہوتی ہے۔ تو جب تک بار بار دہرائی نہ جائے گی، بات ذہن میں راسخ نہ ہوگی۔

قول صاحب تفسیر صافی :- میں کہتا ہوں کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستنبط ہے :-

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنّٰسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝



فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالْصِّدْقِ

پس اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے خلاف جھوٹ بولا اور سچ کو جھٹلایا جبکہ

إِذْ جَاءَهُ الْبَيِّنَاتُ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝۳۷ وَالَّذِي جَاءَ

وہ اس کے پاس آیا اسے کیا کامزوں کے لئے دوزخ میں ٹھکانہ نہیں اور جو سچ لے کر آیا

بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝۳۸ لَهُمْ مَا

اور اس نے اس کی تصدیق کی تھے یہی لوگ پرہیزگار ہیں ان کیلئے جو کچھ

يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ ذَٰلِكَ جَزَاُ الْحَسَنِينَ ۝۳۹ لِيُكَفِّرَ

وہ چاہیں گے ان کے پروردگار کے پاس (موجود ہے) یہی نیکوکاروں کا بدلہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ

اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ

ان سے سب سے بڑی برائی دے جو انہوں نے کی اور جو عمل (بھی) وہ کیا کرتے تھے اس کے عوض میں انہیں سب

الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۴۰ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ وَ

سے اچھا بدلہ دے کیا اپنے بندے کو اللہ تعالیٰ کافی نہیں ہے حالانکہ

يُخَوِّفُونَكَ بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۚ وَمَنْ يُضِلَّ اللَّهُ فَمَا لَهُ

وہ تمہیں ان سے ڈراتے ہیں سہ جو اس کے سوا ہیں اور جس پر اللہ تعالیٰ کما ہی کا کم لگا دیتا ہے پھر اسے

مِنْ هَادٍ ۝۴۱ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ مُّضِلٍّ أَلَيْسَ اللَّهُ

ہدایت کرنے والا کوئی نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ منزل مقصود پر پہنچاتا ہے پھر اسے جھٹکانے والا کوئی نہیں کیا اللہ تعالیٰ

بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝۴۲ وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

زبردست انتقام لینے والا نہیں اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا

وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

کیا وہ ضرور نہیں گئے کہ اللہ تعالیٰ نے (اے رسول) کہہ دیا تو کیا تم نے غور کیا کہ جن کو تم اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہو

اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَتُ ضَرِّهِ أَوْ أَرَادَنِي

اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی تکلیف دینے کا ارادہ کرے تو کیا وہ اسکی (بھینچ ہوئی) تکلیف کو دور کر دے ہونگے یا وہ مجھ پر

بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَتُ رَحْمَتِهِ ۚ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ

رحمت (زائل کرنے) کا ارادہ کرے کیا وہ اسکی رحمت کو روک دے ہونگے (اے رسول) کہہ دو مجھے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے اسی پر



۱۔ اذ جاءه :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ تفسیر تہذیبی لکھا ہے

کہ اس آیت مجیدہ میں "الصدق" سے وہ حق مراد

ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے اور

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی ولایت

۲۔ وصدق به :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے اور تفسیر تہذیبی

میں ہے کہ جو سچ لے کر آئے وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جنہوں نے ان کی تصدیق کی

وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں

۳۔ يخوفونك :-

تفسیر صفائی ص ۳۹ پر لکھا ہے کہ ایک شریعت

میں اس کا مطلب یوں آیا ہے کہ قریش نے کہا تھا

کہ آپ کے ہمراہے بتوں کو عیب لگانے کی وجہ

سے تمہیں لوگ آپ کو فاجر العقل کہہ دیں

اور تفسیر تہذیبی میں اس کا مطلب یہ لکھا ہے

کہ وہ لوگ کہتے تھے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

آپ ہمیں علی ابن ابی طالب (علیہ السلام) سے

معاف رکھئے (یعنی ان کو تم پر تسلط نہ کیجئے اور غلبہ

نہ بنائیے) اور ڈراتے تھے کہ وہ کفار سے مل جائیں

گئے

يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٢٨﴾ قُلْ يَقَوْمِ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ

پھر وہ کہہ دو کہ تم لوگو! اپنے مقام پر رہو۔ (اے رسول! کہہ دو: اے میری قوم! تم اپنی جگہ غسل کئے جاؤ)

إِنِّي عَامِلٌ فَمَا تَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَ

میں (مجھے) عمل کرنے والا ہوں۔ پھر عنقریب تم معلوم کر لو گے۔ کہ کس پر وہ عذاب آتا ہے جو اسے رسوا کرے، اور

يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ﴿٣٠﴾ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَلَيْكَ الْكِتَابَ

اس پر قائم رہنے والا عذاب (مجھے) نازل ہوتا ہے۔ یقیناً ہم نے تم پر لوگوں کیلئے یہ کتاب برحق نازل

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمِنْ أُهُتْدَىٰ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا

کی۔ پس جو ہدایت پا گیا تو اس کے اپنے نفس کیلئے، اور جو ہٹک گیا تو اسوا کے نہیں

يَضِلُّ عَلَيْهَا وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ﴿٣١﴾ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ

کہ اسکا وبال اسی پر ہوگا، اور تو ان پر نگہبان نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نفسوں کو ان کی موت کے وقت تک

حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فِيمِضَاتِ اللَّيْلِ قُتِلَىٰ

پورا پورا لے لیتا ہے، اور جو نہیں مری اس کو اس کی نیند میں (پورا پورا لے لیتا ہے) پس جس پر موت کا حکم جاری

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى إِنَّ فِي ذَلِكَ

ہو گیا اسے روک لیتا ہے، اور دوسرے کو مقرر مدت کیلئے بھیج دیتا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں

لَايَةٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٣٢﴾ أَمَّا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ

کیلئے جو غور کرتے ہیں ضرورت سے نشانیاں ہیں۔ کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اور سفارشی اختیار کر لئے۔

قُلْ أَوْلُوا كَانُوا لَا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا يَعْقِلُونَ ﴿٣٣﴾ قُلْ لِلَّهِ

(اے رسول! کہہ دو کہ کیا اگرچہ وہ کچھ بھی ملکیت نہ رکھتے ہوں اور عقل سے کام نہ لیتے ہوں (تو بھی) (اے رسول! کہہ دو کہ سب

الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ثُمَّ إِلَيْهِ

سفارش اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اسی کے لئے آسمان اور زمین کی ملکیت ہے۔ پھر تم سب سب کی طرف

تُرْجَعُونَ ﴿٣٤﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ

لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس وقت واحد اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا گیا تو جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں،

لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا

ان کے دل نفرت کرنے لگے۔ اور جب ان (بتوں) کا ذکر کیا گیا جو اس کے سوا ہیں، تو اس وقت

لہ اللہ یتوفی الانفس :-

تفسیر قرآنی حلقہ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ بدنوں سے نفسوں کو اس طرح قبض کر لیتا ہے کہ اس سے تعلق منقطع ہو جاتا ہے۔ اور صرف جاتا رہتا ہے کیا ظاہری اور کیا باطنی۔ اور یہ کیفیت موت کے وقت ہوتی ہے، یا صرف ظاہری تعلق منقطع ہوتا ہے اور باطنی رہ جاتا ہے، جبکہ نیند کی حالت ہو۔ پھر جن پر موت وارد ہو جاتی ہے، ان کے نفسوں کو ان کے بدنوں کی طرف واپس نہیں بھیجتا۔ اور سونے والوں کو جب وہ جاگتے ہیں ان کے نفس واپس بھیج دیتا ہے، جو ان میں ان کی موت کے وقت تک رہتے ہیں۔

اور تفسیر غیاثی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر شخص کے سونے کے وقت اس کا نفس آسمان کی طرف چڑھ جاتا ہے۔ اور اس کی روح اس کے بدن میں باقی رہتی ہے۔ اور دونوں کے درمیان ایسا رشتہ باقی رہتا ہے جیسا کہ سورج اور اس کی شعاع میں۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ نے اس کی روح قبض کرنے کا اذن ہے دیا تو روح نفس کی دعوت قبول کر لیتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ روح کی واپسی کا اذن ہے دیتا ہے تو نفس روح کی دعوت مان لیتا ہے، اور پلٹ آتا ہے۔ اور وہی اللہ تعالیٰ کا قول ہے :- اللہ یتوفی الانفس حیث یتوقا الخ۔ پس جو کچھ نفس آسمانوں میں عالم ملکوت میں دیکھتا ہے، اس کی تاویل ہو سکتی ہے۔ اور جو کچھ وہ آسمان اور زمین کے درمیان دیکھتا ہے وہ شیطان کے تخیلات ہوتے ہیں۔ ان کی کوئی تاویل نہیں ہو سکتی۔

هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۳۵﴾ قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو اے اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے

عِلْمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا

پچھے اور کھلے کو جاننے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۶﴾ وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ

وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ اور اگر ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ظلم کیا زمین میں جو کچھ ہے یہ سب

جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَاؤُا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

ہو، اور اسی کی مانند اس کے ساتھ اور بھی، سو تو قیامت کے دن عذاب کی سختی کے مقابلہ میں وہ ان سب کو ضرور بطور

الْقِيَمَةِ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿۳۷﴾

فدیہ سے دیکھتے۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ظاہر ہو گا جس کا وہ گمان بھی نہ کیا کرتے تھے۔

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ

اور جو کچھ انہوں نے کمایا ہو گا اس کی بُرائیاں ان کیلئے ظاہر ہوں گی اور انہیں وہی (عذاب) گھیرے گا جس کے ساتھ

يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۳۸﴾ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا

وہ ہنستا کیا کرتے تھے۔ پھر جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچی اُس نے ہمیں پکارا۔ پھر جب ہم نے اسے

خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ بَلْ هِيَ

اپنی طرف سے کوئی نعمت عطیہ کی (تو) وہ بولا کہ اسوا اس کے نہیں کہ یہ تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ملی ہے (ایسا نہیں ہے)

فِتْنَةٌ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ

بلکہ یہ تو آزمائش ہے، لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ یقیناً ان لوگوں نے جو ان سے پہلے ایسا ہی کیا

قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۴۰﴾ فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ

ہے، پس جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے ان کے کام نہ آیا۔ پس جو کچھ انہوں نے کمایا اُس کی بُرائیاں

مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا

ان کو پہنچ گئیں۔ اور ان لوگوں میں سے جنہوں نے ظلم کیا جو کچھ انہوں نے کمایا اُس کی بُرائیاں عنقریب انہیں پہنچ

كَسَبُوا وَمَا لَهُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿۴۱﴾ أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ

جائیں گی۔ اور وہ نہیں عاجز کر سکیں گے۔ کیا انہوں نے نہیں جانا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس کیلئے چاہتا ہے

لہر قل یعبادی :-

تفسیر صفائی منہ پر بخوانہ تفسیر قلمی لکھا ہے کہ یہ آیت خاص طور پر شیعیان علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔



اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یعبادی الخ قرار رکھا ہے۔ پھر فرمایا: خدا کی قسم! اس آیت میں اس نے تمہارے سوا کسی اور کا ارادہ نہیں کیا ہے۔

معانی الاخبار اور تفسیر قلمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت خاص طور پر اولادِ فاطمہ الزہرا صلوات اللہ علیہا کے شیعوں کے بارے میں نازل فرمائی۔

المحسن میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قتیبہ ابراہیم علیہ السلام پر تمہارے سوا کوئی قائم نہیں ہے، اور تمہارے سوا کسی عمل قبول نہ کئے جائیں گے۔ اور تمہارے سوا کسی کے گناہ نہ بخشے جائیں گے۔

اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے کہ یعبادی الذین الخ سے زیادہ وسعت والی اور کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ دنیا و آخرت میں اس آیت سے بڑھ کر مجھے کچھ محبوب نہیں ہے :-

ان تقول نفس :-

تفسیر صفائی منہ پر بحوالہ المحاسن امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ حسرت کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے عدل کے اوصاف بیان کئے، پھر اس کی مخالفت کی۔ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان تقول نفس :-

اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ "جناب اللہ" جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد ان کے اوصیاء میں سے ہر وہ جو اس بلند مقام پر فائز ہو جاتی کہ یہ امر ان کے آخر کو پہنچے (یعنی قائم آل محمد علیہ السلام کو۔ اللہ تعالیٰ عجل فرجہ و سہل مخرجہ)۔

الاحمال اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جناب اللہ ہم آئمہ و علیہم السلام ہیں۔ اور المناقب میں انہی حضرت جناب علی علیہ السلام ہیں اور وہی قیامت کے دن مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہوں گے۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ "جناب اللہ" میں ہوں۔ اور احتجاج طبرسی میں انہی حضرت سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اللہ جل جلالہ نے کھول کھول کر بیان کرنے اور اثباتِ حجت کے لئے اپنے اس قول سے جو اس نے اپنے اوصیاء اور اولیاء کے بارے میں فرمایا، زیادہ توضیح کی ہے اور وہ قول یہ ہے :- ان تقول نفس :- اس سے غرض اپنے خلیفہ کی تعریف کر کے اس کی قرب منزلت کا ظاہر کرنا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم یہ کہا کرتے ہو کہ فلاں شخص فلاں شخص کے پیلوں سے بیٹھنے والا ہے۔ اور اس کے غرض یہ

یہاں کے تمام علماء کے اور اس کے انبیاء و پیغمبر اسلام کے باقی حلقہ میں

الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ

رزق کثادہ کرتا ہے، اور کم بھی کر دیتا ہے۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو ایمان لاتے ہیں منور

يَوْمُنُونَ ۝ قُلْ يَعْبادِي الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ

بہت نشانیاں ہیں۔ (اے رسول!) کہہ دو کہ اے میرے بندو! سلہ جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذَّنُوبَ جَمِيعًا

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب گناہوں کو بخش دے گا۔

إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلُمُوا

یقیناً وہ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور تم اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور بشتہ

لَهُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ ۝

اس کے کہ تمہیں عذاب آئے اس کے فرما بردار رہو۔ (ورنہ) پھر تم مدد نہیں دیتے جاؤ گے۔

وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ

اور اس بہترین (قرآن) کی پیروی کرو جو تمہاری طرف تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا، پیشتر اس کے

يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ أَنْ تَقُولَ

کہ تمہیں عذاب اچانک آئے، اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔ کہ کوئی نفس یہ

نَفْسٌ يَحْسُرُنِي عَلَىٰ مَا ظَلَمْتُ فِي حَنْبِ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ

کہہ دے کہ ہائے افسوس اس کی پیروی میں نے جناب اللہ کے بارے میں کی، اور میں یقیناً ہلکی سی گناہ

لِإِنَّ السَّخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ

والوں میں سے تھا۔ یا (نفس یہ) کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے منزل مقصود تک پہنچا دیتا تو ضرور میں پرہیزگاروں میں

الْمُتَّقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً

سے ہوتا۔ یا وہ (میرے) کہے جبکہ وہ عذاب دیکھے، اگر میرے لئے لوٹ جانا ہوتا

فَأَكُونُ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ بَلَىٰ قَدْ جَاءَ تِلْكَ آيَتِي فَكَذَّبْتُ بِهَا

تو میں نیکو کاروں میں سے ہوتا۔ (اللہ تعالیٰ کہے گا) ہاں یقیناً میری آیتیں تیرے پاس آئیں، پھر تو نے ان کو جھٹلایا

وَأَسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيَمَةِ تَرَى

اور تو نے تکبر کیا، اور تو کافروں میں سے ہو گیا۔ اور اے رسول! تو قیامت کے دن ان لوگوں کو دیکھ

نزل

اللہ تعالیٰ سے اور ان کے والدِ بزرگوار سے اور ان کے فرزند امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں وارد ہے کہ "جناب اللہ" جناب علی علیہ السلام ہیں اور وہی قیامت کے دن مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی محبت ہوں گے۔ اور جناب امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ "جناب اللہ" میں ہوں۔ اور احتجاج طبرسی میں انہی حضرت سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ اللہ جل جلالہ نے کھول کھول کر بیان کرنے اور اثباتِ حجت کے لئے اپنے اس قول سے جو اس نے اپنے اوصیاء اور اولیاء کے بارے میں فرمایا، زیادہ توضیح کی ہے اور وہ قول یہ ہے :- ان تقول نفس :- اس سے غرض اپنے خلیفہ کی تعریف کر کے اس کی قرب منزلت کا ظاہر کرنا ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم یہ کہا کرتے ہو کہ فلاں شخص فلاں شخص کے پیلوں سے بیٹھنے والا ہے۔ اور اس کے غرض یہ

الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ

جنہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا دوزخ میں جہنم کرنے والوں کا

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

مٹھکا نہ نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ڈرتے رہے ان کو بامراد نجات دے گا۔

لَا يَسَّرُ لَهُمُ السُّوءَ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

نہ تو انہیں کوئی تکلیف چھوٹے گی اور نہ ہی وہ غم کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اسی کے لئے ہیں۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ قُلْ أَغْيَرُ

اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کیا، وہی نقصان اٹھائیں گے۔ (اے رسول) کہہ دو اے پیغمبر! کیا تم

اللَّهُ تَأْمُرُونَنِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ

مجھے حکم دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی عبادت کروں۔ اور یقیناً تیری طرف اور ان لوگوں

وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ قُلْ أَغْيَرُ

کی طرف جو تم سے پہلے حقے وحی کی گئی، کہ اگر تم نے شرک کیا ہے تو ضرور تمہارے عمل منافع ہو جائیں گے۔ اور

لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهُ فَاعِلٌ وَكُنْ مِنَ الشَّاكِرِينَ ۝

تم ضرور نقصان اٹھائے والوں میں سے بن جاؤ گے۔ بلکہ تم پھر اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ۔

وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۝ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ

اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسا کہ حق ہے اس کی قدر نہ کیا، اور قیامت کے دن ساری زمین اسی کے قبضہ میں

الْقِيَمَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۝ سُبْحَنَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

ہوگی۔ اور آسمان اس کے سامنے ہاتھ (قدرت و قوت) میں لپیٹے ہوئے ہونگے۔ پاک و بلند ہرگز وہ ان چیزوں کی جگہ نہ لے سکا

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ

شرک پہنچتے ہیں۔ اور صُور میں پھونکا جائیگا۔ پھر جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے، بیہوش ہو کر مر جائیگا۔

إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ ۝ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ

سوائے اسکے جسے اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر دوسری بار اس میں پھونکا جائیگا۔ پھر وہ یکایک سب کھڑے ہو کر

إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ ۝ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ

اور تفسیر صفائی ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ ۱۔ لا من شاء الله :- تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان روایت کی گئی ہے

کہ اس سے مراد جبریل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کون

ہیں جن پر صعق وارد نہ ہوگا۔ تو انہوں نے عرض کی یہ شہید ہوں گے جو اپنی تلواریں حمال کئے عرش کے گرد ہوں گے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

اور اس کی زمین پر جو اسکی جنتیں ہیں اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ بدلنے والے اس کی کتاب میں کئی طرح کے احداث کریں گے، اور اس کی جنتوں کے ناموں کو اس میں سے گرا دیں گے۔ اور ان کے امر کو اس کی امت پر ملتبس کر دیں گے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے باطل کو تقویت دیں۔ پس اس نے اس کتاب میں رموز کو قائم کیا، اور ان کے (دشمنوں کے) دلوں اور ان کی بصارتوں کو ایسا اندھا کر دیا کہ انہوں نے ان رموز کو چھوڑ دیا۔

حاشیہ صفحہ ۲۲

لہ مسوودۃ :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر صفائی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو امام نہ ہو لیکن دعویٰ کرے کہ وہ امام ہے۔ پوچھا گیا کہ اگرچہ وہ علوی فاطمی (اولاد علی و فاطمہ) ہی ہو آپ نے فرمایا کہ بیشک اگرچہ وہ علوی فاطمی ہی ہو۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں بھی اسی کی مثل وارد ہے

لہ لئن اشوکت :-

تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر صفائی کہ اس آیت میں خطاب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن مراد آپ کی امت ہے ایسے ہی مواقع کے متعلق امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلعم کو آیات اعنی و اسمعی یا جارة (میرے نمنے کا مقصد تو تجھ سے ہے، اور پڑوسن تو سنتی رہے کے ساتھ مبعوث فرمایا اور دلیل اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے بل اللہ فاعبد و کن من الشاکرین۔ (ترجمہ نمین میں دیکھیں) حالانکہ خوب جانتا تھا کہ اس کا نبی اس کی عبادت کرتا ہے۔ اور اس کا شکر کرتا رہتا ہے۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عبادت کا حکم دیا تو محض آیت کی امت کی تادیب کیلئے ہے۔

لہ فصعق :-

وہ بیہوش ہو کر گر پڑا، وہ مر گیا۔ (سمیع) صعق جس کے معنی گرج کے صدمہ سے بیہوش ہونے اور مرجانے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واعد مذکر غائب۔ (الفات القرآن لعمانی جلد ۲ ص ۲۵)

اور تفسیر صفائی ص ۳۳ پر لکھا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مردہ ہو کر گر پڑیں گے۔ ۱۔ لا من شاء الله :- تفسیر صفائی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان روایت کی گئی ہے کہ اس سے مراد جبریل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا کہ وہ کون ہیں جن پر صعق وارد نہ ہوگا۔ تو انہوں نے عرض کی یہ شہید ہوں گے جو اپنی تلواریں حمال کئے عرش کے گرد ہوں گے۔

يَنْظُرُونَ ﴿٦٨﴾ وَاشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُورِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتَابُ

دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے رب کی نور سے چمک اٹھے گی۔ اور کتاب رکھ دی جائے گی۔

وَجَاءُ بِالنَّبِيِّينَ وَالشُّهَدَاءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُم بِالْحَقِّ وَهُمْ

اور نبیوں اور گواہوں کو لایا جائے گا، اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور وہ

لَا يُظْلَمُونَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا

ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور ہر نفس کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو اس نے کیا یا ہوگا۔ اور جو کچھ کرتے ہیں

يَفْعَلُونَ ﴿٧٠﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ

اللہ تعالیٰ غوب جاتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو کافر ہو گئے جہنم کی طرف ایک غول بنا کر لایا جائے گا۔ یہاں تک کہ

إِذَا جَاءُوهَا فَتَحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

جب وہ آئے پاس آئیں گے اس کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، اور ان کے نگہبان انہیں کہیں گے کیا تمہارے پاس

رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ

رسول ہیں سے ہی رسول نہیں آئے تھے جو تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے، اور اس دن کی حضور سے

يَوْمَكُمْ هَذَا ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَىٰ

تمہیں ڈراتے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں! لیکن کائناتوں پر عذاب کا کلمہ سچ ہو کر

الْكَافِرِينَ ﴿٧١﴾ قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ

رہا۔ (ان سے) کہا جائے گا کہ تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ پس بیکار کرنے

مَتَّوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٢﴾ وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَىٰ الْجَنَّةِ

دالوں کا ٹھکانہ بہت بڑا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو اپنے رب سے ڈرتے رہے، بہشت کی طرف غول بنا کر بھیجا

زُمَرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

جائے گا۔ یہاں تک کہ جب وہ آئے پاس آئیں گے اور ان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور ان سے ان کے نگہبان کہیں گے

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ

تم پر سلامتی ہو تم پاکیزہ ہوئے۔ سلامتی تم پر ہے۔ اور تمہاری جگہ ہمیشہ رہنے والے ہو کر داخل ہو جاؤ۔ اور تمہیں کہیں گے ہر تم کی حمد اللہ تعالیٰ

الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَهُ وَأَوْرَثْنَا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ

جس نے ہم سے سچا وعدہ کیا اور ہمیں جنت کی زمین کا وارث کر دیا۔

لہ بنور رہا۔

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ جس طرح ظلم و ظلمت (اندھیرا) کہتے ہیں۔ اسی طرح جس میں عدل کے ساتھ قیام ہو اسے نور کا نام دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے ذریعہ بقاء کو زینت ہوتی ہے اور حقوق ظاہر ہوتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ ظلم ظلمات

یوم القیامت ہے۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ زمین کمرتی زمین کا امام ہے۔ پوچھا گیا کہ جب آپ خروج فرمائیں گے تو کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا اس وقت لوگوں کو سورج کی روشنی اور چاند کی چاندنی کی ضرورت نہ رہے گی امام کا نور ہی کافی ہوگا۔

اور ارکانہ مفید علیہ الرحمۃ میں انہی حضرت سے مروی ہے کہ جب قائم آل محمد آجائیں گے تو اس وقت زمین اپنے رب کی نور سے چمک اٹھے گی۔ اور لوگ سورج کی روشنی سے بے نیاز ہو جائیں گے اور اندھیرا جاتا رہے گا۔

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر ہے کہ تم گناہوں کی پیدائی پاک ہو گئے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ تمہاری ولادت پاکیزہ ہے، اس لئے کہ جنت میں ہی لوگ داخل ہونگے جن کی ولادت پاکیزہ ہوگی۔

اور ثناء الارض :- تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں "الارض" سے مراد جنت کی زمین ہے۔

حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ۝ وَ تَرَى الْمَلَائِكَةَ

ہم جہاں چاہیں رہیں۔ پس (نیک) عمل کرنے والوں کا اجر کتنا اچھا ہے۔ اور تو فرشتوں کو دیکھنے کا وہ

حَافِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ

عرش کے گرد اگر دیکھنے والے ہوں گے، وہ اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں گے۔ اور

قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائیگا ہر قسم کی حمد سب جہانوں کے پالنے والے اللہ تعالیٰ کیلئے ہو رہی ہے

اٰیٰتُهَا ۝ سُوْرَةُ الْاٰیٰتِ ۝ رُكُوْعَاتُهَا ۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مرد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

حَمْدٌ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۝ غَافِرٍ

حکم ۱۔ اس کتاب کا اتارنا زبردست سب علم رکھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ وہ گناہ

الدَّنْبِ وَقَابِلُ التَّوْبِ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَا إِلَهَ

بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا، سخت عذاب کرنے والا، مہربانی والا ہے۔ کوئی معبود نہیں

إِلَّا هُوَ إِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ۝ مَا يُجَادِلُ فِیْ آیَاتِ اللّٰهِ إِلَّا الَّذِیْنَ

سوائے اس کے، اسی کی طرف بازگشت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا اسے سوائے ان لوگوں

كُفَرًا فَلَا یَغۡرُکَ تَغۡلِبُهُمْ فِی الْبِلَادِ ۝ كَذَبَتْ قَبْلَهُمۡ قُومُ

کے جو کافر ہوئے، پس تمہیں ان کا شہرہ میں چلنا پھرنا دھوکے میں نہ ڈالے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے جھگڑایا

نُوحٍ وَالْاَحۡزَابُ مِنْۢ بَعۡدِهِمْ وَهَمَّتۡ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُولِہِمْ

اور ان کے بعد گروہوں نے بھی حکم اور ہر امت نے اپنے رسول کے بارے میں ارادہ کیا

لِیَاۡخُذُوْہُ وَجَدُوْا بِالْبَاطِلِ لِیُدۡحِضُوْا بِہِ الْحَقَّ فَاَخَذَہُمۡ

کہ اسے پکڑ لیں، اور انھوں نے باطل کے ذریعہ جھگڑا کیا تاکہ اس سے سچائی کو زائل کر دیں۔ پھر میں نے ان کو پکڑ لیا۔

فَکَیۡفَ کَانَ عِقَابِ ۝ وَ کَذٰلِکَ حَقَّتْ کَلِمَتُ رَبِّکَ عَلٰی

پھر میرا عذاب کیسا رہا اور اسی طرح جنھوں نے کفر کیا، اُن پر تیرے پروردگار کا کلمہ سچ ہو کر

۱۔ الحمد للہ رب العالمین :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی الحمید المجید ہیں :-

۲۔ حمد :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے معنی الحمید المجید ہیں :-

۳۔ ما یجادل :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ دین اللہ میں مجاہدہ کرنے والوں پر ستر انبیاء کی زبان سے لعنت کی گئی ہے اور جس نے آیات اللہ میں مجاہدہ کیا اس نے یقیناً کفر کیا۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور آپ ہی سے روایت ہے کہ قرآن میں مجاہدہ کرنا کفر ہے۔

۴۔ الاحزاب :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲ پر ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنھوں نے قوم نوح کے بعد اپنے رسولوں کے برخلاف تخریبی کاروائیاں کیں۔ اور ان سے عداوت رکھی، جیسے عاد اور ثمود :-

الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ

رہا ۔ یقیناً وہ دوزخ والے ہیں ۔ جو فرشتے عرش کو اٹھاتے ہیں ۔

وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ

اور جو اس کے گرد ہیں اُنہیں پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں ، اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ایمان لائے اُن کیلئے

لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ

بخشش طلب کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار تو نے رحمت اور علم میں ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے ۔ پس تو ان

لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ

لوگوں کو بخش دے جنہوں نے توبہ کی ، اور تیرے راستے کی پیروی کی ، انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا ۔

رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدَ اللَّهُ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ

اے ہمارے پروردگار اور تو انہیں عدن کے باغوں میں جنکا تو نے ان سے وعدہ کیا داخل کر اور ان کو بھی داخل کر جو ان

أَبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے نیک ہوئے یقیناً تو بڑی درست برا حکمت والا ہے ۔

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ

اور انہیں برائیوں سے بچا ۔ اور جسے تو نے آج برائیوں سے بچا لیا ، تو یقیناً تو نے اس پر رحم کیا ۔

وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ لَمَقَدْ

اور یہی بہت بڑی کامیابی ہے ۔ یقیناً ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا بیکار کر دیا جائے گا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللَّهُ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِلِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ

کی ناراضگی تمہاری اپنی ذات کے ساتھ ناراضگی سے بہت بڑی ہے جبکہ تمہیں ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اے

فَتَكْفُرُونَ ۚ قَالُوا رَبَّنَا آمَنَّا أَثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا أَثْنَتَيْنِ

تو ہم کفر کرتے تھے ۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ، تو نے ہمیں دو دفعہ موت دی اور دو دفعہ زندہ کیا اے

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِنْ سَبِيلٍ ۚ ذَلِكُمْ

پس ہم نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ، تو کیا (ایمان سے) نکلنے کا کوئی راستہ ہے ؟ یہ اس لئے ہے

بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۚ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُوا

کہ یقیناً جب اللہ تعالیٰ کو واحد پکارا گیا تم نے کفر کیا ۔ اور اگر اس کے ساتھ شریک لایا جاتا تو تم ایمان لے ۔

موقف النبی علیہ وسلم

لہ ومن حوله :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۳ سطر ۲ پر حوالہ

تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس آیت میں "الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ" سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے بعد آپ کے اوصیاء علیہم السلام ہیں ۔ اس لئے کہ یہ حاملان علم خدا تعالیٰ ہیں ۔ اور من حوله سے مراد فرشتے ہیں ۔

لہ اٰی الایمان :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۳ پر حوالہ تفسیر قمری منقول

ہے کہ اس آیت میں الایمان سے مراد ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہے ۔

مترجم :- یاد رکھنا چاہیے کہ جنگ خندق میں جب حضرت علی علیہ السلام عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں حسب ارشاد رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے تو آپ نے فرمایا یٰ اَیُّهَا الْاِیْمَانُ کَلِّهِ اِلٰی الْکُفْرِ کَلِّهِ ۔ کہ کل ایمان کل کفر کے مقابلہ میں گیا ہے ۔ اس میں آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو مکمل ایمان یا مجسم ایمان فرمایا تھا ۔ پس اس آیت میں الایمان سے حضرت علی علیہ السلام کی ولایت مراد لینے میں کوئی استعاذہ عقلی نہیں ہے ۔

لہ اٰیبتنا اثنتین :-

تفسیر صفائی ص ۳۳۳ پر حوالہ تفسیر قمری

قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ان لوگوں کا یہ قول زمانہ رجعت میں ہوگا ۔

قول صاحب تفسیر صفائی :- ہو سکتا ہے کہ آپ کی مراد یہ ہو کہ اس آیت میں دو دفعہ بار تحقیق رجعت کیلئے ہو ۔ یا وہ یہ بات رجعت کے زمانہ میں کہیں گے جبکہ دوسری زندگی اور موت قبر میں سوال و جواب کے لئے ہوگی ۔

فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ۝ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ

آتے، پس اب تو بزرگ برتر اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے۔ وہی جو تمہیں اپنی آیتیں دکھاتا ہے۔ اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُنِيبُ ۝ فَادْعُوا

آسمان سے رزق نازل کرتا ہے۔ اور نہیں نصیحت قبول کرتا سوائے اسکے جو رجوع کرتا ہے۔ پس تم اسی کیلئے

اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ رَفِيعُ

عبادت کو فاضل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو بیکارو، اور اگرچہ کافروں کو برا لگے۔ بلند کرنے والا

الدَّارِجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَشَاءُ

درجوں کو عرش والا، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے امر سے روح ڈال

مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ۝ يَوْمَ هُمْ بَرْزُورٌ لَا

وتیل ہے بلکہ تاکہ ملاقات کے دن سے ڈرانے لگے۔ جس دن وہ قبروں میں سے نکل کھڑے ہونگے رانگی

يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ

کوئی چیز اللہ تعالیٰ پر پوشیدہ نہ ہوگی (آواز دی جائے گی) آج کے دن کس کی حکومت ہے (جواب دیا جائیگا) خدا کے واحد

الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ لَا ظُلْمَ

زبردست کی۔ (پھر آواز دی جائے گی) آج کے دن ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا اسکا بدلہ دیا جائیگا۔ آج کے دن ظلم

الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَانْذِرْهُمْ يَوْمَ الْأَرْزَاقِ

نہیں ہوگا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ اور انہیں قریب آنیوالی (قیامت) سے ڈراؤ لگے

إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كَظِيمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حِمٍّ

جبکہ غصہ سے بھرے دل حلقوم کے پاس آجائیں گے۔ ظالموں کیلئے نہ تو کوئی دوست ہوگا نہ

وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ ۝ يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي

اور نہ سفارشی جس کی بات مان لی جائے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) انکھوں کی خیانت کو جانتا ہے۔ اور (اس کو بھی)

الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ

جسے پسینے چھپاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ کرتا ہے۔ اور جن کو یہ (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے

دُونَهُ لَا يَقْضُونَ شَيْءٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝

ہیں۔ وہ کسی چیز کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے۔

۱۔ یعنی الروح:-
تفسیر صفائی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحوالہ تفسیر ترمذی مرقیہ
کہ الروح سے مراد روح القدس ہے۔ اور وہ حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ اطہار میں علیہم السلام
سے مخصوص ہے۔

۲۔ یوم التلاق:-
تفسیر صفائی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحوالہ معانی الاخبار امام
جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر ترمذی کے حوالہ سے
لکھا ہے کہ قیامت کے دن کو یوم التلاق اسلئے
کہا کہ اس دن آسمانوں کے رہنے والے اور زمین کے
رہنے والے آپس میں بالمشافہ ملاقات کریں گے۔

۳۔ الارزاق:-
تفسیر صفائی صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کہ یہ بھی قیامت کا
ایک نام ہے۔ اور ارزاق ازوت سے مشتق ہے
جس کے معنی ہیں قرب۔

۴۔ ما للظالمین:-
تفسیر صفائی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحوالہ التوحید امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب مومن کسی گناہ کا
ارتکاب کرتا ہے تو اس سے اسے سچ پہنچتا ہے
اور وہ اس پر نادم ہوتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو یہ کیلئے نادم ہونا ہی
کافی ہے۔ نیز فرمایا کہ جس شخص کو یہی خوشی پہنچانے
اور بدی کرنا پڑے وہی مومن ہے۔ پس تحقیق جو شخص
ایسے گناہ پر نادم نہیں جسکا اس نے ارتکاب کیا ہے
وہ مومن نہیں ہے۔ اس کی شفاعت بھی نہیں ہوگی۔
اور وہ ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَا لِلظَّالِمِينَ
مِنْ حِمٍّ وَلَا شَفِيعٌ يُطَاعُ ۚ

۵۔ خائنة الاعین:-
تفسیر صفائی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحوالہ معانی الاخبار لکھا
ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کے معنی
دریافت کئے گئے، تو حضرت نے فرمایا کہ کیا تم نے
ایسے شخص کو نہیں دیکھا، جو ایک چیز کی طرف دیکھتا
ہو مگر اس طرح گویا اس کو نہیں دیکھتا، خائنة
الاعین یہی ہے۔



أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ

کیا وہ زمین میں پہلے پھرے نہیں ، پھر وہ دیکھتے کہ ان لوگوں کا انجام کیسا ہوا ، جو

كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَآثَارًا فِي

ان سے پہلے تھے ۔ وہ ان سے قوت میں سخت تھے ، اور زمین میں آثار بھی عسارت

الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ

بنانے میں (بھی) ، پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں انکے گناہوں کے سبب پکڑ لیا ۔ اور ان کیلئے اللہ تعالیٰ (کے عذاب سے بچانے

مِنْ وَاقٍ ۲۱) ذَلِكَ بَأْنَهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

والا کوئی نہ ہوا ۔ یہ اسلئے (ہوا) کہ ان کے پاس اُن کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آیا کرتے تھے ۔

فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۲۲) وَلَقَدْ

پس انہوں نے کفر کیا ، پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے پکڑ لیا ۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سخت عذاب دینے والا ہے ۔ اور یقیناً

أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۲۳) إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَ

ہم نے موسیٰ کو معجزوں اور کھلے غلبہ کے ساتھ فرعون اور ہامان اور فرعون کی طرف بھیجا

هَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سِحْرٌ كَذَّابٌ ۲۴) فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ

پس انہوں نے کہا یہ تو جادوگر بہت جھوٹا ہے ۔ پھر جب وہ ہماری طرف سے حق کے ساتھ

مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَاسْتَحْيُوا

ان کے پاس پہنچا وہ بولے کہ جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے ان سب کے بیٹوں کو قتل کر دو ۔ اور ان کی عورتوں

نِسَاءَهُمْ وَمَا كَيْدُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۲۵) وَقَالَ فِرْعَوْنُ

کو زندہ رہنے دو ۔ اور کافروں کی کوئی تدبیر ایسی نہیں جو ضائع نہ ہوئی ہو ۔ اور فرعون نے کہا

ذَرُونِي أَقْتُلْ مُوسَىٰ وَلْيَدْعُ رَبَّهُ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ

چھوڑ دو مجھے میں موسیٰ کو قتل کروں گا اور اسے چاہئے کہ اپنے پروردگار کو پکارتے ۔ میں یقیناً اس سے ڈرتا ہوں کہ وہ

دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۲۶) وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي

تمہارا دین بدل دے ، یا یہ کہ وہ زمین میں فساد پھیلا دے ۔ اور موسیٰ نے کہا کہ یقیناً میں نے اپنے

عَذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ ۲۷)

پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ مانگ لی ہے ہر تکبر کرنے والے سے جو حساب کے دن ایمان نہیں رکھتا ۔

۱۔ سحر کذاب :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ اس سے ان تینوں یعنی فرعون ، ہامان اور قارون کی مسراد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی :-

۲۔ قاتلوا :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ تھا کہ جو سلوک تم بنی اسرائیل کے ساتھ پہلے کیا کرتے تھے اسے دہرانا شروع کر دو ۔ تاکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پشت پناہی سے رک جائیں :-

۳۔ اقتل موسیٰ :-

تفسیر صفائی ص ۲۳ پر ہے کہ فرعون نے اپنی جلالت کا ہر کرنے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت کی طرف سے پرجہی ثابت کرنے کے لئے ایسا کہا :-

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کے کہنے کی وجہ یہ تھی کہ فرعون کے درباری اسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل سے روکتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شخص قوی نہیں ہے جس سے تمہیں خوف ہے ۔ یہ تو ایک جادوگر ہے اور اگر یہ قتل کر دیا گیا تو گمان کیا جائے گا کہ تم اپنی محنت پیش کرنے سے عاجز رہ گئے ۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ فرعون نہایت سفاک تھا ۔ اس کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ تلاش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اسے یقین تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں ، اسلئے انہیں قتل کرنے سے خوف کھاتا تھا ۔ یا یہ گمان کرتا تھا کہ اگر میں نے ایسا کرنا چاہا تو ان کے قتل پر قادر ہو سکوں گا ۔

۴۔ اعلیٰ الشرائع میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا کہ فرعون کو حضرت موسیٰ کے قتل کرنے سے کونسی چیز مانع تھی ؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ کی قوت ، اور یہ بات کہ انبیاء اور اولاد انبیاء کو ولد الزنا کے سوا کوئی قتل نہیں کرتا :-



وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ

اور فرعون کے خاندان سے ایک مومن مرد نے کہا کہ

أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

کیا تم اس مرد کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے پروردگار سے

مِّنْ رَبِّكُمْ وَإِنْ نَّيْكَ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا

کھائی دلیلیں لیکر آیا ہے۔ اور اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اسی پر رہا، اور اگر وہ سچا ہے تو

يُصِيبُكُم بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ

جس چیز کا وہ تم سے وعدہ کرتا ہے اس کا کچھ حصہ ضرور تم پر پڑے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والے بہت بھولنے کو

مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ۚ يَقُومُ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَهْرَيْنِ فِي

منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ اے میری قوم آج کے دن حکومت تمہاری ہے، تم زمین میں

الْأَرْضُ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا قَالَ

غالب ہو۔ پھر اگر اللہ تعالیٰ کا عذاب ہم پر آجائے تو ہمیں اس سے (بچانے کیلئے) ہماری مدد کون کریگا۔ فرعون نے

فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ

کہا کہ میں تمہیں وہی راستے دیتا ہوں جسے میں درست سمجھتا ہوں، اور میں تمہیں بھلائی کی راہ کی طرف ہی ہدایت

الرَّشَادِ ۚ وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَوْمَئِذٍ أَخَافُ عَلَيْكُمْ

کرتا ہوں۔ اور وہ شخص جو ایمان لایا بولا اے میری قوم! میں تم پر پریشان ہوں جیسے عذاب کے آنے

مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۚ مِثْلَ دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ

(سے) خوف کھاتا ہوں۔ مثل عادت قوم نوح اور عباد اور ثمود کے،

وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ وَمَا اللَّهُ بِرِيدٍ ظَلْمًا لِلْعِبَادِ ۚ

اور ان لوگوں کے جو ان سے بعد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ بندوں کی ظلم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔

وَيَقُومُ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۚ يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مُدْبِرِينَ

اور اے میری قوم میں یقیناً تمہاری نسبت اس دن سے ڈرتا ہوں جبکہ ایک دوسرے کو نہا کر گئے سہ جہت تم و گھوٹا ہو کر لوٹ جاؤ گے۔

مَا لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ

تمہیں اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچاؤ والا کوئی نہ ہوگا۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم لگا دیتا ہے، پھر اسے ہدایت کرنے والا

۱۔ رجل مؤمن من آل فرعون :-

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ بیہود اخبار الزملاء
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ وہ مرد مومن
فرعون کا مومن زاد بھائی تھا۔

تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول
ہے کہ وہ فرعون کے خزانوں کا مالک تھا اور اس نے
چھ سو برس اپنا ایمان پوشیدہ رکھا اور وہ قریبی ہے
جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ
مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ الخ ۝

۲۔ یکتہ ایمانہ :-

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ اس نے چھ سو سال تک اپنا ایمان چھپائے رکھا۔
(تقیہ اسی کا نام ہے)۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے منقول ہے کہ تقیہ میرے دین اور میرے آباؤ
ابداد کے دین کا ایک حصہ ہے اور جو تقیہ کا منکر
ہے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ تقیہ
زمین میں اللہ تعالیٰ کی ڈھال ہے۔ اس لئے کہ اگر
مومن آل فرعون نے اس کا یعنی اسلام کا اظہار کر دیا
ہوتا تو وہ ضرور قتل کر دیا جاتا ۝
۳۔ یوم التناد :-

تفسیر صفائی ص ۱۱۱ پر ہے کہ اس سے مراد
وہ دن ہے جس دن ایک دوسرے کو آواز دے گا۔
معانی الاخبار میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے مروی ہے کہ یوم التناد سے وہ دن مراد ہے
جس دن جہنم والے جنتیوں کو پکار کر کہیں گے۔
افيضوا علينا من الماء او متارنا فكم الله
(پ۔ الاعراف ۷) ترجمہ :- تمہارا سا پانی اور
جو رزق اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا ہے، اس میں سے
کچھ ہم پر بھی ڈال دو ۝

هَادٍ ۳۲) وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زِلْتُمْ

کوئی نہیں۔ اور یقیناً پہلے تمہارے پاس یوسف واضح دلیلوں کے ساتھ آیا ہے۔ پس جو کچھ لے کر

فِي شَكٍّ مِمَّا جَاءَكُمْ بِهِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا هَلَكَ قُلُوبُكُمْ لَنْ

وہ تمہارے پاس آیا تم اس سے شک ہی میں ہے۔ تاہم جب وہ مر گیا تم نے کہا یا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بعد ہرگز

تَبَعَتْهُ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ هُوَ

کوئی رسول مبعوث نہیں کرے گا۔ جو حد سے نکلنے والا شک کرنے والا ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ اسی طرح

مُضِرٌّ مُرْتَابٌ ۚ ۳۳) الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ

کمزوری کا علم لگا دیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے بارے میں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی

سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَعِنْدَ الَّذِينَ آمَنُوا

دلیل آئی ہو جھگڑتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ان لوگوں کے نزدیک جو ایمان لائے ہیں یہ بات بہت ہی ناپسندیدہ

كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ قَلْبٍ مُتَكِبٍّ جَبَّارٌ ۚ ۳۴) وَقَالَ

اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے سرکش کے دل پر سیاہ لگا دیتا ہے۔ اور فرعون

فِرْعَوْنُ يَهَامُنُ ابْنَ لِي صِرْحًا لَعَلِّي أَبْلُغَ الْأَسْبَابَ ۚ ۳۵)

نے کہا اے ہمان میرے لئے ایک عالیشان عمارت بناؤ، تاکہ میں فرعیوں تک پہنچ جاؤں۔

أَسْبَابَ السَّمَوَاتِ فَاطَّلَعَ إِلَىٰ إِلَهِ مُوسَىٰ وَإِنِّي لَأَظُنُّهُ

(یعنی) آسمانوں کے فرعیوں (تک) پھر میں موسیٰ کے معبود کی طرف جھانکوں، اور میں یقیناً اسے جھوٹا ٹھان

كَاذِبًا ۖ وَكَذَلِكَ نُفِرُّ فِرْعَوْنَ سُوًّا عَلَيْهِ وَصَدَّ عَنِ

کرتا ہوں۔ اور اسی طرح فرعون کیلئے اسکے بُرے عمل زینت پا گئے، اور وہ سیدھی راہ سے

السَّبِيلِ ۖ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۚ ۳۶) وَقَالَ الَّذِي

روک دیا گیا۔ اور فرعون کی تدبیر تباهی ہی میں تھی۔ اور اس شخص نے جو ایمان

أَمَّنْ يَقَوْمٍ اتَّبَعُونَ أَهْدَاكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۚ ۳۷) يَقَوْمٍ إِنَّمَا

لایا کہا، اے میری قوم تم میری پیروی کرو، میں تمہیں بھلائی کی راستہ کی طرف ہدایت کروں گا۔ اے میری قوم ہاں لوگ نہیں

هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاءٌ ۚ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۚ ۳۸)

کر یہ دنیا کی زندگی صرف (مقہور) اسلئے فائدہ ہے۔ اور یقیناً آخرت ہی تو (ہمیشہ) ٹھہرنے کا گھر ہے۔

۱۔ یوسف من قبل :-

تفسیر قبانی ص ۳۳ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے
جس میں یہ بھی ہے کہ ان حضرت سے دریافت
کیا گیا کہ کیا حضرت یوسف علیہ السلام نبی رسول
تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تو یہ نہیں جانتا
کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- لَقَدْ جَاءَكَ يُوسُفُ
مَنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ ۚ

۶۱۰

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا

جس نے برا عمل کیا، پس وہ اسی کی مثل بدل دیا جائے گا۔ اور جس نے نیک عمل کیا،

مَنْ ذَكَرَ أَوْ أَنْتَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ

وہ مرد ہو یا عورت، اور وہ مؤمن بھی ہو۔ پس یہی لوگ جنت میں داخل ہوں گے، جس

يَرْزُقُونَ فِيهَا بَغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَقُومُ مَالِي أَدْعُوكُمْ إِلَى النَّجْوَى

میں ان کو بے حساب روزی دی جائے گی۔ اور میری قوم! مجھے کیا ہوا ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلاتا

وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَاشْرِكُ بِهِ

ہوں، اور تم مجھے مومن کی طرف بلاتے ہو۔ تم مجھے بلاتے ہو تاکہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کروں، اور اس کے ساتھ اس پر

مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَأَنَا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْغَفَّارِ ۝ لَا

کو شریک بنائوں، جسکی (خدا کی) بابت مجھے کچھ علم نہیں، اور میں تمہیں جسے بڑی رحمت بہت بخشنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا

جَرَمَ أَنَا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا

ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ اسوا اس کے نہیں کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اس کیلئے دُنویا میں کوئی بلادہ ہے، اور نہ ہی

فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنَّ الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ

آخرت میں، اور یقیناً ہماری بازگشت اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں ہے، اور یقیناً حد سے نکلتے والے مومن کی آگ فاسے

النَّارِ ۝ فَتَذَكَّرُونَ مَا أَقُولُ لَكُمْ وَأَفِئْضُ أَمْرِي إِلَى اللَّهِ

ہیں۔ پھر جو کچھ میں تمہیں کہتا ہوں اسے جلدی ہی یاد کرو گے، اور میں اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کو سونپتا ہوں۔

إِنَّ اللَّهَ بِصِيرٍ بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَّهُ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوا

یقیناً اللہ تعالیٰ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر انہیں اللہ تعالیٰ نے ان تدبیروں کی باتوں سے جو وہ کرتے تھے بچایا

وَحَاقَ بِالْفِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

اور فرعون کے خاندان کو عذاب کی سختی نے گھیر لیا۔ آگ ان پر صبح و شام پیش کی جاتی

عُدْوًا وَعَشِيًّا ۝ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۝ تَدْخُلُوا آلَ فِرْعَوْنَ

ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا کہ) فرعون کے خاندان کو سخت عذاب

أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَإِذْ يَتَحَاوُونَ فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضَّعَفَاءُ

میں داخل کرو۔ اور جب وہ دوزخ کی آگ میں جھجکا کریں گے تو کمزور اُنہیں کہیں گے کہ

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ احتجاج طبرسی ۱۱۱

جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث منقول

ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حزقیل تھے خلاف مشنوں

نے فرعون کو اطلاع دی کہ وہ اس کی مخالفت کی دعوت

دیتا ہے اور اس کو ضرر پہنچانے کیلئے اس کے دشمنوں

کو مدد دیتا ہے۔ چنانچہ فرعون نے حزقیل اور ان لوگوں

کو ایک ہی وقت میں اپنے سامنے حاضر کیا۔ اور ان کی

طرف سے سوال ہوا کہ کیا تم فرعون کے بت

ہونے کے منکر ہو۔ اور کفران نعمت کرتے

ہو؟ حزقیل نے پوچھا: اے بادشاہ! کیا کبھی

مجھ پر تجھوت کا الزام قائم ہوا ہے؟ فرعون

نے کہا کہ نہیں؛ حزقیل نے کہا کہ اب لوگوں

سے پوچھو کہ ان کا رب کون ہے؟ ان لوگوں

نے کہا: یہی فرعون؛ پھر ان سے دریافت

کیا کہ ان کا خالق کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فرعون۔

پھر پوچھا تمہارا رازق کون ہے؟ جو تمہاری معیشت

کا تکفیل ہے۔ اور تم سے ہر قسم کی تکلیف کو دور کرنے

والا ہے؟ انہوں نے کہا یہی فرعون۔ حزقیل نے

کہا اے فرعون! اس وقت میں خود تمہیں اور ان سب

کو جو اس وقت تمہارے پاس حاضر ہیں گواہ کر کے کہتا

ہوں کہ جو ان کا رب ہے وہی میرا رب ہے، اور جو

ان کا خالق ہے وہی میرا خالق ہے، اور جو ان کا رازق

ہے وہی میرا رازق ہے، اور جو ان کے امور معیشت کی

اصلاح کرنے والا ہے وہی میرے امور معیشت کی

اصلاح کرنے والا ہے۔ میرا رب۔ میرا خالق۔ میرا

رازق۔ ان کے رب، ان کے خالق، ان کے رازق

کے علاوہ نہیں ہے۔ اور میں خود تمہیں اور ان سب

کو جو تیرے پاس حاضر ہیں گواہ کرتا ہوں کہ سوائے ان کے

رب اور ان کے خالق اور ان کے رازق کے اور جو کوئی

رب اور خالق اور رازق ہو اس سے بڑی ہوں۔

حزقیل یہ کہہ رہے تھے کہ ان کا رب تو اللہ تعالیٰ ہی

ہے وہی میرا رب ہے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ جس کو

یہ اپنا رب کہتے ہیں وہ میرا رب ہے۔ پس یہ مطلب

فرعون اور اس کے درباریوں پر مخفی رہا۔ اور وہ یہی

گمان کرتے رہے کہ یہ فرعون ہی کو اپنا رب۔ خالق اور رازق

جاتا ہے۔ یہ سن کر فرعون نے کہا: اے مجھے لوگو! اور

میرے ملک میں فساد کے طلب کرنے والو! تم میرے

اور میرے چچا زاد بھائی اور قوت بازو کے درمیان فتنہ

چاہنے والے ہو۔ تم میری سزا کے مستوجب ہو گئے۔

اسیے کہ تم نے میرے امور میں فساد ڈالنا اور میرے

چچا زاد بھائی کو ہلاک کرنا یا باجو میرا قوت بازو ہے۔ پس اس نے میخیں شنگائیں۔ پھر ایک ایک میخ ہر ایک کی پینڈلیوں میں اور ایک ایک میخ ہر ایک کے سینے میں ٹھکوا دی۔ پھر آگے

والوں کو ہلا کر مکہ دیا تو انہوں نے ان کے بدنوں سے گوشت کو کاٹ ڈالا۔ یہی وہ واقعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَوَقَّهَ اللَّهُ سَيِّئَاتٍ مَّا مَكْرُوا

اس بنا پر حزقیل کھائی تھی کہ حزقیل کو ہلاک کرادیں اور نتیجہ یہ ہوا۔ حاق بال فرعون سوء العذاب جس سے مراد یہی میخیں ٹھوکا جانا اور ان کے بدنوں سے گوشت کا کاٹنا ہوا ہے۔

لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَمَا كُنَّا مُعْتَبَرِينَ

جہنوں نے تکبر کیا ہے (کہ) یقیناً ہم تمہارے پیرو کار تھے۔ پھر کیا تم آگ کا کچھ حصہ ہم سے کفایت

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ۚ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ

کرنے والے ہو۔ جن لوگوں نے تکبر کیا وہ (جواب) میں کہیں گے کہ یقیناً ہم سب

فِيهَا لَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ فِي

اسی میں ہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے بندوں کے درمیان فیصلہ کیا ہے۔ اور جو لوگ دوزخ کی آگ میں ہوں گے

النَّارِ لِحِزْنَةٍ جَهَنَّمَ اَدْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

جہنم کے گھیبانوں سے کہیں گے کہ تم اپنے پروردگار سے دعا کرو، کہ ایک دن ہم سے کچھ عذاب

الْعَذَابِ ۚ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا

بلکہ کہتے۔ وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول واضح دلیلیں لے کر نہ آئے رہے۔ وہ کہیں گے

بَلَىٰ قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دْعُوا الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۚ

ہاں! وہ کہیں گے پھر انہیں پکارو۔ اور کافروں کی کوئی پکار ایسی نہیں جو ضلالت نہ ہوئی ہو۔

إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ

یقیناً ہم اپنے رسولوں کی ضرورت مدد کریں گے اور ان لوگوں کی بھی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں۔ اور جس دن کو یہی

يَقُومُ الشَّهَادَةُ ۚ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظَّالِمِينَ مَعَذَرَتُهُمْ وَ

دینے والے کھڑے ہوں گے۔ جس دن ظالموں کو ان کی معذرت اور کچھ مٹا نہ دے گی۔ اور

لَهُمُ الْعَذَابُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۚ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدٰى

ان کیلئے لعنت ہوگی۔ اور ان کیلئے آخرت کے گھر کی سختی ہوگی۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی۔

وَاَوْثَقْنَا بِبَنِي إِسْرٰءِيلَ الْكِتٰبَ ۚ هُدٰى وَذِكْرٰى

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا۔ جو صاحبان عقل کیلئے ہدایت اور

لِأُولٰٓئِكَ الْاَلْبَابُ ۚ فَاَصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ

نصیحت ہے۔ پس تو صبر کر، یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ اور اپنے اور کے ہوئے

لِذَنْبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاُبْكَارِ ۚ

اتمام کو دعا کرنے کی دعا مانگ سہ اور من و محلے رات تک اور صبح اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ سبج کیا کر۔

۱۔ استکبروا :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ مصباح المتبہد، جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا ایک خطبہ منقول ہے جو آپ نے غدیر خم کے دن فرمایا تھا۔ اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی تھی۔ انا نجلہ یہ بھی فرمایا تھا کہ کیا تم جانتے ہو استکبار کیا ہے۔ پھر فرمایا کہ جس کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہو اس کی اطاعت کا چھوڑ دینا اور جس کی متابعت پر مامور کئے گئے ہوں اس کے مقابلہ میں بڑائی چاہنا۔ اور قرآن مجید ایسے بہت سے لوگوں کی خیر دیتا ہے :-

۲۔ انا لنصرہ :-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی طرف سے یہ نصرت رجعت میں ہوگی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ بہت انبیاء کی دنیا میں نصرت نہ کی گئی۔ اور وہ قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کے بعد ائمہ علیہم السلام بھی قتل کر دیئے گئے۔ اور ان کی نصرت نہیں کی گئی۔ تو یہ رجعت میں ہی ہوگا :-

۳۔ لذنبک :-

ذنب کے معنی اور تشریح ص ۲۴ پر زیر حاشیہ ملے کر دی گئی ہے۔ وہاں ملاحظہ فرمائی جائے :-

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَاهُمْ

یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جوائن کے پاس آئی ہو، مجھ گرتے رہتے ہیں۔

إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ إِلَّا كِبْرُ مَا هُمْ بِبَالِغِيَةٍ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ

ان کے سینوں میں سوائے مجھ کے کچھ نہیں۔ حالانکہ وہ اس (بڑائی) تک پہنچنے والے نہیں۔ پس تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝۵۶ لَخَلَقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

یقیناً وہ سب کی سنتے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ ضرور آسمانوں اور زمین کی پیدائش لوگوں کے پیدا

أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝۵۷

کرنے سے بہت بڑی ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَى وَالْبَصِيرُ ۝۵۸ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

اور نہیں برابر ہوتے اندھا اور دیکھنے والا۔ اور جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے

الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُسِيءُ ۝۵۹ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ۝۶۰

نیک عمل کئے۔ اور نہ بدی کرنے والا۔ تم بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو۔ یقیناً

السَّاعَةَ لَا تَبْهَتُهُ لَأَرْبَابٍ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

قیامت ضرور آنے والی ہے۔ اس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں

يُؤْمِنُونَ ۝۶۱ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۝۶۲ إِنَّ

لا تے ہیں۔ اور تمہارے پروردگار نے کہا کہ مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ یقیناً

الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ

جو لوگ میری عبادت سے منکبت کرتے ہیں، عنقریب وہ جہنم میں داخل ہو کر داخل

دُخْرَيْنَ ۝۶۳ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْيَلَّ لَتَسْكُنُوا فِيهِ

ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں سکون حاصل کرو۔

وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۝۶۴ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ

اور دن کو دکھانے والا (بنایا) یقیناً اللہ تعالیٰ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن

أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝۶۵ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

اکثر لوگ شکر نہیں کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ تمہارا پروردگار ہر چیز کا پیدا

۱۔ استعجب لکم :-

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۴ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ اس کے مراد دعا مانگنا ہے اور افضل عبادت نما ہے۔

اور انہی حضرت سے پوچھا گیا کہ کونسی عبادت افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات سے افضل کوئی چیز نہیں ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور جو کچھ ان کے پاس ہو وہ بھی طلب کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس شخص سے بدترین کوئی نہیں جو اس کی عبادت سے منکبت کرے۔ اور اس سے اس چیز کا سوال نہ کرے جو اس کے پاس ہو۔

اور صحیفہ سجادیہ میں اس آیت کے ذکر کرنے کے بعد ہے کہ تمہاری دعا کو عبادت کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کے ترک کرنے کو مجھتر۔ اور اس کے ترک کرنے پر جہنم میں ذلیل و خوار کر کے داخل کرنے کا وعدہ دیا گیا ہے +



كُلُّ شَيْءٍ مَّالًا إِلَّا هُوَ ۚ فَإِنِّي تُوفِّكُون ۖ كَذٰلِكَ

کرنے والا ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں۔ پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔ اسی طرح وہ

يُوفِّكَ الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۖ اللَّهُ الَّذِي

لوگ اُسے پھرے جاتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَ السَّمَاءَ بِنَاءً ۚ وَصَوَّرَكُمُ

جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار گاہ بنایا، اور آسمان کو چھت بنایا ہے اور تمہاری صورتیں بنائیں

فَاحْسَنَ صُورَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۚ ذٰلِكُمْ اللَّهُ

تو تمہاری صورتوں کو سب سے اچھا بنا دیا ہے اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا۔ یہی اللہ تعالیٰ تمہارا

رَبُّكُمْ ۚ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۖ هُوَ الْحَيُّ لَا إِلَهَ

پروردگار ہے۔ پس تمام جہانوں کا یار اللہ تعالیٰ برکت والا ہے۔ وہ زندہ ہے سوائے اس کے کوئی معبود

إِلَّا هُوَ ۚ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

نہیں ہے پس تم دین کو اسی کیلئے خالص کرتے ہوئے اُسے پکارو۔ ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جو تمام جہانوں

الْعَالَمِينَ ۖ قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ

کا پروردگار ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً میں منع کیا گیا ہوں کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ تعالیٰ کے

مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي ۚ وَأُهِرْتُ

سوا پکارتے ہو۔ جبکہ میرے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے واضح دلیلیں آچکی ہیں۔ اور میں کم دیا گیا ہوں

أَنْ أُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۖ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

کہ میں تمام جہانوں کے پروردگار کے حضور میں ہی گردن جھکاؤں۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے

تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ

پیدا کیا۔ پھر نطفہ سے، پھر لوتھڑے سے، پھر وہ تمہیں بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے

طِفْلًا ثُمَّ لَتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ثُمَّ لَتَكُونُوا شُيُوخًا وَ

نکا ہے۔ پھر (بعض کو زندہ رکھتا ہے) تاکہ تم اپنے زور جوانی کو پہنچ جاؤ، پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور

مِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّى مِنْ قَبْلٍ وَلَتَبْلُغُوا أَجْلًا مُّسَمًّى وَ

تم میں سے بعض کو پہلے ہی پورا پورا لے لیا جاتا ہے۔ اور (بعض کو زندہ رکھنا سلتے ہوئے) تاکہ تم ایک مقررہ مدت تک پہنچو۔ اور

۱۔ بناء :-

چھت، عمارت۔ جو چیز بنائی جائے بناء کہلاتی ہے۔ (لغات القرآن لغات جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

۲۔ فاحسن صوركم :- تفسیر صفاتی ص ۲۲۶ پر ہے کہ حسن صورت یہ ہے کہ اُس نے تمہیں موزوں قد و قامت والا کھلے چہرے والا۔ مناسب اعضا والا پیدا کیا۔ تاکہ تم صنعت کاری کر سکو۔ اور کمالات حاصل کر سکو۔

۳۔ الا هو :-

تفسیر صفاتی ص ۲۲۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی اس کی ذات اور صفات میں اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔

۴۔ الحمد لله رب العالمين :- تفسیر صفاتی ص ۲۲۶ پر مجموعہ تفسیر فی الام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ تم سے جب کوئی لا الہ الا اللہ کہے۔ پس اسے چاہئے کہ الحمد لله رب العالمین بھی کہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :- هو الحق الخ ۶

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿۶۸﴾ هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ فَإِذَا قُضِيَ

تاکر تم عقل سے کا لو۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو زندہ رکھتا ہے اور مارتا بھی ہے۔ پس جس وقت اس نے امر

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۶۹﴾ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ

جاری کر دیا تو اسوا اسکے نہیں کہ وہ اسے مولا کہتا ہے، پھر وہ مولا جاتا ہے۔ (اے رسول) کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا

يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنِّي يُصْرَفُونَ ﴿۷۰﴾ الَّذِينَ كَذَبُوا

جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔ وہ کہاں پھرے جاتے ہیں۔ جن لوگوں نے جھٹلایا

بِالْكِتَابِ وَمِمَّا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۷۱﴾

کتاب کو، اور ان چیزوں کو جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسولوں کو بھیجا۔ پس وہ جلد ہی جان لیں گے۔

إِذَا الْأَغْصَانُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ يُسْحَبُونَ ﴿۷۲﴾ فِي

جبکہ ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں، وہ کھولتے ہوئے پانی میں گھسیٹے

الْحَبْلُوهُ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿۷۳﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا

جائیں گے، پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ پھر انہیں کہا جلتے گا کہ کہاں ہیں وہ جنہیں

كُنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿۷۴﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَلْ

تم اللہ تعالیٰ کے سوا شریک کیا کرتے تھے۔ وہ کہیں گے وہ ہم سے کم ہو گئے، بلکہ

لَمْ نَكُنْ نَدْعُوا مِنْ قَبْلُ شَيْئًا كَذَلِكَ يَضِلُّ اللَّهُ

ہم تو پہلے ہی سے کسی کو یہ کارا ہی نہ کرتے تھے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کافروں کو مفلوب

الْكُفْرَيْنِ ﴿۷۵﴾ ذَلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

کرفے گا لہ۔ یہ اسلئے ہے کہ تم زمین میں ناحق شے بھگھارا

الْحَقِّ وَمِمَّا كُنْتُمْ تَمُرَّحُونَ ﴿۷۶﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

کرتے تھے۔ اور اسلئے کہ تم اترایا کرتے تھے۔ تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ

خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوًى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۷۷﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو، پس تکبر کرنے والوں کا ٹھکانہ کیا ہی بُرا ہے۔ پس تو صبر کر، یقیناً

وَعَدَ اللَّهُ حَقًّا قَامًا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعْدُهُمْ أَوْ

اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پس جو وعدہ ہم ان سے کرتے ہیں۔ اگر ہم اس میں سے کچھ تمہیں دکھلا دیں، یا

معاذ اللہ

لہ الکفرین ۱۔

تفسیر مہمانی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر
علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام کافرین بھی رکھا ہے اور
مشرک بھی۔ اس لئے کہ انہوں نے کتاب کو جھٹلایا
حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ہاتھ کتاب بھی
بھیجی ہے۔ اور تاویل کتاب بھی پس جس نے اس
کی کتاب کو جھٹلایا، یا جس نے تاویل کتاب کو جو اللہ
تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ بھیجی ہے جھٹلایا۔
پس وہ مشرک بھی ہے اور کافر بھی ۛ

نَتَوَقِّفُكَ فَإِلَيْنَا يَرْجِعُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ

پہلے ہم پورا پورا لے لیں، پھر وہ ہمارے حضور میں لوٹائے جائیں گے۔ اور یقیناً ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول بھیجے۔

قَبْلِكَ مِنْهُمْ مِّنْ قَصَصِنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ

ان میں سے بعض کا قصہ ہم نے تجھ سے بیان کر دیا۔ اور ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا قصہ

نَقْصُصْ عَلَيْكَ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا

ہم نے تجھ سے بیان نہیں کیا۔ اور کسی رسول کو یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی نشانی

بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَيْرُ

لائے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا حکم آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اس وقت

هَٰذَا لَكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۴۱﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ

باطل والے گھائے ہیں یہ جانیں گے۔ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے تمہارے لئے جو جانور پیدا کئے۔

لِتَرْكَبُوا مِنْهَا وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۴۲﴾ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَ

تاکہ ان میں سے بعض پر تم سوار ہو اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں فائدہ ہے۔ اور

لِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى

تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اس حاجت کو پہنچو جو تمہارے سینوں میں ہے۔ اور ان پر اور کشتیوں پر

الْفُلْكِ تَحْمَلُونُ ﴿۴۳﴾ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۖ فَآتَىٰ آيَاتِ اللَّهِ

تم سوار کئے جاتے ہو۔ اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے۔ پھر تم اللہ تعالیٰ کی کئی آیتوں کا

تُشْكِرُونَ ﴿۴۴﴾ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ

انکار کرتے ہو۔ پھر کیا وہ زمین میں چلے پھرے نہیں! پھر وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۖ كَانُوا أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَ

پہلے تھے، ان کا انجام کیسا بُرا۔ وہ ان سے (تعداد میں) زیادہ تھے، اور

أَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَّا

توت میں سخت، اور زمین میں تاریخی عمارتیں بنانے میں (بھی سخت تھے)۔ پھر جو کچھ وہ کماتے رہے تھے

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۴۵﴾ فَلَمَّا جَاءَ تَهُم رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا

اس نے ان سے کچھ کفایت نہ کی۔ پس جب ان کے پاس ہمارے رسول واضح دلیلوں کے ساتھ آئے تو جو کچھ

مَآثِرُ

۱۔ ولقد ارسلنا۔

تفسیر قرآنی مسئلہ پر بحوالہ تفہیم القرآن
معصومین علیہم السلام سے منقول ہے کہ نبیوں
کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار (۱۲۴۰۰۰) ہے۔

۲۔ لم نقصص عليك۔

تفسیر قرآنی مسئلہ پر بحوالہ تفہیم القرآن
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ
اللہ تعالیٰ نے ایک ہی ملک سو ڈان میں بھیجا تھا اس
کا قصہ ہم سے بیان نہیں کیا۔

تفسیر صافی ص ۳۳ پر مکتوبہ عیون اخبار الرضا
منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ اللہ
تعالیٰ نے فرعون کو کیوں عرق کیا۔ حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ
پر ایمان لے آیا تھا، اور اُس نے اُس کی توحید کا اقرار
کر لیا تھا۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ عذاب کو دیکھنے
کے بعد ایمان لایا تھا۔ اور عذاب دیکھنے کے بعد جو
ایمان لایا جائے وہ مقبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ
فیصلہ پہلوں کے لئے بھی تھا اور کھیلوں کیلئے بھی۔
چنانچہ وہ ارشاد فرماتا ہے: فلما راوا باسنا... الخ
اور کافی میں ہے کہ متوکل عباسی کے پاس ایک
عیسائی مرد لایا گیا، جس نے مسلمان عورت کے ساتھ
زنا کیا تھا۔ پس اُس نے اس پر مدعی کرنا
جائی۔ تو وہ مسلمان ہو گیا۔ تب کہا گیا کہ اس
تھے ایمان نے اُس کے شرک اور فعل بد کو مٹا
کر دیا۔ بعضوں نے کہا کہ اسے تین حدیں
لگنا چاہئیں۔ اور اُس کے علاوہ کچھ اور
بھی کہا گیا۔ آخر متوکل نے امام علی نقی علیہ
السلام کے پاس کسی کو بھیج کر مسئلہ دریافت کیا پس
آپ نے لکھا کہ اُسے اس قدر بیٹھا جائے کہ وہ مر جائے
تو لوگوں نے اُس کا انکار کیا اور کہا کہ یہ بات ایسی ہے
کہ اس کے بارے میں نہ تو خدا کی کتاب بولتی ہے، اور
نہ اُس کے متعلق کچھ سنت رسول میں پایا جاتا ہے۔
چنانچہ دوبارہ آپ سے اس کی وضاحت طلب کی
گئی۔ پس آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم الترحیم
لکھنے کے بعد بھی دونوں آئیں لکھ کر بھیج دیں، تو
متوکل نے حکم دیا تو اُسے اس قدر بیٹھا گیا کہ وہ مر
گیا۔
۱۵ عر بیتا۔

راغب الصفہانی نے مفردات القرآن میں
لفظ عربی کے حسب ذیل معانی سپرد قلم سر لائے
ہیں:-

(۱) المصفع یعنی وہ شخص جو فصاحت اور صفائی کے
ساتھ اظہارِ بزم کر سکے۔

(۲) الفصیح البین من الکلام، یعنی

وہ کلام جو فصیح اور صاف ہو۔ چنانچہ آیات

ذیل میں تعبیری سے بھی مراد ہے۔

قرآن عر بیتا۔ بلسان عربی مبین۔

فصلت الیتہ قد انا عر بیتا

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴، ص ۶۱)

بِمَا عِنْدَهُم مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ

علم میں سے ان کے پاس تھا وہ اس پر غور و خوض ہوئے اور جس (عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑا رہے تھے، اس نے

یَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴۲﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا قَالُوا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ

ان کو کھیر لیا۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا کہنے لگے ہم واحد اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے،

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۴۳﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ

اور ہم نے ان چیزوں سے جن سے ہم شرک کر رہے تھے انکار کر دیا۔ پس جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا لیا

اٰیْمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَاسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتٰی قَدْ خَلَتْ

ان کے ایمان نے ان کو فائدہ نہ دیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے جو یقیناً اس کے بندوں میں

فِی عِبَادِهِ وَخَسِرَ هٰذَا لِكَ الْكَافِرُونَ ﴿۴۴﴾

گذر چکی ہے۔ اور اس وقت کافروں ہی کے نقصان اٹھایا۔

اٰیٰتہا ۵۲ سُوْرَةُ حَمِ السَّجْدَةِ بِکِتٰبِ رُکُوْعَاتِهَا ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

حَمْدٌ ۱ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۲ کِتٰبٌ فَصِّلَتْ

حَمْدُ اس کتاب کی اتارنا نہایت مہربان بہت رحم کرنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ اس کی آئیں جدا جدا کی گئی

اٰیٰتُہٗ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۳ بَشِیْرًا وَنَذِیْرًا

ہیں، ان لوگوں کیلئے جو جانتے ہیں یہ قرآن فصیح اور صاف کلام ہے ۴ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا۔

فَاَعْرَضَ اَکْثَرُهُمْ فَهَمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۴ وَقَالُوا قُلُوْبُنَا فِی

پھر ان میں سے اکثر نے منہ پھیر لیا، پس وہ نہیں سنتے۔ اور انہوں نے کہہ دیا کہ جس کی طرف ہمیں ٹوہلاتا

اٰکِنَّہٗ مِمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْہِ وَفِیْ اٰذَانِنَا وَقُرْ وَّمِنْ بَیْنِنَا

ہے، اس سے ہمارے دل پڑے ہیں، اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے، اور ہمارے درمیان

وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَ ۵ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ

اور تمہارے درمیان پردہ ہے، پس تو عمل کر یقیناً ہم بھی عمل کر رہے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو اسوا اسکے نہیں کہیں

مَثَلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أَنسَاءِ الْهَكْمِ إِلَهُ وَاحِدٌ فَاسْتَقِيمُوا إِلَيْهِ

تمہاری مثل بشریوں سے میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ یقیناً تمہارا معبود واحد معبود ہے پس تم اسی کی طرف سیدھا راستہ اختیار

وَاسْتَغْفِرُوهُ وَوَيْلٌ لِلشَّارِكِينَ ۝ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ

کئے رہو۔ اور اسی سے بخشش چاہو۔ اور مشرکوں کیلئے افسوس ہے۔ جو زکوٰۃ نہیں دیتے

الزَّكَاةَ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

ہیں۔ اور وہ آخرت کے بھی انکار کرنے والے ہیں۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ قُلْ أَبِئْكُمْ

اور انہوں نے نیک عمل کئے، اُن کیلئے اجر بغیر احسان ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم

لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ

اس سے کفر کرتے ہو جس نے زمین کو دو وقتوں میں پیدا کیا ہے اور تم اس کے لئے

لَهُ أُنْدَادًا ۚ ذَٰلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِي

مشرک ٹھہراتے ہو۔ تو وہی تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اس نے اس میں اس کے اوپر

مِنْ فَوْقِهَا وَبَرَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ

برجیل پہاڑ بنا دیئے اور اس میں برکت دی۔ اور اس نے اس کی خوراکوں کا اندازہ چار وقتوں میں کیا

أَيَّامٍ سَوَاءٍ لِّلسَّائِلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ

۲۵ جو سب سوال کرنے والوں کیلئے برابر ہیں۔ پھر اُس نے آسمان کی طرف قصد کیا۔ در آنجا ایک

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا ۚ

وہ دھواں تھا۔ پس اُس نے اُسے اور زمین کو کہا کہ تم دونوں آؤ خوشی سے یا کراہت سے۔

قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ۝ فَقَضَهُنَّ سَبْعَ سِنَوَاتٍ فِي

ان دونوں نے کہا ہم اپنی خوشی سے کیا ماننے والے ہو کر آئے ہیں پھر اس نے انہیں دو وقتوں میں سات آسمان

يَوْمَيْنِ وَأَوْخَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا ۚ وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ

بنا ڈالا۔ اور ہر ایک آسمان میں اس نے اپنا حکم وحی کر دیا۔ اور ہم نے دنیا کے آسمان کو (ستاروں)

الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ۚ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ

چراغوں سے زینت دی۔ اور اس کی حفاظت (یعنی کی)۔ نیز ہر دست سب کچھ جاننے والے کا اندازہ

۱۵ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ :-

اس کی مکمل بحث سابق قرآن ہذا کے صفحہ ۳۹۴ پر زیر جا مشیہ ۳ کی جا چکی ہے۔ وہاں سے ملاحظہ فرمائی جائے :-

۲۵ فی یومین :-

تفسیر تہافتی صفحہ ۳۴ پر بحوالہ تفسیر تہافتی لکھا ہے کہ اس آیت میں جو لفظ یومین آیا ہے۔ اس سے مراد دو وقت ہیں۔ ایک خلقت کی ابتدا کا وقت اور ایک اُس کی تکمیل کا :-

مترجم :- اس کی تشریح ذیل میں

درج ہے :-

۲۵ آیات :-

دن ۱۰ اوقات۔ یوم کی جمع۔

یوم سے عموماً طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کا وقت مراد ہوتا ہے۔ اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں ستائے آیات کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ بعضوں نے اُن سے چھ اوقات مراد لئے ہیں۔ اور بعض نے چھ دن۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ اس وقت زمین و آسمان۔ چاند سورج وغیرہ ہی کہاں جو یہ دن ہوتے۔

(فتح القدیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۵)

پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی۔ (الغات القرآن لغمانی جلد ۳ صفحہ ۳۱۲) :-

۲۵ طائِعین :-

فرمانبردار۔ اپنی خوشی سے کیا ماننے والے۔ طَوْع سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ طائِع کی جمع بحالت نصب وجر۔

(الغات القرآن لغمانی جلد ۳ صفحہ ۳۱۲)

تفسیر تہافتی صفحہ ۳۴ پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں اپنی قدرت کی تاثیر اور ان دونوں کے اس تاثیر کو ذاتی طور پر قبول کرنے کو مثالاً بیان فرمایا ہے کہ اس کی جانب سے حکم ہوتا ہے اور وہ اطاعت کا اظہار کرتے ہیں۔ جیسے مکن فیکون۔ یا یہ کلام باطنی نور کا تھا، جس میں نہ آواز ہوتی ہے اور نہ حرف :-

الْعَلِيْمُ ۝۳۰ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صَاعِقَةً مِّثْلَ

ہے۔ پس اگر انھوں نے منہ پھیر لیا۔ تو کہہ دو کہ میں نے تمہیں ویسی ہی بجلی سے ڈرایا ہے جیسی بجلی

صَاعِقَةٍ عَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝۳۱ اِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ مِنْ بَيْنِ

عاد اور ثمود کی قوم پر گری تھی۔ جبکہ ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے ان کے پاس

اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهُ قَالُوْا

رسول آئے، کہ تم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ انھوں نے کہا

لَوْ شَاءَ رَبُّنَا لَانْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَا اُرْسِلْتُمْ بِهِ

اگر ہمارے رب کا چاہتا البتہ فرشتوں کو نازل کرتا، پس جس چیز کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو یقیناً اس کا انکار

كُفِرُوْنَ ۝۳۲ فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کفر کیا۔ پس عادیات عادی، تو انھوں نے زمین میں ناحق تکبر کیا، اور

وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِمَّنَا قُوَّةً ۚ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

کہنے لگے کون ہم سے قوت میں سخت ہے۔ کیا انھوں نے غور نہیں کیا، یقیناً اللہ تعالیٰ

الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۚ وَكَانُوْا بِآيٰتِنَا

جس نے انھیں پیدا کیا وہی ان سے قوت میں بہت سخت ہے۔ اور وہ ہمارے آیتوں

يَجْحَدُوْنَ ۝۳۳ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْجًا صَرْصَرًا فِيْ اَيَّامٍ

کا انکار کیا کرتے تھے۔ پس ہم نے ان پر خمس دنوں میں ۱۵ تند ہوا بھیجی ۱۵

نَحْسٰتٍ لِّنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

تاکہ ہم انھیں دنیا کی زندگانی میں خوار کی کے عذاب کا سزہ چکھائیں۔

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝۳۴ وَاَمَّا

اور البتہ آخرت کا عذاب زیادہ رسوا کرنے والا ہوگا۔ اور (وہاں) وہ نہیں دیکھے جائیں گے۔ اور وہی بات

ثَمُوْدَ فَهَدٰىنَهُمْ فَاسْتَحَبُّوْا الْعَدٰى عَلَى الْهُدٰى

ثمود کی، پس ہم نے انھیں ہدایت کی، پھر انھوں نے ہدایت پر اندھ بن کر دوست رکھا۔

فَاَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ بِمَا كَانُوْا

تو ذلت کے عذاب کی بجلی نے انھیں پکڑ لیا۔ یہ سبب اس چیز کے کہ وہ کم سب

۱۵ ریجہ صرصر ۱۵۔

تفسیر قتالی ص ۲۲ پر بحوالہ تفسیر قتی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ صرصر ٹھنڈی ہوا تھی ۱۵

۱۵ ایام نحسات ۱۵۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایام میں سے کچھ

منحوس بھی ہیں اور سعد بھی۔ پس جو لوگ دنوں کی

نحس اور سعادت کے منکر ہیں۔ انھیں اس

آیت سے اور اس قسم کی دوسری آیتوں سے سبق

لینا چاہیے۔ مگر ائمہ علیہم السلام نے امام ہفت

میں سے ہر دن کی نحس اور سعادت کی تفصیل

بتادی ہے ۴

دیکھو رسالہ افتیارات علامہ مجلسی،

يَكْسِبُونَ^{۱۸} وَنَجِّنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ^{۱۹}

کرتے تھے۔ اور ہم نے ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور ڈرتے رہتے تھے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ^{۲۰}

اور جس دن اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ کی طرف اکٹھا کیا جائے گا تو انھیں روک دیا جائے گا۔

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ

یہاں تک کہ جب وہ اُس کے پاس آ پہنچیں گے، تو اُن کے کان، اور ان کی آنکھیں، اور اُن کے

وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^{۲۱} وَقَالُوا لِمَ جُلِدْنَا

چمڑے ان کے خلاف ان (اعمال) کی گواہی دیں گے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور وہ اپنے چمڑوں کو کہیں گے، تم

لَمْ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ

نے ہماری خلاف گواہی کیوں دی۔ وہ کہیں گے ہمیں اسی اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی دی جس نے پہلے

كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ

کو قوت گویائی بخشی۔ اور اُس نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا۔ اور تم سب اسی کی طرف لوٹ

تُرْجَعُونَ^{۲۲} وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ

جاؤ گے۔ اور تم اس (خیال) سے کہ تمہارے کان تمہارے خلاف گواہی دیں گے (اپنے گناہوں کو)

عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ

چھپایا کرتے تھے کہ اور نہ اس (خیال) سے کہ تمہاری آنکھیں (گواہی دیں گی) اور نہ اس (خیال) سے کہ تمہارے چمڑے

وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ^{۲۳}

(گواہی دیں گے)۔ لیکن تم نے گمان کر لیا کہ جو کچھ تم کرتے ہو اس میں سے بہت باتوں کو یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں جانتا۔

وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ

اور تمہارے اس گمان نے کہ جو تم نے اپنے پروردگار کے بارے میں کر لیا، تمہیں غارت کیا۔

فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ^{۲۴} فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالنَّارُ

پھر تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔ پس اگر وہ صبر کریں تو (جہنم کی) آگ اُنکا

مَثْوًى لَّهُمْ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ^{۲۵}

محلکا نہ ہے۔ اور اگر وہ توبہ چاہیں، تو وہ توبہ قبول کئے جانے والوں میں سے نہیں ہیں۔

۱۸ فہم یوزعون :-

تفسیر صفائی مشک پر بحوالہ تفسیر قمری
امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت مجید کے
یہ معنی منقول ہیں کہ اقل آنے والے لوگ
جائیں گے تاکہ تمہیں بھی ان سے آئیں :-
۱۹ تستکبرون :-

تفسیر صفائی مشک پر لکھا ہے کہ ایک قول
کے مطابق اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ تم بدیوں
کے ارتکاب کرنے کے وقت فضیلت ہو جانے
کے خوف سے لوگوں سے توان کو چھپاتے تھے۔ اور
تم نے یہ گمان نہ کیا کہ تمہارے اعضاء ہی تمہارے خلاف
شہادت دیں گے۔ پس تم نے اُن سے نہ چھپایا۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ
تم یہ سمجھ کر کہ خود تمہارے اعضاء تمہارے خلاف گواہی
دیں گے۔ گناہوں سے باز نہ رہے۔ کیونکہ تمہارا یہ
گمان ہی نہ تھا کہ ایسا ہوگا۔ بلکہ تمہارا یہ گمان تھا کہ
جو کچھ تم کرتے ہو اس کے بہت سے حصہ سے اللہ
تعالیٰ ناواقف ہے۔ یہ اس لئے کہ تم اللہ تعالیٰ کی
معرفت ہی نہ رکھتے تھے۔ اسی سے گناہوں کا ارتکاب
تمہیں آسان معلوم ہوتا تھا۔

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور
من لا یخضرہ الفقیہ میں جناب امیر المومنین علیہ السلام
سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جلود کے
معنی ستر اور اندام نہانی کے ہیں :-
۲۰ ذلکم ظنکم :-

تفسیر صفائی مشک پر بحوالہ تفسیر قمری امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے
آخری بندہ جس کو جہنم میں لے جائے گا حکم ہوگا وہ
اودھر اودھر دیکھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ حکم دے گا کہ اسے
واپس لاؤ۔ فرشتے اسے واپس لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ
اسے کہے گا کہ تو نے میری طرف کیوں التفات کیا؟
وہ کہے گا اے میرے پالنے والے! میرا گمان تیری
طرف سے یہ تھا کہ تم ہوگا، اچھا پھر تیرا گمان میری
نسبت کیا تھا، وہ کہے گا: پروردگار! میرا گمان تیری
نسبت یہ تھا کہ تو میرے گناہوں کو بخش دے گا اور
مجھے جنت میں جگہ دے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ حکم دے
گا کہ اے میرے فرشتو! مجھے اپنے عورت و جلال
اور اپنی بند شان اور رفعت مکان کی قسم ہے کہ میرے
اس بندے نے ایک ساعت کیلئے بھی نیک گمان
نہیں کیا۔ اگر ایک ساعت کیلئے بھی نیک گمان
اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نسبت نیک گمان رکھے اور اس کا نیک گمان اُس سے نفع نہ پہنچائے۔ اور یہ
خدا کا قول ہے :- ذلکم ظنکم الذی..... الخ :-

۲۱ لَمْ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي أَنْطَقَ
نے ہماری خلاف گواہی کیوں دی۔ وہ کہیں گے ہمیں اسی اللہ تعالیٰ نے قوت گویائی دی جس نے پہلے
۲۲ تُرْجَعُونَ :-
۲۳ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ :-
۲۴ فَاصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ :-
۲۵ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ :-

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ فَزَيَّنُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

اور ہم نے ان کیلئے ہمیشہ میں مقرر کر دیئے ، پس انھوں نے جو کچھ ان کے آگے ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے

وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ

اسے ان کیلئے زینت دے دی ۔ اور تمام امتوں میں جو جنوں اور انسانوں سے پہلے گذریں ۔ (اللہ تعالیٰ کا)

مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ إِنَّهُمْ كَانُوا

تو سچا ثابت ہوا ، کہ یقیناً وہ نقصان اٹھانے

خُسِرِينَ ۲۵ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا

والے تھے ۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا کیا ، تم اس قرآن کو نہ سنو ، اور

الْقُرْآنِ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَمُونَ ۲۶ فَلَنذِيقَنَّ

راکے پڑھے جانے کے وقت اس میں یک یک کرو تا کہ تم غالب ہو جاؤ ۔ پس جن لوگوں نے کفر کیا

الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ

ہم انھیں ضرور سخت عذاب (کا جزا) دکھائیں گے ۔ اور جو بہت بُرے عمل وہ کیا

أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۲۷ ذَلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ

کرتے تھے ، ہم ضرور انھیں ان کا بدلہ دیں گے ۔ یہ دوزخ کی آگ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں

اللَّهِ النَّارُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءُ رِبَا

کی سزا ہے ۔ ان کیلئے اس میں ہمیشہ رہنے کا گھر ہے ۔ یہ اس کا بدلہ ہے کہ وہ

كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ۲۸ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے ۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ کہیں گے

رَبَّنَا أَرْنَا الَّذِينَ أَضَلَّنَا مِنَ الْجِنَّ وَالْإِنْسِ نَجْعَلُهُمَّا

اے ہمارے پروردگار! ہمیں وہ لوگ دکھا جنھوں نے جنوں اور انسانوں میں سے ہمیں گمراہ کیا ، ہم ان دونوں کو

تَحْتَ أَقْدَامِنَا لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ ۲۹ إِنَّ

اپنے قدموں کے نیچے (روندا) ڈالیں ۔ تاکہ وہ دونوں سبک نیچے والوں میں سے ہو جائیں ۔ یقیناً وہ لوگ

الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ

جنھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے ۔ پھر وہ اس قول پر استقامت ہے ۔ اُن پر فرشتے نازل ہوں گے

۱۵ ثُمَّ اسْتَقَامُوا :-

تفسیر صفائی مشککہ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے آئمہ علیہم السلام کی اطاعت پر قائم رہے ۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ استقامت سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا : خدا کی قسم وہی جس پر تم قائم ہو ۔

تفسیر ترقی میں ہے کہ اس کا مطلب ولایت جناب امیر المؤمنین علیہ السلام پر قائم رہنا ہے ۔

فتح البلاغ میں ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں خدا کے وعدے اور اس کی عہد کے مطابق بات کر رہا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا... الخ ۔ پس اب تم ربنا اللہ کو کہہ چکے ۔ پس اس کی کتاب پر اور اس کے حکم کے رستے پر اور اس کی عبادت کے بہترین طریقے پر استقامت بھی اختیار کرو ۔ پھر نہ تو اس سے منہ ورنہ اس میں بدعت پیدا کرو ۔ اور اس کی مخالفت اختیار کرو ۔ کیونکہ جتنے اس سے الگ ہو جانے والے ہیں ، قیامت کے دن خدا سے اور اُن سے کوئی واسطہ نہ رہے گا ۔

۱۶ تَتَنَزَّلُ :-

تفسیر صفائی مشککہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور تفسیر ترقی میں ہے کہ موت کے قریب فرشتے آتے ہیں اور انھیں وہ خوشخبری سناتے ہیں ۔ جو اس آیت کے درج ہے ۔

البصائر میں ہے کہ کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ فرشتے آپ پر نازل ہوتے ہیں آپ نے فرمایا ہاں ! خدا کی قسم ! وہ ہم پر نازل ہوتے ہیں ۔ بلکہ ہمارے کچھوں پر بھی گھٹکتے ہیں ۔ کیا تو اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں پڑھتا کہ وہ فرماتا ہے : ان الذين قالوا ربنا الله... الخ

عَلَيْهِمُ الْمَلَكَةُ إِلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا

ہوں گے۔ (اور کہیں گے) کہ تم خوف نہ کرو، اور نہ غم کھاؤ، اور تمہیں اس جنت

بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ أَوْلَىٰكُمْ فِي

کی خوشخبری ہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم دنیا کی زندگی میں بھی اور

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهَى

آخرت میں بھی تمہارے دوست ہیں۔ اور جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے اس (جنت) میں تمہارے

أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدْعُونَ ﴿۳۱﴾ نَزَّلًا مِّنْ

لئے (موجود ہے) اور جو کچھ تم مانگو گے اس (جنت) میں تمہارے لئے (موجود ہے)۔ (یہ) ہماری بڑی بخششوں والے بہت

غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۳۲﴾ وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَىٰ

رحم کرنے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے ہے۔ اور بات میں اس شخص سے کون بہتر ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف

اللَّهُ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾

بلایا، اور نیک عمل کئے، اور کہا کہ میں تمنا میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعُ بِالَّتِي

اور نیسیں ہوتی برابر نیکی اور نہ بدی۔ تو (بدی کو) ایسے طریقہ سے

هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ

دور کر دے اور سب سے اچھا ہو۔ پس وہ شخص جس کی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان دشمنی ہے۔ وہ یکایک ایسا ہو جائیگا

كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ

گو یا کدو سرگرم دوست ہوتا ہے۔ اور یہ (بات) نہیں عطا کی جاتی، مگر ان کو جنہوں نے صبر

صَبَرُوا ۚ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ﴿۳۵﴾

کیا۔ اور یہ نہیں عطا کی جاتی، مگر بہت بڑے نصیب والوں کو۔ اور

إِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۚ

اگر شیطان کی طرف سے تجھے کوئی وسوسہ پہنچے لے تو تم اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ لیا کرو۔

إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۶﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَ

یقیناً وہ (سب کی) سنتے والا (سب کچھ) جانتے والا ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے رات اور



۱۔ اِنَّمَا يَنْزَغَنَّكَ
تفسیر صفاتی ص ۲۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے
کہ ظاہر طور پر یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو ہے لیکن مراد اس سے حضرت صلعم کی امت ہے۔

۱۵ اہترت :-

اس نے تروتانہ ہو کر حرکت کی۔ اہترت اسے جس کے معنی جھومنے۔ بل کھانے اور شادابی و تروتازگی کی وجہ سے درخت کے پتے اور حرکت کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۳۲)

۱۶ مرابت :-

وہ بڑھی، وہ پھولی، وہ ابھری۔ (نقصی) ربوعے جس کے معنی بڑھتے پھولنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۳۳)

۱۷ عزیز :-

غالب، زبردست، قوی، گرامی قدر، شاق، دشوار، شاہ مصر و اسکندریہ کا لقب، عزیز سے فیعل کے وزن پر بمعنی فاعل مبالغہ کا صیغہ ہے۔

السجدة واجبة (۱۱)

راغب اصفہانی کہتے ہیں :- عزیز وہ ہے جو غالب ہو مغلوب نہ ہو، ارشاد ہے: هو العزيز الحكيم (وہ زبردست و حکمتوں والا)۔ اور یا ایہا العزیز مستألف (اے عزیز پڑی ہم پر)۔ عز عقی کذا کے معنی شاق اور گراں گزرنے کے ہیں۔ ارشاد ہے: عزیز علیہ ما عندہ (شاق ہے اس پر یہ کہ تم انداز میں پڑو۔ اور عز الشی کے معنی ہیں کیاب ہونا۔ اس معنی میں جس معنی میں کہ یہ مقولہ ہے: کل موجود معلول و کل مفقود مطلوب (ہر موجود چیز سے کیا جاتا ہے، اور ہر مفقود کو تلاش کیا جاتا ہے)۔ اور یہ جوار شاد ہے، انا لکتاب عزیز (بلاشبہ یہ نادر کتاب ہے) یعنی اس کا حصول اور اس جیسی کتاب کا وجود دشوار ہے۔

اور سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس شرح قاسم میں کہتے ہیں :-

عزیز شاہ مصر و اسکندریہ کا بھی لقب ہے، جس طرح سے کہ شاہ حبشہ کو نجاشی اور شاہ روم کو قیصر کہتے ہیں۔ چنانچہ یہ شریفینا یا ایہا العزیز مستألف اہلنا الضمیر (اے عزیز آؤ بی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی میں عزیز کی یہی تفسیر کی گئی ہے۔ نیز عزیز حق تعالیٰ کی صفات اور اس کے اسماء حسنی میں سے ہے۔

زجاج نے اس کے معنی کئے ہیں: ایسا زبردست جس پر کوئی چیز غالب نہ ہو سکے۔

اور دوسرے لوگوں نے ترجمہ کیا ہے: قوی جو

النَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ

دن اور سورج اور چاند میں۔ تم نہ سورج کو سجدہ کرو، اور

وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن

نہ چاند کو، اور اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرو، جس نے ان کو پیدا کیا، اگر

كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۳۸﴾ فَإِنْ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ

تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ پھر اگر وہ تکبر کریں تو تمہارے پروردگار

عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ

کے پاس وہ موجود ہیں۔ تورات اور دن اسی کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں، اور وہ

لَا يَسْمُونَ ﴿۳۹﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَرَى الْأَرْضَ

نہیں بھلتے۔ اور اس کی نشانیوں میں (یہ بھی ہے) کہ یقیناً تو زمین کو دینی رہنے والی

خَاشِعَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَ

دھکتا ہے۔ پھر جب ہم نے اس پر پانی نازل کیا، تو اس نے تروتازہ ہو کر حرکت کی ۱۵ اور

رَبَّتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُجِي الْمَوْتِ إِنَّهُ عَلَى

پھولی ۱۶ یقیناً وہ جس نے اُسے زندہ کیا۔ ضرور مرنے زندہ کرنے والا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۴۰﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا

بے پرواہی پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں الحاد کرتے ہیں

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا أَفَمَنْ يُلْقَى فِي النَّارِ خَيْرٌ

وہ ہم پر چھپے نہیں رہتے۔ پس کیا وہ اچھا جو آگ میں ڈالا جائے گا

أَمْ مَنْ يَأْتِيَ آمِنًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ اعْمَلُوا مَا

یا وہ جو قیامت کے دن امن سے آئے گا۔ عمل کرو جو تم

سِتُّمْ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿۴۱﴾ إِنَّ الَّذِينَ

جہا ہو۔ جو تم کرتے ہو یقیناً وہ دیکھنے والا ہے۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جنہوں

كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ وَإِنَّ لِكُنُوبِهِمْ عَزِيزٌ ﴿۴۲﴾

نے ذکر (قرآن) کا انکار کر دیا، جبکہ وہ ان کے پاس آیا۔ اور یقیناً یہ نادر کتاب سے ہے ۱۷

نزل

ہر شے پر غالب ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عزیز وہ ہے جس کی مثل کوئی نہ ہو۔ اور ارشاد الہی و انہ لکتاب عزیز لایاتہ الباطل من بین یدیدہ و من خلقہ (اور یہ کتاب سے نادر، اس پر جھوٹ کا دخل نہیں، نہ آگے سے اور نہ پیچھے سے) کا مطلب یہ ہے کہ الحاق سے محفوظ اور بالآخر ہے۔ اور یہی کتاب الاسماء والصفات میں ارشاد فرماتے ہیں: یہ صلیبی نے کہا ہے کہ عزیز کے معنی ہیں (اس ذات کے جس تک رسائی نہ ہو سکے، اور نہ کسی نامناسب بات کا عمل و فعل اس پر ممکن ہو) کیونکہ عزیز عربی زبان میں عن ذہ سے مشتق ہے جس کے معنی صلابت یعنی سخت ہونے کے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کو عزیز کہتے کا مطلب یہ ہے اس کے قدیم ہونے کا اعتراف کرنا۔ اس طرح کہ قدرت اور جس قوت کے ساتھ وہ بلا آ رہا ہے، اس میں ذرا بھی تبدیلی کی گنجائش نہیں، جس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کو پاک سمجھنا ان تمام باتوں سے کہ جو مخلوق میں ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ وہ اپنی ذات سے قدیم نہ ہونے کے باعث

جہا ہو۔ جو تم کرتے ہو یقیناً وہ دیکھنے والا ہے۔ یقیناً یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ذکر (قرآن) کا انکار کر دیا، جبکہ وہ ان کے پاس آیا۔ اور یقیناً یہ نادر کتاب سے ہے ۱۷

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ

باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے ، اور نہ اس کے پیچھے سے ۔

تَنْزِيلٍ مِّنْ حَكِيمٍ حَبِيدٍ ۝۳۴ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا

اس کا اتارنا بڑی حکمت والے حمد کے لائق (اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔ مجھے نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ

قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ

سے پہلے رسولوں سے کہا گیا ۔ یقیناً یہ سرپروردگار بخشنے والا ،

وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝۳۵ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَجَبًا

اور دردناک عذاب دینے والا ہے ۔ اور ہم اگر اس قرآن کو عجیب (اور بڑی زبان کا) بناتے ، تو

لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَعْجَبِي ۖ وَعَرَبِي ۖ

یہ کہتے کہ کیوں نہ اس کی آیتیں جدا جدا کی گئیں ۔ کیا عجیبی (اور بڑی زبان والا) اور عربی (فصح اور صاف کلام والا)

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءً ۖ وَالَّذِينَ

برابر ہیں : (اے رسول) کہہ دو کہ وہ ان لوگوں کے لئے ہوا ایمان لائے ہدایت اور شفا ہے ۔ اور جو لوگ ایمان

لَا يُؤْمِنُونَ فِي أَذَانِهِمْ وَقُرْءَانُهُمْ عَنَى

نہیں لائے ان کے کانوں میں بوجھ ہے ، اور وہ (قرآن) ان کے حق میں ناہیسنائی ہے ۔

أُولَٰئِكَ يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝۳۶ وَلَقَدْ آتَيْنَا

یہ لوگ (کانوں میں بوجھ ہونے کی وجہ سے گویا دور کی جگہ سے پکارے جاتے ہیں ۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ

مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتَلَفَ فِيهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ

کو ایک کتاب دی ، پس اس میں اختلاف کیا گیا ۔ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک

سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ ۖ وَإِنَّهُمْ لَفِي

بات پہلے نہ ہونگی ہوتی ، تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا ۔ اور یقیناً وہ اس سے تردد

شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ۝۳۷ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَ

میں ڈالنے والے شک میں ہیں ۔ جس نے نیک عمل کیا پس اس نے اپنی ہی جان کیلئے کیا ۔ اور

مَنْ أَسَاءَ فَعَلِيَهَا ۖ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝۳۸

جس نے بری کی تو اس کا وبال اسی پر ہوگا ۔ اور تیرا پروردگار ستمیوں پر ظلم کرنے والا نہیں ہے ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

عَزَّ يَعْزُ کی عین کے پیش کے ساتھ اس معنی میں آتا ہے ۔ اور بھی اس کے معنی قدرت اور قوت کے ہوتے ہیں ۔ اسلئے عَزَّ يَعْزُ بفتح العین آتا ہے ۔ اور کبھی گرامی قدر ہونے کیلئے آتا ہے ۔ چنانچہ عَزَّ يَعْزُ بکسر العین اسی معنی میں مستعمل ہے ۔ لہذا عزیز کے معنی ہونے ، وہ ذات جس کا کوئی ثانی و شیل نہ ہو ۔

واللہ اعلم

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۴۹۹ تا ۵۰۱)



AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 25 & 26

Page 625 - 676

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ

قیامت (کے آنے) کا علم اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف پھرتا رہتا ہے۔ اور پھلوں میں سے کوئی بھی اپنے غلاف سے نہیں

مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أَنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ

نکلتا، اور نہ نادر میں سے کوئی حاملہ ہوتی ہے۔ اور نہ وہ جلتی ہے، مگر اس کے علم کے ساتھ۔

وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ إِيْنِ شُرَكَاءِي ۖ قَالُوا أَدْثَكَ مَا مِنَّا

اور جس دن وہ انھیں پکارے گا (کہ) کہاں ہیں میرے شریک! وہ کہیں گے کہ ہم نے تجھے کہہ سنایا (کہ) ہم میں سے

مِنْ شَرِيهِدٍ ۚ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ

کوئی گواہی دینے والا نہیں ہے۔ اور جو دعویٰ وہ پہلے کیا کرتے تھے، وہ ان سے جاتا رہا۔

وَذُنُّوا مَا لَهُمْ مِنْ مَّحِيصٍ ۚ لَا يَسْمُرُ الْإِنْسَانُ مِنْ

اور انھوں نے گمان کر لیا کہ ان کے لئے بچانے کی کوئی جگہ نہیں۔ انسان بھلائی مانگنے سے (تو) متکتابی

دُعَاءِ الْخَيْرِ وَإِنْ مَسَّهُ الشَّرُّ فَيُوسِسْ قَنُوطًا ۚ وَلَكِنْ

نہیں۔ اور اگر اسے کوئی تکلیف چھو جائے تو وہ یوسس (اور) نا امید ہو جاتا ہے۔ اور اگر اسے

أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ مَسَّتْهُ لِيَقُولَنَّ

منسبت چھو جانے کے بعد ہم اسے اپنی طرف سے رحمت چکھادیں، تو وہ ضرور کہے گا

هَذَا إِلَىٰ ۖ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ

یہ میرے ہی لئے ہے، اور میں قیامت کو قائم ہونے والی گمان نہیں کرتا۔ اور اگر میں اپنے پروردگار کی طرف سے

رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَىٰ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا

لوٹا یا جاؤں تو یقیناً میرے لئے اس کے پاس ضرور بھلائی ہے۔ پس جن لوگوں نے کفر کیا ہم انھیں ان اعمال سے ضرور

بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۚ وَإِذَا

خبردار کر دیں گے، تو انھوں نے کہئے، اور ہم انھیں ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ اور جب

أَنعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَا بَجَانِبَهُ وَإِذَا مَسَّهُ

ہم نے انسان کو نعمت دی اس نے منہ پھیر لیا، اور اپنے پہلو کو دھڑک لیا۔ اور جب اسے کوئی تکلیف

الشَّرُّ فَيَذَرُ دُعَاءِ عَرِيضٍ ۚ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ

چھو کوئی تو خوب ہی چوری دُعا میں کرنے لگا۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے دیکھا کہ اگر یہ (قرآن) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف

۱۰۸

۱۰ شُرَكَاءِي :-

تفسیر قصانی ص ۲۴۹ پر بحوالہ تفسیر

تحتی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ ہیں جن کی لوگ خدا کے سوا عبادت کیا کرتے تھے :-

۱۱ شَرِيهِدٍ :-

تفسیر قصانی ص ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ

ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی ان کو تیرا شریک گردانتے کی گواہی نہیں دے گا۔ کیونکہ یہاں کی حالت اور زجر و

توبیخ کے سوال و دیکھ کر ہم نے ان سے تبرا کر لیا۔ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم میں سے کسی کو دکھائی نہیں دیتے

کیونکہ وہ ہم سے گم ہو گئے ہیں :-

۱۲ رَجَعْتُ :-

تفسیر قصانی ص ۲۴۹ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ اس کا گمان یہ ہے کہ اگر قیامت قائم ہوئی تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں بھلائی اور عزت

ہوگی۔ کیونکہ اس کے اعتقاد میں جو نعمت اسے دُنیا میں ملی۔ وہ اسے استحقاق کے طور پر ملی۔ اور یہی حق

اسے وہاں حاصل ہوگا :-

۱۳ عَرِيضٍ :-

خوب چوری، عرض سے برون قعیض

صفت مشیہ کا صیغہ جو مبالغہ کے لئے ہے۔

۱۴ رَجَعْتُ :-

عرض وہ ہے جو طول کے خلاف ہے۔ اصل میں تو اس کا استعمال اجسام کے لئے ہی ہونا چاہئے۔

(کیونکہ جسم ہی طول، عرض اور عمق کے ساتھ موسوف ہوتا ہے) لیکن غیر اجسام میں بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔ چنانچہ ارشاد ہے :- فَذَرُوا دُعَاءَ عَرِيضٍ

۱۵ قُلْ :-

(نفات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۸)

مَنْ عِنْدَ اللَّهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهِ مَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِي

سے ہو، پھر تم نے اس کے ساتھ کفر کیا تو اس سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو خود راہ راہ

شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۵۲ سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي

مخالفت میں بڑا دور سے عنقریب ہم انہیں اپنی نشانیاں آفاق میں دکھلا دیں گے۔ اور ان کی اپنی جانوں

أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَّبِعِنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ أَوَلَمْ يَكْفِ

میں بھی تا ایکنان کیلئے ظاہر ہو جائے گا کہ یقیناً یہ حق ہے۔ کیا تمہارا پروردگار (اس بات کے لئے)

بَرِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۵۳ أَلَا إِنَّهُمْ فِي مِرْيَةٍ

کافی نہیں ہے کہ یقیناً وہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ خبردار ہو کہ یقیناً اپنے پروردگار کی حقانیت

مِّنْ لِّقَاءِ رَبِّهِمْ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ ۵۴

سے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔ خبردار ہو کہ یقیناً وہ ہر چیز پر احاطہ کرنے والا ہے۔

آيَاتُهَا ۵۲ سُورَةُ الشُّورَىٰ مَكِّيَّةٌ ۵۳ رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حَمْدٌ ۱ عَسَىٰ ۲ كَذَلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ

حَمْدٌ عَسَىٰ ۲ اسی طرح جزیرہ دست اور حکمت مالا اللہ تعالیٰ تمہاری طرف ہی کرتا ہے۔ اور ان لوگوں کی طرف

قَبْلَكَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۳ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا

(بھی کرتا رہا) جو تجھ سے پہلے تھے۔ اسی کیلئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ

فِي الْأَرْضِ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۴ تَكَادُ السَّمَوَاتُ

زمین میں ہے۔ اور وہ بلند مرتبہ بہت عظمت والا ہے۔ قریب ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے

يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

پھٹ پڑیں، اور فرشتے حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح کرتے ہیں،

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَلَا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَفُورُ

اور جو زمین میں ہیں اُن کیلئے بخشش طلب کرتے ہیں۔ خبردار ہو یقیناً اللہ تعالیٰ وہ بڑا بخشنے والا

۱۔ شقاق :-

مندر مخالفت، مقابلہ، اپنے دوست کی شق چھوڑ کر دوسری شق میں ہونا۔ باب مفاہلت کا مصدر ہے۔

علامہ ابوجیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں :- "شقاق مصدر ہے۔ شقاق کا جس طرح کہ ضارب ضراباً اور خالف خلافاً بولتے ہیں۔ اور اس کے معنی عداوت رکھنے اور مخالفت کرنے کے ہیں۔

اس کی اصل شق سے ہے۔ یعنی یہ ایک شق میں ہو۔ اور وہ ایک شق میں۔ شق طرف کو کہتے ہیں۔ چنانچہ شاعر کہتا ہے : اذما ابکی من خلفها انخرقت له بشق وشق عندنا لعلو يحول

(جب) بچہ اس کی پشت پر سے روتا ہے تو وہ ایک جانب سے اس کی طرف مڑ جاتا ہے اور اس کی ایک طرف ہماری جانب رہتی ہے جو نہیں بدلتی۔ اور بعض نے کہا کہ یہ مشق سے مانوس ہے کیونکہ دونوں میں سے ہر ایک اس چیز کا خواہشمند ہوتا ہے کہ خود دوسرے کو شاق ہو۔

(البحر المحیط، جلد ۱، ص ۳۹۸)

(لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۲۹۳)

۲۔ عَسَىٰ :-

تفسیر قیامی مدنیؒ پر بحوالہ تفسیر قیامی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ حروف اللہ تعالیٰ کے اسم اعظم کے حروف مقطعات میں سے ہیں، جنہیں رسول اور امام ملا تے تو اسم اعظم بن جاتا جس کے ذریعہ سے جو دعاء اللہ تعالیٰ سے مانگی جائے، وہ قبول ہو جاتی ہے۔

الرَّحِيمِ ۝ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ

بہت رحم کرنے والا ہے۔ اور جنہوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کو چھوڑ کر اور سرپرست اختیار کر لئے ہیں، اللہ تعالیٰ

حَفِظٌ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيلٍ ۝ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا

ان پر نگہبان ہے۔ اور تو ان پر داروغہ نہیں ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تمہاری

إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِنُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَنُنْذِرَ

طرف تفسیر کلام قرآن وحی کیا، تاکہ تو مکہ والوں کو ملے اور جو اس کے ارد گرد ہیں ان کو ڈرائے ملے اور جمع ہونے

يَوْمَ الْجُمُعَةِ لَا رَبَّ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۝

کے دن (قیامت) اسے ڈرائے اس میں شک نہیں ہے۔ ایک گروہ جنت میں ہوگا، اور ایک گروہ دوزخ میں۔

وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَكِنْ يَدْخُلُ مَنْ

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو وہ ضرور انہیں ایک ہی امت بنا دیتا ملے لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں

يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ وَالظَّالِمُونَ مَا لَهُمْ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۝

داخل کرتا ہے۔ اور ظالموں کے لئے نہ تو کوئی سرپرست ہے، اور نہ ہی کوئی مدد کرنے والا۔

أَمْ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِي

کیا انہوں نے اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا سرپرست اختیار کر لئے۔ پس اللہ تعالیٰ ہی سرپرست ہے اور ہی مرنے والوں کو زندہ

الْمَوْتِ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ

کرتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس چیز میں تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ

شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ

اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہے۔ وہی اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے۔ اور میں اسی کی طرف

أُنِيبُ ۝ فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ

رجوع کرتا ہوں۔ وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لئے تمہارے ہی نفسوں سے جوڑے

أَزْوَاجًا وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذُرُكُمْ فِيهِ لِيُبَيِّنَ

بنائے، اور جو یا بول میں سے بھی جوڑے بنائے۔ وہ تمہیں اسی میں پھیلاتا ہے۔ کوئی چیز اس کی مانند

كَيْتِلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمَوَاتِ

نہیں ہے، اور سب کی سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ اسی کیلئے آسمانوں اور زمین کی کنجیاں

۱۔ اُمّ القریٰ :-

تفسیر صفاتی صفہ پر ہے کہ اُمّ القریٰ سے مراد مکہ ہے، اور صفہ پر ہے کہ مکہ کو اُمّ القریٰ اس لئے کہا گیا کہ زمین اسی کے طرف و جانب میں پھیلی گئی، گویا کہ یہ اسی سے پیدا ہوئی ہے۔

اور اسی صفہ پر بحوالہ تفسیر صفی لکھا ہے کہ مکہ کا نام اُمّ القریٰ اس لئے رکھا گیا کہ یہ خشکی کا پہلا حصہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا۔

۲۔ من حولہا :-

تفسیر صفاتی صفہ پر ہے کہ من حولہا :-

سے مراد تمام تر زمین ہے :-

۳۔ اُمَّةً وَاحِدَةً :-

تفسیر صفاتی صفہ پر بحوالہ تفسیر صفی

لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ

تعالیٰ چاہتا کہ تم سب کو اسی طرح معصوم

کرنے جس طرح فرشتے ہیں تو وہ اس پر

پوری پوری قدرت رکھتا ہے :-

۴۔

وَالْأَرْضُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝۱۳

ہیں۔ وہ جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور کم بھی کرتا ہے۔ یقیناً وہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اس نے تمہارے لئے دن میں سے شریعت قرار دی، جس کی وصیت اس نے نوح کو کی تھی۔

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى

اور جسے ہم نے تیری طرف وحی کیا اور جس کی وصیت ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ

وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ كَبُرَ عَلَى

کوکبی تھی، کرم دین کو قائم رکھو اور اس میں تم متفرق نہ ہو۔ مشرکوں پر وہ امر

الشِّرْكَىْنَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ

نہایت گراں گزرا، جس کی طرف تم انھیں بلاتے ہو۔ اس امر کیلئے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۝۱۴ وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا

اور جو اس کی طرف رجوع کرے وہ اسے پناہ دے گا اور جو اس سے تفرق نہیں کیا مگر آپس کی فتنہ کی وجہ سے

جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

بعد اس کے کہ ان کے پاس علم آگیا۔ اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک مقررہ مدت کیلئے (مہلت دینے

إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى لِّقَضَىٰ بَيْنَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ أُورِثُوا الْكُتُبَ

جانے کا حکم نہ آچکا ہوتا تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا جاتا۔ اور یقیناً وہ لوگ جو ان کے بعد کتاب کے وارث

مِنْ بَعْدِهِمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُّرِيبٍ ۝۱۵ فَاذْكُورُوا

بنادیں گے کہ وہ موزوں اس سے فلق میں آئے تو ان کے شک میں (بے ہوشی) ہیں۔ پس تم اسی کیلئے (انھیں) پکارو۔ اور

اسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا

تو ثابت قدم رہ جیسا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔ اور تو ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔ اور کہہ دے کہ میں نے اس

أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كُتُبٍ وَأَمَرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا

کتاب کی تصدیق کی ہے جو اللہ تعالیٰ نے نازل کی۔ اور تجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان عدل کروں۔ اللہ تعالیٰ میرا بھی پروردگار

وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَ

ہمارے اور تمہارا بھی پروردگار ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان

بَعْدُ ۝۱۶

۱۳ اَقِمْوَا الدِّينَ :-

تفسیر قصانی صفحہ ۴۴ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ اس سے مراد ہے خداوند تعالیٰ کی توحید۔ نماز کا قائم کرنا۔ زکوٰۃ کا ادا کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔ بیت اللہ کا حج کرنا۔ اولان تمام سنن اور احکام کا بجالانا جو کتاب خدا میں آچکے۔ اور جناب امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت کا اقرار کرنا۔

۱۴ اُورِثُوا الْكُتُبَ :-

تفسیر قصانی صفحہ ۴۵ پر بحوالہ تفسیر قتی منقول ہے کہ یہ کنایہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو توڑ دیا یعنی نافرمانی کی۔ مترجم :- اس کی تشریح سابقہ ص ۳۷ حاشیہ کے زیر آیت لا مریب ہو چکی ہے۔

۱۵ اَمَنْتُ :-

یہ لفظ ایمان سے ماننی کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ اس کے معنی ہیں، میں نے تصدیق کی۔ میں نے یقین کر لیا۔ میں نے مانا۔ میں ایمان لایا۔ تشریح اور تفصیل کیلئے دیکھو قرآن ہذا کا صفحہ ۳۷ زیر حاشیہ ۱۔

تفسیر قسانی ص ۱۵۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر بھی حجت قائم کرنا چاہیں گے بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان پر رسول مبعوث کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رسول بھی مبعوث کئے۔ اور کتاب بھی بھیجی مگر انھوں نے اسکا کوئی منہ نہ کر دیا۔ اور کتابوں کو بدل ڈالا۔ پھر یہ لوگ قیامت کے دن حجت کریں گے۔ پس ان کی وہ حجت اللہ تعالیٰ کے نزدیک باطل ہوگی۔

۱۵ والمیزان :-

تفسیر قسانی ص ۱۵۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس آیت میں والمیزان سے مراد جناب المیزانین علیہ السلام ہیں۔

۱۶ یمارون :-

تفسیر قسانی ص ۱۵۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے کنایہ قیامت مراد ہے۔ کیونکہ وہ لوگ یعنی کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کرتے تھے کہ ہمارے لئے قیامت قائم کر دو۔ اور اگر تم بچوں میں سے ہو تو جن چیزوں سے ہمیں ڈرتے ہو وہ سب لے آؤ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

۱۷ ان الذین یمارون یعنی جو لوگ جھگرتے ہیں :-

۱۸ فی حرثہ :-

تفسیر قسانی ص ۱۵۸ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ایک کے بدلے میں دس سے لے کر سات سو تک دیں گے، اور اس سے بھی زیادہ :-

۱۹ حرث الدنیا :-

تفسیر قسانی ص ۱۵۸ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مال اور بیٹے دنیا کی کھیتی ہیں۔ اور نیک عمل آخرت کی کھیتی۔ اور کچھ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ دونوں کو جمع کر دیتا ہے۔ کافی میں انہی حضرات سے منقول ہے کہ جو شخص محض دنیاوی فائدہ کے لئے کوئی بات کہے گا۔ آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہ ہوگا۔ اور جو شخص اس بات سے آخرت کا فائدہ مد نظر رکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا کر دے گا :-

بَيْنَكُمْ ط اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ط وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ط وَالَّذِينَ

کوئی حجت نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان (قیامت کے دن) اکٹھا کرے گا۔ اور اسی کی طرف پھر جانا ہے۔ اور جو لوگ

يُحَاجُّونَ فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتَجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةً

اللہ تعالیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں اس کے بعد اس کے اس کی بات مانی جائیگی ہے۔ ان کی حجت ان کے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط اللَّهُ

نزدیک ڈھنگانے والی ہے اور ان پر (غذا کا) غضب ہے۔ اور ان کے لئے شدت کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ

الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ط وَمَا يُدْرِيكَ

وہی ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب نازل کی اور میزان (بھی) اسے اور تمہیں کیا خبر ہے

لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ط يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا

شاید قیامت قریب ہی ہو۔ اسے جلدی وہی چاہتے ہیں جو اس پر ایمان نہیں رکھتے ہیں۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا وَيَعْلَمُونَ أَنَّهَا الْحَقُّ ط

اور جو اس پر ایمان لائے وہ اس سے ڈرنے والے ہیں۔ اور وہ جانتے ہیں کہ یقیناً وہ برحق ہے۔ خبردار ہو

إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ط اللَّهُ

یقیناً وہ لوگ جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں اسے وہ ضرور دور کی گمراہی میں رہے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

لَطِيفٌ يَعْبَادُهُ يُرْزَقُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ط

اپنے بندوں پر بہت مہربان ہے وہ جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور وہ بہت قوت والا زبردست ہے۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ ط وَمَنْ كَانَ

جو آخرت کی کھیتی چاہتا ہے۔ ہم اس کیلئے اس کی کھیتی میں زیادتی کرتے ہیں اسے اور جو دنیا کی

يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ

کھیتی چاہتا ہے وہ۔ ہم اسے اس میں سے کچھ حصہ دے دیتے ہیں اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں

نَصِيبٌ ط أَمْ لَهُمْ شُرَكَاؤُا شَرَعُوا لَهُم مِّنَ الدِّينِ مَا

ہوتا۔ کیا ان کیلئے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین میں سے ایسا راستہ بنا دیا۔ جس کی اللہ

لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ط وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَفُضِيَ بَيْنَهُمُ وَ

تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اور اگر فیصلہ کی بات نہ ہو جی ہوئی، تو ضرور ان کے درمیان فیصلہ کر دیا گیا ہوتا۔ اور

إِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ

یقیناً ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ تم ظالموں کو دیکھو گے کہ جو کچھ انھوں نے کیا۔ وہ

مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

اس سے ڈرنے والے ہیں۔ حالانکہ اس کا وبال ان پر واقع ہو نہ والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے عمل نیک کئے۔

فِي رَوْضَةٍ الْجَنَّةِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۝ ذَلِكَ

وہ جنتوں کے باغوں میں ہوں گے۔ وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے پروردگار کی طرف سے ان کیلئے موجود ہوگا۔ یہ

هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ

بہت بڑا فضل ہے۔ یہ وہی ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو خوشخبری دیتا ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۝ قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

جو ایمان لائے، اور انھوں نے عمل نیک کئے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ میں اس پر کوئی اجر

أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ ۝ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ

نہیں مانگتا، سوائے اس کے کہ میرے قریب سے محبت رکھو۔ اور جو کوئی نیکی کرائے گا سہم اس کیلئے اس میں

فِيهَا حَسَنًا ۝ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَىٰ

میں کی زیادہ کریں گے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بڑا قدر دان ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

اللَّهُ كَذِبًا فَإِنْ يَشَأِ اللَّهُ يَخْتِمْ عَلَىٰ قَلْبِكَ وَيَمْحُ اللَّهُ الْبَاطِلَ

باندھ لیا۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو تمھارے دل پر ہم کو رکھ دیتا۔ اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹاتا ہے،

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَهُوَ

اور اپنے کلموں سے حق کو ثابت کرتا ہے۔ یقیناً وہ سینوں والی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اور وہ

الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ ۝

وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے، اور برائیوں سے وہ گزر کرتا ہے۔ اور

يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

جسم کچھ کرتے ہو وہ جاننا ہے۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انھوں نے

الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ ۝ وَالْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ

نیک عمل کئے۔ اور ان کو اپنے فضل سے زیادہ کرتا ہے۔ اور کافروں کے لئے سخت عذاب

لہ فی القربانی :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے قریبوں اور میری عزت سے محبت رکھو۔ اور ان کے بارے میں میرے احکام کا تحفظ کرو۔ اور ص ۲۵۲ پر بحوالہ المآسن لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ان کے اہل بیت کے بارے میں ایک فریضہ ہے۔ اور کافی میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اہل بصرہ آیہ مجیدہ قل لا اسئلكم علیہ اجراً..... الخ کے متعلق کیا کہتے ہیں عرض کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ واروں کے متعلق نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ انھوں نے جھوٹ کہا۔ ماسوائے اس کے کہ یہ آیت ہم اہلبیت رسول علیہ علیہ فاطمہ حسن حسین اصحاب کساء کے بارے میں خاص طور پر نازل ہوئی ہے۔

لہ ومن یقوت :-

تفسیر صفائی ص ۲۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام حسن علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا کہ میں ان اہلبیت میں سے ہوں جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر واجب کی ہے۔ پھر حضرت نے یہ آیت قل لا اسئلكم علیہ اجراً سے نزول فیہا حسنات تک تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ اقتراہ حسن یعنی نیکی کمانے سے مراد ہم اہلبیت کی مودت ہے۔ اور کافی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے الاقتراہ کے جو معنی منقول ہیں ان کا غلام یہ ہے کہ ہماری بزرگی کو تسلیم کرنا، ہماری روایت صحیح پہنچانا اور ہمارے خلاف جھوٹ نہ بولنا۔

شَدِيدٌ ۲۶) وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ

ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے رزق فراخ کر دیتا تو وہ زمین میں ضرور بغاوت کرتے

وَلَكِنْ يُنْزِلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۲۷)

لیکن وہ ایک انداز سے جو کچھ چاہتا ہے اتار دیتا ہے۔ یقیناً وہ اپنے بندوں کی خبر رکھنے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔

وَهُوَ الَّذِي يُنْزِلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قُتِلُوا وَيَنْشُرُ

اور وہ وہی ہے جو بارش کو اتارتا ہے، بعد اس کے کہ وہ ناکام ہو گئے ہوں، اور اپنا رحمت کو

رَحْمَتَهُ ۲۸) وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۲۹) وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ

بکھیرتا ہے۔ اور وہ سرپرست قابل حمد ہے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا مِنْ دَابَّةٍ ۳۰) وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ

کرتا ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان جو اس نے جاندار پھیلانے۔ اور وہ جب چاہے ان کے اکٹھا کرنے

إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۳۱) وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَمَا

پر بھی پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جو مصیبت بھی تمہیں پہنچتی ہے تو جو کچھ

كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۳۲) وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

تمہارے ہاتھوں نے کمایا اس کی وجہ سے ہے اور وہ بہت باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ اور تم زمین میں عاجز

فِي الْأَرْضِ ۳۳) وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ۳۴)

کرنے والے نہیں ہو۔ اور تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سرپرست ہے اور نہ مددگار۔

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۳۵) إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ

اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں کی مانند (اوجھ) کشتیاں ہیں۔ اگر وہ چاہے جو اس کو ساکن

الرِّيِّهِ فَيُظْلِلْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ۳۶) إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ

کرتے تو کشتیاں اس (سمندر) کی سطح پر ٹھہرنے والیاں ہو جائیں۔ یقیناً اس میں بڑا امیر کرنے والے اور

لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۳۷) أَوْ يُوقَهُنَّ بِمَا كَسَبْنَ وَأَعْفُو عَنْ

تکڑے کرنے والے ضرور نشانیاں ہیں۔ یا انہیں بہ سبب اس کے جو انہوں نے کمایا مالک کرنے اور بہتوں سے وہ

كَثِيرٌ ۳۸) وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ

درگزر کرتا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو ہماری آیتوں میں جھگڑا کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھانسنے کی کوئی

۱۔ کسبت ایدیکو :-

تفسیر صافی ص ۲۵۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ کسی رنگ اچھے کا پھرنے کسی پتھر کا لٹھکنا۔ کسی قد کا پھسلنا۔ کسی لکڑی کی خراش آجانا۔ کسی نہ کسی گناہ کی پاداش میں ہوتا ہے۔ اور جن گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ان کی سزا دنیا میں جلدی مل جاتی ہے۔ کیونکہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی جلالت قدر سے بعید ہے کہ آخرت میں دوبارہ اس کی سزا دے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام دریافت کیا گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو کچھ اہلبیت پر گزری۔ کیا یہ ان کے کسی فعل کی سزا تھی؟ حالانکہ وہ اہلبیت عصمت و طہارت ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہر گناہ سے معصوم تھے مگر ہر روز اور ہر شب سو سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص دوستوں کو خاص مصیبتوں میں مبتلا کیا کرتا ہے۔ تاکہ ان کے درجے بڑھائے۔ اس میں گناہ کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ۱۔ کمال اعلام :-

پہاڑوں کی مانند۔ اعلام، عکمو کی جمع۔ عکمو افضل میں تو اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے کسی شے کا علم ہو سکے۔ جیسے نشان راہ کے پتھر اور فوج کا علم۔ اسی اعتبار سے پہاڑوں کا نام بھی عکمو ہو گیا ہے (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۶)

فَحِصْ ۳۵ فَمَا أُوتِيتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَمَتَّاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

جگہ نہیں ہے۔ پس جو کچھ تم کسی چیز سے دیئے گئے ہو، تو وہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے

وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رُؤُسِهِمْ

اور جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ان لوگوں کیلئے جو ایمان لائے وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں، بہتر اور زیادہ

يَتَوَكَّلُونَ ۳۶ وَالَّذِينَ يَحْتَبِرُونَ كِبِيرَ الْأَثَمِ وَالْفَوَاحِشِ

باقی رہنے والا ہے۔ اور جو لوگ بڑے گناہوں اور بڑے بیوں سے بچے رہتے ہیں، اور

وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ۳۷ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ

جب وہ غصہ میں آجائیں وہ (تو) وہ بخش دیتے ہیں۔ اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا حکم قبول کیا،

وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ

اور نماز قائم کی۔ اور ان کا اپنا کام آپس میں مشورہ کرنا ہے۔ اور جو رزق ہم نے ان کو دیا اس

يُنْفِقُونَ ۳۸ وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ۳۹

میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی تعدی پہنچے، تو وہ بدلہ لیتے ہیں

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۴۰ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ

اور بدی کا بدلہ اسی کی مانند بُرائی کی سزا ہے۔ پس جس نے معاف کر دیا اور اصلاح کر لی، تو اس کا اجر

عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۴۱ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظِلْمِهِ

اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ یقیناً وہ ظلم کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور البتہ جس نے اپنے اوپر ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیا

فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَبِيلٍ ۴۲ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ

پس یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر کوئی الزام کی راہ نہیں ہے۔ اسوا اسکے نہیں کہ الزام کی راہ ان لوگوں پر ہے جو لوگوں

يُظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۴۳ أُولَٰئِكَ

پر ظلم کرتے ہیں، اور زمین میں ناحق بغاوت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۴۴ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ

ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اور البتہ جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا (تو) یقیناً یہ البتہ کاموں میں ارادہ

عَزْمٌ الْأُمُورِ ۴۵ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ ۴۶

کی پختگی میں داخل ہیں۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا علم لگا دے تو اس کے بعد اس کا کوئی سہارا نہیں

۱۔ ما غضبوا۔

تفسیر صفاتی ص ۲۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص ایسے وقت میں غصہ کو روکے جبکہ وہ اس کی جزا کی پوری قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے دل کو امن اور ایمان سے بھر دے گا۔ نیز فرمایا کہ جو شخص خواہش کے وقت، خوف کے وقت اور غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو آتش جہنم پر حرام کر دے گا۔

۲۔ لمن انتصر۔

تفسیر صفاتی ص ۲۵۴ پر بحوالہ الحفظ امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کا حق جو تمھارے ساتھ بدی کرے یہ ہے کہ تم اسے معاف کر دو۔ اور اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ معاف کرنا ضرر پہنچائے گا تو بدلہ لے لو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن انتصر... الخ

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے عبارت اپنے آباؤ اجداد کے منقول ہے کہ تمین ایسے ہیں کہ اگر تم ان کو دیکر نہ رکھو گے تو وہ تم پر ظلم کریں گے۔ ایک تو کہنے لوگ، دوسرے زور، تیسرے غلام۔



بَعْدَهُ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ

اور تو ظالموں کو دیکھے گا کہ جب وہ عذاب کو دیکھیں گے ، تو کہیں گے کیا (اویس

إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيلٍ ۚ وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَشِيعِينَ

کی طرف) لوٹ جانے کی بھی کوئی راہ ہے ۔ اور تو انہیں دیکھے گا کہ وہ ذلت سے عاجزی کرتے ہوئے اس

مِنَ الذِّلِّ يَنْظُرُونَ مِنْ طَرَفٍ خَفِيٍّ ۚ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا

(دو رخ) کے سامنے پیش کئے جائیں گے ، وہ چھپی نظر سے دیکھتے ہوں گے ۔ اور وہ لوگ جو ایمان لا چکے کہیں گے

إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ

دکرا یقیناً کھلے والے وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں کو ، اور اپنے اہلوں کو قیامت کے دن

الْقِيَمَةِ ۚ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ۚ وَمَا كَانَ

کھانا دیا ۔ خبردار ہو کہ (یقیناً ظالم لوگ ہمیشہ رہنے والے عذاب میں رہیں گے ۔ اور ان کے سر پرستوں

لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يُنصِرُونَهُمْ ۚ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُضِلِّ

میں سے کوئی نہیں ہوں گے ، جو اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی مدد کریں ۔ اور جس پر اللہ تعالیٰ گمراہی کا حکم

اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۚ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ

لگا دے تو اس کیلئے کوئی (نجات کی) راہ نہیں ۔ اپنے پروردگار (کے احکام) کو قبول کرو پیشتر اس کے کہ وہ

يَأْتِيَ يَوْمَ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَأٍ يَوْمَئِذٍ

دن آئے پہنچے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لوٹنا نہ ہو ، اس دن تمہارے لئے کوئی پناہ نہ ہوگی ۔

وَمَا لَكُمْ مِنْ نَّكِيرٍ ۚ فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ

اور تمہارے لئے کوئی انکار (کی گنجائش) ہوگی ۔ پس اگر انہوں نے روگردانی کی ، تو ہم نے تمہیں ان پر محفاظظ

حَفِظْنَا ۚ إِنَّ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاءُ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنَّا

نہیں بھیجا ۔ تم پر سوائے (احکام) پہنچانے کے اور کچھ نہیں ۔ اور یقیناً جب ہم نے انسان کو اپنی طرف سے رحمت کا مزہ چکھایا

رَحْمَةً فَرَحَ بِهَا ۚ وَإِنْ تَصِبْهُمْ سَيِّئَةً ۚ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ

لہ وہ اس سے اتارنے لگا ۔ اور اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچتی ہے ۔ بسبب اس کے جو انہوں نے ہاتھوں سے آگے بھیجا ،

فَإِنَّ الْإِنْسَانَ كَفُورٌ ۚ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يَخْلُقُ

تو یقیناً انسان ناشکری کرنے والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے ۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے

۱۔ اذقنا الانسان :-

تفسیر تعالیٰ مشککہ پر ہے کہ اس آیت کے پہلے جملہ کو اذاسے شروع کیا ہے ۔ اور دوسرے کو ان سے ۔ اس لئے کہ نعمت کا ذائقہ چکھانا تو یقینی ہے ۔ بخلاف تکلیف کے پہنچنے کے ۔ پہلے جملے کی جوا صاف بیان کی گئی ہے ، اور دوسرے کی جسزاء کا قائم مقام یہ جملہ ہے ۔ فان الانسان کفوراً اور ظاہر کو مضمون کے مقام پر رکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ جنس کفران نعمت سے موسوم ہے ۔

مَا يَشَاءُ يَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنْ شَاءَ وَيَهْبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورُ ۝

پیدا کرتا ہے۔ وہ جس کیلئے چاہتا ہے رکیاں عطا کرتا ہے، اور جس کیلئے چاہتا ہے رکے عطا کرتا ہے۔

أَوْ يَزُوجَهُمْ ذُكْرَانًا وَنَاثًا وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا

یا انھیں رکے اور رکیاں جوڑے بنا دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے بائیکاٹ کر دیتا ہے۔

إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا

یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا ہوتی ہوئی قدرت رکھنے والا ہے۔ اور کسی بشر کیلئے یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے سوائے

وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَائِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآذَانِهِ

وحی کے لئے یا پردہ کے پیچھے سے۔ یا کوئی رسول بھیجتا ہے۔ پس وہ اس کی اجازت سے جو وہ

مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا

وہ چاہتا ہے وحی کرتا ہے۔ یقیناً وہ بلند مرتبہ بڑا حکمت والا ہے۔ اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے امر سے ایک روح

مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ

وحی کی لئے۔ تو نہیں جان سکتا تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ہی ایمان۔ لیکن

جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَنْ نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا وَإِنَّكَ

ہم نے اسے نور قرار دیا اس کے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں۔ اور یقیناً تو

لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا

البتہ سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ راستہ اللہ تعالیٰ کا کہ جس کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں

فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِلَّا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ۝

میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے۔ خبردار ہوا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام امور لوٹیں گے۔

آيَاتُهَا ۝ سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ ۝ رُكُوْعَاتُهَا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

حَمْدٌ ۝ وَالْكِتَابُ الْمُبِينُ ۝ إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ

حَمْدٌ ۝ تفسیر ہے واضح کتاب کی۔ یقیناً ہم نے اسے فصیح کلام قرآن بنا دیا، تاکہ تم

لہ وحیاً :-

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر ہے کہ وحی یہ ہے کہ صاحب وحی فرشتے کو دیکھتا ہے اور اس سے کچھ سنتا ہے۔ یا بغیر کسی کو دیکھے اس کے دل میں کوئی بات ڈال دی جاتی ہے۔ اور اصل وحی وہ خفیفہ کلام ہے جس کا ادراک اللہ تعالیٰ کی طرف سے جلدی ہو جاتا ہے۔

لہ حجاب :-

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بغیر کسی مشاہدہ کے آواز کو سننے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایک وحی بالمشافہ ہے اور ایک وحی الہام ہے۔ پس الہام وہ ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے یا پردہ کے پیچھے سے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی سے کلام کیا۔ یا جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آگ کے ذریعے سے کلام کیا۔ یا کسی رسول کو بھیج دیتا ہے۔ پس وہ اس کے حکم سے جو وہ چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے۔ پس وحی بالمشافہ وہ ہے جو حکم کھول کر لوگوں کو پہنچایا جائے۔

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے روح ایسی مخلوق ہے جو عظمت میں جبرئیل اور میکائیل سے زیادہ ہے اور جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہمیشہ رہی۔ اور آپ کو خبر پہنچاتی رہی اور صلاح دیتی رہی۔ ان کے بعد انہ علیہم السلام کے ہمراہ رہی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس وقت سے وہ روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمائی۔ وہ پلٹ کر نہیں گئی۔ اور وہ ہم میں موجود ہے۔

معانقہ ۱۱

تَعْقِلُونَ ۳ وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلٌّ حَكِيمٌ ۴

سمجھ لو۔ اور یقیناً وہ ام الکتاب میں ہمارے نزدیک البتہ بلند شان بڑا حکمت والا ہے۔

أَفَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا أَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُسْرِفِينَ ۵

پھر کیا ہم تم سے اس ذکر کو بیان کرنا اس لئے ترک کریں کہ تم حسد سے گزرنے والے لوگ ہو۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ ۶ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ

اور پہلوں میں ہم نے کتنے ہی نبی بھیجے۔ اور ان کے پاس نبیوں میں سے کوئی نہ آیا

نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۷ فَاهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ

مگر یہ ہوا کہ وہ اس کے ساتھ ہنستا محول کرتے تھے ۷ پس ہم نے ان کو جو ان میں سے گرفت کرنے میں نہایت

بُطْشًا وَمَضَىٰ مِثْلُ الْأَوَّلِينَ ۸ وَلَئِنْ سَأَلْتُمْ مَنْ خَلَقَ

سخت تھے ہلاک کر دیا ۸ اور پہلوں کی مثال گز گئی۔ اور اگر تو ان سے سوال کرے کہ اس نے آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۹

اور زمین کو پیدا کیا؟ (قی وہ ضرور کہیں گے کہ) انھیں زبردست سب کچھ جاننے والے نے پیدا کیا۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا

جس نے تمھارے لئے زمین کو گہوارہ بنایا، اور اس میں تمھارے لئے راستے بنائے۔

لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ۱۰ وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يُقْدِرُ

تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور وہ جس نے آسمان سے اندازہ کے مطابق پانی اتارا، پھر

فَأَنْشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا ۱۱ كَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۱۲ وَالَّذِي

ہم نے اس کے ذریعے مڑے شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تم بھی (قبر سے زندہ کر کے) نکالے جاؤ گے۔ اور وہ جس نے

خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمُ مِنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا

تما آجوز سے پیدا کئے، اور تمھارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے، جن پر

تَرْكَبُونَ ۱۳ لَتَسْتَوُوا عَلَىٰ ظُهُورِهِ ثُمَّ تَذْكُرُونَ نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

تم سوار ہوتے ہو۔ تاکہ تم اس کی پشتوں پر درست بیٹھ جاؤ۔ پھر جب تم اس کے اوپر درست بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار

إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا

کی نعمتیں یاد کرو، اور کہو کہ پاک ہے وہ (ذات) جس نے اسے ہمارے لئے مسخر کر دیا ۱۴

۱۔ فی ام الکتاب :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر بحوالہ معانی الانبیا امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس کا ذکر ام الکتاب یعنی سورہ فاتحہ میں ہے۔ وہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول درج ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم اور الصراط المستقیم سے خود جناب امیر المؤمنین علیہ السلام اور ان کی معرفت مراد ہے۔ اور تفسیر قمی میں یہی مطلب لکھا ہے :-

۲۔ یستہزءون :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسبیح کے لئے نازل ہوئی۔ کیونکہ آپ کی قوم آپ پر ہنستی تھی :- ۳۔ بطشاً :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ پہلے منکرین قریش سے خطاب تھا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب فرمایا اور پہلوں کے قصے بیان کئے۔ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ ہے۔ اور منکروں کے لئے اسے واقعات کی وعید ہے جیسے کہ پہلوں پر گزرنے والے ہیں :- ۴۔ سبحان الذی :-

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر بحوالہ کافی امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب تم کسی جانور کی پیٹھ پر سوار ہو، تو کہنا کرو: الحمد للہ الذی سخر لنا۔ اور یہ آیت سبحان الذی..... الخ پڑھا کرو۔ اور آپ کے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر سوار ہو کر خشکی میں چلو تو یہ آیت پڑھا کرو جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی: سبحان الذی سخر لنا ہذا کیونکہ جو بندہ سوار ہوتے وقت اسے پڑھے گا۔ اور پھر وہ اونٹ یا کسی اور سواری سے گر پڑے گا تو حکم خدا سے اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے گی :-

وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ ﴿۱۳﴾ وَإِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ﴿۱۴﴾ وَجَعَلُوا

ہم اس کیلئے طاقت پانے والے نہ تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف البتہ لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اور انھوں

لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَكَفُورٌ مُّبِينٌ ﴿۱۵﴾ أَمْ

نے اس کے بندوں میں سے اس کیلئے ایک جزو (اولاد) قرار دیا ہے یقیناً انسان البتہ گھلا نا شکر ہے۔ کیا جو کچھ

اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بِنْتٍ وَأَصْفُكُمْ بِالْبَنِينَ ﴿۱۶﴾ وَإِذَا بُشِّرَ

اس نے پیدا کیا اس میں سے (اپنے لئے) بیٹیاں اختیار کیں اور تمہیں بیٹوں کے ساتھ برگزیدہ کیا۔ حالانکہ جب ان میں سے

أَحَدُهُمْ يَمَّا ضَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا

کسی کو اس کی بشارت دی گئی جس کی اس نے خدائے رحمن کے لئے مثال بیان کی (تو) اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔

وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿۱۷﴾ أَوْ مَنْ يُنشِئُوا فِي الْحَلِيِّةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ

اور وہ غلبہ میں ہو جاتا ہے۔ کیا وہ (خدا کی بیٹی ہو سکتی ہے) جسے زبور میں پرورش کیا جائے اور وہ جھکڑے میں کھول کر

غَيْرِ مُبِينٍ ﴿۱۸﴾ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبُدُ الرَّحْمَنِ إِنَاثًا

بیان دی ہیں نہ کر سکے۔ اور انھوں نے فرشتوں کو جو خدائے رحمن کے بندے ہیں، عورتیں قرار دیا۔

أَشْهَدُوا وَآخَلَقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوا

کیا وہ ان کی پیدائش کی وقت موجود تھے۔ عنقریب ہم ان کی گواہی لکھ لیں گے، اور وہ سوال کئے جائیں گے۔ اور انھوں

لَوْ شَاءَ الرَّحْمَنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ مَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ

نے کہہ دیا کہ اگر خدائے رحمن چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے۔ انھیں اس کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ

هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْ أَتَيْنَاهُمْ كِتَابًا مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ

صرف انگلیں چلاتے ہیں۔ کیا ہم نے انھیں اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے پھر وہ اُسے

مُسْتَمْسِكُونَ ﴿۲۱﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ

محکم پکڑنے والے ہیں۔ بلکہ انھوں نے کہا یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طسریق پر پایا۔

وَلَنَا عَلَىٰ أَثَرِهِمْ مِهْتَدُونَ ﴿۲۲﴾ وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

اور ہم انہی کے قدموں کے نشانوں پر راہ پانے ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے تجھ سے پہلے

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

کسی بستی میں کوئی ڈرائیوالا نہیں بھیجا تھا مگر دیکھ، اس کے دولت مندوں نے کہا، یقیناً ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک

۱۵

۱۵ من عبادہ جزءاً۔

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۵ پر ہے کہ جزءاً

اسلئے کہا کہ اولاد باب کا ٹکڑا موتی ہے اور صفحہ ۲۵ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ قریش کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

۱۶ یخروصون۔

وہ انگلیں چلاتے ہیں۔ وہ تجویزی کرتے ہیں۔ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ (نَصْرُو) خروص سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اصل میں خروص پھلوں کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں۔ اور اسی لئے ہر وہ بات جو ظن و تخمین کی بناء پر کہی جائے۔ خروص کہلاتی ہے، خواہ وہ حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ کیونکہ اس بات کا بیان کرنے والا اس کو معلوم کر کے یا اس کو سن کر یا اس کے متعلق ظن غالب حاصل کر کے نہیں کہتا بلکہ جس طرح پھلوں کا اندازہ کرنے والا ایک اندازہ اور شکل پر ایک بات زبان سے نکال دیتا ہے۔ اور تجویز کر دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح جو شخص بھی کوئی بات بیان کرے گا، اُسے جھوٹا ہی کہا جائے گا۔ اگرچہ حقیقت میں وہ بات واقع کے مطابق ہی ہو۔

(لغات القرآن نمائی جلد ۲ صفحہ ۹)

۱۷ قبلک۔

تفسیر قرآنی صفحہ ۲۵ پر ہے کہ یہ آیت نوح علیہ السلام کو بتائی گئی تھی کہ تمہاری قوم تمہارے پیچھے آئے گی اور یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس طرح کی تقلید پرانی گمراہی ہے۔ اور دولت مندوں کی تخصیص سے غرض یہ ہے کہ ناز و نعمت میں پرورش پاتا اور باطل چیزوں سے محبت رکھنا۔ انھیں اس بات کی طرف مائل کرتا ہے کہ وہ تقلید میں غور نہ کریں۔ اور اس سے نہ پھریں۔

أَبَاءَنَا عَلَى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَى آثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ﴿۲۳﴾ قُلْ أَوْفُوا بِعَهْدِكُمْ

طریق پر آیا۔ اور یقیناً ہم ان کے قدموں کے نشانوں کی پیروی کریں گے۔ اس (مذکورہ) کہا کہ جس (طریق) پر تھے

بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ

اپنے باپ دادوں کو پایا۔ اگر میں تمہارے پاس اس سے زیادہ اچھا راستہ بتاؤں تو کیا یہ بھول (تو بھی باپ دادوں کی پیروی کرتے ہو گے)

بِهِ كُفْرُونَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَنْزَلْنَا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ

وہ بولے یقیناً ہم اس چیز کے منکر ہیں جس کو تم بھیجے گئے ہو۔ پھر ہم نے ان سے انتقام لیا۔ پس تو دیکھ کہ ہم نے ان کے اعمال کا انجام

الْمُكَذِّبِينَ ﴿۲۵﴾ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ إِنَّنِي

کیا ہوا۔ اور وہ وقت یاد کر جبکہ ابراہیم نے اپنے چچا اور اپنی قوم کو کہا کہ جس چیز کی تم عبادت کرتے ہو میں

بِرَأْيٍ مِّمَّا تَعْبُدُونَ ﴿۲۶﴾ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ﴿۲۷﴾

یقیناً اس سے ہزار ہوں۔ سو اے اس کے جس نے مجھے پیدا کیا پس یقیناً وہ مجھے عنقریب نازل مقصود پہنچا دے گا۔

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۲۸﴾ بَلْ

اور اس نے اس کی اپنی اولاد میں باقی رہنے والا کلمہ قرار دیا۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے رہیں۔ بلکہ میں نے

مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَأَبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿۲۹﴾

انہیں اور ان کے باپ دادوں کو فائدہ پہنچایا۔ یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور ظاہر رسول آ گیا۔

وَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ﴿۳۰﴾ وَقَالُوا

اور جب ان کے پاس حق آ گیا تو انہوں نے کہا یہ تو جادو ہے اور یقیناً ہم اس کا انکار کریں گے۔ اور وہ کہنے لگے

لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْتَيْنِ عَظِيمٍ ﴿۳۱﴾

کہ کیوں نہ یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر نازل کیا گیا۔

أَهُمْ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ فِي

کیا وہ تیرے پروردگار کی رحمت کو تقسیم کرتے ہیں۔ (نہیں بلکہ) ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان ان کی روزی تقسیم

الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ لِّيَتَّخِذَ

کروی۔ اور ہم نے بعض کو بعض کے اوپر درجات کے لحاظ سے بلند کیا۔ تاکہ

بَعْضُهُمْ بَعْضًا سَخِرَآءٌ وَرَحِمْتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ﴿۳۲﴾

ایک دوسرے کو خد شکار بنالے۔ اور تیرے پروردگار کی رحمت ان چیزوں سے جنہیں یہ جمع کرتے ہیں بہتر ہے۔

۱۔ عَقِبِهِ :-

اس کی اولاد۔ عَقِبُ، مضاف، ضمیر واحد

مذکور غائب مضاف الیہ۔

راعِبُ اصغہا بنی لکھتے ہیں :- عَقِبُ :- باؤں کے

پچھلے حصہ یعنی (ایڑی) کو کہتے ہیں۔ اور بعض عَقِبُ

بولتے ہیں، اس کی جمع اَعْقَابُ ہے۔ حدیث میں

مروی ہے، وِجِلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ

(ایڑیوں کے لئے آتش دوزخ

سے افسوس ہے) اور بطور

استعارہ عَقِبُ کا استعمال

ہوئے اور بولتے کیلئے بھی ہوتا

ہے چنانچہ ارشاد ہے :-

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ نَفَاثَاتُ الْقُرْآنِ

نعمانی، جلد ۴ صفحہ ۳۳

تفسیر صفحہ ۳۵ پر بحوالہ الکمال، امام

زین العابدین علیہ السلام سے اور علی الشرح میں

امام محمد باقر علیہ السلام سے اور معانی الاخبار میں امام

جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آیات

ہماری شان میں نازل ہوئی۔ اور مطلب یہ ہے کہ

امامت قیامت تک اولاد حسین میں باقی رہے گی

یہی مضمون المناقب اور تفسیر مجمع البیان میں ہے

۲۔ سَخِرَآءٌ :-

خدمت گار۔ تابع دار۔

علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں :- سَخِرَآءٌ :-

جیسا کہ آپ نے سَخِرَآءُ کی طرف نسبت دی ہے جس

کے معنی بس میں کرنے اور کام میں لگانے کے ہیں۔

راعِبُ اصغہا بنی کہتے ہیں کہ سَخِرَآءُ وہ ہے

کہ جس پر زبردستی کی جائے، اور وہ اپنے ارادہ سے

سخر ہو جائے۔ اور بعض نے خیال کیا ہے کہ یہ

یہاں سَخِرَآءُ سے ہے بمعنی استہزاء کے یعنی تاکہ تو نیکو حقیر

پر ٹھٹھا کرے۔ اور ابو حیان نے اسکو بعید بتایا ہے

اور یمن نے کہا ہے کہ یہ موقع کے مناسب نہیں۔

(البحر المحیط، جلد ۶ - صفحہ ۲۰۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ لغات

القرآن نعمانی جلد ۳ - صفحہ ۱۹۹)

اور عربی لغات کی کتاب بیان اللسان کے

صفحہ ۳۲ پر اس کے ماقذ سَخِرَآءُ اور سَخِرَآءُ کے معنی یوں

لکھے ہیں :- سَخِرَآءُ، مطیع و فرمانبردار جس چیز پر لوگ

بہنیں - سَخِرَآءُ، بیگاری مطیع و فرمانبردار کسی کو نادان

سمجھنا، اور اس کا مذاق اڑانا :-

وَلَوْ لَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ

اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ لوگ ایک ہی امت ہو جاتے تھے تو ہم البتہ ان کے لئے جو خدا کے رحمن کا انکار

بِالرَّحْمَنِ لِيُؤْتِيَهُمْ سُقْفًا مِنْ فِضِّهِ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا

کرتے ہیں، ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا ڈالتے، اور زینے (بھی) جن پر وہ چڑھتے

يُظْهِرُونَ^(۳۳) وَلِيُؤْتِيَهُمْ أَبْوَابًا وَسُرًّا عَلَيْهَا يَتَكُونُونَ^(۳۴) وَزُخْرَفًا

ہیں۔ اور ان کے گھروں کیلئے دروازے (بھی) اور وہ تخت (بھی) جن پر وہ تکیے لگاتے ہیں۔ اور سُرّ (بھی) بنا دیتا

وَأِنْ كُلُّ ذَلِكَ لَمَّا مَتَاءُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ

اور یہ سب کچھ دنیا کی زندگی کا ہی سامان ہے۔ اور تیسرے پروردگار کے نزدیک آخرت صرف

لِلْمُتَّقِينَ^(۳۵) وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمَنِ نُقِيضْ لَهُ

پرہیزگاروں کیلئے ہے۔ اور جو شخص خدا کے رحمن کے ذکر سے اندھا ہو جاتا ہے تو ہم اس کیلئے ایک شیطان مقرر

شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ^(۳۶) وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

کرتے ہیں، پس وہی اس کا ہمیشہ ہوتا ہے۔ اور یقیناً وہ (شیطان) انہیں (سیدھے) راستے سے روکتے رہتے ہیں۔

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ^(۳۷) حَتَّىٰ إِذَا جَاءَنَا قَالَ لَيْتَ

اور وہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہاں تک جب ہمارے پاس (یگانا) اس شیطان سے کہیں گے کاش

بَيْنِي وَبَيْنَكَ بَعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَيَبْسُ الْقَرِينُ^(۳۸) وَلَنْ

میرے درمیان اور تمہارے درمیان مشرق اور مغرب کی دوری ہوئی۔ پس (تو) بہت برا ہمیشہ ہے۔ اور جب تم

يَنْفَعَكُمْ الْيَوْمَ إِذْ ظَلَمْتُمْ أَنْتُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ^(۳۹)

نفع کرے گے تو شیطان سے جو دوسرے کی غواہی، تمہیں ہرگز فائدہ نہ دے گی۔ یقیناً تم عذاب میں باہمی شریک ہو۔

أَفَأَنْتَ تَسْمِعُ الصَّمَّ أَوْ تَهْدِي الْعُمْى وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ

پھر کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے، یا اندھوں کو اور اس کو جو ظالم گمراہی میں ہو راستہ دکھا

مُبِينٍ^(۴۰) فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَإِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِمُونَ^(۴۱)

سکتا ہے۔ پس اگر ہم تجھے لے جائیں، پھر یقیناً ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔

أَوْ نُرِيَنَّكَ الْآلِيَ وَعَدْنَاهُمْ فَإِنَّا عَلَيْهِمْ مُقْتَدِرُونَ^(۴۲)

یا ہم تجھے وہ دکھا دیں گے جس کا ہم نے ان سے وعدہ کیا۔ پس ہم ان پر پوری پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

لہ اُمۃً وَّاحِدَةً :-

تفسیر صافی ص ۲۵۶ پر ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ لوگ کافروں کو وسعت نبوت کی حالت میں دیکھ کر جو محبت دنیا کفر کی طرف غلبہ نہ ہو جاتے، تو جو کچھ اس آیت میں آگے مذکور ہے وہ ہم کرتے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اُمۃً وَّاحِدَةً سے ایک مذہب مراد ہے، اور زخرف سے ایسا مکان مراد ہے جو سونے سے راستہ کیا گیا ہو۔ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کافروں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کیا ہوتا، جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے، تو کوئی بھی ایمان نہ لاتا۔ مگر اب تو اس نے بعض کو مؤمنین میں سے امیر قرار دے دیا۔ اور بعض کو کافرین میں سے فقیر قرار دے دیا۔ اور بعض کو کافروں میں سے امیر پھر اس کے بعد ان کا امر وہی، اور صبر و رضا میں امتحان بھی لیا ہے :-

تفسیر صافی ص ۲۵۶ پر بحوالہ التخصال جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس شخص نے کسی گناہ کا اہتمام کیا، اور اس نے یاد خدا سے انھیں بند کر لیں، اور جس شخص نے اس سے احکام کی جھوٹ دیا، جسکی اطاعت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک شیطان مقرر کر دیا پس وہی اس کا ساتھی ہے گا :-

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ إِنَّكَ عَلَى صِرَاطٍ

پھر جو کچھ تیری طرف وحی کیا گیا ہے تو اسے محکم پکڑ رکھ۔
یعنی تینا تو سیدھے راستہ

مُسْتَقِيمٌ ۴۲ وَإِنَّهُ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْأَلُونَ ۴۳

اور یقیناً یہ تیرے لئے اور تیری قوم کیلئے نصیحت ہے۔ اور عنقریب تم پوچھے جاؤ گے۔

وَسَأَلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا أَجَعَلْنَا مِنْ

اور (اے رسول!) تو پوچھ ہمارے ان رسولوں سے جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا ہے کیا ہم نے خدا کے

دُونِ الرَّحْمَنِ إِلَهَةً يُعْبَدُونَ ۴۴ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَى بِآيَاتِنَا

علاوہ کچھ اور معبود بنانے کے کہ ان کی عبادت کی جائے۔ اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنے معجزوں کے ساتھ

إِلَى فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۴۵

فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا یقیناً میں سب جہانوں کے پروردگار کا رسول ہوں۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَاهُمْ مِنْهَا يَضْطَكُونَ ۴۶ وَمَا نُرِيهِمْ مِنْ

پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے معجزوں کے ساتھ آیا تو وہ یکایک ان (معجزوں) کی ہلکی اڑنے لگے۔ اور ہم انہیں کوئی

آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا وَأَخَذْنَاهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

معجزہ ایسا نہیں دکھاتے تھے مگر یہ کہ وہ اپنے جیسے پہلے سے بڑا ہوتا تھا۔ اور ہم نے اسے عذاب کے ساتھ پکڑ لیا۔ تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ۴۷ وَقَالُوا يَا أَيُّهُ السَّحَرَاءُ لَنَا رَبُّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ

رجوع کریں۔ اور انہوں نے کہا کہ اے جاؤ وگرنہ تو ہمارے لئے اپنے پروردگار تو اس چیز کی دہا کر چکا اس نے

إِنَّا لَمُهْتَدُونَ ۴۸ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَاهُمْ يَنْكِبُونَ ۴۹

مجھ سے ہمد کیا، یقیناً ہم ہدایت یافتہ ہو جانے والے ہیں۔ پھر جب ہم نے ان سے عذاب کو دور کر دیا۔ تو وہ فوراً غفلت کرنے لگے

وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَقَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ

لگئے۔ اور فرعون نے اپنی قوم میں ندا کی، (اور) کہا، اے میری قوم! کیا میرے لئے مصر کا ملک

مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِنْ تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۵۰

نہیں۔ اور یہ نہریں (بھی) جو میرے نیچے بہتی ہیں، پھر کیا تم دیکھتے نہیں۔

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِمَّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مِثْلُ ۵۱ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ۵۲

بلکہ میں اس سے بہتر ہوں جو ذلیل ہے۔ اور صاف بیان کرنے کے قریب نہیں۔

۴۲ مِنْ قَبْلِكَ :-

تفسیر صفائی ص ۴۵ پر بحوالہ کافی اور تفسیر فی

میں لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس

آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا کہ جناب

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوال کس سے

کیا تھا؟ حالانکہ ان کے اور حضرت علی علیہ السلام کے

درمیان پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی :-

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْأَلُ بِعَبْدِكَ لَيْلًا..... الخ

(یعنی اے معراج) پھر فرمایا کہ ان آیاتوں میں سے جو

اللہ تعالیٰ نے اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو دکھائیں یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان

حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت المقدس لے

گیا۔ اور انکی خاطر سے تمام انبیاء و مرسلین، اقلین و

آخرین کو جمع فرمایا۔ پس جبریل امین کو حکم دیا، تو

انہوں نے اذان و اقامت کہی جس میں حی علی خیر

العمل بھی تھا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے کھڑے ہو کر سب کو نماز پڑھائی، اس وقت

اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :-

وَسَأَلَ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ..... الخ

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے سوال فرمایا کہ تم

کس امر کی گواہی دیتے ہو، اور کس کی عبادت

کرتے ہو؟ انہوں نے کہا: نشہمدان کا اللہ

الا للہ وحدہ لا شریک لہ وانک لرسول اللہ

اسی پر ہم سے عہد و پیمان لئے گئے، اور اسی کے ہم

پابند رہے :-

۴۵ نَائِيَةُ الشَّجَرَةِ :- تفسیر صفائی ص ۴۵

پر ہے، کہ یا تو انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کو اپنی تند مزاجی اور حماقت کی زیادتی کے سبب سحر

(جادوگر) کہا، اور یا اس لئے کہ ان کے ہاں کامل عالم

کو سحر کہا کرتے تھے۔ تفسیر قمی میں پچھلے قول یعنی

عالم کو سحر کہنے کی تائید ہوتی ہے :-

انہوں نے ہم کو غصہ دلایا، یعنی وہ کام کئے جن پر عادتاً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے، اسفوت، ایساف سے ہے، جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نا ضمیر جمع متکلم۔ (لغات القرآن نعمانی - جلد ۱۱ ص ۹۲)

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر سوال کافی والتوحید جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح غضبناک نہیں ہوتا، جس طرح ہم۔ لیکن اس نے اپنے خاص دوست پیدا کئے ہیں جو غصہ بھی ہوتے ہیں، اور راضی بھی، اسی نے ان کو پیدا کیا ہے، اور وہی انکی پرورش کرتا ہے۔ پس اس نے انکی رضامندی کو اپنی ذات کی رضامندی، اور انکے غصہ کو اپنا غصہ قرار دیا ہے، یہ اس وجہ سے کہ اس کو انکو اپنی طرف بلانے والا اور اپنی ذات کی معرفت کرانے والا مقرر فرمایا ہے ایسی سے انکو یہ منزلت حاصل ہو گئی ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خوشی اور رنج اسی طرح پہنچتا ہے، جس طرح اسکی مخلوق کو، بلکہ جہاں ایسے ظاہری لفظ آگئے ہیں، ان کا مطلب ہے کہ جو ہم نے بیان کیا۔ نیز اس نے فرمایا ہے کہ جس نے میرے کسی دوست کی امانت کی، تو گویا وہ خود مجھ سے لڑنے کے لئے، میدان جنگ میں اُترا۔ اور اس نے مجھے جنگ کے لئے بلایا۔ اسی طرح فرماتا ہے: مَنْ يَظْمِ التَّوْبَل فَقَدْ اطَاعَ اللَّهَ۔ نیز یہ بھی فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِي يَبِيعُ نَفْسَكَ اَتَمَّ بِمَا يَبِيعُونَ اللَّهَ۔ اس قسم کے کل کلام اسی انداز پر ہیں جو میں بیان کر چکا۔ یہی حالت رضا و غضب وغیرہ اور کل کیفیتوں کی ہے۔ جو ان سے مشابہ ہیں کہ اگر یہ لکرنے والے کو رنج و غضب وغیرہ پہنچ سکتا ہے۔ حالانکہ وہی ان کیفیتوں کا پیدا کرنے والا نہیں ہے۔ تو کہنے والوں کو یہ موقع ملتا کہ اس پیدا کرنے والے کو کسی دن موت بھی آجائے گی۔ اس لئے کہ جب اس کو غصہ اور غضب آیا تو اس میں تغیر پیدا ہوا اور جس میں تغیر نے دخل پایا۔ وہ ہلاکت سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اور اگر معاملہ ایسا ہی ہوتا تو خالق و مخلوق میں اور قادر و مقدر میں کوئی امتیاز نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہے کہ اس کی جناب میں ایسی باتیں کہی جائیں۔ وہ چیزوں کا خالق ضرور ہے مگر کسی حاجت اور ضرورت سے نہیں۔ پس جب اسے

بے غرض حاجت پیدا کیا ہے تو اس کا محدود کرنا اور کیفیت قرار دینا محال ہو جائے۔ پس اس میں غور کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ یہ شبہ دور ہو جائے گا۔

فَلَوْلَا اَلْقَى عَلَيْهِ اَسْوَرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِكُ

پھر کیوں نہ اس پر سونے کے ٹکڑے ڈالے گئے۔ یا اس کے ساتھ فرشتے پر اب اندر کر

مُقْتَرِنِينَ ۵۳ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاطَاعُوهُ اِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا

کیوں نہ آئے۔ پس اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنایا تو انھوں نے اسکی اطاعت کر لی۔ یقیناً وہ فاسق قوم کے

فَسِيقِينَ ۵۴ فَلَمَّا اسْفُوتَا اتَّقَيْنَا مِنْهُمْ فَاغْرَقْنَاهُمْ اَجْمَعِينَ ۵۵

لوگ تھے۔ پھر جب انھوں نے ہمیں غصہ دلایا ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ہم نے ان سب کو غرق کر دیا۔

فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِّلْاٰخِرِينَ ۵۶ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ

پس ہم نے انھیں پچھلوں کیلئے کیا گزرا اور مثال بنادیا۔ اور جب مریم کے بیٹے کی مثال بیان کی گئی۔

مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ۵۷ وَقَالُوا اءَالِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ

مثلاً (تو) یکایک تمھاری قوم کے لوگ اس پر مثالیاں بجانے لگتے ہیں۔ اور وہ کہنے لگے کیا ہمارے معبود بہتر ہیں یا

هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدًّا لَّيْلٌ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ۵۸ اِنْ هُوَ

وہ ۹ انھوں نے اس (مثال) کو تمھارے لئے بیان نہیں کیا مگر جھگڑے کیلئے، کہ وہ لوگ تو میں ہی جھگڑا لو۔ نہیں ہے وہ

اِلَّا عَبْدٌ اَنَعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي اِسْرَءٰیِلَ ۵۹

(عیسیٰ) مگر ایک بندہ (کہ) ہم نے اس پر انعام کیا، اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے مثال قرار دیا۔

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِی الْاَرْضِ یُخْلِفُوْنَ ۶۰ وَ

اور اگر ہم چاہتے تو اللہ تم میں سے فرشتے بناتے، کہ وہ زمین میں (تمھاری) جانشینی کرتے۔ اور

اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلْاَسَآءَةِ فَلَا تَسْتَرْجِعْ بِہَا وَاتَّبِعُوْنَ هٰذَا صِرَاطَ

یقیناً وہ (یعنی) اللہ قیامت کی علامت ہے۔ پس تم اس کے بارے میں شک نہ کرو۔ اور میری تابعداری کرتے رہو۔ یہی سیدھا

مُسْتَقِیْمٌ ۶۱ وَلَا یُضِلُّکُمُ الشَّیْطٰنُ اِنَّہٗ لَکُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ۶۲

راستہ ہے۔ اور تمھیں شیطان نہ روکے۔ یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

وَلَمَّا جَاءَ عِیْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُکُمْ بِالْحِکْمَةِ وَلِیِّیْنَ

اور جس وقت عیسیٰ واضح دلیلوں کے ساتھ آیا اور کہنے لگے تحقیق میں تمھارے پاس حکمت لایا ہوں اور تاکہ تمھارے لئے

لَکُمْ بَعْضَ الَّذِی تَخْتَلِفُوْنَ فِیْہِ فَاَتَّقُوا اللَّهَ وَاطِیْعُوْنَ ۶۳

بعض وہ بات کہوں کہ بیان کردوں جس میں تم اختلاف کرتے ہو۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَأَعْبُدُوا هَذَا صِرَاطَ مُسْتَقِيمٍ ﴿۶۳﴾

یقیناً اللہ تعالیٰ وہی میرا پروردگار ہے اور تمہارا پروردگار ہے، پس تم اسکی عبادت کرتے رہو۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ

پھر گروہوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ پس جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے لئے دردناک دن

عَذَابٍ يَوْمَ إِلَهِمْ ﴿۶۴﴾ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ

کے عذاب سے افسوس ہے۔ کیا وہ قیامت کا انتظار کرتے ہیں۔ یہ کہ وہ ان پر جانک

بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۶۵﴾ الْإِخْلَافُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

آجلنے، اور وہ شعور ہی نہ رکھتے ہوں۔ اس دن بعض دوست بعض کے دشمن ہوں گے، سوائے

عَدُوٍّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿۶۶﴾ يَعْبَادُ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ

پر ہمیں گاروں کے لئے لے میرے بندو! آج کے دن تم پر کوئی خوف نہیں ہے، اور نہ تم

تَحْزَنُونَ ﴿۶۷﴾ الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ ﴿۶۸﴾

تمکین ہو گے۔ جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لائے، اور وہ مسلمان تھے۔

أَدْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُخْبَرُونَ ﴿۶۹﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ

(انکھیں کھایا جائیگا کہ تم اور تمہاری عورتیں جنت میں داخل ہو جاؤ، تم خوشحال کر رہے جاؤ گے۔ ان پر سونے کی

بِصَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٌ وَفِيهَا مَا شَتَّىٰ هِيَ الْإِنْفُسُ

رکابیاں لے اور انکو سے پھرائے جائیں گے۔ اور اس میں وہ چیزیں ہوں گی جو دل چاہیں گے لے

وَتِلْكَ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۷۰﴾ وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي

اور انکھیں لذت پائیں گی۔ اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو گے۔ اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث

أُورَثْتُمْوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۷۱﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ

بنادینے گئے، یہ سب ان اعمال کے جو تم کیا کرتے تھے۔ تمہارے لئے اس میں کثرت سے پھل ہوں گے۔

مِنْهَا تَأْكُلُونَ ﴿۷۲﴾ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ مُتَسَاوِينَ ﴿۷۳﴾

کہ اس میں سے تم کھاتے رہو گے۔ یقیناً گنہگار جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔

لَا يَفْتَرَعْنَهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿۷۴﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ

ان سے (عذاب) سست نہیں کیا جائیگا۔ اور وہ اس میں ناامید ہوں گے۔ اور ان پر ہم نے ظلم نہیں کیا۔ لیکن

لَهُ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿۷۵﴾

تفسیر صفاتی ص ۲۵۵ پر بحوالہ مقبول الشریعہ
لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:
کہ تم پر ہمیں گاروں کی دوستی کی خواہش کرو۔ گو
زمین کے اندھیروں میں ہوں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ
نے رستے زمین پر بعد انبیاء کے ان سے افضل کسی
کو نہیں پیدا کیا۔ اور کسی بندے پر اللہ تعالیٰ کا انعام
کسی اس شخص کے برابر نہیں ہے جس کو متقین کی
صہبت کی نعمت عطا فرمائی ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: الْإِخْلَافُ يَوْمَئِذٍ ۱۰۰۰۰ اور میرا یہ
گمان ہے کہ جو شخص ہمارے اس زمانہ
میں بے عیب دوست تلاش کرے گا وہ
ہمیشہ بے دوست ہی رہیگا +
لے بصحافہ +

رکابیاں - صُحُفٌ کی جمع۔ اتنی
بڑی رکابی جس میں پانچ آدمی پیٹ بھر
کر کھانا کھالیں۔ صُحُفٌ کہلاتی ہے +
(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۱۲)

لے تَشْتَتِيهِ الْإِنْفُسُ ۲۰

تفسیر صفاتی ص ۲۵۵ پر بحوالہ احتجاج طبرسی
لکھا ہے کہ امام آخر الزمان علیہ السلام سے دریافت
کیا گیا تھا کہ جنتی جب بہشت میں داخل ہو جائیں
گے۔ تو کیا ان کے اولاد بھی پیدا ہوگی؟ تو حضرت
نے جواب دیا: کہ جنت میں نہ تو عورتوں کو حمل ہونے
کا۔ نہ اس شان سے ولادت ہوگی۔ نہ حیض ہوگا
اور نہ نفاس ہوگا۔ اور نہ بچوں کی ولادت کے
متعلق جو تکلیفیں اٹھانی پڑتی ہیں وہ ہوں گی۔
لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ فرما چکا ہے کہ جنت میں ہر
وہ چیز ہوگی جس کے لئے دل لچکائیں۔ اور جس سے
انکھیں لطف اٹھائیں۔ پس اگر کسی مومن کا دل
بچے کو چاہے گا۔ تو اللہ تعالیٰ بغیر حمل اور ولادت
اس صورت کا بچہ بھی پیدا کرے گا۔ جیسا کہ اس
کا دل چاہتا ہوگا۔ اس کی مثل ایسی ہے جیسے حضرت
آدم کو پیدا کر دیا تھا +

كَانُوا هُمُ الظَّالِمِينَ ﴿٤٧﴾ وَنَادَىٰ إِلَهُكَ لِيَقْضَ عَلَيْكَ قَالِ

وہ بھتے ہی ظالم۔ اور وہ ندا کریں گے اے مالک (جہنم کے وارث) چاہئے کہ تیرا پڑ گار ہم پر قضاء (موت) وارڈ کرے۔

إِنَّكُمْ مَكِينُونَ ﴿٤٨﴾ لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

کہیں گے یقیناً تم ہمیشہ رہنے والے ہو۔ یقیناً ہم تمہارے پاس حق لائے، لیکن تمہارے اکثر حق سے کراہت کرنے

كِرْهُونَ ﴿٤٩﴾ أَمْ أَمْرُؤًا آمِرًا فَنَّا مُبِرُّمُونَ ﴿٥٠﴾ أَمْ يَحْسَبُونَ أَنَّا

والے ہیں۔ کیا انھوں نے کوئی کام مضبوط کر لیا۔ پس یقیناً ہم (بھی) مضبوط وارڈ کر رہے ہیں۔ کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ

لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ بَلَىٰ وَرُسُلْنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُمُونَ ﴿٥١﴾

ہم ان کی راز کی باتوں اور ان کی سرگوشیوں کو نہیں سنتے۔ ہاں (ہم) سنتے ہیں اور ان کے چھپے ہوئے (فرشتے) ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں۔

قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَلَدٌ فَأَنَا أَوَّلُ الْعَبْدِينَ ﴿٥٢﴾ سُبْحَنَ

(اے رسول) کہہ دو اگر خدا نے رکن کا کوئی بیٹا ہوتا تو کیا مجھے پتہ نہ ہوتا کیونکہ میں تو سب سے پہلا عبادت کرنے والا ہوں۔ پاک ہے

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٥٣﴾ قَدْ رَهُمُ

آسمانوں اور زمین کا پڑ دگڑ گار اور عرش کا پڑ دگڑ گار ان باتوں سے جو لوگ بیان کرتے ہیں۔ پس (اے رسول) تو ان کو

يَخْضَعُونَ وَيَلْعَبُونَ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٥٤﴾

چھوڑ دے وہ بحث کرتے رہیں اور کھیلنے رہیں۔ یہاں تک کہ یا سنیں سے ملاقات کو جس کا یہ وعدہ دینے جاتے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَهٌُ وَفِي الْأَرْضِ إِلَهٌُ وَهُوَ الْحَكِيمُ

اور وہ (اللہ تعالیٰ) وہی ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔ اور وہ بڑا حکمت والا ہے۔

الْعَلِيمُ ﴿٥٥﴾ وَتَبَرَّكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

جانتے والا ہے۔ اور بہت برکت والا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) جس کیلئے آسمانوں اور زمین کی اور ان کی جودوں کے

بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٦﴾ وَلَا إِلَهَ إِلَّا

درمیان ہے حکومت ہے۔ اور اسی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور تم سب اسی کی طرف لوٹانے جاؤ گے۔ اور جن کو یہ لوگ

الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ

اس (اللہ تعالیٰ) کے سوا پکارتے ہیں وہ شفاعت کا اختیار نہیں رکھیں گے۔ سوائے اس کے جس نے حق کی گواہی دی

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٥٧﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ

اور وہ جانتے ہیں۔ اور اگر تو ان سے پوچھے کہ انھیں کس نے پیدا کیا، وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے،

لہ اول العبدین :-

تفسیر صافی صفحہ ۴۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا سب سے پہلے نفرت کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی اولاد ہو۔ نہیں ہوں۔

اور احتجاج طبری میں جناب امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کا اول انکار کرنے والا کہ اللہ تعالیٰ اس قول کی تاویل یہ ہے کہ اس کا باطن، ظاہر کی بالکل منہ ہے۔

لم ترجمہ :-

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے آپ کو اول العابدین کہنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اول مخلوق ہیں۔ کیونکہ آیہ مجیدہ ان من شئانی الا یسیجہ بجمہدہ..... الخ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر شے جو اللہ تعالیٰ نے خلق فرمائی اس کی عبادت کر رہی ہے۔ اور جب سے خلق ہوئی اس وقت سے ہی کر رہی ہے۔ پھر پہلا عبادت کرنے والا وہی ہو سکتا ہے جو ہر شے پہلے پیدا ہو۔ لہذا اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ہوتی تو کیا مجھے پتہ نہ ہوتا؟ کیونکہ میں اول مخلوق ہوں۔ اس لئے وہ بہر حال میرے بعد ہوتی۔ اور چونکہ ہر چیز میرے سامنے ہی پیدا کی گئی۔ اس لئے وہ بھی میرے سامنے ہی پیدا ہوتی۔ اور مجھے اس کا ضرور پتہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے اولاد ہونے کی یہ نہایت معقول دلیل ہے جو مشاہدہ عینی پر مبنی ہے۔

فَإِنِّي يُؤْفَكُونَ ﴿۸۷﴾ وَقِيلَ لَهُ رَبِّ إِنَّا هُوَ لَا يَوْمُؤُونَ ﴿۸۸﴾

پھر وہ کہاں بکے جاتے ہیں۔ اور اس (رسول) کا قول ہے کہ اے میرے پروردگار! یقیناً یہ لوگ ایسا نہیں لائیں گے۔

فَاَصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿۸۹﴾

پس تو ان سے درگزر کر، اور کہہ دے سلام ہو۔ پس وہ عنقریب جان لیں گے۔

الْأَيَّاتُ ۝ ۵۹ سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ ۝ ۳ رُكُوْعَاتُهَا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھ) ساتھ مدعا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

حَمْدٌ ۝ وَالْكِتَابِ الْمُبِينِ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُبَارَكَةٍ

حَمْدٌ (پڑھ) ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا۔ بیشک

إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ ۝ أَمْراً

ہم ڈرانے والے ہیں۔ اس (رات) میں ہر حرکت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ یہ امر

مِّنْ عِنْدِنَا إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝ رَحْمَةٌ مِّنْ رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ

ہماری طرف سے ہے۔ یقیناً ہم تیرے پروردگار کی طرف سے رحمت بھیجتے والے ہیں۔ یقیناً وہ سب کی

السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

سننے والا سب کچھ جانتے والا ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو تو وہ آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کی میان

إِنْ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ رَبُّكُمْ وَ

کی چیزوں کا پروردگار ہے۔ سوائے اس کے کوئی معبود نہیں، وہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تمہارا پروردگار اور

رَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ

تمہارے باپ آدمیوں کا پروردگار ہے۔ بلکہ وہ تو شک میں بیٹھے کھیلتے ہیں۔ پس تو اس دن کا

يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ

انتظار کر جبکہ آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا۔ یہ دردناک عذاب

أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ أَنَّى لَهُمْ

ہوگا۔ (وہ کہیں گے) اے ہمارے پروردگار! ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ یقیناً ہم ایمان لائے ہوئے ہیں۔ ان کیلئے نصیحت

لہ فیہا یفرق۔

تفسیر قتانی ص ۵۳ پر ہے کہ

اس کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر

میں اللہ تعالیٰ ہر امر کا اندازہ فرما دیتا

ہے جو کچھ کہ اس سال میں ہونے والا ہو، وہ

حق ہو یا باطل۔ اس میں اس کے لئے بڑا اور اس کی

مشیت ہے کہ وہ اہل اور رزق، بلا، درد و مصیبتیں

اور اعراض و امراض سے جس جس کو چاہتا ہے مؤخر

کر دیتا ہے۔ اور جس میں چاہتا ہے کمی کر دیتا ہے۔

اور ہر طرح کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے

جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کو پہنچتی ہے۔

اور ان سے آئمہ علیہم السلام کو۔ یہاں تک کہ

آخر الزمان تک منتقل ہوتی ہے۔ لیکن ہر چیز میں

بدا و مشیت اور تقدیم و تاخیر مشروط ہوتی

۴ لہ بدخان مبین۔

تفسیر قتانی ص ۵۳ پر ہے کہ قیامت کی شرطوں

والی حدیث میں پہلی نشانیاں یہ ہیں: ۱۔ دھواں۔

۲۔ زلزلہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ایک آگ جو عدن

آئین کے قعر سے نکلے گی، اور لوگوں کو عسکری طرف

ہٹا کر لے جائے گی۔ لوگوں نے عرض کی:

یا رسول اللہ! دھواں کیسا ہوگا؟ تو آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی آیت تلاوت

فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا: کہ یہ دھواں مشرق سے

مغرب تک چھا جائے گا۔ اور چالیس دن تک ایک

ہی حالت پر رہے گا۔ اس سے مؤمن کو تو اتنا ہی صدمہ

پہنچے گا جیسے کہ زکام ہو جاتا ہے۔ اور کافر کی یہ

حالت ہوگی جیسے کوئی نشہ میں متوالا ہوتا ہے۔

اس کے دونوں ہاتھوں سے اور دونوں کانوں سے

اور اس کی دُور سے دھواں نکلتا ہے گا۔

الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۖ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَ

کہاں ہے؟ اور یقیناً ان کے پاس ظاہر رسول آیا۔ پھر انھوں نے اس سے روگردانی کی، اور

قَالُوا مَعَلَمٌ مَّجْنُونٌ ۚ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ

کہنے لگے کہ سکھار یا بولا یا گھل ہے۔ یقیناً ہم حقوڑی مدت کے لئے عذاب کو دور کرنے والے ہیں۔ اور یقیناً

عَايِدُونَ ۚ يَوْمَ نَبُطِشُ الْبُطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ۚ

م پلٹ جانے والے ہوں۔ جس دن ہم بڑی سخت گرفت کر دیں گے۔ (اس دن) یقیناً ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ۚ

اور یقیناً ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا۔ اور ان کے پاس کرامت والا رسول آیا۔ کہ

أَدُّوْا إِلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۚ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَىٰ

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو میرے حوالے کرو۔ میں یقیناً تمھارے لئے امانت دار رسول ہوں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ پر سرکشی نہ

اللَّهُ إِنِّي آتَيْكُم بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۚ وَإِنِّي عِدْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ

کرو۔ یقیناً میں تمھارے پاس واضح دلیل لایا ہوں۔ اور یقیناً میں نے اپنے پروردگار اور تمھارے

أَنْ تَرْجَمُونَ ۚ وَإِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَأَعَزُّ لَوْ أَنَّ

پروردگار سے اس بات کی پناہ لی ہے کہ تم مجھے سنسار کرو۔ اور اگر تم مجھے ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہو جاؤ۔ پس اس نے اپنے

هَؤُلَاءِ قَوْمٍ مُّجْرِمُونَ ۚ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُمْ مُّتَّبِعُونَ ۚ

پروردگار کو یہ کہنا کہ یقیناً لوگ گنہگار ہیں۔ (خدا نے کہا) پس تو میرے بندوں کو رات کو چل یقیناً تمھارا پیچھا کیا جائیگا۔

وَاتْرِكْ الْبَٰحِرَ رَهْوَآ ۚ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ۚ كَمْ تَرَكُوا مِنْ جَنَّتٍ

اور تم دیکھو کہ تمھارا چھوڑ دینا ہے۔ یقیناً وہ لشکر ڈوبنے والے ہیں۔ وہ کتنے باغات اور

وَعُيُونٍ ۚ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۚ وَنَعْمَةً كَانُوا فِيهَا

چشتی، اور کھیتیاں، اور باغ و باغیچہ، اور نعمتیں جن میں وہ عیش کیا کرتے تھے

فَكَرِهِينَ ۚ كَذٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخِرِينَ ۚ فَمَا بَكَتْ

چھوڑ گئے۔ ایسا ہی ہوا، اور ہم نے اس کا وارث دوسری قوم کو بنا دیا۔ پس ان پر نہ تو آسمان

عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنْظَرِينَ ۚ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا

اور زمین روئے تھ۔ اور نہ ہی ان کو مہلت دی گئی۔ اور یقیناً ہم نے

فَنَلَّ

لہ رہوا۔

شک، تمھارا ہوا۔

راغب لکھتے ہیں:- دھوکے معنی میں ساکن۔ یعنی تھے ہوئے اور پھرے ہوئے کے۔ اور بعض نے کہا کہ راہ کی وسعت مراد ہے اور بھی صحیح ہے۔ یہ دھوکا دھوکا کا مصدر ہے جس کے معنی دریا کے تھمنے کے آتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۱۲)

لہ فمابکت:-

تفسیر صفائی ص ۱۱ پر بحوالہ تفسیر قتی لکھا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے سامنے سے ایک ایسا شخص گذرا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔ تو حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی: فمابکت علیہم السموات والارض... الخ۔ پھر حضرت کے فرزند امام حسین علیہ السلام آپ کے پاس سے گزرے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس پر آسمان اور زمین ضرور روئیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آسمان اور زمین یا تو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام پر روچکے ہیں یا اب حسین پر روئیں گے۔

تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام اور حضرت امام حسین بن علی علیہما السلام پر چالیس چالیس دن رویا ہے۔ اور ان دونوں حضرات کے سوا اور کسی پر نہیں

رویایا۔ کسی نے عرض کی: یا ابن رسول اللہ! اس کے رونے کی علامت کیا تھی۔ آپ نے فرمایا کہ طلوع اور غروب آفتاب کے وقت بہت ہی زیادہ سُرخ ہو جایا کرتی تھی۔

المناقب میں ابھی حضرت سے منقول ہے کہ آسمان امام حسین علیہ السلام پر چالیس روز خون سے رویا۔

اور جناب امام آخر الزمان علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت یحییٰ اسی طرح ذبح کئے گئے تھے جس طرح جناب امام حسین علیہ السلام اور آسمان اور زمین سوائے ان دو حضرات کے اور کسی پر نہیں روئے۔

بَنِي إِسْرَءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الرَّهِيْنُ ۚ مِنْ فِرْعَوْنَ إِنَّكَ كَانَ

بنی اسرائیل کو فرعون کے ذلیل کرنے والے عذاب سے نجات دی۔

عَالِيًا مِّنَ السُّرَفِيْنَ ۚ وَلَقَدْ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ۚ

اور یقیناً ہم نے انھیں جان بوجھ کر جہانوں پر برگزیدہ کر لیا۔

وَآتَيْنَاهُمْ مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيْهِ بَلَوٌ مُّبِيْنٌ ۚ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُوْنَ

اور ہم نے انھیں نشانیوں میں سے وہ دی جس میں کھلی آزمائش تھی۔ یقیناً یہ البتہ کہتے ہیں۔ کہ

إِنْ هِيَ إِلَّا مَوْتُنَا الْأَوَّلَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۚ فَاتُوا بِآيَاتِنَا

نہیں ہے یہ مگر ہماری پہلی موت اور ہم مبعوث نہیں کئے جائیں گے۔ پس لاؤ ہمارے باپ

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ۚ أَهْمُ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۚ وَالَّذِيْنَ مِنْ

دادوں کو اگر تم سچے ہو۔ کیا وہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم؟ اے اور وہ جو ان سے پہلے

قَبْلَهُمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِيْنَ ۚ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ

تھیں، ہم نے انھیں ہلاک کر دیا۔ یقیناً وہ گنہگار تھے۔ اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور

وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعِبَادِنَا ۚ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَكِنْ

ان دونوں کے درمیان کی چیزوں کو کھلتے ہوئے نہیں پیدا کیا۔ ہم نے ان دونوں کو نہیں پیدا کیا مگر حق کے ساتھ۔ لیکن

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۚ إِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِيْنَ ۚ

ان کے اکثر نہیں جانتے ہیں۔ یقیناً ان سب کے فیصلے کا دن مقرر ہے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَّوْلَىٰ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۚ إِلَّا

جس دن کوئی دوست کسی دوست سے کچھ کفایت نہ کرے گا۔ اور وہ مدد نہ دینے جائیں گے۔ سوا اسکے

مَنْ رَّحِمَ اللَّهُ إِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۚ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقْوَمِ

جس پر اللہ تعالیٰ نے رحم کر دیا ہے یقیناً وہ زبردست (اور) بہت رحم کرنے والا ہے۔ یقیناً حقوہر کا درخت۔

طَعَامُ الْآثِيْمِ ۚ كَالهَلِّ يُغْلَىٰ فِي الْبُطُوْنِ ۚ كَغَلَى الْحَمِيْمِ ۚ

بڑے گنہگار کا کھانا ہوگا اے کھلے ہوئے تانبہ کی طرح پیشوں میں کھولے گا۔ مانند جوش کھانے کھولتے ہوئے پانی کے۔

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ إِلَىٰ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۚ ثُمَّ صُبُّوْهُ فَوْقَ رَأْسِهِ

رکھ ہو گا کہ اسے پکڑ لو پھر اسے جہنم کے نیچے کیسیٹے ہوئے بے جلو۔ پھر اس کے سر پر کھولتے ہوئے پانی کا

۱۔ تتبع :-

شامان یمن کا لقب ہے۔ ابو عبیدہ جو حضرت
اور لغت کے نام ہیں، فرماتے ہیں کہ تبع شامان یمن
ہیں۔ ان میں سے ہر ایک تبع کہلاتا ہے۔ کیونکہ اپنے
پیش رو کے قدم بقدم چلتا ہے۔ عربی میں سایہ کا نام
بھی اسی لئے تبع ہے کہ وہ دھوپ کے پیچھے لگا رہتا
ہے۔ اسلام میں جو خلیفہ کی حیثیت ہے۔ وہی تبعیت
میں تبع کی تھی۔ وہی عرب کے شامان عظام تھے۔

ماکم نے حضرت عائشہ
روایت کی ہے کہ تبع ایک نیک شخص تھا۔ اس تبع
کا نام اسعد تھا۔

عبدالرزاق، وہب بن مہبہ سے ناقل ہیں کہ
نبی صلعم نے اسعد کو برا کہنے سے منع فرمایا۔ اور تبع
وہی ہے۔ وہب کا بیان ہے کہ وہ دین ابراہیم پر
تھا (لغات القرآن نعمانی جلد ۲، ص ۳۳۱)

۲۔ رَحِمَ اللّٰهُ :-

تفسیر قسافی منکر پر بحوالہ تفسیر قسافی لکھا ہے کہ
جو شخص اولیاء خدا کے سوا اور قل کو دوست رکھتے گا۔
وہ آپس میں ایک دوسرے کے کام ڈالیں گے۔ پھر
ان لوگوں کو مستثنیٰ فرما دیا جو آل محمد سے محبت رکھتے
والے ہیں۔ چنانچہ فرما دیا: اَلَا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ... الخ

۳۔ الْآثِيْمِ :-

تفسیر قسافی منکر پر بحوالہ تفسیر قسافی
لکھا ہے کہ یہ آیت ابو جہل کے پاس سے منزل
ہوئی :-

۴۔

۵۔

مِنْ عَذَابِ الْجَحِيمِ ۚ ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۚ إِنَّ هَذَا

عذاب ذال دو۔ تم اسے چکھو، یقیناً تو بڑا زبردست عزت والا ہے لہ۔ یقیناً یہ

مَا كُنْتُمْ بِهِ تَسْتَرْوْنَ ۚ إِنَّ السُّتْقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ۚ فِي

وہ ہے جس کے بارے میں تم شک کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیزگار اس والے مقام میں ہوں گے۔ نتیجہ

جَنَّتْ وَعُيُونٌ ۚ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

باغوں اور چشموں کے، وہ باریک ریشم (لاہی) اور ریشم کا زریں مونا کپڑا (دوبا) پہنے ہوئے آئیں گے

مُتَقَبِّلِينَ ۚ كَذَلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۚ يَدْعُونَ

سامنے ہوں گے۔ اسی طرح ہوگا، اور ہم انہیں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں کے ساتھ بیاہ دیں گے۔ وہ اس میں

فِيهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ۚ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ

ہر ایک پھل امن سے منگائیں گے۔ وہ اس میں پہلی موت کے سوا کسی موت کا مزہ

إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّعَهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۚ فَضْلًا

نہیں چکھیں گے۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ) انہیں جہنم کی آگ کے عذاب سے بچائے رکھیں گے۔ یہ تیرے

مِنْ رَبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۚ فَأِنَّمَا يَسْتَرْئِيهِ بِلِسَانِكَ

پروردگار کا فضل ہے۔ یہی تو بڑا مژا دیا ہے۔ پس ہم نے اس (قرآن) کو تیری زبان کے ساتھ آسان

لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۚ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ۚ

کیا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔ پھر تو انتظار کر، یقیناً وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

آيَاتُهَا ۚ سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ مَكِّيَّةٌ ۚ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

حَمْدٌ ۚ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۚ إِنَّ فِي السَّمَوَاتِ

خبر۔ اس کتاب کا اتارنا زبردست بڑے حکمت والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یقیناً آسمانوں اور زمین میں

وَالْأَرْضِ لَايَاتٍ لِلْمُؤْمِنِينَ ۚ وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُتُّ مِنْ دَابَّةٍ

مومنوں کیلئے البتہ بہت نشانیاں ہیں۔ اور تمہاری پیداوار میں اور جن جانوروں کو اس نے پھیلادیا ہے۔

لہ العزیز الکریم :-

تفسیر صفائی مناسبت پر بحوالہ الجوامع منقول ہے کہ ابو جہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ تمہارے دونوں پہاڑوں کے درمیان مجھ سے زیادہ مکرم کوئی نہیں ہے۔ تفسیر حق میں ہے کہ چونکہ ابو جہل یہ کہا کرتا تھا انا العزیز الکریم۔ لہذا آتش جہنم میں اسے ہی طعنہ دیا جائے گا :-

ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۚ

أَيُّ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ ۚ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ اللَّهُ

منور لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں بہت نشانیاں ہیں۔ اور رات دن کے اختلاف میں اور جو رزق اللہ تعالیٰ

مِنَ السَّمَاءِ مِنْ رَزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ

نئے آسمان سے اتارا، پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مژدہ ہونے کے بعد زندہ کر دیا۔ اس میں اور ہواؤں کے پھیرنے

الرَّيِّحِ أَيُّ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۚ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ تَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ

میں اسے ان لوگوں کیلئے جو عقل سے کام لیتے ہیں البتہ بہت نشانیاں ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی آیتیں ہیں جنہیں ہم تجھ پر حق کے ساتھ

فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ ۚ وَيُلْ لِكُلِّ أَفَّاكٍ

پر مانتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کی آیتوں کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے اسے ہر جھوٹ باندھنے والے گنہگار

أَتِيَهُمْ ۚ يَسْمَعُ آيَاتُ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَانُ لَمْ

پہنچے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جو اس پر پڑھیں جاتی ہیں مستہ ہے، پھر کجی کے ساتھ کفر پیدا کر دیتا ہے، گویا کہ

يَسْمَعُهَا فَبَشِيرَةٍ بَعْدَ آيَاتِهِ ۚ وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا

اس نے انکو سننا ہی نہیں پس اس سے بڑا کذاب کی خبر پڑی ہو۔ اور جب اس نے ہماری آیتوں میں سے کسی چیز کو جان لیا

يَاتُخَذُهَا هُزُوًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۚ ۙ مِنْ وَرَائِهِمْ

اس نے اسے ہنسی سے منہ پر لیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔ ان کے آگے جبستم

جَهَنَّمَ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ

ہے۔ اور جو کچھ انھوں نے کما یا وہ ان سے کچھ کفایت نہیں کرے گا، اور نہ وہ جن کو انھوں نے اللہ تعالیٰ

دُونِ اللَّهِ أُولِيَاءَ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۚ هَٰذَا هُدًى وَالَّذِينَ

کے سوا سرپرست اختیار کیا، اور ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔ یہ ہدایت ہے، اور جن لوگوں نے

كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رَّجْزِ الْيَوْمِ ۚ ۙ اللَّهُ الَّذِي

اپنے پروردگار کی آیتوں سے کفر کیا، ان کیلئے سخت قسم کا دردناک عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے

سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لَتَجْرِيَ الْفُلُكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ

تھا کہ اسے دریا کو سحر کر دیا تاکہ اس میں اس کے حکم سے کشتیاں چلتی رہیں، اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۚ ۙ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمُوتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اور تاکہ تم شکر کرتے رہو۔ اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اس نے سب کو اپنے فضل سے

۱۔ تصویف التلحیح :-

تفسیر صفائی صحت پر جو کچھ تفسیر قوی لکھا ہے۔

کہ ہوا ہر طرف سے آتی ہے بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے

کہ گرم ہوتی ہے اور کثرت ایسا ہوتا ہے کہ بعضی سرد ہوا

ایسی ہوتی ہے کہ بادل کو ہا۔ بجائے جاتی ہے۔ اور بعضی

تمام زمین میں پھیل جاتی ہے۔

۲۔ اور بعضی ایسی ہوتی ہے کہ درختوں

میں پھل پھول لاتی ہے۔ تو یہ سب خدا کی نشانوں میں

داخل ہیں +

۳۔ فبای حدیث :-

تفسیر صفائی صحت پر ہے کہ اس آیت

میں اللہ تعالیٰ کا نام جو آیات سے مقدم کیا گیا ہے

یعنی تعظیم اور مباہلہ کی بناء پر ہے، جیسا کہ عرب میں

کہتے ہیں: اعجبی زید و کرمہ۔ (مجھے زید نے

اور اس کی سخاوت نے تعجب میں ڈال دیا)۔ یا اللہ

تعالیٰ کی حدیث کے بعد اور وہ قرآن ہے +

۴۔ اذاعلم :-

تفسیر صفائی صحت پر جو کچھ تفسیر قوی لکھا ہے

کہ یہاں لفظ علیہ بمعنی دای (دیکھا) استعمال کیا گیا ہے

یعنی "علم" کے معنی رویت کے لئے

گئے ہیں +



جَمِيعًا مِّنْهُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُلْ لِلَّذِينَ

تھارے لئے مسخر کر دیا۔ یقیناً اس میں ان لوگوں کیلئے جو فکر کرتے ہیں البتہ بہت نشانیاں ہیں۔ (اے رسول) کہو ان لوگوں سے

أَمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا

جو ایمان لائے کہ وہ ان لوگوں کو معاف کر دے جس سے جو اللہ تعالیٰ کے دنوں کی امید نہیں رکھتے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو سزا

كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَّنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلِمَا

بدلے جو وہ کیا کرتے تھے۔ جس نے نیک عمل کیا تو اس نے اپنے ہی ذات کیلئے کیا، اور جس نے بُرائی کی تو اس کا وبال اسی پر

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١٥﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَءِيلَ الْكِتَابَ

پھر تم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے جاؤ گے۔ اور یقیناً ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکم اور نبوت

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَىٰ

دی۔ اور ہم نے انھیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق دیا، اور ہم نے انھیں تمام جہانوں پر

الْعَالَمِينَ ﴿١٦﴾ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مَن

تفصیلت دی۔ اور ہم نے انھیں امر سے کھلی دلیل دی۔ پس انھوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے

بَعْدَ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَعِيًّا بَيْنَهُمُ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمُ

کہ ان کے پاس علم آچکا، محض باہمی بغاوت کے سبب۔ یقیناً تیرا پروردگار ان کے درمیان قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿١٧﴾ ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ

ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کیا کرتے تھے۔ پھر ہم نے تمھیں امر سے شریعت پر

مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨﴾

مقرر کیا۔ پس تو اس کی پیروی کرتا رہ اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کر جو نہیں جانتے ہیں۔

لَهُمْ لَنُغْفِرُكَ عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَإِنَّ الظَّالِمِينَ بَعْضُهُم

یقیناً وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھ سے ہرگز کچھ کفایت نہ کریں گے۔ اور یقیناً ظالم ایک دوسرے کے سر پر

أَوْلِيَاءُ بَعْضٌ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿١٩﴾ هَٰذَا بَصَائِرُ النَّاسِ وَهَٰذَا

ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر ہرگز کارمل کا سر پرست ہے۔ یہ لوگوں کے لئے کھلی دلیل ہیں۔ اور ان

وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ

لوگوں کیلئے جو یقین کرتے ہیں ہدایت اور رحمت ہے۔ کیا جن لوگوں نے گناہ کمائے یہ گمان کیا کہ ہم انھیں ان

۱۳۔ یغفروا۔

تفسیر قرآنی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ آمینہ حق (علیہم السلام) سے یہ فرماتا ہے کہ تم آمینہ جو رکے بائیں میں بددعا نہ کرو تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی بددعا کی سزا خود ہی دے دے۔

۱۴۔ لَنُغْفِرُكَ عَنْكَ۔

تفسیر قرآنی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر قرآنی لکھا ہے کہ اس آیت کا ظاہر تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تادیب ہے۔ مگر باطناً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تعلیم ہے۔

۱۵۔ بَصَائِرُ۔

کھلی دلیلیں۔ ظاہر نصیحتیں۔ بصیرت کی جمع جس کے معنی ہیں بینائی۔ سمجھ۔ دلیل۔ واضح رہے کہ ”بصیرت“ کا استعمال صرف دل کی بینائی کے متعلق ہوتا ہے۔ آنکھ سے دیکھنا اور نظر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ ”بصیرت“ کے مختلف معانی آتے ہیں: عقل۔ سمجھ۔ عبرت۔ دلیل اور حجت۔ (لغات القرآن نعمانی، جلد ۲ ص ۳۷)

أَنْ تَعْلَمَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَوَاءٌ قَحِيحًا هُمْ وَمِمَّا تَعْلَمُونَ

لوگوں کی مانند قرار دیں جو ایمان لائے اور عمل نیک کئے۔ (کہ) ان کا جینا اور مرنا برابر ہے۔ برابر ہے

سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۲۶﴾ وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُحْجِجَ

جو کچھ وہ حکم کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو برحق پیدا کیا۔ اور تاکہ ہر نفس

كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۲۷﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اللَّهُ

کو اس چیز کے مطابق بدلہ دیا جائے جو اس نے کمائی اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ (اے رسول) کیا تو نے اس کو دیکھا جس نے اپنی مثال

هُوَ وَأَصْلَهُ اللَّهُ عَلَى عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَى سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ

کو معبود اختیار کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے علم کی بنا پر اس پر گمراہی کا حکم لگا دیا اور اس کے کان اور دل پر نشان لگا دیا اور اس کی

عَلَى بَصَرِهِ غِشْوَةٌ فَمَنْ يُهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۲۸﴾

آنکھ پر پردہ رہنے دیا۔ پس اللہ تعالیٰ کے بعد سے کون ہدایت کرے گا۔ پس کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے

وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ

اور انھوں نے کہا یہ ہماری دنیا کی زندگی نہیں ہم مرتے ہیں اور جیتتے ہیں اور ہمیں مارنے کے سوا کوئی ہلاک نہیں کر سکتا

وَمَا لَكُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۲۹﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

کہ حال انکے انھیں اس کے بارے میں کچھ علم نہیں، وہ صرف گمان کرتے ہیں۔ اور جب ان پر ہماری واضح آیتیں

آيَاتُنَا بَيِّنَاتٌ مَّا كَانَ جُحْتُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا اتُّوَابًا بَنَانًا إِنْ كُنْتُمْ

پر ہماری گواہی تو ان کی کوئی دلیل نہیں تھی، گریہ کر وہ کہنے لگے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو لے

صِدْقِينَ ﴿۳۰﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

آؤ۔ (اے رسول) کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں زندہ رکھتا ہے پھر تمہیں مارتا ہے، پھر تمہیں قیامت کے دن جس

الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۱﴾ وَلِلَّهِ

دکے آنے میں کوئی شک نہیں اکٹھا کرے گا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِئِدُ يُخْسِرُ

کیلئے ہی آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی اس دن اہل جہنم

الْمُبْطِلُونَ ﴿۳۲﴾ وَتَرَىٰ كُلَّ أُمَّةٍ جَائِيَةً كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا الْيَوْمَ

نقصان اٹھائیں گے۔ اور تو سرائقت کو زانو پر گرے ہوئے دیکھے گا۔ ہر امت اپنے نوشتے کی طرف بلائی جائے گی۔ آج کے دن



۱۔ الہیۃ ہونہ :-

تفسیر صفائی جلد ۲۷ پر ہے کہ مشرکین عرب جس پتھر کو اچھا دیکھتے اسی کو پوجنے لگتے۔ پھر اگر کوئی اس سے اچھا نظر آجاتا۔ تو پہلے کو چھوڑ کر اس دوسرے کو پوجنے لگتے :-

۲۔ الٰہ الدّٰہی :-

تفسیر صفائی جلد ۲۷ پر محوالہ تفسیر مجمع البیان لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اللہ کو برا نہ کہو۔ کیونکہ اللہ خود اللہ تعالیٰ ہے۔

صاحب تفسیر مجمع البیان فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے حادثوں اور نازل ہونے والی باتوں کو زمانہ کی طرف منسوب کر کے یوں کہا کرتے تھے کہ زمانہ نے ایسا کیا اور ایسا کیا۔ اسی طرح زمانہ کو برا بھلا کہتے رہتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان امور کا اصل فاعل تو خدا ہے۔ لہذا تم ان امور کے اصل فاعل کو برا بھلا نہ کہو :-

۳۔ جاثیۃ :-

زافر پر بیٹھنے والی۔ زانو پر گرنے والی۔ جثو اور جثی سے جس کے معنی زانو پر بیٹھنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ یہاں لفظ "جاثیۃ" جمع کی جگہ استعمال ہوا ہے۔ جیسے جماعۃ قائمۃ یا جماعۃ قاعدۃ کہتے ہیں :-

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ صفحہ ۲۳)



تُحْزَنُونَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۸﴾ هَذَا كِتَابُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا

تم اس عمل کی جزائیں جاؤ گے جو تم کیا کرتے تھے۔ یہ ہمارا نوشتہ تمہارے برخلاف حق کے ساتھ بولتا ہے۔ یقیناً

كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالٰتِ

ہم لکھواتے جاتے تھے جو کچھ عمل تم کیا کرتے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لائیکے اور انھوں نے عمل نیک کئے

فَيَدْخُلُوْنَ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِينَ

تو انھیں ان کا پروردگار اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔ یہی وہ نفعی کامیابی ہے۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوا فَلَهُمْ اَذْلَ تَكُنْ اٰتِي تَتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا

کفر کیا (ان سے کہا جائے گا)۔ پس کیا تم پر ہماری آیتیں برحق نہ جاتی تھیں پھر تم نے تکبر کیا۔ اور تم تھے ہی گنہگار

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا قِيلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ

لوگ۔ اور جب کہا گیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ برحق ہے۔ اور قیامت کے بارے میں کوئی شک نہیں ہے

مَا نَدْرٰى مَا السَّاعَةُ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُتَّبِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا چیز ہے، ہم تو ایک ظن ہی گمان کرتے ہیں، اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔

وَبَدَّلَ اَلْمُتَّبِعَاتِ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِرَبِّمْ مَا كَانُوْا بِهِ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور جو عمل انھوں نے کئے انکی برائیاں ان کیلئے ظاہر ہوئیں اور جس (عذاب) کا وہ ٹھٹھا اڑا کرتے تھے اس نے انھیں پھیر لیا۔

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنفُسُكُمْ كَمَا نَفْسِيْكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَا كُمْ النَّارُ

اور کہا گیا کہ آج کہو جن ہم تمہیں عذاب میں مبتلا کئے تھے اس طرح بھلاؤ گے جس طرح تم نے آج کہو جن کی حضور کو بھلا دیا تھا اور قہار

وَمَا لَكُمْ مِّنْ نَّصْرِيْنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنكُمۡ اٰتٰتُمۡ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُرُوْا وَغَرَّبَكُمْ

ٹھکانہ دینے سے اور تمہارے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔ یہ اسلئے کہ تم نے یقیناً اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو ٹھٹھا بنا لیا ہے اور دنیا کی

اَلْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۳۵﴾

زندگانی نے تمہیں دھوکا دیا۔ پس آج کے دن وہ اس میں سے نہ نکالے جائیں گے اور نہ ہی ان سے عذر قبول کیا جائے گا

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۶﴾

پس ہر قسم کی حمد آسمانوں کے پروردگار اور زمین کے پروردگار سب جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے۔ اور

وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۳۷﴾

آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے۔ اور وہی زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

۱۵ ہزوا :-

تفسیر تہانی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ آیات اللہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ٹھٹھا کرنے والوں سے کہا جائے گا کہ تم انہی کو بھٹلا یا کرتے تھے۔ اور انہی سے ٹھٹھا کیا کرتے تھے ؟

۱۶ يستعذبون :-

تفسیر تہانی ص ۲۶ پر بحوالہ تفسیر تہی لکھا ہے کہ وہ لوگ نہ تو اللہ تعالیٰ کے عتر امتات کا جواب دے سکیں گے، اور نہ ہی ان کا کوئی عذر قبول کیا جائے گا ؟



الحکمہ ۲۶ ۶۵۱ الاحقاف ۲۶

۳۵ آیاتہا ۲ رُکوعاۃہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھنا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

حَمْدٌ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۱

حکم اس کتاب کا اتارنا اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے کی طرف سے ہے۔ ہم

خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ وَاجِلٍ

نے نہیں پیدا کیا آسمانوں کو اور زمینوں کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ

مُسَيِّطٌ وَالَّذِينَ كَفَرُوا عَمَّا أَنْذَرُوا مُعْرِضُونَ ۲

مٹ کے لئے، اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ ان چیزوں سے منہ پھرنے والے ہیں جن سے ان کو ڈرایا گیا۔ (لئے رسول)

أَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا

کہہ دو کیا تم نے ان کے متعلق غور کیا جنہیں تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے

مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ائْتُونِي بِكِتَابٍ

کیا پیدا کیا، یا آسمانوں کی پیدائش میں ان کے لئے کوئی شریک ہے۔ اگر تم سچے ہو تو میرے پاس اس

مِّنْ قَبْلِ هَذَا أَوْ أَثَرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۳

سے پہلے کی لے کوئی کتاب یا کسی علم کا بقیہ لے آؤ۔ اور اس سے

مَنْ أَضَلُّ مِمَّن يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ

بڑھ کر گمراہ کون ہے لے جو اللہ تعالیٰ کے سوا اس کو پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک بھی اس کو جواب

إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ۴

نہ دے گا۔ اور وہ ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔ اور جب سب لوگ اکٹھے

النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۵

کئے جائیں گے (تو) وہ (باطل معبود) ان کے دشمن ہونگے لے اور وہ ان کی عبادت سے انکار کرنے والے ہونگے۔ اور جب

تَتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا

ان پر ہماری واضح آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے حق کے متعلق کہا جب وہ انکے پاس

۱۔ من قبل هذا :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ کتاب سے مراد تورات اور انجیل ہے اور اشرۃ من النعم سے

انبیاء کے اوصیاء کا علم۔

اور صاحب تفسیر صفائی کہتا ہے کہ خدا سے مراد قرآن مجید ہے کیونکہ وہ توحید کو بیان کرتا ہے + لے اَضَلُّ :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر ہے کہ مشرکوں سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں۔ کیونکہ انہوں نے ایسے خدا کی عبادت چھوڑ دی جو سیمیع۔ (ہر بات سننے والا) مجیب (ہر دعا کا قبول کرنے والا) قادر (ہر طرح کی قدرت رکھنے والا) خبیر (ہر قسم کی خبر رکھنے والا) ہے اور ان کی عبادت کرنے لگے جو اگر بالفرض ان کی پکار سن بھی لیں تو ان کو جواب نہیں دیتے۔ چہ جائیکہ ان کے رازوں سے واقف ہوں۔ اور ان مصلحتوں کو دیکھیں + لے اَعْدَاءُ :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۲ پر ہے کہ جو باطل معبود انہوں نے بنا رکھے ہیں وہ انہیں نفع تو نہیں پہنچا سکیں گے۔ البتہ نقصان ضروری پہنچائیں گے +

جَاءَهُمْ هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝۱۰ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ قُلْ

آجہا کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔ کیا وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس (قرآن) کو کھڑا لیا (لے رسول)، کہہ دو

إِنْ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا هُوَ أَعْلَمُ بِمَا

اگر میں نے اسے کھڑا لیا تو تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے میرے (بچنے کے) لئے کچھ اختیار نہیں رکھتے وہ اس بات کو خوب جانتے

تُفِضُونَ فِيهِ كَفَىٰ بِهِ شَرِيحًا بَيِّنًا وَبَيْنَكُمْ وَهُوَ الْغَفُورُ

والا ہے جس میں تم غور و غوض کرتے ہو لے میرے درمیان اور تمہارے درمیان کو اسی دینے کو وہی کافی ہے اور وہ بڑا بخشنے والا

الرَّحِيمُ ۝۱۱ قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا

بہت رحم کرنے والا ہے (لے رسول) کہہ دو کہ میں رسولوں میں سے کوئی نیا نہیں ہوں لے اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا

يُفْعَلُ بِي وَلَا يَكُمُ إِنْ أَتَيْتُمُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا

جائے گا اور نہ (یہ کہ تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا) میں نہیں پیروی کرتا مگر (اس چیز کی) جو میری طرف دی کی جاتی ہے اور میں

نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝۱۲ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَكَفَرْتُمْ

نہیں ہوں مگر ایک کھلا ڈراہوا لا۔ (لے رسول) کہہ دو کیا تم نے غور کیا اگر وہ (قرآن) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہو اور تم نے اس

بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَءِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَّا

کا انکار کیا حالانکہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ نے اس جیسی (ایک کتاب) پر گواہی دی پس وہ ایمان لے آیا

وَاسْتَكْبَرْتُمْ ۝۱۳ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝۱۴

اور تم نے تکبر کیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو منزل مقصود تک نہیں بھیجتا۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْرًا مَا سَبَقُونَا

اور ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے ان لوگوں سے کہا جو ایمان لائے کہ اگر وہ (خوب رسول لایا) لے بہتر ہوتا تو وہ (مومن)

إِلَيْهِ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَيَقُولُونَ هَذَا افْكٌ قَدِيمٌ ۝۱۵

اسکی طرف ہم سے سبقت نہ لیجاتے اور جبکہ انہوں نے اس سے ہدایت نہ پائی تو وہ عنقریب کھینٹے کہ یہ بڑا ناجوٹ ہے۔

وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً وَهَذَا كِتَابٌ

اور اس سے پہلے موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب رہنا اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب (قرآن) تصدیق

مُصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۝۱۶ وَبَشْرَىٰ

کرنے والی فصیح زبان (میں ہے) تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے ظلم کیا۔ اور بشارت ہو

لَهُ تَفِضُونَ ۝۱۰

تم گھٹتے ہو۔ تم گھٹتے ہو۔ اقامت سے جس کا استعمال جب باتوں کے متعلق ہوتا ہے تو باتوں میں غور و غوض کرنے اور مشغول ہونے کے معنی ہوتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں افانہ کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۵۸)

لَهُ يَدْعَا ۝۱۱

نیا۔ صفت مشبہ۔ اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے معنی میں آتا ہے۔ چنانچہ بعض نے اول معنی میں یعنی مُبَدَّع لیا ہے۔ یعنی نئی باتیں کہنے والا اور بعض نے دوسرے معنی میں یعنی مُبَدَّع یعنی نیا بھیجا ہوا کہ جس سے پہلے کوئی پیغمبر نہ آیا ہو (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۵۵)

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں کوئی نئی بات کہنے والا رسول نہیں ہوں کہ میں تمہیں ایسے لے کی طرف دعوت دوں جس کی طرف پہلے رسولوں نے نہ دی ہو۔ یا ایسی چیز پر قدرت رکھتا ہوں جس پر انہوں نے نہ رکھی ہو۔

لَهُ كَانَ ۝۱۲

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر ہے کہ اس سے مراد ایمان ہے یا وہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے۔

لِلْحُسَيْنِ ۱۳ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا

نیکی کرنے والوں کے لئے۔ یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ قائم رہے۔

فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۱۴ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

پس نہ ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غم کریں گے۔ وہی جنت والے ہیں۔ وہ اس

الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۵ وَوَصَّيْنَا

میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہ بدلہ اس عمل کا ہے جو وہ کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انسان کو لے

الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ

اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی وصیت کی۔ اس کی ماں نے اسے تکلیف سے حمل میں رکھا اور اسے تکلیف

كُرْهًا وَحَمْلُهُ وَفِصْلُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشُدَّهُ

سے ہی جتنا۔ اور اس کا حمل اور دودھ پھڑائی تیس مہینے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی قوت کو پہنچا

وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِي اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ

اور چالیس برس کو پہنچ گیا۔ تو کہنے لگا اے میرے پروردگار مجھے توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ

الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا

ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر کی۔ اور یہ کہ میں نیک کام کروں کہ تو اس سے راضی ہو

تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۚ اِنِّي تَبَتُّ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ

اور تو میرے لئے میری اولاد میں بھی اصلاح کر یقیناً میں نے تیری رحمت رجوع کیا اور یقیناً میں فرماں برداروں میں

الْمُسْلِمِينَ ۱۶ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَقَبَلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوا

سے ہوں۔ جنت والوں میں سے یہی وہ لوگ ہیں کہ جو اچھا عمل انہوں نے کیا ہم ان سے قبول کرتے ہیں۔

وَنَبِّأُوهُمْ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي اَصْحَابِ الْجَنَّةِ وَعَدَ الصَّٰدِقُ

اور ان کی برائیوں سے وارنہ کرتے ہیں۔ (یہ وہ) سچا وعدہ ہے جو وعدہ

الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۱۷ وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ افِ لِمَا

کہ وہ دیئے جاتے تھے۔ اور جس نے اپنے ماں باپ سے کہا اے تم دونوں کے لئے تمہارا کیا تم دونوں

اَتَعْدَانِي اَنْ اُخْرِجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي وَهُمَا

مجھے وعدہ دیتے ہو کہ میں (جبر سے زندہ کر کے) نکالا جاؤں گا حالانکہ مجھ سے پہلے زمانے (وہاں) گزر چکے ہیں اور وہ دونوں

منزل ۶

تفسیر صفائی ص ۲۶۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب امام حسین علیہ السلام جناب فاطمہ کے حمل میں تھے۔ تو جبریل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ عنقریب جناب فاطمہ ایک بچہ جنم لے گی۔ جسے آپ کے بعد آپ کی امت قتل کر دے گی۔

پس جب جناب فاطمہ کو امام حسین علیہ السلام کا حمل ٹھہر گیا تو جناب فاطمہ کو اس حمل سے رنج ہوا۔ اور جب اس بچہ کی ولادت ہوئی پھر بھی رنج ہوا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی ایسی ماں نظر نہ آئے گی جو بیٹے کی ولادت سے رنجیدہ ہو۔ مگر جناب فاطمہ کو رنج اس لئے ہوا کہ انہیں علم ہو چکا تھا کہ ان کا یہ بچہ قتل کر دیا جائے گا۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جبریل پھر نازل ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! پروردگار عالم آپ پر سلام بھیجتا ہے اور آپ کو خوشخبری دیتا ہے کہ وہ اس فرزند کی اولاد میں امامت و ولایت اور وصایت کو مقرر کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں راضی ہوں۔ پھر جناب فاطمہ کو یہ خوشخبری سنائی۔ تو وہ بھی راضی ہو گئیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ امام حسین نے اصلہ فی ذیجہ نہ فرمایا ہوتا تو آپ کی کل اولاد امام ہی امام ہوتی پھر فرمایا کہ امام حسین نے نہ جناب فاطمہ کا دودھ پیا اور نہ کسی اور عورت کا۔ بلکہ وہ آنحضرت کی خدمت میں لائے جاتے اور آنحضرت اپنا انگوٹھا ان کے منہ میں دیدیتے جس میں سے وہ اتنا چوس لیتے کہ وہ دو تین دن کے لئے کافی ہوتا۔ پس امام حسین کا گوشت جتنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشت اور خون سے بنا اور سولے حضرت یحییٰ زکریا اور امام حسین کے اور کوئی بچہ چھ ماہ کا پیدا ہو کر زندہ نہیں رہا۔

۱۰ آیت یہ لفظ سابقاً میں اور پٹ میں آچکا ہے۔ اصل میں ان ہر قسم کے میل پیل (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ اسرار میں رقمطراز ہیں کہ "اصمعی کا بیان ہے کہ اُن کا ن کا میل ہے، فٹ ناخن کا۔ کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اُن کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رسال چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے۔ ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اُف (جو اُن کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے ہیں۔ اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا۔ کہ جس سے ماں باپ کے متعلق فدا کی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے (لغات القرآن معانی جلد ۱ ص ۱۴)

کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے۔ ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اُف (جو اُن کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگ دل ہونے کے ہیں۔ اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا۔ کہ جس سے ماں باپ کے متعلق فدا کی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے (لغات القرآن معانی جلد ۱ ص ۱۴)

تفسیر صفائی ص ۴۳ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نے کھایا۔ پیا اور پینا اور سواری کی۔ اور کھا ہے کہ یہ آیت فلاں قبیلہ کے ہاں میں نازل ہوئی۔

اور المحدثین میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بروایت اپنے آبا و اجداد کے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مجبور اور گھمی سے ملا ہوا حلوہ لایا گیا تو آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں نے پوچھا کیا یہ حرام ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! لیکن میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے کہ کہیں میرا نفس اس کا شائق نہ ہو جائے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

تفسیر صفائی ص ۴۳ پر ہے کہ احقاف حقیقت کی جیت ہے۔ اور وہ ایسے ریتے مستطیل مرتفع میدان کو کہتے ہیں جس میں اونچے نیچے ٹیلے ہوں۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ احقاف سے مراد عاد کا ملک ہے جو شقوق سے اجفر تک چار منزل تک پھیلا ہوا ہے اور تفسیر قمی میں ہے کہ ان کے نبی حضرت ہود علیہ السلام تھے۔ اور ان کا ملک بہت خیر و برکت کا تھا۔ اور اس میں فراوانی بہت رہتی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سات سال تک بارش بند کر لی۔ وہ لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور ان کے شہروں سے غریب و بیکار ہو گئے۔ اور حضرت ہود انھیں وہی کچھ کہتے رہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ ہود میں حکایتاً بیان کیا ہے۔ یعنی واستغفروا ربکم ثم توبوا الیہ۔ مگر وہ ایمان نہ لائے اور سرکش ہی رہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو وحی کی کہ ان پر فلاں وقت عذاب آئے گا۔ وہ ہوا ہوگی۔ جس میں دردناک عذاب ہوگا۔ پس جب وہ وقت آیا تو انہوں نے بادلوں کی طرف دیکھا کہ ان کی طرف آ رہے ہیں۔ پس وہ اس سے خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ ہم پر برسے گا۔ حضرت ہود نے فرمایا۔ بل ہوما استعجلتم بہ۔ اس آیت کے لفظ تو عام ہیں۔ مگر معنی خاص ہیں۔ اس لئے کہ اس ہوانے بہت سی چیزیں ایسی چھوڑیں جنہیں ہلاک نہیں کیا اور ماسوا اس کے نہیں کہ اس نے ان کا کل مال تباہ کر دیا۔ اس قسم کی کل چیزیں جو پہلی امتوں کی ہلاکت سے متعلق ہیں امت محمدیہ کے ڈرانے کے لئے اور ان کو اس قسم کے افعال سے باز رکھنے کے لئے بیان کی گئی ہیں۔ اور

يَسْتَعِيْثُنَ اللّٰهَ وَبِكَ اٰمِنُ ۙ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَيَقُوْلُ مَا

اللہ تعالیٰ سے فریاد چاہتے۔ تم بہرہ انوس تو ایمان لا یقیناً اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔ پس وہ کہے گا

هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلٰیْنَ ۙ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ حَقَّ عَلٰیہُمْ

یہ نہیں ہے مگر پہلوں کی کہانیاں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے برصافات بات سچی ثابت

الْقَوْلُ فِیْ اٰمِیْمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہُمْ مِنَ الْاٰجِنِ وَالْاِنْسِ

ہوئی ان امتوں میں جو ان سے پہلے جنوں اور انسانوں میں سے گزر چکی ہیں۔

لَا نَہُمْ کَانُوْا خٰیِرِیْنَ ۙ وَلٰکُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا وَلٰیوْفِیْہُمْ

یقیناً وہ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور ہر ایک کیلئے ان اعمال کی جہت سے جو انہوں نے کئے گئے وہی

اَعْمَالُہُمْ وَہُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ۙ وَیَوْمَ یُعْرَضُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا

اسلئے کہ وہ انہیں انکے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور وہ ظلم نہ کئے جائیں گے۔ اور جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا آگ

عَلٰی النَّارِ اَذْهَبَتْہُمْ طٰیِبٰتُکُمْ فِیْ حَیَاتِکُمُ الدُّنْیَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ

پیش کئے جائیں گے۔ ان سے کہا جائیگا کہ تم اپنی دنیا کی زندگی میں اپنی پاکیزہ چیزوں نے کئے ہوئے اس سے فائدہ

بِہَا ۚ فَالْیَوْمَ یُجْزَوْنَ عَذَابَ الْہُوْنِ بِمَا کُنْتُمْ تُسْکِبُوْنَ

وہی حاصل کیا ہے پس آج کے دن اس وجہ سے کہ تم زمین میں ناحق بڑائی چاہا کرتے تھے اور بسبب اس کے

فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَبِمَا کُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۚ وَاذْکُرْ اٰخَا

کہ تم تا فراموش کیا کرتے تھے۔ تم ذلت کے عذاب کا بدلہ دیئے جاؤ گے۔ اور تو عاد کے بھائی

عَادِ ۙ اِذَا نَذَرَ قَوْمَہٗ بِالْاَحْقَافِ وَقَدْ خَلَتْ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ

(ہوں) کا ذکر کر جبکہ اس نے اپنی قوم کو احقاف کی (دو پہلی سر زمین) میں ڈرایا ہے مگر اس سے پہلے اور اس کے

یَدَیْہِ وَمِنْ خَلْفَہٗ اِلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ

کئی ڈرانے والے گزر چکے تھے۔ کہ تم لوگ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی عبادت نہ کرو۔ یقیناً میں تم پر

عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۙ قَالُوْا اِجْتَنَّا لِمَا فُکِّنَا عَنْ الْہٰتِنَا فَاٰتِنَا

دن کے عذاب سے خوف کرتا ہوں۔ وہ بولے کیا تم ہمارے پاس آئے ہو تاکہ تم ہمیں ہمارے بھروسوں سے بھر دو۔ پس

بِمَا تَعْدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۙ قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ

اگر تم سچے ہو تو ہم پر وہی چیز ملے گی جو جس سے تم ہمیں ڈراتے ہو۔ اس نے کہا ماسوا اس کے نہیں کہ علم تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس ہوا کو محسوس کیا تو مومنین کو ساتھ لے کر ایک محفوظ مقام میں چلے گئے۔ اور اس ہوانے آکر کافروں پر ریت کے ٹیلے ڈال دیئے جس کے نیچے وہ سات رات اور آٹھ دن دبے رہے۔ پھر ہوانے ان پر سے ریت ہٹا کر ان کی نفسوں کو اڑا کر سمندر میں پھینک دیا۔

اللَّهُ وَأَبْلَغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ وَلَكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ﴿۳۷﴾

ہے اور میں تو نہیں وہی چیز پہنچاتا ہوں جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم ایسے لوگ ہو جو

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَّتِهِمْ قَالَ لَئِيذَا هَذَا عَارِضٌ

جہالت کرتے ہو۔ پھر جب انہوں نے اپنی وادیوں کے مقابل آنے والا ایک بادل دیکھا۔ کہنے لگے یہ ہم پر مینبر برسلنے

مُطِرًا بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ

والا بادل ہے۔ (ایسا نہیں) بلکہ یہ وہی ہے جس کے بارے میں تم نے جلدی کی (یہ) ایک ہوا ہے جس میں دروناک

أَلِيمٌ ﴿۳۸﴾ تَدْمِرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ

عذاب ہے۔ یہ اپنے بدکردار کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر دے گی۔ پس وہ ایسے ہو گئے کہ سوائے ان

إِلَّا مَسْكِنُهُمْ كَذَلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

کے مکانوں کے کچھ نہیں دیکھا جاتا ہم اسی طرح کھاروں کی قوم کو بدلہ دیتے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے

مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاهُمْ فِيهِ وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَآبْصَارًا

انہیں اس چیز میں قدرت دی جس میں ہم نے ان کے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ پس نہ تو ان کے

وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُمْ

کان ان کے کچھ کام آئے اور نہ ان کی آنکھیں اور نہ ان کے دل۔ جب کہ وہ اللہ تعالیٰ

مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

کی آیتوں کا انکار کرتے تھے۔ لہٰذا

بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَىٰ

اسی نے ان کو آگیا۔ اور یقیناً ہم نے ان بستیوں کو جو تمہارے گرد آگروں ہلاک کر دیا ہوا ہے

وَصَرَفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۴۱﴾ فَلَوْلَا نَصْرُهُمُ الَّذِينَ

اور ہم نے آیتوں کو پھیر پھیر کر بیان کیا تا کہ وہ رجوع کریں۔ پھر ان کی انہوں نے کیوں مدد نہ کی لہٰذا جن کو

اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ

انہوں نے تقرب حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا معبود اختیار کر لیا تھا۔ بلکہ وہ ان سے گم ہو گئے۔ اور

وَذَلِكَ أَفْكَهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۴۲﴾ وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ

یہ ان کا جھوٹ تھا اور وہ بھی جو وہ افتر کیا کرتے تھے۔ اور وہ وقت یاد کر جبکہ ہم نے جنوں میں سے

۱۔ یَجْعَلُونَ

تفسیر صفاتی ۲۶۳ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے

کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو بہت کچھ

عطا کیا تھا۔ پھر انہوں نے کفر کیا۔ تو ان پر غضب

نازل ہوا۔ پس تم اس بات سے ڈرتے رہو۔ کہ

تم پر بھی ویسا ہی عذاب نازل نہ ہو۔ جیسا کہ

ان پر ہوا۔

۲۔ فَلَوْلَا نَصْرُهُمْ

تفسیر صفاتی ۲۶۴ پر ہے کہ اس کا مطلب

ہے کہ ان کو اپنے جن جن معبودوں پر بھروسہ

تھا، کہ وہ خدا کے ہاں ان کو قربت دلائیں گے

اور یہ کہا کرتے تھے ہولاء شفعا عند اللہ

(یہ خدا کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں)

انہوں نے ان کو ہلاکت سے کیوں نہ

بچا لیا۔



تفسیر صافی ص ۴۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ان کو تہاری طرف مائل کر دیا تھا اور نفوس سے کم تعداد کو کہتے ہیں۔ اور احتجاج طبرسی میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ جن تھے۔ ان کی تعداد نو تھی۔ ایک تو نصیبین کے جنات سے تھا۔ اور آٹھ بنی عمرو بن عامر سے۔ اس میں ان کے نام بھی مذکور ہیں۔

تفسیر صافی ص ۴۲ پر ہے کہ اُولَآءِ الْعِزَمِ کے معنی صاحبانِ شریعت ہیں جنہوں نے اپنی اپنی شریعت کے قائم اور برقرار رکھنے میں پوری پوری کوشش کی اور جو تکلیفیں آئیں ان کو برداشت کیا۔ نیز اس سے رسولوں میں سے بڑے کوشش کرنے والے اور ثابت قدم رہنے والے مراد ہیں۔ اور یہ خطاب خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

کافی میں اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اُولَآءِ الْعِزَمِ من الشیئ فوجہ داعیہم و موافقہ دعیوہ اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ یہ الوالعزم کس طرح ہو گئے؟ آپ نے فرمایا کہ حضرت نوح ۲ کتاب اور شریعت کے ساتھ بھیجے گئے تھے۔ اور جو غیر حضرت نوح علیہ السلام کے بعد آیا وہ انہی حضرت کی کتاب اور شریعت پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے مصیفوں کے ساتھ بھیجے گئے۔ اور اس حکم کے ساتھ کہ اب نوح کی کتاب چھوڑ دی جائے کہ وہ فسوخ ہو گئی ہے۔ پس ہر نبی جو حضرت ابراہیم کے بعد مبعوث ہوا، وہ انہی حضرت کی شریعت اور طریقے اور مصیفوں پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام تورات اور اپنی شریعت اور اس حکم کے ساتھ آئے کہ اب حضرت ابراہیم کے مصیفے چھوڑ دیئے جائیں۔ پس جو نبی حضرت موسیٰ کے بعد مبعوث ہوا وہ تورات اور ان کی شریعت پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ انجیل اور اس حکم کے ساتھ مبعوث ہوئے کہ اب حضرت موسیٰ کی شریعت چھوڑ دی جائے پس حضرت عیسیٰ کے بعد جو نبی مبعوث ہوا وہ انہی کی شریعت اور ان کے طریقے پر عمل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید اور اپنی شریعت لے کر آئے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس چیز کو حلال قرار دیا۔ وہ قیامت تک حلال ہے اور جس کو حرام قرار دیا۔ وہ قیامت تک حرام ہے۔

نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ يَسْمَعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ۖ قَالُوا

ایک جماعت کو تہری طرف پھیرا لہ کہ وہ قرآن کو سنیں۔ پس جب وہ اس کے پاس آئے کہنے لگے

أَنصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ ۖ قَالُوا

خاموش ہو جاؤ پھر جب (قرآن کا سنانا) ختم کر دیا گیا وہ ڈرانے والے ہو کر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ کہنے لگے

يَقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ

اے ہماری قوم یقیناً ہم نے ایک کتاب سنی جو موسیٰ کے بعد نازل کی گئی۔ وہ اس کی تصدیق کرتی ہوئی

لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ

ہے جو ان کے پاس ہے وہ حق کی طرف اور سیدھے راستہ کی طرف ہدایت کرتی ہے۔

يَقَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَىٰ طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ۚ

اے ہماری قوم اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیوالے کا کہنا مان لو اور اس پر ایمان لاؤ وہ تمہارے گناہوں کو تمہارے لئے بخش

وَيُجْزِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْيَوْمِ ۚ وَمَنْ لَا يُحِبِّ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ

دریگا۔ اور تمہیں دردناک عذاب سے بچا لیگا۔ اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیوالے کا کہنا نہ مانے گا۔ پس وہ زمین

بِمُعْجَزٍ فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءُ أُولَٰئِكَ فِي

میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والا نہیں اور اس کے لئے اس کے سوا کوئی سرپرست نہیں ہوگا۔ یہی لوگ

ضَلَّلَ مُبِينٍ ۚ أُولَٰئِكَ يَرَوْنَ أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْزِ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدْرِ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ إِنَّهُ

کھل کر اپنی میں ہیں۔ کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا

الْأَرْضَ وَلَمْ يَعْزِ بِخَلْقِهِنَّ بِقَدْرِ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ بَلَىٰ إِنَّهُ

کیا۔ اور ان کی پیدا نش سے نہ تھا اس بات پر قدرت رکھنے والا ہے کہ مردوں کو زندہ کرے، ہاں یقیناً وہ

عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۚ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى النَّارِ

ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس دن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (دوزخ کی) آگ پر پیش کئے جائیں

أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ قَالُوا بَلَىٰ وَرَبِّنَا قَالُوا قَدْ وَفَّوْا الْعَذَابَ بِمَا

گے (ان سے کہا جائیگا کہ) کیا یہ دوزخ کی آگ حق نہیں وہ کہیں گے ہاں ہمارے پروردگار کی قسم (اللہ تعالیٰ) کہیں گے ہم تم

كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۚ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولَآءِ الْعِزَمِ مِنَ الرُّسُلِ

عذاب کا مزہ چکھو یہ سب اس کے کہ تم کفر کیا کرتے تھے۔ پس تو صبر کر جس طرح کہ رسولوں میں سے الوالعزم (رسولوں) نے صبر کیا لہ

وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ كَانَهُمْ يَوْمَ يَرُونَ مَا يُوْعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا

اور ان کیلئے جلدی (عذاب) نہ ملے گا جس کا وہ وعدہ دیتے جاتے ہیں تو وہ ایسا خیال کریں گے

إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ بَلَّغَ فَبَلَ يَهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ

گو یا کہ یہ دن کے ایک گھنٹہ کے سوا نہیں ہے (یہ خدا کی طرف سے پہنچا دیا جائے گا) اور ان کی قوم کے سوا کوئی اور ملک کیا جائیگا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ خدا تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ

وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا ان کے اعمال سے (اللہ تعالیٰ) نے ضائع کر دیئے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ

اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد پر نازل کیا گیا۔

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَرْنَا عَنْهُمْ سِيَائِهِمْ وَأَصْلَحَ بِاللَّهِمْ

اور وہ ان کے پروردگار کی طرف سے حق ہے اس نے ان سے انکی برائیوں کو دور کر دیا اور ان کا حال اچھا کر دیا۔

ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

یہ اس لئے کہ جن لوگوں نے کفر کیا انہوں نے باطل کی پیروی کی لے اور جو لوگ ایمان لائے انہوں نے اپنے

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ

پروردگار کی طرف سے (آئے ہوئے) حق کی پیروی کی لے اسی طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کیلئے ان کی مثالیں بیان کرتا ہے۔

فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبُ الرِّقَابِ حَتَّى إِذَا

پس جب تم ان لوگوں سے ملاقات کرو جو کافر ہو گئے تو (ان کی) گردنیں مارنا۔ یہاں تک کہ جب تم انہیں

أَخْنَقْتُمْوَهُمْ فَشَدُّوا الْوُثَاقَ فَمَا مَتَابَعِدُ وَمَا فِدَاءُ

خواب قتل کر چکو تو مضبوط باندھ لو۔ پھر اس کے بعد یا تو احسان کرنا ہے اور یا فدیہ لینا یہاں

حَتَّى تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرْنَا

تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ڈال دے۔ یہی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتا البتہ ان سے



لَهُ اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ ۱۔ تفسیر صفائی ص ۴۶ پر ہے کہ ان سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے دشمنوں کی پیروی کی +

لَهُ اتَّبَعُوا الْحَقَّ ۲۔ تفسیر صفائی ص ۴۵، ۴۶ پر بحوالہ تفسیر قیام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ سورہ محمد میں ایک آیت ہمارے بارے میں ہے اور ایک آیت ہمارے دشمنوں کے بارے میں ہے +

لَمْ تَرْجِعُوا ۱۔ جس آیت کو امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے حق میں فرمایا۔ وہ یہی آیت ہے اور جسے اپنے دشمنوں کے بارے میں فرمایا وہ اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ والی آیت ہے جو ماضیہ میں بیان ہوئی +

۱۱۳۔ وقت بیت النبوة ج ۱ ص ۱۱۳

مِنْهُمْ وَلَكِنْ لِيَبْلُوَ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي

بدلتے ہیں۔ لیکن (جہاد کا حکم) اس لئے (دیا) کہ وہ تم میں سے ایک کو دوسرے کے ذریعے سے آزمائے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ

سَبِيلِ اللَّهِ فَلَنْ يُضِلَّ أَعْمَالُهُمْ ۖ سَيَهْدِيُهُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحُ

میں قتل کئے گئے ہیں ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کئے جائیں گے۔ وہ عنقریب انہیں منزل مقصود پر پہنچائے گا ان کا حال

بِاللَّهِ ۖ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا لَهُمْ ۖ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اچھا کر دیا جائیگا۔ اور وہ انہیں جنت میں داخل کر دیگا۔ اس نے اس سے انہیں شناسا کر دیا اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے

آمَنُوا إِنْ تَنْصَرُوا لِلَّهِ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۖ وَالَّذِينَ

ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو گے تلہ وہ تمہاری کریگا اور تمہارے قدموں کو ثبات رکھے گا۔ اور جن لوگوں نے

كَفَرُوا فَتَعْسًا لَهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالُهُمْ ۖ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا

کفر کیا ہیں ان کے لئے عواری ہے اور اس (اللہ تعالیٰ نے انکے اعمال ضائع کر دیئے۔ یہ اسلئے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۖ أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ

کیا انہوں نے یقیناً اس سے کراہت کی پس اس (اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال اکارت کر دیئے۔ پس کیا وہ زمین میں پہلے پھرے

فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ دَمَّرَ اللَّهُ

نہیں پھر وہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے تھے۔ ان کا انجام کیسا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تباہ کر

عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۖ ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا

دیا اور کافروں کے لئے اس جیسے ہی انجام ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا سرپرست ہے جو ایمان

وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ ۖ إِنَّ اللَّهَ يَدْخُلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَحُمُلُوا

لا چکے تلہ اور یہ کہ کافروں کے لئے کوئی سرپرست نہیں تلہ یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جو ایمان لا چکے اور انہوں

الصَّلَاحِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

نے نیک عمل کئے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے وہ

يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَشْوَى لَهُمْ ۖ

فائدہ اٹھاتے ہیں اور اسی طرح کھاتے ہیں جیسے کہ چوپائے کھاتے ہیں اور آگ ان کے لئے رہنے کی جگہ ہے۔

وَكَايِنٍ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ

اور بستیوں میں سے کتنی ہی تمہاری اس بستی سے جس نے تمہیں نکال باہر کیا قوت میں بہت زیادہ تھیں۔

لہ عَرَفَهَا۔

اس نے اس سے شناسا کر دیا۔ اس نے اس کو پہنچا دیا۔ اس نے اس کی تعریف کی۔ عَرَفَتْ، شہرچین سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حاضریہ واحد مؤنث غائب۔

امام راغب اصفہانی مفہومات القرآن میں لکھتے ہیں: عَرَفَتْ کے معنی خوشبودار کرنے کے بھی آتے ہیں۔ جنت کے بارے میں جو یہ ارشاد ہو رہا ہے۔ عَرَفَهَا اللہ اس کے بھی یہی معنی ہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے جنت کو اہل جنت کے لئے خوشبودار اور مزین کر دیا۔ اور بعض نے اس کا ترجمہ یہ کیا کہ ان سے اس کا وصف بیان کیا۔ شوق دلایا۔ اور اس کی طرف رہنمائی کی۔

(لغات القرآن ثمانی جلد ۴ ص ۲۷۵)

تِلْهُ إِنَّ تَنْصَرُوا لِلَّهِ۔

اس آیت شریفہ کی رو سے خود اللہ تعالیٰ لوگوں یعنی اپنی مخلوق سے مدد مانگ رہا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بعض برگزیدہ مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے جب کہ حقیقی مددگار اللہ تعالیٰ ہی کو سمجھا جائے پس یا علی مدد کہنا جائز ہوگا۔

تِلْهُ مَوْلَى الَّذِينَ آمَنُوا۔

تفسیر صفائی ص ۲۷۵ پر ہے کہ اس آیت میں مولى کے معنی ہیں ان کے دشمنوں کے خلاف ان کی مدد کرنے والا۔

تِلْهُ لَا مَوْلَى لَهُمْ۔

تفسیر صفائی ص ۲۷۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے عذاب کا دفع کرنے والا کوئی نہ ہوگا۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف نہیں ہے: ثُمَّ رَدَدْنَاهُ إِلَى اللَّهِ مَوْلَاهُ الْحَقُّ۔ (پہ انعام ۸) اس لئے کہ اس میں مولى کے معنی مالک کے ہیں۔

أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ۝۳۱ أَفَمَنْ كَانَ عَلَىٰ بَيْتَةٍ مِّن رَّبِّهِ

ہم نے انہیں ہلاک کر دیا پھر ان کے لئے کوئی مددگار نہ ہوا۔ پھر کیا وہ شخص لئے جو اپنے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیل پر

كَمَنْ زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝۳۲ مَثَلُ الْجَنَّةِ

ہو اس جیسا ہو سکتا ہے جس کیلئے اسکے عمل کی برائی زینت دیکھی ہو اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی ہو اس جنت کی مثال

الَّتِي وَعَدَ الْمُتَّقُونَ فِيهَا أَنْهَارٌ مِّن مَّاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَارٌ مِّن

جس کا پرہیزگاروں کو وعدہ دیا گیا۔ اس میں غیر بدبودار پانی کی نہریں ہیں۔ اور دودھ کی نہریں

لَبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهُ وَأَنْهَارٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ۝۳۳

جن کا مزہ نہیں بدلا۔ اور پینے والوں کو مزہ دینے والی شراب کی نہریں۔

وَأَنْهَارٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ وَ

اور صاف کئے گئے شہد کی نہریں۔ اور اس میں ان کے لئے ہر قسم کے پھل اور ان کے پروردگار

مَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۝۳۴ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا

کی طرف سے بخشش ہو (کیا، اس شخص کی مانند ہے جو ہمیشہ شراب میں رہنے والا ہو اور انکو کھولتا ہوا پانی پلایا گیا ہو

فَقَطَّعَ أَمْعَاءَهُمْ ۝۳۵ وَمِنْهُمْ مَّن يَّسْتَمِعُ إِلَيْكَ حَتَّىٰ إِذَا خَرَجُوا

پھر اس نے ان کی انگوٹھوں کو کاٹ ڈالا ہو۔ اور ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو تیری طرف سے سنتے رہیں یہاں تک کہ جب وہ تیرے

مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ أَنْفَاءً أُولَٰئِكَ

پاس سے نکل کر گئے۔ تو ان لوگوں سے جنہیں علم دیا گیا ہے کہنے کے اس (وحی) نے ابھی کیا کہا تھا۔ یہی وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝۳۶ وَالَّذِينَ

جن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے پھاپ لگا دیا۔ اور انہوں نے اپنی خواہشوں کی پیروی کی۔ اور جو لوگ ہدایت

اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَاتَّبَعُوا تَقْوَاهُمْ ۝۳۷ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا

پا گئے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے ان کی ہدایت کو زیادہ کر دیا اور انہیں ان کا تقویٰ عطا فرمایا۔ پس وہ نہیں انتظار کرتے مگر قیامت

السَّاعَةِ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا فَأَنَّىٰ لَهُمْ

کا کہ وہ انکے پاس اچانک آجائے۔ پس یقیناً اس کی نشانیاں آگئی ہیں لہٰذا پس کہاں ہوگی

إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرُهُمْ ۝۳۸ فَأَعْلَمُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرُ

ان کیلئے نصیحت جبکہ انکے پاس وہ قیامت آجائیگی۔ پس تو یہ جان لے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ تعالیٰ اور تو اپنے

لہ کان :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں +

لہ کمن زین :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد منافق لوگ ہیں +

لہ مثل الجنة :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۵ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: کہ کوئی مومن جنت میں ایسا نہ ہوگا۔ جسکے بہت سے باغات نہ ہوں۔ ان میں سے بعض میں ٹٹیاں لگی ہوں گی۔ اور بعض میں نہ ہوں گی۔ اور شراب پانی، دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہوں گی +

لہ اشراطها :-

تفسیر صفائی ص ۲۶۵ پر بحوالہ انحصار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا: کہ قیامت کے آنے کی نشانی یہ ہے کہ لوگ نجوم پر ایمان رکھیں گے اور قضا و قدر کو جھٹلائیں گے۔ اور کافی میں امام جعفر صادق

علیہ السلام سے مروی ہے کہ قیامت کی شرطوں میں سے یہ بھی ہے کہ فاح زیادہ کرے گا۔ اور ناگہانی موتیں زیادہ ہوں گی۔ روضۃ الموعظین میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ قیامت کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے۔ کہ علم اٹھ جائے گا اور جہالت غالب آجائے گی۔ اور شراب خوردی بڑھ جائے گی۔ زنا پھیل جائے گا۔ مرد کم ہو جائیں گے اور عورتوں کی کثرت ہوگی۔ یہاں تک کہ بچاس عورتوں میں صرف ایک مرد ہوگا +

لَذَانُكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ ۝

اتہام کیلئے ملے اور مومنوں اور مومنات کیلئے (اللہ تعالیٰ سے) پناہ مانگ اور اللہ تعالیٰ تمہارے چلنے پھرنے اور

مَثْوَاكُمْ ۝ وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا لَوْلَا نَزَّلَتْ سُورَةٌ فَإِذَا أُنْزِلَتْ

تمہارے ٹھہرنے کی جگہ کو جانتا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے کھتے ہیں کہ کوئی سورۃ کیوں نہ اتاری گئی۔ پس جب کوئی

سُورَةٌ فَحُكْمٌ وَذَكَرُ فِيهَا الْقِتَالِ رَأَيْتَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ

حکم سورۃ اتاری گئی۔ اور اس میں لڑائی کا ذکر کیا گیا۔ تو تم نے ان لوگوں کو جن کے دلوں میں مرض ہے

مَرَضٌ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَأُولَٰئِكَ

دیکھ لیا کہ وہ تمہاری طرف اس نظر سے دیکھتے ہیں جیسے وہ دیکھتا ہے جس پر موت کی غشی طاری ہو۔ پس اُن کیلئے

لَهُمْ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرُ فَلَوْ

خوابی ہے۔ فرمانبرداری اور اچھی بات کہنا (بہتر ہے) پھر جب (صاحب) امر نے پختہ ارادہ کر لیا ملے پھر اگر وہ

صَدَقُوا اللَّهَ لَكَ خَيْرًا لَّهُمْ ۝ فَمَنْ عَسَيْتُمْ أَنْ تُولِيْتُمْ

اللہ تعالیٰ سے سچے رہے تو البتہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ پس اندیشہ ہے کہ اگر تم حاکم ہو گئے ملے تو تم زمین میں

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا أَرْحَامَكُمْ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

فساد کرو گے۔ اور اپنے رشتوں کو قطع کر دو گے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَاصْمَهُمْ وَأَعْنِي أَبْصَارَهُمْ ۝ أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ

نے لعنت کی پھر ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔ پس کیا وہ قرآن میں تذکرہ نہیں

الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۝ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ

کرتے یا ان کے دلوں پر قفل ہیں۔ یقیناً وہ لوگ جو اپنی پشتوں پر (کفر کی طرف)

أَدْبَارَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ

پھر گئے بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو گئی۔ شیطان نے ان کیلئے (کفر کو) اچھا کر کے دکھایا اور

وَأَمَلَىٰ لَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرِهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ

اس نے انہیں لمبی لمبی امیدیں دلائیں۔ یہ اسلئے کہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جنہوں نے اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے

سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأُمْرِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِسْرَارَهُمْ ۝ فَكَيْفَ

اتارنا پسند کیا کہ عنقریب ہم بعض امور میں تمہاری اطاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں بتانے کو جانتا ہے

لَهُ لَذَانُكَ ۝

لفظ ذنب کی مکمل تشریح ۲۶ پر زیر حاشیہ
کا کردی گئی ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کریں

لَهُ عَزَمَ ۝

مصمم ہو گیا۔ پختہ ہو گیا۔ عَزَمَ
سے ماضی کا صبیغہ واحد مذکر غائب۔

تفسیر کبیر میں ہے: آیہ شریفہ فاذا

عزم الامر میں عزم کی نسبت امر کی طرف

ہے اور عزم امر میں نہیں بلکہ صاحب امر میں ہوتا

ہے۔ اسلئے اس کے معنی ہوں گے جب صاحب امر

نے عزم کر لیا چنانچہ زخمی نے یہی معنی لئے ہیں

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کو مجازاً کہا جائے جس

طرح کہ ہم بولا کرتے ہیں۔ جاء الامر دونی (امر آیا

اور چلا گیا) کیونکہ پہلی صورت میں یہ بھی ہو سکتا ہے

کہ امر کا وقوع ہی نہ ہو لیکن جب معاملہ آن ہی

پڑے اور اسے ناپسند سمجھنے والا اس کے باطل کرنے

سے عاجز ہو جائے تو اس صورت میں پھر اس کا

وقوع ہو کر رہے گا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۲۹)

لَهُ عَسَيْتُمْ ۝

توقع ہے۔ اندیشہ ہے۔ عسی جو افعال مقار

میں سے ہے۔ اس کا ماضی کا صبیغہ جمع مذکر حاضر۔

قاضی شوکانی نے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ

اسی حرف استفہام (یعنی هل) کو امر متوقع کے ثبوت

کے لئے داخل کیا گیا ہے۔ یعنی یہ بتلانا ہے کہ یہ بات

ہو کر رہے گی۔ (فتح القدیر جلد ۲ ص ۲۳ طبع مصر ۱۳۰۵ھ)

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۳۱)

اور تفسیر صافی ۲۶ پر بحوالہ تفسیر قیام زین

العابدین علیہ السلام سے ایک حدیث کے ضمن میں،

منقول ہے کہ تمہیں قطع رحم کرنے والے کی دوستی

سے بچنا چاہیے کہ میں نے کتاب خدا میں اس پر تین

موقعوں پر لعنت پائی ہے۔ ایک تو یہی آیت ہے

کہ اس کے بعد خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے: اُولَٰئِكَ

الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ... الخ اور دوسری الذین یفقدون

عهد الله من بعد میثاقہ.... اُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ

ولهو سوء العذاب (پہلے وعدہ ۳۷) تیسرے فرمایا:

الَّذِينَ يَفْقَدُونَ... اُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ

(پہلے بقرہ ۳)

إِذَا تَوَفَّيْتُمُ الْمَلَائِكَةَ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَذْبَارَهُمْ ۚ

پھر کیا حال ہوگا جبکہ فرشتے انہیں پورا پورا لے لینگے (اور) وہ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مارے ہوں گے۔

ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ

یہ اسلئے کہ انہوں نے اس چیز کی پیروی کی جس نے اللہ تعالیٰ کو برا کر دیا اور اس کی رضا مندی کو ناپسند کیا۔ پس اس

أَعْمَالَهُمْ ۚ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنَّ لَنْ

(اللہ تعالیٰ) انکے اعمال اکارت کر دے۔ کیا ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے یہ گمان کر لیا کہ اللہ تعالیٰ

يُخْرِجَهُ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۚ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرَيْنَاكُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ

ہرگز ان کے کہنے نہ نکالے گا۔ اور اگر ہم چاہتے البتہ تمہیں وہ (لوگ) دکھا دیتے پھر تو البتہ ان

بِسَيِّئِهِمْ وَلِتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۚ

کو ان کے چہروں سے پہچان لیتا اور تو ضرور انکو انکے انداز گفتگو سے پہچان لیتا اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو جانتا

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجْتَهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ۚ

اور البتہ ہم تمہیں آزمائیں گے۔ یہاں تک ہم تم میں سے جہاد کرنے والوں اور (جہاد پر) ثابت قدم رہنے والوں کو

وَنَبْلُوا أَخْبَارَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ

ظہر کر دیں اور تمہاری خبریں جانیں لیں تمہیں یقیناً جن لوگوں نے کفر کیا اور (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا

اللَّهُ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَنْ

اور رسول کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان کے لئے ہدایت واضح ہو گئی۔ وہ ہرگز اللہ تعالیٰ

يَضْرِبُوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحِطُّ أَعْمَالُهُمْ ۚ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

کو کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے۔ اور وہ عنقریب انکے اعمال اکارت کر دے گا۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے اطاعت

أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۚ إِنَّ

کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول کی۔ اور اپنے اعمال باطل نہ کرو۔ یقیناً وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ

لوگ جو کافر ہو گئے اور انہوں نے (لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکا پھر مر گئے اس حالت میں کہ وہ کافر تھے

فَلَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ۚ فَلَا تَهْنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامِ وَأَنْتُمْ

پس ان کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشنے گا۔ پس تم نہ سستی کرو اور نہ انہیں صلح کی طرف بلاؤ۔ در آنحالیکہ تم

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر بحوالہ آمالی جناب امیر
المومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ میں نے چار کلام
کہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تصدیق اپنی کتاب میں
فرمادی۔ میں نے کہا۔ اَلْمَرْءُ مَعْشُورٌ تَحْتَ لِسَانِهِ فَاِذَا
تَكَذَّبَ ظَهَرَ اَدْوٰی اِثْنِیْ زَبَانٍ کے نیچے پوشیدہ ہے جب
بات کرے گا ظاہر ہو جائے گا، پس اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل فرمادی۔ وَلِتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ
تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابو سعید خدریؓ
سے روایت کی گئی ہے لَحْنِ الْقَوْلِ سے مراد

اُن کا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے بغض رکھنا ہے
اسی طرح کی روایت حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ
سے بھی منقول ہے۔ اور عبادہ بن صامت سے

مروی ہے کہ ہم اپنی اولاد کی پہچان علی ابن ابی
طالب کی محبت سے کیا کرتے تھے۔ اور جب ہم

ان میں سے کسی کو ایسا پاتے کہ وہ علی ابن ابی
طالب علیہا السلام سے محبت نہیں رکھتا۔ تو ہم چا

لیتے کہ اس کی ولادت صحیح نہیں۔
حضرت انسؓ نے کہا کہ اس آیت کے نازل

ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
زمانہ میں کوئی منافق پوشیدہ نہ رہا۔

لے نَعْلَمَ ۚ ہم جانتے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے (سَمِعَ) عَلَّمَ
سے جس کے معنی کسی شے کو اس کی حقیقت کے

ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ متکلم مع
الغیر علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کسی شے کی ذات

کا ادراک دوسرے کسی شے میں ایسی شے کے پائے
جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے۔ یا کسی شے

کے متعلق شے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔
چونکہ علم مسبوق بالجهل ہوتا ہے اور اس کا حصول

اگرچہ کسب کی بنا پر ہوتا ہے۔ مگر یہ کسب جہالت
کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اس لئے پہلے معنی کا ذات باری

تعالیٰ پر اطلاق نہیں ہوتا۔ کیونکہ ذات باری تعالیٰ جہل
اکتساب سے منزہ ہے۔ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ

آئندہ ہوگا۔ اسے سب معلوم ہے۔ اور جو نہ ہوگا اس
کے متعلق بھی اس کو یہاں تک علم ہے کہ اگرچہ تا کوئی نہ

ہوتا۔ علم اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو اس کی عین
ذات ہے۔ لہذا جہل کا ہونا اس کے حق میں محال ہے

پس قرآن مجید میں جہاں جہاں علم کی نسبت اللہ تعالیٰ
کو دی گئی ہے وہاں اس کے دوسرے معنی مراد ہیں۔
یعنی کسی شے میں ایسی شے کے پائے جانے کا حکم

لگانا جو اس میں موجود ہے۔ یا کسی شے کے متعلق شے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں۔ آری مجید کے ترجمہ میں اس مفہوم کو "ظاہر کر دیں" سے واضح کر دیا ہے جو درست ہے۔

الْأَعْلُونَ ۖ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتْرُكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۚ إِنَّمَا الْحَيَاةُ

غالب ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال کو لے کر ضائع نہ کرے گا۔ ماسوا کے نہیں کر دینا کی

الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ دَرَانٌ تَوْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرَكُمْ وَ

دنہ کا فی کیل اور تمنا ہے اور اگر تم ایمان لے آؤ۔ اور یہ میرے کار بنو تو وہ تمہیں تمہارے اجر دے گا۔ اور

لَا يَسْأَلُكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۚ إِن يَسْأَلْكُمْ سَأَلَهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخُلُوا وَ

تم سے تمہارے مال نہ مانگے گا۔ اگر وہ اس (مال) کو تم سے مانگے پھر سوال میں اصرار کرے (تو) تم بخل کرو

يُخْرِجُ أَصْغَانَكُمْ ۚ هَآنَتْ هَؤُلَاءِ تَدْعُونَ لِتُبْخِلُوا فِي

اور وہ اللہ تعالیٰ تمہارے کہنے لگاں دیگا۔ خیر دار! تم وہ لوگ ہو کہ تم بلا سے ہلاتے ہو تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ

سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنْكُمْ مَنْ يَبْخُلُ ۚ وَمَنْ يَبْخُلْ فَإِنَّمَا يَحْمِلْ

کو۔ پس تم میں کوئی وہ ہے جو بخل کرتا ہے۔ اور جو بخل کرتا ہے پس ماسوا اس کے نہیں کر دیتی ہی

عَنْ نَفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

ذات سے بخل کرتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور تم فقیر ہو۔ اور اگر تم منہ پھیر لو گے

يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۚ

تو وہ تمہارے سوا دوسری قوم بدل دے گا لے پھر وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔

آيَاتُهَا ۲۹ سُوْرَةُ الْفَتْحِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) جو بہت مہربان (اللہ) نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا ۚ لِيُغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ

یقیناً فتح کی ہمتے تمہارے لئے ایک نمایاں فتح۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہانہ لے سکے تیرے اہتمام کو جو دہجرت سے پہلے گذرا۔ لے سکے

وَمَا تَأَخَّرَ وَيَتِمَّ نِعْمَتُهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيكَ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۚ

اور جو دہجرت سے پہلے ہو اس اور تم پر اپنی نعمت کو تمام کرے۔ اور تمہیں سیدھی راہ کی ہدایت کرتا رہے۔

وَيَنْصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا ۚ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

اور اللہ تعالیٰ زبردست نصرت سے تیری نصرت کرتا ہے۔ وہ یہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں پر تسکین اتاری ہے

مَنْزِلًا

لَهُ يَتْرُكُهُ ۚ

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے اعمال کو ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ یہ لفظ وثقہ سے ہے جس کے معنی ہیں کسی قریبی تعلق دار یا سرگرم دوست کو قتل کر دینا یا اکیلا کر دینا۔ اعمال کیلئے اس لفظ کا استعمال اس معنی میں ہے کہ کسی شخص کے اعمال کو ضبط کر لینا اور اسے اعمال سے خالی چھوڑ دینا +

لَهُ يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا ۚ

تفسیر صفائی ص ۳۶ پر جو الہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے۔ کہ اصحاب رسول میں سے چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! یہ کون لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے اس وقت حضرت سلمان فارسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھے تھے۔ آپ نے اس کی زبان پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ یہ اور اس کی قوم۔ قسم ہے اس اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ایمان شریا پر بھی شک رہا ہوگا۔ تو فارس (ایران) کے لوگ اسے لے آئیں گے +

لَهُ لِيُغْفِرَ ۚ

یہ لفظ مغفرت سے ہے جس کے معنی ڈھانپ لینا اور چھپا لینا ہیں۔ اسی سے مغفرت ہے۔ یعنی خود کی زدہ جسے ٹوپی کے نیچے چھپتے ہیں۔ یا زدہ کا ٹکڑا جسے سیاہی لڑائی کے وقت اپنے منہ پر ڈال لیتا ہے + (بیان اللسان ص ۳۶)

لَهُ ذَنْبٌ ۚ

ذنب مصنف کے ضمیر واحد مذکر حاضر مصنف الیہ ذنب کے صفت معنی ہیں۔ پیچھے چلنا۔ کسی کے ساتھ ہر دم رہنا اور اس کو نہ چھوڑنا۔ (بیان اللسان ص ۳۶) اور لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۶ پر ہے کہ اصل میں ذنب کے معنی کسی چیز کی دم پکڑنے کے ہیں۔ اور دم کے اعتبار سے ہی اس کا استعمال ہر اس فعل کے متعلق ہوتا ہے جس کا انجام بڑا ہو۔ پس لغوی اعتبار سے ذنب کے معنی گناہ نہیں بلکہ مادی معنی میں صرف بڑے انجام کی وجہ سے اسے ذنب کہتے ہیں۔ چونکہ گناہ کا انجام بڑا ہے اس لئے اسے ذنب کہتے ہیں۔ اصل معنی دم پکڑنے یا انجام ہی کے ہیں۔ نہ کہ گناہ کے۔ اور کسی کو دم لگا دینے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس پر اتہام لگا یا گیا۔ اور کسی کے پیچھے چلنا یا پیچھے لگ جانا بھی اسی مفہوم کو ہی کہتا ہے یعنی کسی پر خواہ مخواہ اتہام قیوب دینا۔ جسکی حقیقت کچھ نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گناہ سے میرا اور منزہ تھے۔ ان کی ذات پر گناہ کی نسبت تو دی ہی نہیں جاسکتی۔ پس اس سے ملو اتہام ہی ہو سکتا ہے۔ جو کفار جنور کو دیا کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ شاعر ہے۔ کاہن ہے۔ مجنون ہے۔ جادوگر ہے۔ باتیں گھڑ گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز ان کا یہ الزام بھی تھا کہ ان کے تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی ان دیکھے خدا کو مانتا ہے اور ان کی نظروں میں یہ سب سے بڑا اتہام تھا۔ لیکن فتح مکہ ہو جانے کے بعد یہ سب الزام جاتے رہے اور توحید کا بول بالا ہو گیا۔ تفسیر صفائی ص ۳۶ پر جو الہ عمیق اخبار الرضا منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی گنہگار نہ تھا۔ اس لئے کہ خدا کو چھوڑ کر تین سو ساٹھ بت پرست تھے۔ اور جب آنحضرت نے کلہ توحید کی دعوت دی۔ وہ ان پر گراں گزری اور انہوں نے کہا: اجعل الالهة الہا واحداً ذنباً والصفت ع) (کیا اس نے سب مجبوروں کو ایک ہی بنا دیا) پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا۔ تو فرمایا: انا فتنناک..... واما لختہ یعنی

مشرکین کو کہ ایک ازید خدا کی طرف بلانے کی وجہ سے جو تمہارے گناہوں کی ناک میں تھے وہ سب اتہام ہی ہو سکتا ہے۔ جو کفار جنور کو دیا کرتے تھے۔ مثلاً وہ کہتے تھے کہ شاعر ہے۔ کاہن ہے۔ مجنون ہے۔ جادوگر ہے۔ باتیں گھڑ گھڑ کر بیان کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ نیز ان کا یہ الزام بھی تھا کہ ان کے تین سو ساٹھ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک ہی ان دیکھے خدا کو مانتا ہے اور ان کی نظروں میں یہ سب سے بڑا اتہام تھا۔ لیکن فتح مکہ ہو جانے کے بعد یہ سب الزام جاتے رہے اور توحید کا بول بالا ہو گیا۔ تفسیر صفائی ص ۳۶ پر جو الہ عمیق اخبار الرضا منقول ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ مکہ کے مشرکوں کے نزدیک جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی گنہگار نہ تھا۔ اس لئے کہ خدا کو چھوڑ کر تین سو ساٹھ بت پرست تھے۔ اور جب آنحضرت نے کلہ توحید کی دعوت دی۔ وہ ان پر گراں گزری اور انہوں نے کہا: اجعل الالهة الہا واحداً ذنباً والصفت ع) (کیا اس نے سب مجبوروں کو ایک ہی بنا دیا) پھر جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم کے ہاتھ پر مکہ فتح کر دیا۔ تو فرمایا: انا فتنناک..... واما لختہ یعنی

الْمُؤْمِنِينَ لِيَزِدُوا إِيمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ

اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں آسمانوں تاکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ملے اور ایمان بڑھاتے رہیں۔

وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا لِيَدْخُلَ الْمُؤْمِنِينَ

اور زمین کے لشکر۔ اور اللہ تعالیٰ بہت جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ تاکہ وہ مومن مردوں اور

الْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَلَكُمْ

مومنہ عورتوں کو جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور وہ

عَنْهُمْ سَيَّاتِرٌ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا وَيُعَذِّبُ

ان سے ان کی برائیاں دور کرے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور منافق

الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ

مردوں اور منافق عورتوں۔ اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملے

بِاللَّهِ ظَنُّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ ذَائِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ

برے گمان رکھنے والے ہیں عذاب کرے برائی کی گردش انہیں کے اوپر ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا

وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۝ وَلِلَّهِ جُنُودُ

اور اس نے ان پر لعنت کی اور ان کے لئے دوزخ تیار کیا۔ اور وہ برا ٹھکانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ

آسمانوں اور زمین کے لشکر۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ یقیناً ہم نے نہیں گواہی دینے والا

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لَتُؤْمِنُنَّ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ

اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ تاکہ تم لوگ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور تم اسے

وَتُوقِرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ

تو تیرے اور تم اس کی توقیر کرو اور صبح شام تم اس کی تسبیح کرتے رہو۔ یقیناً تم لوگ تیری بیعت کرتے ہیں ماسوا

إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَإِنَّمَا

اسکے نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے سب سے پہلے جس نے عہد کو توڑ دیا

يَنْكُثُ عَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَى بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمِثْلُ بَرٍّ

ماسوا اس کے نہیں کہ وہ اپنے ہی نفس پر توڑتا ہو اور جس نے اس چیز کیساتھ وفا کی جس پر اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

مشرکین مکہ میں سے اسلام میں داخل ہو گئے اور بعض مکہ سے نکل گئے اور جو باقی رہے وہ اتنے کمزور ہو گئے کہ جب تم لوگوں کو توحید خدا کی دعوت دیتے ہو تو وہ روکنے کی اور انکار کرنے کی طاقت نہیں رکھتے پس تم ان پر واپس آ جانے کی وجہ سے تم پر جو اتہام تھے وہ ڈھال لئے گئے۔

۱۔ الشَّكِينَةُ

تفسیر صفحہ ۲۶۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ثابت رہتا اور مطمئن ہوتا ہے۔ اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ الشکینہ سے مراد ایمان ہے۔

حاشیہ صفحہ ۲۷۰

۱۔ الْمُؤْمِنِينَ

تفسیر صفحہ ۲۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت نہیں کی اور صلح سے انکار نہیں کیا۔

۲۔ الظَّالِمِينَ

تفسیر صفحہ ۲۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح سے انکار کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتہام لگایا۔

۳۔ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

تفسیر صفحہ ۲۶۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ لے رسول بیعت کرتے وقت تیرا ہاتھ جو ان کے ہاتھوں کے اوپر ہوتا ہے تو وہ بمنزلہ خدا کے ہاتھ کے ہوتا ہے۔ اس لئے کہ وہ تم سے بیعت کرنے میں درحقیقت خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

عیون اخبار الرضا میں حدیث بیعت میں منقول ہے کہ بیعت کا اقرار کرنا چھنگلی سے لے کر انگوٹھے تک ہے۔ اور اس کا توڑ دینا انگوٹھے سے لے کر چھنگلی تک ہوتا ہے۔

۴۔ عَلَيْهِ

اس پر۔ اس کے اوپر۔ علی حرف جرہ ضمیر واحد مکرغائب مجرور۔

آیہ شریفہ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ میں علیہ کی حاد پر واؤ کو حذف کرنے کے بعد ضمہ اس لئے رہنے دیا تاکہ اللہ کا لفظ پُر کر کے پڑھا جائے۔

اصل میں ضمیر ۶۔ ھو قی + لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۵۵

أَجْرًا عَظِيمًا ۱۸ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا

پس مخترب وہ بھی اسے بہت بڑا اجر دے گا۔ مخترب بدوؤں سے پیچھے رہ جانے والے تھے کہیں گے کہ ہمیں ہمارے

أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُولُونَ بِالسِّنَةِ مَا لَيْسَ

مالوں اور ہمارے گھر والوں نے مشغل کر لیا پس آپ ہمارے لئے مغفرت طلب کریں وہ اپنی ذباظوں سے وہ بات کہتے ہیں

فِي قُلُوبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

جو ان کے دلوں میں نہیں دے رسول کہہ دو پھر کون تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا اختیار رکھتا ہے اگر وہ

ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۱۹

تمہیں ضرر پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہیں نفع دینے کا ارادہ کرے (ایسا نہیں) بلکہ جو کچھ تم کرتے اللہ تعالیٰ اسکی پوری پوری

ظَنَّتُمْ أَنْ لَنْ يَنْقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَى أَهْلِيهِمْ أَبَدًا

غیر رکنے والا ہے۔ بلکہ تم نے یہ گمان کیا کہ رسول اور مومن اپنے گھر والوں کی طرف کیسی نہ پھریں گے

وَزَيْنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنُّ السَّوءِ ۲۰ وَكُنْتُمْ

اور تمہارے دلوں میں یہ گمان زینت دے دیا گیا۔ اور تم نے گمان کیا برا گمان۔ اور تم ہلاک

قَوْمًا بُورًا ۲۱ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا

ہوئی لے تھے۔ اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا۔ پس یقیناً ہم نے

لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۲۲ وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ يُغْفِرُ

کافروں کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہے آسمانوں اور زمین کی حکومت وہ بخشتا ہے۔

لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۲۳ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۲۴

جس کے لئے چاہے اور عذاب دیتا ہے جس کو چاہے ۲۳ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انْطَلَقْتُمْ إِلَى مَغَائِمٍ لَتَأْخُذُوا هَازِرًا

مخترب پیچھے بیٹھ رہنے والے کہیں گے جبکہ تم غفیمتوں کی طرف چلو گے تاکہ انہیں لیلو کہ تم ہمیں چھوڑ دو کہ ہم تمہارے

نَتَّبِعُكُمْ يَرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ قُلْ لَنْ تَتَّبِعُونَا

پیچھے (پیچھے) چلیں وہ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بدل ڈالیں ۲۵ (دے رسول) کہہ دو ہم ہرگز ہمارے پیچھے نہیں

كَذَلِكَ قَالَ اللَّهُ مِنْ قَبْلِ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسَدُونَا بَلْ

چلو گے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے سے کہا ہے پس وہ مخترب کہیں گے (ایسا نہیں) بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ



لَهُ الْمُخَلَّفُونَ ۱۸

تفسیر صفاتی منہ ۱۸ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ جاتے وقت ساتھ چلنے کو فرمایا تھا اور جب آپ حدیبیہ سے مدینہ منورہ کو لوٹ کر آئے۔ تو غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے۔ تو اس وقت ان پیچھے رہ جانے والوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جانے کی اجازت مانگی۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ..... ۱۹

تفسیر صفاتی منہ ۲۰ پر ہے کہ بخشش اور رحمت تو اس کی عادت مستقر ہے اور عذاب دینا اس کی قضاء و قدر کے تحت بالعرض ہے اسی لئے حدیث قدسی میں آیا ہے کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي (میری رحمت میرے غضب سے بڑھی ہوئی ہے)۔

۲۱ یَبْدِلُوا كَلِمَ اللَّهِ ۲۱

تفسیر صفاتی منہ ۲۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ جاتے والوں سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کو غفیمت مکہ کے بدلے قیمت خیبر عطا فرمائے گا۔ اور پیچھے بیٹھ جانے والے یہ چاہتے تھے کہ خیبر کی قیمت میں ہم بھی شریک ہو جائیں۔ اور اس طرح سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کو بدل دیں۔

كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ

وہ سمجھتے ہی نہ تھے مگر تمہارا۔ (اے رسول) بدوؤں میں سے پیچھے بیٹھ رہنے والوں سے کہہ دو

سَتُدْعَوْنَ إِلَى قَوْمٍ أُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ

عنقریب تم ایک سخت لڑائی کرنیوالی قوم کی طرف بلائے جاؤ گے لہ تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے

فَإِنْ طَطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِنْ تَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ

پس اگر تم اطاعت کرو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اچھا اجر دے گا اور اگر تم پھر جاؤ گے جیسا کہ تم پہلے پھر چکے ہو تو

مِّن قَبْلُ يُعَذِّبُكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ

وہ تمہیں دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ نہ تو اندھے پر کوئی تنگی ہے۔ اور نہ

وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُطِيعِ

لنگڑے پر کوئی تنگی ہے اور نہ بیمار پر کوئی تنگی ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس

اللَّهُ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَنْ

کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور جو کوئی پھر جائے

يَتَوَلَّىٰ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ

گا وہ اسے دردناک عذاب کی سزا دے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کامل مسلمانوں سے راضی ہو گیا۔

إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ

جسوقت کہ انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ پس اس نے ظاہر کر دیا جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پھر اس نے

السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۖ وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً

ان پر تسکین اتاری۔ اور انہیں ایک قریبی فتح انعام دی ۛ اور بہت نعمتیں جنہیں وہ لیں

يَأْخُذُونَهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَ اللَّهُ مَغَانِمَ

کے ۛ اور اللہ تعالیٰ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے بہت

كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ

نعمتوں کا وعدہ کیا جنہیں تم لوگے۔ پھر یہ تمہارے لئے اس نے جلدی کی۔ اور اس نے تم سے لوگوں

عَنْكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا

کے ہاتھ روکے۔ اور تاکہ یہ مومنوں کے لئے ایک نشانی ہو جائے اور وہ تمہیں سیدھے راستہ کی

۱۔ اُولَىٰ بَأْسٍ شَدِيدٍ :-
تفسیر صفائی مث ۴ پر ہے کہ اس قوم سے مراد
قبیلہ ہوازن۔ اور قبیلہ ثقیف ہیں +
۲۔ أَجْرًا حَسَنًا :-

تفسیر صفائی مث ۴ پر ہے کہ اس سے مراد دنیا
میں مال غنیمت ہے اور آخرت میں ثواب اور

جنت +
۳۔ فَتَحًا قَرِيبًا :-

تفسیر صفائی مث ۴ پر ہے
کہ اس سے مراد فتح غنیمت ہے
جو انہیں مدینہ سے واپسی
پر نصیب ہوئی +

۴۔ مَغَانِمَ كَثِيرَةً :-
تفسیر صفائی مث ۴ پر ہے کہ اس سے مراد غنیمت
کی غنیمت ہے +



لہ سنتہ اللہ :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو امتیں گزر چکیں ان میں اللہ تعالیٰ نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ اس کے انبیاء غالب رہیں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرماتا ہے کتب اللہ لا غلبہ انا ورسولہ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب رہیں گے +

۱۱. اَظْفَرُكُمْ عَلَيْهِمْ :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد اس کے کہ تم نے مدینہ سے حرم مکہ کا قصد کیا وہ خود تم سے صلح کے خواہاں ہوئے۔ اس سے پہلے انہوں نے مدینہ میں تم پر غور کیا تھا اور تم صلح کے خواہاں ہو کر تھے تھے۔ اب وہ صلح کے خواہاں ہیں +

۱۲. بِغَيْرِ عِلْمٍ :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع دیدی کہ اس صلح کا اصلی باعث یہ ہے کہ جو مومن مرد اور مومنہ عورتیں مکہ میں تھیں اگر صلح نہ ہوئی ہوتی اور طائی ہوتی، تو وہ قتل ہو جاتے۔ صلح ہو جانے سے وہ امن میں رہے۔ اور انہوں نے اپنے اسلام کو بھی ظاہر کر دیا اسی سے کہا جاتا ہے کہ یہ صلح اسلام کی سب سے بڑی فتح تھی +

۱۳. لَوْ تَزَيَّلُوا :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کیا جناب علی علیہ السلام کو قوت جسمانی حاصل تھیں تھی؟ یا وہ امر خدا کے اجرائی طاقت نہ رکھتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ ضرور رکھتے تھے۔ اس پر کسی نے عرض کی بھڑکیا چیز مانع تھی کہ انہوں نے دفاع نہ کیا اور بدلہ نہ لیا؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو نے پوچھا ہے تو جواب کو بھی سمجھ لے۔ علی علیہ السلام کو کتاب خدا کی ایک آیت مانع تھی عرض کیا گیا کہ وہ آیت کون سی ہے؟ آپ نے وہی آیت تلاوت فرمائی: لَوْ تَزَيَّلُوا ۱۰۰۰۰۰ +

پھر فرمایا کہ ان لوگوں کے صلب میں جو کافر اور منافق ہو گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مومن و دعویت فرما دیئے تھے۔ اور علی علیہ السلام کا یہ کام نہ تھا کہ جب تک خدا کی یہ دو بیعتیں پیدا نہ ہو لیں ان کے باپ دادا کو قتل کر دیتے۔ ہاں جب وہ امانت ان کے صلب سے باہر آگئی تو اللہ تعالیٰ نے جس کو مناسب سمجھا ان پر مسلط فرما دیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اور اسی طرح اہلبیت کو اللہ تعالیٰ اس وقت ظاہر کرے گا۔ جب تک اس کی کل امانتیں کافروں اور منافقوں کے صلب سے باہر نہ آجائیں۔ اور جب وہ باہر آجائیں گی تو پھر جن کو ان پر مسلط کرنا ہے مسلط کر دے گا کہ وہ ان کو قتل کر دیں +

مُسْتَقِيمًا ۱۰ وَآخَرَى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا وَ

ہدایت کرتا رہے۔ اور دوسری (فتح) کہ تم اس پر قادر نہ ہو سکے تھے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس پر احاطہ کر لیا اور

كَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۱۱ وَلَوْ قَتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ اگر تم سے وہ لوگ لڑتے جو کافر ہو گئے۔ البتہ وہ

لَوْ لَوْ الْآدْبَارُ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۱۲ سُنَّةُ اللَّهِ

پیٹھ پھیر لیتے پھر وہ نہ کوئی سرپرست پاتے اور نہ کوئی مدد کرنے والا۔ (یہ) اللہ تعالیٰ کی رسم ہے لہ

الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ يَجِدَ اللَّهُ تَبْدِيلًا ۱۳

جو پہلے سے چلی آئی ہے۔ اور تو ہرگز اللہ تعالیٰ کی رسم کو تبدیل ہوتے نہ پائے گا۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ

اور وہ وہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے ہٹ کر کے اندر روک رکھا بعد

بَعْدَ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۱۴

اس کے کہ ان پر فتح دیدی تھی اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب جانتے والا ہے۔ یہ وہ

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعَكُمْ

لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا۔ اور تمہیں مسجد حرام سے روکا۔ اور قربانی روک دی ہوئی۔ کیا

أَنْ يَبْلُغَ حِجْلَهُ وَلَوْ لَا رِجَالٌ مُؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُؤْمِنَاتٌ لَمْ

وہ اپنے حیل ہونے کی جگہ پہنچے۔ اور اگر کچھ ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں نہ ہوتیں جنہیں

تَعْلَمُوهُمْ أَنْ تَطَّوَّهُمْ فِتْصِبْكُمْ مِنْهُمْ مَعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ

تم نہیں جانتے تھے کہ ان کو (طائی میں) روند ڈالتے پھر نہیں ان سے نہ بھری میں نقصان پہنچ جاتا (مگر ایسا نہیں

لِيَدْخُلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ

ہو گئے تاکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے۔ اگر وہ (مومن) جدا ہو گئے جاتے تو انہیں سے جو کافر

كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۱۵ إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي

ہو گئے ہم ضرور انہیں دردناک عذاب کی سزا دیتے۔ (وہ وقت یاد کرو) جبکہ ان لوگوں نے جو کافر ہو گئے اپنے

قُلُوبِهِمُ الْحَبِيَّةَ حَبِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ

دلوں میں جاہلیت والی حیرت کی ضد کو قرار دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور

منزل

کو اللہ تعالیٰ اس وقت ظاہر کرے گا۔ جب تک اس کی کل امانتیں کافروں اور منافقوں کے صلب سے باہر نہ آجائیں۔ اور جب وہ باہر آجائیں گی تو پھر جن کو ان پر مسلط کرنا ہے مسلط کر دے گا کہ وہ ان کو قتل کر دیں +

عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالزَّمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا

مؤمنین پر تسکین اتاری۔ اور تقویٰ کا کلمہ ان پر لازم کر دیا۔ اور وہ اس

أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَقَدْ

کے بہت حقدار اور اس کے اہل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلَنَّ السَّجْدَ الْحَرَامَ

نے اپنے رسول کے خواب کو حق کے ساتھ سچا کر دکھایا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں

إِنْ شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُخْلِقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ

امن کے ساتھ داخل ہو گے۔ اپنے سروں کو منڈواتے ہوئے۔ اپنے بال کرواتے ہوئے۔

لَا تَخَافُونَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ

تم خوف نہ کرو گے۔ پس اس نے وہ چیز ظاہر کر دی جو تم نہیں جانتے تھے پھر اس نے اس کے علاوہ ایک قریبی

فَتْحًا قَرِيبًا ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ

فتح قرار دی۔ وہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے

لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَفِي بَالِ اللَّهِ شَهِيدًا ۝ مُحَمَّدًا رَسُولَ

سب دینوں پر غالب کر دے۔ اور گواہی کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے۔ محمد اللہ تعالیٰ کا رسول

اللَّهُ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشْدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحِمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ

ہے۔ اور جو لوگ اس کے ہمراہ ہیں وہ کافروں پر بہت سخت ہیں۔ آپس میں بڑے رحم دل ہیں۔

رُكْعًا سَجِدًا ابْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي

تو انہیں رکوع کرنے والے اور سجدہ کرنے والے دیکھے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا مندی چاہتے ہیں۔ ان کے چہروں

وَجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ۖ وَمَثَلُهُمْ

میں سجدوں کے اثر سے نشانیاں (ظاہر) ہیں۔ ان کی یہ مثل قرابت میں ہے۔ اور ان کی مثل

فِي الْإِنْجِيلِ ۖ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ

انجیل میں ہے۔ کھیتی کی مانند اس نے اپنی سوتی نکالی پھر اس کی کمر دتے) کو مضبوط کیا پھر وہ (تنا) موٹا

عَلَى سَوْقِهِ يُعْجَبُ الزَّرَّاءُ لِيَغِظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ

ہوا پھر اس نے اپنی جڑ پر قرار پکڑا زراعت کر موالے کو ابھی ملتی ہے تاکہ ان کے دلیر سے کافروں کو غصہ دلائے وعدہ



۱۔ لِيُظْهِرَهُ

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے

کہ اس سے مراد وہ امام ہے جسے اللہ تعالیٰ ظاہر فرما کر

اپنے دین کا حاکم مقرر فرمائے گا۔ پس وہ تمام زمین کو

عدل اور انصاف سے اس طرح بھروسے کا جیسا کہ وہ

ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ اور یہ آیت منجملہ ان آیتوں

کے ہے جن کی تاویل تنزیل کے بعد ظاہر ہوگی +

۲۔ مُحَمَّدًا الرَّسُولَ الْكَلِمَ ۱۔

تفسیر صفائی ص ۱۴۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر

صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت یہود و

نصارئ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جن کے متعلق

اللہ تعالیٰ پہلے ہی فرما چکا ہے اَلَّذِينَ آمَنُوا

اَلْكِتَابَ يَعْرِضُونَ كَمَا يَعْرِضُونَ ابْنَاهُمْ (پہلے بقرہ)

جن کو ہم نے کتاب دی وہ اس (رسول) کو اسی

طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے

ہیں) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرابت۔ انجیل اور زبور

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت۔ ان

کے اصحاب کے حالات۔ آپ کی بعثت اور ہجرت کی

جگہ سب کچھ بتلا چکا تھا۔ اور اسی کو اپنے قول میں

بتلایا ہے +

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

کیا اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے بخشش اور بہت بڑے بدلہ کا۔

رُكُوعَانِهَا

سُورَةُ الْحَجُّراتِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (اور) بسم اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدِمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے سامنے (کسی بات میں) آگے نہ بڑھو اور

اتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا

اللہ تعالیٰ سے قد تے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے ہو سہ

أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ

تم اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کرو۔ اور نہ اس سے اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح کہ تم

بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝

ایک دوسرے سے بلند آواز سے بولتے ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں۔ اور تم شعور بھی نہ رکھتے ہو۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغْضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ

یقیناً وہ لوگ جو اپنی آوازوں کو اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس دھیمی کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں

الَّذِينَ امْتَنَعَ اللَّهُ قُلُوبَهُمُ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

جس کے رسولوں کا اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے امتحان لے لیا۔ ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا بدلہ

عَظِيمٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ ينادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ

ہے۔ یقیناً وہ لوگ جو تمہیں حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں۔ ان میں سے اکثر عقل سے

لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ

کام نہیں ہوتے۔ اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تو ان کی طرف نکل آتا۔ البتہ یہ ان کے

خَيْرٌ لَهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ

لئے بہتر ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے اگر تمہارے پاس

لَا تَحْرَفُوا ۝

تفسیر صفحہ ۴۴۸ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ آیت قبیلہ بنی تمیم کے مہانوں کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتے، تو ان کے حجرے کے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دیتے کہ اے محمد! ہم سے ملنے باہر آئیے۔ اور جب آنحضرت صلعم باہر آتے تو چلنے میں آپ کے آگے آگے چلتے اور جب آپ سے بات کرتے تو اپنی آوازوں کو آپ کی آواز سے بلند کرتے۔ اور برابر یہ کہتے کہ: یا محمد! یا محمد! آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں۔ اور اس میں کیا فرماتے ہیں۔ یعنی بالکل اسی طرح بات کرتے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے باتیں کیا کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں +

لے الحجرات ۲۹

تفسیر صفحہ ۴۴۸ پر ہے کہ اس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کے حجرے میں +

جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ

کوئی فاسق کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر لیا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تم کسی قوم کو جہالت سے نقصان پہنچاؤ

فَتَصَبَّحُوا عَلَى مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝ وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ

پھر جو تم نے کیا اس پر تادم ہو۔ اور تم جان لو کہ یقیناً تم میں اللہ تعالیٰ کا رسول

اللَّهُ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ

ہے۔ اگر وہ اکثر معاملات میں تمہارا کہنا مان لیا کرے۔ تو البتہ تم تکلیف میں پڑ جاؤ لیکن اللہ

حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ

تعالیٰ نے تمہاری طرف ایمان کو محبوب بنا دیا۔ اور اس نے اسے تمہارے دلوں میں زینت دیدی اور اس

الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ۝

نے تمہاری طرف کفر اور فسق اور نافرمانی کو نا پسند کیا۔ یہی لوگ نیک چال پر ہیں۔

فَضَّلَا مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ طَائِفَتَانِ

(یہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل اور نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور اگر ملے

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا

سومنیوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں۔ تو تم ان دونوں کے درمیان صلح کرا دو۔ پس اگر ان دونوں میں سے

عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبَغَىٰ حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ

ایک نے دوسرے پر بغاوت کی تو جو (جماعت) بغاوت کرتی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف

فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ

رجوع کرے پس اگر اس نے رجوع کر لیا تو تم دونوں کے درمیان عدل کیساتھ صلح کرا دو اور انصاف کرتے رہو۔ یقیناً اللہ

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ

تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ ماسوا اسکے نہیں کہ مومن (آپس میں) بھائی بھائی ہیں سہہ پس تم اپنے دونوں

أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

بھائیوں کے درمیان صلح کرا دو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو۔ کوئی

لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَ

قوم دوسری قوم سے تمسخر نہ کرے۔ ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور

لہ فتبہتوا :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان امام محمد باقر سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس وقت تک صبر کرو جب تک کہ تم پر اصلی حال نہ

کھل جائے :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ کافی و تہذیب تفسیر قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت اپنے والد

بزرگوار کے ایک حدیث میں منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا بھی ہے جو میرے بعد تاویل قرآن پر اسی طرح جہاد کرے گا جیسا کہ میں نے تنزیل

پر کیا پوچھا گیا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ : خاصۃ النعل (جو تاملت کرنے والا حضور کا)

جس سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تھے۔ (چنانچہ جب وہ وقت آیا) حضرت علی بن یاسر نے فرمایا:

کہ میں اس علم کے نیچے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں تین جہاد کر چکا ہوں۔ خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں

مارتے مارتے تھکستان جہنم بھی پہنچا دیں۔ تب بھی ہمارے اس یقین میں کبھی فرق نہ آئے گا۔ کہ ہم حق پر ہیں اور وہ باطل پر :-

سہ اخوة :-

تفسیر صفائی ص ۴۲ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ مومن حقیقی بھائی ہیں جب ان میں سے کسی ایک پر بلا وارد ہوتی ہے تو دوسروں کی

بھی نیند اڑ جاتی ہے :-



خطابات۔ لقب۔ لقب کی جمع۔ انسان کے اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے۔ اسکو لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں فرق ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔ لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں۔ دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھ دیا جائے۔ آیہ شریفہ دلائل میں (بالالقاب) اور ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے نام نہ ڈالو) میں دوسرے ہی قسم کے القاب مراد ہیں +

(لغات القرآن تفسیری جلد اول)

۲۰۰۰ اتقاكم :-

تفسیر صفائی ص ۲۷ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ
شعوب سے مراد عربی ہیں۔ اور تفسیر مجمع البیان میں یہی
روایت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ ان لوگوں کا رد ہے
جو حسب نسب کی وجہ سے فخر کرتے ہیں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا تھا: کہ لے
لوگو! اللہ تعالیٰ نے اسلام کے فدیعہ سے تمہاری نمائندگی
جاہلیت کی نخوت اور باپ دادا پر فخر کرنا دود کر دیا
عربیت اس پر موقوف نہیں کہ کسی کا باپ عرب ہو۔
عربیت تو ایک زبان ہے۔ پس جو شخص اس زبان میں
کلام کرے۔ وہی عربی ہے۔ خبردار ہو جاؤ! کہ تم آدمؑ
میں سے ہو، اور آدمؑ مٹی سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے
نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب
سے زیادہ پرہیزگار ہو۔

مستحکم - تفاجر کے کلیہ سے اولاد رسول مستثنیٰ ہیں اور اس قاعدہ کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ان کا حسب نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک منتہی ہوتا ہے اور آپ کی ذات گرامی پر خضر کرنا عین ایمان ہے۔ اس لئے کہ بیشمار صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اصلا ب طاہرہ میں سے ہونے کا فخر کیا ہے اور اپنی ذریت کے بارے میں فرمایا ہے، کہ انہیں دوسروں پر قیاس نہ کیا جائے۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے کہ ان کی رگوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون گردش کر رہا ہے اور توارث صفات کے نظریہ کے ماتحت ان میں آنحضرت صلعم کی صفات کا کسی حد تک پایا جانا ضروری ہے علم النفس باسائیکالوجی کی عصری تحقیقات اور ریسرچوں (RESEARCHES)

نے ثابت کر دیا ہے کہ نظریہ توارث صفات ایک ایسا و
نوارث صفات کی محکوم ہے۔ جس طرح اولاد شکل و صورت
جاتا ہے۔ ایک عالم کی اولاد میں علم کا رجحان بیشتر ہوتا
افسردگی اور جنون میں اکثر اولاد نے اپنے ماں باپ سے
ہوتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ قبیلے اور خاندان اللہ تعالیٰ

نہ دوسری عورتوں سے (منسخر کر دے) ممکن ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ اور اپنے لوگوں کو عجیب

۱۷ لگاؤ۔ اور ایک دوسرے کو چمٹانے کے لئے نام نہ ڈالو۔ ۱۸ ایمان کے بعد تافرمانی کے نام (رکھنا) بہت

بڑا ہے۔ اور جس نے توبہ نہ کی پس وہی لوگ ظالم ہیں۔

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم بہت سے گمان کرنے سے باز رہو۔ یقیناً بعض گمان

گناہ ہے۔ اور تم جاسوسی نہ کرو۔ اور تم میں سے کوئی ایک دوسرے کی غیبت نہ کیا کرے۔ کیا تم میں سے کوئی

ایک اسے پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے پس تم اسے مکروہ جانو گے اور تم اللہ تعالیٰ سے

قدرو! یقیناً اللہ بڑا ترہ قبول کرنے والا بہت رحم والا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہیں نر (مرد) اور مادہ (عورت) سے پیدا

کیا اور مجھے تمہیں خاندان اور قبیلے بنایا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں زیادہ مکر

وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پیر، سیرنگار ہے ۷۲ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ مردوں

نے کہا، ہم ایمان لائے (اے رسول)، کہہ دو تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم (یہ) کہو (کہ) ہم اسلام لائے اور ابھی تک ایمان نہیں

فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ طِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ

199 200 201 202 203 204 205 206 207 208 209 210 211 212 213 214 215 216 217 218 219 220 221 222 223 224 225 226 227 228 229 230 231 232 233 234 235 236 237 238 239 240 241 242 243 244 245 246 247 248 249 250 251 252 253 254 255 256 257 258 259 260 261 262 263 264 265 266 267 268 269 270 271 272 273 274 275 276 277 278 279 280 281 282 283 284 285 286 287 288 289 290 291 292 293 294 295 296 297 298 299 300 301 302 303 304 305 306 307 308 309 310 311 312 313 314 315 316 317 318 319 320 321 322 323 324 325 326 327 328 329 330 331 332 333 334 335 336 337 338 339 340 341 342 343 344 345 346 347 348 349 350 351 352 353 354 355 356 357 358 359 360 361 362 363 364 365 366 367 368 369 370 371 372 373 374 375 376 377 378 379 380 381 382 383 384 385 386 387 388 389 390 391 392 393 394 395 396 397 398 399 400 401 402 403 404 405 406 407 408 409 410 411 412 413 414 415 416 417 418 419 420 421 422 423 424 425 426 427 428 429 430 431 432 433 434 435 436 437 438 439 440 441 442 443 444 445 446 447 448 449 450 451 452 453 454 455 456 457 458 459 460 461 462 463 464 465 466 467 468 469 470 471 472 473 474 475 476 477 478 479 480 481 482 483 484 485 486 487 488 489 490 491 492 493 494 495 496 497 498 499 500 501 502 503 504 505 506 507 508 509 510 511 512 513 514 515 516 517 518 519 520 521 522 523 524 525 526 527 528 529 530 531 532 533 534 535 536 537 538 539 540 541 542 543 544 545 546 547 548 549 550 551 552 553 554 555 556 557 558 559 560 561 562 563 564 565 566 567 568 569 570 571 572 573 574 575 576 577 578 579 580 581 582 583 584 585 586 587 588 589 590 591 592 593 594 595 596 597 598 599 600 601 602 603 604 605 606 607 608 609 610 611 612 613 614 615 616 617 618 619 620 621 622 623 624 625 626 627 628 629 630 631 632 633 634 635 636 637 638 639 640 641 642 643 644 645 646 647 648 649 650 651 652 653 654 655 656 657 658 659 660 661 662 663 664 665 666 667 668 669 670 671 672 673 674 675 676 677 678 679 680 681 682 683 684 685 686 687 688 689 690 691 692 693 694 695 696 697 698 699 700 701 702 703 704 705 706 707 708 709 710 711 712 713 714 715 716 717 718 719 720 721 722 723 724 725 726 727 728 729 730 731 732 733 734 735 736 737 738 739 740 741 742 743 744 745 746 747 748 749 750 751 752 753 754 755 756 757 758 759 760 761 762 763 764 765 766 767 768 769 770 771 772 773 774 775 776 777 778 779 780 781 782 783 784 785 786 787 788 789 790 791 792 793 794 795 796 797 798 799 800 801 802 803 804 805 806 807 808 809 810 811 812 813 814 815 816 817 818 819 820 821 822 823 824 825 826 827 828 829 830 831 832 833 834 835 836 837 838 839 840 841 842 843 844 845 846 847 848 849 850 851 852 853 854 855 856 857 858 859 860 861 862 863 864 865 866 867 868 869 870 871 872 873 874 875 876 877 878 879 880 881 882 883 884 885 886 887 888 889 890 891 892 893 894 895 896 897 898 899 900 901 902 903 904 905 906 907 908 909 910 911 912 913 914 915 916 917 918 919 920 921 922 923 924 925 926 927 928 929 930 931 932 933 934 935 936 937 938 939 940 941 942 943 944 945 946 947 948 949 950 951 952 953 954 955 956 957 958 959 960 961 962 963 964 965 966 967 968 969 970 971 972 973 974 975 976 977 978 979 980 981 982 983 984 985 986 987 988 989 990 991 992 993 994 995 996 997 998 999 1000 1001 1002 1003 1004 1005 1006 1007 1008 1009 1010 1011 1012 1013 1014 1015 1016 1017 1018 1019 1020 1021 1022 1023 1024 1025 1026 1027 1028 1029 1030 1031 1032 1033 1034 1035 1036 1037 1038 1039 1040 1041 1042 1043 1044 1045 1046 1047 1048 1049 1050 1051 1052 1053 1054 1055 1056 1057 1058 1059 1060 1061 1062 1063 1064 1065 1066 1067 1068 1069 1070 1071 1072 1073 1074 1075 1076 1077 1078 1079 1080 1081 1082 1083 1084 1085 1086 1087 1088 1089 1090 1091 1092 1093 1094 1095 1096 1097 1098 1099 1100 1101 1102 1103 1104 1105 1106 1107 1108 1109 1110 1111 1112 1113 1114 1115 1116 1117 1118 1119 1120 1121 1122 1123 1124 1125 1126 1127 1128 1129 1130 1131 1132 1133 1134 1135 1136 1137 1138 1139 1140 1141 1142 1143 1144 1145 1146 1147 1148 1149 1150 1151 1152 1153 1154 1155 1156 1157 1158 1159 1160 1161 1162 1163 1164 1165 1166 1167 1168 1169 1170 1171 1172 1173 1174 1175 1176 1177

ذکر کیا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

فان من جملة من اخرجوا من بلادهم بسبب ما كان من احوالهم في بلادهم

نے ثابت کر دیا ہے کہ نظریہ توارث صفات ایک ایسا وسیع قانون ہے۔ جس کے اچھے یا بُرے اثرات ہر انسان اپنے ماں باپ سے قبول کرتا ہے اور انسانی اعمال کی بڑی تعداد اصول و توارث صفات کی محکوم ہے۔ جس طرح اولاد شکل و صورت میں اپنے والدین کا نمونہ ہوتی ہے باطنی صفات بھی ان کی جیتی جاگتی تصویر بن جاتی ہے۔ ایک بہادر کی اولاد کو عموماً بہادر ہی دکھیا جاتا ہے۔ ایک عالم کی اولاد میں علم کا رجحان بیشتر ہوتا ہے۔ صرف کمالات ہی نہیں بلکہ اچھائی برائی سب میں انسان اپنے والدین کا دوسرا عکس ہوتا ہے۔ طول عمر۔ قد و قامت۔ ذلیل و ثل۔ افسردگی اور جنون میں اکثر اولاد نے اپنے ماں باپ سے وراثت پائی ہے۔ اگر اولاد رسولؐ میں آنحضرتؐ صلعم کی صفات کا عکس نہ ہوتا تو جس طرح آپؐ پر صدقہ حرام تھا اولاد پر حرام نہ ہوتا۔ یہ بھی یاد رہے کہ قبیلے اور خاندان اللہ تعالیٰ نے خود بنائے ہیں کوئی قبیلہ والا خواہ کتنا ہی تقویٰ میں ترقی کر جائے اولاد رسولؐ سے نہیں بڑھ سکتا۔ سونا اگر گندی مٹی میں گر جائے

الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ

جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ پھر انہوں نے شک نہ کیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں

وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿۱۵﴾ قُلْ

اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ یہی لوگ سچے ہیں۔ (اے رسول) کہہ دو

أَتَعْلَمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا

کیا تم اللہ تعالیٰ کو اپنی دینداری جانتے ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین

فِي الْأَرْضِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۶﴾ يَسْتَوُونَ عَلَيْكَ أَنْ

میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ وہ (لوگ) تم پر احسان رکھتے ہیں، کہ وہ

أَسْلَمُوا قُلْ لَا تَسْتَوُوا عَلَىٰ إِسْلَامِكُمْ بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ

اسلام لائے (اے رسول) کہہ دو تم مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ رکھو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تم پر احسان رکھتا ہے

أَنَّ هَدَايَكُمْ لِلْإِيمَانِ إِنَّ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۷﴾ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ

کہ اس نے تمہیں ایمان کے لئے ہدایت کی۔ اگر تم سچے ہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں

غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بِصِيرٍ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾

اور زمین کے غیب کو جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔

آيَاتُهَا ۝ سُوْرَةُ بَقَرَةِ مِائَةِ ثَمَانِيَةِ رُكُوْعًا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

قَالَ الْقُرْآنُ الْبَحِيْدُ ﴿۱﴾ بَلْ عَجَبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ مِنْهُمْ

ق ۱ قسم ہے قرآن مجید کی لے بلکہ انہوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس ایک ڈرانے والا انہی

فَقَالَ الْكَافِرُونَ هَذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿۲﴾ عَزَا مِثْنًا وَكُنَّا

میں سے آگیا۔ پس کافروں نے کہا یہ عجیب بات ہے۔ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہم مٹی ہو جائیں گے

تُرَابًا ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ ﴿۳﴾ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ

د تو پھر لوٹائے جائیں گے یہ تو مشا (عقل سے دور ہے۔ یقیناً ہم جانتے ہیں جو کچھ زمین ان (کے مردہ جسموں) میں سے کھٹاتی

منزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)
غیروں کے فخر پر جن کے آباؤ اجداد اکثر کافر تھے قبائل
نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں البتہ عربی یا عجمی وغیرہ ہونے کی
جہت سے ایک دوسرے پر تفاخر درست نہیں۔ کیونکہ
یہ ملکوں کے نام ہیں اور محض کسی ملک کا باشندہ ہونا مستحق
فخر نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)
لے والقان المجید :-
قسم ہے قرآن مجید کی۔
اعتراض :- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسمیں
کیوں کھائیں؟

الجواب :- یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں
کے ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے۔ مگر قسم
کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر فدا غور و فکر کرنے کی
زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتدائے طرح شروع
ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا۔ تو اس کی صحت
اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی
یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ
حیوانات اور عبادات کی شہادت بھی معرض
ثبوت میں آنے لگی۔ مثلاً ہم خود اپنی زبان
میں کہتے ہیں ”درو دیوار“ اس بات پر شاہد
ہیں۔ آسمان و زمین اس امر پر گواہ ہیں اس

نے جنگ میں جس جانبازی کے جوہر دکھائے۔ میدان
جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ
عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس
قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے سے اصلی غرض یہ ہوتی ہے
کہ یہ چیزیں زبان حال سے اس کی شاہد ہیں۔ یعنی اگر
ان میں ذرا بھی بولنے کی سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں
کہ ہاں یہ واقعہ سچ ہے۔ یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے
معنی میں مستعمل ہونے کا لفظ قسم کے معنی میں استعمال
ہوا ہے۔ سورہ منافقوں میں ارشاد ہے: اِذَا جَاءَكَ
الْمُنَافِقُونَ قَالُوا انْشَهِدْ اِنَّكَ الرَّسُوْلُ اللّٰهُ. واللّٰهُ
يَعْلَمُ اِنَّكَ الرَّسُوْلُ واللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ
لَكَذِبُوْنَ اتَّخَذُوا اِيْمَانَهُمْ حِبْرَةً

آیت مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا لفظ
مذکور نہیں۔ صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔
قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے۔ اسی کا
اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو کہتے
ہیں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ خدا گواہ ہے۔ خدا شاہد ہے

عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی۔ تو بعض حروف قسم کے ساتھ خاص ہو گئے۔ جیسے واو۔ ب۔ ت۔ واللہ۔ باللہ۔ تا اللہ۔ کہیں صاف لفظ قسم ہوتا ہے اور کہیں لاکے ساتھ آتا ہے۔
لا قسم۔ اور کہیں جملہ پر لام لاکر قسم کھائی جاتی ہے۔ جیسے لعولہ۔ اب قسم کا استعمال دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کوئی چیز بیان کی جائے۔ تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش کی
جائے۔ خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی بزبان حال ہو، یا بزبان قال۔ دوسرے یہ کہ کسی چیز کی توثیق و اثبات کے لئے کسی عظیم الشان شے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے
یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں۔ بلکہ مجازی ہیں۔ جو بعد میں پل کر پیدا ہو گئے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ کے لئے قسم کا لفظ آیا ہے۔ پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر، نیل و نہار، ابر و باد، کوہ و صحرا، چرند و پرند، دریا اور سمندر، غرطکہ جا بجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے۔ جس کے معنی

(باقی حاشیہ بر صفحہ ۶۸)

چیزوں کے وجود اور عظمت و شان پر شبہات سے ہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۹۰) قسم - عین اور صفت کے معنوں اور استعمال میں فرق کیلئے دیکھو قرآن ہذا کا منہ ماشیہ

(حاشیہ صفحہ ۱۱)

لہ الخروج :-

تفسیر صفائی ص ۴۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہم نے آسمان سے پانی اتارا پھر اس کے ذریعہ زمین سے ہر طرح کی نباتات اگائی اور مردہ شجر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح تمہاری موت کے بعد تم ہمیں زندہ کر کے نکال لیں گے۔ اور یہ ان کے اس قول کا جواب ہے اذ امتنا وکنا ترابا ذلک رجعت بعید (پ ۱ ق ۲) +

لہ خلق جدید :-

تفسیر صفائی ص ۴۴ پر بحوالہ التوحید لکھا ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا اصل مطلب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو اور اس عالم کو فنا کر چکے گا تو جنتی لوگ جنت میں سکونت پذیر ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ تو اللہ تعالیٰ اس عالم کے سوا ایک اور عالم اور اس مخلوق کے سوا ایک اور مخلوق بغیر ز اور مادہ سے پیدا کرے گا۔ جو اس کی عبادت کیا کریں گے اور اسے واحد جانیں گے۔ ان کے لئے زمین بھی اس زمین کے سوا پیدا کرے گا جس پر وہ آباد ہوں گے۔ اور آسمان بھی اس آسمان کے سوا اور پیدا فرمائے گا۔ جو ان پر سایہ ڈالنا ہوگا۔ شاید تم سمجھتے ہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے بس اسی عالم کو پیدا کیا ہے یا یہ سمجھتے ہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے سوا اور آدمی پیدا نہیں کئے ایسا نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے ہزاروں عالم اور ہزاروں آدمی پیدا کئے ہیں۔ تم تو ان عالموں اور ان آدمیوں میں سے سے پچھلے ہو۔

المفصل اور تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے قریبا یہی روایت منقول ہے +



مِنْهُمْ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِیْظٌ ۝۳۱ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا

ہے۔ اور ہمارے پاس (ان تفصیلات کی) حفاظت کرنے والی کتاب (روح محفوظ) موجود ہے بلکہ انہوں نے حق کو جھٹلایا

جَاءَهُمْ فَهُمْ فِي أَمْرٍ مُّرِیْجٍ ۝۳۲ أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ

جبکہ وہ ان کے پاس آیا پس وہ امر (دین) میں پریشان ہیں۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا

فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ فُرُوجٍ ۝۳۳

(کہ) ہم نے اسے کس طرح بنایا اور اسے کتنی زینت دی۔ اور اس میں کوئی سوراخ نہیں۔ اور ہم نے

الْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَالْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْبَتْنَا فِيهَا

زمین کو پھیلا دیا۔ اور ہم نے اس میں پہاڑ ڈال دیئے اور ہم نے اس میں بھانت بھانت کی کل

مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِیْجٍ ۝۳۴ تَبْصِرَةٌ وَذِكْرٌ لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ۝۳۵

تروتازہ نباتات اگادی۔ (جو) ہر زوج کرنے والے بندے کے لئے بصیرت اور نصیحت ہے

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ

اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اس کے ذریعہ باغات اور کئی ہموں کھیتی

الْحَصِیْدِ ۝۳۶ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لِّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌ ۝۳۷

کا اناج۔ اور لمبی لمبی کھجوریں کے درخت جن کے گائے تہ بہ تہ ہوتے ہیں اگا دیئے۔

رِزْقًا لِّلْعِبَادِ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ

میں بندوں کے لئے رزق میں اور ہم نے اس کے ذریعہ مردہ شہر کو زندہ کر دیا۔ اسی طرح قبروں سے نکلتا

الْخُرُوجُ ۝۳۸ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَ

ہوگا۔ لہ ان سے پہلے نوح کی قوم اور اصحاب رس اور ثمود

ثَمُودُ ۝۳۹ وَعَادُ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝۴۰ وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ

(کی قوم)۔ اور عاد (کی قوم) اور فرعون اور لوط کے بھائی۔ اور اصحاب ایکہ (بن والے)

وَقَوْمُ ثَبَعٍ ۝۴۱ كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدُ ۝۴۲ أَفَعِیْنَا

اور قوم ثبع نے تکذیب کی سب نے رسولوں کو جھٹلایا۔ پس عذاب کا ڈر اواسے ہو کر رہا۔ پس کیا ہم پہلی

بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۝۴۳ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۝۴۴

پیدا شد سے تھک گئے (ایسا نہیں) بلکہ وہ نئی پیدائش کے متعلق شک میں ہیں۔ لہ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۚ

اور یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا۔ اور ہم جانتے ہیں جو کچھ اس کا نفس اسے وسوسہ ڈالتا ہے

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ ۚ (۱۳) إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ

اور ہم شہ رگ سے بھی اس کے زیادہ قریب ہیں۔ جب دائیں سے اور بائیں سے دو

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ۚ (۱۴) مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ

دو لینے والے (فرشتے) ہر بات کو لیتے جاتے ہیں بیٹھے (بیٹھے) وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتے

إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۚ (۱۵) وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

پاتا مگر یہ کہ اس کے پاس ایک نگہبان تیار رہتا ہے۔ اور موت کی بے ہوشی حق کے ساتھ آگئی۔

بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۚ (۱۶) وَنُفِخَ فِي الصُّورِ

بھی ہے وہ جس سے تو گناہ کیا کرتا تھا۔ اور صور میں پھونکا جائے گا۔

ذَٰلِكَ يَوْمُ الْوَعْدِ ۚ (۱۷) وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ

بھی عذاب کے وعدہ کا دن ہے۔ اور ہر نفس آئینہ (اس حال میں کہ) اس کے ساتھ ایک ہانکنے والا

وَشَهِيدٌ ۚ (۱۸) لَقَدْ كُنْتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكُشِفْنَا عَنْكَ

اور ایک گواہ ہوگا۔ (اسے کہا جائیگا) یقیناً تو اس (دن) سے ہی غفلت میں تھا۔ پس ہم نے تجھ

غِطَاءُكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۚ (۱۹) وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا

سے تیرا پردہ ہٹا دیا۔ سو تیری نظر آج بہت تیز ہے۔ اور اس کا ہم نشین کہے گا یہ ہے جو میرے

لَدَايَ عَتِيدٌ ۚ (۲۰) الْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلٌّ كَفَّارٍ عَنِدٌ ۚ (۲۱) مَتَاعُ

پاس حاضر ہے (دو بزرگوں کو حکم ہوگا کہ) تم دونوں ہر نماز رکھنے والے کا ذکر و دوزخ میں ڈال دو جو نیکی

لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٌ ۚ (۲۲) الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَأَلْقِيهِ

سے بڑا رکھنے والا حد سے بڑھنے والا شک کرنا والا تھا۔ وہی جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک دوسرا مبود قرار دیا۔ پس تم

فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۚ (۲۳) قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ وَلَكِنْ

دو نزل اسے سخت عذاب میں ڈال دو۔ اس کا ہم نشین کہیگا اے ہمارے پروردگار میں نے اسے سرکش نہیں بنایا تھا۔ لیکن

كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۚ (۲۴) قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَايَ وَقَدْ قَدَّمْتُ

وہ (تو خود ہی) دور کی گمراہی میں پڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ کہے گا تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو اور یقیناً میں نے عذاب کا دروازہ

لہ القیاء :-

تفسیر صافی ۴۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ یہ خطاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی علیہ السلام سے ہے اور جناب امام زین العابدینؑ سے بروایت اپنے والد بزرگوار اور جدامجد جناب امیر المؤمنینؑ منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا کہ اے علی! جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کل آدمیوں کو ایک بلندی پر جمع کرے گا۔ تو اس دن میں اور تم دونوں عرش کے دائیں طرف ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مجھ سے اور تم سے فرمائے گا کہ تم دونوں اٹھو اور جس جس نے تم دونوں سے بغض کیا ہے۔ اور تمہیں جھٹلایا ہے ان کو تم جہنم میں ڈال دو۔

لمترجم ہر یہی روایت قریب قریب صواعق محرقہ ابن حجر میں بھی موجود ہے کہ وہ دو ڈالنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام ہوں گے چ

لہ ہَلْ مِنْ مَّزِيدٍ :-

تفسیر صافی مش ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ
یہ استفہام اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم سے
وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے بھروسے گا۔ چنانچہ
جب وہ بھر جائیگی تو اس سے پوچھے گا۔
ہل امتلاّت اور وہ جواب میں کہے گی۔
ہل من مزیّد۔ یہ ظاہر استفہام ہے
مگر یہ اظہار کرنا مقصود ہے کہ مجھ میں اب
کچھ بچہ نہیں۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت
جنت یہ عرض کرے گی۔ کہ پروردگار! تو نے جہنم
سے وعدہ کیا تھا کہ اس کو بھروسے گا۔ پس تو نے جہنم
کو تو بھروسہ دیا۔ اور مجھے ابھی نہیں بھرا۔ اس وقت اللہ
تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کرے گا۔ جس کے ذریعہ سے
جنت کو بھی بھروسے گا۔

یہ حدیث بیان فرما کر امام جعفر صادق علیہ السلام
نے فرمایا کہ خوش حال ان لوگوں کا جنہوں نے دنیا کا
غم نہ دیکھا اور پیدا ہوتے ہی جنت میں چلے گئے۔
لہ ازلقت :-

تفسیر صافی مش ۲ پر ہے کہ ازلقت کے لفظی
معنی ہیں ان سے قریب کی گئی۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ بہت ہی جلد اور پھرتی سے اس کے لئے جنت
مزمین کر دی گئی +
لہ خلود :-

ہمیشہ رہنا۔ خلد یخلد کا مصدر ہے کسی
شے کی بریادی سے بچنے اور اپنی اصل حالت پر
باقی رہنے کا نام "خلود" ہے۔ اسی بنا پر اہل عرب
عام طور پر خلود کا استعمال اس چیز کے لئے کرتے ہیں
کہ جو دیر پا ہو۔ اور اس میں تغیر و فسادت کے بعد
پیدا ہو۔ چنانچہ چرخے کے ان تین پتھروں کو جن پر دیگ
چڑھائی جاتی ہے۔ اس لئے خواہد کہتے ہیں۔ کہ
وہ دیر تک قائم رہتے ہیں۔ عالم آخرت کے لئے جہاں
خلود کا استعمال ہوتا ہے۔ وہاں اس کے اصلی معنی
یعنی تمام اشیاء کا اپنی اپنی حالت پر برقرار رہنا
مراوہ ہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۲)
لہ السجود :-

سجدہ کرنا۔ سر زمین پر رکھنا فروتنی کرنا۔ یہ
سجداً یسجد کا مصدر ہے امام راغب نے لکھا
ہے کہ کبھی سجود کی تعبیر نماز سے بھی کی جاتی ہے
ارشاد ہے وادبار السجود (اور نماز کے پیچھے)

اور صلوة الصحنی اور سجود الصحنی بھی کہتے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۸۸) لہ المناد :-
تفسیر صافی مش ۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ ایک نرا دینے والا قائم آل محمد اور ان کے والد ماجد کا نام لے کر ندا کرے گا۔ اور ان کی آواز سب کو یکساں پہنچ جائے گی +

إِلَيْكُمْ بِالْوَعْدِ ۝ مَا يُبَدِّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ

تمہاری طرف پہلے ہی لکھ دیا۔ میرے پاس بات بدل نہیں جاتی۔ اور نہ میں بندوں پر ظلم کرنے

لِلْعَبِيدِ ۝ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلْ امْتَلَأَتْ وَتَقُولُ هَلْ

والا ہوں۔ جس دن ہم جہنم کو کہیں گے۔ کیا تو بھر گیا۔ اور وہ کہے گا کیا کچھ زیادہ

مِنْ مَّزِيدٍ ۝ وَأَزْلَفْتُ الْجَنَّةَ لِلتَّائِبِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ۝ هَذَا

بھی ہے لہ اور جنت پر ہمیز گاروں کے قریب کر دیا جائیگی لہ نہ کہ دور (اور کہا جائیگا کہ) یہ ہے (وہ جنت)

مَا تَوْعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ حَفِيظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ

جس کا تم وعدہ دیتے جاتے رہے۔ ہر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے (احکام خدا کی) حفاظت کرنے والے کو جو غیب میں غفلت

وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۝ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ۝

رجوع سے ڈرتا رہا اور رجوع کر لیا دل کیساتھ (خدا کے حضور میں) آیا اسے کہا جائیگا کہ! اس میں سلامتی کیساتھ ہو جاؤ یہ ہمیشہ رہنے

لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ۝ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنْ

کا دن ہے لہ وہ جو کچھ چاہیں گے اس میں ان کیلئے موجود ہوگا اور ہمارے پاس زیادہ بھی ہے۔ اور ہم نے ان سے پہلے کتنے ہی

قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّخِصٍ

زمنے (وہ) ہلاک کئے وہ ان سے گرفت میں بہت سخت تھے۔ پھر انہوں نے شہروں میں پھید کر والے کیا (ہلاکے عذاب سے)

إِنْ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ

کوئی بھلا گئے کی جگہ ہے۔ یقیناً! اس میں اس کے لئے البتہ نصیحت ہے جس کیلئے دل ہے۔ یا جس نے کان لگایا اور وہ

شَاهِدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي

حاضر ہے۔ اور یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے اسے پھر زمانوں میں پیدا کیا۔

سِتَّةَ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ ۝ فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

اور ہمیں تمہکا دوش نہ چھوؤ۔ (لے رسول) جو کچھ دہکتے ہیں تو اس پر صبر کر اور سورج

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِ ۝ وَمِنْ

طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے حمد کے ساتھ اپنے پروردگار کی تسبیح کیا کر۔ اور رات کے کچھ

الْبَيْلِ فَسَبِّحْهُ ۝ وَادْبَارَ السُّجُودِ ۝ وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ

حصہ میں بھی پس تو اس کی تسبیح کیا کرو اور نماز کے پیچھے (بھی) لہ اور غروب سے سن جس دن کہ ایک ندا دینے والا لہ

تَسْتَعْمَلُونَ^(۱۷) إِنَّ السُّتْقِينَ فِي جَنَّتٍ وَعُيُونٌ^(۱۸) أَخَذِينَ

مانگا کرتے تھے۔ یقیناً پھر ہمیں گار (لوگ) جنتوں اور چشموں کے مقامات میں ہوں گے۔ جو کچھ ان کے پروردگار

مَا أَتَاهُمْ رَبُّهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُحْسِنِينَ^(۱۹) كَانُوا

نے انہیں عطا کیا وہ اسے لینے والے ہو گئے۔ یقیناً وہ اس سے پہلے نیکی کرنے والے تھے۔ وہ رات کے

قَلِيلًا مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ^(۲۰) وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ^(۲۱)

تھوڑے حصہ میں سویا کرتے تھے۔ اور وہ صبح کے اول وقتوں میں لے (اللہ تعالیٰ سے) بخشش طلب کیا کرتے

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ^(۲۲) وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ

تھے اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کے لئے حق ہوا کرتا تھا۔ لے اور یقین کرنے والوں کے لئے زمین لے

لِّلْمُوقِنِينَ^(۲۳) وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصَرُونَ^(۲۴) وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ

میں نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے نفسوں میں بھی پھر کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔ اور آسمان میں تمہارا رزق ہے

وَمَا تُوعَدُونَ^(۲۵) فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ

اور وہ (بھی) جس کا تم وعدہ دیتے جاتے ہو۔ پس آسمانوں اور زمین کے پروردگار کی قسم یقیناً یہ ایسا ہی برحق ہے۔

تَنْطِقُونَ^(۲۶) هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ^(۲۷)

جیسا کہ تم باتیں کرتے ہو۔ کیا تمہارے پاس ابراہیم کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی

إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ^(۲۸) فَرَأَى

جب وہ اس پر داخل ہوئے تو انہوں نے سلام کہا اس (ابراہیم) نے جواباً سلام کہا اور کہا تم اجنبی لوگ ہو۔ پھر وہ

إِلَى أَهْلِهِ فَبَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ^(۲۹) فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ^(۳۰)

اپنے گھر والوں کی طرف پوشیدہ طور سے گیا پھر ایک مونا تازہ بچہ اچھا کر لے آیا۔ پھر اس نے ان کے قریب کیا اور انہیں لگا کیا تم

فَأَوْحَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً^(۳۱) قَالُوا لَا تَخَفْ وَبَشِّرُوهُ بَعْلُهُ عَالِمٌ

کھاتے نہیں۔ پھر اس نے ان سے دل میں خوف محسوس کیا وہ بولے نہ خوف کر اور اسے ایک بڑے علم والے طرح کی

فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ

خود غمخیز دی پس اس کی عورت چیخ مارتی آگے آئی لے پھر اس نے اپنا چہرہ پیٹ لیا لے اور کہنے لگی (میں تو) بڑھیا ہونچ

عَقِيمٌ^(۳۲) قَالُوا كَذَلِكَ قَالَ رَبُّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ^(۳۳)

ہوں (میرے ہاں بڑھیا کیسے؟) وہ بولے اسی طرح تمہارے پروردگار نے کہا یقیناً وہ بڑا حکمت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔

لے بِالْأَسْحَارِ:-

صبح کے اوقات۔ سحر کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں۔ اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں (لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۸۹)

لے وَالْمَحْرُومِ:-

تفسیر صفائی ص ۲۴ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ المحروم وہ بد قسمت ہے جسے بیع و شری خریدنے سے بھی نفع نہ ہو۔ نیز ان سے اور ان کے والد بزرگوار سے منقول ہے کہ محروم وہ شخص ہے جس کی عقل میں فتور ہو اور اس کی روزی میں وسعت نہ ہو۔ اور تقدیر اس کے مخالف رہے۔ لے آیت:-

تفسیر صفائی ص ۲۶ پر ہے کہ اس جگہ آیات سے مراد وہ دلیلیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عظمت۔ اس کے علم۔ اس کی قدرت۔ اس کے ارادے۔ اس کی وحدانیت اور اس کی کثرت رحمت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ کہا گیا ہے۔ دنیائی شے لے آیت:- تَدُلُّ عَلَىٰ وَاحِدٍ (ہر شے میں اس کی ایک نشانی موجود ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ واحد ہے۔ لے صریح:-

چیخ۔ فریاد۔ فریادی نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اس کی تفسیر میں چیخ کے معنی نقل کئے ہیں۔ اور ابو عبیدہ نے بھی "شدت الصوت" یعنی زور کی آواز سے اس کی تفسیر کی ہے جس کے معنی زور سے چیخنے کے ہیں۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۳)

لے فَصَكَّتْ:-

پھر اس نے پیٹ لیا (فَصَكَّتْ) سے جس کے معنی کوٹنے اور زور سے پیٹنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۹)

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Syed Sajjad Haider
Imambargah Attiya e Panjten, Lahore
+923215041414

Para 27 & 28
Pages 677 - 736

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا

اس نے کہا تمہارے بھیجے ہوؤ لے تمہاری ہم کیا ہے۔ وہ بولے ہم یقیناً گنہگاروں کی

إِلَى قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ

ایک قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں لے تاکہ ہم ان پر مٹی کے پتھر

طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةٍ عِندَ رَبِّكَ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا

برساتیں۔ جو تمہارے پروردگار کی طرف سے حد سے نکل جانوالوں کیلئے نشان کئے ہوئے ہیں۔ پس مومنوں

مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا

میں سے جو کوئی اس (بستی) میں تھا ہم نے اسے نکال دیا۔ پس ہم نے اس میں

غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ

مسلمانوں کے ایک گھر کے اور کسی کو نہ پایا۔ لے اور ہم نے اس میں ان لوگوں کے لئے ایک نشانی

يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي مُوسَى إِذْ أَرْسَلْنَاهُ

چھوڑی جو دردناک عذاب سے ڈرتے ہیں۔ اور موسیٰ (کے واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جب کہ ہم

إِلَى فِرْعَوْنَ بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ

نے اسے فرعون کی طرف کھل سنا (معجزہ) کے ساتھ بھیجا گئے پس وہ اپنی قوت کے بل بوتے پر دروگذاں

سِحْرًا أَوْ مَجْنُونٍ ﴿٣٩﴾ فَأَخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ فِي

ہو گیا اور کہنے لگا (یہ جادو گر ہے یا دیوانہ۔ پس ہم نے اسے اور اس کے لشکروں کو پکڑ لیا پھر انہیں دریا میں ڈال دیا

الْيَمِّ وَهُوَ يُلِيمُ ﴿٤٠﴾ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ

اور وہ ملامت کیا گیا تھا۔ اور عاد (کی واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جب کہ ہم نے ان پر تیسرے سے خراب

الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ مِن شَيْءٍ أَنتَ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْتَهُ

ہوا بھیجی۔ جس نے نہ چھوڑا کسی چیز کو جس پر وہ تکیہ کرتی۔ مگر وہ کہ اس نے اسے بوسیدہ

كَالزَّمِيرِ ﴿٤٢﴾ وَفِي ثُودٍ إِذْ قِيلَ لَهُم تَمَشُّوا حَتَّىٰ

ہڈی کی طرح کر دیا۔ اور ثود (کی واقعہ) میں (بھی ایک نشانی ہے) جبکہ انہیں کہا گیا کہ تم ایک مقررہ وقت تک ٹھہر

حِينَ فَفَعَلُوا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذَتْهُمُ الصُّعِقَةُ

آٹھار۔ پھر انہوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے سرکشی کی۔ پس انہیں بھلی کی کوک نے آکھڑا اور

لَهُ خَطْبُكُمْ ۖ

تفسیر صفاتی ص ۴ پر ہے کہ جب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہو گیا کہ وہ فرشتے ہیں
اور یہ کہ وہ انکے نہیں نازل ہوتے جب تک کہ کوئی
امر عظیم نہ ہو ان سے سوال کر دیا ۖ
لے مجرمین ۖ

تفسیر صفاتی ص ۴ پر ہے کہ اس سے قوم لوط
مراد ہے ۖ

لے المسلمین ۖ

تفسیر صفاتی ص ۴ پر بحوالہ علل الشرائع لکھا ہے
کہ اس گھر سے مراد حضرت لوط علیہ السلام کا گھر ہے ۖ

لے بسلطن ۖ

زور۔ قوت۔ حجت۔ برہان۔ سند۔ حکومت۔
تاج العروس میں ہے ۖ سلطان کے معنی

حجت و برہان کے ہیں۔ اسی معنی میں ارشاد الہی ہے
لَا تَنْفَعُكَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ (پہنچانے) نہیں نکل سکتے

بدوں سند کے۔ اور کبھی اس سے معجزہ بھی مراد لیا جاتا
ہے چنانچہ فرمایا ہے ۖ اِذَا رَسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ

بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ (جب بھیجا ہم نے اس کو فرعون کے
پاس دیکھ لکھی سند (یعنی معجزہ)

اور جب سلطان کے معنی حجت ہوں تو اس کی
جمع نہیں آتی۔ کیونکہ اس صورت میں وہ مصدر کا قائم

مقام ہوتا ہے۔ یہ لفظ مذکر مؤنث دونوں طرح استعمال
ہوتا ہے۔

ابن السکیت کا بیان ہے کہ سلطان مؤنث

ہے بولا جاتا ہے قنیت بہ علیہ السلطان اور

قد امنته السلطان۔

ازہری نے لکھا ہے کہ چونکہ سلطان کا لفظ مذکر

ہے اس لئے کبھی مذکر بھی استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے ۖ بسلطن مبین ۖ

(لغات القرآن نعمانی، جلد ۳ ص ۲۲۸، ۲۲۹)

وَهُمْ يَنْظُرُونَ ﴿٣٤﴾ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا

وہ دیکھتے رہے۔ پھر نہ تو وہ کھڑے ہو سکے اور نہ وہ بدلہ لینے

مُنْتَصِرِينَ ﴿٣٥﴾ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّنْ قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا

دلے ہوئے۔ اور اس سے پہلے نوح کی قوم (میں بھی ایک نشان تھی) یقیناً وہ فاسقوں کی ایک

فَاسِقِينَ ﴿٣٦﴾ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٣٧﴾

قوم تھے۔ اور آسمان کو ہم نے اپنے دست قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم ہی البتہ اسے وسعت دینے والے ہیں۔

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْبَهْدُونَ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ

اور زمین کو ہم نے ہی بچھایا۔ پھر ہم سب سے اچھے بچھانے والے ہیں۔ اور ہم نے ہر چیز کو جوڑا پیدا کیا

خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿٣٩﴾ فِرُّوْا إِلَى اللَّهِ إِنِّي

تم کہ تم نصیحت حاصل کرو لے پس تم اللہ تعالیٰ ہی کی طرف بھاگو یقیناً میں تمہارے لئے

لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤٠﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ

اس کی طرف سے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اور تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا معبود قرار نہ دو۔ یقیناً

إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٤١﴾ كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ

میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح ان لوگوں کے پاس جو ان سے پہلے تھے

قَبْلِهِمْ مِّنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مُجْنُونٌ ﴿٤٢﴾ اتَّوَصَّوْا

کوئی رسول نہیں آیا۔ مگر انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ۔ کیا انہوں نے اس

بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٤٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَا أَنْتَ

کے ساتھ مصیبت کی (ایسا نہیں) بلکہ وہ سرکش لوگ ہیں۔ پس تم ان سے منہ پھیر لو لے پھر تو ملامت کیا گیا

بِسَلُومٍ ﴿٤٤﴾ وَذَكَرْ فَإِنَّ الذِّكْرَى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٥﴾ وَمَا

نہیں ہے۔ اور تو نصیحت کرتا رہ۔ پس یقیناً نصیحت مومنوں کو نفع دیتی ہے۔ اور میں نے

خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٤٦﴾ مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ

میں نے پیدا کیا جنوں اور انسانوں کو مگر اس لئے کہ وہ میری عبادت کریں۔ تو میں ان سے کچھ رزق چاہتا

مِّنْ رِّزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ ﴿٤٧﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ

ہوں۔ اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت رزق دینے والا

۶۳

لہ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ :-
تفسیر ساقی ص ۴۴ پر بحوالہ کافی امام
رضا علیہ السلام سے ایک خطبہ میں منقول ہے
کہ چیزوں کے باہم متضاد ہونے سے معلوم
ہوا کہ خدا کی کوئی ضد نہیں ہے۔ اور چیزوں کے باہمی
میل جول سے پتہ چلا کہ اس کے ساتھ میل جول رکھنے
والی کوئی چیز نہیں۔ اس نے نور کو تاریکی کی ضد قرار
دیا۔ خشکی کو تری کی ضد۔ سردی کو گرمی کی ضد۔
کھردری کو ملائم کی ضد قرار دیا۔ دشمن اور مخالفت
چیزوں میں اسی نے الفت پیدا کی اور متحد اور پاس
پاس رہنے والی چیزوں میں اسی نے تفریق کی۔ جن
چیزوں میں تفریق ہو گئی۔ وہ خود اپنے تفریق کرنے
والے پر دلالت کرتی ہیں۔ اور جن چیزوں میں الفت
ہو گئی، وہ اپنے الفت پیدا کرنے والے پر دلالت کرتی
ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول دین کل شیئی خلقنا
زوجین کا یہی مطلب ہے +

لہ فَتَوَلَّ :-
تفسیر ساقی ص ۴۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان صفحہ
۱۱۱ علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آیت فتول
عنہم اے نازل ہوئی تو ہم میں سے کوئی
ایسا نہ تھا۔ جس کو ملاکت کا یقین نہ ہو گیا۔ اور
جب آیت تَذَكَّرْ تنفع المؤمنین نازل
ہوئی تو ہمارے دل خوش ہو گئے +

(۶۷)

الرَّزَاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

مضبوط قوت والا ہے۔ پس یقیناً ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم کیا (عذاب

ذُنُوبًا مِّثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ قَوْلُ

کا) بھرا ہوا ڈول (حقہ) ہے۔ جیسا کہ (عذاب کا) بھرا ہوا ڈول (حقہ) انکے ساتھیوں کا ہے۔ پس وہ مجھ سے جلدی نہ کریں۔

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

پس ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے اس دن کا انکار کیا جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے خرابی ہے۔

الْيَاسُ ۝ سُوْرَةُ الطُّورِ مَكِّيَّةٌ ۝ رُكُوعَاتُهَا ۲ ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَ الطُّورُ ۝ وَ كُتِبَ مَسْطُورٌ ۝ فِي رَقٍّ مَنَشُورٌ ۝ وَ الْبَيْتُ

متم ہے طور کی۔ اور لکھی ہوئی کتاب کی۔ جو پھیلی ہوئی جھل میں ہے۔ اور بیت المعمور

الْمَعْمُورُ ۝ وَ السَّقْفُ الْمَرْفُوعُ ۝ وَ الْبَحْرُ الْمَسْجُورُ ۝ إِنَّ

کی۔ اور بلند کی ہوئی چھت کی۔ اور بھرے ہوئے سمندر کی۔ یقیناً

عَذَابُ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَا لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَوْمَ تَنُورُ

تیرے پروردگار کا عذاب ضرور ہونی والا ہے۔ اسکے لئے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ جس دن آسمان تیز

السَّمَاءُ مَوْرًا ۝ وَ تَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ قَوْلُ يَوْمَئِذٍ

تیز چکر کھائے گا۔ اور پہاڑ پھیں گے (اپنا) چلنا۔ پس اس دن جھٹلنے والوں

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ ۝ يَوْمَ

کے لئے افسوس ہے۔ جو یہودہ گوئی میں پڑے کھیلے رہتے ہیں۔ جسدن وہ

يَدْعُونَ إِلَى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۝ هَذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ

آتش جہنم کی طرف دھکے دے کر دھکیلے جا رہے تھے۔ (اور انہیں کہا جاتا تھا) یہ ہے وہ آگ جسے تم جھٹلاتے

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝ أَفَسِحْرٌ هَذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ ۝

کرتے تھے۔ پھر کیا یہ جادو ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے ہو۔

لہ فی رَقٍّ مَنَشُورٌ :-

تفسیر صافی مش ۴ پر ہے کہ "رق" اس جھل کو

کہتے ہیں جس پر لکھا جاتا ہے اور اس جگہ

استعارہ کے طور پر ہر اس چیز کے لئے

استعمال کیا گیا ہے جس پر کچھ لکھا جاتا

اور کتاب اور رقی کو نکرہ لانے سے

دونوں کی غفلت کا اظہار مقصود ہے۔

اور یہ جملہ نامہ یہ لوگوں میں معروف اور مشہور چیز نہیں ہے

لہ وَالْبَيْتُ الْمَعْمُورُ :-

تفسیر صافی مش ۴ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان لام

محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش

کے نیچے چار ستون قائم کئے اور ان کا نام صنوحہ

رکھا۔ وہی بیت المعمور ہے اور کل فرشتوں کو حکم

دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ پھر فرشتوں کو بھیجا اور

یہ حکم دیا کہ زمین میں ایک مکان اسی انداز کا اور اسی

کے مانند بناؤ۔ اور جو زمین میں ہیں ان کو یہ حکم

دیا کہ اس کا طواف کیا کریں۔ اور جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس میں روزانہ ستر ہزار

فرشتے آتے ہیں۔ اور پھر کبھی ان کو اس میں آنا

لے گا۔

لہ وَالْبَحْرُ الْمَسْجُورُ :-

تفسیر صافی مش ۴ پر ہے کہ کہا گیا ہے کہ مسجور

کے معنی بھرا ہوا۔ گھیرنے والا اور بھڑک اٹھنے والا

ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول ہے۔ وَ اِذَا

الْبَحَارُ مَسْجُورَاتٌ ۝ پ ۱۰ (تکویر ۸) اور جب دریاؤں

کو آگ سے بھڑکایا جائے گا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ قیامت کے دن

سمندر بھڑک اٹھے گا۔ اور ایک روایت میں ہے

کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سمندروں کو آگ

بنا دے گا۔ اور ان کے ذریعے سے آتش جہنم کو بھڑکایا

لے گا۔

لہ أَفَسِحْرٌ هَذَا :-

تفسیر صافی مش ۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے

کہ وحی کے متعلق تو یہ کہا کرتے تھے کہ یہ جادو ہے۔

اب جو جہنم کی تصدیق ہو گئی تو کہا یہ بھی جادو ہی ہے۔



إِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوا أَوْ لَا تَصْبِرُوا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ إِنَّمَا تُحْزَنُونَ

تم اس کے اندر چلے جاؤ۔ تم صبر کرو یا نہ صبر کرو۔ تمہارے لئے برابر ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تم

مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّ الشَّقِيقِينَ فِي جَنَّتٍ وَنَعِيمٍ ۝۸

اسی عمل کا بدلہ دیئے جاتے ہو جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً پرہیزگار بہنوں اور نعمتوں میں ہوں گے۔

فَكِهِينَ بِمَا آتَاهُمُ رَبُّهُمْ وَوَقَّعَهُمُ رَبُّهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝۹

خوش ہونے والے ہو گئے بہ سبب اس چیز کے جو انہیں انکے پروردگار نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا۔

كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ مُتَكِبِينَ عَلَى

لا اور ان سے کہا جائیگا کہ کھاؤ اور پیو ہنیم ہوتا ہوا۔ یہ عموماً اس عمل کے جو تم کیا کرتے تھے۔ وہ برابر چکے ہوئے تختوں

سُرٍّ مَّصْفُوفَةٍ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ۝۱۰ وَالَّذِينَ

پر تکیہ لگائے ہوئے ہونگے۔ اور ہم انہیں بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی حوروں سے بیاہ دیں گے۔ اور جو لوگ

آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ

ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان میں ان کا اتباع کیا۔ ہم ان کے ساتھ ان کی اولاد کو بھی

ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا آتَيْنَاهُمْ مِنْ عَمَلِهِمْ مِنْ شَيْءٍ ۚ كُلُّ

ملا دیں گے۔ اور ان کے عملوں میں سے ہم کچھ بھی کم نہ کریں گے۔ ہر شخص اس کے

أَمْرٍ ۚ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ ۝۱۱ وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِفَاكِهَةٍ وَ

ساتھ گروہ ہے جو اس نے لیا یا۔ اور ہم انہیں میوؤں سے اور گوشت سے جو کچھ وہ

لَحْمٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝۱۲ يَتَنَزَّعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَا لَغْوٌ

چاہیں گے مدد دیں گے۔ وہ اس (جنت) میں ایک دوسرے سے جام لیا کریں گے جس میں نہ کوئی

فِيهَا وَلَا تَأْتِيهِمْ ۚ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ

بہبودگی ہوگی اور نہ کنہکاری لے اور انکے غلام جو (صفائی میں) چھپا کر رکھے ہوئے موتیوں کی مانند ہونگے ان (جنتیوں)

لَوْلَوْ تَكُونُونَ ۝۱۳ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ۝۱۴

کے ارد گرد (خدمت کیلئے) پھر چکے۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف منہ کر کے پوچھا کریں گے۔

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝۱۵ فَمَنَّ اللَّهُ

وہ کہیں گے کہ یقیناً ہم اس سے اپنے گھروں میں ڈرانے والے ہوا کرتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے

لَهُ ذُرِّيَّتَهُمْ ۝۱۶

تفسیر صفائی ص ۴۴ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر کوئی مومن درجہ میں بڑھ
جائے گا اور اس کی اولاد اس سے پیست ہے گی۔ تو
اللہ تعالیٰ اس کی اولاد کے درجے بڑھا کر ان کو اس
مومن سے ملا دے گا۔ تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں
لَهُ لَا تَأْتِيهِمْ ۝۱۷

تفسیر صفائی ص ۴۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے
کہ وہ اس کے پینے کی حالت میں منہ سے کوئی مقول
بات نہ نکالیں گے اور نہ کوئی ایسا فعل کریں گے۔
جس کا کرنے والا اس کے سبب گنہگار ہو۔ جیسا کہ
دنیا میں پینے والوں کی عادت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ
کا یہ قول اس قول کی مانند ہے۔ لافیا غول ولا
ہم عنہا یمنزفون۔ پتہ صفت ۴۲ اس میں نہ
کوئی جھگڑا ہوگا اور نہ اس سے مدہوش ہو جائیں
گے +

عَلَيْنَا وَوَقَدْ نَأْذَابُ السَّوْمِ ۝ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ

ہم پر احسان کیا اور اس نے ہمیں (دوزخ کی) زہریلی گرم ہوا کے عذاب سے بچایا۔ یقیناً اس سے پہلے ہم (دنیا میں) اس

إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝ فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ

(اللہ تعالیٰ) ہی کو پکارا کرتے تھے یقیناً وہ احسان کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ پس تم نصیحت کرتے رہو پھر تم اپنے

يَكَاهِنٍ وَلَا يَجْنُونَ ۝ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ نَّتَرَبَّصُ بِهِ

پروردگار کی نعمت سے نہ کابھن ہو اور نہ دیوانے۔ کیا وہ کہتے ہیں (کہ یہ) شاعر ہے۔ جس کے متعلق ہم زمانہ کی گردش

رَبِّ الْمُنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُرِصِينَ ۝

کا انتظار کرتے ہیں۔ اے رسول، کہہ دو کہ تم انتظار کرو۔ پس یقیناً میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں

أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُمْ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝

سے ہوں۔ کیا ان کی عقلیں انہیں اس بات کا حکم دیتی ہیں، تھ یا وہ سرکش لوگ ہیں۔

أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَلْيَا تُوا بِحَدِيثِ

یا وہ یہ کہتے ہیں کہ اس (نبی) نے اسے کھڑ لیا ہے (ایسا نہیں) بلکہ وہ ایمان ہی نہیں رکھتے۔ پس اگر وہ سچے ہیں تو

مِثْلَهُ إِنْ كَانُوا صَادِقِينَ ۝ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ

وہ بھی اس کی مانند کوئی بات بنا لائیں۔ کیا وہ بغیر کسی شے (دنیا نوالے) کے پیدا کئے گئے

أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بَلْ

ہیں یا وہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں۔ یا انہوں نے ہی آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا (ایسا نہیں) بلکہ وہ یقین

لَا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ

نہیں رکھتے۔ کیا ان کے پاس تمہارے پروردگار کے خزانے ہیں۔ یا وہ

الْمُصِطَرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ فِيهِ فَلْيَا تِ

داروغہ ہیں۔ کیا ان کے لئے کوئی سیڑھی ہے کہ وہ اس پر چڑھ کر (آسمانوں کی خبریں) سن لیتے ہیں

مُسْتَمِعُهُمْ سُلْطٰنٌ مُبِينٌ ۝ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ وَلَكُمُ

پس ان کا سننے والا کوئی کھل دہل لائے۔ کیا اس (اللہ تعالیٰ) کیلئے لڑکیاں اور تمہارے لئے

الْبَنُونَ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرِمٍ مُثْقَلُونَ ۝

لڑکے تھ کیا تو ان سے کوئی بدلہ مانگتا ہے پھر وہ تاوان سے بوجھل ہو رہے ہیں۔

لہ رَبِّ الْمُنُونِ :-

تریب کا استعمال اس شک یا گمان کے متعلق ہوتا ہے جس کی حقیقت بعد میں اس کے برعکاس نکشف ہو جائے۔ اور چونکہ زمانہ کی گردشوں کے تغیر اوقات میں بھی شک ہوتا ہے کہ خدا جلنے کب گردش کا وقت آجائے اس لئے جب زمانہ کے ساتھ تربیب کا لفظ مستعمل ہوگا تو گردش کے معنی ہوں گے۔

(لغات القرآن معانی جلد ۳ ص ۱۳۳)

تفسیر صافی ص ۲۴ پر ہے کہ زمانہ کے حادثات سے جو قلق نفس انسان پر گذر جائے وہ ربیب المنون ہے۔

اور ایک قول کے مطابق المنون کے معنی موت

ہیں +

لہ اخلاصہم :-

خواب عقلیں۔ اخلاصہم جنم کی بھی جمع ہے جس کے معنی خواب کے ہیں اور جنم کی بھی جس کے معنی برابری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے جنم کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں۔ گویا سبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ اس آیت میں احلام سے مراد عقلیں ہیں۔

(لغات القرآن معانی جلد ۳ ص ۱۳۳)

اور تفسیر صافی ص ۲۴ پر ہے کہ احلامہم کے معنی "ان کی عقلیں" ہیں۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ دنیا میں قریش سے زیادہ کرنی عقل مند نہیں +

لہ ہذا :-

تفسیر صافی ص ۲۴ پر ہے کہ یہ ان کے متناقض اقوال کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ کابھن تو عقل مند اور دقیق نظر والا ہوتا ہے۔ اور مجنون جس کی عقل پر پردہ پڑ جائے۔ اور شاعر ہوتا ہے جس کا کلام تخلیل پر مبنی ہو۔ اور موزوں ہو۔ اور مجنون سے ایسا کلام صادر نہیں ہو سکتا +

لمترجمہم بکہ قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو الزام دیا کرتے تھے۔ کہ یہ کابھن ہے۔ مجنون ہے شاعر ہے وغیرہ وغیرہ۔ اسی کا یہ جواب دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک معنی کابھن۔ مجنون شاعر کی صفات بیان کر کے ان کے الزاموں کی تردید کی گئی ہے +

لہ لکم البنون :-

تفسیر صافی ص ۲۴ پر بجا تفسیر قمی منقول ہے کہ وہ بات ہے جو قریش کہتے تھے۔ کہ ملائکہ خدا کی بیٹیاں

ہیں۔ اور اس سے ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ بات کجھ میں آتی ہے کہ جو شخص ایسی عقل رکھتا ہو۔ وہ عقل مندوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ تو یہ کہاں ممکن ہے کہ اسکی روح عالم

ملکوت تک جاسکے اور امور غیبیہ پر مطلع ہو سکے +

ہیں۔ اور اس سے ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے۔ اور یہ بات کجھ میں آتی ہے کہ جو شخص ایسی عقل رکھتا ہو۔ وہ عقل مندوں میں شمار نہیں ہو سکتا۔ تو یہ کہاں ممکن ہے کہ اسکی روح عالم ملکوت تک جاسکے اور امور غیبیہ پر مطلع ہو سکے +

أَمْرٌ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ ۖ أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۚ

کیا ان کے پاس غیب (کا علم) ہے پس وہ لکھتے رہتے ہیں۔ کیا وہ مکر کا ارادہ کرتے ہیں۔

فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۖ أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ

پس جو لوگ کافر ہو گئے وہی مکر کئے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود ہے

سُبْحَنَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۚ وَإِنْ يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ

اللہ تعالیٰ پاک ہے اس سے جو وہ شرک کرتے ہیں۔ اور اگر وہ آسمان سے ایک ٹکڑا کرتا ہوا دیکھ

سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ۚ فَذَرَهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا

لیں (تو) کہیں گے کہ یہ ترہ کیا ہوا بادل ہے۔ پس تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ وہ اپنے اس

يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ۚ يَوْمٌ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ

دن کی ملاقات کریں جس میں وہ بیہوش کئے جائیں گے۔ جس دن ان سے ان کا مکر کچھ کفایت نہ

كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۚ وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا

کے گا۔ اور نہ ہی وہ مدد دیئے جائیں گے۔ اور یقیناً ان لوگوں کے لئے جنہوں نے ظلم

عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَٰكِنْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۚ وَ

کیا اس کے علاوہ بھی ایک عذاب ہے۔ لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔ اور

اصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

تو اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کر پس یقیناً تو ہماری نگاہی میں ہے۔ سہ اور حققت تو کھڑا ہوا کرتا ہے تو مکہ کیساتھ

حِينَ تَقُومُ ۚ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ۚ

اپنے پروردگار کی تسبیح کیا کر۔ اور رات کے کچھ حصہ میں بھی اور ستاروں کے پٹھ پھرنے (ڈوبنے) پر بھی۔

إِنِّي أَنشَأْتُ ۖ سُوْرَةُ النُّجُومِ ۖ كَبِيْرٌ ۚ

رُكُوْعَاتُهَا ۖ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۝ ۱ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۝ ۲

قسم ہے ستارہ کی جب کہ وہ اترے ۱ تمہارا ساتھی (محمد) نہ گمراہ ہوا۔ اور نہ بہکا۔

لہ مکیدون کے۔

تفسیر صفائی ص ۴۹ پر ہے کہ ان کے مکر کا وبال ان پر یہ پڑا کہ وہ بدر کے دن قتل کر دیئے گئے۔

لہ باعیننا کے۔

تفسیر صفائی ص ۴۹ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ تو ہماری حفاظت اور حمایت میں ہے۔ کیونکہ ہم تمہیں ہر وقت دیکھتے ہیں۔ اور تمہاری حفاظت کرتے ہیں۔ اور عین (آنکھ) کو جمع لانا ضمیر متکلم مع الغیر کی طرف مضاف ہونے کی جہت سے ہے۔ اور مبالغہ کی وجہ سے کیونکہ اسباب حفاظت بکثرت ہیں۔

لہ والتجبر اذا هوى کے۔

تفسیر صفائی ص ۴۹ پر بحوالہ المجالس حضرت عبداللہ ابن عباس سے منقول ہے کہ ایک رات ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز عشاء پڑھی جب آپ سلام سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہمارے مبارک ہماری طرف کیا اور فرمایا: کہ آج رات کو طلوع فجر کے وقت ایک ستارہ ٹوٹے گا۔ اور تم میں سے ایک کے گھر گرے گا۔ پس جس گھر میں وہ ستارہ گرے گا۔ وہی میرا میرا خلیفہ اور میرے بعد امام ہوگا۔ پس جیسے ہی فجر کا وقت قریب ہوا۔ تو ہم میں سے ہر شخص ستارے کے ٹوٹ کر اپنے ہی گھر گرنے کا منظر تھا۔ اور اس کی سب سے زیادہ خواہش میرے باپ حضرت عباس بن عبدالمطلب کو تھی۔ پھر جب فجر طلوع ہوئی ستارہ ٹوٹ کر ہوائیں سے گرا اور علی ابن ابی طالب علیہما السلام کے گھر میں گرا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ یا علی! قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبوت کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ وصیت و خلافت اور میرے بعد مخلوق خدا کی امامت تمہارے لئے واجب ہو گئی۔ پس منافقوں نے جیسے کہ عبد اللہ بن ابی اور اس کے ساتھی تھے۔ یہ کہنا شروع کیا کہ (نعموا باللہ) محمد صلعم اپنے چچا زاد بھائی کی موت میں بہک گئے اور گمراہ ہو گئے۔ اور ان کی شان میں جو کچھ بھی کہتے ہیں خواہش نفسانی سے کہتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

۶۱

۶۲

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۖ عَلَيْهِ

اور وہ اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ نہیں ہے مگر وحی جو اس کی طرف کی جاتی ہے۔ اسے بڑی سخت

شَدِيدُ الْقُوَىٰ ۖ ذُو مِرَّةٍ فَاسْتَوَىٰ ۖ وَهُوَ بِالْأُفُقِ

قَرِيبٌ ۖ اِلَى اللَّهِ تَعَالَىٰ اور بڑی قوت والے نے سکھایا۔ اسے پھر وہ قائم ہو گیا۔ اور وہ آسمان کے سب سے اونچے

الْأَعْلَىٰ ۖ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ۖ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

کنارہ پر تھا۔ پھر وہ نزویک ہوا پس وہ ٹپک گیا۔ پھر دو کمانوں کا فاصلہ رہا۔ یا اس سے

أَدْنَىٰ ۖ فَاوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْْحَىٰ ۖ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

زیادہ نزویک۔ پس (اللہ تعالیٰ نے) اپنے بندے کی طرف وحی کی جو کچھ کہی گئی۔ نہیں بھوٹ کہاؤں نے جو کچھ کہ اس

مَا رَأَىٰ ۖ أَفْتَشْرُوتُهُ عَلَىٰ مَا يَرَىٰ ۖ وَلَقَدْ رَاَهُ نَزْلَةً

نے دیکھا۔ پھر کیا تم اس کے ساتھ اس پر بھڑکتے ہو جو کچھ کہ وہ دیکھتا ہے۔ اور یقیناً اس نے اسے ایک بار اور

أُخْرَىٰ ۖ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَىٰ ۖ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَأْوَىٰ ۖ

سدرۃ المنتہی کے نزویک (شب معراج) دیکھا کہ اس کے نزویک ہی رہنے کی جگہ جنت ہے۔

إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَىٰ ۖ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا

جبکہ سدرہ (بیری) کو ڈھانک رہا تھا جو کچھ کہ ڈھانک رہا تھا۔ نہ تو نظر سے کچھ کی اور نہ وہ حد سے نکل

طَغَىٰ ۖ لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ ۖ أَفَرَأَيْتُمْ

گیا۔ کہ یقیناً اس نے اپنے پروردگار کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ پھر کیا تم نے لات

اللَّتَّ وَالْعُزَّىٰ ۖ وَمَنْوَةَ الثَّالِثَةِ الْآخِرَىٰ ۖ أَلَمْ

اور عزی کو غور سے دیکھا۔ اور بچل تیسری منات کو (بھی) کیا تمہارے لئے

الذِّكْرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ ۖ تِلْكَ إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

لڑکے ہیں اور اس (اللہ تعالیٰ) کیلئے لڑکیاں۔ یہ تو تب بڑی نامنصفانہ تقسیم ہے۔ نہیں میں یہ

هِيَ إِلَّا أَسْمَاءُ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مِمَّا أُنْزِلَ

مگر نام جو تم نے یا تمہارے باپ داداؤں نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن

اللَّهُ يَهَامِنُ سُلْطِينَ ۖ إِنَّ يَنْتَبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا

کے بارے میں کوئی سند نہیں اتاری۔ وہ نہیں اتباع کرتے مگر گمان کا۔ اور جن

۱۔ شَدِيدُ الْقُوَىٰ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۶۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

۲۔ فَاوْحَىٰ :-

لفظ استوی کے تفصیل معنی سابقہ ص ۲۲ پر زیر

ماشیہ ماکر دیئے گئے ہیں۔ وہاں سے ملاحظہ کیلئے

بائیں۔

تفسیر صفاتی ص ۲۶۹ پر ہے کہ فَاوْحَىٰ کے معنی ہیں

”وہ قائم ہو گیا۔“

نیز لکھا ہے کہ یہ اشارہ حضرت جبریل امین کی

طرف ہے جو اپنی حقیقی صورت پر یعنی جس صورت

پر ان کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ کھڑے ہوئے

تھے۔ اور سوائے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

کسی اور نبی نے ان کو ان کی اصلی صورت پر نہیں

دیکھا۔ آنحضرت نے ان کو ان کی اصلی میں ایک مرتبہ

آسمان پر دیکھا اور ایک مرتبہ زمین پر پ

۳۔ أَدْنَىٰ :-

کنارہ آسمان۔ آفاق جمع۔ افق اصل میں آسمان

کے اس کنارہ کو کہتے ہیں۔ جہاں آسمان اور زمین

دونوں ملتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ

سے ابن منذر نے روایت بیان کی ہے۔ کہ آپ نے

افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کئے ہیں۔

قنادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۸)

۴۔ طَغَىٰ :-

وہ حد سے نکل گیا۔ اس نے سرکشی کی۔ اس نے

سراٹھا یا۔

طغیان سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

جب ننگا ۱۵ اپنی حد سے گزر جاتی ہے تو بیکنے لگتی

ہے۔ اسی طرح پانی جب اپنی حد سے متجاوز ہوتا

ہے۔ تو طغیانی آجاتی ہے۔ طغی کا استعمال ان

دونوں معنوں میں اسی اعتبار سے ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۹۲)

تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَى ۖ ط

کو ان کے نفس چاہتے ہیں۔ اور یقیناً ان کے پاس ان کے پروردگار کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔

أَمْرِ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمْنَى ۖ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَى ۚ وَكَم

کیا انسان کے لئے وہ چیز ہے جس کی وہ تمنا کرے۔ پس پہلا (دنیا) اور آخرت (دو فزوں جہاں) اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں۔ اور

مَنْ تَلَّكَ فِي السَّمَوَاتِ لَا تَغْنَى شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا

کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں۔ جن کی سفارش کچھ بھی کفایت نہ کرے گی۔ مگر بعد

مَنْ بَعْدَ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَى ۖ إِنَّ

میں اس کے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے اور پسند کرے اجازت دیدے۔ یقیناً

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيْسَتُورَ الْمَلَائِكَةِ تَسْمِيَةً

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔ وہ فرشتوں کے نام غور قور کے نام پر رکھ

الْأَنْثَى ۚ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ

لیتے ہیں۔ اور انہیں اس کا کچھ بھی علم نہیں۔ وہ نہیں پیروی کرتے مگر گمان کی۔

وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ فَأَعْرِضْ عَنْ

اور یقیناً گمان حق کے مقابلہ میں کچھ بھی کفایت نہیں کرتا۔ لہٰذا پس تو منہ پھیر لے اس سے

مَنْ تَوَلَّى ۚ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَحَيْرِذُ إِلَّا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۚ ط

جس نے ہماری یاد سے منہ پھیر لیا لہٰذا اور اس نے سوائے دنیا کی زندگی کا کئی اور کچھ نہ پایا۔

ذَلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ ۚ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ

یہی ان کے علم کی رسائی ہے۔ یقیناً خیر پروردگار اس سے خوب واقف ہے۔

صَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ اهْتَدَى ۚ وَلِلَّهِ

جو اس کے راستہ سے بھٹک گیا۔ اور وہ اس سے بھی خوب واقف ہے جو ہدایت پا گیا لہٰذا اور اللہ تعالیٰ

مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ

ہی کے لئے ہے جو کچھ کہ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ تاکہ وہ ان لوگوں کو جنہوں نے بدی کی ان

أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحَسَنِ ۚ ط

کے کئے ہوئے عمل کا بدلہ ہے۔ اور ان لوگوں کو جنہوں نے نیکی کا اچھا بدلہ دے۔

۴۵

لہ الحق :-
تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ حق کسی چیز کی حقیقت
کو کہتے ہیں۔ اور اس کا ادراک بغیر علم کے نہیں
ہو سکتا۔
لہ من تولی :-
تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ
کی یاد سے غافل ہو جائے۔ اور اس سے منہ پھیر
لے۔ اور دنیا میں منہمک ہو جائے ایسے شخص کو
دعوت دینے سے منہ پھیر لو۔ کیونکہ اسے دعوت سوا
عناد بڑھانے اور باطل پر اصرار کرنے کے اور کچھ
فائدہ نہ دے گی۔
لہ اعلم :-
تفسیر صفائی ص ۲۸ پر ہے کہ ماسوا اس کے نہیں
کہ اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ کون دعوت قبول کرے
گا اور کون نہیں۔ پس تو انہیں دعوت دینے میں
اپنی جان کو تکلیف نہ دے کیونکہ تمہارے ذمہ صرف
انہیں احکام خداوندی کا پہنچا دینا ہی ہے۔ اور
تو نے یقیناً انہیں پہنچا دیا ہے۔

۴۶

لَهُ الْفَوَاحِشُ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۸۱ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ فواحش سے مراد زنا اور سرقت یعنی چوری ہیں +

لَهُ اللَّحْمُ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۸۱ پر بحوالہ مجمع البحرین منقول ہے کہ اس سے مراد وہ گناہ صغیرہ ہیں جن کا بندہ کبھی بھی جہالت سے مرتکب ہو جائے پھر تادم ہو کر توبہ کر لے مغفرت مانگے اور وہ بخش دیئے جائیں +

لَهُ قَفَى :-

تفسیر صفاتی ص ۲۸۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ جس میں چیز کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا تھا وہ امر سے متعلق ہو یا نہی سے یا بیشافہ کر کے بائیس میں ہو وہ سب کو بجالائے +

لَهُ مَا سَعَى :-

تفسیر صفاتی ص ۲۸۲ پر ہے کہ جس طرح کوئی شخص کسی دوسرے کے گناہ کے عوض میں نہیں پکڑا جا سکتا۔ اسی طرح دوسرے کے عمل سے بھی ثواب نہیں پاسکتا۔ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ میت کے حق میں صدقہ دینا اور میت کی طرف سے حج و زیارہ کا بجالانا میت کو نفع پہنچاتا ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ میت نے اپنے پسماندگان کے دل میں بہ سبب احسان یا ایمان یا قربت واری وغیرہ کے محبت ڈال دی تھی۔ اور یہ سب کچھ اس کی اپنی کوشش کا نتیجہ تھا۔ جیسا کہ مریض کہ اس کے لئے آیام مریض میں وہ کل اعمال خیر کئے جاتے ہیں جو اپنی موت کی حالت میں بجاتا ہو۔ اس لئے کہ اس کی نیت میں یہ ضرور ہے کہ اگر وہ تندرست ہوتا۔ تو یہ سب اعمال بجاتا پس ثواب کا ملنا اس کی نیت پر موقوف ہے ماد جو دیکر نیت کو عمل میں لانے کا مانع موجود ہے مگر وہ مانع اس کے اختیار کی بات نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ غالب ہے پس یہ اللہ تعالیٰ ہی کے فضل پر موقوف ہے کہ وہ اسے ثواب دیتا ہے +

لَهُ الْمُنْتَهَى :-

تفسیر صفاتی ص ۲۸۲ پر بحوالہ کافی والتوحید امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کلام میں نوبت خود اللہ تعالیٰ کے ذکر تک پہنچے۔ تو خاموش ہو جاؤ۔

اور تفسیر قمی میں اسی طرح مروی ہے۔ اور کچھ زیادہ بھی ہے۔

اور التوحید میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام کے پاس ذکر کیا گیا کہ جو لوگ ہم سے پہلے تھے وہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس سے زیادہ ہی صفات بیان کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: بکرمہ ہے! کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سنا جو اس نے کہا کہ: **وَأَن آتِيَ الْمُنْتَهَى**۔ پس تم اس کے علاوہ کوئی اور بات کیا کرو +

الَّذِينَ يَحْتَنِبُونَ كَبِيرَ الْأَثَمِ وَالْفَوَاحِشِ إِلَّا اللَّهَ

جو لوگ بڑے گنہگار ہوں اور بڑی گناہوں سے بچتے ہیں مگر سوائے صغیرہ گناہ کے

إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنْشَأَكُمْ

یقیناً تیرا پروردگار بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم سے خوب واقف ہے جب کہ اس نے تمہیں

مِّنَ الْأَرْضِ وَإِذْ أَنْتُمْ أَجْنَةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ

زمین سے پیدا کیا۔ اور جب کہ تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں جنین تھے۔

فَلَا تُزَكُّوْا أَنْفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى أَفَرَأَيْتَ

پس تم اپنے آپ کو پاکیزہ قرار دو وہ (اللہ تعالیٰ) اس سے خوب واقف ہے جس نے پرہیزگاری کی۔ کیا تو نے اسے دیکھا

الَّذِي تَوَلَّى وَآعْطَى قَلِيلًا وَآكَدَى ۖ أَعِنْدَهُ عِلْمُ

جو (حق سے) روگردان ہو گیا۔ اور اس نے حق پر اس قدر غلبہ کیا کہ اس کے پاس غیب کا علم

الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى ۖ أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِمَا فِي صُحُفِ مُوسَى

ہے پھر وہ دیکھتا رہتا ہے۔ کیا اسے اس چیز کی خبر نہیں دی گئی جو موسیٰ کے صحیفوں میں ہے۔

وَابْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ۖ أَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى ۖ

اور ابراہیم کے (بھی) جس نے (حق) ادا کیا اور پورا پورا ادا کیا تاکہ یہ کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا (نفس) دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھاتا

وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى ۖ وَأَن سَعْيُهُ

اور یہ کہ انسان کے لئے نہیں ہے مگر جو اس نے کوشش کی تاکہ اور یقیناً اس کی کوشش عنقریب

سَوْفَ يُرَى ۖ ثُمَّ يُجْزَاهُ الْجَزَاءُ الْأَوَّلَى ۖ وَأَن

دیکھی جائے گی۔ پھر اسے پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یقیناً

إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَى ۖ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْمَكَ وَأَبْكَى ۖ وَ

تیرے پروردگار ہی کی طرف انتہا ہے وہ اور یقیناً اسی نے ہنسایا اور رلایا۔ اور

أَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا ۖ وَأَنَّهُ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ

اسی نے مارا اور زندہ کیا۔ اور یقیناً اسی نے نر اور مادہ جوڑے

الدَّكَرَ وَالْأُنْثَى ۖ مِن تَطْفَةٍ إِذَا تَنَسَّى ۖ وَأَن عَلَيْهِ

نطفہ سے جب کہ وہ (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ اور یقیناً اسی کے

النَّشْأَةُ الْآخِرَىٰ ۖ وَأَنَّهُ هُوَ أَغْنَىٰ وَأَقْنَىٰ ۖ وَأَنَّهُ

نور و بارہ زندہ کرنا ہے۔ اور یقیناً اسی نے دولت مند کیا اور اسی نے خزانہ دیا۔ اور یقیناً وہ

هُوَ رَبُّ الشَّعْرِی ۖ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ ۖ وَثُودًا

شعری ستارے کا پروردگار ہے۔ اور یقیناً اس نے پہلے عاد کو ہلاک کیا۔ اور ثود کو (بھی) پھراس

فَمَا أَبْقَىٰ ۖ وَقَوْمَ نُوحٍ مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ

نے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ اور نوح کی قوم کو پہلے سے ہی۔ یقیناً وہ بہت بڑے ظالم اور

أَظْلَمَ وَأَطْغَىٰ ۖ وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ ۖ فَغَشَّيَا مَا

نہایت سرکش تھے۔ اور اس نے الٹائی ہوئی بستیوں کو دسے دیکھا۔ پھر اسے ڈھانک لیا جس چیز

غَشَّىٰ ۖ فَبَآئِيَ إِلَآءَ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ ۖ هَذَا نَذِيرٌ

نے کہ ڈھانک لیا۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمتوں میں شک کرتے ہو۔ یہ پہلے ڈرانے والوں میں

مِنَ النَّذِرِ الْأُولَىٰ ۖ أَرْفَتِ الْأَرْفَةَ ۖ لَيْسَ لَهَا مِنْ

سے ایک ڈرانے والا ہے۔ نزدیک آنی والی (گھڑی) لے آئی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ

دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۖ أَفِينِ هَذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ

کے سوا کوئی ہٹانے والا نہیں۔ پھر کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۖ وَأَنْتُمْ سَاهُونَ

اور ہنستے ہو۔ اور روتے ہو۔ اور تم غافل ہو۔

فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۖ

پس تم اللہ تعالیٰ ہی کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔

آيَاتُهَا ۖ سُوْرَةُ الْقَبْرِ مَكِّيَّةٌ ۖ رُّكُوْعَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پہلے) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

إِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ ۖ وَالشَّقُّ الْقَرُّ ۖ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً

(قیامت کی) گھڑی قریب آگئی اور چاند بھٹ گیا۔ اور اگر وہ کوئی معجزہ دیکھ لیں، تو

نزلہ

لَهُ انْفِاسٌ ۖ

آپہنچی۔ (سمع) آنف سے ماضی کا صیغہ واحد
مؤنث غائب۔ آنف کے اصل معنی تنگی وقت کے ہیں
چونکہ تنگی وقت کا مطلب وقت کا قریب آگنا ہوتا
ہے اس لئے اس کا استعمال قریب آگنے میں ہونے لگا۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۵۵)

لَهُ الْإِنْفِاسُ ۖ

نزدیک آنے والی۔ قریب آگنے والی جس کے آنے
کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہو۔ مراد قیامت ہے۔
انفاس سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۵۵)

لَهُ سُبُودٌ ۖ

کھیل کر نیوالے۔ غافل ہو نیوالے۔ گمانے والے بکبر
سے سر اٹھانے والے۔ حیرت میں کھڑے رہنے والے۔
سُود سے جس کے معنی کھیلنے۔ غافل ہونے۔ گمانے والے
بکبر سے سر اٹھانے اور حیرت میں کھڑے رہ جانے کے ہیں
اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ سبید واحد +

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۶۲)

لَهُ وَالشَّقُّ الْقَمَرُ ۖ

تفسیر حقانی ص ۲۸۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ
اقتربت الساعة سے مراد قیامت کا نزدیک آنا ہے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب قیامت
ہی آنے والی ہے نبوت اور رسالت تو ختم ہو گئی۔
اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس سے مراد قائم
آل محمد کا خروج ہے۔

تفسیر مجمع البیان میں حضرت

عبد اللہ ابن عباس سے منقول ہے

کہ مشرک اکٹھے ہو کر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

آئے اور کہنے لگے کہ اگر آپ سچے

ہیں تو ہمارے لئے چاند کے دو ٹکڑے

کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کروں

تو کیا تم ایمان لے آؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں یہ

شب بدیع یعنی چودھویں رات تھی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

تعالیٰ سے دعا کی کہ جو کچھ ان لوگوں نے طلب کیا ہے

وہ عطا کرے پس چاند اسی وقت دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور

آپ نے آواز دی کہ لے فلاں اور لے فلاں! دیکھ لو

(چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ یہاں تک

کہ ایک ٹکڑا اس پہاڑ پر پڑا اور دوسرا ٹکڑا دوسرے

پہاڑ پر۔ پس لوگوں نے کہا کہ محمد نے ہم پر (نور اللہ)

جاودہ کر دیا ہے۔ اس وقت ایک شخص نے کہا کہ اگر تم پر جاودہ کر دیا ہے۔ تفسیر قمی میں یہ واقعہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اسی طرح منقول ہے۔ اور تفسیر

مجمع البیان میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند کے دو ٹکڑے ہونے کے ساتھ ساتھ قیامت کے قریب آنے کو بھی بیان کیا۔ اس لئے کہ چاند کا ٹکڑے ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت

کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت قیامت کے قریب ہونے کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ چاند کے دو ٹکڑے ہو جانے میں کوئی

استیلاء عقلی نہیں ہے۔ اس لئے کہ موجودہ سائنس قائل ہے کہ چاند بھی ہماری زمین کا ایک ٹکڑا ہی ہے جو زمین کی ابتدائی گرم حالت میں اس سے بھٹ کر الگ ہو گیا۔ جب زمین بھٹ کر دو

ٹکڑے ہو سکتی ہے تو چاند جس میں اس زمین کے خواص موجود ہیں کیوں نہیں بھٹ سکتا۔ ابھی ۱۹۶۰ء کا واقعہ ہے کہ جنوبی امریکہ کے ملک لاپلاٹا میں ایک ستارہ دو ٹکڑے ہوتے دیکھا گیا۔ اس

يَعْرِضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۚ وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہمیشہ کا جادو ہے۔ اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی خواہشوں کی

وَكُلُّ أَمْرٍ مُّسْتَقَرٌّ ۚ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ الْأَنْبَاءِ مَا

پیروی کی اور ہر امر قرار پکڑنے والا ہے۔ اور یقیناً ان کے پاس خبروں میں سے وہ چیز آگئی ہے جس میں

فِيهِ مُرْدَجَرٌ ۚ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النَّذَرُ ۚ فَتَوَلَّى

ڈانٹ ڈپٹ ہے (اور) انتہائی حکمت پس ڈراووں نے کچھ کنایت نہ کی۔ پس تو ان سے

عَنَهُمْ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نُّكْرٍ ۚ خَشَعًا أَبْصَارُهُمْ

منہ پھیرے جس دن بلانے والا ایک ناشنا سا چیز کی طرف بلائے گا۔ وہ اپنی آنکھیں عاجزی سے

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ۚ

بیٹھی کئے ہوئے قبروں میں سے نکل پڑیں گے۔ گویا کہ وہ ٹڈیاں ہیں پھیلی ہوئی۔

مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ يَقُولُ الْكَافِرُونَ هَذَا يَوْمٌ

وہ ہیکارنے والے کی طرف سر اٹھا کر دوڑنے والے ہوں گے، کافر کہیں گے۔ یہ دن بڑا

عَسِرٌ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا وَقَالُوا

سخت ہے۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے (بھی) جھٹلایا تھا۔ پس انہوں نے ہمارے بندے کو جھٹلایا۔ اور

فَجَنُونٌ ۚ وَازْدُجِرَ ۚ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرَ ۚ

کہنے لگے کہ یہ تو دیوانہ اور جھجکا گیا ہوا ہے۔ پس اس نے اپنے پروردگار کو پکارا یقیناً میں مغلوب ہوں پس تو میرا بدلہ لے لے

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُّنْهَرٍ ۚ وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ

پس ہم نے آسمان کے دروازے موسلا دھار پانی کے ساتھ کھول دیئے تھے اور ہم نے زمین پھاڑ کر کئی چھتے بنا

عُيُونًا فَالتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۚ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

دیئے۔ پس اس امر پر وہ یقیناً طے کر دیا گیا تھا (آسمان اور زمین کا) پانی مل گیا تھے اور ہم نے اس (نوح) کو

ذَاتِ الْوَاحِ وَدُسِرَ ۚ تَجَرَّىٰ بِأَعْيُنِنَا جَزَاءُ لِّمَن كَانَ

مختار اور کیلوں والی (کشتی) پراٹھا لیا۔ وہ ہماری نگرانی میں چلتی رہی یہ بدلہ تھا اس کا جس کا انکار کیا گیا

كُفْرًا ۚ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۚ فَكَيْفَ

تھا۔ اور یقیناً ہم نے اسے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا پھر کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے پھر یہ عذاب

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ستارے کا نام نوا پیکٹورس (NOVA PICTORIS)

نٹھا جنوبی افریقہ کی سب سے بڑی رصد گاہ واقعہ جو سنس برگ نے بھی اس واقعہ کی تصدیق کی ہے اور سائنسدان کہتے ہیں کہ اس بات کا امکان ہے کہ اس سے پہلے بھی کوئی آسمانی ستارہ دھوکے ہو گیا ہو۔ (دیکھئے ہندوستان ٹائمز دہلی مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۷۲ء)

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱)

لے فانتصر۔

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر ہے کہ فانتصر کا مطلب یہ ہے کہ ان سے بدلہ لے اور یہ آپ نے اس وقت کہا جبکہ آپ انہیں ڈرا چکے تھے۔

کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ حضرت فخر علیہ السلام ان میں تو سو پچاس سال رہے اور آپ انہیں تغیر اور اعلانیہ دعوت حق دیتے رہے پس جب انہوں نے انکار کیا اور سرکشی اختیار کی۔ تو آپ نے کہا: اے میرے پروردگار میں مغلوب ہوں تو میرا بدلہ لے لے

لے منہیر۔

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر ہے کہ اس سے مقصود پانی کی انتہا کا بیان کرنا ہے۔ اور مثال ہے۔ بارش کے انتہائی کثرت سے برسنے کی۔

لے قُدِرَ۔

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ آسمان سے کوئی قطرہ ایسا نہیں گرا جس کا شمار کیا گیا ہو، یا وزن نہ معلوم ہو سولے اس کے جو طوفان فوج میں گرا۔ کیونکہ اسی دن بلا عدد اور وزن کے موسلا دھار گرا تھا۔

كَانَ عَذَابِي وَنَذِيرِي ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

اور میرے ڈرائے کیسے رہے۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا

فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي

کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ (قوم) عاد نے (بھی) جھٹلایا۔ پھر میرا عذاب اور میرے ڈرائے کیسے

وَنَذِيرِي ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ

رہے۔ یقیناً ہم نے ان پر ایک ہمیشہ کے محسوس دن میں تند ہوا (آندھی)

مُسْتَبِيرٍ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ لَأَكَانَهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ مُنْقَعِرٍ ۝

بھیجی۔ وہ لوگوں کو بکھر سے اکھاڑ کر پھینکتی ہے گویا کہ وہ جڑ سے اکھڑی ہوئی کھجور کے درخت کے تنے ہیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنَذِيرِي ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ

پھر میرا عذاب اور میرے ڈرائے کیسے رہے۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا۔

لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝

پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ (قوم) ثمود نے (بھی) میرے ڈراؤں کو جھٹلایا۔

فَقَالُوا ابْشِرْنَا مَنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ إِنَّا إِذَا لَفِيَ ضَلَلٍ

پس کہنے لگے کہ کیا ہم اپنے میں سے ہی ایک واحد بشر کی پیروی کریں۔ تب ہم یقیناً گمراہی اور جنون

وَسُعِيرٍ ۝ أَلْقَى الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ

میں ہوں گے ملے کیا ہم میں سے یہ ذکر اسی پر ڈالا گیا۔ (ایسا نہیں) بلکہ وہ تو بہت جھوٹا بہت زیادہ اترانے

أَنشُرُ ۝ سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ مَنْ الْكَذَّابُ الْأَشْرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُوا

والا ہے۔ یہ عقرب کل ہی جان لیں گے کہ کون بڑا جھوٹا زیادہ اترانے والا ہے۔ یقیناً ہم ان کی آوازوں کے

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَبَيْنَهُمْ

لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں، پس روانہ کا انتظار کرتا رہ اور صبر کیا تنہا قائم رہ اور انہیں خبر دیدے کہ

أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلُّ شَرْبٍ مُخْتَصِرٌ ۝ فَنادَوْا

یقیناً پانی انکے (اور اونٹنی کے) درمیان تقسیم کیا گیا ہے۔ پانی پینے کی ہر باری پر (باری والا) حاضر کیا جائیگا۔ پھر انہوں نے اپنے

صَاحِبَهُمْ فَتَعَالَى فَعَقَرُوا فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَ

ساتھی کو پکارا پس اس نے دست درازی کی پھر اسکی کو پیچیں کاٹ دیں، تنہ پھر میرا عذاب اور میرے ڈرائے کیسے

لہ سَعِيرٌ :-

سودا۔ جنون۔ بے عقلی۔ علامہ سمین لکھتے ہیں:

کہ "سَعِيرٌ" مفرد بھی ہو سکتا ہے بمعنی جنون کے۔ کہا

جاتا ہے: نَاقَةٌ مُسْعَوْرَةٌ یعنی اونٹنی اپنی رفتار میں

دیوانہ سی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سَعِيرٌ کی جمع

ہو۔ جس کے معنی نار یعنی آگ کے ہیں۔ اور دونوں

احتمال منقول ہیں۔

(خواجہ سلیمان محل علی الجلالین جلد ۲ ص ۲۴۲ طبع مصر ۱۳۵۲ھ)

اصل میں سَعِيرٌ کے معنی آگ بھڑکانے کے

ہیں۔ جب انسان کے دماغ میں گرمی بھڑک

اٹھتی ہے تو وہ پاگل ہو جاتا ہے۔ سَعِيرٌ کا

استعمال سودا اور جنون کے معنی میں اسی اعتبار

سے ہے +

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۴۲)

لہ صَاحِبُهُمْ :-

تفسیر صفائی ص ۲۸۴ پر ہے کہ اس کا نام قداد

بن سالف الجهمی ثمود تھا +

لہ فَتَعَالَى :-

پھر اس نے دست درازی کی۔ پھر اس نے ہاتھ چلایا

پھر اس نے پکڑا۔ نَعَاظِي سے جس کے معنی کسی چیز کی

طرف ہاتھ بڑھانے اور اس کو پکڑنے کے ہیں۔ ماضی

کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۴)

تفسیر صفائی ص ۲۸۴ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے

کہ اس اونٹنی کو قتل کرنے کی جرأت کی اور قتل کر دیا۔ یا

تکوار ہاتھ میں لی اور قتل کر دیا۔ اور نَعَاظِي کے بلفظی

معنی ہیں کسی شے کو بہ تکلف لینا +

نُذِرْ ۱۰۱) إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا

رہے۔ یقیناً ہم نے ان پر ایک ہی صیغہ بھیجی۔ پس وہ ہار گئے والے کی پھر

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ۱۰۲) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

کی ہوئی ہار کی مانند ہو گئے۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کے لئے آسان کر دیا ہے

فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۱۰۳) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالنُّذْرِ ۱۰۴) إِنَّا

پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔ قوم لوط نے (بھی) میرے ڈراؤں کو جھٹلایا۔ یقیناً

أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ بِسَحَرٍ ۱۰۵)

ہم نے ان پر پتھروں کا مینہ بھیجا ہے سوائے آل لوط کے ہم نے انہیں صبح کے وقت نجات دیدی۔

نِعْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا كَذَلِكَ نَجْزِي مَنْ شَكَرَ ۱۰۶) وَلَقَدْ

یہ ہماری طرف سے ایک نعمت تھی۔ جس نے شکر کیا ہم اسے اسی طرح جزا دیتے ہیں۔ اور یقیناً

أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتْنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذْرِ ۱۰۷) وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ

اس (لوط) نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا پھر انہوں نے ہمارے ڈراؤں میں شک کیا۔ اور یقیناً انہوں نے اس سے

عَنْ صَيْفِهِ فَطَمَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَ

اس کے ہمارے کوریڈی کیلئے، طلب کیا پس ہم نے ان کی آنکھوں کو مٹا کر دے کر دیا ہے پس تم میرا عذاب اور میرے ڈراؤں

نُذِرْ ۱۰۸) وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقَرٌّ ۱۰۹) فَذُوقُوا

کامزور چکھو۔ اور ایک قرار پکڑنے والے عذاب نے ان کو صبح کے وقت آ لیا۔ پس تم میرا عذاب اور

عَذَابِي وَنُذِرْ ۱۱۰) وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

میرے ڈراؤں کا مزہ چکھو۔ اور یقیناً ہم نے قرآن کو ذکر کیلئے آسان کر دیا ہے۔ پس کیا کوئی نصیحت

مِنْ مُدْكِرٍ ۱۱۱) وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ۱۱۲)

حاصل کرنے والا ہے۔ اور یقیناً آل فرعون کے پاس (بھی) ڈراوے آئے۔

كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۱۱۳)

انہوں نے ہماری سب نشانیوں کو جھٹلایا۔ پس ہم نے انہیں ایک زبردست قدرت والے کے پکڑنیکی طرح پکڑا۔

أَكْفَارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ أُولَٰئِكُمْ أَمْ لَكُم بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۱۱۴)

کیا تمہارے کافران سے بہتر ہیں، یا تمہارے لئے کتابوں میں بریت (آجکی) ہے۔

۱۰۱) حَاصِبًا :-

باد سنگبار۔ پتھروں کا مینہ۔ ہواؤں کا پتھراؤ
صفت اندھی۔ نیز وہ پتھراؤ جو تند ہوا میں ہوتا ہے
کہلاتا ہے۔ حَصْبًا سے مشتق ہے۔ حصباء کنکریاں
کو کہتے ہیں۔ اسم قاع کا صیغہ واحد مذکر
(نجات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۶۶)

۱۰۲) فَطَمَسْنَا :-

پس ہم نے مٹا دیا پس ہم نے بے نور کر دیا جس
سے مانتی کا صیغہ جمع متکلم یہاں چونکہ طمس کا استعمال
آنکھوں کے لئے ہے۔ اس لئے بے نور کرنے اور ان
کھوینے یعنی اندھا کر دینے کے معنی زیادہ مناسب ہیں
(نجات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۶۶)

تفسیر سانی میں ہے کہ جبریل امین نے ان کی
طرف انگلی ماری جس سے ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔
اور ایک روایت کے بموجب چھوٹی چھوٹی کنکریاں
لیں اور ان کے منہ پر ماریں۔ جس سے ان کے چہرے
بگڑ گئے اور اس شہر کے کل رہنے والے اندھے ہو گئے
۱۰۳) مُدْكِرٍ :-

تفسیر سانی میں ہے کہ یہ آیت ہر قصہ کے
ساتھ دہرائی گئی ہے جس کی غرض یہ ہے کہ ہر رسول
کا جھٹلایا جاتا اس بات کا مقصد یہ ہوا کہ لوگوں پر عذاب
نازل کیا جائے۔ اور ہر قصہ کا غور سے سننا اس بات
کا سبب ہوتا ہے کہ سننے والا اسے یاد رکھے اور اس
سے نصیحت حاصل کرے۔ اور خواب غفلت
سے بیدار ہو۔ تاکہ اس پر سہو اور غفلت
غلبہ نہ پا جائیں۔

اسی طرح سورہ رجن میں نہایتی آدورنکا
تکذبان بار بار لایا گیا ہے اور سورہ مرسل
میں ویل یومئذ ممکن بین :-

لہ مُنْتَصَر:

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر ہے کہ ہم ایک جماعت ہیں جو سب اس بات پر متفق ہیں کہ اپنے دشمنوں سے بدلہ لیں۔ اور بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ قریش نے یہ کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ تمہیں قتل کر کے (بتوں کی توہین کا) بدلہ لیں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت: اَمْ يَتَذَكَّرُونَ ۱۰۰ نازل فرمائی:

لہ الدَّٰمِر:

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد بدر کے دن کا واقعہ ہے جس دن ان کو شکست دی گئی تھی اور وہ قید اور قتل کئے گئے:

لہ مَسَّنْ سَقَر:

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر بحوالہ ثواب الاعمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں تکبر کرنے والوں کے لئے ایک میدان ہے جس کا نام سقر ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے شدت حرارت کی شکایت کی تھی اور یہ سوال کیا تھا کہ ایک سانس لینے کی اجازت مل جائے۔ اجازت ملی تو اس کے لئے ایک سانس لینے سے سارا جہنم جل اٹھا:

لہ الْاِنْسَان:

تفسیر البرہان جلد ۲ ص ۱۴۸ پر امام رضا سے منقول ہے کہ اس آیت میں "الانسان" سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

انہیں ان کل چیزوں کا بیان تعلیم کیا گیا۔ جن کی طرف لوگوں کو احتیاج ہوتی ہے:

لہ الْبَيَان:

تفسیر صفائی ص ۲۸۳ پر ہے کہ چونکہ یہ سورۃ بہت سی دنیاوی و اخروی نعمتوں کا ذکر لئے ہوئے ہے اس لئے اس کی ابتدا لفظ الرحمن سے کی گئی اور جو نعمتیں زیادہ بزرگ اور زیادہ عزت والی ہیں ان کو مقدم رکھا ہے اور وہ تعلیم قرآن ہے کہ وہ دین کی بنیاد بھی ہے اور شریعت کا منشا بھی۔ اور سب سے بڑی وحی بھی۔ اور تمام کتابوں میں سب سے زیادہ معزز بھی۔ اس اعتبار سے بھی کہ وہ خود معجزہ بھی ہے اور اس اعتبار سے بھی کہ پہلی کل کتابوں کا اس میں ذکر آگیا ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی کہ وہ اپنی ذات کی بھی تصدیق کرنے والی ہے۔ اور پہلی کل کتابوں کی بھی — تعلیم قرآن کے بعد اپنی دوسری نعمت خلقت انسان بیان فرمائی ہے اور یہ کہ انسان کو اور تمام حیوانات کے مقابلے میں یہ امتیاز عطا کیا گیا ہے کہ جو کچھ اس کے دل میں ہوا اس کو بیان کر سکتا ہے اور جو کچھ خود سمجھ گیا ہے دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے:

اَمْ يَقُولُونَ نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَصِرٌ ۱۳ سَيَهْزِمُ الْجَمْعُ وَ

کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سب بدلہ لینے والے ہیں۔ لہ عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور

يُولَوْنَ الدَّيْرُ ۱۴ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَذْهَىٰ

ہمیشہ پھیر جائے گی۔ لہ بلکہ (قیامت کی) گھڑی ان کی وعدہ گاہ سے اور وہ گھڑی بڑی سخت اور بہت

وَاَمْرٌ ۱۵ اِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي صَلٰلٍ وَّسُعْرٍ ۱۶ يَوْمَ يُسْجَبُونَ

ہی تلخ ہے۔ یقیناً گنہگار لوگ گمراہی اور جنون میں مبتلا ہوں گے۔ جس دن وہ (دوزخ کی) آگ میں اپنے

فِي النَّارِ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ ذُقُوْا مَسَّ سَقَرٍ ۱۸ اِنَّا كُلَّ

مومنوں کے بل گھسٹے بائیں گے (اور انہیں کہا جائے گا کہ دوزخ کی آگ کے پھونیکا مزہ چکھو لہ یقیناً ہم نے ہر چیز کو

شَيْءٌ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۱۹ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ

اندرزہ کے ساتھ پیدا کیا۔ اور نہیں ہے ہمارا امر مگر ایک ہی بار آنکھ پھٹکے

بِالْبَصَرِ ۲۰ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّذَكِّرٍ ۲۱

کی مانند۔ اور یقیناً ہم نے تمہارے طریقے والوں کو ہلاک کر دیا پھر کیا کوئی نصیحت حاصل کرے والا ہو۔

وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۲۲ وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ

اور ہر چیز جو انہوں نے کی توشتوں میں (موجود ہے)۔ اور ہر چھوٹا اور بڑا (عمل) لکھا

مُسْتَطَرٌّ ۲۳ اِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّتٍ وَنَهْرٍ ۲۴ فِي مَقْعَدٍ

ہوا ہے۔ یقیناً پرہیزگار جنتوں اور نہروں میں۔ صاحب قدرت بادشاہ

صَدَقَ عِنْدَ مَلِكٍ مُّقْتَدِرٍ ۲۵

کے پاس سچی مجلس میں ہوں گے۔

اٰیٰتُہَا ۴۱ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۳ رُكُوْعَاتُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۱

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الرَّحْمٰنُ ۲ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۳ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۴ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۵

خدا نے رحمن نے قرآن سکھایا۔ اس نے انسان کو پیدا کیا لہ اور اس نے اسے بیان سکھایا

منزل

دل میں ہوا اس کو بیان کر سکتا ہے اور جو کچھ خود سمجھ گیا ہے دوسروں کو بھی سمجھا سکتا ہے +

بجٹی ہوئی مٹی کھنکھناتی ہوئی مٹی۔ وہ خشک مٹی کہ جب اس پر انگلی ماری جائے تو بجنے اور کھنکھنا لگے صلصال کہلاتی ہے۔ اور بعض نے اس کے معنی مٹری ہوئی مٹی کے بھی کئے ہیں۔

امام راعب اصفہانی لکھتے ہیں: اصل میں صلصال خشک چیز کے بجنے کا نام ہے۔ اسی سے محاورہ ہے صل المسار (کھوٹی بجی)۔ اور اسی سے خشک مٹی صلصال سے موسوم ہے کیونکہ وہ بجتی ہے ارشاد من صلصال کا لفخار (کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکر) اور من صلصال من حمایہ مسنونہ کھنکھارتے ستے گلے سے) اور صلصلة باقیانہ پانی کا نام ہے جو مشکیزہ میں بننے کی کھڑکھڑاہٹ سے مشابہت کی بنا پر اس نام سے موسوم ہے اور بعض نے لکھا ہے کہ صلصال مٹری ہوئی مٹی ہے یہ عرب کے محاورہ صل اللحم (گوشت مڑ گیا) سے ماخوذ ہے۔ ایک لام کو ص سے بدل لیا گیا، فلان کا بیان ہے کہ صلصال وہ مٹی ہے جسے رنگ مل ہوئی ہو اور اس طرح بجنے لگے جس طرح کھیکری بجتی ہے۔

اور ابو عبدہ نے کہا ہے کہ صلصال وہ خشک مٹی ہے جس کو آئینہ نہ پہنچے ہو اور جب تم اسے انگلی سے ٹھونکو تو بجنے لگے اور تم اس کی کھنکھناہٹ سن لو اور جب وہ آگ میں پکائی جائے تو خاد ہے۔ نیز ہر وہ شے جو کھنکھن بولے صلصال ہے طبری نے قتادہ سے بھی باستاد صحیح ایسا ہی نقل کیا ہے۔

اعتراف: حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بارے میں قرآن مجید میں مختلف عبارتیں مذکور ہیں۔ کہیں ارشاد ہے من تواب (مٹی سے) کہیں فرمایا من طین لا زب دپکتے گارے می اور کہیں مذکور ہے من حمایہ مسنونہ (ستے گلے سے) اور کہیں وارو سے من صلصال کا لفخار (کھنکھناتی مٹی سے جیسے ٹھیکر) یہ اختلاف کیوں ہے؟

الجواب: ان عبارتوں میں حقیقت میں اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ مطلب ایک ہی ہے حضرت آدم علیہ السلام کی خلقت کے مختلف مارج بیان کئے گئے ہیں۔ کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے اول مٹی سے پیدا کیا۔ پھر اس میں پانی ملا تو طین (لانا) ہوئی۔ یعنی اس میں چپک پیدا ہوئی۔ اس کے بعد حمایہ مسنونہ کہلاتی کہ سیاہ ہو گئی اور مڑ گئی۔ پھر جب خشک ہو گئی تو صلصال کا لفخار سے موسوم ہوئی کہ ٹھیکری کی طرح

الشَّسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ۝ وَالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ يَسْجُدَانِ ۝

سورج اور چاند مقرر حساب کے مطابق گردش کرتے ہیں اور نیل بوٹیاں اور درخت سجدہ کرتے ہیں۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۝

اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان رکھ دی۔ تاکہ تم میزان کے بارے میں سرکشی نہ کرو۔

وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝

اور وزن کو انصاف کے ساتھ قائم کرو۔ اور میزان میں کمی نہ کرو۔ اور

الْأَرْضَ وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝ فِيهَا فَايَها ۝ وَالنَّخْلُ ذَاتُ

اس نے زمین کو جن و انس کے لئے وضع کیا۔ اس میں پھل اور خوشنوں والی کھجور کے

الْأَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ ۝ وَالرَّيْحَانُ فَيَاقِ ۝

درخت۔ اور بھس والا دانہ اور خوشبودار پھول ہیں۔ پس تم دونوں (جن و انس)

رَبِّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے انسان کو ٹھیکر سے پیدا کیا لہ

وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ نَّارٍ ۝ فَيَاقِ ۝ رَبِّكُمَا

اور جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں

تُكْذِبَانِ ۝ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَيَاقِ ۝

کو جھٹلاؤ گے۔ وہ گرمی اور سردی کے دونوں مشرقوں کا پروردگار ہے اور آبی و موسمی دونوں مغربوں کا پروردگار ہے پس تم دونوں (جن و انس)

رَبِّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ

اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اس نے دو دریا جاری کئے جو آپس میں نہیں ملتے۔ دونوں کے درمیان ایک آڑ

لَا يَبْغِيَانِ ۝ فَيَاقِ ۝ رَبِّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ يَخْرُجُ مِنْهُمَا

ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں میں سے

الْمُؤَلُّوُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَيَاقِ ۝ رَبِّكُمَا تُكْذِبَانِ ۝ وَلَهُ

موتی اور مونگا نکلتے ہیں۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور

الْجَوَارِ الْوُسْطَىٰ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ فَيَاقِ ۝ رَبِّكُمَا

سمندر میں پہاڑوں کی مانند اونچے جہاز اسی کے لئے ہیں۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں

کھنکھن بولنے لگی۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۳۱)

رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ: تفسیر صافی ص ۲۸ پر بحوالہ احتجاج طبری منقول ہے کہ جب ادریس بن عیین علیہ السلام سے اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ سر دیوں کا مشرق علیحدہ ہے اور گرمیوں کا علیحدہ۔ کیا تمہیں سورج کے قرب و بعد سے اس کی تمیز نہیں ہوتی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ سر دیوں اور گرمیوں کے مشرق اور مغرب دو دو ہیں۔

تُكَذِّبِينَ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنْ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ۝

کو جھٹلاؤ گے۔ سب جو اس (زمین) پر ہیں فنا ہو جائیں گے۔ اور باقی رہے گی تیرے پروردگار صاحب جلال

ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ يَسْأَلُهُ

کی وجہ سے پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ جو کوئی

مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝

آسمانوں اور زمین میں ہے اس سے سوال کرتا ہے۔ ہر روز وہ ایک شان میں ہوتا ہے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ سَنَفْرُغُ لَكُمْ آيَةَ الثَّقَلَيْنِ ۝

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے (جن وانس) کے دونوں گروہوں کو ہم تم کو ایک آیت دکھائیں گے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ يَمْعَشَرُ الْجِنُّ وَالْإِنْسُ

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے جنوں اور انسانوں کے گروہ اگر تم

إِنْ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَ

استطاعت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ۔ تو پھر

الْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۝ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَنِ ۝ فَبِأَيِّ

نکل جاؤ۔ (لیکن) بغیر غلبہ کے تم نہیں نکل سکو گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ ۝

پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ وہ تم دونوں پر آگ کے شعلے بھیجے گا۔

وَنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرُونَ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝

اور کھپلا ہوا آگ کا دھواں بھی پس تم دونوں روک نہ سکو گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ فَبِأَيِّ

پھر جب آسمان پھٹ جائے گا تو نیل کی طرح سرخ ہو جائے گا۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے

الْآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ ۝

پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ اے پھر اس دن نہ تو انسان سے اور نہ جن سے اس کے گناہ کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

وَلَا جَانٌ ۝ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ يَعْرِفُ

پوچھا جائے گا۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ گنہگار لوگ

لَهُ وَجْهٌ مُّسْتَبَکٌّ ۝

تفسیر صفائی ۳۸۵ پر بحوالہ تفسیر
قیامی امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول
ہے کہ وجہ اللہ ہم ہیں جن کے ذریعے سے
خدا پہچانا جاتا ہے۔ اور جن کے ذریعے سے خدا
کا حرم پہنچتا ہے۔

المناقب میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے پہنچتی
وجہ ربک کے یہی معنی منقول ہیں کہ حضرت نے فرمایا:
ہم وجہ اللہ ہیں۔

اور تفسیر قیامی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام سے پوچھا
گیا تھا کہ یا ابن رسول اللہ! اس حدیث کا جسے امام لوگ
روایت کرتے ہیں کیا مطلب ہے؟ کہ لا الہ الا اللہ
کہنے کا ثواب اتنا ہی ہے جتنا کہ وجہ اللہ کو دیکھ
لینے کا۔ آپ نے سائل کے جواب میں فرمایا: کہ اے
ابو القلت! جس نے اللہ کا چہرہ مثل اور چہرہ کی
سمجھا۔ یا بیان کیا وہ یقیناً کافر ہو گیا۔ ہاں وجہ اللہ
سے مراد اس کے انبیاء و رسل اور اس کی جمعیں ہیں۔ کہ
انہی کی وجہ سے بندے اللہ تعالیٰ کی طرف اور اس کے
دین کی طرف اور اس کی معرفت کی طرف متوجہ ہو سکتے
ہیں اور انہی کے واسطے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: کل
من علیہا فان ۝ و یبقی وجہ ربک ذوالجلال
والا کرام ۝

لَهُ لَا يُسْأَلُ ۝

تفسیر صفائی ۳۸۵ پر ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ
وہ لوگ نشانوں سے ہی پہچان لئے جائیں گے۔
لمترجم۔

ایک ترجمہ کرنے والے بزرگ نے من قرآن میں
اس آیت مجیدہ کا ترجمہ لایسنل کی مناسبت سے نہ
پوچھا جائیگا۔ ہی کیا ہے۔ لیکن حاشیہ میں لکھا ہے:
”یعنی فری سے نہیں پوچھا جائے گا کہ
تم نے کیا کیا۔ بلکہ جھڑکی سے پوچھا
جائے گا کہ کیوں کیا؟“

گویا لا۔ نافیہ نہیں ہے۔ اور اس کے معنی ”نہیں“ نہیں
ہیں بلکہ جھڑکی ہیں۔ کہ فری سے نہیں پوچھا جائے گا بلکہ
جھڑکی سے پوچھا جائیگا۔ حالانکہ اگر یہ بزرگوار اگلی آیت
پڑھ لیتے تو انہیں ”فری اور جھڑکی“ لایسنل یعنی سوال
نہ کرنے کی وجہ بھی بتا دی ہے۔ ”یعنی“ جڑوں سے نہ
دگنہ کار لوگ انہی نشانوں سے پہچانے جائیں گے۔ فیض
بالنواصبی والافتاح۔ دس وہ پیشانی اور قدموں سے
پکڑے جائیں گے اور اصل یہ آخری مرحلہ کا واقعہ بیان
کیا گیا ہے۔ جبکہ اعمال وغیرہ تو لے جا کر حساب کتاب نکل

ہو چکا ہو گا اور دوزخ میں جائے والوں کی پیشانیوں پر ”دوزخی“ یا ”کافر“ لکھ دیا گیا ہو گا اور اب انہیں صرف پکڑ پکڑ کر دوزخ میں ڈالنا ہی رہ جائے گا۔ اب موقع نہیں کہ پھر سے حساب
کتاب لیا جائے۔ جیسے کہ سکول میں لڑکوں کا امتحان لیا جاتا ہے۔ جب امتحان ختم ہو جاتا ہے تو نمبروں کے حساب سے پاس اور فیل لڑکوں کی فہرست تیار کر لی جاتی ہے۔ نتیجہ سناتے وقت
صرف اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ فلاں پاس ہے فلاں فیل ہے۔ یہ موقع حساب لینے یا سوال جواب کرنے کا نہیں ہوتا۔ وہ مرحلہ گزر چکا ہوتا ہے۔ یہی مطلب اس آیت مجیدہ کا ہے کہ سوال جواب موقع
گزر گیا۔ اب آخری مرحلہ ہے کہ ان کے نشانات دیکھ کر انہیں دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ اس وقت سوال جواب نہیں ہو سکے۔ بلکہ صرف دوزخ میں ڈالنا ہی ہو گا۔ اور جہنمیوں کو جنت میں جس
کا ذکر اگلی آیتوں میں ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ ”لا“ کے معنی اور استعمال نہیں جانتا تھا۔ کہ اس نے جھڑکی کے لئے ”لا“ استعمال کیا۔

الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالتَّوَاصِي وَالْأَقْدَامِ ۝

اپنی نشانوں سے پہچانے جائیں گے۔ پھر وہ پیشانی اور قدروں سے پکڑے جائیں گے۔

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي

پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ یہ ہے وہ جہنم جسے گنہگار

يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ يُطَوَّفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيمٍ

لوگ جھٹلایا کرتے تھے۔ وہ اس کے درمیان اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان

إِنْ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ وَلَيْسَ خَافَ مَقَامَ

پہرتے ہوئے۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور اس شخص کیلئے جو اپنے پروردگار کے حضور

رَبِّهِ جَنَّتِينَ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ ذَوَاتَا أَفْنَانٍ

میں کھڑے ہوئے ذرا دو چیمیں ہوئی تھیں۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جن و انس) کے درمیان

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيمَا عَيْنِن تَجْرِيَنِ ۝

پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جن و انس) کے درمیان چمے بہتے ہوں گے۔

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ

پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں جنسوں میں وہ دو قسم کے میوے

ذَوُجُن ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ مُشْكِيْنَ عَلَى

ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ایسے پھوڑوں پر نیکہ لگانے والے

فُرُشٍ بَطَاطِنُهَا مِنْ إِسْتَبْرَقٍ ۝ وَجَنَّاتُ الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ

ہوں گے جن کے استر ریشم کے ذریعہ مٹے ہوئے (دریاء) کے ہوں گے۔ اور دونوں جنسوں میں سے میوے نزدیک ہی ہوں گے۔

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيْهِنَّ قِصْرُ الطَّرَفِ

پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان جنسوں میں بھی نگاہ رکھنے والی عورتیں ہوں گی۔

لَمْ يَطْبُخْهُنَّ إِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ ۝ فَبِأَيِّ

انہیں ان سے پہلے نہ تو کسی انسان نے چھوا تھا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں (جن و انس) اپنے پروردگار کی

آيَةٍ رَّبِّكَمَا تُكَذِّبِينَ ۝ كَأَنَّهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝

کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں۔

۱۔ جَنَّتَيْنِ :-

تفسیر صفائی مثلاً کہ بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ جو شخص یہ بات بھولے گا کہ جو کچھ اس کے منہ سے نکلتا ہے اسے اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اور جو کچھ وہ بدعمل وہ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ دیکھتا اور جانتا ہے تو اس شخص کا یہ کچھ لینا اسے بہت سی برائیوں سے باز رکھیں گا اور وہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من عاين من عبادي لنفسي من اليهودي (پت انسانیت) یعنی جس نے اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہونے سے ڈر کر خواہش نفسانی سے اپنے آپ کو باز رکھا۔

۲۔ ذَاتَا :-

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ دونوں جنسوں کے محل اس کے اتنے نزدیک ہوں گے کہ وہ انہیں بیٹھے بیٹھے بھی لے سکے گا اور لیٹے لیٹے بھی۔ ۳۔ قِصْرُ الطَّرَفِ :-

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کی نظریں اپنے غلاموں کی طرف مکی ہوئی ہوں گی۔ غیروں کا خیال نہ کریں گی۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ جنت کی عورتوں کی آنکھوں کے نور کی چمک سے آنکھیں میچی ہو جائیں گی۔

۴۔ دَانٍ :-

تفسیر صفائی مثلاً پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی عورتوں کو کسی انسان نے نہ چھوا ہو گا۔ اور جنتی عورتوں کو جن نے نہ چھوا ہو گا۔

قیمتی۔ نادر۔ عجیب۔ خوبصورت۔ بچھونے۔

امام محمد بن عسکریؒ نے سبستانی نزدیکیوں میں جو لغت قرآن پران کی مشہور ترین کتاب ہے رقمطراز ہیں۔

ابو عبیدہؓ نے کہا ہے کہ اہل عرب ہر بچھونے اور فرش کو عبقری کہتے ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبقری ایک خط ہے جہاں منقش کپڑا تیار ہوتا تھا۔ چنانچہ ہر عمدہ چیز کو اس کی طرف منسوب کیا جانے لگا۔ نیز کہا جاتا ہے کہ عبقری ہر اس مرد نیز اس بچھونے کو کہتے ہیں جو قابل تعریف و توصیف ہو۔

قاموس میں عبقری کے حسب ذیل معانی اور لکھے ہیں۔ (۱) ہر وہ چیز جس میں کمال ہو۔ (۲) سردار۔ (۳) وہ جو سب سے فوق لے جائے۔ (۴) مضبوط اور قوی۔ (۵) خاص قسم کے فرش اور بچھونے۔

تاج العروس میں ہے کہ فرائض نے کہا ہے۔ عبقری دبیز فرش ہیں اور اس کا واحد عبقریہ ہے اور عبقری دیا کو بھی کہتے ہیں۔ قتادہ نے اس کا ترجمہ غالیچہ کیا ہے۔ اور سعید بن جبیر نے نفیس غالیچہ صواح میں یہ ہے کہ عبقری واحد اور جمع دونوں کے امام اہل اصنافی لکھتے ہیں۔ بیان کیا ہے کہ عبقری جنوں کی ایک بستی ہے جس کی طرف ہر نادر چیز کو انسان ہوا یا حیوان یا کپڑا منسوب کر دیا جاتا ہے۔ علامہ سید مرتضیٰ زبیدی تاج العروس من جہاں القاموس میں لکھتے ہیں۔ عبقری بوزن جمع (ایک موضع ہے) باوہ میں (جہاں جنات بہت ہیں) مثل علی آتی ہے کانہم جن عبقری (گویا جہنم کے جنات ہیں) فوٹ۔ تاج العروس کی مندرجہ بالا عبارت میں بین القوسین متن یعنی قاموس کا ترجمہ ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۲۲۲-۲۲۳)

تفسیر صفائی ص ۴۸ پر ہے کہ اس میں "یا بستی" ہے اور عبقری کے معنی ہوئے عبقر کا اور عبقر عربوں کے خیال کے مطابق جنات کے ایک شہر کا نام ہے۔ جس کی طرف ہر عجیب چیز کو نسبت دیا کرتے ہیں۔



فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۱﴾ هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا

پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ کیا نیکی کا بدلہ سوائے نیکی کے کچھ اور ہو سکتا

الْإِحْسَانِ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۱﴾ وَمِنْ دُونِهَا

ہے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ اور ان دونوں کے علاوہ دوسری نعمتیں اور

جَنَّتِ ﴿۵۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۳﴾ مُدَاهَا قَتْنِ ﴿۵۴﴾

ہوں گی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ وہ دونوں نہایت سرسبز و شاداب ہوں گی۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۵﴾ فَيَوْمَا عَيْنِن نَصَاحَتِن ﴿۵۶﴾

پھر تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (بستوں) میں دو چشمے جو چشم ہونے والے ہوں گے۔

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۷﴾ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ

پھر تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں (جنتوں) میں میوے اور نخل کے درخت اور

وَرُمَّانٌ ﴿۵۸﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۵۹﴾ فِيهِنَّ خَيْرَاتٌ

انار ہوں گے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ ان (بستوں) میں بھلائی سے پیش آنے

حَسَنَاتٌ ﴿۶۰﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۶۱﴾ حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ

والی عورتیں ہونگی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ بدرہ چشمیں جو دریا خیموں میں ہوں

فِي الْخِيَامِ ﴿۶۲﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۶۳﴾ لَمْ

کی۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔ انہیں ان سے

يَطْبِئُهُنَّ أَنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ﴿۶۴﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ

پہلے نہ کسی انسان نے چھوا تھا اور نہ کسی جن نے۔ پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں

رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۶۵﴾ مُشْكِيْنَ عَلَى رَفْرَفٍ خُضِرٍ وَ

کو جھٹلاؤ گے۔ وہ بھنتی لوگ اسبڑق لینوں اور خوبصورت قیمتی بچھونوں پر تکیہ لگانے والے

عَبْقَرِيَّ حَسَنِ ﴿۶۶﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ﴿۶۷﴾

ہوں گے ملے پس تم دونوں (جن وانس) اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے۔

تَبَارَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿۶۸﴾

تہا ہے صاحب جلالت و عظمت پروردگار کا نام بہت برکت والا ہے۔

آیاتہا

۹۶

سورة الواقعة مكية

۳

رکوعاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِيُوقِعَهَا كَاذِبَةٌ ۖ

جب واقع ہو جانے والی واقع ہو جائے گی۔ اس کے واقع ہونے میں کوئی جھوٹ نہیں۔

خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝ إِذَا رُجَّتِ الْأَرْضُ رَجًا ۖ

وہ پست کر دیوالی (بھی) ہے (اور) بلند کر دیوالی (بھی) جب کہ زمین ہلائی جائے گی ہلایا جاتا۔ اور پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔

وَبُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۖ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًّا ۖ وَكُنْتُمْ

گئے۔ ریزہ ریزہ کرنا گئے۔ پیر وہ پھیلا ہوا غبار ہو جائیں گے۔ اور تم تین قسم کے

أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۖ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۖ مَا أَصْحَابُ

ہو جاؤ گے۔ سہ پس وہ دائیں ہاتھ والے کیا (اچھا نصیب) دائیں ہاتھ

الْمَيْمَنَةِ ۖ وَأَصْحَابُ الشِّمَالِ ۖ مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ ۖ وَ

دائیں کا۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا (برا نصیب) بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور آگے

السَّابِقُونَ السَّابِقُونَ ۖ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ ۖ فِي جَنَّاتِ

بڑھنے والے ہی سب سے آگے ہوں گے۔ وہی اللہ تعالیٰ کے مقرب ہوں گے۔ وہ مسنون والی جنتوں میں

التَّعِيمِ ۖ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۖ وَقَلِيلٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ۖ

ہوں گے۔ پہلوں میں سے ایک انہو کثیر ہوگا۔ اور پچھلوں میں سے تھوڑے۔

عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۖ مُّتَكِّفِينَ عَلَيْهَا مُتَقَابِلِينَ ۖ

وہ سونے کی تاروں سے بنے ہوئے جڑاؤ تھوڑے ہوں گے۔ ان پر (بیٹھے) آستے سامنے ٹیکہ لگا کر نیوالے ہوں گے۔

يَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُونَ ۖ بِأَكْوَابٍ ۖ وَ

ان پر (خدمت کیلئے) ہمیشہ رہنے والے لڑکے آبخروں اور آفتابوں۔ اور ایسی

أَبَارِيقَ ۖ وَكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ۖ لَا يُصَدَّعُونَ عَنْهَا

صاف شراب کے جام لئے ہوئے گردش کریں گے۔ جس سے نہ تو انہیں سہ دور ہوگا

منزل

لے بَسَّتِ

ریزہ ریزہ کر دی گئی۔ بَسَّتِ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم نہ ہو جوتا ہے تو فعل کو واحد لاتے ہیں۔ اور جمع مکسر کا حکم یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ ہے اسے مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کیلئے مذکر کا صیغہ بھی لایا جاسکتا ہے اور مؤنث کا بھی چنانچہ بَسَّتِ الجبال بَسًّا میں چونکہ "جبال" جمع مکسر ہے۔ اس لئے اس کے لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا۔ لہذا یہاں بَسَّتِ کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہیئے۔ یعنی

ریزہ ریزہ کر دیئے گئے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳)

لے بَسًّا

خلط ملط کرنا۔ اجزاء کا باہم وگرملا دینا۔ ریزہ ریزہ کرنا۔ مصدر ہے۔ اور بعض نے اس کے معنی آہستہ آہستہ ہانکنے اور چلانے کے لئے ہیں۔ عرب کی ماد ہے کہ جب اونٹ، بکری کا ریوڑ ہانکتے ہیں تو ہانکتے وقت پس پس یا پس پس زبان سے کہتے جاتے ہیں چنانچہ اس طرح ہانکنے کا نام پس ہے۔ پہلے معنی کے اعتبار سے بولتے ہیں۔ بَسَّتِ السُّودِیِّ بِالْمَذَارِ میں نے ستو کو یانی میں گھول دیا۔ یعنی ستو اور پانی دونوں کے اجزاء مل کر باہم وگرملا دیئے گئے اس معنی کی تفسیر شریفی و تکیون الجبال کا معنی المنفوش (اور پہاڑ ڈھنسی ہوئی) اُفُن کی مانند ہو جائیں گے کر دی ہے۔ یعنی ریزہ ریزہ ہو کر اُسٹھیں گے۔ اور دوسرے معنی کی تفسیر ویدیم نسیر الجبال (اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے) سے ہو رہی ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳)

لے اَنْزَلْنَا ثَلَاثَةً

تفسیر صافی مشہور پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کل آدمی تین قسم کے پیدا کئے ہیں۔ اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے جو: وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً سے فی جنت النعیم ہنک ہے پس سابقون اللہ تعالیٰ کے رسول اور اس کے خاص خاص بندے ہیں۔ جن میں اس نے پانچ درجے قرار دی ہیں۔ اس نے ان کی تائید (۱) روح القدس سے کی ہے جس سے وہ کل چیزوں کو پہچان لیتے ہیں۔ اور (۲) روح ایمان سے تائید کی ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور (۳) روح القوت سے ان کی تائید کی ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے پر قادر ہیں۔ اور ان میں (۵) روح المدرج (روح حرکت) قرار دی جس کے ذریعہ سے وہ لوگ چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں۔ اور مؤمنین اصحاب مہینہ میں چار درجے قرار دی ہیں۔ (۱) روح ایمان جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے خوف کھاتے ہیں۔ اور ان میں (۲) روح القوت قرار دی جس سے انہیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی قوت حاصل ہوتی ہے اور ان میں (۳) روح شہوت قرار دی جس سے ان کے دل میں اطاعت خدا کی خواہش پیدا ہوتی ہے اور ان میں (۴) روح المدرج قرار دی جس سے وہ لوگ چلتے پھرتے ہیں۔

وَلَا يَنْزِفُونَ^{۱۹} وَفَاكِهَةً مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ^{۲۰} وَلَحْمٍ

اور نہ وہ بہلیں گے۔ اور میوے جنہیں وہ پسند کریں گے اور پرندوں

طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ^{۲۱} وَحُورٌ عِينٌ^{۲۲} كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ

کا گوشت جس کی وہ خواہش کریں گے۔ اور بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں والی عورتیں ہونگی۔ جیسے کہ چھپا کر رکھے ہوئے

الْمَكْنُونِ^{۲۳} جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ^{۲۴} لَا يَسْمَعُونَ

موتی۔ یہ بدلہ ہوگا ان اعمال کا جو وہ کیا کرتے تھے۔ وہ اس (جنت) میں نہ پہنچے ہوئے

فِيهَا لَعْوًا وَلَا تَأْثِيمًا^{۲۵} إِلَّا قَلِيلًا سَلَامًا سَلَامًا^{۲۶} وَ

سنیں گے اور نہ گناہ کی بات۔ سوائے سلام اور سلام کہنے کے۔ اور

أَصْحَابُ الْيَمِينِ^{۲۷} مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ^{۲۸} فِي سِدْرٍ

دائیں ہاتھ والے۔ کیا (اچھا نصیب) دائیں ہاتھ والوں کا۔ وہ بغیر کانٹوں کی جھلکی ہوئی

مَخْضُودٍ^{۲۹} وَطَلْحٍ مَّنْضُودٍ^{۳۰} وَظِلٌّ مَّدُودٍ^{۳۱} وَ

بیر لوں میں ہو گئے۔ اور تہ بہ تہ لگے ہوئے کیلے۔ اور پھیلے ہوئے سائے۔ اور

مَاءٍ مَّسْكُوبٍ^{۳۲} وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ^{۳۳} لَا مَقْطُوعَةٍ وَلَا

بھایا ہوا پانی۔ اور کثرت سے میوہ نہ کاٹا گیا اور نہ

مَنْوَعَةٍ^{۳۴} وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ^{۳۵} إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً^{۳۶}

روکا گیا۔ اور بلند کئے ہوئے فرش۔ یقیناً ہم نے ان حوروں کو پیدا کیا پیدا کرنا۔

فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا^{۳۷} عُرُبًا أَتْرَابًا^{۳۸} لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ^{۳۹}

پس ہم نے ان کو کنواری بنایا۔ شوہروں کی محبوبائیں (اور ان کی بھولیاں) دائیں ہاتھ والوں کے لئے۔

ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ^{۴۰} وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ^{۴۱} وَ

پہلوں میں سے انبوه کشیدہ ہوگا۔ اور پچھلوں میں سے انبوه کثیر لے اور

أَصْحَابُ الشِّمَالِ^{۴۲} مَا أَصْحَابُ الشِّمَالِ^{۴۳} فِي سَمُومٍ

بائیں ہاتھ والے کیا (برا نصیب) بائیں ہاتھ والوں کا۔ وہ زہریلی گرم ہوا۔ اور

وَ حَيْيٍ^{۴۴} وَظِلٌّ مِّنْ يَّحْمُومٍ^{۴۵} لَا بَارِدٌ وَلَا كَرِيمٌ^{۴۶}

کھولتے پانی۔ اور سیاہ دھوئیں کے سایہ میں ہوں گے۔ نہ ٹھنڈا ہوگا، اور نہ باعزت۔

لہ ثلثة

تفسیر صفاتی مشہور پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے کہ ثلثة من الاولین سے وہ طبقہ مراد ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھے۔ اور ثلثة من الاخرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں ہوئے۔ اور اسی تفسیر قمی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ ثلثة من الاولین حوزہ قبل مومن آل فرعون ہیں اور ثلثة من الاخرین جناب علی علیہ السلام ہیں۔



إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ ذَلِكَ مُتْرَفِينَ ۝ وَكَانُوا

یقیناً وہ اس سے پہلے دولت مند تھے۔ اور وہ بہت بڑے

يَصْرُونَ عَلَى الْيَحْنُثِ الْعَظِيمِ ۝ وَكَانُوا يَقُولُونَ ۝

گناہ پر اصرار کیا کرتے تھے۔ اور وہ کہا کرتے تھے

إِنَّا امِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ۝ إِنَّا لَبِيعُوثُونَ ۝

اگر کیا جب ہم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے، تو کیا ہم ضرور زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔

أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ

کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً پہلے اور پچھلے (لوگ)

لَجَجُوعُونَ إِلَىٰ مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ ثُمَّ

ایک جملے ہوئے دن کے مقرر وقت پر سب اکٹھے کئے جائیں گے۔ پھر یقیناً

إِنَّكُمْ آيَهَا الضَّالُّونَ الْمُكَذِّبُونَ ۝ لَا تَكُونُ مِنْ

تم اسے گمراہو! جھٹلانے والے۔ حق پر کے درخت

شَجَرٍ مِنْ زُقُومٍ ۝ فَمَالِئُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝

میں سے کھانے والے۔ پھر اسی میں سے پیٹوں کو بھر دیا جائے گا۔

فَشَرِبُونَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيمِ ۝ فَشَرِبُونَ شُرَبَ

پھر تم اسی کے اوپر سے کھولتا ہوا پانی پینے والے ہو گے۔ پس تم پیاسے اونٹوں کے پینے کی طرح پینے

الْهِيمِ ۝ هَذَا نَزْلُكُمْ يَوْمَ الدِّينِ ۝ نَحْنُ خَلَقْنَاكُمْ

والے ہو گے۔ یہ نازل ہوا کے دن ان کی یہ مہمان ہوگی۔ ہم نے ہی تمہیں پیدا کیا پھر

فَلَوْلَا تَصَدِّقُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تُمْنُونَ ۝ أَأَنْتُمْ

تم کیوں تصدیق نہیں کرتے۔ پھر کیا تم نے غور کیا کہ جو مٹی تم (میں) ڈالتے ہو۔ کیا تم

تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۝ نَحْنُ قَدَرْنَا بَيْنَكُمْ

اسے پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے تمہارے درمیان موت کو

الْمَوْتَ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ عَلَىٰ أَنْ تُبَدِّلَ

مقرر کیا اور ہم اس بات سے عاجز نہیں ہیں۔ کہ تمہارے ایسے لوگ بدل

منزل

۱۔ یَوْمٍ مَّعْلُومٍ:

تفسیر صفاتی ۲۸۵ پر ہے کہ اس سے مراد وہ وقت ہے جو دنیا کی انتہا مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس معین دن کی حد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

۲۔ الْفِيمِ:

تفسیر صفاتی ۲۸۵ پر ہے کہ "حیم" ان اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو پیاس کی بیماری ہو۔ اور وہ بیماری استسقار سے مشابہ ہوتی ہے۔ اس کی جمع ادھیم یا حیم آئی ہے۔ یا اس کے معنی ریت کے ہیں اس صورت میں اس کی جمع حیم بالفتح لائے گی اور اس سے مراد ایسی ریت کے ہیں جو پکڑی نہ جاسکے۔

من لا یحضرہ الفقیہ۔ الماسن اور معانی الاخبار میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے الھیم کی ثابت ہو چکا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ پیاسے اونٹ۔ اور ایک روایت میں اس کے معنی ریت ہیں۔ اور تفسیر قتی میں ہے کہ الھیم سے مراد پیاسے اونٹ ہیں۔

لہ تَزْرَعُونَهُ :-
تفسیر صفائی ص ۲۸۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ کوئی تم میں سے
یہ بھی نہ کہے کہ خدا رحمت (میں نے) زراعت کی یعنی
اگایا۔ بلکہ یہ کہو حَرَّت (میں نے بیج ڈالا)
لہ الْمَزْن :-

یہاں خداوند عالم نے لفظ سحاب (بادل) نہیں
فرمایا۔ بلکہ لفظ (مزن) استعمال کیا ہے۔ کیونکہ مزن
اور سحاب دو چیزیں ہیں۔ پانی کا تجزیہ و تحلیل کرنے
سے ثابت ہے کہ پانی دو چیزوں سے مرکب ہے جن کو
فلاسفہ جدید اپنی اصطلاح میں آکسیجن و ہائیڈروجن
کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ہمیشہ مدارج مطومہ حرارت میں
بحالت گیس یعنی ہوائی حالت میں موجود رہتے ہیں بلکہ
یہ دونوں جزو ایسے ذرات و اجزاء خورد پر مشتمل ہیں
کہ کسی طریق سے ان کا تجزیہ و تقسیم نہیں ہو سکتی اور
یہ صورت ترکیبی میں تو جزو آب خالص میں ایک حصہ
ہائیڈروجن اور آٹھ حصے آکسیجن ہوتے ہیں پھر وہ ایک
نسبت ہے۔ پس ایک جزو مفروض آب یعنی جزو
لا تجزی بھی چاہیئے۔ کہ اجزائے لا تجزی آکسیجن و
ہائیڈروجن سے مرکب ہو اور ان کے اوزان کی یہی نسبت
موجودہ آب خالص میں بصورت ترکیبی پائی جائے۔ اور
علمائے تحقیق دلائل و براہین سے ثابت کرتے ہیں کہ ہر
ایک (مرکب یقون آب) "MOLECULE" یعنی سرفو
آب میں ایک اٹوم (ATOM) آکسیجن اور دو اٹوم
(ATOM) ہائیڈروجن ہے (فارمولہ H^2-O) اور اٹوم
جزو لا تجزی ہے۔ بہر حال ان اجزاء و ذرات کی صورت
مرکب بہ نسبت مذکورہ مزن کہلاتی ہے جو ہمیشہ دارائے
آب ہے اور کبھی فضا و خلا اس سے خالی نہیں رہتا

اس سے پڑھے۔ اور صورت
مرکبہ اجزائے آب سحاب
کہلاتی ہے۔ کبھی تو اس طریق
پر اور کبھی بطریق دیگر اور صورت
انہیہ والے آب نہیں ہے۔
صرف کشش ہوائی ہوتی ہے۔
اور کبھی زبان شرع میں اسے ظل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
ومن حوقہ سحاب ظلمات بعضہا فوق بعض۔
(چل فزع) غرض سحاب صورت انجمادی کہ جب کہ ایک
دوسرے کو کھینچتا ہوا ہوا میں چلتا ہے کہتے ہیں۔ اسلئے
منان ہر جگہ اور ہر وقت موجود ہے بخلاف سحاب کے کہ
(مواظف حسنہ ص ۹۷)



لہ مَقْوِن :-
مقوین آہن نکالنے۔ کوئلہ کھودنے والے اور قوت ہم پہنچانے والوں کو کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ شین بنانے والوں اور آہن گروں کی تمام قوتیں زیادہ تر اسی کوئلہ پر موقوف ہیں
اور یہی شین والوں کے لئے دولت و نعمت ہے ہر مواظف حسنہ ص ۹۷
لہ رَبِّكَ الْعَظِيم :- تفسیر صفائی ص ۲۸۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کیا کر۔ اور تفسیر مجمع البیان اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ تم اس ذکر کو اپنے رکوع کے لئے قرار دو۔
لہ لَقْرَانِ کَرِیْم :- تفسیر صفائی ص ۲۸۹ پر ہے کہ قرآن مجید بہت شفع پہنچانے والا اور معاد و معاش کی اصلاح کے لئے جن جن علوم کی ضرورت ہے ان سب پر حاوی ہے

أَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝۹۱ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ

مواہل اور اس ہیئت میں پیدا کریں جسے تم نہیں جانتے ہو۔ اور یقیناً تم نے پہلی

النَّشْأَةَ الْأُولَى فَلَوْلَا تَذَكَّرُونَ ۝۹۲ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرُثُونَ ۝۹۳

پیدا نش کو جان لیا۔ پھر تم کیوں نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ پھر کیا تم نے اس پر غور کیا جو تم بوٹتے ہو۔

ءَأَنْتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝۹۴ لَوْ نَشَاءُ

کیا تم اسے اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو البتہ

لَجَعَلْنَاهُ حُطًا مَّا فَطَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝۹۵ إِنَّا لَمَغْرُمُونَ ۝۹۶

اسے ریزہ ریزہ کر دیتے پھر تم باتیں ہی بناتے رہ جاتے۔ کہ یقیناً ہم تاوان ڈالے گئے ہیں۔

بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝۹۷ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي

بلکہ ہم محروم (لوگ) ہیں۔ پھر کیا تم نے پانی پر غور کیا۔ جسے تم

تَشْرَبُونَ ۝۹۸ ءَأَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ

پیتے ہو۔ کیا تم نے اسے مزن سے نازل کیا یا ہم نازل کرنے

الْمُنزِلُونَ ۝۹۹ لَوْ نَشَاءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝۱۰۰

والے ہیں۔ اگر ہم چاہتے تو اسے کھاری بنا دیتے پھر تم کیوں شکر نہیں کرتے۔

أَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۝۱۰۱ ءَأَنْتُمْ أَنْشَأْتُمُ

پھر کیا تم نے آگ پر غور کیا، جسے تم سدگاتے ہو۔ کیا تم نے اس کے درخت کو

شَجَرَتَهَا أَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۝۱۰۲ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا

پیدا کیا، یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔ ہم نے ہی ان (درختوں) کو

تَذَكُّرًا وَ مَتَاعًا لِلْمُقْوِينَ ۝۱۰۳ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ

مقوین کیلئے موجب عبرت اور مژدہ دولت بنایا ہے اسلئے پس تو اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی

الْعَظِيمِ ۝۱۰۴ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ۝۱۰۵ وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ

تسبیح کئے جا۔ کہ پس میں ستاروں کے گرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اور اگر تم جانتے ہو

لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمُ ۝۱۰۶ إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝۱۰۷ فِي كِتَابٍ

تو یقیناً وہ تم بہت عظمت والی ہے۔ یقیناً وہ عزت والا قرآن ہے اسلئے جو بڑا شریفہ

مقوین آہن نکالنے۔ کوئلہ کھودنے والے اور قوت ہم پہنچانے والوں کو کہتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ شین بنانے والوں اور آہن گروں کی تمام قوتیں زیادہ تر اسی کوئلہ پر موقوف ہیں
اور یہی شین والوں کے لئے دولت و نعمت ہے ہر مواظف حسنہ ص ۹۷
لہ رَبِّكَ الْعَظِيم :- تفسیر صفائی ص ۲۸۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے پروردگار کے نام کی تسبیح کیا کر۔ اور تفسیر مجمع البیان اور من لایحضرہ الفقیہ میں ہے کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ تم اس ذکر کو اپنے رکوع کے لئے قرار دو۔
لہ لَقْرَانِ کَرِیْم :- تفسیر صفائی ص ۲۸۹ پر ہے کہ قرآن مجید بہت شفع پہنچانے والا اور معاد و معاش کی اصلاح کے لئے جن جن علوم کی ضرورت ہے ان سب پر حاوی ہے

مَكْنُونٌ ۝ لَا يَسْئَلُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ ۝ تَنْزِيلٌ مِّنْ

کتاب میں ہے۔ اسے کوئی چھوٹا سولے (اٹکے) جو پاک کر دیئے گئے ہیں۔ (اس کا) اتنا جانا تمام جہانوں کے

رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أَفَبِهَذَا الْحَدِيثِ أَنْتُمْ مُدْهِنُونَ ۝

پروردگار کی طرف سے ہے۔ پھر کیا تم اس کلام سے سستی کرنے والے ہو۔

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ مُكْذِبُونَ ۝ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ

اور اپنا حصہ نہیں لیتے ہو لے کر تم جھٹلاتے ہو۔ پھر تم کیوں نہیں (روح کو ایمان کی طرف

الْحُلُقُومَ ۝ وَأَنْتُمْ حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ

پلٹا دیتے) جب کہ وہ گلے تک پہنچے۔ اور تم اس وقت دیکھتے ہو۔ اور تم سے اس کی طرف

إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تَبْصُرُونَ ۝ فَلَوْلَا إِنْ كُنْتُمْ

نہایت نزدیک میں لیکن تم دیکھتے نہیں پھر اگر تم کسی کے غلام نہیں ہو تو تم کیوں

غَيْرَ مَدِينِينَ ۝ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

نہیں۔ اسے لوٹا دیتے اگر تم سچے ہو۔

فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۝

پس اگر وہ (مرنے والا) مقربوں میں سے تھا۔ تو (اس کیلئے) راحت اور پاکیزہ روزی

وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ۝ وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝

اور نعمتوں والی جنت ہوگی۔ اگر وہ دائیں ہاتھ والوں میں سے تھا۔

فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۝ وَأَمَّا إِنْ كَانَ

تو اسے کہا جائے گا کہ تجھے بد دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے سلام ہے۔ اور اگر وہ جھٹلاتے

مِنَ الْمُكَذِّبِينَ الصَّالِينَ ۝ فَنُزْلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ۝

والے گمراہوں میں سے تھا۔ تو کھولتے ہوئے پانی سے مہسائی ہوگی۔

وَتَصْلِيَةٌ جَمِيمٌ ۝ إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۝

اور روزی کی آگ میں جلنا لے یقیناً یہ ضرور یقینی سچ ہے۔

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝

پس تو اپنے عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتا رہ۔

منزل

لے رِزْقُكُمْ :-

تمہاری روزی۔ تمہارا رزق۔

راغبؒ کہتے ہیں :- کہ رزق کبھی تو عطا جاری کو

کہا جاتا ہے۔ خواہ دنیوی ہو، یا اخروی۔ اور کبھی

حصہ کو۔ اور کبھی جو پیٹ میں پہنچ کر غذا بن جاتی ہے

اس کو۔

عطا دنیوی کی مثال :- فی السماء رزقكم

(آسمان میں ہے تمہاری روزی)

اور عطا اخروی کی مثال :- ویسورز قہر

فیہا بکرة وحشیاہ (اور ان کو ہے ان کی روزی

وہاں صبح اور شام)۔

اور حصہ کی مثال :-

وتجعلون رزقكم انكم تكدونہ

(اور اپنا حصہ ہی لیتے ہو کہ تم جھٹلاتے ہو) +

ولمات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳

لے تَصْلِيَةٌ :-

نماز پڑھنا۔ درود پڑھنا۔ ایندھن کا آگ میں

جلانا۔ عصا یا لکڑی کا آگ میں تپا کر سیدھا کرنا۔

گھوڑ دوڑ میں گھوڑے کا دوسرے نمبر پر آنا۔

بروزن تَصْلِيَةٌ بات تفصیل کا مصدر ہے۔

یہاں روزی کی آگ میں جلنا مراد ہے +

(لمات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۳)



تفسیر صفائی ص ۴۹ پر ہے کہ اس سورہ کی ابتدا میں اور سورہ الحشر اور الصف کے شروع میں سَبَّحَ صیغہ ماضی آیا ہے اور سورہ التغابن کے شروع میں یُسَبِّحُ بصیغہ مضارع آیا ہے۔ ان میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان افعال کے فاعل اپنے تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ جہلت ہے جو حالات کے بدل جانے سے بدل نہیں جاتی۔ اور سورہ بنی اسرائیل کے شروع میں لفظ سُبْحَانَ مصدر مطلق آیا ہے۔ وہ بلا غت میں زیادہ ہے۔ کیونکہ اس کے مطلق ہونے سے یہ بات پائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا استحقاق ہر چیز کے متعلق اور ہر حال میں پایا جاتا ہے کہ اس کی پاکیزگی بیان کی جائے۔ اور باوجود اس کے کہ یہ فعل خود متعدی تھا پھر اس کو متعدی در متعدی بنانے کے لئے لام بھی لایا گیا ہے۔ جو اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ اس فعل کا وقوع محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتا ہے۔ اور غلوں کے ساتھ پاکی بیان کرنے والے کا مقصد اسی کی ذات ہوتی ہے۔

لمترجم ۱۰

صاحب تفسیر صفائی نے اس لفظ کے مختلف مقامات پر ماضی۔ مضارع اور مصدر استعمال کرنے کی معقول دلیل دی ہے لیکن فاضل مترجمین نے اپنے اپنے ترجموں میں یہ جہت دکھلائی ہے کہ ہر جگہ خواہ ماضی ہو یا کچھ اور مضارع ہی کے معنی کر دیئے ہیں۔ جس سے انہوں نے خشار خداوندی کو فوت کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ نہیں سمجھ کر (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ عربی زبان کی صرف و نحو سے نا بلد نہیں تھا۔ جو کہیں ماضی کا صیغہ استعمال کر لیا اور کہیں مضارع کا۔ اور کہیں صرف مصدر پر ہی اکتفا کیا۔ انہیں ترجمہ میں ہر اس صیغہ کی رعایت رکھنا چاہیے تھی۔ جو اللہ تعالیٰ نے استعمال کیا۔ بندہ نے ترجمہ میں اس بات کا خاص طور سے خیال رکھا ہے۔ سوائے ان مخصوص مقامات کے جہاں مثلاً واقعات مابعد قیامت کو ماضی کے صیغہ سے بیان کیا گیا ہے اور مقصور مستقبل ہے۔ ورنہ ہر جگہ ماضی۔ مضارع وغیرہ کی رعایت ملحوظ رکھی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(ترجمہ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی ملے اور وہ دربر دست بڑا

الْحَكِيمُ ۱ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يُحْيِي وَيُمِيتُ

حکمت والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ وہی زندہ کی عطا کرتا ہے اور وہی مارتا ہے

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ

اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ وہی اول ہے۔ وہی آخر ہے۔

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۳ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۴ هُوَ

اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ہر چیز کو پورا پورا جاننے والا ہے۔ وہ وہی

الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ

ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا۔ پھر وہ

اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ط يَعْلَمُ مَا يَلْبِغُ فِي الْاَرْضِ وَ

عرش پر مستولی ہوا۔ وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں داخل ہوتا ہے اور

مَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ

جو کچھ اس میں سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو کچھ اس میں

فِيهَا وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

چڑھتا ہے۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں بھی تم ہوتے ہو۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اُسے

بَصِيرٌ ۵ لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَاِلَى اللَّهِ

خوب دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور زمین کی حکومت اسی کے لئے ہے۔ اور تمام معاملات اللہ تعالیٰ ہی

تُرْجَعُ الْاُمُورُ ۶ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَ يُولِجُ

کی طرف لوٹتے جاتے ہیں۔ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات

النَّهَارَ فِي الْيَلِّ ۖ وَهُوَ عَلَيْهِمْ يَدَاتِ الصُّدُورِ ۝

داخل کرتا ہے۔ اور وہ سینوں والی (باتوں) کو خوب جاسنے والا ہے۔

أَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَأَنْفَقُوا مِمَّا جَعَلَكُمْ

تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اور اس چیز میں سے جس میں اس نے تمہیں دیہوں کا،

مُسْتَخْلَفِينَ فِيهِ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَأَنْفَقُوا

جانشین بنایا (خدا کی راہ میں) خرچ کرو، پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے (راہ خدا میں)

لَهُمْ أَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ۖ وَ

خرچ کیا ان کیلئے بہت بڑا اجر ہے۔ اور تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ

الرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ

تمہیں رسول پکارتا ہے۔ تاکہ تم اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ، اور یقیناً

مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ

اس نے تم سے پکا عہد لیا ہوا ہے اگر تم مومن ہو۔ وہ وہی ہے جو اپنے بندے

عَلَى عَبْدٍ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ

پر واضح آیتیں اتارتا ہے۔ تاکہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف

إِلَى النُّورِ ۖ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝

لے جائے گا اور یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ الٰہیہ بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اور

مَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ

تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے حالانکہ آسمانوں اور زمین

مِيرَاتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ

کی میراث اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ تم میں سے جس نے فوج (کمانڈر) سے

مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلَ أُولِيكَ

پہلے (راہ خدا میں) خرچ کیا اور لڑا (بعد والوں کے) برابر نہیں۔ یہ لوگ ان لوگوں سے جہول

أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقْتِكُمْ

نے بعد میں (راہ خدا میں) خرچ کیا، اور لڑے، درجہ میں بہت بڑھ کر ہیں۔

لَهُ مُسْتَخْلَفِينَ ۝

تفسیر صافی ص ۲۹ پر ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہیں جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں جانشین بنا کر تصرف کا حق دیدیا۔ حالانکہ یہ حقیقت میں ان کے لئے تھی نہ کہ تمہارے لئے یا وہ مال مراد ہیں جن میں تصرف کر اور ان کے مالک بننے کے لئے تمہارے پہلوں نے تمہیں جانشین کر دیا۔ پس اس مال کو اپنے نفس پر خرچ کرنے میں توہین کا پہلو نکلتا ہے +

لَهُ إِلَى الشُّرُوسِ ۝

تفسیر صافی ص ۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں ظلمات کفر سے نکال کر نور ایمان کی طرف لے جائے گا +

وَكَلَّا وَعَدَا اللَّهُ الْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝

اور اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کے ساتھ اچھا وعدہ کیا ہوا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسکی پوری پوری خبر رکھنے

مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضِعُّهُ

والا ہے۔ وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ سے ملے پھر وہ اسے اس کیلئے کئی گنا کرے اور

لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَ

اس کے لئے باعزت اجر ہے۔ جس دن تو مومن مرد اور

الْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ نُورُهُمْ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ

مومنہ عورتوں کو دیکھے گا کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے دائیں و بائیں ہے انہیں کہا جائیگا کہ

بُشْرَاكُمْ الْيَوْمَ جَنَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

آج کے دن تمہیں خوش خبری ہو۔ جنتوں کی جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ تم ان میں ہمیشہ

خُلَيَّاءٍ فِيهَا ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ يَوْمَ يَقُولُ

رہنے والے ہو۔ یہی تو وہ بہت بڑی مراد ہے۔ جس دن

الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ

منافق مرد اور منافقہ عورتیں ان لوگوں سے کہیں گے جو ایمان لائے ہیں کہ ہمارا انتظار

مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۝

کیجئے۔ ہم تمہارے نور میں سے روشنی لیں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ تم لوٹ جاؤ پھر نور تلاش کرو۔

فَضْرِبَ بَيْنَهُمُ سُورًا لَهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ

پس ان کے درمیان ایک دیوار کو کھڑا کر دیا جائے گا جس میں دروازہ ہوگا۔ اس کا باطن (ایسا ہوگا کہ) انہیں

وظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوهُمْ أَلَمْ

رحمت ہوگی اور اس کا ظاہر (ایسا کہ) اس کے مقابل سے عذاب ہوگا۔ وہ انہیں ندا دیں گے کیا ہم تمہارے

تَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ

ساتھ نہ تھے، وہ کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈال اور دوسروں کیلئے گواہ

وَتَرَبَّصْتُكُمْ وَارْتَبْتُكُمْ وَغَرَّكُمْ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ

زمانہ کا انتظار کیا اور تم شک میں پڑ گئے، اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا، یہاں تک کہ

لَهُ يُقْرِضُ اللَّهَ ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی و تفسیر قمی نام
موسی کا نظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت امام
کے حق کے پاس میں نازل ہوئی ہے۔

اور کافی میں ہے کہ نافرمانوں کی دولتیں
امام کا حق ہے۔

اور جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے جو کچھ ان کے
پاس ہے۔ اس لئے قرض نہیں مانگا کہ اسے ضرورت
ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا جو کچھ حق ہے۔ وہ اس کے

ولی کو پہنچاتا ہے +

۱۴۰ انظر فنانا ۝

تم ہماری راہ دیکھو۔ تم ہمارا انتظار کرو۔

اس میں ناضمیر جمع مشکلم ہے۔

(لغات القرآن نحاسی جلد ۱ ص ۲۸۱)

۱۴۱ شو بر کھر ۝

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے

کہ قیامت کے دن آدمیوں کے درمیان ان کے
ایمان کے موافق نور تقسیم کیا جائے گا۔ کچھ حقہ
منافق کو بھی ملے گا۔ لیکن اس کا نور بائیں پاؤں کی
انگلیوں کے درمیان ہوگا۔ اپنے نور کی حالت دیکھ

کر وہ مومنین سے کہیں گے کہ تمہارا نور تمہارے نور سے

بھی کچھ روشنی لے لوں۔ مومنین ان سے کہیں گے کہ

ہم تمہارے نور کی تلاش کرو۔ جو ہمیں وہ پیچھے نہیں

گئے مومنین اور منافقین کے درمیان ایک دیوار

قائم کر دی جائے گی +

جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَكَم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۚ فَالْيَوْمَ لَا

اللہ تعالیٰ کا امر آگیا، اور تمہیں دھوکہ دینے والے نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں دھوکہ دیا۔ پس آج کے دن

يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ ۖ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

متم سے فدیہ لیا جائے گا۔ اور نہ ان لوگوں سے جو کافر ہو گئے۔ تمہارا

مَاؤُكُمْ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَيُسَّ الْمَصِيرُ ۚ أَلَمْ

تھکانہ (جہنم) کی آگ ہے، وہی تمہاری سرپرست ہے۔ اور وہ بری جائے بازگشت ہے۔ کیا ان

يَاۤنَ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ ۚ

لوگوں کے لئے جو ایمان لا چکے، وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کی یاد اور (اس کیلئے)

مَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا

جو حق کی طرف سے نازل ہوا، عاجزی کریں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں، جو اس سے

الْكِتَابِ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ

پہلے کتاب دینے گئے۔ لہٰذا پھر ان پر لمبی مدت گزاری، پھر ان کے

قُلُوبُهُمْ ۚ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۚ اَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

دل سخت ہو گئے۔ اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ تم جان لو! کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ

زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یقیناً ہم نے تمہارے لئے آئیں کھول کھول کر بیان

لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ۚ إِنَّ الْمَصْدِقِينَ وَالْمَصْدَاقَاتِ

کردیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔ یقیناً صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، اور وہ

وَاقْرَءُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يَضَعُ لَهُمْ وَلَهُمْ

جنہوں نے اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دیا۔ ان کے لئے دیکھا کر دیا جائے گا۔ اور ان کے لئے

أَجْرٌ كَرِيمٌ ۚ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

باعزت اجر ہو گا۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے، وہی لوگ

أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ ۚ وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ

ان کے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں لہٰذا

لہٰذا من قبل۔

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ الاکمال امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نازل ہوئی۔ قول صاحب تفسیر صفائی :-

اس سے مراد یہ ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیبت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور اس کے اہل مؤمنین میں :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ التہذیب امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ہمارے اور ہمارے پیروکاروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

اور المحاسن میں امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے پیروکاروں میں سے ایک بھی ایسا نہیں ہے جو صدیق اور شہید نہ ہو۔ اس پر پوچھا گیا، کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حالانکہ ان میں سے اکثر اپنے اپنے بستروں پر ہی مر جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا تم سورۃ الحديد میں اللہ تعالیٰ کا لکھا ہوا نہیں پڑھتے: وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ مِنْ سَلَامٍ اَوَّلُ شَئِءٍ هُمُ الصِّدِّيقُونَ وَالشَّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ پھر آپ نے فرمایا: کہ اگر شہید ویسے ہی ہوتے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں۔ تو شہید بہت ہی کم ہوتے۔

اور الخصال میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہمارے پیروکاروں میں سے جو مر جائے وہ صدیق ہے۔ اس لئے کہ اس نے ہمارے امر کی تصدیق کی اور اس نے جس سے دوستی کی ہماری وجہ سے کی۔ اور جس نے دشمنی کی ہماری وجہ سے کی۔ اس سے اس نے اللہ تعالیٰ کو مدد نظر رکھا۔ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہو پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی :-

لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا

ان کا اجر اور ان کا نور انہی کے لئے ہوگا۔ اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو

بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝۱۹ عَلِمُوا أَنَّمَا

بجھٹلایا وہی لوگ دوزخ والے ہیں۔ تم جان لو! ماسوا اس کے نہیں کہ

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهُمْ زِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ

دنیا کی زندگی کانی کھیل اور کد اور زینت اور تمہارا آپس میں

بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۝۲۰ كَمَثَلِ

فخر کرنا اور مالوں اور اولاد کی کثرت کے لئے باہم جھگڑتا ہے۔ (یہ) مانند بارش کی

غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتْرَهُ

مثال کے ہے لہ کہ اس کے ذریعہ سے نباتات کا ہونا کافروں کو عجیب لگا۔ پھر وہ اہل ہائی سے پھر

مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۝۲۱ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ

تم اسے زرد ہوا دیکھتے ہو پھر وہ چھوڑ (چھوڑ) ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب ہے۔

شَدِيدٌ ۝۲۲ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ ۝۲۳ وَمَا

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت اور رضامندی بھی ہے۔ اور نہیں

الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝۲۴ سَابِقُوا إِلَىٰ

ہے دنیا کی زندگی کانی مگر دھوکے کا سامان۔ تم اپنے پروردگار کی

مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ

بخشش کی طرف سبقت کرو لہ اور جنت (کی طرف) جس کا عرض آسمان اور

السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

زمین کی مانند ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ

وَرُسُلِهِ ۝۲۵ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۝۲۶

اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝۲۷ مَا أَصَابَ مِنْ

اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔ نہ کوئی مصیبت زمین

۱۸

لہ کَمَثَلِ غَيْثٍ - تفسیر سانی ص ۱۹ پر ہے کہ تحقیر دنیا کے لئے اللہ تعالیٰ نے پھر بارش اور کھیتی کی مثال دی کہ بارش ہلکی سے گزرجاتی ہے اور اس کا نفع کھیتی کو اگرچہ کم پہنچتا ہے لیکن کھیتی اگتی اسی سے ہے اور اپنے تنے پر کھڑی ہو جاتی ہے۔ اور اب وہ کھیتی کرنے والے کو اور خدا کے انکار کرنے والوں کو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ اس لئے کہ دنیا کی زینت کی ہر چیز ان کو عجیب معلوم ہوتی ہے۔ برخلاف اس کے مومن کی یہ حالت ہے کہ جب کوئی متعجب میں ڈالتے والی چیز دیکھتا ہے۔ تو اس کی فکر اس کے بنائیوالے کی طرف منتقل ہوتی ہے۔ پس وہ عجیب سمجھتا ہے تو قدرت خدا کو عجیب سمجھتا ہے۔ اور چونکہ کافر کی فکر جن چیزوں کو وہ ظاہری حواس سے دیکھتا ہے اس سے آگے بڑھتی ہی نہیں۔ اس لئے وہ تعجب ظاہری کے وسط میں غوطے کھایا کرتا ہے + لہ عَرْضُهَا -

تفسیر سانی ص ۱۹ پر ہے کہ اگر آسمان اور زمین دونوں کو پھیلایا جائے۔ تو ان دونوں کے مجموعہ کے عرض کے برابر ہوتا ہے۔

اور تفسیر قمی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنتوں میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کا کار کا اتنا ہوگا کہ اگر تمام جن وانس اس کے مہمان ہو جائیں تو وہ سب کو کھانا اور پانی با فراغت دے سکے +

مُصِيبَةٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي

میں پہنچی ہے اور نہ تمہاری جانوں میں مگر یہ کہ قبل

كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَنْ نَبْرَاهَا إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ

اس کے کہ ہم نے اسے پیدا کیا وہ ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) موجود ہے یقیناً یہ اللہ تعالیٰ پر بہت

يَسِيرٌ لِّكَيْلًا تَأْسَوْا عَلَى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا

آسان ہے۔ تاکہ تم اس پر افسوس نہ کرو جو تم سے جاتا رہا۔ اور نہ اس پر شہینی بگھاڑو اس نے تمہیں عطا

بِمَا أَتَيْتُمْ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ الَّذِينَ

کیا تمہیں اور اللہ تعالیٰ ہر تکبر کرنے والے کو خوار کر دے گا دوست نہیں رکھتا۔ وہ جو

يَبْخُلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَن يَتَوَلَّ

بخل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ اور جو پھر بھائے تو

فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ لَقَدْ أَرْسَلْنَا

یقیناً اللہ تعالیٰ وہ بے نیاز قابلِ حمد ہے۔ یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو کھل دیا

بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ

کے ساتھ بھیجا ہے اور ہم نے ان کے ساتھ ہی کتاب اور میزان نازل کی ہے تاکہ

النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ

لوگ انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا اتارا ہے کہ اس میں سخت خوف ہے۔

وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَتَّبِعُهُ وَرُسُلُهُ

اور لوگوں کے لئے فائدے بھی۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ ظاہر کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں

بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا

کی بغیر دیکھئے مدد کرتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ طاقت والا زبردست ہے۔ اور یقیناً ہم نے نوح

وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النَّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ

اور ابراہیم کو بھیجا۔ اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب قرار دی ہے پس ان میں

فِيهِمْ مَّهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَسِقُونَ ثُمَّ قَفَّيْنَا

سے کچھ ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ان میں سے اکثر فاسق ہیں۔ پھر ہم انہی

مَنْزِلٌ

تفسیر صفاتی ص ۲۹۱ پر بحوالہ علل الشرائع ج ۱

امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو فرشتہ

رحم مادر پر مائل ہے۔ انسان پر جو کچھ دنیا میں

گزرے والی ہے۔ وہ اس کی دونوں آنکھوں کے

درمیان لکھ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس قول

ما اصاب من مصيبة کا کہا مطلب ہے کہ

تفسیر صفاتی ص ۲۹۱ پر بحوالہ فہج البلاغہ منقول

ہے کہ تمام زہد قرآن مجید کے ان دو کلموں میں آگیا

ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لِّكَيْلًا تَأْسَوْا... یما

اشکود ہیں جو شخص گذشتہ کا افسوس نہ کرے اور

جو کچھ ہونے والا ہے۔ اس پر غم نہ کرے تو گویا زہد

کے دونوں پہلو اس کے ہاتھ آگئے۔

تفسیر صفاتی ص ۲۹۱ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول

کہ میزان ہے مراد امام ہے۔

علامہ ابن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء

میں سے سب نے یہ روایت کی ہے کہ اس آیت

سے مراد ذوالفقار ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے

جناب رسول خدا پر نازل فرمائی اور آنحضرت نے

جناب علی رضی کو عطا فرمائی۔

(ماشیہ مقبول ترجمہ ص ۱۰۷ بحوالہ تفسیر برہان)

المترجم۔

آسمان سے لوہے کا نازل ہونا کوئی مستبعد نہیں

چنانچہ اخبار کوہستان لاہور مجریہ ۵ مئی ۱۹۵۷ء کے

ضمیمہ پر مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی جس سے اس تصدیق

ہوتی ہے۔ جالندھر (بھارت انڈیا) کے کسی گاؤں

میں آسمان سے ایک دن لوہے کا ایک

ٹکڑا ٹوٹ کر گرا۔ وہ بجلی سے زیادہ روشن

تھا۔ اور گرتے ہی زمین میں چھس گیا۔

وہ دس بارہ بارہ گز تک گھاس پھوس

میں گئی۔ حاکم متعلقہ نے چند دنوں کے بعد

اسے نکلا کر جہانگیر کو پیش کیا۔ جہانگیر نے اس کی دو

تلواریں ایک خنجر اور ایک چھری بنوائی۔ ان تلواروں

کی کاٹ عام تلواروں سے بڑھ کر تھی اور مضبوطی میں بھی

پیش پیش تھیں یہ واقعہ ترک جہانگیری میں یوں لکھا

ہے۔ اسی ماہ سال رواں میں پرگنہ جالندھر کے ایک

گاؤں میں مشرق کی جانب کڑاک سے ایک بجلی گری۔

میں سے اس پر کے عامل محمد سعید کو اطلاع پہنچی کہ نوراً موقع پر پہنچ

تو اس نے اس لوہے کو میرے حضور میں بھیج دیا۔ میں نے استاد داؤد کو حکم دیا کہ اس سے تلوار خنجر اور چھری بنا کر پیش

سرشت رکھا۔ (ترک جہانگیری منام تصنیف نور الدین جہانگیر بادشاہ)

ہے فی ذریتہما۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت اور کتاب ہمیشہ ذریت انبیاء علیہم السلام ہی میں رہیں۔ غیر ذریت انبیاء اس کے اہل نہیں ہیں اس سے یہ اعتراض بھی مرفوع ہو

گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبیارت نبوت و کتاب آپ کے اہمیت علیہم السلام میں نہیں رہی چاہیے تھی۔ ورنہ لوگ اعتراض کرتے کہ رسول اپنے ہی گھرانہ میں نبوت اور

کر گئی ہوئی بجلی کا جائزہ لے محمد سعید نے وہاں پہنچ کر جس جگہ بجلی گری تھی زمین کھدائی تو اندر سے ایک تپا ہوا اور نکلا جو بے شکدا ہو گیا تو اس نے اس لوہے کو میرے حضور بھیج دیا۔ میں نے استاد داؤد کو حکم دیا کہ اس سے تلوار خنجر اور چھری بنا کر پیش کرے۔ جن میں سے ایک کا نام "شمشیر" اور دوسری کا "ابرہق" تھا۔

عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَيْنَا بِعِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ

کے نقش قدم پر اپنے رسولوں کو لائے اور ہم عیسیٰ بن مریم کو (بھی) لائے۔

وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ

اور ہم نے اسے انجیل عطا کی اور ہم نے ان لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے اس

اتَّبَعُوهُ رَافَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا

کی پیروی کی مہربانی اور رحمت قرار دی۔ اور ترک دنیا کو انہوں نے خود اپنی طرف سے نکالا (اگرچہ)

مَا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا

ہم نے اسے ان پر واجب نہ کیا۔ مگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کو (خود ہی ایسا کیا)

رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا

پھر انہوں نے اس کی نگہداشت نہ کی جیسا کہ اس کی نگہداشت کرنا حق تھا۔ پس ہم نے ان لوگوں کو جو ان میں سے

مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿۵﴾

ایمان لائے ان کا اجر دے دیا۔ اور ان میں سے اکثر فاسق رہے۔ اے وہ

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرُسُولِهِ يُؤْتِكُمْ

لوگو! جو ایمان لا چکے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اس کے رسول پر ایمان لائے رہو۔

كَفَلَيْنَ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ

وہ ہمیں اپنی رحمت سے دوہرا حصہ دے گا۔ اور تمہارے لئے ایک نور قرار دے گا۔ تم اس کے

بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۶﴾

ذریعہ چلو گے اور تمہاری مغفرت کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ تاکہ اہل کتاب

يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّنْ

جان لیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل میں کسی چیز پر بھی قدرت

فَضْلِ اللَّهِ وَ أَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنَ

نہیں رکھتے اور یہ کہ یقیناً فضل اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جسے چاہتا

يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۷﴾

ہے عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والا ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)
امامت جمع کر گئے۔ اس لئے کہ یہ سنت الہیہ ہے
اور اس کا قانون ہے کہ نبوت و کتاب انبیاء علیہم
السلام کی ذریت ہی میں رہے گی۔ ان سے باہر
نہیں جاسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بعد آپ کے اہلبیت ہی اس کے اہل تھے۔ کیونکہ وہ
ذریت انبیاء میں سے تھے نہ کہ ان کے غیر۔
اس کی مزید تشریح سن لیجئے۔ جب حضرت
ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اذ قال لہ ربہ
اسلم قال اسلمت رب العلمین دپ بقرہ ۱۲۹ یعنی جب
ابراہیم کے پروردگار نے اسے کہا کہ اسلام کا اظہار کر تو
اس نے کہا: میں سب جہانوں کے پروردگار پر اسلام لایا
ہوا ہوں آپ نے اپنی ذریت کے لئے بھی اسی اسلام
کی خواہش کی۔ چنانچہ فرمایا: ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ
لک دپ بقرہ ۱۱

”دین کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذریت
اور اولاد سے فرماتے۔ یا نبی ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین
فلا تمون الاوامۃ مسلمون (دپ بقرہ ۱۲۹) اے میرے
بیٹو! اللہ تعالیٰ نے دین کو صرف تمہارے لئے مصطفیٰ
کیا۔ پس تم سب مسلمان رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ
دین اور اسلام ذریت ابراہیم ہی کیلئے مختص ہوا۔ نبوت
کے لئے دعا کی۔ رہا بنا وبعث فیہم رسولاً منہم۔
لے اللہ میری ذریت سے رسول بنا۔ ارشاد ہوا: و
جعلنا فی ذریتہ النبوة واکتاب دپ عنکبوت ۳
یعنی ہم نے نبوت اور کتاب ابراہیم کی ذریت میں
قرار دیدی۔ نیز فرمایا: وجعلنا فی ذریتہا النبوة واکتاب
(تم) پھر جب آپ کو امامت مل اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
انی جاعلک للناس اماماً دپ بقرہ ۱۵ تو حضرت ابراہیم
نے دعا کی ومن ذریتتی دے کر لے اللہ تعالیٰ میری
اولاد میں امام بنا۔

پس ثابت ہوا کہ ازمنہ قرآن دین اولاد ابراہیم
کے لئے ہے۔ اسلام اور اولاد ابراہیم کے لئے ہے
نبوت ذریت ابراہیم کیلئے ہے۔ امامت ذریت ابراہیم
کے لئے ہے۔ قرآن و کتاب ذریت ابراہیم کیلئے ہے۔
پس وہ امتراض رفع ہو گیا کہ نبوت
کے خاندان میں امامت یا خلافت جمع نہیں
ہو سکتیں بلکہ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے
کہ نبوت، امامت، خلافت، کتاب خاندان
نبوت ہی میں رہ سکتی ہیں۔ ان سے باہر نہیں
جاسکتیں۔ زیادہ تفصیل کی اس جگہ گنجائش نہیں +



آيَاتُهَا

۲۲

سُورَةُ الْمُنَاجَاةِ لِتَبَدُّلِهَا

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي

إِلَى اللَّهِ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى كَيْفَ تَشْكَايْتِ كَرْتِي هِيَ۔ اور اللہ تعالیٰ تم دونوں کی گفتگو کو سنتا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سب کی سننے والا سب

الَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

إِنْ أَصْهَرْتُمْ إِلَّا إِلَىٰ وَلَدَتُمْ ۖ وَلَكُمْ لِيَقُولُونَ مُنْكَرًا

ان کی مائیں نہیں ہیں۔ مگر وہی جنہوں نے انہیں جنا۔ اور یقیناً وہ البتہ ناپسند بات

مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۖ وَالَّذِينَ

يُظْهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ

رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَٰلِكُمْ تَوْعَظُونَ بِهِ ۖ وَاللَّهُ

بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

مُتَتَابِعَيْنِ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ

فَإِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ تَوَضَّعَ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

ۚ رُكُوعًا ۖ وَالَّذِينَ يُظْهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ طَاهَرٌ مَقْصُورٌ

وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ ۖ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۚ إِنَّ

رکھو اور یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کی ہوئی حدوں ہیں۔ اور کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے۔

الَّذِينَ يُحَادُّونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَبِتُوا كَمَا كَبَتَ الَّذِينَ

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں، وہ اسی طرح ذلیل کئے گئے جیسے ان کے

مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ

لوگ ذلیل کئے گئے جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ہم نے واضح نشانیاں اتاریں۔ اور کافروں کے لئے ذلیل کرنا

مُهَيِّئٌ ۚ يَوْمَ يُبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَبِئْسَ مَا عَمِلُوا

عذاب ہے۔ جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو (زندہ کر کے) اٹھائے گا پھر انہیں بتلائے گا جو کچھ کرنا چاہتے تھے۔

أَحْصَاهُ اللَّهُ وَتَسْوَكُ ۖ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۚ أَلَمْ

اللہ تعالیٰ نے شمار کر رکھا ہے اور یہ اسے بھول گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر گواہ ہے۔ کیا تو نے غور

تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مَا

ہیں کیا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ کوئی سرگوشی

يَكُونُ مِنْ تَجْوَى ثَلَاثَةِ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَصَّةٌ إِلَّا

تین شخصوں میں نہیں ہوتی مگر اللہ تعالیٰ ان کا چوتھا ہوتا ہے لہٰذا اور نہ چارچم میں مگر اللہ تعالیٰ

هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آدَنَى مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرُ إِلَّا هُوَ

ان کا چھٹا ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ مگر وہ ان کے

مَعَهُمْ آيْنَ مَا كَانُوا ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

سہرا ہوتا ہے لہٰذا جہاں کہیں وہ ہوں پھر جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن انہیں بتلا دے گا۔

إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۚ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نَهَوُا عَنِ

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پورا پورا جاننے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو سرگوشی

التَّجْوَى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نَهَوُا عَنْهُ وَيَتَنَبَّهُونَ بِالْآثِمِ

سے منع کئے گئے تھے پھر جس چیز سے وہ منع کئے گئے وہی کرتے ہیں۔ اور وہ گناہ اور

وَالْعُدْوَانَ وَمَعْصِيَتِ الرَّسُولِ ۖ وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّوْكَ

زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی کرتے ہیں۔ اور جب وہ قہقارے پاس آئے انہوں نے

لَهُ مِنْ تَجْوَى ۚ

تفسیر صفائی ص ۲۹۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت فداں اور فداں اور ابو عبیدہ بن جراح، عبدالرحمن بن عوف اور سالم مولیٰ ابی مذلیقہ اور مغیرہ ابن شعبہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب کہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کر کے ایک فرشتہ لکھا تھا اور باہمی عہد کیا تھا اور اس پر توثیق کی تھی۔ کہ اگر محمد کا انتقال ہو گیا۔ تو ہم خلافت اور نبوت بنی ہاشم میں ہرگز جمع نہ ہونے دیں گے۔ یہی مضمون تفسیر قمی میں بھی ہے +

تفسیر صفائی ص ۲۹۳ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت اس کے علم اور محیط ہونے کی رو سے ہے نہ کہ ذات کی وجہ سے کیونکہ مکانات محدود ہوتے ہیں۔ محدود اور اجہاں گھیرے ہوئے ہیں پس اگر اس کی معیت ذاتی مانی جائے۔ تو اس کا محدود ہونا لازم آئے گا۔

تفسیر صفائی ص ۲۹۳ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں اور منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی جو آپس میں ایک دوسرے سے سرگوشی کرتے تھے۔ اور جب مومنوں کو دیکھتے تھے تو اپنی آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارے کرتے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں منع کر دیا۔ مگر انہوں نے یہی فعل پھر کیا +

يَا لِمُحِيَّتِكَ بِهٖ اللّٰهُ لَا يَقُولُوْنَ فِيْ اَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

تجھے حیاتی کی دعا دی ایسے طریقے سے کہ اس کے ساتھ تجھے اللہ تعالیٰ نے حیاتی کی دعا دی ہے اور اپنے دلوں میں کہتے

يُعَذِّبُنَا اللّٰهُ بِمَا نَقُولُ حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ يَصْلَوْنَهَا

ہیں۔ کیوں نہیں ہیں اللہ تعالیٰ مذاب کرتا جو ہم اس چیز کے جو ہم کہتے ہیں۔ ان کو جہنم کافی ہے۔ وہ کہیں داخل ہو

فَبَسَّ الْمَصِيْرُ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمْ

کے ہیں وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان لایچکے۔ جب تم باہم سرگوشی

فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَمَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ

کرتے ہو تو تم گناہ اور زیادتی اور رسول کی نافرمانی کے بارے میں سرگوشی

وَتَتَنَاجَوْا بِالْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ

نہ کیا کرو۔ اور تم نیکی اور پند امیز کاری کے بارے میں سرگوشی کیا کرو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے

تُحْشَرُوْنَ ۝ اِنَّمَّا التَّجْوٰی مِنَ الشَّيْطٰنِ لِيَحْزَنَ

مفسور میں تم اکٹھے کئے جاؤ گے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ گناہ کے بارے میں سرگوشی شیطان کی طرف سے ہے تاکہ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيْسَ بِضَارِّهِمْ شَيْْءًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ

وہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے رنج میں ڈالے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

وَعَلٰی اللّٰهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور مومنوں کو صرف اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان لایچکے۔

اِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا لِنَفْسِ اللّٰهِ

جب تمہیں کہا جائے کہ مجلسوں میں کٹاؤں کی ضرورت کشادہ ہو جایا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کر

لَكُمْ ۚ وَاِذَا قِيْلَ اَنْشُرُوْا فَاَنْشُرُوْا يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

دے گا۔ اور جس وقت کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو تو تم اٹھ کھڑے ہو اگر وہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے جو تم میں سے

اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا

ایمان لائے اور جن لوگوں کو علم دیا گیا۔ درجوں کو بلند کرے گا۔ اور جو تمہیں تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس

تَعْمَلُوْنَ خَيْرٌ ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا تَنَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ

سے پوری پوری خبر لینے والا ہے۔ اسے وہ لوگو! جو ایمان لایچکے۔ جب تم رسول سے سرگوشی کرنا چاہو

مَنْزِل

لَا لِمُحِيَّتِكَ بِهٖ اللّٰهُ

تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر فی منزل ہے کہ یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو کہتے تھے

السام علیکم اور سام ان کی لغت میں موت کو کہتے تھے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے دے علیکم اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

لَا اِنَّمَا التَّجْوٰی ۱۔ تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب تم تین آدمی موجود ہو۔ تو تم میں سے دو قریب سے الگ ہو کر کوئی بات راز میں نہ کہیں۔ کیونکہ اس سے اس کو رنج پہنچے گا۔

نیز یہ بھی منقول ہے کہ اس آیت میں تجوی سے مراد پریشان خواب ہیں۔ جنہیں انسان سونے کی حالت میں دیکھ کر غمگین ہو جاتا ہے

لَا فَافْسَحُوا ۱۔ تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ کہ تم اپنی مجلس میں وسعت کرو۔

ایک روایت میں کہا گیا ہے کہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل کرنے کے لئے اور اس شوق میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے مل کر بیٹھتے تھے۔ اس لئے حکم نازل کیا گیا

لَا فَافْسَحُوا ۱۔ تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر فی منزل ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ تو لوگ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے کھڑے ہونے سے منع فرما دیا۔ اور فرمایا ففسحوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹھنے کے لئے جگہ فراخ کرو۔ پھر فرمایا۔

اِذَا قِيْلَ اَنْشُرُوْا فَاَنْشُرُوْا کہ جب تم سے کہا جائے کہ اٹھو تو اٹھ کر کھڑے ہو جایا کرو

لَا فَافْسَحُوا ۱۔ تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر فی منزل ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حاجت طلب کرو۔ تو اپنی حاجت طلب کرنے سے پہلے کچھ صدقہ دے دیا کرو۔

تاکہ تمہاری حاجت پوری کرنے میں وہ اچھا فرمایا ہو۔ لیکن اس حکم پر سوائے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کے اور کسی نے عمل نہ کیا۔ انہوں نے ایک دینار تصدق

کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دس دینار کی باتیں کیں۔ اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا۔ تو فرمایا کہ حضرت علی ابن ابی طالب نے ہر بار راز میں بات کرتے سے پہلے صدقہ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے اس قول لا اشفعتم ان تقدوا... انہوں نے اسے منسوخ کر دیا۔ اور مجاہد نے اپنی سند سے (بطریق اہل سنت) بیان کیا ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ایک آیت ایسی ہے۔ جس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔ وہ آیت تجوی ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میرے پاس ایک دینار تھا۔ میں نے اسے بیچ کر دس درہم لئے اور جب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راز کی بات کرنے جاتا۔ تو اس سے پہلے ایک درہم صدقہ دیتا۔

اللہ تعالیٰ کے اس قول لا اشفعتم... سے کہہ کر... خیر وہاں تعلیم تک نے اس حکم کو منسوخ کر دیا

فَقَدْ مَوَّابَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ذَلِك خَيْرٌ لَّكُمْ وَ

تو تم اپنی سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ دے دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر بھی ہے اور زیادہ پاک کرنے والا

أَطْهَرُ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۱۲

بھی۔ پھر اگر تم (اس کی استطاعت) نہ پاؤ، تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

ءَ أَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيَّ نَجْوَاكُمْ صَدَقَتِ

کیا تم اس بات سے ڈر گئے کہ اپنی سرگوشی سے پہلے صدقہ دے دیا کرو۔

فَإِذْ لَمْ تَفْعَلُوا وَتَابَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں توبہ کی توفیق دی۔ پس تم نماز قائم کیا کرو اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا

زکوٰۃ دیا کرو۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کیا کرو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس

تَعْمَلُونَ ۱۳ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ

کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ کیا تم نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جنہوں نے ان لوگوں سے دوستی کی جن پر اللہ تعالیٰ

عَلَيْهِمْ طَائِفَةٌ مِّنْكُمْ وَلَا مِمَّنْهُمْ وَيَخْلِفُونَ عَلَى الْكَذِبِ

غضبناک ہوا۔ نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے، اور وہ جھوٹ پر حلف اٹھاتے ہیں۔ لے

وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۱۴ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا إِنَّهُمْ

اور وہ جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے، یقیناً جو عمل وہ

سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۱۵ اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً

کیا کرتے تھے وہ بہت ہی برا ہے۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا۔ پھر انہوں نے

فَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۱۶ لَنْ

(لوگوں کو) اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکا۔ پس انہیں ذلیل کرنے والا عذاب ہوگا۔ ان سے ان

نُغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا

کے مال اور ان کی اولاد ہرگز اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے (بچنے میں) کچھ بھی کفایت نہ کریں گے۔ یہی

أُولَئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۱۷ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ

(دور کی) آگ والے ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ تعالیٰ ان

لَهُ يَخْلِفُونَ ۱۸

قسم اٹھانے کے لئے تین لفظ معین ہیں۔ قسم

یعین۔ حلف۔ عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے

ہیں جن کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہے۔

حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جدا جدا

ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے

لئے گواہی پیش کرنا۔ قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں۔

ان سب کے بھی معنی ہیں کہ ان چیزوں کی قسم کھانی

گئی ہے۔ وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت و شان

پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی

ہیں۔ سورۃ فجر میں ارشاد ہے: وَالْفَجْرُ دَلِيلًا

عشیر والشفع والوتر واللیل اذا یسرھل فی ذلک

قسم لذی حجور۔ (یعنی فجر۔ دس راتوں۔ جنت اور

طاق اور رات جب چلنے پر ہو، ان باتوں میں صاف

عقل کے لئے قسم ہے) یعنی یہ سب چیزیں عقل مند کے

نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبان

سے گواہی دے رہی ہیں۔ یعین کے معنی

ہاتھ کے ہیں۔ یہ لفظ عموماً معاہدات کی

توثیق کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ گویا

دوسرے معاہدہ کو ضمان دینا مقصود ہوتا

ہے۔

راغب اصفہانی رقمطراز ہیں: "والیعین فی الحلف

مستعار فی الید اعتباراً بایضاح المعاهد والمخلف

غیرہ یعنی معاہدہ کرنے والا اور عیث جو دوسرے کے

ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے۔ یعین حلف کے معنی میں اسی

فعل سے مستعار لیا گیا ہے۔"

(مفردات راغب جلد ۲ ص ۲۶۶) برہان شیعہ تہا یہ طبع مصر

یعین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان

میں کہیں استعمال نہیں ہوا۔

حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ وسیع

ہے لیکن اس کے مفہوم میں وضاحت اور وقت شامل

ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے۔

جس طرح کہ آج کل کے عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی

وجہ سے قرآن مجید میں حلف کے لئے یعین (قابل

اہانت) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے ولا

تطم کل حلف مہین (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں

کھانے والے بے قدر کا) یہ لفظ جہاں بھی آیا ہے۔

منافقین کی زبان سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ

تعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لئے کہیں استعمال نہیں کیا۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ کے بار بار قسمیں کھانے کی بحث کے لئے

دیکھئے ص ۶۱ مشیہ و قرآن مجید ہذا ۴

اللَّهُ جَمِيعًا فَيَحْلِفُونَ لَهُ كَمَا يَحْلِفُونَ لَكُمْ وَيَحْسَبُونَ

ان سب کو (زندہ کر کے) اٹھائے گا۔ پھر وہ اس کے لئے ویسے ہی حلف اٹھائیں گے جیسے وہ تمہارے

أَنَّهُمْ عَلَى شَيْءٍ إِلَّا إِيَّاهُمْ هُمُ الْكَذِبُونَ ۝۱۸۱ استَحْذَرْتُمْ

لئے حلف اٹھاتے ہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کہ یقیناً وہ کسی چیز (حق پر) ہیں۔ خبردار ہو! یقیناً وہ جھوٹے ہیں۔ ان پر

الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ وَلِيكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ إِلَّا

شیطان نے قابو پا لیا۔ پس اس نے انہیں اللہ تعالیٰ کی یاد بھلا دی، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں۔ خبردار

إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَيْرُونَ ۝۱۸۲ إِنَّ الَّذِينَ يُحَادُّونَ

رہو! یقیناً شیطان کے گروہ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ یقیناً جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أُولَئِكَ فِي الْآذِلِينَ ۝۱۸۳ كَتَبَ اللَّهُ لَأَغْلِبَنَّ

کی مخالفت کرتے ہیں، وہی لوگ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا کہ ضرور ہا لظرو میں اور

أَنَا وَرُسُلِي ۝۱۸۴ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝۱۸۵ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ

میرے رسول غالب رہیں گے! یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا قوت والا اور درست ہے۔ اور تو ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ اور قیامت

بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُؤَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، ایسے لوگوں سے دوستی کرتے نہ پائیں گے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت

وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ

کی، اگرچہ وہ ان کے باپ دادا ہوں یا ان کے بیٹے ہوں یا ان کے بھائی ہوں یا ان کے قبیلہ والے ہوں۔

أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں (اللہ تعالیٰ نے) ایمان لکھ دیا اور ان کی مدد اپنی ایک (مخلوق) روح سے

مِّنْهُ طَوْفًا خَلَصَهُمْ جَنَّتِ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

کی لے اور وہ انہیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۝۱۸۶ أُولَئِكَ

وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ لوگ

حِزْبُ اللَّهِ ۝۱۸۷ إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۱۸۸

اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں۔ خبردار ہو! یقیناً اللہ تعالیٰ کا گروہ ہی فلاح پائے گا۔

لَهُ لَا غَلِبَنَّ ۝۱۸۹

تفسیر صفحہ ۲۹۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول

سے کہ روایت کی گئی کہ جب مسلمانوں نے دیکھا کہ اللہ

تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بہت سی بستیوں فتح کر دی

تو انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہاتھوں پر رحم

اور فارس فتح کر دے گا۔ تو منافقوں نے کہا: کہ کیا

تم نے فارس اور روم کو بھی ان بستیوں کی مانند سمجھ

لیا ہے جن پر تم غالب آچکے ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ

نے یہ آیت نازل فرمائی:

لَهُ بِرُوحٍ مِّنْهُ ۝۱۸۹

تفسیر صفحہ ۲۹۵ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر اور

امام جعفر صادق علیہما السلام سے منقول ہے کہ اس

روح سے مراد ایمان ہے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ

کوئی مومن ایسا نہیں ہے جس کے دل کے اندر دو

کان نہ ہوں۔ ایک کان سے تو خناس اپنے دوست

پھونکتا رہتا ہے اور دوسرے کان میں فرشتہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ کہتا رہتا ہے۔ پس اللہ

تعالیٰ اس فرشتے کے ذریعہ سے مومن کی تائید کرتا

ہے۔ اور قول خدا داہم ہر دہم عنہ کا یہی

مطلب ہے۔



رُكُوعَاتُهَا

سُورَةُ الْحَشْرِ فَذِكْرُنَا

آيَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اپڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے،

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَهُوَ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی۔ اور وہ زبردست

الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ هُوَ الَّذِي أَخْرَجَ الَّذِينَ كَفَرُوا

بڑا حکمت والا ہے۔ وہ جس نے اہل کتاب میں سے ان لوگوں کو جو کافر

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ مَا ظَنَنْتُمْ

ہو گئے۔ ان کے گھروں میں سے پہلے اکٹھے کئے نکالا۔ لے تم نے گمان بھی نہ کیا کہ

أَنْ يَخْرُجُوا وَظَنُّوا أَنَّهُمْ مَانِعَتُهُمْ حُصُونُهُمْ مِنَ

وہ نکل جائیں گے اور انہوں نے گمان کیا کہ یقیناً انہیں ان کے قلعے اللہ تعالیٰ (کے عذاب) سے بچا دیوالے ہیں

اللَّهِ فَأَتَتْهُمْ اللَّهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوا وَقَذَا

پس ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب اس جگہ سے آیا جہاں سے آنے کا وہ گمان نہیں کرتے تھے لے اور ان کے

فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبُ يُخْرِبُونَ بُيُوتَهُمْ بِأَيْدِيهِمْ وَأَيْدِي

دلوں میں رعب ڈال دیا۔ وہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں سے اور ہاتھوں کے ہاتھوں

الْمُؤْمِنِينَ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَا أَنْ كَتَبَ

خراب کرتے ہیں۔ پس عبرت حاصل کرو اے آنکھوں والو۔ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ

اللَّهُ عَلَيْهِمُ الْجَلَاءُ لَعَذَّبَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي

اللہ تعالیٰ نے ان پر جلا وطنی لکھ دی تو وہ البتہ انہیں دنیا میں ہی عذاب دیتا۔ اور ان کیلئے آخرت

الْآخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَ

میں (دور رخ کی) آگ کا عذاب ہے۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مخالفت

رَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

کی اور جس نے اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی وہ جہاں لے کہ پس یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔

نَزَلَ

لَهُ لِأَوَّلِ الْحَشْرِ:

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ حشر کے معنی کسی گروہ کو ایک مقام سے نکال کر دوسرے مقام پر لے جانا ہیں۔ اور لاول الحشر کا یہ مطلب ہے کہ یہودی مدینہ منورہ سے شام کی طرف ہجرت کرنے گئے اور ان کا آخری حشر زمانہ رجعت میں ہوگا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم نکل جاؤ۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں جائیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ ارض حشر کی طرف۔

اور تفسیر قمی میں امام حسن علیہ السلام سے اس حدیث میں جو آپ نے بادشاہ سے کہی تھی یہ منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرق کی طرف سے ایک آگ پیدا کرے گا۔ اور ایک مغرب کی طرف سے اور ان دونوں کے پیچھے دو تند ہوائیں ہونگی۔ جن کے ذریعے سے تمام لوگ بیت المقدس کی چٹان کے پاس جمع کر دیئے جائیں گے۔

لَهُ فَأَتَتْهُمْ اللَّهُ ۝ تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا عذاب مراد ہے جو عذاب اضطراب اور جلا وطنی کی شکل میں آیا۔

اور التوحید میں جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب بھیجا۔ جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا۔

مَا قَطَعْتُمْ مِّن لِّينَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَىٰ اُصُولِهَا

کھجور کے نرم درختوں میں سے جو تم نے کاٹ دیا یا اسے اپنی جڑوں پر کھڑا ہوا چھوڑ دیا۔ (تورہ)

فَيَاذَن اللّٰهُ وَلِيُخْرِىَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا آفَاءَ اللّٰهُ

اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا اور تاکہ وہ نافرمانوں کو ذلیل کرے۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے

عَلٰی رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ

رسول کو ان سے دلوایا۔ پس تم نے اس پر نہ کھوڑے دوڑائے اور

لَا رِكَابٍ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَسْلُطُ رُسُلَهُ عَلٰی مَنْ يَّشَآءُ وَّ

لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط کر دیتا ہے۔ اور

اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَا آفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ملے

مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰی

بستیوں والوں سے دلوایا۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کے لئے اور رسول کے لئے اور اس کے قرابت والوں

وَالْيَتٰمٰی وَالسَّكِيْنِ وَاٰلِ السَّبِيْلِ لَا يَكُوْنُ

اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے تاکہ وہ تمہارے توں گروں

دُوْلَةً بَيْنَ الْاَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ وَاَتَتْكُمُ الرُّسُوْلُ

کے درمیان ہی دست گرواں نہ رہے تھے اور جو کچھ تمہیں رسول نے دیا تھے

فَخُذُوْهُنَّ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ

پس اسے لے لو اور جس سے اس نے تمہیں روک دیا پس تم رک جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو یقیناً

اللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ سخت عذاب کرنے والا ہے۔ (یہ مال، ان ہجرت کرنے والے یتیموں کیلئے (بھی) ہے جو اپنے

اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ

گروہوں سے نکالے گئے اور اپنے مالوں (سے) محروم کئے گئے)۔ وہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اُولٰٓئِكَ هُمُ

رضا مندی چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں۔ یہ لوگ

منزل

تفسیر صفائی ص ۳۹۷ تا ۳۹۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق

امیر المؤمنین سے منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ

تعالیٰ نے ذی القربی سے ہیں مراد لیا ہے اور یہیں

اپنی ذات اور اپنے نبی سے ملا دیا ہے۔ جہاں یہ

ارشاد ہے۔ مَا آفَاءَ اللّٰهُ... اور تیمامی اور مسکین

سے خاص کر ہمارے یتیم اور مسکین مراد ہیں۔ اس لئے کہ

خداوند تعالیٰ نے صدقات میں ہمارا حصہ مقرر نہیں کیا۔

اور صدقہ ہم پر حرام کر دیا۔ اللہ نے ہمارا اور اپنے نبی

کا یہ اکرام فرمایا ہے۔ کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے

اس کا سبیل بچیل نہیں تھیں کھلایا۔

تفسیر مجمع البیان میں امام زین العابدین سے منقول

ہے کہ اس آیت میں الیتیمی سے مراد ہمارے یتیم اور

المسکین سے مراد ہمارے مسکین ہیں اور ابن السبیل

سے مراد جامع مسافر ہیں۔

۱۔ دَوْلَةٌ :- جو چیز گردش کرتی رہے۔ کبھی

اس کے پاس کبھی اس کے پاس۔ اس کا نام دولت

(الغات القرآن نعمانی جلد ۳ ص ۱۷)

تفسیر صفائی ص ۳۹۷ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ مال اس طرح نہ ہو جائے کہ وہ امیروں

کے ہاتھوں اور ان کے درمیان ہی دست

گرواں رہے۔

۲۔ مَا اَتَتْكُمُ الرُّسُوْلُ :-

تفسیر صفائی ص ۳۹۷ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو

تدویب فرمائی۔ تاہم انہیں اس بات پر قائم کر لیا جس

کا اس نے ارادہ فرمایا تھا۔ پھر انہیں اپنا حکم تفویض کیا

اور فرمایا، مَا اَتَتْكُمُ الرُّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ

فَاتَّخِذُوْهُ پس اللہ تعالیٰ نے جو کچھ اپنے رسول کو دیا

تھا وہ سب کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

بہیں رعایت فرمایا تھا۔ اور ایک روایت میں آیا

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو اپنی مخلوق کا مکمل معاملہ سپرد کر دیا ہے تاکہ وہ دیکھے

کہ وہ کیسی اطاعت کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہی آیت

قوات فرمائی۔

قول صاحب تفسیر صفائی :-

اس معنی میں بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن میں سے

بعض میں آنا اور زیادہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فقط خیر

کو حرام فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منشر

والی چیز کو حرام فرمایا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی

خطر اس حکم کو ہائز رکھا اور یہ مقام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی اور نبی کو عطا نہیں ہوا۔ اور بعض روایتوں میں بعض اور چیزیں بھی شمار کی گئی ہیں۔ جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سے جائز رکھا۔ مسترجعہ :- صاحب تفسیر صفائی کا یہ فرمانا کہ اللہ تعالیٰ نے صرف "خمر" کو حرام قرار دیا۔ درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "خمر" کو نہیں بلکہ

الْصَّادِقُونَ ۝ وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ

سچے ہیں۔ اور جن لوگوں نے ان سے پہلے گھر اور ایمان کا ٹھکانہ بنا لیا

قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

وہ ان سے محبت کرتے ہیں، جو ان کی طرف ہجرت کر کے آئے اور وہ اپنے سینوں میں اس چیز کی

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ

حاجت نہیں پاتے، اور جو انہیں دیا گیا، اور وہ (مہاجرین کو) اپنے نفسوں پر ترجیح

وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۖ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ

دیتے ہیں، اگرچہ انہیں خود تنگی ہو۔ اور جو شخص اپنے نفس کے بغل سے بچایا گیا۔

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ

پس یہ لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو لوگ ان کے بعد آئے۔ وہ

يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا

کہتے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش جو ایمان میں ہم سے سبقت

بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا

لے گئے۔ اور جو لوگ ایمان لائے ان کے لئے ہمارے دلوں میں کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے پروردگار

رَبَّنَا إِنَّكَ رَعُوفٌ رَحِيمٌ ۝ أَلَمْ تَر إِلَى الَّذِينَ نَافَقُوا

یقیناً تو نہایت مہربان بہت رحم کرنے والا ہے۔ کیا تو نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو منافق

يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

ہو گئے تھے وہ اپنے ان بھائیوں سے جو اہل کتاب میں سے کافر ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ اگر تم نکالے

لَيْنَ أَخْرَجْتُمُ لَنُخْرِجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيعُ فِئْتَكُمْ أَحَدًا

کچھ تو ہم ضرور بالضرور تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور ہم تمہارے بارے میں کسی کی بھی نہیں اطاعت نہ

أَبَدًا وَإِنْ قُوتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّهُمْ

کریں گے، اور اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم ضرور مدد کریں گے، اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یقیناً وہ

لَكَذِبُونَ ۝ لَيْنَ أَخْرَجُوا لَا يَخْرُجُونَ مَعَهُمْ وَلَٰكِنْ

جھوٹے ہیں۔ اگر وہ نکالے گئے تو یہ ان کے ساتھ نہیں نکلیں گے۔ اور اگر

تعالیٰ تو صرف غیر کو حرام کرے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کئی اور چیزوں کو بھی
از خود حرام قرار دے دیں +

لَهُ نَافَقُوا ۖ

تفسیر صفاتی ص ۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ یہ آیت الی بن کعب اور اس کے ساتھیوں کے
بارے میں نازل ہوئی +

لَهُ الْكَذِبِينَ كَفَرُوا ۖ

تفسیر صفاتی ص ۳۹ پر بحوالہ
تفسیر قمی لکھا ہے کہ اس سے مراد
یہود بنی نضیر ہیں +



قُوتِلُوا لَا يَنْصُرُوهُمْ وَلَئِن نَّصَرُوهُمْ لَيُوَلِّنَنَّ الْأَدْبَارُ

ان سے جنگ کی گئی تو یہ ان کی مدد نہیں کریں گے لہ اور اگر انہوں نے ان کی مدد بھی کی تو ضرور بالضرور پھینک دیں گے

ثُمَّ لَا يَنْصُرُونَ ۱۲ لَا أَنْتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِمْ

پھر وہ مدد نہیں دینگے۔ البتہ ان کے سینوں میں تمہارا ڈر اللہ تعالیٰ سے بہت زیادہ

مِّنَ اللَّهِ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُونَ ۱۳ لَا يُقَاتِلُونَكُمْ

ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ یقیناً وہ لوگ ایسے ہیں جو نہیں سمجھتے۔ وہ سب اکٹھے ہو کر تم سے

جَمِيعًا إِلَّا فِي قَرْيٍ مُحَصَّنَةٍ أَوْ مِنْ وَرَاءِ جُدُرٍ

جنگ نہیں کریں گے مگر قلعہ والی بستیوں میں یا دیوار کے پیچھے سے

بِأَنَّهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدُ كُتُوبِهِمْ جَمِيعًا وَ قُلُوبُهُمْ

ان کی آپس میں لڑائی بڑی سخت ہو کر رہی ہے لہ تو انہیں اکٹھا کھتا ہے اور ان کے دل پراگندہ

شَيْءٌ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ ۱۴ كَمَثَلِ الَّذِينَ

ہیں۔ اس لئے ہے کہ یقیناً وہ ایسے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے۔ ان کی مثال ان لوگوں جیسی

مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ

ہے جو ان سے قریب ہی پہلے ہوئے لہ انہوں نے اپنے کئے کا وبال پکھ لیا۔ اور ان کے لئے دردناک

أَلِيمٌ ۱۵ كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا

عذاب ہے۔ شیطان کی مثال کی طرح جب کہ اس نے انسان سے کہا کہ کفر کر پس جب اس نے کفر کیا کہنے

كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ

لگا یقیناً میں تم سے بری ہوں۔ یقیناً میں جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ سے

الْعَالَمِينَ ۱۶ فَكَانَ عَاقِبَتُهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدِينَ

ڈرتا ہوں۔ پس ان دونوں کا انجام یہ ہوا کہ یقیناً وہ دونوں دوزخ کی آگ میں ہوں گے وہ دونوں

فِيهَا وَ ذَٰلِكَ جَزَاُ الظَّالِمِينَ ۱۷ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

ان میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور

اللَّهُ وَلْتَنظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُوا اللَّهَ ط

پا بنے کہ نفس دیکھے کہ اس نے کل کے لئے کیا آگے بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو جو کچھ تم کرتے ہو۔

لَا يَنْصُرُوهُمْ ۱۲

تفسیر صافی ص ۲۹۶ پر ہے کہ اسی طرح ہوا کہ

ابن ابی اور اس کے ساتھیوں نے بنی نضیر کی طرف

یہی پیغام بھیجا کہ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ بیسیا

کہ اور یہی آیت میں ہے، پھر خلاف وعدگی کی

لہ بِأَنَّهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيدُ كُتُوبِهِمْ ۱۳

تفسیر صافی ص ۲۹۶ پر ہے کہ یہ ان کے ضعف

اور بزدلی کے سبب نہیں۔ کیونکہ جب وہ ایک دوسرے

سے لڑتے ہیں تو ان کی باہمی لڑائی بڑی سخت ہوتی

ہے بلکہ اس کا سبب وہ رعب ہے جو اللہ تعالیٰ نے

ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے۔ کیونکہ جو اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول کے ساتھ محارب ہو۔ یعنی جنگ

کرے وہ کتنا ہی شجاع اور زبردست ہو۔ بزدل اور

پست ہو جاتا ہے ۱۴

لہ ذَٰلِكَ ۱۵

تفسیر صافی ص ۲۹۶ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ اس سے مراد بنی قینقار ہیں ۱۶



إِنَّ اللَّهَ خَيْرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

يَقُولُوا اللَّهُ تَعَالَىٰ آلُ مُحَمَّدٍ يَجْرِي بِهِ سُلْطَانُهُ ۚ وَهُمْ يَصُدُّونَهُمْ

نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ أَنْفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ۝

اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ پس اس نے انہیں اپنا آپ بھلا دیا۔ یہ لوگ ہی فاسق ہیں۔

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ

الدُّنْيَا ۚ أَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ ۚ وَآوُوا إِلَىٰ ظِلِّهِ إِذَا ظَلَمَ الْأَرْضُ

الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ ۝ لَوْ أَنزَلْنَا هَذَا الْقُرْآنَ عَلَىٰ

جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ ۚ وَ

تِلْكَ الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ الْغَيْبُ وَالشَّهَادَةُ

هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ

الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

آسَمَاءُ اور زمین میں ہے۔ اسی کی تسبیح کرتا ہے۔ اور وہ زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

تفسیر صفاتی ص ۴۹ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا
امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ اصحاب الجنۃ
وہ لوگ ہیں جو میری اطاعت کریں۔ اور میرے بعد جناب
علی علیہ السلام کو تسلیم کریں۔ اور ان کی ولایت کا اقرار
کریں۔ اور دوزخی وہ ہیں۔ جو ان کی ولایت سے
ناخوش ہوں۔ اور میرے بعد علی بن ابی طالب علیہما
السلام سے جنگ کریں۔

تفسیر صفاتی ص ۴۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ الغیب
سے مراد وہ سب کچھ ہے جو واقع نہیں ہوا۔ اور
الشہادۃ سے مراد وہ کچھ ہے جو ہو چکا۔
تفسیر صفاتی ص ۴۹ پر ہے کہ جو چیز عدم سے
وجود کی طرف آتی ہے وہ پہلے تقدیر کی مرتبہ
میں ہوتی ہے۔ پھر تقدیر کے مطابق ایجاد کی
مرتبہ ہوتی ہے۔ پھر ایجاد کے بعد تصویر کی مرتبہ
ہوتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ان تینوں اعتباروں سے
الکی حق بھی ہے۔ الباری بھی اور المقصور بھی یعنی
تقدیر کے مطابق عدم سے وجود میں لانے والا ایجاد
کرنے والا اور صورت میں بنانے والا۔

تفسیر صفاتی ص ۴۹ پر بحوالہ التوحید
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
اپنے آبا و اجداد کے جناب امیر المؤمنین علیہ
السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے
ناموں سے نام ہیں۔ جو شخص ان کا احصاء کرے
کا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ پھر ان سب ناموں
کا ذکر فرمایا ہے۔

تفسیر صفاتی ص ۴۹ پر بحوالہ التوحید
امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت
اپنے آبا و اجداد کے جناب امیر المؤمنین علیہ
السلام سے منقول ہے کہ جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے
ناموں سے نام ہیں۔ جو شخص ان کا احصاء کرے
کا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ پھر ان سب ناموں
کا ذکر فرمایا ہے۔

ہمارے شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ
اس حدیث میں جو لفظ احصاء آیا ہے، اس
کے معنی ہیں ان ناموں کے معنی سمجھ کر
ان کے بموجب کار بند ہوتا۔ یہ
نہیں ہے کہ صرف ان کی گنتی لگن
لینا۔



آياتها

۱۳

سورة البقرة

۲

رکوعاتها

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أَوْلِيَاءَ
اسے وہ لوگو! جو ایمان لائے تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

تَلْقَوْنَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوا بِمَا جَاءَكُمْ مِنْ
تم ان کی طرف دوستی کے ساتھ پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ جو حق تمہارے پاس آچکا۔ انہوں نے اس کا انکار کر

الْحَقِّ يُخْرِجُونَ الرُّسُولَ وَإِيَّاكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ
دیا ہے۔ وہ رسول کو اور تمہیں اس لئے نکالتے ہیں، کہ تم اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے

رَبِّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِي سَبِيلِي وَابْتِغَاءَ
ہو۔ اگر تم میری راہ میں جہاد کرتے اور میری رضا مندی حاصل کرنے

مَرْضَاتِي تَسِرُونَ إِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَأَنَا أَعْلَمُ بِمَا أَخْفَيْتُمْ
کیلئے نکلے تھے۔ تو (کیوں) ان کی طرف دوستی کے ساتھ پیغام بھیجا کر بھیجتے ہو، حالانکہ جو کچھ تم نے چھپایا

وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ
اور جو کچھ تم نے ظاہر کیا، میں اسے خوب جانتے والا ہوں اور جو تم میں سے ایسا کرے گا تو وہ راہ راست

السَّبِيلِ ۝ إِنْ يَتَّقُواكُمْ يَكُونُوا لَكُمْ أَعْدَاءً وَيَسْطُوا
سے بھٹکا ہوا ہے۔ اگر وہ تمہیں پالیں (تو) وہ تمہارے دشمن ہو جائیں اور تمہاری طرف تکلیف

إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ وَأَسِنَّتُهُمْ بِالْسُّوءِ وَوَدُّوا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝
دینے کے لئے دست درازی اور زبان درازی کریں۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ کاش تم کافر ہو جاؤ۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ أَرْحَامُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
تمہیں تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد ہرگز فائدہ نہ پہنچائیں گے، قیامت کے دن۔

يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهِ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝ قَدْ كَانَتْ
وہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان ہدائی ڈالے گا۔ اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے خوب دیکھنے والا ہے یقیناً تمہارے لئے

منزل

معاذ اللہ
الوقت علی القیمة ۱۴

لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا

إِبْرَاهِيمُ اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے اچھا نمونہ ہے۔ جب کہ انہوں نے

لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءُؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ

اپنی قوم سے کہا کہ یقیناً ہم تم سے اور ان چیزوں سے جن کی تم اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کرتے ہو

اللَّهُ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ

بیزاری ہیں۔ ہم نے تمہارے ساتھ کفر کیا اور ہمارے درمیان عداوت اور بغض ہمیشہ کیلئے کھلم کھلا ظاہر ہو گیا۔

أَبَدًا حَتَّى تَوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ

یہاں تک کہ تم خدا کے واحد پر ایمان لے آؤ۔ سوائے ابراہیم کا قول اپنے چچا کے لئے کہ میں

لَا اسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ

مغفرت یا ضرورت سے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا بھی اختیار نہیں رکھتا۔

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝

اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تمہاری طرف ہی بازگشت ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَاعْفِرْ لَنَا رَبَّنَا

اے ہمارے پروردگار ہمیں ان لوگوں کیلئے فتنہ قرار نہ دے کہ جو کافر ہو گئے، اور اے ہمارے پروردگار ہمیں بخش دے

إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ

یقیناً تو زبردست بڑا حکمت والا ہے۔ یقیناً ان میں تمہارے لئے جو اللہ تعالیٰ اور

حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَهُمْ

قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اچھا نمونہ ہے۔ اور جو پھر جائے گا

يَتَوَلَّى فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَنْ

تو یقیناً اللہ تعالیٰ بے نیاز قابل حمد ہے۔ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے

يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ مَوْدَّةً وَ

درمیان اور ان لوگوں کے درمیان کہ ان میں سے تم نے دشمنی کی محبت قرار دیدے۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ

پروردگار پوری قدرت رکھنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے نہ

لہ کفرنا بکم :-

تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر ہے کہ اس کے معنی ہیں ہم نے تم سے تبرا کیا (یعنی بری اور الگ ہونے کا اظہار کیا) جیسا کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ اس آیت میں کفر کے معنی بریت یعنی الگ ہونے کے ہیں۔ یہ روایت کتاب التوحید میں ہے اور کافی میں یہی روایت امام جعفر باوق علیہ السلام سے مروی ہے۔

لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً :-

تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اولاد آدم میں سب ایماندار فقیر ہوتا تھا۔ اور ہر کافر دولت مند ہوتا ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے۔ انہوں نے دعا کی: اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں ان لوگوں کے لئے جو کافر ہو گئے فتنہ نہ قرار دے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔ اور اس گروہ میں بھی بعض کو مالدار بنا دیا۔ اور بعض کو محتاج اور اس گروہ میں بھی بعض کو امیر رکھا اور بعض کو فقیر بنا دیا۔

لَا يَنْهَكُمُ :-

تفسیر صفاتی ص ۲۹ پر مروی ہے کہ

قتیلہ بنت عبد العزیٰ حالت مشرک میں اپنی بیٹی اسماء بنت ابوبکر کے پاس کچھ مدیے (تختے) لے کر آئی۔ لیکن اسماء نے انہیں قبول نہ کیا اور اسے اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی :-



الَّذِينَ لَهُمْ يَقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

نہیں روکتا جنہوں نے دین کے بارے میں تم سے جنگ کی تھی۔ اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا

دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ

تھا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کی طرف انصاف کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست

الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الدِّينِ قَتْلُكُمْ فِي

رکھتا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے منع کرتا ہے لہٰذا کہ ان سے

الدِّينِ وَأَخْرَجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَىٰ إِخْرَاجِكُمْ

دوستی رکھو جنہوں نے تمہارے ساتھ دین کے بارے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا۔ اور تمہارے

أَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝

نکالنے پر انہوں نے (ایک دوسرے کی) پشت پناہی کی اور جو ان سے دوستی رکھے گا، پس وہ ظالم ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ

اے وہ لوگو! جو ایمان لایچکے۔ جب تمہارے پاس ہجرت کرنے والی مومنہ عورتیں آئیں، تو تم

فَاَمْتَحِنُوهُنَّ ۚ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ

ان کا امتحان کرو۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جاننے والا ہے۔ پس اگر تم نے ان عورتوں کو مومنہ

مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ

بانا تو تم انہیں کافروں کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ تو وہ ایمان والی عورتیں ان (کافروں) کے لئے حلال ہیں اور

وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۚ وَانْتَهُنَّ مَا أَنْفَقُوا وَلَا جُنَاحَ

نہ وہ (کافروں) ان (مومنہ عورتوں) کیلئے حلال ہیں اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا تم انہیں ویدو نہ اور تم پر کوئی گناہ

عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا

نہیں کہ تم ان (عورتوں) سے نکاح کرو۔ جب کہ تم ان کو ان کے مہر دے دو۔ اور تم اپنے قبضہ میں

تُسْكُوا بِعَصَمِ الْكَوَافِرِ وَسَلُّوا مَا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ

کافر عورتوں کے ناموس نہ رکھو لہٰذا اور جو کچھ تم نے خرچ کیا مانگ لو اور چاہیے کہ وہ بھی مانگ لیں جو کچھ کہ انہوں نے

أَنْفَقُوا ۚ ذَٰلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔

لہٰذا يَنْهَكُمُ اللَّهُ ۚ

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ جن سے منع کیا گیا ہے وہ مشرکین مکہ ہیں کہ ان میں سے بعض نے مومنوں کو شہر بدر کرنے کی کوشش کی۔ اور بعض نے ان نکال دینے والوں کی امداد کی ۚ

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اپنے غالب گن کے مطابق ان کے حالات کی ٹوہ لگاؤ۔ کہ ایمان کا اقرار جو وہ زبان سے کرتی ہیں۔ اس اقرار کی موافقت دل سے ہے یا نہیں ۚ

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ جب مشرکوں کی کوئی عورت مسلمانوں سے آئے تو اس کا امتحان لیا جائیگا۔ کہ وہ خدا کی قسم کھا کر کہے کہ اس کے مسلمانوں سے آئے کا سبب نہ تو اس کے اپنے کافر شوہر کی دشمنی ہے اور نہ کسی مسلمان کی دوستی۔ بلکہ صرف اسلام نے اسے اس پر آمادہ کیا۔ پس جب اسلام لانے سے پہلے ایسی قسم کھائے تو مسلمانوں کو حکم ہے کہ اس کے کافر شوہر نے جو کچھ خرچ کیا ہے وہ تم اپنے پاس سے اسے ویدو پھر کسی مسلمانوں سے اس کا نکاح کرو ۚ

لہٰذا بِعَصَمِ الْكَوَافِرِ ۚ

رسایا۔ عصمت کی جمع ہے۔ زہاج نے تصریح کی ہے کہ عصمت کے اصل معنی رتی کے ہیں۔ اور یہی معنی محمد بن نشوان حمیری نے ضیاء العلوم میں لکھے ہیں۔ اور عزیز زہرہ القلوب میں فرماتے ہیں: بعصم کے معنی رسیوں کے ہیں ماس کا واحد عصمت ہے اور عصمت کے معنی ہیں کسی چیز کو روک رکھنے کے اور اسے شریفہ ولا تسکوا بعصم الکوافر (ترجمہ متن میں) کے معنی یہ ہیں کہ ان کافر عورتوں کی رسیاں نہ تھامے رہو۔ یعنی ان سے رغبت نہ رکھو ۚ

(لغات القرآن معانی جلد ۴ ص ۳۱)

وَلَا تَقَاتِلْهُمْ شَيْءٌ مِّنْ أَرْوَاحِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَقَبْتُمْ

اور اگر تمہاری کچھ عورتیں تمہارے ہاتھ سے کافروں کی طرف جاتی رہیں۔ پھر تمہاری باری آئی لے

فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَرْوَاحُهُمْ مِّثْلَ مَا أَنْفَقُوا وَاتَّقُوا

تو جن کی عورتیں جاتی رہیں تو جتنا انہوں نے خرچ کیا تھا ان کو مے دو۔ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے

اللَّهُ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۖ يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ

رہو۔ جس پر تم ایمان رکھنے والے ہو۔ اے نبیؐ جب تمہارے پاس مومن

الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعَنَّكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَ

عورتیں آئیں کہ اس بات پر تمہاری بیعت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گی۔ اور

لَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ

شہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ اپنے خاوندوں

بِهَتَانٍ يَفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا

بہتان اپنے ہاتھوں اور اپنے پاؤں کے مابین بہتان باندھیں گی لے (یعنی حرامی نہتے گوشہ کا پھرنے قرار دیں گی) اور نہ کسی

يَعَصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ

نیکی میں تمہاری نافرمانی کریں گی پس تو ان سے بیعت لے۔ اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ۔ یقیناً

اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۖ يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے تم ان لوگوں سے

تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَاسُوا مِنْ

دوستی نہ کرو لے جن پر اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوا۔ یقیناً وہ آخرت سے ایسے

الْآخِرَةِ كَمَا يَبِيسُ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۚ

مایوس ہوئے۔ جیسا کہ کافر قبروں والے (مردوں کے زندہ ہونے) سے مایوس ہو گئے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ ۖ صَلِّ وَسَلِّمْ وَنَبِِّۖ

اے نبیؐ! سلام و تسلیم کر اور نبیؐ بن کر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ دعا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تم نے بدلہ دیا۔ تم نے سزا دی۔ تمہاری باری آئی
معاقبہ سے ماضی کا معنی جمع مذکر حاضر۔ آیت شریفہ
ان فاتکھ... کے متعلق ابو جہر یہ بھی تاج المصداق
میں لکھتے ہیں۔ عاقبتہ کا مطلب یہ ہے کہ نتیجہ تمہارا
حق میں نہ ہو اور غلبہ تمہارا ہو۔ تا آنکہ تم غنیمت
حاصل کر لو۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ تم نے جنگ میں
ان کو اتنی عقوبت پہنچائی کہ غنیمت حاصل کر لی۔
یہ بھی نے معاقبہ کے حسب ذیل معانی لکھے
ہیں۔ (۱) عقوبت کردن۔ (۲) از پے کے در آمدن۔
(۳) بر نوبت کار سے کردن وغنیمت یا فتن۔ آیت مذکورہ
میں سب معانی بن سکتے ہیں۔ (۱) تم نے ان کو سزا دی۔
(۲) تم نے ان کا تعاقب کیا (۳) تمہاری باری آئی۔
(۴) تم نے غنیمت پائی۔

ہر صورت میں مراد یہ ہے کہ جب تمہاری ادا ہوئی
مہر کی باری آئے۔ کیونکہ یہ سب معانی کامیابی اور فتح
وظفر پر دلالت کرتے ہیں۔ جس کے بعد ادا ہوئی مہر میں
کرتی وقت نہیں۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۸۵)

اور تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے
کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہاری بعض عورتیں ایسے
کافروں سے بائیں جن سے تمہارا معاہدہ نہیں ہے۔ اور
پھر تمہیں مال غنیمت ہوتا آئے تو جن لوگوں کی بیعت ہو چکی
ہے۔ ان کو اتنا روپیہ دیدو جتنا کہ انہوں نے خرچ کیا۔
لے بہتان :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر بحوالہ الجوامع منقول ہے
کہ بعض عورتیں گوسے پڑے (حرامی) بچوں کو امثالیتی
تھیں۔ پھر اپنے خاوندوں سے کہتی تھیں کہ یہ تمہارا

بڑا کام ہے۔ ایسا بہتان جسے
انہوں نے اپنے ہاتھوں اور
پاؤں کے درمیان باندھا اس
سے کنایہ کے طور پر وہ بچہ مراد
ہے جو انہوں نے جھوٹ موت اپنے
خاوندوں کے گلے منڈھا۔ اس لئے

کہ وہ پیٹ جس میں بچے کا حمل ہوتا ہے دونوں ہاتھوں
کے درمیان ہے اور انعام نہانی جس سے عورت بچے
بہنتی ہے۔ دونوں پاؤں کے درمیان ہے +
لے قَوْمًا :-

تفسیر صفائی ص ۲۹ پر ہے کہ اس سے عام کفار مراد
ہیں یا یہودی۔ اس لئے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ
یہ آیت بعض محتاج مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی
ہے۔ جو یہودیوں کے ساتھ اس نیت سے میل جول رکھتے تھے کہ انہیں ان کے باغوں میں سے کچھ میوے مل جایا کریں +

سَبَّحَ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۱

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب نے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی اور وہ زبردست بڑا حکمت

الْحَكِيمُ ۝۱ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲

والا ہے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے۔ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ ۱۔

كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳

اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ناپسندیدہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم کرتے نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًا كَاَنَّهُمْ

ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیدھے پلائی ہوئی

بَنِيّٰن مَّرْصُوْصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يَقُوْمُ لِمَ

عمارت ہیں۔ اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اے میری قوم تم مجھے کیوں ایذا دیتے ہو

تُؤْذُوْنِيْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ فَلَمَّا

حالانکہ تم جانتے ہو، کہ یقیناً میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ پس جب وہ بچ ہو گئے

رَاغُوْا اَزَاغَ اللّٰهِ قُلُوْبُهُمْ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۵

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو گمراہ کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

وَاِذْ قَالَ عِيسٰى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِيْ اِسْرَءٰٓءِيْلَ اِنِّيْ

اور (وہ وقت یاد کرو) جب کہ عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل یقیناً میں تمہاری

رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيِّ مِنْ

طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، میں تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں جو میرے سامنے ہے۔ اور

التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اَسْمٰٓءُ

ایک رسول کی بشارت دینے والا ہوں، جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا۔ ۲۔

اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۶

پس جب وہ ان کے پاس واضح دلیلیں لے کر آیا، تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكُذِبَ وَهُوَ

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے، جس نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتر کیا، حالانکہ وہ

منزل ۴

لَهُ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۷

تفسیر صفاتی ص ۳۹۹ پر ہے کہ مروجی سے کہیں

یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ کون

سا عمل اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو

ہم اس میں اپنے مال بھی خرچ کریں گے۔ اور اپنی

جہاں بھی لڑا دیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

ان اللہ يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا۔

لیکن اُحد کے دن وہ بھاگ گئے جس پر آیت منزل

ہوئی: لہر تقولون ما لا تفعلون ۵

۱۔ اسْمُہُ اَحْمَدُ ۝۷

تفسیر صفاتی ص ۳۹۹ پر بحوالہ اعمالی ایک حدیث

منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کو جہاں بھی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی بشارت

دی تو ان کی صفت میں فرمایا: سُرْخِ اوْثِ والے۔

چاند سے چمڑے والے۔ اور غور توں سے بہت نکاح کرنے

والے کی۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول

ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مبعوث فرمایا

تو انہوں نے کہا میرے بعد نبی آئے گا۔ جس کا نام

احمد ہوگا۔ وہ اولاد اسماعیل سے ہوگا۔ اور میری بھی

تصدیق کرے گا اور تمہاری بھی۔ وہ میرے مدد کو بھی

بیان کرے گا اور تمہارے مدد کو بھی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ بشارت

نبیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت

دی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو مبعوث

فرمایا۔ پس آپ نے محمد کی بشارت دی۔ اور وہ (ہر

نبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دینا، اللہ تعالیٰ کا

قول ہے یجددہ مکشوراً عندہم فی التورۃ و الانجیل یا صرہم بالمعروف و نہیہم عن المنکر

رہ (اعراف ۱۵) یعنی یہود اور نصاریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام

کا نام اور صفات اپنی کتابوں میں پاتے ہیں۔ یعنی

توریت اور انجیل میں۔ وہ انہیں نیکیوں کا حکم دیتا ہے

اور برائیوں سے روکتا ہے اور وہ سراسر اللہ تعالیٰ کا قول

یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، مبشر اجمعین

یاتی من بعدی اسمہ اَحْمَدُ

اور من لا یخصیہ الفقیہ میں انہی حضرت سے

منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام

حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں مافی تھا اور موسیٰ کی

توریت میں حاد اور حضرت عیسیٰ کی انجیل میں احمد

ہے اور قرآن مجید میں مُحَمَّد ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ کسی یہودی نے آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کا نام احمد کیوں رکھا گیا تو آپ نے فرمایا: اس لئے کہ میں نے بہ نسبت زمین کے آسمانوں پر اللہ تعالیٰ کی حمد زیادہ کی ہے ۴

اَحْمَدُ الفعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغہ کا فاعل بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد کرنے والے اور مبالغہ مفعول بھی یعنی اپنے اوصافِ حمید کے

باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی۔ (لغات القرآن معانی جلد ۱ ص ۳۹)

يُدْعَى إِلَى الْإِسْلَامِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ

نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ

بِوَرَأْسِهِ ۝ اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَى

تِجَارَةٍ تَنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝ تَوَفِّيْتُمْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ

وَتَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ

فِي سَبِيلِ اللَّهِ ۝ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ

وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٌ

طَيِّبَةٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۝ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

وَأُخْرَى ۝ تَحِبُّونَهَا نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۝ وَبَشِيرٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

بَنِي إِسْرَءِيلَ ۝

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى

۹۰

لَهُ تَجَاهِدُونَ ۝

تفسیر صافی ص ۳۹۹ پر بحوالہ تفسیر

قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے اس سے پہلے

آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ لوگوں

نے کہا تھا کہ اگر ہمیں وہ تجارت معلوم ہو جاتی جو

ہمیں دردناک عذاب سے بچا سکتی ہے تو ہم اس

کے بارے میں اپنے مال اور جان اور اولاد سب کچھ

خرچ کر دیتے۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں نازل

کیں۔ جو تو متوکل ہا اللہ سے لے کر ذالک الظن

العظیم تک ہیں ۝

لَهُ فَتَحٌ قَرِيبٌ ۝

تفسیر صافی ص ۳۹۹ پر بحوالہ تفسیر قمری منقول

ہے کہ اس سے مراد قائم آل محمد کی فتح ہے اور

فتح مکہ بھی ۝

ابن مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ

نے حواریوں سے کہا کہ کون اللہ تعالیٰ کی طرف جہانے میں امیر سے مددگار ہیں۔ حواریوں نے کہا

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَنْتُ ظَلِيفَةً مِّنْ

کہ ہم اللہ تعالیٰ کے مددگار ہیں لہٰذا

بَنِي إِسْرَءِيلَ وَكَفَرْتُ ظَلِيفَةً فَأَيَّدَنَا الَّذِينَ آمَنُوا

گروہ ایمان لے آیا اور ایک گروہ نے انکار کر دیا۔ پس جو لوگ ایمان لے آئے

عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَاصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿۱۳﴾

ہم نے ان کے دشمنوں کے برخلاف ان کی مدد کی پس وہ غلبہ پائیے ہو گئے لہٰذا

آيَاتُهَا ۱۱ سُوْرَةُ الْاِنْجِلِ فَذِكْرٌ نَّبِيٍّ رَّكُوعًا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھو) ساتھ مع اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

يَسْبِغُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ

جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ بادشاہ پاکیزہ زبردست

الْقَدَّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۱۰ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْاُمَمِ

بڑے حکمت والے کی تسبیح کرتا رہتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ (وہی ہے جس نے ام القریٰ کے رہنے لہٰذا

رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

والوں میں انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا جو ان پر اس کی آیتیں (احکام) پڑھتا ہے اور انہیں پاک

الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلٰلٍ

کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اور اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں

مُبِيْنٍ ۷ وَالْاٰخِرِيْنَ مِّنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۶ وَهُوَ الْعَزِيْزُ

تھے۔ اور ان میں سے دوسرے لوگوں میں بھی جو ابھی ان سے نہیں ملے اور وہ زبردست بڑا حکمت

الْحَكِيْمِ ۱۳ ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيْهِ مَن يَّشَآءُ ۵ وَاللَّهُ

والا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ

جو ہر چیز کی اصل اور بنیاد اور مرکز کا درجہ رکھتا ہو اور جس کی طرف ہر شے تقبلاً و باطناً وابستہ ہو۔ مال کو ام انہی معنوں میں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ہجرت کی اصل یا بنیاد یا جڑ مال کا

پیٹ ہی ہوتا ہے۔ امام بھی ام ہی سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں یا ام الخلق الیہ جس کی طرف تمام مخلوقات رجوع کرے اور تقبلاً و باطناً اس سے وابستہ ہو۔ ام القریٰ۔ ام الکتاب بھی انہی معنوں میں ہے۔ ام القریٰ کے معنی ہیں وہ قریہ جس کی طرف تمام دوسرے قریوں اور شہروں کا رجوع ہو۔ چونکہ مکہ معظمہ ایسے مقام پر واقع ہے جہاں ارد گرد کے قریے اکٹھے ہیں اور دنیا بھر کے لوگوں کا رجوع بھی مکہ معظمہ ہی کی طرف ہے اس لئے اسے ام القریٰ کہتے ہیں۔ ام الکتاب کا بھی یہی مطلب ہے کہ یہ ایسی ہے جس کی طرف تمام کتابوں کا رجوع ہے پہلی تمام کتابیں اور صحیفے اسی قرآن مجید کی طرف راجع ہیں۔ کما قد تعالیٰ ان هذا فی الصحف الاولى صحت ابراہیم و موسیٰ دین سجد اسم ۱۱ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

لَهُ الْخَوَارِيُّوْنَ ۱۰

حواری کے معنوں کے لئے قرآن ہذا کا سبب ماحیہ ملاحظہ کریں۔ وہاں تفصیل سے لکھ دئے گئے ہیں۔

لَهُ ظَاهِرِيْنَ ۱۰

غالب۔ غلبہ پانے والے۔ ظہور سے بمعنی اور پر ہونے اور غلبہ پانے کے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر ظاہر کی جمع بجاالت نصب وجر۔

(لغات القرآن معانی جلد ۲ ص ۱۲)

اور تفسیر صفائی ص ۲۹۹ پر ہے کہ ظاہرین کے معنی ہیں کہ وہ غالب آئیے ہو گئے۔

لَهُ فِي الْاُمَمِ ۱۰

تفسیر صفائی ص ۲۹۹ پر بحوالہ تفسیر قمی

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے امتین کے بارے میں منقول ہے کہ وہ لوگ نکلتے تو تھے۔

لیکن چونکہ ان کے پاس نہ خدا کی طرف سے کوئی کتاب آئی تھی اور نہ کوئی رسول آیا تھا۔ اس لئے خدا نے

الامیتین فرمایا:

علل الشرائع میں ہے کہ امام محمد تقی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کو کون سی چیزیں توحفرت نے فرمایا کہ

عام لوگ کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ تو یہ کہتے

ہیں کہ آنحضرت مسلم کا نام امی اس لئے رکھا گیا کہ

آپ میں کھنے کی صلاحیت نہ تھی۔ آپ نے فرمایا: وہ

بھوٹ بولتے ہیں خدا ان پر لعنت کرے۔ یہ کیونکر ہو

سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: هو الذي

بعث في الامم رسولاً منهم يتلو عليهم آياته

ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة۔ پس آنحضرت

مسلم انہیں اس چیز کی تعلیم کس طرح دیتے تھے۔ جس

کی وہ صلاحیت نہ رکھتے تھے۔ خدا کی قسم جناب رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر یا یہ فرمایا کہ بہتر

زبانوں میں نکلتے پڑھتے تھے۔ اور آپ کو امی اس لئے

کہا گیا کہ آپ مکہ کے رہنے والے تھے اور مکہ اہمات

القریٰ میں سے ہے اور وہی اللہ تعالیٰ کے اس قول

کا مطلب ہے لتذم الامم القریٰ ومن حولہا رب

الانعام ۱۱۳

لمترجم ۱۰۔ امی کے لفظ سے اکثر اہل علم نے

دھوکا کھایا ہے۔ یہ لفظ ام سے ماخوذ ہے جس کے

لغوی معنی ہیں اصل ہر چیز۔ ہر چیز کی جڑ اور بنیاد

مرکز (بیان اللسان ص ۱۲ اور منتخب لغات ص ۱۲)

پس امی کے معنی ہوئے منسوب بہ ام یعنی وہ وجود مقدس

کی اصل اور بنیاد اور مرکز کا درجہ رکھتا ہو اور جس کی طرف ہر شے تقبلاً و باطناً وابستہ ہو۔ مال کو ام انہی معنوں میں کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ہجرت کی اصل یا بنیاد یا جڑ مال کا

پیٹ ہی ہوتا ہے۔ امام بھی ام ہی سے مشتق ہے۔ جس کے معنی ہیں یا ام الخلق الیہ جس کی طرف تمام مخلوقات رجوع کرے اور تقبلاً و باطناً اس سے وابستہ ہو۔ ام القریٰ۔ ام الکتاب بھی انہی معنوں میں ہے۔ ام القریٰ کے معنی ہیں وہ قریہ جس کی طرف تمام دوسرے قریوں اور شہروں کا رجوع ہو۔ چونکہ مکہ معظمہ ایسے مقام پر واقع ہے جہاں ارد گرد کے قریے اکٹھے ہیں اور دنیا بھر کے لوگوں کا رجوع بھی مکہ معظمہ ہی کی طرف ہے اس لئے اسے ام القریٰ کہتے ہیں۔ ام الکتاب کا بھی یہی مطلب ہے کہ یہ ایسی ہے جس کی طرف تمام کتابوں کا رجوع ہے پہلی تمام کتابیں اور صحیفے اسی قرآن مجید کی طرف راجع ہیں۔ کما قد تعالیٰ ان هذا فی الصحف الاولى صحت ابراہیم و موسیٰ دین سجد اسم ۱۱ چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَثَلُ الَّذِينَ حُمِلُوا الثَّوْرَةَ

بہت بڑے فضل والا ہے۔ ان لوگوں کی مثال جنہیں ثوریت کا بوجھ اٹھایا گیا۔ پھر

ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا ۝

انہوں نے اسے نہ اٹھایا۔ گرجے کی مثال جیسی ہے جو کتابوں کو اٹھاتا ہے۔ جن

مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا ان کی مثال بہت بُری ہے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی قوم کو

الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ قُلْ يَأَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِنْ زَعَمْتُمْ

منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔ (اے رسول) کہہ دو لوگو! جو یہودی ہو اگر تم نے

أَنْتُمْ أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمُوتُوا الْمَوْتِ إِنْ

یہ دعویٰ کیا ہے کہ ضرور تم ہی لوگوں کے سوا اللہ تعالیٰ کے دوست ہو۔ اگر تم سب سے ہو تو

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَا يَتَمَنَّوْنَ أَبَدًا بِمَا قَدَّمْتُمْ إِلَيْهِمْ

موت کی تمنا کرو۔ اور وہ کہیں بھی اس کی تمنا نہیں کریں گے یہ سب ان (اعمال) کے جو ان کے ہاتھ

وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ قُلْ إِنْ الْمَوْتُ الَّذِي

نے آگے بھیجے اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ یقیناً وہ موت جس سے تم بھاگتے

تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلَاقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَلَيْهِ

ہو۔ پس یقیناً وہ نہیں بچے ہی والی ہے پھر تم غیب اور ظاہر کو جاننے والے (اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹائے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَأَيُّهَا

جاؤ گے پھر وہ تمہیں بتائے گا۔ جو کچھ تم کیا کرتے تھے۔ اے وہ لوگو!

الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

جو ایمان لائیکے ہو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے ندا دی جائے

فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۚ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ

تو تم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے

إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي

اگر تم جانتے ہو۔ پھر جب نماز تمام کی جائے، تو تم زمین میں

گیا۔ ارشاد ہے: کیف اذا اجتمعنا من كل امته بشهيد
وجئناك من على هؤلاء شهداء ربك النساء ۱۷ ہر
نبی اپنی اپنی امت پر شہید اور نگران ہوتا ہے اور
ہر امت اپنے نبی کی طرف رجوع کرتی ہے جس پر قول
حضرت عیسیٰ مشابہ ہے: كنت شهيدا عليهم ما كنت
فيهم۔ دیکھنا ۱۷) لیکن کل انبیاء کی شہادت
آنحضرت صلعم دیں گے اور کل انبیاء کا رجوع آپ کی
طرف ہوگا۔ پس آپ کل انبیاء اور مخلوق کا مرجع اور مرکز
ہوں گے۔ اس لئے آپ کو امی کہا ہے۔

آیت ہذا میں رسول کی صفت موجود ہے بعلمہم
الكتاب والحكمة کہ وہ انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم
دیتا ہے۔ الكتاب سے کل کتابیں ملو ہیں اور الحکمت
سے کل علوم منطوق فلسفہ وغیرہ وغیرہ کیا ایسا نبی جو
ایسی بلند تعلیم دینے پر مامور من اللہ ہو۔ ان پڑھ
اور جاہل (نحوذ باللہ) کہلا سکتا ہے۔ ارشاد ہے:
اقبل باسم ربك (پڑھ علق ۱) اے رسول! تو پڑھ
خدا کہتا ہے کہ پڑھ اور لوگ کہتے ہیں کہ رسول
ان پڑھ تھا۔ یہ طرفہ معجون ہے۔ پھر ارشاد ہے الذی
علم بالقلم (علق ۱) اللہ تعالیٰ نے قلم سے سکھایا
یعنی لکھنا بھی سکھا دیا۔ ثابت ہوا کہ رسول پڑھے
ہوئے تھے اور لکھنا بھی خدا نے سکھا دیا تھا۔ البتہ
آپ کسی مسجد یا مدرسہ کے نہیں پڑھے ہوئے تھے۔
اور پڑھائے ہوئے تھے۔ اور پڑھائے ہوئے بھی
ایسے کہ فرمایا علمک مالک تکن تعلم ربك النساء
(۱۷) کل علوم پڑھا دیئے۔

پس آنحضرت صلعم امی ان معنوں
میں تھے کہ آپ ام القریٰ کے رہنے والے
تھے اور اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے تھے۔
آپ کو علم لدنی تھا اور آپ تمام انبیاء اور
مخلوقات کے مرجع اور مرکز تھے۔ اسی پر حدیث قدسی
پر دل ہے: لولاک لما خلقت الافلاك۔ لہذا آپ
ہی باعث ایجاد خلق تھے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس
سے زیادہ تفصیل اس مختصر میں ممکن نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ۲۸)
لہ یوم الجمعة

تفسیر صفائی منہ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے
کہ اس کا نام جمعہ اس لئے ہوا کہ اس دن لوگ نماز کے
لئے جمع ہوتے ہیں۔

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے
کہ روز جمعہ کا نام جمعہ اس لئے رکھا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن اپنی تمام مخلوق کو جمع کر کے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے وصی کی ولایت کا سب سے عہد لیا۔ نیز
اسی کتاب میں انہی حضرت سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ سے جمعہ تک لوگوں کے ذمہ پچیس نمازیں واجب فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک کا جماعت سے پڑھنا واجب ہے اور
وہ جمعہ کی نماز ہے۔ اور یہ نو قسم کے آدمیوں سے معاف ہے۔ (۱) نابالغ و طحا (۲) بہت زیادہ بوڑھا (۳) دیوانہ (۴) مسافر (۵) غلام (۶) عورت (۷) بیمار (۸) نابینا (۹) وہ
شخص جو مقام نماز سے چھ میل شرعی کے فاصلہ پر رہتا ہو۔

نیز

الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا

پہیل جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرو۔ تاکہ

لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ ۱۵ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا

تم فلاح پا جاؤ۔ اور جب انہوں نے کسی تجارت کو دیکھا تو اس کی طرف دوڑ

إِلَيْهَا وَتَرَكُوا قَابِلًا ۚ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِمَّنْ

پڑے اور انہیں (نمازیں) کھڑا چھوڑ گئے ۱۵ (وہ رسول) کہہ کر جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ کھیل کود

اللَّهُ وَ مِنَ التِّجَارَةِ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ۱۶

سے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سب رزق دینے والوں سے بہتر ہے۔

آيَاتُهَا ۱۱ سُورَةُ الْمُنٰفِقِيْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ اللّٰهَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ ۱۲

اِذَا جَاءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلٌ

(وہ رسول) جب منافق تیرے پاس آئے تو کہنے لگے ہم گواہی دیتے ہیں کہ یقیناً تو اللہ تعالیٰ کا رسول ہے۔

اللّٰهُ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهُ ۚ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اَنَّ

اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ یقیناً تو اس کا رسول ہے اور اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے

الْمُنٰفِقِيْنَ لَكَذٰبُوْنَ ۱۳ اَتَّخَذُوْا اٰیٰتَهُمْ جُثَّةً فَعَصَوْا

کہ یقیناً منافق سمجھوٹے ہیں ۱۳ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا، پھر انہوں نے

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۱۴ ذٰلِكَ

(لوگوں کی) اللہ تعالیٰ کے راستے سے رکا۔ یقیناً جو عمل وہ کیا کرتے تھے بہت بُرا ہے۔ یہ اس

بِاٰتِهِمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا

لئے ہے کہ یقیناً وہ ایمان لائے پھر انہوں نے کفر کیا، پس ان کے دلوں پر چھاپ لگا دیا گیا پھر

يَفْقَهُوْنَ ۱۵ وَاِذَا رَاٰتِهِمْ تَجَبُّكَ اَجْسَامُهُمْ طَوٰلًا

وہ نہیں سمجھتے۔ جب تو نے انہیں دیکھا ان کے جسم تجھے غور سے لگے ۱۵ اور اگر

۱۵ تَرَكَوْكَ قَابِلًا ۚ

تفسیر صافی ص ۲۵ پر بحوالہ تفسیر فی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے کہ ایک قافلہ غلے لے کر آیا۔ اور اس کے آگے تاشے اور ڈھول بجائے تھے۔ پس لوگ نماز چھوڑ چھوڑ کر تماشہ دیکھنے چلے گئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے منقول ہے کہ ایک قافلہ ایسے وقت آیا جبکہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلعم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس لوگ نماز توڑ کر اس کی طرف دوڑے چلے اور بارہ آدمیوں کے سوا جن میں میں بھی تھا کوئی باقی نہ رہا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا، کہ اسی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر تم سب کے سب چلے جاتے یہاں تک کہ ایک بھی باقی نہ رہتا تو اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے کے لئے اس تمام میدان کو آگ سے بھرو دیتا ۱۵ لَكِنْ يُّوْنٰ ۱۶

تفسیر صافی ص ۲۵ پر بحوالہ احتجاج طبری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپ سے طاؤس یحانی نے پوچھا کہ وہ کونسی قوم ہے جس نے بھی شہادت دی۔ لیکن وہ کاذب ہے۔ آپ نے فرمایا: منافقین! جبکہ انہوں نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں ۱۳ اَجْسَامُهُمْ ۱۴

تفسیر صافی ص ۲۵ پر ہے کہ اس سے مراد ان لوگوں کے جسموں کی ضخامت اور صباحت ہے ۱۵

يَقُولُوا تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسْتَدَلٌّ يَّحْسَبُونَ

توان کی باتوں کو سنتا ہے لے گویا کہ وہ دیوار سے لگی ہوئی کڑیاں ہیں لے وہ ہر چیز

كُلَّ صَيَّةٍ عَلَيْهِمُ الْعَدُوُّ فَأَحْذَرَهُمْ قَتَلَهُمْ

کو اپنے اوپر (بٹرنے والی) ہی گمان کرتے ہیں۔ وہ دشمن ہیں پس قرآن سے بچتا رہ۔ اللہ تعالیٰ

اللَّهُ أَنَّى يُوَفِّكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ

انہیں قتل کرے وہ کہاں جگے پھرتے ہیں لے اور جب انہیں کہا گیا اے اللہ کا رسول تمہارے لئے بخشش

لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ لَوْ أَرَأَوْهُمْ وَرَأَيْتَهُمْ

طلب کرے گا۔ انہوں نے اپنے سروں کو پھرا لیا۔ اور تو نے انہیں دیکھا کہ

يَصُدُّونَ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ۝ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ

وہ باز رہتے ہیں اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ان پر برابر ہے خواہ

أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ

تو نے ان کے لئے بخشش مانگی یا تو نے ان کے لئے بخشش نہ مانگی۔ اللہ تعالیٰ انہیں

اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝

ہرگز نہ بخشنے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نافرمانوں کی قوم کو منزل مقصود تک نہیں پہنچاتا۔

هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تُنْفِقُوا عَلَىٰ مَنْ عِنْدَ

یہ وہی ہیں جو کہتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول کے پاس ہیں ان پر خرچ مت کرو۔

رَسُولِ اللَّهِ حَتَّىٰ يَنْفَضُوا وَيَلَهُ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ

یہاں تک کہ وہ متفرق ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کے لئے آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَفْقَهُونَ ۝ يَقُولُونَ

زمین کے خزانے ہیں، لیکن منافق لوگ نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں

لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا

کہ اگر ہم مدینہ کی طرف پلٹ گئے، تو جو زیادہ عزت دار ہے وہ اس میں سے زیادہ ذلیل کو ضرور باہر

الْأَذَلُّ وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ

نکال دیے گا۔ اور عزت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہی ہے۔ لیکن

لے تَسْمَعُ لِقَوْلِهِمْ :-

تفسیر صافی ص ۱۵ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ اے رسول آپ ان کی باتوں کو اس

لئے کان لگا کر سنتے ہو کہ وہ تیز زبان اور شیریں

کلام ہیں +

لے خُشُبٌ مُّسْتَدَلٌّ :-

تفسیر صافی ص ۱۵ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ وہ لوگ علم اور دقیق نظری سے خالی

ہیں۔ گویا کہ وہ صرف دیوار سے لگی ہوئی موڑیں

ہی ہیں +

لے يُوَفِّكُونَ :-

تفسیر صافی ص ۱۵ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ وہ لوگ حق سے کس طرح پھر جاتے ہیں +

الْمُفْقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ يَأْيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ

منا لوق لوگ نہیں جانتے۔ اسے وہ لوگوں جو ایمان لا چکے نہیں تمہارے مال

أَمْوَالِكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ

اور تمہاری اولاد، اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کریں۔ اور جو ایسا کرے گا۔

ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ ۚ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا

پس وہ لوگ ہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تمہیں رزق دیا ہے

رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ

اس میں سے خرچ کرو، ہمیشہ اس کے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے۔ پھر وہ کہے گا

رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۖ فَأَصْدَقَ وَ

اے میرے پروردگار تو نے مجھے ایک قریب کی مدت تک کیوں ڈھیل دے دی۔ پھر میں خیانت کرتا، اور

أَكُنُّ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا

میں صالحین میں سے ہو جاتا۔ لے اور اللہ تعالیٰ کسی نفس کو ہرگز ڈھیل نہیں دے گا

جَاءَ أَجَلُهَا ۚ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

جبکہ اس کی اجل آجائے گی اور اللہ تعالیٰ خوب خبر رکھنے والا ہے اس کی جرم کرتے ہو۔

إِيَّاهُ ۚ سُوْرَةُ التَّغَابُنِ مَبْدِيَّتُهَا ۚ رُكُوعَاتُهَا ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ تعالیٰ ہی کی تسبیح کرتا ہے۔ بادشاہت

الْمُلْكِ وَلَهُ الْحَمْدُ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

اسی کے لئے ہے اور ہر قسم کی حمد (پس) اسی کیلئے ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

قَدِيرٌ ۚ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّ

والا ہے۔ وہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پس تم میں سے کوئی کافر ہے اور

مَنْزِلٌ

لَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ :-

تفسیر صافی ص ۵۰ پر بحوالہ من لا یحضرہ
الفقیہ منقول ہے کہ معصوم سے اللہ تعالیٰ کے
قول فاصدق و اکن من الصالحین کے بارے
میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اس کا مطلب
یہ ہے کہ میں صدقہ دیتا اور حج کر کے صالحین میں
ہوتا۔
اور تفسیر مجمع البیان میں جناب امام جعفر صادق
علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت "صلاح" سے
مراد حج کا ادا کرنا ہے +

مِنْكُمْ مُؤْمِنٌ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ خَلَقَ

تم میں سے کوئی مؤمن ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو خوب دیکھنے والا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس نے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ

آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پس کیا۔ اور تمہاری صورتیں بنائیں پس اس نے تمہاری بہت

صُورَكُمْ ۚ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ

اچھی صورتیں بنا دیں لہ اور اسی کی طرف بازگشت ہے۔ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ط

زمین میں ہے، اور وہ جانتا ہے جو کچھ تم پھیلاتے ہو اور جو کچھ ظہر کرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ

اللَّهُ عَلَيْهِ يَذَاتِ الصُّدُورِ ۝ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبُؤُا

سینوں کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا تمہارے پاس ان لوگوں کی خبر نہیں آئی جو

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهُمْ

پہلے سے کافر ہو گئے پس انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا۔ لہ اور ان

وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ

کے لئے دردناک عذاب ہے۔ لہ یہ اس لئے کہ یقیناً ان کے پاس ان کے رسول و وحی و کتبیں

رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالُوا أَبَشْرٌ يَهْدُونَنَا فَكَفَرُوا

لے کر آیا کرتے تھے۔ پس وہ کہنے لگے کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرتا ہے لہ پس وہ کافر ہو گئے، اور

وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللَّهُ وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَبِيدٌ ۝

انہوں نے منہ پھیر لیا اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی پروا نہ کی۔ اور اللہ تعالیٰ بے نیاز قابلِ حمد ہے۔

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا ط قُلْ بَلَىٰ وَ

کافروں نے گمان کیا کہ وہ ہرگز (زندہ کر کے) نہ اٹھائے جائیں گے۔ (اے رسول) کہہ دو کہ ہاں میرے پروردگار کی قسم تم ضرور

رَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّيُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ط وَذَلِكَ

(زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔ پھر جو کچھ تم نے کیا اس سے ضرور بالضرور تمہیں خبر دی جائے گی، اور یہ اللہ تعالیٰ

عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ

پس تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور اس نور پر ایمان لاؤ گے

لہ مُؤْمِنٌ كُھ۔

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کائنات کی صفات سے متصف کیا اور ایجادات کی خصوصیتوں سے مختص کیا۔ اور تمہیں جملہ مخلوقات کے لئے نمونے بنایا۔

لہ وَبَالَ أَفْرَهِجُ۔

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں اپنے کفر کا ضرر دیکھ لیا اور وبال کی اصل ثقل یعنی بوجھ ہے۔

لہ عَذَابٌ أَلِيمٌ۔

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر ہے کہ یہ عذاب آخرت میں ہو گا۔

لہ أَبَشْرٌ۔

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر ہے کہ ان لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ اور تعجب کیا کہ رسول ایک بشر ہو اور بشر کا اطلاق ایک شخص پر بھی ہوتا ہے۔

لہ وَالنُّورِ۔

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر ہے کہ نور سے مراد قرآن مجید ہے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ نور سے مراد جناب امیر المؤمنین علیہ السلام ہیں۔

اور کافی میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ النور سے مراد امامت ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہے: فَاْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ

وَالنُّوْرَ الَّذِیْ اَنْزَلْنَا۔ نیز فرمایا کہ النور سے مراد امام اور جناب محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا:

خدا کی قسم۔ النور سے مراد تمام ائمہ ہیں۔ اور یہ بھی فرمایا کہ امام کا نور مومنین کے دلوں میں اس سے زیادہ روشنی پہنچاتا ہے۔ جس قدر چمکتا ہو سوچا دن میں پہنچاتا ہے۔ اور مومنین کے دلوں کو امام علیہم السلام ہی روشن کرتے ہیں اور جن سے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے ان کے نور پر پردہ ڈال دیتا ہے جس سے ان کے دل اندھیرے میں ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس سے ان کو ڈھانپ لیتا ہے۔

اور تفسیر قمی میں بھی اسی طرح وارد ہے بلکہ کچھ زیادہ ہی ہے۔

الَّذِي أَنْزَلْنَا بِهَا تَعْلُونَ خَيْرٌ ۝ يَوْمَ

جسے ہم نے نازل کیا۔ اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس کی خوب خبر رکھنے والا ہے۔ جس دن

يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۝ وَ

وہ تمہیں اکٹھے کرنے کے دن کے لئے اکٹھا کرے گا۔ یہی دن دینے کا دن ہے۔ اور

مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ

جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا۔ اور نیک عمل کرے گا۔ (اللہ تعالیٰ) اس سے اس کی برائیاں دور کر

سَيَأْتِيهِ وَيُدْخِلُهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

دریگا اور اُسے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ

الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

ان میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جو لوگ کافر ہو گئے اور انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ وہی (دوزخ کی) آگ والے ہیں وہ

النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا وَيَسَّ الْمَوْتِيرُ ۝ مَا أَصَابَ

اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور وہ بڑی بازگشت ہے۔ کوئی مصیبت

مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۝ وَمَنْ يُؤْمِنِ بِاللَّهِ

نہیں آئی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے گا۔ وہ اس کے دل کو

يَهْدِي قَلْبَهُ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ

راہ دکھا دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھنے والا ہے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت

وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا

کرد اور رسول کی اطاعت کرو۔ پس اگر تم پھر گئے تو ماسوا اس کے نہیں کہ ہمارے رسول کے ذمہ

الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَىٰ اللَّهِ

کھول کر پہنچا دینا ہے۔ اللہ وہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ

فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن

پہر ہی مومنوں کو توکل کرنا چاہیے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے، یقیناً

لہ قلبہ :-

تفسیر صافی ص ۵۰۲ پر بحوالہ تفسیر قمری لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کو واضح کر کے بتاتا ہے تو وہ اسے ضرور اختیار کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے اور بڑھا دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا: ويزيد الله الذين اهتدوا هدى ربی



میرزا محمد عینی اور جن لوگوں نے ہدایت پائی اللہ تعالیٰ انہی ہدایت کو اور زیادہ کرے گا۔ اور کافی میں امام جعفر صادق سے منقول ہے کہ دل سینہ اور حلق کے درمیان اچھلتا رہتا ہے جب تک کہ وہ ایمان پر قائم نہ ہو جائے۔ پس جب وہ ایمان پر قائم ہو گیا۔ تو قرار پکڑ لیتا ہے اور بھی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا: ومن یؤمن بالله یهدی قلبہ

مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَكُمْ فَأَحْذَرُوهُمْ

تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں تمہارے دشمن ہیں۔ پس تم ان سے بچتے رہو۔

وَأِنْ تَعَفُّوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ

اور اگر تم معاف کرو اور درگزر کرو اور بخشد۔ تو یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے

رَحِيمٌ ۱۴ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ

والا ہے۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں لہٰذا اور اللہ تعالیٰ

عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۱۵ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

کے نزدیک بہت بڑا بدلہ ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور

وَأَسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۱۶

سنو، اور اطاعت کرو، اور خرچ کرو، یہ تمہاری جانوں کے لئے بہتر ہے۔ اور

مَنْ يُّوقْ شَرَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۱۷

جو اپنے نفس کے شر سے بچا لیا گیا۔ پس وہی لوگ صلاح پانے والے ہیں۔

إِنْ تَقْرَضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ ۱۸

اگر تم اللہ تعالیٰ کو قرض میں حسنہ دو گے۔ وہ اسے تمہارے لئے دوگنا کر دے گا۔ اور تمہیں

يَغْفِرْ لَكُمْ ۱۹ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ۲۰ عَلِمُ الْغَيْبِ ۲۱

بخشدے گا۔ اور اللہ تعالیٰ قدر کرنے والا بردبار ہے۔ وہ غیب اور ظاہر کا جاننے

الشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۲۲

والا زبردست بڑا حکمت والا ہے۔

آيَاتُهَا ۱۲ سُوْرَةُ الطَّلَاقِ ۲۳ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ

اے نبی! جب تم عورتوں کو طلاق دو، تو ان کو ان کی عدت (پاک) کے وقت طلاق دو

لہٰ اولاد کو فتنہ ۱۴۔

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ فرماتے تھے کہ حسن اور حسین علیہما السلام آگے دوڑوں شہزادے سرخ قمیضیں پہنے ہوئے تھے۔ وہ چلتے چلتے قمیضوں میں الجھ کر ٹھوکریں کھاتے تھے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ قطع کیا اور منبر سے اترے اور جا کر ان کو اٹھا لیا اور منبر پر اپنی گود میں بٹھا لیا۔ پھر فرمایا: سچ کہنا اللہ تعالیٰ نے انما اموالکم واولادکم فتنہ میں نے ان بچوں کو چلتے اور ٹھوکریں کھاتے دیکھا تو میں نے اس وقت تک قرار نہ لیا۔ جب تک کہ خطبہ قطع کر کے ان کو اٹھا لیا۔ یہ فرما کر پھر خطبہ شروع کر دیا۔

اور نبی اللہ فرمیں ہے کہ تم میں سے

یہ کوئی نہ کہے، کہ یا اللہ! میں فتنہ سے

تیری پناہ مانگتا ہوں۔ کیونکہ تم میں سے

کوئی ایک شخص بھی نہیں جو فتنہ میں شامل نہ

ہو لیکن جو شخص پناہ مانگے وہ اس سے

پناہ مانگے کہ اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کرنے والے سنتوں

سے محفوظ رکھے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: انما اموالکم

و اولادکم فتنہ ۱۴

وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ وَاتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ لَا تَخْرِجُوهُنَّ

اور تم عدت کو شمار کرو۔ لے اور اپنے بڑے بڑے خدا سے ڈرتے رہو تم انہیں ان کے گھروں میں سے

مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِفَاحِشَةٍ

نہ نکالو۔ لے اور نہ وہ خود نکلیں، سوائے اس کے کہ وہ کھلی

مُبَيِّنَةٍ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ

بے حیائی کرے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدوں سے تجاوز

فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ لَا تَدْرِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ

کیا پس یقیناً اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا، تو نہیں جانتا لے شاید اللہ تعالیٰ اس (طلاق) کے بعد کوئی

ذَلِكَ أَمْرًا ۚ فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ

بات پیدا کرے۔ پس جب وہ اپنی مدت پوری کر چکیں پھر انہیں بھلائی کے ساتھ رکھو،

أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَىٰ عَدْلٍ

یا انہیں بھلائی کے ساتھ الگ کر دو اور اپنے میں سے دو عدل والوں کو

مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ذَلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَنْ

گواہ کر لو، اور تم گواہی کو اللہ تعالیٰ کے لئے قائم کرو۔ اس کے ساتھ اس کو یہ نصیحت لے

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

کی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور جو جنمس اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ

يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ

اس کے لئے نکلنے کی راہ پیدا کر دیتا ہے۔ اور اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ گمان بھی نہیں

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ

کرتا اور جو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے پس وہ اس کو کافی ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے امر کو پہنچنے

أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۚ وَالَّذِي يُبْسِنُ

درا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے لئے ایک مقدار مقرر کر دی ہے۔ اور تمہاری وہ عورتیں

مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ

جو حیض سے مایوس ہو گئیں۔ اگر تم شک میں پڑ گئے تو ان کی مدت

لے الْعِدَّةُ :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر ہے کہ اس جگہ عدہ سے مراد

پوری تین دفعہ حیض آکر پاک ہو جانا +

لے بَيُّوتُهُنَّ :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم

علیہ السلام سے مروی ہے کہ یہاں وہ عورتیں مراد ہیں۔

جنہیں دو طلاقیں مل چکی ہوں وہ اس وقت تک گھر

سے نہ نکالی جاسکیں گی جب تک کہ تیسری طلاق نہ

جائے۔ اور جب تیسری طلاق دی جائے گی، تو وہ

خاوند سے بالکل جدا کر دی جائے گی۔ اور خاوند کے

ذمہ اس کا نان و نفقہ نہ رہیگا۔ اور جس عورت کو مرنے

نے ایک ہی طلاق دی ہو۔ پھر اسے رکھے جسے کہ

عدت گزے۔ تو ایسی عورت خاوند ہی کے گھر سے

گی۔ اور عدت ختم ہونے تک اس کا نان و نفقہ ہم

پہنچانا بھی خاوند ہی کے ذمہ ہے۔ اور رہائشی مکان

دینا بھی +

لے تَدْرِي :-

یہ صیغہ واحد مؤنث غائب بھی ہو سکتا ہے

اور واحد مذکر حاضر بھی۔ پہلی صورت میں اس کا فاعل

نفس ہوگا اور دوسری صورت میں ضمیر انت (تو)

ہوگی جس سے خطاب یا تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ و

التسلیم کی طرف ہوگا یا ہر مخاطب کی طرف +

(نکات القرآن نہمانی جلد ۲ ص ۱۰۴)

ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ۖ وَالْيَئِمْ لَمْ يَحْضَنْ ۖ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ

تین مہینے ہے۔ اور وہ عورتیں جنہیں حیض نہیں ہوا۔ اور حمل والیاں

أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۖ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ

ان کی مدت یہ ہے کہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس کیلئے

لَهُ مِنْ أَمْرِهُ يُسْرًا ۚ ذَٰلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَهُ إِلَيْكُمْ ۖ وَ

اُسکے معاملہ میں اُسانی پیدا کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا امر ہے جو اس نے تمہاری طرف اتارا۔ اور جو

مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفِرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُعْظِمْ لَهُ أَجْرًا ۚ

اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے وہ اس سے اس کی برائیاں دور کر دیتا ہے اور اس کے لئے اجر کو بڑا کر دیتا ہے۔

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ وَلَا

تم ان (مطلقہ) عورتوں کو اپنے مقدور کے مطابق وہاں جگہ دو جہاں تم رہتے ہو۔ اور تم

تُضَارُّوهُنَّ لِيُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۖ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ

انہیں تکلیف نہ دو لے تاکہ تم ان پر تنگی کرو۔ اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو

حَمِلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۖ فَإِنْ

ان پر خرچ کرو۔ تاکہ وہ اپنا حمل وضع کر لیں۔ پس اگر

أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَالْتَوِهْنَ أَوْلَهُنَّ ۖ وَأَتَرُوا بَيْنَكُمْ

انہوں نے تمہارے لئے (بچہ کی) رضاعت کی تو تم انہیں ان کے اجر دے دو۔ اور آپس میں حسن سلوک

بِمَعْرُوفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَمَرْضَعَةٌ لَهُ ۚ آخِرُ

سے معاملہ کرو۔ اور اگر تم نے ایک دوسرے پر تنگی محسوس کی تو اس کو کوئی دوسری (عورت) دودھ پلا دیجی۔

لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۖ وَمَنْ قُدِّرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ

چاہیے کہ وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے لے اور جس پر اس کا رزق تنگ کر دیا گیا۔

فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ۖ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهُ ۚ

پس اسے چاہیئے کہ جو کچھ اسے اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۚ وَكَآيِنٌ مِّنْ قُرْيَةٍ

نہیں دیتا معرانی ہی جتنا اس نے اسے دیا۔ عفریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد اُسانی پیدا کر دیتا۔ اور کئی ہی بستیوں نے

لَهُ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ ۖ

تفسیر صافی ص ۵۰ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص اپنی

عورت کو طلاق دے دے۔ تو وہ اسے اس نیت سے

تکلیف نہ پہنچائے کہ وہ تنگ اگر عدۃ سے پہلے وہاں

سے کسی اور جگہ چلی جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس بات

سے منع فرمایا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

وان كن اولات ... حتی یضعن حملهن (اور

اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو تاکہ

وہ اپنا حمل وضع کر لیں)

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ایسی مطلقہ عورت

کے لئے جس کے بارے میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق

ہو جب تک وہ مدت میں رہے تو اس کے رہنے

کے لئے مکان اور نان و نفقہ خاوند کے ذمہ ہے

اور اگر وہ حاملہ ہو۔ تو جب تک اپنا حمل وضع

نہ کر لے تو اس وقت تک کا خرچ خاوند کے

ذمہ ہے۔

اور کافی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول

ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں مل چکی ہوں۔ اس

کا نان و نفقہ اس کے خاوند کے ذمہ نہیں رہت

نان و نفقہ اس کے ذمہ ہے جن کے بارے میں

خاوند کو رجوع کر لینے کا حق باقی ہے +

لے لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ ۖ

تفسیر صافی ص ۵۰ پر بحوالہ کافی منقول ہے

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک

صاحب مقدور شخص بہت سے عمدہ عید کپڑے بناتا

ہے جیسے اوڑھنے کی چادریں اور بہت قمیصیں کہ ایک

کو دوسرے پر پہنے اور ایک سے دوسرے کی حفاظت

کرے۔ اور اس سے اپنے نجل کا اظہار کرتا ہے

کیا ایسا شخص اسراف کرنے والا ہے۔ آپ

نے فرمایا: نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۖ

۵

عَنْتَ عَنْ أَمْرِهَا وَرُسُلِهِ فَحَاسِبْنَهَا حَسَابًا شَدِيدًا

اپنے پروردگار کے حکم اور رسولوں سے سرکشی کی پھر ہم نے ان کا حساب بڑی سختی سے لیا

وَعَذَابُنَهَا عَذَابًا ثَكْرًا ۝ فَذَاقَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ

اور ہم نے اسے ایک ناشتا ساعذاب سے معذب کیا۔ پس انہوں نے اپنے کئے کا وبال چکھ لیا۔ اور ان

عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۝

کے کئے کا انجام نقصان ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کیا۔

فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنْزَلَ

پس اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اے عقل والو! جو ایمان لائے ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ نے

اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا ۝ رَسُولًا يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ

تمہاری طرف ذکر کو اتارا ہے۔ جو رسول ہے اسے وہ تم پر اللہ تعالیٰ کی واضح آیتیں پڑھتا

مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ

ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل نیک کئے اندھیروں سے

الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا

نکال کر نور کی طرف لے جائے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے

يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

وہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

فِيهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا ۝ اللَّهُ الَّذِي

والا ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے رزق اچھا بنایا ہے۔ اللہ وہی ہے جس نے

خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ وَمِنَ الْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ

سات آسمانوں کو پیدا کیا اور انہی کے برابر زمین بھی ہے ان میں حکم نازل

الْأَمْرُ بَيْنَهُمْ لِيَتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ہوتا رہتا ہے تاکہ تم جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے والا ہے

وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

لے ذِکْرًا رَسُولًا

تفسیر صافی ص ۵۴ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا

امام رضا علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول فاسئلوا

اهل الذکر ان کذبتم لا تعلمون دیکھنے والے

کی تفسیر میں منقول ہے کہ الذکر آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اہل الذکر ہم آل رسول

اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سورہ طہ

میں بیان فرما دیا ہے: فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِيَ

الَّذِينَ آمَنُوا قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ إِلَيْكُمْ ذِكْرًا

یستلوا علیکم آیات اللہ جلیلات ۱۰۰۰

لے مِثْلَهُنَّ

تفسیر صافی ص ۵۴ پر ہے کہ مثلہن سے مراد

ہے کہ وہ تعداد میں برابر ہیں۔ (یعنی سات آسمان

اور سات ہی زمینیں ہیں)

اور تفسیر قمی میں ہے کہ امام رضا علیہ السلام

سے اللہ تعالیٰ کے قول وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحَشْتِ

دیکھ ذاتیات ۱۱ کے معنی دریافت کئے گئے

تو آپ نے فرمایا: کہ اس سے زمین کی طرف

راستے بنے ہوئے ہیں۔ پھر اپنی انگلیاں انگلیوں

میں ڈال کر جال سا بنایا۔ پھر ساتوں آسمانوں اور

ساتوں زمینوں کے پیدا ہونے کی کیفیت اور ان کے

ایک دوسرے پر ہونے کی شان بیان کی۔ کہ سب سے

نیچے والا آسمان اس زمین کے اوپر مثل قبۃ کے ہے

اور اسی طرح ساتوں آسمان تک سلسلہ چلا گیا ہے

پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کے اس قول: اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ

سبع سماوات ومن الارض مثلهن یتنزل الامور

بینہن کا یہی مطلب ہے۔ پھر فرمایا: کہ حقیقت

صاحب الامر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں اور بعد ان کے وہ وحی جو فرمے زمین پر قائم

ہو۔ اور اللہ کا امر سب سے اوپر کے آسمان سے

آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہوا اتر کر اس

کے پاس پہنچتا ہے +



آيَاتُهَا ۱۳

سُورَةُ التَّحْرِيمِ اٰیٰتُهَا ۱۳

رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان والا نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِي

اسے نبی تو اس چیز کو کیوں بند کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کی تو اپنی بیویوں کی

مَرْضَاتٍ أَزْوَاجُكَ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِیْمٌ ۱

رضامندیاں چاہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نے

اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةٌ أَيْمَانُكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِیْمُ

تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھول ڈالنا فرض کر دیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارا سرپرست ہے اور وہ بہت

الْحَكِیْمُ ۲ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا

جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ اور جب نبی نے اپنی ایک بیوی سے بات چیت کر لی تھی پھر جب اس (بیوی) نے

فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ

تو اس (راز) کی خبر کر دی اور اللہ تعالیٰ نے اسے اس (رسول) پر ظاہر کر دیا تو اس نے اس کا حق حشر تو بتا دیا

وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضِ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ

دیا اور حق حشر سے اس نے کنارہ کیا۔ پس جب اس نے یہ بات اس (بیوی) کو بتائی وہ کہنے لگی تمہیں یہ خبر

أَنْبَأَكَ هَذَا طَالَ نَبَّأَنِي الْعَلِیْمُ الْخَبِيرُ ۳ إِنَّ تَتُوبَا

کس نے دی۔ اس نے کہا مجھے بہت ہانسنے والے پوری پوری خبر رکھنے والے نے یہ خبر دی۔ اگر تم دونوں (نبی

إِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ

کی بیویاں) اللہ تم کے حضور میں توبہ کر لو (تو فیما) پس تم دونوں کے دل یقیناً منحرف ہو گئے ہیں لہٰذا اگر تم دونوں ملکہ

اللّٰهُ هُوَ مَوْلَاكَ وَجَبْرِیْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمَلَائِكَةُ

اس (نبی) کی مخلوق ایک دوسرے کی پشت پناہی کرتی رہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کا سرپرست ہے اور جبریل اور صالح المؤمنین

بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِرٌ ۴ عَسَىٰ رَبُّهُ إِنْ طَلَقْتُكُنِ أَنْ يَبَدِّلَهُ

(نبی) لہٰذا اور اس کے بعد کل فرشتے اس کے پشت پناہ ہیں۔ قریب ہے کہ اگر وہ (نبی) انہیں طلاق دیدے تو اس کا

تفسیر صفائی ص ۵۰ پر ہے کہ روایت کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیوی کے گھر میں شہد کا شربت پیا۔ اس پر چند بیویوں میں حضرت عائشہ وصفیہ وغیرہ نے باہمی مشورہ کر کے آنحضرت صلعم سے کہا کہ میں آپ کے دین مبارک سے مغایر ایک بدبودار گوند کی پور آتی ہے۔ پس آپ نے شہد کا پینا بند کر دیا۔ جس پر یہ آیت نازل ہوئی +

۱۵ اس آیت النبی فی تفسیر صفائی ص ۵۰ پر بحوالہ تفسیر قمی اس آیت کریمہ کے شان نزول کا واقعہ نہایت طویل لکھا ہے مختصر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ سے ایک راز کی بات کہی۔ اور فرما دیا کہ اسے کسی سے نہ کہنا۔ لیکن انہوں نے وہ راز حضرت عائشہ کو بتا دیا۔ انہوں نے یہ راز اپنے والد سے کہہ دیا تا ایک بالکل ناشس ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حقیقت حال سے خبردار کر دیا اس پر آپ نے حضرت حفصہ سے بعض باتوں کی نسبت باز پرس کی اور بعض سے اعراض فرمایا +

۱۶ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا تفسیر صفائی ص ۵۰ پر ہے کہ یہ خطاب حضرت حفصہ اور عائشہ سے ہے اور ظاہر ہوتا ہے کہ عتاب حد سے زیادہ ہے اور فقہ صغت قلوبكما کا یہ مطلب ہے کہ تم دونوں سے ایسی باتیں سرور ہوئی ہیں جن کے لئے تمہارا توبہ کرنا واجب ہے اور وہ تمہارے دلوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت میں امر واجب سے ہٹ جانا ہے۔ کیونکہ تمہیں واجب یہ تھا کہ جس بات کو رسول اللہ صلعم پسند کرتے تم بھی اسے ہی پسند کرتیں اور جس سے آپ نفرت کرتے تم بھی اس سے نفرت کرتیں +

۱۷ وَإِنْ تَظَاهَرَا تفسیر صفائی ص ۵۰ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان واما نبی حضرت عبداللہ بن عباس سے منقول ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب سے پوچھا تھا کہ وہ دو عورتیں جو آنحضرت صلعم کے خلاف ایک دوسری کی مددگار تھیں کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ حضرت عائشہ اور حفصہ +

۱۸ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ تفسیر صفائی ص ۵۰ پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ صالح المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں +

أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُمْ مُّسْلِمَاتٍ مُّؤْمِنَاتٍ قَنَاطَاتٍ شَهِدَاتٍ

پروردگار اس کو بدلے میں تم سے بہتر بیویاں دے گا۔ جو مسلمان مومنہ فرمانبردار قنات کرنے والیاں

عِدَاتٍ سَيِّحَاتٍ شَهِدَاتٍ وَأَبْكَارًا ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

عبادت کرنے والیاں روزہ رکھنے والیاں شوہر پروردگار اور کنواریاں ہوں گی۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا

أَمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

چمکے اپنے آپ کو اور اپنے خاندان والوں کو (دوزخ کی) آگ سے بچاؤ۔ اس کا ایندھن آدمی

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ

اور پتھر اس پر بہت تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی کسی بات میں جس کا اس نے حکم دیا

اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ

نادرمانی نہیں کرتے اور جس بات کا انہیں حکم دیا جاتا ہے وہ اسے بجا لاتے ہیں۔ اے وہ لوگو! جو کافر ہو

كَفَرُوا لَا تَعْتَدُوا الْيَوْمَ إِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ

گئے تم آج کے دن کوئی عذر نہ کرو۔ ماسوا اس کے نہیں کہ تمہیں اسی کا بدلہ دیا جاتا ہے جو تم کیا

تَعْمَلُونَ ۝ يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً

کرتے تھے۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لا چکے۔ تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں خالص توبہ سے

نُصُوحًا عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَنْ يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَ

رجوع کر دے۔ عنقریب تمہارا پروردگار تم سے تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔ اور تمہیں

يُدْخِلَكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ يَوْمَ لَا

جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس دن

يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ

اللہ تعالیٰ نبی کو اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے ذلیل کرے گا۔ ان کا نور ۱۵

يَسْغِي بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا

ان کے سامنے اور ان کے دائیں ہاتھ چلے گا وہ کہیں گے، اے ہمارے پروردگار تو ہمارے لئے ہمارا نور

أَتَيْهِمْ لَنَا نُورًا وَآخِزْ لَنَا إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

کامل کرنے اور ہمیں بخش دے۔ یقیناً تو ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

۱۵ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۝

تفسیر صفائی ص ۵۰۵ پر بحوالہ کافی منقول ہے

کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب

پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ بندہ گناہ سے توبہ کرے

اور پھر ویسا گناہ نہ کرے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ کسی نے پوچھا

کہ ہم میں سے ایسا کون ہے جس نے توبہ کر کے پھر

وہ گناہ نہ کیا ہو؟ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو اپنے

بندوں میں سے سب سے زیادہ محبوب و مہربان ہے جس

کی آزمائش پر آزمائش ہوتی رہے۔ مگر وہ بھی توبہ

پر توبہ کرتا ہی جائے +

۱۶ تَوْبَهُ دَيُّعِي ۝

تفسیر صفائی ص ۵۰۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع

البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت

کی تفسیر میں وارد ہے کہ قیامت کے دن ائمہ علیہم

السلام مومنین کے آگے اور ان کے دامن ہاتھ

سعی فرماتے ہوں گے تا انکہ ان کو جنت میں ان کے

مکانوں پر پہنچا دیں گے۔

تفسیر قمی میں بھی قرینہ یہی مضمون وارد ہے۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے اتنا اور زیادہ ہے،

کہ جس کو اس دن نور حاصل ہو گیا اس نے ضرورتاً

پائی اور کوئی مومن ایسا نہ ہو گا۔ جسے اکل دن نور

حاصل نہ ہو +

قَدِيرٌ ۵ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ وَاُولٰٓئِكَ الْمَصِيْرُ ۙ

والا ہے۔ اے نبی! تو کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بڑی بازگشت ہے۔ اور ان

اَغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَا وَلَهُمْ جَهَنَّمُ وَاُولٰٓئِكَ الْمَصِيْرُ ۙ

پر سختی کر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اور وہ بڑی بازگشت ہے۔ اور ان

ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَاَتِ ثَوْبٍ وَّ

جو لوگ کافر ہو گئے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے نوح کی عورت لے اور لوط

امْرَاَتِ لُوطٍ ۚ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا

کی عورت کی مثال بیان کی لے وہ دونوں ہمارے دو صالح بندوں کے تحت میں تھیں۔ پس ان دونوں

صَالِحَيْنِ فَخَانَتْهُمَا فَلَمْ يُغْنِ عَنْهُمَا مِنَ اللهِ

لے ان دونوں سے خیانت کی پس ان دونوں نے اللہ تعالیٰ (کے مذاہب) سے (بچائے) ان دونوں کی کچھ بھی

شَيْءًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ ۙ وَضَرَبَ

کفایت د کی۔ اور کہا گیا کہ تم دونوں (دور میں) داخل ہو نہ اول کیساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔ اور جو لوگ ایسا

الله مَثَلًا لِلَّذِينَ اٰمَنُوا امْرَاَتِ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ

لاچکے ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرعون کی عورت کی مثال بیان کی ہے لے جب کہ اس

رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ

نے اے میرے پروردگار میرے لئے اپنے ہاں جنت میں ایک گھر بنا اور مجھے

فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۙ

فرعون اور اس کے عمل سے نجات دے اور مجھے ظالموں کی قوم سے نجات دے۔

وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي اٰحْصٰتُ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا

اور مریم بنت عمران (کی مثال بیان کی) جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت پس بنے اس میں اپنی

فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا وَصَدَقَتْ بِكِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتِبَ

(مقرر) جزوی روح پہونچی اور اس نے اپنے پروردگار کے کلموں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی۔

وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ۙ

اور وہ فرمانبرداروں میں سے تھی لے

نوح کی عورت۔ نوح کی بیوی۔ مقاتل نے اس کا نام والہہ بتایا ہے حضرت ابن عباس سے بطریق مصیہ حدیث و تفسیر کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح اور لوط علیہما السلام جن کی در بیوی کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ان دونوں نے حرام کاری نہیں کی تھی۔ نوح کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی کہ یہ دیوانے ہیں۔ اور لوط کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہانوں کے متعلق اطلاع دے دیتی۔ قرآن مجید میں اس خیانت کا ذکر ہے۔

(لغات القرآن نمائی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

لہ امرات لوط :-

لوط کی عورت۔ لوط کی بیوی۔ مقاتل کا بیان ہے کہ ان کا نام وابعد تھا۔ قرآن مجید میں جو حضرت نوح اور حضرت لوط کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں سے خیانت کرنا مذکور ہے۔ اس سے مراد خیانت وغیرہ ہے۔ حرام کاری اور بدکاری نہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ان دونوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر تھیں۔ نوح کی بیوی تو ان کے خفیہ راہ پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ایمان لاتا۔ تو قوم کے سرکشوں کو اطلاع دیتی۔ اور لوط کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ حضرت لوط کسی کی مہانداری کرتے تو یہ شہر کے بدکاروں کو اس کی خبر دیتی +

(لغات القرآن نمائی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

لہ امرات فرعون :-

فرعون کی عورت۔ فرعون کی بیوی۔ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔ ان کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ نے مومنین کے لئے ان کی مثال بیان فرمائی ہے۔ فرعون کو جب ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کینہت ان کو طرح طرح کی ایذا میں دینے لگا۔ مسند احمد مستدرک حاکم اور مجمع طبرانی میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول نے فرمایا کہ یحییٰ بن یسویں میں سے ایک شخص بنت خریلہ فاطمہ بنت محمد مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ (لغات القرآن نمائی جلد ۱ صفحہ ۲۴)

لہ من القانتین :-

تفسیر صفائی صفحہ ۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہاں قانتین کے معنی و ما مانگنے والے ہیں اور مذکر کا صیغہ آں لئے استعمال کیا گیا ہے کہ مردوں کی تعداد اس صفت میں زیادہ ہے اور اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کی عبادت کامل مردوں کی عبادت سے کم نہ تھی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں قانتین میں شمار کیا۔ اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ مردوں میں سے تو کامل بہت ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں صرف چار کامل ہیں۔

(۱) حضرت آسیہ بنت مزاحم (۲) حضرت مریم بنت عمران (۳) جناب خدیجہ بنت محمد (۴) جناب فاطمہ الزہرا بنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم +

AL QURAN UL MUBEEN



Compiled by:

Para 29 & 30

Page 737 - 798

Syed Sajjad Haider

Imambargah Attiya e Panjten, Lahore.

+92 321 5041414

آيَاتُهَا

سُورَةُ الْمَلِكِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

۲

۳۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿پڑھا﴾ ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

وہ (اللہ تعالیٰ) بڑی برکت والا ہے جس کے قبضہ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر پوری پوری قدرت رکھنے

قَدِيرٌ ۱ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ

والا ہے۔ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے تاکہ وہ تمہاری آزمائش (کے غلہ) کرے کہ تم میں سے کون

أَحْسَنُ عَمَلًا ۲ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ۳ الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ

عمل میں سب سے اچھا ہے۔ اور وہ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔ جس نے سات آسمان تیار کیے

سَمَوَاتٍ طِبَاقًا ۴ مَا تَرَىٰ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِن تَفْوِتٍ ۵

بنائے ہے۔ (تو) خدا کے رحمن کی پیداوار میں کوئی بے مناسبتی نہ دیکھئے گا۔

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۶ هَلْ تَرَىٰ مِن فُطُورٍ ۷ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ

پھر تو نظر کو لوٹا کیا تو کوئی شکاف دیکھتا ہے۔ پھر نظر کو

كَرَّتَيْنِ ۸ يَنْقَلِبُ إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۹ وَ

دوبارہ لوٹا نظر تمہاری طرف درماندہ ہو کر لوٹ آئے گی۔ اور وہ عاجز ہوگی ۱۰

لَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ۱۱ وَجَعَلْنَاهَا رُجُومًا

یقیناً ہم نے دنیا کے آسمان کو (ستاروں کے) چراغوں سے زینت دی ہے اور ہم نے انہیں شیطانوں کے لئے

لِلشَّيْطَانِ ۱۲ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۱۳ وَلِلَّذِينَ

آلات سنگساری قرار دیا ہے اور ہم نے ان کے لئے بھڑکنے والی آگ کا عذاب تیار کیا ہے۔ اور ان لوگوں

كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۱۴ عَذَابُ جَهَنَّمَ ۱۵ وَيَسَّ الْمَصِيرُ ۱۶ إِذَا الْقُورُ

کھیلے جنہوں نے اپنے بزرگوار کے ساتھ کفر کیا دوزخ کا عذاب ہے اور وہ بڑا ٹھکانہ ہے۔ جسوقت وہ اس

فِيهَا سَبْعُونَ أَلْفًا شَهِيْقًا ۱۷ وَهِيَ تَفُورٌ ۱۸ تَكَادُ تَمَيِّزُ مِنَ

میں (و) آگ جلتی ہے وہ اس کا چمکنا سنیں گے حالانکہ وہ جوش مار رہی ہوگی۔ قریب ہوگا کہ وہ عفر سے

منزل

۱۔ خَلَقَ الْمَوْتَ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۳ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے دو مخلوق ہیں۔ پس جب موت آتی ہے، تو وہ انسان کے جسم میں داخل ہو جاتی ہے اور جس چیز میں موت داخل ہو جاتی ہے۔ اس سے زندگی نکل جاتی ہے +

۲۔ طِبَاقًا :-

تفسیر صفاتی ص ۵۳ پر ہے کہ طباق سے مراد تہہ بہ تہہ ہے۔

اور تفسیر قمی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آسمان ایک دوسرے پر تہہ بہ تہہ بنائے گئے ہیں +

۳۔ حَسِيرٌ :-

تھکا ہوا۔ درماندہ۔ حسرت سے جس کے معنی

تھکنے اور عاجز ہونے کے ہیں۔ بر وزن فعلیۃ صفت مشبہ کا صیغہ۔ بمعنی فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی تھکنے والا اور عاجز اور بمعنی مفعول بھی یعنی تھکا ہوا اور درماندہ +

(لغات القرآن معانی جلد ۲ ص ۲۸۳)

الْغَيْظَ كُلَّمَا أَلْقَىٰ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ

پیش پڑے لہ جب اس میں ایک گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے انکے محافظ پوچھیں گے کیا تمہارے پاس

نَذِيرٌ ۚ قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا

کوئی ڈرائیوال نہیں آیا تھا۔ وہ کہیں گے ہاں ہمارے پاس ڈرائیوال نہیں آیا تھا مگر ہم نے جھٹلادیا۔ اور ہم نے

نَزَّلَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ ؕ إِنَّا أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيرٍ ۝۱۰

کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نہیں اتارا۔ تم تو (خود ہی) بہت بڑی گمراہی میں (پڑے ہوئے) ہو۔ اور

قَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝۱۱

وہ کہیں گے اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے لے تو ہم دوزخ والوں سے نہ ہوتے۔

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝۱۲

پس وہ اپنے گناہوں کا اقرار کریں گے پس دوزخ والوں کیلئے ارقبت خدا سے اذوری ہے۔ یقیناً جو لوگ

يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۝۱۳ وَأَسْرُوا

اپنے پروردگار سے غائبانہ ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا بدلہ ہے۔ اور تم اپنی

قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ ۚ إِنَّهُ عَلَيْكُمْ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝۱۴

بات کو چھپاؤ یا اسے بکا کر کہو۔ یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) سینوں کی بات کو خوب جاننے والا ہے۔ کیا

يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝۱۵ هُوَ الَّذِي

وہ نہیں مانتا جس نے پیدا کیا حالانکہ وہ باریک بین پوری پوری خبر رکھنے والا ہے۔ وہ (اللہ تعالیٰ) وہی

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا

ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو مستحکم کر دیا۔ پس تم اس کے راستوں میں چلو پھرو اور اس کے رزق میں

مِنْ رِّشْقِهِ ۖ وَإِلَيْهِ النُّشُورُ ۝۱۶ أَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَاءِ

سے کھاؤ اور اسی کی طرف (زندہ ہو کر) جانا ہے۔ کیا تم اس سے امن میں ہو گئے جو آسمان میں

أَنْ يَخْشِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ ۝۱۷ أَمْ أَمِنْتُمْ

(بھی حکم ان) ہے کہ وہ تم کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ یکایک لرزے لگے۔ کیا تم اس سے امن میں

مَّنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۖ فَسَتَعْلَمُونَ

ہو گئے جو آسمان میں (بھی حاکم ہے) کہ وہ تم پر بھڑکوں کا مینہ بھیج دے۔ پھر تم جلدی جان جاؤ گے کہ

لہ الْغَيْظَ :-

تفسیر صافی ص ۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ان پر غضب ناک ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا۔ اور یہ جہنم کے اشتعال کے اظہار کو مثال کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

اور تفسیر قمی پر ہے کہ اس سے وہ غصہ مراد ہے جو جہنم کو دشمنان خدا پر ہو گا۔

لہ نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ :-

تفسیر صافی ص ۵۵ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم رسولوں کے کلام کو سنتے اور بغیر بحث اور تفتیش کے اٹل صداقت پر اکتفا کرتے پھر اللہ تعالیٰ کے حکموں میں غور و فکر کرتے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ انہوں نے ضرور سنا تھا اور سمجھا بھی تھا۔ لیکن انہوں نے اطاعت نہ کی۔ اور نہ ہی قبول کیا جیسا کہ اپنے گناہوں پر ان کا اعتراف دلالت کرتا ہے۔

۱۴

كَيْفَ نَذِيرٌ ۱۵ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَكَيْفَ

میرا ڈرائیوال کیسا ہے۔ اور یقیناً ان لوگوں نے (بھی) جھٹلایا جو ان سے پہلے تھے۔ پھر میرا

كَانَ نَكِيرٌ ۱۶ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صَفًى وَ

انکار کیسا رہا۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا جو پھیلے ہوئے اور کبھی

يَقْبِضْنَ ۱۷ مَا يَسْكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

سمیٹ لیتے ہیں۔ انہیں سوائے (خدا کے) رحمن کے کوئی روک نہیں رکھتا۔ یقیناً وہ ہر چیز کو پورا پورا

بَصِيرٌ ۱۸ أَمَنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصَرُّكُمْ مِنْ

دیکھنے والا ہے۔ بھلا (خدا کے) رحمن کے سوا ایسا کون شخص ہے جو تمہارا لشکر بن کر تمہاری مدد

دُونَ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۱۹ أَمَنْ هَذَا

کفرے۔ کافر تو صرف دھوکے میں (پرے ہوئے) ہیں۔ بھلا وہ کون شخص ہے

الَّذِي يَرْزُقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ بَلْ لَجُّوا فِي عُتُوٍّ

کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) اپنا رزق روک لے تو وہ انہیں رزق سے محروم نہ ہوگا (ایسا نہیں) بلکہ یہ (کافر) سرکشی اور

وَنُفُورٍ ۲۰ أَمَنْ يَبْشَىٰ مُكِبًّا عَلَىٰ وَجْهِهِ أَهْدَىٰ أَمَنْ

نفرت میں اصرار کرتے ہیں۔ پھر کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا جو سلف زیادہ ہدایت یافتہ ہے یا وہ

يَبْشَىٰ سَوِيًّا عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۲۱ قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ

جو سیدھے راستہ پر برابر چلاتا ہے۔ (اے رسول) کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمہیں پیدا کیا

وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا

اور اس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے۔ (مگر) جو شکر تم کرتے ہو وہ

تَشْكُرُونَ ۲۲ قُلْ هُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ

تسویرا ہی ہے۔ (اے رسول) کہہ دو وہ وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلا دیا اور تم اسی کے حضور میں

تُحْشَرُونَ ۲۳ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ

اگتھے کئے جاؤ گے۔ اور وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو

صَادِقِينَ ۲۴ قُلْ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ

ہو گا۔ (اے رسول) کہہ دو! ماسوا کے نہیں کہ (اس کا) علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور ماسوا اس کے نہیں کہ میں ایک

وقف لازم اختلافی

وقف غرضات

وقف منزل

۱۵ نَذِيرٌ

تفسیر صفاتی ص ۵۳ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ بوجہ میرے انکار کے ان پر عذاب کا نزول کیسا رہا اور یہ انحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قتل اور آپ کی قوم کو ڈرانے کے لئے فرمایا +
۱۶ أَمَنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدٌ لَكُمْ يَنْصَرُّكُمْ مِنْ دُونَ الرَّحْمَنِ إِنَّ الْكَافِرُونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۱۹ أَمَنْ هَذَا

تفسیر صفاتی ص ۵۳ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بارش کو روک دے جس سے کھیتی باڑی نہ ہو۔ اور دیگر اسباب پیداوار کو روک دے جو ان تک رزق کو پہنچانے والے ہوں۔ جس سے رزق میں روکاوٹ ہو جائے +
۱۷ يَقْبِضْنَ ۱۷ مَا يَسْكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمَنُ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

تفسیر صفاتی ص ۵۳ پر بحوالہ کافی و معانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ دل چار قسم کے ہیں۔ ایک وہ دل ہے جس میں نفاق اور ایمان دونوں ہوتے ہیں۔ اور ایک دل وہ ہے جو قلب مشکوم کہلاتا ہے یعنی الٹا ہوا دل۔ اور ایک دل وہ ہے جس پر نشان لگا ہوا ہوتا ہے اور ایک دل وہ ہوتا ہے جو چمکیلا اور نورانی ہوتا ہے پس جس دل پر نشان لگا ہوتا ہے وہ منافق کا دل ہوتا ہے۔ اور جو چمکیلا اور نورانی ہوتا ہے۔ وہ مومن کا دل ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز عطا کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور جب وہ اسے کسی بلا میں مبتلا کرتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اب رہا الٹا ہوا دل وہ مشرک کا دل ہے۔ پھر آپ نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔ اور چونکہ دل کا ذکر کیا +

مُبِينٌ ۳۱ فَلَمَّا رَأَوْهُ زُلْفَةً سَيِّدَتْ وُجُوهُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ

کھلا ڈرائیوالا ہوں۔ پھر جب وہ اسے قریب دیکھ لیں گے تو جو لوگ کافر ہو گئے۔ ان کے چہرے بڑے

قِيلَ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَدَّعُونَ ۳۲ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ

بن جائینگے اور کہا جائیگا، یہ وہی ہے جسے تم مانگا کرتے تھے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے غور کیا کہ اگر اللہ

أَهْلَكَنِي اللَّهُ وَمَنْ مَعِيَ أَوْ رَحِمَنَا فَمَنْ يُجِيرُ الْكَافِرِينَ

تعالیٰ مجھے اور اس کو جو میرے ساتھ ہے ہلاک کرے یا ہم پر رحم کرے۔ پھر کافروں کو درودناک عذاب

مِنْ عَذَابٍ إِلَيْهِ ۳۳ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا

سے کون پناہ دے گا۔ (اے رسول) کہہ دو وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر ایمان لائے ہیں اور ہم نے اس پر

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۳۴ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ

توکل کیا۔ پس تم عنقریب جان لو گے کہ کھل گرا ہی میں کون ہے۔ (اے رسول) کہہ دو کیا تم نے غور کیا کہ اگر

أَصْبَحَ مَاوَكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَّعِينٍ ۳۵

تمہارا پانی گہرائی میں جذب ہو جائے۔ پھر کون تمہارے لئے جاری پانی لائے گا۔

الْأَنبَاءُ ۵۲ سُورَةُ الْقَلَمِ مَكِّيَّةٌ ۲ رُكُوعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ) (اور) نہایت رحم والا ہے۔

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۱ مَا أَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ

تو تم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں لے تو اپنے پروردگار کی نعمت سے دیوانہ

بِمَجْنُونٍ ۲ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَسْنُونٍ ۳ وَإِنَّكَ لَعَلَى

نہیں ہے۔ اور یقیناً تمہارے لئے وہ اجر ہے جو بغیر احسان جتلانے ہے۔ اور یقیناً تو بہت بڑے

خُلِقَ عَظِيمٌ ۴ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۵ يَا أَيُّكُمْ الْمُبْتَلُونَ ۶

خلق بڑے لے پس عنقریب تو دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کرم میں سے دیوانہ کون ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تَصِلُ عَنْ سَبِيلِهِ ۷ وَهُوَ أَعْلَمُ

یقیناً تیرا پروردگار اس کو خوب جانتے والا ہے۔ جو اس کے راستے سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہوں کو

لَهُ يَسْطُرُونَ ۸

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر بحوالہ معانی الاخبار،
بروایت سفیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے
منقول ہے کہ ذوقِ جنت میں ایک مہر ہے۔
اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ جم جا! پس وہ
جم گئی۔ اور روشنائی بن گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے
قلم کو حکم دیا کہ لکھ۔ پس جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ قیامت
تک ہونے والا ہے۔ قلم نے لوح محفوظ میں لکھ
دیا پس وہ روشنائی نور کی روشنائی ہے اور قلم بھی
نور کا۔ اور لوح محفوظ بھی نور ہی کی ہے۔

اور تفسیر قمی میں انہی حضرت سے منقول ہے
کہ مادیات میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ
نے قلم کو پیدا کیا۔ پھر حکم دیا کہ لکھ۔ قلم نے
عرض کیا کہ اے میرے پروردگار کیا لکھوں۔
اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو کچھ ہو چکا اور جو
کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب لکھ
وال۔ چنانچہ قلم نے لکھ دیا۔

اور الحفظ میں انہی حضرت سے مروی ہے کہ
قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پانچ
اسم مبارک ہیں:-

محمد - احمد - عبد اللہ -
یستین اور ذوق +
لے خلق عظیم :-

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی
و معانی الاخبار امام محمد باقر علیہ السلام سے
منقول ہے کہ خلق عظیم کے معنی ہیں
دین عظیم :-

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام
سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ادب کی تعلیم دی۔ پس
بہترین ادب سکھایا۔ جب ادب کی تعلیم مکمل
ہو چکی تو فرمایا :-

إِنَّكَ لَعَلَى خَلْقٍ عَظِيمٍ ۵

بِالْمُتَدِينِ ۴۰ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۴۱ وَذُؤَا لُؤْتَدِهِنَّ

بھی خوب جاننے والا ہے۔ پس تو جھٹلانے والوں کی اطاعت نہ کر۔ وہ چاہتے ہیں کہ اگر تو نرمی کرے تو

فَيَذَّهَبُونَ ۴۲ وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۴۳ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ

وہ بھی نرمی کریں۔ اور تو نہ کہا مان ہر ذلیل ملت اٹھانے والے کا۔

بَنِيهِ ۴۴ مَتَّاعٍ لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۴۵ عُتِلَ ۴۶ بَعْدَ ذَلِكَ

چھٹل غور۔ نیکی سے روکنے والا حد سے بڑھنے والا گنہگار۔ سنت مزاج جو اس کے علاوہ حرام زادہ

زَيْنٍ ۴۷ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَبَيْنَ ۴۸ إِذَا تَغَلَّى عَلَيْهِ الْيَتَامَا

بھی ہے۔ اس لئے کہ وہ مال اور بیٹوں والا ہے۔ جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی

قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۴۹ سَنَسِمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ ۵۰ إِنَّا

ہیں اُن کو کہتا ہے یہ پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ منقریب ہم اسے ناک پر نشان لگا دیں گے۔ یقیناً ہم

بَلَوْنَهُمْ كَمَا بَلَوْنَا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ إِذْ أَقْسَمُوا لَيَصْرِمُنَّهَا

نے انہیں آزمایا جیسا کہ ہم نے باغ والوں کو آزمایا تھا۔ جبکہ انہوں نے قسمیں کھائیں کہ صبح ہوتے ہی ہم

مُصْبِحِينَ ۵۱ وَلَا يَسْتَنْوُونَ ۵۲ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ مِّنْ

انکے پہلے ضرور کاٹ ڈالیں گے۔ اور انہیں اللہ نہ کہتے تھے۔ پھر تیسرے بدوردگار کی طرف سے کوئی پھیرے والا

رَبِّكَ وَهُمْ نَائِمُونَ ۵۳ فَأَصْبَحَتْ كَالصَّرِيمِ ۵۴ فَتَنَادُوا

اس پر پھیرا کر گیا لہ اور وہ سو رہے تھے۔ پس وہ (باغ) کٹے ہوئے کھیت کی طرح ہو گیا۔ پھر وہ صبح ہوتے ہی

مُصْبِحِينَ ۵۵ أَنْ أَعْدُوا عَلَى حَرْثِكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۵۶

ایک دوسرے کو آواز دینے لگے۔ اگر تم کاٹنے والے ہو تو اپنے کھیت پر سوریے ہی پلو۔

فَانْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۵۷ أَنْ لَا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ

پس وہ چلے اور جیکے چکے یہ کہتے جاتے تھے۔ کہ آج تمہارے پاس کوئی مسکین

عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۵۸ وَعَدُوا عَلَى حَرْدٍ قَدِيرِينَ ۵۹ فَلَمَّا

نہ آنے پائے۔ اور وہ سوریے ہی گئے (اُن گمان) پر کہ وہ (مسکینوں کی) رکھنے پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ پس

رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَضَالُّونَ ۶۰ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۶۱ قَالَ

جب انہوں نے اس (باغ) کو دیکھا کہنے لگے یقیناً ہم راستہ بھولنے والے ہیں (ایسا نہیں) بلکہ ہم محروم ہو گئے ہیں۔ انکے سبکے

لَهُ طَائِفٌ

وسوسہ خطرہ۔ پھر جانے والا۔ پھیرے والا۔

پہلے معنی مجازی ہیں اور دوسرے حقیقی۔

سورۃ اعراف میں اس کا رسم خط بغیر الف کے

ہمزہ کے مرکز کے ساتھ اس طرح ہے۔ طَائِفٌ

طَائِفٌ۔ طَوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر

ہے۔ طَوْفٌ کے معنی ہیں کسی چیز کے گرد چکر لگنے

کے اسی لئے جو شخص گھروں کے گرد گردان کی

حفاظت کے لئے چکر لگاتا رہتا ہے۔ "طائف"

کہلاتا ہے۔ اور اسی طرح سے جن۔ خیال۔ حادثہ

وغیرہ کو بطور استعارہ "طائف" بولتے ہیں۔

ارشاد ہے: اِذَا مَسَّحَ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ (جہاں

پڑ گیا ان پر شیطان کا گزرا) یعنی جو شیطان

انسان پر چکر کاٹتا رہتا ہے اور اس کو شکار کرنا

چاہتا ہے۔ اس کا وسوسہ اور خطرہ اثر کر گیا۔

اور طائف علیہا طائِفٌ من ربك (پھر تیسرے

بدوردگار کی طرف سے کوئی پھیرے والا آں پر

پھیرا کر گیا)۔ میں جو عذاب الہی ان لوگوں کو پہنچا

تھا اس کو بطور تعریف بیان کیا گیا ہے +

(بیان القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۷۵)

اَوْسَطُهُمْ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُونَ ﴿۳۸﴾ قَالُوا سُبْحٰنَ

اچھے (آدمی) نے کہا اے کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم تسبیح کیوں نہیں کرتے۔ وہ بولے ہمارا پروردگار

رَبَّنَا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾ فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ

پاکیزہ ہے یقیناً ہم ہی ظالم رہے۔ پس وہ ایک دوسرے کے مقابل ہو کر باہم ملا رست

يَتَلَاوُمُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا يٰوَيْلَنَا اِنَّا كُنَّا طٰغِيْنَ ﴿۴۱﴾ عٰسٰی رَبَّنَا

کرنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہائے ہماری خرابی یقیناً ہم سرکش رہے۔ قریب ہے کہ ہمارا

اَنْ يُّبَدِّلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا رٰغِبُوْنَ ﴿۴۲﴾ كَذٰلِكَ

پروردگار ہمیں اس کے بدلہ میں اس سے بہتر دے۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار کی طرف رغبت کر رہے ہیں۔ عذاب

الْعَذَابِ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۳﴾

اسی طرح ہے۔ اور البتہ آخرت کا عذاب بہت بڑا ہے۔ بشرطیکہ یہ جانتے ہوتے۔

اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۴﴾ اَفَنَجْعَلُ

یقیناً پرہیزگاروں کے لئے ان کے پروردگار کے پاس نعمتوں والی جنتیں ہیں۔ پھر کیا ہم

الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ مَا لَكُمْ بِتَّقِيْكَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۴۶﴾ اَمْ

مسلمانوں کو مجرموں کی مانند قرار دیدیں۔ تمہیں کیا ہو گیا، تم کیسے فیصلے کرتے ہو۔ کیا

لَّكُمْ كِتٰبٌ فِیْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۴۷﴾ اِنَّ لَّكُمْ فِیْهِ لَمَّا تَخَيَّرُوْنَ ﴿۴۸﴾

تمہارے پاس کوئی کتاب ہے کہ تم اس میں پڑھتے ہو۔ کہ یقیناً اس میں تمہارے لئے وہ ہے جو تم پسند کرتے ہو۔

اَمْ لَكُمْ اٰیٰمَانٌ عَلَيْنَا بِالْعَةِ اِلٰی یَوْمِ الْقِيٰمَةِ اِنَّ لَّكُمْ

یا تمہاری قسمیں ہمارے ذمہ ہیں جو قیامت کے دن تمہیں پہنچنے والی ہیں۔ یقیناً تمہارے لئے وہ ہے جو تم

لَمَّا تَحْكُمُوْنَ ﴿۴۹﴾ سَلٰهُمْ اَيُّهُمْ بِذٰلِكَ زَعِيْمٌ ﴿۵۰﴾ اَمْ لَهُمْ

تم حکم کرتے ہو۔ ان سے پوچھو کہ ان میں سے کون اس کا ضامن ہے۔ کیا ان کے لئے کچھ

شُرَكَاءٌ فَلْيَاْتُوْا بِشُرَكَائِهِمْ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ یَوْمَ

شریک ہیں۔ پس اگر وہ سچے ہیں تو اپنے شریکوں کو لے کر آئیں۔ جس دن پنڈلی

يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّ يُدْعَوْنَ اِلٰی السُّجُوْدِ فَلَا

کھولی جائے گی (سختی ظاہر ہوگی) اور وہ (لوگ) سجدوں کیلئے بلائے جائیں گے تو وہ (سجدہ) نہ کر

منزلہ

لَهُ اَوْسَطُهُمْ ۝

اوسط مضاف ہم ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے
جو افراط و تفریط کے درمیان ہو۔ جیسے جو کہ وہ
اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے اسی
صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا
ہے۔

(نغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۹۶)

تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ اوسطہم
کے معنی ہیں خیر ہر معنی ان میں سب سے
اچھا آدمی +
لہ ساق :-

پنڈلی۔ علامہ محمد الدین فیروز

آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں :-

ٹخنہ اور ٹخنہ کے جو درمیان

ہے وہ "ساق" ہے۔ سوئی سینقا

اور اسوئی جمع۔ واؤ کو ہمزہ اس لئے

کیا گیا کہ ضمہ کو برداشت کر سکے اور

یوم یکشف عن ساق (جس دن کھولی جائے

پنڈلی) کے معنی دن شدہ کے ہیں (یعنی جس

دن سختی ظاہر ہوگی) والتفت اللساق بالتساق

(اور لپٹ گئی پنڈلی پر پنڈلی) یعنی دنیا کی آخری

شدت آخرت کی پہلی شدت سے لپٹ گئی۔

جب معاملہ کی شدت اور اس کی ہولناکی کی خبر دینا

مقصود ہوتا ہے تو ساق کا ذکر کرتے ہیں۔

(نغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۱۶۷)

اور تفسیر صفائی ص ۲۵ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جس دن معاملہ بہت ہی سخت ہو جائے

گا۔ اور آفتیں بہت ہوں گی۔ اور کشف ساق

ایسی حالت کو بیان کرنے کی مثل ہے۔

اور اس کی اصل یہ ہے کہ حملہ کرتے وقت

یا بھاگتے وقت پنڈلی سے کپڑا اٹھالیا

جاتا ہے۔

یا یہ مطلب ہے کہ جس دن معاملہ کی اصلیت

اور حقیقت اس طرح کھل جائے گی، کہ آنکھیں دیکھ

لیں گی اس صورت میں یہ استعارہ ہے۔ کیونکہ

درخت کے تنے کو بھی ساق کہتے ہیں اور اس کی

چھال چھیل ڈالنے پر لکڑی کی حقیقت معلوم ہو

جاتی ہے۔

اور اگر انسان کی پنڈلی مراد لی جائے تو بھی

کوئی ہرج نہیں۔ کیونکہ گورشت اور پورست دور

کرنے پر اس کی حقیقت بھی چھپی نہیں رہتی لفظ ساق

کو نکھلانا بھی یہ بتاتا ہے کہ وہ بڑا ہی ہولناک ہوگا +

يَسْتَطِيعُونَ ۝ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ وَقَدْ

سکس گئے۔ ان کی آنکھیں عاجزی کرنے والی ہوں گی۔ ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ اور یقیناً

كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَلِيمُونَ ۝ فَذَرْنِي وَ

وہ (دنیا میں بھی) سجدوں کی طرف بلائے جاتے تھے جس حال میں کہ وہ صبحِ سالم ہوتے تھے۔ پس تو مجھے چھوڑ دے

مَنْ يُكَذِّبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ ۝ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَخَطَنَا ۝ وَنُعَذِّبُهُمْ

اور (اسے بھی) جو اس بات کو جھٹلاتا ہے۔ میں جو اس سے نفرت لوں گا، عذیب ہم انہیں درجہ بدرجہ اس طرح سے

لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَأَمْلِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ۝ أَمْ تَسْأَلُهُمْ

(عذابِ قریب) کہ غیبی کہہ رہے ہیں جانتے۔ اور میں انہیں مہلت دیتا ہوں یقیناً میری تدبیر سنجیدہ ہے۔ کیا تو ان سے

أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ

کوئی اجر مانگتا ہے کہ وہ تاوان کے بوجھ سے بے ہوئے ہیں۔ کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جسے

فَهُمْ يَكْتُوبُونَ ۝ فَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

وہ تاوان کے بوجھ سے بے ہوئے ہیں۔ پس تو اپنے پروردگار کے حکم پر استقلال سے رہ اور پھل والے (مرد) نہ

الْحَوْتِ إِذْ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ۝ لَوْلَا أَن تَذَرَهُ نِعْمَةٌ

کی طرح نہ ہو جابجہ اس نے عداوی اور وہ عقیقہ میں بھرا ہوا تھا۔ اگر اس کے پروردگار کی نعمت اسے نہ ہا

مِّنْ رَبِّهِ لَنُبَذَّ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبِهْ رَبُّهُ

یعنی تو البتہ وہ پھیل میدان میں ڈال دیا جاتا اور وہ مذمت کیا ہوا ہوتا۔ پس اس کے پروردگار نے اسے

فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا

برگزیدہ کیا پھر اسے صالحین میں سے قرار دیا۔ اور قریب ہے کہ وہ لوگ جو کافر ہو گئے۔ جس

لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ

وقتِ قرآن میں ہمیں اپنی آنکھوں سے پھلا دیں۔ اور وہ کہتے ہیں کہ یقیناً

إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

وہ دیوانہ ہے۔ حالانکہ وہ (قرآن) نہیں ہے مگر جہانوں کے لئے ایک نصیحت۔

وقف لازم



رُكُوعَاتُهَا

۲

سُورَةُ الْحَاقِقَاتِ بِكَيْتٍ

۵۲

آيَاتُهَا

مَنْزِلٌ

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر ہے کہ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس سے مراد وہ ساعت ہے جس کا واقع ہونا محقق ہے۔ یا وہ ساعت جس میں معاملات کی حقیقت کھل جائے گی۔ یعنی جزا و سزا ایسے برحق امور اس میں واقع ہوں گے۔

لہ ما أدرك :-

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہیں کس چیز نے بتلایا کہ وہ کیا چیز ہے کیونکہ تم اس کی حقیقت اور کہنہ کو نہیں جانتے۔ اس لئے کہ وہ اس سے بہت بلند ہے، کہ تم تک درایت سے پہنچ سکے۔

لہ بالقارعة :-

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر ہے کہ اس سے مراد ایسی حالت ہے جو لوگوں کو سول اور خوف میں ڈال کر مضطرب کر دے گی۔ اور اجرام فلکی کو توڑ پھوڑنے کی۔ یہاں بجائے الحاقہ کی جگہ ضمیر لانے کے اس لفظ کے استعمال کرنے سے اس کی شدت کی زیادتی کے وصف کو متلانا مقصود ہے۔

لہ اذن داعية :-

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں اپنے قریب ہی رکھوں اور دور دورے میں تمہیں تعلیم کرتا جاؤں گا اور تم اسے یاد رکھتے جانا اور یہ بات اللہ کے دہرے ہے کہ تم یاد رکھو گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی، وتبعها اذن داعية۔

نیز اسی تفسیر اور عیون اخبار الرضا اور الجوامع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے علی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ تمہارے کان کو یاد رکھنے والا کان قرار دے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللهم اجعلها اذن حق۔ اے اللہ تعالیٰ اسے علی کا کان قرار دے۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس وقت سے میں نے جو بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی اسے کبھی نہ بھولا۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب یہ آیت وتبعها اذن داعية نازل ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یا علی یہ تمہارا کان ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پہلے) ساتھ مد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

الْحَاقَّةُ ۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳

برحق ہونی والی لہ کیا چیز جو برحق ہونی والی۔ اور تمہیں کس چیز نے بتلایا کہ برحق ہونے والی کیا چیز ہے لہ

كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ بِالْقَارِعَةِ ۴ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأَهْلِكُوا ۵

ثمود اور عاد (کی قوموں) نے کھڑکھڑانے والی (قیامت) کو بھٹلادیا لہ پس ثمود تو وہ نہایت تند آواز والے مذاہب کے

بِالطَّاغِيَةِ ۶ وَأَمَّا عَادٌ فَأَهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ ۷

بلاک کئے گئے۔ اور رہے عاد پس وہ حد سے لکل جانے والی تند ہوا سے بلاک کئے گئے۔

سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى ۸

(جسے) اس (اللہ تعالیٰ) نے ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مستطور رکھا (یہ) سخت منحوس دن تھے۔ پس تو ان

الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى ۹ كَانَتْهُمْ أَجْجَارُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۱۰ فَهَلْ ۱۱

لوگوں کو اس میں گرا ہوا دیکھتا۔ گویا کہ وہ کھوکھلے کھجور کے تنے ہیں۔ پھر کیا تو

تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۲ وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَ ۱۳

ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے۔ اور فرعون اور جو اس سے پہلے تھے۔ اور

الْمُؤْتَفِكْتُ بِالْخَطِائَةِ ۱۴ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ ۱۵

الٹی ہوئی بستیوں والے گناہ کے مرتکب ہوئے۔ پس انہوں نے اپنے پروردگار کے رسول کی نافرمانی کی پھر ہم نے

أَخَذَاهُ رَابِيَةً ۱۶ إِنَّا لَنَّا طَغَا الْمَاءُ حَمَلْنَاكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۱۷

انہیں سنت گرفت میں لیا۔ یقیناً جس وقت پانی نے طغیان کی بہم نے تمہیں کشتی میں سوار کر دیا۔

لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۱۸ فَإِذَا تَفَخَّرَ ۱۹

تاکہ ہم اسے تمہارے لئے ایک یادگار قرار دیں اور اسے ایک یاد رکھنے والا کان یاد رکھے لہ پس جب سور

فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ ۲۰ وَاحِدَةٌ ۲۱ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ ۲۲

میں ایک پھونکنے والا ہونکا جھٹکے گا۔ اور زمین اور پہاڑ اٹھائے جائیں گے۔ پھر ایک ہی بار

قَدْ كُنَّا ذُكًى ۲۳ وَاحِدَةً ۲۴ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۲۵ وَ ۲۶

توڑ کر ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے۔ پس اس دن واقع ہونے والی (قیامت) واقع ہوگی۔ اور

اَنْشَقَّتِ السَّمَاءُ فِى يَوْمٍ يَوْمِيذٍ وَّاهِيَةً ۙ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ

آسمان پھٹ جائیگا پھر وہ اس دن ایک پھٹی ہوئی چیز ہوگا۔ اور فرشتے اس کے کناروں پر

اَرْجَاءِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشُ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَةً ۙ

ہوں گے۔ اور اس دن تمہارے بڑے بڑے کار کے عرش کو اپنے اوپر اٹھ (فرشتے) اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

يَوْمَئِذٍ تُعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۙ فَاَمَّا مَنْ

تم اس دن خدا کے حضور میں پیش کئے جاؤ گے تمہاری کوئی پوشیدہ بات چھپی نہ رہے گی۔ پس وہاں وہ شخص

اَوْتَىٰ كِتَابَهُ بِرَبِّهِ ۙ فَيَقُولُ هَٰؤُلَاءِ اَقْرَبُ وَاَكْثَرُ ۙ

جس کو اس کا نوشتہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، تو وہ کہے گا، میرا نوشتہ پڑھو۔

اِنِّى ظَنَنْتُ اَنِّى مُلْقٍ حِسَابِيَةٍ ۙ فَهُوَ فِى عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ

یقیناً میں نے گمان کیا تھا کہ میں اپنے حساب سے ضرور ملے والا ہوں۔ پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہوگا۔

فِى جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۙ كُلُوا وَاشْرَبُوا

بہشت بریں کے اندر۔ اس کے میوے پاس پاس ہونگے۔ (جنتیوں سے کہا جائے گا) گزرے ہوئے

هَنِيئًا بِمَا اَسْلَفْتُمْ فِى الْاَيَّامِ الْخَالِيَةِ ۙ وَاَمَّا مَنْ

دنوں میں جو پچھتم کر چکے ہوں ان کے بدلہ میں مزے سے کھاؤ اور پیو۔ اور رہا وہ شخص جس کو

اَوْتَىٰ كِتَابَهُ بِشِمَالِهِ ۙ فَيَقُولُ يَلَيْتَنِى لَمْ اُوْتِ كِتَابِيَةً ۙ

اس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ کہے گا اے کاش! میرا نوشتہ مجھے نہ دیا گیا ہوتا۔

وَلَمْ اَدْرِ مَا حِسَابِيَةٍ ۙ يَلَيْتَنِى كَانَتِ الْقَاضِيَةُ ۙ مَا عَفَىٰ

اور میں نہ جانتا کہ میرا حساب کیا ہے۔ اے کاش! اس (موت) نے ہی فیصلہ کر دیا ہوتا۔ میرے مال نے

عَنِّى مَالِيَةً ۙ هَلَكْتُ عَنِّى سُلْطَانِيَةً ۙ خَذُوهُ فَخْلُوهُ ۙ

مجھ سے مجھے کنایت نہ کیا۔ میری سلطنت مجھ سے ہاتھی رہی۔ (پھر حکم ہوگا کہ) اسے پکڑو پھر اسے طوق پہناؤ۔

ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۙ ثُمَّ فِى سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ

پھر اسے دوزخ میں داخل کرو۔ پھر ایسی زنجیر میں جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے اسے

ذِرَاعًا ۙ فَاسْلُكُوهُ ۙ اِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيمِ ۙ

پکڑ دو۔ یقیناً یہ بڑے عظمت والے اللہ پر ایمان نہ لاتا تھا۔

لَهُ الْخَالِيَةِ ۙ

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک شخص جناب رسول خدا کی خدمت میں آکر کہنے لگا۔ کہ اے ابوالقاسم! آپ یہ گمان کرتے ہو کہ جنتی لوگ کھائیں گے بھی اور پیئیں گے بھی۔ آپ نے فرمایا۔ اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ ان میں ہر ایک آدمی کو کھانے میں اور پینے میں اور جماع کرنے میں سو سو آدمی کی قوت عطا کی جائے گی۔ اس نے کہا کہ پھر جو شخص کھائے گا اور پیئے گا۔ اسے حاجت بھی ہوگی۔ فرمایا کہ صرف ایک پسینہ ہماری ہوگا۔ جس کی خوشبو مشک کی سی ہوگی اور اس سے اس کا پیٹ بالکل صاف اور خالی ہو جائے گا۔

سلسلہ ۲۰

تفسیر صفائی ص ۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمری امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اگر اس زنجیر کی جس کی لمبائی ستر ہاتھ ہے ایک کڑی دنیا پر بھی جائے تو ساری دنیا اس کی حرارت پگھل جائے گی۔

وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْيُسْكِينِ ۖ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ

اور نہ ہی کسی مسکین کو کھانے کی ترغیب دیتا تھا۔ پس آج کے دن تو اس کا کوئی

هَهْنًا حَمِيمٌ ۙ وَلَا طَعَامٌ إِلَّا مِنْ غَسِيلَيْنِ ۚ لَا

سرگرم دوست ہے۔ اور نہ کھانا ہے سوائے پیپ کے لے

يَأْكُلُهُ إِلَّا الْخَاطِئُونَ ۚ فَلَا أَقِيمٌ بِمَا تَبْصُرُونَ ۙ

سوائے گنہگاروں کے کوئی نہیں کھائے گا۔ پس میں اس کی قسم کھاتا ہوں جسے تم دیکھتے ہو۔

وَمَا لَا تَبْصُرُونَ ۚ إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۙ

اور اس کی بھی جسے تم نہیں دیکھتے۔ یقیناً یہ عزت دار رسول کا قول ہے۔ اور وہ کسی

هُوَ يَقُولُ شَاعِرٌ قَلِيلًا مَّا تَوَمَّنُونَ ۙ وَلَا يَقُولُ

شاعر کا قول نہیں ہے۔ تم لوگ جو ایمان لاتے ہو وہ بہت تھوڑا ہے۔ اور نہ ہی یہ کسی کا ہن

كَاهِنٌ قَلِيلًا مَّا تَذْكُرُونَ ۚ تَنْزِيلٌ مِّن رَّبِّ

کا قول ہے۔ تم لوگ جو نصیحت حاصل کرتے ہو وہ نہایت تھوڑی ہے۔ تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اس

الْعَالَمِينَ ۚ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْأَقَاوِيلِ ۙ

کا اتارا جانا ہے۔ اور اگر یہ (محمّد) ہم پر بعض باتوں کا افترا کرتا لے

لَاخِذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ ۙ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ ۚ

تو ہم ضرور اس کا دامن ہاتھ پکڑ لیتے لے پھر ہم ضرور اس کی شاہ رگ کاٹ ڈالتے۔

فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ۚ وَإِنَّهُ لَتَذْكُرَةٌ

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے روکنے والا نہ ہوتا۔ اور یقیناً یہ پرہیزگاروں کے

لِلْمُتَّقِينَ ۚ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِينَ ۚ وَإِنَّهُ

لے نصیحت ہے۔ اور یقیناً ہم جانتے ہیں کہ تم میں ضرور بعض مجھلائیوالے ہیں۔ اور یقیناً

لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكَافِرِينَ ۚ وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ۚ فَسَبِّحْ

یہ کافروں پر حسرت ہے۔ اور یقیناً یہ قطعی حق ہے۔ پس تو اپنے بڑی

بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۙ

عظمت والے پروردگار کے نام کی تسبیح کرتا رہ۔

مترن



لے غَسِيلَيْنِ :-
تفسیر صافی منہ پر ہے کہ اس سے مراد ہے
دو زخیوں کا غسل اور ان کی پیپ۔
اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس سے مراد کافروں
کا پسینہ ہے۔
لے تَقَوَّلَ :-
تفسیر صافی منہ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ یہ تعاطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے ہے۔
لے بِالْيَمِينِ :-
تفسیر صافی منہ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا
ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم قوت کے
ساتھ بدلہ لیتے۔



آيَاتُهَا

سُورَةُ الْمَعَارِجِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝

ایک سوال کرنے والے نے ایک عذاب مانگا۔ جو کافروں پر واقع ہوئیوالا ہے اسے کوئی دفع کرنے والا نہیں۔

مِّنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ ۝

رفعتوں والے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ فرشتے اور روح اس کے حضور میں ایسے دن میں بلند ہوتے

فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ۝ فَاصْبِرْ

ایں جس کی مدت چار پچاس ہزار سال ہے۔

صَبْرًا جَمِيلًا ۝ إِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۝ وَرَأَوْهُ قَرِيبًا ۝ يَوْمَ

انتظار کئے رکھ۔ یقیناً وہ اس (قیامت) کو دور دیکھتے ہیں۔ اور ہم اسے نزدیک دیکھتے ہیں۔ جس دن

تَكُونُ السَّمَاءُ كَالْهَمَلِ ۝ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۝ وَ

آسمان پھیلے ہوئے تانبے کی مانند ہو جائیگا۔ اور پہاڑ رنگی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے۔

لَا يَسْأَلُ حَمِيمٌ حَمِيًّا ۝ يُبْصَرُونَ ۝ يَوْمَ يُودُّ الْمَجْرِمُ ۝

کوئی دوست کسی دوست کو نہ پوچھے گا۔ وہ ان کو دکھلا دیئے جائیں گے کہ نگار خواہش کریگا کہ کاش

يَفْتَدِي مِنْ عَذَابٍ يَوْمَئِذٍ بَنِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ۝

اس دن کے عذاب سے (بچنے کیلئے) وہ اپنے بیٹوں کا اور اپنی بیوی کا اور اپنے بھائی کا

وَفِصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ۝ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۝

اور اپنے کنبر کا جو اسے ٹھکانہ دیتا ہے۔ اور جو کوئی زمین میں ہے ان سب کا فدیہ دیدے پھر وہ

ثُمَّ يُنْجِيهِ ۝ كَلَّا إِنَّهَا لَأُظْلَىٰ ۝ نَزَاعَةٌ لِّلشَّوْىِ ۝ تَدْعُوا

(فدیہ) اسے نجات دے۔ (یہ) ہرگز نہ ہوگا یقیناً وہ شعلہ والی آگ ہے منہ کی کھال کو اوجھڑیوالی ہے۔ وہ اسے بلائیگی

مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّى ۝ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ

جس نے پھرتے ہوئے پیٹھ پھیری اور منہ موڑا۔ اور مال جمع کیا پھر اسے بند رکھا۔ یقیناً انسان سخت حریص پیدا

مَنْزِلٌ

لَهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ

تفسیر صافی ص ۱۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ قیامت میں ٹھہرنے کے پچاس موقعے ہیں اور ہر ایک موقعہ پر ہزار ہزار برس کھڑا رہنا پڑے گا۔ پھر حضرت نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! یہ دن کیسا لمبا معلوم ہوگا۔ آپ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات باری کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ مومن کو تو وہ اس سے بھی کم معلوم ہوگا جتنی دیر میں وہ ایک واجب نماز دنیا میں پڑھ لیتا ہے۔

تفسیر صافی ص ۱۵ پر ہے کہ اس سے مراد ہے کہ وہ ایسی اون کی مانند ہوں گے جو مختلف رنگوں سے رنگی ہوئی ہو۔

اور کہا گیا ہے کہ چونکہ پہاڑ مختلف رنگوں کے ہوتے ہیں اس لئے جب وہ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے اور اڑا دیئے جائیں گے تو وہ دھنکی ہوئی ریت کی مانند ہو جائیں گے۔ جب کہ ہوا اسے اڑائے۔

هَلُوعًا ۱۹) إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا ۲۰) وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ

کیا گیا لہ جب اسے کوئی تکلیف چھو گئی تہ تو بڑا کھچا ہوا لہے۔ اور جب اسے کوئی اچھا مال مل گیا

مَنُوعًا ۲۱) إِلَّا الْمُصَلِّينَ ۲۲) الَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ

تو بڑا رکھنے والا ہے۔ سوائے نماز پڑھنے والوں کے۔ جو اپنی نمازوں پر قائم رہنے والے

دَائِبُونَ ۲۳) وَالَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۲۴) لِلسَّائِلِ

ہیں تہ اور وہ لوگ جن کے مالوں میں معلوم مالکین والوں اور نہ مالکین والوں کے لئے ایک

وَالْمَحْرُومِ ۲۵) وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ بِيَوْمِ الدِّينِ ۲۶) وَالَّذِينَ

مقرر حق ہے تہ اور جو لوگ جزا کے دن کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور جو لوگ

هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۲۷) إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔ یقیناً تیرے پروردگار کا عذاب ایسا

غَيْرُ مَأْمُونٍ ۲۸) وَالَّذِينَ هُمْ لِأَعْوَابِهِمْ حِفْظُونَ ۲۹) إِلَّا عَلَىٰ

نہیں کہ اس سے نڈر ہو جائیں۔ اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں گے۔ سوائے اپنی

أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۳۰)

بیویوں کے اور ان کے جواں کے داہنے ہاتھوں کے مالک ہوں پس یقیناً وہ ملامت کئے ہوئے نہیں ہیں۔

فَمَن ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۳۱) وَ

پس جس کسی نے اس کے سوا چاہا۔ پس ایسے ہی لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں۔ اور

الَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رِعُونَ ۳۲) وَالَّذِينَ هُمْ

جو اپنی امتوں اور اپنے عہد کی رعایت کریں گے۔ اور جو لوگ اپنی شہادتوں

بِشَهَادَتِهِمْ قَائِمُونَ ۳۳) وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ

پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت

يَحَافِظُونَ ۳۴) أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُّكْرَمُونَ ۳۵) فَمَالِ الَّذِينَ

کرتے ہیں۔ ایسے لوگ ہی جنتوں میں عزت پائیں گے۔ پس جو لوگ کافر ہو گئے ہیں

كَفَرُوا قَبْلَكَ مُطِيعِينَ ۳۶) عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

کیا ہو گیا ہے کہ وہ گروہ کے گروہ ہو کر۔ تیرے سامنے دائیں سے اور بائیں سے دوڑتے ہوئے

لہ هَلُوعًا :-

تفسیر صفاتی ص ۵ پر ہے کہ هَلُوعًا سے مراد

ہے شدید الخرس۔ یعنی سخت جریح۔ قلیل الصبر۔

تھوڑے صبر والا +

تہ الْكَشْر :-

تفسیر صفاتی ص ۵ پر ہے کہ یہاں شری

مراد ہے فقر و فاقہ +

تہ دَائِبُونَ :-

تفسیر صفاتی ص ۵ پر ہے کہ ان سے وہ لوگ

مراد ہیں۔ جنہوں نے اپنے نفس پر جو نوافل نمازیں

لازم کر لی ہیں انہیں ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔

اور انصال میں امیر المؤمنین علیہ السلام سے

منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رات کی

تضار کو دن میں اور دن کی تضار کو رات میں ادا

کرتے ہیں +

تہ وَالْمَحْرُوم :-

تفسیر صفاتی ص ۵ پر بحوالہ کافی امام زین العابدین

علیہ السلام سے منقول ہے کہ حق معلوم سے وہ مال مراد

ہے جسے کوئی شخص اپنے مال سے نکالے اور وہ

مذکورہ کو وہ اور نہ ہی صدقہ و اجیر۔ اور یہ وہ

شے ہے جس میں اس کو اختیار ہے کہ زیادہ

نکالے یا کم۔ اور جہاں تک اس کا اختیار ہے وہ

اس سے صلہ رحمی کرے۔ اور کسی محروم کو قوت

پہنچائے۔ اور کسی فرماندہ کو اس کے ذریعہ سوار

کرائے یا اپنے دینی بھائی کو مدد پہنچائے۔ یا

کسی مصیبت میں جو اس پر آپڑے اس کا ساتھ

دے۔

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے

کہ المحروم سے مراد وہ پیشہ ور ہے۔

جس کا ہاتھ خرید و فروخت سے بیک

گیا ہو اور وہ اپنی روزی نہ کما سکتا

ہو۔

اور ایک روایت میں ہے کہ المحروم

سے وہ شخص مراد ہے جس کی عقل میں کوئی

فتور نہ ہو۔ وہ پیشہ ور بھی ہو۔ مگر کافی رزق اس کو

میسر نہ آتا ہو +

عَزِيزٍ ۲۷ أَيْطَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ يُدْخَلَ جَنَّةً

آتے ہیں۔ کیا ان میں سے ہر شخص یہ طمع رکھتا ہے کہ وہ نعمتوں والی جنت میں داخل

نَعِيمٍ ۲۸ كَلَّا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَعْلَمُونَ ۲۹ فَلَا أُقِيمُ بِرَبِّ

کیا جائیگا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یقیناً ہم نے انہیں اس چیز سے پیدا کیا جسے یہ جانتے ہیں۔ پس میں مشرقوں اور مغربوں

الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِنَّا لَقَدِيرُونَ ۳۰ عَلَى أَنْ تُبَدِّلَ

کے پروردگار کی قسم کھاتا ہوں کہ یقیناً ہم ضرور اس بات پر قدرت رکھنے والے ہیں۔ کہ ہم ان کے بدلے ان سے بہتر

خَيْرًا مِّنْهُمْ ۳۱ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۳۲ فَذَرَهُمْ يَخُوضُوا

لوگ لائیں گے اور ہم عاجز نہیں ہیں پس تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جھگڑتے

وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۳۳ يَوْمَ

اور کھیلنے رہیں یہاں تک کہ وہ اس دن سے ملاقات کریں جس کا وہ وعدہ دیئے جاتے ہیں۔ اس دن

يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَانَتْهُمْ إِلَىٰ نُصِيبٍ

وہ قبروں سے اس طرح جلدی نکل پڑیں گے گویا کہ وہ جھنڈیوں کی طرف دوڑے جاتے

يُوفُونَ ۳۴ خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهُقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَٰلِكَ

ہیں گے ان کی آنکھیں عاجز کرنے والی ہوں گی، ذلت ان پر چھائی ہوئی ہوگی۔ یہی وہ

الْيَوْمِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۳۵

دن ہے جس کا وہ وعدہ دیئے جایا کرتے تھے۔

الْآيَاتُ ۲۸ سُورَةُ نُوحٍ مِّمَّا يَكُونُ ۲ رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ أَنْ أَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ

یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ کہ تو اپنی قوم کو ڈرا قبل اس کے کہ ان

أَنْ يَأْتِيَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۱ قَالَ يَقَوْمِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ

پر دردناک عذاب آئے۔ اس نے کہا اے میری قوم یقیناً میں تمہارے لئے ایک کھلا ڈرانے

۱۔ مِّنْهُمْ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۱۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اس بات پر قادر ہیں کہ انہیں ہلاک کر دیں اور ان کی جگہ ان سے اچھی مخلوق لے آئیں :-

۲۔ يُوَفُّونَ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۱۲ پر ہے کہ نصیب سے مراد عبادت کی جگہیں یا علم یعنی جہنم ہے جنکی طرف یہ دوڑتے ہوئے جائیں گے اور تفسیر رقمی میں ہے کہ وہ کسی بلانے والے کی طرف دوڑتے ہوئے جائیں گے :-



مُتَّبِعِينَ أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاتَّقُوهُ وَأَطِيعُوا ۖ يَغْفِرْ

والا ہوں۔ کہ تم اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو۔ وہ (اللہ تعالیٰ)

لَكُمْ مِنْ دُنُوبِكُمْ وَيُخَرِّجْكُمْ إِلَىٰ آجِلٍ مُّسْتَسَىٰ طَارٍ

تمہارے گناہوں میں سے بعض کو بخش دے گا۔ اور وہ تمہیں ایک مقرر مدت تک مہلت دے گا۔ یقیناً جب

آجَلُ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۖ قَالَ

اللہ تعالیٰ کا مقرر کیا ہوا وقت آجاتا ہے تو وہ پیچھے نہیں کیا جاتا کاش کہ تم جانتے ہوتے۔ اس نے

رَبِّ إِيَّيْ دَعَوْتُ قَوْمِي لَيْلًا وَنَهَارًا ۖ فَلَمْ يَزِدْهُمْ

کہا اے میرے پروردگار یقیناً میں نے اپنی قوم کو رات اور دن بلایا۔ پھر میرے پکارنے نے ان کا کچھ نہ

دُعَاءِي إِلَّا فِرَارًا ۖ وَإِنِّي كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ

بڑھایا سوائے بھاگنے کے۔ اور یقیناً جب بھی میں نے انہیں پکارا تاکہ تو انہیں بخش دے انہوں

جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ وَاسْتَعْشَوْا ثِيَابَهُمْ وَ

نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیں۔ اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور انہوں

أَصْرُوا وَاسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۖ ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۖ

نے اصرار کیا اور انہوں نے بہت بڑا تکبر کیا۔ پھر یقیناً میں نے انہیں علانیہ بلایا۔

ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۖ فَقُلْتُ

پھر یقیناً میں نے انہیں کھلم کھلا کہا اور ان کو چھپ کر پوشیدگی میں بھی کہا۔ پس میں نے کہا کہ تم

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۖ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ

اپنے پروردگار سے بخشش طلب کرو۔ یقیناً وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار

مِدْرَارًا ۖ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ

میدر ساتا ہے۔ اور مالوں اور بیٹوں سے تمہاری مدد کرتا ہے۔ اور وہ تمہارے لئے باغوں کو پیدا

جَنَّتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا ۖ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ لِلَّهِ

کرتا ہے اور تمہارے لئے نہریں بناتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا بھی خیال

وَقَارًا ۖ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۖ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ

نہیں کرتے۔ اور یقیناً اس نے تمہیں طرح طرح کا پیدا کیا ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح

لَهُ آجَلٌ مُّسَمًّى ۖ

تفسیر صافی ص ۱۲ پر ہے کہ اجل مسمیٰ ایک حد ہے۔ جو تمہارے لئے ایمان اور اطاعت کی شرط کے ساتھ مقدر کی گئی ہے۔

لَهُ فِي إِذَا فَرَغَ ۖ

تفسیر صافی ص ۱۲ پر ہے کہ انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں اس لئے ڈال لیں تاکہ سننے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور وہ حق کی دعوت کو سن نہ سکیں۔

لَهُ اسْتِكْبَارًا ۖ

تفسیر صافی ص ۱۲ پر ہے کہ انہوں نے پکارا کر لیا۔ کہ کوئی چیز بھی نہ سنیں۔

لَهُ اسْتَغْفِرُوا ۖ

تفسیر صافی ص ۱۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اپنے گناہوں سے توبہ کرو۔

فَهُ أَطْوَأَ ۖ

طرح طرح۔ طوہر کی جمع جس کے معنی صاف اور اندازہ کے آتے ہیں۔ اطوہر کے معنی طرح طرح کی صورت کے بھی ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بھرے ہیں۔ یعنی نطفہ۔ علقہ۔ مضغہ۔ پھر بنتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لیکر موت تک آدمی جتنے ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے۔

(لغات القرآن معانی جلد ۱ ص ۱۹)

تفسیر صافی ص ۱۲ پر ہوا تفسیر قہی لکھا ہے کہ تم کو اس شان سے پیدا کیا کہ تمہارے اراکے اور خیالات اور خواہشیں مختلف ہیں۔ اور ایک قول کے مطابق مطلب یہ ہے کہ کبھی تم مٹی تھے۔ پھر نطفہ بنے پھر رستہ بوند ہو گئے۔ پھر لوتھر بنے۔ پھر پڑیا اور گوشت اور پوست بنے۔ پھر اس میں ایک خوبصورت شکل پیدا کر دی۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی حکمت کے کمال پر دلالت کرتی ہیں۔

سَبْعَ سَوَاتٍ طِبَاقًا ۱۵ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ

آسمان تہ ہفتہ پیرا کئے۔ اور چاند کو ان میں نور بنایا اور سورج

الشَّمْسُ سِرَاجًا ۱۶ وَاللَّهُ ابْتَلَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۱۷

کو چراغ بنایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین سے اگایا جیسا کہ اگانے کا حق ہے۔

ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۱۸ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

پھر وہ تمہیں اسی میں لوٹائے گا اور نکال کر باہر لائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے زمین

الْأَرْضِ بِسَاطًا ۱۹ لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۲۰ قَالَ نُوحٌ

کو فرش بنایا۔ تاکہ تم اس کے کشادہ راستوں پر چلو پھرو۔ نوح نے کہا اے

رَبِّ إِنَّمَا عَصَوْتُكَ وَأَتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدَّهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ

میرے بندہ درگاہ! یقیناً انہوں نے میری نافرمانی کی اور ایسے کی پیروی کی جس کا اس کے مال اور اولاد نے

الْأَخْسَارَ ۲۱ وَمَكْرُوهًا مَّكْرًا كِبَارًا ۲۲ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ

سولے نقصان کے کچھ نہ بڑھایا۔ اور انہوں نے بڑی مکاری کی تدبیر کی۔ اور کہنے لگے کہ تم اپنے معبودوں

الِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ

کو نہ چھوڑو۔ اور نہ ود کو چھوڑو اور نہ سواع کو۔ اور نہ یغوث اور یعوق

وَنَسْرًا ۲۳ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۲۴ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا

اور نہ نسر کو۔ اور یقیناً انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا۔ اور بڑے میرے رب، نہ بڑھا ظالموں کی مگر

ضَلَالًا ۲۵ مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُخْرِقُوا فَأَدْخِلُوا نَارًا ۲۶ فَلَمَّا

ہلاکت۔ وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عرق کر بیٹھے گئے۔ پھر وہ دوزخ کی آگ میں داخل کر دیئے گئے۔

يَحْبِدُوا إِلَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا ۲۷ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ

پس انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنے لئے مددگار نہ بنائے۔ اور نوح نے کہا اے میرے پروردگار

لَا تَذَرْنِي عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۲۸ إِنَّكَ إِن

روئے زمین پر کافروں میں سے کسی بسنے والے کو نہ چھوڑے۔ یقیناً اگر تو ان کو چھوڑے

تَذَرَهُمْ يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا ۲۹

گا تو وہ تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے۔ اور وہ نہیں جنمیں گے تیرے مگر گنہگار کافر۔

۱۵ سَبْعَ سَوَاتٍ طِبَاقًا ۱۵
تفسیر صفائی ص ۵۱۲ پر ہے کہ یہ نیک آدمیوں کے
نام تھے جو حضرت آدمؑ اور نوحؑ کے درمیانی زمانہ
میں ہوئے جب وہ مر گئے تو لوگوں نے برکت کے
لئے ان کی مورتیں بنائیں اور جب عرصہ گزر گیا تو
ان کی عبادت کرنے لگ گئے۔ اور وہ مورتیں عرب میں
مستقل کی گئیں۔

۱۶ وَاللَّهُ ابْتَلَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۱۶
اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہ حضرت نوح علیہ
السلام سے پہلے مومن لوگ تھے۔ جب م
گئے تو لوگوں کو ان کے بارے میں شک
ہوا۔ ابلیس ان کے پاس آیا۔ اور ان کے
لئے ان کی مورتیں بنادیں۔ تاکہ ان سے
دل بٹلے اور انس ہو جائے۔ جب مردی کا موسم آیا
تو انہوں نے ان مورتوں کو گھروں میں داخل کر لیا۔
جب ایک قرن گزر گیا اور دوسرا قرن آیا۔ تو ابلیس
ان لوگوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ یہ تمہارے
معبود ہیں۔ تمہارے باپ دادا بھی ان کی عبادت کیا کرتے
تھے۔ پس وہ بھی عبادت کرنے لگے۔ اور بہت لوگوں کو
گمراہ کیا۔ آخر حضرت نوح علیہ السلام نے بد دعا کی۔
اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر دیا۔

۱۷ وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّمَا عَصَوْتُكَ وَأَتَّبَعُوا مَن لَّمْ يَزِدَّهُ مَالَهُ وَوَلَدَهُ
تفسیر قمی میں ہے کہ ذی بنی کلب کا بہت تھا
اور سواع بنی ہزلی کا اور یغوث بنی مراد کا اور
یعوق بنی مہدان کا اور نسر بنی حمین کا +
تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ واقعی کہتا ہے
کہ وہ مرد کی صورت تھا اور سواع عورت کی صورت
یغوث شیر کی صورت یعوق گھوڑے کی شکل اور نسر
گدھ کی شکل +
۱۸ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ
۱۹ لَتَسْلُكُوا مِنْهَا سُبُلًا فِجَاجًا ۱۹
تفسیر صفائی ص ۵۱۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے
کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ نوحؑ
نے جو دعا میں یہ کہا: لَا يَلِدُوا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا
اس کا علم انہیں کہاں سے ہو گیا تھا؟ آپ نے فرمایا:
کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا کہ وہ فرماتا ہے
لَنْ يُولِدَ مِنَ قَوْمِكَ الْإِيمَانُ قَدْ آمَنَ (پہلے ہودؑ
تمہاری قوم میں سے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان
لاچکے اور کوئی ایمان نہیں لائے گا) +

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَ

اے میرے پروردگار تو مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی اور اس کو بھی جو میرے گھر میں مومن ہو کر داخل ہو

لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِيْنَ اِلَّا تَبَارًا ۝۷۲

اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کو بھی۔ اور نہ بڑھا ظالموں کی مگر بربادی۔

اٰیٰتُهَا ۲۸ سُوْرَةُ الْجِنِّ مَكِّيَّةٌ ۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(پڑھ) ساتھ دعا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَوْحٰی اِلَيَّ اَنْتَ اَسْمَعُ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا

(اے رسول) کہہ دے کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ یقیناً جنوں کی ایک جماعت نے (قرآن) سنا تو کہنے لگے یقیناً ہم نے

سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاَمَّا بِهٖ ۝۷۳

ایک عجیب قرآن سنا ہے۔ وہ نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے پس ہم اس پر ایمان لائے۔ اور ہم اپنے پروردگار

لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ وَّاَنْتَ تَعْلٰی جَدُّ رَبِّنَاۤ مَا

کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہ کریں گے۔ اور یقیناً میرے پروردگار کی شان بہت بلند ہے نہ اس نے

اَتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنْتَ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا

کسی کو بیوی، بنایا اور نہ اولاد۔ اور یقیناً ہم میں کا بیوقوف اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق سے

عَلٰی اللّٰهِ شَطَطًا ۙ وَّاَنَا ظَنَنَّا اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ الْاِنْسُ

دور بات کہا کرتا تھا۔ اور یقیناً ہم نے گمان کیا کہ انسان اور جن اللہ تعالیٰ کے بارے میں

وَالْجِنُّ عَلٰی اللّٰهِ كِذْبًا ۙ وَّاَنْتَ كَانَ رِجَالٌ مِّنْ

ہرگز جھوٹ نہ کہیں گے۔ اور یقیناً آدمیوں میں سے کچھ لوگ جنوں سے

الْاِنْسُ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَرَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝۷۴

بعض لوگوں کی پناہ لیا کرتے تھے لے پس انہوں نے ان کی سرکشی بڑھا دی لے

وَاَنْتُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا ۝۷۵

اور یقیناً انہوں نے گمان کیا جیسا کہ تم نے گمان کیا، کہ اللہ تعالیٰ کسی کو ہرگز مبعوث نہ کرے گا۔

لَا يَعُوْذُوْنَ :-

تفسیر صفائی ص ۵۱۲ پر بحوالہ
تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام
سے اس آیت کی تفسیر میں منقول
ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ایسے
کاہن کے پاس جایا کرتے تھے

جسے شیطان وحی کیا کرتا تھا اور اسے کہتا تھا کہ اپنے
شیطان سے کہہ دو کہ فلاں فلاں تیری پناہ میں آگئے
ہیں۔

لے سَہَقًا :-

تفسیر صفائی ص ۵۱۲ پر ہے کہ چونکہ انہوں نے
جنوں کی پناہ لی۔ اس لئے جنوں نے ان کی سرکشی
اور تکبر کو بڑھا دیا۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے پہلے بعض جن بعض
آدمیوں کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور جو خبریں وہ
آسمان سے سنا کرتے تھے وہ خبریں انہیں پہنچایا
کرتے تھے اور وہ لوگ جنوں کی ان خبروں کے بموجب
کہانت کیا کرتے تھے۔

اور لغات القرآن معانی جلد ۱۲ ص ۱۲ پر ہے
کہ اس لفظ کے معنی ہیں سرکشی۔ تکبر۔ سرکشی۔
ستم۔ زیادتی۔ زبردستی۔ مزاحمت۔ یزحق کا مصدر
ہے۔ اصل میں اس کے معنی ایک شے کے کسی دوسری
شے پر زبردستی چھا جانے کے ہیں۔ اور چونکہ اس
کا لازمی نتیجہ ہے تباہی اس لئے تباہ ہونے کے معنی
میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

مبتدو نے تصریح کی ہے کہ جب کسی شخص کے
متعلق کہا جائے ذیہ دھق تو اس کا مطلب ہے
کہ اس میں عقل کی کمی ہے۔ جس کی بنا پر وہ شر میں
گھرا ہوا ہے اور بڑائی ہر طرف سے اس پر چھا رہی ہے،
(دیکھئے الفائق جلد ۱ ص ۲۵)

آیہ شریفہ فَرَادُوْهُمْ رَهَقًا میں سرکشی اور تکبر
مراد ہے اور فلا یجاف بَعْثًا وَلَا رَهَقًا (پس وہ نہ
ڈرے گا نقصان سے اور نہ زبردستی سے) میں تباہی
کے معنی مراد ہیں۔ کیونکہ دوسرے کی زبردستی کا نتیجہ اپنی
تباہی ہے۔

اور تفسیر قمری میں ہے کہ جنس کے معنی ہیں نقصان
اور سحق کے معنی ہیں عذاب۔

وَأَنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَاهَا مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِيدًا وَ

اور یقیناً ہم نے آسمان کو چھوا تو اسے سخت طاقت ور نگہاؤں اور شہابیوں سے بھرا

شُهُبًا ۸ وَأَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ

ہر پایا۔ اور یقیناً ہم اس کے بیٹھنے کی جگہوں میں سنانے کے لئے بیٹھا کرتے تھے۔ پس جو کوئی اب سنانا

لَيَسْمِعِ الْآنَ يَجِدْ لَهُ شِهَابًا رَّصَدًا ۙ وَأَنَّا لَا نَدْرِي

چاہے تو وہ اپنے لئے ایک بھڑکتا شعلہ نگہبان پاس لے گا۔ اور یقیناً میں نہیں جانتا کہ جو لوگ زمین

أَشْرَأُ رِيدَ يَمَنَ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا ۙ

میں ہیں ان کے ساتھ بری کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے ساتھ نیکی کا ارادہ کیا ہے۔

وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ ۖ كُنَّا طَرَائِقَ

اور یقیناً ہم میں سے ہی نیکو کار ہیں اور ہم میں سے ہی گھر اسی کے علاوہ ہیں۔ ہم مختلف طریقے اختیار کئے

قَدَدًا ۙ وَأَنَّا ظَنَنَّا أَن لَّنْ نَّعْجِزَ اللَّهَ فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ

جوسے ہیں۔ اور یقیناً ہم نے یہ گمان کیا کہ ہم زمین میں اللہ تعالیٰ کو ہرگز عاجز نہ کر سکیں گے۔ اور نہ بھاگ

نُعْجِزُهُ هَرَبًا ۙ وَأَنَّا لَمَّا سَمِعْنَا الْحَدَايَا مِنَّا بِه طَفَنَ

کر ہی کبھی اسے عاجز نہ کر سکیں گے۔ اور یقیناً جب ہم نے ہدایت کو سنا ہم اس پر ایمان لے آئے۔ پس جو کوئی

يُؤْمِنُ بِرَبِّهِ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَلَا رَهَقًا ۙ وَأَنَّا مِنَّا

اپنے پروردگار پر ایمان رکھتا ہے پس وہ نہ کسی نقصان کا خوف کرے گا اور نہ ہی مزاب کا۔ اور یقیناً ہم میں

الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْقَاسِطُونَ ۖ فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا

سے گھر فرماں بردار ہیں اور ہم میں سے ہی گھر ظالم ہیں۔ پس جو فرماں بردار ہوا تو ایسے ہی لوگوں نے نیکی

رَشَدًا ۙ وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا ۙ وَأَن

کا قصد کیا۔ اور ہم سے ظالم پس وہ دور رخ کے لئے ایندھن ہیں۔ اور اگر وہ

لَوْ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَهُمْ مَّاءً غَدَقًا ۙ

سیدھے راستہ پر قائم رہتے۔ البتہ ہم انہیں بہت زیادہ پانی سے سیراب کرتے۔

لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۖ وَمَنْ يُعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ

تاکہ ہم اس میں ان کی آزمائش کریں اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے منہ موڑے گا۔ وہ اسے سخت عذاب

عَذَابًا صَعَدًا ۱۷ وَأَنَّ الْمَسْجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ

میں داخل کرے گا۔ اور یقیناً مسجد میں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں لہٰذا پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور

أَحَدًا ۱۸ وَأَنَّهُ لَنَا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ

کو نہ پکارو۔ اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ کا بندہ (محمدؐ) کھڑا ہو کر اسے پکارتا ہے لہٰذا قریب ہے کہ وہ لوگ جو تم کے

عَلَيْهِ لَبَدًا ۱۹ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أَشْرِكُ بِهِ أَحَدًا ۲۰

اسے گھیر لیں۔ (اے رسولؐ) کہہ دو ماسوا اس کے نہیں کہ میں اپنے پروردگار کو پکارتا ہوں اور اس کیساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا ۲۱ قُلْ إِنِّي لَنْ

دے رسولؐ کہہ دو یقیناً میں تمہارے لئے نہ تو نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ ہدایت کا۔ (اے رسولؐ) کہہ دو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ

يُخَيِّرُنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدًا وَلَنْ أَحَدٌ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۲۲

کے مقابلے میں مجھے کوئی شخص ہرگز پناہ نہ دے گا اور میں اس کے سوا کوئی پناہ کی جگہ ہرگز نہ پاؤں گا۔

إِلَّا بِلَاغٍ مِنَ اللَّهِ وَرِسَالَةٍ ۲۳ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

سوائے اللہ تعالیٰ کی طرف سے (اے رسولؐ) اور اس کے پیغاموں کو پہنچانے کے اور جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی

فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا أَبَدًا ۲۴ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا

نافرمانی کی پس یقیناً اس کے لئے دوزخ کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اس چیز کو

مَا يُوعَدُونَ فَيَعْلَمُونَ مَنْ أَضَعُفُ نَاصِرًا ۲۵ وَأَقْلُ

دیکھیں گے جس کا وہ وعدہ دیتے جاتے ہیں تو ہلکی معلوم کریں گے کہ مددگار کے لحاظ سے کون سب سے زیادہ کمزور ہے اور کتنی کے

عَدَدًا ۲۶ قُلْ إِنْ أَدْرِي أَقْرَبُ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَكَ

لحاظ سے سب سے کم ہے۔ (اے رسولؐ) کہہ دو میں نہیں جانتا کہ جس چیز کا تم وعدہ دیتے جاتے ہو وہ نزدیک ہے یا میلاد پروردگار کا

رَبِّي أَمَدًا ۲۷ عَلِيمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۲۸ إِلَّا

کے لئے مدت لمبی کرے گا۔ وہ غیب کا جاننے والا ہے۔ پس وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ سوائے

مَنْ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

اس کے جسے اس نے رسول میں سے مرتضیٰ کیا سوائے پس یقیناً وہ اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان

وَمِنْ خَلْفِهِ رَصَدًا ۲۹ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ

پلا دیتا ہے۔ تاکہ وہ یہ ظاہر کر دے کہ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں

لَهُ الْمَسْجِدَ ۱۷

تفسیر صفحہ ۵۱ پر بحوالہ من لا

يَحْضُرُ الْفَقِيهَ امير المؤمنين عليه السلام سے

منقول ہے کہ المسجد سے مراد اعضائے

مسجد ہیں۔ یعنی چہرہ۔ دونوں ہتھیلیاں۔ دونوں گھٹنے

اور پاؤں کے دونوں انگلیٹھے۔

بعینہ بھی مضمون کافی میں امام جعفر صادق

علیہ السلام سے اور تفسیر عیاشی میں امام محمد تقی علیہ السلام

سے منقول ہے۔ اور تفسیر قمی میں بھی اسی طرح منقول

ہے ۱۷ عِبْدُ اللَّهِ ۱۷

تفسیر صفحہ ۵۱ پر ہے کہ عباد اللہ سے مراد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں ۱۷

۱۷ مَنِ ارْتَضَىٰ ۱۷

تفسیر صفحہ ۵۱ پر بحوالہ کافی امام محمد باقر

علیہ السلام سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم وہ رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مرتضیٰ کیا ۱۷

اور الخراج الجراح میں امام رضا علیہ السلام سے

اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرتضیٰ ہیں۔

اور ہم اس رسول کے وارث ہیں۔ جس کو اللہ تعالیٰ

نے اپنے غیب میں سے جس چیز کو چاہا اس پر مطلع

فرمایا۔

پس جو کچھ ہو چکا ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ اور

جو کچھ قیامت تک ہو گا وہ بھی ہم اسے جانتے

ہیں ۱۷

وَاحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَحْصَىٰ كُلَّ شَيْءٍ عَدَدًا ۝

کو پہنچا دیا اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس نے احاطہ کر لیا اور ہر چیز کو اس نے گنتی کے لحاظ سے شمار کر لیا ہے۔

۲۰ آیاتہا سُورَةُ الْمَزْمِلِ مَكِّيَّةٌ ۲ رُكُوعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمَرْمِلُ ۝ قُمْ الْيَلَّ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوِ انْقُصْ

اے چادر لیٹنے والے (رسول) تو رات کو (تہہ کیلئے) اٹھا کر لیکن تھوڑا لے۔ اس (رات) کا نصف یا اس سے

مِنْهُ قَلِيلًا ۝ أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنْكَ

تھوڑا کم کرے۔ یا اس پر زیادہ کرے اور تو قرآن کھول کھول کر ترتیل کے ساتھ پڑھو لے یقیناً ہم

سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنْ نَاشِئَةَ الْيَلِّ هِيَ أَشَدُّ

منقریب مجھ پر ایک وزنی بات ڈالیں گے۔ یقیناً رات کا اٹھنا وہ بڑی سخت کلفت ہے اور

وَطًا ۝ أَقُومُ قِيلًا ۝ إِنْ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْعًا طَوِيلًا ۝

بات کو بہت درست رکھنے والا ہے۔ یقیناً تیرے لئے دن میں لمبے کام میں جلدی مشغول ہو جاتا ہے لے

وَادْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبْتَئِلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ

اور تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا کر اور سب سے الگ ہو کر اسی کا ہو گا۔ وہ مشرق اور مغرب

الشَّرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَ

کا پروردگار ہے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں پس تو اسے ہی کارساز بنائے رکھ۔ اور جو کچھ

اصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝ وَذَرْنِي

وہ (کافرا) کہتے ہیں اس پر صبر کرے وہ اور تو انہیں خوبی کے ساتھ چھوڑ دے۔ اور تو مجھے اور

وَالْمُكَذِّبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهْلَمُ قَلِيلًا ۝ إِنْ لَدَيْنَا

جھٹلنے والے صاحبان نعمت کو چھوڑ دے (میں ان سے نفرت لوں گا) اور تو انہیں ٹھوڑی سی مہلت دیکے۔ یقیناً ہمارے پاس

أَنْكَالًا وَجَحِيمًا ۝ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝

بیریزاں اور جلا تیروالی آگ۔ اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے۔

مَنْزِلٌ

لَهُ قَلِيلًا ۝

تفسیر صفائی ۵۱ پر بحوالہ تفسیر

البیان امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل

ہے کہ قلیل سے مراد آدھی رات ہے۔ اور

یہ جو فرمایا، اول نقص منہ قلیلہ اس کا

مطلب یہ ہے کہ آدھی رات میں سے آدھی یعنی چوتھی

حصہ رات کا نماز کے لئے مخصوص کر دو۔ یا آدھی کے

ساتھ آدھی یعنی چوتھی اور ملا لو۔ اور میں چوتھی

عبادت کے لئے رکھو۔ اور چوتھی حصہ آرام کے لئے

مخصوص کر دو۔

لے تشریح کیا۔

الفاظ کا منہ سے درستی کے ساتھ بہولت

اداکرنا۔ آہستہ آہستہ واضح اور صاف طور پر

پڑھنا۔

بروزن تفعیل مصدر ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ منک)

لے سَبَحًا ۝

مشغول ہونا۔ تیزی سے تیرنا۔

یہ سَبَحٌ تَسْبِیحٌ کا مصدر ہے۔ امام راجب صفہانی

فرماتے ہیں۔ ۱۔ سَبَحٌ کے معنی پانی اور موائے تیز گزرنے

کے ہیں۔ بولا جاتا ہے۔ سَبَحٌ۔ سَبَحٌ۔ سَبَحٌ۔

اور حسب ذیل معانی میں بطور استعارہ استعمال

ہوا ہے۔ ۲۔

(۱) آسمان میں ستاروں کی گردش کے لئے بیسے

وکل فی ذلک یسبحون (اور ہر کوئی ایک پکڑ میں

پہیرتے ہیں)۔ (۲) گھوڑے کے دوڑنے کے لئے۔

بیسے دالساہیات سبھا (اور قسم ہے میرے والے

گھوڑوں کی تیزی سے)۔ (۳) کام میں جلدی لگ جانے

کے لئے بیسے ان ذلک فی النهار سبھا طویل (البتہ

تجھے دن میں جلد مشغول رہتا ہے لمبا)

علامہ محمود آلوسی آیت ان ذلک فی النهار سبھا

طویل کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ۱۔

”کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں ”دن کو اپنے

سونے اور حوائج میں مصروف ہونے کے لئے فراغت

اور گنجائش ہے“

اور بعض نے کہا ہے کہ اگر رات میں کچھ چھوٹ

ہائے تو تمہیں دن میں فراغت ہے تم اس کی تدفین

کر سکتے ہو“

پس سبجہ بمعنی فراغت ہے اور لغت میں یہ اس

معنی میں مستعمل ہے لیکن پہلے معنی (یعنی کام میں جلدی

مشغول ہو جانا، عرب کے محاورہ سبجہ فی المدا تروا

اور دگر

موافق اور موقع کے زیادہ مناسب ہیں لغات القرآن نعمانی جلد ۳ منک ۱۔ اور تفسیر صفائی ۵۱ پر بحوالہ تفسیر قمری امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد سونے کے لئے اور دگر

ضرورتوں کے لئے بہت بڑی گنجائش ہے +

يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ وَكَانَتِ الْجِبَالُ كَثِيبًا

جس دن زمین اور پہاڑ کا نہیں گئے اور پہاڑ ریت کے ٹیلے ہو جائیں

مَهِيلًا ۱۷ اِنَّا ارْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا

گئے۔ یقیناً ہم نے تمہاری طرف ایک رسول کو تم پر گواہ بنا کر بھیجا۔ بیسا کہ تم

ارْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۱۸ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ

نے فرعون کی طرف ایک رسول کو بھیجا۔ پھر فرعون نے رسول کی نافرمانی کی۔ پس

فَاَخَذْنَاهُ أَخْذًا وَبِيلًا ۱۹ فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا

ہم نے اسے سخت وبال میں پکڑ لیا۔ پھر اگر تم نے کفر کیا تو تم اس دن سے کس طرح بچو گے

يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۲۰ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۲۱ كَانَ وَعْدُهُ

جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس کے ساتھ پھٹ جائیگا اس (اللہ تعالیٰ) کا وعدہ پورا

مَفْعُولًا ۲۲ إِنْ هَذِهِ تَذْكِرَةٌ ۲۳ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذَ إِلَىٰ رَبِّهِ

ہو کر رہیگا۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو چاہے اپنے پروردگار کی طرف راستہ اختیار

سَبِيلًا ۲۴ إِنْ رَبِّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثَيِ

کرتے۔ یقیناً تیرا پروردگار جانتا ہے کہ تو رات کی دو تہائی کے قریب اور (کبھی) اس کی ایک تہائی

الَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۲۵

(تمازی میں) کھڑا ہوتا ہے اور جو تیرے ساتھ ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ (بھی)

وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۲۶ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فِتَابَ

اور اللہ تعالیٰ رات اور دن کا اندازہ کرتا ہے۔ اس نے جان لیا کہ تم ہرگز اس کا شمار نہ کر سکو گے پھر

عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ ۲۷ عَلِمَ أَنْ

وہ تم پر مہربان ہوا پس قرآن میں سے جو تمہیں میسر آئے وہ پڑھ لیا کرو۔ اس نے جان لیا

سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضًى ۲۸ وَأَخْرُوجُونَ فِي الْأَرْضِ

کہ تم میں سے بعض بیمار ہو جائیں گے۔ اور نچھ اور لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل کو تلاش کرتے

يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ ۲۹ وَأَخْرُوجُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ

زمین میں سفر کریں گے۔ اور نچھ اور لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ

لَهُ إِنْ سَأَلْتَهُ بِحَقِّهِ ۳۰
تفسیر صفائی ۵۱۴ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر
علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے قول ان ساءلک یعلمہ
کی تفسیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اسی طرح کہا کرتے تھے اور انہوں نے لوگوں کو بھی
اس کی بشارت دیدی تھی۔ لیکن لوگوں پر یہ بات
سخت گراں گزری۔ اور اللہ تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ
لوگ اس کا شمار نہ کر سکیں گے اور حالت یہ تھی کہ
کسی شخص کو پتہ نہ لگتا تھا کہ آدھی رات
کب ہوئی اور دو تہائی کب ہوئی۔ لہذا
اس خوف سے کہ وقت فوت نہ ہو جائے
وہ نماز پڑھتے پڑھتے ہی صبح کر دیتا تھا۔
پس اللہ تعالیٰ نے ان ساءلک یعلمہ انک
تقوم سے علم ان لوگوں کو مخصوص ایک آیت نازل فرمائی۔
اور فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے یہ حکم منسوخ کر
دیا اور جبلا دیا کہ کوئی نبی نہیں آیا جو نماز طہ اول
وقت میں پڑھتا ہو +
لہ فضل اللہ +
تفسیر صفائی ۵۱۵ پر ہے کہ اس کا مطلب ہے
کہ وہ تجارت اور تحصیل علم کیلئے سفر کرتے تھے +

سَبِيلَ اللَّهِ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ

کریں گے۔ پس اس (قرآن) میں سے جو تمہیں میسر آئے وہ پڑھ لیا کرو۔ اور نماز کو قائم رکھو اور

آتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا وَمَا تُقَدِّمُوا

زکوٰۃ ادا کرتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کو قرض میں حسن دیتے رہو۔ لے اور بھلائی میں سے جو کچھ

لَا أَنْفُسَكُمْ مِنْ خَيْرٍ تُجَدُّوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ

تم اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجو گے تم اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں پاؤ گے وہ بہتر اور اجر کے لحاظ سے بہت

أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

عظمت والا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا بہت رحم کرنے والا ہے۔

آيَاتُهَا ۵۶ سُورَةُ الْمَدَّثَرِ مَكِّيَّةٌ ۲ رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھنا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے)

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۱ قُمْ فَأَنْذِرْ ۲ وَرَبِّكَ فَكْبِيرٌ ۳ وَشِيبَاكَ

اے کھڑا اور ٹھننے والے (رسول) لے اٹھ کھڑا ہو پھر لوگوں کو خوف دلا دے (ڈرا۔ اور اپنے بڑے بزرگاری کی بڑائی بیان کر اور اپنے

فَطْهَرٌ ۴ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۵ وَلَا تَنْتُنْ تُسْتَكَفِرٌ ۶ وَلِرَبِّكَ

کپڑوں کو پاک رکھ لے اور گندگی سے الگ تھلک رو۔ اور تو ایسا نہ کر کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے۔ اور اپنے بڑے بزرگ

فَاصْبِرْ ۷ فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۸ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ

کے لئے تم انتظار سے رہو۔ پس جب نرسنگا میں پھونکا جائے گا۔ پس وہ دن کا فزوں پر بہت سخت دن

عَسِيرٌ ۹ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۱۰ ذُرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ

ہوگا۔ آسان نہیں ہوگا۔ (اے رسول) مجھے چھوڑ دے اور اسے بھی جسے میں نے اکیلا پیدا کیا اللہ اس

وَحِيدًا ۱۱ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۱۲ وَبَيْنَيْنِ شُهُودًا ۱۳

سے نہایت لوں گا، اور میں نے اس کیلئے بہت پھیلا ہوا مال قرار دیا۔ اور سامنے حاضر رہنے والے بیٹھے (بھی)۔

وَمَهَّدْتُ لَهُ تَهَيِّدًا ۱۴ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۱۵ كَلَامَاتُهَا

اور اس کے لئے بہت سامان تیار کیا۔ پھر بھی وہ طمع رکھتا ہے کہ میں زیادہ کر دوں۔ ہرگز نہیں ہوگا۔ یقیناً

مَنْزِلٌ

لے قَرْضًا حَسَنًا

تفسیر صفائی ۵۵ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ علاوہ زکوٰۃ کے جو کچھ بھی راہ خدا میں خرچ کیا جائے۔ وہ سب اس میں داخل ہے۔

لے المذشر

تفسیر صفائی ۵۵ پر ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ میں غار حرا میں تھا کہ مجھے ایک آواز دی گئی۔ پس میں نے اپنے دائیں اور بائیں نظر ڈال لیکن کوئی چیز نظر نہ آئی۔ پھر میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو آسمان اور زمین کے مابین تخت پر ایک فرشتے کو بیٹھے دیکھا میں مرعوب ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ کے پاس لوٹ آیا اور کہا کہ مجھے کوئی کپڑا اڑھا دو۔ اتنے میں خبر لی نازل ہوا اور کہنے لگا:

یا ایہا المذشر....

تفسیر مجمع البیان میں بھی اسی طور پر منقول ہے۔ البتہ اتنا زیادہ ہے۔ کہ قمر فائدہ ۵۵

سبک فکیرہ

لے فطر قر

تفسیر صفائی ۵۵ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کپڑوں کو اٹھائے رکھو اور گھسیٹ کر نہ ملو۔ اور امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: وشیباک فطھر تو آپ کے کپڑے تو پاک ہی ہوتے تھے۔ اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ انہیں اٹھائے رکھا کرو کہ زمین پر گھسیٹے نہ ملیں۔

اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ تم اپنے کپڑوں کے دامن کو کم کر دو۔

نیز انہی حضرات سے مروی ہے کہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام نے فرمایا: کہ کپڑوں کا دھونا وہم اور غم کو دور کر دیتا ہے اور وہ نماز کے لئے پاک کرنے والا فعل ہے اور کپڑوں کے دامن کو اٹھائے رکھنا بھی نماز کے لئے پاک کرنے والا فعل ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وشیباک فطھر اور فطھر کا مطلب دامن اٹھائے رکھنا ہے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ یہاں فطھر کے معنی میں دامن کو اٹھائے رکھنا ہے۔

كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيذًا ۝ سَأَرْهُقُهُ صُعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ وَ

وہ ہماری آیتوں کا دُشمن ہے۔ میں عنقریب اسے دوزخ کے ایک پہاڑ پر چڑھنے کی سخت مشقت میں مبتلا کروں گا۔ یقیناً

قَدَّرَ ۝ فَقِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝ ثُمَّ

اس نے غور کیا اور اندازہ لگایا۔ پس وہ قتل کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر وہ قتل کیا جائے اس نے کیسا اندازہ لگایا۔ پھر

نَظَرَ ۝ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝ فَفَالَ إِنْ

اس نے غور کیا۔ پھر اس نے تیوڑی چڑھائی اور منہ بنایا۔ پھر اس نے پیٹھ پھیری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا: نہیں ہے مگر

هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ۝ إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝ سَأُصْلِيهِ

یہ جو پہلے سے منقول چلا آ رہا ہے۔ یہ نہیں ہے مگر ایک بشر کا قول۔ عنقریب میں اسے (دوزخ کی آگ)

سَقَرًا ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُهُ ۝ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ۝ لَوَاحٍ

میں ڈالوں گا۔ اور کس چیز نے تجھے بتلایا کہ وہ آگ کیسی ہے۔ وہ (آگ) نہ باقی رکھتی ہے اور نہ چھوڑتی ہے۔ آؤ میں کو

لِلْبَشَرِ ۝ عَلَيْهَا تِسْعَةُ عَشْرَ ۝ وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا

بھلا دینے والی ہے۔ اس پر انیس (نہشتے مکمل) ہیں اور ہم نے (جہنم کی) آگ کے داروغہ سوائے فرشتوں کے کسی اور کو نہیں

مَلَائِكَةً ۝ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا ۝

بنایا۔ اور ہم نے ان کی گنتی مقرر نہیں کی۔ مگر ان لوگوں کے لئے جو کافر ہوئے ایک آزمائش

لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا

تاکہ وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی یقین کر لیں۔ اور جو لوگ ایمان لا چکے ان کا ایمان

إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۝

بڑھے۔ اور وہ لوگ جن کو کتاب دی گئی ہے۔ اور مومن شک نہ کریں

لَيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ قَرْصٌ وَالْكَافِرُونَ مَاذَا أَرَادَ

اور تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق) کی بیماری ہے۔ اور کافر کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مثال

اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۝ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

سے کیا ارادہ کیا۔ اسی طرح جس پر چاہتا ہے گمراہی کا حکم دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے منزل مقصود تک

مَنْ يَشَاءُ ۝ وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ ۝ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ

پہنچا دیتا ہے اور تیرے پروردگار کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا اور یہ آدمی کے لئے سوائے ایک

لِلْبَشَرِ ۳۱ كَلَّا وَالْقَمَرَ ۳۲ وَاللَّيْلَ إِذَا أَذْبَرَ ۳۳ وَالصُّبْحَ إِذَا أَسْفَرَ ۳۴

نصیحت کے اور کچھ نہیں۔ ہرگز نہیں کہ جس سے چاند کی اور رات کی جبکہ اس نے ہرگز پھیری اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہوئی۔

إِنَّمَا لِأَحَدٍ الْكَبِيرِ ۳۵ نَذِيرًا لِلْبَشَرِ ۳۶ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ

یقیناً وہ بڑے (نشانوں) میں سے ایک بڑا نشان ہے۔ آدمی کو ڈرانا والا ہے۔ اس کے لئے جو تم میں سے چاہے کہ آگے

يَسْقُدُمْ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۳۷ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۳۸ إِلَّا

بڑھے یا پیچھے رہ جائے۔ ہر نفس جو کچھ کما چکا اس میں گروی ہے۔ سوائے

أَصْحَابِ الْيَمِينِ ۳۹ فِي جَنَّتِ يَتَسَاءَلُونَ ۴۰ عَنِ الْمَجْرِمِينَ ۴۱

دائیں ہاتھ والوں کے۔ وہ جنتوں میں گنہگاروں سے سوال کریں گے۔

مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۴۲ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۴۳ وَلَمْ

کہ تمہیں کیا چیز (دور) کی، آگ میں لے گئی۔ وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے سہ اور ہم

نَكُ نَطْعُمُ الْيَسْكِينِ ۴۴ وَكُنَّا تَخَوِّضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۴۵ وَكُنَّا

مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔ اور ہم بیہودہ کوئی کریموں کے ساتھ بیہودہ کوئی کیا کرتے تھے سہ۔ اور

نَكْذِبُ يَوْمَ الدِّينِ ۴۶ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْيَقِيْنَ ۴۷ فَمَا تَنْفَعُهُمْ

ہم جزاکے دن کو جھٹلایا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمیں موت آئی۔ پس انہیں سفارش کریموں کی

شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۴۸ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ۴۹

سفارش کوئی نفع نہ دے گی۔ پھر انہیں کیا ہو گیا ہے وہ نصیحت سے روکوائی کرنے والے ہیں۔

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ ۵۰ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ۵۱ بَلْ يَرِيدُ

گویا کہ وہ بھاگے ہوئے گدھے ہیں۔ (جو) شیر سے بھاگے ہیں۔ بلکہ ان میں سے

كُلُّ أَمْرٍ مِنْهُمْ أَنْ يُوْتَىٰ صُحُفًا مُنْشَرَّةً ۵۲ كَلَّا بَلْ

ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ کھلے ہوئے صحیفے دے دیا جائے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو

لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ۵۳ كَلَّا إِنَّهُ تَذْكِرَةٌ ۵۴ فَمَنْ شَاءَ

گا بلکہ وہ آخرت سے نہیں ڈرتے۔ ہرگز ایسا نہ ہو گا یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے

ذِكْرَهُ ۵۵ وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ

اسے یاد رکھے۔ اور وہ یاد نہیں کرتے سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔ وہ اہل ہے کہ



لَهُ مِنَ الْمَصْلُومِينَ ۵۶

تفسیر تفسیر ۵۶ پر ہے کہ ایک روایت کے مطابق اس سے مراد نماز واجبہ کا پڑھنا ہے اور نبی البلاغہ میں ہے کہ نماز کے معاملہ میں بڑی تاکید رکھو۔ اس کو حفاظت کرو۔ اور اس کو کثرت سے ادا کرتے رہو۔ اور نماز کے ذریعہ خدا کا تقرب حاصل کرو۔ کیونکہ نماز کا اس کے قدر و قیمت پر ادا کرنا مومنوں پر واجب ہے۔ کیا تم دوزخیوں کا جواب نہیں سنتے کہ جب ان سے سوال کیا جائے گا: ماسلکم فی سقر (کہ تمہیں کیا چیز دور) کی آگ کی طرف لے گئی، تو وہ جواب میں کہیں گے کہ لہذا من المصلین (کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے) +

لَهُ تَخَوِّضُ ۵۷

تَخَوِّضُ سے جو خاض۔ بخوض کا مصدر ہے اس کے معنی میں بیہودہ کوئی۔ باتیں بنانا۔ گھسنا۔ اصل میں خوض کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں اور بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے +

(لغات القرآن نعمانی جلد ۲ ص ۳۲۷)

التَّقْوَىٰ وَ أَهْلُ الْمَغْفِرَةِ

اس سے ڈرا جائے اور وہ (گناہوں کو) بچنے کا (بھی) اہل ہے لہ

ایاتہا ۲۰ سُوْرَةُ الْقِيَمَةِ مَكِّيَّةٌ ۲ رُكُوْعَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ۔ جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے ۔

لَا أُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِيَمَةِ ۚ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۚ میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی ۔ اور قسم کھاتا ہوں علامت کرنے والے نفس کی ۔

أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ لَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۖ بَلَىٰ قَدَرَسْنَا کیا انسان (مَنْ) کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے ۔ ہاں ہم تو اس پر بھی قدرت رکھتے

عَلَىٰ أَنْ نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۚ بَلَىٰ يُرِيدُ الْإِنْسَانُ لِفَجْرٍ أَمَامَهُ ۚ ہیں کہ اس کی پوروں کو بھی درست کر دیں ۔ بلکہ انسان چاہتا ہے کہ اپنے آگے بدی ہی کرتا رہے ۔

يَسْأَلُ آيَاتِ يَوْمِ الْقِيَمَةِ ۖ فَإِذَا بَرَقَ الْبَصَرُ ۚ وَخَسَفَ وہ پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا ۔ پس جب اس کی آنکھیں چرندھیا جائیں گی ۔ اور چاند کو گہن لگ

الْقَمَرُ ۚ وَجُمُعَةُ الشَّمْسِ ۚ وَقَمَرٌ يَقُولُ الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ جائے گا ۔ اور سورج اور چاند کو اکٹھا کر دیا جائے گا لہ انسان کہے گا کہ آج کے دن بھانگنے کی جگہ

لَيْسَ الْمَقَرُّ ۚ كَلَّا لَا وَزَرَ ۖ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۖ کہاں ہے ۔ ہرگز نہیں کوئی پناہ گاہ نہیں ہے ۔ اس دن تیرے پروردگار کی طرف ہی جائے قرار ہوگی ۔

يَتَّبِعُوا الْإِنْسَانُ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۚ بَلَىٰ الْإِنْسَانُ اس دن انسان کو بتلایا جائے گا ۔ جو کچھ اس نے آگے بھیجا اور جو کچھ چھوڑا ۔ بلکہ انسان اپنے نفس کا

عَلَىٰ نَفْسِهِ بِصِيرَةٍ ۚ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۚ لَا تَحْرُكَ بِهِ بڑا دیکھنے والا ہے لہ اور اگرچہ وہ اپنے معذرت پیش کیا کرے ۔ تو اس (قرآن) کیساتھ اپنی

لِسَانَكَ لِتَعْبَلُ بِهِ ۖ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا زبان کو حرکت دے تاکہ تو اس کے ساتھ جلدی کرے ۔ یقیناً اس (قرآن) کا جمع کرنا اور اس کا پڑھانا ہمارے ذمہ ہے ۔ پس جب

تفسیر صفائی مشافہ پر بحوالہ
التوحید امام جعفر صادق علیہ السلام
سے اس آیت کی تفسیر میں وارد
ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں
اس بات کا حقدار ہوں کہ مجھ سے
ہی ڈرا جائے ۔ اور میرا بندہ کسی کو میرا شریک نہ بنائے
اور میں اس بات کا حقدار ہوں کہ میرا جو بندہ کسی
کو میرا شریک نہ کرے ۔ اس کو میں جنت میں داخل
کردوں گا ۔
فیروزنایا : کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت اور جلال
کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ جن لوگوں نے میری توحید کا
اقرار کر لیا ۔ میں انہیں جہنم کی آگ سے کبھی عذاب نہ
دوں گا ۔
لہ جُمُعَةُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ :-
تفسیر صفائی مشافہ پر بحوالہ کتاب الغیبتہ
منقول ہے کہ قائم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
پوچھا گیا تھا کہ یہ معاملہ کب ہوگا ؟ تو آپ نے فرمایا :
کہ جب تمہارے اور کعبہ کے راستہ کے درمیان رکاوٹ
ڈال دی جائے گی ۔ یعنی تمہیں کعبہ جانے سے روک دیا
جائے گا ، اور سورج اور چاند اکٹھے ہو جائیں گے اور
ستارے اور کوکب سب ان دونوں کے ارد گرد بچنے
لگیں گے ۔ پھر پوچھا گیا کہ یہ کب ہوگا ؟ آپ نے
فرمایا : کہ فلاں فلاں سال میں دابة الامر خ
صفا اور مردہ کے درمیان ظاہر ہوگا ۔ اس کے ہاتھ
میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور حضرت
سیمان علیہ السلام کی آنکھسری ہوگی ۔ وہ لوگوں کو ہدایت
کر میدان حشر کی طرف لے جائے گا ۔
لہ بصِيرَةٍ :-
تفسیر صفائی مشافہ پر ہے کہ اس کا مطلب :-
ہے کہ انسان اپنے اعمال پر خود ایک مہینہ حجت
ہے ۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھنے والا ہوتا ہے
پس چونکہ اس کی آنکھ اس کے اعمال کو خود دیکھتی
ہے ۔ اس لئے وہ خبر سننے کا محتاج نہیں ہوتا ۔
اور کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ
السلام سے منقول ہے کہ تم میں سے ہر ایک اپنی نیکی
کو تو ظاہر کرتا ہے ۔ اور برائی کو چھپاتا ہے ۔ کیا
ایسا نہیں ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو دیکھتا ہے
تو خوب سمجھتا ہے کہ جیسا میں ظاہر کر رہا ہوں ویسا
نہیں ہوں اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
الانسان علی نفسه بصيرة ۚ ہا ظن کی جب اصطلاح
ہو جاتی ہے تو ظاہر پر اس کا اثر پڑتا ہے ۔

قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۝ كَلَّا بَلْ

ہم اسے پڑھاویں پھر تو اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔ پھر یقیناً ہم اسے اس کا بیان کرنا (مذہب) ہرگز نہیں مانا جائے

تُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ ۝ وَتَذَرُونَ الْآخِرَةَ ۝ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ

گا، بلکہ تم لوگ جلد ملنے والی (دنیا) سے محبت کرتے ہو اور آخرت کو چھوڑتے ہو۔ بہت چہرے اس دن تروتازہ ہوں

تَآخِرَةٌ ۝ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ ۝ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بِآسَرَةٍ ۝

گے۔ وہ اپنے پروردگار کی نعمتوں کو دیکھنے والے ہو گئے۔ اور بہت چہرے اس دن ادا اس ہوں گے۔

تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۝ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ ۝

وہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ کھڑے کرنے والی سختی کی جائیگی۔ یہی نہیں ہے جبکہ (جہان) ہنسی تک پہنچے گی۔

وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۝ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۝ وَالتَّفَتَّىٰ

اور کہا جائیگا کہ کون جھاڑ پھونک کر بوالا ہے۔ اور وہ یقین کر لیا کہ یقیناً یہ جدائی (کا وقت ہے) اور سیدن پنڈلی پر بیٹلی

السَّاقُ بِالسَّاقِ ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ السَّاقُ ۝ فَلَا

پہٹ جائیگی (یعنی دنیا کی آخری شدت آخرت کی پہلی شدت سے لپٹ جائیگی) اس دن تیرے پروردگار کے حضور میں ہانکا جائے گا

صَدَقَ وَلَا صَلَٰی ۝ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ ثُمَّ ذَهَبَ

پس نہ تو اس نے تصدیق کی اور نہ نماز پڑھی۔ لیکن اس نے جھٹلایا اور گردان ہوا۔ پھر وہ اپنے اہل کی طرف

إِلَىٰ أَهْلِهِ يَتَمَطَّىٰ ۝ أُولَىٰ لَكَ فَأُولَىٰ ۝ ثُمَّ أُولَىٰ لَكَ

اگر تاتا ہوا چلا گیا۔ تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے سہ۔ پھر تیرے لئے خرابی ہی خرابی

فَأُولَىٰ ۝ أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدًى ۝ أَلَمْ

ہے کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ وہ مہمل ہی چھوڑ دیا جائے گا۔ کیا وہ سنی کا

يَكُ نُطْفَةٍ مِّنْ مَّنِّیْ یَمْنَىٰ ۝ ثُمَّ كَانَ عِلْقَةً فَخَلَقَ

ایک نطفہ نہ تھا جو (رحم میں) ڈالا جاتا ہے۔ پھر وہ جما ہوا خون ہو گیا پھر اس (ضلع) نے اسے

فَسَوَّیْ ۝ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ ۝

پیدا کیا۔ پھر درست کیا، پھر اس سے نر اور مادہ دو جوڑے بنائے۔

أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدْرِ عَلَیٰ أَنْ یُّحْیَی الْمَوْتَىٰ ۝

کیا وہ اس پر قدرت رکھنے والا نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

۱۔ بالسَّاقِ :-

اس کے معنوں کی تشریح سابقاً قرآن

ہذا کے صفحہ ۷۱ پر زیر حاشیہ ۷۱

کردی گئی ہے۔ وہاں دیکھ لی جائے

۲۔ اُولٰی :-

اس کے معنوں کی تشریح سابقاً قرآن ہذا کے

صفحہ ۷۱ پر زیر حاشیہ ۷۱ کردی گئی ہے۔ وہاں

سے دیکھ لی جائے

آیاتہا

۳۱

سُورَةُ الذِّكْرِ مَكِّيَّةٌ

۲

رُكُوعَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

هَلْ أَتَى عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا

یقیناً اے انسان پر زمانہ میں سے کوئی ایسا وقت آیا۔ جبکہ وہ کوئی ذکر کی گئی چیز

مَذْكُورًا ۱۱ إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيهِ

مذکور تھا اے یقیناً ہم نے انسان کو (زن و مرد) کے ملے جلے نطفہ سے پیدا کیا۔ کہ ہم اسے

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۱۲ إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا

آزمائیں پھر ہم نے اسے سننے والا دیکھنے والا بنایا۔ یقیناً ہم نے اسے راستہ بتا دیا خواہ وہ شکر کرنے والا ہو

وَأِمَّا كَافِرًا ۱۳ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلسِلًا وَأَغْلَاقًا ۱۴

اور خواہ تا شکر۔ یقیناً ہم نے کافروں کیلئے زنجیروں اور طوقوں اور بھونکنے والی آگ تیار

سَعِيرًا ۱۵ إِنَّ الْأَبْرَارَ يَشْرَبُونَ ۱۶ مِّنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا

کرکھی ہے۔ یقیناً نیک لوگ اس پیالہ میں سے پئیں گے جس میں کافروں کی

كَافُورًا ۱۷ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۱۸

ملاوٹ ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے اللہ تعالیٰ کے بندے پئیں گے۔ وہاں سے بہا لیجا جائے گا۔

يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۱۹

وہ نذر کو پورا کرتے ہیں۔ اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل جائیگی۔

وَيُطْعَمُونَ ۲۰ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۲۱

اور وہ اس (اللہ تعالیٰ) کی محبت میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا

(اور کہتے ہیں کہ) ہمارے اس کے نہیں ہم تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کیلئے ہی کھانا کھلاتے ہیں ہم تم سے نہ بدلہ چاہتے ہیں

شُكْرًا ۲۲ إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَتَطِيرًا ۲۳

اور نہ شکر۔ یقیناً ہم اپنے پروردگار سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جس میں لوگ ترشرو اور بگڑے ہوئے ہوں گے

مَنْزِل

لہ ہَلْ :-

تفسیر صفائی شاہ پر ہے کہ ہَلْ یہاں استفہام
اقرار ہے۔ اسی لئے یہاں اس کا مطلب یقیناً
بیان کیا گیا ہے +
لہ مَذْكُورًا :-

تفسیر صفائی شاہ پر بحوالہ کافی امام جعفر صادق
علیہ السلام سے منقول ہے کہ مقدور ضرورت تھا لیکن
مذکور نہ تھا۔

تفسیر مجمع البیان میں بھی آپ سے یہی روایت
منقول ہے۔

اور الماسن اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد قمر
علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ علم میں تو مذکور تھا لیکن خلقت میں مذکور نہ تھا +
لہ يَطْعَمُونَ :-

تفسیر صفائی شاہ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
بطریق شیعہ و سنی طویل روایت منقول ہے کہ ایک
وقفہ حسین بیمار ہوئے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے فرمان پر حضرت علیؓ جناب فاطمہ الزہراؓ
اور جناب فاطمہ نے تین روزے رکھنے کی منت مانی
چنانچہ تدرست ہونے پر وہ روزے رکھے گئے جب
افطار کا وقت آیا تو ایک دن ایک سائل نے آواز
دی کہ میں مسکین ہوں سب نے وہ روٹیاں اس مسکین کو
دیدیں اور خود صرف پانی سے افطار کیا۔ دوسرے دن
جب روزہ افطار کرنے کا وقت آیا تو کسی نے آواز
دی کہ میں یتیم ہوں۔ چنانچہ وہ روٹیاں اسے دیدی
گئیں اور روزہ پھر پانی سے افطار کیا گیا۔ اسی طرح
تیسرے دن وہ روٹیاں ایک قیدی سائل کو دیدی
گئیں۔ چوتھے دن جب منت پوری ہو چکی تو حضرت
علیؓ علیہ السلام حسینؓ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپؐ نے ان کا ضعف
دیکھ کر فرمایا۔ اتنے میں جبرئیلؑ میں یہ سورہ ہل
اتی لے کر نازل ہوئے۔ یہ سب آیات انہی کی شان
میں نازل ہوئی ہیں +

لہ عَبُوسًا :-

منہ بنانے والا۔ تھوڑی چڑھا ہوا۔ ترشرو۔
سخت۔ منہ بگاڑ دینے والا۔ عَبَسَ اور عَبُوسَ
سے صفت مشبہ کا صیغہ۔ قرآن پاک میں یہ یوم کی
صفت واقع ہے۔ علامہ احمد فیومی نے مقصد میں
لکھا ہے کہ عبس الیوم کے معنی ہیں دن کے سخت
ہونے کے۔ اسی اعتبار سے یوم عبس کے معنی سخت
دن کے ہیں۔

اور قاموس میں یوم عبوس کی تشریح ان فظوں میں کی ہے اے کو دیکھا عبس منہ الوجہ (ایسا کڑوا دن کہ جس سے منہ بگڑ جائیں) علامہ خازن نے تشریح کی ہے
کہ "یوم کو جو عبوس سے موصوف کیا ہے یہ مجاز ہے جس طرح سے کہ نہارہ صاف ہوئے ہیں۔ اور اس سے مراد وہ شخص ہوتا ہے جس نے اس دن کا روزہ رکھا ہے۔ عرض مطلب
یہ ہوا کہ اس دن میں لوگوں کے چہرے اس کے ہول اور شدت سے بگڑ جائیں گے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ چونکہ خود اس دن میں سختی اور شدت ہے اس لئے اس کو عبوس
سے موصوف کیا گیا ہے۔ (لغات القرآن نعمانی جلد ۲۲۳ باب التاویل از خازن جلد ۳ ص ۱۳ طبع مصر) +

فَوْقَهُمْ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ وَلَقَّهْمُ نَصْرَةً وَرُورًا ۝

پس اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کی سختی سے بچالے گا۔ اور انہیں تروتازگی اور سرور عطا کرے گا۔

وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى

اور یہ سبب اس کے کہ انہوں نے صبر کیا انہیں جنت اور ریشم (کا لباس) بدل میں دیگا۔ وہ ان تختوں پر تکیہ لگائے

الْأَرَائِكِ لَا يَرَوْنَ فِيهَا شَمْسًا وَلَا زَمْهَرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً

ہوں گے۔ وہ اس میں نہ تو دھوپ دیکھیں گے اور نہ سخت سردی۔ اور ان (درختوں) کے

عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا تَدْلِيلًا ۝ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ

سائے ان پر چھکے ہوئے ہوں گے اور ان کے پھل ان کیلئے پورے طور پر مسخر کر دیئے جائیں گے۔ اور ان پر چاندی کے

بَانِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا مِّنْ

برتنوں اور شیشے کے آبخوروں کو بھرا یا جلے گا۔ یہ شیشے بھی چاندی کے

فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَتْ

ہونگے لہ جن کا انہوں نے مناسب اندازہ کر لیا ہوگا۔ اور اس میں انہیں ایسا جام پلایا جائے گا۔ جس میں سونہ

مِزَاجُهَا زَهْبِيًّا ۝ عَيْنًا فِيهَا تُسَمَّى سَلْسَبِيلًا ۝ وَيَطُوفُ

کی طاوٹ ہوگی۔ یہ اس (جنت) میں ایک شیشہ ہے جس کا نام سلسبیل رکھا جاتا ہے۔ اور ان پر ہمیشہ

عَلَيْهِمْ وَلَدَانِ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ لُؤْلُؤًا

رہنے والے لڑکے پھر لگاتے رہیں گے۔ جب تو انہیں دیکھے گا تو انہیں بکھرے ہوئے موتی خیال

مَنْشُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثَمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمُلَكًا كَبِيرًا ۝

کھڑے گا۔ اور جب تو دیکھے گا پھر تو کشیدہ نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔

عَلَيْهِمْ ثِيَابٌ سُنْدُسٌ خُضْرٌ وَآسْتَبْرَقٌ ۝ وَحُلُوتٌ أَسَاوِرٌ

ان (جنتیوں) پر باریک بہر ریشم (دھوا) اور موٹے ریشم کے لباس ہوں گے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن

مِنْ فِضَّةٍ وَسَفَهَةٌ رَّبُّهُمْ شَرَابًا طَهُورًا ۝ إِنَّ هَذَا

پہنائے جائیں گے۔ اور انہیں ان کا رب پاکیزہ مشروب پلائے گا۔ (اور فرمائیگا)۔ یقیناً یہ تمہارے لئے

كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

بدلہ ہے اور تمہاری کوشش شکر گزاری کے قابل ہے۔ یقیناً ہم نے تم پر قرآن

لہ فِضَّةٍ :-

تفسیر صفائی میں ۱۵۸ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور تفسیر مخفی میں بھی
منقول ہے کہ جنت کی چاندی میں سے نظر اس
طرح گذر جائے گی جس طرح کہ شیشے میں سے گذر
جاتی ہے +

لمترجم :-

ارباب عمل میں جناب ففضہ بھی تھیں۔
آپ نے بھی تین روٹیاں سائل کو دی تھیں چنانچہ
اللہ تعالیٰ نے آپ کی تین روٹیوں کی مناسبت
سے اسی سورہ مجیدہ میں تین دفعہ جناب ففضہ کا نام
لیا ہے۔

(۱) بانیۃ من فضۃ :-

(۲) قواریر من فضۃ :-

(۳) حلوۃ اساور من فضۃ :-

جناب ففضہ کی خاطر اس سارے سورہ میں ذہب
یعنی سونے کا نام نہیں آیا۔ ہر چیز ففضہ یعنی چاندی
ہی کی بتائی گئی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اس ساری سورت میں حوروں
کا کہیں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ غالباً اس لئے کہ اس ارباب
عمل میں جناب فاطمۃ الزہراء سیدۃ النساء العالمین
بھی تھیں۔ پس آپ کے ذکر کے ساتھ حوروں کا تذکرہ
مناسب نہ تھا +



عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطِعْ

مَقْصُورًا تَحْزُنَكَ كَرِهَ نَازِلَ كَمَا - پس تو اپنے پروردگار کے حکم پر استقامت سے رہ اور ان میں سے کسی گنہگار اور

مِنْهُمْ اِثْمًا اَوْ كَفُورًا ۝ وَاذْكُرْ اِسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيلاً ۝

ناشکرے کی اطاعت نہ کر۔ اور تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر صبح اور شام کرتا رہ۔

وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيلاً ۝ اِنْ

اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی) اس کے لئے سجدہ کرتا رہ اور طویل رات تک اس کی تسبیح کیا کر۔ یقیناً یہ

هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَّرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلاً ۝

لوگ بدل جانے والی (دنیا) کو دوست رکھتے ہیں۔ اور ملت دن کو اپنے پیچھے چھوڑ دیتے ہیں۔

نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا آسْرَهُمْ ۝ وَاِذَا شِئْنَا بِدَلَّٰنَا

ان کو ہم نے ہی پیدا کیا اور جوڑ بند مضبوط کئے۔ اور جب ہم چاہیں گے تو ابھی بے

اَمْثَالَهُمْ تَبْدِيلاً ۝ اِنْ هٰذِهِ تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ

اور بدل دیں گے۔ یقیناً یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اپنے پروردگار کی طرف

اِلٰى رَبِّهِ سَبِيلاً ۝ وَمَا تَشَاءُونَ اِلَّا اَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ اِنْ

راستہ اختیار کرے۔ اور تم نہیں چاہتے ہو مگر وہی جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ یقیناً

اللّٰهُ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ يَدْخُلُ مَنْ يَّشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۝

اللہ تعالیٰ بہت مجھ جاننے والا بڑا حکمت والا ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر دیتا ہے

وَالظَّالِمِيْنَ اَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

اور اس نے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اٰیٰتُهَا ۝ ۵۰ سُوْرَةُ الْمُرْسَلٰتِ مَكِّيَّةٌ ۝ ۲ رُكُوْعَاتُهَا ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ (پڑھ) ساتھ خدا تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْمُرْسَلٰتِ عُرْوًا ۝ ۱ فَالْعَصْفِ عَصْفًا ۝ ۲ وَالنَّشْرِ نَشْرًا ۝ ۳

نمیں ہے فرشتوں کی جو نیکی کے احکام اکیسا ساتھ بھیجے گئے۔ پھر اندھی کی طرح تیزی سے آئی والو کی۔ اور دہریت پھیلنے والے فرشتوں کی۔

لَهُ يَشَاءُ اللّٰهُ ۝

تفسیر قرآنی ص ۵۱۹ پر بحوالہ الخراج والخراج منقول ہے کہ قائل محمد علیہ السلام سے فرقہ مغنضہ جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام امور آئمہ علیہم السلام کے سپرد کر دیئے ہیں اور وہی اللہ تعالیٰ کے سب کام سرانجام دیتے ہیں (کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ہمارے دل تو اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ظرف ہیں۔ پس جب وہ چاہتا ہے ہم بھی وہی ارادہ کرتے ہیں۔ پھر انہوں نے یہی آیت تلاوت فرمائی۔

مترجم :-

مغضہ کو آئمہ علیہم السلام نے جھوٹا اور ملعون فرمایا ہے +



فَالْفَرْقَتِ فَرَقًا ۚ فَالْمُلْقِيَتِ ذِكْرًا ۚ عُدْرًا ۚ أَوْ نُذْرًا ۚ إِنَّمَا

پھر (حق و باطل میں) فرق کرناوالی۔ پھر ذکر کو (قلوب انبیاء پر) ڈالنے والوں کی۔ الزام اتارنے کو اور ڈر سنانے کو۔ ماسوا کے

تُوْعَدُونَ لَوَاقِعَ ۚ فَإِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ ۚ وَإِذَا السَّمَاءُ

نہیں کر جس (قیامت کے دن) اکا نہیں وعدہ دیا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوئی والی ہے جس جب ستارے بے نور کر دیئے جائیں گے اور جب

فُرِجَتْ ۚ وَإِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ ۚ وَإِذَا الرُّسُلُ أَقْتَتْ ۚ لَا يَٰ

آسمان بھٹاڑ دیا جائیگا۔ اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے۔ اور جب رسولوں کو وقت مقررہ پر جمع کیا جائیگا۔ کس دن

يَوْمٍ أُجِّلَتْ ۚ لِيَوْمِ الْفَصْلِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ ۚ

کیلئے تاخیر کی گئی ہے؟ فیصلہ کے دن کے لئے! اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ فیصلہ کا دن کیا ہے۔

وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۚ أَلَمْ نُعَلِّمِ الْوَالِدِينَ ۚ ثُمَّ

اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے پہلوں کو ہلک نہیں کیا۔ پھر ہم بچپن کو

نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِينَ ۚ كَذَلِكَ نَفْعَلُ بِالْبُجُرِجِينَ ۚ وَيْلٌ

بھی ان کے پیچھے بھیجیں گے۔ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ اس دن جھٹلانے

يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۚ أَلَمْ تَخْلُقْهُمْ مِّنْ تَاءٍ مَّهِينٍ ۚ فَجَعَلْنَاهُ

والی کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے نہیں ذلیل پانی سے پیدا نہیں کیا۔ پھر ہم نے اسے

فِي قَرَارٍ تَكِينٍ ۚ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۚ فَقَدَرْنَا فَنِعْمَ

ایک محفوظ جگہ میں رکھا۔ ایک معلوم اندازہ تک پھر ہم نے اندازہ کیا۔ پس ہم اچھا

الْقَدَرُونَ ۚ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۚ أَلَمْ نَجْعَلِ

اندازہ کرنا والے ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ کیا ہم نے زمین کو

الْأَرْضَ كِفَاتًا ۚ أَحْيَاءً وَآَمْوَاتًا ۚ وَجَعَلْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ

زندوں اور مردوں کو سمیٹنے والی جگہ نہیں بنایا اور ہم نے اس میں بلند پہاڑ قائم کر

شُهُبًا ۚ وَأَسْقَيْنَكُم مَّاءً قُرَآتًا ۚ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۚ

دیئے اور ہم نے نہیں ٹیٹھا پانی پلایا۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔

إِنطَلِقُوا إِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهِ مُكَذِّبُونَ ۚ إِنطَلِقُوا إِلَىٰ ظِلٍّ ذِي

راں سے کہا جائیگا، تم اس چھتری طرف چلو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ تین شاخوں والے سائے

لہ طُمِسَتْ :-

وہ مٹائی گئی۔ (ستارے مٹا دیئے گئے) بے نور کر دیئے گئے (خروج و نصی) طمس سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث فاعل ہے۔ واضح رہے کہ طمس کا استعمال متعدی و دونوں طرح ہوتا ہے۔ یعنی مٹانے اور محو کر دینے کے بھی معنی آتے ہیں۔ اور مٹ جانے اور محو ہو جانے کے بھی۔ آیہ شریفہ اذا النجوم طُمِسَتْ (جب ستارے مٹائے جائیں) میں بعض اہل لغت نے تو یہی مٹانے کے لئے کہا ہے۔ لیکن ابن سید نے محکم میں تصریح کی ہے۔ کہ نجوم۔ قمر اور بصر کے ساتھ جب طمس کا استعمال ہوگا، تو بے نور ہونے اور روشنی زائل ہو جانے کے معنی ہوں گے اسی طرح ازہری نے تہذیب اللغات میں لکھا ہے کہ طمس الکواکب کے معنی ستاروں کے بے نور ہونے اور ماند پڑ جانے کے ہیں۔ اس اعتبار سے آیت مذکورہ میں ستاروں کا بے نور ہونا اور ماند پڑ جانا مراد ہوگا۔ واضح رہے کہ ضمیر جمع مذکر مکرر کے لئے جو مک صیغہ فعل میں تاء تانیث یا واو جمع کا الحاق ضروری ہے اس لئے طُمِسَتْ کو مؤنث لایا گیا۔ کیونکہ اس میں جو ضمیر مستتر ہے وہ نجوم کی طرف راجع ہے۔ جو جمع مذکر مکرر ہے۔

(تاج العروس۔ لغات القرآن نمائی جلد ۱ ص ۱۷۱)

ثَلَاثُ شُعَبٍ ۳۰ لَا ظِلِيلٌ وَلَا يُغْنِي مِنَ اللَّهَبِ ۳۱ إِنَّهَا تَرْمِي

کی طرف چلو لے وہ نہ ٹھنڈا سایہ دینے والا ہے اور نہ ہی آگ کی لپٹ سے کفایت کرے گا۔ یقیناً وہ آگ محل کی

بَشَرٍ ۳۲ كَالْقَصْرِ ۳۳ كَأَنَّهُ جُمِلَتْ صُفْرًا ۳۴ وَيْلٌ ۳۵ يَوْمَئِذٍ

مانند جنگاریاں پھینکتی ہوئی لے گویا کہ وہ زرد رنگ کے اونٹ ہیں لے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۳۶ هَذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُونَ ۳۷ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ

خرابی ہے۔ یہ وہ دن ہے کہ وہ بول نہیں سکیں گے۔ اور نہ انہیں اجازت دی جائے گی کہ

فِيَعْتَذِرُونَ ۳۸ وَيْلٌ ۳۹ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۴۰ هَذَا يَوْمُ

وہ مندر کر سکیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ یہ فیصلہ کا دن ہے۔

الْفَصْلِ جَمْعَكُمْ وَالْأَوَّلِينَ ۴۱ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ

ہم نے تمہیں اور پہلوں کو اکٹھا کر لیا ہے۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی تدبیر ہے تو اسے مجھ

فَكِيدُونِ ۴۲ وَيْلٌ ۴۳ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۴۴ إِنَّ الْمُتَّقِينَ

پر ہلاؤ۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ یقیناً پرہیزگار لوگ سایوں اور

فِي ظِلٍّ وَعُيُونٌ ۴۵ وَقَوَائِكُمْ مَسَائِشْتُهُمْ ۴۶ كُلُّوْا وَ

چشموں اور ایسے پھلوں میں (بسر کرتے) ہوں گے جن کی وہ خواہش کریں گے (ان سے کہا جائیگا کہ کھاؤ

اشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۴۷ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي

اور پورے نیکو کاری سے یہ سب اس عمل کے جو تم کیا کرتے تھے۔ یقیناً ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے

الْمُحْسِنِينَ ۴۸ وَيْلٌ ۴۹ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۵۰ كُلُّوْا وَتَمَتَّعُوا

ہیں۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔ (لے جھٹلانے والو! اب دنیا میں) کھاؤ اور

قَلِيلًا إِنَّكُمْ مُّجْرِمُونَ ۵۱ وَيْلٌ ۵۲ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۵۳

تھوڑا فائدہ اٹھاؤ۔ یقیناً تم گنہگار ہو۔ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے۔

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۵۴ وَيْلٌ ۵۵ يَوْمَئِذٍ

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ رکوع کرو وہ رکوع نہیں کرتے۔ اس دن جھٹلانے والوں کے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۵۶ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ ۵۷

لئے خرابی ہے۔ پھر اس (قرآن) کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے۔

لے ثلاث شعَب :-

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے

کہ اس سایہ میں آگ کی تین شاخیں ہوں گی۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ

ہیں یہ روایت پہنچی ہے جس کی حقیقت سے اللہ

تعالیٰ بہتر واقف ہے کہ جب دوزخی جہنم کی طرف

جانے کو تیار ہوں گے تو انہیں کہا جائے گا کہ جہنم

میں جانے سے پہلے اس سایہ میں چلو جو تین شاخوں

والا ہے۔ یہ سایہ دوزخ کی آگ کے دھوئیں سے

ہوگا۔ وہ لوگ اسے جنت سمجھ کر فوج در فوج اس میں

چلے جائیں گے۔ یہ واقعہ نصف النہار کو

ہوگا اور جنتی لوگ جن چیزوں کی خواہش

کریں گے وہ ان کو جنت میں ان کے

مرکافوں میں ہی دی جائیں گی اور وہ بھی

نصف النہار کے وقت جنت میں داخل ہونگے +

لے كَالْقَصْرِ :-

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر بحوالہ تفسیر قمی

لکھا ہے کہ دوزخ کی آگ کی چند گاریاں اتنی

بڑی ہوں۔ جیسے کہ اونچے اونچے محل اور

پہاڑ +

لے صُفْرًا :-

تفسیر صفائی ص ۵۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول

ہے کہ اس سے مراد سیاہی مائل رنگت ہے

کیونکہ اونٹ کی سیاہی مائل رنگت اس کی

زردی سے ملتی جلتی ہے۔ پہلی تشبیہ تو اس کی

بڑائی میں دی گئی تھی (کہ وہ بڑے بڑے محل کی

طرح ہیں) اور دوسری تشبیہ ان کے رنگ کی۔ ان

کی زیادتی کی۔ ان کے یکے بعد دیگرے آنے کی۔

ایک دوسرے سے مل جانے کی۔ اور ہر تیز حرکت

کرنے کی دی گئی ہے +

لے وَيْلٌ :-

آیاتھا

سُورَةُ النَّبَاِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعَاتُهَا

۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۱ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيمِ ۲ الَّذِي هُمْ فِيهِ

وہ لوگ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں اس بڑی عظمت والی خبر کے متعلق تلے جس میں وہ اختلاف کرنے

مُخْتَلِفُونَ ۳ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۴ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۵ أَلَمْ

والے ہیں۔ ہرگز نہیں وہ عنقریب جان لیں گے۔ پھر ہرگز نہیں وہ عنقریب جان لیں گے۔ کیا ہم نے

نَجْعَلُ الْأَرْضَ مِهْدًا ۶ وَالْجِبَالَ أَوْتَادًا ۷ وَخَلَقْنَاهُ

زمین کو فرش نہیں بنایا۔ اور پہاڑوں کو مینیں۔ اور ہم نے نہیں جوڑا (جوڑا)

أَزْوَاجًا ۸ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۹ وَجَعَلْنَا اللَّيْلَ لِبَاسًا ۱۰

پیدا کیا۔ اور ہم نے تمہاری نیند کو تمہارے لئے راحت بنایا۔ اور ہم نے رات کو پوشش بنایا۔

وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۱۱ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا شِدَادًا ۱۲

اور ہم نے دن کو معاش کے لئے بنایا۔ اور ہم نے تمہارے اوپر سات مضبوط (آسمان) بنائے۔

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَّاجًا ۱۳ وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً

ہم نے ایک روشن چراغ مقرر کیا۔ اور ہم نے پھوٹنے والی (بدلیوں) میں سے زور شور سے

ثَجَّاجًا ۱۴ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۱۵ وَجَنَّتِ الْأُفُفَا ۱۶ إِنَّ يَوْمَ

برسنے والا پانی نازل کیا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعہ دانے اور سبزی اُگائیں۔ اور گنجان باغات۔ یقیناً فیصلہ

الْفُصْلُ كَانَ مِيقَاتًا ۱۷ يَوْمَ يَنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتَأْتُونَ أَفْوَاجًا ۱۸

کا دن ایک مقرر وقت ہے۔ جس دن صور میں پھونکا جائیگا تو تم فوج فوج ہو کر آؤ گے۔

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۱۹ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ

اور آسمان کھول دیا جائیگا پس وہ دروازے (دروازے) ہو جائیگا۔ اور پہاڑ چلائے جائیں گے پس وہ چمکیل ریت

سَرَابًا ۲۰ إِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ۲۱ لِلطَّاغِينَ مَابًا ۲۲ لِبِئْسَ

ہو جائیگا۔ یقیناً دوزخ گھات کی جگہ ہے۔ (وہ) سرکشوں کیلئے ٹھکانہ ہے۔ وہ اہل بے انتہا

۱ عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ :-

تفسیر صفائی منہ ۵۲ پر ہے کہ عَمَّ اصل میں
عن اور ما سے مرکب ہے۔ اور يَتَسَاءَلُونَ سے
مراد ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں۔
اور اس سوال کرنے سے جس چیز کے بارے میں
سوال کیا جا رہا ہے۔ اس کی بلندی شان کا اظہار
مقصود ہے۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ لوگ
قیامت کے دن جی اٹھنے کے بارے میں پوچھتے

۲ النَّبَاِ الْعَظِيمِ :-

کافی میں اس آیت کی تفسیر میں امام جعفر
صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد
جناب امیر المؤمنین علیہ السلام مراد ہے۔
نیز اسی میں ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے
اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی۔ تو آپ نے فرمایا کہ
یہ جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کی شان میں ہے
اور جناب امیر المؤمنین فرمایا کرتے تھے کہ قرآن اللہ
تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھ سے بڑھ کر ہے اور نہ ہی
کوئی خبر مجھ سے زیادہ عظیم ہے۔
اور تفسیر قمی میں جناب امام رضا علیہ السلام سے
بھی یہی تفسیر منقول ہے +

فِيهَا أَحْقَابًا ۚ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا بَرْدًا وَلَا شَرَابًا ۚ إِلَّا حَمِيمًا

زمانوں تک نہ پئے والے ہونگے لہ وہ اس میں نہ ٹھنڈک کا مزہ چکھیں گے اور نہ کسی پینے والی چیز کا۔ سوائے کھولتے پانی

وَحَسَاكًا ۚ جَزَاءُ وِفَاقًا ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا لَا يَرْجُونَ حِسَابًا ۚ

اور بہتی پیپ کے۔ ہم (انکے اعمال کے موافق بدلہ ہوگا۔ یقیناً وہ (قیامت کے) حساب کی امید نہ رکھتے تھے۔

وَكَذَبُوا بِآيَاتِنَا كَذِبًا ۚ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۚ فَذُوقُوا

اور ہماری آیتوں کو چورے طور پر جھٹلاتے تھے۔ اور ہر چیز کو لکھ کر شمار کر لیا ہے۔ پس چکھو پھر تم تھامے

فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا ۚ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۚ حَدِيثًا

لئے سوائے عذاب کے ہرگز نہیں بڑھائیں گے۔ یقیناً پرہیزگاروں کے لئے مفاہم ہیں۔ باغات اور

وَأَعْنَابًا ۚ وَكَوَاعِبَ أَتْرَابًا ۚ وَكَاسًا دِهَاقًا ۚ لَا يَسْمَعُونَ

انگور اور نوجوان بچہ لیاں اور بھرے ہوئے پیالے۔ وہ اس میں نہ نہ ہوردہ

فِيهَا لَغْوًا وَلَا كِدًا ۚ جَزَاءُ مِمَّنْ رَبُّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا ۚ

باتیں سنیں گے اور نہ جھوٹ۔ تمہارے پروردگار کی طرف سے (یہ) بدلہ پورا (پورا) عطیہ ہوگا لہ

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ

پروردگار آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے (وہ) بہت مہربان ہے انہیں اس سے کوئی بات کرنے

خَطَابًا ۚ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا ۚ لَا يَتَكَلَّمُونَ

کا اختیار ہوگا۔ جس دن روح اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہوں گے لہ وہ بات نہیں کریں گے

إِلَّا مَن أِذْنُ لَهُ الرَّحْمَنُ وَقَالَ صَوَابًا ۚ ذَلِكَ الْيَوْمُ الْحَقُّ

مگر وہ جسے (خدا نے) رخصت (رخصت) اور وہ ٹھیک بات کہے لہ یہ دن برحق ہے۔ پس جو کوئی

فَمَن شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ مَا بَالًا ۚ إِنََّّا أَنْذَرْنَاكُمْ عَذَابًا قَرِيبًا ۚ

چاہے اپنے پروردگار کی طرف ٹھکانہ بنائے۔ یقیناً تمہیں قریب کے عذاب سے ڈرا دیا ہے۔ جس

يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدُهُ وَيَقُولُ الْكَفْرِ لِيُتَنِي كُنْتُ رَبًّا ۚ

دن آدمی اس چیز کو دیکھے گا جو اس کے ہاتھ نے آگے بڑھائی اور کافر کہے گا اے کاش! کہ میں مٹی ہوتا۔

آيَاتُهَا ۚ سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ ۚ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

۲ رُكُوْعَاتُهَا ۚ

بیشمار قرن۔ بے انتہا زمانے۔ حَقْب کی جمع۔ حَقْب بضم قاف زمانے کو کہتے ہیں۔ اور حَقْب سکون قاف زمانہ کی ایک مقررہ مدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعیین میں اہل لغت کا اختلاف ہے بعض اتنی برس کی مدت کو بعض ستر برس کے زمانہ کو۔ بعض تین سو برس۔ بعض چالیس سال۔ بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں۔

(لغات القرآن معانی جلد ۱ ص ۳۲)
اور تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ معانی الاخبار امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ حَقْب آٹھ سو برس ہے اور ہر چھ سو برس کا ہوگا اور ہر برس تین سو ساٹھ دن کا۔ اور ہر دن تہائی گنتی سے ایک ہزار برس کا۔

اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں جو آخر میں جہنم سے نکل آئیں گے۔

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ امالی جناب امیر المؤمنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کی خاطر سے ان کی نیکیوں کا شمار کرے گا۔ ہر نیکی کے بدلے دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک عطا فرمائے گا۔ اسی کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

جَزَاءُ مِمَّنْ رَبُّكَ عَطَاءٌ حِسَابًا ۚ اور دوسری جگہ فرماتا ہے: وَلِلَّهِ لَمَحْرُجُ ذُرِّ الضَّعْفِ بِأَعْمَلِهِمْ اِیْسَ اِیْسَ ہٰی وَہ لوگ ہیں کہ وہ جو (عمل) بھی کریں گے اس کا وہ چند معاوضہ ان کے لئے (مہیا) ہے۔

(پیشہ ۵۷)
سے الرُّوحُ ۚ تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ روح ایک فرشتہ ہے جو بزرگی کے لحاظ سے جبرئیل اور میکائیل سے بھی بڑا ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہتا تھا۔ اور بعد آپ کے آنحضرت علیہم السلام کے ساتھ رہتا ہے۔

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ کافی امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا کی قسم وہ ہم میں جنہیں قیامت کے دن بولنے کی اجازت دی جائے گی اور ہم ہی وہ ہیں جو ٹھیک بات کہیں گے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کلام کریں گے تو کیا فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا: پہلے اپنے پروردگار کی تجید بیان کریں گے۔ پھر اپنے نبی پروردگار پر ٹپکھیں گے اور اپنے پروردگاروں کی شفاعت کریں گے اور اللہ تعالیٰ ہماری شفاعت رونہ کرے گا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پھر) ساتھ مع اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْزُرْعَتِ غَرْقًا ۝۱ وَالنَّشِطِ نَشْطًا ۝۲ وَالسَّيِّئَاتِ سَبْحًا ۝۳

تم ہے سختی سے (یعنی) دلوں فرشتوں کی تم ہے سہولت سے جان بخش کر نیلے فرشتوں کی۔ تم ہے تیزی سے پیر نیالوں کی۔

فَالسَّيِّئَاتِ سَبْقًا ۝۴ فَاَلَمْ يَذَرِكُمْ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝۵

پھر آگے بڑھ کر سبقت کر نیالوں کی۔ پھر معاملہ کی تدبیر کر نیالوں کی۔ جس دن کانپنے والی کانپے گی۔

تَتَّبِعُهَا الزَّادِفَةُ ۝۶ قُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝۷ ابْصَارُهَا

پھر پیچھے آنیوالی (صور کی آواز) آگے بڑھے آئے گی۔ اس دن کئی دل ڈرنے والے ہوں گے۔ ان کی آنکھیں عاجزی

خَاشِعَةٌ ۝۸ يَقُولُونَ عَرَانَا لَمْرَدٍ وَدُونَ فِي الْكَافِرَةِ ۝۹ عَذَا

کر نیوالی ہوں گی۔ وہ کاہکتے ہیں کہ کیا یقیناً ہم پہلی حالت میں لوٹائے جاتے ہیں۔ کیا (تب بھی) جبکہ

كُنَّا عِظَامًا نَخْرَةً ۝۱۰ قَالُوا تِلْكَ إِذْ أَكْرَزَتْ خَاسِرَةٌ ۝۱۱

ہم کھوکھلی ہڈیاں ہو جائیں گے۔ انہوں (کافروں) نے کہا کہ یہ لوٹنا تو نقصان دہ ہو گا۔

فَانْمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝۱۲ فَاذْأَاهُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝۱۳ هَلْ

ماسوا اس کے نہیں کروہ (صور کی آواز) ایک ڈانٹ ہوگی۔ پھر وہ یکایک میدان (حشر) میں ہوں گے۔

أَتَاكَ حَدِيثُ مُوسَى ۝۱۴ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ

تیسرے پاس موسیٰ کی بات آئی ہے۔ جبکہ اس کے بدوردگار نے طوی کی پاکیزہ وادی میں اس کو

طَوًى ۝۱۵ إِذْ هَبُّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۝۱۶ فَقُلْ هَلْ

نزدی۔ کہ تو فرعون کی طرف جا یقیناً وہ سرکش ہو گیا ہے۔ پس کہو کیا تجھے اس بات کی

لَكَ إِلَىٰ أَنْ تَرْكَبَ ۝۱۷ وَأَهْدِيكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۝۱۸ قَارِبَةُ

طرف رحمت ہو کہ تو کفر سے پاک ہو۔ اور میں تجھے تیسرے بدوردگار کی طرف رہنمائی کروں پھر تو ڈر جائے۔ پھر اس نے

الْأَيَّةِ الْكُبْرَىٰ ۝۱۹ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۝۲۰ ثُمَّ أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۝۲۱

اسے بہت بڑی نشانی دکھلائی۔ پس اس نے جھٹلایا اور نافرمانی کی۔ پھر اس نے (کفر میں) اسی کرتے ہوئے پھرتا ہوا

فَحْشَرَ فَنَادَىٰ ۝۲۲ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۝۲۳ فَأَخَذَهُ اللَّهُ

لی پھر اس نے لوگوں کو اکٹھا کیا پھر پکارا۔ پس اس نے کہا میں تمہارا سب سے بلند (درجہ) بدوردگار ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ نے اسے

دفعہ لازم

دفعہ لازم

دفعہ لازم

۱۔ وَالْزُرْعَتِ

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ یہ سب موت کے فرشتوں کی صفات ہیں۔ جن کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں کھائی ہے کہ قیامت ضرور ہوگی۔ اور وہ مدلت کی گئی ہے۔ کیونکہ جو کچھ بعد میں بیان ہوا ہے۔ وہ سب قیامت کے واقع ہونے پر ہی دلالت کرتا ہے۔

۲۔ خَاشِعَةٌ

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ کافروں کا قول بطور تنسی اُڑانے کے تھا۔

۳۔ فَانْمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ ساہرہ کے معنی سفید مہوار زمین ہیں اور فاذا اھم بالساہرۃ کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ دوسرے صور کی آواز سنیں گے تو اپنی قبروں سے نکل آئیں گے اور وہ زمین پر صاف بستہ ہو جائیں گے۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ ناجرۃ سے مراد دوسری مرتبہ صور کا پھونکا جانا ہے۔ اور ساہرۃ ایک مقام کا نام ہے جو بیت المقدس کے قریب ملک شام میں واقع ہے۔

پہلی۔ اگلی۔ اڈل کا مؤنث۔
قرآن مجید میں جہاں آخرت کے
مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے۔
وہاں اس سے عالم دنیا مراد ہے کیونکہ
وہ آخرت پہلے ہے۔

(لغات القرآن نعمانی جلد ۱ ص ۲۹۹)

اور تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر
قمری منقول ہے کہ نکال کے معنی مذاب ہیں۔ اور
الآخرۃ سے مراد فرعون کا قول ہے۔ انا ربکم
الاعلیٰ اور الاولیٰ سے مراد اس کا قول ہے
ما علمت لکم من الذخیریٰ وہ الذی القصص غ،
یعنی میں اپنے سوا کسی کو تمہارا خدا نہیں جانتا پس
اس کو اس کی انہی دو باتوں کی وجہ سے ہلاک کیا۔
المنفک اور تفسیر مجمع البیان میں امام محمد باقر
علیہ السلام سے منقول ہے کہ فرعون کی ان دو باتوں
کے درمیان چالیس سال کا زمانہ گزرا تھا۔

انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرمایا کرتے تھے کہ جبریل علیہ
السلام نے مجھ سے ذکر کیا کہ میں نے عمن کی۔ پروردگار! تو
فرعون کو چھوڑے ہوئے ہے۔ حالانکہ وہ انا ربکم
الاعلیٰ کہتا ہے۔ حکم ہوا کہ تجھ جیسے بندہ ہی کو
ایسا کہنا نہ دیا ہے۔ جس کو وقت کے نکل جانے کا
خوف ہو۔

۵ الطامۃ الکبریٰ :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ الاحمال جناب
امیر المؤمنین علیہ السلام سے ایک حدیث میں منقول
ہے کہ الطامۃ الکبریٰ سے مراد حبابۃ الارض
کا خروج ہے۔

۶ عَنِ الْهَوٰی :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمری منقول ہے
کہ اس سے مراد ایسا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی معیت
پر قدرت رکھتا ہو اور معیت کو معیت سمجھتا بھی
ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے۔ اور
اپنے نفس کو اس سے باز رکھے۔ تو اس کا بدلہ جنت
ہے۔

اور کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول
ہے کہ جس شخص نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھتا
ہے اور جو کچھ وہ بولتا ہے اسے سنتا ہے۔ اور جو
نیکی یا بدی وہ کرتا ہے اسے بھی جانتا ہے۔ تو یہ
بات اسے بدی سے روکے گی۔ ایسے ہی شخص کے

لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی +

نَكَالَ الْآخِرَةِ وَالْأُولٰٓئِ ۚ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ

آخرت اور دنیا کے عذاب میں پکڑ لیا لہ

يَخْشٰی ۚ ۚ اَنْتُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمَ السَّمَاءِ بَنٰہَا ۚ رَفَعَ

ڈرتا ہے۔ کیا بناوٹ کے لحاظ سے تم زیادہ سخت ہو یا آسمان جسے اس (خدا) نے بنایا۔ اس نے اس

سَمٰکَهَا فَسَوَّیْہَا ۚ وَاعْطٰشَ لَیْلِہَا وَاَخْرَجَ ضُحٰہَا ۚ وَ

کی چھت کو بلند کیا پھر اسے درست کیا۔ اور اس نے اس کی رات کو تاریک کیا اور اسکی دھوپ کو نکالا۔ اور

الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰہَا ۚ ۚ اَخْرَجَ مِنْہَا مَآءَہَا وَ

اس کے بعد اس نے زمین کو حرکت دی۔ اس سے اس نے اس کا پانی اور اس کا پھارہ

مَرْعَہَا ۚ ۚ وَالْجِبَالَ اَرْسَہَا ۚ ۚ مَتَاعًا لَّکُمْ وَلِاَنْعَامِکُمْ ۚ

نکالا۔ اور پہاڑوں کو قائم کر دیا۔ (ان میں) تمہارے لئے اور تمہارے بچہ پانیوں کے لئے فائدہ ہے۔

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّامَّةُ الْکُبْرٰی ۚ ۚ یَوْمَ یَتَذَكَّرُ الْاِنْسَانُ

پس جب بڑی آفت آئے گی۔ اس دن انسان یاد کرے جو کوشش کر اس نے

مَا سَعٰی ۚ ۚ وَبُرَزَتِ الْجَحِیْمُ لِمَنْ یَّرٰی ۚ ۚ فَاَمَّا مَنْ طَغٰ ۚ

کی سہمی۔ اور جو دیکھتا ہو گا اس کیلئے جہنم کی ہر کردی جائے گی۔ پس رہا وہ جس نے سرکشی کی۔

وَاَثَرَ الْحَیْوةِ الدُّنْیَا ۚ ۚ فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاوٰی ۚ ۚ وَاَمَّا

اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ پس یقیناً دوزخ ہی (اس کا) ٹھکانہ ہو گا۔ اور رہا وہ جو

مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰی ۚ ۚ فَاِنَّ

اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اس نے اپنے نفس کو ایجاب خواہشات سے روک رکھا لہ

الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاوٰی ۚ ۚ یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ ۚ ۚ اٰیَانَ

یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانہ ہو گا۔ وہ (لوگ) تجھ سے (قیامت کی) گھڑی کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ اس کا

مَرْسَہَا ۚ ۚ فِیْمَ اَنْتَ مِنْ ذٰکِرِہَا ۚ ۚ اِلٰی رَبِّکَ مُنتَہَہَا ۚ ۚ

قیام کب ہو گا۔ اس کے ذکر سے تو کس بات میں ہے۔ اس کی انتہا تیرے پروردگار ہی کی طرف ہے۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ مِّنْ یَّخْشٰہَا ۚ ۚ کَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا

بساوا اس کے نہیں کہ تو اسے ڈرانے والا ہے جو اس (قیامت) سے ڈرتا ہے۔ جس دن وہ اس (قیامت) کو دیکھیں گے

لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا ۝

(مجھیں گے) کہ گویا وہ (دنیا میں) سوائے ایک شام یا ایک صبح کے (زیادہ عرصہ) نہیں ٹھہرے۔

آیاتہا

سُورَةُ عَبَسَ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلَّى ۱ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى ۲ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهِ

اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا۔ اور تجھے کیا معلوم کہ شاید وہ پاکیزہ

يَزْكِي ۳ أَوْ يَذْكُرْ فَنُفِّعَهُ الذِّكْرَى ۴ أَمَّا مَنْ اسْتَغْنَى ۵

ہو جائے۔ یا نصیحت حاصل کرے پھر نصیحت اسے فائدہ دے۔ رہا وہ جس نے پرواہی کی۔

فَأَنْتَ لَهُ تَصَدَّى ۶ وَمَا عَلَيْكَ أَلَّا يَزْكِي ۷ وَأَمَّا مَنْ جَاءَكَ

نہیں تو اس کے درپے رہتا۔ اور تمہارے ذمہ نہیں ہے کہ وہ پاکیزہ کیوں نہیں ہوتا۔ اور رہا وہ جو تیری طرف

يَسْعَى ۸ وَهُوَ يَخْشَى ۹ فَأَنْتَ عَنْهُ تَلَهَّى ۱۰ كَلَّا إِنَّهَا

دوڑتا ہوا آتا ہے تلہ اور وہ ڈرتا بھی ہے۔ پھر تو اس سے تغافل کرتا ہے تلہ (ایسا) ہرگز نہیں (چاہیے) یقیناً

تَذِكْرَةٌ ۱۱ فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ۱۲ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۱۳

یہ ایک نصیحت ہے۔ پس جو کوئی چاہے اسے یاد رکھے۔ (وہ) عزت والے صحیفوں میں ہے۔

مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۱۴ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۱۵ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۱۶

(جو شان میں) بلند کئے گئے (اور) پاک کئے گئے ہیں تلہ بزرگ نیکوکار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں۔

قُتِلَ الْإِنْسَانُ مَا أَكْفَرَهُ ۱۷ مِنْ أَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهُ ۱۸ مِنْ

تمہاری کیا جانے انسان وہ کیسا ناشکر ہے۔ اس (اللہ تعالیٰ) نے اسے کس چیز سے پیدا کیا۔ نطفہ سے

نُطْفَةٍ خَلَقَهُ فَقَدَّرَهُ ۱۹ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۲۰ ثُمَّ

اس نے اسے پیدا کیا پھر اس کا اندازہ لگایا۔ پھر اس پر راستہ آسان کر دیا۔ پھر اسے موت و حیات

أَمَاتَهُ فَأَقْبَرَهُ ۲۱ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ ۲۲ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ

پھر اسے قبر میں رکھوا دیا۔ پھر جب وہ چاہے گا اسے اٹھا کھڑا کرے گا۔ ہرگز نہیں اس نے وہ حکم پورا نہیں کیا

مَنْزِلٌ

۱۔ عَبَسَ

تفسیر صفائی ص ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ یہ
آیت بنی امیہ کے ایک شخص کے بارے میں
نازل ہوئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
خدمت میں موجود تھا۔ کہ عبداللہ ابن مکتوم (جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مؤذن تھے اور نابینا تھے)
آگئے۔ پس جب اس شخص نے انہیں دیکھا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کی ہے تو اس نے
اپنے آپ کو سمیٹا اور تیوری چڑھائی اور منہ پھیر لیا
پس اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ حکایتاً بیان فرمایا۔ اور
اس پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔

۲۔ تَوَلَّى

تفسیر صفائی ص ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی لکھا ہے
کہ اس سے مراد ابن مکتوم رضی اللہ عنہ ہیں +

۳۔ يَزْكِي

تفسیر صفائی ص ۵۲۲ پر ہے کہ ان صحیفوں کی
شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلند ہے۔ اور
پاک اس سے ہیں۔ کہ شیطانوں کے ہاتھ ان
سے نہیں پہنچتے +

۴۔ الذِّكْرَى

۵۔ اسْتَغْنَى

۶۔ تَصَدَّى

۷۔ أَلَّا يَزْكِي

۸۔ يَسْعَى

۹۔ يَخْشَى

۱۰۔ تَلَهَّى

۱۱۔ تَذِكْرَةٌ

۱۲۔ فَمَنْ شَاءَ

۱۳۔ فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ

۱۴۔ مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ

۱۵۔ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ

۱۶۔ كِرَامٍ بَرَرَةٍ

۱۷۔ قُتِلَ الْإِنْسَانُ

۱۸۔ مَا أَكْفَرَهُ

۱۹۔ فَقَدَّرَهُ

۲۰۔ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ

۲۱۔ ثُمَّ إِذَا شَاءَ أَنْشَرَهُ

۲۲۔ كَلَّا لَمَّا يَقْضِ

مَا أَمَرَ^{۲۳} فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَامِهِ^{۲۴} أَنَا صَبَبْنَا

جو اسے دیا گیا۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے کھانے کی طرف نظر کرے لے یقیناً بنے اور اسے پانی بہایا

الْمَاءَ صَبًّا^{۲۵} ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا^{۲۶} فَأَنْبَتْنَا فِيهَا

جیسا کہ بہانیکا حق ہے۔ پھر ہم نے زمین کو چیر کر بھاٹا پس ہم نے اس میں دانے

حَبًّا^{۲۷} وَعِنَبًا وَقَضْبًا^{۲۸} وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا^{۲۹} وَحَدَائِقَ

آگائے۔ اور انگور اور ترکاری اور زیتون اور کھجوریں اور کنعان

غُلَبًا^{۳۰} وَوَفَاكِهِ^{۳۱} وَأَبَا^{۳۲} مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ^{۳۳} فَإِذَا

باغ۔ اور میوے اور چارہ۔ (۳۱) تمہارے لئے اور تمہارے چوپایوں کے فائدے کیلئے (۳۲) پس جب وہ

جَاءَتِ الصَّاحَّةُ^{۳۴} يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ^{۳۵} وَأُمِّهِ

کان پھوڑنیوالی (آواز آئے گی۔ جس دن آدمی اپنے بھائی اور اپنی ماں

وَأَبِيهِ^{۳۶} وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ^{۳۷} لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ

اور اپنے باپ اور اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگتا پھر لگا لے اس دن ان میں سے ہر شخص کیلئے ایسی

يَوْمَ مِيزَانٍ^{۳۸} شَأْنٌ يُغْنِيهِ^{۳۹} وَجُوهٌ يُّؤَمِّدُ مَسْفِرَةً^{۴۰}

سالت ہوگی جو اسے (سب دوسروں سے) بے پروا کر دیتی۔ اس دن کئی چہرے روشن ہونگے۔

صَاحِبَةً مَّسْتَبْشِرَةً^{۴۱} وَوُجُوهٌ يُّؤَمِّدُ عَلَيْهَا غَبْرَةً^{۴۲}

ہنسنے والے (اور) شادمان ہوں گے۔ اور اس دن کئی چہرے (ایسے ہوں گے کہ) ان پر غبار (پڑا) ہوگا۔

تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ^{۴۳} أُولَٰئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجْرَةُ^{۴۴}

ان پر سیاہی چھائے گی۔ یہی تو کافر۔ بدکار ہوں گے۔

آيَاتُهَا^{۲۹} سُورَةُ التَّكْوِيْنِ مَكِّيَّةٌ رُّكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(ترجمہ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ^۱ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ^۲ وَإِذَا

جس وقت سورج (کے نور کی چادر) کو لپیٹا جائیگا۔ اور جس وقت ستارے میلے ہو جائیں گے۔ اور جب کہ

طَعَامُهُ^{۲۳}۔

تفسیر صفائی ص ۵۲۲ پر بحوالہ کافی منقول ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے اس طعام کے بارے میں پوچھا گیا، تو آپ نے فرمایا: کہ اس سے مراد انسان کا علم ہے جسے وہ اس سے حاصل کرے جس سے اسے حاصل کرنا چاہیے۔

صاحب تفسیر صفائی

نے اس کی تشریح میں لکھا ہے کہ طعام جسمانی بھی ہے۔ اور روحانی بھی۔ جیسا کہ انسان مرکب جسم اور روح سے پس جس طرح وہ اس بات پر مامور ہے کہ اپنے جسم کی غذا کو غور سے دیکھے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی برساتا اور زمین سے نباتات اگاتا ہے۔ اسی طرح وہ اس پر بھی مامور ہے کہ اپنی روحانی غذا پر بھی جو علم ہے نظر ڈالے تاکہ اس کو معلوم ہو کہ علم آسمان سے من جانب اللہ نازل ہوا ہے اس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے زمین نبوت و رحمت رسالت اور چشمہ حکمت پر وحی کی بارش کی پھر اس سے حقائق کے دانے اور معارف کے میوے پیدا کئے تاکہ جو زمین قابل تربیت ہیں۔ انہیں ان سے غذا پہنچے۔ پس حضرت کے قول حلیہ الذی یاخذہ حسن یاخذہ کا مطلب یہ ہے کہ اس کو چاہیے کہ اپنے علم کو اہلیت نبوت سے حاصل کرے جن کے گھر میں وحی نازل ہوئی۔ اور جو علم و حکمت کا سرچشمہ ہیں۔ اس لئے کہ ان کے کل علوم خدا کی طرف سے ہیں۔ اور ان سے علوم حاصل کرنے کا نتیجہ ہوگا کہ اس کی روح کو غذا پہنچے گی۔

اوروں کے علوم غذائے روحانی نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ان میں اور خدا میں کوئی سلسلہ وحی و لہام کا نہیں۔ بلکہ ان کے علوم یا تو لوگوں کے اقوال ہیں جو انہوں نے یاد کر لئے ہیں۔ جو کسی طرح حجت نہیں ہو سکتے۔ یا محض جھگڑنے کا آلہ ہیں۔ جن کو صراط مستقیم میں کوئی دخل نہیں اور یہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے ہیں۔ اسی وجہ سے روح و ایمان کی غذا نہیں ہو سکتیں +

لے بَنِيهِ^{۲۳}۔

تفسیر صفائی ص ۵۲۳ پر بحوالہ عیون اخبار الرضا امام رضا علیہ السلام سے منقول ہے کہ ایک شخص کہتا ہوا، اور ان سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ بھائی قابل ہے جو باپیل سے بھاگے گا۔ اور جو شخص اپنی ماں سے بھاگے گا،

وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور جو شخص اپنے باپ پر ریش کرنے والے چچا سے نہ کہ والد سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت لوط علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے اور ان کا وہ بیٹا کنعان ہوگا۔ اور انفصال میں امام حسین بن علی علیہما السلام سے یہی روایت مروی ہے سوائے اس قول کے یعنی باپ پر ریش کرنے والا نہ کہ والد کے۔ اور اس کے مصنف نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ سے اس خوف سے بھاگیں گے کہ وہ ان کے حق میں واجبات کی ادائیگی سے قاصر ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اپنے پرورش کرنے والے نہ کہ والد سے اس لئے بھاگیں گے کہ وہ مشرک تھا۔ اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا +

وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے اور جو شخص اپنے باپ پر ریش کرنے والے چچا سے نہ کہ والد سے بھاگے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنی بیوی سے بھاگے گا وہ حضرت لوط علیہ السلام ہوں گے۔ اور جو شخص اپنے بیٹے سے بھاگے گا وہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے اور ان کا وہ بیٹا کنعان ہوگا۔ اور انفصال میں امام حسین بن علی علیہما السلام سے یہی روایت مروی ہے سوائے اس قول کے یعنی باپ پر ریش کرنے والا نہ کہ والد کے۔ اور اس کے مصنف نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ سے اس خوف سے بھاگیں گے کہ وہ ان کے حق میں واجبات کی ادائیگی سے قاصر ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام اپنے پرورش کرنے والے نہ کہ والد سے اس لئے بھاگیں گے کہ وہ مشرک تھا۔ اور آپ کے والد کا نام تارخ تھا +

الْجِبَالُ سِيرَتْ ۝ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ۝ وَإِذَا الْوُحُوشُ

بہار چلائے جائیں گے۔ اور جبکہ گاہن اونٹیاں بیکار چھوڑ دی جائیں گی۔ اور جبکہ وحشی جانور اکٹھے

حُشِرَتْ ۝ وَإِذَا الْبُحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ رُوِّجَتْ ۝

کئے جائیں گے۔ اور جبکہ دریا بھونکے جائیں گے۔ اور جب کہ جانوروں کے جوڑے ملائے جائیں گے۔

وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُبِلَتْ ۝ بِأَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ ۝ وَإِذَا

اور جب کہ زندہ دفن کی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا کہ وہ کس گناہ پر قتل کی گئی۔ اور جبکہ صفینے

الصُّفُوفُ نُشِرَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝ وَإِذَا الْجَحِيمُ

پھیلا دیئے جائیں گے۔ اور جبکہ آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ اور جب کہ دوزخ

سُعِرَتْ ۝ وَإِذَا الْجَنَّةُ أُزْلِفَتْ ۝ عَلِمَتْ نَفْسٌ

بھڑکایا جائیگا۔ اور جب کہ بہشت نزدیک کر دیا جائے گا۔ تو ہر نفس جان لے گا جو عمل

مَا أَحْضَرَتْ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنُوسِ ۝ الْجَوَارِ الْكُنُوسِ ۝

وہ لایا ہوگا۔ پس میں قسم کھاتا ہوں تجھے ہٹ جانے والے دستاروں کی پلنے والے پھپھ جانوروں کی۔

وَالْيَلِ إِذَا عَسْعَسَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا تَنَفَّسَ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ

قسم ہے رات کی جبکہ وہ جانے لگے۔ اور صبح کی جب کہ وہ روشن ہو۔ یقیناً یہ قرآن ایک معرّت

رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝

والے رسول کا (مہنما نبی اللہ لایا ہوا) کلام ہے۔ (جو) قوت والا ہے صاحب عرش کے نزدیک مرتبہ والا ہے۔

مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝ وَمَا صَاحِبُكُمْ بِبَجُونٍ ۝ وَلَقَدْ

(اسکی) اطاعت کی جاتی ہے پھر وہ امانتدار (بھی) ہے۔ اور تمہارا ساتھی و یار نہ نہیں ہے اور اس نے یقیناً اس

رَأَاهُ بِالْأَفْقِ الْمُبِينِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝

(جبریل) کو آسمان کے روشن کنارے پر دیکھا۔ اور وہ غیب (کی باتوں) پر غیبی نہیں ہے۔

وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطَانٍ رَجِيمٍ ۝ فَإِنَّ تَذَاهِبُونَ ۝ إِنَّ

اور نہ یہ شیطان مردود کا قول ہے۔ پھر تم کہاں رہیں گے (جائے ہو)۔ یہ نہیں

هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۝

اس کے لئے جو تم میں سے چاہے کہ سیدھی راہ پر چلے۔

لَهُ الْعِشَارُ ۝

تفسیر صفاتی ص ۵۲۳ پر ہے کہ عشار سے مراد وہ اونٹیاں ہیں جن کے حمل کا دسواں مہینہ شروع ہو جائے۔

لَهُ سُجِّرَتْ ۝

تفسیر صفاتی ص ۵۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کے ارد گرد جعفر سمندر میں وہ سب آگ ہو جائیں گے۔

لَهُ سُجِّرَتْ ۝

تفسیر صفاتی ص ۵۲۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جنتیوں کو تو خیرات حسان (دوروں) سے بیاہا جائے گا۔ اور بے دوزخی پس ان میں سے ہر ایک انسان کے ہمراہ شیطان کر دیا جائے گا۔ یعنی کافروں اور منافقوں کے جوڑہ دار شیطان بنا دیئے جائیں گے۔ پس وہی ان کے جوڑے ہوں گے۔

لَهُ سُجِّرَتْ ۝

تفسیر صفاتی ص ۵۲۳ پر ہے کہ اس سے مراد جبریل امین علیہ السلام ہیں۔

اور تفسیر مجمع البیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث میں منقول ہے کہ آپ نے جبریل سے فرمایا: کہ تمہارے پروردگار نے تمہاری کسی اچھی صفت بیان کی۔ یعنی فرمایا: ذی قوۃ عند ذی العرش مکیں مطاع ثمین بتاؤ کہ تمہاری قوت کون سی ہے اور امانت کون سی تھی۔ انہوں نے کہا: کہ میری قوت یہ ہے۔ کہ میں حضرت لوط علیہ السلام کے شہروں کی طرف بھیجا گیا وہ چار شہر تھے۔ اور ہر شہر میں سوائے مکان اور اہل و عیال کے چار چار لاکھ جنگی آدمی تھے میں نے ان سب کو زمین کی تر سے اٹھایا۔ اور آسمان سے اتنا قریب کیا کہ آسمان والوں نے مرغیوں کے بولنے اور کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں اور پھر ان کو ذرا نیچے لاکر الٹ دیا۔ اب یہی امانت تو مجھے جس چیز کا حکم دیا جاتا ہے۔ میں بہت جلدی اس کی تعمیل کر دیتا ہوں۔

وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ﴿٢٩﴾

اور تم نہیں چاہتے ہو سوائے جو اللہ تعالیٰ جہانوں کا پروردگار چاہتا ہے۔

رُكُوعُهَا

سُورَةُ الْاِنْفِطَارِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا ١٩

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) ساتھ دعا اللہ تعالیٰ کے، جو رحمت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ﴿١﴾ وَإِذَا الْكُوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ﴿٢﴾ وَإِذَا

جب کہ آسمان پھٹ جائے گا۔ اور جب کہ ستارے پراگندہ ہو جائیں گے۔ اور جبکہ

الْبَحَارُ فُجِرَتْ ﴿٣﴾ وَإِذَا الْقُبُورُ بُعْثِرَتْ ﴿٤﴾ عَلِمْتَ نَفْسٌ مَّا

دریا بھاڑے جائیں گے۔ اور جبکہ قبریں اکھاڑ کر (لاشیں زندہ کر کے) اٹھائی جائیں گی۔ تو ہر نفس جان لیگا جو کچھ

قَدَّامَتْ وَآخَرَتْ ﴿٥﴾ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ

اس نے آگے بھیا اور جو کچھ اس نے پیچھے چھوڑا۔ اے انسان! تجھے کس چیز نے اپنے صاحبِ کرم پروردگار کے متعلق

الْكُرْبَىٰ ﴿٦﴾ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ﴿٧﴾ فِیْ أَرَىٰ

دھوکا دیا۔ سوائے جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر تجھے درست کیا پھر تجھے اعتدال رکھا۔ پھر جس صورت میں اس

صُورَةٍ مَّا شَاءَ رَبُّكَ ﴿٨﴾ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالذِّینِ ﴿٩﴾ وَ

نے ہاں لائے ترکیب دیا۔ (مہیں اس کا انکار ہرگز نہیں کرنا چاہیئے) بلکہ تم (تو) جزا و سزا کو (بھی) جھٹلاتے ہو سوائے اور

إِنَّ عَلَیْكُمْ لَحِفَظِیْنَ ﴿١٠﴾ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ﴿١١﴾ يَعْلَمُونَ مَا

یقیناً تم پر بزرگی لکھنے والے محافظ (مقرر) ہیں سوائے جو کچھ تم کرتے ہو وہ

تَفْعَلُونَ ﴿١٢﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ ﴿١٣﴾ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ

جانتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ (جنت کی) نعمتوں میں ہوں گے۔ اور یقیناً بدکار لوگ دوزخ میں

جَحِیْمٍ ﴿١٤﴾ یَصْلَوْنَهَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿١٥﴾ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِیْنَ ﴿١٦﴾

ہوں گے۔ وہ اس میں روز جزا کو داخل ہوں گے۔ اور اس سے (کبھی) غائب نہ ہو سکیں گے۔

وَمَا أَدْرَاكَ مَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿١٧﴾ ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا یَوْمَ الدِّیْنِ ﴿١٨﴾

اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ روز جزا کیا چیز ہے۔ پھر تجھے کس چیز نے بتلایا کہ روز جزا کیا چیز ہے۔

مَذْكُورٌ

لَهُ تَشَاءُونَ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۲ پر امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ائمہ علیہم السلام کے دلوں کو اپنے ارادوں کا مورد قرار دیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کوئی چیز چاہتا ہے تو وہ بھی چاہتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے : وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ +

سوائے اَلْكَرْبَى :-

تفسیر صفاتی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو ارشاد فرمایا : کہ انسان کو اس کی جہالت نے دھوکا دیا +

سوائے بِالْذِّیْنِ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۲ پر ہے کہ دین سے مراد جزا و سزا اور اسلام ہے +

سوائے كِرَامًا كَاتِبِیْنَ :-

تفسیر صفاتی ص ۵۲ پر بحوالہ احتجاج طبرسی منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ اس کی کیا علت ہے کہ اللہ تعالیٰ پوشیدہ سے پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہو آپ نے فرمایا : اس کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے خدمت لی ہے۔ اور ان کو اپنی مخلوق کا گواہ قرار دیا ہے تاکہ بندے یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کے ملازم ان کے ساتھ ہیں۔ اطاعت خدا پابندی سے بجالائیں اور معصیت سے رُکے رہیں۔ اور اکثر بندے ایسے ہیں کہ کسی برائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان فرشتوں کی موجودگی یاد کر کے رُک جاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار ہمیں دیکھتا ہے۔ اور جو ہم پر گواہ مقرر ہیں وہ بھی دیکھتے ہیں +

يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝١٩

جس دن کوئی نفس کسی نفس کیلئے کسی بات کا اختیار نہ رکھے گا اور اس دن ہم اللہ تعالیٰ ہی کا ہوگا۔

آیاتہا

۳۶

سُورَةُ الْمُطَفِّفِينَ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝١ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ

ان کم تولتے والوں کیلئے خرابی ہے ۱ کہ جب وہ لوگوں سے ماپ کر لیں تو ہلکا

يَسْتَوُونَ ۝٢ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝٣

لیتے ہیں۔ ۲ اور جب وہ ان کو ماپ کر دیں یا ان کو وزن کر کے دیں تو کمی کرتے ہیں۔ ۳

أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۝٤ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝٥

کیا وہ یقین نہیں رکھتے کہ وہ یقیناً زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے ہیں۔ ایک بڑی عظمت والے دن کے لئے۔

يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝٦ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ

جس دن لوگ جہانوں کے پروردگار کے حضور میں قیام کریں گے (ماپ تول میں کمی) ہرگز نہیں چاہیے یقیناً بدکاروں

الْفُجَّارِ لَفِي سَجِّينٍ ۝٧ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَجِّينٌ ۝٨ كِتَابٌ

کتاب سجدین میں ہے۔ ۷ اور تجھے کس نے بتایا کہ سجدین کیا چیز ہے۔ ۸ ایک کتاب ہے

مَّرْقُومٌ ۝٩ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝١٠ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ

لکھی ہوئی۔ ۹ اس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے جو روز جزا کو

بِیَوْمِ الدِّينِ ۝١١ وَمَا يُكَذِّبُ بِهِ إِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝١٢

جھٹلاتے ہیں۔ ۱۱ اور اسے نہیں جھٹلاتا مگر ہر حد سے گزر جانے والا گنہگار۔ ۱۲

إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝١٣ كَلَّا بَلْ

جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں وہ کہتا ہے کہ یہ اوتوں پہلوں کی کہانیاں ہیں۔ ہرگز نہیں بلکہ

رَأٰنَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝١٤ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ

جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے ۱۴ اسی نے ان کے دلوں پر دنگ لگا دیا (یہ) ہرگز نہیں مانیں گے یقیناً یہ اس دن اپنے پروردگار

منزل



لِلْمُطَفِّفِينَ ۝

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ مطفف وہ لوگ ہیں جو ماپ اور تول میں کمی کرتے ہیں۔

اور امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو ان دنوں وہ لوگ ماپ اور تول کے معاملہ میں بہت برے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسوقت یہ سورت نازل فرمائی اس کے بعد انہوں نے اپنے عمل کو درست کر لیا ۵۔

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ کافی و تفسیر عیاشی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کوئی مومن بندہ ایسا نہیں جس کے دل میں ایک سفید نقطہ نہ ہو۔ حیثوقت وہ کوئی گناہ کرتا ہے تو اس سفید نقطہ میں ایک سیاہ نقطہ نکل آتا ہے۔ اگر اس نے توبہ کر لی تو وہ سیاہ نقطہ جاتا رہتا ہے۔ اور اگر یہ اپنے گناہوں میں پڑا رہا تو وہ سیاہی بڑھتے بڑھتے سفیدی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور جب سفیدی ڈھانپ لی گئی پھر وہ کبھی نیکی کی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اور اللہ تعالیٰ کے قول بل ما ان علی قلوبہم ما کانوا یكسبون کا یہی مطلب ہے ۵۔

يَوْمَئِذٍ لَّحُجُوبُونَ ﴿١٥﴾ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيمِ ﴿١٦﴾ ثُمَّ

ان کی رحمت اسے روک دیئے جائیں گے لہ۔ پھر یقیناً وہ دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پھر

يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿١٧﴾ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ

(انہیں) کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔ (یہ) ہرگز نہیں دہائیں گے یقیناً

الْأَبْرَارِ لَفِي عِلِّيِّينَ ﴿١٨﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عِلِّيُّونَ ﴿١٩﴾ كِتَابُ

نیکوں کا خوشہ علیین میں ہوگا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ علیون کیا چیز ہے۔ (وہ) ایک لکھی

مَرْقُومٌ ﴿٢٠﴾ يَشْهَدُهُ الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ﴿٢٢﴾

ہوئی کتاب ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کے مقرب (فرشتے) حاضر رہتے ہیں۔ یقیناً نیک لوگ جنت کی نعمتوں میں ہونگے

عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ﴿٢٣﴾ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةً

نعمتوں پر (زیستہ) نظارہ کرتے ہوں گے۔ تم ان کے چہروں پر نعمتوں کی تروتازگی پہچان

النَّعِيمِ ﴿٢٤﴾ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ﴿٢٥﴾ خِتَمُهُ مِسْكَ

لوگے۔ انہیں سر بہر شراب ناب پلائی جائے گی لہ۔ اس کی مہر کرنے کی چیز مشک ہوگی۔

وَفِي ذَلِكَ فَلَيْتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ﴿٢٦﴾ وَمِمَّا أَجَاهُ مِنْ

اور خواہش کر بیواؤں کو اسی کی خواہش کرنی چاہیئے۔ اور اس میں آپ تسنیم کی

تَسْنِيمٍ ﴿٢٧﴾ عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ﴿٢٨﴾ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا

لاوٹ ہوگی۔ وہ ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب نہیں گئے۔ یقیناً جن لوگوں نے گناہ کئے

كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٢٩﴾ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ

وہ ان لوگوں پر ہنسا کرتے تھے جو ایمان لاچکے لہ۔ اور جب وہ ان کے پاس سے گزرتے

يَتَغَامَرُونَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا فَكِهِينَ ﴿٣١﴾

تھے اشارے کیا کرتے تھے۔ اور جب وہ اپنے اہل کی طرف لوٹتے تو باتیں بناتے بوٹتے تھے۔

وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٣٢﴾ وَمَا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ

اور جب وہ انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ ضلوع فرما رہے ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر محافظ بنا کر نہیں

حَفِظِينَ ﴿٣٣﴾ فَأَلْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ﴿٣٤﴾ عَلَىٰ

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

بیسے گئے تھے۔ پس جو لوگ ایمان لاچکے وہ آج کے دن کافروں پر ہنسیں گے لہ۔ نعمتوں پر

لہ لَحُجُوبُونَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲ پر بحوالہ حیون اخبار
الرضاء اور التوحید منقول ہے۔ کہ امام
رضاء علیہ السلام سے اس آیت کا مطلب
دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ اللہ
تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ کسی مکان میں رہتا ہو
اور بندوں سے پردہ کرے۔ بلکہ مقصود یہ ہے
کہ وہ اپنے پروردگار کے ثواب یا عطیات سے
محروم رہیں گے۔

لہ رَحِيقٌ :-

شراب ناب اسم جامد ہے و
علامہ ابو منصور ثمالی فقہ اللغة میں ابو عبیدہ سے
ناقل ہیں۔ الروحی صفة الخمر التي ليس فيها
غش و حقیق وہ شراب صاف ہے جس میں
ورہ آمیزش نہ ہو۔ (فقہ اللغة باب فصل
فی تفصیل اسماء الخمر و صفاتها ۲۱)
(لغات القرآن نمائی جلد ۲ صفحہ ۶۹)

لہ يَضْحَكُونَ :-

تفسیر صافی صفحہ ۵۲ پر ایک روایت لکھی
ہے کہ جب یہ منافقین جہنم میں ہوں گے
تو ان کے لئے ایک دروازہ جنت کی طرف
کھولا جائے گا۔ اور ان سے کہا جائیگا کہ اس
میں داخل ہو جاؤ۔ جب وہ اس دروازے
کے پاس پہنچیں گے۔ دروازہ ان کے سامنے
بند کر دیا جائے گا۔ وہ حیرت و حسرت میں
کھڑے کھڑے رہ جائیں گے اور مومنین
خوب قہقہہ مار کر ہنسیں گے۔

الْأَرَابِكِ يَنْظُرُونَ ۝ هَلْ تُؤْتِي الْكَفَّارُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۝

بیٹھے نظارہ کرتے ہوں گے۔ کیا کافروں کو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اس کا بدلہ مل گیا۔

ایاتہا ۲۵ سُوْرَةُ الْاِنْشِقَاقِ مَكِّيَّةٌ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انشَقَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۝ وَإِذَا

جب آسمان پھٹ جائے گا۔ اور وہ اپنے پروردگار کا حکم سن لے گی اور وہ اسی لائق ہے۔ اور جب

الْأَرْضُ مَدَّتْ ۝ وَأَلْقَتْ مَا فِيهَا وَتَخَلَّتْ ۝ وَأَذِنَتْ

زمین پھیلا دی جائے گی لے اور جو کچھ اس میں ہو وہ ڈال دیں اور خالی ہو جائے گی لے اور وہ اپنے پروردگار

لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۝ يَأَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ

کا حکم سن لیگی اور وہ اسی لائق ہے۔ اے انسان! تو اپنے پروردگار کے حضور میں پہنچنے کی بہت کوشش کر رہا ہے

كَدْحًا فَلَقِيهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ ۝

پس تو اس سے ملاقات کر رہا ہے۔ پس رہا وہ جسے اس کا نوشتہ دایں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يُحَاسِبُ حِسَابًا يَّسِيرًا ۝ وَيُنْقَلِبُ إِلَىٰ أَهْلِهِ

تو عنقریب اس سے حساب آسان لیا جائے گا۔ اور وہ اپنے اہل کی طرف خوش خوش

مَسْرُورًا ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ وَرَاءَ ظَهْرِهِ ۝

لوٹے گا۔ اور رہا وہ جسے اس کا نوشتہ اس کی پیٹھ کے پیچھے سے دیا جائے گا۔

فَسَوْفَ يَدْعُوا ثُبُورًا ۝ وَيَصْلَىٰ سَعِيرًا ۝ إِنَّهُ كَانَ

تو وہ عنقریب ہلاکت کو بلائے گا۔ اور دوزخ کی جلتی آگ میں داخل ہو گا۔ یقیناً وہ اپنے اہل میں خوش

فِي أَهْلِهِ مَسْرُورًا ۝ إِنَّهُ ظَنَّ أَنْ لَّنْ يَّحُورَ ۝ بَلَىٰ ۝

خوش رہا کرتا تھا۔ یقیناً اس کا گمان تھا کہ وہ ہرگز (خدا کے حضور میں) نہیں پلٹے گا۔ ہاں یقیناً

إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ فَلَا أُقِيمُ بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ

اس کا پروردگار اس کو خوب دیکھنے والا تھا۔ پس میں شفق کی قسم کھاتا ہوں اور رات کی

منزل



۱۰ مَدَّتْ :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ یوم تبديل الارض غیبا الارض الطوت رتپ ابد اھیبہ رخ (جس دن زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان دوسرے آسمانوں سے ایسی نئی زمین اس طرح پھیلا دی جائے گی جیسا کہ بازار عکاظ میں چمڑے کے تھان۔ لا تدی فیہا عوجاد لا امتا۔ پٹ ظہر)۔ (تم اس میں نہ موڑ دیکھو گے۔ اور نہ کوئی ٹیلا ٹیکر) + لے تخلت :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ خزانے اور مردے جو کچھ زمین کے پیٹ میں ہے وہ سب اگل دے گی۔ اور پوری کوشش سے نکال باہر کرے گی۔ حتیٰ کہ اس میں کچھ بھی نہ رہ جائے گا۔

اور تفسیر قمی میں ہے کہ زمین خوب کھینچ کر پھٹ جائیگی۔ اور اس میں سے لوگ باہر نکل آئیں گے +

۱۰ مَدَّتْ :-

وَمَا وَسَقَ ۝۱۴ وَالْقَمَرُ إِذَا اتَّسَقَ ۝۱۵ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ

اور جن چیزوں پر وہ چھا گئی۔ اور چاند کی جگہ پر پورا (نورانی) ہوا۔ ضرور تم ایک حالت سے دوسری حالت پر سوار

طَبَقَ ۝۱۶ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝۱۷ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ

ہو گئے لے پس انہیں کیا۔ ہو گیا ہے وہ ایمان نہیں لاتے۔ اور جب ان پر قرآن پڑھا جاتا ہے وہ

لَا يَسْجُدُونَ ۝۱۸ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُكْذِبُونَ ۝۱۹ وَاللَّهُ

سجدہ نہیں کرتے۔ بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ جھٹلاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اس چیز کو

أَعْلَمُ بِمَا يُوعُونَ ۝۲۰ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝۲۱ إِلَّا الَّذِينَ

خوب جاننے والا ہے جو وہ دل میں رکھتے ہیں۔ پس تم انہیں دردناک عذاب کی بشارت دو۔ سوائے ان لوگوں

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝۲۲

کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے۔ ان کے لئے نعمت نہ ہونے والا ثواب ہے۔

آيَاتُهَا ۝۲۳ سُوْرَةُ الْبُرُوْجِ مَكِّيَّةٌ ۝۲۴ رُكُوْعُهَا

۱۱ آیتیں ہیں۔ سورہ بروج مکیہ ہے۔ ۲۴ رُکوع ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(بسم اللہ الرحمن الرحیم) (بسم اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝۱ وَالْيَوْمِ السَّوْعِ ۝۲ وَشَاهِدٍ

مشرقیہ برجوں والے آسمان کی ستارے اور وعدہ کئے گئے دن کی۔ اور گواہ کی جس

وَمَشْهُودٍ ۝۳ قُتِلَ أَصْحَابُ الْأُخْدُوْدِ ۝۴ النَّارِ ذَاتِ

کی گواہی دی گئی ستارے خندقوں والے قتل کر دیئے گئے۔ (جن میں) بہت آئینہ دھن والی

الْوَقُوْدِ ۝۵ إِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُودٌ ۝۶ وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ

آگ تھی۔ جبکہ وہ ان کے اوپر بیٹھے تھے۔ اور جو چھ وہ مومنوں کے ساتھ (سلوک) کرتے

بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝۷ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَن يُؤْمِنُوا

تھے وہ اسے دیکھنے والے تھے۔ اور انہیں ان (مومنوں) کی کوئی بات بُری نہ لگی۔ سوائے اس کے کہ وہ

بِاللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝۸ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

زبردست قہر والا حمد اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے تھے۔ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی حکومت ہے۔

مَنْزِلٌ

یوم غدیر مونا چاہیے۔ اور بروج سے برج حمل جو بارہ برجوں میں سے پہلا برج ہے۔ اور اس میں ۱۸ ذوالحجہ کو سورج داخل ہوا تھا۔ جبکہ غدیر خم کے مقام پر پلان شتر کا منبر بنا کر شاہد یعنی حضرت علی علیہ السلام نے ولایت و خلافت کی گواہی دی تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: من کنت مولاً فهذا علی مولاً ۝

لے طبق۔

تفسیر صافی ص ۵۲۵ پر ہے کہ اس کا یہ مطلب ہے کہ تم ایک حالت سے دوسری حالت میں پہلی کے مطابق ہو گے۔

اور الکمال میں امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس

آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ تم

سے پہلے تھے تم ان کی سیرتوں پر

چلو گے ۝

سہ البروج ۝

علمائے علم ہیئت نے آسمان کو بارہ حصوں

میں تقسیم کیا ہے۔ ہر حصہ کا نام برج

رکھا ہے۔ برج کے لغوی معنی بلند،

عمرت اور محل کے ہیں۔ لیکن اصطلاح

میں آسمان پر ستاروں کے گھومتوں سے

جو ٹوٹی پھوٹی شکلیں بنتی نظر آتی ہیں ان

میں سے ہر شکل کو برج کہا جاتا ہے کسی کی

شکل منڈ سے سے ملتی جلتی ہے کسی کی بیل

سے اور کسی کی پھوپھو سے دقت علی ذلک۔

ان لوگوں نے ان شکلوں کی مناسبت سے

ہی ان کے نام رکھ لئے۔ ایک شاعر نے ان بارہ

برجوں کے ناموں کو ترتیب وار ایک قطعہ میں

جمع کر دیا ہے۔

برجہا ویدیم کہ از مشرق برآوردند سر۔

جملہ در تبیح ورتھیلل حق لا یبوت۔

چوں حل چوں نور چوں جوزا و سلطان داسد

سنبلہ میزان عقرب قوس لوحیدی و لوحوت

ستارہ شہید و مشہود ۝

تفسیر صافی ص ۵۲۵ پر بحوالہ کافی اور معانی

الاخبار منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ

السلام سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔

تو آپ نے فرمایا کہ شاہد سے مراد آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اور مشہود سے

حضرت علی علیہ السلام۔

مستخرج ۝

جب حب فراش امام جعفر صادق علیہ

السلام مندرجہ تفسیر صافی و کافی و معانی الاخبار

شاہد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہیں۔ اور مشہود سے حضرت علی علیہ السلام۔ تو

لا محالہ اس نسبت سے الیوم الموعود سے مراد

یوم غدیر مونا چاہیے۔ اور بروج سے برج حمل جو بارہ برجوں میں سے پہلا برج ہے۔ اور اس میں ۱۸ ذوالحجہ کو سورج داخل ہوا تھا۔ جبکہ غدیر خم کے مقام پر پلان شتر

کا منبر بنا کر شاہد یعنی حضرت علی علیہ السلام نے ولایت و خلافت کی گواہی دی تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا تھا: من کنت مولاً فهذا علی مولاً ۝

وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝۹ إِنَّ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ

اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔ یقیناً جن لوگوں نے مومن مردوں اور مومن

وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ

عورتوں کو فتنہ میں ڈالا۔ پھر انہوں نے توبہ نہ کی۔ پس ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے

عَذَابُ الْحَرِيقِ ۝۱۰ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ

جلا نیوالا عذاب بھی ہے۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے ان

جَنَّتْ تَحْرِيٍّ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۝۱۱ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝۱۲

کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝۱۳ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِي وَيُعِيدُ ۝۱۴

یقیناً تیرے پروردگار کی گرفت ضرور بڑی سخت ہے۔ یقیناً وہ پہلی بار پیدا کرتا ہے اور دوبارہ بھی کر دیتا ہے اور

هُوَ الْغَفُورُ الْودُودُ ۝۱۵ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝۱۶ فَعَالٌ لِّمَا

وہ بڑا بخشنے والا بہت محبت کرنے والا ہے۔ بزرگی والے عرش کا مالک ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے اس

يُرِيدُ ۝۱۷ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝۱۸ فِرْعَوْنُ وَثَمُودُ ۝۱۹

کا کرنا والا ہے۔ کیا تیرے پاس لشکروں کی بات آئی۔ فرعون اور ثمود کی۔

بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝۲۰ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ

(ایسا نہیں) بلکہ جو لوگ کافر ہو گئے وہ جھٹلانے کے دیئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر طرف سے ان کا احاطہ

مُحِيطٌ ۝۲۱ بَلْ هُوَ قُرْآنٌ مَّجِيدٌ ۝۲۲ فِي لَوْحٍ مَّحْفُوظٍ ۝۲۳

کرنا والا ہے بلکہ یہ بزرگ قرآن لوح محفوظ میں ہے۔

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ قُرْآنًا مَّعِينًا ۝۲۴ نَسُوءُ الْطَّارِقِ مَكِينٌ ۝۲۵

اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان اور مددگار بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان اور مددگار بنا دیا۔

وَاللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝۲۶ وَنَسُوءُ الْطَّارِقِ مَكِينٌ ۝۲۷

اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان اور مددگار بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کو آسان اور مددگار بنا دیا۔

وَالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ ۝۲۸ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝۲۹ النَّجْمُ

قسم جو آسمان کی اور رات کو آسمان کی لٹے اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ رات کو آسمان کی کیا چیز ہے۔ (وہ) چمکنے والا

۱۔ کورج محفوظ :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی
امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے
کہ ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
تشریف فرما تھے۔ اور حضرت جبریل علیہ
السلام بھی موجود تھے۔ کہ حضرت جبریل امین
کی نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی۔ پھر حضرت جبریل
نے کہا کہ یہ اسرائیل اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے
ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مخلوق
سے زیادہ مقرب ہیں۔ اور سرخ یا قوت کی
روح ان کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہے
جو نبی اللہ تبارک و تعالیٰ وحی کے ذریعے
کلام فرماتا ہے تو روح حضرت اسرائیل کی
پیشانی کو لگتی ہے۔ وہ اس پر نظر ڈالتے ہیں۔
پھر جو کچھ اس میں دیکھتے ہیں ہمیں پہنچا دیتے
ہیں اور ہم اسے لے کر آسمان میں اور زمین میں
جہاں پہنچانے کا حکم ہوتا ہے پہنچا دیتے ہیں۔
نیز تفسیر قمی میں ہے کہ روح کے دو کناں
ہیں۔ اس کا ایک کنارہ عرش کے دائیں طرف سے
علا ہوا ہے اور دوسرا حصہ حضرت اسرائیل کی
پیشانی سے۔ جب اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے۔
تو وہ روح حضرت اسرائیل کی پیشانی سے لگ
جاتی ہے پس وہ روح میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ
اس روح میں ہوتا ہے حضرت جبریل کو پہنچا دیتے ہیں۔
۱۔ الطارق :-

اندھیرے میں آنے والا۔ رات میں آنے
والا۔ شب میں ظاہر ہونے والا ستارہ ثریا
کا نام۔ علامہ محمود آلوسی نقل از ابن
یہ اصل میں طوق سے اسم فاعل ہے
جس کے معنی ٹکڑا اس زور سے مارنے
کے ہیں کہ اس کی آواز سنا کی دینے لگے۔ اسی سے
بطریقہ (یعنی ہتھوڑا) اور طریقی (یعنی راستہ)
بھی کیونکہ چلنے والے اس کو روندتے دہتے ہیں
پھر عرف لغت میں یہ زور کا نام پڑ گیا۔ اس تصور
پر کہ وہ راستہ کو اپنے قدم سے روندتا رہتا ہے
اور اس معنی میں اس درجہ مشہور ہوا کہ گویا اس کی
حقیقت ٹھہر گیا۔ پھر یہ لفظ شب میں آنے والے
کیلئے مختص ہوا۔ کیونکہ وہ اکثر دروازے بند پاکر
ان کو پٹیتا ہے۔ پھر اسکے معنی کو ہر اس شے کے
لئے کہ جو رات میں ظاہر ہو وسعت دی گئی۔
اور یہاں جہود کے نزدیک رات میں ظاہر ہونے

خواہ وہ کچھ ہی ہو۔ حتیٰ کہ ان خیالی صورتوں کے لئے بھی جو رات میں ظاہر ہوتی ہیں اس کا استعمال کیا جانے لگا۔
والاستارہ مراد ہے۔ یا تو اس بنا پر کہ وہ اسم جنس ہے۔ اور یا ایک معبودہ ستارہ کا نام ہے۔
روح المعانی سورہ الطلاق۔ لغات القرآن نمائی جلد ۴ ص ۶۹۔

الثَّاقِبُ ۱۰ اِنْ كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۚ فَلْيَنْظُرْ

ستارہ ہے لے ایک نفس بھی ایسا نہیں جس پر کوئی محافظ (مقرر) نہ ہو۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ

الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۚ خُلِقَ مِنْ مَّاءٍ دَافِقٍ ۖ يَخْرُجُ

دیتے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا۔ وہ اچھلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا۔ وہ مردوں کی بیٹھ

مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۚ إِنَّهُ عَلَى رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۚ

اور (مردوں کی) چھاتی کی مٹیوں کے درمیان سے نکلتا ہے لے یقیناً وہ (اللہ تعالیٰ) اسکے لوٹانے پر قادر ہے۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَائِرُ ۚ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۚ

جس دن مجید ظہر کر دیئے جائیں گے۔ پس اس کو نہ تو کوئی قوت ہوگی اور نہ مددگار

السَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ ۚ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ۚ إِنَّهُ

پھر مارنے والے آسمان کی۔ اور بھٹنے والی زمین کی۔ یقیناً یہ (قرآن)

لَقَوْلٍ فَصْلٌ ۚ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ ۚ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۚ

ضرر فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ اور یہ لغو نہیں ہے۔ یقیناً وہ ایک تدبیر کرتے ہیں۔

وَ أَكِيدُ كَيْدًا ۚ فَمَهْلِكُ الْكَافِرِينَ أَهْلَهُمْ رُودًا ۚ

اور میں بھی ایک تدبیر کرتا ہوں۔ پس تم کافروں کو جہالت دے۔ انہیں مقصودی مہلت دے۔

آيَاتُهَا ۱۹ سُوْرَةُ الْاَعْلٰی بِکِتٰبِ رُكُوْعِهَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ۚ الَّذِیْ خَلَقَ فُسُوٰی ۚ وَالَّذِیْ

تو اپنے سب سے برتر پروردگار کے نام کی تسبیح کرتا رہے جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست کیا۔ اور جس نے اندازہ

قَدَّرَ فَهْدٰی ۚ وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۚ فَجَعَلَهُ غُثَاۗءٌ

کیا پھر ہدایت کی۔ اور جس نے چارہ اگایا پھر اسے سیاہ مائل بہ سبزی چھوڑا

اَحْوٰی ۚ سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰی ۚ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۚ اِنَّهٗ

(چھوڑا) کر دیا۔ تجھے ہم عنقریب پڑھائیں گے پھر تو نہیں بھولیگا۔ سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ یقیناً وہ

لہ الثَّاقِبُ :-

تفسیر صافی ص ۲۵ پر بحوالہ الخصال منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک معنی شخص سے فرمایا: کہ تمہارے نزدیک نجوم میں زحل ستارہ کیسا ہے؟ معنی نے عرض کی کہ وہ تو نمونہ ہے حضرت نے فرمایا کہ خبردار ایسا کبھی نہ کہنا وہ تو جناب امیر المؤمنین علیہ السلام کا ستارہ ہے اور وہ تمام اوصیاء کا ستارہ ہے۔ اور وہی نجم الثاقب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ النجم الثاقب۔ معنی نے پوچھا یا ابن رسول اللہ: ثاقب کے کیا معنی ہیں؟

آپ نے فرمایا: اس کے طلوع ہونے کی جگہ تو ساتواں آسمان ہے مگر اس کی روشنی سب آسمانوں سے پار ہو کر آسمان دنیا پر چلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کو النجم الثاقب فرمایا ہے۔

لہ الصُّلْبُ :-

پیٹھ۔ ۱۰ صلابت جمع۔ راغب نے لکھا ہے کہ "صُلْبٌ کے معنی سخت کے ہیں۔ اور بامقار صلابت اور شدت کے ہیں پشت کو صلب کہا جاتا ہے" ابن خالویہ لغوی نے تصریح کی ہے کہ صُلْبٌ۔ صَلَبٌ۔ صَالِبٌ۔ قَدَا۔ مَطَا۔ ظَهْرٌ۔ مَثْنٌ۔ اور مَثْنَةٌ۔ سب کے ایک ہی معنی ہیں۔

اعتراض :- اس آیت مجیدہ میں صُلْبُ کو واحد استعمال کیا گیا ہے اور تنائب کو جمع اسکی وجہ کیا ہے؟

الجواب :- اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ گرجورت کے سینہ کو تَنْبِیْۃ کہتے ہیں۔ مگر محاورہ میں کہا جاتا ہے۔ بَلْمَثْنَا تہ تنائب اور اس سے مراد اس کا سینہ کے ادھر ادھر کا حصہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا جواب یہ ہے کہ صلب سے مراد تو صلابت ہی ہیں۔ مگر جمع کی بجائے واحد پر اکتفا کی گئی ہے۔ جیسے کہ آیت شریفہ ادھر یوالذین کفروا ان السموات والارض کانتا رتقا۔ ۳۷ الانبیاء۔ (کیا دیکھا نہیں ان منکروں نے کہ آسمان اور زمین منہ بند تھیں) کہ مراد زمینیں ہیں لیکن الارض کہا الارضین نہیں کہا۔ کتاب اعزاب ثلاثین سورۃ من القرآن العظیم از ابن خالویہ ص ۱۱ طبع دارالکتب المصریہ مستطبع لغات القرآن نعمانی جلد ۴ ص ۱۲

لَهُ يَحْيَى :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ زندگی توان کی بیکار ہوگی، اور موت ویسی ہوگی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یا تیتہ الموت من کل مکان وما هو بمیت (موت اس کو ہر طرف سے آئیگی۔ حالانکہ وہ مرنے والا نہ ہوگا۔ پاپ ابراہیم - ع ۱۲ +

لَهُ تَزَكَّى :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول قد افلح من تزکی کا مطلب پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: کہ یہ اس شخص کے لئے کہا گیا ہے جس نے عید کے دن فطرہ نکالا +

لَهُ فَصَلَّى :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ من لا یحضرہ الفقیہ منقول ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے آیت و ذکر اسم ربہ فصلی کا مطلب دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مولا کی طرف نکل جائے۔ اور نماز عیدین

۱۹ ص ۵۲ پر ہے :-

اختراض :- اس آیت میں دو چیزیں

ہی بتایا ہے۔ حالانکہ دوسری سورتوں میں

دو چیزوں کے لئے دوسرے کھانوں کا بھی ذکر ہے

چنانچہ سورہ دخان میں ہے ان شجرة الذقوم

طعام الاغیم۔ (بے شک درخت زقوم کا کھانا

ہے گنہگار کا) اور سورہ واقع میں ہے لا یکن من

شجود من ذقوم۔ (یقیناً کھائیں گے قصور کے درخت

سے) اور سورہ حاقہ میں فرمایا: ولا طعام الا من

غسلین لایاکلہ الا الخاطئون (اور کچھ نہ ملے گا

کھانا مگر وہی دھوون کوئی نہ کھاوے اس کو

مگر گنہگار۔)

الجواب :- اس کی وجہ ہے کہ عذاب رنگا

رنگ کا ہوگا۔ اور معذہ بین کے

مختلف طبقے ہوں گے بعض زقوم کے کھانے

والے ہونگے بعض "غسلین" کے۔ اور بعض "ضاری"

کے ہر طبقہ میں ایک خاص قسم ہوگی۔ (عمدة القاری

جلد ۹ ص ۲۷۵۔ حاشیہ جیل علی الجلالین جلد ۴

۱۵۶، ۵۵

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

ازیلو سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبو والی اور

آگ سے زیادہ گرم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضریع رکھا ہے۔

تفسیر قمی میں ایک روایت بحوالہ جبرائیل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ دنیا والوں کے پانی میں آگرے۔ تو

کل دنیا والے اس کی بدبو سے مریاویں +

يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى ۚ وَيُنِيرُكَ لِلْيُسْرَى ۚ فَذَكَرْ

کھل بات کو جانتا ہے اور اسے بھی جو چھپی ہے۔ اور ہم تمہارے لئے ایک سہل طریقہ کو آسان کر دیں گے۔ پس تو نصیحت

اِنْ تَفَعَّلِ الذِّكْرَى ۙ سَيَذَكِّرُكَ مَنْ يَخْشَى ۙ وَ

کرنا د اگر نصیحت فائدہ دے۔ جو ڈرتا ہے وہ عنقریب نصیحت حاصل کرے گا۔ اور وہ

يَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۙ الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۙ

بدبخت اس سے کنارہ کشی کرتا ہے۔ جو دوزخ کی سب سے بڑی آگ میں داخل ہوگا۔

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ۙ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۙ

پھر وہ نہ اس میں مرے گا اور نہ جسے گا لے۔ یقیناً اس نے فلاح پائی جو پاک رہا لے

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۙ بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۙ

اور اس نے اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کیا پھر نماز پڑھی لے (ایسا نہیں) بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى ۙ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۙ

حالانکہ آخرت بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔ یقیناً یہ (بات) پہلے صحیفوں میں ہے۔

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى ۙ

ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں۔

۱۹ ص ۵۲ پر ہے :-

آيَاتُهَا ۙ نِسْرَةُ الْغَاشِيَةِ يَكِينًا ۙ رُكُوعُهَا

۱ رُكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) مہربان رحم والا ہے۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۙ وَجْهٌ يُومِنُ خَاشِعَةً ۙ

کیا تیرے پاس ڈھانپنے والی بات آئی۔ کسی چہرے اس دن عاجزی کرنے والے ہوں گے۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۙ تَصْلَى نَارًا حَامِيَةً ۙ تَسْقَى مِنْ

(ملاو خدا اور رسول) عمل کرنے والے محنت کرنے والے۔ بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوئے۔ انہیں کھولنے والے چشمہ

عَيْنٍ آنِيَةٍ ۙ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ إِلَّا مِنْ ضَرِيعٍ ۙ لَا

سے پانی پلائے جائے گا۔ ان کے لئے کوئی کھانا نہ ہوگا سوائے غار دار بھڑائی کے لے (دکھانا)

منزل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ ضریع جہنم میں ایک چیز ہے جو کانٹے دار بھڑائی سے مشابہ ہے۔ ایلو سے زیادہ کڑوی اور مردار سے زیادہ بدبو والی اور

آگ سے زیادہ گرم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام ضریع رکھا ہے۔

تفسیر قمی میں ایک روایت بحوالہ جبرائیل امین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ اگر ضریع کا ایک قطرہ دنیا والوں کے پانی میں آگرے۔ تو

کل دنیا والے اس کی بدبو سے مریاویں +

يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۝ وَجُودٌ يَوْمَئِذٍ نَّاعِمٌ ۝

نہ تو موٹا کرے گا اور نہ بھوک سے کفایت کرے گا۔ کئی پھرے اس دن تروتازہ ہوں گے۔

لَسَعِيرُهَا رَاضِيَةٌ ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَا تَسْمَعُ فِيهَا

وہ اپنی کوشش (کے نتیجہ) سے خوش ہو گئے۔ وہ عالیشان باغ میں ہوں گے۔ وہ اس میں کوئی لغو بات

لَاغِيَةٌ ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝ فِيهَا سُرُرٌ مَرْفُوعَةٌ ۝ وَ

نہ سینیں گے۔ اس میں بہتا ہوا چشمہ ہوگا اس میں اونچے اونچے تخت ہو گئے۔ اور

أَكْوَابٌ مَوْضُوعَةٌ ۝ وَنَسَارِقٌ مَصْفُوفَةٌ ۝ وَزُرَابِيُّ

(قرینے) سے رکھے ہوئے آنسو گئے۔ اور گاونگے برابر لگے ہوئے اور مستدریں لے

مَبْثُوثَةٌ ۝ أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ۝

پھٹی ہوئی ہوں گی۔ پھر کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے کہ کس طرح اسے پیدا کیا گیا۔

وَالِإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ رُفِعَتْ ۝ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ

اور آسمان کی طرف کہ اسے کس طرح بلند کیا گیا۔ اور پہاڑوں کی طرف کہ انہیں کس طرح

نَصِبَتْ ۝ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ۝ فَذَكِّرْ ۝

قام کیا گیا۔ اور زمین کی طرف کہ اسے کس طرح پھیلا یا گیا۔ پس قرینیت کرتا رہ۔

إِنَّمَا أَنْتَ مُذَكِّرٌ ۝ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ۝ إِلَّا

ماسوا اسکے نہیں کہ تم نصیحت کرنا لے رہے۔ تو ان پر داروغہ نہیں ہے۔ مگر جس

مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ۝ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ۝

نے منہ پھیر لیا اور کفر کیا۔ پس اسے اللہ تعالیٰ بڑے عذاب سے سزا دے گا۔

إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ۝ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ۝

یقیناً ان کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ پھر یقیناً ہمارے ہی ذمہ ان کا حساب ہے۔

لہ قرآنی۔

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں پیدا کی ہے۔ اس کی مثال دنیا میں بھی موجود ہے مگر نہ دہائی کی کوئی مثال نہیں ہے۔ اس لئے کہ اہل دنیا میں سے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے۔ ۴

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ اونٹ کی بناوٹ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کمال اور اس کی حق تعالیٰ پر پوری پوری ولایت کرنے والی ہے اس کو پیدا کرنے کی غرض یہ ہے کہ بھاری بھاری بوجھ اٹھا کر دور دور کے شہروں میں پہنچا دے اس لئے اسے بڑا جسم والا بنایا۔ اور اس بات کے لئے موزوں کہ بہت بوجھ اٹھا سکے اور بوجھ لے کر پیٹھ سے اٹھ کھڑا ہو۔ پھر ہانکنے والے کا مصلح ہے اور لمبی گردن عطا کی کہ وزنی چیزوں کو اس کے ذریعہ سے اونچا کر دے اور اونچے اونچے درختوں سے پیٹ بھر سکے پیاس کا متحمل بنایا کہ جنگل ویاہان طے کر سکے اسی کی صفت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَتَحْمِلُ أَثْقَالَكُمْ إِلَىٰ بَلَدٍ لَّمْ تَكُونُوا بِالْغَدَةِ ۝ أَلَا يُبْشِرُ الْإِنْسَانُ بِذَلِكَ ۝ أَلَمْ يَخْلُقْهُ إِلَّا رَجُلًا ۝ وَهُوَ يَكْفُرُ ۝

بوجھ ان شہروں تک لا دے گا۔ کیا انسان اس کی بشارت جاننا ہی کے پہنچ ہی نہ سکتے۔



رُكُوعُهَا

سُورَةُ الْفَجْرِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھنے) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے،

بحریت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

منزل

لہ والفجر وکیال عشر :-

تفسیر کبیر الم فخر الدین رازی جلد ۵ ص ۵۵ پر ہے :- والفجر وکیال عشر - الثالث المرفد المخدم المسلمة الثانية (دو تہا) انہا عشرۃ الحرم من اولہ الى اخرہ وھو تنبیہ علی شوق تلك الايام وفيہا يوم عاشوراء یعنی والفجر سے مراد محرم کی صبح ہے۔ اور لیال عشر سے مراد اول سے آخر تک عشرہ محرم ہے اور اس میں ان ایام کی بزرگی پر تنبیہ ہے۔ اور اس میں یوم عاشورہ بھی ہے۔

تفسیر غیر منقوط سوا طبع الایہام مطبع نوکشتورک ہے :- والفجر وکیال عشر - اول المخدم ادا من موسم المخدم -

یعنی والفجر لیال عشر سے مراد محرم کی فجر اور عاشورہ محرم ہے۔

تفسیر لباب التذلل جلد ۴ ص ۲۹ پر ہے۔ ہونفا اول یوم عن المخدم وقیل ہی عشرۃ الاول من الحرم وھو تنبیہ علی شوق لان یوم عاشورہ ۲۶ -

یعنی اس سے مراد محرم کی پہلی اور کہا گیا ہے کہ لیال عشر سے محرم کا پہلا عشرہ مراد ہے اور اس میں اس دن کی بزرگی پر تنبیہ ہے کیونکہ اس میں یوم عاشورہ ہے +

۵ فی البلاد :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ روایت کیا گیا ہے کہ عادی کے دو بیٹے شہزاد اور شہزید تھے دونوں بادشاہ بن گئے اور غالب آگئے پھر شہزید مر گیا اور شہزاد کے لئے معاملہ صاف ہو گیا اور سب حکومت اسی کی ہو گئی۔ سب بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔ اس نے بہشت کا ذکر سنا تو عدل کے ایک صحرا میں ایک بہشت بنا ڈالا جس کا نام اس نے آرم رکھا۔ جب وہ پورا اور مکمل ہو گیا تو اپنے بال بچوں کو لے کر اس کی طرف چلا۔ جب اس سے ایک دن اور ایک رات کا فاصلہ رہ گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ان پر ایک چیخ بھیج دی۔ پس وہ سب مر گئے +

۳ آھانن :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ انسان کی یہ دو باتیں (سابقہ اکومن دسابقہ آھانن) کہنے پر اللہ تعالیٰ نے اس کی نعمت اس لئے کی کہ وہ بغیر سوچے سمجھے ایسا کہہ دیتا ہے۔ ورنہ سوچنے اور فکر کرنے سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کبھی

کبھی رزق کی تنگی دونوں بہانوں کی خوبیوں کو پہنچا دیتی ہے۔ اور رزق کی زیادتی دشمنوں کا نشانہ بنا دیتی ہے۔ اور دنیا کی محبت میں ڈوب دیتی ہے۔

وَالْفَجْرِ ۱ وَكِيَالٍ عَشْرِ ۲ وَالشَّفْعِ ۳ وَالْوَتْرِ ۴ وَاللَّيْلِ ۵

قسم ہے فجر کی۔ اور دس راتوں کی لے اور جفت کی اور طاق کی۔ اور رات کی جبکہ

إِذَا يَسُرُّ ۶ هَلْ فِي ذَلِكَ قَسَمٌ لِذِي حِجْرِ ۷ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ۸

وہ ختم ہونے کو ہو۔ یقیناً اس میں عقل والوں کے لئے قسم ہے۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ

فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۹ إِرْمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۱۰ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ ۱۱

تیرے پروردگار نے عاد کے ساتھ جو ستونوں والے اہل ام کے رہنے والے تھے کیا کیا کہ شہر میں سے اس جیسا

مِثْلَهَا فِي الْبِلَادِ ۱۲ وَتَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۱۳

بنایا ہی نہیں گیا لے اور تمود کے ساتھ جنہوں نے وادی میں (گھر بنائے کیلئے) سخت پتھر تراشا تھا۔

وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۱۴ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۱۵

اور فرعون والے فرعون (کے ساتھ) کہ انہوں نے شہروں میں سرکشی کر رکھی تھی۔

فَاكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۱۶ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ ۱۷

پھر انہوں نے فساد کو بڑھا رکھا تھا۔ پس تیرے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا

عَذَابٍ ۱۸ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمُرْصَادِ ۱۹ فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا

لکھا۔ یقیناً تیرا پروردگار البتہ لگات میں ہے پس رہا انسان تو جب اس کے پروردگار

ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ ۲۰ وَنَعَّمَهُ ۲۱ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۲۲

نے اسے آزمایا تو اسے عزت دی اور نعمت دی۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت دی۔

وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۲۳ فَيَقُولُ رَبِّي

اور جب اسے آزمایا تو اس پر اس کی روزی تنگ کر دی۔ پھر وہ کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے میری

أَهَانٍ ۲۴ كَلَّا بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۲۵ وَلَا تَحْضُونَ

اہانت کی لے ہرگز نہیں بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے۔ اور ایک دوسرے کو مسکین کو

عَلَى طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۲۶ وَتَأْكُلُونَ الثَّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۲۷

کھانا کھانے کی ترغیب نہیں دیتے۔ اور تم میراث سمیٹ کر (دوسروں کا حق) کھا جاتے ہو۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۲۸ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ ۲۹

اور تم مال سے جی بھر کر محبت کرتے ہو۔ (اور) ہرگز نہیں مانستے جب زمین توڑ پھوڑ کر ریزہ ریزہ

تفسیر صفاتی ص ۵۷۹ پر بحوالہ کافی لکھا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا تھا کہ کیا مومن کو اپنی روح کا قبض ہونا ناگوار گزرتا ہے آپ نے فرمایا: لا ادا لله۔ تہیں خدا کی قسم! جب اس کے پاس ملک الموت اس غرض سے آتا ہے کہ اس کی روح قبض کرے۔ تو مومن اس وقت پریشان ہو جاتا ہے۔ ملک الموت اس سے کہتا ہے: اے خدا کے ولی پریشان نہ ہو۔ اسی کی قسم جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ اگر تیرا حمدل باپ اس وقت موجود ہوتا تو جتنی مہربانی اور شفقت وہ تجھ پر کرتا۔ میں اس سے زیادہ مہربان اور شفیق ہوں۔ اپنی دونوں آنکھیں کھول اور دیکھ۔

حضرت فرماتے ہیں۔ کہ اس کے سامنے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت امیر المومنین۔ جناب فاطمہ الزہراء جناب حسن۔ اور جناب حسین اور سب ائمہ اہلبیت جو ان کی اولاد میں سے ہیں علیہم السلام کی صورتیں کر دی جائیں گی۔ اور اس سے

کہا جائے گا کہ یہ جناب رسول خدا صلعم ہیں۔ یہ جناب امیر المومنین ہیں۔ یہ جناب فاطمہ الزہراء ہیں یہ جناب حسن ہیں۔ اور یہ جناب حسین ہیں اور یہ سب تیرے رفیق علیہم السلام ہیں۔ پس آنکھیں کھول کر دیکھو گا اودایک منادی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی روح کو ندا دے گا کہ: کہے گا۔ یا ایتھا النفس المطمئنة۔ اسے وہ نفس جو محمد اور ان کے اہلبیت کے سبب مطمئن ہو چکا ارجعی الی ربک راضیہ تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کر اس سال میں کہ تو اس سے راضی ہے۔ مرضیۃ ثواب کے لئے

پسند کیا گیا ہے۔ فادخلی فی عبادی تو میرے بندوں میں یعنی محمد و اہلبیت محمد میں داخل ہو جا۔ وادخلی جنتی اور تو میری جنت میں آ جا۔

پس اسے کوئی چیز اس سے پیاری نہ ہوگی کہ اس کی روح قبض ہو اور اس ندا دینے والے سے جا ملے۔

تفسیر قمی میں بھی یہی مضمون درج ہے لیکن مختصر طور پر +

دَكَادَكَآ ۲۱ وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًا صَفًا ۲۲ وَجَاءَ

کردہ بجائیگی اور تیرے پروردگار (کا حکم) اور فرشتے صف در صف آمو جو رہو گئے۔ اور اس دن جہنم

يَوْمَئِذٍ يَبْجَهَنَّم ۲۳ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّى لَهُ

کو بھی لایا جائے گا۔ اس دن انسان نصیحت حاصل کرے گا۔ اور اس کیلئے نصیحت

الذَّكْرَى ۲۴ يَقُولُ يَلِيَّتَنِي قَدَّمْتُ لِحَيَاتِي ۲۵ فَيَوْمَئِذٍ

کہاں (مفید) ہوگی۔ وہ کہیگا اے کاش! کہ میں نے اپنی زندگی کیلئے (دیکھا) آگے بھیجا ہوتا۔ پس اس دن اس

لَا يُعَذِّبُ عَذَابَ أَحَدٍ ۲۶ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ۲۷

(اللہ تعالیٰ) بیسا عذاب کوئی نہیں کرے گا۔ اور نہ اس جیسا جس کوئی جس کو ملے گا۔

يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۲۸ أَرْجَعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً

اسے اطمینان پانے والے نفس لے تو اپنے پروردگار کی طرف پلٹ آ، تو اس سے راضی

مَرْضِيَّةً ۲۹ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۳۰ وَادْخُلِي جَنَّتِي ۳۱

وہ تجھ سے راضی۔ پس تو میرے بندوں میں داخل ہو جا۔ اور میری جنت میں آ جا۔

آيَاتُهَا ۲۰ سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ ۱ رُكُوعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لَا أَقِيمُ بِهَذَا الْبَلَدِ ۱ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهَذَا الْبَلَدِ ۲ وَ

میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ اور تو اس شہر میں اترنے والا ہے اور

وَالِدٍ وَمَا وَلَدٌ ۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۴

والد کی اور جو اس نے جنا۔ یقیناً ہم نے انسان کو دشواری میں پیدا کیا۔

أَيَحْسَبُ أَن لَّنُ نَّعْقِدَ عَلَيْهِ أَحَدٌ ۵ يَقُولُ أَهْلَكْتُ

کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی بھی قابو نہ پائے گا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت

مَا لَا لَبَدٌ ۶ أَيَحْسَبُ أَن لَّمْ يَرَهُ أَحَدٌ ۷ أَلَمْ نَجْعَلْ لَهُ

مال ضائع کر دیا۔ کیا وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اسے کسی نے نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کیلئے دو

عَيْنَيْنِ ۸ وَلِسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۹ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۱۰

آنکھیں نہیں بنائیں۔ اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور چھنے اسے دو راستوں کی طرف رہنمائی کی۔

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۱۱ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۱۲

پھر وہ کھائی میں نہ داخل ہوا۔ اور تجھے کس چیز نے بتا دیا کہ کھائی کیا چیز ہے۔

فَكَ رَقَبَةً ۱۳ أَوْ إِطْعَمَ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۱۴ يَتِيمًا

کسی بندہ کی کلو غلامی کرنا یا بھوک کے دن کسی یتیم

ذَا مَقْرَبَةٍ ۱۵ أَوْ مَسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ ۱۶ ثُمَّ كَانَ مِنَ

یتیم یا غناک دشین مسکین کو کھانا کھلانا۔ پھر وہ ان لوگوں میں سے

الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالرَّحْمَةِ ۱۷

جو ایمان لائے اور جنہوں نے ایک دوسرے کو صبر کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو رحم کرنے کی وصیت کی۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۱۸ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بَايِتْنَا

یہی دائیں والے ہیں۔ لہٰذا اور جنہوں نے ہماری آیتوں سے کفر کیا،

هُمْ أَصْحَابُ الشُّمُولَةِ ۱۹ عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّوَصَّدَةٌ ۲۰

وہی بائیں والے ہیں لہٰذا ان پر ہر طرف سے بند کی ہوئی آگ ہوگی۔

إِنَّا أَنشَأْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا ۲۱ لَعَلَّكَ تَفْهَمُ ۲۲

ہم نے اسے عربی زبان میں بنایا۔ تاکہ تو سمجھ سکتا ہو۔

لَقَدْ أَنشَأْنَاهُ كَلِمًا تَنْزِيلًا ۲۳ وَتِلْكَ آيَاتُ الْقُرْآنِ ۲۴

ہم نے اسے کلمات میں بنایا۔ اور یہی آیات قرآن کی ہیں۔

وَالشَّمْسُ وَضُحَاهَا ۲۵ وَالْقَمَرُ إِذَا تَلَّهَا ۲۶ وَالنَّهَارُ

سورج اور اس کی روشنی کی لہٰذا اور چاند کی جبکہ وہ اس کے پیچھے آئے۔ اور دن کی جب کہ

إِذَا جَلَّهَا ۲۷ وَاللَّيْلُ إِذَا يَغْشَاهَا ۲۸ وَالسَّمَاءُ وَمَا

وہ (اللہ تعالیٰ) اسے روشن کرے اور رات کی جب کہ وہ اسے ڈھانپ لے۔ اور آسمان کی اور اس کی جس نے

بَنَاهَا ۲۹ وَالْأَرْضُ وَمَا طَحَاهَا ۳۰ وَنَفْسٌ وَمَا

اسے بنایا۔ اور زمین کی اور اس کی جس نے اسے پھیلایا اور نفس کی اور اس کی جس نے

لہ المیمنة :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد ہیں جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب اور پیروکار۔

لہ المشملة :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اہل بیت رسول علیہم السلام کے ساتھ دشمنی کی۔

لہ الشمش :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ الشمس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جن کے ذریعے پورے عالم کے لوگوں کے لئے ان کے دین کو واضح کیا اور

الشمس سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آئے اور ان کا

سینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم سے بھر دیا +

سَوُّهَا ۱۰ فَالْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۸ قَدْ أَفْلَحَ

اسے درست کیا۔ پھر اس نے اسے اس کی بدکاریوں اور برہیزگاریوں کا الہام کر دیا۔ یقیناً وہ کامیاب ہو گیا

مَنْ زَكَّهَا ۱۱ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا ۱۰ كَذِبَتْ ثَمُودُ

جس نے اسے پاک کر دیا۔ اور یقیناً وہ نامراد ہو گیا جس نے اسے دبا دیا۔ ثمود نے اپنی سرکشی کے

بَطْغُولِهَا ۱۱ إِذْ أَنْبَعَتْ أَشْقَاهَا ۱۲ فَقَالَ لَهُمْ

سبب جھٹلایا۔ جبکہ اس (قوم ثمود) کا سب سے زیادہ بد بختی اٹھ کھڑا ہوا ہے پس ان سے اللہ تعالیٰ کے رسول

رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ اللَّهِ وَسُقِّيَهَا ۱۳ فَكَذَّبُوهُ

نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پانی پلانے (کا خیال رکھو) پس انہوں نے اس (رسول) کو جھٹلایا۔ پھر

فَعَقَرُوهُهَا ۱۴ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ ۱۵

اس اونٹنی کی کوچیں کاٹ ڈالیں۔ پس ان کے پروردگار نے ان کے (اس) گناہ کے سبب ان پر ہلاکت ڈال دی۔

فَسَوَّيْنَاهَا ۱۳ وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۱۴

پھر (ہلاک کر کے) انہیں برابر کر دیا۔ اور وہ اس (ہلاکت) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔

آيَاتُهَا ۲۱ سُورَةُ الْيُنُسِ مَكِّيَّةٌ ۱ رُكُوعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مع اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالْيَلِ إِذَا يَغْشَى ۱ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى ۲ وَمَا خَلَقَ

تم ہے رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ اور دن کی جبکہ وہ روشن ہو جائے اور اس کی جس نے

الذِّكْرَ وَالْأُنْثَى ۳ إِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتَّى ۴ فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى

نر و مادہ کو پسند کیا سہ یقیناً تمہاری کوشش الہوت مختلف ہے سہ پس راہ وہ جس نے عطا کیا

وَأَتَّقَى ۵ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۶ فَسَنِيَرَهُ لِلْيُسْرَى ۷

اور پرہیزگاری کی۔ اور اچھی باتوں کی تصدیق کی۔ تو ہم عنقریب اس کیلئے آسانی کا سامان کریں گے۔

وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ۸ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ۹

اور راہ وہ جس نے بخل کیا اور لا پر راہی کی۔ اور اچھی باتوں کو جھٹلایا۔

لَهُ أَشْقَاهَا ۱۰

تفسیر صافی ص ۵۳ پر ہے کہ اس سے مراد ہے کہ آدم بن سالف جو قوم میں سب سے زیادہ شقی تھا۔

اور تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے دریافت کیا تھا کہ پہلے والوں میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہوا ہے۔ عرض کی: یا رسول اللہ! ناقہ صراح کی کوچیں کاٹنے والا۔ آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کہا۔ اب بتاؤ کہ آخر میں سے سب سے زیادہ شقی کون ہے؟ آپ نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نہیں جانتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب امیر المومنین کے سر مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: جو اس پر ضرب لگائے گا۔

یہی روایت صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اناھم صالھا میں مندرج ہے۔ امام احمد ابن حاتم۔ بغوی۔ طبرانی۔ ابن مردودہ۔ حاکم۔ نیز ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں حضرت عمار بن یاسر سے بھی روایت کی ہے۔

تفسیر صافی ص ۵۳ پر امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ انھار سے مراد ہم اہلبیت میں سے قائم راکل محمد ہیں کہ جب وہ اٹھ کھڑے ہونگے تو ہر حکومت بالملک پر غالب آ جائیں گے۔ پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے مثالیں بیان کی ہیں۔ اور ان سے مخاطب اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا ہے اور چونکہ ہم ان کے اہلبیت ہیں۔ اس لئے ہمارے علاوہ اور کسی کو ان کا علم نہیں ہے۔

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ المناقب امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس آیت میں الذکر سے مراد جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں اور الانثیٰ سے جناب فاطمہ الزہراء صلوٰۃ اللہ علیہا۔

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ یہ قسم کا جواب ہے۔ بعض تم میں سے نیکی میں کوشش کرتے ہیں۔ اور بعض بدی میں کوشاں ہیں۔

فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْعُسْرَىٰ ۖ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى ۚ

تو ہم عنقریب اس کیلئے سستی کا سامان کر دیں گے۔ اور وہ جب گر پڑے میں گرے گا۔ (امریکا) تو اس کا مال اس کے کچھ

تَرَدَّى ۚ ۱۱ اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدَىٰ ۚ وَاِنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَ

کام نہ آئیگا۔۔۔ یقیناً ہم اسے ذمہ البتہ رہنمائی سے۔ اور یقیناً ہمارے لئے ہی آخرت اور

الْأُولَىٰ ۚ فَاَنْذَرْتُكُمْ نَارًا تَلَظَّى ۚ ۱۲ لَا يَصْلَاهَا إِلَّا

دنیا ہے۔۔۔ پس میں نے تمہیں بھڑکتی ہوئی آگ سے ڈرا دیا ہے۔ اس میں سنت بد بخت کے سوا کوئی

الْأَشْقَى ۚ ۱۳ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۚ ۱۴ وَسَيُجَنَّبُهَا

و اہل نہ ہوگا۔۔۔ جس نے جھٹلایا۔ اور گردانی کی۔ اور عنقریب اس سے پرہیزگار

الْأَتَقَى ۚ ۱۵ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۚ ۱۶ وَمَا لِأَحَدٍ

ایک طرف کیا جائے گا۔ جو اپنا مال دیتا ہے (تاکہ) وہ پاک ہو جائے۔ اور اس پر کسی کا احسان

عِنْدَهُ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزَىٰ ۚ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ

نہیں ہے کہ اس کا بدلہ دیا جائے۔ سوائے اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی رضامندی چاہنے

رَبِّهِ الْأَعْلَىٰ ۚ ۱۷ وَلَسَوْفَ يَرْضَىٰ ۚ ۱۸

کے۔ اور وہ ضرور اس سے عنقریب راضی ہو جائے گا۔

آيَاتُهَا ۚ ۱۱ سُورَةُ الضُّحَىٰ مَكِّيَّةٌ ۚ ۱۲ رُكُوعُهَا ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ۚ ۱۱ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۚ ۱۲ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۚ ۱۳

قسم ہوا سورت کی جبکہ دھواں چڑھ جائے اور رات کی جبکہ وہ چھا جائے۔ نہ تو تیرے پروردگار نے تجھے چھوڑ دیا ہے اور نہ نامحسوس ہوا۔ لے

وَلَلْآخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۚ ۱۴ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ

اور تمہارے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور عنقریب تمہارا پروردگار تمہیں عطا کرے گا۔ پھر تم

فَتَرْضَىٰ ۚ ۱۵ أَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۚ ۱۶ وَوَجَدَكَ ضَالًّا

راضی ہو جاؤ گے۔ کیا اس نے تمہیں یتیم نہ پایا لے پھر پناہ دے دی۔ اور تمہیں نادا واقف پایا لے

لے قلی۔

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کی شان نزول میں منقول ہے کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نازل ہونے میں دیر کر دی بات یہ ہوئی کہ آپ پر سب سے پہلے سورہ اقداء یا مسجد بک الذی خلقنازل ہوئی۔ پھر وحی کا آثارک گیا۔ تو خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے کہا: کہ شاید آپ کے پروردگار نے آپ کو چھوڑ دیا ہے۔ کہ وہ آپ کے پاس وحی نہیں بھیجتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی +

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ یتیم اس کو کہتے ہیں جس کی مثل کوئی اور نہ ہو۔ اسی لئے ایسے پیش قیمت موتی کو درقیمت کہتے ہیں۔ کیونکہ اس کی مثل کوئی اور موتی نہیں ہوتا +

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ مالا کے معنی یہ ہیں۔ کہ تم اپنی قوم میں، نادا واقف تھے وہ لوگ آپ کی نبوت کی فضیلت کو نہیں پہچانتے تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آپ کی طرف ہدایت کی اور انہیں آپ کے فضائل سے معرفت کرا دی +

لہ فَاغْنِي ۱۰

تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں وحی کے ساتھ غنی کر دیا۔

۱۱

اور عیون اخبار الرضاء میں امام رضا علیہ السلام سے حضرت انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ میں ایک حدیث میں منقول ہے کہ الحمد للہ یتیم کے معنی ہیں الحمد للہ وحید یعنی کیا ہم نے تمہیں اکیلا نہ پایا۔ پس ہم نے لوگوں کو تمہاری طرف مائل کر دیا۔ اور وجدك ضاگٹ سے مراد ہے کہ ہم نے تمہیں تمہاری قوم میں ناواقف پایا پھر انہیں ہدایت دی اور تمہاری معرفت کرا دی۔ اور وجدك عائلا فَاغْنِي کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہاری دعا کو مستجاب کر دیا۔

لہ فَاغْنِي ۱۰

تفسیر صافی پر بحوالہ تفسیر قمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنی موت کے پہنچانے سے فارغ ہو جاؤ تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام مقرر کرو۔ اور تم اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرو۔

۱۲

اور کافی میں انہی حضرت سے یہ بھی منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم فارغ ہو جاؤ تو اپنا علم قائم کرو اور اپنے وصی کا اعلان کرو۔ اور ان کے فضائل اعلانیہ طور پر لوگوں کو بتلا دو۔ پس آپ نے فرمایا: من کنت مولاه فعلی مولاه۔ جس کا میں حاکم ہوں اس کا علی بھی حاکم ہے۔

لہ فَاغْنِي ۱۰

تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر ہے کہ قسم کے لیے ان دو میوؤں کو مخصوص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ انجیر عمدہ میوہ ہے جس میں فضل کم ہوتا ہے اور غنا زود ہضم ہے اور دوا ایسی ہے جس کا نفع بہت زیادہ ہے کہ وہ طبیعت کو نرم کرتی ہے بلغم کو گھلا دیتی ہے۔ گردوں کو صاف کرتی ہے۔ ربک شانہ کو دور کرتی۔ جگر اور طحال کے سندے کھولتی ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ انجیر بوا سیر کو دور کرتا ہے اور نقرس کو نفع پہنچاتا ہے۔ اب رہا زیتون تو وہ میوہ کامیوہ ہے اور سالن کا سالن اور دوا کا دوا۔ اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے۔ اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں ہے۔

لہ فَاغْنِي ۱۰

تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات فرمائی تھی۔ اور سینین اور سینا ایک گاؤں کے نام ہیں جس میں وہ پہاڑ واقع ہے۔

فَهَكَۙ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَاغْنِي ۱۰ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تُقْهَرْ ۱۱

پس منزل مقصود تک پہنچا دیا اور تجھے غلہ دست پایا پس غنی کر دیا لہ پس یتیم سو تو ظلم نہ کرتا۔

وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۱۲ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۱۳

اور رہا سوال کرنے والا پس تو نہ جھڑک۔ اور وہی تمہارے پروردگار کی نعمت پس تم اس کا ذکر کرتے رہو۔

اٰیٰتُہَا ۸ سُوْرَةُ الْاَلَمِ الشَّحِیْبَةِ ۱ رُكُوْعُہَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۱ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۲

کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔ اور ہم نے تجھ سے بوجھ (علم کا بوجھ) اتار دیا۔

الَّذِیْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ۳ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۴

جس نے تمہاری پیٹھ توڑ ڈالی تھی اور ہم نے تمہارا ذکر تمہارے لئے بلند کر دیا۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۵ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۶ فَاِذَا

پس یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ یقیناً تنگی کے ساتھ آسانی ہے۔ پس جب تو فارغ

فَرَعْتَ فَاَنْصَبْ ۷ وَاِلٰی رَبِّكَ فَارْغَبْ ۸

ہو جائے تو (اپنا وصی) مقرر کر لے اور اپنے پروردگار کے حضور میں (جائے) رغب کر جا۔

اٰیٰتُہَا ۸ سُوْرَةُ التِّیْنِ الْفَکِیْبَةِ ۱ رُكُوْعُہَا ۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ ۱ وَطُوْرِ سِیْنٍ ۲ وَهٰذَا الْبَلَدِ

نم ہے انجیر کی اور زیتون کی لہ اور طور سینا کی لہ اور اس امن والے

الْاَمِیْنِ ۳ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْۤ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۴

شہر کی۔ یقیناً ہم نے انسان کو بہت اچھی تقویم میں پیدا کیا۔

منزل

اور دوا کا دوا۔ اس کا روغن بہت ہی لطیف ہوتا ہے۔ اور اس کے منافع کی کوئی حد نہیں ہے۔

لہ فَاغْنِي ۱۰

تفسیر صافی ص ۵۲۲ پر ہے کہ اس سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مناجات فرمائی تھی۔ اور سینین اور سینا ایک گاؤں کے نام ہیں جس میں وہ پہاڑ واقع ہے۔

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالذِّينِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ۝

پھر ہم نے اسے پست سے پست حالت کی طرف لوٹا دیا۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے

عملوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ

نیک عمل کئے پس ان کے لئے نہ محنت ہونے والا بدلہ ہوگا۔ پھر اس کے بعد مجھے روز جزا کے بارے

بَعْدُ بِالذِّينِ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِأَحْكَمَ الْحَاكِمِينَ ۝

میں کیا چیز جھٹلاتے گی۔ کیا اللہ تعالیٰ سب حاکموں سے بڑھ کر حکم نہیں ہے؟ لے

آیاتہا ۱۹ سُوْرَةُ الْاٰلِیُّنِ مَكِّيَّةٌ رُّكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مدو اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۝ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝

(لے رسول) پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جس نے پیدا کیا لے اس نے انسان کو جسے ہوئے خون سے

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

پیدا کیا۔ پڑھ اور تیسرا پروردگار بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ سے تعلیم دی۔

عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ

اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا لے ہرگز نہیں یقیناً انسان سرکشی کرتا ہے۔

أَنْ رَّاهُ اسْتَغْنَى ۝ إِنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الرُّجْعَى ۝ أَرَأَيْتَ الَّذِي

جب وہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے۔ یقیناً (سب کی) بازگشت تیرے پروردگار کی طرف ہے۔ کیا تو نے اس کو دیکھا جو

يَنْهَىٰ عَبْدًا إِذَا صَلَّى ۝ أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَىٰ الْهَدْيِ ۝

روکتا ہے لے ایک بندے کو جبکہ وہ نماز پڑھتا ہے۔ کیا تو نے یہ دیکھا کہ اگر وہ ہدایت پر ہو۔

أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوَىٰ ۝ أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ۝ أَلَمْ يَعْلَمِ

یا تقویٰ کا حکم دیتا ہو (پھر روکنا کیسا؟) تو نے دیکھا کہ اگر اس نے جھٹلایا اور روگردانی کی (پھر کیا ہوگا؟) کیا وہ نہیں جانتا کہ

بَانَ اللَّهُ يَرَىٰ ۝ كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۝

یقیناً اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے۔ ہرگز نہیں اگر وہ باز نہ آیا۔ تو ہم ضرور اسے پیشانی کے بل ٹھیسٹیں گے لے

لَهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر بحوالہ تفسیر مجمع البیان

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے اور عیون اخبار الرضا میں امام رضا

علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ دونوں

حضرات جب اس سورہ کی تلاوت سے

فارغ ہوتے تو فرمایا کرتے: بلی دانا علی

من الشاہدین ۝

لے یا قراء ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد

باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ سب سے پہلی

سورت ہے جو نازل کی گئی۔ اور جس وقت میری

امین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں

اسے لے کر آئے۔ تو کہا یا محمد! اقرار پڑھے

آپ نے فرمایا: دما اقرار میں کیا پڑھوں اس

نے کہا: اقرار باسم ربك الذي خلق ۝ خلق

الانسان من علق ۝ یہاں خلق سے مراد یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آپ کے نور کو سب چیزوں سے

پہلے پیدا کیا ۝

لے مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی امام محمد

باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام کو آپ کی خاطر فر

کتابت سکھایا جسے وہ نہیں جانتے تھے ۝

لے يَنْهَىٰ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے

کہ ولید ابن مغیرہ لوگوں کو نماز سے روکا کرتا تھا۔

اور اس بات سے بھی کہ اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے

رسول کی اطاعت کریں پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت

نازل فرمائی ۝

لے بِالنَّاصِيَةِ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۲ پر ہے کہ سفح کے معنی

ہیں مضبوط پکڑنا اور زور سے کھینچنا۔ اور مطلب یہ

ہے کہ ہم اسکو پیشانی کے بل گرفتار کریں گے۔

اور جہنم میں قید رکھیں گے ۝

نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۝ فَلِيدْءُ نَادِيَةٍ ۝ سَنَدْءُ

وہ پیشانی جو جھوٹی خطا کا رہے۔ پھر چارویں کہ وہ اپنے مجلس (والوں) کو یکاے۔ ہم بھی عنقریب

الزَّانِيَةِ ۝ كَلَّا لَا تُطْعُهُ ۝ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے۔ ہرگز نہیں اس کی اطاعت نہ کر اور سجدہ کر اور (خدا کا) قرب حاصل کر۔

آيَاتُهَا ۝ سُوْرَةُ الْقَدْرِ مَكِّيَّةٌ ۝ رُكُوْعُهَا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ دعا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

یقیناً ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ شب قدر کیا چیز ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنْزِيلُ الْمَلَكَةِ وَالرُّوحِ

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح اپنے پروردگار کے

فِيهَا يَأْذِنُ رَبُّهُمْ مِنْ كُلِّ أَمْرٍ ۝ سَلَّمَ هِيَ حَتَّى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

اذن سے ہر معاملہ کر اترتے ہیں۔ یہ (رات) سلامتی ہی سلامتی سے یہاں تک کہ فجر طلوع ہو جائے۔

آيَاتُهَا ۝ سُوْرَةُ الْبَيِّنَاتِ مَكِّيَّةٌ ۝ رُكُوْعُهَا ۝

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ دعا اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ

اہل کتاب میں سے جو کافر ہو گئے۔ اور مشرک جدا ہونے والے نہیں تھے۔

مُنْفَكِّينَ حَتَّى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُولٌ مِّنْ اللَّهِ يَتْلُوا

یہاں تک کہ ان کے پاس روشن دلیل آجائے۔ (یعنی) اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول جو پاک

صُفْءًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ ۝ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ

صحیفہ پڑھتا ہے۔ ان میں بہت فرق نہیں اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی

لَهُ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ

معانی الاخبار جناب امیر المؤمنین

علیہ السلام سے منقول ہے

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے دریافت کیا کہ

یا علی! کیا تم جانتے ہو کہ

لَیْلَةُ الْقَدْرِ کا کیا مطلب ہے میں نے عرض

کی۔ یا رسول اللہ! جب تک آپ نہ بتائیں میں

کیونکر جانوں آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسی

رات میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے

سب مقرر فرما دیا ہے۔ پس من جملہ ان سب باتوں

کے تمہاری اور تمہاری اولاد کی ولایت بھی ہے

جو قیامت تک قائم رہنے والی ہے +

سُورَةُ الْبَيِّنَاتِ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی

امام محمد باقر علیہ السلام سے

منقول ہے کہ بیتہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم ہیں جیسا کہ آگے کی آیت

میں صاف ظاہر ہے۔

(یعنی رسول من اللہ یتلوا

صحفاً مطہراً)۔

تفسیر مجمع البیان میں ہے کہ اس سورہ کے

الفاظ تو مستقبل کے ہیں اور مضی ماضی کے +

سُورَةُ الْبَيِّنَاتِ ۝

تفسیر صافی ص ۵۴ پر ہے کہ اس کا مطلب

یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تصدیق میں کل اہل کتاب یک زبان تھے۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ مگر جیسے ہی مبعوث

فرمایا ویسے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ پس

بعض آپ پر ایمان لے آئے اور دوسرے

کافر ہو گئے +

التَّجْوِیْدُ ۱۱۱

الْبَيِّنَاتِ

الْبَيِّنَاتِ

أَوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۖ وَمَا

وہ متفرق نہیں ہوئے مگر بعد اس کے کہ ان کے پاس روشن دلیل آگئی۔ اور انہیں

أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ حُنَفَاءَ

نہیں حکم دیا گیا مگر یہ کہ وہ عبادت کو اسی کے لئے خالص کرتے ہوئے باطل سے کترا کر اسی کی عبادت کیا کریں

وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ۚ

اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کرتے رہیں اور یہی درست دین ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي تَارِخَتِهِمْ

یقیناً جو لوگ اہل کتاب میں سے کافر ہو گئے اور مشرک دوزخ کی آگ میں ہوں

خُلْدِينَ فِيهَا أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا

گئے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے وہی لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ یقیناً جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۚ جَزَاءُ وَّهُمْ عِنْدَ

اور انہوں نے نیک عمل کئے وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے پھر دگار

رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خُلْدِينَ فِيهَا

کے نزدیک ہمیشہ رہنے کی جنتیں ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۚ

والے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی ہوں گے یہ اس کیلئے جو جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا ہو۔

سُورَةُ الزَّلْزَلَةِ ۝ اٰیَاتُهَا ۸ رُكُوْعُهَا ۱

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زُلْزَالَهَا ۚ وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ

جب کہ زمین سمیت زلزلہ سے ہلائی جائے گی۔ اور زمین اپنے بوجھ نکال

أَتْقَالَهَا ۚ وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ

دے گی کہ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ اس دن وہ اپنی خبریں

دے گی کہ اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ اس دن وہ اپنی خبریں

لہ خیر البریۃ :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
والہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر میں منقول
ہے کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام
کی طرف توجہ فرما کر کہا: یا علی! خدا کی قسم اس
آیت میں تم مراد لئے گئے ہو۔ اور تمہارے پیروکار
تمہاری اور ان کی وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تم سب
اس شان سے آؤ گے کہ سروں پر تاج ہوں
گے۔ اور چہرے اور پیشانیوں نورانی ہوں گی
لہ اَتْقَالَهَا :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ اس
سے مراد ہیں۔ خزا مے اور دنیئے
اور مروجے



أَخْبَارَهَا ۚ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْخَىٰ لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ يُصْدَرُ

بیان کرے گی۔ کیونکہ تیرے پروردگار نے اسے حکم دیا ہو گا۔ اس دن لوگ جدا جدا ہو کر

النَّاسُ أَشْتَاتًا ۚ لِيُرَوَّاْ أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ

(قبور سے) نکل پڑیں گے لے تاکہ انہیں انکے اعمال دکھائے جائیں۔ پس جو کوئی ذرہ بھر نیکی

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

بھی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جو کوئی ذرہ بھر برائی کرے گا

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

وہ اسے دیکھ لے گا۔



لے أَشْتَاتًا :-

تفسیر صافی ص ۵۲ پر ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قبور سے نکل کر کھڑے ہونے کی جگہ تک جانے میں اپنے اپنے مراتب کے مطابق متفرق ہو جائیں گے۔ اور تفسیر قمی میں ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ مختلف حالتوں میں آئیں گے کچھ مؤمن ہوں گے کچھ کافر اور کچھ منافق +

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غازیوں کے ان گھوڑوں کی قسم کھائی ہے۔ جو دوڑتے ہیں اور دوڑنے میں ان کی سانس کی آواز نکلتی ہے +

تفسیر صافی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ چونکہ وہ ملک پیغمبر علیہ السلام سے لئے گھوڑوں کی ٹاپیں پڑنے سے چنگاریاں نکالتی تھیں +

سُورَةُ الْعَنَادِيتِ بِكَيْتٍ ۚ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ (پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

وَالْعَنَادِيتِ ضَبْحًا ۚ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۚ فَالْمُغِيرَتِ

قسم تیز دوڑنے والے ہانپتے ہوئے گھوڑوں کی + پھر پیغمبر پر ہم مار کر چنگاریاں نکالنے والی + پھر صبح کے وقت غارت

صَبْحًا ۚ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۚ فَالْمُغِيرَتِ

کر نیوالوں کی۔ پس انہوں نے اس کے ساتھ غبار اٹھایا۔ پھر انہوں نے (کافروں کے) ایک گروہ کو درمیان میں لے لیا

الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۖ وَإِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَرِيدٌ ۚ

یقیناً انسان اپنے پروردگار کے لئے البتہ ناشکر ہے۔ یقیناً وہ اس پر البتہ گواہ بھی ہے۔

وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۚ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعْثِرَ

اور یقیناً وہ مال کی محبت میں البتہ سخت ہے۔ پھر کیا وہ نہیں جانتا جب کہ جو ٹھہر

مَا فِي الْقُبُورِ ۚ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۚ إِنَّ

قبور میں نکالا جائے گا۔ اور جو ٹھہر سینوں میں ہے حاصل کر لیا جائے گا۔ یقیناً ان

رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۚ

کا پروردگار اس دن ان کی پوری پوری خبر رکھنے والا ہو گا۔



آيَاتُهَا

سُورَةُ الْقَارِعَةِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے)

الْقَارِعَةُ ۱ مَا الْقَارِعَةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۳

کھڑکھڑائی والی کھڑکھڑائی کیا ہے کھڑکھڑائی والی۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ کھڑکھڑائی کیا چیز ہے۔

يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ ۴ وَتَكُونُ الْجِبَالُ

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتھروں کی طرح ہو جائیں گے۔ اور پہاڑ دھنکی ہوئی

كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۵ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۶ فَهُوَ

رنجیلوں اور کی مانند ہو جائیں گے۔ پس رہا وہ شخص جس کی نیکیوں کا تول بھاری ہوگا۔ پس

فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۷ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۸ فَأَمَّهُ

وہ پسندیدہ عیش میں ہوگا۔ اور رہا وہ شخص جس کی نیکیوں کا تول ہلکا ہوگا۔ پس اس کا

هَآوِيَةٌ ۹ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ۱۰ نَارُ حَامِيَةٍ ۱۱

ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ اور تجھے کس چیز نے بتلایا کہ وہ (ہاویہ) کیا ہے۔ وہ آگ سے بھڑکتی ہوئی۔

آيَاتُهَا

سُورَةُ التَّكَاثُرِ مَكِّيَّةٌ

رُكُوعُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھا) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

أَلْهَكُمُ التَّكَاثُرُ ۱ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۲ كَلَّا سَوْفَ

تمہیں (ال دولت کی) کثرت نے غافل بنائے رکھا۔ یہاں تک کہ تم نے قبروں کی زیارت کی۔ ہرگز نہیں تم عنقریب

تَعْلَمُونَ ۳ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ۴ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ

جان لوگے۔ پھر ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے۔ ہرگز نہیں اگر تم یقینی طور پر

عِلْمَ الْيَقِينِ ۵ لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ ۶ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ

جان کو (تو غافل نہ رہو) پھر البتہ تم دوزخ کو ضرور دیکھو گے۔ پھر البتہ تم اسے یقین کی آنکھ سے

لہ الْقَارِعَةُ :-

تفسیر صافی ص ۵۲۶ پر ہے۔ کہ یہ قیامت کا نام اس لئے ہے کہ لوگوں کے حواس کو پریشان کر دے گی۔ اور اجرام فلکی کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے تتر بتر کر دے گی۔

لہ الْمَبْثُوث :-

تفسیر صافی ص ۵۲۶ پر ہے کہ یہ لوگوں کی کثرت۔ ان کی ذلت۔ ان کی پریشانی اور ان کی گھبراہٹ کا اظہار ہے۔

لہ الْمَنْفُوش :-

تفسیر صافی ص ۵۲۶ پر ہے کہ یہ بڑے بڑے پہاڑوں کے ڈر سے بکھر جانے کا اور ہوا میں اڑتے پھرنے کا ذکر ہے۔ کیونکہ رنجیلوں اور کودھنکنے سے اس کا روال روال الگ ہو جایا کرتا ہے۔

لہ اصحاب الفیل

ابوہریرہ بن الصبیاح نے صنعائیں ایک "کعبہ" بنوایا۔ جس کا نام قلینس رکھا۔ اور لوگوں کو اس کعبے کے طواف پر مجبور کیا۔ ایک من چلارات کے وقت موقع پا کر اس "کعبے" میں پاخانہ پھر گیا۔ جس پر ابوہریرہ بھڑک اٹھا۔ اور ایک طاقتور فوج جس میں ۱۳ ہاتھی بھی تھے، لے کر کعبہ اللہ کو گرانے کی ٹھان لی۔ کہتے ہیں کہ مکہ کے قریب پہنچ کر ہاتھی رک گئے۔ اگر انہیں صنعائی کی طرف متوجہ کیا جاتا تو چیل پڑتے ورنہ بیٹھ جاتے۔

مکہ کے پاس عبدالمطلب (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد امجد) کے دو سواونٹ چرہ ہے تھے۔ جنہیں ابوہریرہ نے پکڑ لیا۔ جب عبدالمطلب انہیں چھڑانے کے لئے آئے تو ابوہریرہ کہنے لگا: تم قریش کے سردار ہو۔ اور کعبہ کے متولی بھی تم کو معلوم ہے کہ میں کعبہ گرانے آیا ہوں۔ حیرت ہے کہ تمہیں اونٹوں کی فکر ہے لیکن کعبہ کی کوئی فکر نہیں!

عبدالمطلب نے کہا: میں صرف اونٹوں کا مالک ہوں۔ اس لئے مجھے ان کی فکر ہونی چاہیئے۔ باقی رہا کعبہ۔ تو اس کا بھی ایک مالک موجود ہے۔ جو مجھ سے بہت زیادہ طاقتور ہے۔ وہ خود اسے بچالے گا۔ میں تمہاری خوشامد کیوں کروں؟ اتنے میں ابابیل منہ میں کنکر لئے آ پہنچے۔ کنکر ہاتھیوں، گھوڑوں اور سپاہیوں کے جسم سے سیدھے پار نکل جاتے تھے۔ یہاں دو معتمدے حل طلب ہیں۔ (۱) ابابیل کا پتھر لے کر آنا۔ (۲) پتھروں سے گھوڑوں وغیرہ کا ہلاک ہو جانا۔ پہلا معتمدہ ضرور حل طلب ہے اور انسانی علم ابھی اس راز سے نقاب اٹھانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔ اور دوسرے معتمدے کو آج قانون افتادہ نے حل کر دیا ہے۔ قانون افتادہ: اگر ہم ہوائی جہاز سے جو دس ہزار فٹ کی بلندی پر اتر رہا ہو۔ ایک پتھر پھینکائیں۔ تو کشش ارضی کی وجہ سے ہر ثانیہ کے اس پتھر کی رفتار بڑھتی چلی جائے گی۔ حساب کرنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ یہ رفتار پہلے سیکنڈ میں صرف ۱۶ فٹ دوسرے میں ۲۶۔ تیسرے میں ۴۶ اور چوتھے میں ۱۲۸

فٹ ہوگی۔ پہلے سیکنڈ کو ۱۶ سے اور پھر ہر سیکنڈ کو ۳۲ سے ضرب دیتے جاتیے۔ اس سیکنڈ میں پتھر کی رفتار معلوم ہو جائیگی۔ اگر ہم ایسی بلندی سے پتھر پھینکائیں کہ اسے زمین تک آتے آتے دو منٹ تک جا میں تو آخری سیکنڈ میں اس کی رفتار ۳۸۴۰ فٹ ہوگی۔ یعنی ہندوق کی گولی کی رفتار سے تقریباً نصف۔ اگر ابابیل نے ایسی بلندی سے کنکر پھینکائے ہوں جہاں زمین تک پہنچنے میں دو اڑھائی منٹ صرف ہو گئے ہوں تو ظاہر ہے کہ ان کنکروں کی رفتار زمین کے قریب چار پانچ ہزار فٹ ثانیہ ہوگی۔ جو انسانوں اور حیوانوں کے مارنے کے لئے کافی سے زیادہ ہے۔ (اور قرآن ص ۱۳) (ونڈر ز آف دی ماڈرن۔ ان وین شن (WONDERS OF THE MODERN INVENTION) ثلثہ بحجارتہ :-

تفسیر صفائی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے۔ کہ ہر پرندہ کے پاس تین تین کنکریاں تھیں۔ ایک ایک چونچ میں اور دو دو چوہوں میں۔ ہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۱ اَلَمْ یَجْعَلْ

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیسا (معاملاً) کیا۔ کیا اس نے

کَیْدَهُمْ فِیْ تَضْلِیْلِ ۲ وَاَرْسَلَ عَلَیْہِمۡ طَیْرًا اَبَیْلَ ۳

ان کی تدبیر کو ضائع نہیں کر دیا۔ اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیئے۔

تَرْمِیْمٌ بِحِجَارَةٍ مِّنۡ سِجِّیْلٍ ۴ فَجَعَلَهُمْ کَعْصَفٍ ۵

وہ ان پر پتھر کی کنکریاں بھیجتے تھے۔ پس اس نے انہیں کھائے ہوئے بھوسے کی مانند کر دیا۔

اٰیٰتُہَا ۲ سُوْرَةُ الْقُرْاٰنِ الْحٰکِیْمَةِ ۱ رَکُوْعُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

لَا یَلِیْفُ قُرَیْشٌ ۱ الْفَرَمُ رَحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ ۲

قریش کو مانوس کر دینے کی وجہ سے جو انہیں جاڑے اور گرمی کے سفر سے الفت ہے۔

فَلِیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ۳ الَّذِیْ اَطَعَهُمْ مِّنۡ

انہیں چاہیئے کہ وہ اس گھر (کعبہ) کے پروردگار کی عبادت کرتے رہیں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا۔

جُوْعَةٍ ۴ وَاَمَنَهُمْ مِّنۡ خَوْفٍ ۵

اور ان کو خوف سے امن دیا۔

اٰیٰتُہَا ۶ سُوْرَةُ الْمَآءِ عَوْنٌ ۱ رَکُوْعُہَا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

اَرَعِیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالذِّیْنِ ۱ فَاِنَّ الَّذِیْ یَدْعُ

(اے رسول) کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹکتا ہے۔ پس یہی وہ ہے جو شیم کو لے

منزل

منزل

منزل

منزل

الْيَتِيمَ ۖ وَلَا يَخْضُ عَلَى طَعَامِ السُّكِينِ ۝ فَوَيْلٌ

دھکے دیتا ہے۔ اور ایک دوسرے کو میاں کھانا کھانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس غمادیوں کے

لِلْمُصَلِّينَ ۖ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ﴿٥﴾

لئے خراب ہے۔ جو اپنی نماز سے غفلت کرنے والے ہیں۔

الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۖ وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝

جو (نماذ کا) دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور عماریت دینے والی چیزوں سے منع کرتے ہیں۔

رُكُوعُهَا

سُورَةُ الْاَنْعَامِ

آیاتہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھو) ساتھ مع اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور نہایت رحم والا ہے)

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۖ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۚ

یقیناً ہم نے یہیں کوثر عطا کیا ہے پس تو اپنے پروردگار کیلئے نماز پڑھنا اور رفع یدین کرتا رہے

إِنَّ شَانِيكَ هُوَ الْآبُتْرُ ٤ (٣)

یقیناً تیرا دشمن ہی ہے اولاد رہے گا۔

رُكُوعًا

سُورَةُ الْكَافِرُونَ مَكِّيَّةٌ

يَا قُتَيْبَا

وَاللَّهُ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ

پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے ، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۝ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝ وَلَا

(اے رسول) کہہ دے کافرو! میں اس کی عبادت نہیں کرتا جس کو تم پلو جتے ہو گے اور نہ تم

نَتُّمُ عِبَادُونَ مَا أَعْبُدُ^٣ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ^٤

اس کی عبادت کرنیوالے جو جس کی میں عبادت کرتا ہوں - اور نہ میں اس کی عبادت کرنیوالا ہوں جس کی تم نے دوجہاں کی

لَا أَنْتُمْ عِبَادُونَ مَا أَعْبُدُهُ ۖ لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينٌ ﴿٦﴾

درہ قم اس کی عبادت کریو گے ہو سکی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارا دین تمہارے لئے ہے اور میرا دین میرے لئے ہے۔

منزل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)
 نکل جاتی تھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔
 فجعلہم کعصب ما کولہ یہی روایت بہ کمی بیشی
 الفاظ کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام
 سے منقول ہے *
 سے کتاب :-

تفسیر صافی ص ۵۴ پر بحوالہ تفسیر قمی
منقول ہے کہ یہ سورت ابو جہل اور کفار
فریش کے بارے میں نازل ہوئی +
۱۵ یتدع

تفسیر صفائی ص ۵۲ پر بحوالہ تفسیر قمی
منقول ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یتیم کو اس
کا حق نہیں دیتے۔ ایک قول کے بموجب ابو جہل
ایک یتیم کے مال کا سر پرست تھا۔ ایک موقع پر
ایک یتیم بربہنہ حالت میں اس کے پاس آیا۔ اور اپنے
حق مال سے اس نے کچھ طلب کیا۔ ابو جہل نے اس
کو بٹا دیا اور ابوسفیان نے ایک اونٹ خریدا
یا تھا۔ اس سے یتیم نے گوشت مانگا تو ابوسفیان
نے اس کو اپنے عصا سے مارا۔

(حاشیہ صفحہ ۱۷۱)
سَاحُونِ :-

تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ تفسیر قمی
 صاف ہے کہ اس سے تارک الصلوٰۃ لوگ
 راد ہیں۔ کیونکہ مسجد تو نماز میں ہر انسان ہوتا ہے۔
 تفسیر عیاشی میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ
 السلام سے اس آیت کا مطلب دریافت کیا گیا
 کہ کیا یہ سہو و سوسہ شیطان ہے؟ فرمایا: نہیں
 ہر شخص کو پیش آتا رہتا ہے۔ بلکہ یہاں سہو
 مراد غفلت کا کرنا اور نماز کا اول وقت سے
 عذر چھوڑ دینا ہے۔

تفسیر صافی ص ۵۳ پر ہے کہ اس سے مراد
خیر کثیر یعنی علم و عمل اور نبوت اور کتاب اور
نارین اور ذریت طیبہ۔
اور تفسیر مجمع البیان میں امام جعفر صادق
سلام سے منقول ہے کہ اس سے مراد
عت ہے۔ نیز انہی حضرت سے
مل ہے کہ کوثر جنت میں ایک نہر ہے
مذ تقای نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و
سلم کو ان کے بیٹے کے عوض میں عطا فرمائی۔
ان حضرات۔۔۔ تفسیر صافی ص ۵۳ پر بحوالہ

معین کہنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ
تھے ہیں۔ **عَلَا أَحَبُّ**
کہ ابوشامہ و یصافی نے ابو جعفر احوال سے اس سو
بندہ کے اور امام جعفر و اوق کی خدمت میں

بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ

سال تم ہمارے خداؤں کی پرستش کیا کرو اور
ایک سال ہم تمہارے خدا کی پرستش کر لیا
کریں گے۔ اور ایک سال ہم تمہارے خدا
کی پرستش کریں گے اور ایک سال تم ہمارے
خداؤں کی پرستش کیا کرنا۔ پس جس انداز سے قریش
نے درخواست کی۔ اسی انداز سے اللہ تعالیٰ نے بھی
جواب دیا۔ چنانچہ ابو جعفر اہول نے عربینہ سے
واپس آکر ابو شاکر و یصانی کو مطمئن کر دیا +

وقف اللہ علیہ السلام

لہ ثبت یداً آ۔
تفسیر صفائی ص ۵۳۸ پر ہے کہ تبارک کے
معنی ہیں ایسا نقصان جو ہلاکت تک پہنچائے
اور پیدا سے مراد ہے اس کا نفس اور ذات یا
دنیا و آخرت +

۱

رکوعہا

سُورَةُ النَّصْرِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا ۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْفَتْحُ ۚ وَرَأَيْتَ النَّاسَ

جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح آئے گی۔ اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ وہ اللہ تعالیٰ

يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۚ فَبِئْسَ بَعْثُكَ

کے دین میں فوج فوج ہو کر داخل ہوتے ہیں۔ پس تو بھڑکے اپنے پڑ و گار کی بیخ کنی کرتا رہ۔

وَاسْتَغْفِرُهُ ۚ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ۝

اور اس سے بخشش طلب کر۔ یقیناً وہ بڑا رجوع قبول کرنے والا ہے۔

رکوعہا

سُورَةُ الْبَلَدِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا ۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ ۚ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُ مَالُهُ

ٹوٹ جائیں دونوں ہاتھ ابولہب کے لہ اور وہ ہلاک ہو جائے۔ نہ تو اس کے مال نے ہی اس سے کفایت کی اور

وَمَا كَسَبَ ۚ سَيَصْلَىٰ نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۚ وَامْرَأَتُهُ

نہ ہی اس نے جو اس نے کمایا۔ عنقریب وہ (جہنم کی) بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوگا۔ اور اس کی بیوی (بھی)

حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۚ فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّن مَّسَدٍ ۝

لوڑیاں اٹھانے والی۔ اس کے گلے میں کھجور کی پھال کی رسی ہوگی۔

رکوعہا

سُورَةُ الْاٰخِلَآءِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا ۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
(پڑھو) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

منزل ۹

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْهُ وَ

(اے رسول کہو) کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے نہ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنم دیا اور

لَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

نہ وہ جنم گیا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔

رُكُوعُهَا

سُورَةُ الْفَلَقِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ

(اے رسول) تم کہو کہ میں صبح کے پُروردگار کی پناہ مانگتا ہوں نہ ہر چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔ اور

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثِ

اندھیری رات کے شر سے جبکہ وہ چھا جائے۔ اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں کے

فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

شر سے۔ اور حسد کرنے والے کے شر سے جب کہ وہ حسد کرے۔

رُكُوعُهَا

سُورَةُ النَّاسِ مَكِّيَّةٌ

آيَاتُهَا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

(پڑھ) ساتھ مدد اللہ تعالیٰ کے، جو بہت مہربان (اور) نہایت رحم والا ہے۔

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ إِلَهِ

(اے رسول) تم کہو کہ میں پناہ لیتا ہوں لوگوں کے پُروردگار کی۔ لوگوں کے بادشاہ کی۔ لوگوں کے

النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي

معبود کی۔ (دوسرے ڈال کر) بچھے ہٹ جائیوے شیطان (خناس) کے وسوسوں کے شر سے تلہ جو لوگوں

يُوسِسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

کے سینوں میں وسوسے ڈالتا رہتا ہے۔ جنوں اور آدمیوں میں سے۔

نَزْلُ

لَهُ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝

تفسیر صافی ص ۵۳۹ پر بحوالہ تفسیر قمی منقول ہے کہ اس سورہ کی شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ اپنے پروردگار کا نسب نامہ بیان کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔

اور التوحید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس کی تفسیر میں منقول ہے۔ کہ قُل کا مطلب یہ ہے کہ اس چیز کا اظہار کر جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور جس طرح حرفوں کو جمع کر کے تجھے اطلاع دی ہے اور تجھے ہم نے پڑھ کر سنا دیئے۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے ہر وہ شخص جو توجہ کر کے دل کے کافوں سے نکلے۔ ہو ایک اکم ہے جس میں کنایہ اور اشارہ غائب کی طرف ہے۔ پس اس کی تفسیر کر کے بتلانی ہے کہ وہ معانی ثابت و قائم ہے۔ اور واؤ اس بات کا اشارہ کرتی ہے کہ جو اس قسم سے غائب ہے۔ جیسے کہ تم ہذا کا اشارہ ایسی چیز کی طرف کرتے ہو جو ظاہری حواس سے محسوس ہوتی ہو۔ اور

یہ بات کافروں کی تنبیہ کے لئے ہے کہ وہ اپنے خداؤں کے متعلق ایسا حرف اشارہ استعمال کیا کرتے تھے جو سامنے والی چیز کیلئے استعمال ہوا کرتا ہے چنانچہ کہتے تھے ہذا واللہنا کہ ہمارے خدا ایسے ہیں۔ جو کھل آنکھوں کے سامنے دکھائی دیتے ہیں۔ تو اے محمد! تم بھی اپنے خدا کو جس کی طرف بلا تے ہو۔ ایسا اشارہ کرو کہ ہم بھی اسے دیکھ لیں اور اسے پالیں۔ اور اس کے بارے میں حیران نہ رہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی کہ

لَهُ الْفَلَقِ ۝ تفسیر صافی ص ۵۴۰ پر ہے کہ فلق کے معنی ہیں پھٹ کر علیحدہ ہو جانا۔ اور یہ اصطلاح پوچھنے کے لئے مخصوص قرار پائی ہے۔ اس لئے یہی مطلب دیا جاتا ہے۔

لَهُ الْخَنَّاسِ ۝ تفسیر صافی ص ۵۴۰ پر ہے کہ خناس شیطان کا نام ہے۔ اور اس کے لفظی معنی ہیں ہر نیکی کے کام کو تاخیر میں ڈالنے والا۔ کافی اور تفسیر عیاشی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ ہر مومن کے دل میں دو کان ہیں۔ ایک میں تو خناس ایسے وسوسے پھونکتا رہتا ہے۔ اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس مومن فرشتے کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے واید ہم برچ منہ (پناہ المجدلہ ج)

وسوسے پھونکتا رہتا ہے۔ اور ایک میں فرشتہ اپنی آواز پہنچاتا رہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس مومن فرشتے کے ذریعہ سے تائید کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے واید ہم برچ منہ (پناہ المجدلہ ج)

دُعَاءِ خَتَمِ الْقُرْآنِ
 اللَّهُمَّ إِنِّي وَحْشَتِي فِي قَبْرِی
 اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي بِالْقُرْآنِ الْعَظِيمِ وَاجْعَلْهُ لِي
 إِمَامًا وَنُورًا وَهُدًى وَرَحْمَةً اللَّهُمَّ ذَكِّرْنِي مِنْهُ مَا
 نَسِيتُ وَعَلِّمْنِي مِنْهُ مَا جَهِلْتُ وَارْزُقْنِي تِلَاوَتَهُ
 إِنَاءً يَبِلُ وَإِنَاءً الْتِهَامِ وَأَجْعَلْهُ
 لِي حُجَّةً يَأْكُرُ بِهَا الْعَالَمِينَ
 آمِينَ ط

سرٹفکیٹ تصحیح

میں نے القرآن المبیین تفسیر المتقین کو اول تا آخر حرف بحرف بغور پڑھا ہے۔
 بنا بریں میں تصدیق کرتا ہوں۔ کہ اس کے متن یا حاشیہ میں کوئی اعرابی یا لفظی غلطی
 نہیں ہے (واللہ اعلم)

حافظ سراج الدین منشی فاضل پروف ریڈر

مکان ۳۴ حق سٹریٹ نمبر ۴ نئی آبادی گڑھی شاہو — لاہور

دستخط مانتظ سراج الدین منشی فاضل
 حافظ سراج الدین

الحمد لله شكراً الى الصاب الزمان

يا صاب حبيب الزمان

